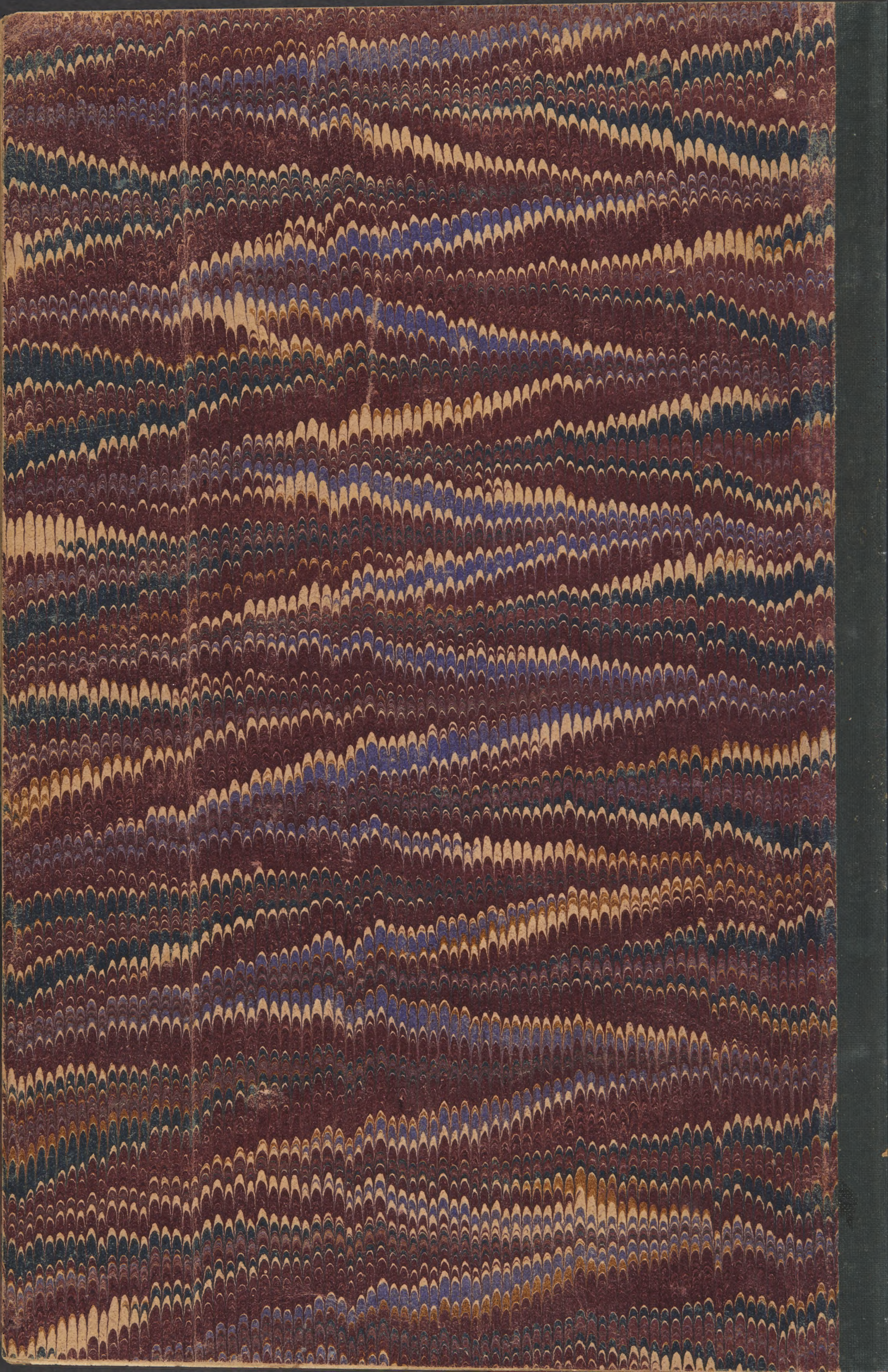




فہرست داستانہاے کوچک باختر جلد دوم

مضمون	صفحہ
دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا ملکہ قاسم کا لشکر بدیع الزمان مین اور دریافت کرنا بدیع الزمان کو امیہ بن عمرو سے اور روانہ ہونا بہ تلاش بدیع الزمان و کیفیت دیگر۔	٧
دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر ملک کو درمیان دریا کے گھیرنا سلیمان زنگی کا پھر ہوشیار ہوکے صندوق سے نکالنا بدیع الزمان کا اور مقابلہ کرنا سلیمان سے اور زیر کرنا سلیمان کو اور بظاہر مسلمان ہونا سلیمان کا جان کے خوف سے اور جزیرۂ ارغوان مین اپنے مکان پر بلا کر فریبانہ دعوت کے حیلے سے گرفتار کرنا سلیمان کا آمادہ ہونا قتل بدیع الزمان پر اور ملکہ کا سفارش کرکے بدیع الزمان کو بچانا اور پھر بدیع الزمان کو صندوق مین بند کرکے دریا برد کرنا اور گوہر ملک کا بھاگ کر جانا کشتی پر اور پھر سلیمان کا گھبرا کر دریا مین گھوڑا ڈالنا اور نقابدار پلنگینہ پوش کا آنا اور قتل ہونا سلیمان کا دست نقابدار سے اور مسلمان کرنا ساکنان ارغوان کو اور سکہ جاری کرنا بنام بدیع الزمان پھر ملکہ گوہر ملک کا جانا طرف سنجان کے بیان کیے جاتے ہین۔	٩
دو کلمہ داستان حیرت فزاے پیر و جوان لوٹ جانا کشتی کا ملک قاسم کی اور بہ جانا قاسم کا ایک تختہ پر اور پہونچنا قاسم کا اس جگہ جہان کنارے پر دھوبی کپڑے دھو رہے ہین اور پھنسنا ایک صندوق کا جال مین قاسم کا ماہی گیر کے شریک ہوکے اسکو نکالنا صندوق کھول کے پہچاننا بدیع الزمان کو پھر مقابلہ ہونا قاسم و بدیع الزمان کا براے دنگل فیصلہ کرنا نقابدار سمند پوش کا دونون مین پھر صحرا نورد ہونا قاسم و بدیع الزمان کا جدا جدا براے فتح ملک سنجان اور ملاقی ہونا عوج قلندر سے اور مرید ہونا شاہزادہ بدیع الزمان کا۔	١٤
دو کلمہ داستان شجاعت بیان شہزادہ قاسم ذیشان و تکلیف راہ کی ملنا ہمایون بن شداد کا صحرا مین اور اسکے ساتھ جانا دربار مین گنجاب بن گنجور ملک حرمان و دیوکش کے۔	١٩
داستان بدیع الزمان کی کہ بسبب طعنہ زنی فقیرون کے کشکول گدائی لیکر مانگنا بدیع الزمان کا اور روپیہ اشرفیان لاکر دینا عوج قلندر اپنے مرشد کو اور پھر مانگنے جانا راہ مین ملاقات ہونا حکیم فاروس سے اور سواری دیکھنا ملکہ گوہر ملک کی اور علاج کرنا ملکہ گوہر ملک کا اور دربار مین گنجاب کے جانا ہمراہ حکیم فاروس کے۔	٢١
داستان زین خنگ داماد نوشیروان و شہیال ابن شہرخ یعنی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ثابت ہونا کہ بدیع الزمان کو ایک نقابدار مرصع پوش لگا کر لیگیا اور قاسم بھی اپنے چچا کی جستجو مین چلے گئے اور اڑھائی سو سردار چوری گئے پھر امیر باتوقیر کا طلایہ پھرنا پھر مظفر فاریابی کا امیر کو بیہوش کرکے گرفتار کرنا گنبد جمشید مین پھر عمرو کا تلاش امیر مین نکلنا اور عجائب عیاریان اور سرداران کا معلوم ہونا اور جنگ وجدل لشکر اسلام اور خنجر خان بن گنجاب سے اور شلیط خان بن گنجاب سے بشراکت لشکر گاؤلنگی گاؤسوار کے کہ مدد کو آئے تھے اور مسلمان ہونا اسکندر کوفی اور اسکی دختر کا کہ تمام اسکا قتانہ ہوا اور رہائی سب سردارون کی پھر کرب کا سب کو لیکر ہمراہ مراجعت طرف لشکر اسلام کرنا۔	٢٧
داستان گاؤلنگی گاؤسوار کا فوج لیکر لشکر امیر پر شبخون مارنا اور جنگ وجدل بلکہ جنگ مغلوبہ ہونا رات سے اور صبح تک اور صبح کو کرب غازی کا مع سرداران نامی جنگ مین شریک ہونا آخرکار ایک نقابدار زمرد پوش کا اس لڑائی کو فتح کرنا پھر عیاریان خواجہ عمرو وغیرہ کی اور رہائی امیر باتوقیر کی۔	٣٥
داستان آنا رستم خان بن گاؤلنگی گاؤسوار کا ملک باختر سے مع لشکر جرار بیس ہزار کے پدر نامہنجار گاؤلنگی گاؤسوار کی خدمت مین برسر یہ اور کہنا پدر نامہنجار سے کہ آپ لشکر اسلام سے کیون نہین مقابلہ کرتے کہنا گاؤلنگی گاؤسوار کا بیٹے سے کہ سرداران لشکر اسلام سے سربہ ہم ہوسکینگے یہ سنکے طبل جنگ بجوانا اور مجادلہ و مقاتلہ ہونا لشکر اسلام سے اور زیر ہوکر مسلمان ہونا رستم خان بن گاؤلنگی گاؤسوار کا پھر بعد اسکے رستم خان کا گاؤلنگی گاؤسوار	

مضمون	صفحہ
کے پاس آنا مسلمان کرنے کو پھر جنگ و جدل باہم ہونا اور گرفتار ہو جانا رستم خان کا۔	۴۹
ذکر بدیع الزمان کی نشور تن نشتار سے کشتی ہونا اور بڑے سامان سے اکھاڑے کی تیاری زیر دیوار باغ ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش کیا جاتا ہے۔	۵۴
داستان شاہزادہ بدیع الزمان کی بیان کیجاتی ہے۔	۶۹
داستان شاہزادۂ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان والاشان	۷۵
داستان شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کی بیان کیجاتی ہے	۸۶
اب دو کلمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان بیان ہوتے ہین۔	۹۵
شاہزادۂ رستم دل سہراب توان بدیع الزمان کا بیان ہے۔	۱۰۰
حال ملکہ غنچۂ خاتون بیان کیا جاتا ہے۔	۱۱۳
حال ترک جوشن پوش کا بیان ہوتا ہے۔	۱۱۷
شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا بیان ہے۔	۱۱۸
داستان شاہزادۂ بدیع الزمان والاشان۔	۱۲۵
داستان اضطراب جناب عصمت مآب ملکہ گوہر ملک۔	۱۲۷
داستان صعوبت بیان ترک جوشن پوش۔	۱۳۱
داستان شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم۔	۱۳۹
داستان شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن۔	۱۴۶
ذکر شبو تیرہ بخت کا۔	۱۴۷
چند مغرور نکمہ اسون کا حال گزارش کیا جاتا ہے۔	۱۵۱
حال مرجان تیز رفتار عیار کا بیان کیا جاتا ہے۔	۱۵۴
شمہ داستان ملکہ گوہر ملک کی بیان کیجاتی ہے۔	۱۶۰
ذکر ہمراہیان فضل بن گیاہور خون آشام بیان ہوتا ہے۔	۱۶۱
حال اُن پانچ ہزار سوارون کا بھاگ کر شہر سنجان کو گئے	۱۶۹
داستان شاہزادہ بدیع الزمان گزارش کیجاتی ہے۔	۱۷۵
اب شمۂ حال حیرت بیان ملکہ گوہر ملک بیان کیا جاتا ہے	۱۸۰
داستان شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری۔	″
اب شمۂ داستان گنجاب علیہ اللعن والعذاب بیان کیجاتی ہے	۱۸۸
حال شاہزادۂ بدیع الزمان باقبال کا گزارش کیا جاتا ہے	۱۹۳
دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین۔	۱۹۹
دو کلمہ داستان فطرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان کیے جاتے ہین۔	۲۰۶
حال شاہزادۂ بدیع الزمان بیان ہوتا ہے۔	۲۳۳
حال عمرو بیان ہوتا ہے۔	۲۳۴
دو کلمے داستان قیطول خداوندی لقا کے بیان کیے جاتے ہین	۲۴۳
ذکر بدیع الزمان و حالات ملکہ گوہر ملک و نزخرفات گنجاب	۲۴۸
اب شمہ حال گنجاب علیہ اللعن سے بیان کیا جاتا ہے۔	۲۵۰
داستان گنجاب علیہ اللعن والعذاب بیان کی جاتی ہے۔	۲۵۴
حال شاہزادۂ باقبال بدیع الزمان کا بیان کیا جاتا ہے۔	۲۶۱
اب دو کلمے داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار سے گزارش کیے جاتے ہین۔	۲۷۴
حال ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بیان کیا جاتا ہے	۲۸۲
اب شمہ داستان حیرت بیان امیہ بن عمرو کی بیان کیجاتی ہے	۲۸۶
ذکر ناہید جادو و ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا بیان ہوتا ہے۔	۲۸۷
اب شمہ حال خزان مآل مردود ملعون توسن جادو کا بیان کیا جاتا ہے۔	۲۹۰
داستان امیہ بن عمرو کی گزارش کیجاتی ہے۔	۲۹۱
داستان توسن جادو اور عقاب لقلی کی بیان کیجاتی ہے	۲۹۳
حال امیہ بن عمرو کے بعد فتح ہونے طلسم سلیمانی کے تجدید شاہزادہ بدیع الزمان کے چلا ہے۔	۲۹۷
دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین	۲۹۸ و ۲۹۹
آنا نقابدار زمرد رنگ کا صحرا کی طرف سے اور دریافت حال نقابدار کرنا عمرو سے اور بیان کرنا عمرو کا پھر جانا حرم سرا حمزہ مین اور غصہ مین براے قتل نقابدار جانا امیر کا اور بعد دریافت حال پھر آنا اور پوچھنا عمرو کا کیفیت نقابدار امیر سے اور بیان کرنا امیر کا۔	۳۰۹
آنا چار نقابدار و نکا خدمت حمزہ مین اور عرضی دنیا واسطے شادی کرنے اپنی لڑکیون کے و دیگر حالات۔	۳۱۷

مضمون	صفحہ
شمہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان اور خاور سیاہ ملک قاسم بیان کی جاتی ہے۔	۳۴۶
اب دو کلمے داستان فطرت بیان مرجان تیز رفتار سے گزارش کیے جاتے ہین۔	۳۵۴
دو کلمے داستان ارزق شب گرد حرامی کو زوال شہر عجم کے بیان کیے جاتے ہین۔	۳۶۴
اب شمہ حال شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ سے بیان کیا جاتا ہے	۳۸۸
اب دو کلمے داستان فضل بن گیاہور خون آشام سے بیان کیے جاتے ہین۔	۳۹۶
ذکر ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری گزارش کیا جاتا ہے	۳۹۹
داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم بیان کیجاتی ہے۔	۴۰۷
حال لندھور بن سعدان و مالک اژدر بیان ہوتا ہے۔	۴۰۸
اب دو کلمے داستان لندھور بن سعدان سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۰۹
حال بدیع الزمان بیان ہوتا ہے۔	۴۱۲
دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۱۸
دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے بیان کیے جاتے ہین	۴۱۹
ذکر لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران بیان ہوتا ہے	۴۲۰
اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان سے گزارش کیے جاتے ہین۔	۴۲۲
شمہ داستان لشکر فیروزی اثر کیفیت کشتیون کی طوفانی اور تباہ ہونے کی بیان کیجاتی ہے۔	۴۲۵
دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۲۶
دو کلمے داستان نکبت بیان گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۳۰
دو کلمے داستان شاہزادۂ قاسم کے بیان کیے جاتے ہین	۴۳۴
دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران سے گزارش کیے جاتے ہین	۴۳۶
دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان سے بیان کیے جاتے ہین	۴۳۷
شمہ داستان شاہزادۂ بدیع الزمان سے بیان کیا جاتا ہے	۴۳۸
دو کلمے داستان شہنشاہ پرورکہ قاف ملکہ آسمان پری سے گزارش کیے جاتے ہین۔	۴۳۹
دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران سے گزارش کیے جاتے ہین۔	۴۴۲
دو کلمے داستان شوکت بیان شہنشاہ اسلام سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۴۶
دو کلمے داستان ان طوفانی اور تباہی شدہ کشتیون سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۴۸
شمہ حال خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان اور مالک اژدر سے گزارش کیا جاتا ہے۔	۴۵۰
دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۵۱
دو کلمے داستان سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے دور فا زنجیر خاے کے باپ کے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۵۴
دو کلمے داستان تباہی زدہ طوفانی کشتیون سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۵۶
شمہ داستان انھین طوفانی کشتیون کی بیان کیجاتی ہے	۴۶۱
دو کلمے داستان کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۶۲
دو کلمے داستان انھین طوفانی تباہی زدہ کشتیون سے گزارش کیے جاتے ہین۔	۴۶۴
دو کلمے داستان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم سے گزارش کیے جاتے ہین۔	۴۶۶
دو کلمے داستان فرامرز عاد مغربی سے بیان ہوتے ہین	۴۶۸
شمہ داستان شاہزادۂ عمرو بن رستم سے گزارش کیا جاتا ہے	۴۶۹
شمہ داستان شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیا جاتا ہے۔	مد

مضمون	صفحہ
شمہ داستان بہرام گرد بن خاقان چین سے گزارش کیا جاتا ہی	۴۷۲
دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۷۵
دو کلمے داستان گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۸۰
ذکر امیر حمزہ صاحبقران بیان ہوتا ہی۔	۴۸۱
دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گزارش کیے جاتے ہین۔	۴۸۳
داستان ملک قاسم کی بیان کیجاتی ہی۔	۴۸۴
شمہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۸۵
داستان بارگاہ لقا مشرک خدا بیان کی جاتی ہی۔	۴۸۸
دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان گرد لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۹۱
داستان شوکت بیان حمزۂ صاحبقران گزارش کیجاتی ہی	۴۹۴
دو کلمے داستان ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۹۵
جانا شاہزادۂ جمہور کا طلسم ہزار اسپ مین اور ملکہ کوکبہ روشن تن کا ہمراہ شمیم عیار۔	۴۹۷
دو کلمے داستان کوکبہ کے بیان کیے جاتے ہین۔	۵۰۲
اب دو کلمے داستان منظلم تیرہ بخت کے بیان ہوتے ہین۔	۵۱۷
دو کلمے داستان رضیہ سلطان کے گزارش کیے جاتے ہین۔	۵۲۳
دو کلمے داستان حال منظلم اور تیرہ بخت کے سنیے۔	۵۲۴
حال طلسم کشا منظلم سے تیرہ بخت کا بیان کرنا و قید ہونا ظفران کا کیفیت ملکہ رضیہ کی۔	۵۳۳
دو کلمے داستان اخرس اور تیرہ بخت کے بیان ہوتے ہین	۵۳۷
حال ظفران زاہد اور عمرو کا۔	۵۳۸
دو کلمے داستان عمرو کے بیان کیے جاتے ہین۔	۵۴۰
حال طلسم کشا کا بیان کیا جاتا ہی۔	۵۴۲
دریافت کرنا ظفران زاہد اور ظفران جنی کا مہر نوش سے ممتاز	۵۶۱
دو کلمے داستان جانا امیر کا گنبد ریاضتگاہ مین بیان کیجاتے ہین	۵۷۴

مضمون	صفحہ
دو کلمے داستان لقائے بے بقا بیان کیے جاتے ہین۔	۵۹۷
دو کلمے داستان مہر سپہر عیاری کے بیان ہوتے ہین۔	۶۰۱
دو کلمے داستان امیر کے بیان کیے جاتے ہین۔	۶۰۳
داستان شاہزادہ بدیع الزمان سے بیان ہوتا ہی۔	۶۰۴
حال امیر باتوقیر بیان ہوتا ہی۔	۶۱۰
دو کلمے داستان گنجاب علیہ اللعن والعذاب سے بیان کیے جاتے ہین۔	۶۲۶
دو کلمے داستان گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش سے گزارش کیے جاتے ہین۔	۶۴۱
حال لشکر امیر و ذکر شاہزادۂ بدیع الزمان بیان ہوتا ہی	۶۴۴
روانگی قاسم و بدیع الزمان جانب صحرا برائے شکار اور عاشق ہونا ملکہ ماہ تاجدار کا۔	۶۵۵
دو کلمے داستان روانگی بدیع الزمان کی تلاش ملک قاسم مین ملاحظہ فرمائیے۔	۶۶۹
پہونچنا فریدون کا شہر محرابیہ مین اور بعد قتل دیو سنجر کے محراب شاہ کو شمشیر پرست کرنا۔	۶۷۲
دو کلمے داستان شہر مضرابیہ کے ملاحظہ فرمائیے۔	۶۷۴
داستان قیماس خان کا پہونچنا صحرائے مضرابیہ مین اور عاشق ہونا خواہر شتقار برزن پر۔	״
قاسم کا شہر شمالیہ کو جانا و مضراب شاہ کو جنگ قیماس خان مین مسلمان کرنا	۶۷۵
دو کلمے داستان اعظم صف شکن کے ملاحظہ فرمائیے۔	۶۷۸
داستان شاہزادہ بدیع الزمان بیان ہوتی ہی۔	۴۸۴
داستان شہزادہ قاسم ملاحظہ ہو۔	۶۸۷
جانا قیماس خان خاوری کا مع سیارہ بن عمرو کی خدمت امیر مین	۶۹۱
حال قاسم و بدیع الزمان لکھا جاتا ہی۔	״
حال عمرو بن امیہ ضمری لکھا جاتا ہی۔	״
حال امیر باتوقیر لکھا جاتا ہی۔	۶۹۴
داستان عمرو ملاحظہ ہو۔	۶۹۶
خاتمۃ الطبع۔	

کوچک باختر

دفتر دوم

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

تمام زمانہ پر واضح ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران وہ وادی ناپیدا کنار ہے جسکی بالا دوی مین پیک خیال بھی معترف بہ عجز و قصور ہے جن حضرات شائقین نے ان داستانون کو سُنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ کما حقہ واقف و آگاہ ہین کہ یہ داستانین برسون مین بھی تمام نہین ہوتین الحق کہ انکی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابوالفیض فیضی نے جوان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف فرمایا کسقدر جانکاہی کی ہوگی۔ اس داستان کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی جلدون پر مشتمل ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ؍	ششم	صندلی نامہ	۱ ؍
سوم	بالا باختر	۱ ؍	ہفتم	تورج نامہ	۲ ؍
چہارم	ایرج نامہ	۲ ؍	ہشتم	لال نامہ	۱ ؍

ان داستانون مین سے طلسم ہوش رُبا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش خریداران اسکے طبع کی نوبت مکرر آئی باقی جلدین کچھ طبع ہوگئین اور کچھ زیر طبع ہین انشاءاللہ تعالی یہ سب جلدین بہت جلد ہدیۂ شائقین ہونگی۔ اب بالفعل کوچک باختر جو داستان سحر بیان امیر حمزۂ صاحبقران کا دفتر دوم ہے

اور جسکو

بلبل ہزار داستان شاخسار بلاغت گل سرسبد چمنستان فصاحت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب انتجانب مطبع اودھ اخبار بڑی محنت و مشقت سے بزبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

۱۸۹۳ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بیقیاس اُس خالق یکتا و صانع بے ہمتا کو زیبا ہے جسنے دو حرف کاف و نون سے طلسم ہستی کو بنایا اور اپنی عجیب و غریب صنعتوں کے خزانوں کو اُسمین تفویض فرمایا ہر چند عیار وہم و خیال ہزار ہزار شکل سے اپنی طراری دکھائے مگر ممکن نہین کہ اُس نقشبند عالم و قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا بھید سمجھ مین آئے کیا مجال طائر تیز پرواز عقل بشری کی کہ اُسکے میدان حکمت مین تیز پروازی کر سکے ممکن نہین کہ اس راہ مین کوئی قدم دھر سکے کیسے کیسے صاحبان فہم و ادراک نے اپنے اپنے پیک خیال کو اُسکی معرفت کے میدان وسیع مین دوڑایا مگر سواے ناچاری و مجبوری کے کچھ نہ ہاتھ آیا حتےٰ کہ ہمارے پیغمبر برحق نبی مطلق شفیع روز جزا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان معجز بیان سے اقرار عدم معرفت تامہ فرمایا اور ما عرفناک حق معرفتک ارشاد فرما کے سیاحان بیداے معرافت کو تگاپوے گمراہی سے بچایا شعر

آنکہ در میدان اشد راک کنہ ذات او	رستم وہم و خرد تیغ و سپر انداختہ

نعت سرور کائنات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین جناب محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

طبع مرصع کار و جواہر نگار درود نامحدود نثار بارگاہ عرش پناہ سردار پیغمبران مرسلین محبوب رب العالمین بارگاہ نشین رسالت سریر آراے بزم نبوت صاحب قرآن و معراج بخشندہ تخت و تاج شفیع الامم جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنھون نے کفر و ظلام کے دربندون کو شکست فرمایا بڑے بڑے کفار نابکار و ساحران غدار کو بزور شمشیر مطیع اسلام کیا

منقبت امام ہمام مظہر العجائب مظہر الغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام

تحف تحیات و مناقب اُس امام عالیمقام خویش و وصی رسول زوج بتول کو زیبا ہے جسنے مرحب سے پہلوان کو زیر کیا قلعہ خیبر کو مثل صفحۂ کاغذ کے اُنگلیون پر اُٹھا لیا دوش صاحب معراج پر معراج پائی ذوالفقار سی تلوار ہاتھ آئی اشعار

سابق الاسلام شیر کبریا	جان نثار و جانشین مصطفا	چرخ چارم پر ہے تصویر علیؑ	جس سے ہے شان الٰہی منجلی

سبب تالیف کتاب و التماس بخدمت ناظرین اولو الالباب

ناظرین مہر تمکین کی خدمت فیض موہبت مین یہ ذرۂ حقیر سراپا تقصیر خاکپاے صاحبان علم و کمال خادم ارباب جاہ و جلال بے بساط و بے بضاعت سرگشتۂ وادی حیرت مرکب بہ جہل نادانی ناآشناے بحر رموز سخندانی ضعیف البیان ہیچ زبان اذل کونین تصدق حسین ملتمس ہی کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے کل دفترون ضخیم کا ترجمہ جسکا ہر دفتر ایک بحر زخار ہی میرے نزدیک بہت دشوار تھا اور کبھی مین اپنے کو اس امر کی انجام دہی کے قابل نہین سمجھتا مگر جناب فیضمآب معلی القاب آفتاب سپہر صولت وحشمت قمر برج صولت و شوکت متکی اریکۂ جاہ و جلال زیب دہ مسند حشمت و اقبال عالی ہمم والا حشم مخزن علم و شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای - دام اقبالہ و ضاعف اجلالہ کے ارشاد فیض بنیاد اور اصرار بعض احباب بہ مثل دوست یکرنگ محب خوش آہنگ صورت بند مرقع اتحاد نقاش نگارخانۂ وداد منشی شیخ حامد حسین صاحب سے مجبور ہوگیا اور چارناچار اس خدمت کی انجام دہی کو اپنے ذمہ لیا مجھکو مثل بعض حضرات ستودہ صفات کے اپنی رطب اللسانی اور خوش بیانی کا دعوی نہین بلکہ اپنی ہرزہ گوئی کا مین خود ہی مقر ہون نہ مین فصاحت سے واقف نہ بلاغت سے آگاہ کوچۂ نظم و نثر سے بالکل ناوانستہ راہ مگر بھروسا وقوۃ الہ قدردانون کی قدر افزائی پر بھروسا کرکے اس دفتر کوچک باختر کا ترجمہ جو دوسرا دفتر داستان امیر حمزۂ صاحبقران کا ہی ترجمہ شروع کرتا ہون اور ہر وقت درگاہ قاضی الحاجات حلال مہمات مین دست بہ دعا ہون کہ مثل نوشیروان نامہ وغیرہ کے یہ ترجمہ بھی بخیر و خوبی انجام کو پہونچے واضح ہو کہ اس داستان عظیم الشان یعنے داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور ان دفترون مین سے بعض دفتر کئی کئی جلدون ضخیم پر مشتمل ہین چنانچہ حضرات ناظرین کو تفصیل اسکی ٹیٹل پیج اس کتاب سے بخوبی واضح ہوگی اگر حیات مستعار اس رب الخلائق کی وفا کریگی اور مالک مطبع ذی وقار کی توجہ ہوگی تو انشاء اللہ کل دفترون کا ترجمہ پیشکش ناظرین والا مقام ہوگا ناظرین حقایق بین و اولو الابصار سے دست بستہ امیدوار ہون کہ اس ہیچمدان کی ہرزہ گوئی کا کچھ خیال دلمین نہ لائین بلکہ جہان کہین کوئی غلطی ملاحظہ کرین دامن عنایت و مرحمت سے اسکی عیب پوشی فرمائین دعاے خیر سے اس کمترین کو یاد کرین

اب دو کلمے داستان شوکت بیان آنا شاہزادہ بدیع الزمان کا فتح کرکے طمورث دیو بند کو لشکر مین امیر کے در بند بربر پر اور حبیر ڈالنا عنقاے بربری کا اور کشتی لڑنا قاسم کا بدیع الزمان سے پھر قاسم کا نقاب نوچ کر پہچاننا چچا کو اور بظاہر رنج و ملال و بباطن فکر قتل کرنا بیان ہوتے ہین

کدھر ہے تو ای ساقی لالہ فام	پیا پی پلا مجھکو گلرنگ جام	لبالب پلا جام ہو جم کی خیر	کرون نشہ مین باغ فردوس کی سیر

نغمہ سرایان شاخسار گلشن سخندانی زمزمہ سنجان بلبل گلزار خوش بیانی گلشن فہم و ادراک مین پرواز کرکے یون زمزمہ پرداز ہین کہ جب در بند بربر پر لشکر امیر حمزۂ صاحبقران صف آرا ہوا چاؤش صداے دلیری اور جوانمردی دینے لگے ای جوانان عالیمقدار ای پہلوانان خوش کردار یہ دن نام کا ہی عنقاے بربری سے سامنا ہی جائین اپنی لڑائی مین لڑاد و اس ناہنجار بدکردار کو مقتول بنادو یہ سنکر کارزار میدان جنگ بصد ولولہ و امنگ یعنے یلان تیغزن و گردان لشکرشکن ہر پرے سے نکل نکلکر عنقاے بربری کا مقابلہ کرنے لگے اور شاہزادۂ ملک قاسم نوجوان بصد عز و شان قبضۂ تیغ پر ہاتھ رکھے تماشاے جنگ و جدال کا دیکھ رہے ہین کبھی گھوڑا بڑھاکر آگے بڑھتے ہین کبھی بائین طرف سے دہنی جانب کو آجاتے ہین ناگاہ دیکھا کہ ایک طرف سے گرد عظیم برنگ کاہی نمودار ہوئی رنگ بیابان سبزہ زار نظر آنے لگی ہر ذرہ خاک ریزۂ زمرد تھا رنگ روے آفتاب نیلگون ہوا صحرا کا رنگ آسمانی صورت ہو گیا

ہر گل بیابانی ہوگیا جب دامن غبار نیلوفری باد تند سے قریب آکر چاک ہوا تو دیکھا کہ ایک سوار نقابدار سبز پوش
بصد جوش و خروش مع لشکر ظفر پیکر باگ اُٹھائے ہوئے گھوڑا اڑائے چلا آتا ہے سب جوانان لشکر امیر و پہلوانان
بے نظیر مع قاسم شیر دل ہمقدم کر دیکھنے لگے اور جنگ موقوف کر کے ٹھہر گئے یہاں لشکر کو اپنے نقابدار سبز پوش ایک مقام پر
ٹھہرا کر اسپ پری پیکر کو جولان کیا اور نعرۂ شیرانہ کر کے عنقائے بربری پر جھپٹا دیکھا کہ سرداران قاسم شیر دل
مقابلہ میں بس آتے ہی نیزہ عنقا سے بربری پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ اُسکے دست زبردست سے کس طرح اور چالاکی سے
نکال لیا کہ وہ پہلوان قوی تن بصورت چلتن دنگ ہوگیا اور از سر تا پا دریائے خجالت میں ڈوبا پسینا پیشانی
ماتھے سے ٹپکنے لگا چاہا کہ تلوار میان سے کھینچے نقابدار سبز پوش نے بڑھکر کمر زنجیر میں دست زبردست ڈالکر جھٹکا دیا
کہ وہ پہلوان منہ کے بل گھوڑے سے زمین پر آیا بس نقابدار سبز پوش بھی مثل شیر گرسنہ سمند بادپیما سے
کود پڑا اور اُس روباہ خصال کو مثل پارچہ کہنہ کے چیر کر پھینکدیا تمام پہلوان دیکھکر متحیر ہوگئے یہ ماجرا دیکھکر قاسم
ذیشان نور دیدۂ صاحبقران کو غصہ آگیا نعرہ کیا نعرہ آفتاب مشرق دین پروری شہسوار لال پوش خاور کو
او نقابدار سبز پوش تو نہیں جانتا کہ یہ شکار روباہ شعار میرا تھا اسکو تو نے اپنا صید بنایا ہوش باش طاری ہوس کو
روک مجھ ایسے شیر دل کو تو بھلا ٹوک یہ کہکر اور ایک ہاتھ تیغۂ پارک افراسیابی کا مارا اگر وہ ہاتھ ضرب گران سنگ سخت
پر پڑتا دو پارہ ہو کر پیوند زمین ہوجاتا نقابدار سبز پوش نے خالی دے کر بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا قاسم
بھی لپٹ گئے زور پہلوانی کے ہونے لگے تمام سرداران لشکر و پہلوانان قوی پیکر دور سے قریب آگئے اور تماشا
کشتی کا دیکھنے لگے کبھی قاسم داہنی طرف سے پیچ گانٹھکر بائیں طرف کو لاتے ہیں نقابدار سبز پوش توڑ
کر کے تیر کے مانند نکل جاتے ہیں یہ صورت ہے کہ قاسم چاہتے ہیں زمین پر لاکر دے ماریں نقابدار کا
ارادہ ہے کہ ہمیں زور قوی زیر کریں مگر ایک دوسرے پر کسی طرح غالب نہیں آتا ہر ایک دلیر ایک ایک

جسارت دکھاتا ہی اشعار — وہ طائر ہیں دو ... پیچ و تاب
دو بلبل گتھے ہیں سے کارزار — دکھاتے ہیں ہر رنگ کا انقلاب
دو شاہین ہیں با دل ہوشیار — دونوں لشکر کو خوشی ہی عالم فراموشی

ہی صورت تصویر تصور نقش دیوار آئینہ وار حیرت میں ہر فرد لشکر سوار زین پوش جہاں کھڑے تھے ہیں پیدل اپنے
اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتے ہیں مگر دونوں میں نہ کوئی غالب نہ مغلوب ایک شرمندہ دوسرا محجوب یہانتک کہ
بہادرون مقابلہ بعد دست مجادلہ باجوش و خروش شاہزادۂ قاسم ذیشان نور دیدۂ امیر حمزہ صاحبقران نے دست درازی
کی کہ ہاتھ نقابدار سبز پوش پر ڈالا اور نہایت غضب پردۂ حجاب کو چہرہ نورانی سے نوچکر پھینکدیا جلوہ رخ
آئینہ گری کی چھوٹ چہرۂ انور کی جابجا پڑنے لگی رخ آفتاب زرد ہوگیا آنکھوں میں فروغ کی چکاچوند ہونے سے
مثل اختر تابان ہر فرد چمکنے لگا قاسم نے نگاہ بھر کر دیکھا کہ قرۃ العین صاحبقران زینت بارگاہ سلیمانی شاہزادہ
بدیع الزمان ہیں قاسم نے کہا واہ واہ بھئی جان سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا خوب پردہ سبز پوشی میں آپنے دھوکا دیا تھا مگر
بڑی خیر ہوئی یہ کہکر سینہ سے لپٹ گئے امیر نے بڑھکر سینے سے لگایا نہایت دل مسرور و شاد ہوا سب سردار لشکر بقواعد شاہانہ
تسلیم بجا لائے باعزاز و اکرام بدیع الزمان کو لشکر میں لائے بعد صحبت جشن بدیع الزمان اپنے لشکر فیروزی اثر
میں تشریف لائے خیمہ فاصلہ سے خیمے استادہ ہوئے بارگاہ شاہزادۂ عالیجاہ زینت دہ صحرا ہوئے پر فزا ہوئی اور
سراپردہ ہای لشکر ظفر پیکر وہ بارگاہ شاہزادہ فروکش ہوئے اور نہیں خیمۂ زرنگار گون شاہزادۂ بلند مرتبت آراستہ ہوا
وہ رفعت و بلندی اُس بارگاہ فلک قدر کی جسکے آگے گنبد مینائے لاجوردی پست پردہ چرخ اطلس سامنے

سامنے قباہاے خیرۂ نور افشان کے دل شکست طنابون کی ڈوریان ریشمی اس حسن کی کہ خطوط شعاعی خجالت سے تار تار گیسوے پریرویان روزگار بہ ہزار جان و دل نثار پریزادان حوروش کی اُسکی دربانی کی آرزو حورون کو دریچہ ہاے گلزار ارم سے نظارے کی جستجو بازار لشکر ایسا آراستہ کہ ماہ فلک کو رشک جرار نامدار لشکر شاہزادہ خورش کر دار کے صحراے سبزہ زار کی ہواے دلکش کھا کھا کر شگفتہ مزاج ہو رہے تھے مردمان پردہ نشین چشم لشکریان خنجانہ چشم سے نکل نکلکر جابجا اُس فرش مخملی پر سو رہے تھے اشعار

لہکتا ہوا چار سو سبزہ زار　　گلستان عالم کی صدقے بہار
نگہ جسطرف اپنی مردم اٹھائے　　تمنا ہو سونے کی دل لوٹ جائے

یہان تو ہواخواہان بدیع الزمان سرور و شادمان خوش و خرم تھے کہ وہان قاسم نے یہ شوکت و شان لشکر شاہزادہ بدیع الزمان کی دیکھکر امیہ بن عمرو عیار کی زبانی شاہزادہ بدیع الزمان سے کہلا بھیجا کہ اے شہریار خبردار ہوشیار کل اس دشت وحشت انگیز مین میرے آپ کے مقابلہ ہو جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان کو یہ حال معلوم ہوا لشکر مین بندوبست محکم کا حکم دیا امیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان براے حصار اُٹھا اور ایک پہاڑی جو قریب اُس صحراے دلکش کے تھی اُسپر جا بیٹھا چونکہ وہ دن اُسی کے طلایہ پھرنے کا تھا اب جو امیہ بن عمرو اُس پہاڑی پر آیا نہایت دل فرحناک اور باغ باغ ہوا ہواے سرد سے وہان کی غنچہ دل کو ایسی شگفتگی ہوئی کہ معطر دماغ ہوا اشعار

وہ چمک اُس پہاڑ کی وہ نور　　ہو خجل جسکے آگے کوہ طور
گل خودرو کی جابجا وہ بہار　　سنگریزے دہان کے سب دار
رفعت اُسکی فلک نے جو دیکھی　　شرم سے گردن اپنی خم کرلی

الغرض امیہ عیار شاہزادہ بدیع الزمان شام سے بر سر کوہ ایک جانب آکر بیٹھا اور یک نگاہ کو ہر جانب دوڑانے لگا ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک نقابدار اشہب تیز رو پر سوار تیغۂ آبدار کمر مین نیزۂ برق تمثال ہاتھ مین باگ اُٹھائے ہوئے سمند باد پیماے خوش رفتار کی چلا آتا ہے امیہ نے بڑھ کے ٹوکا کہ اے جوان گرم عنان تو کون ہے اور کہان جائیگا اُس نقابدار جرار نے آواز دی ہوش باش بدیع الزمان کسکا نام ہے وہ شہریار کون عالیمقام ہے امیہ نے کہا وہ شاہزادہ عالی وقار میرا آقاے نامدار ہے نقابدار نے کہا کہ مین بارادۂ مقابلہ و مجادلہ آیا ہون کیا بیٹھے ہو جاؤ جلد خبر کردو یہ سنکر امیہ خدمت باسعادت شاہزادہ بدیع الزمان مین آیا اور کہا اے شہریار عالی وقار ایک نقابدار گھوڑے پر سوار واسطے مقابلہ کے آیا ہے یہ سنکر شاہزادہ بدیع الزمان اُٹھ کھڑے ہوے غصہ سے چہرہ سرخ ہوا مسلح و مکمل ہوکر خیمہ سے باہر آئے اور گھوڑے پر سوار ہوے مع ہواخواہان جرار و جوانان خنجر گذار بمقابلہ نقابدار ذیوقار نعرۂ شیرانہ کیا کہ سنم شاہزادہ بدیع الزمان و نور دیدۂ صاحبقران نقابدار گوہر پوش نے کہا کہ منصفی کو کام فرمایے دلیری و بہادری سے بعید ہے کہ مجھ اکیلے سے آپ مع لشکر جرار بمقابلہ کارزار کرنے کو آئے ہین مین چاہتا ہون کہ علیحدہ تنہائی مین آپ سے مجادلہ کرون اگر دعوی بہادری و دلیری ہے تو میرے ساتھ آیے ہنر پردازی دیکھیے اور دکھایے یہ کہکر نقابدار گوہر پوش نے باگ اسپ صبا رفتار کی اُٹھائی شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی اپنے لشکر کو وہین ٹھہرایا اور عقب مین اُس نقابدار کے گھوڑا ڈالا جاتے جاتے ایک مقام پر دیکھا کہ دریاے زخار جسمین موجین بیشمار حباب اُسکے دیدۂ فلک سے آنکھین لڑاتے ہین گرداب اُسکے گردۂ آفتاب کو شرماتے ہین مردم آبی اُس دریاے بے کنار کی ماہیت بیان نہین کرسکتے مگر گھڑیال گھڑی گھڑی جوش و خروش کرتے پھرتے ہین پانی وہ شفاف و نایاب کہ جیسے گوہر آبدار و پرتاب اُس پانی مین عکس جو آفتاب جہانتاب کا پڑتا ہے ہر حباب گنبد نی نظر آتا ہے عکس فلک نیلگون سے معلوم ہوتا ہے کہ تہ آب فرش اطلس زنگاری بچھا ہے اُس دریا کے کنارے پر ایک خیمہ نورانی ایسا تابندہ ہے جسکی خوشنمائی سے پیچوبہ فلک شرمندہ ہے رفعت و منزلت پر اُس خیمہ کی فلک دور و دوار سرگردانی کرتا ہے شمسہ پر اُس خیمہ کے شعاع شمس نثار ماہ چہاردہ یار بار اُسکے عشق کا دم بھرتا ہے وہ نقابدار گھوڑے سے اُترکر ایکبار خیمہ مین داخل ہوگیا شاہزادہ بدیع الزمان یہ دیکھکر انتہا غضب سے کہنے لگا کہ یہ سوار کیا نامرد روزگار ہے کہ مجکو مقابلے کے حیلے سے لایا اور یہان چھوڑکر آپ خیمہ مین

چلا گیا ایکایک محلدار گلعذار حور وش طرحدار بانکی ترچھی ناز و انداز مین بیمثال عشوہ و غمزہ مین طاق و باکمال چہرے سے ہویدا دلربائی رنگ رخسار پر صفائی بڑی بڑی آنکھیں جھٹی بھوین ابرو کمان پلکین ناوک دلدوز پھول سے گال لب پان کی سرخی سے لال لال دلفریب جامہ زیب آڑا جوڑا باندھے ہوے پائجامہ اطلسی پائون مین آب روان کا دوپٹہ شبنم کی کرتی جسم مین غضب کی پھرتی مزاج مین معشوق پن دل مین عشق کی گھاتون کے چلن خیمہ سے نکل کر باہر آئی شاہزادہ بدیع الزمان کو بقواعد شاہانہ سلام کیا بدیع الزمان نے بہ نگاہ غضب دیکھکر کہا کہ ایک نقابدار گھوڑے پر سوار مجکو اپنے ساتھ براے مقابلہ لایا تھا اور آپ گریز کرکے اس خیمہ مین چلا گیا یہ خلاف مردی و بہادری ہی اُس محلدار نے بیباکانہ دست بستہ عرض کی کہ غصہ کو کام نہ فرمایئے آپ بھی خیمہ مین تشریف لیجایئے یہ سنکر شاہزادہ بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے دلیرانہ خیمہ مین چلے آئے کیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حور نژاد رشک وہ حُسن پریزاد پیشانی نورانی بہتر از ماہ تابان تابندگی رخسار مثل خورشید درخشان ابروے خمدار ماہ نو بلکہ آئی ہوئی تلوار مژگان تیرون کی سرپان چہرہ مثل آفتاب گیسوے مشکین پیچ و تاب مین نایاب مسند جواہر نگار پر جلوہ آرا ہی شاہزادہ بدیع الزمان دیکھتے ہی دنگ ہو گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اشعار

یہ نور ہی روے مہ جبین کا کہ ہو خجل چاند چودھوین کا
جو حلقہ ہی زلف عنبرین کا وہ ایک نافہ ہی مشک چین کا

یہ اُسکے ہی ساعدون کا عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم
نیام تیغ قضاے مبرم لقب ہی قاتل کی آستین کا

کرون رقم کیا مین حسن کاکل کہ زلف پیچان ہی رشک سنبل
عذار مین ہی شباہت گل بدن مین عالم ہی یاسمین کا

بڑا ہو بدبخت عاشقی کا نہ دین ہو برباد یون کسیکا
بنا ہی عشق بتان کا ٹیکا نشان سجدہ مری جبین کا

اگر ہو پیچا پر سمندر یقین ہی ہو خاک دم مین جلکر
سنا جو ہو آفتاب محشر کہ گھر بد ہی داغ آتشین کا

شاہزادہ بدیع الزمان یہ اشعار آبدار پڑھکر متبسم ہوے اور دلمین خیال کیا کہ شاید اُسی نقابدار عالی وقار کا یہ ناموس ہی بموجب شعر عجیب حُسن خداداد سہ نقاد دیکھا ٭ خدا کی شان نظر آئی اُسکو کیا دیکھا ٭ یہ شعر پڑھکر منھ اپنا اُسکی جانب سے پھیر لیا اور ہاتھ کی رُخ پر آڑ کرکے فرمایا کہ یہ نقابدار بے غیرت ہی کہ مجکو اپنے ناموس کے سامنے بلا لیا اور پردہ داری کا کچھ لحاظ و پاس نہوا وہ مہ جبین مہر تمکین بہت قہقہہ مار کر ہنسی پلٹ کر جو شاہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا کہ گویا باغ حسن مین نخل جوانی کے پھول بکھرے ہین غنچہ لب سے ظاہر ہی کہ گل مراد شگفتہ و شاداب ہونے والا ہی شعر نیا انداز گلرو نے ہنسی کا اب نکالا ہی ٭ کہ منھ سے پھول جھڑتے ہین چلن خوبی نرالا ہی ٭ اُس غنچہ دہن نے لبہاے نازنین کو کھولا کہ ای زینت دہ مسند شہریاران شاہزادہ بدیع الزمان آپ نے مجکو نہ پہچانا کہ مین دختر گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش ہون جسکو آپ نے بعد جرأت و ہمت و صولت و شوکت طلسم طہمورث دیوبند سے رہا کیا تھا آپ تشریف لاے رونق بخش مسند جہان آرا زینت افزاے محفل تمنا ہو جیسے جسوقت سے جمال بیمثال جہان آرا پر نظر پڑی ہی عجب دل کا حال ہی کہ جسکا بیان محال ہی شعر الفت نے تیرے ہوش ہمارے اڑائے ہین کن مختنون سے اپنے گلستان مین لائے ہین ٭ شاہزادہ بدیع الزمان رونق افروز بزم عشرت ہوے ملکہ گوہر دختر گنجاب نے تمام واقعہ گذشتہ من و عن شاہزادہ بدیع الزمان سے بیان کیا بعد اسکے آراستگی بزم عشرت کا حکم دیا خواصان خاص و سلیمان فیض اختصاص مشغول سامان بزم عشرت ہوئین تمام اشیاے نادرہ مہیا کرکے زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کرنے لگین اشعار

وہ چھتگیریان زینت انجمن
وہ فرش زری کی ہراک بھبن
تکلف کے وہ جھاڑ اور وہ کنول
بلورین وہ مردنگیان بے بدل

وہ دیوارگیری ہر اک خوشنما
لگی تھیں جو تصویریں چار و نظر
خموں میں بھری بادۂ مشکناب
چنگیروں میں بیلا چنبیلی کے ہار
طوائف کے مجمع میں تھا راگ رنگ
عجب جلسۂ عیش برپا ہوا

جھلا جھل کے پردے وہ ہر ایک جا
نظر آتا تھا آئینے پر کلفت
تکلف کے قابوں میں شامی کباب
دکھاتے تھے عاشق کو تازہ بہار
جوانی کی ایک ایک کو تھی اُمنگ
فلک کو بھی اک رشک پیدا ہوا

بچھے تھے جو قالین ہر جا تمام
کہیں کشتیوں میں تکلف کے جام
کہیں پاندان اور کہیں خاصدان
خواصیں طرحدار حاضر تمام
یہ دو مہر و مہ سب تھے مثل نجوم
سحر رات کو تو یہ سامان ہوا

تصدق فلک ہوتا تھا صبح و شام
کہیں تھے سبو سے مئے لالہ فام
گلابی دھری تھی کہیں عطردان
عجب حسن سے کرتی تھیں انتظام
ستاروں کا محفل میں تھا اک ہجوم
دم صبح مجمع پریشان ہوا

درحقیقت عجب تکلف سے جلسہ عیش و عشرت ملکہ گوہر ملک دختر کنجاب نے بعد شادمانی آراستہ و پیراستہ کیا کہ دیکھکر فلک کجرفتار کو رشک و حسد کمال پیدا ہوا شعر دیکھتا ہی ایک جا جب عاشق و معشوق کو + ڈالتا کیا تفرقہ یہ تفرقہ پرداز ہی + عجلہ دور جام بادۂ گلرنگ متواتر چلتے ہیں حاسد شعلہ خو صورت شمع محفل جلتے ہیں راگ رنگ کی صحبت شراب و کباب کی لذت عاشق و معشوق ایکجا سب طرح کا عیش مہیا ملکہ گوہر ملک کو اُسی عشرت میں کچھ انجام کا خیال شاہزادہ بدیع الزمان کو سکوت متحیر کمال ہیبت محفل میں آپ تو ہیں پہ دل انتشار میں + کھٹکا لگا ہوا ہی خزان کا بہار میں + القصہ جب تین پہر رات سے زیادہ آئی شمع مومی و کافوری جل جلکر جھلملانے لگی صبح کا وقت قریب ہوا ماہ کامل بام فلک سے کاشانۂ مغرب میں اُترنے لگا سیارگان افلاک بہ گردش و چست و چالاک روانہ ہونے لگے نجوم فلکی آب قلزم سحر سے منہ دھونے لگے طائران صحرا زمزمہ پردازی شروع کرنے لگے حمد الٰہی میں مشغول ہوئے گوہر ملک نے بھی حلبۂ خاست کیا شاہزادہ بدیع الزمان سے اسطرح کہا ای شہریار آپ میرے ساتھ سنجان کو تشریف لیچلیئے کہ میں آپ کی عاشق و شیدا ہے کال تیر نگہ کی گھائل طالب شربت وصال مبتلائے رنج و ملال ہوں بدیع الزمان نے انکار سرسری کچھ بہتری جان کے دیا کہ مجکو وہاں نہ لیجاؤ میری آرزو ہے وصل سے ہاتھ اُٹھاؤ گوہر ملک نے کلام بلاغت نظام بدیع الزمان سنکر سکوت کیا مگر خضر عشق نے راہ بتائی دل سے یہ تدبیر ہاتھ آئی خیال میں آیا کہ مہتر مرجان پڑیا بیہوشی کی میرے پاس چھوڑ کر شکار کھیلنے گیا ہی اُسی بیہوشی کی پڑیا سے کام لو بدیع الزمان کو بیہوش کر کے چل نکلو یہ سوچکر ایک جام شراب بیہوشی پلایا رنگ دگرگون نظر آیا شاہزادہ بدیع الزمان بیہوش ہوئے ملکہ نے ایک صندوق تو عمدہ پر تکلف تیار کیا اُسمیں بدیع الزمان کو لٹایا اور تیغہ بیمثال اُنکا اُنکے پہلو میں رکھدیا اور صندوق کو بحفاظت تمام مقفل کر کے جانب سنجان مع خواصان نیک اختصاص ملکہ گوہر ملک روانہ ہوئی ناظرین مشتاقین پر واضح و لائح ہو کہ یہاں پر یہ داستان شوکت بیان چھوڑی جاتی ہی انشاء اللہ بعد روانہ ہونے ملک قاسم کے آگے بڑھکر حال شاہزادہ بدیع الزمان کا عرض کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا ملک قاسم کا لشکر بدیع الزمان میں اور دریافت کرنا بدیع الزمان کو اُمیہ بن عمرو سے اور روانہ ہونا بہ تلاش بدیع الزمان و کیفیت دیگر نظم

تو نے شہباز نگہ کو جو ادھر چھوڑ دیا
بیٹھے گھر ڈھونڈھ نکالا تو وہ گھر چھوڑ دیا
ہم نے بھی طائر دل باندھ کے پر چھوڑ دیا
پھر کس سے شکوہ کیجئے ظالم تری بیداد کا
اُس ستمگر کو یہاں تک تو مرے عالم ہے صد
کچھ اثر باقی نہیں آہ دل ناشاد کا
عندلیبیں اگر کہیں اپنا نشیمن چھوڑ کر
اس چمن میں ہو گذر شاید کہیں صیاد کا

نور دیدۂ دل اسلامیان و جان لشکر صاحبقران یعنی شاہزادۂ ملک قاسم عالیشان اپنے لشکر سے لشکر بدیع الزمان میں آئے اور اُمیہ بن عمرو سے کہا کہ جاؤ عمو ے نامدار شاہزادۂ بدیع الزمان عالیوقار سے ہمارے آنے کی اطلاع کرو اور کہو کہ بارگاہ عالیجاہ سے باہر تشریف لائیے دیر نہ کیجیے امیہ بن عمرو نے دست بستہ عرض کی اے شاہزادۂ عالیوقار میرے

آقائے نامدار کو ایک نقابدار بہ ارادۂ کارزار اپنے ساتھ لیگیا وہ تشریف نہین رکھتے ہین نہین معلوم کیا معرکہ گذرا مجکو بہی تشویش
کمال ہے دل مضطر کا بیقراری کے سبب سے عجب حال ہے قاسم نے کہا کیون واہی تباہی بکتا ہے دھوکا دھڑی کی باتین کرتا ہے جا اپنے
آقا کو بلالا اُمیّہ نے کہا مین خلاف نہین عرض کرتا ہون کوچۂ دروغگوئی مین قدم نہین دھرتا ہون قاسم چین بجبین ہوکر غصہ
کرنے لگے کہ پوشیدہ ہونے سے کیا حاصل ہمکو اس بات کا زیادہ رنج وملال ہے امیّہ نے عرض کی آپ ایسا نہ فرمایئے شک
دل سے دور کیجیے خود ملاحظہ کرلیجیے پھر تو شاہزادۂ ملک قاسم نامدار نے بغیظ وغضب بیشمار مثل شیر غضبناک بیباک ہوکر
تیزی سے قبضے حربے پر ہاتھ ڈالا دلیرانہ ترچھی نگہ سے امیہ بن عمرو کو دیکھا اور فرمایا کہ جا میری طرف سے پیام کہنا کہ مردمی
وبہادری سے بعید ہے کیا خیمہ مین چھپکے بیٹھے ہو مردون کا سامنا کرو مین کچھ عذر کسی کا نہ مانونگا اب مین خود وہین چلا آؤنگا
اُمیّہ بن عمرو نے آبدیدہ ہوکر کہا قسم آپ کے سر اقدس کی میرے آقائے نامدار کو ایک نقابدار فلک اقتدار بہ ارادۂ کارزار
اپنے ساتھ لیگیا مطلق پتا اور نشان مجکو نہین معلوم ہے کہ وہ آقا میرا کہان ہے کس برج مین مہر درخشندۂ صاحبقران نہان ہے
یہ سنکے قاسم نے کہا تو سچ کہتا ہے اُسنے عرض کی آپ مجھسے جیسی چاہے قسم لیجیے مین کبھی آپ کی خدمت مین خلاف نہ عرض
کرونگا یہ بات سُنکر قاسم پریشان ومضطر وحیران وہان سے پھرے اور کچھ دل مین سوچکر ایک طرف اسپ تیزرو کی باگ
اُٹھائی بتلاش بدیع الزمان روانہ ہوے راہ کی صعوبتین سفر کی مصیبتین پہاڑون کی سختیان دھوپ کی حدت پتھرون کا
تپنا زمین کا جلنا ریگستان کے ذرے مثل شعلہ ہاے آتشین خاک کا رنگ آفتاب کی گرمی سے کندنی زمین پر جگہ کی صورت
تابۂ آہن صحراے لق ودق مثل گلخن لون کا چلنا برگہاے درختان سبز وشاداب کا صورت خس وخاشاک جلنا ہر نخل باردار
مثل چنار ہر غنچۂ سربستہ شکل خار گل خودرو مرجھاے ہوے پتے پھول تمازت آفتاب سے کمھلاے ہوے سبزے کا رنگ
زعفرانی نہالون کے تھالون کا ختک پانی سایہ راہ مین نایاب دلکو گرمی سے اضطراب طیور پر وبال لٹکاے ہوے گوشون
مین پنہان درندے تہ زمین مین چھپے ہوے مگر بجان کوسون نقش پاے انسان کا پتا نہین سواے آسمان وزمین ذیروح
کوئی پیدا نہین **نظم** - آتش کے شعلون کا تھا اثر اُس غبار مین + گرمی سے شیر ہونٹ سے تھے کچھار مین + گوشہ ہر اک تنور شرربار ہوگیا
صحراے لق ودق کرۂ نار ہوگیا + اُس گرمی مین لخت دل امیر حمزۂ عالیجاہ نور دیدۂ علم شاہ یعنی ملک قاسم ذیشان بصد حسرت و
حرمان بھوکے پیاسے سرگردان حیران وپریشان بتعجیل چلے جاتے ہین لیکن بدحواس عالم یاس آگ کے شعلے آسمان سے
برستے ہین ٹھنڈی ہوا کو ترستے پانی کا کہین نام نہین زبان کو تراوت سے کام نہین اسی عالم مین دیکھا کہ صحرا مین
ایک جانب کچھ خیمون کے تنبوؤن کے سراچون کے نشان ہین جنکے بیحد ونہایت سامان ہین مگر بالکل سناٹا پڑا ہے وہ مقام
ہو مارتا ہے ایک شخص کھڑا ہوا زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہے جان اپنی کھو رہا ہے قاسم یہ دیکھکر قریب اُس شخص کے پہونچے
اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کیون گریہ وزاری بصد بیقراری کرتا ہے کسکے خیال جدائی مین رخسارون کو اشک گرم سے بھرتا ہے کون
ایسا محبوب تجھسے چھوٹ گیا کہ رشتۂ قوت دل تیرا ٹوٹ گیا اُسنے جواب دیا اے شاہزادہ والاتبار واے سرگروہ لشکر جرار میرا نام
مہتر مرجان ہے مین کوکا ہون ملکہ گوہر ملک دختر کنجاب بن گنجور کا مین بیہوشی کی پڑیا شہزادی کے پاس رکھکر شکار
کھیلنے کو چلا گیا اس عرصہ مین ملکہ نقابدار گوہر پوش بنکر شاہزادہ بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران کو دھوکے سے لگالائی اور
اُنکو بیہوش کرکے طرف سنجان لیگئی قاسم نے کہا اے مرجان سنو فرزند ارجمند علم شاہ عالیجاہ نبیرۂ امیر حمزۂ صاحبقران ملک قاسم
نوجوان مین بھی ہوے نامدار شاہزادۂ بدیع الزمان عالیوقار کی تلاش مین نکلا ہون آؤ بھائی ہم تم دونون ساتھ چلین
لقہو سے خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ہم مرجان نے کہا وہ جو دریاے بیکنار دکھائی دیتا ہے یہی رستہ سنجان کا ہے
چلیے کوئی کشتی ہاتھ آئے تو سوار ہولین منزل لماسے تری کو پاسے دل خشکیدۂ حرمان سے طے کرین یہ سنکر قاسم نوجوان حیران

پریشان مرجان کے ہمراہ روانہ ہوے جب کنارے پر اُس دریا کے پہونچے دیکھا موجون کو پیچ و تاب ہی ساحل کو اضطراب ہی گرداب بمثل شیر غضبناک ٹھہراتے ہین حباب دیدہ ہیبتناک وا کر کے دکھاتے ہین ناندین پڑتی ہین لہرین آپسمین لڑتی ہین گھڑیال گھڑی گھڑی شور کرتے ہین نہنگ سانس لیکر دم بھرتے ہین کنکہ تیتر سمٹ کر اُنکے پیٹ مین آجاتے ہین وہ نوش جان کرکے سب کھاجاتے ہین ماہیان دریا بیتابانہ کنارے پر آتی ہین ماہیت کماہی اُس قلزم بے کنار کی دکھلاتی ہین پانی شفاف مثل آئینہ صاف نظر آتا ہی عکس آفتاب عالمتاب تہ آب دکھاتا ہی مرجان تہ مین جھلملاتا ہی مروارید بے بہا صدف خوش آب کی لہر و بڑھاتا ہی قاسم ساحل پر اُس دریا کے آکر بہت مسرور ہوے رنج و ملال صعوبت سفر صحراے لق و دق کے دل سے دور ہوے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو آئی بند قبا کھول دیے تن افسردہ کو فرحت ہوئی کنارے پر بیٹھکر ہاتھ منھ دھویا آب خوشگوار پیا سیراب ہوکر شکر خدا بجالاے کلام حمد و ثناے خالق مسبب الاسباب زبان پر جاری کیے ناگاہ دیکھا کہ ایک ملاح کشتی کھیتا ہوا چلا آتا ہی سفینہ مراد اپنی لہرین دکھاتا ہی مہتر مرجان نے ملاح کو آواز دی کہ بھاؤ سے ناؤ ادھر لاؤ ہم دونون کو سوار کرو منزل مقصود پر پہونچاؤ یہ سنتے ہی وہ ملاح کشتی کو لایا دونون کو سوار کیا بھاؤ پر ناؤ کو ڈالدیا جلد روانہ ہوا قاسم نے جو تلاطم دریاے بے پایان مشاہدہ کیا بیساختہ یہ شعر بادل نالان ورد زبان کیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ٭ اب ناظرین پر واضح ہو کہ ملک قاسم و مہتر مرجان کو دریا مین چھوڑیے اور احوال شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر ملک کہ طرف سنجان کے روانہ ہو چکین ہین گذارش کرتا ہون ملاحظہ فرمایئے

دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر ملک کو درمیان دریا کے گھیرنا سلیمان زنگی کا بھیس عیار کرکے صندوق سے نکالنا بدیع الزمان کا اور مقابلہ کرنا سلیمان سے اور زیر کرنا سلیمان کو اور بظاہر مسلمان ہونا سلیمان کا جان کے خوف سے اور پھر جزیرۂ ارغوان مین اپنے مکان پر بلاکر فریبانہ دعوت کے حیلہ سے گرفتار کرنا سلیمان کا آمادہ ہونا قتل بدیع الزمان پر اور ملکہ کا سفارش کرکے بدیع الزمان کو بچانا اور پھر بدیع الزمان کو صندوق مین بند کرکے دریا برد کرنا اور گوہر ملک کا بھاگ کر جانا کشتی پر اور پھر سلیمان کا گھبرا کر دریا مین گھوڑا ڈالنا اور نقابدار پلنگینہ پوش کا آنا اور قتل ہونا سلیمان کا دست نقابدار سے اور مسلمان کرنا ساکنان ارغوان کو اور سکہ جاری کرنا بنام بدیع الزمان پھر ملکہ گوہر ملک کا جانا طرف سنجان کے

اشعار

ساقیا دے جام مجکو بادۂ گلفام کا
بحر مین سامان نظر آتے ہین مجکو جنگ کے
دور مین دور گردون کا دکھاتا ہی سمان
درد ہی بادے کا یانہ کی نظر آتی ہی شہ
سبز ہی دریاے می ای بحر امڈا ہی سحاب
کرتی ہی کار دم خنجر ے دل پر شراب
یاد چشم مست مجکو خون رُلاتی ہی مدام
رنگ چہرے کا ہرے کردیتی ہی اخضر شراب
ساقیا کیا پوچھتا ہی ہم وہ مین کے مست ہین
دیجیے جو کچھ مجھے یا ساقی کوثر شراب

غلغلہ ہو روز میخانون مین تیرے نام کا
سرخ ہی دریا کا پانی بہ رہی ہی یا شراب
سر بسر موجین ہین دریا کی کہ قوس آسمان
ماہیِ بے آب کیصورت ہی اب مذبون کا حال
صاف ساغر مین نظر آتا ہی عکس آفتاب
دور مین ہفت آسمان سکے یہ ملا سامان عیش
فرقت ساقی مین غم کھاتا ہون مین پی کر شراب
چشم میگون کے تصور مین مجھے کا نشا لگا
جس جگہ جاتے ہی سرکہ بنگئی اکثر شراب
ہیئت منقش کن لقش معنی سیان

دیگر

آج تو دریا بہادے بادۂ گلرنگ کے
منقلب ساغر نظر آنے لگے سارے حباب
ناندین دریا مین نہین گویا کہ مین خمہاے مے
ہوشتے ہین جابجا مین غرق کوئی ہی نڈھال
خون روتا ہون شب فرقت مین پی پی کر شراب
ابر ہی سطرب یار ساقی فصل گل ساغر شراب
بحر ساقی مین جو می پیتا ہون ہوجاتی ہی زہر
سچ ہی یہ میخوار کو کردیتی ہی لاغر شراب
اپنے سوا سے کہونگا حشر مین ای پاس مین
رقم کرد آنجا خین داستان ٭ غواصان

دریاے حسرت و حرمان و یاس و آشنایان قلزم مصیبت و رنج و ہراس گوہر سخن آبدار بر دہ نحمی لطافت طبیعت خوش نوعت جسمی نکالکر یون آبدار یون کرتے ہین کہ جب ملکہ گوہر ملک نے شاہزادہ بدیع الزمان کو بیہوش کیا اور صندوق مین لٹایا مقفل کرکے کشتی پر سوار کیا اور

اور روانہ ہوگئی دیکھا عجب دریاے بے پایان ہی جسکی تھاہ ہی نہ اُس پار کے کنارے کا نشان ہی موجین بیشمار نامذون اور بھنور کی قطار پانی کا تموج
بے انتہا تلاطم آب جابجا سواے پانی اور آسمان کے کوئی شی نظر نہین آتی جانوران دریائی کی آواز سے روح جسم مین گھبراتی ہی ہیہات
خدا کی ذات نہ دوست نہ ہمدم تنہائی کا عالم جسم مین تھرتھری چشم مین اشکون کی تری اور خواصین جو ہمراہ بھی ہین وحشت سے خود مردہ
پڑی ہین ابھی عالم مین ناؤ بہاؤ پر جاتے جاتے قریب جزیرہ اغوالن کی پہونچی وہان کا سلیمان زنگی حاکم ہی جو بادۂ کفر مین مجسم مستحکم ہی اُسکو
خبر ہوئی کہ ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور کشتی پر سوار اس دریاے ناپیدا کنار مین اسطرف سے جاتی ہی یہ مردود بھی عرصۂ دراز سے
فریفتۂ حسن وجمال بے مثال باسید وصال ہی سنتے ہی مسلح ومکمل ہوکر گھوڑے پر سوار ہوا اور جستجوے ملکہ گوہر ملک مین چلا جب دریا پر پہونچا
کشتی کو روکا کنارے دریا کے اُترا اور پیام وصال اور عشق اپنا بدرجۂ کمال ظاہر کیا اور کہا کہ اے ملکہ ایک مدت مدید سے مشتاق تمھارا تھا
آج اتفاقیہ خورشید امید جلوہ گر ہوا کہ تجھ ایسا ماہ تابان رونق افزاے کلبۂ احزان عاشق مضطر ہوا ملکہ نے کہا اے سلیمان مین شاہزادہ
بدیع الزمان کو ہمراہ اپنے لیے ہوئے طرف سنجان کے جاتی ہون تو مجھسے ہرگز مزاحمت نہ کر ورنہ وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی تجھپر سزاے معقول
ویگانہ تیغ آبدار کریگا سلیمان نے کہا بدیع الزمان کہان ہی ملکہ نے کہا اس صندوق مین پنہان ہی سلیمان نے کہا جلد اُسکو نکالو مین
اُسکا مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا اے سلیمان کیون نمکحرامی کرتا ہی میرے وصل کا دم بھرتا ہی تو نمکخوار میرے باپ کا ہی مجکو تیرے حال پر رحم آتا ہی مفت
تیری جان جائیگی عروس اجل تجھکو منہ دکھائیگی کسواسطے کہ مین بہو ہون زمرد شاہ کی جسکا لقا نام ہی اُسکی قدرت کا بڑا انتظام ہی اور منگیتر ہون
یاقوت شاہ کی جسکا جبرئیل قدرت لقب ہی اور بے ادب وہ بڑا صاحب جرأت عالی منصب ہی سلیمان زنگی نے کسی طرح نہ مانا کہا کہ
مجکو کیا دھمکاتی ہی بیکار باتین بناتی ہی یہ سب کچھ جانتا ہون بغیر وصل ہوے مین کب مانتا ہون اب بدیع الزمان کو نکال بیفایدہ نہ کر
قیل وقال مین بھی دیکھون وہ کیسا بہادر جرار ہی اور کیسا شجاع والو العزم نامدار ہی مجبور ناچار گوہر ملک دلفگار نے کہا کہ افسوس تو نے میرا
کہنا نہ مانا اچھا جا دم بھر ٹھہر کر آنا سلیمان یہ سنکر چلا گیا گوہر ملک نے قفل صندوق وا کیا بدیع الزمان کو نکالکر سارا حال کہا پھر ہاتھ
باندھکر عذر کیا لونڈی سے بڑی خطاے ناشائستہ ہوئی کہ آپ کو بیہوش کرکے صندوق مین بند کیا اور یہان لائی معاف فرمایئے
رحم کیجیے جو کچھ چاہیے مجکو سزا دیجیے لیکن یہان ایک معرکۂ عظیم درپیش ہوا ہی سلیمان زنگی میرے باپ کا ملازم آیا ہی کہ وہ بھی عرصہ سے
مجھپر فریفتہ تھا مگر مین نے کبھی اُسپر کچھ اعتنا نہ کی اُسنے آکر گھیرا ہی منہ نمکحرامی سے پھیرا ہی نہین معلوم اُسکو میرے اسطرف آنے کی کیونکر
خبر ہوئی کہ طبیعت اُسکی مائل شر ہوئی تیغ آبدار ہاتھ مین لیجیے اور اُسکو سزاے معقول دیجیے یہ ذکر تھا کہ وہ بدایمان طالب وصل جانان
یعنی سلیمان بھی آگیا اور شیر بیشۂ صاحبقرانی یعنی بدیع الزمان لاثانی کو لوکا بدیع الزمان بصد غیظ وجلال تیغ بے مثال کو ٹیک کر اُٹھ
کھڑے ہوے اور نعرۂ مستانہ کیا کہ دل اُس نامرد کا سینہ مین تھرانے لگا نعرہ منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ
سلیمان زنگی نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے خالی دے کر پنجۂ دست زبردست زنجیر کمر مین ڈالا اور جھٹکا دیا کہ منہ کے بل وہ
پہلوان سلیمان زنگی زمین پر گرا بدیع الزمان مثل شہباز تیز پرواز اُس شکار کو چھاپ بیٹھے اور چاہا کہ سر اُس نامرد کا کاٹ لون ملکہ نے بھی
اشارا کیا کہ ہان اے صاحب تیغ جرأت وہمت اے ہمشان رستم وتہمتن خصلت اس نابکار کو چھوڑنا مناسب نہین کہ یہ دشمن بدچلن ہی سلیمان نے
دیکھا کہ اب جان بچنا محال ہی پنجۂ شیر غضبناک مین غزال ہی فریاد نہ کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون مجکو کلمۂ توحید تعلیم کیجیے مجکو چھوڑ دیجیے بدیع الزمان نے
چاہا کہ سلیمان کو چھوڑ دون اور سر اس نامرد ازلی کا نہ کاٹون ملکہ مانع ہوئی اور آواز دی کہ اے شہریار دشمن کو چھوڑ دینا عقل سے بعید ہی یہ دغاباز پلید ہی
بدیع الزمان نے کہا کہ اسنے کلمۂ توحید زبان پر جاری کیا ہی توبہ کرکے مسلمان ہوا ہی مین پابند شرع ہون اسکو امان دونگا ہرگز جان سے نہ مارونگا
ملکہ نے کہا یہ دغا کریگا مطلق عہد پر نہ وفا کریگا بدیع الزمان نے کہا جو کچھ ہوا ہو شرع شریف پر عمل کرتا ہون قدم براہ رضاے الٰہی دھرتا ہون
یہ کہکے اُسکے سینہ پر سے اُٹھے اور اُسے چھوڑ دیا شرع پر عمل کیا سلیمان زنگی بظاہر مطیع وفرمانبردار ہوا از جان ودل مستعد ہوا بعد کئی روز کے
بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک عالیشان کو پیام دعوت کا دیا اور اپنے مکان پر لیگیا اور بہ صلاح عیاران ہرزہ کار شراب بیہوشی بدیع الزمان نامدار

کو بلائی اور تلوار کھینچکر کھڑا ہوا ارادہ قتل شاہزادہ بدیع الزمان کا کیا شعر سر کاٹنے پر محسن کے آمادہ ہو ظالم * دعوت مین عداوت کی نامرد اسے کٹتے ہین یہ چاہتا تھا کہ جلاد بے بنیاد ہاتھ تیغ ستمکش کا مارے کہ ملکہ ہان ہان کہکے آگے بڑھی اور کہا کہ او سفاک ناپاک بدکردار ستم شعار بد عہد دغاباز نامرد فسونساز کیا کرتا ہی کیون بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی یہ نور نگاہ صاحبقران بدیع الزمان عالیشان رونق بخش دین اسلام خوش آئین و خوش انجام ہی سلیمان نے کہا کہ مین ہرگز نہ مانونگا ضرور اسکو قتل کرونگا مستفیض جناب فلک انتساب ہونگا وصال ملکہ گوہر ملک حور مثال سے کامیاب ہونگا ملکہ نے آخر کار بعد اضطراب سلیمان سے کہا کہ اگر بدیع الزمان کا قتل کرنا ہی مدنظر ہی اور تو ہر طرح سے بے خوف و خطر ہی تو میرے سامنے اسکا خون ناحق خاک پر نہ بہا مجکو اسکا داغ نہ دکھا اسکو صندوق مین بندکرکے دریابرد کردے کہ اسکو جانوران آبی کھا جائینگے زندہ ہرگز نہ چھوڑینگے اور یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی صدمۂ الم سے جان اپنی کھونے لگی سلیمان نے کچھ سوچ کر کہا اچھا بہتر ہی صندوق مین بندکرکے اسکو دریابرد کردو کہ ہمکو بھی اسکے قتل ہونیکا رنج و غم نہو یہ کہکر بدیع الزمان کو صندوق مین مثل مردے کے لٹایا دریاے اشک چشمہ چشم سے بیتابانہ بہایا تیغ آبدار ورزہ بیمثال و نایاب و خود مثل کاسۂ منقلب سپہر گردون و بکتر وغیرہ سب پہلو مین انکے رکھ دیا اور رو روکر با دل مضطر کلمات حسرت و یاس کہکر رخصت کیا نظم

پریشان و محزون اور بیقرار
ہی مجبور و ناچار یہ دل دونیم
ہون مجبور کچھ بس ہمارا نہین
کرونگی مین جان اپنی تم پر فدا
اُٹھیگا نہ اب مجھسے یہ کوہ غم
کٹیگے بال مین زندگی ہو وبال

لکھون کیا مین ملکہ کا حال زبون
زبان پر عجب کلمۂ یاس تھے
فلک در پے ظلم ہی کیا کرون
مقدر مین ہی تو تمہین پاوینگے
تقاضاے الفت یہ ہی اے شفیق
یہ حال آنکھ سے دیکھا جاتا نہین
سحر کیا ہو بیتابی اُسکی بیان

ٹپکتے تھے رخسار پر اشک خون
جدا ہوتے ہو تم ابھی پاس تھے
یہ کسطرح فریاد و نالہ کرون
جو زندہ رہے تم تو مل جائینگے
جو تم ڈوبے تو ہم بھی ہونگے غریق
بس اب کچھ مرے دل کو بھاتا نہین
ہی لکنت مین اپنے قلم کی زبان

تڑپ دل کی پہلو مین وہ اضطرار
نگہبان تمہارا خدا ہے کہ ہم
کرون ہاے کیا کوئی چارہ نہین
ہوئے تم اگر غرق بحر فنا
جیونگی نہ فرقت مین مین پُر الم
پریشان نہ کیونکر کرون اپنا حال

ملکہ گوہر ملک نالان و بیقرار و پریشان نے رو رو کر وہ صندوق بند کیا بسم اللہ کہکر قفل دیا صندوق اٹھاکر سلیمان نے اُس دریاے ناپیدا کنار مین ڈالا ملکہ ہاے کا نعرہ کرکے بیٹھ گئی اور دونون ہاتھون سے دل کو سنبھالا ایکایک آواز آئی شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا * دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا * گرتے ہی وہ صندوق دریا مین ڈوب گیا مگر رحمت الٰہی شامل حال ہوئی پانی کو دریاے بے پایان کے اُس خداے دوجہان نے حافظ کیا کہ کسی جانور بحری کا اُسکی طرف رخ بھی نہوا پانی نے اندر صندوق کے مطلق سرایت نہ کیا وہ شناور دریاے جرأت و ہمت اُسی صورت سے زندہ لیٹا رہا صندوق یہ کر جدھر حکم مالک بحر و بر ہوا اُدھر بہتا چلا ناظرین پر واضح ہو کہ جب صندوق سلیمان نے دریا مین ڈالا ملکہ بیتاب و بیقرار ہوکر رونے لگی سلیمان نے کہا کہ اب چلیے اور شراب وصل سے مجکو سیراب کیجیے کوئی کھٹکا اور دغدغہ باقی نہین رہا وہ وفا کیجیے جو وعدہ کیا ملکہ نے کہا او نامنصف میرے باپ کے ساتھ یہ نمکحرامی کی حسب حال تیرے ہی بیت ملا جامی کی بیت تا قیامت خاک پاے آن قدم * طوطیاے چشم سازم دمبدم * شاہزادۂ بدیع الزمان کا یہ احسان فراموش کیا کہ تو پنجہ مین اُس شیر نر کے آچکا تھا اُسنے جان بخشی کی تجکو چھوڑ دیا اُسکے سلوک کا یہ بدلہ کیا کہ تو اسکو بیہوش کرکے اُسکے قتل پر آمادہ ہوا آخر کار سپرد دریا کیا مجکو داغ جدائی محبوب دیا اب پھر تو اُسی فعل کا مرتکب ہوتا ہی مجھ ایسے گوہر بے بہا کی آبرو کھوتا ہی سلیمان نے نہ مانا دل مین بدی کو ٹھانا چاہا ہاتھ ڈالے بہ حسرت دل نکالے ملکہ نے اپنے کو سنبھالا رنج و ملال بدیع الزمان کو ضبط کرکے یہ کلمہ منہ سے نکالا کہ اے سلیمان زندگی خیر اگر تو یہ جبر کرتا ہی مجھپر عاشق ہی اور مرتا ہی بہتر کیا مضائقہ ہی تو مین تیرے بس مین ہون قضاے مبرم کے آنے کی ہوس مین ہون ابھی مجکو نہ پریشان کر اسقدر نہ ستا جا مگر آٹھ روز کی مہلت دے سلیمان برضامندی چپ ہوگیا پھر کچھ جواب نہ دیا اور چلا گیا ملکہ کو اسکے حال زار پر چھوڑ دیا لیکن ملکہ گوہر ملک محزون بعد اشک خون آٹھ پہر روتی ہی صبح و شام اشک گرم سے روے دل مکدر دھوتی ہی اور ہر وقت متردد و متفکر رہتی ہی کہ کیا کرون کیا نہ کرون کون ہی کس سے حال دل کہون پہرون چپکی فرش غم پر پڑی رہتی ہی صدمۂ ہجران بدیع الزمان دل پر سہتی ہی کبھی جو براے سیر جانب

صحراے وحشت افزا آئی ہو بے یار جانی زیادہ گھبراتی ہو کبھی جو طرف دریا کے جا نکلتی ہو موجہ بحر مواج کو دیکھکر چھری دل غمزدہ پر چلتی ہو کبھی خواصون سے باتین حسب حال ہوتی ہین ذکر بدیع الزمان کا کرکے ملکہ سب کے ہوش کھوتی ہو شب بھر اختر شماری بصد بیقراری دن بھر آہ و زاری محبوب کی انتظاری کھانے کا مزا نہین پانی سے آشنا نہین وحشیون کی صورت ولمین درد فرقت بال پریشان مضطر و حیران ہو نہین سات روز گذرے آٹھوین دن سب خواصون کو پاس بلا کر بٹھایا حال دل زار اپنا سب سے بتایا اور کہا کہ مین اب یہ سوچی ہون کہ آج پوشیدہ سلیمان زنگی سے کشتی پر سوار ہوکر یہان سے نکل جائین اگر خضر قسمت بھی راہ دے اس امر اہم سے پروردگار عالم بنا دے تم لوگون کی کیا راے ہو سب خواصون نے بالاتفاق کہا بہت مناسب ہو ہم سب جان نثار حاضر ہین آپ کیون پریشان خاطر ہین جو کچھ حکم ہو بجا لائین آپ کسی طرح نہ گھبرائین بسم اللہ کیجیے نظر بخداے عزوجل کرکے قدم بڑھایے ناخداے سفینہ دین و دنیا بیڑا پار لگائیگا یہ سنکر ملکہ گوہر ملک اُٹھی اور کنارے پر دریا کے آئی اور کشتی منگوا کر مع خواصون کے سوار ہوئی ملاح سے اشارہ کیا جلد کشتی دھارے پر ڈال اس خرابہ مصیبت نژاد سے مجھے نکال ملاح نے جلدی جلدی ناؤ کو بہاؤ پر ڈالا ملکہ نے یہ مضمون منہ سے نکالا تضمین

کچھ اُسکے ساتھ بھی ہاے آہ تو کیا کرتا
برس کے ابر خجالت بہت اُٹھاتا
چلا ہون اُسطرف اے جذب دل ہر دم دکھا
بھر شتاب تشنہ لب تو خان سیلاب بہایگا
ذرا کمک کی اے خالق صمد کرنا
اگر سے وہ بھی فرا ہر جستجو نکلے دیکھو
تمہیں ہونا روتے ہو تم شہر ڈوب جائیگا
کوئی عدو ہوا اگر راہ مین تو رد کرنا
جو بحر دیدہ تر میرا جوش کھائیگا
برس پڑونگا ایسی دن جو ابر کیطرح

ملکہ تو یہ اشعار جانگزا حیرت افزا پڑھتی کشتی پر حیرت مین خواصون لیے بیٹھی چلی جاتی ہو موج دریاے چہرۂ زیباے محبوب یاد آتی ہو ادھر سلیمان زنگی سیاہ رو بدخو کو خبر ہوئی کہ ملکہ گوہر ملک کشتی پر بیٹھکر مع خواصون خاص کے روانہ ہوئی آہ کا نعرہ مارا آتش عشق دل مین بھڑکی کہا غضب ہوا وہ لعل بے بہا گوہر یکتا ہاتھ مین آکر نکل گیا سوز محبت سے سینہ مین کلیجا جل گیا جھٹ پٹ گھوڑے پر سوار ہوا جانب دریا چلا کنارے پہونچکے دیکھا کہ وہ سامنے دُر دریاے حسن و جمال آفتاب عالمتاب بمثال کشتی پر سوار مضطر و بیقرار چلا جاتا ہو عکس روے نیر تابان ملکہ عالیشان دریا مین جلوہ دکھاتا ہو آواز دی للکارا زور سے چیخین مارکے پکارا او ملاح کہان جاتا ہو کشتی کو روک دیکھ یہ میرے نیزہ خونخوار کی نوک مین آن پہونچا یہ کہکر گھوڑا دریا مین ڈالدیا اُدھر ملکہ کا عجب حال ہوا کچھ نہ بن پڑا بال سر کے کھول دیے جانب آسمان دونون ہاتھ اُٹھائے اور دعا کرنے لگی اے مالک زمین و زمان واے ناخداے کشتی کون و مکان اے خالق بے نیاز واے معبود کارساز میری آبرو اس شمن دین سے بچا لے یا مجکو اس دنیا سے ناپائدار سے اُٹھا لے رشتۂ حرمت میرا نہ ٹوٹے متاع عصمت میرا نہ لوٹے تو ہی حافظ و ناصر ہو تیرے ہاتھ عزت باطن و ظاہر ہو کبھی یہ مصرعہ زبان پر جاری کرتی رخسارون کو اشک گرم سے بھرتی ہو مصرع مایم پُر گناہ تو دریاے رحمتی + کبھی یہ شعر شیخ سعدی شیرازی کا پڑھتی ہو اپنے مالک و مختار سے حال زار بیان کرکے روتی ہو شعر دوستان را کجا کنی محروم • تو کہ با دشمنان نظر داری ہو کبھی یہ اشعار آبدار بصد اضطرار بہیجان ہوکر ورد زبان ہین آنکھین جانب جبلاد ہاتھ سوے آسمان ہین اشعار

مجھسے ہو انجام ری یارب
راز دل تجھپہ ہو مرا اظہار
کیسا طوفان اُٹھا ہو اے مولا
ہو قبول اب دعا مری یارب
تو ہی حافظ ہو اے مرے غفار
پانی پانی الم سے دل ہو مرا
کوئی میرا یہان نہین حامی
اس تلاطم سے تو نکال مجھے
کشتی نوح کی طرح تو بچا
گر نہ عزت میں میری تو حامی
زندگی ہو گئی وبال مجھے
پار کرنا خدا مرا بیڑا

ملکہ تو درگاہ خداے لم یزلی مین دعا کر رہی ہو سر براے سجود معبود خاک پر دھر رہی ہو اُدھر وہ ستم ایجاد براے بیداد آ پہونچا ملاح کو تہ تیغ کیا کشتی کو روکا ملکہ گھبرائی دلمین فوراً یہ سمائی حرمت نہ دیجیے محبوب پر جان فدا کیجیے یہ کہکر دریا مین کود پڑی غوطہ کھا کے اُبھری سلیمان نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا اور گھوڑے پر بٹھا لیا خواصون نے غل مچایا سب نے برا حال بنایا ملکہ زار زار روتی ہو جان اپنی کھوتی ہو کوئی فریاد کو نہین پہونچتا نالہ نہین سنتا ناگاہ سامنے سے اُس صحراے ہولناک مین گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار گھوڑے پر سوار تیغ خونچکان ڈاب مین نیزہ طویل ہاتھ مین کنارے دریا کے آ پہونچا اُسنے کہ ایک دیو سیاہ رو تندخو بصد غیظ و غضب بے سبب ایک پری حور نژاد کو لیے بدعت و بیداد جنگل مین دبائے ہو سر پر بیچاریون خواصون کو دریا مین طوفان اُٹھائے ہو اُس نقابدار نے

نعرہ کر کے گھوڑا دریامین ڈالدیا اور للکارا کہ مین آپہونچا ای ماہ آسمان خوبی و ای فلک خورشید محبوبی گھبرا نہین جب نقابدار قریب کشتی کے آیا
سلیمان زنگی چلایا کہا تو کون ہی کیا نام ہی کہان تیرا مقام ہی اُس سوار نے نعرہ کیا کہ ستم نقابدار پلنگینہ پوش لبس اسی مین خیر ہی کہ گل گلزار حسن
وجمال غنچہ نو دمیدہ بیمثال کو چھوڑ دے نہین ابھی تجکو اس بے ادبی کی سزا دونگا تہ تیغ آبدار کرونگا یہ کہکر ملکہ گوہر ملک کا بازو تھام کے
جھٹکا دیکر گھوڑے سے اُٹھا لیا اس صیاد ستم ایجاد کے پنجہ سے اس بلبل زمزمہ پرداز گلشن خوبی کو چھڑا لیا اور تیغہ آبدار بے حجت و تکرار
میان سے کھینچکر ایک ہاتھہ مارا دو ٹکڑے کر کے غرق دریاے فنا کیا ملکہ کو کشتی پر بٹھا کنارے لا کے آثار رہ غبار قدم مارا مگر نقابدار پلنگینہ پوش
حسن وجمال جہان آرا ے ملکہ گوہر ملک پر مائل ہوا تیر نگاہ چشم فتان ابرو کمان کا گھائل ہوا کہا ای جان جہان ای راحت و آرام جان تیرا
کیا نام ہی اور تو کون ہی اور یہان کیونکر آئی کیا بدی تقدیر سے فلک بیزار گر نے برگشتگی دکھائی ملکہ نے کہا میرا نام ہی ملکہ گوہر ملک مین
بیٹی ہون بادشاہ گنجاب بن گنجور ملک حرمان دلوکش کی اور فریفتہ و شیفتہ ہون جمال جہان آرا ے شاہزادہ بدیع الزمان نور دیدہ
صاحبقران کی ای نقابدار پلنگینہ پوش میرا حال زار ملاحظہ فرما اور کیفیت برگشتگی بخت بدکردار سماعت مین لا در بنا بریہ یہ شاہزادہ
بدیع الزمان اپنے لشکر فیروزی اثر مین تھے مین بجوش الفت و محبت لشکر نقابدار گوہر پوش بنکر گئی بحیلہ مقابلہ اُنکو لشکر سے نکالکر اپنے
خیمہ مین لائی اُنکی اطاعت و فرمان برداری کر کے خطا معاف کرائی رات بھر جلسہ عشرت رہا صبح کو بیہوش کر کے صندوق مین بند کیا
کشتی پر سوار ہوئی راہ دریاے تلاطم افزا مین کی یہان نمکحرام سلیمان زنگی کہ ملازم میرے باپ کا تھا مجھسے طالب وصال ہوا مین نے
شاہزادہ بدیع الزمان کو ہوشیار کیا اُنھون نے بہ قوت دست زبردست اُسکو زیر کیا اور سینہ پر چڑھ کے چاہا سر نحس اُس ملعون کا
کاٹ لین مجھ کمبخت نے بھی بہت کہا مگر وہ بہ دغابازی مسلمان ہوا بظاہر اسلام قبول کیا شہزادے نے اُسکو چھوڑ دیا وہ دعوت کے
حیلے سے اپنے گھر مین لایا اور شاہزادے کو شراب بیہوشی پلا کر قتل پر آمادہ ہوا مین بگریہ و زاری ساعی اور مارج ہوئی قتل کے عوض اُنکو
ایک صندوق مین بند کر کے دریا برد کر دیا اب نہین معلوم وہ نور نگاہ امیر حمزہ صاحبقران گوہر ملک کا آرام جان شاہزادہ بدیع الزمان
زندہ ہی یا نہین بعد آٹھہ روز کے بپاس حفاظت عصمت سلیمان زنگی سے پوشیدہ کشتی پر سوار مع خواصون کے روانہ ہوئی سلیمان زنگی کو
جو خبر ہوئی بغیظ و غضب آیا دریامین کشتی کو روکا اور طالب وصل ہوا اور چاہا کہ شیشۂ عصمت و عفت کو شکست کرے تمنے آکر اُسکو تہ تیغ
آبدار کیا اگر ایک ذرا عرصہ ہوتا وہ ظالم آبرو لے لیتا تمنے جان آبرو بچائی صورت شر و فساد صفحہ ہستی سے مٹائی اب مین سنجان کو جاتی ہون جب
خیریت سے پہونچونگی تمام عمر تمکو دعا کرونگی نقابدار پلنگینہ پوش نے یہ کیفیت سنکر شکر خدا کیا اور کہا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ تم ناموس
شاہزادہ بدیع الزمان نور نظر صاحبقران کی ہو نہ گھبراؤ خدا کو یاد کرو وہ مسبب الاسباب قادر و توانا ہی کوئی اسباب اس بے سر و سامانی مین
ایسا پیدا کریگا کہ تم پھر اپنے محبوب جانی بار جاودانی شاہزادہ بدیع الزمان سے ملاقی ہوگی مگر ہمارا بھی سلام کہنا اور مزاج پرسی ہماری طرف
کرنا اب چلو مین تمکو بحفاظت تمام طرف سنجان کے روانہ کرون یہ سنکر ملکہ مع خواصون کے ہمراہ نقابدار پلنگینہ پوش کے جزیرہ ارغوان مین
آئی کیفیت عجیب و غریب نظر پڑی نقابدار پلنگینہ پوش نے بضرب شمشیر آبدار و بزور قوت بازو صف شکنی دکھائی خلقت راہ راست پر آئی
ساکنان جزیرۂ ارغوان کو زیر کیا سبکو کلمہ پڑھایا اہل قریہ ایمان خدا پرستی پر لاے مسلمان کامل ہوے بتکدے توڑ ڈالے مسجدین بنائین
تکبیرون کی صدائین بلند سکہ زر و سیم بنام شاہزادہ بدیع الزمان خسرو خسروان پارہ جگر صاحبقران جاری ہوا ڈنکا شاہزادہ بدیع الزمان
کا بجنے لگا رعایا خوش و خرم نہ کوئی غم نہ الم ہر ایک آباد و شاد رہنے لگا ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور ملک حرمان دلوکش کو
بعوض شاہزادہ بدیع الزمان خسرو خسروان راحت جان و نور نگاہ صاحبقران سب نے نذرین گذرانین بعد چندے کے نقابدار
پلنگینہ پوش نے ملکہ گوہر ملک کو بحفاظت تمام بصد انتظام جوانان جرار و پہلوانان نمودار ہمراہ کر کے طرف سنجان روانہ کے روانہ کیا ناظرین
واضح رہے کہ ملکہ گوہر ملک بخیریت تمام و بہ حفاظت و انتظام طرف سنجان کے روانہ ہوگئین یقین ہی بفضلہ تعالی پہونچ جاونگی شاہزادہ
بدیع الزمان قرۃ العین صاحبقران صندوق مین بند کر کے دریاے ارغوان مین بہا دیے گئے تھے نہین معلوم اُنپر کیا گذری انشاء اللہ تعالی

ہو دونون سکے حالات وکیفیت محالات آگے بڑھکر بخدمت ناظرین تمکین التماس کیے جائینگے بخوبی فہم وادراک وذہن چالاک مین آئینگے اب یہان سے احوال ملک قاسم نوجوان لخت جگر دل اسیر حمزہ صاحبقران فرزند ارجمند علم شاہ عالیشان کہ جنکو ہمراہ مہتر مرجان کے کہ وہ کوہ کاہ ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش کا دریاے ناپیدا کنار مین چھوڑا تھا تحریر کیا جاتا ہی قابل ملاحظہ اور سماعت سکے ہی

دو کلمہ داستان حیرت افزاے پیروجوان ٹوٹ جانا کشتی کا ملک قاسم کی اور بہ جانا قاسم کا ایک تختہ پر اور بہو بہتا قاسم کا اُس جگہ جس کنارے پر دھوبی کپڑے دھورہے ہین اور پھنسنا ایک صندوق کا جال مین قاسم کا ماہی گیر کے شریک ہوکے اسکو نکالنا صندوق کھول کے پہچاننا بدیع الزمان کو پھر مقابلہ ہونا قاسم وبدیع الزمان کا براے دائل فیصلہ کرنا نقابدار ژندہ پوش کا دونون مین پھر صحرا نورد ہونا قاسم وبدیع الزمان کا جدا جدا براے فتح ملک سنجان اور ملاقی ہونا عوج قلندر سے اور مرید ہونا بدیع الزمان کا

پلا ساقیا مجکو تازہ شراب	کہ ہو چہرۂ دل کو غازہ شراب
پلا ساقیا آج جو کچھ وہ ہو	کرون نشہ مین راہ دریا کی طے
بھلا ایک دو جام مین ہوگا کیا	سبو کے سبو سامنے میرے لا
روان کر تو دریاے مے کر نہ دیر	کہ چھلک جاؤن ہو جاؤن پی پی کے سیر
اُسی کی ہے اب جستجو بھی کمال	پلا دے مئے لالہ گون کا زلال
حبابون کی ہو مانند سیدھے وان تک قطار	سفینہ مرا جسمین ہو استوار
سحر یہ دعا صبح اور شام ہو	کہ آغاز سے بہتر انجام ہو دیگر
غفلت تمام کرد مرا و شباب حیف	چون رو نمود فصل بہار خزان شدم
دارد عجب بہار تن داغدار ما	در الفت گل رخ تو بوستان شدم
عشق بتان یار مرا کرد ناتوان	از کاہش الم چہ شد این ہیجان شدم
دل را خیال سیفی قد او قوی	ہر گہ کہ من ضعیف شدم ناتوان شدم
نالہ زدل کشم پی یاران رفتگان	آخر درین سرا جرس کاروان شدم
اُفتادگی عشق غبارم تباہ کرد	در کوی یار خاک رہ رفتگان شدم

شراب کہن سے ہی نفرت مجھے	تر و تازگی سے ہی رغبت مجھے
مرے آگے لا ساقیا خم کے خم	پیون اسقدر ہون ترے ہوش گم
ذرا سی نہین چاہیے ہی شراب	لنڈھا دے تو مشکون مین بھر کر شتاب
ہی اک رند تحریر آشوب مین	وہ ہی آب مواج سر ڈوب مین
نہ پہوچے جو میخانہ سے سحر تک	نظر آئے کشتی کی صورت فلک
جو ہو زور مین آب مے کا بہاؤ	پہونچ جاے اک آن مین میری ناؤ
در چشم خود ز فکر سخن شل جان شدم	این خوب شد کہ نام شود بی نشان شدم
در جستجوی او چو بدر رفتم از وطن	مانند روح از تن خاکی روان شدم
کاہیدہ کرد الفت ابروی نازنین	تیر قرہ فتاد و سینہ کمان شدم
یک عمر رنج فرقت جانان کشیدہ ام	چون نام وصل آمد و شادمان شدم
در باغ دہر آمدہ ام مثل بوی گل	آخر چرا بخاطر ہر کس گران شدم
شاید کہی مرا بدہد ساغر شراب	بر این امید بندۂ پیر مغان شدم
دل داغدار یافتم و اشک لالہ گون	در خانہ باغ الفت او میہمان شدم

شعر نوشتہ شدہ خامۂ ہوشمند + کہ زیبا لیش داستان دلپسند + غواصان بحر مواج بے پایان وماہیت شناسان طوفان دریاے غمزدگان ساحل مراد پر گوہر بخشش بہاے مضمون آبدار کرتے ہین کہ جب مہتر مرجان کو کا ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش کے ہمراہ شاہزادہ ملک قاسم نوجوان فرزند ارجمند علم شاہ کشتی پر سوار ہوکر جانب سنجان چلے روانہ ہوا اور ملاح نے کشتی دھارے پر ڈالی وہ دریاے قہار کا شور وہ گرداب طوفانی کا زور موجون کا اضطراب تلاطم آب مین حباب ماہیان کلان کا اچھلنا پانی کا اُبلنا گھڑیال کا گھڑی گھڑی خروش دریاے قہار کا جوش ہوش کا دم کشی کرنا مگر کا ڈوب کے ابھرنا یہ اور قیامت تھا طوفان نظر آتا تھا دل دہل جاتا تھا کشتی کا یہ عالم تھا کہ کنارے تک پانی موجین ایسی طوفانی کہ جب تھپیڑا پانی نے مارا معلوم ہوا کہ اب ڈوب گئے غرق ہو بہ یاسے فنا ہوئے جان پر بنی ہوئی قضا دل مین ٹھنی ہوئی اس تلاطم مین کشتی بیچ دھارے مین چلی جاتی ہی ہر دم موت کی صورت نظر آتی ہی سواے ذات پروردگار کے کوئی مددگار نہ رہا وجب پیش وپس نہین معلوم ہوتا ہی وہی خدا مسبب الاسباب ومشکلات حافظ وناصر ہی وہی معین ومددگار باطن وظاہر ہی ناگاہ آثار قیامت نظر آئے طوفان کے سامان دکھائی دیے

پانی کو تلاطم ہوا موجہ آب بانسوں دریا سے بلند دیکھا ایک ماہی کلان جانب راست سے موج مارتی ہوئی پانی کاٹتی آئی بیچ مین جو اُسنے
اس کشتی کو پایا ایک کا ٹہا مارا کہ کشتی پاش پاش ہوگئی نہ ملاح کا پتا لگا نہ کشتی کا نشان رہا ایک تختہ پر شہزادۂ ملک قاسم ایک پر
مہتر مرجان بسمل و نیم جان ڈوبتے اُبھرتے وہ کہین بہ گئے یہ کہین بہ گئے قاسم کو مرجان کا نشان نہ ملا اور مرجان کو قاسم کا پتا
نہ لگا مگر ناظرین پر واضح ہو کہ قضاے کار باتفاق روزگار شہزادۂ ملک قاسم تختۂ شکستہ پر بہتے بہتے بعد کئی روز کے مضطر و نالان حیران
و پریشان بے حواس عجب ہراس جینے سے یاس کوئی آس نہ پاس ایک مقام پر کنارے دریا کے تختہ ٹھہر گیا قاسم اُچک کر کود کے
خشکی مین آئے کچھ کچھ حواس درست ہوے مگر بھوک کے مارے آنکھوں مین دم چشم پر نم نقاہت آشکار ضعف بے شمار در حقیقت کئی روز
گذرے کہ بے آب و دانہ اُس شکستہ کشتی پر مثل ماہی مردہ کے وہ مجود تختہ سے لپٹے ہوے آئے کیونکر ہو سکتا ہی کہ سانس جیٹ مین ہمارے
انسان اناج کا کیڑا ہی اسی سے زندگی کا وسیلہ ہی دوسرے ہلاکت جان گراں بے حد و انتہا غرض کہ کنارے کنارے دریا کے آہستہ آہستہ
چلے دیکھا کہ سامنے دھوبی کپڑے دھوتے ہین چھوا چھو کر کے شاد ہوتے ہین دوپہر کا وقت ہی کچھ دھوبی بیٹھے ہوے روٹی
کھاتے ہین دیکھتے ہی قاسم بیتاب ہوگئے جلد قدم بڑھا کے اُن دھوبیون کیطرف چلے کئی دن سے جو دانہ آنکھ سے نہ دیکھا تھا
پانی بھی نہ پیا تھا جاتے ہی بسم اللہ کہکے اُن دھوبیون کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھ گئے کھانا کھانے لگے بڑے بڑے نوالے مار کر
جلدی جلدی منھ چلانے لگے دھوبی یہ دیکھکر گھبرائے کچھ دھوبی اُسمین شریر سے کچھ اُسمین یہ کلام زبان پر لائے اے شخص تو کون ہی
کہان سے آیا ہی یہ کیا تیرے دل مین سمایا ہی ایسا بیباک چالاک کہ بے صلاح کیے کھانے کو بیٹھ گیا قاسم نے اُن دھوبیون کے باتون پر
کچھ اعتنا نکی اپنے کام سے کام رکھا جب تو وہ دھوبی دو دو روٹیان ہاتھ مین لیکر کھڑے ہوگئے قاسم بھی اُٹھے اُنسے چھین
چھین کر چکھنے لگے جس دھوبی نے کچھ بھی چین چپڑ کی اُسکی کمر مین ہاتھ دیکر زمین پر مارا اور روٹی اُسکی چھین کر گلے مین بھر لی منھ
چلانا مشکل ہوا مگر آگل نگلکر کھا گئے پھر تو یہ رنگ ہوا کہ کسیکو گھونسا کسیکو طمانچہ دیا کسیکو زمین پر دے ٹکا کسیکا ہاتھ جھٹکا ساری
روٹیان چھین جھپٹ کر اُن سب سے کھا گئے وہ دھوبی بیچارے آفت کے مارے بھوکے پیاسے رہ گئے کوئی کہین بھاگا کوئی کہین
بھاگا دھوپ مین دریا کے کنارے ایک چلچلور مچی غوغا بلند ہوا مگر کوئی انکے پاس نہین آتا دور ہی سے گیدڑ بھبکیان بتاتا ہی شیر گرسنہ
کے مانند قاسم ایک ایک کی طرف جھپٹتے ہین دھوبی آگے نہین بڑھتے ہین پیچھے ہٹتے ہین آتش دہشت سے بھٹی مین کپڑون کی
گر کر جلے جاتے ہین ایسی ہونڈ ان مین پڑے ہین دل دہل رہے ہین سلے جاتے ہین پیٹ کی آنچ تپتے ہین روٹی کھانے والے کو کلیجے مین
الغرض دھوبی ایسے پیٹے گئے اور پٹخنیان کھا کھا کر برا ہوے کہ صابن کے گولے کیطرح پانی مین بہ گئے کف منھ سے جاری ہوے
گدھے کیطرح ہانپنے لگے ڈر ڈر کے کانپنے لگے جب سب دھوبی استری کے مانند گڑگڑائے ہاتھ جوڑے سر قدمون پر جھکائے قاسم
مسکرائے تن تازہ کر کے پانی پیا مگن ہوے شکر خدا کیا ادھر اُدھر ٹہلنے لگے اور یہ اشعار مزید ارب صد مسرت و شادمانی پڑھنے لگے نظم

وحشی ہین عشق زلف شکن در شکن سے ہم
عادل کا سامنا ہی گناہون کی شرم ہی
یوسف کیطرح ڈوبے ہین ہم اسکے عشق مین
آیا جو ہمکو سبزۂ رخ کی تمنا کا دھیان
یہ وجہ ہی جسکو جو ہمارا ہی داغدار

بہر اُن لڑایا کرتے ہین آنکھین ہرن سے ہم
مرقد مین منھ چھپائے ہوے ہین کفن سے ہم
کب دیکھیے نکلتے ہین چاہ ذقن سے ہم
انگلین گے زہر اکدن اپنے دہن سے ہم
رکھتے ہین عشق دلمین کسی گلبدن سے ہم

یاد وطن کبھی کبھی جنگل کا ہی خیال
[illegible] غم ہوا نہ محبت مین کچھ حصول
بلبل [illegible] کر جاتے ہین باغ سے
تجکو بھی ان بتون کی خدائی سے کچھ ملا
پاس آ اپنی شاعری پہ ہمین کیا غرور ہو

ای دل تنگ مین ہین تیرے دیوانے بن سے ہم
کیا خاک دل لگائین کسی گلبدن سے ہم
برخاستہ دل آپ ہین اس انجمن سے ہم
پوچھینگے آپ جاکے کسی برہمن سے ہم
آگاہ کب ہین کوچۂ شعر و سخن سے ہم

شہزادۂ عالیشان قاسم نوجوان شغل شعر و سخن مین تھے کہ ایک طرف کنارے پر دریا کے نگاہ پڑی دیکھا کہ ماہی فروش شستا لیے
کھیلتے ہین جال جنجال پھیلائے بیٹھے ہین کوئی شست پھینکتا ہی موجۂ دریا دور سے کوشست کے بہانے لیے جاتا ہی مچھلی کوئی نہین
پھنستی ہی خجالت انہیں والون مین ہوتی ہی کوئی جال کھینچتا ہی مچھلیان نکال نکال کر ٹوکرے مین رکھ لیتا ہی قاسم کھڑے ہوے

دور سے تماشا دیکھ رہے ہین مگر ایک ماہی فروش نے جو جال کو اپنے کھینچا تو وہ اُس سے کھینچ نسکا کبھی تھم گیا دم لیا کبھی خوب زور کیا ہرگز وہ جال بالشت بھر نہ کھنچا ماہی فروش عاجز ہوا سب ماہی فروشون کو آواز دی کہ بھائیو آؤ کمک کرو جال نکالو بلا کا بار ہے ناؤ سب ماہی گیر آئے ملکر جال کھینچنے لگے دریائے عرق مین غرق ہوئے مگر ذرہ مین نہ فرق ہوئے یہانتک زور لگائے کہ کنارے تک کھینچ لائے اب جو دیکھا تو ایک صندوق نظر پڑا بہت شاد و مسرور ہوئے عسرت کے رنج سب کے دلون سے دور ہوئے کہنے لگے کہ بھائیو آج تو تقدیر نے یاوری کی بڑی دولت ہاتھ لگی جھانک جھانک کے اندر صندوق کے دراز سے تکنے لگے خیالی پلاؤ پکانے لگے حصے بانٹ کا ذکر ہونے لگا کوئی پسینہ پونچھ کے دریا سے ہاتھ مُنھ دھونے لگا کوئی دبلا سر پکڑ کے بیٹھ گیا کوئی موٹا اپنے بازو ملکر ٹہلنے لگا کسی نے جھنجھلا کر زور لگایا کسی نے ریلا دیکر ہٹایا مگر وہ صندوق اپنی جگہ سے مطلق نہ سرکا بہت بہت سبھون نے زور کیا شہزادہ والا ہمم قاسم ذی حشم یہ دیکھکر بڑھے اور ماہی فروشون کے پاس آکر کہا کیون بھائیو یہ صندوق نہین نکل سکتا اپنی جگہ نہین چھوڑتا اگر ہم اس صندوق کو باہر نکالین گے تو آدھا مال جو کچھ اسمین ہے وہ لے لین گے سب ماہی فروشون نے اقرار کیا ایک ایک اس بات پر راضی ہوا قاسم نے زور کر کے اُبھارا اور چاہتے ہین کہ آگے بڑھا کے ہٹائین یکایک صندوق کے اندر سے ہلا پڑا قاسم کے ہاتھ سے چھوٹ کے گر گیا کئی بار ایسا اتفاق ہوا قاسم چپ ہو کے ٹھہر گئے دم لیا ناظرین پر واضح ہو کہ بدیع الزمان کو جو سلیمان نے قتل کرنا چاہا تو پہلے شراب بیہوشی پلا کر بیہوش کر دیا تھا جب ملکہ گوہر ملک مانع ہوئی تو سلیمان نے اُسی عالم بیہوشی مین بدیع الزمان کو صندوق مین بند کر کے دریا برد کر دیا تھا اب اتنا زمانہ انکو بیہوش ہوئے ہو چکا ہے اور صندوق مین پانی ہر وقت رہا تراوت کی سردی کھا کر بدیع الزمان ہوشیار ہو گئے ہین اور قاسم کی آواز سن رہے ہین جب قاسم صندوق کو زور کر کے اونچا کرتے ہین بدیع الزمان اندر سے صندوق کے ہلا مار کر زور توڑ دیتے ہین وہ صندوق ہاتھ سے چھٹ جاتا ہے قابو مین کسیطرح نہین آتا ہے قاسم نے کہا یارو غور کرو کہ اس مال مین جان ہے اسمین کوئی شئے ذی روح ہمکو معلوم ہوتی ہے یہ کیسا مال ہے یہ صندوق عجب جان کا جنجال ہے ماہی فروشون نے کہا اچھا جو کچھ ہو اسمین مثل مشہور ہے مثل یا قسمت یا نصیب + اب صندوق نکالیے تو سہی جو کچھ مال مقدر کا ہوگا وہ ملیگا قاسم نے یہ سنکر بزرگون کا نام لیکے ایک زور خلیلی جو کیا تو اب کی مرتبہ وہ صندوق اُٹھ کے گھٹنون تک آیا دوسرے زور مین قریب کمر کے لائے تیسرے زور مین اونچا کر کے دھم سے کنارے پر دریا کے خشکی مین نکال کر پھینک دیا واہ واہ کا غل ہوا ہر ایک تعریف کرنے لگا قاسم نے فوراً قفل کھولکے جو صندوق کا پٹ اُٹھایا فلک نے عجب رنگ دکھایا قاسم نے جو جھک کے دیکھا تو چچا شہزادہ بدیع الزمان ہین قاسم نے کہا واہ عمو جان آپ کہان آپ تو خوب ادھر اُدھر دھوکا دیتے پھرتے ہین اب فرمایئے دنگل کے بارے مین آپ کیا کہتے ہین بدیع الزمان نے کہا کہ دنگل تو مین ہرگز نہ دونگا اگر لڑو گے تو لڑونگا قاسم نے کہا مین صندوق سے نکلنے نہ دونگا جب تک اقرار دنگل کا نہ لے لونگا یہ کہکے بدیع الزمان نے تیغ برق مثال پر قبضہ کیا اور تڑپ کے صندوق سے نکلے اور مقابلے مین قاسم کے کھڑے ہو گئے ماہی فروشون نے اور دھوبیون نے جو یہ معرکہ دیکھا ماہی گیر ڈرے اور جال مچھلیان جو کچھ شکار کر کے ٹوکرون مین بھری تھین پھینک پھینک کر بھاگے دھوبی سب اسباب اپنا اور گٹھری کپڑون کی اور بیل گدھے چھوڑ کر لنبے ہوئے سب کہتے تھے کہ بھائیو بھاگو جان بچا کر کہین چھپ رہو ایک تو وہ شخص بلانوش آیا دوسرے صندوق مین سے آسیب نکلا یہ دونون ملکر سبکو مار ڈالینگے کھا جائینگے جان نہ چھوڑین گے گھر والے کہان ڈھونڈھتے پھرینگے ناظرین ملاحظہ فرمائین یہان قاسم اور بدیع الزمان دونون مقابل ہوئے معرکہ آرائی پر مائل ہوئے تلوارین کھنچ گئین ٹھاٹھ بدلنے لگے کلیجے دیکھنے والون کے دہلنے لگے دو چار ہاتھ تلوارون کے دونون نے لگائے کچھ سپر پر رُکے کچھ خالی گئے کہ ناگاہ سامنے سے گرد اُڑی زمین تھرائی گھوڑے کی ٹاپون کی صدا آئی جھونکے ہوا کے چلنے لگے اشجار دشت کے ہلنے لگے جب دامن گرد چاک ہوا ایک نقابدار نقاب پوش نظر پڑا وحشیان دشت نے یکایک یہ غور مچایا اشعار مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن مین بہار آئے

کھیلے میخانہ کا در ساقی رنگین عذار آئے
یہان تک تجکو ڈھونڈھا ملگئے ہم خاک مین آخر
ترے کوچے مین ہم دوڑے ہوئے بے اختیار آئے
وصال یار مین سونا نظر بازی کو مانع ہے
وہ آئے وصل کی شب بھی تو کیسے شرمسار آئے
جنون کا شور ہو صحرا کے دامن پرزے پرزے ہون
محبت جیب سے ہوئے اُسکے دیکھے کیا قرار آئے

دیا ہر معرکہ مین کیا سبکدوشی ہوئی حاصل
لحد پر جو پانون اپنے اب دبانے کو فشار آئے
نہ پایا چین مرکر بھی تو اُنکے ہاتھ سے ہمنے
وہ آنکھین پھوٹ جائین نیند کا جسمین خمار آئے
مکدر ہین نہین دشمن سے بھی وہ صاف باطن ہونا
نئے گگر زندگی بھی بن آئے ابکی وہ بہار آئے

گئے تھے کوچۂ قاتل مین بلدر اپنا آثار آئے
نہین معلوم یہ کیسی کشش پیدا ہوئی دل مین
ہوا اک حشر برپا وہ جو بالین مزار آئے
جز یک سستہ نہ دکھلایا نہ کی اک بات بھی مجھسے
نکالون دل کو پہلو سے اگر اسمین غبار آئے
فراق یار مین ای یاس کیونکر سر نہ ٹکراؤن

یہ ذکر تھا کہ وہ نقابدار نمد پوش بصد جوش و خروش اسپ عبار رفتار کو دوڑاتا ہوا وحشیان وحشت کو آگے سے ہٹاتا ہوا قریب اُن دونون معرکہ آرا کے آیا اور آتے ہی دہنا ہاتھ قبضۂ شمشیر بے نظیر شہزادہ بدیع الزمان پر ڈالا اور بائین ہاتھ سے تلوار دشمن شکار شہزادہ قاسم نوجوان کو تھا با جھٹکا دیکر دونون غازیون کی تلوارین نکال لے گئے اور رشتۂ معرکہ آرائی دونون بہادرون کے قطع کر دیئے اور کہا ای بھائی تم دونون کیون لڑتے ہو قبضہ شمشیر بے نظیر کیون پکڑتے ہو دونون شہزادون نے کیفیت و نقل کی بیان کی جب تو نقابدار نمد پوش دست اصلاح رکھکر دوش بدوش دونون کو سمجھانے لگا اور کہنے لگا اگر تم دونون بدل منظور کرو اور پھر آپسمین سرگرم پرخاش نہو تو مین ایک بات کہون تم دونون کو راہ بتادون شہزادہ بدیع الزمان اور قاسم عالیشان نے قبول کیا اور گوہر بے بہائے کلام بطور اصلاح اُس دریائے صلاحیت اور شجاعت سے حصول کیا نقابدار نمد پوش نے بصد جوش و خروش فرمایا ای جوانو وای بہادرو جو تم دونون مین بضرب شمشیر آبدار و لشکر کشت و شجاعت بسیار ملک سنجان کو زیر و زبر کرکے فتحمند ہوا اور بہ جرأت و ہمت و نام آوری حق پسند و بہرہ مند ہو و نگل اُسکا ہے یہ سبب پرخاش او معرکہ آرائی اور شمشیر کشتی بجا ہے یہ کہکے دست شفقت پشت پر پھیر کر کہا غزل

یہ کماندار ہی ہے دم تک عاشق دلگیر کے
اس نشانے کو اُڑا کر کیش مین گے تیر کے

وا ہوئے ہرگز نہ عقدے وہ جو تھے تقدیر کے
مفتے ہوتے ہین مرید اُس کافر بے پیر کے
ایکسیر کے قتل سے دو لطف ای قاتل ہوئے
داغ چند اس عشق مین تھے اپنے بھی تقدیر کے
شہرہ ہی گیسوئے پیچان کا تمہارے ہر طرف
عید کے تو دے لگا دینگے یہ دستے تیر کے

سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
آشنا معنی سے بھی ہو جائینگے صورت پرست
رنگ دل تیرا سا جوہر کھلے شمشیر کے
گفتگو ای بت غرور حسن سے تو نے نہ کی
غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
پیچھے کرتے ہین مثل کبک مالون کے عوض

لیکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار
دیکھ لینگے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
کھاتے ہین دو چار گل خوبان گل رخسار پر
رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلے کا شکار
عاشق شیدا تمہاری چاند سی تصویر کے

نقابدار نمد پوش یہ اشعار پر جوش پڑھکے شہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان سے کہنے لگا کہ میرے کہنے کو مانو اور تم دونون علحدہ علحدہ طرف سنجان کے راہ لو بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ کے ایک طرف چلا اور کہا تم اِدھر جاؤ اب یہان نہ ٹھہرو قدم جلد اُٹھاؤ شہزادۂ بدیع الزمان کو تھوڑی دور پہونچا کے پھرے اور بعد تھوڑی دیر کے جب دیکھا کہ بدیع الزمان نظر سے غائب ہوا قاسم عالیشان سے کہا کہ لو تم بھی اب دوسری جانب سدھارو مرضی الٰہی مین دم نہ مارو جب قاسم بھی نکل گئے اور نگاہ سے پوشیدہ ہوگئے آپ بھی روانہ ہوئے اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول حال شہزادۂ بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے اشعار

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
وہ فلاطون ہو تو اپنی قابل صحبت نہین
خاک ہوکر بھی فلک کے ہاتھ سے ہے کو قرار
روز کرتے ہین جھل قدمی مگر فرصت نہین

سیر کے قابل ہے یہ ہر سیر کی فرصت نہین
خواہ پھرتا ہے فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین
ایکساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہین
سیر کی وحشت پانون بھلائے تو پھر دونون جہان

عالم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین

عرضکہ شہزادہ بدیع الزمان وہ دشت پر آفت صحرائے وحشت طے کرتے چلے جاتے ہیں کہیں وادی سبزہ زار کہیں بیابان پر از خار کسی مقام پر گرد نواح سڑک کے دیہات کی آبادی کہیں زمین سنسان پر آشوب وادی کسی جا کھیت لہکتے ہوئے طائر زمزمہ پردازی کرتے کسی مقام پر اشجار چنار شعلہ آتشین سے دہکتے ہوئے کہیں گل خودرو کی بہار صبا کا جھونکے آنا بار بار طائروں کا چہکارنا فاختہ کا پکارنا بدیع الزمان کا صبا کیطرف خطاب کرکے یہ شعر پڑھنا کبھی دم بھر ٹھہر جانا کبھی آگے بڑھنا شعر صبا بگلشن جانان اگر تو بگذری اذا لقیت حبیبی فقل لہ خبری داور کبھی چلتے چلتے جو کچھ خیال اپنے محبوب گلعذار و معشوق گل رخسار کا آگیا تو راہ میں یہ اشعار گہر بار پڑھتے چلے جاتے ہیں نغمہ سنجی طائران خوش الحان و زمزمہ پردازی مرغان جادو بیان کان لگاتے ہیں نظم

کی خوب سیر باغ کی اے باغبان چلے

سایہ میں جسکے پھول چمن شادمان چلے
کیا کچھ خطا ہوئی سحری جالیوں مکان چلے
مدنظر ہو جسکو سیر امتحان چلے
اب فیصلہ ہی ہو گئے کیونکہ نہان چلے
تھک کے بیٹھ جائے سیر ساتھ اگر آسمان چلے
ایسا ہو کہ میری بھی اک دن زبان چلے
تربت پر آکے کہا مرے استخوان چلے
اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے
صد شکر اس جہان سے ہم شادمان چلے

دار فنا میں اب بھی اپنا نہیں ٹھکانا
مجھکو یہ آگئی بہ بدنرگی کا خیال ہے
ہمسے چمن بہار میں چھوٹا ہے بلبلو
جو ہیں پابند ہوں گلستان حسن یار
اے دوستو ہمیں سر لاشے کو پہنچو دو
گل توڑنے یہ دیتے ہیں سننا نہیں مرید
قاتل ہیں خوش ہو شوق سے گردن کاٹ دو
یوں لکیر ہاتھ کی تری آہ کا اثر
ٹھنڈک گئے ہیں کوچہ زلف سیاہ میں

سب دوستوں کا خوب لیا امتحان چلے
جاتے ہیں کہیں وہ کہ نہیں پتا نشان چلے
رکھا ہے گل کی پالکیوں میں ہٹ زبان چلے
یارب ایسے چمن میں باد خزان چلے
توجہ سے یار کے مجھے بیگمان چلے
سچ ہے کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے
گردن پہ کون اٹھا کے یہ بار گران چلے
جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے
تاریک شب میں ٹھوکرین کھاتا گمان چلے

اٹھتے ہی تیری بزم سے ہم اٹھ کھڑے ہوئے
رکھ دونگا سر میں کاٹ کے قاتل کے پاؤں پر
اسپر بنا چلے مجھے تیر نگاہ سے
صحرا نوردیوں کی ہے یہ مشق آجکل
روز آپ چھیڑ چھیڑ کے دیتے ہیں گالیاں
ہیں کیا سگان کوچہ دلدار خوش چلن
لکھتا ہوں اپنے ضعف کا میں حال اسلئے
آیا وہ وقت مرگ عیادت کے واسطے

کسی سمت اس وادی مینو سواد میں بجائے حسرت سنبلان کا ہجوم بوم بخس و شوم کی دھوم زاغوں کا غل مچانا درندوں کا مہیب آوازیں لگانا آفتاب کی تیزی دھوپ کی حدت دوپہر کا ڈھلنا زمین کا تپنا ریگستان کا جلنا وہ ہوائے گرم وہ لوئیں وہ تق گرد و غبار وہ بگولوں کا اٹھنا چھیلیں خشک پانی نایاب حلق تر کرنے کو نہیں قطرہ آب جگر گرمی سے کباب دل بیتاب کو رشک سنبل پیچ و تاب اس جنگل میں نہ آدمی نہ آدمزاد مہیبات خدا کی ذات نہ کہیں سایہ درخت پہاڑوں کی تنہرامیں سخت دو دو چار چار دن دانے کا نام نہیں پانی سے کام نہیں تمازت آفتاب سے چہرے کا رنگ سنولایا ہوا دل سینہ میں گرمی سے گھبرایا ہوا گرد و غبار راہ سے پھول سا جسم سب اٹا ہوا دامن قبا کا کانٹوں سے کوئی نچا ہوا کوئی پھٹا ہوا پاؤں میں چھالے جان کے لالے وحشیوں کی صورت شاہانہ خصلت تکلیف نے انتہا راحت عنقا کبھی مسکرائے کبھی آنکھوں میں آنسو بھر لائے کبھی روئے کبھی ہنسے کبھی فلک کیطرف تککے ٹھنڈے سانس لئے کبھی یہ اشعار زبان پر لائے

اشعار بہاری جنون خیز کی بھر وحشت کا سامان ہے
ہجوم داغ سے سینہ مرا رشک گلستان ہے
بہت گھبرا رہا ہے یہ کسیکے پاس جائے گا
وہ مجنون ہوں کہ سایہ دیکھکر جسکو پریشان ہے

وہی دامن کے پرزے ہیں وہی ٹکڑے گریبان ہے
کہیں گل مسکراتے ہیں کہیں ہے چشم پر شبنم
ہمارا دل ہمارے پاس کچھ دن اور مہمان ہے
رقم کرتا ہوں جب وصف تیغ ناز قاتل کے

چمن تازہ کھلا ہے لائق گلگشت جانان ہے
کوئی خندان ہے باغ دہر میں کوئی گریان ہے
بلائیں کیوں نہ بھاگیں عاشق زلف پریرو ہوں
صدا دیتا ہے خامہ آج میرا ہاتھ میدان ہے

القصہ وہ نور چشیدہ و روح جان امیر حمزہ صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان بعد قطع منازل و طے مراحل صحرائے ہولناک گریبان دریدہ دامن چاک چہرے پر بالوں پر بیابان و دشت کی خاک پاؤں میں آبلے تلوے مانند سے نہایت ہلاک جس جگہ بیٹھ جاتے ہیں اٹھنا محال جان خود کسلمندی سے بیحال ہے دل سست جی نڈھال ہے ایک قدم کی راہ ایک سال ہو رہی غذا ضعف سے غش آتا ہے ہونٹ پانی منہ خشک چہرہ اترا جاتا ہے اسی عالم میں جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے کچھ درخت سرسبز ملے ہیں کچھ جانور بھی بول رہے ہیں کچھ آدمیوں کے بھی بولنے کی آواز آتی ہے بوئے آب و طعام بھی ہوا لاتی ہے گو نہ دل کو تازگی ہوئی قدم آبلہ دار کو

ہزار

چلنے کی ہوس بڑھی قریب پہونچکے دیکھا کہ زیر درخت گنجان خدا پرست وحق شناسان کچھ آدمی کچھ جوان بعید تکلف وشان بیٹھے ہیں جابجا ہرگز چھالے بچھے ہیں کہیں بوریا ہے فقر بر فقرا بیٹھے عبادت کے ذکر ہوتے ہیں آب رحمت الٰہی سے منھ دھوتے ہیں پلکین دراز ریشین ہلرفراز ہر ایک پاکباز یاد بے نیاز میں ہے بیچ مین ایک سجادۂ نورانی بسجادۂ چشم جہانبانی بچھا ہے اسپر ایک فقیر بعید توقیر سن دراز طویل قد پلکین سپید بڑھی ہوئی ریش سفید بیاد مالک خاد مذ میٹھا جھومتا ہے اور چار طرف چہرے جانوران رنگارنگ کے درختوں میں لٹکے ہوئے ہیں وہ سب قماش پر تکلف مین اپنے اپنے مقام پر چہچہہ زن شعر وہ طائر تھے اسطرح سے نغمہ سنج ہر کہ سب کو بجتی تھی ہر اسے سنج ۔ ناظرین پر واضح ہو کہ اس فقیر کو عوج قلندر کہتے ہیں بدیع الزمان اس رنگ خاک رنگارنگ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے بہ قواعد آداب سلام بجا لاکر سامنے بیٹھ گئے اس مرد فقیر نے سر اٹھا کر دیکھا بعد شفقت پوچھا کہ ای بچہ تو کون ہے اسطرف آنیکا کیونکر اتفاق ہوا بدیع الزمان نے کہا شاہ صاحب میں بھی ایک فقیر آ باخبر سے ہون مگر ہر دل عزیز ہوں اسطرح سیاحانہ ادھر بھی آنکلا آپکا حسن وجمال تا صحبت بیمثال دیکھکر نہایت دل مسرور ہوا ولولہ قدمبوسی فقر در سوا امیدوار ہوں کہ مجھکو بھی مرید کیجیے اور کشکول گدائی اپنے طریقہ کا دیجیے کہ خدمت باسعادت ولی مالک اعلی سے سرفراز ہوں یاد صنعت صانع عالم عالمیان سے ممتاز ہوں فقیر نے کہا ای بچہ تو کیا کریگا فقیری اختیار کر کے تیرے تو چہرے سے شہزادگی کی شان قیمت صولت وشوکت ہویدا ہے تجھ سے فقیری رعب و داب شاہنشاہی پیدا ہے حسن وجمال جہان آرا ہے آفتاب ومہتاب شرمسار ہے شاید تو کوئی شہزادۂ نامدار ہے بدیع الزمان نے کہا شاہ صاحب خدا ایسا ہی کرے ورنہ میں ایک محتاج صاحب احتیاج گدا بے نوا ہوں سیاحی ملک در ملک کرتا پھرتا ہوں اب ادھر آنکلا ہوں زمانہ چند در چند یہاں کی سیر کرونگا مگر آپکا مرید ہو کر ہو لگا دل اپکی آپکی خدمتگزاری کی مجھکو بہت ہوس ہے بس اب تجھ آپ محبت ذکر ارنہ کیجیے جام اپنے دست حق پرست سے دیجیے تشنہ وگرسنہ دنیا سے دل کو سیر وسیراب کیجیے اپنی خدمت گہربار منزلت سے فیضیاب کیجیے وہ فقیر کلام فصاحت وبلاغت التیام شہزادۂ بدیع الزمان سے بہت مسرور ہوا عالم وجد وخوشوقتی کا ظاہر ہوا آخر کار برضا ورغبت دل شہزادۂ بدیع الزمان کو مرید کیا یہ وہان زمرۂ فقرا سے مریدان شاہ صاحب میں رہنے لگے ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ شہزادۂ بدیع الزمان کو عوج قلندر کا مرید کر کے اسی جگہ چھوڑا

دو کلمہ داستان شجاعت بیان شہزادۂ قاسم ذیشان کا تکلیف راہ کی ملنا ہمایون بن شداد کا صحرا میں اور اسکے ساتھ جانا دربار میں گنجاب بن گنجور ملک حیران دلکش کے

پلا ساقیا مجھکو وہ آج مے
زلال تولا کی ہے جستجو
پلا پھول کھل جاے دل کی کلی
سحر ہے تمنا ہے اب صبح وشام

گردوں مانند دشت وحشت کو ظا
شراب کہن کی نہیں آرزو
کرے باغ عالم میں اب ہیکلی
اٹھا ٹھون پھر سامنے مے کے جام

وہی ہے کدھر آج جو تھی شراب
جو بادہ ہو تو ہو گرگ بھر کتاب
اسی مے کی ہو ساقیا آگ میں

اسی کے پلا جام تو بیحساب
سمائی ہو مجھکو بس ہو کباب
ملایا ہے جینے مجھے خاک میں

اشعار

راستے میں کالے بادل دور الٹے ہونے والے ہیں

ہم اب مست شراب روح پرور ہونے والے ہیں
بہت جور وستم کرتے ہیں ستمگر ہونے والے ہیں
یہ کالے کالے دیکھے بھی سنوبر ہونے والے ہیں
مجھی کو دیکھکر تم اسقدر گھبرائے جاتے ہو
یہ مجمع ایکدن دنیا میں ابتر ہونے والے ہیں

سراپا ایکدن سرو صنوبر ہونے والے ہیں
جو دل شیشے سے نازک ہیں وہ پتھر ہونے والے ہیں
نکالے جائینگے کوچہ میں اسکے حشر تک دل ہی
ابھی کیا ہے بہت اس در پہ بستر ہونے والے ہیں
یہ رفتہ رفتہ سارے جسم کو ڈھکر چھپالیں گے

کہ پامال خرام ناز پرور ہونے والے ہیں
جماے کر داغ سودا اشک اختر ہونے والے ہیں
جو خود گم گشتہ ہیں وہ رہبر ہونے والے ہیں
فلک کہتا تھا ہم دیکھیں یاران محبت کو
یہ داغ جنون پھولوں کی چادر ہونے والے ہیں

مخمس

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا
منہ پہ نکلے کلیجے پہ بیداد آیا

قتل کرنیکو کوئی غیرت شمشاد آیا
آیا گلشن میں ہے گلشن ایجاد آیا

کیا کہوں میں دل بیتاب نے صدمہ جو سہا
داغ سینہ میں بھی ہوئی لالہ کی سیر ہی

کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا بہا
وہ خرامان جو ہوا باغ میں سینے پہ کہا

آشیان بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا
دیکھو طاؤس چمن بنکے پریزاد آیا

نزع مین ہاتھ مین یہ کاسکو اُسے ہو گی خبر
کیا عجب تھا کہ جانکاہ دکھائین نہ اثر

ادھر سنا بھی تو وہ بیدرد نہ آئیگا ادھر
ہی اجل بھر خدا اور ٹھہر جا دم بھر

سلسلہ زلف کے سودے مین ہی اس وحشت کا
زندگی خاک ہے جینے یہ جنون آفت کا

عشق رخسار ہوا انکو سبب حیرت کا
قیس ہی خوب ہی سودا زدہ الفت کا

ہچکیان آتی ہین شاید مین اُسے یاد آیا
مژدہ باد ای سر شوریدہ کہ جلاد آیا

شعر نگار ندسخنی دفتر انشا ء رقم کردا این داستان دل فزا ء چہرہ صحرانوردان کو دشت پر ہول و وحشت انگیز بادیہ پیمایان خارستان و ریگستان آفت و بلاخیز مسافرخانہ دوربان کو ہزار صعوبت گران بعید شوکت صمتان مسافت گاہ قرطاس و منزل سرای صفحہ حیات اساس پر یون پہونچاتے ہین شعر اذیتین نہین یہ خار زار دیتے ہین ء گلون کیطرح سے بوے بہار دیتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ جب قاسم نوجوان شہزادہ عالیشان کنارہ دریاے بے پایان سے بحکم نقابدار نمد پوش عالم جوش مین بعید چلے جاتے نور دیدہ صاحبقران یعنی بدیع الزمان کے صحرای پر آشوب کیطرف چلے چہار سمت حیران و پریشان دیکھنے لگے وہ چٹیل میدان سنسان نہ انسان نہ حیوان کہین ریگستان کہین خارستان نظر آتا ہی اشجار نہ جھیل ورنہ چشمہ نہ سایہ اشجار ء کہین ہین کنکریان اور کہین بچھے ہوئے خار ء وہ لون وہ دھوپ کڑی اور وہ سبزہ بیگانہ ء ہواے تند بگولون کا چرخ تک جانا ء شور دشت تھا ساری زمین دہکتی تھی ء نگاہ پردون سے باہر نکل نہ سکتی تھی ء نشیمن اپنا نہ دم بھر بھی چھوڑتے تھے پرند ء درندے غارمین پوشیدہ تھے مگر تھی گزند ء بنا ہوا کرہ زمہریر تھا صحرا ء ہر ایک نہر تھی گرمی سے آگ کا دریا ء گرے زمین پہ جو دانہ تو صاف بھن جائے ء جب ایسی گرمی ہو انسان کو کیا قرار آئے ء مگر اس دھوپ مین اور اس گرمی مین شہزادہ قاسم نوجوان مسافر صحراے پر آفت ہی عجب مقام مصیبت ہی بھوک سے چلا نہین جاتا ہی پیاس سے کلیجا منہ کو آتا ہی اگر کوئی جھیل کسی مقام پر ملی بھی پانی کھولتا ہی پیا نہین جاتا پینا کیسا اُس آب آتشبار کیطرف رُخ کیا نہین جاتا آسمان سے آگ کے انگارے برستے ہین دانہ پانی کو وہان کے مسافر ترستے ہین چلنا دشوار ہی قدم اُٹھانا ناگوار ہی غرضکہ اسیطرح قاسم گرتے پڑتے مرتے کھپتے چلے جاتے تھے بعد کئی روز کے وہ وادی مصیبت انگیز صحرای بلاخیز طی ہوا دور سے ایک سبزہ زار صحرا نظر آیا روح نے کسیقدر آرام پایا اور جلدی جلدی قدم بڑھایا کبھی کبھی ٹھہر ٹھہر کے اُسطرف سے ہوا آتی ہی دل پژمردہ کو تازگی دیتی ہی قریب شام اُس وادی فرحت انجام مین پہونچے زیر شجر باردار بیٹھ گئے پسینہ مین تربتر تھے بند قبا کھولدیے اور یہ اشعار آبدار پڑھنے لگے اشعار فصل گل اب آگئی ہی اس بیابان کیطرف ء رخ کرون کسواسطے خار مغیلان کیطرف ء مجکو لیچل ای جنون اب کوے جانان کیطرف ء رخ کرونگا شوق سے صحن گلستان کیطرف ء جھوم کر اُٹھی گھٹا کوہ و بیابان کیطرف ء مست آتے جاتے ہین ساقی کی دوکان کیطرف ء اپنے سودے کا تماشا بھی دکھادونگا تجھے ء لیچل ای جوش جنون تو اس بیابان کیطرف ء مفت پھنستا ہی مصیبت مین تو یوسف کیطرح ڈوبتے جاتا ہی دل چاہ زنخدان کیطرف ء آئے گر فصل جنون تلوے بھی کھجلانے لگین ء پر نجاؤنگا کبھی خار مغیلان کیطرف ء ای سحر کیا کام مجکو وادی پرخار سے ء فصل گل آئی ہی جاتا ہون گلستان کیطرف ء اسی ذکر مین قاسم نے وہ رات اسی درخت کے نیچے بسر کی خدا خدا کرکے سحر کی صبح کا ہونا گل خود ... کا شبنم سے منہ دھونا سبزے کا جابجا لہکنا طائرون کا چہکنا فضاے بہار کہین سبزہ زار کہین لالہ زار قاسم ذیشان نے نماز سحری اُٹھ کے پڑھی درگاہ پروردگار مین دعا کی کمر چست سفر پر باندھی ہر طرف روشنی آفتاب عالمتاب کی پھیلنے لگی قاسم ایک سمت کو چلے دوپہر تک منزل بآرام دل طی کی تھی کہ دیکھا ایک مقام پر کچھ آدمی جمع ہین قریب اُنکے پہونچے تو دیکھا کہ ان سب مین ایک سردار ہی نہایت نمودار ہی حسین شکیل جمیل طرحدار چہرے سے امیرانہ پن برستا ہی ملکہ کیا عجب ہی کہ شاہزادہ ہی تیر افگنی کر رہا ہی ہر تیر نشانے کے خلاف گذر رہا ہی آگے بڑھ گئے قاسم نے اس جوان سے کہا کہ تیر کمان لاؤ تو مین تیر لگاؤن اُسنے اور تیر کمان منگائے یہ بھی تیر افگنی کرنے لگے جو تیر مارا نشانے کے پار ہوا وہ بہت شرمسار ہوا پھر تو بموجب شرط قاسم نے ساٹھ تیر ایک نشانے پر مارے چلہ کشی مین وہ سب ہارے وہ جوان بہت خوش ہوا اور کہا ای جوان رعنا تیرا کیا نام ہی قاسم نے کہا

میرا نام فضل تیغزن ہے مدام میرا یہی چلن ہے تمہارا کیا نام ہے اور کہان مقام ہے اُسنے کہا میرا نام ہمایون بن شداد ہے اور بندہ فکر و تردد سے آزاد ہے ملک شداد ہی مین مقام ہے میرا بڑا انتظام ہے اے فضل تیغزن آپکا قصد کدھر جانیکا ہے فضل تیغزن نے کہا ملک سنجان کیطرف دلکل لینے ہمایون نے کہا مین اور آپ ساتھ چلونگا رفاقت سے اپنی آپکو جدا نہ کرونگا ایسا شخص بہادر کہان ملتا ہے تقدیر سے آپکی ملاقات حاصل ہوئی خوشی و خرمی کامل ہوئی یہ کہکے قاسم کو ہمراہ لیے اپنے مقام پر آیا بڑی خاطر و مدارات کی نہایت لطف و کرم دکھلایا انکی بہادری اور شجاعت پر فریفتہ ہوا انکی ہمت و جرات پر شیفتہ ہوا پھر بعد کئی دن کے کہا کہ اے فضل تیغزن اب چل میرے ساتھ سنجان مین کہ تجھکو سیر کراؤن نئی نئی بہار دکھاؤن پھر بولا کہ اے فضل تیغزن جی چاہتا ہے کہ شکار چلکے کھیلیے اور دل بہلایے فضل تیغزن نے کہا کہ بسم اللہ چلیے دیر نہ کیجیے راہ دشت و بیابان ابھی ابھی لیجیے یہ سن کے ہمایون بن شداد رہ نورد بیابان ہوا ہمراہ فضل تیغزن بھی روان ہوا اور بہواخواہان ہمایون بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب بصد خوبی ہمایون بن شداد باد و دل شاد وارد دشت ہوا اسنے غول کے غول غزالان صحرائی کے معلوم ہوئے جابجا گروہ گروہ ہرن کے ہجوم ہوئے ہمایون نے پھر کے سب سے کہا کہ یہ شکاران بے پایان و غزالان بیابان جانے نہ پائین سب لوگ چہار طرف پھیل جائین انکو علحدہ علحدہ شکار کر لائین یہ کہکے ایک طرف ہمایون نے اسپ صیغم شکار کو اُڑایا ایک جانب فضل تیغزن صف شکن نے سمند صبا رفتار صیاد آہوے ختن و تاتار کو جولان کیا اور دو طرف اور ہواخواہان ہمایون اپنے گھوڑے اُٹھاکر دوڑے آہوان دشت متفرق ہوکر گریزان ہوئے کوئی کسی طرف کوئی کسی طرف گیا جابجا اور لوگون نے کئی ہرن زخمی کیے اکثر فضل تیغزن کے بھی ہاتھ سے شکار ہوئے مگر ہمایون بن شداد کئی آہوؤن کے پیچھے گھوڑا اُڑائے چلا گیا کسی تیر نے اُسکے کسی آہو پر کام نہ کیا نہایت عاجز و شرمندہ ہوا ہرن چوکڑیان بھرتے ہوئے جنگل کیطرف نکل گئے ہمایون گھوڑا روک کر تھم گیا ناگاہ اُسی جنگل سے فوراً ایک شیر ببر بصد کر و فر دکارتا ہوا پنجے زمین پر مارتا ہوا نکلا ہمایون نے گھوڑے کی باگ پھیری اور شیر چھپا ہمایون ڈر کر سہم گیا مگر تیر کمان مین جوڑ کر مارا ناوک تیز پر بھی چلا کے رہ گیا ہمایون خطا ے خانش اُٹھا کر اور دوڑا کہ تیر نشانہ پر نہ لگا شیر ببر کو اور زیادہ غصہ آیا جھپٹ کر آیا شیر چاہتا ہے کہ ہمایون کو اُچک کر طمانچہ مارے ناگہان فضل تیغزن پہلو سے آنکلا اور جونکہ وہی آنکہ شیر سے اُس صیغم شکار کی لڑی وہین سے نعرہ کرکے للکارا کہ باش او شیر صحرائی مین آن پہونچا ہمایون پہ حملہ نہ کرنا شیر پلٹا او فضل تیغزن نیا پایہ گھوڑے سے کود پڑا اور شیر سے لپٹ کر دو چار شیر ہونے زمین پر آ پڑا اس صیغم شکار فضل تیغزن نامدار نے شیر کے کلون مین ہاتھ ڈالے اور بچکم دست زبردست سے پکڑ کے جو زور کیا دونون کلے شیر کے چیر کر اوچھا کیا زمین پر زور سے دے پٹکا شیر نے دم نہ مارا اور تڑپ کر مر گیا ہمایون یہ دیکھکے بہت خوش ہوا اور دوڑ کر گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی جان تمنے بچایا نہین تو شیر مار چکا تھا کچھ باقی نہ تھا تمہارے سبب سے جان بری ہوئی واہ کیا کار نمایان کیا پھر اُسکا ہاتھ اسنے دیا کہ اسکو جنم و اصل کیا آؤ اب چلو شکار سب اُٹھوا او ویرانہ کرو یہ کہکے ہمایون گھر کیطرف آیا اور بعد کئی روز کے عازم ملک سنجان ہوا فضل تیغزن اور کچھ ہواخواہون کو ساتھ لیے ہمایون جب روانہ طرف سنجان کے ہو چکا تو فضل تیغزن سے کہنے لگا بھائی صاحب چلیے آپکو ذرا گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیو کش کو دکھاؤن اور آپکی ملاقات بادشاہ سے کراؤن فضل تیغزن نے بعد جرأت و صف شکنی جواب دیا کہ او بھائی ہمایون بن شداد چل تجکو بھیجیدادونگا ملک سنجان کا بادشاہ تجکو کردونگا گنجاب کو تیغ کرکے خون مین بھر دونگا رستم سے بھی نہ ڈرونگا ہمایون بن شداد نے کہا پیمانہ کرنا چاہیے یہ کہکے یہ تو دونون ہمایون بن شداد اور فضل تیغزن مع رفقا اُدھر روانہ ہوئے انکو تو یہان چھوڑا اب حال بیان کیا جاتا ہے بدیع الزمان کا

اب وہ کلمہ داستان شہزادہ بدیع الزمان کے کہ بسبب طعنہ زنی فقیرون کے کشکول گدائی لیکر مانگنا شہزادہ بدیع الزمان کا اور وہ بیماشرفیان لاکر دینا عوج قلندر اپنے مرشد کو اور پھر مانگنے جانا راہ مین ملاقات ہونا حکیم فاروس سے اور سواری دیکھنا ملکہ گوہر ملک کی اور علاج کرنا ملکہ گوہر ملک کا اور دربار مین گنجاب کے جانا ہمراہ حکیم فاروس کے - ساقی نامہ

ساقیا بادہ گدائی دے ۔ جو سمان اب نیا دکھائی دے
ہان بتا اب وہ ساغر کشکول ۔ دین نہ رندان دہر اسکا مول

بھیس کر ساقیا نغتیرانہ
دیر لشد گر نہ ای ساقی
کسی حکمت سے جلد دے ساغر
نہ تو کیوڑا دے اور نہ مجکو گلاب

ناگین ہے گے اب شراب رندانہ
جلد پلوا دے ہو جو کچھ باقی
کہ ہون بیمار بادۂ خودسر
مجکو بس چاہیے ہی جام شراب

ساقیا میکدہ رہے آباد
ابھی دربار دیکھتا ہی تجھے
نہین اس عارضہ کا کوئی علاج
ای سحر روز و شب یہ ہی امید

وہ عطا کر شراب دل ہو شاد
آج دلدار دیکھتا ہی مجھے
شربت دید کا تو جام دے آج
وہی دیکھون مین جلوۂ خورشید

اشعار ادیب تا چند ای دشت جنون قاتل کے دامن کا
محل خوف ہی ہمسایہ قصاب و برہمن کا
برا تا ہی کسے ای شیخ تو نار جہنم سے
ہمارے مردے کو درکار ہی غسل آب آہن کا

سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
سمندر موج مارے گر نچوڑون پاٹ دامن کا
ستایا ہی نہایت انقلاب دہر نے ہمکو

غضب ہی جان تیغ پہلو مین ہو نا دل سے دشمن کا
ہمارے اسکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا
نہین ہمسا گنہگار اہ فلک کوئی زمانے مین
رہا کرتا ہی چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا

شعر نویسندۂ دفتر دلکشا نمودند ارقام این ماجرا چہرہ حکمت طرازان عوارض مہوشان و اطبای معالجہ پردازان طبیعت مہروشان ستم کش سطب عشق مین قلم محبت رقم سے یون نسخہ نویسی کرتے ہین کہ جب شہزادۂ بدیع الزمان بصورت گدا مرید بنکر عوج قلندر کے یہان رہنے لگے اور مریدون نے چرچا کرنا شروع کیا اور طعنہ زنی سے یہ کنایے اشارے کرنے لگے کہ یہ مرید بیٹھے بیٹھے کہاتا ہی مزے اڑاتا ہی نہ کچھ کماتا ہی نہ کہین جاتا ہی یہ سنکر بدیع الزمان کو بہت ناگوار خاطر فیض ماثر ہوا مگر چپ ہو رہے ایکدن شاہ صاحب سے کشکول گدائی لیا اور رخ شہر کا کیا صبح سے گئے گئے شام کو آئے وہ کشکول گدائی اشرفیون سے بھر لائے اور آگے عوج قلندر کے وہ کشکول رکھدیا عوج قلندر بہت خوش و مسرور ہوا خیال طعنہ زنی کا مریدون کے دل سے دور ہوا سب مرید یکمرتبہ دنگ ہو گئے زرد چہرون کے رنگ ہو گئے آپسمین کہنے لگے کہ ہم اتنے زمانے سے گدائی کرتے ہین اور روز مانگنے کو جاتے ہین ہمکو اشرفیان کیسی روپیہ بھی نہ ملا مگر یہ مرید دولت بے اندازہ پہلے پہل ایک ہی دن مین مانگ کر لے آیا یہ بڑا چالاک ہی ایک نصیبہ ور دن سے غنی اور تونگر ہی ہم اسکا مقابلہ اور کسی طرح مباحثہ نہین کر سکتے یہ کوئی پردہ نشین فقرا ہین بڑا متمول ہی اسکا غنی دل ہی بدیع الزمان یہ باتین بھی اپنے چپکے چپکے سنتے ہین مگر کچھ خبر نہین ہوتے ہین ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ بدیع الزمان تو عوج قلندر کے مرید ہو کر یہان رہا کرتے ہین اور وہان ملک خورشید و ملک جمشید پسر بادشاہ گنجاب بن گنجو ملک حرمان و دیوکش نے یہ خواب دیکھا کہ بخت خوابیدہ بیدار ہوئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ جا تو تکیہ پر عوج قلندر کے کہ وہان میری اولاد مین سے شہزادۂ بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران ہی تجھسے ملاقات کریگا اور وہ شوہر ہاتی تیری ہمشیر ملکہ گوہر ملک کا اور اس نشان سے تو انکو شناخت کرنا کہ زلفین خلیلی اور خال ابراہیمی مثل سواد شب و ماہ تابان سفید اور روشن ہوگا بس یہ خواب دیکھکر خورشید و جمشید دونون بیدار ہوئے خورشید نے جمشید سے خواب اپنا بیان کیا اور کہا کہ مین ایمان لاتا ہون اور اسلام قبول کرتا ہون اور بت پرستی سے دست بردار ہوتا ہون جمشید نے کہا کہ مینے بھی یہی خواب مین دیکھا ہی جو تم بیان کرتے ہو مین بھی شرف دین اسلام حاصل کرتا ہون اور بت پرستی سے کنارہ کش ہوتا ہون آؤ چلو ہم تم چلکے اس شہزادۂ عالی وقار بدیع الزمان نامدار کو تکیہ پر چلکے دیکھ لین کہ وہ جوان کس شکل و شمائل کا اور کس صورت سیرت اور کس انداز و خصلت کا ہی یہ کہکر دونون باہم خورشید ملک و جمشید ملک تکیہ پر عوج قلندر کے دوڑے ہوئے آئے اور بموجب نشان بتانے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بدیع الزمان کو پہچانا اور پوشیدہ طور پر ملاقات کی اور بہ لطف پیش آئے مگر یہ راز نہ تو بدیع الزمان پر ظاہر کیا اور نہ اور کسیکو اس اسرار سے ماہر کیا اور اشعار زبان پر لائے اشعار جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا

بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا
یہ احسن القفص ہی مین یاد ہو گیا
تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہو گیا
گیسوئے مشک کے طرہ شمشاد ہو گیا

اور روشنی عالم ایجاد ہو گیا
زلفون کو رکھکے شانے پہ وہ نا ہو وہ شوخ
خورشید سے زیادہ ہوئی انجمن مین روشنی

ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا
دو پر لگا کے یار پریزاد ہو گیا
جو ذرہ تیرے راہ مین برباد ہو گیا

حافظ رخ کتابی محبوب کے ہین ہم
ساقی ماہرو نے پلائی شراب عشق
قد بلند یار کو شمشاد جو کہا

الغرض بدیع الزمان بعد چند روز کے ایکدن برائے سیر نکلے شہر مین آئے ادھر ادھر سے سیر کرتے

کہ

ایک کوچہ مین گذر ہوا دیکھا کہ ایک کمرہ مین ایک حکیم کہ نام اُسکا فاروس ہی بیٹھا ہوا مطب کرتا ہی اور مریضون کا مجمع ہی بدیع الزمان بھی
جاکر باادب سامنے خاموش بیٹھ گیے جب حکیم صاحب نے اُن مریضون سے مہلت پائی بدیع الزمان کیطرف آنکھ اُٹھا کر پوچھا کہ کیا مطلب
تمھارا ہی اور مزاج کیسا ہی بدیع الزمان نے نبض دکھانے کو ہاتھ بڑھایا اور حال بیان کیا کہ مین علیل ہون بخار آتا ہی دل تکلیف اُٹھاتا ہی حکیم
فاروس نے پوچھا کہان مکان تمھارا ہی کیونکر گذارہ ہی بدیع الزمان نے کہا کہ یہان تو میرا مکان نہین ہی نہایت دل مضطر و حیران ہی
مین رہنے والا ایران کا ہون خانہ بدوش رنج و ملال کا حلقہ بگوش ہون حکیم فاروس نے کہا کوئی تملو رکھے رہو گے بدیع الزمان نے کہا کیا
مضائقہ جو کچھ تقدیر کا لکھا حکیم صاحب نے کہا کہ تم میرے یہان رہو کھاؤ پیو عیش کرو یہ کہکے مطب برخاست کیا بدیع الزمان کو ساتھ لیا
مکان مین بدیع الزمان کو ہمراہ لائے زوجہ سے کہا کہ خوش ہو شادی کرو کہ ہمارے اولاد نہ تھی خدا نے پالا پوسا بیٹا دیا پھر اُسسے پوچھا تمھارا کیا
نام ہی بدیع الزمان نے کہا حکیم بدیع میرا نام ہی یہان رہنے سے دل بہت شاد کام ہی حکیم فاروس نے بدیع الزمان کو پھر نہلوایا پوشاک و
لباس سے آراستہ کیا یہ رہنے لگے ہر روز حکیم فاروس کے مطب مین بیٹھنے لگے نسخہ نویسی کرنے مین علاج معالجہ مین شریک حکیم فاروس کے
ہوتے ہین ایک روز بدیع الزمان مطب مین حکیم فاروس کے بیٹھے تھے کہ یکایک شور و غل ہوا ہٹو بچو کی آواز آئی سب نے راہ پر نگاہ اُٹھائی دیکھا کہ جلوس
شاہی ساز و سامان جہان پناہی پیدل سوار گرد و پیش نقیب و چوبدار خدمتگار خاص بردار بیچ مین محافہ شہزادی ملکہ گوہر ملک کی کہاریان مغرق
بجواہر لباس فاخرہ پہنے ہوے زیور آراستہ کیے ہوے گرد سواری محافہ کے دوڑی آتی ہین نقیب نگاہ روبرو کی صدا دیتے جب اُس کمرے کے
محاذی مین آیا جسمین بدیع الزمان بیٹھے تھے ہوا سے پردہ ذرا اُڑا دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک بصد کر و فر اُس محافہ مین ہین بدیع الزمان کی اور
ملکہ گوہر ملک کی آنکھ چار ہوئی ایک برچھی جگر کے پار ہوئی ملکہ اُف کرکے بیہوش ہوئی بدیع الزمان کے دل پر چھری عشق کی چلی ملکہ نے
کلیجا پکڑ لیا بدیع الزمان نے سر خم کیا سواری بصد تزک و احتشام سے نکل گئی آدمیون سے پوچھا یہ کسکی سواری ہی لوگون نے کہا انجناب
بادشاہ کی بیٹی پیاری ہی شکار کھیلنے کو گئی تھی مدت کے بعد آئی ہی بادشاہ کو بڑی شادی ہی روز جشن آج قرار پایا ہی تمام شہر آراستہ ہی دربار
شاہی پیراستہ ہی نذرین وغیرہ ہونگی تصدق اتارے جائینگے غرضکہ سواری شاہزادی کی دربار گاہ پر پہونچی ملکہ محافہ سے اُترکے داخل ہوئی
ماں باپ اور تمام ارکین کو خوشی حاصل ہوئی صدقے اترنے لگے بربط شادمانی کے گذرنے لگے نذرین وغیرہ ہوئین ماں ملکہ گوہر ملک کی
ملکہ غنچہ خاتون بہت شاد خانہ دل آباد پھولون نہین سماتی ہی آرایش لگا کو ہر ایک ایک کو دکھاتی ہی خلعت و انعام محل مین سبکو دیا
زر و جواہر تصدق کیا بادشاہ نے دربار آراستہ کیا ناچ رنگ اندر سے باہر تک ہونے لگا خلعت فاخرہ سے ارکین دولت کو مخلع
کیا لشکر کو انعام دیا سب دعا و ثنا مین خورد و کلان مصروف تھے ایک ایک کی زبان پر یہی باری تعالیٰ ترقی جاہ و جلال دوست شاد دشمن پامال
یا در اقبال فزون اجلال مگر ملکہ گوہر ملک نے اپنے کو بیماری مین ڈالا عارضہ دل سے نکالا چھپر کھٹ پر پڑی رہی اُٹھ نہ سکی تب ماں نے کہا
اے بیٹی مین قربان مزاج کیسا ہی دل کا حال کیا ہی طبیعت کی ناسازی بیان کرو حکیم فاروس کو بلاؤ علاج ہو ملکہ نے کہا کہ حضور کیا
عرض کرون کچھ طبیعت سست ہی حرارت معلوم ہوتی ہی سر مین درد ہی دل پر گرد چہرہ زرد غرضکہ وہ رات جشن اور عیش و عشرت ناچ رنگ
مین گذری صبح کو چوبدار بھیجا حکیم فاروس کو طلب کیا حکیم صاحب مع حکیم بدیع ہمراہ چوبدار کے آئے شہزادی نے اپنی نبض دکھائی
کیفیت طبیعت سنائی مگر شہزادی نے کہا اے حکیم آپ اب ضعیف ہوگئے تشخیص بھی ضعیف ہی یہ صاحبزادہ جو یہ آپ کے ہمراہ ہی اس سے
نبض دکھلائیے کہ یہ جوان ہی تشخیص بھی جوان ہوگی حکیم فاروس نے حکیم بدیع کو اشارہ کیا حکیم آگے بڑھے پردے کے پاس کان لگا کر
بیٹھے ملکہ نے ہاتھ بڑھایا پردے کے اندر حکیم بدیع ہاتھ ڈالکر نبض دیکھنے لگے کہ ملکہ نے ہاتھ ملے بدیع کے ہاتھ مین چٹکی لی بدیع الزمان
سمجھ گئے چپکے سے ملکہ نے کہا کہ ہم اوپری اوپر رقعہ بھیجین گی پڑھ لینا اُدھر ملکہ ادھر بدیع الزمان ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرا کیے
نبض خوب دیکھا کیے بڑی دیر کے بعد حکیم بدیع نے ہاتھ پردے سے نکالا یہ نسخہ لکھا نسخہ تلخہ دیدار حبیب ۔ سنبل الطیب لف پیچان
عرق رخسارہ عاشق ۔ عناب لب معشوق ۔ سطلیا آتشین کبود خاطر محبوب ۔ نبات سفید لبہاے قند مکرر ۔ شربت دیدار حبیب

یہ نسخہ لکھکر حکیم بدیع نے ہاتھ میں ملکہ گوہر ملک کے دیا ملکہ گوہر ملک نے حکیم صاحب کو رخصت کیا بعد اُسکے حکیم دربار بادشاہ گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش میں آئے دیکھا دربار جمع ہے بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے حکیم نے سلام کیا بادب بیٹھنے کا حکم ہوا بادشاہ نے پوچھا کہ حکیم صاحب آپ بہت عرصہ کے بعد آئے کیا سبب ہے کہاں تھے حکیم فاروس نے کہا کہ ایک میرا بیٹا تھا وہ طرف ایران کے چلا گیا تھا اب ملنا آٹھ روز کا ہے کہ وہ لڑکا بعد کئی برس کے آیا اس سبب سے میرا آنا نہوسکا بادشاہ متعجب ہوا اور کہا اے حکیم صاحب آٹھ روز کا عرصہ ہوا کہ تمھارا بیٹا ایران سے آیا ہے اور تمنے ہمکو نہ دکھایا حکیم فاروس نے سر جھکایا بادب عرض کیا کہ غلام زادہ حاضر خدمت فیض درجت شاہنشاہ ہوگا القصہ دوسرے روز حکیم فاروس حکیم بدیع کو حمام کراکے پوشاک درباری پہناکے بعد تکلف ہمراہ اپنے دربار میں بادشاہ گنجاب کے لیگئے ایک دھوم ہوئی دربار میں کہ حکیم فاروس اپنے بیٹے حکیم بدیع کو ہمراہ لائے ہیں بادشاہ نے بھی سر اُٹھاکے دیکھا حکیم فاروس نے حکیم بدیع کو آگے بڑھایا حکیم بدیع نے بادشاہ کو آداب سلام بجالاکے نذر گذرانی جیسے ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا تاج بادشاہ گنجاب کا گرا بادشاہ متوحش ہوا وزیر نے تاج اُٹھاکر جھاڑ پونچھکر بادشاہ کے سر پر رکھدیا بادشاہ خاموش ہو رہا مگر حکیم بدیع کی نجابت و متانت و حسن و جمال چہرہ بمثال دیکھکر بہت پسند کیا اور نہایت خوش ہو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا پوچھا کیا ملکہ گوہر ملک کا علاج اسی صاحبزادے نے کیا ہے حکیم فاروس نے عرض کی حضور اسی صاحبزادے نے علاج شہزادی کا کیا ہے بادشاہ اور زیادہ خوش ہوئے اور بہت مداح ہوئے کہا حقیقت میں حکیم صاحب تمھارا بیٹا صاحب کمال ہے اور متانت اور فراست چہرۂ بمثال سے ظاہر ہے یہ کہکے جھوما اور یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

نظارہ صاف ہو اپنے جو دیکھے اسکو حیرت ہو
ہوئی ہے بوئے زلف یار جس پوشاک سے پیدا
سرے خورشید روشن کا ایک عالم ہوگا دیوانہ
شفا ہوتی ہے کسکی آستان کی خاک سے پیدا
عزیز از جان نہ رکھیں داغ عشق زلف خط کیونکر

ہوا ہے عشق ہمکو اُسکے حسن پاک سے پیدا
یہ آئینہ ہوا ہے جوہر ادراک سے پیدا
دل صد پارہ پارہ پر ہے نقش محبت ہو
ہزاروں ہونگے چاک گریبان چاک سے پیدا
قدم سے تیرے دیوانوں کے آبادی کا عالم ہے
یہ گل ہمنے کئے ہیں کس خش و خاشاک سے پیدا

کیا ہے نور کے پلکوں کو جسنے خاک سے پیدا
وہاں حضرت یعقوب عاشق اُسکو کہتے ہیں
کہاں ہو سکتے ہیں ایسے نگیں حکاک سے پیدا
مسیحا سے ہمارے عیسیٰ مریم کو کیا نسبت
ہوا ہے شہرا کے صحرائے وحشت ناک سے پیدا

بدیع الزمان نے جو آنکھ اُٹھاکے چاروں طرف دیکھا تو دربار گنجاب بجد و بے حساب سرداران نامی و پہلوانان گرامی سے آراستہ و پیراستہ ہے اور رعب و دبدبہ سے کسی کو مجال کلام نہیں غیر تہذیب اور بے ادبی کا مقام نہیں کہ بڑے بڑے اولوالعزم مثل ترک جوشن پوش ہو گیا مور خون آشام و صلیل دراز ترکیب و فضل بن گیا ہور و کلبس و قیس و لتیس و الماس و قیاس و لوح و لوح و تمور خون آشام و قدیر بن غدیر خون آشام و سہراب زرین رخت و مہران بن سہراب زرین و خدیو کشور کشا و شہیو کشور کشا و طراق بن صمطراق شیرگیر و ببر افگن و قشاق بن سراق پیل زور اژدہا چشم و قاہر گہر چشم و مکلل و محلل و مخلل و مسلسل دراز ترکیب و طاہر بن طیر روشن رائے و مقاہر جوان بخت و طویل بن ارطال و تہمتن تن بلند آواز و تہمتن ابر سیا و علقمہ دراز ابرو و شتر لطیہ و فرلطیہ و شیریہ بن علقمہ ایسے ایسے سردار نامی و نامور دلاوروں اور کرسیوں پر بیٹھے ہیں مجال کس نہیں کہ اِدھر کے اُدھر سے اُدھر چلی جائے دشمن کیا جان رکھتا ہے کہ ناگاہ ہمایون بن شداد اور ساتھ ایک جوان رعنا خوبصورت حسین شکیل جمیل طرحدار جرار بہادر صف شکن نام فضل تیغزن دربار گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش میں آیا اور بقواعد شاہانہ آداب تسلیمات بجالایا گنجاب نے حکم بیٹھنے کا دیا اسیطرح فضل تیغزن نے مجرا کیا انکو بھی حکم بیٹھنے کا دیا مگر فضل تیغزن نے بجرات و بہادری طاقت و وصف شکنی ایک سردار سے شیرانہ آنکھ ملانا شروع کیا جس سردار نے پلک جھپکائی آنکھ چرائی انھوں نے کہا وہ مارا ہمایون نے ہاتھ سے رانو پر اشارا کیا کہ چپ رہو دم نمارو یہ دربار بادشاہ گنجاب کا ہے ایسا نہو کہ عتاب آئے غضب شاہی میں گرفتار ہو فضل تیغزن نے کہا جس سردار نے مجھسے آنکھ ملائی اور شیشہ گردی آنکھ ڈالی اُسنے آنکھ چرالی اور پلکیں جھپکائیں میں نے

کہا دہ ارا ای ہمایون یہ سب سردار دیکھنے کے ہین بہادر نہین بودے ہین اگر تو کہہ تو گنجاب سے تاج و تخت چھین کے ابھی تجکو بٹھا دون اور طرۂ پیغمبری دلا دون ہمایون نے کہا ای فضل تیغزن کیا کرتے ہو خاموش رہو ایسی بات منہ سے نہ نکالو دربار مین غضب ہو جائیگا جو کوئی سن پائیگا ادھر جو سردار قریب بادشاہ کے بیٹھے تھے انھون جھک کے بادشاہ سے کہا کہ حضور نہین معلوم کہ ہمایون بن شداد کے ساتھ یہ کون جوان رعنا آیا ہی ہمکو یہ بڑا بہادر اور دلاور معلوم ہوتا ہی کہ ہم مین سے جسنے اسکی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا اور آنکھ ملی اسنے اسطرح آنکھ لڑائی جیسے شیر ہیبناک نگاہ ڈالتا ہی ادھر ہماری آنکھ جھپکی اُسنے کہا وہ مارا یہ جو بادشاہ سے کسی نے کہدیا تو گنجاب نے سر اُٹھایا اور ہمایون بن شداد کیطرف دیکھکر خطاب کیا ای ہمایون یہ جوان آج تمہارے ساتھ کون آیا ہی اور کہان کا رہنے والا ہی ہمایون نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ حضور بادشاہ سلامت یہ میرا چھوٹا بھائی ہی نام اسکا فضل تیغزن ہی صف شکن ہی دوسرے یہ کہ صحبت اسنے بہادرون اور جرارون کی سپاہیون کی اُٹھائی ہی نہایت اجنبی ہی اور جاہل دربار شاہانہ ہی حضور مجکو بدل عزیز ہی بڑا صاحب تمیز ہی حضور مین ایک صحرا مین برائے شکار جو گیا وہان ایک شیر ببر نے مجکو آکر گھیر لیا کچھ بن نہ پڑا اُسوقت عجب یاس وہراس ہوا کوئی آس پاس نہین حواس مختل ہوئے اوسان جاتے رہے فضل تیغزن نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گھوڑا اُڑا کر جھپٹا آتے ہی اسکے کانون مین ہاتھ ڈالکے چیر ڈالا اور زمین پر اس زور سے پٹکا کہ وہ شیر مثل روباہ پیوند زمین ہوا جری بے بدل بہادر بے نظیر بے مثل فن تیر گیری نشانہ بے خطا نہ کی جرات ایسی ہمت ایسی ہی طاقت ایسی ہی بادشاہ فضل تیغزن کے اوصاف حمیدہ و مدح پسندیدہ سنکر بہت مسرور و شاد ہوا اور خلعت فاخرہ سے مخلع کیا کہ یکایک فضل تیغزن نے سرداران نامدار و جراران دربار سے نگاہ ملاتے ملاتے جو بدیع الزمان کیطرف رخ کیا بدیع الزمان کو پہچانا اشارا کیا کہ واہ عمو جان آپ یہان بھی موجود ہین بدیع الزمان نے اشارے سے کہا کہ خاموش کچھ کہو سنو نہین ورنہ برا ہو گا مگر فضل تیغزن نے دست بستہ ہو کر بادشاہ سے پوچھا حضور حکیم صاحب کا کیا نام ہی اور حکیم صاحب کے بیٹے کا کیا نام ہی بادشاہ نے کہا ای فضل تیغزن انکے باپ کا نام حکیم فاردس ہی انکا نام حکیم بدیع ہی اب فضل تیغزن ادھر پھرا اور کہا حکیم صاحب مین تسلیمات عرض کرتا ہون ذرا میری بھی نبض ملاحظہ فرمائیگا کچھ مجکو حرارت نے ستا رکھا ہی دو چار روز سے طبیعت بدمزا ہی کوئی نسخہ عمدہ تحریر کیجیے کہ جس سے اصلاح طبیعت ہو دور وحشت ہو حکیم بدیع ظاہر تو بہت اچھا کہکر چپ ہو رہے مگر اشارے سے کہا کہ ارے کیا غضب کرتے ہو بس زیادہ نہ چل نکلو چپکے بیٹھے رہو غرض کہ جب دربار برخاست ہوا سب سرداران نامور و ارکان دولت بادشاہ کشورستان اپنے اپنے مقام سے اُٹھکر رخصت ہو کر گئے اور حکیم فاردس مع حکیم بدیع کے اپنے گھر آئے اور ہمایون بن شداد بھی سوار ہو کر روانہ ہوا داخل محلات سلی ہوا الملکہ گوہر ملک نے باپ کی اجازت سے ایک باغ علیحدہ تیار کرایا تھا اور اسمین ایک کوٹھی دلچسپ بنوا کے باغکو ایسا آراستہ و پیراستہ کیا تھا کہ گلشن شداد کو بھی اُسپر رشک آیا نمونہ بہشت عنبر سرشت گویا وہ باغ تھا پرستان کی کیا حقیقت تھی پریرویون کے دل کا داغ تھا جو کوئی اُسکو دیکھتا تھا جدہین اسکے یہ اشعار پڑھتا تھا اشعار

زمین جسکی چہارم آسمان ہی
کمر بستہ ہی دست باغبان ہی
گل و بلبل کے دریا درمیان ہی

دل روشن ہی روشنگر کی منزل
یقین ہوتا ہی یہ خوشبو سے اسکی

یہ آئینہ سکندر کا مکان ہی
کسی گل رو کا غنچہ عطردان ہی

یہ گلشن رشک سیحا کا مکان ہی
چمن کی سیر پر ہوتا ہی جھگڑا
سحر ہی کا کھلے شبنم کرے کوچ

اس کوٹھی کو مثل عروس شب اول بنا کے ہر چیز سے فرش درست کیا تھا چھت پردے فرش فروش عمدہ عمدہ جھاڑ کنول گیلاس بلورین مرنگیان دیوارگیریان شیشہ کے حباب ہر رنگ کا شیشہ آلات چہار طرف آئینہ بندی تصویرین لگی ہوئین چقین چھپر کھٹ لگا ہوا آگے اسکے مسند مرصع کار بچھی ہوئی اور سب اشیاء ضروریات مہیا باغ نہایت شگفتہ اشجار میوہ دار نسیم سحر سے جھوم رہے ہین مرغ خوش نوا غنچون کا منہ چوم رہے ہین جا بجا رنگ رنگ کے پھول سرسبز و شاداب کھلے ہین بقدرت صانع ازل اس چمن لالہ زار کو گلہائے رنگا رنگ سے ہین بیلا چنبیلی موتیا موگرا یاسمن و یاسمن نسرین و نسترن گیندا گل دوپہریا شبو عباسی سوسن و ریحان وغیرہ کھلکھلا کر سب ہنس رہے ہین نرگس کے دستہ بستہ مرضا ہے

بلبلین چہک رہی ہین کلیان پھولونکی مہک رہی اپنا طیور زمزمہ ساز ہین مرغ نغمہ نواز ہین قمریان کوکو کرتی ہین عشق کا دم بھرتی ہین فاختہ کا شور ہی کہین کہاں ہری کا زور ہی ایسا باغ دلکش جو کوئی آٹھ پہر عمر بھر وہان سے نکلنے کو نہ جی چاہے اس باغ مین ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب نے سکونت اختیار کیا انیسین جلیسین خوصین کہاریان سہیلیان پیش خدمتین اور محلدارین وغیرہ اور عہدیدار ہر وقت حاضر ہین باغ لالہ زار ہی غنچہ خاطر پر از بہار ہی لیکن یار جانی و محبوب جاودانی کا انتظار ہی ملکہ گوہر ملک نے ایک نامہ محبت شمامہ بدیع الزمان کو لکھا اُسکا خلاصہ مضمون یہ ہی کہ ای گل باغ حسن و خوبی ای غنچہ نہال گلشن محبوبی ای فخر حسینان جہان ای خسرو خسروان شہزادۂ بدیع الزمان نور چشم و صاحبقران ہم اس باغ مین وارد ہوکر بیٹھے ہین جلد تم بھی تشریف لاؤ خوشبوے زلفین غلیلی سے کہ از مشک و عنبر ہے دماغ عاشق کسبا و تشنگی دکھاؤ دیدار سے خوش ساؤ

اشعار مشتمل بر گلشن ایجاد مین شمشاد ہی

کان بلبل کے لگے رہتے ہین لیس در کیطرف
تا بہ کے دوری مری جان تا کجا یہ اشتیاق
تم جو آجاؤ تو پیر کے باغ مین آئے بہار
کیا لکھون مین وہ آدہی باغ لالہ زار کی

تاک تلتے ہین خوشۂ انگور رہرو کی طرف
دعدغہ صیاد کو کھٹکے ہین ہی باغبان
نازگی آئے نہالون مین چمن ہو لالہ زار

ملکی نرگس کو ہی ہر ایک گل ناشاد ہی
سبزے کو ہی خسرو گل کے قدم کا اشتیاق
بلبلین نغمے کے بدلے جابجا ہین نوحہ خوان
ای سحر بتیابی دل اُس گل بے خار کی

ملکہ گوہر ملک نے یہ نامۂ اشتیاق اپنے ایام فراق کا لکھا اور شہزادہ بدیع الزمان کے پاس بھیجا شہزادہ بدیع الزمان پڑھکر بہت مسرور ہوے رنج و الم دل سے دور ہوے شب کو پشت باغ سے کمند پھینک کر پہونچے ملکہ دیکھتے ہی بدیع الزمان کو باغ باغ ہوئی خار الم جگر سے دور ہوا دل مسرور ہوا گویا بہار تازہ گلشن مین آئی نہالہاے چمن جھومنے لگے بلبلین نغمہ سنجیان کرنے لگین جلد خواصون کو حکم دیا کہ جلسہ عیش تیار ہوا اسیوقت جلسہ نیا ہوا پہلے تو دورہ جام شراب دور مین آیا ناچ ہونے لگا صبح تک پہلوے گلعذار مین بیٹھکر ناچ دیکھا سحر ہوتے ہی اپنے گھر مین چلے آے کسی کو کانون کان خبر نہو ئی اسی طرح ہر شب شاہزادہ ملکہ گوہر ملک کے یہان جاتا تھا ایک شب کا ذکر ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان تو ملکہ کے یہان گیا اُدھر قاسم جب دربار گنجاب سے آیا شب کو دل مین سوچا کہ چچا جان تو بڑے مزے مین ہین ذرا چلکے انکی خبر لینا چاہیے اور اگر بن پڑے و نگل ستم اُن سے لو یہ خیال کرکے ایک دوشالہ سیاہ اوڑھ کر ڈھاٹا باندھا اور سیدھا حکیم فاروس کے مکان پر آیا گرد مکان پھرا جب کہین رستہ نہ پایا کوٹھے پر کمند پھینک کر گھر مین داخل ہوا دیکھا حکیم فاروس ایک حجرہ مین سو رہا ہی وہان سے خوابگاہ شاہزادہ بدیع الزمان مین آیا دیکھا کہ پلنگ پر سو رہے ہین اسنے تلوار نکالی اور فورا سا پیلا مرف اس خیال سے کہ چچا جان جاگ اُٹھین جسم مین کو نجا دہان خیرے بناشد کا مضمون ہوا جب تو اسکو غصہ آیا اور چادر اُلٹ کر ڈالنا کہ چچا جان میرے ڈر کے مارے اُٹھنے کو جی نہین چاہتا ہین تمکو جان سے نہ مار ڈالونگا یہ کہکر خیال کرکے دیکھا تو بجاے بدیع الزمان کے تکیہ پلنگ پر رکھا ہی پھر قاسم کا غصہ کے مارے عجب حال ہوا تلوار سے تکیہ کے پرزے پرزے کر ڈالے اور وہان سے حکیم فاروس کی خوابگاہ مین آیا اُنکی ٹانگ پکڑکے جھٹکا دیا حکیم صاحب کی آنکھ کھل گئی ایک سیاہ پوش کو کھڑے دیکھا جبتک حکیم فاروس غل مچاے شاہزادہ قاسم سے کچھ پوچھے شاہزادے نے کہا کہ حکیم صاحب تسلیم عرض ہی یہ فرمائیے کہ آپکے صاحبزادے کہان تشریف لے گئے مین اُنکے مارنے کو آیا تھا وہ میرے ڈر سے پہلے بھاگ گئے اب جو وہ آئین تو اُنسے کہدینا کہ بچا آج تم میرے ہاتھ سے بچ گیے ورنہ تمہارے پرزے کر ڈالتا حکیم فاروس کا یہ حال ہی کہ مارے ڈر کے کچھ بات منھ سے نہین نکلتی ہی آخرکار ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ جناب آپکا اسم شریف کیا ہی اگر بدیع الزمان آئیگا تو مین آپکا کیا نام بتاؤنگا قاسم نے کہا نام کی کچھ ضرورت نہین ہی جب بدیع الزمان آئین تو اُنسے صاف صاف کہدینا کہ اگر زندگی چاہتے ہو تو نگل ستم مجھے دیدو ورنہ کیون اپنی زلست پر حرف لایا چاہتے ہو یہ کہکے جست کرکے کوٹھے پر پہونچا اور کمند کے سہارے سے نیچے اُترکے روانہ ہوا اُدھر شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے رات بھر خوب جلسے دیکھے قریب صبح وہان سے اپنے گھر مین آئے حکیم صاحب کو نہایت مضطر پایا کیفیت مزاج پوچھی حکیم صاحب نے ساری نقل

گذشتہ بیان کی اور کہا ای بدیع الزمان مناسب یہ ہی کہ مین تمکو ایک اور مکان مین پہونچا دون جو شخص تمھارے مارنے کو آیا تھا معلوم تمسے اسکو کمان کا عناد ہے اگر تم آج پلنگ پر ہوتے تو بیشک وہ مار ڈالتا دیکھو تکیہ کے پرزے پرزے کرکے چلا گیا میری تو سکے ڈر کے مارے عجب حالت تھی جب وہ یہان سے چلا گیا تو مین یہی غنیمت سمجھا ورنہ مجھے اپنی زندگی سے نا امیدی ہو چلی تھی یہ بات شاہزادہ عالی مرتبت سنکر ہنسنے لگا اور کہا کہ حکیم صاحب آپنے بیجا بھی یہ وہ شہدا بیباک قاسم یعنی فضل شعیرزن تھا مجھسے ملنے کو آیا ہوگا جب پلنگ پر نہ پایا تو غصے سے تکیہ کو تلوار سے کاٹ ڈالا یہ قاسم بڑا شورہ پشت دیوانہ مزاج ہے کل دربار مین ہر ایک پہلوان سے آنکھ ملاتا تھا جسکی آنکھ جھپک جاتی تھی کہتا تھا وہ مارا کمبخت اس سودے کا کچھ علاج ہے وہ بجز میرے اور کسی سے ڈرتا نہین مین ہوتا ذرا اگو گوشمالی دیتا وہ چپکا یہان سے چلا جاتا پھر کچھ ترشش نہ کرتا حکیم صاحب نے کہا کہ وہ دنگل رستم مانگتا تھا اسکا مطلب میری سمجھ مین بالکل نہ آیا بدیع الزمان اس بات پر خوب ہنسا اور کہا بیشک وہی دیوانہ ہوگا حکیم صاحب مطلب اسکا انشاء اللہ آپ پر بہت جلد کھل جائیگا

دو کلمہ داستان جرأت و شوکت بیان مردم ربائے زین خدنگ شمشیر شگفتہ جنگ نہنگ دریائے شجاعت مالک ملک جرات وہمت خدیو صولت و شوکت خسرو قوت و طاقت حلقہ فگن گوش گردن کشان و زیر کنندۂ پہلوانان نام آوران سلطان سلطان شاہان داماد نوشیروان و شہپال ابن شہرخ یعنی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ثابت ہونا کہ شہزادہ بدیع الزمان کو ایک نقابدار مرصع پوش لگا کر لیگیا اور قاسم بھی اپنے چچا کی جستجو مین چلے گئے اور اڑھائی سو سردار چوری گئے پھر امیر باتوقیر کا تلا یہ پھرنا پھر مظفر فاریابی کا امیر کو بیہوش کرکے گرفتار کرنا گنبد جمشید مین پھر عمرو کا تلاش امیر مین نکلنا اور عجائب عیاریان اور سردارون کا معلوم ہونا اور جنگ و جدل لشکر اسلام اور خنجر خان بن گنجاب سے اور شلیطا خان بن گنجاب سے لبنبر الکت لشکر گاؤ لنگی کا سوار ہوکے مدد کو آیکے تھا اور مسلمان ہونا اسکندر کوفی اور اسکی دختر کا کہ نام سکافتانہ ہے اور رہائی سب سردارون کی پھر کرب کا سبکو ہمراہ لیکر مراجعت طرف لشکر اسلام کرنا ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
اگر وہ نہ دے بادۂ سرخ فام
ارے کچھ ہے گم گردگان کی خبر
نہ آئین تنظر جام اور نہ سبو

کہ رندون سے میخانہ مین اب ہی جنگ
کہ بیہوشی کا جسمین ہی انتظام
کہ ہین خاص رند آج تیرے کدھر
نہ خم نہ قرابے نہ کنٹر نہ تو

ارے پھر کے لا اب سے انگبین
نہ عیاریان تو دکھا ساقیا
ہوا چاہتی ہے وہ جنگ و جدال
سحر لیس تعلی سے کیا کام ہی

کہ ہے دورۂ دور چرخ برین
زلال مصفا پلا ساقیا
کہ میخانہ ہو خون سے لال لال
بہت اپنے مطلب کا اک جام ہی

اشعار
مرے آنکھون کے آگے آئیگا کیا جو تر تیز دریا
خدا جانے کہ کیا ہونگے صدف کے گوش مین دریا
نہ رک جاوے جو میری چشم تر سے گوشۂ دامن کا
کبھی دل کھولکر رویا تو آیا جوش مین دریا

ہمیشہ صورت ساحل ہے یہان آغوش مین دریا
خموشی اور گویائی مری اک اک سے بہتر ہی
نہ دیکھا ہو کسی نے ایسا اپنے ہوش مین دریا

نکالا چاہیے ای غواص تو جلدی نکال اسکو
سکونت مین یہ قطرہ ہے اگر تو جوش مین دریا
کیا جو ضبط گریہ تو لیا کوزے کو دریا مین

شعر نویسندۂ دفتر لاجواب ٭ نمودند ارقام دفتر شتاب ٭ کشور کشایان اقلیم عیاری و طے کنندگان مراحل طراری و گم شدہ گان ہمت و شجاعت و برق جہندگان صولت و شوکت نشان قلم لشکر ظفر حشم میدان دو شت صفحہ قرطاس فلک اساس پر علم کرکے کارزار رفعت مین روان کرتے ہین کہ جسوقت مردم ربائے زین خدنگ شمشیر شگفتہ جنگ نہنگ دریائے شجاعت مالک ملک جرأت وہمت خدیو ممالک صولت شوکت خسرو سلطنت قوت و طاقت حلقہ فگن گوش گردن کشان و شکست دہندہ پہلوانان نام آوران سلطان سلطان شاہان داماد نوشیروان و شہپال ابن شہرخ یعنی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو زبانی امیہ کے معلوم ہوا کہ شہزادہ بدیع الزمان کو ایک نقابدار گوہر پوش برائے مقابلہ لگا کر کسی طرف لیگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قاسم نوجوان فرزند دلبند علم شاہ عالیشان برائے جستجوئے عموئے نامدار شہریار

بدیع الزمان عالی وقار امیہ سے حال سنکر کسی جانب کو گئے اُنکا بھی نشان نہ ملا اور علاوہ اُنکے اڑھائی سو سرداران نامور پہلوانان
لشکر بہادر صفدر تیغزن صف شکن یعنی لندھور بن سعدان گرد ومالک اژدر و بہرام گرد وخاقان مالک ختن وطرقوش
تیرزن ومرزبان خراسانی وشہپال ہندی وغیرہ ایسے ایسے سردار لشکر ظفر پیکر سے جدا ہوگئے یہ سنکر امیر باتوقیر کو نہایت صدمۂ عظیم
و فکر و تردد وغیظ وغضب تھا سکوت مین بیٹھے تھے کہ پہلوان عاری نے آنکر عرض کیا آج تلایہ کا دن حضور کا ہے سنتے ہی امیر باتوقیر نے بعد
جرأت وہمت فرمایا بہتر اچھا آج مین تلایہ کو چلونگا وقت شام بعد انتظام امیر شیر گیر مقبل وفادار وعمرو بن امیہ نامدار کو ہمراہ لیکر گرد لشکر
قہر وزی اثر کے تلایہ کرنے لگے بعد چند ساعت کے گرد وپیش پھر کر ایک مقام پر بیٹھے اور صحبت شراب وکباب برپا کی جب سب پی چکے شراب
کم ہوئی عمرو کو واسطے شراب لینے کے بھیجا ناظرین پر واضح ہو کہ جب عمرو برائے شراب لشکر کیطرف گئے ناگاہ منظفر فاریابی بشکل فقیر اُس مقام
ناگہ بر پر آیا اور ہاتھ مین اُسکے ایک شیر برنج کا کاسہ نہایت لطیف وعمدہ آبدار خوش ذائقہ گرماگرم تھا پس امیر باتوقیر کے
آگے لاکر رکھدیا اور کہا اے بابا مین نے پروردگار عالم کی نذر مانی تھی خیال کرتا تھا کہ یہ کاسہ شیر برنج کسکو کھلاؤن کوئی متبرک شخص ہو تو اسکے
سامنے پیشکش کرون اے بابا اسوقت تیرا حال معلوم ہوا کہ آپ خویش بادۂ خوشگوار مین مشغول ہو پس تجھسے زیادہ متبرک کون ہوگا یہ
شیر برنج بسم اللہ کرکے نوش کر امیر شیر گیر وہ کاسہ شیر برنج دیکھکر بہت خوش ہوئے کہ رزاق مطلق نے صحرا مین وقت شب ایسی نعمت
عنایت کی شکر نعمت عظمی بجالانا چاہیے اور کھانا چاہیے یہ کہکر امیر باتوقیر اور مقبل وفادار جرار نامدار نے وہ شیر برنج نوش کی بس کھاتے ہی
بیہوش ہوگئے منظفر فاریابی نے دونون کا پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لادا اور لیکے بھاگا یہان عمرو عیار بن امیہ نامدار جو شراب لیکر
آئے دیکھا نہ امیر ہین نہ مقبل وفادار ہین عمرو گھبرایا چہار طرف دوڑا دیکھا تلاش کیا مگر کہین نہ پایا پلٹ کر لشکر مین آیا فوراً
بادشاہ جمجاہ اولوالعزم نامدار سعد بن قباد شہریار سے عرض کیا کہ اے خداوند حضور کیہان ظہور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
اور مقبل وفادار کو تلایہ پر سے کوئی لے گیا اور یہان منظفر فاریابی نے امیر اور مقبل کو گرفتار کرکے لیجاکر گنبد جمشید مین قید
کیا یہ سنکر بادشاہ جمجاہ نے عمرو بن امیہ نامدار اور عیاران عالی کو فارسے کہا کہ جلد جاؤ اور چہار طرف تلاش کرو اور پتا لگاؤ محکوم ما
خبر لاکے سناؤ یہ حکم محکم سنکر عمرو مع عیاران طرار چہار طرف فرداً فرداً روانہ ہوئے ادھر کا حال ناظرین باتمکین ملاحظہ فرمائین
کہ شکیت خان بن گنجاب وخنجر خان بن گنجاب یہ دونون بدذات بہ سواری فیل قدرت یعنی گاؤ لنگی کا سواری کی کمک کو آئے
ہوئے تھے اُنھون نے سُنا کہ امیر حمزہ صاحبقران نامی نام آوران وسلیمان شکوہ مع اڑھائی سو اہل لشکر وسرداران ہر گروہ کے
گرفتار ہوکر گنبد جمشید مین قید ہوئے ہین اس سے بہتر کوئی اور وقت ہاتھ نہ آئیگا ابھی لشکر اسلام خوش انجام کو مار لو ایک ایک سردار
نامدار کا سر تن سے اوتارو یہ سوچکے شبکو اُنھون نے طبل جنگی بجوادیا اور فوج کفار نابکار کو حکم پہونچا کہ کل لشکر اسلام سے مقابلہ ہے
پہلے سے فوج مین کمر بندی ہونے لگی ایک ایک سپاہی ایک ایک سردار اسلحہ تن پر درست کرنے لگا کمر چست کرنے لگا صبح ہوتے ہی
مورچہ بندی ہوئی سپاہیون کے غول چلنے لگے سردار خیمون سے نکلنے لگے میدان مین فوج کفار نامردو نابکار صف آرا ہوئی
کالے کالے پھریرے نشانون کے کھل گئے پہلوانان نامی سب لڑنے پر تل گئے ہزار ہا نیزے علم ہوئے نعرے جرارون کے
وسبدم ہوئے برق کے مانند سنانین چمکنے لگین نامردون کی چھاتیان دھڑکنے لگین چلون سے تیر ملے کمانین کڑکین پیدل
بڑھے سوارون نے گھوڑون کی باگین لین چاؤش نعرے مارنے لگے بڑھ بڑھ کے پکارنے لگے اے پہلوانان جرار واے نام آورو
ہمو دارا ہر سرداران ذی وقار وگردن کشان جرأت شعار ہوشیار باش یہ روز نام وننگ ہے لشکر اسلام عیار ہے جنگ ہے قدم
آگے بڑھاؤ لڑائی مین جانین لڑاؤ اپنے جد وآبا کا نام کرو کارزار مین وہ کام کرو نمکخواری دکھانے کا وقت ہے جرأت دکھانے کا
وقت ہے نقاب بزدلی چہرے سے ہٹاؤ تلوار پکڑ کے معرکہ مین آؤ بڑھ بڑھ کے برچھے ہلانا چاہیے ہنر جنگ مخالف کو دکھانا چاہیے
جب لڑائی معرکہ کی فتح کروگے انعام مین زر وجواہر سے سپرین بھروگے گر کہتے تھے جو دفتر دلیری وجوانمردی انشگانہ وبہادرانہ

کھولکر بیان کرنا شروع کیا فوج کا دل ہاتھون ہاتھ بڑھا سپاہی پر سپاہی سوار پر سوار ٹوٹ پڑا کیا ادھر لشکر ظفر پیکر کو بادشاہ اسلام سعد بن قباد
فرخندہ فرجام نے حکم صف آرائی دیا کرب نوجوان نے لشکر اسلام کو درست کیا ایک ایک گرد لشکر شکن و جوانمرد دلیتن رستم صورت و بہمن سیرت
مغرق بہ سلاح جنگ دلیتن ولولہ شجاعت و نام و ننگ سے در رنگ لڑنے کو تیار داب مین تیغہ آبدار ہاتھ مین نیزہ خونخوار دوش پر کمان کیانی
ترکش تیرون سے بھرا ہوا کمر سے خنجر خونچکان لگا ہوا برابر چھاتے تانے کھڑے ہوے بادۂ شجاعت و ہمت سے سرشار آنکھون مین دلیری و
بہادری کا خمار جھوم جھوم کر نعرے کرنے لگے شیرانہ بلندگانہ ہاتھ قبضہ شمشیر پر رکھ رکھ کے لشکر ریداہ کو دمبدم دیکھنے لگے جوش ولولہ
شجاعت یہ کہ لشکر حریف پر جا پڑین پرون کو مسمار صفون کو تہ و بالا کرین اگر سلیمان عہد و جلالت بادشاہ بجاہ سعد بن قباد فرخ نہاد
حکم دے تو فوج حریف کو چیونٹیون کیطرح سے مسل کر پھینک دین ایک ایک نوک نیزہ سر تیز پر اٹھا اٹھا کر زمین کا پیوند کرین اشعار

ہوا ایکبار رن مین قرنا کا جوش
لگے کرنے باجے ہزارون خروش
پرے سے پرا صف سے صف مل گئی
فلک کانپا کوسون زمین ہل گئی
بھڑکنے لگے جا بجا بیدرنگ
سوارون کے گھوڑے کمیت و سمنگ
مقابل ہوے دونون لشکر بہم
مبارز طلب سب ہوے دمبدم
دلیری سے بھالے سنبھالے ہوئے
جوان ہاتھ قبضون پہ ڈالے ہوے
بڑھے جب نمودار جنگی جوان
وہ دب دب کے پیچھے ہٹے پہلوان

جب دونون طرف لشکر مقابلہ مین صف آرا ہو چکے ادھر کرب غازی شیر بیشۂ جانبازی اور بادشاہ سکندر پناہ سعد بن قباد
شہریار نمودار و نامدار اور سرداران ذیوقار و عیاران طرار مستعد بجنگ بیدرنگ ادھر لشکر کفار جفا کار و نابکار پیدل سوار بارادۂ
جدال و قتال تیار ہین خنجر خان بن گنجاب و شلیطہ خان بن گنجاب سرگروہ فوج دریا موج مین ہین خنجر خان بن گنجاب
نے گھوڑے کو کودا کیا صف سے نکل کے نبرد آزما ہوا نعرہ کیا کہ ہان کوئی بھی ایسا ہی کہ میرا مقابلہ میدان کارزار مین کرے قبضہ شمشیر آبدار
پر ہاتھ دھرے ہر ایک بہادر و دلاور نے ارادہ کیا کہ گھوڑا چھیڑ کر پرے سے نکلون اور جیسے پر اسے اٹھاؤن کرب غازی شیر حجازی نے
اشارے سے سبکو منع کیا اور چاہا کہ سمند تیز رفتار کو اڑا دون غول سے آگے بڑھ آؤن کہ ناگہان ایک سمت سے ابر زردی آگے اور
پیچھے اس ابر کے گھنگھور گھٹا سرخ اٹھی اور گرد زردی اڑی کہ آسمان نیلی پوش اس گرد زردی سے چھپ گیا نہالہاے خشک کے
پتے زرد زرد دھوپ تو نسے ہوے کمھلاے ہوے وہ گیاہ زعفرانی حدت خورشید سے مرجھائی ہوئی اس گرد و غبار زرد سے
سرسبز نظر آنے لگے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا دو سوار اسپ صبا رفتار پر ایک نقابدار زرد پوش دوسرا نقابدار سرخ پوش
سامنے آئے مگر نقابدار زرد پوش نے وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا کہ باش اے مردود ازلی مین آن پہونچا شعر منم شیر افگن رستم کارزار
نہ سرکوب کفر و ضلالت شعار جب وہ نقابدار نامدار مقابل اس نابکار کے آیا خنجر خان بن گنجاب نے نیزہ اٹھایا چاہتا ہی
کہ بند باندھ کے نیزے کو سینہ بے کینہ کی جانب لگان دے کہ نقابدار نے پیچھے سے جنگ پھرتی سے پنجہ سر شگاف کہ جسکی دھوم قاف سے
تا قاف کر سے کھینچا چہیٹ کر ایک ہاتھ جو مارا نیزہ مانند نیشکر خشک کے قلم ہوا دو ٹکڑے ہوکر چار ہاتھ اونچا ہوکر پیچھے پر رہوار کے
گرا سنان نیزہ ملی پٹھے مین اسکے گھوڑے کے ڈانی گھوڑا اسکا زخمی ہوکر چراغ پا ہوا اچھلا کودا آخر الف ہو گیا کہ خنجر خان بن گنجاب
گرتے گرتے بچا گردن سے رہوار کی لپٹ گیا سرداران اسکے لشکر کے جو کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے قہقہہ مار کر ہنس پڑے نقابدار نے
کہا او نامرد سنبھل سنبھل ایک ہی ہاتھ مین گھبرا گیا گھوڑے کو چمکار کر سامنے لا یہ سنکر خنجر خان بن گنجاب کو غصہ آیا تاؤ پیچ
کھا کر گھوڑے کو دھیرا کیا برابر نقابدار کے آکر تیغہ سیاہ فام میان سے کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالکے
تیغہ اسکا چھین لیا اور بند دست اس ملعون کا دست زبردست سے تھام کر سر سے اونچا کیا اور دو بار چرخ دیکر عمرو عیار بن امیہ
نامدار کے آگے پھینکدیا عمرو نے فوراً حلقہاے کمند مار کر اسکو گرفتار کیا اور اپنے عیارون سے کہا کہ اسکو لیجا کر لشکر مین خوب
جکڑ کے قید کرو پھر نقابدار فلک وقار نے پھر کر آواز دی ای عمرو عیار بن امیہ نامدار امیر با توقیر حمزہ شیر گیر صاحبقران کا بیٹا ان

کہان ہین عمر نے کہا کہ امیر اور مقبل وفادار کو نہین معلوم کون پکڑ لے گیا ابھی کہین پتا نہین لگا نقابدار نے کہا اے خبردار جلد کوشش و جستجو کر کے امیر کا پتا لگاؤ ڈھونڈھ کر لاؤ نہین تو بہت بری طرح پیش آؤنگا بلکہ تیغ کرونگا پھر بہمن اصفہانی تو للکار آواز دی ای لشکر کفار وای سرداران ضلالت شعار او کسیکو حوصلہ ہو تو لوے جنگ ہر کہ مقابلہ کو میرے آئے سرداروں نے ادھر کے طبل امان بجوا دیا لشکر پیچھے ہٹ گیا دہشت سے کسی نے سامنا نہ کیا ایک ایک کا منہ دیکھنے لگا شعر

چھپے صف مین کچھ گبران تیغ
طلبگار امان کے سپاہی ہوئے

سمایا یہ دل مین نالان ہوئے
پڑاؤ کی جانب وہ راہی ہوئے

ہوئی جب یہ سردارون کو شکست
ہوا لشکر سب دو سنے کا ہرن

ہوا حوصلہ ہر سپاہی کا پست
انگین گھٹین ہو گئے شل زن

غرضکہ فوج کفار با شکست فاش ادھر راہی ہوئی نقابدار زرد پوش و نقابدار سرخ پوش عمرو سے تاکید جستجوے امیر شیر گیر کر کے روانہ ہوئے لشکر اسلام بفتح و فیروزی دنیکنامی اسطرف چلا عمرو عیار بن امیہ نامدار براے جستجو و تلاش امیر باتوقیر ایک سمت کو روانہ ہوا ایک صحرا مین پہونچے کہ انکو پیاس کی شدت ہوئی دھوپ کی حدت ہوئی پانی کی خواہش تھی کہ دیکھا راہ مین سامنے ایک چرواہا بھیڑین چراتا ہی عمرو اسکے پاس آئے اور کہا کہین پانی ہو پلا اس چرواہے نے کہا کہ پانی تو نہین ہی بھیڑون کا دودھ دوھدون تم پی لو یہ کہکر چرواہا اٹھا اسنے بھیڑ کا دودھ دوھکر بیہوشی ملا کر ایک پیالہ بھر کر عمرو کے سامنے لایا عمرو نے وہ پیالہ ہاتھ مین لیا اور دودھ کو دیکھکر کچھ دل انکا کھٹکا کہا ای عمرو اس دودھ مین کچھ ملا ہی ہرگز نہ پی تو یہ سوچکر وہ دودھ زمین پر پھینک دیا اور اٹھ کے چلے گئے ناظرین پر واضح ہو کہ وہ چرواہا ارشاد نقب زن تھا عیار سکندر کوہی کا جو ہزار درے کا مالک وحاکم ہی ارشاد نقب زن نے جو عمرو کو پہچان لیا تھا جب تو بیہوشی دودھ مین ملا کر خواجہ عمرو کو دیا تھا مگر عمرو نے ارشاد نقب زن عیار کو نہ پہچانا تھا فقط قیافہ سے اس دودھ مین شک پایا گیا جو خواجہ عمرو نے پھینکدیا اور صحرا کیطرف روانہ ہوئے جستجوے امیر باتوقیر مین چلے یہان چار عیار ایک سمک طباقی دوسرا ابو الفتح اصفہانی تیسرا یزک خطائی چوتھا ابو الخیر لا مکانی یہ چارون طرف میخانہ کے آئے کہ قریب لشکر کے خمانہ دختر اسکندر کوہی شاگرد ارشاد نقب زن نے دوکان شراب کی رکھی ہی اور مے فروش بنکر بیٹھی ہی اور سازندے قہر و زہر بنائے ہین وہ دونون بیٹھے ہوئے طبلے بجا رہے ہین اور گا رہے ہین اور یہ مے فروش مست بادہ نخوت دغابازی سے سرشار ہی آنکھون مین فریب فتنہ کا خمار ہی کہ یہ چارون عیار ادھر سے پھرتے ہوئے اس میخانہ کیطرف آئے انکو بھی جام بادہ سرخ کی چاہ ہوئی تقدیر گمراہ ہوئی مے فروش نے ایک جام بادۂ بیہوشی کا چارون کو دیا ان چارون نے پی لیا تیورا کے زمین پر گرے چارون بیہوش ہو گئے سازندون نے گانا بجانا موقوف کیا ساز ہاتھ سے رکھدیا چارون کا پشتارہ باندھ کر دوکان سے لے نکلے طرف ہزار درے کے چلے یہان اسی صحرا مین سرراہ خواجہ عمرو ایک برہمن کیصورت بنے ہوئے کنوین پر بیٹھ گئے مسافرون اور راہگیرون کو پانی پلاتے تھے کہ دونون عیار قہر و زہر پشتارہ بدوش کا ہانپتے کانپتے پشتارے اپنے پر لادے آتے ہین راہ مین اس بار عظیم سے عرق عرق ہوئے حلق سوکھے پیاس معلوم ہوئی پانی کی چاہ کی اس برہمن کے پاس آئے کہا پانی پلا پیاس بجھا اسنے کہا مین تمکو پانی نہین پلاتا تم کون ہو کہان سے آئے ہو یہ پشتارہ کاہے کا باندھ لائے دونون قہر و زہر عیارون نے کہا کہ ہم ضرور پانی پئین گے جب تو خواجہ عمرو نے پانی کا ظرف ہاتھ سے رکھدیا اور تیغ کھینچا اب ان دونون نے پہچانا کہ یہ خواجہ عمرو بن امیہ ہی دونون بھاگے اور خواجہ تعاقب مین انکے دوڑے اور للکارا کہ کہان بھاگے جاتے ہو مین آپہونچا یہانتک کہ خواجہ قریب دونون کے پہونچے وہ دونون قریب دہنہ نقب کے آگئے تھے بس دونون نے پشتارے دونون اس نقب مین پھینکدینے چاہتے ہین کہ آپ بھی کودین کہ خواجہ نے کمند مارکر دونون کو گرفتار کیا اور پشتارون کو کھولکر عیارون کو اپنے نکالا لکے ہوشیار کیا پھر خواجہ قہر و زہر دونون کو گرفتار کر کے لشکر مین لائے اور قید کیا پھر سوچے کہ وہ چرواہا کہ جسنے پیالہ دودھ کا دیا تھا یقیناً وہ بھی عیار ہی چلکر اسکو بھی گرفتار کرنا چاہیے یہ سوچکر خواجہ فوراً چلے اور چرواہے کو ٹوکا کہ تو کون ہی نام تیرا کیا ہی یہ سنتے ہی وہ چرواہا اٹھ کھڑا ہوا اور کملی سے ہاتھ نکالکر تیغچہ کھینچا اور جھپٹ کر خواجہ کو مارا خواجہ نے خالی دیا خواجہ نے ہاتھ مارا اسنے بھی خالی دیا

پھر تن کے اندر کیا کہ منم ارشاد نقب زن عیار اسکندر کوفی اور پھر ہاتھ نیچے کا مارا خواجہ عمرو نے بڑھ کے تلوار پر گرا تھا اور بایان ہاتھ قبضہ شمشیر پر
ڈالدیا چاہا کہ اسکو پکڑ لون ارشاد نقب زن بھی یہی سمجھا کہ اب خواجہ مجھکو پکڑ لیگا فوراً تلوار ہاتھ سے چھوڑ دی اور بھاگا خواجہ بھی اُسکے
پیچھے دوڑے اور للکارا کہ او نامرد کافر ازلی کہان بھاگا جاتا ہے مین آیا ارشاد نقب زن کو کچھ نہ بن پڑا دوڑ کر و منہ نقب مین کود پڑا
خواجہ بھی اُسکے برابر پہونچے اور چاہا کہ نقب مین پھاندین کہ پشت سے آواز آئی کہ ہان ہان کیا کرتے ہو نقب مین نہ پھاندنا کہ پیچھے پھر کر دیکھا تو
مہتر قران ہین خواجہ نے کہا کہ تمنے مجھکو کیون منع کیا مہتر قران نے کہا کہ آپکا نقب مین جانا صلاح نہ تھا شاید کہ وہان حلقے کمند کے
پھیلے ہون اور عیار چھپے بیٹھے ہون تو مفت مین آپ گرفتار ہوتے یہ خلاف عقل تھا خواجہ نے کہا تم کہان سے آئے ہو مہتر قران نے
کہا کہ بتلاش اسیر ہاتھ قید گیا تھا ایک صحرا مین مجھکو ایک عیار نے پانی مین بیہوشی دی مین پیکر بھاگا آتے آتے قریب ایک درہ کے بیہوش ہو کر
گرا مگر اُسنے مجھکو ڈھونڈھ نہ پایا مین وہین پڑا رہا اسوقت مجھکو جب ہوش آیا تو مین وہان سے لپکا ہوا خواجہ نے کہا کہ اچھا تم یہان رہو مین
لشکر مین جاتا ہون اور عیارون کو ساتھ لیکر اُس مے فروش کو مارتا ہون مین نے سنا کہ جب سے یہ مے فروش یہان آباد دکان شراب کی رکھی سردار
چوری جانے لگے ہین یہ کہکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری لشکر مین آئے اور لشکر سے پانچو عیار اپنے ہمراہ لیے دُکان مے فروش کیطرف چلے یہان
ارشاد نقب زن نے پہلے ہی قتانہ کو جو مے فروش بنی ہوئی تھی خبر پہونچا دی تھی کہ عمرو آگیا ہے تم نکل جاؤ ورنہ گرفتار ہو جاؤ گی وہ قبل
پہونچنے خواجہ اور دیگر عیاران لشکر کے مے فروش وغیرہ دُکان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب جو خواجہ پہونچے تو دُکان خالی پائی ساری دُکان
لوٹ لی خواجہ مع عیاران مایوس لشکر کو پھر آئے اور قہر و زہر دونون عیارون کو مے فروش کے باندھ کر مارنا شروع کیا اور کہا بتاؤ کہ یہ
مے فروش کون تھا اور تمہارے لیے کہان بھاگے جاتے تھے اُن قہر و زہر نے کوڑے کھاکر کہا کہ وہ مے فروش قتانہ تھی بیٹی اسکندر کوفی
کی اور ہم یہ لشتارے دے رہے جاتے تھے اب قتانہ بھاگ کر نقب کی راہ سے مع اپنے عیارون کے قلعہ اسکندریہ مین چلی گئی پھر
خواجہ کر سب غازی شیر حجازی اور مہتر قران کو ہمراہ لیکر قلعہ اسکندریہ پر پہونچے دروازے پر قلعہ کے ایک دُکان نان پزلی تھی یہ
دُکان نان پز پر بیٹھ گئے اور روٹی کھانے کو مانگی عمرو نے اشارہ کیا کہ یہ روٹی نہ کھانا قران خاموش بیٹھے رہے مگر نان پز ارشاد نقب زن تھا
وہی جو چرواہا بنا ہوا جنگل مین بکریان چرا رہا تھا اور خواجہ کے ڈر سے بھاگا تھا اب یہان نان پز بن کے بیٹھا ہو اُسنے خواجہ کو پہچانا خواجہ
نے اُس نان پز سے کہا کہ اس قلعہ کا رستہ کدھر سے ہے اُسنے کہا مین آدمی تمھارے ساتھ کرتا ہون وہ تمکو رستہ قلعہ کا بتا دیگا اُس نان پز
نے ایک آدمی کو بلایا اور اُسکو بخوبی کچھ چپکے سے سمجھایا کھسر پھسر کرکے اس آدمی کو خواجہ کے ہمراہ کر دیا وہ آدمی خواجہ کو ایک صحرا
کیطرف لیگیا مہتر قران دُکان پر بیٹھے رہے جب خواجہ اُس صحرا مین اُس آدمی کے ساتھ پہونچے اُس آدمی نے آواز دی کہ ارشاد نقب زن
نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو میرے ساتھ بھیجا ہے مار لو بس یہ سنتے ہی چارطرف سے کفاران بے حیا و نابکاران پر دغا نرغہ کرکے خواجہ پر
آپڑے تلوارون کی برق چمکنے لگی ابر تیرہ و تار اُن کفارون کا چھا گیا خواجہ دیکھکر گھبرائے تلوار کھینچی یہ اکیلے وہ سیکڑون تلوار چلنے لگی خرمن ہستی کفار پر
برق شمشیر خواجہ سے چلنے لگی غرضکہ بہت سے کفار نابکار ہاتھ سے خواجہ کے واصل جہنم ہوے اب خواجہ کا ہاتھ تھک گیا بڑھ کے تلوار مارتے
ہین پیچھے ہٹتے ہین جب دیکھا خواجہ نے کہ اسقدر مین نے کفار کشتہ کیے مگر یہ کم نہین ہوتے لبس نکالکے حقہ بیہوشی دو چار حقے جو مارے جنگل
مین دھوان دھار ہوگیا تاریکی چھا گئی کسی کو کچھ نظر نہ آیا خواجہ پلٹ کے چلے آئے اور اُسی نان پز کی دکان پر آکے کہا کہ مہتر قران
کیا دیکھتے ہو اس نان پز کو مارو یہ ارشاد نقب زن ظالم رہزن ہے مہتر قران لُبعد الیکر اُٹھے اور ارشاد نقب زن دُکان سے
کود کر اور بھاگ کر قلعہ مین چلا گیا یہان مہتر قران سے اور ارشاد نقب زن کے شاگردون سے دُکان کے تلے لبعد اجل ہاہی
یہ اکیلے ہین اور انکی جمعیت بہ اور خواجہ نے جو دُکان خالی پائی یہ چڑھ کے دکان پر اسباب روٹیان لوٹنے لگے مہتر قران
آواز دیتا ہے کہ اُستاد آؤ مین اکیلا یہ مجمع کثیر ہے خواجہ کہتے ہین مارے جاؤ قرم ساقون کو مین یہ روٹیان اور سالن کا پتیلہ تو اٹھالون
مفت یہ کھانا ضایع ہوگا یہ کہتے جاتے ہین اور روٹیان داخل زنبیل کرتے جاتے ہین سالن کا پتیلہ بھی اٹھا کر زنبیل مین داخل کیا

سو تھیان اُٹھائیں سب ہمیت سمات زنبیل مین رکھ لین سینیان بھی کٹورے بھی پیالے بھی سب زنبیل مین صندوقچہ غلے کا کہ اسمین کچھ پیسے کچھ روپے تھے وہ قبضہ مین کیا سب اسباب زنبیل مین داخل کرکے ایسے دکان سے اُترے اور تلوار کھینچکر خواجہ بھی لڑنے لگے کہ ناگاہ کرب غازی نامور و نامدار النظر کردہ شیر پروردگار نے جو دور سے دیکھا کہ خواجہ اور مہتر قران سے تلوار چل رہی ہے وہین سے شمشیر آبدار بصد قہر و غضب کھینچی اور للکار کے آپڑے سیکڑون کو واصل جہنم کیا غرضکہ ارشاد نقب زن کے شاگرد بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے اور اسکندر کوفی سے کیفیت سوکہ بیان کی اور کہا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور شاگرد انکا مہتر قران اور کرب نامدار زیر قلعہ جنگ و جدل کر رہے تھے یہ سنتے ہی اسکندر کوفی دس ہزار سرداران نامور و پہلوانان ذی ہنر لیکر مع کمیدزنگی سالار لشکر کے بصد طیش و غضب قلعہ سے نکلا اور آتے ہی طبل جنگی بجایا پہلوانون نے نعرہ کیا بڑھ بڑھ کے للکارا سیکڑون تلوارین کھنچ گئیں ابر سیاہ لشکر کفار مین برقین چمکنے لگین تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی اودھر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و مہتر قران و کرب نوجوان بصد غرور و شان مین انھون نے ساتھ ہی حسام انتقام کھینچی اور مثل شیر غضبناک غول مین گھس گئے قتل کرنا شروع کیا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے اللہ رے زور و قوت و طاقت کرب غازی صاحب شجاعت و صاحب صولت و شوکت جسکو اٹھا کر زمین پر پٹکا تڑپ کر مر گیا کشتون کے پشتے ہوگئے لاشون کے انبار لگ گئے خون کا دریا جاری ہوا

نظم

ہوئی جنگ مغلوبہ وہ آشکار | کہ صحرا ہوا خون سے لالہ زار | ہزارون اودھر کافر بد شعار

اودھر تین نامی جوان نامدار | مگر چند اجنگ غازی دین | فلک کانپا تھرا گئی سب زمین | ہوا دشت مین خون کا دریا روان

نظر آیا مثل حباب آسمان | وہ تیغ سر افشان کی انکی چمک | چھپکتی تھی ہر بار چشم فلک | جسے ہاتھ مارا وہ دو ہو گیا

غرور و تکبر فرو ہو گیا | کسیکا جدا تن سے سر ہوگیا | دو پارہ کوئی بر جگر ہوگیا | کسیکا کلائی سے پنجہ کٹا

کسی جسم کا سب شکنجہ کٹا | کسیکا جو شانے سے ہاتھ اتر گیا | لڑائی سے منہ پیچھے کو مڑ گیا | لڑائی ہوئی ایسی گھمسان کی

پڑی ذور سے ایک ایک کو جانکی

مگر کرب غازی جو خیال کرتے ہین کہ سہ قدر کافر قتل ہوے ہین اور مجمع کفار کم نہین ہوتا ایک غول مین خواجہ عمرو لڑ رہے ہین اور ایک سمت مہتر قران غول مین خونریزی کر رہے ہین کرب نامدار بصد غرور و وقار ہاتھ مین شمشیر آبدار لیے ہوے قریب سکندر کوفی آپہونچے سکندر کوفی نے جھپٹ کے تیغہ فولادی کا وار کیا کرب غازی نے خالی دیکر ایک ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالکے جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے سکندر کوفی کے تلوار نکل گئی دوسرا ہاتھ کرب نامور نے بند کمر مین ڈالکے گھوڑے سے اکھیڑا اور ادھر بچار کے چاہا کہ زمین پر مارین کہ کمیدزنگی للکار کر قریب آ پہونچا اور آتے ہی تلوار کا ہاتھ مارا کرب غازی سپر جہاری نے سکندر کوفی کو بجائے سپر کیا وار انکا خالی دیا ہاتھ کمیدزنگی کا جو خالی پڑا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی ہاتھ جھوٹا ہو گیا کرب نامدار نے بایان ہاتھ بڑھا کر مر بند مین ڈالکر اور گھوڑے سے اٹھالیا اور دونونکو چرخ دیا اور کہا او نامرد کافر و بے شرط دونونکو لڑا کر ٹکرا کر کاسہ سر چور کردونگا لعین ایمان لاؤ اسلام قبول کرو دونون نے اسی بلندی پر دست بستہ باواز بلند پکار کر کہا کہ ہم بصدق دل اسلام قبول کیا ادھر لشکر شکست خوردہ نے چادر ہلائی اور امان امان پکارے ادھر سے خواجہ نے آواز دی امان بشرط ایمان جسکو اسلام قبول ہو وہ ادھر دست بستہ چلا آئے امان پائے کچھ لشکری ایمان لائے اور جو رنگ کفر سے سیاہ قلب تھے انھون نے منہ پھیرے اور ہمراہ ارشاد نقب زن اہون کے میدان جنگ سے شکست خوردہ بھاگے ارشاد نقب زن ان سب بھگوڑون کو ساتھ لیکر اپنے قلعہ مین گیا یہان کرب غازی نے ان سب ایمان قبول کرنیوالون کو امان دی سکندر کوفی اور کمیدزنگی کی بھی جان بچائی رہا کیا سکندر کوفی نے مع کمیدزنگی وغیرہ کے قدم مبارک پر بوسہ دیا اور مطیع اسلام بصدق دل ہوے خواجہ اور مہتر قران وغیرہ قلعہ اسکندریہ مین گئے اسباب وغیرہ خوب خواجہ نے لوٹا اور داخل زنبیل کیا پھر خیمہ قلعہ سے لائے اور علحدہ استادہ کیے کرب غازی و خواجہ عمرو و مہتر قران وغیرہ اپنے اپنے مقام پر فروکش ہوے سکندر کوفی کو کرب غازی نے قریب اپنے خیمہ کے رکھا جب شب ہوئی خواجہ عمرو برائے شکار کسیطرف گئے مہتر قران ہوا کھانے کو اپنے خیمے سے نکلکر چند قدم ٹہلنے لگے کہ ناگاہ ایک جوگن حسین و خوبصورت منہ پر بھبوت ملے ہوے جیسے ہلکے ملکے ابر سپید چاند سر پہ اندوہ سنہری بال کالے کالے لٹ بکھرے ہوے انکا کالون سیہ پوش تا کمر جھپکا بال بالمین گرفتہ دل عاشق خستہ جگر سلیمان کالی ہاتھون مین مندرے سونے کے جڑاؤ کانون مین

یاقوت و زمرد کی طرح دونوں کی لگے ہیں جوڑا تھا بندھا ہوا جوبن ابھرا ہوا سینہ تنا ہوا چہرہ کھبو کا بنا ہوا دوش پر بیں ہاتھ کی انگلی سے چھڑی ہوئی
چال مستانہ ناز و انداز معشوقانہ شعلۂ عزت آفت ہر قیامت کج ادائی میں لگی

ہاتھ سے تھام لے دل دیکھ لے گر عاشق زار
لال آنکھوں میں وہ ڈورے کہ کرین دل کو فگار

آنکھیں دونوں وہ نشیلی کہ خدا خیر کرے

حشر برپا کرے ہر گام پہ وہ ہفتو رگی
دل تیغ نگہ عاشق جانباز و صبر

سینہ نفیس سفید جوبن کا ابھار
بادۂ جوش جوانی کا وہ آنکھوں میں خمار

غرضکہ وہ جوگن بیتابانہ قدم اٹھاتے ہوئے مستانہ بے تکلف خیمہ میں کرب غازی کے پاس آئی کرب غازی نے اسکو دیکھکے کہا تو کون ہے سچ بتا یہ کہکے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اس جوگن نے ناز و ادا سے کرب کی گردن میں باہیں ڈالدین اور کہا میں فتانہ دختر اسکندر کوفی ہوں تمپر جان و دل سے عاشق و فریفتہ ہوں کوئی صورت تمہاری خدمت میں آنیکی نہوتی تھی اب شکل جوگن آئی طالب وصل مبتلائے جدائی ہوں قرار دل بیتاب کو دیجیے شربت وصال عطا کیجیے یہ کہکے سب لباس جوگنی اتارا صورت اصلی دکھائی کرب غازی کو بہت بھائی دیکھتے ہی جمال جہان آرائے فتانہ مفتون و بیقرار ہوئے وہ حسن و جمال اسکا چہرہ مثل آفتاب درخشان رخسارے رشک ماہ تابان زلف گرہ گیر رشک سنبل عاشقوں کے دل پھانسنے کی زنجیر ابرو خمدار ہلال عید یا اونچی ہوئی تلوار مژگان ناوک دلدوز جسمیں سے عاشق کھنچے آہ جگرسوز لعل لب دونوں یاقوت کے ٹکڑے گوہر دندان موتیوں کی لڑی چاہ زنخدان وہ جسمیں عاشق غوطے کھائے کبھی نہ ابھرے سینہ چاندسا گرد گندہ سے بھرا ہوا جوبن ابھرا ہوا بیت جوانی کا یہ عالم وہ جوبن غضب ہے کہ عاشق جو دیکھے ہو دل پر تعب ہے کرب غازی کا دل بیچین ہو گیا بیساختہ آغوش میں لیا فتانہ نے کہا میں اسلام قبول کرکے عقد حلال سے مسلمان ہوتی ہوں اس بکارہ کے فریب و مکر کو نہ سمجھے غرضکہ چند ساعت مشغول لہو و لعب میں کرب غازی کو بعد تھوڑی دیر کے وہ فتانہ کسی حیلہ سے اٹھی اور کسطرف گئی جہاں اسکا باپ تھا اسکو اٹھاکر لے بھاگی اب خواجہ اور مہتر قران جو آئے خیمے میں کرب غازی کے کرب غازی نے کہا ای خواجہ ابھی ایک جوگن آئی تھی نہیں معلوم کدھر چلی گئی خواجہ نے کہا اسکندر کوفی کو تو نہیں اٹھا لیگئی خواجہ نے جو جاکر دیکھا تو اسکندر کوفی نہیں ہے خواجہ نے کہا ای کرب غازی وہ فتانہ بیٹی اسکندر کوفی کی تھی اپنے باپ کو اٹھا لیگئی یہ سنتے ہی کرب غازی اٹھ کھڑے ہوے اور کوچ کی تیاری کی قلعہ ارشاد نقب زن پر چڑھائی کی اور کمیدزنگی کو قلعہ اسکندر پر چھوڑدیا اور جو سرداران مدار و پہلوانان جرار اسلام قبول کرکے ایمان لائے تھے انکو کرب غازی نے ہمراہ لیا وہ تھوڑا لشکر آراستہ کرکے طرف قلعہ ارشاد نقب زن کے چلے در قلعہ پر جو پہونچے ارشاد نقب زن کو خبر ہوئی اسنے بھی اپنی فوج کو درستی کا حکم دیا طبل بجوایا جاوش نے صدا دی کہ آج سب سرداران نامور و پہلوانان پر جگر ہشیار رہے کارزار چست و چالاک و بیباک ہو جائیں کہ کل لشکر اسلام و غازیان خوش انجام سے مقابلہ ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ساعید خنجر گذار مہتر قران سلحیا طرار کرب غازی شیر حجازی ساد لاور وغیرہ کا سامنا ہے جاہیں عزیز نہ کرنا دل لڑادینا اندر قلعہ کے تیاری جنگ لشکر ہوا کی طبل دف و دہل کی آواز آئی باہر قلعہ کے وسیع میدان میں خیمے لشکر اسلام کے برپا ہوے سرداران اولوالعزم و غازیان عالیشان یہاں آئے خیموں میں ہشیار آکر و مقتل کفار میں شب کا وقت کرب غازی اپنے خیمہ میں ہیں خواجہ عمرو و مہتر قران طلایہ لشکر میں مصروف ہیں وہاں دختر اسکندر کوفی شکل اپنی تبدیل کرکے پوشاک فاخرہ پہنکر زیور مرصع کار سے مزین ہوکر ایک پری کی صورت بنکر قلعہ سے نکلی اور نقب باہر سے دیکر خیمۂ کرب غازی میں آئی اور نقب کا دہنہ خیمہ کرب نامدار میں چھوڑا اسوقت کرب غازی جاگ رہے تھے آواز کان میں زمین کے ترقنے کی آئی انھوں نے خیال کیا کہ زمین پھٹ گئی ایک شکل نمایان ہوئی عقل سے سمجھے کہ کوئی عیار لشکر کفار کا نقب دیکر آیا ہے کہ آہٹ پانوں کی معلوم ہوتی ہے کرب غازی نے آنکھیں نیم واکرلیں اپنے کو سونے والوں میں شمار کرکے خاموش لیٹے رہے فتانہ دختر اسکندر کوفی مکارہ نے دہنہ نقب سے سر نکالکر دیکھا معلوم ہوا کہ کرب نامدار بیدار نہیں سوتے ہیں یہ مکارہ دہنہ نقب سے نکلی اور فی زمین بیہوشی بھرکر قریب کرب غازی کے آئی اور چاہا کہ جھک کے نے پھونکوں اور کرب غازی کو بیہوش کردوں کہ فوراً کرب غازی نے ہاتھ کلائی پر زور سے بقوت شیرانہ ڈالا اور ہاتھ پکڑ کے اٹھ بیٹھے کہ فتانہ نے نخرے اور غمزے کرنا شروع کیے ادی وہی ہائے ہائے ہاتھ ٹوٹا جاتا ہے پہنچہ کے پاس سے اکھڑا جاتا ہے میں صدقے گئی چھوڑدو کوئی عورت سے ایسا زور کرتا ہے کلائی پہنچہ اس قوت سے دھرا ہے دم نکلا جاتا ہے جان پر بنی ہے جہرے پر مردنی ہے میں تمہاری شیفتہ ہوں دل سے فریفتہ ہوں کرب غازی نے کہا او مکارہ تو مجکو فریب

دینے آئی ہو ایکمرتبہ تو مکر سے اسلام قبول کرکے دغا دی اب پھر وہی فریبانہ باتین کرتی سر قدمون پر دھرتی ہو اب مین کب فقرے مین آتا ہون اور جعلسازی مین پھنستا ہون بیٹھ چرخہ اوتنے برائی مین ڈالکر سرگردان کیا ہو رہ تو جا مین تجھکو تیغ کرتا ہون شمشیر آبدار تیرے گلے پر دھرتا ہون فتانہ فتنہ انگیز آفت وبلا خیز گھبرائی تازہ فقرہ گڑھا اور کہا اے کرب نامدار شہسوار عرصۂ کارزار مین نے ایک خواب دیکھا ہے کہ اس خیال نے مجھکو بہت پریشان کیا جناب ابراہیم خلیل اللہ نے فقرہ حسرت افزا دیا تمہارے عشق مین ہم بسمل تو مین پہلے ہی سے تھی اب زیادہ بیقرار ہوئی خلیل اللہ فرماتے ہین او فتانہ کرب نامدار کے پاس جا اسلام قبول کر بصدق دل ایمان لا اسیر کو اور سردار دنکو رہا کر اسیری نجات اسی مین ہے لہذا برائے عفو تقصیر وبحصول دولت اسلام حاضر ہوئی ہون سوائے اسکے کشش الفت وشوق مواصلت آپکا اس شفقت سے لایا ہے اب دست بستہ عرض کرتی ہون نقش قدم حضور پر سر افتخار دھرتی ہون خطا کو معاف کیجیے جان کو بچا دیجیے درحقیقت مین آپ سے بے منفعل ہوتی ہون اور توبہ کرتی ہون بصدق دل ایمان لاتی ہون سر نیاز پانون پر جھکاتی ہون آپ میرے ساتھ چلین سردارون کو رہا کرین تمہارے دلی لونڈی کی بھی بر لائین تمام عمر خدمت حضور مین رہونگی اطاعت سے آپ کی سرتابی نہ کرونگی اس فتانہ فتنہ انگیز قیامت نے ایسے ایسے فریبانہ کلام اور ایسی ایسی باتین بناکے جھوٹے جھوٹے دم دیے کہ کرب حق شناس فیض اساس سمجھے کہ یہ سچ کہتی ہے اور اب اسلام بصدق دل قبول کریگی دغا نہ کریگی یہ سوچ سمجھ کے ہاتھ اسکا چھوڑ دیا اور بہ شفقت پاس اپنے بٹھا لیا اس خیمہ مین اسوقت کوئی نہ تھا تنہا تھے تخلیہ کی صحبت شروع کی دور جام جہان نما گردش مین آیا شراب ارغوانی کے دور چلنے لگے نشہ چڑھا رنگ بدلنے لگے فتانہ نے گلابی اٹھا کے ایک جام لبریز کیا بیہوشی ملا کے ہاتھ مین لیا اور ناز سے باہین گردن مین ڈالدین اور کہا شعر اے یار گلعذار ہمارا لہو پیے * گر پی نہ لے بشوق یہ ساغر شراب کا

کرب نامدار نے بسرور وشادمانی جام لبالب بادۂ گلرنگ فتانہ کے ہاتھ سے لیا اور یہ شعر ورد زبان کیا شعر گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے * زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین * پھر وہ جام ہونٹھون سے لگا کے غٹاغٹ پی گئے انجام کا خیال مطلق ذہن مین نہ آیا پیتے ہی تڑاق سے کرب بیہوش ہوگئے فتانہ اٹھی جلد جلد فرش کی چاندنی اٹھا کے پشتارا باندھا اور اسی نقب کی راہ لیکر روانہ ہوئی جلدی جلدی نقب سے نکلی اور صحرا طے کرتی چلی رخ طرف قلعہ ارشاد نقب زن کے کیا اگر سیدھا رستہ چھوڑ کے پھیر کا رستہ لیا ناگاہ اس جنگل مین پہلو کی جانب سے کسی شیر کے ڈکارنے کی صدا آئی فتانہ بہت گھبرائی دلمین ڈری چل نہ سکی پانون بھاری ہوگئے گویا لنگر پڑ گئے آخر تھم گئی پیچھے پھر کے جو دیکھا مہتر قران چلا آتا ہے وہی شیر کیطرح ڈکارتا ہے فتانہ کا دم نکل گیا کلیجا دہل گیا سمہ سست گیا خون خشک ہوا چہرہ اتر گیا قوت دل کا اثر گیا بولی کہ دیکھیے اب کیا ہوگا قتل کریگا یا گرفتار کریگا مہتر قران نے اسکو دیکھا جھپٹ کے قریب آگیا فتانہ کی کلائی تھامی یہ پشتارہ دوش سے رکھکے بیٹھ گئی مہتر قران نے پہچانا کہا او بڑی فتنہ انگیز کو کرام حملہ بتلا ہمین کیا ہے کہان سے لائی ہے کسپر قیامت ڈھائی ہے فتانہ نے کہا اے میری جان مہتر قران تیرا استاد خواجہ عمر وہ میرا عاشق ہے مگر مجھکو اسکی طرف مطلق رغبت نہین میری تجھپر جان جاتی ہے تجھسے بوے وفا آتی ہے تو میرا وصل قبول کر دل عاشق نہ ملول کر مہتر قران نے نہ مانا کہا او مکارہ تو کیا بیہودہ بکتی ہے میرے ساتھ بھی عیاری کی باتین دغابازی کی گھاتین کرتی ہے مین کب تیرے فریب مین آتا ہون مین خود ایسے شعبدے صدہا بناتا ہون وہ کرب نامدار بھولا بھالا تھا جو تیرے مکر مین آگیا دیدہ ودانستہ دھوکھا کھا گیا یہ کہکے مہتر قران نے کمند کے حلقہ مین باندھ کے گرفتار کیا اور پشتارہ کھولا دیکھا کہ کرب نامدار نشہ شراب مین سرشار بیہوش ہے جی مین تو آیا کہ ایک بغدا اٹھا کر مارے کہ دو ٹکڑے ہو مگر کچھ سوچ چپ ہو رہا جب بعد تھوڑی دیر کے کرب غازی کو ہوش آیا مہتر قران نے اٹھا کے بٹھایا کرب غازی نے کہا یہ کیا مین یہان کہان مہتر قران نے عرض کی اے شہسوار میدان یکہ تازی وائے کرب غازی آپکو فتانہ پشتارہ باندھ کے اٹھا لائی مین اس جنگل مین سیر کر رہا تھا مین نے اسکو دیکھا گرفتار کیا پشتارہ چھین کے آپکو ہوشیار کیا یہ سنکے کرب غازی مع مہتر قران وفتانہ اپنے خیمہ مین آئے خواجہ عمر کو خبر ہوئی وہ بھی تشریف لائے فتانہ کو بہت لعنت ملامت کی اور کہا او مکارہ یہ جعلسازی پھر تو نے دغا کی اور فریبانہ ایسی باتین بنائین کہ مجھکو یقین آگیا ہے شرط تجھکو قتل کرون فتانہ نے کہا اب معاف کیجیے طالب امان اور معتقد ایمان ہون اب مین قسم کھاتی ہون طریقہ اسلام بجا لاتی ہون مجھکو آئین دین اسلام تعلیم کیجیے دامن جامہ اسلام مین چھپا لیجیے کرب غازی نے کہا تو ہر مرتبہ یہی کہتی ہے یہی تیری بات کا

کیونکر یقین آئے کہ شک دل سے نکلجائے اُسنے کہا کہ مین ابھی آپ کے دل کا شک نکالدونگی وہ خدمت بجالاؤنگی ایک رقعہ لکھا اور ایک آدمی کو دیا کہا کہ جا قلعہ ارشاد نقب زن مین اور میرے باپ اسکندر کوفی کو دیدینا مضمون اُس رقعہ کا یہ تھا کہ ای پدر عالی مقدار وای سرگروہ لشکر کفار مین نے کوئی عیاری اُٹھا نہین رکھی مگر کسی عیاری کا اثر عیاران لشکر اسلام پر نہوا حقیقت مین یہ لوگ بڑے بہادر و جرار ہین کشندۂ لشکر کفار ہین یعنی مین نے تو اسلام قبول کیا بصدق دل مسلمان ہوئی لات و منات پر لعنت کرتی ہون ایسا سوا خداے نادیدہ کے کسی سے نہین ڈرتی ہون آفتاب دین اسلام نے جلوہ گری کی دیدۂ قلب روشن و منور ہوگیا اب تم سب سرداران لشکر اسلام کو ہمراہ کر کے ساتھ اپنے لے آؤ دیر نہ لگاؤ والسلام یہ رقعہ ایک آدمی لیکر قلعہ ارشاد نقب زن مین گیا اور اسکندر کوفی کو دیا اسکندر کوفی پڑھتے ہی اس رقعہ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور سب سردارون کو ہمراہ لیکر خدمت فیضدرجت کرب ذی مرتبت مین حاضر ہوا بعد بجا آوری آداب سلام و قدمبوسی فیض التیام عرض کی ای حق شناس فلک اساس رہنماے دین اسلام کرب نیکنام غلام ناکام امیدوار عفو خطا پر ترقی فیض و عطا ہی گناہ بحل کیجیے تقصیر بخش دیجیے اب غلام خدمت مین حاضر رہیگا اطاعت سے سرتابی نہ کریگا القصہ کرب شیر گیر نے بعد عفو و توقیر عفو تقصیر کی قواعد دین اسلام تعلیم فرماے اور مع سرداران نامدار و دلیران ذی وقار کوچ کر کے رُخ طرف لشکر امیر با توقیر کے کیا

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان گاؤ لنگی کا سوار کا فوج لیکر لشکر امیر با توقیر پر شبخون مارنا اور جنگ و جدل بلکہ جنگ مغلوبہ ہونا رات سے اور صبح تک اور صبحکو کرب غازی مع سرداران نامی کا جنگ مین شریک ہونا پھر آخر کار ایک نقابدار زمرد پوش کا اس لڑائی کو فتح کرنا پھر عیاریان خواجہ عمرو وغیرہ کی اور رہائی امیر با توقیر کی

ادھر ہی تو ای ساقی جنگ جو / پلاتا نہین کس لیے آج تو
مجھے ہی سے لالہ گون کی تلاش / یہ باتین ہین تیری بہت دلخراش
ہی شبخون کا سامان میخانہ مین / ارے دور گردون ہی پیمانہ مین
وہ ڈھالونکی چھائی ہوئی ہی گھٹا / چمکتی ہین تلوارین بھی برق زا
سبو ہین نہ خم ہین نہ شیشے ہین یان / نہ ساغر نہ جام مئے ارغوان
ہجوم آج رندون کا ہی رات سے / یہ جنگ و جدل ہی تری ذات سے
ہر اک موجۂ می ہی تیغ قضا / لنڈھادی ہی مینا ہی خون بہا
یہ اُلٹے ہوے جام ہین یا حباب / ہر اک کاسۂ خم ہی گرداب آب
تلاطم مین ہین کشتۂ می فروش / شجاعت کا رندون کو ہی آج جوش
گلہ تجھسے کیا خیر وہ می پلا / کہ لون ساقی قدردان سے صلا
مگر شرط یہ ہی نہ کیجیو دریغ / نہین آج چمکے گی اپنی بھی تیغ
زمرد کا جام اور مئے لالہ رنگ / ضیا بار ہو جلوۂ شوخ و شنگ
نہ کر ساقیا مجھسے عیاریان / کہ ہین فتح کی آج تیاریان
رہائی کی تدبیر ساقی بتا / لگا محتسب کا کہین تو پتا
طبیعت نہ کر ای سحر اپنی سست / جوا علی ہو مضمون تو بندش ہو چست
اشعار تری کاکل مین پہنسا ہی دل جوان و پیر کا / سیکڑون آزاد ہی پابند اک زنجیر کا
وصف چشم یار مین یارا نہین تقریر کا / جاے خاموشی ہی عالم سحر کی تحریر کا
عالم منطق مصور ہو تری تصویر کا / منہ کتابی قطعی ہی خط حاشیہ ہی سیر کا
کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹا دیتے ہین گلے / نقش جب ای ترک جوہر ہی تری شمشیر کا
جانب چرخ مقوس آہ ہوتی ہی روان / یہ گمان اک دن نشانہ ہی ہمارے تیر کا
جو کہ لکھا خوب لکھا دست کس کا ہوتا اگر / چومتا مین ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا
گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد / باغ کا تختہ بھی صفحہ ہی کوئی تصویر کا
عاشقون کی خون سے رہتی ہی لیکن سرخ رو / دیدۂ مریخ جوہر ہی تری شمشیر کا
زندۂ جاوید ہین قربانیان تیغ عشق / سر کا کٹنا جانتے ہین ہم بنا اکسیر کا
ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی / زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا
نوش مے صفرا کرے خون گنہگاران عشق / پھول سے رنگین ہی پھل آہ تری شمشیر کا
غش کرنیکو وہ کان حقیقت سے مجھے لوایا گیا / حلق بسمل ہی ہر اک حلقہ مری زنجیر کا
رو دشنۂ دشمن کا لون پاپوش سے کیجے فگار / جیسے سلہٹ کی سپر ہی زخم ہو شمشیر کا
کشتۂ تیر فرہ ہر تیغ ابرو بھی چلے / اہ شکار انداز ہو چہرہ گل اس نخچیر کا
رول منہ پرواز قاتل کا سپر کیطرح سے / مرو کے چہرے کا زیور زخم ہی شمشیر کا
معرکہ مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالیے / لیجیے دامن سر میدان گریبان گیر کا
شعر فرازندہ و جاہلان علم / نوشتند این ماجراے اہم

معرکہ آرایان میدان کارزار خونریز و نبرد آزمایان دشت قتال جنگ و جدال غلغلہ خیز رزمگاہ قرطاس خالک مین برق شمشیر قلم شجاعت کو بزور طبیعت آبدار بمدد شیر و سرو کاریون چمکاتے ہین کہ جب بختیارک نابکار و غایبشہ مکار کو معلوم ہوا کہ لشکر اسلام فی الحال جمعیت

سرداران نامور و ظالم آوران پیر جگر مع اسیران تو قید سے خالی ہیں کہ یہ بہادران نامی چوری گئے ہیں گاؤ و لنگی گاؤ سوار سے بختیارک نے کہا کہ ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا جو تو لشکر اسلام سے پیش پایگا شبخون مار کر قتل و قمع کر ورنہ کر بموجب ترعیب و تحقیق کے سوختہ آتش کفر و نفاق یعنی بختیارک سگ کے گاؤ و لنگی گاؤ سوار نے سامان شبخون مار کا آسیدن کیا اور تمام لشکر کفار کو حکم دیا کہ جلد کمر بندی ہو اور چست و چالاک اور درست بسلاح جنگ ہوں کہ لشکر اسلام پر شبخون مارنے کو چلتے ہیں یہ کہکے گاؤ و لنگی گاؤ سوار اٹھ کھڑا ہوا اور بیس ہزار پیادے و سوار اپنے ہمراہ لیکر لشکر اسلام پر آپڑا اور شبخون مارا لشکر اسلام مین جوانان شیر دل و سرداران صف شکن اپنے خیمون مین بیخبر تھے بادشاہ بارگاہ فلک جاہ مین مشغول بہ آرام خاص تھے یکایک غلغلہ ہوا اسپ دلاور تلوارین باندھ کر خیمون سے نکل پڑے جدال و قتال ہونے لگی بجلیان تلوارون کی چمکین تلوار چلنے لگی تاریک شب مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اپنون کو مارتے ہین یا حریف کا دل تنگ کرتے ہین جسکو ہاتھ مارا وہ مکڑے کیا سر کٹا کسی کے ہاتھ سے

نظم

وہ تاریک شب اور وہ جنگ عظیم	کوئی نیم بسمل کوئی دل دو نیم	کوئی تھا لگد کوب وہ ہاے اجل	
سکتا تھا کوئی نہ اپر دغل	بزن بر بزن کی صدا تھی بلند	روان سر پہ تھی تیغ و گرز و کمند	بجز مار کیا جاتا تھا کوئی
نہ اپنے کو پہچانتا تھا کوئی	روان خون کی سیل تھی ہر طرف	ہوا کشت و خون ہوگیا صف بہ	کہیں سیل بہ ہوگا تھا کہیں
پتا تن کا تھا اور نہ سر کا کہیں	ہر اک کی زبان پر تھا بس مار مار	تھا اک گرم ہنگامہ گیر و دار	ادھر کے ادھر ہو گئے تھے سوار
صفین درہم و برہم ابتر قطار	گرج پہلوانون کی مانند رعد	چمک تیغ کی ایک کے ایک بعد	سحر شب کو ایسی لڑائی ہوئی
برابر صفون کی صفائی ہوئی			

ایسی جنگ مغلوبہ شبخون نے کرنے سے ہوئی اور ہنگامہ اور صداے گیر و دار بلند ہوئی کہ بادشاہ جہان پناہ بارگاہ فلک جاہ مین بیدار ہو گئے اور گھبرا کے اٹھ بیٹھے تلوار لیکے باہر بارگاہ کے نکل آئے مگر تاریکی شب مین کچھ دکھائی نہین دیتا کہ یہ کون لوگ ہین کہ خیمے کارزار ہے بلند صداے گیر و دار ہے حیران ہوے کیا کیا جاے آخر کار حکم دیا کہ مشعلین لاؤ جلد روشن کرو چار طرف روشنی ہوئی اب جو مشعلین روشن کی گئین تو دیکھا کہ جوانان بربری سے جنگ عظیم ہے غازیان دین اسلام صد ہا دل دو نیم ہین جا بجا خون کے برنالے جاری ہین دو نون کو جان سے کھلا سے سرون کے ڈھیر تنون کے لشتارے پڑے ہین لشکر اسلام کے سپاہی کشتہ ہیں کہیں پڑے ہین مگر طرف آسمان کے جو خیال کیا معلوم ہوا کہ صبح بھی قریب ہے بادشاہ کو اک ہراس ہوا کہا کہ غفلت مین لشکر بربری گاؤ لنگی گاؤ سوار لیکر آپڑا ہے شبخون مارا خدا خیر کرے اور فتح یابی ہاتھ آئے اسی تردد و فکر و ہنگامہ مین صبح ہو گئی روشنی مہتابان کسیقدر پیدا ہوئی اب ایک ایک کو ایک ایک نے دیکھا بخوبی پہچانا کہ گاؤ لنگی گاؤ سوار بجماعت کثیر بربری لیے ہوے ہنگامہ کر رہا ہے کشت و خون ہو رہا ہے تلوار پر تلوار چل رہی ہے ہر قدم پر خون کی جا بجا ندی بہہ رہی ہے غازیان دین و جوانان خوش آئین کے رخ پھرے ہوے ہین کفار غلبہ کرتے چلے آتے ہین بادشاہ نیک نہاد سعد بن قباد شہریار بعد استغفار مضطر و بیقرار ہوے اور درگاہ الہی مین طرف آسمان ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اے پیدا کنندہ عالم و عالمیان و اے بخشندہ معصیت گنہگاران الٰہی ناخداے کشتی نوح غریبان اے لنگر جہاز دریاے مصیبتان اس موج بلا بحر آفت سے نکال اس گروہ ظالم کفار ان کو جلدی ٹال

نظم

ہوں منتظر میں رحمت رب جلیل کا	بیڑا لگا دے پار غریق ذلیل کا	راہ عدم کو جاتے ہین خاموش قافلے	بے جرس ہے یہ غبار اس سبیل کا
عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہیں	رنجور کا انیس تو ہمدم علیل کا	باغ و بہار آتش نمرود کو کیا	مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی	فرعون کو غریق کیا رود نیل کا	طوفان مین ناخدا ہی کشتی نوح کی	حقا جواب ہی نہین تجھسے کفیل کا
سائل ہوں تجھکو قبضہ کم و بیش کی نہین	مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا	کوتاہ بیان کمند ہی عاجز ہے زد بیان	باعث مراد عرش ہے رب جلیل کا
آواز تیرے عدل کا ہے بسکہ گوش زد	پشہ سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا	دیکھا تو خار و گل کا ستم ایک شاخ ہے	دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا
یارب مجھے بھی کافرون سے جلد دے نجات	جز تیرے اب کفیل ہے کون اس ذلیل کا		

بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد شہریار نے جو تڑپ کر مناجات کیا فوراً اثر دعا ہدف اجابت پہ پہونچا ناگاہ جانب بیابان سے گرد اڑی اور زمین کو لرزہ ہوا آسمان تھرایا جب دامن گرد چاک ہوا اور بگولہ خاک ہوا دیکھا کہ سواران پر جگر و جوانان دلاور نمود ہوے اور دہن مین صدا و نعرہ کرب غازی شیر حجازی ہوا نعرہ کرب غازی کر کے شہسوار دلیر نامدار لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے اور ساتھ ہی اُسکے دو ہزار

نعرہ آور ہوا کلیجے کفاروں کے دہل گئے شعلۂ نہیب مردانہ سے ناری جل جل گئے نعرۂ لندھور جزیرہ ہائے دیار اگر فتم تا بہ ہندوستان ٭ اگر نامم ہمیدانی منم لندھور بن سعدان ٭ بعد اسکے فواتیس ابھی نعرہ ہوا نعرۂ خواجہ عمرو عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ٭ خال رخ خاقان بدا خنجر بہ برم ٭ در محفل خسروان چو گروم ساقی ٭ جام و قدح وسبو وساغر بہ برم ٭ ساتھ ہی نعرۂ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار عیاران و افسر خنجر گذاران کے نعرۂ مہتر قران بھی ہوا نعرۂ مہتر قران سریع السیر چون باد بہاری ٭ جہان سر ہنگ در خنجر گذاری ٭ ہمیدان اژدر آتش فشانم ٭ منم مہتر قران شیر ژیانم ٭ بعد انکے اور جتنے پہلوانان ہمتن و جوانان لشکر شکن تھے سبکے برابر سے نعرے پر نعرے ہوئے تلواریں کھینچے سرد ہیان تیغہ سر آشوب لے لیکے آپڑے اور لشکر کفار میں خٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی مثل برگ خشک کے تن قد سے اڑنے لگے ہوائے جانستان چلی شعلۂ شمشیر غازیان دین سے بستی کفر کی جلی کشتوں کے پشتے سروں کے انبار ہوگئے ہزاروں کفار نیتوں کے ڈھیر جاسدوں کی قسمت کا پھیر غازی خون میں نہائے ہوئے زخم از سرتا پا چشم پر کھائے ہوئے گھاؤ زخم کی بدرقیا پہنے ہوئے اسپر یہ طرہ کہ تلواریں تولے ہوئے مشغول ہیں دمغیں جانتے ہیں سپاہیوں کو ہٹاتے ہیں بدن تیر و نیزہ و شمشیر سے چھلنے ہوئے مگر شجاعت کی امنگ میں تھے جس غول پر آپڑے وہیں جس کے سر اڑا دیے ایک ایک نے بہتر سکے پرے نیا دیے اس سلطے سے دلاور بہادر جرار نمودار صف شکن تیغ زن نامی دلیر رزمگاہ کے شیر شجاعت وہمت صولت وشوکت سے لڑتے ہیں مگر غالب نہیں آتے کفار شکست نہیں کھاتے دل انکے ہراسان ہوئے جاتے ہیں دیکھ دیکھ کر رنگ جنگ گھبراتے ہیں ناگاہ ایک سمت سے ابر زمردی اٹھا اور چشم زدن میں پھیلا دامن تق گرد چاک ہوا فلک نیلی فام کے مانند رنگ خاک ہوا دیکھا کہ ایک سوار نقابدار زمردپوش بصد جوش اس ہیبت سے نعرہ کرتا ہوا گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا ہے تسمہ لگام خوش خرام کا زیر ران نیزہ ایک ہاتھ میں تانے ہوئے پنجۂ قضا شیم بصد جاہ و حشم دست میں تولے ہوئے سپر بر پشت کمان بر دوش ترکش بر کمر یہ نعرہ جانگزا کرتا ہوا اسمت عدو آیا باش او کافران بربری ٭ شعلہ بسوزد خرمن ہستی جہان برق تپان آمدہ ٭ دیا این گلہ روباہ را شیر ژیان آمدہ ٭ بیت آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سری ٭ یہ نعرہ کرتے ہی وہ نقابدار زمردپوش و شہسوار ذی ہوش پنجہ کھینچکے آپڑا اور قتل وقمع کرنے لگا شعر لگایا ہاتھ اسکو اسکو دو اٹھا اسکو دے مارا

ادھر آیا ادھر آیا ہے مارا اُسے مارا بھگا
وہ بھاگا گر نصف چہرہ کٹا
تو گھوڑے نے لینڈی ہی ہانک دیا

جسے ہاتھ مارا وہ دو ہو گیا
جو نہ ہی طرف کو کوئی آپڑا
ڈپٹ کر جدھر گھوڑے کو آگیا

غبار حسد سب فرو ہو گیا
سروہی کا ہاتھ اسپہ پورا پڑا
سحاب اجل بس وہیں چھا گیا

جھپٹ کر لگا جیسے بجھا
کوئی جیسے گر آگیا نا بکار
نقابدار زمرد پوش کی تلوار

کیا تھی گویا ملک الموت کا پنجہ تھا جسپر پڑی آ سکنے پانی بھی نہ مانگا و لیا تلوار نے اپنے گھاٹ اُتارا وہ بیچارہ پیاسا ہی سدھارا ایمان تلوار سے کٹ کٹکے بار بار گرنے لگا وہان جہنم پیٹ بھرنے لگا مالک خوشی خوشی ہاتھ بڑھاتا ہر دس دس بیس بیس کو پکڑا تا ہے اللہ رے نقابدار زمرد پوش کی جنگ پر بڑے نامی بہادر و پہلوان زبردست جان سے تنگ ادھر تو گم گشتوں کا نعرہ کر کے روباہوں کا دل بڑھانا ولولہ دلا دلا کے لڑانا ادھر نقابدار زمرد پوش کا تلوار کرنا پناہ بذات خدا لشکریان بربری کے دانت کھٹے ہوگئے جان پر بن گئی لڑنا کیسا بھاگنا دشوار ہو گیا وہ جنگ عظیم ہوئی روح جسم میں دو نیم ہوئی وہ تلواروں کی جھنکاریں نیزوں کی ڈانڈوں کے تڑاقے تیروں کے سناٹے ایسا کشت خون ہوا اس ترک فلک پر خون کی چھینٹیں پہونچیں قبائے زمین دشت لالہ گون ہوئی جلاد فلک کانوں پر ہاتھ رکھکے کانپنے لگا عقرب نیش زنی اپنی بھول گیا طرقہ وحشت آنکھوں کے نیچے پھرنے لگا زحل برج حمل میں چھپ گیا عطارد نے قلم روک لیا تلواروں سے غازیوں کی وہ گھمسان پڑا کہ دشت ہر دلیران ترسان ہوا شعر چقا چاق خنجر بگردون رسید ٭ زمین وسنان خون بہ جیحون رسید ٭ گاؤ لنگی گاؤ سوار نے جو تلاطم دریائے کارزار کا دیکھا بس حواس باختہ ہوئے گھبرا گیا جان پر بنگئی بھاگا دم دبا کے مثل روباہ کئی ہزار کا خون ہوا باقی لشکر اپنے سردار بھگوڑے کے ساتھ بھاگ کے مع سردار قلعہ میں گھس گیا جو ادھر ادھر تا بیچہ رہ گئے انکو غازیوں نے تہ تیغ کیا امن و امان ہوئی کفاروں سے

نجات ملی تسلط ہوا لشکر اسلام ادھر پھر انقابدار زمرد پوش گھوڑے کی باگ پھیر کر خواجہ عمرو کے قریب آیا اور نیزہ اٹھا کر سینہ خواجہ کیطرف اشارہ کیا اور کہا ای عمرو ہمارے کہنے پر تو نے عمل نہ کیا امیر با توقیر کا پتا نہ لگا جستجو سے غافل رہا تیرے کیا ہوش و حواس مین فرق آیا اگر سروز بتا کید تجھسے کہدیا تھا اور ابتک امیر کا پتا نہ لگا اب اسی مین خیر ہی تجکو تین دن کی مہلت دیجاتی ہی کہ اس درمیان مین جسطرح جسے ہوسکے امیر با توقیر کا جلد پتا لگا اور کوشش وجستجو کر کے رہا کر لا نہین تو قسم اسی پیدا کنندہ معبود ازلی وابدی کی یہ نیزے کی انی تیرے سینہ کے پار ہوگی برچھی موت کی کلیجہ کے دوسار ہوگی یہ کہکے وہ نقابدار زمرد پوش ایک سمت کو گھوڑا اڑاے چلا گیا خواجہ ہمہ تن تھر تھر مثل بید کے کانپنے لگے کہتے تھے یا خدا یہ نقابدار مجکو بیشک مار ڈالیگا اگر امیر کا پتا نہ لگا اور نہ رہا ہوکر آئے تو یہ نقابدار زمرد پوش مجھے چھوڑے گا نہین تلوار سے ٹکڑے اڑا ڈالیگا جو کہہ گیا ہی وہی کریگا یہ نیزے کا پھل سینہ کے پار ہوگا الغرض بادشاہ جمجاہ اپنی بارگاہ مین آئے اور سرداران امدار وغازیان جرار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی کشتے اپنی طرف کے دفن کیے گئے خواجہ عمرو ہمراہ کرب غازی کے بارگاہ فلک اشتباہ مین سامنے بادشاہ جمجاہ کے روتے ہوے آئے اور عرض کرنے لگے کہ اس نقابدار زمرد پوش سے کیونکر بچین گے یہ بیشک بجھوڑیگا مار ڈالیگا امیر با توقیر کا کیونکر پتا لگاؤن کہان ڈھونڈھنے جاؤن وہ نقابدار کہہ گیا ہی کہ ای خواجہ اگر تین دن مین تجہسے نہ امیر کا پتا لگا تو قسم ہی پیدا کرنیوالے کی تجکو مار ڈالونگا اور نیزہ سینہ کے پار کرونگا کیا میری جان عذاب مین پڑی کچھ نہین بن پڑتی کوئی تدبیر ذہن مین نہین گڑتی پھر بعد گریہ وزاری آہ وبیقراری ہاتھ بلند کر کے کہنے لگا **نظم**

کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا	گناہگار ہون روز شمار کیا ہوگا	یہ ڈر ہی ای مرے پروردگار کیا ہوگا	تری تو رحمت بیحد کا کچھ حساب نہین
گلون کے گرد جو رہتے ہین خار کیا ہوگا	نہوسکے گا مقابل وہ چشم تر سے مری	برس پڑیگا جو ابر بہار کیا ہوگا	بدون کے قریب نیکون کو کبھی پھیر
	دہان بھی ساتھ دل بیقرار لیکے چلے	قرار ہی ہین زیر مزار کیا ہوگا	بیقراری اور آہ وزاری بعید

اشکباری اس دہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جو دختر گاؤ لنگی گاؤ سوار نے سنی کہ وہ ایک مدت سے لشکر امیر با توقیر مین ہی خواجہ عمرو نامدار کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ای بھیا تو کیون اسقدر زار زار مثل ابر بہار روتا ہی مجکو سنکے بڑا صدمہ ہوا کیا الیام حلہ دشوار ہی جس سے تو اسطرح بیقرار ہی خواجہ نے کہا کیا بتاؤن نقابدار زمرد پوش میری جان کا خریدار ہی امیر با توقیر کا پتا لگنا دشوار ہی وہ کہہ گیا ہی اگر امیر کا پتا نہ لگا تو مین تجکو قتل کرونگا کیا کرون کدھر جاؤن کہان ڈھونڈھون کیونکر امیر کا پتا لگاؤن دختر گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا تو کیون روتا ہی دلکو مطمئن رکھ مین امیر کا پتا بتائے دیتی ہون امیر گنبد جمشید مین قید ہین وہان کا رستہ مین تجکو بتاتی ہون تو فلان صحرا مین جا وہان کوہ پر ایک نخل شمشاد ہی مثل قد معشوق آزاد ہی اسکے نیچے ایک سنگ طلائی نہایت گران رکھا ہی اسکو تو اٹھا نا خوف نہ کھانا تجکو دہنہ نقب ملیگا کہ دوسرا دہنہ اس نقب کا میرے باپ کے تخت کے نیچے ہی تو اسی نقب مین چلا جانا کہ وہی رستہ گنبد جمشید کا ہی خواجہ اس سے پتا سنکر بہت خوش ہوے اور دعائین اسکو دین چونکہ عیار ہین چلبل اس سے کرنے لگے کہ امیر با توقیر سے تمہاری مدح وثنا بیان کرونگا اور کہونگا کہ موجب رہائی آپکی ملکہ دختر گاؤ لنگی گاؤ سوار ہوئی تمہارا اب سب سے زیادہ چاہ پیار ہوگا اور حصول مطالب دلی کا شمار ہوگا وہ بولی کہ چل مجھے جا مردے اپنا کام کر ابھی سوے بہانا تھا مین نے مسرت وخوشی کی راہ بتادی جانبری کی سنین تو نقابدار زمرد پوش کے ہاتھ سے مارا جاتا نگوڑے تو مجھپر کیا طعن کرتا تھا مین ہر حالمین شاد ہون غم سے آزاد ہون یہ چند اشعار نظم

میرے گھر آئے اگر وہ گل خندان میرا	بزم شادی ہو ابھی کلبہ احزان میرا	غرق ہوجاے ابھی کلبہ احزان میرا	جوش پر آئے اگر دیدہ گریان میرا
دیکھ ای گل دل پرداغ کے پھولون کی بہار	آجکل سیر کے قابل ہی گلستان میرا	الفت ابرو قاتل ہی گلے کو خنجر	آجکل وحشت جنون مین ہی گریبان میرا
الفت ابرو کے خمدار مین بنکر خنجر	دم کبرنے لگا خود مجکو گریبان میرا	الفت زلف نے دم بند کیا پہلے تو	پھر گلا گھونٹنے آئی شب ہجران میرا
مین بھی اک صورت زیبا کا تماشائی ہون	آئنہ دیکھتا ہی کیا رخ حیران میرا	اف جو کرتا ہون تو منہ سے نکل جاتا ہی	پھونکے دیتا ہی مرا تن دل سوزان میرا
		یاد محبوب مین فریاد کیا کرتا ہی	چین دم بھر نہین لیتا دل نادان میرا

یہ اشعار گہربار اسکی زبان سے سنکر خواجہ ہنسے سر ہلانے لگے کہا نہ گھبراو لب پہ دعاے خیریت امیر با توقیر لاؤ انشاء اللہ وہ دن بھی آئیگا

خدا خوشی دکھائیگا یہ کہکے خواجہ اٹھے اور دربار شاہ جمجاہ و کرب وغیرہ سے رخصت ہو کے جانب صحرا چلے عجب صحرا سرسبز دلکشا پر فضا بیت وہ خودرو کے پھولون کی ہر جا بہار ۔ کہین سبزہ زار اور کہین خارزار ۔ جابجا اشجار گھنے گھنے لگے ہوے اُنپر طائر خوش الحان چہکتے ہوے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کا جھوم جھوم کے آنا تماشا تھا سے گل کا جوش ان ہو کے سر پلا نظم

کہین سرو ایستادہ صرف سکوت
سحر ایسے جنگل نہ دیکھے کبھی
نہ تھا دشت تھا بادۂ لاہوت
جواہر سے تھے سب گل اشرفی
وہ غنچون کی بھینی بھینی تمام
وہ گھاس تھے کوسون جو برگ گیاہ
کہ صحرا تھا سب گلشن رشک فام
وہان فرش مخمل کا تھا اشتباہ

اُس صحرا ے دل آویز بہار گل خیز کو خواجہ طے کرتے کودتے پھاندتے اس مقام پر پہونچے جہان کا پتا دختر گاؤ لنگی گاؤ سوار نے دیا تھا دیکھا کہ ایک درخت سرو رشک قامت محبوب خوش اسلوب ایک مقام پر جو اسیر قمریان ہزار ہا کو حق سرہٗ کا شور کر رہی ہین برگ سبز و شاداب شاخین نایاب شعر سرو در باغ یک پاے ستادہ ست نگر بر رو و سیر حسن گر بود ش پاے دگر ۔ خواجہ زیر شجر نو رستہ بخار شگفتہ پہونچے دیکھا کہ ایک سنگ سخت مثل گبران کمبخت زیر درخت رکھا ہی بڑی مشکل سے بقوت تمام زور کرکے پہرون مین اُسکو سرکایا مگر از سر تا ناخن پا عرق عرق ہو کے پسینا بہنے لگا دل دھڑکنے لگا ہانپنے کانپنے لگے دم بھول گیا سارا ولولہ طاقت بھول گیا بیٹھ گئے سستاتے یہ اشعار پڑھکے دلکو سنبھالے نظم

اے دل کہان ڈھونڈھو وہ گل پیرہن بتا
پر کوچہ گیسوے سیہ مین نہین ملتا
کس سے کہون اپنا سے کہے حال جو
دنیا مین کوئی ایسا ہمین نہین ملتا
کب تک مین پھرون ناک کہان ڈھونڈون جا بجا
سودائی ہو گیا کہان کی نہین خاک چھانی

یہ اشعار پڑھتے تھے کہ کچھ خیال اور آگیا پھر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

حشر ہو جائیگا باتین ہین قیامت کی لگی
ایک دفتر ہی مصیبت کا حقیقت کی لگی
ایک تو ہجر تو ادوسرے فرقت کی لگی
ہجر مین جان پر آجاتی ہی آفت کی لگی
جا کے ان گیسوؤن والون سے اُلجھنا ہی عبث
دونون عالم کو ڈبو دین مری آنکھین دونون
کرتی ہی روح کو بے چین اذیت کی لگی
دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت کی لگی
فرقت یار مین پاتین ہیچ اجازت کی لگی
آپ کہتے ہین کہو کیا حقیقت کی لگی
آکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم تو کہون
اُٹھ نہ پہلو سے کہ ہی شاق بہت یہ دم بھر

یہ اشعار پڑھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بسم اللہ کہکر اس وسیع نقب مین اُترے اور آہستہ آہستہ خاموش چلے یہان تک کہ زیر تخت گاؤ لنگی گاؤ سوار بدبخت پہونچے وہان صحبت تخلیہ جمع ہی ہرمز و فرامرز و گاؤ لنگی گاؤ سوار بختیارک بیٹھے ہوے شراب خوری کر رہے ہین اور دو تی تلنی ہو گئی اُڑا رہے ہین ذکر شبخون کا ہو رہا ہی پہلوانون اور سردارون کی لڑائی کا تذکرہ ہی بہادری و دلاوری کا چرچا ہی نقابدار زرد پوش اور سرداران لشکر امیر کا حال بصد جوش و خروش بیان ہو رہا ہی کہ اب امیر یا تو قیر کی رہائی مشکل ہی وہ ایسی جگہ قید ہین کہ جہان طائر وہم و خیال بھی نہین جا سکتا عمرو کی کیا مجال ہی کہ اس تخت آراے اسلام تک پہونچے اور چھڑا لائے کہ بختیارک نے کہا چپ رہو ایسی بات پیچھے کی نہ منہ سے نکالو ایسا نہو کہ خواجہ عمرو کہین ہو وہ سنے اور فوراً پہونچنے کی تدبیر کرے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ یہان عمرو کہان اُسکے فرشتے بھی یہان نہین آسکتے پہرا چوکی بہت ہوشیار دربان نہایت خبردار ہین بختیارک نے کہا وہ یہین موجود ہی اُسکو پہرہ چوکی کیا کرتی ہی جہان چاہتا ہی وہ چلا جاتا ہی اُسے کون روک ٹوک سکتا ہی بختیارک نے کہا وہ تخت کے نیچے نہ بیٹھا ہوا ور کیفیت سنتا ہو کہ نکل کے ساری حقیقت اور لاف زنی بھلا دے مزا شمشیر انتقام کے پھل کا چکھا دے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ نہین اس تخت کے نیچے نہین ہی بختیارک نے تب تو کہا کہ نہین تخت کے نیچے بیٹھا ہی سب ماجرا سنتا ہی مگر خواجہ عمرو اپنی دل مین کہتے تھے کہ بختیارک کمبخت نے شاید مجکو دیکھ لیا نہین تو کیونکر اسکو معلوم ہوا کہ خواجہ تخت کے نیچے بیٹھا ہی کہ اتنے مین کسی حاجب دربان نے آکر دست بستہ عرض کی کہ در قلعہ پر بڑی دیر سے ایک پیادہ سپاہی کہین کا چیخ رہا ہی باریابی حضور چاہتا ہی اُسکو کیا حکم ہوتا ہی ناظرین پر واضح ہو کہ جب سے گاؤ لنگی گاؤ سوار شبخون مین شکست کھا کے بھاگ آیا ہی سب لشکر بھی اندر قلعہ کے ہی اور قلعہ کا پھاٹک بند کروا دیا ہی اور حکم دیا ہی کہ کوئی آئے پکارے خبردار ہرگز پھاٹک نہ کھولنا بغیر ہمارے اطلاع کیے ہوے اسی سبب سے اس دربان نے عرض کی ہی کہ ایک پیادہ سپاہی آیا ہی کیا حکم ہی گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ وہ تنہا ہی کہ کچھ لوگ اُسکے ساتھ ہین اُنھون نے کہا کہ اکیلا ہی حکم دیا کہ بلا لو وہ دربان گیا اور پھاٹک کھلے اُس پیادے کو بلا لیا پیادہ سامنے گاؤ لنگی کے آیا اور بعد قواعد آداب عرض کیا کہ غلام نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سرگروہ لشکر سلمانان و

وسرکوب کافران کو گرفتار کرکے گنبد جمشید مین قید کیا ہی اُسکو حکم کیا ہوتا ہی قید مین رکھون یا تیغ آبدار کردن سر اُسکا کاٹ کے یہان بھیجدون
گاؤلنگی گاؤسوار نے پہچانا کہ یہ پیادہ مظفر فاریابی ہی کہا کہ ای مظفر فاریابی امیر کا سر کاٹنے کے لئے آؤ یہ سنتے ہی خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کا مہر
سپہر عیاری نہنگ دریاے رزم مرای ہتیر بستہ خنجر گذاری تھر تھر کانپنے لگا یقین تھا کہ نکلکے تخت کے نیچے سے ایک ہی ہاتھ شمشیر آبدار انتقام کا مارے
کہ مظفر فاریابی کے دو ٹکڑے ہون مگر عقل کے خلاف تھا ضبط کرکے اپنی بوٹیان آپ دانت سے بجوش شجاعت کاٹنے لگا غصہ کے مارے منہ لیا خشم سے پیچ گیا
کہ زبان سے ہونٹھ چاٹنے لگا بختیارک نے شکر کہا کہ ای گاؤلنگی گاؤسوار کیا کرتا ہی یہ کیا حکم تو دیتا ہی عمرو یہان موجود ہی ابھی تیغ نکلکے قیامت
برپا کردیگا خون کے جل تھل بھر دیگا بر انگشت خون سے گا گاؤلنگی گاؤسوار نے کہا کہ تو کچھ دیوانہ ہوا ہی خواب دیکھا ہی ارے ہشیار رہو خواب غفلت سے
بیدار ہو عمرو کے فرشتے بھی یہان نہین اور اگر بالفرض عمرو یہان آئے بھی تو منہ کی کھائے ایسا پٹے کہ روتا ہوا بھاگ جائے عمرو کوئی ایسا
بیوقوف آدمی ہی کہ جو اس قلعہ مین آکر اپنی جان پھنسائیگا مار کھائیگا ابھی تو مین عمرو کو لشکر مین چھوڑ آیا ہون وہ انتظام زخمیان وغیرہ حالت
مین ہوگا انکی مرہم پٹی کا سامان کرے گا بتلاش امیر نکل کھڑا ہوگا خلاف عقل ہی بختیارک نے کہا ابھی تخت اُٹھواکے دیکھو معلوم ہو جائیگا
غبار شک آئینہ دل سے دھو جائیگا گاؤلنگی گاؤسوار نے حکم دیا کہ تخت یہان سے اُٹھا دو عمرو کو دیکھو جب تخت اُٹھنے کا بند و بست ہوا خواجہ نے
دل سے کہا ای خواجہ عمرو اب پوشیدہ رہنا بیکار ہی پھر یہان رو بکار شمشیر آبدار ہی نکل کھڑے ہو تلوار میان سے لو خدا کے نام پر کارزار کرو کافرون کو
مارو مگر پہلے مظفر فاریابی سے اس سخت کلامی کا بدلہ لو اول اُسیکو تیغ آبدار کرو یہ سوچکر غرب تلوار میان سے لی اور تخت کے نیچے سے اُچک کر
میدان مین آیا اول مظفر فاریابی پر جا پڑا جیسے ہی چاہتا ہی کہ ہاتھ شمشیر خونچکان کا مارے مظفر فاریابی دو ہو کر گرے مظفر فاریابی
اُچک کر باہر آیا اور وہان سے پھاٹک کھولکر بھاگا اور کہا کہ ارے یارو مین اپنی جان بچاکر بھاگتا ہون دوڑو عمرو آگیا غضب ہوا تلوار چلنے لگی زمین
ہلنے لگی گاؤلنگی گاؤسوار بھی گھبراکر اُٹھا ہر فرد و فرامرز بھی سامنے سے ہٹ گئے گاؤلنگی گاؤسوار نے لشکر کو حکم دیا ہی تا قلعہ بہت بڑا ہی لشکر گاؤلنگی گاؤسوار کا
پھیلا ہوا ہی وہ قلعہ بھی مثل شہر کے ہی نقارہ رزمی بجا سرداران نامی و پہلوانان رزمی تلوارین پکڑ پکڑکے دوڑے قلعہ مین تلاطم ہو گیا بازار بند ہو گئی
تلوار چلنے لگی شمشیر خواجہ عمرو رنگ بدلنے لگی ادھر جھک کے مارا اُدھر جھپٹ کے حملہ کیا ایک خواجہ نے قیامت برپا کردی مگر سب کچھ سہی کہین ایک
ہزارون سے لشکر مین لڑ سکتا ہی بختیارک کا یہ حال ہی کسیکو ڈانٹتا ہی کسیکو للکارتا ہی دل جو دھڑکتا ہی جھپٹ پڑے ادھر اُدھر پھرتا ہی جب خواجہ
کے پاس آکے پہونچا خواجہ نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہنے لگا حضور مجکو آپکا خیال ہر وقت رہتا ہی یہ روپئے اشرفیان قلمدان مین حاضر مین سلیکے
لیجیے اور مین آپ کی فکر سے غافل نہین ہون جو کچھ سمجھئے ہی حاضر کیے جاؤنگا خواجہ نے اسی تلاطم و معرکہ مین روپئے اشرفیان مع قلمدان لیکر بختیارک
سے لیکر داخل زنبیل کیے اور پھر جاکر لڑنے مین مصروف ہوگئے بختیارک نے اپنی جان اسطرح بچائی اب خواجہ نے دیکھا کہ یہان سے بفتح ہونا مشکل بلکہ
بچنا محال ہی دو چار حقہ آتشباری جو ادھر اُدھر مار دیے تمام قلعہ مین دھوان دھار ہو گیا بس خواجہ گلیم اوڑھ کے روپوش ہوے اور ایک
جست جو کی تو قلعہ سے برآمد ہوکے اور آئے وہان سے جستجو کی محل پر گاؤلنگی گاؤسوار کے آکر دیوار قلعہ پر پھاندے لیکن قلعہ پر باہر قلعہ کے کودے اور
ایکطرف جنگل مین بھاگے ناظرین پر واضح ہو کہ مظفر فاریابی ہر چند کہ پہلے بھاگا ہی اور خواجہ پیچھے چلے ہین مگر یہ اور طرف سے اُسی سمت کو
بھاگا جاتا ہی خواجہ اور طرف سے دوڑے آتے ہین اُسی طرف اب خواجہ آگے نکل آئے مظفر فاریابی پیچھے رہ گیا مگر بھاگا آتا ہی اور پیچھے پھر پھرکے
دیکھتا ہی کہ کہین عمرو تو پیچھے عقب نہین آتا ہی اب سنیے خواجہ دوڑتے دوڑتے تھک گئے ایکدرخت کے نیچے ٹھہرے خیال کرکے دیکھا کہ سامنے
کچھ درخت ہین اور کچھ آدمیون کی آواز بھی ادھر اُدھر درختون سے آتی ہی کہ جیسے اہل زراعت کام کر رہے ہین عقل سے معلوم کیا کہ یہان چوکی
مسافر کے ٹھہرنے کی ہی جلد اُسطرف دوڑے چوکی پر پہونچکر دیکھا کہ ایک دکان کلوار کی ہی وہ اور اُسکی جورو وہان شراب بیچتی ہی تو ملین عمدہ
بادہ گلنار رنگ کی بھری ہوئی برابر رکھی ہین مٹی کی کوزیان کونے مین ڈھیر ہین اندر دکان کے قرابے شیشے سبو خم شراب کے لبالب دھرے
ہین کلوار بیٹھا حقہ ناریل پی رہا ہی جورو اُسکی ٹہل کرتی ہی ابھی چوکا دیا ہی کھانا پکانے کے سامان مین ہی یہ اُسکی دکان کی پشت پر آکے ایک
درخت کے نیچے بیٹھ گئے ناگاہ جورو کلوار کی پیشاب کرنے کو دکان سے اُتر کے درختون کی جھنڈون کی آڑ مین پیشاب کرنے کو بیٹھی خواجہ

چپکے سے اٹھ کے آئے اور اسی درخت کی جھنڈیوں کی آڑ میں اُس عورت کو بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا اسکے کپڑے اور زیور سب اتار کر پہنا
اور منھ پر ہاتھ رکھے سسکیاں لیتے دکان کے اندر چلے گئے جس کام میں وہ مصروف تھی وہی کام آپ کرنے لگے چونکہ کلوار جوان تھا اور اُسکی جورو بھی نہایت
کمسن سبزہ رنگ جوانی کی امنگ بڑی بڑی آنکھیں چتون بھوین گویا آپ ہی ہوئی تلوارین مژگان ناوک دلدوز ماتھا اونچا ستوان ناک بڑی چالاک و
بیباک رخسار آئینہ شوخ لب گلشن حسن کے غنچے دانت موتی سے پان کھائے لاکھا جمائے مستی کی اداہٹ غضب ڈھا رہی ہے سوسن کی کاشر رہی ہے
آنکھوں میں گہرا کاجل جس سے عاشق کے الو... مانگ سیندور سے بھری ہوئی ہاتھ پاؤں میں مہندی لگی ہوئی ناک میں نتھنی کانوں میں
بندے ہاتھوں میں اگر کی چوڑیاں پاؤں میں پھول ... بالوں کا جوڑا سر پر بندھا ہوا آگے کے بال منھ پر پڑے ہوئے سرمہ کھنچا ہوا ... کا
لہنگا مینوں کی گوٹ کی کرتی جسم میں غضب کی پھرتی جنبری کی پیر یا قیامت ڈھا رہی ہے چال پر قدم دلکو ترپا رہی ہے دکان کے اندر کام کیا کرتی
جاتی ہے خاوند کو ... بنا کر ستاتی ہے کہ کمبخت خاوند میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ تجھ کبھی اپنا حال نہیں کہتے دکان کا مال خبر نہیں کہاں رکھ کر کیا ہے اور کیا
جاتا ہے غلہ میں کتنے پیسے ہیں کتنے روپے ہیں ہم غیروں کی طرح رہتے ہیں پھر بھی خوشتے نہیں کلوار نے کہا اے نادان تو گھر کی مالک ہے سب مال اسباب
تیرا ہی جو کماتا ہوں تیرے واسطے چھوڑ کے رکھتا ہوں میں کیا کرونگا ... دیکھ لے جان تجھپر فدا کرتا ہوں مال کیا چیز ہے کوئی جیب
تجھسے عزیز ہے کلوار جورو سے یہ باتیں کر رہا ہے کہ مظفر فاریابی بدحواس گھبرایا ہوا دکان پر کلوار کی آیا اور کلوار سے پوچھا کہ ابھی کوئی
شخص ادھر سے دوڑا ہوا تو نہیں گیا کلوار نے کہا میان اس جنگل میں کون آتا ہے کیسے بھاگتا ہے ... سنا کہ تمین چپکا ... آج صبح
اسوقت تک سوا سے تمھارے کوئی نہیں آیا کسیکو میں نے دوڑ کا ایک کوڑی بھی نہیں ملا ... بھری ہوئی ہے ... ہم
لیجیے تمباکو بھیجیے کوئی بوتل چڑھائے نشہ چاہیے ... وہ باتیں ... کلوار کی جورو ... دکان کے
جھانک کر دیکھا کہ مظفر فاریابی ہے مگر کس صورت سے بدحواس عالم یاس کا پریشان ... بیابان کی خاک ... لگتا
خوف کھایا ہوا ... کہ اب مار لیا ہے کہاں جاتا ہے ... جل سے یہ باتیں کر رہا تھا
کہ کلوار نے کہا ارے کیا ... ان نے میان صاحب کو بھیجا ... سہارا کیا ... میان صاحب ... آئے ہیں
ذرا جلدی ... سے ذرا ... کو جا ... دے نشے چاہیے ... میان صاحب نہیں
معلوم کہاں کے رہنے والے کہاں سے آئے ہیں کہاں جانے ... خوب ہی خوب ... جاتے
گھر کو چلے آئے یہ سنتے ہی کلوار کی نقلی جورو اٹھی ... قدم زمین پر دھرتی دکان کے باہر آئی چارپائی اٹھا
لائی میدان میں بچھا دی مظفر فاریابی کو بٹھلایا ... مظفر فاریابی کے آگے رکھا کلوار نے دل
دی کھانے دار ... بوتل ... شیشہ ... لاتی ہوں دیکھو تو کیسا ... جاتی ہوں کہ
میان بھی ... کو ... شاد کریں ... مظفر فاریابی کیطرف ... سے دیکھ ... ترچھی ڈالی
مظفر فاریابی ... کہا جان ... جلدی لاؤ اک جام پلاؤ نشہ کا ... کو سرور ہو کلوار کی
نقلی جورو اندر گئی شیشہ شراب کا اٹھا لائی خوب بیہوشی اسمین ملائی کلوار کیطرف آنکھ اٹھائی یہ کہتی ہوئی وہین سے آئی ارے اسوقت تو تو
بھی اک جام میرے ہاتھ سے پی لے پھر میان کو دونگی ایک جام میں بھی پیونگی جی یہی چاہتا ہے کہ ہم تینوں کے نشے جمیں کچھ تانین بھی
اڑیں آج میان صاحب کو اپنا گانا بھی سناؤں دل بہلاؤں یہ کہکر پہلے ایک جام مظفر فاریابی کو دیا پھر ایک جام کلوار نے پیا شیشہ
خالی کر کے رکھ دیا ہاتھ سے بایان اٹھا لیا ٹھیکہ بجانے لگی پھیر دین اڑانے لگی یہ غزل گانے لگی تان فلک تک جانے لگی غزل

بہار آئی ہے ساقی ہاتھ میں لے شیشہ مل کو
لگاتا ہے جو تو ... باغبان گلشن میں سنبل کو
گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اتر جائیں

لب مینا سے سن لینے ... شور قلقل کو
نہ تو نے لی خبر مرتا ہے عاشق رنج فرقت سے
اگر اس گھات پر تو کھینچے تلوار کے بل کو

... کا بلا میں کیا کسی غمدیدہ بلبل کو
کبھی تو آکے دیکھ اس کشتہ تیغ تغافل کو
بہار آ جائے یارب باغ سے جلدی خزان جائے

دل مشتاق بلبل دیکھے روئے شاہد گل کو
یقین آتا نہیں معشوق کو جاہی الفت کا
نظر آیا کبھی گلچین کبھی صیاد بلبل کو
نظر آنے لگے مار سیہ گلشن مین لہراتے
خدا افزون کرے اب حسن جادو تجمل کو
سدا جو مجھکو دیتا ہی اسی پر شکر کرتا ہون
یہ جلوہ ہوا سنگ میر [illegible] کے غسل کو
شرا مین [illegible] نہیں [illegible] کیا ہی
غضب کفر کار ہی ہے آہ بلبل آتش گل کو

بہار آئی ہو الفت سے بہار سے سرشار ہو جائے
گواہی مین جعفر سیٹے دیکھنا ہو شاہد گل کو
چمن مین آج بلبل امتحان ہو غیر سے دونکا
جو بلبل دیدے سکو چھوڑ [illegible] کو [illegible]
چمن پر چھا رہین الیسا خزان سے انقلاب آیا
جہان مین اپنا تو سفیہ جانتا ہون مین گل کو
چمن کی سیر کو یہ کونسا سیحوار آیا تھا
مگر ردر شیشے آتے ہین شیشے کی قلقل کو

صبا اشعار بلبل سے لگا دے ساغر مل کو
نیا کھٹکا ہی ہر روز اپنے فصل بہاری مین
سبھو جلتی ہین کہ بلبلون سے چھپا و آتش گل کو
ترقی حسن کی ہو دمبدم عاشق زیادہ ہون
کہ [illegible] دیکھی مین شمع کے گل کو
سما نہین اسقدر بیوقتی کی وحشت کا شہرا ہی
کہ توڑا جسنے شیشے کے سبو کو ساغر گل کو
ہوا امید [illegible] الگ گلشن مین لگا کے گی

یہ غزل حسب حال جو بعد ناز و ادا کلوار کی نقل جو رو نے بلبل بار بار سیر مین گائی
سمان بندھ گیا عالم وجد ہوا منظفر فاریابی کو غفلت سی آئی کلوار تو پہلے از خود ہو گیا کیونکہ اسنے شراب آتشی پی تھی مگر منظفر فاریابی
کے آگ سی لگی دل سینے مین تل بہ مرم خشک کے جلنے لگا کلوار کی جورو کو محبت کی نگاہ سے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور کہا اے جان جہان یہ شراب
کیسی تھی اسنے آگ لگا دی مشعلہ جو کی خاصیت دکھا دی پھر دونون ہاتھ بڑھائے کہا جیسی تیری لبی تھی آؤ ذرا لگے سے لگ جاؤ منھ سے
منھ ملا دو یہ سنکے کلوار کی لڑکی جو پاس اٹھ کھڑی ہوئی کہا یہ اسی طرح کی شراب تھی جسطرح کہ شیر بیشہ نے اسیر کو شاہ شاہان سلطان
سلطان صاحبقران زمان کو کھلائی تھی منظفر فاریابی نے سمجھا یہ خواجہ عمرو ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ اور دو
کا داز لی القب عمرو ہو کہ گاہ از سپہر تیغ بہ پیرم × خال سیہ بخباسب بدا اختر بہ برم × در تحفل شہ دانا جو گرد ہم ساقی × جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم
شم ہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو مین اسنے قمری یہ کہکر اپنا بیان سے لی اور منظفر فاریابی اٹھ کے بھاگا چاہتا تھا کہ حلقہ
کمند مار سے دار سے بیہوشی تو اسکو اپنا اثر کر چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہو گیا کلوار جاپ کے دکان پر سے بھاگا گھبرا کر کہا کہ ہائین یہ چور کیسی
کر حیسکا عمرو نکلیا کلوار تو ادھر بھاگ کے دکان کے پیچھے جنگل جھاڑی مین چھپ رہا یہان خواجہ نے میدان خالی پا کر فرصت پائی
دکان لوٹنے لگے تھالی ٹیلوہی تو او سست پیاہ ڈول کٹرا لٹا اسباب مال غلہ سب اٹھا اٹھا کے داخل زنبیل کیا اور منظفر فاریابی کا
پشتارہ باندھ کے لے نکلے دوڑتے ہوئے آگے اپنے لشکر مین داخل ہوئے وہ پشتارہ منظفر فاریابی کا لا کر آگے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد
شہریار کے رکھدیا اور ساری کیفیت اپنی مصیبت و عیاری کی بیان کی اور کہا کہ حضور منظفر فاریابی کو قید کرین اب مجکو تیار اور
نقصان اور [illegible] گنبد جمشید یہ کا معلوم ہو گیا ہی جاتا ہون امیر یا تو قیر کو رہا کرکے لاتا ہون اگر جب تک مین نہ آؤن منظفر فاریابی کو
چھوڑیے گا نہین ہرگز ہرگز رہا نہ کیجیے گا پھر جم کو راہ نہ دیجیے گا یہ کہکے منظفر فاریابی کو تو قید خانے مین قید کیا آپ پھر مثل باد صرصر ہو کے
گھوڑے پر سوار العبد [illegible] رہائی امیر عالیہ قار صحرا کی طرف چلے جاتے جاتے جب تھوڑی دور گنبد جمشید یہ رہا ایک درخت کی آڑ مین بیٹھ کے
ایک دشمن عیار نکال منظفر فاریابی کی شکل بنے اور جلد طرف دروازہ قلعہ جمشید یہ کے چلے یہان پہنچے کہ منظفر فاریابی نکلا یک بیساختہ
زار زار مثل ابر باران چیخین مار کر رونے لگا لوگون نے پوچھا ای منظفر فاریابی کیون روتے ہو جان کھوتے ہو منظفر فاریابی نے کہا کہ ابھی مین نے
ایک خواب دیکھا ہی تمسے نہین بیان کرونگا بادشاہ پاس لیچلو تو بیان کرون اور تعبیر لون بادشاہ سے لوگون نے عرض کیا کہ حضور منظفر فاریابی
نے کچھ خواب دیکھا ہی تو زار زار بے اختیار رو رہا ہی کہتا ہی کہ تم اپنے بادشاہ کے پاس لیچلو تو بیان کرون بس بادشاہ نے کہا لاؤ جب وہ
سامنے بادشاہ کے آیا پوچھا بادشاہ نے ای منظفر تو کیون روتا ہی جان کھوتا ہی اسنے کہا حضور مین مسلمان ہوتا ہون دین اسلام قبول
کرتا ہون مین نے خواب مین دیکھی جناب ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا ہی فرماتے ہین ای منظفر فاریابی تو مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرا دے
امیر یا تو قیر کو رہا کرکے جلد لا مین نے عرض کی حضور بادشاہ کو خواب دکھائین اور میرا حال بادشاہ سے فرمائین ورنہ وہ میرے خواب کو جھوٹ

جائین گے اعتبار میرے کہنے کا نہ لائینگے یقین ہی کہ حضور نے بھی یہی خواب دیکھا ہو تو عجب نہیں خلیل اللہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تو خواب بادشاہ
سے بیان کر وہ اعتبار کرینگے اور تجھکو دین اسلام مین لائینگے بادشاہ نے کہا اے مظفر فاریابی ہمکو تیرے کہنے کا اعتبار ہی تو نے ضرور خواب دیکھا ہوگا
لے مین تجھکو آئین دین اسلام تعلیم کرتا ہون پھر مظفر فاریابی کو مسلمان کیا اور رہا کر دیا مظفر فاریابی نے کہا کہ اب حضور مین جاکر امیر با توقیر
صاحبقران زمان کو چھوڑاتا ہون کیا حکم ہوتا ہی فرمایا بادشاہ نے کہ جا امیر با توقیر صاحبقران زمان اور تعشق کو رہا کر کے لا مظفر فاریابی راہی ہوگے
طرف قلعہ جمشید کے چلا اور بے تحاشا دوڑا وہ بداساس ایسا بدحواس ہوکے دوڑا جاتا ہی کہین کہین گر پڑتا کبھی ٹھہر جاتا اور کبھی رو دیتا ہی کبھی کہتا ہی
کہ خواجہ عمرو بڑا عیار طرار ہی ایسا نہو کہ قلعہ مین کسی ترکیب سے پہونچ جائے تو غضب ہو جائے امیر ہاتھ نہ آئینگے یہان خواجہ عمرو نامدار عیار
طرار ہی بشکل مظفر فاریابی بصد مضطر و بیتابی تند و تیز مثل شعلہ بے پرواے دشت خبر جلتے جلتے قلعہ جمشید مین کے پھاٹک پر پہونچے دربانو کو آواز دی
کہ کھولدو پھاٹک کہ مظفر فاریابی آیا ہی عمرو نے عجب غریب رنگ دکھایا ہی جلدی پھاٹک کھولدو ایسا نہو کہ کہین آ جائے لشکر سے اپنے
چل چکا ہی دربان جب تک پھاٹک کھولین کہ پشت سے مظفر فاریابی نے آواز دی کہ یارو پھاٹک نہ کھولنا یہ مظفر فاریابی نہین ہی خواجہ عمرو
ہی عمرو نے ان لوگون سے کہا کیون مین کہتا ہی تھا کہ عمرو ضرور آتا ہوگا لشکر سے چل چکا ہی اب لوگ آپس مین کہہ رہے ہین کہ ایک مظفر فاریابی کھڑا
ہوا پھاٹک کھلواتا ہی دوسرا مظفر فاریابی پیچھے آتا ہی کچھ عقل نہین کام کرتی آہین کونسا مظفر فاریابی ہی کسکو قلعہ مین آنے دین اور کسکو
روکین یہ کہتا ہی وہ عمرو ہی وہ کہتا ہی یہ عمرو ہی آپس مین کون اصلی مظفر ہی یہ نہین کہ مظفر فاریابی بھی قریب پہونچا وہ کہتا ہی دراز
مین مظفر فاریابی ہون خواجہ کہتے ہین کہ یہ عمرو ہی ہرگز اسکو قلعہ مین نہ جانے دینا مین مظفر فاریابی ہون آخر کار خواجہ نے تلوار کھینچی اور
مظفر فاریابی نے اپنی تلوار کھینچی دونون مین لڑائی ہونے لگی بجلیان پھولون کے چمکنے لگے جیسے دیکھنے لگے خواجہ عمرو نے شمشیر جوگیان کے
وہ ہاتھ لگائے کہ مظفر فاریابی پسپا ہوا اور بھاگا اور عمرو اسکے پیچھے لپکا مظفر فاریابی بھاگ کر ڈر کے مارے دور کھڑا ہوا اور پکار کر اپنے ہمرہیون سے
کہا کہ بھائیو ہم ایک بات کہتے ہین تم اگر پالو یہ جو مظفر فاریابی ہی اور مالک حاکم اس قلعہ کا ہی اور باشندہ اس قلعہ کا ہی تو اسکو سب حال قلعہ کا
معلوم ہوگا اس سے پوچھو کہ جو قصر مظفر فاریابی کے رہنے کا ہی اسکے کتنے در ہین اور کس رخ پر ہی اور کس قطع کا ہی چونکہ عمرو قلعہ سے بالکل
ناواقف تھا اسکے کہنے لگا کہ پانچ در ہین اور فلان رخ پر ہی اور ایسی قطع ہی مظفر نے کہا کیون بھائیو یہ عمرو ہی کہ نہین اب اسکو گھیر لیا اور جانے نہ
دو وار مین بھی آیا جب دیکھا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ عیاری نہ چلی اور خالی گئی اب تم بھی جاؤ گے بس تڑپ کر نعرہ کیا نعرہ عمرو
عمرم که کلاه از سر قیصر به برم ✻ خال رخ شخنگ بد اختر به برم ✻ از محفل خسروان چو گردم ساقی ✻ جام و قدح و سبو و ساغر به برم
منم مهر سپهر عیاری و ماه تابنده فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ کہکے تلوار لی اور جھپٹ جھپٹ کر حملہ کرنے لگے دشمن کو جان
سے مارا سو پچاس کو زخمی کیا کہ دیکھا قلعہ کے پھاٹک کے دونون کواڑ سے کھل گئے اور قلعہ سے جوانان پیلتن و پہلوانان دریا دل آہن
نکلنے لگے اور ہاتھ تیغہائے فولادی کے چلنے لگے بھیر کی بھیر قطار کی قطار غول کے غول ریلے کے ریلے غٹ کے غٹ قلعہ سے تلوارین ننگی
چمکاتے غل مچاتے چلے آتے ہین شور ہی کہ عمرو کو مار ڈالنے نہ دو بہادرو شاباش کیسا ہشیار و خبردار رہنا عمرو کسی طرف سے نکل جانے نہ پائے
فوراً سر کاٹ نوجوان پر ساتھ آئے خواجہ نے دیکھا کہ یہان اب بچاؤ نہین تم اکیلے ہو یہ لشکر سارا تمہارے لیے امنڈا ہی اب نکل چلو بہادر
کا کام نہ دو یہ سوچ کے چار حقے آتشبازی کے مارے کہ میدان دھوان دھار ہو گیا عمرو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے اور چل کھڑے ہوے اور
وہان سے نکل کے جلدی جلدی دوڑے اپنے لشکر مین داخل ہوے مظفر فاریابی مع لشکریان و سرداران مجروحان و لاشہائے پہلوانان قلعہ مین
آیا اور حکم کیا کہ امیر کو زنجیرہائے آہنی سے جکڑ کے قلابے مین لٹکا دو جسقدر کوشش ہائی کی مسلمان عیاران اسلام کرینگے اسیقدر امیر کو زیادہ ایذا دونگا
غرضکہ حکم مظفر فاریابی امیر با توقیر کو زنجیر آہنی مین باندھ کر گنبد جمشید کے قلابے مین لٹکا دیا امیر با توقیر کبھی شکر پروردگار کرتے ہین کبھی نالہ
با دل بیقرار کرتے ہین یہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بادشاہ جمجاہ سے کہنے لگے آپنے غضب کیا مظفر فاریابی کو چھوڑ دیا اسنے یہ آفت
ڈھائی ساری کیفیت بادشاہ سے خواجہ نے بیان کی بادشاہ نے کہا مظفر فاریابی نے مجھسے مسلمان ہونیکا اقرار کیا وہ خواب ہی اسنے

درس وغیرہ بیان کیا ہیں بہت اور سوکھا کھا گیا خواجہ نے کہا ایک تدبیر ہے مجکو چالیس سردار شمشیر زن ہاتھ میں صف شکن لشکر شکن تیغ زن شجاع دلیر بہادر عنایت کیجیے تو میں پھر قلعہ جمشیدیہ پر جاؤں اور امیر بانو قبر کو رہا کروں بادشاہ نے چالیس سردار خواجہ کو دیئے خواجہ نے چالیس صندوق بنوائے اور اُن صندوقوں میں سرداران نامی وگرامی کو بند کیا اور مقفل کرکے کشتی پر وہ صندوق لدوائے اور آپ تاجر بنکے چلا خواجہ کو باہیت راہ قلعہ جمشیدیہ بہت تو معلوم تھی مثل سراج دریاے بے پایان وگرداب ہائے آب بحر زخار ان ناخداے کشتی عالم عالمیان کا نام لیتا ہوا زیر قلعہ جمشیدیہ پہونچا سفینہ تجارت کو لنگر کیا اپنی کشتی پھر ادب سے اترا اور قلعہ سے پکار کر کہا اے دربان مظفر فاریابی جلد جاؤ خبر کرو کہ ایک تاجر کچھ مال ہر قسم کا لایا ہے تمہارے قلعہ میں آنیکا ہے دربانوں نے جاکر عرض کیا کہ ایک تاجر چالیس صندوقوں میں مال تجارتی لایا ہے اسکو وہیں قلعہ کے باہر روکا ہے اسکو کیا حکم ہے مظفر فاریابی نے کہا کہ اسکو قلعہ کے اندر بلاؤ صندوق بہال کے کشتی پر سے اتروالو جس وقت خواجہ تاجر بنے ہوئے مع صندوقوں کے قلعہ میں آئے مظفر فاریابی خود آیا صندوق دیکھتے ہی خواجہ عمرو کو پہچاننا چاہتا تھا نہ پہچان سکا کہا کہ صندوق کھولو دیکھو کیا مال ہے خواجہ نے کہا کہ ایک مقام مجھکو اترنے کے واسطے بتلا دیجئے کہ وہاں صندوق یہ اٹھوا کے لیجاؤں پھر مال آپکو دکھاؤں یہ سنکے مظفر فاریابی نے صندوق اٹھوا کر کھا ... فوج میں رکھوائے اور پکار کر لشکر والوں سے کہا کہ پکڑ لو یہ تاجر نہیں ہے وہی خواجہ عمرو ہے بیٹا عمرو کا ہے جو کہ مظفر فاریابی کی شکل بنکے آیا تھا کیا دیکھتے ہو مار لو پکڑ لو سرداران نے دو فوراً سر کاٹ لینا اسکے چہار طرف سے فوج نے خواجہ پر نرغہ کیا تلوارین کھینچ لیں ابر سیاہ فوج میں برق تیغ شمشیروں کی چمکنے لگیں خواجہ نے بھی تیغ خونچکاں میان سے نکالی تلوار چلنے لگی خواجہ نے بہر جنگ ساتھی کسیکو حصہ کیا کہ مار پیٹ کر خواجہ نکل گئے وہ بیچارے سردار جو کہ صندوقوں میں بند تھے پھنس گئے مظفر فاریابی نے تعجب کیا کہ عمرو بھاگ گیا صندوق کھلوائے دیکھا کہ سردار لشکر امیر اُن صندوقوں میں ہیں ان سبکو گرفتار کرکے جہاں امیر بانو قبر گرفتاری میں پڑے تھے وہیں ان سب سرداروں کو بھی قید کیا وہ سردار جب اُس زندان گنبد جمشیدیہ میں پہونچے امیر بانو قبر کا حال دیکھکر بے اختیار ... رونے لگے کیونکہ حبس بلا و مصیبت میں امیر بانو قبر تھے وہ حال قابل دیکھنے کے تھا نہ بیان کے تھی کہ وہ حال امیر کا دیکھکر لیتے تاب ... امیر نے انکو ... اور بیچینی میں اپنے لشکر کے سرداروں کو دیکھکر پہچانا اور مستفسر ہوئے کہ اے بھائیو ہم اس حال خراب میں تھے تم کیونکر آئے عرض کی سرداروں نے اے امیر خواجہ عمرو ہمکو صندوقوں میں بند کرکے بشکل تاجر قلعہ جمشیدیہ میں آپکی رہائی کے واسطے لائے تھے مظفر فاریابی نے پہچان لیا خواجہ تو لڑ کر نکل گئے ہم صندوقوں میں بند تھے پھنس گئے امیر نے کہا شکر خدا جل جلالہ اُس مسبب الاسباب کو یاد کرو پروردگار عالم رہائی کا ہماری تمہاری کوئی نہ کوئی سامان کریگا ناظرین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمرو میں اپنے شعر کی ... مظفر فاریابی سے پوشیدہ ہوکر بھاگے ہر گلی وکوچہ میں حیران وپریشان پھرتے پھرتے ایک حمام ملا نابدان کیطرف سے خواجہ اندر پہونچے تو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے آہستہ خواجہ کو دیکھکر کہا کہ عمرو تو ہی ہے خواجہ نے کہا کہ تجھکو کیونکر ثابت ہوا کہ میں عمرو ہوں اُس نے کہا میں نے رات کو خواب میں دیکھا تھا کہ تو کل حمام میں نہانے کو جانا خواجہ عمرو سے حمام میں ملاقات ہوگی میرا نام گلخن تابدار ہے آپ میرے گھر چلیے میں آپکو مہمان کرونگا خواجہ نے کہا چلو گلخن تابدار بعد غسل و افتخار نہا دھوکے پوشاک پہن کے حمام سے چلا خواجہ نے کہا کہ تو اکیلا نہانے کو آیا تھا اب جو میں تیرے ساتھ چلونگا تو حمامی ٹوکے گا کہ یہ دوسرا شخص حمام میں کدھر سے آیا اور کون ہے تو چل میں گلیم اوڑھ کے آتا ہوں گلخن تابدار چلا اور خواجہ گلیم اوڑھ کر اسکے ساتھ ساتھ گھر پر آئے گلخن تابدار نے خواجہ کو مہمان کیا کھانا عمدہ عمدہ ہر رنگ کا پکوایا اور دسترخوان پر چنوایا جام شراب ارغوان آب خنک صاف شفاف خواجہ کو کھلایا پلایا بڑی خاطرداری اور مہمان نوازی کی تواضع اور مدارات سے پیش آیا خواجہ نے پوچھا اے گلخن تابدار تجھکو کچھ امیر بانو قبر حمزۂ صاحبقران زمان کا حال معلوم ہے گلخن تابدار نے کہا اتنا جانتا ہوں کہ گنبد جمشیدیہ میں بڑی قید شدید میں ہیں خواجہ نے پوچھا کہ گنبد جمشیدیہ کہاں ہے اور اُسکا رستہ کدھر سے ہے کہ میں رہائی امیر بانو قبر کے واسطے اسقدر خراب وخستہ ہو رہا ہوں گلخن تابدار نے کہا مجھکو نہیں معلوم ہے کہ گنبد جمشیدیہ کہاں ہے اور اسکا کون سا رستہ ہے کس لیے کہ ابھی میں اس شہر میں نو وارد ہوں میں ساکن ... تھا جب بختیارک کو یہ معلوم ہوا کہ گلخن تابدار خدا پرست ہے میرا گھر اسنے لٹوا لیا اور مجھکو قتل کرنیکا قصد کیا میں وہاں سے مع اہل وعیال کے نکل آیا اب چند روز سے یہاں مقیم ہوں تجارت کرتا ہوں

چھپا ہوا ان کافرون سے علیحدہ پڑا ہوا ہون خواجہ نے کہا خیر ہم خود تلاش کرینگے یہ کہکے خواجہ گلگون قبا اپنے گھر سے چلے جب بازار اور آبادی سے نکلے ایک جنگل
ایک روغن عیاری کا نکالا اور چہرے پر ملا ایک نازنین مہ جبین کی شکل بنی پوشاک فاخرہ پہنی شلوار اطلس سرخ الماس جڑی پہنی
جوڑی چوڑی بنت کرن لگی ہوئی چھوٹی چھوٹی کی سنہری زنانہ عشاق کے پسند چاندنی کی کرتی کامدانی کی انگیا ہفت رنگ ململ کا دھانی دوپٹہ
لگے پیچھے سے آراستہ سر سے پانون تک زیور جواہر نگار مرصع کا پہنا کنگھی چوٹی کرکے مانگ نکالی بالیان جھمکے کانون مین سینہ پر سہرا شعر سینہ
سے جو مانگ کو اس گل کی بکھیر دیا شبگون زمین پہ خون کا جھمکا ذکر دیا آنکھون مین کاجل دیا جسے دیکھ کر لگا کے تیر ان پلاستی کی دکھلانی لگے

سرخ اطلس کا وہ پاجامہ سجا بوٹہ دار	جسکی کلیون کا ہوا غنچہ دہن سے شمار	ہاتھ مین پانچے دونون ہوا کھلنے لگیں بار
کسنے بند سے باہر ہوا وہ رشک بہار	گلبدن پھر جو مقابل کوئی پایا اسنے	چٹکیون مین وہم رفتار اڑایا اسنے
اک دوپٹہ دیا شبنم کا پھر اس گل کو اوڑھا	شکل خوبان جہان ہو نے لگے اسپہ فدا	جنبش چشم سے آنچل کا جو ہمت ابھرا
جیسا ابر مین بجلی کو تڑپتے دیکھا	جھرمٹ اسنے رخ روشن پہ الٹ کر مارا	قمقمہ برق نے سورج کی کرن پر مارا

پہنی کرتی جو اس شوخ نے انگیا بھاری	زینت حسن پہ ہو گئی پنہان ساری	بیٹ پر کرتی سے جالی کی ہویدا گاہ	دیکھکر جسکو ہوئے جان ہوا دو تیار گاہ
بند بھی محرم زر تار کے کس کر باندھے	جالیون سے ہوئی چھب کی چھپی کوشنی پر باندھے	الغرض خواجہ عمرو نے تمام سیہ تیری شکل معشوق دلفریب کی جب	

جامہ زیب بنکر آمدہ جمال ہوئین جیسے کہ لباس جسم کو کس ناز و ادا سے جیسے صورت ستارہ تلاش یا اس حسن آن کی جو چلے راہ مین ایک شخص کی نگاہ
اسکا شہید ہوا اور وہ دربان گنبد جمشیدیہ کا تھا جوانی سیر باتو بر غیب سے جو کہ وہ جوان نہی شکیل جمیل طرحدار جوان رعنا دریائے عشق مین
غرق ہر وقت ہو اس حسین مہ جبین کے تکلا منھ مین پانی بھر آیا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے جان جہان آرام دل کہان جاتی ہو تمہین سو وہ معشوق مکر کر
ترچھی نگاہ کرکے اس نچرب سے کس غمزے سے بولی تجھکو کیا مین کہین جاتی ہون تو کون ہے کیون تو نہ پوچھتا ہے اے نگاہ اگر ایسا ہو کوئی آجاے مین
ساتھ ہونگی ورنہ چھوڑ ایک ہو گی پر عاشق ہون اسکے واسطے یہ مون بھاگ چلی جاتی ہون تیرے پہلوان نے کہا ذرا غور ہون پر بھی مہربانی کی نظر
کرنا چاہیے اس وقت تجھکو دیکھتے ہی جان پر بنگی غمزہ صبر و شکیب دست استقلال سے چھوٹی رحم کر و سنگ بے اعتنائی سے شیشہ دل نہ توڑو
جام باد وصل پلاو عاشق زار کو نہ تڑپاؤ مین بھی ہمہ تن ہون شرابی میکش ہون ابھی شادی بھی نہین ہوئی ہے دلکو عشق کی چوٹ لگی ہے جو کچھ کہو گی کرونگا
تمہارے آگے دو ہر وقت شب و روز خدمت سے غفلت نہ کرونگا منظور فرماؤ مین کہ ملازم ہون مگر اب تمہارا جان و مال ہے خادم ہون اس وقت
گنبد جمشیدیہ پر جاتا ہون پھرنے کا وقت بہت قریب ہی پھر پھر کے پہرے پلٹ سکوں کا ہون یہ کہکے چند اشعار عبرت آمیز پڑھے **نظم**

وہ کیا ہے آئینہ فکر نے جب صفائی آب در سخن کا	دہن ہے جو پھر کھلا زبان کا زبان ہے جو پھر کھلا دہن کا	ہر ایک گلبن ہے نخل ماتم ہر ایک ہے ہر آب دیدہ
جو زخم گل ہے باغ کا ہر تو داغ چیا ہے پیرہن کا	نظر جو آیا ہے بید مجنون تو رو دیا یاد آ گئی یاد میں	جو دیکھو نرگس ہمیشہ تو ہر کو چھوڑ دی جمال ہے کوئی نعرہ
برہنہ آیا تھا یار عالم سے برہنہ یار آن چلا عدم کو	جو بو کا قدمین ستو ہمیشہ نہ راغ سکھو ملا کفن کا	بچھڑا جو گیسو عنبرین کو تو سانپ کیلا گلو سنے
لباس جسم سے کا بوسہ شکار مین سے کیا ہرن کا	نگاہ اول مین چشم سنگون سے رنگ محتمل کیے دگرگون	وہ حال ہو جو قیامت آخر شراب خوران کی انجمن کا
خراب ہستی ہنسی کو نکی مرد دو دستان ہو	جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا	چوکال پروانہ عشق مین ہر ذہی محبت مین کالی
وہ شمع فانوس گل ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا	جو بخشنے ہیں قبر دیکھی تو ہین کندہ کیا یہ آمیر	غریب حسب کا ہو غبار خاطر ہو وطن کا

یہ اشعار سنکر وہ بہری تمثال حور جمال کہے چشم سے تم کرکے محزون خاطر ہوئی اور یہ اشعار پڑھنے لگی **اشعار** | مخلوالفت ہوگئی اس ظلم کے بانی کے ساتھ

جان سے لیتا ہے یہ عاشق کی دل ہیلی ساتھ	یاد دندان مین تیرے اے چشم طغیانی کے	آج تیرا امتحان ہے ابر نیسانی کے ساتھ	ون کنار کا خیال ہے بن جیرانی کے
شمع سان کی یاد پر پیشانی کے ساتھ	دیکھکر صورت مری دونون تھے تصویر گی	رنگ ہو کر رہ گیا بہزاد بھی مانی کے ساتھ	نزع مین ہے مصحف رخسار کھلاؤ اگر
دم نکلتا ہے ترے عاشق کا آسانی کے ساتھ	حسینگے جاتا ہے وہ عشاق بھی ہمراہ مین	کاروان ستاہے الگ اس یوسف ثانی کے	اہم بیچ شام آیا ہے رخ کا خیال
صبح آئے گا کیا شمع شبستانی کے ساتھ	فرقت یاران مین ہے وہ جانے کی جگہ	آگ بھی ہمراہ رہی ہے جہان پانی کے	مین ہو پنہا پھر اسکا دل بھی وفا مین رہا

خود بھی بیہوش ہوگیا جلاد قربانی کے ساتھ یہ اشعار سنکر ترید پہلوان دربان گنبد جمشیدیہ ساتھ ہی اُس نازنین مہر تمکین کے رونے لگا اور کہا اے بزم آرائے محفل عشاق وای آرام دہ روح روان مشتاق اب زندگی تمہارے ہاتھ ہی جو کچھ ہو سو ہو مثل سایہ یہ عاشق تمہارے ساتھ ہی بموجب غزل

وحشت دل تراجیر جا نہوا تھا سو ہوا
میں نے کیون بار عشق اپنا جیا یا قسمت سو ہوا
میرے نالون نے کیا شور قیامت برپا
ہم پریشان کو جو بیچ مین تو لاقی ہی

مجکو اس زلف کا سودا نہوا تھا سو ہوا
راز دل کا کبھی افشا نہوا تھا سو ہوا
ایک عالم تہ و بالا نہوا تھا سو ہوا
یہ تو ای زلف چلیپا نہوا تھا سو ہوا

فصل گل مین مجھے سودا نہوا تھا سو ہوا
ہجر جانان مین ہی آنکھون نے اٹھا طوفان
اُسکی الفت بہ یہ سبب غمین بنسی ہی دل مین
رہ گیا دیکھ کے وہ تو کیمیوت ای یار

ایک وہ محو تماشا نہوا تھا سو ہوا
جاری ان چشمون سے دریا نہوا تھا سو ہوا
گل و بلبل مین یہ جھگڑا نہوا تھا سو ہوا
مثل موسی مجھے سکتا نہوا تھا سو ہوا

یہ اشعار درد آثار پڑھکے ترید پہلوان کلیجا پکڑکے جو بیٹھ گیا اس قتال جہان کشتہ کرن مکاران نے گلے سے لگالیا اور کہا ای عاشق روے زیبا وای شیفتہ حسن و جہان فریفتہ اسوقت تیرے رونے پر میرا بھی دل بس گیا اُس ہوے موئے کاٹے جوگی نے منہ کو آگ لگادی مجکو ڈھونڈھا کرونگی بے بڑی دیر ہوئی رونے جان کھونے حلق خشک ہوگیا ہوگا یہ موہن بھوگ تری ہی تقدیر کا ہی کھالے پانی پیلے گلوری منہ مین لیکر جا بھرے پر جب پہرا بدلا کر آنا اس درد کوہ سے مجکو بلا نا مین تیرے گھر چلونگی عمر بھر ساتھ نہ چھوڑونگی تیرا دل اُٹھے یہ خوش کیا کرونگی مجکو مار کر مرونگی ترید پہلوان خوشی مین لگ کیطرح بھول گیا جو کچھ ہوا سب بھول گیا آنچین کھل گئین موہن بھوگ کھایا یا کہ نعمتین مل گئین خوشی خوشی کتے کیطرح تھال مین کھانے لگا زندگی مین فراموش کا اُٹھانے لگا جب کھا چکا اُسنے گلوری منہ مین دی اور یہ تقریر کے جا و جاو قدم اُٹھاؤ یہ سنکر ترید پہلوان تنتا ہوا چلا دو چار قدم بڑھا کہ تراق سے گرا خواجہ جھپٹ کے بالین پہ اسکی پہونچے کہا او ناکرام کیون موہن بھوگ کا مزا اُٹھایا خوب کیتے کیطرح چر چر کھایا دیکھ مین نے کیسا رنگ جمایا تجکو لینڈی بنایا جا تو بھی اپنے سگون مین مل ہم بھی سپہر عیاری قطب فلک خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ کہکر سب کپڑے وردی صافہ ہتھیار وغیرہ لے لیے تلوار کھینچ کے ایک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے اُس ترید پہلوان کے ہوگئے خواجہ زنگ روغن عیاری کا لگاکر اُسیکی شکل بنے اور کپڑے وردی سب اُسیکے پہنے اور صافہ سر سے باندھا اُسی کے ہتھیار لگائے لاش اُسکی اُٹھاکر ایک گڑھے مین پھینکدی اور طرف گنبد جمشیدیہ کے چلے لنصف راہ طی کی تھی کہ ایک مقام دور اطلاب حیران ہوے کسطرف جاؤن گنبد کی راہ کیونکر پاؤن سر پکڑکے اسی جگہ بیٹھ گئے اُدھر سے ترید پہلوان کے ساتھ کا جوان پہرے والا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ترید پہلوان بیٹھا ہی سر پر ہاتھ دھرا ہی پوچھا اُسنے کیون ترید کیا حال ہی بیان کرو یہ وقت تیرے پہرا بدلانے کا تھا عرصہ ہوگیا تو نہیں پہرے پر پہونچا داروغہ محبس خفا ہو رہا ہی پہرے والے بھی بکتا ہی ترید نقلی نے کہا ای بھائی مین وہین چلا تھا پہرا بدلانے کا خیال لگا تھا مگر میرے درد راہ مین اُٹھا بڑی دیر سے اس مقام پر بیٹھا ہون تم اتنا احسان کرو کہ ہاتھ میرا تھام کے لیچلو اور پہرے پر بٹھلادو پھر مین وہان بیٹھا رہونگا کچھ کھا پی لونگا یہ سنکر ترید پہلوان کے ساتھ والے نے ترید نقلی کا ہاتھ پکڑ لیا اور جلدی لیجاکر پہرے پر بٹھلا دیا اور داروغہ زندان خانہ کو دیکھا خواجہ نے کہ سامنے کرسی پر بیٹھا ہی آگے اُسکے کشتی رواح حقہ لگا ہی خاصدان گلوریون کا اور اگالدان بھی دھرا ہی آس پاس گلدستے رنگا رنگ پھولون کے کھلے ہوے رکھے ہین خدمتگار سامنے کھڑا ہی اُسکے ہاتھ مین جام و صراحی ہی دمبدم شراب پیتا ہی نشہ بادہ نخوت سے جھومتا ہی اور یہ غزل پڑھتا ہی غزل

خم فلک سے بھرو وہ شراب شیشے مین
وہ سبز آنکھین آنکلے شاید ای ساقی
خزان مین مرغ چمن کیلیے سالن ہو
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
ہر ایک ست کی ہو چھتی ہی نالہ بلبل
سفید ہوے مرگ قدح کشی کیجیے
وہ ترک دو مین آئے تو آب شعلہ ہی

یقین ہو ذرون کو ہی آفتاب شیشے مین
شراب چیدہ ہے انتخاب شیشے مین
بہار رکھتی ہی گلگون شراب شیشے مین
بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین
عوض شراب کے رکھیے حفا شیشے مین
کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

ہنوز ہی کُپی ساغر شراب شیشے مین
ہمارے گھر مین ہی شبکو روشنی دن کی
زلال نوش ہو نہین مست دور مین سیر
کھلی ہی چاندنی مر بیجیے تو موقع ہی
بنائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
یہ ہمسے نشہ مین ہوگی نہ محل حرکت

ہنوز باقی ہی اپنا حساب شیشے مین
کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین
رہیگی درد کی سٹی خراب شیشے مین
طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین
شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین

داروغہ سقو بدمست و مغرور نے یہ غزل پڑھتے پڑھتے خواجہ کیطر

دیکھا اور کہا تربد پہلوان آج کیا سبب ہوا جو تونے پہرا بدلانے مین عرصہ کیا تربد پہلوان کا ساتھی پہرے والا جو ہاتھ پکڑ کر تربد پہلوان
نقلی کو لایا تھا اُسنے کہا کہ حضور تربد پہلوان کے راہ مین درد اُٹھا تھا ایک مقام پر بیٹھا ہوا تھا مین آتا تھا مینے عجب یہ حال دیکھا تو ہاتھ پکڑ کر
یہان تک لایا ہون داروغہ نے کہا اے تربد آجکل پر آشوب شہر ہی عمرو کے آنیکا غلغلہ ہی گھر سے سویرے آیا کرو پہرے پر بہت ہوشیار رہا کرو اگر کسی طرح کی
بے عنوانی ہوگی تو عتاب مظفر فاریابی آئیگا ہر ایک پہرے والا سزا پائیگا خواجہ نے کہا بہت خوب کیا مجال جو حکم کے خلاف ہو یہ کہکے خواجہ پہرے
پر بیٹھے بیٹھے کچھ نکال کے کھانے لگے داروغہ نے کہا اے تربد کیا کھاتے ہو کہا حضور دوائی کھاتا ہون درد کو بھلاتا ہون ساتھ والون نے کہا ارے
بھائی یہ کیسی دوائی ہی درد کے لیے بنائی ہی خواجہ نے کہا ایک درد یہ کیا ہی اسمین بڑی بڑی تاثیرین ہین کھاؤ تو ذرا اُٹھاؤ گھر کا رستہ بھول جاؤ
رنڈی ڈھونڈھتے پھرو تنخواہ ساری اسمین پھونک دو جورو گھر مین روئے پیٹے غل مچائے فاقے کرکے مرجائے داروغہ بھی بڑا رنگیلا عیاش بدمعاش
تھا کہا میان تربد کیا کہا تمنے ایسی دوا ہی ہم بھی چکھین خواجہ نے کہا حضور اس دوائی پر کیا ہی میرے پاس اور دوائیان ایسی عمدہ و نایاب
ہین کہ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھی ہونگی اور خصوصاً مرد کے واسطے تو اکسیر اعظم ہین لات منات کی دیا سے اب میری چار جوروان ہین اور انھین
دوائیون کیوجہ سے سب میری عاشق ہین دوسرے کیطرف اُنکا رخ کرنیکو جی نہین چاہتا ہر وقت تخلیہ پر ایک ایک اپنی جان نثار کرتی ہی گھڑی
بھر کی جدائی شاق ہی وصل پر مرتی ہی یہ کہکے دو چار پڑیان اپنی تھیلی سے نکالین اور کھولکے دکھائین داروغہ کے منھ مین پانی بھر آیا خواجہ کو
زر نقد کھولکے دکھایا کہا اگر اس صفت کی دوائی ہی تو ہمکو دو آج کھا کر دیکھینگے قدرے یہ زر نقد لو آگے کو تمھین بہت خوش کرینگے خواجہ نے
کہا یہ دوائی اس مصرع برات عاشقان برشاخ آہو ہو یہ نہین ہی اے حضور ابھی کھا لیجیے امتحان کیجیے یہ وہ چیز ہی کہ کھاتے ہی بیٹھنا تو آپکو مشکل ہوگا
داروغہ نے کہا تربد میرے سر کی قسم لاؤ جلدی دو دیر نکرو مین تمکو ایسا نہین جانتا تھا اتنے عرصہ سے تم ہمارے ساتھ ہو تمھارا کمال ظاہر نہوا
کیون نہو استاد جیسے رستم ہو ویسے صاحب فن ہم ہو خواجہ نے اُٹھکے ایک پڑیا داروغہ کو دی اور ساتھ والون سے چپکے سے کہا تم بھی کھاؤ تم لوگ
پہرے والے ہو تمسے ہم کچھ لینگے نہین وہ امیر ہین اُنسے زر نقد تمام لیے داروغہ نے وہ پڑیا شراب مین ڈالکے پی لی اور جام خدمتگار کو دیا خدمتگار نے اُس
جام مین جو کچھ دُرد تھا پی لیا بلکہ جام کو خوب چاٹ لیا ادھر ایک پڑیا خواجہ نے شراب مین ملاکر ایک ایک جام تربد کے ساتھ والون کو دیا
اُن سب نے پیالیں شراب پیتے ہی سب کے سب مع داروغہ و خدمتگار تراق تراق زمین پر گرے اور بیہوش ہوگئے خواجہ عمرو اُٹھے تلوار کھینچکے
پہلے تو جتنے پہرے چوکی والے دربان زندان خانہ تھے اُن سبکے سر کاٹ کے پھینکدیے پھر داروغہ کیطرف بڑھا سامنے سے مظفر فاریابی
کو آتے دیکھا جھٹ پٹ دروازہ کھولکر اندر گھس گیا وہان دیکھا کہ دو زنگی پڑے سو رہے ہین ایک ایک ہاتھ تلوار کا اُن دونون کو بڑھ کر مارا کہ
اُنکا سر کٹ کے بدن سے جدا ہوگیا دیکھا کہ ایک دروازہ مقفل اور ہی اُسکو کھولا تو ایک دہنہ نقب کا نظر پڑا اسمین زینہ بنا ہوا ہی اس زینہ سے
اُترکر جو خواجہ عمرو گئے تو دیکھا ایک میدان وسیع ہی اُسمین ایک گنبد مستحکم بنا ہوا ہی کہ جسکا نام گنبد جمشیدیہ ہی اس گنبد کا بھی دروازہ
مقفل پایا جب اُس دروازے کو خواجہ نے کھولا اندر سے آواز آہ آہ کی آتی ہی اور ساتھ ہی صدا آہ کے یہ آواز بھی آتی ہی افسوس کہ میرے بھائی
خواجہ عمرو کو میرے حال کی خبر نہین کیا جانے کہ کیا سبب ہوا جو خواجہ میری رہائی مین کوشش نہین کرتے نہین معلوم کہ خواجہ کس کیفیت مین
کہین بلا مین وہ بھی پھنسے تو نہین خدا اُنکو مجھ تک پہونچائے کہ رہائی کی صورت کچھ نظر آئے یہ صدا دردناک سنکے دل بیچین ہوگیا خواجہ نے
رو دیا مگر رقت کو ضبط کرکے ایک روغن لگاکر اپنے کو شکل مہیب بنایا اور بسم اللہ کہکے اُس گنبد کے اندر داخل ہوا سب سردار اور عقیل اور امیر
یاتوقیر صورت دیکھکر خائف ہوے اور کہا تو کون ہی اُسنے کہا مین لات ہون اگر تم سب مجکو سجدہ کرو تو ابھی سبکو رہا کردون امیر یاتوقیر
نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ہم لات و منات پر لعنت کرتے ہین محراب درگاہ الٰہی ہین یا برائے سجدہ سر دھرتے ہین اگر میرا بھائی
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آجائیگا تو ابھی شعلہ آتش شمشیر برق تاب سے جلا دیگا دور ہو کیا بکتا ہی اگر ہزار برس قید سخت مین رہین
تو بھی تجکو سجدہ نہ کرین پروردگار عالم کا جسوقت حکم ہوگا خود رہا ہو جائینگے لات نقلی نے کہا اگر کچھ روپیہ یا مال وغیرہ دو تو تمکو ابھی
رہا کرادون جسوقت امیر یاتوقیر نے روپیہ کا نام اُسکی زبان سے سنا پہچان گئے کہ یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہین انھین کو روپیہ مال و دولت

کالالچ زیادہ ہی جانتے ہین امیر کہ خواجہ لالچی زیادہ زر کے مرید ہین اس حال مین بھی ہنسے مذاق کرتے ہین امیر باتوقیر پکار اُٹھے ای بھائی خواجہ عمرو تم آئے جان مین جان آئی روح کو تازگی ہوئی دکھ درد سارا ہم بھول گئے او بھائی جلد رہا کرو خواجہ عمرو نے پہلے سب سرداروں کو رہا کیا مقبل وفادار کا بند قید کا نامہر امیر باتوقیر کو سب سرداروں سمیت مگر زنجیر آہنی سے کھولا بند قید خواجہ عمرو نے توڑا امیر باتوقیر کو مع سرداروں نامی وگرامی و مقبل وفادار کو رہا کیا اور زنبیل سے نکالکر ایک ایک تلوار ولایتی امیر باتوقیر کو اور سبکو خواجہ نے دی اور اسی نقب سے امیر کو اور سرداروں کو لیکر چلے جاتے دیکھا کہ دوسرے نقب کا بھی نقب سے رستہ لگا ہوا ہی اسی طرف کو چلے وہ شاخ اس نقب کی نخل گلشن بارگاہ اتِ بتِ تتِ کی جانب نکلی تھی اتِ بتِ تتِ تینون بادشاہ ان کفارون کے تھے صاحب حکومت صاحب فوج لعبداد موج تھے ناظرین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمرو داروغہ زندان خانہ بیہوش کر کے اور پہرے والون کو مار کر گنبد مین داخل ہوئے اسوقت منظفر فاریابی براے خبر قیدیان جو آیا دیکھا کہ داروغہ بیہوش پڑا ہی اور سب پہرے والے کشتہ ہین خون کا تھالہ بھرا ہوا ہی منظفر فاریابی دیکھکر حیران ہوا اور داروغہ کو ہوشیار کیا اور پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی داروغہ نے کہا کہ شرید پہلوان نے ایک پڑیا دیکر بیہوش کیا منظفر فاریابی نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ عمرو یہان پہونچگیا سواے اسکے یہ کسیکا حوصلہ نہین جلد تلاش کرو کہ عمرو کہان ہی منظفر فاریابی خواجہ عمرو کو تلاش کرتا پھرتا ہی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے بارگاہ اتِ بتِ تتِ مین آیا ہی اور کیفیت عیاری خواجہ عمرو اور احوال دربانان زندانخانہ بیان کر رہا ہی یہان خواجہ عمرو بھی امیر باتوقیر اور سرداران نامدار و مقبل وفادار کو ساتھ لیے ہوے دہنہ نقب پر پہونچے سبکو تو دہنہ نقب پر ٹھہرایا آپ دہنہ نقب سے باہر آئے اور نعرہ کیا **نعرہ**

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم	خال رخ بختک باختر بہ برم	از محفل خسروان چو گردم ساقی	جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم

سنم مہر سپہر عیاری دماہ فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تلوار کھینچکے جھپٹے اتِ بتِ تتِ گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہو منظفر فاریابی بدحواس ہو گیا فوج کو آواز دی سب کفار تلوارین کھینچکے آ پڑے دیکھا کہ خواجہ تنہا ہین سمجھے سب کہ اب گھیر کر خواجہ کو مار لین گے جانے نہ دینگے کہ خواجہ نے آواز دی ای بہادران جادہ ہمت و شجاعت ای نامی نام آوران صولت و شوکت کیا دیکھتے ہو خواجہ عمرو کی نصرت کو چلو ان کفاران ازلی و ابدی کو زیر کرو یکایک تخت اُلٹا ایک دھڑا کا ہوا اور امیر باتوقیر و سرداران صاحب شمشیر وغیرہ دہنہ نقب سے نکلے اور نعرہ ہوا **نعرہ** امیر

امیر عرب صیغم روزگار	بو وصف شکن خسرو نامدار	ز تیغم بمیدان جنگ آوران	بہر جا شود الامان الامان

ساتھ ہی اسکے لندھور کا بھی نعرہ ہوا کہ بارگاہ تھرا گئی پہلوانون کے دلون پر وحشت چھا گئی نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریار اگر فتم تا بہ ہندوستان اگر نام ہم ہندانی سنم لندھور بن سعدان ہ اسیطرح سب سردارون نے نعرہ کیا اور تلوارین پکڑ پکڑ کے کفار کے انبوہ پر گرے اور تلوار چلنے لگی بارگاہ مین ندی خون کی اُبلنے لگی ایک ایک نے دس دس کو بیس بیس کو جان سے مارا ہر جسم بخنجر سے ہر ایک کا اُتار اُلشتون کے پشتے ہوے تن و سر کے ڈھیر لگ گئے صاحبقران زمان امیر عرب وشان تلوار تولے ہوے اتِ بتِ کے قریب آئے اتِ نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے خالی دیکر ہاتھ قرانی پر ڈالدیا ایک جھٹکے مین تلوار ہاتھ سے نکال لی دوسرا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر اُٹھا لیا بھائی کا یہ حال دیکھکر بتِ دوسرا بھائی اُسکا شیر ژیان کر جھپٹا صاحبقران زمان نے زد بچا کر قبضہ کی اوچھی ماری کہ ڈانڈ نیزے کی ٹوٹ گئی جھنجھلا کر نیزہ پھینکدیا اور تلوار کا ہاتھ مارا صاحبقران کے دستے ہاتھ مین تلوار ہی اپنی ہاتھ مین بجاے سپر اتِ بت نے جو تلوار ماری صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ اپنا بچ کر کے اُسکی تلوار کو اُلجھا کر مولا دیا کہ ہاتھ سے تلوار اسکی چھٹ کے گری صاحبقران زمان نے بند دست مین ہاتھ ڈالکر اسکو زمین سے اُکھیڑ کے اُٹھا لیا سبحان اللہ سبحان اللہ کا شور ہوا جتنے سرداران کفار و پہلوانان نابکار تھے زنگ ہو گئے جان بچا بچا کر بھاگے صاحبقران زمان نے فرمایا اتِ بتِ سے کیونکر تو حدانیت پر درد گار ۔ پر کیا کہتے ہو دونون نے کہا ہم صدق دل سے مسلمان ہوتے ہین آمین دین اسلام ہمکو تلقین کیجیے جادہ ہدایت سے لگا دیجیے دونون نے لات و منات پر لعنت کی بت پرستی چھوڑی صاحبقران زمان سے نعمت دین پائی انکے اور سرداران نامور و پہلوانان پر جگر بھی مسلمان ہوے منظفر فاریابی بعد اضطراب بیتابی ہاتھ باندھکر آگے صاحبقران زمان کے آیا کہا مین بھی دین اسلام قبول کرتا ہون سر اطاعت قدوم میمنت لزوم حضور پر دھرتا ہون صاحبقران زمان نے منظفر فاریابی کو از سر صدق

دل سلمان کیا صاحبقران نے ایت مست کو چھوڑ دیا خواجہ عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر مظفر فاریابی کے مسلمان ہونے مین مجکو شک ہی
کہ یہ ایک مرتبہ مسلمان ہو کر دغا کر چکا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ہم پابند شرع شریف ہین اور حکم خدا بجالاتے ہین ہمکو گمان فاسد نہ کرنا
چاہیے ایت مست نے سر عبودیت نقش قدم صاحبقران زمان پر جھکایا مسند پر لاکر بٹھایا صحبت جشن برپا کی صاحبقران زمان نے فرمایا
کہ ایک شخص کو ہمارے لشکر مین بھیجا جائے ہمارے آنیکی خبر کرے مظفر فاریابی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو یہ ابعدار بسر عجز و انکسار جائے اور حضور
کے لشکر ظفر اثر مین خبر کرے امیر باتوقیر نے مظفر فاریابی کو اپنے لشکر ظفر پیکر کیطرف آگے روانہ کیا اور آپ نے انھین ایت مست کو قلعہ جمشیدیہ
کا حاکم کیا اور اپنے لشکر کیطرف بجماعت کثیر امیر باتوقیر مع سرداران نامدار مقبل وفادار و خواجہ عمرو ذوالوقار بصد جاہ و جلال و بشوکت و اقتدار روانہ
ہوے وہان بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد شہریار نے کل سرداران لشکر اسلام کو براے استقبال امیر باتوقیر شاہان شاہان و سلطان سلطان جہان
صاحبقران زمان بھیجا سب سرداران بے نظیر و نمود اران صاحب شمشیر امیر باتوقیر صاحبقران شیر گیر کو بصد عزو افتخار و بجاہ و جلالت و وقار بارگاہ
فلک اشتباہ بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد والا نژاد مین استقبال کرکے لائے

اب وہ کلمہ داستان شجاعت بیان آنا رستم خان بن گاؤلنگی گاؤسوار کا ملک باختر سے مع لشکر جرار بیس ہزار کے بدر نا ہنجار
گاؤلنگی گاؤسوار کی خدمت مین برابر اور کہتا پدر نا ہنجار سے کہ آپ لشکر اسلام سے کیون نہین مقابلہ کرتے کہنا گاؤلنگی گاؤسوار
کا بیٹے سے کہ سرداران لشکر اسلام سے سر بر نہ ہم ہو سکینگے یہ سنکے طبل جنگ بجوانا اور مجادلہ و مقابلہ ہونا لشکر اسلام سے اور
زیر ہو کر مسلمان ہونا رستم خان بن گاؤلنگی گاؤسوار کا پھر لوٹ آنا اسکے رستم خان کا گاؤلنگی گاؤسوار کے پاس آنا مسلمان کرنے کو
پھر جنگ و جدل باپ سے ہونا اور گرفتار ہو جانا رستم خان کا ـ ساقی نامہ

پلا ساقی ماہوش وہ شراب
ہنود دل کبابوں کو پھر اضطراب
ندے جام تو درد کا ساقیا
زلال تولا پلا ساقیا
ارے پھر پھر ندوں مین سلطان جنگ
چڑھی ہے ہر اک کو نشے کی ترنگ
ہر اک موج کی ہے تلوار اگر
نظر آتا ہے جام شکل سپر
لڑا جام سے گرچہ جام شراب
مین سمجھا ہی جھنکار شمشیر تاب
مین سمجھا ہوا شور قلقل کا جب
صدائے بگیر و بزن ہے یہ اب
کہین طبل رقص کی ہے صدا
سر رزم بجتا ہے طبل وغا
تحریر یون ہے رندوں نے تیغ تیغ
گھٹا اٹھے جوں فوج کی جھوم جھوم

اشعار انھین ہین کالے بادل اگر ہونیوالے ہین
کہ پامال خرام ناز دلبر ہونیوالے ہین
ہم اکدن عاشق زلف معنبر ہونیوالے ہین
ہمارے شیفتہ دل مین سخر ہونیوالے ہین
گواہی دینگی روز حشر قاتل خون کی چھینٹین
یہ چھوٹے چھوٹے نشتر بڑھ کے خنجر ہونیوالے ہین

کہ ہم مست شراب ناز پرور ہونیوالے ہین
جو دل شیشہ سے نازک ہین وہ پتھر ہونیوالے ہین
طرح دیوانہ لیلیٰ کے ہمسر ہونیوالے ہین
خدا کو رحم آجائیگا ہر اشک ندامت پر
ترے دامن ہمارے خون سے معطر ہونیوالے ہین
مرے نالوں سے کیا تو آج گھبراتا ہے اے دلبر

سنہرا پائے الکدن سرو و صنوبر ہونیوالے ہین
بہت جو رحم کرتے ہین ستمگر ہونیوالے ہین
حسینان پریرو مین شرارت ہو تو ہو لیکن
یہ قطرے موج خون ہو ہو کے کوثر ہونیوالے ہین
ابھی کم سن ہے گو قاتل مگر ہین قہر کی پلکین
بپا کل ہی ترے کوچے مین محشر ہونیوالے ہین

جیت دلبند ماجرائے عجیب در رقم سیکند این زلک خطیب معرکہ آرایان میدان کارزار و نبرد آزمایان دشت قتال و جدال روزگار
ہدایت شمامہ کو صفحہ قرطاس فلک اساس پر یون جاری کرتے ہین کہ گاؤلنگی گاؤسوار بصد فخر و افتخار بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہر کارون نے آکر خبر
مسرت اثر یہ سنائی کہ صاحبزادہ حضور رستم خان پہلوان ملک باختر سے آتا ہی اور ہمراہ اپنے بیس ہزار فوج جرار ایک ایک ان مین پہلوان نمودار
گرد گردان معرکہ کارزار لیے آتا ہی گاؤلنگی گاؤسوار سنکے بہت مسرور ہوا اضطراب الم جدائی فرزند دلبند دل سے دور ہوا کہ یکایک رستم خان بن
گاؤلنگی گاؤسوار آیا باپ کو بصد تعظیم و تکریم آداب بجالایا گاؤلنگی گاؤسوار نے بیٹے کو گلے سے لگایا ہاتھ پکڑ کے پہلو مین بٹھایا رستم خان نے
باپ سے کہا کہ مین نے سنا ہی امیر باتوقیر صاحبقران شیر گیر مع مقبل وفادار گنبد جمشیدیہ مین قید ہین اور کئی سو سرداران نامدار لشکر امیر
باتوقیر گرفتار ہو گئے ہین آپ بھی آپ نے لشکر مسلمانان کو زیر نہ کیا گاؤلنگی گاؤسوار نے کہا ای فرزند لشکر ظفر پیکر امیر باتوقیر کا زیر کرنا کیا تو سہل سمجھا ہی

اب بھی اسکا ایک ایک سردار اور ہر ایک پہلوان شیر ببر ہی ہر ایک پیلتن تہمتن صف شکن شمشیر زن صاحب ہمت و شجاعت یکتائے قوت و طاقت وہ رعب وہ دبدبہ وہ صولت وہ شوکت ہی کہ جس سے دیو عفریت جلتا ہی شیر کا سامنے آتے ہوئے دم نکلتا ہی رستم خان نے کہا ای پدر بزرگوار مین لشکر اسلام سے مقابلہ کرونگا کسی سے نہ خوف کھاؤنگا نہ کسی سے ڈرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے صبح کو لشکر اسلام سے مقابلہ ہی سرداران و پہلوانان و جوانان یکتا از میدان کارزار سے مجادلہ ہی فوج رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار مین طبل جنگی بجا ہر ایک پہلوان و سردار گرد جرار و نامدار مسلح و مکمل درست و چست جنگ جدل پر ہوا لشکر اسیر با توقیر مین بھی یہ خبر ہو گئی کہ کل رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار برائے مقابلہ لشکر اسلام آیا ہی سرداران نامور نے یہ خبر سنکر بادشاہ جمجاہ سعید بن قباد شہریار سے عرض کیا خداوند نعمت رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار ملک باختر سے مع بیس ہزار فوج جرار کے آیا ہوا ہی اسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل ہمسے مقابلہ و محاربہ ہوگا بادشاہ نے بھی حکم کر دیا لشکر اسلام کو دیا صبح ہوتے ہی دونون لشکر میدان رزمگاہ مین صف آرا ہوے لشکر کفار کیطرف صف بندیان ہوئین کالے پھریرے کھلے نشان علم ہوے سواران نیزہ گزار ہزار در ہزار قطار باندھ کے مستعد کارزار ہوے ایکطرف تلوارین رومی تولے ہوے استادہ قریب نیزہ دار ہوے ادھر لشکر اسلام مین تکبیرون کی صدائین بلند ہوئین روحین کفاران بد شعار کی سینون مین دردمند ہوئین سرداران نامی و پہلوانان گرامی نعرے کرنے لگے شیر صحرائی صدائے غیظانہ سے ڈر کر مرنے لگے گردان پیلتن دلیران صف شکن کے سینے تنے ہوے و جوانان شمشیرزن مسلح و مکمل اونچی بنے ہوے ناگاہ نقارہ رزمی پر چوب پڑی بزدلوں سے غیرت دست نبرد کی نگاہ لڑی دونون طرف تلوارین کھینچ نیزے علم ہوے جراحکار پر مستعد ہم ہوئے نظم

وہ مغرور تھی اسکو ہو سطوت و جلال | کہ غیر حال ہو جلاد چرخ کا فی الحال
سیاہ ایک سے تھا ان کو تھا | اٹھا لون نیزے پر اسکو جو اجو ہر اعلی
سحر جری ہی بڑے غازیان دین خدا | جہان لڑائی ہوئی کافرونکو زیر کیا
یہ دلولہ کہ اگر حکم بادشاہ کا ہو | ابھی بزیر خم تیغ فوج کو دھر لو
انہیں لگائی یونہین وہ جری دکھائے تھے | وہ کیا تھے شیر نگہ مین کچھ سماتے تھے

لڑائی شروع ہوئی اگرچہ فوج کفار کا دل بڑھانے لگے طبل بیان کر کے زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگے ای پہلوانان نامدار و ای جوانان آزمودہ کار آج روز نام و ننگ ہی بڑے معرکہ کی جنگ ہی لازم ہی کہ آج جان لڑائی مین لڑا دو زور ہمتی لشکر اسلام کو دکھا دو داد مردانگی دینا چاہیے نام بڑھا کے انعام لینا چاہیے اپنے جد و آبا کی بہادری پر نظر کرو تلوارون مین سینہ سپر کرو تمہارے بزرگون نے بڑے بڑے معرکے فتح کیے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے تم بھی آج لڑائی سے منہ نہ پھیرنا دشمن پر بابطرف سے گھیر نا ای مرو بلکہ شیرتا جانیدمان بنوشید کر کیتون سے کرتے ہی تلوار چلنے لگی ہوس دلی نکلنے لگی پہلے تو ایک ایک پہلوان سے مقابلہ ہوا جب دو چار سو مارے گئے شور و غوغا بلند ہوا جنگ مغلوبہ ہونے لگی رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار فوج بیشمار لیکر دھنس پڑا ادھر سے لشکر اسلام بعد کرو فر تمام کر کے غازی و غیرہ تیغہ خارا شگاف میان دہشت مصاف کھینچ کھینچکر بڑے جدال و قتال ہونے لگی وہ غازیان لشکر اسلام کی لڑائی وہ دست قوت وار کی صفائی جسپہ بڑھ کے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے تسمہ تا سر نہ باقی رکھا و جس جہنم کیا کشتوں کے جابجا انبار ہو کر پن کھاتے تھے پھر تے تھے سر کفار خون کے تھالے بھرے ہوے لاشے خاک و خون مین غلطان پڑے ہوے کشتی حیات کفار دریائے آہین غرق موجہ شمشیر آبدار لشکر اسلام از غرب تا شرق اشعار

ہزارون کے سر کی جدائی ہوئی | غضب کا تھا چرخ تھا سحر کہ
نمودار تھا فوج کا روکشا | کوئی تھا جو بیدست نے سر کوئی
کسیکو نہ تھی حیرت کوئی وانگ تھا | کسی کا جو دیکھا تو پنجہ نہیں
کہ بھولا تھا جلادی کا سپہر | لرزتا تھا دہشت سے ترک فلک
| سحر گفتگو ہر جو وہ لڑائی ہوئی
نہ دیکھا نہ ایسا سنا سحر کہ | قیامت کی اس دن لڑائی ہوئی
نہ سالم رہا لڑکے افسر کوئی | زبردست ہر اک تھا باز وکشا
کسی جسم بد کا سکنجہ نہیں | کوئی دو تھا اور کوئی چوزنگ تھا
غضب برق شمشیر کی تھی چمک | سماہا تھا مریخ کو ایسا ڈر
کہ دم مین صفون کی صفائی ہوئی

رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے دیکھا کہ رخ فوج کا پھر گیا ہی پہلوان جوان تنہی لڑائی مین کم کر رہے ہی جانا کہ ایسا نہو شکست کھا کر بھاگین دہشت کار آسمانہ لین بڑی رسوائی ہوگی یہ سوچکر خود رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار گھوڑا اٹھا کر آگے نکلا اور لشکر کو آواز دی یارو تھم جاؤ آگے نہ بڑھو میری لڑائی کا تماشا دیکھو یہ سنکے فوج جابجا رک گئی رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے گھوڑے کو کوتا کیا گھوڑا مثل سموم تند کے اڑ کر میدان مین آیا رستم خان

نے

بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے غنیمت ہی کہ ہر کوئی ایسا کہ مقابلہ برابر کرے صف لشکر سے تم نکلے یہ سنکے پہلوان عادی نے گھوڑا بڑھا کر صدا دی نعرہ شیرانہ کر کے مقابلہ رستم خان
بن گاؤ لنگی گاؤ سوار میں آئے نیزہ بازی ہونے لگی عقدۂ ہنر جنگ کھلنے لگے میزان جرأت میں تُلنے لگے جب ہمنام رستم نیزہ بازی میں عاجز آیا تلوار میان سے
لی پہلوان عادی نے بھی تلوار کھینچی رستم خان نے جھپٹ کے تلوار کا ہاتھ مارا عادی نے سپر میں الجھا دیا رستم خان نے جھٹکا دیکر کھینچی
تلوار سپر کاٹتی ہوئی نکل آئی پہلوان عادی نے سر پر تلوار ماری رستم خان نے چہرے پر سپر لی تلوار سپر کو کاٹ کے نکل گئی موت رستم خان
کی آئی ہوئی ٹل گئی رستم خان ضرب گران اٹھا کر پیچھے ہٹا اور پیترا بدلا ہاتھ رستم خانی دکھایا چیکا میان تلوار کی دینے لگا کبھی تلوار سپر پر لایا
کبھی طمانچے کا رخ دکھایا کبھی شانے پر اشارہ کیا کبھی بغلی پر چھلا کبھی پالٹ پر جھلک کے ہاتھ لایا کبھی کمر پر تلوار کو دکھایا پہلوان عادی بھی
کس کس پھرتی سے سپر کو پھیر لیتے ہیں چوٹیں بچاتے ہیں رستم خان پالٹ کا ہاتھ نکالا سیدھا ہوا ننگے سر پر جھکائی دی فوراً پہلوان عادی
سپر پھرتی سے سر پر لایا یہاں ہمنام رستم نے جھک کے جو ہاتھ مارا پھندار اکھل گیا انتیں نکل پڑیں پہلوان عادی نے دونوں ہاتھوں
سے پیٹ پکڑ لیا سرداران لشکر جرار دوڑ پڑے سینے سنبھال لیا گھوڑے سے گرتے گرتے بچے ہاتھوں ہاتھ سردار لشکر میں لیگئے انتیں اٹھا کر پیٹ میں
رکھیں خوب کسکے پٹی باندھی یہاں رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے پھر مبارز طلب کیا کرب غازی کو غصہ آیا چاہتے ہیں کہ گھوڑا چھوڑ کر
بڑھیں کہ فرامرز نے بڑھ کر کہا کہ آپ ابھی ٹھہریں تکلیف نہ کریں گھوڑا آگے نہ بڑھائیں مقابلے کو نہ جائیں یہ میرا شکار ہے ابھی تہ تیغ آبدار ہے یہ کہکے
سمند صبا رفتار جل کن نسیم بہار کو جولان کیا صرصر تیز رو کے مانند گھوڑا اڑا کے مقابلہ میں ہمنام رستم رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کے آئے
اور نعرہ کیا نعرہ فرامرز رستم شیر دل ہے شکن نامدار بد فرامرز کشتہ کن نابکار ہے رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے نیزہ تانا پینترا بدلکے
برچھا لانے لگا فرامرز شیر دل نے بھی نیزہ خار اشگاف سنبھال از قاف تا قاف ہاتھ میں اٹھایا رستم خان نے ایک بند باندھکے جو برچھا مارا
فرامرز نے نیزے پر روک کے ہر بند ناخن فتح سے کھولدیا پھر اپنے نیزے کی ڈانڈ برچھے کی ڈانڈ پر لا کے برچھے کو الجھایا یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ
رزمگاہ بالائے ہوا گشت گئے ہیں کبھی فرامرز نے ہاتھ بڑھایا کبھی رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے دست دراز کیا کبھی ڈانڈ سے ڈانڈ
لڑی کبھی سنان پر سنان پڑی چنگاریاں اٹھیں شعلہ آتش رستم پھر کے کمانیاں ہوگئیں فرامرز نے ایک مقام پر جھک کر ڈانڈ ڈانڈ سے ملا کر جو
جھٹکا دیا برچھا ہاتھ سے رستم خان کے نکل گیا فرامرز نے بڑھکر بائیں ہاتھ سے روک لیا لشکروں میں واہ واہ سبحان اللہ سبحان اللہ کا
شور و غل ہوا کرب غازی نے بڑھکر صدا دی سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا نیزے کا توڑ کیا کیا خطا کار کے ہاتھ سے نکال لیا کیا خوب فن سپہ گری یاد ہیں
بیشک ہنر جنگ میں آپ استاد ہیں اب یہ ملعون ہمنام رستم تمہارا شکار ہے تلوار بھی تمہاری مفتاح باب معرکہ کارزار ہے یہ طعن و تشنیع سنکر رستم خان
بن گاؤ لنگی گاؤ سوار غصہ سے پیچ و تاب کھا کر بار بار پشت دست کو دانتوں سے چبانے لگا شرمندہ ہو کر سر خم کیا گھوڑے پر غصہ کھانے لگا اور
دو تین کوڑے زناٹے سے مارے کہ گھوڑا چراغ پا ہو کر الف ہو گیا رستم خان گرتے گرتے بچا پھر گھوڑے کو چمکار کے دھیرا کیا تیغ آبدار کمر سے
کھینچ لیا فرامرز شیر دل منہ پر ہاتھ رکھکے ہنسے رستم خان سے کہنے لگے اور باہ دل ہیزیان پر غصہ نکالتا ہے آپ ندامت میں غرق ہو کر اچھا نتا ہے
مردوں کی فتح و شکست ہے جرأت و ہمت کیوں پست ہے لے اب تلوار کا ہنر دکھا دل نہ ہار قدم پیچھے نہ ہٹا یہ کہکے فرامرز نے بھی تلوار کھینچی
نیزے دونوں نے میدان میں گاڑ دیے دونوں لشکروں کے جوان آ کے قریب کھڑے ہوئے رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار نے جھپٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا فرامرز نے خالی دیکر تیغ خار اشگاف کا وار کیا رستم خان نے سپر پر روکا پھر رستم خان نے تلوار ماری فرامرز نے اپنی تلوار پر روکی
جھنکار کی آواز آئی روح سینے میں اس نامرد کے تھرائی سمجھا کہ تلوار ٹوٹ گئی ہاتھ سے چھوٹ گئی دیکھا تو منہ تلوار کا مڑ گیا طائر ہوش ڈر کے
اڑ گیا تلوار میں دندانے پڑ گئے نشتر غم دل میں گڑ گئے رستم خان جھنجھلایا دل ہی دل میں غصہ کھایا جھپٹ کے اور ہاتھ تلوار کا مارا فرامرز
سپر پر کاٹ کے پکارا تلوار سے ہشیار قبضہ سے خبردار یہ کہکے سپر کی اوجھر دی قبضہ سے تلوار صاف نکال لی رستم خان نے ہاتھ بڑھایا تھا
کہ فرامرز نے تلوار اٹھائی رستم خان نے ڈر کے باگ گھوڑے کی پیچھے ہٹائی لشکر میں تحسین و آفرین کا شور ہوا حریف اور مکرر جو اچھم سے
گھوڑے سے کود پڑا خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا فرامرز بھی گھوڑے سے اترے تلواریں رکھدیں کشتی شروع ہو گئی جو پیچ رستم خان نے کیا

وہ فرامرز نے توڑ کر کے رد کر دیا کبھی رستم خان ریل کر اُدھر لے گیا کبھی فرامرز ریل کر ادھر آیا مگر لنگر فرامرز نا رستم خان سے نہ اکھڑا نہ رستم خان کا لنگر فرامرز سے اکھڑا اسی طرح چار روز تک کشتی رہی سب لشکری دونوں طرف تماشا دیکھا کیے دونوں پہلوان دوران لڑائی ایک ایک سے کہتا تھا دونوں برابر کے جوان ہین دونوں مین ایک سی طاقت کے نشان ہین ایک سی جرات ایک سی ہمت ایک سی قوت ایک سی شجاعت ہے دیکھیے کون زیر ہو کے گرے دیکھیے کسکی فتح ہو کسکے ہاتھ میدان جنگ رہے غرضکہ چوتھے روز رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار تھکا سانس پھولی زور گھٹا فرامرز نے ایک پیچ زبردست باندھا کہ اُسکا توڑ کر کے زور ر وکنا بہت مشکل تھا لنگر اُس سنگ گران کا زمین سے اکھاڑا نبرد و قوت و شجاعت دھڑام سے رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کو پچھاڑا لشکر ظفر پیکر امیر بانوقیر مین شور ہوا وہ مارا وہ مارا کیا کہنا فرامرز شیر دل مرحبا مرحبا بڑے بہادر ہی کو زیر کیا مرد و کو زندگی سے سیر کیا فرامرز شیر دل ضیغم روزگار جرار و نامدار گراتے ہی رستم خان کو چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر نکال کے گلے پر رکھ دیا اور کہا کہ وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہے رستم خان نے کہا برحق تمہارا دین سچا اور پختہ ہی مین دین اسلام اب قبول کرتا ہون دولت عقبیٰ حصول کرتا ہون جتون پر لعنت کرتا ہون اقرار وحدانیت کرتا ہون اب کبھی اطاعت سے باہر نہونگا ہمیشہ مطیع اہل دین اسلام رہونگا ناظرین پر واضح ہو کہ جسوقت فرامرز شیر دل ضغائم روباہ کو زیر کیا لنگر اکھاڑ کر زمین پر گرایا فوج کفار بڑے لمک سردار یعنی رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار تلوارین کھینچ کھینچ کے اُٹھے اور شتابشتاب دامن چلنے لگین ادھر سے بھی غازیان لشکر اسلام تلوارین تول تول کے غٹ پٹ ہوگئے فرامرز نے رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار سے کہا کہ منع کر اپنی فوجکو نہین تو یاد رکھ اس خنجر آبدار کا تیرے حلق مین ہو گا تیری جان اب عنقریب مین جائیگی کچھ نہ بن پڑیگا رستم خان زیر خنجر سے پکارا ہر چند ایک ایک کو للکارتا ہی مگر کوئی نہین سنتا ہی رستم خان نے عرض کیا کہ حضور اب مجکو چھوڑ دین مین ابھی بند و بست کرتا ہون ہر طرف سے آپ مطمئن رہیے اب تو تابعدار غلام درگاہ امیر بانوقیر کا ہون یہ سنکے فرامرز نے رستم خان کو چھوڑ دیا رستم خان اٹھا ہر ایک کو پکارتا ہی منع کرتا ہی مگر کوئی اسکے کہنے پر عمل نہین کرتا تلوار چل رہی ہی ندی خون کی دشت کارزار مین اُبل رہی ہی گویا سیلاب آگئی سر کٹ کٹ کے گر رہے ہین مثل حباب تیر رہے ہین کہ ناگاہ بیابان سے گرد اُڑی دن کی شب ہوگئی ذرے زمین سے اٹھ کر مثل سیارگان چمکنے لگے جب دامن گرد چاک ہوا فرد غبار خاک ہوا دیکھا لشکر آتا ہی ایک چشم زدن مین لشکر آ پہونچا وہین سے نعرہ ہوا نعرہ صاحبقران زمان امیر عرب ضیغم روزگار ہ بود عدت شکن خسرو نامدار ٭ تیغم بمیدان جنگ اوران ٭ بہر جا شود المان الامان ٭ ساتھ ہی اس نعرہ شیرانہ کے دوسرا نعرہ ہوا نعرہ لندھور جزیرہ ہائے دریا اگر فتم بابہ ہندوستان ٭ اگر نام میدانی منم لندھور بن سعدان ٭ بعد اس نعرے کے وہ نعرہ ہوا کہ کفاران نابکار ادا نہایت باک سے دہل گئے نعرہ خواجہ عمرو کہ کلاہ از قیصر ببرم ٭ خال زخ بخت بد اختر ببرم ٭ گر محفل خسروان جو گردم ساقی ٭ جام و قدح و سبو و ساغر ببرم ٭ منم مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گذاری نمودار و نامدار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسیر جیسے یہ دور پر نعرے ہوئے تلوارین بکڑ کر لشکر کفار پر آپڑے قیامت کی تلوار چلی آسمان تھرایا زمین کا سینہ ہلی خون جنگل مین ایسا بہا کہ نمونہ دریا نظر آیا آسمان شکل حباب دکھائی دیا سیلاب خون نے صدہا قصر تن ڈبو دیے ایسی بحر خون کی طغیانی ہوئی کشتی حیات طوفانی ہوئی

اشعار

سر تن تھے خون میں صد حباب وار
میدان رزم گہ میں تلاطم تھا آشکار
طوفان رزمگاہ میں کشتون کا تھا یہ حال
تسبیل تھے جسم ماہی بے آب کی مثال
تھا حال ایسا لشکر کفر انتساز کا
طوفان مین جیسے ہوتا ہی عالم جہاز کا

امیر بانوقیر کا یہ حال تھا ہاتھ مین کھینچے ہوئے شمشیر آبدار جسپر جا پڑتے ایک وار مین اُسکو ٹھنڈا کیا وہ سیدھا خدمت مین مالک کی جہنم مین گیا کسیکو فاش زین سے اُکھاڑ کر زمین پر مارا وہ پیوند خاک ہوا جسپر لندھور شیر کوہ شکاف نے ہوئے گرز شہاب و باد صید کیا خواجہ عمرو نے قیامت برپا کی اُسکو اُچک کے مارا اُسکو جھپٹ کے دو کیا کسیکو حقہ آتشبازی سے جلایا کسیکو آب دم شمشیر سے پلایا ہر سردار اسی طرح ہر جگہ لڑ رہا تھا سیکڑون ہزارون کا کھیت پڑ رہا تھا سرون کے انبار سیان کارزار تنون کے ڈھیر دام اجل کا بہر بہیر غازیان لشکر اسلام بھی بہت سے جان بحق ہوئے فلک کج رفتار کو اُنکے قلق ہوئے سیکڑون مجروح اکثر غازی گھائل ہوئے

زخم کی بدھیاں پہنے جھوم رہے ہیں پھل شمشیر آبدار کا چوم رہے ہیں عندلیب شجاعت یہ نغمہ سرا ہے باغبان اقبال دیکھتے ہیں گلزار کھلا ہے جیسا
اجل کا ماتر ربیع باغبان شکار کرتا ہے قفس جسم کی تیلیاں شکست ہیں نخل لشکر اسلام بارور ہے غنچہ حیات کفار خشک و زرد ہو رہے ہیں
کارزار میں عجب تزلزل ہے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے ہر طرف غل ہے فوج کفار بے سر و پا بھاگی جاتی ہے غل ہے کہ بھاگو موت پیچھے لگی چلی آتی ہے جدھر
جسنے منہ اٹھایا بھاگا پھر پیچھے پھر کے نہ دیکھا کہ کیا ہوا بجائے گرمیں آنکھوں کے تلے اندھیرا ہے بیٹے کو باپ نہیں بھائی کو بھائی نہیں باپ کو بیٹا نہیں
دکھائی دیتا بھائی کو بھائی نہیں پہچانتا دوست کو دوست نہیں جانتا یہ کون ہے وہ کون ہے لشکر اسلام ایسا غالب آیا ہے ہر ایک میں خوف
سمایا ہے سب بدحواس ہیں سلاطین ہراساں ہیں دل قابو میں نہیں زبان دہن میں نہیں ترکش میں تلوار ڈھونڈھتے ہیں میان سے تیر نکالتے ہیں کسی
ہوش و حواس ہی نہیں تسمہ کو باگ سمجھ کے کھینچتے ہیں تنگ گھوڑوں کے ڈھیلے ہو گئے ہیں بجائے رکاب بدحواسی میں اپنے پاؤں رکھ کر
گھوڑے پر چڑھتے ہیں الغرض اسطرح فوج کفار قطار در قطار پھیر پھیر کے پیچھے سب بھاگی گھوڑے چھوٹ چھوٹ گئے دل ٹوٹے بڑے بڑے
پہلوانوں کے لوٹ لوٹ گئے ہتھیار سپاہیوں کے رہ رہ گئے بہتوں نے تلواریں پھینک دیں سپریں ڈال دیں ایک چشم زدن میں
میدان کارزار بیابان سے زیادہ تک صاف ہو گیا کفار بھاگ بھاگ کر طور بر میں پوشیدہ ہوئے قلعہ بند ہو گیا گاؤ لنگی گاؤ سوار سے کوئی
سرداروں نے کہا کہ فوج نے شکست فاش کھائی سردار رستم خان سے سرکہ شہزادہ زیر ہوا شاید کہ گرفتار کر لیا گیا گاؤ لنگی گاؤ سوار کو بڑا
تأسف اور رنج و ملال ہوا ادھر سنیے جب فوج کفار سب فرار کر گئی غازیان لشکر اسلام نے ہاتھ روک لیا امیر باتوقیر صاحبقران زمان داخل
بارگاہ فلک پناہ ہمراہ بادشاہ جمجاہ ہوئے سرداران نامدار سب اپنی بارگاہوں میں مقیم ہوئے زخمیوں کی مرہم پٹی ہوئی کشتے دفن کیے گئے
امیر باتوقیر بادشاہ سے ملے سجدہ شکر بجالائے حمد پروردگار شمار [illegible] ساتھ لیکر رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار کو بارگاہ میں
آئے کیفیت معرکہ آرائی امیر باتوقیر سے بیان کی امیر باتوقیر صاحبقران زمان نے دست شفقت پشت پر رستم خان کے پھیرا احسنت و آفرین
کی خواجہ نے ایک خیمہ اسکے واسطے استادہ کرایا اسمیں رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار مقیم ہوا القصہ دوسرے روز رستم خان
دربار دربار امیر باتوقیر صاحبقران زمان میں حاضر ہوا عرض کیا کہ اگر حکم قضا شیم حضور ہو تو میں اپنے باپ کو جا کر مسلمان کر کے دربار حضور
میں لاؤں کہ بدبختیاں کہ اسکو بیکار کیا ہوا ہو ورنہ کفر اسکو دل سے نہیں نکلنے دیتا ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے بھائی تو وہاں تنہا جایا
اسنے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالی اسکو لیکے حاضر خدمت کرونگا امیر باتوقیر نے بہت بہت منع کیا اور سمجھایا مگر رستم خان نے نہ مانا اور اجازت
چاہی جب رستم خان بہت مصر ہوا امیر باتوقیر نے دیکھا کہ رستم خان کسیطرح نہیں مانتا خدا حافظ کہہ کے اسکو رخصت کیا رستم خان
بن گاؤ لنگی گاؤ سوار چلا مگر پیچھے اسکے براے خبر صورت بدل کے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی روانہ ہوئے کہ کیفیت دریافت کریں کہ
باپ بیٹے میں کیا معاملہ درپیش ہوتا ہے جب رستم خان قریب پہونچا ہرکاروں نے گاؤ لنگی گاؤ سوار کو خبر دی کہ رستم خان لشکر اسلام
سے آیا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے بلوایا جب باپ کے پاس آیا کہا اے پدر بزرگوار آپ دین اسلام کیوں نہیں قبول کرتے دولت کونین کیوں نہیں
حصول کرتے لقا لعنتی کو [illegible] امیر باتوقیر کی اطاعت کیجیے بت پرستی کو چھوڑیے زنار کو توڑیے خدا پرستی اختیار کیجیے [illegible]
نادیدہ سجا ہے دین حق بہت اچھا ہے خدا کی وحدانیت کے قائل ہو جیے دین اسلام پر قائم ہو جیے یہ سنکر گاؤ لنگی گاؤ سوار کو غصہ آیا [illegible]
پر لایا رستم خان تو خدا پرست ہو گیا کیا مجھکو بھی آپ سے خدا پرست کرنے آیا ہے یہ کیا تیرے دل میں سمایا ہے یہ کہکے گاؤ لنگی [illegible]
رستم خان نے بھی تلوار کھینچی گاؤ لنگی گاؤ سوار نے سرداروں کو آواز دی پہلوان لشکر کے تلواریں کھینچ کھینچ کے آپڑے چہار طرف سے [illegible]
سے تلوار چلنے لگی بہت سے کفار رستم خان نے مارے اور بہت پہلوان سردار زخمی ہوئے مگر یہ تنہا وہ کفار ہزاروں رستم خان [illegible]
طناب بارگاہ میں رستم خان کا پاؤں الجھا کہ منہ کے بل زمین پر گرا فوج نے رغہ کر کے اسپر [illegible] حلقہ [illegible] آخرکار گرفتار کر لیا
رستم خان کی مشکیں باندھ کے سامنے گاؤ لنگی گاؤ سوار کے لائے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے حکم دیا کہ رستم خان کو جلدی قتل کرو
کہ غیب سے آواز آئی [illegible] پروردگار عالم کی کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے امیر باتوقیر صاحبقران

شیر بیشہ پروردگار فصیح بے نظیر کا سر کوب کا ذات برباد کن ملک کفرستان آنکہ پر برگوا الیسا تباہ و تاراج کرینگے کہ نیست و نابود ہو جائیگا اور اس قلعہ اور بارگاہ کا پتا و نشان بھی نہ رہیگا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ صدا امیر سپہر عیاری ماہ فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تھی بس یہ صدا سنتے ہی گاؤ لنگی گاؤ سوار کا بند بند تھرا گیا جسم بید کے مانند کانپنے لگا حکم کیا کہ رستم خان کو قید کرو شاید کہ اینہ کوئی اجرائے کار

داستان قوت بیان شہزادہ بدیع الزمان نستور بن لنسار سے کشتی ہونا اور بڑے سامان و تزک سے اکھاڑے کی تیاری زیر ایوان باغ ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب بن گنجور ملک حیران دلوکش اور تمام خلق کا جمع ہونا تماشا دیکھنے کو۔ ساقی نامہ

ساقی کدھر ہی بادۂ گلگون کا جام دے
لبریز کر کے دے تو مجھے جام ارغوان
دلکو لگی ہوئی ہی اگر لڑنے کی جوش
ہان دیکھو کسیا اُنکے تو آب زر کرتا ہی
سلطنت داستان کے اب جلد آ سحر

الم ہو گیا خمار مجھے لالہ فام دے
ہوتا ہی آج تیری بھی قوت کا امتحان
نکلتا ہی کیا اکھاڑے کو لے باندھ چست لنگوٹ
وہ پہلوان مقابلہ کا شور کرتا ہی
مضمون وہ چست لکھ کہ رہے نام عمر بھر

جلدی پلادے مجھکو کوئی جام لالہ رو
دے رند بادہ خوار کو مے اور نہ ٹال تو
آئے ہیں سب تماشے کو خلقت کا ہی ہجوم
دکھلادے ساقیا تو تیغ اسکندری

ہمت کا جوش اور جوانی کی ہی امنگ
میخانہ کے اکھاڑے میں کشتی نکال تو
طاقت کا تیری شہرہ ہی کشتی کی ہی دھوم
شہرت تیرے مقابلہ والے کی ہی بڑی

غزل

وہی جنون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

تری آنکھوں کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
تعلق ہی وہی تا حال اُن زلفوں کے سودے سے
وہی راتوں کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی جی کا جلانا ہی لگانا ہی وہی دل کا
بتوں کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی سودائے کاکل کا ہی عالم جو کہ سابق تھا

وہی نشو و نمائے سبزہ ہی گور غریبان پر
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
رواج عشق کے آئین وہی ہیں کشور دل میں
وفا اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
فراق یار میں جسطرح سے مرتا تھا مرتا ہوں
یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی سر کا پٹکنا ہی وہی رونا ہی دن بھر کا
رہ و رسم وفاداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
نیاز خادمانہ ہی وہی فضل الٰہی سے
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

بیت

نگارندۂ داستان کہن نو سنجندۂ باتاز کی سخن زور آوران احاطۂ اقلیم سخن و قوت نمایان دائرہ ملک طبع کہن عنان خامہ و زبان شیرین بیان بسمت معرکہ نظم و نثر یون پھیرتے ہیں کہ جب دربار گنجاب بن گنجور ملک حیران دلوکش میں شہزادۂ بدیع الزمان نور دیدۂ شاہان شاہان سلطان سلطان اسیر بانو قید صاحبقران زمان یعنی حکیم بدیع مثنی حکیم فاروس نے کمان قہار بن قہرمان عجمی کی بزور و قوت مقابلہ قاسم نوجوان تورڈالی اُس روز سے بادشاہ گنجاب بن گنجور حکیم بدیع کو بہت دوست و عزیز رکھتا تھا اور آنکھوں میں اُسکی انکی شجاعت و بہادری و طاقت و زور آوری کھپ گئی تھی اور دربار میں انکی بڑی قدر و منزلت بادشاہ گنجاب کیا کرتا تھا اور بڑی خاطرداری سے پیش آیا کرتا تھا اور حکیم بدیع کا یہ معمول تھا دن کو دربار گنجاب بن گنجور میں آتے تھے رات کو باغ میں ملکہ گوہر ملک کے پہلو میں بہاری و نسیم صبح جلتے میں سر شب ماہ پہلوے گل نخل نو دمیدہ و غنچہ خندیدہ و پسندیدہ میں سحر ہوتی ہی حیات مستعار بدیع الزمان نامدار گلشن عیش میں یون بسر ہوتی ہی ایکروز قاسم نوجوان تبلاش بدیع الزمان آئے مگر بدیع الزمان سے ملاقات نہوئی ایک پرچہ کاغذ مضمون دلگل بر رستم تحریر کر کے بالش پینہ یعنی تکیہ پھاڑ کر رکھدیا اور چلے گئے جب بدیع الزمان آئے تو انھون نے دیکھا کہ تکیے پھٹے ہوئے ہیں اور ایک پرچہ کاغذ تحریری بدست قاسم نوجوان رکھا ہی پرچہ کاغذ پڑھکر مضمون سمجھکر بہت منغص و کبیدہ خاطر ہوئے اتفاقاً ایکدن دربار گنجاب بن گنجور جمع ہی اور تمام سرداران نامدار و پہلوانان قوت آثار کرسی نشین و دنگل نشین ہیں اور حکیم فاروس کے پاس حکیم بدیع باوجود جلوہ افروز ہیں اور قاسم نوجوان بصد عز و شان پہلوے ہمایون میں شداد میں ضیا اندوز ہیں کہ ناگاہ نستور بن لنسار کشتی گیر دربار میں گنجاب کے آیا آداب سلام بجالایا اور ایک کاغذ تحریری مضمون کشتی و زور آوری کہ بسر مہر و دستخط سلاطین و امرا و وزرا کی تھیں حضور میں بادشاہ گنجاب کی پیش کیا اور عرض رسا ہوا کہ یا حضور بھی اس کاغذ پر مہر اپنی ثبت کر دیں با کوئی اگر پہلوان جوان زور آور جری و صفدر طاقت دار ہو وار و نامدار آپ کے دربار عالی وقار میں ہو تو میں اُس سے

نہ دونگا مقابلہ کرونگا بادشاہ سنکے کلام نستور بن نستار کا خاموش ہوئے اور دربار میں تمام حضار کیطرف دیکھا اور اشارہ کیا چونکہ اسوقت دربار میں بڑے بڑے پہلوان و طاقت دار و دردار جوان تن و توش کے شامل بہ دنگل و کرسی تھے مگر سب نے اُس جوان کو دیکھکر سر جھکا لیا کہ اپنے کو کسی نے موافق اُس پہلوان نامی کے نہ دیکھا لیکن قاسم نوجوان نے زبان کھولی اور ہمایون بن شداد سے چپکے سے کہا کہ میرا مقابلہ اس کشتی گیر کا کرادو پھر تماشا دیکھو ہمایون نے چپکے سے کہا کہ خاموش بیٹھے رہو کیا دربار میں گنجاب کے تمکو ذلیل کروگے اور آپ بھی خجل ہوگے اپنے قوی اور ہاتھ پاؤن دیکھو ذرا اسکے تن و توش پر نگاہ کرو تم اسکے ہم نبرد و ہمقوت ہو سکو گے قاسم نے کہا کہ انشاء اللہ پچھاڑونگا کہ زمین سے مل نہ سکے ہو بھی تمھین نے روک روک کر رکھا کمان قہار بن قہران عجمی پر ہاتھ ڈالنے دیا جو مین کھینچتا تھا کہی ہوا حکیم بدیع نے کمان توڑ ڈالی اب بھی تم منع کرتے ہو ایسا نہو کہ حکیم بدیع [illegible] اُٹھے اور اس سے کشتی کی شرط قرار پائے اور وہ کشتی نکال لیجائے تو بڑا غضب ہوگا اور مجکو اس سے سبکی اور خفت ہوگی بھائی ہمایون مین تو کھڑا ہوتا ہوں اور کہتا ہوں کہ مین اس سے مقابلہ کرونگا ہمایون ہاتھ سے چپکے چپکے زانو دبا رہا ہے اور قاسم بولا چاہتے ہیں کہ حکیم بدیع نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ای بادشاہ گنجاب اگر مجکو حکم ہو تو مین اس پہلوان نامی سے مقابلہ کرون اور کشتی لڑون گنجاب نے کہا ای حکیم بدیع بھلا تم اس سے مقابلہ کیونکر کر سکوگے اپنے قوی دیکھو اور اسکے تن و توش پر نظر کرو مصرع چہ نسبت مور را پیش سلیمان . کہان تم کہان یہ تم ایک نازنین حسین طفل کمسن یہ ایک پہلوان جوان صاحب تن و توش جہان دیدہ نشیب و فراز کشیدہ مین کبھی حکم تمکو اس پہلوان کے مقابلے کے لیے نہ دونگا حکیم بدیع نے کہا کہ حضور اس پہلوان نوجوان کی کیا حقیقت ہے آپ کے اقبال سے زیر کرونگا انشاء اللہ آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ اکھاڑے مین مثل برگ خزان دیدہ اُٹھا کر پھینک دونگا یہ سحر قد و تن و توش و شاد رنج نخل جیا نہ دیکھنے کا ہے اب یہ صیاد ہمت و قوت و شجاعت کا مری صید [illegible] عرض کرتا ہون بفضلہ تعالی یہی امید ہے قاسم نوجوان نے ہمایون بن شداد سے کہا یہ شکار بھی تمنے ہاتھ سے کھویا کیا کہون تم حارج ہوے سنتین [illegible] ہیٹ تھا جو آخر کار قاسم ستاسعت ہوے ہاتھ مل کر رہ گئے کہا ای ہمایون تمنے غضب کیا میرا شکار حکیم بدیع صید کریگا مجکو بڑا رنج و ملال ہوا وہان نستور بن نستار کشتی گیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور مین چاہتا ہون کہ پہلے زور آزمائی اکھاڑے مین ہو جائے ایک سنگال لنگوار بوزن سو من کا بنوا کر اکھاڑے مین رکھدیا جائے اسکو مین اُٹھاؤن اور یہ بھی اُٹھائے اگر یہ اُس لنگر کو ہاتھون سے اُٹھا کر بلند کرین گے تو مین انسے کشتی لڑونگا اور جو وہ لنگر انسے نہ اُٹھ سکیگا تو مین انسے ہم مقابلہ نہونگا حکیم بدیع نے سب شرطین اس پہلوان کی قبول کین اور کشتی قرار پا گئی پھر گیا ہور خون آشام نے بھی منع کیا ای حکیم تم کیا غضب کرتے ہو تم اس کشتی گیر سے مقابلہ کرنے کو کہتے ہو کیا نادانی کرتے ہو تم اس سے کسطرح سر بر نہین ہو سکتے آخر کو سبکی ہوگی تم خجالت ہاتھ آئیگا نخل ہمت گر جائیگا مصرع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی [illegible] حکیم بدیع نے کہا ای گیا ہور خون آشام تم منع نہ کرو ذرا تماشا دیکھنا کہ اکھاڑے مین کیا ہوتا ہے یہ بھی کشتی یادگار ہیگی جو دیکھیگا دھوم کریگا گنجاب نے حکم دیا کہ جارچی جائے منادی ندا کرے ڈھنڈھورا ڈھنڈھورا پیٹے کہ فلان روز زیر دیوار قلعہ گوہر ملک اکھاڑا تیار ہوگا وہان کشتی حکیم بدیع سے اور پہلوان نستور بن نستار کشتی گیر سے ہوگی او زور و قوت کا امتحان مقابلہ نستور بن نستار کشتی گیر ہوگا چاہیے کہ تمامی شہر خورد و کلان اعلی و ادنی شائقین و ناظرین تماشا دیکھنے کو آئین درجہ بدرجہ مقامت کرین اور ملاحظہ فرمائین کہ یہ کشتی بھی یادگار زمانہ ہے کبھی چشم فلک نیلوفری نے بھی نہ دیکھی ہوگی گوش کروبیان نے بسماعت دل نہ سنی ہوگی اسی عرصے مین چھتر مرجان کہ کاملہ گوہر ملک آیا بقواعد شاہانہ اداب تسلیمات بجا لایا اور ایک پرچہ کاغذ بطور عرضی پیش کیا جب گنجاب نے وہ کاغذ پڑھا معلوم ہوا یہ عرضی ملکہ گوہر ملک کی ہے تحریر تھا کہ بخدمت فیض درجت عالی منزلت والا شان عالی مکان بادشاہ مکرم سلطان معظم گیہان خدیو فلک شکوہ بادشاہ جمجاہ گنجاب بن گنجور ملک حیران پوکش خلد اللہ ملکہ و حشمتہ فدویہ گوہر ملک بحضور حاشیہ بوسان بساط فیض مناط عرض پرداز ہوتی ہے کہ آج کوئی پہلوان نوجوان مسمی نستور بن نستار کشتی گیر بڑا بلند زور و طاقت و قوت و ہمت کہیں سے آیا ہے اس سے مقابلہ حکیم بدیع سے قرار پایا ہے متمنی ہون کہ اکھاڑا اپنے مقام پر بنوایا جاوے کہ جہان سے اس فدویہ کو بھی تماشا دیکھنے کا موقع ہو زیادہ حد ادب گنجاب نے وہ پرچہ عرضی ملکہ گوہر ملک پڑھکر چھتر مرجان سے کہا کہ ای مرجان کہدینا

کہ اے نور چشم راحت جان اقبال نشان دختر ملک خرزہرہ کے باغ تمھارے اکھاڑا تیار ہوتا ہے جو دمین کشتی اور زور ہونگے تم بھی اپنے باغ پر بیٹھ کر یہ
تماشا دیکھنا دہین ہجوم خلائق وازدحام تماشبینان ہوگا بلکہ ایک سلسلہ جمع ہوگا یہ بھی تماشا قابل دید ہے اور ادھر تمام شہر مین ڈھنڈھورا پٹا
کہ خلق خداوند ہیجدہ ہزار ملک لقاے بے بقا اور حاتم پیغمبر رسل گنجاب کا کل حکیم بدیع پسر حکیم فاروس اور نستورین نستار کشتی گیر زیر محل
ملکہ گوہر تاب کشتی ہوگی اذن عام ہے جسکا جی چاہے تماشا کشتی آ آکر دیکھے [illegible] عیارونے عین دیوار ایوان عالیشان ملکہ کے نیچے ایک تمام پر کہ پر کیا
خود رو اور سایہ گستر تھا اور میدان بھی بہت وسیع تھا جا بجا دکانات پر چار درخت بہت بڑے بڑے فلک فرسا اور خود رو دیکھکر چالیس گز نیچے چالیس
عرض پیمائش کرکے آدم آدم قد زمین کو کھدوایا اور وہ تمام مٹی وہان کی نکلواکے اور تختہ مٹی ہنڈول کی خوب باریک کرا کے شکر [illegible] پانی
اسمین سے چھنوا کے بھنا او پنہا اور اسی چالیس گز کے دور مین بھروا کے کئی سو من عطر مٹی اور کیوڑہ اور خس کا اسمین ڈلوا دیا کہ وہ تمام مٹی عطر کی بو سے
اور مخلوط ہوبے کہ گل کی پشش بیٹھنے کے ہو گئی تھی اور چار طرف لب گرداں اسکی بچپن اور بہت پاکیزہ بنوا کے کو سوان تک جتنا کہ خس و خاشاک اور جھاڑی جھنکاڑ یا
شمشیر دار درخت اور پلیٹہ کانٹون سے صاف اور شفاف کروا دیا اور جا بجا راستہ و گھوڑے والے واسطے آبپاشی چھلکے ہوے تھے غرض یہ کہ شام ہوتے ہوتے
تیاری اکھاڑے کی بخوبی تمام ہوگئی اور منادی تمام شہر ایران مین بلکہ بیرون شہر فوج و سپاہ کی چھاونیون تک ہوگئی کہ کل صبحکو زیر قصر عالیشان
شہزادی کے اکھاڑا کشتی کا تیار ہوا ہے اور نستورین نستار کشتی گیر پہلوان قدرت خداوند کے حکیم فاروس کے بیٹے حکیم بدیع کی کشتی قرار
پائی ہے اذن عام ہے جسے تماشا کشتی کا دیکھنا منظور ہو وہ بیخوف و خطر آئے اور دیکھے ممانعت اور مزاحمت کسی کی نہین ہے غرض وہان تو تیاری
اکھاڑے کی اور خلقت تمام شہر ایران کی اس فکر مین کہ کل ازدحام خاص و عام کا بہ حدے ہوگا کہ بخوبی تمام سیر و تماشا کشتی کا دیکھنے نہ پائینگے اور
کوئی جا اسوقت ہمکو نہ پہونچیگی جو شام سے چلکے وہان کوئی مقام اچھا دیکھکر بیٹھ رہین تا کیفیت کشتی کی دیکھین چار طرف سے ادنی اعلی زن
مرد کہ و مہ وضیع و شریف از خرد تا کلان از پیر تا جوان امیر و زیر محتاج فقیر و بڈھے انتہا یہ کہ اندھے لولے لنگڑے بھی اور ون کے کاندھون پر چڑھ
چڑھ کر چلے تھے کہ ہم بھی کشتی زبردست تماشا دیکھینگے اور ازبسکہ یہ خبر دم بھر مین عالمگیر اور شہرلون تک مشتہر ہوگئی تھی دس کوسی بیس کوسی رعایا
برایا وغیرہ توشہ کی بر ریشان کو [illegible] بندھوا کے کشتی کے دیکھنے کے اشتیاق مین چلے آتے ہین غرض کہ یہان کی یہ دھوم دھام اور ازدحام خاص
و عام کی شرع تو ہی کل صبحکو یہان کیا ہوگی اب حال شاہزادہ با اقبال کا سنیے کہ یہ جو اپنے مکان مین بخدمت حکیم فاروس تشریف لاے تو
حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے فرزند تمھاری عقل و فہم اور ذہن اور شعور سے نہایت دور ہے یہ بات کیا تمھارے خیال مین آگئی کہ تمنے سر دربار
اس نستورین نستار کشتی گیر سے ازراہ کشتی کا بیڑا لیا اور اس دیو خصال پہلوان قدرت تماشا سے اپنے زور و طاقت کے امتحان کرنے پر ارادہ جو علاوہ
اطبا ہونگے مشہور ہین [illegible] چاہیے ہان اگر معرکہ و مباحثہ علمی یا کوئی مسئلہ طب ہو تو ہمین ہمکو کلام کرنا چاہیے یہ کارخانہ شفاخانہ
اور طرز جوانی ہے کشتی لڑنا پہلوانون کا پیشہ ہوتا ہے جو کوئی کہ انسان دانشمند ہوگا وہ اس وضع سے حذر کریگا شاہزادہ عالم نے عرض کیا کہ اے بزرگ
ہر چند کہ یہ حرکت مجھسے خلاف اپنی وضع کے واقع ہوئی مگر کیا کرون مجبور ہون کہ غیرت اور حمیت میری مقتضی اس بات کی ہوئی کہ
بزرگی پیغمبر رسل کی اور ذلت سرداران بارگاہ خاقانی ہو لہذا ابتو یہ خیال انکے مصرع ہر مرد کہ گوید نکند زنان باز دست [illegible] حکیم
جو کچھ نوشتہ تقدیر اور کاتب ازل نے صفحہ پیشانی پر سعید دیوان قضا کلک قدرت سے اپنے ترقیم کیا وہ بعرصہ ظہور آیا اور آیندہ کا
اب اندیشہ مین تردد و فکر نکرین حکیم فاروس مجیب ہو کر خاموش ہو رہا اسمین دن تمام ہوا اور وقت شام کا آیا شاہزادہ عالی مقام
بعد الفراغ تناول طعام نماز مغرب و عشا سے فارغ ہو کر واسطے آرام فرمانے کے پلنگ پر تشریف لیگئے ناگاہ وقت خواب کچھ جی کو
خیال آگیا کہ آج یہ حال کشتی کا سنیکے بیشتر ملکہ گوہر تاب کو اضطراب بدرجہ کمال ہوگا بہرصورت چلکے ملکہ سے بھی ملاقات کرانا
از جملہ واجبات ہے صبحکو واللہ اعلم بالصواب شب حال سنت فرداے زاید آدھی رات کے عمل مین لباس شب روی ذات اقدس ادا [illegible]
وہ پہنکر کے بعادت معہودہ حسب الحق سے کہ وا لگیا سابق مین تشریف لے گئے تھے اسیطور پر آج بھی [illegible] ملکہ کے زیر قصر
ملکہ کے پہونچے اور کمند کی راہ سے دیوار پر چڑھکر اندرون قصر داخل ہوے وہان ملکہ صحن خانہ باغ کے چبوترے پر ایک بنگرہ جواہر دوز کے ۱۹۰

کے نیچے کراستادے اُسکے الماس تراش جھالرین منقیش کی باسلکہاے مروارید آویزان ہین فرش بہت پاکیزہ بچھا کے اول شام سے اُسی رنج و آلام
مین آبدیدہ اور نہایت مضطرب الحال جلوہ فرما ہے اور گل اندام و شمعرو وغیرہ ہمرازین ہمسازین کچھ باتین تسلی و تشفی کی کرکے ملکہ کو سمجھاتی ہین اور ملکہ ہر بار
باچشم اشکبار یہ اشعار آبدار کسی استاد کی غزل کے

غزل

نازپروردہ چمن تھے اب اسیر دام ہین — اُلجھہ تو ای صیاد کر خاطر ہماری اندنون
چل بسے ہوش و حواس طاقت و صبر و قرار — کون کرتا ہے ہماری غمگساری اندنون
دکھ رہا ہے بسکہ دل مضراب غم کی چھیڑ سے — بھاگس و سے جاتا ہے درد زخمکاری اندنون
دل نفس کی ہے شوق ضبط آہ و زاری اندنون — طائر تے آشیانہ ہے بیقراری اندنون
ہے سلیمان کو سر جوش جوانی کا غرور — مرکب ہا و صبا ہے سواری اندنون
سالکان عرش بسم اللہ مجرا ہمارے ہین — چشم طوفان زا ہے دو دریا جاری اندنون

پڑھکر رولے کہتی تھی کہ صاحبو کیا اپنے جی کو سمجھاؤن اور کیونکر صبر کرون سو سو
اُلجھنین اسوقت میرے دلکو ہو رہی ہین یہ تفرقہ انداز گردون غدار صبحکو کیا بازی تازہ بر روے کار لاتا ہے استدعا اور حسرت ہے کہ جناب حضرت اُس پہلوان
قدرت کے سر کا اور مقابلے سے پیشتر شہزادہ والا مرتبت کو یہان پہونچادے شعر اب جذب تو اسکے دلمین جاوے ہے عاشق کو مرے مجھے ملا دے
ایک ہفتہ سے وہ یہان رونق افزا ابھی نہین ہوے ہین اگر آج تشریف لے آئین تو میرے اُنکے دو دو باتین ہو جائین اور جو بخار میرے دل کا ہے اور جتنی
پھر اس جی کی ہے نکال لکے جہانتک منت خوشامد سے مجھسے سمجھایا جاوے اور زبان میری یاری دے مین کہہ سن لون آگے جو نوشتہ تقدیر ہوگا دیکھون گی
شمعرو نے عرض کی کہ قربان جاؤن آج کی شب تو شہزادہ عالم کو بھی مسخر سے لستور کشتی گیر کی کشتی کا تردد لاحق ہوگا دیکھیے کیونکر اُنکا تشریف لانا ہو
ملکہ نے کہا کہ یہ تیری عین نادانی اور محض غلط فہمی ہے یہ اولاد صاحبقرانی عجیب بے پروا اور آستہ مزاج ہین فکر اور تردد اُنکے قریب ہوکر نہین نکلتا ہے
یہی گفتگو فیما بین ملکہ کے اور خواصون کے ہو رہی تھی کہ سامنے سے ایک خواص دوڑتی ہوئی آئی اور اُسنے ہنسکے دعا دی شمعرو اللہ کرے سلامت جم جم
ہے یہ چیزہی جسکے دم قدم سے دنیا کا سب بکھیڑا ہے لو ملکہ عالم تمہارا تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا شاہزادہ عالم حسب معمول تشریف لائے ملکہ گوہر ملک
گھبراکے اُٹھہ کھڑی ہوئی اور وہ سب محرمین ہمدم ہمراہ ہوگئین اور دستی وا الیان جب دراست کچھہ آگے آگے روشنی دکھلاتی جبکہ ملکہ قریب
بارہ دری کے پہونچی تو دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نگر دلشکر شکن دیوار پر سے اُوتر چکے ہین اور اسیطرف کو آتے ہین خواصون نے جھککر مجرا کیا
شمعرو نے بڑھکر بلائین لین اور کہا کہ قربان گئی ابھی ملکہ عالم آپکا ذکر خیر کر رہی تھین اور جسوقت سے یہ خبر کشتی لڑنیکی سنی ہے ملکہ کے جی کو عجب طرحکا صدمہ
عظیم ہے اور شام سے اسی فکر اور آلام مین آپ بھی رو رہی ہین اور ہملوگونکو بھی رُلاتی ہین شاہزادہ والاشان نے ہنسکے ملکہ کو گلے سے لگایا اور سیر باغ
کرتے ہوے جس مکان مین کہ پلنگ ملکہ کا لگا رہتا ہے اور خلوت گاہ ہے وہان آکر مسند پر بیٹھ گئے ملکہ نے کہا تمھارے جی مین یہ کیا آگیا جو تمنے لستور ایسے خوک
طلعت پہلوان قدرت لقا سے کشتی لڑنیکا ارادہ کیا ہے وہ بلانوش چار چار دیگین پلاؤ کی زہر مار کرجاتا ہے کئی سو من کا تو لوہے کا ایک بیل ہے اسکو زمین مین گاڑکر
لیتا ہے ایسے سنڈے مسنڈے بنکر سے خاک مین ملے سے زور آزمائی کرنے سے فائدہ کیا آپ کی کشتی مین ٹیکا لگا جاتا تھا جو اور سب سردارون نے
انکار اور پہلوتہی کی اور تم اپنی نمود کرنے کو اقرار کر بیٹھے اور ہم سبکو عجب طرح کی بلا مین اور مجھسے مین ڈال رکھا ہے کہ ایک سکتہ کی حالت ہے جیتے ہین نہ مرتے
ہین شاہزادہ عالم نے تبسم فرماکے جواب دیا کہ ای ملکہ انصاف کرو اور اسے سوچو کہ گنجاب ہماری عزت و توقیر کیسی کرتا ہے کہ تمام سردار اور اہل دربار ہماری
روز بروز ازدیاد حرمت و جاہ کو دیکھکر حسد کرتے ہین اور اسی رشک مین مرتے ہین بھلا ہم اُسکی بدنامی کیونکر گوارا کرسکتے تھے اور اُس خط نفسور پر سرداران
بارگاہ نشینون کی اپنے جیتے جی مہربن ہونے دیتے یہ بات تو ہمارے خلاف وضع اور خلاف ہمت اور غیرت تھی علاوہ اسکے طرہ اسپر یہ ہوا کہ لستور کی
زیادہ گوئی اور بلند پروازی اور لاف و گزاف کے ہم متحمل نہ ہوسکے ملکہ گوہر ملک نے کہا آپ بجا فرماتے ہین لیکن ہم تمہارا سا دل و گردہ کہان سے
لائین شاہزادہ والاقدر نے فرمایا کہ ہمنے تمکو انہین باتون کے خیال سے روز اولین کہا اور بہت سا سمجھایا تھا مگر ام رشدنی تو نہین تھا تمنے نہ مانا
اب بجز صبر و شکر کے کچھ تشویش و تردد کرنا لازم نہین مجھے ایسے طویل القامت لستور کشتی گیر کا تو لا حول ولا قوۃ مطلق کچھ اندیشہ و ڈر نہین مگر
تمھارے سر کی قسم جب دربار مین جاتا ہون بخوف جہالت تا بسم سر بکف نہایت ششدر اور مضطر رہتا ہون کس لیے کہ اس جاہل احمق بدمزاج
زود رنج کی خو بو سے مین خوب آگاہ ہون گنجاب کی کیا اصل و حقیقت ہے اگر زمرد شاہ لقاے سنگ خدا مع تمام اپنے اٹھارہ ہزار پیغمبران
مرسل و غیر مرسل اور بندگان بارگاہ اور پہلوانان قدرت اور مقربان درگاہ سے اکبار غا و سپاہ سے کوئی کلمہ خلاف اسکی زبان پر لاے

تو یہ جاہل مطلق کچھ اندیشہ اور پس و پیش نیک و بد کا نہ کرے اور لقا سے بھی لڑنے مرنے مارنے مر جانے کا ارادہ کرے بعد ازان جو گفتگو سخت و درشت شاہزادۂ قاسم نے سرو رباد نستور بن نستار سے کی تھی وہ سب بیان کر کے کہا کہ بس تم اب یہی دعا جناب باری سے مانگو کہ ہماری آبرو رہجاے اور قاسم کے مزاج مین ہر وقت کشتی نستور ہماری طرف سے کچھ جہالت نہ آجائے ملکہ گوہر ملک یہ حال شاہزادۂ قاسم کی طبیعت اور جہالت کا سنکے کانپ اُٹھی اور کہنے لگی اے صاحب براے خدا تم دو دنگل سے تم شہزادۂ قاسم کو دے ڈالو تو یہ مناقشہ اور دغدغہ رفع ہو جائے اور پھر تو وہ تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری کریگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے ملکہ مین حاو سیاہ کی گوشمالی اور چشم نمائی کے لیے ہر وقت اور ہر جا پر موجود ہون انکی جہالت میرا کیا کر سکتی ہی ملکہ گوہر ملک بولی کہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ واہ تمتو اُسسے بھی کچھ زیادہ تر جاہل معلوم ہوتے ہو ایک کرسی چوبی کے لیے اپنے ایسے بھتیجے کو کہ بجاے اپنے فرزند جگر بند کے ہی ناراض کرنا یہ کون سی عقل کی بات ہی القصہ تا نصف شب یہی گفتگو رہی بعد ازان شاہزادۂ عالی مقام کا جی چاہا اب استراحت اور آرام فرمایے جانب ملکہ مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ اب تو شبنم بکثرت پڑنے لگی اُٹھکر اندر چلکے پلنگ پر بیٹھو رات بھی تھوڑی رہ گئی ہی یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہان سے برخاست کر کے اندر چلے اسی ضمن مین ہر ایک کوئی کسی کام کے حیلہ سے کوئی کسی بہانے سے ادھر اُدھر ہو گئین شاہزادۂ عالم مع ملکہ پلنگ پر تشریف لے گئے اور گرد و پیش جو کشتیان گلابی شراب کی رکھی ہوئی ہین شاہزادۂ والا مرتبت نے ایک کشتی کا تورہ پوش اُلٹکر ایک گلابی کو ہاتھ مین اُٹھا لیا اور اُسکی شراب کو ملاحظہ کرنے کے لیے ملکہ گوہر ملک نے ساغر زر دین اُٹھا کر شاہزادۂ عالم کے ہاتھ سے اُس گلابی کو لے لیا اور دو ایک جام شراب کے باتفاق طبع نوش فرمائے اور سرور دونون صاحبون کی طبیعت کو ہوا لال لال ڈورے نشہ صہباے عیش کے آنکھون مین معلوم ہونے لگے نوبت بوس و کنار کی پہونچی مگر از بسکہ رسم اور طریقہ خاندان صاحبقرانی کا یہ ہی کہ تا وقتیکہ رشتۂ عقد و مناکحت مستحکم اور استوار نہو یہ لوگ مرتکب فعل حرام کے نہین ہو سکتے چنانچہ سابق ازین بھی ملکہ گوہر ملک سے یہ گفتگو طی ہو چکی تھی پس باقی اور سب راز و نیاز عاشقی اور معشوقی کے سواے وصلت اور پیوند کے فیما بین ہو رہے تھے اتنے مین دیکھا کہ کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی ہی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار پلنگ پر سے اُترے اور ملکہ سے بمضمون اس مصرع کے کہ اے ملکہ مصرع اگر زندگی ہی تو پھر آئینگے گھبراؤ نہین انشاء اللہ تعالی باقبال لایزال ایزدی پھر تمسے ملاقات کرینگے اور یہ کہکر رخصت ہوے بوقت وداع ملکہ نے اپنا گریبان کرتی کا اور دوپٹہ مثل خط شعاع کے تار تار کر ڈالا اور مثل ابر نوبہار زار زار اشکبار ہو کر کہنے لگی اے شہریار شعر گر زلیست سے نہ مجکو خفا تو خفا نہو ٭ سر تن سے میرے کر تو جدا پر جدا نہو ٭ اور دامن پکڑکے کہنے لگی کہ عند اللہ آپ نستور کشتی گیر سے کشتی لڑنے کا ارادہ نہ کرین میرے دلکو تسکین و صبر کسی طرح سے نہین آتا اور لاکھون طرح کے وسواس جی کو آتے ہین یہ تقریر ملکہ کی سنکے شاہزادہ والا تو چین بجبین ہوا اور چاہتا تھا کہ کچھ جواب سخت دیکر دامن چھڑاے الا بغور جو دیکھا کہ ملکہ کا حال غیر ہی اور روتے روتے ہچکی بندھی ہوئی ہی بات نہین کیجاتی ہی آپ بھی با چشم تر آب دم بھر عالم سکوت مین رہے بعد اُسکے ملکہ کو اپنے گلے سے لگایا فرمایا کہ اے ملکہ تم ہمارے مزاج سے خوب آگاہ ہو اور یہ بھی ہم تمسے بارہا سمجھا چکے ہین کہ ہمارے خاندان عالی مین کاذب و دروغگو نہین ہوتے پس تمسے کمال تعجب ہی کہ تم ہمکو اسوقت روکتی ہو ہمنے جو زبان سے کہا ہے جس طرح سے کہ مرگ و زیست برحق ہی ہم کرینگے اب بھلا ہم انکار کرینگے لعنت ہی اس بیحیائی کی زیست پر اے ملکہ بس اسوقت تم نظر کرم کریم کارساز پر رکھو کے عوض اس گریہ و زاری کے جناب باری سے دعا طلب ہو کہ اس مجمع کثیر اور انبوہ غفیر اور انبوہ خاص و عام مین ہماری آبرو رہجاے یہ کہکر شاہزادۂ عالم نے اپنے دامن سے گوہر ملک کے آنسو پونچھے اور خوب سی دلجمعی اور تسکین دیکر تشریف لے گئے اسیطرح پر باغ کی دیوار سے اُترکر اپنے مکان پر رونق افروز ہوے وہان تمام خواصین انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھاتی ہین اور ایک زبان ہو کے سب کہتی ہین کہ واری ہم لونڈیان صدقے آپ کچھ سراسیمہ اور مکدر نہون اور کسی طرح کا اندیشہ دغدغہ وسواس نکرین خدا نے چاہا تو جس طرح سے شاہزادۂ والا شان نے اس کمان کو توڑ کر پھینکدیا تھا دم بھر مین سن لینا کیا مقرر اپنی آنکھون سے دیکھ لیجیے گا کہ اس نطفہ شیطان پہلوان کو خدا کی مار ہمارے آقاے دو جہان شاہزادۂ عالم و عالمیان نے دم سے سر کھینچ کے پیوند زمین کر دیا اور جہنم واصل کیا غرض اسی طرح تسلی و تشفی کی باتین کر کے ملکہ کو بہلاتے اور سمجھاتے ہوتے صبح جو ہو گئی تو سبھون نے

عرض

عرض کی کہ ملکۂ عالم اب آپ اُس برج مین جسکے سامنے میدان کشتی ہے اور فرش فروش پردے چلمنین وہان سب تیاری معقول ہی چلکے مسند پر اجلاس فرمایئے اور تماشائیون کا اژدہام اور اجتماع خاص و عام اور تماشہ کشتی شاہزادہ عالیمقام اور اس پہلوان شیطان کا ملاحظہ فرمایئے ملکہ نے فرمایا اچھا چلو یہ کہکر ہاتھ منہ دھوکر گلوری پان کی خاصدان والی سے لیکر کھائی اور اس برج مین جاکر جلوہ فرما ہوئی اور دیکھا کہ دردون اسیرون کا ہجوم اور تماشائیون کی دھوم ہے لاکھون ادنی اعلی برنا و پیر جمع ہین کھوے سے کھوا چھلتا ہے سیکڑون ہزارون امیر امیر زادے ساہوکار بڑے بڑے سیٹھ جوہری بچے ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار ہین ہزارون سیکڑون کھڑے ہین سیکڑون نے اول سب سے آ کے اکھاڑے کے اندر کنارے پر شطرنجیان چاندنیان جازمین قالینین دریان بچھاکر بیٹھ رہے ہین سیکڑون درختون پر چڑھے ہوے بیٹھے ہین اکثر درختون کے ٹہنے آدمیون کے بوجھ سے پھٹ پڑے کتنون کے سر پھٹ گئے اکثرون کے ہاتھ پانون ٹوٹ گئے بعضون کے کوکون مین چوٹ آئی دو چار کے پیٹ مین صدمہ ہے اُنکے منہ سے خون جاری ہے دو ایک ضائع ہو گئے جان سے گئے ہین کوسون تک حلوائیون نے تختہ تختہ چبوترے مٹی کے باندھ باندھکر پالین تانی ہین دکان اسمین لگائے بیٹھے ہین کبابیان گرم ہین پوری پکوان تر حلوا بیچ رہے ہین سیکڑون خوانچہ والے نونگ چڑے کیا بلیمے تھال والے سموسہ دال موٹھ والے پھرتے ہین سیکڑون دُکانین شیشہ سوتی والون کی ہزارون دکانین گلوری والون کی لگی ہین غرض کہ ایک میلا سا لگا ہے اور چپ و راست اُس اکھاڑے کے دنگل کرسیان مسند لیبان نیم تخت بچھتے جاتے ہین اکثر سرداران بارگاہ گنجاب اور اُنکے پالے امیرون وزیرون کے جو جو کہ باریاب دربار ہیں ہین آتے ہین اور بعضے خاندانی رؤسائے شہر اور اہالیان مملکت اور اراکین دولت آن آنکر بیٹھتے جاتے ہین مگر ابھی گنجاب کی سواری نہین آئی ہے اور نہ نستور بن نستار کشتی گیر آیا ہے ہان جلوس سواری کا چلا آتا ہے اسمین طرح ہوا اور آواز ڈنکے کی گوش زد ہوئی اور آگے آگے سانڈنی سوار بعد اُسکے اور ہزار بارہ سو حاجب دربان یساول ہمرہ ہے نقیب چوبدار عصا بردار گھوڑون پر سوار بہت ذی ہوش اہتمام سواری کا کرتے ہوے ہزار بارہ سو سقے فوارے ہزاری کے دہانون پر مشکون کے چڑھائے آبپاشی کرتے ہوے منقل بردار عود سوز اگر سوز عنبر سوز ہاتھون مین لیے بخورات جلتا ہوا گنجاب تخت روان پر سوار اور علقمہ ضغلالالی وزیر اعظم دستور المعظم خواصی مین باادب کھڑا مورچھل طاؤسی سے مگس رانی کرتا ہوا سعد خرقہ نشین اور سعید خرقہ نشین دو بھانجے گنجاب نے تخت کے برابر اپنے اپنے مرکبون بازین و لجام مرصع کار پر سوار اور گیاہور خون آشام وغیرہ دست راست کو اور جہلیل درازترکیب شہسوار دست چپ کو نشیت پر کئی لاکھ سوار و پیادہ ملازمین اور نمکخوار سرکاری ہین غرض تخت گنجاب کا اُس اکھاڑے کے کنارے پر رکھا گیا اور تمام سرداران اور اہالیان دربار اپنی اپنی سواریون سے اُتر اُترکے دنگلون کرسیون پر بیٹھے کہ ناگاہ غل ہوا کہ پہلوان قدرت آتا ہے اور دیکھا کہ آگے آگے تو ایک شاگرد اُسکا بہت بڑا ڈھول گلے مین ڈالے ہوے چوب مارتا ہوا ڈھول بجاتا ہوا اور پیچھے اُسکے وہ نستور بدغرور زمین پر اکڑتا ہوا عجیب طرح کی شخصیت اور تمکنت سے ساٹھ ارح کا قد و قامت ہاتھ پانون بڑے زبردست جانگیہ لنگوٹہ باندھے گلے مین پھولون کے ہار پڑے ہوے ایک چوب دست آہنی دو سو من کی کاندھے پر رکھے گرد و پیش اُس لعین بدکیش کے چار سو شاگرد کشتی لڑنے والے جام شراب پیتا ہوا پنجون کے بل اکڑتا اکڑتا قریب اس اکھاڑے کے آکر جسطرح کوئی کبھی اڑا دیتا ہے سلام گنجاب کو کیا اور وہ جو چوب دست اسکے ہاتھ مین تھی اسکو اس زور سے اُس اکھاڑے مین مارا کہ وہ آدھی زمین مین غرق ہو گئی بعد ازان گنجاب کیطرف خطاب کرکے پکارا کہ وہ حکیم زادہ آپ کا کہان ہے اُسدن تو سر دربار بیہودہ گوئی کر بیٹھا اب سر دست یہ چوب دست جو مین نے پھینک دی ہے اور وہ قدرے زمین مین بھی دھنس گئی ہے اُسکو تو اُکھاڑ دے بعد اُسکے میرے سامنے مجھسے نام کشتی لڑنے کا لے گنجاب چپ و راست دیکھنے لگا گیاہور خون آشام نے عرض کیا کہ حضور کیا مقدور کسی کا جو اس چوب دست کو اُکھاڑتا تو بجز زمین سے حرکت بھی نہین دیسکتا اور حکیم بدیع تو ابتک تشریف فرما نہین ہوے بس ایسی ہی بات حق گوئی پر تو غلام مطعون خاص و عام ہے کہتے ہین اور کرتے مین بڑا فرق ہوتا ہے جہلیل درازترکیب نے ہان مین ہان ملا کے کہا کہ یا میمنیر مرسل زیادہ گوئی آخر انسان کو شرمندہ کرتی ہے ابھی یہ دونون سیاہ رو اسی گفتگو مین تھے کہ پھر غل ہوا حکیم بدیع بھی تشریف لاتے ہین اور حسب اتفاق قبل ورود شہزادہ بدیع الزمان والا شان کے شدلو شاہ اور پہلوان بن سعد او

اور فضل تبغرن پہلوان نامی گردن کشان روے زمین میدان کشتی مین آچکے منتظر آمد شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے تھے جسوقت گذر گیا ہور
مزملیل نے ازراہ عیب جوئی یہ گفتگو غیبت مین شاہزادہ والا مرتبت کی تو قاسم یعنی فضل تبغرن نے درجواب اسکے نہایت پیچ و تاب کھاکر کلمات سخت و
درشت فرمائے اور کہا کہ اس خوک دشتی نستور پر غرور کی اصل و حقیقت کیا ہی کہ کوئی شخص اس بیچارے بے حقیقت کی خوف تمہارے سر کہین نہ آئیگا اور
ایسے بزدلے کے مقابلہ مجادلے سے ڈر جائیگا مجھے فقط اس بات کا خیال آتا ہو کہ وہ حکیمزادہ کشتی لڑنیکا اور اسکو زیر کرنیکا اقرار اور وعدہ حتمی کر چکا ہی
ورنہ اس چوب آہنی کو جو اسنے بڑے زور و طاقت سے زمین مین گاڑ دی ہی ایک اشارے مین اکھاڑ کر مین پھینک دیتا ابھی اس بات کا کوئی جواب دینے
نہین پایا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اس اکھاڑے کے قریب آن پہونچا اور گنجاب کو سلام کرکے ملتمس ہوا کیا حکم ہی گنجاب نے کہا ای فرزند ابتک
خیریت ہی تم اس پہلوان قدرت سے لڑنیکا ارادہ نہ کرو شاہزادہ عالم نے جواب دیا کہ یا شیخ مرسل سوا اس امر کے جو کچھ ارشاد ہو تعمیل کرون الا یہ تو میری
اور اسکی کشتی کا وزرا کا اب تماشا ملاحظہ فرمائین یہ کہکر شاہزادہ عالیمقام نے پوشاک اپنی اتاری اور جانگیہ پہن کر لنگوٹ کھینچا تو جسوقت کہ اس
رشک مہر و خورشید ماہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ کے جسم اطہر پر نگاہ سب کی پڑی اور تمام خاص و عام نے تن نازنین اس والا مقام کا دیکھا
سب متعجب اور متحیر ہو کر کہتے تھے کہ فی الحقیقت رستم کا دل اور کلیجا اس حکیمزادے کا ہی واہ کیا ارادہ اور کیا حوصلہ کر بیٹھا ہی بلاشبہہ و بیشک یہ بڑا دلیر
و بہادر ہو کس لیے کہ اگر اس سے اور اس سے نسبت ارض و سما یا مقابلہ کوہ و کاہ کا کیا جاے تو بجا ہی خداوند تعالی اس حکیمزادے کی آبرو رکھے ملعون نستور
بن نستار نے شاہزادہ عالیوقار کیطرف بنگاہ غیظ دیکھکر باواز بلند کہا کہ ای حکیمزادے رحم کر اپنی اس نوجوانی اور جان شیرین پر شعر دنیا مین فرا
دیکھ ہوسناک تماشا ہو پھر خاک مین کیا دیکھیگا تو خاک تماشا ٭ کہان تیرا جسم نازنین اور خوبصورت خوبصورت ہاتھ پانون اور کہان تیرا تن و توش
اور قد و قامت اور زور و طاقت مجھمین تجھمین کسی طرح کی مناسبت نہین اگر تو اسدن ازراہ نادانی بیساختہ ایک بات زبان سے نکال بیٹھا اور
مجھسے وعدہ کشتی لڑنیکا کیا تو کچھ قباحت نہین سہو و خطا سبھی سے ہو جاتی ہی بلکہ ایک مذہب نادیدہ خداے آسمانی کے پرستارون کا وہ اس قول کو
اپنا دین ایمان الانسان مرکب من الخطاء والنسیان جانتے ہین مین نے بخوشی معاف کیا کسلیے کہ خداوند تعالی نے تجھے خاص حسن و جمال مین عدیم المثال
خلق کیا ہی تیری شکل دیکھکر میرا جی کڑھتا ہی اور اسدرجہ تجھپر پیار آتا ہی کہ تجھے اپنے گلے لگاؤن اور صاحبزادے تمنے سنا نہین شعر ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد ٭ مجھسے کشتی لڑنا خیلے اشکال و امر محال ہی شاہزادہ با اقبال نے بکمال آشتی اور نرمی جواب دیا کہ تم پہلوان قدرت ہو البتہ
تمسے لڑنا بہت مشکل ہی الا جو اشراف نجیب الطرفین ہین وہ جو کچھ کہ اپنی زبان سے اقرار کرتے ہین وہ پورا کرتے ہین اب ہمارے تمہارے کشتی ہونا مقدر
اور مقرر ہو گیا پھر اب توقف اور تامل کیا نستور ہنسا اور اپنے شاگردون کیطرف دیکھکر کہا کہ صاحبو ہر چند مین نے ترس اور رحم اسکی جان پر کیا
لیکن قضا و قدر مین مجھسے کیا مداخلت ہی مین سوا خدا کے اسکے خون کے بری ہو چکا محض بقصور اور مجبور ہون یہ کہکر للکارا کہ ای شخص تو کشتی تو مجھسے کیا
لڑیگا پہلے یہ چوب آہنی جو مین نے میدان مین پھینک دی ہی تو کیلا سے تو اکھاڑ لا بعد اسکے کچھ کلمہ فضول زبان سے نکالنا شاہزادہ والا مرتبت کو
یہ گفتگو کبر و نخوت کی نہایت ناگوار طبیعت اقدس ہوئی اور ہر چند کہ شاہزادہ عالیمقام بہت حلیم اور سلیم ہی مگر اسکی بیہودہ گوئی سے ایک حالت غیظ کی
مزاج پر طاری ہوئی اور اپنے دلمین یہ سوچکر کہ قطعہ نباید انقدر صبر و تحمل ٭ کہ مانند زمین پامال باشی ٭ تو ئی از خاک و باد و آب و آتش ٭ نمی شاید
کہ بر یک حال باشی ٭ برابر اس چوب آہنی کے پہونچا اور اسمین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ زمین معرکہ دہل گئی اور زور اولین مین بے تکان اس چوب آہنی کو
اٹھاکر سر سے بلند کیا اور دوسرا نعرہ کرکے جو مارا تو وہ چوب تمام زمین مین غرق ہو گئی فقط ایک دستہ اسکا لگا رہ گیا تھا ہر ایک کی زبان سے مرحبا صد مرحبا
بلند ہوا اور از زمین تا آسمان صدا آفرین و تحسین گوش زد تھی بیساختہ فضل تبغرن کی بھی زبان سے واہ واہ نکل گئی اور گنجاب تخت پر کھڑا
ہو گیا اور پکارا ای فرزند چشم بد دور مرحبا صد مرحبا کیا ہور وغیرہ جو کہ معاند و حاسد تھے انکو عجب طرح کا داغ رشک دلپر ہوا کہ کلیجا اپنا دونون ہاتھون
سے تھام کر رہ گئے اور کچھ دم نہین مار سکتے تھے اسمین شاہزادہ نامدار نے پلٹ کر کہا کہ ای نستور بن نستار اب یہ چوب دست آہنی کھینچ کر اکھاڑ سکے
تو اکھاڑ اور جواب نہ اکھڑے گی تو اس مجمع خاص و عام مین تیری ہوا اور آبرو خاک مین ملجائیگی نستور بن نستار کشتی گیر اپنے دلمین نہایت حیران
پریشان بیحس و حرکت خاموش کھڑا ہوا شاہزادہ عالی کا منہ دیکھ رہا تھا کہ دوبارہ شاہزادے نے اس چوب دست آہنی کے دستہ پر ہاتھ ڈالکر

زور کیا اور اُسکو اُکھاڑ کر علحدہ پھینکدیا لنستور کا یہ حال ہوا کہ مارے ذلت کے زمین مین گڑا جاتا تھا اور زمانہ نظروں مین تاریک معلوم ہوتا تھا ایکبارگی
پکار اکہ ای حکیم بدیع شاید تجھے اسطرح کی مشق اور کثرت بہت ہی کہ تو نے ایسی چوب آہنی کو اُکھاڑ کر گاڑدیا اور پھر اُکھاڑ لیا لیکن اس سے کیا ہوتا ہی
خدائی اور کتخدائی مین بڑا فرق ہوتا ہی مصرع شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر ہست ۔ یہ باتین متعلق کثرت اور مشق کے ہاین اگر کوئی بھی ایسا
کام کرتے ہین اور کشتی لڑنا زور و طاقت سے علاقہ ہی یہ کہکر اپنے خم ٹھونکا اور بآواز بلند کہا کہ بھراپ آخر کیا ہی آمیرے مقابلہ مین لیس اتنا
کہا تھا اس نستور بدانجام کے منھ سے پورا نہین نکلنے پایا تھا کہ وہ شیر بیشۂ شجاعت ضیغم بیجائے روزگار اشعار چو تیرے زکمان جستہ سوئے نشان
بجوش غضب بیجو پیل دمان ۔ چو باز گرسنہ بصید کلنگ ۔ چو شیر ژیان سوئے آہوئے لنگ ۔ قریب اس اجل رسیدہ نستور مغرور جھپٹا
پہلوان قدرت لقا کے ہوتے وہ بیچارا ایکبار ہاتھ اپنا اس شاہزادہ عالی وقار کی گردن مین ڈالکر زور کشمکش کا کرنے لگا اور تماشائیون کا یہ عالم ہوا
کہ آدمی پر آدمی گرا پڑتا تھا سیکڑون منگیرون مین سر ڈالے ہوے سیکڑون بغلون مین گھسے سیکڑون کاندھون پر سر رکھے دیکھنے کو جھکے ہوے
جہان ریلا کرتے تھے دو دو ہزار اور تین تین ہزار آدمی نکلے اور ہم ہوجاتے سیکڑون پاؤن کے تلے پسے جاتے اور یہان اکھاڑے مین شاہزادۂ
رستم دل سہراب توان اس نستور بن لنستار پہلوان سے کالبد بشت بمشت لپٹے کشتی ہو رہی تھی ایک دستی دو دستی بغلی اور لنگان دوم
اور نانگ پھیری کوڈہ گرمن ارنگی وغیرہ تین سو ساٹھ بندکشتی کے جو کہ ہا بہ لیا داہ اس نستور نالائق کے تھے سب کر کے تھک گیا اور کوئی پیچ
اُسکا شاہزادہ والا تبار پر نہ چلا اُسوقت یہ سوچ سکے کہ پہلے تو مین یہ جانتا تھا کہ یہ حکیم زادہ اصل کیا رکھتا ہی زورآور اول مین اسکو زیر کر دونگا
اور آسمان دکھا دونگا مگر معلوم ہوا کہ یہ سوکھی سوکھی ہڈیان اسکی فولاد کی ہین پھر مجھے لازم ہی کہ ہوشیار ہوکر حریفانہ اور استادانہ زور کر کے
اسکو پشت بزمین کرون حالت غیظ و طیش مین زور کرنے لگا گنجاب نے جو یہ تماشا دیکھا کہ حکیم بدیع کسی مقام پر نستور بن لنستار کشتی گیر
سے کم نہین برابر کا زور طرفین سے ہو رہا ہی بہت خوش ہوکر علقمہ اضطرلابی اپنے وزیر اعظم سے پوچھنے لگا کہ کیون صاحب تمھاری راے
مین کیا آتا ہی ان دونون مین فتحیاب کون ہوگا علقمہ اضطرلابی نے عرض کیا کہ علم غیب تو فدوی کو نہین لیکن عقل اسبات کی مقتضی ہی کہ حکیم بدیع
اقبال لایزال سے سرکار کے غالب ہوا در کشتی مین یہ پہلوان مغلوب ہو جاے گنجاب نے کہا کہ فتحیاب ہونا تو اس اہرمن توان دیو
نژاد لنستور پر معلوم ہین خیال سے کہ یہ پہلوان قدرت ہی اور خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر نے اپنی زبان سے اسکو فرمایا ہی کہ کسی سے روے زمین پر زیر
نہوگا تو فرمانا خداوند کا بمنزلہ تقدیر کے ہی اگر یہ کشتی گیر حکیم بدیع سے برابر بھی رہجاے تو گویا غلبہ و فتح حکیم بدیع کے نام پر ہوا اور یہ خط منشور جیسے
موا ہیر پہلوانان عرصہ امکان سے تیار کروایا ہی سب مہرین بیجاے دھبے بسینہ اس نابکار کی نظرون مین ہو جاوین اور ہم اس خط منشور پر مہر کرنے سے
نجات پاوین ہرگز مہر نکرین اور سرداران گنجاب گیا ہو رخون آشام اور فیصل بن گیا ہو ر اور جہلیل دراز ترکیب وغیرہ جوکہ معاندین اور
حاسدین شاہزادہ عرش تمکین ہین وہ یہ تماشا کشتی کا دیکھکر مثل مار سر دم بریدہ پیچ و تاب کھا رہے اور جل جلکر کباب ہوے جاتے ہین اور آپس مین
سرگوشیان کر کے کہتے ہین کہ یہ حکیم زادہ بلاے مبرم نکلا ہرگز ہرگز یہ حکیم فاروس کا بیٹا نہین ثابت ہوتا ایک عرصہ دراز سے ہمکو اسکے مقدمے مین
تامل و تحیر ہی جہلیل دراز ترکیب نے جواب دیا کہ یہ گمان غلط اور خیال خام ہی کبھی زمانہ اچھے بیدون سے خالی نہین رہتا حکیم فاروس کے
بیٹے ہونے سے اسکی شجاعت اور پہلتنی مین کیا نقص اور عیب لگ سکتا ہی تم سب صاحب عاقل و فہمیدہ ہو دیکھو تو کیسے کیسے گوہر بیش بہا بطن
صدف سے پیدا ہوتے ہین اور لعل رمانی و بدخشانی سفینۂ سنگ سے نکلتے ہین یہ نیرنگیان اسی قدرت کاملہ خداوند لقاے خداے ہیجدہ ہزار
ملک باختر کی ہین اسمین عقل کو کیا مداخلت ہی زور و طاقت جرأت و شجاعت یہ امور خداداد ہین اسمین حسب نسب ذات و صفات سے
کیا علاقہ ہی غرض یہان تو سرداران مین یہ چرچا اور ذکر مذکور ہو رہا ہی کوئی کہتا ہی صاحب نستور بن لنستار کشتی گیر پہلوان قدرت خداوند
لقا کا ہی یہ کبھی پشت بر زمین کشتی مین سنا ہی نہین کہ کہین ہوا ہو اگر ہوا بھی ہی وہ رعایت مروت اپنی آدمیت کر رہا ہی جسوقت کہ وہ زور کریگا پھر
حکیم بدیع ایکدم تو ٹھہر نہین سکتا چارون شانے چیت پڑا ہوگا دو چار کہتے ہین کہ تم جھک مارتے ہو پہلوان قدرت کی حالت تو اسوقت
غیر ہو رہی ہی روح پر صدمہ معلوم ہوتا ہی اور حکیم بدیع کے تیور بشرے پر چہرے پر کچھ بدحواسی کوئی علامت پریشانی کی نہین پائی جاتی ہی

ہمارے سنرہ پاے تو کوئی دم بھر میں یہ ہوتی ہے کہ حکیم بدیع نے حسب حسرت قہرمان عجم کی کمان توڑکر پھینک دی اور اسکی چوب آہنی دو بین کی اکھاڑ کر ڈالی پھر اسکو اکھاڑ لیا اسی صورت پر نستور کو بھی دیکھنا کوئی گھڑیاں گذرتی ہیں اُٹھا کر چاروں شانے چت دے پٹکا غرض کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی ہوا خواہی شاہزادۂ بدیع الزمان میں سرگرم ہے آمادہ رزم ایک طرف کھڑا ہے کوئی طرفداری میں نستور کشتی گیر کی خنجر کھینچے بر سر عزم جنگ مباحثہ اور تکرار کر رہا ہے دس بیس شخص ہزار دو دو ہزار اشرفیوں کی بازی لگا کے کہتے ہیں کہ حکیم بدیع اس نستور کو پچھاڑیگا دو چار بالعکس اسکے کہ حکیم بدیع بیچارہ نسخہ نویس نبض شناس ہے وہ کیا مقابلہ کرے گا کہ نستور ایسے پہلوان قدرت پر کیا غلبہ پائیگا شرطیں بدرہے ہیں اور قسمیں کھا کھا کر حجت کرتے ہیں کہ پھر ہمکو کوئی نقار پرست نہ کہنا خدا وند یہ سنکر جاتا ہے ہمکو تم سب خدا پرست سمجھنا جو پہلوان قدرت حکیم بدیع کی کشتی نہ ہارے اب یہاں تو یہ بلوہ ہو رہا ہے ان تماشبینوں کو بھی انتظار ہے فتح و شکست کے رہنے دیجیے وہاں حال ملکہ گوہر ملک کا سنئیے کہ یہ جو اس بیچ میں بیٹھی تماشا کشتی شاہزادہ باتوقیر اور نستور کشتی گیر کا دیکھ رہی تھی جس وقت فیما بین ان دونوں کے زور کشمکش کے ہونے لگے اور دونوں کو از پا تا فرق پسینے میں غرق دیکھا تو نستور اہرمن طلعت دیو خصال کے قد و قامت اور زور و طاقت اور شاہزادۂ والا منزلت کے حسن و جمال اور جسم اطہر اور تن نازنین کا خیال جو دل کو آگیا تو فرط محبت سے ہزار ہزار طرح کی الجھن اور تشویشات اور ترددات اور توہمات اور خیالات اور وسوسے اندیشے جیکو پیدا ہوئے پھر ضبط کر رہی تھی پر آنسو آنکھوں سے نہیں تھمتے تھے اور کلیجا چار چار ہاتھ اُچھل رہا تھا جی بیٹھا جاتا تھا نہایت بیتاب ہو کر حالت اضطراب میں گھبرا کر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک جانب سجادہ بچھا کے بسمت قبلہ ہو کر تسبیح صد دانہ اشک کو تار نظر میں پروستہ کیے بحضور قلب اور خلوص نیت مضمون اس رباعی کے رباعی اے آنکہ بملک خویش پاینده توئی ٭ در ظلمت شب صبح نماینده توئی ٭ کارمن بیچارہ قوی لبستہ شدہ ٭ بکشائے خدایا کہ کشاینده توئی ٭ جناب کبریا سے دعائیں مانگ رہی تھی اور کہتی تھی کہ اے رب کریم میں جدید الاسلام ایک ادنیٰ کنیز عاصی و خاص تیری وحدانیت اور الوہیت کی ہوں زبان فیض ترجمان شاہزادۂ بدیع الزمان قدسی سیرت سے مجھے معلوم ہوا کہ تو ایزد کائنات و قاضی الحاجات مجیب الدعوات سمیع و بصیر علیم و خبیر ہر شئے پر قادر و قدیر ہے شعر تو نگاہ دار ز خاک صورت پاک ٭ تو تو پیش باز کردن خاک ٭ فقط اتنی ہی ملتجی ہوں کہ صدقہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک احمد مختار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے اس دوست دلخواہ شاہزادۂ عالیجاہ کو اس نستور روسیاہ پر فتحیاب کر کے صحیح و سالم الصمد جاہ و حشم نکال اس عذاب کشتی سے اور تمامی تماشا بینوں کے ازدحام اور بلائے خاص و عام اور مقربین و مصاحبین بارگاہ اس مقبر مرسل یعنی کنجاب کے سامنے شاہزادہ عالیجناب کو سرخرو کر اور پھر میں ادر وہ تیری خدائی کا صدقہ لیا ہوں اور باتفاق باہم نذریں نیازیں گذرانیں علی ہذا القیاس بہت ہم انیسیں جلیسیں خواصیں ہمدمیں محرمیں مقربیں لونڈیاں باندیاں وغیرہ ملازمیں اور متوسلین ملکہ کی سب سر برہنہ سمت قبلہ منہ کیے خاک پر پڑی ہوئی بکمال تضرع و زاری بجناب باری سے دعائیں مانگ رہی تھیں اکثر ملکہ کے پاؤں پر سر اپنا رکھے بعضی صدقے اور نثار ہو ہو کر یہ اشعار پڑھتی تھیں

اگر بایے پیل است ور پر مور
چو بر لشکر دشمن آرد رحیل
گلستان کند آتش بر خلیل
سری بادشاہان گردن فراز

بہ ہر کس دہد او ضعیفی و زور
بخرطان کشد فیل و اصحاب فیل
گرہ سبب آتش بود آب نیل
بدرگاہ او بر زمین سر نیاز

چو بردار دار ز بلند و دون
یکی را بسر بر نہد تاج بخت
کلاہ سعادت یکی بر سرش

خورد لیشہ عرب نمرود را
یکی را بخاک اندر آرد ز تخت
گلیم شقاوت یکی در برش

سمجھاتی تھیں کہ حضور کا کدھر خیال ہے وہ دن کیا بھول گئے یاد تو کیجئے اس گوہر نایاب دریائے صاحبقرانی کو صندوق میں بند کر کے ناالائق سلیمان زنگی علیہ اللعن نے کیسے دریائے زخار تیرہ و تار ساحل ناپید اکنار میں کہ جسمیں دو دو ہزار من کا پتھر مثل برگ کاہ بہتا چلا جاتا تھا ڈالدیا اور آپنے جوش محبت اور ولولہ شوق سے اپنے دشمنوں کی ہلاکت پیش خود تجویز کر کے آپ کو کشتی سے گرا کے ہم آغوش اسی دریا کا کر دیا تھا پھر ازروے انصاف فرمائیے بلکا اب پر کچھ موقوف نہیں جو کوئی شخص یہ حال سنیگا اسکو اس دریا سے شاہزادہ والا منزلت کے زندہ و سالم نکلنے کا احتمال اور آپکی سلامتی اور زیست کا وہم و خیال میں بھی یقین نہ ہوگا مگر دیکھیے قدرت نمائی اور کبریائی اُس رب العالمین جامع المتفرقین کی کہ پھر تم دونوں صاحبوں

کو اس دنیا کی آفات سے نجات دی یا دایان فضل و کرم سے اپنے ساحل مراد پر پہونچایا اور از سر نو حیات دوبارہ عطا فرما کر دونون کو پھر ملوا دیا پس ملکہ عالم اسد مرید جو ہی اور اضطراب کرنے سے کچھ فائدہ نہین نظر بافضال کریم کارساز رکھو اپنے دل کو سمجھاؤ اور جی کو تسلین دیکر تماشا دیکھو تم نے بہی اسلام کی قدیم الایام سے سنتے آئے ہین اور یہ تو اولاد صاحبقران گل گلدستہ باغ ابراہیمی کس باپ کا بیٹا مشہور و معروف ہو کر جو شکنندہ کمان رستم و ستاننده صاحب گرز سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران موصوف کا ہی جسنے کہ اپنے زور پنجہ دست سے سمندون ہزار دست کو پست اور پیوند خاک کیا اور میدان مصاف مین دیوان پردہ قاف کو شکست فاش دی اس نالائق ذلیل و مقہور خدا لنستور پہلوان قدرت لقائی کیا اصل و حقیقت ہی ابھی کچھ دیر ہو او دنیا کی اسے کھانا ہی سو ہی بجہائی سے یہ زندہ ہاتھ پاؤن مار ہا ہی بعد اسکے حضور ملاحظہ کیجیگا تھوڑی دیر مین ہاتھون سے شاہزادہ رستم صولت کے پامال ہو کے جہنم واصل ہوا چاہتا ہی ملکہ گوہر ملک نے باچشم پر آب جواب دیا کہ بیبیو یہ مین بھی جانتی ہون کہ یہ لوگ قبالستند ہین اور ہمیشہ یہ لعنایت اور تائیدات غیبی اور امداد ایزدی آفات و بلیات سے محفوظ رہے ہا اور کامیاب ہوئے ہین مگر سینے کو کیونکر چاک کرکے تمھین دکھلاؤن اور اپنے دل کی تپش اور بیتابی کو کیا کرون شعر کس سے کہین اور کون سنے اور کون ہماری مانے ہی × صدمہ جو کچھ جان پہ ہی وہ دل ہی ہمارا جانے ہی × گل اندام نے عرض کی کہ قربان گئی آپ ذرا سر کو سجدے سے اٹھا کر یہان تشریف لائین اور ملاحظہ تو فرمائین کہ شاہزادہ رستم صولت کس شان و شوکت سے کشتی لڑ رہے ہین آپ کے اقدام عالی پر لونڈی ہاتھ رکھکر قسم کھاتی ہی اور غلط کہنے والی قربان گئی سر مو ہمین فرق نہین سچ سچ عرض کرتی ہی کہ ابھی شاہزادہ عالم نے لنستور کو چھ سات قدم پسپا کر دیا تھا ملکہ یہ کلمہ سنکے اندکے خوش ہوئی اور پھر اس برج مین آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگی قصہ مختصر یہ کہ چار پہر دن شاہزادہ عالیمقدار اور لنستور مین لگتار سے برابر زور کشتی کا رہا مگر دونون مین غالب اور مغلوب کی تمیز کسی کو نہوئی آخر جبکہ وہ دن تمام گذر گیا اور وقت شام کا ہوا آنجناب نے حکم دیا کہ ہان روشنی کی تیاری جلد ہو جائے حسب الحکم آنجناب کے طرفۃ العین مین سیکڑون مہتابین ہزارون بخشانے گنگا جمنی روپہلی سنہری لگہو کھا دستیان مشعلین روشن کرکے سب بخشانے والے دستی بردار چارطرف حاضر ہوئے تماشائیون کا یہ حال تھا کہ کھانا پینا وغیرہ حوائج ضروری اپنے سب بھولے ہوئے محو تماشائے کشتی تھے جہانتک نگاہ کام کرتی تھی آدمی پر آدمی گرا نظر آتا تھا سیکڑون ہزارون آدمیون کے کاندھون پر آدمی سوار کھڑے دیکھ رہے تھے اور آنجناب کا یہ حال ہی کہ اگر ذرا بھی حکیم بدیع کو غالب اور لنستور کو مغلوب دیکھتا ہی تو بہت خوش ہو کر تعریف و توصیف دلیری اور رتقی شاہزادہ عالم کی اپنی زبان پر لاتا ہی اور بنگاہ غور چارطرف دیکھکر اسبات کا منتظر اور گوش بر آواز رہتا ہی کہ اور لوگ بھی تعریف حکیم بدیع کی کرتے ہین یا نہین پس یہ بات تو مشہور ہی شعر اگر شہ روز را گوید شب است این بباید گفت اینک ماه و پروین × حاکم اور مالک کے جھوٹھ کو بھی سچ کہنا لازم ہی نہ کہ ایک بات حقیقت مین راست ہے کم و کاست اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے کیونکر نہ تعریف کرتے بعضے تو جو مزاج دان ہین وہ پہلے ہی سے واہ واہ کر دیتے ہین اکثر وہ لوگ جو کہ انصاف پسند ہین وہ اپنے دل سے احسنت احسنت اور مرحبا مرحبا کر رہے ہین معاندین اور حاسدین نا بکار بخیال اسکے کہ الناس علی دین ملوکہم بظاہر یہ مدح اور بطون مین جلتے بھنتے اف اف کرکے رشک عداوت اور اپنی بدذاتی سے سرگوشی مین یہ اشعار چپکے چپکے پڑھتے ہین اشعار

زہے گردش چرخ تیز گام ساز	کہ گنجشک دارد سر صید باز	در لعنا ز نیرنگی دہر پیر	گندر وہی شل نخچیر شیر

اب حال اس لنستور خوک خصال کا سنیے کہ جب ایکدن ایکرات زور کشمکش کا کرتے کرتے دوسرے دن وقت دوپہر کا ہوا تب سنتے بہ کمال غیظ اور طیش یہ کہکر کہ ای حکیم زادے بس اب خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مین نے تجھے ہوشیار نہ کر دیا دیکھ پہلوان اسطرح لڑتے ہین اور زور اسطرح کرتے ہین شاہزادہ والا صفات کے لنگوٹ مین ہاتھ ڈال دوسرا اپنا سینہ پے کینہ پر رکھکر ایک نعرہ کیا کہ یا خداوند باختر اور بزور وقت تمام ریل کر پیچھا اور سب شاگرد اس بدذات کے پکارے شعر ہر کس کہ ز حد نہد بیرون گام × نیست سزاے آن بد انجام × ای حکیم زادے اب استاد کے ہاتھ سے نجات پانا خیال محال در سبت محال ہی اور فی الحقیقت وہ نامی شیطان پہلوان لنستور علیہ اللعن والعذاب اس زور شور سے شاہزادہ رستم توان عالیجناب کو چاہتا تھا کہ ریل کر دوڑا لیجائے اور پسپا کرے اور کوئی اپنا پیچ گانٹھ کر اپنی استادی دکھلائے

لیکن شاہزادہ عالم نے زور اُسکا سنبھالا بجز اسکے کہ جو دو تہا قدم آگے تھا وہ ہٹا کر بائین قدم پر لنگر مارا وہ باقی فساد رشک دیوزاد دوسرے قدم کو بھی حرکت دیکر پانچ قدم پیچھے ہٹا لے گیا چھٹے قدم پر شاہزادہ عالم نے لنگر اپنا قائم کیا تو یہ عالم تھا کہ تا بزانو دونون پانون زمین مین دھنس گئے تھے اور اب نستور حتی المقدور کوئی اپنے زور و طاقت مین قصور نہین کرتا ہی مگر زمین نے فرط خوشی سے پانون اُس عرش تمکین کے پکڑ لیے چھوڑتے نہین اور شاہزادہ عالم کسی قدر ہٹا سے پہلوان قدرت حسرا ورحرکت وہان سے نہین دے سکتا تھا سمین نستور کے شاگردون نے غل کیا کہ مار لیا اُستاد نے اور گیا ہو اور پہلیل وغیرہ جو کہ حاسد اورکینہ جو تھے نہایت خوش ہو کر نستور کی تعریف کرنے کے لیے گیا ہو نے بڑھکر گنجاب سے عرض کی کہ ہرچند فدوی نے جناب مین مکرر سکرر التماس کی کہ نستور پہلوان قدرت ہی ایک حکیم زادے کا اسکا مقابلہ کروانا بمقتضی مصلحت اور صلاح دولت نہین اب بجز سمجھا کے اور اوئی بات پیش نظر نہین فیصل بن گیا ہو بول اُٹھا کہ خداوند لقا نے نستور کو اپنی زبان سے پہلوان قدرت مامور کرکے تقدیر کی ہی کہ یہ سیرا پہلوان نستور کبھی روے زمین پر کشتی سے مغلوب ہو گا کل پہلوانان عرصۂ امکان پر مین نے اسے غالب کیا ہی لیس معلوم نہین کہ پیغمبر سل نے کیا سمجھکر اس بیچارے ضعیف الجثۂ عاجز اور ناتوان حکیم فاروس کے بیٹے کو اس پہلوان جہان سے لڑوایا آپ کے واسطے تو کچھ سوجب ہنر و قباحت کا نہین تمام عالم مین پہلوگون کی ذلت اور بہت حسرت ہوگی گنجاب نے کچھ جواب نہ دیا لیکن فرط الم و غم سے نہایت بیتاب اور بحال اضطراب باچشم پر نم لقاے مشرک خدا سے دست بدعا تھا کہ یا خداوند یہ عزت و حرمت طرہ پیغمبری کے عطا کر نیکی رکھ لینا اور اس حکیم فاروس کے بیٹے کو توفیق استدعا اور حسب منشا اس نستور کشتی گیر کے سر پر مین سرخرو کرنا اسمین فیصل تیغ زن بجوش خون عزیزی نہایت غیظ و طیش مین اپنی کرسی پر سے اُٹھکر کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا کہ ای حکیم بدیع تجھے اپنا پیشہ نبض اور قارورہ شناسی اور نسخہ نویسی کو چھوڑ کر پہلوانون سے کشتی لڑنا اور مباحثہ اور مقابلہ کرنا کیا فرض تھا یہ کام ہمسے متعلق ہی اب بھی جدا ہو ہم ابھی اس نالائق کو اس تیغ تفنی اور کشتی کا تماشا دکھلاے دیتے ہین اور کس طرح سے پیوند خاک کرتے ہین کہ اسکے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ و زاری کرین الغرض اپنے دلمین فیصل تیغ زن بھی یہ سوچ رہا تھا کہ خدانخواستہ اگر عم بزرگوار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار اس تیرہ روزگار نستور نابکار کے ہاتھ سے زیر ہو گیا تو یہ صاحب جمعیت ہی بلا شک و شبہ اپنے آپکو ہلاک کر دیگا اُسوقت مجھے کیا لطف زندگی باقی رہیگا میرے اسکے بظاہر و لنگی رستم کے مقدمے مین نزاع لفظی واقع ہی سو یہ بھی بطریق امتحان شجاعت کہ جہالت لازمہ قوت ہی کبھی گفتگو تند اور تلخ درمیان مین آجاتی ہی ورنہ ہزار جان گرامی فدا و نثار ایک سر مو پر اس عم بزرگوار کے ہی تو گویا آج ہم دونون غریب الدیار غریب الوطن کا خاتمہ اس شہر سنجان مین ہوا فیصل تیغ زن ابھی اس سوچ مین تھا کہ وہان شاہزادہ عالی شان نے اتنا کلمہ زبان سے فیصل تیغ زن کی سُنا تو حالت غیظ کی مزاج اقدس پر طاری ہوئی اور رگ ہاشمی جوش مین آگئی تمام جہان اور زمین اور آسمان نظرون مین تیرہ و تار تھا جہان قدم ہشتمی پر لنگر اپنا قائم کیا تھا وہان سے جنبش کرکے آواز بلند فرمایا کہ ای نستور پر اکبر و غرور اور زور و طاقت تو مین دیکھ چکا اب ذرا تو بھی خوب سا ہوشیار اور خبردار ہو کر ایک زور میرا تو روک اور میری طاقت کا متحمل ہو اگر کچھ جمعیت اور غیرت اور دعوی تیغ تفنی اور پہلوانی کا رکھتا ہو تو آگے بڑھا کر اب زنہار قدم اپنا پیچھے نہ ہٹانا اور یہ کہکر اسکی زنجیر کمر مین ڈال ہاتھ زور او لین مین پکڑ ز ور او سکا توڑ دیا او ر پیچھے کو دور اچھلا ہر چند نستور ہر مقام پر چاہتا تھا کہ لنگر اپنا قائم کرے مگر شاہزادہ عالم نے کہین تھمنے نہ دیا اور ایک قدم دو قدم تین قدم چار قدم پانچ قدم چھ قدم ساتوین قدم پر لیسپا کرکے جھٹکا مارا کہ منھ کی کھاکے آگے آرہا اسوقت اس رستم صولت سہراب توان کی یہ صورت تھی کہ جسطرح سے کہ شیر ژیان ایک صید لاغر کو دبوچ بیٹھتا ہی پشت پر اُسکی بیٹھکر چلے تو خوب سا اُسکے سر کو زمین سے رگڑا بعد اُسکے لنگوٹ مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف جگر شکاف کھینچا سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر مارا کہ چارون شانے چت تھا اُسیحالت مین پھر شاہزادہ والا مرتبت جست کرکے اُسکے سینے پر جا بیٹھا اور جھککے اُسکے کان مین فرمایا کہ ای نستور پر لستار کشتی گیر وہ جو تو از روے حماقت لاف و گذاف کرتا اور ہیبت دیتا چلا آتا تھا کہ کہان یلان سیستان اور کہان پہلوانان لشکر صاحبقرانی بدیع الزمان شاہزادہ قاسم عالیشان آنکھیں کھولکر بچشم عبرت دیکھ کہ وہ کمترین بندگان خداے عزوجل بدیع الزمان تو مین ہون اور شاہزادہ خاور سپاہ کو ذرا نگاہ اونچی کرکے دیکھ

دیکھیے کہ وہ شہسوار اوج شجاعت سامنے شیر کے کھڑا ہے اب یہ کہ کہ ورشناختن پروردگار عالم جو ارادہ داری نستور مقہور علیہ اللعن و العذاب نے جو
یہ بیان کیا کہ جو حکیم بدیع ہیں یہ شخص بدیع الزمان فرزند صاحبقران ہے چاہتا تھا کہ عرض کرے کہ ای گنجاب یہ تو دغا ہو گئی تو لیس خوب
ذرا غور کر ہی بیٹھا تو حکیم زادہ نہیں ہے یہ شخص نادیدہ خدا کا پرستار بدیع الزمان بیٹا امیر حمزہ صاحبقران کا ہے کہ شاہزادہ عالیمقام نے تو پہلے سمجھ
سمجھ گیا کہ یہ مال لونڈا ہے تا مثال نہیں سلطان ہو گا میں تمام حجت کر چکا اگر اب ذرا توقف کرتا ہوں تو میرا راز افشا کریگا اور یہاں تمام لقا
تشنہ خون میرے ہیں ان سب سے سر کہ زخم و پیکار ہو گا اور خوب ہتھیار چلیگا ہم دونوں چچا بھتیجے بدرجہ شہادت فائز ہونگے لیس قبل الوقوع
نہیں الا یہ توقف کرنا کیا ضرور بیساختہ دونوں کلے جڑوں میں نستور کے دونوں پنجے اپنے ڈالکر جو زور کیا تو تمام کلہ تا بہ گلو شق ہو گیا
دو حصے ہو زمین تا جگر تیسرے روز میں دو پرکالے کر کے پھینکدیا لاش اس جہنمی بد معاش کی پھڑکنے لگی ادنی اعلی شاہ و گدا صغیر و کبیر برنا و پیر
زن او مرد کہ وضیع و شریف کی زبان سے واہ واہ کا شور و غل ہوا اور صدائے تحسین و آفرین او مرحبا میدان میں چار طرف سے اوتر
تا آسمان بلند تھی گنجاب بیساختہ شادان او فرحان اپنے تخت پر سے اٹھکر پکارا ایہا الناس کچھ میرے پاس او لحاظ سے نہ کہو براہ حق جو
واجبی او حسب عدالت ہے کہو وہ بولو کہ اگر یہ چرخ دوار ہزار برس گردش کرے اور چرخ مارے تب بھی ایسے شہسوار صف کارزار جولانگاہ ہستی
میں نہیں دیکھنے کا اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کے شاہزادہ والا شان کو اپنے گلے سے لگا کر خوب سا پیار کیا شاگردان نستور بن شاکنتی گیر
دو پرکالے لاش خوشکان اپنے استاد کے دیکھکر خنجر اور تلواریں اور چوب چقماق ہاتھوں میں لے لے کر چار طرف سے شاہزادہ والا بدیع الزمان
نامور کے اوپر دوڑے اور شور و غل کر کے کہتے تھے او حکیم زادے تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے استاد کو مار ڈالا اب ہم تجھے کبھی جیتا
نہ چھوڑینگے گیا ہو رخون آشام وغیرہ کہ یہ سب لعین اعدائے دین او حاسد او عدو شاہزادہ با تمکین کے تھے از راہ بغض و
امین بطریق تاکید شاگردان نستور جہنم واصل کے ساعی و حامی ہوئے گنجاب نے ان لوگوں کیطرف عتاب خطاب کر کے کہا کہ یہ میدان
کارزار نہیں میدان کشتی تھا جسپر عنایت اور اعانت خداوند کی ہوئی وہ مظفر او منصور ہوا پھر اب یہ حرب و ضرب کا حوصلہ تم جو کرتے ہو بہت
بیجا کرتے ہو جو ہونے والا تھا وہ ہوا اب آپس میں لڑائی جھگڑے اور فساد برپا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں گیا ہو رخون آشام نے
مع تمام اپنے بیٹوں اور باتفاق عطیل و آزر لیب شاگردان نستور تیرہ انجام کے بہت سی سعی اور سفارش کر کے عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل
شورش اور داد بیداد شاگردان نستور کی برحق ہے حکیم بدیع نے فقط پشت زمین پر کے چھوڑ دیا ہوتا جو طریقہ کشتی ہے کا ہے کو یہ زیادتی اور
تیز دستی نہیں لازم تھی کہ پہلوان قدرت کا کچھ مطلق پاس و لحاظ نہ کیا اور نہ اصلا آداب پیغمبری کا خیال کیا حکیم بدیع کو خوف خداوند لقائے
بے بقا کا واجب تھا اور قہر خداوندی اور غیظ پیغمبری سے ہر ایک کو خائف اور اندیشناک ہونا چاہیے ہے کیا وجہ تھی کہ اسنے اسکی چھاتی پر
چڑھکر مار ڈالا یا پیغمبر مرسل آپکو عدالت اور انصاف کرنا چاہیے اور ریاست بے سیاست نہیں ہوتی گیا ہو رخون وغیرہ سردار تو ابھی یہ گفتگو کر رہے
ہیں مگر شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم یعنی فضل تیغزن نے جو شاگردان نستور کو بلوہ کر کے دست بقبضہ سمت شاہزادہ بدیع الزمان
آتے دیکھا بیساختہ مانند شیر ژیان نہایت غیظ و غضب میں ڈال قبضہ پر ہاتھ ڈالکر فرسیابی برنا تھا ان سب پر جا پڑا اور ہجوم میں خطر و ترکے پہلے
تیغ مارا دو پرکالے کر کے گرا دیا التمہ باقی نہ رکھا آن واحد میں پانچ سات ان فتنہ لیشان بدذات شاگردان نستور المبین صفات جہنمی کو جہنم
واصل کر دیا دس پانچ زخمی اور مجروح خاک پر لوٹتے پھرتے تھے باقیماندہ بھاگ کھڑے ہوئے گیا ہو رخون آشام نے یہ تماشا دیکھکر بخدمت
گنجاب پھر عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل یہ کیا خداوندی او نا منصفی اور ظلم سرکار میں ہے کہ وہ حکیم صاحب تو کشتی لڑتے تھے اگر انکے ہاتھوں سے
نستور بن نستار کشتی گیر ایک قتل ہوا یا مارا گیا تو خیر یہ ایک اور بزرگوار کون ہیں جنھوں نے بیوجہ بے سبب پانچ سات اسکے شاگردوں
کو جان سے مار ڈالا اور بیرحم و خطاں ان غریب الدیاروں کے بر سر قتل اور آمادہ خونریزی ہیں اور کوئی ان مقتولوں اور مذبوحوں کا پرسان اور
اور باز پرس کیا نہ الامین گنجاب نے ہمایون بن شداد کو حکم دیا کہ یہ شخص تمہارا رفیق ہے یا کوئی عزیز یگانوں میں ہے اسنے کیا مداخلت کیا
عداوت ہے جو شاگردان نستور کو قتل کر رہا ہے جلد اسے جا کے روکو اور منع کرو شاہزادہ بدیع الزمان برابر گنجاب کے کھڑا تھا یہ حکم دربارہ

شہزادہ قاسم سنکر اپنے جی مین نہایت مشوش ہوا اور سوچا کہ اب قیامت کا سامنا ہی ہمایون بن شداد شاہزادہ قاسم کو جا کے منع کریگا
روکیگا وہ اسوقت نہایت غیظ و غضب مین از راہ جہالت عجب نہین کہ کلمات سخت اور درشت کہہ بیٹھے اور گنجاب کو بھی فحش گالیان
دے پس بڑا اندیشہ افشاے راز کا اپنے ہمکو پیدا ہوا اور پھر انجام اسکا سواے لڑ مرنے کے اور کچھ نہین ہم کل جا پہنچے دو شخص اس شہر مین
غریب الدیار غریب الوطن اور لکھوکہا کفار تیرہ روزگار صغار و کبار نابکار یہان کے ساکنان اور ملازمان گنجاب سے تلوار چلیگی پھر ہم
دونون کیونکر اسقدر کفار سے جانبر ہونگے پس یہ سوچ کے شاہزادہ والا مرتبت نے گنجاب سے عرض کیا کہ حکم ہو تو مین جا کر
فضل تیغ زن کو سمجہا دونگا اور روک لونگا گنجاب نے کہا اچھا شاہزادہ اجازت لیکر قریب قاسم کے پہونچا اور بہ آواز بلند کہا کہ اے
بہادر زمان بگیتا ہون کے قتل سے کیا حاصل انکی بیہودہ گوئی اور سرکشی کی سزاے معقول دے چکا اب معاف کر اور اشارتاً سمجہایا کہ اے
قاسم اب اسوقت طرح دیجانا صلاح وقت ہی ذراسی بات کا طول دینا اچھا نہین قاسم تو جاہل مطلق ہی اول تو کمان کے توڑ ڈالنے کا اور
نستور کو کشتی لڑکے زیر کر کے بزور پھیر کر پھینک دینے کا شاہزادہ بدیع الزمان کیطرف سے ملال و غصہ دلمین بھرا تھا اور اپنے جی مین
یہی پیچ و تاب کہاتا تھا کہ ان دونون مقدمون مین اسنے ایسی ہمسری کی فرض کر دم اگر کمان توڑ چکا تھا تو اسنے اوسوقت کشتی نستور کیون
نہ کہا کہ فضل تیغ زن تم اس سے کشتی لڑ لو اس فضول گوئی اور خود سری کی تعزیر دو اور کشتی لڑ کے اسکے دھڑ سے سر کھینچ لو ایک بار
نہایت درہم اور برہم ہو کر جانب شاہزادہ بدیع الزمان والا مناقب کے متوجہ ہوا اور کہا کہ او حکیم زادے وہ ایک بوسیدہ اور کہنہ کمان
تو نے توڑ کر اور اس گوشت کے لوتھڑے مردے کو چت پٹ کر کے یعنی نستور کی کشتی مار کر یہ غرور بہم پہونچایا کہ تو سر میدان بہادران دو کوڑی کا ہی
بس یہ کہکر مقابلہ شاہزادہ بدیع الزمان آیا اور مجبور اور مضطر اس امر کا ہوا کہ اب تجھے مجھسے کشتی لڑنا پڑیگی ورنہ مین تجھے کسی صورت سے نہ
تو چھوڑونگا اور معذرت کریگا زندہ اور سالم نہین چھوڑنے کا اور ہر چند کہ تیری سعی اور حمایت بہت بڑی ہی لیکن ہو لہ شجاع اور مرد دلیر ہین انکی
آنکہ کسی سے نہین جھپکتی غرض ایسی کچھ انکی سیدھی ٹیڑھی باتون سے تقریر کی کہ شاہزادہ بدیع الزمان سلیم الطبع کا مزاج قبضہ اختیار
مین نہ رہا اور عنقریب تھا کہ فیما بین ان دونون کے تلوار چلنے لگے گنجاب یہ رنگ دیکھکر نہایت برہم ہوا اور ہمایون بن شداد سے
بیچین ہو کر کہا کہ صاحب اس اپنے دیوانے کو تم سمجہاؤ اسکو کیا عداوت اور خصومت حکیم بدیع سے ہی کہ ہر ایک بات مین مباحثہ کرنے
گفتگو تند و تیز کر بیٹھتا ہی بعد اسکے گنجاب نے اپنے سرداران اور تمام اہلکاران اور مشیرون اور مقربون بارگاہ نشینون کو حکم دیا کہ ہمنے
حکیم بدیع کو خطاب بلند اقبال کا عطا کیا ہی آج سے جو کوئی سواے اس خطاب کے حکیم بدیع کہیگا اسکی زبان قطع کرا ڈالیگا سبھون نے
عرض کیا الامر فوق الادب کیا ہماری مجال اور طاقت ہی جو خلاف حکم سرکار عمل مین لائین اس عرصہ مین ہمایون بن شداد اور
ملتمر اضطرلابی وزیر اعظم نے فضل تیغ زن کو بہت سا سمجہا کے کہا کہ گفتگو تمہاری خلاف مزاج حاکم وقت کے ہی قاسم نے جواب دیا
میرا حاکم کون ہی اور مجھے حاکم کا کیا ڈر ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا کہ قاسم پر اسوقت غصہ طاری ہی بہادر گنجاب کے حق مین
کوئی کلام سخت اور درشت کہہ بیٹھے اور ناحق کا فساد اٹھے کہ ڈرا ہو ہمایون بن شداد سے بملامت یہ بات کہی کہ تم سب صاحب اس بہادر
کی گفتگو مین مداخلت نہ کرو قاسم نے یہ سنکر کہا کہ ایسی حیلہ سازیان اور روبہ بازیان مین بہت جانتا ہون بدون مجھسے کشتی لڑے تمکو
نجات غیر ممکن اور اس میدان کشتی سے زندہ و سالم کبھی بچکر نہین جانے دونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا مضائقہ اے
فضل تیغ زن اگر تم اسی بات پر مصر ہو تو مین حاضر ہون قاسم نے کہا یون مین کب مانتا ہون گنجاب کے روبرو کہ وہ تمہارے سر پر جاتی ہی
اور ولی نعمت ہین چلکر کہو اور وہ اپنی زبان سے اقرار کرلین اور کوئی دن مقرر کر دین تو مین تمہین یہان سے جنبش کرنے دونگا اور نہ تب تک
قاسم نے جہالت پر کمر باندہی کہ کمر مین شاہزادہ بدیع الزمان کی اپنا ہاتھ ڈالنے پر آمادہ تھا ناگاہ گنجاب اپنے تمام سردارون کے
قریب آنکر ابھی کچھ کہنے نہین پایا کہ شاہزادہ بدیع الزمان خیال اسکے کہ قاسم نہایت خشمگین ہو رہا تامل گنجاب سے گفتگو جا بجا
کر بیٹھیگا اور سب سرداران اور اہالیان دربار دشمن جانی مین طول کھینچیگا افشاے راز ہوگا اور قصہ ہم دونون کی ان پہونچی بلا شبہہ

مارے جاوینگے یہ سوچ کر بدیع الزمان نے گنجاب کے سامنے وعدہ کشتی لڑنے کا قاسم سے کیا گنجاب نے جانب ہمایون بن شداد مخاطب ہو کر کہا صاحب
مجھے سبب کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ فضل شغزن کو بدیع الزمان سے کیا عداوت ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ یا پیغمبر یہ سب لوگ
بہادر و دلاور و شعار شجاعت آثار ہیں ہنگام غیظ و کین کے آنکھوں میں کوروں میں انکی آنکھ نہیں جھپکتی آپ اسکو خصوصیت نہ سمجھیں
یہ ان لوگوں کی خصلت اور عادت ہے قاسم نے کلمہ سنکر زہر خند کیا اور کہا کہ شاہزادہ لمیذ اقبال صاحب میں اس نرم نرم باتوں پر تمہاری
ہرگز رضامند نہیں ہونے کا تاوقتیکہ سر میدان تمکین پشت بر زمین کر کے آسمان نہ دکھلادوں اور تمہاری مشکیں نہ باندھلوں بدیع الزمان
نے تبسم ہو کر فرمایا کہ بہت بہتر یا تم میری مشکیں باندھنا یا میں تمہاری گیا ہو رخون آشام نے ازراہ عداوت گنجاب سے عرض کیا کہ
یہ دونوں صاحب ہند عا کشتی لڑنے کی رکھتے ہیں اور اسی بات کا مباحثہ و مجادلہ کر رہے ہیں پھر آپ حکم کیوں نہیں دیتے انکی کشتی کا بھی
تماشا دیکھیں گنجاب نے کہا کہ ای گیا ہو تیری عقل و شعور سے یہ بات کتنا بعید ہے مر بیگا دو دن اور ایک رات کامل گذرے شاہزادہ لمیذ اقبال
نے دستور کشتی گیر ایسے پہلوان قدرت لقا سے زور کشمکش کا کر کے اٹھ آیا ہے اور اس وقت تک کوئی شے کھانے کی قسم سے کھائی
نہ پانی پیا نہ دم بھر بیٹھکر آرام کیا جاسے بشریت ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں ابھی اجازت دوں فضل شغزن نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں مجھے بھی
تو یہ امر منظور نہیں سبب یہ کہ اگر میں نے چیت پٹ زیر و زبر کر کے انکی مشکیں باندھ لیں تو بھی عذر باقی رہیگا کہ ہاں بہت تھکے ماندے
تھے لہذا کل کے روز اسی میدان میں بقول شخصے کہ یہی گو ہے یہی چوگان میری اور اسکی کشتی کا سب صاحب تماشا دیکھیں چنانچہ بر ضاے
طرفین گنجاب نے بھی ناچار ہو کر سنجانی کو حکم دیا کہ تمام شہر میں منادی کر دے کہ کل صبح کو شاہزادہ لمیذ اقبال و فضل شغزن سے زور کشتی ہوگا
بابا ہی تماشا دیکھنے کو جس کا جی چاہے آئے اور بعد اس حکم دینے کے شاہزادہ بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ ای فرزند اپنے مرکب پر سوار ہو اور
چلو چنانچہ شاہزادہ لمیذ اقبال کو اپنے ہمراہ سوار کروا کے بعظمت و ہیبت تمام و شوکت مالا کلام شاہ دیا نے بجانب گیا اور دستور کشتی گیر کی لاش
کے واسطے سنجانی عیار کو یہ حکم دیا کہ یہ شخص پہلوان قدرت مشہور تھا بہتر اور مناسب ہے کہ اسکی لاش کو اسکے شاگرد اٹھا لیجا کر دریاے
قدرت خداوندی میں بہا دیں اور اسکے مرنے کا کچھ اندیشہ نہ کریں انکی لورد ز کو خداوند اپنی قدرت کاملہ سے پھر زندہ کر لینگے اور حیات
تازہ بخشینگے بارے گنجاب اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا ایمان اسی وقت حسب الحکم اپنے مالک کے سنجانی عیار نے دونوں پاسوں کو ایک اتو
ہمدست لمیذ اقبالی کہ خبردار جو کوئی صغار و کبار حکیم بدیع نام لیگا اسکا گھر بار تاخت و تاراج ہو جائیگا اور زبان اسکی قطع کروا ڈالیجائیگی
دوم دریاے کشتی شاہزادہ لمیذ اقبال بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور فضل شغزن بوعدہ یوم موعودہ فردا اور بجمعیت احضار اہالیان
دربار و سرداران والا اقتدار اور وضیع و شریف ادنی اعلی تمام رعایاے شہر کے منادی کروادی اور اسوقت سے ہر گلی کوچے میں ہر ایک
کی زبان پر یہی چرچا ہو رہا تھا کہ شاہزادہ لمیذ اقبال ایسے دلاور باثر درحقیقت سر سے کہ جسنے تہمان شہر کی لمان کو تنکے کی طرح توڑ کر پھینک دیا
دستور ایسے کشتی گیر پہلوان قدرت کو خداوند کے خوف و ہراس مانند ایک چھوکرے کے زیر و زبر چت پٹ کر ڈالا اور قتل کر پاس چیر کر دو ٹکڑے کر کے ڈال دیا
فضل شغزن دیوانہ ہے جو اسکے ساتھ کشتی لڑنے کا ارادہ و حوصلہ کر بیٹھا ہے بعضے لوگ جو سن رسیدہ اور جہاندیدہ ہیں وہ یہ بات کہتے ہیں کہ صاحبو تم آپ
جی میں غور کرو اور ذرا سمجھ کر سچ کہو کہ یہ توقع کسے تھی کہ حکیم بدیع یعنی اب جسکو شاہزادہ لمیذ اقبال ثانی بدیع الزمان گرد لشکر شکن
گنجاب نے خطاب عطا کیا ہے وہ دستور میں اشنار کشتی گیر کو اس طرح سے جھٹ پٹ کشتی مار کر چیر ڈالیگا یہ قدرت خداوند لقا ہو چاہے زبردست
سے زبردست کو پست کرادے چاہے چیونٹی سے فیل مست کو شکست دلوادے کیا عجب ہے کہ فضل شغزن کیر و غرور شاہزادہ لمیذ اقبال کا استاد
اور زیر کرے اب حال فضل شغزن یعنی شاہزادہ خاور سپاہ کا سنیے کہ گنجاب لمیذ اقبال بہ الخطاب ثانی بدیع الزمان گرد لشکر شکن
کو اپنے ساتھ سوار کروا کے لے گیا تب ہمایون بن شداد بھی فضل شغزن کو بعد مساحت کر کے اپنے ہمراہ لیے خیمہ گاہ میں آکے داخل
ہوا اور اپنے دل میں کمال متردد اور مشوش تھا بخیال شاہزادہ لمیذ اقبال کے زور و طاقت کے کہ فضل شغزن کو مقابلے کی کیا مجال
اور مجال فی الحقیقت یہ شخص مجنون ہے اور دونوں باپ بیٹے از انسلکہ قاسم کے مزاج سے بھی بخوبی آگاہ ہیں اور جانتے ہیں کہ جاہل [illegible]

ہزار طرح سے اگر ہم اس مقدمہ مین سمجھاوینگے تو کب تسکین بخش ہے اور کچھ حاصل نہین یہ ہرگز ماننے کا نہین ناچار حیران خاموش ہو بیٹھے تعجب کا جوش
محبت سے رہا نہ گیا الکنایۃ اور اشارتاً سمجھانے لگے فضل تعغرن نے جوابات تلخ و سخت اسطرح سے دیے کہ ہر ایک کو اہم ہے یہ بات ثابت ہوئی تھی البتہ ہمکو اسکا
کا چندان مشکل نہین ہوا ہمین فکر اور تردد کرنا بیجا ہے القصہ یہ کہ وقت خاصے کا آیا اور بعد الفراغ تناول طعام شداد و شاہ تو چلا گیا جاکے سوہا ہمایون
بن شداد کو یہ عاشق زار اور ہزار جان و دل سے تھا فضل تعغرن کے نام پر ہی بیٹھا تھا وقت تخلیہ کا دیکھکر پوچھنے لگا کہ اے فضل تعغرن
دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ۔ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ۔ بحسب وجہ دعوے عزیزداری اور محبت کا تقاضا ہے کہ کچھ عرض کرنا
کی حاجت نہین یقین ہے کہ آپ کے دل پر بھی روشن ہوگا لہذا اسوقت مین کچھ التماس کرون اگر ناگوار طبع اقدس نہو اور جواب صواب مجھے عنایت
ہو تو ملتمس ہون قاسم نے کہا مجھے تم سے رنجش نہ ہوگی جانتا ہون کہ تمھارے مزاج مین خفا شت اور صاحبزادگی ہے کہو کیا کہتے ہو ہمایون بن شداد
نے عرض کیا کہ مجھے اس بات کا کمال تردد اور تحیر ہے کہ حکیم بدیع سے وجہ خصومت کی کیا ہے مین نے چند بار بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ تو جو کچھ
اور آشتی دیتا ہے اور ہر مقام پر آپ کی وصیت کرتا ہے اور اگر تمکو غیظ و خشم مین پاتا ہے تو چشم پوشی کر لیتا ہے اور آپ وہ زیادتی کرتے ہین کہ گستاخی معاف بجز
اسکے کوئی اور متحمل نہوسکیگا قاسم نے جواب دیا کہ اے ہمایون بن شداد مجھے بھی قسم ہے اپنے دین اور ایمان کی تجھسے الگ یہ آشتی کا حاصل ہے اور جو کچھ
تو کہتا ہے مجھے زیادہ تر اس سے تیری محبت ہے کہ وہ مصرع دلی ہین و اند و سن دانم و و اند دل ہین ۔ اور قطع نظر تیری شجاعت اور قوت کے مین تجھے بہت
عاقل اور دانشمند بھی جانتا ہون اسلئے اول مین تجھسے ایک سوال کرتا ہون کہ ذات پاک کبریاے کونین اور خداے دارین کی البتہ ہمیشہ ہے اور بے ہمتا وحدہٗ
لاشریک ہے نہ وہ کسی کا باپ نہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اسکا عدیل و نظیر اور جمیع عادات بشری سے مثل اکل و شرب اور نوم و بیداری عارضہ و بیماری منزا
اور مبرا شعر بیرون ازچونی و چندی ۔ منزہ ز پستی و بلندی ۔ کسی مخلوق کی کیا تاب و طاقت کہ اس خالق جسم و جان رازق وحوش
و طیور و انسان کی ذات اور صفات مین زبان اپنی کھول سکے پس اے ہمایون بن شداد اس مردود ازلی اور ابدی خوک پیکر خرس بادیہ جہلا
گمراہ کنندۂ عالم شیطان مجسم زمرد شاہ تھا کو کہ دعوی خدائی کا کرتا اور آپ کو خدا جانتا ہے تم سب لوگ اپنا خدا سمجھتے ہو اور سجدہ کرتے ہو
از روے انصاف تمھین کہو کہ نوم اور بیداری عارضہ اور بیماری اکل و شرب بول و براز طمع اور حرص کہ لازمہ بشریت ہے وہ کیا اسمین نہین
پھر وجہ و دلیل اسکی یکتائی اور وحدانیت کی کیا ہے اور جسکو تم خدا اپنا کہتے ہو وہ کافر کاذب ایسا کہ لستور کشتی گیر کو پہلوان قدرت لقب دیا اور اپنے
منھ سے مجمع عام مین کہا تھا مجھے کوئی زیر نہ کرسکیگا شمشیر نہ مہ از خرد اے ہی دیکھ لو کہ حکیم بدیع نے اسکو چیر کر دو ٹکڑے کر کے ہلاک اور پیوند خاک
کردیا ہے بڑے تعجب کا مقام ہے کہ الندا اور جھوٹھا ہو قطع نظر اسکے کیا تم نے سنا ہوگا کہ اسی طریق پر زمان سابق مین اکثر ملعونون نے مثل فرعون و شداد
اور نمرود کے دعوی الوہیت کا کیا تھا مگر آل ان مشرکون کا کیا ہوا ہمین کوئی ریزہ استخوان بھی انکا یا انکے جسم کا پایا جاتا ہے اگر انکی قبرین بھی جاکر
دیکھیں چاہیں تو چند تالیف کبھی تھا یہ کہ باقی نہ رہے ہونگے لہذا مین چاہتا ہون تو بہت بہادر ہے اور بہادر و شجاع پر نار جہنم حرام ہے پس جسطرح
تجھے اللہ تعالی نے اس دنیاے بے ثبات و سراے فانی مین حاکم فرمایا اور حاجت رواے عالم کیا ہے اسیطرح تو بعد مرگ بھی عقبی کی لذت سے محروم
نہ رہے اور ہمایون بن شداد تجھے لازم ہے کہ نکل اس چاہ کفر و ضلالت سے لب چشمہ ہدایت فائز ہو یعنی معبود حقیقی کو پہچان اور توبہ کر اس کفر و
کافری سے زندگی مستعار اور دنیاے ناپایدار ہے اشعار ۔ رہ و رسم دنیا گذر کی جا ہے ۔ بقا مین فنا ہے بقا ہے ۔ یہ جاے چشم عارضی ہے
جہان مین ہے ستدی آنکھ بند پھر خدا ہی خدا ہے ۔ غرض شاہزادہ خاور سیاہ نے کچھ باتین اور تقریر دلنشین سے اسکو سمجھایا اور
دلنشین کیا کہ زنگ کفر آئینہ ضمیر سے اسکے منفک ہوگیا اور الیکبار با چشم اشکبار عرض کرنے لگا کہ اے فضل تعغرن مین خود مدت مدید اور سالہا
دراز سے اسی مقدمہ دین اور آئین مین شش و پنج اور حیران تھا اور لیکن کچھ سبب سے ذہن اور فہم مین نہین آیا کہ زمرد شاہ خالق ارض و سما
اور خدا ہمارا کیونکر ہوا ہماری صورت اور سرشت مین اسمین کیا فرق ہے چونکہ دین آبائی تھا اور چندان علم مجھے نصیب نہین ہوا اس سبب سے
چار و ناچار بپیروی اسی طریق کا رہا لیکن اے فضل تعغرن یہ تو ارشاد کیجیے کہ سوال دیگر جواب دیگر سبب نزاع اور خصومت حکیم بدیع کا آپ سے
سوال کیا تھا آپ نے گفتگوے مذہب مین مجھے ڈالکر جواب باصواب نہ مرحمت فرمایا قاسم نے کہا اے برادر تا وقتیکہ اپنا اور بدیع

کا حال مفصلاً اور مشرح حاشیہ سے روبرو نہ بیان کرونگا تیرے ذہن اور فہم مین کچھ نہ آئیگا اور مدار اس بات کا تیرے مذہب حق اختیار کرنے پر ہی اگر تو اس دین باطل کو ترک کرکے ملت بیضا دین اسلام کو قبول کرے تو کیا مضائقہ ہمایون بن شداد نے عرض کیا کہ مین نے آج سے لقاے مشرک خدا پر لعن اور نفرین کی اور امیدوار ہون کہ جو طریق عبادت اور خداپرستی اور یزدان شناسی کا ہو وہ مجھے ہدایت کیجیے کہ مین بصدق دل اُسکو قبول کرون شاہزادۂ خاور سیاہ نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا اور ہمایون از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکر مسلمان ہوا اُسوقت شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نے اُٹھکر ہمایون کو اپنے گلے سے لگالیا اور ازابتدا تا انتہا اپنا اور شاہزادہ بدیع الزمان کا حال اپنی قرابت اور بمقدمہ جنگل رستم فیما بین نزاع لفظی کا آنا اور سبب وارد ہونیکا ملک سنجان مین بذریعہ تعشق ملکہ گوہر ملک روبرو ہمایون کے بیان فرماکے ارشاد کیا کہ ای ہمایون بن شداد اسوقت کی یہ بات ہماری تم یاد رکھنا کہ چند عرصہ مین یہ تمام ملک اسلام آباد ہو جائیگا اور مثل عنقا کے اس سرزمین مین کفر اور کافری کی بیخ و بنیاد نظر نہ آئیگی اور یہ لقاے مشرک خدا اس ذلت و خواری سے مارا جائیگا کہ اسکے حال پر پاسبان دریا اور مرغان ہوا گریہ وزاری کرینگے بتواتر از روے پرچہ جاسوسان ہمکو معلوم ہوا ہے کہ شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد مع فوج دریاموج اور لشکر نصرت اثر بہ سپہ سالاری سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالی مقام گاؤ دنگی گاؤ سوار اسرافیل درگاہ لقا کو زیر و زبر کرکے ملک بربر کو مسخر کر چکے ہین اور عزیمت اس دیار سنجان کی بہ نیت جہاد اور کفار کشی کے فرما چکے ہین لیکن ای ہمایون بن شداد یہ تو بطیب خاطر ایمان لایا اور مشرف باسلام ہوا ہی انشاء اللہ تعالی بالعوض اسکے اپنے رتبہ اور مرتبہ او ر ازدیاد عزت اور آبرو کو بارگاہ سلیمانی مین کہ جہان پانچ ہزار تین سو ستر سرداران نامی پہلوانان گرامی جوانان صف شکن اور شیر افگن اور ایران شکن اور ہمسران شجاعت شعار شہامت کردار حاضر رہتے ہین چلکر دیکھنا خلاصہ یہ کہ ہمایون اور شداد شاہ کو بھی مسلمان کیا اور وہ بھی بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑھکر ایمان لاے اور یہ دونون باپ بیٹے حلقہ بگوش ہوکر اکثر سابق سے دعوے محبت اور جان نثاری رکھتے تھے ایسا ہی گویا اپنا پیر و مرشد آقاے کونین فضل تعزین یعنی شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کو سمجھتے ہین لاکھہ جان و دل سے اطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ قاسم کی اپنا افتخار کونین وسعادت دارین جانتے ہین خفیہ خفیہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار سوار کو ہدایت کرکے اپنے طریق پر لاے اور کلمۂ شہادت پڑھواکے انکو بھی مسلمان کیا بعد ازان شداد شاہ نے عرض کیا کہ ان غلامون کو آپکی اور شاہزادے بدیع الزمان کی قرابت اور یگانگی کا حال مفصل معلوم ہو گیا فقط ایک تردد لاحق ہی کہ کل صبح کو آپکے اور شاہزادے بدیع الزمان کے کشتی قرار پائی ہی اور یہان لاکھون غماز نابکار آپ دونون صاحبون کے حاسد اور عدو ہین اور آپ دونون چچا بھتیجے غریب الدیار غریب الوطن نہ کوئی یار نہ مددگار خدانخواستہ اگر دونون صاحبون مین کسی کو چشم زخم پہونچا یا خدانخواستہ کوئی ضائع ہوگیا تو پھر دوسرے صاحب کو پھر اپنی زیست کیونکر گوارا ہوگی وہ بھی قصد اپنی ہلاکت کا کرینگے یا لعنت بکار شیطان خدانخواستہ آپ دونون صاحبون کا اس کشتی کے مجادلے مین کسی صورت پر راز افشا ہوگیا تب بھی اچھا نہین غلامون کو بڑا تردد ہی کہ انجام اسکا کیا ہوگا شاہزادہ قاسم نے کہا شعر کارساز ما بفکر کار ماست ٭ فکر ما در کار ما آزار ماست ٭ ای شداد شاہ جو کہ حق محبت اور دوستی اور دولتخواہی اور خیر اندیشی کا ہوتا ہی وہ تو ادا کرچکا اور یہ سب گفتگو تیری بجا ہی بیجا نہین مگر اس مقدمے مین مداخلت کرنی نہ چاہیے ہملوگ حرب و پیکار کو محض نشاط اور بزم انبساط جانتے ہین اور ہمکو یقین کلی حاصل ہی کہ تا وقتیکہ رشتۂ حیات منقطع نہو گا ہر طرف ملک الموت کبھی توجہ نفرماینگے اور علی ہذا القیاس دربارۂ افشاے راز بے مشیت پروردگار کسیکے بغض اور عناد اور رزم و پیکار سے ہملوگ کچھ مضرت و خطر نہین ہی مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست ٭ شداد شاہ اور ہمایون بن شداد نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ ارشاد فرماتین ہمکو بجاے اسکے آمنا و صدقنا او برحق او بجا کہکر تسلیم کرنا واجب ہی ہماری کیا تاب و طاقت ہو جواب دیسکین کس لیے کہ حلقہ غلامی کا اپنے کانون مین ڈالکر آپکو اپنا آقاے کونین جانتے ہین مگر یہ بات خلاف عقل اور بعید از قیاس ہی جو منظور نظر اقدس ہو بہتر اور مبارک غرض میان قاسم اور شداد شاہ اور ہمایون بن شداد سے یہی تذکرہ اور مباحثہ فیما بین ہو رہا ہی انکو یہین رہنے دیجیے

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب گیا سپہ سالار شاہزادۂ عالی جناب معلی القاب کو شاہزادۂ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان گرد لشکر شکن خطاب دیا ارشادی پھر وادی کی خبر

سوا اس خطاب کے اگر کوئی کلمہ حکیم بدیع کہیگا تو زبان اُسکی قطع کر ڈالی جائیگی اور وہ شخص مغضوب بارگاہ پیغمبری ہوگا تو اب کوئی الملکار اور سردار اور مقربین خاص ارکان دولت اعیان مملکت سے اور متوسلین اور ملازمین گنجاب مین شاہزادہ عالی جناب کا ہمسفر اور ہم رتبہ ہوا اور گنجاب نے حاکم وا کئے باغ زلال ایک جسمی سرراہ سیرگاہ اور نہایت دلچسپ اور پر فضا آراستہ و پیراستہ یہان سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر شاہزادہ کے بلند اقبال کی اقامت اور سکونت کے واسطے معین مقرر کر دیا ہی اور کچھ سوا اور مردمان علاوہ شاگرد پیشہ اور جلوس سواری کا جاری سرکار سے متعین کر کے اور ساعت سعید اُس باغ مین شاہزادہ بلند اقبال کے رونق افزا ہونے اور سکونت فرمانے کی بعد انفصال معرکہ میدان کشتی فیصل ٹھہرا ہے کہ قرار پائی ہی غرض یہان تو اب تک نہین رہنے دیجیے جبتک حال ملکہ گوہر ملک کا سنیے کہ ملکہ نے اس برج مین بیٹھے بیٹھے کشتی شاہزادہ رستم صولت والا تو قیر اور دستور کشتی گیر کا معرکہ اور فتحیاب ہو کر شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب نے جس طرح سے اس پہلوان علیہ اللعن والعذاب کو شل کر پاس بوسیدہ دو پر کاہ کے گرد باد سب تماشا از ابتدا تا انتہا بچشم اپنے دیکھا اور نہایت شادان و خندان مع اپنی تمام خواصون اور مصاحبون کے سجدہ ہائے اور سجدات شکر اس کریم کارساز کے کرتی ہوئی اٹھی اپنے قصر مین داخل ہوئی اسمین جلیسین مقربون مصاحبون خواصون نے شاہزادہ کی نکو کاری اور خوبی عیبی و اور ہوشیاری کسی نے وہ شکل کشا کا اور کسی نے کونڈے بھر دیا کے اور کسی نے ترت پھرت کی بڑ یا کسی نے رت جگے مانے چلے باندھے مین ملکہ گوہر ملک ہزارون روپیہ کا کھانا ہزارون روپیہ اشرفیان مسکینون محتاجون کو راہ خدا مین تقسیم کر کے کہ رہی ہی کہ صدقے اسکی قدرت اور بے نیازی کے کہ دستور الیاس شہ انگر از مانے کا بلا نوش علیہ اللعن پہلوان کہ جسکو اس مشرک خدا گمراہ کنندہ عالم لقا نے اپنے منہہ سے لکھ کھا آدمیون مین کہا تھا کہ تو کبھی کشتی مین پشت بزمین ہو گا اسیر شاہزادہ عالم فتحیاب ہو کھلا یہ مین کب امید تھی خدا نے یہ آبرو اور شرم و عزت اور جان رکھ لی اور اس جہنمی علیہ اللعن کو سزائے اعمال پہونچائی اور اس جعلساز دغاباز لقا کو جھوٹا اور کاذب سب کے سامنے کروا یا لیکن ہو وقت البتہ یہ دوسری فکر اور تشویش پیدا ہوئی تھی کہ کل شاہزادہ خاور سپاہ کی اور انکی کشتی ٹھہری ہی اور قرار پائی ہی خدا خیر سے اُس دن کی بھی دعا مستجاب کرے کہ شاہزادہ بدیع الزمان آج شب کو میری ملاقات کو آوین اسمقدمہ مین بہت سا انکو سمجھا کے بلکہ اپنے ہاتھ باندھ کے پانوؤن پڑ کے کہون کہ صاحب خدا کے واسطے قاسم تو بھلا جاہل مطلق ہی تم تو جہالت نکرو تم انکو ٹال جاؤ طرح دو اُس سے کشتی نہ لڑو انجام کو دیکھو اسمین تمھاری کیا کسر شان ہو جائیگی القصہ اسی تشویش اور تردد مین وہ دن بسر ہو گیا اور شب کو جبکہ آدھی رات کا عمل ہوا تو ملکہ اپنی خلوتگاہ مین جا کر پلنگ پر لیٹی اور انیسون جلیسون محرمون ہمدمون مقربون مصاحبون سے باتین کر رہی تھی کہ دیکھو ابھی تک شاہزادہ عالم تشریف نہین لائے اور محبت والیان سب کہ رہی ہین کہ حضور ہمارے تو دل کو یقین ہی کہ شاہزادہ عالم تشریف لاتے ہی ہونگے الغرض ملکہ اولہ شوق وصلت و دیدار سے شاہزادہ نامدار کے نہایت بیتاب ہو کر باچشم پر آب یہ شعر زبان پر لائی شعر جدائی تیری سے جان میری لبون پہ پہونچی ہی جان پہونچو ۔ اگر ہی منظور زیست میری تو اب شتابی سے آن پہونچو ۔ ابھی تمام و کمال یہ شعر ملکہ نہین پڑھنے پائی تھی کہ سامنے سے دو لونڈیان ہنستی دوڑتی ہوئین ملکہ کے پاس آئین اور کہنے لگین کہ لو ملکہ عالم شاہزادہ عالم تشریف لائے ملکہ گوہر ملک کی باچھین کھلگئین تا بنا گوش آگئین اور فرط سرور سے حالت وجد مین یہ شعر پڑھکر شعر پہونچی ہی نہ تھی لب تلک سینے سے کہ وہ آئے ۔ ہین آہ کے یہ معنی تاثیر اسے کہتے ہین ۔ بے ساختہ اچھل پڑی اور وہان سے اٹھکر مع چند خواصون کے اور دو چار لالٹین والیان کہ وہ آگے آگے روشنی دکھاتی جاتی تھین بطریق استقبال کے پانچ سات قدم آگے بڑھی تھی کہ سامنے سے شاہزادہ نامور قریب آن پہونچا اور ملکہ کو ہنسکر اپنے گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑے ہوئے پلنگ پر آنکر دونون عاشق معشوق جلوہ فرما ہوئے اسمین وہ جتنی ملکہ کی مصاحبون ہمنشینون نے مٹھیٔن پائی تھین انھون نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ قربانت شوم شاہزادہ عالم ذرا تکلیف فرما کے نذر دے دیجیے ملکہ بھی متوجہ ہوئی کہ شہریاران کنیزون کی بھی خاطر انکو لازم ہی ان سبھون نے آپکی سلامتی اور فتحیابی کے واسطے نذرین مانی ہین بارے شاہزادہ والا تبار نے وہان سے اٹھکر علیحدہ ایک مقام پر دیکھا کہ پہلے تو چند خواصون اور مصاحبون نے کئی خوان اُنمین ماش اور پیسے روپیہ اشرفیان حلوہ مین پیالے تیل کے اُنپر رکھے لاکر تصدق اتارے بعد ازان بعضون نے شاید بڑی دو پیسے زمین کو ہنڈول مٹی سے لیپ کر رکھا ہی وہان شمعین چھوٹی چھوٹی موم کی اور کافوری روشن ہین لوبان اور طرح طرح کا بخورات جلتا ہی جلیبیون کے کونڈے اور شیرینی تھالون مین ریوڑیان

الائچی دانے طشتریون مین بھرے چار طرف رکھے ہین کہین گلہاے خوشبودار اور بدھنی پھولون کی دودانون مین چنگیرون مین رکھی ہین اور وہ سب
نیک بختین غسل کرکے گھنے گھنے بال سرون کے کھولے سفید جوڑے پہنے سفید چادرین سر پر ڈالے سمت قبلہ زمین پر سجدات شکر کرکے حمد مین اُس
خالق ارض و سما جناب کبریائی کی بہزار دل و جان نالان اور گریان رطب اللسان ہین شاہزادۂ عالم نے تبسم فرما کر کہا کہ یہان ہمیشہ تو ہزار ایسے معاملات
اور سحر کے درپیش ہوتے ہین چلو خوب ہوا شیرینی تو اس ذریعہ نذر و نیاز سے خوب کھانے مین آئیگی ملکہ گوہر ملک نے کہا صاحب خدا کے واسطے
اسوقت کچھ کہو سنو نہین بدشگونی ہوتی ہے لونڈیان دو شاہزادۂ عالی مقام نے حسب الرضا درپیش تھا اور تمنا ملکہ کے فاتحہ پڑھکر نذر دی اور وہان سے
ہنستے ہوئے پھر مع ملکہ اُسی خلوتگاہ مین تشریف فرما ہوئے تھا اور ملکہ گوہر ملک نے بر سبیل ذکر گفتگو جو شاہزادہ قاسم کے کشتی اُرنے کی آغاز کرکے کہا کہ صاحب
یہ کیا غضب ہے بیٹے اور بھتیجے مین کیا فرق ہوتا ہے وہ تو بھلا جاہل مشہور ہے تم تو سلیم الطبع نہایت دانشمند ہو تمہین درگذر کرو ایک لڑکے کی کری پر یہ فساد
فیما بین کرنا کیا ضرور تھا لے کر دو شاہزادۂ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ملکہ تم ان خیالون مین نہ پڑو یہ مقدمہ تم جیسی کی سمجھ کا بہت نازک ہوتا ہے آخر جو وہان
بود کہ ایک آواز جس طرح سے کوئی بلندی پر سے کود پڑتا ہے گوش زد ہوئی یہ آہٹ پاؤن کی غیر شخص کے اندرون باغ پاکے سب اُس جانب کو دیکھنے
لگے کہ سامنے سے دو چار کنیزین دوڑتی ہوئی آئین ملکہ گوہر ملک اور شاہزادۂ عالم دونون کچھ بھوچک ہوکر اُس سے پوچھنے لگے کہ خیر تو ہے تم اسقدر
بدحواس دوڑتی کیون آئی ہو انھون نے عرض کیا کہ قربان جاؤن ایک جوان رعنا با چہرۂ زیبا شمشیر بکف اُس سامنے والے برج پر سے کہ جدھر سے
آپ تشریف لاتے ہین اندرون باغ کود پڑا سب لونڈیان اُسے دیکھکر بدحواس ہوکر بھاگین تب اُسنے کہا کہ تم کیون گھبراتی ہو کوئی اپنے جی مین خوف و ہراس
اور ہراس نکرو کسی غیر کی یہ مجال نہین کہ یہان آسکے ذرا تم جاکے چچی سے کہدو کہ قاسم آیا ہے یہ سنکے شاہزادۂ والا مرتبت بدیع الزمان نامور مع ملکہ
گوہر ملک اُٹھکر قاسم کے لینے کو چلے اور گرد و پیش خواصون کا ہجوم تھا جب اُس چمن مین پہونچے تو دیکھا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ نے سامنے سے
آکر بہت جھکا کے دوستی سلام ملکہ کو کیا اور کہا چچی جان میرا مجرا قبول ہو ملکہ نے دعا دیکر کہا صاحبزادے جیتے رہو اور شاہزادۂ بدیع الزمان نے مسکرا کر
ہاتھ قاسم کا پکڑ لیا اور پوچھا کہ خیر باشد آپ کیونکر تشریف لائے قاسم نے کہا کہ آپکی خدمتگذاری کے لیے حاضر ہوا ہون اول دولتخانہ پر حاضر ہوا تھا
وہان معلوم ہوا کہ آپ تشریف لیگئے ہین مجھے یقین کلی ہوا کہ سواے یہان کے اور کہین ٹھکانا آنے جانیکا کہان ہے ناچار بخیال اسکے کہ اسوقت وہین چچی جان
کے سامنے چلکر آپ سے اتمام حجت کراؤن اور انکی بھی قدمبوسی سے مشرف ہون یہ باتین کرتے ہوے پھر دونون صاحب مسند پر آکر بیٹھے اور ملکہ
ملکہ بھی بیٹھ گئی اب اسقدر سے ونگل قاسم نے گفتگو شروع کی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے قاسم تو ہر مرتبہ اور ہر
صحبت مین اسقدر بیہودہ گوئی اور درشتی مجھسے کرتا ہے کہ مین فقط پاس آپ کے بڑے بھائی صاحب شاہزادہ علم شاہ رومی کہ وہ میرے
بزرگ ہین درگذر کرجاتا ہون قاسم نے کہا کہ یہ آپ محض غلط کہتے ہین دادا جان علم شاہ رومی بھی رفیق گاؤ زور کے بیٹے ہوتے تو قول آپکا بجا
تھا یہ جواب ناز بیاستار شاہزادۂ بدیع الزمان نے بہت مکدر ہوکر اور پیچ و تاب کھاکے کہا کہ اے قاسم ناحق میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو وہ ہی
کرتا ہون کہ میرا مزاج قابو مین نہین رہتا ہے قاسم ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ فی الحقیقت آپکی یہ بات نہایت تلخ معلوم ہوتی ہے گفتگو تو میرے آپکے تھی میرے باپ کا
یہان کیا ذکر تھا اگر آپکو خواہ مخواہ شیخت پناہ بنانے اور بزرگی جتانے کا ہی جواب ہے کہ اگر حمزۂ صاحبقران والا شان اسیر نکھتی ہمارے دادا جان
کا مجھکو خوف و پاس نہوتا تو اسوقت آپکو مارے تلوارون کے پرزے پرزے کرکے ونگل رستم جاکے لیتا اس گفتگو تند و تلخ سے ملکہ گوہر ملک گھبرا کر
کہنے لگی کہ یہ کیا ستم ہے کوئی ان دونون صاحبون کا کہ ایک ایک جاہل ازلی ہین سمجھانے والا نہین ہاے غریب الوطنی و غریب الدیاری کہ ملک
بیگانہ جہان نہ کوئی یار نہ یاور دوست نہ غمگسار تمام زمانہ دشمن جان اور کشتۂ خون نصیب دشمنان ہو رہا ہے ایک ونگل چوبی کے لیے آپس مین لڑے
مرتے ہین اور قاسم کی طرف دیکھکر کہا واری تم میرا کہنا تو کاہے کو مانو گے عنداللہ ذرا میری خوشی اور آبرو کا خیال کرکے یہ فتنہ و فساد کی باتین تو
اسوقت موقوف کرو اور بیٹھو میرے سر آنکھون پر اور باتین کرو قاسم نے کہا چچی جان میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے جسم کے چمڑے کو اُتار کے آپکو جوتیان
بنا کر پہناؤن مگر اس چچا کو ایک ہی ضرب مین قتل کرون اور آپکی غلامی اور خدمتگذاری اور اطاعت و فرمانبرداری مین بجان و دل حاضر رہکر
زندگانی اپنی کاٹ دون ملکہ گوہر ملک نے کہا واری مین درگذری تمھاری خدمت اور اطاعت سے واہ واہ تم کیا کہتے ہو تمکو ایسے لگے

زبان پر نہ لانا چاہیے واسطے خدا کے تم ان دھڑکون اور ہولون مین چاہتے ہو کہ ابھی میری جان جاتی رہے میرے حال پر رحم کرو اور چپ ہو کر بنیچی ہستی
آئے ہو بیٹھو قاسم نے کہا کہ بہت خوب آپکے حکم کی تعمیل تو مجھے کرنا از جملہ واجبات ہو وہان سے اٹھ کھڑا ہوا ہر چند ماما کہ گوہر ملک نے سمجھایا اور
بہت سی خاطر کرکے چاہا کہ قاسم کو روکے تا قاسم وہ جاہل مطلق ہی کہ ہرگز نہ رکا اور جھٹ پٹ برج پر چڑھ گیا اور بذریعہ کمند اس ایوان عالیشان
سے اترکر گلیان کوچے طی کرتا ہوا جب ماہ ثمن شہر مین پہونچا تب چوکیدارون نے یہ کہکر کہ ای شخص تو کون ہی کہ اسوقت آدھی رات کو بدون روشنی شمع اور
مشعل کے نکلا ہی اور کہان جاتا ہی قاسم کو یہ دماغ کہان کہ انکو جواب دے چوکیدارون نے زیادہ تنگ کیا اور چار طرف سے یہ کہتے ہوئے اکھٹا
آگے نہ بڑھنا ای شخص تو کون ہی کہ جواب نہیں دیتا آکر گھیر لیا اور ہر چند قاسم چاہتا تھا کہ نکل جاؤن مگر وہ اجتماع کیے جانے نہیں دیتے تھے
اسمین تم ہی اور سنکھے کی آواز آئی اور کچھ روشنی مشعلون کی معلوم ہوئی دیکھا کہ کوتوال شہر سنجان گھوڑے پر سوار ہزار بارہ سو سوار اور پیادے
ہمراہ خبردار باش ہوشیار باش پکارتے اور سکان شہر گھر والون کو بیدار کرتا ہوا چلا آتا ہی یہان چوکیدارون نے جو کوتوال کی آمد دیکھی حمایت
پاکر ارادہ کیا کہ چار طرف سے دوڑکر لپٹ پڑین اور پکڑ لین شاہزادہ خاور سپاہ تو خشمگین اور غیظ و غضب مین بھرا ہوا چلا ہی آتا تھا سوچا کہ یہ
بدمعاش کوتوالی چبوترہ کے پیادے ہین کسی طرح سے نہین مانینگے کیونکر کسطرح بھونکتے ہوئے چلے آتے ہیں پیچھا نہ چھوڑینگے طرفۃ العین مین دو چار
چوکیدارون کو ایک ایک ضرب تیغہ جانستان سے مارکر جھٹ پٹ بھاگ کھڑے ہوئے تو ایک سمت کو ہٹ گیا اور چار طرف سے غل اٹھا لینا لینا
نہ جانے دینا اور کوتوال بھی قریب آ پہونچا شاہزادہ خاور سپاہ نے بھی تمام دروازہ شہر پر جاکر دیکھا کہ دروازہ بند ہی اور چوکیدار دربان وہان کے
کچھ تو سوتے ہین چارپائیون پر کچھ بیٹھے جاگتے اور باتین کرتے ہین قاسم نے ان سبھون سے کہا کہ جلد دروازہ کھولدو ایک دربان نے کہ اجل اسکی سر پر
کھڑی تھی اندک تکرار کرکے کہا کہ بدون حکم حاکم ہرکس و ناکس کے واسطے یہ دروازہ نہین کھلتا ہی قاسم نے حالت غیظ و طیش مین اسی تیغہ خون آلودہ
سے اسکو بھی چونٹ کیا دوسرے دربان سے دیکھکر فرمایا کہ او نمک حرام اپنی سر پر جلد کھول دروازہ اسنے بہم جان سے عرض کی کہ ابھی ابھی غلام کھولتا ہی
اسنے جیسا جھٹک مارو ویسی ہی اپنی سزا کو پہونچا اور دوڑکر اسنے دروازہ کھولدیا ہر چند کوتوال نے پکار پکار کے کہا کہ او چوکیدار دروازہ نہ کھولنا
یہ چور ہی خون کئی چوکیدارون کا کرکے جاتا ہی جانے نہ پاوے وہ دربان تو ڈرا ہوا تھا سامنے اسکے ساتھی کی لاش پڑی پھڑک رہی تھی اسنے کوتوال
کا کہنا نہ مانا اور دل مین سمجھا کہ مطلق ہمنا کہا صاحب تشریف لیجائیے قاسم تو دروازے سے نکلا ایک سمت کو روانہ ہوا اب اسے کون پاتا ہی دم بھر مین
شداد شاہ کی بارگاہ مین آکر داخل ہوا یہان کوتوال کے ہر چند پیادے اور لوگ تعاقب مین قاسم کے دوڑے جب کہین سراغ نہ پایا تب ناچار ہوکر
ان لاشون کو اٹھوا کر کوتوالی چبوترے مین لاکے ڈلوا دیا اور کوتوال نے کہا کہ صبح ان لاشون کو حضور پیغمبر مرسل لیجا کے عرض کرونگا کہ پیغمبرزادی کے
محل کے نیچے آدھی رات کے عمل مین یہ ہنگامہ برپا ہوا ہی بعد اسکے جیسا حکم پیغمبر مرسل دینگے تحقیقات اور تلاش اس خونی کی کیجائیگی غرض وہ شب بسر
ہوکر جب وقت صبح کا ہوا تو تمام ادنی اعلی وضیع و شریف اہل حرفہ بازاری دکاندار صغار کبار سکان شہر بجانب شاہزادہ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان
گردنکش ملک اور فضل شہزادہ کے معرکے کشتی دیکھنے کو دوڑ پڑے اور اسی اکھاڑے پر اژدہام خاص و عام کا ہوا ہنوز آفتاب بخوبی طلوع نہین ہوا تھا
کہ گنجاب بھی اپنے تخت روان پر سوار ہو کر مع پانچ پچین سردارون اور تمام اپنے اہلکارون اور مقربون اور مصاحبون کے اس میدان معرکے
مین پہونچا اور گنجاب نے غور کرکے دیکھا تو کل سے بھی سو حصہ زیادہ تر تماشبینون کا ہجوم اور دھوم ہی کہ فرسنگون جہانتک پلک نظر دوڑتا ہو سر ہی سر
خلائق کے نظر آتے ہین اور کثرت کشمکش سے پلک صبا کو آنا جانا محال اور بہت مشکل معلوم ہوتا ہی اس عرصہ مین ان باغ زلازل یک جنبشی ہین شاہزادہ
بلند اقبال بعد الفراغ وضو و رکعت نماز صبح پڑھکے پوشاک پہن کے تیاری چلنے کی کر رہے ہین اور کوئی دم مین تشریف لایا چاہتے ہین کہ ناگہان اول
اول شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم بن شداد شاہ اور ہمایون بن شداد و ایک لاکھ ساٹھ ہزار ملازم اور جان نثار شداد شاہ کے ہمراہ لیے
میدان کشتی مین آکر داخل ہوا اور چار طرف بغور شاہزادے بدیع الزمان کو دیکھکر گنجاب کو دیکھنے لگا اور ہر بہ تیغہ پیلار کے قاسم ہی کو تولکر کہ برستین تنگ
آپ ہی کہتا ہی کہ اب وہ شاہزادہ بلند اقبال کہان چھپکر بیٹھ رہے ہین ایک بیچارے مقتول کو مردہ دل تستور کو مارکر لیفنداز گاہ گنجاب ہین خطاب
بلند اقبالی کا اور بڑا تیغہ زن اور غرور کا بہم پہونچایا پھر اسوقت یہ تساہل اور اغماز کرنے سے کچھ حاصل نہین بدون انکے زیر کیے اور مشکین باندھے چھوڑونگا

گنجاب یہ گفتگو قاسم کی سن کر پیچ و تاب کھا رہا ہے اور اپنے مقربون سے کہہ رہا ہے کہ یہ جوان بلاشک مجنون اور مخبوط ہے مجھے فقط رعایت اور مروت شداد شاہ کی منظور ہے ورنہ یہ شخص واجب التعزیر ہے ناگاہ شاہزادہ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان گردنکش شکن بھی اس مقام پر تشریف لائے گنجاب کو مکدر اور درہم برہم دیکھکر پوچھا کہ حضور کے نصیب اعدا باعث درہمی مزاج کا کیا ہے مقربین نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہزادہ بلند اقبال فضل تیغزن کچھ یاوہ گوئی کر رہے تھے اور ازبسکہ پیغمبر مرسل آپکو بجان و دل عزیز رکھتے ہین وہ متحمل نہو سکے فرماتے تھے کہ مجھے فقط پاسداری شداد شاہ کی ہے ورنہ اس جوان کو تعزیر معقول دلواتا شاہزادہ بلند اقبال نے عرض کی کہ اے پیغمبر مرسل آپ غصہ نہ فرمایئے مین حضور کے روبرو ابھی اس جوان کو سمجھائے دیتا ہون گنجاب نے کہا اے فرزند یہ شخص دیوانہ ہے تم اسکا معالجہ کرو گے شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ آپ اسکو دیوانہ اور مجنون نہ قرار دین یہ جوان بہت بہادر اور دلیر ہے اور جہالت لازمہ شجاعت ہے اسکی یاوہ گوئی کا خیال نہ فرمایئے اس عرصہ مین دیکھا کہ قاسم جانگھیا اور لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین کود پڑا اور شاہزادہ بدیع الزمان سے آواز بلند کہا کہ آپ آئین اور مصاحبت دولتخانہ مین تشریف لیجائے کیجیے گا لنگوٹ کھینچیے اور میرے مقابلے مین آئیے شاہزادہ عالی جناب نے جواب دیا کہ مین حاضر ہون اور یہ کہکر جانگھیا اور لنگوٹ باندھکر باجازت گنجاب اسی اکھاڑے مین بمقابلہ فضل تیغزن اترا اور دونون بہادرون نے خمون پر ہاتھ مارا تو یہ معلوم ہوا کہ بادل گرج اٹھا اور گردنون مین ہاتھ ڈالکر مصروف زورکشتی ہوئے گنجاب دل مین اترا رہا ہے یہ سمجھے ہوئے تھے کہ فضل تیغزن بیچارہ شاہزادہ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان گردنکش شکن سے کب جیتے نستور ایسے پہلوان قدرت نما کو حقیر کر پھینک دیا اور ستر نامک کی کمان قہرمان عجم کی توڑ ڈالی کیا مقابلہ اور زور کشتی کا کریگا لیکن جسوقت کہ یہ دونون انجمن روزگار بربان عرصہ کارزار کل ایلہ اور سینہ بسینہ فیما بین زورکشتی کا کرنے لگے اور وہ اطمینان جو کہ نستور کے ساتھ شاہزادہ بدیع الزمان کو حاصل تھا اب فضل تیغزن کی کشتی مین مطلق نہین پایا جاتا ہے سب خرد و کلان متعجب و متحیر تھے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے کہ فضل تیغزن اس شوکت و دبدبہ سے کشتی لڑ رہا ہے کہ جہان لوگ اپنے بیگانے تعریف شاہزادہ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان گردنکش شکن کی کرتے ہین وہان تمام تماشئین ادنی اعلی شاہ و گدا بیساختہ فضل تیغزن یعنی قاسم کی بھی مدح و ثنا اور واہ واہ کر رہے ہین غرض طول تو ممکن ہے لیکن ازبسکہ طبع اقدس خداوند نعمت اور اکثر سامعین جلیل المرتبت کی اختصار پسند ہے لہذا مختصر کرکے التماس کرتا ہون کہ صبح سے تا غروب آفتاب زورکشمکش طرفین سے رہا اور وقت شام ادھر تو حسب الحکم گنجاب روشنی ہنڈیون اور دستیون اور مشعلون اور فانوسون اور پنجشاخون کی ہوئی اور اسطرف شداد شاہ اور ہامون بن شداد نے تیاری روشنی کی کرادی تو کثرت روشنی سے اسوقت یہ از روز نورانی وہ رات تھی شب شب قدر معلوم ہوتی تھی اور تماشبینون کا یہ عالم تھا کہ بھوک پیاس نیند آرام بالکل برطرف سب بھولے ہوئے ہمہ تن مصروف تماشاے کشتی ہو رہے تھے اور اسی طرح سے تین شبانہ روز فیما بین دونون صاحبون کے کس زور شور سے امتحان زورکشتی رہا کہ کسی کے ذہن و فہم اور عقل و ادراک و وہم اور گمان مین بھی نہ تھا اور جب بغور دونون صاحبون کو دیکھا تو تازہ دم پایا اور دونون بہادرون کے چہرون پر شگفتگی کے سوا مطلق کسل اور ماندگی معلوم نہین ہوتی تھی اور کسی کو غالب اور مغلوب مین تمیز نہین ہو سکتی تھی اور یہ دونون صاحب باہم کشتی لڑتے جاتے تھے اور کبھی باہم گفتگو سخت و درشت بھی درمیان مین آجاتی ہے چنانچہ ایکمرتبہ فضل تیغزن نے خود ستائی کرکے سر رشتہ سخن کو یہانتک پہونچایا کہ بآواز بلند کہا کہ اے کشتی گیر سرگشتہ تقدیر بدنام کنندہ خطاب بلند اقبالی اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے کوئی دم مین تیری مشکین باندھے لیتا ہون شاہزادہ بلند اقبال بدیع الزمان ثانی نے فرمایا کہ اے فضل تیغزن بس اس یاوہ گوئی سے کیا حاصل جو لطف لاف و گزاف کا نستور نے اٹھایا وہی کوئی دم مین تو بچشم اپنی دیکھیگا کہ کیا حال تیرا مین نے کردیا اور تمام عالم جانتا ہے کہ تو فضول گو ہے بلکہ اکثر تجھے مخبط اور مجنون اور دیوانہ سمجھتے ہین قول انکا غلط نہین صادق ہے قاسم کو یہ تاب کہان تھی کہ ایسا جواب سخت سنکے حتی المقدور اپنے قصور کرتا ایکمرتبہ غیظ اور طیش مین آکر ڈال لنگوٹ مین ہاتھ اور سر اپنا سینہ سے شاہزادہ بلند اقبال کے ملا کر بزور و قوت تمام بل کر لیا اور شاہزادہ بدیع الزمان ثانی نے ہر چند اپنا لنگر قائم کیا مگر قاسم نے کہین قائم ہونے نہ دیا خلاصہ یہ کہ کچھ قدم پسپا کرکے لیگیا تماشبینون کا یہ حال تھا کہ خواہ مخواہ واہ واہ کا غل کرکے باہم کہتے تھے کہ فضل تیغزن نے اب کچھ تامل نہین شاہزادہ بلند اقبال کو زیر کر لیا اسوقت گنجاب با چشم پر آب سمت قیطول خداوند لقا کے منھ کیے دعا مانگ رہا ہے کہ یا خداوند شاہزادہ بلند اقبال کی آبرو اس میدان مین رکھ لینا اور اپنے سردارون سے کہہ رہا ہے کہ یہ دیوانہ تو بلائے بیدرمان

آفت روزگار زمان اسوقت عجیب طرحکا وسواس میں ہے ولولہ پیدا ہوا ہے اور وہاں ملکہ گوہر ملک اُس برج مین بیٹھی ہوئی ہے اسیرون جلیسون کے خوش بیٹھی ہوئی تماشا کشتی کا دیکھ رہی تھی جیسا ہو ناشہزادہ بدیع الزمان کا دیکھکر پسینے پسینے ہو گئی اور ایک حالت غش کی طاری ہوئی حالت بیقراری مین بصد گریہ وزاری کہتی تھی کہ اے جناب باری تو سمیع و بصیر ہے ہر شی پر قادر اور مقتدر ہے میرا اسوقت عجب طرح کے تفکر اور عذاب الیم مین مبتلا ہون کہ کسکی فتح کی دعا مانگون اور کسکی شکست کیواسطے استدعا کرون وہ کون ہے یہ کون خدانخواستہ اگر ایک کا ان دونون مین سے بال بیکا ہوگیا تو مجھے خدشہ کیا یقین کلی ہے کہ دوسرا بھی اپنے آپکو زندہ نرکھیگا لہذا تو کارساز حقیقی ہے امیدوار ہون تیری قدرت نمائی اور کارسازی سے کہ ایسا کوئی سبب کر کہ ان دونون بہادرون کی آبرو و جان بچے اور صحیح و سالم اس معرکہ کشتی سے نجات پاوین ابھی یہ دعا مانگ رہی تھی کہ صدائے نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان گوش زد ہوئی گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور اُسی برج مین جا کر جو خیال کیا تو دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے جبکہ چہ قدم پیچھے ہٹ گیا تو فرط غیظ اور غیرت سے از بسکہ زمین و زمان تا بہ آسمان نظرون مین تاریک ہو رہا تھا ایک سنگا ہم اپنا لنگر مارا کہ تا بزانو زمین مین دھنس گیا تھا اور چند قاسم نے زور کیا کیا مجال تھی کہ ایک وجب ہٹا سکتا اور اسقدر جو فرقین سے زور کشمکش کے ہوئے کہ دونون پاؤن تا بزانو زمین مین غرق اور ہمہ تن عرق عرق ہو گئے اسوقت وہ نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان نے کیکر مذہین قاسم کے ہاتھ ڈال اور سر اپنا سینہ مین قاسم کے ملا کر ہے دوڑا اور پسپا کر چلا تو شدت غضب سے رونگٹے تمام جسم پر کھڑے ہو گئے تھے اور منہ مین کف آگیا تھا دونون آنکھین خون انار دہ تھین کچھ پس و پیش اور مطلق یہ خیال نہ تھا کہ مین بدیع الزمان ہون اور یہ قاسم ہے اور مین چچا ہون اور یہ بھتیجا ہے یہی ارادہ تھا کہ ایسے نقش زمین اور پیوند زمین کر دون اور قاسم کا یہ حال کہ کس کس زور سے چاہتا تھا کہ لنگر اپنا قائم کرے اور قدم اپنا پیچھے نہ ہٹنے دے مگر استغفار ذکر کیا تھا کہیں قدم اُسکا ٹھہر سکتا طرفۃ العین مین سات قدم پسپا کر کے چاہتا تھا شاہزادہ بدیع الزمان کہ لنگر قاسم کا زمین سے اکھاڑ دے کہ نا گاہ ایک بگولا خاک کا اُٹھا اور غلطان اور پیچان بڑے زور شور سے اندر اس اکھاڑے کے نمودار ہو گیا اور عجیب و غریب صدائین وحشت زا آوازین مہیب افزا مہین سے پیدا ہوئین کہ تمام تماشبین اور سرداران گنجاب از راہ دفی تا اعلیٰ شاہ و گدا صغیر و کبیر برنا و پیر پریشان ہو گئے اور کہتے تھے یا خداوند یہ کیا بلا نازل ہو گئی انتہا یہ کہ یہ دونون دلاور یعنی شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم اُس بگولے مین مختفی اور پنہان ہو گئے سبھون نے دیکھا کہ وہ بگولا بلند ہونے لگا اور فضل تیغزن اس بگولے کے ساتھ اوپر اٹھا چلا جاتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ جسطرح سے کوئی زبردست شخص فضل تیغزن کی کمر مین ہاتھ ڈالے اٹھائے لیئے جاتا ہے شاہزادہ بلند اقبال بظاہر خشمگین اور باطن مین بکمال رنج و آلام چشم حیرت قاسم کو دیکھکر پکارا کہ اور دیوانے کسی اپنے دوست کو سلیمان کہا ہوگا کہ وہ اسوقت میرے پنجہ زور سے تجھے بفریب نجات دلا کے لیے جاتا ہے اور قاسم نے باوصف اسکے کہ اس بلا مین مبتلا ہے پاؤن زمین سے اٹھ گئے ہین محض بیدست و پا ہے لیکن اُس حالت مین بھی ویسی ہی گفتگو سے جہالت کر کے جواب دیا کہ او کشتی گیر بزدل مین یہ کوئی تیرا حمایتی اور دوست ہے جو کہ تجھے میرے ہاتھ سے جانبر ہوتے نہ دیکھکر اسوقت تیرا شریک حال ہوا اور مجھے برد در سحر لیے جاتا ہے غرض یہ کہتے کہتے قاسم نظرون سے ناپدید ہو گیا اور تماشائیون مین ایک ہنگامہ یوم النشور بپا تھا ہر ایک موافق اپنی اپنی فہم و قیاس کے بمقدمہ شاہزادہ بلند اقبال اور فضل تیغزن اپنی اپنی رائے کو دخل دیکر کوئی تو کہتا تھا کہ اس دیوانے کو کوئی دیو زاد اٹھائے گیا اور کوئی کہتا تھا کہ آج ہمکو ثابت ہوا کہ یہ حکیم زادہ ساحر زبردست ہے ورنہ نستور ایسے پہلوان قدرت کو بٹے ہوئے کپڑے کیطرح چیر پھاڑ کر پھینکدے سکتا تھا اور اسیطرح جب اسنے دیکھا کہ مین فضل تیغزن کے ہاتھ سے زندہ نہین بچتا تب اُسنے سحر کیا اور کوئی جادو کا بیر بگولا بنکے فضل تیغزن کو اٹھا لیگیا ہے غرض اپنے اپنے طور پر ہر ایک شخص گفتگو کر رہا ہے اور گنجاب نے جو یہ تماشا دیکھا تو نہایت خوش ہو کر قہقہے مارتا سیٹی بجاتا اپنے سردارون کی جانب مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ تم سب لوگ کچھ سمجھتے ہو کہ یہ کیا اسرار قدرت ہے اور فضل تیغزن کو کون کہان لیگیا اہلکارون اور سردارون نے عرض کیا کہ ہم غلامون کو اسقدر فہم اور ادراک کہان کہ مقدرات خداوندی مین مداخلت کرین اور کنہ حقیقت کو سمجھین یہ رتبہ اور مرتبہ خداوند نے آپ ہی کو عطا کیا کہ کوئی راز سربستہ اور اسرار قدرت خداوند کا آپ سے مخفی اور پنہان نہین ہے شعر تو ہی محرم لقا کے راز و تقدیرات کا اُسکی ہے عیان ہین تیرے دلپر اُسکے سارے راز نہانی گنجاب نے ہنسکر کہا کہ فی الحقیقت آمین سر مو چھوٹ نہین اب مین تمسے یہ حال مفصل کہتا ہون اور اس معمائے لاحل کو کس سہولت سے حل کر کے تمہارے ذہن نشین کر دون کہ تم بھی مقر میری پیغمبری کے ہو فضل تیغزن از بسکہ جاہل مطلق اور دیوانہ مجذوب بہت گستاخ تھا تو اسکی حرکات خلاف

آداب اور زیادہ گوئی ہمکو نہایت ناگوار تھی خصوصاً شاہزادہ بلند اقبال سے جو ہر جلسے میں اور ہر بات میں یہ الجھ بیٹھتا تھا اور مباحثہ کرتا تھا اور اُسنے گستاخانہ اور بیباکانہ کلہ بکلہ کشتی لڑنا اور گاؤزوری کرنا اسکا شاہزادہ بلند اقبال سے باعث کمال رنج اور ملال کا ہمارے ہوا کل شب کو وقت راز و نیاز کے خداوند سے وقت معین میں اس دیوانہ فضل تیغ زن کے باب میں بحضور خداوند دو ایک کلمے شکایت آمیز بطور بد دعا کے ہماری زبان سے بیساختہ نکل گئے تو یہ بات تم سب اپنے بیگانے بخوبی جانتے ہو کہ خداوند کو ہمارا رنج کسی طور پر گوارا نہیں اُسیوقت جبرئیل ہمارے پاس ازل آ کے اور بعد تحفہ سلام کے اُنھوں نے باین عبارت ابلاغ پیغام خداوندی کیا کہ خداوند نے بپاس خاطر رسالت کی ہے کہ مؤکلان قضا و قدر اس بندہ گستاخ فضل تیغ زن کو معرکہ کشتی سے گرفتار کر کے کشان کشان لیجائیں اور مالکان عذاب کو حوالہ کریں کہ تا روز قیامت یہ دیوانہ مجرم مقابلہ شاہزادہ بلند اقبال حسب الحکم ہمارے حبیب پیغمبر مرسل کے مبتلائے صد گونہ عذاب ہے تم سب جیسا جیون نے چشم خود دیکھا کہ شاہزادہ بلند اقبال سے کشتی لڑتے لڑتے دفعۃً اسکو وہ بگولا خاک کا آسمان سے پیدا ہوا اور کیونکر فضل کو اٹھا لیگیا اور پھر کیسیکو نہ ثابت ہوا کہ کون آیا تھا اور کہاں لیگیا جتنے لقا پرست شریف وارذال گفار نابکار نابکار اور سردار ادنی اعلی صغار و کبار بارگاہ اور تماشائیں حاضرین و سامعین تھے وہ سب کے سب امنا و صدقنا برحق و بجا کر کے عرض کرنے لگے کہ یا پیغمبر مرسل آپکے فرمانے کو جو شخص کہ عالم مخلوقات سے غلط سمجھے وہ ہمارے نزدیک بندہ خداوند لقا کا نہیں ہوگا کوئی مسلمان ہوگا سوا اسکے اور ہم کیا کہیں اور کونسی قسم کھائیں تو بہ توبہ خداوند لقا کو آپکے ملال کا خیال کیونکر نہوگا ہمارے تو دل میں یقین کلی نقش کالحجر ہوگیا کہ لاشک ولاریب حسب بد دعا آپکے فضل تیغ زن کو موکلان عذاب پکڑ لیگئے لیکن شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کو یہ کلمات پوچ اور مزخرفات گنجا کے اور خوشامد اور مصاحبت اور لغو گوئی ان سب بیدینوں حاضرین کی جو بیہودگی نہایت ناگوار طبع اقدس تھی گو کہ رنج اور دلتنگی ظاہر شگفتہ پیشانی ہنستا ہوا گنجا سے رخصت ہو کر سوار ہوا اور اپنے اسی باغ یکچشمی میں جا کر داخل ہوا یہاں وہ تمام مجمع تماشائیوں شہر والوں کا اژدہام خاص عام کا تمام ہوگیا اور ادنی اعلی اپنے اپنے گھروں کو یہی ذکر مذکور باہم کرتے ہوئے روانہ ہوئے خصوصاً ہمایوں بن شداد کو کہ وہ عاشق زار اور پروانہ وار نام پر فضل تیغ زن یعنی شاہزادۂ نامدار کے جان نثار تھا اسقدر رنج صدمۂ عظیم اور رنج اور قلق تھا کہ مثل سوختہ مومنان ستم رسیدہ اور بشکل ماتمیان غمدیدہ گریبان دریدہ گریان و نالان باصد آہ و فغان خاک بسر افشان سینہ کوبان یہ اشعار پڑھتا ہوا ابیات

اے شمع جمال تو کہاں ہے	نظروں سے مری کدھر نہاں ہے	افسوس ہے فضل تیغ زن تو	یوں اڑ گئے میرے دست و بازو
کس سمت گیا کہاں ہے مشغول	کیوں یاد مری تجھے گئی بھول	کس درد میں مبتلا ہے افسوس	ہے جو ترا حال کیا ہے افسوس
اے داے پڑا ہے تو کدھر کو	پہنچوں میں کیسے تیری خبر کو	ہے دیو وہ یا کوئی بلا ہے	جو تجکو اٹھا کے لے گیا ہے
ڈھونڈھوں تجکو کہاں دلاور	دیکھوں پھر اب تجھے میں کیونکر	وہ حسن شباب تیری صورت	وہ تیری شجاعت اور قوت
کیونکر مرے دل سے بھولے اے وا	کس طرح نہ پیٹتا پھروں ہاے	دوری سے تری میں جان بلب ہوں	ہوں نزع میں اب اجل بلب ہوں
عالم وہی وہ ہی روز و شب ہے	اک تو ہی نہیں یہ کیا غضب ہے	روتا ہوں گلے سے لگ کے دل کے	دو شخص جو بیٹھتے ہیں مل کے
کچھ تجکو خبر بھی ہے کہ اے یار	دل تفتہ و جان خستہ و زار	یہ خفتہ نصیب بخت واژوں	تجھ بن ہے اسیر غم ہمایوں
موت آتی نہیں ہے کاش مر جاؤں	برق آ گرے کاش میں تو جل جاؤں	آتا نہ میں یا بطن مادر	جو آتے ہیں یہ آتشیں نہ سر پہ
یا ہوتے ہی جان دے گذرتا	جو یوں نہ سسک سسک کے مرتا	مجکو تری وضع سے عجب ہے	یہ بھی کوئی دوستی کا ڈھب ہے
رفتی و مرا خبر نہ کردی	بر بیکسیم نظر نہ کردی	القصہ یہ طول دوں میں تا چند	کچھ مختصر اب کروں قلمبند

یعنی ہمایوں بن شداد اسطرح سے ناشاد و نامراد فغان و فریاد کرتا ایک سمت کو جاتا ہے اب آگے جہاں جیسا کچھ حال اُس شکستہ بال کا ہوگا ہر وقت بیان کیا جائیگا

دو کلمہ داستان شاہزادہ بلند اقبال ثانی بدیع الزمان عالیشان سے بیان کیے جاتے ہیں

یہاں جو گنجا سے چند سوار اور پیادے اور خاصبردار اور کچھ لوگ چوکی پہرے کے واسطے اور چوبدار مردھے عصابردار نقیب دربان اور بھالے بردار وغیرہ برائے سواری کے جلوس کے لیے اور چند خواص خدمتگار فراش خاص تراش حمامی آبدار دستی والے بخشتاخے والے وغیرہ وغیرہ شاگرد پیشہ اپنی سرکار سے ہمراہ شاہزادہ والا جاہ کے متعین کردیے وہ سب کے سب دروازہ باغ زرنگار یکچشمی پر اپنے اپنے کاروبار میں حاضر اور مستعد رہتے ہیں

اور شاہزادہ عالم ہر روز بدستور معمول دربار میں گنجاب کے آنے کے وقت برخاست دربار پھر اور کسی باغ میں جاکر سرگرم عیش و نشاط رہتا ہے اور فوجوں میں اور
مصاحبین اہلکار اور سرداران اور بڑے بڑے شاہ اور شہریار اور روسائے نامدار جو ہیں اور ملازمین اور بندے ہیں اور خاندانی گنجاب میں اب کوئی ہم پلہ اور ہم رتبہ
شاہزادہ والا جناب کا نہیں ہو ونگل شاہزادہ عالی مرتبت کا متصل تخت پیغمبری بچھتا ہے اور جہاندک کہ بارگاہ نشین ہیں سب پاس ادب اور آداب اور جنفد امراء
شاہزادہ بلند اقبال کا بھی بجان و دل کرتے ہیں مگر گیا ہو مخون آشام وغیرہ چند سردار تیرہ انجام از راہ تیرہ دلی اور خبث باطنی کے روز اول سے
عدو جان بنے ہیں یہ البتہ اقتدار اور اختیار اور مدارج اور مراتب اعلیٰ شاہزادہ عالیشان کے دیکھ دیکھ کر آتش حسد میں رات دن جلا کرتے ہیں
فقط بہ سبب دنیا سازی اور ظاہرداری پیش آتے ہیں اور ہر وقت کمینگاہ میں بیٹھے ہیں مگر اقتدار اور اختیار انکا کبھی کچھ نہیں چلتا ہے ایکروز کی نقل ہے کہ بقاعدہ
مستمرہ سبکو تمام مجرائی دربار میں جمع ہیں اور سرداران خاص و عام مجرا کرکے اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے ہیں شاہزادہ والا خطاب بدیع الزمان بھی برابر تخت
گنجاب کے اپنے ونگل پر بیٹھا ہے اور گنجاب تعریف در تعریف شاہزادہ عالم کی کر رہا ہے چند سردار راستی کیش اور حق گو بزبان خیر اندیشی سرکار
کے تخلو ہر ہیبت اور بدل از راہ انصاف در اہروا ہی کے اور چند اشخاص بسبب استرضا و رضجو اور خوشنودی خاطر اپنے ولی نعمت یعنی گنجاب کے ہاں میں
ہاں ملا کر برحق اور بجا کہہ رہے ہیں کہ بیساختہ گنجاب کے منہ سے نکلا کہ شاہزادہ بلند اقبال کی شجاعت و رقوت اور تہمتنی اور تہور دلی اور جرأت اور
زور و طاقت میں تو کچھ کلام کرنے کی جا نہیں لیکن طریقہ حرب و ضرب اور قواعد اور قوانین سپہ گری سے شاید ابھی آگاہ اور مطلع نہیں ہے لہذا منظور خاطر
اقدس ہمارے یہ بات ہو کہ اگر کوئی شخص جہاندیدہ اور جنگ آزمودہ اس فن میں مہارت رکھتا ہو تو شاہزادہ بلند اقبال کی تعلیم کے واسطے مقرر کریں
علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم نے عرض کیا کہ ملازمان سرکار پیغمبری ایسے ایسے بہادر دنا اور جہاندیدہ سوار یکمال انتخاب روزگار ہیں کہ اقبال عالی سے
شاہزادہ عالم کو بخوبی چند روز میں آداب سپہ گری کے بخوبی سکھلا سکتے ہیں گنجاب نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو مگر ہم ایسے شخص کی تلاش میں ہیں کہ وہ چند صفات
موصوف ہو اول تو یہ کہ عالیخاندان صحیح النسب نجیب الطرفین قوم اشراف مرد میدان مصاف ہو دوم یہ کہ سن رسیدہ جہاندیدہ جنگ آزمودہ عقیل
اور فہیم ہو سوم یہ کہ قانون مصاحبت اور فنون سپہ گری سے بخوبی آگاہ ہو تاکہ حسب دلخواہ باطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ بلند اقبال کے مزاج میں
مداخلت اور انکی طبیعت سے واقفیت حاصل کر کے اس خوبصورتی اور سہولت سے قاعدے فنون سپہ گری کے بتلائے کہ شاہزادے کو خود ذوق
اور رغبت مصروف ہو اور وہ بدل مخاطب ہو کر سیکھے اور جس بات میں ہمہ گیر موافقت رہے حسب اتفاق ترک جوشن پوش نامی ایک سوار تراب ایل القندار کا قدیم گنجاب کا
کہ فی الجملہ عزت و توقیر بھی اسکی دربار میں بہت ہے اور نہایت مرد دلیر فنون سپہ گری سے آگاہ جہاندیدہ کہن رسیدہ زال علم آموز رستم وحید عصر اور فرید عالم
مشہور اور معروف بہمہ صفات موصوف ہے ایک سمت اپنی کرسی پر بیٹھا تھا وہ یہ گفتگو گنجاب اور علقمہ اضطرلابی کی سنکے اٹھا اور گنجاب کو دست بستہ تسلیم بجا
لاکر کہا کہ بدولت درگاہ پیغمبری سے یہ بندہ موروثی برائے تعلیم قواعد سپہ گری برفاقت شاہزادہ بلند اقبال سرفراز ہو تو اقبال لایزال پیغمبر سے امید ہے وعدہ کرتا
کرتا ہے کہ عرصہ قلیل میں تحصیل علوم اور فنون سپہ گری سے شاہزادہ عالم کو تکمیل ہم پہنچا دے اور کوئی دقیقہ استادی کا اس فن میں فرو گذاشت نہ کرے گنجاب بھی
ترک جوشن پوش کی استادی اور فن سپہ گری اور عزت و توقیر سے مطلع تھا التماس اسکی بہت مطبوع اور پسند خاطر ہوئی اور فرمایا کہ ای ترک جیسا شخص معزز و باکمال
ہم ڈھونڈتے تھے خداوند لقا نے بے سعی و تلاش تجھے بھیج دیا ای بہادر بہتر آج کی تاریخ سے تجھے شاہزادہ بلند اقبال کی رفاقت میں متعین اور مامور کیا لازم ہے کہ شبانہ
روز باطاعت و خدمت شاہزادہ کے حاضر رہنا اور تعلیم فنون سپہ گری میں کوشش بلیغ کر کے بہت جلد انکو طیار کر دیگا موجب خوشنودی خاطر ہماری اور باعث ازدیاد عزت
و آبرو کا ہو گا ترک جوشن پوش نے آداب بجا لا کے عرض کیا کہ یہ غلام اقرار کرتا ہے کہ اقبال عالی سے ایکسال بھر کے عرصہ میں شاہزادہ بلند اقبال قواعد علوم
اور فنون سپہ گری اور معرکہ جدال و قتال سے بخوبی آگاہ اور ہوشیار ہو کر وحید عصر اور فرید زمانہ ہو جائیگا اور بڑے بڑے استاد مقابلہ میں شاہزادہ عالم کے
نہ ٹھہر سکینگے القصہ جب وقت برخاست دربار کا ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان نامدار گنجاب کو مجرا کر کے رخصت ہوا ترک جوشن پوش بھی ہمراہ رکاب
اُس شاہزادہ بلند اقبال کے باتیں کرتا ہوا داخل باغ زلازل یکبیحتی ہوا اور اُسکی وضع اور ترکیب اور تقریر دلپذیر سے شاہزادہ والا تقریر بہت محظوظ ہوا اور
اسی باغ میں ایک مقام علیحدہ ترک جوشن پوش کی سکونت کے واسطے عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ جو کچھ تمکو حاجت اور ضرورت درپیش ہو وہ بلا تامل
ہمسے کہنا ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ اس غلام پیر کی یہی استدعا اور التجا ہے کہ تاقید حیات دامن دولت آپکا اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑے اور کسی مقام پر

تصدق فرق مبارک ہوکر سرخروئی دارین حاصل کرے القصہ بعد اس گفتگو کے ترک جوشن پوش نے عرض کی کہ شاہزادۂ عالم اولاد اول سپہ گری مین ورزش یعنی ڈنڈ اور مگدر اور لیزم کی بھی کثرت لازم اور مقدم ہے حضور ڈنڈ دس بیس سے شروع کرین اور ہلکی ہلکی جوڑیون کے مگدرون کا استعمال کرین اور لیزم کے دس بیس ہاتھ ہلائین اکدم بڑھے آپنے فرمایا کہ ہان مین نے یہ کثرت اور ورزش کی تو کی ہے لیکن مین چاہتا ہون کہ کثرت دو دو ایک ایک تم بانک بنوٹ کی اور تیرانداز وغیرہ سپاہی کو چاہیے وہ تم مجھے بتلاؤ ترک جوشن پوش سبز رنگ بانس کی بلیون کی ریشم سے بنی ہوئی بہت خوبصورت چھوٹی چھوٹی اور بڑی بڑی سوا سوا گز کی مدور پٹی اور گدکے ہلکے ہلکے پرچین گولر کی لکڑی اور بانس کھیر کے تھے انمین پٹھوڑ قطع اور بہت خوشنما اور دین بانس اور بید کی کھلی اور سفلاتی اور نریفتی خول ان پر چڑھے گدیان پر چون کی مٹھی زمزم بڑے تکلف سے بنی ہوئی اور سینے گدکے اسطرح کے کہ انکی دانڈین اکثر تو بھاری بھاری گدار بانسون کی اور بعضون مین سنجین فولادی پڑی ہوئی تھین پر چونہر گدیان فقط چمڑے کی لونڈا اور خول ندارد بہ قدر بھاری تھین کہ دو دفعہ ہر کس ناکس اٹھانے سے کثرت کرنے کا ذکر و مذکور ہی اپنے مکان سے منگا کر ایک صحن باغ مین جلسہ تعلیم مقرر کی اور وہان ایک طاق بہت خوبصورت بنوا کے پیڑ بل مٹی سے لپوا دیا اور اسمین شیرینی اور ہار گلہائے خوشبو کے لٹکائے اور ایک چراغ روغن زرد سے جلوا اس طاق مین رکھوا دیا اور کچھ چند لوگ یان شیرینی کی آگے اسکے رکھین بعد ازان شاہزادہ بدیع الزمان سے ملتمس ہوا کہ حضور کثرت دو ایک استاد اس فن کی اپنی اپنی وضع پر کرتے ہین چنانچہ فقروہی کے نزدیک ایک گھاتھ علی مدد اور ایک گھاتھ دکھنی نہایت پسند ہے شاہزادہ والا رتبت نے پوچھا اے ترک جوشن پوش علی مدد کی کیا فرق ہے اور دکھنی گھاتھ کس طریق پر ہے اور دونون کے فرق اور تفاوت اور فائدے بیان کر ترک جوشن پوش نے بیان کیا کہ علی مدد کی کثرت کی اول تو سپر یعنی پھری چھوٹی ہوتی ہے اور گدکا بہت بالکل ہلکا ہے اور دانہان پانون آگے بڑھا رہتا ہے اور سپر کا ہاتھ چلتا پھرتا اور طمانچہ کمر لنگوٹ پھندا اور مونڈھا گرکہ پالٹ سر پاہرو آنی وغیرہ یہ چوٹین اسکی ہین اور جتنی گھائیان جتنی شاگرد کو سکھاتے ہین اور چار ہاتھ سلام گہاٹ اول اڑواتے ہین بعدہ گھائیان سکھلاتے جب یہ دیکھا کہ شاگرد مشاق ہوگیا تو چھوٹ لڑواتے ہین وہ چوٹین استاد علی مدد کی جو سینہ بسینہ چلی آتی ہین بتاتے ہین یہ کثرت حقیقت مین بہت خوب ہے لیکن اچھل کود چلت پھرت بہت چالاکی تا تک جھانک اسمین بہت چاہیے جہان جلد بازی نہین پہونچ سکتی اور چوٹ حریف کی آپ ہی پر وہان لگے سے بھی رکتی ہے ہین اور دکھنی کثرت کا جسے راوتی کہتے ہین اور راوت لوگ کرتے ہین اسمین فقط آدمی چوٹ حریف کا اڑتیا اور پوری چوٹ اپنی لگاتے اور جسم محفوظ رکھنے کا بھی لحاظ اور راستہ اسکی یہ طریق و انداز ہے کہ دونون پانون برابر رکھتے ہین فرق اسمین نہین بہ قدر کمان خمیدہ قامت ہوکر پھیت بڑی سپر اپنے منھ کے مقابل سیدھے ہاتھ کے سپر کو تانے اور داہنے ہاتھ سے گدکا سرسے ملائے ہوئے جہان کھڑا ہو وقت کہ حریف چوٹ نہ ڈالے اور خفیف طرف ثانی کے ہاتھ کو ہوا بچوٹ دفعتاً اپنی اپنی سپر پر گٹھ اور چوٹ لگتی ہے کبھی الف اور برسان ہوکر پیچھے کو قدم ہٹاتے اسکی چوٹ کے ساتھ اپنا وار کرتا ہوا فقط اپنا قدم نہ بڑھاتے جس گھاتھ سے لڑتے ہو دونون پانون برابر بیٹھا ہوا ہو تو کچھے پاسنا اور حریف کو بلیت فقط ایک پینہ سرکی چوٹ اور کمر اور پھندا سے کا خیال رکھے باقی گرکہ پالٹ طمانچہ پاہرو لنگوٹ اور کیسی چوٹ کا حریف کی کسی طرح سے اپنے دل مین وہم غفا اور اندیشہ اور خوف نہ کرے حریف اگر بانس لیکر کھڑا ہوگا اور مارنے کا ارادہ کریگا تو جسے اتفاق اسی کثرت کرنے والے پر چوٹ نہ مار سکیگا آپ ہی بے چوٹ مرا جائیگا چنانچہ ایک ڈھپر لیہندی کا اور شاہزادۂ عالم مین آپکو یاد کرواؤن اسپر عمل کیجیے اور کیسا ہی حریف بچیت اور مشاق زبردست ہو کبھی اسکی چوٹ آپکے جسم پر نہ آنے پائیگی وہی ہر مقام پر چوٹ کھا جائیگا اور پیچھے ہٹتا جائیگا اب یہ گھاتھ مین اسکو وایسے اگر تھا سپہ چلے جائینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے گردن لشکر شکن سے پوچھا کہ ہان ترک جوشن پوش وہ دوہا تو پڑھو مین بھی سنون کہ اسکا کیا مضمون ہے ترک نے کہا حضور سنئے یہ دوہا ہے دوہا

گھوٹنے بک جرک ہو لوہے کمان سمان	گول سپر کھیوڑ کر سے چوٹ کا دھیان	سائبر بہان بک کو سوچا اپنے اور خلوت مانے
جب تک حد مین پانون نہ ڈالے چوٹ کو رکھے تان	ترت پھرت اور جت سے اپنے راوت ہو بدھوان	ہاتھ سلے پر چوٹ پر سے تب لڑنے والا جانے

شاہزادہ والا رتبت نے پھر پوچھا کہ بھلا مین تم سے پوچھتا ہون کہ سپر بڑی گدکا بہت بھاری ہاتھ مین تھا وہ تو کہ پانون کوئی آگے بڑھا نہین سکتا چوٹ پہلے کون سی چلے اور حریف کو کس چوٹ پر مارے ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ شاہزادۂ عالم دشمن کے دینے مین تمام بڑی سپر کا ہر اس سے حفاظت کل جسم کی ہوتی ہے کچھ قباحت کی بات نہین بھاری گدکا اس لیے کہ ہاتھ مین طاقت آتا ہے کوئی استاد بھی پاس نہ ہو تب بھی اس گدکے کو ہاتھ مین اپنے گھاتھ مین آسان قائم کیوکر

ایک چوٹ کرٹ کی ایک پالٹ کی فقط جھٹ پٹ کسی ورزش پیلوار بیشتی کے ہاتھ سے نکالے اور بیہودہ دھچوتون پر نوبت پہونچا سکتا اُسکی تلوار کا کوئی روکنے والا لاکھون مین کم نکلے الغرض اسکا ہاتھ تیار ہو جاے اور تلوار اُسکے ہاتھ مین پھول کی چھڑی معلوم ہو خوب کاٹ چھانٹ شاہزادہ عالی مقدار نے پھری گدکا پکڑ کے پہلے تو دو چار ہی ہاتھ پھینک کر گویا کچھ جانتا نہین ہے کثرت کرنا شروع کی جب ترک جوشن پوش نے دو ایک مقام پر ٹوک کر بتلا دیا کہ شاہزادہ عالم اس چوٹ کو یہان سے روکیے اور اس چوٹ کو سر پر یون کاٹ کر پھر جواب چوٹ ساتھ ہی اُسکے مار بیٹھے تو یہ عالم تھا کہ برس بڑا اور ترک جوشن پوش کو چوٹ بچانا مشکل تھا ہو گیا سا ڈون بیٹھ چوتون کے پڑ گئے پھر کیا تاب و طاقت تھی کہ روک سکتا گھبرا کے ترک نے پھری گدکا ہاتھ سے رکھ دیا اور تصدق ہوا عرض کرنے لگا کہ پیر و مرشد آپکو کچھ سکھلانے اور بتلانے کی احتیاج نہین آپ خود اُستاد زمانہ بے عدیل اور بے نظیر ہین واہ واہ ہے واہ ہین خانہ زاد بیر ابیمال کی کیا مجال اور کیا قدرت کہ یہ خیال محال حضور کی تعلیم کا کرے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اہل ترک مین تو محض بچہ ہون ان سپہ گری اور قواعد کثرت دو ایک اور ایک انگ کے کوچے سے محض نابلد ہون وہ جسطور پر تم نے مجھے بتلایا اور سکھلایا خیر مین کرتا ہون اب میرے دل بڑھانے کے واسطے استادانہ جو چاہین سو میرے حق مین فرماوین یہ سب آپکی برکت اور آپ کی بدولت ہے غرضکہ اسیطور پر بیٹھ کو ہاتھ مین لیکر پہلے جوگی کے ہاتھ بعد ازان ہاتھ بولڑیان اور جو جو کہ کثرت خوبصورت اُسکی تھی ترک نے شاہزادہ عالم کے سامنے کی شاہزادہ والاشان نے پوچھا کہ یہ جو لوگ کہتے ہین کہ بیٹھے سے سرمہ آنکھوں مین لگاتے ہین اور چولی جامے سے جدا کرتے ہین اور سرسون کے دانون کو بیٹھے کی بارھ سے دو ٹکڑے کر ڈالتے ہین یہ اب مجھے بتلا ہے کہ نہین تو بڑی استادی معلوم ہوتی ہے ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ شاہزادہ عالم یہ فقط تماشا دکھانے کو اُستاد لوگ کرتے ہین الگ کی باتین ہین مثلاً جامے کا دامن علحدہ اور چولی علحدہ ہی جامے سے لیس چولی اور دامن کی پیوستہ کرنے مین بخیہ نہین کرتے فقط ایک رشتہ سوت کا خوب مضبوط بنا ہوا بڑے بڑے شلنگون سے گرہ اس رشتے کی ذرا نکلی لٹکی ہوئی اُسمین کر رکھاتے ہین اور ہاتھ ہلاتے یہ جیسے تمام بائین ہاتھ سے اس گرہ کو پکڑ کے رشتے کو کھینچ لیتے ہین اور تہ کو بسہولت پیچ دیکر اپنے جسم پر سے الگ جب کرتے ہین تو وہ دامن تو دل سے علحدہ ہی تھا ذرا جب نکل گیا تو خود بخود ذرا بوجھ کا جھونکا کھا کے جدا ہو کر گر پڑتا ہے اور سرسون کے دانون کو ہموار کرکے تختہ زمین پر پھیلا دیتے ہین تب پٹا جان اُسپر مارا وہ دیدہ و دو ٹکڑے ہو کے رہ جاتے ہین اور باقی سرمہ آنکھ مین لگانا یہ محض جھوٹ ہے شاہزادہ عالم حضور عقل کو دخل دیکر اتنا فرماوین کہ بیٹھے سے سرمہ لگانے والا تو لگا دے کا قصہ ہے لگا کر وہ کون ایسا فولاد کا کلیجا رکھتا ہوگا کہ ذرا تیکھا ہو آنکھ کے برابر آجاتا ہے تو آنکھ بند ہو جاتی اور اتنا بڑا انٹا جب برابر آنکھ کے چمکتا ہوا نظر آئیگا وہ کیونکر استقرار ہو کر آنکھ اپنی کھولے رہیگا تب بیچ وہ سرمہ لگا دے یہ محض غلط اور فضول گوئی استادون کی ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ البتہ یہ بات قرین قیاس ہے الا یہ کہو کہ طریقہ بانک کی کثرت کا کیا ہے ترک جوشن پوش نے التماس کی کہ اے پیر و مرشد یہ کثرت بہت خوب ہے اور بادشاہزادون وزیرزادون کو فرض ہے کہ اسے سیکھین اور بیرو سپاہی پیشہ بھی اُسکو اچھا سمجھتے ہین بانک کی کثرت ایک انگ اور دو انگ کی بھی کثرت سے کچھ مرتبہ زیادہ رکھتی ہے شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ اچھا بانک کی بھی کثرت ہمکو بتلا ہے ترک جوشن پوش نے جھٹ پٹ دو قرولیان کاٹھ کی بنی ہوئی قبض نما سیدھی اُنکی نوکین گتھ گتھیلی یان ہی ہوجن ایک اپنے ہاتھ مین لی اور ایک وہ قرولی شاہزادہ والا صفات کے ہاتھ مین دیکر مقابلہ مین آبیٹھا اور عرض کیا کہ پیر و مرشد دو زانو بیٹھنے کی نشست ہمارے گھرانے کی نہین یان اور اکثر استادون کے یہان اسیطرح سے دو زانو بیٹھکر کثرت کرتے ہین ہمارے یہان کی نشست یہ ہے کہ حضور بائین پانون کے زانو کو جھکا کر اور داہنے پانون کے زانو کو اُٹھائے ہوے تاکہ سارا پیٹ اپنا زانو کی آڑ مین چھپا رہے اور سواے اسکے اس بانک کی کثرت مین داہنے پانون کی لڑائی اور جلت پھرت کی مشق تھپکی دیتے اور حریف کی چوٹ روک لیتے اور کچھ اپنی بھی کر جانے کے لیے مقدم ہے لیس اس شکل سے پانون اٹھو کر بیٹھے اور قرولی کی گرفت یہ ہے کہ پشت قرولی کی تلے رہے اور بارھ اُسکی اوپر رکھے کیلیے اگر حریف نے مچایا قرولی پکڑ لینے کا ارادہ کرے تو اُسکا ہاتھ ناقص ہو جائے اور قرولی کی بارھ اور بیچ مین پیچ کرلے اور جھوٹ لڑنے مین بہت سے فائدے پیش نظر ہین الغرض کیے جائینگے اور کاٹنا مکار ہی اندر جھپکا جھلاو دو زانو الگ بند اسلطانی از نا اور چھپاں بند توڑ انوار بند وغیرہ چھتیس پیچ اور ایک ایک پیچ کے سات سات توڑ اور ایک توڑ کے سات سات جوڑ استادون نے رکھے ہین پہلا پیچ اسکا نام لیا ہے اسکو پہلے قرولی حریف کی اسطرح پکڑ لیجیے اور جب وہ بھی اپنی قرولی کے ہاتھ کو بزور پکڑ کر اپنے قابو مین کرلے تو اسوقت داہنا پانون اپنا حریف کے ہاتھ پر جیسی اور چالاکی کر کے کلائی کو اسطرح پر دبا کے ذرا فشار دیجیے اور پھر بیٹھے تو حریف کے ہاتھ سے خود بخود سارا ہاتھ چھوٹ جائیگا اور جب اپنا داہنا ہاتھ کھل گیا اور حریف کا داہنا ہاتھ اور قرولی اُسکی اپنے بائین ہاتھ مین اور اپنے قابو مین اور حریف جب محض بیکار اور بے اختیار ہے تو جہان چاہیے بیخوف و خطر اُسکو ہم مار سکتے ہین اور وہ بھی

اپنی چوٹ نہیں کر سکتا اور اگر وہ بھی اس فن سے آگاہ ہی اور اُسنے ہمارے پیچ کا توڑ کر کے ہاتھ اپنا چھڑا لیا اور ہمارا ہاتھ نہیں چھوڑتا تو اسوقت یہ جسم اسیر کیا جاسے یا بسہل اور آسانی ایک بچہ کمزور بھی کرے تو بڑے پہلوان پر چل جاے اور پھر چھ گھڑی دلیعت بدون زخم اور ضرب قرولی اور شمشیر وغیرہ سلاح کے بیہوش اور خود فراموش پڑا رہے چنانچہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شگرف جسطور پر ترک جوشن پوش تعلیم کرتا تھا محض نادان اور انجان تیکھے دو چار مرتبہ بھٹک بھٹک کر بھول بھول کر عمداً الجھ کا کچھ کر بیٹھتا بعد اُسکے اُسی پیچ کو اس خوبصورتی اور چستی سے کر کے دکھلا دیتا کہ ترک جوشن پوش کے فرشتون کو نہ سوجھتا اور ترک کی عقل دنگ ہو جاتی چشم بد دور چشم بد دور واہ واہ واہ واہ کر کے کہتا تھا کہ ای شاہزادہ بلند اقبال غلام نے اس فن میں سال میں کہ بہ ضعیف ہو چکا کبھی کسی بڑے مشاق کو جسنے سالہا سال کثرت کی ہو اتنا جلد سیکھ لیتے اور پیچ کو اس خوبصورتی سے کرتے نہیں دیکھا آپکا عجیب ذہن عالی ہی ایسا ذہن رسا غلام نے کسی کا نہیں دیکھا غرض مختصر یہ کہ اسی طرح سے شاہزادہ نامور ہر چند کہ ہر ایک علم و فن اور کمال اور ہنر مین کامل بلکہ اکمل وحید عصر اور انتخاب روزگار ہی لیکن بمقتضاے فراست محض سمجھ ان اور سیدہ یون کیصورت ترک جوشن پوش سے تعلیم فنون سپہ گری اور قواعد کثرت نیزہ و شمشیر و خنجر اور تحصیل علم ناوک اندازی اور حیلہ کشتی اور کمانداری کی کرتا تھا اور بدستور قدیم ایکدن درمیان دو کے کرشب کو ہر ایک ملاقات لکھ کے ہر ملک اور ہر روز واسطے مجرے کے بارگاہ گیتی آب میں تشریف لیجاتا اور بعد برخاست دربار پھر اپنے اسی باغ میں رونق افزا ہو کر مصاحبت اور صحبت سے ترک جوشن پوش کی نہایت خورسند اور رضامند رہتا تھا ایکدن کا ذکر ہی کہ شاہزادہ عالم گلگشت باغ اور سیر چمن کرتا ہوا بخیال اسکے کہ وقت مغرب کا قریب آپہونچا ہی اب سلام پھیر چلون کسی گوشہ میں بعالم تنہائی نماز سے فراغت حاصل کر لون وہان سے بصحبت فرمانے کے قریب مکان سکونت ترک جوشن پوش کے پہونچا اور منتظر اس بات کا ہوا کہ ترک جوشن پوش میرے آنے کی خبر سنکے حسب معمول اپنے مکان سے نکل آئیگا جب توقف اُسکے آنے میں دیکھا تب شاہزادہ عالم نے اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ ترک توڑا وضعدار اور بہت آدمیت کرتا ہی اور آداب شناس قاعدہ دان ہی اسوقت میں یہاں آؤں اور وہ نہ سکے یہ خلاف قیاس بات ہی اور خالی از علت نہیں دو ایک خدمتگار ترک جوشن پوش کے بمجرد دیکھنے شاہزادہ نامدار کے اُٹھ کھڑے ہوے اور دست بستہ باادب کھڑے ہو گئے تب اپنے اُنسے پوچھا کہ ترک جوشن پوش اندر مکان کے کیا کرتا ہی سوتا ہی یا کوئی کار ضروری الہی در پیش ہی کہ اس باعث سے ہمارے پاس تک نہیں آیا خدمتگارون نے اپنے دونون ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ شہریار ہم غلامون کو مفصل معلوم نہیں کہ وہ اسوقت کس شغل میں ہی مین شاہزادہ بدیع الزمان نے متعجب ہو کر فرمایا کہ یہ تمنے کیا کہا تم عمدہ خدمتگاری کا رکھتے ہو شبانہ روز ترک جوشن پوش کے پاس رہتے ہو تمکو کیونکر نہیں معلوم ہوگا ایک خدمتگار نے عرض کیا کہ خانہ زاد پچیس برس سے یہان نوکر ہی لیکن غلام کو بھی نہیں معلوم کہ جہان غروب آفتاب ہونیکا وقت ہوا آقا ہمارا یعنی ترک جوشن پوش ایک حجرے میں تنہا بیٹھکر دروازہ بند کر لیتا ہی اور چار گھڑی کامل اکیلا اس حجرے میں رہتا ہی ہم لوگون میں سے سب کو ممانعت ہی کیا مجال جو اسوقت کوئی وہان جا سکے شاہزادہ بدیع الزمان یہ حال سنکر اور زیادہ تر متردد اور متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی تو از بسکہ ترک جوشن پوش سے ایک بے تکلفی حاصل ہو بیساختہ جس مکان میں کہ ترک جوشن پوش تھا اسی طرف کو تشریف لے چلا اُسی خدمتگار نے دست بستہ پھر عرض کی کہ شاہزادہ عالم آپ تو ہمارے مالک ہین ہماری کیا قدرت اور کیا مجال جو حضور کو منع کرین لیکن اندیشہ اتنا غلامون کو ہی کہ غلامون پر اعتراض اور عتاب آجائے شاہزادہ والا قدر نے فرمایا کہ تم سب مطمئن ہو اور کچھ تردد میری جانب سے نہ کرو ترک مجھسے آزردہ نہ ہوگا یہ فرما کے شاہزادہ بدیع الزمان اندرون مکان جو تشریف لے گیا تو دیکھا کہ ایک سجادہ بچھا ہوا ہی اور ترک جوشن پوش رو بقبلہ بطریق قاعدہ اسلام نماز پڑھ رہا ہی کیفیت دیکھکر شاہزادہ والا مرتبت کو عجیب طرح کی فرحت اور محبت پیدا ہوئی بعد ساعت بھر کے جب ترک جوشن پوش نے سلام پھیرا جونہین نگاہ شاہزادہ عالیجاہ پر آ پڑی تو دم بخود دونون اپنے ہاتھ باندھے دوڑ کر قدمون پر اُس نامور کے گر پڑا شاہزادہ عالیجاب نے اُسکو اٹھا کر اپنے کلیجے سے لگا لیا اور تبسم فرما کے ارشاد فرمایا کہ ای بہادر تمہارے ملت اور مذہب کا حال آج ہمپر منکشف ہوا اگر یہ تو ہمسے کہو تمنے لقا پرستی میں کیا نقص اور عیب جانا جو تمنے اوسپر خداے آسمانی کی پرستش اور عبادت قبول کی خراب کل بجناب گیتی آب سے خبر مرسل یہ ذکر کیا آجائیگا ترک جوشن پوش کے تمام جسم پر رعشہ پڑ گیا آنکھون میں اشک بھر کے عرض کرنے لگا کہ شہریار ہر ملت اور مذہب کا مدار اعتقاد پر ہی بقول استاد کے شعر ہی

قاضی ہی میرے ملک کا مجھے دل کی مرضی سے کام ہی * جو یہ چاہے وہ تو حلال ہی جو نہ چاہے وہ حرام ہی * فدوی ناچار ہی کہ مجھے اس دین متین

اسلام سے کہ میرے زعم میں راہ راست یہی ہے عہد طفولیت سے دل محبت اور اعتقاد ہے لیکن بسبب ان کے روزگار اور سکونت اس ملک اور دیار کے کہ ادنیٰ اعلیٰ شاہ و گدا باشندے سب آفتاب پرست ہیں مذہب اسلام کو پوشیدہ کیے ہوتا ہوں آج حضور پر میرا یہ راز فاش ہو گیا ہر چند فدوی کو آپکی ذات اقدس اولیٰ سے یہ توقع نہیں کہ اپنے بندہ جان نثار کے قتل کو گوارا فرمائیں لیکن جو مشیت پروردگار ہو بردہ پیش ہو اور بد تر از گناہ سے عذر خطا کار ہوں میں حاجت گواہ نہیں ہے جو چاہو سو کرو ہمتے گناہ نہیں برنی الحقیقت غلام مسلمان ہے اور نماز پنجگانہ غلام کی حتی المقدور کبھی قضا نہیں ہونے پاتی یہ گفتگو ترک جوشن پوش کی سنکے پہلو سے اپنے لگا لیا اور خوب سا پیار کیا بعدازاں فرمایا کہ پہلے ہم بھی نماز سے انفراغ حاصل کریں تو بعد کبھی تمام سے سب حال اپنا بیان کرینگے ہمارا بھی طریق اور ملت اور مذہب یہی ہے تم کو اپنے دل میں خائف و ترساں ہونا نہ چاہئے اور یہ کہکر شاہزادہ والا مرتبت نے وضو کیا اور بعد فراغ نماز اپنا حسب و نسب اور باعث اس ملک میں وارد ہونیکا اور ابتدا تا انتہا حال شاہزادہ خاور سیاہ کا مفصلاً اور شہر خاور و بروترک جوشن پوش کے بیان کیا ترک جوشن پوش یہ حال سنکے باغ باغ ہو گیا اور بار بار تصدق ہوتا اس شاہزادہ عالی مقدار کے ہوکر کہتا تھا کہ زہے افتخار اس بندہ جان نثار کا کہ ایسے شہریار کی غلامی میں مشرف ہوا غرض یہ بات کر تک صحبت رہی بعد اسکے ترک جوشن پوش کے پاس سے اٹھکر شاہزادہ والا مرتبت نے اپنی آرامگاہ میں آکر آرام فرمایا صبح کے وقت بدستور معمول قدیم بارگاہ گنجاب میں جاکر مجرا کیا اور بلکہ پر بیٹھا ہمین کوئی ساعت گزری بعد وقایع نویس نے پرچہ وقائع ملک بربر کا گنجاب کی نظر سے گذرانا مضمون اسکا یہ تھا کہ شاہ فوج اسلام ادا میر حمزہ عالیمقام اور تمام لشکر اور سپاہ نادیدہ خدا کے پرستاروں کا شہر چیل درگاہ گاؤ لنگی گاؤ سوار میں پیش ہے اور اسعد بن جہ زرد ہے گرا ہے اور اسفیل گاہ لقا کو تاجر اور تمسک کر رکھا ہے کہ کوئی صورت حفظ آبرو اور جان گاؤ لنگی کی نہیں معلوم ہوتی اور تمام سکان شہر لقا پرستوں کی نہیں نظر آتی ہے اور یقین کلی ہے کہ عنقریب ملک بربر میں ایسا فیل قدرت فرقہ خداپرستوں کے ہاتھوں سے شکست فاش کھاکے مارا جاوے یا فراری ہوکے کسی طرف کو نکل جاوے اور تمام ملک بربر اسلام آباد ہو جاوے اور بعد سیر کرنے اس ملک کے شاہنشاہ لشکر اسلام امیر حمزہ صاحبقران اور یا ہر ایک بہ یکجیس سرداران نامی پہلوان گرامی جوانان صف شکن شیرافگن شجاعت شعار شہامت آثار جنکی کہ نازیان میدان اور مجاہدان معرکہ کارزار اور فوج دریا موج لشکر ظفر پیکر ہے تمام نادیدہ خدا کے پرستاروں میں کیا عجب ہے کہ قصد عزیمت کا سمت ملک سجان کریں اور پیغمبر مرسل گنجاب بن گنجور ملک حرمان دلکش تنبیہ حقیقت آکر آمادہ رزم و پیکار ہوں گنجاب نے یہ پرچہ اخبار کا پڑھکر کہا معلوم ہوتا ہے کہ خداپرست بڑے زبردست ہیں اکثر سرداروں نے عرض کیا یا پیغمبر مرسل حمزہ کا حال علماؤں نے زبانی بڑے بڑے محققین اور معززین کے سنا ہے کہ بنے بردہ قاف میں مدتوں ہزار دیو اور عفریت وغیرہ دیوان کو میدان مصاف میں بزور بازو اور بضرب شمشیر ہلاک اور بہت نذر تیغ کیا ہے اور اکثر سے ہر ایک لکھا دیوان پر وہ شاہی قامت سے آمادہ رزم و پیکار رہا ہے اور وہ تو وہی یا پیغمبر مرسل بیٹھے بیٹھے اسکے بدعوی شجاعت اور تہمتنی رستم اور سہراب کی حقیقت اور اصل نہیں سمجھتے ہیں اتنا کلمہ سنکے گیا ہور خون ہشلم اور محسن بن گیا ہو یا اور مہلیل دراز ترکیب وغیرہ چند سردار بارگاہ نشین گنجاب نہایت پیچ و تاب کھاکے بول اٹھے کہ یا پیغمبر مرسل حمزہ کا کیا منہ اور دل اور گردہ ہے جو اس طرف کو رخ کرسکے اقبال پیغمبری سے اس بارگاہ میں خانہ زاد جان نثار اور ادنی ادنی ملازم اور نمکخوار سرکار کے ایسے ایسے پڑے ہیں کہ امیر حمزہ صاحبقران کو مع اسکے جتنے بیٹے عمرو بن حمزہ یونانی اور علم شاہ رومی اور بدیع الزمان اور ہاشم سغربی اور فرخ شہسوار ظفر او شیرویہ بن حمزہ اور شیرافگن اور جوگان بن حمزہ وغیرہ اور سعد بن عمرو اور قاسم اور عمر بن رستم وغیرہ جتنے بیٹے پوتے اور نواسے اور سرداران لشکر در ترے سپہ سالار اور شاہ اور شہریار نامی اور ناموران ہنگام رزم و کین میدان جدال و قتال میں دم لینے اور بات کرنے کی مہلت نہ دیں یا پستہ اور ان سکاز مغرب تا مشرق و از جنوب تا شمال بھگا دیں ان نادیدہ خدا کے پرستاروں کے فقط دور سے دھڑکے ہیں باقی ایسے جی سے کیو ہے اور میں کہم تیروں کے مقابلہ میں شل و باہ ہزار ہزار حیلہ پیدا کرکے بجز بھاگ جانے کے یہ قدرت اور مقدور نہیں رکھتے کہ بہ کسی غرض اسطرح کے مزخرفات اور بیہودہ کلمات گیا ہور وغیرہ بدذات اور سرداران بارگاہ گنجاب نشین کی زبان سے نکلے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نامدار نے جو سنے تو آتش غضب کانون سینہ میں مشتعل اور دود مائی دماغ جان سے اٹھا مانند شیر گرسنہ و گرسنہ حالت غیظ اور طیش میں خاموش اور خود فراموش آنکھیں لون سرخ گلنار خون کبوتر ہو گئیں چین بحرف پیشانی انور پر آگیا تھا چہرہ پر تمتماہٹ شدت غضب سے تمام جسم میں رعشہ پڑا ہوا تھا اور ہر چند یہ چاہتا تھا کہ اسی وقت ایک ایک ان لوچ گویوں کو حرامزادوں

کے وہ مُردون پر سے سرون کو کھینچ لون ایک ہی المضرب تیغ مین ان فرمانروایی علیہ اللعن کو واصل جہنم کر دون لیکن بمقتضاے خواب خوب آپ چند بار گئے
جانب گیا ہور خون آشام مخاطب ہو کر اُسنا کہا کہ اے گیا ہور خون آشام بادشاہان سپہر احتشام اور فرمانروایان ذی والاحترام کی شان مین پس
غیبت ایسے کلمے زبان پر لانا تمھین شایان نہین شرم آؤ بچا جو کہ عجب الطرفین ہین وہ کبھی کسیکو پیٹھ پیچھے بُرا نہین کہتے قطعہ خواہی کہ پسندیدۂ ایام شوی
مقبول قبول خاصہ و عام شوی ❊ ہرگز پس مردمن دمیدہ و تر سا ❊ بد گوے مباش تا نکو نام شوی ❊ آفتاب پر خاک ڈالنے سے خاک نہین پڑتی
وہ لوگ آفتاب و ماہتاب مین دلاور اور بہادرون کو اگر گفتگو کرنا منظور ہوتی تو زبان تیر و خنجر اور دم شمشیر سے گفتگو کرتے ہین لیکن کبھی اپنی زبان سے
کوئی کلمۂ بد کسی کے حق مین نہین کہتے مختصر یہ کہ شاہزادۂ عالی مقام یہ باتین کرکے بوقت برخاست دربار گنجاب سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا اور
پوشاک اُتار کر مسند پر بیٹھا اور ترک جوشن پوش سے ادھر اُدھر کا ذکر مذکور کرکے فرمانے لگا کہ اے ترک جوشن پوش اصطبل مین حکم ہو چار دو کہ
ایک گھوڑا ہماری سواری کا زین کھچوا کے ہر روز پہر رات گئے سے صبح تک ڈیوڑھی پر حاضر رہا کرے اکثر جی چاہتا ہے کہین اِدھر اُدھر کی سیر کیجیے
اپنے شہر مین تو ہمیشہ سیر اور شکار کو نکلتے تھے یہان تو پردہ نشینون کی طرح بیٹھے نہ کہین شکار کو جانا ہوتا ہے نہ کہین سیر و تماشے کو سوار ہونیکا اتفاق
ہوتا ہے اکثر رات کو جو دل گھبراتا ہے تو اُسوقت سواری کہان لہذا ایک گھوڑا ابھی کسا کسایا چوکی مین بلاناغہ ہر روز لگا رہا کرے ترک جوشن پوش نے
عرض کی کہ بہت بہتر اور اُسیوقت بموجب ارشاد کے اصطبل مین حکم بھجوا دیا اور ایک مرکب برق آہنگ صبا رفتار مطابق اس شعر کے شعر
بعد طوفان بسمگرد دشمش غرق ❊ بدریا موج بر روے ہوا برق ❊ بدبازین و لجام مرصع کار سپر کے محل مین ایک شاطر بچہ لیکر باغ مین حاضر ہوا اور حسب الحکم
شاہزادۂ باکرم الکیا پر وہ شاطر مرکب کو لیے چوکی مین مستعد و حاضر تھا یہان شاہزادۂ والا مرتبت نے پلنگ پر جاکے دو پہر شب پر کیا
اور آرام فرمایا ترک جوشن پوش رخصت ہو کر اپنے مکان مین گیا اور خدمتگارون نے جب کہ دیکھا کہ شاہزادہ عالم خواب راحت مین غافل ہو گیا اور نفیر خواب
بلند ہے آہستہ آہستہ دبے پانون اُٹھ اُٹھکر اپنی اپنی جگہ پر سو رہے چار گھڑی بعد شاہزادۂ والا قدر بدیع الزمان نامور نے کروٹ لی اور آنکھ کھولکر
دیکھا کہ شمعین فقط روشن ہین باقی سناٹا ہے گرد و پیش کوئی خدمتگار نوکر چاکر سوا نہین ہے تو پلنگ پر سے اُٹھکر صحن چبوترے پر تشریف لائے اور
سیارگان فلک کو دیکھکر جانا کہ نصف شب کے قریب شب آپہونچی اُسوقت اُس ہمتم صولت سہراب ل شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت
عالی منزلت نے لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کرکے زرہ زمرد کی کڑیون کی کلیلا پر فولادی خود سر پر دستانے فولادی پہنکر
ہاتھون مین موزے پانون پر چڑھائے سپر فولادی پشت پر تیغہ طہورث دیوبند کمر مین کمان کاندھے پر جوڑی خنجر کی کمر مین غرض مسلح اور مکمل
ہو کر اُس مرکب پر سوار ہوا اور اُس شاطر بچہ سے حکم دیا کہ تو یہین پر سو رہ ہم لفظاً بطور ہوا کھانے کے اس جنگل مین سیر کرکے ابھی چلے آتے ہین اور آکر
تجھے جگا دینگے شاطر بچہ نے عرض کی کہ خانہ زاد اسی خدمت پر منصوب ہے جہان حضور تشریف لے چلین ہمراہ رکاب حاضر رہے آپ نے فرمایا کہ تجھے
اس سے کیا مطلب ہم بیفائدہ تجھے جنگل مین کہان دوڑاتے پھرین اور تیری نیند بھی جاتی ہے ہم تو بسبب خفقانیت کے کہ دل نہایت گھبرا رہا ہے
عنقریب ادھر اُدھر اسی جنگل مین پھر کے چلے آتے ہین یہ کہکر باگ لی مرکب کے اور سمت شہر سنجان چلا اور سابق ازین گذارش کیا گیا ہے کہ
بیرون شہر دو کوس کے فاصلے پر اٹھارہ لاکھ سوار و پیادہ کی چھاؤنی پڑی ہے اور دونون سپہ سالار یعنی گیاہور خون آشام دست راست
اور جمیل دراز ترکیب دست چپ بعد برخاست دربار شبکو چھاؤنی مین آکر رہتے ہین خلاصہ یہ کہ شاہزادۂ والا قدر بطرفۃ العین برابر چھاؤنی
کے آکر پہونچا اور ایک ٹیکرے پر جاکر چار طرف بغور ملاحظہ فرمایا کہ سوا سے کہین کہین ایک ایک جوان پہرے والون کے اور کوئی بیدار اور
ہوشیار نہین ایک عجیب طرح کا سناٹا ہے اور سب سوار و پیادے خواب غفلت مین پڑے دنیا و عقبی سے محض بیخبر ہین اور جو کسی خیمہ ڈیرے یا پال
راوٹی میں ہوتے مین جو دو سو سوار یا کہین پیادے بخیبت تلنگے جاگتے نظر آتے ہین تو وہ کوئی رسالدار ناچ دیکھ رہا ہے اُسکے ساتھ دس بیس بیٹھے ہین یا
لیکن کسی جگہ کپتان کمیدان کے ڈیرے مین قوال نقل کر رہے ہین اُس تماشے مین مشغول ہین کہین بیس پچاس تلنگے جاگتے نظر آتے ہین کہین گنوار جمع
بیٹھے ہین ایک شخص کے گلے مین ڈھولک اور پھولون کے ہار پڑے مین آلہا گا رہے ہین وہ سب سنتے ہین کہین کسیکی پال مین دو ایک پٹھان کہین
جو نے والیان گا رہی ہین کہین کوئی بانڈی کی چارپائی پر کسی درخت کے نیچے پڑا مثنوی پڑھ رہا ہے دو چار یار آشنا اُسکے واہ واہ کر رہے ہین جو کچھ بیہودہ

جہاں تہاں بیٹھے اونگھتے ہیں کچھ بیٹھے بیٹھے سو گئے ہیں کچھ نیند میں بھرے ہوئے کبھی کبھی بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں ہوشیار باش بیدار باش تھکے
ہوئے بس یونہی ادھر ادھر پہرے پر کھڑے ہیں وہ فقرہ بے سنگین خالی کر سے لگائے ہوئے بھر کر بندوق پاس ہے نہ کوئی گرچ پاس بچی ہے فقط بید کی یا بانس کی
لکڑی کسی کسی کے ہاتھ میں ہے ہاں وریاں البتہ بے چہل قدمی کرتے ہوئے پکارتے ہیں حکم پیغمبر مرسل کا حکم پیغمبر مرسل کا کہیں کچھ سوار اپنی اپنی
چھاؤنیوں اور لعینوں خیمے ڈیروں میں کسبیوں کے ساتھ شراب پی پی کر کہیں تو الگ کہیں ہی نشہ میں سرشار انسے اختلاط میں بسر کر رہے ہیں مگر ایک
سردار کو لال غول وزناسہ ہزار سوار کی جمعیت سے طلایہ گشت کا دیتا پھرتا ہے باقی سب لشکر غافل ہے کسیکو اپنے تن بدن کی خبر نہیں سوتا نظر آتا ہے
خیموں ڈیروں کے اندر کہیں شمع کہیں چراغ کی روشنی اور بعض بعض خیموں کے آگے ایک ایک دو دو مشعل جلتے ہیں شاہزادہ رستم صولت
بدیع الزمان والا مرتبت نے یہ تماشا غفلت کا وہاں دیکھ کر اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر اس لشکر پر شبخون ماریے اور نعرہ کر کے ایک ہنگامہ قیامت
برپا کر دیجیے اور صاف آپ نکل کر اپنے باغ میں جا کر سو رہیے تو بڑی کیفیت ہو لیکن فریب اور عیاری یہ موقع اور ایسی گھات اور بات بن نہیں
پڑ سکتی کس لیے کہ شبخون بدون جمعیت اور اعانت یار و مددگار اور بہادران جان نثار کے اس افواج بیشمار فوج کفار میں خلاف قیاس اگر یہ
منصوبہ جو ہم نے پیش خود تجویز کیا ہے بتائید ایزدی و فضل ربانی بن پڑے تو سبحان اللہ یہ معرکہ و نام ہمارا بھی تا روز جزا جریدۂ روزگار میں یادگار
رہ جائے اور ارباب فنون سپہگری جو ہماری جرأت اور قوت اور دلیری اور جوانمردی کا خیال کرینگے تو ابدالآباد تک تحسین و آفرین کیا کرینگے
اور کہیں گے شعر آفرین باد بر آنچنان پدرے ۰ کہ از و ماند چنین پسرے ۰ ہزاروں لاکھ سوار و پیادے میں ایک متنفس یکہ و تنہا جان و احد شبخون
مارے اور زندہ و سالم صاف بچکر نکل جائے اور خدانخواستہ اگر تدبیر ہماری خلاف تقدیر ہوئی تو بھی کوئی مقام خطر نہیں غرض یہ دل میں
سوچکر اس ٹیکرے پر سے نیچے اتر کر جانب لشکر آہستہ آہستہ اپنے مرکب کو سبکخیز کر اندر چھاؤنی کے داخل ہوا اور جو کسی نے دیکھا بھی تو اسنے یہ
سمجھا کہ ہزاروں لاکھ سواروں میں کے لشکر میں کوئی غنیم کی فوج کا غیر آدمی تو کاہیکو آئیگا ہمارے ہی ساتھ والوں سواروں میں کوئی کہیں سیر و
تماشا کو گیا ہوگا اب وہاں سے پھرا ہوا آتا ہے اور اپنے ڈیرے کو جاتا ہے کچھ تعرض نہ کیا اور اتنا بھی نہ پوچھا کہ اے شخص تو یگانہ ہے یا بیگانہ ہے کہاں سے
اس وقت آتا ہے کہاں جاتا ہے القصہ یہاں شاہزادہ رستم دل سہراب تواں نے تھوڑی دور آگے جا کے دیکھا کہ ایک میں گھوڑوں کی کہ قریب بارہ ہزار اس سے
کم نہ ہونگی نظر آتی ہیں اگاڑیاں پچھاڑیاں گھوڑوں کی بندھی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے تھان پر کھڑے ہیں اور انکی اگاڑیوں میں سائیسوں کے
بستر لگے ہوئے ہیں سائیس بھی غافل پڑے سوتے ہیں گھاس کے چاروں طرف ڈھیر اور توبڑے دانوں کے کھونٹیوں پر لٹکتے ہیں متصل متصل قریب قریب
انہیں کے خیمے ڈیرے چوبداروں افسروں کے استادہ ہیں اور چونکہ آدھی رات کا عمل ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اور نیند بھی تو غلبہ کیے
ہے تو اس سرے سے اس سرے تک کوئی متنفس سوار و پیادہ بیدار و ہوشیار نہیں معلوم ہوتا سب کے سب خواب غفلت پر پڑے خراٹے لے
رہے ہیں شاہزادہ بلند اقبال نے پہلے تو بمقتضائے فراست اور عقل اندیشی تیغ آبدار نیام سے کھینچکر سو پچاس گھوڑوں کی اگاڑیاں پچھاڑیاں
کاٹ ڈالیں اور تیس چالیس خیموں ڈیروں کی طنابوں کو پے چوبوں جو گڑی ہیں یا لوں تمیگروں راوٹیوں وغیرہ میں جھٹ پٹ قلم کر کے اپنے
مرکب کو چمکا کر دور جا کھڑا ہوا اور وہاں بااطمینان تمام بشوکت لا کلام اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا اشعار بہ ہمہ خوبی یہ شہ انجمن +
شہنشہ توان گرد لشکر شکن ۰ منم آن دشمن دہر رستم شکوہ ۰ فلک مرتبت شاہ انجم گروہ ۰ بدیع الزماں کہ در روز کین ۰
تو انم زدن آسمان بر زمین ۰ زتیغم بپے ملک اسلام شد ۰ کہ سر فتنہ باغستہ نام شد ۰ اے لشکر کفار نابکار اور اے افواج لعینان
خفتہ بخت تیرہ روزگار خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ کہ سلطان ظفر انتقام امیر حمزہ عالیمقام نے تمام فوج اسلام طلسم بر سبب بعد استیصال و استخراج گلگ و سلیکل کا
اسیر ان پر درگاہ لقا شہر کو اپنے بیٹے اور کفار کشی اور اسلام آباد کرنیکو اس ملک سنجان کی عبور دریا سے ذخار کر کے تھوڑے سے فاصلہ پر یہاں سے نزول
اور ورود اقبال فرمایا ہے شبخون مارا ہے برائے اطلاع از خشم ملاقی اس مشرک غدار کینہ خواب علیہ اللعن والعذاب کے لیے نعرہ کر کے شاہزادہ عالیجناب تو ایک طرف کھڑا
اور وہاں کا حال سنیے کہ ساتھ نعرہ کی آواز کے سو پچاس ان گھوڑوں نے کہ جنکی اگاڑیاں پچھاڑیاں کٹ گئی تھیں جست و خیز کرنا شروع کی اور کچھ
گھوڑے نکلکر سرپٹ بھاگے دو چار کہیں کھڑے ہنہنا رہے ہیں کچھ الٹ پلٹ ہو رہے ہیں جہاں تہاں دس بیس ہنہنا کر اور گھوڑوں پر

جا پڑے باہم خوب لڑ رہے ہیں سپاہیون کی جو آنکھ کھلگئی تو سوتے سے لیکر اپنے اپنے گھوڑون کے پیر بندھوا اٹھکر دوڑے ادھر خیمہ ڈیرون کی جو ایک ظلم
سب ملتا ہیں شاہزادہ والا حشم نے کاٹ دین تھین وہ سب کچھ ہوا کے جھونکون میں کچھ گھوڑون کی ٹاپون سے چار طرف ادھر ادھر کرنے لگے
سیکڑون سوار پیادے ٹوکر کھا کر کے چوبون کی ضرب سے منھ بھٹ بھٹ کے نکل پڑے ہاتھ پانون ٹوٹ گئے کتنے دبے پڑے تھے کچھ لوگ گھبرا گھبرا کر سوتے
سوتے جو اٹھکر باہر نکل آئے تو دیکھا کہ چار طرف گھوڑون کا شور و غل ہے اور سائیسون کا رولا اور ہنگامہ کہ چار طرف سے بانس اور سونٹے لیے
دوڑتے اور گھوڑون کو مارتے پھرتے ہیں ان سب نامردون نے ایکمرتبہ چار طرف پکارنا شروع کیا کہ یارو کیا غافل پڑے سوتے ہو کسی غنیم کی فوج کا
شبخون آیا اور چار جانب سے سوار پیادے اپنی اپنی چھاونیون لیتون خیمون ڈیرون میں سے سوتے سوتے جو چونک چونک کر اٹھے اور ہنگامۂ
قیامت شور یوم النشور گھوڑون کے لڑنے اور سائیسون کے مار مار کرنیکا اور سیکڑون خیمون کے گرنیسے ہزارون آدمیون کی ضایع اور ہلاک ہو جانیکا
غل اور ایکطرف سے کبھی نعرہ کوہ شگاف اس فرزند زلزلہ قاف ثانی سلیمان شاہزادہ بدیع الزمان کے جو سنتے تو اپنے دلمین یہ خوب یقین کرکے کہ
قضا کا سامنا ہے اور غضب ہو گیا بیشک و شبہ جو ہم سنا کرتے تھے کہ فرقہ خدا پرست بڑے زبردست ہین خداوند ہیچ ہزار ملک سے منحرف ہوکر اور دیدۂ
خدائے آسمانی کی پرستش کرتے ہین اور ملک بر ملک ہین اسرافیل قدرت پر حمایت کیے ہوئے پڑے ہین وہ ہی سب خدا پرست کا لشکر شاید اس ملک پر
یورش کرنے آیا ہے اور انھین لوگون نے شبخون مارا ہے غرض نہایت سراسیمہ اور مضطرب الحال جو جس حالت مین تھا اسیطرح گھبرائے ہوئے وہین سے
تلوارین کھینچے ہوئے سپرین سنبھالے دو دو فقط سپرین لیے تلوارون کی خبر نہین جا لیٹے کہ اس خالی نیام تلوارون کے لیے سو دو سو قرابین شیر بچے
تپنچے دو نالیان یک نالیان لیے مگر اس بدحواسی سے کہ بعضون نے دو نالیون مین ایک نالیون مین کوئی بارود و تو نہین بھری فقط بچھی تمام رنجک
پیالون مین دے دیکر دونون ہاتھون پر چڑھائی اکثر نے فقط بارود ہی بھر دی ہے گولی چھرے ڈالنا بھول گئے ہین وسطیس قرابین شیر بچے
بھرے ہوئے لیکن پتھر نہین چڑھائے ہاتھون مین لیے اندر ہی سے چھاتی پر رکھے ہوئے کچھ برچھیون کی جاپر خالی ڈنڈین بانس ہی لیے کوئی
تیرون کو کاندھے پر رکھے کوئی تلوار کو ترکش مین ڈالے کہ یا لیفا مار لیفا کرتے آنکھین ملتے خیمے ڈیرے مین سے نکلے کوئی پاجامے کی جاپر آستینین انگرکھے کی پانون
مین ڈالکر کھینچکر کہتا ہے کہ کیا نالایق درزی چور تھا میرے پاجامے کے پائچے کیسے تنگ کر دیے ہین کہ پانون ہی نہین چڑھتے کوئی انگرکھا سمجھکر پاجامے
کے پائچے ہاتھون مین پہنے کہ رہا ہے کہ لاحول ولا قوۃ کیا نالایق بیوقوف درزی تھا جسنے یہ بڑی بڑی آستینین میرے انگرکھے کی سیکر خراب کر دیا ہے
اور بند تک نالایق نے نہین لگائے اب مین خاک پہنکر نکلون وہ چار سراسیمہ اور مضطر آنکھین ملتے جو اٹھے تو جھٹ پٹ کپڑے پہنکر پھر تلوار اٹھالی
اور باہر نکلکر سلیس نوٹے نہین جلدی مین اپنے ہاتھون سے گھوڑون پر زین رکھکر تنگ کھینچنا تو بھول گئے ہین فاش زین پر جھکر ذرا جو اینڑ کرتے
ہین اور گھوڑا سرپٹ ایکطرف کو چلا یہ چارون شانے چت زمین پر زین چار جامہ انکی چھاتی پر یہ سب زین کے تلے دبے ہاتھ پانون مار رہے ہین وسطیس
گھوڑون پر اپنے زین بخوبی کسکر اگاڑیان تو جلدی مین کھولدین مگر بدحواسی مین پچھاڑی کھولنے کی ہوش نہ رہی اور جھٹ پٹ سوار ہو کر ہر چند گھوڑے کو
ایڑیان مارتے ہین گھوڑون کے پچھلے پانون تو بندھے ہین وہ کیونکر جیسے چلتا نہین یہ سب جھنجھلا کر آپسمین کہتے ہین کہ یارو دیکھا کیا غضب کا مقام ہے کیسا ایا چالاک
کا گھوڑا ایسے وقت پر اڑجاتا ہے تو یہ جی چاہتا ہے کہ مارتے مارتے اسکا ایسے گھوڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈالدیجے کیسے کیسا صاحبو کوڑا لگا دیا یہ وقت طرح دینیکا نہین گھوڑ
بگڑ جاویگا یہ کہکر تراق تراق کوڑے سبھون نے گھوڑون کے مارے حسب اتفاق پھنکنگ کو ڈسکی اکثر گھوڑون کے کنوطون پر پڑی اور گھوڑون نے جو تڑپ کر زور کیا
اور ایک کر دوڑے تو وہ سبھین پچھاڑیون کی اور اوڑ کر جوان سخرون کی پشت یا کسی کے پیچھے سے سر مین لگتین ہاے کرکے بیٹھتے ہو سکا یارو لو مارا تو کام تمام
ہو گیا غنیم کے لشکر کی طرف سے گولیان برس رہی ہین ہماری زندگی کی امید نہین یہ کہکر غش کھا کر چکرا کر جو گرے تو اکثر کے دانت بیٹھ گئے آنکھین بند بیہوش
مانند مردے کے پڑے تھے بعضے بیوقوف بلبلانے لگے اور ہلا کر کے دم نکالا دم گلا کوئی ذرا ساجلو بھر پانی لاؤ بلاؤ وہ کہتے تھے وہ چار کے چھاونیون میں گھوڑے دوڑتے
ہوئے تھے وہ از غیبی مارے جہنم واصل ہو گئے اور بچ رہے سسکتے تھے وہ چار شہر سے آکا لوگ اتنے ہاتھون مین ڈیرون مین کسمین پہ لیٹے مزے مین پڑے غافل پڑے
سوتے تھے ایکبار یہ شور و غل سنکے جو اٹھے تو کپڑے تک نہین پہنے لنگوٹ باندھے وہین سے سائیسون کو پکار پکار کر یہ کہتے ہوئے کہ ابے او چالکو حرامزادو مارے سے
گھوڑے جلد کسو اور آپ کوڑے ڈھونڈتے تھے ڈھونڈتے اپنے پلنگ پر ادھر ادھر دیکھ رہے تھے قضا سے کار ان کمبختون کی چھڑیان بڑی بڑی جو گٹھی ہوئی بانسون تھے

نیچے لٹک رہی تھین اُن وحشت زدون نے اُنکی چوٹیون کو اپنے کوڑے سمجھکر پکڑ لیا اور کھینچکر جو لے چلے تو وہ سب کسبیان ہاے ہاے ہان ہان کرتین یہ کہتی تھین کہ اے صاحب ہماری چوٹیان چھوڑ دو کیا کرتے ہو ہماری مارے ایذا درد کے جانین نکلی جاتی ہین پلنگ پر سے نیچے گر گر گھسٹتی چلی آتی ہین اور یہ حرامزادے جھنجھلا جھنجھلا کر خفا ہو ہو کر کہتے تھے کہ تم یہ کیا بکتی ہو ہمارے کوڑے چھوڑ دو یہ وقت اختلاط کا نہین ہے ہم اپنے خاوند پیغمبر مرسل کا حق نمک ادا کرنیکو جاتی ہین غرض طول تا چند مضمون اس کسب کے کسبت تیغ دھری ترکش مین کاندھے پر تیر کوئی دُعالین اور کمان مین مرہٹہ تلوار کے کوئی کٹھری کا نیچے ڈار بالون آستین مین ہاتھون مین مینہ کوئی پانچے ازار کے ہد کوڑا سمجھ جورو کی چوٹی کوئی کھینچے کوئی گھوڑون پر اوندھی چوتین کرین یہ بار کے ہر گھڑے نامرد گھبرائے کھڑے رو دین سہارے نہین کو باتشبات سا گرپار کے بعضی ہشیر قیون نے اپنے خیمے ڈیرون مین سے نکلکر ہتھیار پکڑ پکڑ کے جو سامنے بغور دیکھا تو سفرہیون کی فوج کو جو گھوڑے اٹھائے تلوارین کھینچے بندوقین چھوڑتے تیر مارتے چلے آتے تھے حریف کی فوج سمجھکر اور جنوبیون نے شمالیون کو اور شمالیون نے جنوبیون کو لشکر غنیم جانکر باہم لپٹ کر تلوارین مارنا شروع کیا شاہزادۂ عالم نے جو بارہ ہزار سوارون کی لڑائی کا یہ رنگ دیکھا کہ کسی کو مطلق اپنے تن بدن کی خبر نہین سبب کے سبب عالم بدحواسی اور ہراس مین اندھون بہرون کیطرح سے باہم لڑتے اور قتل عام کرتے ہین اُسی اثر مین اپنے مرکب کو جھپاکر دوسری کمین پر وہی اُستادی کر کے کہ پہلے تو گھوڑون کی اگاڑیان پچھاڑیان کاٹ دین اور خیمون ڈیرون کی طنابین قطع کر کے نعرہ کیا اور صاف الگ ہوکر تیسری کمین کی سمت چلا اور وہان بھی یہی کارستانی کر کے آگے بڑھا تو یہ عالم تھا کہ دو تین گھڑی کے عرصہ مین تمام لشکر مین تلاطم ڈال دیا اور ہنگامہ شور و غل سے محشر بپا تھا کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران نے بہ لشکر قاہرہ خدا پرستان یہان آکر شبخون مارا ہے اب حق نمک بھی جاننا ہے کہ چار طرف سے محاصرہ کر کے پچکر نہ دو سالم ایک خدا پرست کو جانے نہ دیجیے غرض جو جو کہ سنبھلے اور جان نثار ہو رہے تھے وہ تو اس شور و غل سے سوتے سوتے جو چونکے تو جس شکل سے جہان جو تھے اُسی صورت سے اپنی اپنی آنکھین ملتے سپرین تلوارین لیے خیمون ڈیرون مین سے باہر نکل پڑے اور یگانہ و بیگانہ کسیکو نہ پہچانتے تھے اور ہر چند کوئی لاکھ ہان ہان کرتا تھا یہ کچھ نہ سنتے تھے اور دیوانے کیطرح سے آپس مین لڑ رہے تھے اور وہ جو جو کہ ہزارون بزدلے نامرد ہیز دائی انا والے اکثر محلون کے سفارشی جو زنان ہیجڑون سے ہان ہیجڑون کی کمائیان کھانے والے پڑے ہوئے ڈپٹیے مال مردم خور شوربہ لیست غریب آزار کرگٹ بانکے ہر وقت تلوارین میان سے نکالی کو چھون پتیا ڈانٹ ڈپٹ کرتے اور ہو یلیل سے خوب کھینچے ہوئے آپ کو سپاہی اکڑتے تنتے پھون کے پھل چلتے پھرتے تھے مرزا پھامرزا مسرکو مرزا لالا بیگ آکا شمشاد بیگ آکا جوانان مرگ بیگ ڈنڈین خان غریب آزار خان وغیرہ تھے اُنکی مارے ہول کے جاڑے سے تپ چڑھی تھی تھر تھر پڑے کانپ رہے تھے باہم کہہ رہے تھے کہ یارو یہ کون وقت لڑائی کا ہے اندھیاری رات اپنا بیگانہ سوجھتا نہین ہم غافل پڑے سوتے تھے غنیم کی فوج چار طرف قتل عام کرتی چلی آتی ہے گولیان اور تیر برس رہے ہین تلوارین چمک رہی ہین گی خاوند کا سامنا نہین کہ جسکے سامنے ہوکر نیک امیدوار اس امر کے ہو جیے کہ اُسکے صلہ مین کچھ جاگیر منصب بڑا بھاری خلعت ملجائیگا بیواسطہ بیوقوفی کرکے اپنے ہاتھ پانون خاک مین ملا کے کتے کیطرح بموت مارے جایئے جورو کو رانڈ اولاد کو بیوا زنا کر دیجیے اس سے کیا حاصل یہ محض حماقت ہے پس بقول کسی استاد کے شعر نہ ہر جا سرکب توان تاختن * که جاہا سپر باید انداختن * صلاح یہی ہے کہ خیمے ڈیرے مین سے باہر نکلنے کا نام نہ لیجیے جب یہان تک نوبت پہنچیگی دیکھ لینگے خداوند سجیدہ ہزار ملک بچانے والا ہے اکثر کا مارے ڈر کے پاجامون مین پائخانہ نکل نکل آئے بیچے رو رہے تھے پہنچ ہارتے پھرتے تھے و نبض بسمت قبول خداوند لقا بیٹھے دعائین مانگ رہے تھے اشعار خداوندا اگیر دانی بلا را * از ین شبخون نگہداری تو مارا * ز قتل عام رحیمے در دل انداز * پرستاران نادیدہ خدارا * اور دروازون پر اُنکے خیمون ڈیرون کے ہر چند نوکر چاکر پکار پکار کر کہتے تھے کہ میاں صاحب باہر آیئے گھوڑے کسے کھڑے ہین وہ اندر سے جھنجھلا جھنجھلا کر جواب دیتے تھے کہ اے ادبدذاتو تمھین کسنے کہا تھا اور تمنے کسکے حکم سے گھوڑون کو کسا تھا واہ بے نمک حرامو تمکو ہمارے نمک کا پاس لحاظ ہماری جان کا مطلق خیال نہین کہ اسوقت ایسی اندھیاری اور قیامت کی رات مین تم چاہتے ہو کہ بیواسطہ دیدہ و دانستہ کام نہنگ مین ہم جا کر قدم رکھین اور احمق بنکر لڑین مرین سو کچھ ضرور نہین ہے تم سب جاؤ اور گھوڑون پر سے زین چار جامہ سب کھولکر اُتار رکھو تھان پر باندھ دو ہمارے تم نوکر ہو تمکو ہمارے حکم سے ہماری خوشی سے کام ہے جسکی مفت کی جان ہو اور جو کوئی ایسا ہی بیوقوف ہو وہ اٹکل پچو ایسی لڑائی مین اپنی جان دینے کو جاے ان نفرون سے سائیسون چاکرون نے پھر کہا کہ یہ آپ سے صاحب کیا کہتے ہین تمام عمر پیغمبر مرسل کی

سرکار کا گھر میں بیٹھکر نمک کھایا ہی آج عین وقت پر کہ نمکخواری اور مردانگی کا موقع ہی ایسے حیلے اور حوالے کرتے ہو اور سرفروشی اور جانبازی سے ڈرتے ہو منہ سے نکلتے نہیں سپہ گری کا نام بد کرتے ہو یہ مردون کا کام نہیں بس اتنا کلام سائیسون کا سنکے وہ سب نامرد اور بھی غیظ اور غضب مین آکر اندر سے گالیان دے دے کر کہنے لگے کہ او باجیو نفرو تم ہمارے اتالیق کوئی نصیحت کنندہ ہو سائیس اور چاکرون نے ناچار ہو کر انکو نفرین کرکے گھوڑون کو کھولڈالا اور اپنے اپنے جا بجا جا کر بیٹھ رہے ہین غرض شاہزادہ رستم دل سہراب توان بدیع الزمان گردلشکر شکن نے حیث کیا کہ اب لکھو کھا سوار و پیادہ غٹ پٹ ہو کر باہم شمشیر زنی کر رہے ہین اور لاش پر لاش ڈھیر پر ڈھیر مردے پر مردہ گرا جاتا ہے کشتون کے پشتے لگ گئے چار طرف ہنگامۂ قیامت بازار ملک الموت گرم ہو گیا تو ارادہ کیا کہ اب نکل کر اپنے باغ مین جا کر آرام کیجئے ناگاہ سامنے الکوان فیل زور ایک سے دگر کو دیکھا کہ آتش غضب کھلا یہ گشت کا گرتا پڑتا چلا آتا ہی یا نچھر سوار مسلح اور مکمل کے یہ ہیئت بنا ہوا کہ ہان یارو پسر حمزہ ذرا دیکھنا کس جانب کو یہ معرکہ آرا ہی خبردار زندہ و سالم بچکر جانے نہ پاوے گھبرانا نہین مین بھی آن پہونچا غرض شاہزادہ والا مرتبت کے برابر سے جاتا تھا کہ نکل آگے جا سے اس شاہزادہ با اقبال کے خیال مین یون آیا کہ اس ملک الجبار بزہ روزگار سے ہو وقت مقابلہ اور مجادلہ کرنا واجب ہی یہ سوچکر شاہزادہ عالم نے اپنے مرکب کو چمکایا اور نعرہ کیا اور فرمایا کہ باش او اجل رسیدہ کہان جاتا ہی الکوان فیل زور نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شہسوار رستم صولت میدان گیر کارزار سے بیرہ مدہ تیغ بکمال جوش و خروش شمشیر برہنہ خونچکان مثل برق جانستان کے ہاتھ مین لیے سامنے میرے مبارز طلب ہی نہایت غیظ اور طیش مین آکر آواز بلند کہنے لگا کہ اے پسر حمزہ مین چار گھڑی سے تیری تلاش مین پھرتا تھا شکر ہی کہ خداوند لقا نے میری مراد حاصل کی اور تو میرے ہاتھ آگیا ورنہ مجھکو مین حضور گنجاب جا کے کیا جواب دیتا شاہزادۂ عالم نے خوب ہنسکے فرمایا کہ اے بدذات کیا جھک مارتا ہی مصرع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ٭ قضا تیری گریبان گیر ہی یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنکے الکوان فیل زور نے اپنے سوارون ہمراہیون کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ یارو تم سب گواہ رہنا اس بات کے صبح کو حضور پیغمبر مرسل تم سبکو گواہی دینا پڑیگی کہ مین بدون استعانت اور تمہاری سبکی شراکت کے تن تنہا اس پسر حمزہ کا سر کاٹکر بحضور پیغمبر مرسل لیے جاتا ہون شاہزادہ با اقبال نے فرمایا کہ او نابکار کیا بکتا ہی بس شعر زبان در کش و تیغ کش از غلاف ٭ کہ وقت سخن نیست جاے مصاف ٭ یہان زبان نیزہ اور دم شمشیر سے گفتگو کرنا چاہیے الکوان فیل زور نے بجوش و خروش تمام تیغہ آبدار اپنا نیام سے کھینچکر بر سر اقدس شاہزادہ عالی مقام حملہ آور ہوا اور اس ابجہ روزگار شاہزادہ رستم شکار نے سپر فراخ دہن کو چہرۂ اقدس کی پناہ کرکے بجناب باری التجا کی کہ اے حافظ حقیقی پناہ تو دارم پناہ سپر ندارم یہ کہکے اسکے ضرب کو روک کر بوقت برگشتن یہ فرمایا کہ شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ لنگر اپنا قاش زین پر سوار کرکے تیغہ طمورث دیو بند کو میان سے کھینچا اور کھینچتے تمام اس تیرہ انجام پر وار کیا اور اسنے دیکھا کہ ایک برق لمعان مجھ پر گرتی ہی گھبرا کے سپر کو پناہ کیا اور پہنچتے وہ تلک کا دھبہ اپنا اسکے پر لیا مگر وہ جو شاہ ہو بجلی گرتی ہوئی ہلی ہے نہین کتی اس برق شمشیر نے اس سپر کو مثل قرص نیر دو ٹکڑے کیا خود پر گری خود کو کاٹا دولچہ فرق جبین سر اسکے کاٹکر گلے چہرے کو لیتی ہوئی صراحی گردن مین مثل قطرہ سیماب کے ٹھہری صندوقچہ شکم کو دو ٹکڑے کرکے ناف سے کستی جا اتری قاش زین کو کاٹکر زیر تنگ اس کڑی کہنہ تنگ کے نکلی لاش اس جمیع بدمعاش کی مع مرکب چار پرکالے ہوئی زمین پر گری اور پھڑکنے لگی جتنے سوار اور پیادے اسکے ساتھ تھے جیسے یہ کاٹ شاہزادہ والا تبار کی تلوار کا اور لاشہ پھڑکتا ہوا اس نابکار کا بیچ کنب زمین پر لوٹتے ہوئے دیکھا رنگ چہرون سے ان سب کے پرواز کر گیا تھا بے ساختہ ہر ایک کے منہ سے آواز واہ واہ کی بلند ہوئی پھر تو اس شیر بیشہ جدال کا یہ حال تھا کہ جس طرف کو رخ کرتا تھا سوار و پیادے فوج کفار کے مثل گلہ گوسفند کے پراگندہ ہو کر بھاگتے پھرتے تھے شعر بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکی را دو کرد و دو را چار کرد ٭ جسکے سر پر برابر سے وار کیا ہر ایک جیسے کے جیتو کا ٹھہرا ایک ہاتھ اور سر تن سے جدا ہو کر گر پڑا جسکے جھکر تلوار ماری تسمہ لگا نہ رہا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے کیا وہ جو دس بیس منچلے دلیر اور بہادر تھے وہ تو جودت کرکے بمقابلہ شاہزادہ والا مرتبت کے لقمۂ تیغ بے دریغ ہو گئے باقی سوار و پیادے چار طرف دور دور نیزہ اور شمشیر سے دھمکاتے پاس نہین آتے اور جدھر فرامرز کو سرگرم کرکے شاہزادۂ عالیمقام حملہ آور ہوتا ہی سب کے سب بھاگتے پھرتے ہوتے ہین اسوقت شاہزادہ عالیشان مانند شیر غران کے گھوڑے کو گرم عنان کیے ایک سمت کو روانہ ہوا اور ان سب سوار و پیادہ الکوان فیل زور کے ہمراہیون نے نکل جانا شاہزادہ عالم کا غنیمت جانا الکوان کی لاش اٹھا کر اسکے خیمے کی طرف لیچلا اور شاہزادہ والا جاہ نے اپنے باغ کی راہ لی یہان چھاونیون مین تمام شب فیما بین سوار و پیادون کے خوب تلوار چلی اور باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کو اور بھائی نے بھائی کو چچا نے بھتیجے کو اور بھتیجے نے چچا کو اور ماموں نے بھانجے کو اور بھانجے نے ماموں کو استادون نے شاگردون

مار کر گرا دیا یہ ہاڑ اور ہنگامہ سنکے شہر سنجان سے کیاہور وغیرہ اکثر بڑے بڑے سردار اپنے اپنے محلوں سے مکانوں سے گھبرا گھبرا کے نکل آئے اور جمعیت کثیر بہت
سوار ہمراہ لیے اسوقت یہاں پہونچے کہ جب بخوبی صبح ہو گئی تھی یہاں آ کر عجیب حال دیکھا کہ چار طرف لاشے مقتولوں کے پڑے بکھر رہے ہیں گدھ کوے چیلیں گوشت
الطمع گوشت میدان میں چھائے ہوئے ہزاروں گیدڑ اور کتے مردوں کا گوشت کھا کھا کے شور و غوغا باہم کر رہے ہیں ہزاروں زخمی پڑے تڑپ رہے ہیں ہزارہا جان
سے گئے ہیں کیاہور خون آشام یہ رنگ اپنے لشکر کا دیکھا نہایت دنگ خاموش اور خود فراموش گھڑی بھر کامل کھڑا رہا بعد اسکے حکم دیا کہ لاشوں کو مقتولوں
کے گڑھے کھدوا کے گڑوا دو اور زمین میدان خاک ریز کروا دو یعنوں کو ہٹا کے تمام خون یہاں کا کھرچوا کے دھلوا کے پاک و صاف کروا دو مگر جو وارث کسی لاش کا کوئی
آ جاوے تو وہ لاش اسکے حوالہ کر دینا کہ وہ اسے لیجا کر دفن و کفن کی فکر کرے سہین دیکھا کہ اکوان فیل زور کی لاش کو ورثا اور عزیز لیکے اقربا اسکے چارپائی
پر ڈالے لیے جاتے ہیں کہ لیجا کے کہیں دفن کریں کیاہور خون آشام نے ان سبکو ممانعت کر کے کہا کہ صاحبو اس سردار کی لاش کو ابھی لیجا کے دفن نکرو پہلے
اسے بحضور گنجاب لیجانا مصلحت وقت ہے اور یہ کہکر اکوان فیل زور کے لاشے کو اور جو بہت سے افسر مارے گئے اور زخمی تھے ان سبکو ہمراہ لیکر کیاہور
سمت بارگاہ گنجاب روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت باغ میں پہونچے تو کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی تھی دیکھا کہ جا کر گھوڑے کا غافل چادر منہ سے لپیٹے پڑا سوتا ہے آپنے اسے ہوشیار کر کے گھوڑا
اسکے سپرد کیا اور اسی مکان میں تشریف لیجا کے بعد الفراغ غسل جہاں جہاں کچھ پوشاک پہ چھینٹیں اور دھبے لہو کے لگ گئے تھے انکو خوب دھو کر ایک
کنارے واسطے خشک ہونے کے پھیلا دیا اور آپ پلنگ پر جا کر دو گھڑی آرام فرمایا بعد اسکے بوقت صبح صادق بیدار ہو کے نماز وضو کر کے پڑھ چکے تھے کہ ہمین ترک
جوشن پوش نے آکر مجرا کیا اور دونوں صاحبوں نے باتفاق باہم فریضہ سحر کو بجناب باری ادا کیا بعد ازان شاہزادہ عالیشان پوشاک درباری زیب ذات
اقدس پر آراستہ و پیراستہ کر کے مرکب پر سوار ہوا اور ترک جوشن پوش کو ہمراہ لے اثنائے راہ میں باتیں کرتا جاتا تھا کہ ایکبار ترک جوشن پوش نے عرض کی کہ
شہریار یہ غلام کی قدیم عادت ہے کہ پہر رات پچھلی باقی رہے سے اٹھکر تا صبح کچھ اوراد و وظائف میں مشغول رہتا ہے آج شب کو جسوقت سے غلام کی آنکھ کھل گئی
چھاؤنی کیطرف سے اسقدر شور و غل تھا کہ جس طرح کہیں معرکہ جدال و قتال میں ہنگامہ بپا ہوتا ہے معلوم نہین کہ کیا ماجرا ہے چونکہ حضور بھی پانچ چار گھڑی
رات سے بیدار تھے یقین ہے کہ یہ غلغلہ آپ کے بھی سمع اقدس میں پہونچا ہو شاہزادہ عالم نے فرمایا البتہ کچھ شور و غل تھا لیکن از بسکہ میں اس ملک میں نووارد
ہوں میں یہ سمجھا کہ یہاں کوئی میلہ ہے اسلیے یہاں تقریب ہو گی شادی برات کی واللہ اعلم کہ کیا معاملہ ہے کچھ زیادہ تر میں نے غور اور خیال نہیں کیا غرض یہ
باتیں کرتے اب قریب بارگاہ گنجاب کے پہونچے ترک جوشن پوش نے اکثر آیندہ روندوں سے بھی دریافت کیا تو یون معلوم ہوا کہ ہاں آج عجیب اتفاق ہوا
کہ شب کو گنجاب کے لشکر میں ہزاروں سوار اور پیادے مارے گئے ترک نے پوچھا کہ فساد کس سے ہوا اور ایسے لشکر جرار اور ایسی فوج بیشمار میں
کہ جہاں کیسے کیسے سپہ سالار اور سردار معظم اور ہوشیار اور سرگرم کار رہتے ہیں وہاں دفعتہً تلوار کا چلنا اور ہزاروں بہادروں کا مارا جانا یہ معاملہ کیا تھا
لوگوں نے کہا کہ صاحب کوئی بدیع الزمان نامے بیٹا حمزہ صاحبقران کا ہے اسنے کہیں سے آکر بغض للہ مفسدہ پردازی کی اور یہ شبخون مار ہزاروں
آدمیوں کی خونریزی کر کے صاف نکلا چلا گیا ترک جوشن پوش یہ حال سنکے محو حیرت ہو کے کیصورت حباب اپنے دلمیں کمال متعجب اور متحیر ہے کہ یہ کیا
معاملہ ہے شاہزادہ عالم باغ زلازل یا بہشت میں تا ہو جود چار گھڑی رات باقی رہے میں نے بچشم اپنے جا کے دیکھا کہ وضو کر رہا تھا اور سواے دو چار خواص
خدمتگاروں کے فوج و سپاہ کا تو کیا ذکر مذکور دس بیس سوار و پیادہ سلاح بند ہمراہ تھا اور یہ بات مطلق وہم و خیال میں نہیں آتی کہ شاہزادہ عالم
یکہ و تنہا لاکھ سوار و پیادے کے لشکر میں جا کر شمشیر زنی کرے اور ہزاروں آدمیوں کو مار کر زندہ و سالم بے لاگ اچھوتا بچکر نکل آئے سمجھ میں کچھ
نہین پہونچتا ترک جوشن پوش تو اس فکر میں تھا کہ شاہزادہ نامور نے یہ اخبار سنکے ترک جوشن پوش سے فرمایا کہ ہمین تشویش اور فکر کرنا
لاحاصل ہے اب دربار میں چلتے ہیں مفصل حال معلوم ہو جائیگا آخر یہی گفتگو کرتے اب اسی چھاؤنی میں سے کہ رستہ ہی ہو کر نکلے تو دیکھا کہ چار طرف
دجلہ خون رواں ہیں لاش پر لاش مقتولوں کی پڑی ہے جھنڈے نشان بازاروں کے ٹوٹے ہوئے گرے پڑے ہیں لکھو کھا آدمی ادنی و اعلی
رعایا برایا زن و مرد کا ہجوم تماشائیوں کی دھوم ہے خلقت تمام ملک سنجان کی ٹھٹھ لگائے دیکھ رہی ہے نکلنے کا رستہ نہیں ترک جوشن پوش ۸۰

نے وہان بھی دریافت کیا تو یہی سنا کہ لیسر حمزہ نے آدھی رات کو آکر شبخون مارا اور پھر نہ ثابت ہوا اور کسی نے نہ دیکھا کہ مع اپنی فوج و سپاہ کے کدھر سے
آیا اور کسطرف کو نکلا چلا گیا غرض خلاصہ یہ کہ شاہزادہ عالی مقام نے مع ترک جوشن پوش تا ب بارگاہ گنجاب مین جاکے گنجاب کو مجرا کیا اور اپنی
کرسی پر تمکن ہوا وہان بھی دیکھا کہ عجیب طرح کا ہنگامہ برپا ہو رہا ہی اور یہی چرچا ہر ایک کی زبان پر ہی کہ بدیع الزمان لیسر حمزہ صاحبقران نے شبخون فوج پیغمبر مرسل
پر آکر مارا شاہزادہ والا مرتبت نے گنجاب سے عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل ایسا کونسا وہ غنیم زبردست تھا کہ جسنے دو پہر رات کے عرصہ اور وقفے مین ایسے لشکر کو ویران و پریشان
کر دیا اور ہزارون سوار و پیادون کو مار کے صاف نکل گیا اور کوئی سردار اور سپہ سالار اور پہلوان نمکخوار اور جان نثار سرکار کا اُس سے مقابلہ نہ کر سکا اور حریف
کی فوج کو صاف بچکر نکل جانے دیا ابھی گنجاب کچھ جواب دینے نہین پایا تھا کہ گیاہور خون آشام نے آکر مجرا کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھ کے چند افسر و سرداران مجروح
کو کہ اُنکے جسمون پر کچھ ہلکے ہلکے زخم پڑے تھے اپنی سرخروئی کے واسطے روبرو گنجاب طلب کیا اور بعد اُسکے اکوان فیل زور کی لاش کو وارث اور عزیز
و اقربا اُسکے چارپائی پر روتے پیٹتے ہوے دروازہ بارگاہ پر پہونچے گیاہور نے گنجاب سے اجازت لیکر اس چارپائی کو مع لاش اندر بارگاہ کے منگاکر رکھوا دیا
دیکھا کہ ایک چادر خون آلودہ اس لاش پر پڑی ہوئی اور خون زخمون سے ابھی تک بند نہین ہوا بہہ رہا ہی بھائی بھتیجے ماموں چچا بھتیجے عزیز و اقربا اُسکے سر برہنہ
داد خواہون نے مجرا کیا اور لاش پر سے چادر کو کھینچ کر ہٹایا تو گنجاب نے اور تمام سردارون اور بارگاہ نشین اہل حاضرین نے دیکھا کہ برابر دو ٹکڑے لاش کے ہین گنجاب نے
کہا کہ صاحبو اسطرح سے تلوار کو کاٹتے اور یہ ضرب دست کسی کی آجتک دیکھی سنی ہی لاش کو اکوان کی دیکھکر ایک ہیبت آئی ہی فضل بن گیاہور خون آشام
نے کہا یا پیغمبر مرسل فی الحقیقت یہ تلوار کا کاٹ نہین ثابت ہوتا ہی کہ اس شخص پر بجلی گری اور برابر دو ٹکڑے کرکے نکل گئی ہی آمین داروغہ اخبار نے پرچہ وقایع کا
گنجاب کو دیا اُسسے پڑھکر گنجاب کو دریافت ہوا کہ تیئیس ہزار سوار و پیادے جان سے مارے گئے اور بائیس ہزار آدمی زخمی اور مجروح پڑا ہی گنجاب نے
گیاہور خون آشام سے پوچھا کہ لیسر حمزہ کی ہمراہی فوج مین سے کسقدر سوار پیادے مارے گئے اسکو تو مفصل کر بیان کر دیا گیاہور نے عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل
فدوی ہمقدر مین نہایت متعجب اور متحیر ہی کہ لشکر و سپاہ غنیم سے کوئی متنفس کوئی فرد لشکر سوار اور پیادہ کے کسی کی لاش کو کہین دیکھا نہ کسی کو زخمی پڑا ہوا پایا
شاہزادہ بااقبال نے عرض کیا کہ فی الحقیقت یہ حرب پیکار اور میدان کارزار عجیب طرح کا سنا کہ قریب پچاس ساٹھ ہزار آدمی ملازمان سرکار تو مارا جاے اور کیسے ہی
اور فوج غنیم مین سے کوئی نہ مارا جاے نہ زخمی نظر آے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ لیسر حمزہ کوئی بڑا دیا کوئی قوم اجنہ سے ہی یا اُسکے ساتھ فوج دیو اور جنون کی آئی ہی جو اٹھارہ
سوار و پیادے اور کیسے کیسے سپہ سالارون اور رسالدارون اور افسرون اور سردارون دلیرون شیرون نمکخوارون جان نثارون مین سرکار کے شبخون مارکے سب کو تہ و بالا کر دیا
اتنے سوار و پیادہ اور اکوان فیل زور ایسے سردار پہلوان زبردست کو کشتہ کرکے اور بیس بائیس ہزار ملازمون کو زخمی کرکے آجھپٹا اور کو ر نکل گیا گنجاب نے عالم سکوت مین
نہایت متفکر اور حیران ہوکر اٹھا تو کہا کہ خیر اکوان فیل زور کی لاش کو اُسکے وارثون سے کہدو کہ لیجاکے دریاے قدرت مین بہادین اور باقی جتنے مقتول اور
کشتون کی لاشون کے وارث اور عزیز یگانے ملجائین اُن سبکو یہی حکم ہو جاوے کہ اپنی اپنی لاشون کو پہچان کر دریاے قدرت مین لیجاکر غرق کر دین فورا روز کو
حسب العرض میں خداوند سجیدہ ہزار ملک باختر سبکو پھر از سر نو زندہ کر دیگا یہ کہکر دربار برخاست کر دیا گیاہور خون آشام مہلیل دہر از ترکیب کو حکم دیا کہ ایسے
ذرا ہوشیار اور خبردار رہنا غفلت نہ کرنا اور سیجانی عیار سے فرمایا کہ تم اپنے عیارون کو اطراف و جوانب مین روانہ کرو اور خوب اسکا سراغ بہم پہونچاؤ کہ لشکر
لیسر حمزہ کہان پڑا ہی اور کسقدر جمعیت فوج و سپاہ کی اسکے ہمراہ ہی یہ کہکر گنجاب تو محل مین داخل ہوا اور سب مجرا کرکے اپنے اپنے مکانون کو رخصت ہوے
گیاہور خون آشام شاہزادہ بلند اقبال کیطرف بدگمان ہوا اپنے مصاحبین اور ہمنشینون تھا اور رندان سے کہتا ہوا کہ صاحبو یہ بات بعید از قیاس ہی
کہ اسقدر سوار و پیادے ملازمان سرکار پیغمبری مارے جائین اور غنیم کی فوج کا کوئی نہ مارا جاے مجھے شک گذرتا ہی اور یقین کلی ہی کہ سواے اس حکم زادے
کے یہ شورش انگیزی اور فتنہ پردازی اور کسی کی نہین لیکن غضب تو یہ ہی کہ میرے کہنے کا کسیکو اعتبار اور یقین نہو گا اور گنجاب سے اگر عرض کرونگا تو وہ
سمجھینگے کہ یہ از رو سے رشک و حسد کہتا ہی لیکن مقام دم مارنے کا نہین گو ہم مشکل و گرہ گو ہم مشکل خداوند سجیدہ ہزار ملک باختر گرے انجام ان باتون کا
مجھے بہت برا معلوم ہوتا ہی القصہ گیاہور اپنے مکان کو گیا اور یہان شاہزادہ عالیشان اور ترک جوشن پوش گنجاب سے رخصت ہوکر بارگاہ سے
باہر نکلے اور اپنے مرکبون پر سوار ہوکر اثناے راہ مین شاہزادہ والا جاہ سے ترک جوشن پوش نے ہنسکر عرض کیا کہ غلام کے ذہن مین مطلق نہین آیا
تو یہ کہ آپ اگر اس ہیئت پر تشریف لیجاتے تو اس جان نثار کو ضرور اطلاع فرماتے بالفرض حضور اس غلام کو بیچارہ سمجھکر ہمراہ نہ لیجاتے تو بھی مجھے یاد عقل اور

از قیاس ہی کہ حضور بے استعانت اور امداد فوج اور سپاہ کے کبھی بمقتضائے فراست ایسے لشکر کلان پر بجان واحد یکہ و تنہا جاکر شبخون مارنے کی بابت نہ کرتے لیکن اور بیس ہزار سوار و پیادے تنہا حضور کے ہاتھ سے کیونکر مارے جاتے شاہزادہ عالم نے فرمایا تم بھی سچ کہتے ہو یہ بات خلاف قیاس ہی لیکن کوئی شخص شجاعت شعار مردانہ اور لاثانی روزگار ہی کہ یہ تیغ جا کر بسر انجام لیکر شبخون مار گیا ہی مگر واقعی کار شائستہ اسکا بہادرانہ ظہور مین آیا ہی غرض یہ باتین کرتا اپنے اُسی باغ مین آکر داخل ہوا۔ اور شاہزادہ والا مقام نے خاصہ طلب کیا اور بعد الفراغ تناول طعام برائے استراحت و آرام پلنگ پر جاکے لیٹ رہا ترک جوشن پوش اپنے مکان پر گیا اور اسی فکر اور تردد مین تھا کہ یہ ماجرا کیا ہو اسنے شبخون مارا کچھ مطلق ترک جوشن پوش کے خیال مین یہ بات نہین آتی تھی اور کسی طرح سے گمان شبخون مارنے کا شاہزادہ عالیشان بدیع الزمان پر نہ تھا یہ تو بات ذہن مین آتی ہی کہ شاہزادہ عالم شب کو بحیلہ سیر سوار ہو کر تشریف لے گئے پر ملکہ گوہر ملک کے پاس تشریف لے گئے ہونگے اور باقی ہرگز یقین نہین آتا تھا کہ شاہزادہ عالم نے یکہ و تنہا جاکر شبخون مارا ہوگا القصہ اسی فکر و تردد مین وہ دن بھی آخر ہوگیا اور اب وقت شام کا ہوا شاہزادہ عالی مقام نے بعد الفراغ نماز مغرب خاصہ تناول فرمایا اور ترک جوشن پوش اپنے مکان مین جاکے سو رہا یہان حال شاہزادہ باقبال کا سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے جبکہ دیکھا کہ آدھی رات کا عمل ہوا پلنگ پر سے اٹھے لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کیا اور سپر تلوار اپنی لیکر حسب معمول بہ نیت ملاقات ملکہ گوہر ملک روانہ ہوا اور عرصہ راہ کو طی کر کے بدستور قدیم ایوان ملکہ مین بذریعہ کمند داخل ہوا خواصون نے ملکہ کو اطلاع کی کہ ملکہ عالم حضور تشریف لائے ہین ملکہ گوہر ملک نے آمد شاہزادہ عالم کی سنکر جلدی سے پلنگ پر جاکے دوپٹہ منہ سے لپیٹ لیا اور مونسون جلیسون خواصون سے کہدیا کہ شاہزادہ عالم اگر میرے سونے کا سبب پوچھین تو کہنا کہ کل سے کچھ طبیعت ناساز ہی ملکہ ابھی یہی کہہ رہی تھی کہ شاہزادہ والا قدر قریب آ پہونچا اور ملکہ کی سب مقربون مصاحبون لونڈیون باندیون نے اٹھکر مجرا کیا شاہزادہ عالم نے پوچھا کہ آج ملکہ خلاف معمول ابھی سے آرام کیون کرتی ہین خواصون اور مصاحبون نے عرض کی کہ قربانت شوم آج نصیب دشمنان کچھ طبیعت ناساز ہی شام سے آرام فرماتی ہین شاہزادہ عالی نے دوپٹے کو منہ سے ہٹایا اور جبین پر بوسہ دیکر فرمایا کہ ای ملکہ آنکھ کھولو ہوشیار ہو کیون مزاج کیسا ہی ملکہ تو جاگتی لیٹی تھی الغرض چشم ہم وا سے شاہزادہ عالم کو دیکھکر کروٹ لی شعر ناز کر منہ پہ دوپٹہ مہر کہا ۔ تم لگے پوچھنے کیون حال ہی تمکو کیا ۔ شاہزادہ والا تبار نے فرمایا ملکہ معلوم ہوا کہ آج کچھ مجھسے تم آزردہ اور کشیدہ خاطر ہو کیونکر اسطرح کے تم مجھسے بیان کرو شعر واسطے باعث سبب موجب جہت کچھ بات بھی ہو کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر مین نے کیا کیا ۔ تو مین اپنے دل مین سمجھا اور معقول ہون یا اُسکا کچھ عذر معذرت کرکے جواب دون یارے ملکہ یہ گفتگو شاہزادہ والا مرتبت کی سنکے اٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ ای شہریار اصل حقیقت تو یہ ہی کہ خود کردہ را چارہ نیست جیسا مین نے کیا ویسا پایا مکر اور فریب اگر مین بیکہ نہ لاتی تجھ یہ صدمہ کاہے کو اٹھاتی بیدلی کی ملاقات بقول شخصیکہ مصرع جا بیٹھ مین الطرف کی ہرگز فراہ نہین ہی ہر ایک مقام خوف اور جائے انصاف ہی اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کے لشکر مین ایک شخص بجان واحد اگر دعوی تہمتنی اور شمشیر زنی کا کرے تو مآل اُسکا کیا خیال مین آسکتا جو یہ جہالت اور میرے دل کے دکھانے اور جی جلانے اور رلانے پر کمر باندھی ہی اس سے تمہین کیا حاصل ہی سوران جنابھار کو نہین پہونچ سکتا قطعہ پشہ چو پر شد بزند پیل را ۔ با ہمہ مستی و صلابت کہ او دست ۔ مورچگان را چو بود اتفاق ۔ شیر ژیان را بدرانند پوست ۔ کیونکر میرے دریئے ہلاکت ہوئے ہو خدا نخواستہ خدا نخواستہ کسی دن کسی آفت مین دشمن مبتلا ہو جاینگے تو مین اُسی وقت اپنے تئین ہلاک کرونگی پھر آگے جو چاہتا ہی سو کرتا ہی ابیات

جو مر جاؤن گی مین تو کیا کیجیے گا
سدا ہاتھ مل مل کے کہا کیجیے گا

نہ بھولون گی مین یاد دل مین تمہاری
خدا سے جہان مغفرت اسکی کریے

مجھے یاد ہر دم کیا کیجیے گا
یہی رو کے ہر دم دعا کیجیے گا

ہر یہ جیتے جی جو جفا کیجیے گا
عجب دوست معشوق عاشق نما تھا

شاہزادہ عالی مقام نے ملکہ کو اپنی چھاتی سے لگاکے جواب دیا کہ ای ملکہ عالم شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جا ۔ نبرد رگی تا نخواہد خدا ۔ ہم نظر کرم کریم کارساز رکھتے ہین اور خوب جانتے ہین کہ جو کچھ نقش تقدیر کاتب ازل نے صفحہ ناصیہ پر ہمارے بروز دیوان قضا کلک قدرت سے اپنے ترقیم کردیا ہی وہ بعرصہ ظہور آیا اور آئیگا اور اسمین کبھی سر مو فرق اور تفاوت بفضل خدا سے نہو گا

تا وقتیکہ قضا نہین آتی کوئی ہمارے ایک رونگٹے کو ایذا نہین پہونچا سکتا پھر پس و پیش امر حق مین کرنا عین نادانی بلکہ کفر ہے جہاد کرنا ہمارے مات و مذہب مین جائز بلکہ ثواب عظیم ہے مخمس

جو بات مقرر کی حق نے وہ نہین ٹلتی
ہر عقل بشر حیران ہاتھون کو کہین ملتی
قسمت کے سوا ہرگز کوشش نہین ہے چلتی
بن حکم ازل اسکے ٹک کاہ نہین ہلتی
تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

٢ سلطان ملائک تھا استاد و ما ادب تھا
لعنت تھی نصیبون مین حسرت کا محل سب تھا
سر تا بقدم نوری جسم اسکا عجب تھا
مردود ہوا آخر ہرچند مقرب تھا
تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

٣ ہرچند کہ آدم نے کچھ کھائے نہ تھے گندم
ہونی تھی خطا سرزد عقل انکی ہوئی تھی گم
استاد ہوا انکا ابلیس جو تھا بیدم
جنت سے یہان آئے جب پیدا ہوئے ہم تم
تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

٤ فرعون کہ رکھتا تھا وہ دعوی یکتائی
جب وقت ہلاک آیا اسنے جو خبر پائی
اسکے تئین موسی نے کی مرتبہ زک پائی
قائل ہوا ایمان کا تب فکر یہ ان آئی
تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

٥ سلطان سکندر تھا تھا سردار و زور آور
مشتاق ہو جیوا کا کر خضر کے تئین رہبر
پہونچا تھا ٹھکانے تک ظلمات کی رہ گذر
قسمت مین نہ تھا پانی محروم پھرا مضطر
تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

ملکہ نے جواب دیا کہ شاہزادۂ عالم یہ آپ برحق و بجا فرماتے ہین لیکن کوئی دیدۂ و دانستہ کام نہ کرنا چاہئے آگ مین قدم نہین رکھتا آگ مین جب ہاتھ ڈال دیجئے گا جلجائیگا عالیجاہا خالق اکبر نے ذہن اور فہم اور عقل اور تمیز اسی واسطے انسان کو عطا کی ہے آنکھ واسطے دیکھنے اور کان واسطے سننے کے بخشے ہین پس عدالت کو ہاتھ سے نہ دیجیے از روے انصاف فرمایئے فقط پابند تقدیر کے نہ رہیے شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ اے ملکہ بس زیادہ اس مقدمہ مین گفتگو نہ کرو جواب حق دینے مین تم بہت متاسف اور بیکار رہو گی جو تقدیر کہلاتی ہے کہ صریحاً تمکو کیسا کیسا سمجھایا اور منع کیا تھا کہ ہم لوگ آفتاب اور مہتاب مین کسی سرزمین اور کسی اقلیم و دیار مین چھپنے کے نہین اور خواص ہمارے شیرون کا ہے بدون تسخیر انکی ادھر سے لنگی ہمسے رہا نہین جاتا پھر کیا سبب ہے کہ تم ہمکو بیہوش خود بہتر سمجھکر خلاف ہماری راے کے بیہوش کرکے لے آئین مصرع ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست اس سے یہی بہتر ہے اپنے جی مین سمجھو اور معقول ہو کر چپ رہو اب کچھ کہو سنو نہین ملکہ ناچار اور مجبور ہو کر بے اختیار زار زار رونے لگی اور یہ کہا کہ جو مرضی مبارک ہو میرے پاس بجز نقد جان کے اور کیا ہے سو وہ مین نے آپ پر پیشتر نثار کی مگر اتنا معلوم ہوا کہ قاسم سے آپ جہالت مین کم نہین جو آپ کے جی مین سما گئی ہے وہ اگر حضرت جبرئیل بھی آکے سمجھائینگے تو وہ آپ کے دل سے قیامت تک نکلنے کی نہین غرض اسی گفتگو مین شاہزادۂ والا مرتبت حسب معمول ملکہ کے پاس سے اٹھکر برابر دیوار کے آیا اور کمند پکڑکے زیر ایوان اترا اور اپنے باغ مین آکر سو رہا مگر آج اول شام سے صبح تک ترک جوشن پوش اسی کھٹکے مین کہ شاید شاہزادۂ عالم پھر شبخون پر تشریف لیجائین تو مین بھی ضرور براے سرفروشی اور جانثاری ہمراہ رکاب ظفر انتساب اس عالیجناب کے حاضر رہون تمام شب نہین سویا جب صبح نمودار ہوئی تو ترک جوشن پوش بعد فراغ وضو دو رکعت نماز واسطے مجرے کے آیا دیکھا کہ شاہزادۂ عالم خواب سے بیدار ہوکے بعد فراغ وضو اور دو رکعت نماز کے اپنے سجادے پر بیٹھا تنہا کچھ درود و وظائف پڑھ رہا ہے ترک مجرا کرکے بیٹھ گیا آپ نے وظیفہ پڑھکے پوشاک پہنی اور بعادت معہود و اور بقاعدہ مستمرہ دربار مین جاکر گنجاب کو مجرا کیا اور اپنی کرسی پر تا وقت برخاست دربار بیٹھا رہا بعد ازان رخصت ہو کر مع ترک جوشن پوش اٹھی اپنے باغ مین آکر داخل ہوا اور بطور شبخون روز اول مین اول شام سے ترک جوشن پوش کو رخصت کرکے آرام فرمایا اور جب کہ نصف شب کا عمل ہوا تو لباس شب روی اتار کر اور تمام سلاح اپنی ذات پر آراستہ و پیراستہ کرکے شمعون کو گل کر دیا اور آرامگاہ سے باہر نکلا مرکب پر سوار ہوا اور یہ شعر پڑھتا ہوا چلا شعر اے عشق قدم اب تو تری راہ مین ڈالا × الآن توکلت علی اللہ تعالے × بطور روز اول مین آہستہ آہستہ لشکر گنجاب کی چھاونی مین جاکے اکا ڑیان پچھاڑیان گھوڑون کی اور طنابین خیمون ڈیرون کی قطع کین اور زنان لشکر مین جاکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا نظم

فلک مرتبت شاہ انجم گروہ
بدیع الزمان ابن صاحبقران
یل صف شکن اشجع روزگار
اگر بر کشم نعرہ بر فوج کین
تہمتن توان رشک اسفندیار
فتد لرزہ بر آسمان و زمین
منم مہر اجلال رستم شکوہ
شہ نامور پنجہ تاب یلان
ز تیغم بمیدان جنگ آوران

ہر سو شور الامان الامان ۔ ساتھ نعرہ کے تھا سوار و پیادے لشکر گنجاب کے بیتاب ہو کر اپنے اپنے خیمہ ڈیرون سے سوتے سوتے چونک
چونک کر جو اُٹھے تو وہی ہر روز ادنین کا سا ہنگامہ گھوڑون کا تھانون پر سے چھوٹ چھوٹ کر آپس مین لڑنے کا اور ویسا ہی پلو پیادہ ہون
اور چاکرون کا ٹھ سوتے پچاؤڑیان لیے گھوڑون پر لپکتے پھرنے کا اور اُسی طرح سے خیمہ اور ڈیرون کے گرنے کا چارطرف شور اور
وہی غل شبخون پڑنے کا اور صدائے نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سنکے نہایت سراسیمہ اور مضطرب الحال اپنے اپنے ہتھیار سپر
تلوارین گرز خنجر تیر و کمان لے لے کر دوڑ پڑے اور شبخون کے اشعار

اُٹھے سوتے سوتے جب بدحواس
تو خود رفتہ باحال یاس و ہراس

پڑا دل میں تھا سبکو اُٹھنے کا ہول
تو تھا بدحواسی سے سبکا یہ ڈول

کوئی پاجامے کے بدلے کہین
چڑھانے لگا بانون مین آستین

انگرکھے کے جا پر کوئی سنہر سے
ازار اپنے ہاتھون مین لیتے ہوئے

کوئی اوڑھنی اپنی جورو کی لے
تھا جلدی سے نکلا کمر باندھ کے

کوئی پہنے ان بہنون کی جوتیان
چلے لڑتے گرتے ہوئے شیخیان

وہین سے یہ کہتا کوئی او نفر
لے آ جلد گھوڑے کو تیار کر

کہین کوئی رنڈی بغل مین لیے
تھا سوتا پڑا شام سے مے پیے

یکایک جو اس شور و غل سے اُٹھا
تو تھا بیٹھا بیٹھا وہین کہہ رہا

کہان ہے مری ڈھال تلوار دو
مین جاتا ہون مرنے کو اب دیکھ لو

کوئی آنکھین ملتا فقط لے سپر
کوئی رکھے جاتے کمان دوش پر

کوئی تیر ترکش مین رکھکر چلا
کوئی بھاگا تیر بردوش تھا

کوئی خالی مرٹھ لیکے تلوار کے
چلے کہتے ہان مارلے مارلے

لیے ہاتھ مین کوئی خالی رفل
کسی نے چڑھایا نہ برچھے پہ پھل

کوئی ہاتھ مین لیکے خالی تفنگ
چلا بدحواسی مین تھا سوئے جنگ

بہت سے قرابینین خالی لیے
تپنچون پہ گٹکون کے پتھر نہ تھے

نہ تھی اُن مین گولی نہ چھرے بھرے
فقط مشت بارود بھر ڈاٹ دے

وہین سے چڑھاتے ہوئے پائے پر
نکل آئے خیمہ سے تھے بےخطر

لیے ڈانڈ کتنے فقط بانس کی
سنان اور ریتان اسپہ مطلق نہ تھی

ہزارون جو تھے پہلے ہوشیار
وہ خیمون سے اپنے نکل ایکبار

پئے رزم و پیکار آمادہ ہو
سنبھالے ہوئے ڈھال تلوار کو

یہ تھی بدحواسی جو چھائی ہوئی
تو تھی ایسی عقل انکی گم ہوگئی

گرا اپنا نہ بیگانہ تھے جانتے
نہ کوئی دوست دشمن تھے پہچانتے

نہ یہ تھی تمیز انکو اُس غول مین
کہ دشمن ہے کون اور کس سے لڑین

نہ یہ دیکھتے تھے کہ فوج غنیم
کدھر ہے کہان ہے وہ لشکر مقیم

چلے بے تکان چار سو غٹ کے غٹ
گئے غول سے غول باہم لپٹ

پیادون کے ہر سمت سے چلے ہوئے
سوار آگے نکلے لپکتے ہوئے

ہوا عرصہ حشر میدان جنگ
لڑائی کی جی مین تھی سبکے اُمنگ

جنوبی چلے سمت فوج شمال
سمجھ فوج دشمن کی بہر جدال

شمالی دکھن والون کے غول پر
چلے اپنی تلوارون کو تول کر

گرے شرق کے لوگ مغرب پہ تھے
سپاہ غنیم انکو سمجھے ہوئے

تھی جو چھاؤنی سمت مغرب پڑی
وہان کی سپہ شرقیون سی لڑی

لگی چلنے آپس مین تیغ دودم
ہزارون لگے قتل ہونے بہم

گھسیٹے ہوئے تیغ سب میان سے
لگے کرنے خونریزی آپس مین تھے

پدر نے کیا قتل بیٹون کو تھا
کیا بیٹون نے کاٹ سر باپ کا

تہ تیغ ماموں کے تھے بھانجے
رہے قتل کر بھائی بھائی کو تھے

تو ماموں کے نانا بہا کر لہو
تھے کفار افواج کین سرخرو

کیے دادا نے اپنے پوتون کے سر
قلم کرکے اور لیچلے نیزہ و پہر

بھتیجون کو تھے قتل کرتے چچا
چچا کو نکو مارا بھتیجون نے تھا

کہین اپنی تلوار سے شاد ہو
کیا قتل سسرے نے داماد کو

کہین سالے بہنوئی باہم لڑے
تڑپتے ہوئے خاک پر تھے پڑے

کہین تیغ و خنجر لیے چڑھ چھاتی پر
لیے کاٹ یارون نے یارون کے سر

ہزارون کے نیزے تھے سینون کے پار
گرے تیر کھا کر ہزارون سوار

ہزارون کے تھے سر پڑے ڈھیر تھے
ہزارون کے دھڑ سے سر اڑ گئے

لگا تھا کسی کے طمانچے کا ہاتھ
تھا کمرستانہ بھی اُسکے گلے کے ساتھ

کوئی ہتکٹی سے قلم ہاتھ تھا
کسی کا تھا عبدارہ سب کھل گیا

کسی کے تھے پانون کے گٹے ٹوٹے
کسی کی کٹی پنڈلیان دونون تھین

تھا جسکے لگا ہاتھ پالٹ کا تھا
وہین وہ تڑپتا تھا لنگڑا پڑا

ہزارون پڑے تھے کلیجے نکل
پٹے سر تھے اور گئے بھیجے نکل

اسیر کمند بلا تھا کوئی
پڑا خاک پر لوٹتا تھا کوئی

تھے دو اک پڑے لوٹتے ریت مین
تڑپتے تھے اکثر پڑے کھیت مین

ہزارون ہی گھوڑے پھرے سنہ مین کھین
پڑے دوڑتے پھرتے تھے ہر طرف

شاہزادہ عالیمقام نے جب یہ رنگ اُس شبخون کے میدان

جنگ کا دیکھا کہ جتنے پیادے اور سوار فوج کفار کے تھے سب باہم لڑتے مرتے چلے جاتے ہین کسیکو کچھ دھیان اپنے بیگانے کا نہین ہی اپنے دل مین
یہ سوچکر کہ اب یہان ٹھہرنا محض بیکار ہی کفار آپس مین رزم کیا کرین اپنے مرکب کو تیز گام کرکے صاف نکل گیا اور جو کوئی اجل رسیدہ
سامنے آگیا ایک ہی ضرب مین اُسے فی النار والسقر کرکے اپنے باغ مین آکر داخل ہوا تو اُسوقت کوئی پہر ڈیڑھ گھڑی رات باقی ہوگی جلودار
کو دیکھا کہ جہان بیٹھا تھا وہین لنڈھک کے غافل پڑا سوتا ہی شاہزادہ عالم نے گھوڑے پر سے اُترکے اُسکو جگا دیا اور وہ گھوڑے کو
باندھنے اور زین کھولنے مین مشغول ہوا آپنے اپنے مکان مین تشریف لیجا کے پوشاک تبدیل کی اور جہان جہان جسم اطہر پر
لہو کے چھینٹے پڑ گئے تھے انکو دھوکر پاک کرکے کوئی دو گھڑی پلنگ پر دراز ہوکر استراحت کی بعد ازان پلنگ پر سے اُٹھکر وضو کیا
بعد وضو دو رکعت نماز سے فارغ ہوکر کچھ اوراد و وظائف مین مشغول تھا کہ سامنے سے ترک جوشن پوش نے آکے مجرا کیا اور
حسب الایما اُسجا بیر باادب بیٹھ گیا جب شاہزادہ والا قدر وظیفہ پڑھ چکا تب ترک جوشن پوش نے پھر عرض کیا کہ شہریار
فدوی کے ذہن مین یہ بات نہین آتی کہ یہ کیا شعبدہ اور ماجرا ہی آج شبکو پھر وہی غلغلہ اور ہنگامہ تھا اور سنا کہ پھر شبخون پڑا یہ کون شخص
ہین کہ آپ کے نام سے آکے شبخون مارتے ہین کیا جرأت اور کیا بہادری مزاج مین ہی کہ ایسے لشکر جرار اور فوج بیشمار مین تلاطم ڈالکے
انکو کھا پلٹنون کو باہم لڑوا دیتے ہین اور آپ کس دلاوری اور کیسے حواس سے صاف نکل جاتے ہین اگر غلام حضور کی جانب
یہ خیال کرتا ہی تو آپ کی نور عطیات خداوندانہ سے دلکو یہ یقین نہین آتا ہی کہ غلام کو ہمراہ رکاب سعادت انتساب نہ لیجاتے شاہزادہ
بدیع الزمان والا شان نے تبسم ہوکر فرمایا کہ ای ترک جوشن پوش یہ جرأت اور قوت اور صولت و شجاعت جناب احدیت نے
واسطے اولاد صاحبقرانی کے عطا فرمائی ہی یہ دونون شبخون مین نے مارے اور بخیال اس مآل اندیشی کے کہ تمکو ہنگام اطلاع میری
رفاقت بہرحال واجب ہوجائیگی اور دشمنی سے اس عالم پیرانہ سالی مین کہ یہ عمر قابل حرب و پیکار کے نہین ہوتی دانستہ تمکو اطلاع
نہین دی گئی ترک جوشن پوش نے آنکھون مین آنسو بھر کے عرض کیا کہ غلام کو یہ توقع حضور سے نہ تھی کہ آپ ایسے وقت مین فدوی
کو فراموش فرمائین خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا الا آیندہ فدوی بہر صورت ہمراہ رکاب سعادت انتساب برائے سرفروشی و جان نثاری
حاضر رہیگا غرض ہر چند ترک جوشن پوش نے مکرر سکرر اصرار کرکے عرض کیا شاہزادہ عالم نے قبول نہ فرمایا اور بقاعدہ مستمرہ
پوشاک دربار کی ذات اقدس پر آراستہ کرکے مع ترک جوشن پوش بسمت بارگاہ گنجاب روانہ ہوا وہان حال لشکر گنجاب کا سنیے کہ تا وقتیکہ
روز روشن نہین ہوا سب سوار اور پیادے باہم شمشیر زنی اور ناوک فگنی مین مشغول رزم و پیکار رہے جبکہ دن نکل آیا تب ایک کو پہچان کر
ہان ہان کرکے کہنے لگا کہ واہ واہ صاحب واہ واہ ایسے بدحواس ہوکر اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے تو تمنے بھائی صاحب ہی کو
قتل کیا تھا کہین باپ نے دیکھا کہ مین نے اپنے بیٹے کو تلوار ماری اور چہرہ زخمی ہوکر گھوڑے پر سے گر پڑا دم بھر مین پھڑک
پھڑک کر آخر ہو گیا باپ بھی گھوڑے پر سے گر کر لاش سے چمٹا ہوا سر دے مارتا ہی اور کہتا ہی کہ ہاے مثل رستم سہراب کو مارکے
آج بے اولاد ہوگیا واے مین نے کیا کیا کوئی بھائی بھائی کو قتل کرکے دو ہتڑ اپنے سر پر مارتا ہی اور چیخین مار مار کر روتا
ہی کہین خسر نے داماد کو نیزہ مارکے نیزے کو توڑ کر پھینک دیا ہی اور اپنی ڈاڑھی نوچ نوچکر سر اور سینہ خوب سا پیٹ پیٹ کر کہتا ہی
کہ ہاے بیٹی کو مین نے اپنے ہاتھون رانڈ کیا یہ کیا ستم ہوگیا چچا بھتیجون کے قتل سے منفعل بھتیجے چچاؤن کو مارکر خجل ہاے ہاے
کر رہے ہین قصہ مختصر ایک عجیب طرح کا شور باہم فوج و سپاہ مین بپا تھا اور چار طرف لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ پڑے ہوئے برابر دو
سر پر سر پڑے لوٹ رہے تھے چار و ناچار سب پیادے و سوار وہان سے پھر کر ہزارون زخمی اور گھائلون کو اُٹھاکے
عزیز و اقربا و رشتہ دار ڈولیون مین چارپائیون پر ڈالکے لیچلے ہزارون اپنے عزیزون یگانون بھتیجے بھانجون باپ چچا
اُون کے لاشے کو لاشون مین مقتولین کے ڈھونڈھتے پھرتے ہزارون مقتول تشنہ لب پیاس پیاس پانی پانی پکار رہے
ہین ہزارون جان بلب پڑے سسکتے ہین ہزارون مانند مرغ بسمل کے جراحتہاے کاری سے خاک و خون مین تڑپتا اور

لوٹتے پھرتے تھے گانون گراؤن قریہ دیہات والے دس کوس پنجکوسی رعایا چارطرف سے دوڑ پڑی ہی خلائق ہی کہ تماشا دیکھ رہی ہی اور سبکو تعجب اور
تحیر ہی کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ سپہر رسل کی فوج وسپاہ مین تو ہزارون مارے گئے اور ہزارون زخمی پڑے ہین لشکر غنیم کا کوئی فرد بشر پیادہ یا سوار کہین نہ
زخمی ہوا نظر آتا ہی نہ کسی کا لاشہ معلوم ہوتا ہی غرض یہان تو یہ حال ہی ان سبکو تو یہین چھوڑ دیجیے اور حال شاہزادہ نامور کا سنیے کہ یہ مع
ترک جوشن پوش کے بارگاہ گنجاب مین جا کے داخل ہوا اور بدستور معمول مجرا کر کے اپنی کرسی پر برابر تخت گنجاب کے جا کر بیٹھا تمام حاضران
بارگاہ عالم تحیر مین لب بسکوت خاموش اور از خود فراموش بیٹھے تھے اس مین داروغا اخبار نے پرچہ وقائع کا گنجاب کو دیا مضمون پرچہ سے
معلوم ہوا کہ آج شبکو سپہر بدیع الزمان پسر حمزہ نے لشکر شبخون مارا اور قریب تیس چالیس ہزار جوانان شجاعت شعار ملازمان اور نمکخواران
سرکار سے جنگ مردانہ کر کے جان نثار ہوئے اور زخمی ہین گنجاب نے پوچھا کہ ہمراہیان بدیع الزمان سے بھی کچھ لوگ مارے گئے
داروغہ اخبار نے عرض کی کہ کوئی متنفس اس طرف کا نہ مارا نہ زخمی نظر آیا ورنہ یہ تاب وطاقت ہم کارون کی کبھی نہ تھی کہ جو ایسی خبر کو مخفی کرتے
اور نہ لکھواتے گنجاب نے کہا پھر یہ کیا اسرار قدرت خداوندی ہی کہ تیس چالیس ہزار آدمی ہمارے لشکر کا مارا جاوے اور زخمی ہو اور
فوج غنیم مین سوار اور پیادے کی نکسیر تک نہ پھوٹے نہ کسی کی لاش کہین پڑی ہوئی نظر آوے نہ کوئی زخمی مجروح پکڑا جاوے عجب طرح کی
غفلت اور بیخبری ہمارے یہان سرداران اور سپہ سالارون اور افسرون اور فوج وسپاہ کے پہرے والون کی ثابت ہوتی ہی فوج غنیم
اور پسر حمزہ کوئی پری زاد اور دیوزاد یا اقوام اجنہ سے ہی کہ آسمان سے اتر کے شبخون ہمارے لشکر پر لیکر آتے ہین اور ہزارون کو مار کر
صاف زندہ وسالم سب نکلے چلے جاتے ہین کیا ہو رہا خون آشام اور جہلیل وزرا ترکیب وغیرہ سرداران گنجاب اپنے اپنے دلون مین پیچ وتاب
کھا کھا کر سرنگون خاموش بیٹھے تھے اور بجز اپنی خطائے فاش کے مقر ہوئے اور ندامت کھینچنے کے کچھ اور عرض معروض نہین کر سکتے تھے
اہر گیا ہور وغیرہ اکثر کفار مقہوران خدا کو گمان واثق اور یقین صادق شبخون مارنے کا شاہزادہ بدیع الزمان پر ہی فقط بپاس ادب
اور خوف ناراضی گنجاب کچھ کہہ نہین سکتے قصہ مختصر گنجاب تو دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا اور شاہزادہ عالیجناب مع ترک جوشن پوش
رخصت ہو کر اپنے مکان پر آ کر سو رہا جب کہ نصف شب کا عمل ہوا اسوقت شاہزادہ جم اقتدار بدیع الزمان نامدار نے خواب راحت سے
بیدار ہو کر لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ کیا اور سپر تلوار لگا کے کمند کو ہاتھ مین لپیٹ لیا اور ملاقات ملکہ گوہر ملک کے لیے
باغ سے نکلکر روانہ ہوا اور داہنے بائین دوست دشمن کو دیکھتا بھالتا زیر ایوان ملکہ پہونچا اور کمند مار کر دیوار پر چڑھ گیا وہان
ملکہ گوہر ملک کا یہ حال ہی کہ جسوقت سے شاہزادہ با اقبال کو خوب سا سمجھا کے عاجز ہوئی اور شاہزادہ بدیع الزمان مراجعت
فرما کے ملکہ کے پاس سے اٹھکر اپنے باغ کو تشریف لیگئے تھے ابھی تک مطلق ہوش وحواس بجا نہین اور بجز بیتابی اور گریہ وزاری کے
کھانا بھی بخوبی نہین کھایا اور ہر مرتبہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھتی تھی اور روتی تھی شعر مرا دردے است اندر دل اگر گویم
زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ٭ ہرچند انیسین جلیسین ہمدمین مقربین مصاحبین خواصین صحبت دلیا
سب بلائین لے لے کر صدقے ہو ہو کر سمجھاتی تھین اور عرض کرتی تھین کہ ملکہ عالم آپ کو لازم ہی کہ ذرا اپنے آپ کو سنبھالتی رہیے اور نظر
بافضال ایزدی رکھیے صبر کیجیے صبر کے چارہ نہین شاہزادہ عالم کے مزاج مبارک مین جو بات سما گئی ہی وہ ہزار کچھ حضور صدمہ دیوین اور اپنے دشمنون
کے واسطے سچ اٹھائینگی وہ اپنی ہی کرینگے دلیر اور شیر کا کوئی روکنے والا نہین ہوتا مال بجز چاہیے اس گریہ وزاری اور بیقراری کے
عوض حضور ہر وقت جناب باری سے التجا کرین اور شاہزادہ عالم کی حفظ آبرو اور جان کی دعا مانگین تو بہت بہتر ہی باقی ان باتون سے
فقط اپنی جان کا نقصان ہی بظاہر تو کچھ فائدہ نہین نظر آتا ابھی ملکہ کچھ جواب نہین دینے پائی کہ سامنے سے ایک خواص نے آ کر
عرض کیا کہ قربانت شوم شاہزادہ عالم تشریف لاتے ہین ملکہ گھبرا کے چاہتی تھی کہ اٹھے اس عرصہ مین شاہزادہ عالی مقدار قریب پہونچا
اور ملکہ گوہر ملک کو باین حال پر اختلال بصد حزن وملال دیکھکے پوچھا خیر باشد ای ملکہ گوہر ملک کیسا مزاج ہی ملکہ نے کہا
فضل خدا سے خیر ہر حال ہی مصرع کیا پوچھتے ہو مجھسے دل افگار کا مزاج ٭ اب اپنے مزاج کا حال فرمائیے کہ اب آپ

کو اس خونریزی اور فتنہ انگیزی سے بخوبی نمود اور خوشی دلکی ہو چکی ابھی کچھ اور کسر باقی ہی شاہزادۂ عالیمقام نے ملکہ کو اپنے گلے سے لگایا اور ہنستے
ہوسے اُسی خلوتخانہ میں جہان کہ ہمیشہ صحبت رہتی تھی تشریف فرما ہوے اور تادیر سمجھایا کیے کہ ای ملکہ تمکو ہماری جان عزیز کی قسم ہو ان امورات میں
تم مطلق دخل کبھی نہ دینا اور نظر بہ کرم کریم کارساز رکھکے کبھی کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا اشعار ای جان چو برآن قادر مطلق نظر ست * بیفائدہ
در رنج و خیال دگر ست * مایوس و پریشان مشو از گردش دوران * ہر شام کہ بینی بپیش آن سحر ست * اور ایک نصیحت ہماری پھر تم بگوش دل
سن رکھو کہ تا دمیکہ رشتہ ہماری حیات کا باقی ہی ملک الموت کبھی اس طرف رخ کرنے کا حوصلہ نہیں کر سکتا اور جبتک کہ موت نہیں آتی ہی کیا مجال اور کیا
قدرت کسی کی کہ ایک مو سے جسم کو ہمارے کبھی مضرت پہونچا سکے پس یہی اپنے دل میں تم سمجھکر مطمئن رہو اور کچھ رنج و غم نہ کرو شعر کارساز ما بفکر کار ماست
فکر ما در کار ما آزار ماست * غرض ایسے کلمات نصیحت و محبت آیات کرکے ملکہ کا جی بہلا لیا اور تسلی تشفی کنایۃً دو چار شعر حسب حال زبان پر لائے اشعار
آدمی کے تئین کچھ گرمی صحبت بھی ہی شرط * وہ بھی انسان ہی دنیا میں جو ہو اتنا خشک * گو تری وضع زمانہ سے ہی دل افسردہ * پر ہم
آئے ہیں تیرے گھر میں ادھر دیکھ تو ٹک * ای فلک شیخ و برہمن ہیں طرب میں مصروف * دیر میں بجتی ہی مردنگ حرم میں ڈھولک * پھر
تو اب بادۂ گلگون سے رہیں کیون محروم * پاس لے بیٹھ ہمیں سکو جھجک کا آپ بھی جھاک * گل اندام وغیرہ خواصون نے بھی دست بستہ
ملکہ گوہر ملک کی خدمت میں عرض کیا کہ ای ملکہ عالم قرابت شوہر دیکھیے تو شاہزادۂ عالم و عالمیان یہی فرماتے ہیں شعر غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی * بارے ملکہ نے جام صراحی اپنے ہاتھ میں اٹھا کر دو ایک ساغر آپ نوش فرمائے اور شاہزادۂ نامور کو پلائے آنکھوں
میں ایک سرور آیا گلے میں شاہزادۂ عالم نے اپنا ہاتھ ڈالکر اور انگڑائی لیکے فرمایا کہ اسوقت مجھے نشہ بشدت ہو گیا ہی دل چاہتا ہی کہ سو رہوں جی
الکساتا ہی بیٹھا نہیں جاتا ہی شاہزادۂ والا ہمت نے فرمایا کہ بہتر بس ساتھ اٹھا فرمانے کے خواصین اور مصاحبین کچھ تو دل ہی سے ادھر ادھر
ہٹ گئیں جو دو چار باقی حاضر تھیں وہ بھی آنکھ بچا کے اٹھ گئیں یہان پردے چھپر کھٹ کے کھول دیے دونون عاشق اور معشوق سینہ بسینہ
لب بلب ہم آغوش اور ہمدوش پلنگ پر پڑے ہوے لطف عیش جوانی و زندگانی کا اٹھا رہے تھے ناگاہ وہ شب وصل بطرفۃ العین آخر ہو گئی
اور کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی رہ گئی ایکدم یہی صحبت سیارگان فلک پر دیکھکر شاہزادۂ والا قدر گھبرا کر اٹھ بیٹھا ملکہ گوہر ملک اشک
آنکھون میں بھرے چاہتی تھی کچھ کہے اور یہ بھی روکنے کا کرے شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ ملکہ ہر روز اور ہر مرتبہ ہم تمکو سمجھاتے ہیں کہ
میری جان اسوقت کا روکنا مقتضائے فراست و محبت نہیں بلکہ اس میں بہت سی مضرتیں اور قباحتیں ہیں ہماری جان کی قسم بجز صبر
و شکر اور کچھ کلمہ زبان سے نہ نکالو اور یہیں جانے دو یہ فرما کے اُسی کمند کی راہ سے دیوار کے نیچے اُترا اور اپنے باغ میں آکر داخل ہوا تو وقت نماز
کا دیکھکر بعد الفراغ وضو دو رکعت نماز پڑھی ابھی کچھ اوراد و وظائف میں مشغول تھا کہ ترک جوشن پوش نے بہ تسویہ مسجد آکر مجرا کیا اور شاہزادۂ
نامور نے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر پوشاک دربار کی پہنی اور ترک جوشن پوش کو ہمراہ لیے باتیں کرتے دربار گیتی جناب میں تشریف لے گئے
اور موافق قاعدہ مستمرہ اور ضابطہ قدیم کے مجرا کرکے اپنی کرسی پر جاکر متمکن ہوے اور بوقت برخاست دربار گیتی جناب سے رخصت ہو کر اپنے باغ
میں پھر تشریف لائے بعادت معہودہ خاصہ تناول فرما کے سو رہے اور دو چار گھڑی بعد بیدار ہو کر ظہر کی نماز پڑھی شام کے وقت ترک جوشن پوش
سے یہ کہا کہ آج ہماری طبیعت کچھ بے لطف ہی جی چاہتا ہی کہ دم بھر سو رہیں ترک نے عرض کیا کہ پیر و مرشد بہت مناسب ہی حضور آرام فرمائیں شاہزادۂ
عالیمقام پلنگ پر جاکے لیٹ رہا ترک جوشن پوش بھی رخصت ہو کر اپنے مکان کو گیا یہان شاہزادۂ والا ہمت دو پہر رات کے عمل میں خواب راحت
سے بیدار ہوا اور یہ رباعی پڑھتا ہوا کہ رباعی آنرا کہ غم یار بود کے خسپد * چشمی کہ در انتظار بود کے خسپد * ای دل چو سگان در تپ است چون میمسی
آنکس کہ در آزار بود کے خسپد * پلنگ پر سے اٹھکر لباس شب روی ذات اقدس پر آراستہ کیا اور مسلح اور مکمل ہو کر اپنے مرکب بتہیۂ جہاد
اور کفار کشی سمت لشکر گیا اور خون آشام گھوڑے کو سبک خرام کیا اور جلد عرصہ راہ کو طی کرکے قریب گیا اور خون آشام کے سوار و پیادون
کی چھاؤنی میں پہونچا تو وہان سے ایک ٹھیکرا کہیں نظر پڑ گیا اُس پر چڑھ کر چار طرف جو بغور دیکھا تو خفتہ بختون اور تیرہ روزگار دن پیادون
سوارون کو پہلے سے بھی زیادہ تر غافل اور خواب خرگوش میں بیہوش پڑا دیکھا وہی کہیں کہیں پنجشاخے خیمے کے سامنے روشن ہیں

خیمے اور ڈیرون مین شمع اور چراغ کی روشنی معلوم ہوتی ہے مٹکے شراب کے چار طرف خیمے ڈیرون مین لنڈھے پڑے ہین شیشہ صراحیان گلابیان پیالے جہان
تہان خالی رکھے نظر آتے ہین سیکڑون سوار پیادے مادرزادیون کسبیون خانگیون چونے والیان گلاونت پچیون سرودیون ڈومنیون کشمیری بچیون
وغیرہ اپنی آشنائون کو لیے اکثر لونڈیون کو شرابین پیے بدمست نشہ مین پڑے سوتے ہین کسی کو اپنی ازار تک کی خبر نہین سپر تلوار کا کیا ذکر ہے
چوکی پہرے والے بیٹھے بیٹھے سو گئے ہین کہین دس بیس اونگھ رہے ہین دو چار کہین کہین سوتے سوتے چونک چونک پڑتے ہین اور پکار اٹھتے ہین
کون آتا ہے کہان جاتا ہے شاہزادہ رستم شوکت نے ٹیکرے پر سے اتر کے بطور سابق آہستہ آہستہ اندرون چھاونی جاکر طنابین خیمہ ڈیرون کی
اور اگاڑیان پچھاڑیان گھوڑون کی قطع کردین اور آپ مطابق آئین و دستور سابق ہر روزہ کے الگ دوریا کے کھڑا ہوا اور بغلون مین
ہاتھ دیکر طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ مارا ح اقبال انجم گروہ * آسمان رخش رستم شکوہ * یکشنبہ جدل برق تیغ عیان
سہتن توان این صاحبقران * بدیع الزمان گرد لشکر شکن * زنام بلرزد دل اہرمن * سپر فتنہ کشور باختر * شجاع جہانم ولی مامور *
بتائید شیر خدا بوتراب * منم قاتل لشکر بیحساب * ساتھ نعرے کے تمام چھاونی مین اولاج گیا ہو رخون آشام کی عجیب طرح کا تہلکا و تلاطم
پڑگیا اور چار طرف عجیب طرح کا ایک شور یوم النشور برپا تھا ایک تو دو شبخون ادلین کا معرکہ دوسرے کشت و خون جہادیون مین لشکر بیحساب کی
سب سے گوش زد بلکہ بچشم دیدہ تھا دوم صداے ہولناک خیمے ڈیرون کے گرنے کی اور ہنگامہ گھوڑون کے چھوٹ کر باہم لڑنے کا اور سیکڑون
آدمیون کو لتیان مار مار کر زخمی کرنے کا اور شور و غل سائیسون کا کہ لٹھ سونٹے بانس لے گھوڑون کو مارنے اور پکڑنے کے لیے دوڑتے پھرتے
تھے سوم نعرہ کوہ شکاف اس فرزند زلزلہ قاف کا سنکے طائران روح کفار لعین پرواز کیے جاتے تھے چار و ناچار سراسیمہ و بیقرار لعینون جہادیون
مین سے پکڑ پکڑ سپرین تلوارین بلغر کر کے سامنے چلے تو دیکھا تو اس طرف سے خیل خیل زیل زیل تیپے تیپے قشون قشون دستے دستے گروہ گروہ
انبوہ انبوہ سوار اور پیادون کے تیغ و تیر نیزہ و خنجر گرز و کمان وغیرہ سلاح لیے اپنے لیے مارے مارتے کرتے چلے آتے ہین یہ سمجھا کہ فی الحقیقت
یہی لشکر جرار و فوج بیشمار سپر حمزہ ہے خوب گھس گھس کر لپٹ لپٹ کے تلوارین آپس مین ایک دوسرے کو مارنے لگے تو اس وقت شبخون کی
آمد اور ہزارون سوار و پیادون کے شور و غل سے وہ شب تیرہ کالی اندھیاری برسات کی رات کا سمان دکھلا کے فوج کفار کی نظرون
مین قیامت سی آئی تھی اور کالی کالی سپرین ان سیہ بختون تیرہ روزگار لعینون کے سرون پر بطور کالی گھٹا کے چھائی ہوئی لکھو کھا
تلوارین میان سے کھینچی ہوئی بجلیون کی طرح چمک چمک کے گرتی ہین اور گولیون کی علی الاتصال بطور اولون کے بوچھارین
پڑتی تھین صداے بندوق کی اور غرش تفنگ کی میدان جنگ مین صداے رعد پرخندہ زن اور چمک زنبک کی شعلہ برق جانستان
پر چشمک افگن توڑے شیر دلیرون کے مانند جگنو کے چار طرف اڑتے اور خنجر مثل زبان افعی خونخوار لپکتے تھے بارش تیر سے باران
قیامت خجل تھا اور طغیانی دریاے خون سے قلزم اور محیط منفعل سرہاے مقتولین مثل حباب موج خوناب سے تلاطم مین آکے گرداب
فنا و زنار جہنم مین غرق ہوتے جاتے اور بال انکے بطور سوار کے نظر آتے تھے ہاتھ پیچے دست و بازو چھوٹی بڑی مچھلیون کی
طرح تڑپتے تھے اور لاشے بطور کشتیون کے دریاے ناپیدا کنار خون مین ہر طرف تیرتے ہزارون دل چلے اور منچلے کفار
نابکار اس دریاے حرب و ضرب مین شناوری کرتے باہم لڑتے جاتے اور برچھے بھالے بطور ملاحون کے بانسون کے نظر آتے تھے
علم اور نشان علمدارون کے ہاتھون مین بصورت بادبانون کے کھلے ہوے ہوا سے لہرتے ڈھالین جو زخمیون کے ہاتھون سے
چھوٹ کر گرین تو اس دریاے خون مین مانند کچھوان کے اچھلتی اور کودتی ماری ماری پھرتی تھین اور زرہین کٹ کٹ کر
جوانون کے جسم سے جو جہان تہان گر پڑی ہین تو بطور جالون کے پھیلی تھین دھوان بندوقون کے چھوٹنے کا تمام میدان
مین گھٹا ہوا اور شدت تاریکی سے زمین آسمان کچھ نہین سوجھتا تھا شاہزادہ والا قدر جو پے در پے نعرے کرتا ہے تو صداے نعرہ لشکر
کفار کے دلون سے مانند تیر اور نیزے کے پار گذر جاتی ہے اور شدت برودت شبنم اور ہوا کے زور شور اور کثرت ہول و ہیبت کی
سے بڑے بڑے شیر دل کفار عاجز و ناچار ڈک ڈک دندان دیرینہ بیان * بجون شخص دفنگ و دنگ زبان * جاڑے کی سی تپ

چڑھی ہوئی تھر تھر کانپتے سمور سنجاب اور دو شالون کمبلون مین سر سے پانُون تک آپ کو چھپائے بھاگ بھاگ کر دور جا جا کر تپے درختون کے جمع کرکے الاؤ لگائے تاپ رہے ہین ٹیلون ٹیکرون پر جہان تمان جو تیر جا کر تا بسوفار غرق ہو گئے اور کچھ تھوڑے سے بھری رہ گئے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمین کو بھی رعشہ اور خوف سے اُس شجیع دہر ضیغم بیچارے روزگار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے جاڑے کی تپ چڑھی وہ تیر نہین ہین رونگٹے زمین کے کھڑے ہو گئے ہین غرض طول تا چند مختصر بیان کرتا ہون کہ شاہزادۂ عالم یہ رنگ دیکھا چاہتا تھا کہ ایک سمت کو نکلے دفعۃً دست چپ سے نعرہ خاور سیاہ گوش زد ہوا اور سب نے بخوبی سُنا کہ کسی شخص نے یہ نعرہ کیا شعر ملک قاسم شاہ خاور سیاہ ٭ زنم تیغ بر ابر و تیرہ بماہ ٭ تاب دم تیغ شستم زمین ٭ ہمہ باختر شد بسر زیر زمین ٭ اگر تیغ بر کوہ خارا زنم ٭ زبن شاخ گاو زمین بر کنم ٭ ای کفاران بیحیا وای نابکاران بد خاہر کہ داند و ناداند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نور حدیقۂ سلطنت و شہامت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادۂ خاور سیاہ مالک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری نعرہ آفتاب مشرق دین پروری ٭ شہسوار لعل پوش خاوری ٭ شاہزادۂ عالیقدار بدیع الزمان نامدار یہ آواز قاسم کے نعرے کی سُنکے نہایت متعجب و متحیر ہوا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ قاسم نے اُس نیچہ سے کیونکر رہائی پائی اور کس طرح یہان جھٹ پٹ آن پہونچا مگر چونکہ مقابلہ اور مجادلہ ہزارون ملعونون سے درپیش تھا اور سوائے اسکے اُس میدان جدال و قتال اور اُس شب تیرہ و تار مین قاسم تک پہونچنا بھی خیلے اشکال اور بہت محال تھا اپنی حرب و ضرب مین ہوشیار اور خبردار رہا اور زیادہ سعی اور تلاش مین شاہزادۂ خاور سیاہ کی رہا لیکن تا صبح یہ حال تھا کہ جب شاہزادۂ بدیع الزمان نعرہ کرتا تھا ساتھ ہی اُسکے آواز نعرہ قاسم کی بھی گوش زد ہوتی تھی غرض خلاصہ یہ کہ اُس شب بھی ہزارون کفار علف تیغ بے دریغ ہوئے کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی رہ گئی تھی کہ شاہزادۂ والاشان بدیع الزمان اُس عرصہ رزمگاہ سے بحفظ و امان صاف نکلکر سمت چار باغ روانہ ہوا اور وہان بدستور آپس مین تلوار چلتی رہی اور لاش پر لاش گرا کی اور پھر صبح کو جب بخوبی روشنی ہوئی تو اس طرح سے ایک نے دوسرے کو پہچان کے ہان ہان کرکے شمشیر زنی اور خونریزی فیما بین سے اپنے اپنے ہاتھ کو کھینچ لیا اور چار طرف فوج غنیم کو ڈھونڈھ کر سر و سینہ کوبان اور دست تاسف ملتے آپس مین یہ کہتے ہوئے کہ خیر آج پھر بسر حمزہ نکل گیا مگر کہان جاتا ہی بعضے کہتے تھے کہ یارو اس بات کا تو علم خداوند بیچارہ ہزار ملک باختر کو ہوگا کہ ہمنے کیا جانفشانی کی اور کس کس طرح سے گھس گھس کر لپٹ لپٹ کر تلوارین ماری ہین کہ خدا پرستون کے بھی رنگ چہرون سے پرواز کر گئے ہونگے اور وہ سب بھی اپنے دلون مین ہماری شمشیر زنی اور دلاوری کے قائل ہونگے غرض اُنکو تو یہین چھوڑیئے

اب دو کلمہ داستان شاہزادۂ بدیع الزمان بیان کیجاتی ہی

کہ وہ بخوبی تمام عرصہ گاہ مصاف سے صاف نکلکر اپنے باغ مین جا کے داخل ہوا اور لباس شب روی اُتار کے اور پوشاک ذات اقدس پر آراستہ کرکے وضو کرکے نماز مین سر بسجود تھا کہ سامنے سے ترک جوشن پوش آ کر کھڑا ہوا جب آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا تب ترک نے مجرا کیا اور حسب ایما ایک مقام پر بیٹھ گیا بعد الفراغ نماز شاہزادۂ والا نساب بدستور و معمول قدیم اپنے مرکب پر سوار ہوا اور مع ترک جوشن پوش سمت بارگاہ گنجاب روانہ ہوا اثنائے راہ مین شاہزادۂ عالیمقام نے فرمایا کہ ای ترک جوشن پوش شبکو عجب اتفاق درپیش ہوا کہ میرے کان مین ہر مرتبہ آواز نعرۂ قاسم کی آتی تھی معلوم نہین کہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے اُس بلائے آسمانی اور آفت ناگہانی سے کیونکر نجات پائی اور یہان آکر کہان مقیم ہی ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ شہریار حافظ حقیقی نے شاہزادۂ قاسم کو اُس نیچہ سے نجات بخشی ہوگی اور لشکر ہمایون بن شداد تو یہین قریب پڑا ہی کیا عجب ہی کہ شاہزادۂ خاور سیاہ اپنے لشکر مین آکر بطور اعانت اور معاونت شریک شبخون ہوئے ہون غرض یہ باتین کرتے اب بارگاہ مین پہونچا اور شاہزادۂ والا رتبت گنجاب کو مجرا کرکے اپنی کرسی پر پہونچا تو دیکھا کہ بارگاہ گنجاب مین عجب طرح کا تلاطم اور ہنگامہ بپا ہو رہا ہی اور گنجاب نہایت غضبناک اور خشمگین چین بجبین اپنے سردارون سے کہہ رہا ہی کہ قدیم الایام سے

ہزاروں صف آرائیاں اور لڑائیاں سنیں اور بچشم دیکھیں مگر یہ تماشا کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا کہ ہماری فوج کے ہزاروں سوار و پیادے قتل ہو گئے اور غنیم کی فوج میں ایک چاکر کی بھی لاش نہ کہیں پڑی کسی نے دیکھی گیا ہور خون آشام نے عرض کیا کہ ای پیغمبر برسل ہم سب عاجز و مجبور ہیں اور کچھ جرم اور قصور ہماری فوج و سپاہ کا نہیں ہے اگر آپ ہماری عرض معروض بھی نہ پذیرا فرمائیں تو ہم سب کیا کریں جو کچھ کہ ہم از راہ دولت خواہی و خیر سگالی اور نمکحلالی کے جوابات التماس کرینگے حضور فرمائینگے اور سمجھینگے کہ یہ رشک و حسد سے کہتے ہیں گنجاب نے کہا کہ میں نے اُس روز بھی کہا تھا اور اب پھر کہتا ہوں اور تجھسے پوچھتا ہوں کہ وہ دن دولتخواہی اور نمکحلالی کا کب ہوگا اور وہ کون سی ساعت سعید ہوگی جب تم وہ بات کہو گے قبل از مرگ واویلا کونسی بات تمنے مجھسے کہی جسکو میں نے بدون سمجھے بوجھے گمان رشک و حسد کا پر کر کے نہ مانا گیا ہور خون آشام اپنے ذرکل پر سے اُٹھکر تخت کے پیچھے گیا اور سرگوشی میں عرض کیا کہ یا پیغمبر برسل میری عقل اور ذہن میں تو یہ بات آتی ہے کہ یہ ساری فتنہ انگیزی اور مفسدہ پردازی اس حلیم زادے کی ہے جسکو آپ نے فرزند نامور فرما کے شاہزادہ بلند اقبال خطاب عطا کیا ہے گنجاب نے یہ کلام گیا ہور خون آشام کا سنکے جواب دیا کہ ای گیا ہور مصرع این از کیسہ گوکہ ترا آشناسد ہ میں تجھے خوب جانتا ہوں کہ شاہزادہ بلند اقبال کا تو دشمن جانی ہے یہ بات رشک و حسد کی نہیں تو اور کیا ہے میں تو ہی مجھے معقول کر اور ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سچ جواب دے اور یہ کہہ کہ وہ بیچارہ یکہ و تنہا سوا چار خدمتگاروں کے اور اُسکے پاس کون سی فوج اور سپاہ ہے خواہ نخواہ اسپر افترا اور اتہام بغض اللہ جو تو کرتا ہے مجھے کیونکر یقین آئے گیا ہور نے عرض کیا کہ فدوی نے تو پہلے ہی عرض و التماس کیا تھا کہ جو بات حق اور خیر سگالی کی عرض کرونگا سرکار کو اُسکا کبھی یقین اور اعتبار نہ ہوگا آپ مالک و مختار ہیں غلام کو اس سے کچھ سروکار نہیں ایک دن آخر یہ راز چھپا نہیں رہیگا کھل جائیگا گنجاب نے کہا بس زیادہ ہرزہ سرائی نہ بک اور سب سرداروں کی جانب مخاطب ہو کر حکم دیا کہ میرا تمام لشکر تہ و بالا ہو گیا اور ہزاروں سوار و پیادے میری فوج کے قتل ہو گئے اور تم سب صاحب اپنے اپنے گھروں میں پانوں پھیلائے پڑے سویا کیے مضر آج سے تم جتنے سردار اور افسران فوج ہو سب کے سب جا کے چھاؤنی میں سکونت اختیار کرو اور جو کوئی کہ تعمیل میرے حکم کی نہ کریگا اور چھاؤنی میں نہ رہیگا اُسی وقت برطرف کر کے بعذاب الیم مبتلا کرونگا القصہ بہت درہم اور برہم دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا اور اُن دونوں سپہ سالاروں یعنی گیا ہور خون آشام اور جہلیل دراز ترکیب کو اپنے پاس بلا کے کہا کہ ہرگز بتاکید تمام سمجھایا کہ غافل رہنا نہیں چاہیے اور اسکا سراغ لگانا چاہیے بعد ازاں سنجانی عیار کو طلب کر کے فرمایا کہ ایک ہفتہ عشرہ کا عرصہ گذرا کہ میں نے تجھکو کس تاکید بلیغ سے حکم دیا تھا اور تو نے آج تک کہیں کچھ سراغ اور پتا پسر حمزہ کے لشکر کا بہم پہونچایا اور نہ کچھ اسکی سعی اور تلاش کر کے مجھسے عرض کیا اب تجھے تین دن کی مہلت دیکر بتقید بلیغ اور بسہولت و آشتی سمجھا کے حکم دیتا ہوں کہ جہاں لشکر پسر حمزہ کا پڑا ہو جلد پتا لگا کر مجھے اطلاع کرنا ورنہ میں تجھسے بہت بُری طرح پیش آؤنگا یہ کہکر محل میں داخل ہوا یہاں تمام سرداران و افسران فوج میں ایک تہلکہ پڑ گیا تھا اور سب باہم کہتے ہیں کہ فی الحقیقت گنجاب کا بھی فرمانا بجا ہے اس طرح کی رزم و پیکار تو کبھی سلف میں بھی نہیں سنی ہو نہ کسی نے رستم اور سہراب اور گیو اور افراسیاب کی بھی کوئی داستان اس طرح کے شبخون مارنے کی نہیں لکھی کہ ایک طرف تو لکھو کھا مارے جائیں اور طرف ثانی کی فوج میں نکسیر تک کسی کی نہ پھوٹے آیا یہ خدا پرست جادوگر ہیں یا کچھ اعجاز او رکرامات ان میں ہے کہ یہ اگر اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی فوج میں ہزاروں کو مار کر چلے جاتے ہیں اور نہ کوئی انمیں سے مارا جائے نہ زخمی ہو نہ کوئی گرفتار ہو اور نہ کسی کی لاش کہیں پڑی نظر آئے نہ کوئی اُنکی فوج کو آتے جاتے کہیں سے دیکھے یہ بات تو مطلق کچھ ذہن میں اور فہم میں نہیں آتی آسمان سے اُتر کر یہ لشکر آتا ہے یا زمین سے پیدا ہوتے ہیں یا یہ کہ ہمارے لشکر پر ہماری فوج و سپاہ سوار و پیادوں پر گنجاب کے ملازموں نمکخواروں جان نثاروں پر قہر خداوند لقا کا نازل ہوا ہے غرض سب کے سب ششدر و حیران اپنے اپنے مکانوں کو چلے گیا ہور خون آشام اور جہلیل دراز ترکیب دونوں سپہ سالاروں نے افسران فوج رسالدار کمیدان کپتان ایجیٹنون کو اپنے پاس بلا کے بتقید کہدیا کہ یارو حق نمک یہ نہیں چاہتا کہ عدول حکمی اپنے مالک کی کوئی کرے تم سب

ابھی سے جا کے اپنی اپنی چھاؤنی میں قیام پذیر ہو اور خوب ہوشیار اور خبردار رہو اور جب تناسب ہو سکے سراغ لگاؤ اور دریافت کرو دیکھو یہ فوج کدھر سے آتی ہے کسقدر جمعیت ہوتی ہے سپہدار سالار سالار کپتان کپتان سپہدان جمعیت وغیرہ تمام افسروں نے کہا کہ انہوا آپکے ہم ابھی چھاؤنی میں رہنے کا حکم ہوا ہے پس اب جو کچھ ہماری غفلت اور تساہلی اور کاہلی یا سرفروشی اور جان نثاری و ہوشیاری ہوگی بچشم اپنے ملاحظہ کر لیجیے گا ہماری نمک حلالی و نمک حرامی کا حال آپ دونوں صاحبوں پر منکشف ہو جائیگا یہ کہتے ہوئے سب سپاہ اپنے مکانوں کیطرف گئے شاہزادہ بدیع الزمان بھی دربار سے اٹھکر مع ترک جوشن پوش اپنے باغ میں داخل ہوا اسروز بھی ترک جوشن پوش نے بہت سا اصرار کیا کہ حضور فدوی کو بھی ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر تشریف لیجایا کریں آپ کا اکیلے تنہا جانا غلام کو کسی صورت سے گوارا نہیں ہوتا شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ اے ترک شجاعت اور محبت میں تیرے کسی سے فرق نہیں لیکن تو ہی انصاف سے مجھے جواب دے کہ بسبب اعانت اور تائید غیب میرے واسطے ہے ورنہ مجھسے ایک مرد ضعیف کی کیا مجال اور کیا قدرت طاقت تھی جو تن تنہا اس لشکر کفار اور افواج بیشمار پر حوصلہ اور سبادرت شبخون مارنے کا کرتا اور تکلف یہ کہ آجتک جسم کے رونگٹے کو صدمت اور نوشہ تکلیف نہیں پہنچی صحیح و سالم فلک آیا اور لکھو کھا لشکر کا انبار لگا آیا ہمیشہ پرستم و بیکار کر کے جہنم واصل ہوئے میرا پرسان حال کوئی نہیں ہوا ہے جو تونے سنا ہو مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قویتر است ہر اے ترک تو اپنے دل میں کچھ اسباب کا تردد اور اندیشہ نکر فرض کر کہ میں تجھے اپنے ساتھ لیجاؤں اور تو بھی سرفروشی اور جان نثاری میری رفاقت اور اعانت کو میرے ہمراہ ہو تو بجز تکلیف دینے کے کیا فائدہ ہوگا پس نظر بافضال لایزال قادر ذوالجلال کے رکھنا چاہیے اور اندیشہ اس وہم کا کبھی دل میں نہ لا اے ترک جوشن پوش نے پھر عرض کیا کہ حضور جو ارشاد فرماتے ہیں سب برحق و بجا ہے ایک فدوی نے شرکت اور رفاقت نہ کی تو کیا اصل و حقیقت ہے اگر دس بیس ہزار دلیران عرصۂ کارزار اور شجاعان تہور شعار بھی آپکے ہمراہ ہوتے تب بھی تو اس اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی فوج کا کچھ کر سکتے فدوی بھی خوب جانتا ہے کہ یہ سبب محض آپکے اقبال اور افضال داور کا سبب ہے پیرو مرشد فدوی کی حسرت اور آرزو فقط یہی ہے کہ اقدام پاک سے لحظہ بھر جدا نہ ہو اور سر اقدس پر نثار ہو جائے اگر مرضی مبارک نہیں ہے تو مجبوری ہے کس لیے کہ الامر فوق الادب مختصر ترک جوشن پوش یہ باتیں کر کے رخصت ہوا اور شاہزادہ عالیشان بعد الفراغ امور ضروری کوئی ڈیڑھ پہر رات گئے ملکہ گوہر تاب کی ملاقات کو گیا النصف شب وہاں بعیش و طرب بسر کر کے چار گھڑی رات رہے پھر اپنے باغ میں آیا دوسرے دن بدستور معمول آدھی رات کو یکجان واحد باغ سے برآمد ہو کر بہنیۂ شبخون سمت لشکر گیتیاب روانہ ہوا اور اس چھاؤنی سے کوئی کوس بھر ایک ٹیکرے پر جا کے چاروں طرف بغور دیکھا کہ آج اور روزوں کی طرح سے فوج اور سپاہ میں غفلت نہیں بڑی ہوشیاری اور چہل پہل ہے اور ہزار ہزار بارہ بارہ سو سوار مسلح اور مکمل کوس کوس بھر کے فاصلہ پر جہاں تہاں گھوڑوں کو برابر ملائے ہوئے پرا جمائے خاموش کھڑے ہیں اور کہیں سو سو دو دو سو پیادے پالوں میں زمین کی نشیب میں خندقوں میں درختوں کی آڑ میں کھیتوں میں جھاڑی جھنڈیوں میں بندوقیں پڑے توڑے سلگائے چھپ بیٹھے ہیں چھاونیوں میں چوکی پہرے والے اپنا لگائے نہیب دیتے پھرتے ہیں ہشیار باش بیدار باش پکار رہے ہیں شاہزادہ عالم ایک درخت کی آڑ میں اپنے مرکب کو روکے کھڑا دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا حسب اتفاق ایک طرف سے ایک غول سواروں کا گھوڑے سرپٹ ڈالے تیرے کاندھوں پر یا شمشیر برہنہ اسی درخت کے برابر ہو کر چھاؤنی کیطرف جاتا تھا شاہزادۂ با اقبال نے یہ خیال کیا کہ بسبب تیرگی شب کے کسیکو مطلق تمیز اپنے بیگانے کی نہیں اپنے گھوڑے کو انہی کے پیچھے گرم تاز کیا پھر وہ سوار پیادے کوئی کسی طرف کوئی کسی طرف نکل جاتے تھے شاہزادہ نامور بھی انسے الگ ہو کر ایک مقام بلند تجویز کر کے ٹھہر گیا اور جب خوب دیکھ لیا کہ اب آدھ آدھ کوس سوار و پیادہ نہیں نظر آتا اور چھاؤنی بہت قریب کوئی دو تین تیر پرتاب پر ہے اپنے دل میں یہ سوچ کر کہا بدیع الزمان

مخمس

ہر کہ او ہر دست گی اندیشۂ از خوف و خطر
گر ہمہ آفاق یلغوہ کنند زیر و زبر
گر رسد از جور گردون شیشۂ عزمم بسنگ
تا شود تن صد شگاف از تیغ و تیر و تفنگ

باشد از مردان بروز جنگ تیاری شیر
مرد میدان شجاعت آنبا شد بہر سر
تا شود بر مرغ روح من پر واز تنگ
بر نگردم از دشمن مردی در میدان جنگ

ہر کہ از سر بگذرد او مرد این میدان شود
سیکنم جنگ او چہ گردد رستم دستان شود

ایک مرتبہ غلغلۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا۔ نعرہ
من آن صفدر عرصۂ کارزار
یل نامور اشجع روزگار

مه اوج دین ابن صاحبقران ٭ بهنگام کین پنجه تاب یلان
تهمتن توان گرد لشکر شکن ٭ بدیع الزمان شه تیغ زن
که گر گشتم نعره روز مصاف ٭ فتد لرزه در جسم دیوان قاف
دگر تیغ طهمورث دیوبند ٭ بمیدان جنگاه سازم بلند
شود رعشه در ترک چرخ برین ٭ بلرزد دل و جان گاو زمین
بهجرائے کین شیر صیدم بست ٭ چو هورست در پنجه ام پیل مست
پئے قتل افواج کفار دون ٭ رسیدم به شبخون چارم کنون
بهم بر زنم لشکر بحساب ٭ نیابم رخ از گیو افراسیاب

سامنے ہی دبدبہ سے نعرہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم گوش زد ہوا ٭ ملک قاسم شاہ خاور سپاہ ٭ زنم تیغ بر ابر و نیزہ بماہ ٭ ز آب دم تیغ شستم زمین ٭ همه باختر شد بزیر نگین ٭ اگر تیغ بر کوه خارا زنم ٭ ز تن شاخ گاو زمین بر کنم ٭ ای کفار بجیا اور ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و شناسد کہ منم نور حدیقہ و سلالت و شہامت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری آفتاب مشرق دین پروری ٭ شہسوار لعل پوش خاوری ٭ صدائے نعرہ ہائے کوہ شگاف فرزندان زلزلہ قاف کا سنتے ہی لکھوکھا سواران نیزہ باز اور کمانداران قدر انداز چار طرف سے ہاں ہاں لینا لینا جانے نہ پائے جانے نہ دینا مارلو مارلو کہتے اپنے اپنے ہتھیار اور سپر تلوار لیے خیموں ڈیروں سے نکلے اور بہ نیت گرفتاری اپنے مرکبوں پر بیٹھکر چلے اور وہ جو دو دو کوس کوس کوس بھر کے فاصلوں پر جہاں تہاں سوار و پیادے کمینگاہ میں سر راہ بیٹھے تھے وہ یہ شور و غل سنکر برچھے برچھے کیے اور بھالے اٹھائے تلواریں کھینچے گھوڑے دوڑائے ہر چند کہ بظاہر تو اپنے اپنے غول میں از راہ شیخی اور بانکپن کے باہم ہنستے ظرافت کرتے کہتے تھے کہ آج تو ہماری نظروں میں یہ معرکہ جنگ نہیں ایک جلسہ ناچ رنگ کا معلوم ہوتا ہے اب دیکھو تو کہ کوئی دم میں ہم لوگ سپہر حمزہ کو سہرے خون کے اور بدھیاں زخموں کی پہناکر شبخون کا دولہا بناتے ہیں اور اسی میدان رزمگاہ میں ہنگامہ برات کا سا بپا کرکے اسے آئینہ شمشیر میں چہرہ عروس مرگ دکھلاتے ہیں مگر دلوں میں یاس و ہراس طائران ہوش و حواس سب کے اڑے ہوئے چند رسالدار دس بیس چالیس ہزار سوار ہمراہ اسپان مہلیل دراز ترکیب اور گیاہور خون آشام کہ بڑے بڑے تلوریے اور دھروان جنگ دیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تازہ وارد حسب الحکم گنجاب کے شریک اور ممد و معاون ان نوکروں کے ہوئے ہیں اور وہ سب یہ سوچے ہوئے کہ آج انتظام اور اہتمام ہماری فوج کا اول شام سے بخوبی تمام ہو چکا ہی کسی مقام اندیشہ کا نہیں نہایت شادکام اور باطمینان مالا کلام آگے بڑھتے چلے آتے تھے آتے آتے ایک مرتبہ چھاؤنی والوں سے عنقریب ہو کر اور کس طرح سے گھس گھسکر لپٹ لپٹ کر شمشیر زنی کرنے لگے کہ فی الحقیقت اب جو رنگ میدان جنگ کا دیکھا تو جشن شادی کا سا اسماں نظر آتا تھا شعر

ہوئی شکل گلگیر تیغ دودم ٭ ہزاروں تھے واں شمع سا سر قلم
تھی اک رزم سے بزم شادی ہوئی ٭ بچھا فرش لاشوں کا تھا چار سو
کہیں نقلیں کرتے سر و تال سے ٭ غضب اور کٹکیت نقال سے
بڑے دل جلے کتنے پروانہ وار ٭ دھواں شمع کا تھا گر خون کی دھار
ہوئے بوق بندوق سے جالقا کا ٭ نوائے نئے تیر تھی دل کے پار
صدا دائرہ فوج سے تھی بلند ٭ تھے تیر کمانچہ اسیر کمند
گلے میں حمائل گل زخم کی ٭ بڑی گھاؤ کی بدھی جسموں پہ تھی
شہانا کوئی پہنے جوڑا کھڑا ٭ کسی تن پہ سہرا تھا خون کا پڑا
دکھائے تھی آئینہ تیغ میں ٭ قضا کی عروسی کا جلوہ کہیں
لہو سے حنائی ہر اک نوں ہاتھ ٭ تھی شاطر تقدیر واں سبکے ساتھ
وہ شبخون نہ تھا تھی وہ شادی کی آن ٭ بنی جوہر تیغ سے تھی نبات
ہر اک سمت قامتی و نفتی تھے ول ٭ شہادت طلب تھا ہر جان خجل
شکست و ظفر دولہا اور دولہن ٭ جوانوں کی نظروں سے ہر سو چھپیں
شہادت کے شربت کا دور عیاں ٭ تھی شربت پلائی وہاں نقد جاں
حمیت ہوس کبر و غیظ و حیا ٭ ہوئے مہماں سب تھے جمع آ
تھے فتنہ شجاعت کے پردے پڑے ٭ کھڑے چھوٹے سب تھے چھوٹے بڑے
کہیں بولتے ترک نعرہ سرا ٭ کہیں خندہ زن تھا بدان قضا
طنبورے و طبلے سے تھے بولتے ٭ ہزاروں پڑے ہر طرف سر کٹے
تھی سینہ زنی نالیوں کی صدا ٭ دم تیغ لہراتا سارنگی کا
تبسم کناں تھے لب زخم تن ٭ حیا غمزہ دل سے جھنک فگن
ہر اک سمت جنگ اور دو کا ہجوم ٭ بڑی رقص بسمل کی تھی دھوم
سنتی کی آواز تھی ہچکیاں ٭ بجائی تھی ہر سو اجل تالیاں
فقط نام پر سیکڑوں جنگ جو ٭ ہوئے عاشق غیرت و آبرو
بھرے کھیلے تھے علم سب نشان ٭ ہر اک سمت چھنیے تھے خونی وہاں
بہت شکل مشتاق زخموں سے چور ٭ کھلی آنکھیں تھیں رہ گئے گور گور

شاہزادہ بدیع الزمان یہ رنگ میدان جنگ کا دیکھکر جو ایک دو سوار یا کوئی پیادہ شمشیر برہنہ یا برچھا اٹھائے سامنے آگیا اُسے بیک ضربت تیغ واصل جہنم کرکے اپنے باغ کی سمت روانہ ہوا اور اسی طرح سے جو کوئی بیچ مین سد راہ ہوا یا کسی نے تعرض کرکے مقابلہ کیا مارکر گرا دیا اور بخوبی تمام کوئی چار پانچ گھڑی رات باقی ہوگی کہ اپنے باغ مین رونق افزا ہوکر لباس شب روی کو اُتار ڈالا اور پوشاک تبدیل کرکے دو گھڑی پلنگ پر جاکر آرام فرمایا بعد ازان بعادت معہودہ وقت نماز وضو کرکے دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہوا اور وظیفہ مین مشغول تھا اسمین بخوبی روز روشن ہوگیا اور سامنے سے ترک جوشن پوش نے آکر مجرا کیا اور حسب الایما باادب ایک مقام پر بیٹھ گیا جبکہ شاہزادہ عالم نے وظیفہ پڑھکے پوشاک طلب کی ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے آج شب کو پھر حضور بتہیہ صید افگنی سوار ہوگئے تھے اور افسوس صد افسوس غلام کو پھر گوشہ خاطر سے فراموش کرکے ہمراہ رکاب سعادت انتساب نہ لے گئے شاہزادہ عالی مقام نے متبسم ہوکر فرمایا اے ترک جوشن پوش شعر این سعادت بزور بازو نیست * جز بفضل و تفضل نیست * اسکو محض تائیدات ایزدی اور فتوحات غیبی سمجھنا چاہیے ورنہ میری کیا اصل و حقیقت ہے جو مین ایسی جرأت اور یہ حرکت کرسکون القصہ ایک عرصہ بعید تک یہی دستور اور معمول شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کا رہا کہ ایک شب تو ملکہ گوہر ملک کے پاس جاکے مصروف عیش و طرب رہتا تھا اور ایک شب معرکہ حرب و ضرب مین بسر کرتا نوبت بجائے رسید کہ ستائیس شبخون لشکر کفار پر مارے اور اسی تدبیر سے لاکھا فوج گنجاب کی بدرجہ اسفل السافلین پہنچائی اس امر مین ہمیشہ متعجب و متحیر رہا کہ نعرہ قاسم ہر روز گوشزد ہوتا تھا اور کہین پتا اور نشان شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا نہ پایا کہ کدھر سے آکے قتل عام ہوتا ہے اور پھر معرکہ جدال و قتال سے نکلکر کہان چلا جاتا ہے آخرکار جبکہ لشکر گنجاب بہت قتل ہوا اور چھاونیان ویران ہونے لگین ایکروز کی نقل ہے کہ گنجاب نے سردارون کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ صاحبو دو مہینے کا عرصہ گذرا کہ یہ معرکہ شبخون اور ہنگامہ جدال و قتال برابر رہتا ہے اور لکھوکھا سوار و پیادے میرے لشکر کے مارے گئے اور ہر روز مین نے کس کس تاکید اور کیسے کیسے قدغن بلیغ سے بہ آشتی و نرمی تم سب سے سمجھایا اور حکم دیا کہ صاحبو لشکر کا انتظام کرو اور اہتمام سے کام لو جس طرح سے ہوسکے پتا و تلاش تمام لشکر حمزہ کی فوج و سپاہ جہان قیام پذیر ہو وہان کا سراغ بہم پہنچاؤ سو آج تک تم سے کسی سے کچھ تدبیر نہو سکی گیا ہور خون آشام اور مہلیل دراز ترکیب دونون سپہ سالارون نے نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر ہوکر عرض کی کہ اے پیغمبر مرسل شعر اگر شہ روز را گوید شب است این * بباید گفت اینک ماہ و پروین * جو کچھ آپ فرماتے ہین ہم نگوڑون کو بجز برحق و بجا کہنے کے کیا تاب ہے جو خلاف مرضی مبارک کچھ جواب دین یہ بات تو مشہور ہے شعر خلاف رائے سلطان رای جستن * بخون خویش باشد دست شستن * بھلا ہم جان نثار اسمقدمہ مین کیا عرض معروض کرین آپ ہی بچشم عدالت اور فراست ملاحظہ فرمائین کہ ہم خانہ زادون کا اسمین جرم اور قصور کیا ہے کہین بھی کسی نے یہ تماشا دیکھا ہے سلف سے کتابون مین کسی بادشاہ کی لڑائی کا یہ حال سنا ہے کہ ایکطرف تو لکھوکھا آدمی مارے جائین اور طرف ثانی کا کوئی متنفس کشتہ و زخمی نظر نہ آئے گنجاب نے کہا کہ یہ تقریر پر تزویر تمھاری قابل سماعت نہین دعوے کے واسطے کوئی دلیل بھی لازم ہے یون کسی کی طرف پر از راہ رشک و حسد افترا و بہتان کرنا چاہیے فقط تم سب صاحب اس حیلے بہانے سے اگر پہلو تہی کرتے ہو تو کیا مضائقہ مین انتظام اور تدبیر اپنے لشکر کی آپ کرونگا مہلیل دراز ترکیب نے کہا کہ حضور آپ کچھ اسقدر رنج نہ فرمائین بعد برخاست دربار ہم دونون خانہ زاد در دولت پر حاضر ہوکر بمقدمہ بندوبست اور انتظام جو کچھ کہ عرض کرینگے اگر پسند رائے اقدس ہے تو خیر ورنہ جیسا ارشاد ہوگا بجا لائینگے گنجاب نے کہا یہ بھی سہی کچھ قباحت نہین پھر کوئی دو گھڑی بعد دربار برخاست کرکے داخل محل ہوا اور گیا ہور خون آشام و مہلیل دراز ترکیب بھی بعد برخاست جو جو کہ سردار اور افسر معزز اور ممتاز نامور تھے ان سبکو مجتمع کرکے باہم مشورہ کرنے لگے آخر عصر مین گنجاب نے دونون سپہ سالارون کو اپنے پاس طلب کرکے پوچھا کہ مطلب اصلی تمھارا اس خلوت سے کیا تھا اور کیا تدبیر انتظام لشکر کی پیش نظر ہے تم دونون نے تجویز کی بیان کرو گیا ہور خون آشام نے عرض کی کہ غلام کو یقین واثق ہے کہ سلسلہ اس فساد اور فتنہ انگیزی شاہزادہ بلند اقبال کی ذات پاک سے ہے یون خیال حضور باعث رشک و حسد کا سمجھین اور نہ مانین لیکن اسمین سر مو خانہ زاد کو فرق اور تفاوت نہین معلوم ہوتا گنجاب نے کہا کہ اچھا کن دلائل اور براہین سے تم سب کہتے ہو پہلے مجھے سمجھا دو کس لیے کہ میرے ذہن مین یہ بات کسی طرح سے نہین آتی اُسکے ساتھ مین نے کون سی برائی کی جسکے عوض وہ یہ مفسدہ برپا کرتا ہے اور سوائے اسکے ایک جان واحد سے وہ کوئی ساحر ہے یا کوئی دیوزاد ہے جو ان کے تمام فوج و سپاہ مین تلاطم ڈال جاتا ہے اور کس طرح سے آتا ہے لاکھون سوار اور پیادون مین سے پھر نکل کے صحیح و سالم کیونکر چلا جاتا ہے ہمارے لاکھون آدمی کیا اندھے ہو جاتے ہین کسیکو کبھی کچھ سوجھ

سنہین پہنچائی اور آج تک کسی سے نہ آتے جاتے نہ دیکھا وہ کونی ہوا یا کوئی بلا ہی کہ آیا اور چلا اور ہوکر غائب ہوگیا صاحبو ذرا حواس اپنے اپنے درست
کرکے بات کہو تاکہ میری سمجھ مین آوے بھلا مین تمسے پوچھتا ہون کہ اگر شاہزادہ بلند اقبال بھی اسطرح سے میرے سامنے کبھی کیا بغیر مرسل یہ ہنچون
گیا ہو تو نعوذ باللہ شام و علیل وزیر تباہ ہو تو مین بدون تحقیق اور اثبات جرم و قصور کہ مارنے اور قتل کرنے کا حکم کیونکر دے دون یا انہین پکڑوا
اسیر اور دست بستہ منگوا لون اور جاگیر سے تغیر کرکے زندان خانہ مین کیونکر بھیج دون گیا ہو چون اشام نے عرض کی کہ آپ بغیر مرسل خداوند یہی ہزار بات اختر کا
طرف ہمیری سپرد کیتے ہین کوئی راز بستہ قدرت خداوندی آپ پر مخفی نہین ہر سب جزئی اشکار و عیان ہی جو کچھ کہ حضور ارشاد فرماتے ہین برحق دیجا اگر ہماری
ناقص عقل مین بھی آتا ہی کہ یہ جرات و شجاعت سواے شاہزادہ بلند اقبال کہ کیا طاقت وکیا قدرت کسی کی جو کرسکے گنجاب نے کہا کہ اس مین وہ گوئی اور
گفتگو لا حاصل ہے کیا حاصل ہوا کوئی تدبیر ایسی نکالو کہ پسر حمزہ گرفتار ہو بعد ازان بہت سی تاکید اور تشدد کرکے گنجاب محل مین چلا گیا یہ سان
گیا ہو چون اشام اور علیل وزیر ترکیب نہایت مشوش و مغموم بعد رنج و آلام وہان سے اٹھکر انتظام لشکر مین مصروف رہے اور آپسمین بتقسیم اور
اقسام کہا کہ آج جتنے پانچسو پچپن سردار اور سرکار کے لشکر مین پیادہ سوار ہین سب پر خواب خور حرام مطلق ہی بہوشیاری تمام اول شام سے شمع اور مل
اپنی اپنی چھاؤنیون لیکر اپنے ڈیرون مین جاگتے رہین اور شمع و چراغ و بخشاخے کی روشنی کمین نہ کمین اسباب کی ہیئتی ممانعت اور تاکید ہو
اسباب و سامان روشنی کا ہر ایک اپنے ڈیرے مین اسیوقت سے مہیا موجود رہے جسوقت کہ نعرہ پسر حمزہ گوش زد ہو فوراً لشکر سے جا کر افسر باہر نکلکر ایک ہمتا یا
روشن کرلے اور مقابلہ فوج غنیم کا اپنا بگانہ دوست دشمن پہچانکر کرے غرض حسب الحکم دونون سپہسالارون کے اسیدن فوراً اپنے اپنے رسالون مین پلٹنون مین
ایکسکندہ بانی کہلا بھیجا اور سب کے سب مسلح اور کمال ہوشیاری و خبرداری شب بیداری اور اختر شماری مین مصروف ہین منتظر گوش بر آواز شاہزادہ
بدیع الزمان عالیشان کے تہے اور ہزارون سوار اور پیادہ دو دو سو مشعلین اور فتیلہ سوز کرکے بڑی بڑی چارچار پہر کے دم کی تیار کرکے
اپنی اپنی پلٹنون چھاؤنیون خیمے ڈیرون مین یا احتیاط تمام جمع کین اور بخشاخے اور مشعلین اور دستی والون کو بلاکے بڑی تاکید سے سمجھا کے کہدیا کہ بڑی بڑی
مشعلین اور بخشاخے اور فتیلے تیل مین ڈوبے ہوے اپنے پاس رکھو اور جتنے بڑے اور درخت جھوٹے بڑے اس میدان مین تھے ایک ایک دو دو
جسوقت حکم ہو فیتا اسیوقت ان بخشاخون کو روشن کردینا اور گرد و پیش لگے میدان مین کچھ فاصلہ پر دس دس بیس بیس سوار گھوڑون پر گرد آوری کرین
اور خبرداری رکھین اور تمام درختون پر چڑھ کر جو مشعلون کو شاخون پر باندھا کیا ایک دو دو آدمیون کو چڑھا کے بتاکید کہدیا کہ جسوقت تم شور و غل
شبخون کا سننا اسیوقت ان مشعلون کو پھونک کر تماشا دیکھنا غرض یہان تو یہ بندوبست قرار واقعی کرکے سب آمادہ حرب و پیکار بیٹھے تھے

اب تتمہ داستان صولت بیان شاہزادہ رستم دل سہراب توان بدیع الزمان سے بیان کیا جاتا ہی

کہ شاہزادہ عالی مقام حسب معمول اپنے آدھی رات کے عمل مین لباس شوق زری اور سلاح ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوا اور چند شبخون باغ سے
ہوکر جسوقت کہ چلنے لگا ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ترک جوشن پوش نے آکے بکمال عجز و انکسار با چشم اشکبار عرض کی کہ حضور آج کی ازگفتگو دونون سپہسالارون اور
تمام سردارون کی بخوبی تمام بچشم ملاحظہ فرمائی اور بگوش ہوش سنی ہی پس یہ کچھ مقدمہ ایسا اہم نہین جو حضور پر مخفی ہو اب سب عیان ہی کہ آج کی شب سردار افسران فوج
اور دونون سپہسالار اٹھارہ لاکھ پیادہ سوار آمادہ مرگ بہت اقتضائے مصلحت کمربستہ ہوشیار اور خبردار بیٹھے ہین اگر آج کی شب حضور طرح دیجاوین تو خانہ زاد کی راے ناقص
مین بہت مصلحت ہی شاہزادہ والا رتبت نے فرمایا کہ ای ترک مجھے یہ حال معلوم ہی اول شام سے تمام فوج گنجاب ادنی اعلی سوار و پیادہ دشمن جان اور تشنہ خون
میرے کمینگاہ مین منتظر میری آواز کے ہین الا بہت بکریم کریم کارساز امیدوار رکھتا ہون اور چاہتا ہون شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جا * نبرد رگی تا نخواہد خدا *
اور ہندی والے کہتے ہین * جاکو راکھے سائیان مار سکے نا کوے * بال نہ بیکا کرسکے جو جگ بیری ہوئے * لیکن جو کچھ کہ منشی تقدیر نے صفحہ پیشانی پر نبشتہ ہر روز
دیوان قضا ازلی قدرت سے اپنے ترقیم کردیا ہی وہ بوجہ ظہور آیا اور اثنا مین فکر و تردد کا محض نادانی اور عین حماقت ہی ترک جوشن پوش نے عرض کی
کہ حضور اسناد و صدق کا کوئی کافر سوا جسکو آیات مین کچھ شک ہو فی الحقیقت ہونا وہی ہی جو مشیت یزدی ہی مگر جناب احدیت نے بشر کو عقل و شعور اسیواسطے عطا کی
کہ اپنے نیک و بد کو سمجھ بوجھکر کام کرے ہوا ماسے دم فرماتے ہین شعر کہ کوکرا نہ مرو در کربلا * باینقی چون حسین اندر بلا * شاہزادہ رستم دل الازادہ
ارشاد کیا کہ ای ترک جوشن پوش ایسی بیت کہ شاعر نے کسی نکات کے لیے جواب حمیت اور ارباب غیرت مرگ کو بہتر او خوشتر جانتے ہین صد خندہ مرگ برحق

اگر آج مین بخیال مآل اندیشی سے چشم پوشی کر جاؤن توکل یہ تمام سرداران فوج اہل ایمان دربار بارگاہ گیتی آب مین مجھے دیکھکر طعن او تشنیع کرینگے اور برمز و کنایہ برملا کہینگے کہ اگر آج پسر حمزہ شبخون لاتا تو زندہ و سالم صاف بچکر نکل جاتا تو ہم سمجھتے کہ ہان بڑا بہادر اور دلاور ہی وہ تو دیکھو کہ ڈر گیا اور ہمارے ہیبت تیغ تیز اور خنجر خونریز سے اپنی جان بچا گیا یہی اُسکے حق مین کچھ خوب ہو گیا پس یہ باتین سننا مجھے گوارا نہین *مخمس*

دم زمردی میزنم تا در تن من جان بود
ترک سر کردن بمیدان شیوۂ مردان بود

جان چہ کار آید اگر در مردیم نقصان بود
مشکل است انکار لیکن پیش مردآسان بود

روز رزم اندیشہ کردن کار نامردان بود

اور سوا اسکے یہ کہ شعر بہ بیتم کہ تا کرد گار جہان

درین آشکار اچہ دارد نہان مدعا غرض یہ کہکر اور خوب سا سمجھا کر ترک جوشن پوش کو رخصت کیا اور گھوڑے کو سمت میدان گرم عنان کر کے روانہ ہوا بعد عزیمت شاہزادہ رستم صولت کے ترک جوشن پوش بھی بعادت معہودہ اپنے کام مین مشغول ہوتا ہی اب حال شاہزادہ باقبال کا سنیے کہ جسوقت شاہزادۂ عالیمقام قریب لشکر کفر و ظلام کے پہونچا تو اُسنے ملاحظہ کیا کہ آج تمام لشکر مین عجب طرحکا سناٹا ہی کہ نہ تو کہین کسی خیمہ ڈیرے مین روشنی شمع و چراغ کی نظر آتی ہی نہ کسی خیمہ ڈیرے کے آگے کوئی نخلستان روشن ہی نہ کسی جانب سے آواز جوکیداروں کی گوش زد ہوتی ہی یہ حال دیکھکر شاہزادۂ باقبال نے اندکے تامل کیا بعد ازان دلمین یہ خیال کر کے کہ لشکر کفار نے فقط پیر سے وعدہ کا دینے اور فریب مین لانے کو یہ بھی ایک جال بدروی و مکاری کا بچھایا ہی کہ اس گھات سے اُسکو گرفتار کیجیے ای رب جلیل تو سمیع اور بصیر اور شیر جبر قادر و قدیر ہی مین خوب جانتا ہون *شعر* ہزار دشمن اگر میکنند قصد ہلاک * گرم تو دوستی از دشمنان چہ دارم باک * بہرحال خوب سا آپکو سنبھال کے یہ دوہا کر لنیون کا ورد زبان کر کے *دوہا* ارن دیکھ جو چلے اور کھیت دیکھ کتر اسئے * ایسے پوت کپوت کو کاگا ماس نہ کھاسئے

ایک سقام پر مرکب کو روک لیا اور طنطنۂ اللہ و اکبر جگر سے کھینچکر یہ نعرہ کیا

سر فتنہ کشور باختر
تہمتن تو آن گرد لشکر شکن
کنم دیو را زیر از زور دست
تزلزل فگندیم و شبخون زدیم
برزم اندرین لشکر گنجاب

بخاک افگنی اژدر ہفت سر
قوی پنجہ سہراب و برزو فگن
بیک ضرب مشتم قد فیل پست
پئے رزم و کین نعرہ ہا میزنیم
نہ ایم بوخ از گیو و افراسیاب

شہ آسمان رشک و رستم شکوہ
شہ نامور پنجہ تاب یلان
بصحرای کین شاہ ضیغم شکار
من آن یکہ تاز م و رین کار زار
از ین تیغ طہمورث دیو بند

سہ اوج اقبال انجم گروہ
دل و جان سلطان صاحبقران
بدیع الزمانم علی نام دوست
کہ ہر روز زہرہ چکیدہ کجا سواد
بارزم دل شیر وحید فتح اینہ

ای لشکر گنجاب اور ای فوج کفار علیہم اللعن و العذاب اگر جہ ندانند دانند و ہر کہ ندانند حال از پدر اندر و کتباسد کہ منم انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران پہلوان تہمتن بدیع الزمان لشکر شکن یہاں تک ہی نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ کے دست چپ سے دوسرا نعرہ شاہزادہ خاور سیاہ کا ہوا

زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
زتوشاخ گاو زمین بر کنم

زآب دم تیغ شستم زمین

ہمہ باختر شد بزیر نگین

ملک قاسم ابن شاہ خاور سیاہ
اگر تیغ بر کوہ خارا زنم

پس پھر تو یہ عالم تھا کہ ساتھ نعرہ کی آواز کے چپ و راست نعرہ کوہ شگاف شاہزادہ بدیع الزمان فرزند لرزاں قاف پیدا ہوا تھا کہ سوار سلح اور مکمل نے اپنے اپنے گھوڑے دوڑا کے چودہ کوس کے فاصلہ پر چارون طرف سے ملک کو محاصرہ کر لیا بعد ازان اسی طرح سے تیس چالیس ہزار سوارون نے تاخت کر کے ترک جوشن پوش کو کہ وہ بنام شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نعرہ کر کے کئی روز سے شریک شبخون ہوتا تھا گھیر لیا اور جو سوار اور پیادہ اپنے خیمہ ڈیرے سے باہر نکلا ہاتھون مین چھوٹی سی ایک مہتاب روشن کیے اور دوسرے ہاتھون نیزہ یا تلوار یا کوئی اور ہتھیار لیے دوڑا آتا ہی اور طرفۃ العین مین خیل خیل زیل زیل پیدے پیدے قشون قشون دستے دستے گروہ گروہ انبوہ انبوہ جوق جوق پیل کے پیل سوار و پیادے سلاح بند آمادۂ رزم و جنگ چارطرف سے شل مور و ملخ امڈے چلے آتے تھے اور بسبب کثرت روشنی مہتاب اور مشعلون اور نخلستانون کے اگر کوئی سوزن بھی کسی کے ہاتھ سے اُس میدان مین گر پڑتی تو معلوم ہو جاتا تمام لشکر گنجاب نے اُس شاہزادۂ عالیجناب اور ترک جوشن پوش کو گھیر لیا بہادران ایما اور شور و غل کر کے ایک ایک کہتا تھا واہ واہ کیا قدرت خدا وند لقا کا ہی *شعر* بانمد دمنش بتاکر دجہان سیکر وہم

آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم + یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ۔ یار دیہ تو وہی حکیم فارد بن کا بیٹا ہی جسکا دنجاب نے شاہزادہ بلند اقبال خطاب دیا ہی اور دوسرا جو باشمشیر عریان
نیزہ بہ دوش خاموش کھڑا ہی ترک جوشن پوش نمکخوار سوروثی سرکار سپہر برسل کا ہی دونون سپہ سالارون اور سب سردارون اور افسرون
نے جو یہ ماجرا سنا تو جلدی سے گھبرا گھبرا کے ہنستے قہقہہ مارتے خوش ہوتے ہوے اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین سے نکلکر گھوڑون پر سوار
ہوئے اور لینا لینا نہ جانے دینا نہ جانے دینا کدھر ہی کہان ہی کہتے اور فوج کو بہت سی تسلی اور دلاسا دیتے اور یہ واہی تباہی بکتے ہوے کہ یار لو
ان دونون نمک حرامون کو خبردار کسی طرف سے بھاگ کر زندہ و سالم جانے نہ پائین جھٹ پٹ وہان آ کر پہونچے حسب الاتفاق اُس شب کو ترک
جوشن پوش نے بخیال اس مآل اندیشی کے کہ آج تمام لشکر کفار مین انتظام اور بڑا بندوبست شام سے ہی خدانخواستہ مبادا آقاے نامدار یعنی
شاہزادہ عالی وقار کہین گھر جاے اور مین اُسکے اقدام عالی تک نہ پہونچ سکون تھوڑے سے فاصلہ پر شاہزادہ نامور کے نعرہ بنام شاہزادہ
خاور سپاہ ملک قاسم کیا ہی اور بسبب روشنی مہتابون اور پھیتا خون کے دیکھا کہ شاہزادہ عالیمقدار لکھوکھا نیزہ دارون مین مثل شیر گرسنہ
و گرسنہ کے نیستان کے جنگل مین نمودار ہی اور جسطرف کو حملہ آور ہوتا ہی کفار نابکار مثل گلہ بز و میش پراگندہ ہو کر اُسکے سامنے سے بھاگے
بھاگے پھرتے ہین ترک جوشن پوش نے ہرچند چاہا کہ لڑتے بھڑتے کسی طریق سے ہم بھی متصل شاہزادہ رستم دل کے پہونچ جائین مگر
بسبب کشمکش سوار اور پیادون کے نہ پہونچ سکا ناگاہ ناگاہ شاہزادہ عالیجاہ کی جو اس طرف کو آ پڑی تو ترک جوشن پوش کو بہ کمال جو رو
جو اس امادہ رزم و پیکار دیکھا اپنے دل مین سوچا کہ بیشک و شبہ یہی بہادر ہر روز نام قاسم کا لیکر نعرہ کرتا تھا اور بطور محبت نظر رفاقت
شریک حال میرے شبخون کے ہوتا تھا اسکی دلاوری اور جان نثاری پر شاہزادہ والا رتبت نے بہت سی تحسین و آفرین کرکے بیساختہ

تام ترک جوشن پوش کا لیکر با آواز بلند فرمایا کہ بہادر مرحبا صد مرحبا شعر	توان دلاور ای شیر دشت رزم و جدال	کہ می رہد ز تو فوج عدو بسان شغال
ای بہادر نامدار اور ای دلاور میدان کارزار سبحان اللہ سبحان اللہ کیا	ز عقل و فہم و قیاس و گمان و وہم و خیال	چہ مدح ستمی تو کہ بیرون ست

کہنا مین بخوبی تمام تیری کارزار دیکھ رہا ہون بہادر خبردار ہرگز ہرگز اپنے دل مین یاس و ہراس نہ لانا اور نظر بر کرم کریم کارساز رکھ کسی طرح کا
وسواس نہ کرنا شعر ای یادر و رہجہان ہر باغ در دیدہ + میوہ باغ شجاعت خنجر و پیکان بود + براہ جہاد قدم آگے رکھا ہی پیچھے نہ
ہٹانا چاہیے اور آج تو جبہت میدان حرب و ضرب اگر کے ہاتھ کفار کشی سے کبھی نہ کھینچے درجنت واسطے غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار
کے ہمیشہ وا رہتا ہی اور حوران گلعذار خلد برین جام شراب حوض کوثر ہاتھون مین لیے واسطے مومنین کے وہان منتظر رہتی ہین اگر قضا برابر
آن پہونچی ہی تو خلعت گلگون شہادت پہن کر سرخرو سے دارین ہوتا اور جو بافضال ایزدی اور تائیدات غیبی اس فوج کفار اور لشکر
اعداے نابکار کو مار کر بھگا دیا اور بفتح و نصرت تمام زندہ و سالم یہان سے نکلتا ہوا تو پھر اُسوقت بارگاہ گردون اشتباہ پہلوانی مین جہان
پانچہزار یا پچیس سردارن نامی اور پہلوانان گرامی جوانان صف شکن اور ہمسران اور دلاوران تہمتن اور شیر افگن شجاعت شعار شہامت
کردار بڑے بڑے نامدار اور جلیل الاقتدار گرد و پیش پایہ سریر سلطانی شہنشاہ لشکر اسلام کے اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہونگے وہان تو اپنے
رتبے اور مرتبے کو بحضور سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ عالیمقام دیکھنا کہ آن واحد مین کیا ہو گیا ترک جوشن پوش نے یہ سر وش راحت فزا
زبان اعجاز بیان سے شاہزادہ عالیشان کی سنکے عرض کی کہ ای شہریار اگر لاکھ سر اور جان اس غلام پیر کے سم مرکب پر سے سرکار کے نثار
و تصدق ہو جائین تو بڑا افتخار اور سعادت غلام کے واسطے ہی شعر این سر کہ براہ تو فدا شد چہ بجا شد + این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد
لیکن اگر چشم زخم حضور کے دشمنون کو پہونچے تو جناب احدیت و و ساعت مجھے نہ دکھائے شعر بوستان عمر و باغ دولت ناپایدار
صبحدم پیری مار چون گلستان ارم و بس اتنا کہکر وہ زال علم آموز رستم باشمشیر علم فوج کفار کی جانب مخاطب ہوا اور کس تہوری اور مردانگی سے
شمشیر زنی کرتا تھا کہ دوست و دشمن کے منہ سے بیساختہ واہ واہ نکل جاتی تھی وہ جدھر جسکے سر پر تلوار ماری تا جگر اتر گئی جسکے جسم کا ہاتھ مار بیٹھا
ایک ہاتھ اور سر صاف تن سے جدا کرکے گرا دیا جسکی دوال کمر پر چوٹ ماری تسمہ باقی نہ رکھا لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے لگا دیے
وہ ڈھیر دھڑ سر پر سر چارطرف پڑے نظر آتے تھے بازار ملک الموت کو گرم کر دیا دلال اجل در کار ترخ جان ارزان کوئی کوچہ حفظ

دامان بجز کو چہ زخم نظر نہین آتا تھا گوشہ عافیت بجز گوشہ کمان کہین نہین ملتا تھا زرہین ہمہ تن چشم ہو کر شمشیر زنی ترک جوشن پوش کی دیکھ رہی
ہین اور چار آئینہ کو عالم حیرت وا مے تنہائی پر اُس اشجع آفاق کی چوبون سے اپنا سر پیٹ رہے تھے چھاتیین کف افسوس ملتی تھین شعر
سپر جا کہ شمشیر او کار کرد ۔ کیے را دو کرد و دو را چار کرد شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا مرتبت یہ حال شجاعت اور
ضرب ترک جوشن پوش کا اور چار طرف سے ہجوم اور دھوم فوج کفار کی اور شور و غل اہرار کا دیکھکر او ر سنکر سوچا کہ ترک جوشن پوش کا اب
خدا حافظ ہی کوئی صورت اُسکے بچکر او ر جانبر ہو کر یہان سے نکلنے کی نظر نہین آتی ہی دو بار الطنطنة اللہ واکبر جگر سے کھینچکر چار طرف بغور دیکھا
کہ کثرت روشنی سے وہ شب تیرہ مثل روز روشن اور تمام میدان صحرا بہ از وادی ایمن مہتابون کی روشنی جلوہ افزاے مہتاب میمنہ و میسرہ
سوار و پیادگان گنجاب کو سون تک اشجار صحرائی مثل سرو چراغان اور روشنی ٹیلون اور ٹیکرون کی جیسے کہ اکثر بیربہٹیان پہاڑون پر شب کو
جلوہ نما ہوتی ہین عیان تو اُسوقت از بسکہ مقام میدان حرب و پیکار نظرون مین شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کی رشک صد تختہ گلزار تھا
اور ہجوم فوج کفار سے دھوم آمد بہاری کی معلوم ہوتی تھی کہ علمہاے سبز علمدارون کے ہاتھون مین مانند سرو دستان کے نظر آتے تھے
اور پرچم نشانون کے مثل طرہ شمشاد لہراتے ہوئے قطار سوارون کی کیاری کی سی باڑھ برابر برابر پائین شائستہ جمی ہوئین اور پلٹنین
پیادون کی گرڈیل اور مہندی کی ٹیٹون کی طرح سے صف بستہ کھڑی ہوئین چند شجاعان تہمتن نیزہ و شمشیر لیے بشکل نخلہاے تار کھڑے جھوم
رہے ہین اور اکثر نوجوانان شمشیر زن رنگ میدان کا زار نماشا فصل بہار سمجھے ہوے مثل نونہالان گلشن کے جوش و خروش مین سب سے
آگے بڑھے معلوم ہوتے ہین ایک طرف ہزارون نامردو بے ہنر لشور کے بہاری نشتون کی صورت ہوا ے تفنگ سنکر میدان سے کوسون پر دوڑ کے
جانے کی فکر مین ادھر اُدھر جان بچاتے پھرتے ہین اور ایک طرف سیکڑون نیز ار و بزدلے خوف خار جگرو و زخم ناک قضا اور ناوک بخطا سے مثل
شاخ یاسمن و صنوبر ہمہ تن لرزان قالب بیجان درختون کی آڑ میں چھپے کھڑے ہین ہر ایک رسالدار سپہ سالار سردار کمیدان کپتان صوبہ دار وغیرہ
افسران لشکر صرصر غم سے غنچہ دل افسردہ اور شبہ مانند گل صد برگ یا برگ خزان رسیدہ کے زرد مثل شجر خشک کے بحال خستہ و زار بالکل کھڑے ہین
اور شاہزادہ رستم صولت اشجع روزگار سرور جہاں اور کفار کشی سے دل باغ و بہار اور چہرہ اقدس شگفتہ و خندان مثل گل ورد کے ڈورے
آنکھون مین نشہ شجاعت سے گلنار پڑے نظر آتے ہین نسیم جمعیت کے جھونکے چار سو اور شمیم عطر آگین فتوحات کی اکثر دماغون مین مملو دیکھکر وہ شاہزادہ
عالی دماغ بروش گلگشت باغ بفرحت تمام تیغ طیمورث و یو بند کو نیام سے کھینچ کر اپنے بادپاے گلگون عذار کو کہ طائر وہم و خیال بیہ تمثال
نے مثل اُس مرکب گلگون عذار کے بوے گل کو گلزار عالم مین آتے جاتے کبھی نہین دیکھا اور نسیم بہار تو بعض عاجز و بیکار تھی بیپاک صرصر نے
اُسکے تعاقب مین دوڑ کر خاک اپنے سر پر ڈالی مگر گرد سم کو اُسکی نہ پہونچ سکی اُس میدان کار زار مین گرم تاز کیا تو آن واحد مین اشعار

آمد شد نسیم یہ عدم ہوا تھا تنگ سا	گاہے سے سپہ تیز کہ پیکان الیہ ہم	ثابت ہوا نہ یہ بھی کہ وہ ہے کہ یا خدنگ	ہیو بچا وہ اتنا چار کہ چشم خیال کو

پھر تو یہ حال تھا کہ لشکر اشقیاے نابکار پر ایک آندھی اجل کی چلی اور ہر ایک کافر کی نگاہون مین تاریکی سی چھا گئی تھی خوف ستیز او بیم پنجہ
خونریز سے اُس شاہباز اوج صاحبقرانی کے ہزارون سوار و پیادے مانند طائران زخمی کے پرواز کرتے بھاگے بھاگے پھرتے تھے اور
جسطرف وہ رخ کرتا تھا سر اور دھڑ کافرون کا ایک ہی ضرب تیغ آبدار مین مثل شاخ گل قلم ہو کے گرتا جاتا تھا جسکے سر پر جھکا کر تلوار ماری
برق شمشیر نے سپر کو مثل لکہ ابر کے دو ٹکڑے کر دیا خود کو دو ٹکڑے کاٹ کر گئے اور جبڑے کو لیتی ہوئی صندوق شکم کے دو ٹکڑے کیے ناف سے
نیچے جا اُتری قاش زین اور نمدزین کو کاٹ کر پشت اس کمری کہ بند ناف کے نکل گئی جسکے دو ٹکڑے کئے کا ہاتھ مارا کام جان مین لس
جہنمی علیہ اللعن کے ذائقہ شیرینی حیات سبدل بتلخی سکرات ہوا اور طمانچہ صرصر اجل کا زبان پر آگیا جسکی دو الک مین پڑی مثل خیار تر کے
دو ٹکڑے کر دیا وہ جو چارون طرف پرے باغیون کے مانند چار دیواری باغون کے نظر آتے تھے اب جو دیکھا تو وہان لاشے لاشون کے
بطور پشتون کے لگ گئے ہین اور سر سے جسم کفار بوم ملعونون کے بطور سبزہ کے گویا وہ نو رستہ نمودار ہین اور ریش و بروت اُن ملعونون
کی بطور چھوٹی بڑی جھاڑی جھنڈیون کے پریشان ہو رہا شکست و ظفر دو ور وانہ اُس حدیقہ رزم کے پیش نظر ایک سمت گلزار

نیم کہ باغبان قدرت نے روز ازل سے بروے اعداے بیدین کے سسر دو کر رکھا ہی اور دوسری جانب گذرگاہ نار جہنم کہ وہ بحکم تخلبندان قدرت واسطے کفار لعین کے وا تھا اور اذن عام ہی کہ باب جہنم لعین لوگون کے لیے کھلا ہی اور ادنی اعلی وضیع وشریف خرد و کلان پیر وجوان سوار و پیادے افسر و چاکر فوج گنجاب سے جسکا جس صورت سے جی چاہے بھاگ کر زخمی ہوکر اڑتے مرتے بیباکانہ چلے آئین ممانعت و مزاحمت اُس فرقہ مین کسی کی نہ کرنا اور مامن اور ملجاے مشرکین سواے یہان کے روے زمین پر نہین اور مرغان روح بندگان لقا نیم لسملان اور مذبوحان دست حق پرست بے کھٹکے باغ جہان سے یہان آکے آشیانے او نشیمن اپنے اپنے بنا ئین ہزارون سر کٹے ہوے بشکل نارنج و ترنج اور چلو ترسے جھنا بیون کے چارطرف پڑے لوٹتے پھرتے تھے اور بال سرون کے مثل سنبل پریشان خاک و خون مین غلطان نظر آتے تھے آنکھین مقتولون کی مانند چشم نرگس کے بحیرت وا اور ہاتھ و پانون اُن لعینون کے بشکل شاخہاے درختان خشک بیخ زدہ قلم کردہ کے جدا جدا ہزارون پیاسے حالت غش مین مثل غنچہ سوتیا خشک منہ کھلے ہوے اور سیکڑون سگ سیرت مجروح تشنہ لب مارے عطش کے مثل سوسن زبانین منہ سے باہر نکلی ہوئی کثرت جراحتہاے نیزہ و تیغ و خنجر سے بقتل لسملان تختہ لالہ زار پر جینتاپ فگن اور تماشاے بہار میدان رزم دیکھکر گلہاے زخم ہزاران ہزار خندہ زن ہوے تفنگ کے بشکل گل نیلوفر کے میدان جنگ مین نمودار اور گولیان بندوق کی مانند بوگرے کے پھولون اور گلہاے زنگار رنگ کے آشکارہ و تیر بیرون کمان بستہ کے بطور انبار ہاے خار اور کثرت بارش تیر سے سرو تن ہر رنگ گل خار دار لب زخم مانند فوارون کے خونفشان اور فوارون کے ہزارون کا رزار ہون کی کڑیون پر گمان طغیانی آب تیغ سے جاری وروان اور شدت خونریزی سے بہت سے حوض خون کے ہر میدان گھوڑے مانند بادپایان نسیم کے عرصہ رزمگاہ مین جولان اور کثرت گرمی غضب سے عرق انفعال کا تمام اعداے بیدین کی پیشانیون پر مانند قطرات شبنم کے نمایان صدا ہین کمانون کی کڑکون کی اور سپاہیون کے کھٹکے کی ہر طرف سے گوش زد ہوتی تھین اور عندلیبان جان دلیران کارزار اور مرغان روح لعینان جہنم ماواے نابکار قفس عنصری سے پرواز کنان شاخسار فنا پر جا کر بیٹھی تھین حضرت عزرائیل بشکل صیاد و دام اجل گسترده بہ کمینگاہ بیٹھے ہوے اور حلقے کمندون کے مانند حلقہ ہاے دام گلوگیر سرکشان گمراہ نظر آتے تھے اور ازبسکہ اس بوستان جہان مین یہ بات تو بطور مثل ہوا ے عالمگیر کے مشہور ہی کہ بہار و خزان قدیم الایام سے بحسب مشیت گلچین قدر ہم آغوش اور خارون مین گل اور گلون مین خار ہمدوش رہتے ہین یعنے اچھے برے ہر ایک قوم مین سب جگہ ہوتے آتے ہین جہان لکھو کہا بوم خصال بشکل زاغان بد فال وہ فرقہ بے پیر اعداے شریر حق تلف دیو کی روش کینہ جو گرد و پیش شاہزادہ با اقبال کے مصروف جنگ و جدال تھے وہان ہزار پانچسو اُسی قوم مین حلال زادے شریف و نجیب ارباب فراست اصحاب خرد راستباز حقگو با انصاف ایسے تھے کہ ہر چند بسبب مخالفت و بوجہ عداوت دلاوری و شجاعت چستی و چالاکی تیزدستی و خونریزی اُس شاہین شکار شاہزادہ نامدار کی دیکھکر مانند عندلیبان گلشن تصویر عالم سکتہ مین محض بے پر و بال تھے اور زبان طوطیان شیرین بیان اُن سبھون کی شکرستان مدحت شجاعت و تہور اور فتوت مین اُس ہماے اوج سعادت کے یہ وفور عجز لال الا ازبسکہ ضبط نہین ہو سکتا تھا تو بیساختہ واہ واہ کرکے باہم کہتے تھے کہ ای نادان ہمصفیر و حق بجانب شاہزادۂ بدیع الزمان عالی مناقب والا توقیر کے ہی کہ ایک جان واحد پر یہ مجمع کثیر اور انبوہ غفیر بر پا و نیز اشقیاے شریر با نیزہ و شمشیر تیرون کا منہ سا برسا رہے ہین اور اُسکی تیوری پر بل نہین پڑتا کس خوبصورتی سے لڑتا اور آپ کو بچاتا سیکڑون کو تیغ بیدریغ کرتا چلا جاتا ہی قسم ہی اپنے دین ایمان اور طریق کی کہ اگر یہ فلک پیر لاکھ برس بروے زمین چرخ ماریگا تب بھی اس نونہال ریاض صاحبقرانی اور سرو چراغان گلزار ابراہیمی کے ثانی اور کسی کو اس گلستان جہان مین باین شگفتہ پیشانی گلگشت بہار میدان رزم کرتے نہ دیکھیگا واہ واہ ہی واہ واہ

شعر آفرین باد آنچنان پدری × کہ نماند این چنین پسری × ادھر فوج کفار نابکار کا یہ حال ہی کہ وہ چود و دسو نوجوان گبر و گبر و اپنے اپنے زور و طاقت پر نازان ہواے کبر و نخوت و ماغون مین بھری ہوئی جوش خون سے وحشت زدہ منچلے اور سر زور بنے تھے وہ سب تو لقوت دست و بازو حتی الامکان خوب سی بلند پروازیان کرکے سب بسمل ہوتے اور یہ شعر پڑھتے پھرتے **شعر**

بسار ہی ہین ہرین تو بہتر زیادہ رنج و محن نہ دیکھین × یہی غنیمت ہی ہمیصفیر و کہ ہم خزان مین چمن نہ دیکھین × طلعت تیغ آبدار اُس شاہزادہ نامدار کے ہو کر بدرجۂ اسفل السّافلین پہونچے باقی ماندہ جتنے کہ سوار و پیدل تھے اُنہین کچھ تو مثل زاغ و زغن دور ہی دور سے شور و غوغا کرتے نیزے اور تلوارین دکھا رہے تھے اور باہم کہتے تھے کہ گنجاب کی وہ مثل ہی کہ شعر پکڑی جو لٹورے نے کوئی کنپے سٹہ یا سمجھا کہ نہین باز کوئی مجھسے کلان گیر × اپنے ملک مین اپنی رعایا اور ہم سب ملازمین پر جو جی چاہے وہ حکمرانی کرلے اگر ہم لوگ اُس فریب کے جال مین اُس شاہباز اوج شجاعت کو ابتک نہ پابند کر رکھتے تو مقابلہ و مجادلہ اُس سے کرنا تو بڑی بات ہی یہان میدان مین آکر ذرا روک کر دم بھر ٹھہر الیتا تو طرۂ پیغمبری سر پر مثل ہُدہُد کے رکھ لینا معلوم ہوجاتا بھلا اب ہم سودائی ہین کہ دیدہ و دانستہ اپنی چڑیا سی جان کو پنجۂ شاہین اجل مین ڈال دین جورو کو رانڈ اولاد کو بے وارث کر کے ہزارون ارمان لاکھون حسرتین دل مین بھرے دنیا سے اُٹھ جائین ہمارا جو کام تھا وہ ہم کر چکے حق نمک سے ادا ہو چکے کہ ایسے دقت رونکار ہائے بیدرمان کو محاصرہ کیے ابتک روکے کھڑے ہین اب وہ بڑے بڑے سردار رسالدار افسر سپہ سالار کہ ہمیشہ لاکھون اشرفیان روپیہ پاتے بہار دولت مین پھولے پھولے پھرتے گھر سے اُٹھاتے رات دن قہقہے چہچہے کرتے پھرتے ہین کہان اُڑ گئے ذرا اُس سے آکے مقابلہ کرین اسے گرفتار کیون نہین کرتے ہکو تو اگر اُس باد مخالف جبر و عُمر اور دام آلام سے سفر ملتا ہی تو خداوند بعید ہ ہزار ملک باختر جہان ہم جائینگے آب و دانہ پہونچائیگا اور از راہ انصاف ہمسے کوئی پوچھے تو جس دلیر نے قاہرین قہرمان کی کمان کو تنکے کی طرح سے سر دربار توڑ کر پھینک دیا اور نستو زرین لنستار ایسے پہلوان قدرت کو زیر کر کے چیر ڈالا ہماری دانست مین تو اُسپر فتح پانا بہت اشکال اور محال ہی یون جو چاہین از راہ شیخی لاف گزاف کرتے پھرین اور بغض و حسد سے کہین ورنہ حق تو یہ ہی اشعار

بحری کے مقابل جو کلنگ آگئے گر آئے
کیا شمہ ہی کہ جو بلبل خوش لہجہ کے آگے
کم ہو وے نہ خورشید جہانتاب کا رتبہ

یہ اُسکی حماقت ہی اجل کی نہین تقصیر
وہ سیر ہون نوانسنج لٹورے کرین تقریر
گو موشک کور اُسکا کرے ذکر بتحقیر

حق یہ ہی کہ بدرون کی ہی کم فہمی و شامت
کیا مار سے اُنکا کہ بنڈکی ہی دری
کیا رشک کرے چغد سیہ بخت ہما کا

طاؤس بہشتی کو اگر دیکھین بتحقیر
شاہین سے ہم پنجہ ہو نکیا خاک عناصر
کب روز درخشان کے مقابل ہو شب تیر

پھر اُسکے دس بیس ہزار نامرد ازلی ہمیشہ جو مخص بودے ہین اُنکا یہ حال تھا کہ پیچھے سوارون کے چھپے کھڑے تلوارین ہاتھون مین کھینچے وہین سے چمکاتے اور دکھاتے پھرین منہ کی پناہ کیے قالب بیجان مثل بید لرزان اشعار

چو اشجار خشک آن گروہ لعین
یکے غنچہ سان گرز افراختہ
بکفتان ہشاہین یکے تند و تیز

چو برگ خزان دیدہ در دشت کین
دلے ہمچو گل رنگ رو باختہ
چو چشم غزالان نظر بر گریز

یکے غرق فولاد الا جنان
یکے نیزہ در دست ور تاختن
یکے بر بسان لبستہ خنجر رسید

کہ در آئینہ عکس بی دل بجان
دلے چون مصور بر و تاختن
دلے بود در لرزہ مانند بید

جہان شاہزادۂ عالیمقام نے ذرا اپنے مرکب کو کسی طرف مہمیز کر کے حملہ کیا اُن نامردون کا یہ حال تھا کہ دس دس بیس بیس خود بخود مارے ہول کے گھوڑون پر سے گر پڑتے تھے اور پکارتے تھے کہ یارو لینا ہمارا تو اس ظالم نے کام تمام کر دیا سیکڑون کی تلوارین کٹاریان چھریان ہاتھون سے گر پڑتی تھین ہر چند ہا گر اُسکے ساتھ والے کہتے تھے کہ یارو خیر ہی گھبراؤ نہین لپسر حمزہ تو اپنی صف پر کھڑا ہی ادھر تو وہ آیا نہین تلوار اور نیزہ تمہارے کسنے مارا کیونکر زخم لگ گیا وہ سونے خبطی کہتے تھے کہ تم سب کو ظرافتین سوجھتی ہین ہمارے کوسے اُتر گئے کسی نے کہا میرا ہاتھ ٹوٹ گیا کوئی کہتا تھا میرا جگر پھٹ گیا مین کوئی دم کی ہوا کھاتا ہون سارے لشکر پر خوف اور ہراس چھا گیا تھا مگر لحظہ بلحظہ اور دمبدم سوار پیادون کی کثرت ہوتی جاتی تھی اور چارطرف کنکا ور فوج چلی آتی تھی یہ حال تھا کہ باوصف اسکے کہ شاہزادۂ عالی منزلت کے بہت متصل ترک جوشن پوش آمادۂ رزم و جنگ تھا الا کیا ممکن کہ دونون بہادر یکجا پر ہو کے حرب و ضرب کرتے اسقدر جبہ بلبلا اور ہجوم اور دھوم ہی کہ ایک بالشت اور ایک چپہ بھر زمین کا طی کرنا کثرت فوج سے ہزار فرسنگ کے برابر معلوم ہوتا ہی کمانداروں نے اسقدر بارش تیر کی ہی کہ تمام جسم اطہر مشبک ہو گیا ہی اور گھوڑے کے جسم پر ایسے تیر لگے ہین کہ یہ ظاہر ہوتا ہی کہ گھوڑے نے پر پرواز بہم پہونچائے ہین دو پہر کامل کا عرصہ ہو چکا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان شمشیر زنی کر رہا ہی قبضۂ تلوار کا بسبب خونریزی کے دست حق پرست مین جم گیا اور ڈورا خون کا دنیا ئے تک ہویدا غرض جبوقت کہ یہ خبر وحشت اثر مثل بوئے گل فاش ہو گئی اور گیا ہور خون آشام

اور جھلیل دراز ترکیب تک پہونچی کہ شاہزادۂ بلند اقبال بنام بدیع الزمان پسر حمزہ اور ترک جوشن پوش بنام شاہزادہ مختار و سپاہ ملک قاسم
نعرہ کوہ کے سنی فتنہ انگیزی اور فساد انگیزی اور موجود خونریزی و ہنگامہ پردازی شبخون کے تھے سوآج دونون کو افواج قاہرہ پیغمبری نے محاصرہ
کرکے پہچان لیا ہی اور ابتک کسی طرف سے نکلکر زندہ و سالم جانے نہیں دیا اُسوقت دونون ملعونون نے زہرخندہ کیا اور اپنے رفیقون سے کہا کہ مشہور
منہم زنان حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم ٭ کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را ٭ جسدن کہ حکیم قارومس نے بتقریب معالجے
ملکہ گوہر ملک اسکی امانت پیغمبر برسل سے کرائی تھی اور معرکہ کمان قہرمان اور کشتی نستور بن نستار ایسے پہلوان کا دیکھا سمجھے ہوئے
تھے بعد اسکے وہ شبخون اولین سے بار بار پیغمبر برسل اجہل کو ہر مرتبہ کنایتہً سمجھایا انتہا یہ کہ ناچار ہو کر اُس روز برملا صاف صاف کہہ دیا
کہ ای گنجاب یہ تمام مفسدہ پردازی اور شورش شبخون بسبب جوش شباب جناب والاخطاب شاہزادۂ بلند اقبال کے ہی اس خانہ خراب نادان
اور احمق نے مطلق ہمارا کہنا نہ مانا اور باد ہوائی سمجھا ہمکو تو اس بات میں نہایت تحیر اور استعجاب ہی کہ خداوند لقا نے اسکو طرہ پیغمبری
کس حساب سے اور کیا اپنی مشیت میں بہتر سمجھکر عطا کیا مگر ایہا الناس آج تم سب دیکھنا کہ جیسا کہ اس سردار زادے حکیم زادے نے مثل
فوارہ سرکشی کی ہی ہم کیسا اسکی ہمتی اور کبر و نخوت کو ابھی چلکر طرفتہ العین میں خاک میں ملا دیتے ہیں اور اسکو طوق بگردن مثل قمری کرکے
نعرہ کو سنینگے اور بحضور گنجاب جاکے بہت جھک کر سلام کرینگے یہ کہکر اپنی پلٹنوں اور سب سرداروں اور افسران فوج کو ہمراہ لیکے
گیا [illegible] خون آشام اور جھلیل دراز ترکیب دونون سوار ہوئے اور ساٹھ ہزار سوار و پیادے کی جمعیت سے اُس میدان کارزار
مین جہان کہ شاہزادۂ جلیل الاقتدار معرکہ آرا تھا پہونچے تو اب وہ وقت ہی کہ باغبان فلک ازہار انجم و خوشہ پروین اور گل چاندنی
کو دامن شب مین چھپاکے سمت مغرب روانہ ہوا اور گلشن جہان مین شہرہ شگفتگی گل خورشید کا مشرق سے تا مغرب ہوا یعنے رات آخر
ہوگئی اور صبح بی روز روشن ہو چکا ہی تو ان دونون سپہ سالارون نابکارون نے دیکھا کہ وہ اشجع دہر مثل عقاب فوج گنجاب پر چھایا ہوا
ہی اور جسطرف جنگل کشا ہوتا ہی سیکڑون کفار کو طمانچہ شہپر طیور شمشیر دیوبند سے مانند صید لاغر کے بسمل کرکے خاک و خون مین لٹا دیتا ہی
اور ایک طرف ترک جوشن پوش کا یہ حال ہی کہ سر سے پانون تک زخمون سے چور بہ کمال سرور مصروف جنگ و جدال ہی آخر الامر
جبکہ وہ بہر کمال خوب شمشیر زنی کرچکا تو بوفور زخمہاے کاری اور بشدت سوزش خون کے غش پر غش طاری ہوچلا اشقیاے بے پیر
فوج اعداے شریر نے کمندین ڈالکر ترک جوشن پوش کو اسیر پنجۂ تقدیر گرفتار دام بلا کرلیا شاہزادۂ والا تبار نے جو یہ حال گرفتاری
ترک جوشن پوش کا بچشم اپنے دیکھا تو رفاقت اور محبت اور جان نثاری اور وفاداری پر اُس دلاور کی احسنت احسنت اور مرحبا
مرحبا کہکر نہایت متاسف ہوا اور بصد درد و غم باچشم پرنم یہ مصرع پڑھکر ع درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است
اپنے جی مین سوچا کہ فی الحقیقت سرسبزی گلشن فتح و ظفر اور بہار رزم و پیکار کی موقوف اور منحصر فقط آب بخشی سحاب رحمت باغبان
قدرت و تائیدات نخلبند کائنات پر ہی کسی دلاور دانشور کو رنگ و بوے گلزار شجاعت اور اپنی بلند نامی و سرخروئی
پر مانند غنچے کے پابند رہنا مقتضاے فراست نہیں اور ہواداری عمر دو روزہ کو مثل گل سمجھنا عین حماقت اور جہالت ہی جنگ و سرداد
ابھی بدیع الزمان سو رہا چنا بہار کبھی نہیں چھوڑسکیگا شعر بہ رحیگان راچہ بود اتفاق ٭ بیل و مان را بہ را انند پوست
تو ایک جان واحد اور یہ تیرہ دل لکھو کھا کفار سوار و پیادے در پی قتل اور آزار چار طرف سے ہجوم اور دھوم کیے ہین پس
بقول کسی استاد کے شعر بڑی ہی غفلت یہان ثریا طلسم باغ جہان ہی خالی ٭ خیام سر و چمن مین ہر صبح پھول ہنستے ہین کھلکھلا کے
مصلحت وقت اور مقتضاے فراست یہی ہی کہ بزور قوت دست و بازو جنگ مستانہ در صید افگنی کرتا اب یہان سے نکل چل غرض
یہ سوچ کر ایک نعرہ کوہ شگاف جگر سے کھینچا کہ لکھوکھا کفار کے سینون سے مانند ناوک ہیجا کے پار گذر گیا اور وہ جو غول دس بارہ
ہزار سوارون کا لکوارین کھینچے برچھے ترچھے کیے پرا باندھے معرکہ آرا تھا اُسی جانب کو مخاطب ہوا اور جو دس مین اجل رسیدہ سامنے
اور مقابلہ مین آگئے انکو تو ایک ہی ایک طمانچہ ضرب تیغ مین مثل اہی دو نیم بسمل خاک پر لٹا دیا اور باقی سوار و پیادے بدحواس

ہوکر کچھ داہنے بائین کچھ گھبراہٹ مین تلملا اور پریشان گرے وہان گرے کچھ بھاگ کھڑے ہوئے الغرض جب یہ ہوا تو شاہزادہ عالم نے اپنے گھوڑے کو گرم رفتار
کرکے تازیانہ مارا اور وہ مرکب برق آہنگ صبا رفتار پہلے ہی سے بسبب کثرت شور وغل کے وحشتناک ہو رہا تھا طرہ اسپر یہ ہوا کہ راکب
نے بے قصور کوڑا مارا بیساختہ غیظ و طیش مین تلملا کے اور تڑپ کر سمت صحرا کے بگٹٹ روانہ ہوا فوج کفار نے نکل جانا اس رستم صولت کا غنیمت
سمجھکر جو دس پانچ ساتھ والون نے سد راہ ہونے یا تعاقب کرنے کا ارادہ کیا تو ان سبھون کو ہان ہان کرکے روکا اور کہا کہ ارے یارو
تمھین کچھ جنون یا سودا یا خلل دماغ ہو گیا ہے اپنی جانین دو بھر ہین جو بے واسطہ بے مطلب اپنا بانکپن دکھلانے اور جان کھونے کو اس
غازی ہٹ چھٹ کے پیچھے اب جاتے ہو آدھی رات سے یہ وقت ہوا کہ اس عزرائیل کا سامنا تھا خداوند ہیچ ہزار ملک نے اسکو یہان سے
نکالا ہی جانے دو اپنے اپنے ہاتھ پاؤن کی اپنی جان کی خیر مانگو اپنے اہل و عیال کی جا کر خبر لو اور ابھی تو لکھو کھا سوار و پیادے بڑے
بڑے تلور یسے موجود ہین جبکا جی چاہے تعاقب کرے مرتا پھرے غرض یہ کہ کسی نے حوصلہ سد راہ ہونے اور اس اشجع دہر کے تعاقب مین
جانے کا نہ کیا اب حال شاہزادہ با اقبال سنیے کہ زخمون مین جو اس شہسوار عرصہ کارزار کے ہوا لگی تو مثل گل شگفتہ اور خندان ہو گئے اور
اب ایک جلن سی انمین پیدا ہو گئی اور بشدت سوزش ایذا و درد سے حالت غشی مین سر قربوس پر جھک گیا تھا اور ہاتھ دونون
گھوڑے کی گردن مین حمائل تھے مرکب باوفا نے جو اپنے راکب کو یہ حال کذائی دیکھا تو دونون کنوتیان کھڑی کرکے اور دم کو علم
کرکے مثل شیر تشنہ و گرسنہ جو سوار و پیادہ چپ و راست آگے پیچھے قریب اسکے آگیا منہ سے پکڑ کر ٹاپون سے مار کر ہلاک اور پیوند زمین کر دیا
اور سرپٹ صاف نکلا ہوا سمت صحرا چلا گیا لشکر کفار نے ترک جوشن پوش کو گرفتار کر لیا اور شاہزادہ رستم صولت کا زخمی ہو کر
نکل جانا غنیمت جانا اور بسرعت تمام گیارہ خون آشام اور جہلیل دراز ترکیب وغیرہ سرداران تیرہ انجام قید ترک جوشن پوش
کی ہمراہ لیے بغایت شادان اور فرحان بحضور گنجاب آئے اور ہر ایک اپنی اپنی جرأت اور قوت اور مردانگی اور شمشیر زنی پر نازان اور
متکبر بتر صد اس امر کا تھا کہ ہمکو خلعت و منصب اور جاگیر اسکے صلہ مین ملینگے گنجاب نے ترک جوشن پوش کو بہ نظر غضب دیکھکر پوچھا کہ
او نمک حرام اپنے آقا و ولی نعمت سے ایسی کور نمکی کرنا چاہیے در عوض عطیات اور احسانات کا میرے کہ جو مین نے تجھ ایسے ادنی ایک
ذلیل الاوقات کو حضیض خاک سے اوج افلاک پر پہونچا دیا ہے جو تجھسے ظہور اور وقوع مین آیا خیر دیکھ تو سہی کہ مین اب تجھے اسکے قصاص مین
کس عذاب الیم سے مارتا ہون کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ و زاری کرین یہ کہکر سنجانی عیار کو حکم دیا کہ سنجانی
تو فوراً اس حکیم فاروس کے گھر بار کو تاخت و تاراج کرکے اسکی مشکین بندھوا کر سر بازار کشان کشان میرے سامنے جلد طلب کر
تا اس سے سبب اس دزدی و مکاری کا پوچھا جائے کہ ای بد ذات ابلیس صفات ہمارے دشمنون کو جو کہ خداوند ہیچ ہزار باختر سے
منحرف نادیدہ خداے آسمانی کے پرستار ہین تو نے اپنے گھر مین جا دی اور اپنا بیٹا نامزد کرکے رکھنے سے کیا مطلب تھا اور اس راز کو
ہمسے اخفا کرنے کا کیا مطلب آیا تجھے کچھ خوف قہر خداوندی اور عتاب پیغمبری کا دل مین نہ آیا اور افشاے راز کے ہو جانے مین آج کے
دن کا تجھے خیال نہ تھا اور ہمنے تو فقط بخیال اسی کے کہ یہ حکیم زادہ موروثی قدیم نمکخوار ہماری سرکار دولتمدار کا ہے اس دشمن خدا آگ کی
شال مار آستین نکلا اپنا مقرب خاص کرکے اس رتبہ اور درجے کو پہونچایا کہ خاک سے پاک کر دیا اور اپنے سرداران اور دولتخواہ نمکخوارون
کی عرض معروض کو باعث رشک و حسد کا جان کے کبھی کچھ خیال نہ کیا چنانچہ حسب الحکم گنجاب علیہ اللعن والعذاب کے سنجانی عیار
نابکار نے اسوقت چبوترہ کوتوالی سے طرہ باز خان نامے افسر کو بلا کے حکم دیا کہ تم دو تین ہزار پیادے اپنے ہمراہ لیکر جھٹ پٹ جا کے
حکیم فاروس کو پکڑ لاؤ اور اسکے مال و اسباب کا تعلیقہ بلکہ ضبطی کرکے جو کچھ نقد و جنس ہو بجنسہ لے آؤ خبردار تغلب و تصرف ایک
پیسے کا نہونے پاوے اور رعایت مروت سعی و سفارش کسی کی نہ ماننا طرہ باز خان اندرون بارگاہ سے باہر نکلکر بغایت شادان
اور فرحان ایک ایک اپنے ساتھ والون پیادون سے یہ کہتے ہوئے کہ کاٹھی کو جلد دوڑاؤ اور دو ہزار نوجوان کمر بند ہو کے
بلا پیچھے میرے ہمراہ چلین اور حکیم فاروس کی گرفتاری اور اسکے گھر کی ضبطی کے واسطے مجھے سپہبد مرسل نے حکم دیا ہے اور ہولے میرے الیا

اور کسی کو گنجاب معتبر او رمتدین اور بہادر اور منتظم ہی نہین سمجھتا ہی ایسے وقت پر ایسے کام مین میری یاد ہوتی ہی جلدی سے کنگھی بالون مین کی اور ایک آدمی سے کہا کہ فوراً اسلحہ مدار یہ مین بھر کے جلد لاؤ جب تک لوگ آئین مین ایک دم مین حقے کا تو پی لون اتنی ہی باتین کر رہے تھے کہ سامنے سے دو ہزار پیادے کالی کالی پگڑیان کالے کالے انگرکھے زرد مٹی مین رنگے پاجامے پہنے توڑیدار بندوقین کاندھون پر سانہ سینگ ٹکرے سے لگائے تلوارین برچھیان ہاتھون مین پکڑے تری اور نرسنگا پھونکتے ڈھول اور طاشے بجاتے پہونچے اور کچھ پاسبان کمینے تیر و کمان لیے کچھ عیار بھی حلقہ کمندون کے ہاتھون مین تمیچے حمائل کیے پشت پر توڑے پتھرون کے لگائے پیتر سے بدلتے تاج سر پر کے قطوری زربفتی پاتابے سقرلاتی باندھے کچھ بیلدار پھر وے والے کچھ ٹر بہی درود گر غرض ایک مجمع کثیر انبوہ عفیر سے وہ لوگ پہونچے اور بطورباز خان ایک سوہے کی ٹپی سر پر باندھے بڑی بڑی کا کلین چھوڑے خوشبودار تیل اُنمین پڑا ہوا گھڑی گھڑی سوچتین اور داڑھی کا انگرکھا آستینون مین کمر پاکی ہوئی پہنے دوپٹہ کمر سے باندھے کوتہ خانی کٹاری کمر مین لگائے تلوار ہاتھ مین پائجامہ بڑے پانچون کا بانات کفش لمبی نوک کی پانون مین پہنے گجرے پھولون کے گلے مین لپٹے ہوے وہ کورہ مداریہ خوشبودار شاکو بھرا ہوا اپنے پنجون کے بھل ٹھنٹے اکڑتے موچھون پر بل دیتے ہوے ایک ٹٹو پر کہ اُسکے گلے مین کوئی شی بطور زنگلہ کے بر بخی پڑی ہوئی چار جامہ بہت تکلف کا کھنچا ہوا سوار ہوے اور بڑی تمکنت اور کبر و نخوت سے بطور دوڑ کے روانہ ہوے وہان از بسکہ حکیم فاروس ایک شخص جہان دیدہ سرد و گرم زمانہ چشیدہ تھا اُسنے جسوقت سے کہ یہ حال سُنا کہ یہ غلغلہ ہر روز شبخون کے معرکے کا لیسر حمزہ کی فوج سے نہ تھا یہ تمام مفسدہ اور فتنہ انگیزی اور خونریزی لشکر گنجاب پر بذات پاک جناب شاہزادہ بلند اقبال سے تھی جسے مین نے اپنا فرزند کر دانا ہی سو وہ آج زخمی ہو کر شاید نکل گئے ہین اُسی وقت سے اس دانا ے روزگار نے بخیال مآل اندیشی اپنی نجات اور حفظ آبرو اور جان کے واسطے ایک عرضی بدین مضمون کی عرضی شعر مفر خطا کا ہون مین حاجت گواہ نہین * جو چاہین ظلم کرین آپ کچھ گناہ نہین * خانہ زاد موروثی سکنہ از قدیم نے بسبب لاعلمی کے فرط محبت دلی سے فی الحقیقت شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنا فرزند نامزد کیا تھا اور گویا فلک دون پرور سفلہ نواز کو یہی حیلہ باعث میری خانہ بربادی اور بیحرمتی اور ہلاکت کا ہاتھ آگیا یعنے آج بجرم محبت اور سررشتہ پدری اور پسری یہ خانہ زاد پر عنقریب عتاب بیغیر مرسل گنجاب کا نازل ہوا چاہتا ہی اور کیا جانیے کس عذاب الیم سے غلام گردن مارا جاے چونکہ غلام بجز آپ کی ذات والا صفات کے اور کوئی اس حال بیکسی اور یاس مین مانند زاغ جہاز کے کوئی ذریعہ اور وسیلہ اپنا کہین نہین دیکھتا غریق دریاے فکر و الم ہی اگر از راہ تفضلات خداوندانہ اسوقت مین میری دستگیری اور اعانت کرکے اُس گرداب بلا سے نکال کے ساحل مراد پر پہونچا دے اور بحفظ آبرو جان سے بھی بچاے تو بعید از غلام نوازی اور خانہ زاد پروری نہین لکھکر بحضور فیض گنجور ملکہ گوہر ملک کے بھیجدی تھی وہان حال ملکہ گوہر ملک کا سنیئے کہ اُسنے جسوقت سے معرکہ میدان جدال و قتال مین حصاری ہو کر افراط زخمہاے کاری سے غش آنا اور افشاے حال ہو جانا شاہزادۂ بلند اقبال کا اور بے تکلفانہ گھوڑے کا بسمت صحرا جانا اور بعد ازان گرفتار ہونا ترک جوشن پوش کا سنا تھا یہ کمال حزن و ملال خاموش اور خود فراموش بیٹھی رو رہی تھی اور بخیال مآل اندیشی صمم بکم اپنے جی ہی جی مین کہتی تھی شعر عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد * وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد * اور کبھی یہ دوہا ہندی کا پڑھکر دوہایت کرے سکہ کین کو تو سب سکھ گیو ہارے * گونگے کا سپنا بھیو سمجھ سمجھ پچھتاے * رو رہی تھی اتنے مین وہ عرضی حکیم فاروس کی جو آئی اور ملکہ نے کھول کر پڑھی تو مضمون وحشت مشحون حکم تاخت و تاراجی اور گرفتاری حکیم فاروس کا بجرم محبت شاہزادہ والا مرتبت پڑھ کے بفور صدمہ جانکاہ اور تصور مصائب شاہزادہ عالیجاہ اسی خیال سے اشعار

وہ نازک طبیعت وہ نازک مزاج
نہ تھا مطعون کا غم کسی کے اُسے
لگی سر کو ٹکرانے ہوا علاج
پڑے لالے عاشق کے جینے کے تئین
ہوئی جوش وحشت مین جینے سے عار
کیا نوچ کر سر کے بالون کا ڈھیر

خوب رو پیٹ کے اور ہوس اپنے جی کی نکال کے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس گئی ملکہ غنچہ خاتون نے اپنی لخت جان و جگر قرۃ العین نور بصر اپنی بیٹی ملکہ گوہر ملک کو جو باین خستہ حالی منھ تمتما یا ہوا

آنکھیں لال پپوٹے سوجے ہوئے بال سر کے پریشان نہایت مغموم و اداس آنسو بہتے ہوئے دیکھا جوش خون جگری اور فرط محبت مادری سے اٹھکر بیٹی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور بہت سا پیار کر کے پوچھا کہ واری ماں صدقے خیر باشد نصیب دشمنان طبیعت کیسی ہے تمہارا جی کیون اترا ہوا ہے آنسو چلے آتے ہین باعث تکدر اور افسردگی خاطر کیا ہے کسی نے کچھ خلاف آداب کوئی کلمہ منھ سے نکالا ہو تو مین اسکی زبان گدّی کی طرف سے نکلوا ڈالون کسی بات کی تمکو تکلیف ہوئی ہو تو مجھسے کہو اسقدر جو مغموم اور اداس کیون ہو آخر کچھ معلوم ہو ملکہ گوہر ملک کو تو بشدت گریہ ہچکی سی لگی ہوئی بات گرہ در گلو تھی ابھی ماں کو کچھ جواب دینے نہین پائی تھی کہ دلارام اور شمع وغیرہ خواصون نے ملکہ کی دست بستہ ملکہ غنچہ خاتون سے عرض کی کہ حضور حکیم فاروس نے بسبب لاعلمی اور خفتگی بخت اور گردش اپنے دنون کے جسکو اپنا بیٹا کیا تھا اور گنجاب نے شاہزادہ بلند اقبال خطاب دیا تھا وہ سنتے ہین کہ شاید شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ہمیشہ گیتی ستان تھے اور لوگ کہتے ہین کہ وہی شبخون بھی آ کے فوج پیغمبر مرسل پر مارتے تھے اور آج رات کو وہ گھیرے گئے اور لکھو کھا سوار اور پیادون مین سیکڑون کو قتل کر کے سیکڑون کو زخمی کر کے آپ بھی زخمی ہوئے مگر پکڑے نہین گئے میدان جنگ و جدال سے صاف نکلے کسی طرف کو چلے گئے ہین اس عرصہ مین جنھون نے قصور کیا انھین تو پکڑ نہ سکے اب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کو ان نالائق سردارون اور فوج و سپاہ کے افسرون نے کچھ پیغمبر مرسل کو بھڑکایا اور سکھا دیا ہے کہ قہر پیغمبری حکیم فاروس پر نازل ہوا اور حکیم صاحب کے پکڑ لانے اور گردن مارنے کو حکم ہوا ہے اور پیادے کوتوالی چبوترے کے انکا گھربار لوٹنے کو گئے ہین غنچہ خاتون نے کہا وہ تو مین نے بھی سنا پھر اِس سے مجھے کیا مطلب ہے جو جیسا کریگا ویسا پائیگا کمبختو تم سب خاک مین ملو یہ تو کہو کہ ملکہ اسطرح سے روتی پیٹتی اپنے دیدون کو خاک مین ملاتی سر پر دوہتڑ مارتی یہان کیون آئین ایسے تو کسی نے کچھ نہین کہا کسی نے کچھ رنج اور صدمہ انکو تو نہین پہونچایا ملکہ گوہر ملک نے پھر اپنا دونون ہاتھون سے منھ پیٹ کر کہا کہ واہ واہ امان تم تو خوب انصاف کرتی ہو اگر تقصیر وار تھا تو اسکا بیٹا تھا اسکو کیون نہ سب نے پکڑ رکھا لاکھون سوار و پیادے دیدہ و دانستہ کیا اندھے ہو گئے تھے کیون نکل جانے دیا جب وہ پکڑا آتا تو باواجان جو چاہتے وہ تعزیر اسکو دیتے اس سے تو کچھ زور نہ چلا میرے حکیم صاحب نے کونسا قصور اور جرم و گناہ ایسا کیا ہے جسکے قصاص مین انکے پکڑنے کو گردن مارنے لوٹ لینے کو باواجان نے فوج بھیجی ہے مجھے حکیم صاحب نے گود مین کھلایا ہے بیٹی بیٹی کہتے زبان خشک ہوتی ہے میرے نام پر وہ لاکھ جان و دل سے ہمیشہ نثار رہتے ہین انکے اگر رونگٹے کو ایذا پہونچیگی اور مین سنونگی تو اسی وقت اپنی جان باواجان پر دیدونگی یہ باواجان کی سرکار مین انصاف نہین ہے عجیب منصفی ہے عدالت نہین ہے کر جائے موچھون والا پکڑا جائے داڑھی والا غنچہ خاتون نے مافی الضمیر ملکہ گوہر ملک با توقیر کا دریافت کر کے پہلے تو گوہر ملک کی آنکھون سے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے بہت سی دلجوئی اور خاطرداری اور تسلی کر کے کہا کہ بیٹی تم تو جانتی ہو کہ سب بیٹیون مین جو محبت تجھسے ہے وہ کسی سے نہین تیرے دشمنون کی سر مو ایذا سے مجھے اپنی زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور یہ بات تو واری سچ سچ کہی ہے مین کوئی تجھے جھوٹا کیونکر کر سکیگا شعر کودکے گر بعقل پیر بود ۞ نزد اہل خرد کبیر بود ۞ واقعی کوئی کسی کے دل کا حال کیا جانے حکیم فاروس نے اسے اگر بفرط محبت بیٹا کیا تو اس جرم پر واجب القتل کسی طرح سے نہین ہو سکتا اگر شبخون مارے خونریزی کی جو کچھ جرم و خطا اور مفسدہ کیا بدیع الزمان پسر حمزہ نے کیا تھا اسی اپنے باوا کو کیون نہ پکڑ کے تعزیر دی وہ تو لکھو کھا سوار اور پیادون مین نامردون کے سر پر جوتیان مار کے چلا گیا اسکا تو کچھ نہ کر سکے بیگناہ اور بے قصور بیچارے میری بیٹی کے حکیم فاروس کو غریب اور عاجز و ناچار بیوارثا سمجھ کر حکم دیا کہ پکڑ لاؤ اور اسکا گھربار لوٹ لو اس بدذات کی وہی مثل ہے کہ عراقی سے زور نہ چلا گدھے کے کان مروڑے ارے ہان ذرا کوئی چھوکری ڈیوڑھی پر جا کے حکم پہونچا دے کہ ایک چوبدار جا کے قاتل زنگی اور مقاتل زنگی میرے دونون خانہ زادون کو بلا لائے چنانچہ ایک لونڈی نے سراپردے کے برابر جا کے محلدار سے کہا محلدار نے ڈیوڑھی پر سے ایک چوبدار کو بھیجکر ان دونون حبشی بچون کو بلوایا از بسکہ بچپن سے وہ دونون محل مین پرورش پائے ہوئے

ہین اور ملکہ گوہر ملک کی اپنا کا دودھ پیا ہی ملکہ کے دودھ شریک بھائی بھی ہین تو اُنسے کوئی محل مین پردہ نہین کرتا وہ بیساختہ اندر محل کے حضور ملکہ غنچہ خاتون جاکے مجرا کرکے عرض کرنے لگے کہ حضور آج خانہ زادون کی کیسلیے یاد ہوئی ہی ملکہ غنچہ خاتون نے اُنسے کہا کہ ارے چھوکرو بیٹا تم مجھے مفصل بیان کرو کہ تم خانہ زاد ہمارے ہو یا گنجاب کے اور گنجاب سے اور ہمسے اگر رنجش ہوجاے تو تم دونون کسکے شریک حال ہوگے قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون نے باتفاق باہم دست ادب باندھکر عرض کیا کہ ای ملکۂ آفاق حق راستی موجب رضاے خداست ۔ اگر ہمسے حضور پوچھتی ہین اور سچ کہلاتی ہین تو حق یہی ہی کہ ہم دونون خانہ زاد و زرخرید اور غلام پروردہ آپ کے ہین آپ کے باعث سے پیغمبر مرسل کو بھی جانتے ہین انکا پاس اور آداب کرتے ہین ورنہ قطعہ گر ہمہ آفاق پر گرد و ز آفریدون و جم ٭ ور ہمہ عالم بود کاؤس و دارا و قباد ٭ جز تو آشنا سم کسے را تا بود در چشم نور ٭ جز تو نستایم کسے را تا توانم لب کشود ٭ ہمکو حضور کے حکم کی تعمیل از جملہ واجبات ہی ابھی حضور ارشاد فرمائین ہم بے تامل اسکا سر کاٹ لین غنچہ خاتون نے فرمایا شاباش یہی چاہیے خیر اب ہم تمکو حکم دیتے ہین کہ گنجاب نے بعید در قصور میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کے حکیم فارروس مرد پیر اور بیگناہ کو بیحرمت کرکے پکڑ لانے اور گردن مارنیکو اور اُسکے گھر بار مال اسباب کے ضبط کرنے کو کوتوالی چبوترے کے پیادون کو بھیجا ہی تم جلد اپنے ساتھ کے سوار لیکے جاؤ کہ حکیم صاحب کو کسی طرح کا صدمہ اور رنج اُن حرام زادے پیادون کے ہاتھ سے نہ پہونچنے پائے اور سر مو اُنکی حرمت اور آبرو اور جان مین ضرر و خلل نہ پڑنے پائے اگر ایک کوڑی اور ایک پیسہ کی چیز پر انکی کسی نے دست اندازی کی ہو تو اُسکا ہاتھ قلم کر ڈالنا اور پاس سعی و سفارش کا اور آداب اور لحاظ اور مروت اور رعایت کسی کی نہ کرنا جھٹ پٹ بحفظ و امان لیکر میرے پاس بھیجدو پھر آگے جیسا کچھ ہوگا مین سمجھ لونگی قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون حبشی بچون نے عرض کی کہ خانہ زاد ابھی جاکے حکیم صاحب کو بحفاظت اور بخوشی و خرمی تمام لیے آتے ہین اور حضور کے اقبال سے کیا مجال کسی کی جو حکیم صاحب کی طرف بہ نگاہ بد دیکھ توسکے ایذا پہونچانا تو در کنار اور مال اور اسباب کا اگر انکے ایک حبہ جائے تو غلام ذمہ دار ہین یہ کہکر وہ دونون حبشی بچے ملکہ غنچہ خاتون سے رخصت ہوکر باہر نکلے اور اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوکر اسّی ہزار سوارون سے روانہ ہوے اور اثناے راہ مین دو دل ہوکر قاتل زنگی تو چالیس ہزار سوار زنگیان خونخوار اپنے ہمراہ لیکر واسطے محاصرہ کرلینے پیادگان چبوترہ کوتوالی کے اور مقاتل زنگی چالیس ہزار سوار سے واسطے حفاظت مال و اسباب و ناموس اور گھر بار حکیم موصوف کے جدا جدا ہوکر چلے تو اول قاتل زنگی اُسوقت قریب چبوترہ کوتوالی کے پہونچا کہ پیادے چبوترہ کوتوالی کے حکیم فارروس کو مطوق اور مسلسل کرکے عین چبوترہ کے تلے پہونچ چکے تھے اور سامنے سنجانی عیار بر آمدے مین چبوترے کے بیٹھا ہوا حکم دے رہا تھا کہ اس بیکراہ پیر فرتوت تیرہ انجام حکیم فارروس کو اعرابی پر بٹھلا کر جلد نادن شہر مین پہونچاؤ اور ابھی گردن مارکے اُسکی لاش کو ہاتھی کے پاؤن مین بندھوا کے سارے شہر مین تشہیر کرو اور سر اسکا فلان دروازے مین سر چوک جہان گذرگاہ خاص و عام ہی چھینکے مین رکھکر لٹکا دو کہ اورون کو عبرت ہو اور پھر مرتکب ایسے امور مکاری کا نہو ناگاہ چالیس ہزار سوار سے قاتل زنگی کو جو آتے دیکھا سنجانی عیار تو جھٹ پٹ چھپ کر چبوترہ کوتوالی کے اُس پار نکل گیا اور سیدھا براے اطلاع گنجاب بھاگا یہان قاتل زنگی نے اپنے ساتھ والے سردارون سے کہا کہ ان پیادون پاجیون کو تلوار سے تو خبردار کوئی نہ مارنا کوڑے مارنا شروع کردو اور حکیم صاحب کو چھین لو ہرچند ہرکارے چپراسی اور افسر و پیادے وغیرہ نے چبوترے کے داد و فریاد کرکے کہا کہ ہان ہان میان کیا کرتے ہو یہ بندہ ہوا پیغمبر مرسل کا ہی انجام اسکا اچھا نہین حبشیون نے کچھ خیال نہ کیا اور مارے کوڑون کے کسی کو تلوار کھینچنے تک کی فرصت نہ لینے دی ہزار بارہ سو پیادون کے بدن کو پاش پاش کرکے زمین مین بچھا دیا اور صاف حکیم فارروس کو چھین کر ہتھکڑیان ہاتھون کی بیڑیان پاؤن کی جھٹ پٹ وہین کے عملے سے کٹوا کر اپنے ہمراہ ایک گھوڑے پر سوار کرلیا اور حضور ملکہ غنچہ خاتون روانہ ہوے اور وہان مقاتل زنگی کا حال سنیے کہ جسوقت چالیس ہزار سوارون سے حکیم فارروس کے مکان پر پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ وہی طرہ باز خان جمعدار کوئی

ہزار بارہ سو پیادہ ساتھ لیے تمام مال و اسباب نقد و جنس حکیم صاحب کے گھر کا نکلوا کے باہر دیوانخانہ میں جمع کر کے انبار لگا دیا ایک بند
کاغذ پر لکھ کر آ جاتا ہے اور اپنے ساتھ والے پیادوں سے کہتا ہے سنا یارو خبردار نہار مجھ سے چھپا کے کوئی شی خورد برد بالا بالا نہ کر جیسا تم
یارو تم سب جانتے ہو کہ میں پانچ روپیہ کا نوکر تم سب کا افسر ہوں اور جو پیغمبر مرسل سے کہونگا وہی ہوگا دیکھو نشان کے تلے سبکو قسم
کھانا پڑیگی ایک پیسے کا تغلب تصرف نہ ہونے پائے پھر آگے میں ایسا نہیں اور طامع بھی نہیں جو کچھ کہ تم سبھوں کا حصہ رسد تجویز
ہوگا تمہیں بھی حوالہ کر دونگا ابھی وہ جمعدار یہی اپنے ساتھ والوں پیادوں سے کہہ رہا تھا کہ سامنے مقاتل زنگی کو مع چالیس
ہزار سوار زنگیان مردم خوار کے جو آتے دیکھا تو پیش خود یہ تجویز کر کے کہ یہ بھی میری مدد اور تائید کے واسطے آتے ہیں وہیں سے عجیب
ایک بانکپن اور تمکنت سے صاحب سلامت کر کے کہنے لگا کہ کچھ اب آپ کے آنے کی احتیاج نہ تھی میں پیادہ شطرنج کا ہوں کہ
اس چبوترے کی نوکری کی بدولت تمام شہر سنجان کے بڑے بڑے امیر اور وزیروں کے گھوڑے ہاتھیوں کو میں نے ایک چال
سے قدم آگے نہیں بڑھانے دیا اور بڑے بڑے منصوبہ باز شاطروں کا میرے سامنے رخ نہیں پڑا اس بیچارے حکیم کی کیا
اصل و حقیقت تھی میں کب کا تمام مال و اسباب نقد و جنس ڈھیر کر چکا ہوں یہاں خاتمہ بالخیر بازی بات پر پھر تم صاحبوں کو تضیع
اوقات کرنا کیا ضرور مقاتل زنگی نے یہ گفتگو عیاری و طراری اس جمعدار کی سنکے اپنے ساتھ والے سواروں سے اشارہ کیا
کہ ہاں ذرا اس بڑے جینٹلیے حرامزادے کی مع اسکے ساتھ کے پیادوں کے ایک ایک پاؤں کی جوتیاں تو اتروا لو خبردار اور کسی سے
جوتی پیزار نہ کرنا نہ کوڑے مارنا وہ جمعدار یہ کیفیت سواروں کی دیکھ کر اپنے جی میں نہایت ششدر اور حیران ہو کر کہنے لگا کہ صاحب
ہمارے ایک ایک پاؤں کی جوتیاں اتروانے سے تمہارا کیا مطلب ہے مقاتل نے کہا کہ جمعدار صاحب تمکو خلعت خلعت کر کے لیجائینگے
اسمیں اُدھر دیکھا تو جھٹ پٹ حبشیوں نے گھوڑوں پر سے اتر اتر کر تمام پیادوں کو محاصرہ کر لیا اور تلواریں کھینچ کھینچ کر کہا بس خیریت
اسی میں ہے کہ اپنے پاؤں کی ایک ایک جوتی اتار دو پیادوں نے مارے ڈر کے جلد جلد ایک ایک جوتی پاؤں سے اتار کر ایک ڈھیر
لگا دیا تب مقاتل نے اُسی قرب و جوار کے چمار پکڑوا بلوائے اور اُنسے دو ہار جوتیوں کے بندوا کے ایک تو ان جمعدار کے گلے میں ڈلوا
دیا اور دوسرا ٹٹو کے گلے میں ڈال کے حبشیوں سے کہا کہ ہاں ارے کوئی دیکھو حکیم صاحب کے مال و اسباب خانہ میں کہیں کوئی
تابہ آہنی یا ورچیخانہ کا ہاتھ آ جائے تو ڈھونڈھ کر جلد لاؤ حبشیوں نے کچھ تی ظروف جو وہاں سب لوٹ میں آ گئے رکھے تھے انہیں سے
ڈھونڈھ کر کے تو نے نکال سے مقاتل نے کہا کہ ان توؤں کی سیاہی سے جمعدار صاحب کا منہ خوب سا سیاہ کر کے کہو کہ آپ اپنے ٹٹو پر
سوار ہو کر حضور پیغمبر مرسل تشریف لیجائیں حبشی بچوں نے جمعدار کو پکڑ کے تمام سیاہی ان توؤں کی منہ پر انکے ملی ہر چند جمعدار
صاحب واویلا کر کے چلا چلا کے کہا کیے کہ ارے مقاتل زنگی میں مرد لقا پرست بڑا ذی عزت پانچ روپیہ کا نوکر ایسا تھا کسی بات
میں زبردست نہیں یہ کیا بدعت اور زبردستی تم کرتے ہو میں نے تو کام سرخروی کا کیا ہے پھر کالا منہ نہ کرو مقاتل نے کہا کہ
چپ رہ او بدذات ہم تجکو اپنا ہمرنگ بنا کے چھوڑے دیتے ہیں یک رنگ ہو رہنا اچھا ہوتا ہے خیریت اسی میں ہے کہ اپنی جان بچا کر
جلد یہاں سے چلا جا اور جس وقت تو اس صورت سے گنجاب کے پاس جائیگا تو یہی باعث تیری سرخروئی کا ہوگا تو نے وہ مثل
نہیں سنی مثل کالا منہ کر جگ دکھلا دے ؛ تب لالوں میں لالی پاوے ؛ اور تو امتحان کر دیکھ کہ ابھی تیرا پانچ ہی روپیہ درماہا
سرکار سے ہے اب جو پیغمبر مرسل تیرا منہ دیکھینگے تو بہت سا اضافہ تیرا ہو جائیگا اور جو یہاں زیادہ بک بک کریگا تو او بدذات
ابھی تجھے ذبح کر ڈالونگا جمعدار نے کہا بہت خوب بہت بہتر جو آپ فرماتے ہیں دیکھ لیجیے کہ ہم بھی سپاہی زادے کوتوالی چبوترہ
کے پیادے ایسے وضعدار اور اپنی بات کے پورے ہیں کہ اگر اسی طرح سے پیغمبر مرسل کی بارگاہ میں نہ جائیں تو پھر ہمکو لقا
پرست نہ جانیو اور جمعدار صاحب نہ کہنا القصہ یہ طول دینا تا چند مختصر یہ کہ وہ جمعدار تو مع ہزار بارہ سو پیادے اپنے ساتھ
والوں کے ٹٹو پر سوار ہو کر اسی ہیئت سے سمت بارگاہ گنجاب روانہ ہوا اور مقاتل زنگی نے تمام اسباب نقد و جنس

حکیم فاروس کا پھر اُٹھوا کے اُسی مکان مین بحفاظت تمام رکھوا دیا اور سو سوار اپنے ہمراہ کے وہان متعینہ کرکے حکم دیا کہ اگر کل آفاق و تمام
لشکر گنجاب کا بھی آکر یورش کرے پہلے تم ایک سوار دوڑا کے ہمکو خبر کرا دینا بعد ازان تا وقتیکہ تمہارے بسکے دھڑ پر سر نہ رہے خبردار خبردار
کسی کو یہان تک آگے قدم نہ بڑھانے دینا اور ایک ادھی دمڑی کی چیز حکیم صاحب کی ضایع ہونے نہ پاے یہ کہکر سقاتل زنگی بھی مراجعت
کرکے بحضور ملکہ غنچہ خاتون جاتا ہی اب یہان جبتک شمہ حال ان جمعدار صاحب کا بیان کیا جاتا ہی کہ جمعدار صاحب جب ٹٹو پر سوار
ہوکر چلے ہین تو تھوڑی دور پر جاکے ساتھ والے پیادون نے ہر چند کہا کہ جمعدار صاحب ذرا اُتر لیجیے اور یہان تالاب وغیرہ یا کسی جھیل
پر منھ ہاتھ دھو ڈالیے اور ہار کو گلے سے نکالکر پھینک دیجیے تو چلیے جمعدار نے جواب دیا کہ تم سب محض نادان اور احمق ابھی نا تجربہ کار
تین تین روپیہ کے پیادے ہو تمکو حال دربار کا اور امیرون اور خاوندون کے مزاج کا کیا معلوم ہی اور تم جمعداری اور سپہ گری کیا جانو
مین ایسا دیوانہ اور احمق نہین جو اب یہ جوتیون کا ہار اپنے گلے سے اُتارون اور کالا منھ کرا کے پھر آپ دھوون قسم ہی خداوند لقا کی
اسی صورت سے سامنے پیغمبر رسل کے جاؤن تو سہی کون چاہیے کہ میری بات مین میری وضع مین میری سپہ گری مین ورغلا کے
بہکا کے فرق لائے سو کبھی نہین ہوگا ہمارے منھ سے جو بات نکل وہ نکلی مصرع ع ہر مرد کہ گوید نکند زن بہ ازوست ؛ غرض کسی طرح سے جمعدار
نے پیادون کا کہنا نہ مانا اور تا وقتیکہ بیرون شہر چلا آیا کسی نے کچھ نہ کہا جبکہ اندرون شہر سنجان پہونچا تو یہ صورت جمعدار کی دیکھکر کہ ایک
شخص منھ کالا کیے جوتیون کا ہار گلے مین پڑا ہوا ٹٹو پر سوار اور گرد و پیش ہزار بارہ سو پیادے ایک ایک جوتی پانون مین ہی کالی کالی
وردیان گلے مین سب ہتیار لگائے خاموش اور خود فراموش چلے آتے ہین ایک سانگ ہولی کا سمجھ کر تماشائی ہوے ہزارون بچے
لڑکے بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے سیکڑون نوجوان گبرو گنڈے شہر کے غریب و غربا دنی اعلیٰ کے بیٹے پوتے دور برے ہاتھون مین خنجریان
رنگین ڈھولکین مجیرے لیے ڈنڈے بجاتے تالیان دیتے چارطرف سے ہنستے قہقہے مارتے دوڑتے چلے آتے تھے جبکہ پیادے کسی
کو منع کرتے تھے یا لڑکے تلوارین پکڑ کے مارنے کو دوڑتے تھے اُسوقت جمعدار صاحب نہایت درہم و برہم ہوکے کہتے تھے کہ تم
کون ہو جو سب کو منع کرتے ہو مین تمہارا جمعدار افسر ہوکے تو کسی کو منع نہین کرتا اور چاہتا ہون کہ یہ نہین میرے ساتھ چلے آئین
تم خلاف مرضی اور بدون میرے حکم کے روکنے اور منع کرنے والے کون ہو وہ پیادے سب چپ ہو جاتے ہین غرض نوبت
بایدرسید کہ قریب پانچ چار ہزار لونڈون کے ساتھ ہو گئے اور گھنتال خنجریان وغیرہ بجاتے قریب بارگاہ پیغمبری پہونچے اور
جمعدار صاحب اپنا ٹٹو بڑھا کر چاہتے تھے کہ دروازۂ بارگاہ مین قدم رکھین کہ چار طرف سے خاص بردار دربان مردہے چوبدار
عصا بردار ہان ہان کرکے کون ہی کون ہی ابے او مسخرے سانگیے بدون حکم پیغمبر رسل کے یون بے ادبانہ کہان چلا جاتا ہی چاہا
کہ روکین جمعدار نے تو یہ کہکے حاضر مین خان جمعدار کوتوالی چبوترہ کا ملازم پیغمبر رسل ہون مجھے کیون روکتے ہو جبکا جورو پر
زور اور قابو ہوگا اُسکا یہی حال ہوگا اور یہ میرا منھ کالا نہین ہوا یہ تو پیغمبر رسل کا منھ کالا ہوا ہی مردہے چوبدارون دربانون
نے آخر کو جبکہ پہچانا اور جانا کہ فی الحقیقت یہ طرہ باز خان جمعدار قدیم چبوترہ کوتوالی کا ہی اسکی ممانعت کبھی نہین کی اُسوقت
اتنا تو کہا کہ اچھا جمعدار صاحب تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم پیغمبر رسل سے تمہاری اطلاع کرکے اجازت لے آئین تو تم اندر جاؤ اسمین جمعدار
تو چاہتا تھا کہ ذرا ٹھہر بھی جائے مگر چارون طرف سے لونڈون کا اور تماشائیون کا اسقدر جب رولا اور ریلا ہوا کہ ہر چند چوبدارون
دربانون عصا بردارون نے سونٹے اور عصے اُن سبھون کے مارے مگر توبہ و استغفار وہ شیطان ہین لونڈون کا ریلا
رولا اور بلوہ تماشائیون کا کوئی روک سکتا تھا سب بیساختہ اندر بارگاہ کے گھس پڑے جمعدار بھی اُسی ریلے کے ساتھ
مع تمام اپنے پیادون کے اندرون بارگاہ پہونچا اور شور و غل جو بہ کثرت و شدت ہوا تو گھبرا کے گنجاب چاہتا تھا کہ پوچھے
یہ کیا ہنگامہ ہی کہ ناگاہ وہ جمعدار سامنے گنجاب کے جاکے ٹٹو پر سے کود پڑا اور تمام بارگاہ نشین ہان ہان کرکے کہتے رہے کہ ای
کوتوال کے لوگو لینا اس بدذات گستاخ سیاہ رو شوخ چشم کو یہ کون ہی جو بے ادبانہ دیوانہ وار یہان ہیئت و ہیبت بارگاہ پیغمبری

مین چلا آیا جمعدار نے جلدی سے وہ جوتیون کا ہار اپنے گلے سے آتار کر گنجاب کے روبرو پھینکا اور باآواز بلند کہا کہ مین طرہ باز خان جمعدار کوتوالی چبوترہ سرکار کا قدیم ملازم اور نمکخوار ہون مگر جو رئیس اپنی بی بی پر تابع ہوگا اُسکے نوکر کا تو کیا اُسکا خود یہی حال ہوتا ہی قاتل و مقاتل حبشی بچون خانہ زاد ملکۂ آفاق ملکۂ غنچہ خاتون محل خاص نے بیگناہ حکیم فارہ وس کے مال و اسباب نقد و جنس کی ضبطی کرنے اور حکیم فارہ وس کے گرفتاری کرکے لانے کے عوض مین منھہ کالا کرکے جوتیون کا ہار خلعت دیا واہ کیا حکم پیغمبری ہی یہ سب صاحب بچشم عدالت اور بنظر انصاف دیکھ فرمائین کہ یہ کالا منھہ میرا ہوا یا پیغمبر برسل کے دشمنون کی روسیاہی ہی گنجاب نے وہ جوتیون کا ہار اپنی مسند کے قریب گرتے دیکھا اور اُس جمعدار کو یہ کلام کرتے جو سُنا تو اپنے دل مین نہایت ذلیل اور خفیف ہوا اور جی مین بخیال اسکے کہ ملکۂ غنچہ خاتون اور میری بیٹی ملکہ گوہر ملک یقین ہی کہ مجھسے بہت ناراض اور کشیدہ خاطر ہوگئی ہین بہت سا لخائف و ترسان حیران و پریشان نہایت درہم و برہم ہو کر کہنے لگا ارے کوئی حاضر ہی جلد اِس پاجی بد ذات کو یہان سے نکالو اور پا بجولان کرکے زندانخانہ مین پہونچا دو ہین یہ کیا غضب کیا مین نے کیا حکم دیا کہ حکیم فارہ وس کو قید کرلاؤ اور اُسکا گھر بار تاخت و تاراج کرو جیسی اس ملعون حرامزادے پاجی نابکار نے ذلت اور رسوائی کی حرکت کی قاتل مقاتل نے بہت خوب کیا جو اسکو سزا دی بلکہ ابھی میری مرضی کے موافق تعذیر قرار واقعی اُسکو نہین دی اور نوکری سے تو اُسے موقوف اور تنخواہ سب اُسکی ضبط کرکے داخل خزانہ عامرہ کرو اور بقید شدید اُسکو لیجا کے زندانخانہ مین رکھو کیا غضب کی بات اور کیا ظلم صریح اِس مفسد نے کیا ہی کہ وہ بیچارہ حکیم فارہ وس بوڑھا آدمی قدیمی نمکخوار میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کا معالج بیگناہ محض بیقصور تھا اُسکو اُسنے گرفتار کرکے چبوترہ کوتوالی مین لیجانا اور اُسکا گھر بار و پیہ کا مال و اسباب ضبطی کرنا چاہا تھا کیا ہو خون آشام بھلا مین تجھسے پوچھتا ہون کہ جسوقت یہ خبر ملکہ غنچہ خاتون اور میری بیٹی کو پہونچیگی تو بتلا کہ میری طرف سے اُنکو کیا ملال گذریگا غرض یہ کہکر نہایت اپنی جان سے تنگ اور دل مین تھرّاتا اور کانپتا اُسی وقت دربار برخاست کرکے طرف محل کے روانہ ہوا

تتمۂ داستان ملکۂ غنچہ خاتون بیان کیا جاتا ہی

جسوقت قاتل زنگی حکیم فارہ وس کو بحفظ آبرو تمام اُن پیادون کے ساتھ سے نجات دے کے ڈیوڑھی پر لایا اور یہ قاتل نے اُس جمعدار کو خوب سا ذلیل کرکے اسباب و مال حکیم فارہ وس کا اُس سے لے کرکے بدلجمعی اور بخوبی پھر اُسکے مکان مین رکھوا کے اُس مکان کو مقفل کر دیا اور چوکی پہرا اپنے سوارون کا بٹھا کے بحضور ملکۂ غنچہ خاتون آکے سب حال مفصلاً اور شرحاً عرض کیا تب ملکۂ غنچہ خاتون نے حکیم فارہ وس کو تو علیحدہ ایک مکان مین رہنے کو حکم دیا اور کہا تم گھبرانا مت حکیم صاحب کیا طاقت کسی کی جو کوئی تمسے کسی طرحکا تعرض کرسکے بعد ازان تمام اپنی خواصون اور ملازمون سے یہ کہا کہ خبردار آج جسوقت پیغمبر برسل محل مین آئے تو تم سب لپٹ کر ایک ایک بال اُسکی ڈاڑھی کا نوچ ڈالنا آج مین اُس بیغیرت کی ساری پیغمبری اور شیخی کرکری کیے دیتی ہون وہ نامعقول اپنی پیغمبری مجھی کو دکھانے چلا ہی بعد ازان آپ جا کے لیٹ رہی یہان تمام لونڈیان باندیان ہمدمین مصاحبین مقربین مامائین مغلانیان پیشخدمتین انائین و دائین چھوچھو اور نوکرین چاکرین ملکۂ غنچہ خاتون اور ملکہ گوہر ملک کی قدیم الایام سے گنجاب کے ہاتھون تنگ آ کر جلائی ہوئی تھین آج جو ملکۂ غنچہ خاتون نے نہایت غیظ و غضب سے اسطرحکا حکم دیا تو سارے محل مین دھوم تھی اور لونڈیان باندیان بغلین بجاتی قہقہے مارتی کہتی پھرتی تھین کہ پیغمبر برسل نے خوب ہمکو کوڑے اور جوتیان ماری ہین ہمیشہ ہمپر مار پیٹ کیا کرتے تھے آج ہم بھی ذرا کیفیت خوب دیکھینگے اور اپنے دل کی بھڑاس کو نکالینگے اور تکلف یہ کہ نہ اِسکی بازپرس ہوگی نہ اسکا مواخذہ ہمسے ہوگا ہم تو اسی ملکۂ آفاق کے تابعدار ہین جو اُنکا حکم ہوگا کیونکر اُسکی تعمیل نہ کرینگے ملکہ گوہر ملک اپنے مکان مین خاموش پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی اور اپنی محرمون ہمدمون کنیزون سے وہی تذکرہ شاہزادہ بدیع الزمان کے روز دلہن اپنے لیچلنے کا شہر سنجان مین اور پھر بیہوشی دیکر اپنے لانے کا کرکے کہہ رہی تھی کہ ہاے مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسی افتادین ہونگی و لا رام وغیرہ سب خواصین سمجھاتی تھین کہ ملکۂ عالم آپ بدحواس نہون دیکھیے فضل الٰہی شامل حال ہو جاتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان بہت

صاحب اقبال ہی مصرع کہ اُسکے بخت کی کھاتا ہی آسمان سوگند ۔ حضور نے بچشم اپنے ملاحظہ فرمایا ہی کہ کن کن بلیات سے جناب احدیت نے انکو محفوظ رکھا ہی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب پھر دو چار دن مین کہین نہ کہین سراغ گھوڑے کے لیجانے کا مسمع اقدس مین پہونچا چاہتا ہی اور مژدہ صحت و تندرستی شاہزادہ والاصفات سے پھر دیکھی جشن عیش و نشاط ملاحظہ فرماینگا ابھی یہی باتین کر رہی تھین کہ وہان گنجاب نے ڈیوڑھی محل کی آکے محلدار سے پوچھا کہ محلدار ملکہ غنچہ خاتون کیا کرتی ہین اور کس شغل مین ہین محلدار دوڑی اور ہاتھ سے اشارہ ممانعت کا کیا اور قریب آکے کہنے لگی کہ یا پیغمبر رسل واسطے خداوند مجید ہزار منت کے آپ ایسے وقت یہان سے تشریف لیجائین یہان اسوقت ٹھہرنا آپ کا مناسب نہین آج ملکہ آفاق نہایت درہم اور برہم ہین اور لونڈی کیا عرض کرے جو کچھ انھون نے حکم اپنی خواصون کو دیا ہی گنجاب کا یہ حال ہوا کہ عنقریب تھا پیشاب خطا ہو جاے بہت گڑگڑاکے اور بہت سماجت کر کے کہنے لگا کہ محلدار مین تجھے بہت بڑا بھاری خلعت اور تیرے دونون بیٹون کو دو دو روپیہ روز کی اسامی سوارون مین اسپ اور تصحیح معاف کر دونگا تو ذرا جاکے میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کو میرے پاس تک بلا لا محلدار نے کہا یا پیغمبر رسل مین آپ کی لونڈی تابعدار ہون مگر اسوقت مین نہین جا سکتی ملکہ غنچہ خاتون کی نہایت مناہی اور ممانعت ہی کہ خبردار کسی کا پیغام سلام تو نہ لانا قربان گئی ناک چوٹی اپنی کون کٹواے اپنی آبرو بڑی چیز ہی گنجاب نے کہا کہ محلدار تو بڑی احمق ہی کبھی تیرے واسطے کوئی بات آبروریزی کی ہونے پائیگی تو وہان تک ذرا جا تو سہی فقط میری بیٹی کو میرے آنے کی اطلاع کر کے چلی آنا یہ کہکے گنجاب نے پانچ اشرفیان محلدار کو دین اور یہ کہا کہ مین یہان سے مراجعت کر کے جسوقت کہ بارگاہ مین گیا اسوقت تجھے خلعت بھیجونگا اور تیرے دونون لڑکون کی اسامیان دستخط کر دونگا غرض کہ محلدار بہت سے حیلے حوالے عذر و معذرت کر کے بہزار دشواری یہ کہکر کہ آج تک حضور نے کبھی دو روپیہ کا سلوک لونڈی کے ساتھ نہین کیا اب جو قیامت کا سامنا ہی تو مجھے آگ مین جھونکنے کے لیے آپ یہ دم دلاسے کی باتین مجھسے کرتے ہین خیر مین جاتی ہون اگر موقع پاؤنگی تو پیغمبرزادی سے کہہ آؤنگی پردہ اٹھاکر اندرون محل کے ابھی محلدار نے قدم رکھا ہی کہ خواصون لونڈیون باندیون نے محلدار کو آتے دیکھکر کان کھڑے کیے اور تیوریان بدلین اسمین محلدار جاکے ملکہ گوہر ملک کے مکان تک پہونچی کہ دس بیس خواصین بھی پیچھے پیچھے محلدار کے دوڑین دو چار نے پوچھنا شروع کیا کہ محلدار کیا پیغمبر رسل تشریف لائے ہین محلدار نے کہا نہین بی بی پیغمبر رسل سے مجھے کیا واسطہ تھا مجھے سواے ملکہ آفاق کے حکم کے اور کوئی واسطہ غرض کسی سے نہین اپنے کچھ کام کے لیے پیغمبرزادی کے پاس جاتی ہون یہ سُنکے اور بیس چالیس خواصین لونڈیان باندیان دوڑین کہ کہیاکہو محلدار کیا آیا پیغمبرزادی سے اسوقت تیرا کام کیا درپیش ہوا مگر یقین کلی ہوا کہ پیغمبر رسل نے کچھ پیام بھیجا ہی یا خاصے کا وقت ہی اب تشریف لائے ہونگے تو نے ڈیوڑھی سپرد کی ہی اور کچھ سکھا پڑھا کے اندر نہین آنے دیا محلدار ہرچند ہان ہان نہین نہین کرتی تھی پھر تو یہ عالم تھا کہ چار طرف سے چھ سات سو لونڈیان باندیان کٹنیان جلی ہوئی لیکر دوڑین اور اسطرح کا رلو اور بلوہ ہوا کہ محلدار کو اپنی عزت اور جان بچانا ان سبھون کے ہاتھ سے مشکل ہوا یہ خبر ملکہ گوہر ملک تک پہونچی ہرچند ملکہ کی بھی خواصین سب گنجاب کی دشمن ہو رہی تھین مگر بہ لحاظ و پاس ملکہ کے کچھ بہ ظاہر بول نہین سکتی تھین گوہر ملک نے کہا کہ یہ چھوکریون نے کیا محلدار کے پیچھے شور و غل کر رکھا ہی ذرا دریافت تو کرو کہ ماجرا کیا ہی دلارام نے کہا ملکہ عالم ماجرا یہ ہی کہ محلدار جو آئی بڑی حضور کی خواصون نے پوچھا کہ محلدار کیا پیغمبر رسل آئے ہین محلدار نے کہا نہین مین تو پیغمبرزادی کے پاس کچھ اپنے کام کو جاتی ہون اسپر سبھون نے بلوہ کیا اور کہتے ہین پیغمبرزادی سے تجھے کیا کام ہی معلوم ہوتا ہی کہ پیغمبر رسل آئے ہونگے تو نے انکو کچھ بہ طمع دنیا سکھلا پڑھا کے اندر آنے نہین دیا اور انھین کا شاید کچھ پیغام لیکے ملکہ عالم کے پاس جاتی ہی گوہر ملک نے کہا تو جا اور ان سب نالائقون چھوکریون کو منع کر کہ محلدار میرے پاس آتی ہی تم آنے کیون نہین دیتی ہو دلارام نے اٹھکر سبکو روکا اور کہا پیغمبرزادی نہایت خفا ہوتی ہین اور فرماتی ہین کہ محلدار کو میرے پاس کیون نہین آنے دیتی ہو غرض یہ کہکر جون تون محلدار کو دلارام اپنے ہمراہ ملکہ گوہر ملک کے پاس لائی لیکن دس پانچ چھوکریان لونڈیان باندیان ملکہ غنچہ خاتون کی بھی آہستہ آہستہ محلدار کے پیچھے پیچھے چلی آئین جبکہ محلدار ملکہ گوہر ملک

٦

کے پاس پہونچی اور اُسنے جھک کر مجرا کیا بلائین لین تو ملکہ نے پوچھا کہ محلدار خیر تو ہی کیون کیا کہتی ہو محلدار نے کہا کہ لونڈی عرض کر گئی ابھی لونڈی کے پیٹ مین دم نہین سماتا خواصون نے مجھکو دکھا دیا اور دیوانہ بنا لیا ہو ملکہ گوہر ملک نے اپنے جی مین سوچی کہ بیشک باواجان آئے ہین فرمایا کہ اچھا تو ٹھہر جاؤ اور اپنی خواصون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ذرا تم سب یہان سے ہٹ جاؤ مجھے خود کچھ محلدار سے کہنا ہو وہ لونڈیان خواصین مصاحبین سب حسب الحکم ملکہ کے اُٹھین مگر وہ بھی اپنے جی مین یہی سوچتی ہوئی کہ پیغمبر رسل کا پیغام لیکے محلدار آئی ہو اسواسطے پیغمبر زادی نے الگ ہٹا دیا ہو ملکہ غنچہ خاتون کی خواصون سے اشارون مین کہا کہ یہی وقت ہو ہوشیار رہنا بیچ پیغمبر رسل آئے ہین ہم سب بخوف پیغمبر زادی کے ابھی کچھ نہین بولینگے پھر ہم بھی سب تمھارے شریک ہوجائینگے بارے ادھر سب لونڈیون باندیون خواصون اناؤن ددّاون ماماؤن اور مغلانیون پیشخدمتون باری دارون وغیرہ کا بلوا عام ہو اور ملکہ غنچہ خاتون سامنے بارہ دری کی صحنچی مین پڑی پڑی دیکھ رہی ہو بلکہ اکثر کہتی تھی کہ ہان اگر وہ موذی آیا ہو تو جتنا تمسے ہوسکے خوب اُسکو راضی کرنا اور ڈاڑھی مین اُس موذی کاٹے کی ایک بال نہ چھوڑنا مگر یہان کا حال سنیے کہ محلدار چارطرف دیکھتی جاتی اور مارے ڈر کے جان نکلی ہوئی بات کہتی کچھ ہی منھ سے نکلتی کچھ ہی بہ ہزار خرابی اُسنے کہا کہ حضور اسوقت پیغمبر رسل تشریف لائے ہین اور لونڈی نے ہر چند منع کیا مگر وہ نہین مانتے ہین فرماتے ہین کہ تو جس طرح سے بنے ذرا میری بیٹی کو میرے پاس تک بلا دے اب لونڈی کی حرمت اور جان حضور ان خواصون کے ہاتھون سے اور بڑی حضور کے عتاب اور خطاب سے بچا لین تو بچتی ہو ورنہ آج لونڈی کی جان و آبرو دونون جاتی ہین یہ سنکے گوہر ملک آپ اُٹھی اور محلدار کو اپنے ساتھ لیے ہوے ڈیوڑھی کی جانب چلی اور ادھر بلوہ چھوکریون کا ہوا اور بلائین سی چارطرف سے چلین اور کنگھیان اور دستپنے اور کندے لے لے کر دوڑین گوہر ملک نے دلارام سے کہا ذرا کوڑا تو لاؤ اور دلارام حسب الحکم ملکہ کے کوڑا لائی ملکہ گوہر ملک نے کوڑا لیکے کہا ستقلما مالزادیو کیون تمھاری کمبختیان آئی ہین ارے یہ کیا بد ذاتی ہو مین کیا جانے کس کام کو ذرا محلدار کو ساتھ لیے ڈیوڑھی تک جاتی ہون تمنے یہ آفت کیون برپا کی خبردار جو کوئی تم مین سے آگے قدم بڑھاکے رکھے یا ذرا سا بھی کچھ شور و غل کریگا تو مارے کوڑون کے پرزے اُڑا دونگی اب وہ خواصین لونڈیان باندیان وغیرہ ٹھٹھک گئین اکثر نے جا کے ملکہ غنچہ خاتون سے کہا کہ حضور پیغمبر زادی ہمکو روکتی ہین اور خفا ہوتی ہین اور ہمکو خوب یقین ہوگیا ہو کہ پیغمبر رسل ڈیوڑھی پر آئے ہین ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ ہرجا ارے دیکھو مین لڑکی سے کہے دیتی اور سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر باواز بلند کہا کہ بیٹا گوہر ملک تمکو میری جان کی قسم اگر وہ ایسا منحوس آیا ہو تو تم خبردار چھوکریون کو منع نہ کرنا گوہر ملک نے کہا امان جان پہلے ذرا آپ سن تو لین کون آیا ہو اور کسکے واسطے مین نے ان مالزادیون کو منع کیا ہو یہ سب مست ہوگئی ہین خوامخواہ بلوہ رولا کیے ہنگامہ شور و غل برپا کر رہی ہین غرض یہ کہ ملکہ گوہر ملک ڈیوڑھی پر گئی اور محلدار نے پردہ اُٹھا کر گنجاب سے کہا کہ حضور اسوقت کوئی صورت لونڈی کی جان و آبرو بچنے کی نہ تھی پیغمبر زادی کے صدقے مین زندہ اور سلامت خواصون کے بلوہ سے بچکر آئی ہون تو جو آپ کو کہنا سننا ہو جلدی سے چپکے چپکے کہہ لیجیے پیغمبر زادی تشریف لائی ہین گنجاب نے گوہر ملک کو دیکھکر کہا بیٹا مین نے سنا تمھاری ماں آج مجھسے کچھ رنجیدہ اور آزردہ ہین کیا سبب مین نے تو کوئی بات خلاف اُنکے مزاج کے ایسی نہین کی جسکے باعث اُنکو رنج پہونچا ہو گوہر ملک ازبسکہ حلیم اور سعادتمند بامروت ہو باوصف اسکے غصہ اور رنج اور صدمہ تو دل مین بشدت تھا لیکن باپ کا منھ دیکھکر سر جھکا لیا اور یہ کہکر باواجان آپ کو یہ بات لازم نہ تھی بھلا میرے حکیم صاحب نے حضور کا کیا قصور کیا تھا شبخون کوئی مارے واجب القتل حکیم صاحب ہون حکیم صاحب نے پسر حمزہ سے نیکی کی تھی کچھ بدی تو کی نہ تھی اور اگر اُنکو اطلاع اس امر کی ہوتی تو وہ اپنے گھر مین اُسکو کیون رکھتے لاعلمی سے اُنھون نے اپنا فرزند نامزد کیا گھر مین رکھا تھا اسمین حضور کا جرم اور گناہ حکیم صاحب نے کیا کیا آپ نے کیون اُسکو شاہزادہ بلند اقبال خطاب دیا تھا انصاف اور عدالت کو ہاتھ سے نہ دیجیے امان جان اسی بات پر خفا ہین اور مین نے تو امان جان کو ہر چند سمجھایا مگر کیا کہون وہ نہایت ہی درہم برہم بیٹھی ہین نہ میرا زور آپ پر چلتا ہو نہ مین امان جان سے

کچھ کہہ سکتی ہون گنجاب نے کہا بیٹا مین تمہارا اُسکا کیا گناہ اور کیا قصور وہ قدیم سے میرے گھر کا نمکخوار ہی کہ اُسنے گود مین کھلایا غریب سلیم مرد پیر دولتخواہ میرا محض بے جرم و خطا اُسکو بھلا مین کیون گرفتار کرنے اور اُسکا گھر بار لوٹنے کو حکم دیتا ماجرا یہ ہوا کہ گیا ہور خون آشام نے شاید بدون میری اطلاع کے یہ حکم دیا تھا کہ کوئی جاکے حکیم فاروس کو بھی بلا لاؤ تاکہ اُن سے دریافت کرین کہ تمنے لیسر حمزہ کو کیونکر اپنا بیٹا کیا تھا اور اُسکا سراغ استقامت کا جو انکو معلوم ہو تو وہان دوڑ بھیجین جبکہ مین نے یہ حال سُنا تو مین بہت خفا ہوا اور گیا ہور خون آشام کو اُسی وقت سے مین نے نظربند کیا ہی یہ تو بات کوئی ایسی نہین جس مین تمھاری امان جان مجھسے ناراض ہون یا دانستہ ایک بات اگر کسی اور سے ہو گئی اور مجھے اطلاع مطلق نہ تھی اُسپر مین نے اُسکی تعذیر قبل تمھارے کہنے کے دی پھر وجہ رنجش کیا ہی خیر تم جاؤ اور اپنی مان کو میری طرف سے عذر کرکے سمجھاؤ کہ مین قسم خداوند بیچون و ہزار خاک باختر کی کھاکے کہتا ہون میرا اُسمین سر مو لگاؤ نہ تھا اور ای ملکہ گوہر ملک بیٹا سنو مجھے تمھاری مان کے بگڑجانے کا کچھ ڈر نہین خداوند لقا تجھے سلامت رکھے مین تجھے اپنا ذریعہ و وسیلہ ایسا رکھتا ہون کہ ہزار وہ بگڑینگی تو میرا کچھ نہ کر سکینگی بقول سعدی شیرازی کے چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان × قصہ مختصر ملکہ گوہر ملک یہ کہکر کہ خیر باواجان آپ ذرا یہین تشریف رکھین مین پھر جاکے امان جان کو سمجھاتی ہون اور آپکو آکے بلائے لیے جاتی ہون گنجاب کے پاس سے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس گئی اور غنچہ خاتون کے گلے سے لپٹ کے منہ سے منہ ملا کے کہنے لگی کہ امان جان ایک بات مین کہون جو آپ مانین ملکہ غنچہ خاتون نے بیٹی کی بلائین لیکر بہت سا پیار کرکے کہا کہ واری میری تو جان اور روح ہی جو تو کہے تو اپنے بدن کی بوٹی بوٹی کاٹ کے تجھپر تصدق کردون لیکن خبردار صدقے گئی تو اُس مردود گنجاب کے باب مین مجھسے سعی و سفارش نہ کرنا مین ہرگز نہ مانونگی گوہر ملک نے اپنی آنکھون مین آنسو بھر لاکے کہا امان جان بہ سر کی قسم میری جان کی قسم میرا کہا مانیئے میری بنتی لیجیئے مجھے پیٹیئے مجھے ہی کیجیے جو میرا کہنا نہ مانیئے خیر جو میری قسمت کا لکھا تھا وہ پورا ہوا اب آپ کچھ غصہ نہ فرمائین اور باواجان سے ملجائین جو ہونا تھا وہ ہو چکا باواجان تو ہزارون قسمین کھا کے کہتے ہین کہ مجھے مطلق خبر نہین مین نے بیچارے حکیم فاروس کے گرفتار کرنے اور تاخت و تاراجی کو ہرگز حکم نہین دیا تھا شاید گیا ہور نے واسطے تحقیقات کے حکیم صاحب کو بلایا تھا سو جسوقت کہ مجھے خبر ہوئی مین نے اسی جرم پر گیا ہور کو عہدے سے معزول کرکے نظربند کردیا ہی ملکہ غنچہ خاتون نے کہا بیٹی مین دھڑ ادھڑ اپنا سر پیٹ کے ابھی خنجر مار کے اپنے آپکو ہلاک کردونگی جھپا لگے اُسکے منہ کو مین تہخانے مین جا کے سو رہتی ہون تو اپنے باواجانکو بلا کے کھانا زہر مار کرا اب بیٹی مجھے بلانیکو واسطے ملنے کو پھر نہ کہنا ہان جو تجھے میرا مرجانا گوارا ہو تو مجھسے صاف صاف کہہ مین اپنی جان آپ کھو دون مگر اب جیتے جی منہ اُسکا مجھے خدا نہ دکھلائے غرض غنچہ خاتون بہ پاس خاطر ملکہ گوہر ملک واسطے آنے اور کھانا کھلوانے گنجاب کے پروانگی دیکے آپ تہخانے مین جاکے سو رہی اور یہان ملکہ گوہر ملک نے دلارام سے کہا کہ تو جاکے محلدار سے کہدے کہ باواجان کو اپنے ساتھ لے کے اندر آئے اور خواصون لونڈیون باندیون سے چین بجبین ہوکر فرمایا کہ او مردار و شفتلو خبردار جو کسی نے کوئی حرکت خلاف ادب باواجان کے سامنے کی تو ناک اور چوٹی کٹوا کے اسقدر کوڑے تمکو مارونگی کہ پُرزے پُرزے بدن کے اُڑجائینگے خیر امان جان کا مقدمہ اور تھا وہ دونون میان بی بی ہین آپسمین رنجش کرین چاہین ملین تمھے کیا دخل مالزادیو تم جیسے اُنکی لونڈیان ویسے باواجان کی تمھاری یہ مجال ہی کہ تم باواجان کی طرف آنکھ اُٹھا کر تو ذرا دیکھو سب خواصین لونڈیان باندیان بخوف ملکہ گوہر ملک چپ ہوکر جہان تہان بیٹھ رہین اِس مین دیکھا کہ آگے آگے گنجاب اور پیچھے پیچھے محلدار اور دلارام اندرون محل نمودار ہوئین اور باوجود اسکے کہ ملکہ گوہر ملک نے خوب ڈانٹ دیا تھا لونڈیون باندیون ملازمون مین سے کوئی بے ادبی نہین کرسکتی تھی مگر اسپر بھی سلام اور مجرا کسی نے گنجاب کو نہین کیا گنجاب خود بخود ایک ایک کی جانب مخاطب ہوکر پوچھتا ہی کہ کیون بیبیو تمھارا جی کیسا ہی صاحب تم تو ہماری قدیم نمکخوار اور بڑی دولتخواہ ہو ہم تمسے نہایت شرمندہ ہین مگر تمھارے فلان عزیز کے لیے پچاس روپیہ مہینا فلان کام پر معین کردینگے اداس نہو وہ چپکے چپکے ہنستی ہین کہ یہ مہربانی پیغمبر رسل کی آج جو مہربانی ہوئی میرے عزیز کا مہینا کرتے ہین

نہین کسی خواص سے کہتا ہی تم آج مکدر کیون بیٹھی ہو شاید کچھ تکلیف خرچ کی ہی بی ذرا میرے پاس آؤ پانچ اشرفیان مین دیتا ہون وہ جواب دندان شکن دیتی ہی کہ حضور خداوند سپیدہ ہزار ملک باختر ہماری ملکہ آفاق کو سلامت رکھے ہمکو تکلیف کیون ہونے لگی آپ یہ اشرفیان کسی اور کو عنایت فرمائین کبھی اگر لونڈی خوکردہ ان اشرفیون کی ہوتی تو آج بھی لیتی اور چار طرف چھوکریان منہ پھیٹ کر ملکہ گوہر ملک کے ڈر سے کچھ آفت برپا نہین کرتین مگر پھر بھی چپکے چپکے باہم کہتی تھین کہ دیکھو یہ ایسا تیسا آج کیسی مکاری جعلسازی کی باتین چکنی چپڑی ہمسے کرتا ہی غرض یہ کہ ملکہ گوہر ملک نے باپ کو بہلا کر خاصہ طلب کیا اور کہا باواجان خاصہ نوش فرما کر تشریف لیجائین گنجاب نے کہا بیٹا اپنی مان کو تو بلاؤ مین نے کبھی بغیر اُسکے تنہا کھانا نہین کھایا ہی ملکہ گوہر ملک نے کہا باواجان واسطے خداوند لقا کے بس اب زیادہ کچھ نہ فرمائیے کیا جانے مین نے کیونکر اسوقت یہ رفع شر کرایا ہی گنجاب نے کہا اچھا بیٹا تمھاری خوشی مین کھانا کھائے لیتا ہون مگر تم میری طرف سے اپنی مان سے جاکر اتنا تو کہدو کہ مجھے تمھاری رنجش کا اور تمھارے ظلم کا کچھ گلہ نہین الاتم تو واسطے خداوند سپیدہ ہزار ملک باختر کے میری طرف سے اب مکدر نہو صاف ہوجاؤ قطعہ

گر زدست زلف مشکینت خطائے رفت رفت × ور زہندوی بجان من جفائے رفت رفت
گر دلم از غمزۂ دلدار بارے بردبرد × درمیان جان وجانان ماجرائے رفت رفت ×

گوہر ملک نہایت رنجیدہ ہوکر کہنے لگی کہ باواجان مین آپ سے ہر چند عرض کرتی ہون کہ آپ کھانا نوش فرمائین سو آپ کچھ اور ہی فرماتے ہین لہذا مجھے اس پیام سلام سے کیا مطلب آپ کو ایسی باتین میرے سامنے فرمانا شایان نہین آپ جانین وہ جانین مجھسے جو کچھ ہوسکا مین نے امان جان سے بہت خوشامد کر کے سردست یہ جھگڑا پاک کردیا اور آپ کو نار رہا لیا اب جو حضور میرا کہنا نہین مانتے تو مین اُٹھی جاتی ہون آگے آپ کو اختیار ہی جسکی زبانی جو چاہیے سو امان جان سے آپ کہلا بھیجیے جب یہ کہکر ملکہ گوہر ملک اُٹھنے لگی تب گنجاب نے اپنے جی مین خائف و ترسان ہوکر ناچار کھانا کھایا اور اُٹھکر باہر گیا اب

دو کلمہ داستان ترک جوشن پوش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ترک جوشن پوش زخمی اور مجروح بھوکا پیاسا نصف شب سے معرکہ رزم و پیکار مین رہا بعد اُسکے حالت غش مین اسیر کمند بلا ہوکر جو بارگاہ گنجاب مین آیا تو اب کوئی چھ گھڑی دن باقی ہوگا کہ اسی حالت غش مین خود رفتہ بدون اجازت گنجاب کے جہان کھڑا تھا وہین کھڑا ہی لوگ مسلح اور مکمل گرد و پیش کھڑے ہوے حکم گنجاب کے منتظر ہین اس عرصہ مین اب جو گنجاب بارگاہ مین آکر بیٹھا تو لوگون نے عرض کیا کہ ترک جوشن پوش کے حق مین کیا ارشاد ہوتا ہی گنجاب نے کہا کہ بالفعل تو اسے مطوق اور مسلسل اسی طرح لیجا کے زندانخانہ مین پہونچاؤ اور کوتوال کے نام پر حکم پہونچادو کہ تمام شہر سنجان مین اسوقت منادی کردے کہ آج کے تیسرے روز ترک جوشن پوش بجرم گمراہی و رفاقت و شراکت لیسر حمزہ بیرون شہر دار پر کھینچا جائیگا تاکہ اورون کو بھی عبرت ہو اور خلائق اس نمکحرام کے قتل ہونے اور دار پر چڑھنے کا تماشا دیکھے بعد ازان سردارون کو حکم دیا کہ رزمگاہ مین جاکے جاروب کشی کراؤ اور سقون سے آبپاشی کراکے تمام میدان کو صاف کراؤ اور جو لوگ کہ زخمی ہین اُنکے مرہم اور بخیہ کی تدبیر مین مشغول ہو اور جو لوگ کہ مارے گئے اور کھیت رہے اُن سب کی لاشون کو لیجا کر دریائے قدرت مین بہادو آج شب کو جسوقت کہ جبرئیل درگاہ لقا وحی خداوندی لیکر میرے پاس تشریف لائینگے تو مین اپنی فوج و سپاہ کے دلاوران مقتول کی دعائے شفاعت کرونگا اور خداوند میری دعا مستجاب کرکے کیا عجب ہی کہ ابکی نوروز کے دن سب مردون کو پھر زندہ کردے ترک جوشن پوش یہ تقریر گنجاب علیہ اللعن والعذاب کی سنکے زہرخند خوب کیا اور اپنا منہ پھیر کے کہنے لگا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس لقائے مشرک خدا مردود اور مکار نے دعوی الوہیت کیا ہی اور اس بیحیا جھوٹے کاذب نے دعوی پیغمبری اور معاذ اللہ یہ جتنے شخص بارگاہ نشین اور مقرب ہین اور ملازمین اسکے ہین ان ناریون نے واسطے حصول دنیا دین مزخرفات قبول کیا ہی غرض یہ باتین کرتا ہمراہ پیادگان ترک جوشن پوش زندانخانہ مین جاتا ہی اور یہان گنجاب نہایت بد دماغ اور مکدر دربار برخاست کرکے پھر اندرون محل جاتا ہی اب اُسکو یہین رہنے دیجیے اور جبتک ذرا

دو کلمہ داستان ندرت بیان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بیان کیے جاتے ہین

سابق ازین گذارش کیا تھا کہ جسوقت وہ پنجہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کو عین کشتی مین شاہزادۂ بدیع الزمان سے جدا کرکے سوے آسمان لیگیا ہر چند اُسی حالت مجبوری مین شاہزادۂ خاور سیاہ نے گالیان فحش دے کر کہا او بدذات نطفہ بیوقت تو کون ہی جو اسوقت مجھے اُس میدان کشتی سے اُٹھاے لیے جاتا ہی مین اُس کشتی گیر بدیع الزمان کو زیر کرچکا تھا چھوڑ دے مجھے لیکن کسی طرح سے نجات و رہائی نہ پائی بعد دو گھڑی کے اُس پنجہ نے لیجا کر ایک پہاڑ پر اُتار دیا از بسکہ شدت ہوا سے آنکھین شاہزادۂ خاور سیاہ کی بند تھین جبکہ پانون اُسکے زمین سے آشنا ہوے تو بیساختہ آنکھین کھول دین اور دیکھا کہ مین ایک پہاڑ پر کھڑا ہون اور سامنے ایک پریزاد باحسن خداداد شعر تبے کز دیدن آن شکل و رخسار × بہ بند د زبان صد ہزار زنار × برس چودہ یا پندرہ کا سن و سال سراپا حسن و جمال کبت وا مین چھب جات دیکھ جا کو سکات چاند سورج مین بھلا کہان یہ سندرتا سے ہی × پان مین نہ پھول مین نہ کنول مین نہ کمل مین وہ تو مرجھاے دیکھت یہ کومل ناسے ہی × کیوڑہ اور کیتکی سیوتی گلاب کھسو کی سگندھ تو عطر ہو پیاسے ہی × لوہو سے نروگن کی رچی ہی جو لالی تو پاین مین واکے جیسے مہندی سی لگاے ہی × استبرق پردۂ قاف کی دھوم دھامی پوشاک پہنے از پا تا فرق دریاے جواہر مین غرق بہ نگاہ حسرت میری طرف کھڑی دیکھ رہی ہی شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم اپنے دل مین نہایت متوحش اور متوہم ہو کر چارطرف دیکھنے لگا اور سوچتا تھا کہ آیا مین مرگیا ہون اور یہ سطح بہشت ہی اور وہ جو سنا کرتے تھے کہ واسطے مومنین کی خدمت کے حورین حاضر ہوتی ہین سو وہ یہی حور آکے میرے سامنے کھڑی ہوئی ہی ناگاہ اُس پریوش نے کہا کہ اے شہریار کدھر خیال ہی اور آپ کس فکر مین بہ چشم تحیر چارطرف ملاحظہ فرمارہے ہین شاہزادۂ قاسم نے فرمایا کہ اے ماہ طلعت تو کون ہی اور یہ کیا مقام ہی اور کون ملک ہی اور یہان مجھے کون لیکر آیا ہی اُس پریزاد نے عرض کی کہ شہریارا اس پہاڑ سے پچاس کوس کے فاصلہ پر ایک شہر ہی کہ اُسکو دربند رضوانیہ کہتے ہین اور وہان کا حاکم میرا باپ رضوان شاہ ہی اور یہ ملک متعلق قاف چہارم سے ہی اور حاکم اور فرمانروا اس ملک کی شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری ہی اور ملکہ قریشیہ سلطان ہین لونڈی تقصیروار گنہگار حضور کو اُس کشتی کے اکھاڑے مین سے اُٹھا کے لے آئی ہی دردانہ پری لونڈی کا نام ہی آپ کو جو لونڈی گستاخانہ عاجزانہ جرأت کرکے اُٹھا لائی ہی تو اُسکا سبب یہ ہی کہ متصل اس پہاڑ کے دامان کوہ مین ایک حوض طلسم ہی کہ نام اُسکا چشمہ درخیز ہی اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے وقت سے ایک دیوزاد کہ نام اُسکا غراب زاغ چشم محافظ اُس چشمے کا ہی اور سال مین ایکبار اُس چشمہ پر میلہ دیوزادا اور پریزاد وغیرہ کا ہوتا ہی اُس مین وضیع اور شریف ہفت قلعہ قاف کے سب ہی مجتمع ہوتے ہین اور اِس چشمہ درخیز کا پانی تبرکا و تیمنا اپنی اپنی آنکھون سے لگاتے ہین اور پیتے ہین چنانچہ تین مہینے کا عرصہ گذرا ہی کہ وہ میلہ ہوچکا ہی حسب الاتفاق اگلی سال یہ کنیز بھی بطریق زیارت اُس چشمہ پر گئی تھی وہ غراب زاغ چشم لونڈی پر عاشق ہوا لونڈی اُس بدذات کی آنکھ دزدی اور بدکاری کی پہچان کر وہان سے مع اپنی خواصون کے اپنے مکان کو چلی آئی اُس دیوزاد نے بسبب وابستگی طبیعت کے میرے باپ سے رسم و راہ کے لیے تحفہ و تحائف بھیجنے شروع کیے اور ازبسکہ بسبب داروغگی اُس چشمہ سلیمانی کے سب وضیع و شریف ساکنان قاف کے اُس بدذات کو معزز اور ممتاز سمجھکر بہ عزت اور توقیر پیش آتے تھے میرا باپ بھی پاس و لحاظ اُسکا بہت سا کرتا تھا بعد چندے وقتکے اُس غراب زاغ چشم نے میرے ساتھ شادی کی استدعا کی اور اس بات سے پدر بزرگوار میرا اُس سے نہایت خشمگین ہوا اور اپنے ملازمین سے حکم دیا کہ یہ دیوزاد ہمارے شہر مین نہ آنے پائے مین بہ پاس ادب چشمہ درخیز کی محافظت کے مجبور ہون ورنہ اس دیو کو بدرجۂ قتل پہونچاتا جب غراب زاغ چشم نے دیکھا کہ رضوان شاہ میرے دام تزویر و تدبیر مین نہ آیا شعشعہ حشمی نامے ایک سردار سرکشان قاف سے نہایت جوان و بدذات کافر ازلی اور دشمن جان و ایمان اہل اسلام ہی یہ نالائق غراب زاغ چشم پیش خود یہ تجویز کرکے کہ رضوان شاہ فرقۂ اہل اسلام سے ہی شعشعہ حشمی کو کہ ابلیس پرست ہی

اغوا کرکے اپنا طرفدار بناؤن اور اسطرح رضوان شاہ پر دباؤ ڈالون کہ اپنی بیٹی دردانہ پری کا میرے ساتھ نکاح کردے چند دانے گوہر شاہوار کے چشمۂ دریخیز سے نکالکر شعشعہ سہ چشمی کے پاس گیا اور وہ دانے بطور نذر پیشکش کیے اور میرے مقدمہ مین میرے باپ کا استغاثہ کیا شعشعہ سہ چشمی نے کہا ای غراب زاغ چشم تو بھی سلمان اور وہ پریزاد اور اسکا باپ رضوان شاہ بھی یزدان پرست ہی مجھے تم دونون مدعی اور مدعا علیہ غیر ملت ہو مین اس مین مداخلت کیا کرون اگر تو ابلیس پرستی اختیار کرے تو مین تیرے شریک حال ہون اور جسطرح سے ہو سکے رضوان شاہ کی بیٹی تجھے دلوا دون یہ سنکے غراب زاغ چشم علیہ اللعن والعذاب کہتا ہوا شعر عشق ازین بسیار کردست وکند ٭ سبحہ را زنار کردست وکند ٭ ابلیس پرست ہو گیا شعشعہ سہ چشمی نے نہایت خوش ہو کر ایک نامہ بدین مضمون کہ تم اپنی بیٹی کی غراب زاغ چشم کے ساتھ شادی کردو اگر اس مین سر مو کچھ تمنے عذر اور انکار کیا تو مین فوج قاہرہ تمھارے ملک پر لاکر سب تاج و تخت تمھارا چھین لونگا لکھکر ایک دیوزاد کے ہاتھ میرے باپ رضوان شاہ کے پاس بھیجا اور ہر چند کہ اس بات مین طول بہت سا ہی مگر مختصر مطلب یہ ہی کہ میرے باپ نے نہایت درہم اور برہم ہو کر وہ نامہ پھاڑ ڈالا اور جواب جنگ دیا اسپر شعشعہ سہ چشمی بارہ ہزار نرہ شاہین دیو اپنے ہمراہ لیکر میرے باپ کے ملک پر آیا اور حضور کئی لڑائیان اس سے ہوئین کہ کیسے کیسے جلیل القدر اور نامور میرے عزیز و اقارب مارے گئے آخر ناچار ہو کر باپ میرا قلعہ بند ہوا اور جب تک رسد اور غلہ بہم پہونچا شعشعہ سہ چشمی سے لڑا کیا جب غلہ نہ رہا اور نوبت بہ ہلاکت پہونچی تب ناچار جلا وطن ہو کر اس پہاڑ کے قعر مین پناہ لی ہی شاہزادۂ خاور سیاہ نے یہ سرگذشت دردانہ پری کی سنکے فرمایا کہ ای پری یہان تو فقط تنہا ہی اور تیری قوم کے دیوزاد اور پریزاد اور تیرا باپ اور تیرے عزیز و یگانے کہان ہین دردانہ پری نے عرض کی کہ شہریار وہ سب حاضر ہین اور استدعاے زیارت اقدام عالی مین اسی پہاڑ کے اسطرف منتظر بیٹھے ہین شاہزادۂ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اچھا تم انکو ہمارے پاس بلا لو دردانہ پری نے آداب بجا لاکے ایک آواز دی طرفۃ العین مین چار طرف سے پریزادون کے غول کے غول آکے وہان پہونچے اور ایک شخص باریش سفید تاج شاہی برسر تخت روان پر سوار قریب ہزار پریزاد کے گرد و پیش آگے آگے ان سبکے آیا اور دردانہ پری نے عرض کی کہ ای شہریار رضوان شاہ باپ اس کنیز کا یہی ہی شاہزادۂ خاور سیاہ نے اسطرف منھ پھیر کر جو نگاہ کی تو رضوان شاہ نے تخت پر سے اتر کے بادب تمام ہاتھ سر پر رکھا اور بآواز بلند آبدیدہ ہو کر کہا ای نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان اللہ تعالے نے آپ کو خوب بروقت پہونچایا اور بعد اسکے سب حال اپنا اور ابتداے فتنہ انگیزی غراب زاغ چشم اور فوج کشی اور معرکہ رزم و پیکار شعشعہ سہ چشمی بیان کرکے رونے لگا قاسم نے کمال تسکین اور خاطرداری رضوان شاہ کی کرکے فرمایا کہ ای رضوان شاہ شاہان ہفت کشور اور سلاطین زمانہ کو اکثر ایسے مرحلے درپیش ہوتے ہین مگر تم اپنے دل مین کچھ فکر اور تردد نہ کرو وہ مسبب الاسباب ہی شعر خداے کہ بالا و پست آفرید ٭ زبردست ہر زیردست آفرید ٭ خدا نے چاہا تو وہ غراب زاغ چشم اور یہ شعشعہ سہ چشمی دونون اپنی سزاے اعمال کو پہونچینگے لیکن مجھے نہایت فکر ان دو باتون کی ہی اول تو یہ کہ تم از فرقہ اہل اسلام ہو پھر تمنے بخدمت شہنشاہ بردۂ قاف ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشیہ سلطان کیون نہ التجا کی اور جو تمکو مہلت اور فرصت نہ تھی تو تمنے بذریعۂ عرائض اپنے حال زار کی اطلاع کی ہوتی اور دوسرے فکر اور تردد مجھے اس بات مین ہی کہ تمنے اس مہم کی فتحیابی میرے اوپر کیا سمجھ کر موقوف اور منحصر رکھی اسکی وجہ کیا ہی بعد ازان مجھے تمنے کیونکر جانا رضوان شاہ نے عرض کی کہ شہریار مین نے ابتدا مین کئی عرائض بخدمت شہنشاہ ہفت قاف ارسال کیے اور جواب ایک کا بھی وہان سے صادر نہوا آخر کار معلوم ہوا کہ شہنشاہ بردۂ قاف اور ملکہ قریشیہ سلطان دونون صاحب مالک اور خداوند نعمت ہمارے جو ہین انکو بھی قہقہاے دیوزاد سے معرکہ جنگ و جدال درپیش ہی اور قہقہاے دیوزاد نے ملکہ آسمان پری کو نہایت تنگ کر رکھا ہی اس سبب سے انکو ہماری تائید اور اعانت کی فرصت

نہ تھی اور آپ کے طلب کرنے اور تکلیف دینے کا سبب یہ ہی کہ ایک کاہن زبردست قدیم الایام سے ہمارے ہمراہ ہی اُسکے احکامات مین کبھی فرق نہین پڑا جبکہ مین شعشعہ سہ چشمی سے نہایت عاجز ہو کر اِس دامن کوہ مین آکے چھپا اُسوقت اُس کاہن نے از روے اپنے علم کے مجھسے کہا کہ ای رضوان شاہ تو اِس شعشعہ سہ چشمی پر فتحیاب نہوگا الا بہ تائید و امداد اُس آدم زاد کے کہ جو اولاد صاحبقرانی ہو جب مین نے سُنا تو مین اپنے دل مین نہایت متحیر ہوا اور جی مین کہتا تھا کہ کیسے لشکر فیروزی اثر مین امیر حمزہ صاحبقران کے بھیجون اِس بندہ زادی وردانہ پری نے بذریعہ اپنی مان کے مجھسے اجازت طلب کی کہ مین جا کر بہ دانائی تمام کسی پہلوان جہان اولاد حمزہ عالیمقام کو ابھی لیے آتی ہون اور فدوی نے اجازت دی اور یہ کنیز جاکے آپ کو لائی ہی شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ پہلے واسطے اتمام حجت کے ایک نامہ شعشعہ سہ چشمی کے نام پر لکھوا کے بھیجو پھر جیسا کچھ ہوگا بعون و قوت الٰہی سمجھ لینگے ہر چند پہلے تو رضوان شاہ نے حال سرکشی اور تکبری شعشعہ سہ چشمی کا بابت بیان کرکے کہا کہ وہ بڑا ہی مغرور اور بدذات ہی حضور کے نامہ کو کبھی نہ مانیگا مگر جبکہ شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ تمھین اِس سے کیا غرض ہم لوگ بے اتمام حجت کوئی کام نہین کرتے تب ناچار ہو کر ایک نامہ اُس شعشعہ سہ چشمی کو بعد حمد و نعت بدین مضمون ترقیم کیا کہ ای شعشعہ سہ چشمی بدان و آگاہ باش کہ منم نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری حال سرکشی اور ستمردی کا تیری سُنکے بخیال اسکے کہ اتمام حجت اہل اسلام کو واجب ہی تجھے لکھا جاتا ہی کہ تو بمجرد معائنہ اِس فرمان قضا جریان کے اپنے دونون ہاتھ باندھ کے حضور مین آکے حاضر ہو اور لعنت کر ابلیس پرستی اور اِس کفر کافری پر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کر تیرا ملک و مال سب تجھے معاف رہیگا اور جو سر مو ہمارے حکم مین کہ مثل تیر قضا پھرتا نہین عذر اور تجاوز کیا تو اِس طریق پر تو مارا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے اشعار اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ وگر جنگ جوئی ندارم درنگ × دم از صلح زن یا بکین دہ پیام × حکایت برین ختم شد والسلام × اور وہ نامہ ایک پریزاد کے ہاتھ شعشعہ سہ چشمی کو بھجوا دیا جبکہ اُس پریزاد نے لرزان و ترسان جاکے وہ نامہ شعشعہ سہ چشمی کو دیا شعشعہ سہ چشمی اُسے پڑھکر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور اپنے سردارون سے کہنے لگا کہ رضوان شاہ کسدرجہ نافہم اور بیوقوف ہی کہ اِس سے زیادہ کوئی بچہ شیرخوار بھی نادان و بیوقوف نہوگا بھر کیا آدم زاد ہماری غذا ہی اور یہ احمق رضوان شاہ بتائید ایک آدم زاد کے نازان ہی اب اُس آدم زاد نے اِس گستاخی سے مجھے نامہ لکھا ہی دیوون نے جو جو کہ مقرب ہین اور ہمنشین اُسکے تھے کہا کہ ای شہنشاہ دیوان ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید شعشعہ سہ چشمی نے کہا خیر دیکھو ابھی یہ حال تم سب پر منکشف ہوا جاتا ہی یہ کہکر نامے کو تو چاک کر ڈالا اور اُس پریزاد سے یہ کہا کہ گر ایلچی کو زوال نہین لہذا ہم تیری جان بخشی کرتے ہین اور رضوان شاہ سے زبانی ہماری اتنا کہدینا کہ وردانہ پری کو ہم اب کے حوالہ کر دے ورنہ تو بہت خراب ہوگا غرض طول تا چند خلاصہ یہ کہ وہ پریزاد وہان سے مراجعت کرکے رضوان شاہ کے پاس آیا اور سارا حال من و عن بیان کر دیا قاسم نے فرمایا کہ ای رضوان شاہ کچھ مباحث کا مقام نہین خوب ہوا ہم اتمام حجت کر چکے بارے وقت شام کا ہوا اور شاہزادہ عالیمقام نے آرام فرمایا صبح کو مع کلمہ پانچ ہزار پریزاد کہ ہمراہیان رضوان شاہ سے باقی رہ گئے تھے رضوان شاہ کو اپنے ہمراہ سوار کرا کے نفیر اور قرنا بجاتے اُس پہاڑ سے نیچے اُترے اور اُس طرف آواز قرنا کی سُنکے شعشعہ خوک پیشانی مع بارہ ہزار دیوزاد یلغار کرکے چلا اور بمقابلہ رضوان شاہ آیا بے ساختہ متوجہ رزم و پیکار ہوا چار گھڑی کے عرصہ مین ہزار بارہ سو دیوزاد اور پریزاد طرفین سے کھیت رہے اور مارے گئے اور قاسم کے ہاتھ سے بھی اکثر دیوزادہ واصل جہنم ہوئے اِس مین دیکھا کہ غراب نابکار مع ہزار بارہ سو دیوان خیرہ شاہین قبان اشعار

جفا پیشہ دیوان گردون کلاہ — جہان در جہان ہمچو گردون سیاہ
بسے گرز البرز پیکر بدست — گرز چو کوہ را پہلوان سر شکست

بسے نخل بر کندہ برداشتہ — بسے پارہ کوہی بسر داشتہ
دو دیدند لب تشنہ و خون خوار — یکے گروہ از تیغ خونریز جاے

جھپٹ پٹ ابر وسے ہوا نمودار ہوا اور میدان حرب و پیکار مین اُتر کے یہ نہیب دیتا ہوا کہ ای آدم زاد باش باش گنذ رام تراز بندہ وسلامت
معلوم ہوا کہ نور قیب ہی اور یہ کہکر دار شمشاد پکڑ کر حملہ آور ہوا تو اُسوقت رضوان شاہ کے ہمراہ کے پریزادون کا بہت قافیہ تنگ
تھا اور اسدر جہ شکستہ دل تھے کہ عنقریب تھا ایسا ہو کر بھاگ کھڑے ہون ناگاہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور اُس ابر مین سے
صدا ے قرنا و نعرہ ہاے کوہ شگاف مثل رعد کے گوش زد ہونے لگے سب کے سب طرفین سے بہ نگاہ حسرت اوپر کو دیکھنے لگے
شعشعہ سر حشمی نے اپنے سردارون سے پوچھا کہ ذرا دریافت کرنا کہ یہ ابر عجیب وغریب آج دیکھنے مین آیا ہی کہ جس مین ایسی صدا سے
مہیب پیدا ہی وہ جو دیو زاد جہان دیدہ اور بہت سن رسیدہ تھے اُن سبھون نے عرض کی کہ ای شہر یار یہ وہ ابر ہی کہ اگر برس پڑے
تو سواے بارش خون اور آب تیغ تیز قطرہ پانی کا بروے زمین کبھی نظر نہ آئے اور بجاے برق اس سحاب مین شعلہ برق شمشیر
چمکے کہ خرمن جان دیوان قاف کو آن واحد مین جلا کر خاک کر دے یہ کیسا لشکر عظیم الشان دیوان قاف سے آتا ہی کہ نہین معلوم
کہ یہ فوج کسی اپنے دوست کی ہی یا کسی دشمن کی ہی ابھی یہ گفتگو تھی کہ سامنے سے ساٹھ ہزار پریزاد اور دیوان فرہ ستا مین
قاف دار شمشاد و آسیا سنگ ارہ لپشت نہنگ چادر چقماق ترسول زاغ نول زنجیر الکھاڑا ہاتھون مین لیے ہوے نعرہ اللہ و اکبر
سے کھینچکر آگے آگے ایک نقابدار سرخ پوش مرکب فلک سیر پر سوار یہ نہیب دیتا ہوا کہ منم نقابدار سرخ پوش ہوا خواہ شاہزادہ
خاور سیاہ مالک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اُس میدان کارزار مین اُتر پڑے اور چار طرف سے بارہ ہزار دیو زاد
کو شعشعہ سر حشمی کے محاصرہ کر کے قتل عام کرنا شروع کیا اِس عرصہ مین غراب جو بتہیہ جنگ بمقابلہ شاہزادہ خاور سیاہ آیا
تو از بسکہ طویل القامت تھا اس بد ذات نے ازروے کبر و نخوت یہ کہکر کہ ای آدم زاد تجھ بیچارے صید لاغر پر اگر مین کوئی حربہ
کرونگا تو تو ابھی پیوند زمین ہو کر محض بیکار ہو جائے اور تیرا گوشت خاک وخون مین آغشتہ ہو کر کرہ اور ریزہ قابل میرے
کھانے کے نہ رہیگا لہذا مین تجھے اپنے کلے مین رکھکر پلپلا کے نکل جاؤنگا تجھے تکلیف بھی ہونے پائیگی یہ کہکر جو نہین چاہتا
تھا کہ منھ کھولا کہ شاہزادہ ناسور کو اپنے کلے مین رکھے اس رستم دل نے برابر سے اُسکا ایک سینگ پکڑ کر جو کھینچا اور جھٹکا
مارا تو وہ سینگ علیحدہ کھوپری سے اُسکی ٹوٹ کر جا پڑا اور ایک نالا خون نجس کا اُسکے کاسہ سر سے روان ہوا یہ دیو بد ذات
چاہتا تھا کہ تڑپ کر سامنے سے بھاگ جاے شاہزادہ والا مرتبت نے بچستی تمام دوڑ کر تیغہ پلارک افراسیابی جو دوال کمر پر اُس
دیو بد ذات غراب علیہ اللعن والعذاب کے مارا تو برابر سے دو پرکالے ہو کر خاک اور خون مین لوٹنے لگے اُسطرف نقابدار
سرخ پوش سے مقابلہ شعشعہ سر حشمی کا ہوا نقابدار نے ایک ضرب تیغ سے شعشعہ سر حشمی کا کام تمام کیا باقیماندہ دیو زاد
ہمراہیان شعشعہ سر حشمی کے حال اپنے مالکون کا دیکھکر بھاگ کھڑے ہوے رضوان شاہ نے شادیانے فتح کے بجوا دیے
پریزاد جو جو کہ سردار اور افسران فوج تھے وہ سب نذرین لیکر رضوان شاہ کے گرد وپیش ہجوم اور دھوم کیے ہوے
تھے اس عرصہ مین نقابدار سرخ پوش قریب شاہزادہ خاور سیاہ آ کے دست بسر ہوا اور خیر و عافیت مزاج مبارک کی دریافت
کرنے لگا قاسم نے نقابدار کی طرف خوب بغور دیکھکر فرمایا کہ الحمد للہ والمنہ کہ مزاج میرا اچھا ہی الا مجھے بعض بعض مقدمات مین
عجب طرح کا خلجان اور تردد پیدا ہوتا رہتا ہی اکثر مین نے امتحان کیا جہان کسی مفلوک تنگ ظرف نے ایک برقع بجیائی
ذرا سے کپڑے کا یا پارچہ چرمی اپنے منھ پر ڈال لیا اور بس نقابدار مشہور ہو گر وہ شخص آپ کو اس درجہ متکبر اور مغرور
بنا لیتا ہی اور اپنی تہمتنی اور دلاوری کے روبرو رستم اور سہراب کو بھی موجود نہین جانتا گویا کبھی کوچہ راست مین اُسکا گذر
بھی نہین ہوا اور مطلق آدمیت سے بہرہ نہین رکھتا ہی نقابدار یہ کلام شاہزادہ ذو الاحترام خاور سیاہ کا سنکر کمال
متعجب ہوا اور قاسم سے کہنے لگا کہ ای خاور سیاہ یہ تو آپ کا فرمانا جیسے کسی اُستاد کا مصرع میرے حسب حال ہوا مصرع
گر ایسی بندگی ہو تو انعام ایسا ہو شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا ایسی کونسی آپنے رستمی کی اور کیا کام دلاوری اور مردانگی

کا کیا نقابدار نے کہا پھر یہ تو زیبا ہے کہ مجھسے کون قصور سرزد ہوا قاسم نے کہا اے نقابدار تو خود اپنے دل مین انصاف کرکے خجل
اور منفعل ہو کہ رضوان شاہ نے برلے استیصال شعشہ خوک پشیانی مجھے طلب کیا اور تو نے بدون میری اجازت کے
اُسکو اک صید لاغر سمجھکر مار لیا وہ تو شکار میرا تھا تجھے پیش دستی کرنا اس مین کیا ضرور تھی نقابدار سرخ پوش تو اُسکے مزاج
کی جہالت سے خوب آگاہ تھا اپنے جی مین یہ سوچ کر کہ خواہمخواہ اپنے دوست کو دشمن بنانا مقتضاے فراست نہین لاعلم
ہو کر کہنے لگا کہ فی الحقیقت یہ قصور مجھسے ہو گیا آپ معاف فرمائین یہ گفتگو عجز و انکسار نقابدار سرخ پوش کی اور کلمات
سخت شاہزادہ خاور سیاہ کے سنکے رضوان شاہ اور تمام پریزاد اُسکے ہمراہ کے اور وزدانہ پری اپنے دل مین نہایت
متعجب ہوے اور کہتے تھے کہ نقابدار کی خدمتگذاری دیکھو اور شاہزادہ قاسم کے عتاب و خطاب کا خیال کرو خلاصہ یہ
کہ نقابدار تو بعد عذر خواہی بسیار ملتجی اس امر کا ہوا کہ اب آپ میرے کفش خانہ پر تشریف لیچلین اور چندروز دعوت قبول
فرمائین قاسم نے ہرگز اقبال نہ کیا اور فرمایا کہ اتحاد اور محبت تمہاری اور اس رضوان شاہ کی مقتضی اس بات کی ہے کہ
ہمکو یہان سے بہت جلد جہان سے ہمکو طلب کیا ہے وہین پہونچا دو نہین معلوم کہ اس عرصہ مین کشتی گیر نے اُس شہر و دیار مین کیا
کیا اپنے دستے اور ستم ہمپر پہونچائے ہونگے نقابدار نے عرض کی کہ اسقدر تو مجھے بھی معلوم ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان
گرد لشکر شکن نے بلاشر اگت غیرے بجان واحد ستائیس شبخون لشکر گنجاب پر مارے اور اٹھارہ لاکھ سوار و پیادون کی
چھاونیون مین تلاطم ڈالکر ویران برباد کر دیا یہ کلمہ زبانی نقابدار کے سنکے برشک ہمچشمی شاہزادہ قاسم کی آنکھون مین
ایک تاریکی سی آگئی اور بعد ازان سمت رضوان شاہ دیکھکر فرمایا کہ اے عزیز تجھے قسم ہے خدا سے عزوجل کی کہ اسوقت ہمکو رخصت
کرکے جس سرزمین سے اٹھالایا ہے وہین پہونچا دے ہرچند رضوان شاہ نے اور نقابدار سرخ پوش نے بہت سا اصرار
کرکے کہا کہ دو تین روز ابھی آپ ہمارے یہان دعوت کھائین اور رہین مگر شاہزادہ قاسم نے ہرگز ہرگز نہ مانا تب ناچار ہو کر
رضوان شاہ نے چار پریزادون کو حکم دیا کہ شاہزادہ خاور سیاہ کو ایک تخت پر سوار کرکے جہان ارشاد فرمائین وہان
جا کر بحفاظت تمام پہونچا دو اور رسید مہری شاہزادہ عالم کی لاکے ہمکو دو چنانچہ حسب الحکم رضوان شاہ ان چارون پریزادون
نے شاہزادہ قاسم کو تخت پر سوار کرکے پرواز کنان شہر سنجان کے نواح مین لائے اور بموجب ایماے شاہزادہ خاور سیاہ
تخت کو متصل دریا کے غدیرت لقا کے کہ سنجان سے آٹھ سات کوس کا فاصلہ ہے کنارے دریا اوتار کر پرچہ رسید کا بمہر شاہزادہ
نامور لکھوا لیا اور رخصت ہو کر چلے گئے یہان قاسم نے دیکھا کہ وقت صبح ہے لب دریا وضو کرکے نماز پڑھی اور کنارے کنارے
اُسی دریا کے آہستہ آہستہ ایک سمت کو روانہ ہوا تھوڑی دور پر جاکر دیکھا کہ لب دریا کارخانہ نیچکیسون کا ہے اور ایک طرف ایک
بنگلہ خس کا بہت پر تکلف پڑا ہوا اس مین کرسیان مونڈھے بچھے ہین اور ایک چوکا تخت کا لگا ہوا شطرنجی چاندنی نہایت نفیس
بچھی ہوئی ایک شخص باحسان سفید پوشاک پاکیزہ پہنے بیٹھا ہے اور دو چار گماشتے اور کارندے اور دو تین متصدی سامنے
اُسکے بیٹھے ہین آٹا تیار ہو رہا ہے اور سیکڑون بیلے باندھو باندھکر باربردار اور بیلے دار لے کر سمت شہر سنجان چلے جاتے ہین
شاہزادہ قاسم نے اس مکان کو غنیمت جان کر اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر آجکی شب یہان رہجایے تو کیا خوب بات ہے پھر کل
جو مشیت پروردگار عالم ہوگی وہ ظہور مین آئیگی یہ پیش خود تجویز کرکے اس طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ نگاہ اس پیر سفید ریش
کی جو بنگلے کے اندر تخت پر بیٹھا تھا شاہزادہ خاور سیاہ کی جانب پڑی تو بغور حسن و شباب اُس شاہزادہ عالیجناب کا دیکھکر
پوچھا کہ یہ شخص ضرور کوئی شاہزادہ یا وزیرزادہ یا رئیس زادہ اور بہت بڑا جلیل المرتبت عالی خاندان ہے اشعار

چون جوہر ذوالفقار پیداست	آثار شجاعت از جبینش	از روے مبارکش ہویداست	جوادی و نصفت و فراست

بیساختہ اُٹھ کھڑا ہوا اور دستی سلام کیا اور زبان سے کہا کہ اے شمس پیما آپ تشریف لائین قاسم نے جو اُسکو آدمیت پیش آتے دیکھا تو

نہایت راضی اور محظوظ ہو کر اُس بنگلہ مین جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا وہ مالک اُس بنگلہ کا بسبب رعب اور دبدبہ اور شوکت و شان شاہزادۂ والا رتبت خاور سیاہ کے ڈرتے ڈرتے دست ادب باندھکر مستفسر حال ہوا کہ آپ کا تشریف لانا اس سرزمین پر کیونکر ہوا اور حضور کا اسم مبارک کیا ہی قاسم نے اُسکا عجز اور فروتنی دیکھکر فرمایا کہ مین غریب الوطن و غریب الدیار ہون بطریق سیر و شکار اِس دیار مین بھی وارد ہوا اگر تم پہلے اپنا حال بیان کرو کہ تم کون شخص ہو اور پیشہ آبائی تمھارا ہی یا تمنے اپنی ذات سے برائے اپنے صرف اوقات کے کیا ہی اُسنے کہا کہ حضور اصل حقیقت یہ ہی کہ مین ملازم گنجاب بن تنجور مالک حرمان دیوکش کا ہون اور یہ کارخانہ آسیابانی کا سپرد تفویض ہی اور آپ کی عنایت سے فدوی کو کچھ دولت دنیا کی محتاجی کسی صورت سے نہین خداوند بیچارہ ہزار مالک باختر نے ہاتھی گھوڑے پالکی روپیہ اشرفی جواہرات سب کچھ مجھے عطا کیا ہی کسی قسم کی مجھے فکر نہین فیروز آسیابان اِس فدوی کا نام ہی قاسم نے دیکھا کہ فی الواقع علی قدر مراتب یہ شخص متمول معلوم ہوتا ہی سواریان بھی متعدد ہین ایک طرف کو مختصر سا طویلہ دس بیس گھوڑے بندھے ہین دو چار ہاتھی بھی نظر آتے ہین ایک طرف گاؤخانہ شیر خانہ بھی ہی بیس پچیس گماشتے کارندے پانچ سات خدمتگار بنگلہ بہت معقول سجا ہوا ہی اپنے دل مین سوچا کہ یہ شخص ملازم اور مقرب گنجاب ہی اس سے حال کشتی گیر کا خوب دریافت ہو جائیگا یہ سوچ کر پوچھنے لگا کہ اپنے شہر کا حال کچھ بیان کرو کہ یہ شہر کیسا ہی اور بیان حاکم شہر کی عدالت اور شجاعت اور سخاوت اور رعیت پروری اور غربا نوازی کا کیا طریق ہی فیروز آسیابان نے پہلے تو بہت سی تعریف شہر کی کرکے کہا کہ حضور چندروز سے اب یہ شہر بہت پرآشوب ہو گیا اور عجب طرح کے حادثے اور واردات اس شہر پر گذر گئے ہین کہ اب قابل کسی کے رہنے اور دم بھر ٹھہرنے کے نہین رہا قاسم نے کہا کہ بڑے تعجب کا مقام ہی کہ گنجاب پیغمبر مرسل بندہ خاص الخاص مقرب درگاہ خداوند لقا مشہور و معروف ہو چاہیے کہ یہ شہر و ملک ہر ایک آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہے اور تمھارا بیان خلاف اُسکے پایا جاتا ہی اسکی کیا وجہ ہی فیروز آسیابان نے عرض کی کہ ہر دم از مرتبت فی الحقیقت یہ شہر نمونہ گلزار جنت تھا اور رؤسا شہر بڑی آسائش اور آرام سے ہمیشہ بسر اوقات کرتے رہے مگر چندروز سے دو شخص ایک تو بدیع الزمان پسر حمزہ واللہ اعلم بالصواب کہ کس حیلے اور ذریعہ اور تدبیر سے اس شہر مین آکے وارد ہوئے اور ایسی ہنگامہ پردازیان اور مفسدے اور خونریزیان کین کہ اٹھارہ لاکھ سوار و پیادہ کی چھاؤنیان ویران و برباد کر دین اور قریب لاکھ دو لاکھ مرد لقا پرست بڑے بڑے زبردست سوار و پیادے مارے گئے اور خداوند یہ مقدمہ عجیب و غریب ہوش ربا در نخیا فراد دیکھا کہ پسر حمزہ نے بجان واحد عالم تنہائی او بیمونسی و بے یاوری مین ایسے لشکر بیشمار اور فوج اور سپاہ پیغمبری پر ستائیس شبخون مارے اور طغیانی آب تیغ تیز مین اُسکے کیسے کیسے رستم صولت نہنگان بحر شجاعت غریق گرداب فنا ہو گئے اور کسی کو گھاٹ کا اُسکی تلوار کے کچھ پتا نہ لگا اب اُسکی صولت اور قوت کا یہ رعب اور دبدبہ یہان پڑا ہی کہ ساکنان شہر ادنیٰ اعلیٰ سے و بردہ اگر نام بدیع الزمان عالیمقام کا کوئی لے تو سامعین کو تپ و لرزہ اور اسہال کی حالت پہونچ جاتا ہی چنانچہ انجام کار یہ ہوا کہ آج تیسرے دن کا ذکر ہی کہ سرداران اور سپہ سالاران دلیر و شیر دل اور جوانان لقا پرست زبردست شمشیر گذاران اور جان نثاران پیغمبر مرسل نے حسب دلخواہ اپنے اپنے باطمینان تمام بخوبی انتظام اپنی فوج کا کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو محاصرہ کر لیا جب صبح کا وقت ہوا تو دیکھا کہ وہ مرد شیر یکہ و تنہا جسطرف حملہ آور ہوتا اور اپنی شمشیر کو علم کر کے جا پڑتا ہی تمام فوج مثل گلۂ گوسفند درہم و برہم ہو کر بھاگتی پھرتی تھی اور وہ خوف اور ہراس تمام لشکر گنجاب پر چھا گیا کہ بدیع الزمان با وصف اسکے کہ دو پہر رات سے معرکہ جدال و قتال مین تمام جسم اُسکا زخمہائے کاری سے مانند تختہ ارغوان کے شگفتہ نظر آتا تھا مگر صاف جنگ مستانہ کرتا بسمت صحرا نکلا چلا گیا اور کسی کو یہ حوصلہ اور یہ جرأت نہوئی کہ تعاقب اُسکا کرے الا ایک شخص حسن ترک جوشن پوش نامی کہ اُسے زال علم آموز رستم کہا چاہیے ملازم قدیم گنجاب کا تھا اور حسب الحکم سرکار کے واسطے تعلیم فنون سپہ گری وہ ہم او

بدیع الزمان کہ پیغمبر مرسل نے اُسے شاہزادۂ بلند اقبال خطاب دیا تھا استعینہ تھا اُس پیر نابالغ نمکحرام نے وہ کور نمکی کی کہ دین اور ملت قدیم اور طریقہ آبائی کو اپنے چھوڑ کر باغوائے بدیع الزمان نادیدہ خدائے آسمانی کی پرستاری اختیار کی اور رفاقت مین بدیع الزمان خلاف مذہب کی ہر روز بنام قاسم کہ اُسے پوتا حمزہ صاحبقران کا اور بھتیجا اس بدیع الزمان کا لوگ مشہور کرتے ہین نعرہ کرکے شریک حال بدیع الزمان ہوتا تھا اور ہر روز معرکہ آرائے میدان شبخون رہتا تھا وہ البتہ جھٹ پٹ زخمی ہو گیا اور حالت غش مین اُسوقت دلاوران فوج گنجاب نے کمندون مین مانند شیر کے اُسے اسیر اور دستگیر کرکے حسب الحکم پیغمبر مرسل زندانخانہ مین بھیجدیا گیا ہی چنانچہ کل صبح کو بیرون شہر بحکم گنجاب وہ سزائے اعمال کو اپنی پہونچیگا اور گردن مارا جائیگا آج ابھی منادی ہو گئی ہی کہ سب لوگ ساکنان شہر گنجاب اُسکی تعزیر دینے اور قتل کا تماشا جاکے دیکھین دس کوس تک جو ہی یہان سے جو دیہات اور قرے بستی گاؤن گرانون کی رعایا گنوار زمیندار وغیرہ ہین وہ بھی سب بیرون شہر تماشا دیکھنے کے لیے جمع ہوتے جاتے ہین علی الصباح اس بندہ پیر کا بھی قصد ہی کہ اُس مجمع مین پہونچکر خونریزی اُس نمکحرام کی دیکھکر داخل ثواب ہون یہ گفتگو فیروز آسیابان کی سنکے شاہزادۂ خاور سیاہ نہایت مکدر اور مغموم ہوا اور اپنے دل مین بخلوص نیت کہتا تھا کہ ای خالق اکبر تو سمیع اور بصیر ہر شی پر قادر اور قدیر ہی تو واقف حال اور شاہد میری مقال کا ہی کہ مین بندۂ عاصی بعد از نماز پنجگانہ ہمیشہ یہی تیری جناب سے ملتجی اور مستدعی رہتا ہون کہ تا قید حیات اپنی روز بد شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے عم بزرگوار کا آنکھون سے نہ دیکھون اور نہ یہ خبر ناسموعہ میرے کان تک پہونچے اب تو ہی میرے عم بزرگوار کا نگہبان اور حافظ ہی اور تجھے علم ہی کہ وہ زخمی ہوکر جو عرصۂ کارزار سے نکلا ہی تو گھوڑے نے کس جنگل مین کس مقام پر اپنی پشت پر سے گرا دیا ہوا اور کیا اُسپر گذری ہو وہان جراح کہان مرہم کجا اُسوقت کثرت آلام و غم اور جوش خون عزیزی سے عنقریب تھا کہ چیخین مارنے لگے اور دریائے اشک آنکھون سے روان کردے مگر بمقتضائے فراست اور صلاح وقت ضبط گریہ کیا اور خوب سا اپنے دل کو سنبھالے دیر تک لب بسکوت اور محو حیرت بیٹھا رہا فیروز آسیابان نے یہ حال شاہزادۂ با اقبال خاور سیاہ کا دیکھکر پوچھا کہ خیر باشد آپ اسوقت متحیر اور مغموم کیون ہین اور باعث تکدر خاطر اقدس کیا ہی قاسم نے فرمایا کہ مجھے اسوقت تمھاری زبانی حال سنکے کمال رنج ہوا ہر چند مین نے کبھی ان لوگون کا نام یعنی بدیع الزمان اور ترک جوشن پوش کا نہین سنا تھا اور نہ کبھی صورت اُنکی دیکھی مگر مجھے ترک جوشن پوش کی ثابت قدمی اور رفاقت اور وفاداری نہایت پسند آئی واہ واہ ایسے بھی دلیر اور شجاع دنیا مین پیدا ہوتے ہین آسیابان نے کہا کہ حضور یہ تو آپ اُلٹی تقریر خلاف عدالت فرماتے ہین وہ نمکحرام تو دشمن خداوند لقا لاکھون لقا پرستون کا خون اُسکے گردن پر ہی میرا تو یہ مذہب ہی اور یہ جی چاہتا ہی کہ اگر پیغمبر مرسل جسقدر کہ اُس نمکحرام ظالم پر تشدد اور عذاب کرے ایک ایک اعضائے جسم کو اُسکے کاٹ کاٹ کر یا سنگسار کرکے مارے تو گویا عین عدالت گستری اور عدل پروری ہی اور ثواب عظیم ہی قاسم تو جاہل اجہل ہی اتنی جو تقریر اُس پیر آسیابان کی سراسر خلاف اپنے مزاج کے سُنی عنقریب تھا کہ طیش اور غیظ مین اُٹھکر ایک طمانچہ مارے کہ دھڑ پر سے اُسکا سر اُڑ جائے لیکن کچھ فضل الٰہی شامل حال تھا کہ پیر ضعیف سمجھ کر ایسی حرکت تو نہ کی نہایت درہم اور برہم ہوکر اتنا ہی فرمایا کہ او مردک مسخرے تو کیا جانے اور تجھے اس مین کیا دخل ہی اگر ہزار برس یہ فلک دوار چرخ مارے تب بھی ترک جوشن پوش ایسے شہسوار عرصۂ کارزار جولانگاہ ہستی مین کبھی نہ دیکھیگا تو اپنے آٹے دال کے بھاؤ کی خبر لے اور باتین کر پیر آسیابان کی رنگت زرد ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ عالم یاس و ہراس مین کرکے عجز اور انکسار کرنے لگا اور اپنے دونون ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ حضور مین نے نادانستہ یہ گفتگو کی فی الحقیقت ہم لوگ ان باتون کو کیا جانین اور کل صبحکو اگر حضور بھی وہان تشریف لیچلین تو سواریان مستعد و حاضر ہین اور خلاصہ اس خوشامد کا اور الحاح سے یہ تھا کہ آسیابان نے اپنے جی مین خیال کیا کہ یہ نوجوان نووارد لاشک و لاریب دیوانہ اور مجنون مجسم ہی اور طرہ اُسپر یہ کہ سپاہی

بھی

وضع سلاح ہندبیاد اگر کسی وقت کوئی بات ایسی تمھوں سے نکل جائے اور یہ شخص دیوار پتھر سے مجھے ہلاک کر ڈالے تو یہ بات مصداق مصرع ع بعد از
سر من کن فیکون شد رشد ہ باشد * میری تو جان جاتی رہے پھر اسکا پھر کوئی کیا کر لیگا یہی تدبیر خوب ہی کہ اب یہ ذات شریف کسی حیلہ بہانہ سے
یہاں سے تشریف لیجائیں غرض قاسم اسکی منت اور سماجت سے خاموش ہوا اور کچھ عرصہ فروکش ہوا بعد ازاں آسیابان نے ایک
پلنگ منگا کے اُسی تنگ کے میں بچھوا دیا اور عرض کیا کہ حضور دم بھر آرام فرمائیں قاسم نے کہا کہ ابھی تو میں سونے کا نہیں شب کو آرام کرونگا مگر
تم ایک کام کرنا کہ ایک گھوڑا ہمارے سواری کے لیے کسوا کے یہاں چوکی میں لگا رکھنا کہ ہم بھی بعد نصف شب اُس مجمع میں بطور
سیر و تماشا سوار ہو کر آئینگے آسیابان نے عرض کی کہ بہت خوب غلام بہت تحفہ گھوڑا با زین و لجام مرصع کار اول شام سے تیار کرا کے
یہاں حاضر کریگا آگے جسوقت حضور کے مزاج مبارک میں آئے سوار ہو کر جہاں جی چاہے سیر و تماشا کو تشریف لیجائیں قصہ مختصر
جب کہ وقت شام کا ہوا اُسوقت شاہزادہ خاور سپاہ نے تو جا کے پلنگ پر آرام فرمایا یہاں پیر آسیابان نے اپنے گماشتوں سے
علیحدہ بیٹھکر سارا احوال شاہزادہ با اقبال کی بدمزاجی اور غصہ اور جہالت کا بیان کیا اُسکے سب نوکروں نے کہا اگر آپ نا رضامند
ہیں تو فرما دیں ہم ابھی اس جوان کو یہاں سے نکال دیں پیر آسیابان کی روح نکل گئی مارے ڈر کے ایک ایک سے نہیں نہیں
کر کے کہنے لگا کہ ارے واسطے خداوند بیچون ہزار ملک با خبر کہیں ایسا غضب نہ کرنا یہ ایک بلا ہے سر پر ہے کسی حیلہ و تدبیر سے اس آفت
ناگہانی کو میں اپنے سر سے ٹالا چاہتا ہوں سو تم ایک گھوڑا با زین و لجام تحفہ اُسکی سواری کے لیے تیار کرا رکھو آدھی رات کے بعد
یہ سوار ہو کر چلا جائیگا نوکروں نے کہا کہ آپ کے یہاں گھوڑے بہت بیش قیمت ہیں تو ایک سپاہی بھی معتمد و معتبر اور ہوشیار اس
جوان کی سواری کے ہمراہ کر دینا چاہیے کیونکہ جو یہ شخص گھوڑا لیکے کسی طرف کو چلا جائے اور پھر نہ آئے تو اُسے کوئی کہاں ڈھونڈھتا
پڑا پھرے گا پیر آسیابان نے کہا کہ تم سب بڑے نادان ہو مثل مشہور ہے کہ عزت کا صدقہ جان اور جان کا صدقہ مال اس پولادے
کا جی چاہے تو دو گھوڑے لیجاے مگر کسی صورت سے خداوند لقا اس بلا کو میرے سر سے دفع کرے اور یہ کہکر ایک راہوار تیز
رفتار اور بیش قیمت تھا اُسنے حکم دیا کہ اُسی گھوڑے کو جلد تیار کر کے لے آؤ غرضکہ اُسکے نوکروں نے اُس مرکب کو با زین و لجام تحفہ
تیار کر کے لگا رکھا جسوقت کہ شاہزادہ خاور سپاہ نے کوئی ڈیڑھ پہر رات پچھلی باقی تھی کہ خواب راحت سے بیدار ہو کر
پیر آسیابان کو آواز دی اور فرمایا کہ وہ گھوڑا ہماری سواری کے واسطے تم نے تیار کر دیا کہ کہاں کھڑا کیا ہے آسیابان کے دل میں
وہ خوف سمایا ہوا تھا کہ تمام رات نیند اُسے نہیں پڑی آواز کے ساتھ ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ حضور گھوڑا شام سے کسا
ہوا کھڑا ہی قاسم نے کہا کہ تمھارا بھی تو ارادہ چلنے کا تھا اُسنے کہا کہ غلام ضعیف و ناتوان حضور کے ہمرکاب نہیں پہونچ سکیگا
آپ تشریف لے چلیں میں بھی حاضر ہوتا ہوں یہ سنکر شہزادہ خاور سپاہ مسلح و مکمل ہو کر مرکب پر سوار ہوا اور اپنے دل میں یہ سوچتا اور
تجویز کرتا ہوا کہ اے قاسم اگر تائید ایزدی شامل حال ہوا اور نصیب یاوری کرے تو آج اس مجمع کثیر و انبوہ عظیم میں اس مرد مسلمان با وفا
یعنی ترک جوشن پوش کو چلکے چھین لاییے اور قتل سے بچا لیجیے تو ایک مرتبہ حسنات عظیم ہوگا کہ ایک مرد مومن کو پنجہ کفار سے
چھڑا لیا دوم یہ کہ رفیق جان نثار کو شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے تلوار کے نیچے سے بچایا اور کس قید شدید سے نجات دی
گویا ہمیشہ یہ بار عظیم پیر اعظم بزرگوار کی گردن پر رہیگا خلاصہ یہ کہ جی میں نہایت خوشی خوشی اُس میدان قتل گاہ کی طرف روانہ ہوا

اب رشمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان والا شان گذارش کیا جاتا ہی

کہ جبکہ انجم گردہ رستم شکوہ صاحبقران ابن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے حالت
زخمداری اور غشی میں اپنے دونوں ہاتھ گھوڑے کے گلے میں ڈال دیئے اور وہ مرکب باد رفتار جنگ رستمانہ کرتا ہوا سمت صحرا نکل گیا
از بسکہ گھوڑا بھی نہایت زخمی تھا دس بارہ کوس تک تو کٹ نٹ چلا گیا اسمیں کوئی پہر یا سوا پہر دن چڑھا ہوگا کہ ایک مرغزار
سرسبز اور سیراب نہایت طرب زا اور صحرا لطیف اور پر فضا کوسوں تک سبزہ فیروزہ گون لہلہا رہا جہاں تہاں ڈبرے پانی

کے بھرے ہوئے اُس گھوڑے نے دیکھا از بسکہ دو دن سے بے آب ودانہ معرکہ رزم وپیکار مین رہا تھا گرسنگی سے اُس چراگاہ کی جانب مخاطب ہوکر گھاس پر منھ ڈالا ہوا جو اُسکے جسم کو لگی تو پسینا خشک ہوا اور اُسنے چاہا کہ زمین پر لوٹون یہ ارادہ کرکے جیسے ہی چاہتا تھا کہ بیٹھے شاہزادہ بدیع الزمان پر تو حالت غش کی طاری تھی بیساختہ دونون پانون رکاب سے نکل گئے اور وہ پشت زین سے جدا ہوکر فرش خاک پر گرا اور ایک سمت وہ گھوڑا لوٹنے لگا اس عرصہ مین شاہزادہ والاگوہر کے جسم اطہر مین ٹھنڈھی ٹھنڈھی ہوا جو وہان کی لگی زخم تو آلے تھے اُن مین درد پیدا ہوا اور اُسی صدمہ جانکاہ کے سبب سے آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ شعر نہ دشمنے سر نعشم نہ آشناے ہست + عجب واقعہ وطرفہ ماجرائے ہست مین یہان بجان واحد یکہ وتنہا خاکبیر پڑا ہون اور گھوڑا ایک طرف چراگاہ مین مشغول ہی اُسوقت شاہزادہ والا مرتبت نے اپنے دل مین خیال کیا کہ شاید میدان جنگ سے یہ گھوڑا مجھے لے نکلا ہی اور یہان سبزہ زار مین پہونچکر مین پشت زین سے جدا ہو گیا ہون یہ سوچکر اُٹھ بیٹھا اور جسم اطہر کو جو دیکھا تو از سر تا پا زخمون سے چور ہی سجدہ شکر ادا کرکے بحضور قلب از خلوص نیت رو رو کر کہنے لگا کہ ای رب جلیل عہد طفولیت سے ابتک سواے تائید اور تیرے فضل وکرم کے کبھی اور کسی کی امداد اور اعانت کا طالب اور خواہان نہین ہوا راضی برضا ہون مجھے اپنی بیکسی اور بے مونسی اور زخمداری اور تنہائی کا اسقدر غم اور رنج مجھے نہین فقط کوہ غم والم گرفتاری یار وفادار ترک جوشن پوش سرفروش اور جان نثار کا ٹوٹ پڑا ہی اس صدمہ عظیم سے مین تیری جناب مین مستدعی اور ملتجی ہون کہ صدقہ اپنی وحدانیت کا اُس دوست باوفا کو ایکبار پھر مجھسے ملادے اگرچہ باسباب ظاہر عقل مقتضی اس بات کی نہین ہوتی کہ ترک جوشن پوش بقید کفار بےدین مبتلاے صد گونہ آفات ہو چکا ہی سب مشرکین دشمنان دین تشنہ خون اُس مرد مومن کے ہین زندہ وسالم چھوڑین اور طرہ اسپر یہ ہی کہ تین دن سے آب ودانہ اُسے بہم نہین پہونچا ہی اور نوبت مرہم پٹی کی بھی زخمون پر نہین پہونچی یکایک سنبھل جانا غیر ممکن اگر آج اُسکی کوئی مرہم پٹی کرے تو دو تین مہینے کے عرصہ مین شفا حاصل ہو لیکن ای رب کریم تیری ذات قادر مطلق ہی تیری قدرت کاملہ سے کچھ یہ امر محال نہین کہ پھر ان آنکھون سے مین ترک جوشن پوش کو زندہ اور سالم دیکھون یہ کہکر حال رفاقت وجان نثاری اور حسن خدمت اور وفاداری ترک جوشن پوش پر نہایت بیتاب ہوکر بصد درد وآہ چشمہ چشم سے اشک کے قلزم اور محیط موج زن کرنے لگا ناگاہ دیکھا کہ دو طائر لڑتے لڑتے ایک درخت سے نیچے گرے اور زمین پر بھی پنجون اور منقارون سے خوب زخمی ہوکر حل وشل ہو گئے اور خون اُنکے زخمون سے بدرجہ نہایت جاری ہوا تب وہ دونون پرند پرواز کنان اُسی صحراے طرب افزا مین قسم قسم اور طرح طرح کی جڑی بوٹیان گھاس کی لگی ہوئی تھین ایک جھاڑی پر جاکے لوٹنے لگے اور دو دو چار چار پتیان اُس جھاڑی کی نوچکر منقار سے اپنے اپنے زخمون پر رکھ لین فوراً خون بند ہو گیا اور بطرفۃ العین وہ دونون جانور صحیح وسالم ہوکر ایک سمت کو اُڑتے چلے گئے شاہزادہ بدیع الزمان والاشان یہ تماشا اُن جڑی بوٹیون کے زخمون کا اندمال اور صحت کا دیکھکر اپنے جی مین سمجھا کہ ای بدیع الزمان یہ معاملہ طائرون کا تیرے واسطے بطور ہدایت اور الہام غیب کے ہی شاید اسوقت باب اجابت وا ہی کیا عجب کہ ترک جوشن پوش سے بھی پھر مجھسے بقید حیات ملاقات حاصل ہو جاے اور یہ سوچکر وہان سے اُٹھا اور اُسی جھاڑی کے قریب جاکر تھوڑی سی پتیان توڑ لین اور اُنکو خوب سا ہاتھ سے ملکر اپنے زخمون مین بھر دین دم بھر بعد جو خیال کیا تو اپنے تمام جسم اقدس مین کہین نشان تک زخمون کا نہ پایا اُسوقت شان بے نیازی وقدرت کارسازی اُس ایزد کائنات مالک حیات وممات کی دیکھکر حالت وجد مین مضمون اس شعر کے الحق وبرحق شعر از دست وزبان کہ برآید + کز عہدہ شکرش بدر آید + تا دیر مصروف حمد وسپاس رہا بعد اُسکے ایک سمت ایک چشمہ آب نہایت لطیف اور پاکیزہ تھا وہان جاکر تمام اپنی پوشاک خون آلودہ کو دھویا اور پاک اور صاف کرکے پھر اپنے جسم اطہر کو آراستہ کیا اور گھوڑے کا زین اُتار کر اُسکے بھی زخمون پر اُسی جھاڑی کی پتیان

توڑکر ملین اور اسی طرح سے بعد دم بھر کے جو ملاحظہ کیا تو تمام زخم اُس گھوڑے کے اندمال کرکے رو بہ بہی لائے اور نشان باقی نہ تھا شاہزادۂ عالی شان نے گھوڑے کے تمام بدن کو دھوکر خوب نہلایا اور چراگاہ مین چھوڑ دیا اور اُسی صحرا مین جا بجا سے کچھ میوۂ صحرائی درختون مین سے توڑ کر نوش فرمایا اور بعد ازان پھر زین مرکب پر کھینچکر سمت شہر سنجان سوار ہوکر چلا ابھی کوئی کوس بھر بھی نہ پہونچا ہوگا کہ سامنے سے چند مسافر آپس مین یہ باتین کرتے ہوئے کہ کل کے دن کیا کیسے ہمارا رہنا اور شہر سنجان مین نہ ہوا ورنہ ہم بھی ترک جوشن پوش کی گردن مارے جانیکا تماشا دیکھ لیتے ایک اُن مین سے کہنے لگا کہ بھائی ہمارا ایسا تماشا خدا ادبار لقا نہ دکھائے تو یہ بہ مقام تاسف اور جائے عبرت ہی کہ جسوقت یہ سانحہ ہوش ربا اور یہ واقعہ جان گداز گردن مارے جانیکا اُسکے پسر حمزہ کے گوش زد ہوگا تو فرمایئے بخیال اُسکی رفاقت اور جان نثاری اور محنت اور وفاداری کے اُسکے دل پر کیسا صدمۂ عظیم ہوگا اور اسکی صولت اور شجاعت اور جمعیت اور مروت سے عجب نہین کہ وہ مثل شیر تشنہ و گرسنہ بتہیۂ رہائی اور نجات اس رفیق اور جان نثار یار وفادار کے نہ آوے اور بس لیتا اگر کل آفاق اور تمام فوج و سپاہ گنجاب بالاتفاق جمع ہوکر اسوقت اُسکا مقابلہ کرے تو وہ کسی مین بند نہین ہونے کا وہ تماشا البتہ قابل دیکھنے کے ہی کہ کیسے سوار و پیادے لشکر گنجاب کے مثل صید لاغر اُس شیر بیشۂ خونریزی سے خاک و خون مین پڑے لوٹتے اور پھڑکتے ہین اور رکتے مانند بزو میش کے چار طرف بھاگتے پھرتے ہین اور کیا رنگ اُس سرزمین قتل گاہ کا نظر آتا ہی مگر افسوس ہزار افسوس وہ جو کہتے ہین مصرع کوئی انسان نہ آجائے کسے انسان کے قابو مین :: اب وہ ترک جوشن پوش مرد پیر زخمی اور مجروح سیرون خون اُسکے جسم سے نکل گیا دو تین دن کا بھوکا پیاسا اسیر و دستگیر بہ غل و زنجیر افواج بے پیر مین محفوظ بہ بند بست دیا ہی ایک پیر زال عورت بھی جو چاہے سو اُس سے سلوک کرے بھائی ہم تو اس بات کو جوانمردی اور بہادری نہین سمجھتے ہین یہ تو عین نامردی اور بے ہمتی اور نا منصفی گنجاب کی ہی اُسکو تو بلا کے مخلع بخلعت کرنا تھا اور ایسے بہادر کو اپنا رفیق بنانا اور ملک مین رکھنا غنیمت سمجھنا تھا خوب ہوا جو ہم آج وہان سے چلے آئے شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ خبر وحشت اثر سنکے اُن لوگون سے بیگانہ وار پوچھا کہ صاحبو اُس شخص کی کیا تقصیر ہی کس جرم پر اُسے قتل کرتے ہین راہ گیرون نے کہا کہ صاحب وہ بازرم پیغمبر مرسل تھا ایک غیر شخص غیر کفو غیر ملت نادیدہ خدا کے پرستار دن مین کوئی بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ملک سنجان مین تازہ وارد ہوا تھا ہر چند کہ یہ داستان بہت طولانی ہی مختصر مطلب بیان کیا جاتا ہی کہ بدیع الزمان بیواسطہ اور بے جہت ہر شب شبخون فوج گنجاب پر آکر مارتا تھا اور یہ شخص جو مسمی بہ ترک جوشن پوش ہی ہوا خواہی اور رفاقت بدیع الزمان مین کوئی شخص قاسم ہی اُسکا نام لیکر شریک معرکہ شبخون ہوتا تھا اور ہزارہا سوار و پیادون اور اکثر سردارون اور سپہ سالارون کو ان دونون نے میدان رزم و پیکار مین تہ تیغ آبدار کیا اور تمام لشکر گنجاب مین تلاطم ڈالکر چھاؤنیون کو ویران و برباد کردیا تھا آخرش سچ تو یہ ہی کہ برے کام کا انجام بد ہی ایک روز دونون گھرے بدیع الزمان تو زخمی ہوکر کسی طرف نکل گیا دستیاب نہین ہوا مگر یہ ترک جوشن پوش پکڑا گیا اس جرم پر آج پیغمبر مرسل نے حکم دار پر کھینچنے اور اُسکے قتل کرنے کا دیا ہی اور کل سے اس بات کی منادی تمام شہر مین ہوگئی ہی کہ ادنی اعلی شاہ و گدا وضیع و شریف زن و مرد از خرد تا کلان از پیر تا جوان بلکہ دس کوس کی چوگرد رعایا برایا قریہ و دیہات کے زمیندار گنوار سب آکے تماشا اُسکے قتل کا دیکھین شاہزادۂ بدیع الزمان بادراک اس حال کے زیادہ تر مضطر اور پریشان ہوا اور وہین سے اپنے مرکب کو تیز گام کرکے سمت شہر سنجان روانہ ہوتا ہی اور سابق ازین گذارش کیا ہی کہ شاہزادۂ قاسم بھی فیروز آسیا بان کے پاس سے بعد نصف شب کے بتہیۂ رہائی ترک جوشن پوش روانہ ہوچکا ہی

اب وہ کلمۂ داستان اضطراب اور بیقراری جناب عصمت ماب ملکہ گوہر ملک سے بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت سے اُس نے حال حصاری ہوکر بحالت زخمداری نکل جانے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کا سنا ہی اور بعد اُسکے یہ سانحہ حیرت زا اور حادثہ جان گزا ترک جوشن پوش کی گرفتاری کا اور حکم گردن مارنیکا علی التواتر زبانی ہر ایک کے گوش زد

ہوا ہی ملکہ گوہر ملک نہایت اندوہگین اور پریشان مثل قالب بیجان بادل بریان اور سینہ سوزان خاموش اور خود فراموش اپنے قصر دلکشا مین ایک شہ نشین پر اپنی پلنگڑی پر پڑی ہوئی رو رہی ہی یہ ثابت ہوتا ہی کہ دونون انکھڑیان نہین ہین دو سحاب رحمت ہین کہ مزرعۂ دل پر متصل و پیہم برس رہے ہین ہرچند خواصین مقربین مصاحبین انیسین جلیسین محرمین ملکہ کو سمجھاتی اور تسکین دیتی ہین مگر ملکہ بجز آہ و زاری اور شغل اشکباری اور کسی طرف مطلق متوجہ نہین اس روز کی نقل ہی کہ سب صحبت والیان گرد و پیش بیٹھی بعجز اور الحاح کہہ رہی ہین کہ قربانت شوم آج تیسرا دن ہوا کہ حضور نے کچھ خاصہ تک تناول نہین فرمایا نہ لحظہ بھر آرام فرمایا ہی نہ آپ کچھ اپنے دل کا حال کہتی ہین نہ کسی سے کچھ بات کرتی ہین سارے محل مین ایک ماتم بپا ہو رہا ہی عند اللہ کچھ تو فرمایئے اس صدمہ کے اٹھانے اور غم کھانے سے بجز نصیب دشمنان ہلاکت کے اور کیا تصور کیا جائے بس ہم سب لونڈیان بھی کوئی دم کی مہمان ہین یہ حضور کے رنج و غم دیکھ دیکھ کر شعر زندہ ئی شکلین ہین نہ یہ کپڑے بدن مین ہین × سب جانتے ہین ہمکو کہ مردے کفن مین ہین + عنقریب تصدق ہو جائینگی یہ گفتگو لا کلام و غیر دلپذیر ہمراہیون دمساز دون کی سنکے ملکہ گوہر ملک نے مثل ماتمیان غمدیدہ اور سوگوران ستم رسیدہ کے ایک آہ جانکاہ دل سے کھینچکر فرمایا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + ہمارے کمبخت شعر گر اگویم کہ با این درد جانسوز + طبیبم قصد جان ناتوان کرد + کیا اپنا حال دل کہون اور کس سے کہون مین تو مرنے پر راضی ہون پر موت کو موت ہی آگئی زندگی یہی گلے پڑی اسکی مین کیا دوا کرون بس مجھے چپ پڑا رہنے دو جو لطف کہ اس خاموشی مین مجھے حاصل ہی وہ مجھے قسم ہی اپنے دین و ایمان کی کہ اور کسی بات مین مجھے وہ آسایش اور کیفیت نہین ہاے افسوس وہ مثل ہی کہ خود کردہ را درمان نیست ہرچند شاہزادۂ عالیمقام نے مجھے سمجھایا مگر تقدیر کے کارخانہ مین کسی کو کیا مداخلت ہی کمبخت نصیب اوجری نے انکا کہنا نہ مانا اور اس شہریار کو اسکے شہر و دیار اور خویش و تبار اور والدین بزرگوار سے بمکر و فریب جدا کرکے اس ملک کفار مین لیکر آئی اب خدا جانے کہ اس تن اطہر اور جسم نازنین پر اسکے کثرت جراحت ہاے کاری سے کیسی کیسی ایذائین اور کیا کیا صعوبات ہونگی کجا بخیہ کجا مرہم کہان کوئی یار و مددگار رفیق اور دلسوز غمخوار اسکا افسوس ایک مین ہون سو اس سے سیکڑون کوس معلوم نہین کہ گھوڑے نے لیجا کے کہان اُسے اپنی پشت پر سے علیحدہ کرکے گرا دیا کس جنگل مین کس حال زار مین ہاے افسوس صد افسوس کیونکر ہوگا کہان پڑا ہوگا شعر افسوس پڑا ہی وہ کدہر کو + ڈہونڈون کسے اسکی مین خبر کو + ستم تازہ یہ ہی جسوقت سے یہ صدا میرے کان مین پڑی ہی کہ وہ عاشق زار رفیق جان نثار اسکا یعنے ترک جوشن پوش نامدار گردن مارا جائیگا اسکی جان نثاریان اور سرفروشیان جسوقت کہ مجھے یاد آتی ہین اور اسکے صلا انعام اور عوض مین اسکی گردن مارے جانے کا اور قتل ہونے کا باین حال شکستگی اور بیمونسی جسوقت کہ تصور میرے دل پر گذرتا ہی جان شیرین مجھے تلخ معلوم ہوتی ہی اور ذائقہ حیات بدتر از تلخی سکرات میرے کام و دہان مین ہی اب کسی کھانے اور پینے کا مزہ نہین رہا بس اسوقت اتنی التجا اور دعا میری اس خالق ارض و سما سے ہی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیر گاہ زندہ و سلامت بجاہ و حشمت رکھے اور میری آبرو اور میرا پردہ اس وارث کی سلامتی مین رکھ لے کہ مجھے جلد دنیا سے اٹھا لے اور پیوند خاک کردے اشعار

نہ خوش ہے سینہ چاک ہون مین	بیمار ہے وہ ہلاک ہون مین	مطلوب ہی اسکی زندگانی	گو مین نہون درجہان فانی

اور سنو بیبیو تم سب عہد طفولیت سے میرے ساتھ ہین اور انیس خاص جلیس باخلاص غمگسار اور جان نثار ہین رہتی ہو اور ایک ایک عاقلہ اور مآل اندیش نشیب و فراز دنیا سے سب کچھ جانتی ہو کچھ کسی کو سکھلانا اور سمجھانے کی احتیاج نہین اس دنیاے ناپائدار اور زندگانی مستعار کا ہرگز اعتبار نہین اور مرنے اور جینے کا کیا بھروسا دم مین بیان کیا جانے کیا ہی کیا نہین ہی لہذا مین تم سبھون سے اتنی امید رکھتی ہون کہ شاید بعد میرے کوئی سبب ایسا ہو کہ شاہزادۂ والا منزلت کی زیارت اقدام عالی کی پہر تمہین نصیب ہو اور کہین ملازمت حاصل ہو جاے تو حق غمگساری اور وفاداری یہ ہی کہ اتنا پیام مجھ سوختہ

قسمت مسافر ملک عدم کی طرف سے گزارش کردنیا اشعار

سو حسرتین اور ہزارون ارمان — دل مین لیے ہاے وہ تیری ہون جان
ناشاد و نامراد ہوا ہے — دنیا سے مین اسطرح چلی ہاے
ہر نزع مین بھی مجھے تری یاد — مٹی مری کیا ہوئی ہی برباد
ازبسکہ کڑی ہی پہلی منزل — بیتاب ہی اس سے یہ مرا دل
تجھکو قسم اُسی خدا کی — خوبی تجھے جس نے یہ عطا کی
ماتم مین مرے نہ کیجو للہ — جز صبر و ضبط نالہ و آہ
ہان دل سے مجھے نہ بھول جانا — تربت پہ بھی فاتحہ کو آنا

اے روح رواں ہے صد افسوس — مین تجھ سے جدا ہون سیکڑون کوس
الفت ہوئی دشمنی جانی — افسوس یہ میری نوجوانی
جبتک کہ مرے لبون پہ دم تھا — دوری کا تری مجھے الم تھا
مرجانے کے بعد گور مین بھی — حسرت رہی تیرے دیکھنے کی
ہون تجھسے یہ ملتجی کہ یکبار — گر تو سنے مر گئی وہ بیمار
اکدم مین ترے ہزار دم ہو — رشتہ تری عمر کا نہ کم ہو
کچھ دل مین نہ اپنے لائیو غم — رہنا مری جان شاد و خرم

یہ کلمات عبرت آیات اور گفتگوے یاس وحسرت ملکہ گوہر ملک کی سنکے سب صحبت والیان مثل قالب بیجان محو حیرت سکتے کی صورت رنگین اور جتنی ہمدمین اور حرم مین انیسین خاص اور جلیسین با اخلاص تھین وہ اٹھو اٹھو کے ہر ایک کام کے بہانے سے علیحدہ جاجا کے منہ ڈھانپ ڈھانپ کر روتی تھین دو ہتڑ پیٹ اپنے سر دون پر مارنے لگین تمام مجلس مین ایک تلاطم اور شور ماتم بپا ہو گیا تھا وہ سب باہم کہتی تھین کہ صاحب ملکہ صدمہ جانکاہ دوری شاہزادہ عالیجاہ مین جان بر ہوتی نہین معلوم ہوتی اور ملکہ گوہر ملک یہ باتین کرکے عجب طرح سے بیتاب اور حالت اضطراب مین کبھی تو دریا اشکون کے آنکھون سے بہاتی تھی کہ تکیے چادر توشک پلنگ کی سب تر ہو جاتے تھے اور کبھی گھبرا کے بعد نالہ و آہ یہ شعر زبان پر لاتی تھی شعر قلق ہی دل پہ فغان ہی لب پر جگر پہ آہ اور مژہ پہ طوفان * اجل خبر لے کہ جان واحد یہ سو طرح کے عذاب مین ہی * اور کبھی عالم وحشت مین دیوانہ وار با چشم اشکبار پلنگ پر سے اٹھکر چمنستان مین بہ طریق تفریح طبع جاتی تھی اور ادھر ادھر گلگشت کرتی پھرتی اور یہ کہتی تھی اے گل اندام افسوس صد ہزار افسوس اب ہم کہان اور جلوہ دیدار شاہزادہ بدیع الزمان کہان دل کو صد حیف یاس کلی حاصل ہو گئی ہی گل اندام وغیرہ سب خواصون نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم فی الحقیقت بدگمانی لازمہ محبت ہی لیکن حضور انور کے اپنے دلکو تسکین دے کر بچشم غور ملاحظہ فرمائین کہ اس جامع المتفرقین نے کس طرح سے سامان وصال بہم پہونچایا تھا اور کن کن بلیات اور آفات سے کہ اسوقت بھی ملاقات سے شاہزادہ والا صفات کی یاس ہم سبھون کے جی کو ہو گئی تھی مگر پھر کس خوبصورتی سے بے سعی و تلاش ملاقات ہوئی اسی صورت سے کیا عجب ہی کہ پھر بھی زیارت اقدام اعلی اس عالی منزلت کی تمکو نصیب ہو اور یہ ساری کلفت اور مصیبت مبدل بعیش و عشرت ہو جاے قرابت مشوم مصرع چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند * ملکہ گوہر ملک نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہان تم سچ کہتی ہو اہا یہ جہان فانی عالم اسباب ہی خواصون نے عرض کی کہ حق تعالے حضور کو صد و سی سال سلامت رکھے جسوقت کہ دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوتا ہی کوئی سبب درکار نہین ابھی ملکہ سے اور خواصون سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جس دیوار کی طرف سے شاہزادہ عالیمقام قدیم الایام سے تشریف فرما ہوے تھے ادھر ایک کھٹکا معلوم ہوا اور ملکہ نے گھبرا کر اس طرف جو دیکھا تو بالاے دیوار سے ایک سیاہ پوش باغیچہ مین اترتا ہی ملکہ گوہر ملک اسدرجہ مضطرب اور سراسیمہ ہوئی اور ادھر کو چلی کہ دوپٹہ کاندھے پر سے زمین پر گر پڑا اور اسکا کچھ خیال نہ کیا اور یہ کہتی ہوئی کہ اے گل اندام خدا جو کچھ نہ کرے میرے دل کو یقین ہوتا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان رونق افزا ہوئے ابھی تھوڑی دور نہین پہونچی تھی کہ ادھر سے شاہزادہ والا تبار تبسم فرماتے قریب آپہونچے اور ہاتھ ملکہ کا پکڑ کے پوچھا کہ ملکہ عالم فرمایئے اندنون حال مزاج مبارک کا کیا ہی ملکہ گوہر ملک نے بچشم حیرت شاہزادہ والا رتبت کو دیکھا کہا شعر حال بدگفتنی نہین لیکن * تمنے پوچھا تو مہربانی کی * اور پلک پر سے ڈھلک ڈھلک کر آنسو دامن پر گرنے لگے اور یہ حال بہم پہونچا کہ ہچکی سی لگی ہوئی بات نہین کیجاتی تھی گل اندام

نے عرض کیا ای شہریار خدا نخواستہ اگر حضور اسطور پر رونق افزا ہوا کرینگے اور یہی طریقہ ملازمت کا رہیگا تو صدمہ درد دوری اور مجبوری
سے حضور کے ہم لونڈیون کو ملکۂ عالم کی زندگانی کی طرف سے قطع امید اور یاس کلی ہو چکی شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ شعر محبت
لگاتی ہی پانی مین آگ ۔ محبت سے ہی تیغ و گردن مین لاگ ۔ سواے جلانے کے ہی نخل محبت مین اور ثمر کیا ہی جو کچھ کہ ملکہ کے دشمنون
پر بدولت اسعدل اور اپنی محبت کے ہوں وہ تعجب ہی یہ کہکر اپنے رومال سے ملکہ کی آنکھون سے آنسو پونچھکر فرمایا کہ اب یہ رونا دھونا تمہارا
بیکار ہی خود کردہ را درمان نیست ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ شہریار اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے کلام مبارک مین فرمایا ہی والکاظمین الغیظ
والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین گناہ بندے کے معاف کرتا ہی فی الحقیقت مجھسے ایسا ہی جرم سرزد ہوا ہی کہ تمہارا کہنا
نہ مانا مگر شعر ہمسے گناہ رحم سزاوار آپ کے ۔ جو بخشو نہ بخشو ہم ہین گنہگار آپ کے ۔ شاہزادۂ نامور نے یہ سنکر فرمایا کہ ای ملکہ گوہر ملک
تمہاری جان عزیز کی قسم اب تو مجھے مطلق اختیار باقی نہین ہی ہان تاوقتیکہ ہمارا راز افشا نہین ہوا تھا ہر کیفیت پوشیدہ و پوشیدہ
تمہارے ساتھ اوقات بسر کرتے تھے اور اب تو اس ملک اور دیار کے در و دیوار بھی ہمارے سایہ سے متنفر اور گریزان ہین اور
ایک ایک فرد بشر از کہ تا مہ زن و مرد تشنۂ خون اور دشمن جان ہمارا ہو رہا ہی بجز افضال لایزال قادر ذو الجلال کے اور کوئی
صورت اب ملاقات کی نظر نہین آتی ہی ان الصبر مفتاح الفرج صبر کرو اور رات دن جناب احدیت سے دعا مانگو غرض یہ باتین
کرتے ہوئے اسی خلوتخانہ مین جہان کہ قدیم سے صحبت اور نشست رہتی تھی آکر بیٹھے اور بعد ذکر اذکار سلسلۂ سخن یہان تک پہونچا
کہ کل صبح کو بیرون دروازہ شہر ترک جوشن پوش گردن مارا جائیگا اور تمام سکان شہر و ادنی و اعلی تماشا اسکا دیکھنے کو جائینگے
شاہزادۂ بدیع الزمان عالیمقدار یاد وفاداری اور جان نثاری مین اسکی بے اختیار ہوکر زار زار مانند ابر بہار کے رونے لگا
اور فرمایا کہ ای ملکہ اب تمہین از روے انصاف کہو کہ ایسے اپنے رفیق عاشق زار سر فروش اور جان نثار کی ہم خبر قتل سنکر بخوف
جان چشم پوشی کرین اور حتی المقدور اسکی رہائی اور نجات کی تدبیر سے غافل رہین استغفار مصرع صد خندہ مرگ بر چنین
است ۔ کوئی نامرد اور بزدل اور بہیر بھی یہ ننگ گوارا نہ کریگا اگر لاکھ جانین میری اس راہ مین کام آئین تو ہر ہا کعبہ ایسی موت کو
بہتر از زندگی جاوید سمجھون ملکہ گوہر ملک نے عرض کی کہ آپ بجا فرماتے ہین اس مین سر مو فرق نہین ایسے دوست اور با مروت
لوگ کہان پیدا ہوتے ہین جس طرح سے ترک جوشن پوش نے تمہارے واسطے اپنی آبرو اور جان تک عزیز نہین کی مگر ایک بات
مجھسے آپ یہ تو فرمایے کہ تمکو طرز تقریر سے آپ کی یہ بات ثابت ہوتا ہی کہ شاید آپ کا بھی قصد اور ارادہ ہی کہ اسکے شریک حال
ہون شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ فی الحقیقت اسیجانب کو لاشۂ خونچکان ترک جوشن پوش بر سر دار آویزان ہوگا اور دوسری
جانب متصل اسکے سر بدیع الزمان بھی نیزے پر سوار نظر آئیگا گوہر ملک نے کہا کہ بیاں اب جو فرماتی ہین سب برحق و بجا الا ایک
بات مین بھی کہتی ہون کہ ایک کی دو اور دو کی چار جہان کہ لکھو کھا دشمن بر سر قتل تشنۂ خون ہون وہان ایک تنہا کیا کریگا
سواے اسکی کہ بیوقت مارا جاے شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ تاوقتیکہ رشتۂ حیات باقی ہی کیا تاب کسی کی جو کوئی
ایک بھی مو کو صدمہ پہونچا سکے اور جو وقت آہی اب آن پہونچی ہی تو ہزار کوئی جان چھپاے قلعۂ آہنی مین اگر جاکے چھپیگا تو وہان
بھی مارا جائیگا غرض اسی طرح کی باتین کرکے اور بہت سی تسکین اور دلاسا دے کے جب کے کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی
رہی اسوقت شاہزادۂ عالی مقدار با چشم اشکبار ملکہ کے پاس سے اٹھکر رخصت ہونے لگا گوہر ملک نے دامن شاہزادۂ
عالم کا پکڑ کر کہا ای شہریار عند اللہ واسطے دین و آئین کے شعر گر زیست سے نہ مجھکو خفا تو خفا نہو ۔ سر تن سے گر تو میرا جدا
ہو جدا نہو ۔ تمہین میرے سر کی قسم ایسی جہالت نہ کرنا مجھے اکیلا ترک جوشن پوش کا لکھو کھا دشمنون سے سہل و آسان نہین
دو تین مرتبہ تو شاہزادۂ والا قدر نے بہت اور آشتی سمجھایا اور فرمایا کہ ملکہ اسوقت تم نہ روکو مین ایسے مقدمات مین بخدا
تمہارا کہنا نہین مانونگا ایسی بیہودہ گفتگو کرنا تمکو لازم نہین ہمکو بیحیائی کی زیست کسی طرح سے گوارا نہین جو کچھ کہ قسمتی تقدیر

دکاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر بیسے کلک قدرت سے اپنے بزور دیوان قضا رقم کردیا ہی وہ بہ عرصۂ ظہور آیا اور آئیگا اس مین تفکر و تردد کرنے سے کیا حاصل جب لنگر گوہر ملکہ نے دامن نہ چھوڑا اور کسی طرح کہنا نہ مانا اسوقت شاہزادہ والا رتبت نے نہایت ناراض ہوکر فرمایا کہ ملکہ منظور اگر تم کہو مین اپنا سر کاٹ کر تمہارے سامنے رکھ دون الا ریب کعبہ بمصرع گر سر رود در رہ پر ولے سر ندارم * شریک حال ترک جوشن پوش کا ہونگا اس مین خواہ مارا جاؤن خواہ بفضل ایزدی فتح یاب ہوکر اسے چھڑا لاؤن کچھ لطف باقی نہ رہیگا جو مین دامن چھڑا کر چلا جاؤنگا اس سے بہتر یہ ہی کہ میری جان اپنے دل پر ایک بھاری پتھر رکھ کر تم اور راضی برضا صابر اور شاکر ہوکر اسکے عوض مین جناب باری سے دعا مانگو اور مجھے بھی جانے دو دست بردار ہو اگر زندگی مستعار اور حیات ناپائدار باقی ہی تو خاطر جمع رکھو پھر جلد عنقریب ملاقات ہوگی ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے دامن چھوڑ دیا اور شاہزادہ عالم ملکہ کی پھر بہت سی تسکین اور دلدہی کرکے اسی دیوار کی راہ سے کمند پکڑ کے زیر قصر اترا اور اب بزودی تمام میدان قتل گاہ کی طرف روانہ ہوتا ہی

دو کلمہ داستان صعوبت بیان ترک جوشن پوش گزارش کیے جاتے ہین

ازبسکہ دو روز پیشتر سے حسب الحکم گنجاب تمام شہر سنجان مین منادی ہوچکی تھی کہ پرسون کے روز ترک جوشن پوش گردن مارا جائیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ بیرون شہر فلان مقام پر آکے ٹھہرے تو اس دن پہر رات پچھلی باقی رہنے سے ہزارون رئیس زادے اور امیر امرا ادنی اعلی وضیع و شریف کہہ و مہ زن و مرد از خرد تا کلان از پیر تا جوان ساکنان شہر سنجان اور دوکاندار اہل حرفہ بازاری دس کوس تک کی رعایا برایا ٹھاکر ٹھکرائے زمیندار گنوار مقدم مہتو چودھری قانون گو وغیرہ گانون گانون قصبون قصبون سے وہان آکر جمع ہوتے جاتے ہین اور چار طرف سے غول کے غول چلے آتے ہین ہزارون ٹیلون ٹکرون پر کھڑے ہین سیکڑون درختون پر بیٹھے ہین لکھوکھا سر میدان مجمع کیے منتظر ہین ناگاہ دیکھا کہ ہزار بارہ سو پیادے چبوترے کی تلوارین کھینچے برچھیان بڑے گرد و پیش ایک اعرابی پر ترک جوشن پوش کو مطوق اور مسلسل کیے بٹھائے ہوے بڑی ہوشیاری سے انتظام و اہتمام کرتے ہوے تنگے آگے سنجانی عیار گوڑا ہاتھ مین لیکر سو سوا سو عیار ہمراہ لیے اس میدان مین آکر پہونچا اور جلادون کو طلب کیا اس عرصہ مین سواری گنجاب کی بھی آپہونچی اور جتنے مقربین اور مصاحبین اور سردار اور سپہ سالار ہمراہ رکاب تھے وہ بھی سب آکر چپ و راست اپنے اپنے مرکبون کو روک روک کر ٹھہر گئے گنجاب نے جلادون کو حکم دیا بس اب دیر نہ کرو جلد اس نمک حرام کو گردن مار دو اور جلادون نے بوریا خلاکت کا بچھایا چبوترا ریگ کا بنایا تیغ آبدار کو سنگ چٹانا شروع کیا اور چار طرف سے ہلڑ ہوا تماشائیون کا یہ عالم تھا کہ بغلون مین گھسے ہوے ٹکریون مین سر ڈالے ہوے کاندھون پر سر رکھے دیکھنے کو جھکے پڑتے تھے گنجاب نے حکم دیا کہ ہان لیجاؤ ترک جوشن پوش کو جلادون نے سنجانی کے ہمراہ جاکے اعرابی سے ترک جوشن پوش کو اتارکے کشان کشان اس بورے پر بٹھلا دیا تمام خلق اللہ دیکھتی تھی کہ ایک پیر بار ریش سفید نورانی صورت شیر صولت باوصف اسکے کہ تین دن سے زخمی اور مجروح بے مرہم اور بخیہ اور پٹی کے ہر لب زخم پہ خون جم گیا ہی اور وہان زخم کھلے ہوے کھانا پینا کچھ میسر نہین آیا حالت ضعف و ناتوانی مین وہ رعب و دبدبہ اور شوکت و شان چہرے سے اسکے آشکارا ہی کہ دشمن کسی کو یہ حوصلہ اور جرأت نہین پڑسکتی کہ قریب اسکے جاکے کچھ ہمکلام ہو ترک جوشن پوش نے چار طرف بنگاہ حسرت یاس دیکھا شعر منہ پھیرنے پہ ہو جسکی امید ہ ناامیدی اُسکی دیکھا چاہیے ۔۔ اور ایک مرتبہ بکمال استقلال اور درستی حواس خمسہ کچھ سرداران گنجاب سے کہا چاہتا تھا ناگاہ گرا ہو رخون آشام نے اسکی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ ای نمک حرام شرفا اور نجبا اپنے خداوندان نعمت سے ایسی ہی حرکت کرتے ہین جو تجھسے وقوع مین آئی نالائق تو نے تو سب شرفا زادون کی عزت و آبرو برباد کی بقول شخصیکہ شعر چار قومی کیے بید پنہی کردہ نہ کہہ با شر طلب ماند نہ مہ را

ہر چند کہ تو نے وہ جرم کیا ہی کہ اُسکا قصاص اور ثمرہ یہی ہی کہ جو تو بچشم اپنے دیکھ رہا ہی مگر ذات پیغمبر مرسل منبع دریاے حلم و مروت اور مجمع خلق اور عنایت رحیم اور کریم عطا پاش خطا پوش جرم بخش عذر نیوش ہی اگر تو اسوقت بھی اپنے اعمال اور افعال سے متنبہ اور منفعل ہو کر سر اپنا اقدام عالی پر پیغمبر مرسل کے رکھ دے اور یہ کہے کہ اے آقاے ولی نعمت میرے سر بر جرم میں بخش کا آور دہ ام شفیع اشک ندامت دعرق انفعال را اور ہم لوگ سب تیرے ساعی اور ممد و معاون ہو کر عرض معروض کرینگے تو کیا عجب ہی کہ پیغمبر مرسل از راہ بندہ نوازی اور رفیق پروری عفو جرائم تیری کرکے جان بخشی کردے ہلوگو نکو فقط پاس لحاظ اور صدمہ اس بات کا ہی کہ تمام عمر تو نے ہماری صحبت میں صرف اوقات کی اور شریک رزم و بزم رہا اور اس ملک میں تو غریب الوطن بیکس و بے مونس محض عاجز و مجبور ہی ہمارے حتی المقدور ہمارے سامنے تو گردن مارا جاے یہ ہمین دل گوارا کرتا ہی ترک جوشن پوش نے یہ سنکر مثل شیر تشنہ و گرسنہ خشمگین ہو کر جواب دیا کہ او کافر ازلی یہ کیا گفتگوے لاطائل اور پوچ کرتا ہی شکر صد شکر اُس خالق اکبر خداے عزوجل کا کہ مین زمرۂ غازیان دہواخواہ شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند امیر حمزۂ صاحبقران والاشان نامدار ہو کر کس ثابت قدمی سے مسافر ملک عدم ہوتا ہوں تا وقتیکہ میرے دست و بازو مین یاراے جہاد تھا ہمراہ رکاب شاہزادۂ عالی جناب معرکہ آراے رزم و پیکار رہا آخر کار کفار کے ہاتھوں سے بدرجۂ شہادت فائز ہو کر سرخروے کونین ہوا دروازۂ گلزار جنت وا ہی اور حوران خلد جام شراب کوثر ہاتھوں مین مجھے دکھا رہی ہین اور گنجاب تو کیا مسخرہ ہی وہ مشرک خدا القاے خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت جسکو تم اپنا معبود جانتے ہو وہ نالائق کاذب وجہ ٹھا ہی اُسکے رو بہ و گردن ترک جوشن پوش کی نہین جھکتی یہ کہکر ترک جوشن پوش نے خلق اللہ کی طرف متوجہ ہو کر باواز بلند کہا کہ ایہا الناس اگر تم مین سے کوئی مرد مسلمان ہمارا ہمراز ہو تو میرے کلمۂ شہادت کے گواہ رہنا اللہ تعالے سلامت رکھے میرے آقاے نامدار شاہزادۂ بدیع الزمان والا تبار کو کہ زندگی او عیش است جو شخص کہ جیگا وہ دیکھ لیگا کہ عنقریب اس ملک مین وہ شجیع روزگار شاہزادۂ ضیغم شکار پھر خروج کرکے آن واحد مین تمام اس ملک کو اسلام آباد کریگا اگر تم مین سے کسی شخص کو زیارت اقدام عالی کی اُس شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کی نصیب ہو تو اس خانہ زاد و جان نثار مسافر عدم کی طرف سے اتنا پیغام کہدینا کہ اس غلام کو دم واپسین سواے زیارت اقدام پاک کوئی حسرت اور ہوس دل مین نہ تھی اور باقی تو الحمد للہ شعر این سر کہ براہ دین فدا شد چہ بجا شد ٭ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ٭ یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے زمین پر مارکے تیمم کیا اور ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر اور بعد ازان سوے فلک دیکھکر کہا کہ اے رب جلیل تو حاضر و ناظر سمیع و بصیر ہر شی پر قادر و قدیر ہی کس زبان سے حمد و شکر تیری کارسازی و بے نیازی کا کرون تمام عمر اس بندۂ عاصی اور گنہگار کی جس طرح سے کہ مروت و آبرو ظاہر ہوئی ویسی ہی دم آخر بھی یہ عاصی بندۂ پر معصیت اس سراے فانی سے سمت عالم جاودانی سرخرو جاے اور جلاد کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ او نابکار اب تو انتظار کسکا کرتا ہی تعویق و تاخیر نہ کر اور مجھے قتل کر جلاد نے خط کھینچ کر ترک جوشن پوش کی گردن پر کھینچکر تیغہ اُٹھایا اور باواز بلند کہا کہ خلق خدا کی ملک پیغمبر مرسل کا حکم پیغمبر مرسل کا وہ شخص جلاد واسطے آدم کے سیر آتے اور اس وہ زخم مینے اپنے پیٹ کے بھرنے اور اہل و عیال کی پرورش کے لیے یہ پیشہ خونریزی اور جلادی کا کرتا ہی لیکن شعر سلطنت سلطان کنند فریاد بر صیاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ ای ترک جوشن پوش قطعہ

طعمۂ اجل ہست گر جوان و گر پیر است	ہم زیر زمین پر ہست ہمہ روے زمین	این صفحۂ خاک پردہ و روز تصویر است	دنیا خواب ہست کش عدم تعبیر است

جو کچھ تجھے کھانا پینا دیکھنا کسی سے کچھ لینا ہو کوئی حسرت اپنے دل مین نہ رکھ کہدے پھر یہ کھنڈ ہا پانی اور کھنڈ ہی ہو اتنے مجھے کہان نصیب ہوگی ترک جوشن پوش نے کہا کہ او ملعون خدا میرا گواہ ہی کہ سواے زیارت شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے نہ کھانے کی حاجت ہی نہ پانی کی پیاس ہی اور کچھ مجھے کسی سے کہنا ہی نہ سننا ہی نہ کوئی حسرت و تمنا میرے دل مین ہی بسم اللہ مین

راضی برضا ہے اتنی سر خمہ کائے بیٹھا ہون تو یہ سر میرا کر اب دبال دوش ہی جلد قلم کر جلاد کو دو حکم دے پہلے پہونچ چکے ہین فقط تیسرے حکم کا
منتظر تھا کہ ناگاہ چار طرف ایک زلزلہ و تلاطم سا پیدا ہو گیا اور طنطنۂ اللہ اکبر کی صدا بلند ہو گئی یہ نعرہ گوش زد ہوا لو آفتاب شرع
دین پروری ہے شہسوار لال پوش خاوری ۔ تمام فوج و سپاہ گنجاب اور ساکنان شہر سنجان تو اس آواز سے مثل بید لرزان اور ترسان
تھے سب پر ایک وہم اور اضطراب طاری ہوا اور لیتے اپنے دلون مین یہ سوچکر کہ جسنے اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی چھاؤنی تباہ
کردی اور ہزارون بڑے بڑے نامی اور نامور سردارون و سپہ سالارون کو تباہ کر دیا اب جو ون دو پھر اس طرح بکشادہ پیشانی
آتا ہو تو خدا جانے لاکھ سوار دو لاکھ سوار کسقدر فوج و سپاہ ساتھ ہو گی لکھو کھا تماشائی بین بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے
ہزارون کی جوتیان پانون سے نکلکر میدان مین پڑی رہ گئین سیکڑون کی پگڑیان اتر گئین فوج و سپاہ والون کا یہ حال ہوا کہ بیچ
کٹارہ یان قرولیان کمرون سے نکل پڑین اور انکو خبر مطلق نہین ہوئی ایسے سراسیمہ و مضطر ہو کر بھاگے کہ اپنے تن بدن کا کسی کو
ہوش نہ رہا آدمی تلے اوپر ہو گئے اپنی اپنی جان بچانا سب کو دو بھر تھی جلادون نے یہ ہلڑ جو دیکھا دم میں خود یہ تجویز کر سکھ ایجان
ہر نوجوان ہی پہلے وہ شخص اگر مجھے کو جلاد اور قاتل اس ترک کا سمجھکر قتل کرے گا مضطرب اور بدحواس ہو کر ایک طرف کو بھاگا ایک
شور و غل اور ہنگامہ مین ایک مرتبہ جلادون نے پلٹ کر جو ترک جوشن پوش کی طرف خیال کیا تو اسنے دیکھا کہ ایک نوجوان نے
کچھ کھینچکر ترک جوشن پوش کے منھ پر مارا اور ترک جوشن پوش چکر کھا کر بحالت غش مین گر پڑا اور اس نوجوان نے جھٹ پٹ ترک
جوشن پوش کو بطور گٹھری کے باندھکر پشت پر اپنی ڈال لیا اور اسی غول مین بھاگنے والون کے چلا جلادون نے ہر چند پکار پکار
کر شور و غل کیا اور کہا کہ صاحبو لینا لینا جانے نہ دینا ہان ہان دیکھنا کون ہی جو ترک جوشن پوش کو لیے بھاگا جاتا ہی یہان
اسوقت سبکو اپنی اپنی جان کی پڑی تھی صدائے نعرہ قاسم مانند صدائے عزرائیل کے لوگون کے کانون مین سمائی ہوئی تھی
ایسے خود رفتہ اور بیہوش و حواس باختہ تھے کہ جلادون کی بات کون سنتا تھا اتنا بھی خیال کسی نے نہ کیا کہ یہ کون لیکا
ہی اور کیا جھک مارتا ہی اور ترک جوشن پوش ایسا سیر و تماشا کہان کا اسوقت تو یہ بدحواسی اور گھبراہٹ مین یہ عالم سب کا
تھا کہ اگر کوئی گنجاب کو بھی پکڑ کے تلوارین یا جوتیان مارتا تو کوئی پرسان اور خبر گیران اسکا نہوتا سردار اور افسران فوج کچھ پیادے
اور سوار جو وہان موجود تھے وہ کچھ تو بمقابلہ شاہزادہ خاور سپاہ اپنی اپنی سپرین تلوارین سنبھال کر پیچھے چلے کچھ
جہان تہان واسطے سد راہ ہونے کے کھڑے ہوئے تھے اس عرصہ مین وہ شیر بیشۂ شجاعت اس مجمع روباہ صفت مین تیغ زنی
کرتا شعر آیا جو سامنے اس دشمن دین کو مارا جسطرف رخ کیا دو چار لعین کو مارا ۔ قریب اس قتل گاہ کے پہونچا تو اسنے دیکھا کہ
ایک طرف تو ایک خالی اعرابہ جسپر ترک جوشن پوش کو بٹھلاکے لائے تھے کھڑا ہی ایک جانب کو ٹکٹکی کا چبوترہ اور اسپر یہ پڑا ہی
اور تھوڑی دور پر وہ جلاد تھر تھر کانپتا ہی خاموش اور از خود فراموش اس ہلڑ اور ہنگامے کو دیکھ رہا ہی قاسم نے یہ سمجھکر کہ
شاید میری آمد کا شور و غل سنکے میرے ڈر سے ان کافرون نے ترک جوشن پوش کو کہین یہان سے الگ لیجا کر ٹھہرا دیا ہی جلاد
کے برابر پہونچکر ایک تیغہ جوا اسکی دوال کمر پر مارا تو تسمہ باقی نہ رہا اور مثل خیار تر دو پرکالے ہو کر لاش اس حبشی بدمعاش کی زمین پر گر
کے پھڑکنے لگی گنجاب نے شاہزادہ قاسم عالی جناب کو یکہ و تنہا شمشیر زنی کرتے اور یہ کاٹ تیغہ پلارک کا قراسیابی کا اور قوت
دیکھکر اپنے سردارون اور سوارون اور پیادون سے باواز بلند کہا کہ ای بہادرون نبیرۂ حمزہ بجان ولعبہ ہزارون تم ایسے دلیر
اور شیر دلون مین اپنا بانکپن دکھلا رہا ہی ایسا نہو کہ اب یہ زندہ و سالم بچکر یہان سے نکلجائے اور یہ کیا نامردی اور بیحمیتی ہی
کہ تم سب دور دور الگ تھلگ نیزے اور تلوارین لیے دکھلاکے وار بازون کا کمیل اور تماشا کر رہے ہو یہی وقت ہی چار طرف
سے یلغار کر کے جھٹ پٹ لپٹ پڑو اور اگر زندہ ہاتھ آئے تو پکڑ لو ورنہ اسکا سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ یہ کلام اور احکام اس
تیرہ انجام اپنے ولی نعمت کا سنکے گیا ہو خون آشام مہلیل دراز ترکیب اور مہلیل بلند رکاب اور سعید جرگہ نشین اور فضل بن

گیا ہور خون آشام لعین پر گیا ہور فیس بن گیا ہور محسن پر گیا ہور خون آشام وغیرہ سرداران اور افسران فوج سب دست بقبضہ ہو کر آمادۂ جنگ ہوائے تھا جیسے اور پلٹتے تھے کہ سپرین تلوارین پکڑ رہنگے بہر شاہزادہ قاسم پرش کرین ناگاہ دست راست سے یہ نعرہ کوہ شکاف بدیع الزمان ہر ایک کے گوش زد ہوئے شعر سپاہ اسلام انجم گروہ

به میدان کین نیجاب پیلان
بدانسان عدای دین کان ہم
که رزم سهراب و بیژن نگن
اگر بر کشم لشکر و بدعات

دل و جان سالاران صاحبقران
بیکدم شکستم کمان نجم
تهمتن توان گرد لشکر شکن
خنداز رو و در جسم دلیران خانه

بهم برزن لشکر گنجاب
دریدم جو کرباس لشکر را
بدیع الزمانم کرو رزم جنگ
زتیغم سپه باک اسلام شد

نشہ آسمان رخش رستم شکوہ
بہر سمت وہ گیو افراسیاب
فگندم بہ یک گبر غیور را
بدرم دل شیر و جرم پلنگ
اگر بر فتنہ باختر نام شہ

اور بعد اوزان دیکھا کہ وہ رستم صولت سہراب توان آفتاب سپہر جہانگیرانی شاہزادہ عرش جناب بدیع الزمان گرز لشکر شکن شمشیر ضمیمۂ صورت ویدیر خون چکان علم کیے ہوئے کلائی ہاتھ کی گہنی تک خون مین آغشتہ آیات مرکب فلک سیر باد پیما پر سوار اس ہجوم لشکر کفار مین کہ ہزار دن سوار اور پیادے مانند مور وملخ ابر کے چار طرف سے جھکے آمادۂ کار زار تھے نمودار ہوا اسوقت فوج گنجاب کا یہ حال تھا کہ جسطرح سے ہنگام طلوع خورشید جہانتاب ظلمت شب اور تیرگی آسمان کی دور ہو جاتی ہر سوار و پیادے فوج کفار نابکار کے اور فلا زمین گنجاب تیرہ روزگار کے متفرق اور پراگندہ ہو کر دہنے بائین ہٹ گئے اور دور دور نظر آنے لگے مطلع میدان کا صاف تھا اور تمام سرداران اور جملہ سپہ سالاران اور جتنے افسران فوج تھے اُنکے چہرون پر ہوائیان اور مردنیان سے چھا گئین تھین اور ساری فوج وسپاہ کی رنگتین زرد اور دلون مین طاقتین اور قابو مین روئین تھین کس شان وشوکت اور عظمت وجبروت سے شمشیر زنی اور کفار کشی کرنے لگا اور لاش پر لاش ڈھیر پر ڈھیر سر پیر ہوئے پر پڑے گرتا جاتا تھا شعر بہر جا کہ شمشیر وا کرد رہ بیکے راد وکرد دوراچار کرد ہر چار طرف کو آثار قیامت تھے بازار ملک الموت گرم تھا دلال اجل دکان فرح جان ارزان کوئی کوچہ حفظ واماں بروئے کفار بجز کوچہ زخم وا نہین معلوم ہوتا تھا اور کوئی گوشہ عافیت سوائے گوشہ کمان کے کہ وہان بھی زہ گیر کمان ہائے ہول کے قالب بیجان تھا اعدائے بیدین کو نہین نظر آتا تھا زہے ہمہ تن چشم ہو کر معرکہ شمشیر زنی اُس اتیج وہر شاہزادہ نامور کا دیکھ رہی ہین اور چار آئینے جلوہ شجاعت اور تہمتنی اُس رستم صولت شاہزادہ والا مرتبت کا دیکھ کر عالم حیرت میں تھے شعر ترک خنجر دار گردون از سر چرخ برین وہ جنگ اور میارزہ میگفت

آفرین صد آفرین نظم
دمادم ہم از خنجر برد وخاک
کشیدہ سپر آفتاب بلند
بیک بارہ بہ دشمنان تاختند
خاک راندانست از پائے خویش
نمایان جو شب انجم از آسمان

شنیدم ہمی راند آن ناخدا
نہنگش حذر جنگ آنچنان آیت فانت
ہم ز سایہ گرز او چرخ پیر
ز نعل ستوران آتش سزاد
بیکدم شد آئینہ روزگار
زبس برق تیغ آتش افروختہ

ہر یا نے خون کشتی بادپا
کہ سیمرغ وعنقا پر و لبست قاف
سر افگندہ نار و نہ محشر بریز
ہر پائے تپ لرزہ ماہی فتاد
ز گرد سپہ صورت زنگبار
ہوا از من کہکشان سوختہ

ز نوک سنانش فلک سا لبستہ چاک
جو خنجر شعاعی بہ نجم کمند
عنان را دلیران رہا ساختند
زمین دیدہ پا بر ہوا پائے خویش
ز گرد سپہ نوک رخشان سنان
آخر کار فوج گنجاب علیہ اللعن

والعذاب نے جھرمٹ کیا قریب تھا کہ بیکے پاؤن اُٹھین اسوقت گنجاب سمت گیا ہور خون آشام مخاطب ہوا اور کہا او گیا ہور کیا کھڑا دیکھتا ہی جسوقت تمام فوج کام آئیگی تو شاید تمھاری باری آئیگی تم لوگون کو شرم وحیا مطلق نہین ہی اتنا بھی نہین ہوتا ہی کہ ان دونون سفلوکون کو سزائے اعمال دو گیا ہور خون آشام نے دست بستہ عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل مجھے صرف اس بات کا خیال ہی کہ جب ان سفاکون کو سزا ہو چکا تو نگا لوگ خیال کرینگے کہ ادنی ایک یا دو شخص کو زبردو زیر کیا یہ میری شان کے خلاف ہوگا یہ بات سنکر گنجاب کو نہایت غصہ آیا قریب تھا فرط غضب سے قالب تہی کرے ساتھ عصہ

کہ

مین شاہزادۂ قاسم نوجوان نے یہ خیال کیا کہ آج موقع خوب ہے اگر مین بڑھے تو اس گنجاب علیہ اللعن والعذاب کو گرفتار کیا
کرین یہ سوچکر گھوڑے کو کوڑا کیا ادھر شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے جو یقین قاسم کو بارادۂ فاسد گنجاب کی جانب
جاتے دیکھا فرط جوش دلاوری سے اسپ سبک خیز کو جولان کیا اور مثل تیر شہاب قریب گنجاب کے پہونچا گنجاب ہنوز باتون
مین تھا کہ داہنے طرف سے آواز نعرۂ بدیع الزمان بلند ہوئی نعرہ مہ برج خوبی شہ انجمن ✦ بدیع الزمان گرد لشکر شکن
بہم برزن لشکر گنجاب ✦ ہزیمت دہ گیو و افراسیاب ✦ ساتھ ہی اس نعرے کے بائین طرف سے دوسرے نعرہ کی
آواز بلند ہوئی نعرہ آفتاب مشرق دین پروری ✦ شہسوار لعل پوش خاوری گنجاب ان دونون نعرون کی آواز سنکر
گھبرا گیا ہور اور مہلیل کی طرف مخاطب ہوا اور گھبرا کر کہنے لگا کہ کمبخت کیا تجھے تم قتل کرو گے تمھاری شان بہادری جہنم
مین جاے اپنی شان کو بیچ کھڑے رہنا دیکھو وہ دونون شیر آ پہونچے تھوڑی دیر مین انکو بھی مثل سگ گربہ قتل کرینگے یہ کہکر گیا ہور
توجانب شاہزادۂ بدیع الزمان اور مہلیل دراز ترکیب شاہزادۂ قاسم عالی شان کی طرف بارادۂ فاسد یہ کہتے ہوئے کہ پیغمبر
رسول سے ہمکو اپنے خیال خام مین بالکل بزدل تصور کیا ہے دیکھنا آج ہم ان دونون کے سر کاٹے لاتے ہین یہ خیال کرکے گیا ہور
نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو ڈانٹا تھا کہ او حکیم زادے کیا بیچارے تین روپیہ کے پیادون کو قتل کرتا ہے آ مردان عالم سے مقابلہ
کر شاہزادۂ عالم تو خدا سے یہی چاہتا تھا فرمایا او مردود ازلی و ابدی مین بھی تیری تلاش مین تھا کہ آج کہان جاتا ہے میرے ہاتھ
سے بس گیا ہور نے تلوار علم کرکے کہا او بدیع الزمان خبردار مین نے ہوشیار کر دیا بیچ مردان عالم کی ضرب سے یہ کہکر وار
تیغۂ آبدار کا کیا شاہزادۂ عالی شان نے اُسکی ضرب کو سپر پر کاٹا اور خبردار خبردار کہکر وہی تیغۂ دو دستہ سکندری خون چکان
جو ہاتھ مین تھا سر خبیث گیا ہور خون آشام پر مارا کہ تا دو ابرو اُتر گیا گیا ہور نے دستانہ از العین تو خاتمہ ہو چکا تھا تیغہ تو
کھینچا کر نکل گیا ایک چادر خون کی منہ پر بھکے آ گیا ہور تو حالت غش مین تھا مگر اور ہزارون سوار و پیادے اسکے ہمراہی
بیچ مین آ گئے انسے تلوار چلنے لگی علی ہذا القیاس اس طور پر شاہزادۂ خاور سپاہ سے اور مہلیل دراز ترکیب سے مقابلہ
ہوا اور مہلیل نے شاہزادۂ قاسم کے ہاتھ سے زخم کھایا ایک سمت کو نکلا فوج و سپاہ سے ہتھیار چل رہا تھا جبکہ لشکر گنجاب
نے اپنے دونون سپہ سالارون کو زخمی ہوئے اور گنجاب کو مع علقمۂ اصطرلابی و عارہ گاہ مصاف سے صاف نکل جاتے
دیکھا سبکو وہم نے گھیرا اور ہر ایک کو یقین کامل ہو گیا کہ گنجاب بھاگ کھڑا ہوا پھر تو یہ حال ہوا کہ ہزارون سوار اور پیادے
از راہ نامردی اور بزدلی سراسیمہ اور بدحواس ہوکر آپس مین یہ کہتے ہوئے کہ یارو اب ہمکو ٹھہرنے اور لڑنے مرنے
سے کیا حاصل مالک ہمارا تو ہزیمت فاش کھا کے نکل گیا ہماری کیا مفت کی جانین ہین جو خواہ مخواہ کھوئین خداوند لقا نے یہ
آفت غریب ہمارے سر سے ٹالی اور اکثر جو آمنین سپاہی وضع نوکری پیشہ مرد دلیر تھے ہر چند اُن سبکو روکا کیے سمجھایا کیے مگر کون
کسکا کہنا مانتا تھا وہ لوگ کمبخت نامرد بزدلے یہی کہتے ہوئے کہ پیغمبر رسول زیادہ کرینگے ہمکو برطرف کر دینگے تو اب ہم گھاس
کھود کر کھاتا فاقے کرکے مرجانا گوارا ہے لیکن اس بلا سے بہرام قضا سے مجسم شیران اژدر دم ملک قاسم اور اس رستم دستان
بدیع الزمان سے مقابلہ اور مجادلہ ہرگز ہرگز نہ کرینگے جس طرف جسکا رخ پڑا روانہ ہوا اور اب وقت شام کا ہو گیا ظلمت
شب دیکھکر وہ دونون نرہ شیر چچا بھتیجے یعنی شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم نے ہر چند کہ زخمی تھے مگر فضل الٰہی سے
ایسا کوئی زخم کاری نہ تھا کہ جس سے کچھ ہرج واقع ہوا ہو چھوٹے چھوٹے اکثر زخم جسم اطہر پر دونون بہادرون کے پڑ گئے تھے
لڑتے بھڑتے اُس میدان رزم و پیکار سے اپنے اپنے مرکبون کو کوڑا مار کر ایک سمت کو روانہ ہوئے جسوقت شاہزادہ
والا تبار بدیع الزمان نامدار میدان پیکار سے نکل کے کوئی سات آٹھ کوس کے فاصلہ پر دامن کوہ کے قریب پہنچا
تھا ناگاہ ایک طرف سے دو شخص نہایت حلیم الطبع کریم و حلیم مگر بشکل گدایان خرقہ پوش نمایان ہوئے اور بسلام علیک

کر کے کہنے لگے کہ ای شہریار جلیل القدر اگر تم مقام آرام گاہ کا چاہتے ہو تو ہم فقیرون کے تکیہ مین قدم رنجہ فرماؤ شعر ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ٭ ز التفات بہ مہمان سرای دہقانی ٭ شاہزادۂ عالی مقدار نے جو یہ کلام ان دونون شخصون کا سنا اپنے جی مین یہ سوچکر کہ مین انکو کچھ پہچانتا ہون اور مین نے ضرور انکو دیکھا ہی اور کسی جا پر ضرور انسے ملاقات ہوئی ہی یہ سوچکر اُنسے فرمایا کہ ای صاحبو شعار کرتے ہو جو گفتگو سے الفت ٭ کچھ آتی ہی تم سے بوے الفت ٭ نام اپنا بتاؤ تا یقین ہو دل شناک سے جدا مرا کہین ہو ٭ اُن دونون صاحبون نے کہا کہ ای شہریار ہم وہی دونون تیرے ترقی خواہ جان نثار ہین کہ بیرون شہر سنجان قلندر کے تکیہ مین آپ بہ کسوت قلندری رونق افزا ہوے تھے اور ہمسے آپ سے ملاقات ہوئی تھی بس اتنا پایا اسکے شاہزادۂ عالم نے پہچانا کہ یہ دونون جمشید اور خورشید پسر گنجاب ہین نہایت شادان اور فرحان ہو کر گھوڑے پر سے اتر پڑا اور جمشید بن گنجاب سے بکمال محبت بغل گیر ہو کر اسکے ہمراہ اسی تکیہ مین تشریف فرما ہوا جمشید اور خورشید بن گنجاب نے بڑی تکلیف سے جو کچھ کہ کھانا تیار تھا واسطے شاہزادۂ عالیمقام کے دسترخوان بچھا کے رکھدیا اور دو تین کلابیان شراب کی کہین سے لاکر حاضر کین شاہزادۂ عالیمقام نے بعد تناول طعام دو ایک جام شراب کے نوش فرمائے اُسوقت یاد ملکہ رشک صد پریزاد گوہر ملک کی آئی نہایت بیتاب اور با چشم پر آب ہو کر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور بے ساختہ یہ شعر زبان پر لایا شعر گر یار نہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا ٭ معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا جمشید اور خورشید نے نعرہ آہ شاہزادۂ عالیمقام کا سنکے ہر چند پوچھا کہ ای شہریار وہ دوست دل خواہ حضور کا کون ہی مگر شاہزادۂ بدیع الزمان نے کچھ جواب انکو نہ دیا اور جب کہ نصف شب کا عمل ہوا اور جمشید بن گنجاب اور خورشید بن گنجاب دونون خوب غافل ہو کر سو گئے شاہزادۂ عالیمقام نے اسباب شب روی ذات اقدس پر آراستہ اور پیراستہ کر کے کمند کو اٹھا لیا اور سپر تلوار پکڑ کے سمت سنجان روانہ ہوا اور بشوق و معمول قدیم زیر دیوار ایوان ملکہ گوہر ملک کے آ کے کمند کو پھینکا اور جسوقت کمند بالاے دیوار مستحکم ہو گئی اسکو پکڑ کر بالاے دیوار پہونچا اور آہستہ دیوار سے اتر کر اندرون باغ قدم زن ہوا تو ایک آواز رونے کی گوش زد ہوئی اور معلوم ہوا کہ ملکہ گوہر ملک نہایت گریہ و زاری اور بیقراری کر کے یہ کہ رہی ہی کہ ای شہریار افسوس صد افسوس مین تجھے تیرے ماں باپ سے جدا کر کے اپنے ملک مین لائی اور ہر چند تو نے مجھے سمجھایا اور سنجیدہ ہو کر کہتا تھا کہ میرا اس ملک کفار مین سے چلنا اچھا نہین اور مین نے ہاے تیرا کہنا نہ مانا اور تجھے بیہوش کر کے یہان لکھو کہا دشمنون مین لا کے ڈال دیا اس ندامت اور اپنی خطاے فاش کی تلافی اور قصاص مین بجز اسکے کہ اپنی جان عزیز تیرے نام گرامی پر نثار کر دون اور کوئی تدبیر نہین سوجھتی اشعار

کس جا پہ ہی بود و باش تیری
کیا جانیے تجھپہ کیا بنی ہی
مارا مجھے ہائے تیرے غم نے
ہر وقت مری یہی دعا ہی
جیتا رہے تو ہلاک ہون مین

اے باغ بہار زندگانی
افسوس پڑا ہی تو کدہر کو
غم جو تیرے دشمنون پر وان ہی
از رہ سے کر جہان کی سیر
اک دم مین تیرے ہزار دم ہو
مطلوب ہی تیری زندگانی

کس سے کہون یہ غم نہانی
بیہوشون مین کسے تری خبر کو
وہ حادثہ سیر سے جیکو یان ہی
پر چاہیے تیری جان کی خیر
رشتہ تری عمر کا نہ کم ہو
گو مین نہون در جہان فانی

کس سمت کرون تلاش تیری
جی ہی پہ پرے تو یون بنی ہی
دو خون کیے عشق کے ستم نے
دل تیری طرف ہی لگ رہا ہی
تو خوش رہے سینہ چاک ہون مین

شاہزادۂ بدیع الزمان کے یہ نالہ و فغان اور بیان ملکہ گوہر ملک کا جو سنا تو نہایت غمگین اور اندوہگین ہو کر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عنقریب تھا کہ جامۂ صبر کو چاک کر کے دیوانہ وار با چشم اشکبار آپ بھی نالہ ہاے زار کرے لیکن بخیال مال اندیشی خوب سا ضبط کیا اور سنگ ریزہ اٹھا کے سمت ملکہ پھینکا ملکہ گوہر ملک کھٹکا ڈھیلے کے گرنے کا پا کے بے ساختہ اپنی خلوتخانہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور صحن چبوترہ پر آ کے جو چار طرف بغور خیال کیا تو دیکھا کہ ایک سیاہ پوش دیوار سے اترا ہوا سیری

طرف کو آتا ہی ملکہ کے دلکو یقین کلی ہو گیا کہ سوائے شاہزادہ والاشان کے اور کیا امکان جو کوئی اولیشہ سیرے اس دیوان خانہ کی سمت آسکے بس یہ سوچ کے ملکہ نے کہا کہ ای شہر یار کس انتظار مین آپ وہان ٹھہر گئے ہین آیئے شاہزادہ عالی وقار نے نزدیک آکے ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور یکایک اپنے گلے لگا کر فرمایا کہ ای ملکہ تم نے حافظ شیرازی کا وہ شعر نہین سنا شعر الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ٭ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا ٭ خیر وہ جو کچھ نوشتہ تقدیر تھا وہ بعرصۂ ظہور آیا اب جلد بیٹھو دو چار گھڑی غم غلط کرو شراب پیو ہنسو بولو رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہین شعر غنیمت جان لے مل بیٹھنے کو ٭ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی ٭ ہمنے تو تم سے روز اول ہین بہت سا سمجھایا تھا کہ ہمکو اپنے ساتھ نہ لے چلو ہم لوگ مثل آفتاب اور مہتاب کے کسی ملک مین پوشیدہ و پنہان نہین رہ سکتے تمکو اُسوقت ہمارے کہنے کا یقین نہ آیا اور تم کیا کرو شدنی تو یون تھی اب اور کچھ ہمین کسی بات کی فکر اور تشویش نہین فقط یہ رنج ہی کہ سر دست بدون کسی مکان سکونت اور استقامت کے کہ وہان بیٹھکر دم بھر آرام کرین پانے ثبات ہمارا ٹھہر نہین سکتا ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ ای شہر یار اب آپ مکان کے واسطے کچھ اندیشہ نہ فرمائین چار باغ ملک حرمان دیدکش میرے پرداد اکی املاک سے میرے ورثے اور ترکے مین آیا ہی اور میرے قبضۂ تصرف مین ہی اور وہ باغ بہتر از قلعہ ہی حضور ملاحظہ فرمائینگے تو میرے حق و باطل کو سمجھینگے اور تکلف یہ کہ اُس میرے باغ مین باواجان کو کچھ مداخلت نہین مجھے اختیار کلی ہی اگر مزاج مبارک مین آئے اور مقتضائے مصلحت ہوئے تو ابھی آپ وہان تشریف لیجاکے قیام پذیر ہون ملکہ اگر کوئی موقع اور گھات ملتی ہی تو مین بھی وہین چل کے حضور کے پاس رہونگی شاہزادہ عالی مرتبت نے یہ سنکے فرمایا کہ کیا مضائقہ بہت خوب بات ہی مین وہین جاکے رہونگا مگر مجھے اسوقت ایک اور صدمۂ جانکاہ پیدا ہوا ہی اور بڑا رنج دل کو ہی کہ گنجاب نے ترک جوشن پوش میرے سرفروش جان نثار رفیق کو واسطے گردن مارنے اور قتل کرنے کے بھیجا تھا اور وہان ایک مجمع کثیر اور انبوہ غفیر خلائق کا اور ہزارون سوار اور پیادے اور سردار ملازمین گنجاب سبھی بلوائے عام اور اژدہام کے واسطے تماشا دیکھنے کے آئے تھے جسوقت کہ دہان ایک طرف سے قرۃ العین نور بصر پارۂ جان لخت جگر بھتیجا میرا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ناسور مہتیۂ نجات و رہائی اُس اپنے رفیق باصفات کے قریب اس قتل گاہ کے پہونچا تو مین نے سنا کہ کوئی شخص ترک جوشن پوش کو وہان سے اُٹھالے بھاگا پس یہ تو کہو کہ تمھین کچھ حال ترک جوشن پوش کا معلوم ہی کہ اُسے گنجاب نے کس سے پکڑوا کر کہان قید کیا اور اُسپر کیا گذری قتل ہوا یا کہین مقید ہی یا کوئی اُسے اور شخص لے گیا ہی یہ کیا سانحہ درپیش ہوا ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ ای شہر یار کچھ فکر اور تردد کا مقام نہین ترک جوشن پوش حاضر ہی مین نے اپنے مرجان عیار کو بھیجکر ترک جوشن پوش کو وہان سے چھڑا منگایا اور قریب اُسی اپنے چار باغ کے فلان پہاڑ کے درے مین بحفاظت تمام رکھا ہی اور حکیم فاروس بھی میرے پاس آرام سے ایک مقام پر ہی اب آپ ایک کام کرین کہ صبح کو یہان سے جاکے اثنائے راہ مین وہ جو فلان مقام پر ایک درخت چنار کا بہت بڑا فلک فرسا ہی وہان دو چار گھڑی ٹھہرین مین صبح ہوتے ہوتے اماں جان سے اجازت لیکے سوار ہونگی اور آپ کو وہان سے ہمراہ لیکے چار باغ جاؤنگی پھر وہان جو کچھ صلاح دولت اور مقرون مصلحت ہوگا اُسپر عمل کرونگی غرض یہ باتین کرکے اور ذکر مذکور مین مشغول ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای ملکہ کل کی بات کل کے ساتھ ہی آج شب تو بعیش و طرب بسر کرلین یہ کہکے ہاتھ ملکہ کا پکڑے ہوئے پلنگ پر تشریف فرما ہوئے اشعار

اٹھے شعلے دلون مین آرزو کے ہوئے مشتاق لب جام سبو کے
لب مینا ہوئے قلقل کے مشتاق کیا شیشون نے عزم رخصت طاق
ہوئی حاصل جو تنہائی جو انکو لیا آغوش مین آرام جان کو
لپٹ کر شوق سے وہ سینے ملنے لگے دل کی لگی دل سے بجھانے
لگے لینے سبو ساغر گلے سے لگی مستی ٹپکنے حوصلے سے

القصہ رات بھر عجب کیفیت راز و نیاز رہی اس صحبت پاکباز مین عجب لطف تھا طرفین کے منہ شعلے دلون مین امنگون کے جوش واہ رے شاہیت قدرتی نخہ لطف ظاہری کے مزہ باطنی کی طرف

طرفین کا رجحان بھی نہین ہوتا تھا مگر صبح دم شوق وصل کی بھڑاسین ایسی نہ تھین کہ تھوڑے عرصہ مین نکل جاتین رات بھر کی بوسہ بازی کبھی دست درازی کبھی ملکہ گوہر ملک کا بگڑنا اور کبھی شاہزادہ کے گدگدی کرنا ہنسانا تے ستاتے لٹا دینا شعر

زبان اُس رنگ گل کی لی تھی منہ مین
لگا لے حوصلے دست ہوس کے
لیے بوسے نصیب دست رس کے
ہجوم جوش کیف صبح زن مین
سحر کو جب خمار آلودہ خواب
اٹھا بستر سے خورشید جہان تاب
کیا پھر رخصت شب نے اشارہ
ہوئی برخاستہ بزم ستارہ

اُسوقت شاہزادہ عالی مقام گردلشکر شکن ملکہ گوہر ملک کے پاس رخصت ہوا اور بذریعہ کمند دیوار پر سے اترکے مرکب پر سوار ہوا تو اسوقت کوئی دو گھڑی رات پچھلی باقی تھی شاہزادہ والاہمت مرکب کو سبکخرام کیے بیرون شہر سنجان کوئی دو کوس کے فاصلہ پر اُس درخت چنار کے قریب جہان کا پتا ملاقات کا اور اشارہ ٹھہرنے کا اور پہنچنے آنے کا انتظار شاہزادہ والاتبار سے کیا تھا جاکر گھوڑے کو روک لیا اور برچھے کو زمین پر گاڑکے منتظر ملکہ گوہر ملک کی سواری کی آمد کا بیٹھا یہان حال ملکہ کا سنیے کہ صبح کے وقت اُسنے اپنی مان ملکہ غنچہ خاتون پاس جاکے مجرا کیا غنچہ خاتون نے بیٹی کو گلے سے لگا کے بہت پیار کیا اور پوچھا داری کیون مزاج کیسا ہی ملکہ گوہر ملک نے عرض کیا کہ امان جان کیا عرض کرون حال میرا قابل گذارش نہین ایک تو چند عرصہ سے طبیعت بری نہایت بگڑی ہوئی ہی اور رات تہا تمام مطلق نہ رہی خیر وہ جو کچھ تھا سو تھا اب یہ عیب سے شور ہنگامہ کشت وخون کا اور ڈراپون کا کہ آج فلان شخص مار اگیا فلان شخص پکڑا گیا اُسکو گردن مارنے اور قتل کرنے کو لیجاتا ہی فلان شخص کے گھر بار کے لوٹنے کا حکم ہی امان جان مارے ہولون کے اور دھڑکون سکے دونی خفقانیت اور وحشت مجھے ہوگئی ہی اور ہر وقت یہی جی چاہتا ہی کہ یا تو منہ ڈھانپے خاموش اور خود فراموش اپنے پلنگ پر پڑی رہون نہ بولون نہ کسی سے بات کرون نہ اپنی کچھ کسی سے کہون نہ کسی کی سنون اور یا دل مین یہ آتا ہی کہ ہر ادھر اپنا منھ بیٹیون اور چیخین مار مار کر روئین یا کپڑے پھاڑ کر کسی طرف کو نکل جاؤن اسوقت فرا سیری طبیعت ٹھہری ہوئی اور مزاج بحال ہی سو بحال اسکے شعر

کہنے مین جو دل کے داغ ہوئے
شاید کہ ہوا وہان کی راس آئے
جون لالہ مقیم باغ ہوتے
گلگشت چمن سے جی بہل جائے
کہیے تو مین چار پانچ تک جاؤن
کچھ روز وہان کی سیر کر آؤن

ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ واری مین تیرے صدقے اور لاکھ جان سیری تجھپر نثار بیٹی دیر نہ کر ابھی سوار ہو اور جب تک تمھارا جی چاہے وہان رہو اپنا جی بہلاؤ مگر ایک کام کرنا کہ مجھے بھول نہ جانا شعر تجھی کو آکر جلوہ افزانہ دیکھا × برابر ہی دنیا کو دیکھا نہ دیکھا × گھڑی گھڑی کی خبر اپنی صحت اور سلامتی کی مجھے بھیجنا تاکہ میرے دل کو ایک صورت تسکین کی رہے ورنہ مین تیرے بغیر دم بھر مین پھڑک کر مر جاؤنگی گوہر ملک نے کہا امان جان یہ تم کیا فرماتی ہومین وہان سے آدمیون کی ڈاک بٹھلا دونگی جو حال میرے مزاج کا ہوگا آپ کو اطلاع دونگی ملکہ غنچہ خاتون نے کہا تو کیا مضائقہ اور یہ کہہ کے اُسی وقت بہ جلدی نواب ناظر دن سے تمام جلوس سواری کا طلب کیا اور بڑی دھوم دھام سے ملکہ گوہر ملک کو پالکی مین سوار کرواکے رخصت کیا انیسین جلیسین محرمین ہمدمین مقربین مصاحبین ہمرازین دمسازین لونڈیان باندیان خواصین وغیرہ سب ملازمین اور متوسلین ملکہ گوہر ملک کی تھنسون میانون رتھون مین سوار ہوکر ہمراہ چلین شاہزادہ عالی تبار جو اُس درخت چنار کے نیچے انتظار مین سواری کے چشم براہ کھڑا تھا ایک مرتبہ دور سے اُسنے دیکھا کہ سامنے سے ایک تتق گرد اُٹھا اور جسوقت کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو آگے آگے سات آٹھ سو فیلان کوہ شکوہ کہ جھونڈے اُنکے رنگے ہوئے چوڑے مکلل بجواہر دانتون پر چہر بستہ گجلکین پڑی ہوئین چاندرا ور سورج الماس کے ستکو نپر لگے علم ہائے زرنگاری لپشت پر اور بعد اُنکے کوئی چار ساڑھے چار سو سانڈنیان بطور رسو ر شتر نلے آراستہ سقرلاتی اور مخملی جھولین کارچوبی الماس تراش ٹوپیان وادودی یا قوت احمر کی مرچ کی بیل جھالرین منقش کی لگی ہوئی زری زربفت طاش بادلے کا کام بعد اُنکے کوئی ہزار بارہ سو خاص بردار پگڑیان سرخ سرخ سرون پر باندھے کمر سے پرتلے لگائے عصائے نقرئی اور طلائی ہاتھون لیے بعد اُنکے غلامان زرین پوش چند وقین رومی اور ولایتی اور فرانسیسی ادرچقماقین

ایک تالیان اور دو تالیان کاندھون پر رکھے بعد انکے سو سواسو صاحب دریان قورا قاقمی پور باشی لیساول ہر دسیہ چوبدار نقیب حسین

شور نقیب و رجلودار اور چوبدار	یہ کہتے تھے آپس مین ہر دم پکار	بلا نو جوانو بڑھے جائیو	دو جانب سے باگین لیے جائیو
اُسی اپنے معمول و دستور سے	ادب سے تفاوت سے اور دور سے	بھڑے جائیو آگے چلتا قدم	بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

بعد ازان دیکھا کہ ہزار سوار دس و سقے بادلے کی لنگیان تمامی کے لنگوٹ باندھے کوکنی اور کلکونیری سوہے کچ پیچ سر و نیز مندر سے اُدراج کے کانون مین جوتے بسوہ سے جیلے ستارے کے زرد وزی کام کے پانون مین پہنے شکیزے خوشبو دار چمڑے کے پشت پر فوارے سے ہزار سے کے دہانو پر چڑھائے گلاب اور کیوڑا عرق بہار بید مشک آئین بھرے ہوئے عطر بیزی اور گوہر افشانی کرتے چھڑکاؤ لگاتے چلے آتے ہین بعد انکے ایک غول روشن چوکی نوازون کا للت بھیروین بہاس شہنائیون مین پھونکتے سناٹے سرون کے جلے معلوم ہوتے تھے شعر

شہنہ نوازون کی پیاری دھنین * جنھین کان رکھکر ملائک سنین *

بعد انکے کوئی چار سو سانڈنی سوار ملے چار سو مشعل بردار عود سوز اگر سوز عنبر سوز ہاتھون مین لیے بخورات طرح طرح کا جلتا صد ہا فرسنگ تک نسیم عنبر شمیم اُسکی دماغ جان معنبر او رمعطر کر دیتی تھی اور بیچ مین ملکہ عالم سکھپال مین سوار دو ڈھائی سو کہاریان در دیان زرق برق پہنے آگے آگے نواب ناظر اور چند خواجہ سرا گھوڑون سوار اردگرد و پیش بارہ ہزار سوار اور پیادے مسلح اور مکمل نمودار ہوئے شاہزادۂ ذوی الاحترام جس مقام پر کھڑا تھا اُسی طریق پر اپنے مرکب کو روکے تماشا سواری کا دیکھا کیا جب کہ سکھپال ملکہ کا اس چنار کے درخت کے قریب جہان شاہزادۂ والا رتبت کھڑا تھا پہنچا اور ملکہ نے چلمین مین سے دیکھا اُسی وقت چوبدارون کو حکم دیا کہ دیکھنا یہ شخص جو گھوڑے پر سوار کوئی غریب الدیار کھڑا ہوا ہی شاید متلاشی روزگار ہمارے ملک مین نو وارد ہی اسکو ہماری سواری کے ہمراہ لیتے آؤ حسب الحکم ملکہ کے چوبدارن اور مردہون نے شاہزادۂ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار سے عرض کی کہ ای شہسوار تجھے ہماری بیغمزادی نے یاد فرمایا ہی جلد حاضر ہو چنانچہ شاہزادۂ عالی مقام کو مردہون اور چوبدارون نے اپنے ہمراہ لیا جسوقت سواری ملکہ گوہر ملک کی اندرون باغ جاکے داخل ہوئی اور مردہے وغیرہ بھی ڈیوڑھی پر پہونچے اور زبانی محل دار کے عرض کی کہ وہ جوان حاضر ہی ملکہ نے فرمایا کہ اُسے اندر بھیج دو چنانچہ شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن باطمینان تمام چار باغ ملک حریمان دلکش مین جاکے ایک مسند پر ہم مسند ملکہ گوہر ملک بیٹھا اور ملکہ نے ترک جوشن پوش کو بھی بلواکے بحضور شاہزادۂ والا رتبت حاضر کیا ترک جوشن پوش قدمون سے شاہزادۂ والا شان کے لپٹ کے خوب رویا اور شاہزادۂ عالم نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھکے گلے سے لگایا اور ایک مکان واسطے بود و باش ترک جوشن پوش کے معین فرمایا اور آپ مع ملکہ جشن نشاط اور محفل انبساط مین مصروف عیش ہوتے ہین آگے دیکھیے فلک تفرقہ پرداز کیا کرتا ہی

تتمہ داستان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم بیان کیا جاتا ہی

کہ شاہزادۂ ملک قاسم عرصۂ رزمگاہ سے نکل کے کوئی دو تین گھڑی رات گئے فیروز آسیابان کے مکان پر پہونچا اور آسیابان نے شاہزادۂ قاسم کو پھر آتے دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ خداوند تعالی خیر کرے یہ شخص پھر یہان آیا مین نے تو یہ جانا تھا کہ خداوند تعالی نے سہولت اور آسانی سے فقط ایک گھوڑے کے جانے پر یہ آفت ناگہانی میرے سر سے ٹالی ہی سو وہ حضرت پھر تشریف فرما ہوے اب کی مرتبہ دیکھیے کہ اس شخص کے ہاتھ سے میری عزت اور جان کیونکر بچتی ہی اور یہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہی اسی مین شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم نے فیروز آسیابان سے کہا کہ جلد ہمارے واسطے کچھ گلابیان شراب کی تحفہ تحفہ طلب کراتا کہ ہم دو چار پیالے اسکے پیکے جسوقت کہ اندوہ سے طبیعت کو سرور حاصل ہوگا دو چار گھڑی آرام کرینگے بعد اسکے ایک معرکۂ عظیم درپیش ہی آج ہمارا قصد مصمم ہی کہ وہان سوار ہو کے جائین فیروز آسیابان نے جو یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام کا سنا تو اپنے دل مین نہایت متعجب اور متحیر ہو کے سوچنے لگا کہ یہ نوجوان غریب الدیار غریب الوطن ہی یہان اس سے کس شخص

کو سحر کرآرائی منظور ہی اور سبب اسکے دو پہر رات گئے سوار ہو جانے کا کیا ہی مگر میرے دل کو یقین کلی ہوتا ہی کہ شاید برباد کنندہ یہ مسلمان اور موجد
شبخون اور برہم زن فوج و سپاہ خراب کن لشکر گنجاب یہی نوجوان ہی ایک تو وہ حکیم فاروس کا بیٹا بنکے جیسے پہلے معروف
بہ حکیم بدیع اور بعد ازان بخطاب شاہزادۂ بلند اقبال موصوف ہوا تھا وہ تھا حکیم فاروس کی تو سعی ملکہ گوہر ملک کہ پیغمبرزادی
کل کی ہی اس جرم کے قصاص اور تعزیر سے حرمت اور جان بچی اور عذاب گنجاب سے محفوظ رہا خداوند لقا نہ کرے اگر یہ مانا
اس جوان کے یہان میرے مکان پر وارد اور قیام پذیر ہونے کا منکشف ہو جاے اور یہی شخص قاسم ہو بلکہ اس مین شک نہ
مجھے ناحق ہی حقیقت مین قاسم یہی شخص معلوم ہوتا ہی اور کیا عجب کہ ہزارون عیار اور خبردار ہرکارے جاسوس اسکی تلاش اور
سراغ بود و باش مین چارون طرف پھرتے ہون یہان بھی کوئی پتا لگاتے لگاتے آ پہونچا ہو اور یہ خبر شدہ شدہ اور رفتہ رفتہ پیغمبر
مرسل کے کان تک پہونچے تو اسوقت کیا جانے گنجاب مجھے کس عذاب الیم مین مبتلا کرے گا اور میرے گھر بار اہل عیال پر کیا قہر
پیغمبری نازل ہو لیس یہ خفقان اور وہم جو اس آسیابان کے دل کو پیدا ہوا تو اسنے بکمال حیرت زبانی شاہزادۂ خاور سیاہ سے
یہ کہہ کے کہ بہت خوب حضور ایذ کے توقف فرمائین مین آپ کے واسطے شراب ابھی جا کے لیے آتا ہون وہان سے اُٹھا اور پیش خود
یہ تجویز کرکے کہ اگر مین قبل از انکشاف اس حال کے خود جا کے اظہار اس جوان کے اپنے مکان پر وارد ہونے اور اپنی لاعلمی سے
اسکو اپنے پاس رکھنے کا گنجاب سے کرون تو باعث میری حفظ آبرو اور جان کا ہوگا ورنہ ہزارون بندگان لقا کا خون اسکی
گردن پر ہی یہ چھپنے کا نہین اسکے ساتھ میری جان مفت مین جائے گی یہ سوچکر گنجاب کی بارگاہ مین گیا اور بکمال عجز و انکسار نہ
با چشم اشکبار گنجاب کے پانؤن پر سر انبار کھ کے کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل یہ خانہ زاد موروثی قدیم الایام سے نمک پروردہ سرکار
دولت مدار کا ہی حتی المقدور غلام سے کبھی کوئی کام نمک حرامی اور خیانت کا اسوقت تک وقوع مین نہین آیا اور اقبال
عالی سے امید یہ ہی کہ تا قید حیات غلام سے ایسی حرکت نہو لیکن بر وہ پیش داور بدتر از گناہ وہ جو کہتے ہین الانسان مرکب
من الخطاء والنسیان مقر خطا کا ہون تو حالت گواہ نہین جو جا ہو تنبیہ کرو منفر بگیناہ ہی حسب اتفاق اندنون بسبب
لاعلمی اور نادانستگی کے ایک قصور سرزد ہوا ہی کہ تلافی اور مکافات مین اسکی جو سزا اور تعذیر سرکار سے میرے حق مین ہو وہ
عجب نہین گنجاب نے پوچھا کہ آخر تقریر طول اور گفتگوے فضول سے حاصل مطلب مختصر بیان کہ آسیابان نے کہا کہ یا پیغمبر
مرسل ماجرا یہ ہی کہ ایک شخص غلام کے مکان پر آکے وارد ہوا اور خانہ زاد نے ظاہر اسکا شریف اور نجیب نہایت با وضع مرد
مردانہ جوان و جنیہ غریب الدیار دیکھکر اسکی بہت سی خاطرداری کرکے اپنے مکان مین اسکو مقیم کیا تھا اور جو کہ طریقہ آدمیت
اور رسم شرافت کا غلامان سرکار کا ہی اس شخص کی خدمت مین فروگذاشت نہین کیا آج حسب اتفاق بر سبیل گفتگو اسکے فحوائے
کلام سے غلام کو یہ ثابت ہوا کہ جس نے لشکر فیروزی اثر پیر سرکار کے شبخون بنام قاسم مارا ہے مین وہ قاسم یہی شخص ہی لہذا خانہ زاد
نے بخوف اپنی جان اور آبرو کے اور بخیال قہر و عتاب پیغمبری اپنے دل مین خائف و ترسان ہو کے حقیقت حال کو مفصلاً
اور شرحاً سمع اقدس و ہمایون تک گذارش کر دیا ہی آگے جیسا ارشاد ہو غلام مطابق اسکے بجالائے گنجاب یہ حال سنکے نہایت
خوش ہوا اور آسیابان کو بہت بھاری خلعت دیکر گیا ہور خون آشام کو اشارہ کیا کہ تم اسی وقت اپنی فوج و سپاہ لیکر
فی الفور آسیابان کے مکان پر جاؤ وہان قاسم قیام پذیر ہی اگر زندہ ہاتھ آئے تو فہو المراد ورنہ جلد اسکا سر لیکر حاضر کرو
گیا ہور خون آشام حسب الحکم گنجاب کے اسی دم مع چالیس ہزار سوار اور کئی سرداروں کے بتہیہ گرفتاری قاسم بیٹھ
پشت مرکب پر آسیابان کو ہمراہ لیے اسکے مکان کی طرف روانہ ہوا بعد روانہ ہو جانے گیا ہور خون آشام کے گنجاب نے
مہلیل دراز ترکیب کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ تم بھی اپنی فوج کو لیکر گیا ہور خون آشام کی مدد کے واسطے جاؤ
اور اگر قاسم زندہ دستیاب ہو سکے تو زندہ لاؤ اور جو حوصلہ مقابلے اور مجادلے کا کرے تو اُسکا سر کاٹ لاؤ مہلیل

دراز ترکیب بھی بائیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر بارادۂ جنگ شاہزادۂ خاور سپاہ مالک قاسم تعاقب مین گیا ہور خون آشام
سے چلا چنانچہ پہلے گیا ہور خون آشام بہ عظمت و جبروت تمام مع فوج کے قریب مکان آسیابان پہونچا اور وہان جو شاہزادۂ قاسم
اس عیاری اور مکاری سے اُس آسیابان کے مکان پر محض بیخبر اور غافل بیٹھا تھا ایک مرتبہ آواز گھوڑون کی ٹاپون
کی اور شور و غل آمد فوج کا سنکے مکان سے باہر نکلا تو اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان با تیغ و سنان گھوڑے جولان کیے سامنے سے
نمایان ہی اور کثرت گرد و غبار سے از زمین تا آسمان زمانہ تیرہ و تار نظر آتا ہی اور آگے آگے فوج کے آسیابان آکے اپنے دروازہ
مکان پر ٹھہرا اور کھڑا ہوا ہی شاہزادۂ قاسم کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ آتش اندازی اور خنجر براندازی اسی بد ذات ابلیس
صفات آسیابان کی ہی اور یہ سب فوج کفار تیرہ روزگار فقط میرے قتل پر آمادۂ کارزار ہو کر آئی ہی بس یہ پیش خود تجویز
کرکے جھٹ پٹ اپنے ہاتھ سے اپنے گھوڑے پر زین رکھا اور بسرعت تمام اُسے کھینچکر تا پشت زین پر جا بیٹھا اور نظر بہ کرم کریم
کارساز کرکے یکہ و تنہا بلا رکب افراسیابی جو انگل میان سے کھینچ بمقابلہ گیا ہور خون آشام چلا عین شاہ راہ پر آکر
گھوڑے کو روک لیا اور منتظر پیشدستی کا طرف فوج غنیم سے تھا دلیران فوج گنجاب نے جو اُس عالیجناب شاہزادۂ خاور سپاہ
کو بجان واحد مسلح اور مکمل باین شان و شوکت بر سر راہ آمادۂ رزم دیکھا تمام سرداران اور سوار اور پیادے اپنے دلون
مین نہایت متعجب اور متحیر ہو کر جرات اور شجاعت پر اُس شاہزادۂ والا مرتبت کی تحسین اور آفرین کرتے تھے لیکن بمقدور
اطاعت اور فرمانبرداری بہت نازک ہوتا ہی سوائے اسکے وہ سب فرقہ کفار نابکار بڑے شریر اور بڑے بے پیر لعین اور
بیدین حسب الایمائے گیا ہور مقہور خدا ایک مرتبہ چار طرف سے دوڑا اور بلوہ کرکے یہ کہتے ہوئے کہ ہان لینا لینا نہ جانے
دینا جلد ایسے شخص مغضوب بارگاہ پیغمبری کو گرفتار کر لو برچھے ترچھے کرکے اور تلوارین میان سے کھینچ کھینچ کے بر
شاہزادۂ رستم صولت آپڑے اور ہنگامۂ جدال و قتال گرم ہوا وہ اشجع دہر ضیغم ہیجائے زمانہ یعنے شاہزادۂ خاور سپاہ
مردانہ وار جنگ رستمانہ کرتا مصروف کفار کشی تھا اور جسطرف حملہ آور ہوتا دس دس بیس بیس کافرون کو عطف تیغ آبدار
کرکے داخل جہنم کرتا تھا اور چار طرف سے بارش تیر کی اُس والا توقیر پر ہو رہی تھی اور ہزار دن برچھے اور تلوارین
کے وار ہوتے تھے مگر افضال لایزال قادر ذوالجلال شامل حال تھا کہ ہر ایک حربے سے وہ آسمان صولت بچتا اور
آپ کو بچاتا کس خوبصورتی سے شمشیرزنی کر رہا تھا کہ دشمنون کی بھی زبان سے بیساختہ صدائے مرحبا نکل جاتی تھی
اور وہ شہسوار عرصۂ کارزار خاور سپاہ لڑتے بھڑتے اب قریب گیا ہور خون آشام کے آپہونچا لیکن کئی ہزار سوار
گرد و پیش گیا ہور کے حائل اور سد راہ ہو کر مصروف جنگ تھے اس باعث سے قاسم اُنکے ٹھہرا تھا یا اُنہین پہونچ سکا تھا کہ
گیا ہور خون آشام نے شاہزادۂ عالیمقام قاسم کو اپنی جانب مخاطب دیکھکر نہایت خائف اور ترسان ہوا اور پیش
خود تجویز یہ کرکے کہ مین قاسم کو بچرب زبانی اور چرب لسانی آپ اپنا رام کرون بعد ازان جیسا کچھ موقع اور محل ہو گا سمجھ لونگا
بہ کمال ملائمت اور گرمجوشی گفتگوئے آشتی اور مصالحہ کی کرنے لگا اور قاسم بھی اُسکی باتون کا جواب با صواب دیتا گرد
پیش ہر ایک کافر بے دغا کی حرب و ضرب سے غافل نہ تھا ناگاہ پیچھے سے مہلیل دراز ترکیب جو مع اپنی فوج سپاہ
کے وہان پہونچا تو اُسنے گیا ہور خون آشام کو شاہزادۂ ظفر احتشام قاسم سے ہمکلام دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا
کہ گیا ہور خون آشام چاہتا ہی کہ کسی عیاری اور مکر و فریب سے قاسم کو بلاکے گرفتار کرے اور اپنی شجاعت اور دلاوری
کی دھوم ڈالے پس گیا ہور مین کیا تکلف ہی مصرع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند * یہی وقت گھات کا ہی قاسم کا
ایک ہی ضرب تیغ مین کام تمام کردون اور یہ سوچکر پشت پر سے شاہزادۂ نامور کے سر اقدس پر تلوار اری قاسم نے
جو چمک تلوار کی دیکھی حسب تمام اپنے گھوڑے کو جھکا کے اسکی ضرب خالی دی اور تلوار مہلیل کی قاسم کے گھوڑے پر

پڑی قاسم جست کرکے گھوڑے سے جدا ہو گیا اور پھر سنبھلکر تیغہ پلارک افراسیابی کھینچا چاہتا تھا کہ مہلیل کو جہنم واصل کرکے
ایک مرتبہ گیا ہو رخون آشام نے یہ پیشدستی اور چالاکی مہلیل دراز ترکیب کی دیکھکر بہ کمال غیظ و طیش بآواز بلند کہا کہ ای مہلیل
یہ کیا حرکت نالائق تونے کی تو جانتا تھا کہ یہ صید میرا ہے پھر تونے یہ پیشدستی کرکے پشت پر سے اسکے سر پر تلوار ماری تو گویا میرے
سامنے یہ اپنی شجاعت اور بانکپن تونے دکھلایا ہے کیا میں اس سے کسی بات میں عاجز تھا مہلیل دراز ترکیب نے جواب دیا
کہ اے گیا ہو رحسب الحکم سرکاری کے تو بھی آیا ہے اور میں بھی تعمیل حکم سرکار کے لیے آیا ہوں پھر اس میں پیشدستی اور پس دستی کیسی جسطرح
تو اپنی نمود چاہتا ہے اسی طرح سے میں بھی چاہتا ہوں کہ اپنا نام کروں گیا ہو رنے کہا اس سے نام نہیں ہوتا بلکہ ایسی بات میں
انسان ذلت اٹھاتا ہے مہلیل دراز ترکیب نے کہا کہ اے گیا ہو ر میں کسیکی اپنے آگے اصل و حقیقت نہیں سمجھتا جو تجھے ڈانٹے غرض
اس گفتگو کا طول یہانتک ہوا کہ نوبت بسپر تلوار پہونچی اور گیا ہو رخون آشام نے حالت غیظ و غضب میں بضرب شمشیر
مہلیل دراز ترکیب کو زخمی کیا اور مہلیل نے اسی حالت زخمداری میں دوڑکر تیغہ مارا گیا ہو رخون آشام بھی زخمی ہو گیا
فوج و سپاہ نے طرفین کی جو اپنے اپنے سرداروں کو زخمی دیکھا تو سپرین تلوارین پکڑ پکڑ آپس میں آمادہ جدال و قتال ہوے
عیار اور جاسوسوں اور ہرکاروں نے یہ حال جاکے گنجاب سے بیان کیا گنجاب سلے یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت غیظ و
طیش میں شل مار سر دم بریدہ پیچ و تاب کھاتا اور اسی وقت قریب ساٹھ ستر ہزار سوار پیادے کے اپنے ہمراہ لیکر سوار ہو کر اس
میدان کارزار میں پہونچا اور یہ بآواز بلند کہکر کہ او نالایقو تمکو واسطے گرفتاری قاسم بھیجا تھا یا آپس میں کشت و خون
کرنے کو اور اپنا اپنا بانکپن دکھلانے کو ایک ایک تازیانہ مارکے دونوں کو جدا کیا بعد ازاں دونوں طرف سے فوج
و سپاہ کو جنگ و جدال سے روک کر بخیال اس مآل اندیشی کے کہ مبادا ایسا نہو کہ یہ دونوں سردار بڑے جلیل القدر
میرے لشکر کے سپہ سالار اور میرے گھر کے مختار ہیں مجھسے منحرف ہو جائیں بہت سی باتیں دلدہی اور دلاسہ کی کرکے
حکم دیا کہ صاحبو یہی صورت د باعث زیان دولت اور میرے ادبار کی ہے جو تم سب آپس میں رزم و پیکار کرتے ہو واہ واہ
اگر تمکیں ایسی باتیں کروگے تو میں پھر کیا کرونگا اب توقف اور تساہل نہ کرو جسطرح سے ہوسکے نبیرہ حمزہ سامنے موجود ہے
جھٹ پٹ اسے گرفتار کر لو اور پھر بہ ہزار دلجوئی اور خاطر داری گیا ہو ر اور مہلیل کو سمت شاہزادہ خاور سپاہ
متوجہ کیا اس عرصہ میں قاسم نے جو فرصت پائی تو ایک سوار کو بضرب تیغ فی النار والسقر کرکے نیچے گرا دیا اور آپ جھپٹ تمام
اس کے گھوڑے پر سوار ہوکے مقابلے اور مجادلے میں مصروف ہوا حسب اتفاق جسوقت بموجب اظہار پیر اسیا بان
گنجاب نے گیا ہو رخون آشام اور مہلیل دراز ترکیب کو حکم دیا تھا کہ تم دونوں جاکے قاسم کو گرفتار کر لاؤ مہ جان عیار
کہ ملکہ گوہر ملک کا کوکا خانہ زاد جان نثار ہے کہیں کھڑا یہ سب حال سنتا تھا اس نے یہاں کی سرگذشت اور روانگی گیا ہو ر
خون آشام اور مہلیل دراز ترکیب کی حسب الحکم گنجاب سگ بتیہ خاسد اسیری شاہزادہ قاسم کے مع دھن جا باغ
ملک سرمان دلکش میں جاکے بحضور شاہزادہ والاشان بدیع الزمان بیان کی وہ ازشیخ دہر ضیغم ہیجا بے کارزار
شاہزادہ نامدار بمجرد استماع اس خبر ناسموعہ کے جوش خون عزیزی سے نہایت بیتاب ہوکے اسوقت سپر تلوار
اپنی پکڑکے اٹھ کھڑا ہوا اور بیٹھ اپنے مرکب پریسریٹ گھوڑے کو ڈالے آن واحد میں قریب اس میدان مصاف کے پہونچکر
طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آمادہ رزم اور کفار کشی کا ہوا شاہزادہ قاسم نے جو آواز نعرۂ بدیع الزمان والاشان
کی سنی تو اپنے دل میں یہ کہکر کہ اس کشتی گیر کے نوبت گنجاب تک پہونچنے کی نہ آنے پائے کہ میں خود یکہ و تنہا چلکے اس
گنجاب کو پکڑ لوں یا واصل جہنم کروں تا کہ یہ کشتی گیر بھی میری شجاعت اور رستمی دیکھکر اپنے جی میں متنبہ و منفعل ہو
شل شیر ژیان با بیل دمان تیغہ پلارک افراسیابی کو علم کیے صفوں کو درہم برہم کرتا سمت گنجاب چلا اس

طرف شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی قاسم کو بحال غیظ وغضب جانب گنجاب مخاطب دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ قاسم جاہل مطلق ہی ایسا نہو کہ سربکف ہوکر گنجاب کو جاکے مارے یا پکڑ لے اس سے بہتر یہ ہی کہ مین سبقت کرکے گنجاب کو پکڑ لون یا بہ نہم اصل کردون یہ کہکر جنگ رستانہ کرتا اور کشتون کے پشتے لگاتا متصل گنجاب کے پہونچ گیا یہ تماشا شمشیر زنی اور دلیری کا دونون چچا بھتیجون کی دیکھکر گنجاب اپنے دل مین نہایت لرزان اور ترسان ہوا اور بآواز بلند اپنی فوج سے کہنے لگا کہ ای بہادر و اب تم سب انتظار کسکا کرتے ہو جلد ان دونون کو گرفتار کرلو یا چار طرف سے بلوہ کرکے مارلو یہ حکم سنتے ہی اک کا سنکے ہزارون سوار پیادے نیزے شمشیرین پکڑ کر ٹوٹ پڑے شاہزادگان والا تبار عالیمقدار قاسم اور بدیع الزمان نامدار پر گرے اور یہ دونون بہادر بھی کس شوکت اور شان سے معرکہ آرائے میدان کارزار تھے کہ نہ گوش سپہر نے کبھی ایسی شمشیر زنی رستم اور سہراب کی سنی اور نہ چشم زمانے کبھی ایسی جنگ وجدال گیو اور افراسیاب کی دیکھی ہوگی ناگاہ بسبب بارش تیر ہاے جگردوز اور کثرت جراحت نیزہ وشمشیر گھوڑا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا مارا گیا اور قاسم پیادہ پا ہوکر برسر رزم تھا شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن نے جو قاسم کو پیادہ پا ہزارون سوارون مین حرب وپیکار کرتے دیکھا با دل حزین اور بجان ریش نہایت خشمگین اور غیظ وطیش مین تیغہ مہورشا دیو بند کمر سے کھینچے سر پر سر اور دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش گراتا اس میدان رزم وکین کو طی کرکے شاہزادہ خاور سیاہ کے متصل پہونچا اور بجستی تمام اپنے مرکب پر سے کود کر شاہزادہ خاور سیاہ سے کہا کہ بسم اللہ ای خاور سیاہ تم تو اس گھوڑے پر سوار ہوکر آمادہ کارزار ہو ابھی قاسم کچھ جواب نہین دینے پایا نہ اس گھوڑے پر سوار ہوا ہی کہ اتنی دیر مین لشکر کفار نابکار سے کسی نیزہ دار نے ایک نیزہ شاہزادہ بدیع الزمان کے بھی مرکب کے پیٹ مین مارا کہ وہ گھوڑا بھی چیخ مار کر زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا اور فوج بے پیروا عدائے شریر نے جوان دونون شاہزادگان آسمان توقیر کو بروے زمین پیادہ پا دیکھا ہر چہار طرف سے بلوہ کرکے محاصرہ کرلیا اور نیزہ وتیر کی بوچھار کردی تھی اور سیکڑون تلوارین کھینچے حملہ ور تھے اور اکثر زخم ہاے کاری بھی تیرون کے اور نیزون کے جسم اطہر پر اُن دونون شہزادگان نامور کے پڑے تھے مگر ان دونون دلاورون کو یقین کلی ہوگیا تھا کہ آج ہم دونون خلعت شہادت پہنینگے مسافر ملک عدم ہونگے اور اب کوئی صورت زیست کی نظر نہین آتی مگر اسپر بھی یہ حال تھا کہ جسطرف تلوارین پکڑ کر متوجہ ہوتے تھے ہنگامہ قیامت اور شور یوم النشور بپا ہوتا تھا اور لاش پر لاش ہمراہ مردے پر مردہ گرتا نظر آتا تھا اسی طرح سے تین شبانہ روز گذر رہے اشعار

ادھر فوج کفار اور سارے گبر　　چمکنے ہر طرف مثل غرندہ ابر
غلو سے عدو بادلون کا تھا شور　　کڑک برق کی تھی کمان کی کڑک
لہو کے لگے بہنے نالے وہان　　ہوا چار سو خون کا دریا روان
کٹے دست بازو کہین پور پور　　تڑپتی تھین جیون مچھلیان چار او
نظر آتے تھے بال سے کے سوار　　نہنگون کی صورت ہر سمت نابکار

ادھر مثل شیران بل ارجمند　　وہی دونون شہزادہ نخجیر بند
دہیرن تھین کالی گھٹائین ہمی ان　　چمکتی تھی تلوارین جون بجلیان
جھڑی سی لگی ان پہ تھی تیر کی　　ہر اک سمت تھی جھار ہی تیر کی
ہزارون ہی سپرین کہین ایک شست　　پڑی تھی سپر تھین جون سنگ پشت
ہوئی موج خون صورت سیح آب　　ہر اک کاسہ سر بشکل حباب

اسوقت شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا یہ حال ہوا کہ جب لڑتے لڑتے شدت تشنگی اور گرسنگی اور کثرت زخم ہاے کاری سے طاقت شمشیر زنی اور کفار کشی کی مطلق باقی نہ رہی تب حالت اضطراب مین با چشم اشکبار بحضور قلب اور خلوص نیت سے بجناب باری دست دعا دراز کرکے التجا کرنا شروع کی کہ ای قادر ذوالجلال ذوالاکرام اگر وقت مرگ برابر آپہونچا اور رشتہ حیات ہمارا منقطع ہوچکا ہو بیت سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ٭ مرنے اور مارے جانے کا کچھ غم اور رنج نہین رکھتے بلکہ یہی استدعا اور التجا ہماری ہی کہ بآبرو بدرجہ شہادت فائز ہون ورنہ صدقہ اپنی وحدانیت کا اب اس

کشمکش سے نجات دے ایکبارہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور تیر دعا اُن دونون بہادرون کا بدرجۂ اجابت پہونچا یعنی
از بردۂ بیابان گردی برخاست تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سرگرد بآسمان رسیدہ پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان وپیچان چون زلف
عروسان ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار نمدپوش بکمال جوش وخروش
یہ نعرہ کرتا ہے۔ اشعر کجا سام و نریمان پیکر بردانہ میکوشم ۔ بدست جنگ چون شہر منیتائی نمد پوشم ۔ اے کفاران عیار وای
نابکاران بمُردہ غاہر کردانند داند وہر کہ ندانند حالا را بدانند و بشناسد کہ منم نقابدار نمدپوش ہواخواہ شاہزادۂ خاور سیاہ
ملک قاسم لعل خفتان خون اہرمن خاور ہی یہ کہکر سے چالیس ہزار سواران نمدپوش جب حملہ ور ہوتا ہی چالیس ہزار تلوار کا جھٹکا
سوارہ وپیادگان فوج کفار پر برابر پڑتا ہی اور چالیس ہزار سر جدا وچالیس ہزار دھڑ جدا ایک قلم قلم ہوکر خاک وخون مین
تیرسے لیے پھرتے ہین بڑی عظمت وجرات اور شوکت وشان سے قتل عام کرتا متصل شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملک قاسم
کے پہونچا اور دونون بہادرون کو بکمال گرم جوشی وکلمہ اتحاد آمیز دو گھوڑے برق آہنگ صبا رفتار باساز ویراق
مکلل بسبز رسفرق بجواہر طلب کرکے سوار کردیا اور تا غروب آفتاب لشکر گنجاب سے مقابلہ اور مجادلہ رہا بعد ازان
شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کو بخوبی تمام اور باطمینان مالاکلام اُس فوج کفار کے بلواے عام سے نکال کے
اپنے ہمراہ لیے سمت ایک دامن کوہ کے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر اپنے لشکر کا قیام کیا اور اپنے خیمہ مین لاکے تیاری دعوت
مین مشغول ہوا جب کہ دونون شاہزادے تناول طعام سے فارغ ہوے اور دو چار پیالے شراب کے پی کے دونون
بہادرون کو ایک سرور حاصل ہوا اُسوقت نقابدار نمدپوش نے ہواخواہی قاسم بے ساختہ یہ کلام کہا کہ فی الحقیقت
خیاط ازل نے جامۂ شجاعت ذات پر شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کی قطع کیا اور قاسم جو کچھ دعوی رستمی اور بہمنی
کرے سب برحق اور بجا ہی اے بدیع الزمان تو اس ملک باختر مین کیلیے آیا تھا بدیع الزمان نے جواب دیا کہ مجھے جنی گنجاب کی
یہان لی آئی تھی اور انشاء اللہ تعالے دعوے یہ رکھتا ہون کہ جب تک کہ لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان ظفر
احتشام امیر حمزۂ عالیمقام اس سرزمین مین نزول اجلال اور ورود اقبال فرماے مین بحول وقوت پروردگار عالم تمام
باختر کو مسخر کرونگا اور یہی عہد وپیمان دل سے رکھتا ہون کہ جو کوئی اس ملک مین کارنمایان مجھسے زیادہ کرجاے وہی
نامور اور دلاور بہادر شجاع روزگار ہی بس اتنا کہنے ازبسکہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو گفتگوے ہواخواہی قاسم سے
جو نقابدار نے کی تھی دل مین ایک ملال پیدا ہوا تھا اُسی وقت نقابدار سے رخصت ہوکر بیٹھا اپنے مرکب پر سمت
چارباغ ملک حرمان دیوکش روانہ ہوا اور تھوڑی دیر مین عرصہ راہ کو طے کرکے چارباغ ملک حرمان دیوکش مین پہونچا
اور ملکہ گوہر ملک کے ساتھ عیش وطرب مین مشغول ہوا بعد رخصت ہونے اور اُٹھ آنے شاہزادۂ بدیع الزمان
کے نقابدار نمدپوش نے شاہزادۂ قاسم سے کہا کہ مین ہواخواہ تیرا ہون لیکن مین تجھسے پوچھتا ہون کہ بدیع الزمان
نے تو اگر کوئی افتاد نیکی بدی کی پڑجائے اپنی آسائش وآرام کے واسطے ایک مقام چارباغ ملک حرمان دیوکش کا کہ
وہان فی الحقیقت بڑی جگہ حفظ وامان کی ہی تجویز کرلیا اور قرار دیا ہی تو تبلا کہ اگر خدانخواستہ کوئی ایسی افتاد پڑجاے
تو کہان جاکے رہیگا قاسم نے کہا مین بے مکان ہون نقابدار نے کہا تجھے لازم ہی کہ پہلے اپنے رہنے کے لیے کوئی مکان
مہیا کرے بعد اسکے کفارکشی اور جہاد کا ارادہ کرنا ورنہین تو بہت خراب جائیگا شاہزادۂ خاور سیاہ یہ کلمہ خلاف
مزاج اپنے نقابدار سے سنکے نہایت کشیدہ خاطر اور مکدر ہوکے اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ اب مین اسوقت
مکان اپنے آرام کے واسطے تجویز کیے لیتا ہون جھٹ پٹ مرکب پر سوار ہوکے ایک سمت کو روانہ ہوا ہر چند
نقابدار نے کہا کہ اے خاور سیاہ تھوڑا توقف کر اچھا جائیو قاسم وہ جاہل مطلق ہی اُسنے کہنا نہ مانا اور اپنے راہ ہوا ہر کو

گرم رفتار کیے دو شبانہ روز برابر چلا گیا روز سوم دور سے ایک پہاڑ بہت بڑا ملا اور اُس پہاڑ پر ایک قلعہ فلک فرسا نمودار ہوا
قاسم اُس پہاڑ اور اُس قلعہ کو دیکھتا ہوا نیچے ٹیکرے پر چڑھ گیا اور وہان سے اُس پہاڑ اور اُس قلعہ کی طرف جو بغور خیال کیا تو
دیکھا کہ زیر کوہ ایک غول آدمیون کا برہنہ اور اکثر زخمون مین چور پڑے ہین بہت سے بیٹھے رو رہے ہین اور اوپر قلعہ کے ایک
غول مسلح اور مکمل ہنستے اور قہقہے مارتے کچھ مال اور اسباب آپس مین تقسیم اور حصہ کر رہے ہین قاسم نے جانا کہ بے شبہ و شک
یہ لوگ زخمی اور مجروح یا جسم عریان زار و پریشان کوئی سوداگر ہی اُسکے ساتھ کے معلوم ہوتے ہین اور یہ مجمع سرہنگون
اور سرکشون کا جو مال و اسباب لیے ہنستی قہقہے مار رہے ہین باہم کچھ لین دین کر رہے ہین شاید قطاع الطریق اور قزاق ہین القصہ
شاہزادہ یہ سمجھکر اُسی ٹیکرے پر سے نیچے اُترا اور آہستہ آہستہ زیر کوہ اُن لوگون کے قریب جو ننگے اور زخمی بیٹھے تھے پہونچکر پوچھنے
لگا کہ صاحبو تم کون ہو اور تم سب کو اس طرح لوٹ کر کسنے عریان کر دیا اور زخمی کیا ہے اُن سبھون نے قاسم کو دیکھکر کہا کہ اے
جوان واسطے اپنے دین و ایمان کے اپنی نوجوانی پر رحم کر اور جلد یہان سے کہین بھاگ جا خدا نہ کرے اگر یہ قزاق تجھے
دیکھ لینگے تو یہ گھوڑا اور سب اسباب تیرا چھینکر تجھے زندہ نچھوڑینگے جب ہم لوگون کو کہ کئی ہزار کا قافلہ تھا اس جوانمردی
سے لوٹ لیا اور زخمی کیا قاسم نے اُن لوگون سے کہا کہ تم سب خاطر جمع رکھو تیرا تو گھوڑا اور اسباب وہ ملعون قزاق
لینا تو درکنار آنکھ بھی اُٹھا کر نہین دیکھ سکتا تم نہین سب بیٹھے ہو دیکھو کہ مین تمھارا سبکا مال و اسباب اُن قطاع الطریقون
سے ابھی پھر واسے دیتا ہون اِس عرصہ مین اُس قطاع الطریق نے کہ نام اُسکا خسرو قزاق تھا قلعہ پر سے شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم کو دیکھا اور دو جوان اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ ہان جلد جاؤ اور یہ نوجوان گھوڑے پر سوار جو کھڑا
ہے اُسکا گھوڑا اور سلاح وغیرہ اسباب لیکر ہمارے پاس چلے آؤ دونون جوان سپرین تلوارین لیکر کے قلعہ سے نیچے
اُترے اور شاہزادہ قاسم سے باواز بلند یہ کہنے لگے کہ اے نوجوان تو اپنی سب پوشاک اور ہتھیار ہم دونون کو اور گھوڑے
کو ہمکو حوالے کر دے اور جہان تیرا جی چاہے بدر گوش وبیک بینی چلا جا ورنہ یہ اپنے دل مین خوب سمجھ لے کہ مفت ناحق
جان بھی تیرے ہاتھ سے جائیگا برابر شاہزادہ نامور کے پہونچے اور چاہتے تھے کہ لپٹ کر پکڑ لین قاسم نے اپنے مرکب کو چھوڑ
کر تیغ مبارک افسر اسیابی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ او نالائق کیا بکتا ہے ور گوہ کھاتا ہے اور جھک مارتے ہو بس ساتھ
اتنا کہنے کے دونون نے ایک نے داہنی طرف سے ایک نے بائین طرف سے چمکا کر تلوارین بر سر شاہزادہ والا قدر
مارین اور قاسم نے بچستی تمام بفن سپہ گری داہنے ہاتھ سے داہنے سوار کے اور بائین ہاتھ سے بائین سوار کے
تلوار کی باڑھ بچا کے بند دست کو پکڑ کے ذرا جو فشار دیا تو دونون کی تلوارین ہاتھ سے چھوٹ کر علٰحدہ جا گرین تو
اُسوقت اُس اشجع دہر شاہزادہ قاسم نامور نے دونون کے کمربندون مین ہاتھ ڈال کے پہلے روز مین قاش زین
سے اُٹھا لیا اور دونون علیہ اللعون کو سر پر چرخ دیکر بر دست زمین مارا کہ دونون نقش زمین و پیوند زمین ہوگئے خسرو قزاق
نے قلعہ پر سے یہ جرات اور زور و طاقت شاہزادہ خاور سیاہ کی دیکھکر اپنے دل مین بہت خائف اور ہراسان ہوا
اور جی مین یہ خوب سمجھکر کہ وہ جو زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا نام مین سنا کرتا تھا شاید یہ وہی شخص
ہے اپنے مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ پکڑ کر مقابلہ شاہزادہ قاسم آیا اور یہ کہا کہ اے شخص اے اجل رسیدہ غضب کیا تو نے
میرے دو جوانون کو ہلاک اور پیوند خاک کیا اب مین تجھے کب زندہ اور سلامت یہان سے جانے دونگا یہ کہا اور برچھا سینہ
لے کینہ شاہزادہ قاسم پر مارا قاسم نے بچستی تمام اُسکے نیزہ کو پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ نیزہ اُسکے ہاتھ
سے چھوٹ گیا اور پھر قاسم نے ڈانڈا اُسی نیزے کی اس زور سے خسرو قزاق کے سر پر مارا ہے کہ خسرو قزاق اُسکے
ضرب سے چرخ مار کر گھوڑے پر سے چارون شانے چت زمین پر گر پڑا اور قاسم مرکب پر سے جست کر کے اُسکی چھاتی

پر جا بیٹھا کہ اُسے ذبح کر ڈالے ایک مرتبہ خسرو قزاق نے کہا ای بہادر معلوم ہوا مجھے کہ یہ زور و طاقت تیرا نہین یہ سب برکت اور تائید تیرے دین و ملت کی ہی پس جو تیرے دین کو قبول کرے وہ کیا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ نے کلمۂ طیبہ تلقین کیا وہ از سر صدق کلمہ پڑھ کے اُس چاہ کفر و ضلالت سے نکلا اور بسر چشمۂ ہدایت ہونچا قاسم علی جہاتی پر سے اُتر کر علیحدہ ہوا اور اُسنے زمین پر سے اُٹھکر بہ کمال عجز و انکسار عرض کی ای شہریار مینے تو بصدق دل حلقہ غلامی اپنے کان مین ڈالا اور بجان و دل اطاعت تیری قبول کی لیکن اب امیدوار ہون کہ از راہ بندہ نوازی اتنا تو مجھے بتلا دے شعر چہ نامی کہ سولاسے نام توام ❊ درم ناخریدہ غلام توام ❊ قاسم نے نام اور حسب و نسب سب اپنا بیان کرکے فرمایا کہ مین نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران کا ہون خسرو قزاق نہایت شادان و خندان نثار ہوتا اور گرد پھرتا شاہزادۂ قاسم کو اپنے ہمراہ بالاے کوہ اُس قلعہ مین لیگیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی سوارون سے کہا کہ یاران مین نے تو اطاعت اور فرمانبرداری اس بہادر کی قبول کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کیا جسکو میری رفاقت منظور ہو کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو میرے ساتھ رہی اور جسکو نہ منظور ہو وہ جہان چاہے ابھی چلا جاے مجھے کچھ واسطا اور سروکار نہین سبھون نے کہا کہ ای خسرو قزاق ہم سب تیرے رفیق اور تیرے تابعدار ہین جو تو نے قبول کیا ہمکو بھی وہی منظور ہی خسرو قزاق نے باواز بلند کلمۂ شہادت پڑھا ان سبھون نے بصفائی نیت کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا جب تمام اپنے ساتھ والونکو مسلمان کر چکا تب خسرو قزاق نے تیاری دعوت اور محفل رقص و سرود آراستہ کی قاسم نے تمام مال اور اسباب اُن سوداگرونکا جو برہنہ اور اکثر زخمون مین چور زیر کوہ بیٹھے تھے خسرو قزاق سے واپس کرا کے دلوا دیا اور وہ سب قاسم کو دعائین دیتے اپنے اپنے ملک اور دیار کی طرف روانہ ہوے اور یہان قاسم نے یہ قلعہ گویا اپنی آسائش اور آرام کی جا تجویز کرکے دل مین کہا کہ اب فوج کشی بر سر گنجاب کیا چاہیے اور یہ کہ نگہداشت ملازم سوار و پیادون کی جاری کردی ہمکو تو اب یہان فوج و سپاہ مین رہنے دیجیے

تتمۂ داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکر شکن بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان مع ملکہ گوہر ملک چار باغ ملک حرمان دیو کش مین مصروف عیش و طرب ہو کر رہنے لگا تو ایک روز کی نقل ہی کہ ملکہ گوہر ملک نے صبح سے ناف باغ مین لب نہر تختون کا فرش اُس پر شطرنجیان و چاندنیان بہت مکلف بچھوا کے سلمان ستارا گرد اگرد ڈلوا دیتا اور ایک شمگیرہ جواہر دوز با سلاک ہاے مروارید وہان استادہ کرا کے زیر شمگیرہ ایک پلنگ جواہر نگار بہت پر تکلف مع بند ون سے کسا ہوا تکیے پر ہاے کے زرم نرم دھرے ہوے آگے اُسکے ایک مسند زرتاری گاؤ تکیہ بہت بھاری لگا ہوا عطردان پاندان چنگیرین چوکھٹے قرینے قرینے سے چنے ہوے ہزار بارہ سو ڈالیان میون کی ہزار بارہ سو چنگیرین پھولون کی رکھی ہوئی گشتیان شراب اور گلابیون کی پیالے الماس تراش رکھے ہوے تو ڑے پڑے ہوے ماکہ مسند پر مع شاہزادۂ عالیمقام اجلاس فرماے انیسین جلیسین ہمدمین ہمرازین مصاحبین خواصین ملازمین سب گردپیش باادب بیٹھی ہوئی سامنے کچھ طائفے کلاوت بچون کے دو ایک بہروپیے کچھ طائفے کشمیری بچون نقال بچون کے کچھ گائنین حاضر صحبت ناچ و رنگ کی بیٹھن دور شراب کا چل رہا تھا حسب اتفاق ایک لونڈی شمشو نامے بڑی زبان دراز اور بد ذات قدیمی ملکہ کی تھی وہ بھی شریک صحبت کاروبار کر رہی تھی اور ملکہ گوہر کا گونشہ صہباے محبت مین شاہزادۂ والا رتبت کے اسقدر رجہ مدہوش اور ہمدوش اور ہم آغوش بیٹھے دیکھکر جل جل کر بار بار ہر ایک سے کہتی تھی کہ ہی ہی کیا غضب ہی دیکھو تو بیغیر زادی نے کیسی حیا و شرم اُڑا دی ہی اور کیسی بیباک اور بے خوف اور نڈر ہو کے کھل کھیلی ہی کہ جو شخص دشمن خدا

لقا اور برباد کنندۂ دین اور مخرب سرکار اور عدو پیغمبر مرسل کا ہی اُسے جاکے کہان سے اپنے ساتھ لائی اور کیسے کیسے تریا چلتر کر کے کیسے کیسے مکر و فریب سے چھپا چھپا کے راتون کو گھر مین بلا بلا کے رکھا جب حال کھل گیا تھا آپ گھر سے نکل کر یہان باغ مین اُسے لگا کے لے آئی اور عیش کر رہی ہی کچھ اسے نہ تو قہر خداوندی کا دھیان ہی نہ اسے اپنے سنگتیر جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ کا کھٹکا اور خطر ہی کہ وہ سن پائیگا نہ اسے کچھ مان باپ کی رسوائی بدنامی کا اندیشہ اور ڈر ہی ہر چند کہ اور سب لونڈیان ساتھ والیان منع کرتی اور سمجھاتی تھین کہ نیک بخت کیون اپنی ناک چوٹی کے پیچھے پڑی ہی ابھی کوئی جا کے ملکہ سے کہدے گی تو وہ کیا جانے تیرے ساتھ کیا سلوک کرین مگر وہ علائۂ روزگار بدبخت تیرہ روزگار کسی کا کہنا اور سمجھانا نہین مانتی تھی بلکہ کہتی تھی کہ صاحبو مین کٹنی نہین ہون یہ کٹناپے کی باتین تمھین سب کو مبارک رہین ابھی یہی باتین یہان ہو رہی تھین کہ وہان ملکہ گوہر ملک نے پکار کے کہا کہ شبو ذرا تو میرے پاس آ اس شامت زدہ ازجل رسیدہ نے مارے بدذاتی کے جواب نہ دیا دوبارہ ملکہ نے کہا کہ شبو مین تجھے بلاتی ہون تو نے سنا نہین یہان جو اور اسکی ساتھ والیان تھین اُنھون نے یہ کہا کہ شبو تو آج دیوانی کیون ہو گئی ہی ملکہ عالم پکارتی ہین جواب نہین دیتی نہ وہان جا کے حاضر ہوتی ہی غرض بہزار خرابی اور دشواری اُسے ملکہ کے پاس بھیجا ملکہ گوہر ملک تو تشنۂ عشرت مین مدہوش اور خود فراموش تھی کچھ اسکے دیر مین آنے اور جواب دینے نہ دینے کا خیال نہ کیا شاہزادہ باقبال کے گلے مین ہاتھ ڈال کے اُسکی جانب مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ شبو شاہزادہ عالم نے تجھے یاد کیا ہی اور فرماتے ہین کہ اسوقت ہمین کیسلی کی شراب بہت تحفہ تیار ہوئی ہی اس مین سے دو چار گلابیان لا کے پلا ہم تجھے خلعت دینگے اُس قحبہ کے منھ سے بے ساختہ نکل گیا کہ صاحبزادی اتنا بھی کھل کھیلنا اچھا نہین یہ کیسا ظلم ہی کہ سنگتیر تیرا برادر یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ بڑا بیٹا خداوند بہیدہ ہزار ملک باختر سسرا تیرا خداوند لقا ایسا باپ پیغمبر مرسل ایک زمانہ تجھے پیغمبر زادی اور ولی نعمت اپنا سمجھ کر عتبۂ دولت پر جبہ سائی کرتا ہی تو نے جو اس خانہ برانداز فتنہ ساز مفسدہ پرداز دشمن خداوند اور اپنے باپ کے عدو کو اپنے گھر مین لا کے بٹھلایا کچھ تجھے اپنے باپ کی حرمت اور آبرو کا پاس اور لحاظ اور قہر خداوندی کا کھٹکا اور اندیشہ نہین ہی یہ بے حیائی اور بے شرمی تو تجھے نہ چاہیے اور یہ بُری سب صحبت والیان مشاطہ کٹنیان ہین یہ تجھے بہت سا خراب کرینگی بس اتنا کلام اُس شبو تیرہ انجام کی زبان سے نکلنا تھا کہ ملکہ گوہر ملک کو سارا نشہ ہرن ہو گیا اور ایک آتش غضب کا نون سینہ مین جو مشتعل ہوئی تو وہ بد دماغی دماغ جان سے اٹھا اور مانند زلف و کاکل اپنی اُسکے پریشان ہو کے وہ جو گلابی مملو شراب ناب سے اُسکے ہاتھ مین تھی پہلے تو اُسکو کھینچ کے شبو کے منھ پر اس زور سے مارا کہ وہ گلابی ٹوٹ کر تمام کرچین اُسکے دماغ مین پیوست ہو گئین اور خون جاری ہوا بعد اُسکے خواصون سے کہا کہ ارے ہان لینا لینا اس قحبہ کو پکڑ کر اسکی زبان تو قطع کر ڈالو مین نے اسے کیا کہا اور لاؤ کشان کشان میرے پاس کہ مین اسے باندھ کر کوڑے مارتے مارتے اسکا پوست تمام جسم کا کھینچ لون اور سزائے اعمال کو پہونچا دون خواصون نے دوڑ کر اسکو جوتیان گھونسے لاتین مارنا شروع کین شاہزادہ بدیع الزمان نے ہان ہان کر کے سب کو روکا اور ملکہ گوہر ملک کو اپنے گلے سے لگا کے خوب سا سمجھایا کہ ملکہ کیا کرتی ہو کیا کرتی ہو انجام کو دیکھو غصہ حرام ہوتا ہی دور کر دیجانے دو پھر سمجھ لینا ہمارے سر کی قسم اسوقت طرح دیجاؤ غرض خدا خدا کر کے اُسکو وہان سے اٹھا دیا اور ملکہ کی بہت سی دلجوئی اور تسلی کر کے وہ غصہ رفع کرا دیا اور اسی طرح سے سرمست جام نشاط اور مصروف محفل انبساط ہوئے

تتمہ حال اُس شبو تیرہ بخت بدافعال سے گذارش کیا جاتا ہی

اُس نکارہ نے دروازہ چار باغ پر آکے اور پالکی خانے کے مہرا کو بلا کے کہا کہ مجھے ملکہ عالم نے ایک کام کے لیے اپنی

اماں جان ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھیجا ہے تم مجھے بہت جلد پہونچا دو مین بہت سا انعام دلوا دونگی مہر نے جھٹ پٹ ڈاک کہار دن
کی بٹھادی اور ایک محافہ مین اسکو سوار کرکے کوئی ڈیڑھ پہر دن باقی ہوگا روانہ کر دیا اور کہار ہوا کی طرح اسے لیے چوکی پر جہان
تہان راہ مین بدلی کرتے اڑے چلے جاتے تھے ادر وہان محل مین غنچہ خاتون کا یہ حال تھا کہ جسوقت سے ملکہ گوہر ملک
وہان سے رخصت ہوئی اور یہان سوار ہوکر چار باغ مین تشریف لائی ہے ملکہ غنچہ خاتون ہر لحظہ ہر لمحہ دروازہ کو دیکھ
رہی ہے اور ہر ایک سے گھبرا گھبرا کے پوچھتی ہے کہ ہے ہے ابتک کچھ لڑکی کی خبر نہین آئی معلوم نہین اسکی طبیعت کیسی ہے مجھے
کھانا پینا بات کرنا کچھ خوش نہین آتا جب تک اسکے پاس سے کوئی آدمی خبر لیکر نہین آتا اس مین کوئی دو تین گھڑی رات گئی ہوگی
کہ وہ کہار ڈاک والے شبو کی سواری لیے ہوے ڈیوڑھی ملکہ غنچہ خاتون پر پہونچے اور محل دار نے یہان تحقیق کرکے
کہ کسی کی سواری اور کہان سے آئی ہے اندر جاکے عرض کی کہ قربانت شوم بیگم زادی کے پاس سے شبو خواص قدیمی
آئی ہے غنچہ خاتون نے نہایت خوش ہوکے کہا کہ ارے جلد اسے لاؤ بارے محل دار نے باہر آکے شبو کو اتروا لیا اور پوچھا
کہ شبو خیر تو ہے اس تحبہ نے یہان تو کچھ ذکر نہ کیا اپنا منہ لوہان چادر سے چھپائے اندرون محل پہونچی اور جھٹ ملکہ غنچہ خاتون
جاکے مجرا کیا غنچہ خاتون نے پوچھا کہ کیون شبو کہہ ملکہ گوہر ملک کا مزاج کیسا ہے اور اسوقت تجھے کیون بھیجا ہے اس
شغل بد ذات شبو نے ابھی اتنا ہی کلمہ منہ سے نکالا تھا کہ اے ملکہ عالم داد بیداد فریاد ہائے مین کیا رسوائی بیان کرون
یہ دیکھیے کہ نیکی کا بدلا بدی ہے مین نے کونسی بات بری کہی تھی جو صاحبزادی نے میرا یہ حال کیا ملکہ غنچہ خاتون تو بڑی
عاقلہ زمانہ دیدہ ہے اسنے کچھ اپنے جی مین سوچکر کہا دم لے خبردار ابھی کچھ منہ سے نہ نکالنا مین تیرا حال مفصل علیحدہ
سنونگی یہ کہکے ایک حجرہ بالاخانے پر تھا وہان ملکہ غنچہ خاتون شبو کو ہمراہ لے گئی اور سب کو ممانعت کر دی کہ خبردار
میرے پاس کوئی نہ آئے بعد ازان وہان لیجا کے اس شبو سے پوچھا کہ اب بیان کر اسنے سارا حال شاہزادہ باقبال
کا ہمیشہ راتون کے آنے کا اور ملکہ گوہر ملک کے یہان سے جانے اور راہ مین سے شاہزادہ بدیع الزمان کو باغ
مین لیجا کے صحبت ناچ رنگ اور مے نوشی کی برپا کرنا اور بوقت منگانے شراب کے اپنا جواب دینا سب کا سب بیان کیا
ملکہ غنچہ خاتون کی ہر چند کہ آنکھون کے سامنے ایک اندھیرا سا آگیا تھا مگر بخیال اسکے کہ بقدر بیٹی کا ہے الیسا نہو یہ
بد مال زادی بیسوا لونڈی تو بری ہے کہین کسی سے یہ ذکر کرے تو موجب رسوائی کا ہوگا برابر سے ایک خنجر اسکے
پیٹ مین مارا کہ وہ قحبہ چیخ مار کر گر پڑی اور دم بھر مین پھڑک پھڑک کر جہنم واصل ہوگئی بعد اسکے اسی غیظ و غضب مین
پھر کوٹھے پر سے نیچے اتری اور ساعت بھر توقف کرکے سوچی کہ اب کیا تدبیر کرون خواصون سے کہا کہ ارے
کوئی جاکے ڈیوڑھی پر محلدار سے کہدو کہ کسی چوبدار کو بھیجکر میرے دونون خانہ زاد قاتل زنگی اور مقاتل زنگی
غلامون کو جلد بلا لائے اور حسب الحکم ایک خواص نے محلدار کو حکم پہونچایا اور محلدار نے چوبدار کو بطلب قاتل
اور مقاتل اسی دم بتاکید تمام روانہ کیا اب حال سنیے ان دونون حبشی بچہ کا کہ قاتل زنگی اور مقاتل زنگی
دونون خانہ زاد موروثی غلام زر خرید ملکہ غنچہ خاتون کے تھے اور بہت چھوٹے چھوٹے صغیر سن تھے جب سے یہ مول لیے
گئے اور حسن رضائی کا دودھ ملکہ گوہر ملک نے نوش فرمایا ہے اسی کا دودھ ان دونون کو پلوا کے بڑے ناز و نعم سے
انکو پرورش کیا ہے اور اب یہ دونون بڑے زبردست قوی ہیکل تنومند جوان دلاور اور شمشیر زن ہوئے ہین
اور چالیس چالیس ہزار سوار انکے پلے نام سرکار سے ہین کہ وہ سب مطیع اور فرمانبردار ملکہ غنچہ خاتون کے ہین کچھ
[illegible] اب سے انکو سروکار نہین ہے نوکری چاکری اطاعت اور جان نثاری مین ملکہ غنچہ خاتون کی رہتے ہین قصہ
مختصر یہ کہ جسوقت اس چوبدار نے جاکے ابلاغ حکم کیا اسی دم وہ دونون مسلح اور مکمل ہوکر اپنے اپنے مرکبون

پر سوار ہوے اور از بسکہ بچپن سے بطور فرزندون کے پرورش پائے ہوے ہین تو نہ انکا پردہ ملکہ غنچہ خاتون کرتی ہین نہ ملکہ گوہر ملک یہ دونون ڈیوڑھی پر آن کے بیساختہ اندر دن محل پہونچے اور ملکہ غنچہ خاتون کو مجرا کیا اور دونون نے عرض کی کہ خانہ زادون کو کیون یاد فرمایا ہی ملکہ غنچہ خاتون نے اُن دونون کو علحدہ لیجا کے کہا کہ پہلے تم دونون مجھسے یہ کہو کہ تم خانہ زاد اور فرمانبردار کسکے ہو اگر مجھسے اور سپہبر پرسل سے کوئی رنجش درمیان مین آجاے تو تم تعمیل کسکی کروگے ان دونون نے عرض کیا کہ خانہ زاد آپ کے ہین ہمکو سپہبر پرسل سے کیا واسطہ آپ کی جہت سے ہم انکو بھی اپنا ولی نعمت اور مالک جانتے ہین ابھی آپ جسکو حکم دین ہم اُسکا سر کاٹ لائین غنچہ خاتون نے کہا کہ خیر معلوم ہوا اب تم سنو ماجرا یہ ہی کہ ملکہ گوہر ملک تو ابھی محض بچہ نادان کچھ نشیب و فراز زمانے کا جانتی نہین وہ کیا جانے کہ نیک کیا ہی اور بد کیا ہی یہ میسوا ئین صحبت والیان صاحبزادیونکی جس راہ پر چاہین لگائین اور جو چاہین سو یہ کرین یہ تو ایک داستان طولانی ہی مختصر مطلب مین تمسے کہتی ہون کہ وہ جو تمنے سنا ہو کہ حکیم فارس نے ایک شخص کو اپنا بیٹا کیا تھا اور حکیم بدیع اُسکا نام تھا اور وہ اُسکو شہرہ شدہ بذریعہ عالی ملکہ یہ رتبہ اور مرتبہ اس سرکار سے بہم پہونچا کہ مقرب خاص گنجاب ہوا اور اُسنے جابر بن قہرمان عجم کی کمان کو توڑا اور نستور بن نستار پہلوان قدرت کو مارا اور گنجاب نے بلند اقبالی کا خطاب اُسکو دیا پھر اُسنے وہ فساد پیدا کیا کہ شبخون مارے اور کیسی کیسی خونریزیان کین غرض سکے کون شاید اُن بدذات صحبت والیون نے اُس کی تقریب کرکے ملکہ گوہر ملک کو کیا جانیے کیونکر ورغلایا اور اُسے نوکر رکھوا کے چار باغ ملک حرمان مین شاید اب گوہر ملک کا ہم صحبت کیا ہی تو یہ بات غیرت کی ہی مین جانتی ہون کہ تم دونون جا کے وہ زندہ اگر ہاتھ آسکے تو پکڑ لاؤ ورنہ نہین تو اُسکا سر کاٹ کے میری لڑکی کو مجھ تک پہونچاو وقاتل زنگی ومقاتل زنگی دونون نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ ملکہ عالم آپ ہماری مالک ہین اور ہم آپ کے زرخرید غلام آپ کو تو ہم کچھ جواب نہین دے سکتے ہان اگر سپہبر پرسل ایسا کلمہ زبان پر لاے تو ہم اُسسے البتہ کچھ کہتے بھلا آپ انصاف تو کرین کہ کجا تو وہ ایک مصیبت زدہ مرد مفلوک غریب الدیار غریب الوطن عاجز و ناتوان بدیع الزمان اور کجا ہم دونون خانہ زاد آپ کے ہمکو یہ امید تھی اور یہ دھن تھی کہ اگر ایکبار حکم ہوتا تو ہم ملک بربر مین امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر کا جا کے مقابلہ کرتے اور وہان سرفروشی اور جان نثاری کرکے کچھ نام پیدا کرتے مگر حیف صد حیف کہ قدردانی اور جوہر شناسی دنیا سے اُٹھ گئی اور سوا اِسکے آپ سے بھی کچھ اسکا گلہ شکوہ نہین آپ پردہ عصمت مین بیٹھنے والی عورت ذات آپ کو ہماری شمشیر زنی اور شجاعت اور حرب کا حال کیا معلوم ہو یہ تو جو کوئی مرد مردانہ دلاور بادشاہ یا کوئی رئیس ہوتا تو وہ ان ہماری باتون کا اور ہماری حرمت اور عزتون کو سمجھا حکم دیتا تو بہ خاک چاٹ کر ہم گستاخانہ آپ کے سامنے عرض کرتے ہین کہ اول تو جسوقت ہم یہان سے کوچ کرینگے اُسی وقت بدیع الزمان کو خبر پہونچے گی اور وہ ایسا نادان نہین وہ بڑا عاقل مآل اندیش ہی جسوقت کہ وہ ہمارا دونون کا نام سنیگا اُسی وقت وہ چار باغ سے سوار ہو کے ہزار کوس پر نکل جائیگا دوم یہ کہ فرض کیا ہمنے وہان جا کے پکڑ لیا یا اُسکا سر کاٹ لیا تو کیا نمود اور عزت ہماری ہوگی بھلا بدیع الزمان بیچارے کی یہ حقیقت ہی جیسکے اوپر ہم اسی ہزار دلاور اور نامدار زنگیان مردم خوار کو لیجائین غرض آپ مالک ہماری ہین جو چاہین وہ فرمائین ملکہ غنچہ خاتون نے دونون کی بہت سی خاطر اور تعریف کرکے کہا کہ بیشک مین جانتی ہون کہ تم ایسے ہی بہادر ہو لیکن یہ معاملہ میری عزت اور آبرو کا ہی بھلا تم اپنے جی مین سمجھو کہ مجھے جواب دو کہ بیٹی کی آبروریزی اور میری جدا ہی جیسی رسوائی ملکہ گوہر ملک کی ویسی میری ہوئی پھر بھلا سوا تمھارے مین اور کسکو کہون کہ راز فاش اور پردہ دری نہونے پائے اور مطلب ہوجاے اور جسطرح سے بنے ملکہ گوہر ملک اسم

میرے پاس آئے جب ملکہ غنچہ خاتون نے اس طرح سے مکرر سنکر کہا اور خوب سا سمجھایا تب قاتل اور مقاتل دونون حبشی بچے ملکہ سے یہ کہنے لگے کہ بہت خوب اگر یون آپ فرماتے ہین تو کیا مضائقہ خانہ زاد ابھی جاکے زندہ بدیع الزمان کی مشکین باندھ کے اور پھیر ادمی کو سوار کرا کے حضور مین لیے حاضر ہوتے ہین جھٹ پٹ رخصت ہوے اور باہر نکل کے مع اسی ہزار اپنے ہمراہیون حبشیون کے سوار ہوے اور پہر پہنچ بہنچنے پایا کہ سمت چار باغ روانہ ہوے اور صبح ہوتے ہوتے دروازۂ چار باغ پر پہونچے بعد ازان فوج کو دروازہ چار باغ پہ چھوڑ کر قاتل زنگی اور مقاتل زنگی دونون اندرون باغ بتلاش ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان کے تھے ناگاہ قریب اُس نمگیرے کے جہان لب نہر ملکہ نے صحبت گانے بجانے کی ترتیب دی تھی جا کے ان دونون نے دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان دونون عاشق اور معشوق زانو بزانو ہمدوش ہم آغوش بیٹھے پھر وہین مست رہے ہین اور سامنے کچھ طائفہ ارباب نشاط کے اور چپ و راست انیسین جلیسین مقربین مصاحبین باادب بیٹھی ہوئی ہین اور لونڈیان اور باندیان بارہی وار نیان فراشنیان وغیرہ گرد و پیش دست بستہ کھڑی ہین پس یہ رنگ صحبت کا دیکھکر قاتل زنگی اور مقاتل زنگی نے وہین سے تلوارین کھینچین اور بہ تہیۂ فاسد سمت شاہزادہ والا قدر چلے اس مین لونڈیون کی نگاہ جو ان دونون کی طرف پڑی تو ایکبار سب کی سب چیخین مار مار کر بھاگین اور ملکہ گوہر ملک قاتل مقاتل کو باشمشیر عریان دیکھکر چاہتی تھی کہ گود مین سے شاہزادہ بدیع الزمان کی اٹھکے بھاگے شاہزادہ عالم نے ہاتھ ملکہ کا پکڑ کے پھر اپنی آغوش مین بیٹھا لیا اور اُن دونون حبشیون کو دکھلا کے ملکہ کو لیکا یک اپنے گلے سے لگا کے اس طرح سے بوسے لیے کہ آواز بوسون کی اُن دونون حبشیون کے کان تک پہونچی اتنی دیر مین قاتل زنگی مقاتل زنگی دونون یہ کہتے ہوے کہ باش ای خیرہ سر تیرہ روزگار یہ کیا حرکت بے ادبی کی تو نے کی کہ خاص بہو خداوند لقاے خداے باختر اور دستگیر جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ کی یہ پیغمبر زادی ہماری مرشد زادی ہے لیکے تو بوسے لے رہا ہے ایک نے دست راست سے دوسرے نے دست چپ سے وار تلوار کے سر اقدس پر شاہزادہ نامدار کے کیے شاہزادہ عالیمقدار جس طرح سے جہان بیٹھا تھا اُسی طرح سے بیٹھا رہا اور جسوقت دونون تلوارین چپ و راست سے جھکین وہین سے دونون زانو اُٹھ کے داہنے ہاتھ سے قاتل زنگی کے اور بائین ہاتھ سے مقاتل زنگی کے بند دست پر ہاتھ ڈالکر ذرا جو فشار دیا تو دونون کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر الگ جا پڑی بعد ازان دونون کے کمربندون مین ہاتھ ڈالکر بلطفہ اللہ ذاکبر جگہ سے کھینچا اور دونون کے ننگر توڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر جس نہر کے کنارے پر صحبت رقص و سرود کی اور جلسہ عیش و نشاط کا تھا اُسی نہر مین دے مارا اور پھر با تمکینیان تمام مع ملکہ گوہر ملک اسی اپنی مسند پر بیٹھ گیا قاتل زنگی مقاتل زنگی دونون نے کئی غوطے اُس نہر مین کھاے اور بڑی مصیبت اور سعی او جہد سے باہر اُس نہر کے نکلے اور دونون اپنے اپنے ہاتھ باندھکر شاہزادۂ عالیمقام کے قدمون پر گرے اور بصد عجز و انکسار عرض کرنے لگے کہ ای شہریار معلوم ہوا کہ دین تیرا برحق ہے جو اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کیے شاہزادۂ والا رتبت نے کلمۂ شہادت ارشاد فرمایا بس وہ دونون کلمہ پڑھ بصدق دل مسلمان ہو گئے اور بعد ازان دونون نے عرض کی کہ ای شہریار اگر اجازت ہو تو اب ہم یہ ہر جائین اور اپنے سب ساتھ والون کو بھی تلقین کرین شاہزادۂ والا تبار نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے قاتل زنگی مقاتل زنگی نے حسب الایماے والا اُس شاہزادۂ عالیمقدار کے چار باغ سے باہر نکلے اپنے ہمراہیون سوارون سے باواز بلند کیا کہ یارو ہمنے براہنمونی بخت اور رہبری اس سالک مسالک طریقت و حقیقت شاہزادۂ والا رتبت کے کلمہ طیبہ پڑھ کے اطاعت اور فرمانبرداری اسکی اختیار کی اب تم سبکو اگر ہماری رفاقت منظور ہو تو کلمہ پڑھکے تم بھی مسلمان ہو جاؤ اور افتخار

دارین حاصل کرکے سرفرازی اور جان نثاری مین ہمارے شریک حال رہو اور جو تمکو منظور نہو تو جہان جسکا جی چاہے چلے جاؤ سبھون نے جواب دیا کہ ای قاتل زنگی و مقاتل زنگی تم ہمارے افسر اور مالک ہو اور ہم تمہارے عہد طفولیت سے مطیع اور فرمانبردار ہین جس بات او سے قبول اور منظور کیا ہمکو اُس مین کیا عذر ہی وہ کونسا کلمہ ہی ارشاد کرو کہ ہم بھی پڑھ کے بجان و دل تمہارے حکم کی تعمیل کرین اور دین اسلام قبول کرکے اِس لقا پرستی کو چھوڑین قاتل اور مقاتل نے کلمہ طیبہ پڑھا اور وہ تمام اسی ہزار سوار کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئے فقط اُن مین چند رو سیاہ گمراہ تیرہ بخت سیاہ دل باریک دروں ایسے تھے کہ اُنھون نے اپنے جی مین یہ کہکے کہ ہمتو اپنے دین آبائی اور اجدادی کو کبھی نچھوڑینگے بظاہر بخوف جان طوطے کی طرح سے کلمہ پڑھکے مسلمان ہوے آخر کار قاتل اور مقاتل زنگیون نے سبکو مسلمان کرکے بحضور شاہزادے بدیع الزمان جاکے عرض کیا کہ ای شہریار اقبال عالی اور افضال الٰہی سے غلامون کے ہمراہی جو اسی ہزار سوار تھے سبھون نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوے اب اگر ارشاد ہو تو خانہ زاد اُن سبھون کو جا بجا چوکی پہرے کے واسطے متعین اور معین کردین شہزادۂ عالم نے فرمایا کہ بہتر مصرعہ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست چنانچہ حسب الحکم شہزادۂ عالم کے قاتل مقاتل زنگیون نے دروازہ ہاے باغ اور برجون پر اور جہان جہان کہ محل اور موقع تھا پہرے اور چوکیان اپنے سوارون کی مقرر کرکے انتظام چار باغ طلاسحرمان دیوکش کی محافظت کا بخوبی تمام کیا اور آپ باطمینان تمام طمانیت مالا کلام اطاعت اور فرمان برداری مین سرگرم کار ہوے وقت شب وہ جو چند برگشتہ بخت تیرہ روزگار سوار نابکار از راہ فریب اور مکر مسلمان ہوے تھے اپنے اپنے بسترون پر سے اُٹھ کے خاک مذمت اور خواری اپنے سرون پر ڈالتے سمت سنجان برائے اطلاع و اظہار حال قاتل اور مقاتل کے مع اسی ہزار سوار مسلمان ہوجانے اور شاہزادہ بدیع الزمان کی ملت و طاعت قبول کرنے کے روانہ ہوے قاتل زنگی اور مقاتل زنگی نے جو سُنا کہ کچھ سوار میرے ساتھ کے برخاستہ خاطر ہوکر سمت سنجان چلے گئے اُن دونون نے یہ تمام حال جاکے شاہزادۂ عالیمقام سے بیان کیا ابھی شاہزادۂ عالم کچھ جواب نہین دینے پایا تھا کہ ملکہ گوہر ملک یہ ساری سرگذشت سنکے نہایت سراسیمہ اور بے قرار ہوئی اور اُسی حالت اضطرار مین باچشم اشکبار مرجان تیز رفتار عیار اپنے کوکا کو طلب کرکے کہا کہ تو بہت جلد جا اور یہ نمکحرام آتش انداز فتنہ انگیز جو یہان سے بھاگ کرگئے ہین امان جان کے پاس یا بابا جان کے پاس جہان جاکے کچھ اور مفسدہ پردازی کرین تو سب حال خوب دریافت کرکے مجھسے آکر بیان کر مرجان عیار حسب الحکم ملکہ کے اُسی وقت الات عیاری اپنی ذات پر آراستہ کرکے واسطے ادراک حال کے روانہ ہوتا ہی

اب اولاں اول اُن چند بعفو ر نمکحرامون کا حال گذارش کیا جاتا ہی

کہ وہ ہمعصر شیطان سیاہ رو تیرہ ایمان جو یہان سے بھاگے تو سیدھے ملکہ غنچہ خاتون کی ڈیوڑھی پر پہونچے اور داد بیداد و فریاد کرکے منتظر اس حال کے ہوئے کہ ملکہ گوہر ملک اُس مقہور درگاہ خداوندی اور مغضوب بارگاہ پیغمبری یعنی بدیع الزمان کو اثناے راہ سے ہمراہ اپنے لیکر چار باغ طلاسحرمان دیوکش مین تشریف لے گئین اور وہان صحبت جشن نشاط کی تھی آپ نے جو قاتل زنگی اور مقاتل زنگی ہمارے افسرون کو واسطے گرفتار کرلانے بدیع الزمان کے بھیجا تھا سو یہ دونون افسر ہمارے مع ہم سب اسی ہزار غلامون کے جسوقت کہ دروازہ چار باغ پر پہونچے تو ہم سبکو باہر چھوڑ کر اندر گئے پھر نہین معلوم کہ کیا بدیع الزمان نے ان دونون پر افسون یا سحر کردیا یا کچھ طمع دنیا اس طرح کی ان دونون کو دی کہ ملکہ عالم دونون افسرون نے ہمارے بلا عذر و حیلہ

اور بلا اکراہ و اجبار کلمہ لطو رنا دیدہ خدا کے پرستارون کے پڑھ کے بدیع الزمان کی غلامی اور اطاعت اختیار کرلی اور سپر بجوشی خاطر چار باغ سے باہر نکل کے ہم سبھون سے کہا کہ تم سب بھی کلمہ پڑھو تو ہمارے پاس رہو خداوند نعمت ہم کیا عرض کرین ایک گندی مچھلی سارے تالاب کو خراب کر دیتی ہے وہ ان تو اسی ہزار سوار ہم صورت اور ہم جنس ہمارے تھے سبھون نے بطیع دنیا کلمہ پڑھ لیا اور شریک اُنکے ہوگئے ہم غلامون نے بپاس نمک خواری اور اس خیال سے بھی کہ خداوند لقا جسکا پچپن گز کا قد اکیس گز کی ڈاڑھی بال بال داڑھی مین موتی پروے اور جواہر بیش بہا پرویا ہوا ہے سجدہ ہزار ملک باختر جسکو بخداوندی اور بالوہیت سمجھکر سجدہ کرتے مین اور وہی آبائی اور اجدادی ہمارا ہے ملکہ عالم ہم غلامون نے نادیدہ خدا کی پرستش نہین قبول کی مگر بخوف جان کہ یہ اسی ہزار اور ہم اکیلے مین ظاہر مین طوطے کی طرح سے اُنکا کلمہ پڑھ کے رات کو بھاگے اور حضور مین واسطے اطلاع کے حاضر ہوے آیندہ اب جیسا ارشاد ہو بجا لائین ملکہ غنچہ خاتون نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی تو پہلے تو خوب دھڑا دھڑ سر پیٹ پیٹ کر روئی بعد اسکے اپنے دل مین یہ سوچکر کہ اب چھپانا ایسی راز کا گنجاب سے مصلحت نہین کسیلیے (مصرعہ) نہان کی ماند این رازی کزو سازند محفلہا ۔ آخر کسی حال سے گنجاب کو خبر پہونچ جائیگی اُسوقت پھر کوئی تدبیر مجھسے نہ بن پڑیگی جس وقت کہ شبکو گنجاب داخل محل ہوا غنچہ خاتون نے گنجاب کو خلوہ مین بٹھلا کے کہا کہ ای گنجاب کیا کہون اور کیا کرون مین تو عجب ایک غضب مین گرفتار ہون بقول اس مصرعہ کے مصرعہ زمین سخت ہے آسمان دور ہے کیونکہ اپنے آپ کو مار ڈالون زہر کہا لون کہین جا کے ڈوب مرون اب تو اسوقت مجھسے کوئی بات نہین ہوتی ناچار ہو کے تجھسے کہتی ہون کہ ہر چند گوہر ملک ابھی صغیر سن محض نادان کچھ دنیا کے نشیب فراز سے آگاہ نہین لیکن یہ چالاکین صحبت والیان جو چاہین سو کرین جس راہ پر چاہے شاہ و شہریار بنا دیون کو لگائین مین نہین جانتی کہ ان حلالزادون نے کیا جادو اور سحر لڑکے پر کر کے اُسکی عقل کو کھو دیا ہے اور کون سا افسون اُسکے کان مین پھونک دیا کہ اُسنے حیا و شرم و خوف ڈر سب کا اُٹھا دیا ہے اور اُس کمبخت حکیم فاروس کے بیٹے دشمن خداوند لقا بدیع الزمان کو چار باغ مین بٹھا کے مصاحب ہے مین نے اُڑتے اُڑتے یہ خبر سنکے بخیال اسکے کہ اُسکی رسوائی اور میری رسوائی ایک ہے کہین یہ راز کسی اور پر روشن نہ ہو جاے قاتل مقاتل کو یہ خوب سا سمجھا کے کہ تم جا کے جس طرح سے ہو سکے میری لڑکی کو مجھ تک پہونچا دو اور اُس دشمن خداوند کو جیتا اگر ہاتھ آئے تو جیتا پکڑ لاؤ ورنہ اُسکا سر کاٹکر جلد لاؤ چار باغ پر بھیجا تھا سو ابھی وہان سے چند سوار آن دونون کے ساتھ کے آئے اُنکی زبانی مین نے سنا ہے کہ بدیع الزمان نے کچھ ایسا سحر کیا کہ قاتل مقاتل دونون مع اسی ہزار سوارون کے مسلمان ہوگئے اور مطیع و فرمانبردار بدیع الزمان کے ہوگئے اب جو جان مین نے تجھسے اطلاع کر دی جیسی صلاح مصلحت ہو وہ پیش خود تجویز کر کے ملکہ گوہر ملک کو باغ سے مجھ تک بھجوا دی گنجاب نے یہ حال سنکے ایک آہ سرد دل سے کھینچکر کہا شعر ازان حسن بہار افزا کہ یوسف داشت دانستم ۔ کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را ۔ ای ملکہ غنچہ خاتون مین تمھارے لحاظ سے کچھ نہین کہہ سکتا تھا ورنہ مین تو ایک مدت سے اس لڑکی کے رنگ ڈھنگ دیکھکر حیران تھا اور جو مین خیال کر کے دیکھتا تھا تو وہ چتون وہ تیوری اُنکی نہین پاتا تھا خیر جو کچھ ہوا اب تم خاطر جمع رکھو دیکھو مین اسکی تدبیر قرار واقعی کرتا ہون یہ کہکے محل سے برآمد ہو کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور رکنت پیغمبری کا اجلاس کر کے گیا ہور خون آشام سے یہ سارا حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ تو اپنا لشکر لیجا کے بدیع الزمان کو چار باغ سے پکڑ لا گیا ہور نے سرنگون ہو کے عرض کیا کہ یا پیغمبر مرسل مین تو ایک مرد مفلوک اور رہ خانمان بدیع الزما

پھر فوج کشی کرکے کیا جاؤن اس مین سوائے ننگ حرمت اور ذلت کے میرے واسطے کوئی صورت نیک نامی اور نمود کی نہین الا فضل بن گیا ہور خون آشام بندہ زادہ رستم عہد سہراب زمانہ ہی اسے بھیجے دیتا ہون وہ جا کے بسہل و آسانی تمام اگر ارشاد ہو تو سر کاٹ لائیگا ورنہ زندہ و سالم بطوق او سلسل کرکے حضور مین حاضر کریگا گنجاب نے کہا کیا مضائقہ چنانچہ گیا ہور خون آشام نے فضل بن گیا ہور خون آشام کو بلا کے کہا کہ پیغمبر رسل فرماتے ہین کہ تم جا کے بدیع الزمان کا سر کاٹ کے پیغمبر زادی کو چار باغ ملک حرمان دیوکش سے سوار کرلاؤ فضل بن گیا ہور نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ یا پیغمبر رسل فی الحقیقت خانہ زاد نمک پروردہ مورو ثی اسی سرکار دولت مدار کا ہی لیکن غلام کو اسوقت آپ کی رتبہ دانی اور جوہر شناسی سے نہایت استعجاب ہی کہ حضور مجھے ایک عاجز و ناچار غریب الوطن غریب الدیار سرگردان و خوار بدیع الزمان خستہ جان کے مقابلے اور مجادلے کے واسطے بھیجتے ہین غلام کو تو ذات اقدس اور اعلے سے یہ چشمداشت تھی کہ آپ بشرہ شناس اور قدردان بصیر جوہر تیغ شجاعان عرصہ کارزار پیغمبر رسل خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر کے ہین اپنے خانہ زاد کو کسی بڑی مہم پر بھیجکے سرفروشی اور جان نثاری غلام کی ملاحظہ فرماتے یا سمت ہر برہ لشکر فیروزی اثر امیر حمزہ صاحبقران ناسور کے استیصال کے واسطے اجازت دیتے تو حال میری دلیری اور شجاعت کا حضور پر منکشف ہوتا کہ جہان پانچ ہزار پانچسو پچپن پہلوان نامی اور سردار گرامی جوانان صف شکن اور شیر افگن بہادران تہمتن شجاعت شعار شہامت کردار ہین وہان غلام جا کے کار نمایان کرکے حق نمک کا ادا کرتا اور کتنے خدا پرستون اور سرکشون کے حلقہ غلامی کا کان مین ڈال کے باغیون کے سر کاٹ کے حضور مین لاتا اور یون اگر غلام جا کے بدیع الزمان کا سر کاٹ لائیگا یا زندہ پکڑ لائیگا تو کیا غلام کی نمود ہوگی شعر

شاہین بشکار پشہ نکشا پر چنگ ؛ باز از پئے صعوہ کی نماید آہنگ ؛

گنجاب نے بہت سی تعریف فضل بن گیا ہور کی کرکے کہا کہ ای فضل مین تجھے خوب جانتا ہون کہ تو ایسا ہی بہادر اور شجاع روزگار ہی مگر مقدمہ عزت کا آن پڑا اس باعث سے مین ناچار ہون اور کسی غیر کو بھیجنا مصلحت نہین جانتا ہون اب تو میری خاطر سے وہان جا کر یہ کام کر آ پھر جیسی تیری خوشی ہوگی ویسا ہی کیا جائیگا خاطر جمع رکھو فضل بن گیا ہور خون آشام نے سرنگون ہو کر عرض کیا کہ بہت بہتر جو ارشاد آپ کا ہو غلام کو اس مین کچھ عذر نہین غلام جاتا ہی گنجاب نے خلعت رخصت کا دیا اور فضل خلعت پہنکر باہر نکلا اور مع اپنے ساٹھ ہزار سوار اور دلاوران جرار و شیران و بہادران کے وہان سے کوچ کرکے دس کوس اس طرف چار باغ ملک حرمان سے اُتر پڑا

اب حال مرجان تیز رفتار عیار کا بیان کیا جاتا ہی

پہلے محل مین جا کے سب اظہار اُن نمک حرامون جلیتیون قاتل مقاتل کے ہمراہیون کا جنھون نے مکر و زور کا پڑھ کے اسلام قبول کیا تھا اور شبکو وہان سے بھاگ کر ملکہ غنچہ خاتون کے پاس آکے یہ تمام فتنہ پردازی کی تھی اور بعد اسکے گفتگو ملکہ غنچہ خاتون اور گنجاب کی اور محل سے باہر نکلا گنجاب کا حکم برائے گرفتاری شاہزادہ بدیع الزمان بنام گیا ہور کے دینا اور گیا ہور کی استدعا سے روانگی فضل اور فضل کے عذرات اور گنجاب کے جوابات التفات آمیز اور آخرکار روانہ ہونا فضل بن گیا ہور خون آشام کا مع ساٹھ ہزار سوار سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش بہ نیت فاسد پر سر شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے خوب تحقیق کرکے جس طرح سے ہوائی گنج سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہی وہان سے شلنگین بھرتا مثل برق و باد اڑا ہوا بسرعت و تعجیل تمام چار باغ مین بحضور شاہزادہ عالیمقام پہونچا اور سارا حال از ابتدا تا انتہا بیان کرکے عرض کیا کہ ای شاہزادہ عالم فضل بن

گیا ہو رخون آشام آپ یہان سے کوئی دس کوس کے فاصلے پر مع ساٹھ ہزار سوار کے فروکش ہوا ہی یقین ہی کہ کوئی دو چار گھڑی دن
چڑھے تک یہان پہونچکر ہنگامہ پرداز ہوگا ابھی شاہزادہ عالیمقام کلام نہین کرنے پایا تھا کہ ملکہ گوہر ملک فضل بن گیا ہو رکا
نام سنکے سراسیمہ اور متحیر ہو کر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گئی اور بعد دم بھر کے جب بانداز کے ہوش بات کرنے کا ہوا تو آنکھون
مین آنسو بھر کے کہنے لگی افسوس صد ہزار افسوس شعر ہر دم زمانہ داغ غم بر جگر نہد × یک داغ نیک نا شدہ داغ دگر نہد ای
شہریار فضل بن گیا ہو رہ بڑا بہادر اور نہایت مرد دلیر ہی اب میرے نزدیک تو یہ صلاح ہی کہ آپ دو گھڑی کے واسطے
تہ خانہ چار باغ مین جاکے بیٹھ رہیے یہ فضل بھی میرا دودھ شریک بھائی ہی جسوقت کہ وہ یہان آئیگا مین اُسے ہزار
طرح سے سمجھالونگی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے فرمایا کہ ای ملکہ تم کسکو کسکو سمجھاتی پھروگی اور کس کس
سے کہان کہان کب تک مین تہ خانون اور حجرون مین چھپتا پھرونگا مین نے آگے بھی اکثر مرتبہ تمکو بہت سا سمجھایا اور
منع کر دیا تھا اور اب بھی تمکو سمجھائے دیتا ہون اور از روے قسم کہتا ہون کہ تم ایسے مقدمات مین کبھی مجھے منع نہ کرنا یہ مقدمہ
سپاہ گری اور آبرو کا ہی مین تمھارا کہنا کبھی نہ مانونگا یہ باتین ملکہ سے کر کے مرجان عیار کو حکم دیا کہ تو میرا گھوڑا جلد تیار کر کے
لا اور مرجان اصطبل کی طرف چلا یہان ملکہ گوہر ملک چیخین مار مار کر رونے لگی اور تمام مصاحبین اور خواصین ملکہ کی آہ
و نالہ کنان دست بدعا تھین ناگاہ سامنے سے ترک جوشن پوش اور قاتل اور مقاتل دونون زنگی بیچ سلح اور کمل
سپرین تلوارین لیے بحضور شاہزادہ عالیمقام آکے ملتمس ہوئے کہ خانہ زادون کو اجازت ہو ہم جا کے فضل سے مقابلہ
اور مجادلہ کرینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ صاحبو ابھی تم ہمارے مہمان ہو تمکو لازم نہین جو مین تمکو بھیجون تم
بخدمت ملکہ گوہر ملک حاضر رہو اور چار باغ سے باہر نہ نکلو ترک جوشن پوش نے عرض کیا کہ ای شہریار پھر یہ پیر جان نثار
کس دن کے کام کا ہی لہذا امیدوار ہی کہ فقط غلام جا کے تصفیہ فضل بن گیا ہو رخون آشام سے کر آئے بعد تصدق
ہو جانے غلام کے حضور مالک و مختار ہین شاہزادہ والا تبار نے فرمایا کہ ای ترک جوشن پوش ابھی تو تیرے زخم تک
بخوبی اچھے نہین ہوئے اور تو نے وہ وہ کام سرفروشی اور جان نثاری کے میرے ساتھ کیے ہین کہ کچھ مین اُسکی تعریف
نہین کر سکتا مگر مجھے تیرا وہان جانا منظور نہین اور تیرے یہان رہنے سے مجھے بڑی تقویت اور طمانیت رہیگی الامر فوق
الادب جو ہم تجھسے کہتے ہین اُسپر عمل کر ترک جوشن پوش تو خاموش ہو رہا قاتل زنگی مقاتل زنگی یہ دونون زیادہ تر
مصر اور مجوز ہو کر کہنے لگے کہ ہم دونون خانہ زاد جا کے فضل بن گیا ہو رہ سے مقابلہ و مجادلہ کرتے ہین حضور سر راہ
والے برج مین بیٹھکر تماشا ہماری جان فشانی کا ملاحظہ فرماوین کہ ہم دونون خانہ زاد سو سے فضل بن گیا ہو ر
جاتے ہین اور کس خوبصورتی سے بہ تسہیل و آسانی تمام یا تو فضل بن گیا ہو رخون آشام کو زندہ و سالم گرفتار
کر کے یا اُسکا سر کاٹ کے حضور مین لاکے حاضر کرتے ہین شاہزادہ والا مرتبت نے فرمایا کہ تم جو کہتے ہو سب سچ ہی اس مین
سر مو فرق نہین بلکہ مین تم دونون کو اس سے زیادہ تر دلاور اور بہادر سمجھتا ہون مگر تمھارا جانا مقتضاے فراست اور
مصلحت وقت نہین اسلیے مین تمکو ممانعت کرتا ہون تم دونون اسی مقام پر ملکہ گوہر ملک کی خدمت اور اطاعت
مین بہوشیاری تمام حاضر رہو اور چار باغ کی حفاظت کے واسطے اپنے ساتھ کے سوارون کو معین کرو کس لیے
کہ میرے ہمراہ چلنے سے کہین زیادہ تر چاہیے کہ میری حرمت اور آبرو کا کہ بمقدمہ ناموس کا ہی خیال اور پاس رکھو
ہان بعد میرے جو کوئی اس طرف کو قصد آنے کا کرے تو تمکو اختیار ہی سرفروشی اور جان نثاری مین قصور نہ کرنا اس
عرصہ مین مرجان عیار گھوڑا تیار کر کے لایا اور شاہزادہ والا تبار پوشاک اور سلاح ذات اقدس پر آراستہ اور
پیراستہ کر کے چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ گوہر ملک نے نگاہ یاس عالم ہراس مین شاہزادہ عالم کی طرف دیکھ کے دریا

اشکون کے آنکھون سے بہا دیے اور یہ رباعی پڑھ کے رباعی آنی تو کہ بے تو زیستن نتوانم + دانی تو کہ بے تو زیستن نتوانم * چون از تو جدا شوم سے میرم * جانی تو کہ بے تو زیستن نتوانم * کہا ای شہریارتم تو آمادہ رزم و پیکار ہر سر فضل بن گیا ہور خون آشام تشریف لیے جاتے ہو ہمنے بھی اپنی جان تمپر نثار کی اور معلوم ہوا باعی آنرو زکہ توسن فلک زین کردند * آرائش مہر و ماہ و پروین کردند * این بود نصیب ما ز دیوان قضا * در روز ازل قسمت ما این کردند * یہ کہکے ایک آہ جانکاہ جگر سے کہینچکر حالت غشی مین گر پڑی شاہزادۂ عالم ہرچند کہ حال زار ملکہ کا دیکہ یا دل بیتاب اور جان پر اضطراب بہ نہایت مغموم اور مکدر آنکھون مین آنسو بہرے ہوے طاقت ضبط کی نہ رکھتا تھا مگر خوب سا آپکو سنبھال کے ملکہ کو پلنگ پر سے اٹھا لیا اور گلے لگا کے فرمایا کہ ای ملکہ تا وقتیکہ رشتہ حیات منقطع نہین ہوتا کل آفاق بالاتفاق ہو کر اگر چاہے کہ میرے سر جسم کو ایذا پہونچا سکے تو کیا مجال ہی اور جو مشیت پروردگار یہی ہی اور وعدہ میرا برابر آپہونچا ہی تو بقول کسی اُستاد کے مصرعہ قضا سے نوشتہ نباید سترد * اگر مین فولاد کے قلعہ مین یا تہ زمین مین جا چہپون گا تو بھی نہ بچونگا اور مارا جاؤنگا لہذا مین تم سے چند وصیتین کرتا ہون کہ انکو تم بگوش ہوش سنکے فراموش نہ کرنا کہ یہ دنیا محض عبرت کدہ اور سراے فانی ہی اور اس زیست ناپایدار اور حیات مستعار کا کچھ اعتبار اور بھروسا نہین لقطعہ

زمانہ کہنہ کیا گردش افلاک نے طی
دم مین پھر ہم ہین نہ محفل ہے نہ ساغر ہے نہ مے

نہ سکندر رہی نہ دارا ہے نہ جمشید نہ کے
صحبت ہم نفسان طرب آباد کجا

صحبت اکدم کی غنیمت ہے یہی جو دم ہے
بعد ازان بزم کجا شیشہ کجا باد کجا

خدانخواستہ اگرچہ کوئی ایسی خبر ناسموعہ تم سنو کہ وعدہ گاہ مصاف مین فرزند زلزلہ قاف ثانی سلیمان یعنی بدیع الزمان جنگ رستمانہ کر کے اور خلعت گلگون شہادت پہنکے زہر ملک عدم ہوا تو میری جان توحرف فریاد کو کبھی لب پہ نہ لانا اور راضی برضاے ایزدی رہکر سواے صبر و شکر کے شیون اور شین غم و ماتم گریہ و زاری کرنا یہ محض بے سود ہی اور اگر کوئی تدبیر بن پڑے اور کوئی راہ ایسی نکلے تو مرجان تیز رفتار کو ہمراہ لیکر ملک بربر جہان لشکر فیروزی اثر امیر حمزۂ صاحبقران نامور کا ہی اپنے آپ کو پہونچانا اور زیر ظل عاطفت اُس سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام کے اپنی زندگانی کاٹنا مگر فاتحہ سے ہمکو فراموش نہ کرنا اور جو دیکھنا کہ ملک بربر تک پہونچنا دشوار ہی تو جس طرح سے ہوسکے آپ کو شاہزادہ خاور شاہ ملک قاسم لعل خفتان خون ریز خاوری تک پہونچانا کہ وہ لخت جگر پارۂ دل قرۃ العین نور بصر بھتیجا میرا قوت بازو اور عاشق زار ہی وہ تمہین بجاے مادر سمجھکر از راہ سعادتمندی تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری اور عبودیت اور خدمتگزاری مین تا قید حیات اپنی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریگا اور تمہارا رنڈاپا بخوبی تمام کٹ جائیگا اور رونا اور پیٹنا اور نالہ بپا کرنا کچھ ضرور نہین بیفایدہ ہی بموجب اس شعر کے شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال * صد سال میتوان بہ تمنا گریستن * القصہ ملکہ تو ششدر و حیران مثل قالب بیجان بنظر حسرت دیکھا کی اور شاہزادۂ بدیع الزمان ملکہ کے پاس سے اُٹھکر باہر برآمد ہوا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر مرجان کو ہمراہ لیے چار باغ ملک حرمان سے کوئی پانچ کوس آگے جا کے ایک میدان وسیع دیکھکر ٹھہر گیا اور برچھے کو زمین پر گاڑ کر اور پایان پانون انبار کاب سے نکالکر زین پر برابر دوسرے پانون کے رکھ لیا اور منتظر آمد لشکر فضل بن گیا ہور خون آشام کا تھا اب وہ وقت ہی کہ دو گھڑی دن چڑھا ہوگا مرجان عیار تب بہیئت عیاری بتہیہ سراغ رسانی آمد فضل بن گیا ہور کے بڑھا یہان حال ملکہ کو بہر ملک کا سنیے کہ جسوقت شاہزادہ والا مرتبت ملکہ کے پاس سے اُٹھکے بیرون باغ نکلا اور مرکب پر سوار ہو کر مع مرجان عیار بہتیہ مقابلہ اور جہاد فضل بن گیا ہور خون آشام روانہ ہوا تو ملکہ سراسیمہ دیوانہ وار وہان سے اُٹھکے ایک برج مین باغ کے کہ سر راہ واقع

اور کوسون تک وہان سے تمام کیفیت اور حال اس میدان کا معلوم ہوتا تھا مع تمام اپنی انیسون جلیسون معتبرون
مصاحبون کے جاکے بیٹھی اور دوربین ہاتھ مین لیے شاہزادۂ عالیمقام کو بغور دیکھ رہی تھی اور لحظہ بہ لحظہ اور
دمبدم وہان سے اٹھکر پیر دن برج بروے زمین اپنا دوپٹہ سر سے اتار کر بچھاتی اور سمت قبلہ رو ہو کر بحضور قلب
اور خلوص نیت جناب باری سے دست دعا دراز کرکے کہتی تھی رباعی اللہ بفریاد من بیکس رس * لطف و کرمت
یار من بیکس و بیکس * ہر کس بکسے تازہ و در حالت یاس * خرد ر کہ تو نداری این بیکس کس * ای رب جلیل مین
جدید سلام ایک ادنی کنیز عاصی ہون اور سواے تیری جناب کے اس حال ناامیدی و یاس مین کوئی ذریعہ اور وسیلہ
نہین رکھتی امیدوار ہون کہ صدقہ اپنی وحدانیت کا شاہزادۂ بدیع الزمان کو اس معرکہ جدال و قتال سے محفوظ
رکھ اور میرا راج سہاگ قائم رکھنا اور اسی طرح سے تمام مصاحبین اور خواصین صحبت والیان ملکہ کی بلبلا بلبلا کے واسطے
فتحیابی شاہزادۂ عالم کے دعائین مانگتی تھین غرض بیان کا تو یہ حال تھا اب حال سنیے کہ وہان فصل بن گیاہور خون آشام
پہر رات باقی رہے سے مع ساٹھ ہزار سوار بہ تیغہ رزم و پیکار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار روانہ ہوا
اور جسوقت شاہزادۂ عالم چار باغ سے نکلکر اس میدان مین پہونچا اور اپنے مرکب کو روکے سیر میدان کی دیکھتا تھا
اور انتظار آمد لشکر فصل مین چشم براہ تھا فصل کوئی کوس بھر اس طرف آ پہونچا از بسکہ فوجون اور لشکرون کا یہ
معمول ہی کہ جو بادشاہ و وزیر کہین کسی طرف کو سوار ہوتے ہین تو اگر سو سو دو دو سو سوار اپنی اپنی ٹکڑیان جلو کے
کچھ آگے کچھ دست راست کچھ دست چپ کو کوس کوس بھر نکل جاتے ہین علی ہذا القیاس اسی طرح سے فصل کے
ساتھ کے بھی سوار ہزار ہزار بارہ بارہ سو کی ٹکڑیان جماے باہم بیٹھے چرچا اور تذکرہ کرتے ہین کہ شاہزادۂ بدیع الزمان
ایسا نادان نہین جو ایک غافل بیٹھا رہا ہوگا اسے تو جسوقت کہ ہم لوگ سینجان سے اس طرف کو چلے ہونگے اسی وقت
خبر پہونچی ہوگی اور وہ اسی دم ہزار کوس پر نکل گیا ہوگا باقی رہی ملکہ تو بیرمالک اسکو اگر فصل بن گیاہور خون آشام
چار باغ مین گھسکے پکڑ لاے اور بیغمبر پرسل کے پاس لیجاکے پہونچا دینگے تو یہ کیا مقصود ہوئی افسوس ہمارا آنا نہ آنا برابر
ہوا غرض اور لطف جب تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا چار باغ مین فصل بن گیاہور خون آشام سے مقابلہ ہوتا
اسوقت حال شجاعت اور تہمتنی کا طرفین کی کھلتا کہ کون اچھا تھا اور کون برا تھا خلاصہ یہ کہ وہ کچھ سوار
جو آگے آگے بڑھے ہوے آتے تھے ان مین سے کسی کی نگاہ جو شاہزادۂ عالیجاہ پر پڑی تو اسنے دوسرے
سے اور دوسرے نے تیسرے سے کہا کہ یارو دیکھنا یہ سوار جو سامنے گھوڑے پر برچھا زمین مین گاڑے تیغہ
پکڑے مثل شیر نیستانی انتظار مین کسی اپنے شکار کے کھڑا ہی کتنا ہم شبیہ شاہزادۂ بدیع الزمان معلوم ہوتا ہی
کہ سرمو فرق نہین پایا جاتا وہی نقشا وہی چہرہ وہی رعب وہی جلال دو چار نے دیکھکر کہا کہ تو یہ یارو تمھارا
کدھر خیال ہی گیا ایک صورت کا کوئی اور نہین ہوتا بدیع الزمان ایسا تو احمق اور بے وقوف نہین جو دیدہ
و دانستہ خود آکے اژدر ہفت سر کے منہ مین گر پڑیگا اور کیا اسے خبر نہوگی کہ میرے قتل کے واسطے حسب الحکم
گنجاب کے فصل بن گیاہور خون آشام اشجع دہر بہادر دوران آتا ہی بھلا وہ دو کوس آگے بڑھکے تو آتا کیسا
جسوقت اسنے نام فصل کا سنا ہوگا چار باغ ملک حرمان و رکش مین دم بھر نہ ٹھہرا ہوگا اور پانچسو کوس پر جاکے
اسنے دم لیا ہوگا خدا جانے یہ کون شخص ہی اور کس لیے اور کس کی جستجو مین یہان آکے اس میدان مین اپنے
مرکب کو روکے کھڑا ہی اور کسکے انتظار مین ہی دس بیس نے دیکھکر کہا کہ صاحب واہ واہ ہی واہ واہ ہی یہ کیا بات ہی
ای یارو یہ تو وہی بدیع الزمان ہی جسے پہلے حکیم فاروس نے بیٹا بنایا تھا اور اسنے قاہر بن قہرمان مجمی کی

گمان توڑی تھی اور نستور بن نستار کشتی گیر سے زور کشتی کا اُسکے پچھاڑا اور شل کر یا اس بوسیدہ کے چیر کے پھینکدیا اور ستائیس
شبخون لشکر گنجاب پر مارے اور شاہزادہ بلند اقبال مشہور ہوتا ہمینون ہم اور وہ ہم صحبت رہے رات دن گفتگو ہمارے
اُسکی رہی ہی ہو گیا ہم اُسے پہچانتے نہین ہین مگر کچھ عقل نہین کام کرتی کہ یہ شخص کوئی بشر ہی یا کوئی فرشتہ قدرت خداوند
اور دل و جگر اُسکا فولاد کا خداوند عالم نے بعد ہزار ہا برس باختر نے بنایا ہی رستم و سہراب اور سام و نریمان سے بھی یہ جرأت اور یہ
بہادری نہو سکتی کہ یکہ و تنہا یون بے خوف و خطر بکشادہ پیشانی دیکھو تو اُسکی تیوری پر شکن بل تک نہین پڑتا پیشوائی
اُسکے بمقابلہ فضل بن گیا ہور خون آشام یہان آیا اور اپنے گھوڑے کو روکے کن تیورون سے اس طرف کو دیکھتا
اور منتظر آمد لشکر کھڑا ہی غرض یہ چرچا جو پھیلا تو سوارون نے جا کے اپنے رسالدارون اور افسرون سے کہا سب رسالدار
اور افسر اُسکے یہ تقریر سوارون کی سنکے نہایت متعجب ہوئے اور یہ کہنے کہ یار و بغیر آنکھون کے دیکھے ہمکو یقین نہین تا سوارون
کے ہمراہ وہان آئے اور اُن سب رسالداروں اور افسرون نے بھی خوب دیکھا اور پہچانکر متحیر اور ششدر رہ گئے اور آپس مین
یہ کہتے ہوئے کہ واقعی شعر آفرین باد آنجنان پدر سے کہ از دو ماندا این چنین پسر سے شاہزادہ بدیع الزمان کا رستم کا
دل و گردہ ہی ایسے بہادر اور ایسے دلاور اگر لاکھوں برس آسمان چرخ مار یگا تو روے زمین پر نہ دیکھیگا نہین سنے پھرے
اور کوئی آدھ کوس مراجعت کر کے قریب سواری فضل بن گیا ہور خون آشام کے پہونچے اور غول کے غول سوارون
اور پیادون کے طرف کے سامنے جا کے فضل کو سلام کیا فضل بن گیا ہور نے اپنے ہمراہی سوارون کو چار باغ
کی طرف سے پھرتے آتے دیکھکر کہا کہ تم کیا مجھسے کہو گے جو تمھارے دل مین ہی اور جو تم مجھسے کہنے کو آئے ہو وہ مجھے اول
سے معلوم ہی کہ بدیع الزمان میرا نام سنتے ہی چار باغ لالک حیران سے بخوف جان نکلکے دو چار کوس پر پہونچا
میرا ب وہان جانا بیکار ہی اُن رسالدار اور افسرون نے عرض کیا کہ اے فضل بن گیا ہور خون آشام یہ آپ کیا فرماتے
ہین یہان تو آپ کے خلاف تخمین اور بالعکس معاملہ ہوا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان مسلح اور مکمل مرکب پر سوار ہو کر
چار باغ سے دو کوس اودھر عین شاہراہ پر آپ کی آمد کے انتظار مین آمادہ رزم و پیکار کھڑا ہی فضل نے کہا کہ اے
صاحبو تمنے کیا کہا رسالدارون افسرون نے کہا کہ ہم شاہزادہ بدیع الزمان کو آمادہ مرگ اور مہیاے قضا وہ سامنے
والے اگلے میدان مین مسلح اور مکمل کھڑا بچشم اپنے دیکھ آئے ہین فضل بن گیا ہور خون آشام نے اُسی مقام پر
اپنے گھوڑے کو روک لیا اور پھر پوچھا کہ صاحبو تم کیا کہتے ہو بدیع الزمان کو تم خوب پہچانتے ہو یا اُسکے ہم شکل کسی
اور کو دیکھ آئے ہو اور اُسکے شبہہ مین تم مجھسے کہتے ہو رسالدارون نے اور افسرون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہماری
جو ہم کلمہ لغو اور غلط آپ کے سامنے کہتے ہون ہمنے خوب بغور دیکھا اور پہچانکر عرض کیا ہی آگے اگر آپکو ہمارے کہنے
کا اعتبار اور یقین نہین آتا تو کچھ دور نہین دس بیس قدم آگے چل کے دیکھیے ہمارا جھوٹھ سچ کھل جاے فضل بن
گیا ہور خون آشام یہ کلام اُنکا سنکے نہایت متعجب اور متحیر ہوا اور اپنے مجزون عیار کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ تو
جا کے خوب دیکھکر اور پہچانکر کہ یہ گھوڑے پر سوار ہمشکل بدیع الزمان کون شخص کھڑا ہی دراصل وہی حکیمزادہ جسے
گنجاب نے بلند اقبالی کا خطاب دیا تھا یا کوئی اور ہی جلد مجھے خبر دے مجزون عیار نے بھی قریب شاہزادہ عالیقدر
کے جا کر بخوبی پہچانا اور آکر فضل سے کہا کہ حضور بیشک و شبہ وہ شخص بدیع الزمان ہی جسے بلند اقبالی کا خطاب
پیغمبر مرسل نے دیا تھا فضل بن گیا ہور نے کہا کہ اب مجھے ثابت ہوا کہ اے مجزون تو بھی اُن سبکی طرح سے دیوانہ ہو گیا ہی
بھلا یہ بات قیاس مین آتی ہی اور کوئی سچ جانیگا کہ بدیع الزمان ایسا بیخوف اور عقل سے خارج ہی وہ تنہا ساٹھ
ہزار سوارون سے بارادۂ جنگ و جدال آئیگا مجزون عیار نے کہا کہ پیر و مرشد برحق فرماتے ہین یا غلام دیوانہ

ہو گیا ہی یا شاہزادہ بدیع الزمان کو سودا ہو گیا ہی کہ یون بے خوف و خطر حضور سے اور حضور کی فوج سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے
کے لیے سر راہ گھوڑے کو روکے کھڑا ہی فضل اظہار رسالدار و افسرون کا اور پھر اصرار ارادہ تکرار مجرون عیار کی شکل ایک عالم
تحیر مین جہان کھڑا تھا گھڑی بھر کامل سکتے کی صورت خاموش اور خود فراموش کھڑا رہا بعد ازان اپنے دل مین یہ سوچکر کہ کیا
عجب بدیع الزمان ہو اپنے ہمراہ کے سب سوارون کو وہین روک کر حکم دیا کہ خیر اگر بدیع الزمان نے یہ جرأت کی ہی تو تم سب
خبردار اور زنہار اب میرے ہمراہ اور میرے تعاقب مین آنے کا قصد نہ کرنا یہین کھڑے رہنا ابھی مین یکہ و تنہا وہان جاتا ہون
اور بچشم خود اسے دیکھکر پھر جیسا محل اور موقع ہو گا سمجھ لونگا اور بعد اسکے جب تمکو بلاؤن تب تم میرے پاس آنا اور سنو
اگر کسی نے ارادہ میرے پیچھے آنے کا کیا تو میرے ہاتھ سے بلا تامل مارا جائیگا بس یہ کہکر فضل بن گیا ہور اپنے مرکب کو
چمکا کے جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادہ عالیمقام اجلمت تمام دلشوکت لا کلام مرکب پر سوار آمادۂ رزم و پیکار
کھڑا اسی طرف کو دیکھ رہا ہی فضل بن گیا ہور یہ جرأت اور دلیری و شجاعت شاہزادۂ رستم صولت کی دیکھکر وجد کر گیا
اور اسکے دل مین محبت شاہزادہ والا رتبت کی پیدا ہوئی لیکن بظاہر برچھا پکڑکے با آواز بلند کہا کہ ای شخص تو کون
اور یہان کس فکر اور کس کی تلاش اور کس کام کے واسطے یکہ و تنہا آمادۂ مرگ اور مہیاے فنا کھڑا ہی شاہزادہ والا تبار
نے جواب دیا کہ تو اپنا مطلب اور مافی الضمیر بیان کر اور مجھے اس تحقیقات اور میرے ادراک حال سے کیا غرض
ہی جس کام کو آیا ہو یا کہین جاتا ہو وہ کر فضل نے کہا کہ ماجرا یہ ہی کہ میرا نام جو تو نے سنا ہو فضل بن گیا ہور خون آشام
وہ مین ہون اور حسب الحکم گنجاب براے گرفتاری اور تعذیر دہی بدیع الزمان کے کہ وہ ایک مرد سپاہی وضع بڑا
سرکش غریب الوطن غریب الدیار اتفاقات روزگار سے اس ملک و دیار مین وارد ہوا اور اسنے بڑے بڑے مفسدے
بپا کیے اور اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی چھاؤنی پر شبخون مارے ہین مین اپنے ساٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر سمت چار باغ
ملک حیران دیو کش جاتا ہون اکثر میرے ہمراہ کے سوارون کو تجھپر شبہ اور دھوکا ہوا اور ان سبھون نے مجھسے کہا
سو مین واسطے رفع اس ظنہ و تشکیک کے کہ خون ناحق کسی کا نہو تجھسے پوچھتا ہون کہ بدیع الزمان بڑا عاقل
اور دوراندیش ہی ایسی نادانی و جہالت وہ کبھی نہ کرتا کہ میرا نام سنکے چار باغ سے سو دو سو کوس دور نہ نکل جاتا
اور یہان دیدہ و دانستہ آپ آکے کام نہنگ مین کیون گرنے کا ارادہ کرتا اب جو تو بیان کر اور کہہ تو مجھے اطمینان ہو اور
یہ وسوسہ اور دغدغہ میرے دل سے نکلے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا ای فضل شعر راستی موجب رضاے خداست
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ٭ وہ جس ارادے پر اور جسکی تلاش مین تو مع ساٹھ ہزار سوارون کے یہانتک آیا اور
چار باغ کی طرف جاتا ہی وہ کمترین بندگان خداے عز و جل بدیع الزمان گرد لشکر شکن مین ہون جسوقت سے سنا کہ تو
میری تلاش مین آتا ہی مین بخیال اسکے کہ اب اور اتنی دور تجھے آنے کی تکلیف نہونے پائے یہین مین جا کے تیرے دل کا
ارمان اور جی کا حوصلہ پورا کیون نہ کرون صبح سے تیرے انتظار مین یہان کھڑا تھا شکر خدا کا کہ میرے اور تیرے ملاقات
ہو گئی پھر اب توقف کرنا کیا ضرور شعر بیا تا چہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ فضل بن گیا ہور خون آشام
نے جواب دیا کہ ای بہادر فرض کیا مین نے کہ تو مرد مردانہ سہراب عصر اور رستم زمانہ ہی لیکن یکہ و تنہا تو لشکر گنجاب
سے مقابلہ و مجادلہ کرکے کیونکر عہدہ برا ہو سکیگا اور کیا کرے گا لہذا از راہ محبت اور یاری تجھسے کہتا ہون کہ تو ملکہ
گوہر ملک کو اپنے ہمراہ لے کے سمت ملک بربر اپنے والد بزرگوار امیر حمزہ صاحبقران نامدار کے لشکر مین چلا جا
بلکہ مین تیرا کفیل اور ممد و معاون ہو کر اس دریا سے پار اتروا دونگا شاہزادہ عالیمقدار یہ گفتگو فضل کی سنکے
خوب ہنسا اور فرمایا کہ ای فضل مینے روز اولین ملکہ گوہر ملک سے کہا تھا اور بہت سا سمجھایا تھا کہ تم ہمکو اپنے ہمراہ نیجاؤ

ہم لوگ مثل آفتاب اور مہتاب کسی سرزمین اور کسی شہر اور دیار مین مخفی اور پنہان نہین رہ سکتے بلکہ ہمنے ہمارا کہنا نہ مانا ہمکو یہان لائی
اور اب جو ہمنے اس سرزمین مین قدم رکھا ہی تو بعون و قوت پروردگار اس تمام ملک کو اسلام آباد اور کل باختر کو مسخر کیے
بغیر کہین نہین جاتے شعر در کوے نیکنامی مارا گذر ندادند * گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را * یہ کلام مردانہ وار زبان فیض ترجمان
شاہزادۂ عالیمقدار سے سنکے فضل کے دل مین عجب طرح کی ایک محبت پیدا ہوئی اور اسوقت فرط سرور اور حالت وجد مین
کھڑا جھوم رہا تھا اور ہر مرتبہ کہتا تھا کہ ای شہریار کٹ جائین وہ ہاتھ جو بجز دعاے آفاق گیری اور کفا کشی تیری جانب
خلاف آداب اٹھین اور پھوٹ جائین وہ آنکھین جو خواب مین بھی بنگاہ بد تجھے دیکھین بعد اسکے اپنے مرکب سے کود کر چاہتا تھا
کہ رکاب سعادت سے لپٹ کر اقدام اطہر شاہزادۂ عالیمقام کے اپنی آنکھون سے لگائے اور بوسے دیے شاہزادۂ والاتبار
یہ حال فضل کا دیکھ کر ہان ہان کر کے جھٹ پٹ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور ہاتھ فضل کا پکڑ کے سر اسکا اپنی چھاتی
سے لگا لیا فضل بن گیا ہور نے عرض کیا کہ ای شہریار اب غلام امیدوار ہی کہ وہ کلمہ جس سے انسان طاہر ہو جاتا ہی مجھے
تلقین کیجیے تاکہ مین اس چاہ کفر و ضلالت سے نکلون اور بسرچشمۂ ہدایت پہونچون شاہزادۂ والانژاد نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا
اور فضل بصدق دل کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور پھر ملتمس ہوا کہ اگر حکم جہان مطاع صادر ہو تو غلام اپنے
ہمراہ کے ساٹھ ہزار سوار اور رسالہ دار اور افسرون کو بھی جاکے سمجھائے اور دائرۂ اسلام مین لائے شاہزادۂ
عالیمقام نے فرمایا کہ اس مین تمھین اختیار ہی جیسا مناسب جانو کرو چنانچہ فضل شاہزادۂ والاتبار سے اجازت لیکر
اپنے لشکر مین گیا اور جتنے رسالہ دار اور افسران فوج اور ساٹھ ہزار سوار تھے اُن سب سے باواز بلند کہا کہ یارو
مین نے تو بطیب خاطر لقا پرستی پر لعنت کر کے ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور حلقۂ غلامی شاہزادۂ بدیع الزمان
ذوی الاحترام مین نے بلا اکراہ و اجبار اپنے کان مین ڈالا اب تم مین سے جسکو میری محبت اور رفاقت منظور ہو وہ
کلمہ شہادت پڑھ کے اسلام قبول کرے اور جسکو لقا پرستی کا خیال ہو وہ جہان چاہے چلا جاے مجھے اُس سے
کچھ سروکار و واسطہ نہین ہمراہیان فضل سب بالاتفاق کہنے لگے کہ ای فضل بن گیا ہور خون آشام ہم سب عہد
طفولیت سے تیرے خادم اور فرمانبردار ہین اور قدیم الایام سے تیرے ساتھ محبت دلی اور اتحاد قلبی رکھتے ہین
اور سواے اسکے یہ بھی خوب جانتے ہین کہ تو شعر عقل مین عقل مجسم ہوش مین ہوشنگ دہر فہم مین عین فراست دین
مین عین دکا و دانائی دہر اور شجاع عرصۂ کارزار وحید عصر اور انتخاب روزگار ہی ہر ایک بات مین ہمسے بہتر اور
افضل تر خرد کیش مآل اندیش ہی تجھسے سوا ہم عقلمند نہین جو تیرے زمانے مین پس و پیش کرین جو کچھ کہ تو نے کیا کچھ اچھا ہی
سمجھ کر کیا ہو گا پس ہم سب راضی ہین کہ جو طریقہ حق پرستی اور یزدان شناسی کا ہو ہمکو بتلا دے کہ ہم بدل و جان اُسکو
اختیار کر کے تیری اطاعت اور فرمانبرداری مین بکار سر فروشی و جان نثاری بدستور قدیم حاضر اور مستعد ہین اور
تا قید حیات تیری خدمت سے جدا نہ ہون فضل نے کلمۂ شہادت اُن سبکو تلقین کیا اور قریب دو لاکھ آدمیون کے
کہ اُس مین ساٹھ ہزار سوار اور اُسی قدر بلکہ کچھ زیادہ چاکر اور جلودار اور عملہ شاگرد پیشہ کے لوگ تھے سبھون نے
کلمہ پڑھ کے دین اسلام قبول کیا مگر چند تیرہ دل تاریک درون اُن مین ایسے بیٹھے تھے کہ انھون نے جو یہ تماشا دیکھا
کہ فضل بن گیا ہور خون آشام نے مع اپنے سب ساتھ والون کے اسلام قبول کر لیا از راہ سیہ بختی اور تاریک
درونی آپس مین یہ گفتگو کر کے کہ لو یارو فضل کیا کیا گھمنڈ اور کیا غرہ اور دعوے اپنی شجاعت اور رستمی کا کرتا تھا
اور کیسا کبر و نخوت اور سبکپن اُسکے مزاج مین تھا مگر یہان آکے وہ ساری شیخی کہان جاتی رہی کہ مقابلہ اور مجادلہ
تو درکنار کچھ ایسی گفتگو بھی تیز و تند نہ ہونے پائی کہ وہ خود بخود بدیع الزمان کی غلامی اختیار کر کے مسلمان ہو گیا

اور اپنے ساتھ تمام فوج و سپاہ کے دین کو خاک مین ملا دیا ہم تو اپنے دین قدیم کو کبھی ترک نکرین پھر باہم یہ مشورہ کرنے لگے کہ اب جو فورا کلمہ پڑھنے مین انکار کرتے ہین تو یہ سب جو ہمارے ساتھ والے ہیں بیدین ہو گئے اور خداوند لقا کی پرستش چھوڑکے نادیدہ خدا کے پرستار ہو گئے ہین یہ ہمکو جیتا کاہیکو چھوڑینگے مار ڈالینگے پس اسے صلاح وقت یہی ہے کہ انکو بچاکے یہان سے بھاگو اور جس طرح سے بنے بحضور پیغمبر مرسل پہونچو غرض وہ برگشتہ بخت مصلحت کرکے ادھر ادھر دیکھکر گھوڑے سرپٹ ڈورائے سیدھے سمت شہرستان روانہ ہوئے فضل نے ان لوگون کو جاتے دیکھکر چاہا کہ کچھ سوارون کو برائے گرفتاری اور انکی تعزیر و سیاست کے لیے تعاقب مین بھیجے شاہزادہ والا قدر نے فرمایا کہ ای فضل ان برگشتہ بختون کے تعرض اور قتل کرنے سے کچھ فائدہ نہین جہنم واصل ہونے دو جہان چاہین جائین خلاصہ یہ کہ وہ سب تو اس طرف کو جاتے ہین یہان شہزادۂ عالم مع فضل بن گیا ہور غون آشام اور ساٹھ ہزار سوارون کے وہان سے مراجعت فرما کے سمت چار باغ ملکہ حریان دیوکش روانہ ہوتا ہی اور مرجان تیزرفتار کو حکم دیا کہ تو پہلے جاکے ملکہ گوہر ملک کی تسکین اور طمانیت بہت سی کرنا اور کہنا تو صاحب تمہاری دعا سے یہان کسی کی نکسیر تک نہین پھوٹی افضال الٰہی سے فضل بن گیا ہور غون آشام نے ہماری اطاعت اختیار کی اور ہم مع فضل باطمینان تمام آتے ہین چنانچہ مرجان عیار قبل از داخل ہونے شاہزادۂ عالیقدار کے چار باغ ملکہ حریان دیوکش مین آیا ہی

جھتک شمہ داستان ملکہ گوہر ملک کی بیان کی جاتی ہی کیا

کہ ملکہ جو اس سوچ مین بیٹھی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان کی مراجعت کے انتظار مین بہ نگاہ حسرت اس میدان کی طرف دیکھ رہی تھی اور جناب اقدس سے بدعاے فتح و نصرت اس شاہزادۂ والا مرتبت کی مانگ رہی تھی ناگاہ مرجان عیار نے آسکے مجرا کیا اور کہا کہ ملکۂ عالم مبارک ہو شاہزادۂ والا تبار مظفر اور منصور فضل بن گیا ہور غون آشام کو مع ساٹھ ہزار سوارون کے اپنا حلقہ بگوش کیے تشریف لاتا ہی ملکہ یہ سروش راحت فروش اور مژدۂ جان بخش سنکے فرط شادی سے مثل گل پیرہن مین پھولی نہین سماتی تھی بیتابانہ پھر اسی برج مین گئی اور سامنے جو خیال کیا تو فی الحقیقت آمد لشکر شاہزادۂ نامور کی معلوم ہوتی ہی کہ آگے آگے تو شاہزادۂ عالیمقام بعظمت و صولت تمام و بشوکت مالا کلام مرکب پر سوار نہایت مسرور اور شادکام اور برابر اسکے فضل بن گیا ہور غون آشام مع اپنے ساٹھ ہزار سوار وغیرہ فوج و سپاہ پھر بنگاہ اسی طرف کو رونق افزا ہی ملکہ مارے خوشی کے عنقریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے شادان و فرحان اس برج سے باہر نکلی اور پھر بصد عجز و انکسار سجدات شکر بجناب باری کرتی تھی انیسین ہمنشینین ملازمین مصاحبین اور خواصین ملکہ کی تیاری نذر اور نیارون کی کرنے لگین اس عرصہ مین شاہزادۂ عالیمقام مع فضل بن گیا ہور غون آشام داخل چار باغ ہوا ترک جوشن پوش قاتل زنگی مقاتل زنگی وغیرہ رفقاے جان نثار اور دلیران عرصۂ کارزار نے بعد زیارت اقدام اطہر اور حصول دولت ملازمت نذرین دین چار باغ مین شادیانے بجنے لگے ملکہ گوہر ملک نے آمد شاہزادۂ عالم کی سنکے جلدی سے حمام مین جاکے غسل کیا اور ایک جوڑا سفید پہنکے جس جا پر کہ خواصون نے زمین کو سیندور کی پٹی سے پوت کر سامان نذر و نیاز کا کر رکھا تھا وہان آکے بالون سے سر کے زمین کو جھاڑتی تھی اور سجدات شکر کے منتظر شاہزادۂ والا قدر تھی یکایک شاہزادۂ والا تبار جو اندر بارہ دری پہونچا تو چند خواصین جو وہان حاضر تھین ان سبھون نے اٹھ اٹھکر مجرا کیا اور بلائین لیکر مبارکبادیان دین شاہزادۂ عالم نے پوچھا کہ ملکہ کہان تشریف فرما ہین ان سبھون نے عرض کیا کہ فرمانت شوہیم حضور کی آمد سنکے ابھی اس طرف کے درجہ مین تشریف لیگئین ہین اور کچھ نذر و نیاز کر رہی ہین شاہزادۂ والا مرتبت یہ سنکے

وہان رونق افزا ہوا تو دیکھا کہ گرد و پیش تو ہجوم خواصون کا ہی اور بیچ مین ملکہ گوہر تمکین بیٹھی ہوئی اور کافوری سبز اور سرخ و زرد و روشن
وہان رکھی جاتی ہی اور راگ کی تھیلیان اور کچھ مجوزات سہاگ رہی ہی ٹوکریان مٹھائیون کی اور دو دوسنے الائچی دانون کے کوزے
حلوون کے بھرے ہوئے ترت پھرت کی پڑیا کھڑے پیر کا دو سنہ اور جو کچھ سامان تند رونیانہ کا ہوتا ہی وہان سب رکھا ہی
اور ملکہ کی آنکھون سے اشک شادی علی الاتصال روان ہین اور حمد و سپاس مین اس خالق جسم و جان خالق کون و مکان
کی بحضور قلب رطب اللسان ہی اور آپس مین انیسین جلیسین مقربین مصاحبین ہمہ تن محو ہین ہمرازین و مسازین صحبت داریان
ملکہ کی سب کی سب غسل کیے ہوئے گھنے گھنے بال سرون کے پریشان سفید سفید جوڑے نفیس اور پاکیزہ پہنے سمت قبلہ منھ کیے زمین
پر سجدہ شکر کر رہی ہین اور جناب احدیت سے دعائین ازدیاد جاہ و اقبال کی مانگ رہی ہین شاہزادہ عالم نے تبسم کر کے
کہا کہ ای ملکہ آج یہ تم کیا کر رہی ہو ملکہ گوہر تمکین نے شاہزادہ والاشان کو دیکھ کر کہا کہ ای شہریار رعنا اللہ اسوقت آپ کوئی کلمہ
نہ فرمائین کہ دلشکنی ہوتی ہی جلد بیان اگر اس شیرینی پر نذر دیجیے کہ آج کریم کارساز نے میرا راج سہاگ قائم رکھا ہی اور مجھ کنیز عاصی
اور خاطی کو یہ دن خوشی کا دکھایا شاہزادہ عالم نے خوب ہنسکے نذر دی اور فرمایا کہ اب تم اس شیرینی کو تقسیم کر کے جلد آؤ کیلیے کہ
ہمیشہ کہا کرتی تھین کہ فضل میرا دودھ شریک بھائی ہی سو وہ بتائیدات غیبی اور عنایات ایزدی سے مشرف باسلام ہو کر
میرے ہمراہ آیا ہی اور امیدوار تمھاری ملازمت کا ہی ملکہ نے کہا فی الواقع فضل میرے بھائیون سے بھی سوا ہی اپنے میری
انا کا دودھ پیا ہی میرا بھائی ہو چکا اس سے تو پردہ بقول میر حسن مصرع چھپی ہی کہین بھائی سے بھی بہن بہن نے کبھی
نہ کیا ہی اور نہ کرونگی اب جا کے اسکو بٹھاؤ مین بوشاک بدل کے آتی ہون بارے شاہزادہ عالیمقدار ملکہ کے پاس سے
بارہ دری مین تشریف فرما ہوا اور فضل بن گیا ہور خون آشام سے تبسم ہو کر کہا کہ لو صاحب ملکہ نے تمھاری
بہت سی سفارش کر کے کہا ہی کہ میرے بھائی فضل کو باعزاز و اکرام بٹھلائیے اسکی بہت سی دلجوئی اور خاطرداری
کرنا مین بھی آتی ہون فضل نے عرض کیا کہ شہریار یہ فقط بندہ پروری اور غلام نوازی ملکہ عالم فرماتی ہین لا اسکے ولایہ
کہ غلام نے انکی انا کا دودھ پیا ہی الا یہ منھ میرا نہین ہی کہ دعوی عزیزداری کر سکون مجھکو اسعود وقتی اس سرکار کا
ہون غرض یہان تو ابھی یہی ذکر و مذکور ہو رہا ہی ناگاہ سامنے سے دیکھا کہ ملکہ گوہر تمکین ایک جوڑا بہت دھوم دھام کا پہنے
اور ناز و ادا فرق دریا سے جواہر مین غرق مثل طاؤس طناز ہزاروں کرشمہ و ناز سے خرامان خرامان اور گرد و پیش اسکے زہرہ
دو ڈھائی سو انیسین جلیسین مقربین و مصاحبین خواصین در دو گوش مرصع پوش جوڑے زرق برق پہنے ہوئے **نظم**

بجلوہ در اطراف او دختران بسی بحو خورشید زر لفت پوش	چو گرد مہ چار دہ اختران بسی آفت عقل و آشوب ہوش	بسی سیم ساقان بسی سیمتن بلای دل و آفت جان ہمہ	بسی دلربایان ساعد سمین برفتار زیبا چو غلمان ہمہ

القصہ ملکہ گوہر تمکین باین خوبی و رعنائی بصد ہزاران دلربائی آکے برابر شاہزادہ عالیمقام کے مسند پر بیٹھی اور
بصد عیش و سرور رنثاری جشن کا حکم دیا

اب تتمہ داستان اُن تیرہ بختون ہمراہیان فضل بن گیا ہور خون آشام سے کہ جو یہان سے بھاگکر سمت سنجان براے اظہار حال کنجاب کے پاس گئے تھے بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت وہ تیرہ دل تاریک درون سنجان مین پہونچے اور دروازہ بارگاہ کنجاب پر جا کے داد بیداد و فریاد کرنے لگے
اسوقت کنجاب نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی سنجانی عیارنے عرض کیا کہ وہ جو سوار فضل بن گیا ہور خون آشام
کے ہمراہ برسر قتل بدیع الزمان گئے تھے اُن مین سے چند سوار پھر کر آئے ہین اور کچھ سرکار سے عرض کیا چاہتے ہین کنجاب
نے کہا اچھا بلا لاؤ چنانچہ حسب الحکم کنجاب کے وہ سب بدذات اندرون بارگاہ وطلب ہوئے اور سب نے کنجاب

مجرا کرکے عرض کیا کہ یا پیغمبر برسل ہم سب خانہ زاد نمکخوار رہے روتی سرکار دولتمدار کے قدیم الایام سے مطیع فضل بن گیا ہو
خون آشام کے رہے اور جسوقت کہ بموجب ارشاد سرکار کے ہم سب ہمراہ فضل کے قریب چار باغ ملک حرمان دیوکش کے
پہونچے تو دو چار افسرون نے آکے فضل بن گیا ہور خون آشام سے اطلاع کی کہ جسکی تلاش مین آپ آئے ہین وہ بدیع الزمان
یکہ وتنہا چار باغ سے نکلکے یہان سے کوئی دو کوس پر مسلح اور مکمل اپنے مرکب کو روکے مستعد جنگ کھڑا ہی یہ سنکے فضل نے
ہم سب ساٹھ ہزار سوار ون جان نثارون کو ہدایت کی کہ خبردار تم کوئی میرے ہمراہ نہ آنا پہلے مین جلکے اُسے دیکھون کہ وہ
بدیع الزمان ہی یا کوئی اور شخص راہ گیر ہی بعد اسکے جب مین تمکو بلا بھیجون تو تم سب میرے پاس آنا اور جو کوئی خلاف میری حکم
کے میرے تعاقب مین آئیگا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ہم سب خانہ زاد بموجب حکم فضل کے جہان تک پہونچے تھے وہین اپنے
اپنے گھوڑون کی باگین روک کر کھڑے رہے فقط فضل بن گیا ہور خون آشام وہان گیا اور کچھ گفتگو ایسی نہین ہونے
پائی کہ جسمین نوبت شمشیر تلوار کی پہونچتی باتون باتون مین ایک ملکیت یک کسی کی نہ پہونچی اور فضل اپنے گھوڑے پر سے
کود کے بدیع الزمان کی رکاب سے لپٹ کے مسلمان ہوگیا اور وہان سے خوشی خوشی آکے ہم غلامون سے کہنے لگا
کہ جنکو میری رفاقت منظور ہو وہ مسلمان ہوجائے ساٹھ ہزار سوارون نے کچھ جواب نہ دیا اور سب کے سب
کلمہ اُسکا پڑھ کے مسلمان ہوگئے اور غلامون کو یقین کلی ہوگیا کہ بدیع الزمان ساحر زبردست ہی آخرکار ہم غلامون
نے یہ تاثیر اُسکی زبان سحر بیان مین دیکھکر بپاس اپنے دین آبائی اور اجدادی کے کہ ہمارے سب بزرگوار تو لقا پرستی
کرتے رہے ہم کیونکر اپنے دین قدیمی کو چھوڑکر نادیدہ خدا کی پرستش اختیار کرین اور بیدین ہوجائین اور نمکحرام
کہلائین اور تو کچھ غلامون سے نہ بن پڑا بھاگ کر برائے اطلاع سرکار مین حاضر ہوئے ہین آپ حضور کو اختیار ہی
کہنا یہ اظہار اُن سب کفار سرداران تیرہ روزگار ہمراہیان فضل بن گیا ہور کا سنکے مثل شعلہ جوالہ بھڑک
اٹھا اور بحالت غیظ وطیش مین جانب گیا ہور خون آشام کے مخاطب ہوکے یہ کلام کیا کہ ای نمک حرام باعث زوال دولت
کا تو اور تیرا بیٹا ہوا اگر فضل چلکے مسلمان ہوتا اور یہ ساٹھ ہزار فوج کے اُسکا شریک ہوتا تو یہ جمعیت اور طمانیت
بدیع الزمان کی کبھی ہوتی گیا ہور خون آشام نے سرنگون ہوکر کہا کہ یا پیغمبر برسل اگر اُس ناخلف ننگ خاندان
سے ایسی حرکت نالائق اور خطا سے فاش وقوع مین آئی تو مین نے اُسے عاق کیا اب جیتے جی منھ نہ دیکھونگا ابھی گیا ہور
اور زیادہ کچھ نہین کہنے پایا تھا حسب الاتفاق نو بیٹے گیا ہور کے چنانچہ اُن مین چار تو ایک مان سے حقیقی بھائی فضل
کے اور پانچ بیٹے گیا ہور کے اور تھے پہلے قیس بن گیا ہور اور نفیس بن گیا ہور اور الماس بن گیا ہور اور
قیماس بن گیا ہور اور نوح بن گیا ہور اور توقع بن گیا ہور اور گودرز بن گیا ہور اور ناز بن گیا ہور اور محسن بن گیا ہور
مشہور اور معروف ہین مگر گیا ہور خون آشام فضل کو سب سے زیادہ تر پیار کرتا ہی اور سب سے سوا عزت
آبرو وقدر ومنزلت شوکت وشان فضل کی ہی اس باعث سے وہ نو بیٹے گیا ہور کے ہمیشہ اپنے دلون مین رشک وحسد
کھایا کرتے تھے آج جو اُن سبھون نے یہ حال فضل کا سنا تو موقع پاکے وہ سب بیساختہ کہنے لگے کہ ای پدر بزرگوار
اسوقت یہ فرمانا اور نفرین کرنا تیرا محض بیکار ہی قدیم الایام سے تو نے فضل کو رتبہ اور مرتبہ دیا اور ہمیشہ اُسکی
ترقی چاہتا رہا اور ہماری کچھ توقیر اور حرمت تیری نظرون مین نہ تھی اور کبھی ہمکو از راہ محبت پدری پیار سے
کوئی کلمہ نہ کہا دیکھ لے کہ بدولت فضل کے یہ رسوائی اور بدنامی تجھے حاصل ہوئی اور ابھی ہمکو کہدے
اور اشارہ کر تو جاکے بدیع الزمان کو مع فضل مشکین باندھ کرلے آئین گیا ہور نے جو یہ گفتگو بیٹون کی سنی
تو مرحبا مرحبا کہکے کہنے لگا اب سے بہت سی سعی اور تعریف اپنے بیٹون کی کی اور فی رسم ایک ایک بیٹے کو پانچ پانچ ہزار

سوار کار رسالہ دے کے نو بیٹون کو پیتالیس ہزار سوارون کے برسر رزم شاہزادہ بدیع الزمان روانہ کیا اور وہ پہنچے
گیا ہور کے گرد سے کوچ کرکے کوئی دس کوس پر جا کے اُترے اور باہم مشورہ کرکے کہ پاس گھڑی رات رہے
یہان سے ہم سوار ہونگے صبح ہوتے ہوتے چار باغ کو محاصرہ کرکے بدیع الزمان اور فضل کو اگر زندہ ہاتھ آگئے
تو مشکین باندھ کر اور جو اُنکو حرارت سپہ گری کی مزاج مین آگئی تو دونو کا سر کاٹ کے ملکہ گوہر تاک کو محافہ مین سوار
کرینگے اور چار باغ تاخت و تاراج کرکے قاتل مقاتل ترک جوشن پوش وغیرہ سب کو اور اون کو گرفتار کیے بحضور پیغمبر
برسل لے جائینگے غرض یہ کر کے اپنے لشکر کے گرد و پیش خوب سا انتظام کرکے اور چوکی پہرے بٹھلا کے سو رہے اب بیان حال
شاہزادہ بلند اقبال و والا نجم گردون شکوہ تہمتن توان ابن صاحبقران عالیشان بدیع الزمان گردون شکن کا سنیے
کہ شاہزادہ عالیمقدار اور ملکہ گوہر تاک تو جام شراب عیش و طرب سے بیہوش اور خود فراموش ہمدوش و ہم آغوش
ہوکر دو پہر رات کے بعد غافل پڑے سو رہتے مگر مرجان عیار کو ایسی نیند کہان چار سمت باغ مین بڑی ہوشیاری اور
خبرداری سے قاتل مقاتل کے ساتھ والے حبشیون کے چوکی پہرے دیکھکر بڑے بالا دوی باغ سے باہر نکلا اور
نہایت عیاری سے چپ و راست دیکھتا ہوا جب قریب آٹھ نو کوس کے پہونچا تو اُسنے دور سے دیکھا کہ کچھ بڑا آدمیون
کی اور کچھ خیمہ ڈیرے استادہ نظر آتے ہین اور آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہے مرجان عیار یہ تماشا دیکھکر
اپنے دل مین کہنے لگا کہ اسوقت یہان یہ لشکر کس کا ہے جو کیون کر اُترا ہے اور کہان سے آیا ہے اور سردار اس لشکر کا کون ہے ذرا چلکر
اس لشکر مین دریافت تو کرون یہ سوچکر ایک خوانچہ والے نوجوان کی صورت بنا اور لال پگڑی سر پر باندھ کے مرزائی گلے
مین دھوتی باندھے زنجیر چاندی کی کمر مین لپیٹے لٹھ اور پیرون پائون مین خوانچہ مین کچھ شیرینی کچھ پوریان دال موٹھ سوہن
وغیرہ چنے ہوئے چراغ روشن اُسپر ایک ٹھیکری ہوا کے بچاؤ کے واسطے رکھی ہوئی آواز دیتا ہوا قریب لشکر کے پہونچا
تو اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان پڑا ہے جا بجا مشعلین اور چراغ روشن ہین روشنی ہو رہی ہے چوکی پہرے کے جوان تمام
آواز دے رہے ہین اور پکار رہے ہین کہ کون آتا ہے اور کہان جائیگا غلا یہ کے سوار چارون طرف پھر رہے ہین فوج اور
سپاہ مین جاگ پڑی ہے اور بڑی چہل پہل تھی ایک پال مین سے کسی نے پکار کے کہا او خوانچہ والے ادھر آ شیرینی ہمکو دیتا جا تو وہ
تیز رفتار نے وہان جاکے شیرینی اور جو شے کہ اُسنے مانگی خوانچہ رکھکر تول دی اور باتون ہی باتون مین ہاتھ جوڑ کر پوچھنے لگا
کہ میان صاحب یہ لشکر کسکا ہے اور تم سب صاحب آج کس مہم پر جاتے ہو اُن مین سے ایک شخص بول اٹھا کہ
ابے جو تو نے سنا ہو کہ ایک شخص دشمن خداوند لقا اور پیرو خدائے آسمان کے پرستارون مین بدیع الزمان ملک خان
مین وارد ہوا اور اُسنے قاہر بن قہران عجمی کی کمان کو توڑا اور رستو بن نستار پہلوان قدرت کو مارا اور بہ
ستائیس شبخون لشکر گنجاب پر لایا ہزارون پیادون سوارون کو ہلاک کر ڈالا سو وہ شاید چار باغ باغ عربان دیتا
مین جاکے چھپا ہے اور ایک بیٹا ہمارے سپہ سالار ہور خون آشام کا فضل بن گیا ہے سو اسکی گرفتاری کے
واسطے آیا تھا سو بدیع الزمان نے ایسا کچھ سحر اسپر کر دیا کہ وہ پیغمبر برسل اور لقا پرستی سے منحرف ہوکر شریک
بدیع الزمان کا ہو گیا ہے اس واسطے پیغمبر برسل نے گیا ہور خون آشام کو لکھا کہ تمام حکم دیا کہ تم اُسے گرفتار کرکے
یا اُسکا سر کٹوا کے منگوا دو تو حسب الحکم پیغمبر برسل کے گیا ہور خون آشام نے اپنے نو بیٹون کو پیتالیس ہزار سوار
سے برسر قتل بدیع الزمان و برائے گرفتاری فضل بھیجا ہے ہم سب اُسکے ہمراہ ہین صبح کو چار باغ مین جاکے
تعمیل حکم گنجاب کرینگے اور بدیع الزمان کو مع فضل اگر زندہ ہاتھ آگئے تو زندہ اسیر اور دستگیر کرکے
اور جو وہ کوئی سرکشی کرینگے تو اُن دونون کے سر کاٹ کے بحضور پیغمبر برسل لیجائینگے مرجان عیار تیز رفتار یہ

زبانی اُسکی سُنکے اور خوب سا تحقیق کرکے وہان سے پھرا اور جس طرح سے ہوائی کُنج سے یا شرارۂ سنگ سے نکل جاتا ہی
کوئی دو گھڑی رات پچھلی باقی ہوگی اُسی وقت چار باغ مین پہونچکر ساری سرگذشت روبرو شاہزادۂ بدیع الزمان
کے گذارش کی شاہزادۂ عالیمقام نے فرمایا کہ تو پوشاک ہماری لا ہم سوار ہوکے بمقابلہ برادران فضل بن
گیا ہور خون آشام جائینگے فضل بن گیا ہور خون آشام اپنے دونون ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا کہ ای شہریار
آپ کا سوار ہونا اور اُن چھوکردن کے مقابلے اور مجادلے مین جانا خلاف آپ کی شان کے ہی غلام کبھی نہ جانے
دیگا وہ سب میرے بھائی ہین اور اُن سبھون کو دعوے رزم و پیکار غلام سے ہی غلام جاتا ہی حضور کے اقبال
سے دیکھیے کس سہولت و آسانی سے اُن سبھون کو بسزاے اعمال پہونچاتا ہی یہ مقدمہ ہیچ شی کا ہی اس مین حضور کچھ
نہ فرمائین اور غلام کو اجازت دین اور اگر آپ غلام کی عرض کو پذیرانہ فرمائین تو غلام اقدام عالی پر ابھی اپنا گلا تلوار سے
کاٹ کر تصدق ہو جائیگا غرض شاہزادۂ والا تبار عالی مقدار نے چار و ناچار فضل بن گیا ہور خون آشام کو اجازت
رخصت دے کر کہا ای فضل کیا مضائقہ ہمکو تمھاری خوشی بہرحال منظور ہی لیکن ہمارا جی چاہتا ہی کہ ہم دور ہی سے
کھڑے ہوکر تمھارے بھائیون کی لڑائی کا تماشا دیکھین فضل نے عرض کی کہ حضور زہے افتخار اور زہے سعادت
بہت بہتر حضور تشریف لے چلین الاعند اللہ تا وقتیکہ خانہ زاد سر اقدس پر تصدق اور نثار نہ ہوجاے حضور بتیر
اندازی کا نہ فرمائین شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ حاشا مین نے تم سے کہدیا کہ مین فقط مشتاق تمھارے فیما بین
بھائیون کی لڑائی کا ہون باقی مین بدون تمھاری خوشی کے ہرگز شریک نہونگا فضل نے عرض کی بس پھر توقف
کیا ہی حضور غلام کے پشت پناہ رہین افضال الٰہی اور اقبال عالی سے غلام اُن سب کی شجاعت اور رستمی سے خوب آگاہ
ہی آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ آن واحد مین کس خوبصورتی سے سرِ میدان ایک ایک کی مشکین باندھ کر لیے آتا ہون یہ کہکے
فضل بن گیا ہور مسلح اور مکمل ہوکے ہمراہ شاہزادۂ عالیجاہ کے سوار ہوا اور شاہزادۂ والا مرتبت نے ترک جوشن پوش
اور مقاتل زنگی اور مقاتل زنگی کو خوب سمجھا کے کہا ای بہادرو مین ذرا فضل کی اور فضل کے بھائیون کی رزم
و پیکار کی سیر اور کیفیت دیکھ کر ابھی آتا ہون تم سب بخدمت ملکہ گوہر مالک باطاعت و فرمانبرداری اُسی صورت
سے یہان مستعد اور حاضر رہنا اور چار باغ کے گرد و نواح کی خبرداری اور ہوشیاری رکھنا غافل نہو جانا بعد اسکے
ملکہ گوہر مالک کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ ملکہ تمھین ہماری جان کی قسم کچھ اپنے جی مین وسواس نہ لانا بلکہ تم جاکے
اُسی برج مین بیٹھکر تماشا دیکھو کہ مین فقط دور سے سیر دیکھکر ابھی چلا آتا ہون یہ کہکے مع فضل بن گیا ہور خون آشام
چار باغ سے برآمد ہوا فضل نے عرض کی کہ اے شہریار اب سرکار تو مع مرجان تیز رفتار آگے تشریف لیجاکے وہ جو یہان سے
کوس بھر کے فاصلہ پر ایک میدان وسیع الفضا نظر آتا ہی وہان کسی ٹیکرے پر جاکے اپنے مرکب کی باگ روک لین اور پھر غلام
کی سرفروشی اور جان نثاری کی ملاحظہ فرمائین چنانچہ شاہزادۂ عالم تو وہان جاکے ٹھہرا اور یہان فضل بن گیا ہور خون آشام
نے مع اپنے ساٹھ ہزار سوارون اور رسالہ دارون اور افسرون کے چار باغ سے کوئی دو کوس پر جاکے میدان
جنگ قرار دیا اتنی دیر مین اُس طرف سے قیس بن گیا ہور اور لیس بن گیا ہور وغیرہ نو بیٹے گیا ہور
کے مع پینتالیس ہزار سوار کے نمودار ہوے اور آمد فضل بن گیا ہور سُنکے اُسی جا پر ٹھہر گئے اور تیاری میدان جنگ
طرفین سے ہونے لگی بیلدارون نے جھاڑی جھنڈی جنگل کی کاٹ کر میدان کو صاف اور شفاف کر دیا اور بلچہ کاری کرکے
نکل گئے سقے آبپاشی پر جبکے گرد و غبار بٹھا رہے تھے آمد و شد لشکر بے قیاس سے کرۂ ہوا کرۂ خاک ہوگیا اور اندام زمین رعشہ دار
معلوم ہوتا تھا شعر دو لشکر برابر شدند آراستہ ؛ شدند از ہر طرف با ناگ برخاستہ ؛ یلان غرق آہن ز سر تا بہ پا ؛ چو شیر غرندہ بدشت دغا

گشادہ دہن اژدہاے علم	کہ بیر فلک را در آمد بدم	زمین آمد از نعل تازی بتنگ	نہان شد بہ گرد آسمان دو رنگ
دلیران و گردان ز روے غضب	بر نادران غیرت گزیدند لب	ز بیم سنان ناف وز دیدہ چرخ	سواز جادہ مہر پیچیدہ چرخ
ز غریدن کوس عبرت فزا	زمین گشت یکبارہ و گردون بجا	صدا ہا برون آمد از طبل جنگ	درنگا درنگ و درنگا درنگ

چاؤش اور میدانیون نے میدان مین نکلکے میمنہ اور میسرہ قلب اور جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چودہ ہون صفین بآئین بہین آراستہ و پیراستہ کردین اور کرگیتیون نے طرفین سے باواز بلند ہیب دی ای مردان بکوشید تا بجامہ زنان نپوشید **شعر** روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام ننگ باید کرد - کہان ہین رستم و سہراب کہان ہین بیژن و برزو **شعر**

ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت	باحوال جم جاے عبرت کوست	نشانی نہ از کاسۂ مغز اوست	سکندر کہ یک عمیہ آئینہ ساخت
نداری نکاوس و دارا بیاد	نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ	کہ بشکست چون فرق کبر سے رنگ	کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
کہ گشتی از وز ہرہ شیر آب	فریدون خداوند اکلیل و تخت	ز دنیا بناچار بربست رخت	جگر خون شد از دہر افراسیاب
نماند آن یل برزوے نامدار	نہ جاگ بستہ فرق رستم نگر	اگر در وجودی از آزاد کیدہ سپر	چو بیژن بچاہ بلا شد اسیر
بماند نکو تا بفردائے حشر	جہان با کسے پائداری نکرد	بکس این جفا پیشہ یاری نکرد	اگر آنکہ نام شجاعان عصر
گر آید بمیدان شیر و کمند	شجاعت خدا و رسل را لیسند	شجاعان دین نبی بخت رسید	کدام است پس آن یل ارجمند
	و ہر جلوہ نام جد و پدر	بر پیش شجاعان شود جلوہ گر	

پس کونسا ایسا بہادر رہی کہ آج اس صفحہ کہنہ روزگار اوراق لیل و نہار مین نام اپنے باپ دادے کا روشن کرے کہ ان بہادرون کا نام مثل حرف غلط مٹا دے دو ہا لو ہا لو ہا سب کہین لو ہا ری بلا سے + پگ آگے پٹ اُترے اور پگ پاچھے پٹ جاسے ہو آواز کرگیتیون کی سنکے جوانون کی آنکھون مین نشہ شجاعت کے لال لال ڈورے پڑ گئے تھے اور ہر ایک مرد دلیر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالے بر چھے ترچھے کئے منتظر تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر کا کون ہوتا ہی اور پیش دستی کون کرتا ہی ایک بار فضل بن گیا ہور کے بھائیون مین قیس بن گیا ہور اپنی فوج کے پرے سے نکلکر ناف میدان مین آکے قائم ہوا اور بہ آواز بلند پکارا کہ ای فضل بن گیا ہور کس خواب غفلت مین سوتا ہی ذرا آنکھ تو کھولکر دیکھ کہ وہ دن گذر گئے جو تو باپ چاچان کی بدولت لاڈلا بنا ہمیشہ اپنی شخصیت اور تمکنت کو دکھلاکے جو چاہتا تھا سو ہمپر زیادتیان کر بیٹھا تھا اور ہم بپاس ادب والد بزرگوار کے کچھ عوض اسکا تجھسے نہین کر سکتے تھے سو اب بقول شخصے کہ مصرع آن قدح بشکست وان ساقی نماند تو نے خداوند پیچیدہ ہزار ملک باختر کی پرستش چھوڑکر اور حق نمک پیغمبر مرسل کا فراموش کرکے اپنی قوم سے منحرف ہوکے نادیدہ خدا لے آسمان کو بہ الوہیت اور وحدانیت قرار دیکر اوسکی پرستش اور ایک شخص عیرکت کی رفاقت اور شراکت اختیار کی اور باپ داجان کی سب حرمت اور آبرو خاک مین ملا کے ہم سبکو بحضور پیغمبر مرسل ذلیل و رسوا اور انکے سردار و سپہ سالار کا ہ شیشون کے سامنے خجل و منفعل کیا او مقابل انکے چارہ کرنے کے نہ رکھا اب کیا ضرور کہ اور ہزار ہا ہزار آدمی بے واسطہ طرفین سے مارے جایئن اور بے فائدہ آپس مین لڑین مرین بہتر یہ ہی کہ اب توقف اور تامل نہ کر ہم اور تو سر میدان نکل کے امتحان زور بازو کرین اور بزبان نیزہ او دم شمشیر گفتگو کرین بدون اعانت اور شرکت غیر کے تصفیہ مابین کرین فضل بن گیا ہور خولت آشام نے اپنے لشکر سے مرکب کو گرم تاز کرکے جواب دیا کہ ای قیس اس گفتگو سے فضول اور تقریر مجہول سے کیا حصول اگر تجھے عقل و فہم ہو تو بچشم انصاف دیکھ اور بگوش ہوش بغور سن کہ لقاے مشرک خدا ایک کثیر عیور خوک پیکر خرس ہادیہ ضلالت گمراہ کنندہ عالم ہی اوسکو خدا کہنا عین کفر و کافری ہی علے ہذا القیاس تجاب علیہ اللعن والعذاب لائق پیغمبری نہ تھا یہ ہمیا بقول شخصیکہ مصرع و زیرے چنین شہر یارے چنان کی مثال کے مطابق ہی تجھے لازم ہی

کہ اُن دونون ملعونون پر لعنت اور نفرین کرکے مشرف باسلام ہو ورنہ مین اتمام حجت کر چکا شعر بیاتا جہ داری زمردی نشان
کمان کیانے وگرز گران ہ قیس بن گیا ہو رنے غیظ وطیش مین آکے برچھا سینہ بے کینہ فضل پر مارا اور فضل بن گیا ہو
خون آشام نے اُسکے نیزے کو انی سنان نیزہ پر کانٹھ لیا اور نیزہ وری باہم ہونے لگی بیس بائیس طعن برابر نکل گئے
تیئیسوین طعن مین فضل نے نیزہ قیس کا ہوائی کردیا قیس کی نظرون مین تو زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور قبضہ شمشیر پہ ہاتھ
ڈالکر پکارا کہ ای فضل نیزہ بازی خدال بازی عمود بازی حمال بازی شمشیر بازی استبازی دیکھ کیا پھلا اس ہی پہ تھ کہنا
کہ مین نے تجھے خبردار نہین کردیا یہ کہکے قاش زین پر قائم ہو کے بقوت تمام ایک وار تلوار کا فضل بن گیا ہو رخون آشام
کے سر پر کیا فضل نے اُسکی تلوار کو آتے جو دیکھا تو باڑھ کو بچا کے بقبضہ گری بند دست کو پکڑ لیا بس تلوار اُسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی اُسوقت قیس نے فضل کے کمر بند مین ہاتھ ڈال دیا اور طرفین سے زور کشمکش کے ہونے لگے
لوگون نے کہا کہ صاحبو اگر امتحان زور منظور ہو تو ان بیچارے گھوڑون کو کہ بے زبان ہین کیون ہلاک کرتے ہو دونون
صاحب میدان مین کود پڑو اور کشتی لڑو یہ سنکے دونون شخص گھوڑون سے اُتر کے کمر بکمر بہ کرسینہ بسینہ دوش
بدوش بہ کمال جوش وخروش زور کشتی کا کرنے لگے ناگاہ شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ نے دیکھا کہ چار گھڑی
کے عرصہ مین فضل بن گیا ہو رخون آشام نے ڈال کمر زنجر مین ہاتھ طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور قیس کا لنگر
توڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر ایک چاہ دن شانے چت گرایا تھا اُسوقت فضل نے جھٹ پٹ مشکین
قیس کی باندھکر اپنے جلودار کے حوالہ کیا ساتھ ہی قیس کے گرفتار ہو جانے کے لیس بن گیا ہو ربھائی اُسکا مرکب چمکا کے
میدان مین آیا اور پکارا کہ باش ای فضل کہ گذارم ترا کہ از دست من زندہ وسلامت بر دے فضل بھی اپنے
مرکب پر سوار ہو کر مقابل مین آئے لیس نے ڈور کر تلوار ماری فضل بن گیا ہو رنے اُسکی ضرب کو سپر پر روک کر
بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ اُسکی سپر کو کاٹ کر زخم کاری اُسکے سر پر لگا اور لیس چکر کھا کے چاہتا تھا کہ گھوڑے پر سے گرے
فضل نے اپنے مرکب کو دبا کے جھٹ پٹ اُسکے بھی کمر بند مین ہاتھ ڈال دیا اور قاش زین سے جدا کرکے اپنے ملازمون
کو حوالہ کردیا اس مین قریب دوپہر کے دن آچکا تھا کہ یہ حال زخم داری اور گرفتاری قیس اور لیس دونون اپنے
بھائیون کا بہ بست فضل بن گیا ہو رخون آشام دیکھکر الماس بن گیا ہو راور قیماس بن گیا ہو رنے طبل
اسائش بجوا دیا اور صدائے طبل بازگشت سنکے فوجین طرفین کی بجرین اُدھر تو وہ ساتون بھائی باقی ماندہ بیٹے
گیا ہو رکے مع اپنے لشکر کے خیمے ڈیرون مین گئے اس طرف فضل بن گیا ہو رخون آشام مع ساٹھ ہزار سوار
میدان سے مراجعت کرکے بحضور شاہزادہ عالیمقام آیا اور قیس بن گیا ہو راور لیس بن گیا ہو رخون آشام
دونون بھائیون کو سطوق اور مسلسل کیے ہمراہ اپنے بحضور شاہزادہ عالیجاہ داخل چار باغ ملک خرمان دلکش
ہوا شاہزادہ عالیمقدار نے تعریف فضل کی شجاعت اور رہنمی کی فرماکے حکم دیا کہ ای فضل سنو تم اب اپنی فوج وسپاہ
سے دلجوئی اور خاطر داری خوب سا واسطے ہوشیاری اور خبرداری کے سمجھا کے آرام کرو ہم بھی اب ملکہ کے پاس
جاکے ہین کل جیسا کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا یہ کہکے شاہزادہ بدیع الزمان توبارہ دری مین جاکے مع ملکہ عیش مین
مصروف ہوتا ہی اور فضل اپنی فوج وسپاہ کے انتظام مین مشغول ہی ناگاہ کوئی دو گھڑی دن پچھلا باقی ہوگا
کہ مرجان تیز رفتار نے بحضور شاہزادہ عالیمقدار کے بعد دعا وثنا سے خداوندی دست ادب بستہ عرض کی قطعہ

جہان تا ہست اقبالت جوان باد	بہار دولت ایمن از خزان باد
بہر جانب کہ حرکت دستہ ردا	ظفر ہمدوش و دولت ہمعنان باد

شہریار کی عمر دراز لشکر الماس بن گیا ہو راور قیماس بن گیا ہو ر مین طبل جنگ بجا صبح کو وہ ساتون بیٹے

گیا ہور کے پھر شعر کرآرا ہونگے شاہزادہ والا رتبت نے فرمایا کہ فضل بن گیا ہور خون آشام سے جاکے کہدو کہ تم بھی
حکم و لفضل ایزدی اور تائید ربانی سے طبل جنگ بجاؤ چنانچہ حسب الحکم عظام شاہزادۂ عالیمقام کے فضل بن گیا ہور
خون آشام نے اپنی فوج مین طبل جنگ بیدرنگ بجوادیا صدائے کوس حربی اور نعرہ ہاے رزمی سے زمین متحرک آسمان
متزلزل نظر آتا تھا غازیان دیندار اور مجاہدان شور شعار آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ہو کر باہم گفتگو کر رہے تھے دیکھیے
شب حاملہ است فرداچہ زاید شعار در اندیشہ گرد کشان یک بیک کہ فردا بکام کہ باشد فلک × زمانہ کرا کارسازی کند
ستارہ بجان کہ یاری کند × کہ داند کہ فرداچہ خواہد رسید × ندیدہ کہ خواہد شدن ناپدید × رات بھر دونون لشکرون مین
بڑی چہل پہل اور جاگ رہی طلایہ طرفین سے پھر گیا آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہو رہی تھی اسی لیت و لعل مین
رات بسر ہو گئی اور گریبان سحر چاک ہوا فوجین جانبین سے نکل نکل کر میدان مین آ کے قائم ہوئین فضل بن گیا ہور
خون آشام مسلح اور مکمل ہو کر بحضور شاہزادۂ عالیمقام برائے اجازت رخصت آیا اور اجازت طلب ہوا شاہزادۂ
والا رتبت نے فرمایا کہ بھائی ہم بھی تو سوار ہوتے ہین لطف اور کیفیت میدان جنگ کی تو آج دیکھنے کے قابل ہی
یہ فرما کے شاہزادۂ عالم نے پوشاک ذات اقدس پر آراستہ کی اور سلاح سب لگا کے ملکہ کو ہر ملک کو بہت سا سمجھا کے
اور طمانینت کر کے کہ تم پردے مین بیٹھی ہوئی تماشا دیکھو فضل الٰہی شامل حال ہی گھبرانا مت بعد ازان مع فضل بن
گیا ہور خون آشام گھوڑون پر سوار ہو کے سمت میدان رزم روانہ ہوے چنانچہ فضل تو بدستور روز اولین
رخصت ہو کر اپنے لشکر مین جا کے ملحق ہوتا ہی اور شاہزادہ والا تبار مع مرجان عیار ایک ٹیکرے پر جا کے نیزہ گاڑ دیا
اور رنگ ڈھنگ میدان جنگ کا ملاحظہ کیا کہ بہادرون نے دونون طرف سے نکل کے نشیب و فراز میدان کا ہموار
کر دیا اور میدانیون نے میمنہ میسرہ قلب و جناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول آراستہ اور پیراستہ کر کے جو صف رکھ
پیچھے ہٹا تھا اسکو آگے اور جو فوج کے پرے سے آگے بڑھا تھا اسکو عصا مار کے پیچھے ہٹا دیا مگر گرد و پیش غبار کا یہ عالم
تھا کہ آسمان تمام گندلا نظر آتا تھا اور زمانہ خاک بسر تھا سقے جانبین سے آبپاشی پر جھکے ہوے گرد و غبار کو جھٹلا
رہے تھے اب جو دیکھا تو کوئی دو گھڑی دن چڑھ چکا ہی اور سطح میدان کا صاف ایک ایک کو بخوبی دکھتا ہی لیکن
کسیکو یہ جرأت نہین کہ قدم آگے بڑھائے دو دریاے لشکر موج زن ہین باد و اژدر ہفت سر منہ کھولے نظر آتے ہین
نقیب اور کرکیتون نے میدان مین نکلکر نقابت اور کرکیتی کرنا شروع کی ای بہادران بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
شعر روز جنگ است جنگ باید کرد × کوشش نام و ننگ باید کرد × ساتھ کرکیتون کے نیب دینے کے طرفین سے
جوانان شمشیر زن اور دلیران تہمتن آمادۂ رزم و پیکار ہو کر انتظار مین کھڑے تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر کون
ہوتا ہی ناگاہ الماس بن گیا ہور اپنا گھوڑا چمکا کے بمقابلہ فضل بن گیا ہور آیا اور بعد جنگ نیزہ و شمشیر نوبت
کشتی پر پہونچی اور فضل عالی مرتبت نے چار گھڑی کے روز مین الماس بن گیا ہور کو زیر کر کے باندھ لیا
اور اسی طرح سے قماس وغیرہ اور پانچ بیٹون کو گیا ہور کے زیر کیا اور مشکین باندھ حوالے اپنے ملازمون کے
کر دیا فقط محسن بن گیا ہور نوان بھائی فضل بن گیا ہور خون آشام کا باقی رہ گیا تھا اسنے جبکہ دیکھا کہ آٹھ
بھائی میرے میدان حرب و ضرب مین فضل بن گیا ہور سے ہر ایک بات مین مغلوب ہو کے گرفتار ہو گئے ہین کسی
صورت سے اسپر غالب نہین ہو سکتا از راہ غداری اور مکاری بے ساختہ اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھ کے
گھوڑے پر سے کود پڑا اور دوڑ کر یہ کہتا ہوا کہ ای بھائی قطعہ ناکردہ گنہ در جہان کیست بگو × آنکس کہ گنہ نکرد
چون زیست بگو × من بد کنم و تو بد مکافات دہی × پس فرق میان من و تو چیست بگو × بقول شخصے از خردان خطاست

واز بزرگان امید عفو وعطاست تونے جو پہلے ہم سبکو ہدایت کی ہماری شامت ایام اور برگشتگی طالع سے کچھ ذہن اور فہم
مین نہ آئی اب ہمارے دلکو یہ یقین کامل ہو گیا کہ جو تو فرماتا ہی سب برحق و بجا ہی ہم غلطی پر تھے اور تو راہ راست پر ہی یہ
فتح اور ظفر فقط تیرے دین اور مذہب کی تائید سے تجھے نصیب ہوئی ورنہ کیا باعث کہ تو تنہا بجان واحد اور ہم نو بھائی
جس باپ کا تو بیٹا اسی باپ کے ہم بیٹے جو ہاتھ پاؤن تیرے وہ ہاتھ پاؤن ہمارے ہم سب زور و طاقت شمشیر زنی سپاہ گری
کی گھات مین تجھسے کمتر نہین تو معلوم ہوا کہ تیرا دین برحق ہی لہذا امیدوار ہی کہ عفو جرائم ہماری فرماکے وہ کلمہ ارشاد کر
جس سے الانسان ظاہر ہو جاتا ہی کہ ہم بھی مشرف باسلام ہو کے تیری غلامی اور فرمانبرداری مین سعادت دارین
و افتخار کونین حاصل کرین فضل کے پاؤن سے جاکے لپٹ گیا فضل بن گیاہور خون آشام نے حسب الحکم شاہزادۂ
عالیمقام کہ مومن کے دل مین کینہ نہ چاہیے اور حکم شرع ظاہر پر ہی جو شخص اقرار باللسان اسلام قبول کرنے کا کرے قتل
اُسکا واجب نہین آگے بطون کا اُسکے حال عالم الغیب کو معلوم ہوگا بقول کسی اُستاد کے شعر تو چہ دانی کہ در سر الش
چیست ❊ محتسب را درون خانہ چہ کار ❊ بمقتضاے فراست ادب آدمیت فضل بھی اپنے مرکب پر سے اُن ہالن
کرتا کود پڑا اور محسن کو گلے لگا کر کہا کہ نہین بھائی مین تجھے خوب جانتا ہون اگر تو بصدق دل اسلام قبول کرتا ہی تو جو
رتبہ اور مرتبہ میرا ہی مین بدل و بجان تجھسے راضی ہو بسم اللہ کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو اور جو کچھ تیرے منظور
ہی تو لیا کہ خداے بزرگ است محسن بن گیاہور بکمال عجز و انکسار زار و زار رو کر کہنے لگا اے بھائی فی الحقیقت
مین ایسا ہی عاصی اور خاطی روسیاہ ہون لیکن اب تیرے اقدام عالی پر اپنا سر رکھتا ہون کہ مجھسے کبھی کوئی
تقصیر اور خطا ہوگی اور کوئی بات تیرے خلاف نہ کرونگا قطعہ گر گنہ کردم و گر عصیان نمودم عفو کن ❊ در گذرانہ کردہ ام
کاخر غلام خانہ زاد ❊ ور نباشم قابل عفو تو اینک طشت و تیغ ❊ کس نمیدارم کہ خواہد خواست از دست تو داد ❊ فضل
نے یہ گفتگو محسن بن گیاہور کی سنکے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا اور وہ بدذات ازراہ مکر و زور کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا
اُسوقت فضل نے اپنے سب بھائیون کی فوج و سپاہ سے پکار کر کہا کہ اے بہادرو یہ سب میرے بھائی تھے اُنکا تو حال
تمنے بچشم خود دیکھا اب تمکو کیا منظور ہی اگر تم حق و باطل مین تمیز کرکے کلمۂ شہادت پڑھو تو یارو وہ سب میرے بجاے
بھائیون کے ہو جو وہان سے تمکو ملتا ہو اُس سے الضاعف یہان حاضر ہی اور میرے ہمراہ عیش کرو اور جسے
نہ منظور ہو وہ جہان جی چاہے چلا جاے آن پنتالیس ہزار سوارون مین سے چالیس ہزار دلیران عرصۂ
کارزار نے تو یہ کہنے کہ اے فضل بن گیاہور خون آشام ہم لوگ قدیم الایام سے غلام مورو ثی اسی سرکار دولتمدار
کے ہین اور آگے بھی رتبہ اور مرتبہ اور عزت اور آبرو اور عقل اور فہم اور لیاقت اور شجاعت اور دلیری
تیری کل امیر اور امرا اور ادنی اعلی رؤساے ملک سنجان سے افزون تر جانتے تھے اور اپنا مالک و ولی نعمت
تجھے سمجھے تھے اور اب تو ہمکو یقین کامل اور اعتقاد بدل ہو گیا کہ تو بڑا صاحب اقبال اشجع روزگار سیدان کارزار ہی
جو تونے کوئی کام کیا ہوگا کچھ اسے اپنے نزدیک بہتر سمجھکر کیا ہوگا وہی باعث تیری ترقی جاہ و دولت اور
فتح و نصرت کا ہی اور لاشک ولاریب دین تیرا برحق ہی پس ہمکو کیا اس مین عذر اور تامل ہی جو طریق خدا پرستی
کا ہو ہمکو ہدایت کر کہ ہم اختیار کرین اور تجھے اپنا پیشوا سمجھ کر پیرو اُسکے ہین فضل بن گیاہور نے کلمۂ شہادت
اُن سبکو باآواز بلند پڑھ کے سنایا اور وہ سب چالیس ہزار سوار بصدق دل کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے اور
باقی ماندہ پانچ ہزار سوار منکر رہ گئے ہوے کہ ہمتو اپنے دین قدیم کو کبھی نہ چھوڑینگے اپنے اپنے
گھوڑون کی باگین موڑ کے سیدھے سمت شہر سنجان فراری ہوے فضل نے چاہا کہ تعاقب اُنکا کرے شاہزادہ

والاتبت نے دور سے ہان ہان کرکے ممانعت کی اور فرمایا کہ ای بہادر بجانے دو ۔ بھاگتے کا پیچھا نہ کرنا بعدازان شادیانے
فتح کے بجوا کے بعظمت وجرأت تمام وشوکت مالا کلام شاہزادۂ عالیمقام مع فضل بن گیا ہور خون آشام بڑی دھوم دھام
سے مراجعت فرما کے داخل چار باغ ملک حرمان دیوکش ہوا ترک جوشن پوش قاتل زنگی مقاتل زنگی
وغیرہ سب سردارون نے شاہزادۂ عالم کو نذرین دین فضل سے ملاقات کی چار طرف ہنگامہ شادی اور غلغلۂ مبارکبادی
بلند تھا اندرون بارہ دری ملکہ گوہر ملک نے تیاری نذرون اور نیازون کی اور سامان جشن کا کیا القصہ
مختصر روز دوم شاہزادۂ عالم مع تمام اپنے سردارون کے دیوان عام مین بصد جاہ وحشمت براجلاس فرما تھا کہ ایک مرتبہ
فضل بن گیا ہور خون آشام نے اپنے آٹھون بھائیون کو بحضور شاہزادۂ عالیمقام طلب کیا اور حسب الحکم سوار بہرام بن ہمان
فضل قیس بن گیا ہور وقیس بن گیا ہور وغیرہ آٹھون بیٹون کو گیا ہور کے پابجولان کیے سامنے لائے اسوقت
شاہزادۂ والاتبت نے انسے پوچھا کہ ای بہادرو یہ تم کہو کہ تمھین فضل بن گیا ہور خون آشام نے بہر زنگی زیر کیا ہی
بالفریب اور اپنے کو اب تم سب کس حال مین دیکھتے ہو حسب الاتفاق جسوقت کہ آٹھون بھائی فضل کے روبرو شاہزادۂ
والاقدر کے آئے اور انھون نے شوکت وشان شاہزادۂ عرش آستان کے دیکھی خود بخود سبکے دلون مین ایک محبت پیدا
ہوئی تھی اور زنگ کفر آئینۂ ضمیر سے ان سبکے یک قلم منحک ہو گیا تھا اس عرصہ مین یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام نے ان سے
جو کہا تو وہ سب بے ساختہ دست ادب باندھ کے ملتمس ہوے کہ ای شہریار لاشک ولاریب تیرا دین برحق اور تو بڑا اقبالمند
اور بلند بخت ارجمند ہی شعر این شجاعت بزور بازو نیست * جز لفضل وتفضل ایزد نیست * معلوم ہوا کہ یہ ساری برکت تیرے
دین متین کی ہی بس جو اور کوئی دین تیرا قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادۂ والانژاد نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا آٹھون بیٹے
گیا ہور کے بصدق دل اور بحسن عقیدت کلمہ پڑھکر مشرف باسلام ہوے اور شاہزادۂ والاتبت نے فرط شادی
وسرور سے لپٹا لیا ہر ایکو اپنے سینے سے لگا کے خلع خلعت کیا اور ہر ایک کو دنگل بیٹھنے کے واسطے مرحمت فرمائے اور
آپ باطمینان خاطر شاہزادۂ والاگہر مصروف جشن ونشاط اور شریک محفل انبساط ہوتا ہی

جبتک دو کلمہ داستان ان پانچ ہزار سوارون کے جو کہ برگشتہ بخت بیابان سے بھاگ کر سمت شہر سنجان گئے تھے
گزارش کیا جاتا ہی

کہ وہ پانچ ہزار سوار نابکار تیرہ روزگار جو بیابان سے سفر در ہو کے گنجاب کے پاس گئے تو ان سیہ بختون نے از ابتدا
تا انتہا سارا حال لیسران گیا ہور کا بیان کرکے کہا کہ ہم خانہ زاد فقط بپاس دین داری اور نمکخواری اپنی جان بچا کے
واسطے اطلاع سرکار کے یہان تک آئے ہین باقی وہان تو سب بیٹے گیا ہور خون آشام کے اور تمام سوار اور عملہ
شاگرد پیشہ نے بدیع الزمان کا کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہوگئے گنجاب نے یہ اظہار ان سوارون کی زبانی
سنکے مانند مار سر دم بریدہ کے پیچ وتاب کھایا اور اپنے ڈاڑھی کو نوچ اور دونون ہاتھون سے اپنا منھ پیٹ کے گیا ہور
خون آشام سے کہنے لگا کہ ای بدذات یہ بربادی اور خرابی میرے گھر کی اور باعث افزونی مال ودولت اور شوکت
وحشمت بدیع الزمان کی تیرے بیٹون کی بدولت ہوئی اگر تیرے سب بیٹے ایسی نمک حرامی کرکے مسلمان ہو جاتے اور
بدیع الزمان سے نہ ساز کرتے تو اسقدر جو فوج اسکے پاس کہان سے ہوتی گیا ہور خون آشام نے عتاب وخطاب
گنجاب سے نہایت ترسان ولرزان ہو کر بکمال عجز وانکسار عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل فی الحقیقت جو کچھ عوض اس
خطاے فاش کے تعذیر غلام کے حق مین سرکار تجویز فرمائین غلام سزاوار اسکے ہی لیکن اتنا امیدوار ہی کہ جسقدر
بیٹون نے تو جو کیا ہی اسکی سزاوار تعذیر عنقریب سرکار سے لینگے کہ غلام نے انکے واسطے کیا کیا اب غلام کو اجازت

ہو کر ایک مرتبہ غلام بھی ذرا جاکے ریشمی اور بہتمتی اُس بدیع الزمان کی دیکھے اقبال عالی سے دعوے تو غلام کو یہ ہی کہ شبیخون
سکے سر کاٹ کر اور سر میدان بدیع الزمان کی مشکین باندھکر غلام آکے سرکار کو متہور دکھائیگا اور اُسکی مرتبہ بدون تصفیہ
سکی بقول شخصیکہ مصرع ع جمع ہون ضدین کب یا وہ نہین یا ہم نہین + غلام اگر میدان سے پھرے تو لقا پرست نہ کوئی غلام
تو کہے سب خدا پرست ہی اور مسلمان غلام کو کہین یہ کہکے اپنی سپر تلوار پکڑکے اُٹھ کھڑا ہوا اور گنجاب سے رخصت ہوکر
باہر نکلا اور لاکھ سوار اور پیادے کی جمعیت سے بہ پشت گرمی گردن پر سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش روانہ ہوا
علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم دستور المعظم گنجاب کا کہ بظاہر متملق لقا پرست معروف اور باطن مرد مسلمان خدا پرست
موصوف علم رمل مین وحید روزگار ہی اُسنے ایک روز قاعدہ علم رمل سے دیکھا تھا کہ بدیع الزمان فرزند دلبند اقبال
ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا تمام ملک باختر کو اسلام آباد کریگا جسوقت اِس وزیر نے حال روانگی گیا ہور خون آشام
کا بہ تہیہ جنگ سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش کے سنا بعد برخاست دربار گنجاب کے اُس وزیر نے اپنے گھر مین
آنکے وقور بن علقمہ نامے اپنے بیٹے سے کہا کہ ای فرزند تو اپنے ہمراہ فوج وسپاہ لیکے شاہزادہ بدیع الزمان عالی جاہ
کی خدمت مین جاکے افتخار کونین اور سعادت دارین حاصل کر اور جہانتک تجھسے ہو سکے اُس شہریار عالیمقدار کے کار
جان نثاری اور سر فروشی مین قاصر نہ رہنا وقور بن علقمہ نے کہا کہ ای قبلہ وکعبہ فدوی کا بھی دل یہی چاہتا تھا کہ کسی ذریعہ
سے زیر اقدام عالی اُس شاہزادہ ذوی الاحترام کے پہونچکے سرخرو سے جاوید ہون یہ کہکے مع چالیس ہزار سوار باپ
سے رخصت ہوا اور سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش روانہ ہوا اثناے راہ مین اپنے جی مین سوچا کہ یون خالی
ہاتھ بحضور شاہزادہ والا صفات جانا نہ چاہیے یہ گیا ہور خون آشام جو کچھ کہ خزانہ اپنی فوج کے صرف کے لیے
ہمراہ لیے جاتا ہی اُسکو اگر کوئی گھات بن پڑے تو اپنے قبضہ مین لاکے بطور نذر اور پیشکش کے بحضور شاہزادہ
بدیع الزمان لیجاؤن بس یہ پیش خود تجویز کرکے ہمشیرہ دلیران فوج آدھی رات کے عمل مین چالیس ہزار سوار سے
لشکر گیا ہور پر شبخون مارا اور تمام خزانہ اپنے قبضہ تصرف مین لاکے شادان وفرحان بخدمت شاہزادہ والاشان
روانہ ہوگیا اور لشکر گیا ہور مین تا طلوع آفتاب آپس مین کشت وخون ہوتا رہا اور خوب تلوار چلی جبکہ روشنی صبح
کی بخوبی ہوگئی ایک ایک نے ہاتھ کھینچا اور بعد تحقیقات یہ ثابت ہوا کہ وقور بن علقمہ اضطرلابی نے شبخون مارا
اور خزانہ لے گیا گیا ہور خون آشام نے یہ حال شبخون مارنے اور خزانہ لیجانے وقور بن علقمہ اضطرلابی کا گنجاب
کو لکھ بھیجا گنجاب وہ عرضی گیا ہور خون آشام کی پڑھکے علقمہ اضطرلابی سے بہت آزردہ ہوا اور کہا کہ جب
تیرے بیٹے سے ایسی حرکت ناشائستہ اور نمک حرامی ہو تو اور کسی سے کیا توقع ہی علقمہ اضطرلابی نے جواب دیا کہ
ای گنجاب تو پیغمبر مرسل ہیجدہ ہزار سلک باختر کا ہی جس حالت مین کہ پیغمبر زادی یعنی تیری بیٹی اور خداوند لقا کی بہو ملکہ
گوہر ملک جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ خداوندزادے کی منگیتر پسر حمزہ کے ساتھ رابطہ دوستی اور اتحاد بہم پہونچاکے
مسلمان ہو جاے تو میرا بیٹا اگر مجھسے منحرف ہوگیا اور بدیع الزمان کا شریک ہوکر مشرف باسلام ہوا تو اس مین میرا
کیا قصور مین کیا کرون مین بھی تیری طرح سے مجبور ہون گنجاب نے یہ گفتگو علقمہ اضطرلابی کی سنکے بہت پیچ وتاب
کھایا اور لاجواب ہوکر رہ گیا وہان وقور بن علقمہ خزانہ گیا ہور خون آشام کا اپنے ہمراہ لیے جسوقت قریب دروازہ
چار باغ پہونچا ایک عرضی بدین مضمون کہ خانہ زاد باستدعاے جبہہ ستائی صبہ فلک تکریم ملایک مقیم بمشورہ واجازت
والد بزرگوار امیدوار باریابی بارگاہ اور زیارت اقدام عالی کا ہی آئندہ جیسا ارشاد ہو بجا لاے لکھکر ایک
اپنے معتبر خاص کے ہاتھ مرجان تیز رفتار کے پاس بھجوادی اور مرجان نے وہ عرضی لیجاکے بنظر اقدس شاہزادہ

بدیع

نامور گذرانی شاہزادۂ عالم جرأت اور فتوت اور حسن عقیدت اور خلوص نیت پر فور بن علقمہ کی غور فرما کے اپنے دل مین نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا کہ بسم اللہ و فور بن علقمہ کو باعزاز و اکرام تمام جلد لاؤ چنانچہ حسب الحکم و فور بن علقمہ کی شاہزادۂ والا رتبت سے ملازمت ہوئی اور شاہزادۂ عالم نے بکمال عطیات خدا وندانہ کرسی نشینی کو مرحمت فرمائی و فور نے وہ چھکڑے خزانے کے پیشکش کیے شاہزادۂ والاشان نے فوج اور سپاہ کو تقسیم کر دیے بعد ازان وہ شاہزادۂ عالیمقدار بہ تہیہ رزم و پیکار گیا ہور خون آشام کے جنگی پوشاک پہن اور تمام سلاح اپنی ذات پر آراستہ و پیراستہ کر کے ملکہ گوہر ملک کے پاس تشریف لایا اور ملکہ کو بہت سمجھا کے اور دلجوئی کر کے قاتل اور مقاتل زنگی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ ای بہادرو تم اپنے اسی ہزار سوارون سے اسی باغ مین بخدمت ملکہ گوہر ملک حاضر رہو اور سوارون کو واسطے حفاظت اور خبرداری اور ہوشیاری کے گرد و پیش باغ کے متعین رکھو اور تاکید کہہ دو کہ کوئی غافل نہ رہے القصہ یہ گفتگو کر کے شاہزادۂ عالیمقام مع فضل بن گیا ہور خون آشام اور قیس بن گیا ہور و لیس بن گیا ہور وغیرہ اور ساٹھ ہزار سوار ہمراہی فضل اور چالیس ہزار ہمراہی اُسکے نو بھائیون کے ہمراہ لیے سمت لشکر گیا ہور خون آشام روانہ ہوا اور پانچ کوس جا کے جہان پیش خیمہ استادہ تھا وہان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور گرد و پیش تمام میدان مین لشکر فیروزی اثر شاہزادۂ نامور کا اُترا پر کار رہا سے لشکر کفر و ضلالت نے یہ خبر نزول اجلال و ورود اقبال فرمانے فوج دریا موج شاہزادۂ عرش آسمان کی جا کے گیا ہور خون آشام کو پہونچائی گیا ہور نے نہایت درہم و برہم ہو کر حکم دیا کہ اب توقف اور تامل کرنا کیا ضرور اسی وقت طبل جنگ بیدرنگ بجاؤ وا ایک مرتبہ لشکر کفار مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی یہان شاہزادۂ والا رتبت بدیع الزمان جو اپنی بارگاہ مین بیٹھا تاج دیکھ رہا تھا سنتے ہی جاسوس تیز رفتار حاضر آکے زمین ادب کو بوسہ دیا اور بعد دعا و ثناے شاہی پکارا کہ شاہزادۂ عالم کی عمر دراز ہو لشکر گیا ہور خون آشام مین طبل جنگ بجا اور صبح کو وہ کافر بد کردار سے میدان کارزار ہوگا شاہزادۂ عالیمقام نے بمجرد استماع اس کلام کے فرمایا کہ شعر سخن بہم زشمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سرِ ما از نصیب ٭ جو نوشتۂ تقدیر ہے وہ بعرصۂ ظہور آیا اور آئیگا اِس مین فکر و تردد و معنی بیجا ہے لہٰذا بفضل ایزدی اور تائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی یہ طبل جنگ حسب الحکم اُس والاشیم کے فوج اسلام مین بھی صداے کوس حربی اور نعرہ ہاے رزمی بلند ہوئی غازیان دین دار اور مجاہدان نبرد شعار آمادۂ مرگ حیات سے قضا ہو کر عزیز و اقربا و یگانے بیگانے باہم مصافحہ اور معانقہ کر کے ہم دوش و ہم آغوش ہو کے کہتے تھے کہ یار دوشب حاملہ است فردا چہ زاید شعر

زمانہ گر اساز گاری کند ٭ ستارہ بجانب گر یاری کند
گر اندکہ فردا چہ خواہد رسید ٭ ندیدہ کہ فردا چہ خواہد رسید
درانداختہ گردن گشتان کہ بیک ٭ گر فردا یکایک گرد د فلک
گرا تاج اقبال بر سر نہد ٭ گر اکنت تابوت بر دو زند

بہادران عرصۂ کارزار و دلاوران نامدار اپنے آلات حرب کو دیکھنے بھالنے لگے تلوار دن بھون تیغون کو سان پر چڑھایا سپرون زرہون چار آئینون خود دستانون کو درست کیا ناقص ناقص تیرون کو نکال ڈالا اچھے اچھے تیرون کو ترکشون مین بھرا الغرض تیاری سلاح کی بدرجۂ اتم ہو گئی تھی طرفین سے لشکرون مین طلایہ پھرتے تھے آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند تھی تمام رات جاگ اور چہل پہل رہی اب وہ وقت آیا اشعار

لگے ہونے معدوم سے تارے سنان ٭ چھپا نور مین جادۂ کہکشان
ترخ شمع انجم پر زرد سے ہوا ٭ لباس فلک لاجوردی ہوا
سو ذن اذان سے ہوئے پر دمند ٭ ہوئی بانگ اللہ و اکبر بلند
مسیحا نفس تھی نسیم وزان ٭ اٹھے بوئے مسلم کے اٹھ گیا اذان

یعنی نسیم سحر وزان ہوئی اور درختان پر شگفتہ درختان میوہ دار پر طایران خوش الحان زمزمہ سنج ہوئے شہر دلیران جنگی بآئین جنگ ٭ کشیدہ برمرکبان تنگ تنگ ٭ دونون لشکرون مین کمربندی ہونے لگی

لگی مرجان تیز رفتار نے پایہ سعادت والا مرتبت شاہزادہ کو بوسہ دیا شاہزادۂ عالم نے آنکھ کھولکر پوچھا مرجان رات کتنی باقی ہوگی اُسنے
عرض کی شاہزادۂ عالم نماز کا وقت ہے اور فوجین طرفین سے کمربندی کر چکی ہین اب نکلا چاہتی ہین فرمایا کہ اچھا پانی وضو کے واسطے
لاؤ فراش آفتابہ چلاچی لیکر حاضر تھا آپ نے اُٹھکے وضو کیا منہ ہاتھ دھویا دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہوکر پوشاک پہنکر سلاح
ذات اقدس پر آراستہ کیے اور باہر برآمد ہوکر اپنے مرکب پر سوار ہوے چپ و راست سے فضل بن گیاہور خون آشام اور
سب بھائیون نے اُسکے آگے مجرا کیا اور شاہزادۂ عالیمقدار مع اپنے تمام رفقاے جان نثار اور دلیران نامدار سمت میدان
کارزار رونق افزا ہوا تیرداروں نے آکے آگے بڑھ کے جھاڑی جھنڈی بیسہ ان کی کاٹ کر ہموار کر دیا بیلچہ داری
کرنے لگے بہادروں نے آکے کھیت کر لیا شعر

چو سد سکندر بصف آراستند　　ز چار آئینہ مدعا خواستند
علمہاے سر کشیدہ چو سرو　　ہوا شد خوش آئندہ بال تذرو
ز نقارہ آوازہ آمد برون　　کہ گردون دون است دون است دون
حضیض زمین چون فلک شد بلند　　سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود

بمیدان رسیدند مردان کار　　فراہم شدند آن یلان ہر دیار
از آیات ایوان قضاے جہان　　نمایان چو طاوس باغ جنان
نگاہ دلیران در رنگ تاز بود　　سر وارہ دل ہوشمند نبود
ز آمد شد لشکر بیقیاس　　زمین در تزلزل فلک در ہراس

آسمان تمام گنبد لا گنبد لا سورج کے منہ پر زردی چھائی ہوئی
کرہ ہوا کرہ خاک اندام زمین رعشہ دار نظر آتا تھا ہزاروں سقے طرفین سے آبپاشی پر جھکے ہوے گرد و غبار کو بیٹھا رہے تھے
چار گھڑی مین یا رہے وہ گرد و غبار فرد ہوا اور اب ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا اُسوقت نقیبون نے نکلکر میمنہ میسرہ
قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول جو دھون صفین بآئین بہین آراستہ کر دین اور میدانیون اور
گرگتیون نے میدان مین نکلکر نیب دی ای بہادران بکوشید تا جامہ زنان نپوشید شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ہر دون
کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ہے یکبارگی گیاہور خون آشام اپنے مرکب کو چمکا کے ناف میدان مین آکے قائم ہوا اور پشت اپنی
سمت لشکر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کرکے منہ اپنا جانب قیطول لقاے مشرک خدا کیا اور جھٹ پٹ گھوڑے
پر سے اُترکر زمین پر سر بسجود ہوکر پکارا یا خداوند یا خبر تو وقت مدد ہے اور مٹی وہان کی اپنے ماتھے سے لگائی پھر مرکب
پر سوار ہوکر جانب لشکر فیروزی اثر شاہزادۂ والا قدر مخاطب ہوکر پکارا ای فرقہ خدا پرستان وزیر دستان ہمراہیان
بدیع الزمان از شما کرا آرزوے مرگ است کہ آید بمیدان جنگ ابھی پورا کلمہ اُسکے منہ سے نہین نکلنے پایا تھا کہ اس طرف
بھی سب نے دیکھا علمداروں نے علموں کو جلوہ گری دی اور فضل بن گیاہور خون آشام نے اپنا مرکب بڑھا کر فوج
سے نکالا اور بحضور شاہزادۂ والا مناقب آکے رخصت طلب ہوا شاہزادۂ عالیمقدار نے فرمایا ای بہادر جا بخدا اے لایزال
سپردیم فضل بن گیاہور خون آشام اجازت شاہزادۂ عالیمقام سے لیکر سراپا دکھلاتا بمقابلہ اپنے باپ گیاہور خون آشام
کے ہمتنگا و رہو اگیاہور نے فضل کو بہت سی نفرین کی کہ ای ننگ خاندان عاق پدر تو خداوند لقا سے منحرف ہوگیا
تجھے تو اگر ایک بیٹی میرے پیدا ہوتی تو وہ خوب تھی تیرا مار ڈالنا مجھے واجب پڑا اسی فضل نے لقا پر لعنت کرکے جواب دیا
کہ بس رتبہ خوردی و بزرگی ہو چکا اب زیادہ کوئی کلمہ بیجا زبان سے نہ نکالنا یہ محل گفتگو نہین شعر زبان درکش و تیغ کش
از علاقہ کہ وقت سخن نیست احاسے معاف ۔ گیاہور خون آشام یہ کلام فضل کا سنکے مارے غیظ و غضب کے اپنے
ہونٹھ چبانے لگا اور زمانہ اُسکی نظروں مین تیرہ و تار ہو گیا اُسوقت یہ کہنے لگا کہ ای دشمن خداوند و ای ننگ خاندان
نالائق یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کر دیا بس ہوشیار ہو جا اور اپنے مرکب کو ملا کر بقوت تمام شمشیر کو نیام سے کھینچکر بر سر فضل
ایک وار کیا فضل نے بچستی و چالاکی سپر کو منہ کی پناہ کیا تھا مگر تلوار کا کام کاٹنا ہی خصوصاً ایسے زبردست کے ہاتھ
کی ضرب شمشیر گیاہور کی سپر کو کاٹکر خود پر گری اور خود بھی قلم کرکے کاسہ سر کو چار انگل کاٹ لئی فضل نے دستانہ

دستانہ

ارا تلوار تو جھنا کے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی بھکر فضل کے منھ پر آئی قریب تھا کہ فضل کو غش طاری ہو شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا رتبت نے جو فضل کو زخم کاری کھائے حالت غش مین دیکھا اکبار اپنے رہوار کو تیز رفتار کرکے برابر گیا ہو رکے پہونچا اور فضل سے کہا کہ ای بہادر تو ابچار باغ مین جا کے معالجہ زخم مین مصروف ہو مین جواب تیرے حریف کا بخوبی دے دیتا ہون یہ کہکے گیا ہو رسے باواز بلند فرمایا کہ باش ای کبر غیور گیا ہوں ابتک حریف تو رسیدیم لاضرب امردان عالم گیا ہو رخون آشام شاہزادہ عالیمقام کو اپنے مقابلہ اور مجادلے مین الے دیکھا نیزہ پکڑ کر تیز آیا اور پکارا کہ مصرع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ای بچرخ تیرہ روزگار تو نے یہ کیا حرکت خلاف ادب کی کہ پیغمبر زادی اور ملکہ آئینہ یہ کہ سنگیر خداوندزادے جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ کی ملکہ گوہر ملک کو اغوا کرکے بفریب اینہ در سحر چار باغ مین لاکے اپنا ہم صحبت کیا ہی اور کچھ قہر خداوندی اور عتاب پیغمبری سے اپنے دل مین تجھے خوف نہ آیا حالانکہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت رہ وی شاہزادہ عالیمقدار نے یہ گفتگو گیا ہو رکی سنکے جواب دیا کہ ای علیہ اللعن والعذاب گیا ہو رتو کیا کہتا ہی اور بیتر القا ہوک پا یہ خرس یاوہ دیدہ ضلالت کیا اصل رکھتا ہی اسوقت بہتر تیرے حق مین یہ ہی کہ اگر تو ایسی زیست چاہتا ہی تو اس مشرک خدا پر لعنت کر کے ملت بیضا دین اسلام کو قبول کر ورنہ اس طرح اور اس ذلت و خواری سے تو مارا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے اشعار بین اینجا پئے رزم و جنگ آمدیم نہ از بہر نرم و درنگ آمدیم × گران ہر اگر آبار سر بر تن است × بگیرم عنانش بدست من است × گیا ہو رہ یہ تقریر شاہزادہ والا توقیر کی سنکے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا نہایت درہم اور برہم ہو کر وہی نیزہ جو ہاتھ مین تھا سینہ بے کینہ پر شاہزادہ نامور کے مارا شاہزادہ عالیشان نے سنان نیزہ کو سنان نیزہ پر کاٹھ لیا اور شرارہائے آتشین مانند گلہائے آتشبازی کے دونون نیزون کی سنانون سے پیدا ہوئے اور اب طرفین سے نیزہ وری شروع ہو گئی اشعار

ہوئے اور اب طرفین سے نیزہ وری شروع ہو گئی اشعار	دو نخل اجل ہر دو را مرگ بار	سنان چون زبان ونئے نیزہ مار
عنان نیزہ با نیزہ آمیختند — سنان یک بدیگر در آویختند	کہ بر ہم نہ پیچید زان گونہ مار	ثعبان را چنین کہ بود کارزار

ساٹھ ساٹھ طعنین نیزے کی باہم رد و بدل ہوئین بعض از ایک مقام پر شاہزادہ ذو الاحترام نے نیزہ گیا ہو رکا کاٹھ کر ایک ان دی کہ صاف وہ نیزہ ہاتھ سے گیا ہو رکے مانند ہوائی آتشبازی کے ہوائی ہو گیا ہو رخون آشام نے اپنا نیزہ نکل جاتے دیکھ کر دونون ہاتھ قاش زین پر دے مارے اور یہ کہکے کہ ای بدیع الزمان غضب کیا تو نے میرے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کر دیا مگر دیکھ کیا تیغ آبدار میرے قبضہ اختیار مین ہی کہ اگر بر سر کوہ مار بیٹھون تو تہ زمین جاکے بوسہ دے خبردار ہو جا یہ کہنا کہ خبردار نہین کر دیا تھا اور تیغے کا ایک وار بر سر اقدس شاہزادہ والاتبار کیا ہر چند کہ نگاہ شاہزادہ عالیجاہ کی اسی طرف لگی ہوئی تھی مگر شنیدنی شود دیگر از قضا و رضا سے کسی کا چارہ نہین شاہزادہ عالم تو اس خیال مین تھا حسب اتفاق تلوار گیا ہو رکی شاہزادہ عالی وقار کے رہوار کی آنکھ پر پڑی اور رہ گیا رہوار وہ گھوڑا تڑپ کر جاتا تھا کہ سکندری کھا کے گرے شاہزادہ والا قدر مرکب کو سنبھالنے لگا اس عرصہ مین گیا ہو رنے دوسری ضرب تیغ آبدار کی بر سر شاہزادہ عالی وقار لگائی کہ ایک زخم دامن دار سر مطہر پر اس ہوش افتادار شاہزادہ نامدار کے لگا اور خون جاری ہوا اس اثنا و دوران شاہزادہ عالیشان نے بسرعت تمام رومال سے خوب اپنے سر اقدس کو مستحکم باندھکر تیغ طیموریث دیو بند کو نیام سے کھینچا اور اسی حالت زخم داری مین مرکب کو چمکا کے تیغہ گیا ہو رکے سر پر لگایا گیا ہو رنے سراسیمہ ہو کر سپر کو پناہ کیا تھا لیکن تیغ طیموریث دیو بند نے سپر کو مثل قرص پنیر دو ٹکڑے کر دیا گیا ہو رنے جلدی سے اپنے دونون پانون رکاب سے نکالکے زین خالی کر دیا اور کفل مرکب پر آرہا تیغ آبدار نے گیا ہو رکے گھوڑے کے دو ٹکڑے کرکے زمین پر جاکے بوسہ دیا ایک طرف تو گھوڑا خاک پر گر کے تڑپنے لگا اور ایک طرف گیا ہو رزمین پر منہ کے بل گرا اور پھر سنبھل کے اپنی فوج و سپاہ سے باواز بلند کہنے لگا کہ ان جنگ مغلوبہ کردہ وادر ساتھ اسکے لشکر کے خیل خیل زیل زیل پیچھے پیچھے فشون فشون دستے دستے گروہ گروہ انبوہ انبوہ فوج کفار لعین اور اعدائے دین ہمراہیان گیا ہو رسپر بتن تلوارین بلند کرکے چلے اس طرف سے بھی قریب لاکھ سوار ہمراہیان فضل اور برادران فضل کے لشکر کا ایک آمادہ کارزار آئے دیکھکر جھٹ پٹ جیسا کہ غٹ پٹ ہو گئے اشعار ہے غول کے غول اور غٹ کے غٹ ہوگئے مومن و گبر باہم لپٹ

پیادے وہ نکلے ہر سمت سے ہوئے سوارون نے کلّے لٹکے ہوئے
لگے پٹنے سر وائے وہ دھول دیے سر کے بال اپنے علمون نے کھول
فلک پر ہوا پھر غبار آئینہ تھا حیرت کے عالم مین چار آئینہ
سوا کوچۂ زخم تھی وہان نہ راہ نہین سایۂ تیغ جاے پناہ
وفور حرارت تھا شور عطش کماندار ترکشون مین تھے چلہ کش
لیے نیزے ہاتھون مین سب نیزہ دار پرے باندھے کرتے ہوے انتظار
ہوئے حملہ ور سب یل ارجمند زرہ پوش اور چار آئینہ بند
چلے تشنۂ خون یہ تیر و تفنگ کہ تھا دہر مین عرصۂ زیست تنگ
کہین پیش قبضو نکے ہولے چلے کہین حلق بسمل تھے خنجر تلے
گئی اُڑ کسی کی تھی گولی سے ناک لگی تھی کسی کے کلیجہ پہ سانگ
گرا کھا کے برچھا کوئی شہسوار کسی پیادے نے ڈالا افسر کھار
لگا لیس کسی فیل کے جا کے بان ہوائی لگی اُڑ گیا فیلبان
بنا کوئی دولہا جوان حسین گلے مین پڑین بدھیان زخم کی
پڑی ہر گلے مین کسی کے کمند کسیکا جدا تیغ سے بند بند
ہوئے گرز سے کتنے پیوند خاک تبر سے ہوئے کشتون کے سر چاک
پھٹے کتنے گھوڑون کی ٹاپون سے سر گرے کتنے ہاتھی کے پانون سے مر
تڑپتا تھا زخمی کوئی ریت مین تڑپ کہتا تھا کوئی کسی کھیت مین
ترائی مین خون کی پڑے جیسے شیر ہزارون تڑپتے تھے مرد دلیر
ہزارون تھے نامرد روتے کھڑے چھپے کتنے لاشون مین اندھے پڑے
کوئی باپ کی لاش پر رو رہا کوئی غم مین بیٹے کا جی کھو رہا
لیے سر چچا کا کوئی خستہ حال بھتیجے کے لاشے پہ کوئی نڈھال
رنڈاپا بہن کا کوئی یاد کر کھڑا رو رہا تھا بہنوئی کی لاش پر
کوئی زخمیون کی کمر کو ٹٹول لیے جاتا ہمیانیان کھول کھول

ہوا عرصۂ حشر میدان جنگ شہادت کی جی مین تھی سب کے اُمنگ
ملے باصد افسوس جھانجھون نے ہاتھ اُڑی گرد دن ہو گیا جیسے رات
بنی آنکھ زرہون کی ہر ایک کڑی لگائے ہوئے ٹکٹکی تھی پڑی
وہ اُس دن کی دھوپ اور وہ تاب آب سوا نیزے پر تھا مگر آفتاب
جوان قبضۂ تیغ کو چوم چوم سپر منہ پہ رکھ کر گرے جھوم جھوم
ملا گھوڑون کی باگین اور سم سے سم سُرین سے سُرین منہ سے منہ دم سے دم
سوارون نے بڑھ بڑھ کے پیچ و تاب ملا دین رکابون سے باہم رکاب
اُدھر سے گئی گولی سن سے نکل ادھر آیا خون ریز تیر اجل
کسی کے قرولی تھی کاری لگی جگر پر کسی کے کٹاری لگی
لگی گولی کوئی گرا گھومتا کوئی کھا کے برچھی گرا جھومتا
علمدار کوئی کہین ہو کے لنگ علم ہاتھ مین تھا گرا ایک النگ
کہین گر گئی سقہ گرا تیر کھا بندھے مشک پانی کی جا خون تھا
لگی مہندی ہاتھ مین گنگنا بندھا لیے منہ پہ سہرا اکھا جوان کا پڑا
ہزارون کے بلم تھے سینون سے پار ہوئے برچھیون سے بہت دل فگار
بہے ناک سے خون ہو بیچ کہین نکل آئے منہ سے کلیجے کہین
کسی کو دیا پھینک ہاتھی نے چیر کسی کو دبا بیٹھا گھوڑا شریر
ہوئے دست و بازو کسی کے قلم سسکتا کوئی توڑتا کوئی دم
کسی کو غش آیا کہین دیکھ خون کوئی بھاگنے مین گرا سرنگون
نکلتی تھی پیاسون کی پانی پہ جان دکھاتے تھے منہ کھول سوکھی زبان
کوئی بھانجے کے لیے پر الم کوئی ماموں کے غم مین با چشم نم
کوئی لاش داماد پر نوحہ خوان کھڑی ہوئی رانڈ بیٹی جوان
کوئی سالے کی لاش پر گر پڑا گرا کیا تھا دکھاؤ لگا ابی کو جا
ہزارون تھے گھوڑے سے گر کر پڑے پڑے دوڑتے پھرتے تھے ہر طرف

زبردست قوی بازو کہ جنگی تلوار دن پر جا الگی رکھنے کی نہ تھی خدا کی پشت پناہ سے دس دس بیس بیس کفارون کو اکیلی گھو لینے کیطرح چار طرف جمع تھے مانند انگلیون کے ناخونون کے سر کاٹ کاٹ کے خاک مین ملا دیتے تھے لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ مردے پر مردے گرتے جاتے تھے کشتون کے پشتے لگ گئے تھے بازار ملک الموت گرم تھا کوئی کوچہ حفظ و امان نہین نظر آتا تھا بجز کوچہ زخم کے وہان بھی بجز مرغ روح بسمل کا گذار نہ تھا اور کوئی گوشہ عافیت سوائے گوشہ کمان کے نہین ملتا تھا اسوقت از بسکہ سر از طہر شاہزادہ بدیع الزمان نامور سے بسبب زخم کاری کے خون بشدت نکل گیا تھا اور کثرت سعی و کوشش اور شمشیر زنی سے ضعف بدرجۂ اتم ہو گیا تو حالت غش کی طاری ہونے لگی اُس حالت مین اُس والا ہمت نے تلوار کو میان مین کرکے اپنے دونون ہاتھ گھوڑے کے گلے مین ڈال دیئے اور بے ہوش اور خود فراموش ہو گیا اُس مرکب باد رفتار نے جو اپنے راکب کو یہ حال دیکھا خدنگ سنان کرتا جو کوئی برابر آگیا اسکو نیش ندان مار کے ٹاپون سے اُڑا دیا جس کسی نے آگے سے سدراہ ہونے کا ارادہ کیا اسی سے پکڑ کے پچھاڑا الغرض اسی طور سے میدان رزمگاہ

سے صاف نکلا ہوا سمت صحرا جاتا ہی یہان فضل بن گیا ہور خون آشام کی فوج نے جھریٹ کیا اور شکست فاش ہوگئی اُسوقت حالت زخم داری مین فضل پس پا ہو کے چار باغ ملک حالان دلکش مین آیا اور دروازے کو مقفل اور سد و در کر کے چار سمت فصیل پر توپین چڑھوا دین اور قیلبند دروازے پر تیل کے کڑھاؤ گرگ کے ہوئے ہنڈیان بارود کی بلے ہوئے کچھ گولا انداز سرخ سرخ سنہری صبح کی پتیان سرون پر اور سرخ سرخ بیچنی کاسنی جھنگے کمرون سے باندھے مُہرے اُن توپون کے سیدھے کیئے ہوئے ہتابین روشن کیئے ہاتھون مین لیے ادھر ادھر ٹہلتے پھرتے تھے اور انتظام باغ باطمینان تمام کر کے فضل بن گیا ہور خون آشام اب معالجہ زخم مین مشغول ہوتا ہی

شمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان والاشان سے گذارش کی جاتی ہی

گروہ راہوار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کو لیے ہوئے قریب دس بارہ کوس کے فاصلہ پر نکل گیا اور ایک میدان وسیع الفضا اور صحرائے فرحت افزا مین جا کے وارد ہوا کوسون تک سبزہ دوب کا فیروزہ گون عشرت فزا کہ طراوت اسکے آنکھون مین چبھی جاتی تھی دیکھکر ازبسکہ دو شبانہ روز کا بھوکھا اور پیاسا تھا چراگاہ مین گھاس کھانے لگا اور جب خوب پیٹ بھر کے گھاس کھاچکا تو پانی کی تلاش مین سامنے ایک نہر آب پانی اُسکا شیرین بیحد صاف اور شفاف تھا بسیماب موج مار رہا تھا اُس نہر کے قریب گیا کنارے پر پانی پینے لگا جب پانی پی چکا تو یہ بھی ایک معمول ہی کہ گھوڑا پانی پینے کے بعد پھریری لیتا ہی اُس گھوڑے نے جو پھریری لی تو شاہزادہ عالیمقدار اُس راہوار کی پشت پر سے جدا ہو کے نہر مین گرا اور یہ لختے خون کے جو اسکے بدن پر جم گئے تھے وہ لجہ و لطمہ سے پانی مین مخلوط ہو کر بہنے لگے حسب اتفاق اُس صحرا مین خواجہ آشوب سوداگر فروکش تھا اُسوقت لب نہر وہ اپنے خیمے مین بیٹھا سیر اُس نہر کی کر رہا تھا کہ یکایک پانی مین اُس نہر کے ایک لکیر خون کی نمودار ہوئی دم بھر بعد زیادہ خون اور پانی مخلوط نظر آیا خواجہ آشوب نے آمد آمد خون کی اُس نہر کے پانی مین دیکھکر اپنے خواص اور خدمتگارون سے کہا کہ بارہا مین نے تم سبھون سے تاکید تمام ممانعت کردی ہی کہ نیل گاو اور گوزن اور چیتل اور غزالان صحرائی جو اس چراگاہ مین نہر کے کنارے پھرا کرتے ہین پانی پینے کو آتے ہین خبردار کوئی انکو صید نہ کرنے پاوے اور تم کسی کو نہین منع کرتے ذرا جا کے دیکھو تو یہ کسی جانور کو شکار کر کے اس نہر کے کنارے ذبح کیا ہی کہ خون اُسکا بہتا چلا آتا ہی حسب الحکم اپنے آقا کے دو ایک خدمتگارون نے جو وہان جا کے دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ وجیہ و شکیل سہی صولت آفتاب طلعت شعر

مہ نوجبین چہرہ ماہ کمال ۔ وہ ماتھے پہ بکھرے ہوے سر کے بال ۔

سراپا نور زخمون سے چور لگا دھڑ اور سر تو پانی مین اور کمر سے نیچے کا بند لا اور دونون پانون نہر سے باہر خون مین آغشتہ زخمہاے کاری سے مثل تختہ لالہ ارغوان شگفتہ بیہوش اور خاموش از خود فراموش پڑا ہی آن خواصون نے خواجہ آشوب سے بیان کیا کہ خواجہ سلامت کوئی جانور تو نہین ہی مگر ایک نوجوان بہت خوبصورت نہین معلوم کہ کسی ملک کا بادشاہ یا کوئی شاہزادہ آسمان جاہ یا کوئی سوداگر بچہ ہی کسی سے زخمی ہو کر لب نہر آگرا ہی یا فرقہ قطاع الطریق نے اُسے بطمع زر تلوار سے مار کر یہان ڈال دیا ہی اور آپ مال و اسباب اُسکا لیکر چلے گئے ہین اُسی کے جسم سے یہ خون جاری ہی اور وہی خون نہر کے پانی مین ملا ہوا چلا آتا ہی خواجہ آشوب یہ نقل سنکر اُسی وقت بیتابانہ اُٹھ کھڑا ہوا اور وہان جا کے شاہزادہ عالم کو باین ہیئت کذائی دیکھکر اپنے جی مین سوچنے لگا کہ یہ شخص تو کوئی بڑا جلیل القدر عالی خاندان کچھ صورت آشنا معلوم ہوتا ہی شاید اسے مین نے کہین دیکھا ہی ناگاہ نگاہ خواجہ آشوب کی جو مہر نگین انگشتری شاہزادہ والا گوہر پر جا پڑے تو اُس مین نام شاہزادہ عالیمقام کا پڑھ کے پہچانا کہ یہ شاہزادہ انجم گروہ گردشکر شکن صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان ہی گھبرا کے خواصون خدمتگارون سے حکم دیا کہ جلد پلنگ تو اٹھا لاؤ اور وہ سب خدمتگار خواص جھٹ پٹ خیمے مین جا کے ایک پلنگ لائے اور خواجہ آشوب نے بیچ چند خدمتگارون کے نہر مین گھس کے بڑی احتیاط سے شاہزادہ عالم کو پانی سے نکالا اور تمام خون کو جسم اطہر کے اپنے ہاتھ سے دھو کر اور خوب صاف کر کے بسہولت تمام پلنگ پر لٹایا اور اپنے خیمے مین لایا سعید نامے ایک جراح شہر سنجان کا رہنے والا جسنے خواجہ آشوب کے پاس مدت رکھا تھا اور ہزارون سلوک اور صدہا احسانات خواجہ آشوب کے اُسپر تھے اسکو بلا کے پچاس ہزار روپے دیے اور شاہزادہ

والاشان کے زخمون مین ٹانکے دلواکے مرہم کی پٹیان چڑھوادین اور اس جراح سے اقرار کیا کہ اگر تو اس والا رتبت کو جلد اچھا کر دے تو مین کمال ممنون تیرا ہونگا اور بہت سا سلوک کرونگا چنانچہ جسوقت زخمون پر مرہم کی پٹی رکھی گئی اور دھونے اور پاک کرنے کے باعث سے طراوٹ اور ہوا دماغ مین پہونچی تو آنکھ شاہزادہ عالم کی کھل گئی اور اُسنے دیکھا کہ ایک پلنگ پر پڑا ہون اور گرد و پیش میرے کچھ لوگ جمع ہین اور سرہانے میرے ایک مرد بزرگ تاجر وضع اشک ریزان نہایت مغموم اور پریشان بیٹھا بنظر حسرت و محبت مجھے دیکھ رہا ہے شاہزادہ عالم کو پہلے تو ایک تحیر تھا کہ ہین یہ کیا معاملہ ہے مین یہان کہان بعد ازان خیال آگیا کہ شاید مین میدان رزم مین گیا ہون خون آشام کے ہاتھ سے زخمی جو ہو گیا تھا تو حالت غش مین گھوڑا امیر یہان لے کے آیا ہے یہ سمجھ کر اُٹھ بیٹھا خواجہ اُسوقت نہایت شادان ہو کر بولا کہ کہیون صاحبزادے مزاج مبارک کیسا ہے شکر ہے خدا کا کہ آپ کو مین نے ہوشیار ہوتے دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا کہ آپ کون بزرگوار ہین اور مجھے یہان کون لایا خواجہ آشوب نے سر سے پانون تک تصدق ہو کر کہا کہ مرشدزادہ عالم میرا نام خواجہ آشوب مشہور ہے اور مین ہمراہ سلطان صاحبقران کے پردہ قاف سے آیا تھا اور امیر با توقیر نے از راہ بندہ نوازی مجھے اپنی زبان مبارک سے بھائی اپنا فرمایا اور دستار بدل کی ہے مین نے کنارہ جدول آب کے حضور کو دیکھا اور آپ کی مُہر نگین سے مین نے آپ کو پہچانا کہ آپ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند دلبند قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے ہین جب وفور دعوے عبودیت اور جوش محبت سے مین یہان اپنے خیمہ مین حضور کو اُٹھا لایا اور جراح کو طلب کر کے ٹانکے لگوائے مرہم کی پٹیان چڑھوائی ہین شاہزادہ با اقبال یہ حال سُنکے نہایت خوش ہوا اور بہت سی تعریف خواجہ آشوب کی کی یہ تو وہان رونق افزا ہے اب حال اُس گیا ہور خون آشام کا بیان کیا جاتا ہے کہ گیا ہور نے ایک عرضی بدینمضمون کہ ای سیمبر پرسل میدان جنگ مین بوقت مقابلہ بدیع الزمان میرے ہاتھ سے زخمی ہو کر کسی سمت کو نکل گیا ہے اور وہ نالائق فضل بیٹا میرا بھی میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور بھاگ کر چار باغ مین چھپا ہے مین اس تدبیر مین ہون کہ فضل کو چار باغ مین گھس کر گرفتار کرون اور ملکہ گوہر ملک کو مع اُسکی خواصون اور تمام ملازمون کے اسیر اور دستگیر کر کے یہان سے سوار کرادون اور محل مین پہونچادون لہذا امیدوار ہون کہ تو حاکم وقت اور پسندیدہ ہزارہ ملک باختر کا مالک اور سیمبر پرسل خداوندگار ہے اپنی فوج کو خواہ کچھ اور ہرکارے چپراسی وغیرہ ایسے لوگون کو چارون طرف بھیجکر بدیع الزمان کو پکڑوا منگا کہ وہ اسوقت بے دست و پا نہایت زخمی اور مجروح ہے کچھ نہین کر سکتا آخر کہین اسی گرد نواح مین گھوڑے سے گر پڑا ہوگا غرض اور اپنا حال جو کچھ تھا لکھکر گنجاب کے پاس عرضی بھیجی اور گنجاب نے وہ عرضی پڑھکر سنجانی عیار کو حکم دیا کہ تو پہلے تو تمام شہر سنجان مین بعد اُسکے تیس تیس چالیس چالیس کوس تک منادی کرادے کہ جہان کہین جسکے گھر مین بدیع الزمان زخمی ہو کر آگیا ہو یا جو کوئی اُسے گرفتار کر لائے یا کسی کو وہ کہین ملا ہے یا جہان اُسکا گھوڑا پکڑا جائے اور وہ شخص آنکر سرکار سیمبر پرسل مین اُسکا سراغ لگا کے خبر کرے تو اُسے اسقدر گنجینہ سرکار سے عنایت ہوگا کہ پھر اُسے دولت دنیا کی احتیاج کبھی عمر بھر نہ رہیگی چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے سنجانی عیار دس بیس عیار اور پیادے چوبدار کے اپنے ہمراہ لیے ایک ڈھنڈھورا پیٹتے سے منادی کرداتا شہر سے باہر سمت دیہات کے چلا جاتا تھا کہین ادھر سے وہ سید جراح خواجہ آشوب کے پاس سے شاہزادہ بدیع الزمان کے زخمون پر مرہم پٹی چڑھا کے اپنے گھر کو پھرا ہوا جاتا تھا اُسنے جو یہ منادی سنی اور سنجانی عیار کو دیکھا اس جراح ولدالزنا علیہ اللعین والعذاب نے سنجانی سے کہا کہ اگر تم مجھے گنجاب کے پاس لیچلو تو مین سراغ بدیع الزمان کا بتادون سنجانی عیار اُسے اپنے ساتھ لیے گنجاب کے پاس گیا اور یہ وقایع گنجاب کے سامنے بیان کر کے ملازمت اُسکی گنجاب سے کروائی گنجاب نے اُس سے پوچھا کہ سچ سچ بتا تو نے بدیع الزمان کا سراغ کسکے مکان مین اور کہان سے بہم پہونچایا ہے اُسنے عرض کی غلام رعایا سے شہر سرکار سے ہے پیشہ جراحی کا کرتا ہے جہان کوئی زخمی ہوگا وہان ہم غلامون کی بھلائی خوامخواہ ہوگی چنانچہ ماجرا یہ ہوا کہ ایک سوداگر اسی گرد نواح مین یہان سے کوئی دس کوس کے فاصلے پر فلان نہر کے کنارے اترا ہے اُس کے

خیمہ مین بدیع الزمان ہو غلام نے اُسکے سر کے زخم مین ٹانکے لگائے مرہم کی پٹیان چڑھائی ہین اور خواجہ آشوب اُسکے نام پر قربان ہی گنجاب نے
یہ حال اُسکا سنکے نہایت پیچ و تاب کھائے ارباب باختری ایک افسر کیطرف متوجہ ہوکر حکم دیا کہ تو اسی وقت جاکے بدیع الزمان کا سر کاٹ کر خواجہ آشوب
کو بہزار ذلت و خواری گرفتار کر لا حسب الحکم گنجاب کے ارباب باختری مع اپنے تین ہزار سوار کے اُسیوقت بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور کوئی پہر بھر کے
عرصہ مین قریب دو تین کوس کے پہونچا حسب اتفاق ایک غلام خواجہ آشوب کا کچھ سودا خرید کرنے کو سنجان کیطرف آتا تھا اُسنے جو فوج کو دیکھا
تو پوچھا یہ سب کہان جاتے ہین چاکرون نے کہا کہ یہ ارباب باختری ہمارا سردار مع تین ہزار سوار کے خواجہ آشوب سوداگر کو کہ اُسنے ایک
دشمن پیغمبر مرسل کو اپنے گھر مین چھپا رکھا ہی گرفتار کرنے اور گھر بار لوٹنے کو جاتے ہین یہ خبر وحشت اثر سُنکے وہ غلام وہین سے پھرا اور خواجہ سے جاکے
سارا حال کہا کہ خواجہ سلامت آپ غافل کیا بیٹھے ہین ارباب باختری تین ہزار سوار سے حسب الحکم گنجاب آپکے گرفتار کرنے اور تاخت و تاراج مال و اسباب
کے آتا ہی خواجہ آشوب نے جو یہ ماجرا سنا تو جلدی سے ایک پیالہ شربت کا تیار کرکے اُسمین قدرے بیہوشی مخلوط کردی اور شاہزادہ بدیع الزمان
کے پاس لیجاکے کہا شہزادہ عالم اس شربت کو نوش فرمائیے بہت مفید ہی شاہزادہ عالم نے بے تامل اُس شربت کو پی لیا اور دم بھر بعد بیہوش ہو گیا
اسوقت خواجہ نے شاہزادہ عالم کو ایک صندوق مین لٹاکے تہ خانہ مین جہان اور ہزارون صندوق مال اسباب کے تھے وہان رکھوا دیا فضل
بن آشوب جو خواجہ آشوب کا بیٹا تھا اُسنے عرض کی کہ باواجان شاہزادہ عالیمقام کو تو آپنے اسطرح چھپایا لیکن ارباب باختری پوچھیگا
کہ وہ زخمی کیا ہوا اور وہ جراح گواہی گواہان اور شہادت شہود گذرانیگا تو کیا جواب دیجیےگا خواجہ آشوب نے کہا بیٹا جو مرضی الٰہی اُسکا
تو مجھے کوئی جواب یاد نہین فضل نے کہا کہ باواجان مین اپنے ہاتھ ایک تیر اپنے سر پر مارتا ہون اور تو آپ بھی مرہم کی پٹی میرے سر پر لپیٹ کے اسی
پلنگ پر بجائے شہزادے کے لٹا دیجیے جسوقت ارباب باختری آئے تو یہی عذر حیلہ اُسسے کہیے چپکے ہو رہیے اور کچھ جواب نہ دیجیے یہ کہکے فضل نے
تیر اپنے سر پر مارا کہ ایک زخم فضل کے کاسہ سر مین لگا خواجہ آشوب ہرچند بجوش خون و شفقت پدری بیتاب ہو گیا تھا مگر خوب سا آپکو سنبھال کے
یہ کہتا ہوا کہ اگر ہزار بیٹے میرے سر اقدس پر شاہزادہ بدیع الزمان کے نثار ہوجائین تو بھی کم ہین زخم کو جیسی تمام پاک کیا اور مرہم کی پٹی اُسپر چڑھا کے
اُسے اسی پلنگ پر لٹا دیا اور منہ پر اُسکے چادر ڈال کے برابر بیٹھ کے بیٹھ رہا اتنے مین ارباب باختری سعد جراح کو ساتھ لیے تین ہزار سوار سے آپہنچا
اور چارون طرف سے محاصرہ کرکے آپ باشمشیر برہنہ اندر خیمہ کے چلا نوکر چاکر پیادے خواجہ آشوب کے کچھ نہ بول سکے ارباب باختری نے مع
سعد جراح اندر خیمے کے جاکے دیکھا کہ خواجہ آشوب مغموم اور مکدر بیٹھا ہوا ہی برابر اُسکے ایک پلنگ پر کوئی شخص لیٹا ہوا ہی سر سے
پانون تک چادر اوڑھے بیہوش پڑا ہی ابھی ارباب باختری قریب اس پلنگ کے نہین پہونچا تھا کہ خواجہ آشوب نے ارباب باختری کو دیکھکے
کہا ہان ہان صاحب یہ کیا ظلم ہی کہ مسافرون اور سوداگرون کے مکان مین لوٹ مار بیباکانہ آپ کیسے چلے آتے ہین مین شہر بشہر پھرتا ہون پر دیکھکے
گنہگار و کیتہ کو دوڑا اُدھر ارباب باختری نے مارے غیظ و غضب کے یہ کہا کہ او بدذات تو نے تاب گنجاب کی نہ لاکر جو تو نے اپنا بیٹا خدا اُس دشمن
خداوند لقا او مغضوب درگاہ پیغمبر مرسل یعنی بدیع الزمان کو اپنے گھر مین چھپا رکھا او کوڑے خواجہ آشوب کو مارنے لگا خواجہ آشوب تھوڑا سا رو کے
اور پھر سنبھل کے ہان ہان کرکے کہنے لگا کہ صاحب ٹھہریے ذرا میری عرض سن لیجیے یہ تو میرا بیٹا ہی بدیع الزمان اسکا نام نہین ہی وہ جراح جو ساتھ تھا اُسنے
ارباب باختری سے اشارہ کرکے کہا کہ سرکار یہ سوداگر بڑا ہی سکا ہی یہ اسکا بیٹا نہین ہی یہ سوداگر کا بیٹا نہین ہی اور جھوٹ بولتا ہی ابھی تو مین مرہم لگا
بدلاکے یہان سے گیا ہون یہ بدیع الزمان وہی ہی جسے پیغمبر مرسل نے خطاب بلند اقبالی کا دیا تھا آپ اسکی چادر اُٹھا کر منہ تو دیکھیے سارا
جھوٹھ سچ کھل جائیگا ارباب باختری نے برابر پلنگ کے جاکے چادر جو کھینچ لی تو فضل بن آشوب نے ایک آہ کھینچکر کہا کہ ہاے باواجان آپنے یہ کیا
غضب کیا مجھے چادر کھینچنے سے بڑی ایذا ہوئی ارباب باختری صورت فضل بن آشوب کی دیکھکر ایک سکتے کیحالت مین رہ گیا اور نہایت اپنے
جی مین خجل ہوکر ایک تلوار اس جراح نابکار کے ماری کہ سر تن سے جدا ہو گیا بعد ازان ارباب باختری نے بہت سا عذر خواجہ آشوب سے کیا
اور پوچھا کہ یہ معاملہ کیا تھا اس جراح کو تمسے کیا عداوت پیدا ہوئی جو اس نمکحرام نے یہ فتنہ انگیزی کی تھی خواجہ آشوب نے کہا کہ ارباب باختری
ماجرا یہ ہوا کہ کل میرا بیٹا بغرض تفریح طبع دامان کوہستان مین جانکلا تھا وہان چند قطاع الطریق جمع تھے اور بیٹے میرا اُنھون نے خاص کر سب

کہ گھوڑا مع زین و لگام میرے بیٹے کا چھین لین فضل نے بمقتضاے عہد شباب تلوار کاڑی زخمی ہو گیا اور دو ایک اُدھر کے بھی اسکے ہاتھ سے مارے گئے اسمین کچھ اور لوگ میرے نوکرون مین سے جو اسکے ساتھ گئے تھے پہونچ گئے وہ قطاع الطریق بھاگ گئے میرے ملازم اسکو پالکی مین ڈالکے میرے پاس لائے مین نے اس جراح کو بلا کے پچاس تومان دیکر زخم کو بخیہ کرایا اور کہا کہ مین تجھے جسوقت کہ میرا بیٹا غسل صحت کریگا خلعت دونگا اس بدذات جراح کو طمع دامنگیر ہوئی اُسنے کہا کہ لاکھ روپیہ نقد اور مجھے دیجیے تو مین جلد صحت کرا دونگا مین نے اسمین عذر کیا اُسنے کہا اگر تم مجھے لاکھ روپیہ نہ دوگے تو مین تمھارا مال اسباب سب لٹوا دونگا اور مفت مین تمھاری جان اور عزت جائیگی مین نے کہا کہ مین نے کسیکی چوری نہین کی خون نہین کیا مین کہ تاجر پیشہ سوداگر رعایاے پیغمبر مرسل سے ہون بےجرم و خطا میرا گھر اور اسباب کون لوٹیگا اور کون بےقصور میری گردن ماریگا بس اتنی بات پر اس بدذات نے یہ مفسدہ پردازی کی ارباب باختری عذر معذرت کر کے مع اپنے بیس ہزار سوارون کے وہان سے پھرا اور گنجاب سے ساری حقیقت اور شرارت اُس جراح کی بیان کی اور کہا مین نے مارے ذلت اور ندامت کے اُس جراح کو جہنم واصل کیا گنجاب نے کہا کہ یہی اُسکی سزا تھی تمنے خوب کیا غرض یہ کہکے گنجاب تو خاموش ہو رہا ارباب باختری اپنے دنگل پر جا کے بیٹھا وہان کا حال سنیے کہ جب ارباب باختری خواجہ آشوب کے پاس سے گنجاب کی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا تب خواجہ آشوب نے شاہزادہ بدیع الزمان کو صندوق مین سے نکالکے پلنگ پر لٹایا اور فتیلہ رفع بیہوشی لگا دیا شاہزادہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ بائین طرف برابر میرے ایک پلنگ پر فضل بن آشوب بھی زخمی پڑا ہی شاہزادہ عالی وقار نے پوچھا کہ خواجہ سلامت خیر باشد یہ فضل کیونکر زخمی ہو گیا خواجہ آشوب نے سب سرگذشت اس سعد جراح کی مفسدہ پردازی اور ارباب باختری کے حسب الحکم گنجاب کے آنے کی اور نہتا فضل کا اُسکے ہاتھ سے تبر سر پر مارکے زخمی ہونے کی شاہزادہ عالم سے بیان کی شاہزادہ والا منزلت نے خواجہ آشوب سے یہ حال سُنکے کہا کہ آپ نے بڑا غضب کیا مجھے ہوشیار کر دیا ہوتا وہ جو باوا جان یعنی سلطان صاحبقران آپ کی تعریف و توصیف ہمیشہ فرمایا کرتے تھے فی الواقع کہ مین نے آپکو ویسا ہی دیکھا اور مین نے آج سے فضل کو اپنا بھائی کہا القصہ اب بعد چند روز کے شاہزادہ بدیع الزمان اور فضل بن آشوب کے زخم اچھے ہو چکے اور غسل صحت کی تیاری ہوئی خواجہ آشوب نے بڑی دھوم دھام سے تیاری جشن کی کر کے طائفے ارباب نشاط کے بلوائے ہنگامہ رقص و سرود گرم ہوا شاہزادہ عالم اور فضل بن آشوب دونون پاس بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین قضاے کار لقا مشرک خدا نے مہتر گردم مرد اور ارم زاد ختنی اپنے دونون عیارون کو بدیع الزمان اور قاسم کے ملک سنجان مین خروج کرنے اور شبخون مارکر تلاطم ڈالنے کا وقایع پڑھکے واسطے تحقیقات اس حال کے گنجاب کے پاس بھیجا تھا وہ دونون عیار جو سپاہان سے حسب الحکم لقا خداے باختر کے چلے تو کوئی پہر رات گئی ہوگی جہان یہ صحبت ناچ و رنگ کی خواجہ آشوب نے قرار دی تھی وہین آکے نکلے اور اُن دونون عیارون نے وہ جلسہ جو دیکھا تو بہیئت عیاری محفل مین جا کے تماشا دیکھنے لگے ناگاہ نگاہ اُن دونون کی شاہزادہ عالیجاہ بدیع الزمان کی جانب آ پڑی دونون نے بدیع الزمان کو بغور دیکھکر پہچانا اور باہم کہنے لگے کہ خداوند لقا نے ہمکو اسی بدیع الزمان کی خبر کے واسطے گنجاب کے پاس بھیجا ہی چلو اب یہ حال چلکے گنجاب سے کہین کہ بدیع الزمان خواجہ آشوب کے خیمہ مین رہتا ہی ہم بچشم اپنے اُسے ناچ گانے کی صحبت مین بیٹھا دیکھ آئے ہین قصہ مختصر یہ کہکے دونون [illegible] شہر کی سمت سنجان روانہ ہوے اور جبکہ بارگاہ گنجاب کے دروازے پر پہونچے آواز دی کہ یہ دونون مقرب درگاہ لقا اور طاؤس حرم مین اس مشرک خدا کے مشہور تھے گنجاب نے اُنکے آنے کی خبر سُنکے بڑی عزت اور توقیر سے ان دونون عیارون کو بلایا اور کرسیان بیٹھنے کو دین مہتر گردم مرد و ارم زاد ختنی گنجاب کو سلام کر کے بیٹھے اور بعد تحفہ لعنت اس مشرک خدا کیطرف سے جو کچھ کہنا تھا وہ پیام پہونچایا اور بعد اسکے ان دونون عیارون نے بر سبیل مذکور کہا کہ یا پیغمبر مرسل ابھی ہم چلے آتے تھے اثناے راہ مین بدیع الزمان کو خواجہ آشوب کے خیمہ مین فلان فصیل کے کنارے دیکھا کہ محفل رقص و سرود مین بیٹھا مع فضل بن آشوب تماشا دیکھ رہا تھا گنجاب نے جو یہ حال شاہزادہ بدیع الزمان کا سُنا شل ہو کر سر و مو بریدہ پیچ و تاب کھانے لگا سردار باختری متوجہ ہوا اور کلمہ ناسزا کہکے ارباب باختری پر نہایت عتاب و خطاب کیا وہ شیر بیشہ دلیری و بہادری و دلاوری یعنی ارباب باختری بہت غیظ و طیش مین اپنی تلوار کو پکڑ کے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سر دربار عام یہ کلام کرنے لگا کہ ہم لوگ سپاہی پیشہ متحمل گفتگوے لاطائل کے نہین ہوتے فقط اس خیال سے کہ تیرا چند دن ہمنے نمک کھایا ہی اسوقت کچھ تجھے نہین کہ سکتے ہرچند کہ ہمنے بدیع الزمان کو نہین دیکھا تھا فضل بن آشوب زخمی پلنگ پر پڑا تھا اور اگر فرض کردم کہ یہ عیاری خواجہ آشوب نے بدیع الزمان کو کہین مخفی کر رکھا ہوگا تو ہماری

بلا جانے تو نے خلاف شان ہمارے گفتگو کی اب ہم بھی رفاقت اور شراکت بدیع الزمان کی جا کے کرتے ہین آخر تو بدنام ہو چلے ہم آواز بلند کہے دیتے ہین
کہ جسے حوصلہ ہو روکے یا ہمارا مقابلہ کرنے کو وہ آئے ہمین روکے ہم شاہزادہ بدیع الزمان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنیکے لیے جاتے ہین غرض یہ
کہکے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یارو جسکو میری رفاقت اور میری محبت منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے مین شاہزادہ بدیع الزمان کیخدمت مین
جا کے ملت بیضا دین اسلام قبول کرونگا اور اُسکی غلامی کو افتخار دارین اپنا سمجھونگا اور جسے لقا پرستی منظور ہو اُسکا جہان جی چاہے چلا جائے
سب ساتھ والون نے جواب دیا کہ ای ارباب باختری ہم سب تیرے مطیع اور فرمانبردار ہین جو تو فرمائیگا وہ بجان و دل قبول کرینگے ہمکو یہان
رہنے سے کیا سروکار قصہ مختصر ارباب باختری بخوف و خطر بارگاہ گنجاب سے باہر نکلکر مع اپنے مرکب کے مع تیس ہزار سوارون کے سمت چار باغ
ملک حرمان دیو کش روانہ ہوا بارگاہ گنجاب مین کسی کا اتنا حوصلہ ہوا کہ روک لیتا اور مقابلہ و مجادلہ کرتا تو بڑی بات تھی جاثت دیو سالار
گنجاب نے گفتگو ارباب باختری کی سنکے اچھا برا کچھ نہ کہا دل ہی دل مین پیچ و تاب کھا کے رہ گیا جسوقت کہ ارباب باختری سوار ہو کر بارگاہ سے
بہت دور نکل گیا اسیوقت مہلیل دراز ترکیب کی جانب مخاطب ہو کر حکم دیا کہ تو جا کے بدیع الزمان کو اگر زندہ دستیاب ہو تو مشکین باندھ
اور جو لڑے تو سر کاٹ کر جلد لا مہلیل دراز ترکیب نے پیش خود یہ سوچکر کہ ای مہلیل تیری شجاعت اور دلاوری کا شہرہ ہجدہ ہزار ملک خداے
باختر مین مشہور ہے تجھے ایک ادنی ذلیل الاوقات سپاہی بدیع الزمان کے مقابلے اور مجادلے کو جانا موجب کسر شان کا ہے جسوقت بدیع الزمان
میرا نام سنیگا سو کوس پر بھاگ کر دم لیگا بس کیا ضرور ہے اپنے چھوٹے بھائی اہلیل دراز ترکیب سے کہا کہ بھائی تو جا کے بدیع الزمان کو پکڑ لا
بموجب اُسکے کہنے کے اہلیل دراز ترکیب اپنے لشکر کو لیکے سمت چار باغ روانہ ہوا حسب اتفاق ایک غلام خواجہ آشوب کا شہر سنجان مین
دوکان بزازی کی کرتا تھا اُسنے جو یہ ماجرا ارباب باختری کے برخاستہ خاطر ہوکے گفتگو سے روانہ دار گنجاب سے کر تھا مع تیس ہزار سوار سمت
شاہزادہ بدیع الزمان جاتا تھا اور بعد اُسکے اہلیل دراز ترکیب کو بہ مشورہ مہلیل دراز ترکیب حسب اجازت گنجاب بر سر شاہزادہ عالیجاہ
روانہ ہونیکا سنا اور دیکھا جھٹ پٹ اپنی دوکان کو بند کر کے خواجہ آشوب کے پاس آیا اور سارا حال از ابتدا تا انتہا مفصلاً اور مشرحاً بیان
کیا خواجہ آشوب یہ حال سنکے چاہتا تھا کہ بہر شاہزادہ بدیع الزمان کو کسی حیلہ سے کہین مخفی و پنہان کرے شاہزادہ عالم کو سارا حال
معلوم ہو چکا اُسنے ہرگز قبول نہ کیا جب خواجہ آشوب نے دیکھا اب اس مقدمہ کو طول کھینچا اور شاہزادہ بدیع الزمان کسی ترکیب سے
باز رکھنا نہین مانیگا مجبور اور ناچار مآل کار کو سوچکر جھٹ پٹ مع مال و اسباب تجارت کشتیون پر سوار ہو سمت ملک بربر روانہ ہوا لیکن
فضل بن آشوب بخدمت شاہزادہ والا مرتبت رہا اور شاہزادہ رستم دل آمادہ رزم و پیکار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اپنی [illegible]
سوار ہوا اور باغ سے باہر نکلا اس عرصہ مین اہلیل دراز ترکیب مع اپنی فوج و سپاہ کے آپہونچا اور شاہزادہ عالی مقدار کو یکہ و تنہا
بجان واحد میدان مین مسلح اور مکمل استادہ دیکھ نہایت کبر و نخوت سے پکارا کہ باش ای خیرہ سر تیرہ روزگار کدام ترا کار دست بن زندہ
و سلامت روی اور مرکب کو چمکا کے قریب شاہزادہ والا تبار کے آکے کہنے لگا لا ضرب مردان عالی کہ ارادہ دست درازی داری شاہزادہ
عالم نے جواب دیا کہ ای اہلیل دراز ترکیب ہمارے طریق مین حریف پر پیش دستی نہین کرتے شعر تو اول بیا در تماشاے خویش
کہ من خصم را سید ہم جای پیش اہلیل دراز ترکیب نے کہا کہ ای بدیع الزمان میری ضرب قہر خداوند ہجدہ ہزار ہے جسوقت تو میری
ضرب سے جانبر ہوا تو تیرے دل کی حسرت اور جی کا ارمان کیونکر نکلیگا دو بار وہ جو پہلے مارے سو تیغ کرینگے پر کیا مارے
شاہزادہ عالی مقام نے فرمایا کہ اس گفتگوے فضول سے کیا حصول تجھسے جو ہو سکے کوتاہی نہ کر اگر خدا میرا کہ وہ قادر مطلق ہے تیری
ضرب سے مجھے محفوظ رکھیگا تو مین تجھپر ضرب لگاؤنگا اہلیل دراز ترکیب نے کہا خبردار رہنا یہ کہنا کہ خبردار نہین کیا تھا یہ کہکے ایک وار
تلوار کا بر سر اقدس شاہزادہ نامدار کیا شاہزادہ عالم نے دستی ضرب کو روک کے تیغہ مارا کہ مع مالکے اور مرکب چار پرکالے کیا فوج و سپاہ اُسکی
اپنے سردار کو مارے جانے اور جہنم واصل ہوتے دیکھ چار طرف سے تلوارین کھینچ کھینچ شاہزادہ عالیمقام پر آ پڑی ناگاہ از پردہ بیابان
گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ چون سر گردیدہ آسمان رسیدہ و پاے گردون مرنج و تیرہ ظلمات و پیمان جہان بمہر لطف بہر برون ہوا فمارا

گرد کوا اور گرد نے مارا ہوا کو دہن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ارباب باختری تیس ہزار سوار سے آپہونچا اور یہ تماشا نامردی فوج کفار کا کہ ہزاران پیادے اور سوار اس یکہ و تنہا شاہزادہ عرش اقتدار پر تلوارین کھینچے آمادہ رزم و پیکار تھے دیکھکر مع اپنی فوج کے معرکہ آرائے میدان کارزار ہوا اور آن واحد مین فوج الملیل راز ترکیب ہزیمت کھا کے بھاگ کھڑے ہوے اور ارباب باختری اپنے مرکب کو چمکا کے قریب شاہزادہ عالی مقام پہونچا اور گھوڑے پر سے کود کر رکاب سعادت انتساب اوس عالی مقام کو پکڑ لیا شاہزادہ عالم بھی ہان ہان کر کے کود پڑا ارباب باختری یہ کہکر کہ مین بمدعاے زیارت اقدام عالی اور تمناے حصول دین اسلام گنجاب سے کشیدہ خاطر و شکستہ دل ہوکے آیا ہون چاہتا تھا کہ قدموں پر گر پڑے شاہزادہ والا مرتبت نے ہاتھ پکڑ کے گلے سے لگا لیا ارباب باختری نے پھر عرض کیا کہ شہریار غلام امیدوار ہے کہ جو آپکے دین کو اختیار کرے کیا کہے شاہزادہ عالم نے کلمہ شہادت ارشاد کیا ارباب باختری کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا بعد ازان اپنے تیس ہزار سواروں سے پوچھا کہ کیون صاحب مین نے تو کلمہ پڑھ کے غلامی اس شہریار کی بدل و جان قبول کی اور ابھی مین نے جس وقت گنجاب سے بگڑ کر چلا تھا تمسے کہا تھا اور پھر اب تمسے کہتا ہون کہ اب تم سبکو کیا منظور ہے سبھون نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ اے سردار ہم تو یہ جانتے ہین جو آقا کا دین وہ نوکر کا دین ہمکو بھی وہ کلمہ ارشاد کرو کہ ہم بھی پڑھ کے مشرف باسلام ہون ارباب نے کلمہ طیبہ اون سب کے سامنے باواز بلند پڑھا اور سبھون نے بصدق دل کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا بعد ازان شاہزادہ عالیمقام بعظمت تمام و شوکت مالاکلام شادیانے فتح کے بجوا کر مع ارباب باختری اور تیس ہزار سمت چارباغ ملک حیران روانہ ہوتا ہے

اب شمہ داستان حیرت بیان ملکہ گوہر تاک بیان کیا جاتا ہے

کہ جس وقت گیا ہور خون آشام کی ضرب تیغ سے شاہزادہ عالی مقام زخمی ہو گیا اور گھوڑا اس شہسوار عالی مقدار کو حالت غش مین دو عدگاہ مصاف سے ایک سمت اوس جنگل کے گیا تھا گیا ہور نے چارباغ ملک حیران دلکش کو محاصرہ کیا تھا اور چاہتا تھا حملہ کر کے چارباغ مین گھس پڑے قاتل زنگی مقاتل زنگی دونون غلام جان نثار شہزادہ نامدار کے مع اٹھی ہزار دلیران عرصہ کارزار قلعہ بند چارباغ مین ہو کے قفل بند دروازہ پر آبیٹھے اور گرد بیش چارباغ کے خندق کھدوا کے پرآب کر دی اور چار طرف فصیل پر توپین چڑھی ہوئین ادھر انکے سمت میدان کو اندازے سلح اور کھل مہتابین ہاتھون مین لیے چھرے اور گولے اوپر سے مار رہے تھے قفل بند دروازے پر بارہ ہزار جان جنگی ہسنڈیان بارود کی پتیل کے کڑھاؤ کڑک کے پیوتے توپون کے گولون اور چھرون کی بوچھار کر رہے تھے مگر گیا ہور با وصف اسکے کہ ہزاران کفار بدکار پیادے اور سوار واصل نار جہنم ہو گئے تھے اور تمام خندق پیاسوت لاشون سے پٹ کے زمین سے ہموار ہو گئی تھی حملہ کر کے خندق کو طے کر گیا تھا اور عنقریب تھا کہ فوج کفار سیڑھیان لگا کے اندرون باغ گھس پڑے ادھر ملکہ گوہر تاک حالت یاس و ہراس مین نہایت سراسیمہ اور حیران و پریشان گریان و نالان سر و سینہ زنان با صداہ و فغان بالاے بام سمت قبلہ منہ کیے زمین پر ماتھا رگڑتی اور سر اپنا گرا گرا کے پھرتی جناب باری سے دعا مین مانگ رہی تھی ناگاہ تیر دعا کا اوسکے ہدف اجابت پر جا بیٹھا اور دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا یعنی یکایک شعر

از دامن دشت عاج اور تگ ٭ گرد برخاست طوطیا رنگ ٭

جبوقت وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ شاہزادہ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار مع ارباب باختری اور تیس ہزار سواران شجاعان عرصہ کارزار دور سے نمودار ہوا پنجہ ملکا اور فصیل پر کھڑا ہو خون آشام اور ترک ہوش نوش وغیرہ جتنے رفقاے جان نثار اور دلیران عرصہ کارزار شاہزادہ عالیمقدار تھے یہ سب تو جلوہ جمال اوس با اقبال کا دیکھکر دو خرمی اور سرور سے مصروف سجدات شکر بجناب باری ہوے اور تمام باغ مین دھوم شادی اور بہار کیبادی کی ہو گئی چار طرف سے ادنی اعلی ہجوم کیے شاہزادہ عالم کی جانب مخاطب تہنیت ہو رہے تھے

اب شمہ داستان شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری سے گذارش کیا جاتا ہے

جب شاہزادہ قاسم نے خسرو قزاق کو زیر کر کے مسلمان کیا اور مع بارہ ہزار سوار اوسکے خسرو کوہ مین جا کے جشن عیش و نشاط مین بیٹھا اوسدن سے لگا بدشت اور بھرتی فوج کی جاری کر دی تھی اور اسی فکر مین تھا کہ لشکر جمع کر کے برسر گنجاب جاؤن ایکبار خبردار نے خبر دی کہ

شاہزادہ بدیع الزمان گیاہور خون آشام کے ہاتھ سے مجروح ہوکے کسی طرف نکل گیا اور فضل جن گیاہور زخمی ہوکر چارباغ ملک حرمان مین جاکے حصاری ہوا اب گیاہور خون آشام بہ فوج کثیر چارطرف سے بلوہ کرکے قریب خندق کے جا پہونچا ہی کہ عجب ہی کہ خندق کو طی کرکے دھاوا کرے اور چارباغ مین گھس کر رفقاے بدیع الزمان کو قتل کرے اور ملکہ گوہر ملک کو گرفتار کرکے سوار کرکے لیجاے یہ خبر وحشت اثر سنکے شاہزادہ خاور سپاہ پیچ و تاب کھاکے پکارا کہ مصرع ؏ صد خندہ مرگ بر جبین زیست برچی جان اور رفقاے عم بزرگوار پر چارطرف سے کفار کا بلوہ اور یورش ہو اور ایسے وقت بد مین مین شریک نہون اس سے بہتر یہ ہی کہ مین جاکے اس نمک حرام گیاہور کا ایک ہی ضرب تیغ بلارک افراسیابی مین کام تمام کرون اور اپنا اباد تک یہ احسان عظیم سر بدیع الزمان پر رہے یہ کہکے خسرو و قزاق کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمراہ لیکر اشقر کیب پر سوار ہوا اور ایک شبانہ روز مرکب کو بگٹٹ گرم تاز کیے پہونچا وہ وقت ہی کہ گیاہور خون آشام خندق کو طی کرکے فیلبند دروازہ کے قریب پہونچ چکا ہی اور جو گولا کہ اوپر سے آتا ہی اسکو گرز سے روکتا چلا جاتا ہی اور ایکطرف سے قریب دولاکھ سوار و پیادہ کے سپرین لیے تلوارین کھینچے نعرے اٹھاے بلوہ اور یورش کیے عنقریب ہی کہ سیڑھیان دیوار باغ پر لگاوین اور اندرون باغ اتر کے قتل عام شروع کرین قاسم نے یہ معرکہ دیکھکر خسرو و قزاق سے کہا کہ ہان خبردار اپنی فوج سے ہوشیار رہنا مین اس تیرہ انجام گیاہور خون آشام کو للکار کر آمادہ رزم و پیکار ہوتا ہون ناگاہ اسطرف سے شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ جو مع ارباب باختری اور تیس ہزار سوار کے ہلا کیے عنان گسستہ چلا آتا تھا اسنے جو گیاہور خون آشام کو قریب دروازہ چارباغ پہونچ جاتے افواج کفار کو خندق طی کرکے دیوار باغ پر سیڑھیان لگاتے دیکھا وہین سے طنطنۂ الله اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا نعرہ ؎ مہ اوج خوبی شہ انجمن ، بدیع الزمان گرد لشکر شکن ، بدیع الزمانم کہ در روز کین ، توانم زدن آسمان بر زمین ، ز تیغم ہمہ ملک اسلام شد ، کہ سرفتنہ باختر نام شد ، اور مثل شیر غران یا پیل دمان شمشیر زنی کرتا لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر مردے پر مردہ گراتا سمت گیاہور خون آشام چلا گیاہور نے جو نعرہ کو سنکر اس فرزند ارجمند خلف ثانی سلیمان کا سنا پلٹ کر دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان آپہونچا اور میرے لشکر مین تلاطم ڈالدیا ہی عجب نہین کہ میری فوج شکست کھاجاے بھاگ کھڑی ہو دروازہ چارباغ سے جانب شاہزادہ والا مناقب متخاطب ہوا اور یہ کہتا ہوا ؏ صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ، وہین سے تیغہ کو میان سے کھینچا بنے گھوڑے کو تازیانہ مار کے قریب شاہزادہ عالم کے پہونچا اور آتے ہی آگاہ مرگ اور صیلے قضا ہوکر تلوارین مارنے لگا وہان جو قاسم نے دیکھا کہ بدیع الزمان اور گیاہور سے مقابلہ ہوگیا پیش خود یہ تجویز کیا کہ ایسا نہو یہ کشتی گیر گیاہور کو تیغ کرلے میرا نام نہوا یہ مرکب کو تیز گام کرکے ایکطرف قاسم بھی برابر گیاہور کے آپہونچا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے بجستی تمام ایک تیغہ چمک کر تیغہ جو مارا تو گیاہور نے ہرچند کہ بہوشیاری تمام سپر کو پناہ کیا لیکن ؏ برق شمشیر تو در چشمک سنگ گری تو لگا اپر سپر کو مثل قرص پنیر دو ٹکڑے کرکے خود پر گری خود کو کاٹا دو بلغے کو تراش کاسہ سر کو کاٹ کر گلے جبڑے کو لیتی طرح گردن مین مثل قطرہ سیماب نہ ٹھہری صندوقچہ شکم کو کاٹ کر چاہتی تھی کہ زیر تنگ اس کمر کی کمبخت تنگ کے اترجاے کہ ناگاہ برابر سے قاسم نے پہونچکر تیغہ بلارک کا دامیلی دوال کمر مین مارا کہ گیاہور تن پر کالے ہوکر لاش زین سے زمین پر گرا اور لاش اس جہنمی بدمعاش کی خاک و خون مین پھڑکنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ اے خاور سپاہ یہ کیا حرکت بیجا کی میری تلوار اسکے جگر تک کاٹ کر اتر گئی تھی تونے مردے کی کمر مین تیغہ مارا قاسم نے جواب دیا کہ اے کشتی گیر مصرع ؏ این رانکبسی گو کہ ترا نشناسد ، یہ بخوبی میرے سامنے نہین چلیگی مین نے تیغہ مار کے اسے مقتل جہنم کیا تھا تو نے اپنے بازوئین سے کہ تمام عالم مین میرا نام ہو کیسی تمام اس بدانجام کے سر پر تیغہ مارا مین تو گیاہور کو واصل جہنم کر چکا تھا اسکی لاش پر تونے تلوار ماری تو کیا بڑا کام کیا بدیع الزمان نے فرمایا یہ تو وہ مثل ہی مثل ، دروغ گویم بر روے تو ، پھر تو مجھسے آنکھ ملا کر بات کرتا ہی تجھے شرم نہین آتی تلوار پہلے میری پڑی تھی یا تیری قاسم نے کہا کہ تو محض غلط کہتا ہی اور بزبان ملکتا ہی پہلے میرا تیغہ اسکی کمر پر پڑا ہی غرض یہانتک تقریر کو طول کھینچا کہ قاسم نے کہا باش اے کشتی گیر جسطرح سے مین نے گیاہور کو چو رنگ کیا ہی دیکھ ہوشیار ہو جا کہ تجھے بھی اسی وقت قتل کر کے جھگڑا ہی ہر روز کا فیصلہ کیے دیتا ہون یہ کہکے تیغہ بر سر شاہزادہ بدیع الزمان نامور مارا کہ اگر سپر کو شاہزادہ والا گہر پناہ نہ کرے تو معاذ الله قاسم کی ضرب تیغہ بلارک

کی اگر سر کوہ پر پڑتی تو جوہر اپنی بُرّش کا دکھلا جاتی اپنے زعم مین قاسم کا کام شاہزادہ عالیمقام کا تمام کر چکا تھا اسوقت شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی جلد
کہ قاسم چلا ہی جا اور تلوار کا کام تمام شاہ اب رضینا بالقضا جو مشیت پروردگار ہو فقط تیغہ لمہوت دیو بند پر ہاتھ ڈالکے کہا کہ قاسم مین نے بڑا لحاظ کیا اگرچہ
تو گستاخ ہو شیار نہ کرد یا تھا تیغہ مارا قاسم نے بھی اپنی سپر پر روک لیا اور اب آپس مین خوب چین چلنے لگیں خسرو قزاق برابر شاہزادہ قاسم سے پہونچکر
شاہزادہ بدیع الزمان سے گستاخانہ تیوری بدلکر کہنے لگا کا ہی شاہزادہ بدیع الزمان حق تو یہ ہی کہ شاہزادہ خاور سیاہ کی پہلے تلوار کیا ہو
خون آشام پر پڑتی تھی اب مقتدا اپنی ہمنود کے واسطے فرماتے ہین کہ مین نے کیا ہو خون آشام کو مارا ارباب باختری نے جوابدیا کہ ایاز حد سے خون
التفیاس او خسرو قزاق پہلے تو اپنی حقیقت اور اصل اپنی آبرو اپنی اوقات اپنے رتبہ کو دیکھئے دخل معقولات کرنا کیا فردوہ دونون
صاحب جچا کھینچے ہین آپس مین کچھ لنگے جیسا تو خادم شاہزادۂ خاور سیاہ کا ولیا خادم شاہزادہ بدیع الزمان کا خبردار اور زنہار اب کوئی
کلمہ خلاف آداب زبان پر نہ لانا ورنہ سزاے اعمال کو پہونچیگا خسرو قزاق نے یہ گفتگو ارباب باختری کی سنکر جوابدیا کہ اے زبان دراز
تو کون ہے جو اتالیق بنکے مجھے نصیحت کرنیکو آیا ہی میرا شاہزادہ خاور سیاہ نے کیا ہو خون آشام کو واصل جہنم کیا اور بدیع الزمان
خواہ مخواہ اپنی ہکلنت ظاہر کرتے اور کہتے ہین کہ مین نے مارا ہی ارباب باختری نے کہا کہ او لوچ گو تو جھوٹ کہتا اور بیہودہ بکتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان
نے کیا ہو کو قتل کیا ہی شاہزادہ خاور سیاہ نے ہیچ مین آکر فقط از راہ جہالت کمر مین گیا ہو رکی ہتھیار اخسرو قزاق نے جھنجھلا کے ارباب باختری
کو تلوار ماری ارباب باختری نے اسکی ضرب کو اپنی سپر پر کاٹنکر اسکو تلوار ماری ان دونون مین تلوار چلنے لگی فوج سپاہ نے جو دیکھا کہ ہمارے
مالکون سے باہم شمشیر زنی ہوتی ہے یہ سب بھی آپس مین باہم لڑنے لگے ابھی کوئی ساعت بھر نہین گذری تھی کہ ایکطرف سے صداے نعرہ نقابدار
سبز پوش بدین عبارت آئی کہ منم نقابدار سبز پوش ہوا خواہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری دیکھا کہ نقابدار
سبز پوش سے مئے ہزار سوار سے مسلح اور مکمل چلا آتا ہی برابر اُسکے دوسری طرف سے دیکھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش اسی ہزار سوار سے یہ نعرہ کرتا ہوا آیا
کہ منم نقابدار پلنگینہ پوش ہوا خواہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور دونون نقابدار برابر شاہزادگان
والا تبار کے پہونچ گئے نقابدار سبز پوش نے کہا کہ اے شاہزادہ بدیع الزمان بھلا شاہزادہ خاور سیاہ کا تو نام جاہل مشہور ہی تمنے کیا سمجھکر
جہل پر کمر باندھی ہے مجھے تحقیق خبر پہونچی ہی کہ پہلے تلوار شاہزادہ قاسم کی کیا ہو پر پڑی تھی بعد اسکے تمنے مرے پر تلوار ماری یہ تمکو نہ چاہیے نقابدار
پلنگینہ پوش نے تبسم ہوکے جوابدیا کہ سبحان اللہ مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی اور اے نقابدار سبز پوش جب تمہین یہ کلمہ منہ سے
نکالو اور لہو کہ قاسم نے پہلے تلوار ماری تو پھر اور کا کیا ذکر ہی نقابدار سبز پوش نے کہا کہ مین نے آپ مین کیا جھوٹ کہا شاہزادہ بدیع الزمان نے
مقام مردہ کشی کی ہی تلوار پہلے خاور سیاہ کی پڑی تھی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ کلام اللہ مین اللہ تعالی فرماتا ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین
اب اتنا جھوٹ نہ بولو تلوار شاہزادہ بدیع الزمان کی کیا ہو کے سر پر پڑی اور جب جگر کا ڈ تک کاٹ چکی تھی تب قاسم نے بیچ مین آکے بیکار ماری
نقابدار سبز پوش نے کہا تو خیر کیا مسلمانون مسلمانون مین رزم و پیکار نہین ہوتی بسم اللہ اگر مجھے کاذب کہتے ہو تو اسکا لطف دیکھو یہ کہکر تیغہ بر سر
نقابدار پلنگینہ پوش مارا پلنگینہ پوش نے سپر پر کاٹنکر نقابدار سبز پوش پر وار کیا فوج سپاہ دونون نقابدارون کی اپنے خاوندون کو لڑتے
دیکھکر طرفین سے نیزہ و شمشیر و خنجر کھینچ کھینچکر مصروف جدال و قتال ہوئی اور آپس مین لڑنے مرنے لگی ہنگامہ قیامت اور شور یوم النشور برپا
ہو گیا لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر مردے پر مردہ چارو طرف گرتا تھا ایک آسمان پر ایک شور و غل پیدا ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار
سرخ پوش تخت سکل زر و مغرق بجواہر پر سوار گرد و پیش اسکے ایک لاکھ ساٹھ ہزار پہلوان تره شاہین قاف اور نقابدار یہ نعرہ کرتا ہوا کہ منم
نقابدار سرخ پوش ہوا خواہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری ہوا سے آسمان سے پر دو زمین پر اترکے مقابلہ
شاہزادہ بدیع الزمان آیا اور بہت سلاف گذاف کرکے کہنے لگا کہ اے بدیع الزمان تجھے کیا مناسب شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم
سے ایسی شیخی ہی شاہزادہ بدیع الزمان نامور نے یا وصف اسکے کہ قاسم سے تلوار چل رہی تھی جوابدیا کہ اے نقابدار تر از مین راز نہان ہے تو اپنا خوں
ناحق کرنیکو یہان کیون آیا ہی بہتر یہ ہی کہ تو میرے روبرو سے جلد ہٹ جا نقابدار سرخ پوش نے بکمال جوش و خروش در جواب اُسکے دو ڈگرا ایک

تلوار سر شاہزادہ بدیع الزمان نامدار ماری اور شاہزادہ ناموَر نے ایک طرف تو قاسم کی ضرب کو اپنی سپر پہ روکا اور اُسکے وار کو خالی دیکر
بچستی تمام ایک تیغہ نقابدار سرخ پوش پر مارا کہ تا دو ابرو اُتر گیا اور چادر خون کی بہ کر نقابدار سرخ پوش کے منہ پر آئی غش کی حالت مین
نقابدار تخت پر سر جھکا کے رہ گیا اُسکے ساتھ کے دیوون نے چاہا کہ ولی نعمت نقابدار کو بسلامت زخمداری دیکھا چاہتے تھے کہ شور و غل کرکے
فوج ارباب باختری وغیرہ جو سامنے باہم لڑ رہی تھی اُن سب کو کھا جائین ناگاہ دوسرا نعرہ آسمان پہ سے گوش زد ہوا کہ نقابدار منہ کو
ہوا خواہ شاہزادہ انجم گروہ بہتم شکوہ سرغنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان شمشن بدیع الزمان گردنکش تمام و ضیغم
و شریف کہ وہ نے دیکھا کہ نقابدار سبز پوش ایک لاکھ اسّی ہزار مرد سپاہی و دیوان قاف سے اُس میدان مصاف مین بمقابلہ شاہزادہ
خاور سپاہ آئے للکارا کہ اے خاوری چھوٹا منہ بڑی بات تو اپنے رتبے اور مرتبے کو دیکھ اور شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان اپنے عم بزرگوار کو
کہ تیرے باپ کے برابر ہے دیکھ پس بہتر یہ ہے کہ دست ادب باندھکر بمضمون اسکے از خردان خطا و از بزرگان عطا عذر خواہ ہو اور اب اگر
میری نصیحت پر عمل نہ کریگا تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا شاہزادہ قاسم نے یہ کلام نقابدار سبز پوش کا سنکے بغیظ طیش تمام جواب دیا
کہ اے نقابدار مغرور شاید قضا بر تھا اور اجل جبین تیری پر تو یہ کلمہ لوح اور لاطائل بطور پند و نصائح میرے سامنے زبان سے نکالا ہے خبردار
اب اگر اپنی زیست چاہتا ہے تو میرے روبرو سے دور ہو ورنہ ایک ہی وار مین سر تیرا قلم کر دونگا نقابدار سبز پوش نے نہایت غضبناک ہوکر
تیغہ قاسم پر مارا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان کی ضرب کو اپنی سپر پر کاٹا تھا اور نقابدار کی تلوار کو خالی دیکر بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ
نقابدار کے سر پر ایک زخم چار انگل کا پڑ گیا اور خون جاری ہوا نقابدار تو شدت ایذا و درد سے غش کی حالت مین اپنے تخت پر جھک کے رہ گیا
مگر دیو جو اُسکے ہمراہ تھے وہ نقابدار سرخ پوش کے ساتھ والوں دیوون سے گلا ملکے اور کمر بکمر اور دست بدست باہم لڑنے لگے غیض چالیس گھڑی
تک بازار موت گرم تھا ہنگامہ ستیز اور رستخیز برپا تھا ہزارہا لاشین دیوون کی بطور پہاڑون کے چار طرف پڑی ہوئی اور دریا خون کے
موج زن تھے فوج کیا ہور خون آشام نے جو بلائے ناگہانی اور آفت آسمانی آمد افواج دیوان قاف میدان مصاف مین دیکھی جان
باختہ سراسیمہ جھٹ پٹ لاشہ گیا ہور کا لیکر بھاگ کھڑی ہوئی ہزارون کفار ہول مین جہنم واصل ہو گئے ہزارون کو بھاگتے ہوئے دیکھکر دو چینی
کر گئے چار باغ ملک حیران دلکش مین ملکہ تو محو حیرت سکتے کیصورت قالب بیجان اشک ریزان اپنے دلکو بہرحال مضبوط کیے جناب باری سے
دست بدعا تھی اور فیصل بن گیا ہور خون آشام اور ترک جوشن پوش اور قاتل مقاتل وغیرہ اصحاب شاہزادہ عالی جناب بدیع الزمان
کے ہوش باختہ باہم کہتے تھے کہ یارو آج روز قیامت ہے جناب احدیت شاہزادہ والا مرتبت ہمارے ولی نعمت کو چشم زخم سے محفوظ رکھے کہ ہم سب
اُسکے نام پر تصدق ہو جائین تو زہے افتخار اور سعادت دارین ہماری دیکھیے آل کار اس میدان کارزار کا کیا ہوتا ہے ابھی سب اسی فکر و
تردد مین تھے کہ یکایک دیکھا آسمان تاریک ہو گیا اور گڑگڑاہٹ نقارون کی گوش زد ہونے لگی اور آگے آگے ایک تخت جواہر نگار جسپر
ملکہ قریشیہ سلطان اوج ساتھ ہزار پریزادان اس شیرق پردہ قاف کی پوشاک پہنے پنجہ سلیمانی ہاتھون مین لئے اور نو لاکھ دیوان شاہین دار شمشاد و
سیاسنگ لہ لبیت سنگ چادر چقماق گرز و مار تول زنجیر و کلہاڑا وغیرہ ہتھیار اپنے اپنے پکڑے گرد و پیش تخت کے پرے باندھے ہوئے اور
آگے آگے نقارخانہ سلیمانی اور کچھ جلوس کس شوکت و شان سے بہ ہیبت بیٹھے ہوئے کہ ہان ہان ارے کم بختون او دیو و شامت زدہ ابلیسین
جنگ و جدال نکرو قاف میدان مین اُتر پڑی اور اپنے ہمراہ کے دیوون کو حکم دیا کہ ہان جتنے یہ دیو دونون نقابدارون کے ساتھ ہین جھٹ
ان سبکی مشکین تو باندھ لو چنانچہ لولا کے دیوون نے ایک ایک دیو کو چار چار پانچ پانچ دیوون نے پکڑ لیا اور انہین کے سر کے بالون سے
انکی مشکین خوب جکڑ کے باندھ لین بعد اسکے ملکہ قریشیہ سلطان نے دونون نقابدارون کو کہ ایک کا نام قمرزاد اور ایک کا گوہرزاد ہی جا کے
بسہولت ایک ایک طمانچہ مار کر کہا کہ تمکو کسنے کہا تھا کہ تم میدان وغا پر آکے ایک طرف دار قاسم کے بنو اور ایک ہوا خواہ بدیع الزمان
کے ہو کے باہم کشت و خون کرو چلو تو امان جان کے پاس آج تمکو کیا سزائے معقول دلواتی ہون وہ دونون از رعب اور خوف سے ملکہ قریشیہ سلطان
کے بجز عجز و انکسار کے کچھ دم نہین مار سکتے تھے اب نوبت ان دونون شاہزادون تک پہونچی کہ ملکہ قریشیہ سلطان نے مابین شاہزادہ

بدیع الزمان اور قاسم کے اپنا تخت لاکر قائم کیا اور دونون کو شمشیر زنی سے روکا بدیع الزمان نے ملکہ قرلشیہ سلطان کی دایہ کا دودھ پیا تھا
تھا سوا اسکے بڑی بہن بھی تھی انہون نے تو جھک کے بندگی کی اور قاسم نے ملکہ کی صورت دیکھتے ہی کہا کہ پھوپھی جان آداب بجا لاتا ہون ملکہ قرلشیہ سلطان
نے پہلے تو جانب شاہزادہ بدیع الزمان مخاطب ہوکر فرمایا کہ سبحان اللہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان تمنے سلیم الطبع اور باوضع ہوکر غریب الدیاری
اور غریب الوطنی مین اپنے آداب بزرگی کا پاس نہ رکھا اور خردہ کے منہ چڑھے نہایت مقام تعجب کا ہی شاہزادہ عالی جناب بدیع الزمان نے سر
نگون ہوکر عرض کی کہ امیر ہمشیرہ صاحبہ قسم ہی سر اقدس سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران کی کہ مین ہمیشہ ہزار ہزار طرح سے قاسم کا پاس خاطر
اور رعایت کرتا ہون اور لاکھ باتین اسکی سنکے طرح دیے جاتا ہون مگر مجبور ہون کہ یہ کسی مقام پر سرکشی اور اپنی جہالت سے باز نہین آتا آج مین نے
وقت رزم گیا ہوا خون آشام کے تیغہ مارا کہ تا ناف اتر گیا تھا اسنے آکے بیچ مین تلوار اسکی کمر پر ماری اور پھر مین نے جو کہا کہ یہ کیا حرکت تو نے
کی لیس اتنے کہتے پر آشفتہ ہوکر مجھے تلوار ماری لہذا مین نے فقط اسی خیال سے کہ جب مین بھی شمشیر بکف آمادہ رزم ہونگا تو اسکو ایک خوف رہیگا
اسمین جو کچھ قصور ہوا ہو وہ آپ فرمائین تب ملکہ قرلشیہ سلطان سمت شاہزادہ قاسم متوجہ ہوکے کہنے لگی کیون ارے قاسم تو اپنے شہد پن سے
باز نہین آتا ہو بیٹا مین تیری فریاد سنا کرتی ہون خیر دیکھو تو سہی آج تجھے کیسی سزاے معقول دیتی ہون کہ تو بھی خوب یاد کرے قاسم نے کہا پھوپھی جان
آپ انصاف فرمائین کہ میرے باپ کا دنگل اسنے غصب کرلیا اور مجھے نہین دیتا سوا اسکے آج مرگا اسنے مجھے دیکھا تھا کہ مین بر سر قتل
کیا ہو قریب آ پہونچا تھا پھر اسے با نمین کے میرے سامنے کھاکے گیا ہو پر ضرب کرتا کیا ضرور تھا ملکہ قرلشیہ سلطان نے کہا کہ قاسم اتنے
طمانچے ملونگی کہ تیرا منہ لال ہو جائیگا تو ابھی فیلسوفی کی باتین میرے سامنے کرتا ہی خیر کیا مضائقہ چل آپ مین تجھے اور بدیع الزمان کو امان جان کے
پاس لیے چلتی ہون وہین پر سون رہنا اور دیوون سے لڑا کرنا یہ کہکے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم دونون کو اپنے تخت پر بٹھلا لیا پھر ہر چند
قاسم نے منت سماجت کی کہ پھوپھی امان مجھسے قصور ہوا معاف کیجیے اب مین عمو جان سے مقابلہ نکرونگا ادھر شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی خیال
مفارقت اور جدائی ملکہ گوہر ملک کے قاسم کو اشارہ کیا کہ اچھا آؤ اب ہم اور تم باہم ملجائین جسمین ہمشیرہ ہمکو تمکو پردۂ قاف مین نہ لیجائین قاسم
نے کہا تو پھوپھی امان اب مجھے عمو بزرگوار سے ملا دو ملکہ نے کہا کہ مین تیری عیاری اور فریب مین کبھی نہین آنے کی اب بغیر امان جان کے پاس
لیجائے یہان تمہاری باتین بنانا ایک نہ مانونگی غرض یہ کہ ان دونون صاحبون کو تخت پر بٹھلا کے نقابدار بندلوش اور پلنگینہ پوش سے کہا کہ
واہ واہ ایسے بزرگوار تمکو لازم ہی کہ جہان تم ہو فساد رفع ہو جائے اور نہ کہ خلاف اسکے اور تم دونون صاحب خود شریک فتنہ انگیزی اور
مفسدہ پردازی ہو لیس اچھا اپنے مکانون کو تشریف لیجائیے اور یہ کہکے دونون نقابدارون کو جنگ و جدل سے باز رکھا اور آپ مع اپنے برادران دو دیوزادون
اور دونون بھائیون قمرزاد و گہرزاد کے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کو لیے سمت پردۂ قاف روانہ ہوئی اور وہان عین بارگاہ سلیمانی مین جہان
شہنشاہ پردہ قاف ملکہ آسمان پری سریر سلطنت پر اجلاس فرمائے جشن دیکھ رہی تھی تخت پہ سے اتر کے مع شاہزادگان والا تبار عالیمقدار اور
دونون بھائیون کے بخدمت ملکہ آسمان پری پہونچی اور مجرا گاہ پر سے مجرا کرکے جو نہین آگے بڑھی کہ ملکہ آسمان پری نے دور سے بدیع الزمان
اور قاسم کو دیکھکر پوچھا قرلشیہ سلطان آج یہ دونون بزرگوار کہان مل گئے اور کیونکر آپکے تشریف لائے ہین ملکہ قرلشیہ سلطان نے
کہا امان جان مین انکا حال عرض کرتی ہون اسمین بدیع الزمان اور قاسم نے برابر جاکے جھک کے مجرا کیا اور ملکہ آسمان پری نے دونون
کو اپنے گلے لگاکے بہت سا پیار کیا اور چپ و راست اپنے تخت پر بٹھلایا پھر پوچھا کہ ہان قرلشیہ سلطان مجھے خفقان ہوتا ہی سچ بیان کر
کہ یہ دونون صاحب کیونکر آئے مین قرلشیہ سلطان نے از ابتدا تا انتہا سرحال جنگ جدال کا مفصلاً اور مشروحاً بیان کرکے کہا کہ
امان جان بھلا یہ کچھ کرتے ہین خوب کرتے ہین اور تکلف یہ ہی کہ قمرزاد اور گہرزاد یہ دونون صاحب ایک طرفدار بدیع الزمان اور دوسرے
ہوا خواہ قاسم بنکے پردہ دنیا پر جاتے ہین اور آج توان دونون نے قیامت برپا کردی تھی اگر مین نہ جا پہونچتی تو لاکھون دیوزاد مارے جاتے
اور انسانون کا تو شاید دو دو ہزار فرسنگ تک نام و نشان نہ باقی رہتا اور پھر مزہ یہ کہ حوصلہ تو بہت سا کرکے ہوا خواہ بنکے جاتے ہین
مگر سوائے ذلت اٹھاکے آنے کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا قمرزاد نے تلوار قاسم پر ماری اسنے تلوار کھاکے آپ صاف بچ رہا اور انکو ایک

ضرب مین زخمی کرکے گرا دیا گہرزاد نے شاہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ کیا اُنکے ہاتھ سے یہ زخمی ہوکر آئے ملکہ آسمان پری نے قہرزاد گہرزاد
دونون کو روبرو بلا کے بہت سا سخت و سست کہا بعد اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم سے فرمایا کہ خیر تم بڑے شمشیر زن ہوے ہو مین خوش
ہون کہ تم دونون کے باوا اور دادا کو اٹھارہ برس یہان سے پردۂ دنیا کی صورت نہین دیکھنے دی اب تم دونون میرے پاس رہو یہان جہان تم ہم
ہوگی تمھین بھیجدونگی دیوؤن سے لڑا کرنا شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم دونون کے رنگ زرد ہوگئے اور ہم مشورہ باہمی دونون نے دست بستہ
ہوکے عرض کی کہ اب ہماری کیا مجال جو کہین ایسے ہنگامہ پرداز ہون ہم سے قصور ہوا یہ قصور ہمارا معاف فرمائیے بار دگر اگر ایسی خطا ہمسے ہو اور
آپ سنین تو پھر ہمارے حق مین جو مزاج مبارک مین آئے وہ سزا تجویز کیجیے گا مگر اب رخصت فرمائیے بارے ملکہ آسمان پری نے پھر بہت سا سمجھا کے
دونون کو گلے سے لگایا اور پیار کیا بعد اسکے کچھ تحفۂ تحائف پردۂ قاف کے شاہزادہ بدیع الزمان کو اور کچھ قاسم کو مرحمت فرمائے اور دو دیوزاد
کو بلا کے حکم دیا کہ ان دونون کو جہان جہان یہ کہین پردۂ دنیا پر جا کے پہونچا آؤ چنانچہ وہ دیو شاہزادۂ خاور سیاہ کو تو بموجب فرمانے
خاور سیاہ کے خسرو کوہ پر اور شاہزادہ بدیع الزمان کو چار باغ ملک حیران و دیوکش مین پہونچا کے رسید مع انگیز دونون صاحبون کی مہری
لکھوا کے بخدمت شہنشاہ پردۂ قاف ملکہ آسمان پری جاتے ہین یہان ملکہ گوہر ملک نے یہ مژدۂ مسرت فروش شاہزادہ بدیع الزمان
کی تشریف آوری کا جو سنا تو گویا قالب مردہ مین جان تازہ آگئی اور بیتاب ہوکر مع اپنی چند خواصون کے واسطے استقبال کے دوڑی اسطرف
سے شاہزادۂ بدیع الزمان ملکہ کو دیکھکر مسکراتا ہوا قریب آ پہونچا اور ملکہ کو لپٹا کے اپنے گلے سے لگالیا خواصین مصاحبین ملکہ کی پروانہ وار اس
چراغ دودمان صاحبقرانی پر تصدق اور نثار ہوئین غرض ملکہ اور شاہزادۂ عالم اب دونون عاشق و معشوق ہاتھ مین ہاتھ لیے اُسی بارہ دری مین
آکے صدر جاہ و تمکین پر جلوہ فرما ہوے فضل بن گیاہور خون آشام ترک جوشن پوش ارباب باختری سعد بن علقمہ قاتل رتی مقاتل رومی
الماس بن گیاہور خون آشام وغیرہ بھائی فضل کے فضل بن آشوب اور جتنے دلیران نامدار اور رفیق شاہزادہ جم اقتدار کے تھے سبھون نے
آکے نذرین تہنیت اور مبارکبادی کی دین چار طرف باغ مین ہنگامہ شادی اور غلغلہ مبارکبادی بلند تھا ملکہ نے جشن نشاط اور محفل انبساط قرار دیا ارباب نغمے
طوائفون اور ڈومنیون کے طلب کیے یہ تو اب ناچ دیکھ رہے ہین اور گانا سن رہے ہین دورہ شراب کا چل رہا ہے مصروف عیش و طرب ہین انکو تو یہین چھوڑیے
اب حال خاور سیاہ کا سنیے کہ جب وہ دیو قاسم کو خسرو کوہ مین اُتار گیا اور رسید لیکے چلا گیا قاسم نے دیکھا کہ خسرو کوہ کا قلعہ کوئی مسمار اور ویران
کرکے چلا گیا ہے اور دروازہ قلعہ مین قفل بند ہے اور اندر اسکے نام انسان کا باقی نہین سیکڑون لاشے گلی کوچون مین سڑ رہے ہین زاغ و زغن کرگس جمع ہین
شور غل کر رہے ہین شاہزادہ قاسم یہ ویرانی خسرو کوہ قلعہ اور شہر کی بربادی کو دیکھکر نہایت ششدر اور حیران چار طرف بحسرت دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک
طرف دامن کوہ سے دس بارہ عورتین نوجوان نمایان ہوئین قاسم نے اُنکے پاس جا کے جو دیکھا کہ وہ سب زخمی ہین تو پوچھا کہ نیک بختو اس خسرو کوہ
کیا آفت آئی اور تم سب کون ہو اور کسنے تمکو زخمی کیا اُنہین سے ایک عورت نے جو نہایت حسینہ اور سر سے پاؤن تک زخمون مین چور اور خون مین آغشتہ
حالت بیتابی مین برابر اسکے جو ایک اور عورت تھی اُسکی طرف اشارہ سے کہا کہ تو اس شخص سے سارا حال بیان کر اُسنے کہا کہ اے شہریار یہ بی بی
جسے زخمون مین چور بجان رنجور دیکھتے ہو یہ خسرو قزاق کی بہن ہے جب آپ کو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دیوان قاف میدان جنگ سے
اٹھا لیگئے اور خسرو قزاق چار باغ ملک حیران سے پھر کے یہان آیا اور آپکے درد دوری مین مغموم اور مکدر سرزمان سینہ کوبان با صد آہ و فغان
اشک ریزان تھا خبردار نے خبر دی کہ ایک سوداگر چار سو شتر میوے کے لیے واسطے تجارت کے شہر سنجان کی طرف جاتا ہے خسرو قزاق نے یہ جو خبر
سنی تو وہ چار سو شتر میوے کے اس سوداگر سے لوٹ کر یہان لے آیا اور خسرو کوہ مین بدستور اپنے جشن عیش اور محفل رقص و سرود مین مصروف ہوا
اور وہ میوہ اپنے سب ساتھ کے قزاقون کو تقسیم کر دیا چنانچہ وہ میوہ خسرو قزاق اور سبنے جو کھایا تو اس میوے مین بیہوشی ملی ہوئی تھی سب
بیہوش ہوگئے اور وہ سوداگر نہ تھا مراد شاہ مراد کوہ کے بادشاہ کا وزیر تھا اور فقط اس عیاری سے خسرو قزاق کی گرفتاری اور خسرو کوہ
کی ویرانی اور خواری کیواسطے آیا تھا جب اُسنے دیکھا کہ سب بیہوش ہوگئے تب کیف وقت کو غنیمت جانکے خسرو قزاق اور تمام اُسکے ساتھ والون
کی مشکلین باندھین اور اپنے ہمراہ لے کے سمت مراد کوہ چلا گیا چنانچہ خسرو قزاق کے کوئی بھائی اور بیٹا تو نہین تھا فقط یہ ایک بہن رہ گئی تھی

جوکہ زخمون مین چور خون مین آغشتہ حضور کے روبرو بادل خستہ اور جان رنجور کھڑی ہے جب اسنے خسرو قزاق کی گرفتاری کا حال سُنا جوش
سُون غمزدی سے بیتاب ہو گئی اور اسنے مردون کیطرح نقد جان کو اپنے ہاتھ پر رکھکر دل کو مرنے پر باندھا اور ایک نقاب منہ پر باندھکر اور سو
انیسین جلیسین مقربین مصاحبین خواصین اپنے ہمراہ لیکر سبکو نقابدار بناکے گھوڑے پر سوار عنان گسستہ بسمت مراد کوہ برسر وزیر مراد شاہ روانہ
ہوئی اثناے راہ مین وہ قافلہ ملگیا ماہ رو بانو نے شب کو اُس قافلہ پر آکے شبخون مارا اور اپنے بھائی خسرو قزاق کو قید سے چھڑا لیا اور اس وزیر کو
مع تمام اُسکے ساتھ والون کے طوق او سلسل کرکے پھر یہان لائی چونکہ وہ وزیر بر ہندو بڑا عیار اور مکار تھا اُسنے از راہ فریب اظہار اور اقرار اسلام
قبول کرنے کا کیا اور بعیاری و مکاری کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گیا خسرو قزاق نے وزیر کو مع اُسکے سب ہمراہیون کے رہا کر دیا اور جشن فرحت سرود
مین مصروف ہوا پھر اُس وزیر بر ہندو نے ایک روز شراب مین بیہوشی ملائی اور خسرو قزاق کو مع تمام صحبت والون کے بیہوش کرکے گرفتار کر لیا
اور تمام شہر کو تاخت و تاراج و قتل کرکے ملکہ ماہ رو بانو کو کہ یہ بھی بیہوش تھی اُسی حالت مین اپنے زعم مین جان سے قتل کرکے دروازہ قلعہ کو مقفل
کیا اور آج تیسرا دن ہے کہ وہ وزیر یہان سے سب مال و اسباب نقد و جنس خسرو قزاق اور رعایاے شہر کا لیکے سمت مراد کوہ چلا گیا ہم سب خواصین
اور مصاحبین بخوف جان ملکہ ماہ رو کو دامان کوہ مین لیجاکے چھپی بیٹھی تھین آپ کی تشریف آوری کا حال سنکے ابھی وہانسے نکلی ہین اور استغاثہ
وزیر مراد شاہ کے ظلم و تعدی کا کرتی ہین بقول شخصے شعر بکجا روم چہ کنم بر در کہ رو آریم ٭ بجز تو کیست کہ چشم کرم ازو داریم ٭ خاور سیاہ
نے یہ حال خسرو قزاق کا سنکے بکمال غیظ و غضب اُس عورت سے کہا کہ ایک گھوڑا اگر کہین سے میری سواری کے لیے ملجاتا تو کیا خوب بات
تھی ماہ رو بانو نے شرمگین ہوکر عرض کی اے شہریار چند گھوڑے ایسے ایسے تحفہ باد رفتار تین دن سے بے آب و دانہ طویلہ مین بندھے کھڑے ہین اور
بسبب تشنگی اور گرسنگی کے اپنی جان توڑ رہے ہین اُنکے دانہ اور گھاس کی خبر کون لے ہم سب تو اپنی بلا مین آپ مبتلا ہین شاہزادہ قاسم نے فرمایا
کہ اُنہین سے ایک مرکب تیز رفتار ہمارے لیے لے آؤ اور باقی تم بالمینان تمام قلعہ کے دروازے کا قفل توڑ کر اندر جاکے بیٹھو اپنے زخمون مین
ٹانکے دلواؤ مرہم کی تدبیر کرو انشاء اللہ تعالی اگر حیات مستعار میری اور خسرو قزاق کی باقی ہے تو وہ ابلیس نہاد وزیر اگر بارگاہ مراد شاہ مین بھی
پہونچ چکا ہوگا تو مین بحول و قوت پروردگار اگر وہین جاکے مع مراد شاہ اُسکو سزاے اعمال نہ پہونچاؤن اور گوشمالی قرار واقعی نہ دون تو نام اپنا
خاور سیاہ نہ رکھون ماہ رو بانو یہ سنتے ہی شاہزادہ قاسم کا دیکھکے بیتابانہ او بے اختیار قدمون پر گر پڑی اور بعد عجز و انکسار کہنے لگی کہ اے شہریار
ہرگز ہرگز یہ خیال دلمین نہ لایے مراد کوہ پر جانے کا زنہار قصد نہ کیجیے مراد شاہ تین لاکھ سوار کا مالک اور فرمانروا ہے اور جو یہی منظور خاطر اقدس
ہے تو ایک خط اپنے برادر گرامی شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کو کہ وہ صاحب تیغ و علم ہے چار باغ ملک حرمان دلکش مین بھیجدیجیے وہ آپ آئینگے یا
اپنی فوج کو بطور اعانت کے بھیجدینگے پھر کچھ اندیشہ اور خوف نہین آپ مراد کوہ کیجانب عزم کرین شاہزادہ خاور سیاہ نے یہ کلام ماہ رو بانو
کا سنکے نہایت درہم برہم ہوکر کہا کہ اے ماہ رو اگر تو عورت نہوتی تو تجھے ابھی قتل کرتا مگر مجبور ہون کچھ تجھسے نہین کہسکتا قسم ہے مجھکو اپنے خالق کی
مین نے عہد طفولیت سے تا حال کبھی بجز ذات خدا کے کسی سے اعانت طلب نہین کی اور مین بدیع الزمان سے تو تا وقتیکہ رشتہ حیات میرا منقطع
نہین ہوتا کبھی مدد نہ چاہونگا یہ کہکے قاسم اُٹھ کھڑا ہوا اور بیٹھہ فاش زین پر مرکب کو سمت مراد کوہ گرم عنان کیا اور بعد طی مراحل و قطع منازل
اُسی دن چار گھڑی رات گئے شہر مراد کوہ مین داخل ہوا اور دروازہ بارگاہ مراد شاہ پر گھوڑے سے اُتر پڑا اور پیادہ پا تیغ بیلارک کو جان انگل میان
سے کھینچی بسم اللہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھا دیکھا کہ مراد شاہ تخت پر بیٹھا ہوا گرد پیش قریب سو سوا سو مصاحبین اور مقربین گردن کش
مسلح اور مکمل دو کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین شاہزادہ خاور سیاہ نے بآواز بلند کہا السلام علیک سلام من درین محفل بر آن کسے باد کہ داند خدا یکی است
و رسول او برحق جتنے بارگاہ نشین تھے مع مراد شاہ اُن سبھون نے تو کچھ جواب نہ دیا پھر متعجب و پریشان ہوکے سمت شاہزادہ خاور سیاہ
دیکھنے لگے کہ غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی علیک السلام اتنی دیر مین قاسم مانند برق لامع چمک کر برابر مراد شاہ کے ہو چکا اور تیغ بیلارک کو
میان سے کھینچکر برسر مراد شاہ رکھدیا اور فرمایا کہ اے مراد شاہ اگر زیست اپنی چاہتا ہے تو اسیوقت خسرو قزاق کو زندان خانے سے طلب
کرکے میرے ہمراہ کردے اور جو تو نے کچھ عذر و حیلہ کیا تو پھر تو نہ ہوگا یہ کہکے تخت پر زانو بڑھا کر مراد شاہ کو پکڑ کے بیٹھ گیا مراد شاہ عیار اور

وبدبہ سے شاہزادہ خاور سیاہ کے مثل قالب بیجان جس صورت سے بیٹھا تھا اسی طرح بےحس و حرکت رہ گیا اسنا تو کہا کہ کوئی جا کے جلد خسرو و قراق کو زندانخانہ سے لاؤ اور باقی جتنے محفل نشین اسکے تھے پہلے تو سب ہان ہان کرکے سپرین تلوارین پکڑ پکڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے جب کہ شاہزادہ قاسم مراد شاہ کو پکڑ کے بیٹھ گیا تب وہ سب بخیال اسکے کہ اگر اب ذرا اپنے یہان سے جنبش کی تو یہ شخص ہمارے بادشاہ کو مار ڈالیگا پھر جہان بیٹھے تھے عاجز و مجبور ہوکر خاموش بیٹھ رہے اور عذر و معذرت کرتے تھے بلکہ بعضون نے جلدی سے زندان خانے مین جاکے خسرو و قراق کے طوق و زنجیر کٹوا دئیے اور بعزت و آبرو و دلجوئی اور خاطر داری خسرو و قراق کو روبرو مراد شاہ کے لائے مراد شاہ نے شاہزادہ خاور سیاہ سے کہا کہ لو صاحب خسرو و قراق حاضر ہین اور خسرو و قراق نے جو شاہزادہ خاور سیاہ کو برابر مراد شاہ کے ایک تخت پر بیٹھا دیکھا وین تھے یہ شعر پڑھا جو یہ ہے کو جچھا شعر امروز مبارک ست نامم ۔ کافتاد نظر برین جمالم ۔ صد شکر خداے آسمان را ۔ کاخر بمراد از و بالم ۔ اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہریار ایک سو کئی رفیق میرے یہان زندان خانے مین میرے ساتھ آکے قید ہوئے ہین مراد شاہ نے کہا کہ ابھی ان لوگون کو کیون نہ لائے جلد لاؤ چنانچہ وہ لوگ بھی سب زندان خانے سے نجات پاکے آئے اسوقت شاہزادہ قاسم نے فرمایا کہ اے مراد شاہ حالا در شناختن پروردگار عالم چہ ارادہ داری مصرع راستی موجب رضاے خداست ۔ اگر سچ سچ مافی الضمیر اپنا تو نے بیان کیا تو خیر ورنہ ایک ضرب مین ابھی تجھے جہنم واصل کرتا ہون مراد شاہ نے دست ادب باندھ کر عرض کی کہ اے شہریار تھوڑی دور پر ایک پہاڑ جبال قفقا نام کہلاتے اسکے ایک میدان وسیع الفضا ہے اور اس میدان مین ایک غار ہے اور گرد اسکے جواہرات کی لب گردان بنی ہے اور چار طرف بہت سے درخت ثمر دار سایہ گستر ہین انکے نیچے ایک کرسی جواہر نگار بچھی ہے اسپر ایک معشوقہ ہاتھ مین ایک نفیر لیے بیٹھی ہے جو کوئی اس غار کے قریب جاتا ہے تو دو دن بعد اسی غار سے ایک مشکی گھوڑا نکلتا ہے اس درخت کے گرد جہان وہ معشوقہ کرسی بچھائے نفیر طلائی ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے چکر مارتا ہے اور وہ معشوقہ اسے دیکھکر وہی نفیر طلائی بجاتی ہے کہ چرند و پرند جانور سب آکے جمع ہو جاتے ہین اور ناچتے ہین اور جتنے پتے درخت کے ہین وہ سب بصورت ساز آوازین دیتے ہین بعد دم بھر کے وہ معشوقہ پھر اس نفیر طلائی کو بجاتی ہے کہ اسکی نفیر کی آواز سنکے وہ گھوڑا اس نووارد شخص کو لیکے بسوے آسمان پرواز کرجاتا ہے اور پھر ابد الآباد تک اس سوار کا کچھ حال نہین معلوم ہوتا کہ وہ گھوڑا اسکو کہان لے گیا اور پھر کیا ہوا اے شاہزادہ خاور سیاہ مین سنتا ہون کہ آپ کے دادا جان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حلال مشکلات عالم مشہور و معروف ہین اور آپ یہ گلدستہ باغ عنبر ابھی گل گلزار صاحبقرانی موصوف ہین اگر یہ عقدہ لاینحل مجھپر حل کر دیجیے کہ وہ معشوقہ کیا بلا ہے اور وہ غار کیسا ہے اور وہ گھوڑا اس سوار کو لے کے کہان مفقود الخبر ہو جاتا ہے تو جو کچھ آپ فرماتے ہین بجان و دل قبول کرون اور مع تمام اپنے عزیزون اور یگانون اور فوج و سپاہ کے مسلمان ہو جاؤن شاہزادہ خاور سیاہ نے یہ حال مراد شاہ سے سنکے کہا کیا مضائقہ مجھے وہ پہاڑ اور وہ میدان اور وہ غار چلکے دکھلا دو مراد شاہ نے کہا بہت خوب یہ کہکے شاہزادہ قاسم کو اپنے ہمراہ لیکے اس پہاڑ کی طرف چلا اور خسرو و قراق بھی ہمراہ شاہزادہ قاسم کے ہو لیے جبکہ قاسم اور خسرو و قراق مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے اس پہاڑ پر غار کے قریب پہونچے تب شاہزادہ قاسم مراد شاہ اور خسرو و قراق سے رخصت ہوکر اس غار کے دروازے پر جہان وہ معشوقہ نفیر طلائی ہاتھ مین لیے کرسی پر بیٹھی تھی پہونچا اور بسم اللہ کہکے اس غار مین کود پڑا اور تیسرے دن ایک مشکی گھوڑا اس غار سے باہر نکلا اور جس درخت کے نیچے وہ معشوقہ نفیر نواز بیٹھی تھی اسکے گرد چرخ مارنے لگا ناگاہ اس معشوقہ نے ایک مرتبہ نفیر طلائی کو بجایا کہ ہزارون چرند و پرند وہان آکے جمع ہو گئے اور تمام پتے اس درخت کے مثل ساز طنبور صدائین دینے لگے اور وہ جانور ناچنے لگے دوسری مرتبہ اس معشوقہ نے نفیر بجائی تو سبھون نے دیکھا کہ دونون طرف دامن زین اس گھوڑے کے بصورت پرون کے نکل آئے تیسری مرتبہ اس معشوقہ نے نفیر کو بجایا تو وہ گھوڑا شاہزادہ قاسم کو لیکر پرواز کنان بسوے آسمان جاکے غائب ہو گیا خسرو و قراق شاہزادہ خاور سیاہ کو مفقود الخبر ہوجاتے دیکھکر سر زمین اور سینہ کوبان شیون و شین کرنے لگا اور ایک خیمہ وہان استادہ کراکے منتظر شاہزادہ قاسم کا رہنے لگا اب حال یہان کا سنیے کہ قاسم نے دیکھا کہ مین اس گھوڑے پر سوار ایک صحراے ہولناک مین چلا جاتا ہون اور اس جنگل مین بہت سے گھر بنے ہین اور ہر ایک گھر

مین ایک ایک آدمی بیٹھا ہی اور ہر گھر کے دروازے پر ایک قبر کھدی ہی قاسم گھوڑے پر سے اُتر کے اُن آدمیون کو بغور دیکھنے لگا حسب اتفاق
ہمایون بن شداد کو بھی وہان ایک گھر مین بیٹھا دیکھا اُدھر سے قاسم اور اسطرف سے ہمایون بن شداد بیتابانہ کے دوڑے دونون
جوش محبت سے خوب لپٹ کر روئے قاسم نے پوچھا کہ ای ہمایون بن شداد یہ کیا مقام ہی اور یہ قبرین کیسی ہین ہمایون بن شداد نے کہا
ای شہریار یہ طلسم ہی ہر چہارشنبہ کو کئی ہزار گھوڑے پرواز کنان یہان آتے ہین جو کوئی اس جنگل مین وارد ہوتا ہی گھوڑا اسکو اُڑا کے اس میدان مین
پہونچا دیتا ہی اور اس میدان مین ایک گنبد ہی دروازہ اسکا ہمیشہ بند رہتا ہی جسوقت گھوڑا کسی سوار کو یہان لاتا ہی اُسوقت اس گنبد مین سے
ایک سوار زرہ پوش نقابدار نکلتا ہی اور اُس نو وارد سوار کو اشتہ روبرو بلا کے کشتی لڑتا ہی اور آن واحد مین اسکو وہ نقابدار زرہ پوش گنبد مین
پکڑ لیجاتا ہی اور بعد تین دن کے لاش اس سوار کی تابوت مین رکھکے باہر لاتا ہی اور انھین قبرون مین دفن کر کے چلا جاتا ہی قاسم یہ حال اُس
طلسم کا ہمایون بن شداد سے سنکے ایک ہفتہ وہان مقیم ہوا جب دوسرا چہارشنبہ آیا تو جہان اور دس بارہ جوان نو وارد گھوڑون پر سوار
اُس میدان مین آئے وہان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم بھی اُسی گھوڑے پر سوار میدان مین آکے قائم ہوا دیکھا کہ وہی نقابدار زرہ پوش
اوس گنبد سے نکلا اور پہلے قاسم ہی سے مقابلہ ہوا اور بہر زور کر کے نقابدار نے قاسم کو پکڑ لیا اور اندرون گنبد لیجا کے دروازہ گنبد کا
بند کر لیا اور مفقود الخبر ہو گیا آگے دیکھیے کیا ہو

اب شمہ وہستان گنجاب علیہ اللعن والعذاب بیان کیجاتی ہی

کہ جسوقت لشکر گیا ہو خولت آشام شکست فاش کھا کے لاش اُسکی لیے بھاگ کے شہر سیخان مین گنجاب کے پاس پہونچا اور سالدار
اور فوج وغیرہ نے سارا حال از ابتدا تا انتہا مفصلاً بیان کیا گنجاب نہایت مغموم و مکدر ہو کر کہنے لگا کہ پسر حمزہ کی روز بروز ترقی ہوتی
جاتی ہی اب بجز اسکے کہ مین خود لشکر کشی کرون اور چارباغ پر جا کے کام اسکا تمام کرون کوئی چارہ نہین ابھی گنجاب یہی کہ رہا تھا کہ سامنے
سے مروارید غلطان بھائی مرجان کا آیا اور گنجاب سے کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل آپکو خداوند لقا نے ہیجدہ ہزار ملک باختر مین اپنا
پیغمبر مرسل کر دیا آپ کا یہ رتبہ اور مرتبہ نہین ہی کہ ہر ایک آدمی پر لشکر کشی کرین اور تشریف لیجائین خانہ زاد کو اگر حکم ہو تو بدیع الزمان کو مع تمام
ملکہ نو بہار ملک کو یا اگر موقع ہوگا دونون کو پکڑ لاے گنجاب نے کہا دہانتک کیونکر پہونچے گا اور کیونکر پکڑ لائیگا مروارید غلطان نے عرض کی
کہ کل صبح کو بوقت دربار جب خانہ زاد واسطے مجرے کے حضور مین آئے تو آپ خانہ زاد کو دیکھکر یہ فرمائین کہ انھین نمکحرامون نے میرے خانہ دولت
کو برباد کیا ہی ہر وقت کے مجھ گرگ بغل یہ آستین ہین جلساز دو چار مفتری نظرون مین چڑھے ہوے ہین اسوقت خانہ زاد کچھ گستاخانہ جواب دیگا
حضور درہم برہم ہو کر حکم دین کہ یہان کوئی حاضر ہی اس بدذات کو گردن پکڑ کے بارگاہ سے باہر نکالدو غلام پھر کچھ اور گفتگو کریگا آپ مکرر سہ کرر
یہی فرمائین کہ جلد اسے گردنیان دیکے یہان سے نکالدو بس غلام رخصت ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ خیر غلام اتباب تو نمکحرام نہ تھا مگر جب سرکار مجھے نمکحرام
جانتی ہی تو اب عذر اور خوشامد کرنا کیا ضرور اب چاہیے آپ مجھے گردن مارنے کا حکم دین مگر مین اب ضرور جا کے شاہزادہ بدیع الزمان کی
کفش برداری کرونگا اور مسلمان ہو جاونگا بارگاہ سے نکل کے چارباغ کی سمت روانہ ہونگا آپ کی بارگاہ مین اکثر خفیہ نویس بدیع الزمان کے
ہین وہ یہ وقائع ضرور لکھیں گے بدیع الزمان کو فوراً اسلام لانے کا یقین آجائیگا مین وہان پہونچکے چندے وزلیظاہر مسلمان بنکے رہونگا جسوقت
کہ موقع ہوگا بیہوش کر کے پکڑ لاؤنگا گنجاب نے ہنسکے کہا کہ تدبیر اور عیاری تو خوب ہی بشرطیکہ بن پڑے غرض وہ دن گذر گیا روز دوم جب سب
سردار بارگاہ مین گنجاب کی واسطے مجرے کے گئے اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر جا کے بیٹھے سب دربار معمور ہو چکا اسوقت مروارید غلطان
بھی گیا اور مجرا کیا گنجاب نے منہ پھیر لیا اور سردارون کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ مروارید غلطان بڑا بدذات ہی انھین دو چار نمکحرامون نے
میرا گھر برباد کر دیا مرجان تیز رفتار اسکے بڑے بھائی نے کیسی نمکحرامی کی ہی کہ تم سب صاحب دیکھتے ہو بدیع الزمان کی رفاقت و شراکت مین کیسی
کیسی حرکتین نالائق کرتا ہی پھر یہ کون ہی اُسی بدذات کا چھوٹا بھائی ہی جو اس سے ہو وہ عجب ہی مروارید غلطان نے عرض کیا کہ یا پیغمبر
مرسل نوکر نمکحرام نہین ہوتا خاوند اور مالک نمکحرام کر دیتے ہین آپ کی سرکار مین کسی کی آبرو نہین جو آپ کے جی مین آتا ہی وہ بیساختہ فرما دیتا

اسی باعث سے اکثر اشخاص یہاں سے برگشتہ خاطر ہو کے بدیع الزمان کے پاس چلے گئے اور یقین ہی کہ جب سے آپ ایسی انشکنی اور سلک حرمت
کی گفتگو کرینگے وہ برخاستہ خاطر ہو کے بدیع الزمان کے پاس چلا جائیگا گنجاب نے نہایت درہم برہم ہو کر کہا کہ او مروارید بد ذات نمکحرام تو
کیا جانتا ہی اور بکتا ہی تو بھی چلا جا تجھے کسنے روکا ہی مروارید غلطان نے کہا لبیں یا شہنشہ عالی اب زیادہ کچھ زبان مبارک سے نہ فرمائیں اتنے میں
کون سی نمکحرامی کی ہی اور جو آپ چلا جا چلا جا بار بار فرماتے ہیں تو پھر دیکھیے کہ میں بھی جا کے مسلمان ہو جاؤنگا اور بدیع الزمان کے پاس جہاں تا
میرا بھائی مرجان ہی وہ اگر وہ مجھے جوتیاں بھی کھلائیگا تو اپنی بات کی پچ پڑا ہوں گا گنجاب نے یہ تقریر مروارید کی سنکے حکم دیا کہ ہاں اس
ورید وہیں کو گردنیاں دیکے خوب سا مار کے بارگاہ سے باہر نکال دو اور خبردار پھر کوئی اسے اندر نہ آنے دے یہ لوگوں نے مروارید غلطان کو
گردنیاں دیکے ہاتھ پکڑ کے گنجاب کے روبرو سے ہٹا دیا اور بپاس و لحاظ سنجابی عیار کے زیادہ مار پیٹ تو نہیں کی مگر ایک طمانچہ مار کر کہا کہ خبردار
اب بارگاہ میں قدم نہ رکھنا مروارید غلطان روتا اور یہ کہتا ہوا بہت خوب شہنشہ عالی آپ نے تو اب مجھے ذلیل کرکے اپنی بارگاہ سے نکلوا دیا تو
سہی میرا نام مروارید غلطان کہ میں بھی اب بذریعہ اپنے بھائی مرجان کے شاہزادہ بدیع الزمان ہی کی خدمت میں جا کے مسلمان ہو جاؤنگا
اور اسکی نعلین برداری میں اپنی عمر بسر کرونگا غرض جسوقت کہ مروارید غلطان نطفہ شیطان یہ عیاری کرکے بارگاہ گنجاب سے نکلکر سمت
چارباغ طلسم حیران دیو کش چلا گیا تو علقمہ اصطرلابی نے یہ حال مروارید غلطان کا مفصلاً لکھکر خفیہ بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان والا مقام
روانہ کر دیا اور قبل اسکے پہونچنے مروارید کے وہ پرچہ وقائع کا بنظر شاہزادہ نامور گذرا شاہزادہ عالی مقام نے حال مروارید کا پڑھ کے مرجان
تیز رفتار کو طلب کیا اور فرمایا کہ مرجان تیرا کوئی بھائی مروارید غلطان بھی ہی مرجان نے کہا فی الحقیقت غلام کا چھوٹا بھائی مروارید ہی
مگر بڑا فتنہ انگیز اور مکار ہی شاہزادہ عالی مقدار نے فرمایا کہ اے مرجان اب تو اسکو برا نہ کہنا کیونکہ کچھ گفتگو اسنے اور گنجاب سے درمیان میں آئی
اور گنجاب نے اسے ذلت دلوا کے بارگاہ سے نکالدیا وہ یہ کہکر کہ اب میں شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس جا کے مسلمان ہو جاؤنگا یہاں آتا ہی
تو اسکی بڑی خاطرداری اور دلجوئی کرکے میرے پاس لانا مرجان تیز رفتار نے نہایت سراسیمہ اور مضطر ہو کے عرض کیا کہ شہزادہ عالم حق تعالی
حضور کو ہزار سال بعید جاہ و جلال سلامت باکرامت رکھے مروارید غلطان کی بد ذاتیوں اور مکاریوں سے حضور آگاہ نہیں میری عقل
ناقص میں یہ جنگ زرگری اسکی خالی از حکمت نہیں اسمیں بھی اسنے کوئی عیاری پیش خود تجویز کرکے گنجاب سے بگاڑ کیا ہوگا یہ فقط اسکا
جعل و فریب معلوم ہوتا ہی غلام تو کبھی اسکے اسلام لانے کا اعتبار نہ کریگا اور اسکی طرف سے کبھی غلام کو اطمینان نہوگا اگرچہ میں آپ کے حکم کی از
جملہ واجبات ہی جسوقت وہ آئیگا خانہ زاد مافی الضمیر اسکا دریافت کرکے حسب الحکم جو کچھ غلام سے ہو سکیگا قاصر نہوگا یہ کہکے مرجان چارباغ سے باہر
نکلکر چارطرف دیکھ رہا تھا کہ سامنے سے مروارید غلطان گریبان دریدہ ننگے پانوں روتا ہوا نمودار ہوا اور مرجان تیز رفتار کو دیکھکر اور زیادہ تر
چیخیں مار مار کے رونے لگا اور دوڑ کر مرجان سے لپٹ گیا مرجان نے پوچھا کہ خیر باشد اے مروارید کیا ہی بیان کر مروارید نے تمام حال بیان کیا
مرجان نے کہا مصرع این بکسے گو کہ ترا نشناسد مروارید غلطان از راہ مکاری گریہ وزاری کرکے پانوں پر مرجان کے گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے بھائی اگر
مجھسے کبھی کوئی حرکت خلاف طور میں آئے تو آپ مجھے اسیوقت جوتیاں لگوا کے یہاں سے نکلوا دیجیگا مگر آپ مجھے اپنا بھائی نہیں بھی غلام سمجھکر وہ
کلمہ ارشاد کیجیے کہ میں مشرف باسلام ہوں اور بقیہ عمر بخدمت شاہزادہ عالی مقام بسر کروں مرجان نے کہا کہ دیکھ اے مروارید میں تو تیرے عجز و
انکسار سے تجھے اسیوقت بحضور شاہزادہ نامدار لیجا کے ملازمت کرائے دیتا ہوں اگر تو بصدق دل اسلام قبول کرتا ہی اور بخلوص نیت اطاعت اور خدمت
میں شاہزادہ والا مرتبت کی حاضر رہیگا تو لوگا فیہا دیکھنا کیا رتبہ اور مرتبہ تیرا ہو جائیگا ورنہ جیسا تو کریگا اسکا ویسا عوض پائیگا میرا کچھ نہ جائیگا
مروارید غلطان لاکھوں قسمیں جھوٹی کھانے لگا اور منتیں اور خوشامدیں کرکے کہنے لگا کہ اے بھائی میں نے اپنا خون تمکو بخش دیا اگر کوئی بھی حرکت
مجھسے ہو تو اسی وقت مجھے تم قتل کرنا غرض یہ کہ چار و ناچار مرجان تیز رفتار بہت سی گفتگو و تکرار کرکے اسے اپنے ہمراہ بحضور شاہزادہ عالیجاہ اسے لے گیا
اور مروارید غلطان بڑی لسانی اور چرب زبانی سے ہزاروں دعائیں شاہزادہ عالی مقام کو دیکے رو رو کے کہنے لگا شعر ہر چند نیم لایق درگاہ
سلاطین امید بہ امید شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ۔ کاہے بہ نگاہے ۔ اور پھر اسنے سارا حال بیان کرکے بقصد اسلام ہو شاہزادہ

والا نے کلمہ شہادت تلقین کیا عمرو اور بدیع سلطان نے بظاہر اسلام قبول کیا اور ہر وقت اسی فکر و تدبیر مین رہتا تھا کہ ذرا کہین موقع پاؤن شاہزادے
اور گوہر ملک کو پکڑ لیجائے پیغمبر مرسل کے پاس پہونچا دون القصہ اسے یہی فکر و تردد مین چھوڑیے حال شاہزادہ با اقبال کا سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان
نے چارباغ مین ایک بارگاہ ایستادہ کرائی ہی اور معمول یہ رکھا ہی کہ کبھی ملکہ گوہر ملک کے پاس شب کو جاکے استراحت فرماتا ہی اور کبھی شب کو بارگاہ مین
رہجاتا ہی کبھی کسی رفیق کے خیمہ مین اور کبھی کسی رفیق کے خیمہ مین چنانچہ آج محسن بن گیاہور کے خیمہ مین شب کو استراحت فرمائی ہی چونکہ یہ مادر بخطا محسن بن
گیاہور بھی از راہ فریب و دغا مسلمان ہوکر منتظر کمین وقت کا تھا عمرو اور جو شاہزادہ عالمیقام نے اس ولد الحرام کے خیمہ مین آرام فرمایا وہ نمالائق
نہایت اپنے دل مین خوش ہوکر یہ تجویز کر رہا تھا کہ کیا تدبیر کرون جو کام شاہزادۂ عالمیقام کا تمام کرون حسب اتفاق فضل بن گیاہور خون آشام
کہ اسکو سب بھائیون کیطرف سے تو کچھی اور طمانیت تھی فقط اس بد ذات محسن بن گیاہور کیطرف سے فضل ہمیشہ اندیشہ ناک رہتا تھا اور بدظن
رہتا اور جسدن کہ محسن بن گیاہور کے خیمہ مین شاہزادۂ عالم تشریف لاتا تھا فضل بھی ہمراہ رہتا تھا اسروز کوئی پہر رات گئے اسی فکر و اندیشہ مین
فضل جو اپنے خیمہ سے اٹھا تو محسن کے خیمہ مین آیا دور سے اسنے دیکھا کہ محسن بن گیاہور شمشیر بکف ادھر ادھر چہل قدمی کرتا دیکھتا ہوا کچھ گھبرایا سا
پھرتا ہی فضل یہ رنگ ڈھنگ اور تیور محسن کے دیکھکر بخیال مآل اندیشی قریب خیمہ جاکے سراپردے کی آڑ مین کھڑا ہو رہا اسیوقت مین آدھی رات کا
عمل ہوا تا گاہ فضل نے دیکھا کہ محسن نے چراغ اور شمعیہ سب گل کر دین یہ دیکھکر فضل جلدی سے خیمہ مین جاکے ایک ستون کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو رہا دیکھا
کہ محسن تلوار کھینچے بہ نیت قتل شاہزادۂ بدیع الزمان چاہتا ہی کہ اپنا وار کرے کہ برابر سے فضل نے کھینچ تمام ایک تیغ دو وال کمر پر اس علیہ اللعن کی مارا کہ شل خیار تر
دو پرکالے ہوکر لاش اس جہنمی بدمعاش کی زمین پر گری فضل نے جلدی سے اسکی لاش کو اٹھا کے ایک بہت بڑے قالین کے نیچے دبا دیا اور وہان سے
ہٹ کے تلوار اپنی اٹھا کے چاہتا تھا کہ خون اسکا کسی کپڑے سے صاف کرکے میان مین کرے از بسکہ تاریکی نہایت تھی فضل نے جو تلوار اٹھائی تو پیچھے
اسکے دیوار مین دو کنول دیوارگیری کے لٹکے ہوے تھے پشت تلوار کی کنولون مین لگی دونون کنول ٹوٹ گئے انکے چھناکے سے آنکھ شاہزادۂ عالم کی کھل گئی دیکھا
کہ کوئی شخص تلوار کھینچے میرے سر پر کھڑا ہی بیساختہ مثل شیر غران اپنے پلنگ پر سے جست کرکے ایک طمانچہ جو اسکے گلے پر مارا تو فضل چرخ مارکر فرش پر گرا
اور شاہزادۂ والاقدر نے چھاتی پر چڑھ کے تلوار چھین لی اور مشکین باندھکر آواز دی کہ ارے کوئی روشنی لاؤ دیکھا اس شخص نے تلوار ماری تھی خدا نے
مجھے محفوظ رکھا یہ سنکے چارطرف سے لوگ دوڑ پڑے اور فراش اور مشعلچی فانوس بردار روشنی لے لیکر حاضر ہوے دیکھا کہ وہ اشجع دہر نہایت خشمگین پلنگ پر
بیٹھا ہی اور فضل بن گیاہور کی مشکین بندھی ہوئی پڑا ہی پلنگ کے خاموش اور خود فراموش سرنگون کھڑا ہوا علی الاتصال اشک آنکھون سے
بہا رہا ہی شاہزادۂ نامور نے فرمایا کہ ابھی اس ناحق شناس کو لیجا کے گردن مارو چنانچہ صبح ہو چلی تھی حسب الحکم شہزادۂ عالم کے جلاد نے آکر رسن گلے مین
فضل کے ڈالدیا اور بیرون چارباغ لیجا کر باندھ نکبت کا چبوترہ ڈال غلاکت کا بوریہ بچھا دیا اور چاہتا تھا کہ قتل کرے حسب الاتفاق جہان فضل بن
گیاہور نے لاشہ خون چکان محسن بن گیاہور کا زیر قالین چھپا دیا تھا وہان کسی فراش کا جو پاؤن پڑ گیا تو وہ گلگلا گلگلا دیکھکر اچھلکر علیحدہ
جا کھڑا ہوا اور قالین کو جو اسنے اٹھایا تو لاشہ خاک و خون آغشتہ محسن بن گیاہور کو نظر آیا تب اسنے سراسیمہ پکار کر کہا کہ صاحبو دیکھنا یہان قالین
کے نیچے کوئی ایک لاش کسی کی دبا کے ڈال گیا ہی لوگون نے وہان جاکے جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ لاش محسن بن گیاہور کی ہی سنتے ہی شور و غل
شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو سنا تو وہان قدم رنجہ فرما کے دیکھا کہ واقعی محسن بن گیاہور ہی فوراً ایک کھٹکا شاہزادۂ والاگہر کے دل مین
گذرا اور فرمایا کہ ارے ہان کوئی جاکے دیکھیو کہ فضل بن گیاہور کو جلاد نے ابھی قتل تو نہین کیا اگر زندہ ہو تو جلاد کو ممانعت کردو کہ خبردار ابھی
ارادہ اسکے قتل کا نہ کرے چارطرف سے لوگ چلاتے ہوے دوڑے کہ او جلاد دست خود را نگہدار خبردار ابھی فضل پر تلوار نہ مارنا از بسکہ ترک
جوشن پوش کو فضل سے محبت دلی تھی یہ سنتے ہی بیتابانہ باغ سے نکلا کر قریب فضل کے آیا ترک جوشن پوش نے آتے ہی فضل بن گیاہور سے
پوچھا کہ ای بہادر مجھے اسوقت نہایت تحیر اور استعجاب ہی کہ تو ہزار جان سے عاشق زار نام کا شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے تھا یہ کیا ماجرا
در پیش ہوا عند البیان کر اور یہ لاش محسن بن گیاہور تیرے چھوٹے بھائی کی زیر قالین کسی نے دبا کے چھپائی ہی فضل نے ایک آہ جگر سے
کھینچکر کہا شعر مرا در دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد * وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد * کیا کہون جو کچھ رسوائی اور روسیاہی بیان

منشی تقدیر اور کاتب ازل نے بروز دیوان قضا میری لوح جبین پر بکلک قدرت سے ترقیم کردی تھی وہ ظہور مین آئی اور تمام ماجرا ہو بہو بیان کیا تمام رفیق اور مصاحبین شاہزادہ والا تمکین کے گریہ و بکا کرنے لگے اور ترک جوشن پوش نے یہ مقدمہ بحضور شاہزادہ عالم بیان کیا شاہزادہ والا قدر بمجرد اسکے نہایت محجوب اور نادم ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا اور فضل بن گیا ہو خون آشام کو جا کے اپنے گلے سے لگایا اور آبدیدہ ہوکر کہا ای فضل بن گیا ہو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان مجھسے غلطی ہوئی اسکو بدل عفو کر آج سے تو بجاے میرے بھائی کے ہی فضل بن گیا ہو یہ خطاب خداوندانہ شاہزادہ عالم کے دیکھکر زار زار مثل ابر بہار رو رہا تھا قصہ مختصر شاہزادہ عالی وقار فضل کو اپنے ہمراہ لیکر چار باغ مین جہان بارگاہ استادہ کرائی تھی صدر جاہ و حشمت پر متمکن ہوا جشن عیش و طرب مین مع فضل بن گیا ہو خون آشام اور ترک جوشن پوش اور ارباب باختری وغیرہ اپنے مصاحبون اور ہمنشینون کے مصروف ہوا وہان ملکہ گوہر ملک بخیال اسکے کہ آج باری شاہزادہ عالم کے تشریف لانے کی ہے اپنے مکان مین تیاری بزم نشاط اور محفل انبساط کی حسب معمول کرکے انتظار مین شاہزادہ عالیمقدار کے بیٹھی تھی آخر یہ اسی تصور مین بیٹھے بیٹھے دو پہر رات تک جاگا کی بعد اسکے سو گئی مروارید غلطان بھائی مرجان عیار کا یہ ولد الزنا جو کئی دن سے اسی گھات مین رہتا تھا اسنے ملکہ کو غافل عالم خواب مین اور تمام انیسون جلیسون مصاحبون خواصون کو خوب غافل اور محض بیخبر پڑے سوتے دیکھا جھٹ پٹ کچھ عیاری مین داروے بیہوشی رکھکر ملکہ کو سنگھائی ملکہ بیہوش ہوگئی یہ باندھ لپشتارہ ملکہ کو لیے بذریعہ کمند کے دیوار چار باغ کے نیچے اترا اور سنگلین کرتا چھپتا چھپاتا سیدھا سمت شہر سنجان روانہ ہوا یہان شاہزادہ بدیع الزمان جو مع مصاحبون اور جان نثارون کے بارگاہ مین بیٹھا جشن دیکھ رہا تھا کوئی پہر بھر رات پچھلی باقی تھی کہ آنکھون مین غنودگی معلوم ہونے لگی اسوقت محفل برخاست کرکے پلنگ پر تشریف لیگیا اور ذرا آنکھ جھپک گئی تھی تو خواب مین دیکھا کہ ایک سیاہ کتا ملکہ گوہر ملک کو پکڑے لیے جاتا ہے فوراً اُٹھا اور نہایت بیتاب ہوکر اندرون محل تشریف لیگیا فضل بن گیا ہو اور مرجان تیز رفتار پاؤن کی آہٹ پا کے چونکے پوچھے انسے شاہزادہ والا گہر خواب بیان کرکے سمت محل قدم زن ہوا تو یہ بھی ساتھ ساتھ قریب دروازہ قصر آئے اور جو نہین شاہزادہ عالم نے دروازے کے اندر قدم رکھا تو ملاحظہ کیا کہ چار طرف محل مین اندھیرا پڑا ہے مرجان تیز رفتار نے جلدی سے فتیل عیاری روشن کیا اور ہمراہ شاہزادہ عالیجاہ اندرون محل جا کے خواصون ملازمون وغیرہ کو پکار کر کہا کہ ارے اسقدر غافل سوتی ہو ذرا ہوشیار ہوکے دیکھو شاہزادہ عالم تشریف لائے ہین اتنے مین شاہزادہ والا قدر نے چار قدم آگے بڑھ کے پلنگ پر دیکھا کہ ملکہ نہین ہے شاہزادہ عالی مقدار نے خواصون سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہے سبھون نے دست بستہ عرض کی حضور پلنگ پر آرام فرمائی ہین لیس پھر تو یہ حال تھا کہ شاہزادہ با اقبال کو عجب طرح کا رنج و ملال پیدا ہوا اور قریب تھا کہ اس صدمہ جانکاہ سے قصد اپنی ہلاکت کا کرے ناگاہ مرجان تیز رفتار نے بعد تفحص بسیار جو خیال کیا تو فرش پر شیر البعنی نشان مروارید غلطان کے پاؤن کا دیکھا واویلا کرنے لگا اور اپنا سر پیٹ کر کہنے لگا کہ شہریار غضب ہوگیا مروارید غلطان ملکہ عالم کو بہ عیاری لپشتارہ مین باندھ کر لے گیا ہے اُسی کے پاؤن کا نشان معلوم ہوتا ہے شاہزادہ بدیع الزمان یہ حال سنکے گریان و نالان محل سے برآمد ہوا اور فضل بن گیا ہو خون آشام سے یہ سب سرگذشت بیان کی فضل نے عرض کی کہ شہریار آپ بیتابی اور بیقراری اور اشکباری نہ فرمائین یہان سے سنجان کیطرف جانے کی تین راہین ہین ایک راستہ تو جنگل کا ہے اور ایک راہ سمت کوہستان ہے اور ایک یہ شاہراہ گذرگاہ عام کی ہے اب حضور بسم اللہ کیجئے سوار ہون اور جنگل کی راہ سے تلاش اس بد معاش کے تشریف لیجائین اور غلام سمت کوہستان تلاشی اُسکا جاتا ہے اور مرجان تیز رفتار شاہراہ پر اُسکے تعاقب مین جاے جس شخص سے اُسکا سامنا ہوجاے بلا تامل جسطرح وہ ہاتھ آئے اُسے قتل کرکے یا گرفتار کرکے ملکہ عالم کا لپشتارہ اُس سے چھین لاے غرض یہ تجویز اور مشورہ قرار دے کے سب اپنی اپنی راہ پر چلے اول ذکر فضل بن گیا ہو جو یہان سے گھوڑا سرپٹ ڈالے کوہستان مین چلا جاتا تھا تھوڑی سی رات باقی تھی کہ درمیان کوہ سے کسی نے بآواز بلند کہا کہ باش ای شخص تو کون ہے اور اسوقت اس تنہائی اور عجلت سے کہان جاتا ہے فضل بن گیا ہو نے کچھ جواب نہ دیا جسطرح گھوڑا ڈالے چلا جاتا تھا آگے چلا ناگاہ دیکھا کہ ایک نقابدار شمشیر کی کھال کی نقاب منہ پر ڈالے مہیب دیتا ہے کہ ہان خبردار آگے قدم نہ رکھنا پہلے بیان کر کہ شعر چہ کسی وچہ نام خوانندت * در کدامی مقام دانندت *

تو کون ہے کسکا نوکر ہے کہان جاتا ہے یہ اور چند قدم آگے بڑھا تھا کہ پھر اس نقابدار نے نہایت درہم و برہم ہوکر آواز دی کہ اے مردک مین نے وہ حرف
بہ آواز بلند تجھسے پوچھا کہ تو کون ہے اور تو نے کچھ جواب نہ دیا جب فضل بن گیاہور نے یہ کلمہ سخت سنا سوچا کہ اس نقابدار نے مجھے مردک کہا اور کیا
غیظ مین اپنے مرکب سے کود پڑا اور تلوار پکڑ کے پکار کر کہا کہ اے نقابدار گمنام تجھے میری تحقیق حال و اس قیل و قال سے کیا کام ہے واللہ اعلم بالصواب مین کیسا کام
تو کہان جاتا ہون یا کوئی ہون تو نے مجھے بوجہ مردک کیون کہا یہ کونسی شرافت ہے یہ کہتا ہوا برابر نقابدار کے پہونچا اور جھک کر ایک ہی ضرب تیغ
پر سر نقابدار لگا بیٹھا نقابدار پلنگینہ پوش نے جھٹ تلوار کی دیکھکر بسہولیت تمام وار کو تلوار کی بچا کے ہند دست فضل بن گیاہور خون آشام
کا پکڑ لیا اور تلوار فضل کے ہاتھ سے چھین کر فضل کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر جا بیٹھا فضل بن گیاہور یہ ذلت و خواری اپنی دیکھکر
بکمال گریہ و زاری ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ کلمہ زبان پر لایا کہ افسوس صد ہزار افسوس اے شاہزادہ عالم شعر زہر غم ہجر تو بجان کارگر افتاد
امید وصال تو بروز دگر افتاد یعنی اب زیارت اقدام عالی کی اس غلام جان نثار کو کہان نصیب ہوگی نقابدار پلنگینہ پوش نے پوچھا کہ وہ شہزادہ
عالم کون ہے جسکے درد دوری مین تو یہ کلمات یاس اسوقت اپنی زبان پر لایا فضل نے کہا اے نقابدار مین غلام ہون شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کا
کچھ اسوقت ایسا ہی کار ضروری میرے آقائے نامدار کا درپیش تھا کہ اُسکے واسطے مین جاتا ہون اثنائے راہ مین یہ سانحہ ہوا اب کیا لطف مجھے اپنی
زندگی کا ہے مصرع صد خندہ مرگ بر چنین زیست ہے کہ وہان تو کام اپنے ولی نعمت کا مجھسے نہو سکا اور یہان ایسی ہتک فاش مین نے اٹھائی جبکہ
نقابدار پلنگینہ پوش کو ثابت ہوا کہ یہ شخص فضل بن گیاہور خون آشام رفیق اور جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان عالی مقام کا ہے گھبرا کے
فضل کی چھاتی پر سے اتر پڑا اور اپنا خنجر فضل بن گیاہور کے ہاتھ مین دیکر بعد از عذر خواہی بسیار کہنے لگا کہ اے بھائی اب مین تجھسے التجا کرتا ہون
کہ تو یہ خنجر مجھے مار مین نے اپنا خون تجھے معاف کیا کسواسطے کہ مین نے آجتک بجز ہوا خواہی اور خیر اندیشی شاہزادہ بدیع الزمان کبھی کوئی بات
خلاف اُنکے مزاج کے ایسی نہین کی جس مین اُنکے دشمنون کو رنج پہونچے مگر آج بسبب لاعلمی کے مین نے تجھپر زیادتی کی ہے سو تو اگر مضمون اس آیہ وافی ہدایہ
و الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس واللہ یحب المحسنین میرے جرم ناوانستہ کو عفو کرے تو تیرے الطاف اور مہربانی تیری ورنہ اگر تیرا جی چاہے اسکی تلافی مجھسے کر لے
مین برضا و رغبت بلا اکراہ و اجبار موجود ہون فضل نے یہ کلام معذرت انجام سنکے کہا کہ اے نقابدار کیا مضائقہ اگر تو نے ناوانستہ یا دانستہ مجھپر زیادتی کی مین نے
بدل و جان معاف کی اور سارا حال مردارید غلطان کا ملکہ گوہر ملک کو بھگا لے اور متلاشی ملکہ مرجان تیز رفتار اور شاہزادہ با وقار اور اپنے نکلنے کا
بیان کیا اور کہا کہ اسکی تلاش مین ایکطرف مین اور ایکطرف مرجان عیار اور ایک جانب خود شاہزادہ والا مناقب روانہ ہوا ہے پس نقابدار
پلنگینہ پوش نے فضل کو اپنے گلے لگا لیا اور بہت سی خاطر داری اور دلجوئی کر کے ایک تلوار تحفہ فضل کو اور ایک کمان زرافشان واسطے
شاہزادہ بدیع الزمان کے دی اور کہا اب تو یہان سے چار باغ کو پھر جا اسطرف کوئی عیار ابھی تک نہین گیا مگر اور طرف جا کے تلاش کر اور مین
اسی عیار کی تلاش مین سوار ہو کے جاتا ہون بس یہ کہکے فضل کو رخصت کیا اور نقابدار پلنگینہ پوش بھی سوار ہو کے بتلاش مردارید غلطان
ایک سمت کو چلا جاتا تھا اب حال مرجان تیز رفتار کا سنیے کہ شب بھر اور سبقت کرتا چپ و راست دیکھتا غور کرتا چلا جاتا تھا وہ وقت ہے کہ اب
گریبان سحر چاک ہو گیا اور روشنی صبح کی بخوبی نمایان ہوئی تو اسنے دور سے دیکھا کہ مردارید غلطان بہت دوا دوش اور بار بشتارہ سے شل ہو کے
بشتارے کو ملکہ گوہر ملک کے تو ایک درخت کے نیچے رکھدیا ہے اور آپ کمر دم لے رہا ہے نہایت خوش ہو کے وہین سے مرجان نے آواز
دی کہ باش اے بدذات اب کہان میرے ہاتھ سے زندہ و سالم بچکر جائیگا مردارید غلطان نے یہ آواز مرجان تیز رفتار کی سنکے جو پلٹ کر دیکھا
کہ اکیلا مرجان تیز رفتار عیار آتا ہے جوڑی خنجر کی ہاتھ مین لیکر بمقابلہ مرجان آیا اور آتے ہی ہر دو طرفین سے خنجر زنی ہونے لگی آخر کار ایک
مقام پر مرجان اسکی ضرب کو خالی دیکر لپٹ گیا اور زمین پر پچھاڑ کے چاہتا تھا کہ خنجر سے مردارید غلطان کا سر قلم کر ڈالے یکایک
مردارید غلطان نے نیچے سے بیضے مرجان کے پکڑ لیے اور اسدرجہ ملے کہ مرجان عیار شدت ایذا اور درد سے بیتاب ہو کر اسکی چھاتی پر سے علیحدہ
گر پڑا اور بیہوش ہو گیا اسوقت مردارید غلطان نے بدلجبی تمام پھر چھاتی پر چڑھ کے خنجر گلے پر مرجان کے رکھ دیا اور
چاہتا تھا کہ رگ گردن مرجان کو ذبح کر ڈالے کہ پشت پر سے ایک آواز ہولناک کان مین آئی کہ باش دست

دوست چھوڑ انگا ہان خبردار آئین بجا ہو مروارید غلطان نے یہ آواز سنکے جو پلٹ کر دیکھا کہ ایک نقابدار ملنگینہ پوش شمشیر بکف اور نیزہ بدوش بہ کمال جوش و خروش گھوڑا اڑائے مجھے للکارتا چلا آتا ہی گھبرا گیا اور ہاتھ پاؤن پھول گئے کانپنے لگا اس عرصہ مین نقابدار نے برابر پہونچکر پوچھا اے تو کون ہی اور کس جرم پر اسکو تو ذبح کرتا ہی مروارید غلطان سمجھا کہ یہ نقابدار کوئی دوست اور طرفدار پیغمبر پر سل کا لقاپرست ہی کہنے لگا کہ اے نقابدار میرا نام مروارید غلطان ہی اور مین بیٹا سنجانی عیار کا اور خانہ زاد پیغمبر پر سل کا ہون ایک شخص دشمن خداوند لقا بدیع الزمان نامے اس ملک مین وارد ہوا ہی چنانچہ اسکا قصہ بہت طویل ہی خلاصہ یہ کہ وہ ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی کو اغوا کر کے یا بزور سحر قصر پیغمبری سے نکال لیگیا تھا سو آج شب کو مین حسب الحکم گنجاب کے ملکہ کو بہزار سعی و جہد عیاری کر کے واسطے جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ خداوند زادے کے چارباغ سے چرائے لیے جاتا تھا یہ اُس بدیع الزمان کا عیار آکے سد راہ ہوا تھا مین نے ناچار ہو کے مقابلہ اُسکا کیا اور بڑے زور اور جد سے اسکو پچھاڑا ہی نقابدار نے مرجان تیز رفتار سے پوچھا کہ تو بیان کر یہ کیا کہتا ہی مرجان تیز رفتار نے کہا کہ واقعی میرا نام مرجان ہی مین غلام شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کا ہون یہ میرا چھوٹا بھائی ہی عیاری کر کے میرے پاس آیا اور منت و خوشامد کر کے مجھسے کہا کہ مین مسلمان ہونگا اور شاہزادہ بدیع الزمان کی کفش برداری مین رہونگا ہر چند کہ اس ملعون دغاباز کا اعتبار مجھے نہ تھا مگر حسب الحکم شاہزادہ عالم کے اسکو مسلمان کیا یہ چند روز تو رہا بعد اسکے آج شب کو فرصت پا کے اُسنے ملکہ کو کہ ناموس میرے آقا کی ہی بیہوش کر کے پشتارے مین باندھا اور لے نکلا پہر رات باقی ہوگی کہ اُسوقت شاہزادہ عالم نے خواب پریشان دیکھکر محل مین جا کے ملکہ کو جو پلنگ پر نہ پایا تو نصیب اعدا آقاے ولی النعمت میرا غضب تھا کہ آپ کو ہلاک کر دے مین نے جو خیال کیا تو اُسکا نشان قدم پہچانا اور بہ مشورہ فضل بن گیا ہور خون آشام کہ وہ بھی ایک غلام عقیدت کیش میرے ولی النعمت کا ہی ایکطرف تو مین ایکطرف فضل بن گیا ہور خون آشام ایکطرف شاہزادہ عالی مقام اس بدمعاش کی تلاش مین چلے اَن دونون صاحبون کا تو حال مجھے کیا معلوم مگر مین نے یہان آکر اسے دیکھا اور مقابلہ اور مجادلہ کر کے اسے دے مارا تھا اسنے نیچے سے ہاتھ بڑھا کر میرے بیضے ملے مین بیہوش ہو کر گر پڑا یہ مجھے ذبح کیا چاہتا تھا جناب احدیت نے تجھے پہونچا دیا نقابدار نے یہ رو داد سنکے کہا کہ او مروارید غلطان جلد اسکی چھاتی پر سے اُتر اور یہ کہکے نیزہ مروارید کی جانب سیدھا کیا مروارید سراسیمہ ہو کر مرجان کی چھاتی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا چاہتا تھا کہ بھاگے مرجان نے بچستی تمام اُسے خنجر سے ذبح کر ڈالا اور جلدی سے پشتارہ ملکہ گوہر ملک کا لے کے سمت چارباغ ملک حیران دلو کشن چلا نقابدار ملنگینہ پوش نے پھر ہر چند کہا کہ مرجان ذرا ٹھہر جا بات تو سن مرجان نے دست بستہ دور ہی سے عرض کی کہ اے نقابدار ہر چند کہ تو محسن میرا ہی لیکن یہ مقدمہ نمک حلالی کا ہی اسوقت اب مین ٹھہرنے کا نہین یہ کہکے جسطرح سے کہ ہوائی گنج سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہی دو چار جستون مین نقابدار ملنگینہ پوش کی نظرون سے غائب ہو گیا اور بدلجمعی تمام و باطمینان مالا کلام چارباغ مین آکے داخل ہوا اور ملکہ کو پشتارے مین سے نکالکے فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا ملکہ کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی اسوقت سارا حال از ابتدا تا انتہا مرجان تیز رفتار نے بیان کیا ملکہ نے سجدات شکر بجناب باری ادا کر کے زر و جواہر بہت سا اپنے اوپر سے تصدق کیا اور ہزارون مساکین اور محتاجین کو کھانا تقسیم کیا اب دوری شاہزادہ بدیع الزمان مین اپنی ہوا خواہون اور مصاحبون سے جی بہلا رہی ہی اسکو تو یہین چھوڑ دیئے۔

اب تتمہ حال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ شاہزادہ بدیع الزمان چارباغ سے نکلکر جو اپنے مرکب کو گرم تاز کیے بتلاش مروارید غلطان روانہ ہوا تو تمام صحرا چپ و راست دیکھتا ہوا طے کر کے وہ پہر رات پچھلی اور چار پہر دن اور تین پہر رات اسی جستجو و تلاش مین رہا دوسرے روز پہر رات باقی تھی کہ کسل راہ سے ایک درخت کے نیچے گھوڑے سے اُتر پڑا اور زمین پر زین پوش بچھا کے چاہا کہ دم بھر استراحت کر لون تو پھر کسی طرف جا کے ڈھونڈھون وہین لیٹ رہا از بسکہ دو شبانہ روز کچھ خاصہ تناول نہین فرمایا تھا اور کسل راہ سے سستی اور نیند کی شدت تھی سو گیا قضا کار سنجانی عیار باپ مرجان تیز رفتار اور مروارید غلطان کا بلا دوہی سے پھرا ہوا شہر سنجان کو جاتا تھا اسنے جو شاہزادہ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار کو وہان اسطرح غافل پڑا دیکھا تو جلدی سے دارو بیہوشی کی کہ جو عیاری مین رکھے تھا سنگھائی شہزادہ بیہوش ہو گیا اسنے جھٹ پٹ چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کے اپنے کاندھے پر رکھا اور اپنی

گھوڑے پر شاہزادۂ نامور کے سوار ہو کے سمت سنجان روانہ ہوا ابھی کوئی دو کوس نہین پہونچا تھا ناگاہ دور سے ایک تتق گرد کا نمودار ہوا یہ بخیال دور اندیشی اسی جگہ ایک درخت کے نیچے چھپ رہا جب وہ گرد پھٹی تو اسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان ایک لاکھ بیس ہزار سوار کا آگے آگے علم اور نشان اسپر تعریف لقاخداے باختر کی تحریر کی ہوئی اور سب سے آگے بڑھے ہوئے دونون جوان نہایت وجیہ و شکیل مسلح اور مکمل گھوڑون پر سوار چلے آتے ہین سنجانی عیار نے خوب غور سے جو دیکھا اور تو پہچانا کہ یہ دونون جوان گنجاب کے بھانجے سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین سائل ہین بارگاہ نشین لقاخداے باختر ہین شاید اپنے مامون گنجاب کی ملاقات کو آتے ہین درخت کی آڑ سے نکل کے مع پشتارہ چند قدم آگے جا کے سعد و سعید جرگہ نشین کو سلام کیا دونون بہت خوش ہوے اور احوال صحت و سلامتی گنجاب اور تمام شہر سنجان کا پوچھنے لگے کہ اے سنجانی ہمنے سنا ہے کہ کوئی شخص بدیع الزمان سپہ سالار یہان وارد ہوا ہے اور اسنے ایک عالم لشکر گنجاب مین تہ و بالا کیا ہے سنجانی عیار نے جواب دیا کہ فی الواقع ایک بدیع الزمان دوسرا قاسم ہے ان دونون نے چند روز سے حربے کر کے ہزارون لقاپرستون کو مار ڈالا اور ہزارون گھر ویران کر دیے ہر روز ایک ہنگامۂ تازہ برپا ہے تمام شہر تہ و بالا ہو گیا ہے اب ذرا دو چار گھڑی کیواسطے یہان سے چلے تو غلام سارا حال مفصل بیان کرے ان دونون نے کہا کیا مضائقہ ہے کہ خداوند باختر نے اسی مہم کے واسطے مدد گنجاب کے روانہ کیا ہے یہ کہکے اسی میدان مین اپنا خیمہ استادہ کرا کے دونون اتر پڑے اور مع سو سوا اپنے مصاحبون اور ہمنشینون کے اندرون خیمہ جا کے داخل ہوے مسند پر بیٹھ کر سنجانی سے پوچھا کہ اب مفصل ماجرا بیان کر سنجانی عیار نے کہا کہ یہ داستان بدیع الزمان از بسکہ نہایت طویل ہے مین سردست کب تمسے کہونگا مگر مختصر مطلب یہ ہے کہ مین آج شب کو بالا دوی کر کے شہر سنجان کیطرف پھرا ہوا جاتا تھا اثناے راہ مین کوئی مع ساٹھ ستر ہزار سوار کے بدیع الزمان کہین گیا تھا وقت مراجعت مجھسے مقابلہ ہو گیا مین نے اسے ایک طمانچہ مار کر مشکین باندھ لین اور پشتارہ کاندھے پر رکھکے بخدمت پیغمبر مسلیحہ جاتا تھا کہ آپ دونون صاحبون سے ملاقات ہو گئی سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین نے یہ حال جو سنا تو نہایت خوش ہو کر کہنے لگے کہ ہان ذرا پشتارہ کھولکر بدیع الزمان کی صورت تو ہمین دکھلاؤ سنجانی عیار نے پشتارے سے شاہزادہ عالم کو کھولکر روبرو سعد اور سعید کے رکھدیا وہ دونون جاہ و جلال اور سن و اقبال کو دیکھکر کہنے لگے اے سنجانی یہ شخص بیہوش و خاموش کیون پڑا ہے کیا تو نے بیہوشی دیکر اسے پشتارے مین باندھا ہے سنجانی نے کہا جی ہان پھر انھون نے کہا ذرا تو اسکی بیہوشی رفع کر دے تا ہم اس سے دو چار باتین پوچھین سنجانی عیار نے کہا کہ صاحبزادو یہ بدیع الزمان سحر بیان ہے اس سے جہانتک کسی نے دو باتین کین پھر وہ اسیکا کلمہ پڑھنے لگتا ہے اور سوا اسکے اگر اب اسکو ہوشیار کر دونگا تو پھر یہ گرفتار نہو سکیگا اگر تمہاری مرضی ہے تو پہلے بطوق و زنجیر اسے خوب گرفتار کر لیجیے بعد ازان مین اسکو فتیلۂ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کر دونگا سعد و سعید جرگہ نشین نے حالت بیہوشی مین ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق کمر مین خار دار لپٹوا دی اور لوگون کو اشارہ کیا اور سنجانی نے فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا ساتھ ہی چھینک آئی اور شاہزادہ عالم کی آنکھ کھل گئی اسنے دیکھا کہ مین بطوق و سلاسل فرش خاک پر بیٹھا ہون اور سامنے میرے دو بادشاہ تاج شاہی سر پر رکھے چار قب شاہنشاہی در بر سپرین تلوارین آگے رکھے سریر سلطنت پر بیٹھے ہین گرد و پیش بہت سے سردار سپرین تلوارین پکڑے دنگلون کرسیون پر بیٹھے ہوے میری طرف دیکھ رہے ہین شاہزادہ عالی مقام نے یہ حال اپنا دیکھکر بطریق دین اسلام باواز بلند کہا کہ سلام من در این محفل بر آن کسے باد کہ داند خدا یکی است و دین پیغمبر او برحق است کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر غیب سے ایک آواز آئی علیک السلام اسیوقت سعد و سعید جرگہ نشین نے نہایت درہم و برہم ہو کر حکم دیا کہ ہان اسے لیجا کے جلادون کو حوالے کر دو کہ قتل کر دین حسب الحکم ان دونون کے جلادون نے آکے ڈال زنجیر گلے مین اس شاہزادہ والا گہر کو لشکر مین لیجا کے باندھ ہلکنت کا چبوترہ ڈال فلاکت کا بوریہ تیغہ آبدار کو سنگ سیہ پر چبا کے خط کوئلے کا گردن پر شاہزادے کی کھینچ دیا اور چار طرف مجمع تماشائیون کا دیکھکر باواز بلند کہا ایہا الناس خالق خداوند ہجدہ ہزار عالم لقاخداے باختر کی اور ملک پیغمبر مسلیح گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش کا حکم ہے سعد و سعید جرگہ نشین دونون گنجاب کے بھانجون کا وہ شخص جلاد ہے واسطے اپنے پیٹ پالنے اور اہل و عیال کی پرورش کے یہ پیشہ جلادی کا کرتا ہے شعر سلطنت سلطان کند قرابہ بر جلاد نیست ؏ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد نیست ہے اے شاہزادہ عالیوقار بدیع الزمان نامدار شعر دنیا مین ذرا دیکھ ہو سکے تو تماشا ؏ پھر خاک مین کیا دیکھیگا تو خاک تماشا ؏ کل کی بات ہے

اگر تو صاحب جاہ و حشم مالک تیغ و علم اشجع دہر ضیغم بیجا ہے کارزار گنج بخش حکم فرما کئی لاکھ سوار کا تھا آج گردش لیل و نہار اور انقلاب زمانہ ناہنجار اور گردون غدار سے زیر تیغ خاک پر بیٹھا بحسرت نگران ہے اور کوئی دم کا اس سرائے فانی مین مہمان ہے جو کچھ تجھے کھانا پینا وصیت اور نصیحت کرنا کسیکو کہنا سننا ہو وہ اپنے دل کی حسرت نکال لے بعد دم بھر کے پھر یہ ٹھنڈا پانی اور ٹھنڈی ہوا تجھے کہان نصیب ہوگی شاہزادۂ عالی جناب نے جواب دیا کہ اے جلاد مجھے نہ کچھ کھانا ہے نہ پینا نہ کسی کو کچھ پیام دینا ہے نہ کوئی حسرت دنیا میرے جی مین ہے بسم اللہ تو اپنے کام مین مستعد ہو اور میرے قتل مین اب توقف نہ کر جلاد منتظر دوسرے اور تیسرے حکم کا تھا اگر بقول شخصے وہ ہاجا کور لکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے ٭ بال نہ بیکا کر سکے جو وہ جگ بیری ہوئے ٭ شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ٭ نہ بُرد رگے تا نخواہد خدا ٭ سامنے سے ایک گرد پیدا ہوئی تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردیہ آسمان رسیدہ پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے اس گرد کو گرد نے اس ہوا کو دامن گردون کا فتنہ ہوا دیکھا کہ رستم خان ابن گنجاب چھوٹا بھائی ملکہ گوہر ملک کا نہایت خوش جمال صاحب جاہ و جلال اشجع میدان کارزار سہراب دل رستم صولت بڑا بہادر نامدار منظور نظر مقرب خاص لقاے مشرک خدا کا ہے اسنے جو شہرۂ شجاعت اور ہمتی شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا قیطول خداوندی لقا مین ہر خاص و عام سے سنا تو بہزار جان و دل مشتاق شاہزادۂ آفاق کا ہو کر ایک لاکھ اسی ہزار سوار سے حسب الحکم لقا کے شہر سنجان کیطرف اپنے باپ گنجاب کے پاس آتا تھا خبردار نے سعد سعید جرگہ نشین کو خبر دی کہ بھیجزادہ یعنی رستم خان ابن گنجاب آتا ہے سعد و سعید جرگہ نشین رستم خان سعد سنکر خیمہ سے باہر نکل آئے اور اسطرف رستم خان ابن گنجاب جو چند قدم آگے بڑھکر آیا تو اسنے ہجوم اور ازدحام تماشائیون کی اور زیر تیغ جلاد اس شاہزادہ عالی نژاد کو بیٹھا دیکھکر پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اور کس جرم پر اسکو قتل کرتے ہین سعد و سعید جرگہ نشین نے رستم خان سے صاحب سلامت کر کے کہا یہ جو آپنے سنا ہو بدیع الزمان گرد لشکر شکن وہ یہی شخص ہے رستم خان نے پوچھا کہ یہ کیونکر گرفتار ہوا سعد و سعید جرگہ نشین نے جواب دیا کہ سجانی عیار نے ایک طمانچہ مار کر گھوڑے پر سے اسکو گرا دیا اور پشتارہ باندھ کر یہ چلا آتا تھا اثنائے راہ مین ہمسے ملاقات ہو گئی ہمنے اسکو اپنے خیمہ مین بلا کے فتیلہ رفع بیہوشی کا دلوایا اور ہوشیار کر کے چاہا اس سے کچھ بات کرین کچھ پوچھین اسنے ہوشیار ہوتے ہی نام نادیدہ خدا کا لیا اس جرم پر ہم اسکو قتل کرتے ہین رستم خان نے کہا کہ اے بدیع الزمان یہی زور و طاقت پر تو ویسی شجاعت او ہمتی کرتا تھا کہ ہمارے گھر کے ایک عیار نے تجھے طمانچہ مار کر مشکین باندھ لین اور پکڑ لایا اب مقتضاے غیرت یہ ہے کہ نادیدہ خدا کی پرستش چھوڑ دے اور خداوند سجدہ ہزار ملک لقا خدائے باخبر کو اپنا خالق جانکے الوہیت کا اسکی اور عبدیت کا اپنی مقر ہو کر اسے سجدہ کر تو تیرے سب جرم و خطا اپنے ہمراہ لیجا کے باواجان سے معاف کرا دونگا اپنا رفیق بناؤنگا شاہزادۂ نامدار نے جواب دیا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کس نامرد نے مجھے طمانچہ مار کے باندھ لیا ہے استغفار توبہ یہ وہ مثل ہے دروغ گویم بر روے تو ماجرا یہ ہوا کہ مردار بد غلطان بیٹا سجانی عیار کا عیاری سے یہان آکے مسلمان ہوا اور کل شب کو وہ ملکہ گوہر ملک کو بیہوش کر کے عالم غفلت مین پشتارہ مین باندھ کر لے بھاگا ہے جب مجھے خبر ہوئی تو مین اسکی تلاش مین سوار ہو کے نکلا تھا فلان مقام پر جبکہ کسل راہ سے مین تھک گیا تو ذرا مین گھوڑے پر سے اتر کے زین پوش بچھا کے لیٹا سو گیا شاید سجانی عیار کہین اسطرف سے آ گیا اور مجھے بیہوش کر کے لیچلا تھا رستم خان نے سجانی اور سعد و سعید جرگہ نشین کیطرف دیکھکر کہا کہ یہ کیا حرکت نامردی کی تھی کہ بیہوشی دیکر سوتے مین اسکو تم پکڑ لائے خیر کیا مضائقہ ہے بدیع الزمان گذشتہ را صلوٰۃ اب ہم تجھے قید سے نجات دیتے ہین بشروط الشرط کہ ہم اور تو کشتی لڑین اگر تو ہمپر بزور کشتی مین غالب آئے تو جو تو کہے ہمکو بجان و دل منظور ہے اور اگر ہم تجھے زیر کرین اور تجھپر غالب ہون تو تو خداوند لقا کی پرستش اختیار کر لے ہماری رفاقت قبول کر شاہزادۂ عالی مقام نے فرمایا بخدا یہ قول کہ مجھے منظور ہے اگر تم مجھے زیر کرو تو جو تمہارا طریق ہو مین ابھی اختیار کرتا ہون اور اگر مین تمہین بزور کشتی زیر کر دون تو تم کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو جاؤ رستم خان نے کہا اچھا ہمکو بھی منظور ہے یہ کہکے چاہتا تھا کہ قید اسکی کھلوا دے کہ اک شاہزادۂ والا منقبت نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی بیڑیان گلے کا طوق کمر کے پٹہ مانند تار عنکبوت کے توڑ کے علیحدہ پھینک دیے اور بسم اللہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا رستم خان یہ زور و قوت شاہزادۂ رستم صولت کی دیکھکر وجد کر گیا اور سجانی عیار اسیوقت مانند اپنے

رنگ پریدہ کے وہان سے پرواز کر گیا اور یہان تیاری اکھاڑے کی ہوئی اور رستم خان اور شاہزادہ بدیع الزمان سے زور کشتی کا ہوا دوپہر کے
عرصہ مین شاہزادۂ عالیشان نے رستم خان کو ڈال کمر زنجیر مین ہاتھ لگا اسکا تو مکر زمین سے اٹھا لیا اور چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارے رستم خان
نے کہا شعر کسے را کہ مردان بگیرند دست ٭ ز پا پای فوج غم فارغ ست ہم امیدوار ہون کہ وہ کلمہ مجھے تلقین کر جس سے انسان ظاہر ہو جاتا ہی شاہزادۂ
عالی مقدار نے رستم خان کو بسہولیت تمام زمین پر رکھدیا اور کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا رستم خان از سر صدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گیا بعد ازان
سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین نے عرض کی کہ اے شہریار اب ہمکو یقین واثق ہوا کہ یہ زور و طاقت اور یہ فتح و نصرت من جانب اللہ ہی اور
فقط تیرے دین اور ملت پاک کی برکت ہی اب ہمین بھی وہ بات واجب ہی ہم بھی اُسے پڑھکر اس چاہ کفر و ضلالت سے نکلین اور بسر چشمۂ ہدایت پہونچین شاہزادے
نے کلمہ ارشاد کیا وہ دونون بھی کلمہ پڑھکے مشرف باسلام ہوے بعد ازان رستم خان نے اپنے ایک لاکھ اسی ہزار سوارون سے اور سعد و سعید جرگہ نشین نے
اپنے ایک لاکھ ساٹھ ہزار سوارون سے بآواز بلند کہا کہ اے یارو ہمنے تو لعنت کی لقا پرستی اور کفر و کافری پر اور ملت بیضا دین اسلام قبول کر لیا اطاعت
و فرمانبرداری شاہزادۂ بدیع الزمان کی اختیار کی تمھین اگر ہماری محبت اور رفاقت منظور ہو تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو شعر پھر وہی ہم ہین وہی
تم ہو وہی باتین ہین ٭ پھر وہی صحبتین ویسی ہی ملاقاتین ہین ٭ ان تین لاکھ چالیس ہزار سوارون مین سے دس ہزار کفار نابکار تو ایسے تھے کہ جنھون نے
بخوف جان ظاہر مین تو کچھ نہ کہا آنکھین چرا کے سر نیچے کیے اپنے اپنے گھوڑون کو تازیانے مار کے عنان گسستہ سمت شہر سنجان فرار ہوے باقی جتنے
تھے ان سبھون نے یہ کہا کہ الناس علی دین ملوکہم جو آقا اور بادشاہ کا دین وہی بندے اور رعایا کا دین رستم خان بن گنجاب اور سعد و سعید جرگہ نشین
سے زیادہ عقل و فراست فہم و ادراک ہم لوگون کو نہین انھون نے کچھ اچھا اس دین کو سمجھ کے قبول کیا ہو گا پس ہمکو پھر اُسمین تامل کرنا عین نادانی اور
جہالت ہی سب ایک زبان اور ایک دل ہو کر پکارے کہ اے رستم خان بن گنجاب اور اے سعد اور سعید جرگہ نشین ہم سب مطیع اور فرمانبردار ہین
جو آپ سب صاحبون نے اس ملت و دین کو پسند کیا تو ہم سب کو کیا عذر ہی وہ کلمہ تلقین کیجیے تا ہم سب بھی اس کلمہ کو پڑھ کے مسلمان ہون
رستم خان بن گنجاب اور سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین نے بآواز بلند کلمۂ شہادت پڑھا تین لاکھ تیس ہزار سوار کلمہ پڑھ کے بصدق دل
مسلمان ہو گئے شاہزادۂ عالیشان بدیع الزمان مع رستم خان بن گنجاب اور سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین اور تین لاکھ تیس ہزار سوارون
انجم روزگار کے سمت چار باغ ملک حرمان دلکش روانہ ہو جاتے جاتے ایک صحرائے ہولناک مین وارد ہوا جہان ہزارہا جانوران درندہ و حیوانات
گزندہ مثل شیر و نہنگان اور اژدہاے آتش نشان نظر آتے تھے آگے بڑھے ناگاہ دور سے ایک پہاڑ بہت بڑا فلک فرسا دیکھا سر تا پا سیاہی نمایان تھی
شاہزادۂ عالیجاہ نے رستم خان بن گنجاب سے پوچھا کہ اے رستم خان عجب وحشتناک یہ صحرا اور یہان کی سرزمین ہی کہ کچھ بیان نہین کیا جاتا
ایسا وحشت انگیز اور ہولناک پہاڑ بھی کبھی نہین دیکھا اور اس پہاڑ پر یہ سیاہی کیسی نظر آتی ہی یہ کیا بلا ہی رستم خان اور سعد جرگہ نشین اور سعید
جرگہ نشین نے دست ادب بستہ عرض کی کہ شہزادۂ عالم اس پہاڑ پر ایک قلعہ ہی کہ نام اُسکا سنگستان ملک حرمان ہی اور تین طرف اس قلعہ کے ایک دریاے
زخار ساحل ناپیدا کنار ہی اور یہ ایک طرف وہی جنگل ہی کہ حضور ملاحظہ کرتے آئے ہین آگے اب تھوڑی دور چل کے پھر اسقدر راہ دشوار گذار ہی کہ
ایک سوار بمشکل نکل جائے تو نکل جائے باقی کیا مقدور اور کیا طاقت کہ کوئی شاہ و شہریار دو چار لاکھ سوار کا لشکر لیکے دروازۂ قلعہ تک پہونچ سکے
چالیس برس کی آمدنی کا روپیہ اور خزانہ ملک سنجان کا اس قلعہ مین دفینہ ہی اہرمن سیارنج نامے بھائی گنجاب کا حاکم اس قلعہ کا مع چالیس ہزار سوار
جنگ دیدہ اور کار آزمودہ بڑے بڑے بہادر اور تلوریے دلیران عرصۂ کارزار کے اسکے اندر رہتا ہی شاہزادۂ عالم و عالمیان بدیع الزمان یہ استحکام
اور انتظام اُس قلعہ کا دیکھکر اور حال خزینہ و دفینۂ گنجاب کا سنکر نہایت مشتاق سیر اس قلعہ کا ہوا اور رستم خان سے پوچھا کہ کیون بھائی کوئی
سبیل ایسی بھی ہی کہ ہم ایک نظر اس قلعہ کے اندر جا کے دیکھ آئین رستم خان نے عرض کی کہ اے شہریار اور کوئی صورت اس قلعہ مین جانے کی غلام
کو نظر نہین آتی مگر ایک طریق اور ایک تدبیر یہ ہی کہ ابھی غلام کے مشرف باسلام ہونے کا حال اہرمن سیارنج کو معلوم نہین ہی مین اپنی طرف سے
ایک سوار کو بھیجکر اہرمن سیارنج کو پیام دیتا ہون کہ میرا جی چاہتا ہی کہ قلعہ کی سیر کرون کیا عجب ہی کہ وہ اس بات پر راضی ہو جائیگا شاہزادۂ عالی مقام
نے بہت خوش ہو کر فرمایا کہ یہ تدبیر نہایت معقول ہی پھر اب توقف نہ کرو کسیکو بھیجو رستم خان بن گنجاب نے ایک اپنے سوار کو بلا کر سمجھا دیا کہ تو

گھوڑا دبائے زیر قلعہ کوہ جا جب وہان سے لوگ تجھے ممانعت آگے جانے کی کرین تو تو اتنا کہدینا کہ پیغمبر زادہ رستم خان بن گنجاب منظور نظر خداوند لقا تجھے دہوات خداوند تبریح طبع واسطے اس قلعہ کی سیر کے یہان آیا ہی اہرمن ساریخ سے کوئی صاحب جا کے اس حال کی اطلاع کردو آگے جیسا وہ جواب دین تجھسے آکے کہو کہ مین جا کے اپنے مالک وخداوند سے عرض کرودن چنانچہ وہ سوار رخصت ہوکے بسبقت تمام قریب اس کوہ کے پہونچا قلۂ کوہ سے کچھ لوگون نے بآواز بلند کہا کہ ای شخص تو کون ہی اسطرف کو آگے نہ آ اس سوار نے جواب دیا کہ ہمارا آقا وولی نعمت رستم خان بن گنجاب منظور نظر خداوند سجدہ ہزار ہا لقا خداے باختر تبریح طبع اسطرف کو نکلا ہی اسنے مجھے اہرمن ساریخ قلعہ دار کے پاس یہ پیام دیکے بھیجا ہی کہ میرا جی چاہتا ہی اس قلعہ کی سیر کرون آگے جیسا تم جواب دو وہ کیا مین جا کے کہون ان لوگون نے پہاڑ پر سے کہا کہ اچھا تو ٹھہر جا یہ کہکے کسی نے جا کے اہرمن ساریخ سے یہ نقل بیان کی اسنے قلعہ مین سے کہلا بھیجا کہ آپ پیغمبر زادے ہمارے اور منظور نظر خداوند ہین اور ہم جیسے مطیع اور فرمانبردار پیغمبر مرسل کے دلسے تابعدار آپ کے ہین لیکن محل مجبوری ہی کہ حکم قدر توام گنجاب کا نہین ہی کہ کوئی سیر ایسا یا لوٹا بھی اندرون قلعہ آنے پائے مگر چونکہ ہکو پاس خاطر آپکا زیادہ اجبات ہی تعرض نہین کر سکتے تشریف لاییے الا بشرط الشرط کہ دس بارہ آدمیون سے زیادہ بھیر بھاڑ آپکے ہمراہ نہو تمام فوج وسپاہ آپکی اس پہاڑ کے نیچے ٹھہر جاسے آپ آیے سیر دیکھ جائیے وہ سوار یہ جواب لیکر وہان سے پھرا اور آکے رستم خان بن گنجاب سے سارا حال بیان کیا شاہزادۂ عالی مقام نے فرمایا کہ ای رستم خان دس بارہ سوار بھی ساتھ لیچلنا کچھ ضرور نہین تم مجھے مصلحتاً اپنا رفیق بنا کے اور دو خدمتگار ہمراہ لو اور جب پٹ قلعہ مین داخل ہو پھر جیسا کچھ ہوگا سمجھ لیا جائیگا رستم خان نے عرض کی کہ ای شہریار یہ تو غلام سے کبھی نہو سکیگا کہ مین حضور کو اپنا ملازم بنا کے لیجاؤن شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ صلاح وقت یہی ہی اگر ہماری خوشنودی منظور ہی تو ہمارے کہنے پر عمل کرو اور چلو الغرض تمام فوج وسپاہ کوس کوس بھر دور پہاڑ سے علیحدہ کھڑی رہی اور رستم خان مع شاہزادۂ والا تمکین اور سعد وسعید جرگہ نشین تا پائین کوہ اپنے گھوڑے کو تیز گام کیئے پہونچا اور وہان گھوڑے پر سے اترکے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا اہرمن ساریخ نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور باہر نکل کے رستم خان بن گنجاب کو مجرا کیا اور عرض کی کہ مین نے آپسے کہلا بھیجا تھا کہ حضور دس بارہ آدمی ہمراہ لیکے تشریف لائین پھر آپ دو خدمتگار اور ایک مصاحب سے کیون رونق افزا ہوے حضور یہان عجب طرحکا نازک مقدمہ خزانۂ عامرۂ سرکار کا ہی اور سوا اسکے حکم ناطق پیغمبر مرسل کا بھی ہی کہ کوئی آنے نہ پائے اس باعث سے غلام نے ذرا تامل بھی کیا ورنہ آپکی ممانعت اور مزاحمت چہ معنی دارد آپ مالک ہین غرض یہ کہکے رستم خان کو ہمراہ اپنے اندرون قلعہ لے گیا اور شاہزادۂ عالیجاہ بھی برابر رستم خان بن گنجاب کے داخل قلعہ ہوا اہرمن اور ساریخ نے رستم خان سے بہت سی عذر خواہی کرکے عرض کی کہ حضور آپ تخت پر اجلاس فرمائین رستم خان نے شاہزادۂ عالی جناب کے روبرو دست بستہ ہوکر عرض کی کہ بسم اللہ شاہزادۂ عالی مقدار بسم اللہ کہکے سریر سلطنت پر متمکن ہوا اور رستم خان بن گنجاب اور سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین ان تینون شخصون نے شاہزادۂ عالم کو نذرین دین اہرمن اور ساریخ نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر جانا کہ یہ شخص بدیع الزمان ہی اور اسنے رستم خان اور سعد اور سعید جرگہ نشین کو مسلمان کرکے فریب اس ذریعہ سے اندرون قلعہ ہو چلیا دونون چپ وراست تلوارین کھینچ کھینچکر شاہزادۂ عالی وقار پر حملہ آور ہوے شاہزادۂ عالم نے چمک تلوار کی جو دیکھی تو بسہولت تمام داہنے ہاتھ سے اہرمن کے اور بائین ہاتھ سے ساریخ کے بند دست کو بفن سپہ گری پکڑ لیا اور ذرا جو فشار دیا تو دونون کے ہاتھون سے تلوارین چھوٹکر علیحدہ جا پڑین اور زور دست سے اس شاہزادۂ حق پرست کے دونون منہ کے بل زمین پر گرے اسوقت شاہزادۂ عالم نے انکے دونون کے کمربندون مین ہاتھ ڈال دیا اور لنگر توڑ کے زمین سے اٹھا لیا سر بچرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مار کے پیوند خاک کرے کہ وہ دونون پکارے ای شہریار الامان الامان شہزادۂ عالم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان انھون نے عرض کی کہ جو آپ کے دین کو قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادۂ والا قدر نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا وہ کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئے شاہزادۂ عالم نے دونون کو زمین پر رکھدیا اور وہ دوڑکر اقدام عالی پر اس شاہزادۂ والا گہر کے گر پڑے اور کنجیان خزانہ کی شاہزادۂ عالیجناب کو بطریق نذر دین شاہزادۂ عالی مقدار نے دونون کو گلے سے لگا لیا اور وہ کنجیان پھر انہین کو حوالے کرکے فرمایا کہ آج تک گنجاب کی طرف سے یہان کے مختار اور قلعہ دار تھے اور آج سے ہمنے تم دونون کو اس قلعہ اور اس گنجینہ ودفینہ کا مالک وحاکم کیا تم دونون بدستور قدیم اپنے یہان حکم فرما رہو جسوقت کہ ہم

کہ ہم تمکو طلب کرین حاضر ہونا اسوقت حکم دے کے دونون کو رخصت کیا اور آپ مع رستم خان اور سعد وسعید جگرگوشہ قلعہ سے برآمد ہوکر اپنے لشکر
مین داخل ہوا دوسرے روز وقت صبح وہ شہزادہ جلیل الاقتدار سوار ہوا اور رستم خان بن گنجاب اور سعد وسعید جگرگوشہ سے باتین کرتا مع
فوج و سپاہ ابھی کوئی دو تین کوس کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا کہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی اور جب وہ گرد پھٹی تو دیکھا دو جوان شیر پر توان
قومی ہیکل خوبصورت نہایت حسین اور خوش شکل مرکبون پر سوار آگے آگے اور پشت پر انکی ہزار سوار کا پرا باندھا مسلح اور مکمل تحفہ گھوڑے باساز و یراق
سکل ہزار زمرد و سعد جواہر زر آتے تھے اپنی طرف کو چلے آتے ہین شاہزادۂ عالیشان نے رستم خان اور سعد وسعید جگرگوشہ سے پوچھا کہ دلاور دیکھو
یہ دونون شخص کون ہین انھون نے عرض کیا کہ اے شہریار یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک درہ کوہ ہی کہ نام اسکا درۂ خونریز ہی یہ درہ کوہ
لبِ دریا نہایت پر فضا قابل سیر کے ہی اور سو فرسنگ تک اس درے کی ایک جانب تو دریاے زخار ساحل ناپیدا کنار اور تین طرف بڑے بڑے پہاڑ
فلک فرسا اور بیچ مین اسکے قلعہ فولادی ہی اگر بادشاہ ہفت کشور تمام روے زمین کی فوج و سپاہ لیکر آئے تو بھی وہان تک دخل نہ پائے تین پہاڑون
کے اندر وہ قلعہ ہی طائر وہم و خیال اور کمند فکر کو وہان تک پہونچنا مشکل و محال ہی سوا اسکے اس درے کے اندر ہر ایک طرف ایک ایک درہ اور ہی اور وہ
درے پہاڑون مین ملحق ہین اگر خداوند نعمت چہرہ ہزار ملک لقا خدا اے باختر نے جو تیس لاکھ سوار و پیادے اٹھارہ سو سپہسالار و سردار اور نامی
اور پہلوانان قدرت اور سو نامی بارگاہ کو ہمراہ لاکے وہان کے دس آدمیون سے آمادۂ رزم پیکار ہوا اور چاہے کہ بدون انکی سازش کے ایک قدم
درے کے اندر دخل کر سکے تو کیا مجال تمام عمر پہاڑون سے سر ٹکرایا کرے یہ دونون بھائی نوجوان جو آگے آگے چلے آتے ہین حاکم اس درے کے ہین ایک
کا نام حارب خونریز اور دوسرے کا نام ضارب خونریز ہی غرضکہ سعد جگرگوشہ اور سعید جگرگوشہ اور رستم خان بن گنجاب
اور تمام سردار اور افسران فوج مع تین لاکھ تیس ہزار سوارون کے خیال کیے کہ شاید ہمسے برسر جنگ آتے ہون ہوشیار ہوگئے اور اپنی اپنی سپرین
تلوارین سنبھال کے ہمراہ شاہزادہ عالی مقام با اطمینان تمام آہستہ آہستہ چند قدم آگے بڑھے تھے کہ وہان حارب خونریز اور ضارب خونریز کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہ فوج
و سپاہ شاہزادۂ بدیع الزمان کی آتی ہی دونون بھائی اپنے اپنے گھوڑون پر سے اُتر کے پیادہ پا اسطرف کو چلے جب قریب پہونچے تو دوڑکر شاہزادۂ
عالیجناب کی رکاب ظفر انتساب سے لپٹ کر اقدام عالی چومنے لگے شاہزادۂ عالم یہ کیفیت دیکھکے ہان ہان کرکے گھوڑے پر سے کود پڑا اور دونون کو اپنی
چھاتی سے لگاکر پوچھا صاحبو تم اپنا حال بیان کرو دونون نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار ہم دونون بھائی درۂ خونریز کے حاکم ہین ایک شب کو عالم
خواب مین ہمنے دیکھا کہ درِ آسمان شق ہوگیا اُسمین سے ایک تخت مکلل اور مغرق بجواہر بے بہا رنگ نورانی صورت قدسی سیرت کو اُٹھائے
چند ملائکہ دوش بدوش لیے ہوے زمین پر اترتے چلے آتے ہین پھر ہمکو جلوۂ جمال باکمال اس فرشتہ تمثال کے دیکھنے کی تاب نہ رہی آنکھین بند
کرلین ناگاہ ایک آواز ہمارے گوش زد ہوئی کہ دیدۂ دل بیدار و خواب غفلت سے چونکو اور ذرا آنکھ کھولکے جانب چپ دیکھو اور مآل اعمال نیک اور افعال
بد کا خیال کرکے باز رہو فرداے قیامت سے ڈرو اور عذاب الیم و نار جحیم سے خائف و ترسان ہوکے کفر و کافری سے عذر کرو یہ صداے غیب
سنکے ہم دونون نے آنکھ کھولکر دست چپ کو جو دیکھا تو ایک مکان نظر آیا شعار سیاہ و تنگ چون قار و درۂ قبر ❊ متاع سا کنانش
غل و زنجیر ❊ روشن بستہ لقفل ناامیدی ❊ ندیدہ نرۂ صبحش سفیدی ❊ اسمین از زمین تا آسمان شعلے آگ کے بلند ہین اور ہزارون مغضوبان
بارگاہ ایزدی پڑے جلتے ہین ہم دونون بیتاب ہوکر پکارے مصرع وقنا ربنا عذاب النار ❊ ساتھ اسکے دوبارہ یہ صدا ہمارے کانون مین آئی کہ اب تم دونون
دست راست کو دیکھو ہمنے دست راست جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک باغ آراستہ ہی شعر بروے زمین چشم انجم ندیدہ ❊ نہ گیتی شنیدہ ز گوش فلک ہم ❊
ہواے روح پرور اور فضاے دلچسپ سے وہان کی ہم دونون کے ہوش و حواس درست ہوے پھر جو غور کیا تو سیکڑون مکان اور قصر
عالیشان لعل شب چراغ اور گوہر شاہوار اور یاقوت احمر اور زمرد خضر کے بنے ہوے اور نہرین آب خوشگوار کی کہ پانی انکا شل آئینہ مروارید صاف
و شفاف موج زن تھا طیور خوش رنگ و خوش الحان طیور و طوطی نغمہ سرا اور زمزمہ سراے حمد و سپاس اس خالق دو جہان خداے عزوجل
کے ہین اکثر مومنین بجاے بچھاے عبادت الٰہی مین مشغول ہین سیکڑون حوران سمنبر جام شراب کوثر ہاتھون مین لیے انکی پرستاری مین
حاضر ہین ہم دونون بھائیون نے یہ تماشا خلد زار کا دیکھکر اس بزرگوار سے پوچھا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین اور وہ مکان

جہان شعلے آگ کے سر بفلک کشیدہ اور ہزارون آدمی اسمین پڑے جلتے صد گونہ عذاب مین مبتلا ہین کیا ہے اور یہ باغ جہان بیٹھا اور یہ ہوائے جانفزا
ہے اسکا کیا نام ہے اس پاک طینت نے فرمایا کہ صاحبو میرا نام تو ابراہیم ہے اور وہ جحیم ہے واسطے مشرکین اور منافقین کے اور یہ باغ بہشت ہے واسطے اہل دین
اور مومنین کے تب ہمنے گھبرا کے یہ عرض کیا کہ یا حضرت ہم آتش جحیم و عذاب الیم سے کیونکر مفر پائین اور اس باغ سدا بہار مین کسطرح جائین اس مقدس نے
ارشاد کیا کہ تم دونون کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہو اور کل صبح اس در سے باہر نکل کے دیکھو کہ ہماری اولاد مین سے ایک شاہزادہ کہ
نام اسکا شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہے قلعہ شکستہ ملک حرمان کو مسخر کرکے مع رستم خان بن گنجاب اور سعد اور سعید اور تین لاکھ
تیس ہزار سوار کے آتا ہے اس سے تم دونون سعادت ملازمت حاصل کر کے اسکے ہمراہ جہاد کرو لیس یہ سنتے ہی ہم دونون بھائیون کی آنکھ جو کھل گئی تو
بجنسہ پھر اس بزرگ کو تو نہ دیکھا مگر تمام مکان معطر تھا تب ہم اپنے دل مین یہ سوچ کر کہ اگر یہ خواب ہمارا سچ ہے تو لاشک اور لاریب ہمکو زیارت
شاہزادۂ بدیع الزمان والا رتبت کی نصیب ہوگی اپنے اپنے مرکبون پر سوار اسطرف کو چلے تھے سو الحمد للہ والمنۃ کہ شرف ملازمت حضور سے
افتخار دارین حاصل کیا شہزادے نے کلمۂ شہادت انکو تلقین کیا وہ دونون بھائی کلمۂ طیبہ پڑھ کے مع اپنے اپنے ہزار سوارون کے از سر صدق مسلمان ہو گئے
پھر وہ دونون بھائی ملتمس ہوئے کہ شہزادۂ صاحب کرامت شکرانہ کرامت ہر روز یہ تحفہ ہے کہن درویش هنوارا یعنی اگر ایک روز بجائے خوان نعمت
نان جوین قناعت فرمایے تو یہ ہے افتخار ہم غلامون کا پس شاہزادۂ عالم نے منظور فرمایا اور ہمراہ انکے داخل دیرہ ہوا وہ دونون بکمال خوش ہوئے

حسب تاب دو کا دہستان لشکر فیروزی اثر زلزلۂ قاف ثانی سلطان امیر حمزۂ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت گاؤ لنگی گاؤ سوار لشکر اسلام سے شکست فاش کھا کے قلعہ بربر مین حصاری ہوا اور حسب الحکم شہنشاہ والا جاہ سعد بن قباد
چراغ لشکر اسلام کے غازیان دیندار اور مجاہدان شور شعار گرد و پیش اس قلعہ کے محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے ایک روز کی نقل ہے کہ یہان تو بارگاہ سلیمانی مین
شہنشاہ لشکر اسلام سریر سلطنت پر اجلاس فرما ہین اور امیر حمزۂ صاحبقران دنگل تا دعنبر پر متمکن باقی با چتر پا چتر جو چین گرد و گردن کش
دست راستی و دست چپی اپنے اپنے دنگلون پر با ادب بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین وہان حال گاؤ لنگی گاؤ سوار کا سنئے کہ اسنے رستم خان
کو جسے اسنے بجرم خدا پرستی مقید کیا تھا قید سے رہا کر کے بلایا اور اپنے گلے سے لگا کے بہت سا پیار کیا خلعت فاخرہ پہنایا بعد ازان خلوت مین
لیجا کے بکر و قریب کہا کہ اے فرزند آج شب کو مجھے خواب مین زیارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نصیب ہوئی اس جناب نے مجھے بہار خوف و رجا و امید و بیم
سیر گلزار نعیم اور عقوبت نار جحیم کی دکھلا کے کلمۂ شہادت تلقین کیا مین بدل و جان کلمہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوا ہون اب چاہتا ہون کہ تیرے ذریعے سے
شرف ملازمت امیر حمزۂ صاحبقران کا حاصل کر کے افتخار کونین و سعادت دارین حاصل کرون رستم خان نے نہایت خوش ہو کے اسیوقت ایک
عرضداشت بمضمون مذکورہ لکھکر بخدمت سلطان صاحبقران ارسال کی بعدہ گاؤ لنگی گاؤ سوار کو ہمراہ اپنے لیکے بخدمت امیر حمزۂ صاحبقران روانہ
ہوا قصہ مختصر جبکہ وہ عرضداشت منظر اقدس امیر حمزۂ با توقیر گذری نہایت خوش ہو کے فرمایا کہ خوشا حال گاؤ لنگی گاؤ سوار کا کہ زیارت حضرت
ابراہیم ع کی نصیب ہوئی اور ملت بیضا و دین اسلام قبول کیا اور چند سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا وہ باعزاز و اکرام اسے لائے گاؤ لنگی گاؤ سوار
نے اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھ لیے تھے اور جسوقت کہ اندرون بارگاہ داخل ہوا یہ کہکے شعر بر جرم من مبخش کہ آوردہ ام شفیع بداشک
ندامت و عرق انفعال را ۔ دوڑ کر چاہتا تھا کہ اقدام قدسی پر گر پڑے امیر با توقیر نے اپنی چھاتی سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑ کے روبرو تخت بادشاہ
اسلام کے نذر دلوائی بادشاہ نے نذر قبول فرما کے دست مرحمت اسکی پشت پر رکھا اور سمت چپ اشارہ دنگل پر بیٹھنے کا کیا گاؤ لنگی گاؤ سوار
آداب بجا لا کے بیٹھ گیا اور بہت سا عجز و انکسار کر کے مستدعی اس امر کا ہوا کہ غلام اس ملت و دین سے مطلق ناواقف ہے لہذا امیدوار عطیات خاقانی اور
مزاج خسروانی سے یہ ہے کہ واسطے ہدایت طریق اسلام اور تلقین مسائل دین کے کسی مرد مومن کو ارشاد ہو سلطان والا شان نے جانب بہرام گرد
بن خاقان چین اشارہ فرمایا غرضکہ بہرام گرد نے طریقۂ وضو اور نماز پنجگانہ اور مسائل دین وغیرہ جو کچھ مسلمان کو چاہیے سب سے آگاہ کیا ایک روز صبح کو
بوقت دربار جبکہ شہنشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور پانچ ہزار پانچ سو چہل شاہ و شہریار زرین کمر و گردن کش اپنے اپنے دنگلون
پر بیٹھے امیر حمزۂ عالیمقام نے دنگل شاہزادۂ بدیع الزمان و شاہزادۂ ملک قاسم کا خالی دیکھکر ایک آہ سرد دل سے کھینچکر فرمایا شعر وہ صحبتین

آئی کس ملک بستان میں ہے اب کچھ کو آنکھیں جنگ ترستیان ہیں۔ بعد ازان خواجہ بزرگ امید اور دریادل وغیرہ کو اپنے پاس بلا کے پوچھا کہ ای بزرگوارو ایک مدت دراز سے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم مفقود الخبر ہیں نہیں معلوم کس زمین پر اور کس ملک میں اور کس حال میں ہیں طریقہ علم نجوم اور رمل سے ملاحظہ کر کے بتاؤ تو فرمایئے۔ شعر۔ ای آنکھ لینا اُنھیں میں دیکھوں۔ ایسا بھی خدا کبھی کرے گا۔ ان چاروں مقدسوں نے اصطرلاب کو لیا آفتاب کے مقابل کیا بعد اسکے زائچہ کھینچکر ستارگان سعد و نحس کی گردش کا شمار کر کے عرض کی کہ یا امیر ہمارے حساب و شمار کے علم سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ افضال ایزدی سے سرزمین باختر کوئی اقلیم ہے وہاں وہ دونوں آفتاب سپہر صاحبقرانی طالع اور جلوہ فرما ہو کے آفاق گیر ہیں خصوصاً شاہزادہ بدیع الزمان تو بڑا ہی صاحب جاہ و حشم ہے بہت سے ملک اور بہت سے قلعے اُسکے قبضہ اختیار میں ہیں اور اسوقت کی ساعت سعید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آج خبر فرحت اثر اور مژدہ صحت و سلامتی ذات ستودہ صفات شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان کوئی شخص اس سرزمین سے لا کے سمع اقدس ہمایوں میں پہونچائیگا واللہ اعلم بالصواب امیر با توقیر ان بزرگواروں کو خلعت کر کے منتظر چشم براہ اخبار شاہزادہ بدیع الزمان عالیوقار کے تھے ناگاہ عمر سعدیکرب نے آ کے عرض کی کہ ایک سوداگر عتبہ فلک مرتبہ پر حاضر ہو کر امیدوار باریابی کا ہے سلطان عالیمقام نے ارشاد کیا کہ کیا مضایقہ بلا لو حسب الحکم سلطان با کرم کے اس سوداگر نے اندرون بارگاہ حاضر ہو کے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور قریب تخت شاہی کے پہونچکے نذر دی کرسی بیٹھنے کو ملی صاحبقران نے پوچھا کہ ای تاجر کیا نام ہے اور کہاں سے آنا ہوا اُسنے عرض کی کہ ای سلطان یہ بندہ خیرخواہ قدیم پروردہ قاف سے ہمراہ رکاب حضور کے پردہ دنیا پر آیا تھا عاصی کا نام خواجہ آشوب ہے بالفعل بطریق تجارت شہر سنجان میں وارد تھا حسب الاتفاق شاہزادہ بدیع الزمان سے ملاقات ہو گئی اُس شاہزادہ عالی صفات نے ایک عرضداشت مجھے دی ہے اُسکے ذریعہ سے سعادت اندوز آستان دولت کا ہوا ہوں سلطان صاحبقران نے یہ مژدہ تازہ سنکے وہ عرضداشت طلب کر کے ملاحظہ فرمائی اور فرط شادی سے ہر مرتبہ فرماتے تھے مصرع

ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

بعد ازان خواجہ آشوب کو خلع خلعت کر کے پوچھا کہ خواجہ تم مجھے یہ تو کہو کہ یہانسے شہر سنجان کتنی دور ہے خواجہ نے عرض کی کہ یا امیر اگر سواری کشتی اور جہاز میں جاے تو کوئی چھ مہینہ کا رستا ہے اور اگر خشکی کی راستے سے جائیے تو ساٹھ ہزار فرسنگ کا رستا ہے اور رستہ بہت خراب اور ایک جنگل بیچ میں پڑتا ہے کہ نام اُسکا بیابان جبل القمر مشہور ہے اس بیابان میں کوسوں تک تمام کوئی پانی نہیں میسر کوئی جھیل کوئی تالاب نہیں اور سوا اسکے ہزاروں آفات اور بلیات ایسی ہیں کہ انسان کا گذر غیر ممکن سکندر ذو القرنین جسکے ساتھ دو نبی حضرت خضر اور الیاس تھے رہبر اور رہنما تھے اور بقراط اور جالینوس اور ارسطاطالیس دو وزیر صاحب تدبیر تھے تیس لاکھ سوار سے اُس بیابان میں گیا تھا چودہ برس کے بعد راہ کو طے کر کے نکلا بارہ ہزار سوار سے کہ وہ بھی لب گور تھے اس بیابان سے باہر نکلا تھا باقی سب سوار و پیادے اور لشکر اور بہیر و بنگاہ سکندر ذو القرنین ایسے بادشاہ کا اُس بیابان میں ہلاک ہو گیا شقعہ نہ پایا کھوج برسوں نقش پاے رفتگان ڈھونڈھتے ہیں نہیں جنکا پتا ممکن کوئی اُنکو کہاں ڈھونڈھتے ہیں چنانچہ سکندر ذو القرنین نے تمامی راہ میں اُسکے سات مینار تعمیر کئے ہیں ہزار ہزار فرسنگ پر ایک ایک مینار بطور نشان منزل کے بنایا ہے یعنی جب مسافر برابر ایک مینار کے پہونچے تو گویا منزل پر پہونچا اور آب و طعام کہیں سواے اُن میناروں کے اثناے راہ میں کہیں بہم نہیں پہونچتا اسی باعث سے وہ رستہ مسدود ہے یہ امیر با توقیر نے خواجہ بزرگ امید اور دریادل وغیرہ سے پوچھا کہ اب ذرا اپنے علم سے یہ بھی دیکھیے کہ کوئی ایسا بھی بندہ خدا ہے جو جبل القمر ہفت میل کی راہ سے جاے اور شہر سنجان سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لے آئے خواجہ زادوں نے زائچے میں کھینچکر قرعہ پھینکا اور اُسکے حروف کو مطالعہ کر کے کہا کہ یا امیر با توقیر خداے عزوجل کی قدرت بہت بڑی ہے ایسے بھی لوگ دنیا میں موجود ہیں کہ آج چاہیں تو ایسے ایسے دو بیابانوں کو طے بصحت و عافیت تمام کر آئیں اور ہمت مہاراج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نے ابرو سے اشارہ کیا اشارہ بزرگ امید اور دریادل کی آنکھ کا دیکھ کر عمرو نے کہا کہ خواجہ سلامت کیا ہے اور اشارہ مجھ بیچارے کی جانب تو کیجیے یہ خدمت کرنا کسکے تفویض ہے امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای عمرو عیب کعبہ دوری شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم سے جو کچھ صدمے دل پر ہیں میں کچھ بیان نہیں کر سکتا شعر

تا بدان مقصد عالی نتوانیم رسید ۔ ہان اگر لطف شما پیش نہد گامے چند

عمرو نے کہا کہ ای عرب مجھے سوا اپنے مطلب کے اور کیا جان بچی کیا اختر خدا جانے ان دنوں مجھ پر کیا گذرتی ہے ہر روز فاقہ سے موجود رہتا ہے تنگدستی سے میں عاجز ہوں خیر بہادری تک تو حاجت نہیں کہ ٹوپی

ہوتی ہینے بھرونگا یہ کیسا غضب ہی کہ لڑکے باپ اسطلق پاس آداب نہین کرتے گھر مین جاتا ہون تو کوئی گھر مین بی بی اور لونڈی میری حقیقت نہین سمجھتی اپنا حال کس سے کہون اور کہان رؤون **قطعہ** ہرچند کہ تیر چرخ را آماجم + بر تارک فلاک ہلاکت تاجم + یک شمہ ز مفلسی خود میگویم + چندانکہ فراغتیست من محتاجم + غرضکہ دنیا ہی اور روپیہ ہی مین نے تو خوب آنکھ کھول کر دیکھا کہ اس روپیہ سے زیادہ تر کوئی شی عزیز نہین اور یہ قول کسی اُستاد کا سچ ہی کہ شعر ای زر تو خدا نئی ولیکن بخدا + ستار عیوب و قاضی الحاجاتی + سلطان والاشان حمزہ صاحبقران نے گفتگو عمرو کی سنکے تبسم فرمایا اور کہا ای حریص اور ای طماع جہان مصرع طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی یہ جو تو نے خزانہ بیت المال جمع کیا ہی وہ کسدن کام آئیگا عمرو نے کہا واقعی مجھسے بڑی خطا ہوئی جو مین نے اتنا اظہار حال کیا حمزہ تجھے تو مین کیا جواب دون اور کیونکر معقول کرون واقعی مین حریص اور طامع ہون لیکن اساتذہ نے جو کہا ہی آیا اسے کیا کہا جاے لیے

شہ کہ این کوکب اقبال و ظفر میخواہد	تاج و تخت و علم و تیغ و سپہ میخواہد	حشمت و شوکت و اجلال و گہر میخواہد	این ہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد
آن وزیرے کہ بسے عاقل و دانا باشد	کار او باہمہ کش رونق و مدارا باشد	مخلص شاہ و ہواخواہ رعایا باشد	این ہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد
فاضلی کو ہمہ در علم فروغ است و اصول	گاہ اندیشہ معقول کند گہ منقول	ہر کسے را کہ بخواہد بخدا و برسول	این ہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد
آن حکیمی کہ تراکیب معاجین سازد	بعبارات حکیمانہ سخن پردازد	ہردم صبح بقانون نظرے اندازد	این ہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد
آن سپاہی کہ سوے معرکہ جولان گردد	بے محابا ہمہ تن بردم شمشیر زند	نہ کند بیم پئے جنگ سہے شیر رود	این ہمہ از پی آنست کہ زر میخواہد

اور ہندی والون نے یہ کبت مصداق حال میرے مقال کے کہا ہی **کبت**

لکھرن کٹا دیکھے جوگی کن چھٹا دیکھے سیس بھاری جٹا دیکھے دھور آنکھین	موتی انمول دیکھے سور اور کول دیکھے کرٹ کلول دیکھے نلکھندی بین بین
سائر اور سوو دیکھے کابر اور کور دیکھے مابری ابور دیکھے پور رہے رھن مین	اور انت کے دیکھی دیکھے جنم کے سکھی دیکھے ایک ہی نہ دیکھے جنکے لونہ ہا مین تین

یعنی سواے میرے اور کوئی اتنا بھی طالب زر اور طماع اور حریص شاید نہین ہی خیر اگرچہ مین حریص اور طماع ہون تو لو خدا حافظ میرا رہا بیان کیا ذرا اب مین بھی کعبۃ اللہ کو واسطے حج کے جاتا ہون یہ کہکے عمرو اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطان صاحبقران سے رخصت طلب تھا سلطان عالی مقام نے فرمایا ای عمر اس تزویر اور حیلہ سازی سے کیا غرض ہی جو کچھ تو کہ مین تجھے دون ابھی عمر کچھ جواب نہین دینے پایا تھا ناگاہ گاؤلنگی گاؤسوار نے کہا یا سلطان صاحبقران بیابان جبل القمر ہفت میل کا طے کرجانا خیلے اشکال اور بہت محال ہی ایسے مقام پر تو غلام کچھ عرض نہین کرسکتا اور بہت نازک بات ہی ہر چند کہ اب غلام کو کچھ کام نہین مین نے دست بیضاء دین اسلام قبول کیا ہی مگر حضور نے زبانی خواجہ اشوب کی حال سکندر ذوالقرنین کا بگوش خود سنا باوجود اسکے کہ حضرت خضر اور الیاس علیہ السلام ایسے دو رہنما اور لقوماجس اور ارسطاطالیس ایسے دو وزیر صاحب تدبیر سکندر کے ہمراہ تھے اُنکی بارہ برس مین اُس بیابان سے نکلا تھا اور چھتیس لاکھ سوار ساتھ تھے ہمگی دس بارہ ہزار زندہ و سالم بچے تھے باقی سب ہلاک ہوئے لوگ ہیچدہ ہزار ملک باختر کے رہنے والے اُس بیابان ہفت میل کی شان مین کہتے ہین کہ وہ صولت و قدرت لقاے خدا باختر کا ہی اُسکی انتہا پانا غیر ممکن ہی امیر یا تو قیر نے فرمایا کہ ای امیر افیل درگاہ لقا عمرو کے پاس تین سو ساٹھ پیغمبرون کا تبرکات ہی اور عمرو صاحبقران نہان ہی عمرو کے نزدیک طے کرجانا بیابان جبل القمر کا کچھ دو نہین عمرو بول اُٹھا کہ ای حمزہ میرے دوست جو بندے پر کرم ہے کیجیے بس زیادہ اس خوشامد اور سخن سازی کو موقوف کیجیے یہ خدمت خاص اس مستضعف سے کبھی نہین ہو سکتی گاؤلنگی گاؤسوار نے کہا کہ ای عمرو یک مرحلہ اُس راہ مین گذرنہین ہو سکتا تم ہمارے ناحق طمع پر خیال کرتے ہو مگر وہ جو کہتے ہین **مصرع** بروز طمع دیدہ ہوشمند + بعضے مقام پر طمع انسان کو بہت خراب کرتی ہی عمرو نے کہا کہ ای گاؤلنگی گاؤسوار تم سچ کہتے ہو بھلا وہ بیابان قدرت لقا کا ہی مجھسے کا ہے کو وہان جایا جائیگا گاؤلنگی نے کہا وہ صحراے قدرت ہی پانہین ہی جلنے سے احوال معلوم ہو جائیگا اور میرا سچ جھوٹ بیان باتین بنانے کو اور سچ کرنے کو تو مجھ سے کہو مین بھی کہدون کہ ہان آب بیابان ہفت میل کی راہ سے سنجان مین پہونچ جائینگے عمرو نے کہا کہ بھلا رے گاؤلنگی سکندر ذوالقرنین بادشاہ

بجز و برجو مع وزیرون کے تو بارہ برس مین اُس صورت سے باہر نکلا تھا اگر کوئی شخص بارہ مہینے مین بیابان ہفت میل کو طے کرکے پھر آئے تو آپ کیا کیجیے گا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ اے عمرو سال بھر کا خراج ملک بربر کا مین اُسے اسیوقت دیتا ہون عمرو نے کہا کہ اور جو کوئی چھ مہینے مین جائے اور آئے گاؤ لنگی نے کہا تو تین برس کا خراج ملک بربر کا دون عمرو نے کہا بھلا جو کوئی تین مہینے مین اُس بیابان کو طے کرکے آئے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ پانچ برس کا خراج ملک بربر کا مین دیتا ہون عمرو نے کہا اے امیر الفیل درگاہ لقا زیادہ نہ بڑھتے جاؤ فقط سال بھر کے خراج پر قائم رہو جو دسے بھی سکو نین مہینے بھی جانے دو اگر کوئی چالیس دن دشت گردی و صحرا نوردی اُس ہفت میل کی کرکے پھر تمہارے پاس آجائے تو کیا دو گاؤ لنگی نے اپنا منہ پیٹ لیا اور ڈاڑھی کو نوچ کر انگشتری اپنے ہاتھ سے اُتار کر آگے عمرو کے پھینک دی اور کہنے لگا کہ مین بارہ برس کا خراج ملک بربر کا اُسے دون اور اے سلطان صاحبقران خدا کی قدرت ہے کہ کل کی بات ہے مین یہیں بارہ ہزار ملک باختر مین امیر الفیل درگاہ خداوند لقا مشہور تھا اور آج یہ حقیقت میری ہوگئی کہ ایک ایک پیادہ ایک ایک نفرہ میری ہتک حرمت اور ننگ عزت چاہتا ہے مصرع جسے چاہے دے وے خدا عزو جاہ کجا بیابان ہفت میل صحرائے قدرت خداوند لقا اور کجا طے کرجانا عمرو کا مین نے تو کہہ دیا کہ میری مہر جو ہے ایک اقرار نامہ مجھ سے لکھوا کے وہ مہر اُس پر ثبت کرکے کہ بارہ برس کا خراج ملک بربر کا بشرط طے کرجانے بیابان جبل القمر کے دینے کو حاضر ہون عمرو نے اُٹھکر مہر گاؤ لنگی کی لے لی اور امیر با توقیر نے پھر بار بار کہہ کر گاؤ لنگی کو منع کیا کہ اے امیر الفیل درگاہ لقا تم عمرو سے مباحثہ نہ کرو عمرو کا معاملہ بہت نازک ہے گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا یا سلطان صاحبقران اب حضور اس مقدمہ مین معاف رکھین کچھ نہ فرمائین یہ ہماری ہی بہین کہ بیابان ہفت میل عمرو کو طے کرجانا بہت کیفیت دکھلائے گا عمرو نے بھی کہا کہ حمزہ مین سال بھر کا خراج ملک بربر کا تجھ سے لون گا اگر تو گاؤ لنگی کو بہکا لے گے اور اغوا کرکے اب اس شرط سے باز رکھے گا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کہ اے عمرو مین سال بھر کا خراج ملک بربر کا تجھ سے لونگا جو تو بچ جائیگا اور یہ کہہ کے اُسی حالت غیظ وطیش مین ایک قرار نامہ بدین مضمون کہ اگر عمرو بیابان جبل القمر ہفت میل کو طے کرکے شہر سنجان مین ہو آئے تو مین سال بھر کا خراج بلا اکراہ واجبار دون اور اس مین نوع حجت اور عذر حیلہ پیش نکرون اور اس اقرار نامہ پر اپنی مہر کرکے عمرو سے کہنے لگا کہ لے بسم اللہ آپ جائیے عمرو نے کہا کہ مصرع این را بکسے گو کہ ترا نشناسد اے گاؤ لنگی گاؤ سوار یہ کاغذ تو نخش بکار ہے اگر تم منکر ہو جاؤ یا کسی طرح مجھے روپیہ نہ وصول ہو تو مین اس کاغذ کو لیے پھرون یا تیر لگا کے جلاؤن گا اسپر حمزہ صاحبقران اور تمام بارگاہ نشینون کی مہرین گواہیون کی بھی ثبت ہون تو کیا مضائقہ ہے یہ اقرار نامہ تمہارا ہوا اور [illegible] مقصود ہون گاؤ لنگی گاؤ سوار وہ اقرار نامہ لیکے جلدی سے مارے غصے کے کانپتا اور تھرّاتا اور ہونٹھ اپنے چباتا ہوا [illegible] کے پاس لایا اور ملتمس ہوا کہ یا سلطان صاحبقران عند اللہ آپ اس کاغذ کو اپنی مہر سے مزین فرمائین امیر با توقیر نے فرمایا کہ دیکھو اے امیر الفیل درگاہ لقا ہٹ کا کام کرو سمجھ کے کرو مباحثہ اچھا نہین دور کرو جانے دو گاؤ لنگی نے کہا کہ اے سلطان صاحبقران اب غلام کی [illegible] خاطر اور توقیر آپ کو منظور نہین حضور فقط اپنی گواہی کی مہر اسپر ثبت فرمادین باقی آگے کچھ کام نہین عند اللہ میری بات [illegible] نہین صاحبقران دوران نے کہا اے گاؤ لنگی مین تمہاری بہتری کے واسطے ممانعت کرتا تھا تم واسطے کیون دلاتے ہو مین مہر کیے دیتا ہون اب تم جانو یہ فرما کے امیر با توقیر نے اپنی مہر اُس پر ثبت کردی بعد اسکے تمام سرداران بارگاہ کی مہرین گواہی کی اُس اقرار نامہ پر ثبت ہو گئین گاؤ لنگی نے کہا کہ اب سے اے عمرو لیکر اپنے پاس رکھو مگر ایک اقرار نامہ تم بھی مجھے لکھدو کہ اگر تم بیابان جبل القمر مین نجا سکو تو مین پھر سال بھر کا خراج تم سے لونگا عمرو نے کہا چشم ما روشن بسم اللہ ابھی یہ کہہ کے عمرو نے بھی ایک اقرار نامہ اسی مضمون سابق الذکر سے لکھ کر تمام سردارون کی گواہیان کرا کے کہا کہ اے گاؤ لنگی لو مین نے بھی اقرار نامہ لکھدیا مگر یہ فرمائیے کہ جسوقت مین بیابان جبل القمر کو طے کرکے ملک باختر سے مراجعت کرکے یہان آؤن اور اُسوقت تم بھاگ جاؤ یا حیلہ حوالہ روپیہ دینے مین کرو تو موجب بخشش کا ہو اور میرا روپیہ کیسی سعی اور جہد و ریاض کا ہے مین چھوڑنے کا نہین لہٰذا تمہارا اعتبار تو سب مجھے مطلق

نہین کہ تم سے مجھے روپیہ وصول ہو ہان کسیکو اپنا ضامن دو کہ اگر تم بھاگ جاؤ تو مین وہ روپیہ سال بھر کے خراج کا اُس سے
وصول کرون گاؤلنگی گاؤسوار نے کہا کہ مین ملک بربر کا حاکم اور فرمان روا ہون میرا اعتبار تمکو نہین تو مجھسے زیادہ تر معتبر اور مہاجن
کون ہوگا عمرو نے کہا حمزہ بڑا مہاجن ہی اور بڑا معتبر مرد ستدین میری نظرون مین ہی یہ اگر ضمانت اپنی ذمہ سے تو کیا مضائقہ یہ تو عالم
ہی اس مین پاس و لحاظ مین کسی کا نہین کرتا گاؤلنگی گاؤسوار نے بخدمت سلطان والا قدر عالی منزلت دلگیر عرض کی کہ اے
صاحبقران دوران اگر حضور کی نظرون مین غلام کی کچھ آبرو اور معتبری ہو تو امیدوار ہون کہ از راہ بندہ نوازی یہ میری ضمانت
کر دیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے اہل فضل درگاہ لقا لاحول ولا قوت استغفار تمہاری آبرو اور عزت اور توقیر اور معتبری کا کیا ذکر ہی
مجھے تمہاری ضمانت کر دینے مین کچھ انکار نہین مگر اس کار کو تم سمجھ دیکھو گاؤلنگی نے کہا غلام نے خوب سمجھ لیا ہی آپ ضمانت غلام
کی کر دین صاحبقران عالی شان نے فرمایا کہ جو تمہاری خوشی اور یہ کہکے قطعہ ضمانت بہ مہر خاص امیر باتوقیر نے لکھکر گاؤلنگی
کے حوالہ کیا تب گاؤلنگی نے عمرو کو کہا کہ لو صاحب تمنے تو کوئی دقیقہ اپنے اطمینان مین فروگذاشت نہین کیا پھر مین کیون تمہارا مال
کرون اگر تم راہ مین سے پھر آؤ اور بیابان ہفت میل کو نہ طی کر سکو تو تم عیار پیشہ ہو تمہارا مجھے کیا خاک اعتبار ہوگا تمسے
مجھے ملنا کیا ہی تم بھی اپنا کوئی ضامن مجھے دو عمرو نے کہا ابھی ضامن لو اور یہ کہکے سمت خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ
دوران رستم زمان لندھور بن سعدان کے دیکھکر عمرو نے کہا کہ کیون ہندی تو ہمارا ضامن ہوگا لندھور نے جواب دیا کہ بجان و دل
مین حاضر ہون ایک سال کا خراج ملک بربر کا کیا مال ہی مین دس برس کے خراج کا خواجہ سلامت تمہارا ضامن ہون یہ کہکے قطعہ
ضمانت اپنی مہر سے لکھکر لندھور نے عمرو کے حوالہ کر دیا اور بمقابلہ اور مواجہ پانچہزار پانچسو چپن سرداران کے بذریعہ سلطان صاحبقران
اقرار نامہ مہری گاؤلنگی معہ قطعہ ضمانت عمرو کو اور اقرار نامہ مہری عمرو مع قطعہ ضمانت لندھور گاؤلنگی گاؤسوار کو تقسیم ہوا بعد
اسکے عمرو نے بخدمت سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران عرض کی کہ اے حمزہ اب تو کہہ مین جو بدیع الزمان کی خبر شہر
سنجان مین جاکے تجھے لا دون تو مجھے کیا دیگا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے گاؤلنگی گاؤسوار سے شرط کی اور خراج
ایک سال ملک بربر کا لے گا اب اس سے زیادہ کیا چاہتا ہی ابھی کیا حرص و ہوس باقی ہی عمرو نے کہا معقول یہ تو خوب
سبب تجھے جلد اطلاع کر دی مجھ کیا یہ شعور نہین ہی کہ واسطے اطمینان خاطر اور معقول کرنے گاؤلنگی کے اور ثبوت دعوی شرط اور اپنی
حقیقت کے ایسے نیک سردار کو جیسے گاؤلنگی گاؤسوار اور تمام روسائے ملک بربر پہچانتے ہونگے کنجاب کے ملک سے
بیہوش کرکے پکڑ لاؤنگا اور شاہد اپنے حال کا اُسسے قرار دیکے روپیہ اپنا گاؤلنگی سے اور اگر گاؤلنگی سے نہ وصول ہوگا تو تیری
ضمانت ہی تجھسے لونگا مجھ بدیع الزمان زر واسطے کی خبر دینے سے کیا غرض اور مطلب ہی امیر عالی مقام یہ کلام عمرو کا سنکے بے ساختہ ہنسنے
لگے اور فرمایا کہ خبردار اے عمرو ایسی حرکت نکرنا اور جو تجھے احتیاج ہو اور تو کہے مین دینے کو انکار نہین کرتا لے موجود ہی عمرو نے کہا
استغفار حمزہ مین نے کبھی کچھ تجھسے نہین مانگا ہی اور مین جب مانگون اور تو دے تو پھر لطف کیا رہا جاستا یہ مضمون میری نہین ہی مضمون
اس شعر کے شعر عرض مطلب سے ہی ارباب قناعت کو گزند + صورت تبخالہ زبان لب پہ ہی حرف مدعا + سلطان والا قدر عالی منزلت نے
تبسم فرماکے شاہ صفا خزانچی کو اشارہ کیا کہ پانچ تھیلیان زر سرخ کی لبطریق زاد راہ عمرو کو دو چنانچہ شاہ صفا نے باواز بلند کہا کہ لو خواجہ
اب تو خوش ہوئے سرکار سے پانچہزار اشرفیان تمہاری راہ سے کی خرچ کو دست ہوئین مین عمرو کی باچھین کھل گئین اور سلطان والا شان کی بہت
سی حمد و ثنا کرکے دعائیں دیتا اور یہ کہتا ہوا شعر

ز لطف عطا سے ترے ابر گوہر افشان سے
مناسبت نہ رہے طبع نکتہ سنج پسند

صدف نے ابر سے منہ کھول کر گہر مانگے
ترے کرم نے دیئے بے سوال حاجت مند
نہ چشم مہر نے دیکھا ترا کوئی ثانی

سنا نہ گوش فلک نے کوئی ترے مانند
مدام تا کہ عروسان ماہ و انجم کا
ہی بار گاہ لب بام آسمان بلند

تری جناب مین ثنا ہا و دس دہر رہا ہے
الٰہی تو رہی ہاتھ اقلیم صنع کا خداوند
وہ پانچ توڑے اشرفیونکے بھی نذر زنبیل

کیے اور تیاری سامان سفر مین مصروف ہوا یہان امیر باتوقیر نے حکم دیا کہ آج بارگاہ سلیمانی کوہ بربر پہ لیجا کے استاد کرو اور جتنے شاہ و شہریار زادے بارگاہ نشین ہین سب ہین چل کے جمع ہون ہم وہان سے عمرو کو رخصت کرینگے کس لیے کہ کوہ بربر پہ سے بیابان جبل القمر نظر آتا ہی اور جہان تک کہ ایک نظر دوڑ سکتا ہی تمام کیفیت فرسنگون کی معلوم ہوتی ہی چنانچہ حسب الحکم عظام سلطان عالی مقام کے یل عادیان اور شدادیان کپیتان کرب بن کوہ کرب عمرو معدی کرب پہلوان عادی نے بارگاہ سلیمانی کو لیجا کے کوہ بربر پہ استاد کرایا اور امیر باتوقیر نے بعد برخاست دربار رات کی کھانا کھا کے اپنی بارگاہ مین جاکے آرام فرمایا سوتے سوتے کوئی دو پہر یا ایک یا دو گھڑی شب کی بچی ہوگی کہ یکایک سلطان صاحبقران دوران کی آنکھ کھل گئی اور بخیال آل اندیشی کہ عمرو العیار دلسوز جان نثار یار غمگسار اپنا اس صحرائے آفت زا اور بیابان جبل القمر مین یکہ و تنہا جاوے خدانخواستہ کوئی پیچ پڑجاوے یا کسی بلا مین مبتلا ہو کے العیاذ دست اپنا ہاتھ سے جاتا رہے تو پھر ای حمزہ تف زندگی خاک ہی اور از بسکہ عمرو طماع ہی کہنا اور منع کرنا میرا مانے گا نہین لیس مقرون مصلحت اور مقتضائے فراست یہی ہی کہ سال بھر کا خراج ملک بربر کا عمرو کو دے کے وہان کے سفر سے روک لیجیے اور سال بھر کا خراج بابت شرط کے گاؤلنگی کو دیجیے اور یہ کہیے کہ عمرو بھی صادق القول تھا اور تم کاذب نہین ہو واقعی یہ بیابان ایسا ہی ہوگا تم دونون روپیہ اپنی شرط کا مجھسے لو یہ تصفیہ کرنا اچھا ہی غرض یہ بات خود تجویز کر کے فرمایا کہ عمرو کو ذرا طلب کرو اور حسب الحکم چوبدار نے جا کے عمرو کے خیمہ مین ابلاغ حکم کیا اور اس عرصہ مین رات کوئی پہر بھر باقی رہ گئی تھی کہ دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار دیو جامہ گلے مین پہنے تن پر ماتھے پیغمبرون کے تبرکات ذات پر آراستہ کیے قنطورے زرلفتی پاتابے قرلاتی باندھے حلقہ کمند عیاری اور حقہ آتش بازی ہاتھ مین جوڑی خنجر کی کمر مین نیمچہ عیاری گلے مین حمائل توبڑہ پتھرون کا پشت پر ٹیکا دہی کا ماتھے پر لگا ہوا زنگ گنگا جمنی پاؤن مین نمایان ہوا اور امیر باتوقیر کو مجرا کر کے ملتمس ہوا کہ ای حمزہ خدا حافظ مین نے تجھے حوالہ خدائے کریم کیا اب مین رخصت ہوتا ہون جو کچھ کہ جرم خطا مجھ سے سرزد ہوئے ہون امیدوار ہون کہ مجھے معاف فرمانا اور میرے اہل و عیال کی پرورش سے غافل نہ رہنا سلطان عالی مقام نے یہ کلام سنکے فرمایا کہ خواجہ اچھا جائیو ابھی تو پہر رات کچھ باقی ہی آخر تو جاتے ہو دو چار باتین ہمسے تو کر لو یہ کہکے صاحبقران دوران نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا کہ خواجہ سلامت تمھارے بیابان ہفت میل کا رستہ اور اس راہ سے شہر منجان کر جانے مین کوئی شک اور شبہہ نہین رہا مجھے بہ خدائے عزوجل یقین کلی ہوگیا کہ تم بے شبہہ اسی راہ سے جا کے شہزادہ بدیع الزمان کی خبر لاؤگے اور شرط تم گاؤلنگی گاؤسوار سے جیت چکے ہو اب میری خوشی یہ ہی کہ تم سال بھر کا خراج ملک بربر کا مجھ سے لو اور اس بیابان ہفت میل کی طرف جانیکا قصد نکرو رہا اگر تمکو یہ خیال ہو کہ گاؤلنگی کچھ خرخشہ اور مباحثہ میرے نہ جانے سے کریگا تو اسلیے مین نے یہ تجویز کی ہی کہ سال بھر کا خراج ملک بربر کا گاؤلنگی کو بھی مین حوالہ کرونگا کچھ تمکو نہ گاؤلنگی سے مواخذہ ہے بیابان جبل القمر کے جانے سے سروکار ہی نہ گاؤلنگی سے تمہیں کچھ مطالبہ اور نہ ملک منجان اور باختر بلکہ بیابان کی راہ سے جانے اور [illegible] رہنے سے غرض اور واسطہ ہی عمرو نے کہا ای حمزہ مین ہرچند کہ دنیا کا حریص اور طماع ہون لیکن نعوذ باللہ استغفار یہ گمان تیرا غلط ہی کہ مین جمع خراج ملک بربر پر آمادہ سفر ہون قسم ہی تیری جان عزیز کی اور قسم ہی اسی خالق کون و مکان کی کہ جو مین نے زبان سے اقرار کیا اب اسمین سرمو فرق نہوگا تاوقتیکہ اس بیابان جبل القمر کی سیر کر کے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر ملک منجان سے نہ لاؤن اب ایک دم یہان رہنا اور کھانا پینا حرام مطلق ہی ایک سال کا نہین اگر تو دس برس کا خراج ملک بربر کا مجھے دے گا تب بھی اب یہان نہین رہنے کا بس اب تجھے چھوڑ دے اور بخوشی رخصت کر کہ میری منزل کھوٹی ہوتی ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ عمرو مین تجھے جانے نہین دونگا ہزار تو حیلہ شرعی اور دلائل و براہین سے تقریر کو طول دے مین ہرگز نہ مانونگا اس عرصہ مین اور سب شاہ و شہریار زادے مع خسرو بلاد ہندوستان اور مالک اژدر صاحب نیزہ و سہراب و بہرام گرد بن خاقان چین اور فرامرز عاد بن مغربی اور جمہور بنو غیرہ سردار بحضور سلطان صاحبقران آگئے اور یہ مباحثہ فیما بین امیر باتوقیر اور عمرو کے

دیکھ کر سب باآدب خاموش کھڑے ہین اور رات اب تھوڑی رہگئی وہ صبح کا وقت نسیم وزان اور درختون پر طائران خوش الحان
ذکر خالق جن وبشر مین معروف ہوے ہر ایک کو فکر وضو اور نماز کی تھی کہ خواجہ دریادل اور بزرگ امیدوارون بزرگوار
تشریف لائے اور انھون نے ایک رقعہ دستخطی اپنا عمرو کو دیکر کہا کہ خواجہ اثناے راہ مین بیابان ہفت میل مین تم کو ایک
باغ نہایت سبز وخرم نظر آئیگا اور اُس باغ مین ایک مرد بزرگ کہ نام اُس کا شب آہنگ اختر شناس ہی اُسکو تم یہ رقعہ ہمارا
حوالہ کر دینا وہ تمکو طریقہ اُس بیابان جبل القمر کے طی کرنیکا حسب طور سے بتلادے تم اُسی راہ پر چلے جانا امید جناب احدیت
سے یہ ہی کہ بخوبی تمام منزل مقصود پر پہونچ جاؤگے عمرو نے وہ رقعہ لیکر اپنی زنبیل مین رکھا اور اپنے دل مین سوچا کہ حمزہ
مجھے جانے نہ دیگا اور مجھے گاؤلنگی گاؤسوار کے پاس چالیس روز مین آنا مصمم ہی اور اب روز روشن ہوا جاتا ہی
کسی عیاری سے اب جلد حمزہ کے ہاتھ سے رہائی اپنی کرون اور راہ منزل مقصود کی پکڑون یہ سوچ کے ایکبار عمرو نے
کہا یا امیر باتوقیر ذرا آسمان کی طرف تو ملاحظہ فرمایئے کہ یہ لکۂ ابر جو سامنے نظر آتا ہی اس مین سے ایک پنجہ کسیکا دو مرتبہ نکلکر
پھر غائب ہوگیا مجھے اسوقت نہایت خوف اور تشویش پیدا ہوئی ہی خدانخواستہ ایسا نہو کہ پنجہ میری فکر مین آیا ہو اور مجھے
اُٹھا لیجاے سلطان والاشان بیان عمرو کا سنکے مع تمام سوارون کے سوے آسمان دیکھنے لگے عمرو نے جو امیر کو غافل
دیکھا ایک مرتبہ ہاتھ اپنا امیر والاتوقیر کے ہاتھ سے چھڑا کے جسطرح سے پہ ائی گنج سے یا شرارہ سنگ سے نکلے وہ سب کی نظرون
سے غائب ہوگیا صاحبقران دوران نے جو پلٹ کر دیکھا تو فرمایا کہ ہان عمرو یہ تونے کیا کیا شعر ای غائب از نظر بخدا
میسپارمت + جانم بسوختی و بدل دوستدارمت + بعد ازان تا دیر مع سرداران لشکر اسلام سمت بیابان ہفت میل دوربین
لگاے دیکھا کیے مگر سواے ایک تودہ خاک کے اور کچھ خاک نہ نظر آیا لاعلاج ہو کر سلطان والاقدر عالی منزلت اُس
پہاڑ پر سے اُترکے بارگاہ شاہی مین داخل ہوے اور عالم تنہائی اور بے مونسی اور مصائب سفر بیابان جبل القمر کا جسوقت
کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کا دل مین سلطان بااقبال کے خیال آجاتا ہی تو اسوقت نہایت مغموم اور اندوہگین
اشک حسرت آنکھون مین بھر کے فرماتے تھے افسوس صد افسوس شعر زرفتن تو من از عیش بے نصیب شدم + سفر تو کردی و
من در وطن غریب شدم + اور شہنشاہ والاجاہ گیتی پناہ خواقین سجدہ گاہ ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام اور تمام بیٹے پوتے
سلطان عالی مقام کے جتنے گلدستہ باغ ابراہیمی گلزار صاحبقرانی ہین سب کو عجب طرح کا رنج اور ملال عمرو کے جانیکا عائد حال
ہی اور جتنے کہ سردار اور گرد اور گردنکش بارگاہ نشین ہین خصوصاً خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند
حمزۂ صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان سبکے سب مشوش اور بکمال ملکہ حضور قلب اور خلوص نیت سے
واسطے بال بخیر ہونے اور بصحت وعافیت بیابان جبل القمر کو طی کر کے آنے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کے دعا جناب اقدس الہی
سے مانگ رہے تھے اور آپس مین بہ غور بحث کرتے تھے شعر آن سفر کردہ وصد قافلہ جان ہمراہ اوست + ہر کجا باد خدایا بسلامت دارد
مگر وہ کافر ازلی گاؤلنگی گاؤسوار تیرہ روزگار از راہ تاریک دلی اور سیاہ قلبی جب کسی سردار اور شہریار بارگاہ نشین
کو ملول اور غمگین دیکھتا ہی تو کہتا ہی کہ مہربان من کوئی مقام الام وغم کا نہین شاہ عیاران عیار بیک طرار بڑے عاقل
اور ہوشیار ہین جانتے ہین کہ امیر حمزۂ نامدار میرے خریدار اور عاشق زار ہین سال بھر کے خراج مالک بربر کی کیا حقیقت
ہی اگر مجھے پیار کرتے ہونگے تو میرے عوض خواہ نخواہ دین گے کچھ مجھے سال بھر کے خراج کے واسطے ذلیل ہونے
دین گے بہت ہوگا دو چار دن اعراض فرمائینگے خفا ہوجائینگے پھر آخر کو سب بارگاہ نشین تمام بیٹے پوتے
سلطان باتمکین ساعی ہوکے عفو جرائم کرادینگے عمرو کو اس بات کا تو خوف اور اندیشہ بھی نہین باقی رہا کہ مجھے
جو شرط کرکے جا ہین کسی عیاری سے وہ ایک پیسہ مین ہی غیر ممکن یہ معاملہ بھی تاوقتیکہ مین کچھ بیابان جبل القمر کے طی کرنے

اور شہر سبائل مین خداوند لقا کے قبطو لون یکار خانہ خداوندی کا در سیمفرسل کی بارگاہ اور ملک کا تیانہ باندھونگا کیونکہ معقول ہونگا اور تصفیہ طلب ہونگا سلطان باکرام سے اور عرض کرونگا کہ آپ کو عداوت قریب ہے جنہ اور باف واری نشانیان تو نہین کہ مین بہر نوع مطمئن ہون اور خدانخواستہ اگر شاہ عیاران عیار شاہ راہ بیابان ہفت میل پر قدم زن ہوئے اور اُس مکرا قدرت مین جا پڑے تو پھر معاذ اللہ مین مسلمان ہون کیا کہون انکے حق مین پھر کوئی عیاری مکاری اپنی وہان کرکے نکل آئینگے تو اُسوقت مین جھک کے سلام کرونگا اور ایک برس کا خراج کیا لاحول ولا قوۃ استغفار میری ہمت کے نزدیک دس برس کا خراج کچھ مالیت اور حقیقت نہین ہے اُن کو دونگا اور پھر دل سے اُنکا مین معتقد اور مرید ہوجاؤنگا اور کہونگا کہ آپ بڑے ولی اللہ ہین جو بیابان ہفت میل کو طی کر آئے عرض بیان تو بارگاہ مین سلطان صاحبقران کی یہ گفتگو اور یہ چرچے ہو رہے تھے یہان کا حال اب جہان جیسا محل اور موقع ہوگا گذارش کیا جائیگا جب تک اولان دل

دو کلمہ داستان فطرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان کیے جاتے ہین

استعار گزاران اُستاد عیاران عالم + سراپا دانش و عقل مجسم + بباغ دین زنگرش آبیاری + جہان بر بنک ودعمر گراری بہر کشور بلاے جان کفار + عمرو آن شاہ عیاران عیار + گذارش کیا جاتا ہے کہ جبکہ عمرو سلطان صاحبقران کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا اسکے سمت بیابان جبال القمر روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک صحراے لطف خیز مین وارد ہوا کہ کوسون تک گلہاے صحرائی سے مملو اور پر از خوشبو اور ایک سمت ایک نہر پانی کی بنہایت صاف وشفاف جاری ہے ہزارون چرند اور پرند لب نہر آتے ہین اور پانی پیکر چلے جاتے ہین اور سامنے ایک بڑا ٹیکرا ہے اُس پر کچھ آدمی بیٹھے ہوئے جو کوئی اُس طرف سے جانیکا ارادہ کرتا ہے اُسے منع کرتے ہین اور اُس جنگل کی طرف نہین جانے دیتے ہین جسوقت اُن لوگون نے دور سے عمرو کو آتے دیکھا تو وہین سے بآواز بلند کہا کہ اے شخص خبردار اس راہ سے تو کبھی جانیکا قصد نہ کرنا اگر راہ گم کردہ ہے تو وہین سے پھر جا اور زنہار زنہار اسطرف کو قدم نہ بڑھا یہ درہ بیابان جبال القمر ہفت میل کا ہے جو شخص کہ اس راہ مین قدم فرسا ہوا پھر اُس کا ابد الآباد تک کسی کو سراغ کہین نہین ملا اور یہ کہکے چاہتے تھے کہ دوڑکر عمرو کو روکین اور سدراہ ہون عمرو نے جو دیکھا کہ یہ لوگ مجھے اوپر جانیکو مخالفت اور مزاحمت کرتے ہین اور میرے روکنے کو آتے ہین وہین سے ایک جست کرکے برابر پہونچا اور جبتک کہ وہ ہوشیار ہوکے کچھ کہین یا روکین دوسری جست مین صاف نکلکر سد باب پر جا پہونچا تیسری جست مین نظرون سے غائب ہوگیا وہ لوگ سب متحیر اور ششدر ہوکر آپسمین کہنے لگے یا رو یہ کوئی چھلاوہ تھا یا کوئی قوم اجنہ یا کوئی آسیب تھا کہ دیکھتے دیکھتے پھر نہ معلوم ہوا کدھر آیا اور کہان چلا گیا غرض یہ کہ عمرو جستین کرتا بعد دو پہر کے کنارے ایک غار کے پہونچا اور وہان دیکھا کہ میل فولادی استادہ ہے اور اُس پر لکھا ہے کہ اے آئیندگان این صوب خبردار اور زنہار اب آگے جانیکا حوصلہ نکرنا بس یہان سے پھر جا یہ میل اولین بیابان ہفت میل کا ہے ابھی تک خیر ہے آگے پھر جانبر ہونا معلوم شعر گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد + تو مرو در دہان اژدرہا + عمرو نے اُسے پڑھکے کہا من دم در دہان اژدرہا کہ بے مشقت اور ریاض کبھی وہ پیسے کسیکو نہین ملتے اور خوف اور ڈر کہان نہین فقط فضل الٰہی شامل حال چاہیے اور یہ کہکے آگے بڑھا ابھی کوس بھر بھی نہین پہونچا تھا کہ دور سے ایک چاردیواری باغ کی سنگ مرمر کی بنی ہوئی نمایان ہوئی نظم

ناگہان اک سامنے سے طرفہ باغ آیا نظر
لسکہ اُسکی چاردیواری ہے صاف آئینہ سان
جیسون قدم آگے کو رکھا اُسنے لی گلگشت باغ
نکہت گل نے ہر اک جانب سے کرتی عطردان

وصف شادابی مین جسکے ہے مری قاصر زبان
لیتہ دیوار پر اُسکے وہ سبز و دوب کا
منقش و رنگین وہ اُس گلچین قدرت کی عیان
وحدہ کی حالیمین صف باندھے کھڑے ہین جو سنتے

نوزمن مستانہ وکہلانے لگا یکدم خیال
خار سے سبزی ہے جسکی سبز خط گلرخان
لڑکھڑاتی پھرتی ہے باد بہاری ہر قدم
ہر طرف کیلے بشکل حلقہ پوشان جہان

دار بستون سے چمن مین چرخ اخضر کی بہار
دستے ہین گا بانگ عشرت طائران خوش بیان
قہقہہ زن کبک ہین شمشاد کے سایہ تلے
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان

تاک سے خوشہ نیہ ہو عقد ثریا کا گمان
چہچہے کرتے ہین شاخ گل پہ مرغان چمن
کرتے پھرتے ہین تذروان چمن اٹھکیلیان

نغمہ پیرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج
زمزمہ پرداز کو کو سرو پر ہین قمریان
نخل کے پتون سے آتی ہے جلاجل کی صدا

چارطرف بیلچہ کاری کی ہوئی دار بیل بنا ہوا گڑھل کی اور مہندی کی ٹٹیان لگی ہوئین سرو شمشاد مانند عروس صد ادا ہر مقام پر ایستادہ بلبل ہزار داستان گلون پر دلدادہ غنچے بتبسم کرتے ہین پھول قہقہے مارتے مین نرگس کو انتظار سلام شریف شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کا ہے سوسن ہزار زبان معروف حمد ایزد کردگار سنبل اپنے سر کے بال کھولے ہوئے زمین باغ پر سجدات شکر آمد بہار بجناب ایزدی کر رہی ہے اور نسیم اس مین گل بھرے ہوئے فرط شادی سے روش باغ پر لوٹتی پھرتی ہے شعر بہار دیکھی ہے کم ایسی چشم نرگس نے + صبا یہ کہتی ہے کھا کر شگوفہ کی سوگند + عمرو فضاے باغ دیکھکر شادان و فرحان گلگشت کرتا میوہ تر و خشک کہاتا ہوا اب ناف باغ مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک بنگلہ بہت پر تکلف گھونگھیان یاقوت کی اور کہرے پکھراج کے آگے اُس بنگلے کے سائبان زر بفتی کھنچا ہوا استادے الماس تراش جھالرین موتیون کی ڈوریان کلابتونی چھت زربفتی پردے سقرلاتی اور مخملی پڑے ہوئے فرش مخمل کاشانی کا گسترده اور اسمین ایک پیر مرد با محاسن سفید لنگی کھاروے کی باندھے سجادہ بچھائے تسبیح ہزار دانہ ہاتھ مین لیے ذکر الٰہی مین مشغول ہے ناگاہ نگاہ اُس پیر مرد کی عمرو کی جانب جو پڑی نہایت متحیر اور ششدر ہو کے پوچھنے لگا کہ اے شخص شعر چہ کسی وچہ نام خواندت + در کدامی مقام دانندت + میری عمر ہزار برس کی ہوئی اور سات سو برس سے مین یہان تکیہ بتوکل بیٹھا ہوا ہون مصرع مرد درویش ہون تکیہ ہے توکل میرا + لیکن اس مدت کثیر مین مین نے کسی آدم زاد کی شکل اس باغ مین نہین دیکھی اور بعد سکندر ذوالقرنین نہ کسی بادشاہ کو نہ کسی گدا کو اس راہ سے جاتے دیکھا آیا تو کون ہے کہ اس بیابان جبل القمر ہفت میل کے ایک میل کو طی کرکے یہان اس باغ مین میرے پاس تک پہونچا اور باعث تیرے اس مشقت اور ریاضت کھینچکر اس راہ سے آنیکا کیا ہے عمرو نے رقعہ خواجہ بزرگ امید ور دریاد لی کا نہ نیل سے نکالکے اُس پیر مرد کو دیکے کہا یا حضرت مین نے اکثر بزرگون سے سنا ہے شعر مردان خدا خدا نباشند + لیکن ز خدا جدا نباشند لہذا امید آپکی ذات قدسی صفات سے یہ رکھتا ہون کہ آپکی دعا سے اس بیابان ہفت میل کی راہ کو طی کرون اور ملک باختر مین جاکے بخوبی تمام شاہزادہ عالیمقام بدیع الزمان کی خبر لاؤن اور زیارت اقدام عالی سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ صاحبقران سے پھر مشرف ہون اُس مرد پیر نے رقعہ خواجہ بزرگ امید کا مطالعہ کرکے عمرو کی بہت سی خاطر داری کی اور بڑی تواضع و تکریم سے پیش آکے جو کچھ کہ ماحضر موجود تھا بطور دعوت لاکے عمرو کے سامنے دسترخوان بچھایا اور حاضر کیا اور بہزار منت و سماجت کھلا کر کہا کہ اچھا آج تم یہان رہو شب کو جو کچھ مجھے معلوم ہے تمکو بتا دونگا غرض وہ دن تو گذر گیا جب کہ وقت شام کا ہوا شباہنگ اختر شناس نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کے باغ سے باہر نکلا اور ٹیکرے پر لیجا کے چند ستارے آسمان کے دکھلائے اور کہا کہ انھین ستارون کے مابین مین تا وقتیکہ یہ تمکو نظر آئین جہان تک جتنے عرصہ راہ کو قطع کیا جاے چلے جانا بعد ہزار فرسنگ دوسرا میل ملے گا جہان میل نظر آئے وہین تمام دن بسر کرنا وہان آب و طعام البتہ میسر آئیگا بعد ازان جب آفتاب غروب ہو اور بوقت شام ظلمت مین پھر انھین ستارون کی لو راست پہ قدم بقدم چلے جانا اسیطرح سے جب چھ میل جو باقی ہین سب تمام ہوجائین تو پھر آگے سیدھا راستہ شہر صبائل کا تمھین ملجائیگا صبائل مین ہوکے شہر سمنان مین جائیو عمرو نے جب ستارون کو خوب بنا اپنے دل مین خیال کرکے وہان شب بسر کی صبح کو نماز کے وقت جو عمرو سوکے اٹھا تو کہا سیلئے کہ اب چل سکے شب آہنگ اختر شناس کے پاس دن بسر

کرون اور شام کو رخصت ہو کے راہ منزل مقصود کی لون شب آہنگ اختر شناس کے بنگلے کے قریب گیا تو دیکھا
کہ پردے پڑے ہین عمرو نے پکار کے کہا کہ ای شب آہنگ اختر شناس کیا آپ نماز سے فارغ ہو کے وظیفہ پڑھتے ہین کچھ
جواب نہ آیا تب عمرو نے پردہ اٹھا کے جو دیکھا تو دو شمعین جلتی ہین اور شب آہنگ ایک بوریے پر چادر سفید منہ پر ڈالے
غافل پڑا سوتا ہی عمرو اندرون بنگلہ گیا تو دیکھا کہ کئی کورے کورے گھڑے پانی سے بھرے رکھے ہین اور کچھ روئی تھوڑا سا
کافور ایک پٹریا مین لپٹا ہوا رکھا ہی اور ایک قبر کھدی ہوئی تختے اُسکے برابر قبر کے دھرے ہین ایک کفن سیا ہوا برابر
بوریے کے پڑا ہی یہ رنگ وہانکا دیکھ کر نہایت پریشان اور متوحش ہوا اور شب آہنگ اختر شناس کو ہاتھ پکڑ کے
جگانے لگا تو یہ معلوم ہوا کہ شب آہنگ اختر شناس قالب بیجان محض مردہ پڑا ہی عمرو نے اپنا منہ پیٹ لیا اور نہایت رنجیدہ اور
مغموم اپنے جی مین کہتا تھا کہ یہ شخص مرد مسلمان تھا شاید اس نے اسیواسطے شب کو رخصت نہین کیا اپنی میت کے دفن اور کفن
کرنے اور گاڑنے اور نماز میت پڑھنے کو اپنے پاس رکھ لیا تھا خیر سنگ آمد و سخت آمد ناچار شب آہنگ اختر شناس کو بطریق
اہل اسلام اور حسب الاحکام شریعت غسل دیکر کفنایا اور اُس قبر مین دفن کر کے نماز میت پڑھی بعد ازان وہ پردے اور فرش
فروش اور جو شی کہ وہان تھی سب عمرو نے لیکے نذر زنبیل کی اور اپنے دلمین یہ سوچکے کہ یہ شخص شب آہنگ اختر شناس سالہاے
دراز سے یہان رہتا تھا جہان یہ چھت اور پردے اور اسباب اور سامان ظاہری اسکا تھا آخر کچھ نقدی بھی ہوگی مگر کہین
دفینہ کر کے رکھا ہوگا چار طرف اخوب ڈھونڈھ کر اور جا بجا زمین کو کھود کر جب کہین ایک پیسہ بھی نقد نہ ملا تب ناچار عاجز
ہو کے بُرا بھلا کہتا کہ سبحان اللہ کیا مقدس صورت سلیم الطبع کریم الوضع عارف اللہ بڑا عابد اور زاہد شب آہنگ
اختر شناس تھا اتنا تو جانتا تھا کہ صبح کو مین مر جاونگا عمرو مرد مسلمان ہی اسکو کسی تدبیر سے واسطے اپنے کفن و دفن کے
آج شب کو اپنے پاس رکھ لون جانے نہ دون یہ خیال نہ آیا کہ آخر وہ بھی مرد مسلمان ہی اسقدر جو مشقت اور ریاضت میری
میت اور غسل دینے کفنانے دفنانے مین جو کریگا کچھ اسکے لئے تلافی اس خدمت کی بطور اُجرت کے تجویز کر رکھون تاکہ میری
روح کو ثواب حاصل ہو سو کچھ بھی نہین واہ واہ واہ غرض یہ شکوہ و شکایت کرتا اُسی قبر پر گلیم عیاری بچھا کے سو رہا خواب
مین عمرو نے دیکھا کہ شب آہنگ اختر شناس اُسیطرح فقط لنگی کھاروے کی باندھے تسبیح ہزار دانہ ہاتھ مین لیے سرہانے میرے
کھڑا ہنستا ہی اور کہتا ہی کہ خواجہ سلامت فقیر کے پاس سواے دعا کے اور کیا ہی جو آپ کی تواضع کرے الا اس باغ کے دست چپ
کو ایک تہخانہ ہی اُس تہخانہ مین ایک طاق ہی ایک فلاخن اور تین پتھر رکھے ہین وہ مین نے آپکی نذر کیے ان پتھرون کا یہ
خواص اور اعجاز ہی کہ اگر ایک چیونٹی پر مار بیٹھے تو تاثیر کریگا اور جو فیل مست پر یا کسی پہاڑ پر مار بیٹھیے تو بھی وہ پتھر اپنا کام کر جائیگا
اور پھر بدستور جہان سے نکالیے حربہ کروگے وہین پر موجود ہوگا کبھی پاس سے گم نہوگا یہ خواب دیکھنے کے ساتھ عمرو کی
آنکھ کھل گئی اور گھبرا کے اُس تہخانہ مین جو گیا تو واقعی ایک طاق پر تین پتھر اور ایک فلاخن دھری دیکھ کر عمرو نے
اُٹھا لی اور یہ کہتا ہوا کہ مصرع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست + خیر اس فقیر سے جو کچھ ملگیا قسمت ہی ورنہ مصرع در در از
خانہ مفلس خجل آید بیرون + اس شخص سے مجھے ملنا کیا تھا دن تو وہان بسر کیا جب وقت شام کا ہوا شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ نامدار اُنہین ستارون کو خوب سا پہچان کر اُنہین کے مابین مین جستین کرتا روانہ ہوا دو چھاگلین پانی
کی عمرو کے پاس تھین ایک کا پانی تو خرچ ہو چکا تھا ایک مین باقی تھا جب برابر دوسری میل کے پہنچا تو اُس نے دیکھا کہ برابر
میل کے ایک تالاب پر آب ہی لیکن اُسمین کچھ کچھ کہاپتے درختون کے اور خس و خاشاک دکھائی دیے جانورون کی بہت سی ہڈی
ہوئی ہین اور ایک درخت چنار کا بہت بڑا کنارے پر تالاب کے ہی عمرو نے اُس تالاب کو دیکھ کر خوشی خوشی ایک چھاگل جس
مین پانی بھرا تھا درخت مین باندھکر لٹکا دی اور دوسری چھاگل خالی لیکر تالاب پر پانی بھرنے کو گیا تو اُس نے دیکھا کہ پانی لاب

کا سبز ہی عمرو اپنے دل مین سوچنے لگا کہ یہ پانی سبزی مائل کیون ہی حسب اتفاق اُس تالاب پر ایک اژدہا پڑا رہتا ہی اُس کے
کفچے سے زہر جو نکلتا ہی وہ بہہ بہہ کر تمام پانی مین مخلوط ہوتا ہی اسی کے باعث سے پانی سبز رنگ ہو گیا ہی عمرو اُس اژدہے کو دیکھکر
بہت اُداس اور نہایت سراسیمہ ہوا اور تالاب سے نکلکے چاہتا تھا کہ بھاگے ایکبار اُس اژدہے نے آہٹ عمرو کے پاؤن کی سنکے اپنا
سر اُٹھایا اور عمرو نے وہ چھاگل بھی نہ بھری وہانسے جان چھوڑکر بھاگا اور اژدہا بھی عمرو کے تعاقب مین تالاب سے نکل کر چلا
عمرو نے جو دیکھا کہ اژدہا میرے پیچھے آتا ہی تو بجلی تمام ایک ٹیکرے پر چڑھ کے وہی فلاخن جو شب تہنگ اختر شناس کے تہخانے سے لایا
تھا اُس فلاخن مین انھین پتھرون مین سے ایک پتھر رکھ کر حسب رنج دیگر جو اژدہے پر مارا تو اژدہے کا سر اور کفچہ جھنجھری ہو گیا اور دھڑ اُس کا
زمین پر دو نیزہ اُچھل اُچھل کر جسطرح سے پہاڑ ٹکراتا ہی اس زور سے زمین پر گر کے تڑپنے لگا عمرو سجدۂ شکر بجناب باری کرتا اُسی
چنار کے درخت پاس آیا تو اُسنے دیکھا کہ اب دن بخوبی نکل آیا ہی اور وہ چھاگل پانی بھری ہوئی جو مین درخت مین باندھکر لٹکا گیا
تھا اُسپر لکھوکھا کوے قدآدم برابر شور وغل کر رہے ہین اور یہانتک چونچین اُسمین مار رہی ہین کہ چھاگل سب غربال ہو گئی اور تمام پانی
اُسکا بہہ گیا ہی اور کوون نے جو عمرو کو دیکھا تو وہ سب شور وغل کر کے عمرو کے سر پر چھاگئے عمرو نہایت پریشان اور بدحواس ہوکر
حیران و ششدر نہ راے رفتن نہ روے ماندن آخر یہ سوچا کہ واہ واہ مین تو بھول گیا وہ فلاخن اور تینون پتھر تو معجزے کے ہین ہزار دن
جو مین گرونگا تو میرے پاس ہی پھر آ کے موجود ہونگے یہی وقت تجربہ اور اُنکے امتحان کرنیکا ہی جھٹ پٹ فلاخن نکالکے پتھر رکھ رکھ کر
مارنا شروع کیا تو یہ عالم تھا کہ چار طرف کوے اُسکی ضرب سے کشتہ ہو ہو کر میدان مین ڈھیر ہوتے جاتے تھے اور وہ تینون پتھر کبھی کم نہین
ہوتے تھے نوبت بجاے رسید کہ دو پہر کامل عمرو نے سنگ زنی کی اور ہاتھ عمرو کا شل ہو گیا مگر نہ کوے کم ہوتے تھے نہ وہ پتھر
نہین سے ایک کم ہو جاتا تھا آخر کار جب کوئی دو گھڑی دن پچھلا باقی رہگیا تب وہ کوّے کم ہوے کوسون تک جدھر عمرو دیکھتا
تھا کوّون کی لاشون سے کالے پہاڑ نظر آتے تھے خدا خدا کر کے شام ہوئی اور اب کوئی کوا بجز زاغ شب کی پرفشان نہین دکھلائی
دیتا تب عمرو بھوکا پیاسا دو دن کا اُس ہیل اور اُس بیابان جبل القمر کو گالیان دیتا بُرا بھلا کہتا اُن ستارون کو دیکھکر آگے
کو چلا اور بعد از طی مراحل اور قطع منازل جب کہ کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی رہگئی اُسوقت ہزار فرسنگ پر جاکے دور سے دیکھا
کہ ایک طرف آگ سی لگی ہوئی ہی اور روشنی اُسکی کوسون تک پھیلی ہوئی ہی عمرو یہ سوچکے کہ شاید اُسطرف کچھ آبادی ہو تھوڑی
دور آگے گیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک باغ ہی بغیر چار دیواری کا اور کچھ درخت میوہ دار اُسمین بہت گنجان لگے ہوے ہین اُن
درختونکے تلے چند غول سے مردہ جانورون کا گوشت آہنی سیخون مین لگا کے بڑے بڑے لکڑ درختون کے جلا کے بھون رہے ہین اور بطور
کبابون کے اُنکو کھا رہے ہین عمرو چاہتا تھا کہ وہان سے نکلے یکایک اُن غولون نے جو عمرو کو دیکھا تو سب کے سب خوش ہو ہو کر
دوڑے اور عمرو مثل برق و باد بھاگا چلا جاتا تھا اور پیچھے پیچھے عمرو کے وہ سب غول شور وفغان کرتے دوڑے چلے آتے ہین
عمرو سوچا کہ یہ حرامخوار اب تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے اور تو کہان تک اُنکے بھاگتا پھریگا بس یہ سوچکر زنبیل مین ہاتھ ڈال کے
ایک تھیلی بہت بڑی اُسمین نقل میوہ سے بہت شیرین بیہوشی آغشتہ پڑے ہوئے نکالی اور اثناے راہ مین کھولکر ڈالدی اُن
غولون مین سے ایک غول نے دو چار نقل اُٹھاکے جو منھ مین اپنے ڈال لیے تو نہایت خوش ہوکر ہونٹھ اپنے چاٹتا اور غولون سے
پکار کے کہنے لگا کہ یارو یہ نعمت غیر مترقبہ تو پہلے کھالو تب پیچھے اس صید لاغر کے دوڑیو یہ بھاگ کے ہمارے سامنے سے کہان جانے
پائیگا یہ سنکے وہ سب غول پھرے اور اُس تھیلی کے نقل سبھون نے لیکے چکھنے لگا لیے اور خوب خوش ہو ہو کر کھانے لگے جب پیٹ
بھر کے کھا چکے تو بیہوشی نے اثر کیا اور سب کے سب بیہوش ہوکر چکر مار مار کر گرے عمرو نے جب دیکھا کہ غول سب بیہوش ہوکر گر پڑے تب خنجر
پکڑ کے پھرا اور جھٹ پٹ سب غولونکو ذبح کر کے خاک خون مین لٹادیا اور تیسرے پہاڑ یعنی تیسرے میل کے قریب پہونچا وہان بھی لکھا
تھا کہ اے عزیز اگر تو راہ گم کردہ ہو کر یہان تک پہونچ گیا ہو تو اب ہرگز آگے قدم نہ بڑھانا جدھر سے آیا ہو اُسیطرف کو پھر جا عمرو

نے کہا یہ سب محض واہیات لکھا ہی جو مشیت پروردگار ہوگی وہی ہوگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا اور زنبیل سے کچھ نان
کباب اور شیرینی نکال کے کھائی اور باقی جو بچا اُسے دسترخوان میں لپیٹ کر سرہانے رکھ لیا اور سو رہا کوئی چار گھڑی دن چڑھا
ہوگا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اور اُسنے دیکھا کہ گدھے کے برابر چیونٹے اُسکے سرہانے اور گرد پیش دور تک پھیلے ہیں عمرو
نہایت ہراسیمہ اور بدحواس ہوکر اُٹھا اور بہت ساپرا بھلا اس بیابان ہفت میل کو کہتا ہوا کہ لعنت ہی اس کمبخت جنگل پہ
جہاں کہیں دو پیسے کی آمدنی کا سہارا بالائے طاق آسایش و راحت آدم ہرگز نہیں بلکہ زندگی شاق ہوگئی عجیب غریب آفات اور بلائیات
کا سامنا ہوتا جاتا ہی مگر شعر کیا لاغری کام آگئی ہاتھوں سے اُنکے بچ گیا چیونٹے ہزار دن رات کو ڈھونڈھا کیے پر سون تھے بعد اُس کے
جھنجھلا کے وہی کوہین اور وہی تیتون پھر شب آہنگ اختر شناس کے زنبیل جیسے لگا کر نشانے تاک تاک کر مارنا شروع کیے اور دو پہر
ڈھائی پہر کامل پتھر مار مار کے لکھو کھا چیونٹے مار ڈالے کہ چاروں طرف آدھ آدھ کوس تک چیونٹیوں کے انبار لگ گئے مگر کسی طرح
سے آمد چیونٹیوں کی کم نہیں ہوتی تھی اب عمرو کا ہاتھ شل ہوگیا اور نہایت تنگ ہو کے بیابان جبل القمر ہفت میل پر ہزار ہزار
لعنت اور نفرین کرتا جاتا تھا کہ دیکھا دن کوئی پہر ڈیڑھ گھڑی باقی رہگیا تھا اور وہ چیونٹے بھی اب کم ہوتے جاتے تھے بارے
خدا خدا کرکے آفتاب غروب ہوا اور وقت شام کا دیکھکر عمرو جھٹ پٹ گٹھری اپنی باندھ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور انہیں ستاروں کے
مابین میں قطع منازل اور طی مراحل کرتا ہوا جب کوئی پہر رات پچھلی باقی رہی تو میل ہیارم کے قریب پہونچا اور وہان بھی یہی
لکھا دیکھا کہ اے شخص اگر تو شاید اپنی دانست میں طالع اور گردش لیل و نہار سے یہان تک پہونچ گیا ہو تو اب بہتر ہی تیرے
حق میں کہ یہانسے پھر جا اور آگے کو قدم اپنا نہ بڑھا ورنہ مبتلا ہے صد گونہ بلا ہو کر بہزار حسرت اور ناکامی جانسے جائیگا
اور پھر ابدالآباد تک گور میں بھی کف افسوس ملیگا اور کچھ مطلب نہ بر آئیگا عمرو نے کہا سب واہیات ہی خدا ے مابزرگ
است یہ کہکر وہین زیر میل گلیم عیاری بچھا کے بیٹھ گیا اور دم لینے لگا سب اتفاق آج شب چاردہم تھی تو چاندنی کوسون تک
پھیلی ہوئی تھی زمین نور کی آسمان نور کا جدھر دیکھیے تھا سامان نور کا عمرو شب ماہ کی فضا دیکھتے دیکھتے سو گیا اور کوئی
چار گھڑی دن چڑھے سو کے جو اُٹھا تو اُسنے دیکھا کہ سامنے چند قدم پر ایک مختصر سا باغیچہ کیا کاہی اندر سے درخت کیا دن
کے لہراتے ہوے اور ہنڈیروں پر دیوار سے نکلے اور طاوس پھر رہے ہیں اور دروازہ اُسکا باہر سے مقفل ہی عمرو نے کہا
اس باغیچہ میں چلیے سیر کرنے اور کچھ نہیں ہو تو تماشا کرکے پھر چند گھڑی یہان آ بیٹھیں آگے چلون یہ کہکر عمرو وہانسے اُٹھا
اور اُس دروازہ کے قفل کو کھولکر اندر گیا تو وہان صحن میں ہر طرف روشیں پر ثمر اور نہالان بارور اور کہیں گلہاے بوقلمون
کے ہیں اور مہندی درگرد کی ٹٹیان بہت تکلف سے کڑی ہوئی ہیں روشوں پر دار چینی بنا ہوا ہی اور وسط میں ایک مختصر
سی بارہ دری ہی سفیدی معقول پھری ہوئی چھت پردے بہت پرتکلف فرش نفیس اور پاکیزہ گسترده کہیں انبار
اشرفیوں کا کہیں ڈھیر یاں روپیوں کی کہیں دانہ ہاے گوہر شب چراغ اور یاقوت اور زمرد اور پکھراج اور نیلم اور فیروزہ
وغیرہ جواہرات بیش بہا اور نایاب پڑا ہی ایک جا پر چند خوان کھانے کے کہا ناچنے تحفہ اقسام اقسام طرح طرح کی قابون میں
پیالون میں طشتریون میں بھرا ہوا خوانپوش کس پر ڈھکے ہوے تورے پوش تمامی کے پڑے ہیں ایک پلنگ سونے کا بہت
پرتکلف اور نفیس سیج بند کھنچے ہوے تکیے بہت نرم نرم لگے ہیں ایک منجی میں بچھا ہی عمرو یہ سامان وہاں کا دیکھکر وجد
کر گیا اور سجدات شکر کرکے اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ نعمت غیر مترقب جناب احدیت نے اپنی قدرت کاملہ سے مجھے عطا کی
مصرع رزق را روزی رسان پر می دہد + ورنہ کہان یہ کمبخت نحس نا پاک بیابان جبل القمر اور کہان یہ دولت عظمی
غرض پہلے تو عمرو نے دسترخوان بچھا کے خوب شکم سیر ہو کے کھانا کھایا بعد اسکے یہ سوچے کہ پہلے جو شخص کہ مالک اس
گھر کا اور اس مالیت کا ہو اُس سے فیصلہ کرلون تو اس نقد و جنس و مال و اسباب کو نذر زنبیل کردون یہ خیال کرکے پلنگ پر

جا کے سو رہا سوتے سوتے ایکبارگی ایک آواز عمرو کے گوش زد ہوئی کہ کوئی شخص باہر سے پکار پکار کہتا ہی کہ ای شخص تو کون ہی جو میرے گھر مین گھس آیا اور دروازہ اندر سے بند کر لیا اور مین بڑی دیر سے پکار رہا ہون جواب نہین دیتا ہی عمرو نے کہا کہ ہان یہ کوئی وارث یہان کا پیدا ہوا اب چاہون اس سے گفتگو کرون اور دیکھون کہ یہ شخص اپنی حقیت اور ملکیت اس مال و اسباب پر کن دلائل اور براہین سے ثابت کرتا ہی آخر جو یہ گھر کا مالک ہوگا اور یہ نقد جنس اسکا ہوگا تو اور بھی کوئی گواہ شاہد اس بات کا ہوگا یا ہوگا غرض یہ سمجھکے عمرو دروازے کے قریب آیا اور اندر سے جواب دیا کہ ارے تو کون ہی جو بیٹھے واسطے بے جہت شور و غل کرکے مجھے بدخواب کرتا ہی اور مجھے آرام کرنے نہین دیتا باہر سے اُس نے کہا کہ مین تو کیا پکتا ہی مین تو نجم الدین غول اسکا مالک ہون مین نے اس مکان مین درختان باردار سایہ دار میوے کے اور نخل گل لگائے ہین اور اس مین ایک بارہ دری تعمیر کی چھت پردے لگائے فرش پشمینہ کیا جو اہرات اشرفی روپیہ مین نے لاکے رکھا ہی تو کہان پیدا ہوا ہی ذرا نام تو اپنا بتا مجھے بتلا عمرو نے کہا کہ تو جھک مارتا ہی اور جھوٹا دغاباز جعلساز معلوم ہوتا ہی شاید کچھ نشہ پیکے آیا ہی بہکی باتین کر رہا ہی یہ مکان میرا ہی اور مین نے اسمین وہ جو تو بیان کر گیا ہی سب سامان مہیا کیا ہی میرا نام حمس الدین غول ہی اُس غول نے باہر سے کہا کہ تیری پہچان کیا ہی تو اپنا کچھ پتا سراغ مجھے دے تا مین جانون اور معقول ہون کہ مین راہ بھول گیا میرا مکان یہ نہین ہی یہ کسی اور کا مکان ہی عمرو نے کہا تو بھی کچھ اپنا نشان مجھے دے تا مین اپنے جی مین خجل اور منفعل ہون اور اپنا گھر تیرے واسطے چھوڑ کر کہین یہان سے اور جگہ چلا جاؤن نجم الدین غول نے کہا کہ میرے سر مین ایک بال بہت بڑا ہی عمرو نے کہا تو یہ گھر تیرا نہین یہ مکان میرا ہی کسلیے کہ میرے سر مین بال بہت بڑا ہی اگر تیرے سر کا بال میرے سر کے بال سے زیادہ ہو تو البتہ مجھے یقین آئے کہ ہان تو سچ کہتا ہی اُس غول نے کہا ذرا تو اپنا بال میرے سر کے بال کے برابر کر اگر میرا بال تیرے بال سے بڑا نکلے تو پھر تو کیا کیگا عمرو نے کہا اچھا اپنے میرا بال اور اپنا بال مجھے دے کہ میرے اور تیرے ابھی فیصلہ ہو جاے چنانچہ عمرو نے تو کمند آصفاے باصفا کہ معجزے سے اسے جاہے بال کے برابر پتلا کر لے اور جاہے کہ اسے گندہ کر لے زنبیل سے نکال کے غول کے ہاتھ مین سرا اُسکا دیا اور اُسکے سر کا بال اپنے ہاتھ سے لیکے کہا لے اب تو ناپ لے اُس مردود غول کا بال کیا بلا تھا جو کمند کی برابری کر سکتا کمند کو عمرو چاہے تو معجزہ طلب کرکے ہزارون گز کا کرے غرض وہ نجم الدین غول قائل ہو کر کہنے لگا کہ ایکبال یہ کیا خاتمہ ہو گیا ابھی تو میرے کئی نشان اس مکان کی ملکیت اور وارثی کے ہین فرما تو اندر سے دار کے بیٹھ کر میرے ساتھ پیشاب تو کر جو زیادہ کرے وہ مالک اس گھر کا ہو عمرو نے کہا بہت خوب بس اتنا سنکے نجم الدین غول غیظ و طیش مین بیٹھ پیشاب کرنے لگا عمرو نے بھی مشتکیزہ حضرت خضر علیہ السلام زنبیل سے نکال کے دہانہ اُسکا کھول دیا اور پانی جاری ہو گیا نجم الدین غول تو کوئی چار گھڑی انتہا درجہ پیشاب کرکے ٹھہر گیا عمرو نے جو مشتکیزہ خضر کا منہ کھول دیا تو دم بھر مین اک نہر پانی کی جاری ہوئی اور اُس صحرا مین آدھ آدھ کوس تک تا بزانو پانی ہو گیا جب غول نے یہ طغیانی پانی کی دیکھی نہایت خائف اور لرزان ہو کے بولا کہ بس بس ای حمس الدین غول اب شانہ کرنا موقوف کر ابھی ایک پہچان اور نشان میری حقیت کا اس مکان پر اور بھی ہی اگر اسمین تو زیادہ ہوگا تو البتہ مجھے یقین ہوگا کہ واقعی تو ہی اس مکان کا مالک ہی مین اپنا مکان بھول گیا عمرو نے کہا وہ کیا ہی نجم الدین غول نے کہا کہ جو گوز ایسا مارے کہ کوس بھر تک آواز اُسکی جائے عمرو نے کہا کیا مضائقہ ہی تو یاد تو مجھے یقین ہو اور مین جانون کہ تو سچ کہتا ہی اور کوس بھر تک تیرے گوز کی آواز جاتی ہی بعد اُسکے مین بھی معقول کرونگا اُس نجم الدین غول نے ایک گوز مارا آدھ کوس بھر تک اُسکی آواز گئی عمرو نے سفید مہرہ زنبیل سے نکال کے بجایا کہ آواز اُسکی سات فرسنگ تک جاتی تھی نجم الدین غول آواز مہرہ کی سنکے گھبرا گیا اور مارے ڈر کے یہ کہتا ہوا کہ ای حمس الدین غول تو سچا ہی اور مین جھوٹا تھا معلوم ہوا کہ یہ مکان تیرا ہی

میرا یہین ہاے بین اپنا گھر بھول گیا جان توڑ کے بھاگا اور واللہ اعلم بالصواب کدھر کو گیا یہان عمرو نے باطنیان تمام وہ جواہرات اور اشرفیان اور روپیہ اور تمام مال اسباب اُس مکان کا اٹھا اُٹھا کے نذر زنبیل کیا اور اب اس فکر و تدبیر مین اُس باغیچے سے نکلکر اُس دشت ادبار او صحراے پُر خار کو بغور دیکھ رہا تھا کہ شام ہو تو مین یہان سے چلون بارے آفتاب غروب ہوا اور ظلمت شب نمایان ہوئی عمرو بسم اللہ کہکر اُسی جادہ ستارگان فلک پر بہ کمال سرعت و تیزگامی چلا جاتا تھا جاتے جاتے اُسوقت ازبسکہ باد سموم اور ہواے گرم چار طرف سے آتی تھی اور بسبب دواد وش کے تشنگی کا غلبہ عمرو کو ہوا تو ہر چند مشکیزہ خضر علیہ السلام عمرو کی زنبیل مین ہر وقت رہتا ہے لیکن جب تک کہ پانی تلاش اور جا سے بہم پہونچے تب تک عمرو کو قسم ہے کہ پانی مشکیزہ خضر سے نکال کے نہین پیتا ہے اس باعث سے عمرو متلاشی آب تھا یکایک حالت غشی کی طاری ہوئی اور عمرو بیہوش ہو کے گر پڑا اور کچھ خبر اپنے تن بدن کی عمرو کو نہ تھی حسب اتفاق اُسوقت کہین حضرت خضر علیہ السلام وہان آکے وارد ہوئے اور اُنھون نے پانی عمرو کے منھ مین ڈالا تو عمرو کی آنکھ کھل گئی اور حضرت خضر علیہ السلام کو اپنے سرہانے کھڑا دیکھکر عمرو نے دامن حضرت کا پکڑ لیا اور کہنے لگا یا حضرت مجھے ایک گنج خزینہ زر کا عنایت کیجیے حضرت خضر نے سمجھ لیا کہ عمرو نے چشمہ عین الطمع کا پانی پیا ہے اس باعث سے طامعی اسکی کبھی کم نہو گی متبسم ہو کے فرمایا کہ خواجہ یہ پانچوان میل جو قریب آپہونچا وہ دیکھ سامنے نظر آتا ہے یہ میل تمام طلاے احمر کا بنا ہوا ہے تو جا کے سب لے لینا کوئی اسکا پُرسان نہین عمرو نے جو آنکھ اٹھا کر اُسطرف کو دیکھا تو اُسوقت فی الحقیقت عمرو کی نظر مین وہ میل سارا سونے کا معلوم ہوتا تھا عمرو نے کہا یا حضرت یہ میل سونیکا تو میری قسمت مین روز ازل سے منشی قدرت نے لکھدیا ہے اور سکندر ذو القرنین نے محض خاص کر کے میرے ہی واسطے بنایا تھا آپ کچھ جواہرات اپنے پاس سے مجھے مرحمت کرین اس میل کا احسان کیا اسی میل کیواسطے مین نے صحرا نوردی اور دشت گردی اور بیابان جبل القمر کی مسافت اور صعوبت اختیار کی ہے یہ تو مین جا کے لے ہی لونگا حضرت خضر علیہ السلام یہ گفتگو عمرو کی سنکے بہت ہنسے اور فرمانے لگے کہ اچھا اے عمرو یہ میل منشیان قضا و قدر نے اگر تیری ہی لوح جبین پر قسمت کر دیا تھا تو کیا مضائقہ مین تجھے اور جواہرات تبلائے دیتا ہون دیکھ یہ تمام اس جنگل مین جتنے سنگریزے پڑے ہین سب دانہ ہاے گہر اور یاقوت اور زمرد اور پکھراج اور فیروزے کے ہین جا اٹھا لے عمرو نے دیکھا کہ تمام میدان مین جواہرات پڑا ہے اور حضرت خضر کے ہاتھ مین بھی بہت سا جواہر بیش بہا ہے عمرو نے اپنا دامن پھیلایا حضرت نے یاقوت زمرد فیروزہ وغیرہ جواہرات عمرو کے دامن مین ڈالدیا عمرو نے اپنا دامن بند کر کے حضرت خضر کا دامن چھوڑ دیا اور حضرت خضر نظرون سے غایب ہو گئے جب عمرو نے پھر اپنا دامن کھولکر دیکھا تو بجاے جواہرات دامن مین کنکر پتھر بھرے تھے عمرو نے وہ سب سنگریزے پھینک دیے اور مضطرب ہوکر میل کو دیکھنے لگا تو وہ میل تمام زرد پتھر کا بنا ہوا معلوم ہوا نہایت مغموم ہوا اور رہ رہ کر حضرت خضر علیہ السلام کی شکایت کرتا اور کہتا ہوا کہ واہ واہ یا حضرت یہ تو وہی قول کسی اُستاد کا آپ نے میرے مصداق حال کیا مصرع

کون رہ تبلا سکے جب خضر بہکانے لگا ۔ جب تم نبی ہوکے مجھ سے محتاج مفلوک اپنے سائل کو عوض زر و جواہر کے کنکر پتھر دکھا دیکے دیجاؤ تو اور کسیکا کیا ذکر اور مذکور ہے پانچوین میل کے برابر پہونچا اور اپنے دل مین یہ سوچکے کہ ایک ایک میل تک پہونچکے اگر مین رہ جاؤنگا تو شرط گاؤ لنگی ہے کیونکر جیت سکونگا لاؤ دو منزلہ سہ منزلہ کرتا چلون پانچوین میل پر بھی نہ ٹھہرا اور جستین کرتا بھاگا بھاگ بعد طی مراحل و قطع منازل وہ وقت ہے کہ زہرہ آسمان پر بلند ہو چکا اور محفل سیارگان مین ایک درہمی برہمی معلوم ہوئی نسیم سحر وزان اور درختان پُر ثمر پر طایران خوش الحان بہ مضمون اس شعر کے مترنم ہر گیاہے کہ بر زمین روید ۔ وحدہٗ لاشریک لہ گوید ذکر خالق جن و بشر کرنے لگے سفیدہ صبح کا بخوبی چمکا روز روشن ہوا چاہتا ہے کہ عمرو برابر میل ششمی کے پہونچا ٹھہرا اور اُسنے دیکھا کہ اُس میل پر لکھا ہے کہ مبارک ہو اے شخص سجدات شکر بجناب باری کر تو صحیح و سالم یہانتک پہونچ گیا ہر چند کہ ابھی

ایک میل باقی ہو لیکن بس اب تیرے واسطے کوئی جا خوف وخطر کی نہین ہے اطمینان تمام اپنی منزل مقصود کی راہ پر چلا جا
عمرو نے کہا کہ یہان خوف وخطر تھا وہان ہر کسی نے کیا کر لیا یہ بھی واسطے احمقون کے ڈرانے کے کسی نے یہ چار فقرے
استادانہ ہر میل پر لکھ دیے ہین غرض یہ کہ عمرو اُسی میل کے پاس اپنی گلیم عیاری بچھا کے بیٹھ گیا اور ساعت بھر دم لیا لیکے
پھر چلا نہ رات کو تو مین نے اُن ستارون کو خوب سا اپنے ذہن مین غور کر کے دیکھ لیا کہ یہی طور انکا تا دم سحر رہتا ہے اور روز
اونہین سے مین اسی راہ پر چلا آیا آج تک سر مو کا فرق نہین دیکھا عبرات کا انتظار کرنا کیا ضرور اسی راہ پر سیدھا چلا چلون
اپنی منزل کھوٹی کیون کرون غرض یہ سوچ کر پھر وہان سے اٹھا اور اسی راہ راست پر کہ عمرو کی نظرون مین چڑھی ہوئی تھی عرصہ
راہ کو طے کر کے بتیس ... سالم ساتوین میل پر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ اُس میل پر کندہ ہے کہ زہے جرأت اور خوشا قسمت تیری ای
شخص مسافر تو طالع سکندری رکھتا ہے جو یہان تک بیابان ہفت میل کو طے کر کے پہونچا اب کوئی خطرہ راہ اور کسی
طرح کا کھٹکا آگے نہین ہے بے خوف وخطر سجدات شکر ایزدی کرتا ہوا جہان جی چاہے چلا جا عمرو نے کہا شکر ہے خدائے عزوجل
خالق جزو کل کا کہ اس صحرائے وحشت زا سے مین بعافیت تمام نکل آیا اب کوئی پہر چڑھے گھڑی اسی مقام پر آرام کرلون
تو پھر آگے کو چلون یہ کہکے ساتوین میل کے تلے بستر اپنا لگا کے کچھ زنبیل مین سے میوے اور روٹیان نکالین وہ کھائین اور
ایک چشمہ آب پر جا کے پانی پیا اور سو رہا جب کہ آدھی رات کا عمل ہوا اُسوقت عمرو اپنی گٹھری باندھ کے ایک
سمت راہ لیکے روانہ ہوا اور بعد دو دو روش بسیار صبحوقت کہ اشعار لگے ہونے نمودار تاریکی پنہان ہو چھپا نور مین جادہ
کہکشان + رخ شمع مائل بزردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + مسیحا نفس چلی نسیم وزان + اُٹھے لوٹنے لے کے
انگڑائیان + یعنے گریبان سحر چاک ہوا اور شاہ زرین کلاہ آفتاب خلوتخانہ مغرب سے نکلکر تخت نیلگون سپہر پر جلوہ
آرائے عالم ہوا عمرو نے دور سے دیکھا کہ ایک شہر نمایان ہوا اور اُسکے گانون گرانون قصبے پورے چپ و راست
معلوم ہوتے ہین کچھ مسافر راہ گیر بھی ملنے لگے تھوڑی دور آگے جا کے اب جو دیکھا تو دروازہ شہر پناہ کا کھلا ہوا ہے اور
خلق اللہ آیند روند اُسمین سے آتے جاتے ہین عمرو بسم اللہ کہکر اندرون شہر داخل ہوا تو شہر بہت بڑا اور پر فضا خلقت
انبوہ در انبوہ سکان شہر گروہ گروہ چوپڑ کا بازار پختہ بنا ہوا چاندنی چوک اُردو بازار جوہری بازار کشمیری بازار
اسلحہ بازار چینی بازار خاص بازار صرافہ بزازہ سب کھلا ہوا دُکاندار بھی آتے جاتے ہین اور دُکانین کچھ کھل چکی
کچھ کھلتی جاتی ہین غرض عمرو سیر کرتا ہوا جسوقت چاندنی چوک مین پہونچا تو دست راست کو اُسنے ایک دُکان بہت
پر تکلف سجی سجائی دیکھی اور اُسمین دیکھا کہ ایک درزی بچہ مشروع کا پائجامہ پانون مین اور انگرکھا ململ کا گریبان مین
سیاہ فیتہ لگا ہوا بہت ٹیک ٹھاک سیا ہوا گلے مین پہنے ٹوپی دودوزی بہت بھاری سر پر رکھے دونون پاؤن مین چوڑی
نورتن کی باندھے برس سترہ اٹھارہ ایک کا سن وسال سراپا حسن وجمال بہت چست وچالاک ایک سوزنی بہت نخچہ
اور پاکیزہ بچھائے بیٹھا ہے اور گرد وپیش اُسکے دس بارہ اور درزی پیر وجوان بیٹھے کپڑے سی رہے ہین عمرو نے اُس لڑکے
کی آنکھ گرماگرم اور چتون بہت چالاک دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ اے عمرو یہ شخص تو درزی بچہ نہین ثابت ہوتا ہے یہ
کوئی عیار پیشہ ہے لاؤ اسے تحقیق کرنے چلیے یہ کہکے عمرو نے زنبیل پر ہاتھ مارکے مہرہ طلب کیا اور کہا یا بابا آدم سر دست
جلدی مین رنگ روغن عیاری کا ملتے دیر لگ جائیگی لہذا امیدوار ہون کہ میری صورت ایک بینوا آزاد فقیر کی ہو جائے
ساتھ اتنا کہنے کے عمرو بصورت آزاد بن گیا اور اُس دُکان کے سامنے اُس درزی بچے کے آگے صدا دی کہ حق حق اللہ لیکن
بابا نام معبود کبھی کچھ فقیرون سے واحد شاہد ہے تا ہر اُس درزی بچہ نے عمرو کو جو دیکھا بے ساختہ گھبرا کے اٹھا اور یہ کہتا ہوا
کہ یا حضرت آئیے آئیے دوڑ کر قدمون سے عمرو کے لپٹ گیا اور بڑی گرمجوشی اور تعظیم وتکریم سے عمرو کو لیجا کے اندرون دُکان

اسی سوزنی پر بٹھایا اور چٹ پٹ پانی گرم کرا کے منھ ہاتھ پاؤن شاہ صاحب کے دھلوائے بعد ازان پوچھنے لگا کہ یا حضرت کہان سے آنیکا اتفاق ہوا عمرو نے جواب دیا کہ بابا فقیر سیاح جہان گرد ہی آنا جانا تو اس سرائے فانی مین لگا ہی رہتا ہی قطعہ از گلشن دہر ہر کہ آمد شد ہم + بلقیس نشانہ وار دہر ہم + امروز صدائے ہر کہ خواہی بشنو + فرداست کہ نشنوی صدائے خود ہم + یہ کہکے جھولی مین سے کچھ ٹکڑے گدائی کے نکال کے اس درزی بچے سے کہا کیون بابا یہ جہاندا فقیر کا ہی جی چاہے تو حاضر ہی نوش کر اس نے کہا زہے افتخار اور خوشا طالع میرے یہ ٹکڑا کہان میسر آتا ہی یہ تو تبرک آپکا ہی یہ کہکے دو چار ٹکڑے اس درزی بچے نے بھی کھائے اور کچھ شاہ صاحب نے کھائے اور پانی پیکر منھ ہاتھ دھویا بعد اسکے کہا کہ کیون بابا کہین ایسی جا بھی ہم کو تیرے یہان ملے گی کہ ذرا ہم سو رہین درزی بچے نے کہا یا حضرت بسم اللہ آپ آرام فرمائین وہ کوٹھری مین پلنگڑی لگی ہوئی ہی عمرو نے کہا تو بابا ایک کام کرنا فقیر کا معمول یہ ہی کہ اگر جاگتا ہی تو چھ چھ مہینے بھر سوتا نہین اور اگر سوتا ہی پھر چھ چھ مہینے تک سویا ہی کرتا ہی جاگنے کا ذکر کیا وہ درزی بچہ یہ حال شاہ صاحب کا سنکے کہنے لگا کہ حضرت آپکی جو بات ہی خالی از کرامات نہین کیا اندیشہ ہی آپکا جب تک جی چاہے آرام کیجیے گا غرض عمرو اندر کوٹھری کے جاکے اس پلنگڑی پر منھ ڈھانپ کے پڑ رہا پڑے پڑے جب کہ شام کا وقت ہوا تو سب درزی اٹھ اٹھکر اپنے گھرون کو گئے اور گٹھریان کپڑونکی باندھ باندھ کے علیحدہ رکھدینا ابفقط وہ درزی بچہ اکیلا بیٹھا ہی اور ایک شاگرد اسکا چراغ جلا کے رکھ گیا ہی باقی اب سوائے اس درزی بچہ کے کوئی وہان نہین اس عرصہ مین گھڑی دو ایک رات آگئی کہ ایک مرتبہ عمرو نے کوٹھری مین پڑے پڑے دیکھا کہ روشنی مشعل کی نمود ہوئی اور سامنے ایک عورت برس چالیس ایک کا سن نہایت حسینہ گوری رنگت شبنم کا کرتہ گلے مین اور گلبدن کا پائجامہ کلیون دار بڑے بڑے پائچون کا پاؤن مین پہنے دوپٹہ آب روان کا سر سے ڈھلکا ہوا سونے کے موٹے موٹے کڑے ہاتھون مین پہنے آگے آگے اور پیچھے اسکے ایک مزدورنی گنگام کا لہنگا پہنے چادر موٹی دھوتر کا میلی سر پر اوڑھے ایک خوان کھانیکا کسنہ کسا ہوا تورہ پوش اسپر پڑا ہوا لائی اور اس درزی بچے کی دونون ہاتھون سے سر سے پاؤن تک بلائین لیکے کہا کہ قربان جاؤن حضور نے فرمایا ہی جیسے شعر گفتی کہ نمایم بتو روے فردا و قیامت + این وعدہ مگر راست شود روز قیامت ای شہریار تمنے وعدہ کیا تھا کہ چند روز اور صبر کرو سواب صبر وضبط تا چند تمنے سنا ہین کہ بابا جان اب اس بات پر آمادہ ہین کہ امروز فردا مین میرا عقد جہان تم چاہتی ہو وہان کر دین سو ہر چند کہ تا روز حیات کیا تاب و طاقت کسیکی جو میرے اوپر ہاتھ ڈال سکے اور جب ایسا ہی دیکھون گی کہ اب کسیطرح سے میری ابرو نہین بچی تو ناچار ہو کر شعر وصلت کی شب اضطراب کی رکھونگی گلے پر اپنے خنجر + لہذا مین امیدوار ہون کہ آج کسی گھات سے رات کو تم آجاؤ تو کچھ باتین ہم تمسے کر لین اور کچھ حسرت اپنے دل کی نکال لین اور خدانخواستہ مصرع فردا کہ نماندیم چہ سود از اشک ندامت + اس درزی بچے نے اس عورت سے کہا کہ میری طرف سے تم کہدینا کہ مین نے جو وعدہ کیا ہی اسے جھوٹا نہ سمجھنا اور تم چلو تمھارے پیچھے مین بھی آج کوئی آدھی رات کے عمل مین ضرور بالضرور آؤنگا شعر آن یار کہ گفتا بتو ام دل نگران است + گو ہی رسم اینک بسلامت نگران باش + پھر اس عورت نے کہا کہ واری کل کے برتن جو خالی ہون تو مجھے دیجیے مین لیجاؤن اس درزی بچے نے کہا ٹھہرو لیتی جاؤ یہ کہکے وہ درزی بچہ اسی کوٹھری مین جہان عمرو شاہ جی بنا منھ لپیٹے پڑا تھا اور ایک کونے مین ایک ٹوکرا برتنون سے بھرا ہوا رکھا تھا اٹھا کے باہر لیگیا اور اس عورت کو دیکے رخصت کیا عمرو نے یہ تماشا دیکھ کے اپنے دل مین کہا کہ کیا قدرت خدا کی ہی یہ درزی بچہ بڑے مال مارتا ہی کسی بادشاہزادی سے اس سے آشنائی ہی اسی لے یہان کے یہ تحفہ تحفہ برتن ہین ورنہ کسی غریب کو تو یہ ہزار برس دیکھنے کو میسر نہ آئین گے غرض ایک دو گھڑی کے بعد اس درزی بچے نے دسترخوان بچھایا اور تمام کھانا چنا بعد اسکے عمرو کے پاس آکے کہنے لگا کہ شاہ صاحب شاہ صاحب ذرا بیدار ہو جیے تو

کچھ نان و نمک حاضر ہو اُسے تناول فرمائیے پھر سو رہیے گا عمرو نے وہ خراٹے لینا شروع کیے کہ ہرچند وہ جگایا کیا عمرو نہ اُٹھا
تب وہ درزی بچہ یہ کہکے کہ شاہ صاحب سچ کہتے تھے کہ مین چھ چھ مہینے سوتا ہون بیشک مجھے یقین ہوا کہ یہ سوتے ہونگے
اب اسوقت میرا جگانا بھی بیکار ہے عمرو کے پاس سے جاکے کھانا کھایا اور باقی اُٹھا رکھا اور ہاتھ منھ دھوکے بیٹھا رہا
جب کہ دو پہر رات کا عمل ہوا تو اُسنے ایک روغن عیاری ملکے اور نئی صورت اپنی بناکے اور فیتو سے پاتابے باندھ کے
چھوٹی خنجر لی کمر مین رکھی حلقے کمند کے ہاتھ مین لیکے ایک چادر عیاری اوڑھ لی اور واسطے اپنے اطمینان خاطر کے پھر عمرو
کے پاس آیا اور دو چار مرتبہ عمرو کو جگایا کہ شاہ صاحب شاہ صاحب کیا آپ بیدار ہین کچھ [illegible] کی حاجت ہو تو حاضر ہے
عمرو نے ایسا ظاہر مین آپ کو نیند مین ڈالدیا کہ بالکل اُس پر ثابت ہوا جب اُسے صدق ہوگیا کہ شاہ صاحب نہایت
غافل سوتے ہین تب اُس نے دیوار پر کمند ماری اور کمند پکڑکے اپنے مکان کی دیوار سے نیچے اُترا عمرو بھی ساتھ ہی
جھٹ پٹ تعاقب مین اُسکے دیوار پر کمند مارکے تلے اُترا اور آگے آگے وہ درزی بچہ اور پیچھے پیچھے عمرو بسرعت تمام چاندنی چوک
اُردو بازار جوہری بازار مہرانہ بزار وہ طے کرکے زیر ایوان شاہی پہونچا وہان جاکے اُس درزی بچے نے کمند دیوار ایوان شاہی
پر پھینکی اور جسوقت کہ وہ کمند کا دیوار پر جاکے قائم ہوگیا وہ درزی بچہ کمند پکڑکے دیوار پر چڑھ گیا اور اندرون قصر
سلطانی اُتر گیا عمرو بھی ساتھ ہی اُسکے چُستی و چالاکی اپنی کمند مارکے اُسی کمند کی راہ سے دیوار پر چڑھا اور باہستگی تمام
قصر شاہی پر اُترکے ایک گوشہ مین بیٹھکر دیکھنے لگا کہ زیر قصر سامنے شمال رویہ ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بہت
پُرتکلف بنی ہوئی اور چھت و پردے تمامی بادلہ زربفت کے لگے ہوئے آگے اُسکے ایک سائبان زرتاری جھالرین مقیش کی
بانسلک ہائے مروارید آویزان اندر بارہ دری کے ہزار پانچسو جھاڑ بلورین شمعین مومی اور کافوری اُنمین چڑھی ہوئین
روشن ہین کنول دیوارگیریان سورج مکھیان قد آدم شیشہ تصاویر شاہان پیشین اور اکثر پریزادونکی لگی ہوئین تیاری
بہت معقول ہے اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین برس بارہ ایک کا سن و سال سراپا حسن و جمال شعر سبزہ کردہ میدان
آن شکل و رخسار + بہ بندد زاہد صد سالہ زنار گیت — سندر روپ سروپ مہا من یون سہلے جیسے انگ مین بیٹھے
جیون مول سکھیون کو بن دیکھے دکھی جیب دیکھے ہی کر نیجے + برہ کی چوٹ سہی نہین جات نہ دہرے اور کو دکھن بیچے
کوئی اونتاویئے نہ بنے ٹک بیٹھے ہی منھ دیکھے ہی تب لیجے + مگر چہرہ مانند گل پژمردہ کے زرد بال سر کے مانند سنبل پریشان
آنکھین مانند چشم نرگس کے حسرت و داغ جوانی پر پالا سا پڑا ہوا ہر مرتبہ آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر یہ گیت حسب
حال اپنے پڑھتی ہے اور روتی ہے گیت سوچت جات سبھی دن رات کچھو نہ بسات کیا کریئے + اب چھل نین
پڑے ہین جین یہ ساری رین جرا کریئے + اوت لالن کو جرا لیجے ات لوکن لاج بہار رہیئے + ڈریئے مریئے [illegible]
ری سکھی بدھ یون ہی لکھی تو کیا کریئے + ابھی وہ نازنین یہی گفتگو اپنی مقربین ہمنشین انیسون جلیسون خواصون سے
کرہی تھی کہ یہ درزی بچہ کوٹھے پر سے اُترکے پہونچا اور اُسے دیکھکر جتنی مصاحبین اور خواصین صحبت والیان اُس
بادشاہزادی کی تھین سب کی سب گھبراکے اٹھ کھڑی ہوئین اور جھک جھک کر تسلیمائین اور مجرے کرنے لگین اور
شاہزادی اس درزی بچہ کو دیکھ کر متبسم ہوئی اور کہنے لگی کہ واہ واہ صاحب واہ واہ شعر اپنی اپنی غرض کے سب
ہین یار + کیا کہو دن جو تمکو خدا کی سنوار + آجکل وہ مثل ہے عاشقون کی + آنکہ ہوئی حاجت دلین آیا بیار + کیا خوب تمکو ہماری
یاد رہتی ہے یہی وعدہ اور یہی عہد و پیمان تمہارا ہم سے تھا اُس درزی بچے نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کہ اے ملکہ قسم ہے مجھکو
اپنے دین و ایمان کی کہ مین نے تم سے وعدہ غلط نہین کیا تھا میرا قول صادق اور عہد واثق ہے خدا جانتا ہے تو کبھی
فرق نہ پڑیگا ماجرا یہ ہے کہ آج ایک بزرگوار بوضع آزادانہ میرے مکان پر تشریف لائے ہین کیا عجب کہ وہی بزرگوار [illegible]

عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار ہون کسلیے کہ شاہ عیاران عیار ہزار صورتین بدل سکتے ہین مجھے تو عین الیقین ہے کہ سوائے اُنکے یہ شخص اور کوئی نہین ہے ملکہ نے جواب دیا کہ تم ہمیشہ یہی باتین بنایا کروگے یہان کل پرسون ہمارا کام تمام ہو جائیگا اُس درزی بچے نے دوڑ کر ملکہ کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین اور ایسے کلمے یاس و ہراس زبان پر نہ لاؤ حمسہ

شراب و مینا و جام و مطرب بہار باغ ابر و برق باران	ہے سب ایک حباب ہین آج باہم ہوا ہے تقدیر سے یہ سامان
فلک جدائی کے گھات مین ہے یہی محل دعا ہے یاران	ہوئی ہے مدت سے وصل کی شب نہ حشر تک ہو سحر نمایان

کرون مین آمین جھکا کے سر کو خدا سے تو ای صنم دعا کر

ہوئے ہین مدت مین دونون باہم خوشی ہو دل کو گلے نہ کیجیے	نہین ہے کوئی محل صحبت گلے مین بانہون کو ڈال دیجیے
شراب گلگون بھری ہے شیشی مین دست رنگین مین جام لیجیے	حجاب نہین ہے وصل کی شب نقاب اُٹھا کے شراب پیجیے

ہماری سنئے کچھ اپنی کہیے ذرا نقاب منہ سے منہ ملا کر

بارے ملکہ نے اشارہ خواصون سے کیا اور چند خواصین کچھ گلابیان شراب کی اور پیالے الماس تراش زمردین لائین اور دونون عاشق و معشوق آپس مین بیٹھکے شراب پینے لگے مگر اُس شاہزادی کا یہ حال تھا کہ نشہ صہباے وصل مین سرشار ہر بار خواصون اور مصاحبون کی جانب مخاطب ہو کر بہزار حسرت و آرزو کہتی تھی شعر شب وصل صنم ہے آج ای ہمدم کسی ڈھب سے + گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے + اور کبھی بسوے ستارگان فلک دیکھکر یہ کبت زبان پر لاتی تھی کبت کرم کرم آج پیت سے سنجوگ بھیو اننداشک آرے سمات ہے + سکھ نائق دکھ الیاد بھیو نہ اب رے گری کے ملک سے جاتی کلات ہے جنم جنم بھرنا بھیو احسان لبا کہیے کرشن ریکھیے کہی نہین جات ہے اے گھڑ بار داس ترت ہون بر بار ہو گری نثار ہو گرہن کی رات ہے عمرو بن امیہ نیکنام بالاے بام خاموش ایک مقام پر بیٹھا ہوا یہ سب تماشا محبت کا اُن دونون عاشق و معشوق کا بخوبی تمام دیکھ رہا تھا اس عرصہ مین وہ شب اخیر ہو گئی شعر شب ہوئی آخر نمایان ہو چلے آثار صبح + آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح دیکھا کہ زہرہ آسمان پر ملبدا ہو محفل ستارگان فلک مین عجب طرح کی ایک درہمی اور برہمی پڑ گئی کہ وہ جو ایک دو ستارے بڑے بڑے تھے وہ تو رہ گئے باقی چھوٹے چھوٹے جتنے ستارے تھے سب معدوم ہو گئے نسیم سحر وزان روشنی برجہان کی سفیدی عیان شبنم گرے اُس مین بھیگے ہوئے سمنون کی صورت کھڑے جھوم رہے تھے شمعین گھل گھل کے تھوڑی تھوڑی رہگئین پروانون کے خاکستر لگنون مین بھرے ہوئے دستون مین جڑ بیٹھے پڑی ہوئی مینائے زمردین کے زیرے جہان تہان پڑے ہوئے جھکتے تھے ہار پھولونکے جو عورتون نے اپنے اپنے گلے سے اُتار کے پھینک دیے تو اُن کی پنکھڑی پنکھڑی باس تمام محفل مین پھیلی ہوئی وہ درزی بچہ یہ رنگ محفل کا دیکھنے کے ساتھ گھبرا کر اُٹھا اور اُس نازنین نے دامن اُسکا پکڑ کے بصد آہ و فغان یہ شعر پڑھا شعر کیون شمع کی حالتین چھوڑے مجھے جاتے ہو + دم آنکھون مین ہے میرا تم آنکھین چراتے ہو + اُس درزی بچے نے باکمال عجز و انکسار با چشم اشکبار کہا کہ ای ملکہ اگر زندگی مستعار اور حیات ناپائدار باقی ہے تو انشاء اللہ تعالی کل کوئی صورت ہمارے تمھارے وصل کی نمود ہوئی جاتی ہے تم نظر بافضال ایزدی رکھو باقی کچھ رنج و فکر نکرو خود کیفی سنعاد ہین شعر کارساز ما بفکر کار ماست + فکر ما در کار ما آزار ماست + یہ کہکے جو نہین وہ درزی بچہ ملکہ کے پاس سے اُٹھکر چلا مرشد کامل ہادی دین شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار قبل از اُسکے آنے کے جھٹ پٹ کمند پکڑ کے تلے اُتر پڑے اور بطرفۃ العین اُسی مکان مین درزی بچے کے آنے کے اُسی حجرے مین جس طرح سوتا تھا منہ لپیٹ کے سو رہے اور خراٹے لینے لگے بعد اُسکے وہ درزی بچہ اُسی صورت سے بذریعہ کمند قصر شاہی سے اُترا اور رستہ راہ کو طے کر کے کمند مار کے اپنے مکان مین آیا اور پہلے جاکے اُس کوٹھری مین شاہ صاحب کو یعنی عمرو کو دیکھا کہ ہان ای

تشکل سے غافل پڑے ہین اور نعرہ خواب بلند ہی بارے مطمئن ہوکے اپنے ہاتھ سے سارے مکانین جھاڑ دی اور بوریے
بچھاکے پھر اُس پر ٹکڑے ٹاٹ کے ڈال دیے گٹھریان کپڑون کے سینے کی جو اور ورزی باندھ کر رکھ گئے تھے وہ سب
کوٹھری مین سے نکال کر اُس بوریے پر رکھین بعد اسکے پھر آپ اُسی حجرے مین جاکے عمرو کو جگانے لگا کہ یا شاہ صاحب
یا شاہ صاحب یا حضرت دن بہت چڑھ آیا آپ ذرا بیدار ہوکے منھ ہاتھ دھو لیجے غرض جب خوب سا عمرو کو جگایا
تو عمرو نہایت گھبرا کے اور یہ کہتا ہوا کہ ہی غضب افو ہ ننھے ارے کمبخت خدا تجھسے سمجھے ہی ہی یہ تو نے کیا ستم کیا مجھے اس
وقت تو نے کیون جگا دیا ہائے کیا خوب مین خواب دیکھ رہا تھا ای کمبخت ہائے خدا تجھے غارت کرے لاحول ولا قوۃ ہی
استغفار ارے اسی واسطے مجھے تو نے اپنے گھر مین مہمان رکھا تھا ارے یہ کون سی دشمنی اور کس وقت کی عداوت
تجھے مجھسے تھی اب دیکھون وہ باقی خواب مجھے دیکھنا کب نصیب ہو وہ درزی بچہ نہایت حیران و ششدر ہوکے پاؤن
پر گر پڑا اور اپنے دونون ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ یا حضرت ایسا مجھسے کیا قصور ہوا مین نے تو یہ سمجھ کر کہ آپ کل پہر دن چڑھے
سے غافل پڑے آرام کرتے تھے نہ آپ نے کچھ کھانا کھایا نہ اُس وقت سے پانی پیا نہ بول و براز کرنے کو اُٹھے لہذا آپ
کو جگا دون تاکہ اس حوائج ضروری سے آپ فراغت کرکے پھر سو رہین عمرو نے کہا ارے کمبخت افسوس ہی کیا کہون اس
وقت تو تو نے عجب طرح کا داغ اور صدمہ میرے دل کو دیا ہی لیٹنے مین ابھی پڑا ہوا کیا خوب خواب دیکھ رہا تھا کہ تو درزیون
کی صورت سے ایک آن واحد مین عیار کی صورت بنگیا اور فنطورے زر لفتی پاتابے سقرلاتی باندھ کر اس سامنے
والی دیوار پر سے باہر اُترا اور جس طرح سے کہ ہوائی گنج سے یا شرار سنگ سے نکل جاتا ہی بطرفۃ العین تو ایک بڑا
محل کسی بادشاہ کا ہی اُسکے نیچے پہونچا اور اُس محل کی دیوار پر کمند پھینک کر چڑھ گیا پھر کیا دیکھتا ہون کہ تو اُس
محل کے اندر ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بہت پر تکلف بنی ہوئی اور سجی سجائی ہی اُسکی طرف چلا اور وہان
ایک نازنین مہر جبین بانمکین صاحب حسن و جمال سراپا غنج و دلال حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چہاردہم تابندہ اشعار
قامت ایسا تھا کہ ہنگام خرام اُسکے اگر + آگے آجائے قیامت تو یہ بولے کہ سرک + زرق برق آب سے پوشاک ہی اُسکی کہ جیسے
کوندے بجلی کی کہون یا کہون شعلے کی جھلک + اور گرد و پیش اُسکے سو سوا سو انیسین جلیسین ہم نشین ہمرازین مقربین مصاحبین
خواصین لونڈیان باندیان در گوش مرصع پوش ہجوم اور دھوم کیے ہوئے بیٹھی ہین جسوقت کہ تو وہان پہونچا تو اُس
نازنین نے نظر حسرت تیری طرف دیکھ کر بمضمون اس شعر کے شعر ای وای بر اسیرے کز یاد رفتہ باشد + در دام ماندہ
باشد و صیاد رفتہ باشد + کچھ لب بشکایت وا کیا اور تو اُسکی بہت سی دلجوئی اور خاطرداری کرکے تمام شب ہنگامہ
عیش و طرب مین مشغول رہا ابھی کچھ اور لطف اور کیفیت وہان کی دیکھنا باقی رہگئی تھی کہ ہائے تو نے مجھے جگا دیا
اب مجھے یہ صدمہ عظیم ہی کہ بروقت رخصت تجھسے اور اُس نازنین ماہ طلعت سے کیا رمز و کنایہ عاشقانہ اور معشوقانہ
ہوئے ہون گے وہ مین نہ سننے پایا ہائے وہ اب باقی خواب مین کیونکر دیکھون اُس درزی بچے نے جو یہ گفتگو عمرو کی
سنی تو بیتابانہ عمرو کے پاؤن پر گر پڑا اور رو رو کر کہنے لگا کہ یا حضرت آپ نے تو میرا جو کچھ حال تھا سب بچشم اپنی ملاحظہ
فرمایا اور کوئی راز میرا آپ پر اخفا نہین رہا اب مین امیدوار ہون کہ آپ بھی اب مجھسے پردہ نکرین یہ فرمائین کہ آپ
کون صاحب ہین عمرو نے کہا کہ مین آزاد بینوا فقیر ہون اُس درزی بچے نے کہا عند اللہ آپ یہ نفرمایے آپ کے دشمن
بینوا فقیر ہون عمرو نے کہا پھر تو مجھے کیا جانتا ہی تو ہی کہدے اُسنے کہا کہ مین تو یہ جانتا ہون کہ آپ تو شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ نامدار ہین عمرو نے کہا مین اس امر سے مطلق آگاہ نہین اُسنے کہا کہ اور امر کوئی نہین حضرت آپ کا نام عمرو ہی
عمرو نے کہا بابا امر ذات اللہ کی ہی امر نام اللہ کا ہی مین عمرو کہا لسنے جو گیا اُسنے کہا بس یا حضرت زیادہ اب انکار اور پردہ

نہ کیجئے مجھے اسوقت صدمۂ عظیم ہی عجب نہین اس صدمہ جانکاہ سے ہلاک ہو جاؤن عبداللہ سچ ہے آپ فرمائین کہ حضور
آپ عمرو ہین یا نہین مجھ ہی کو دھوکھا ہوتا ہو عمرو نے خنجر پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ فرض کیا مین نے کہ مین عمرو ہون پھر تو میرا کیا کریگا
بس جو نہین اُس ورزی بچنے جانا کہ حضرت شاہ صاحب عمرو ہین پھر تو یہ عالم تھا کہ کئی بار عمرو کے گرد تصدق اور نثار ہو کے
مارے خوشی کے پھولا ہوا پیراہن مین نہین سماتا تھا اور کہتا تھا شعر شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا + بر منتہاے محنت
خود کامران شدم + بعد اُسکے اُس نے اسطور پر اظہار حال اپنا کیا کہ یا شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ماجرا یہ ہے کہ
یہ ملک طولانیہ مشہور اور معروف ہے اور طولان شاہ میرا باپ حکم فرمان او سفرمان روا اس ملک کا سواے میرے اور کوئی
اولاد نہین رکھتا تھا اور میلان شاہ جو اب تک حاکم وقت اور بادشاہ ہے یہ میرا چچا ہے چنانچہ اسکی ایک بیٹی ملکہ انجمن آرا
ہے جسے آپ نے شب کو مجھسے بہت مانوس دیکھا ہے میرے باپ طولان شاہ نے بہت خردسالی سے ملکہ انجمن آرا کو میرے
ساتھ نامزد کردیا تھا چنانچہ ہم دونون اسی مین طفولیت سے آپسمین کھیلتے تھے اور ایک عجب طرح کی محبت اور اتحاد دلی
ہمارے اور ملکہ انجمن آرا کے فیمابین تھا حسب اتفاق وہ جو کہتے ہین کل نفس ذائقۃ الموت جب کہ میرا باپ
مرض الموت مین گرفتار ہوا اور قریب بہ ہلاکت پہونچا تو ایک روز بصحت نفس و ثبات عقل طولان شاہ میرے والد بزرگوار
نے میرے عمو یعنے اسی میلان شاہ کو بلا کے وصیت کی کہ بھائی اب مین صبح و شام مین مسافر ملک عدم ہوا چاہتا ہون چونکہ
فرزند میرا افلاح زرین کمر ابھی بہت صغیر سن ہے لہذا مین تمکو مالک و مختار اپنی سلطنت کا کر کے وصیت کرتا ہون کہ تم بعد وفات
میرے اس فرزند دلبند فتاح زرین کمر کو تخت پر بٹھلانا اور آپ بطور پیشیدست کے کاروبار سلطنت کرنا جبکہ یہ سن تمیز کو پہونچے
تو وارث تاج و دیہیم اور مالک فوج و اقلیم کا یہی ہے تمسے کچھ علاقہ نہین ہان ایک کام کرنا کہ مین نے تمھاری بیٹی کو اپنے اس
لخت جگر قرۃ العین نور بصر فتاح زرین کمر کے ساتھ جو نامزد کیا ہے تو بوقت بالغ ہونے ان دونون کے طریقۂ عقد کر دینا
اور جو تمھارے واسطے منصب اور جاگیر اور رتبہ مرتبہ آج ہے اُسی پر اپنے قانع رہنا بطمع نفسانیت خبردار اور زنہار میری
وصیت مین فرق نہ لانا کہ میری روح کو صدمہ پہونچے اور گور مین بھی مجھے چین نہ آئے چنانچہ اس میلان شاہ میرے چچا نے
بہزار عجز و انکسار میرے باپ کے روبرو عہد و پیمان اور بہت سی قسم اقسام کرکے اپنی بیٹی کی شادی کا بھی میرے ساتھ اقرار
کیا اور مجھے تخت پر بٹھلانے کا بھی اور اپنے ولیعہد ہونے کا بھی اقرار کیا آخر جسوقت وہ شہنشاہ گردون بارگاہ طولان شاہ
باپ میرا فردوس آرامگاہ ہوا تو یہ چچا میرا آپ تخت پر بیٹھا اور مجھے نظر بند رکھا بعد چند سال کے جبکہ مین سن تمیز کو
پہونچا تو ایک روز کی نقل ہے کہ مسعود مبارک نام ایک دعوا میرا کہ لاکھ جان و دل سے میرے نام پر فدا اور نثار ہے وہ مجھے
پوشاک پہنا کے اپنے ہمراہ بارگاہ میلان شاہ مین لیگیا اور عمو یعنے میلان شاہ نے مجھے دیکھ کر کہا کہ اے مسعود مبارک
آج تو ان صاحبزادے کو کہان لایا میرے دعوا مبارک نے بعد دعاے ثناے شاہی عرض کی کہ شاہزادہ اب چشم بد دور
سن تمیز کو پہونچا ہے امیدوار عطیات خاقانی اور مراحم خسروانی کا یہ ہے کہ اپنے حق کو پہونچے میرے عمو میلان شاہ نے
کہا اچھا بہت بہتر یہ کہکے مبارک کو اشارے سے اپنے پاس بلا کے کان مین کچھ کہا کہ مین نے دیکھا کہ مبارک کا رنگ
متغیر ہوگیا اور اسکی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے مجھے بارگاہ سے لیکر باہر آیا اور اپنے ہمراہ لیکے کوئی دو تین کوس
شہر سے علحدہ ایک پہاڑ پر لیجاکے میرے دعوا مبارک نے مجھسے کہا کہ لاکھ جانین غلام کی تصدق آپ کے نام پر
اے شہزادۂ عالم اسوقت آپکے عمو جان نے مجھے حکم دیا ہے کہ تو فتاح کو کسی صحرا مین لیجاکے قتل کر سو مین آپ کو اس ظالم
کے سامنے سے یہان تک نکال لایا ہون اب آگے جو مشیت پروردگار ہو اسمین کسی کو کیا دخل ہے مین یہ حال سنکے
سراسیمہ اور مضطرب ہو کے بڑی دیر تک رو یا کیا اور روتے روتے میری آنکھ جو جھپک گئی تو مین نے خواب مین دیکھا کہ

آسمان پر سے ایک تخت چند ملائک لیے زمین پر اُترے مین اور اُس تخت پر ایک شخص با ریش سفید نورانی صورت
نے بہت سی میری دلجوئی کر کے فرمایا کہ تو اس کفر و کافری کو اور لقا پرستی کو ترک کر کے کلمہ شہادت پڑھ اور ملت بیضا دین
اسلام قبول کر مین نے کہا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہین مین اُسے بجا لاؤن چنانچہ اُن بزرگوار نے کلمہ شہادت مجھے تلقین کیا اور
مین نے بخلوص نیت کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا تب پھر اُس بزرگ نے فرمایا کہ اب تو گھبرا نہین کیا تاب و طاقت تیرے
چچا طولان شاہ کی جو تیرے جسم کے رونگٹے کو بھی ایذا پہونچا سکے مگر چند مدت بعیاری بقول شخصیکہ مصرع زمانہ با تو نسازد
تو با زمانہ بساز + تو اپنی ہیئت کو تبدیل کر کے تاکوئی تجھے پہچان نہ سکے اور یہان سے شہر مین جا کے محنت مزدوری کر کے بسر
اوقات اپنی کر اور باقی خوف اندیشہ کسی بات کا نکر فلان تاریخ اور فلان مہینے مین اور فلان دن تجھے زیارت شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار کی ہوگی کیلیے کہ وہ حسب الحکم سلطان صاحبقران بیابان ہفت میل طے کر کے سمت شہر سبالک
جاوینگے تو بعد حصول شرف قدمبوس اُس یک طرار عمرو بن امیہ نامدار کے اپنی عرض حال کرنا یقین ہے کہ بسعی و جہد
شاہ عیاران عیار سے پھر سریر شاہی و ورثہ و ترکہ آبائی تیرا تجھے ملے اور تو بھی فرمان روا شہر طولانیہ کا ہو بس اتنا خواب
دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی اُسدن سے مین اس لباس اور اس ہیئت کذائی سے دُکان پارچہ دوزی کی یہان کر کے
بیٹھا ہون اور ملکہ انجمن آرا کو کسی ذریعہ سے خبر میری یہان رہنے کی ہو گئی تو میرے اُسکے ہمیشہ رسم نامہ و پیام کی رہتی
تھی کبھی کبھی مین کمند ڈال کے دو گھڑی کیواسطے اُسکے پاس بھی ہو آتا ہون چنانچہ مین نے یہ خواب تو بپاس ادب ملکہ
سے نہین کہا تھا مگر اسی خواب کی امید پر یہ اقرار اور وعدہ حتمی ملکہ سے کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالی اے ملکہ عنقریب بد
دن جدائی کے دور ہوئے جاتے ہین اور شب عیش و وصال نصیب ہوتی ہے سو الحمد للہ والمنۃ کہ آپ کے اقدام عالی
کی زیارت سے مشرف ہوا اب میرے حق مین جو بہتر اور مناسب سمجھیے وہ کیجیے عمرو نے یہ سرگذشت فتاح زرین کمر کی سن کے
کہا کیا مضائقہ کہ خدا کے فضل و کرم سے یہ کام تیرا بخوبی ہو جائیگا لیکن وہ جو تو نے سنا ہو کہ ہر کار کند مرد لاف زند بے
زر بے پر بے صرفے کے کوئی کام دنیا کا نہین ہوتا خصوصاً یہ بڑا مقدمہ کہ بہت مشکل ہے اسکو مبلغ خطیر چاہیے فتاح زرین کمر
نے کہا کہ یا شاہ عیاران عیار میرے باپ طولان شاہ نے تین تہ خانے خزانے کے میرے ابن عم میلان شاہ
سے مخفی حالت نزع مین مجھے بتلا دیے تھے وہ موجود ہین انھین سے جسقدر کہ خرچ ہوگا مجھے انکار نہین ہے جو آپکا جی چاہے
لے لیں عمرو نے کہا مصرع امتی بموجب رضائے خدا است + اے فتاح اسوقت جو تو وعدہ زبان سے کرتا ہے اُنمین فرق
نکرنا صادق القول رہنا خبردار مجھسے جھوٹ نہ بولنا اگر وہ تینون تہ خانے خزانے کے ہونگے تو یہ خوب یاد رکھنا کہ پھر تیرا
انجام بہت بُرا ہوگا اور روپیہ بموجب حساب ان تہ خانون کے ہر نوع تجھے دینا پڑیگا فتاح نے کہا کہ بادشاہ عیاران عیار
کیا قدرت اور کیا طاقت جو مین آپ کے سامنے سر مو جھوٹ عرض کرون گا وہ تینون تہ خانے کیسہ ہاے زر و سیم سے مالا مال ہین
عمرو نے کہا خیر سمجھ لینگے یہ کہکے عمرو نے دیکھا کہ دن کوئی دو تین گھڑی کل چڑھا ہے بس پیش خود یہ تجویز کر کے کہ اے عمرو جانا
بدیع الزمان کے پاس اور چالیس روز کے عرصہ مین پھر بدستور لشکر فیروزی اثر مین جا کے زر خطیر سال بھر کا خراج
ملک بربر کا بابت شرط کے لینا ہے کار امروز را بفردا مگذار اسیوقت چلکے اب فتاح زرین کمر کے مقدمہ کو میلان شاہ
بادشاہ سے تصفیہ کرا دینا چاہیے جھٹ پٹ فتاح زرین کمر کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دور بڑھ کے
اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکا برس بارہ ایک کا سن پوشاک زرتار پہنے ایک مرکب گلگون خوشخرام پر سوار ہزار پیادہ
سو خاص بردار علم برچھے بھالے لیے ہوئے اور کچھ جلوس کے لوگ ہمراہ چوبدار عصابردار آگے آگے اہتمام کرتے بڑی دھوم
دھام سے اپنے باپ میلان شاہ کے حجرے کے واسطے جاتا ہے ایک خواص خاصدان سونیکا لیے پیچھے تھا ذرا اُدھر سے

پیشاب کرنے لگا عمرو نے برابر اُس خواص کے جاکے بیضۂ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ چیخ کھاکے وہین بیہوش ہو کر
گر پڑا عمرو نے ادھر اُدھر دیکھکے بحستی تمام اُسے اُٹھا لیجاکے ایک غار مین ڈال دیا اور جھٹ پٹ ایک روغن
عیاری کا اپنے منھ پر ملکے ہو بہو اُس خواص کی صورت بن گیا اور پھر جلدی سے وہ خاصدان لیے اُس شہزادے کے
گھوڑے کے برابر جا پہونچا جب کہ وہ شہزادہ دروازہ بارگاہ پر اپنے باپ کے پہونچا تو گھوڑے پر سے اُترکے گاوری
بانکی اُس خواص یعنے مرشد کامل ہادی و رہنما شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار سے طلب کی مرشد کامل نے
ایک گلوری بہت تحفہ عطر مین بسی ہوئی بیہوشی آغشتہ خاصدان مین سے نکال کے برابر جاکے کھلا دی اور جلدی سے
دونون اپنے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ شہزادہ عالم کی عمر دراز ہو خانہ زاد کو کچھ بہت ضروری عرض کرنا ہے ذرا آپ
ابھی اس صحنچی مین توقف فرمائین تو غلام گذارش کرے شاہزادے نے کہا اچھا آؤ اور سب سے علیحدہ لیجاکے
عمرو سے پوچھا کہ کیا تو کہتا ہے عمرو نے پہلے تو وہ گلوری بیہوشی آغشتہ کھلائی تھی اب اس نے بیضۂ بیہوشی مارکر
جھٹ پٹ بیہوش کر دیا اور باندھ لپیٹ کر اپنی زنبیل مین رکھ جلدی سے زنبیل پر ہاتھ مارا اور معجزہ طلب کرکے ہو بہو اُس
شاہزادے کی صورت بنگیا اور اسی لباس اور پوشاک سے باہر نکلکر اندرون بارگاہ میلان شاہ کے پاس گیا اور
مجرا کرکے برابر میلان شاہ کے بیٹھ گیا اور بوقت دربار برخاست کرنے کے یہ شاہزادہ یعنے عمرو بھی ہمراہ سواری میلان شاہ
کے محل کی ڈیوڑھی پر اپنے گھوڑے پر سے اُترکے میلان شاہ کے ساتھ اندرون محل چلا زنانی ڈیوڑھی مین دیکھا
کہ اب سوائے میرے اور میلان شاہ کے اور کوئی نوکر چاکر اپنا بیگانہ نہین ہے عمرو نے کہا قبلۂ عالم آج شب کو مین نے
عجیب خواب دیکھا ہے یہ سنکے میلان شاہ ٹھہر گیا اور پوچھنے لگا کہ ہان بیٹا کہو تو کیا خواب تم نے دیکھا ہے عمرو
نے کہا کہ مین نے یہ دیکھا ہے کہ درِ آسمان شق ہو گیا اور اُسمین سے ایک نہ رنگ تخت پر سوار ملائکہ اُس تخت کو دوش
بدوش لیے زمین پر اُترتے چلے آتے ہین مجھسے اُس بزرگ نے فرمایا کہ اے لڑکے ذرا بائین طرف اور داہنی طرف
دیکھ چنانچہ مین نے عذاب نار جہنم اور فضائے گلزار نعیم کی دیکھ کر پوچھا یا حضرت یہ کیا مقامات ہین حضرت نے
مجھسے ارشاد فرمایا کہ وہ دوزخ ہے واسطے لقا پرستون اور مشرکون کے اور یہ گلزار بہشت ہے واسطے مومنین کے
تو اس لقا پرستی کو ترک کر اور کلمۂ شہادت پڑھ مین اُس بزرگ کو کچھ جواب دینے نہین پایا تھا کہ میری آنکھ
کھل گئی معلوم نہین کہ اسکی کیا تعبیر ہے میلان شاہ نے حال خواب کا سنکے جواب دیا کہ بیٹا تو اس کا مطلق
خیال نہ کرنا اور حاشا کچھ وسواس اپنے دل مین نہ لانا یہ خواب شیطانی ہے عمرو نے کہا آپ برحق فرماتے ہین
لیکن یہ کون صاحب ہین جو آپ کی پشت پر کھڑے مجھے آنکھ سے اشارہ کرتے ہین کہ میلان شاہ کا کہنا نہ مانو
یہ باپ تیرا کافر ہے میلان شاہ نے یہ کہکر کہ کہان کون ہے جو نہین پلٹ کر دیکھنے کا ارادہ کیا عمرو نے برابر سے بیضۂ
بیہوشی مارا چارون شانے چیت تھا اُسوقت عمرو نے جلدی سے پشتارہ اُسکا بھی باندھ کے زنبیل مین ڈال لیا
اور اپنے منھ پر رنگ روغن عیاری ملکے ہو بہو میلان شاہ کی شکل بنکے اندر محل کے داخل ہوا اور پہلے تمام
محلات اور ملازمین اور مقربین اور خواصین وغیرہ کو یہ حکم دیکے کہ سب میرے پاس سے ہٹ جاؤ جب تک مین
نہ یاد کرون خبردار کوئی بارہ دری مین نہ آنا جب کہ سب بیبیان بہوین بیٹیان نوکرین چاکرین لونڈیان
باندیان باری دارنیان فراشنیان بارہ دری سے نکل کر اور کسی مکان مین جاکے بیٹھین اُسوقت عمرو نے پہلے
اُن تینون تہ خانون کو جاکے کھولا اور جس طرح سے فتاح زرین کمر نے خزانہ کا حال بیان کیا تھا اُسی طرح سے
وہ تینون خانہ گنج زر و سیم سے مملو تھے عمرو نے جھٹ پٹ جال الیاسی کو زنبیل سے نکالکے چاروں طرف پھینکا اور وہ

روپیہ اشرفیون کے توڑے اُس جال مین کھینچ کھینچ کر اپنی زنبیل مین بھرتا جاتا تھا اور ایک دو گھڑی کے عرصہ مین اُن
تینون تہ خانون مین سواے خاک کے ایک روپیہ تک باقی نرہا بعد اسکے پھر بدستور اُن تینون تہ خانون کو مقفل
اور مسدود کرکے وہانسے بارہ دری مین آیا اور زنبیل سے میلان شاہ کو نکالکر زمین پر لٹا دیا اور چھاتی پر چڑھکے
قلمہ رفع بیہوشی کا اُسکو دیا میلان شاہ کو چھینک آئی اور آنکھ کھل گئی تو اس نے دیکھا کہ میری صورت کا ایک
شخص خنجر کھینچے میری چھاتی پر چڑھا ہوا مجھے ذبح کیا چاہتا ہے نہایت عجز و انکسار سے باچشم اشکبار کہنے لگا کہ آپ مجھے
کیون ذبح کرتے ہین عمرو نے کہا کہ مین فرشتہ قدرت نادیدہ خداے آسمان کا ہون وہ جو تو نے کلمہ گستاخانہ اپنے
بیٹے کا خواب سنکے زبان سے نکالا تھا اُس جرم کے قصاص مین تجھے ذبح کرنے کو آیا ہون اور بسمت جہنم لیجاؤنگا
میلان شاہ نے گڑگڑا کے کہا یا فرشتہ قدرت مجھسے خطا ہوئی آپ معاف فرمایے بیشک و شبہ وہ خواب میرے فرزند کا صادق
تھا اور مین نے اپنی بے خردی اور شامت اعمال سے اُس خواب کو جھوٹھا سمجھکر خواب شیطانی کہا تھا آپ جو کچھ مجھے
ارشاد کیجیے مین قبول کرون عمرو نے کلمہ شہادت میلان شاہ کو تلقین کیا اور وہ از سر صدق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا
تب عمرو نے یہ اُس سے کہا کہ اے میلان شاہ اب تو نے کلمہ طیبہ پڑھا اور مشرف باسلام ہوا خبردار اب جو بات کہ حق
ہو میرے سامنے کہنا بھلا مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تیرے بھائی طولان شاہ نے وقت رحلت تجھسے وصیت کی تھی کہ
میرے بیٹے فتاح زرین کمر کو تخت پر بٹھانا اور تو ولیعہدی کا کام کرنا اور جس وقت کہ وہ سن تمیز کو پہونچے تو اپنی
بیٹی ملکہ انجمن آرا کا میرے فرزند کے ساتھ عقد کر دینا سو تو نے برخلاف اُسکی وصیت کے سلطنت اُسکی غصب کی
اور بیٹی کو اپنی اُسکے ساتھ منعقد نہ کیا اور حکم قتل کا دیا تھا یہ کیا ماجرا ہے مفصل بیان کر وہ میلان شاہ نہایت
محجل اور منفعل ہوکے کہنے لگا شعر سو خطا کا ہون تو حاجت گواہ نہین + جو چاہو ہمیہ کرو ہم تو بے گناہ نہین + فی الواقع
یہ خطاے فاحش مجھسے سرزد ہوئی مگر اب آپ کے سامنے عہد کرتا ہون اور قسم کھاتا ہون کہ اسی وقت مین فتاح زرین کمر
اپنے بھتیجے کو تلاش کرا کے بلاتا ہون اور سلطنت اُسکے باپ کی اُسے دیکے اپنی بیٹی کو اُسکے عقد مین کردونگا اور مین
تارک الدنیا ہو کے کسی صحرا مین جا بیٹھونگا بقیہ حیات یاد الٰہی مین رہونگا عمرو نے کہا تو اے میلان شاہ دنیا و عقبی
تیری دونون بخیر ہونگی مگر تو یہ بتا کہ جتنی مدت تو نے اس طولانیہ کے ملک مین حکمرانی اور سلطنت کی ہے کسقدر خزانہ
نقد و سیم کا جمع کیا اور راہ خدا مین تو نے کیا دیا ہے میلان شاہ نے رو کر کہا کہ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ واقعی آمد
ممالک محروسہ سے بعد صرف تنخواہ فوج و سپاہ وغیرہ کے کئی خزانے میرے قبضہ اختیار مین ہین مگر مین نے کبھی ایک کوڑی
کسی کو راہ خدا مین نہین دی یہ کنجیان خزانہ کی حاضر ہین مین نے وہ خزانہ راہ خدا مین دیا اور وقف مومنین کیا عمرو
نے کہا لا مجھے دے مصرع درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست + اور یہ کہکے وہ سب کنجیان خزانہ میلان شاہ کی عمرو نے لیکے
نذر زنبیل کین اور اتنا کہکے کہ بس اب اے میلان شاہ حق تلفی نہ کرنا اور سلطنت طولانیہ کی اور فرمان روائی اس
ملک کی فتاح زرین کمر اپنے بھتیجے کو دیکر اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کا عقد اُسکے ساتھ کر دینا آگے تو جان عمرو گلیم عیاری اوڑھ
کر غائب ہو گیا اور جہان خزانہ میلان شاہ کا تھا وہان جا کے اُنھین کنجیون سے قفل کھول کر سارا خزانہ اٹھا کے
نذر زنبیل کیا اور فتاح زرین کمر سے آکے سارا احوال میلان شاہ کا بیان کرکے کہا کہ مین نے جو تجھسے وعدہ کیا تھا وہ
مین پورا کر چکا سلطنت اور حکمرانی اس ملک کی اور ہم بستری اپنے محبوب دلخواہ کی تجھے مبارک ہو میلان شاہ
ترا چچا ترک دنیا کر کے بہ نیت عزلت نشینی سمت صحرا جاتا ہے اب تو آپ کو ظاہر کر اور سریر سلطنت پر جا کے بیٹھ وہ جو کہ
تو نے قیقنون گنج کا مجھسے عہد و پیمان کیا ہے اُسکو وفا کر تاکہ مین جلد صبح کو یہان سے روانہ منزل مقصود ہون فتاح زرین کمر

سنے کہا کہ مین تو غلام حلقہ بگوش آپکا ہون وہ گنج کیا حقیقت رکھتے ہین اور جو کچھ کہ مجھسے خدمت ہوسکے گی مین بجان
و دل حاضر کرونگا غرض یہان تو یہ گفتگو عمرو سے اور فتاح زرین کمر سے ہو رہی ہے وہان میلان شاہ کا حال سنیے کہ جب
اس نے یہ دیکھا کہ وہ فرشتۂ قدرت جو میری صورت بنکے آیا تھا میری نظرون سے غائب ہو گیا گھبرا کے بارہ دری سے
باہر نکل آیا اور کسی بی بی اور باندی سے کچھ کلام نہین کیا فقط محل سے برآمد ہوکے حکم دیا کہ شہر خولانیہ مین جابجا
تلاش کرو اور دس دس بیس بیس کوس تک جا کے ڈھونڈھو جہان کہین فتاح زرین کمر میرا بھتیجا کہ وہی وارث
اور مالک اس سلطنت کا ہے ملجاے تو اُسے جلد لاؤ مین اُسکی امانت بموجب وصیت اپنے بڑے بھائی کے حوالہ کر کے
بتہیہ یاد الٰہی واسطے صحرا نوردی اور دشت گردی کے اب جاؤنگا چنانچہ یہ خبر تمام شہر مین عالم گیر ہو گئی کہ میلان شاہ
بادشاہ عالیجاہ نے مثل ابراہیم ادہم سلطان بلخ و بخارا کے ترک سلطنت کرکے بصورت گدایان خرقہ پوش بتہیہ
صحرا نوردی اور دشت گردی جاتا ہے اور اپنے بھتیجے فتاح زرین کمر کو فرمان روا اس ملک کا کرینگے طلب کیا ہے
فتاح زرین کمر نے وہ ہیئت گدائی اور وضع درزلون کی تبدیل کی اصلی صورت اپنی بنا کے اور عمرو بھی آزادانہ
شکل سے تھا فتاح زرین کمر سے باتین کر رہا تھا کہ ناگاہ ایک طرف سے کچھ مردم چوبدار ہرکارے جو اسیطرح تلاش کرتے
اور چار طرف ڈھونڈھتے پوچھتے وہان بھی آ نکلے فتاح زرین کمر کو پہچانتے ہی سبھون نے جھک جھک کر مجرا کیا اور ایک لحظہ مین
مجمع خاص و عام ہو گیا اور اسی مقام پر تمام جلوس سواری کا اور سوار و پیادے ہزارہا آدمی جمع ہو گئے
اور فتاح زرین کمر کو سوار کرا کے میلان شاہ کی بارگاہ مین لے گئے میلان شاہ نے فتاح زرین کمر کو دوڑ
کر اپنے گلے سے لگا لیا اور بہت سا عذر و معذرت کر کے کہا کہ لو بیٹا تخت و تاج اور ملک و مال اور یہ علم اور یہ
جاہ و حشم سب تمہارے باپ کا تمکو مبارک ہو اور مین خوشی سے اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کی بسوم شادی اور مناکحت
کی کہ وصیت میرے بڑے بھائی صاحب کی ہے ادا کر کے آپ کسی صحرا مین جا کے یاد الٰہی مین بسر کرونگا غرض یہ
کہکے تخت زرین پر فتاح زرین کمر کو بٹھلا دیا اور سامان جہیز اور تیاری شادی اپنی بیٹی ملکہ انجمن آرا کی کرنے
لگا شاہ عیاران عیار اسیصورت سے آزادون کی شکل خاص فتاح زرین کمر بنے ہوے تا غروب آفتاب تو شریک صحبت
رہے وقت شام فتاح زرین کمر عمرو کا ہاتھ پکڑ کے اندرون محل جہان وہ تینون تہ خانے خزانے کے تھے وہان لے گیا
اور جس تہ خانے کو کھولکر دکھایا سوا اسکے خاک مٹی کے اور کچھ وہان نہ تھا اپنے جی مین نہایت خفیف اور ذلیل
ہو کر سکتے کی صورت محو حیرت عمرو سے کچھ کہہ نہین سکتا تھا عمرو نے مسکرا کے کہا کہ سبحان اللہ ای فتاح ابھی تو یہ
پہلا مقام ہے مصرع سالے کہ نکوست از بہارش پیدا است * فتاح زرین کمر نے کہا کہ کچھ غلام کی عقل کام نہین کرتی
اگر عمرو جان بھی اس خزانے کو صرف کرتے تو دو چار برس مین ایک تہ خانہ خالی ہوتا عمرو نے کہا ہان صاحب
سچ ہے جب جھوٹ بولنے پر آئے تو پھر جو جی چاہا کہنے لگے پھر وہ خزانہ آخر کیا ہوا فتاح زرین کمر نے سرنگون ہو کر کہا
کہ شاہ عیاران عیار اسوقت تو آپکے سامنے فی الواقع بہت ذلیل اور خفیف اور محض کاذب ہوا مگر انشاء اللہ تعالی
تا زندہ ام بندہ ام بالفعل سردست دو صندوقچے جواہرات کے ایک مقام پر مدفون ہین مین اُنکو لا کر آپکی نذر کرتا ہون
اور جب آپ وہان سے مراجعت فرما کے تشریف لائینگے اُسی وقت مین وہ سب پیشکش کرونگا یہ کہہ وہ دونون صندوقچے
جہان گڑے تھے وہان سے نکال کر لایا اور عمرو کی نذر کیے عمرو نے اُنکو زنبیل مین رکھ کے فتاح زرین کمر سے کہا
کہ مین فقط اس خیال سے کہ تیری دل شکنی نہو یہ نذر تیری قبول کیے لیتا ہون مگر اپنے جہیز مین سے جو کہ تجھے میرا حصہ
دینا منظور ہو وہ اور تینون تہ خانے کے خزانہ کا روپیہ جو محسوب ہو وہ بطور امانت کے رکھنا انشاء اللہ تعالیٰ

مین باختر سے پہر کر تجھسے لیتا جاؤنگا اور اب مین رخصت ہوتا ہون فتاح زرین کمر اپنی آنکھون مین آنسو بھر کر کہنے لگا
کہ پادشاہ عیاران عیار غلام نے اپنی معشوقہ سے ہاتھ کھینچا اور اس سلطنت سے درگذرا آپ کے ہمراہ چلے گا اور اب غلام
کے دل کو یہی آرزو ہی کہ اقدام عالی سے جدا نہو عمرو نے کہا کہ ای فتاح مین گاؤلنگی گاؤسوار سے چالیس دن مین
بیابان جبل القمر کو طی کرکے ملک سنجان سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لیکے پہر آنیکا وعدہ اور شرط کرکے آیا ہون
میری چال اور تیری رہروی سے زمین و آسمان کا فرق ہی تو میری گرد کو بھی کسیطرح سے نہین پہونچ سکتا اگر تجھے
یہی منظور ہی تو شہر سبائل مین مجھسے ملاقات کرنا یہ کہکے عمرو مثل شاہین تیز پر فتاح زرین کمر کے پاس سے آگے روانہ ہوا
اور دور سے اسنے دیکھا کہ لکھوکھا آدمی اور کروڑہا خلق ہر چہار طرف سے خیل خیل اور ذیل ذیل گردہ گردہ اور انبوہ
انبوہ سوار و پیادے ادنی اعلی وضیع و شریف کہ دمہ امیر و فقیر برنا و پیر زن و مرد کپڑے تحفہ تحفہ پہنے ہزارون فیل نشین
اور پالکی نشین سکڑون میانون پہ رتھون پر سوار پوشاکین دھوم دھامی آراستہ پیراستہ کیے شادان و خندان
سامنے چلے جاتے ہین ہزارون کھلونے والے ہزارون نٹ نٹنیان باریگہ کٹھ پتلی والے بندر خرس نچانیوالے
ہیجڑے زنانے جوگی بچے بھان متی بھان متیان ہزارون طائفے دس کوسی پنچ کوسی دیہات کے مزدور ڈوٹنگے سر پر
ساز سارنگیان ڈھولکین طبلے خنیگ تال کی جوڑیان لیے کسبیان گاڑیون اعرابون پر سوار سپڑوائی پیادہ پا
ہنستے قہقہے مارتے اچھلتے کودتے اور یہ کہتے پہرتے کہ آج خداوند لقا کے اس نوروز کے میلے مین سال بھر کی فکر
فوت سے ہم لوگ مطمئن اور مستغنی ہوجائینگے گام فرساہین ہزارون ساہو کار ساہوکار بچے اگروالے بنیے ہزارون
حلال خور مداری سلاری خیراتی لکھوکھا کفار و الفار بڑے بڑے نیزے بالنسون کے غلاف ہاے تمامی اور زری
زربفت سے منڈھے ہوئے پہریرے بہت عریض و طولانی ہوا سے لہراتے اور جھونکے کھاتے سو سو پچاس پچاس
آدمی لنگرے دکنی ان بالنسون کو تھانبے ہوئے ڈھول دمامے بجتے ہزارہا لکھوکھا ساہوکار بچیان رستوگی بچیان
مہاجنیان اور کھتر انیان بھیرے اور ڈھول بجاتین قلادے گردنون مین اور ہار پھولونکے پہنے دمتے اور ٹوکریان
اسٹھایون کی چنگیرین ہارون پھولونکی سبز سرخ مومی اور کافوری بتیان اور لوبان لیے لقاے مشرک خدا کے نام
کے گیت گاتی چلی جاتین تھین عمرو نے یہ تماشا دیکھ کر لوگون سے پوچھا کہ یہ میلہ کیسا ہی اور کہان ہی ان لوگون
نے جواب دیا کہ ای شخص شاید تو پردہ دنیا پر نہین رہتا ہے آجکے دوسرے دن یعنے کل صبح کو روز نوروز عالم
افروز خداوندی ہی اور زیر قیغلول خداوند لقا کہ برس برس فلکے راہ سے یہ لوگ میلے کے دیکھنے کو آتے
ہین جمع ہونگے وقت نصف النہار کے خداوند بچیدہ ہزار ملک لقاے خداے باختر اپنا چہرہ زشت دریچہ
سے نکالے گا تمام لقا پرست اُس شکل و ہیئت کو دیکھکر سر بسجود ہونگے اور سجدے کرکے جو جسکی مراد ہوگی وہ مانگیگا
اور اپنی مراد پائیگا عمرو یہ گفتگو اُن لوگونکی سنکے خاموش ہورہا اور تھوڑی دور علیحدہ جاکے رنگ روغن عیاری
کا اپنے تمام بدن پر ملکے ایک بڑے بوڑھے سپاہی مسافر کی صورت کہ چوڑی دار پائجامہ پانون مین دوہرا
انگرکھا کا گلے مین ٹیکا بہت بھاری کمر سے باندھے ایک پیچہ کا نسی سر پر ڈھاک کا نیتہ آگے بگڑی مین دھوپ
کے بچاؤ کیواسطے کھونسے لنبی تاڑی کی کٹار کمر مین حسکیم خانی کی تلوار ڈاب مین ایک ٹٹو دبلا کہ ہڈیان
اسکی پوست سے نمایان تھین نالش پہ سوار اٹھین میلے والون کے ساتھ ساتھ کوئی آدھ کوس آگے گیا اب جو دیکھا
تو سبحان اللہ فرسنگون تک سکڑون باغات کیے ہین ہزار ہا جہنے ڈیرے بنگلے اسپک راوٹیان قلندر بان ارگیان
چہوٹی بارہ دریان پال تنگیرے چھولداریان استادہ ہوتی جاتی ہی چارطرف طنابین کھنچی ہین بازار لگتا جاتا ہی

دکاندار دو کانون لگاتے جاتے ہین کہین حلوائیون نے میوہ تر مٹی کے تحفہ تحفہ نفیس اور پاکیزہ باندھ باندھ کر کسی نے پال کسی نے جاذم کسی نے چاندنی تان لین ہین کسی نے قنا تین گھیر لین کوئی بہت بڑی دُکان ہے کہ وہان نمگیرے بچھو بہ استادہ ہین تھال مٹھائیون سے لگے ہین تحفہ تحفہ شیرینی لڈو پیڑے برفی خرمے سنجلے امرتیان جلیبیان پلا کڑیان نکتیا میوے کی لوزین گلاب جامنے مٹھائی بیچھے کی شکرپارے در بہشت تھالون مین چنے ہوے بھٹیھیان گرم ہین کڑھاؤ چڑھے ہین پوریان کچوریان پپیتان تر حلوا کھجورین وغیرہ پکوان پکتا جاتا ہے خوانچے والے خوانچون مین بازار مین بیچتے پھرتے ہین کہین بالائی کھویا ابڑی دہی دودھ بک رہا ہے کہین سموسے دال موٹھ مرنکے جیسے سہال ٹکی پلوڑیان حلوا سوہن دودھیا حبشی الواع الواع اقسام اقسام طرح کا تخم خربزہ قند کے قوام مین بنائے ہوے الائچی دانے وغیرہ خوانچے والے لیے لگاتے پھرتے ہین سیکڑون فقیر جلالی مداری آزاد وغیرہ دست بستہ ہاتھوںمین اور گلے لوہے کے لیے زنجیرین ہلاتے سیکڑون مرچ بستے چڑے کے گلین باندھے سرننگے استرے ہاتھون مین ہے سے لہو بہتا ہوا سیکڑون سترے شاہی کالی کالی سیلیان گلو مین ڈالے ڈنڈے بجاتے بانیان سنا رہے ہین دس بیس سنگ زن بھاری بھاری پتھر اپنی چھاتیون پر مارتے ہوئے کہین دو چار ننگے بچے اپنی اپنی چادرون کو پھاڑے ہوئے ہوٹے جلتے نبانے اور جلائے ہاتھون پر زانو پر رکھے گل کھاتے تعفن اورچربی گوشت کے جلنے کی چار طرف پھیلی ہوئی ہے کہین دو چار اگھوری فقیر استخوان اور دندان انسان اور کھوپریون کا بندرون کے ایک مالا اپنے گلے مین ڈالے غلاظت تمام جسم مین ملے کاسہ سر آدم مین بول و براز بھر بھر کے پیتے ہوئے دکاندارونکے سامنے بیٹھے ہین کہین پانچ سات جوگی بجے گیروے کپڑے پہنے ناقوس سے ٹکڑون کے ملنے گلے مین ڈالے ایک ایک نادیہ بیل کو کہ اس پر جھولین کوڑیون سے منڈھی ہوئی تھی بڑے بڑے کورے اُن بیلون کے تھنون پر لگائے اپنے ساتھ لیے گھنٹی ہلاتے دکانون پر لیے پھرتے ہین کہین دو چار مشرکین اعین ایک محافہ کہارون کے دوش پر ہمراہ لیے اور اُس محافے مین ہیر تصویر لقاے مشرک خدا کا رکھے ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ وضیع و شریف کو دکھلاتے پھرتے ہین اور تمام کفار اُسے زیارت سمجھکر بقدر اپنے حوصلہ کے اشرفی روپیہ انگوٹھی چھلے وغیرہ زیور اُنکو دیتے ہین کہین دس بیس الفار کفار ایک نقشہ فیلولون کا اور تماشا دوزخ اور بہشت کا لقا کے ایک کتاب پر کھنچوا کے بہت پُر تکلف کار طلائی اور نقری اس پر بنوا کے اپنے اپنے دوش پر رکھے ہر ایک امیر و فقیر صغیر و کبیر کہ و مہ و زن و مرد کو اسے کھولکر دکھلاتے ہین اور عذاب دوزخ خاویہ سے لقا کی اس شخص کو خائف و ترساں کرکے طلب از ہی اور افسانہ پردازی اور لسانی اور چرب زبانی سے کچھ مانگتے ہین اور اسی فکر و تلاش مین پھرتے ہین اکثر سر میدان جلتی ہوئی ریت مین کھڑے ہین بعضے کیچڑ مین پڑے لوٹتے ہین دس بیس خنجریان بجا کے دو چار ڈھولک طنبور کے لیے لقاے مشرک خدا کی توحید سیکڑون نمہید ین اٹھا کے گاتے ہین لوگ راہ گیر میلے والے روپے پیسے کوڑیان پھینکتے جاتے ہین کہین دو چار حبشی بل بنے ہوئے تنتنیان ہاتھون مین لیے شلنگین بھرتے کودتے پھرتے ہین کسی دکان پر ہیجڑے زنانے ڈھولک منجیرے لیے تالیان بجا بجا کے ناچتے ہین ایک سمت جو دیکھا تو سیکڑون دکانین شیشے موتی والے لیساطیون کی لگین ہین دوسری طرف ہزارون دکانین کبابی اور نان پز نکی شیرمال باقرخانی تافتان ٹکیے آبی خمیری روغنی چپاتیان براٹھے زردہ پلاؤ چلاؤ مطنجن شیر برنج قبرنی میٹھے چاول شب دیگ قورمہ قلیہ کباب اقسام اقسام طرح کے بک رہے ہین کہین تنبولی بیڑے پان کے ورق نقرہ لگی ہوئی گلوریان تحفہ تحفہ لگائے دکانون پر بیٹھے پانکو الٹ پلٹ رہے ہین کہین باغبان گہنا پھولون کا ہار پھولونکے بدھیان پھولون کی پنکھیان پھولون کی بنا ے چنگیر و خمین

لگائے لکار رہے ہین مصرع معطر ہا رہین کما موسیقے کے کہین ترہ فروش کنجڑنین شوخ وشنگ چالاک اور گرماگرم ترکاریان اور میوہ ترو
خشک ٹوکرون مین لگائے بیٹھی ہین کہین ساقنون کی دکانون کی نضا وکیفیت ہے کہ کسی نے پال کسی نے منگیرہ بچو بہ استاد کرلیا ہی کسی نے
چھپرتان لیا ہی تخت اونچے اونچے لگائے کورے کورے مداسیے تحفہ تحفہ گڑگڑیان دکان پر رکھی ہوئین گلنار گلابی کاسنی زنگاری
دوپٹے سرون پر کنگھی چوٹی کیے مسی کی دھڑی جمائے پان کھائے لکھوٹا جمائے پائجامے مشروع اطلس گلبدن کے بڑے بڑے پائچون
کے پہنے ہوئے لال لال نیفے لگے ہوئے انگیان کرتیان فوق البھڑک پہنے ہوئے زرق برق بنی بیٹھی ہین کھنک گھنک رہی ہے
چرس گانجے کے دم پر رہے ہین آکا لوگ جمع ہین دائرہ مرچنگ کھڑک رہا ہی کوئی ڈھولک کوئی چکارا کوئی کرنال کوئی چینی
کے ٹکڑے بجا رہا ہی کوئی نکٹے گاتا ہی کوئی مُگت بول رہا ہی کوئی بھیکڑ لڑتا ہی دو چار سو کہار کسی خیمہ کے دروازے پر یا کسی
باغین آمون کے درختون کے تلے جاؤ کیے ہڑک بجا رہے ہین کہروا ناچ ہو رہا ہی جھا جھون کا غل ہی کہین میخانون مین شراب
بک رہی ہی شرابی اور میخوارون کا ہجوم اور دھوم ہی مصرع بھٹیون پر کہین جھومر پڑے متوالون کے کوئی نشے مین بیٹھا
جھومتا ہی کوئی حالت سرور مین کہتا ہی شعر ہون بندۂ پیر مغان ساقی کیو جاے تکلف تجھے ہین ہلا ازرو ہی ہے گر صاف نہین دُرد ہی ہین
گر جام نہین کوئی اکڑا ہوا چلا جاتا ہی کوئی بدمست ہو کے کیچڑ مین پڑا لوٹتا ہی کہین تاڑی کے سیندھی کے گھڑے اور لبنیان دھری
ہین لوگ تاڑی پی پی کے بدمستیان کر رہے ہین کوئی بڑہانک رہا ہی کوئی فحش بک رہا ہی آبکاری کے پیادے ہرکارے
چار طرف سے جھکے ہوئے محصول وصول کرتے جاتے ہین کہین سود وسوا فیونیون کی ٹکڑیان نظر آتی ہین ٹوکریان مٹھائیون
کی دھری ہین کوئی گنا چھیلتا ہی کوئی گنڈیری کھا رہا ہی کوئی پینک مین میٹھا اونگھ رہا ہی کوئی حقہ پی رہا ہی کوئی کہانی کہہ رہا ہی
گھولا گھولتا ہی کہین جوا ہو رہا ہی جواری جمع ہین کوئی بگتین کوئی سولہی کوئی چوسر کوئی گنجیفہ کوئی سہ سر کوئی نکی موٹھ کھیل
رہا ہی دس بیس ہارے بیٹھے ہین پانچ سات جیت کر اٹھے ہین دو چار سے چھین جھپٹ تکرار بحث کر رہے ہین ایک دو
کشتم کشتا گھونسم گھانسا لات کی دھول دھپا اسکے پتے اسکے ہاتھ مین اور اسکے سپٹے اسکے ہاتھ مین لڑ رہے ہین بیچ والے
بھی بیچ بچاو کر رہے ہین نال والے اپنی اشرفیان روپے پیسے جمع کیے سنبھال رہے ہین چپراسی ہرکارے دھمکا دھمکا کے کچھ
اپنی مطلب براری کرتے جاتے ہین کہین کسی سے تلوار چلی ہی کسی کا ہاتھ اڑ گیا ہی کسیکا بھنڈارا کھل گیا ہی کوئی بہت زخمی ہوکر
پڑا سسکتا ہی کوئی تلوار مار کے بھاگا جاتا ہی دو چار کھڑے ہین مرنے مارنے پر مستعد ہین ایک دو کی مشکین بندھی ہوئی پیادے
کوتوالی چبوترے قبضے تلوارون کے مارتے پکڑے کوتوال کے پاس لیے جاتے ہین چار طرف تماشائیون کا ہجوم ہی
کہین کوئی چور پکڑا گیا ہی دس پانچ اٹھائی گیرے جیب کترے اچکے گنٹھ کٹے لٹیا چوٹے گرفتار ہوے ہین انکی ہاتھ بندھے ہوے
لوگ انکے سرون کے بال پکڑے جوتی پیزار کرتے لات گھونسا مارتے ہوے لیے جاتے ہین کہین کسی شخص کی جورو بدخو
حرام کاری مکاری مین پکڑی گئی ہی کہین یہ کوئی رنڈی منڈی مسنڈی اپنے یارون سے فرالشات اقسام اقسام
کی ہزار ناز وانداز کرتی ہی کوئی اپنے چھوٹے بھائی کو کہین لکارتا پھرتا ہی اور کہین پر کسی طرف کو کسی کا لڑکا کھویا گیا ہی اس کے
ڈھونڈھنے مین سودائی دیوانہ سا بنا پھرتا ہی کسی کا ٹٹو چھوٹ گیا ہی سوار تو گرکے جو اٹھا پیچھے پیچھے اسکے دوڑا جاتا ہی چار و نطرف
سے مار مار ہو رہی ہی لوگ قہقہے لگا رہے ہین ٹٹو کے مالک کو بنا رہے ہین مگر وہ اسکا پیچھا نہین چھوڑتا ٹٹو لادولتیان مارتا پھرتا ہی
کہین کسی بیل نے کسی ساہوکار بچے کے منجھولے کو الٹ دیا ہی سیکڑون آدمی وہان کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین کسی کو کسی گھوڑے
نے لات ماری ہی وہ تو سر پھٹا ہوا زمین پر تڑپتا پھرتا ہی لوگ گھوڑے لے گئے پیش کھڑے ہین سوا ہے حجت تکرار ہو رہی ہی
کہین کھلونے والون کی دکانین لگی ہین مٹی کے کاٹ کے ابرک کے موم کے لاکھ کے شورے کے کھلونے بک رہے ہین کہین ڈھیر جھنجھنون کا لگا ہی کہین
مٹی کی ہارون کا انبار پڑا ہی کہین جھولا پڑا ہی کہین ہنڈولا گڑا ہی کہین بندر ناچتا ہی کہین ریچھ لڑتا ہی کہین بازیگر سپیرے نیولے اور سانپ کا تماشا

کر رہے ہین کہین بازیگرنیان کہین کٹھ پتلی والے بہروپیے اپنا اپنا جدا جدا رنگ جماتے ہین کہین نقال نقلین کرتے ہین کہین نٹ بانسون پر چڑھتے ہین نٹنیان ناچ رہی ہین کہین دو چار جڑی بوٹی گھانس جنگل کی تھیلیون مین بھرے بیر بہوٹیان کچھ ڈبیان دو چار کلھیان دو چار کپیان تیل کی کسی مین سانڈے کا تیل کسی مین سونس کا تیل اور کہین دو ایک بسکھپرے کہین دو چار سانڈے آگے دکان پر جھلاتے ایک شطرنجی بچھائے بیٹھے ہین کہین کوئی مونڈھا ڈالے چادر پھیلائے داستان کہانی کہہ رہا ہے سامعین جمع ہین تماشائی کھڑے ہین کہین کچھ منجھولیان رتھ جو بہلے میانے ڈولیان پردے والیون کی سیکڑون خانگون کی چلی جاتی ہین غرض بڑی دھوم دھام میلے کی اور ہجوم میلے والون کا ہے اور سمت شہر سبائل جہان یہ زیر قیطول لقا میلہ ہوگا جو دور سے عمرو نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ چونسٹھ فرسنگ کا یہ شہر ہے اور چالیس دروازے ایسے ایسے مرتفع اور بلند آمد و رفت کے ہین جنمین پانچ پانچ فیل مست کے قد کے برابر بلندی اور بارہ بارہ چھکڑے برابر نکلجانے کا راستہ ہے اور کوہ طلا اور کوہ نقرہ اور مار کوہ اور اژدر کوہ یہ چار پہاڑ بہت بڑے فلک فرسا شہر پناہ کے چپ و راست واقع ہین اور اندر سے شہر سبائل کے ساتون طبقے قیطولون کے اور قصر اور ایوان مرصع بہشت کے اور مکانات ہولناک دوزخ خاویہ کے اور لب گردان چاہ ماران کی کہ لقائے مشرک خدا نے بدعوی الوہیت یہ علامت اپنی کفر اور کافری کی رکھی ہے سب بخوبی نظر آتے ہین اور انشاء اللہ تعالی نقشا از تلف ان مقامونکا بوقت ایلچی گری خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند سلطان صاحبقران ثانی رستم زمان لندھور بن سعدان سعفلا اور مشرح کا بخوبی تمام بیان کیا جائیگا القصہ تا چند طول دیجیے مختصر یہ کہ اب مرشد کامل ہادی و رہنما نے یہ کیفیت اور فضا شہر سبائل کی اور سیر و تماشہ دیہات مین میلے والون کے ازدحام اور دھوم دھام کو اور مالامال اور بڑے متمول اور اہل دول وہان کے رہنے والے ادنی اعلی کو دیکھ کر پیش خود تجویز کیا کہ ای عمرو بعد مدت بسیار رہنمونی طالع بیدار سے اب کچھ امید پڑتی ہے کہ اس فاقہ کشی اور عسرت اور دو دو کوڑی کی محتاجی سے کچھ دنون کو تو بے فکری اور دلجمعی ہو جائیگی اور کیا عجب ہے کہ کوئی کونہ زنبیل کا بھی معمور ہو جاوے اور یہ تجویز کرکے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا اپنے منھ پر مل کے ایک سوداگر کی صورت بنگیا صرف مغربی جامہ گلے مین کتان کی پگڑی قدم رسولی سر پر وہ آنچلا پٹکا کمر مین بندھا ہوا مشروع کا پاجامہ پاؤن مین زیرپائی زربفتی اسمین دانہ ہائے یاقوت اور زمرد وغیرہ جواہرات ٹکے ہوئے پاشنہ کے درمیان مین چھوٹا صدف بے بہا کا نصب کیا ہوا بامحاسن سفید عصائے مرصع از سر تا پا ایک ایک دانہ گوہر شب چراغ کی طرح ایک ڈالی اور پیشام الماس بے بہا کی اور کئی لعل شب چراغ ایسے اسمین جڑے تھے کہ سات سات سلطنت کا خراج ایک ایک نگینہ کی قیمت تھا ہاتھ مین لیے عجیب با عظمت اور صولت اور شوکت و شان سے اندرون دروازہ شہر سبائل قدم زن ہوا تو اُس نے دیکھا کہ تمام شہر فی الحقیقت ایک کارخانہ طلسمی بنا ہوا معلوم ہوتا ہے نہایت وسیع اور پرفضا مسکان شہر لاانتہا مالک زر ریز زمین حسن خیز رعایا سے شہر مالامال ادنی اعلی مرفع حال چاندنی چوک اور دو بازار جوہری بازار کشمیری بازار اسلحہ بازار صرافہ بزازہ سب کھلا ہوا تمام دکانین شہر کی رنگا میزی کی ہوئین چھت پر سے تمامی زربفت کے آگے سائبان زربفتی زرتاری کھنچے ہوئے دکاندار پوستائین دھوم دھامی پہنے لال لال پگڑیان باندھ باندھ کر اپنے لڑکے بالون کو جوڑے بھاری بھاری پہنا کے لالا کے دکانون مین بیٹھے ہین چار طرف ٹھاٹھ بانس کے گڑھے ہین سرو چراغان کی روشنی کا سمان درخت تمام طاش بادلے تمامی مخروات شجر اسا دری اطلس سے منڈھے ہوئے قمقمے گیند روشنی کے روشن چھوٹے بڑے برج بارہ دریان قلعے آتشبازی کے گڑے ہوئے تمام چھتین مکانون کی جو جو کہ بے پردہ ہین انپر ہزارہا رانڈین بیوہ غریب بوارثین بڑی بوڑھی عورتون کے غول کہ سفید بال انکے سر کے چاندی کے سے تار چمکتے ہوئے سفید سفید محمودی کی چادرین سرون پر ڈالے سفید سفید پائجامے گاڑھے کے پانوئن مین پہنے زردباتاتی جوتیان پانوئمین سر کھلا ہوا دکانپر

سپید

بیٹھی مین دیکھ رہی ہین اور جو مکانات پردے کے مثلاً کرے بنگلے برج پختہ اور خام ہین اُنمین کہین تو چلمنین لگا جھنی تیلیون کی
کہین زر نفتی زرتاری سقرلاتی کارچوبی مخملی پردے کہین باناتی پردے کہین ٹاٹ کے پردے کہین سیٹھے کے کہین سرکیون کے
پردے پڑے کسی نے چاندنی گھیر لی ہو کسی نے قنات کسی نے جازم کسی نے پلنگپوش کسی نے شطرنجی کی آڑ کر لی ہو دس بیس نے
چارپائیان کھڑی کر کے پردے کر لیے ہین کسی نے کسی بڑی بوڑھی کو ٹٹی بنا کے آگے بٹھا لیا ہو کوئی کسی لڑکی کو آگے بٹھا کے آڑ کیے
ہنس ہنس کے کہہ رہی ہو کہ کوئی بھڑ دا ہین کیا دیکھے گا میلے ٹھیلے کا دن ہو ذرا اپنی مان بھنیا کی جا کے خبر تو لے وہ گیا کرتی ہونگی
ہزار ہا پریزادین حور طلعتین اُن پردے چلمنون مین تیتے جھانک رہی ہین صرف انکھڑیان انکھڑیان نظر آتی ہین نرگستان کھلا
ہو زیر مکانات سرچوک ہزارہا عاشق بیدل اور مشتاق جمال کوئی شنجرفی تہمد لنگوٹ باندھے بعضے ہرا گا اور پشت خار
ہاتھ مین پکڑے کتنے طوطی کے پنجرے لیے ادھر اُدھر اشعار مشتاقانہ بصد درد و آہ پڑھتے نعرہ عاشقانہ کرتے پھرتے ہین کوئی کہتا ہو
شعر فقیرانہ آئے صدا کر چلے + میان خوش رہو ہم دعا کر چلے + کوئی درد فراق اور شدت اشتیاق سے کسی اپنے محبوب
مرغوب کو یہ سناتا چلا جاتا ہو شعر سکے ہوئے کلیجے ٹھنڈے لینے دلکا نہ سوز گیا + گلے ملے تم آکے نہ پیارے الکا بھی نور گیا
کوئی کسی کمرے کے تلے کھڑا ہوا کہہ رہا ہو شعر + اپنی کھڑکیون کے پٹ دونون برابر کھول دے + دیکھ میرا حال باہر چلمن اندر کھول دے
کوئی زار و ناتوان عاشق خستہ جان مثل ہلال انگشت نما عالم اشعار لاغر استخوانی سے × تن شاخ خزان رسیدہ جیسے
چہرے پر غباریون نمایان × جون ابر تنک مین ماہ تابان + شوریدہ سر و شکستہ احوال × جامے مین بدن قلم مین جون بال
کسی درخت کے تلے مثل ثمر نخیتہ پڑا ہو بالا سے بام کسی اپنے معشوق سے آنکھ لڑا کے کہہ رہا ہو مخمس پر بین اُڑ کر تمھارے پاس جو آجائین ہم
دل ہی دل مین کب تلک خون جگر ابکھائین ہم × زخم دل اور داغ سینے کے کسے دکھلائین ہم × دل سمجھتا ہی نہین کیونکر اسے سمجھائین ہم
چھوٹ جائین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین × خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین × بعضے تماشا بین میلے والے اور راہ گیر
حال اور قال اُسکا دیکھ کر اور سنکر کہتے جاتے ہین سبحان اللہ شعر لوٹتے ہین خاک پر آنکھین لگی ہین سوئے بام + طالب
معراج ہین افتادگان کوئے دوست + کوئی شوخ چشم اپنے بالاخانے کے دریچے کا ذرا سا پردہ اُٹھائے دیکھ رہی ہو ایک شخص اپنے
معاملہ والون آشناؤن سے اُسکی طرف اشارا کر کے کہہ رہا ہو شعر اُٹھا اُٹھا کے جو یہ دہ نگاہ کرتے ہین + ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتے ہین
کوئی نازنین مہ جبین مہر تمکین ڈولی مین سوار ذرا سا پردہ ہٹائے جھانکتی میلے والون کی سیر بہار دیکھتی ہوئی چلی جاتی تھی
ایک شخص عاشق جمال اور فریفتہ تمثال اُس عشوہ گر سحر انداز سراپا غمزہ و ناز کا ہو کر افتان و خیزان پیچھے پیچھے سواری کے دوڑتا
اور یہ شعر سنا سنا کے پڑھتا ہو شعر پیچھے جائے گی سواری تیری پہلے میری جان + ہو کفن میرا یہی ڈولی کی چادر کھول دے
ہزارون اشراف زادیان پردہ نشین چالاکین اور بالشین خانگیان ڈومنیان بہوین بیٹیان اکثر درختون کے تلے
سرراہ قناتین کھڑی کر پردے چلمنین لگا کر بعضی بعضون نے چاندنیان جازمین تان لی ہین پردے کر کے بیٹھی
ہین تو گنٹھی چھیپی چوسر گنجفہ شیر بکری کھیل رہی ہین بھاری بھاری پاندان بٹاریان تختہ تختہ صندوقچے پاس رکھے آپس مین
اختلاط کی باتین کر رہی ہین قہقہے مار رہی ہین کوئی گا رہی ہو کوئی طبلے بجا رہی ہو کوئی ستار چھیڑتی ہو کوئی باتین کو ملا رہی ہو
کوئی گلوری بنا رہی ہو کوئی ڈلی کتر رہی ہو کوئی پھولون کے ہار پھولون کا گہنا پھولون کا طوق اور کل زیور پھولون کا پہن رہی ہو
کوئی ٹمہی بڑی بڑھیان گلے مین ڈالے کہ جسکا نمین بو سے لے رہی ہو پہنے ہو اور کوئی گلوریان تختہ تختہ بنا کے عطر مین
بسا کے چاندی کے خاصدان مین کسی اپنی ماما اصیل کے ہاتھ کسی کو بھیجتی ہو کوئی اپنی عزیز یگانون اور ساتھ والیون
کے پاس و لحاظ و شرم و حیا سے کسی اپنے مشتاق کو سنا کے یہ شعر پڑھ رہی ہو شعر اپنی تو وہ صورت ہو کہ جون بلبل تصویر کے
پرواز کی طاقت نہین اور باطن چمن ہو + کوئی شوخ و شنگ نہایت گرما گرم کسی اپنے عاشق بے نام و ننگ کو بجا ان آ

سرگردان و خوار پریشان و گریان و نالان دیکھ کر از بسکہ ولولہ محبت اور جذب عشق سے دل ملا جاتا تھا اور کلیجا چار چار ہاتھ اچھلتا ہو جی چاہتا تھا کہ کسی صورت سے اسے اپنے پاس بلاؤن اور دلبری دلداری اس کی کردن مگر از راہ شوخی و عشوہ گری اپنے حسن و شباب پر نازان ہو کہ ہم ایسے ہین ہزار انداز و ناز اُس کی طرف بزدیدہ نگاہی دیکھ لیتی ہی اور اپنے ساتھ والیون ہمجولیون سے مخاطب ہو کر یہ شعر کسی غزل کے پڑھتی جاتی ہی اشعار

خاک اڑانے گلیوں میں ہر پیٹتے پھرتے ہین
آنسو دے نصیبوں کو اپنے رو رو کر یہ دھوتے ہین
معشوقوں کے رسوا کرنے آئے ہین یہ ملا تک دنیا مین

پوچھو ایسے خدا کی مار انھین پھر کیون عاشق ہوتے ہین
کتنے پھرتے ہین ہم آج یہان کل اور کہین
پھل پائین گے کیا ہم سے اپنے ہاتھون سے کانٹے بوتے ہین

فقرے دم بازی مکاری جو کچھ ہے سب ہی فعل انکا
مر جائین کمبخت یہ ناحق عشق کا نام ڈبوتے ہین

اور کبھی بہ طرز دلبرانہ و انداز معشوقانہ اُس سے بخوبی آنکھ ملا کے قہقہے مارتے ہنستی ہی اور یہ کہتی ہی اشعار رتنے تو ہمکو دل ہی دیا ہی اسیر بھی یہ داد لیا ہمنے تو دیکھا چاہتے واجی تک اپنا کے ہین + قصہ پاک ہو جھگڑا چھوٹے مر رہو تو مر جاؤ تم + ہم باعفت پارسا ہو کر مفت اب رسوا ہوتے ہین ساتھ والیان ہمجولیان اُس کی اپنے اپنے چاہنے والون کا حال فخر یہ کہتی ہین اور ہنستی ہین ایک کہتی ہی لو اشعار

سب ہین عیار کوئی یار نہین | کہین دنیا مین چاہ پیار نہین
کہہ کے کوئی سچ کہین لیکن | جھوٹھ ہماو تو اعتبار نہین

کوئی کہتی ہی ورگور اس چاہ اور عاشقی پہ خدا کی مار شعر ہو پھر کبھی مت جاہ نصیب اعدا + کرے اس دھڑے کا ندا نصیب عدا دو چار کہتی ہین کہ ہم ہی قربان کیا تھا ان کمبخت جھوٹے فیلے دغا باز عاشقون کو ابتدا مین اپنی اپنی غرض اور مطلب براری کے لیے ہائے وائے کرین روتے پھرین بال بڑھائین کفنیان پہنین ہتھ مین ستجز فی گیر فرنے بستر کے گلیون مین خاک اڑاتے ہین مرین لڑین زہر کھائین گلا کاٹین آپ بے حیا اور ذلیل اور رسوا ہون طرف ثانی کو رسوا کرین اور جب غرض اُن کی نکل جائے تو پھر دل مین خاک اُڑتی ہی وہ آنکھ نہین وہ بات نہین وہ پیار نہین اشعار

یہ عاشق نہین جتنے ہین یار ہین
خدا انکی شر سے بچائے ہمین
یہ ہین ہجر تک آہ و بیتا بیان

نڈر ہین اور فتنہ پرداز ہین
کہ رحم انکے اُوپر نہ آئے ہمین
ہو اوصل تب پھر یہ حالت کہان

دغا آہ و نالہ سے دیتے ہین یہ
جہان ہمکو یہ اپنے قابو مین لاتے

اسی مکر مین جان لیتے ہین یہ
نہین یاد رہتی یہ پھر ہائے وائے

سیکڑون خوش وضع اُن کی بانکی ترچھی ادا نوجوان کبر امیر زادے شرفا زادے اکثر دوکانون مین مخملون کا فرش کیے شطرنجیان چار پائیان بچھائے چاندی کے حقے چاندی کی گڑگڑیان ہاتھون مین لیے دھوم دھامی پوشاکین پہنے عطر ملے بیٹھے ہین سیکڑون چبوترون پر دروازون پر کرسیان بچھائے مونڈھے ڈالے اکثر تپائیون پر بیٹھے کوئی دال موٹھ لے رہا ہی کوئی برف کھا رہا ہی کوئی فالودہ پی رہا ہی اپنے معشوقون کی طرف اشارے کنائے کر کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی اشعار

بھلا تمکو میرے جلانے سے حاصل
اگر میری رنجش ہی مد نظر ہی

دوپٹے کو آگے سے دُہرانہ اوڑھو
تو پھر چیتو نہین لبھانے سے حاصل

نہین دل کسی کا دکھانے سے حاصل
نمودار جوبن چھپانے سے حاصل
کوئی نازنین بروالستین گوشہ

قنات کو پکڑے کھڑی ان لوگون کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہی ہی یہان ایک صاحب آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر اپنے آشناؤن دوستون سے اُس کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہین قطعہ دل چھین لیا پر انھین لوگون نے + اور صبر بھی لے لیا انھین لوگون نے تنہا جو یہ سامنے کھڑی ہنستی ہین + برباد ہمین کیا انھین لوگون نے + سیکڑون غول بانکے ترچھے لوگون کے نیچے قرابینین دو نالیان پانون پر چڑھائے سپرین تلوارین سنبھالے مونچھون پر بل دیتے اکڑتے برستے ہوئے ادھر سے اُدھر اُدھر سے ادھر پھرتے ہین آپس مین گھور مگھارا اشارہ ہو رہا ہی آنکھین مل رہی ہین نظرین لڑ رہی ہین ہزار ہا غول کے غول کھترانیون اور ساہوکار بچیون کے اور ہزار ہا غول اگروالیون اور رستوگی بچیون

جوہری بچھون رستہ ہوگی بچھین کے اُنکے پانؤن کے گڑون کی آواز سے کیسے ہی کڑے سے کڑا رستم دل ہو تو بے اختیار
مانند موم کے نرم ہو جاے اساوری اطلس کمخواب زربفت تمامی گلبدن مشروع تافتے کے لہنگے پشے بنارسی زرد سرخ دھوتیان
ساڑیان باندھے لہنگون کو ہاتھون پر اُٹھائے بلور کی سی تختیان شفاف رانین آدھی کھلی ہوئی دوپٹے بیل کاری کے ڈوپٹے
کی چادرین سر سے اوڑھے آدھا منھ کھولے آدھا منھ ڈھانپے بلور کی سی کلائیون مین ہاتھونکی سبز سبز سرخ سرخ چوڑیان
پہنے ہنستی مسکراتی پان کھاے چلی جاتی ہین ایک عالم محو نظارہ حال اُنکا ہو کر پامال اُنکی چال کا ہو رہا ہے بعضے کہتے ہین
او دامن اُٹھا کے جانے والے + ٹک ہمکو بھی خاک سے اُٹھالے +۱ اشعار ان چوڑیونکی سنتے ہی جھنکار دو دستی
کھائی دل مجروح نے تلوار دو دستی + رسوائی عاشق سے تو واقف نہ ہوا اور +۲ یان یہ گئے نالے سر بازار دو دستی
کوئی کہہ رہا ہے شعر او جانیوالے شخص ٹک اک مڑکے دیکھ لے + یان بھی تڑپ رہے ہین گنہگار چار پانچ + کچھ لوگ کسی مقام
پر کھڑے کہہ رہے ہین شعر راہ کتراکے چلے منھ پہ دوپٹہ ڈالے + کس لئے جاتے ہو بھلا او میان جانیوالے + ہزار دل
چونے والیان بھانڈ ہگلی کتھک نقال کشمیری بچے کلاوت بچے جوگی بچے جہان تہان سر چوک کوٹھون پر جاوجے ڈھولکین
منجیرے ساز سارنگیان لیے اپنا اپنا جلسہ اور اکھاڑا جدا جدا جماے دھوم مچا رہے ہین نیز قبیلول خداوندی
چولنسہ لاکھ سوار و پیادہ دن کی چھاؤنی پڑی ہوئی ہے چارسوے بازار مین چبوترہ کوتوالی کے آگے ساٹھ ہزار عیار
کفار نابکار قلندرے زربفتی پاتابے سقرلاتی باندھے حلقہ ہاے کمند عیاری کلائیون مین لپیٹے چقے اکسباری کے پہنے
بیدھنی کے اور گوپھنین ہاتھون پکڑے چوڑیان جمجمونکی کردون مین لگاے ڈنڈے بجاتے جوتا رہے چھپر سرے شلنگین بھرتے
صلاح مشورے باہم کر رہے ہین اور اندرون چبوترہ کوتوالی مہتر گرد مرد اور ارم لو بخشی عیار طاؤس حرین دونون لگا کے
بیٹھے ہین اور ایک شخص تاج مرصع پہنے بہت معقول صورت کو مشکین باندھے سپاہی کوتوالی کے کوڑے مار رہے ہین شاہ
عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کہ آپ بھی سوداگرون کی صورت بہت مختشمی وضع بنے میلے کی سیر کرتے جاتے تھے اُس
شخص پر مار پڑتے دیکھ کر کسی سے پوچھا کہ صاحب یہ کون شخص ہے اور کس علت مین یہان گرفتار ہو کر آیا ہے اور
کس جرم کی تعزیر اسے دیتے ہین ایک عیار ان عیارون مین سے جو صلاح مشورے باہم کر رہے تھے عمرو کو گفتگو اُسکی متوجہ
ہوتے دیکھکر نہایت مستعد ہوا اور کہنے لگا کہ اے شخص یہان میلہ ہے تجھے اس تحقیقات سے کیا مطلب ہے عمرو نے کہا
کہ صاحب آزردہ نہو مین نے اسلیے پوچھا ہے کہ اگر یہ شخص مجرم سرکار کسی کا قرضدار ہو تو مین اُسکے عوض قرضہ اُسکا ادا
کرکے اس عذاب جہیم سے اُسے نجات دلواؤن مجھے حسنات ہوگا گرد مرد عیار نے جو تڑے ہین سے یہ گفتگو جو سنی اور عمرو
کی صورت سوداگرون کی سی دیکھی تو وہان سے کہنے لگا کہ اے خواجہ ماجرا یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نادیدہ خدا کے
پرستار ہے تھا جو سردار ہے اسکا عمرو نامے ایک عیار ہے اُسکے سر پر تاج عیاری بہت پُر تکلف اور گران قیمت مین نے
دیکھ کر اُس سے زیادہ تکلفات کرکے اپنے واسطے ایک تاج تیار کرایا ہے اب فرق کیا باقی رہا کہ عمرو کے تاج مین
کئی لعل اٹھارہ اٹھارہ مثقال کے لگے ہوئے ہین مین نے اس سوداگر بدذات سے کہا کہ مجھے بھی تو ایک لعل اٹھارہ
مثقال کا تلاش کرکے لادے سو یہ بدذات ہر روز مجھے وعدہ امروز و فردا کیا کرتا ہے اور لعل نہین پیدا کرتا ہے اسواسطے
اسے مین کوڑے مارتے مارتے جان سے مار ڈالونگا عمرو نے پوچھا کہ داروغہ صاحب تم لعل کی قیمت دینے کا اقرار کرتے ہو یا زبردستی
مفت اس سے منگاتے ہو مہتر گرد مرد نے کہا کہ اے سوداگر مین داروغہ نہین ہون مین طاؤس لحرین تھا مہتر گرد مرد عیار مالک شہر ماحل
کا ہون مین باوصف ایسی حکومت کے اس ملعون کو قیمت خاطر خواہ جو یہ مانگتا وہ مین دیتا مفت نہین لیتا تھا عمرو نے کہا کہ اگر
مہتر صاحب تم قیمت دیتے ہو تو یہ اتنا عذر بیجا ہے مین آپکو اٹھارہ مثقال کا ایک لعل کیا حقیقت رکھتا ہے کہو تو دو لعل ابھی اسی وقت

سماعت کر دون لیکن طلب کہ آپ یہ فرماے کہ مجھے آپ اسکی قیمت کیا دین گے مہتر گردم روے نے کہا کہ ای خواجہ تم مجھے انیس مثقال کا لعل دو
تو مین بچاس تو ڑے زر سرخ کے ابھی تمھارے تو اضع کر دون یہ کہکے جلدی عمرو کو اپنے پاس بلا کے لوگون سے کہا ارے خواجہ صاحب
کیواسطے کرسی لاؤ اور عمرو کرسی پر جا بیٹھا اور زنبیل سے ایک لعل مصری کا بنا ہوا نکال کے کہنے لگا کہ لو مہتر صاحب اسے
وزن کرا لیجیے کہ انیس مثقال سے کوئی رتی دو رتی سوا ہوگا کم نہوگا مہتر گردم روے اس لعل کو دیکھکر دنگ ہو گیا کہ اسکی روشنی سے
تمام مکان چبوترے کا جگمگانے لگا مہتر گردم روے نے نہایت خوش ہوکے لوگون کو حکم دیا کہ جلد جاکے پچاس توڑے اشرفیون کے
ہمارے مکان سے لدوا کر خچرون پر لدوا کے خواجہ صاحب کو حوالہ کرو حسب الحکم مہتر گردم روے کے آن واحد مین پچاس توڑے
اشرفیون کے خچرون پر بار ہوکے آئے عمرو نے کہا مہتر صاحب اب جہان آپ نے یہ نوازش فرمائی وہان اتنا امیدوار ہون کہ اگر
فرما دیجیے تو یہ خچر جہان لب دریا میرا جہاز لگا ہے وہان تک یہ توڑے پہونچا دین مہتر گردم روے نے کہا کیا قباحت ہے اچھا اؤ
خچر والو جاؤ خواجہ صاحب کا لب دریا جہاز تجارت کا لگا ہے وہان توڑے اشرفیون کے پہونچا دو عمرو سلام کر کے اٹھا اور چلتے
وقت مہتر گردم روے سے یہ کہہ گیا کہ مہتر صاحب تین روز تک کسی ظرف مین ڈال کر پانی بھر دیجیے گا بعد اسکے پھر اسکو نکال لیجیے گا اور
اسکی آب و تاب ملاحظہ کیجیے گا کہ آفتاب کی شعاع اسکے سامنے شرمندہ ہو جائیگی اور قیمت دو چند ہو جائیگی عمرو تو اس چبوترے
سے اٹھکر چلا اور تھوڑی دور پر جاکے ان خچر والون سے کہا کہ تم میرے ساتھ کہان کہان خراب ہوتے پھروگے یہ بازار جو
دکان خالی پڑی ہے اسمین یہ توڑے رکھدو اور تم سب اپنے خچر لیکے چلے جاؤ میرے نوکر جا کر آتے ہونگے وہ اٹھا
لیجائینگے خچر والے ہر چند عذر کرتے کہ لیجئے کہ نہین صاحب ہم جہان آپ فرمائین وہان تک پہونچا دین عمرو نے کہا نہین تم بیچارے
غریب مزدور ہو ادھر سیر اسطرف کے لیے اپنے بچے بالون کی پرورش کیواسطے ہو یہ میاں اور زحمت کرتے ہو مجھے منظور نہین میرا
جی کڑھتا ہے بلکہ یہ لو مین تمکو اپنے پاس سے انعام دیتا ہون تم سب جاؤ ہر ایک کو ایک اشرفی طلب کہ دو مزدوری کی بھی نہوگی انھین
دی وہ سب دعائین دیتے توڑے اشرفیون کے خچرون پر سے اتار کے اس دکان مین رکھ کے چلے گئے عمرو نے جھٹ پٹ
جال الیاسی مار کے ان پچاسون توڑون کو زنبیل مین رکھ لیا اور جلد جلد اس کوچے سے اس کوچے مین اس گلی سے اس
گلی مین جاکے زنبیل پر ہاتھ مارا اور تحفہ طلب کر کے اپنی شکل سپاہیون کی بنائی پھر چوک مین جا نکلا اور اسی طرح سے
ٹہلتے کا ہر طرف اور سب آدمیون کا جلوہ طے کرتا ایک دکان نانبائی کی بڑی دھوم دھام کی دیکھکر ٹھہر گیا اور وہان اپنے بہنوئی
خواجہ اخی سعید کو بیٹھا دیکھکر ایک اشرفی طلب دی اور کہا کہ ہم مسافر ہین کچھ کھانا ہمارے واسطے جلد لاؤ خواجہ اخی سعید نے
وہ جھوٹی اشرفی پہچانکر عمرو کی طرف دیکھا اور جانا کہ یہ شاہ عیار ان عیار عمرو بن امیہ نامدار ہے تب اخی سعید نے اشارے سے
کہا کہ تمھارا میری دکان پر یا بازار ٹھہرنا باعث میرے قتل اور خانہ بربادی کا ہوگا لہذا مصلحت وقت یہ ہے کہ تم اندرون خانے
مین اپنی بہن کے پاس جاؤ عمرو بے ساختہ اس مکان مین قدم زن ہوا ہمشیرہ بانو بہن عمرو کی جو عمرو کو زنانے مین بے خوف
وخطر آتے دیکھا پہلے تو چاہا کہ شور و غل کرے بعد اسکے عقلیں پہچان گئی دوڑ کے عمرو سے لپٹ گئی اور بڑی دیر تک بلائین
لے کر روئی اور بعد ازان احوال سلطان صاحبقران کا اور بیان عمرو کے آنیکا پوچھا بڑی عزت و توقیر سے عمرو کو مسند مکلف
منقود ملوایا اور کھانا کھلوایا عمرو نے سب احوال اپنے آنیکا اور گردم روے سے روپیہ بہ عیاری لینے کا بیان کر کے وہ پچاسون
توڑے زر سرخ کے جو مہتر گردم روے سے لیے تھے سب بہن کی تواضع کیے اور اخی سعید مع بانو دونون میان بی بی عمرو
کی دعوت کی تیاری اور مہمانداری مین مشغول ہوئے اس عرصہ مین آواز نقارے کی گوش زد ہوئی عمرو نے پوچھا
کہ یہ نقارے شہر مین کیسے بجتے ہین اخی سعید نے کہا بھائی سال بھر پیچھے کل کے دن لقاے مشرک خدا اپنے قیدیون
کی عدالت مین انبارہ سے زرشت اور شکل بلشت تمام خلق کو دکھلاتا ہے اسکا نام نوروز قرار دیا ہے اور اسی کا یہ میلہ جو تھے راہ

مین دیکھا ہو ہوتا ہو خلائق سال سال بھر کی راہ سے اس امید پر کہ لقا کا روے نامبارک آج دیکھین گے اور دعائین مانگین گے
اس شہر مین آ کے جمع ہوتی ہی عمرو یہ حال سنکے بہت ہنسا اور تمام رات بآرام وہان بسر کرکے صبح کو یہ کہکے کہ ذرا مین بھی یہ
سیر اور یہ کیفیت میلے کی اور لقاے مشرک خدا کی کلہ و کافری کی دیکھ آؤن وہان سے باہر نکلا اور ایک گنوار دیہاتی کی شکل
کہ تبے گران ڈیل طویل القامت گنوار گہے سے ہاتھ پانون ایک انگوچھا یعنی ایک دو ہاتھ کا کپڑا سر سے لپیٹے لنگوٹا باندھے چمڑے کا پنیہی
جوتا ہاتھ بھر کا پانون مین پہنے لوہا بندھا لٹھ کاندھے پر رکھے سانولا رنگ دو چار داغ چیچک کے منھ پر اس قطع اور برزق سے
میلہ دیکھنے بھیڑ بھاڑ مین گھستے چلتے زیر قیلولہ صحراے محشر مین آ کے ایک بہت اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا اور سامنے دریچہ جہان نما
کے نہایت مشوش اور مغموم سر جھکاکے بیٹھ رہا ناگاہ ایک گبر غیور قوی ہیکل تنومند بانو نہایت خائف شکل کہ اسی لقاے
مشرک خدا نے فرشتہ روزی رسان خطاب دیا ہے اوس ٹیلے پر چڑھ آیا اور عمرو کو مغموم اور رنگینہ بیٹھا دیکھکر پوچھنے لگا کہ اے بندۂ
خداوند لقا تو کون ہے اور یہان مغموم اور اندوہگین اتنا مسکین بنا کیون بیٹھا ہے جو تجھے تلاش رزق اور حاجت دنیا ہو وہ مجھسے
مانگ لے مین فرشتہ روزی رسان خداوند جہیدہ ہزار ملک باختر کا ہون عمرو نے رو کے اور بہت سی اپنی محتاجی اور مفلسی ظاہر کرکے کہا اشعار
فاقے پہ فاقے کرتا ہون شدت سے بھوک کی + جاڑون کی طرح رہتا ہون نقصون کو چاٹ کے + اور حال تنگدستی و محتاجگی نہ پوچھ
ملتے نہین پہننے کو ٹکڑے بھی ٹاٹ کے + مجھکو خدا کچھ ایسا دے کہ تا میری یہ مفلسی رفع ہو اوس فرشتہ روزی رسان نے پانچ
تھیلیان اشرفیون کی عمرو کو دے کر کہا کہ ابھی سال مین بالفعل تو خداوند نے تجھے یہ زر نقد واسطے صرف قوت کے تقدیر کر دیا
سو تجھے مین دیتا ہون اور آگے پھر جو تیرے لیے وہ تقدیر کریگا جہان تو ہوگا وہان پہنچا دونگا یہ کہکے وہ چلا گیا عمرو نے وہ
پانچون تھیلیان اشرفیون کی نذر زنبیل کرین اور پھر وہین بیٹھ کے تماشا میلے کا اور ہلڑ میلہ والون کا دیکھنے لگا کہ ایک
ایک شور یوم النشور اٹھا اور چار طرف غل ہوا کہ یا خداوند یا خداوند عمرو نے گھبرا کر جو اوس دریچہ جہان نما کی طرف خیال
کیا تو دیکھا کہ لقاے مشرک خدا نے اپنا سر شاہ باختری مردود الہ اوس کھڑکی مین سے سر نکالے بیٹھا ہے اور از مغرب تا مشرق اور
از جنوب تا شمال فرسنگون تک لکھوکھا آدمی گرد برما مرد و زن امیر اور فقیر ادنی اعلی شاہ گدا صغیر و کبیر برنا و پیر اہل حرفہ
بازاری دوکاندار پیادہ سوار اشراف اطراف اور جتنے زمیندار گنوار رعایا برایا ٹھاکر راؤ راجہ بابو چھتو سوار ہی قلی نوکر
اندھا اور کفار ہین سب اونھین نے زمین پر سمت دریچہ جہان نما پڑے ہوے ایک سکے جو تہر پر ایک کا سر اسی طرح سے سر بسجود
ہین کوئی دست بدعا اوس لیے کہتا ہے کہ یا خداوند میرے اولاد نہین مجھے بیٹا عطا کر کوئی ہنسا پکارتا ہے کہ یا خداوند مجھے دولت
دیکے مستغنی کر کوئی کہتا ہے کہ مجھے عارضہ جسمی سے صحت دے کوئی بکتا ہے کہ میری حرمت دشمنون کے ہاتھ سے بچالے یہ سب
تماشا دیکھکر عمرو کی عقل دنگ ہوگئی اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ سبحان اللہ کیا گدھے بیوقوف جمع ہین مصرع
ادمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت + جو اوس گبر غیور خوک بیکر خرس بادیہ ضلالت علیہ اللعن والعذاب کو سجدہ کرتے ہین توبہ سبب
استغفار پھر بے ساختہ جو اوپر عمرو کی آنکھ اٹھ گئی تو لقا کی ڈاڑھی کو دیکھا کہ ایک گز پولا ڈاڑھی کا خوب کنگھی کیا ہوا بال
بال صاف اور شفاف جدا جدا گوہر شاہوار اور لعل شبچراغ اور یاقوت اور زمرد اور پکھراج اور فیروزہ اور الماس بے بہا
اُن بالون مین پرویا ہوا ہے عمرو ایسا جواہرات لقا کی ڈاڑھی مین پرویا ہوا دیکھ کے زیادہ تر بیتاب ہوگیا اور پانی منھ
مین بھر آیا جی مین کہتا تھا کہ افسوس صد ہزار افسوس ع فلک کج رفتار ہر گردون غدار اشعار

خاک کے سر پر کرے داماں گل کا سائبان
میل کھینچے دیدہ بینا مین یہ تاریک عقل
ایک ڈھیلے پر بہین گاہے جینان

مفلس کو موتی چگاتا ہے صدا یہ بے تمیز
پیر کرے کحل الجواہر لیکے چشم سرمہ دان

پا برہنہ خار پر ہمکو پھرا دے در بدر
پوست کھینچے ہما کا دے کے مشت استخوان
تا کجا کیجے بیان اس سفلہ دون کا مزاج

ہم تو دو دو پیسے کو محتاج پھرین اور اس مشرک خدا لقا کی ڈاڑھی مین جواہرات

ہفت اقلیم کی سلطنت کا پردیا ہو واہ واہ ہے واہ رے غرض بہت سا افسوس کرکے ایکبار شاہ عیاران عیار نے کہا کہ یا حضرت
خواجہ خضر علیہ السلام اسوقت مین آپسے التجا کرتا ہون کہ اگر یہ پولا ڈاڑھی کا لقا کی مع تمام اس جواہرات کے میرے ہاتھ آجائے
تو زیادہ تو مجھ مین استعداد اور مقدور نہین ہے مگر یہ سمجھ کے کہ کار دنیا بدون کچھ خرچ کیے کسی سے نکلتا نہین لہذا اسوا این کوڑی
کی نیاز آپکی مین دلواؤنگا اپنی اوقات موافق گویا مین نے بڑا کام اور بڑا حوصلہ کیا ہے مگر عند اللہ آپ میرے حق مین جناب باری
سے دعا کیجیے اور یہ جواہرات لقا کی ڈاڑھی کا مجھے دلوا دیجیے اور مین سعی اور تلاش مین کوتاہی نہین کرونگا الغرض اس دعا مانگنے
کے اب عمرو نے اُن دعا مانگنے والون کو کہ جو فرسنگون تک اوندھے پڑے سر بسجود تھے لقا سے دعائین مانگتے دیکھ کر اپنے دل مین
خیال کیا کہ ای عمرو کچھ تو بھی اس علیہ اللعن لقاے مشرک خدا کو لطف دکھا شاید اسی عیاری سے وہان تک رسائی ہو جاے یہ خیال
کرکے اپنا لنگوٹا کھول ڈالا اور برہنہ اور عریان ہو کے اسکی طرف منہ کرکے کھڑا ہو رہا ایک مرتبہ لقا نے جو دور سے اس طرف کو دیکھا
کہ ایک گنوار و بیہاتی ننگا دھڑنگا کھڑا ہوا ہے اور سجدہ نہین کرتا اُسنے اپنا سر دریچہ جہان نما سے اندر کھینچ کر پٹ دریچہ کا بند کر لیا اور دم
بھر بعد پھر کھڑکی کھولکر جو دیکھا تو پھر عمرو برہنہ نظر آیا اسوقت لقاے مشرک خدا کو ایک حالت غیظ طاری ہوئی اور نہایت
درہم و برہم ہو کر پکارا کہ ای جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ جلد آ یاقوت شاہ قریب آکے حاضر ہوا لقا نے کہا کہ ای جبرئیل درگاہ مین نے
تجھے اپنے نور قدرت سے پیدا کیا اور فرشتہ مقرب خاص جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ کے نام سے مامور کیا ہے تو اسوقت کچھ لوگ اپنے ہمراہ
لیکے جا اور وہ جو بندہ مغضوب اور گستاخ سامنے دریچہ جہان نما کے کھڑا ہے اُسے گرفتار کرکے میرے پاس لا حسب الحکم لقا کے
یاقوت شاہ غیظ و طیش مین بھرا ہوا تازیانہ ہاتھ مین لیے فیلون پر سے اترا اور کچھ لوگ مسلح اور مکمل اپنے ہمراہ لیے اُسی گھڑی
بیچ عمرو کے پاس پہونچا اور ایک تازیانہ عمرو کو لگا کے کہنے لگا لہ او بدذات یہ حرکت گستاخانہ تو بحضور خداوند لقا کر رہا ہے جلد اپنے
لنگوٹے کو باندھ عمرو نے کہا کہ صاحب تم چاہو مجھے حلال کر ڈالو میرا گلا کاٹ ڈالو لیکن مین تمھارا کہنا کبھی نہین مانونگا نہ اپنا لنگوٹ
باندھونگا اسی طرح سے ننگا مادر زاد کھڑا رہونگا اور اسی طرح ہزار ہزار لاکھ لاکھ سجدے خداوند لقا کو کرونگا حتی جو دری سے اپنی
مراد خداوند سے پا لونگا یاقوت شاہ نے ہر چند بسہولت اور آشتی اور بدرشتی و سیاست عمرو کو سمجھایا اور منع کیا کہ تو ایسی گستاخی نہ کر
خداوند لقا کا قہر غضب نازل ہوگا اپنے لنگوٹے کو باندھ لے عمرو نہ مانا تب یاقوت شاہ نے عاجز اور ناچار ہو کر کہا کہ یہ گنوار بڑا
بیوقوف اور اسکی عقل اوندھی ہے یہ کسی طرح کسیکا کہنا اور سمجھانا نہین مانیگا اسے مین خداوند کے پاس لیے جاتا ہون چاہے
اس پر وہ مہر اور رحم کرے چاہے قہر کرے مین بدون تقدیرات خداوند کے نہ اسے قتل کر سکتا ہون کہ اس گستاخی کی اسے تعزیر ملے
اور نہ اسے چھوڑ جا سکتا ہون یہ کہکے عمرو کو گرفتار کرکے یاقوت شاہ زیر قیطول خداوندی لایا اور وہان عمرو کی آنکھون مین
پٹی باندھ کے قیطول مین کہ جہان تخت گاہ لقاے مشرک خدا کے آگے حجاب قدرت پڑا ہے اور اٹھارہ ہزار پیغمبران مرسل اور نامرسل
اور پہلوانان قدرت اور ستونان درگاہ لقا اور بادشاہان اقالیم مالک تاج و دیہیم دست ادب بستہ زنگلون پر بیٹھے ہین
وہان یاقوت شاہ نے عمرو کو لیجا کے سنگ سیاہ پر قدم رکھا اندر سے آواز پیدا ہوئی کہ ای جبرئیل قدرت فرشتہ مقرب خاص
چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی کہ وہ بندۂ گستاخ جو روبرو دریچہ جہان نما اُس ٹیلے پر گستاخ ننگا کھڑا تھا بحسب
تقدیرات خداوندی اُسے گرفتار کرکے لایا ہون لقا نے کہا تقدیر کردیم کہ اسکی آنکھون مین پٹی باندھ کے برابر حجاب
قدرت کے لا کے کھڑا کر دے یاقوت شاہ نے اسی صورت سے عمرو کو برابر حجاب قدرت کے کھڑا کر دیا لقا نے پوچھا کہ ای بندۂ
گستاخ یہ کیا حرکت نالائق تو کرتا تھا عمرو نے جواب دیا کہ گسّیان موری آنکھین تو مندہ ہین مین کیا جانون کہ گسّیان اور مالک کون ہے
جب تئے گسّیان اپنے مالک سے مودا سامنا ہوئے تب مین اپنا حال کہون لقا نے حکم دیا کہ اسکی آنکھین کھول دو اور حجاب
قدرت میرے سامنے سے اٹھا دو کہ یہ بندہ میرا اپنے خداوند حقیقی کو دیکھ کر سجدہ کرے اور اپنے اعمال نازیبا اور افعال ناسزا سے توبہ کرکے

آنکھون کی پٹی کھولکر کہا کہ ای بندۂ گستاخ سجدہ کر عمرو نے دیکھا کہ ناظر اور منظور اور معقول اور منقول وغیرہ خوبصورت خوبصورت نوجوان نوجوان چند لونڈے کہ وہ فرشتگان مقرب درگاہ مشہور ہین چپ و راست کھڑے ہوے ہین اور تخت پر لقاے مشرک خدا بیٹھا ہی عمرو نے سجدہ تو نہ کیا اور وہی حرکت گستاخانہ کی لقا نے نہایت غیظ و طیش مین آکے کہا کہ ای بندۂ گستاخ یہ کیا تیری شامت ہی مین ابھی تجھے دوزخ خاویہ مین ڈال دونگا عمرو نے کہا کہ گسیان تو میرا مالک ہی تجھسے کوئی راز ظاہری اور باطنی مخفی اور پوشیدہ نہین پہلے میری فریاد سن لے پھر جو تیری خوشی ہو کرنا مین فلان ملک مین جو فلان قصبہ ہی وہانکے زمیندار کا بیٹا ہون اور وہان اُس گانون کی یہ رسم ہی کہ جو قوی جسیم ہوتا ہی اُسکو اپنی بیٹی دیتے ہین اور جو کمزور اور پست قد ہوتا ہی اُسکے ساتھ کوئی اپنی بیٹی کی شادی نہین کرتا اور مین ایک برادری کی لڑکی پر عاشق ہون اور چاہتا ہون کہ میری شادی اُسکے ساتھ ہو لیکن چونکہ قدآور نہین ہون اسواسطے مین یہان آیا ہون کہ تو گسیان مالک ہی دنیا کو تو پیدا کرتا ہی کسی کو دولت دیتا ہی اندھے کو آنکھین کوڑھی کو کایا بانجھ عورت کو بیٹا عرض جو کوئی تجھسے جو مراد مانگتا ہی اُسکی مراد ملتی ہی میری مراد یہی ہی کہ تو گسیان میرے جسم پر ذرا اپنا ید قدرت پھیر دے کہ یہ دو ہاتھ اور بڑھ جاے اور یہ قدرت خداوندی کی سب عالم پر ظاہر ہو اور وہ میری جورو مطلوبہ اور مرغوبہ میرے ہاتھ آئے لقا نے اپنا منھ پھیر کے کہا کہ یہ اوجڈ گنوار ہی اسکی عقل اور فہم مین مین نے اسی طرح تقدیر کی ہی اسکا کچھ قصور نہین یہ بندۂ خاص الخاص میرا ہی ایک حکمنامہ اُس ملک کے بادشاہ کو لکھ بھیجو کہ وہ اُس زمیندار سے کہہ کے اُس لڑکی کی شادی اُسکے ساتھ کرا دے اور کوئی عذر اور حیلہ درمیان مین نہ لائے عمرو نے کہا گسیان وہان کے حاکم نے زبردستی اُسکے ساتھ میری شادی کرا دی تو میرا مطلب کچھ نہ نکلا کیونکہ وہ میری معشوقہ تو مجھسے کبھی راضی نہوگی اور نہ میرے جی کو تیری خداوندی کی طرف سے اعتقاد زیادہ ہوگا جب تک تو اپنا ید قدرت میرے جسم پر پھیر کے نہ بڑھاویگا لقا نے کہا اب تو جا اگلی نوروز مین بڑھا دونگا عمرو نے کہا تو گسیان مالک ہی جب تو میری مراد ابھی نہ دیگا اور قدرت اپنی مجھے نہ دکھائیگا تو اب مجکو تو چاہے دوزخ مین ڈالدے چاہے تو میرا گلا کٹوا ڈال لیکن مین اپنی غرض کو نادیدہ خدا سے آسمانی کی جا کے آج سے پوجا اور پرستش کرونگا لقا نے جو یہ گفتگو عمرو کی سنی تو اس مشرک خدا علیہ اللعن کو یہ کہان گوارا ہی کہ میرا بندہ اور کی پرستش کرے نہایت عاجز اور ناچار ہوا اور بہت پیچ و تاب کھا کے کہنے لگا کہ یہ رہا جاتے کا لٹھ اوندھی کھوپڑی الٹی عقل کا گنوار ہی ذرا اسے میرے پاس لاؤ عمرو دعائین دیتا آگے بڑھا لقا نے اپنا منھ پھیر کے عمرو کے جسم پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا بس جا عمرو نے شور و غل مچانا شروع کیا کہ واہ واہ گسیان واہ واہ میرے مالک کیا کہنا تیرا ذرہ دیکھو میرا جسم بڑھ گیا تو نے جو اپنا ید قدرت میرے جسم پر پھیرا تو سچ مچ دو ہاتھ بڑھ گیا ہی مین تیری قدرت کا قائل ہوا لقا نے کہا جا جلد اسے یہان سے لیجا کے قیطولون سے اُتار آؤ فرشتگان مقرب نے پھر عمرو کی آنکھون مین پٹی باندھ کر جھٹ پٹ قیطولون پر سے اُتار کر باہر نکال دیا اور عمرو کی آنکھو کی پٹی کھولدی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور دولت قیطولون کی دیکھتے ہی عمرو کی تو رال ٹپکی پڑتی ہی کہتا ہی کہ ہاے کیونکر مین یہ سب مال اسباب نقد و جنس یہان کا لوٹ کر اپنی زنبیل مین رکھ لون اور جھٹ پٹ شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر سنکے یہان سے پھرون اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے شرط جیت کر سال بھر کا خراج ملک بربر کا لون غرض عمرو تو اس فکر و تدبیر مین ہی اب اُسکو تو یونہین رہنے دیجیے

جب تک دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر صاحبقران ابن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت گنجاب بن گنجور بن مالک حرمان دیوکش کو خبر پہونچی کہ شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان نے قلعہ شکستہ حرمان دیوکش مین جا کے اپنا دخل کر لیا اور وہ جو خزینہ اور دفینہ کئی برس کے خراج کل باختر کے سیم و زر کا اُس قلعہ مین تھا سب پر قابض اور متصرف ہوا اور اہرمن و ساربخ دونون قلعہ دار وہان کے کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گئے اور

اب سلطیع اور فرمانبردار بدیع الزمان کے ہوکے قلعہ داری اُس قلعہ کی کرتے ہین گنجاب نہایت حالت اضطراب مین مغموم اور اندوہ گین ہوا اور ابھی کچھ کہنے نہین پایا تھا کہ چند اشخاص سراسیمہ اور مضطر بارگاہ گنجاب مین باریاب ہوکر منظر اس حال کے ہوئے کہ یا پیغمبر مرسل شاہزادہ بدیع الزمان سے خارث خونریز اور صارب خونریز حاکم ورہ خونریز جا کے ملگئے اور بلا اکراہ و اجبار لطیب خاطر اپنے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوگئے اور بدیع الزمان کو بطریق دعوت اپنے ہمراہ ورہ خونریز مین لیجا کے جتنا کہ خزانہ وہان تھا سب بدیع الزمان کی نذر کیا اور ابھی تک بدیع الزمان وہان جشن نشاط او محفل رقص و سرود مین بیٹھا جام صہبائے عیش و انبساط سے مدہوش اور بادہ نوش ہی بس یہ حال سنکے گنجاب کا پھر تو یہ حال تھا کہ مثل مار سر دم بریدہ ہزار ہزار پیچ و تاب کھاتا تھا اور کف افسوس مل مل کے کہتا تھا شعر کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت * وای از مادر گیتی بچہ طالع زادم بعد دم بھر کے بشارت رنج و تعب سے بہزار غیظ و غضب جانب مہلیل دراز ترکیب مخاطب ہوکے کہا کہ اسوقت چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکے برسر بدیع الزمان سمت ورہ خونریز جا اور ان دونون نمکحرام مقسدون حارب خونریز او صارب خونریز دشمنان خداوند لقا کو اسیر اور دستگیر کرکے اور بدیع الزمان کا سر کاٹ کر میرے پاس لا حسب الحکم گنجاب کے مہلیل دراز ترکیب مع چالیس ہزار سوار سمت ورہ خونریز روانہ ہوا اور بعد کوچ کرجانے مہلیل دراز ترکیب کے ازبسکہ گنجاب کو طاقت صبر او ضبط کی نہ رہی تو پیش خود یہ تجویز کرکے کہ جو کچھ میرے ملک اور میرے گھربار کی تباہی بربادی ہوئی سبب اس خانہ خراب میری بیٹی گوہر ملک کی ذات سے ہوئی ہی پہلے جاکے اس شوخ دیدہ گیسو بریدہ گوہر ملک کو چار باغ ملک حرمان سے مع فضل بن گیا ہو راور ارباب باختری وغیرہ نمک حرامون سمیت گرفتار کرلاؤن اور ان سبکو سزائے اعمال پہونچاؤن تو بعد اسکے جیسا محل اور موقع ہوگا بدیع الزمان سے سمجھ لونگا غرض یہ کہ گنجاب بھی لشکر فراوان اور فوج و سپاہ بیکران لیکر کہ فرشتگان تک مثل مور و ملخ کے کفار نابکار پیادے اور سوار نظر آتے تھے سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش روانہ ہوا دوسرے روز دوسری منزل مین ایک عیار شاگردون مین سے سنجانی عیار کے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق دوڑا ہوا سامنے گنجاب کے آیا اور دعا و ثنائے گنجاب مین یہ رباعی پڑھی رباعی تو فخر خراسانی و فاساقطار وہ گوہر بدہن دلری و راساقطار وہ روزان و شبان زحق تعالے خواہم * رکب دہرت خداو باساقطار وہ پیغمبر صاحب کی عمر دراز ہو بیٹے جو آپ کے سمت ملک بربر تشریف لیگئے تھے سو وہ وہانسے مراجعت فرماکے مع ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان اور ملک بختیارک شوم کافر بدین فلان مقام مین کب دریا آپہونچے ہین گنجاب نے جو یہ سروش راحت فروش اپنے بیٹون کے آنے کا سنا تو فرط سرور اور جوش خون پدری سے بیتاب ہوکے کہنے لگا کہ اب پہلے جاکے لب دریا اپنے فرزندون سے ملاقات کرون اور انھین کے آون اس بہانے سے گویا استقبال ہرمز اور فرامرز بن نوشیروان کا بھی ہوجائیگا بعد اسکے چار باغ پر فوج کشی کرونگا اور ملکہ گوہر ملک کو پکڑ لاؤنگا غرض یہ کہکے گنجاب مع اپنی تمام فوج و سپاہ کے سمت دریا واسطے اپنے تینون بیٹون کے دیکھنے اور ملاقات کرنے اور پیشوائی اور استقبال ہرمز اور فرامرز بن نوشیروان کے جاتا ہی اب آگے دیکھئے کیا ہو

اب شمہ داستان فطرت بیان مہراوج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری سے بیان کی جاتی ہی

کہ جب عمرو لقائے بشر کے خدا سے بعیاری اپنے جسم پر ہاتھ رکھوا کے بمرا او قیطونون پر لوگون نے عمرو کی آنکھون پر پٹی باندھکر نیچے اُتار دیا تو عمرو اور بشکل اپنی بناکے سیر کرتا سر چوک چلا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک سواری نمودار ہوئی عمرو نے دیکھا ایک لڑکا بہت خوبصورت برس پندرہ سولہ ایک کا سن وسال سراپا حسن و جمال تاج بہت بھاری نصالحہ لگا ہوا سر پر رکھے انگرکھا شبنم کا گلابی رنگا ہوا بہت چست پہنے ڈوپٹہ لچکا لگا ہوا کمر سے باندھے پائجامہ اطلس کا کارچوبی یا قوت احمر کے

سرخ سرخ بوٹے اور زمرد کی بیل اور پتیان بنی ہوئین کلیو ندار پائنچون مین پہنے جوتا تاٹ بافی دو تین اشرفی کا ایک جوڑی زنگی گم مین کھونسے ایک مرکب بادپیما گلگون عذار بازین و لجام مرصع کار اور دیمی پوزی ساز و یراق مکلل بجواہر مغرق بجواہر پر سوار سو سوا سو ہرو ہے چوبدار عصا بردار نقیب ہزار بارہ سو خاص بردار پانچ ہزار سوار بڑے بڑے رسالدار سپہ سالار اور کچھ جلوس سواری کا ہمراہ لیے بڑے ایک شان و شوکت سے گھوڑے کو چمکاتا کدا تا چلا آتا ہے اور دو چار سو امیر امرا رئیس زادے وزیر زادے مقربان درگاہ لقا اپنے اپنے گھوڑون پر سوار گرد و پیش اسکے باتین کرتے چلے آتے ہین عمرو نے لوگون سے پوچھا کہ صاحبو یہ کون صاحب ہین لوگون نے کہا کہ یہ ایک کتھک کا لونڈا ہے طیفور زنی نواز اسکا نام تھا منظور نظر خداوند لقا ہو گیا خداوند نے مقبول نیہی جہرہ اسکو خطاب دیا اور معشوق اپنا گردانا اب اسکا یہ رتبہ اور مرتبہ ہی کہ ہیجدہ ہزار ملک باختر کے امیر امرا شاہ و گدا اسکی بہتسی عزت اور توقیر کرتے ہین اور دست نگر اسکے رہتے ہین جو یہ کہدے وہی خداوند باختر تقدیر کرے عمرو نے پیش خود یہ تجویز کر کے کہ عیاری تو خوب سوجھی ہی بن پڑنا شرط ہی جھٹ پٹ ایک سو قدم آگے جا کے زنبیل پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ یا دادا آدم میری صورت ایک مہنت کی ہیجاے ساتھ معجزہ طلب کرنے کے اب عمرو نے آئینہ مین دیکھا کہ مین ایک مہنت کی صورت برس اسی بچاسی کا سن رنگت سرخ و سفید میدے اور شہاب کی سی توند یعنی پیٹ کا مثل لا ابت بھاری ایک گیروا تہمد باندھے گیروی چادر اوڑھے سر کے بال سب غائب چند باگمسی ہوئی پلکین بھوین ریش و بروت سب سفید ہین پس پھر تو عمرو زنبیل سے جوڑی زنی کی نکال کے ایک دکان مین جا بیٹھا اور بالحان داؤدی اس غزل کو زنی مین گانے اور بجانے لگا غزل

زاغ و کرگس دہر مین اپنے ہما ہو جائینگے
چشم کم سے خاکسارون کو نہ دیکھا چاہیے
گریہ ہی تو بیر سے سب روزے قضا ہو جائینگے
منع کیون کرتا ہی ناصح آہ و زاری سے ہمین
رفتہ رفتہ ہم کسی کے مبتلا ہو جائینگے

مرگ تو ہی خواب راحت پر غضب ایک اور ہی
آج ہین محتاج کل حاجت روا ہو جائینگے
چشم وحدت بین کا سرمہ ہونگے ہم زار و نحیف
ہمسے کسدن خوش تھے وہ جو اب خفا ہو جائینگے

گر غرور ناکسان سے آشنا ہو جائینگے
کیسے کیسے آشنا ہمسے جدا ہو جائینگے
لوگ کہتے ہین کہ روزہ ہی مسافر پر حرام
آسیاے چرخ مین جب سرمہ سا ہو جائینگے
گر رہی شوق خیال مہوشان ہی ای ہوس

تو یہ عالم ہوا کہ ہزار بارہ سو راہ گیر اہل حرفہ بازاری دکاندار زن و مرد ادنی اعلے شاہ و گدا صغیر و کبیر برنا و پیر سب صدائے زنی سنکے محو حیرت سکتے کی صورت جہان کھڑے تھے وہین محض بیہوش اور خود فراموش کھڑے اور بیٹھے جس حالت مین تھے اسی طرح سے رہ گیے سنسان ہو ابند ہو گئی اُس گھڑی اس اصول ہو بسیرا گئے جانور اپنا بھول درختون سے لگ لگ کے یاد صیاد ہو گئی وجد مین بولنے واہ واہ ہو رستے بند ہو گئے اسقدر بھیڑ آدمیون اور راہ گیرون کے رک کر کھڑے ہو رہنے سے ہو گئی تھی کہ سواری طیفور زنی نواز کی رکی اور ادھر آواز بانسری کی جو طیفور کے گوش زد ہوئی تو ایک برچھی سے اُسکے دل کے پار ہو گئی کلیجا پکڑ کے رہ گیا اور اپنے نوکرون ساتھ والون سے پوچھنے لگا کہ یہ بھیڑ بھاڑ کیسی ہے اور یہ زنی نوازی کون کر رہا ہی لوگون نے کہا کہ ایک بڑے مہنت جو گوشہ نشین ہین کہ وہ بیٹھے بانسری بجا رہے ہین اُنکے درشنون اور بانسری کی سننے کو یہ سب لوگ بھیڑ لگائے کھڑے ہین طیفور کا یہ حال تھا کہ زنی کی آواز سنکے اسقدر جبہ اسکا دل گداز ہو گیا کہ آنسو نہین تھمتا تھا اور کلیجا بسلا جاتا تھا نہایت بیتاب ہو کر جھٹ پٹ وہین گھوڑے پر سے کود پڑا اور پیادہ پا اُس طرف کو دوڑا چوبدار سرد ہے عصا بردار اور بڑے بڑے امیر اُمرا آگے پیچھے داہنے بائین لوگون کی بھیڑ بھاڑ کو ہٹاتے اور اہتمام کرتے غرض بہزار دشواری جبکہ اُس دکان تک جہان مرشد کامل زنی نوازی کر رہے تھے پہونچے تب طیفور گھڑی بھر کامل سامنے کھڑے کے اپنے دونون ہاتھ باادب باندھ کھڑا رہا گر مرشد کامل جو اپنے آنکھین بند کئے مصروف زنی نوازی تھے مطلق خبر نہوئی اور نہ آنکھ کھولکر دیکھا کہ کون آیا اور کون کھڑا ہے بعد گھڑی بھر کے طیفور نے جب طاقت ضبط نہ دیکھی تب دوڑ کر عمرو کے

قدسون پر گر پڑا اسوقت عمرو نے آنکھ کھولی اور طیفور کی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر کہا بچا بیٹھ جا اور یہ کہکے پھر کوئی ساعت پھر بانسری بجاکے رکھدی۔ اور طیفور کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ بچا تو کون ہی اور یہان کیونکر آیا اُسنے کہا کہ شاہ صاحب میرا نام طیفور زنواز معروف و مشہور تھا اب جس دن سے منظور نظر خداوند ہیچیدہ ہزار ملک باختر کا ہوا ہون خداوند نے مجھے مقبول پری چہرہ خطاب دیا ہی اسوقت مین قبطول خداوندی سے ذرا اپنے گھر کو جاتا تھا یہان آپ کی نَے کی دُھن اور آواز سنکے مین خود رفتہ ہو گیا لہذا امیدوار ہون کہ اس فن زنوازی مین مجھے بھی شاگرد اپنا تو کیا منھ جو مین کہون کیجیے لیکن اپنا ایک نالائق چیلہ سمجھکے کچھ مجھے تبلاییے عمرو نے کہا بچا کیا مضائقہ دو ہاجن ڈھونڈھا اُن پائیان گھرے پانی بیٹھ خدمت سے عظمت ہی جو یندہ یابندہ۔ مصرع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ٭ ہمکو کیا آتا ہی فقط یہ قدرت خداوند لقا کی ہان اگر جو کچھ آتا ہی تجھے تبائینگے تو بچا ہونہار ہی کچھ ہو رہیگا طیفور زنواز نے پالکی منگاکے کہا مین امیدوار ہون کہ آپ چندروز میرے فقیر خانے مین رونق افزا ہوجیے عمرو نے کہا ہمکو تیری خوشی ہدل و جان منظور ہی قصہ مختصر یہ کہ عمرو کو پالکی مین سوار کراکے طیفور زنواز پایہ پالکی کا پکڑے پیادہ پا ہمراہ چلا اور کئی سو امیرامرا بڑے بڑے رسالہ دار اور سپہ سالار جب طیفور زنواز معشوق خداوند لقا کا پیادہ پا ہو گیا تو وہ بھی ناچار ہوکے گھوڑون پر سے اتر پڑے اور ساتھ ساتھ طیفور کے پیچھے پیچھے پالکی کے چلے جاتے تھے اور ہرچند عمرو کہتا تھا کہ بچا تو بھی سوار ہو مگر طیفور نہین مانتا تھا آخر کار عمرو نے بہت سا کہکے طیفور کو گھوڑے پر سوار کرایا اور طیفور عمرو کو لیے اپنے مکان مین آیا اور بڑی دھوم سے عمرو کی دعوت کی تیاری مین مصروف ہوا سوسوا سو طائفے ارباب نشاط کے پنجہزاری اور ہفت ہزاری اور بارہ ہزاری وہ وہ کہ جو بادشاہان ذیشان کے یہان نہین جاتے تھے اور بڑے بڑے نامی اور نمودی تھے کچھ تو پاس آداب اُسکے رتبے اور مرتبے کے کچھ بخیال اسکے کہ یہ خداوند کا معشوق اور منظور نظر ہی کچھ ایسے تھے کہ ہزار جان و دل سے اسکی صورت کے فریفتہ اور شیفتہ تھے بسبب وابستگی طبیعت اور دل کی چاہت کے آئے اور شریک محفل رقص و سرود ہوے تھاپ طبلون پر پڑی مجرون کی آواز لہر سارنگی کا باین کی گمک آسمان کو جانے لگی شعر ہوئی گانے والون کی اک دھوم دھام تماشائیون کا ہوا اژدہام ٭ ہوئے اہل رقص و طرب کے جمع ٭ لگے کرنے پروانے یا ہوس شمع ٭ طیفور زنواز نے دست ادب باندھکر عرض کی کہ یہ فدوی امیدوار ہی کہ اب ذرا آپ نَےنوازی کیجیے یہ ساری صحبت مشتاق ہی دو چار بول بجاکے اُنکے دلون کو خوش کر دیجیے اور مجھے کچھ تبلاییے عمرو نے کہا بچا برادرانیو شعر محرم دولت نبود ہر سرے ٭ بار مسیحا نکشد ہر خرے ٭ مین جانتا ہون کہ تو منظور نظر خداوند ہی اور تو متحمل اس بار گران کا ہوسکیگا اس لیے مین نے تجھسے وعدہ کیا اور اقرار کیا ہی کہ مین تجھے کچھ تبلاؤنگا لیکن اس بلوے مین نہین کوئی لحظہ بہر تخلیہ کی صحبت مین چلکے بیٹھ فقیر کوئی گانا وٹ قوال مطرب ڈھاڑی گویا نہین بہرحال خداوند لقا کا نام اس نَے کے پردے مین لے لیتا ہی فقیر جو کچھ جانتا ہی وہ تجھے تبادیگا طیفور نے کہا بہت توقف کیا ضرور یہ کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑکے محفل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور علیحدہ ایک صحنچی مین جاکے مسند پر عمرو کو بٹھلایا اور آپ باادب سامنے بیٹھکے کہنے لگا کہ اب جو ارشاد ہو مین بجالاؤن عمرو نے کہا گلابی شراب کی طیفور نے جلدی سے ایک گلابی خون کبوتر عقیق احمر کے رنگ کی اور ایک جام زمردین لے کے عمرو کے سامنے رکھدیا عمرو نے گلابی کو اُٹھا کے شراب کے دیکھنے بھالنے مین ایک چٹکی بیہوشی کی اُس مین ملادی اور پیالے مین بھر کے جھوٹھ موٹھ ذرا اپنے منھ سے لگاکے طیفور زنواز کو وہ پیالہ دے کر کہا کہ لے اگر طالب ہی تو نوش کر کہ زمین و آسمان کے ساتون طبقون کا حال تجھپر روشن ہو جاے اور جو سیکھنا سار داتا لنسین بجہ باورسے اور دھونا کک کو کبھی خواب مین بھی تال اور بدیا اس گانے مین وہ سوجھی ہوگی وہ اسوقت ایک پیالے کی پینے سے سوجھ بوجھ ہو جائیگی طیفور نے جلدی سے وہ پیالہ شراب بیہوشی آغشتہ غٹ غٹ کرکے

پی لیا اور پینے کے ساتھ ہی ایک دماغ مین دورہ سا پیدا ہوا کہ چکر کھا کے تڑاق سے زمین پر گرپڑا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے جھٹ پٹ اُسکا پشتارہ باندھ کے ایک تخت کے نیچے ڈالدیا اور رنگ و روغن عیاری کا ملکے آپ ہو بہو طیفور نے نواز کی شکل بنکے باہر نکل آیا اور تمام محفل والون اور اپنے نوکرون کے سامنے تعریف اور توصیف مہنت جی کی کرتا ہوا کہ واہ واہ ہر واہ واہ ہاے اب کیا کرون مہنت جی کے درشن اب مجھے کہان نصیب ہونگے واہ کیا صاحب کشف و کرامات صاحبان خداوند لقا سے تھے ایک پیالہ مجھے پلا کے تمام دولت کشف اور علم موسیقی اپنا عطا کر دیا تمام طائفہ اور اہل محفل مشتاق نے نوازی کے ہو کر کہنے لگے کہ اے طیفور ایسے لوگ سواے تیرے کہ تو منظور نظر خداوند لقا کا ہی اور دنیا مین کسے ملتے ہین اب ہم امیدوار ہین کہ وہ جو تو نے حاصل کیا ہی ہم سبکو بھی سنا دے عمرو نے کہ کو طیفور نقلی یعنی مرشد کامل نے کہا مجھے خود منظور ہی کہ دیکھو مین سچ انکی تعریف کرتا ہون یا جھوٹ سا تون تقلیان نے کی ملا کے پھونک دین اور یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہمہ عاجز اند و مضطر چہ من و چہ تو چہ دیگر
ہمہ را وطن محن شد چہ گیو چہ جم چہ قیصر
ز دل حزین صد چاک چو روی بجانب خاک

ہمہ بیقرار و بیخود چہ فلک چہ مہر چہ اختر
ستمگر و دستانند ہمہ دشمنان جان اند
نفسی شوند غمناک چہ پدر چہ پسر غم چہ مادر

ہمہ را روان زتن شد ہمہ را فغان گفتند
ہمہ طالبان نان اند چہ بسیر چہ زنی چہ دختر
نیست جو جز ملکی سب خند چہ بد چہ کو

بھول گئین تھر تھرا سے اُٹھین بھر بھر کے سانسری × کوئی کسمسا لوٹ گئین کوئی کروٹ پڑ گئین کا ہو کی آنکھون سے نکس آئے آنسری × امین چہ چیت مین پکار سے کہ ہاے ہاے کیجے سکھی ایسی نیسوا ان کو نا سری × بن بن ڈھونڈھے بانس ڈار سے کٹا سے نہ یہ اُچینگے بانس نا یہ باجے گی بانسری × چار طرف سے دھوم واہ واہ راہا کی اُٹھی طائفے ارباب نشاط اور جتنے کہ حاضرین محفل تھے سب ایک عالم محویت مین بیٹھے جھوم رہے تھے دو گھڑی کامل طیفور نقلی نے بانسری بجا کے رکھدی اور کشتیان شراب اور گلابیون کی منگا کے ایک ایک گلابی کی شراب دیکھتے دیکھتے بھنگی بیہوشی کی ملانا شروع کی اور وہی شراب کی گلابیان عام صحبت کو تقسیم کر کے کہا کہ بھائی تم لوگون نے شراب تو بڑے بڑے امیرون کے یہان کی پی ہی پر لطف اور ذائقہ شراب کا کہین نہ دیکھا ہو گا ذرا پیو اور منصفی سے کہو کہ ہمنے شراب خانہ ساز کیسی تیار کروائی ہی سبھون نے گلابیان خوشی خوشی لے کے پینا شروع کیا اور بطرفتہ العین ہر ایک کے دماغ مین بیہوشی سرایت کر گئی چار طرف تڑاق پڑاق چھینکین آنے لگین اور سارے صحبت والے چرخ مار مار کے بیہوش ہو گئے اور فرش پر لوٹ گئے عمرو نے جب دیکھا کہ اب تمام محفل مین تاثیر نشہ کا کی ہو چکی تب جیسی تمام اٹھکر دو چار لوہار سنار زنبیل مین سے نکالے اور اُنسے کہا کہ ہان جلد جلد یہ سب اسباب اُٹھا کے گٹھریان باندھ باندھ کے رکھتے جاؤ وہ سنار لوہار وغیرہ جو قیدی زنبیل مین سے نکلے تو ایک ایک ٹوپی ایک ایک لنگوٹی کاغذ کی باندھے ایک ایک گز کے ڈھیلے کُرتے پہنے محفل والون کے کپڑے رنڈیون کے زیور اُتارنے لگے اور آن واحد مین عطردان پاندان چنگیرین جو گھڑے شمعدان خاصدان اور ظروف اور جو کچھ مال اسباب نقد و جنس طیفور کے گھر مین تھا سب لوٹ کر گٹھریون مین باندھا اور عمرو نے جال الیاسی مار مار کے وہ سب اپنی زنبیل مین بھر لیا پرانی پرانی شطرنجیون کے ٹکڑے اور بورئے تک اُٹھا کے نذر زنبیل کیے اور کہا کہ داشت آید بکار کسی وقت یہ بھی کام آجائینگے نقش بوریہ کو چاہتا تھا کہ اُٹھا لے مگر وہ کسی صورت سے نہین اُٹھ سکتا تھا بعد اسکے جب طیفور کے گھر مین بجز خاک کے اور کوئی چیز باقی نہ رہی اور وقت صبح کا ہوا تب عمرو نے پوشاک طیفور کی پہنکر سب کو رخصت کیا اور حجرے سب دو دو قفل کر دیے اور باہر مکان سے نکلا سواری طلب کی لوگ نوکر چاکر جلوس والے شاگرد پیشہ سب حاضر تھے گھوڑا اسکی سواری کا حاضر تھا طیفور نقلی سوار ہوا اور بدستور معمول سوار اور پیادے اور چوبدار مرد ہے عملہ شاگرد پیشہ جلوس والے سب لوگ سواری کے ہمراہ گرد و پیش انتظام کنان زیر قبطول خداوندی جب سواری پہونچی تو اُسوقت تک کئی چوبدار اسکے بلانے کو پہونچ چکے

اس عرصہ مین یہ پہونچا اور مردھون نے اٹھکے سلام کیا اور کہا کہ خداوندنے کئی مرتبہ آپکو یاد فرمایا اور نہایت بے صبر خداوند کو بغیر آپ کے خواب نہین آیا جلد تشریف لے چلیے طیفور نقلی یہ کہتا ہوا کہ خداوند تو مجھے ایک دن کی مہلت نہین دیتے ہین چین اور آرام میرا سب جاتا رہا خیر جو مشیت خداوند کی ہو مین بندہ حاضی ہون مجھے کچھ مقام عذر و معذرت کا کیا دم مارنے کا نہین ساتون قیطولون کو ٹکڑے کرکے گر سیلہ و رقفنا قیطولون کی بوقت ایلچی گری لنہ حضور کے بخوبی تمام بیان کیجائیگی دیکھتا ہوا برابر حجاب قدرت کے پہونچا اور لقا کی ملازمت کرکے اپنے کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا کہ یا خداوند آج شبکو خواب مین تونے مجھے اپنا نظر کردہ کیا اور بید قدرت اپنا میری پیٹھ پر ملکے لعاب دہن مبارک میرے منہہ مین ڈالا ہی اور فرمایا کہ علم موسیقی مین تونا ئک زمانہ ہوگیا اور جو چاہیگا وہ اپنو کا یسو بجا یگو کسی بات مین تو عاجز اور محتاج نہ رہیگا اور ہمیشہ نوجوان اور صاحب حسن و جمال بنا رہیگا بس یہ خواب دیکھکر میری آنکھ جو کھل گئی تو مین اب چاہتا ہون کہ امتحان تیری قدرت کاملہ کا کردن اور تمام بارگاہ نشین پیغمبر مرسل اور نامرسل اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ اور بادشاہان روے زمین بندہ میرے تیری کرامات اور اعجاز نمائی کا تماشا دیکھین لقاے شرک خدانے یہ خواب طیفور نی نواز کا سنکے کہا کہ فی الحقیقت مین نے یہی تقدیر کی ہی اور آج سے مین نے تمام قدرت اپنی تیرے جسم مین بھردی ہی بس اب ساز دن کو بجا اور جو راگ کہ بہت مشکل ہو اسے تو گا کسی مقام پر تو بند نہین رہیگا اور جو تو طلب کریگا مین نے تجھے قبل از سوال عطا کردیا ہی کوئی حاجت تجھے نہین رہیگی طیفور نقلی نے کہا کہ خوب یاد آیا مین نے خواب مین یہ بھی دیکھا ہی کہ تونے ریش مبارک مجھے عطا فرمائی ہی اور حسب الحکم تیرے مین نے خواب مین گستاخانہ تیری ریش مبارک کو مونڈ لیا ہی لقانے کہا اے مقبول بری چہرہ خاموش یہ خواب شیطانی ہی اور یہ کہکر حکم دیا کہ آج بپاس خاطر مقبول پری چہرہ مین نے تقدیر کی کہ جتنے مطرب نچے اور سرود سیے اور قوال اور کلاونت اور مغنی اور گوسیے استاد گانے بجانے کے شہر سبائل مین ہین اور جتنے طائفے ارباب نشاط کے ادنی اعلی ہین اور کشمیری بچے اور نقال بچے ڈوم ڈھاڑی غرض اس فرقہ کے کہ وہ سب جوڑے اور پوشاکین دھوم دھام کی پہنکے زیور مین آراستہ و پیراستہ ہوکے بارگاہ خداوند لقا مین حاضر ہون اور حوران بہشت برین کو بھی حکم پہونچے کہ آج خداوند نے تقدیر کی کہ تم بھی سب ساکنان گلزار جنت شریک جلسۂ رقص و سرود ہو اور بتعمیل حکم خداوندی کرو بعد ازان تمام بارگاہ نشینون کو حکم دیا کہ آج تم سب لباس فاخرہ اور پوشاکین پرتکلف پہنکے جشن خداوندی مین حاضر ہو چنانچہ حسب الحکم لقاے شرک خدا کے چار گھڑی دن رہے سے دو ڈھائی ہزار طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوے اور تمام حوران بہشت زیور مرصع پہنے آکے جمع ہوئین اور جتنے بارگاہ نشین مقربان درگاہ تھے وہ سب کے سب قریب پانچ چھ ہزار کفار تیرہ روزگار کے اپنے اپنے دنگلون پر باادب بیٹھے تھے لقانے کہا اے مقبول پری چہرہ تقدیر کردیم کہ تو اعجاز قدرت کاملہ کا میرے بندگان خاص اشخاص پر ظاہر کر اور کچھ بالحان داؤدی نغمہ سرا میری وحدانیت اور خداوندی کا ہو عمر دنے یہ کلام لقاے شرک خدا تیرہ انجام کا جو سنا جوڑی ذکی کمر سے نکالی اور ساتون قفلیان اسکی ملاکے یہ غزل اس مین گانا شروع کی

غزل

ره و رسم دنیا تغیر فزا ہی — فنا مین بقا ہی بقا مین فنا ہی
پرستش گہ اپنی ہین دیر و مساجد — بڑھایا ہمین آیہ رہنما ہی
کہین ہی سجود و اذان و اقامت — کہین صوت ناقوس و بانگ درا ہی
حقیقت مین ہر یکو محتاج دیکھا — ہر اک آشنا سب کا حاجت روا ہی

بیجا وہ چشم عارضی ہین جہان مین — سندی انکھو تب سمجھا خدا ہی
غرض کعبہ و دیر و میخانہ دیکھا — جہان کی ہر اک رسم و آئین جدا ہی
کہین نغمہ مین اپنی مست غفلت — ہر اک شیخ زاہد بنے رہا ہی

پھر تو یہ عالم ہوا کہ الیاس خون آشام وغیرہ سترہ اٹھارہ قیطول لشتین پیغمبران مرسل و نامرسل اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ اور مقربان درگاہ اور جالوت آواز وغیرہ فرشتگان قدرت لقا اور قریب پانچ ہزار کسبیان ڈومنیان کشمیری بچیان قوال کلاونت بچیان سرود نین

نقالنین بھر پہنین وغیرہ ارباب نشاط اور حور و غلمان بہشت اور پری زاد نازنین پردہ نشین جو جو کہ حاضرین صحبت تھین سب کے سب
محو حیرت سکتے کی صورت سیکڑون اپنا کلیجا پکڑے ہو رہے سیکڑون حالت وجد مین کھڑے جھوم رہے تھے چارطرف سے دھوم آہ آہ اور واہ واہ کی تھی
لقا کا یہ حال تھا کہ اپنی ریش نامبارک کو ہلاتا تھا اور سر فرو سر و سے ستون کی طرح سے جھوم رہا تھا اور کہتا تھا کہ ای بندگان قدرت
ببینید تماشائے قدرت خدائی من پھر عمرو نے کہا کہ یا خداوند جسکو خواب مین تو نے مجھے دوسرا کمال یہ عطا فرمایا ہی کہ تو زنی نوازی
بھی کرتا جاے اور ناچتا بھی جاے اور ساغر شراب سے مملو ہاتھ مین لیے ہر ایک کو پلاے اور کیا مجال جو قطرہ بھر شراب
پیالے سے چھلکنے پاے لقا نے ہنس کے کہا کہ یہ بھی تقدیر مین نے ستر ہزار برس پہلے کی تھی کہ مین عالم خواب مین مقبول پری چہرہ
کو اپنا نظر کردہ کرکے ہر ایک علم و فن مین وحید روزگار اور فرید عصر کرونگا اچھا تمام میخانہ آج مین نے بخش دیا جسکو تیرا جی چاہے
شراب پلا اور اپنا کمال دکھا عمرو نے پیا کشتیان شراب کی منگا کے سب گلابیون مین شراب الٹ پلٹ کرکے اور چھتے شیشے
اور قرابے اور گلابیان شراب کی علحدہ رکھین تھین اُن شیشون مین بیہوشی مخلوط کرکے جلدی سے زنگولے پاؤن مین
باندھ لیے اور اُسی طرح سے جوڑی زنی بجاتا اور پیالے شراب کے اور گلابی شراب کی ہاتھ مین لیے رقص کرنے لگا اور حالت
رقص مین زنی نوازی کرتا تھا مگر تال مین سم مین کسی مقام پر کیا دخل ہی کہ کچھ فرق پڑنے پاے اور طرہ اسپر یہ تھا کہ اُسی حالت
مین شراب کو گلابی سے پیالے مین بھر بھر کے کس چستی اور سرعت سے تمام بارگاہ نشینون ادنی و اعلی زن و مرد کو شراب
پلاتا تھا اور کیا امکان ہی کہ قطرہ شراب کا پیالے سے گرنے یا چھلکنے پاے اور ایک دو گھڑی کے عرصہ مین ایک دور ادا کر گیا
جب عمرو نے دیکھا کہ تمام سرکار تاثیر کر چلا ہر ایک کی آنکھ مین سرور اور دماغ مین گردش کی علامت پائی جانے لگی دہراوہ شراب
کا تھا کہ رنگ صحبت دگرگون ہو چلا عمرو نے اپنے جی مین کہا کہ اب پہلے اس مشرک خدا لقا کو شراب پلاؤن تب تیسرے دورے
کو جاؤن ناچتے ناچتے زنی نوازی کرتا ایک مرتبہ چھم چھم کرکے حجاب قدرت اٹھا کے برابر لقا کے آپہنچا اور باقی پیالہ بیہوشی
آغشتہ شراب کا منھ سے منھ ملا کے لقا کو پلا دیا لقا نے ہنس کے کہا کہ ای مقبول یہی بہر شعر گر یار می پلاے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ۔ اور پینے کے ساتھ یہ عالم ہوا کہ لقا کی دونون آنکھین گلنار خون کبوتر کے رنگ کی ہو گئین
اور زبان مین لکنت آگئی عرق عرق پسینے پسینے ہو گیا دوسرا پیالہ شراب کا جو عمرو دینے لگا تو منھ سے بات نہین نکلتی تھی ہاتھ
سے اشارہ کرتا تھا کہ اب نہ پیونگا یہ شراب بہت تیز ہی عمرو نے اپنے آپ کو بھی مخمور بنا کے کہا یا خداوند گستاخی معاف مجھے تو اپنی
زبان سے معشوق بھی کہتا ہی اور پھر مین کبھی نہ کبھی آج جو تجھے شراب پلانے آیا ہون تو تو اپنی خدائی کا غرور مجھے دکھلاتا ہی
اور شراب نہین پیتا انکار کرتا ہی مین ابھی اس گلابی اور جام کو مع تمام میخانے کے خاک مین ملا کے ہم اسے قدرت
مین جا بیٹھتا ہون اور فقیر ہو جاؤنگا تو واہ واہ یہ تو وہی مثل ہوئی شعر سگ چہ داند قیمت آب حیات ۔ خر چہ داند
قدر حلواۂ نبات ۔ تمام عمر تو تقدیرات کرتا رہا تجھے لطف اور حظ اپنی خدائی کا کیا خاک ہی یہ کیا عمرو بگڑ کے جو اٹھا لقا
نے اشارے سے کہا مصرع تو جرم کردی و خواہم ترا سزا برسد ۔ اسوقت تو کیا گستاخانہ گفتگو کرتا ہی مگر مین از راہ رحیمی
و کریمی اور بخیال اسکے کہ مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ۔ اپنا معشوق سمجھ کر تیری خوشی منظور کرتا ہون اور ای مقبول
تیری رنجش مجھے گوارا نہین لا دے عمرو نے دوسرا پیالہ بھی جلدی سے لقا کے منھ مین ڈال دیا اور وہ غٹ غٹ کرکے پی گیا
ساعت پینے کے چرخ مار کے تڑاق سے زمین پر گرا عمرو نے ادھر ادھر دیکھ کر جلدی سے لقا کو اُسی صورت سے تخت پر بٹھا دیا
اور ٹٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کے حجاب قدرت کے باہر نکل آیا تو یہان عجیب و غریب رنگ صحبت کا دیکھا کہ ایک سمت
چار سو دنگل جو بچھے تھے اُن دنگل نشینون کو شدت نشہ بیہوشی سے دماغون مین گردش اور ہاتھ پاؤن مین لغزش
جو معلوم ہوئی تو آپس مین کہنے لگے کہ دیکھنا آج فراشون کی بے تمیزی اور بدذاتی کہ ہمارے ہمارے دنگلون کو اٹھا

بچھا گئے ہین ہر مرتبہ لحظہ بہ لحظہ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم کانپ رہے ہین اور اب گرے پڑتے ہین دنگل اُلٹے جاتے ہین سمعون نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہی حال ہمارا بھی ہو رہا ہی گرے پڑتے ہین واقعی خداوند کی بارگاہ کے فراش بڑے مستغنی ہین یہ بے وقوفی سے یا چھلبازی سے دنگل اُلٹے بچھا گئے ہین لاؤ انکو سیدھا کرکے بیٹھین یہ کہکے سب کے سب اٹھکے دنگلون کے پاسے اوپر کیے اور انھین اُلٹ کے بیٹھنے جو لگے تو سر تلے ٹانگین اوپر چارون طرف سب گرے اور بیہوش ہوگئے اسی طرح سے دوسری طرف چارسو ساڑھے چارسو دنگل نشین جو عمر کی زنوازی سن رہے تھے ایک ایک نشہ بیہوشی کی حالت مین ہی برابر جو دوسرا شخص بیٹھا تھا اُس سے کہتا تھا کہ صاحب ذرا ٹھہرنا ذرا ٹھہرنا تمھاری موچھون مین چمگادڑ لٹکا ہی یہ کہکر موچھین اُسکی پکڑ جوتی اپنی لیکے پوچھتا ہی کہ کہیئے اِسے مار دون وہ کہتا ہی کہ ہان صاحب دیر نہ کیجیئے اسے تو مار لیجیے مگر آپ کی بھی موچھون مین مجھے چمگادڑ سا لٹکا معلوم ہوتا ہی اُسنے کہا کہ بھائی تم بھی یہ احسان مجھ پر کرو جوتی سے اسے مار لو ورنہ نہین تو یہ چمگادڑ تو بہت بڑا جانور ہی پھر دم بھر بعد ایذا پہونچاویگا یہ باہم گفتگو کرکے اسنے اسکے منھ پر جوتی ماری اُسنے اُسکے منھ پر دونون اُسکے اُٹھتے ہی طمانچہ لگا بیہوشی کا چکر کھا کے گر پڑے اور بیہوش ہوگئے تیسری طرف چارسو پانچ سو پہلوان مرسل اور نامرسل پہلوانان قدرت ستونان بارگاہ اور مقربان درگاہ لقا جو رقاصی اور ساقی گری عمر کی دیکھ رہے تھے تو بسبب سرایت کر جانے بیہوشی کے یہ کہنے لگے کہ واہ کیا ناچ مقبول پری چہرہ ناچ رہا ہی کہ زمین و آسمان اور تمام عالم ہماری نظرون مین گردش کر رہا ہی بعد اسکے وہان فرش چاندنی جو گسترده تھا اُسکی طرف دیکھ کے کہنے لگے کہ لو اور قدرت خدا کی آج دریاے رحمت خداوندی جوش مار رہا یہان تک آپہونچا اب کہو یارو ہم کیونکر جائین ساتھ والون نے کہا کہ واہ تم عبث ذرا سے پانی کے بڑھ آنے مین اتنا گھبرائے ہو ابھی ناک کان اپنے بند کرکے اسی پانی مین غوطہ لگاکے پار نکل چلو یہ سنکے سمعون نے کہا کیا خوب تدبیر تمنے بتائی آؤ غوطے لگائین اور اس دریا کے پار اُتر کے اپنے اپنے گھر دون کو پہونچین یہ کہکے جتنے تھے سب کے سب اپنے اپنے ناک کان بند کرکے دنگلون پر سے اُتر پڑے اور اس چاندنی کے فرش کی سفیدی کو دریا کا پانی سمجھ کر غوطے لگانے کو جو ہین جھکے ہین بیہوش ہو کر وہین گر پڑتے ہین ایک جانب دنگلون کے آگے قالینون کا فرش بچھا تھا وہ دنگل نشین کہ بڑے بڑے شاہان روے زمین اور شجاعان صاحب تمکین تھے اور قالینون کے نقش و نگار باغ و بہار سمجھ کے باہم کہنے لگے کہ کیا قدرت خداوندی پیدا ہزار ملک باختر کی ہی جدھر دیکھو گلستان قبول خداوند اور یہ جلسہ مقبول پری چہرہ کے گانے بجانے کے اور کہان آن واحد مین بہار باغ بوستان لالہ و سنبلستان گلہائے بوقلمون میوہ ہائے گوناگون پیش نظر ہین بیٹھے کیا کرتے ہو بقول شخصیکہ بیکار مباش کچھ کیا کر آؤ گیندہ بازی اور کلابازی کرین یہ کہکے سب کے سب اچھلنے کودنے لگے اور تڑاق پڑاق بے ہوش ہو ہو کر چار طرف گرے مختصر یہ کہ تمام بارگاہ مین کئی ہزار کفار بے ہوش اور خود فراموش چارون طرف اوندھے سیدھے پڑے تھے کچھ تن بدن کی خبر کسیکو نہ تھی عمر و یہ کیفیت وہان کی دیکھ کر جھٹ پٹ بارگاہ سے باہر نکل آیا یہان دیکھا کہ کئی ہزار چوبدار سر دستہ حاجب دربان رقاصی یوزباشی یساول فراش خواص خدمتگار مشعلچی رکاندار وغیرہ عملہ شاگرد پیشے کے لوگ جو بیٹھے تھے وہ عمر کو مقبول پری چہرہ سمجھ کر گھبرا گھبرا کے دعائین دیتے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے دست ادب باندھ باندھ کے کہنے لگے کہ خداوندا آپ تو محبوب و مرغوب منظور نظر خداوند لقا ہین اور آج آپکی بدولت ایک زمانہ کامیاب ہوا اور ادنی اعلی شاد ہوگیا اسکو شراب عنایت ہوئی ہی سوا ہم غلامون کے کہ ہمکو ایک بھی گلابی شراب کی مرحمت نہوئی تھی جتنے آئے تیرے میخانے مین سب جھوم چلے ساقیا اک ہمین باقی تھے سو محروم چلے عمر نے کہا صاحبو تم ایسا کلمہ یاس کا زبان پر اپنی نہ لاؤ شراب موجود ہی لو جتنے تمسے پی جاے پیو یہ کہکے اشارہ کیا کہ وہ جو سامنے والے دیچے مین قرابے اور شیشے شراب کے رکھے ہین وہ سب تم دو دو آدمیون مین ایک شیشہ تقسیم کر لو اور بیٹھ کر پیو اور خداوند کی دولت کا تماشا دیکھو وہ تمام شاگرد پیشے والے خوشی خوشی دوڑ پڑے اور جھٹ پٹ شیشے شراب کے اٹھا لا کے پینے لگے اور آن واحد

مین بیہوش ہو ہو کر جہان بیٹھے تھے وہین گر پڑے عمرو نے جب دیکھا کہ اب کوئی فرد بشر ملازمین اور متوسلین اور حاضرین صحبت اور
بارگاہ نشین لقا ہوشیار نہین سب کے سب بیہوش پڑے ہین جست تمام اپنی زنبیل مین سے سو سوا سو بند ہوے وہی ایک ٹوپی ایک لنگوٹی
باندھے ایک ایک گرگی ڈول ہاتھون مین لیے کہاتے نکلے عمرو نے کہا ارے ہان جلد یہ جو سب کافر پڑے سہتے ہین انکے کپڑے لتے زیور
اور ہتیار جتنا فرش فروش خیمہ ڈیرہ مال اسباب نقد جنس ہی سب اٹھا اٹھا کے گٹھریان باندھ باندھ کے تیار کرو دیر نہو مین ابھی آتا ہون
یہ کہکے عمرو بیحجاب قدرت اُلّٰہا کے لقا کے پاس گیا اور زنبیل سے ایک استرا بہت تیزدم اور ایک کٹوری چاندی کی نکالکر اُس کٹوری
مین پیشاب کیا اور لقا کی چھاتی پر چڑھ کے ایک کپڑے کا پچارا بنایا اور اُس سے وہی پیشاب لقا کے منھ پر چھڑک چھڑک کے استرے
سے تمام داڑھی لقا کی، مونڈلی مگر دو بال باقی رکھکر ایک بال مین تو ایک ذرا سا پرچہ کاغذ کا بدین مضمون اشعار عمرو کہ کلاہ از
سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ نجنگ اختر ببرم ٭ از محفل خسروان چو گردم یکبار ٭ تیغ و سپر و صندوق و ساغر ببرم ٭ ای مشرک خدا علیہ اللعن
والعذاب لقا منم شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کیا کرون مجبور ہون کہ بحکم سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران
کامیاب ہی ورنہ مین تجھے ابھی جہنم واصل کرکے چلا جاتا فقط بطور چشم نمائی تیری ریش نامبارک کو پیشاب چھڑک چھڑک کر مونڈے
لیے جاتا ہون نام میرا سبز بستر جادوگران و باج ستانندہ ریش کافران مشہور و معروف اور مین ہر دو وندہ بیدرنگ قلعہ گیر
سپے جنگ موصوف ہون لازم ہی کہ اول تو اس کفر و کافری سے باز آ اور دعوے الوہیت نہ کر کلمہ شہادت پڑھ کے نکل اس
چاہ کفر و ضلالت سے اور پہونچ لب سر چشمہ ہدایت لیکن از انکہ تو سیاہ دل ہی شعر بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسے را
کہ بافتند سیاہ ٭ لہذا تو جان جو چاہو سو کر کہ اگر پھر یہ سال تو خراج اس اپنی داڑھی کا جہان لشکر فیروزی اثر امیر حمزہ صاحبقران
نامور کا ہو وہان میرے پاس ہنڈی کرکے بھجوا دیا کرنا ایک دن کیا ساعت بھر کا فرق اگر اس مین پڑ گیا تو یہ سمجھ رکھنا کہ
مین تیری ریش تراشنے کے واسطے پھر اُسی وقت موجود ہونگا اور ایک بال تیری داڑھی مین نہ نکلنے دونگا غرض لکھکر اُس بال
مین باندھ دیا اور دوسرے بال مین گھنگرو چھوٹے چھوٹے باندھ کے لقا کو ایک ریچھ والے کی صورت اس طرح سے کہ ایک سفید
چاندنی کے پاٹ کو پھاڑ کر آدھا تو اسمین سیاہ کیا اور آدھا سفید رہنے دیا اور دونون کو ملا کے سِل دیا تو عجب ایک قطع انگی ہوگئی اسکا
تو ایک تہبند لقا کے سر پر باندھ دیا اور ایک کھاروے کی پگڑی لپیٹکر سے باندھکر کے چند رنگ بطور گھنگرو کے باندھ دیے اور
ایک لکڑی ہاتھ مین لقا کے دے کے دو بڑی بڑی لکڑیان نیٹو دون مین لقا کی لگا کے لقا کو قائم کیا اور آگے اسکے ایک ریچھ
مصنوعی کا زنبیل سے نکال کے کھڑا کیا بعد اسکے وہان سے باہر نکلا اتفاقاً پیاس کی شدت ہوئی گھڑونجی پر گھڑون مین پانی
صاف و شفاف بھرا ہوا تھا اُس مین سے پانی پیتے ہی ایک غنودگی سی آئی عمرو گھبرایا چاہتا تھا کہ اُٹھے دھم سے بیہوش ہو کے
گرا اور بعد تھوڑی دیر کے جب ہوشیار ہوا تو اپنی مہر انگشتری مین سیاہی بھری پائی دل مین خیال آیا ضرور کوئی ناشدنی
چالاک وغیرہ میرے پیچھے آیا ہی یہ اُسی کی چالاکی ہی اور کوئی خط جعلی کمبخت نے بنایا لیکن کہا اور کوئی عیار لقا کی طرف کا مجھے بیہوش
کرنے تو کاہے کو آتا ہر چند تلاش کیا اس عیار کا پتا نہ معلوم ہوا آخر کو ناچار ہو کر وہ جو بند ہوے زنبیل کے چار طرف نقد
و جنس لوٹ کر گٹھریان باندھ باندھ کر رکھتے جاتے تھے عمرو نے جال الیاسی مار کے اپنی زنبیل مین سب بھر لیا اور کوئی شی نقد
و جنس سے وہان باقی نہین چھوڑی پہلوانون اور سردارون کے پانون مین فقط ایک ایک پائجامہ رہنے دیا تھا باقی خاک
نہ تھا بعد ازان چار سو ساٹھ چار سو بڑے بڑے جلیل القدر بادشاہ اور شہریار گردا اور گردن کشون مثل القاش خون آشام
او ضیغم خون آشام وغیرہ کا آدھا منھ کالا آدھا سرخ کسی کا آدھا کالا آدھا زرد کسی کی ایک طرف کی داڑھی کسی کی ایک طرف
کی مونچھ مونڈ ڈالی ہزار بارہ سو کفار نابکار کو اس صورت سے کہ کسی کو خوبصورت لونڈا بنایا کسی کو جوتی کی شکل بنا کے
چھوڑ دیا ہزار بارہ سو بیچارون کو اوندھا کرکے لٹا دیا اور انکے چوتڑون مین چربی کی شمعین روشن کرکے رکھ دین کہ چار طرف

اُنگلین شمعون کی روشنی ہو رہی ہی اسی طرح سے خوب سا تماشا بارگاہ نشینون کو لقا کی ذلیل اور روسیاہ کرکے باہر بارگاہ کے نکلا اور
وہ جتنے کہ بنا گرد بیٹھنے والے خواص خدمتگار فراش چوبدار مشعلچی مکاندار بیہوش پڑے تھے اُن سبکے کپڑے زیور برتن اسباب نقد وجنس
جو کچھ کہ ہاتھ آیا سب لیکر نذر زنبیل کیا اور اُن سبھون کو برابر برابر زانو بزانو بٹھا کر اُسکا ازار بند اُسکے ازار بند سے اُسکا ازار بند
اُسکے ازار بند سے گرہ دے کے زنجیر بندی کرکے سبکے منہ کالے کیے اور ایک ایک جوتی اُنگلین کی اُنکے ہاتھ مین پہنا کے قیطولون سے نیچے
اُتر آیا اور جو کوئی بیچ مین ملگیا اور راستے پوچھا کہ ای مقبول پری چہرہ خداوند لقا کیا کرتے ہین تو عمرو یہ کہتا ہوا کہ خداوند آرام فرماتے
ہین مین اپنے گھر کو جاتا ہون جلدی سے قدم اُٹھا کے اپنی بہن ثمینہ بانو کے مکان مین آیا اور اپنے بہنوئی اخی سعید سے
اور اپنی بہن سے سارا حال لقا کے قیطولون کے تباہ اور برباد کرنے کا اور لقا کی ڈاڑھی مونڈلانے کا بیان کرکے وہ پوٹلا
کا پولا لقا کی ڈاڑھی کا زنبیل سے نکال کے سبکو دکھایا اور کہا کہ اب مین اُسکو بحضور سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران
کے دکھلاؤنگا اور اسی ڈاڑھی کی ٹٹیتے سے گاؤ دلنگی گاؤ سوار کو قائل کرکے اپنی شرط کا روپیہ لونگا اخی سعید لقاے مشرک
خدا کی ڈاڑھی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عمرو سے کہنے لگا کہ فی الحقیقت ای عمرو تو بلاے بیدرمان آفت زمانہ ہی کیا کار
نمایان کیا ہی مگر خدا نہ کرے کہ تیری خبر یہان میرے مکان مین آنے کی کسی کو ہو جاے تو پھر میرا گھر بار اہل وعیال سب
تافت وتاراج ہو جائیگا عمرو نے کہا بھائی تم خاطر جمع رکھو مین صبح کو یہان سے کوچک باختر کی طرف چلا جاؤنگا اور جب شاہزادہ
بدیع الزمان کی خبر لیکر شہر سیستان سے آؤنگا تو پھر تم سے ملاقات کرونگا ابھی یہی باتین عمرو کر رہا تھا کہ وقت نماز صبح کا ہوا اور
عمرو بہیئت گدایان خرقہ پوش اخی سعید کے مکان سے نکلکر قریب چوک پہونچا دیکھا کہ بخوبی روز روشن ہو گیا ہی اور سامنے
سے جھتر گردمرد اور ارم زاد حبشی عیار طاوس حرمین لقا جنکو پہلے وہ لعل مصری کہنے ہوے پچاس ہزار اشرفی لے کے دے آیا
تھا چلے آتے ہین عمرو نے اپنے جی مین یہ کہا کہ اگر اب مین چھپ کے چلا جاؤنگا اور اس سے ملاقات نہ کرونگا تو یہ جھتر گردمرد کہیگا کہ عمرو
مجھے مصری سے لعل بعیاری دے کر چلا گیا اگر میرا ایسا سمجھ کے جاتا تو مین جانتا کہ بڑا عیار تھا غرض یہ کہکے برابر جھتر گردمرد اور
ارم زاد حبشی کے آ کے کہا کہ بابا خوش رہو جھتر گردمرد نے اسی وقت بنگاہ اولین عمرو کو پہچان لیا اور کمال تپاک سے دوڑکر
ملاقات کی اور کہا کہ یا محسن بندہ خوش آمدی وصفا آوردی رباعی از آمدنت اگر خبر داشتمی ۔ در رہ گذرت گل و سمن کاشتمی
نگذاشتمی کہ پاے برخاک نہی ۔ خاک قدمت بدیدہ برداشتمی ۔ پادشاہ عیاران عیار اس وقت آپ کچھ میری طرف سے کھٹکا
دل مین نہ لائیے مین وہی نیازمند آپ کا ہون اور آپ نے جو احسان اُس روز مجھپر کیا ہی تا قید حیات مین نہین بھولونگا
عمرو نے کہا صاحب مین نے تمسے کیا سلوک کیا اور تمپر میرا کون سا احسان ہی وہ بیان کیجیے گردمرد اور ارم زاد حبشی نے
کہا کہ بحسب الحکم خداوند لقا کے سرداران امیر حمزہ صاحبقران کی تصویرین کھینچنے کو ملک بربر مین گئے تھے اور آپنے
دو پہر کے عرصہ مین پانچ ہزار پانچسو کچین سرداروں کی تصویرین کھنچوا کے ہمکو عنایت کین تھین اب اگر از راہ بندہ نوازی
بندہ خانہ تک قدم رنجہ فرمایے اور جو کچھ نان ونمک حاضر ہی اُسے قبول کیجیے تو زہے افتخار اور باعث حرمت اور آبرو کا
ہمارے ہی ہو جاے عمرو نے اپنے جی مین خیال کیا کہ اگر اب مین اسکے گھر مین دعوت کھانے نہین جاتا تو عیاری سے بعید ہی یہ
جانیگا کہ عمرو مجھسے ڈر گیا یہ سوچ کے عمرو نے کہا بسم اللہ کیا قباحت ہی چلو ہم تمہاری دعوت رد نہین کرینگے یہ کہکے عمرو گردمرد اور
ارم زاد حبشی کے ساتھ اُسکے گھر پر جاتا ہی اور گردمرد اور ارم زاد حبشی کو ابھی کچھ حال لقا کی ڈاڑھی مونڈنے کا اور تمام
قیطول نشینون اور صحبت والون کو ذلیل اور روسیاہ کرنا اور نقد وجنس وہان کی لوٹ لانے کا مطلق نہین معلوم
ہوا ہی اور نہ عمرو کی کسی عیاری کی ابتک خبر ہی اثناے راہ مین جھتر گردمرد اور ارم زاد حبشی نے عمرو سے پوچھا کہ آپ کا تشریف
لانا اس ملک مین کس تقریب سے ہوا عمرو نے کہا کہ امیر عالیشان حمزہ صاحبقران میرے آقاے ولی نعمت نے اپنے فرزند

دلبند شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی خبر کے واسطے مجھے شہر سنجان کی طرف بھیجا تھا اور گاؤ لنگی گاؤ سوار سے مجھسے شرط ہوئی تھی کہ اگر چالیس روز مین بیابان جبل القمر ہفت میل کی راہ سے جاکے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر مع خوشخبری مہر کی شاہزادہ عالم کے حمزہ صاحبقران کو پہونچا دون تو گاؤ لنگی گاؤ سوار سے ایک سال کا خراج ملک بربر کا مین لونا اور جو چالیس روز مین نہ جا سکون تو جو روپیہ سال بھر کے خراج کا ملک بربر کے از روے حساب محسوب ہو وہ مین گاؤ لنگی گاؤ سوار کو دون حضر گرد مرد یہ حال سنکے کہ عمر بیابان جبل القمر ہفت میل کی راہ سے آیا ہی نہایت حیران و ششدر ہوکے کہنے لگا کہ یا میتا عیاران عیارہ حق تو یہ ہی شعر خبر تو دیگر انبا شد دسترس ۔ آنچہ تو کردے نیاید زکس ۔ کیا تاب و طاقت اور کسی دوسرے کی جو اس راہ سے آنے جانے کا تو کیا ذکر ہی خواب مین اس طرف کو منھ کر کے نہین سوتا القصہ یہی باتین کرتا عمر کو اپنے مکان مین لایا اور بڑے اعزاز و اکرام سے عمر کو بٹھلایا اور تیاری دعوت مین مصروف ہوا اس عرصہ مین ایک لڑکا نہایت خوبصورت قنطورے زربفتی پاجامے سقرلاتی باندھے جوڑی خنجر کی اور جمدھریان کمر مین نیمچہ عیاری کا ہاتھ مین لیے تیور بیت کڑے آنکھ نہایت چست و چالاک پیشانی پر نور شجاعت نمایان اندر مکان کے آیا اور عمر کو باوصف اسکے کہ کبھی اپنے فرزندون سے اسقدر موانست اور محبت نہین ہی مگر اسے دیکھکر بے ساختہ بمحبت اسکی طرف متوجہ ہوا اور گرد مرد سے پوچھنے لگا کہ یہ لڑکا کسکا ہی گرد مرد نے کہا یہ بندہ زادہ ہی اور غوردک اسکا نام ہی عمر دیتے یہ سنکے اس لڑکے کو اپنی گود مین لیکے بٹھلا لیا اور اسکی پیشانی پر بوسہ دے کے اپنا فرزند نامزد کیا اور ایک حلقہ طلائی زنبیل سے نکالکر اسکے گلے مین ڈالکے اپنا نظر کردہ کیا اور دعوت کھانے مین مشغول ہوا

جب تک دو کلمے داستان قیطول خداوندی لقا سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب وہ شب آخر ہو گئی وقت صبح کا ہوا اور نسیم سحر وزان ہوئی تو باہر بارگاہ لقا کے رہ جو کیدار چوبدار خواص خدمتگار فراش مکاندار وغیرہ کو عمرو نے منھ کالا کر کے ایک ایک ہاتھ مین جوتیان پہنا کے ازار بندون کی زنجیر و بندی مین پھنسا دیا تھا صبح کی ٹھنڈی ہوا جو انکے دماغون مین پہونچی تو دس پانچ کی بیہوشی اتر گئی اور ان سبھون نے اپنی آنکھین کھولکر جو دیکھا کہ ایک شخص کالے منھ کا جوتی لیے ہمکو مارتا ہی تو اپنا منھ تو وہ سحرا دیکھتا نہ تھا کہ میرا بھی منھ کالا ہی اور جو اسکا حال ہی وہ میرا حال ہی اسی کو کل ہو تھا وہ اجنبی دشمن اپنا سمجھ کے اسنے وہ جو جوتی اسکے ہاتھ مین تھی تراق سے اسکے منھ پر ماری اسکی جو جوتی لگی تو اسنے بھی آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک شخص روسیاہ نے بے گناہ مجھے جوتی ماری اسنے کہا این مردود حرام زادے کل منھے تو کون ہی اور تو نے مجھے جوتی کیون ماری غرض اس طرح سے جوتی پیزار جو ہونے لگی تو سبکے ازار بند آپس مین بندھے ہوے تھے اس کے کھنچنے سے اور جوتیون کی تراق پڑاق سے دوسرے کی آنکھ کھل گئی دوسرے کے باعث سے تیسرے کی تمام ان شاگرد پیشے والون سے جوتی چلنے لگی ایک دوسرے کو جوتیان مارکے کہتا تھا کہ او مردود حرامزادے شاید رات کو جو انعام جشن خداوندی کا خداوند نے عنایت کیا ہی اسکا حصہ تو نے ہمکو نہین دیا آپ ہی آپ تو چٹ کر گیا ہضم کیا چاہتا تھا سو وہی قہر خداوندی تجھپر نازل ہوا ہی تیرا منھ کالا ہوگا وہ دوسرا کل سو نہا بھی یہی جواب اور یہی خطاب اسکی جانب کرکے اسکو جوتیان مارتا تھا ادھر ادھر خوب جوتیان چلنے لگین اور آپس مین کشتم کشتا کی گھوسم گھاسا لڑ رہے تھے کہ سیکڑون کے منھ پھٹ گئے لہولہان تھے شور و غل جو زیادہ ہوا تو بوقت معمول یاقوت شاہ دربان درگاہ لقا نے جو جاکے سنگ سیاہ پر قدم رکھا اور معمول قدیم یہ تھا کہ دربان یاقوت شاہ جا کے سنگ سیاہ پر قدم رکھتا تھا اسکے پانون کی آہٹ کے ساتھ لقا اندر سے آواز دیتا تھا کہ ای بندہ قدرت نماچہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ کچھ اسکا جواب دے کے اندر جاتا تھا تو آج اول خواص خدمتگار وغیرہ نقارون کے شور و غل سے اور سوا اسکے لقا نے

شرک خدا خود رنجیدہ والا تھا بیہوش اور خود فراموش کھڑا تھا کچھ جواب نہ دے سکا آواز یاقوت شاہ کے کان میں آئی اور شور یوم النشور بپا ہے قیطیل گوش زد ہوا یاقوت شاہ گھبرا کے اندر جو گھس گیا تو اسنے دیکھا کہ کئی ہزار کشتم کشتا گو سمگا ما لات کی لڑتے لڑتے لہولہان ہو رہے ہیں یہ تماشا دیکھکر یاقوت شاہ حیران ہوا کہ آج یہ تقدیرات خداوندی کیسی ہی یہ ہزاروں مغضوبان بارگاہ اور مقہوران درگاہ خداوندی کلموہے یہان کہان سے آگئے اور کون ہین آخر کو یاقوت شاہ نے گھبرا کر لوگ باہر سے بلا کے حکم دیا کہ مارو ان حرام زادے روسیاہون کو اور جلد یہان سے زیر قیطیل اتار دو اور پوچھو کہ یہ کون لوگ ہین اور کہان سے آئے ہین چارون طرف سے لوگ کوڑے اور لاٹھیان اور بانس لے لے کر جو گرے تو مارے ان سب مردہون چہ مارون خواص خدمتگارون وغیرہ عملے والون کو پرزے پرزے اڑا دیا وہ داد بیداد فریاد کر کے کہنے لگے کہ ہمکو کیون مارتے ہو ہم سرکاری فلان فلان ہین غرض یاقوت شاہ کی عقل دنگ تھی اور یہ کچھ بات ذہن مین اسکے نہ آتی تھی کہ یہ کیا کارخانہ قدرت خداوند تعالیٰ کا ہے ناچار ہو کے اندر دون بارگاہ گیا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ اب چلکے خداوند تعالیٰ سے یہ حال دریافت کرون جونہین اسنے اندر قدم رکھا تو وہان دیکھا کہ واہ واہ ہے واہ واہ اور ہی لطف اور قصا ہے کہ سو بارگاہ نشین اندھے پڑے ہوے اور غمین انکے چوتڑون پر چلتے چلتے تھوڑی تھوڑی جو رہ گئین تو تمام چربی انکے چوتڑون پر گر کے جم گئی تھی اکثرون کی چوتڑون کے بال جلکے گوشت کے جلنے کے جراہند اور بدبو پھیلی ہوئی ہے اور کچھ انکو خبر نہین جیسے پڑے تھے ویسے ہی پڑے ہین اور ایک طرف چار سو پانچسو عجیب الخلقت کہ آدھے منھ کالے آدھے منھ سفید زرد چتے بھورے زنگاری گلابی سبز مرمری غرض بوقلمون بنے ہین کسی کی آدھی ڈاڑھی بھنی ہے کسی کی آدھی سوچھ بھنی ہے کسی کے سر پہ بات کسی کے سر پہ پارہ جوتیان ہین کسی کی سوچھ ڈاڑھی بھوین پلکین سر کے بال سب منڈے ہوے ہین ایک طرف دیکھا کہ چار سو ساڑھے چار سو حبشیون خاکروبون سائیسون شتربانون فیلبانون مین عجب طرح سے چپت چل رہی ہے یاقوت شاہ کی یہ رنگ محفل خداوندی دیکھکر عقل دنگ ہو گئی اور اپنے ہاتھون سے منھ پیٹ لیا اور کہتا تھا کہ آج بیشک قہر خداوندی یہان نازل ہوا ہے ورنہ کوئی بات سوا اسکے سمجھ مین نہین آتی یہ ماجرا سمجھ مین نہین آتا کہ کیا ہے اب حجاب قدرت اٹھا کے خداوند کے پاس جاؤن تو یہ حال اور یہ راز سربستہ قدرت خداوند کا منکشف ہو اور میرے دل کی طمانیت ہو غرض یہ کہہ کے یاقوت شاہ نے جونہین حجاب قدرت اٹھایا تو دیکھا کہ عین تخت خداوندی پر ایک فقیر قلندر ریچھ والا لکڑی اپنے ہاتھ مین پکڑے ایک سیجھ کھایا ہے یاقوت شاہ کی ایک آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی اور درد و بردباری اسکے دامن سے اٹھا اور غصے کی ضبط نہو سکا اور یاقوت شاہ نے بکمال غیظ و طیش جھپٹ کے بڑے زور سے ایک کوڑا اس ریچھ والے قلندر کی پیٹھ پر کہ در حقیقت وہ لقائے شرک خدا ہی تھا مارا اور ضرب تازیانہ سے تمام پیٹھ اسکی شق ہو گئی اور بیساختہ تڑپ کر جو اسنے آنکھ کھول دی اور بیہوشی اتر گئی تو اسنے اپنے منھ اور اپنی صورت کا تو خیال بھی کچھ کیا نہین سامنے یاقوت شاہ کو تازیانہ مارتے دیکھکر پکارا کہ ای یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ بندہ خاص یہ حرکت تو کیا کرتا ہے ابھی مین بھجوں دوزخ خاویہ مین ڈال دونگا ہم خداوند باختر یاقوت شاہ نے اسیر بھی نہ پہچانا کہ یہ لقا ہی پھر بکمال غیظ و غضب سے دوسرا کوڑا مارکے کہا کہ او بدذات یہ تو کیا کہتا ہے اور دعوے ہمسری خداوند لقا کرتا ہے ابھی تازیانے کی چوٹ سے لقا جھنجھلا کے یہ کہتا ہوا ایک سمت کو بھاگا کہ ہان ہان ای مقرب درگاہ مین یہ تقدیر تیری مین نے شراب پی کے عالم مستی مین کی ہوگی تجھے یاد نہین حالا القدر بر گردیم کہ ہم لقائے بے بقا رانندۂ درگاہ خداوندی شاہ مردود باختر ہی یاقوت شاہ تو میرا فرزند قدرت ہے اب مجھے تازیانہ نہ مار۔ اور اپنے

خداوند حقیقی کے سامنے ایسی بے ادبی نہ کرنا اور جسوقت کوڑا کھا کے لقا تڑپ کر بھاگا تو وہ گھنگرو جو عمرو نے لقا کی ڈاڑھی کے
ایک بال مین باندھ دیے تھے اور ایک بال مین ذرا سا پرچہ کاغذ نصیحت نامہ کا اس گھنگرو کے ہلنے اور آواز سے لقا نے اپنے منھ
پہ جو ہاتھ پھیر کر دیکھا کہ یہ گھنگرو میری ڈاڑھی مین کیسا بندھا ہے تو کوئی بال ڈاڑھی کا سوائے اُن دونون بالون کے لقا کے
ہاتھ مین نہ آیا گھبرا کر لقا نے اُن دونون کو بھی توڑ لیا گھنگرو توڑ کے پھینک دیے مگر اُس رقعہ کو جو دیکھا تو اُس مین لکھا تھا کہ این کار عمروست
ادھر یاقوت شاہ کو بھی لقا کی آواز سے معلوم ہوا کہ یہ خداوند لقا ہین لقا نے کہا کہ ای یاقوت شاہ یہ تمام رسوائی
اور ذلت و خرابی دو دزد باریک گردن لک یا سلطان زادہ عمرو عیار کر گیا تقدیر کردیم کہ جلد اُسے گرفتار کرو اور
میرے سامنے لاؤ مین اُسے دوزخ خاویہ مین ڈال دونگا اور حسب الحکم لقا کے یاقوت شاہ نے لوگون کو تاکید روانہ
کیا کہ جلد گردمرد کو لے آؤ یہان وہ وقت ہے کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مہتر گردمرد کے گھر مین بیٹھے دعوت
کھا رہے ہین اور مہتر گردمرد خدمتگذاری اور کاروبار مین سرگرم ہے اور خوردک عمرو کے پاس بیٹھا باتین کر رہا ہے کہ ایک
مرتبہ کسی شخص نے آکے گردمرد سے کہا کہ خداوند نادے نے یاد کیا ہے گردمرد نے کہا اچھا جاؤنگا اِس مین عمرو نے کہا کہ ای
مہتر گردمرد دیکھو ہمنے تمسے ایک عیاری کر کے پچاس ہزار اشرفی لین اور چلے گئے تمکو مطلق کچھ ثابت نہ ہوا کہو تو وہ لعل
بھی تمنے اُس ظرف مین پانی کی ڈال دیا تھا یا یونہین رکھا ہے وہ لعل مصری کا بنا ہوا تھا گردمرد نے گھبرا کے جب بادیے
مین پانی بھر کے اُس لعل کو ڈال دیا اور اس انتظار مین تھا کہ بعد تین روز کے اس لعل کو نکال کر دیکھونگا لا کے جو
دیکھا تو وہ پانی بادیے کا تمام گندلا گندلا سرخ رنگ ہو گیا تھا اس مین ہاتھ ڈال کے لعل کو دیکھا کہ کہین ذرا سا ریزہ
بھی اُسکا نہین تمام گھل گیا ادہم زاد بخشی نے ذرا سا وہ پانی لیکر جو چکھا تو کہنے لگا واہ واہ ای بھائی گردمرد ذرا چکھیے
شکر کے اسمین پیو تو دیکھو کیا خوب شربت ہے بس گردمرد کی رنگت سفید ہو گئی ہوش و حواس بجا نہ تھے دو گھڑی کامل اس
صدمے مین منھ سے گردمرد کے بات نہین نکلی تھی عمرو نے کہا کہ ای گردمرد استغفار مجھے پچاس ہزار اشرفی کی محتاجی اور
طمع نہین ہے اپنے پچاسون توڑے زرِ سرخ کے مجھسے پھیر لو مین تو فقط تمہین اپنی عیاری کا معتقد کرنے کو اور اپنی استادی
اور دستکاری دکھلانے کو وہ لعل دے گیا تھا مہتر گردمرد اور ادہم زاد بخشی نے باہم چشمک زنی اور اشارہ کر کے
کہ کوئی ایسی عیاری کیجیے اور ایسی بات نکالیے کہ اسوقت تو عمرو ہمارے یہان مہمان ہے پکڑنا مناسب نہین جب یہان سے
نکل کے تھوڑی دور پہونچے تو اسے پکڑ لاسیے اور اسکی زنبیل چھین لیجیے غرض یہ کہ دونون عیارون نے عمرو سے کہا یا شاہ
عیاران عیار صدقے گئی تھی وہ پچاس ہزار اشرفیان اسکی بھی کچھ اصل و حقیقت ہے مگر واہ کیا کہنا آپ کا کیا خوب عیاری
اور دستکاری آپ کی ہے ہم معتقد ہوئے اب ایک بات ہم آپسے پوچھین اگر ہمکو بتلا دیجیے تو ہم کمال ممنون اور مشکور ہین
عمرو نے کہا وہ کیا بات ہے پوچھو مین تمکو ابھی بتلا دونگا تمسے ہرگز نہ چھپاؤنگا مہتر گردمرد ادہم زاد بخشی نے پوچھا
خواجہ سلامت بھلا آپ شکل تبدیل اگر عیاری سے رنگ روغن مل کے جلدی مین نہین کر سکتے تو معجزہ زنبیل سے لیکے
وہ صورت بنا لیتے ہین یا ہفت اقلیم کا مال اسباب خزانہ جو شے چاہتے ہین وہ اپ زنبیل مین بھر لیتے ہین اور کسی کو اُسکا پتا
نشان کچھ نہین ملتا اور گلیم سیجنے کی ہے اسے اوڑھ کر غائب ہو جاتے ہین یا جال الیاسی یا شکیزہ خضر علیہ السلام یا منڈھی دنبال
کی یا کمند آصفا سے یا صفا وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزین تو پیغمبرون اور آپ کے بزرگون کا تبرکات ہے انکے انکی باعث سے
آپکے ہزارون کام نکلتے ہین وہ سب آپ کی زنبیل مین بھری رہتی ہین مگر یہ فرمایئے کہ آپ جو ہزار دن فرسنگون تان
واحد مین پہونچ جاتے ہین مثلاً یہان سے یا ہفت میل جبل القمر کہ بارہ ہزار فرسنگ نہایت قلب راستہ ہے اُسے آپ سات روز یا
چہر روز مین طے کر کے یہان تشریف لاسے اتنی جلد مدی سے کیا باعث ہے اتنا جلد آپ کیونکر چلتے ہین یہ ہمکو بتلا دیجیے

کہ ہماری تسلی ہوجاے عمرو نے کہا کہ ای مہتر گردمرد اور ای ارم زادنجشی اسکا حال مین تمسے کیا کہون جسوقت کہ مین مزار بابا آدم
صفی اللہ علی نبینا کے وارد ہوا تھا تو جہان مین نے سندھی حضرت دانیال کی اور یہ زنبیل اور رجال الیاسی اور کمند اصفاے
باصفا وغیرہ تبرکات وہان سے پایا اسی طرح سے اثناے راہ مین ایک پہاڑ پر مین نے ایک گدھا دیکھا کہ تمام سر سے پانون تک
بشکل بزرگ غرق بجواہر جسیم نہایت خوبصورت اسکا تھا اور ایک ایک بال اسکا جھلت وہ صدکان جواہر معلوم ہوتا تھا مین نے
جو دریافت کیا تو وہ جو تمنے سنا ہوگا کہ خر عیسے سو وہی گدھا حضرت عیسے کا تھا تب مین نے بجستی تمام دو بال اُس گدھے کے توڑ لیے
بس یہ ساری کرامات اور جلدروی اور زندگی مجھ مین اُنھین بالون کی بدولت اور انھین کی برکت سے ہی جسوقت مین کہین
جاتا ہون تو اُس مین سے ایک بال اپنے تاج عیاری پر رکھ لیتا ہون ہزار ہزار فرسنگ آن واحد مین پہونچ جاتا ہون اور مطلق
کسل راہ مجھے نہین معلوم ہوتا ہی مہتر گردمرد اور ارم زادنجشی نے جو یہ حال بالون کی کرامات کا سنا تو بہت خوش ہوکے آپس مین
مشورہ کرنے لگے کہ اگر وہ دونون بال کسی گھات کسی فریب سے ہاتھ آجائین تو کیا خوب بات ہی اور یہ مشورہ کرکے مہتر گردمرد نے
عمرو سے دست بستہ ہوکر کہا کہ پادشاہ عیاران عیار ہرچند کہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہ استدعا اور عرض ہماری آپ منظور اور قبول
نہ کرینگے مگر ہم پیش خود یہ تجویز کرکے مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ ہمکو آپ سے کچھ مناسبت نہین اور آپکو سب طرح کی
طاقت اور سب طرح کا مقدور کیسے کیسے تبرکات آپ کے پاس ہین دوڑنے اور تیز رفتاری کی کچھ اتنی احتیاج نہین اگر جادوگر
ہفت اقلیم جمع ہوکے آپ کو محاصرہ کرلین اور چار طرف سے راہین مسدود ہون تو آپ سندھی دانیال کی نکال کے اُسی مقام پر
مقیم ہوجائین اور دم بھر مین سب ساحرون کو مار کر جدھر چاہین ادھر آپ نکل جائین اگر کروڑ آدمی آمادہ قتل آپ کے
دشمنون کے ہون تو آپ کو بھاگنے کی حاجت نہین ہی آپ گلیم عیاری اوڑھ کے جس طرح چاہین ہنستے قہقہے مارتے باطمینان خاطر
تشریف لیے چلے جائین اور کوئی آپ کو نہ دیکھے نہ سد راہ ہوسکے علی ہذا القیاس ایسے ایسے تبرکات کی خبرین آپ کے پاس
بہت سی ہین کچھ آپ کو کہین بھاگنا نہین پڑتا اپنی خوشی سے یون چاہین آپ جلد چلین چاہین آپ آہستہ چلین یہ کچھ فرض اور ضرور
نہین کہ آپ مور کی طرح سے اُڑ جائین اور اسمین آپ ذریعہ اور وسیلہ کسی تبرکات اور معجزے کا ڈھونڈھین سوا اسکے آپ
کی چال بھی وہ ہی کہ ہم سب سر پٹک کے مرجائین تو آپ کے تعاقب مین دوڑ کر آپ کے قدمون کی خاک کو نہ دیکھ سکین اور کہین
آپ کو نہ چھو سکین لہذا امیدوار ہین کہ وہ پچاس ہزار اشرفیان جو آپ لعل مصری کا ہمکو دے کے لیگئے تھے وہ ہمنے بخوشی
خاطر آپ پر تصدق کین اب سردست اور تو حاضر نہین لیکن چالیس ہزار اشرفی اور آپ کی نذر اور تواضع کرتے ہین وہ دونون
بال جو خر عیسی کی آپ لاے ہین وہ ہمکو عنایت کیجیے کس لیے کہ ہمکو وادش رات دن رہتی ہی تمام عمر و آپ کے ممنون اور
مشکور رہینگے عمرو نے کہا کہ سبحان اللہ ای مہتر گردمرد یہ آپ عیاری اور اپنی استادی اسوقت کرتے ہین بھلا سنو تو لبساط
کائنات عیاری تو دو ہی ہی اور وہ دونون بال دم خر عیسی اسکے تبرکا اور تیمنا میرے پاس ہین اگر مین نے وہ دونون بال بپاس
خاطر تمھارے بالطمع دیا کہ تم عیاری کرکے چالیس تھیلیان زرسرخ کی طمع مجھے دیتے ہو تمکو حوالہ کردون تو پھر ستے لینا غیر
ممکن ہی جیسنا بھر مین جہان ہزار دوادوش پہونچون وہان تم آن واحد مین پہونچ کے مجھے گھیر لو تو آیندہ جنگ و سردار
واللہ اعلم بالصواب کون جیتے کون ہارے تو اس مقدمہ مین تم دونون صاحب مجھے معذور رکھو اور کوئی چیز ہوتی تو مین بخدا
ابھی تمکو دیتا اور بال تم لیکے کیا کروگے تمتو آپ ایسے جلد رفتار اور تیز رو ہو کہ مین نے ہزارون لاکھون پیک اور عیارون
کو دیکھا کسی کو ایسا جلد چلنے والا نہین پایا مہتر گردمرد نے کہا بادشاہ عیاران عیار تو یہ استغفار ہماری کیا مجال جو ہم آپ سے
عیاری کرکے کہتے ہون یا آپ سے فریب یا دغا کا ارادہ رکھتے ہون اور طمع دکھاتا کیسا وہ چالیس تھیلیان زرسرخ کی تو
حاضر ہین لیجیے اور یہ کہہ کے جھٹ پٹ ایک کوٹھری مین ایک صندوق رکھا تھا اسکا قفل کھولکر چالیس توڑے اشرفیون کے

نکال کے عمرو کے آگے رکھ دیے اور ہر ایک توڑے کا مُنھ کھول کے اشرفیان دکھلائین عمرو نے کہا خیر ای جھتر گرد مرد نیکی نیک راہ بدی بد راہ ہی تو تمسے عیاری نہین کرتے اور تمھارے قول و فعل کا خدا حافظ تو وہ دونون بال موجود ہین مگر خبردار زنہار کوئی فریب اور کوئی چھل ہمسے نہ کرنا یہ کہکے وہ بال لقا کی ڈاڑھی کے زنبیل سے نکال کے جھتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی کو حوالے کر دیے اور وہ چالیس توڑے اشرفیون کے جھتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی کے سامنے بطرفۃ العین اُٹھا کے زنبیل مین رکھ لیے جھتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی بالون کو دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گئے اور فرط شادی سے پیرہن مین پھولے نہین سماتے تھے اور دونون آپس مین اشارہ کرتے تھے کہ چالیس ہزار اشرفی کی کیا حقیقت ہی اگر اسوقت عمرو زیادہ حجت اور طمع کرتا تو ہم سب اسباب نقد و جنس اپنے گھر کی بیع کرکے جہانتک ہو سکتا عمرو کو دیتے اور یہ دونون بال لیتے اسوقت اپنا ہم گھر بیچ ڈالتے بلا سے جب یہان سے پچاس کوس آگے سمت شہر سنجان پہونچیگا اسوقت ہم بھی بال ایک ایک اپنے سرون پر باندھ کے دم بھر مین وہان جا پہونچینگے اور یہ ایک ہوگا ہم تم دو ہونگے چار طرف سے اُسکو محاصرہ کرکے بعیاری گرفتار کر لینگے اور ساری کرامات اور بساط کائنات اور ہفت اقلیم کی دولت اور تمام عمر کی کمائی زنبیل مین ہی اسکی زنبیل چھین لینگے پھر یہ بیدست و پا ہو جائیگا غرض جھتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی تو اس خوشی مین تھے کہ ناگاہ عمرو اپنی گٹھری شہری باندھکر اُٹھکر کہنے لگا لو خدا حافظ ای جھتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی اب ہم رخصت ہوتے ہین کس لیے کہ ابھی ہمین جاکر شہر سنجان مین شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لانا ہی اور چالیس دن کے درمیان مین ملک بربر مین پہونچ جانا ہی جھتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی نے کہا بہت بہتر مگر جی چاہے وقت مراجعت شہر سنجان سے ہمسے بھی ملاقات کرتے جانا عمرو نے کہا بشرط زندگی وہ رخصت یہ کہکے عمرو رخصت ہوا انتی دیر مین دو چوبدار دوڑتے ہوئے اور آئے اور جھتر گرد مرد سے نہایت تاکید سے کہا کہ جبرئیل درگاہ یاقوت شاہ تمکو یاد کر رہے ہین اور تم ابھی تک حاضر نہین ہوئے جلد چلو جھتر گرد و ارم زاد بخشی نے کہا کہ صاحب حاضر ہوتے ہین ابسا کونسا کام ضروری درپیش ہی جسکے واسطے یہ شتاب اور یہ تاکید تم لیے ہوئے آئے ہو بارے کپڑے پہنے اور دونون بال ایک تو جھتر گرد مرد نے اور ایک ارم زاد بخشی نے اپنے تاج عیاری مین رکھ لیا اور خوشی خوشی چوبدارون کے ساتھ بڑی تمکنت اور غرور سے چلے یہان یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کو ہاتھون مین پکڑے غصے مین بھرا ہوا چوبدار پر چوبدار بھیجتا جاتا ہی کہ جلد جھتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی کو لاؤ اس عرصہ مین یہ دونون یعنی جھتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی پہونچے یاقوت شاہ کو سلام کیا یاقوت شاہ نے کہا کہ ای طاؤس حرمین لقا تجھے اسقدر غفلت اور بیخبری ہی اور یہ تمکنت تیرے مزاج مین سما گئی ہی کہ مین پہر بھر سے کھڑا اور پچاس چوبدار تیرے بلانے کو بھیج چکا ہون اور تو نہین آتا عمرو عیار حمزہ کا یہان کیا غضب کی عیاری کر گیا ہی جھتر گرد مرد ارم زاد بخشی نے ابھی یہ کلام یاقوت شاہ کی زبان سے پورا نہین نکلنے پایا تھا کہ آگے بڑھ کے بڑے غرور اور بانکپن سے وہ بال دکھلا کے کہا کہ آپ جبرئیل قدرت خداوندزادے ہین جو چاہین سو فرمائین عمرو کیا عیاری ہمارے سامنے کرکے چلا جائیگا اور ہم بھلا اُس سے کیا غافل ہین یہ دیکھیے ساری بساط کائنات جمع پونجی جو کرامات عمرو کی تھی وہ تو ہمنے اُس سے چھین لی کہ انھین بالون کے زور طاقت پر وہ دبدبت کو دکھاتا پھرتا تھا اب وہ ہمسے بچکر کہان جائیگا یاقوت شاہ نے جو اُن بالون کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ لقا کی ڈاڑھی کے بال ہین زیادہ جھنجھلا گئے اور بہ کمال غیظ و غضب دوڑ کر ایک ایک کوڑا جھتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی کے مار کر کہا کہ او بدذات حرامزادے یہ بال تو خداوند لقا کی ڈاڑھی کے ہین عمرو کیا کیا بے ادبیان اور کیسی کیسی گستاخیان کر کے خداوند کی ڈاڑھی مونڈ لے گیا ہی اور تم یہ بال فخریہ ہمکو دکھلانے کو یہان لائے ہو بس یہ حال سنکے جھتر گرد مرد کی

ارم زاد نخشبی دونون کا رنگ زرد ہو گیا اور منھ پر مردنیان سے چھا گئین کلیجا پکڑ کے بیٹھ گئے یاقوت شاہ نے پھر تازیانے اُٹھا کے کہا او نا مرد نکلا اب تم نیل لائے ہو اب تم جلد جاؤ او رعمرو جہان سے تلاش کر کے لے آؤ ورنہ قہر خداوندی مین مبتلا ہوگے اور ابدالآباد تک دوزخ خاویہ مین پڑے سڑا کروگے آخر کار ناچار ہوکے مہتر گرد اور سارم زاد نخشبی دونون عیار بتلاش شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار جاتے ہین اسکے آگے دیکھے کیا ہوا انھین تو یہین چھوڑ دیجیے

جبتک تھوڑا داستان فرحت بیان شاہزادۂ عالی شان بدیع الزمان گردلشکر شکن اور حالات ملکہ گوہر ملک اور خرخرفات گنجاب علیہ اللعن والعذاب سے بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش نے مہلیل وراز ترکیب کو واسطے محاصرہ اور سدباب کرنے درۂ خونریز کے برسر شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکر شکن بھیجا اور آپ مع لشکر بیکران اور افواج بے پایان سمت چار باغ بہ نیۂ گرفتاری ملکہ گوہر ملک سوار ہوکے چلا اثناے راہ مین خبر آمد ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان اور اپنے بیٹون کی ہزیمتی تو پلٹ کر براے استقبال ہرمز اور فرامرز سمت دریاے زخار روانہ ہوا یہان چار باغ ملک حرمان دیوکش مین ملکہ گوہر ملک کو جو یہ خبر پہونچی کہ گنجاب مع تمام سرداران اور سپہ سالاران اور افسران فوج اور سوارہ و پیادون وغیرہ کے اپنے لشکر و سپاہ کو ہمراہ لے کے پہلے تو میری گرفتاری کو اس طرف آتا تھا بعد اسکے شاید کچھ خیال آیا اور بجائی سپہر ملک بر بیرسے آئے ہین انکے لینے کو سمت دریاے زخار گیا ہی اور تمام شہر خالی ہی ملکہ گوہر ملک نے از راہ اولوالعزمی پیش خود تجویز کیا کہ مین نے زبانی اکثر اکابرین اور معتبرین سنا ہی کہ ملکہ گردہا تونے جہان شاہزادۂ بدیع الزمان کی ہین اکثر اوقات نقاب منھ پر ڈال کے لکھو کھا سوار اور پیادون مین کارہاے نمایان اور دلیرانہ کیے ہین پس مین بھی تو بھوا سکی اور ناموس اسکے بیٹے شاہزادۂ رستم صولت کی ہون جس سے یہ وتنہا ملک سنجان مین خروج کر کے ستائیس شبخون لشکر گنجاب پر مارے اور یکان واحد لکھو کھا کفار مین کیسے کیسے کار نمایان کر کے نکل گیا ہی ایسا وقت اور موقع پھر کب ملیگا کہ فرقہ سپاہ مین سے کوئی متنفس شہر سنجان مین نہین ہی بمضمون اس حدیث شریف کے کہ السعی منی والاتمام من اللہ مین چلکے شہر سنجان مین اپنا عمل دخل کرلون غرض یہ تجویز کر کے بمشورۂ و شراکت فضل بن گیا ہور خون آشام وغیرہ زنگ جوشن پوش اور قاتل زنگی وسف قل زنگی کو تو چار باغ کی محافظت کے واسطے وہین تعین کیا اور آپ مع فضل بن گیا ہور خون آشام وغیرہ جان نثاران شاہزادۂ عالیمقدار اور چالیس ہزار دلیران عرصۂ کارزار سرادل شام چار باغ سے سوار ہوئی اور صبح ہوتے ہوتے دروازۂ شہر سنجان پر پہونچی یہان تک دروازہ شہر پناہ کا وہی کھلا تھا کہ ملکۂ عالم مع رفقاے شاہزادۂ عالی شان اور سواران جانفشان بسم اللہ کہہ کے اندرون شہر داخل ہوئی اور جو وہان ہزار دو ہزار سوار پیادے مستعد تھے جسوقت کہ وہ کچھ تعرض کرنے لگے اسنے پہلے انھین سب کو تہ تیغ بیدریغ کر کے خاک و خون مین لٹا دیا بعد اسکے شہر سنجان مین تلوارین کھینچ کھینچ کر سب آگے اور آمادہ کفار کشی ہوکر قتل عام کرنے لگے یہان تک کہ کافرون کو جا اسن کی سینن ملتی تھی کہ اپنے تئین بچائین غرضکہ کئی ہزار کافرون کو جہنم واصل کر کے

لاشوں پر لاشیں ڈھیر پر ڈھیر سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرائے جاتے تھے اور چار طرف آواز الامان الامان کی بلند ہوئی فضل رب گیا ہو بخون انتقام
جواب دیا ہوا کہ امان لشکر طلبان جو کوئی کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہوتا تھا اسے چھوڑ دیتے تھے اور باقی کفار کو قتل کرتے تھے آخر نوبت بجائے
رسید کہ ہزاروں آدمی مشرف باسلام ہوئے اور کفر و کافری پر لعنت کر کے بجان و بہ نیت ایمان لائے ملکہ گوہر ملاک جا کے اپنے محل میں داخل ہوئی
اور چاہا کہ ملکہ غنچہ خاتون اپنی ماں کو قتل کرے ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ بیٹی میری قتل کرنے سے تیرے ہاتھ کیا آئیگا بلکہ اگر میں زندہ ہوں تو موجب
تیرے کام آؤنگی ملکہ گوہر ملاک نے ننگیوں خانگی سے ... کیا اور اسکے قتل سے دست کش ہوئی جتنے گنج خزانہ اور جواہر خانہ کے تھے سب
اپنا عمل اور قبضہ کر کے کسی کی سپرد کر دیا اور جو از راہ تیرہ دلی اور تاریک دروغی مسلمان نہیں ہوئے تھے انکی بستیاں توپوں میں داغ دیئے
شہر ویران کر دیا اور لکھو کھا روپیہ اپنی فوج اور سپاہ کو انعام عطا کیا بعد اسکے فضل رب گیا ہو رخوان اشامہ نے جتنے دروازے شہر
پناہ کے تھے سب کو بطور فصیلہ بند دروازوں کے ترتیب دیئے فصیلوں اور برجوں پر توپیں چڑھوا دیں تیل کے کڑھاؤ بارود کی ہنڈیاں
گزک کے لولے اور سب سامان گولہ بارود جہت جو کچھ واسطے قلعہ کی لڑائی کے چاہیے تھے موجود کر کے گولہ اندازوں کو حکم دیا کہ
جسوقت گنجاب کی امداد کی ... اور سرداران گنجاب مع فوج و سپاہ آئیں دیکھو ہمارے حکم کا انتظار نہ کرنا بلا تامل اور بے درنگ مستعد
ہو کر مہتاب و ہوائی گولہ انداز غلامی سب سلح اور مکمل سرخ سرخ پگڑیاں سروں پر تحت الحناک کے پیچ چھوٹے اور تیغیں و دیتے کمروں
سے باندھے انگرکھے محمودی کے گلے میں پائجامے گھٹنے کے بالوں میں پہنے توپوں کے گھرے سمت میدان کیے مہتابیں روشن کیے ادھر ادھر
ٹہلتے پھرتے ہیں اور کماندار اور ناوک انداز اور بان دار سے سر فروش اور جان نثار جوان عرصہ کارزار آمادہ مرگ اور حیا سے قضا
کمینگاہ میں چھپے ہیں بعد اسکے گرد و پیش چہار طرف شہر پناہ کے خندق کھدوا کر پھر آب کر دیں اور کچھ پانسو سے ہرکارے چپراسی
وغیرہ لوگوں کو واسطے سراغ رسانی اور تلاش شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ کر کے ملکہ گوہر ملاک تو منتظر تشریف آوری شاہزادۂ
عالیمقام کی ہوئی اور اپنی ماں ملکہ غنچہ خاتون کو خلوت میں بٹھلا کے سمجھا دیا کہ اماں جان آپ کو معلوم ہے یہ شاہزادہ بدیع الزمان
عالیشان فرزند سلطان عالیشان امیر حمزہ صاحبقران کا جان و روح ہے اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان
شفیق اور ملازم امیر حمزہ یا توقیر کا دربہوا خواہ بلا شبہ شاہزادہ بدیع الزمان کا ہی اگر آپ آج شاہزادہ عالم کے ساتھ کچھ
التفات بزرگانہ و مادرانہ سلوک کر لینگی اور شاہزادہ والا گہر کو اپنا کر رکھینگی جسوقت شاہزادہ عالی منزلت آپ کو اپنا قبلہ و کعبہ
سمجھکر باادب پیش آئیگا اور لندھور بن سعدان سینگا کے سے آدمی ... کے ساتھ ملکہ غنچہ خاتون نے ایسی ایسی ... زبانی
اور خدمتیں کیں آپ کا ہزار جان و دل غلام بن جائیگا خدا نخواستہ اگر آپ کلمہ شہادت پڑھ کے اسلام نہ قبول کرینگی اور اطاعت سے
شاہزادہ بدیع الزمان کی منحرف ہو کے بدی پیش آئینگی تو میری بات ہو وقت کی خوب یاد رکھیے گا کبھول نہ جائیے گا کہ خسرو بلاد ہند
سے آپکی موافقت آنا اور محبت برابر ہونا تو معلوم ہے گویا آپنے آپ اور اپنا دشمن پیدا کر لیا تا قید حیات ہے آپ چاہیے کہ آپ سے
اور لندھور سے پھر صفائی ہو یہ غیر ممکن ہے ملکہ غنچہ خاتون کو ایک مدت سے شبیہ خسرو بلاد ہند کی دیکھکر لاکھ دل و جان سے شیفتہ
جمال اور فریفتہ حسن تمثال لندھور کی ہے اور تصویر لندھور کی ایک برت الماس پر کندہ کروا کے اپنے گلے میں ڈالے ہر وقت بے اختیار حالت
تعشق میں بخوف و خطر یہ شعر زبان پر لاتی ہے شعر دل کے آئینے میں ہے تصویر یار * جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی * اور کبھی فرط
اشتیاق اور کثرت درد فراق سے جو زیادہ تر بیتاب ہو جاتی ہے تو دو دن تین دن بخور و خواب اُس تصویر کو دیکھتی ہے اور اُسکے بوسے
لے لیکر سو سو بار تصدق اور نثار ہو ہو کے عالم خود رفتگی میں کہتی ہے دوہا کاہ ہوت دیکھے سکھی جو نہیں من میں سمر پیار اور کہہ دیکھ
آنکھ کی جات نہ تن کی پیر * اور کبھی یہ شعر کسی استاد کا گھبرا کے پڑھ اٹھتی ہے شعر خواہش دیدار جسکو ہو تو اک تصویر یار * وہ مصور
کھینچ منگوائے اور دیکھا کرے * لیکن میں حسرت زدہ یہ پوچھتی ہوں صاحبو مصرع اُسکی جو باتوں ہی کا مشتاق ہو وہ کیا کرے *
جسوقت کہ یہ حال خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کی ہوا خواہی شاہزادہ بدیع الزمان کا سنا اور جانا کہ لندھور

علاوہ شاہزادۂ عالم سے رکھتا ہی اور بجان و دل دعوی عبودیت کا لندھور کو شاہزادۂ بدیع الزمان سے ہی غرض کہ یہی یعنی ملکہ گوہر ملک
سے کہنے لگی کہ واری اس شاہزادہ بدیع الزمان کو مین نے کسدن اپنے بیٹون سے کم سمجھا تھا اور مین تو ہمیشہ پروانہ اُسکی صورت کی
رہی ہون اب جو کچھ کہ مجھسے خدمت و دلسوزی شاہزادۂ بدیع الزمان کی ہو سکیگی حتی المقدور مین کوتاہی کبھی نہ کرونگی اور بمقدمہ دین
و ایمان ابھی مصلحت وقت نہین کہ مین مسلمان ہو جاؤن جب وقت ساعت ہوگا تو مین اعتقاد بدل اور اقرار باللسان رکھتی ہون کہ
لاشک و لاریب کلمہ طیبہ پڑھکے مشرف باسلام ہو جاونگی میری بات مین کبھی فرق نہ پڑیگا غرض یہ کہ اب ان بیٹون مین بڑی محبت ہی
اور دونون بالاتفاق منتظر تشریف آوری شاہزادہ آفاق بدیع الزمان کی ہین انکو تو یہی طور پر چھوڑ دیجیے

	اب شمہ حال گنجاب علیہ اللعن سے بیان کیا جاتا ہی	

کہ گنجاب جب مع لشکر اور سپاہ چار باغ کی جانب سے مراجعت کرکے سمت دریا بتہیہ ملاقات اپنے بیٹون کے مخاطب ہوا تو لب دریا
پہونچا اور وہان استقبال ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان کا کرکے خواجہ کراز الدین ملک بختیارک منحوس کا فرستادہ بن
نے اپنے بیٹون سے ملاقات کی اور وہین لب دریا اپنا خیمہ استادہ کراکے تیاری دعوت اور جشن شاہانہ مین مصروف ہوا سو سو
ما لیقہ ارباب نشاط کے طلب کیے صحبت ناچ گانے کی ہوئی تھاپ طبلے پر پڑی آواز ہوشا ہوش نوشا نوش کی لہر ساز نگی کا
پا ہین کی کمک آسمان کو جانے لگی مغنیان سراپا ناز اور مطربان خوش آواز کا جوبن اور ساقیان مہر طلعت اور ماہ صورت کے دوسے کی
وھوم اہل محفل عالم مستی مین کہہ رہے تھے قطعہ مین کب سے تھا تیرا اشتیاقی ساقی ٭ مدت مین ہوا ہی تو ملاقی ساقی ٭ جاتا ہی
یہ دور چل بھر دے پیالہ ٭ شیشے مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی ٭ ناگاہ سامنے سے ایک جوڑی ہرکارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق
عرق عرق تر بتر سراسیمہ اور مضطر بحضور گنجاب آکے بعد دعا و ثنا کے مخبری پکاری کہ پیغمبر مرسل کی عمر دراز ہو ملکہ گوہر ملک بحمد زادی
بے مع فضل بن گیا ہو رخون آشام چار باغ ملک حرمان دیولش سے فوج کشی کرکے شہر سنجان مین اپنا عمل و دخل کر لیا اور تمام توشون
پر خزانون کے اور جواہر خانے وغیرہ کے چوکی پہرے اپنے بٹھلا کے لکھوکھا روپیہ خزانون سے نکلوا کے اپنی فوج و سپاہ کو تقسیم کر دیا اور نگاہداشت
نو ملازمون کی جاری ہی شہر پناہ کے دروازون پر توپین تیل کے کڑھاؤ کڑک کے بدلے بارود کی ہنڈیان چڑھا دین ہین گولہ انداز کماندار
وغیرہ ہزارون جوان فیلبند دروازے پر فصیلون برجون پر آمادۂ رزم و پیکار بیٹھے ہین گنجاب نے جو یہ حال خراب اپنے شہر اور گھر اور
خزانون اور جواہر خانون وغیرہ دولت و مال کا سنا اپنے دونون ہاتھون سے سر و سینہ پیٹ کے ڈاڑھی کو نوچ ڈالا اور ہونٹھ اپنے
دانتون سے چباتا تھا اور کہتا تھا مصرع ٭ دیگر بہ کہ نالیم کہ از ما بر ماست ٭ ملک بختیارک منحوس کافر بے دین جو برابر گنجاب کے
بیٹھا تھا اُسنے پوچھا کہ ای پیغمبر مرسل گوہر ملک کون ہی گنجاب نے کہا کہ میری بیٹی ہی بختیارک بیٹی کا نام سنکے پکارا صلواۃ بر محمد ای
گنجاب مجھے یقین کامل ہوا کہ گوہر ملک شاہزادۂ بدیع الزمان پر شیفتہ و فریفتہ عاشق زار ہی جو اُسنے ایسی حرکت لغو کی اور ایسا نالائق
کام کیا ای گنجاب اب تم ملک سنجان کی فرمانروائی اور حکمرانی سے ہاتھ دھو بیٹھو یہ سرزمین اب اسلام آباد ہو جائیگی اور یہ ملک قبضہ
اختیار مین بدیع الزمان کے ہو گیا اسلیے کہ ان خداپرستون کا قدیم الایام سے یہی معمول اور دستور ہی کہ جس اقلیم اور بلاد مین خروج
کرتے ہین تو وہان پہلے ایک داغ حاکم شہر کے دل پر اسطرح کا دیتے ہین کہ اُسکی بیٹی یا پوتی سے تعشق کرکے اُسکے ملک اور سلطنت کو اپنے قبضے مین
لاتے ہین اور اُس سرزمین کو یک قلم اسلام آباد کرکے آگے قدم رکھتے ہین گنجاب نے بختیارک کی طرف دیکھکر کہ عجیب الخلقت مسخرون
کی صورت زرد رنگ کوتاہ گردن تنگ پیشانی ولد الزنا اور نطفہ شیطانی کی ساری علامتین منھ پر عیان گربہ کے سی آنکھین گلے مین
طوق لعنتی کا پڑا ہوا یہ خرخرافات اور ہزلیات کلمہ لوچ اور لاطائل بخوف و خطر بیسرے رو برو نکال رہا ہی درہم برہم ہو کر کہا کہ ای نامعقول
اس گفتگوے بیہودہ اور فضول سے تجھے کیا حصول بس زیادہ گوہ تہ کھا مصرع سخن ناسنج سے ذلب لبستہ دارہ بختیارک نے گنجاب
کو پیچ و تاب کھا کے یہ گفتگو سے تند کرتے جو دیکھا تو کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل تو میری باتون سے کچھ اپنے جی مین ہرمز اور فرامرز کو دیکھکر

خفیف اور ذلیل ہو یہ بات کچھ تیرے گھر مین نئی نہین ہوئی ہے یہ ابتدا تو اس عشق اور عاشقی کی انھین دونون صاحبون کے گھر سے
شروع ہے یعنی امیر حمزہ صاحبقران نے ملکہ مہرنگار جو بیٹی نوشیروان ملک العادل کسریٰ کی اور بہن انہین دونو صاحبون کی تھی
اسیر عاشق ہو کے ملک مدائن مین اپنا عمل دخل کیا اور نوشیروان بن قباد بن کیقباد بن فریدون کہ جو ایسی شہنشاہ عرش بارگاہ
خواقین سجدہ گاہ ظل اللہ محتشم و محترم فرمانبردہ ہے ایران و توران فخر دودمان ساسانیان و کیانیان کہ جسکی بارگاہ مین چھ سو حکیم چھ سو ندیم
بارہ سو تاجدار کرسی نشین اٹھارہ سو عہدہ دار سلطنت چوبیس سو پہلوان پایہ تخت سوا لاکھ پیک اور کرور سوار حاضر رہتے تھے اسکا تاج
و دیہیم و فوج اقلیم چتر و علم جاہ و حشم خزینہ و دفینہ اہل و عیال مال و متاع سب تباہ و برباد کر کے اس درجہ کو پہونچا دیا کہ اولاد اسکی یعنی
دونون مرشد زادے کل آفاق کے ہرمز اور فرامرز آج اس مصیبت سے دربدر خاک بسر ہو کے تیرے ملک مین آئے ہین اور تیرے سامنے
بیٹھے ہین ہرمز بن نوشیروان نے یہ گفتگو بختیارک کی سنکے جھنجھلا کے کہا اے نامراد بختیار یہ تو کیا جھک مار رہا ہے ہمکو اور رسوا کرتا ہے بختیارک نے
کہا کہ اے ہرمز تاجدار تینے نہین سنا ہے کہ پیر خود درماندہ ہے شفاعت کسکی کرے گنجاب تو خود اسی درد مین مبتلا ہے یعنی شاہزادہ بدیع الزمان
اسی حمزہ صاحبقران کا بیٹا ہے اسنے بخیال اسکے مصرع میراث پدر خواہی علم پدر آموز ہے اپنے باپ کے قدم بقدم تھا اس ملک سنجان
کے اسلام آباد کرنے کا اپنے دل مین مصمم اور مستحکم کر کے اس ملک مین خروج کیا اور اسنے پہلے گنجاب کی بیٹی ملکہ گوہر ملک سے رابطہ
دوستی اور اتحاد کا باہم پہونچا کے جب اسنے اپنے قابو مین کر لیا اور کلمہ شہادت پڑھوا کے مسلمان کیا اور ملکہ لاکھ دل و جان سے اب شیفتہ
اور فریفتہ شاہزادہ بدیع الزمان کی ہے تو اب دعوے شاہزادہ بدیع الزمان کو فرمانروائی اور حکمرانی کا ملک سنجان کی برحق اور
بجا ہے اسمین اب شک و شبہہ کوئی نہین یون گنجاب جو چاہے مجھے کہے مگر یہ ملک سنجان تمام چندروز مین سن لینا کہ اسلام آباد
ہو جاویگا مین ایسا سر سوجھ نہین کہتا سچ کہتا ہون اور میرے کہنے کا اگر کسی کو یقین نہ آئے تو پھر چندروز مین دیکھ لینا برحق
و باطل کھل جاویگا گنجاب اس گفتگو سے بختیارک کی نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر ہو کے اسوقت وہان سے اٹھ کھڑا ہوا اور سوار
ہو کے مع اپنی فوج و سپاہ کے شہر سنجان کی طرف روانہ ہوا اور یلغار کیے قریب شہر سنجان کے آ پہونچا اور چارطرف سے محاصرہ کر کے
آمادہ جنگ ہوا فضل بن گیاہور نے حکم دیا کہ ہان آج یہ دن سرفروشی اور جان نثاری کا ہے اے بہادرو خبردار کچھ اپنے جی مین مطلق
پاس و ہراس نہ لاؤ بیخوف و خطر برجون فصیلون پر سے ناوک اندازی کرو اور گولے توپ کے مارو یہ سب کفار نابکار دیکھ کر آن واحد مین پسپا
ہو کے فراری ہو جاوینگے چنانچہ جب اسطرف سے لشکر گنجاب کے سوار و پیادے حملہ کر کے قصد کرتے تھے کہ خندق کو طے کر کے زیر دیوار
شہر پناہ ہو پہنچین اور سیڑھیان لگا کے فصیلون برجون پر چڑھ جاوین اور اسطرف اتر کر دروازہ شہر پناہ کا کھولدین مگر جب ایسا سے
فضل بن گیاہور خون آشام اور سب گولہ اندازون اور تفنگ اندازون اور کماندارون نے اس درجہ بارش تیر اور گولی گولے اور چھرون
کی افواج کفار پر کی کہ کوس کوس دو دو کوس تک فوج گنجاب کی پسپا ہو کے جہان تہان درختون ٹیلون اور ٹھیکرون کی آڑ پکڑ
کھڑے تھے اور کسی کا حوصلہ ایک قدم آگے بڑھانے کا نہین تھا اور ہزارون کفار و پیادے اور رہوار ضرب سے چھرون اور گولون
کی جھنجھری ہو کے مانند زاغ و زغن کے بے روبے ہوا پرواز کنان جہنم واصل ہوتے جاتے تھے انتہا یہ کہ چار روز صبح سے تا شام فوج کفار
تیرہ انجام نے سو سو طرح کی سعی اور کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ دیکھا آخرکار پانچوین روز گنجاب نے اپنے لشکر کو اس حرب و
پیکار بیکار سے ممانعت کر کے کہا کہ تا وقتیکہ مین نہ کہون اب تم قصد یورش اور مقدمہ جنگ کا نہ کرو اور یہ حکم دے کے اپنی بارگاہ
مین نہایت مغموم اور مکدر سر بگریبان تفکر بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ کون سی تدبیر اور کیا راہ نکالون جو پھر اپنے شہر اور ملک و مال
پر قابض ہون ناگاہ سامنے سے ایک عیار گرد و غبار مین آلودہ اندرون بارگاہ نمودار ہوا اور مجرا گاہ پر سے گنجاب
کو مجرا کر کے بعد دعا و ثنا کے بیخبری عرض کی کہ ملک عجم سے قاہر بن قہرمان عجمی پیغمبر نامرسل لقا کا ایک لاکھ بیس ہزار سوار سے
آپ کی ملاقات اور اعانت و نصرت کو آتا ہے گنجاب نے جو یہ حال سنا تو اپنے دل مین سوچا کہ قہرمان عجم بھی پیغمبر نامرسل خداوند لقا

ہم مرتبہ پیرا ہی اور یہ قاہر جو اسکا ستون بارگاہ تھا بھی لائق تعظیم و تکریم کے ہی بس جوج گنجاب اپنی بارگاہ سے نکل کے سوار ہوا اور چند
قدم قاہر بن قہرمان عجمی کا استقبال کر کے باعزاز و اکرام تمام اسے اپنی بارگاہ مین لایا اور برابر اپنے تخت کے کرسی بیٹھنے کو دیکر ساقی کو
اشارہ کیا حسب الارشاد گنجاب ساقی نے تین جام شراب سے لبریز کرکے قاہر بن قہرمان عجمی کو دیے اور اُسنے دو جام پیکر تیسرے پیالہ مین
جبکہ دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اور سردار آنکھون مین ہو چلا تب گنجاب نے ازابتدا تا انتہا حال خراب اپنا اور بالتفصیل صدمہ تازہ ملکہ گوہر ملک
اور فضل بن گیا ہور خون آشام کا آکے قلعہ و شہر مین عملداری کر لینے کا سب قاہر بن قہرمان عجمی سے بیان کیا قاہر بن قہرمان عجمی نے یہ سنتے ہی
سرگذشت گنجاب سے کہا کہ اے پیغمبر مرسل القاب میرے نزدیک صلاح یہی ہے کہ آپ میرے نام طبل جنگ بجوا دیں مین کل صبحکو قلعہ پر تاخت کرکے اتنی آن
مین تیرا عمل و دخل قلعہ اور شہر مین کرادونگا گنجاب نے کہا ازین چہ بہتر اسکی اور یہ کہکے حکم دیا کہ ہان کوس دمامہ لشکر مین طبل جنگ بجے
چنانچہ حسب الحکم گنجاب لشکر کفار مین طبل جنگ بجا اور یہ خبر قاہر بن قہرمان عجمی کے آنے اور طبل جنگ بجانے کی وہان ملکہ گوہر ملک اور
فضل بن گیا ہور خون آشام نے جو سنی تو فضل بن گیا ہور نے کہا اے ملکہ عالم قلعہ بند ہوکے لڑنے مین نامردی ہے صبح کو جبکہ قاہر بن قہرمان عجمی
سے مین سر میدان نکلکر مقابلہ کرونگا اور بعد میرے تصدق ہو جانے کے آپ کا خدا نگہبان ہے یہ کہکے اپنی فوج و سپاہ کو حکم دیا کہ کل صبحکو قاہر
بن قہرمان عجمی بہتیہ قلعہ گیری آئیگا تم غفلت شرافت اور حق نمکخواری سے غافل نہ رہنا اور سرفروشی اور جان نثاری کرکے سرخروئے دارین ہونا غرض
یہان بھی بڑی جاگ اور چہل پہل تمام لشکر مین رہی اور ہوشیاری اور خبرداری شب کو بسر کی دوسرے روز صبح کو قاہر بن قہرمان عجمی مسلح اور
مکمل ہوکے ہمراہ گنجاب سوار ہوا اور روبروے دروازۂ قلعہ شہرستان اپنی فوج و سپاہ کے پہنچا کے گنجاب سے کہا کہ اے پیغمبر مرسل آپ اپنا
لشکر اسی جا پر قائم کیجیے تماشا دیکھیے کہ مین یکہ و تنہا اس قلعہ کو جاکے فتح کیے لیتا ہون اور جسوقت مین اس دروازۂ قلعہ کو توڑ کے اندر شہر کے
داخل ہون آپ بھی مع اپنے لشکر کے تعاقب مین میرے شمشیر زنی کرتے چلے آئیے گا یہ کہکے قاہر بن قہرمان عجمی ایک گرز گران ہاتھ مین لیے
مسلح اور مکمل اپنے گھوڑے کو مہمیز کرکے روبروے دروازۂ قلعہ چلا اور وہان فیلبند دروازے پر سے فضل بن گیا ہور خون آشام نے جو
قاہر بن قہرمان عجمی کو تنہا بہتیہ قلعہ گیری آتے دیکھا جھٹ پٹ اپنے سپاہیون کو ہمراہ لیے وہان سے اتر کے دروازۂ قلعہ کو کھلوا دیا اور مع
اپنی فوج و سپاہ کے باہر نکلکر آمادۂ رزم و پیکار ہوا اور پھر کامل ایسی شمشیر زنی کی کہ ایک لاکھ تیس ہزار سوار و پیادگان قاہر بن قہرمان
عجمی کو درہم اور برہم کرکے ہزارون کفار کو بدریعہ اسفل السافلین پہونچایا اور تلاطم ڈال دیا تھا آخرکار قاہر بن قہرمان عجمی کہ نہایت زبردست
اور آفت روزگار فضل بن گیا ہور سے جنگ مردانہ کرکے زخمی ہو گیا اور تا غروب آفتاب ساتون بھائی فضل کے قاہر کے ہاتھ
سے زخمی ہو گئے تھے مگر فضل اُسی حالت زخمداری مین دلیرانہ آمادۂ حرب و ضرب تھا جبکہ وقت شام کا ہو گیا اُسوقت قاہر بن قہرمان
عجمی نے باآواز بلند کہا کہ اے فضل رات کو غنیمت سمجھ کے جا مین تجھسے کچھ تعرض نہین کرتا مگر کل مین اس قلعہ کو فتح کرلونگا تیرے حق مین
بہتر یہی ہے کہ تو نمکخوار و سوروثی سرکار گنجاب کا ہے ملکہ گوہر ملک اور اس قلعہ اور شہر کو حوالہ گنجاب کے کردے جو منصب سپہ سالاری تیرے
باپ گیا ہور خون آشام کا تھا وہی منصب مین تجھے پیغمبر مرسل سے دلوا دونگا اور جو عزت اور توقیر تیری ہوگی وہ اور کسی کی نہو نے پائیگی
ورنہ تو جان کہ کل اگر میری نصیحت اور کہنے پر تونے عمل نہ کیا تو بعذاب الیم مبتلا ہوکر مارا جائیگا غرض یہ کہکے قہرمان عجمی طبل آسائش بجوا کے
پھر کھڑا ہوا یہان فضل بن گیا ہور اپنے ساتون بھائیون کو اور تمام فوج کو ہمراہ لیے قلعہ مین آکے داخل ہوا اور قلعہ بند ہوکے اپنے علاج
اور بھائیون کے زخمون کی بخیہ اور مرہم پٹی مین مصروف ہوا روز دوم قاہر بن قہرمان عجمی مع گنجاب سوار ہوکے روبروے قلعہ
آیا اور اپنے ہمراہیون سے زبانی فضل بن گیا ہور خون آشام سے کہلا بھیجا کہ اے فضل ابھی خیر ہے کچھ بات بگڑی نہین ہے میرے
کہنے پر عمل کر اور ملکہ گوہر ملک کو محافہ مین سوار کراکے پیغمبر مرسل کے پاس پہونچا دے کس لیے کہ ملکہ سنگین ہے یا قوت شاہ جبریل
درگاہ خداوندی کی ہے اور ہو خداوند تعالی کی ہے اور سوا اسکے ہم اور تو دونون ایک ترکش کے تیر مین پھر تیرا قصور گنجاب سے
معاف کرادینگے اور وہی منصب سپہ سالاری کا جو تیرے باپ کو تھا تجھے دلوا دینگے اور دیکھ پیرا کہنا مان اور جواب تو نہین ملیگا

توپین لیکر وہ تنہا بجان واحد ابھی آکے تجھسے قلعہ لیئے لیتا ہون اطلاعاً واسطے اتمام حجت کے مین نے لکھدیا آگے توجان جبکہ یہ پیغام قاہر کا
فضل بن لیاہور خون آشام نے سنا تو آتش ازرہ نکھراری شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن جواب لکھا بھیجا کہ خدا سے بازگشت
ای قاہر جو کچھ ہوسکے اسمین تو کوتاہی اور قصور نہ کریو اور خبردار اور زنہار سب ایسا بیہودہ نہ لکھنا وہ لکھا کیا خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت
مسخرا ہے اور یاقوت بجا کیسا بلا ہے ملکہ آفاق گوہر ملک ناموس ہے اپنے آقاے ولی نعمت شاہزادہ بدیع الزمان کی ہے اسکا نام فضل
انسان ہزار مرتبہ گلاب کیوڑے سے کلیان کرکے اپنی زبان کو پاک کرلے نہ لے فرشتے کی یہ طاقت نہین جو اسکے دامن تک ہاتھ پہونچا سکے
تو اسکا ذکر بذکور نہ کر اپنے کام مین سرگرم رہ قاہر بن قہرمان عجمی یہ جواب اپنے پیغام کا فضل بن لیاہور خون آشام کی طرف سے
سنکر مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھا اور اسی حالت غیظ و غضب مین اپنے کرگدن کو جلک مار کے برابر قلعہ کے پہونچا اور یہ آواز بلند
کہنے لگا کہ ای فضل تو ان توپون اور گولہ اندازون پر مغرور نہ ہو جسوقت کہ مین للکار کر کے شمشیر زنی کرتا اونکا سب توپین کیا
بند ہو جائینگی اور یہ جتنے گولہ انداز اور ناوک افگن ہین سب بھاگ جائینگے تو مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور کسی سے پھر کچھ
نہ بن آئیگا دیکھ مین قلعہ لیئے لیتا ہون اب بھی میرا کہنا مان فضل بن لیاہور خون آشام نے فصیل بندر دروازے پر آکے جواب دیا
کہ ای قاہر بیجا ب تساہل اور تامل کیا کرتا ہے شعر من نہ آنم کہ بہ جز خدا دو فا بردارم * اگرچہ سازند جدا چون قلم بند از بند * یعنی تا وقتیکہ
دھڑ پر سر اور میرے جسم مین جان ہے مین اپنے آقاے ولی نعمت کے واسطے سرفروشی اور جان نثاری مین حتی المقدور اپنے قاصر نہونگا اس
لغو گوئی بیہودہ سے کیا حاصل خدا سے بازگشت تو اپنے دل کی حسرت اور ارمان نکال لے قاہر یہ گفتگو فضل کی سنکر اور زیادہ تر غضبناک
اور خشمگین ہوا اور حالت غیظ و غضب مین زمانہ اسکی نظرون مین تیرہ و تار نظر آتا تھا گرز گران کو ہاتھ مین لیے کرگدن کو سمت قلعہ گرم تاز کیا
یہان فضل نے گولہ اندازون سے کہا کہ یارو جو کوئی قہرمان عجمی کا نشانہ لے اور گولے سے کرگدن اسکا زد لگا مین اسے بدولت دنیا
مستغنی کردونگا اور حضور شاہزادہ عالم مین بتقریب اسکی شجاعت کے سعی کرکے مقرب خاص کرا دونگا گولہ اندازون نے عرض کی کہ ای فضل بن
لیاہور خون آشام اصل حقیقت یہ ہے کہ قاہر بن قہرمان عجمی ستون بارگاہ افراسیاب جہان روزگار بلا کا شخص ہے جہانتک ہم سے ہوسکیگا ہم حتی المقدور
اپنے کوتاہی نہ کرینگے اسلیے کہ جسوقت یہ قلعہ مین پہونچ جائیگا تو پھر جسقدر ہم مسلمان ہوئے ہین مع ہمارے عیال و اطفال کے خدا جانے کس عذاب
الیم مین مبتلا کرے یا مار ڈالیگا ہمکو بھی جان عزیز ہے فضل بن لیاہور خون آشام نے کہا فقط تیرے حکم پر ہم بند نہین ہم خود الامان و فریاد
الامان کرتے اور حذر مانگتے ہین ابھی گولہ انداز یہی کہہ رہے تھے کہ دیکھا قاہر بن قہرمان عجمی برابر توپون کے گولے کی زد کے پہونچا اور
گولہ اندازون نے توپون کو اوسکے اوپر سامنے کرکے ثابت قدم سے باندھ کے مہتاب دکھلائی اور برابر ساتون توپون کو فیر کیا قاہر بن قہرمان
عجمی نے جو گولہ سامنے سے آیا اسے تو اپنے گرز پر روکا کہ انگان گرز کی کھا کے جس زور سے گولہ آتا تھا اسی طرح سے پلٹ گیا دور جاکے گرا اور جو
گولہ کہ داہنے بائین آتے دیکھا اسکو جانے دیا اسی طرح سے گرز کو اپنے منھ کی پناہ کیے قریب خندق کے پہونچا اور وہان کرگدن پر سے اتر کے
اپنے گرز کو خندق مین ڈال کے بطور پل کے بنایا اور ہرچند گولہ اندازون نے اوپر سے تیل کے کڑھاؤ اور کرل کے پوت اور بارود کی ہنڈیان گر
انا اور ستولا مارنا شروع کیا مگر قاہر بن قہرمان عجمی نے مطلق خیال نہ کیا اور دامن گردان کر کے اسی اپنے گرز پر چڑھ کے خندق کے پار
اتر گیا اور پھر گرز کو اٹھا کے قلعہ کے دروازے پر جا پہونچا اور ایک ضرب گرز مین دروازے کو قلعہ کے بیچ و بن سے گرا دیا سب چولین دروازے
کی ٹوٹ گئین بعد اسکے قاہر شمشیر برہنہ لیے اندرون قلعہ گھسا اور وہان جتنے گولہ انداز تھے دور ہی سے قاہر بن قہرمان عجمی کو تلوار کھینچے آتے
دیکھکر توپین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے یہان گنجاب کشتی پیچھے پیچھے قاہر بن قہرمان عجمی کے مع اپنے تمام لشکر کے گھوڑے کو ٹپکاتا
شہر مین داخل ہوا اور شادیانے فتح کے بجا کے اپنے تخت پر جا بیٹھا چارطرف سے نذرین ہونے لگین یکایک یہ خبر جو محل مین پہونچی اور
ملکہ گوہر ملک نے سنا کہ گنجاب شہر مین داخل ہوا اور قاہر بن قہرمان عجمی نے دروازہ قلعہ کو توڑ کے اندرون قلعہ اپنا عمل و دخل کرلیا
آہ جانکاہ جگر سے کھینچکر اپنے دل مین سوچی کہ اب جسوقت یہ دشمنی گنجاب مجھے پائیگا اسوقت جان سے مار ڈالیگا اور خدا جانے

کس کس عذاب الیم سے کون کون سے ظلم تجویز کرکے ترسا ترسا کے ماریگا لیں یہ سوچ کے حالت یاس و ہراس مین اسوقت ایک پلنگپوش
پڑا تھا اسکو منہ پر ڈالکے اور منہ اپنا چھپا کے محل سے باہر نکلی اور صبح صادق کا وقت کچھ تھوڑی تاریکی شب کی باقی تھی کہ سراسیمہ
و مضطر ایک سمت جلد جلد قدم اُٹھائے جاتی تھی کوئی چار گھڑی دن چڑھے ایک کوچہ مین پہونچی لیکن وہ زمین سنگلاخ
اور تلوے اسکے مثل گل از کثرت پیادہ روی سے ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کے گرتی تھی اور پھر سنبھل کے خائف و ترسان مثل بید لرزان اُٹھ
کھڑی ہوئی وہ نصف کوچہ طے کر گئی تو سامنے دیکھا کہ ایکطرف چھوٹا سا مکان تعمیر ہے دروازہ اسکا کھلا ہوا اور کوئی گرد و پیش اسوقت آنے جانے والا
نہین معلوم ہوتا ہے بیساختہ بدحواس از خود رفتہ اس حویلی مین گھس گئی وہان ایک پیرزال ستر اسی برس ایک کا سن و سال اشعار
ضعیف اسقدر تھی وہ پیرانہ سال * کہ چاندی کے بہتر تھے سب سر کے بال * کوئی دانت منہ مین نہ تھا زینہار * کہ روئی جوانی کو وہ ڈاڑھ مار
ہوا جھریون سے تھا یہ حال تن * جسے جسطرح دامن پر ہو شکن * نہایت محتاج اور غریب شکستہ حال میلے کپڑے پہنے بیٹھی تھی اسنے جو
ملکہ گوہر ملک کو یون بے سر و سامانی پریشان و مضطر اپنے گھر مین آتے دیکھا تو وہ ضعیفہ گھبرا کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور بکمال شفقت پوچھنے لگی
کہ مین قربان جاؤن خیر باشد تم کون ہو اور اسقدر بدحواس اور گھبرائی ہوئی یہان میرے گھر مین کیونکر آئین ملکہ گوہر ملک نے اشک آنکھون
مین بھر کے کہا اے مادر مہربان شعر با چشم تر ہون بارک تاک بریدہ ہون * جو کچھ کہو سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون * اور از ابتدا تا انتہا
سب حال اپنا اُس پیرزال سے بیان کیا اُس بڑھیا نے بہت سا افسوس کرکے ملکہ کی سر سے پانون تک بلائین لین اور کہنے لگی واری
ایک جان میری حاضر ہے سو تمہارے اوپر صدقے کر دونگی میرے جیتے جی تو تمہارے دشمنون کو یہان کوئی غارت کیا نہ پائیگا تم بدلجمعی یہان بیٹھی رہو
بارے ملکہ گوہر ملک عاجز و مجبور بیجان ہو کر اُس کوٹھری مین چھپکے بیٹھ رہی ہے وہان فضل تن گیا ہو رخون آشام نے جو دیکھا کہ قاہر
مین قہرمان نے قلعہ لے لیا اور گنجاب کا شہر سنجان مین عمل دخل بدستور ہو گیا قفل ایک دروازہ باغ مین تھا اُسے کھولکر مع اپنے
اُن ساتون بھائیون اور ایک لاکھ چالیس ہزار سوار کے ایک سمت نکل کے جا ہی آئے دیکھیے اس سے کب ملاقات ہو

جنبک و قصے داستان گنجاب علیہ اللعن و العذاب بیان کیے جاتے ہین

گنجاب اپنی بارگاہ مین دو تین گھڑی بیٹھ کے جسوقت کہ دربار برخاست ہوا تو اندرون محل داخل ہوا اور ہر چند تمام محل مین ملکہ گوہر ملک
کو تلاش کیا کہین کچھ سراغ اسکا نہ ملا تب نہایت مشوش اور متفکر باہر نکلا اور یہ تذکرہ ملکہ گوہر ملک کے نہ ملنے کا اپنے معتبرون و چھوٹے
بڑے سے کرنے لگا خواجہ کرار الدین ملک تخنبارک منحوم کا فرزند نے یہ حال سُنکے کہا کہ یا پیغمبر مرسل ملکہ گوہر ملک بیشک و شبہہ دولتخانہ
سے بیتاب ہو کے بھاگ گئی سر مو اسمین فرق نہین مگر یہ بھی یقین ہے کہ ابھی اسی شہر مین ہے شہر کی خانہ تلاشی ہو جائے تو ملجائیگی باہر کہین
دور نہ جاسکیگی منادی شہر مین ہو جائے ضرور خانہ تلاشی ہو تو بہتر ہو گنجاب نے بموجب کہنے تخنبارک کے سنجانی عیار کو تاکید تمام
حکم دیا کہ ابھی جلد منادی کرا دے کہ جو شخص ملکہ گوہر ملک کا سراغ لگا لائے اور خبر پہونچائے کہ فلان مکان مین یا فلان محلہ مین فلان
شخص کے گھر مین ہے تو سرکار پیغمبر مرسل سے بہت سا کچھ انعام و اکرام ملیگا اور جو شخص کہ اپنے گھر مین ملکہ گوہر ملک کو چھپا رکھیگا اور
سرکار مین آکے اطلاع نہ کریگا اُسکا مال و اسباب گھر اسباب تاخت و تاراج کر لیا جائیگا اور زن بچے اسکے کولھو مین ڈالکے پلوا دئے جائینگے
چنانچہ سنجانی عیار نے حسب الحکم گنجاب کے ڈھنڈھورہیے کو بلا کے کچھ لوگ ہمراہ کر دیے اور وہ ڈھنڈھورہیہ کوچہ بکوچہ بازار سوق بازار
مین دہل پر چوب مارتا یہ منادی کرتا پھرتا تھا حسب اتفاق جس پیرزال کے گھر مین ملکہ گوہر ملک چھپی بیٹھی تھی اُسکا ایک بیٹا نہایت
حرامزادہ اور قمارباز اور بدذات تھا وہ ولد الزنا ایک بھنگیرے کی دکان پر بیٹھا قدح بھنگ کا پیے مرچنگ بجا رہا تھا سُنتے یہ ڈھنڈھورا
اور منادی سُنکے اپنے دل مین خیال کیا کہ چلکے اپنی بڑھیا مان کو بطور دلالہ مکارہ کٹنیون کے کچھ چکنین سوت کی کچھ کر کے باتان جالی کی
کہون کہ تو نے سنجان مین ہر ایک کے گھر مین اس حیلہ سے تلاش کراکر کہین گوہر ملک کا پتہ ملجائے تو گنجاب سے جا کے کہون اور
بہت سا روپیہ اشرفی اسکے صلہ مین جو پاؤن وہ خوب جی کھولکے چھکے پنجے پر ہزار دو دو ہزار روپیہ کا ایک ایک داؤن بد دون اور جُ

جواری مہاجنون سے لاکھون روپیہ جیت لاوُن اور خوب چرس کے دم اُڑاوُن اور قدحے بھنگ کے پیوان لیکن وہ شیطان
علیہ اللعن اس پیرزال کے گھر مین آیا ملکہ گوہر ملک نے جو دروازہ کھلنے کی آہٹ پائی تو جلدی سے اُٹھکر اُسی حجرے مین جا بیٹھی
اور یہ حرامخور بازار سے گوشت لایا تھا اسے صاف کرنے کے لیے ایک ظرف ماں سے منگا کے گوشت کو پاک کرتا جاتا تھا اور کہتا
جاتا تھا کہ اماں آج پیغمبرزادی گوہر ملک اس اپنے یار بدیع الزمان کے عشق مین گھر سے نکل بھاگی ہے اور پیغمبر جرسل نے منادی کرادی ہے کہ جو
کوئی گوہر ملک کا سراغ لگالائے سرکار سے بہت سا روپیہ اسکو انعام ملیگا اسلیے مین چاہتا ہون کہ تو چادر اوڑھ کے بہانے نئے والون کے
اور ادھر ادھر کے گھرون مین جا کے تلاش کر اگر کہین گوہر ملک کا پتا لگالا تو مجھے بڑا روپیہ ابھی سرکار گنجاب سے مل جائے اُس بڑھیا نے کہا
ای خانہ خراب کمبخت نالائق پھر ایسی بات اپنے منہ سے نہ نکالیو تو خاک مین ملے روپیہ انعام لینے والا ہے ای غضب کوئی بھی ایسا کام کرتا
ایک بیچاری صاحبزادی پردہ نشین فلک زدہ ستم رسیدہ کا صبر سمیٹ کے اور اُسکو مبتلاے صد گونہ آفات کرکے دشمنون کے
حوالے جو تو کردیگا تو وہ روپیہ تو کے دن کھائیگا غارت سگیہ خدا کا قہر تیری جان پر ٹوٹیگا عاقبت تیری خراب جائیگی اور کیا عجب ہے
کہ ماں اسکی ملکہ غنچہ خاتون سی سفارش کرکے ملکہ گوہر ملک کو پھر بچالے تو تیرا کیا حال ہوگا وہ تو باپ ہے وہ بیٹی ہے جگر جگر است دگر دگر
جب جاوے گی وہان مین وہ ملیگی تو کسی نہ کسی حیلے بہانے سے کوئی تقصیر کوئی جرم تیرے ذمہ ثابت کرکے وہ ملکہ گوہر ملک یا اسکی ماں یا غنچہ خاتون
تجھے جیتا نہ گڑوا دیگی خبردار ایسا کام کبھی نہ کرنا ای عیب پوشی مین بڑا مزا ہے ابھی وہ بڑھیا اپنے اس ولد الزنا بیٹے سے یہ باتین کر رہی تھی کہ
حسب اتفاق ایک بلی کہین سے آگئی اور جھپٹ کر ایک بوٹی گوشت کی لیکے اسی کوٹھری مین جہان ملکہ بیٹھی تھی گھس گئی یہ شہدا
حرامزادہ بیٹا اس بڑھیا کا کہ برا ہی لعین اور دانہ زد شیطان علیہ اللعن تھا شعر بردہ نانے زگریہ جبالاک خورد لش خود وہ سگ ناپاک
یہ سمجھا تھا ہی اس بلی کے دوڑ کر کوٹھری مین گھس گیا اور دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک کو وہان بیٹھا دیکھا بہت خوش ہوا اور عنقریب تھا
کہ شادی مرگ ہوجائے کہنے لگا کہ ولاہ میرا استاد کیا کتنا ہی خوب ہے بردباتھ آئی ملکہ گوہر ملک نے اس حرامزادے سے بہزار عجز و انکسار باچشم
خونبار اپنے دونون ہاتھ باندھ کے کہا کہ مین نے تجھے اپنے منہ سے بھائی کہا ای بھائی گنجاب تجھے کیا ملیگا اگر اللہ نے وہ دن پھیرے
اور شاہزادہ بدیع الزمان پھر تشریف لائے تو مین تجھے منصب و جاگیر دلوادونگی اور بہت سا اشرفی روپیہ تجھے دونگی کہ پھر تجھے
دولت دنیا کی محتاجی نہ رہیگی اور یہ کہکے ایک جوڑی نورتن کی کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر اسمین لگا تھا اپنے بازوؤن پر سے اُتار کے
اس ناسعادتمند بڑھیا کے بیٹے کو عطا فرمائی اور پھر بہت سی منت و خوشامد کرکے سمجھایا کہ بھیا تو کہین خدا کے واسطے میرا حیلہ نہ کرنا
وہ مادر بخطا جوڑی نورتن کی لے کے یہ کہتا ہوا کہ یہی تو نشانی ہاتھ آئی ہے ہر چند وہ پیرزال روکا کی اور بہت داد ہوئی اُسنے بڑھیا کو
گالیان دے کے جھپٹ پٹ دروازہ کھولا اور باہر نکل کے اس ڈھنڈھورے کو ڈھونڈھتا ہوا کوئی دس پھر جا کے اس ڈھنڈھورچی
سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھے تم اگر گنجاب کے پاس لے چلو تو مین پتا ملکہ گوہر ملک کا ابھی لگا دونگا وہ لوگ جو ڈھنڈھورہ پیٹتے
ساتھ تھے ان سبھون نے نہایت خوش ہوکے اس ولد الزنا بڑھیا کے چھوکرے کو اپنے ہمراہ لیا اور گنجاب کے پاس لیجا کے کہا کہ یہ شخص کہتا ہے
کہ مین ملکہ گوہر ملک کا پتا جانتا ہون گنجاب نے اسے بلا کے پوچھا کہ تو نے ملکہ کا سراغ کیونکر پہونچایا ہے اُسنے کہا کہ اے پیغمبر جرسل وہ تو میرے
گھر مین چھپی بیٹھی ہے اور یہ جوڑی نورتن کی مجھے دے کے بہت سی میری منتین اور خوشامدین کر رہی تھی اور کہتی تھی کہ تو پیغمبر
سے جا کے نہ کہنا مین تجھے بدیع الزمان سے منصب اور جاگیر دلادونگی گنجاب نے وہ جوڑی نورتن کی پہچان لی اور اس نطفہ حرام
کی زبانی سنکے ہزار روپیہ اسکو انعام دینے کو شرط کہا کہ جب ملکہ کو تو اپنے گھر سے پکڑوا دے اسوقت ہزار روپیہ تجھے دونگا اور
سنجانی عیار کو مع قاہر بن قہرمان عجمی حکم دیا کہ تم اس چھوکرے کو لیکے وہان جاؤ اور ملکہ کو گرفتار کر لاؤ حسب الحکم گنجاب کے قاہر
بن قہرمان عجمی اپنی فوج ہمراہ لے کے اس پیرزال کے بیٹے کے ساتھ وہان پہونچا اور تمام اس کوچے اور اس محلے کو محاصرہ کرکے اس
بڑھیا کے دروازے پر گیا ملکہ بیتاب آواز گھوڑون کی ٹاپون کی اور شور و غل سنکے ملکہ گوہر ملک اور وہ پیرزال جو کوٹھے پر چڑھ گئی تو

فیروز و سپاہ کا بلوہ اور قاہر بن قہرمان عجمی کو دیکھا ملکہ تو مثل قالب بیجان محو حیرت ملکتے کی صورت جہان کھڑی تھی کھڑی رہ گئی اور بات منھ سے نہیں نکلتی تھی اور اس پیرزال نے دو ہتڑ اپنے سر پر مارے اور تو کچھ بن نہ آیا ایک بڑا بھاری پتھر پڑا تھا اسکو اٹھا کے جیون ایسے بیٹے جہنمی علیہ اللعن نے اندرستان کے قدم رکھا اور سے اس اپنے بیٹے کے سر پر مارا کہ کاسہ سر اسکا مانند کدو یا تربوز کے سو ٹکڑے ہو گیا وہ زمین پر گر کے پھڑک پھڑک کر جہنم واصل ہو گیا قاہر بن قہرمان عجمی بخوف و خطر اندرون مکان کے گھسے چاہتا تھا کہ ملکہ گوہر ملک کا ہاتھ پکڑے علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم گنجاب کا بھی قبل از پہونچنے قاہر بن قہرمان عجمی کے وہاں جا پہونچا تھا یہ سبب برابری ہر بن قہرمان عجمی کے تھا اسنے بیٹے قاہر کا دیکھکر ہان ہان ای قاہر دست خود را نگہدار خبردار ایسی حرکت تو نہ کرنا کس لیے کہ یہ بہو خداوند نجدہ ہزار ملک باختر کی اور سنگیر یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ خداوند لقائی ہے اگر یاقوت شاہ سنیگا کہ قاہر نے میرے ناموس پر دست اندازی کی اور اس درجہ بیعزتی کرکے لایا ہے بلا شک و شبہ خداوند لقا سے کہکے تجھے سنگسار کروا دیگا اور مناسب یہ ہے کہ تو ملکہ گوہر ملک کو باعزت اور حرمت سوار کرا کے اسکی ماں ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھیجدے وہ ماں ہی چاہے قتل کرے چاہے قید کرے چاہے وہ گنجاب کے پاس بھیجدے چاہے نہ بھیجے تو معصیت سے اور سوا خندہ سے بری رہیگا قاہر بن قہرمان عجمی یہ کلمات نصیحت آیات علقمہ اضطرلابی کے سنکے اپنے جی میں سوچا کہ علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم گنجاب کا ایک مرد بزرگ جہاندیدہ اور پسندیدہ روزگار گفتگو سے قبول کرتا ہے خداوند لقا جو اپنے بیٹے یاقوت شاہ کا کہنا سنیگا اور جو بہو کا پاس خاطر کریگا وہ ہیر الٹا بھی نہ کریگا بیشک مجھے دوزخ ہاویہ میں اس جرم پر ڈالدیگا بہتر یہی ہے کہ میں گوہر ملک کو ملکہ غنچہ خاتون کے پاس پہونچادوں غرض یہ سوچ کے قاہر بن قہرمان عجمی نے گوہر ملک کو باعزاز و باکرام تمام ایک تخت میں سوار کرا کے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھجوادیا اور آپ گنجاب کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ملکہ گوہر ملک کو سوار کرا کے اندرون محل بخدمت ملکہ غنچہ خاتون پہونچادیا گنجاب یہ سنکے نہایت درہم و برہم ہوا اور کہنے لگا کہ صاحب تم اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو میرے پاس کیوں نہ لائے واہ واہ باہر ہی سے باہر تمنے محل میں بھجوادیا یہ کیا نادانی کی حرکت تمنے کی قاہر بن قہرمان عجمی نے جواب دیا کہ کیا آپ کا اختیار محل میں نہیں ہے وہاں سے جا کے پکڑلائیے بختیار کہ نے کہا کہ ملکہ گوہر ملک اقبالمند ہے پیغمبر مرسل اپنے محل میں گر ملکہ ابھی ان کے پاس پہونچ گئی ہے تو اب نہیں لا سکتے ہیں اقبالمندوں کے واسطے کوئی نہ کوئی وسیلہ ایسے وقت میں نکل آتا ہے گنجاب نے زیادہ تر جھنجھلا کے کامل خان بن گنجاب عادل خان بن گنجاب اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کے حکم دیا کہ تم محل میں جا کے اُس ننگ خاندان کو قتل کرو حسب الحکم گنجاب کے جبکہ عادل خان اور کامل خان دونوں بھائی تلواریں پکڑ کے بہنیہ قتل ملکہ گوہر ملک اندرون محل داخل ہوئے ملکہ غنچہ خاتون ملکہ گوہر ملک کی ماں نے بہت سا سخت اور سست اُن دونوں اپنے بیٹوں کو کہکے باہر نکال دیا مگر وہ دونوں مشورہ کر رہے کہ اماں جان کو کہنے دو اور اُنکا کہنا نہ مانو حسب الحکم بابا جان کے ملکہ گوہر ملک کا جلد کے ایک تلوار میں کام تمام کردیں اندرون محل کے پہونچے غنچہ خاتون نے جلدی سے ملکہ گوہر ملک کو توشہ خانے میں چھپالیا اور آپ کرسی دروازے پر بچھا کے بیٹھی اور عادل خان اور کامل خان کو پہلے تو بہت سا منع کیا اور سمجھایا کہ میرے جیتے جی تم اسکے مارڈالنے والے کون ہو بہتر یہی ہے کہ جلد میرے سامنے سے دور ہو جب اُن دونوں نے ملکہ غنچہ خاتون کا کہنا نہ مانا اور اسی بات پر آمادہ ہوے کہ ہم بدوں قتل کیے اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ کے یہاں سے ہرگز نہ جائینگے تب ملکہ غنچہ خاتون نے جھنجھلا کے لونڈیوں سے کہا کہ مارو ان دونوں خاک میں ملوں اور بیہودوں کو انکی یہ بھی طاقت ہے کہ میرے اُسکے روبرو غنچے کو بھی ایذا پہونچا سکیں لونڈیوں نے چار طرف سے چپلیاں اور لکڑیاں لے لے کر جہاں تک انکا زور چلا عادل خان اور کامل خان کو مارتے مارتے دیوانہ بنا کے تمام پوشاک دونوں کی پرزے پرزے کرڈالی اور رسوا کرکے اسکے محل سے بڑی ذلت اور رسوائی سے باہر نکال دیا وہ دونوں ذلیل اور خفیف ہو کر گنجاب کے پاس آئے اور رو رو کر سارا حال بیان کیا گنجاب نے یہ حال سنکے بہت پیچ و تاب کھایا اور اسی حالت غیظ و غضب میں تازیانہ اٹھا کے چلا علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم نے گنجاب سے عرض کی کہ اے پیغمبر مرسل اسوقت اندرون محل آپ کو

تشریف لیجانا مناسب نہین بختیارک نے کہا کہ ای گنجاب یہ علقمہ اضطرلابی وزیر اعظم تیرا معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان ہو اسکے کہنے پر
تو عمل نہ کر تیری حیرت کا مقام ہی کہ جورو پر زور نہ چلے اور جورو ایسی سرکش ہو کہ خاوند کا اور خاوند کون تجھ ایسا پیغمبر مرسل خداوند لقا
کا جسکے سبیع حکیم سیجدہ ہزار ملک کے بادشاہ اور بڑے بڑے فرمانروا اور تمام بندگان خداوند ہین اور سب تیرے امتی کہلاتے ہین
مین تو یہی صلاح دونگا کہ جسطرح جسسے ہو سکے ملکہ گوہر ملک کو جا کے چشم نمائی کر اور کچھ تعذیر دے ایسا خودسر اور خود مختار اور بخوف
وخطر غلمان گرسنہ اولاد کو خصوصاً ایسی ذات کو اور بہی کبھی کون کہ خداوند خدا دے سے منسوب ہو اور خداوند لقا کی خاص بہو ہو
دیوانہ جانیے جو کچھ اسکا مواخذہ اور جوابدہی پڑیگی پھر کون بحضور خداوند لقا ملکہ غنچہ خاتون کو پوچھیگا نہ آئیگا قہر خداوند پر بیشتر
تجھی سے ہوگی گنجاب نے باغوائے بختیارک وزیر اعظم یعنی علقمہ اضطرلابی کا کہنا نہ مانا اور کوڑا پکڑے بیساختہ اندر داخل محل چلا
کہنے لگا کہ کہان ہی وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ لاؤ تو اسکو کہ مین ابھی اسکا سر کاٹ کے تصفیہ کیے دیتا ہون اور جو کوئی اسکا ساعی
اور مدد و معاون ہوگا اسکو یہانتک کوڑے مارونگا کہ بدن اسکا پاش پاش ہو جائیگا پھر وہ سعی وسفارش کا کبھی نام نہ لیگا ملکہ غنچہ خاتون
نے کہا ای گنجاب خانہ خراب تو کیا کچھ اسوقت نشہ مین ہی جو ایسی ایسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی وہ ناموس اور سنگیتر جبرئیل درگاہ
یاقوت شاہ مقرب خاص فرشتہ قدرت خداوند ما باختر کی ہی تجھے لازم نہین کہ تو اسکے رونگٹے کو ایذا پہونچائے اگر تجھے یہی
منظور ہی تو اسکے خاوند کے پاس سوار کرا کے بھیجدے وہ اسکا شوہر ہی چاہے قتل کرے چاہے نہ قتل کرے گنجاب نے فرط تاب
مین کچھ غنچہ خاتون کو کلمہ سخت کہکر ایک کوڑا مارا کہ تمام جسم نازک غنچہ خاتون کا شق ہو گیا اور خون جاری ہو گیا اور شدت
ایذا و درد سے ملکہ غنچہ خاتون زمین پر گر کے پھڑکنے لگی اور اسی حالت غیظ مین پھر جو اٹھی تو دسو لونڈیون کو حکم دیا کہ ہان
اور مردار و کیا یہ تمہارا یار ہی کون ہی مار و اس سنڈے کو اور خبردار یہ بات جیتا محل سے نکلنے نہ جانے پائے اور جو کسی نے کچھ
خوف یا رعایت اسکی کی تو مین اس غارت گری کی اسیوقت ناک چوٹی سے کاٹ کر تا قید حیات پھر قید سے چھوڑونگی اتنا اشارہ
ملکہ غنچہ خاتون کا جو لونڈیون نے پایا تو چار طرف سے جو رو لا کر کے چلین اور دست بند اور چلے اور سونٹے لے لے کر جو گرین
تو گنجاب کا یہ حال تھا کہ مارے مار کے بد حواس ہو گیا تھا اور جسطرف جاتا تھا لونڈیان بلا مین سی لپٹی ہوئی پیچھا نہین چھوڑتی
تھین اور ڈاڑھی کے بال تمام نوچ ڈالے کپڑے بدن کے پرزے پرزے اڑا دیے نوبت یہانتک پہونچی کہ گنجاب کے تمام
جسم سے لہو بہتا ہوا ننگا فقط پاجامہ پاؤن مین رہ گیا تھا بہزار ذلت و خواری بھاگ کر محل سے باہر نکل گیا علقمہ اضطرلابی
نے جو یہ حال گنجاب کا دیکھا تو بہت سی لعنت ملامت کرکے کہا ای گنجاب شعر نوشے بلبلت انگہ کجا پسند افتد کہ
گوش ہوش بر فغان ہرزہ گو داری ۔ اگر تو میرا کہنا مانتا تو یہ ذلت اور رسوائی کیون ہونے پاتی جیسا تو نے بختیارک کے
کہنے پر عمل کیا ویسا اسکا انجام دیکھا اب اگر میرے کہنے پر تو عمل کرے تو مقتضائے فراست اور صلاح وقت یہ ہی کہ ملکہ کو محافے
مین سوار کرا کے سمت سائل یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کے پاس روانہ کر دے تا آئندہ کو تو الزام سے پاک رہے گنجاب
نے کہا کیا مضائقہ مگر اس ننگ خاندان کا محل سے باہر نکلنا تو خیلے اشکال اور بہت محال ہی ہان تو اگر غنچہ خاتون کو یہ سب
نشیب و فراز اور مآل کار اسکا سمجھا کے اور سمجھا کے اسے سوار کرا دے تو البتہ ہو سکتا ہی کہ مین کچھ تعرض نہ کرونگا سوار کرا کے
اسکے سنگیتر کے پاس بھیجدونگا علقمہ اضطرلابی نے کہا مین حتی المقدور ڈیوڑھی پر جا کے عرض کرونگا اور جسطرح سے ہو سکیگا ملکہ
غنچہ خاتون کو سمجھانے کا ضامن ہو کے پیغمبر زادی کو سوار کرا کے لاتا ہون لیکن اسی شرط پر کہ تو نے شدائد اور بدعت ملکہ گوہر ملک
پر منہو نے پائے باعزاز و تکریم اور باعزت اور حرمت انکو سائل کیطرف روانہ کر دیجیے گنجاب نے کہا مجھے قبول ہی مین مطلق کچھ
نہین کہونگا ہان ایک بات ہی کہ بطور قیدیون کے بھیجونگا علقمہ اضطرلابی نے کہا خیر اسکا مضائقہ نہین آپ باب انکے بزرگ
ہین اتنی چشم نمائی بھی چاہیے غرض یہ کہکے علقمہ اضطرلابی نے ڈیوڑھی پر جا کے ملکہ غنچہ خاتون کو بہت سا سمجھایا اور یہ کہکے

اگر ملکہ پیغمبر زادی سے کوئی کلمہ خلاف شان انکی پیغمبر مرسل کہین یا خدا نخواستہ نوعے بدعت کا ارادہ کرینگے تو غلام اس بات کا ضامن
ہو مگر بالفعل پیغمبر زادی کا وہان بھیجنا منا سب اور بہت مناسب ہو ملکہ غنچہ خاتون نے بھی اپنے جی مین یہی سوچ کے کہا کہ خدانخواستہ
اگر گنجاب کا کبھی قابو چل گیا تو یہ موذی بلا توقف اور بلا تامل ملکہ کے دشمنون کو مار ڈالیگا اس سے بہتر یہی ہو کہ بلا سے ملکہ کی جان تو
بچیگی سوار کرا کے اسکے سنگیتر یا قوت شاہ کے پاس بھجوا دون غرض یہ کہ سوائے سوار کر دینے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا اسوقت علقمۂ اضطرابی
نے حسب الحکم گنجاب کے ملکہ کے ہاتھون مین طلائی ہتھکڑیان اور پاؤن مین طلائی بیڑیان ڈالکے آہستہ سے ملکہ گوہر ملک کے کان مین
کہدیا کہ شعر ہان مشو نومید چون واقف نۂ ز اسرار غیب ٭ باشد اندر پردہ بازیہاے پنہان غم مخور ٭ ای ملکہ گھبرائیو نہین خاطر جمع
رکھنا کہ اثناے راہ مین تجھسے اور شاہزادۂ بدیع الزمان سے ملاقات ضرور ہوگی اور خدا چاہے تو وہ شاہزادۂ رستم صولت تجھے
ان ناخدا ترس قوم کفار کی قید شدید سے صاف نکال لے جائیگا افضال الٰہی شامل حال چاہیے یہ رنج و غم سارا دور ہو جائیگا مصرع
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ القصہ ملکہ گوہر ملک کو گریان اور نالان لعبد آہ و فغان سر زنان اور سینہ کوبان محافے
مین بٹھی بقول سعدی شیرازی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید ٭ گنجاب کے نام پر دو ہتڑین مار مار کے برا بھلا
کہکے کوسنے دے رہی تھی اور گنجاب نے کامل خان اور عادل خان اپنے دونون بیٹون کو بلا کے مع پچاس ہزار سوار بتاکید تمام
حکم دیا کہ اگر کہین راہ مین بدیع الزمان کا سامنا ہو جاے یا کہین تم سنو کہ بدیع الزمان آ تا ہی تو تاوقتیکہ وہ آ ے آے تم پہلے
اس شوخ دیدہ گیسو بریدہ کا کام تمام کر دینا جہان سے مار ڈالنا زندہ و سالم نہ چھوڑنا بعد اسکے بدیع الزمان کا مقابلہ کرنا
جیسا موقع و محل دیکھنا ویسا کرنا مگر خبردار اسکے قتل سے غافل نہو جانا ایسا نہو کہ بدیع الزمان آگرے اور جب تک تم سنبھلو وہ
اس ننگ خاندان کی قید کو چھڑا لیجاے کامل خان عادل خان نے کہا کہ بدیع الزمان بیچارہ تو کیا حقیقت رکھتا ہی اگر کل لشکر
خدا پرستون کا ملک بر بر سے مع پانچ ہزار پانچسو پچپن گرد و گردن کشون کے آ کے چاہے کہ ملکہ کے محافہ کے قریب تک پہونچ سکے تو کیا
منہ اور کیا قدرت کسی کی آپ کے اقبال سے ہمکو یہ دعویٰ ہی کہ ایک کو زندہ و سالم بچ کر نہ جانے دین یہ کہکے محافہ ملکہ کا لیے
سبائل کو روانہ ہوتے ہین یہان مرجان تیز رفتار ملکہ گوہر ملک کے عیار نے جو یہ سانحہ جوش ربا اور حادثۂ جان گزا ملکہ گوہر ملک
کے گرفتار ہو کر سمت سبائل جانے کا دیکھا تو نہایت سراسیمہ اور مضطر بسبب اسکے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کے درہ خون ریز مین
جا کے حارب خونریز اور ضارب خونریز کے مہمان دعوت کھانے اور مصروف جشن نشاط اور محفل انبساط مین ہونے کا حال مرجان
کو معلوم تھا سمت درہ خونریز روانہ ہوا اور بعد طی مراحل او قطع منازل جبکہ قریب اُس درہ کے پہنچا تو اسنے دیکھا کہ کوسون
تک لشکر مہلیل دراز ترکیب اس درہ خونریز کو محاصرہ کیے پڑا ہی کیا ممکن اور کیا مجال کہ انسان تو کیا حقیقت رکھتا ہی ایک چڑیا
بھی اڑ کر اسطرف سے زندہ و سالم نکل جاے اور اندرون درہ خونریز دو سوار جا ہین کہ برابر رکاب سے رکاب ملا کے گھوڑے
نکال لیجائین تو غیر ممکن فقط ایک سوار کے جانے کا رستہ ہی مرجان عیار نے بمقتضاے فرصت دل مین خیال کیا کہ اسوقت جانا مصلحت نہین ہی
جبکہ وقت شام کا ہوا اسوقت رنگ روغن عیاری ملکے ایک گداگر گداگر کے صدا دیتا ہوا مہلیل دراز کے لشکر مین ٹکڑے مانگنے لگا
اور گدائی کرتا ہوا اور جو لوگون کو غافل دیکھا اسطرح ہوائی کنج سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہی ایک جست کر کے درے مین داخل ہوا
اور بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان جا کے مجرا کیا شاہزادہ عالیشان مرجان کو دیکھکر نہایت شادان ہوا اور ملکہ گوہر ملک کا
تصور دل مین آگیا فرط شوق سے بیساختہ یہ شعر پڑھے کہ شعر مرحبا ای طوطی شکر شکن ٭ از گل زیبا بگو با من سخن ٭ مرجان نے ایک آہ
سرد دل پر درد سے کھینچکر از ابتدا تا انتہا سارا حال مفصلاً اور مشرحاً بیان کر کے کہا کہ ای شہریار ابتو بدون تائید ایزدی او
اعانت حیدری ملکہ عالم کے دشمنون کا جانبر ہونا بظاہر کچھ میرے ذہن مین نہین آتا کس لیے کہ جسوقت گنجاب نے ملکہ کو
بقید سلاسل طلائی محافہ مین سوار کر کے ہمراہ کامل خان و عادل خان اپنے دونون بیٹون اور پچاس ہزار سوار کے سمت سبائل

روانہ کیا ہی کامل خان و عادل لخان کو بتاکید تمام حکم دیدیا ہی کہ اگر اثنائے راہ مین کہین شاہزادۂ بدیع الزمان آپڑے تو تم پہلے ملکہ کے دشمنون کا تصفیہ کرو انشاء اللہ بعد اسکے بدیع الزمان کا مقابلہ اور مجادلہ کرنا شاہزادۂ بدیع الزمان یہ سانحۂ ہوش ربا اور حادثۂ جانگزا سنکے ہر چند چاہتا تھا کہ ضبط کرے لیکن ضبط نہو سکا بیساختہ حالت بیکسی اور بیبسی ملکہ کی یاد کر کے زار و نزار مانند ابر بہار کے تا دیر خوب رویا ہر چند رستم خان بن گنجاب نے بہت سی تسلی اُس شاہزادۂ عالیجناب کی کی کہا ای شہریار ملکہ گوہر ملک کا جناب احدیت حافظ اور نگہبان ہی مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تراست۔ آپ اس درجہ بیتابی اور بیقراری نہ فرمائین شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ ای بھائی رستم خان مجھے تو بڑا صدمہ یہ ہی کہ مین اس درۂ خونریز سے کہ نہایت جائے خراب اور تنگ و تاریک ہی کیونکر نکلکر وہان تک پہونچون گا اور کسطرح سے ملکہ کی رہائی وہان سے ہوگی مرجان نے کہا شہریارا ایک عیاری میرے خیال مین آئی ہی اگر مقرون مصلحت اور پسند رائے اقدس ہو تو کیا مضائقہ آپ ایک ایلچی کی صورت بنکے درۂ خونریز کے دروازے پر تشریف لیجائین اور یہ بات کہین کہ کوئی مہلیل دراز ترکیب سے جا کے اتنا پیغام شاہزادۂ بدیع الزمان عالی مقام کا پہونچا دو کہ مجھے شاہزادۂ عالم نے واسطے صلح کرنے کے ایلچی اپنا کر کے بھیجا ہی اگر مجھے مہلیل دراز ترکیب اپنے پاس بلائے تو جو کچھ شاہزادے نے فرمایا ہی مین زبانی مہلیل دراز ترکیب کے گوش گذار کرون شاہزادہ عالی مقام نے یہ تدبیر اور عیاری مرجان کی بہت پسند کی اور اسی وقت جھٹ پٹ ایلچی کیصورت بنکے سوار ہوا اور جانب حارب خونریز اور ضارب خونریز اور رستم خان بن گنجاب وغیرہ اور تمام لشکر شاہزادۂ نامور کی پشت پر آتے آتے درۂ خونریز کے برابر پہونچا اور تمام فوج و سپاہ کو درے کے اندر چھوڑا اور شاہزادۂ عالم یکہ و تنہا خاص ایلچی کی شکل جا کے برابر درۂ خونریز کے کھڑا ہوا اور مہلیل دراز ترکیب سے کہلا بھیجا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو اب منظور ہی کہ تمہارے ذریعہ سے پیغمبر رسل سے صلح اور آشتی کر لون تو اس روز روز کے خدشہ اور معرکہ جنگ و جدل سے مطمئن ہون مہلیل یہ پیغام شاہزادہ عالی مقام کا سنکے اپنے دل مین نہایت خوش ہو کے کہنے لگا کہ یہ بھی فقط تائید خداوند لقا کی ہی کہ وہ بدیع الزمان جسکے ہاتھ سے اٹھارہ لاکھ سوار و پیادہ گنجاب کا الامان الامان پکارتا ہی اور گیا ہو رخون آشام وغیرہ سردار اور بڑے بڑے سرکش اور دلیران عرصۂ کارزار اُسکی ضرب دست سے جانبر نہوسکے آج مجھسے پیام آشتی اور صلح کا دے کر استدعا کرے کہ میرا تصفیہ گنجاب سے کرا دو گویا یہ فتح میرے نام پر لکھی جائیگی غرض یہ سمجھکے کہنے لگا کہ اچھا بدیع الزمان کے ایلچی سے کہدو کہ دس بارہ سوار اپنے ہمراہ لیکے ہمارے پاس آئے زیادہ بھیڑ بھاڑ نہو اور یہان آکر جو کچھ کہ پیام شہزادۂ بدیع الزمان نے دیا ہو کہا جائے جبکہ یہ جواب مہلیل دراز ترکیب کا شاہزادۂ عالی جناب نے سنا تو آپ اُسی شکل سے ایلچی بنا ہوا مسلح اور مکمل اور رستم خان بن گنجاب ایسے ایسے دس بہادرون کو اپنے ساتھ لیکے درۂ خونریز سے بسم اللہ کہکے باہر نکلا اور داخل بارگاہ مہلیل ہوا مہلیل دراز ترکیب نے بسبب اسکے کہ مرجان نے ہیئت شاہزادۂ والاشان کی تبدیل کر دی تھی مطلق نہ پہچانا مگر شان و شوکت اور عظمت و جودت شاہزادۂ عالم کی دیکھکر اپنے جی مین سوچا کہ یہ ایلچی بہت بہادر اور جوان دلیر معلوم ہوتا ہی اور عجب طرح کا رعب و دبدبہ اسکا ہی کہ بات منہ سے کرنے مین رُکتا ہون قصہ مختصر گفتگو شروع ہوئی اور تقریر کو طول کھنچا نوبت ہتھیار کی پہونچی کہ ایک مرتبہ شاہزادۂ نامور نے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا کہ منم انجم کردہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مہلیل دراز ترکیب نے نعرۂ بدیع الزمان جو سنا تو گھبرایا ہوا سپر تلوار پکڑ کے اُٹھا اور دوڑکر تلوار سر اقدس پر شاہزادۂ نامدار کے ماری شاہزادۂ والا قدر نے اُسکی ضرب کو روک کے بوقت برگشتن تیغ دوالی کمر پر اُسکے مارا کہ مثل خیار تر دو پر کالے ہوکر گرا اور دم بھر پھڑک کر واصل جہنم ہوا اور کفار نا بکار پیادہ اور سوار اُسکے ہمراہ کے جو سپرین تلوارین پکڑ پکڑ کے چار طرف سے بر سر شاہزادۂ عالی مقدار چلے تو رستم خان بن گنجاب سے تلوار چلنے لگی اس عرصہ مین اندرون درۂ خونریز سے سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین اور حارب خونریز اور ضارب خونریز وغیرہ جتنے شجاعان عرصۂ

کارزار اور رفقائے جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے تھے سب کے سب جھٹ پٹ ایک ایک نکیچی تمام کمر سے نکالکر آمادۂ پیکار ہوئے اور بطرفۃ العین تمام لشکر میں ہلہل کے تلاطم ڈال دیا کئی ہزار کافر تہ تیغ آبدار ہو کے داخل جہنم ہوئے باقی ہزیمت کھا کے بھاگے چند کافروں نے لاشۂ ہلہل دراز ترکیب کو اٹھا لیا اور فراری ہو کے سمت شہر سنجان گنجاب کے پاس چلے ہمراہیان شاہزادۂ عالی شان نے تمام مال و اسباب اور نقد و جنس خیمہ ڈیرہ گھوڑے ہاتھی پالکیان شتر وغیرہ جو کچھ ہلہل دراز ترکیب کے لشکر میں تھا سب تاخت و تاراج کر لیا اور سارا خزانہ ہلہل کا اپنے قبضے میں کر کے شادیانے فتح کے بجوا دیے اور شاہزادۂ والا مرتبت مظفر اور منصور ہو کے مع رستم خان بن گنجاب اور سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین اور رجاب خونریز اور ضارب خونریز وغیرہ بہادروں اور فوج و سپاہ کے بشوکت تمام سمت لشکر کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب کے روانہ ہوا اثنائے راہ میں مرجان تیز رفتار عیار جان نثار نے شاہزادۂ عالی مقام سے عرض کی کہ ای شہریار اگر حضور اس ہجوم و دھام سے مع فوج و سپاہ تشریف لیچلیں گے کامل خان اور عادل خان بموجب حکم گنجاب کے جس وقت سنینگے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان آتا ہے ملکۂ عالم کے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالیں گے لہذا مناسب اور صلاح وقت یہ ہے کہ حضور یکہ و تنہا بجان راحت غلام کے ہمراہ مرکب کو تیز گام کیے چلے آئیں اور رستم خان اور سعد و سعید وغیرہ صاحبوں سے کہدیجیے کہ سمت چار باغ ملک حیران دیو کش چلے جائیں اور وہیں جا کے ٹھہریں چنانچہ بموجب عرض و معروض اور مشورہ مرجان کے شاہزادۂ عالی شان نے اپنے لشکر کو سمت چار باغ روانہ کر دیا اور آپ تن تنہا مع مرجان تیز رفتار بہ ہمتیہ رہائی ملکہ گوہر ملک سرپٹ گھوڑا ڈالے قریب لشکر کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب کے پہونچا اور چاہا کہ شبخون فوج و سپاہ پر کامل خان اور عادل خان کی مارے مرجان نے منع کیا اور کہا کہ ای شہریار زنہار یہ ارادہ ہرگز نہ کیجیے گا ملکۂ عالم کے دشمنوں کو کامل خان اور عادل خان آپ کی آمد اور آپ کا نام سنتے ہی زندہ نہ چھوڑینگے آپ ایک گھڑی دو گھڑی اسی مقام پر ٹھہریں غلام جا کے بعیاری ملکہ کو ابھی لیے آتا ہے یہ کہکے مرجان تیز رفتار ایک روغن اپنے منھ پر ملکے ہو بہو سنجانی عیار اپنے باپ کی صورت بنگیا اور جبین کرتا کامل خان اور عادل خان کی بارگاہ میں جا کے مجرا کیا اور کہا کہ پیغمبر مرسل نے مجھکو واسطے حفاظت اور نگہبانی کے بھیجا ہے اور بتاکید تمام کہدیا ہے کہ تاوقتیکہ شہر سبائل میں محافۂ ملکہ کا نہ پہونچے تو خبردار اور زنہار کہیں لحظہ بھر جدا نہونا چنانچہ میں ابھی جانتا ہوں کہ میرا بڑا بیٹا مرجان برا شہدا اور نالائق ننگ خاندان ہے جسنے ہوا خواہی بدیع الزمان میں میرے لخت جگر پارۂ جان مروارید غلطان میرے چھوٹے بیٹے کو یعنی اُسنے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا وہ لا شک و لا ریب عیاری و مکاری سے غافل نہو گا اور جہان تک اُسکا زور چلیگا وہ بے تامل آ کے کوئی نہ کوئی مکر و فریب اپنا کر کے ملکہ کو چھڑا لیجائیگا تو مجھے بڑی ذلت اور روسیاہی پیغمبر مرسل کے سامنے ہو گی اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اب تم دونوں صاحب اس بات سے محض بیخوف و خطر رہو ملکہ کے محافے کی حفاظت میں کرونگا اور جس وقت کہ میں نے کہیں اثنائے راہ میں دیکھ لیا تو جسطرح سے اپنا مرتبہ حق جانتا ہوں اسیطرح سے اپنے مروارید غلطان چھوٹے بیٹے کے خون کا قصاص اُس سے لینا اور اُسکا مار ڈالنا برحق سمجھتا ہوں کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب نے سنجانی عیار سمجھ کر مرجان سے کہا کہ بس اب ہماری دلجمعی ہو گئی خوب ہوا جو تم آگئے لو فوراً اندر خیمے کے جا کے اس ننگ خاندان کو دیکھو اور کیا کر رہی ہے مرجان تیز رفتار سنجانی کی صورت بنا ہوا بے ساختہ خیمے کے اندر گیا تو سب خواصوں نے مرجان کی صورت دیکھ کر جانا کہ گنجاب نے سنجانی عیار کو ملکۂ عالم کی نگہبانی کے واسطے بھیجدیا ہے اس سے تو کوئی محل میں چھپتا نہیں اور نہ کبھی ملکہ نے اس سے پردہ و حجاب کیا ملکہ کا دعوی ہے خیر سنگ آمد و سخت آمد جہان اور ظلم میں یہ بھی جو چاہے وہ حکومت کرے اتنے میں ملکہ گوہر ملک کی نگاہ جو سنجانی نقلی سے دو چار ہو گئی تو اُسنے اشارے سے کہا کہ ای ملکہ گھبراؤ نہیں میں سنجانی عیار نہیں ہوں ملکہ نے بنگاہ اولین پہچانا کہ یہ سنجانی نہیں ہے یہ مرجان میرا کوکا میری رہائی کے واسطے آیا ہے بس ملکہ اپنے جی میں اندر سے خوش ہوئی کہنے لگی کہ رضینا بالقضا خیر مرنا تو برحق ہے اری چھوکریو دھوے کے لیے شراب لاؤ کچھ کھانا تو کھلاؤ لونڈیاں باندیاں گلابیاں شراب کی لائیں اور باورچی خانے والی نے خاصہ خوان میں لگا کے تورہ پوش ڈالکر لا کے آگے رکھدیا

ملکہ نے کہا دعوی کچھ بھوکھ ہو تو آ کھانا کھاے سنجانی نقلی نے کہا کہ پیغمبرزادی تمنے اور تمھاری ساتھ والیون نے بھی کھایا ہی یا ابھی کچھ
نہین کھایا سبھون نے کہا کہ سنجانی کیسا کھانا اب ہم سب تو قیدی بندیان پیغمبر مرسل کی ہین جب ہماری ملکہ نے آج دوسرا دن ہی کہ
دانہ منھ پر نہین رکھا ہی تو لعنت ہی ہمارے کھانے پینے پر سنجانی نقلی نے کہا کہ صاحبو ملکہ کے نہ کھانے سے کیا ہوتا ہی کیون خلاف
شان اپنے خاندان کے انھون نے ایک حرکت نالائق کی خراب جیسا کیا ویسا اسکا انجام دیکھین اور کیا انکا اسمین نقصان ہو گیا
باپ نے اور کچھ تشدد اور شدائد اپنر کرنا مناسب نہ جانا بہ خیال مآل اندیشی کہ وقت بازپرس خداوند باختر کو کیا جواب دیتے انکے
سنگیتر یاقوت شاہ کے پاس انھین بھیجدیتا ہی کھانا کھائین پانی پئین آخر ایکدن وہان جانا ہوتا اسکا رنج کرنا بیجا ہی غرض ایسی باتین
بنا کے دسترخوان بچھوا دیا اور جتنا خاصہ خوان مین آیا تھا سبکو اٹھا اٹھا کے دیکھنا شروع کیا اور الٹ پلٹ مین ہر ایک کھانے
مین بیہوشی ملادی اور جتنی گلابیان شراب کی تھین سب کی شراب الٹ پلٹ کرنے مین ایک ایک چٹکی بیہوشی کی ڈالدی اور
جسوقت کہ وہ کھانا سب نے کھایا اور شراب پی سب کے سب بیہوش ہو گئے تڑاق پڑاق چارطرف گرے سنجانی نقلی نے جھٹ پٹ
ملکہ گوہر ملک کا پشتارا باندھ کر کاندھے پر رکھا اور پشت پر خیمے کو چاک کرکے نکلا وہان ایک نوکر کسیکا گھوڑا بازین و لگام مرصع کار اور
ایک دست بقچہ اسمین ایک جوڑا مردانہ بندھا ہوا لیے کھڑا تھا مرجان نے برابر سے جا کے اُس سائیس کو ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ
وہ چاروناچار غش کھا نے چت بیہوش ہو کر گر پڑا اور مرجان بچستی تمام اس گھوڑے پر سوار ہو کے چلا چند قدم پر جا کے اُسنے دیکھا کہ
ایک بخشاخہ روشن ہی مرجان نے جلدی سے اُس بخشاخے کو لیکر اُس خیمہ مین لگا دیا مرجان تو گھوڑے کو تازیانہ کرکے یہ جا وہ جا
سیدھا بخدمت شاہزادۂ والا منزلت روانہ ہوا اور وہان جو خیمہ سے آگ بھڑک کر اُٹھی تو اس خیمے اور دوسرے مین چارطرف آگ پھیلی
اور سوار اور پیادے سب آگ بجھانے کے ہُلڑ مین مصروف ہوے یہان مرجان عیار ملکہ کا پشتارا لیے گھوڑے کو اُڑاے بحضور شاہزادۂ
بدیع الزمان گردلشکرشکن پہونچا اور پشتارے کو سامنے شاہزادۂ عالم کے کھولکر ملکہ کو فتیلۂ رفع بیہوشی کا دیا چھینک آئی اور ملکہ کی
آنکھ کھل گئی شاہزادۂ بدیع الزمان نے ملکہ کو لپک گلے لگالیا مرجان نے کہا حضور اسوقت ٹھہرنے اور بات کرنے کا موقع
نہین یہ جوڑا مردانہ پوشاک کا ملکہ کو پہنا کے ابھی تھوڑی شب باقی ہی جھٹ پٹ یہان سے سوار ہو کے اپنے لشکر سے ملحق ہو جائیے
شاہزادۂ بدیع الزمان نے مرجان کی بہت ہی تعریف اور توصیف کرکے بموجب اسکے کہنے کے ملکہ کو مردانہ پوشاک پہنا کے گھوڑے
پر سوار کیا اور آپ اپنے مرکب پر سوار ہو کے مع ملکہ سمت چارباغ روانہ ہوا اور مرجان تیز رفتار ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہی جب تک
یہان کامل خان عادل خان کے لشکر کا حال سنیے کہ جب شعر ظلمت شب سے نمایان ہو چلے آثار صبح ہوا تش خورشید نے کی گرمیِ بازار صبح
یعنی وقت صبح کا ہوا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو جتنی لونڈیان باندیان بیہوش پڑی تھین انکے دماغون مین جو ہوا
لگی تو سبکی بیہوشی اُتر گئی اور ایک ایک نے اُٹھکر دیکھا کہ ملکہ گوہر ملک پلنگ پر نہین تمام خیمہ مین تلاطم پڑ گیا اور جبکہ
کامل خان اور عادل خان نے یہ حال سُنا کہ شب کو سنجانی عیار لونڈیون کو بیہوشی دے کے اور خیمہ مین آگ لگا کے ملکہ
گوہر ملک کو لیگیا ان دونون نے آپسمین کہا کہ سنجانی عیار سے یہ نمکحرامی کبھی نہین ہوئی ہو گی مگر ثابت ہوتا ہی کہ اُسکا بیٹا
مرجان تیز رفتار طرفدار بدیع الزمان نادیدہ خدا کا پرستار ہو گیا ہی اُسنے یہ عیاری کی ہی چلو اُسے اب ڈھونڈھین یہ
کہکے اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوے اور مع پچاس ہزار سوار بتلاش ملکہ گوہر ملک اور مرجان عیار گھوڑون کو سرپٹ ڈالے
لشکر کا پتا اور نشان پوچھتے روانہ ہوئے

اب حال شاہزادۂ باقبال بدیع الزمان کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جب شاہزادۂ بدیع الزمان مع ملکہ گوہر ملک و مرجان عیار گھوڑون کو سرپٹ ڈالے صبح ہوتے ہوتے قریب تل سنجان کے
کہ شہر سے کوئی چار پانچ کوس کے فاصلے پر تھا پہونچا اور کیفیت اور فضا وہان کی دیکھکر واسطے اداے نماز صبح اپنے مرکب سے

اُتر کے ایک چشمہ آب پر وضو کرنے لگا ملکہ گوہر ملک بھی گھوڑے پر سے اُتر کے زین پوش کو بچھا کے بیٹھی سیر دیکھ رہی تھی اور
مرجان عیار بالائے ٹیکرہ جا کے چار طرف دیکھ رہا ہی اور سر مزیں شاہزادۂ عالی شان سجدہ بجا لایا تمام کہتا ہی کہ شہریار زیادہ توقف
کرنا مناسب نہیں ہی بس نماز سے فارغ ہو کے سوار ہو جیے جلد باغ میں پہنچ کے پھر جو مرضی مبارک ہو کیجیے گا ملکہ گوہر ملک نے
جواب دیا کہ بھیا مرجان تین شبانہ روز ہو دو دو دشت میں گذرے ہیں کہ کھانا تک نصیب نہیں ہوا میں تو گھوڑے کی سواری سے
شل ہو گئی ہوں ذرا یہاں دو چار گھڑی دم لیکے سوار ہونگی ایسی مصیبت تو میرے دشمنوں پر کبھی خواب میں نہیں پڑی جیسی اب مجھپر
قیامت نازل ہو رہی ہی شاہزادۂ عالم نے کہا کہ واقعی ملکہ تم سچ کہتی ہو مگر مشیت پروردگار سے کیا چارہ ہی دو چار گھڑی آرام کرنے کو
تم کہتی ہو بجا ہی میں کہتا ہوں کہ آج یہیں مقام کر لینا لیکن خدانخواستہ ڈر یہ ہی کہ کہیں پیچھے سے فوج کسی غنیم کی آ پہونچے پھر سوقت مجھے اپنا
تو بریکھیہ کچھ خیال نہیں شعر من بست جام عشقم از خود خبر ندارم ٭ گر سر رود دریں رہ پروائے سر ندارم ٭ فقط تمہارے لیے میرے دل کو
یہ پریشانی ہی اگر تمہارا ساتھ نہ ہوتا تو کچھ غم نہ تھا ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ سوار ہو جیے اگر میں اثنائے راہ میں مر بھی جاؤں تو زہے سعادت
میری مگر مجھے یہ منظور نہیں کہ خدا نہ کرے تمہارے دشمنوں پر کوئی واردات ہو جائے غرض یہ کہ شاہزادۂ بدیع الزمان چاہتا تھا
کہ گھوڑے پر سوار ہو ناگاہ شعر از دامن دشت عاج اوزنگ ٭ گردے برخاست تو تیار نگ ٭ یعنی از پردۂ بیابان گردے برخاست
کہ تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد تا آسمان رسیدہ و پائے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مار اگرد کو گرد نے
مارا ہلوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا مرجان نے بآواز بلند کہا کہ شہریار غضب کا سامنا ہو گیا کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن
گنجاب مع فوج وسپاہ آن پہونچے شاہزادۂ عالی مقام نے ملکہ اور مرجان کو فرمایا کہ تم دونوں اسی ٹیکرے پر ٹھہرو اور آپ
یکہ و تنہا یجان واحد قاش زین پر جا بیٹھا اور مرکب کو چمکا کے سر میدان قائم ہوا حسب اتفاق سنجانی عیار باپ مرجان کا یہ بھی
حسب الحکم گنجاب کامل خان و عادل خان کے پاس جاتا تھا اثنائے راہ میں حال مرجان کی عیاری اور ملکہ گوہر ملک کے
لیجانے کا سنکے اپنا سر پیٹتا ہوا کامل خان اور عادل خان کے جو لشکر میں گیا تو کامل خان اور عادل خان نے جو مرجان عیار کی
عیاری بہیئت سنجانی عیار دیکھی تھی تو اسی شبہہ میں ان دونوں نے سنجانی کو آتے دیکھکر پہلے تو کچھ نہ کہا جب سنجانی دور سے
ہو کر کے قریب پہونچا تو کامل خان نے بحیثیت تمام سنجانی کا ہاتھ پکڑ کے ایک طمانچہ اس زور سے اُسکے منھ پر مارا کہ قریب تھا
کہ غش کھا کے گر پڑے اور کہا لینا اس بدذات کو سنتے ہی اس آواز کے چار طرف لوگ دوڑ پڑے اور جھٹ پٹ سنجانی کی مشکیں باندھ دیں
ہر چند سنجانی عیار کہتا تھا اور قسمیں کھاتا تھا کہ ای شہزادو میں سنجانی عیار پیغمبر مرسل کا ہوں میں مرجان نہیں ہوں مگر کسی کو
یقین نہیں آتا تھا آخر کار بعد زد و کوب بسیار جب کہ سنجانی قریب ہلاکت پہونچ گیا تو سب کو معلوم ہوا نہیں یہ سنجانی عیار ہی
اور مرجان نہیں ہی بارے کامل خان اور عادل خان نے سنجانی کی مشکیں کھلوا دیں اور عذر کیا کہ ای سنجانی ہم لوگ تمہاری
عیاری کیا جانیں نادانستہ دھوکھے میں تمھیں گرفتار کر لیا تھا سنجانی نے کہا شعر ارچہ رود بر سرم چون تو پسندی رواست ٭
بندہ چہ دعوے کند حکم خداوند راست ٭ القصہ یہ باتیں باہم کر کے سنجانی عیار نے دور سے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار اور
ملکہ گوہر ملک اور مرجان تیز رفتار کو دیکھا اور کہا ای کامل خان اور عادل خان بن گنجاب تم دونوں صاحب بغور دیکھو
کہ بدیع الزمان تو اس ٹیکرے کے نیچے شمشیر بکف کھڑا ہی ور ملکہ اوپر اسکے بیٹھی ہی اور مرجان ترکش اور تیر دست بدست
کو رکھے اور گوشۂ کمان کو تا بناگوش کھینچے برابر ملکہ کے بیٹھا اسی طرف کو نشانہ تاک رہا ہی کامل خان اور عادل خان نے
جو شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کو یکہ و تنہا دیکھا تو اپنے ساتھ والے پچاس ہزار سواروں سے یہ کہا کہ ای لقا پرستو
بہادر رہو ہان لینا اس نادیدۂ خدائے آسمانی کے پرستار بدیع الزمان آفت روزگار کو اور خبردار کسی طرح سے بھاگ کر جانے
نہ دینا یہ سنکے چار طرف سے کفار شل مور و ملخ حملہ کر کے بر سر شاہزادۂ نامور آ گھیرا اور اُدھر سے شاہزادہ رستم صولت یہ بلوہ او

رد الشکر کفار نابکار کا دیکھا اپنے مرکب کو جھکا کر چلا اور قبضہ طہمورث دیوبند پر ہاتھ ڈالکر بطنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور مثل شیر گرسنہ و تشنہ آمادۂ کفار کشی ہوا اور جس طرف کو رخ کرتا تھا فوج کفار مثل گلۂ گوسفند سامنے سے پراگندہ ہو کر بھاگتی پھرتی تھی اشعار

تیغے قتل کفار اعدائے دین	بمیدان جنگاہ و افواج کین	بہ برج خوبی شہ انجمن	بدیع الزمان گرد لشکر شکن
چو شد حملہ ور آن شہ ارجمند	بکف تیغ طہمورث دیوبند	ہمو دار شد خسرو کارزار	زتن شد جدا سر ہزاران ہزار
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد	یکے را دو کرد و دو را چار کرد	بہ فوج عدو شد اجل خندہ زن	ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
یکے بود بے پا و بے سر یکے	یکے کشتہ تیغ و خنجر یکے	یکے بود بر نوک نیزہ طپان	بخاک اوفتادہ یکی نیم جان
یکی بود چون مرغ بسمل بخاک	شد از زخم خنجر یکے سینہ چاک	یکے را روان خون ز زخم سنان	بمیدان یکی تشنہ لب داد جان
یکے داشت در سر ہوائے گریز	یکے چارہ جو از دم تیغ تیز	یکے چشم پر نم چو تبخالہ داشت	یکے بر لب از سوز دل نالہ داشت
یکے بود گریان بحال پدر	یکے بر برادر یکے بر پسر	بفرط غضب آن شہ ارجمند	بشمشیر و خنجر ز گرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست	یلان را سر و سینہ و پا و دست	نیا شد بر سو ہزاران ہزار	ہمی گشت در دشت خون بیقرار
سر مرد در زیر نعل ستور	شدہ سرمہ دیدہ مور کور		

جوہر تلوار کے مانند الف پیکان کے نشانوں سے قوی ستون کے ملے ہوئے اور حلقہ کمند کے مانند گریبان کے گلوں سے سرکشوں کے بیٹھے ہوئے شاہزادۂ حق پرست زبردست قوی بازو کہ کیوں اسکے تیغۂ آبدار پر جگہ انگلی رکھنے کی نہیں خدا کو اپنا پشت پناہ سمجھے دس دس میں بیس بیس کفار لعین اور اعدائے بیدین کو کہ بغلی گھونسے تھے سر کاٹ کاٹ کر مثل ناخنوں کے خاک اور خون میں ڈالتا جاتا تھا لاکھوں زبانیں اشقیائے شریر کی مانند پیکان کے ختنک اور ہزار ہا منہ اعدائے بے پیر کے مانند سوفار کے کھلے رہ گئے تھے سیکڑوں کی جانیں در زخم تیغ سے مثل طائر نو گرفتار کے طپاں ہیں کتنوں کے دماغ ضرب گرز سے خون ہو کر ناک کی راہ سے بہتے تھے آخر کار وہ اشجع دہر ضیغم کارزار یعنی شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کہ تنہا اس ابر ظلم لشکر کفار اور فوج اشرار میں زخمی اور مجروح ہو کر تمام جسم اطہر اسکا زخمہائے کاری سے مثل تختۂ لالہ ارغوان شگفتہ اور خستہ تھا اور ہر لب زخم سے مرحبا صد مرحبا کی آتی تھی برق شمشیر سے ہزاروں خرمن جان عدو کی جلاتا ہوا لاش پر لاش ڈھیر پر ڈھیر سر پر سر گراتا جاتا تھا بے اختیار زبان تیر پر کلمہ زہ جاری تھا اور کمانیں شجاعت اور قدر اندازی اس صید افگن کی دیکھکر قربان ہو رہی ہیں شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین ہذا بوقت فوج اشقیائے بے پیر اور لشکر اعدائے شریر نے شاہزادۂ آسمان توقیر کو تین شبانہ روز سے بے آب و دانہ تشنہ و گرسنہ سر سے پا تک زخموں میں چور بیجان خستہ و رنجور یکہ و تنہا دیکھکر ہر چند کہ ہیبت تیر اور شمشیر سے اس رستم صولت اشجع میدان وغا کے قریب تو کوئی جا نہیں سکتا مگر از راہ نامردی اور شقاوت چار طرف سے محاصرہ کر کے تیر باران کرنا شروع کیا انتہا یہ کہ کثرت بارش تیر سے اکثر تیر جسم اطہر پر اس والا گوہر کے کاری لگے تھے اور مرکب بادپا اس اشجع میدان وغا کا ہمہ تن جراحتہائے تیر و سنان سے مشبک ہو کر زمین پر گرا اسپ چار ناچار وہ ضیغم ہیجائے کارزار بچستی تمام مرکب پر سے جدا ہو کر پیادہ پا مصروف حرب و ضرب ہوا یکایک تصور جو ملکہ گوہر ملک کا دل میں آگیا تو وعدہ گاہ معہات سے جنگ رستمانہ کرتا ہوا چلا دیکھا کہ فوج کفار دو دو تین تین تیر پرتاب پر دور دور متفرق و پراگندہ ہو چکی تھی تمام اس ستمگر سے بچیان ملکہ اور مرجان تیز رفتار کھڑے وہان آیا تو دیکھا کہ ملکہ نہایت سراسیمہ و مضطر بدل بریان و دیدہ گریان حالت غش میں پڑی ہے اور مرجان تیز رفتار با چشم اشکبار ملکہ کے منہ میں پانی ڈال رہی ہے ناگاہ ملکہ گوہر ملک کی جو آنکھ کھل گئی تو شاہزادۂ بدیع الزمان کو از سر تا پا خون میں چور خون میں آغشتہ دیکھکر دہشت سے اپنے سر پر مارے اور خوب سینہ کوبی اور سر زنی کر کے کہنے لگی اشعار ہائے ہائے شہریار میرے

یوں دیکھوں میں دشمنوں کو میرے	موت آتی نہیں ہے کیونکر مر جاؤں	برق آگرے کاش جسمیں جل جاؤں	مر جاتی میں کاش پیدا ہو کر

تو آئین یہ آفتین نہ سر پر	یا ہوتی تو چشم کور ہوتی
جو دیکھ کے یون تجھے نہ روتی	ہو خون مین تر بتر تو اکو داے

زخمون مین ہی چور سر تاپا ہے

ای شہریار عالی تبار ہی یہ مصیبت آپ کی جان پر میری وجہ سے ہوئی خدانخواستہ اگر حضور کے دشمنون کی
جیتنم زخم ہوپہنچا تو ہاے تمام جو آپنی معظم بکرسہ مجھ بدنصیب کمبخت کو کیا کہین گے کہ اس کم بخت گوہر ملک نے ہمارے شہزادے کو یہان سے
لیجاکر تنہا بیکس و بے بس بے مونس و بے یار و مددگار مجمع کفار مین شہید کرایا ہاے شہریار مین کسی کے منہ دکھانے کے قابل نہ ہونگی مصرع
گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ۔ یہ کہکر اسقدر روئی کہ تمام دوپٹہ آنسوؤن سے تر ہوگیا شاہزادۂ
عالی مقدار بدیع الزمان نامدار نے یہ حال زار ملکہ کا دیکھکر باچشم اشکبار مرجان تیز رفتار سے فرمایا کہ ای مرجان یہ دنیا
سرائے فانی ہی اور اس زندگی مستعار اور حیات ناپائدار کا کیا اعتبار شعر دم مین یان کیا جانے کیا ہی کیا نہین ۔ کچھ بھروسا زندگانی کا
نہین ۔ بس ای برادر اب اس لشکر کفار اور فوج اعدائے نابکار سے کوئی صورت جانبر ہونے اور زندہ و سالم یہان سے نکل جانے کی بظاہر تو
نظر نہین آتی اور اسوقت ازبسکہ مین شدت درد و ایذا سے زخمہاے کاری سے جان بلب اس سرائے فانی مین کوئی دم کا مہمان ہون
لہذا اور کیا کہون اتنی وصیت میری یاد رکھنا کہ جبکہ مین رہرو ملک عدم ہون تو بپاس حق نمک اور میری محبت کے بعد میرے ملکہ گوہر ملک کے
شریک حال رہنا اور کار سر فروشی اور جان نثاری مین قاصر نہ رہ کے جہانتک تجھسے سعی و کوشش ہوسکے ملکہ کو تا بہ لشکر فیروزی اثر سلطان
صاحبقران امیر کشور گیر جہان ستان پہونچاکر میری طرف سے عرض کرنا کہ ای شہریار وہ فدوی عاصی اور خاطی بدیع الزمان وقت نزع
کوئی حسرت دنیا اپنے دل مین سواے زیارت اقدام عالی کے نہین رکھتا تھا اور عرصۂ رزمگاہ مین پچاس ہزار سوار سے مقابلہ اور مجادلہ
اور جنگ رستمانہ کرکے فرق مبارک پر تصدق ہوگیا یہ ملکہ گوہر ملک ناموس اُسکی کہ سواے آستان دولت کے اور کہین کوئی مامن و ملجا اسکا
نہین ہی جہان یہ عاجزہ بیوہ ہو آپ کی چارون بیٹھ کے عزاداری میری کریگی لہذا اسے حضور مین بھیجدیا ہی اور امیدوار ہون کہ از راہ تفضلات
بزرگانہ نظر پرورش اسکے حال کثیر الاختلال پر رہے تا بقیہ حیات اپنے یہ کنیز انہ سایہ ہما پایہ مین آپ کے اپنا زندگی کاٹ دے اور نماز پنجگانہ مین
دعاے بقاے سلطنت اور کشورستانی مین سرکار کی مصروف اور مشغول رہے اور جو خدانخواستہ لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران نامور
تک تیری رسائی نہو سکے تو ملکہ کو بخدمت شاہزادۂ والا مرتبت خاور سپاہ ملک قاسم بن خاقان خونریز خاوری پہونچادینا کہ وہ لخت جان و جگر قرۃ العین
نور بصر چچا میر الطاعت اور فرمانبرداری مین انکی کسی صورت سے از راہ سعادتمندی قاصر نہوگا اور صرف اوقات انکی بخوبی تمام وہان ہوجایگی اتنا
کہکے پھر اس شاہزادۂ عالی مقام نے فرمایا کہ ای برادر تو اب ہم تمکو اور ملکہ عالم کو حوالہ خداے کریم کرتے ہین وقت الوداع الوداع اور الفراق الفراق
کا ہی دیکھو لشکر کفار چار طرف سے یورش کرکے قریب آن پہونچا اب زیادہ ٹھہرنا ہمارا مناسب نہین ہی کہکے چاہتا تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان
نامدار وہان سے اُٹھے اور اُس ٹیکرے سے نیچے اترے اُدھر ملکہ گوہر ملک کا یہ حال تھا کہ باوصف اسکے کہ تین شبانہ روز سے ایک دانہ تک بھی
نہین پہونچا تھا اور طرہ اُسپر یہ تھا کہ معرکہ جدال و قتال در پیش تھا اور ایک جان واحد شاہزادۂ عالیشان کی پچاس ہزار کفار باشمشیر
عریان بلوہ کیئے چلے آتے تھے یہ حالت غش مین پڑی تھی بیساختہ اُٹھ بیٹھی اور دامن شاہزادۂ والا مرتبت کا پکڑے سواے سرزنی اور سینہ کوبی
اور آہ و زاری اور بیقراری کے کوئی بات منہ سے نہین کہتی تھی اور بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی اور ایکطرف مرجان تیز رفتار باچشم خونبار کہتا
تھا کہ ای شہریار پہلے اس خانہ زاد سوروتی کا منشیہ تھا کہ سر اقدس پر نثار ہوجاتا اور دشمنون کا روز بد نہ دیکھتا مگر افسوس ملکۂ عالم کی تنہائی
اور بیکسی سوہان روح میری ہی اسوقت کچھ غلام سے نہین بن پڑتی کہ کیا کرے بجز اسکے کہ حضور ایک ساعت بھر اور یہان توقف فرمائین کہ
یہ ترکش تیرون کا خانہ زاد خالی کرکے اپنے دل کا ارمان نکال لے ابھی شاہزادۂ عالی جناب کچھ مرجان کو جواب دینے نہین پایا تھا
کہ ایکبار لشکر کفار مین ایک غل ہوا کہ جتنے سوار اور رسالہ دار اور افسران فوج کامل خان اور عادل خان کے ہمراہ تھے سب کے سب اپنے
گھوڑون پر سے اتر پڑے اور دیکھا کہ ایک شخص با محاسن سفید چالیس گز کا قد سر پر تاج مکلل و مغرق بجواہر رکھے آسمان کیطرف سے مثل برق کے
چرخ مارتا اور یہ آواز دیتا ہوا آتا ہی کہ ای بندگان خداوند لقا بدانید و آگاہ باشید کہ نام من بابا چرخ زن بیابانی فرشتۂ مقرب درگاہ

خداوند باختر مجھے خداوند باختر نے واسطے رہبری و رہنمائی مسافران گم کردہ راہ کے اس مقام متعین کیا ہی یا جو کوئی شخص دریا مین
غرق ہوتا ہی مین اُسے ڈوبنے سے بچالیتا ہون بس یہی خدمت خداوند باختر نے مجھے مقرر کردی ہی ابھی ایک فرشتہ وحی رسان
نے قیطلول خداوندی سے میرے پاس آکے ابلاغ حکم کیا کہ تین چار دن سے تین لاکھ پچاس ہزار بندے میرے تل سنجان مین بے آب و دانہ
قریب ہلاکت پہونچے ہین اور تین شخص ایک بدیع الزمان اور دوسری ملکہ گوہر ملک اور تیسرا مرجان نادیدہ خدا کے پرستار تل سنجان کے
جو پناہ پائے ہین ان تینون کو مبتلاے صد گونہ آفات کرکے کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب کے حوالے کرنا میرے
دریاے قہر مین غرق کردے اور یہ آواز دے کر پھر وہ چرخی زن بیابانی فرشتہ مقرب بارگاہ لقا دو چار چرخ مار کے نظرون سے غائب
ہوگیا اور دم بھر بعد چکر کھاتا آسمان کی سمت سے بردہ زمین پر اُترا کامل خان بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب بھی اپنے
اپنے گھوڑون پر سے اتر پڑے اور مع پچاس ہزار سوار اپنے ساتھ والون کے سمت قیطلول خداوند لقا زمین پر سجدہ کرکے کہنے لگے
کہ اے چرخی چرخ زن تم فرشتہ مقرب درگاہ خداوند کے ہو چرخ زن نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تم سب کو ابھی کچھ شک ہی اسی کو
وسوسہ شیطانی کہتے ہین مگر کیا مضائقہ اب تم واسطے اطمینان اپنی جانون کے اور رفع شک کرنے کے ایک دو گھوڑے باساز
و یراق یہان کھڑے کردو اور دیکھو کہ مین ابھی انکو قوت ملکوتیہ تہ زمین مین پہونچا کے تمھاری نظرون سے غائب کردیتا ہون
اور پھر جب کہو گے تب انکو تحت الثرا سے نکال کے یہان کھڑا کردونگا کامل خان اور عادل خان نے کہا کہ ہمارے گھوڑون سے
زیادہ تر باساز و یراق مرصع اور کسکا ایسا گھوڑا ہی یہی دونون برابر پیچھے سے پچھم ہلائے کھڑے ہین اسکو آپ غائب کردین تو
ہمکو اعتبار اور اعتقاد ہو چرخی چرخ زن نے کلیم اپنی زنبیل سے نکالکے ان دونون گھوڑون پر ڈالدی وہ دونون گھوڑے سب کی
نظرون سے غائب ہوگئے جب کامل خان اور عادل خان وغیرہ کفار نے یہ معجزہ دیکھا تو پھر تو سبکا یہ عالم ہوا کہ اپنے اپنے دلون مین یہ اعتقاد
اور یقین لائے کہ واقعی یہ فرشتہ مقرب خداوند ہی بیساختہ چار طرف سجدہ کرتے تھے عمرو یعنی چرخ زن نقلی نے کہا کہ ابتک تم سب نے تماشا قدرت نمائی
اپنے خداوند کا دیکھو کہ مین بدیع الزمان اور گوہر ملک اور مرجان کو تلقین کرتا ہون اگر انھون نے خداوند لقا کو سجدہ نہ کیا اور میرا کہنا
نہ مانا تو اسیوقت ان تینون کو دریاے قہر مین خداوند کے غرق کیے دیتا ہون یہ کہکے جاتا اُس ٹیکرے کے جہان شاہزادہ بدیع الزمان
اور ملکہ اور مرجان بیٹھے تھے مخاطب ہوا اور ایک جست کرکے اسطرح سے چرخ کھاتا چاہتا تھا کہ اس ٹیکرے پر جائے کہ ملکہ تو یہ صورت عمرو
کی دیکھکر سہم گئی اور ایک طرف سے شاہزادہ عالی مقدار نے اور ایک طرف سے مرجان تیز رفتار نے تیر کو کمان مین پیوستہ کرکے کوزہ سے
ملا تا بناگوش کھینچکر عمرو کا نشانہ تاک کر تیرون کو پرتاب کیا عمرو نے جبتی تمام شاہزادہ کے تیر کو تو قلم کیا اور مرجان کے تیر کو خالی دے کر
برابر شاہزادہ نامور کے جا پہونچا اور بہ آواز بلند کہا کہ اے خیرہ سر تیرہ روزگار بندہ گستاخ یہ تیر اسقدر رکھا جو تو خاص ہو کو خداوند باختر
کی جو ملکہ گوہر ملک بیٹی پیغمبر مرسل کی اور دستگیر یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ کی ہی اپنے ساتھ لیکر یہان تک آیا اور سرکشی کرتا ہی اور خداوند باختر
کے قہر و غضب سے نہین ڈرتا یہ کہکے تلوار شاہزادہ نامدار پر ماری شاہزادہ عالم نے بہ فن سپہ گری بند دست عمرو کا پکڑ کے چاہا کہ ایک گھونسا مارے
عمرو نے آہستہ سے کہا اے فرزند خبردار ایسی حرکت نہ کرنا مجھے تو نے نہین پہچانا کہ مین کون ہون اور اپنی بائین آنکھ کا تل دکھلایا شاہزادہ عالی شان
نے جو عمرو کو پہچان لیا تو نہایت بیتاب ہو کے عمرو کے پانون پر گر پڑا اور بعجز و انکسار کہنے لگا کہ اے عم بزرگوار عند اللہ یہ شک میرے دل کا جلد رفع
کیجیے کہ یہ صورت آپ کی مین عالم خواب مین دیکھتا ہون یا بیداری مین عمرو نے ہنسکے کہا کہ اے لخت جگر پارہ دل شاہزادہ بدیع الزمان نامور سے
خواب نہ سمجھ خواب نہین ہی یہ عین بیداری ہی حمزہ نے مجھے تیری خبر کے واسطے بھیجا ہی شاہزادہ عالیشان نے پوچھا عمو جان احوال صحت و
تندرستی مزاج اقدس اعلی سلطان عالی مقام کا بیان کیجیے عمرو نے کہا کہ بیٹا حمزہ کا حال قابل بیان نہین ایک داستان طولانی ہی
یہان مین کیونکر تجھسے کہون انشاء اللہ تعالی بوقت فرصت کہونگا یہ کہکے وہ گلیم اپنی مع ان گھوڑون کے کھینچ لی اور زیور اور ساز و یراق
ان گھوڑون کا اُتار کر گھوڑون کو چھوڑ دیا اور پھر وہی گلیم بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان اوڑھا دی کہ یہ تینون شخص سب کی نظرون سے

غائب ہو گئے یہ سب کو دیکھتے تھے مگر انکو کوئی نہین دیکھتا تھا بعد اسکے باواز بلند کہا کہ ای کامل خان بن گنجاب و ای عادل خان بن گنجاب
تم مع دو چار اپنے سرداروں کے اس ٹیکرے پر آؤ اور دیکھو کہ ان تینون خدا پرستون نے خداوند لقا کی جناب مین ایک کلمہ خلاف ادب
کہا تھا اس جرم پر عتاب اور قہر خداوندی نازل ہوا ہمین نے اسی ٹیکرے کے نیچے ان تینون کو غرق کر دیا کامل خان اور عادل خان
مع چند سرداروں کے اس ٹیکرے پر جا کے چارون طرف خوب غور کرکے دیکھتے رہے مگر کہین شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک
اور مرجان نظر نہین آتے تھے کامل خان وغیرہ سب کو یقین کلی ہو گیا کہ یہ مقرر فرشتہ مقرب درگاہ خداوند لقا کا ہی اور پھر سبھون
نے نسبت فیطول خداوندی لقا سجدے کیے اور کہنے لگے کہ یا خداوند تو برحق ہی عمرو نے کہا کہ بس اب خداوند کا حکم ہی کہ تم سب
شہر سنجان کو پھر جاؤ اور جو کچھ تمنے بچشم اپنے دیکھا ہی یہی ساری نقل گنجاب کے روبرو بیان کر نا زیادہ یہان نہ ٹھہرو کامل خان
اور عادل خان نے فرشتہ مقرب درگاہ یعنی عمرو سے سنکے اسیوقت وہان سے مع باقیماندہ سوارون کے کوچ کر دیا اور سنجان کی طرف
جانے مین انکو تو جانے دیجیے یہان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے جب دیکھا کہ کامل خان بن گنجاب اور عادل خان
بن گنجاب مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے اب دور نکل گئے شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان پر سے گلیم عیاری اتاری اور کہا کہ ای
شاہزادۂ عالم اب تم مع ملکہ یہان سے جھٹ پٹ سوار ہو کے چلدو کیونکہ اب دم بھر یہان مصلحت نہین ہی پیارے شاہزادہ بدیع الزمان
اور ملکہ گوہر ملک انھین دونون گھوڑون پر جنکو عمرو نے کامل خان اور عادل خان سے لیکر گلیم عیاری مین چھپا دیا تھا انھین
گھوڑون پر سوار ہو کر مع مرجان عیار بسمت چار باغ ملک حرمان دیوکش روانہ ہوے اثنای راہ مین شاہزادہ عالیجاہ نے فرمایا کہ ای مرجان
تو آگے بڑھ کے اور ملکہ کے آنے کی خبر فیصل بن گیا ہور خون آشام اور ترک جوشن پوش اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی وغیرہ
سرداران گردون شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے کہا مین جا کے چار باغ مین تمھارے سب رفیقون اور جان نثارون کو اطلاع کیے دیتا ہون
یہ کہکے عمرو شاہزادۂ عالم سے رخصت ہو کر جس طرح سے حلقہ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہی آن واحد مین قریب چار باغ کے پہونچا از بسکہ قاتل زنگی و
مقاتل زنگی دونون نے چار باغ کو بخیال مآل اندیشی بطور قلعہ کے آراستہ و پیراستہ کر رکھا تھا اور ہر وقت دروازہ باغ کا بند رہتا ہی عمرو نے
دروازہ کو کھلوانا مناسب جانا ایک جست کر کے اندرون چار باغ داخل ہوا اور چار طرف سے زنگیان ہمراہی قاتل و مقاتل نے ہان ہان کر کے
سپرین تلوارین پکڑ کے عمرو کو چاہا کہ گھیر کر گرفتار کرلین مگر استغفار مرشد کامل کو کون پکڑ سکتا تھا نوبت یہانتک پہونچی کہ شاہ عیاران
عیار نے ایک مرتبہ دو چار جستون مین ان اسی ہزار حبشی بچون کی گیر و دار سے صاف نکل کے اور فیصل بن گیا ہور خون آشام کے مکان
بود و باش پر جا کے باواز بلند کہا کہ ای سرداران شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار بدانید و آگاہ باشید کہ منم مہر اوج عیاری قطب
فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ناہ ار شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان
تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مع ملکہ گوہر ملک اور مرجان عیار ہزار ہا کفار اور اعدای نابکار کو عرصہ کارزار مین لقمہ
تیغ آبدار و سمل خنجر کر کے مظفر و منصور بعزت و حرمت تمام و بشوکت مالاکلام آتا ہی اور مجھے فقط تم سبھون کو اطلاع کر دینے کے واسطے پیشتر
سے روانہ کر دیا ہی فیصل بن گیا ہور خون آشام اور ترک جوشن پوش رفقاے جان نثار شاہزادۂ عالمقدار کے یہ مژدۂ جان بخش اور سرور
راحت فروش تشریف آوری شاہزادۂ والا مرتبت اور نام عمرو کا سنکے شادان و فرحان بحیثیت اسکے کہ اکثر زبانی شاہزادہ عالیقدر
بدیع الزمان نامدار تعریف و توصیف اور رتبہ اور مرتبہ شاہ عیاران عیار کا سنا کرتے تھے اپنے اپنے مقام پر سے اٹھ اٹھ کے دوڑے
اور ہر ایک نے بقدر اپنی ذی مقدوری کے اشرفیان اور جواہرات وغیرہ اور اشیاے بیبہا بطور رونمائی اور پیشکش کے عمرو کو دیے اور تمام
چار باغ مین عجب طرح کی دھوم خوشی کی پھیلی اور ہجوم مصاحبین اور ہمنشین وغیرہ ملازمین شاہزادۂ عرش تمکین کا تھا بعد ازان ایک
نالکی تیار کر کے واسطے ملکہ کی سواری کے اپنے ہمراہ لیکے سب کے سب براے پیشوائی اور استقبال کو چلے اور اثناے راہ مین
ملازمت شاہزادے کی حاصل کر کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب اس عالیجناب کے پھر کے چار باغ ملک حرمان دیوکش مین داخل ہوے

اور یہان حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے تیاری جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ کی ہوئی ہنگامۂ شادی اور غلغلۂ مبارکبادی جاری ہوتا ساقیان ماہ طلعت کی دھوم اور مغنیان مہ صورت کا ہجوم دورۂ شراب کا حلقہ بندھا تھا ایک سرور سپہ سالار نشۂ عشرت مین کہتا تھا شعر

ساقیا برخیز و دہ جام را | خاک بر سر کن غم ایام را
دور چلے دور چلے ساقیا | اور چلے اور چلے ساقیا

قصہ مختصر تین شب و روز جلسۂ ناچ رنگ کا رہا جب وقت شام کا ہوا اسوقت شاہزادۂ عالیمقام محفل سے اٹھکر اندرون محل داخل ہوا اور ملکہ گوہر ملک کے ساتھ صحبت عیش و طرب مین مصروف ہوا عمرو نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان محل مین گیا اور مجھے یہان تنہا چھوڑ گیا عمرو بھی اٹھکر زنانی ڈیوڑھی پر آیا اور چاہتا تھا کہ اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھے حاجب دربانون نے ہان ہان کر کے روکا اور کچھ تیوری بدل کے کہا کہ صاحب تمکو خبر ہے زنانے مین گھسے جاتے ہو عمرو نے ان سبھون کے کہنے اور روکنے کا مطلق خیال نہ کیا کہ یہ کیا بکتے ہین اور کس سے کہتے ہین جست کر کے اندر محل کے جا پہونچا یہان حاجب دربان لیساول چوبدار جو تھے انھون نے شور و غل کیا کہ لینا لینا یہ کیا حرکت انھون نے کی اور وہان محل مین جو لونڈیون نے دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت نئی صورت شخص عجیب شخص کہ ناریل سا سر اور کلے ساسنے اور چھارا سی ناک اور بادام سے کان اور ریزہ سی آنکھین تنکا سی ڈاڑھی طباق سا پیٹ تاکا سی گردن رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا سنڈلا اور کاتین گز کا تلے کا حصہ بیٹھا محل مین گھسا چلا آتا ہے سب کو یقین ہو گیا کہ یہ آدمی نہین کوئی جن یا کوئی آسیب ہے چیخین مار مار کے چار سو ساڑھے چار سو خواصین لونڈیان باندیان ماما مغلانیان کہاریان چیلے اور لگھیان لوہ دست پیے اور پھیپیان اور کرچھے چار طرف سے لے لے کر دوڑین اور عمرو کو مارنا شروع کیا عمرو نے بدحواس ہو کے چیخین کرنا شروع کین اور پکار پکار کہتا تھا کہ او حرامزادیو چھوڑو کیون مجھ کو ڈلا اور بلوہ کیون کیا تمھاری ملکہ نے مجھے بلایا تب مین یہان آیا ہون لونڈیان باندیان اور زیادہ تر گھبراتی تھین اور سارے محل مین ہنگامہ شور و غل سے قیامت بپا تھی اور چار طرف یہی دھوم تھی کہ ایک جن باغ مین آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مین تو تمھاری ملکہ کے بلانے سے آیا ہون لیکایک ملکہ گوہر ملک نے جو یہ غلغلہ سنا تو سر اٹھا کے چار طرف دیکھنے لگی اسمین عمرو اچک کر بھاگتا ہوا ملکہ کے برابر پہونچا اور پکارا کہ اے ملکہ عبد البدان اپنی لونڈیون باندیون سے میری جان بچا و یہ مجھے مارے ڈالتی ہین ملکہ عمرو کو دیکھکر تعظیماً اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی لونڈیون باندیون سے آواز دیکر کہا کہ ہان ہان او کمبختو حرامزادیو یہ کیا کرتی ہو یہ جن نہین ہے یہ وہی بزرگ ہین جنھون نے مجھے اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور مہرجان کو کامل خان اور عادل خان کی فوج و سپاہ کے محاصرے اور ظلم سے جان بخشی کر کے یہان تک زندہ و سالم پہونچایا ہے ارے جہان فرا موشو یہ تمھارے آقائے ولی نعمت شاہزادۂ والا مرتبت کے عم بزرگوار ہین لونڈیون نے کہا کہ قربان کیا تھا اسلیے عمر کو خدانخواستہ نوج یہ ہمارے شاہزادۂ عالم کے عمو ہین خدا جانے یہ کون آسیب ہے شاہزادۂ والا تبار نے فرمایا ہان ہان ارے نیک بختو زبان سنبھالو خبردار کوئی بات خلاف آداب اب منھ سے نہ نکالنا یہ میرے قبلہ و کعبہ عم بزرگوار ہین یہ کہکے شاہزادۂ عالی قدر واسطے تعظیم کے اٹھا اور بہ کمال اعزاز و تکریم عمرو کو لا کے اپنے برابر مسند پر بٹھایا اور بہت سی عذر خواہی کر کے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ اے عم بزرگوار یہ چھوکریان حضور کے حال سے آگاہ نہ تھین لہذا امیدوار ہین کہ انکے جرم و خطا کو آپ معاف فرماین عمرو نے کہا بیٹا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا مجھے ان سے کیا شکایت ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے حال سلطان صاحبقران کا پوچھا عمرو نے کہا اے بدیع الزمان جس دن سے تجھے ملکہ اپنے ہمراہ لے آئی حمزہ تیرے درد دوری اور غم مفارقت مین نہایت بیتاب اور بیخور و خواب بحال اضطراب باچشم پر آب ہر لحظہ و ہر لمحہ یہ شعر زبان پر لاتا تھا شعر اپنی آنکھون سے اسے مین دیکھون ۔ ایسا بھی کبھی خدا کرے گا ۔ بعد چندمدت کے خواجہ آشوب سوداگر یہان سے گیا اور اسنے تمھاری عرضی پیش کر کی سارا حال صحت اشتمال تمھارا اس باغ مین وارد ہونے اور ارباب باختری گے آنے کا مفصلاً اور مشروحاً بیان کیا بارے اسی دن سے اندکے حمزہ کے جی کو تسکین ہوئی اور مجھے تمھاری خبر کے واسطے بھیجا مین نے حمزہ سے اقرار کیا کہ مین چالیس دن مین شاہزادۂ بدیع الزمان کی خبر تمھین لا کے دونگا اس میرے کہنے پر کاوٗنگی گا بیٹو کو

یقین ہوا اور اُسنے شرط کی کہ اگر تم چالیس روز مین بیابان جبل القمر ہفت سیل کی راہ کو طی کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان کی خبر لاؤ تو مین سال بھر کا خراج ملک بربر کا تمکو دون اور جو تم چالیس دن مین اس بیابان ہفت سیل کی راہ کو طی کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان کی خبر نہ لاسکے تو مین تم سے شرط جیت چکا جو روپیہ سال بھر کے خراج کا از روے حساب ہوگا وہ مین تمسے جسطرح ہوگا لونگا شاہزادۂ عالیشان نے یہ حال سنکے کہا کہ عمو جان تو یہ فرمایئے کہ آپ گاؤنگی گا دُسوا رہے شرط جیتیے اور سال بھر کے خراج کا روپیہ گاؤنگی سے لینے کو تشریف لائے ہین میرے واسطے آپ نہین آئے عمرو نے کہا فی الحقیقت جو تو کہے وہ تعجب نہین مصرع میراث پدر خواہی علم پدر آموز ۔ آخر بیٹا حمزہ کا ہے اُسکی خلقت مین ایک خست بھری ہوئی ہے کبھی کسی کو کوڑی دینا نہین جانتا کیسا ہی ذی حق ہو مگر حمزہ ہزار دلائل اور براہین اور حجج شرعی نکال کے اس بیچارے کے حق کو باطل اور کار سرفروشی اور جان نثاری اور خدمتگذاری کو سب کے خاک مین ملا کے معقول کر دیگا اور ایک حبہ کبھی نہ دیگا علی ہذا القیاس وہی نحوست تیرے دل مین سمائی ہے خسروون کو لازم ہے کہ بزرگون کو نذرین کچھ پیشکش کرین بحسب ذی اپنے خدمتگذاری مین حاضر ہون سو وہ بات تو تجھے اُستاد نے پڑھائی نہین تقریر سیکھ لی ہے شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان نے سرنگون ہو کر کہا کہ عمو جان بس اب زیادہ فدوی کو یہان ملکہ کے سامنے شرمندہ نہ کیجیے انشاء اللہ تعالی جسوقت کہ باباجان یعنی سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران یہان تشریف فرما ہونگے فدوی خزانہ گنجاب کا جو کچھ اپنے قبضہ و تصرف مین لائیگا اُس خزانہ مین سے چہارم حصہ آپکو بطور نذر کے پیشکش کریگا عمرو نے کہا ہان بیٹا سچ ہے مصرع براے عاشقان بر شاخ آہو ہے ملکہ گوہر ملک نے بارہ صندوق جواہرات بیش بہا کے منگا کے شاہزادۂ عالم کیطرف سے عمرو کو نذر دیئے عمرو نے نہایت خوش ہو کے وہ صندوق اُٹھا کے نذر زنبیل کیے اور کہا کہ ای ملکہ بھلا یہ تو کہنے شاہزادۂ بدیع الزمان کیطرف سے فدوی ابھی میری رونمائی تمپر واجب ہے ابھی ملکہ نے کچھ جواب نہین دیا تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا عمو جان رونمائی ملکہ آپکو اُلٹی دینی آپکو لازم ہے کہ آپ ملکہ کو رونمائی مرحمت فرمائین عمرو نے کہا نہین یہ غلط ہے رونمائی ملکہ کو چاہیے کہ وہ مجھے دین کس لیے کہ میری صورت عجیب و غریب ہے ایسا عجیب الخلقت انسان ملکہ نے کوئی کبھی نہین دیکھا ہوگا ملکہ گوہر ملک یہ بات سنکے بے اختیار ہنس پڑی اور دلاراما وغیرہ اپنی خواصون سے اشارہ کر کے بارہ صندوق جواہرات کے اور منگائے اور سرو قد مسند پر سے اُٹھکے عمرو کو نذر دی عمرو نے وہ صندوق جواہر بیش بہا کے جو دیکھے تو کمال خوش ہو کے ملکہ کو بہت سی دعائین دین اور کہا کہ بیٹا تیرا راج سہاگ قائم رہے کیا کہنا تیرا کیسے عالیخاندان کیسے سخی کی بی بی کیسے کریم ابن کریم کی بہو تو ہے مین نے حمزہ کی اور بھی سب بہوئین دیکھی ہین مگر توبہ استغفار تیری جوتی کی برابری کوئی نہین کرسکتی بعد اسکے وہ بارہون صندوق بھی جال الیاسی مار کے اپنی زنبیل مین رکھ لیے اور کہا کہ ای شاہزادۂ بدیع الزمان جسوقت کہ مین تیری خبر لینے کو ملک بربر سے چلا تو بعد طی کرنے بیابان ہفت سیل کے مین شہر بابل مین پہونچا تو مین نے قیطولون پر چڑھ کے تمام قیطول نشینون کو خوب سا ذلیل کیا اور لقا کی داڑھی کو بیتاب چھڑک چھڑک کر مونڈ لیا اور حمزہ کے دکھلانے کو لیے جاتا ہون ملکہ گوہر ملک نے یہ گفتگو عمرو کی سنکے کہا کہ ای عمو اتنا جھوٹ کیون بولتے ہو کہان وہ لقا کہان اُسکے وہ قیطول کہان تمہارا وہان پہونچنا اور اُسکی داڑھی کا مونڈنا بات وہ کہو جو کوئی سچ سمجھے اور کسلیے وہ مین آئے لقا بیچارہ ہزار ملک باختر کی خدائی کرتا ہے جو بیس لاکھ سوار و پیادہ دن کو اُسکے قیطول کے نیچے چھاؤنی رہتی ہے جہان پرندہ پر نہین مار سکتا وہان تم بھلا کیونکر پہونچ گئے اور بیتاب چھڑک چھڑک کر داڑھی مونڈ لائے عمرو نے کہا مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے تو اُسکی داڑھی تو موجود ہے پہچانو کہ اُسکی داڑھی ہے یا نہین یہ کہکے عمرو نے اپنی زنبیل مین سے لقا کی داڑھی نکال کے آگے رکھدی اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک داڑھی لقا کی دیکھکر دنگ ہو گئے اور ملکہ کو یقین ہوا کہ عمرو جو کہتا ہے سچ ہے بعد اُسکے عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اب مین گنجاب کی داڑھی مونڈنے جاتا ہون ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ ای عمرو ہر چند کہ مجھے گنجاب سے کچھ سروکار نہین تمہارا جو جی چاہے وہ جا کے کرو لیکن مین حیران ہون کہ گنجاب کی بارگاہ مین سترہ سو سردار اور سترہ سو نامدار ہر وقت دربار حاضر رہتے ہین اور ایک بھی ہزارون پہلوانان قدرت اور ہشتو ہان بارگاہ لقا اور سپہ سالار اور سوار اور پیادون کی آٹھ پہر نوکری و حفاظت رہتی ہے خدانخواستہ کوئی پیچ ایسا نہ پڑ جائے کہ تمھارے دشمن وہان گرفتار ہو جائین

تو پھر کوئی عیاری و مکاری وہان نہ چلے گی عمرو نے کہا اے ملکہ ہمارے تمہارے کچھ شرط اسی بات پر ہو تو کیا مضائقہ ملکہ گوہر ملک
نے کہا کہ اے عمرو پانچ ہزار اشرفیان تمھین دون جو تم گنجاب کی ڈاڑھی مونڈ لا دو اور جو تم نہ مونڈ لا سکے تو پانچ ہزار اشرفیان
مین تم سے لونگی عمرو نے کہا بہت خوب ہمارے اور آپکے یہ شرط ہو چکی اور یہ کہہ کے عمرو روانہ ہوا اور رنگ روغن عیاری
کا منھ پر مل کے ایک فراش کی صورت بنکے روانہ ہ بارگاہ گنجاب پر پہونچا اور بخوف و خطر اندرون بارگاہ جاکے دیکھا کہ تخت
پیغمبری پر گنجاب بیٹھا ہے اور برابر دست راست کو ایک ذنگل پر بہمن بن نوشیروان اور ایک ذنگل پر فرامرز بن نوشیروان
اور سامنے کرسی پر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین اور برابر بہمن کے دست راست کو علقمہ وزیر گنجاب
کا اور بائین طرف سہراب خان بن گنجاب اور محسن خان بن گنجاب اور قاہر بن قہرمان عجمی وغیرہ سردار
قریب سترہ سو اٹھارہ سو گردن کش باادب بیٹھے ہین گنجاب سے اور بختیارک سے باتین ہو رہی ہین کامل خان
بن گنجاب اور عادل خان بن گنجاب نے آکے مجرہ گاہ پر سے مجرا کیا اور دست راست گنجاب کے تخت کے دو ذنگلون
پر بیٹھے گنجاب نے کامل خان اور عادل خان سے پوچھا کہ اے فرزندان من بہت جلد تم خداوند کی بارگاہ سے پھر آئے
کامل خان اور عادل خان نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار آپ کو تو پرچہ وقائع سے غالباً سون کا حال معلوم ہو گیا
ہوگا کہ مرجان تیز رفتار سنجانی عیار کی صورت بنکے ملکہ گوہر ملک کو چرا لے گیا اور بدیع الزمان کے پاس پہونچا دیا
صبح کو ہمکو جب خبر ہوئی تب ہم دونون بھائی مع فوج و سپاہ اُسکی تلاش مین دوڑے اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پہاڑ
تل سنجان کے پہونچ کے بدیع الزمان اور مرجان اور ملکہ کو گھیرا بدیع الزمان ملکہ اور مرجان کو اُس ٹیکرے پر
بٹھا کے تنہا وہان سے اُتر کے ہمارے مقابلے مین آیا اور تین شبانہ روز معرکہ جنگ و جدال مین قریب دس بارہ ہزار
سوار و پیادے ہماری فوج کے مارے گئے ہم دونون بھائی لڑتے لڑتے جب عاجز ہو گئے اور بدیع الزمان کا گھوڑا مارا
گیا اور وہ پیادہ پا میدان سے پلٹ کے ملکہ کے دیکھنے کو پھر اُسی ٹیکرے پر گیا تو اسوقت فرشتہ مقرب خاص درگاہ خداوند
باختر کہ نام اُسکا باجرحی زن تھا اور ڈاڑھی اُسکی تمام بہشتی تھی اور جسوقت وہ آسمان پر سے اُترتا تھا تو سیکڑون
چکر اور چرخ ایسے اُسنے مارے کہ ہمارے سبکے ہوش اُڑ گئے بعد اسکے اس مقرب خاص بارگاہ خداوند نے ہم سے کہا
کہ مجھے خداوند باختر نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہے اور یہ تقدیر کی ہے کہ یہ بیابان تل سنجان مین جو مسافر راہ
بھول جاوے اُسکو راہ بتا دیتا یا جو کوئی کہ دریا مین ڈوبتا ہو اُسکو ڈوبنے سے بچا لیتا اور یہ کہہ کے اُس فرشتہ مقرب
خاص خداوند نے کہا کہ اگر تمکو میری بات کا اعتبار نہو تو دو ایک گھوڑے لاؤ مین معجزے سے گھوڑون کو غائب کردون
ہم دونون بھائیون نے اپنے دونون گھوڑے اُسکے سامنے کھڑے کر دیے اُس مقرب خاص نے کچھ ایسا معجزہ کیا
کہ فی الحقیقت وہ دونون گھوڑے ہماری نظرون سے غائب ہوگئے بختیارک نے یہ گفتگو کامل خان اور
عادل خان کی سنکے کہا کہ صلواۃ بر محمد اور یہ کہہ کے بختیارک نے پوچھا کہ ہان صاحب پھر کیا ہوا کامل خان
اور عادل خان نے کہا کہ ہم دونون بھائی مع تمام اپنی فوج کے یہ معجزہ دیکھکر سجدے مین جھکے اور اُس فرشتے مقرب
بارگاہ نے تل سنجان پر چڑھ کے بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک اور مرجان تیز رفتار کو اپنی اعجاز سے زمین مین
غرق کر دیا اور ہم دونون بھائیون کو اپنے پاس اُسی ٹیکرے پر بلا کے دکھا دیا کہین سراغ اور پتا اور کچھ نشان
بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان کا نظر نہین آتا تھا ہمکو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ فرشتہ مقرب خاص ہے اور یہ سارا
معجزہ اور کرامات قدرت خداوند کی ہے پھر ہمسے اُس فرشتہ نے کہا کہ اب تم دونون بھائی اپنی فوج و سپاہ کو لیکے
ملک سنجان کی طرف پھر جاؤ بدیع الزمان کو مین نے بحسب تقدیر خداوند کے قہر مین مبتلا کر دیا اب گنجاب بہرصورت

مطمئن رہے چنانچہ بموجب حکم اُس مقرب خاص درگاہ خداوند لقا کے ہم دونون بھائی اُسی دم سوار ہوکر مع اپنی فوج و
سپاہ کے آپ کے پاس چلے آئے ہین بختیارک نے یہ حال زبانی کامل خان اور عادل خان کی سنکے گنجاب سے کہا
یا پیغمبر برسل زہے طالع زہے افتخار کراب فرشتہ مقرب خاص خداوند لقا تیرے بیٹون کی مدد کے واسطے اُس بیابان
تل سنجان مین آیا اور بدیع الزمان اور ملکہ اور مرجان تیز رفتار کو اُسی تل سنجان مین غرق کرکے اُن دو گھوڑون
کو غائب کرکے چلا گیا ایسا معجزہ تو کبھی مین نے نہین دیکھا نہ کسی سے سنا تھا تیرے دونون بیٹے خداوند لقا کے
خاص بندون مین ہین خداوند لقا کا معجزہ اور فرشتہ مقرب خاص درگاہ کا قول اور تیرے بیٹون کا اعتقاد
سب سچ ہی سچ ہی مگر آگے یہ معجزہ اور یہ فرشتہ مقرب درگاہ خداوندا اور یہ اعتقاد جو کچھ اور رنگ نہ دکھلائے کس لیے
کہ مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ٭ ابھی گنجاب بختیارک کو کچھ جواب نہین دینے پایا تھا
کہ محسن خان اور سہراب خان نے گنجاب سے کہا کہ باباجان ہم بھی حضور کے واسطے ملک بربر سے تحفہ جات
وغیرہ لائے تھے یہ کہہ کے چار سو دہ صندوق منگائے اور گنجاب نے کہا اچھا ایک صندوق کو کھولو اُسے دکھاؤ
کیا کیا تحفہ لائے ہو محسن خان اور سہراب خان نے جلدی سے ایک صندوق کا قفل جو کھولا تو سبھون نے دیکھا
کہ اُس مین لید گھوڑون کی اور سرگین گاؤ کے سوا اور کچھ چیز نہین ہی گنجاب اُس سرگین گاؤ اور گھوڑون کی لید
کو دیکھکر اور اُسکی تعفن اور بدبوسی نہایت پراگندہ خاطر اور بد دماغ ہوا محسن خان اور سہراب خان نے
یہ بلیات اس صندوق مین مملو دیکھکر اُسے تو علیحدہ رکھوا دیا دوسرے صندوق کا قفل کھولکر گنجاب سے عرض
کیا کہ اس صندوق مین نہین معلوم کیا چیز پڑی ہی مگر آپ باباجان اسکو ملاحظہ فرمائے کہ غلامون نے کیسے کیسے تحفے
ملک بربر کے آپ کے پیشکش کے واسطے خریدے ہین اور لائے ہین گنجاب نے اُسکا تختہ جو اُٹھوایا تو دیکھا کہ اُس
مین ڈھیلے اور پتھر اور دس بیس سوشاک کو بربوسیدہ دو ایک کتے مردہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکو زندہ پکڑکے منھ
باندھ دیے ہین یا خدا جانے کیا تدبیر کی ہی کہ بعد چند روز کے اُس مین گھٹ گھٹ کے مر گئے مگر ابھی بالکل سڑ
نہین گئے ہین گنجاب نہایت درہم اور برہم ہوکر کہنے لگا او بدذات ملعونو یہ تحفے کیا جھک مارا اور گوہ کھایا
ہی مجھسے بھی خوش طبعی کرتے ہو یہ وہی مثل ہی کہ بازی بازی باریش بابا ہم بازی صندوقون مین ڈھیلے پتھر چھیچھڑین
کتے مردہ گوبر لید بھرکے میری نذر کے واسطے لائے ہو ابھی محسن خان اور سہراب خان دونون بیٹے گنجاب
کے کچھ اپنے دلون مین حیران اور پریشان ہوکر بجز سرنگونی اور منفعل ہونے کے جواب نہین دینے پائے تھے
کہ ایک مرتبہ بختیارک بول اُٹھا اے گنجاب جو کچھ کہ شک وشبہ میرے جی مین فرشتہ مقرب درگاہ خاص خداوند
کی طرف سے تھا وہ اسوقت سب رفع ہوگیا مجھے قسم ہی خداوند کی کہ جسوقت اُنھون نے عمرو کا مال لوٹا تھا
تو مین نے بہت سا سمجھایا اور منع کیا تھا کہ عمرو کا مال اسباب صاحبو تم نہ لوٹو اور ایسا غضب نہ کرو ان دونون
تمھارے بیٹون نے میرا کہنا نہ مانا اے گنجاب میرا کہنا تو جھوٹھ نہ جانا تھا وہ فرشتہ مقرب کوئی نہ تھا عمرو عیاری
کرکے آیا ہوگا اور بدیع الزمان اور گوہر ملک اور مرجان کو بچا کے لے گیا اور اُسنے اپنے مال کے ساتھ اور
محسن خان اور سہراب خان کا بھی نقد وجنس مال اسباب سب صندوقون مین سے لے کے اپنی زنبیل مین
رکھ لیا ہی مجھے اب تردد اور بڑا کھٹکا اور غم دل مین یہ پڑا ہی کہ کہین اب ستم اور ایسا غضب نہ ہو کہ وہ
تیری بارگاہ مین کوئی عیاری کرکے آئے اور دشمنون کے کان بہرے کہین وہ مرشد کامل مرشدی نہ کرجائے کہ
تیرے دشمنون کی ڈاڑھی مونڈکے تمام بارگاہ نشینون کو ذلیل اور رسوا کرکے مال اسباب تیرا لوٹ کر لیجائے

کس لیے کہ اُسکا تمام سر تن جادوگران اور برہمنیں تراشندہ کافران بھی ہی گنجاب نے نہایت پیچ وتاب کھاکے جواب دیا
کہ او مردک شیطان مجسم کیا تو کہتا ہی اور جھک مارتا ہی ایسا عمرو کوئی فرشتہ ہی یا کوئی جن ہی یا کوئی آسیب ہی یا کوئی بلا ہی
کہ میری بارگاہ مین گھس آے گا اور تمام میرے سرداران اور بارگاہ نشینون کو ذلیل کر کے میرا مال اسباب لوٹ لیجائیگا اور
کوئی نہ اسے دیکھیگا نہ کوئی کچھ اُسکا کر سکیگا اور وہ صاف سبکو خاک مین ملاکے زندہ او سالم بچ کے چلا جائیگا بختیارک
نے کہا ای گنجاب فرشتہ اور جن اور آسیب اور بلا کی کیا حقیقت ہی جو اُسکی برابری کر سکے گا وہ عیار بد بلا ہی اسنے لات
اعلے سنات سطلے ہیتا ہیتا دم خبیثا لونگاک اوتاجھوٹا کسا جھوٹا تری گائیکا بچھڑہ وغیرہ پونے دو سو خدائیون کو غارت کر دیا کاشغر
کشمیر بنگالہ نور و دلیس ام الجبال اندر کوٹ مار وجاہ وغیرہ سیکڑون ملکون کے جادوگرون کو مار ڈالا نام ونشان سحر
وساحری کا اُس سرزمین پہ نہین رکھا اُسکو یہان آتے کچھ دیر نہین لگی گی وہ چاہے میری صورت بنکے یہان آے اور
عیاری کر جاے اور پھر مین ہر چند تم سب صاحبون سے کہون کہ یہ عمرو ہی تم کبھی میرا کہنا نہ مانوگے اُسکا کہنا سچ
جانو گر وہ چاہے تو تمھاری صورت بنجاے ای گنجاب قسم کھاکے کہتا ہون کہ اگر وہ عیار یہان آے تو جو چاہے سو وہ
کر جاے کہ کبھی کوئی اُسکو نہ پہچانے پھر اگر پہچانون تو مین پہچانون اور سواے میرے کیا تاب وطاقت کسی کی جو اُسکو پہچان سکے
گنجاب یہ حال عمرو کا سنکے اسقدر جو اپنے جی مین خائف اور ترسان ہوا کہ اپنی انگشتری اُتار کے بختیارک کو دی اور
کہا کہ ای بختیارک اگر تو عمرو کو خوب پہچانتا ہی تو مین تجھے اپنا حافظ جان سمجھکر یہ اپنی انگشتری اسلیے دی ہی کہ جسوقت
عمرو یہان آے تو تو مجھے بتلا دینا اور مین اُس (اپنی) انگوٹھی سے تجھے پہچان لونگا بختیارک نے کہا ایک شرط سے کہ
جس بات کو مین کہون پھر تو کچھ اس مین عذر اور حیلہ نہ کرا اور بے تامل اُسے مان لے تو کیا مضائقہ مگر مین خوب جانتا ہون
کہ جسوقت وہ عیار یہان آئیگا اور تجھسے دو باتین کریگا تو پھر مین ہزار طرح سے تجھے سمجھاؤنگا اور کہونگا تو میرے کہنے پر
کبھی عمل نہ کریگا اور ناحق کی ذلت بلکہ باعث میری ہلاکت کا ہوگا گنجاب نے کہا ای بختیارک تو خاطر جمع رکھ اگر ایک
مرتبہ خداوند لقا بھی تشریف لائینگے اور تو کہیگا کہ یہ خداوند نہین ہین یہ عمرو ہی تو مین خداوند لقا کا بھی مطلق پاس اور
لحاظ نہ کرونگا بختیارک نے کہا ای گنجاب تجھے خداوند لقا کی قسم کھا کہ جسوقت مین عمرو کو پہچان کر تجھسے کہون کہ یہ عمرو ہی تو
تو جھوٹ پٹ اُسے گرفتار کر لے اس مین فرق نہ پڑے گنجاب نے کہا جو تو کہیگا قسم ہی مجھے خداوند پیچیدہ ہزارہ ملک باختر
کی مین اُسپر عمل کرونگا بختیارک نے کہا تو یہ استغفار سب جھوٹ اور محض غلط ہی کبھی تو میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا
خیر اب تو چاہے میرے کہے پہ عمل کرے خواہ نہ کرے لیکن عمرو کو مین ضرور پہچان لونگا گنجاب نے کہا ای بختیارک تو سخت
احمق اور بڑا بے ایمان ہی صریحاً مین نے از روے خداوند لقا کی قسم کے تجھسے کہا کہ جو تو کہیگا مین مانونگا اور اُسی پر
عمل کرونگا انتہا سے درجہ یہ کہ خداوند لقا بھی آئے گا اور تو کہیگا کہ یہ عمرو ہی تو خداوند کا بھی خیال نہ کرونگا اور جو
خداوند لقا بھی مجھسے فرمائیگا کہ تو بختیارک کا کہنا نہ مان تو مین خداوند کا بھی فرمان اور حکم نہ مانونگا اور تیرے کہنے پر عمل
کرونگا بختیارک نے کہا تو ایک اقرار نامہ اس مضمون کا کہ جو بختیارک کہیگا مین سچ جانونگا اور اُسکے کہنے پر عمل کرونگا
لکھ دے اور تمام اپنے سردارون اور بارگاہ نشینون اور بیٹون کی گواہی اُس اقرار نامہ پہ کروا دے گنجاب نے کہا اچھا مجھے قبول
ہی یہ کہکے گنجاب نے اُسی مضمون کا اقرار نامہ لکھوا کے اپنی مہر اُسپر کر دی اور تمام سردارون اور بارگاہ نشینون اور
اپنے بیٹون کی بھی گواہی کی اُسپر کروادین اور وہ کاغذ بختیارک کو حوالہ کر دیا جب بختیارک نے وہ کاغذ مہری گنجاب کا اپنے ہاتھ مین لیا
تو گستاخی کی اُسکی جوش مین آئی اور ایک مرتبہ سنبھل کے گنجاب کی جانب مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ ای گنجاب تجھے
اسوقت یقین کامل ہوتا ہی کہ وہ مرشد کامل ہادی رہنما یہان تیری بارگاہ مین موجود ہی بس اب ہرچہ بادا باد

مین نے تجھسے اقرار کرلیا ہی کہ مین اُس عیار کو خوب پہچانتا ہون مگر اُسے پہچان لونگا اور تجھسے کہدونگا اور ہر چند کہ یہ بھی جانتا ہون کہ اگر وہ یہان ہونگے تو میری گفتگو سب اُنھون نے سنی ہوگی اور کیا جانیے اُسکا عوض وہ مجھسے کیا کرین لہذا دل مین تجھسے یہ کہتا ہون کہ اسوقت آج اپنی بارگاہ مین میری نسبت یہ حکم جاری کردے کہ جسے مین جو کچھ کہون وہ قبول کرے اور جو چاہون سو مین کرون گنجاب نے بآواز بلند تمام اپنے بارگاہ نشینون سے کہا کہ آج جتنے سردار اور بارگاہ نشین اور بیٹے عزیز یگانے بیگانے نوکر چاکر ادنی اعلی میرے ملازمین اور حاضرین صحبت ہین جو بختیارک کا حکم نہ مانیگا مین بہت بری طرح سے اُس سے پیش آؤنگا سبھون نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ کیا مجال کسی کی جو خواجہ بختیارک کا حکم نہ مانے بختیارک نے کہا کہ اچھا تو سنو سب بگوش دل کہ آج جو کوئی ناشناسا اجنبی شخص بارگاہ پیغمبر مرسل مین آئے یا آنے کا ارادہ کرے تو اُسی وقت مجھسے اطلاع کرنا اور جو مجھسے خبر نہ کی تو مین اُسے بعذاب الیم مبتلا کرکے اس طور سے مارونگا کہ اُسکے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے غرض یہ کہکے بختیارک تو چارطرف بغور دیکھ رہا ہی اور اپنے جی مین کہتا ہی کہ بیشک وشبہ مرشد کامل آج اس بارگاہ مین تشریف فرما ہین دیکھیے آل کار کیا ہو مگر حال سنیے کہ یہان مہر اوج عیاری و قطب فلک خنجرگزاری شاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار چار گھڑی پیشتر سے گنجاب کی بارگاہ مین ایک خدمتگار کی صورت بنے موجود تھے اور از ابتدا تا انتہا ساری گفتگو بختیارک کی سنکے اپنے دل مین کہتے تھے کہ اس بختیارک مادر بخطا نے کیا فتنہ برپا کردیا ہی اور یہان گنجاب کے پاس آکے میرا خوف و ڈر بھی سب بھول گیا ہی اسی مین وقت شام کا ہوا اور گنجاب نے دربار برخاست کردیا جتنے سردار تھے سب رخصت ہوکے اپنے اپنے مکانون کو گئے بختیارک نے پھر اٹھکے گنجاب سے کہا اے پیغمبر مرسل جو مین نے تجھے سمجھادیا ہی اور جو کچھ کہ تونے مجھسے عہد و پیمان کرکے اقرارنامہ مہری اپنا لکھدیا ہی اُس مین خبردار خبردار فرق نہ پڑے گنجاب نے کہا کہ اے بختیارک تو اس بات سے خاطر جمع رکھ کہ مین تیرے کہنے پر عمل کرونگا زمین آسمان پھر جائینگے تب بھی مین سوائے تیرے اور کسی کا کہنا نہ مانونگا بختیارک نے کہا کہ واہ بھلا مین اپنے دلکو کیا کرون کہ مجھے کسی طرح سے تیرے قول و قسم اور تیرے کہنے کا اعتبار اور یقین نہین آتا کیا سبب کہ وہ شاہ عیاران عیار ایسا بدبلا ہی کہ جسوقت وہ آکے دو باتین تجھسے کریگا پھر تو کچھ نہ میری بات کا خیال کریگا اور نہ پھر ہرگز میرے کہنے پر عمل نہ کریگا اسوقت تو اور بہت خراب جائیگا گنجاب نے کہا ایسا کبھی نہوگا مین تیرا ہی کہنا کرونگا خاطر جمع رکھ غرض بختیارک گنجاب کو خوب سا سکھا پڑھا کے سب طرح سے اپنی دلجمعی کرکے اور وہ انگوٹھی گنجاب کی اور اقرارنامہ مہری گنجاب کا لیکے اور منصب وزارت کا گنجاب سے لیکے رخصت ہوا اور بارگاہ سے نکلکے اپنے خیمہ کو چلنے لگا تو سب چوبدار اور دربان اور بردے اور سوار پیادے اور خدمتگار اور فراش وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ والون نے آکے بختیارک کو مجرا کیا اور ایک کانا مشعلچی دستی روشن کرکے بختیارک کی سواری کے ہمراہ ہوا اور چند قدم سامنے جاکے داہنی طرف سے مشعل کو بختیارک کی مونچھون کے برابر لایا کہ چند بال بختیارک کی مونچھ کے جل گئے بختیارک نے نہایت خفا ہوکے کہا او نامعقول تو اندھا ہی تجھے کیا سوجھ نہین پڑتا یہ کہکے حکم دیا کہ اس مشعلچی کو نکال دو نوکرون نے کہا کہ ہٹ جا ہٹ جا وہ مشعلچی مشعل کو گل کرکے پھر بائین طرف سے آیا اور مشعل روشن کرکے بائین طرف کی مونچھ بختیارک کی جلادی پھر بختیارک نے نہایت جھنجھلا کے کہا کہ او بدذات تو بڑا نامعقول ہی ارے لو تنے یہ کیا حرکت کی کہ میری مونچھ جلادی عمرو نے یہ کہکے کہ ملک جی خفا نہ ہو جیسے ہی اپنی بائین آنکھ کا تل بختیارک کو دکھایا بختیارک نے جو وہ تل عمرو کی آنکھ کا دیکھا تو پہچانا کہ عمرو ہی مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگا اور پیشاب نکل گیا

اور نہایت عجز و انکسار سے اپنے دونون ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ مجھسے نادانستہ بڑی بی ادبی اور خطا ہوئی کہ مین سوار ہون
اور حضور پیادہ پا ہین اور یہ کہہ کے چاہتا تھا کہ اپنی خچید پر سے اتر کے عمرو کے پانون پر گر پڑے عمرو نے کہا صاحب تم
وزیر اعظم گنجاب کے ہو مین ایک پیادہ خبردار اور زنہار خچری سے اترنے کا ارادہ نہ کرنا سوار رہو بختیارک نے
گڑگڑا کر کہا کہ قربانت شوم گنجاب مسخرا کیا گیا ہی مین آپ کا غلام جان نثار ہون عمرو نے آہستہ سے کہا او مادر بخطا ولد الزنا
ابھی تو گنجاب سے میرے پہچان لینے کا وعدہ کر کے گیا کیا میرے حق مین سمجھا مجھا کے آیا ہی اور پھر یہ میرے
سامنے چرب زبانی اور لسانی کر کے باتین بناتا ہی بختیارک کی سواری مین اور جو پیادے خواص خاص خدمتگار تھے وہ
سب اپنے دل مین حیران ہو کے کہتے تھے کہ یہ شیخ جی شاید ملک جی کے کوئی بزرگون مین سے ہین کہ ایسی گفتگو سخت کرتا ہی اور
ملک جی اس طرح سے عجز و انکسار کر کے اسکی خاطر داری اور ادب اور لحاظ کرتے ہین غرض یہ کہ بختیارک بہت سا عذر
کر کے عمرو کو اپنے خیمہ مین لایا اور سب نوکرون چاکرون کو خیمہ سے باہر نکال کے اپنے دونون ہاتھ باندھ کے پانون پر گر پڑا
اور کہا کہ مین نے حضور کی نذر اور پیشکش کے واسطے بہت سا زر نقد جمع کر رکھا ہی اس لیے یہ باتین بخیال مآل اندیشی
مین نے گنجاب سے کی تھین تاکہ جس وقت آپ سے ملاقات ہو وہ سب روپیہ آپ کی نذر کر دون سو اب شکر خدا کا کہ آپ سے
ملازمت مجھے حاصل ہوئی اب بسم اللہ کریے جس طرح سے آپ کا جی چاہے گنجاب کی ڈاڑھی مونڈیے اور اسکی ساری
بارگاہ کا مال اسباب لوٹ کر اپنے قبضہ تصرف مین لایے عمرو نے کہا بہت خوب ای شیطان والد الحرام گنجاب سے وعدہ
اور شرط کر آیا ہی کہ مین تیرا محافظ رہونگا اور مین عمرو کو پہچان کر تجھے بتلا دونگا تو خوب جانتا ہی کہ قدیم سے مین نے جس
بادشاہ کی یا جس کسی سردار کی یا کبھی جس کسی گبر خود سرکش کی ڈاڑھی مونڈی ہی اور اسکی بارگاہ کو لوٹا یہی شیوہ عیاری کی
ہی اب تو دیکھ گنجاب کی بارگاہ کو اگر دون مین نہ تباہ و برباد کرون اور اسکی ڈاڑھی دن مین نہ مونڈون تو نام اپنا
شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نہ رکھون اور اسی واسطے اسوقت تجھے زندہ و سالم چھوڑتا ہون کہ تیرے
جی مین یہ حسرت نہ رہ جائے بختیارک نے رو کے کہا کہ لاکھ جانین غلام کی آپ کی جوتیون پر تصدق و نثار ہو جائین
غلام کی قدرت اور کیا طاقت جو آپ کی برابری کر سکے آپ جو نہ کرین وہ تعجب ہی حضور کا فرمانا سب برحق و بجا ہی
عمرو نے کہا او بد ذات ولد الزنا مین تجھے خوب پہچانتا ہون اور تیری شرارت سے خوب آگاہ ہون بختیارک کا
یہ حال تھا کہ پاخانہ پائجامہ مین نکل پڑا تھا اور مارے ہول اور ڈر کے جاڑے کی سی تپ چڑھی ہوا بات نہین کر سکتا
تھا اور رو کے یہی کہتا تھا ای شاہ عیاران عیار مین نے منصب وزارت کا فقط بنظر دولت خواہی حضور کے لیا ہی
عمرو نے کہا اچھا کیا مضائقہ لیکن پہلے بختیارک یہ جو کچھ مال و اسباب نقد و جنس تیرے خیمے مین ہی یہ تو میری نذر کر اور
جلد لا بعد اسکے گنجاب کی بارگاہ مین جیسا موقع ہوگا سمجھ لیا جائیگا بختیارک نے کہا ترہے افتخار اور سعادت
یہ تو سب مال اسباب حضور ہی کا ہی لیجیے حاضر ہی یہ کہہ کے صندوق اشرفیون اور روپیون کے اور کچھ جواہرات اور
تسلا آفتابہ سیلفچی عطردان پاندان جو گڑہ چنگیر وغیرہ ظروف نقرہ اور ظروف مسی وغیرہ اور زر فرش اور فروش جو کچھ اسباب
تھا سب لا کے عمرو کے سامنے انبار لگا دیا عمرو نے جال الیاسی مار کے وہ سب نذر زنبیل کیا ایک جوڑا نمک بوٹا ک
کا باقی نہ رکھا تھا فقط نقش بوریا رہ گیا تھا کہ وہ اٹھا نہین سکتا تھا بختیارک ننگا مادر زاد ایک ہاتھ اپنا آگے
ایک پیچھے رکھے جیکا سرنگون کھڑا تھا عمرو نے کہا ای بختیارک اب مین رخصت ہوتا ہون جو کچھ تجھے گنجاب کو سمجھانا
تھا تو حسب مقدور اپنے خوب سا سمجھا آیا ہی مگر قسم ہی سر اقدس سلطان صاحبقران کی مین دن مین جا کے گنجاب
کی ڈاڑھی مونڈونگا اور اسکے بارگاہ نشینون کو خوب سا ذلیل اور خراب کر کے مال اسباب سب لوٹ لیجاؤنگا اب

تجھے لازم یہی ہی کہ تو جا کے جس طرح سے تیرا جی چاہے بخوبی سکھلا دے مین تو جو کہتا ہون وہ کرونگا یہ کہکے عمرو تو جس طرح سے
ہولائی کیخ سے یا شرارہ سنگ سے نکل جاتا ہی مثل برق چمک کے بختیارک کے خیمہ سے نکلگیا اور جب بختیارک نے دیکھا
کہ عمرو چلا گیا بہت دور ہو گیا تب اُسنے اپنے نوکرون کو پکارکے کہا کہ ای کمبختو جلد آؤ خواص خدمتگار فراش پیادے
وغیرہ جو کہ ملازم اور متعینہ بختیارک کے پاس تھے اُن سبھون نے جو اندر خیمہ کے آکے دیکھا کہ بختیارک برہنہ مادر زاد
بیٹھا ہی سبھون نے پوچھا ملک جی خیر باشد یہ کیا ماجرا ہی بختیارک نے روکے جواب دیا کہ یارو وہ مشعلچی جو میرے سامنے
آیا تھا وہ عمرو تھا سارا اسباب اور نقد جنس جو کچھ کہ میری مالیت تھی لوٹ کے لیگیا یہ کہکے اپنے نوکرون کے کپڑے
پہنکے اپنی خچری پر سوار ہوا اور اُسی وقت سوار ہوکے گنجاب کی بارگاہ مین گیا گنجاب نے بختیارک کو دیکھکر پوچھا
ملک جی کیون خلاف معمول اسوقت تمھارے آنے کی کیا وجہ بختیارک نے کہا کہ ای گنجاب بگوش ہوش سن کہ وہ عیار
ابھی میرے خیمہ مین جا کے مجھسے شرط کر آیا ہی کہ مین دن مین جا کے اگر بارگاہ گنجاب کو خاک مین نہ ملادون اور گنجاب
کی ڈاڑھی نہ مونڈون تو نام اپنا عمرو نہ رکھون اس لیے مین اسوقت پھر تیرے پاس آیا ہون اور خوب سا تجھے سمجھائے
دیتا ہون کہ مین جو تجھسے کہون یا اشارہ کرون اُسپر تو عمل کرنا خبردار خبردار اس مین فرق نہ پڑے مگر ہائے کہان جا کے
اپنا سر ٹپکون اور کس سے کہون یارو ن یہ مین خوب جانتا ہون کہ جسوقت عمرو تیرے پاس آئیگا اور یہ دو دو باتین
تجھسے کریگا تو پھر تو ہرگز میری بات میری نصیحت میری خیرخواہی کچھ مطلق نہ سنیگا جو وہ کہیگا وہی کریگا گنجاب نے
از روے قسم کہا ملک جی مین قسم کھاکے کہتا ہون اقرار نامہ مہری اپنا تمکو لکھ دیا ہی کہ جو تم کہوگے مین اُسی پر عمل کرونگا پھر
تمھارے دلکا وسوسہ نہین جاتا تم خاطر جمع رکھو مین سواے تمھارے حکم کے اور کوئی بات کسی کی ہرگز ہرگز نہین مانونگا
بختیارک نے کہا تو پھر کچھ ڈر نہین سمجھونگا یہ کہکے اور پھر بہت سا گنجاب کو سمجھا کے سکھلا پڑھا کے بختیارک سے رخصت
ہوا اور اپنے خیمہ مین آکے اُسی فکر مین مصروف ہوتا ہی

اب دو کلمے داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار سے گذارش کیجاتے ہین

کہ عمرو کلیم عیاری اوڑھ کے شبکو گنجاب کے محل مین آیا اور باواز بلند یہ کہا کہ ای گنجاب بدان و آگاہ باش کہ خاص الخاص
بندہ میرا نوشیروان ملک العادل کیسری تھا جبکہ وہ سرمست بادۂ غفلت اور متکبر و مغرور بدرجۂ نہایت ہوکر مجھے بھولگیا
تب مین نے اُسپر اپنا غضب نازل کرکے امیر حمزہ صاحبقران سے مغلوب کروا دیا گنجاب نے جو یہ آواز غیب سنی بے اختیار
اُٹھکر سمت قیطول خداوندی لقا زمین پر سجدہ کرنے لگا اور اپنے جی مین نہایت خوش ہوکر کہتا تھا کہ ای گنجاب زہے
نصیب اور خوشا رتبہ تیرا کہ تیرے گھر مین خداوند پیچیدہ ہزار ملک ملک تشریف لایا ہی جب گنجاب نے سجدے سے سر اُٹھایا
تو پھر عمرو نے آواز دی ای گنجاب اگر چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہو تو اب دیکھ اور خوب کان لگا کے سن کہ مین اپنا قہر تجھپر نازل
کیا چاہتا ہون کیا سبب کہ تو رجوع قلب میری طرف نہین رکھتا اور اپنا راز مجھسے چھپاتا ہی اور اعانت مجھسے نہین طلب کرتا اور واسطے
اپنے دفع آفات اور رفع حاجات اور حل مشکلات میری جناب مین مستدعی اور ملتجی نہین ہوتا اور تو یہ نہ جانتا تھا کہ مین خداوند
لقا ہون راز کل عالم اور زمین و آسمان کا مجھسے چھپا نہین ہی اسی واسطے ایک ادنی کمترین بندے کو کہ جسکا نام بدیع الزمان ہی
مین نے اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا اور تیرے ملک مین اُسے بھیجا کے سترہ اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی چھاؤنی تیرے
ملازمین کی اُسکے ہاتھون سے تباہ و برباد کروا دی اور کیسے کیسے بڑے سرداران کو اُس بدیع الزمان کے ہاتھ سے ذلیتین
دلا مین قتل کروا ڈالا اس ایک متنفس کو تجھپر غالب کر دیا اگر تو ایک عرضی اپنے حال کی از راہ عبودیت لکھکر میرے پاس بھیجدیتا تو مین
کبھی تجھپر قہر نازل نہ کرتا تو نے از راہ کبر و نخوت اور دعوی پیغمبری اور شوکت و حشمت کے اپنا مانہ مجھسے مخفی کیا مین نے کیا ہی خیال انعام

تیرے ایسے جلیل القدر سپہ سالار اور جلیل دراز ترکیب ایسے سردارون کو بدیع الزمان کے ہاتھ سے قتل کروا دیا جس مین تجھ پر قہر
وغضب میرا ظاہر ہو جب گنجاب نے یہ آواز سنی تو غنچہ خاتون سے کہنے لگا کہ غنچہ خاتون تمنے بھی یہ باتین سنین یا نہین سنین فقط
میرے کان مین یہ آواز آتی ہی ملکہ غنچہ خاتون اور تمام ملکہ کی انیسون جلیسون مقربون مصاحبون خواصون نے سجدے کرکے
کہا کہ ای پیغمبر مرسل یہ اعجاز خداوند باختر کا ہی ہم سب خوب سن رہے ہین اس مین پھر عمرو نے کہا کہ ای گنجاب بگوش ہوش
سن کہ تو نے ایک کلمہ کفر اپنے منہ سے نکالا ہی کہ اُسپر مین تجھسے نہایت غضبناک ہوا ہون کہ تو مجھے بھول گیا اور بختیارک
کو تو نے اپنا محافظ اور نگہبان مال وجان کا گردانا اور تو نے کہا ہی کہ ای بختیارک اگر خداوند لقا بھی تیرے مقدمہ مین
مجھسے کچھ کہیگا تو مین نہ مانونگا تیرے ہی کہنے پر عمل کرونگا گنجاب یہ راز دنیا نہ کی باتین انپی اور بختیارک کی غیب سے
سنکے زیادہ تر معتقد ہو گیا اور نہایت تضرع وزاری سے سجدے کر کرکے کہتا تھا کہ یا خداوند توبہ توبہ ہزار توبہ فی الحقیقت
یہ خطائے فاش مجھسے سرزد ہوئی اور برحق مین نے یہ کلمہ کفر منہ سے نکالا تھا تو مجھے معاف کر تیری ذات رحیم ہی جب
گنجاب نے بہت سی توبہ کی اور خوب عاجزی کرکے رویا تب عمرو نے پھر ندا دی کہ ای گنجاب یہ بختیارک شیطان ہی کوئی
بھی شیطان کے طریق پر عمل کرتا ہی اور جو کوئی شیطان کی راہ پر چلے وہ بھی شیطان ہی اس بختیارک کے کہنے پر
نوشیروان نے عمل کیا تو نے سنا ہوگا کہ نوشیروان ایسا بادشاہ حمزہ کے ہاتھ سے شہر بشہر بھاگا بھاگا پھرا اور جس
شہر مین گیا جو بادشاہ اُس شہر کا تھا اُسنے بھی اُسی شیطان کے کہنے پر عمل کیا مین نے اُسپر بھی اپنا قہر نازل کرکے تباہ
اور برباد کر دیا کل کی بات ہی کہ اسرافیل قدرت میرا گاؤلنگی گاؤسوار تھا اُسکے پاس ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار
دونون بیٹے نوشیروان کے جو آئے تو یہ شیطان یعنی بختیارک بھی اُنکے ساتھ گاؤلنگی گاؤسوار کی بارگاہ مین جاکے
داخل ہوا اور وہ میرا اسرافیل درگاہ گاؤلنگی گاؤسوار اس شیطان کے کہنے پر چلا مین نے اُسے بھی اپنے قہر مین
مبتلا کرکے تباہ کر دیا بس ای گنجاب تو یہ سمجھ لے کہ جتنے اسرار خفی وجلی ہین سب مجھپر عیان ہین تو نے مجھسے پردہ کیا
اور اپنا محافظ شیطان کو بنایا اور میرے حق مین اُس شیطان سے تو نے یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند بھی کوئی بات کہیگا تو ای
بختیارک مین نہ مانونگا اور تیرے کہنے پر عمل کرونگا خیر تو توبہ کرتا ہی اس سبب سے مجھے شرم آتی ہی مین تیرا گناہ بخشتا لیکن
اس طور سے کہ کل ایک فرشتہ وحی رسان میرا تیرے پاس آئیگا وہ فرشتہ جس طرح سے تجھے سمجھائے اور کہے تو اُسپر عمل کرنا کل
تیری پیغمبری مین اپنے کل بندون پر ظاہر کردونگا اور خبردار زنہار بختیارک شیطان ہی اُسکے کہنے پر مطلق خیال نہ کرنا
بلکہ اُسکو اپنی بارگاہ مین نہ آنے دینا اور جو تو نے تو سئے اُسکی بات پر عمل کیا تو ایسا غضب تجھپر نازل کرونگا کہ پھر ابدالاباد
تک نام ونشان تیرا صفحہ ہستی پر باقی نہ رہیگا بہتر تیرے حق مین یہی ہی کہ جو کچھ وہ فرشتہ وحی رسان کہے تو کرنا اور اپنے سب
سردارون اور بارگاہ نشینون اور عزیزون یگانون بیگانون ہمنشینون مصاحبون مقربون کو حکم دینا کہ کل پوشاکین
وصوم دھامی مغرق بزر ومکلل بجواہر پہنکر آئین فرشتہ وحی رسان خداوند کا آئیگا اور میری پیغمبری ظاہر ہوگی اور تو بڑے
تجمل وشوکت سے اپنی محفل کو آراستہ وپیراستہ کرکے ظروف طلائی اور مرصع اور اسباب شاہانہ رکھنا اور تکلفات بہت سا کرکے
اپنے تخت پیغمبری پر بیٹھنا اور جو حکم کہ وہ فرشتہ وحی رسان کرتا جاے مطابق اُسکے بجا لانا سر مو اُسکے حکم مین فرق نہ پڑنے پاے
اور جو اُسکی عدول حکمی کریگا پھر مین اُسکو کبھی نہ بخشونگا غرض یہ باتین کرکے عمرو نے چند نافے مشک کے بروے ہوا پھینک
دیے اور دو چار شیشیان قارورہ آتش افشان کی چار طرف مارین کہ روشنی اور عجیب طرح کی ایک تجلی ہوگئی اور خوشبوے
مشک سے تمام مکان گنجاب کا معطر اور معنبر ہوگیا بعد اسکے آپ بارگاہ سے نکل گیا یہان گنجاب نے تمام شب یا خداوند یا خداوند
کرکے تسبیح اور سجدون مین بسر کی اور صبح کو محل سے برآمد ہوکے بارگاہ مین آیا اور تخت پیغمبری پر اجلاس کرکے پہلے ہی حکم دیا کہ ایک جیغہ

جا کے بختیارک کے پاس سے میری انگشتری مانگ لاے چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے ایک چوبدار بختیارک کے خیمے کے دروازے پر گیا
تو وہ وقت تھا کہ بختیارک سو کے اٹھا ہی اور سیلفچی آفتابہ لیے اپنا منہ دھونے کو منگایا ہی اس مین چوبدار پہونچا بختیارک کے دربانون
نے کہا ٹھہرو ہم عرض کرلین تو تم اندر جائیو گنجاب کے چوبدار نے بختیارک کے دربانون کا مطلق کہنا نہ مانا اور بے ساختہ
اندر خیمے کے گھسا ہوا چلا گیا بختیارک نے گنجاب کے اُس چوبدار کو بدون اطلاع یون سے دھڑک اپنے خیمے مین جو گھس آتے
دیکھا تو اپنے دل مین سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کچھ خیر نہین ہی بعد اسکے اس چوبدار سے پوچھا کہ کیون کیا حکم لائے ہو چوبدار نے کہا کہ
پیغمبر مرسل نے انگشتری اپنی طلب کی ہی بختیارک نے کہا تم چلو مین آپ انگشتری لیکر آتا ہون چوبدار نے کہا مجھے یہ حکم نہین ہی
تم انگوٹھی مجھے حوالے کرو بعد اسکے تم چاہو جاؤ چاہو نہ جاؤ بختیارک نے چاہا کہ کچھ عذر و حیلہ کرکے انگوٹھی چوبدار کے ہاتھ
نہ بھیجون آپ لے کے جاؤن چوبدار نے مطلق کہنا نہ مانا اور بجبر بشدت آکے انگشتری بختیارک سے لی اور بارگاہ گنجاب مین
آکے وہ انگشتری گنجاب کو دی گنجاب نے پھر حکم دیا کہ اب دروازۂ بارگاہ پر ممانعت کرو کہ خبردار آج بختیارک اندر بارگاہ
کے نہ آنے پاے اور جتنے وہان مقربین اور مصاحبین سردار اور امراے جلیل الاقتدار بارگاہ نشین حاضر مین صحبت تھے اُن
سبھون سے تمام حال اپنے محل مین تمکو فرشتہ وحی رسان کے آنے کا اور جو کچھ گفتگو اُسنے یعنی فرشتہ وحی رسان عمرو نے کی تھی
کہا سردارون نے عرض کی کہ اے پیغمبر مرسل ہمین مہربانی خداوند لقا کی آپ کے حال پر ہی اور یہ سب فقط خداوند لقا کی
رحیمی اور کریمی کا باعث ہی کہ ایسی خطاے فاش اور ایسی تقصیر کہ شیطان کی معافی ملتی اور تباہ کا آپ نام لین اور خداوند
کی تباہ نہ چاہین آپ سے سرزد ہوا اُسکا قہر نازل ہونا تعجب نہ تھا واقعی آپ نے بہت برا کیا گنجاب نے پھر اپنے تخت پر سے اتر کے
سمت قیطول لقا سجدہ کیا اور بعد اسکے اپنے سردارون بارگاہ نشینون سے کہا بس اب تم جلد سب اپنے اپنے مکانون کو جا جا کے
پوشاکین نفیس مکلل بزر و مغرق بجواہر پہن پہنکے آؤ اور اب وہ فرشتہ وحی رسان آتا ہوگا اور میری پیغمبری ظاہر کریگا بارے
حسب الحکم گنجاب وہ سب سردار اور بارگاہ نشین تو اپنے گھرون کو جا کے بڑی بڑی دھوم دھام سے پوشاکین پہن پہنکے پھر
بارگاہ مین گنجاب کی آتے جاتے ہین یہان گنجاب نے بموجب حکم اُس فرشتہ وحی رسان یعنی عمرو کے کہنے سے اپنی محفل کو بڑے
تکلف سے آراستہ کیا اور زر و نقرہ کا نوازمہ اور ظروف نقرئی و طلائی جواہرات کے نگار کے جا بجا قرینے قرینے سے رکھوایے
اور بہت سا جواہر بیش بہا اور نایاب چیدہ چیدہ مثلًا مالاے مروارید کہ ایک ایک دانہ مثل بیضہ کبوتر تھا یا جوشن یا نورتن
کہ اس مین الماس بے بہا اور لعل و یاقوت احمر اور زمرد اور پکھراج وغیرہ ایک ایک شی سات سات سلطنت کے خراج کی تھی
اپنے جسم پر آراستہ کرکے گنجاب اپنے تخت پیغمبری پر منتظر آمد فرشتہ وحی رسان بیٹھا تھا غرض یہان بارگاہ مین گنجاب کی تو یہ
سامان ہو رہا ہی اب وہان حال بختیارک کا سنیے کہ بختیارک نے دیکھا کہ گنجاب نے اپنی انگوٹھی منگالی نہایت سراسیمہ اور
مضطرب سوار ہو کے برابر بارگاہ گنجاب کے آیا یہان جو کوئی ادنی اعلی لڑکا یا لا جوان بوڑھا امیر غریب بختیارک کو دیکھتا
تھا بے ساختہ و بے خوف و خطر فحش گالیان دے کے کہتا تھا کہ یہ شیطان ہی ایک عالم کو یہی گمراہ کرتا ہی بختیارک نہایت
حیران و پریشان ہو کر اپنے جی مین سوچتا اور کہتا تھا کہ یہ ساری مرشدی عمرو کی ہی دیکھیے آج جان کیونکر بچتی ہی
قصہ مختصر دروازۂ بارگاہ گنجاب پر بختیارک نے اپنی خچری پر سے اُتر کے چاہا کہ اندرون بارگاہ قدم رکھے ایک مرتبہ
چوبدار مردھے دربان بساول وغیرہ جتنے دروازۂ بارگاہ پر حاضر تھے سبھون نے گالیان دینا شروع کیا اور
جوتی بیزار کرنے کو مستعد ہو گئے گردنیان اور دھکے دیکے باہر نکال دیا بختیارک نے کہا کہ یارو ہان ہان کیا
دیتے ہو میرا کیا قصور اور کیا گناہ ہی ذرا کہو تو مین بھی اپنے جی مین معقول ہون اور وہ جو فرشتہ وحی رسان بنکے
آیا تھا وہ عمرو عیار ہی ہاے ہاے کیا غضب ہی تم کوئی میرا کہنا نہین مانتے میری بات کو جھوٹھ سمجھتے ہو مین سچ کہتا ہون

کہ وہ عیار آکے ساری بارگاہ کو گنجاب کی خراب اور برباد کر جائیگا چوبدارون دربانون وغیرہ نے چوب اور چماق ہاتھون مین لے لے کے کہا کہ او مادر بخطا تو شیطان ہی خداوند لقا کے بندون کو گمراہ کرتا اور بہ درغلاتا ہی جاتا ہی تو جلد یہان سے جا ورنہ مارے لاٹھیون اور جوتون کے ساری شیطنت اور شرارت تیری بھلا دینگے اور ہم تیرے فریبون مین کبھی نہ آئینگے بختیارک پچھلے پانؤن ہٹا اور جوتی پیزار سے آپ کو بچایا اور کہتا جاتا تھا کہ او بیوقوف شامت زدہ ہاے اسوقت تو تم میری بات نہین سنتے ہو میرا کہنا سچ نہین جانتے مجھے جھوٹھا سمجھتے ہو جسوقت عمرو آکے تم سبھون کو ذلیل دینگے اور خوب سا بے عزت اور رسوا کرکے اور پیغمبر مرسل کو ذلیل اور بے حرمت کرکے بارگاہ کا سارا مال و اسباب اور نقد و جنس لوٹ کے لیجائینگے اسوقت کف افسوس ملوگے اور سر پیٹ پیٹ کے سب کہوگے کہ ہان بختیارک سچ کہتا تھا یا جھوٹھ کہتا تھا مردے چوبدار دربان سب اور زیادہ تر جھنجھلا کے گالیان دیتے اور مارنے کو دوڑے اور کہنے لگے کہ او مادر بخطا شیطان تو ہمکو کیا ورغلاویگا اور گمراہ کریگا ہم ہرگز ہرگز تیری بات کو نہین مانتے تو بکتا کیا ہی اور کیا جھک مارتا ہی اور گوہ کھاتا ہی بختیارک نے ناچار ہوکے کہا کہ اچھا تم لوگ میرا کہنا نہین مانتے تو نہ سہی مگر ذرا میرے آنے کی خبر گنجاب کو کر دو اور میری طرف سے اتنا عرض کر دو کہ بختیارک کچھ عرض کیا چاہتا ہی ایک چوبدار نے کہا کیا مضائقہ ہم تیری اطلاع کیے آتے ہین مگر خبردار جبتک حکم نہ آے تو جہان کھڑا ہی وہین رہنا آگے قدم نہ بڑھانا یہ کہکے وہ چوبدار اندرون بارگاہ گیا اور گنجاب سے اظہار حال بختیارک کا کیا گنجاب نام بختیارک کا سنکے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور حکم دیا کہ اس مادر بخطا شیطان کو جاکے سمجھا دو کہ جبتک فرشتہ وحی رسان خداوند لقا کا نہ آئیگا اور وہ اجازت تیرے آنے کی نہ دے گا تب تک تجھے ہرگز گرد و پیش بارگاہ کے آنے کا حکم نہین جلد یہان سے دور ہو جا اُس چوبدار نے آکے بختیارک سے کہدیا کہ حکم ہی پیغمبر مرسل کا کہ تا وقتیکہ فرشتہ وحی رسان نہ آئیگا تیرے آنے کا حکم نہین دیتا جلد یہان سے پلٹ جا آخر کار بختیارک ناچار ہوکے وہان سے اپنے دل مین روتا اور دو ہتڑ مین سر پر مارتا یہ کہتا ہوا کہ آج یہ سخر گنجاب خوب خراب ہوگا میری کبھی جوتی سے جو کوئی اپنا کہنا نہ مانے وہ جہنم مین جاے قصہ مختصر یہان بارگاہ گنجاب مین جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ بڑی تکلف سے آراستہ ہی اور عطردان پاندان چنگیر جو گڑے منقل اگرسوز عنبرسوز وغیرہ ظروف طلائی اور مرصع کار جا بجا رکھے ہین سردار سب پوشاکین جواہر نگار پہنے ہوے بیٹھے ہین گنجاب شادان و فرحان چار طرف شاہزادہ انتظار مین فرشتہ وحی رسان کا نگران ہی اس مین کوئی پہر دن چڑھا ہوگا ایکبار شاہ عیاران عیار محل پر گنجاب کے گلیم عیاری اوڑھے تشریف لیگئے اور وہان سے چند نافے مشک کے اور تھوڑا سا عطر ادہر ادھر پھینک دیا اور چند شیشیان قارورہ آتشبازی کی چپ و راست دیوار پہ مارین کہ اُنکے باعث سے عجب طرح کی بجلی اور نور چار دنطرف ظاہر ہوا اور خوشبو سے مشک اور عطر وغیرہ کی تمام بارگاہ نشینون کے دماغ معطر ہوگئے بعد ازینکہ عمرو نے گلیم عیاری اتار کے بصورت فرشتہ وحی رسان قدرت خداوند لقا بنگیا داڑھی تمام قیشی اور پوشاک بہت فاخرہ تاج مرصع جس مین کئی لعل شب چراغ اور گوہر شاہوار اور دانہ ہاے یاقوت اور ریزہ ہاے الماس اور زمرد اور پکھراج اور فیروزہ نصب کیا ہوا چالیس گز کا قد رنگت ولایتی انار کا دانہ اس ہیئت سے بکمال شان و شوکت اس محل کی چھت سے جست کرکے گنجاب کی بارگاہ مین جلوہ فرما ہوا تمام کفار اور سردار اور بارگاہ نشینون کو یہی ثابت ہوا کہ ہوا سے آسمان سے پرواز کرکے آیا ہی گنجاب تخت پر سے اور سب سردار اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون پر سے اُتر اُتر کے بسمت قبلہ لقا سجدہ کرنے لگے اس مین عمرو یعنی فرشتہ وحی رسان نے آواز دی کہ بس سجدے سے سر اُٹھاؤ خداوند لقا نے تمکو نعمت غیر مترقب اور دولت کونین کی عطا فرمائی ہی اور بعد اسکے سارا حال رات کا بیان کرکے کہ خداوند لقا آپ یہان تشریف لاے

اور ای گنجاب تجھسے یون فرما گیا کہ مین تجھپر قہر اپنا نازل کرتا کسلیے کہ تو نے شیطان کو اپنا محافظ گردانا اور مجھے تو بھول گیا اور
میرے باب مین فرما گیا تھا کہ صبح کو فرشتہ وحی رسان آئیگا جو کچھ وہ کہے اسکے کہنے پر عمل کرنا اسلیے خداوند نے مجھے بھیجا ہی
کہ مین بندگان خداوندیرا ای گنجاب یا تیری پیغمبری ظاہر کرجاؤن یہ کلام فرشتہ وحی رسان یعنی عمرو کا سنکے گنجاب
اور سب سرداروں نے سمت قیطول زمردشاہ سجدے کیے اور پھر فرشتہ وحی رسان نے ندا دی کہ بس اب سجدے سے
سر اپنے اپنے اٹھاؤ اور ای گنجاب اس شیطان کو بھی طلب کرتا مین اسکی فہمائش کرون اور سمجھاؤن شاید اب بھی وہ
اپنی معصیت اور شیطنت سے توبہ کرے گنجاب نے جو سنا کہ فرشتہ وحی رسان بختیارک کے آنے کی اجازت دیتا ہی حکم دیا
کہ ابھی کوئی چوبدار جاکے بختیارک کو بلالاے چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے چوبدار نے بختیارک سے جاکے کہا کہ چلیے پیغمبر رسل نے آپ کو یاد
کیا ہی بختیارک نے کہا کہ حاشا اب مین گنجاب کی بارگاہ مین ہرگز نہ جاؤنگا چوبدار آگے آ گنجاب سے عرض کی کہ بختیارک نہین حاضر ہوتا آگے
جیسا ارشاد ہو فرشتہ وحی رسان نے کہا کہ اسے تم پکڑ لا کے جلد حاضر کرو حسب الحکم فرشتہ وحی رسان کے پیادے چوبدار خدمتگار ہرکارے
پھر اسی جا کے بختیارک کو زبردستی اور پھر کشان کشان لا کے سامنے فرشتہ وحی رسان کے حاضر کردیا بختیارک نے خواجہ عمرو کو
فرشتہ وحی رسان بنا ہوا بہ نگاہ اولین پہچانکر پکارا الصلواۃ بر محمد اور سجدہ کرنے لگا فرشتہ وحی رسان نے کہا ای شیطان توبہ کر کہ پھر
کبھی کسی بندے کو خداوند لقا کے نور علا فونگا بختیارک نے کہا ای فرشتہ وحی رسان تو برحق ہی باقی لقا اور گنجاب کیا کہتے
ہین یہ گفتگو بختیارک کی سنکے فرشتہ وحی رسان نے بختیارک کو اپنے پاس بلا کے آہستہ سے کہا ای بختیارک تو نے میری
عیاری دیکھی اب تو گنجاب سے کہدے کہ یہ فرشتہ وحی رسان نہین ہی یہ عمرو عیار ہی بختیارک نے جواب دیا کہ گنجاب
مسخرا کیا کہتا ہی جو مین اُس سے یہ بات کہون ہان اگر آپ ابھی فرمائین تو گنجاب کا تاج اُتار لون عمرو نے کہا ای بار بختیارک
جو مین تجھے حکم دیتا ہون اُسکی تعمیل تو کر یہ اپنی شیطنت اور شرارت کی باتین کسی اور سے کرنا کہ گنجاب کیا کہتا ہی
اس سے کیا فائدہ تو جاکے اُس سے بھی از روے قسم کہدے کہ ای پیغمبر رسل یہ عمرو عیار ہی فرشتہ وحی رسان نہین
ہی یہ عیاری کرنے کو آپ کی بارگاہ نشینون کو ذلیل کرنے آپ کو ذلت دینے کو بارگاہ کا مال و اسباب لوٹنے کو آیا
ہی بختیارک ناچار عمرو کے ڈر سے گنجاب کے پاس جا بیٹھا اور آہستہ آہستہ کہنے لگا کہ ای پیغمبر رسل تو سخت نادان
اور بڑا احمق اور بیوقوف ہی یہ فرشتہ وحی رسان نہین ہی عمرو ہی اب بھی خیریت ہی میرا کہنا مان جو مین کہتا ہون
اُسپر عمل کرو ورنہ دم بھر بعد ہاتھ مل ملکے بہت پچھتائیگا مصرع دم مین پھر ہم مین نہ محفل ہی نہ ساغر ہی نہ می
بس یہ گفتگو بختیارک کی سنکے گنجاب نے نہایت پیچ و تاب کھایا اور منھ اپنا بختیارک کی طرف سے پھیر لینے چاہتا تھا
کہ یکایک ناگاہ فرشتہ وحی رسان بولا یہ شیطان سچ کہتا ہی مین فی الواقع عمرو ہون اور ای گنجاب خداوند لقا اپنا
معجزہ دکھلاتا اور یہی تقدیر کرتا ہی کہ جو کوئی شیطان کے کہنے پر عمل کرے پھر اُسکی بخشش خداوند کبھی نہ فرمائیگا ابھی
تیرے کان مین بختیارک نے یہی کہا کہ یہ فرشتہ وحی رسان نہین ہی عمرو عیار ہی گنجاب نے فرشتہ وحی رسان کی زبانی
یہ تقریر سنکے اپنے جی مین کہا بے شک یہ فرشتہ وحی رسان مقرب خداوند ہی بختیارک نے میرے کان مین بہت آہستہ
سے یہ بات کہی تھی اور اسکو معلوم ہو گیا بس یہ سوچ کے گنجاب نے پھر اپنے تخت پر سے اُتر کے سمت قیطول خداوند
لقا سجدہ کیا اور کہا ای فرشتہ وحی رسان لاشک و لاریب اس شیطان نے مجھسے یہی کہا تھا کہ یہ فرشتہ وحی رسان
نہین ہی عمرو ہی فرشتہ وحی رسان نے پھر کہا کہ ہان پیغمبر رسل شیطان سچا ہی مین عمرو ہون پھر اب سب ملکے مجھے گرفتار کرو
گنجاب نے بکمال عجز و انکسار جواب دیا کہ کیا مجال اور کیا تاب و طاقت کسی کی جو آپ کی جناب مین خلاف
آداب کوئی بات بھی کرسکے یہ شیطان گوہ کھاتا ہی اور بہت سا جھک مارتا ہی یہان کوئی اس بدذات گمراہ کنندہ

بندگان خداوند کی بات پر تف بھی نہین کریگا اور جو کوئی اس شیطان کے کہنے پہ عمل کریگا اُسپر قہر خداوند کا نازل ہوگا
اور وہ پھر کبھی بخشا نہ جایگا یہ کہکے گنجاب نے حکم دیا کہ ہان مار داس نمکحرام شیطان کو چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے
چار طرف سے ملازمان گنجاب اور حضار صحبت نے بختیارک کو خوب جوتیان لاٹھیان کوڑے دھولین مارین بختیارک
داویدا د توبہ تِلّا کرکے کہتا تھا کہ ای فرشتہ وحی رسان تو برحق ہی بس میرے حال پہ رحم کر اور اگر حکم ہو سرے قتل کا ہی تو
مین مسلمان ہون میرے کلمہ شہادت کا گواہ رہنا یہ کہکے لگا کلمہ پڑھنے عمرو نے کہا بس زیادہ گو نہ کھا تو وہی کہے جا کہ
عمرو ہی عمرو ہی قصہ مختصر یہ کہکے فرشتہ وحی رسان منبر پر جا بیٹھا اور باآواز بلند وعظ اور پند کرنے لگا اور شراب منگا کے گنجاب
اور تمام سرداروں بارگاہ نشینون وغیرہ حاضرین صحبت سے کہا کہ آج مین بموجب حکم اور بتقدیرات خداوند لقا کے
وارد محفل گنجاب ہوا ہون اور پیغمبری گنجاب کی ابھی تک کسی پر ظاہر نہ تھی آج رتبہ پیغمبری کا گنجاب کی بندگان خداوند
لقا کے اور برادر کل عالم پر ظاہر کرتا ہون اور ایک پیالہ شراب کا بھر کے گنجاب کے ہاتھ مین دیا بعد اسکے ایک
پُڑیا بیہوشی کی شراب کے ساتھ گنجاب کو دے کر کہا کہ ای گنجاب یہ بیہوشی ہی اور مین عمرو عیار ہون اس بیہوشی
کو لیکے تمام شیشون اور صراحیون اور گلابیون وغیرہ مین شراب کی مخلوط کر کے باقی قدر سے اپنے اس شراب کے پیالے
مین ملا دے اور تمام اپنے بارگاہ نشینون کو پلا اور آپ بھی پی اور بعد دم بھر کے میری عیاری کا تماشا دیکھ گنجاب نے
جلدی سے وہ پیالہ شراب کا اور وہ پُڑیا بیہوشی کی فرشتہ وحی رسان کے ہاتھ سے لیکے کہا کہ ای فرشتہ وحی رسان
میرے جی کو یقین کامل ہی اور میرا دل گواہی دیتا ہی کہ تو مقرب خاص خداوند باختر کا ہی تیرے ہاتھ کا زہر ہمارے
لیے آب حیات سے زیادہ تر ہی اور یہ کہکے وہ پُڑیا تمام شیشون اور قرابون اور بوتلون اور شیشیون اور
گلابیون مین ملا کے کوئی تین ماشہ باقی رکھ لی وہ اپنے اُس شراب مین ملا دی فرشتہ وحی رسان نے حکم دیا کہ اب دیر
نہ کر بے وسواس اس پیالے کو نوش کر حسب الحکم فرشتہ وحی رسان کے گنجاب نے وہ پیالہ شراب کا غٹ غٹ کر کے
پی لیا اور جتنے بارگاہ نشین اور سردار اور حاضرین صحبت تھے اُن سبھون نے بھی ایک ایک پیالہ بھر بھر کے پینا شروع
کیا جبکہ دور جام شراب بیہوشی آغشتہ کا تمام ہوا تو عمرو نے دیکھا کہ دوسرے دور کی نوبت ابھی نہین آنے پائی ہی کہ
ایکبار چار طرف سے سب سرداروں کو چھینکین آئین اور تمام بارگاہ نشین چرخ مار مار کر مع گنجاب زمین پر گر پڑے
عمرو نے دروازہ بارگاہ کا پہلے سے مسدود کر رکھا تھا جو لوگ پردے چوبدار دربان حاجب یساول وغیرہ اور پیادے
سوار چوکی پہرے والے خواص فراش باہر تھے وہ تو باہر رہے اندر آنے نہین پائے اور جو مقربین اور مصاحبین سردار
اور بارگاہ نشین اندر تھے وہ سبکی سب بیہوش ہو گئے اب فقط شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یا بختیارک
باقی رہ گیا عمرو نے بختیارک سے کہا کہ مالک جی آپ کچھ ذرا تکلیف کیجیے اور یہ مال و اسباب جو گنجاب کی بارگاہ مین
ہی دیکھیے خراب نہ ہونے پائے جلد جلد اُسکو اُٹھا اُٹھا کے میرے پاس لا لا کے رکھتے جائیے اگر کسی شی مین کچھ نقص واقع
ہو گیا یا کسی کپڑے اور فرش مین دھبا لگ جائیگا تو مین بہت بُری طرح تم سے پیش آونگا بختیارک مارے ڈر کے
شل قالب بیجان تھا مگر اسپر بھی تمام ظروف مال و اسباب نقد و جنس اُٹھا اُٹھا کے لاتا تھا اور برابر شاہ عیاران
عیار کے لا لا کے رکھتا جاتا تھا عمرو ایک مرتبہ جال الیاسی اُسپر پھینک کے اپنی زنبیل مین ڈالتا جاتا تھا جب عمرو
نے دیکھا کہ اسباب بارگاہ گنجاب مین بہت سا ہی اکیلا بختیارک کہان تک لائیگا تب اپنے زنبیل مین سے کچھ لوہار کچھ
بڑھئی کچھ سنار کچھ اور بندھوے نکالکے اُنکو حکم دیا کہ ارے ہان جھٹ پٹ یہ سب اسباب اور مال اور فرش فروش
پردے اور چلمنین اور پلنگ چاندی کے اور جو شی یہان پر ہو اُٹھا لاؤ دیر نہ کرو وہ لم ڈھینگ بندھوے چار طرف ایک

ایک ایک کاغذ کی ٹوپی سر پر اور لنگوٹیان باندھے ایک ایک گڑگڑی ڈ... ہاتھون مین لیے کھاتے جاتے اور لوٹ لوٹ کے
سارا اسباب لاتے تھے عمرو نذر زنبیل کرتا جاتا تھا القصہ طول تا چند دیجیے مختصر یہ کہ چار گھڑی کے عرصہ مین جتنے سردار
اور بارگاہ نشین تھے سبکی پوشاکین اور ساری بارگاہ کا مال و اسباب نقد و جنس انتہا یہ کہ ٹاٹ کے ٹکڑے اور پھٹے
سڑے شطرنجیون کے ٹکڑے جو کہین کہین جوتون کے رکھنے کی جا پر بچھے تھے وہ بھی عمرو نے اُٹھوا کے زنبیل مین رکھ لیے اور
کہتا تھا کہ داشتہ آید بکار فقط نقش بوریا باقی تھا وہ اٹھ نہین سکتا تھا بعد اسکے لوہار اور سنار بڑھئی وغیرہ بندھوون
کو پکڑ کے زنبیل مین ڈالدیا اور تمام بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور سردارون کو گنجاب کی ... عیاری
کا ملکے لنگورون کی صورت بنا کے دمین ہر ایک کے لگا کے اور منھ کالے کر کے برہنہ اور عریان چھوڑ دیا اور قاہر بن
قہرمان عجمی کو ایک حبشی کی شکل بنا کے پاخانے کی چوکی کے تلے منھ کھول کے لٹادیا بعد اسکے بختیارک کو ایک خرما جمالگوٹے
کا بنا ہوا بجبر کھلا کے اُس پاخانہ کی چوکی پر بٹھادیا اور کہدیا کہ خبردار او مادر بخطا اگر تو ذرا یہان سے جنبش کریگا
یا یہان سے کہین اُٹھکر جائیگا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا بختیارک خوف جان سے اپنے دل مین کہتا تھا کہ عجب کوئی
گوگا اجل رسیدہ ہوگا جو یہان سے آپ جبتک یہ حضرت عزرائیل تشریف نہ لیجائینگے پیشاب کرنے کو بھی اُٹھے بعد اسکے
عمرو نے گنجاب کے پاس جا کے اُسی حالت بیہوشی مین گنجاب کی ساری پوشاک اُتار لی اور چھاتی پر اسکی چڑھ کے پیشاب
چھڑک چھڑک کے ڈاڑھی مونڈی فقط دو بال جس طرح سے لقا کی ڈاڑھی مین چھوڑ دیتے تھے اُسی طرح سے گنجاب کی
بھی ڈاڑھی کے دو بال باقی رکھ کے ایک پرزا کاغذ کا بدین مضمون کہ گنجاب بدان و آگاہ باش این کار دیگر نیست
این کار عمرو بن امیہ ضمری است سیرا نام سر برندہ جادوگران و باج ستانندہ ریش کافران ہی لاکھ روپیہ سالانہ
خراج اپنی ڈاڑھی کا اگر تو سال بسال مجھے بھیجیگا تو تو بہتر ہی اور جو کبھی ایک دنکا فرق اور عرصہ ہو جائیگا تو یاد رکھنا
جہان تو ہوگا اور فولاد کے قلعہ مین چھپے گا تو مین وہان پہونچونگا اور ایک بال تیری ڈاڑھی کا نہ چھوڑونگا اور ایک بال
مین بین ماشہ کا کنکر باندھ کے تمام منھ کالا کردیا اور اسی طرح سے قاہر بن قہرمان عجمی وغیرہ سردارون اور گنجاب
کو بے ہوش چھوڑ کے بختیارک سے کہا کہ او مادر بخطا لے مین اب جاتا ہون مگر تو اگر ذرا یہان سے جنبش کرکے کہین
جائیگا تو مین تجھے پھر ابھی آکے ذبح کر ڈالونگا یہ کہکے عمرو تو مثل برق کے جھپک کر بارگاہ سے گنجاب کی نکل گیا اور یہان
بختیارک کے پیٹ مین جمالگوٹے کے کھانے سے جو دست کی احتیاج ہوئی اور بخوف جان وہان سے اُٹھ نہ سکا
تو جتنا بول و براز تھا سب قاہر بن قہرمان عجمی کے منھ مین گیا اور اس طرح سے تا غروب آفتاب بختیارک کو دست چلے
آتے تھے اور تمام فضلہ قاہر کے منھ مین اور سر پر گرتا تھا وقت شام کے حسب اتفاق سنجانی عیار جو واسطے تمام شہر
کے اخبار لکھنے کے دروازہ بارگاہ پر آیا اور دربانون چوبدارون وغیرہ سے پوچھا آج دروازہ بارگاہ کا کیون
بند ہی سبھون نے کہا آج فرشتہ وحی رسان مقرب خداوند جسوقت سے آیا ہی دروازہ بند ہو گیا ہی نہین معلوم
کہ اندرون بارگاہ کیا صحبت ہی سنجانی عیار نے اپنے دل مین سوچا کہ فرشتہ وحی رسان کون آجتک تو مین نے کبھی کوئی
فرشتہ خداوند کی بارگاہ سے آتے یہان نہین دیکھا تھا یہ فرشتہ وحی رسان تھا کیونکر اور کہان سے آیا ذرا اسکی گھات
سے اسکی صورت اور اسکی شکل دیکھنا چاہیئے اسلیے الگ جا کے دیوار بارگاہ پر کمند ماری اور کمند مار کے اندرون
بارگاہ جو اُترا تو عجب رنگ صحبت کا دیکھا کہ ہزارون لنگور گرد پیش غش کے پڑے سوتے ہین اور گنجاب کے تخت پر
ایک شخص سیاہ رو درلیش و بروت کا صفایا ہی برہنہ مادر زاد پڑا ہی سنجانی کچھ بھونچکا ہو کر کے ابھی چار طرف دیکھ
رہا تھا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ یہ کیا تماشا خداوند کی قدرت کا مین دیکھ رہا ہون اسقدر لنگور بارگاہ مین

پیغمبر برسل کے کہان سے آگئے اور یہ ڈاڑھی مونچھ منڈا سے کل ہونا پیغمبر برسل کے تخت پر ننگا مادر زاد کون پڑا ہی اور پیغمبر برسل اور تمام سردار بارگاہ نشین کیا ہوئے ناگاہ ایک طرف سے بختیارک نے توبہ کرکے کہا کہ ای سنجانی عیار کیا حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے ہو خود کردہ را درمان نیست ذرا ادھر میرے پاس آؤ تو مین سارا حال تمسے بیان کرون سنجانی نے بختیارک کی آواز سنکے اُس طرف کو جو دیکھا کہ بختیارک ننگا مادر زاد چوکی پر بیٹھا پائخانہ پھر رہا ہی سنجانی عیار نے کہا کہ ہااک جی ہین یہ کیا تمھاری شامت ہی کہ بارگاہ مین پیغمبر برسل کی ننگے بیٹھے پائخانہ پھر رہے ہو اور پیغمبر برسل کی بارگاہ مین یہ کیا قہر خداوند لقا کا نازل ہوا ہی بختیارک نے ساری سرگذشت عمرو کے آنے کی اور عیاری کرکے تمام بارگاہ نشینون کو مع گنجاب ذلت دے کے نکل جانے کی بیان کی اور کہا کہ مین ہر چند پہلے آکے کہہ گیا تھا پھر بہت سا سمجھایا اپنا سر پٹیا کیا کہا کیا کہ یا پیغمبر برسل یہ عمرو عیار ہی پیر اکنا کسی نے نہ مانا مارے سنجانی عیار نے سقون کو بلوا کے تمام بارگاہ نشینون کے اوپر مشکین پانی کی ڈالین پنکھا جھلوایا ہر ایک کے دماغ سے بیہوشی دور ہوئی سبکو ہوش آیا گنجاب سمیت ہوشیار ہوکے اور اپنا حال دیکھ کے منہ پیٹ پیٹ لیا اور سنجانی عیار کو حکم دیا کہ جہان وہ دزد بدکار گردن لک لک بار سا یان زادہ ملے جلد گرفتار کرکے لا چنانچہ یہان تک کہ قاہر بن قہرمان عجمی وغیرہ سب سردار ہوشیار ہوئے جو اٹھتا ہی اپنا سر پیٹتا حمام مین جاتا ہی اور گنجاب نقاب منہ پر ڈالکے محل مین گیا انکو اسی حالت مین چھوڑیے اور حال عمرو کا سنیے اشعار

بباغ دین ز فکرش آبیاری
جہان را سرنگ از خنجر گذاری
گزران استاد عیاران عالم
بہر کشور بلای جان کفار
سراپا دانش و عقل مجسم
عمرو آن شاہ عیاران عیار

کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار بارگاہ سے گنجاب کی نکل کے چار باغ ملک حرمان دلکش مین بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک پہونچا شاہزادہ عالیمقام نے بعد ادراک حال صحت مزاج پوچھا کہ عمرو جان فرمائیے گنجاب کی بارگاہ مین تشریف لیجانے کا کب تک ارادہ ہی ملکہ کو کسی طرح سے یقین نہین آتا اور کہتی ہین کہ شاہ عیاران عیار کی یہ محض نادانی اور خام خیالی ہی گنجاب کی ڈاڑھی مونڈنا تو بہت مشکل کام ہی اسکی بارگاہ مین جاکے زندہ و سالم بچ کر چلے آئینگے تو مین جانونگی کہ ستی کر آئے عمرو نے ہنس کے کہا کہ مین پانچ ہزار اشرفیان اپنی شرط کی جیت چکا ملکہ سے اور گنجاب کو مع سارے بارگاہ نشینون کو خوب ستا ذلیل اور رسوا کرکے گنجاب کی ڈاڑھی مونڈ کے اسکی بارگاہ کا سب مال و اسباب لوٹ کے آیا ہون یہ کہکے وہ ڈاڑھی گنجاب کی اپنی زنبیل سے نکال کے ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان کے آگے رکھدی شاہزادہ عالیمقدار اور ملکہ ڈاڑھی گنجاب کی دیکھکر دنگ ہوگئے اور ملکہ گوہر ملک کہتی تھی کہ فی الحقیقت شاہ عیاران عیار آفت روزگار اور بلاے بیدرمان ہین کچھ عقل مین یہ بات نہین آتی گنجاب کی ڈاڑھی مونڈنا ہزارون سردارون اور پہلوانون مین کچھ ٹھٹھے بازی نہین غرض یہ کہکے ملکہ نے پانچ تھیلیان اشرفیون کی عمرو کی تواضع کین اور شاہزادہ بدیع الزمان نے ایک عرضداشت اپنے حالات کی از ابتدا تا انتہا مفصلاً اور مشروحاً لکھکر بمقدمہ شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اتنا لکھدیا کہ شاہزادہ خاور ملک قاسم بھی بخیریت تمام و بشوکت مالا کلام یہان تشریف فرما ہین مگر چندروز سے ملاقات نہین ہوئی سنا ہی کہ کوئی مقام خسرو کوہ ہی وہان پر مقیم ہین اور لفافہ پر مہر اپنی کرکے بخدمت سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام بدست شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار روانہ کی اور عمرو شاہزادہ عالی مرتبت سے رخصت ہوکے سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا اور بعد طی مراحل و قطع منازل پھر شہر سبائل مین پہونچا اور اُسدن رات کو اپنے بھائی اخی سعید اور اپنی بہن سمینہ بانو کے مکان مین فروکش ہوا اور رہنوئی سے ملکر سارا حال شہر سنجان مین جاکے شاہزادہ بدیع الزمان سے ملاقات کرنے اور گنجاب کی بارگاہ لوٹنے اور گنجاب کی ڈاڑھی مونڈنے اور اسکے سب بارگاہ نشینون کو ذلت دینے کا اور جو کچھ کہ تھا سب بیان کیا اخی سعید نے کہا ای خواجہ سلامت خراب تک تو بہر نوع فضل الٰہی سے خیال ہی مگر آپ آگے

کو خبردار اور ہوشیار رہنا کس لیے کہ حسب الحکم لقاے بشر کہ خدا کے مہتر گردمرداد رارمز زادبخشی دونون عیار مع ساٹھ ہزار عیار دن کے سر راہ بیابان جبل القمر ہفت بیل کے پل الٰہی فروشان پر تمھارے پکڑنے کو بیٹھے ہین عمرو نے کہا ای اخی سعید خدا ے مابزرگ است غرض یہ کہہ کے کوئی چار گھڑی رات رہے عمرو اپنی بہن اور اخی سعید سے رخصت ہوا اور اسی بیابان ہفت بیل کی طرف چلا جبکہ اُس پل کے قریب پہونچا تو عمرو نے ایک درخت کی آڑ مین دور سے اُس پل کے عرض اور چوڑائی کو غور کر کے ایک جست کی مانند پیک نظر اس خوبصورتی اور چستی سے اُس پل کے پار پہونچ گیا کہ مہتر گردمرداد رارمز زادبخشی وغیرہ کسی عیار کو مطلق معلوم نہین ہوا کہ کون آیا اور کون گیا تب وہان سے عمرو نے بدلجمعی تمام آواز دی کہ ای مہتر گردمرداد رارمز زادبخشی مین شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لے کے جو پھرا تو میرے جی مین آیا کہ تجھے جہنم واصل کر کے جاؤن مگر کچھ میرے دل مین تجھپر رحم اور ترس آگیا اس لیے تجھے زندہ چھوڑے جاتا ہون غرض یہ گفتگو کر کے عمرو تو مثل برق چمک کے اُن سبکی نظرون سے غائب ہوگیا اور جستین کرتا سمت لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے روانہ ہوتا ہی اُسکو تو جانے دیجیے مگر جبتک

شمہ داستان شوکت بیان نور حدیقۂ وسناطت وشہامت صاحب عزم مبارزم شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری سے بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت وہ سوار زرہ پوش شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کو خباگ مردانہ کر کے گنبد طلسمی مین پکڑ لے گیا تو اب یہان کا حال سنیے کہ اس طلسم کا بادشاہ ایک ساحر زبردست توسن جادو ہی وہ سوار زرہ پوش قاسم کو بزور سحر گرفتار کیے توسن جادو کے پاس لایا اور توسن جادو نے حکم دیا کہ اسکو قتل کرو اور تابوت اُسکی لاش کا بیرون شہر بھیجدو حسب اتفاق اسوقت ملکہ ناہید جادو بیٹی توسن جادو کی وہان آگئی اور اُسنے قاسم کو دیکھکر پوچھا کہ باواجان یہ کون شخص ہی توسن جادو نے کہا یہ اسیر طلسم ہی موافق یہانکے قاعدے کے مین نے اسے قتل کر کے تابوت اسکا بیرون شہر پہونچانے کو حکم دیا ہی ملکہ ناہید جادو شاہزادۂ قاسم پر عاشق ہوئی اسنے اور تو کوئی تدبیر قاسم کے بچانے کی نہ دیکھی کہنے لگی باواجان میرا جی چاہتا ہی کہ اسے مین لیجا کے قتل کرون اور کل صبحکو تابوت اسکا بیرون شہر بھیجدون توسن جادو نے کہا اچھا ناہید جادو قاسم کو وہان سے اپنے مکان پر لائی اور قاسم کا حسب و نسب دریافت کر کے اپنا اظہار عشق کیا کہ اب مین تیری صورت کا ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنا کے اُسکا سر کاٹکر تابوت اسکا بیرون شہر بھیجے دیتی ہون قاسم نے کہا تمکو اختیار ہی جو تمھارے جی مین آئے وہ کرو چنانچہ ناہید جادو نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا قاسم کی صورت بنا کر اسکا سر کاٹا اور اُسکی لاش تابوت مین رکھ کر بیرون شہر بھجوا دیا اور وہان جو سابق مین بیان کیا تھا کہ قبرین نظر آتی ہین اُن مین جا کے کسی قبر مین دفن کروا دیا ہمایون بن شداد نے جو وہان تابوت قاسم کا اُسنے دیکھا تو شدت رنج و غم اور کثرت شیون و شین اور ماتم سے جب ضبط نہو سکا تو ہمایون بن شداد فقیر ہو کے اُسی قبر پر قاسم کی بیٹھ رہا یہان ناہید جادو نے قاسم سے کہا کہ ای شہریار اب مین تجھے اس طلسم سے نکالے دیتی ہون قاسم نے کہا ای ملکہ ہمارا یہ طریق نہین کہ جیسے مہم پر قدم رکھین اور پھر جب تک اُسکو طی نہ کرین وہان سے ایک قدم اپنا پیچھے ہٹائین بس مین جبتک کہ اس طلسم کو فتح نہ کرونگا یہان سے نہ جاؤنگا ملکہ ناہید جادو نے کہا خیر اگر آپ کی یہی خوشی ہی تو مین جا کے امان جان سے تحقیق کر کے کہ یہ طلسم کیونکر فتح ہوگا کہے دیتی ہون یہ کہہ کے ناہید جادو اپنی مان کے پاس گئی اور پوچھا کہ امان جان یہ طلسم کیونکر فتح ہوگا مان ناہید جادو کی یہ بات سُنکے نہایت خفا ہوئی اور کہنے لگی کہ ابکی مرتبہ تو تونے یہ کہا مگر پھر جو مین نے تیرے مُنہ سے ایسی بات سُنی ایسا طمانچہ مارونگی کہ مُنہ تیرا ٹوٹ جائیگا ناہید جادو نا امید ہو کے قاسم کے پاس آئی اور سارا حال اپنی مان کا بیان کر کے کہنے لگی کہ امان جان نے تو بہ کیا مگر مین باواجان سے جا کر پوچھونگی یہ کہکر ناہید جادو نے اپنے کوشک طاؤس طناز آراستہ کیا اور توسن جادو کے پاس گئی ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ زردولمون توسن جادو اپنی بیٹی ملکہ ناہید جادو پر ہزار جان سے شیدا

بار ہا اسکے دل مین وسواس شیطانی کی وجہ سے خیال دیگر گذرا اس وجہ سے ٹالتا رہا کہ اگر اسکی مان کو کہین معلوم ہو جائیگا بڑی مصیبت
پڑے گی مگر آج جو اُسنے ملکہ ناہید کو اس طرح بصد ناز و ادا دیکھا اپنے پاس بٹھا کر باتین ملوسانہ کرنے لگا ملکہ ناہید اس ملعون
مردود کی ان حرکات سے نہایت درجہ ناراض ہوئی مگر چونکہ اسکو تو شاہزادہ قاسم عالیشان کے واسطے تحقیق لوح کی منظور ہی
اس وجہ سے سنگ آمد سخت آمد کا خیال کر کے توسن جادو کی طرف متوجہ ہوئی اور آنکھون مین آنسو بھر کے کہنے لگی ای
والد بزرگوار یہ آپ کو کامل یقین ہوگا کہ مین آپ سے عہد طفولیت سے کس درجہ مانوس ہون مگر والدہ صاحبہ مجھسے ناحق
کو بدگمان ہین مجھے صرف یہ خیال رہتا ہی سامری نہ کرے مین کوئی دشمن جان ساحران داخل طلسم ہوا اور وہ آپ کے درپے ایذا
ہو تو مجھسے اسوقت بسبب لاعلمی حالات طلسم کے اسکا تدارک بالکل نہو سکیگا اسوجہ سے مین نے آپ سے حال طلسم کو دریافت
کیا ورنہ مجھے اس کیفیت کے دریافت کرنے کی کیا ضرورت تھی ملکہ ناہید جادو توسن سے باتین کرتی ہی مگر یہ مردود اُسکی ہر بات اور
ہر ادا پر لوٹا جاتا ہی جب اس مردود علیہ اللعن والعذاب کو تاب ضبط باقی نہ رہی اسوقت اسنے کہا ای ملکہ میری جان ایک مدت
سے تجھپر جاتی ہی مگر مین بسبب تیری مان کے خوف کے تجھسے تعلق پیدا کرتے ڈرتا ہون اگر تو میرا منشاے دلی پورا کرنے
کا اقرار کرے تو البتہ مین اسرار طلسم سے تجھکو آگاہ کرون ملکہ ناہید جادو توسن مردود کے اس ارادے اور فحش الفاظ کے
بیساختہ کہنے سے نہایت منفعل ہوئی اور سر جھکا کر کہنے لگی کہ مین تیری کنیز تیری پرورش یافتہ تیری تعلیم کردہ ہون بھلا مجھے
تیرے کسی حکم سے انحراف ہو سکتا ہی مگر ہان مین نے اپنی ہمجولیون سے سنا ہی کہ جو لڑکی کمسنی مین بیاہ جاتی ہی اُسکو خاوند کے
گھر بڑی سختی جھیلنا پڑتی ہی اسوجہ سے مین بوجہ صغیر سنی کے تجھسے ایکسال کی مہلت طلب کرتی ہون بعد اسکے مین تیرا مال ہون
تجھکو اختیار ہی جب خداوندون نے بیٹی بہن مان پھوپھی جائز کردی تو مجھے کیا انکار ہوگا توسن اس بات کو سنکر اُچھل پڑا اور
فوراً ملکہ ناہید کو اپنی آغوش مین دبا کر متواتر چند بوسے لیے ملکہ ناہید نے جب اس ملعون کی بدنفسی اور شرارت کی یہ حالت
دیکھی عجب طرح کا صدمہ جانکاہ اُسپر گذرا اور غصہ کے مارے تڑپ کر اس کے پاس سے دور جا کر کہنے لگی یہ کیسی نالائق
حرکت تیری ہی تجھے اپنے قول اقرار کا بھی خیال نہین ابھی مین تجھسے خود کہہ چکی ہون کہ بعد ایکسال کے مین بڑی ہونگی پھر
تجھکو اسوقت یہ بیہودہ حرکت کرنا کیا ضرور تھا توسن جادو ملکہ ناہید کو اسیقدر غضب آلودہ دیکھکر تھر تھر کانپنے لگا اور
ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا ملکہ عالم اسوقت میری اس بیساختہ حرکت ناشائستہ کا قصور معاف کرو سامری نے چاہا تو آج سے سال
بھر تک جیسا کہ تمنے وعدہ کیا ہی کبھی اس فعل شنیعہ کا مرتکب نہونگا القصہ بڑی منت خوشامد سے ملکہ ناہید جادو کو مسند
پر بٹھایا اور توسن دل مین سوچنے لگا کہ اسوقت اسکا غصہ کیونکر کم ہو سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ مین اس سے حال طلسم
بیان کرنا شروع کردون تو کیا عجب ہی کہ اسکا غصہ رفع ہو یہ سوچ کر کہنے لگا ملکہ عالم ذرا تم میری طرف متوجہ ہوا اور غصہ کو تھوک
ڈالو مین تمسے پوست کندہ حال طلسم بیان کیے دیتا ہون پہلے اس طلسم کا مالک لاچین جادو تھا واقعی بڑا ساحر
زبردست تھا عجب انتظام طلسم کے اس نے کیے تھے جسکی تعریف مین بیان نہین کر سکتا ہون اول تو فوج کو خود اپنے ایسی جگہ
پوشیدہ کیا کہ اب تک مجھکو بھی اسکا حال معلوم نہین دوسرے دربندون کو ایسا مستحکم کیا کہ کیا مجال کسی کی جو فتح کر سکے مجھکو
بھی اسی نے علم سحر تعلیم کیا مگر میرے دل مین ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ مین کسی طرح اس طلسم پر قابض ہون اس وجہ سے
کبھی اس فکر سے غافل نہ رہتا تھا ایک دن کا ذکر ہی کہ لاچین جادو نے منجمون اور کاہنون کو بلوا کر دریافت کیا
کہ آیا طلسم کو کوئی فتح کریگا یا اسی طرح سے برقرار رہیگا منجمون نے بڑی فکر اور غور سے احکام نکال کر یہ حکم سنایا
کہ اس طلسم کا فتاح قاسم حمزہ کا پوتا ہوگا اور اسکا دین یزدان پرستی ہوگا لاچین جادو بولا یزدان پرستی کوئی
دین علاوہ دین سامری اور جمشید پرستی کے ہی منجمون نے جواب دیا کہ دین آیندہ ایسا وسیع اور جہانگیر ہوگا کہ کوئی

شہر اور قریہ اور گانون اُس سے خالی نہ رہیگا لاچین اس بات سے بہت گھبرایا اور نجمون سے پوچھنے لگا کہ آیا اس طلسم کے بچنے کی بھی کوئی صورت ہی نجمون نے کہا اس صورت سے بچاؤ تو ممکن ہی کہ ابھی سے دین یزدان پرستی کو ترقی دی جائے اور چند یزدان پرست تلاش کرکے بلائے جائین جو مسائل یزدان پرستی تعلیم کرین اسی وجہ سے جب شاہزادہ داخل طلسم ہوگا تو اس کیفیت سے بہت خوش ہوگا اور کیا عجب ہی کہ تمہارے طلسم کی فتح سے باز رہے لاچین کو نجمون کی باتین اسوقت کچھ ایسی موثر ہوئین کہ اُسنے حتی ارادہ مسلمان ہونے کا کرلیا اور چند ساحرون کو حکم دیا کہ تم کہ ملک عالم مین پھر کر چند یزدان پرستون کو اٹھا لاؤ مین انسے پہلے بحث مذہبی کرونگا اگر انکا قول درست معلوم ہوا تو مسلمان ہوجاؤنگا ورنہ انہین یہین قید کرونگا تمام حاضرین دربار لاچین کی اس گفتگو سے نہایت درجہ ناخوش ہوئے خصوصاً خزیر جادو وزیر اعظم لاچین جادو کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور جب دربار برخاست ہوا تو وہ میرے مکان پر آکر کہنے لگا اے توسن جادو آج تمنے لاچین جادو کی باتین سنین میرا دل آج سے بالکل لاچین کی طرف سے پھر گیا اگر تم میری مدد کرو تو ہم تم ملکر اسکو گرفتار کرلین اور تم اسکی جگہ پر بادشاہی کرو تو زیبا ہی چونکہ مجکو پہلے سے ہوس بادشاہی کی میرے سمائی ہوئی تھی اسوجہ سے مین اس بات سے نہایت خوش ہوا اور خزیر جادو کو گلے لگا لیا اور مین نے اس سے کہا اے بھائی خزیر ہر چند لاچین پیر استاد ہی اور اسی نے مجکو علم سحر تعلیم کرکے سپہ سالار مقرر کیا مگر مین مدت سے اس بات کا منتظر تھا کہ کوئی ہمدرد و معاون ہو تو مین کوئی ترکیب کرکے لاچین کو گرفتار کرون اس وقت چونکہ بالکل تخلیہ ہی اگر یہی رائے قرار پاجائے کہ لاچین کس طرح گرفتار ہوگا تو مناسب ہی خزیر بولا اے توسن جادو لاچین ایسا جادوگر نہین کوئی جسے سرکھولکے گرفتار کرے اس سے یہ بات مناسب ہی کہ اسکی دعوت کی جائے اور پوشیدہ تو اسپر سحر کرا اور مین کھانے مین بیہوشی ملادونگا جب اس پر بیہوشی اثر کرے تو سحر کرکے اسکو مع تمام ہوا خواہون کے گرفتار کرلینا اے ملکہ ناہید جادو مین اسوقت کی اپنی خوشی کا حال بیان نہین کرسکتا ہون بار بار اٹھتا تھا اور خزیر جادو کو گلے لگاتا تھا اسوقت مین نے خزیر جادو سے کہا اے خزیر مجھے تمہارے احسان کا معاوضہ کیا دینا ہوگا یہ بات ظاہر ہی کہ تم وزیر اعظم لاچین جادو کے ہو مین اسوقت نہایت خوشی سے تمکو اجازت دیتا ہون کہ بعد گرفتاری لاچین جادو کے تم تخت سلطنت پر متمکن ہونا خزیر جادو میری اس بات سے نہایت خوش ہوکر کہنے لگا اے توسن جادو تمہارے قول سے گویا مجکو سلطنت ملگئی سلطنت تمہارے واسطے شایان ہی دیتی مگر بوڑھا ہوا ہون اس وجہ سے بعد گرفتاری لاچین جادو کے مین صرف تمہاری حفاظت جان کے لیے ایک عقاب کی صورت بنا ہروقت تمہارا نگران حال ہونگا تمکو البتہ اسقدر میرے بار کا ضرور متحمل ہونا پڑیگا کہ میرے بال بچون کے صرف اور اخراجات کسی طرح کفیل رہنا مین خزیر جادو کے حسن عقیدت سے جسقدر خوش ہون میرا دل ہی جانتا ہی قصہ مختصر خزیر جادو مجسے اس قسم کی باتین کرکے رخصت ہوا اور مین منتظر وقت تھا ایک دن لاچین جادو نہایت خوش بیٹھا تھا اور مین بھی دربار مین موجود تھا ناگاہ میرے گھر کا خدمتگار دوڑا ہوا آیا اور مجھے علیحدہ بلاکر تیرے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اے ناہید اول تو تیرے پیدا ہونے کی خوشی دوسرے وہ میرا ارادہ لاچین جادو کی دعوت کرنے کا پورا ہوا اسوقت لاچین کے پاس جاکر حسب قاعدہ اسکے تخت کو بوسہ دے کر تیرے پیدا ہونے کی خبر کہی لاچین نہایت خوش ہوا اور مین نے اسی وقت تیری چھٹی کے دن اسکی دعوت کی اُسنے بخوشی منظور کیا مین خزیر جادو کے پاس گیا اور اس سے بھی ساری کیفیت بیان کی وہ بھی میری اس بات سے بہت خوش ہوا کھانے کا انتظام خود کرنے کا اقرار کیا جب چھٹی کا دن آیا اے ناہید مین لاچین جادو کو گھر پر لایا پہلے مجکو اسکی گود مین دیا وہ تجھے لیکر نہایت درجہ خوشی ہوا اور مجھسے کہنے لگا اے توسن جادو نہ معلوم کیا سبب ہی کہ اس لڑکی کو دیکھکر مجھے اس سے ایک عجب قسم کی محبت پیدا ہوئی ہی سامری جمشید اس لڑکی کی عمر دراز کرے مین بھی لاچین کو بظاہر دعائین دینے لگا پھر وہان سے مین لاچین کو مقام جشن مین لایا تمام اراکین سلطنت اور لاچین کو ایک دسترخوان پر کھانا بیہوشی آلود کھلوایا جب انکی حرکات سے آثار بیہوشی سرزد ہونے لگے اسوقت خزیر جادو لاچین کے سامنے آیا اور مہرہ زہر لہانی لاچین کے بازو پر سے کھولکر لاچین کی طرف متوجہ ہوا کہ اے لاچین جادو آگاہ باش اب مین تجھسے تیرے اس ارادے کا انتقام لیتا ہون جو اسدن سر دربار یزدان پرستون کو اٹھا لانے کو کہا تھا لاچین اس بات سے بہت غصہ ہوکر اٹھا اور چاہا کہ خزیر جادو کو اس بدگوئی کی سزا دے طمانچہ مارے بیہوش ہوکر گرا اور سب کو میدان سحر مین گرفتار کرکے برج طلسمی مین جاکر اسیر کیا ابھی سے مین اس طلسم کا بادشاہ ہون اور خزیر ہر شب

بشکل عقاب میری بارگاہ مین آکر میری حفاظت کرتا ہی اور یہ بھید آج بجز تیرے کسی کو معلوم نہین ہی لے سنا اے جانی جہان تو نے سارا قصہ
اب میری خطا کو معاف کر اور بجہت خاطر ایک بوسہ اب بہنے لب تحلیت دو کہ گلے لگا وے ناہید کو توسن کی اس بیہودہ خیالی پر
بے اختیار ہنسی آگئی کہنے لگی سن تو او نگوڑے نمک حرام تو نے اپنے سگے ماموں لاچین کو جسنے تجھے خاک سے پاک کیا اور علم ساحری مین تجھے
عالم کرکے سپہ سالار کر دیا پھر تو نے اُسکے ساتھ ایسی کج بخی کی بھلا مین تجھ سے کیا امید نیکی کی رکھون توسن ایسی بات سے دوڑ کر قدمون
پر گر پڑا اور کہنے لگا اے پیاری وہ محل اور تھا اب یہ موقع اور ہی اگر مین بحالت سپہ سالاری رہتا تو رتبہ کا بیلو شاہزادی کہلاتین اچھا
اب اس غصہ سے در گذرو اور ہنسی خوشی کی باتین کرو ناہید نے کہا واہ واہ یہ تو نے عجب طرح کی ایک مہمل بات بیان کر دی کہ مین نے
لاچین کو گرفتار کیا اور گنبد طلسمی مین قید کر دیا مگر یہ بتا دے کہ آیا گنبد طلسمی کہان اور اسکے رہنے کی تو نے کیا کیا حفاظت کی اور
اور کیا سامان کیے مین جو مقدم بات تھی اُسکو چھپا گیا توسن جادو نے کہا شعر اے دوست اگر جان طلبی جان بتو بخشم ٭ ور زر جان
چیزے بست مگو آن بتو بخشم ٭ تجھے اس تحقیق کی کوئی ضرورت نہین ہی مگر ہان ایک بات مشہور ہی لے سن میرے تخت کے نیچے ایک نقب
ہی اسکے دہانہ پر ایک ایسا بھاری پتھر نصب کیا ہوا ہی کہ جب تک کوئی ایسا مرد رستم توان نہو کیا مجال جو اُسے جنبش دے سکے
سوا اسکی طاقت وار حبثہ پاس کیے تھے اُسوقت یہ پتھر اس نقب کے منہ پر رکھا تھا اگر اسے ہٹا کے تو اندر داخل ہوتے ہی ایک
اژدر آتش فشان حملہ ور ہوگا اگر اسنے مار ڈالا تو خیر اور اگر کچھ دیر اٹک گیا تو قیامت ہوئی اگر ہزار جانین رکھتا ہوگا ایک زندہ نہ
لیجائیگا دوسرے آگے ایک شیر ملیگا اُس سے آشتی پیدا کرے بعد اسکے ایک ساحر ملیگا اگر اسپر کسی طرح قابض ہو تو فورًا مار ڈالے
لاکھ وہ کہے کہ مین لاچین کی مائی کی صورت بتا دونگا ایک نہ مانے اور فورًا قتل کرے بعدہ وہ گنبد ملیگا اسے کھولکر لاچین کو رہا کردے
جب وہ لوح کا نشان بتائیگا اسوقت طلسم فتح ہو جائیگا ای پیاری ناہید بھلا تجھین بتا دُ کہ ایسا دوسرا ایسی مشقتین جھیلکر لاچین کو
چھڑا کر طلسم فتح کریگا اور خوب یاد آیا ایک اسیر طلسمی قاسم نامے آیا تھا اسکو تو نے خود مار ڈالا اُس سے البتہ کچھ کھٹکا پیدا ہوا تھا اگر
وہ زندہ رہتا کیا عجیب تھا کہ وہ اس طلسم کو فتح کرتا ناہید نے کہا بابا جان آپ بہت درست فرماتے ہین واقعی میرے خیال مین بھی
کوئی شخص ایسا ذی حوصلہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ جاکر لاچین کو چھڑا لے توسن نے کہا اے ناہید اب تم مجھے بابا نہ کہا کرو وہ زمانہ طفلی کا
تھا جب تم مجھے بابا کہتی تھین اب جو الفاظ مین تمھین کہتا ہون وہی پیارے الفاظ اپنے بھولے مُنہ سے تم بھی مجھے کہا کرو ورنہ اسمین کچھ بھی لطف
نہین آتا کہ مین تو تمھین پیارے دلبر کہون اور مین تمھارا عاشق شیدا ہون چاہنے والے کو بابا جان کہنا بڑی شرم کی بات
ہی بعد ان باتون کے ناہید رخصت ہو کر شاہزادۂ عالیشان قاسم نوجوان کی خدمت مین آئی اور ساری کیفیت اول سے آخر تک
بیان کی قاسم نے کہا اے ملکہ سب مشکلین حل ہوئین مگر کوئی صورت نہ پائی کہ پہلے اس کمبخت خنزیر جادو کو بیہوش کرین یا مارین بعدہٗ
اس کندۂ جہنم توسن کو بیہوش کرین جب جا کے اس نقب تک رسائی ہو تو ناہید نے کہا اے شہریار توسن کو تو مین کل شراب پلا کر
مدہوش کر دونگی مگر کوئی تدبیر ایسی نکالیے جسمین وہ نگوڑا خنزیر بھی شریک ہو کر بیہوش ہو جب کام چلے شاہزادۂ قاسم اس فکر
مین مبتلا ہوا تھا اس عرصہ مین ناہید نے خوش ہو کر کہا شہریار مبارک ہو مین ایک تدبیر سوچی ہون شاہزادے نے فرمایا کیا تدبیر ہی
ناہید نے کہا کل مین جاکر توسن جادو سے کہون کہ تو جو ارادہ میرے ساتھ رکھتا ہی اگر اُسکا ظہور ہو اور تو کسی وقت مین آگے
مجھ سے منحرف ہو جاوے تو مین تیرا کیا کر لونگی اسوجہ سے یہ مناسب ہی کہ تیرے مشیرون مین جو سب سے معتمد ہو اُسکی گواہی اور
اقرارنامہ پر مہر کرادے کہ تمام عمر اگر بجز میرے اور کسی سے تو ملتفت ہوا تو جو سزا چور کی وہ تیری ہوگی وہ اپنی غرض کو منظور
کریگا مین خنزیر کو بلواؤنگی جب وہ آئیگا اسکو بھی شراب بیہوشی آمیز پلاؤنگی جب دونون بیہوش ہونگے اسوقت حضور کو
تکلیف دونگی آپ تشریف لے چلیے گا مگر ہان یہ فرمایے وہ پتھر نقب کے منہ سے کیونکر اٹھائیے گا شاہزادہ اس بات سے ہنس پڑا
اور کہا اے ملکہ اس پتھر کی بھی کوئی ہستی ہی اگر کوئی پہاڑ ہوتا تو میرے زور و قوت کی کیفیت دیکھتین خیر بروقت معلوم ہو جائیگا مگر

واقعی یہ رائے خوب تجویز کی ہے خدا تمھارے ارادے کو پورا کرے

اب شمہ داستان حیرت بیان امیہ بن عمرو کی بیان کیجاتی ہے

واضح اے ناظرین والاتمکین ہو کہ جس وقت خواجہ نے نقاشتر کو بیہوش کیا تھا اور خود پانی پی کر بیہوش ہو سو وہ چالاکی اُ
حضرت کی تھی اور اسوقت اسنے یہ چالاکی کی تھی کہ ایک فرمان مہری خواجہ جعلی تیار کر کے کہ امیہ عیاری میں تیرا حصہ ہے تو میرا استاد ہے میں تیرا شاگرد ہوں
کرسی ہندیہ میں تجھے خوشی خلعت تجھکو دی یہ فرمان تیار کر کے اسپر خواجہ کی مہر کر کے اپنے پاس رکھا اور وہان سے روانہ ہوا اتفاقاً اتفاق روزگار
یہ کبھی سیر کرتا شہزادہ بدیع الزمان کو تلاش کرتا اس طرف آنکلا صحرا کی فضا دیکھکر بصورت مبدل ایک مقام پر لب نہر بیٹھکر چنگ
بجا کر گانے لگا اتفاقات روزگار ایک جادوگر بیچہ والا اس طلسم سلیمانی کا عقاب جادو نامی شکل عقاب بنا ہوا اس طرف آنکلا
امیہ کو گاتے سنکر یہ تجویز کی کہ اسکو اٹھا کر اپنے گھر میں لے چلوں اور اسکو نوکر رکھکر روزمرہ گانا سنا کروں اور خود بھی اس سے اس فن
میں مہارت حاصل کروں یہ خیال کر کے وہیں سے کمند سے جوڑ کر جو گرا تو امیہ بن عمرو کی گردن میں پنجہ ڈال کر لے اُڑا ہر چند امیہ چلایا کہ ارے
کمبخت تو کون ہے اور مجھے کہاں لیے جاتا ہے مگر اسنے ایک نہ سنی امیہ متوجہ ہوا اسے بیہوشی ہوگئی جب ہوش آیا اپنے کو ایک مکان میں پایا
اور ایک ساحر کریہ منظر کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھا امیہ جلدی سے اٹھ بیٹھا اور سلام کر کے اس سے اپنے اٹھا لانے کا حال
پوچھا اسنے اپنا منشاء مذکور بیان کیا امیہ سنگ آمد و سخت آمد کا خیال کر کے چپ ہو رہا عقاب نے امیہ کی بہت سی دلداری
کی اور بہت زر نقد پیشکش کیا اور کہا ای شخص تیرا کیا نام ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے امیہ نے کہا میں سیستان کا رہنے والا ہوں اور
مجھے استاد میتوش چنگ نواز کہتے ہیں عقاب نے کہا تو آج سے آپ میرے بجائے استاد کے ہیں مجھے آپ علم موسیقی تعلیم فرمائیں
امیہ نے کہا تم تو بتاؤ کہ مجھے جو اُٹھا لائے تو یہ مقام کون ہے اور یہان کا بادشاہ کون ہے اور تم کس عہدے پر ممتاز ہو عقاب نے کہا
کہ ای استاد میتوش چنگ نواز میرا نام عقاب جادو ہے اور یہ شہنشاہ ساحران توسن جادو کا مصاحب خاص ہوں وہ مجھے
ہر بات میں مشورہ لیا کرتا ہے اور مجھے بہت عزیز رکھتا ہے چنانچہ کل میں تمکو بھی لے چل کے دربار کی کیفیت دکھا دونگا دیکھنا ایسے بادشاہ
ذی شوکت و صولت کم ہوتے ہیں اگر تمھارا گانا ہمارا بادشاہ سن پائیگا تو کیا عجب ہے کہ تمکو ایک دم اپنے سے جدا نہ کرے استاد
میتوش چنگ نواز نقلی نے کہا میاں عقاب اب مجھے تو تمسے ایک قسم کی محبت پیدا ہو گئی اب بادشاہ توسن جادو دیکھا کرے تو
بھی دیگا تو میں تمھیں نہ چھوڑونگا عقاب نے کہا یہ تمھاری عنایت ہے میں کس لائق ہوں قصہ مختصر بسبب کسل راہ کے عقاب جادو نے
مع امیہ کے کھانا کھا کے آرام کیا امیہ نے ارادہ کیا کہ رات ہی کو اس کمبخت کو قتل کروں مگر چونکہ حال طلسم کا دریافت کرنا ہے اس وجہ سے خیال
کیا کہ کل چل کے دربار کا بھی رنگ دیکھنا چاہیے اسوجہ سے یہ بھی ایک گوشہ میں سو رہا صبح کو عقاب مع امیہ دربار توسن جادو
میں آیا امیہ کو توسن جادو سے ملوایا نذر دلوائی اور بہت سی تعریفیں استاد میتوش چنگ نواز کے گانے کی کیں چنانچہ
توسن کو بھی امیہ کے گانا سننے کا نہایت اشتیاق ہوا اور عقاب جادو کے کان میں جھک کر کہا ای عقاب جادو تم سے کوئی بات
چھپی نہیں ہے یہ تم بھی جانتے ہو کہ میں ایک مدت سے ملکہ ناہید جادو پر جان و دل سے فریفتہ ہوں اب اُسنے سال بھر کا وعدہ کیا ہے
مگر میرا قصد ہے جلد دلاآرام عورتیں اسکے سمجھانے کے لیے مقرر کروں کہ تھوڑے عرصہ میں اُسے راہ راست پر لائیں پھر سامری نے چاہا تو
ایک حیلہ ایسا معقول کرونگا کہ عالم عالم اور دنیا دنیا کو رشک ہوگا اُسدن البتہ استاد میتوش چنگ نواز کے سننے کا لطف
آئیگا عقاب نے کہا ای خداوند یہ آپکا کیا ارادہ ہے بھلا ناہید آپ کی بیٹی اور آپ اسکے ساتھ یہ قصد کریں توسن نے جواب دیا مصرع
برین عقل و دانش بباید گریست ؎ بھلا عقل کب گوارا کریگی کہ ایسی حسینہ جمیلہ کو جو دو برس تک پرورش کیا ہزاروں طرح کی اسکے
لیے ایذائیں اٹھائیں اب ناحق سامری جو وہ جوان ہوئی تو مفت دوسرے اڑائیں اور دوسرے جب خداوند سامری اور جمشید
اپنی کتاب مجوزہ میں اجازت دے چکے تو ہم بندوں کو کسی طرح ونانہ چاہیے عقاب نے کہا تو پھر کچھ اندیشہ کی بات نہیں ہے آپ

ملکہ ناہید کو راہ پر لائیں القصہ بڑی دیر تک اسی قسم کی باتیں عقاب اور توسن سے رہیں بعد ازاں برخاست ہونے کے عقاب استاد
متیوش سے توسن کی حماقت کا حال بیان کرتا اپنے گھر میں آیا اور بعد کھانا کھانے کے تھوڑی دیر استاد موتیوش کا گانا سنا بعدہ سو رہا
اسنے حالت غفلت میں اسے بیہوش کرکے ایک گڑھے میں اس خیال سے دفن کر دیا کہ مبادا اسکے قتل ہونے سے اسکی پر غل مچائیں تو میں
فوراً گرفتار ہو جاؤنگا اور اب بصورت عقاب درست ہو کے آپ بفکر عیاری بیٹھا ہے

اب سنئے داستان ملکہ ناہید جادو اور شاہزادہ ملک قاسم کا کشتن خونریز خاوری کی بیان کیجاتی ہے

کہ جب ملکہ ناہید جادو اور شاہزادہ قاسم میں توسن جادو کو مع خونریز جادو کے بیہوش کرنے کا مشورہ ہو چکا دوسرے دن ملکہ ناہید نے
اپنے تئیں مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ کیا اور شاہزادہ قاسم سے رخصت ہو کر توسن جادو کے پاس پہونچی توسن جادو
ایک تو دلدادہ اور شیفتہ اول ہی سے تھا آج نیم بسمل ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا اے سرمایۂ لذت زندگی واہ واقع صدمات پراگندگی
مجھے تیری ایک ساعت کی جدائی ایک سال سے زیادہ ہے مجھکو سامری اور جمشید کا واسطہ اب مجھے نہ ترسا اور اپنے زلال وصال سے سیراب
کر اب مجھ میں تاب و صبر شکیب نہیں کہ بغیر تیرے وصل کے ایک ساعت متحمل ہو سکوں ملکہ ناہید ان بیہودہ باتوں کو سنکر نہایت مکدر
ہوئی مگر بظاہر بصلاح وقت کہنے لگی اے دلبر بزرگوار مجھے بھی اس بات کا خیال آیا کہ جب میں نے سال بھر بعد ایفائے وعدہ کیا تو کیا اور
آج کیا تو کیا اس سے میں ابھی راضی ہوتی ہوں مگر اس شرط پر کہ تو کوئی اپنا معتمد طلب کرکے ایک اپنا مہری اقرارنامہ لکھدے کہ میں
بغیر تیری رضا کے کوئی کام نہ کرونگا اسوقت البتہ میں تجھسے راضی ہونگی توسن یہ باتیں سنکر اچھل پڑا اور کہنے لگا کہ ابھی بھلا خونریز
جادو سے بڑھکر اور کون میرا معتمد ہوگا جسکی بدولت سلطنت کرتا ہوں میں اسے ابھی بلاتا ہوں وہ تیرے حسب خاطر اقرارنامہ لکھدیگا ملکہ ناہید
جادو نے کہا کہ میں خونریز جادو کے اقرارنامہ لکھدینے پر راضی ہوں آپ خوشی سے اسے بلوائیں توسن جادو نے اسیوقت دستک دی فوراً
دستک دینے کے ایک عقاب پرواز کنان آیا اور غلتک کھا کر بصورت انسان بنا اور توسن جادو کو سلام کرکے مستفسر حال ہوا توسن
نے سارا حال بیان کیا اور بمنت و خوشامد اقرارنامہ لکھنے خونریز کو راضی کیا اس عرصہ میں ایک چوبدار نے عرض کیا کہ عقاب جادو امیدوار
باریابی ہے توسن نے عقاب کو بھی بلوا لیا اور ملکہ ناہید سے کہا لو ملکہ تم ایک شخص کو گواہ کرنے کو کہتی تھیں اب دو گواہ ہو گئے
اس عرصہ میں عقاب بھی پہونچا توسن اور خونریز اور ملکہ ناہید کو سلام کرکے بائیں جانب توسن جادو کے بیٹھ گیا اس عرصہ میں
خونریز جادو نے اقرارنامہ تیار کرکے اپنی اور توسن جادو اور عقاب جادو کی مہر کردی اور اقرارنامہ ملکہ ناہید جادو کے حوالہ
کیا ملکہ نے اقرارنامہ اپنے پاس رکھا اور چند صراحیاں شراب کی جو اپنے ہمراہ لائی تھی ایک ایک جام سب نے تواضع کیا خونریز اور
توسن تو بے اندیشہ پی گئے مگر جب عقاب نے پینے کا قصد کیا کچھ خفیف بیہوشی کی محسوس ہوئی فوراً دافع بیہوشی کی پڑیا کھا کے
ہی جام لیکے پی گیا اور توسن جادو سے متوجہ ہو کر بولا شہنشاہ یہ شراب بہت تیز معلوم ہوتی ہے میرا پیتے ہی سر چکرانے لگا
اگر اجازت ہو میں ایک گوشہ میں لیٹ رہوں توسن نے کہا کیا مضائقہ ہے عقاب جادو دل میں یہ سوچ کر کہ دیکھنا چاہیے
یہ مفسدہ کیا ہے ملکہ ناہید نے توسن کو شراب بیہوشی آلودہ پلائی اسمیں کچھ بھید ضرور ہے یہ خیال کرکے ایک گوشہ میں لیٹ رہا ادھر
جب ملکہ نے چند جام دونوں کو متواتر دیئے ایک تو شراب کی تیزی نے دوسرے بیہوشی کے نشہ نے دونوں کو مبہوت کر دیا
خونریز جادو توسن سے کہنے لگا اے توسن یہ تجھے خوب معلوم ہے کہ میں نے کس کوشش سے لاچین کو بفریب گرفتار کرایا اگر میرا
قدم درمیان میں نہوتا تو چندا تمکو اسکی گرفتار کرنے کا حال معلوم ہوتا اسکے عوض آج صرف میری یہ آرزو ہے کہ تو اپنی لڑکی ناہید
کو مجھے دیدے کیونکہ ایک تو یہ مناسب نہیں کہ اپنی لڑکی کے ساتھ تو شغل مکروہ کرے دوسرے میں تیرا محسن ہوں اگر تو ایسا کرے
تو گویا نعم البدل ہو جاوے توسن اس بات کے سننے سے مثل شعلہ بھڑک اٹھا اور کہنے لگا او مردود ابھی تو ہی نے جھک مار کے میرا
اقرارنامہ ملکہ ناہید کو دیا ہے اور خود ہی ناہید کی خواستگاری کرتا ہے بس زیادہ ہوس بری نہیں کرنے میں ورنہ بیغیرتی کا سامنا

ہوتا ہے آئندہ ایسا کلمہ خبردار زبان پر نہ لانا ورنہ تیرے لیے بڑی قباحت ہوگی خرزیر بولا میرے لیے کچھ بُرائی نہ ہوگی اگر ہوگی تو تیرے لیے جب خلق سلطری تیرا حال سنیگی تجکو لعنت ملامت کریگی اس سے تو مجھے ملکہ ناہید کو دیدے توسن نے دوڑ کر ایک گھونسا مارا کہ او مردود بہیر نام ملکہ ناہید کا لیے جاتا ہے خرزیر گھونسا کھا کر لپٹ گیا لگی کشتی ہونے اتنے میں یہان عقاب نے آواز دی کہ ملکی کا ہارے اور جیتی کا جیتے دیکھیں کون ذلت اُٹھاتا ہے ملکہ ناہید نے جب دیکھا کہ عقاب ابھی باتیں بناتا ہے ابھی بیہوش نہیں ہوا یہ گھبرائی اس عرصہ میں توسن اور خرزیر دونوں لڑکھڑا لڑکھڑا کر بیہوش ہوکے گرے عقاب نقلی یہ سمجھا کہ کل معاملہ سمجھ بیٹھے ہوجائیگا اور اسی راز سے آگاہ ہوسکونگا اس سے خود بھی ہان ہان کہتا ہوا اُٹھا اور خود ہی لڑکھڑا کر دھم سے گر کر بیہوش ہوگیا جب ملکہ ناہید نے ان سبکو بیہوش پایا بہت جلد شاہزادہ قاسم کو بلالائی اور تخت توسن جادو کا الٹ کر مہر نقب کو دیکھا واقعی ایک سنگ کلان مہر نقب پر دیا ہوا تھا قاسم نے دست حق پرست کو پتھر کے کُرے میں قائم کرکے زور اولین میں اُٹھالیا ناہید جادو یہ زور و قوت شاہزادہ والا مرتبت کا دیکھکر دنگ ہوگئی اُدھر عقاب نقلی شاہزادہ قاسم کو دیکھکر سمجھا کہ شاید ملکہ ناہید شاہزادہ قاسم پر عاشق ہے اس وجہ سے اسنے اسقدر جسارت کی ورنہ عورت کو یہ دل گردہ کہان اُدھر شاہزادہ قاسم نے اپنے تئیں نقب میں جلدی سے ڈالدیا جب آنکھ کھلی ایک میدان وسیع نظر آیا قاسم ایک سمت کو چلا تھا کہ سامنے سے ایک اژدر آتش فشان قلاب ہائے آتشیں چھوڑتا نظر آیا قاسم نے پکار کر آواز دی اے اژدر جادو بدان و آگاہ باش کہ میں فتاح طلسم ہون اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو میری اطاعت قبول کر ورنہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو اژدر آتش فشان یہ بات قاسم کی سنکر بشکل انسان ہوا اور شاہزادہ قاسم کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے فتاح طلسم میں نے مانا کہ تم نقب طلسمی میں داخل ہوئے اور میں بھی جانتا ہون کہ جو شخص اس نقب سے گذریگا بیشک وہ طلسم کشا ہوگا مگر تم مجھے نشانیان طلسم کشائی کی دکھاؤ قاسم اژدر جادو کے سوال جواب سے ناچار ہوا تھا اس عرصہ میں ناہید جادو بھی پہونچی اژدر جادو نے سلام کیا ملکہ نے کہا اے اژدر جادو اسوقت شہزادہ عالم کا روکنا مناسب نہیں بوقت واپسی جب لاچین کو رہا کر لینگے اسوقت نشان طلب کرنا یہ ضرور نشانی دینگے اژدر جادو بسبب چند وجوہ کے جو آگے ظاہر ہونگی چپ ہو رہا اور شاہزادہ قاسم آگے روانہ ہوا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ ایک طرف سے شیر کے دہوکنے کی آواز آئی شہزادے نے ادھر پلٹ کر دیکھا ایک شیر سفید رنگ کو نہایت غیظ و غضب میں آتے دیکھا بس شاہزادے نے قصد کیا تھا کہ جھپٹ کر بیک ضرب ہلاک کرے افراسیابی دو پرکالے کرے اس عرصہ میں شیر کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور شہزادہ کو لپٹ گیا شہزادہ اُس شعلہ کی تاب نہ لاکر بیہوش ہوگیا اس عرصہ میں ملکہ ناہید بھی پہونچی نعرہ کیا او بیران جادو تونے ستم کیا کہ شاہزادے کو گرفتار کر لیا اگر ذرا بھی چشم زخم پہونچا تو تیرے ٹکڑے اُڑادونگی بیران جادو نعرہ ناہید جادو کا سنکر بولا او چھوکری ننگ خاندان خوب و مرے کو لیکے نقب میں گھسی خوب بلا لائی سلطنت تباہ کرنے کا قصد کیا بس چلی جا میرے سامنے سے مجھے پاس نمک توسن ہے ورنہ ابھی تجھے قتل کرتا ناہید نے کہا او موئے تیری قضا آئی ہے ہان خبردار ہو یہ کہکر ایک گولہ بیران کے سینے پر مارا بیران نے اُسی ہنسی میں ایک شعلہ منہ سے نکالکر ناہید جادو کے ترنج کو کاٹکر اور وہی شعلہ ناہید کو لپٹ گیا یہ بھی دھم سے بیہوش ہوکر گری بیران نے چاہا کہ شاہزادہ قاسم کا سر کاٹ لے اور ناہید کو گرفتار کرکے توسن کے پاس بھیجدے اس قصد سے شاہزادہ قاسم کی سمت چلا تھا کہ پشت پر آواز آئی او بیران کیا ستم کرتا ہے بغیر بادولت کی اجازت کے تو اس بات کا بھی مختار ہوگیا کہ جسے چاہے قتل کرے بیران نے پلٹ کر دیکھا کہ توسن جادو چھپا ہوا برہنہ شمشیر ہاتھ میں لیے چلا آتا ہے بیران توسن جادو کی شکل دیکھکر کانپ گیا اور ہاتھ جوڑکر عرض کرنے لگا شہنشاہ میرا قصور معاف ہو واقعی سخت غلطی ہوئی تھی کہ بغیر حضور سے دریافت کیے اس جوان کے قتل کا ارادہ کیا تھا توسن نے ڈانٹا کہ او ملعون تو یہ سمجھے ہوئے تھا کہ ہم بدولت و اقبال بالکل غافل ہو رہے جسوقت اس حرامزادے نے ناہید کو بہکا کر اور اسکو اپنا شریک کرکے اس نقب میں قدم رکھا

بیچ

مین جانتا تھا مین تم لوگون کی کارگزاری اور ہوشیاری دیکھنے کو آیا تھا خیر خوب وقت پر پہونچا یہ باتین کرتا توسن جب قریب ہیران جادو کے آیا کہنے لگا ای ہیران یہ دوسرا جادوگر پیچھے تیرے کون کھڑا ہی اُسنے پلٹ کر دیکھا تھا اس عرصہ مین گلے مین کمند کے حلقے پڑے ہیران اُفت کیلئے پلٹا تھا کہ داہنے ہاتھ سے تو جھٹکا پڑا اور بائین ہاتھ کی پانچون گھائیون سے حباب بیہوشی ناک کی راہ جو پڑے ہیران جادو دھم سے مُنھ کے بھل گرا اوپر سے تلوار کا ہاتھ پڑا دو ٹکرے مردود کے ہوے نعرہ ہوا اسم امیہ بن عمرو لیسی عیار یاران کرنا یہ دست راستی عیارون کا حصہ ہی یہ کہکے یہ تو ایک سمت نکل گیا اُدھر شاہزادہ قاسم اور ملکہ ناہید جادو کو ہوش آیا ہیران جادو کے مرنے سے حبیب سحر برطرف ہوا تھا تو امیہ بن عمرو کا نعرہ بھی سنا تھا اور فقرہ طنزیہ امیہ سے شاہزادہ نہایت خشمگین اُٹھا امیہ کو ہر چند تلاش کیا کہین نہ ملا ناچار ہو کے آگے کا راستہ لیا ملکہ ناہید شاہزادے سے باتین کرتی چلی جاتی ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک درخت بہت بڑا لگا ہی ہر شاخ مین اُسکے پنجرے جانوران خوش الحان کے لٹکتے ہین اسوقت ان جانورون کی خوش الحانی نے شاہزادے اور ملکہ ناہید جادو کو ایسا مبہوت کیا کہ مطلق دونون مین ایک کو بھی یہ خیال نہ ہوا کہ ہم کسواسطے آئے ہین اس عرصہ مین وہ درخت پھٹا اور اُسمین سے ایک جانور خوشرنگ قوی الجثہ نہایت تنومند نکلا شاہزادے اور ملکہ کو کھڑے ہوے دیکھا گویا ہوا ایہا الناس کدھر سے آئے ہو اور کدھر جاوگے شاہزادہ قاسم نے جواب دیا ای جانور ہمکو یہ بڑا تعجب ہی کہ تو باوجود حیوان ہونے کے بزبان انسان گفتگو کرتا ہی اول تو ہماری اس بات کا جواب دے تو ہم تجھسے اپنی بھی سرگذشت بیان کرین وہ جانور بولا ای شخص مجھکو طیران شجرنشین کہتے ہین اور محافظ ہون اس راہ کا مجھکو سخت تعجب ہی کہ اس راہ سے بجز طلسم کشا کے اور کوئی نہ آئیگا اسواسطے مین اُسکا منتظر ہون ای شخص اگر تو ہی طلسم کشا ہی تو علامت طلسم کشائی دکھا ورنہ جدھر سے آیا ہی اُدھر ہی چلا جا شاہزادہ قاسم نے جواب دیا ای طیران شجرنشین انشاءاللہ مین ہی اس طلسم کو فتح کرونگا اور اسوقت مین لاچین جادو کے چھڑانے کو جاتا ہون اگر تو میری مدد کرے تو بعد فتح اس طلسم کے تجھکو وزیر اعظم لاچین جادو کا کرونگا اس بات سے طیران خوب رویا اور کہنے لگا مصرع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ۔ ای شہریار مین اپنی حالت کیا بیان کرون جس مصیبت مین گرفتار ہون مین وزیر دوم شہنشاہ لاچین ہون صاحب خرخیر جادو وزیر اول نے شہنشاہ لاچین کو بمکر توسن جادو سے ملکر گرفتار کیا اور مجکو اس بات کی خبر نہوئی مین فوراً گھبرا گیا درمیان مین کئی لڑائیان سخت در پیش ہوئین آخرکار توسن جادو کا ایک دوست ملک مواج بن گرداب لطمہ سنج کہ وہ کمبخت غضب کا ساحر ہی اُسنے آکر مجھے گرفتار کر کے اس شجر سحر مین مقید کیا ہی مین اس درخت کے سایہ سے کہین نہین جاسکتا یہ طلسم اس کمبخت کا باندھا ہوا ہی جب تک وہ زندہ ہی مین اس بلا مین گرفتار رہونگا شاہزادہ قاسم نے فرمایا آیا وہ ساحر مواج کہان اور کسطرح مارا جائیگا طیران شجرنشین نے کہا ای شہریار اسکا مارا جانا بغیر لوح غیر ممکن ہی جب تک مفتاح طلسم نہوگی اگر لاچین بھی چاہے تو وہ کمبخت کسی طرح مغلوب نہوگا شاہزادے نے فرمایا اچھا لاچین جادو کہان قید ہی طیران بولا ای شہریار یہان سے تھوڑی دور پر باغ زیبق سلیمانی ہی اُس باغ کی بارہ دری کے اندر چھت مین ایک پنجرہ لٹکا ہی اسمین لاچین قید ہی آپ بہت جلد تشریف لے جایے ورنہ شاید کوئی تازہ واردات حادث ہو شاہزادہ یہ پتہ سنکر اُسطرف کو روانہ ہوا ملکہ ناہید نے کہا ای شہریار توسن نے تو مجھے عجب جھل بتا دیا تھا واقعی یہ راہ نہایت پرخطر تھی خیر خدا نے چاہا تو لاچین کو چھڑا لیتے ہین القصہ شاہزادہ قاسم اور ملکہ ناہید جادو باتین کرتے تھوڑی دور بڑھے ہونگے کہ سامنے سے چار دیواری باغ کی نظر آئی شاہزادہ باغ کو دیکھکر نہایت مسرور ہوا جب قریب دروازہ پہونچا دروازے کی چوکھٹ پر ایک دیو قوی الجثہ کو بیٹھے پایا جیسے ہی دیو کی نظر شاہزادہ عالی مقدار پر پڑی ایک للکارا ہی کہ بعد مدت خداوند ابلیس نے ایک کھنگا میری ڈاڑھ گرم کرنے کو بھیجا ہی یہ کہکر بآواز بلند کہا ای شخص مین اپنا منھ کھولے بیٹھا ہون تو میرے منھ مین کود پڑ مین تجھے دانت کے تلے بھی نہ دباؤنگا شاہزادہ جب قریب پہونچا ایک

کنکر پر ٹیا اٹھا کر اسکے منھ مین ڈالدیا اور آپ علحدہ کھڑا ہو رہا دیو نے جیسے ہی دانت مار اکر سے آواز آئی تمام سئی حلق کے اندر
اُتر گئی جلدی تھوک دیا کہنے لگا سچ ہی وہ جو کہتے ہین آدم زاد خاکی نژاد ہی یہ آدم تو کنکر نژاد تھا میرا تمام منھ اور جبڑا کر کرا
ہوگیا یہ کہکر اس کنکر کو دیکھنے لگا اس عرصہ مین شہزادۂ والا مرتبت نے خیال کیا کہ اس بیہودہ سے مذاق کیسا جلد اسکو واصل
جہنم کر یہ سوچ کر نعرہ کیا نعرۂ قاسم × آفتاب مشرق دین پروری × شہ سوار لعل پوش خاوری × او مردود کیا بیہودہ بکتا ہی
خبردار ہو یہ کہکر دیو کیطرف جھپٹا ملکہ ناہید نے جو دیکھا کہ شاہزادہ خود دیو کی طرف دوڑا جاتا ہی پکاری ای شہریار یہ کیسا
غضب کرتے ہو اپنے پانوٗن سے آپ دہن اژدر مین جاتے ہو قاسم ملکہ ناہید کے کہنے کو مطلق خیال مین نہ لایا اس عرصہ مین
دیو نے دیکھا کہ آدمی خود میری طرف جھپٹا چلا آتا ہی اسنے چاہا کہ مین اسکو اٹھا کر منھ مین رکھ لون شاہزادہ قاسم نے جب اسکا ہاتھ
قریب آتے دیکھا اسکی انگلیون کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کے ایک جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بھل زمین پر آرہا شاہزادے نے ایک گھونسا
کنپٹی پر ایسا مارا کہ کہنی تک ہاتھ سر مین گھس گیا دیو چرخ کھا کر زمین پر گرا ملکہ ناہید جادو نے جو یہ زور اور قوت شاہزادہ
والا مرتبت کی دیکھی متعجب ہو کر شاہزادے کی تعریف کرنے لگی شاہزادہ اندر باغ کے داخل ہوا باغ نہایت پر فضا ہی ہزارون قسم
کے جانور بزبان بے زبانی حمد خالق زمین و آسمان کر رہے تھے شہزادہ وجد کی حالت مین ان جانورون کی کیفیت دیکھتا چلا جاتا
تھا کہ سامنے ایک مکان وسیع نظر آیا جب اندر داخل ہوا وسط سقف مین ایک پنجرہ آہنی لٹکا پایا اسمین لاچین جادو کو مقید
دیکھا شہزادے نے اس پنجرے کو بدقت اتارا اور چاہا کہ قفل کھولے کسی طرح ممکن نہوا اسوقت لاچین بولا ای شہریار یہ قفل بغیر اس
کنجی کے جو توسن جادو کے جوڑے مین ہی ہرگز نہ کھلے گا ملکہ ناہید نے کہا ای شہریار مین ابھی لاتی ہون یہ کہکر فوراً پلٹ کر توسن پاس
آئی اُسے اسی طرح بیہوش پایا جلدی سے اُسکا جوڑا کھولا کنجی نکالی اور پھر نقب مین کو دکر شاہزادے پاس پہونچی شاہزادہ ناہید
کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اسی کنجی سے قفل کو کھولکر لاچین کو رہا کیا لاچین جادو دوڑ کر شاہزادے کے قدمون سے لپٹ گیا
شاہزادے نے لاچین کو گلے سے لگایا لاچین نے عرض کی شہریار ذرا آپ بھی توقف کرین مین اس کمبخت خنزیر جادو کو مار کر
مہرۂ فرد سلیمانی لے آؤن اسوقت تدبیر لوح کرکے اس کمبخت توسن علیہ اللعن سے سمجھ لون یہ کہکے اسیوقت پر پرواز پیدا کر کے ایک سمت اڑ کر روانہ ہوا

اب شمہ حال خران مآل مردود ملعون توسن جادو کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت اس مردود کی بیہوشی کم ہونے لگی یہ کہتا ہوا اٹھا ای جان جہان و ای سرمایہ زندگانی مجھے نشہ کی وجہ سے کچھ تیرے حال کی خبر نہ رہی تو تار اس
نہونا یہ کلمہ کہکر اٹھا خنزیر کو بھی بیہوش آیا عقاب کو دیکھا کہین غائب ہوگیا گھبرا کر پکارنے لگا ای ناہید جادو کدھر ہی
سامری کا واسطہ جلد آ تو اپنے عاشق کو نہ تڑپا جب کچھ جواب کسی طرف سے نہ آیا گھبرا کر اٹھا اب جو خیال کرتا ہی مین تخت کے نیچے
پڑا ہون تخت ایک سمت اوندھا پڑا ہی مہرہ نقب سے پتھر جدا ہی بس یہ کیفیت دیکھکر توسن جادو کے ہوش اڑے خنزیر
جادو کو پکارا ای خنزیر کیا ناگہین لسبارے پڑا ہی ای کمبخت دیکھ تو کیا آفت نازل ہوئی ارے ستیا ناس ہوگئے ملکہ ناہید نے بڑا
غضب کیا سارا حال مجھسے دریافت کیا اور نہ معلوم کسکو ہمراہ لیکر داخل نقب ہوئی مگر کیا ہوتا ہی مجھے بھی شک ہوا تھا اسکی باتون
سے جبل معلوم ہوتا تھا مین نے غضب سب بتا بیان کیا اب تھوڑی دیر مین بیران گرفتار کیے لاتا ہوگا جب توسن خوب چلایا خنزیر
کی بھی آنکھ کھلی توسن کو اپنے سرھانے پریشان دیکھکر یہ بھی حیران ہوا اور پوچھنے لگا ای شہریار خیر تو ہی آج کیا آپ کی حالت ہی
توسن نے ساری کیفیت بیان کی اور کہا ای خنزیر بہت غنیمت ہوا کہ مین نے پوری کیفیت نقب کی اس گیسو بریدہ سے
نہین بیان کی تھی مجھے یقین کامل ہی کہ بیران نے اسکو مع اسکے حمایتی کے گرفتار کیا ہوگا توسن جادو خنزیر سے ان باتون مین
مشغول تھا کہ ناگاہ آسمان پر سے نعرہ لاچین جادو کا ہوا توسن تو گھبرا کے ایک کوٹھری مین گھس گیا خنزیر ایک سمت
کو بھاگا لاچین نے دیکھا کہ خنزیر نکلا جاتا ہی وہین سے ڈانٹا او کافر خاسر تماشا حرام مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ تو میرے ہاتھ سے

نکل کے جاسکے یہ کہکر زمین پر اترا خنزیر کی یہ کیفیت ہوئی کہ مارے ڈر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا مگر اسوقت بھاگنے کا رستہ
بھی مسدود دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ لاچین بارہ برس کے بعد قید شدید سے چھوٹا ہی اب مجھے بھول گیا ہوگا مین خود ہی اس
ترک کو مارون یہ خیال کر کے لاچین کو ایک ترنج مارا لاچین جادو اسکے ترنج مارنے سے ہنس پڑا اور کہا ای خنزیر تیری بھی یہ ہستی
ہوئی کہ تو ہمپر سحر کرے یہ کہکر انگلی کا اشارہ کیا ایک برق چمک کر ترنج پر پڑی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا ابھی لاچین نے
اسی حالت غیظ و غضب مین انگلیون کا اشارہ کیا پانچ برقین سر خنزیر پر گرین خنزیر کے دو ٹکڑے ہوئے خنزیر کے مرنے
سے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کشتی مرا کہ نامم خنزیر جادو بود افسوس بروم و بمطلب خود نرسیدم لاچین نے دوڑ کر خنجر سے
پیٹ خنزیر کا چاک کیا اور اسکے دل سے وہ مہرہ جسکا نام زرو مہرہ سلیمانی تھا نکال لیا اور سمت شاہزادہ قاسم روانہ ہوا جب
لاچین جادو خنزیر کو مار کر چلا گیا اسوقت توسن جادو ہائے بھائی خنزیر کہتا ہوا باہر نکلا اور بڑی دیر تک اسکے لاشے پر رویا کیا
بعدہ اسکی لاش کو جلا کر اپنے مشیران سلطنت کو جمع کیا اور سب سے اپنے بارہ مین مشورہ لینے لگا اب لاچین کے واسطے کیا تدبیر
کیجاوے کہ وہ بھی طلسم کشا کے گرفتار ہو ہر شخص اپنی رائے کے موافق بات کہتا تھا آخرکار یہ صلاح قرار پائی کہ مواج بن گرداب سے
آپ خود ملین وہ بڑا ساحر زبردست ہی کیا عجب ہی کہ لاچین پر غالب آئے ورنہ تمام طلسم کا کوئی ساحر لاچین پر غالب نہ آسکیگا
توسن کو یہ رائے پسند آئی اور اسی وقت مواج سے ملنے کو روانہ ہوتا ہی

اب چند کلمے داستان امیہ بن عمرو کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادہ قاسم اور ملکہ ناہید کو امیہ بن عمرو رہا کر کے اور اپنا نعرہ کر کے ایک سمت روانہ ہوا جاتے جاتے ایک مقام پر بیٹھا سیر صحرا
کر رہا ہی اتنے مین توسن جادو کو پریشان حال ایک سمت جاتے دیکھا جلدی سے اپنی شکل عقاب جادو کی بنا کے توسن جادو
کیطرف چلا جب توسن کی نظر عقاب پر پڑی عقاب کیطرف متوجہ ہو کر کہا ای عقاب ہمپر تو عتاب سامری و جمشید کا نازل
ہوا تھا تو یہ بتاؤ کہ جب مین اور خنزیر اور تم سبکو ناہید نے بیہوش کیا تو پھر کیا گذری عقاب نے کہا ای شہریار عجب سانحہ ہوش ربا
در پیش ہوا جسوقت مین مختل حواس ہوا اسوقت آپ سے اجازت لیکر ایک گوشہ مین لیٹ رہا اتفاقاً مجھے احتیاج ضروری کی خواہش
ہوئی جب پاخانہ مین پہونچا وہان جا کر بیہوش ہو گیا اسوقت میری آنکھ کھلی جسوقت لاچین کا نعرہ ہوا تھا مین لاچین کے ڈر کے
مارے وہان سے بھاگا اس صحرا مین آکر دم لیا اسوقت آپکو بھی یہان پایا یہ فرمایے یہ کیفیت کیا ہو گئی توسن اس بات کے سننے سے
رو دیا اور کہا ای عقاب ستم ہوا ہائے ناہید کمبخت نے جو کچھ کیا اسنے کیا نہ معلوم کیا دشمنی کا باعث مجھپر ہوا کہ مجکو بیہوش کر کے نقب
طلسمی کو ٹکڑے کیا نہین معلوم اژدران اور ببران سے کیونکر عہدہ برائی ہوئی ہو گی طرار نے کیونکر جگہ دی ہو گی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب میرا ارادہ
ہی کہ جا کر مواج بن گرداب کو لاؤن وہ البتہ لاچین کا ہم پلہ ہی ورنہ مین لاچین سے کیا مقابلہ کر سکونگا عقاب نے کہا ای شہریار
بہت عمدہ بات آپنے تجویز کی ہی مگر مین نے سنا ہی قاسم نامے کوئی شخص ملکہ ناہید کے ہمراہ گیا تھا اسکی مدد سے یہ مرحلات طی ہوئے
توسن قاسم کا نام سنکر گھبرا کر کہنے لگا مین نے کاہنون سے سنا ہی کہ قاسم ہی فتاح طلسم ہو گا کیا عجب ہی کہ لاچین شاہزادہ قاسم کی
اطاعت اختیار کرے اور کیون مطیع نہ ہو گا جب اسکو ایسی سخت مصیبت سے رہا کیا ہی مگر خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مین اسکے
دم لینے کی مہلت نہ دونگا مگر افسوس لوح کا پتا مجھے معلوم نہین ورنہ مین اسے غائب کر دیتا یہ مجھے یقین کلی ہی کہ جب تک مین
مواج کو لیکر آؤنگا لاچین کل مرحلات فتح کرا دیگا خیر مین اپنے ارادے کو بھی فسخ نہین کر سکتا بغیر مواج کے میرا کام درست نہوگا
ای عقاب اگر تو بھی میرے ہمراہ چلے تو بہت اچھی بات ہو عقاب نے کہا بسر و چشم بھلا مین یہان کیونکر رہ سکتا ہون جب لاچین
کو خبر ہو گی پہلے مجھی کو گرفتار کرائیگا یہ کہکر عقاب بھی توسن کے ہمراہ ہوا

اب دو کلمے داستان شہزادہ قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت لاچین جادو شہزادۂ والا منزلت کو باغ مین بٹھا کر روانہ ہوا شاہزادہ متفکر بیٹھا تھا کہ آسمان پر ایک برق چمکی
شاہزادہ اسطرف متوجہ ہوا دیکھا لاچین جادو خوشی خوشی پرواز کنان چلا آتا ہی شاہزادہ بھی لاچین کو دیکھکر خوش ہوا اسی
عرصہ مین لاچین پہونچا اور کہا ای شہریار مین نے خنجر مرمرود کو مارا اور مہرہ اُس سے حاصل کیا اب طلسم کشائی آپ کو مبارک ہو
یہ کہکے وہ مہرہ زرد سلیمانی قاسم کے بازو پر باندھ دیا اور قاسم کو اپنے ہمراہ لیکر پہلے طیران پاس آیا سحر مواج کو دفع کیا طیران
شہزادہ سے رخصت لیکر اور اپنے سحر کو تازہ کرنے کو ایک سمت روانہ ہوا لاچین شاہزادے کو مراد شاہ کے شہر مین لایا اور مراد شاہ
از سر صدق مسلمان ہوا اور سارے ملک کو اپنے اسلام آباد کیا لاچین جادو پھر قاسم کو مع مراد شاہ اور تمام اسکی فوج و سپاہ
کے اُس غار کے قریب لایا اور قاسم سے کہا ای شہریار یہ سوار زرہ پوش غار سے نکلتا ہی اسکے سر پر ایک سفید خط ہی آپ کو لازم
ہی کہ اُس سفید خط پر ایک تلوار ماریے جب وہ مارا جائیگا لوح طلسم اُسکی کھوپری سے نکلیگی آپ لوح نکال کے اپنے قابو مین کیجیے گا
اور جسطرح لوح مین لکھا ہو اسپر عمل کرکے طلسم کو فتح کیجیے قاسم نے جاکے سر پر اس زرہ پوش کے تلوار ماری اور جب وہ مر گیا
تب لوح طلسمی اسکی کھوپری سے نکال کے اپنے گلے مین ڈال لی پھر اُس غار مین کود پڑا جب دو گھڑی بعد قاسم کے پاؤن زمین پر
لگے اور آنکھ کھولی تو قاسم نے دیکھا کہ ایک باغ مین بنگلہ پڑا ہی سائبان اسکے آگے کھنچا ہی اور اُسکے نیچے اکوان نامے ایک جادوگر
بیٹھا ہی ایکبار اس جادوگر نے جو قاسم کو دیکھا تو بڑی تواضع و تکریم سے سبز تلوار اور ایک گھوڑا باساز و یراق سکلل بزر مغرق بجواہر
قاسم کے آگے لاکے کہنے لگا کہ ای بہادر یہ سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے اس گھوڑے پر سوار ہو قاسم نے یہ گفتگو ساحر کی
سنکے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین لکھا تھا کہ ای شکنندہ طلسم اگر اکوان جادو تجھسے بمدارات و تواضع پیش آئے اور سلاح
آراستہ کرنے کو کہے تو تو فوراً سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرنا مگر اُس گھوڑے پر نہ سوار ہونا اور اکوان کو باتون مین لگاکے ایک تلوار
مارنا کہ وہ دو پرکالے ہو قاسم نے بموجب نوشتہ لوح عمل کیا سلاح اپنے تن پر آراستہ کیے اکوان کو بیک ضرب تیغ دو پرکالے کیا
چارطرف تاریکی پھیلی بہت تیز و تند آندھی چلی سنگباری آتشباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا آواز پیدا ہوئی افسوس
مردم و جان دادم و بمطلب خود نہ رسیدم کشتی مرا کہ نام من اکوان جادو بود شاہزادے نے اسکی لاش کو علحدہ ڈال دیا اور جہان
تخت بچھا تھا اُسی تخت کے تلے دہانہ نقب تھا اس نقب مین قدم زن ہوا جب اُس نقب سے باہر نکلا تو ایک بیابان پر فضا دیکھا سبزہ زار
کی بہار ہر چہار طرف تھی نہرین آبشار جاری ہزارون نخل سایہ دار اور بار آور اکثر جانور خوش الحان و خوشرنگ زمزمہ پرداز نظر آئے
شاہزادہ یہ کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا سامنے سے ایک قصر طلائی نہایت عمدہ اور پاکیزہ سامان شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ
نظر آیا قاسم نے برابر اس قصر کے جاکے دیکھا کہ ایک مرکب برق آہنگ نہایت خوشرنگ بہت خوبصورت بندھا ہی قاسم
اس گھوڑے کو دیکھکر بہت خوش ہوا اس عرصہ مین اس دیو نے قاسم کو جو دیکھا تو نہایت غیظ و غضب سے قاسم کو گھور
گھور کر دیکھنے لگا قاسم نے دیو کو خشمناک دیکھکر لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر افضال الٰہی سے
تو بیابان کو طی کرے اور قصر طلاے احمر مین پہونچے اس گھوڑے کو اور دیو اور صندوقچے کو دیکھے تو تجھے لازم ہی کہ پہلے تو اس
دیو سے اقرار کرے کہ مین تجھے اُس قید سے چھڑا دونگا جب وہ دیو تیرا یار ہو اسوقت اسم حاشیہ لوح پڑھ کے اس دیو پر دم کرنا
دیو کی سبب قید کھل جائیگی اُسوقت وہ گھوڑا کہ نام اسکا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی ہی تجھے دیگا قاسم نے بموجب حکم لوح عمل
کیا جب دیو قید سے رہا ہوا دیو قاسم کو سلام کرکے اُس قصر مین گیا وہان سے زین و لگام اور ساز و یراق مرصع کار اس
راہوار کا لاکے قاسم کے روبرو رکھدیا قاسم نے چاہا کہ مین اسپر سوار ہون گھوڑے نے سوار ہونے نہ دیا اسوقت اس دیو نے
کہا ای شہریار اگر آپ کے پاس مہرۂ زرد سلیمانی ہو تو اس گھوڑے کو دکھا دیجیے پھر رام ہو جائیگا اور اگر مہرۂ زرد سلیمانی آپکے
پاس نہین ہی تو یہ گھوڑا حضرت سلیمان کی سواری کا ہی کبھی آپ کو سوار ہونے نہ دیگا قاسم نے وہ مہرۂ زرد سلیمانی جو لاچین

جادو خضر مہر جادو وزیر بدتدبیر کو مار کر لایا تھا گھوڑے کو دکھایا اسوقت وہ گھوڑا سر جھکا کر مثل بکری کے کھڑا ہو گیا شاہزادۂ قاسم نہایت خوش ہوا دیو نے زین اور لگام سے آراستہ کیا اور شاہزادہ بسم اللہ کہکے اس اسپ شبرنگ بہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوا شبرنگ قاسم کو اس جنگل مین لایا جہان درختون کے تنہ مین بڑے بڑے غار تھے اور انکے آگے بڑی بڑی قبرین بنی ہوئی تھین ہمایون بن شداد ایک قبر کو شہزادے کی قبر خیال کرکے اسپر فقیر بنا بیٹھا تھا جب شہزادے کو آتے دیکھا تو دوڑ کر گرد پھرنے لگا ہر بار تصدق ہوتا تھا شاہزادے نے ہمایون بن شداد کو گلے لگایا اور بہت سا پیار کر کے گھوڑے پر سے اتر پڑا اور ساری کیفیت اپنی بیان کی ہمایون نے بھی ساری سرگذشت اپنی بیان کی صبح روز چہارشنبہ تھا بدستور قدیم پرند گھوڑے پیدا ہوئے اور ہر ایک گھوڑا ہر ایک قبر پر آکے کھڑا ہوا اور جو کچھ آدمی وہان تھے وہ ان گھوڑون پر سوار ہوئے اور گھوڑے پرواز کنان اس گنبد کے نیچے آکے کھڑے ہوئے ایک مرتبہ لاچین جادو مع ملکہ ناہید جادو اور تمام اپنی فوج و سپاہ ساحران کے پہونچا لاچین جادو قاسم کو دیکھکر تخت پر سے اتر پڑا اور قاسم نے رکاب کو بوسہ دے کر ہمراہ رکاب ہوا قاسم نے لاچین کو بھی تخت پر سوار کیا

ابتمہ داستان توسن جادو اور عقاب نقلی کی بیان کیجاتی ہے

جبکہ توسن مع عقاب کے راہ صحرا طے کرکے ایک مقام پر پہونچا جہان بوے الستان دماغ جان تک نہ پہونچتی تھی ناگاہ ایک سمت سے ایک ساحر کریہ منظر نہایت بد دماغ نمودار ہوا اور توسن کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگا ای توسن تجھپر ایسی کیا مصیبت پڑی کہ تو مصیبت زدون کیطرح مع عقاب یہان آیا ہی توسن یہ بات سنتے ہی قدمون پر سواج کے گر پڑا اور ساری کیفیت اپنی رو رو کر بیان کی سواج کو اسکے رونے پر رحم آیا اور کہنے لگا ای توسن جادو کیا کہون مجھے تیرے آنے کی خبر ہوئی جب تو نے اس صحرا مین قدم رکھا ہی میری خبر مجکو پہونچ چکی تھی اور میرا یہ قصد نہ تھا کہ تیرے ہمراہ جاکر لاچین سے مقابلہ کرون مگر اسوقت تیری گریہ و زاری نے مجکو بے چین کر دیا اب مین ضرور تیری مدد کرونگا یہ کہکے اسنے دستک دی توسن اور عقاب نے دیکھا کہ بر روے ہوا چار نہرین بہتی ہوئی نظر آئین اور ایک نہر کے کنارے فرش نہایت نفیس گسترده وسط فرش مین ایک تخت بچھا ہوا آکر برسر سواج قایم ہوا سواج نے اشارہ کیا وہ نہرین زمین پر آئین توسن نے کہا ای شہنشاہ ساحران کچھ فوج بھی طلب کر لیجئے کس وجہ سے مجھے یقین کلی ہی کہ قاسم نے طلسم ضرور فتح کر لیا ہوگا اور تمام فوج و سپاہ میری لاچین کے ماتحت ہو گئی ہوگی سواج نے کہا ای توسن تو گھبراتا کیون ہی تو فوج دیکھے گا دیکھ ان نہرون مین جسقدر مچھلیان اور کیڑے ہین سب فوج ہی اور کنارے کنارے جنگلے اور طاؤس وغیرہ ہین یہ سب بڑے بڑے ساحران زبردست ہین جب مقابلہ پڑے گا اسوقت کیفیت دیکھنا یہ کہکے آپ تو تخت پر سوار ہوا اور توسن اور عقاب کو اپنے برابر صندلیون پر بٹھا کے اشارہ کیا پھر وہ نہرین بر روے ہوا پران ہوئین یہان لاچین جادو شاہزادہ قاسم سے باتین کر رہا ہی کہ ناگاہ بر روے ہوا دیکھا کہ چار نہرین بہتی ہوئی چلی آتی ہین اور تخت پر سواج اور صندلیون پر توسن اور عقاب چلے آتے ہین لاچین سواج کو دیکھکر ہوش باختہ ہو گئے اور شاہزادہ قاسم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا ای شہریار ستم ہوا یہ سواج آیا ہی خدا اسکے ظلم سے بچائے ای شہریار یہ نہرین سحر کی ہین قاسم نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا جو مشیت ایزدی ہوگی وہ ہی پیش آئیگا لاچین ابھی یہی باتین کر رہا تھا کہ یکایک ہوا کے تیز جھونکے چلنے لگے اب جو آسمان پر نظر کی تو ایک سمت سے ایک باغ پر بہار بروے ہوا اڑتا ہوا چلا آتا ہی اس باغ کے گرد ہزارون درخت بڑے بڑے بجاے دیوار اور درمیان مین ایک بارہ دری سنگ مرمر کی نہایت پر تکلف بجاے رنگ آمیزی کے یاقوت اور لعل رمانی کے گل بوٹے نیلم اور پکھراج کے پتے عجب لطف و صنعت سے استادان چابکدست نے بنائے تھے چار سمت بارہ دری کے چار نہرین تھین پانی صاف و شفاف مثل گلاب دار بھرا ہوا گرد نہرون کے ہزارون قسم کے پھولون کے گلدستے رکھے ہوئے عجب لطف دے رہے تھے ہواے سرد چل رہی تھی چمنستان کی بہار آنکھون مین کھپی جاتی تھی ہر روش مین لالہ و گل بہار دے رہا تھا ہزارہا بلبلان خوش نوا اور طوطیان خوشش آوازہ

رنگ برنگ کے پرواز کنان کوئی بلبل شاخ گل پر بیٹھا غزل خوانی کر رہا ہی کہین فاختہ قلندر مشرب لباس خاکستری پہنے یاد معبود حقیقی مین حق سرہ کہہ رہی ہی اس باغ پربہار پر ایک ابر سایہ گستر تھا اُسمین سے ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی لاچین جادو اور اور شاہزادہ قاسم اس باغ سراپا بہار کو دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت ہو رہے تھے اس عرصہ مین رعد گرجا برق چمکی اُسمین سے نعرہ ہوا منم طیران سحر نشین ای شاہزادہ والا تبار و ای لاچین تاجدار تمھارا غلام حاضر خدمت ہوتا ہی مگر اسوقت میرا یہ ارادہ ہی کہ اُس نمک حرام توسن اور سرکش اور ہواج کو ذرا مزا چکھا لون تو حاضر خدمت ہون یہ آواز جب لاچین اور شاہزادہ قاسم نے سنی اب جو غور کیا تو وسط بارہ دری مین طیران بیٹھا ہوا ہی جب شاہزادہ قاسم اور لاچین کی نظر اسطرف پڑی طیران نے اپنے مقام پر سے اُٹھ کے مجرا کیا لاچین اور قاسم نے جواب دیا اس عرصہ مین مواج لئے جو طیران کو آتے دیکھا توسن کیطرف مخاطب ہو کر کہا تو سامری نے دن کیے کہ میان طیران اور ہمارے مقابلہ کا دعوے کرین خیر پہلے ذرا مین انکو تو مزا چکھا دون یہ کہکر اپنی نہرون کیطرف اشارہ کیا نہرون مین ایک جوش پیدا ہوا ہزارون مچھلیان اُسمین سے پر پرواز پیدا کر کے اور کڑک کڑک بروے آسمان جا کر اب جو باغ طیران مین گرتی ہین عجیب تلاطم ڈالی دیا آن واحد مین ہزارون درخت بیخ و بن سے گرا دیے سیکڑون جانوران خوشرنگ یا تو درختون پر بیٹھے ترنم سرائی کر رہے تھے یا زمین پر مثل ایک مرغ گوشت کے بے پر و بال پڑے تھے اور اُن مچھلیون کی یہ کیفیت تھی جسطرف نکلتی ہین منھ سے شعلے نکلتے ہوے درختون کو جلاتی ہوئی ہوا مین جاتی ہین ایک عجب قسم کا تلاطم اُس باغ سحر مین ڈالدیا یہ کیفیت طیران نے اپنے باغ کی دیکھکر وہین بیٹھے بیٹھے سے اب مرتبہ جو ابر کو اشارہ کرتا ہی یا تو وہ ابر مختصر سا اس باغ پربہار پر سایہ فگن تھا یا طیران کے اشارے سے مثل دھوئین کے باریک ہو کر سمت مواج چلا مواج اپنے تخت پر کھڑا ہو گیا اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکال کے اس ابر پر مارا اس گولے کے پڑتے ہی وہ ابر شق ہوا اور بجلی کڑک کر جو گری تو شانہ مواج کا زخمی ہوا اور پھر ابر سمٹ کر چلا مواج یہ کیفیت دیکھکر پہلے تو اسنے اپنے زخم کو باندھا بعدہ پر پرواز پیدا کر کے بروے آسمان پران ہوا اس عرصہ مین اس ابر سے کڑک کڑک کے برقین گرنے لگین ایک برق توسن کے سر پر پڑی یہ بھی زخمی ہوا ایک برق عقاب جادو کی طرف چلی عقاب نقلی نے گھیر کر اپنے تئین نیچے گرا دیا اور پکارا ای شہریار ذرا مجھے بروے ہوا روکیے ورنہ یہ غلام آپ کا امیہ بن عمرو آپ پر سے تصدق ہو جائیگا جب آواز امیہ کی قاسم نے سنی لاچین سے اشارہ کیا کہ اسے زمین تک گرنے نہ دینا لاچین نے ایک سحر کیا ایک بچہ پیدا ہوا اور امیہ کو سامنے قاسم کے لایا قاسم تو اُس دن کا جلا ہوا ہی کہنے لگا ای امیہ خدا کی شان تجکو بھی عیاری کرنے کا سلیقہ پیدا ہوا سیارہ کے سامنے تو دم دبائے پھرتا ہی یہان یون نعرہ کر کے بھاگتا ہی کہ عیاری بھی دست رستیون کا حصہ ہی اسوقت کوئی نہ عیاری چلی جب جانتے کہ مواج یا توسن کو مارتے اور اگر سیارہ ہوتا وہ ایسا کر کے بھی دکھا دیتا امیہ چونکہ قاسم کی آتش خوئی سے خوب واقف ہی اس وجہ سے خاموش ہو رہا مگر اس عرصہ مین اُس ابر کی برقون نے ستم ڈھا دیا جس نہر پر برق گری تمام پانی کو تہ و بالا کر دیا ہزارون مچھلیان مر کے پانی مین تیرنے لگین تمام نہرون کی مچھلیون کا اُس برق بلا نے ستھراؤ کر دیا ابر سے بجلیان کڑک کڑک کے گر رہی تھین تمام نہرون کا کر کھان کر دیا لیکن یہ کیفیت ہی کہ نہرین کسی ترکیب سے شکست نہین ہوتی لاچین اور قاسم ایک سمت کھڑے ہوے یہ کیفیت دیکھ رہے ہین اب جو دیکھتے ہین تو مغرب سے ایک ابر دھوان دھار اُٹھا اور ایک چشم زدن مین آکر اس ابر پر محیط ہو گیا اُس ابر سے موسلا دھار پانی برسنے لگا جسقدر برقین ابر اول کی چمک چمک گر رہی تھین انکو بجھا دیا ناگاہ اُس ابر سے نعرہ ہوا منم مواج بن گردان جادو او طیران ابھی تو لونڈا ہی سحر کرنا سیکھ طیران یا تو اپنے سحر کو زور دے رہا تھا یا نعرہ مواج کا سنکر خنجر آبدار نیام انتقام سے کھینچکر دوڑا مواج نے ایک گولا مارا تمام باغ طیران مین آگ لگ گئی آن واحد مین جلکر خاک ہوا شہزادہ قاسم کو اس باغ کے جل جانے کا نہایت افسوس ہوا اس عرصہ مین طیران اور

سواج سے خنجر سحر چلنے لگے عیاذاً باللہ عجب سانحہ قیامت برپا تھا ہزارون چوٹین سحر کی چل رہی تھین دونون مثل بلبلون کے
الجھ رہے تھے آخر کار پرواز ہو کر ہوا اڑتے لڑتے زمین پر اتر آئے وہان بھی عجب زور شور سے لڑائی لڑ رہے تھے قصہ مختصر
ایک مقام پر سواج نے خنجر مارا سر طیران زخمی ہوا طیران نے خنجر مارا شانہ سواج کا زخمی ہوا سواج نے زخم کھا کر کہا او چھوکرے
غضب کیا تو نے مجھے زخمی کیا معلوم ہوتا ہے کہ تیری قضا ہی آگئی ہے یہ کہکر پیچھے ہٹ کے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کچھ کلمات سحر زبان
پر جاری کیے ابر سحر سواج نے پھر اس جگہ سے جنبش کی اور اس زور شور سے پانی برسا کہ آن واحد مین تمام صحرا پانی سے بھر گیا طیران
نے سحر کر کے ایک کاغذ کی ناؤ بنا کر اسپر سحر دم کیا وہ ناؤ مثل آہنی کشتی کے ہوگئی یہ اسپر سوار ہوکر سحر کرتا اس دریا کی آفتون سے بچتا
چلا جاتا تھا ناگاہ ایک نہنگ اس پانی سے نکلا اور بڑھکر جو دم مارتا ہے کشتی کے ہزار ٹکڑے ہوئے طیران چاہتا تھا پرواز
کر جاؤن مگر اس نہنگ نے طیران کو نگل لیا لاچین نے طیران کی جب یہ کیفیت دیکھی صبر نہو سکا ہائے طیران کہکے ایک ترنج
اس ابر پر مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پراگندہ ہوگیا جو دریا بروے زمین بہ رہا تھا وہ بھی ایک سمت سمٹکر غائب ہوگیا لاچین نے
سواج کو ڈانٹا او سواج کہان جائیگا میرے ہاتھ سے سواج نے جب لاچین کو اپنی طرف آتے دیکھا جھپٹ کر گولا مارا لاچین
نے اشارہ کیا گولہ الٹا پھرا سواج نے کچھ دانے سرسون رائی بوئے کے پڑھ کے مارے وہ بھی صدقہ ہو کے گر پڑے اب لاچین
سحر کرتا چھپتا جب قریب سواج پہونچا شمشیر آبدار برآسمان سحر دم کر کے پکارا او نمک حرام خبردار ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اب مر ابھی
حربہ روک یہ کہکر چاہتا تھا کہ تلوار اس کافر بدکردار پر مارے اس عرصہ مین پشت پر نعرہ ہوا سنو بوتیمار جادو لاچین پلٹ کر
چاہتا تھا کہ دیکھے اس مردود نے جال جمشیدی مارا لاچین عالم غفلت مین اسیر پنجہ تقدیر ہوا پکار کر شاہزادہ قاسم سے کہا اے
شہریار غلام جان نثار آپ کے قدمون پر سے نثار ہوتا ہے قاسم کی نظر جو لاچین جادو پر پڑی فوراً نعرہ کیا او کافر بچیا کیا حرکت
نامردانہ کرتا ہے خبردار اگر ذرا چشم زخم لاچین کو پہونچا تو برب کعبہ تم لوگون کی بیخ و بنیاد صفحۂ دنیا سے مثل حرف غلط مٹا دونگا یہ کہکر
دال قبضہ بلارک افراسیابی پر ہاتھ بوتیمار کیطرف لپکا بوتیمار نے جب شاہزادہ قاسم کو اپنی طرف آتے دیکھا بسبب لوح
کے خائف ہو کے چاہتا تھا کہ لاچین کو لیکر نکل جاوے اس عرصہ مین سواج بھی قریب پہونچا ایک سحر شاہزادہ پر کیا جب شاہزادہ
اسمین الجھا سواج نے بوتیمار جادو کو اپنے گلے لگایا کہا اے فرزند تم کیونکر آئے بوتیمار نے کہا اے والد بزرگوار مین بیچون جمشید جی کے
کنارے بیٹھا ہوا سحر یاد کرتا تھا اتفاقاً اسوقت چند لبیر آپکی تحقیق حال کو پہونچے تھے انھون نے ساری کیفیت آپکی مجھسے بیان کی
مجھے یہ کیفیت سنکر تاب ضبط باقی نہ رہی فوراً یہ جال عطیہ خداوند جمشید کا لیکر چھپتا سامری کا شکر ہے عین وقت پر پہونچا ورنہ لاچین اب کام تمام
کر چکا تھا سواج یہ کیفیت سنکر بہت خوش ہوا اس عرصہ مین شاہزادہ قاسم نے لوح دیکھکر ایک اسم پڑھا سحر دفع ہوا بوتیمار نے قصد کیا کہ کچھ سحر کرے
سواج مانع ہوا کہ تو ابھی بچہ ہے لڑائی زیادہ تجربہ سے تعلق رکھتی ہے دیکھ مین لوح اس طلسم کشا سے کس آسانی سے لیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی سے
تھوڑا سا کاغذ نکالکر ایک شیر کترا اسپر کچھ افسون سحر دم کیے وہ فوراً اصلی شیر کی صورت ہوگیا سواج نے اشارہ کیا لے اس اپنے شکار کو شیر قاسم
کیطرف جھپٹا قاسم نے ایک ضرب بلارک دو پرکالے کیا ایک شیر کے دو شیر ہوئے اور دو طرف سے حملہ کیا شاہزادے نے ان دونون کو بھی مارا چار ہوئے
قصہ مختصر اسی طرح کئی ہزار شیرون نے شہزادے کو چارطرف سے گھیر لیا قاسم اتنی مہلت نہین پاتا کہ لوح کو دیکھکر اسکا انسداد کرے یہ تو اس ہیبت مین مبتلا ہے ادھر
بوتیمار اور سواج دونون باپ بیٹے باتین کر رہے تھے لاچین جال جمشیدی مین پھنسا ہوا بصد حسرت و یاس ان دونون مردودون کا منھ
تک رہا ہے اور شاہزادہ قاسم کی یہ حالت دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو روکر کہتا ہے بیشک اب لوح بچنے کی کوئی صورت نظر نہین آتی
شاہزادہ ان شیرون کو کب تک قتل کریگا آخر کو خود ہی تھک کر گرفتار ہو جائیگا لاچین اسی خیال مین تھا ناگاہ ایک سمت
سے توسن جادو تاج شہریاری برسر قبائے زرانداز در بر نمودار ہوا دوڑ کر سواج کے گلے لپٹ گیا اور کہنے لگا اے سواج یہ تمہارا
احسان مجھپر ایسا بڑا ہے کہ مین تمام عمر سرنگون رہونگا خصوصاً تمہارے صاحبزادے بوتیمار جادو کا مین کس زبان سے شکریہ

ادا کرون ایسے وقت صعب مین معین ہوے کہ بجز خداوند سامری کے اور کوئی نظر نہین آتا تھا یہ کہکر ایک جام و صراحی بغل
سے نکالی اور کہا اے سواج لے آؤ جب تک طلسم کشا گرفتار ہو ہم تم تھکے ماندے ہین ایک جام شراب کا پئین یہ کہکر جام شراب کا
سواج کی تواضع کیا سواج چاہتا تھا پی جاوے ایک مرتبہ آسمان سے آواز پیدا ہوئی اے سواج خبردار یہ جام نہ پینا سواج نے جو آسمان
کی طرف دیکھا تو توسن جادو کو بصد قہر و غضب آتے دیکھا اب اسکو تعجب ہوا کہ ایک توسن تو یہ کھڑا ہے اور ایک توسن برو سے
ہوا آتا ہے یہ بھید کیا ہے اس عرصہ مین پھر توسن پکارا اے سواج یہ جو میری شکل بنا کر آیا ہے یہ کوئی عیار مکار معلوم ہوتا ہے جلد گرفتار کر لینا جاتے
نہ دینا سواج نے قصد کیا کہ توسن نقلی کو گرفتار کرے توسن نقلی کے پاس بو تیمار کھڑا تھا دوڑ کر خنجر پیٹ مین بو تیمار کے مارا کہ اس کو کھ
سے اُس کوکھ تک گذر گیا اور نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو امرو دو کیا تو مجکو الیاس و الیاس خیال کیے ہوے ہے یہ کہکر یہ تو ایک سمت روانہ ہوا
ادھر لو تیمار کے مرنے سے لاچین جادو جال جمشیدی سے رہا ہوا اور نعرہ کیا امرو دو علیہ اللعن والعذاب حالا کہ گذارم کہ از دست
من زندہ بدر روی اور یہ کہکر جب تک سواج سنبھلے سنبھلے ایک ہاتھ شمشیر سحر کا مارا سواج کے دو ٹکڑے ہوے ایک شور یوم النشور
برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا کہ نامم سواج بن گرداب جادو بود افسوس مردم و مطلب خود نرسیدم سواج کے مرتے ہی وہ سپیشر بھی
غائب ہوے شاہزادہ قاسم بھی سنبھلا اور توسن جادو کی طرف جھپٹا توسن نے متواتر سحر کے وار کیے مگر بسبب لوح کے کوئی حربہ
اس مردود کا شہزادے کے جسم اطہر پر موثر نہوا آخر کار ایک مقام پر توسن نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے اڑ جاے شاہزادے نے لوح کا
عکس ڈالا پر جل گئے توسن منہ کے بل زمین پر گرا دوڑ کر شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے مردود کے ہوے پھر تو عیاذاً باللہ
وہ آفت برپا ہوئی جسکی انتہا نہین پھر پھر کامل سنگباری برفباری ہوائی آخر کار آواز آئی کشتی مرا نامم توسن جادو بود لاچین
نے دوڑ کر شاہزادے کے ہاتھ چوم لیے شادیانے فتح کے لاچین کی فوج مین بجنے لگے سواج کے مارے جانے سے طران بھی رہا
ہو کر آیا شہزادے اور لاچین کے قدمون پر گرا لاچین نے گلے لگا لیا شاہزادے نے بہت مہربانی فرما کر طران کے سحر کی تعریف
کی لاچین نے طران کو وزیر اعظم مقرر کیا تمام طلسم پھر از سر نو لاچین کے قبضہ مین آیا جس جس نے سرکشی کی اپنی سزاے
اعمال کو پہونچا شاہزادہ قاسم نے لاچین جادو کی شادی ملکہ ناہید جادو کے ساتھ بڑے تزک شاہانہ سے کی لاچین جادو
نے خزانہ طلسم سلیمانی کا اور بارگاہ چہل ستون سلیمانی اور شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی شاہزادہ قاسم کی نذر کیا قاسم نہایت
شادان و فرحان شادیانے فتح اور نصرت کے بجواتا وہان سے بعظمت و صولت تمام و شوکت و حشمت مالا کلام مراد کوہ
مین داخل ہوا مراد شاہ مع اپنی تمام فوج اور سپاہ کے شاہزادے کا استقبال کر کے اپنی بارگاہ مین لایا اور جشن شاہانہ اور
محفل خسروانہ آراستہ و پیراستہ کر کے خوب جلسہ رقص و سرود شاہزادہ قاسم کو دکھایا شاہزادہ قاسم نے شراب کے نشہ مین
ایک نامہ شاہزادہ بدیع الزمان کو بدین مضمون لکھا کہ اے عم بزرگوار مین نے طلسم سلیمانی فتح کیا بارگاہ چہل ستون سلیمانی
اور اسپ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی خاص سواری کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی لایا ہون اگر آپ بھی ایسا اثاثہ پیدا کرین
تو مجھسے ہمسری کا دعوی کرنا ورنہ ایسے بیہودہ خیال سے درگذریے بس یہ نامہ لکھکر دیو ہفت سر کے ہاتھ بخدمت شاہزادہ
بدیع الزمان بھیجا اور دیو ہفت سر نامہ قاسم کا لیکے سمت سنجان بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا حسب الاتفاق
شاہزادہ بدیع الزمان شکار مین تھا کہ وہ دیو پہونچا اور نامہ قاسم کا بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان گذرانا اور زبانی بھی
سارا حال قاسم کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے نامہ قاسم کا پڑھکر زمین پر ڈالدیا اور کہا کہ استغفار قاسم نے کون سا
ایسا کام کیا جسپر اسقدر نازان ہو کر مجھے لکھا ہے ایک بڑا اخیمہ اور ایک لنگڑا گھوڑا الغول شتخفیکہ مصرع قدرت حق سے لگی ہے ہاتھ
اندھے کے بٹیر ہاتھ آگیا تو یہ مغرور ہو گیا دیو ہفت سر نے جو نامہ قاسم کا نہایت بے توقیری سے زمین پر ڈال دیا دیکھے
اور یہ کلام زبانی شاہزادہ بدیع الزمان عالی مقام کے سنا کمال غیظ و جلال مین آ کے گریبان شاہزادہ بدیع الزمان کا

پکڑ لیا اور چاہا کہ زمین سے اٹھا لے شاہزادۂ بدیع الزمان نے جلدی سے دیو کا ہاتھ پکڑ کے اپنے ہاتھ سے ایک طمانچہ اُسکے کلے پر مارا دیو ہفت سر چرخ مار کر زمین پر گر پڑا شاہزادۂ بدیع الزمان نے بجستی تمام دونوں کان اُس دیو کے پکڑ کے جو زور کیا تو دونوں کان اُکھڑ گئے شاہزادۂ عالم کے ہاتھ میں آ گئے اور دو پرنالے خون کے دونوں کانوں کی لوؤں سے جاری ہوئے اسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان نے پھر دونوں کان دیو کے اُسی دیو کے ہاتھ پر رکھدیے اور کہا چل دور ہو میرے سامنے سے اور جا اُس ترک تنگ ظرف تنگ چشم کے روبرو دیو یہ حال اپنا دیکھ کے بھاگا اور شاہزادۂ قاسم کے پاس جا کے سارا حال بیان کیا قاسم مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھا اور دیو کو تو جھڑک دیا کہ او مردود چل دور ہو وہاں تو تجھسے کچھ بن نہ پڑا یہاں میرے سامنے رونے کو آیا ہی اور یہ کہکے قاسم مع مراد شاہ اور تمام فوج و سپاہ سمت سنجان پر سر جلاں رانغ روانہ ہوا

اب شمہ حال امیہ بن عمرو کا کہ بعد فتح ہونے طلسم سلیمانی کے بخدمت والا مرتبت عالیشان شاہزادۂ بدیع الزمان عالیمقام چلا ہی بیان کیا جاتا ہی

کہ جب امیہ بن عمرو قیطولوں کہے سے روانہ ہو کر سمت شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار چلا تھا تو راستے میں عقاب طلسم سلیمانی میں لے گیا جب طلسم فتح ہوا اور یہ بصورت مبدل قاسم کے لشکر میں پوشیدہ رہا کیا جب دیو ہفت سر کی کیفیت سنی اور شاہزادہ عالم کو فوج کشی کرتے دیکھا تو یہ براے اطلاع وہی شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اور قطع منازل بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان آیا اور دعا اور ثنا کے بعد دست بستہ ہو کر عرض کی شعر الٰہی در جہان باشی باقبال جوان بخت و جوان دولت جوان سال شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے عیار قدیمی امیہ بن عمرو کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور امیہ بن عمرو سے حال صحت اشتمال سلطان صاحبقران کا اور تمام لشکر اسلام کا پوچھنے لگا امیہ بن عمرو نے سارا حال لشکر کا اور سلطان نامور کا بیان کر کے کہا کہ غلام نے طلسم سلیمانی میں بہت مدد کی مگر قاسم آپ کے دیو ہفت سر کے کان اُکھاڑنے کی وجہ سے لشکر کشی کر کے بہتیہ فاسد یہاں تشریف لاتے ہیں میں نے دیدہ و دانستہ شاہزادۂ خاور سپاہ سے پوشیدہ رہا مصلحتاً چشم پوشی کر کے خدمت حضور میں چلا آیا ہوں شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ مہتیہ قاسم کا سنکے فضل بن گیا ہو رخون آشام کو ہمراہ لیا اور کچھ لشکر اپنے ساتھ لیکر سمت مراد کوہ بمقابلہ شاہزادۂ خاور سپاہ روانہ ہوا اسطرف سے قاسم اور ادھر سے شاہزادۂ بدیع الزمان کوچ بکوچ بعد طی مراحل و قطع منازل ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں لشکروں کا مقابلہ ہو گیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو معلوم ہوا کہ یہ لشکر قاسم کا ہی اور قاسم کو تحقیق ہوا کہ یہ لشکر بدیع الزمان کا ہی دونوں بہادر اپنے اپنے لشکر کی صف آرائی کر کے اور میدان جنگ کو آراستہ کر کے آمادۂ رزم و پیکار ہوئے ایک مرتبہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم اپنے مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی چھیڑ کر کے وسط میدان میں آیا اور نعرۂ کوہ شگاف جگر سے کھینچکر یہ آواز بلند پکارا کہ ای کشتی گیر تو نے میرے ملازم دیو ہفت سر کے جو کان اُکھاڑے ہیں اب میں اُسکا قصاص لینے آیا ہوں تیرے بھی اسی طرح کان اُکھاڑوں گا شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ گفتگو قاسم کی سنکے جواب دیا ای ترک تنگ چشم خاوری اس غم و غصے میں تو اپنا سر دے مار مگر اس ہرزہ گوئی سے کیا حاصل یہاں محل گفتگو نہیں یہاں بدم شمشیر و زبان نیزہ گفتگو کرنا چاہیے بس یہ جواب شاہزادہ عالیجاب بدیع الزمان کا سنکر قاسم نہایت غیظ میں آیا اور بیساختہ دوڑ کر سینۂ بے کینہ شاہزادۂ بدیع الزمان نامور پر نیزہ مارا شاہزادۂ بدیع الزمان نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر لگا رکھ لیا اور السیمین نیزہ بازی ہونے لگی اشعار

بجنبش در آمد آنسان زمین	دو نخل اجل ہر دو را مرگ بار	سنان چون زبان فتنہ نیزہ باز	بمیدان کشیدہ سنان بہر کین
شہان را چنین کے بود کارزار	چنان تیرہ با نیزہ آمیختند	سنان یک بدیگر در آویختند	کہ برہم نہ پیچیدہ زان گونہ مار

نوبت بحدے رسید کہ ساتھ ساتھ طعن نیزوں کی برابر چلیں اور دونوں بہادر دونوں کے نیزے خلال ہو گئے نیزوں کو ڈال دیا پھر دونوں اپنے اپنے گرز اٹھا کے آمادۂ گرز بازی ہوئے آمین ہمایون

بن شداد نے کہا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم سے بدیع الزمان کو مباحثہ اور مقابلہ کرنا لازم نہین تھا جو یون بے ادبانہ
وہ حوصلہ کر بیٹھے فضل بن گیاہور خون آشام نے یہ کلام ہمایون بن شداد کا سنکے جواب دیا کہ ای ہمایون بن شداد ایاز حد
خویش را بشناس تو اپنی اصل و حقیقت کو دیکھ تجھے کیا فرض ہی جو تو یہ خرخرفات اور ہزلیات بکتا ہی وہ دونون اولاد سلطان والا شان
امیر حمزۂ صاحبقران ہین آپس مین جو چاہین وہ کرین مجھے اور تجھے مناسب نہین کہ ان دونون صاحبون کے مقدمات مین دخل دین
کی کوئی بات بولین ہمایون بن شداد یہ گفتگو فضل کی سنکے نہایت خشمگین ہوا اور تلوار کھینچکر بیساختہ دوڑکر فضل بن گیاہور
خون آشام کے سر پر ماری فضل بن گیاہور خون آشام نے اپنی تلوار کی پشت پر اسکی ضرب کو روک کر ایک تلوار ایسی ماری
کہ ہمایون بن شداد کے تا دو ابرو اتر گئی اور ہمایون بن شداد کے سر سے ایک چادر خون کی جاری ہوئی ناگاہ ایک سمت سے
ایک نعرۂ گوشخراش ہوا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا بداند و بشناسد کہ منم نقابدار بند پوش ہواخواہ شاہزادۂ خاور سپاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور یہ نعرہ کر کے برابر فضل بن گیاہور خون آشام کے آیا اور بضرب تیغ فضل بن گیاہور
کو زخمی کر کے سمت شاہزادۂ بدیع الزمان متوجہ ہوا ناگاہ دست راست سے ایک نعرہ ہوا کہ ہر کہ داند داند ہر کہ نداند حالا مرا
بداند و بشناسد کہ منم نقابدار پلنگینہ پوش ہواخواہ شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور یہ نعرہ کر کے مقابل نقابدار بند پوش
آکے کہا ای نقابدار بند پوش تجھے کیا لازم تھا کہ تو نے ہواخواہ بدیع الزمان کو زخمی کیا نقابدار بند پوش نے درہم برہم ہو کے دوڑ کر
تلوار پلنگینہ پوش پر ماری اور نقابدار پلنگینہ پوش نے زخم تلوار کا کھا کے رومال سے اپنے زخم کو باندھا اور پلٹ کر تلوار بند پوش
پر ماری بند پوش بھی زخمی ہو گیا قاسم نے تلوار شاہزادۂ بدیع الزمان کے سر اقدس پر ماری اور شاہزادۂ بدیع الزمان زخمی ہو کر
اسی حالت زخمداری مین یہ فرمانے کہ ای قاسم شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ۞ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۞ تیغ طہمورث
دیوبند قاسم کے سر پر مارا کہ قاسم بھی زخمی ہو گیا اور چار طرف سے دونون لشکر جنگ مغلوبہ کر کے آپس مین آمادۂ رزم و پیکار ہوے
حسب اتفاق طیفور زہر پرست نامے ایک سردار لقا کی بارگاہ کا چار لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے واسطے امداد گنجاب کے سیال سے
آتا تھا اثنائے راہ مین سنکر جنگ شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کا سنکر اپنے جی مین سوچا کہ کیا خوب گھات کا وقت ہی
کہ اسوقت مین اپنی فوج و سپاہ کو لیکر ان دونون دشمنان خداوند کے لشکر پر جا پڑون اور دونون نابدہ خدا کے پرستارون
یعنی بدیع الزمان اور قاسم کے سر کاٹ کے بحضور خداوند باختر لے جاؤن کیا عجب ہی کہ اسکے جلدو اور صلہ مین طرہ بخیری مجھے
ملجائے غرض طیفور زہر پرست یہ اپنے جی مین سوچ کے مع اپنے چار لاکھ سوار کے یلغار کیے دونون لشکرون پر آگرا اور تا غروب آفتاب
شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم نے اسی حالت زخمداری مین اسقدر شمشیر زنی کی کہ لاش پر
لاش و سر پر دھڑ سر پر سر مردے پر مردہ گرا دیا تھا اور جسطرف وہ دونون ضیغم دشت کارزار تیغہ آبدار پکڑ کے حملہ ور ہوتے
تھے افواج کفار مثل گلۂ گوسفند چار طرف بھاگی بھاگی پھرتی تھی اور دلیران تہور شعار اور شجاعان عرصۂ کارزار ہمراہیان
دونون شاہزادگان والا تبار کے جو تھے اُنھون نے سر فروشی اور جان نثاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا بلکہ
عنقریب تھا کہ لشکر طیفور زہر پرست ہزیمت کھا کے بھاگ کھڑا ہو اس عرصہ مین ظلمت شب جو طاری ہوئی اور از بسکہ
شاہزادۂ بدیع الزمان اور خاور سپاہ کے جو جسمہائے اطہر سے بسبب جراحتہائے کاری کے خون بشدت اور بکثرت نکل
گیا تھا تو غش پر غش چلا آتا تھا اسوقت حالت اپنی سستی اور ضعف کی دیکھکر دونون شاہزادون نے تلوارون کو میان
مین کر لیا اور اپنے اپنے ہاتھ گھوڑون کے گلون مین ڈالکر قربوس پر اپنے سرون کو جھکا دیا وہ مرکب با وفا اپنے راکبون
کو باین جانگدازی دیکھکر میدان سے لیکے ایک ایک سمت کو نکل گئے

جب تک وہ دو دیکھیے داستان شوکت بیان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان سلطانان شاہان

حلقہ فگن گوش گردن کشان مردم ربائے زین جنگ شمشیر ہیبتہ جنگ شکنندۂ کمان رستم وستان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ عالیشان صاحبقران دوران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جبکہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار سلطان جمشید اقتدار امیر حمزۂ عالی وقار سے رخصت ہوکے سمت باختر واسطے خبر لانے شاہزادۂ بدیع الزمان کے روانہ ہوا اور گاؤلنگی گاؤسوار از راہ مذورّی و مکاری بظاہر مسلمان اور باطن مین لقا پرست بارگاہ گردون اشتباہ مین بحضور صاحبقران دوران ایام گذاری اور کمین وقت مین رہتا ہو یہان سلطان والاشان شکارگاہ مین گئے اور وہان نقابدار کئی نمودار ہوئے اور حسب الحکم صاحبقران عالی شان کے مقبل نے جاکے دریافت کیا کہ یہ نقابدار ملکہ مہر گہر تاجدار ہین ملکہ مہر نگار کی نوشیروان کی بیٹی ہو جو کہ گاؤلنگی گاؤسوار سے نامزد ہی یہ سب ملکہ کی ہمراز ہین اور ملکہ مہر گہر تاجدار مسلمان ہو اور مدت سے آرزو رکھتی ہو کہ امیر با توقیر کی ملاقات کرے لپس سلطان صاحبقران یہ سنکے بہت خوش ہوئے اور مقبل کو مع پالکی بھیجکر ملکہ مہر گہر تاجدار کو بلاکے اپنے محل مین داخل کرنے کا حکم فرمایا بعد اسکے جب گاؤلنگی گاؤسوار نے سنا کہ ملکہ مہر گہر تاجدار سر سنا فردکھی اُسے امیر حمزہ صاحبقران نے بلاکے اپنے محل مین داخل کیا نہایت پیچ وتاب کھاکے دو ہتڑ اپنے سر پر مارا ناگاہ دیونگ عیار اُسکا آیا اور یہ حال گاؤلنگی گاؤسوار کا دیکھکر کہا کہ ای اسرافیل درگاہ لقا اب چند سے صبر کرین اب دیکھیے کہ مین حمزہ سے اسکے عوض مین کیا سلوک کرتا ہون یہ کہکے عیاری کی فکر مین جاتا ہی

	اب یہان سے داستان فرحت بیان بسمع شریف سامعین گذارش کی جاتی ہی	

کہ جسوقت دیونگ عیار گاؤلنگی گاؤسوار سے یہ کہکے کہ مین حمزہ کی فکر مین جاتا ہون ایک سمت کو روانہ ہوا تو تھوڑی دور ابھی نہین گیا تھا کہ اسنے دیکھا سامنے ایک لشکر نمایان ہو دیونگ عیار نے اُس لشکر مین جاکے جو پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہو اور کہان جاتا ہی لوگون نے کہا کہ کاؤس شاہ کوہستانی حسب الحکم خداوند لقا کے اسرافیل قدرت گاؤلنگی گاؤسوار کی مدد کے واسطے مع لاکھ سوار کے جاتا ہو دیونگ عیار یہ حال تحقیق کرکے اس لشکر مین گھسا اور کاؤس کوہستانی کے پاس جاکے اسنے بیان کیا کہ ای کاؤس کوہستانی مین دیونگ عیار اسرافیل درگاہ لقا یعنی گاؤلنگی گاؤسوار کا ترقیخواہ اور جان نثار ہون مین نے سنا کہ تو حسب الحکم خداوند لقا کے واسطے اعانت اور امداد گاؤلنگی گاؤسوار کے مع لاکھ سوار آیا ہو چند کلمے مجھے تجھسے بہت ضروری کہنا ہین اگر ساعت بھر کے واسطے ٹھہر جا تو مین تجھسے کہون کاؤس کوہستانی نام دیونگ عیار سنا کرتا تھا کہ دیونگ عیار اسرافیل درگاہ لقا کا ہی اسنے بڑی خاطر دیونگ عیار کی کرکے کہا بہت بہتر ہی خوب ہوا جو ای دیونگ تیری ملاقات ہوگئی مجھے بھی اسبات کا خلجان دل مین تھا کہ گاؤلنگی گاؤسوار اسرافیل قدرت خداوند لقا کا ایسا نہین جیسے بادشاہ ہفت کشور بھی اگر چاہے کہ دفعۃً زیر و زبون کرسکے یہ فرقۂ نادیدۂ خداے آسمان کے پرستارون کا ایسا زبردست کہان سے پیدا ہوا جسنے اسرافیل قدرت کو بہ تنگ کر رکھا ہی اور خداوند نے مجھے اُسکی مدد کے واسطے بھیجا ہی یہ کہکے کاؤس کوہستانی نے حکم دیا کہ آج ہم یہین مقام کرینگے چنانچہ خیمہ استادہ کراکے وہین اُتر پڑا اور دیونگ عیار کو علحدہ لیجاکے پوچھا کہ ہان صاحب یہ حال تو بیان کرو کہ یہ فرقہ خدا پرست کون ہین اور اسرافیل سے کیونکر مقابلہ اور مجادلہ ہوا اور ان دونون مین اب غلبہ کسکو ہو دیونگ عیار نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا ای کاؤس کوہستانی مین یہ قہر خداوندی کا حال کیا کہون ہر چند کہ یہ داستان بڑی ہو مختصر تجھسے کہتا ہون کہ حمزہ صاحبقران سرگروہ ان خدا پرستون کا بڑا زبردست اور صاحب اقبال ہو سالہاے دراز سے کیسے کیسے سحر کے رزم و پیکار کے گاؤلنگی گاؤسوار سے در پیش رہے اور کبھی سواے اپنی ذلت اور شکست فاش کے ان خدا پرستون کا کچھ نہ کرسکے آخر ناچار ہوکر مقتضاے فراست و مآل اندیشی یہی مصلحت سمجھے کہ از راہ فریب سازی کرکے تا وقتیکہ خداوند لقا کچھ اپنا فضل نہ کرے بظاہر ان لوگون کی اطاعت کیجیے چنانچہ اسرافیل درگاہ لقا گاؤلنگی گاؤسوار عاجز و ناچار ہوکر طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کے بظاہر مسلمان ہوگیا اور تمام ملک اور

مال اور خزانہ اور فوج و سپاہ برباد تباہ ہی ہر روز ایک ذلت کا سامنا رہتا ہی ایک ادنی سی بات یہ ہی کہ دو روز کا عرصہ ہوا ملکہ مہر نگار
تاجدار بیٹی نوشیروان بادشاہ عادل کسریٰ کی جو اسرافیل قدرت کے ساتھ نامزد تھی حمزہ نے اُسے بفریب بلا کے اپنے محل مین
داخل کر لیا اسرافیل قدرت نے یہ حال سنکر آپ کو دے دے مارا دوپہرین مار مار کر روتے ہین اور کوئی تدبیر یہان سے
نکل جانے کی اور بھاگ جانے کی سہدین بن بریقی کاؤس کوہستانی نے کہا کہ ای دیوتک عیار اب تو جا کے اسرافیل
درگاہ خداوند سے مدد اسلام کی خوب سمجھا دنیا کہ مین ایک گھڑی بھر مین استیصال لشکر حمزہ کا کر دونگا اب کچھ تم اپنے دل مین
رنج نہ کرو دیوتک عیار نے کہا ای کاؤس کوہستانی حمزہ آفت روزگار و بلاے بیدرمان ہی یہ تمہارا محض خیال خام ہی کیا تاب و
طاقت اور کیا سمجھ اور کیا دل و گردہ کسی کا جو اُسکا مقابلہ کر سکے شعر جا ئیکہ عقاب پر بریزد * از پشہ لاغری چہ خیزد بحسن حالت مین
کہ مالک العادل ایسا بادشاہ گردون بارگاہ جسکی بارگاہ مین چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی نشین اٹھارہ سو دعویدار
سلطنت چوبیس سو پہلوان نامدار سوا لاکھ یکہ کردہ سوار رکھتے شہنشاہ محتشم و محترم فخر دودمان ساسانیان نوشیروان
بن قباد بن کیقباد بن فریدون بن جمشید جم اسکو حمزہ نے تباہ و برباد کرکے شہر بشہر پھرایا اور تاج و تخت ملک و دولت کچھ
اُسکا نہ رہا پھر بھلا اور کسی کی تو کیا مجال جو اس سے عہدہ برآ ہو سکے کا ہان جو تدبیر مین بتلاؤن اُسپر تو عمل کرے تو البتہ ممکن ہی کہ
حمزہ اور تمام لشکر اُسکا تیرے قبضہ مین آجائیگا کاؤس کوہستانی نے پوچھا کہ وہ تدبیر کیا ہی دیوتک عیار نے کہا کہ مین تجھے
رنگ و روغن عیاری کا ملکے ایک سوداگر کی صورت بنا دیتا ہون تو دو چار ہزار خالی صندوق اونٹون پر لدوا کے نقارہ بجاتا
ہوا چل جسوقت کہ تیری خبر حمزہ کو پہونچیگی وہ بلا شک و شبہہ مجھے یقین کامل ہی کہ واسطے خرید تحائف کے تجھے اپنی بارگاہ مین طلب
کریگا تو بلا تامل دو چار خواص خدمتگار اپنے ہمراہ لے کے تاجرون کی صورت اُسکی بارگاہ مین جائیو اور جسوقت تو بیٹھے گا تو حمزہ
تجھسے تذکرہ دین اور مذہب کا کرکے پوچھیگا کہ تمہارا طریق کیا ہی تو بخوف و خطر کہنا کہ لقا پرستی جب تو یہ کہیگا تو حمزہ خداوند لقا کی
شان مین چند کلمے خلاف آداب کہکے تجھے اغوا کریگا کہ یہ لقا پرستی کا مذہب باطل ہی تم مسلمان ہو جاؤ خدا پرستی کرو تمہاری دنیا
و عقبی دونون پاک ہو جائینگے تم پہلے بہت سی حجتین نکالنا اور تکرار کرنا آخر کو دیدہ و دانستہ قائل ہوکے کہنا کہ یا سلطان صاحبقران
تم سچ کہتے ہو میری آجتک غلطی تھی اور فہم کا قصور تھا پھر جو تمہارے دین کو قبول کرے وہ کیا کہے وہ کلمہ مجھے بتلائیے تم
بظاہر طوطے کی طرح سے کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جانا جب تم مسلمان ہو جاؤ گے اور انکی اب کوئی حاجت باقی نہ رہی تب تم کہنا
کہ اگر حضور نے غلام کو مسلمان کیا تو اب غلام امیدوار ہی کہ ایک روز بجاے خوان نعمت گزین بنان جوین قناعت فرما کے
از راہ بندہ نوازی مہمان غلام کا قافلہ پڑا ہی وہان مع تمام اپنے سردارون اور شاہ و شہریارزادون کے قدم رنجہ فرمائیے
اور دعوت کھائیے اور جو کچھ تحفہ و تحائف غلام قسم مال تجارت کے ہمراہ رکھتا ہی وہین سب منظر اقدس و اعلی سے گذرینگے
اسمین باعث ازدیاد حرمت اور آبرو کا واسطے غلام کے ہوگا حمزہ کہے گا کہ کیا مضائقہ ہم تمہارے مہمان چلین گے اور دعوت
کھائینگے ہمارے طریق مین دعوت کسی کی رد نہین کرتے پس تم حمزہ کو مع تمام اُسکے بارگاہ نشینون کے اپنے ساتھ لے کے
یہان آنا اور طائفے ارباب نشاط کے طلب کرکے صحبت مین ناچ رنگ اور گانے بجانے کی حمزہ کو مع اُسکے سردارون کے
مصروف کرنا اتنے عرصہ مین کھانا بیہوشی آغشتہ مین تیار کرادونگا تم اُسے مع اُسکے تمام بارگاہ نشینون کے کھلوا کے جب
دیکھنا کہ بیہوشی انکے دماغون مین سرایت کر گئی سب کی مشکین باندھ کے انھین صندوقون مین ڈالکے مقفل کرکے انھین اونٹون پر
لدوانا اور یہان سے بخوبی تمام نقارہ کوچ کا بجوا کے چلے چلنا پھر پیچھے سے اگر فوج و سپاہ حمزہ کی کچھ حوصلہ سدراہ ہونے کا
بالمنعم و پیکار کا کریگی تو جہان تم حمزہ سے اور اُسکے پانچ ہزار پانچسو پچیس سوارون سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے
فوج سے حمزہ کی مقابلہ کرکے بھگا دینا بعد دن حمزہ کے اور بعد ان شہنشاہ لشکر اسلام کے پھر کوئی لڑنے کا بھی ارادہ نہ کریگا

بھاگ کھڑے ہونگے مگر ایک کام کرنا کہ حمزہ سے بروقت اقرار دعوت کھانے کے یہی کہدینا کہ شہریار مین ایک ادنی غلام ہون یہ حوصلہ نہین رکھتا کہ تمام لشکر فیروزی اثر کی دعوت کرسکون فقط اتنا اسیدوار ہون کہ ازراہ غلام نوازی حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام اور حضور مع تمام اپنے پانچہزار پانچسو پچپن شاہ و شہریار بارگاہ نشینون کے تشریف لے چلین اور جو کچھ نان و نمک حاضر ہو اُسے نوش فرمائین دس دس بیس بیس خواص خدمتگار سو دو سو چوبدار و دیگر شاگرد پیشہ ہزار دو ہزار سوار و پیادے سواری کے جلوس کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہون مضایقہ نہین اور ایسا یہ عرض ہی کہ غلام تجارت پیشہ ہی عیار کے نام سے غلام کی روح کانپتی ہی عیار کوئی سرکار کے ہمراہ نہو بس یہ طریقہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور تمام اُسکے بارگاہ نشینون کے پکڑ لینے کا ہی کاؤس کوہستانی نے کہا اچھا پھر تو میری صورت سوداگرون کی سی بنا دے مین ابھی سوار ہوتا ہون دیوتنگ عیار نے ایک روغن عیاری کال کر کاؤس کوہستانی کیصورت تبدیل کرکے پوشاک سوداگرون کی پہنا دی اور کاؤس کوہستانی پانچ چھہزار خالی صندوق شترون پر لدوا کے مع لاکھ سوار کے سوار ہوا اور نقارہ کوچ کا بجوا کے سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا ابھی کوئی پانچ کوس لشکر سے سلطان نامور کے دور تھا کہ عیاران لشکر اسلام نے اُسکے جاہ و حشم و فوج و سپاہ کو دیکھکر حال دریافت کیا کہ یہ کوئی سوداگر ہی واسطے فروخت مال تجارت کے اسطرف کو آتا ہی یہ خبر لے کے بارگاہ سلیمانی مین آئے اور زمین ادب کو بوسہ دے کے بحضور شاہ لشکر اسلام بعد دعا و ثنائے شاہی دست بستہ پکارے کہ سرور عالم کی عمر دراز یہان سے پانچ چھ کوس کے فاصلے پر ایک بہت بڑا سوداگر ملک التجار بڑا مال و اسباب پانچ چار ہزار شترون پر بار کرا کے لاکھ سوار سے فلان میدان مین فروکش ہوا ہی امیر با توقیر نے فرمایا کہ اُس سوداگر کو ہمارے پاس لاؤ جو مال و اسباب تحفہ اور عمدہ ہوگا ہم اُسے ضرور لینگے اور قیمت جو وہ طلب کریگا اُسے دینگے حسب الحکم سلطان با اکرام کے چوبدار نے کاؤس کوہستانی کے پاس جا کے ابلاغ حکم کیا کاؤس کوہستانی سوداگر بنا ہوا بموجب سکھلانے اور سمجھا رکھنے دیوتنگ عیار کے اُسیوقت سوار ہو کے داخل بارگاہ گردون اشتباہ ہوا اور پیرا گاہ پر سے پھرا کر کے نذر دی پیشگاہ معدلت دستگاہ سے حضرت ظل اللہ کے بہ کمال عطیات خسروانہ کرسی بیٹھنے کو ملی سوداگر نقلی آداب بجالا کے بیٹھ گیا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا کہ خانہ زاد کو کاؤس بدخشانی کہتے ہین امیر با توقیر نے پوچھا کہ طریق اور ملت تمھارا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ خانہ زاد لقا پرست ہی جو طریق آبائی و اجدادی غلام کا ہی وہ ہی سلطان صاحبقران نے ارشاد کیا ای کاؤس بدخشانی انسان اگر چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہو تو بدیدۂ ژرف بین و گوش ہوش اپنے دیکھے اور سُنے کہ وحدانیت اور الوہیت لقا مشرک خدا کی کس راہ سے ثابت ہوتی ہی اگر یہ سمجھے کہ لقا کی داڑھی الدین گز کی ہی تو ریچھون اور غولان صحرائی کے تمام جسم پر بہت بڑی بڑے بال ہوتے ہین بالون کے بڑے ہونے سے الوہیت کا اطلاق کرنا نہ چاہیے اگر یہ سمجھے کہ لقا کا پچپن گز کا قد ہی تو ایک ایک دیو ہزار ہزار بارہ بارہ سو گز کا قد رکھتا ہی خلائق اُنھین دیوون کو اپنا خالق کہا کرے اگر یہ کہ لقا کے پاس بچپن ہزار ملک باختر اور جاہ و حشمت و مال و دولت لشکر و فوج بہت ہی تو کیقباد اور فریدون اور جمشید اور کیخسرو اور دارا اور سکندر وغیرہ کیسے کیسے شاہان روزگار ہوگئے کل عالم اُنھین کو اپنا خدا جانتا لہذا یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ لقا مشرک خداخوک بیکر خرس بادیۂ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم ایک بشر ہی آخر ایک دن جہنم واصل ہوگا اُسے خالق اپنا گرداننا محض کفر و کافری ہی سجدہ اُسی خالق اکبر خدائے عزوجل کو واجب ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے طبقہ خاک کو عالم آب پر قایم اور خیمہ گردون کو بے ستون بلند کیا ہی شعر

سمیع و بصیر و حلیم و خبیر
فروزندۂ سقف گردان سپہر

حفیظ علی کل شئ قدیر
طرازندۂ انجم و ماہ و مہر

شہ لا شبیہ و شریک لہٗ
کریم و دود و صمد و غفور الرحیم
نگارندۂ نقش چشم و دہن

الٰہ الصمد شانہ وحدہٗ
حمید و مجید و عزیز الحکیم
جمع بند ترکیب بے پیرہن

ضیابخش افلاک و شمس و قمر معین الخلائق جمیل الخصال	ضیابخش نور جبین سحر مہین و ذو القدرت و ذو الجلال	بہنگام بیچارگی چارہ ساز خداوند علام و دانائے غیب	ز اغراض نفسانیت بے نیاز منزہ ز نقص و مبرا ز عیب

پس ای کاؤس بدخشانی تم توسن رسیدہ پیر جہاں دیدہ و دانشمند فہیم ہو تمکو تو لازم ہی کہ اب لعنت کرو اس لقا پرستی اور کفر و کافری پر اور نکلو اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمہ طیبہ پڑھکے ہو جاؤ سیر چشمہ ہدایت تاکہ دنیا و عقبی دونون بخیر ہون کاؤس کوہستانی کافر اکب ہی گندہ جہنم تعلیم یافتہ دیوتنگ عیار تھا اوسنے بموجب تلقین دیوتنگ عیار کے ازراہ فریب کہا کہ یا سلطان صاحبقران حضور برحق اور بجا فرماتے ہین آجتک کوئی آپ سا ہادی و رہنما مجھے نہین ملا تھا مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دین محض واہیات ہی اور آپ کا دین برحق ہی وہ کلمہ آپ مجھے ارشاد کیجیے تاکہ مین بھی پڑھکے افتخار کونین حاصل کرون امیر باتوقیر نے کلمہ شہادت تلقین کیا اُس بدذات تیرہ دل تاریک درون نے ازراہ مزوری و مکاری کلمہ پڑھا اور بظاہر مسلمان ہو گیا سلطان صاحبقران نے اُسے مخلع بہ خلعت کرکے بہت سا سرافراز کیا اور فرمایا ای کاؤس بدخشانی اب ہمارا جی چاہتا ہی کہ جو جو مال و اسباب تحفہ تحفہ تمھارے ہمراہ ہو ہمکو دکھلاؤ جو کہ ہمکو پسند آئیگا اُسکی قیمت حسب دلخواہ تمھارے مع منافع ملیگی اُس ملعون کاؤس کوہستانی نے کہا کہ ای شہریار مال و اسباب تجارت کا جو کچھ کہ ہی وہ سب ابھی جیسا جہاں پناہ حضور ارشاد کرتا ہی غلام امیدوار ہی کہ اگر آپ نے غلام کو مسلمان کیا تو ایک روز ازراہ غلام نوازی بجائے خوان نعمت گزین نان جوین قناعت کیجیے کس لیے کہ غلام نے سنا ہی طریقہ اہل اسلام مین اجابت دعوت کی از جملہ واجبات ہی اور ثواب دلداری مومن طواف بیت اللہ سے افزون تر ہی شعر ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد ٭ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد ٭ اور حضرت ظل اللہ شہنشاہ خواقین سجدہ گاہ بادشاہ لشکر اسلام اور تمام بارگاہ نشین سب صاحب حضور کے ہمراہ ہون بمقدور تو غلام کی اوقات نہین ہی بروہ پیش داور بدتر از گناہ یعنی یہ غلام کہے کہ تمام لشکر اور ملازمین اور متوسلین سرکار کے جو ہین اُنکی دعوت غلام کرسکیگا مگر حضور اور شہنشاہ لشکر اسلام اور تمام شاہ و شہریار کہ بارگاہ نشین ہین اُن سبھون کے واسطے جو نان خشک ہی وہ حاضر ہی مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ دو چار ہزار خواص و خدمتگار چوبدار مروہے فراش مشعلچی وغیرہ شاگرد پیشے والے اور دو چار ہزار سوار و پیادے ہمراہ سواری مبارک کے جو ہونگے اُنکی خدمتگاری جو مجھسے ہوسکیگی بجان و دل کرونگا مگر ایک عرض ہی کہ غلام عیارون کے نام سے مثل بید کانپتا اور ڈرتا ہی فرقہ عیار سے کوئی سرکار کے ہمراہ نہو سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ ای کاؤس بدخشانی فقط شہنشاہ لشکر اسلام اور مین کہو تو چلاؤن اور دعوت تمھارے یہان چلکے کھاؤن ہمارے یہان فی الحقیقت دعوت اگر کوئی کافر بھی کرے تو اُسکا رد کرنا بہت ممنوع ہی اور تم تو اب ہمارے بھائی ہو چکے ملت بیضا دین اسلام تمنے قبول کیا تمھاری دعوت ہم کیون نہ قبول کرین کاؤس کوہستانی نے کہا کہ حضور یہ کیا ضرور کہ آپ تنہا تشریف لے چلین غلام نے تو تمام بارگاہ نشینون کی دعوت کی ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اچھا جو تمھاری خوشی اور عیار کوئی ہمراہ نہوگا نہ فوج و سپاہ ہوگی کہو گے تو دو چار خواص خدمتگارون ساتھ لے لینگے کاؤس نے کہا پیر دم شد ٭ و چار کیا ہزار ٭ دو ہزار ہون تو کچھ قباحت نہین بعد اسکے کاؤس نے عرض کی کہ اب غلام رخصت ہوتا ہی کل حضور کو قدم رنجہ فرمانا ہوگا سلطان والاشان نے فرمایا کہ اچھا جاؤ چنانچہ کاؤس کوہستانی امیر باتوقیر سے رخصت ہوکے بیرون بارگاہ نکلا اور سوار ہوکے اپنے خیمے مین جاکے سارا حال دیوتنگ عیار سے کہا دیوتنگ عیار اُسیوقت تیاری دعوت مین لباسی و مکاری سرگرم ہوا اور دوم صبح کو کاؤس کوہستانی بمشورہ دیوتنگ عیار پھر سوار ہوکے بحضور سلطان ظفر انتساب امیر حمزہ عالیمقام آیا اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے عرض کی کہ ای شہریار اب غلام امیدوار ہی کہ حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام اور حضور مع تمام بارگاہ نشینون کے سوار ہون اور ازراہ غلام نوازی

خیمہ خاص مین تشریف لے چلین وہان سب سامان دعوت غلام تیار کروا کے آیا ہی سلطان صاحبقران نے حضرت ظل اللہ بادشاہ
سعد بن قباد سے عرض کی کہ کاؤس بدخشانی امیدوار ہی کہ حضرت سوار ہوکے تشریف لے چلین حضرت نے فرمایا کہ بسم اللہ
چلیے چنانچہ بادشاہ سعد بن قباد اور سلطان صاحبقران سوائے ایک شاہزادہ قرامرز عادی عربی کہ وہ کئی دن پہلے
سے بحسب اجازت سلطان صاحبقران شکار کھیلنے کے واسطے گیا تھا باقی مع پانچہزار پانچسو پچپن سرداران نامی اور پہلوانان
گرامی اور تمام بارگاہ نشینون کے سوار ہوے اور ایک ایک دو دو خواص خدمتگارون کو ہمراہ لے لیا باقی جلوس اور
شاگرد پیشے کے لوگ ہمراہ سواری کے رہ گئے اور تمام فوج وسپاہ کو حکم دیا کہ خبردار اب کوئی ہماری سواری کے ہمراہ نہ آئے
اور عیاران لشکر اسلام کو ممانعت کلی فرمائی کہ تم بھی کوئی ہمراہ ہمارے چلنے کا ارادہ نہ کرنا یہین سب حاضر رہو اور یہ فرماتے
ہوے بعظمت وجود تمام وبشوکت مالاکلام جہان خیمہ کاؤس کوہستانی کا تھا وہان جاکے پہونچے کاؤس کوہستانی
نے بہ کمال چرب زبانی ولسانی بہت سی دعائین دے کر غسلخانہ پیچھے پیچھے ہمراہ صاحبقران دوران اور بادشاہ اسلام
کے اپنے خیمے مین جاکے تخت حضرت ظل اللہ کا بچھوایا اور سلطان صاحبقران کو مع تمام بارگاہ نشینون کے بڑی اعزاز
واکرام سے بٹھایا الٹی صندوقچے جواہرات کے پیشکش کیے دو ڈھائی سو طائفے ارباب نشاط کے طلب کرکے صحبت ناچ و
گانے کی قرار دی طبلون پر تھاپ پڑی آوازہ ہوشا ہوش نوشانوش کی بلند ہوئی لہرا سارنگی کا پائین کی کھٹک آسمان کو
جانے لگی قانون مین رباب خیال جنگ سرود ستار دف دائرہ سرنی سرسنڈل راگ خیال الگوجا چیلتر ہنگ وغیرہ باجے
بجنے لگے ساقیان مہر طلعت ماہ صورت جام وصراحی زمردی لیے حاضر ہوے دورہ شراب یاقوت رنگ کا چلنے لگا دو دو
چار چار دورے جام مے گلفام کے ہو چکے ہین کہ ایک مرتبہ خسرو بلاد ہندوستان گرشاسب دوران لندھور بن سعدان
نے سمت سلطان عالی مقام متوجہ ہوکے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران اسوقت غلام کے سر مین عجب طرح کی گردش
پیدا ہوئی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی غلام کو آسمان کی طرف لیے جاتا ہی اور پھر وہان سے زمین پر پھینک دیتا ہی حضرت ظل اللہ
شہنشاہ لشکر اسلام نے بھی فرمایا کہ ای خسرو بلاد ہند مین بھی ایک گھڑی بھر سے یہی کیفیت دیکھ رہا ہون کہ سر میرا پھرا جاتا ہی
امیر با توقیر نے یہ گفتگو لندھور کی اور ارشاد شہنشاہ سعد بن قباد کا سنکے فرمایا کہ فی الحقیقت نشے کی شدت ہوگئی بلکہ مجھے تو
کچھ آثار بیہوشی کے سے نظر آتے ہین مالک اژدر چودست جب کو سلطان صاحبقران کے بیٹھا تھا اسنے کہا لاشک وریب شراب
مین بیہوشی آمیختہ تھی غلام کی زبان مین لکنت معلوم ہوتی ہی یہ سنکے امیر با توقیر نے جانب کاؤس کوہستانی کے مخاطب ہوکر
فرمایا کہ ای کاؤس بدخشانی یہ شراب تو نے کہان سے منگائی ہی اُس ملعون نے جواب دیا کہ ای حمزہ بدان و آگاہ باش کہ منم کاؤس
کوہستانی مین واسطے اعانت اور استمداد اسرافیل درگاہ لقا کے آیا تھا جسوقت مین نے سنا تو نے اسرافیل درگاہ لقا کا محاصرہ کر لیا
اور اسنے محض عاجز اور مجبور ہوکر مصلحتاً بظاہر کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا اور کچھ اختیار اسرافیل قدرت کا نہین رہا تب مین سمجھے
یہ سمجھ کے کہ اسرافیل درگاہ لقا تیرے قبضۂ اختیار مین محض بے بس اور بے اختیار ہی اُسکو چشم زخم نہ پہونچنے پائے یہ عیاری کی
یعنی تجھے مع تمام تیرے بارگاہ نشینون کے شراب بیہوشی آمیختہ بلا کے گرفتار کیا اب دیکھون کیونکر میرے ہاتھ سے زندہ وسالم بچکر جاتا ہی
یہ حال سنکے سلطان با اقبال نے قبضۂ تیغ سلیمانی پر ہاتھ ڈالکے فرمایا کہ باش او شیطان خدا ناترس بست اور یہ فرماکے
چاہتے تھے کہ اُٹھین بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی تھی پاؤن مین لغزش ہوئی صاحبقران لڑکھڑا کے گرے کہ چار طرف سے پانچہزار
پانچسو پچپن سرداران نامدار اور پہلوانان گرامی مع حضرت ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام تلوارین پکڑ کے چاہتے تھے کہ کام اُس تیرہ
انجام نطفہ حرام کا تمام کرین پاؤن مین لغزش ہوئی سب گرے اور کاؤس کوہستانی کے لوگ چار طرف سے بموجب
ایما کے توتک عیار کے دوڑ پڑے امیر با توقیر اور بادشاہ اسلام کو مع تمام بارگاہ نشینون کے گرفتار کر لیا اور جھٹ پٹ سبکو

آن صندوقوں میں بند کرکے مقفل کروادیا اور صندوقوں کو اونٹوں پر لدوا کے اُسی وقت نقارہ کوچ کا بجوادیا اور مع
سوار کے وہاں سے سمت سبائل روانہ ہوا وہ جو خواص خدمتگار وغیرہ ہزار پانچسو لوگ ہمراہ سواری کے تھے ان بیچاروں
کی کیا حقیقت تھی سواروں نے انکو بھی گھیر کر پکڑ لیا اور مشکیں انکی باندھ کر انکو بھی صندوقوں میں بند کرکے اونٹوں پر
کسوادیا تھا غرض یہ کہ کاؤس کوہستانی تو خوش خوش باطمینان تمام بےخوف و خطر راتوں رات کوئی چالیس کوس پر
جا پہونچا اور لشکر فیروزی اثر میں ابھی کسی کو اس حال سے مطلق آگاہی نہیں ہے اور وہاں وہ دغاباز جعلساز بدکردار کاؤس
کوہستانی کا بموجب فہمائش دیوتنگ عیار اور خوشنودی گاؤلنگی گاؤسوار یہ ارادہ ہے کہ سو دو سو کوس جاکے کسی پہاڑ
کے درے میں حمزہ صاحبقران اور وہ تمام اُسکے بارگاہ نشینوں کے دشمنوں کا سر کاٹ کر سمت سبائل لیجائے اور لقا
منتر کم خدا کی بارگاہ میں رسوخ اور نمود اپنی دکھلا کے طرۂ بیغیرتی لے مگر وہ جو مثل مشہور ہے وہ جاکو راکھے سائیاں مار نہ ساکے کوئے
بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے نہ برد رگے تا نخواہد خدائے حسب اتفاق شاہزادہ
فرامرز عاد مغربی جو سلطان صاحبقران سے اجازت لے کے واسطے شکار کھیلنے کے گیا تھا وہ کہیں اُسطرف سے پھرا ہوا آتا تھا
اثنائے راہ میں دور سے ڈنکے کی آواز جو اُسکے گوش زد ہوئی تو فرامرز عاد مغربی نے اپنے ملازموں سے فرمایا کہ ہاں ذرا آگے
جا کے دریافت تو کرو کہ یہ سواری کسکی جاتی ہے جہاں سے یہ آواز ڈنکے کی آتی ہے حسب الحکم ایک چوبدار اپنے گھوڑے کو چمکا کے
چلا اور اُس چوبدار نے کوئی دو کوس کے فاصلے پر جا کے دیکھا کہ ایک شخص سوداگر کی صورت مسلح اور مکمل گھوڑے پر سوار اُسکے
پیچھے قریب لاکھ سوار کے مسلح اور مکمل اور کئی ہزار شتر اُنپر بڑے بڑے صندوق چوبی مقفل کھینچے ہوے نقارہ بجواتا بڑی شخصیت
اور تمکنت سے چلا جاتا ہے چوبدار نے سد راہ ہو کے بآواز بلند پوچھا کہ یہ سواری کسکی ہے لوگوں نے کہا کہ کاؤس کوہستانی کی
چوبدار نے کہا کہ خیر کسی کی ہو شاہزادہ فرامرز عاد مغربی پسر زادۂ سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کی سواری آتی ہے
شاہزادوں کے سامنے کوئی ڈنکا نہیں بجا سکتا ہے ڈنکا بجانا موقوف کردو کاؤس کوہستانی نے جو یہ گفتگو اس چوبدار کی
سنی تو نہایت سراسیمہ و مضطر ہوکے دیوتنگ عیار گاؤلنگی گاؤسوار سے پوچھنے لگا کہ کیوں صاحب اب کیا تدبیر کروں
یہ شہزادہ کون ہے بدون جنگ و جدال اس سے مفر ہونا غیر ممکن ہے دیوتنگ نے جواب دیا کہ اے کاؤس کوہستانی تم حمزہ صاحبقران
اور اُسکے تمام بارگاہ نشینوں اور بیٹے پوتوں سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو کہتے تھے اس بیچارے فرامرز عاد مغربی کی کیا
حقیقت ہے یہ کچھ حمزہ کے بیٹے پوتوں کی برابری نہیں کرسکتا خیر یہ بھی ایک سرداروں میں ہے تمھیں اس درجہ پریشانی اور گھبرانا
نہ چاہیے جس فریب سے حمزہ اور بادشاہ لشکر اسلام کو مع ہزار پانچسو شخص سرداروں کے گرفتار کرلیا ہے اس سے بھی چل کے
ملاقات کرو وہی گفتگو دین و مذہب کی یہ بھی درمیان میں لائیگا تم اس سے بھی ویسی ہی حجتیں نکال کے معقول ہو جانا اور
کلمہ پڑھ کے دعوت کے حیلے سے خیمہ میں لاکے بٹھلانا میں بیہوشی آغشتہ کھانا اور شراب تیار کر رکھونگا تم اسے کھلا پلا کے جب
بیہوش ہو جائے گرفتار کر کے صندوق میں بند کرنا اور اس کانٹے کو بھی نکال کے بے کھٹکے سبکو قتل کر ڈالنا اور سروں کو
سب کے لیے ہوے خداوند باختر کے پاس چلنا یہ کہکے دیوتنگ عیار گاؤلنگی نے کہا اس چوبدار کو ذرا بلا کے اپنے پاس پوچھو کہ بھائی
تم کیوں آئے تھے اور کیا کہتے تھے جب وہ کچھ کہے تو تم کہنا کہ بہت خوب ہماری کیا تاب و طاقت ہے جو ہم ڈنکا یہاں بجوائیں
ہم لوگ تو سوداگر رعایائے سرکار سے ہیں یہ فوج و سپاہ فقط اپنے مال و اسباب روپیہ پیسے کی حفاظت کے واسطے ہمراہ
رکھتے ہیں ہزاروں سیکڑوں فرسنگوں ہر ایک اقلیم و دیار و کوہستانوں اور جنگلوں اور جزیروں میں ہم واسطے تجارت
کے آیا جایا چاہیں پھر فوج و سپاہ اگر نہ ہو تو ہمارا مال و اسباب قطاع الطریق اور راہزنوں کے ہاتھوں سے کیونکر
بچے اے مرد بھلے صاحب تم ہماری طرف سے آداب و تسلیمات شاہزادہ عالم سے کہنا اور کہنا کہ غلام سے بڑی خطا

ہوئی

ہوئی نادانستہ غلام نے یہاں ڈنکا بجوایا حضور کی سواری آنے کی غلام کو اطلاع نہ تھی کاؤس کوہستانی نے بموجب ترغیب دیوتاگ
اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کے اُس چوبدار کو دور سے پھر بلا کے جو کچھ کہ دیوتاگ نے سکھلا دیا تھا کہکے دو اشرفیاں چوبدار کو انعام کی
دلوائیں اور رخصت کیا چوبدار نے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے پاس آکے بیان کیا کہ حضور کاؤس بدخشانی نامے کوئی سوداگر
پیر ضعیف بہت خوب شخص ہے اُسکے ساتھ قریب لاکھ آدمیوں کے ہیں وہ ڈنکا بجواتا جاتا ہے جسوقت غلام نے اُس سے جلنے کا بلاغ
حکم سرکار کیا عتاب و خطاب کے خوف سے مثل بید لرزاں اور ترساں ہوکر اُسیوقت ڈنکا بجانا موقوف کر دیا اور عرض کرنے لگا
کہ میں رعایاے سرکار سے ہوں میری کیا مجال جو میں ڈنکا بجواؤں نادانستگی سے یہ خطا غلام سے سرزد ہوئی امیدوار ہوں کہ ازراہ
رعایا پروری معاف ہو فرامرز عاد مغربی نے یہ حال کاؤس کا سنکے فرمایا کہ کیا مضائقہ اگر پھر جاؤ تم اُس سوداگر سے کہو کہ تمہارے
پاس جو جو کہ اسباب و مال تجارت تحفہ اور عمدہ و بیش بہا ہو وہ ہمکو دکھلاؤ جو شے کہ اُسمیں ہمارے پسند آئیگی قیمت حسب دلخواہ
تمہارے دلوا دیجائیگی حسب الحکم وہ چوبدار پھر اپنا گھوڑا دوڑا کے کاؤس کوہستانی کے پاس گیا اور جس طرح سے شاہزادہ فرامرز
عاد مغربی نے حکم دیا تھا اُس کاؤس کوہستانی کو پہونچایا کاؤس کوہستانی نے کہا بسر و چشم بہت خوب اور یہ کہکے اُسیوقت
بموجب ایما انکے گاؤ لنگی گاؤ سوار اور دیوتاگ عیار کے اُسی مقام پر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ ہمارا لشکر آج یہیں اُترے اور مقام ہو
اور چوبدار کے سامنے جب لشکر کے مقام کرنے کو حکم دیچکا تب اپنے خیمہ ایستادہ کروایا اور مع تمام اپنے مشیروں اور مصاحبوں کے
اُترکے خیمہ میں گیا اور سب کو حکم دے کر کہ تم یہاں مال و اسباب سنبھال کے اُترواؤ میں شاہزادہ عالم کی حضور میں ہوکے
مجرا کرکے ابھی آتا ہوں اور وہاں مال و اسباب اترنے لگا یہ کاؤس کوہستانی سوار ہوکے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے پاس چلا اور
اپنے نوکروں سے حکم دے گیا کہ جس طرح سے دیوتاگ عیار اور اسرافیل درگاہ لقا گاؤ لنگی گاؤ سوار تمہیں کہیں وہ تم کرنا القصہ
کاؤس کوہستانی نے ہمراہ انکے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی سے ملازمت حاصل کی اور عرض کیا کہ یہاں چونکہ میں خانہ زاد سے
کچھ خدمت سرکار کی نہیں پڑتی بہرحال حضور سے غلام محجوب ہے فرامرز عاد مغربی نے اس حرامزادے کی گفتگوے معقول و چرب زبانی
اور لسانی سنکے کہا کہ اے کاؤس کوہستانی ہم تجھسے بہت خوش ہوے تم خوب شخص ہو مگر یہ تو کہو کہ تمہارا طریق اور مذہب کیا ہے کاؤس
کوہستانی نے کہا کہ یہی جو دین اور ملت آبائی اور اجدادی چلا آتا ہے وہی طریق غلام کا بھی ہے فرامرز نے کہا کہ تمہارا آبائی و اجدادی
دین کیا ہے اُسنے کہا کہ خداوند جمشید ہزار ہا بات بہتر کی پرستش کرنا فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ تم کتنے بیوقوف ہو اُس مسخرے
خوک پیکر خرس یا وہ ضلالت سنے تو پتا بھی نہیں ہل سکتا اُسے تم کیا سمجھکر اپنا خدا گردانتے ہو خداے عزوجل جز وکل اور ہی لاشریک
شعر مبرا از شریک از جفت و چندی + منزہ از پستی و بلندی + لعنت کرو اُس بے حیا مشرک خدا پر اور ترک کرو اس کفر و کافری کو
کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہو جاؤ غرض دو گھڑی تک مابین کاؤس کوہستانی اور شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے حجت
اور تکرار رہی آخر کو کاؤس کوہستانی نے از راہ فریب اور مکر شیطانی عرض کیا کہ شہزادہ عالم بجا فرماتے ہیں میری ہی عقل و فہم
کی غلطی تھی پھر جو اُس دین اسلام کو قبول کرے وہ کیا کرے فرامرز عاد مغربی نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا کاؤس کوہستانی کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوگیا جب مسلمان ہوچکا تو عرض کرنے لگا کہ اے آقاے کونین شہزادہ عالم غلام نے سنا ہے کہ طریق اسلام میں
اجابت دعوت کی ازجملہ واجبات ہے اور ثواب دلداری مومنین طواف بیت اللہ سے افضل تر ہے لہذا مضمون اس
شعر کے شعر ای صاحب کرامت شکرانہ سلامت + روزے تفقدے کن درویش بینوا را + غلام امیدوار عطیات خاقانی
اور مراحم خسروانی سے یہ رکھتا ہے کہ اگر ایکروز بجاے خوان نعمت گزین بنان جوین قناعت فرمایئے تو زہے افتخار بندہ ہوا اور
اُس ذریعہ سے جو حضور غلام کے خیمہ میں تشریف لیے چلینگے تو وہیں جو کچھ اسباب اور مال اور تحفہ
تحائف وغیرہ ہے غلام حضور کو دکھلائیگا پھر جو کچھ کہ اُسمیں سے پسند فرمایئے گا کچھ قیمت پر منحصر نہیں وہ سب

حضور پر سے تصدق ہو فرامرز غا دمغربی نے کہا او کاؤس بدخشانی جس شخص نے کہ کلمہ پڑھا وہ تو مجھسے بہتر ہو چکا ہی تو اگر کوئی
کافر بھی دعوت کرے تو اسکی بھی آرزو کرین تمھارے یہان جا کے ہمین دعوت کھانے مین کیا عذر لاحق ہی اور وہ اسباب اور
مال تجارت تمھارا مبارک رہے بھائی ہم لیکے کیا کرینگے مگر ہان جو کوئی شی ایسی تحفہ میرے مرغوب و پسند ہوگی مین تم سے
لے لونگا کاؤس بدخشانی نے پھر یہ عرض کی کہ حضور بہت خوب جیسا ارشاد ہوگا غلام ویسا ہی کریگا مگر کل صبح کو آپ
میرے خیمے مین قدم رنجہ فرمائین وہین پچھلے دن بھر ناچ دیکھین گانا سنین آرام فرمائین اسکے جسوقت مزاج مبارک مین آئے
سوار ہو جائین فرامرز نے کہا اچھا ہم کوئی پہر دن چڑھے کل ضرور تمھارے یہان آکے دعوت کھاینگے غرض کاؤس کوہستانی
یہ فقرے بازی کر کے رخصت ہوا اور اپنے خیمے مین آکے سارا حال دیوتاک عیار سے بیان کیا دیوتاک عیار نے اسیوقت سے
تیاری دعوت کی شروع کی اور وہ جتنے صندوق پانچ چھ ہزار تھے جنمین کہ پانچہزار پانچ چھ ہمین سردار اور سلطان صاحبقران نامدار اور
بادشاہ لشکر اسلام بیہوش پڑے بند تھے اُن صندوقون کو بطور نیم قد دیوار کے چارطرف میدان مین رکھوا دیا اور ان صندوقون
کے اندر جو میدان تھا اسمین چوکا تختون کا لگوا دیا اُنپر فرش شطرنجیون چاندنیون کا کر کے ایک سمت ایک مسند پارۂ دیبا کی بہت
خوشنما گاؤ تکیہ بہت بھاری پشت پر لگا کے عطردان پاندان خلگیرین جو لگے خاصدان اُگالدان وغیرہ ظروف مرصع کار زرینہ
قرینے سے رکھدیے سو سوا سو طائفے ارباب نشاط کے طلب کر کے تیاری معقول کر رکھی اور باورچیخانے مین جا کے پلاؤ قلیہ
قورمہ غرض جتنا کھانا تھا سب مین بیہوشی ملا دی جتنی گلابیان شراب کی کشتیون پر چنی رکھی تھین اُن گلابیون کی
شراب مین بھی خوب آغشتہ کر دی بعد ازان جب وقت صبح کا ہوا اُسوقت دیوتاک نے کاؤس کوہستانی کو ترغیب
کیا کہ اب تم توقف نکرو لازم ہے کہ آپ سوار ہو کے بکمال تواضع و تکریم فرامرز غا دمغربی کو یہان لاؤ اور بس جھٹ پٹ
اُسے بیہوش کر کے پکڑ لو اور یہان سے کوچ کر چلو ٹھہرنا اور زیادہ توقف کرنا اچھا نہین چنانچہ کاؤس کوہستانی یہان سے
تن تنہا یکہ و واحد سوار ہو کے شاہزادہ فرامرز غا دمغربی کے لشکر مین گیا اور فرامرز غا دمغربی کو اپنے ہمراہ بڑے اعزاز و تکریم
سے اپنے خیمے مین لایا اور صدر جاہ و حشمت پر بٹھلا کے ہر کام مین غلامانہ سرگرم کار تھا اور سامنے جو طائفے حاضر تھے انکو
اشارہ کیا طبلون پر تھاپ پڑی آواز ہو ہا ہوئی نوشانوش کی بلند ہوئی شعر ہوئی گانیوالونکی الٰہی ھوہ ھا
نوشانوش کا ہوا اثر و ہام [illegible] ہوئے اہل رقص و طرب جمع آہ ٭ سمان ناچ گانے کا تھا جا بجا ٭ حسب اتفاق ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوا جو چلی تو وہ عادیان پور شداد بان کیتیان کرب بن کوہ کرب کم معدی یعنی پہلوان عادی کا پیٹ تو بہت بڑا ہی اور
جوان قوی ہیکل تنومند بازو جیسا اکیس گز کا دورہ کمر کا تھا تو پہلوان عادی کو کچھ یونہی سی بیہوشی اثر کر گئی تھی اس شور و غل
مین گانے بجانے کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو صندوقون کی درازون مین سے پہونچی تو پہلوان عادی کی آنکھ کھل گئی اور ساتھ
آنکھ کھلنے کے ادھر تو شور و غل گانے بجانے اور ناچ کی محفل کا ادھر خوشبو اقسام اقسام طرح کے کھانے پلاؤ زردہ سطنجن شیر برنج
یاقوتی وغیرہ کی جو پہلوان عادی کے دماغ مین پہونچی تو بیتاب ہو گیا اور ایک مرتبہ اپنی صندوق مین پڑے پڑے پکارا کہ ارے
او کمبخت لاملذ ہو تم کیسے سنگدل ہو قصاب بھی اگر گاؤ کشی کرتا ہی تو پہلے اس جانور کو کھانا کھلا لیتا ہی پانی پلا دیتا ہی تب
ذبح کرتا ہی یہ انواع انواع اقسام اقسام طور کا کھانا تمنے جو پکوایا ہی تو مارے بھوکھ کے مین مرتا ہون ای کافرو بدبختو تھوڑا سا
مجھے بھی بھیجدو کہ مین کھا لون پھر تم جانو مجھے قتل کرنا یہ آواز پہلوان عادی کی سنکے دیوتاک عیار اور گاؤ لنگی گاؤ سوار
اور کاؤس کوہستانی تو ادھر ادھر دیکھنے لگے طرح دیگئے مگر شاہزادہ فرامرز غا دمغربی نے فرمایا کہ ہان ہان ذرا گانا تو موقوف کرو
سنو تو یہ کون کہان کھڑا غل مچاتا ہی کہ مین بھوکھ کے مارے مرتا ہون مجھے تھوڑا سا کھانا کھلا دو دیوتاک عیار اور گاؤ لنگی گاؤ سوار
دونون صورت [illegible] تبدیل کیے ہوے برابر کاؤس کوہستانی کے جو بیٹھے تھے انھون نے جواب دیا کہ شہزادہ عالم

باہر خیمہ کے کوئی فقیر ہوگا دیکھیے جو سنگانے لیتے ہین یہ کہکے بات کو ٹال دیا اور ارباب رقص و سرود سے اشارہ سے کہا کہ ہان تم سب کیون خاموش ہو رہے گاؤ بجاؤ پھر ناچ گانا شروع ہوگیا پھر گھڑی بھر بعد پہلوان عادی نے بآواز بلند کہا کہ او ظالمو حرامزادو میرا مارے بھوکھ کے دم نکلتا ہی کاش اس عذاب سے مجھے ایک مرتبہ ذبح کر ڈالو ورنہ تھوڑا سا کھانا مجھے بھیجدو پھر شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی نے ہنسکے پوچھا کہ ایے صاحبو یہ کون فریاد کرتا ہی تمنے کسی نے باہر خیمے کے جاکے دریافت نہ کیا اسکی مرتبہ پھر کاؤس کوہستانی اور دیو تنگ عیار نے باتون مین ڈالکے ٹال دیا دو گھڑی بعد اگلی مرتبہ پہلوان عادی نے پھر بہت شور و غل کرکے گالیان دینا شروع کین اور کہا کہ او خبیث شیطان مجسم تو نے بفریب مجھے کس جرم پر یہان صندوق مین بند کیا اور بھوکھا پیاسا مین تیرا پناہ ہون او مادر بخطا بقول سعدی شیرازی کے مصرع یا مکش یا دانہ دہ یا از قفس آزاد کن ۔ اگلی مرتبہ جو یہ آواز صاف شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کے گوش زد ہوئی تو اپنے جی مین یہ سوچ کے کہ یہ آواز تو پہلوان عادی کی سی معلوم ہوتی ہی اور یہ ثابت ہوتا ہی کہ انھین صندوقون مین کوئی قید ہی نہایت درہم برہم ہوکے کاؤس کوہستانی کی جانب مخاطب ہوکے فرمایا کہ ہمنے دو مرتبہ تمسے کہا کہ یہ کون زار نالے داویلا و بھوکھ کی کرتا ہی تمنے دریافت کرکے ہمسے کچھ نہ کہا یہ بتلاؤ کہ یہ آواز کسی صندوق مین سے آتی ہی تمنے کسی کو کسی صندوق مین قید کرکے رکھا ہی یہ ماجرا مفصل بیان کرو کاؤس کوہستانی سے اور تو کچھ جواب بن نہ پڑا جلدی مین کہنے لگا کہ میرا ایک غلام بڑا بدذات حرامزادہ ہی اُسنے کچھ مال و اسباب تجارت کا میرا چوری کیا کچھ اُسنے بیچ ڈالا کچھ برباد کیا اور جب اس سے پوچھا تو کچھ پتا سراغ اسکا ہرگز نہین بتلاتا ہی اسواسطے مین نے بطور چشم نمائی کے صندوق مین بند کردیا ہی شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی نے فرمایا کہ کیا مضائقہ تم اسکو صندوق سے نکال کے ہمارے روبرو لاؤ از روے عدالت او بصفت بعد تحقیقات جو کہ تنبیہ واجبی ہوگا وہ کردینگے یہ کلام شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی عالی مقام کا سنکے کاؤس کوہستانی اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کا رنگ فق ہوگیا اور دیو تنگ عیار کیطرف دیکھنے لگے دیو تنگ عیار نے بہ کنایہ و اشارہ کہا کہ واہ صاحب اسی حوصلے اور شجاعت پر تم کہتے تھے کہ مین حمزۂ صاحبقران کا مقابلہ کرونگا بھلا ہان تو پانچ ہزار پانچسو بھی شاہ و شہریار ہین کہ انمین ایک ایک رستم صولت سہراب زمانہ اشجع دہر ضیغم عرصۂ کارزار ہی اس ایک متنفس فرامرز عاد مغربی سے تو تم ڈرے جاتے ہو وہ تمھارا کیا کرسکیگا تم جواب دو کہ صاحب مین اپنے گھر کا مختار ہون تمھارے سامنے اُس اپنے غلام کو لانے سے مجھے مطلب کیا ہی چنانچہ کاؤس کوہستانی نے بموجب سمجھانے دیو تنگ عیار کے شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کو جواب دیا کہ شہزادۂ عالم آپ اپنے ملک کے مختار ہین مین اپنے گھر کا مالک ہون مین اپنے غلام کا حاکم ہون چاہون حق ناحق اُسے مار ڈالون آپ کو عدالت اور بصفت اور اُسکے تنبیہ سے کیا واسطہ ہی بس یہ تقریر اُس کاؤس شریر کی سنکے شاہزادۂ عالم بشدت غیظ سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھا اور نہایت درہم برہم ہوکے کہنے لگا کہ او بدذات یہ کیا تو بکتا ہی جلد لا اُس اپنے غلام کو ورنہ اسیوقت تجھے بسزاے اعمال پہونچاؤنگا کاؤس کوہستانی یہہ کہکے کہ باش باش ای فرامرز زبان دراز کن کہ گذارم ترا زندہ و سالم قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈال کے سمت شاہزادۂ عالم حملہ آور ہوا اور ساتھ اس بدذات کے چارسو پانچسو جو اُسکے مصاحبین مقرب بین سپہ سالار و سردار تھے ہان ہان کہکے چارطرف سے سپرین تلوارین پکڑکے شاہزادۂ عالم پر آن گرے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی بھی یہ نعرہ کرکے کہ نعرہ منم ان صف شکن اشجع روزگار بہ ولیپسر خواندۂ حمزۂ نامدار ہو مثل شیر صحرائی شمشیرزنی کرنے لگا نعرۂ فرامرز پہلوان عادی کے جو گوش زد ہوا تو اُسنے الکہ بہ غیظ و طیش کیحالت مین اپنے دونو ہاتھون کا یہ زور سے جو دیا تو صندوق کے دونون بازوون کے تختے ٹوٹ گئے اور بیساختہ پہلوان عادی نے صندوق مین سے نکل کے اسی صندوق کو اٹھالیا اور یہ نعرہ کرکے شعر بل عادیان پور سند ادیان ۔ منم عمرو عادی رستم زمان ۔ گران ہر کرا بار تن بر سر است ۔ حکیم علاجش بدست من است

فوج پر کاؤس کوہستانی کی مارنا شروع کیا پہلوان عادی کی آواز سے سلطان ظفر اختصاص امیر عالی مقام کی آنکھ کھل گئی صاحبقران دوران نے ایکو صندوق میں بند دیکھا اور نعرۂ پہلوان عادی اور شور و غل رزم و پیکار کا سنکے جانا کہ شاید مجھے اس سوداگر نے شراب بیہوشی آغشتہ پلا کے عالم غفلت میں اس صندوق میں بند کرلیا ہے الغرض بہ زور کرکے صندوق کو توڑ کر پھینکدیا طنطنۂ الله اکبر جگر سے کھینچ صدائے نعرۂ صاحبقران دوران تحفۂ گوش فلک جاتی ہے ساتھ نعرے کے جتنے سردار اور شاہ و شہریار صندوقوں میں بیہوش پڑے تھے سبکی بیہوشی اتر گئی اور جسکی آنکھ کھلی وہ صندوق کو توڑ کر نکلا اور وہی صندوق پکڑ کر مصروف حرب و ضرب ہوا خلاصہ یہ کہ آن واحد میں پانچہزار پانچسو پچپن سرداران لشکر فیروزی اثر سب کے سب اپنے صندوقوں کو توڑ کر جو نکلے تو وہی صندوق لیکر آمادۂ کفار کشی اور سرگرم رزم و پیکار ہوے مگر سپر تلوار سواے شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کے اور کسیکے پاس نہ تھی اس شاہزادۂ شجیع روزگار نے یکہ و تنہا ایسی شمشیرزنی کی کہ کشتوں کے پشتے لگا دیے اور تلواریں مارتا ہوا برابر کاؤس کوہستانی کے پہونچ گیا اور کاؤس کوہستانی کو یہ نہیب دے کے کہ باش اے کافر بدذات کہ کدام شہر اصیح و سلامت کہ از دست من زندہ روی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے چاہتا تھا کہ تلوار مارے ناگاہ پانوں فرامرز عاد مغربی کا وہاں کوئی موشک خانہ تھا اسمیں جا پڑا اور تلوار شاہزادۂ والا تبار کی کاؤس نابکار کے سر پر اوچھی پڑی اور اس علیہ اللعن نے جو باطمینان تمام تلوار ماری تو شاہزادہ فرامرز نے ہر چند سپر کو پناہ کیا تھا مگر زبردست کے ہاتھ کی تلوار تھی سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اتر گئی فرامرز نے اسی حالت زخمداری میں دہشتانہ مارا کہ تلوار تو خفیف سا کے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی بہ کر منہ پر آگئی تھی اس عرصہ میں اور شاہ و شہریار نامدار اور سرداران سلطان حمزۂ صاحبقران نامدار جو چار طرف وہ صندوق پکڑ پکڑ کے دس دس بیس بیس کفار جہنم واصل کرتے آتے تھے ان سبھوں نے جس سوار کو اپنے برابر آتے دیکھا اس کافر کو ٹانگ پکڑ کے تلے گرا دیا اور جھٹ پٹ بچستی تمام انکے گھوڑے پر سوار ہو گئے انکی سپر تلوار لیکر قتل عام کرنا شروع کیا تھا اور اسقدر رعب خوف تمام لشکر پر کاؤس کے چھا گیا تھا کہ ادھر تو اندک زخم کاؤس کے سر پہ آگیا تھا اور تمام سوار اسکے ساتھ کے بھاگ کھڑے ہوے اور قریب تیس چالیس ہزار سوار کے امان الامان پکارنے لگے ادھر سے غازیان دینداران نے بہ آواز بلند کہا کہ امان بشرط ایمان غرض جو لوگ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے انکو تو چھوڑ دیا باقی کئی ہزار کفار نابکار کو تیغ بیدریغ کر کے جہنم واصل کیا اور ادھر گاؤ لنگی گاؤ سوار وہاں سے بھاگ کر ملک سپہرین آیا غرضکہ جبکہ سلطان صاحبقران بعظمت و جودت تمام بشوکت مالا کلام مظفر و منصور ہو کر مع شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کے اپنی بارگاہ میں آکے داخل ہوے تب بر سبیل مذکور اور تحقیقات حال کاؤس کوہستانی کہ یہ کون شخص تھا اور یہ عیاری اور فریب اسنے کیونکر کیے تب زبانی ان لوگوں کی جو کہ ہمراہی اور ملازمین مقربین و مصاحبین کاؤس کوہستانی کے وعدہ گاہ مصاف میں بوقت جہنم واصل ہونے کاؤس کوہستانی کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے تھے اور ہمراہ سلطان صاحبقران کے آئے تھے سارا حال دیو تگ عیار کی عیاری اور گاؤ لنگی گاؤ سوار کی شراکت کا مفصلاً اور مشرحاً از ابتدا تا انتہا اسپ یا توقیر کو دریافت ہوا سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران گاؤ لنگی گاؤ سوار کی ایسی حرکت سے اپنے دل میں نہایت متحیر اور ملول تھے کہ گاؤ لنگی نے باوصف اسکے کہ کلمہ شہادت پڑھ کے اسلام قبول کیا تھا یہ شقاوت اور عداوت اسے مجھسے کس باعث سے تھی ناگاہ سامنے سے گاؤ لنگی گاؤ سوار رومال سے اپنے دونوں ہاتھ باندھے بارگاہ میں بحضور سلطان صاحبقران آیا اور روتا ہوا یہ شعر پڑھنے لگا شعر

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو	آن کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو	من بد کنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میان من و تو چیست بگو

ای سلطان عالیوقار امیر حمزۂ نامدار عاصی خاطی روسیاہ ہر چند کہ واجب القتل ہوں مگر مضمون اس آیہ رحیمہ کے

شعر در خور نباشتم قابل عفو تو اینک ۔ حشت و تیغ و کس منیدارم کہ خواہد خواست از دست تو داد ؎ اور سوا اسکے غلام کو دلو لگ عیار اغوا کر کے اُس کاؤس کوہستانی کے لشکر مین لے گیا اور سمجھاتا تھا کہ تم سے کچھ سروکار اور باز پرس کہین نہ ہو گی تم الگ رہو کاؤس کوہستانی سمجھ لیگا باقی یہ حال عیاری سکاری کا اور سردارون اور حضور کے دشمنون کو بیہوش کر کے صندوقون مین بند کرنے کا غلام کو مطلق معلوم نہ تھا جسوقت پہلوان حاوی صندوق توڑ کر نکلا اور سب سردار نعرہ کر کے نکلے اُسوقت غلام کو یہ حال معلوم ہوا سلطان صاحبقران نے یہ گفتگو گاؤلنگی گاؤسوار کی سنکے سر جھکا لیا اور فرط مروت اور طرز جرم بخشی اور عذر نیوشی سے فرمایا کہ ای گاؤلنگی گاؤسوار خیر بر گذشتہ صلواۃ اگر بصدق دل تم کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو تو جتنے جرم تمہارے ہین معاف کیے مگر آگے پھر کبھی ایسی خطائے فاش اور حرکت ناشائستہ نہ کرنا ابھی اتنا سمجھ لو کہ شعر عرصۂ اقبال مین ممکن نہین دشمن سے رنج ؎ مشتعل ہو آگ جب تک آب ہو اُسکی غذا ؎ تائید اسلام کی قدیم الایام سے چلی آئی ہے تمکو لازم ہے کہ زنگ کفر اپنے دل سے بکلی دور کر ڈالو گاؤلنگی گاؤسوار بہ کمال عجز و انکسار اشکبار ہو کے پھر دوڑ کر قدمون پر سلطان نامور کے گر پڑا اور از راہ مکاری اور بد باطنی بظاہر بہت سی لسانی اور چرب زبانی کر کے کہنے لگا کہ اگر پھر کبھی ایسی حرکت غلام سے سرزد ہو تو اُسوقت غلام کو قتل کر ڈالیے گا کیا مجال اور کیا قدرت اور طاقت غلام کی ابکی مرتبہ ایک دھوکا غلام کو ہو گیا اور غلام کی تقدیر مین یہ روسیاہی لکھی تھی غرض یہ باتین کر کے اب پھر گاؤلنگی گاؤسوار بارگاہ سلیمانی مین اپنی جائے معینہ پر بیٹھنے لگا

داستان حیرت نشان ظاہر ہونا ایک نقابدار زمرد رنگ کا صحرا کی طرف سے اور دیکھنا اسکو امیر باتوقیر کا اور دریافت حال نقابدار کرنا خواجہ عمرو سے اور بیان کرنا خواجہ عمرو کا پھر داخل ہونا اُس نقابدار کا حرم سرائے حمزۂ صاحبقران مین اور بغیظ و غضب اُٹھکر جانا امیر باتوقیر کا حرم سرا مین واسطے قتل کرنے نقابدار زمرد رنگ کے اور بعد دریافت حال پھر آنا حمزۂ صاحبقران کا اور پوچھنا عمرو کا کیفیت نقابدار کی اور بیان فرمانا حمزۂ صاحبقران کا

محرران اخبار حیرت اثر و کاتبان واقعہ عجیب تر اس داستان حیرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بارگاہ سلیمانی مین تشریف رکھتے تھے سرداران نامی اور پہلوانان گرامی بہادران شور شعار اور دلاوران چیدہ روزگار علی قدر مراتب و مناصب دنگلون پر یمین و یسار حمزۂ صاحبقران بیٹھے ہوئے ہین خواجہ عمرو بھی بارگاہ سلیمانی مین کرسی ہدہد پر جلوہ فرما ہین چار جانب سردارون پر نظر کر رہے ہین ہر چند کہ جملہ اسباب عیش و عشرت مہیا اور موجود ہے لیکن امیر باتوقیر نے جو سنا ہے کہ رستم خان کو گاؤلنگی نے قید کر لیا ہے اسوجہ سے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کو کمال صدمہ ہے آثار حزن و ملال چہرہ امیر باتوقیر سے ظاہر و ہویدا ہے کمال افسوس کر رہے ہین اور فرما رہے ہین کہ رستم خان کو اُسکے پدر ناہنجار گاؤلنگی گاؤسوار نے قید کر لیا افسوس ہزار افسوس عجب دلاور اسیر ہو گیا دیکھیے اب کبتک وہ دلاور رہا ہو کر ہمسے آکر ملتا ہے اور غنچۂ دل اپنا مثل گل کھلتا ہے بہادران دست راستی اور دلاوران دست چپی عرض کر رہے ہین کہ حضور اس جری کے قید ہو جانے کا اس درجہ صدمہ نہ کرین انشاء اللہ جلد تر اس بہادر کی صورت رہائی ظہور مین آئیگی خواجہ عمرو کوئی نہ کوئی اس بہادر کی رہائی کی تدبیر کرینگے خواجہ عمرو گفتگو سردارون کی سنکے یہ کہہ رہے تھے کہ کسیکو عمرو کی پریشان خاطری اور تنگدستی کی تو کچھ فکر نہین ہے اگر ہے تو یہی فکر ہے کہ عمرو سے کارہائے دشوار لینا چاہیے اور کارہائے سخت و صعب بغیر روپیہ خرچ کیے نہین نکلتے ہین کیونکہ مشہور ہے کہ روپیہ دنیا کا مشکل کشا ہے غرض جملہ سرداران بے مثل و نظیر تقریر خواجہ عمرو سن رہے تھے

اور حمزہ صاحبقران کی جانب سے منہ پھیر پھیر کر خواجہ کی باتون پر مسکرا رہے تھے ناگاہ جانب صحرا کچھ غبار بلند
ہوا سرداران دست راست جانب صحرا دیکھنے لگے جسوقت حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ سرداران دست راست
صحرا کی طرف دیکھتے ہین خود بھی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نے سوے دشت نظر کی ملاحظہ فرمایا
کہ کچھ غبار صحرا کی طرف بلند ہی امیر بانو قیر ابھی جانب صحرا دیکھ رہے تھے یکایک اُس غبار سے ایک نقابدار زمرد پوش
ظاہر ہوا امیر بانو قیر نے بوجہ دور ہونے کے بنظر غور جو ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ رخ نقابدار زمرد پوش کا اسی طرف ہی
جب وہ نقابدار راہ دشت طی کر کے کسیقدر قریب آیا اُسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش
بر چہار آئینہ چار کنوتی پر مرکب کی رکھے ہوے ہی شمشیر آبدار زیب کمر ہی خود فولادی سر پر ہی زرہ بیش قیمت زیب تن اور آہستہ ہی
دست و پا قوی معلوم ہوتے ہین نقاب زمرد رنگ چہرہ پر ہی مرکب شبرنگ پر سوار ہی سپید بر کو دوڑاتا ہوا اسطرف
چلا آتا ہی جسوقت امیر بانو قیر نے اچھی طرح اس نقابدار کے سراپا کو دیکھا خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ دیکھنا خواجہ
یہ نقابدار بہادر اور دلاور معلوم ہوتا ہی کیونکہ آثار شجاعت و جوانمردی اسکی شہسواری سے ثابت اور ظاہر ہوتے ہین سوا
اسکے ای خواجہ دست و پا بھی اس نقابدار کے ماشاءاللہ کنفرتی معلوم ہوتے ہین شاید اس نقابدار کو پہلوانی سے بھی شوق ہی
اور فن سپہ گری سے بھی لیاقت ظاہر اسکو آگاہی ہی ای خواجہ جبسے مین نے اس نقابدار کو آتے دیکھا ہی دل پہلو مین بیتاب و بیقرار ہی
بے اختیار اسوقت دل یہی چاہتا ہی کہ اس نقابدار کو اپنے سینے سے لگا لیجیے اور آنکھین یہی چاہتی ہین کہ اس نقابدار کو دیکھا
کرین ای خواجہ کچھ تمکو معلوم ہی کہ یہ نقابدار کون ہی کسکے گلشن کا سرو ہی اور کسکے گلستان کا گل ہی خواجہ عمرو نے اس نقابدار
زمرد پوش کو دیکھکر کہا کہ ای امیر بانو قیر مین اس نقابدار زمرد رنگ کے نام و نشان اور حسب و نسب سے تو مطلق آگاہی
نہین رکھتا لیکن اتنا خوب جانتا ہون کہ یہ نقابدار عالی وقار نہایت شجاع اور دلاور ہی فیل مست آگے اسکی قوت کے ایک
پشہ ہی اور شیر نر آگے اسکی طاقت کے ایک روباہ ہی اگر اس زمانہ مین رستم پیلتن بھی ہوتا تو قوت مین آگے اس نقابدار
جرار کے نزدیک صاحبان انصاف کے ایک زال تصور کیا جاتا اور اگر سام بن نریمان فی زمانہ زندہ ہوتا تو اس نقابدار کا
فن سپہ گری اور پہلوانی مین بر غنیمت تمام شاگرد ہوتا اور اگر اس عہد مین سہراب اور برزو اور گیو اور بیژن اور افراسیاب
اور اسفندیار وغیرہ پہلوانان ایران و نامداران توران بقید حیات ہوتے اور سب ملکر اس نقابدار تہور شعار بہادر و جرار
سے میدان مین مقابلہ کرتے تو یہ نقابدار عالیوقار بوجہ شجاعت خداداد و حیہ نامداران مسطور کو ایک چشم زدن مین شکست
فاش دیکر ایک رسن مین بسہولت باندھ لیتا اور کچھ بھی اس نقابدار کو دقت نہوتی جسوقت اس درجہ تعریف نقابدار
زمرد رنگ کی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران نے سنی اُسوقت امیر بانو قیر نے خواجہ عمرو
سے فرمایا کہ ای خواجہ اسقدر تو جھوٹھ نہ بولا کرو کیتنے تو اسوقت اس نقابدار کی اسقدر تعریف کی کہ انتہا سے بھی بڑھا دی
ای خواجہ مجکو تمھارے اس کلام کا اُسوقت یقین ہوگا جب تم کوئی وجہ اور دلیل اس نقابدار کی شجاعت کے باب مین
یون بیان کروگے کہ خود مین نے اس نقابدار کو میدان جنگ مین فلان بہادر سے لڑتے ہوے دیکھا اور فلان دلاور
کو قتل کرتے ہوے دیکھا جب خواجہ عمرو نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران سے سنی جواب دیا کہ ای امیر بانو قیر مین نے
جو اس نقابدار زمرد رنگ کی تعریف کی کچھ زیادہ نہین کی اور مین مطلق جھوٹھ نہین بولا اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ
کوئی دلیل اس نقابدار کی مین بیان کرون تاکہ آپ کو میرے کلام کی تصدیق ہو تو سنیئے مین ابھی بیان کرتا ہون ای امیر
بانو قیر آگاہ ہو جیے کہ جب آپ مسطر فاریابی کی قید مین تھے اور لشکر گاؤ لنگی کا سوار سے اور آپ کے لشکر سے گئی
ورنہ مقابلہ ہوا تھا اور پہلوانان لشکر گاؤ لنگی گاؤ سوار نے آپکے ادنی مردان لشکر کو قتل کرنا شروع کیا تھا اسوقت یہی نقابدار

زمرد رنگ اسی حالت سے ہنگام جنگ آتا تھا اور بڑے بڑے پہلوانان لشکر گاؤلنگی سے مقابلہ کرتا تھا اور طرفۃ العین مین ہر ایک پہلوان کو قتل کرتا تھا اور جسوقت جنگ موقوف ہوتی تھی یہ نقابدار عالی وقار توقف نہ کرتا تھا اوُسی جانب گھوڑے کو دوڑا کر راہ صحرا کی لیتا تھا اسی طرح ہر روز وقت مقابلہ ہر دو لشکر صحرا کی طرف سے ظاہر ہوتا تھا اور وقت ستیز نامی پہلوانون سے مقابلہ کر کے اُنکو اسطرح قتل کرتا تھا کہ آپ کے لشکر کے جملہ دلاوران بے اختیار تعریف اس نقابدار تہور شعار کی کرتے تھے اور سب متحیر تھے کہ نہین معلوم ہے یہ نقابدار جرار کون ہی مگر اتبک کسی کو اس نقابدار کے حال سے آگاہی نہین ہوئی تھی ای امیر باتوقیر مین نے اسی وجہ سے اس نقابدار زمرد رنگ کی شجاعت کی تعریف کی تھی اور یہی نقابدار باعث آپ کی رہائی کا بھی ہوا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا ای خواجہ اس امر کو بھی مفصل بیان کرو کیونکر یہ نقابدار میرے رہا ہونے کا باعث ہوا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران اُسی زمانہ جنگ وجدال مین ایکروز اس نقابدار نے مجکو اپنے قریب طلب کر کے یہ کہا تھا کہ اگر تین روز کی مدت مین تمنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کو مظفر فاریابی کی قید سے نہ رہا کیا تو اس شمشیر آبدار سے ای خواجہ تمھارا سر کاٹونگا اور نوک نیزہ پر بلند کرونگا اگر تم لاکھ عذر کروگے مین کسی طرح کوئی عذر نہ سنونگا اور تمکو ہرگز زندہ نہ رکھونگا ای امیر باتوقیر نقابدار زمرد رنگ مجھسے یہ تقریر کر کے چلا گیا تھا مین نے بجائے خود خیال یہ کیا تھا کہ ای عمرو اگر تو نے موافق کہنے نقابدار کے حمزۂ صاحبقران کو رہا نہ کیا تو ضرور بالضرور یہ نقابدار تیرے خون سے اپنی تلوار رنگین کریگا اور کسی طرح زندہ نہ چھوڑے گا پس ای امیر باتوقیر مین نے اس نقابدار سے خائف ہو کر آپ کو رہا کیا ورنہ یہ نقابدار مجکو ضرور قتل کر ڈالتا خواجہ عمرو ابھی یہ گفتگو امیر باتوقیر سے کر ہی رہے تھے کہ ناگاہ وہ نقابدار زمرد رنگ سمند صبا رفتار کو دوڑا کر مثل باد صرصر بارگاہ سلیمانی کے قریب سے جانب حرمسرائے حمزۂ صاحبقران نکل گیا امیر باتوقیر نے خیال کیا کہ گھوڑا نقابدار سے شور کا اسوجہ سے نقابدار یہان سے آگے نکل گیا ہی اب اودھر سے گھوڑے کو پلٹا کر میرے پاس یقیناً آئیگا مین بلطف اس نقابدار سے پیش آؤنگا کیونکہ یہ میرا محسن ہی اور اگر کسی امر اہم کے بارے مین یہ نقابدار مجھسے ملتجی ہوگا تو بھی مین بصد خوشی برائے انصرام کار اہم اقرار کرونگا اور اگر بعوض قتل کرنے بہادران لشکر گاؤلنگی کے طالب زر وجواہر کا ہوگا تو بھی اس نقابدار کو موافق اُسکی خواہش کے دونگا امیر باتوقیر تو بارگاہ سلیمانی مین یہ خیالات کر رہے تھے لیکن اب حال نقابدار زمرد رنگ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ نقابدار بارگاہ سلیمانی کے قریب سے جلد تر گھوڑے کو دوڑا کر حرمسرائے امیر باتوقیر پہ پہونچا اور قصد اندر جانے کا کیا دربانان حرمسرا نے منع کیا لیکن اُس نقابدار نے ہر ایک دربان کو جھڑک دیا اور بار دگر ارادہ حرمسرا مین جانے کا کیا اُسوقت ہر ایک دربان اور چوبدار نے بڑھ بڑھ کر روکا اور کہا کہ ای نقابدار یہان سے چلا جا ورنہ بہت پچھتائیگا ارے کیا دیوانہ ہی کہ ناموس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان مین بیخوف وخطر چلا جاتا ہی کچھ تجھکو اپنی جان جانے کا بھی خوف نہین ہی کیا ہو کہ ابھی اگر کوئی بہادر مثل شاہزادہ بدیع الزمان تجھکو آکر اس بے ادبی کی سزائے سخت دے پس ہمارے نزدیک مناسب یہی ہی کہ تو اپنے خیال محال سے باز آ اور جہانتک تجھسے بھاگا جائے بھاگ جا ورنہ سرداران حمزۂ صاحبقران تجکو زندہ نہ چھوڑینگے اور ہملوگ نگہبان قدیم حمزۂ صاحبقران کے ہین کسی طرح تجکو اندر حرمسرا کے جانے نہ دینگے اور ہمنے اسوقت تیرے حال پر رحم کر کے تجکو چھوڑ دیا ورنہ ہمین سب تیرے ہلاک کرنے کو کافی تھے جب نقابدار زمرد رنگ نے ہر ایک دربان وغیرہ کی تقریر سنی کمال غصہ آیا دربانون پر تلوار نہ کھینچی تو خلاف بہادری اور دلاوری جانا لیکن طمانچون اور گھونسون سے چند دربانون کو اسطرح مارا کہ سر انکے پھٹ گئے بعضون کو طمانچے اس زور سے لگائے کہ منہ اُنکے ٹیڑھے ہو گئے اگر کوئی اُن دربانون کی چہرون کو اسوقت دیکھتا تو اُسکو یقین کامل ہوتا کہ انکو لقوہ ہو گیا ہی اسی وجہ سے منہ انکا ٹیڑھا ہو گیا ہی قصہ کوتاہ بہت سے دربان مجروح ہوئے اور بہت سے

فریاد و فغان کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی کی طرف چلے تاکہ حال نقابدار زمرد رنگ سے حمزہ صاحبقران کو
اطلاع دین دربان تو خدمت امیر با توقیر مین جاتے ہین انکو تو انباے راہ مین چھوڑیے لیکن اب کچھ حال نقابدار کا
مندرج کیا جاتا ہی کہ جب دربانون سے در حرم سرا خالی ہوا اور کوئی روکنے والا باقی نہ رہا اُسوقت وہ نقابدار
زمرد رنگ حرمسراے امیر باتوقیر مین داخل ہوا اور نقاب اپنے چہرے سے اُتار کے ہر ایک عورت سے ملا ناظرین عالی
خرد والا مقام پر واضح ہو کہ یہ نقابدار زمرد رنگ ملکہ زبیدہ شیر دل تھین جو ناموس حمزہ صاحبقران مین چلی
گئی تھین ورنہ کسی مرد نامحرم کی کیا مجال ہی اور کیا اُسکی شامت ہو کہ حرمسراے امیر باتوقیر مین قدم رکھ سکے جسوقت
ملکہ زبیدہ شیر دل نے اپنی مادر گرامی قدر ملکہ گرویہ بانو کو دیکھا فوراً ادا سطے تسلیم کے سر جھکایا ملکہ گرویہ بانو نے
اپنی بیٹی کے سر کو بمحبت مادری سینے سے لگایا اور بعد پیار کرنے کے متحیر ہو کر پوچھا کہ ای نور نظر پارۂ جگر اس صورت
سے تیرا آنا ملک اردبیل سے کیونکر ہوا غضب کیا تو نے اگر تیرے پدر عالی مقام تیری اسطرح دن دہاڑے آنے کی
خبر سنینگے دیکھیے تیرا کیا حال کرینگے ملکہ زبیدہ شیر دل نے اپنی مادر سے دست لبستہ اسطرح عرض کیا کہ ای مادر
گرامی قدر وجہ میرے حاضر ہونے کی یہ ہوئی کہ قبل اسکے مین نے ملک اردبیل مین سنا تھا کہ میرے والد نامدار قید
ہو گئے ہین اور گاؤ لنگی لشکر جرار لیکر واسطے مقابلہ کے گیا ہی اور ہنگامۂ جدال و قتال لشکر والد نامدار سے گرم کیا
چاہتا ہی مین بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے اسی لباس سے ملک اردبیل سے بعجلت تمام روانہ ہوئی اور وقت
پر یہان پہونچی اور بہت سی لڑائیون مین شریک ہوے اور صدہا پہلوانون کو مین نے ہلاک کیا غرض ہر روز شریک
جنگ ہوتی تھی اور شام کو جانب صحرا چلی جاتی تھی چونکہ فی الحال مین نے یہ خبر پائی ہو کہ میرے پدر عالی مقام قید سے
مظفر فیروز و کامیاب رہا ہو کر تشریف لائے ہین اسوجہ سے اُنکی قدمبوسی کو آج اسجگہ حاضر ہوئی ہون ملکہ گرویہ بانو یہ تقریر
اپنی بیٹی کی سنکے خوش ہوئین اور جملہ نسوان حرم سرا بھی بسبب آنے ملکہ زبیدہ شیر دل کے مسرور ہوئین ملکہ گرویہ بانو
نے جلد تر پوشاک مردانی جو ملکہ زبیدہ شیر دل پہنے ہوئی تھین اُتروائی اور زنانہ لباس پہننے کو دیا ملکہ زبیدہ
شیر دل نے زنانہ لباس زیب تن کیا اور اپنی مادر کے پاس بیٹھین ملکہ زبیدہ شیر دل تو حرم سرا مین اپنی مادر مہربان
کے پاس بیٹھی ہوئی تھین لیکن اب حال اُن دربانون کا لکھا جاتا ہی کہ وہ دربان مضطر و پریشان با نالہ و فغان
خدمت امیر حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوے امیر حمزہ صاحبقران نے اُن دربانون کو طلب فرما کر پوچھا کہ
کیون روتے ہو انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت ایک امر ضروری تخلیہ مین حضور سے عرض کرنا ہی حمزہ صاحبقران
از راہ بندہ پروری و خدام نوازی بارگاہ سلیمانی سے اُٹھے اور علحدہ ایک گوشہ مین لیجا کر اُنسے پوچھا کہ بیان
کرو کیا کہتے ہو سبھون نے عرض کیا کہ حضور ہم سب در دولت پر بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک نقابدار زمرد رنگ
آیا اور اُسنے ارادہ حرم سرا مین جانے کا کیا غلامون نے اُسکو منع کیا اُس نقابدار نے غصہ مین آکر ہم لوگون کو مارا
کئی حضور کے ملازمون کے سر پھٹ گئے ہین اور وہ در دولت پر مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپ رہے ہین اور
بہت سے ملازم حضور کے طمانچے اُس نقابدار کے کھا کر ٹیڑھے منھہ کے ہو گئے ہین اور وہ نقابدار نگہبانان حضور
کا یہ حال کر کے اندر حرم سرا کے چلا گیا ہی یہی واقعہ عجیب اور سانحہ حیرت افزا اسوقت حضور سے ہم خادمون
کو عرض کرنا تھا بارگاہ سلیمانی مین کہ وہان جملہ سرداران لشکر بیٹھے ہوے ہین عرض کرنا مناسب نہ جانا
حضور کو یہان تشریف لانے کی تصدیع دیگئی اور اس حال حیرت مآل سے حضور کو اطلاع کی گئی جس وقت یہ حال
پر ملال امیر باتوقیر نے دربانون سے سنا مارے غصہ کے مثل بید کے کانپنے لگے چہرہ امیر باتوقیر کا غیظ سے

سرخ ہو گیا اور اسیوقت عقرب سلیمانی کو نیام سے کھینچکر بقہر و غضب در حرم سرا پر تشریف لائے وہان دیکھا تو فی الحقیقت
بہت سے دربان زمین پر لوٹ رہے ہین اور بہت سے دربان جنکے شتہ مُردے ہو گئے تھے دونون ہاتھون سے اپنا اپنا
کلّا جبڑا پکڑے ہوے درد کی شدت سے رو رہے ہین امیر باتو قیر کو دربانون کی یہ کیفیت دیکھکر اور زیادہ جو غصہ آیا
تو برہنہ عقرب سلیمانی ہاتھ مین لیے ہوے اور یہ کہتے ہوے داخل حرم سرا ہوے کہ نقابدار زمرد رنگ کو مار ہی
ڈالونگا غضب کیا آ سینے کہ میرے ناموس مین چلا گیا اور کچھ خوف مجھسے نہ کیا خیر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا مارے تلوارون
کے ٹکڑے ٹکڑے اُس نقابدار بے ادب کے کر دونگا اسوقت ساری شجاعت اور دلاوری اُس نقابدار کی دیکھ لونگا جب
حمزۂ صاحبقران بقہر و غضب حرم سرا مین پہونچے اور ملکہ گردیہ بانو نے امیر باتو قیر کو غصہ مین بھرا ہوا اور عقرب سلیمانی
کو لیے ہوے دیکھا اور کچھ نقابدار زمرد رنگ کے قتل کرنے کے بارے مین کلمات بھی سنے اُسوقت ملکہ گردیہ بانو گھبراکر اپنی
جگہ سے اُٹھین اور امیر باتو قیر سے سبب غیظ و غضب دریافت کرنے لگین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے اُسی حالت قہر و
غضب مین فرمایا کہ نقابدار زمرد رنگ ابھی یہان آیا ہی اُسکو قتل کرونگا جلد مجھکو بتاؤ کہ وہ بے ادب کہان ہی نسوان مجلسرا
نے جو امیر باتو قیر کو اسطرح آتے ہوے دیکھا اور نقابدار زمرد رنگ کے قتل پر آمادہ پایا مارے خوف کے کانپنے لگین
اکثر خواتین کو خوف سے غش آگیا کیونکہ کبھی انھون نے اسطرح غصہ مین حمزۂ صاحبقران کو نہ دیکھا تھا اکثر عورتین فریاد و فغان
کرنے لگین بعضی عورتین قدم حمزۂ صاحبقران پر گر پڑین اور منت کرنے لگین کہ نقابدار زمرد رنگ کو حضور قتل نہ کیجیے گا وہ تو
بچہ ہی اکثر عورتین دامن قبای زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان سے لپٹ گئین اور بگریہ و زاری عرض
کرنے لگین کہ حضور رحم کیجیے عقرب سلیمانی ہمکو دیجیے نقابدار بیچارہ کو ہلاک نہ کیجیے علاوہ خواتین مسطور کے ملکہ زبیدہ شیر دل
کی انا اور کھلائی وغیرہ نے جو خیال کیا کہ ملکہ زبیدہ شیر دل کو امیر باتو قیر اب قتل کرینگے مرداولین گے بے اختیار سر و پا برہنہ دونون
ہاتھون سے اپنے اپنے سرون کو پیٹتی ہوئین دوڑین اور حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ جوڑنے لگین اور گھبراہٹ مین یہی کہنے لگین
کہ حضور عوض مین نقابدار کے ہمکو قتل کرین یہ ہمارے سر حاضر ہین حضور تن سے جدا کرین لیکن نقابدار کو کہ بیگناہ ہی اور ابھی
ماشاء اللہ نوجوان ہی شادی بھی اُسکی نہین ہوئی ہی دنیا کی کوئی حسرت و آرزو اُسکی دل سے نہین نکلی ہی سہرہ بھی اُسکے
سر پر نہین بندھا ہی قتل نہ کیجیے گا اور خون اُس بیگناہ کا اپنی گردن پر نہ لیجیے گا دیکھیے حضور نقابدار زمرد رنگ کو ہلاک
کرکے بہت پچتائیے گا پھر اگر نقابدار کو دنیا مین چراغ لے کے ڈھونڈھیے گا تو نہ پائیے گا امیر باتو قیر سے جسقدر خواتین حرم سرا
مقدسہ نقابدار زمرد رنگ مین سفارش کرتی ہین امیر باتو قیر کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اکثر اُن عورتون کو جو ملازم ہین
حمزۂ صاحبقران قبضۂ عقرب سلیمانی سے ہٹا دیتی ہین اور انا اور کھلائی وغیرہ کو جو بہت لپٹی جاتی ہین اُنکو اُسی غیظ و
غضب مین ایک دو طمانچے بھی مارے دیتے ہین لیکن وہ عورتین مار کھاتی ہین مگر لپٹی جاتی ہین حمزۂ صاحبقران کو
صحن حرم سرا سے آگے بڑھنے نہین دیتین ہین مثل مور و ملخ کے گرد امیر باتو قیر کے جمع ہین ہرچند کہ حمزۂ صاحبقران
کو غصہ از حد ہی مگر یہ بھی خیال ہی کہ ایسا نہو کہ کوئی عورت میرے ہاتھ سے اسوقت قتل ہو جائے اسیوجہ سے امیر باتوقیر
عورتون مین گھرے ہوے ہین اور آگے بڑھ نہین سکتے ہین ورنہ امیر باتو قیر کو خداوند عالم نے وہ قوت دی ہی
کہ اگر کوہ گران بھی حائل ہو اور یہ اُس پہاڑ پر زور کرین تو وہ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے الغرض امیر
باتو قیر کے قدم سے تو عورتین لپٹی ہوئی ہین اور نقابدار کے قتل کرنے کو گھبراہٹ مین سب منع کر رہی ہین
کوئی یہ نہین کہتی کہ ای امیر باتو یہ نقابدار زمرد رنگ جو آیا ہی وہ مرد نہین ہی بلکہ آپ کی بیٹی ملکہ زبیدہ شیر دل
ہی اسیوجہ سے امیر باتو قیر کا غصہ کم نہین ہوتا ہی ملکہ زبیدہ شیر دل جو اپنے والد نامدار کو غیظ و غضب مین

دیکھ رہی ہین یہ بھی ایک گوشہ مین چھپی ہوئی تھرتھر کانپ رہی ہین اور بہت سی کنیزین ملکہ زبیدہ شیردل
کو اپنے اپنے دوپٹہ سے چھپاے ہوئے ہین اکثر عورتین دونون ہاتھ زیر آسمان بلند کیے ہوے خدا سے دعا کر رہی
ہین کہ امیر باتوقیر ملکہ زبیدہ شیردل کو قتل نہ کرین کوئی عورت باحال پریشان بال سر کے کھولے ہوے چلا رہی
ہے کہ یا مشکلکشا علیہ السلام جلد واسطے مشکلکشائی کے آؤ مین تمہارا وظیفہ دونگی کوئی عورت پاکدامن گریہ و زاری
کر رہی ہے کہ اے میری بیوی بس تمہاری بڑی دھوم دھام سے صحنک کرونگی تم اسوقت خدا سے یہ دعا کرو کہ میری
ملکہ زبیدہ شیردل قتل نہ کیجاے حمزۂ صاحبقران کو امیر پر رحم آجاے کوئی عورت اور کبھی ولی خدا کو بہر مدد
پکار رہی ہے غرض حرم سرا مین ایک ہنگامۂ محشر ہے جسوقت ملکہ گرویہ بانو نے دیکھا کہ عورتین امیر باتوقیر کی
گرد سے نہین ہٹتین اُسوقت ملکہ گرویہ بانو نے ہر ایک عورت کو جس طرح ہو سکا حمزۂ صاحبقران کے پاس
سے علیحدہ کیا اور خود امیر باتوقیر سے جاکر کہا کہ صاحب آج یہ غصہ کس شخص پر ہے نقابدار کیسا کچھ کہو تو سہی امیر
باتوقیر نے فرمایا اے ملکہ اسوقت نقابدار زمردرنگ کو ضرور قتل کرونگا کیونکہ وہ بیادب میرے ناموس مین
چلا آیا ہے جلد ہی بتاؤ وہ کہان ہے ملکہ گرویہ بانو نے کہا آپ ذرا تشریف رکھین غصہ کو کم کرین مین ابھی نقابدار
زمردرنگ کو حاضر خدمت کرتی ہون امیر باتوقیر یہ تقریر ملکہ گرویہ بانو کی سنکے ایک کرسی جواہرنگار پر بیٹھ گئے
اور ملکہ گرویہ بانو اپنی زوجہ سے فرمایا کہ اے ملکہ دیکھو مین بموجب تمہارے کہنے کے بیٹھ گیا ہون اب تمکو لازم ہے
کہ بموجب اقرار کے اُس نقابدار بے ادب کو میرے روبرو حاضر کرو تاکہ مین اُسکو اسی وقت قتل کرون ملکہ گرویہ بانو
نے کہا کہ صاحب آپ ایک تھوڑی دیر اور توقف فرمائین مین نقابدار کو حاضر کرتی ہون ملکہ گرویہ بانو کا دیر
کرنے سے یہ مدعا تھا کہ غصہ کسی قدر امیر باتوقیر کا کم ہو جاے القصہ جب زمانہ تھوڑی دیر کا گذر گیا اُسوقت ملکہ
گرویہ بانو ملکہ زبیدہ شیردل کو اپنے ساتھ لیکر خدمت امیر باتوقیر مین چلین اکثر خواتین حرم سرا اسطرح
مانع ہوئین کہ اے ملکہ عالم آپ یہ کیا غضب کرتی ہین ملکہ زبیدہ شیردل کو سامنے حمزۂ صاحبقران کے
کیون لیے جاتی ہین آپ نہین دیکھتین کہ امیر باتوقیر عقرب سلیمانی کھینچے ہوے غصہ مین بیٹھے ہین اور
آمادۂ قتل ملکہ زبیدہ شیردل ہین ملکہ گرویہ بانو ان عورتون سے کہتی تھین کہ تم سب بیوقوف ہو چپ ہو
جاؤ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھو ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دو غرض خواتین بموجب کہنے ملکہ گرویہ بانو کے چپ
ہوئین اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھین مگر حمزۂ صاحبقران کی جانب دیکھا کین اور دل مین یہ خیال کیا کین کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہے المختصر ملکہ گرویہ بانو ملکہ زبیدہ شیردل کا ہاتھ پکڑے ہوے روبروے امیر باتوقیر
تشریف لائین اور کہنے لگین لو صاحب نقابدار زمردرنگ یہی ہے اسکو اچھی طرح پہچان لو پھر قتل کرنا
جسوقت ملکہ گرویہ بانو نے تقریر مذکور روبروے امیر باتوقیر اسطرح کی حمزۂ صاحبقران نے بغور دیکھا بعد
دیکھنے کے حمزۂ صاحبقران کو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ملکہ زبیدہ شیردل ہے اُسوقت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کا غصہ کم ہوا اور عقرب سلیمانی کو ہاتھ سے رکھکر ملکہ گرویہ بانو سے پوچھا
کہ یہ ملک اردبیل سے نقابدار زمردرنگ بنکے کیون آئی اسکا یہان کام کیا تھا ملکہ گرویہ بانو نے
کہا کہ جب آپ کے دشمن مظفر فاریابی کے قید مین مبتلا ہو گئے تھے اور گاؤ لنگی لشکر جرار لیکر واسطے جدال و قتال
کے یہان آیا تھا اسنے بھی کسی سے سنا تھا کہ گاؤ لنگی لشکر لے کر واسطے مقابلہ لشکر امیر باتوقیر کے گیا ہے اور فی الحال
لشکر مین امیر باتوقیر تشریف نہین رکھتے تھے اسکو تاب نہ آئی نقابدار زمردرنگ بنکے اگر ہنگام مقابلہ ہر دو لشکر

ایا کی اور ہر روز لشکرگاہ ولنگی کے پہلوانون کو ہلاک کیا کی اور اسی نے خواجہ عمرو کو قتل کرنے سے ڈرا کر اپنا قید
سنلفر فاریابی سے رہا کرایا اور اب جو اسنے سنا کہ آپ مع الخیر رہا ہو کر لشکر مین تشریف لاتے ہین اسکو فخر ہوا کہ
آپ کی قدمبوسی کو حاضر ہو اور سعادت کونین حاصل کرے ملکہ گردیہ بانو نے یہ کہکر ملکہ زبیدہ شیردل کو اشارہ
کیا کہ اپنے والد گرامی قدر کی قدمبوسی کر ملکہ زبیدہ شیردل اشارہ اپنی مادر مہربان کا سمجھکر امیر با توقیر کو تسلیم
کرکے قدمون کیطرف یہانتک جھکی قریب تھا کہ سر ملکہ زبیدہ شیردل کا پاے مبارک امیر با توقیر سے ملے جسوقت
حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ زبیدہ قدم پر سر جھکاے ہوے ہین فی الفور محبت پدری سے اسطرح خوش ہو لڑکی کا سر
اپنی بیٹی کا قدم کی جانب سے اٹھا کر سینہ سے لگا لیا بعد الطاف پدری کے حمزۂ صاحبقران نے ملکہ گردیہ بانو
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اپنی بیٹی سے تاکید اکید میری طرف سے کہدو کہ اب کبھی مردانہ لباس کرکے گھر سے باہر
نہ نکلے ورنہ مین اگلی مرتبہ سخت سزا دونگا ملکہ گردیہ بانو نے کہا کہ اول تو اسنے خود آپکا فرمانا سن لیا ہے لیکن مین بھی اسکو
اچھی طرح سمجھا دونگی حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو ملکہ گردیہ بانو کی سنکے اور عقرب سلیمانی کو نیام مین رکھکر حرم سرا
کے باہر تشریف لائے دربانون کے بارے مین حکم کیا کہ انکا علاج کیا جاے بعد اسکے امیر با توقیر سر جھکاے ہوے
بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے جملہ سرداران دست راستی اور دست چپی واسطے تعظیم حمزۂ صاحبقران کے
اٹھ کھڑے ہوے جب امیر با توقیر دنگل پر تشریف رکھ چکے اسوقت جملہ سردار بھی بیٹھے امیر با توقیر دنگل پر بیٹھے بیٹھے
یہ خیال کرنے لگے کہ ای حمزہ ملکہ قریشیہ کے عقد کرنے کی تو مجکو فکر تھی اب ملکہ زبیدہ شیردل بھی ماشاءاللہ
جوان ہوئی ہے اسکی بھی شادی کی فکر کرنا لازم ہے اور غفلت کرنا اسکی شادی سے کسی طرح اچھا نہین ہے جسوقت
سرداران ذیوقار نے امیر با توقیر کو متردد اور متفکر دیکھا ہر ایک سردار نے بعد ادب حمزۂ صاحبقران کی خدمت
مین عرض کیا کہ ای امیر با توقیر اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ افضال پروردگار
سے مین اچھا ہون بعد مزاج پرسی کے اکثر سرداران نامی نے ارادہ کیا کہ حمزۂ صاحبقران سے حال نقابدار زمرد رنگ
کا دریافت کرین مگر جرأت نہ ہوئی لیکن خواجہ عمرو نے آہستہ امیر با توقیر سے پوچھا کہ وہ نقابدار زمرد رنگ
کون تھا اور کہان گیا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے بہت آہستہ فرمایا کہ ای خواجہ وہ نقابدار زمرد رنگ
ملکہ زبیدہ شیردل ہمشیرہ بدیع الزمان تھی ای خواجہ اسوقت خدا نے اپنا بڑا فضل کیا کیونکہ ملکہ زبیدہ
بشکل نقابدار زمرد رنگ دربانون کو مجروح کرکے حرم سرا مین چلی گئی تھی اور دربانون نے تخلیہ مین مجکو اس
امر سے اطلاع دی کہ ایک نقابدار حرم سرا مین چلا گیا ہے ای خواجہ اسوقت مجکو نہایت غصہ آیا تھا اور عقرب
سلیمانی کھینچکر واسطے قتل کرنے نقابدار کے مین حرم سرا مین گیا تھا بعد دریافت حال معلوم ہوا کہ وہ ملکہ زبیدہ
شیردل تھی ای خواجہ مین شکر خدا کرتا ہون کہ اسوقت میرے ہاتھ سے عالم غیظ مین کوئی عورت قتل
نہین ہوئی اور ملکہ زبیدہ شیردل کی بھی جان بچی خواجہ عمرو یہ گفتگو امیر با توقیر کی سنکے چپ ہو رہے اور
دل مین خیال کرنے لگے کہ ای عمرو واللہ اکبر نقابدار زمرد رنگ ہمشیرہ بدیع الزمان تھی جب بھی بڑے بڑے
پہلوانون کو اسنے میدان مین ہلاک کیا مین بہت متفکر تھا کہ یہ نقابدار زمرد رنگ کون ہے اب معلوم ہوا
کہ ملکہ زبیدہ شیردل تھی لیکن ای عمرو یہ عورت تو شجاعت مین مردون سے بڑھی ہوئی ہے دیکھیے اسکا عقد
کس سے ہوتا ہے اور اپنے شوہر سے یہ کیونکر بسر کرتی ہے اسکی قوت اور طاقت سے مجکو یقین ہے کہ اپنے خاوند سے
کسی طرح نہ دبیگی اور اس بیچارے کو پلنگ سے اٹھا اٹھا کر رات بھر مین ہزار مرتبہ زمین پر پٹکے گی خواجہ عمرو

بیٹھے ہوئے دل مین یہ خیال کر رہے ہین امیر با توقیر بھی ملکہ زبیدہ شیردل کی شادی کی فکر مین سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین اور جملہ سرداران نامی بھی بسبب خاموش ہونے اور متردد ہونے حمزۂ صاحبقران کے چپ بیٹھے ہین ان سبکو اسی طرح بیٹھے رہنے دیجیے لیکن اب کچھ خواتین حرم سرا کا حال رقم کیا جاتا ہے کہ جب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان حرم سرا سے بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہوئے اُسوقت خواتین حرم سرانے سامان نذر مہیا کیا کسی عورت نے خوش ہو کر کہا کہ کیا دعا سری مجیب الدعوات نے اسوقت قبول کی ہے مین اس خوشی اور مراد کے حاصل ہونے کی وجہ سے چند مسلمانون کی آج ہی دعوت کرونگی یہ کہکر اُسنے سامان دعوت مہیا کیا اور عورتون کو مدعو کیا کسی عورت نے ملکہ زبیدہ شیردل کی جان بچنے کی وجہ سے دو رکعت نماز شکر بصد خضوع و خشوع پڑھی کسی عورت نے کچھ زر و جواہر ملکہ زبیدہ شیردل پر سے تصدق کر کے فقرا اور مساکین کو دیا کسی عورت نے رسول خدا کی شیرینی پر نذر دی بعض خواتین نے مولا مشکلکشا کی نذر دلوائی اکثر عورتون نے بیوی کی صحنک کی غرض بعد نذر کے خواتین ذیوقار حرم سرا نے بوجہ خوشی کے ارباب نشاط کو طلب کیا نازنینان شیرین سخن مع ساز و سامان حرم سرا مین حاضر ہوئین اور بعد رقص کے سبار کباد گانے لگین تمام حرم سرا مین ہنگامۂ عیش و نشاط بلند ہوا ہر ایک عورت کا دل آرزو بر آنے سے کمال شاد ہوا بعد رقص کرنے اور گانے کئی نازنینان خوش گلو کے ایک مطربہ خوبرو خوش گلو غنچہ دہن سیمتن زہرہ جبین خورشید جمال عدیم المثال صاحب کمال پشواز بر زر پہنے ہوئے بناؤ سنگار کیے ہوئے پیش ملکہ گردیہ بانو حاضر ہوئی اور بعد ظاہر کرنے تکلفات اور کمالات رقص کے اس مطربہ شوخ چشم فتنۂ محشر نے بفرمائش خواتین حرم سرا بہ ناز و ادا یہ غزل گانی شروع کی

غزل

شب وصلت نہ گر وہ پردہ غل جاتا تو کیا ہوتا
اگر او ظالم مرا سینہ سل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیون تمنے شاع حسن عارض کا
بتاؤ وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پر ابتو نہین کی یار نے لیکن
اگر منہ سے ہاں وہ نکل جاتا تو کیا ہوتا
شکایت کی تو وہ بولے بہت تھے چاہنے والے
یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
گرایا کیون مری آنکھون سے اے دل اسطرح تونے
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
سر بزم اپنے عاشق سے نہ کین کیون گریبان تمنے
دلا گر اُسکے منہ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پایا اس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھبک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
جو طفل اشک دامن پر مچل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت مین مجھسے پوچھتے ہین شرارت سے
دل غیر آتش حسرت سے جل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن سر مرقد کی جانب سے
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہدین پراہی ہنر ہم بھی

جس وقت مطربہ مسطورہ یہ غزل ہر کی کہ جو سراسر عاشقانہ تھی پیش ملکہ گردیہ بانو و دیگر خواتین ذی وقار حرم سرا بصد ناز و ادا گا کر تمام کی اُسوقت جملہ خواتین حرم سرا غزل مسطور کو سنکے بدرجہ کمال خوش ہوئین بعض بعض نوجوان ملازم عورتون نے تو اکثر اشعار عاشقانہ غزل مسطور کے سنکے آہ سرد کھینچکر اپنا کلیجا پکڑ لیا اکثر عورتین کے پیش نظر اشعار غزل مسطور سنکے سامان وصل عاشق و معشوق پھرنے لگے مطربہ سے غزل ہر سنکر از خود رفتہ ہو گئین اکثر مغلانیون کی بپانہ اشعار غزل مرقومہ سنکے ذائقہ بوس و کنار آ گیا اکثر بہت سی بیشمد متین جو انتہا اشتیاق وصل تھین وہ اشعار غزل مندرجہ بالا کو استماع کر کے اور اپنی بد قسمتی پر کبھی نظر کر کے آنکھون مین اشک بھر لائین اور جو عورتین ملازم کہ نہایت ہی مسن تھین وہ بھی غزل ہر کو سنکے اپنی اپنی جوانی کو یاد کر کے رونے لگین اور ہر ایک شعر عاشقانہ پر کچھ خیال کر کے اُنکی بھی رال منھ سے ٹپکنے لگی کنیزین جو نوجوان تھین اور آرزو مند بوس و کنار تھین انکی تو یہ کیفیت ہوئی کہ ایک ایک شعر کو سنکے اور جانب فلک بحسرت نگاہ کر کے

پہلے تو روئیں پھر اپنے مقدر کی بدی پر دل میں یہ خیال کرنے لگیں کہ ہمسے اور کسی چاہنے والے سے زندگی میں کاہے کو وصل ہوگا لطف بوس و کنار اُٹھانا نصیب نہ ہوگا دیکھے کوئی شخص ہمارے بھی گلشن خرمن سے گل چینی کرتا ہی یا نہیں دیکھیں اپنا بھی دامن آرزو گوہر مراد سے بھرتا ہی یا نہیں امید تو ہمکو اپنے طالع نافرجام سے یہ نہیں ہے کہ ہم بھی پہلوے عاشق میں بصد راحت و آرام سوئیں گی بلکہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح جفاے چرخ بے مہری سے مدام رویں گی وہ عورتیں دنیا میں کیا خوش نصیب ہیں جنکے چاہنے والے جان نثار کرنے والے دو چار ہیں ایک ہم بدقسمت ہیں ہمارا شیفتہ اور فریفتہ ابتک ایک بھی نہیں ہے نہیں معلوم ہماری تقدیر میں کاتب قدرت نے کیا تحریر کیا ہے بقول ہاتف

شعر خط جبین پڑھا نہیں جاتا کسی سے واہ ٭ لکھا ہی حق نے حال مقدر نئی طرح ٭ غرض حرم سرا میں مطربہ مذکورہ سے غزل مسطورہ سنی ہر ملازم عورتوں کا جدا جدا حال اور خیال تھا الحاصل خواتین ذی وقار حرم سرا نے خوش اور مسرور ہو کر اُس مطربہ کو اسقدر زر کثیر اور جواہر بیش بہا انعام میں دیا کہ اُس مطربہ خوش گلو کا دامن آرزو و کیسۂ زر و جواہر سے بھر گیا مطربہ انعام کثیر پا کر خوش ہوئی اور پھر ناچنے اور گانے لگی جب مطربہ خوبرو گا چکی اُسوقت بحکم ملکہ گردیہ بانو بزم عشرت موقوف ہوئی نازنینان خوبرو خوش گلو بھی رخصت ہوئیں

داستان آنا چار نقابداروں کا خدمت حمزۂ صاحبقران میں اور عرضی دینا واسطے شادی کرنے اپنی لڑکیوں کے بعد پڑھنے عرضی کے مشورہ کرنا حمزۂ صاحبقران کا خواجہ عمرو سے اور تصویریں تقسیم کرنا سرداروں پر از آنجملہ ایک ایک تصویر دینا فرامرز اور کرب غازی کو اور کرب کا فرامرز سے تصویر لیکر نہ دینا اور حمزۂ صاحبقران کا کرب سے تصویر چھین کر فرامرز کو دیدینا اور کرب کا رنجیدہ ہو کر اپنے خیمے میں جا کر خود اپنے گلے میں پھانسی لگانا اور خواجہ کا فی الفور آنا اور حلقہ کمند گردن سے کاٹ دینا کرب کا بیہوش ہو جانا خواجہ عمرو کا رونا امیر با توقیر کا یہ خبر سنکر تشریف لانا اور عمرو سے یہ کہنا کہ تم کرب کو ملکہ زبیدۂ شیر دل سے شادی ہونے کا مژدہ دو اور عمرو کا مژدہ دینا کرب کا خوش ہو کر آنکھیں کھول دینا پھر خواجہ عمرو کا سامان شادی کرب غازی کرنا اور بڑے تزک سے ملکہ زبیدۂ شیر دل کو بیاہ لانا و دیگر حالات ساقی نامہ

کہاں ہے تو اے ساقی مہ جبین
عجب غم سے ہے حال قلب و جگر
خفا مجھ سے ہے آج کیوں بے سبب
مری بیقراری کی تجھکو قسم
نہ کر دیر اے ساقیے گلبدن
مری سنگدلی کا یہی ہے سبب
غرض ساقیا کر خیال اسقدر

نہ کر دیر آجلد میرے قرین
ذرا مجھ سے سنگدل کی بھی لے خبر
دکھا مجھکو تصویر بنت العنب
مری اشکباری کی تجھکو قسم
بنا کر دکھا دخت رز کو دلہن
لکھونگا میں احوال عقد کرب
گوارا نہ کر اب ملال بشر

بڑی دیر سے ہے مری چشم نم
رہے میکدے میں تری آبرو
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
سر شیشۂ مل کی تجھکو قسم
یہ میخانہ بھی آج سج اسطرح
دکھا دونگا نقشہ میں وہ کھینچکر

سراپا ہوں میں آج تصویر غم
بلا جلد مجھکو مے مشکبو
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
اب اے موسم گل کی تجھکو قسم
کہ ہوتا ہے شادی کا گھر جسطرح
پھڑک جائے مانی بھی دیکھے اگر

مصورنگاران نازک خیال و نقاشان مانی و بہزاد خصال مصوران با کمال و صورت کشان عروس جمال تحریر مقال بعدیم المثال رنگین طرح و خوش بیان وحید عصر و یکتاے جہان بلبل خوش نواے گلشن بلاغت و طوطی شیرین مقال بوستان فصاحت تصویر اس داستان رنگین کی بصد حسن و خوبی صفحہ بیان پر بقلم فکر سے اسطرح کھینچتے ہیں کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بعد اداے نماز سحر بارگاہ سلیمانی میں و تکیہ پر تشریف رکھتے ہیں بادشاہ لشکر اسلام سعد

بن قباد عالیمقام تخت جواہر نگار پر متمکن ہین سرداران دست راستی اور بہادران دست چپی یعنی بائین پانچسو پچیس تیغ زن صف شکن ہین دلیسیار حمزہ صاحبقران دنگاون پر بصد صولت وشوکت بیٹھے ہوے ہین اور حمزہ صاحبقران ذیوقار وظیفہ پڑھ رہے ہین خواجہ عمرو کرسی ہدہد پر رونق افزا ہین نسیم سحر چل رہی ہے طائران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوے باربار حمد پروردگار کر رہے ہین نور سحر سے جہان روشن ہے آفتاب طلوع نہین ہوا ہے اسیر باتوقیر جانب صحراے سبزہ زار دیکھ رہے ہین یکایک حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ صحرا کی طرف سے غبار بلند ہوا بعد چند ساعت کے امیر باتوقیر نے یہ دیکھا کہ چار نقابدار درکہباے سرنگ وسنگلی پر سوار اسطرف چلے آتے ہین حمزہ صاحبقران نے دیکھتے ہی اُن نقابدارون کو پہچان لیا کہ یہ وہ نقابدار ہین جنھون نے چاہ جمشیدی پر جب مین نابینا ہوگیا تھا آکر میری مدد کی تھی غرض یہ دیکھ نقابداران مسطور کے امیر باتوقیر نے واسطے استقبال نقابداران مذکور کے شاہان ہفت ملک کو روانہ کیا شاہان ہفت ملک بموجب حکم حمزہ صاحبقران گئے اور نقابدارون کا استقبال کیا چارون نقابدار امیر باتوقیر کی عزت افزائی اپنی نسبت دیکھکر بہت خوش ہوے اور ہمراہ شاہان ہفت ملک کے بصد خوشی بارگاہ سلیمانی مین آئے پہلے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد عالی مقام کو مجرا کیا بعدہٗ حمزہ صاحبقران کو آداب وتسلیم بجالائے اکثر سرداران نامی واسطے انکی تعظیم کے بایماے امیر باتوقیر اٹھ کھڑے ہوے حمزہ صاحبقران نے خوش ہوکر اپنے قریب جواہر نگار کرسیون پر انکو بٹھایا اور بعد لطف مزاج پرسی کی اور باعث آنے کا بھی دریافت کیا نقابداران مذکور نے کہا کہ افضال خدا اور آپ کی برکت دعا سے ہم بصحت وعافیت ہین ایک نقابدار ذی وقار نے ایک عرضی حمزہ صاحبقران کی خدمت مین گذرانکر بیان کیا کہ سبب ہمارے اسوقت آنے کا اس عرضی کے مضمون سے آپ پر ہویدا اور ظاہر ہوجائیگا امیر باتوقیر عرضی اُس نقابدار سے لیکر خود پڑھنے لگے اور اُس عرضی مین یہ مضمون تھا مضمون عرضی بعد القاب لکھا تھا کہ اے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان آپکو معلوم ہو کہ بمصلحت خدا سے ہم چارون کے ازواج سے چارسو بیٹیان پیدا ہوئی ہین اور ماشاء اللہ فی الحال جملہ دختران پاکدامن سن تمیز کو پہونچی ہین اور ہمکو سب لڑکیون کی شادیان کرنا منظور ہین ہرچند کہ ہفت ربع مسکون مین چارسو شاہزادگان نیک اطوار کی جستجو کی مگر کسی طرح ممکن نہوسکا چونکہ آپ کے لشکر ظفر اثر مین صدہا شاہزادگان عالیوقار وبہادران نامدار یکتاے روزگار ہین لہذا ہم امیدوار ہین کہ آپ کار ثواب جانکر دختران مرقومہ کو شاہزادگان وبہادران لشکر سے منسوب فرمائین اور ہمکو انکے عقد ونکاح کر دینے سے فرصت وفراغت دین فقط زیادہ حد ادب الٰہی آفتاب دولت واقبال وشجاعت مدام تابان رہے عرضی بندگان رب جلیل یعنی نقابداران خاکسار وذلیل جسوقت حمزہ صاحبقران عرضی مذکورہ بالا کو بخوبی پڑھ چکے عرضی کو رکھکر فکر کرنے لگے کہ ان نقابدارون کی چارسو لڑکیان ہین آئین نہین معلوم حسین کتنی ہین اور بدشکل کسقدر ہین غرض اُن سبکو ان شاہزادگان عالیوقار اور بہادران مشہور شعار سے کیونکر منسوب کیا جاے امیر باتوقیر نے یہ فکر کرکے خواجہ عمرو کو اپنے پاس طلب کیا جب خواجہ حمزہ صاحبقران کے پاس آئے اسوقت امیر باتوقیر نے خواجہ کو مضمون عرضی مسطور سے آہستہ آگاہی دیکر فرمایا کہ اس مقدمہ مین تم سے مشورہ لینا چاہتا ہون کس طور سے ان نقابدارون کی لڑکیون کو ان شاہزادون بہادرون سے منسوب کرون مجکو تردد اس امر کا بھی ہے کہ چارسو لڑکیون مین خوبصورت اور حسین

بھی ہونگی اور اکثر بدصورت بھی ہونگی پس جو لڑکیاں کہ حسین نہیں ہیں اُنکو کن بہادروں سے منسوب کروں اور جو لڑکیاں کہ صاحب حسن و جمال ہیں انکو کن دلاوروں سے منسوب کیا جاے ای خواجہ ان بہادروں میں سے جس بہادر کو اُس لڑکی سے جو حسین نہ ہوگی میں منسوب کرونگا تو وہ بعد عقد مجھسے شاکی ہوگا ہرچند کہ میں اُنکے نام اور اُنکی صورت سے آگاہی نہیں رکھتا فقط اس خیال سے یہ کہا گیا ہی کہ سب مرد خوبصورت نہیں ہوتے اور سب عورتین حسین نہیں ہوتین پس ای خواجہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ ان نقابداروں کی جملہ لڑکیوں سے ہمارے لشکر میں جو شاہزادے اور بہادر ہیں وہ آج ہی منسوب ہو جائیں اور سب کو بعد عقد کے ہمسے شکایت باقی نہ رہے خواجہ عمرو نے جب کل تقریر امیر باتوقیر کی سنی کہا کہ ای امیر باتوقیر میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ آپ ان نقابداروں سے کہیے کہ اپنی دختروں کی تصویرین مصوروں سے کھچوائیں اور آپ اُن سب تصویروں کو باہم ملاکر ایک صندوقچے میں رکھکر ایک ایک تصویر پشت کی طرف سے اُٹھاکر ہر ایک شاہزادے اور دلاور کو عنایت فرمائیں اس تدبیر سے ہر ایک بہادر ناخوش نہوگا اور جس صاحب تصویر کا جس بہادر کے عقد میں بحکم خدا آنا ہوگا وہی تصویر اُسکو آپ کے ہاتھ سے دستیاب ہوگی امیر باتوقیر نے تقریر مذکور خواجہ عمرو کی سنکے بہت پسند کی اور نقابداروں سے مخاطب ہوکر آہستہ فرمایا کہ جو کچھ آپ صاحبوں نے اس کاغذ میں تحریر کیا تھا میں نے بخوبی پڑھا آج ہی ہر ایک دختر آپ کی ایک ایک سردار سے منسوب ہو جاتی مگر بوجہ نہونے اُنکی تصویروں کے ناچاری ہی پس اب آپکو مناسب ہی کہ اپنی لڑکیوں کی تصویرین کھچوا کر کسی روز سعید لائیے تاکہ موافق آپ کی آرزو کے ہر ایک دختر ہر ایک شاہزادے سے منسوب ہو جاے نقابداروں نے بھی چپکے سے کہا کہ ہم تصویرین کھچوا کر لیتے آئے ہیں یہ کہکر حمزۂ صاحبقران کے روبرو جملہ تصویرین رکھدین اُسوقت امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ تصویرین تو میں تقسیم کیے دیتا ہوں لیکن ہر ایک بہادر کی شادی کا انتظام اور انصرام تمکو کرنا ہوگا خواجہ نے قبول کیا الغرض امیر باتوقیر نے جملہ شاہزادوں اور دلاوروں کی طرف مخاطب ہوکر چاروں نقابداروں کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور حال شرافت و نجابت ظاہر کر کے بیان کرکے فرمایا کہ جس جس شاہزادۂ نامدار کو شادی اپنی کرنا منظور ہو اسوقت ہمسے ایک تصویر بغیر دیکھے لے اُسی صاحب تصویر سے انکا عقد کیا جائیگا اُسوقت ہر ایک شاہزادہ ذیوقار اور ہر ایک دلاور بمجرد سننے تقریر حمزۂ صاحبقران کے خوش ہوکر طالب تصویر ہوا امیر باتوقیر نے جملہ تصویروں کو باہم ملاکر ایک صندوقچے میں پوشیدہ رکھکر بغیر دیکھے ایک ایک تصویر ایک ایک بہادر کو دینی شروع کی ازانجملہ ایک تصویر فرامرز کو دی اور ایک تصویر کرب غازی کو عنایت کی فرامرز تصویر کو دیکھکر نہایت خوش ہوا کیونکہ وہ تصویر ایک حسین اور خوبصورت شاہزادی کی تھی اور کرب غازی تصویر مذکور دیکھکر رنجیدہ ہوا اسوجہ سے کہ وہ تصویر ایک ایسی بدشکل عورت کی تھی کہ جسکا قد بہت پست تھا بال سر کے بھورے تھے آنکھیں چھوٹی چھوٹی کرنجی تھین اور پیشانی تنگ تھی گردن کوتاہ تھی چہرہ گول تھا رنگ رخ سیاہ تھا ہونٹھ موٹے موٹے تھے اور دانت ازحد بڑے تھے اور دو چار دانت تو ایسے باہر نکلے تھے کہ ہونٹھوں سے باہر تھے کمر اس درجہ چوڑی تھی کہ سینہ اور کمر میں کچھ فرق نہ تھا الغرض کرب غازی اُس تصویر کو دیکھکر ازحد ناخوش ہوا اور صورت تصویر کی معیوب دیکھکر لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے لگا آخر دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ نہیں معلوم مجھے کو ایسی تصویر ملی ہی یا اوروں کو بھی ایسی ہی تصویرین ملی ہیں پس ای کرب اسوقت مناسب یہ ہی کہ فرامرز سے تصویر لیکر دیکھ کہ وہ تصویر کیسی ہی القصہ کرب غازی نے بعد اس خیال کرنے کے فرامرز سے تصویر مانگی فرامرز نے کہا کہ میں تصویر نہ دونگا کرب غازی نے کہا کہ ایک نظر دیکھ لینے میں تو کچھ مضائقہ نہیں تھا فرامرز نے جواب دیا کہ میں اپنے ناموس کو تمھیں نہیں دکھاتا مگر اس شرط سے تصویر دیکھنے کو دیتا ہوں کہ تمنے بھی جو تصویر پائی ہی وہ تم بھی مجھکو دیکھنے کو دو کرب غازی

نے بوجہ بدشکل ہونے اس تصویر کے فرامرز سے اقرار کیا کہ اچھا تم اس تصویر کو لیکر دیکھو اور جو تمکو تصویر ملی ہے وہ مجھے دیکھنے کو دو فرامرز نے تصویر کرب غازی کو دیدی اور کرب غازی سے تصویر لے لی جب فرامرز نے اُس بدصورت تصویر کو دیکھا بے اختیار ہنسکے کہا کہ واہ واہ کیا شکل ہے دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوے جاتے ہین مگر ہمارے کرب غازی کا جوڑ تو معقول ہے کرب غازی کو یہ کلمہ کہنا فرامرز کا نہایت ہی ناگوار ہوا اور دل مین اپنے یہ خیال کیا کہ فرامرز نے اسوقت مجھسے مسخرہ کیا غرض کرب غازی تقریر طنز آمیز فرامرز کی سنکے چپ ہو رہا اور فرامرز سے جو تصویر لی تھی اُسے دیکھنے لگا جب سراپائے تصویر کو کرب غازی نے بخوبی دیکھا نہایت پسند کیا کیونکہ وہ تصویر ایسی خوبصورت اور حسین عورت کی تھی کہ اگر پری بھی اُس تصویر کو دیکھتی تو اپنے حسن و جمال کو صاحب تصویر کے حسن دلفریب سے کمتر پاتی المختصر جب کرب غازی نے تصویر کو اچھی طرح دیکھ لیا اُسوقت فرامرز نے کہا کہ اب تصویر دے دو اور یہ تصویر لے لو کرب نے جواب دیا کہ ہمنے تو یہ تصویر لے لی اب ہم اس تصویر کو نہ دینگے فرامرز نے کہا وجہ تصویر نہ دینے کی بتاؤ کرب غازی نے جواب دیا سبب تصویر نہ دینے کا یہ ہے کہ اپنا دل نہین چاہتا کہ یہ تصویر تمکو دیدین اور وہ تصویر لے لین فرامرز نے کہا بہتر اور مناسب یہی ہے کہ تصویر دیدو ورنہ باعث ملال کا ہوگا کرب غازی نے جواب دیا کہ ہم تم سے ہرگز نہین ڈرتے اگر کچھ دعوے شجاعت ہو تو بارگاہ سلیمانی سے نکلکے مقابلہ کرلو اگر زبردست ہو تو مجھسے یہ تصویر لے لو جسوقت فرامرز نے یہ تقریر کرب غازی کی سنی نہایت غصہ آیا اور ارادہ کیا کہ بارگاہ سلیمانی سے نکلکے جانب صحرا جاکر کرب غازی سے مقابلہ کرکے بزور شمشیر تصویر ناموس لے لینا چاہیے لیکن بخیال عتاب حمزہ صاحبقران بغیر اطلاع کیے ہوے واسطے مقابلہ کے جانا مناسب نہ جانا اور اُسیوقت امیر با توقیر کے پاس آکر یہ عرض کیا کہ اے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کرب غازی نے مجھسے تصویر دیکھنے کو لی تھی اب جو مین مانگتا ہون تو نہین دیتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اگر تمکو دعوے دلاوری ہے تو بزور شمشیر یہ تصویر مجھسے لے لو پس یا تو آپ کرب غازی سے تصویر مجھکو دلوا دین یا مجھکو مقابلہ کرنے کی اجازت دین مجھکو بغیر اپنے ناموس کی تصویر لیے ہوے کسی طرح چین اور قرار نہ آئیگا امیر با توقیر تو بہادران اور دلاورون کو تصویرین دے چکے تھے فرامرز کی گفتگو سنکے فکر کرکے کرب غازی سے فرمانے لگے کہ اے کرب فرامرز کو تصویر کیون نہین دیتے اور جو تمکو ہمنے تصویر دی تھی وہ تصویر فرامرز سے کس سبب سے نہین لیتے کرب غازی نے عرض کیا مجھکو یہ تصویر پسند آئی ہے اسوجہ سے مین نہین دیتا ہون اور نہ دونگا اور وہ تصویر مجھکو اچھی معلوم نہین ہوتی ہے اس سبب سے نہین لیتا ہون حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ جو ہمنے تمکو تصویر دی ہے وہی تصویر فرامرز سے لے لو اور بُرے اور اچھے کا خیال نہ کرو کیونکہ ہمنے کسی سردار کو دیکھکر کوئی تصویر نہین دی تھی ان تصویرون مین جس صاحب تصویر سے جس دلاور کی شادی کا ہونا روز ازل کاتب قدرت نے لکھدیا ہے ممکن نہین کہ نہو کرب غازی نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا لیکن کوئی شخص اچھی چیز کو چھوڑکر بری شے نہین لیتا ہے پس مین اس تصویر دلپذیر سے کیونکر دست بردار ہو کر بدشکل تصویر کو لے لون صاحبقران نے فرمایا کہ مصلحت خدا مین تو دخل نہین لیکن بظاہر تمکو وہی تصویر لینا ہوگی اور اُسی صاحب تصویر کے ساتھ تمہاری شادی ہوگی کرب غازی نے عرض کیا مجھکو کسی طرح اُس صاحب تصویر کے ساتھ شادی کرنا منظور نہین ہے حضور وہ تصویر یا تو اور کسی سردار کو دیدین یا فرامرز ہی کے پاس رہنے دین امیر با توقیر نے فرمایا یہ کبھی نہوگا کہ مین تمہاری خوشی کے واسطے ناانصافی کرون اور فرامرز کو رنجیدہ کرون القصہ ہر چند حمزہ صاحبقران کرب غازی سے تصویر کے بارے مین یہ فرماتے ہین کہ یہ تصویر فرامرز کو دیدو اور وہ تصویر فرامرز سے لے لو مگر کرب غازی اول تو بخیال اسکے کہ فرامرز یہ کہیگا کہ دیکھا کسطرح تصویر ہمنے لے لی اس سبب سے تصویر نہین دیتا ہے دوسرے یہ تصویر خوبصورت عورت کی ہے اسوجہ سے بھی دینے سے انکار کرتا ہے غرضکہ جملہ بہادران تہور شعار اور دلاوران چیدہ روزگار اور خواجہ عمرو

۲۱

اور چار سو نقابداروں کا تب فرامرز اور تقریر اسیر با توقیر اور گفتگوے کرب غازی سن رہے تھے اور خاموش بیٹھے ہوئے
تھے اکثر سرداران عالی فہم خیال کر رہے ہیں کہ دیکھیے انجام اس گفتگو کا کیا ہوتا ہی بہادران دست راست اور دلاوران دست
چپ بخوف حمزۂ صاحبقران کے بیٹھے سے کوئی دلاور کرب غازی یا فرامرز مغربی کی حمایت اور مدد کر نہیں سکتا ہی الحاصل
جب کرب غازی نے متواتر سمجھانے پر بھی فرامرز کو تصویر نہ دی اُسوقت اسیر با توقیر نے ترش رو ہوکر کرب غازی کے
ہاتھ سے تصویر چمن کی فرامرز کے حوالہ کردی اور فرامرز سے تصویر لیکر کرب کو دیدی لیکن کرب غازی نے تصویر
لیکر پھر حمزۂ صاحبقران کے پاس رکھدی اور عرض کیا کہ میں تو یہ تصویر نہ لونگا اور یہ کہکر بوجہ چمن جانے تصویر کے کرب
کا یہ حال ہوا کہ کانپنے لگا اور آنکھوں میں اشک بھر لایا رنگ رخ کثرت رنج و ملال سے متغیر ہوگیا فرامرز نے تصویر پاکر اور
جانب کرب غازی دیکھکر اشارہ سے کہا کہ مردان جہان جو منھ سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں دیکھا ہمنے جو کہا تھا وہی کیا
تصویر لے لی اور تمسے اپنے قول کی پابندی نہو سکی کرب غازی کو اشارہ فرامرز سے اور زیادہ ملال ہوا اُسوقت
کرب غازی نے یہ خیال کیا کہ ایسی ذلت اُٹھاکر جینے سے تو مرنا ہی بہتر ہی یہ خیال کرکے دنگل پر سے اٹھا اور
بارگاہ سلیمانی سے نکل کر اپنے خیمہ کیطرف روانہ ہوا جسوقت کرب غازی اپنے خیمہ میں پہونچا اور اندلس آثار
حزن و ملال چہرہ کرب غازی پر دیکھکر پریشان ہوا آخر بیتاب و بیقرار ہوکر پوچھنے لگا اسوقت مزاج کیسا ہی کرب
نے کہا آج تو بہت مزاج اپنا اچھا ہی اندلس نے عرض کیا میں تو آج آپ کے چہرے پر آثار حزن و ملال ایسے پاتا ہوں کہ کبھی
میں نے اسطرح آپ کو محزون اور مغموم نہ دیکھا تھا پس مجکو اپنا خیر خواہ جانکر جو امر باعث ملال کا ہو بیان کیجیے اور مجھسے
پوشیدہ نہ فرمایئے اگر کسی معشوق حسین پر آپ کا دل آیا ہی اور اُسکی فرقت میں آپکو بیقراری اور اشکباری ہی تو آپ فقط
اُس معشوق کا نام اور مقام مسکن مجھ خاکسار کو بتا دیں میں ابھی جاکر ایسی عیاری کروں کہ اُسکو راضی کرکے حضور کی خدمت
میں حاضر کروں اگر کسی شخص سے کچھ آپکو صدمہ پہونچا ہی تو بھی حضور اُس شخص کے نام سے مجکو آگاہی دیں میں ابھی جاؤں اور
بشرط امکان آپ کا انتقام اُس سے لوں اگر کسی سردار سے فی الحال آپ سے کچھ تکرار ہوئی ہی تو بھی حضور مطلق رنج نہ کریں
انشاء اللہ اس سردار سے سمجھ لیا جائیگا بالفعل آپکو واسطے دفع رنج و ملال کے یہ مناسب ہی کہ برائے شکار صحرائے سبزہ زار میں
تشریف لے چلیں اور چند روز تک شکار کھیلیں یا کسی جانب برائے تفریح دل چند دن کے واسطے سفر کریں کرب غازی
نے فرمایا اے اندلس سوائے سفر کرنے کے اور کسی امر کو دل نہیں چاہتا ہی کچھ عجب نہیں کہ ہمارا یہاں سے جلد سفر ہو اب اسوقت
تجکو لازم ہی کہ تو یہاں سے چلا جا اور در خیمہ پر بیٹھ زیادہ باتیں نکر ہمارے سر میں درد ہو رہا ہی تھوڑی دیر تک استراحت
کرینگے خبردار بعد پہر بھر کے اس خیمہ میں آئیو اور اگر جلد آئیگا تو ہمکو تجھسے ملال ہوگا اندلس نے عرض کیا اسوقت میرا
تو دل نہیں چاہتا ہی کہ آپ کو محزون تنہا خیمہ میں چھوڑکر چلا جاؤں مگر خلاف حکم بھی نہیں کر سکتا جاتا ہوں افسوس آپنے
اپنا حال دل مجھسے بیان نہیں کیا یہ امید مجکو آپ سے کسی طرح نہ تھی کرب غازی نے جواب دیا اے اندلس اگر کوئی بات
ہوتی تو بیان کیجاتی اور جو امر ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا القصہ اندلس عیار بموجب حکم کرب غازی در خیمہ پر آکر بیٹھا بعد باہر
جانے اندلس کے کرب غازی نے حلقہ کمند لیکر اور کرسی پر کھڑے ہوکر خیمہ کی سقف میں نہایت مستحکم باندھے اور ایک
حلقہ کمند لٹکا رہنے دیا اور اُس حلقہ کمند کو اپنی گردن میں ڈالکر پاؤں سے کرسی کو ہٹا دیا بمجرد ہٹا دینے کرسی کے کرب غازی
لٹکنے لگا یہاں تو کرب غازی اپنے گلے میں پھانسی لگائے ہوئے لٹکتا ہی لیکن اب کچھ حال خواجہ عمرو کا بیان کیا جاتا ہی
جسوقت کرب غازی بارگاہ سلیمانی سے بوجہ چمن جانے تصویر کے رنجیدہ ہوکر چلا تھا خواجہ عمرو نے بھی دیکھا بعد چلے
اُسکے کرب غازی کے خواجہ عمرو کو بیٹھے بیٹھے خیال ہوا کہ کرب غازی یہاں سے ملول ہوکر گیا ہی ایسا نہو کہ اپنے تئیں ہلاک

کرے غرض خواجہ عمرو بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر جانب خیمہ کرب غازی روانہ ہوئے اور جلد تر راہ طی کرکے عنقریب خیمہ
پہونچے تو دیکھا کہ اندلس عیار در خیمہ پر سر جھکائے ہوئے کسی فکر مین بیٹھا ہے خواجہ عمرو نے اندلس سے پوچھا کرب غازی
فرزند میرا کہان ہے اندلس نے عرض کیا کہ خیمہ مین مجھکو کسی طرح رہنے نہ دیا اور یہی کہا کہ تو یہان سے چلا جا آخر مین مجبور ہوکر
یہان آکر بیٹھ رہا خواجہ عمرو نے کہا ای اندلس برا آج غضب ہوا خدا خیر کرے یہ تو بتا تجھکو یہان بیٹھے ہوئے کتنی دیر ہوئی اندلس
نے کہا زمانہ قریب ایک ساعت کا گذرا ہوگا خواجہ عمرو یہ سنکر بہت بیتاب اور بیقرار ہوکے اندر خیمہ کے گئے اور اندلس بھی ہمراہ
خواجہ عمرو خیمہ مین داخل ہوا جس وقت خواجہ عمرو خیمہ مین داخل ہوئے عجب واقعۂ ملال افزا نظر آیا یعنی دیکھا کہ کرب غازی
اپنی گردن مین پھانسی لگائے ہوئے لٹکتا ہے اور دست و پا اسطرح ایسے متحرک ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسم سے جان نکل رہی ہے خواجہ عمرو نے
جو یہ حال کرب غازی کا دیکھا بعد فریاد و اشکباری جلد تر خنجر سے حلقہ کمند گلوے کرب غازی سے کاٹ دیا بعد حلقہ کمند
کٹنے کے جب کرب غازی زمین پر گرنے لگا فی الفور خواجہ نے کرب کو اپنی آغوش مین لیکر بستر نرم پر لٹا دیا اندلس عیار نے
جو یہ حال کرب غازی کا مشاہدہ کیا اور خواجہ عمرو کو روتے دیکھا خود بھی بہ آواز بلند فریاد و فغان کرنے لگا اور کرب غازی
کے گرد پھیر پھر کے تصدق ہونے لگا اور یہ کہنے لگا کاشکے یہ خادم آپ کا بعوض آپ کے ہلاک ہوتا اور کاشکے میری آنکھین
نابینا ہوتین کہ مین یہ حال پر ملال آپ کا نہ دیکھتا غرض اسی حالت بیقراری اور اشکباری سے خدمت امیر باتوقیر مین گیا
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کہ تصویرین تقسیم کرچکے تھے اور بیٹھے ہوئے تھے اندلس کو بیقرار
اور اشکبار دیکھکر گھبرا گئے اور بیتاب ہوکر پوچھنے لگے ارے خیر تو ہے اندلس نے عرض کیا حضور برا غضب ہوگیا مجھپر اور
خواجہ عمرو پر فلک ستم گر پر اب زندہ رہنے کو میرا دل نہین چاہتا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای اندلس مفصل حال بیان کر
کیا ہوا اندلس نے بعد فریاد و فغان عرض کیا حضور اگر آپ کو کرب غازی کو دیکھنا منظور ہے تو جلد تشریف لے چلیے انکا
حال اچھا نہین ہے امیر باتوقیر نے اشکبار ہوکے پوچھا ای اندلس سبب ناسازی مزاج کرب غازی سے تو کچھ خبر دے ذرا ہوش مین آ
آکر اچھی طرح احوال بیان کر اندلس نے عرض کیا ای امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی سے آج جب کرب غازی اپنے خیمہ مین گئے تھے مین
خیمہ مین بیٹھا تھا مجھسے فرمانے لگے کہ تو اسوقت خیمہ کے باہر چلا جا مین نے سبب پوچھا لیکن کچھ حال صاف بیان نہ کیا مین بمجبوری
بموجب حکم باہر خیمہ کے چلا آیا اور در خیمہ پر بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو آئے اور کرب غازی کو مجھسے پوچھنے لگے مین نے
عرض کیا کرب غازی خیمہ مین ہین اور تمام حال بھی اپنے باہر خیمہ کے آنے کا بیان کیا خواجہ عمرو خیمہ مین تشریف لے گئے مین بھی
ہمراہ خواجہ عمرو خیمہ مین گیا وہان جاکر عجب واقعۂ ملال افزا نظر آیا یعنی مین نے دیکھا کہ حلقۂ کمند گردن مین کرب غازی کی
ہے اور دست و پا متحرک ہین خواجہ نے حلقہ کمند کا جلد گردن سے کرب غازی کی کاٹا اور فرش پر لٹایا اب کرب غازی
بیہوش ہین آمد و شد نفس کی تو ہے مگر آثار اچھے نظر نہین آتے ہین خواجہ سرہانے کرب غازی کے بیٹھے ہوئے رو رہے
ہین حمزہ صاحبقران اور جملہ بہادران یہ خبر ملال اثر سنکے مغموم ہوئے لیکن سب کے پہلے امیر باتوقیر بعد تعجیل و اشکباری
ہمراہ اندلس خیمۂ کرب غازی مین تشریف لائے خواجہ عمرو نے جو حمزۂ صاحبقران کو دیکھا کثرت سے نالہ و فغان کرکے
یہ کہا کہ ای حمزۂ صاحبقران آپ ہی میرے فرزند کے باعث ہلاکت ہوئے آپ کو یہ منظور نہوا کہ میرا فرزند زندہ رہے اب
آپ خوش ہون کیونکہ بظاہر کرب غازی کے آثار زندہ رہنے کے معلوم نہین ہوتے افسوس ہزار افسوس ایک تصویر کے
واسطے تصویر این شیر بیشۂ شجاعت کی خاک مین ملا جاتی ہے ای امیر باتوقیر کیا خوب آپ نے قدر و منزلت نظر کردہ شاہ ولایت کی
کی بھلی آپکو اسوقت مناسب نہ تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ مین نے کیا کیا کچھ کہو تو خواجہ عمرو نے جواب دیا ای امیر
باتوقیر آپ ہی تو اس میرے فرزند کے باعث ہلاکت ہوئے اگر فرامرز کی دی ہوئی تصویر کو اس میرے فرزند سے آپ ترش رو

ہو کر بارگاہ سلیمانی مین سب کے سامنے چھین نہ لیتے تو یہ غیرت دار میرا فرزند اپنے تئین ہلاک نہ کرتا آپ کو تصویر اس بہادر سے لینا لازم نہ تھا آپ مجھسے مانگتے مین تو سمجھا کر اس دلاور سے تصویر لیکر آپ کو دیدیتا پھر وہ تصویر فرامرز کو دیدیتے بارے آپنے میرے اس فرزند کو بارگاہ سلیمانی مین رو برو جملہ سرداران کے ذلیل کیا اور یہی باعث اس غیرت دار کا خود اپنی گردن مین پھانسی لگانے کا ہوا اگر مین اور تھوڑی دیر تک یہان نہ آتا تو اس اپنے فرزند کو زندہ بھی نہ پاتا افسوس آپ نے فرامرز کی دل شکنی کا خیال کر کے میرے اس فرزند کو ایسا رنجیدہ اور ذلیل کیا کہ اسنے اپنا یہ حال کیا ہاے آپ نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ اگر کرب غازی ناراض ہو کر اپنے تئین ہلاک کریگا تو عمرو کو بھی بہت ملال ہو گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ اگر مجکو یہ معلوم ہوتا کہ تصویر لینے سے یہ حال کرب کا ہوگا تو مین ہرگز کرب غازی سے تصویر اسوقت نہ لیتا خیر ای خواجہ اب مین بعوض اس تصویر کے تمھارے فرزند کرب کو ایسا خوش کرتا ہون کہ تمھارا فرزند اس تصویر کا ذرا بھی خیال نہ کریگا اور وہ امر باعث مسرت یہ ہی کہ تم ابھی کرب غازی کو بعوض اس تصویر کے یہ مژدہ دو کہ تمھارے ساتھ شادی ملکہ زبیدہ شیر دل کی فی الحال کردیجائیگی خواجہ عمرو نے کہا ای امیر بانو قیر اگر یہ میرا فرزند صحیح و سلامت رہا تو مین اس فرزند کی شادی کرونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا بھلا تم کیا شادی کروگے تمکو اتنی مقدرت کہان ہی اور بالفرض اگر کچھ ہو بھی تو تمسے روپیہ صرف نہ کیا جائیگا خواجہ عمرو نے یہ جو تقریر امیر بانو قیر کی سنی جھلا کر کہا کیا مجکو آپ نے محتاج سمجھا ہی آپ دیکھ لیجیے گا کسطرح کرب غازی کی شادی کرونگا کہ شاہان جہان کو رشک ہوگا اگر خدانے بھی چاہا اور فرزند میرا زندہ رہا حمزہ صاحبقران گفتگو خواجہ عمرو سنکے خاموش ہوگئے خواجہ نے بعد شفقت کرب غازی کے کان مین کہا ای فرزند اب تو ہوشیار ہو اور خوش ہو تمھاری شادی ملکہ زبیدہ شیر دل سے ہوگی کرب غازی چونکہ بیہوش تھا ہوشیار نہوا لیکن بعد تدارک دفع غشی پھر خواجہ نے گوش کرب مین کہا کہ ای کرب غازی ای فرزند ارجمند اٹھو ہوشیار ہو اور شاد ہو تیرے ساتھ شادی ملکہ زبیدہ شیر دل کی بعوض اس تصویر کے ہوگی ای فرزند کیون اسقدر اپنے تئین ستاتا ہی ہوشیار ہو جب صداے خواجہ گوش کرب مین پہونچی اور کرب غازی نے سنا کہ میرے ساتھ شادی ملکہ زبیدہ شیر دل سے ہوگی فی الفور خوش ہو کر آنکھین کھولدین خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران کو بیٹھے ہوے دیکھکر کرب جلد اٹھ بیٹھا خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران کو بوجہ سلامت رہنے کرب غازی کے کمال خوشی ہوئی اور زر سرخ و سفید سر کرب غازی پر نثار کیا اس اثنا مین اور بھی سرداران نامدار خیمہ کرب غازی مین آئے اور کرب غازی کو زندہ او سلامت دیکھکر سب خوش ہوے اندلس عیار بھی بہت خوش ہوا پہلوان عادی پدر کرب غازی بھی از حد شاد و مسرور ہوے بعد ہوشیار ہونے کرب غازی کے حمزہ صاحبقران اور سرداران نامدار خیمہ کرب غازی سے اٹھکر چلے گئے امیر بانو قیر نے حرم سرا مین داخل ہو کر ملکہ گردیہ بانو سے کیفیت نسبت قرار پانے ملکہ زبیدہ شیر دل کے بیان کی ملکہ گردیہ بانو نہایت خوش ہوئین بعد اسکے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نے سامان شادی کرنا شروع کیا امیر بانو قیر تو سامان شادی مین مصروف ہین لیکن اب کچھ حال کرب غازی اور خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی بعد چلے جانے حمزہ صاحبقران اور سرداران ذیشان کے کرب غازی نے یہ خیال کیا کہ شادی میری دیکھیے کیونکر ہوتی ہی کیونکہ مین بمقابلہ امیر بانو قیر کچھ حقیقت نہین رکھتا ہین بمنزلہ ایک گدا کے ہون اور امیر بانو قیر مرتبہ مین مثل شاہ کے ہین پس میرے اور انکے مناسبت کسی طرح ہو نہین سکتی امیر بانو قیر سامان شاہی ایسا کرینگے کہ شاہان جہان رشک کرینگے اور والد پہلوان عادی مثل غربا کے سامان شادی کا کرینگے جب خواجہ عمرو نے کرب غازی کو نہایت متفکر اور متردد دیکھا پوچھا ای فرزند پہلے تو تم شاد و مسرور تھے اسوقت مین تمکو محزون پاتا ہون اسکا کیا سبب ہی بیان کرو کرب غازی نے عرض کیا مجکو اسوقت

یہ فکر تھی کہ میری شادی کیونکر ہوگی کیونکہ اسطرف ناداری ہو اور دل چاہتا ہو کہ شادی میری اچھی طرح ہو خواجہ عمرو نے فرمایا اے فرزند تم کچھ تردد نہ کرو مین تمھاری شادی کرونگا مگر اس طرح پر کہ جس قدر روپیہ شادی مین صرف ہوگا مع اصل و سود تمکو ادا کرنا ہوگا کیونکہ تم جانتے ہو جسطرح میری بسر اوقات ہوتی ہو اپنے پاس کچھ بھی نہین رکھتا لیکن مہاجنون سے اگر مین روپیہ کے واسطے کہونگا تو یقین ہو کہ وہ انکار نہ کرینگے اور جسقدر مین اُنسے طلب کرونگا وہ قرض دینگے اے فرزند اگر خدا نے چاہا تو تمھاری شادی اسطرح کرونگا کہ امیر با توقیر بھی سامان تمھاری شادی کا دیکھکر متحیر ہونگے کرب غازی نے عرض کیا مین آپ کے حال سے بخوبی واقف ہون آپ کو تو روپیہ قرض لینے کی ضرورت نہین ہو خواجہ نے فرمایا اے فرزند اگر یہ خیال ہو کہ زنبیل مین زر کثیر ہو تو یہ خلاف عقل ہو اگر میرے پاس زر کثیر ہوتا تو مین اس حال سے کبھی نہ رہتا کرب غازی نے عرض کیا اگر کوئی فرزند اپنی شادی کا مصارف اپنے والد کو دیتا ہوگا تو مین بھی آپ کو دونگا خواجہ عمرو نے فرمایا تمکو ضرور دینا ہوگا کرب غازی نے سنکر عرض کیا حتی الامکان مین آپ کا فرمانا بجالاؤنگا خواجہ عمرو کرب غازی سے یہ تقریر دلپذیر کرکے چلے گئے اُدھر حمزہ صاحبقران نے خواجہ زادون کو طلب کرکے دریافت فرمایا کہ فی الحال واسطے عقد و نکاح کے کون سی تاریخین مسعد ہین خواجہ زادون نے تھوڑی فکر کے کئی تاریخین جو سعد تھین بیان کین حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو مانجھے کے دن اور برات وغیرہ کے دن سے اطلاع دی خواجہ عمرو نے دو دن قبل اُنے مانجھے کے صدہا خیام فلک فرسا استادہ کرائے اور بارگاہ دانیالی کو بھی استادہ کرایا اور فرش نفیس و نادر خیام اور بارگاہ دانیالی مین بچھوایا صدہا پلنگ بچھوائے اور کرسیان جواہر نگار خیام و بارگاہ مین رکھوائین اور ایک تخت جواہر نگار بھی زنبیل سے نکالکے بارگاہ دانیالی مین واسطے سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کے بچھوایا اور واسطے روشنی کے ہزارہا جھاڑ اور کنول اور مردنگ وغیرہ زنبیل سے نکال نکال کے عیارون سے کہا کہ مقامات مناسب پر جھاڑ لٹکاؤ اور مردنگین اور فانوسین رکھو خبردار کوئی شے ٹوٹنے نہ پائے ورنہ ہڈیان تمھاری توڑ ڈالونگا جملہ عیاران لشکر دوڑ دوڑ کے کام کرتے تھے اگر کسی عیار سے کوئی کنول ٹوٹ جاتا تھا خواجہ عمرو کو نہایت غصہ آتا تھا کوڑے سے اُسے مارتے تھے اور کہتے تھے یہ کنول دو ہزار روپیہ کا تھا فلان سوداگر سے فلان مقام پر مین نے مول لیا تھا تجکو اسکی قیمت دینی ہوگی وہ عیار کوڑے اپنی پیٹھ پر کھاتا تھا اور تڑپ تڑپ کے کہتا تھا اچھا اے خواجہ مین کنول کی قیمت دونگا بلکہ تین ہزار روپیہ دونگا مجکو چھوڑ دیجیے اب ایسی خطا مجھسے کبھی نہوگی خواجہ تین ہزار روپیہ کے لالچ سے اسکو چھوڑ دیتے ہین اور عیار اُس عیار کا حال زار دیکھکر اور خواجہ سے ڈرکر اچھی طرح کام کرتے تھے غرض خواجہ عمرو نے بعد درستی خیام و بارگاہ بہت سے ایوان بلند و وسیع مین بھی بڑے خوابین فرش کرایا اور جھاڑ اور کنول وغیرہ سے ہر ایک ایوان کو آراستہ کرایا اور جملہ اسباب ضروریہ ہر اک ایوان مین بحکم خواجہ مہیا اور موجود ہوگیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ گلشن آرا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش ادریسان بزرجمہر اور عبد الرحمن جنبی اور لندھور اور مالک اژدر اور بہرام گرد خاقان چین اور قراقرز عاد مغربی اور فرخ شہسوار قلندر اور جملہ سردارون وغیرہ کو مہمانی مین طلب کیا راوی بیان کرتا ہو کہ سوائے ملکہ گردیہ بانو ملکہ زبیدہ شیر دل اور چند سردارون کے امیر با توقیر کیطرف اور کوئی نہ تھا سبکو خواجہ عمرو نے اپنا مہمان کیا تھا جو عورتین پردہ ذات سے آئی تھین اور جو خواتین ذیوقار مہمان تھین سبکو اُنھین مکانات مین جو آراستہ کیے گئے تھے خواجہ نے مقیم کیا تھا اور جملہ سلاطین اور شاہزادون اور سردارون کو بارگاہ دانیالی مین مقیم کیا تھا اور مردان لشکری کو جو غیر سردار تھے اُنکو خیام مین فروکش کیا تھا اور صدہا نازنینان خورشید جمال ماہ تمثال عدیم المثال جو علم موسیقی مین بیمثل و لا نظیر تھین اُنکو بلوایا تھا اور خیام مین علیحدہ اُنکو مقیم کیا تھا اور اکثر سردارون کو موجب حکم قیر کے جدا جدا ہر ایک سردار کو انتظام سرانجام کار شادی سپرد کیا تھا بعضے سردار جنکو کوئی کام سپرد نہین کیا گیا تھا ۵۵

وہ خواجہ سے یہ کہتے تھے کہ ہمکو بھی کسی کام کا انتظام سپرد کیا جاے ازانجملہ پہلوان عادی خواجہ عمرو سے بار بار کہتے تھے کہ
ہمکو باورچی خانہ کا انتظام سپرد کیا جاے ہم کھانا نہایت لذیذ اور خوش ذائقہ باورچیون سے پکوائینگے خواجہ عمرو کہتے تھے
مین تمکو ہرگز باورچیخانہ کا انتظام سپرد نہ کرونگا کیونکہ تم شب و روز مین بہت سی دیگین کھانے کی خالی کردوگے جہانتک
تمسے کھایا جائیگا خوب کھاؤگے مہمان بیچارے بھوکے رہجائینگے میری ذلت ہوگی پہلوان عادی پیٹ پر اپنے ہاتھ پھیر کے
کہتے تھے اے خواجہ مین زیادہ نہ کھاؤنگا فقط اپنا پیٹ بھرلونگا مدت دراز اور زمانہ بعید سے سیر ہوکر مین نے کھانا نہین
کھایا ہے مین چاہتا ہون کہ اپنے فرزند کرب غازی کی شادی مین تو سیر ہوکر کھانا کھاؤن خواجہ ہنسکر جواب دیتے تھے
کہ اچھا کھانا سیر ہوکر کھانا مگر تمکو انتظام باورچیخانہ کا سپرد نہ کیا جائیگا القصہ بعد دو روز کے زلزلہ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے مانجھا بڑے سامان اور جلوس شاہانہ سے بھیجا اگر حال تجمل و جلوس وغیرہ تحریر
کیا جاتا تو طول ہوتا اسوجہ سے تحریر نہین کیا اور حوالہ قصہ خوان کیا غرض جسوقت مانجھا آیا کرب غازی نہایت
خوش ہوے خواتین نے کرب غازی کو ایوان مین طلب کیا ملکہ قریشیہ نے کرب غازی کو مانجھا پہنایا بعد اسکے
نازنینان خوبرو اور خوش گلو نے ناچنا اور گانا شروع کیا اور باہر بھی بارگاہ دانیالی مین اور خیام مین نازنینان خوبرو
خوش گلو روبرو جملہ سلاطین اور شاہزادگان اور سردارون کے گانے لگین کرب غازی بھی بعد مانجھا پہننے کے
ایوان سے باہر آکر بارگاہ دانیالی مین مسند پر آئے اکثر سردار واسطے تعظیم کے کھڑے ہوگئے جب کرب غازی مسند زرتار پر
بیٹھے نازنینان خوبرو خوش گلو روبروے کرب غازی بناز و ادا رقص کرنے لگین اور بعد مبارکباد کے غزلین عاشقانہ گانے
لگین اور وہ اہل بزم کو اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگین علاوہ بارگاہ دانیالی کے جملہ خیام مین جہان جہان
سردار اور غیر سردار رنگلون اور اور فرش نفیس و نادر پر بیٹھے ہوے تھے نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال ناچتی تھین
اور گاتی تھین چونکہ وقت شام کا تھا نقارخانون مین نقارچی جوڑے رنگین پہنے ہوے نقارہ ہاے کلان یون بجاتے تھے
کہ ان نقارون کی صدا افلاک تک پہونچتی تھی اور ہر ایک شہنا نواز شہنا اسطرح بجاتا تھا کہ سننے والون کے دلون کو ایک
لطف حاصل ہوتا تھا غرض اسیطرح کئی شب و روز تک بزم نشاط آراستہ رہی اور غلغلہ و شور کوس شادی بلند رہا بعد
ساچق اور مہندی کے جب دن برات کا آیا خواجہ عمرو نے کرب غازی کو بعد خوشی ہم دولھا بنایا اور خلعت شادی نہایت ہی
پرزر اور ایسا نفیس و نادر کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا پہنایا اور سہرہ پھولون کا زرتار سراپا بہار سر پر باندھا اور
فیل ہیمونہ بلند صور پر کہ ہودج اسپر نہایت ہی نادر روزگار طلائی کسا ہوا تھا اور جھول بھی سراسر زرتار تھی خواجہ عمرو
کرب غازی کو لیکر سوار ہوے اور اندلس کو بھی خواصی مین بٹھا لیا اور زر سرخ و سفید یمین و یسار بہر نثار نہایت کثرت سے
رکھ لیا بعد سوار ہونے نوشاہ کے جملہ سلاطین عالیوقار سرداران نامدار وغیرہ فیلان کوہ شکوہ اور اسپان ابلق و سبزرنگ
و مشکی پر سوار ہوے بعد اسکے خواتین ذیوقار و نسوان عالیقدر مانند ملکۂ آسمان پری اور ملکہ گلشن آرا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش
وغیرہ صدہا خواتین نفیس و نادر فینسون اور زرتار سکھپالون مین سوار ہوئین بعد سوار ہونے خواتین کے صدہا سردارون نے
انتظام کیا جب بخوبی انتظام ہوچکا برات بہزار تجمل و جلوس جانب مکان عروس روانہ ہوئی راوی کہتا ہے کہ کثرت باجون کی اسقدر
تھی کہ زمین صداے نقارہ و دہل وغیرہ سے دمبدم ہلتی تھی اور شور باجون کا اسدرجہ بلند تھا کہ تا فلک صداے دہل و
نقارہ وغیرہ کی جاتی تھی پردہ گوشہاے ساکنان فلک کثرت آواز نقارہ و دہل وغیرہ سے پھٹے جاتے تھے پیر فلک دیکھکر
متحیر تھا جلوس اسقدر رہتا کہ کئی فرسنگ تک سواے جلوس کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا ہزارہا سقے بحکم خواجہ عمرو بجاے
آب مشکون مین کیوڑہ اور عرق گلاب بھرے ہوے آگے آگے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے اور گرد و غبار راہ بیٹھتا جاتا تھا

اور اکثر سلاطین عالیوقار ہین وبسیار نوشاہ تھے خواجہ عمرو نے صدہا بلکہ ہزارہا جوڑے ادنی مردان اور اکثر عیارون کو بھی دیے تھے خصوصاً اندلس کو تو بہت بھاری جوڑا پر تکلف دیا تھا اور خود بھی لباس فاخرہ زیب تن کیا تھا روشنی دو جانب اسدرجہ تھی کہ ضیاے آفتاب کی کچھ حقیقت نہ تھی علاوہ روشنی کے دو طرفہ مکان نوشاہ سے تا مکان عروس آتشبازی گاڑی گئی تھی آتشباز بحکم خواجہ عمرو دو جانب راہ مین جو آتشبازی چھڑائی تھی اور زیادہ روشنی ہوتی تھی جب کوئی آتشباز مہتاب چھوڑتا تھا اسوقت ماہ فلک نور ضیاے مہتاب کو دیکھکر شرم سے ابر مین پوشیدہ ہوجاتا تھا اور جب آتشباز رنگین چرخیان چھوڑتے تھے چرخ دیکھکر چکر مین آتا تھا اور جب کسی قلعہ مین آتشبازی کے آتشباز آگ لگاتے تھے قلعہ گردون کو اپنے اُڑجانے کا خوف ہوتا تھا اور دھوان آتشبازی کا مشک وعنبر ہوتا تھا جملہ سلاطین وشاہزادے اور سردار وغیرہ خصوصاً نوشاہ اور خواجہ عمرو تماشا آتشبازی کا دیکھتے جاتے تھے خواجہ عمرو دونون ہاتھون سے زر سرخ وسفید اثناے راہ مین سر کرب نمازی پر نثار کرتے جاتے تھے غربا اور مساکین زر سرخ وسفید راہ مین لوٹتے جاتے تھے پہلوان عادی نے جو کثرت سے کھانا کھایا تھا گھوڑے پر بیٹھا نہ جاتا تھا راہ مین گھوڑے سے اتر اتر پڑتے تھے اور کہتے تھے کہ آج نہین معلوم کیا ہو گیا ہے کہ مجھ سے گھوڑے پر سوار نہین ہوا جاتا جو جانتے تھے وہ اپنے دل مین کہتے تھے کہ بسبب زیادہ کھانا کھانے کے گھوڑے پر بیٹھا نہین جاتا القصہ جب برات ساتھ تجمل وجلوس مذکور کے مکان عروس پر پہونچی وہان بھی کثرت سے آتشبازی آتشبازون نے چھڑائی اور خواجہ عمرو نے زر سرخ وسفید وہان تو بکثرت کرب غازی کے سر پر نثار کیا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے جو پوشیدہ ہو کر تجمل وجلوس برات کا دیکھا اور خواجہ عمرو کا زر سرخ وسفید بکثرت نثار کرنا ملاحظہ کیا نہایت متحیر ہوے اور خیال کرنے لگے کہ خواجہ عمرو نے جو کہا تھا کہ برات بڑے تزک سے لاؤنگا حقیقت مین ویسا ہی کیا غرض اُن سردارون نے جو حمزۂ صاحبقران کیجانب تھے انھون نے بارگاہ سلیمانی اور دیگر خیام فلک فرسا مین نوشاہ یعنی کرب غازی اور جملہ سلاطین اور شاہزادون اور سردارون کو بعزت وتوقیر بٹھایا خواجہ عمرو بھی بارگاہ سلیمانی و دیگر خیام مین سامان تکلف دیکھکر متحیر ہوگئے بعد بیٹھنے کرب غازی وغیرہ کے جو نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال قبل جانے برات کے وہان پہونچ گئی تھین فی الفور حاضر ہوئین اور روبروے کرب غازی ناچنے اور گانے لگین ازانجملہ ایک نازنین مہ جبین نے روبروے نوشاہ حاضر ہو کر یہ غزل بصد ناز وادا شروع کی

غزل

عشق بازی کا مری چرچا رہا	مر کے بھی اسطرح مین زندا رہا	ہون وہ لاغر مین گیا صحرا مین جب	ہمسری یار خار سے اُلجھا رہا
دیکھکر چشم سیاہ یار کو	حال کیا ای نرگس شہلا رہا	ای پری پیکر ترے سر کی قسم	ترے گیسو کا مجھے سودا رہا
سیکڑے ہین بعد تیر روئے سب	چشم پر نم ساغر صہبا رہا	مین نے جب پوچھا کہ ہوگا وصل آج	ہنسکے بولے وعدۂ فردا رہا
سب حجاب اُٹھے وصال یار مین	بے حجابی کا فقط پردا رہا	آہ بھی عاجز رہی فرقت کی شب	مجھسے نالان خود مرا نالا رہا
بحر جانان مین با ہر دم علیل	ای تیر دو دل نہین اچھا رہا		

جس وقت غزل مسطور نازنین مذکور نے روبروے نوشاہ و صاحبان بزم بصد ناز وادا گائی ہر ایک جوان و پیر غزل سنکے خوش ہوا خصوصاً خواجہ عمرو از حد مسرور ہوے اور زر کثیر اسکو انعام دیا مسطور بہ مسطور انعام وافر پاکر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور دلہا اہل بزم خوش کرنے لگی اسی طرح دیگر بارگاہون اور خیام مین روبرو سردارون وغیرہ کے بھی نازنینان خوبرو خوش گلو ناچتی اور گاتی تھین اور دلہا صاحبان محفل خوش اور مسرور کرتی تھین بعد اکثر رسوم خواتین کے لساعت ہمایون اور وقت سعد عقد ہوا مہر کردہ ہار زر سرخ پر باندھا گیا بعد عقد ہونے اور شربت پلائی کے نازنینان خوش گلو بارگاہ سلیمانی مین

روبروے نوشاہ مبارکباد گانے لگین اور بار بار زر سرخ و سفید انعام لینے لگین اسی طرح حرم سراے امیر با توقیر مین بھی خوبرویان بے مثال خورشید جمال روبروے عروس اور ملکہ گردیہ بانو مادر عروس اور سامنے دیگر خواتین کے مبارکباد گانے لگین اور انعام کثیر لینے لگین راوی کہتا ہے کہ حرم سرا اور بارگاہ سلیمانی اور دیگر خیام مین اسقدر غلغلۂ تہنیت بلند تھا کہ تا آسمان صداے تہنیت جاتی تھی اور اسقدر آتشبازی چھوٹی تھی کہ زیر قلعہ گردون کبھی نہ چھوٹی ہوگی اور دھوان آتشبازی کا اسدرجہ تھا کہ آسمان نظر مردمان سے پوشیدہ ہوگیا تھا الحاصل بعد عقد کے جو سردار کہ حمزۂ صاحبقران کیطرف سے منتظم تھے انھون نے کشتیان طلب کرکے علی قدر مراتب ہر ایک بادشاہ اور شاہزادہ اور سردار کے روبرو ایک ایک کشتی رکھی اکثر سلاطین اور شاہزادون اور سردارون کو خلعت فاخرہ دیے گئے اکثر کے گلون مین فقط ہار پر زر بہابہا اور بعض مردان لشکر کو جوڑے رنگین اور پر زر دیے گئے خصوصاً پہلوان عادی کو سات خلعت فاخرہ الکیس الکیس پارچون کے نہایت پر زر اور نادر دیے گئے اسی طرح خواجہ عمرو کو بھی سات خلعت مثل پہلوان عادی کے دیے گئے اور الکیس خلعت کہ جو الکیس الکیس پارچون کے تھے اور نایاب زمانہ تھے سلاطین جہان نے کبھی ویسے خلعت بیش بہا دیکھے بھی نہ تھے سرداران مذکور نے حمزۂ صاحبقران کی طرف سے نوشاہ یعنی کرب غازی کو دیئے سلاطین اور شاہزادون اور سردارون وغیرہ نے کشتیان خلعت کی اپنے اپنے ملازمون کے سپرد کردین ہر ایک خاص و عام نے گلوریان ورق طلائی و نقرئی کی کھائین اور بسنبل نغمہ گانا سننے لگے ناگاہ چند چوبدار بھاری جوڑے رنگین پہنے ہوئے عصاہاے نقرئی و طلائی ہاتھون مین لیے ہوے روبروے خواجہ عمرو آئے اور بعد آداب و تسلیم اور تہنیت کے یہ عرض کرنے لگے کہ نوشاہ ذیجاہ کو خواتین حرم سرا محل مین بلاتی ہین خواجہ عمرو ہمراہ کرب غازی حرم سرا مین تشریف لے گئے اور آراستگی محل سرا دیکھکر بیحد متحیر ہوے غرض نوشاہ یعنی کرب غازی تو مسند پر بیٹھے اور خواجہ ایک کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہوے بعد دیکھنے روے زیباے عروس آئینہ مین جسکو عوام مصحف آرسی کہتے ہین اور دیگر رسوم کے روبروے کرب غازی نازنینان خوبرو خوش گلو ناچنے لگین اور مبارکباد دینے لگین خواجہ عمرو نے ان نازنینان خوش گلو کو کئی ہشت اشرفیان دین پھر خواجہ ہمراہ کرب غازی بارگاہ سلیمانی مین چلے آئے اکثر سرداران تعظیم نوشاہ کیواسطے اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون سے اٹھ کھڑے ہوے جب کرب غازی اور خواجہ عمرو بیٹھے پھر نازنینان زہرہ خصال پری تمثال رقص کرنے لگین کرب غازی اور خواجہ عمرو وغیرہ پھر رقص خوبرویان دیکھنے لگے یہان تو نازنینان سیمین ناچ رہی ہین اور غزلین عاشقانہ گا رہی ہین جملہ صاحبان بزم انکا گانا سن رہے ہین ان سبھون کو ناچ دیکھنے اور گانا سننے مین مشغول رکھیے لیکن اب کچھ حال حرم سرا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد باہر چلے آنے نوشاہ اور خواجہ عمرو کے بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کے جہیز کا مال و اسباب کہ جو بے انتہا تھا اور کوئی حساب دان اس مال و اسباب نادر کی قیمت کا حساب لگا نہ سکتا تھا حرم سرا سے باہر نکلنے لگا اور اکثر اسباب شترون پر بار ہونے لگا اور ہزارہا قسم کا اسباب نایاب حوالہ مردمان کیا گیا جب کل مال اسباب نکل چکا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ خواجہ برات نہایت تزک و تجمل و جلوس سے لائے ہین اور یہ جہیز کم ہے اسوجہ سے ایک پرچہ قرطاس پر امیر با توقیر نے یہ لکھا کہ اے خواجہ عمرو بیٹے تمہارے فرزند کو فلان فلان شہر اور فلان فلان ملک سلام کرائی مین دیے تمھین لازم ہے کہ قبول کرو اور اس تھوڑے سے جہیز پر اکتفا کرو یہ لکھکر حمزۂ صاحبقران نے پرچۂ قرطاس کو اپنی پاس اپنے مہر کرکے رکھ دیا خواتین ذیوقار ملکہ زبیدہ شیر دل سے ہنگام رخصت گلے مل مل کے رونے لگین خصوصاً ملکہ گردیہ بانو کا تو عجب حال تھا کسی طرح رونا موقوف ہوتا تھا دمبدم اپنی دختر کو گلے سے لگاتی تھین اور روتی تھین ملکہ زبیدہ شیر دل بھی بسبب جدائی مادر و پدر کے روتی تھین حمزۂ صاحبقران کو بھی کسی قدر جدائی دختر سے ملال تھا اگر خواصین اور انا اور کنیزین ملکہ زبیدہ شیر دل کی تو از حد روتی تھین القصہ بعد گریہ و زاری کے خواتین نے نوشاہ کو پھر محلسرا مین واسطے دلھن کے سوار کرنے کے طلب کیا کرب غازی بصد خوشی ہمراہی خواجہ عمرو

بارگاہ سلیمانی سے اٹھے لیکن حرم سرا مین ملکہ قریشیہ سلطان نے اپنی بہن ملکہ زبیدہ شیردل سے چپکے سے یہ کہا کہ اب کرب غازی
تمکو آغوش مین اُٹھا کر سواری مین سوار کرنے کو آتے ہین اور تم بیٹی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کی بہو
شیر ملکہ گرویہ بانو اپنی ہو والعیاذ کا بیاہی ہین لازم ہی کہ جب کرب غازی تمکو اٹھائے ہرگز نہ اٹھنا ورنہ تمکو زلزلہ قاف کی بیٹی جانونگی
ملکہ قریشیہ سلطان ابھی یہ تقریر ملکہ زبیدہ شیردل سے کر رہی تھین کہ یکایک خواجہ عمرو کرب غازی کے ہمراہ حرم سرا مین
آئے اور بعد فراغ رسوم کے کرب غازی حجلۂ عروس مین گئے اور عروس کو اٹھانے لگے لیکن عروس نے مسند سے جنبش تک بھی
کرب غازی نے اٹھایا لیکن ملکہ زبیدہ شیردل بموجب کہنے اپنی بہن ملکہ قریشیہ سلطان کے مسند عروسی سے نہ اٹھین تیسری
مرتبہ کرب غازی نے نہایت ہی زور کیا اور بوجہ نظر کردہ ہونے کے عروس کو مسند سے کسی قدر تو اٹھا لیا مگر زیادہ تر اٹھا کر سواری
مین سوار نہ کر سکے ناچار ہو کے عروس کو مسند پر بٹھا دیا یہ کیفیت دیکھکر ملکہ قریشیہ سلطان نے قہقہہ مارا کرب غازی کو شرم سے
پسینا آگیا اور یہ خیال کیا کہ ای کرب غازی تو فنا می پہلوانون کو اٹھا کر اپنے سر سے بلند کر کے زمین پر پٹکا ہی آج تجھسے عروس
نہین اٹھ سکتی یہ خیال کر کے کرب غازی محزون ہو کر جانب خواجہ دیکھنے لگے خواجہ عمرو نے پوچھا ای فرزند متردد کیون ہو کرب
نے چپکے سے خواجہ عمرو سے کہا کہ مین نے نہایت ہی زور کیا مگر اچھی طرح عروس نہین اٹھتی خواجہ نے فرمایا ای فرزند عروس
تمھاری زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کی دختر بلند اختر ہے اور ملکہ گرویہ بانو کے بڑے بڑے پہلوانون اور
شجاعان وجوان کی اسکے روبرو حقیقت نہین ہی لیکن ای فرزند ملول ہو ذرا تامل کرو مین ابھی اسکی تدبیر کرتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو
نے کنیزون سے دریافت کیا کہ امیر بانو قیر کہان تشریف رکھتے ہین کنیزون نے عرض کیا امیر بانو قیر حرم سرا مین تشریف رکھتے ہین
خواجہ عمرو نے کہا کہ میری طرف سے جا کر کہو کہ عمرو حاضر خدمت ہوا چاہتا ہی کیونکہ کچھ عرض کرنا منظور ہی کنیزون نے جا کر امیر بانو قیر
سے عرض کیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا خواجہ عمرو کو یہین بلاو کنیزون نے آکر خواجہ سے کہا آپکو امیر صاحبقران طلب
فرماتے ہین جب خواجہ عمرو پیش امیر بانو قیر گئے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ کہو کیا کہتے ہو خواجہ عمرو نے عرض کیا ای
امیر بانو قیر میرے فرزند کرب غازی سے نہین معلوم کیا سبب ہی کہ عروس کسیطرح نہین اٹھتی امیر نے فرمایا مین چلتا ہون حال
معلوم ہو جائیگا جب امیر بانو قیر قریب اپنی دختر ملکہ زبیدہ شیردل کے تشریف لائے ملاحظہ فرمایا ملکہ قریشیہ سلطان قریب
ملکہ زبیدہ شیردل کے کھڑی ہی اور کچھ اشارے سے اپنی بہن سے کہ رہی ہی حمزۂ صاحبقران سمجھ گئے کہ ساری شوخی اسی کی
ہی اسی نے اپنی بہن کو شاید کچھ ایسا سمجھایا ہی کہ ملکہ زبیدہ مسند عروسی سے نہین اٹھتی الغرض حمزۂ صاحبقران نے یہ خیال کر کے ملکہ
قریشیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو اب بہت شوخ ہو گئی ہی کیون یہان کھڑی ہی تیرا یہان کیا کام ہی ہٹ جا ملکہ قریشیہ بموجب فرمانے
اپنے والد نامدار کے چپکے سر جھکائے ہوئے ایک جانب حرم سرا کو چلی گئی بعد جانے ملکہ قریشیہ کے حمزۂ صاحبقران نے بعد الطاف و مہربانی
ملکہ زبیدہ شیردل سے یہ فرمایا کہ ای نور نظر پارۂ جگر آگاہ ہو کہ ہمیشہ دنیا مین والدین دختر کو حتی الامکان اپنے مکان مین نہین رکھتے ہین
اور عقد کر کے کسی شریف اور نجیب کے حوالہ کر دیتے ہین اب ہم نے بھی بعنایت ایزدی تمھاری شادی کر دی ہی تمکو اب لازم ہی کہ کچھ عذر و انکار
نہ کرو اپنے شوہر کے گھر چلی جاو ہر چند کہ ہمکو تمھاری جدائی بہت دشوار ہی لیکن بحکم خدا و رسول مجبور ہین اب ہم تمکو بخوشی جانے کی اجازت
دیتے ہین تمکو مناسب ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کرو القصہ حمزۂ صاحبقران ملکہ زبیدہ شیردل کو سمجھا کر چاہتے ہین کہ کسی گوشۂ محلسرا
مین جا کر تشریف رکھین کیونکہ بسبب حیا و شرم کے بالفعل کرب غازی اپنے داماد سے سامنا کرنا مناسب نہ جانتے تھے لیکن نوشاہ
یعنی کرب غازی نے مسند سے اٹھکر اور قریب امیر بانو قیر کے جا کر بصد ادب حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کی امیر بانو قیر نے دعاے
درازی حیات دے کے شرم سے سر جھکا لیا اور کرب غازی کے سامنے وہی پرچہ قرطاس جو لکھا تھا خواجہ عمرو کو دے دیا خواجہ
عمرو نے اس پرچۂ قرطاس کو بخوبی پڑھ کے اونسے کہا فرمایا ای کرب غازی امیر بانو قیر کو دوبارہ تسلیم کرو کیونکہ تمکو حمزۂ صاحبقران ۸۰

نے سلام گرآئی کے عوض مین فلان فلان شہر اور ملک دیے ہین کرب غازی نے موافق فرمانے خواجہ عمرو کے امیر باتوقیر کو
خوش ہوکر دوبارہ تسلیم کی امیر باتوقیر پھر دعاے طول عمر دے کے تشریف لے گئے پھر بموجب کہنے خواجہ عمرو کے کرب غازی
نے اپنی خوشدامن ملکہ گردیہ بانو کو سلام کیا ملکہ گردیہ بانو نے بھی پس پردہ سے دعاے صحت وسلامتی دے کے ایک ہار موتیون
کا کہ قیمت اُسکی خراج ملک یمن کی تھی عنایت فرمایا خواجہ عمرو نے جسطرح کہ ساتھ خلعت مع کشتی اور کشتی پوش کے بارگاہ سلیمانی
مین بعد عقد کرب غازی نذر زنبیل کیے تھے اسی طرح وہ ہار موتیون کا کرب غازی سے لیکر نذر زنبیل کیا اور کہا اے فرزند مین یہ ہار
تمکو نہ دونگا کرب غازی خاموش ہو رہے الحاصل کرب غازی نے بعد تسلیم کرنے امیر باتوقیر اور ملکہ گردیہ بانو اور دیگر خواتین فرنگ
کے عروس کو جو اٹھایا تو مثل گل مسند سے بسہولت اُٹھالیا اور جانب درحرم سرا چلے کیونکہ درحرم سرا پر قبل ہی سے دلھن کی سواری
لگی ہوئی تھی کرب غازی نے کچھ خیال خواتین کے رونے کا نہ کیا اور عروس کو بعد عجلت بہزار پردہ داری سوار کیا اُسی سواری مین
ملکہ آسمان پری اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور ملکہ سرو سیمین تن زوجہ خواجہ عمرو بھی دلھن کو لیکر بیٹھین بعد سوار کرنے عروس کے
کرب غازی بھی فیل میمونہ پر سوار ہوا اور خواجہ عمرو اور اندلس بھی پاس کرب غازی کے بیٹھے پھر جملہ سلاطین اور شہزادے
اور سرداران تہور شعار وغیرہ اپنے اپنے فیل و اسپ پر سوار ہوے اکثر سرداران نے جلوس کے بڑھنے کا انتظام کیا القصہ بعد سوار
ہونے جملہ خواتین اور سلاطین وغیرہ کے برات اُسی تجمل و جلوس سے بصداے نقارہ و دہل و طبل وغیرہ روانہ ہوی خواجہ عمرو اپنی
بہو کو بیاہ کر بہزار خوشی اپنے مکان کیطرف چلے لیکن اُسی طرح زر سرخ و سفید سر کرب غازی پر اثناے راہ مین نثار کرتے ہوے
قبل وقت نماز سحر اپنے مکان پر پہونچے کرب غازی نے فیل میمونہ سے اتر کر ایک ایوان عالیشان مین کہ جو نہایت ہی آراستہ
پیراستہ کیا تھا عروس کو بہزار پردہ داری سواری سے اتار کر ایک مسند پر جا کر بٹھا دیا پھر ملکہ سرو سیمین تن اور ملکہ آسمان پری
اور ملکہ رابعہ اطلس پوش و دیگر خواتین سواریون سے اُترین اور داخل ایوان ہوئین بعد اسکے تمام مال و اسباب جہیز کا کہ جو
بے انتہا تھا چند ایوان وسیع مین رکھا گیا جب وقت نماز کا آیا جملہ خاص و عام نے سواریون سے اتر اتر کے وضو کیا
اور شور باجون کا موقوف کرا کے نماز سحر پڑھی خواجہ عمرو بعد نماز پڑھنے کے کرسی پر بیٹھے جن مہمانون کو رخصت
ہونا منظور تھا وہ سب خواجہ کے پاس آئے اور بعد تہنیت کے یہ سخن زبان پر لائے کہ اب ہمکو رخصت کیجیے خواجہ نے کہا
ابھی تو مین رخصت نہ کرونگا لیکن جب اُن سب نے بہت اصرار کیا اُسوقت خواجہ عمرو نے بدرجہ مجبوری اُن سب کو یہ
کہکر رخصت کیا کہ آپ سب صاحبون نے مجھپر بڑا احسان کیا اور مین آپ کا ممنون منت ہوا اُن سب نے کہا اے خواجہ
یہ کیا کہتے ہو خود تمھارے احسانات ہمپر ہین تمنے بارہا ہمکو قید سے عیاری کر کے چھڑایا ہے اسکے علاوہ اور بھی طرح طرح کے
احسان ہمپر تمنے کیے ہین الغرض وہ سب کے سب یہ کہکے خواجہ عمرو سے رخصت ہوے اور اپنے اپنے مکان اور مقام
پر گئے بعد رخصت ہونے اُن سب کے اکثر خواتین بھی خواجہ عمرو سے رخصت ہوئین پھر خواجہ عمرو نے جملہ فردین حساب
کی نکالین کیونکہ خواجہ عمرو ایک ایک پیسا اور ایک ایک کوڑی جو صرف کرتے تھے لکھتے گئے تھے غرض بعد نکالنے فردون کے
خواجہ عمرو حساب لگانے لگے جب جملہ فردون کا حساب لگا چکے میزان حساب پر نظر کر کے بے اختیار رونے لگے کبھی سر اپنا
دونون ہاتھون سے پکڑ لیتے تھے اور کبھی اپنے کلیجے پر دونون ہاتھ بعد اضطراب رکھتے تھے کبھی نالہ بلند کرتے تھے جو لوگ
کہ ابھی رخصت نہین ہوے تھے ان سب نے یہ کیفیت خواجہ عمرو کی جو دیکھی گھبرا گئے اور بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑے
جب خواجہ عمرو کے پاس آئے پوچھنے لگے خواجہ خیر تو ہے مزاج کیسا ہے سبب نالہ و بکا کیا ہے خواجہ عمرو نے سب سے رو کر
کہا اے یارو کیا پوچھتے ہو اب مین بالکل محتاج ہو گیا سراسر لٹ گیا اب کوڑی تک اب زنبیل مین باقی نہ رہی برسون کی
کمائی خرچ کر ڈالی دیکھو زنبیل مین خاک اڑ رہی ہے کرب غازی اپنے فرزند کی شادی مین کثرت سے زر سرخ و سفید

مین نے صرف کرڈالا لاکھون ملاکر کرور ہا روپیہ علاوہ زبنبیل کے روپیہ کے مین نے مہاجنون سے قرض لیکر شادی مین لگادیا
اب یہ قرضہ کیونکر ادا ہوگا اور میری بسر اوقات کیصورت سے اور کیونکر ہوگی اسی وجہ سے روتا ہون سب سردارون نے کہا اے
خواجہ آپ اسقدر مغموم و محزون ہوتے ہین انشاء اللہ تھوڑی مدت مین جسقدر آپ نے روپیہ قرض لیا ہے سب ادا ہو جائیگا کیونکہ
جملہ سلاطین لشکر شاہزادے زر کثیر وقتاً فوقتاً آپ کو دیا کرینگے کسیقدر ہم بھی آپ کی خدمتگزاری کرینگے خواجہ عمرو نے فرمایا
تم سب اسوقت مجکو تسلی دیتے ہو اب جسقدر کہ روپیہ خرچ کیا ہے پھر جمع نہو گا اور جو قرضہ مہاجنون کا ہے میری زندگی مین
ادا نہو گا دیکھیے سب مہاجن میرا کیا حال کرتے ہین اور یہ جو تمنے کہا کہ سلاطین اور شاہزادے مجکو روپیہ دینگے یہ محض تمھارا
خیال خام ہے مجکو یہ امید نہین کہ کوئی مجکو ایک کوڑی بھی دے سردار وغیرہ تقریر خواجہ سنکے خاموش ہورہے لیکن جملہ عیاران
لشکر اسلام نے دست بستہ عرض کیا اے خواجہ اگرچہ فی الحقیقت آپ نے زر کثیر اپنے فرزند کی شادی مین صرف کیا ہے لیکن
کچھ آپ تردد نہ فرمائین ہم سب کی ترانز خادم آپ کے موجود ہین اگر خدا نے چاہا تو عیاران کر کے زر و جواہر انعام مین پاکر
پامال و اسباب کفار کا عیاریون سے حاصل کرکے آپ کو دینگے آپ جلد قرضہ مہاجنون کا ادا کر دیجیے گا خواجہ عمرو نے
فرمایا قرضہ ادا ہونا مہاجنون کا بہت مشکل ہے تم لوگ اسوقت کہتے ہو مگر کچھ دوگے نہین برق نے تڑپ کے کہا استاد مین
اقرار کرتا ہون کہ جہانتک مجھسے ہوسکیگا آپ کا قرضہ ادا کرونگا خواجہ نے فرمایا دور ہو او نالائق تو خود استاد سے یہ چاہتا
کرتا ہے کہ کچھ مجھی کو دیدین بھلا تو کیا دیگا تیرے استاد کو اب اگر دیگا تو خدا ہی دیگا ورنہ تیرے استاد کی اب آبرو باقی نہ رہیگی
جسوقت خواجہ نے برق کو جھڑک کر یہ کہا کہ تو کیا دیگا سب عیار بے اختیار ہنسنے لگے خواجہ کو یہ خیال غصہ آیا کہ مین تو روپیہ کے
صدمہ مین ہون یہ سب نالائق ہنستے ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو کوڑا لیکر اٹھے جملہ عیار جست و خیز کرکے چل دیے پھر خواجہ کرسی پر بیٹھے
اور فردین حساب کی دیکھ دیکھکر بے اختیار رونے لگے کرب غازی نے جو احوال گریہ و زاری خواجہ عمرو کا سنا ایوان سے بیتاب و
بیقرار ہوکر باہر آیا اور خواجہ عمرو سے پوچھنے لگا آپ کیون روتے ہین خواجہ نے فرمایا اے بیٹا کیا پوچھتے ہو ہم تو تمھاری شادی مین
لٹ گئے فقیر ہوگئے اور بہت سے مہاجنون کے کرور ہا روپیہ کے قرضدار ہوگئے کرب غازی نے عرض کیا آپ ملول نہون
خداوند عالم پھر آپکو اسیقدر روپیہ دیگا جسقدر آپ نے میری شادی مین صرف کیا ہے کرب غازی یہ کہکے داخل ایوان ہوے
لیکن خواجہ عمرو روپیہ کے خرچ ہو جانے سے اسیطرح مغموم بیٹھے رہے خواجہ کو تو محزون بیٹھا رہنے دیجیے دیکھیے کب تک انکا
رنج برطرف ہوتا ہے اور کس زمانہ مین خواجہ عمرو قرضہ سے مہاجنون کے ادا ہوتے ہین لیکن اب کچھ حال کرب غازی کا سنیے کرب
کبھی باہر آتا ہے اور محفل مین بیٹھتا ہے اور گانا نازنینان خوش گلو کا سنتا ہے کبھی اٹھکر ایوان مین جاتا ہے دل کرب غازی کا پریشان
ہورہا ہے خداوند عالم سے وسبدم دعا کرتا ہے کہ پروردگارا کہین جلد آفتاب غروب ہو اور شام ہو مدعاے دل عروس سے حاصل کرون
لیکن دن کسی طرح نہین کٹتا اور شام کسی طرح نہین ہوتی آخر بہزار انتظاری آفتاب غروب ہوا اور ماہ تابان فلک پر ظاہر ہوا
کرب غازی نے وضو کرکے نماز مغرب بصد خضوع و خشوع پڑھی اور بسبب ہونے شام کے سجدہ شکر کیا بعد نماز پڑھنے
کے کرب غازی پھر بزم عشرت مین آیا اور نازنینان خوبرو کا گانا سننے لگا پہر رات تک کرب غازی نے گانا سنا
اور خوبرویان زہرہ خصال کا ناچ دیکھا پھر کرب غازی بزم عشرت سے اٹھکر داخل ایوان ہوا وہان جاکر دیکھا کہ خواتین
ذی وقار بہین و بسیار عروس بیٹھی ہین اور نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال روبرو سے عروس و دیگر خواتین ذی وقار
مثل ملکہ آسمان پری اور ملکہ بالعبہ اطلس پوش اور ملکہ سرو سیمین تن وغیرہ گارہی ہین انعام مین زر کثیر لے رہی ہین
نماز عشا تہنیت ایوان مین چہار پہر شب لبند ہے کرب غازی بعد ادائے نماز عشا کے پھر ایوان سے باہر چلا آیا اور محفل عشرت
مین بیٹھکر ناچ خوبرویان جہان کا دیکھنے لگا یہانتک کہ قریب نصف شب کے بزم عشرت مین بیٹھا رہا پھر بزم عشرت سے اٹھکر

[illegible]

ایوان مین گیا وہان بھی دیکھا کہ بدستور سہ جبینان خوش گلو گا رہی ہین جب زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی اسوقت ناچ موقوف ہوا جملہ خواتین جو عروس کے قریب بیٹھی ہوئی ہین ہر ایک بہانہ سے عروس کے پاس سے اُٹھین اور اپنی اپنی آرامگاہ مین آکر مصروف خواب ہوئین جب کرب غازی نے دیکھا تخلیہ ہوگیا اور کوئی عورت عروس کے پاس نہین رہی اسوقت کرب غازی براے حصول مدعاے دل پاس عروس کے گیا اور قصد حاصل کرنے در مدعا دل کا کیا لیکن عروس نے جو کرب غازی کو اپنے قریب دیکھا گنجینہ نہان کی حفاظت کا خیال کر کے کرب غازی کو اپنے پاس سے علیحدہ کرنا چاہا کرب غازی نے کثرت شوق سے جستجوے گوہر تمناے دل مین کوشش کی لیکن در مدعا ہاتھ نہ آیا آخر نوبت کشتی کی پہونچی نوشاہ و عروس مین باہم کر کشتی ہونے لگے پردے مسہری کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور مسہری نے بھی بعد تھوڑی دیر کے اُن دونون زورآورون سے شکست پائی یعنی مسہری بھی ٹوٹ گئی لیکن غازی نے مسہری کے ٹوٹنے کا کچھ خیال نہ کیا اور جو فرش کہ زمین پر بچھا ہوا تھا اُسی فرش پر مدعاے دل حاصل کرنا چاہا مگر باوجود کشتی ہونے کے بھی مراد دل بر نہ آئی آخر وہ وقت آیا کہ موذن نے اذان دی صداے مرغ سحر کان مین آئی سفیدی سحر آسمان پر ظاہر ہوئی کرب غازی اُسوقت حصول تمناے دل سے مایوس ہوکر عروس کو چھوڑ کر علیحدہ ہوا اور نماز پڑھ کے ایک پلنگ پر جاکر لیٹ رہا اُدھر عروس نے بھی کرب غازی کی کشتی سے فرصت پاکر آرام کیا جب آفتاب بلند ہوا اُسوقت کرب غازی بیدار ہوا اور باہر ایوان کے چلا گیا یہان خواتین ایوان نے بیدار ہوکر عروس کو جو دیکھا تو عجب کیفیت دیکھی یعنی دیکھا کہ عروس اور ایک پلنگ پر سو رہی ہے اور مسہری کے پردے تمام پھٹے ہوے ہین مسہری ٹوٹ گئی ہے اکثر خواتین نے باہم ہنسکر کہا کہ رات کو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بڑی جنگ درمیان نوشاہ و عروس کے ہوئی غرض جب ملکہ زبیدہ شیر دل بیدار ہوئین کنیزین بہ خدمت حاضر ہوئین الحاصل بعد چوتھی کے رسم کے شب کو پھر کرب غازی نے ارادہ حاصل کرنے مطلب دل کا کیا لیکن مثل شب اول اس شب کو بھی باہم کشتی ہوئی اور تا سحر کشتی ہوا کی کرب غازی کا مدعاے دل اس شبکو بھی حاصل نہ ہوا آخر نماز سحر پڑھی بعد اداے فریضہ سحری کے علیحدہ عروس سے آکر پلنگ پر لیٹ رہا قصہ کوتاہ اسی طرح سات راتین گذرین ہر چند شبہاے مسطور مین کرب غازی نے چاہا کہ مدعاے دل حاصل ہو مگر نہوا روز ہشتم کرب غازی اپنے خیمہ مین تنہا بیٹھے ہوے تھے اور یہی فکر کر رہے تھے کہ دیکھیے مدعاے دل کیونکر حاصل ہوتا ہے ناگاہ خواجہ عمرو بھی آئے کرب غازی واسطے تعظیم خواجہ کے کھڑے ہوگئے خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما ہوے جب خواجہ عمرو نے چہرۂ کرب غازی پر نظر کی دیکھا کہ چہرۂ کرب غازی سے آثار تردد ظاہر ہین تو خواجہ عمرو نے پوچھا اے فرزند تمہارا مزاج کیسا ہے اسوقت مین تمکو متردد پاتا ہون کرب غازی نے یہ عرض کیا کہ افضال خدا اور آپ کی برکت دعا سے مین اچھا ہون لیکن جو مجھکو اسوقت فکر ہے اسکو آپ کی خدمت عالی مین مناسب جانکر عرض نہین کر سکتا خواجہ عمرو نے فرمایا وہ کون سی تمکو فکر ہے کہ جسکو تم مجھسے بیان نہین کرتے ہو کرب غازی نے عرض کیا کہ مجھکو ایک ایسے امر کی فکر ہے کہ بزرگون سے بیان کرنا اسکا خلاف ادب ہے خواجہ عمرو نے فرمایا اے فرزند مین نے تیری خوشی کے واسطے کرورہا روپیہ صرف کر کے تیری شادی کی زوجہ بھی تجھکو الطاف و عنایت ایزدی سے وہ ملی ہے کہ جو بیٹی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالمیان کی ہے اب تجھکو کس امر کی فکر ہے اور باعث تیرے متردد ہونے کا کیا ہے کرب غازی نے عرض کیا آپ میرے متردد ہونے کا باعث مادر عالیقدر ملکہ سرو سیمین تن سے دریافت کر لیجیے گا مین عرض نہ کرونگا خواجہ عمرو گفتگوے کرب غازی سے نہایت متفکر ہوے اور داخل ایوان ہوکر اپنی زوجہ یعنی ملکہ سرو سیمین تن کو علیحدہ بلا کر آہستہ اسطرح پوچھنے لگے کہ اے تسلی بخش قلب مضطر کچھ تمکو معلوم ہے کہ باعث کرب غازی کے متردد و متفکر ہونے کا کیا ہے اسوقت مین نے اسکو خیمے مین متفکر

بیٹھا ہوا دیکھا ہر چند وجہ تردد کی دریافت کی مگر اُسنے مجھسے سوائے اسکے اور کچھ نہ کہا کہ میری والدہ سے دریافت کرلیجیے پس مین اسوقت تمھارے پاس اسیواسطے آیا ہون کہ تم سے سبب اُسکے متفکر ہونے کا پوچھون ملکہ سروسیمین تن نے شرماکر اور مسکرا کر یہ کہا کہ مین اور تو کوئی وجہ کرب غازی کے متفکر ہونے کی نہین جانتی سوائے اسکے کہ جس دن سے تم اپنی بہو ملکہ زبیدہ شیر دل کو بیاہ کے لائے ہو اُسی روز سے ہر شب کو کرب غازی اور ملکہ زبیدہ شیر دل سے کشتی ہوا کرتی ہے اصل تو یہ ہے کہ تمھاری بہو اسم بامسمے ہے کرب غازی بظاہر بسبب غالب نہونے کے متردد ہوگا خواجہ عمرو نے یہ حال اپنی زوجہ سے سنکے تھوڑی دیر تک فکر کی اور بعد فکر کرنے کے ایک شیشی کہ اُسمین بیہوش کرنے کی کوئی دوا تھی زنبیل سے نکالکر اپنی زوجہ کو دی اور کہا کہ آج کی شب اس شیشی کو کسی طرح ملکہ زبیدہ کو سنگھا دینا مگر زیادہ نہ سنگھانا ورنہ بیہوش ہو جائیگی ملکہ سروسیمین تن نے وہ شیشی خواجہ عمرو سے لیکر بحفاظت رکھی خواجہ عمرو نے شیشی مذکور اپنی زوجہ کو دے کر ایوان سے قصد باہر آنے کا کیا تھا ناگاہ ملکہ آسمان پری و ملکہ رالعیہ اطلس پوش وغیرہ جسقدر خواتین مہمان تھین سب کی سب خواجہ سے طالب رخصت ہوئین خواجہ نے سب کو رخصت کیا اور ایوان سے باہر آئے یہان بھی باقیماندہ جو مرد مہمان تھے وہ بھی خواجہ سے طلبگار رخصت ہوئے خواجہ نے انکو بھی رخصت کیا غرض جسقدر زن و مرد مہمان تھے سب کے سب رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان اور مقام مسکن پر گئے بعد اسکے خواجہ کرب غازی کے پاس آئے اور یہ کہا کہ اے فرزند اب کچھ تم تردد نہ کرو مین نے تمھارے دفع تردد کی تدبیر کردی ہے کرب غازی یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے دل مین اپنے بہت خوش ہوئے اور یہ خیال کیا کہ خواجہ نے کوئی تدبیر کردی ہے آج یقین ہے کہ مین اپنا مدعائے دل حاصل کرون گا خواجہ عمرو تو کرب غازی سے تقریر مذکور کرکے چلے گئے لیکن کرب غازی اپنے خیمہ مین بیٹھے ہین جب وہ دن گذر کے شام ہوئی کرب غازی نے نماز مغرب عشا کی پڑھی پھر ایوان مین داخل ہوکر طعام تناول کیا جب زمانہ قریب نصف شب کے گذرا اسوقت ملکہ سروسیمین تن نے وہی شیشی جو خواجہ نے دی تھی ملکہ زبیدہ شیر دل کو عطر کے بہانے سے سنگھا دی مگر کم سنگھائی فوراً ملکہ زبیدہ شیر دل کی قوت مین کمی ہوئی اور طبیعت کسلمند ہوئی سر مین کسیقدر درد ہونے لگا مگر بیہوش نہین ہوئین ملکہ سروسیمین تن شیشی کو سنگھا کر چلی آئین کرب غازی نے جب دیکھا عروس کے پاس کوئی عورت نہین ہے اُسوقت بعد شوق و اشتیاق بارادہ حصول مدعائے دل پاس عروس کے آئے چونکہ ملکہ زبیدہ شیر دل کے دست و پا مین بوجہ سونگھنے اُس شیشی کے قوت و طاقت نہ تھی اس سبب سے کرب غازی نے بسہولت اپنا مدعائے دل عروس سے حاصل کیا ملکہ زبیدہ شیر دل بقدرت پروردگار عالم اُسی شب کو حاملہ ہوئین غرض کرب غازی بعد حاصل کرنے اپنے مدعائے دل کے ملکہ زبیدہ شیر دل کے پاس سے علیحدہ ہوکر گئے ملکہ زبیدہ شیر دل نے جو اسی عالم کم قوتی مین اپنے حال خراب پر نظر کی کرب غازی پر کمال غصہ آیا اور اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اس شیر پہلوان عادی نے مجھسے بے ادبی کی اور وہ حرکت ناشایستہ کی کہ جس حرکت سے مجکو صدمہ پہونچا غرض ملکہ زبیدہ شیر دل کرب غازی سے ناخوش ہوکر بعد گذرنے شب کے صبح کو سوار ہوکر اپنی مادر ملکہ گروہ بانو کے پاس چلی گئین اور سبب اپنے چلے آنے کا اور کرب غازی سے ناخوش ہونے کا خواصون اور اناؤ وغیرہ سن رسیدہ عورتون سے بیان کیا جب زمانہ تین چار مہینے کا گذرا ملکہ زبیدہ شیر دل کا شکم کچھ بڑا ہوگیا ملکہ زبیدہ شیر دل کو اپنے پیٹ کے بڑے ہو جانے سے بہت تشویش ہوئی آخرالامر اپنی مادر ملکہ گروہ بانو کی خدمت مین حاضر ہوکر ملکہ زبیدہ نے اپنے شکم کے پھول جانے کا حال عرض کیا ملکہ گروہ بانو نے ہنسکر فرمایا اے نور نظر پارۂ جگر کچھ تم اپنے پیٹ کے پھول جانے اور بڑے ہو جانے کا خیال اور صدمہ نہ کرو مجھی عارضہ مجکو بھی ہو گیا تھا اور بعد نو مہینے کے دفع ہو گیا انشاءاللہ تمھارا پیٹ بھی

انشاء اللہ تمھارا پیٹ بھی نو مہینے کے بعد پھر ویسا ہی ہوجائیگا جیسا کہ پہلے تھا ملکہ زبیدہ شیردل بموجب فرمانے ملکہ گرویہ بانو کے
اپنے پیٹ کے پھول جانے کو عارضہ تصور کر کے چپکی ہو رہین ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ جو چار سو تصویرین حمزۂ صاحبقران
نے قبل اسکے سرداروں پر تقسیم کی تھین سب سرداروں کی شادیان اُنھین چار سو شاہزادیون کے ساتھ اثنائے شادی
ملکہ زبیدہ شیردل مین نہایت ہی تجمل و تکلف سے ہوگئین اس ہیچمدان نے بخیال طول مفصل ہر ایک کی شادی
کا حال نہین لکھا اور یہ بھی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعد شادی کرنے ملکہ زبیدہ شیردل کے اُسکے دوسرے روز نہ
زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے عقد اپنا ملکہ مہر گہر تاجدار کے ساتھ بہ تجمل شاہانہ کیا اور بعد
عقد کرنے ملکہ مہر گہر تاجدار کے دختر گاؤ لنگی سے بھی نکاح کیا ملکہ مہر گہر تاجدار کے شکم سے حمزۂ ثانی پیدا ہوتے ہین اس
صورت سے کہ دست و پا و دیگر اعضا مفہوم نہین ہوتے ملکہ مہر گہر تاجدار اپنے فرزند حمزۂ ثانی کو ایک لوتھڑا گوشت کا دیکھکر
از حد روتی ہین اور گہوارے مین ڈال دیتی ہین یکایک حمزۂ ثانی گہوارے سے غائب ہوجاتے ہین اور یہ آواز ملکہ مہر گہر تاجدار
کے کان مین آتی ہی کہ ای ملکہ مہر گہر تاجدار تم اس اپنے فرزند کی جدائی مین گریہ و زاری نہ کرنا یہ فرزند انشاء اللہ دست و پا
سے درست ہو کر تمھے ملیگا ملکہ مہر گہر تاجدار وہ آواز سنکے گریہ و زاری چندان نہین کرتی ہی اور وہ فرستادہ حبیب خدا اشرف انبیا
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہی حمزۂ ثانی کو جو گہوارے سے لیجاتا ہی وہ خدمت حبیب خدا مین حاضر ہو کر
حمزۂ ثانی کو حضرت کے قدم اقدس پر ڈال دیتا ہی اور حضرت لعاب دہن کو اپنے حمزۂ ثانی کے مقامات دست و پا وغیرہ
پر لگا دیتے ہین اور حکم خدا اور تاثیر لعاب دہن حضرت سے حمزۂ ثانی کے اعضا درست ہوجاتے ہین غرض اب حمزۂ ثانی
کا حال آیندہ مقامات مناسب پر لکھا جائیگا اور دختر گاؤ لنگی کے بطن سے بھی ایک طفل پیدا ہوتا ہی اور اسکا نام قہور
دیو برد رہتا ہی اُسکا بھی ذکر کیا جائیگا اور بعد نو مہینے گذرنے کے ملکہ زبیدہ شیردل کے شکم سے اسد پیدا ہوتے ہین
مگر اب حال گاؤ لنگی گاؤ سوار کا سنیے کہ یہ بد باطن ہر روز اپنے دیوتک عیار سے رو رو کر کہا کرتا تھا کہ ای دیوتک اب
سوائے مر جانے کے اور کوئی صورت زیست کی نظر نہین آتی ہی اور کسی طرح ان خدا پرستون سے حسرت نہین بجھتی دیوتک
عیار نے کہا یا اسرافیل درگاہ لقا مین کبھی غافل نہین رہتا اور دن رات ان خدا پرستون کی فکر مین پھرتا ہون دیکھیے
آج کل مین کوئی ایسی صورت نکلی آتی ہی کہ یہ سب کے سب غارت ہوجائینگے یہ کہہ کے دیوتک پھر یہان سے چلا اور
کئی روز اسی فکر و تدبیر مین پھرا کیا ایک روز کی نقل ہی کہ ایک سردار بارگاہ نشین لقائے مشرک خدا کا کہ نام اُسکا
ارژنگ کوہستانی تین لاکھ سوار کا مالک ہی بربر سے کوئی دو سو کوس پر اُسکا ملک کوہستان تھا وہان دیوتک
عیار پہونچا اور ارژنگ کوہستانی سے اپنے ساری مصیبت گاؤ لنگی گاؤ سوار کی بیان کر کے کہا کہ کوئی راہ ایسی
نکالیے کہ اسرافیل درگاہ لقا حمزہ کے ہاتھ سے جانبر ہو ارژنگ کوہستانی نے جواب دیا کہ پھر جو صلاح تم بتلاؤ
مین کرون دیوتک عیار نے کہا کہ کوئی تدبیر میرے نزدیک تو اس سے بہتر نہین کہ تم کسی حیلے سے حمزہ کے پاس جا کے مسلمان
ہوجاؤ اور کسی مکر و فریب سے گاؤ لنگی گاؤ سوار اور تم دونون شریک ہو کر تمام حمزہ کی فوج و سپاہ کو مار کے تباہ
کرو ارژنگ کوہستانی نے کہا کہ میری طرف سے تم جا کے اسرافیل قدرت سے پیام دو کہ تم وہان سے میرے
پاس چلے آؤ پھر ہم اور تم دونون ملکے حمزہ سے مقابلہ کرینگے اور سبکو مار کے تہ و بالا کر کے اپنا ملک چھین لینگے دیوتک
عیار نے یہ پیام ارژنگ کوہستانی کا گاؤ لنگی گاؤ سوار سے آکے کہا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا کیا مضائقہ ہی
یہ کہکر دوسرے دن بوقت دربار بحضور امیر نامدار عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران ایک مدت گذرتی ہی کہ مین کہین
گھر سے نکلکے نہین جاتا اس باعث سے عجب طرح کی جی کو اُلجھن اور دل کو خفقانیت سی رہا کرتی ہی اگر اجازت ہو تو

پھر شکار کو جاؤن دس بارہ دن سیر و شکار کرکے پھر حاضر ہونگا سلطان عالیمقام نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ بس گاؤ لنگی گاؤ سوار
سلطان صاحبقران نامدار سے اجازت رخصت کی لیکر مع اپنی فوج کے بحیلہ سیر و شکار سوار ہوکر سمت کوہستان روانہ ہوا
ویوتاگ عیار نے جاکر ارژنگ کوہستانی سے اطلاع کی کہ شاہ بربر اسرافیل درگاہ خداوند لقا شکار کا بہانہ کرکے قریب
کوہستان کے آپہنچا ہے اب جو مناسب ہو وہ کیجیے ارژنگ کوہستانی آمد گاؤ لنگی گاؤ سوار کی سنکے مع اپنے تین لاکھ سوار
کے بطور استقبال کے چلا اور اثنائے راہ مین گاؤ لنگی گاؤ سوار کی ملاقات کرکے بڑے اعزاز و اکرام سے گاؤ لنگی کو
اپنے مکان مین لایا اور گاؤ لنگی کو تخت پر بٹھلا کر کہا اے شاہ بربر تو خاطر جمع رکھ کر مین دو پہر کی لڑائی مین حمزہ کو شکست دے
دونگا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا اے ارژنگ یہ مشورہ اچھا نہین ہے صلاح بہتر ہے کہ مین تو حمزہ کے لشکر مین بدستور رہون
اور رو رو اسکی بارگاہ مین جاؤن اور تم آکے طبل جنگ بجواکے حمزہ سے مقابلہ کرو اگر تمھارا غلبہ اُس پر ہوا یا کوئی
گھات مین پڑی تو مین بھی اپنا لشکر تیار کرکے پشت پر سے حمزہ کی فوج کو مارونگا اور جھٹ پٹ اُسکے لشکر کا استیصال ہم
تم دونون ملکے کرینگے اور جو خدانخواستہ تمھارے لشکر کی شکست ہوئی یا خدانخواستہ تم گرفتار ہوگئے تو مین تمھارا ساتھی
اور مددگار ہوکر تمکو قید سے چھڑا دونگا یا صلح کرا دونگا ارژنگ کوہستانی نے کہا یا اسرافیل قدرت یہ بات
تو غیر ممکن ہے کسلیے کہ تو شاہ بربر ہی جب تک تو لشکر مین ہمارے ہوگا تیرے ملک مین ہماری فوج کیونکر پیش رفت کرے گی اور
تیرے بغیر کوئی لڑنے مرنے کا ارادہ نکریگا گاؤ لنگی گاؤ سوار نے کہا تو خیر مین اپنے خیمہ مین جاتا ہون اور پرات کو شبخون
حمزہ کے لشکر پر مار کے تمھارے پاس چلا آؤنگا غرض یہ صلاح دونون کو پسند آئی اور گاؤ لنگی گاؤ سوار ارژنگ کوہستانی
سے رخصت ہوکر اپنے ملک مین پھر آیا اور صبح کو بوقت دربار بارگاہ سلیمانی مین آکے بدستور معمول اپنے حاضر رہا
بعد برخاست دربار اپنے خیمہ مین جاکر خفیہ خفیہ تمام اپنی فوج و سپاہ کو حکم دیا کہ ہم آج شب کو حمزہ کے لشکر پر شبخون مار کے
سمت کوہستان نکل جائینگے چنانچہ سارا لشکر اسکا مستعد اور ہوشیار ہوکے منتظر رہا جبکہ دو پہر رات کا عمل ہوا اور
اُسوقت گاؤ لنگی گاؤ سوار نے مع اپنی فوج و سپاہ کے لشکر فیروزی اثر پر سلطان نامور کے شبخون مارا اور سیکڑون
بندگان خدا اور غازیان دیندار کو شہید کرکے صاف نکلا ہوا سمت کوہستان ارژنگ کوہستانی کے پاس چلا گیا
جب وقت صبح کا ہوا اور شہنشاہ گیتی پناہ سعد بن قباد نے بارگاہ سلیمانی مین آکر تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا
امیر با توقیر ذلک ناو غیر پر تمکین ہوئے اور پانچ ہزار پانچسو پچپن سرداران نامی پہلوانان گرامی جوانان صف شکن
اور شیر افگن بہادران تہمتن شجاعت شعار شہامت کردار سب اپنے اپنے ڈنگلو نیر آن کر بیٹھے تو ایک مرتبہ سامنے
سے ایک جوڑی ہرکارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق بارگاہ عرش اشتباہ سلیمانی مین آکر روبرو تخت بادشاہ
کے زمین ادب کو بوسہ دے کر بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی کے عرض کیا قطعہ بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد + داو عدلت
در سراے مملکت معمور باد + ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر + تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد + سرور عالم کی عمر دراز
ہو آج رات کو گاؤ لنگی گاؤ سوار نے مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے شبخون لشکر اسلام پر لاکے بہت سے اہل اسلام اور
مومنین کو شہید کیا اور سمت کوہستان نکلکر ارژنگ کوہستانی کے پاس گیا ہے سلطان والاشان حمزہ صاحبقران
یہ حال گاؤ لنگی گاؤ سوار کا سنکے نہایت درہم اور برہم ہوئے اور جانب بل عادیان پور شہزادیان گیتیان کرب بن
کوہ کرب و معدی کرب پہلوان عادی کی طرف مخاطب ہوکر حکم دیا کہ ہمارا ابھی پیش خیمہ سمت کوہستان لیچلو یہ
بدذات کہین جاسے ہمارے ہاتھ سے نجات نہین پاسکتا جہان دستیاب ہوگا وہین جاکے مین اُسے سزاے اعمال کو پہونچاؤنگا
سبحان اللہ سلطان با کرم کے پہلوان عادی نے پیش سمت کوہستان لیجا کر استادہ کیا یہ خبر ارژنگ کوہستانی نے جو بھی

کہ امیر حمزہ صاحبقران مع فوج دریا موج اور لشکر نصرت اثر آمادۂ رزم و پیکار تشریف لاتے ہیں اور رگا ؤلنگی گاؤسوار کو دیکھا
کہ آمادہ لشکر فیروزی اثر سلطان نامور سے اسکا رنگ فق ہوگیا اور مارے خوف کے بات اسکے منہ سے نہیں نکلتی تھی
ارژنگ کوہستانی نے کہا ای اسرافیل در رگاہ خداوند لقا تو خاطر جمع رکھ کسی طرح کا اندیشہ اور وسواس اپنے دل میں نہ لا میں
ابھی جاکر حمزہ کو نصیحت کیے آتا ہوں تا پھر وہ کبھی بگاہ کج اس طرف کو رخ نہ کریگا یہ کہکر ارژنگ کوہستانی سوار ہوکر سمت لشکر
ظفر پیکر روانہ ہوا جب دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا پہلوان عادی سے کہنے لگا کہ میرے آنے کی خبر امیر حمزۂ صاحبقران
کو کرد و بموجب اسکی استدعا کے پہلوان عادی نے اندرون بارگاہ سلیمانی جاکے بحضور سلطان والا شان امیر حمزۂ
صاحبقران عرض کی کہ ارژنگ کوہستانی امیدوار باریابی ہے کا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کیا قباحت ہی بلا لو غرض کہ
حسب ارشاد سلطان عالیمقام کے پہلوان عادی نے ارژنگ کوہستانی کو اشارہ کیا کہ جا زیارت اقدام عالی سے
سلطان صاحبقران کی سعادت یاب ہو ارژنگ کوہستانی بارگاہ میں آیا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کرکے کھڑا رہا امیر
باتوقیر نے ایک کرسی پر اشارہ بیٹھنے کا کیا ارژنگ آداب بجا لاکے بیٹھ گیا اور ملتمس ہوا کہ یا حمزۂ صاحبقران اس ملک
بربر میں اول تو آج تک کوئی آیا نہیں اور اگر کوئی آبھی گیا ہی تو یہاں سے زندہ و سالم بچکر نہیں گیا آپ نے اس ملک میں
آکر انواع انواع طرح کی شدتیں اور مصیبتیں کھینچیں علاوہ ان باتوں کے ملکہ مہر گہر تاجدار بیٹی نوشیروان ملک العادل
کسریٰ کی جو نامزد شاہ بربر رگا ؤلنگی گاؤسوار کے ساتھ تھی اسے آپ نے اپنے قابو میں کیا رستم خان بن رگا ؤلنگی
کو سلمان کر ڈالا اخیر اب تک تو جو کچھ آپ نے کیا اچھا کیا خواہ برا کیا مگر اب آپ کو لازم ہی کہ یہاں سے کسی اور طرف کو کوچ کر جائیے
اور رگا ؤلنگی گاؤسوار اسرافیل قدرت خداوند مجیدہ ہزار ملک باختر کا ہی اس سے تعرض نہ کیجیے کہ انجام اسکا بخیر نہوگا
امیر والا توقیر نے تقریر اس کوہستانی شریر کی سنکے نہایت درہم و برہم ہوکے فرمایا کہ ای ارژنگ تقریر فضول اور ہرزہ
گوئی سے کیا حاصل بس جاکے اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوا دے اور سر میدان جو کچھ کہ تیرے دست و بازو اور زور سے ہی
سے ہوسکے اس میں قصور نہ کرنا ارژنگ کوہستانی یہ جواب زبان فیض ترجمان سلطان عالی جناب سے سنکے نہایت
پشیمان ہوا اور وہان سے اٹھکے اپنے لشکر میں آیا اور رگا ؤلنگی گاؤسوار سے کہنے لگا کہ میں نے جاکر حمزہ کا مافی الضمیر
دریافت کیا مجھے یقین ہوا کہ یہ خدا پرست بڑے زبردست ہیں تا وقتیکہ یہ سزا نہ پائینگے اپنے شداید اور سرکشی سے باز
نہیں آئینگے یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجے ایک مرتبہ اسکے لشکر میں طبل جنگ بجنے لگا اور یہ خبر لے کے
جاسوسان لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی میں آکر بحضور شاہنشاہ لشکر اسلام زمین ادب کو بوسہ دے کر پکارے اشعار

ای زبرق دم تیغ تو جہان نورانی	بادشاہ ہمہ ایرانی و ہم تورانی	خضر الہام و سکندر فر و دارا رائی	مصطفی مشرب و حیدر دل و جم فرمانی
قوس خود را بہ کمان تو برابر جا کرد	آسمان خندہ زد و گفت زہے نادانی	بادرکان فلک حلقہ بگوشان تو اند	ای غلامان ترا مرتبہ سلطانی

شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو لشکر ارژنگ کوہستانی میں طبل جنگ بجا اور صبح کو وہ کافر سر کارا رائے میدان جنگ ہوگا
سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالیمقام نے بمجرد استماع اس کلام کے فرمایا شعر سر نہیم زشمشیر حبیب × ہر چہ آید بر سر من
یا نصیب × جو کچھ کہ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے کلک قدرت سے اپنے بروز دیوان قضا رقم کر دیا
ہی وہی ظہور میں آیا اور آئیگا اس میں فکر اور تردد کرنا عین نادانی اور محض بیوقوفی ہی بس بہتر یہ ہی کہ کہہ دو ہمارے لشکر
میں طبل جنگ بیدرنگ بجے حسب الحکم جہان مطاع عالم مطیع سلطان والا قدر عالی منزلت کے مہراج عیاری مطلب ملک
خنجر گذاری شاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار اپنی کرسی مرصع پر سے اٹھکر سمت نقار خانہ سلیمانی روانہ ہوا وہان
نقار خانہ سلیمانی میں دو بھائی حقیقی کہ ایک کا نام کنبابہ چینی دوسرے کا نام قابابہ چینی چین ماچین کے بادشاہزادے

چوبدار وغیرہ نقارخانہ سلیمانی ہین ان دونون نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی لشکر کفار سے سنی ہی دونون بھائی انتظار مین حکم سرکار کے صحن نقارخانہ مین کرسیان بچھائے بیٹھے ہین اور نقارون کو آگ جلا کے سینک رہے ہین اور چاشنی دیتے ہین اور نعرے بھر کے شہنادون کو درست کرتے ہین اور اپنے اپنے سازون کو سنبھالتے اور دیکھتے بھالتے مین مشغول ہین ناگاہ شاہ عیاران عیار اندرون نقارخانہ پہونچے ان دونون بھائیون نے اپنی اپنی کرسیون پر سے اُٹھ کے ایک نے داہنی طرف سے ایک نے بائین طرف سے عمرو کو نذرین دے کر عرض کی کہ کیا حکم صادر ہوا ہی عمرو نے کہا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی لہذا حکم سلطان والاشان حمزۂ صاحبقران کا ہی کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجوا دو یہ حکم تقضا توام سلطان باکرم کا سن کر دونون بھائیون نے عمرو سے کہا بسم اللہ بس عمرو نے برابر طبل سکندری کے آگے دونون ڈالین اٹھا رہنی اپنے ہاتھ مین اُٹھالین اور طبل سکندری پر مارین ناگاہ قطعہ زنقارہ آواز آمد بر دون * گرگردون دون ہست دون ہست دون ڈہل کن دہل زد بہ تحسین او ہیں وہیں اودین اودین الخ بس ساتھ طبل سکندری کے اٹھارہ سو جوڑی نقارون کی نوازش مین آئی صدائے بوق افراسیابی اور جبانجہ جمشیدی اور شیخ گیو سورتی کے گوش گردون تک پہونچی اور غازیان دیندار مجاہدان تہور شعار آمادۂ رزم و مہیائے قضا ہو کر باہم مصافحہ اور معانقہ کرتے تھے عزیز و اقربا و خویش و بیگانہ آپس مین گلے مل کے کہتے تھے یاردشب حاملہ ہست فردا چہ زاید دیکھیے کل صبح کو کسکو تختۂ تابوت اور کسکو تخت سلطنت نصیب ہو اشعار

درانتظار نشستہ گردون کشان یک بیک
گرا تاج اقبال بر سر نہند

کہ فردا انجام گر گردد فلک
گرا تخت تابوت بر ور نہند

زمانہ گرا کار سازی کند
کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید

ستارہ بجان کہ بازی کند
ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید

ہزارون دلیران نامدار اور بہادران شیر شکار نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی سنی ہی اُسوقت سے غسل کر کر کے پوشاکین نہایت نفیس اور پاکیزہ پہن پہنکر عطریات اپنے بدن مین مل مل کے سیکڑون مسجدون خانقاہون مین ہزارون لب دریا ہزارون سمت صحرا ہزارون جانب میدان وغا جا جا کے سجادے بچھائے سمت قبلہ منہ کیے حضور قلب اور خلوص نیت سے سجدہ صد ہزار شکر کو تارنظر مین پیوستہ کیے جناب باری سے دعا اور ملتجی تھے کہ اے عالیجاہا کل صبح کو وعدہ گاہ مصاف مین امتحان قوم اشراف اور فرقہ اجلاف کا ہوگا اور جوہر دلاالثقلین او عالیخاندانی کا ہر ایک دلاور اور بہادر کے بگواہی کلمہ عمود اور زبان نیزہ و شمشیر سے بعرصۂ ظہور آئیگا بس دل ایک قطرہ خون ہی اسکا کچھ اعتبار نہین لہذا یہ استدعا ہی کہ اس دل مین کوئی فساد واقع نہو اور ایسا نہو کہ میدان رزمگاہ سے کوئی قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو ہٹ جاسے صدقہ اپنی وحدانیت کا ہمکو سہرے خون کے اور بدھیان زخمون کی نصیب کرنا تاکہ دولہا بنے ہوے اپنے آقا کے کونین خداوندان نعمت کے سامنے سرخرو ہے جا دید کہلائین غرض یہان تو تمام لشکر مین شجاعان صاحب عز و تمکین اور رتوسنین کا یہ حال تھا اور باقی لکھوکھا دلیر اور شیر اپنے سلاحون کی تیاری مین مصروف تھے تلوارون کی چرخ پر ٹھولے پاسان چٹاتے تھے عقل پیرچرخ کی بھی چرخ مین آگئی تھی خنجرون کو سنگ چٹاتے تھے ترکشون مین سے تیرون کو نکالکر ناقص ناقص تیرون کو علیحدہ کر دیا اچھے اچھے تیرون کو پھر ترکشون مین بھر کے رکھا چارآئینون کو پونچھا ملوایا صاف کر کر کے رکھا تمام رات چار طرف طلادے پھرتے تھے اور ہوشیار باش بیدار باش کی صدا بلند تھی غرض چہل پہل اور جاگ اور ہوشیاری سے وہ شب بسر ہوئی اب وہ وقت ہی کہ صبح قریب ہی اشعار

لگے ہونے تارون سے تارے نہان
رخ شمع مائل بزردی ہوا

چھپا نور مین جادۂ کہکشان
لباس فلک لاجوردی ہوا

موذن اذان سے ہوے بہرہ مند
مسیحا نفس تھی نسیم وزان

ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
اُٹھے لوگ سب لے کے انگڑائیان

یعنی نسیم سحر وزان ہوئی اور درختان بر ثمر پر طائران خوش الحان نغمہ خوان شعر ہر گیا ہے کہ بر زمین روید

ویدہ

وحدہ لاشریک میگوید ۱۔ ذکر خالق جن و بشر مین وظیفہ خوان تھے ناگاہ سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے اندرون بارگاہ
جا کر پاے سعادت صاحبقرانی کو بوسہ دیا امیر باتوقیر نے آنکھ کھولی پوچھا رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے عرض کی نماز کا وقت ہی
سلطان باکرم نے فرمایا کہ پانی وضو کے لیے منگاؤ فراش آفتابہ سلفچی لیے حاضر تھا آپ نے اٹھکر وضو کیا اور بعد وضو دو رکعت نماز
صبح سے انفراغ حاصل کرکے پوشاک ذات اقدس پر آراستہ کی بعدہ سلاح کا طلب کیا خود ہود پیغمبر کا سر پا اور زرہ
داؤد علیہ السلام کی گلے مین دستانے نوح پیغمبر کے ہاتھون مین حمائل آئینہ داؤدی سینہ اطہر پر موزے صالح پیغمبر کے پانوؤن مین پہنے
اور کلہ اس شیر کا جسے سیاہ بوم سفید بوم قاف مین مارا تھا خود پر باندھکر پر ہمرغ کا اُس پر لگایا اور سلطان والا شان
امیر حمزہ صاحبقران مسلح اور مکمل ہوکے بارگاہ سلیمانی سے برآمد ہوے جہان قند بر دیوانہ دروازہ بارگاہ پر اشقر
دیوزاد کو لیے حاضر تھا امیر باتوقیر نے عیال پر اشقر کی ہاتھ ڈالکر رکاب مین قدم رکھا اور نقاش زین پر جلوہ فرما ہوے شاہ
سلیمان فارسی مظفر فاریابی ابوالمعین بلخی گردن خواجہ عمرو کران وغیرہ سوسوا سو رفقاے قدیم اور ندیم مجرا کرکے ہمراہ
رکاب ظفر انتساب ہوے سواری مثل باد بہاری کے روانہ ہوئی جسجگہ قریب نقارخانہ بلورین کے پہونچے تو دیکھا سامنے عیش
محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھنچ چکا ہی ہمرائی لوگ جمع ہوے جاتے ہین نقارخانہ مین ٹکورے پچھلے پہر کی نوبت کی
لگ رہی ہین گلال باڑی ابتک قائم ہی ایک سمت ہزار بارہ سو بخشانے بردار گنگا جمنی روپہلی سنہری بخشانے قلعی لیتے اُن پر
چڑھے ہوے ایک طرف ہزار بارہ سو فانوس مینا کاری ہزار بارہ سو کنول بلورین الماس تراش فانوسون مین
شمع کافوری چڑھی ہوئین مگر از بسکہ صبح ہوتی جاتی ہی نور روشنی پر چھپا رہا ہین اور شمعین بے نور معلوم ہوتی ہین ایک
طرف سترہ اٹھارہ سو سقے بادلے کی لنگیان لنگوٹ تماہی کے کھنچے اودے کاکریزی سوہی بچنی سبز و بنیر باندھے
پیشہ ری چوتے چمڑے کے پانون مین مشکیزے خوشبودار چھڑکے گلاب کیوڑہ عرق بہار بید مشک بھر نے فوارے ہزارے
کے دہانون پر چڑھانے آبپاشی اور گوہر افشانی کرتے ہوے ایک سمت ہزار بارہ سو منقل بردار عود سوز وغیرہ
ہاتھون مین لیے ہزار بارہ سو حاجب دربان رقاصی پوز باشی یساول مرد ہے نقیب چوبدار بانڈھو کے لال
گلابی چیرے سر پر باندھے پہلکاری کے دارائی کے انگرکھے اور ممودی کے پردہ چاک قبائین پہنے بلبل چشم کے
ٹپکے کمر و لپیٹے باندھے مشروع کے پائجامے پانون مین عیسے سنہری روپہلی مکلل بزمرد و مغرق بجواہر ہاتھون مین لیے
صف بستہ جہان ان اہتمام مین سرگرم کار ہین سلطان والا قدر عالی منزلت قریب عتبہ فلک مرتبہ کہ مانا یک مقیم
کے آگے مرکب سے کود پڑے اور ایک دنگل پر شمکن ہوے اور باقی تمام مجرے کرکے کرسیان بچھا بچھا کے بیٹھتے جاتے
ہین یکایک وردی نوازون نے طاسنہ نی کی وردی بجائے اور امیر باتوقیر اور سب سرداران نے جانا کہ آمد شاہ
لشکر اسلام کی ہوئی بس سب ہوشیار ہوکر اٹھ کھڑے ہوے یل عادیان پور شدادیان کیتیان گرب بن کوہ گرب
پہلوان عادی درگہ سالار لشکر نے دوڑ کر سراپردہ اٹھایا اندر سے آواز شہنانوازون کی گوش زد ہوئی اور
قریب چار سو کہاریون بری طلعتون کے تخت اُس سلیمان مرتبت کا دوش بدوش لے باہر نکلین پہلوان عادی نے
پکارا نصر من اللہ فتح قریب امیر باتوقیر واسطے مجرے کے جھکے مرہیہ نے آواز دی شہنشاہ عالم پناہ سلامت
جہابلی بادشاہ سلامت امیر باتوقیر کا مجرا نگاہ رو بہ حضرت ظل سبحانی نے بکمال عطیات خسروانہ امیر کشور گیر کا مجرا
لیکر اپنا ہاتھ چھاتی پر رکھا اور اشارہ سواری کا کیا بعد اُسکے جانب راست سے دست راست پیشوا کے اور جانب
چپ سے دست چپیون کا مجرا لیتے ہوے تخت بادشاہ کا سمت وعدہ گاہ میدان روانہ ہوا آگے آگے جلوس
سواری کا روشن چوکی نواز للت بھیرون کو شہناؤن مین پھونکتے ہوے شعر وہ شہنانوازون کی پیاری دھنین

جنھیں کان رکھکر ملا رئیں سنیں سقے آبپاشی کرتے ہوئے گرد و غبار کو بٹھلاتے کچھ سواری کے آگے کچھ داہنی طرف کچھ بائیں طرف کچھ گھوڑون کے پیٹ تلے دبلے ہوئے بہشتی و چالاکی تمام لپٹے چلے جاتے تھے امیر باتوقیر سلطان جم قدر دارا شان حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سوار زیر نشان علم اژدہا پیکر تخت سے شہنشاہ لشکر اسلام کے چالیس قدم سروری اور صاحبقرانی کی راہ سے آگے یہ شعر پڑھتے ہوئے شعر من آن ستارۂ صبحم کز از کمال ادب ہمیشہ پیش رو آفتاب میباشم آگے آگے نقیب اور کڑکیت کڑکا کہتے اور زیب دیتے بقول میر حسن کے اشعار نقیب اور چلودار اور چوبدار + یہ کہتے تھے آپس میں ہر دم پکار + بلا نوجوانو بڑھے جائیو + دو جانب سے باگیں لیے جائیو بڑھے جاؤ آگے سے جاتا قدم + بڑھے عمر و دولت قدم با قدم + غرض جاتے جاتے سواری قریب و عدہ گاہ مصاف کے پہونچی تخت حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام کا قلب لشکر میں آن کے قائم ہوا طرفین سے سرداروں نے نکل کے جھاڑی جھنڈی جنگل کی کاٹ کے میدان ہموار کر دیا بیلچہ کار بیلچہ کاری کر کے نکل گئے میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنڈاول جو دھوین صفیں بخوبی آراستہ و پیراستہ کر کے جسکا گھوڑا صف سے کوئی قدم آگے بڑھا تھا اُسے پیچھے ہٹا دیا اور جسکا مرکب کوئی قدم پیچھے تھا اُسکو باگ کا جھٹکا دے کر آگے بڑھایا ہر ایک گھوڑے کی پیٹھ سے پیٹھ کھوتی سے کنوتی سم سے سم دم سے دم برابر کر کے صف آرائی کی مگر شدت اور کثرت گرد و غبار سے تمام آسمان گندلا گندلا نظر آیا اور ایک دوسرے کو بخوبی نہیں دیکھ سکتا تھا القصہ زگرد و غبارے کہ شد سپہر رہ رفتن خویش گم کردہ مہر + زسم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + صدا ہا برون آمد از طبل جنگ ورنگا ورنگ درنگا درنگ + کرۂ ہوا کرۂ خاک ہوگیا تھا اور اندام زمین رعشہ دار معلوم ہوتا تھا اُسوقت ہزارہا سقے طرفین سے آبپاشی پر جھکے ہوئے گرد و غبار کو بٹھلا رہے تھے بعد دو تین گھڑی کے بسبب کثرت آبپاشی کے اب جو دیکھا تو وہ گرد فرو ہوئی اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا مگر میدان بصورت دو اژدرون کے منھ کھولے نظر آتا ہی کسی کو جرأت آگے قدم بڑھانے کی نہیں ہوتی نقیب اور کڑکیتوں نے طرفین سے نکل کے باواز بلند کہا ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کہان ہیں رستم و سہراب کہاں ہیں سام و نریمان کون ایسا بہادر ہے کہ آج سر میدان نکلکر نام اپنے باپ دادے کا روشن کرے اور اُن بہادرون کا نام مانند حرف غلط کے صفحۂ امکان سے مٹا دے دوہا لوہا لوہا سب کہیں لوہا بڑی بلاے پاؤں آگے چیت رہے اور پگ پاچھے پت جاے ساتھ کڑکیتون کے للکارنے کے بہادرون اور دلاورون کی نشۂ شجاعت سے آنکھوں میں لال لال ڈورے پڑ گئے اور قبضوں پر ہاتھ ڈالے برچھے ترچھے کیے میدان کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ارژنگ کوہستانی اپنے کرگدن کو دبا کے میدان میں نکلا اور رکاؤ لنگی گاؤ سوار سے اجازت لیکر بمقابلۂ لشکر اسلام آیا نافِ میدان میں اپنے گینڈے کو روک لیا وسلاح شوری اور سراپا دکھانے کو خوب اُس گینڈے کو کاوون پر لگایا جبکہ گینڈا پسینے میں تر بتر ہو کے خنک ہوگیا تب اُسنے باواز بلند کہا ای لشکر خدا پرستان دای زبر دستان از شما ہر کرا آرزوے مرگ است بیاید میدان جنگ کرادۂ دست دیا آرزو کی داد رم ابھی اُس کوہستانی کے منھ سے یہ کلمہ پورا نہیں نکلنے پایا تھا کہ ایلیا سمت چپ سے مالک اژدر صاحب نبیرۂ دوسر غلام تہی وچاکر حیدر سپہ سالار دست چپ نے اپنی بادیان عربی کی باگ کو لیا اور روبرو تخت بادشاہ اسلام کے آگے مجرا کیا اور اجازت طلب ہوا حضرت ظل اللہ شہنشاہ فوج اسلام نے جام کلۂ عقربت اپنے دست مبارک سے لبریز کر کے مالک کو دیا اور فرمایا کہ ای مالک بخدا اسے لاابالی سبحہ دیکھو مالک نے آداب بجا لاکے وہ نوش کر لیا اور

بعد اسکے امیر بانو قیر سے بھی رخصت میدان لیکے جانب میدان رزم روانہ ہوا اور برابر ارژنگ کوہستانی کے پہنچ کے
الیاس لگا در مارا کہ گینڈا ارژنگ کوہستانی کا قریب دس بارہ قدم کے پیچھے ہٹ گیا ارژنگ نے بڑے زور سے
باگ کو روک کر اپنے گرگدن کو قائم کیا اور بھر برابر مالک اژدر کے آکے کہنے لگا ای خدا پرست یہ رسم و راہ کہان کی
ہی کہ تو نے میرے گینڈے کو آکے ادھجڑ ماری مالک نے جواب دیا کہ یہی طریقہ شجاعان لشکر اسلام کی آمد کا ہی پہلے
حریف سے جو مقابلہ کرتے ہین تو ادھجڑ مار کے اسے پسپا کرتے ہین یہ کلام مالک کا سنکے ارژنگ کوہستانی نے
نہایت پیچ و تاب کھایا اور پکارا لاضرب مردان عالی مالک نے کہا اول تو اپنے دل کی حسرت نکال بعد ازان اگر میرا
خالق تیری ضرب سے مجھے محفوظ رکھیگا تو مین بھی سمجھ لونگا شعر تو اول بیا در تمنا ے خویش کہ من حتم امید بجاے
بیش ۔ پس ارژنگ کوہستانی نے یہ سنکے نیزے کو اپنے پیچ و تاب دے کر سینہ بکینہ پر مالک اژدر کے مارا اور مالک
اژدر نے ارژنگ کے نیزے کو آتے دیکھ کر اسکے نیزے کی سنان کو روک لیا اور دونون نیزون کی سنانون مین سے
ایک آواز جھنجھناہٹ کی پیدا ہوئی چنگاریان آگ کی اڑین اور باہم نیزہ وری ہونے لگی طعنین ہونے لگین اشعار

دو نخل اجل ہر دو را مرگ بار
چنان نیزہ با نیزہ آمیختہ

سنان چون زبان دو نیزہ مار
سنان یک بدیگر در آویختہ

بمیدان کشیدہ دو سنان نیزہ شان
کہ بر ہم نیزہ پیچیدہ از انگونہ مار

بجنبش در آمد از ایشان زمین
سنان را چنین کرد یاد کار زار

بیس بیس طعن نیزون کی باہم نکل گئی تھی مگر شعر نہ این را ظفر بود نہ آن را خطر ۔ نہ این خطر بود نہ آن را ظفر چونکہ مالک اژدر
فنون نیزہ بازی مین وحید زمان اور فرید عصر تھے ارژنگ کوہستانی نے اپنے دل مین کہا کہ مالک اژدر
سے نیزہ بازی مین عہدہ بر کبھی نہین ہو سکنے کا اور یہ سوچ کر ایک مرتبہ مالک سے کہنے لگا کہ ای مالک اژدر
یہ کون شخص ترا حریف اور پیدا ہوا جو از راہ نامردی پیچھے سے تجھے پتھر مارتا ہی مالک اژدر نے ارژنگ کوہستانی
کی زبان سے یہ سنکے جو نہین پلٹ کر پیچھے دیکھا تو سنگ تو کہین بھی نہین کوئی مارتا تھا وہ تو فقط ایک فریب تھا ادھر سے
ارژنگ نے قابو پاکے اس طرح سے نیزہ مالک کے ہاتھ پر مارا کہ نیزہ مالک کے ہاتھ سے پار نکل گیا مالک اژدر نے یہ
فریب بازی ارژنگ کی جو دیکھی کہ مجھے دھوکھا دے کے اس گبر پر غرور نے زخمی کیا تھا تب غیظ و طیش مین آکے
نیزہ اپنا ارژنگ کوہستانی کی چھاتی پر مارا کہ پشت سے باہر نکل گیا اور لاش اس جہنمی بدمعاش کی گرگدن پر سے
نیچے گر پڑی اور دم بھر مین خاک و خون مین پھڑک پھڑک جہنم واصل ہوا کاؤ لنگی کا وسوار نے جو دیکھا کہ ارژنگ
کوہستانی مارا گیا بیساختہ گھوڑے پر سے کود پڑا اور اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھ کر تلوار کو دانتون سے
دبا یہ کہتا ہوا قطعہ ای از تو تمام لطف واز من تقصیر ۔ سر تا قدم غریق بحر تشویر ۔ لیکن دارم چو عذر ہاے مسموع ۔ تقصیر
مرا بخش و عذر م بپذیر ۔ قریب سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران کے آگے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ
ای سلطان صاحبقران مین فقط بخیال اپنی آبرو ریزی کے کہ تین برس کے خراج ملک بربر کے روپیہ کا مجھسے سر انجام
نہین ہو سکا اور خواجہ سلامت مجھے ذلیل اور بے حرمت کرتے ہین اپنی ہلاکت کا قصد کرنے لگا اسلیے دیو تگ
سپر عیار مجھے اغوا کر کے یہان ارژنگ کوہستانی کے پاس لایا تھا ورسوا بھاگ آنیکے اور کوئی صورت
مفر کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے نہ دیکھی اس باعث سے اور بھی مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی اب امیدوار ہون
کہ آپکی مرتبہ مجھے اور معاف کیجیے اور اب مین بصدق دل مسلمان ہونگا امیر بانو قیر نے فرمایا ای کاؤ لنگی کاؤ لو
یہ سب باتین سہل ہین کچھ مشکل نہین مین نے تو تمھارے سامنے عمرو کو سمجھا دیا تھا کہ اگر کاؤ لنگی کاؤ سوار آٹھ برس
کے زندہ مین خرق لائیگا اور سکو تمھاری شرط کا روپیہ نہ دیگا تو مین دونگا الا مین مجبور ہون کہ تمھارے

دل مین یون سمائی ہی اب بھی اگر کلمۂ شہادت بصدق دل پڑھ کر مسلمان ہوجاؤ تو وہ روپیہ تمھارے عوض مین ابھی لادون اور عمرو پھر تسے کبھی کوئی کلمہ خلاف تمھارے نہ کہیگا گاؤلنگی گاؤسوار از راہ فریب و مکاری پھر لاکھون قسمین کھاکر مسلمان ہوا اور سلطان عالیمقام نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو اگر اسیر ذلیل درگاہ لقا اب بصدق دل اسلام قبول کرتا ہی تو مین وہ روپیہ تمھارا اپنے خزانۂ عامرہ سے دونگا عمرو نے کہا حمزہ مین یہ نہین جانتا گاؤلنگی خواہ مسلمان ہو خواہ کافر رہے مین اپنا روپیہ تجھسے لونگا باقی یہ وہ تیرہ دل تاریک درون سیاہ بخت ہی کہ کبھی یہ مسلمان نہین ہونے کا بقول کسی استاد کے شعر بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد × گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ × حمزہ اسکی پیشانی پر نور اسلام مطلق نہین معلوم ہوتا کفر عیان ہی مین کہے دیتا ہون کہ یہ کبھی سچ نہ کہیگا یہ محض جھوٹھ بولتا ہی سابق مین بھی مین نے تجھسے کہا تھا تو نے نہ مانا امیر با توقیر نے فرمایا کہ خواجہ سلامت ہرچہ بادا باد شرع ظاہر پر ہی یہ اقرار کرتا ہی پھر مصرع محتسب را درون خانہ چہ کار تم اپنا روپیہ مجھسے لو عمرو نے کہا مجھے کیا تو جان تیرا کام جانے غرض امیر باکرم نے تین برس کے خراج ملک بربر کا جو روپیہ محسوب ہوا وہ اپنے خزانہ عامرہ سے عمرو کو دلا دیا اور گاؤلنگی گاؤسوار کو پھر بہ کمال عطیات خاقانی بارگاہ سلیمانی مین لاکر بٹھلا دیا اور مخلع بخلعت کیا حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا امیر با توقیر دنگل نما و عنبر پر متمکن ہوے باقی جتنے بارگاہ نشین شاہ و شہریار تھے دست راستی دست راست پر دست چپی دست چپ آن آن کر اپنے دنگلون پر بیٹھے ناگاہ سلطان صاحبقران نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر فرمایا افسوس صد ہزار افسوس صاحبو اب تاب مفارقت اپنے دونون قرۃ العین نور نظر شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم ناسور کی مجھے نہین ہی شعر اپنی آنکھون سے انکو دیکھون + وہ کونسا دن خدا کریگا خواجہ سلامت جہان کہین جہاز کشتیان یا لاغ زورق غراب ہم پہونچین جلد تلاش کرکے لاؤ کہ مین یہان سے سمت باختر روانہ ہون عمرو نے کہا حمزہ اسقدر جہاز اور کشتیان کہان ملینگی اور تمام سردارون نے سرنگون ہوکر جواب نہ دیا ایک مرتبہ گاؤلنگی گاؤسوار نے سر اٹھا کر عرض کی یا امیر حمزہ صاحبقران کنارے دریاے ملک بربر کے ایک جزیرہ ہی کہ نام اسکا جزیرہ گلفام مشہور و معروف ہی اور فرمانروا وہانکا جمشید شاہ نسل جمشید جمی سے ہی مگر وہان آبا و اجداد سے اُس بادشاہ کے ایک شرط چلی آتی ہی کہ جو بادشاہ ہوتا ہی وہ پہلے ہزار کشتیان نئی تیار کروالیتا ہی اور انکے یہان جمشید جم کے وقت سے یہ رسم قدیم چلی آتی ہی جسقدر کہ کشتیان اور جہاز وغیرہ چاہیے وہان سے لیجانیکے مگر قبل دینے جہازونکے وہ بادشاہ پہلے ایک شرط یہ کرلیتا ہی کہ چالیس جوڑی نقارہ کی جو ایک مرتبہ بجاے اُسکو دیتے ہین اور دوسری بھی کوئی ایسی شرط ہی لیکن اسوقت غلام کو خوب یاد نہین عمرو نے کہا حمزہ یہ خدمت نقارون کے بجانے کی سواے میرے اور کسی کو نہ دے مین ابھی جاکر وہان چالیسون جوڑیان نقارہ کی بجاکے جہاز لیے آتا ہون دوسری شرط وہ ایسی کونسی ہوگی جو مین نہ کر سکونگا سلطان باکرم نے فرمایا کہ خواجہ پانچ ہزار اشرفیان مین تمکو دونگا جو تم وہان سے جہاز لے آؤگے عمرو نے کہا بسم اللہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر عمرو سلطان صاحبقران سے رخصت ہوا اور جھٹ پٹ جزیرہ گلفام مین دروازہ جمشید شاہ پر پہونچا وہان دیکھا کہ چوبدار عصا بردار وغیرہ اور جملہ شاگرد پیشہ ایک طرف کھڑے ہین کچھ بیٹھے ہین ایک طرف ہزار بارہ سو سوار مسلح اور مکمل جلوخانہ مین کچھ گھوڑون پر سوار ہین کچھ زین پوش جہان تہان بچھاے زمین پر بیٹھے ہین اور ایک سمت ایک بڑا نقارہ رکھا ہی عمرو نے کسی سے پوچھا کہ یہ اکیلا نقارہ یہان کیون رکھا ہی کسی نے کہا کہ جو کوئی شخص کسی ملک سے بادشاہ یا وزیر یا کوئی امیر یا سردار یا پہلوان یہان ہمارے بادشاہ سے ملاقات کرنے کو آتا ہی یا جہاز اور کشتیون کی طلب کو

آتا ہی تو وہ پہلے اُس نقارے پر چوب مارتا ہی جہان اُسکی آواز ہمارے بادشاہ کے گوش زد ہوئی وہ اپنے مصاحبین سے
دریافت کرتا ہی کسنے نقارہ بجایا وہ ہمنشین اُسکے دریافت کرکے کہہ دیتے ہین کہ ایک شخص آیا ہی اُسنے نقارے پر چوب
ماری ہی بادشاہ اُسکو اپنے سامنے بلا لیتا ہی یہ حال دریافت کرکے عمرو نے چوب کو اُٹھا کر اُس نقارے پر مارا اور ساتھ نقارہ
کے بجنے کے اُس بادشاہ جمشید شاہ نے ایک چوبدار کو بھیجا عمرو کو اندرون بارگاہ بلایا عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر
بیٹھا ہی اور گرد و پیش اُسکے چار ساڑھے چار سو سوار سردار اور مصاحبین کرسیون پر باادب بیٹھے ہین عمرو نے سلام کیا بادشاہ نے
عمرو کو کرسی پر بٹھا کے پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی اور یہان کسلیے آیا ہی عمرو نے کہا کہ مین حسب الحکم جہان مطاع عالم مطیع
سلطان والاشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے کشتیان اور جہاز تمسے طلب کرنے کو آیا ہون جمشید شاہ
نے کہا کہ کیا مضائقہ ہمنے کئی شرطین رکھین ہین جو کوئی کہ ہماری شرطین پوری کرے وہ جسقدر کہ جہاز کشتیان ہمسے طلب کرے
ہم اُسے دیتے ہین پہلی شرط تو یہ ہی کہ چالیس جوڑیان نقارون کی ایک چوب مین بجائے عمرو نے کہا کہ وہ نقارے کہان ہین
منگواؤ مین اُنکو بجاؤنگا جمشید شاہ نے داروغہ نقارخانہ کو حکم دیا اُسنے وہ نقارے لاکے حاضر کیے عمرو نے بیٹھ کے اس
خوبصورتی سے ایک چوب مین اُن چالیسون نقارون کو بجایا کہ بادشاہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ایک شرط تو پوری
ہوئی اب دوسری شرط بھی ادا کر تو اپنے حسب استدعا جتنے جہاز و کشتیان تو کہہ مین تیرے ہمراہ کردون عمرو نے کہا وہ
دوسری شرط کیا ہی جمشید شاہ نے کہا کہ میرے ہمراہ آ تو مین تجھے دوسری شرط بھی بتلا دون یہ کہہ کے جمشید شاہ عمرو کو اپنے
ہمراہ لیے ایک مکان مین گیا کہ سات دروازون کے اندر وہ مکان تھا وہان عمرو نے جاکے دیکھا کہ بارہ حوض اقسام اقسام
طرح کے کھانے کے کسی مین پلاؤ تازہ گرما گرم کسی مین زردہ کسی مین شیر برنج کسی مین قورمہ کسی مین قلیہ کسی مین چپاتیان کسی
مین اور اُسی قسم سے تحفہ تحفہ کھانا گویا ابھی پخت کراکے یہان لائے ہین بھرا ہی غرض یہ کہ عمرو سے جمشید شاہ نے کہا اس
سب طعام کو تو کھالے تو کیا قباحت جتنے جہاز و کشتیان تجھے چاہیے مین تیرے ہمراہ کردون عمرو نے کہا یہ کھانا اسقدر
آدمی کی تو طاقت نہین جو کوئی کھاسکیگا دیوون کی خوراک ہی یہ شرط کیسی مین نے اس شرط کا وعدہ نہین کیا ہی جمشید شاہ
نے اپنے ہمراہ کے لوگون سے اشارہ کیا سب نے چار طرف سے عمرو کو لپیٹ کر پکڑ لیا اور کپڑے تمام جسم سے عمرو کے اُتار لیے
ننگا کرکے منارہ فراموشان مین جاکے قید کیا اور وہ منارہ فراموشان ایک محبس کا نام ہی کہ وہان جو قیدی جاتا ہی
اُسکو تا قید حیات پھر رہائی اور نجات کی امید نہین ہوتی ہی القصہ بعد چند روز کے یہان امیر بانوقیر کو خیال آیا کہ
عمرو کا پھر کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ جزیرۂ گلفام مین جاکر پھر کیا معاملہ درپیش ہوا رستم خان ابن گاؤلنگی نے عرض کی کہ ایا
سلطان والاشان جزیرۂ گلفام کے بادشاہ جمشید شاہ نے ایک شرط چالیس نقارے بجانے کی اور شاید ایک شرط یہ ہی
کہ کوئی مکان ہی اس مین بارہ حوض کھانے کے ہر روز تازہ پکواکے بھرے جاتے ہین اُن بارہون حوضون کے طعام کو کھاتے
ہین پس اُن دونون شرطون مین کوئی شرط خواجہ سلامت سے نہو سکی ہوگی ثابت ہوتا ہی کہ جمشید شاہ نے کسی فریب سے عمرو
کو قید کرلیا ورنہ جزیرۂ گلفام یہان سے چندان فاصلے پر نہین ہی جو اتنے دن ہوچکے اور خواجہ سلامت ابتک تشریف نہین لائے یہ
حال جزیرۂ گلفام کے بادشاہ کا سنکے سلطان عالیمقام کو شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کے نہ آنے سے تشویش و فکر بدرجہ نہایت
پیدا ہوئی اور بمقتضاے فراست و مآل اندیشی جام کلہ عقربیت کو لبریز کرکے کنارے دلکل پہ رکھکر بہ آواز بلند فرمایا کہ ای بہادران
شیر شکار اور ای دلیران نامدار تم سب دلیرون اور شیرون مین سے ایسا بھی کوئی بہادر اور اولوالعزم ہی کہ جزیرۂ گلفام
مین جاکر یہ دونون شرطین جمشید شاہ بادشاہ کی ادا کرے اور عمرو کا حال دریافت کرکے ہمارے پاس آئے تو
ہمنے بھی اقرار کیا ہی کہ چالیس روز ہم اُسکی مہمانداری کرینگے ابھی یہ پورا کلمہ زبان فیض ترجمان سے سلطان

صاحبقران کی نہین نکلنے پایا تھا کہ ایک مرتبہ پہلوان عادی نے سر اُٹھا کے عرض کی کہ یا حمزہ صاحبقران مجھسے بڑھکر عمرو نقارے
کیا بجائیگا سیر اشتا گردی ہی اور وہ بارہ حوض کھانے کے تو وہ بیچارہ عمرو دیکھ کر دہل جائیگا ایسے مقام پر مجھے کیون نہ تو نے
حکم دیا کہ مین جا کے سب شرطین جمشید شاہ کی بخوبی ادا کرتا اب تو نے وعدہ چالیس روز کی دعوت اور مہمانداری کا کیا ہی
مین جاتا ہون اور ابھی تیرا حکم بجا لاتا ہون امیر باتوقیر نے وہ جام کلہ عفریت کا اُٹھا کے عمرو معدی کرب کو دیا اور پہلوان
عادی اُس جام کو ایک ہی دم مین نوش کر کے سلطان صاحبقران سے رخصت ہوا ایک سو من کی ضرب لخت شدادی
کو ہاتھ مین لیکے اپنے مرکب کوہ پیکر پر سوار ہو کر سمت جزیرۂ گلفام چلا بعد طی مراحل اور قطع منازل جبکہ جزیرۂ گلفام
مین جا کر داخل ہوا تو اُسنے اُسی دروازۂ بارگاہ جمشید شاہ کے جا کر اس زور سے چوب کو نقارے پر مارا کہ وہ نقارہ سو
ٹکڑے ہو گیا اور مرد ہے چوبدارون نے صورت پہلوان عادی کے کہ اسی گز کا قد اور اکیس گز کا دور کمر کا سترہ
شملے سر پر دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ یہ کوئی دیو ہی ہان نہین تو کچھ کر نہ سکے سب کے سب بدحواس ہو کے اندرون بارگاہ
جمشید شاہ کے پاس گئے اور عرض کی کہ ای جمشید شاہ ایک دیو نے آ کے نقارہ توڑ ڈالا اور دروازے پر کھڑا ہی
جمشید شاہ یہ حال سنکے بہت سا اپنے دل مین سراسیمہ اور مضطر ہو کے آپ بیرون بارگاہ نکل آیا اور پہلوان عادی
کی صورت دیکھکر نہایت خائف و پریشان ہوا مگر لاعلاج بڑے اعزاز و اکرام سے پہلوان عادی کو اپنی بارگاہ مین
لا کر پوچھا کہ آپ کا آنا یہان کیونکر ہوا پہلوان عادی نے کہا امیر حمزۂ صاحبقران کو تلاش کشتیون اور جہاز دولت کی
ہی لہذا مجھے بھیجا ہی اور مین نے سُنا ہی کہ تو کوئی شرط کی حجت درمیان مین لاتا ہی بیان کر کہ وہ تیری شرط کونسی ہی تا اُس
حجت کو مین تمام کر کے تجھسے جہاز اور کشتیان لون اور حمزہ کے پاس جاؤن جمشید شاہ نے وہین چالیس نقارے
منگا کے پہلوان عادی کے روبرو رکھ دیے اور کہا کہ پہلی شرط میری یہی ہی کہ ان چالیسون نقارون کو ایک چوب مین
بجا دیجیے پہلوان عادی نے چوب ہاتھ مین لیکے کس خوبصورتی سے ایک چوٹ مین چالیسون نقارون کو بجایا کہ
فی الحقیقت عمرو سے بھی نہین بجے تھے بعد اسکے پہلوان عادی نے اُس بادشاہ سے کہا کہ وہ دوسری شرط
تیری کیا ہی اسے جلد بیان کر تا کہ مین اُسے ادا کرون جمشید شاہ پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ لیے اُسی مکانات
مین جہان وہ بارہ حوض اقسام اقسام طرح کے کھانے کے مملو تھے گیا اور کہا کہ دوسری شرط میری یہ ہی کہ یہ سب
کھانا بارہون حوضون کا کھائے جو شخص کھالے مین بلا عذر اور حیلہ اُسی کا طریق اور دین قبول کرون اور جسقدر
جہاز اور کشتیان میرے یہان موجود ہین سب اُسکی نذر کرون پہلوان عادی نے کہا بس یہی بارہ حوض ہین یا اور
بھی کہین کچھ کھانے کو ہی جمشید شاہ نے کہا پہلے آپ ان بارہ حوضون مین سے جو قسم ماکولات اور مشروبات سے
حاضر اور موجود ہی نوش فرمائین پہلوان عادی نے بسم اللہ کہہ کے ایک مرتبہ کھانے پر ہاتھ ڈالا اور جس حوض کی
جانب متخاطب ہوا آن واحد مین اُس حوض مین کھانے کی قسم سے کوئی شے باقی نہین چھوڑی اور دو تین گھڑی
کے عرصہ مین بارہون حوض کھانے سے سب خالی کر کے کہنے لگا کہ ارے کمبخت اگر انسان دو دن بھی بھوکا بیٹھا رہے
تو اتنا صدمہ نہین ہوتا الا آدھے پیٹ جو کھانا کھاے تو بڑا صدمہ ہوتا ہی ایسے کھانے سے نہ کھانا اور فاقہ کرنا بہتر
اگر مجھے کھانا کھلوایا ہی تو پیٹ بھر کھلوا دے میرا مارے بھوک کے دم نکلا جاتا ہی جمشید شاہ نے یہ تماشا پہلوان عادی
کی بھوک کا دیکھا اپنے نوکرون سے اشارہ کیا کہ دیکھو باورچی خانہ مین جو کھانا تیار ہو جا کے جلد لاؤ اور سبھون
نے دیکھا کہ چار سو دیگ پلاؤ اور زردے کی اور قورمہ اور قلیہ اور سات سو جوڑ شیرمال باقرخانی خمیری آبی
روغنی کے بھی جمشید شاہ کے روبرو داروغہ باورچیخانہ لیکے آیا اور کہارون نے وہ سب دیگین اور خوان

لا کے رکھ دیے جمشید شاہ نے پہلوان عادی سے کہا کہ ان مین سے جو مزاج مین آے وہ نوش جان فرمائیے پہلوان عادی نے پہلے تو دس دس جوڑے شیرمال اور باقرخانی کے کہ سیر سیر بھر سوا سوا سیر کا جوڑ تھا تلے اوپر رکھ کر اُسپر چار چار بادیے سالن قلیہ قورمہ کے انڈیل دیے اور ایک مرتبہ منھ مین رکھ لیے پھر نہین معلوم کہ وہ کہان جا کے غائب ہو جاتے تھے دم بھر مین وہ سات سو جوڑے روٹیون کے چٹ کر کے آپ پلاؤ زردے کی دیگون کی جانب مخاطب ہوا اور جس دیگ کو جا کے دیکھا بس اُسکے دونون طرف کے کنڈے کڑے پکڑ کے اس طرح سے جنبش اور ہلکے دیکے پلاؤ زردے کو الٹ پلٹ کیا کہ تہ دیگی مین جو دس پانچ ہڈیان بوٹیان تھین اُسنے تلے کی کھرچن تک چھوٹ کر الگ ہو جاتی تھی اور پہلوان عادی اُس دیگ کو اٹھا کے ایک ہی مرتبہ منھ مین ڈال لیتا تھا پھر نہین ثابت ہوتا تھا کہ وہ پلاؤ زردہ کدھر جا کے غائب ہو جاتا تھا شعر شکمش بود یا کہ غار بلا ✻ دہنش چون دہان اژدرہا ✻ او بقاے کہ دسترس دارد ✻ مرغش از پنجہ در قفس دارد ✻ دار چینی لفنگ بر دوش است ✻ خلق از دست او سدہ نوش است ✻ مختصر یہ کہ کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین وہ سات سو جوڑے روٹیون کے اور چار سو دیگ پلاؤ قلیہ و قورمہ زردے وغیرہ کی پہلوان عادی نے سب بخوبی نوش کین اس مین اگر کسی باورچی نے چاہا کہ کفگیر یا ڈوئے سے پلاؤ یا زردے کو دیگ سے نکال دے پہلوان عادی نے اُس باورچی کو یہ کہکر کہ او بدذات یہ تو کیا حرکت ناشائستہ کرتا ہے جہان ڈیگ مین کفگیر یا ڈوے کو مارا چانول ٹوٹ جاتے ہین وہ لطف اور وہ کیفیت چانولون کی بھربھراہٹ نہین رہتی عنقریب تھا کہ طمانچہ مار بیٹھے باورچی ڈر کے سب الگ کھڑے تماشا دیکھا کیے کہ وہ ساری دیگین خالی ہو گئین ایک چانول تک باقی نہین رہا تھا شاید کسی مین دو دو چار چار بوٹیان گوشت کی رہ گئی ہون سو وہ کسی کے کھانے کے لائق ہی نہین رہی تھین غرض جمشید شاہ تو زنگار پریدہ اور حواس باختہ عالم تحیر مین خاموش اور خود فراموش کھڑا تھا جب اُسنے دیکھا کہ پہلوان عادی سب کھانا یہ بھی کھا چکا تب اُسنے پوچھا کہ فرمایے اب تو حضور کا پیٹ بھرا پہلوان عادی نے کہا او کمبخت تو کیا بادشاہ دانہ زدہ ہے کہ تیرے گھر مین کسی کو پیٹ بھر رزق بھی نہین میسر آتا ابھی تو مین کچھ گنسھیا ناسا ہو رہا ہون انسان جب پیٹ بھر کھاتا ہے تو بات کرنے کو بھی جی چاہتا ہے کچھ تجھے اور کہین سے میسر آے تو منگا کہ بھلا پھر کچھ تو تسلی ہو جمشید شاہ نے حکم دیا کہ ہرکارے چپراسی چوبدار ہمارے جلد چوک بازار مین جا کے حلوائیون اور باورچیون کے یہان جو کچھ پکوان اور کھانا تیار ہو سب اٹھا لا مین قیمت اُسکی سرکار سے دلوادی جائیگی لوگ چار طرف سے دوڑ پڑے اور دو ڈھائی سو ٹوکرے مٹھائی کے اور سوا سوا سو بڑی بڑی لگنین سینیان قلبین طباق بادیے پلاؤ زردے جسکے فرنی شیر برنج قلیہ قورمہ وغیرہ کے اور دو تین من کے آٹے کی خمیری روٹیان بازار سے لے کے آئے اور پہلوان عادی کے سامنے وہ سب رکھ دیے پہلوان عادی نے بفراغ تمام اُس سبکو بھی چٹ کیا اور کہا کہ لعنت ہے اس تیری سلطنت اور تیری پیشت فطرتی اور دون ہمتی پر شعر کریم سایل خود را عطا کند یکبار ✻ دو بار لب نہ کشاید بصدق یا بہ بہار ✻ تو یہ چاہتا ہے کہ ہر مرتبہ تیرے سامنے لب سوال وا کرون اور شکم سیر ہو کر کچھ کھاؤن سو بخدا اے جمشید مین منت اور سماجت تو کبھی کسی سے سائل نہین ہونا چاہتا ہون اشعار نصیب گر بود دشمن صدف رزق از سمار یزد ✻ چہ قسمت ہست سوزی دو دہن چون آسیا ریزد ✻ براے پارہ نان پیش او نان لیس درین دنیا ✻ چرا من لب کشایم تا کہ آب روے ما ریزد ✻ مگر وہ جو تونے سنی ہو کہ بھوکے اشراف اور پیٹ بھرے اجلاف سے انسان خایف اور ترسان رہے وہ اسوقت مجھپر صحیح ہوا چاہتی ہے کہ اب شدت گرسنگی سے یا تیرے بدن کی ہڈیان چباؤن یا اپنا جسم کاٹ کاٹ کر کھاؤن ارے اور تجھے کچھ نہین میسر آتا ہے تو کچھ چنے بھڑ بھونجے کے یہان سے منگا بھیج کہ مین اُسی کو چبا کر اپنا یہ دوزخ پیٹ بھرون جمشید شاہ کا یہ حال ہو گیا کہ عنقریب تھا مارے ہول اور مارے ڈر کے روح قالب سے پرواز کر جاے

ایک مرتبہ بعجز و انکسار ناچار ہوکے کہنے لگا کہ اب سر دست اور تو کچھ حاضر نہین گھوڑون کے چیلے کے دانے کوٹھون مین کچھ
قسم غلہ کے موجود ہین وہ فرمایے تو حاضر کرون پہلوان عادی نے کہا ارے تیرا برا ہوا وہی یا وہی منگا جمشید شاہ نے
حکم دیا کہ ارے ہان جلد گھوڑون کا دانہ جتنا کوٹھون مین بند ہے لے آؤ داروغہ اصطبل نے سائیسون کے سر دبیر چنے اور
موٹھ وغیرہ کا دانہ جو کوٹھون مین بھرا ہوا ہے کئی سو گٹھریان بندھوا کے بھیج دین اور پہلوان عادی نے اُس دانہ کو
دونون ہاتھون سے پھنکے مار مار کر کھانا شروع کیا اور چار گھڑی کے عرصہ مین سب کو چٹ کر گیا جمشید شاہ ہر چند کہ قالب
بیجان کھڑا تھا مگر مارے خوف کے پوچھنے لگا کہ حضور فرمایئے ابھی کچھ گرسنگی اور بھی ہے پہلوان عادی نے جواب دیا کہ تف
ہے تیرے پوچھنے پر مین ایسا نادان نہین جو بار بار تجھسے کہہ کے ذلت اٹھاؤن اور دیکھنے والے مصاحبین تیرے اور
حاضرین صحبت نکمے بڑ پیٹا سمجھین یا کوئی مجھے نظر لگائے خیر جو ہوا سو ہوا میرا پیٹ بھرا یا نہ بھرا لیکن تو وہ جہاز اور
کشتیان جلد طلب کر کے میرے ہمراہ کر دے اور بمقدمہ یزدان شناسی اب تجھے کیا منظور ہے جمشید شاہ دوڑ کر پہلوان
عادی کے پانون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ حضور مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون وہ بات فرمایئے جسے پڑھ کر طاہر ہوتا
اور کشتیان جہاز اور جو کچھ کہ مایہ لبناد میری ہے سب حاضر ہے یارے پہلوان عادی نے کلمہ شہادت ارشاد کیا جمشید شاہ
از سر صدق کلمہ پڑھ کے مع تمام فوج و سپاہ کے مسلمان ہو گیا اور اُسوقت پہلوان عادی سے کہا کہ تیرے یہان قیدی
جو ہین اُنکو بھی تو اب چھوڑ دے جمشید شاہ نے بموجب ایما پہلوان عادی کے اُسی وقت تمام محبس کے قیدیون
کو مع شاہ عیاران رہا کر دیا اور مع فوج و سپاہ اپنے ملک سے جہاز اور کشتیان لے کے سمت لشکر فیروزی اثر بخدمت
سلطان والا قدر عالی منزلت امیر حمزۂ صاحبقران کے روانہ ہوا اور پہلوان عادی قبل از آنے شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار کے اپنے کوہ پیکر مرکب پر سوار ہوکے بہ کمال جلد روی بارگاہ سلطانی مین آکر داخل ہوا
اور سلطان صاحبقران کو مجرا کر کے کہنے لگا دیا ایک نذر اس قرابت شوم عمرو قدیم الایام سے مدام مجھے طعمہ شکم پروری
اور بہت سا کھانے کو دیا کرتا تھا اب کی مرتبہ مین نے سرزمین جزیرۂ کالفام مین جا کے چالیس نقارے ایک چوب سے
بجائے اور جو چوکر شرط جمشید شاہ کے تھے سکو ادا کر کے جمشید شاہ کو مع تمام اُس کفرستان کے مسلمان کیا اور
تیرے عیار یعنی اُس دزد باریک گردن لاک لکہ با کو قید شدید سے چھڑا کے جہاز اور کشتیان لایا ہون امیر با توقیر عادی
کی گفتگو سنکے بہت ہنسے اور فرمایا ہمنے جو تمسے دعوت کا اقرار کیا ہے انشاء اللہ تعالے بعد چندے ز حال کے تمھاری دعوت
چالیس روز تک بخوبی تمام کرینگے عادی نے کہا بہت خوب غرض یہان ابھی پہلوان عادی سے اور سلطان
صاحبقران سے یہی باتین ہو رہی تھین ناگاہ سامنے سے عمرو نمودار ہوا اور امیر با توقیر کو مجرا کر کے سارا حال
جمشید شاہ کا مکرر سکرر بحضور سلطان صاحبقران بیان کیا اس عرصہ مین پہلوان عادی نے عمرو سے کہا کہ اے
ساربان زادے آج مین نے تجھے اپنا بندۂ حلقہ بگوش کیا اور تو میرا زر خرید غلام ہے مین نے تیری جان بخشی کی قید
سے رہائی دی عمرو نے یہ تقریر پہلوان عادی کی سنکے جواب دیا کہ ارے ای شکم تم تو نے وہ نقارے کیا بجا
کے بڑی نمود اپنی کر رہا ہے اُسکی بھی کچھ حقیقت تھی مین نے بھی تو چالیسون نقارے بجا دیے تھے پہلوان عادی نے امیر
با توقیر سے کہا کہ یا امیر ویلک ہذ قرابت شوم اگر مین جانتا کہ عمرو مجھسے یہ باتین کریگا اور میرا احسان نہ مانیگا تو مین
ہرگز وہان جا کر عمرو کو نہ چھڑاتا قید مین پڑا پڑا سڑا کرتا اور مر جاتا امیر باکرم اور تمام بارگاہ نشین پہلوان عادی کی
باتین سنکے ہنس رہے تھے اسی مین جمشید شاہ مع اپنی فوج و سپاہ کے دروازۂ بارگاہ پر پہنچا اور عرضی اُسکی
۲۰ ہوئی کہ جمشید شاہ بھی حاضر ہے سلطان والاشان نے فرمایا کہ اچھا اُسے بلا لو اور حسب الحکم امیر باکرم کے جمشید شاہ

نے اندرون بارگاہ آکے حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام کو نذر دے کر سلطان عالیمقام کو نذر دی کرسی اُسکے بیٹھنے کو مرحمت ہوئی اور بہ کمال عطیات خسروانی خلعت مرحمت ہوا امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران باتوقیر نے پوچھا کہ ای جمشید شاہ وہ کشتیان و غراب اور جہاز وغیرہ کہان ہین جمشید شاہ نے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران لب دریا مالک بربر کے سب موجود ہین یہ سنکے سلطان باکرم نے عمرو کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ خواجہ سنو اب توقف کرنا کیا ضرور ہے تیاری سفر کی کرو اور اسباب وغیرہ کشتیون پر لدوا دو یہ فرماکر امیر باتوقیر نے ہر ایک شاہ و شہریار بارگاہ نشینون کے اسباب کے موافق جداگانہ کشتیان مرحمت فرمائین اور اپنے اسباب کے موافق جو کشتیان ضرور تھین وہ سب عمرو کو تفویض کرکے حکم دیا کہ ہمارا اسباب سب انپر بار کرواؤ اور حسب الاحکام عظام امیر عالیمقام کے عمرو نے اپنے عیارون سے کہا کہ ہان تم سب جھٹ پٹ اسباب صاحبقرانی اٹھا اٹھا کے بحفاظت تمام کشتیون مین لیجاؤ اور سنبھال سنبھال کر رکھو یہ کہکے امیر باتوقیر تو محل مین رونق افزا ہوے اور یہان ابھی یہی گفتگو سب سردارون مین ہورہی تھی کہ ایک مرتبہ مالک اژدر صاحب تیر و دو سر غلام نبی و چاکر حیدر نے کہا کہ اگر یہان شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری ہوتا تو جیسا نیزہ مین نے ارژنگ کوہستانی پر مارا تھا وہ ازراہ قدردانی اور جوہر شناسی میری ضرب دست اور اُستادی کی تعریف کرتا اور کہتا کہ کیا خوب ضرب دست مالک کی ہے حق یہ ہے مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری * جو بہادر ہوتا ہے وہ بہادر کی قدر جانتا ہے والی سواد ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان نے کہا کہ مین نے بارہا شاہزادۂ قاسم کو دیکھا مگر جو شجاعت اور تہمتنی اور دلاوری اور اولوالعزمی شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مین ہے وہ کسی مین نہین دیکھی خاور سپاہ نے باختر مین جاکر آجتک ایک چڑیا کو نہین مارا مالک اژدر نے یہ گفتگو لندھور کی جو سنی تو نہایت بگڑ کے کہنے لگا کہ بدیع الزمان نے وہان جاکر کونسا کام بہادری اور ناموری کا کر لیا ہے لندھور نے کہا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے نستور بن نستار کشتی گیر ایسے پہلوان کو مارا قاہر بن قہرمان عجمی کی کمان کو توڑا چار باغ ملک حرمان دیو کش کو اپنے قبضہ مین کر لیا ذرۂ خونریز کو سحر کیا گنجاب کے کئی بیٹون کو گیا ہور خون آشام سپہ سالار گنجاب کے بیٹے قفل بن گیا ہور خون آشام کو اور ارباب باختری سپہ سالار دست چپ کو حارث خونریز ضارب خونریز وغیرہ قریب ہزار بارہ سو گرد دلکشون کو زیر کرکے مشرف باسلام کیا قریب سترہ اٹھارہ لاکھ کیسے کیسے دلیر اور شیر باختریون کو مسلمان کرکے اپنا مطیع اور فرمانبردار کر لیا اور جو شہرۂ شمشیر زنی اور صف شکنی کا شاہزادۂ بدیع الزمان کی باختر مین پڑا ہے وہ بھلا قاسم کو کہان نصیب ہے مالک اژدر یہ تقریر لندھور کی سنکے اور زیادہ تر افروختہ ہوا اور کہنے لگا کہ استغفر اللہ جو قاسم ہے ویسا کوئی کہین نہین بدیع الزمان کبھی قاسم کے روبرو آب کو بہادر نہین سمجھ سکتا لندھور نے کہا تو یہ جیسا بر کہ شاہزادۂ بدیع الزمان ہو قاسم کو مناسبت نہین پھر کوئی روبروے شاہزادۂ بدیع الزمان کے کیا نام قاسم کا زبان پر لا سکیگا مالک اژدر غیظ و غضب مین آکے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ مین ابھی شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کے پاس جاتا ہون تا کہ تجھے معلوم ہو کہ ہان شاہزادۂ خاور سپاہ ایسا ہے اور بدیع الزمان کو ابھی ہاتھ باندھ کے وہ بحضور صاحبقران لاتا ہے یہ بحث و تکرار فیمابین مالک اژدر اور لندھور بن سعدان کے ہورہی تھی کہ ایک مرتبہ سلطان صاحبقران عالیشان محل سے برآمد ہوکے اپنے دنگل نادِ عنبر پر متمکن ہوے مالک اژدر اپنے دنگل پر سے اٹھ کر امیر باتوقیر کے سامنے آیا اور عرض کرنے لگا کہ اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین پہلے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کی زیارت اقدام عالی کے واسطے رخصت ہون اور جاؤن امیر باتوقیر نے فرمایا کیا مضائقہ جاؤ ہم بھی عقب سے

سوار ہوتے ہین اور آتے ہین پس مالک اژدر سلطان ناموس سے رخصت ہوکے اُنھین اپنی کشتیون مین جوکہ امیر باتوقیر نے تقسیم کر دی
تھین سوار ہوکر سمت شہر سنجان روانہ ہوا اور اسے سواد ہندوستان لندھور بن سعدان نے جو دیکھا کہ مالک اژدر واسطے کفالت
شاہزادہ خاور سپاہ کے گیا اپنے دل مین سوچا کہ جسوقت مالک شاہزادہ قاسم کے پاس پہونچیگا اُسوقت انجم گروہ رستم شکوہ
سرفتنہ مالک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش شکن میرے حق مین کیا کہیگا
کہ میرا ہوا خواہ لندھور بن سعدان شاید مر گیا جو مجھ تک نہ آیا اسکا پس مجھے بھی لازم ہے کہ از راہ دولتخواہی اور خیرسگالی
واسطے اعانت اور کفالت شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت کے مین بھی جاؤن غرض یہ سوچ کے اپنے دنگل پر سے
اٹھ کھڑا ہوا اور بحضور سلطان صاحبقران ملتمس ہوا کہ یا امیر حمزہ باتوقیر غلام بھی امیدوار ہے کہ اب غلام کو بھی اجازت
رخصت ہو مین بھی زیارت اقدام عالی سے شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کی سعادت دارین اور افتخار کونین
حاصل کرون سلطان والاشان امیر حمزۂ عالیشان نے یہ استدعا لندھور کی سنکے اپنے دل مین کہا کہ مجھے کوئی نہین سمجھتا
ہے جتنے بارگاہ نشین مین سب کے سب کوئی قاسم کا ہوا خواہ ہے کوئی بدیع الزمان کا طرفدار ہے اور ہر ایک پیش خود
سوائے اپنے دوسرے کو موجود نہین جانتا ہے اور یہ کہکر نہایت متنغض اور مکدر ہوے اور فرمایا کہ اچھا صاحب تم بھی
جاؤ لندھور بھی سلطان عالیمقام سے رخصت ہوکر بیچ اپنے نولاکھ سوار کے کشتیون مین سوار ہوکر سمت باختر روانہ ہوا

اب بیان امیر باتوقیر بھی تیاری سفر مین مصروف ہو

جب تک شمۂ داستان شوکت بیان شاہزادگان والاتبار عالی مقدار شاہزادہ بدیع الزمان اور خاور سپاہ
ملک قاسم نامدار سے بیان کیا جاتا ہے

اگر ان دونون بہادرون کو حالت زخمداری اور غشی مین چھوڑ کے دونون گھوڑے یہ ان رزم سے لے کے نکلے تو ایک شبانروز
ٹپ ٹپ جاتے جاتے روز دوم صبح کے وقت ایک دامان کوہ مین ٹھہرے اور وہان سبزہ زار لطیف اور مرغزار
پاکیزہ دیکھ کر وہ دونون گھوڑے ازبسکہ دو دن کے بھوکے پیاسے تھے گھانس کھانے کو جھکے اور شاہزادہ بدیع الزمان
اور قاسم دونون قاش زین سے جدا ہو پہلو بہ پہلو اُسی طرح سے بیہوش از خود فراموش زمین پر گر پڑے اور گھوڑے
چراگاہ مین مصروف ہوے حسب اتفاق اُس پہاڑ کے قریب مرغزار مین ایک شہر ہے کہ نام اُسکا سرشار مشہور ہے اور یہان
کا بادشاہ گودرز شاہ مالک لاکھ سوار کا ہے سو وہ حسب طلب لیجاب کے اپنی فوج وسپاہ ہمراہ لیے واسطے کمک لیجاب کی
مدد کے جاتا ہے جبکہ وہ قریب اُس دامن کوہ کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ دو گھوڑے بڑے اُسی گلگون رفتار برق آہنگ
صبا رفتار بازین ولجام مرصع کار اور ساز و یراق مکلل بزر سرخ بجواہر آغشتہ یکتن چراگاہ مین گھانس کھارہے ہین
گودرز شاہ نے چاہا کہ ان گھوڑون کو پکڑ لیجیے ناگاہ وہ دونون گھوڑے گودرز شاہ کو اپنی جانب مخاطب دیکھکر دوڑ کر ایک
قریب شاہزادہ بدیع الزمان اور دوسرا برابر شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کے کھڑے ہو رہے گودرز شاہ اپنے گھوڑے کو
بڑھا کے چلا اور قریب گیا تو اُسنے دیکھا کہ دونون جوان آفتاب طلعت شیر نیستان سر سے پاؤن تک زخمون مین چور محض بیخود
اور زمین پر پڑے ہوے ہین گودرز شاہ ان دونون شاہزادون کو دیکھکر سمجھا کہ شاید یہ دونون جوان کوئی سوداگر
ہین اور یہ دونون گھوڑے بھی انھین کی سواری کے ہین اثنائے راہ مین کسی قطاع الطریق نے انکو زخمی کرکے مال اور
اسباب لوٹ لیا ہے اور حالت زخمداری مین گھوڑے ان دونون کو لیے اسطرف چلے آئے ہین غرض یہ کہ گودرز شاہ ابھی اسی فکر
مین تھا کہ ناگاہ نگاہ اسکی جوہر نگین پر دونون شاہزادون کے جا پڑی تو اُسنے انگشتریان دونون کی انگلیون سے
اُتار کر وہ مہرین یک سفید کاغذ پر کین تو معلوم ہوا کہ یہ دونون بدیع الزمان گردنکش شکن اور ملک قاسم لعل خفقان

خونریز خاوری دشمنان گنجاب ہین جنکے مقابلہ اور بچاؤ کے لیے گنجاب نے مجھے بلایا ہی بس یہ نام دونون بہادرون کے پڑھ کر گودرزشاہ نہایت خوش ہوا اور اُسنے حکم دیا کہ ہان ان دونون زخمیون کو لیجا کے ابھی قتل کر دو ایک مرتبہ وزیر نے گودرزشاہ سے عرض کی کہ ای شہریار بہ تو استدعا پیغمبری کی رکھتا ہی اور یہ دونون نوجوان زخمی بدیع الزمان اور قاسم مقہور اور مغضوب درگاہ خداوند لقا کے تھے غلام کی راے ناقص ہین تو انکا قتل کرنا مصلحت نہین مقتضاے ذات تو یہ ہی کہ ان دونون کو مطوق اور مسلسل زندہ دستگیر کر کے خداوند لقا کے روبرو لیچلیے اور یا ان دونون کو ہدایت کیجیے کہ نادیدہ خداے آسمان کی پرستش چھوڑ کے خداوند لقا کی پرستش کرین گودرزشاہ نے یہ مشورہ اپنے وزیر کا سُنکے کہا کیا خوب صلاح تونے دی اور یہ کہکے انکی عالم بیہوشی مین اُسنے لوہارون کو بلا کے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق کمر مین خاردار لٹو ڈلوا دیے اُسوقت شاہزادہ بدیع الزمان اور خاور سپاہ ملک قاسم کی بیہوشی سے آنکھ کھلی اور دیکھا کہ ہم دونون برابر برابر پہلو بپہلو زخمی اور مجروح مطوق اور مسلسل زمین پر پڑے ہین قاسم نے بدیع الزمان کو اپنے برابر مقید دیکھ کر کہا کہ ای کشتی گیر جس جگہ کہ مین اسیر ہون تجھے تذدیہ ہون تو میرے برابر کس لیے آکے قید ہوکر بیٹھا ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ای ترک تنگ چشم قاسم تو عجیب خیرہ سر اور دیوانہ ہی اِس مین میرا کیا اختیار ہی اگر تو یہان سے اُٹھکر کہین اور چلا جاے تو تجھے اختیار ہی مین تجھے منع نہین کرتا قاسم نے کہا تو خیر تو بیچارہ مین تو یہان سے نکلا جاتا ہون یہ کہکر قاسم نے حالت غیظ و طیش مین اپنی زنجیر شاہزادہ بدیع الزمان پر ماری شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی اپنی زنجیر قاسم پر ماری اور یہ دونون صاحبون مین تھا مین زنجیرون کی لڑائی شروع ہوگئی اس مین کچھ لوگ گودرزشاہ کے درمیان مین آگئے اور چاہا کہ دونون کو لڑنے نہ دین روکین وہ جو اجل رسیدہ ان دونون شیرون کے بیچ مین پڑے پانچ سات کے سر پھٹ گئے اور مارے گئے دو چار جو باقی تھے اُنھون نے بھاگ کر گودرزشاہ کو خبر کی اور وہ لاشین سامنے لیجا کر رکھ دین اور کہا کہ وہ دونون نادیدہ خدا کے پرستار قیدی آپس مین لڑتے تھے ہم سب نے چاہا کہ منع کرین اور دونون کو جدا کرلین اُن دونون نے ہمارے ساتھ والون کو زنجیرون سے مار ڈالا گودرزشاہ نے نہایت درہم اور برہم ہو کے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کو اپنے روبرو بلایا جبکہ دونون شاہزادے بارگاہ مین پہونچے تو اُنھون نے بطریق اہل اسلام باواز بلند کہا اسلام فرما در مین محفل برائے کسے یاد کرد اند خداے عزوجل خالق چندگل کیست وہ دین پیغمبر اور حق گودرزشاہ اور جتنے اسکے مقرب اور ہمنشین تھے سبھون نے اپنا منھ پھیر کے جواب سلام کا نہ دیا مگر غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ علیک السلام اُسوقت گودرزشاہ نے نہایت درہم اور برہم ہوکر کہا کہ یہ خداپرست بڑے زبردست ہین باوصف اسکے کہ دیکھو صاحبو یہ دونون مطوق اور مسلسل بیٹھے ہین اسیر ہون بیخوف و خطر نادیدہ خداے آسمانی کا میرے سامنے نام لیتے ہین پھر اُسکے حکم دیا کہ ہان جلد ان دونون کو قتل کرو اور حسب الحکم اُسکے جلادون نے آکے شاہزادگان والا قدر عالی منزلت کی آنکھون مین پٹی باندھی کی اور باندھ کے نکت کا چبوترہ ڈال نطع کت کا بوریا جسکے آگے بچھا کے بٹھلا دیا اور خط کھینچا کہ دونون پکار کر باواز بلند کہا کہ خلق خداے باختر کی ملکہ گنجاب بن گنجور بن ملک حربان دیوکش پیغمبر پرستی کا حکم گودرزشاہ کا وہ شخص جلاد ہی واسطے اس اپنے دوزخ پیٹ کے بھرنے اور اہل اور عیال کے پالنے کے لیے یہ پیشہ جلادی کا کیا ہی مگر غیرت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چہ نسبت مرغ را [illegible] بہ جیت [illegible] کہا تا جینا دیکھا تھا کہنا سننا ہو وہ کہا [illegible] بانی کہان نصیب ہوگا دونون شاہزادے ہوش ربا رفعت کیوان منزلت زمین [illegible] نگون بیٹھے ہوے [illegible] قلب اپنی خالق اکبر کی طرف [illegible] گودرزشاہ کو

نصیحت اور راے اپنے وزیر کی یاد آئی جی مین کہنے لگا یہ کہ دونون دشمنان خدا وند ایسے سرکش اور زبردست ہین کہ جنکے ہاتھون سے پیغمبر مرسل الیسا اپنی زندگی سے عاجز ہی پس بہتر یہی ہی کہ ان دونون کو زندہ دستگیر کرکے بحضور رضا وند لیجاؤن لاشک و لاریب طرہ پیغمبری مجھے ملجائیگا پس یہ سوچ کر اُسی وقت گودرزشاہ مع اپنی فوج و سپاہ کے شہزادگان عالیجناب کو لے کر سمت سائل روانہ ہوا ابھی منزل مین سامنے سے ایک تتق گرد کا اٹھا اور جب وقت وہ گرد بیٹھی تو اسنے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نیزہ بدوش بہ کمال جوش و خروش یہ نسب دیتا ہوا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بداند و لیشتا سد کہ منم نقابدار سبز پوش ہواہ خواہ شاہزادہ اعظم گردہ ستم شکر و صاحبقران ابن صاحبقران پہلوان ہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن گودرزشاہ نے لشکر کیجانب مخاطب ہوکر اور اپنے لشکر کو قائم کرکے سر میدان نکلا اور مبارز طلب ہوا قاسم نے جو دیکھا کہ یہ نقابدار سبز پوش ہوا خواہی بدیع الزمان مین آگے مبارز طلب ہی ایکبار کہنے لگا کہ جس سفلک نے چار پیسے ہم پہونچائے پس ایک کھال شیر کی پہن لی اور لاف و گزاف اپنی مردانگی اور شجاعت کا اور دعوے ہوا خواہی کا کرنے لگا اس غصے مین گودرزشاہ اپنا مرکب چمکا کے برابر نقابدار کے آیا اور نیزہ پکڑ کے نقابدار سے ہم نگا در ہوا آخر کار نقابدار نے نیزہ گودرزشاہ ہوائی کر دیا گودرزشاہ نے جو دیکھا کہ نقابدار نے سپاہ نیزہ نکالا دونون ہاتھ اپنے قاش زین پر دے مارے اور پکارا کہ ای نقابدار نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی حمال بازی شمشیر بازی استادی باش یہ نہ کہنا کہ مجھے خبردار نہ کر دیا تھا پس ہوشیار ہو جا اور دیکھ کیا برش تیغ تیز کی ہی یہ کہکر ایک تلوار نقابدار سبز پوش کے سر پر ماری نقابدار نے اُسکی ضرب کو خالی دے کر بوقت برگشتن یہ کہکے کہ ای گودرزشاہ شعر تو ضرب بزدی ضرب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن ایک تیغ ماری گودرزشاہ نے سپر کو پناہ کیا مگر وہ تیغ سپر کو کاٹ کے خود پر پڑا خود اور دو ولیغہ کو کاٹا کھوپری کو کاٹ کے گودرزشاہ کے تا دو ابرو گذر گیا یعنی گودرزشاہ نے دستانہ مارا تلوار تو جھنجھا کے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی بہ کے منہ پر آگئی گودرزشاہ نے زخمی ہو کر چاہا تھا کہ نقابدار سبز پوش کی فوج سے جنگ مغلوبہ کر دے وزیر نے پھر منع کیا اور کہا کہ شہریار ایک ایک جوان کو نکل کے میدان داری کرنے دیجیے چنانچہ گودرزشاہ نے بموجب مشورہ وزیر کے چند جوانون کو باری باری مقابلہ اور مجادلہ نقابدار سبز پوش کے لیے بھیجا اور جو آیا نقابدار کے ہاتھ سے زخمی ہوگیا گودرزشاہ نہایت سراسیمہ اور بدحواس ہو کر اپنے جی مین سوچتا تھا کہ ایسا نہو کہین بدیع الزمان اور قاسم قید سے چھوٹ جائین اتنے مین دیکھا کہ گردے دیگر برخاست شعر از دامن دشت عاج اوزنگ ، گردے برخاست طوطیا رنگ ، جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ طیفور زمرد پرست نامے ایک بارگاہ نشینون سے لقائے مشرک خدا کے بہت بڑا زبردست سات ہزار سوار سے کسی سمت کو جاتا تھا اثنائے راہ مین حال گودرزشاہ کے زخمی ہونے کا نقابدار سبز پوش کے ہاتھ سے اور قید مین بدیع الزمان اور قاسم کو سنکے یلغار کیے اُس طرف سے آ پہونچا اور اُس طیفور زمرد پرست نے پیش خود یہ تجویز کی کہ پہلے اُس نقابدار سبز پوش کا علاج کرون بعد اسکے فرزندان حمزہ کو قتل کردن اپنے مرکب کو چمکا کر مقابلہ نقابدار سبز پوش آیا اور نیزہ پکڑ کر سینہ بسینہ نقابدار سیار نقابدار نے نیزہ نیزے پر گانٹھ کر نیزہ بازی مین مشغول ہوا ستر و ستر طعن نیزہ کی نکل گیئن یعنی اٹھارہوین طعن مین نقابدار نے نیزہ طیفور زمرد پرست کے ہاتھ سے نکال دیا اُسوقت طیفور زمرد پرست کا یہ حال تھا کہ اسکی آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا تھا اور حالت غیظ اور غضب مین ڈال قبضہ شمشیر پر ہاتھ دوڑ کر ایک تلوار جو برسر نقابدار ماری حسب اتفاق نقابدار نے چاہا تھا کہ فن سپہ گری سے اُسکی تلوار کو پکڑ لون اور ایک ہی ضرب مین کام اس تیرہ انجام کا تمام کرون مگر وہ جو کہتے ہین وہ انہونی کی بات کو تاکت ہین سب کوسے ، انہونی ہونی نہین ہونی ہوے سو ہوے ، جونہین نقابدار سبز پوش نے تلوار کی آمد اور چمک دیکھ کر اپنے مرکب کو چھیڑا وہان کوئی سوشتک خانہ تھا سم مرکب نقابدار سوشتک خانہ مین جا پڑا اور سکندری کھا کے

چاہتا تھا کہ کوڑا کرے نقابدار اپنے مرکب سنبھالنے مین ذرا جو غافل ہوا طیفور زمرد پرست کی تلوار سر پر نقابدار کے پڑی چار انگل کا زخم دامنا
سر مین نقابدار کے آگیا اور چادر خون کی منہ پر جاری ہوئی شاہزادہ قاسم نے جو دیکھا کہ نقابدار زخمی ہوگیا بیساختہ کہنے لگا کہ خوب ہوا
جو یہ نقابدار مفلوک زخمی ہوگیا بہت زیادہ گوئی کرتا تھا یہ کلام شاہزادہ خاور سپاہ کا سنکے شاہزادہ بدیع الزمان نہایت درہم اور برہم ہوا اور
ایک مرتبہ نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ہاتھون کی ہتھکڑی پانوُن کی بیڑی گلے کا طوق کمر کے خار دار لٹو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالے لوگ گوذرشاہ
کے جو برابر شاہزادہ بدیع الزمان کے کھڑے تھے انھون نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان نے اپنی قید توڑ ڈالی بدحواس ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے
اور شاہزادہ بدیع الزمان نے سنبھل کے ایک سوار کی ٹانگ پکڑکے کھینچ لی اور اُسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوکر برابر طیفور کے پہونچا اور
بصد غیظ و غضب نعرہ کرکے نظم

سپہر شجاعت بدیع الزمان
کہ از فتنۂ باختر نام شد

سر برج خوبی شہ انجمن
من آن مرد میدان کہ در روز کین

تہمتن توان گرد لشکر شکن
توانم زدن آسمان بر زمین

تجلی چشمان اہل جہان
ز تیغم نبسے ملک اسلام شد

پکارا باش او گبر پر غرور نقابدار سبز پوش کو تونے زخمی کیا ہے اب تجھے کیا زندہ و سالم جانے دیتا ہون
طیفور زمرد پرست شاہزادہ بدیع الزمان کو شمشیر بکف آتے دیکھکر اور یہ تنبیہ سنکے سنبھلا اور بمقابلہ شاہزادہ عالیمقام کے وہی
تیغہ دو دستی شاہزادہ نامدار کے سر اقدس پر مارا شاہزادۂ عالم نے بچستی تمام ہاتھ بڑھاکر باڑھ کو بچاکے بند دست طیفور زمرد پرست کا
پکڑ لیا اور ذرا جو فشار اُسکے ہاتھ کو دیا تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی بعد اُسکے ہاتھ کمر زنجیر مین ڈال کر قاش زین سے اٹھالیا اور
چرخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش زمین ہوگیا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نے جو یہ زور دست شاہزادہ بدیع الزمان کا دیکھا شدت
رشک سے نہایت درہم اور برہم ہوکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور اپنی قید بھی توڑکے ایک گبر کو گھوڑے پر سے گراکے مار ڈالا اور اُسکے
گھوڑے پر سوار ہوکر آمادۂ رزم و پیکار ہوا اور کفار کشتی کرتا ہوا پھر شاہزادہ بدیع الزمان کے برابر جاکے کہا کہ باش ای کشتی گیر کہان جاتا ہے
جسطرح سے اس فرقہ کفار کو مین نے زیر و زبر کردیا ہے اسی صورت سے اب تجھے بھی سزا کو پہونچاتا ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا
ای خاوری ابن فضول گوئی سے کیا فائدہ جو کچھ کہ تجھسے ہوسکے کوتاہی نہ کر غرض کہ تمام روز شاہزادگان والا تبار عالیمقدار شاہزادہ بدیع الزمان
اور قاسم باہم شمشیر زنی کرتے رہے جبکہ آفتاب غروب ہوا اور ظلمت شب نمایان ہوئی نقابدار سبز پوش دونون صاحبون کو لشکر کفار سے
نکال کر اپنے خیمہ مین لیگیا اور باعزاز و اکرام بٹھاکر منہ ہاتھ دھلوائے اور دسترخوان بچھواکے کھانا کھلواکے شراب پلوائی بعد کھانے سے فراغت
حاصل کرنے کے نقابدار نے خاور سپاہ سے پوچھا کہ ای قاسم اپنے عمو سے بزرگوار بدیع الزمان نامدار سے تو اتنا کیون الجھا کرتا ہے تو جانتا ہے
کہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے کیسے کیسے کارنمایان کیے ہین قاسم نے کہا اُسنے کونسا کام شجاعت اور تہمتنی کا کیا ہے اور خصوصاً جہان مین ہون
وہان اس کشتی گیر کی کیا اصل و حقیقت کہ وہان نام شمشیر زنی کا اپنی زبان پر لائے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای ملک قاسم مین
تیرے جوشن پوش فضل بن گیا رہون خون آشام آرباب باختری حارب خونریز ضارب خونریز سعید و سعد جرگہ نشین وغیرہ
کیسے کیسے پہلوان اور سرداران کو بزور دست و بازو اور بضرب شمشیر اپنا مطیع و فرمانبردار کرکے دائرۂ اسلام مین لایا تونے فقط ایک
خسرو قزاق اور مہراد شاہ کو زیر کرکے یہ غرور پیدا کیا ورنہ اور بتلا تونے کس پہلوان کو زیر کیا کس ملک کو اسلام آباد کیا بس بڑی کرامات
تونے یہ کی کہ یہ سڑا ہوا پُرانا ایک خیمہ قسمتون سے اُس طلسم سے تجھے ملگیا ہے اُسپر یہ گھمنڈ اور اسقدر بلند پروازی کرتا ہے قاسم نے جواب دیا کہ
برگزشتہ صلوات اب سر دست جو شخص کافور بن طیفور زمرد پرست کو مارے وہی بہادر ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا بہت
خوب یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور سمت لشکر کافور بن طیفور روانہ ہوا قاسم بھی تعاقب مین شاہزادہ
بدیع الزمان والا مناقب کے اپنا گھوڑا داب کر چلا جب نقابدار سبز پوش نے شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم دونون صاحبون کو
جانب لشکر کافور بن طیفور زمرد پرست جاتے دیکھا نقابدار سبز پوش بھی مع اپنی فوج و سپاہ کے سوار ہوکے روانہ ہوا وہان کافور
بن طیفور جو اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایکبار سامنے سے عیار کافور کا آیا اور اُسنے بیان کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کہ تیرے

مقابلہ کو آتا ہی کافور یہ بات سنکر بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ مین طیفور نہین ہون ابھی یہی کہہ رہا تھا کہ ناگاہ آواز نعرۂ شاہزادۂ بدیع الزمان کی گوش زد ہوئی برابر نعرۂ شاہزادۂ بدیع الزمان کے دوسرا نعرہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کا سنا اور جانب لشکر سے شور یوم النشور اُٹھا کافور بن طیفور نے پوچھا کہ یہ غل کیسا ہی لوگون نے کہا کہ بدیع الزمان اور قاسم دونون نے آکے اسقدر شمشیر زنی کی ہی کہ تمام لشکر آپکا تہ و بالا ہو رہا ہی بس یہ حال سنکے کافور بن طیفور اپنی سپر اور تلوار پکڑکے اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ سے باہر نکلکر اپنے مرکب پر سوار ہوا اور مع اپنی فوج و سپاہ کے سر میدان جا پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ میرے لشکر نے جھرمٹ کیا ہی ابھی کافور کچھ حال دریافت نہین کرنے پایا تھا کہ یہ فوج میری پسپا کیون ہوئی اور کیون بھاگی جاتی ہی کہ یکایک سامنے سے شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن تیغ خون چکان کھینچے صفون کو درہم اور برہم کرکے نمودار ہوا کافور بن طیفور نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو آمادۂ جنگ آتے دیکھکر اپنے مرکب کو اُٹھایا اور برابر شاہزادۂ عالم کے پہونچا تھا کہ ایک طرف سے شاہزادۂ قاسم بھی شمشیر زنی کرتا قریب آیا اور اُدھر کافور نے تیغ برسر شاہزادۂ بدیع الزمان نا سوہ مارا شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر برابر سے پلٹ کر تیغہ مارا کہ سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر کاٹ کے کافور کے تا جگر اُتر گیا تھا اسمین اس طرف سے قاسم نے برابر پہونچکر دوال کمر پر اُسکی تیغہ مارا کہ مانند خیارتر کے دو ٹکڑے ہوکے گھوڑے پر سے گر پڑا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای قاسم مین تو اُسے قتل کر چکا تھا تو نے مردہ کشی کی قاسم نے کہا تلوار میری پہلے پڑی تھی آپسمین ابھی یہی تکرار ہو رہی تھی کہ نقابدار مع اپنی فوج و سپاہ کے پہونچا اور جسوقت کہ ہاتھ تلوار کا بھرا ہوا ان نقابدار نے اُٹھایا تھا تو سات ہزار سر بقلم قلم ہو کر خاک و خون مین لوٹتے پھرتے تھے گودرزشاہ یہ حال دیکھکر بھاگ کھڑا ہوا اور تمام لشکر اُسکا درہم اور برہم ہو گیا نقابدار سبز پوش نے بدیع الزمان اور ملک قاسم کو حرب و ضرب سے بہزار سعی و جہد روک کر آپس سے جدا کیا اور بہت سا سمجھاتا ہوا اپنے ساتھ اپنے خیمے مین لا کے باعزاز و تکریم تمام دونون صاحبون کو بٹھلایا اور شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم سے پوچھنے لگا کہ ای قاسم مین نہایت متحیر ہون کہ تم دونون آپسمین چچا بھتیجے ہو پھر یہ بدخلائی کا کیا باعث کہ کبھی تم دونون مین موافقت نہین رہتی قاسم نے کہا کہ یہ کشتی گیر صاحب ہو اور اپنے ذہن مین سواے اپنی بہادری اور شمشیر زنی کے اور کسی کو موجود نہین سمجھتا نقابدار نے کہا کہ ای قاسم بدیع الزمان تیرا چچا بجاے باپ کے ہی علاوہ اسکے اُسکے رو برو تجھے کیا نسبت لہذا تجھے لازم نہین کہ تو ہمیشہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے دعوی ہمسختی اور ہمسری کا کرے قاسم نے کہا اس کشتی گیر نے کیا کام بہادری کا کیا ہی جو مین نے نہین کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ ابھی ایسی لڑائی مین سے کافور بن طیفور زہر دریست ایسے گبر مغرور کو ایک ضرب مین واصل جہنم کیا تو نے اُس مردے کے تلوار ماری قاسم نے کہا اچھا اب بھی جو کوئی گنجاب کی گرز نحیر کشاف زمین سے اُٹھالے وہ شخص بہادر ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا مین نے قبول کیا بسم اللہ قاسم نے کہا پھر چلیے بدیع الزمان نے کہا مجھے کیا دیر ہی غرض دونون شیر اپنے اپنے مرکبون کو جولان کرکے نقابدار سے رخصت ہوے اور نقابدار ایک طرف کو سوار ہو گیا چنانچہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم سمت مراد کوہ روانہ ہوا اور بعد طے مراحل و قطع منازل چند روز مین مراد شاہ کے پاس پہونچا اور مراد شاہ شاہزادۂ خاور سیاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور قاسم یہان تیاری فوج کی اور نگاہداشت ملازمون کی جاری کرتا تھا اور شاہزادۂ بدیع الزمان جو نقابدار سبز پوش سے رخصت ہوکر سوار ہوا اور سمت چار باغ ملک حرمان و بیکش کے روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک روز کی نقل ہی کہ ایک صحراے سرسبز و خرم مین جاکے وارد ہوا اور ایک مقام پر زین پوش بچھا کر دم بھر آرام لینے کو لیٹ گیا ناگاہ سامنے سے ایک گرد نمایان ہوئی اور اُس گرد مین ایک پیادہ نمودار سے زربفتی بانا بی سقرلاتی باندھے حلقۂ کمند کا کلائیون مین لپٹا ہوا کوہین اور خنجر ہاتھ مین پکڑے نظر پڑا اور بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مرجان تیز رفتار عیار ملکہ گوہر ملک کا ہی غرض مرجان تیز رفتار نے روبرو شاہزادۂ بدیع الزمان کے آکے اقدام عالی کو اُس عالیمقام کے بوسہ دیا اور بعد دعا و ثنا سے شاہی کے عرض کیا کہ ای شہریار ملکہ گوہر ملک تپ مہاجرت اور درد مفارقت سے اب جان بلب ہی کسی صورت سے آپ یہان سے تشریف لیچلیے اور ملکہ سے ملاقات کیجیے شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای مرجان شعر آن یار کہ گفتہ بیتو ہم دل نگرانست ٭ گو ہم اینک بسلامت نگران باش ٭

یعنی اب چلو ہم بھی وہین ملکہ کے پاس چلیے مین یہ کہکے چاہتا تھا کہ اُٹھے ناگاہ سامنے سے ایک آہوے رم خوردہ چوکڑیان بھرتا نمودار ہوا اور شاہزادۂ بدیع الزمان گردنکش شکن تیر و کمان لیکے اُس ہرن کے تعاقب مین چلا تھوڑی دور پر جاکے اُسے شکار کیا اور وہین مرجان نے لکڑیان درختون کی چنکے آگ لگادی اور ہرن کو ذبح کرکے گوشت اُسکا پاک وصاف کیا اور کباب لگاے شاہزادۂ بدیع الزمان مع مرجان تیز رفتار وہان بیٹھکر کباب کھارہا تھا حسب اتفاق یہان گنجاب اپنی بارگاہ مین تخت پیغمبری پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ایک عیار نے سامنے گنجاب کے آکے عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل بدیع الزمان آکے ملکہ گوہر ملک کو نکال لیگیا گنجاب یہ خبر سنکر چاہتا تھا کہ لشکر کشی کرکے بتلاش بدیع الزمان جاوے قاہر بن قہرمان عجمی نے منع کرکے کہا اے پیغمبر مرسل تجھے لازم نہین جبتک یہ غلام تیری بارگاہ مین موجود ہون کیونکہ کسی ناکس پر لشکر لیکے مقابلے اور مجادلے کو جاسے مین جاکے بدیع الزمان کی مشکین باندھنے لیے آیا ہون یہ کہکے قاہر بن قہرمان عجمی اپنے پانچ لاکھ سوارون کو ہمراہ لیکے سوار ہوا اور بتلاش شاہزادۂ بدیع الزمان چلا اور سنجانی عیار کو واسطے خبر شاہزادۂ بدیع الزمان کے آگے روانہ کردیا قضا کار سنجانی ڈھونڈھتا پوچھتا جاتے جاتے کہین اُس صحراے پر فضا مین جانکلا جہان شاہزادۂ بدیع الزمان اور مرجان عیار دونون بیٹھے کباب کھارہے تھے سنجانی عیار دور سے دیکھکے پھرا اور قاہر بن قہرمان عجمی سے آکے بیان کیا کہ بدیع الزمان تن تنہا جنگل مین بیٹھا کباب کھا رہا ہے اور وہ ننگ خاندان میرا بیٹا مرجان تیز رفتار بھی ہمراہ اُسکے ہے قاہر بن قہرمان عجمی یہ خبر سنکے اُسی وقت مع اپنی فوج وسپاہ کے سوار ہوا اور اُس جنگل کو جاکے چارطرف محاصرہ کرلیا مرجان تیز رفتار نے عرض کی کہ اے شاہزادۂ عالم قاہر بن قہرمان عجمی مع لشکر کے آن پہونچا ہوشیار ہوجائیے شاہزادۂ بدیع الزمان عالیمقام بمجرد استماع اس کلام کے اپنے مرکب پر سوار ہوکر اور برچھا پکڑکر مقابلہ لشکر کفار آمادۂ رزم و پیکار ہوا اور تیغۂ صمصورت دیو بند پکڑکے لاش پر لاش گراتا اور دھڑ پر دھڑ اور سر پر سر دھرے پردے گراتا قریب قاہر بن قہرمان عجمی کے پہونچ گیا تھا کہ ناگاہ ایک گبر ملعون علیہ اللعن والعذاب نے پشت پر سے نیزہ شاہزادۂ عالم کے گھوڑے کے پیٹ مین مارا اور گھوڑا ضرب نیزہ سے چرخ مار کر گرا اور شاہزادۂ بدیع الزمان نے گھوڑے کی پیٹھ پر سے جدا ہوکے اپنا دامن گردانا اور پیادہ شمشیر زنی اور کفار کشی کرنے لگا اور دو شبانہ روز یکہ و تنہا اُس شجیع میدان وغا نے اسقدر شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگادیے تھے اور فوج کفار کو سواے کوچہ زخم کے کوئی کوچہ حفظ و امان کا نہین ملتا تھا اور کوئی گوشۂ عافیت بھاگ کر چھپ رہنے کو سواے گوشۂ کمان کے نہین نظر آتا تھا زہے ہمتن چشم ہوکر شجاعت اور دلیری شاہزادۂ گردنکش شکن کی دیکھ رہی تھین اور چار آئینہ کو ستمی اور تیغ پر اُس شجیع روزگار کی عالم تحیر تھا دل اور دماغ تنہائی و یکتا تازی شاہزادۂ عالیمقام پر اُس بلوے مین فوج کفار کے چوٹون سے سر پیٹ رہے تھے اور جھانجھین کف افسوس مل رہی تھین لکھوکھا چیلین اور گدھ بطمع گوشت میدان مین چھاے ہوے شور و غل کر رہے تھے دلال اجل بر کار نرخ جان ارزان ہو گیا تھا بازار موت گرم ہورہا تھا جسطرف وہ ضیغم ہیجاے کارزار رخ کرتا فوج قاہر بن قہرمان عجمی کی مانند گلۂ رومیش کے پراگندہ ہوکر بھاگتی پھرتی تھی مگر وہ جو شیخ سعدی شیرازی گلستان مین کہ گئے ہین نظم پشہ چو پر شد بزند پیل را + با ہمہ مردی و صلابت کہ اوست مورچگان را چو بود اتفاق + شیر ژیان را بدرانند پوست + قضاے کار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار نے لڑتے لڑتے ایک جوان کے تیغہ مارا کہ تا جگر اُتر گیا تھا اُس طرف اُسکی لاش گری اور ادھر شاہزادۂ عالیوقار نے تیغہ کو سنبھال کے چاہا ادھر طرف متوجہ ہو وہان جو اکثر سر کٹے ہوے زمین پر پڑے تھے ایک سر پر پانون اُس دلاور کا جو پڑ گیا تو پانون پھسلا اور شاہزادۂ عالم بیساختہ کروٹ کے بھل گرا ساتھ گرنے کے کئی سو حلقے کمندون کے اعداے بیدین نے اُس عرش مکین کے گلے مین اور تمام بدن مین ڈالکے فرصت اُٹھنے اور سنبھلنے کی نہ دی چارطرف سے گھیر کے اور جھٹ پٹ گرفتار کرلیا اور قاہر بن قہرمان عجمی نے لوہارون کو بلاکے شاہزادۂ والا مرتبت کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹو کمر مین لنگر ڈلوادیے اور پیش خود یہ تجویز اور تدبیر کرکے کہ گنجاب کے پاس لیجانے سے مجھے کیا فائدہ ہے مجھے خود دعوی ہے کہ طرۂ پیغمبری سر پر رکھون بس صلاح یہ ہے کہ اسکو بحضور خداوند لقا الٰہی اور حضرت ہیکل درگاہ یعنی یاقوت شاہ سے یہ سارا حال بیان کرکے کہ مین نے اسے اس جرم پر مقید کیا ہے کہ ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی کو

جو آپ کے نامزد تھی اسنے اپنے قابو مین کر کے رکھا تھا عرض کرونگا کہ اس کارجان نثاری کے صلہ اور انعام مین میرے لیے سعی کر کے خداوند سے طرۂ پیغمبری دلوا دیجیے یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ بلا شک و شبہ مجھے پیغمبر مرسل کا قائم مقام اور بالاستقلال کرا دیگا بس یہ مشورہ کر کے شاہزادۂ عالم کو ایک اعرابی پر بٹھلا کر تین لاکھ سوار کو حکم دیا کہ تم برچھے اور تلوارین کھینچے گرد و پیش اسکے اعرابی کے رہنا اور جو اثنائے راہ مین قاسم یا کوئی اسکے ہوا خواہون مین سے یا فضل وغیرہ کوئی سردار اسکے لشکر کا آجاے تو تم سب اسکا سر کاٹ ڈالنا پھر اسکے آمادۂ رزم و پیکار ہونا یہ کہکے آگے آگے تو قید شاہزادۂ بدیع الزمان کی مع تین لاکھ سوار نیزہ دار کے روانہ کی اور تعاقب مین آپ دو لاکھ سوار لیکر بال مآل اندیشی کہ ایسا نہو پشت پر سے ملک یا عمرو یا بدیع الزمان کا کوئی سردار لیکے پہونچے اور بدیع الزمان کو نیست چھڑا لیجاے روانہ ہوا بیان مرجان تیز رفتار یہ گردش گردون غدار اور انقلاب لیل و نہار دیکھکر سر و سینہ زنان خاک بر سر افگنان و خیزان گریان و نالان بسمت چار باغ ملک حرمان و یوکش روانہ ہوا پہلے تو اسنے چاہا کہ بخدمت شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم جا کے یہ حال بیان کرون پھر یہ خیال ہوا کہ قاسم کا احسان لینا مناسب نہین وہ ہر بات مین ہمیشہ اس احسان کا طعنہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیا کرینگے بس یہ سوچکر مرجان تیز رفتار ملکہ گوہر ملک کے پاس بسمت چار باغ ملک حرمان و یوکش کے چلا اور جستین کرتا بکمال سرعت اور تیز روی چار باغ مین جا کر ملکہ کے پاس پہونچا اور اپنے سر پر دو ہتڑ مار مار کے از ابتدا تا انتہا سارا حال شاہزادۂ با اقبال کا اور قاہر بن قہرمان عجمی کا بیان کیا ملکہ گوہر ملک نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی تو بموجب اشعار

سر سنگ سے اپنا اُسنے مارا
پتھر سے کہین جبین جو پھوٹی

خون سے کیا سنگ خارا
اک خون کے آبشار چھوٹی

نالے گئے ہفتم آسمان تک
لوٹے جو سنگ لاخ ہر بار

ہر بیچ بھی کہ صبر بچہ کہا نتک
جھل جھل کے بدن ہوا سبد اذکار

دلارام اور پریچہرہ اور حور رخ اور گل اندام اور سمن اندام اور یاسمین اور کیتکی وغیرہ خواصین ملکہ کی سنبھالتی اور سمجھاتی تھین کہ ملکۂ عالم عند اللہ آپنے کو ذرا سنبھالیے اسدر جہ ہلاک کرنے سے کچھ حاصل نہین ہان کوئی تدبیر کیجیے دعا مانگیے کہ جناب احدیت اپنا فضل و کرم کرے شاہزادۂ بدیع الزمان صاحب اقبال ہین اکثر ایسے واردات اور سانحے انپر آئے ہوے ہین مگر انجام پھر بخیر ہوا اتنا بدحواس ہونا اور اپنی جان کھونا لازم نہین بارے اند کے ملکہ کو ہوش آیا اور روتے روتے ایک مرتبہ خیال آگیا کہ ملک عجم مین ملکہ یاقوت ملک قہرمان عجم کی بیٹی اور قاہر بن قہرمان عجمی کی چھوٹی بہن میری بڑی بہن ہے خواہ اور خیر اندیش بہنون سے زیادہ محبت رکھتی ہے اُس سے کہلا بھیجون شاید اُسکے باعث سے کوئی صورت شاہزادۂ عالم کی رہائی کی ہو جاے غرض بیچ کے ایک رقعہ بنام ملکہ یاقوت ملک بدین مضمون کہ اے بہن شاہزادۂ بدیع الزمان کو تمہارا بھائی قاہر بن قہرمان عجمی میدان رزم سے بفریب و نامردی گرفتار کر کے لیگیا ہے اور یہ بات تمکو معلوم ہوگی کہ شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ جسکی تصویر پر تم ہزار جان اور دل سے قربان و نثار ہو وہ چھوٹا بھائی شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہے یہ جو تم شاہزادۂ بدیع الزمان کو قید سے چھڑا دوگی یا جو کچھ کہ اسوقت مدد مین شریک ہو کے احسان کروگی یہ تمام احسان تمہارا شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ پر ہوگا اور اس احسان کے ذریعہ سے شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ تمام عمر تمہارا مطیع اور فرمان بردار رہیگا اور مین تمام عمر تمہاری ممنون اور مشکور ہونگی غرض یہ کہ لکھکے مرجان تیز رفتار کو حوالے کیا اور کہہ دیا کہ اے بھائی مرجان تیز رفتار تم ملک عجم مین جا کے کسی ذریعہ اور وسیلے کسی عیاری اور مکاری کسی گھات سے یہ میرا رقعہ میری بہن ملکہ یاقوت ملک تک پہونچا دو نیا پھر آگے جو مشیت پروردگار ہو اپنے حتی المقدور مین سعی اور تدبیر مین تو قاصر نہ رہونگی مرجان تیز رفتار حسب الحکم ملکہ گوہر ملک کے وہ رقعہ لیکر سمت عجم روانہ ہوا اور جستین کرتا جو تھا دن تھا کہ مرجان تیز رفتار عیار قاہر بن قہرمان عجمی کے لشکر کے برابر پہونچا اور بہیئت عیاری اپنی صورت تبدیل کر کے لشکر سے ملحق ہو کر اسنے دیکھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان مطوق اور مسلسل اعرابی پر پڑا ہوا ہے اور دو جوان نیزہ دار دست راست اور دو جوان نیزہ دار دست چپ برابر شاہزادۂ عالم کے پٹے کو رکھے اور باقی کئی ہزار سوار باشمشیر برہنہ بڑی حفاظت

اور ہوشیاری سے گرد و پیش اعرابے کے پرا باندھے چلے آتے ہین اور جسوقت کہ شاہزادۂ عالم بدیع الزمان کو حالت غشش سے اندکے ہوش آجاتا ہی اور آنکھ کھول کے دیکھتا ہی کہ مجھے مطوق اور سلسل کرکے اعرابے پر ڈالے لیے جاتے ہین تو اُسوقت زور کرکے کہ مارتا تھا کہ آدھے آدھے پہیے اعرابے کے زمین مین غرق ہوجاتے تھے اور بارہ جوڑیان ناگوری بیلون کی کھینچ نہین سکتی تھین شل ہوکر رہ جاتی تھین تو مہتم اور ملازمین قاہر بن قہرمان عجمی کے پھر بٹی بیہوشی کی دماغ پر شاہزادۂ بدیع الزمان کے چڑھاکے بیہوش کردیتے تھے اور ایک فیل مست کے بھسونڈے پر خرسا بڑا ہوا پیچھے اعرابے کے تھا آگے سے تو بارہ جوڑیان بیلون کی زور کرکے اعرابے کو کھینچتی تھین اور پیچھے سے وہ مست ہاتھی مستک اور دانتون سے اپنے اعرابے کو ریلتا تھا تب بہزار دشواری اور لاکھ خواری وہ اعرابہ صبح سے شام تک کوئی چھ سات کوس چلتا تھا مرجان تیز رفتار اس شکل سے شاہزادۂ عالم کو مقید جاتے دیکھکر خوب رویا اور اپنا سر پیٹیا شیون و شین کرتا ساتھ ساتھ قاہر کی فوج و سپاہ کے چلا جاتا تھا بعد طے مراحل اور قطع منازل کے اب قاہر بن قہرمان عجمی مع اپنے پانچ لاکھ سوارون کے قید شاہزادۂ بدیع الزمان کی لیے ہوے اپنے ملک عجم مین داخل ہوا تو قبل از داخلہ قاہر بن قہرمان عجمی کے خبر فتحیابی قاہر اور گرفتاری شاہزادۂ بدیع الزمان کی وہان عجم مین مشہور ہوگئی تھی اور قہرمان عجمی نے حکم دیا تھا کہ بڑے زبردست خداپرست کو کہ دشمن خداوند لقا کا ہی میرا بیٹا جنگ رستمانہ کرکے پکڑے لاتا ہی لازم ہی کہ شہر مین آئینہ بندی کروا اور تمام چوک اور بازارین دکانین رنگ آمیزی ہون اور کہہ دیہ تمام سکان شہر سر راہ آکے مجتمع ہون اور سیر آمد سواری قاہر بن قہرمان عجمی کی دیکھین چنانچہ حسب الحکم قہرمان عجمی کے تمام شہر مین دھوم پڑی ہی اور چوک اور بازار اور ہر گلی اور کوچے مین نوبتخانے رکھے ہین نوبت بج رہی ہی تمام چوک کی دکانون مین رنگ آمیزی کرکے چھت پردے تمامی زربفت اسادری اطلس کے لگاے ہین دکاندار لال گلابی پگڑیان دھوم دھامی نیچے جامے قبائین انگرکھے پہنے اپنے اپنے لڑکون بالون کو پوشاکین تحفہ تحفہ پہناکے لا لاکے بیٹھے ہین سر راہ جتنے درخت ہین اُنکو اطلس بادلے سے منڈھا ہی کنول گلاس روشنی کے لیے لٹکا دیے ہین چارسوق بازارین کوسون تک آتشبازی گڑی ہی سرو چراغان کی تیاری بہت معقول ہوئی ہی خلق اللہ کا ہجوم تماشائیون کی دھوم ہی تمام ملک عجم مین خیمون ڈیرون مین ناچ ہو رہا ہی جسوقت کہ اعرابہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا اندرون چوک پہنچا اُسوقت یہ کثرت خلائق اور بلوا تماشائیون کا تھا کہ آدمی پر آدمی گرا پڑتا تھا بغلون مین گھسے ٹانگون مین مُنھ ڈالے کاندھون پر سر سر رکھے لوگ دیکھ رہے تھے ہزارون درختون پر چڑھے بیٹھے تھے مختصر یہ کہ قاہر بن قہرمان عجمی شاہزادۂ بدیع الزمان کو گرفتار کرکے نقارہ بجواتا ہوا اپنی بارگاہ مین اپنے باپ قہرمان عجمی کے پاس لیگیا اور باپ کو نذر دے کر بہت سالاف و گذاف کرکے کہنے لگا کہ یہ وہ شاہزادۂ بدیع الزمان ہی جسنے اٹھارہ لاکھ سوار و پیادے کی چھاونی گنجاب کی برباد کردی اور لکھو کھا لقا پرستون کو تہ تیغ بیدریغ کرکے گنجاب کا ناک مین دم کر رکھا تھا اُسکو مین جنگ رستمانہ کرکے پکڑ لایا ہون اور بحضور خداوند لقا لیجاکے طرہ پیغمبری لونگا بعد اسکے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار جسوقت قہرمان عجمی کی بارگاہ مین پہونچا تو چار طرف دیکھکر باواز بلند کہا کہ سلام من درین مجلس برآن کسے باد کہ داند خداے عزوجل خالق جز و کل یکیست و دین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلواۃ اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ برحق تمام کفار تیرہ روزگار بارگاہ نشینون نے نام خداے کریم کا سنکے اپنے اپنے مُنھ پھیر لیے اور قہرمان عجمی نے نہایت درہم اور برہم ہوکر کہا ای شاہزادۂ بدیع الزمان اگر میرا بیٹا قاہر بن قہرمان عجمی اسوقت ساعی و سفارشی نہوتا تو مین بے تامل ابھی تجھے قتل کا حکم دیتا خیر چند روز تیری زندگی اور ہی یہ

یہ لکھکر حکم دیا کہ اس خداپرست کو جلد زندانخانے میں لیجاکے بغل و زنجیر قید کردو اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے رکھو
چنانچہ بموجب قہرمان عجمی کے حکم کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو زندانخانہ عجم میں لیجاکر مقید کیا

اب دو کلمے داستان فسرت بیان مرجان تیز رفتار سے گذارش کیا جاتا ہی

کہ مرجان تیز رفتار بہیئت عیاری مثل برق و باد جست و خیز کرتا ہوا دروازۂ ایوان شاہی بر قہرمان عجمی کے پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ قریب بارہ ہزار سوار زرہ پوش اور چار آئینہ بند ہتھیار لگائے نیزہ بدوش جلوخانے مین اکثر گھوڑون پر سوار اکثر چوکی خانے مین جہان تہان چارپایون پر پڑے حقے پی رہے ہین بیکڑون نمدپوش زمین پر بچھائے گھوڑون کی باگ ڈورین پکڑے باہم حقہ پیتے اور باتین کرتے ہین ایک متصدی قلم دوات لیے ایک بند کاغذ پر نام سبکے دیکھ دیکھ پکارتا اور حاضری لیتا پھرتا ہو اور بعد اسکے ہزار بارہ سو حاجب و دربان عسکار و قاصی یوزباشی یساول و چوبدار عصا برداروغیرہ پوشاکین وضوم دہامی پہنے عصے سنہری رُپہلی ہاتھون مین لیے جہان تہان اہتمام مین سرگرم کار ہین ایک طرف تکور نوبت کی لگی ہی ہوئی کوئی پچار گھڑی باقی ہوگا شہنا نواز گویا پوربی کے سُر شہناؤن مین لگائے تان باندہ رہے ہین ایک طرف سات سو آٹھ سو سقے آبپاشی پر جھکے ہوئے چھڑکاؤ لگا رہے ہین اور ڈیوڑھی پر پردہ پڑا ہی برابر پردے کے ایک کرسی پر محلدار کو دیکھا کہ برس چالیس پچاس کا سن و سال اکثر بال سفید سر مین آگئے تھے رنگت سرخ و سفید ولایتی انار کا دانہ یا شہدی اور شہاب کیسی ہی ایک کرتہ ململ کا گلے مین اور پائجامہ گلبدن کا بہت بڑے بڑے پائچون کا کلیون دار مصالحہ لگا ہوا جوتا دو اشرفی کا بہت بھاری پانوؤن مین پہنے دوپٹہ جامدانی کا سر سے ڈھلکا ہوا کندھے پر پڑا ہوا بڑی تمکنت اور تکلف سے بیٹھی ہی دو چار مرد ہے دو ایک چوبدار داہنے بائین کچھ سامنے کھڑے باتین کر رہے ہین مرجان تیز رفتار نے نہ تو کسی چوبدار سے کہا نہ مطلق محلدار سے پوچھا بیخوف و خطر برابر محلدار کے ہوکر چاہا کہ اندرون محل داخل ہون ناگاہ محلدار کی نگاہ جو مرجان تیز رفتار کی طرف پڑی تو اُسنے کہا ہان ہان او چھوکرے تو کون ہی اور کہان بیساختہ مانند شتر بے مہار کے بیان پردے کے برابر چلا آتا ہی تو کہان جائیگا اور کہان سے آتا ہی مرجان تیز رفتار نے کہا مین ملکہ یاقوت ملک کے پاس جاؤنگا اور مجھے پیغمبرزادی ملکہ گوہر ملک نے بھیجا ہی تم مجھے روکنے والی کون ہو محلدار نے کہا چھوکرے ٹھہر ٹھہر تو زنانے مین کیا گھسا چلا جائیگا مرجان تیز رفتار نے کہا مین تمھارے منع کرنے اور روکنے سے کیا اب نہ جاؤنگا یہ کہکے چاہتا تھا کہ پردے کے اندر ڈیوڑھی مین قدم رکھے محلدار اور چوبدار اور مردوں نے مرجان تیز رفتار کو کشتم کشتا کرکے پکڑ لیا مرجان تیز رفتار عیار نے کہا کہ بھلا او حرامزادی محلدار تونے مجھے روک کر پکڑ لیا مگر دیکھ اگر ملکہ یاقوت ملک کو خبر ہوگی تو تیری نوکری جاتی رہیگی آگے تو جان محلدار اپنے جی مین سوچی کہ پیغمبرزادی کا یہ کوکا ہی اور اسکا بھیجا آیا ہی جاکے مین ملکہ یاقوت ملک سے اطلاع کردون ذرا وہ بدمزاج بھی ہین ایسا نہو کہ کہین اسکی خبر سنکے بیچ بیچ مجھسے خفا ہونے لگین یہ سوچ کر محلدار وہان سے اُٹھی اور اندرون محل جاکے ملکہ یاقوت ملک سے ملتمس ہوئی کہ قربانت شوم اسوقت ایک چھوکرا چلبلا سا بیساختہ اندرون محل کے گھسا آتا تھا ہرچند مین ہان ہان کرتی رہی چوبدارون نے روکنے کا ارادہ کیا مگر وہ نہین مانتا تھا تب اُسے مین نے پکڑوا کے وہین ڈیوڑھی پر بٹھلا یا ہی وہ کہتا ہی کہ مجھے ملکہ گوہر ملک پیغمبرزادی نے بھیجا ہی اور مرجان تیز رفتار میرا نام ہی مین ملکہ یاقوت ملک کے پاس جاؤنگا اور تم سب مجکو روکتے ہو تو مین تم سب کو برطرف کروا دونگا ملکہ یاقوت ملک نے جو نام مرجان تیز رفتار اور ملکہ گوہر ملک کا سنا تو نہایت غیظ اور غضب مین آکر کہنے لگی کہ او قطامہ تجھے کسنے حکم دیا تھا کہ

اُسے روکتا اور اپنے دھکّوں چوبداروں سے کہکے ٹہلا نا مالزادی تو نہین جانتی تھی کہ وہ کوکا پیغمبرزادی کا ہی مریگا تو وہ نام اپنا بتلا کے پیغمبر زادی ملکہ گوہر ملک کا نام لیکر میرے پاس آنے کو کہتا تھا اور تو نے برسوں دیکھا ہی کہ وہ مرجان تیز رفتار بچپن سے پیغمبر زادی کے پاس پلا پرورش پایا کوئی محل مین پیغمبر مرسل کے اُس سے چھپتا اور پردہ نہین کرتا تھا میرے سامنے وہ آیا کیا مین نے کبھی کسی طرح کا اُس کمبخت سے پردہ نہین کیا تھا آج تو بڑی میرے گھر کا اہتمام کرنے والی ایک محلدار پیدا ہوئی ہی جسنے پیغمبرزادی یعنی ملکہ گوہر ملک کے کوکا کو ڈیوڑھی پر روکا اور اُسے اپنے چاہنے والوں سے طمانچے کھلوائے قید مین ٹہلا کے میرے سامنے اپنی محلداری اور رسوخ ظاہر کرنے کو آئی ہی محلدار مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگی اور جی مین کہتی ہی خداوند لقا خیر کرے اور اپنے دونون ہاتھون کو رومال سے باندھکر پانون پر ملکہ یاقوت ملک کے گر پڑی اور عرض کرنے لگی کہ اے ملکہ یاقوت ملک لونڈی کی کیا قدرت اور کیا مجال تھی جو اُسکو طمانچے کھلوائی لونڈی نے محض نادانستہ اسکو روکا اور اتنا اُس سے مین نے کہا ہی کہ بیٹا تو ذرا ٹھہر جا مین ملکہ عالم سے اطلاع کرا دُون اتنا قصور اور جرم تو البتہ لونڈی سے ہو گیا تو امیدوار ہون کہ ازراہ کنیز پروری حضور معاف فرما دین اب ایسی خطائے فاش لونڈی سے کبھی سرزد ہوگی غرض اور دو چار ہمنشینون اور مقربون اور ملازمون نے بھی ملکہ یاقوت ملک سے سعی کی اور تقصیر معاف کرائی اور کہا اے محلدار ے جلدی سے جا کے مرجان تیز رفتار پیغمبرزادی کے کوکا کو بلا لا باہرسے وہ محلدار پھر باہر آئی اور مرجان تیز رفتار کی بلائین لیکر کہنے لگی کہ بیٹا مین تیرے صدقے اور قربان گئی مین نے تجھے پہچانا نہ تھا اسلیئے روکا تھا تو اپنے جی مین کچھ برا نہ مانیو تو تو بچہ سا پیغمبر زادی کے محل مین کھیلتا پھرتا تھا تجھسے پردہ کون کرتا ہی لے جا تجھے حضور نے یاد کیا ہی بارے مرجان تیز رفتار اندر محل کے گیا اور اُسنے دیکھا کہ ایک بارہ دری بہت نایاب بنی ہی اور اُس بارہ دری کے سامنے ایک سائبان زربفتی کھنچا ہی اور بعد اُسکے صحن مین بطور خانہ باغ کے چار طرف گڑہل اور منہدی اور گلاب کی ٹٹیان کتری ہوئین ہین اور چمن بنے ہین اُنمین بیلہ البیلا موتیا مدن بان موگرا جوہی سیوتی مالتی کیتکی گل شبو ساونی کامنی نواڑی وغیرہ گلہاے خوشبو کے اشجار قطار در قطار بہت خوبصورت خوبصورت لگے ہین اور کچھ درخت میوے کے جہان تہان قرینے قرینے سے نظر آتے ہین اور بیچ مین ایک حوض مصفا جسکے پانی سے بناہ پانی مثل حباب آنکھین نکال رہے ہین بہت تکلف سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی لب گردان اُسکی عقیق احمر کی بنی ہوئی اُسپر کچھ گلدستے پھولون کے رکھے ہین اور حوض مین بھی فوارے دلگے ہوے ہین اور برابر حوض کے تختون کے فرش پر شطرنجی چاندنی گسترده سلما ستارہ اُسپر گڑا ہوا پڑا ہی اور ایک مسند زربفت کی لگی ہوئی ہی اُسپر ملکہ یاقوت ملک بہ کمال عزوشان جلوہ فرما ہی اور چپ و راست اُسکے قریب چار سو ساڑھے چار سو کے انیسین جلیسین محرمین ہمراز دمساز اور مصاحبین وغیرہ باادب بیٹھی ہوئی ہین مرجان تیز رفتار عیار کوکا ملکہ گوہر ملک کا اسوقت فرط سرور سے خود رفتہ ہوگیا اور ساری عیاری اور مکاری وغداری اور طراری اور ہوشیاری اپنی فراموش کرکے کچھ تآمل اندیشی اور اپنے بیگانے کے سن لینے کا خیال نہ کیا بیساختہ دورہی سے آداب بجا لا کرکے باچشم گریان و دل بریان احوال شاہزادہ بدیع الزمان بسر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی اسیری و دستگیری کا بفریب و نامردی قاہر بن قہرمان عجمی بیان کر کے کہنے لگا کہ اے ملکہ عالم ہماری پیغمبرزادی ملکہ گوہر ملک نے زبانی مجھسے چلتے وقت بتاکید تمام کہہ دیا تھا کہ ہماری بہن ملکہ یاقوت ملک سے کہنا کہ تم جسکے نام پر ہزار ہزار جان و دل سے شیفتہ اور نثار ہو وہ شیردیدہ بن حمزہ صاحبقران چھوٹا بھائی

شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا ہو اگر تم آج سعی کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو قید سے رہائی دلوادوگی تو تمام عمر مین تمہاری احسانمند ہونگی ای بہن ملکہ یاقوت ملک شیرویہ بن حمزۂ صاحبقران تمہارا عمر بھر ممنون اور مشکور رہیگا اور تمہاری غلامی اور فرمانبرداری کریگا مگر جسطرح سے ہوسکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو محبس خانے سے نکلوادو ملکہ یاقوت ملک گفتگو مرجان تیز رفتار عیار کی اور پیغام ملکہ گوہر ملک کا باواز بلند سنکر اپنے دلمین یہ خیال کیا کہ سب صحبت والیون اپنون اور بیگانون نے سن لیا ہی بمقتضاے ذاست اور بخیال مآل اندیشی مثل شعلۂ جوالہ بھڑک اُٹھی اور نہایت درہم اور برہم ہوکے اپنی خواصون کی جانب مخاطب ہوکر حکم دیا کہ ہان پکڑو اس بدذات کو اور خوب سے طمانچے اسکے مُنھ پر مارو کہ پھر ایسا پیغام کسی صاحب عصمت وعفت کے پاس لیکر نہ جائے یہ اسنے کیا کیا جیسے پیغمبر زادی ملکہ گوہر ملک آپ رسواے خلایق اور ننگ خاندان ہی ویسا ہی سب کو جانتی ہی مین کیا جانون کہ شیرویہ کون شخص ہی اور بدیع الزمان کون ہی چنانچہ حسب الحکم ملکہ یاقوت ملک کے خواصون نے چارطرف سے گھیر کر مرجان تیز رفتار کو پکڑ لیا اور دس پانچ طمانچے مار کے ایک کوٹھری مین قید کیا ملکہ یاقوت ملک نے جب دیکھا کہ مرجان تیز رفتار کو لونڈیون اور باندیون کنیزون نے طمانچے بھی مارے اور ایک کوٹھری مین لیجاکے قید کیا بعد قید کرنے مرجان تیز رفتار کے ملکہ یاقوت ملک اپنے دلمین ہزار ہزار نفرین اپنے اوپر کر کے کہتی تھی غزل

اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین
داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی
آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دوگی تڑپ
غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
ہم ٹپکتے وہ کی حسرت کو کیونکر دیکھتے
یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین

ہجر کی شب آئین تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ
رنگ کہتا ہی وفا اس پھول کی بو مین نہین
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد و خشک گرم
دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر
آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت ان آنسو مین نہین
وصل مین بھی ناگوارا نکا نکلنا ہی جلال

مجھکو جس دل کی شکایت تھی وہ قابو مین نہین
اسقدر رکھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین
کہتے ہین وہ اپنے انداز آئینے مین دیکھکر
پھر بھی ہی جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
بیٹھے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا
تر چھے زخمون کی ادا وہ ہی جو ابرو مین نہین
دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی اُلجھن نے دئیے
کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

کہ میرے عاشق میرے معشوق میرے راحت روح روان شیرویہ بن حمزۂ صاحبقران کا اسنے جس مُنھ سے نام لیا مین نے اُس مُنھ کو طمانچے کھلواے ہاے پیغمبر زادی ملکہ گوہر ملک ایسی میری بہن عاشق زار کا کوکا ہی اور اُسکا پیغام لایا تھا اُسکو مین نے بیجرم وقصور فقط اپنی حفظ وآبرو وتحفظ جان کے واسطے کیا کیا سخت ودرشت کلمے کہے اور قید کیا ہاے یہ کیا نالائق حرکت مجھسے سرزد ہوئی اور آنکھون مین آنسو ڈبڈباے محو حیرت سکتے کی صورت نہایت مغموم اور ملدر چین بجبین بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اب کیا تدبیر کرون جو مرجان تیز رفتار کا رنج وملال رفع ہو اور جتنی ہمرازین مصاحبین انیسین جلیسین صحبت والیان ملکہ یاقوت ملک کی تھین وہ سب آہستہ آہستہ باہم کہتی تھین کہ واہ واہ ہی واہ واہ ہماری ملکہ بڑی صاحب عصمت اور عفت ہی نوج پیغمبر زادی کی طرح سے رسواے عالم کہلاے یہ چھوکرا سودائی کچھ نشے مین تھا یہ کیا اسکی کمبختی تھی جو یون واہی تباہی ملکہ کے سامنے بک اُٹھا کسی نے کہا ای بوا اس چھوکرے کا کیا قصور یہ پیغام خود پیغمبر زادی نے دیا ہوگا کیا سبب کہ جیسی وہ آپ ذلیل ورسوا تمام زمانے مین ہوئی ہین ویسا ہی وہ سب کو جانتی ہین اُنھون نے یہی سمجھ کے یہان ہماری ملکہ سے کہلا بھیجا ہو سو خداوند تعالے کے فضل وکرم سے ہماری ملکہ ایسی نہین ہین تو یہ استغفار جسپر اسکے دامن کا عکس پڑجاے وہ عفیفہ اور نیکبخت صاحب

صاحب عصمت ہو جاے ایسی صاحبزادیان کہین پیدا ہوتی ہین غرض اسی گفتگو مین وقت شام کا ہوا اور ملکہ یاقوت ملک نے دربار برخاست کر کے کہا صاحبو اسوقت مجھے اس چھوکرے کی گفتگو سے آگ بدن مین لگی ہوئی ہی جی چاہتا ہی کہ اسکے بدن کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاجاؤن سبھون نے کہا ملکہ عالم اسنے بہت سا جھک مارا اسکے کہنے سے کیا ہوتا ہی آفتاب پر خاک نہین پڑتی ہی آپ کی عفت اور عصمت کے زمین اور آسمان گواہ ہین آپ کچھ غصہ نہ فرمائین بلکہ اگر صلاح دولت ہو تو از راہ تفضلات خداوندانہ عفو جرائم کر کے آزاد کر دیجیے اور ملک عجم سے نکلوا دیجیے یا وہ چلا جاے اور پھر اس شہر مین کبھی نہ رہے ملکہ یاقوت ملک نے کہا ہرگز کبھی یہ نہوگا کہ مین اُسے قید سے چھوڑدون خیر اب تو تم سب جاؤ مجھے اسوقت نہایت اُلجھن اور غصہ ہی مجھسے کسی سے بات نہین کی جاتی غرض سب مقربین مصاحبین صحبت والیان مجرا کر کے رخصت ہو گئین اب فقط چالیس خواصین ملکہ یاقوت ملک کی کہ یکجان و دو قالب تھین وہ رہ گئین اور ظلمت شب نمایان ہوئی ملکہ نے خواصون سے کہا کہ ارے دروازہ باہر کا بند کر دو اب کوئی آنے اور جانے نہ پاے باقی جسکو کچھ عرض معروض کرنا ہو وہ کل مجھسے عرض معروض کر لے گا خواصون نے حسب الحکم ملکہ یاقوت ملک کے دروازہ محلسرا کا بند کر کے عرض کی کہ حضور لونڈیون نے سب کو رخصت کر کے دروازہ بند کر دیا تب ملکہ یاقوت ملک نے پوچھا کہ ارے تم سبھون نے مرجان کو کچھ کھانا کھلایا ہی یا نہین خواصون نے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ لونڈیون کی کیا طاقت تھی جو اُسکو بے اجازت اور بدون اطلاع حضور کے کھانا کھلاتے یہ کلام خواصون کا سنکے بدحواس ہو کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور آپ اُس کوٹھری کے پاس جا کے دروازہ جو کھولا تو دیکھا مرجان تیز رفتار خاک پر پڑا رو رہا ہی ملکہ یاقوت ملک نے دوڑ کے مرجان کو اپنے گلے سے لگا لیا اور اپنے دوپٹہ کے آنچل سے اسکا منہ پونچھ کے کہا کہ ای مرجان تیز رفتار تو بھی کہے گا کہ مین سنجانی عیار کا بیٹا ہون اور عیار کہلاؤن استغفار تو یہ ای نادان تو نے تو وہ بات قیامت کی برپا کر دی تھی کہ میری بھی جان جاتی اور تو بھی مفت مارا جاتا مگر ذرا گریبان مین منہ ڈال کے اپنے جی مین سوچ تو سہی کہ یہان میری صحبت مین امان جان کے یہان کی بادا جان کے یہان کی بھائی قاہر بن قہرمان عجمی کے یہان کی ملازمین بھائی طاہر بن قہرمان عجمی کے یہان کی نوکرین وقائع نویسان سبھی ہوتی ہین بھلا تو ہی اپنے دل مین سمجھ کے معقول ہوا اور اپنے منہ مین اب طمانچے مار کہ ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی کے تو سر پہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ایسا وارث جسنے اٹھارہ لاکھ سوارون اور پیادون کی چھاؤنی مین جا کے ستائیس شبخون مارے اور قستور بن لستار کشتی گیر ایسے پہلوان قدرت کو چیر کر کے پھینک دیا قاہر بن قہرمان عجمی میرے بھائی کی کمان کو تنکے کیطرح توڑ ڈالا گیا ہور خون آشام سپہ سالار فوج گنجاب کو ایک ضرب تیغ مین مع مرکب چار پر کالے کیا حارب خونریز ضارب خونریز ایسے قلعہ دارون کو زیر کر لیا گنجاب کا دم ناک مین ہی شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھون سے بھاگتا پھرتا ہی بس ملکہ گوہر ملک جو بات کر بیٹھے اُسے زیب دیتی تھی اور مین بیچاری باپ بھائی کی قید مین کچھ دم نہین مار سکتی مجھے تو ہی بتلا کہ کیا تدبیر شاہزادہ بدیع الزمان کی مخلصی کی ہو سکیگی ہان خزانہ روپیہ اشرفی جو تو کہے مین پیغمبر زادی کے نام پر نثار کر دینے کو موجود ہون میرے جسم کی بوٹیان میری جان اگر شاہزادہ بدیع الزمان کے کام آئے تو زہے سعادت و افتخار میرا ہی یہ کہکر مرجان تیز رفتار کو کوٹھری سے باہر نکال کے کھانا کھلایا پانی پلایا اور پھر گلے لگکر پوچھا کہ ای مرجان تیز رفتار پھر اب تو ہی کوئی تدبیر مجھے بتلا کہ اُس طرح سے مین شاہزادہ بدیع الزمان کو قید سے رہائی دلوا دون مرجان تیز رفتار نے عرض کی کہ ای ملکہ عالم اگرچہ حضور اس بات پر عمل کرین تو مین عرض کرون ملکہ یاقوت ملک نے جواب دیا
مصرع گر جان بخواہی جان دہم دیگر چہ میخواہی بگو ۔ مرجان تیز رفتار نے کہا کہ اب ایک صحنچی علیحدہ بتلائین لیکن ایسا کیجیے جیسا کہ مین آپ سے کہونگا ویسا کیجیے گا ملکہ یاقوت ملک نے کہا جتنی صحنچیان یہ ہین اُنمین سے جو تو چاہے دے دے

غرض مرجان تیز رفتار اُس صحنچی مین جاکے بیٹھا اور اپنے تر حلوا بیہوشی غشتہ تیار کرکے ایک سونے کے تھال مین رکھا
اور ایک روغن عیاری کا ملکے آپ ایک ساہوکار بچی کی صورت بنا اور ایک لہنگا تمامی کا کنارے اُسکے سنجاف کناری کی
اور بھاری لچکہ کی لگی ہوئی پہنکے اور ایک پھلکاری کا دوپٹہ اُسپر ایک ڈوپٹے کی چادر اوڑھے پاؤن مین کڑے کہ اُنکی آواز سے
کیسا ہی کڑے سے کڑا دلکا ہو نرم ہو جاے اور ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی ہوئی پان کی گلوری کہائے مسی کی دھڑی اور لکھوٹا
جمائے آدھا ہاتھ کھولے آدھا ڈھانپے وہی تھال حلوے کا اُسپر آٹے کا چو مکھہ چراغ جلتا ہوا ہاتھ پر لیے چھم چھم کرتی صحنچی مین سے
نکلکے ملکہ یاقوت ملک کے سامنے آیا ملکہ یاقوت ملک دیکھکر بھونچک اور متحیر ہو گئی اور کہنے لگی ارے یہ نیکبخت ہندنی یہان
کیون چلی آئی ہی مرجان تیز رفتار نے آگے بڑھکے سلام کیا اور کہا کہ حضور نے لونڈی کو نہین پہچانا ملکہ نے کہا کہ نیکبخت مین کیا
جانون تو کون ہی مرجان نے ہنسکے کہا کہ ملکۂ عالم غلام وہی خانہ زاد مرجان تیز رفتار ہی ملکہ یاقوت ملک نے مرجان تیز رفتار
کو پہچان لیا اور کہا شاباش واہ واہ ای میری جان تونے تو خوب بہروپ بنایا اب یہ کہ کہ اپنو کیونکر شاہزادۂ بدیع الزمان کو
محلہ حداداں مین جاکے کوتوالی چبوترے کے زندان خانہ سے نکال لائیگا مرجان تیز رفتار نے کہا ملکۂ عالم اگر فضل الٰہی شامل
حال ہی تو آپ کے اقبال سے مین جاکے ابھی شاہزادۂ عالم کو نکالے لاتا ہون مگر آپ ایک کام کرین کہ جہان مین آپ کو بٹھا
جاؤن اُسی جا پر مع تمام جلیسون مصاحبون اور خواصون کے بیٹھی رہین اور سب جاگین تا وقتیکہ مین نہ آؤن کوئی سو رہے
نہین یہ کہکر مرجان تیز رفتار ملکہ یاقوت ملک کو مع اُسکے چالیسون محرمون و سازندون اور خواصون کے بالاے بام لے گیا
اور ایک مقام پر ملکہ کو بٹھا کے کمند دیوار پر لگائی اور چادر عیاری سر سے پاتک اوڑھ کے کمند پکڑ کے زیر دیوار اُتر گیا اور
پھر چادر کو اُتار کے گنسوت عیاری مین رکھ لیا اور وہی لباس ساہوکار بچیون کا پہن تھال موہن بھوگ کا اُسپر چو مکھہ چراغ آٹے
کا بنا ہوا روشن کیے چھم چھم کرتا سر بازار سمت چبوترہ کوتوالی کے روانہ ہوا جب قریب چوک کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ صرافہ بزازہ
چاندنی چوک اردو بازار چبوترہ بازار وغیرہ سب بند ہو چکا ہی دونون مین تختہ بندی ہو گئی ہی اکثر دکانون مین ایک ایک
شہدا ننگا کملی اوڑھے یا کوئی جھمٹا سر سے پاؤن تک پہنے پڑا سوتا ہی باقی تمام بازار کی دکانین بند ہین سناٹا معلوم ہوتا ہی
یا کہین کہین شیرینی فروش کی دکان مین دیکھا کہ ایک دو گماشتے شیرینی فروش کے سوختنی لکڑی کے بھٹی مین
سے نکالے پیالہ یا لگنی کے پانی سے بجھا رہے ہین کہین کوئی خوانچہ والا فلیتہ بنا ایک ٹھیکرا رکھے پکارتا چلا جاتا ہی کہین دو ایک
راہ گیر کوئی اپنی نوکری پر سے چوکی پہرے پر سے کوئی کہین تقریب شادی و غمی گیا ہی کہین دو چار نوجوان کسی برات
یا کسی ناچ گانے کی صحبت سے پھرے ہوے گھر کو جاتے ہین نظر پڑ گئے کہین سر چوک دکانون کے چبوترون پر بالاخانہ پر
کمرے اور برآمدے مین والا نول صحنچیون مین دیکھا کہ الگنیون پلنگڑیون پر پڑی ہوئی اپنی چھوکریون کو تعلیم دلوا رہی ہین
چھم چھم کی آواز بلند ہی کوئی نازنین پری طلعت مہندی ہاتھ مین پاؤن مین لگائے اکیلی بیٹھی ہی کوئی ٹپہ گا رہی ہی کوئی شوخ و شنگ
کسی برآمدے مین پلنگ پر بیٹھی ستار بجا رہی ہی اکثر عاشقان زار اور مشتاقان دیدار کوئی کسی برآمدے کے تلے کھڑا اشک ریز ہی

تا دل بریان بشعار زند شعلہ
ہر شب منم فتادہ بگرد سراے تو
ہر روز تا آمدہ نالہ کنم از براے تو
جانان بابین شکستہ دلم بیوفا مشو

عمرے گذشتہ باشدہ ام مبتلاے تو
گاہے شب وصال تو روزے کشتہ ہوا
الوداع ہر کسے کہ شود مبتلاے تو

کوئی کسی محل کے نیچے کھڑا یہ
شعر پڑھتا چلا جاتا ہی شعر * بستر گل پر تم اپنے شوق سے سویا کیے * شمع کے مانند ساری رات ہم رویا کیے * غرض یہ کیفیت نصف شب
کی مرجان عیار چار طرف بازار مین دیکھتا ہوا قریب چبوترہ کوتوالی کے پہونچا تو دور سے مرجان نے دیکھا کہ چبوترہ
کوتوالی کے سامنے ایک مکان اور اُسکے مقابلے مین بنا ہی اُسکے نیچے چالیس پچاس کالی کالی پگڑیان کالے کالے
انگرکھے کالے کالے دوپٹے زرد دسی مین رنگے ہوے پاجامے پاؤن مین پہنے ہوے قبضہ دار سپرین سنہری تلوارین

حکیم خانی قبضہ کی ہاتھوں میں پکڑے بعضے برچھیاں آگے گاڑے ہوئے ایک اُدھے لٹھے میں ڈنڈے لگوا کے بطور تپائی کے بنایا ہے اُسپر بیٹھے دائرا اور مرچنگ بجا بجا کے گا رہے ہیں اور اُنکا افسر ایک جمعدار طرہ باز خان نامے سوا پچہ سر پر باندھے اور سے کا انگرکھا اُسمین کھری کی ہوئی بجنی دوپٹہ چنگی سے چنا ہوا کندھے پر پڑا ہوا اودیے کا پائجامہ پانوں میں پہنے کوتہ جالی کناری فیتے مین کھسی ہوئی باناتی کفش لنبی نوک کے پانوں میں کانوں میں سہرے کے بل دیے ہوئے خوشبودار تیل پڑا ہوا گھڑی گھڑی مونچھوں پر سے اور ہار پھولوں کے پہنے ہوئے ہر ایک تلوار جوڑی پھنکے مخملی میان کی ہاتھ میں لیے تپائی سے الگ مونڈھے پر تنہا ایک کورے مدارچے میں خوشبودار تمباکو بھرے پی رہا ہے اور آگے کچھ بنیان تاڑی کی رکھی ہوئی ہیں پیادے اور جمعدار تاڑی پی رہے ہیں مرجان تیز رفتار ساہوکار بچی کی صورت بنا ہوا چند قدم اور آگے بڑھا تھا تنے میں کسی پیادے کی نگاہ جو مرجان کی طرف جا پڑی تو بیساختہ پکار کر یہ شعر پڑھ اُٹھا شعر ادھر آ ڈھونڈ ہو کہاں گھر ہی عاشقوں کا تو یہی نگر ہے اُسی بستی والوں کے تھے جگر جو تمہارے داغ اُٹھا گئے ہے اور ساتھ اُسکی آواز کے اور جتنے پیادے مع جمعدار کے بیٹھے تھے سب کے سب چار طرف سے آوازے کسنے لگے شعر راہ کترا کے چلے منہ پہ دوپٹہ ڈالے ہے کون جاتے ہو بھلا او میاں جانے والے ہے کسی نے نعرہ عاشقانہ کر کے یہ شعر پڑھا شعر گر منہ سے بھی نہ بولا اور پاس بھی نہ آؤ ہے او جانے والے خاصے جگر تو لیتے جاؤ ہے کوئی آہ سرد دل سے کھینچ کر یہ پکارا شعر او دامن اٹھا کے جانے والے ہے ٹک ہمکو بھی خاک سے اٹھا لے ہے دو چار کف افسوس ملتے ہوئے کھڑے ہو ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار ان چوریوں کے سنتے ہی جھنکار دو دستی کھائی دل مجروح نے تلوار دو دستی ہے رسوائی عاشق سے تو واقف نہ ہوا او ہے یاں بج گئی تالی سر بازار دو دستی ہے مرجان تیز رفتار بہ لطف حرامیان آمیز آوازے اور طعن اُن پیادوں کی سنکے ایک مقام پر ٹھٹک گیا اور کہنے لگا کیا غضب ہے یہ تو وہی مثل سچ ہوئی مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ہے حیف کوتوالی چبوترے ہیں یہ بدعت اور شہدا پن ہوں کہ کسی بھلے آدمی کی بہو بیٹی راہ نہ چلنے پاوے کہیں شادی غمی برادری میں آنے جانے کو شہدے سلسلتوں کے مارے راہ نہ ملے تو پھر اور کہیں تو جو کچھ نہ ہو وہ تعجب ہے یہ گفتگو مرجان تیز رفتار کی جو سنی تو وہ جمعدار سب پیادوں سے ہاں ہاں کرکے کہنے لگا کہ ارے صاحبو تمکو شامت لشتہ تاڑی کا ہوا ہو گیا جو تم ہر کسی اشراف کی بہو بیٹی کو دیکھ کر آوازہ کستے ہو خبردار اب ایسی حرکت نہ کرنا یہ کون موقع ہے تمہارے مارے کسی کی ماں بہن جورو بیٹی راہ نہ چلنے پاوے اور یہ کہکے مرجان تیز رفتار سے کہنے لگا کہ بیگمت تو چلی آ کیا مجال ہے اور کیا طاقت کسی کی جو تجھپر کوئی آوازہ پھینکے مرجان تیز رفتار یہ کلام جمعدار کا سنکے اور آگے جا کے جمعدار کے پاس ٹھہر گیا جمعدار سن و سال اور حسن و جمال اور وضع چست و چالاک اور پوشاک اور ناز و کرشمہ و غمزہ و انداز شوخی دلیری اُسکی دیکھ کر مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا اور حالت اضطراب میں نہایت بیتاب اور پریشان ہو کے کہنے لگا آؤ صاحب ارے کوئی کرسی دیکھو تو کوتوال صاحب کے ادھر شہ نشین میں رکھی ہوئی ہے اُسکو ذرا اُٹھا لاؤ پیادہ مارے خوشی کے جلدی سے جا کے کرسی لے آیا جمعدار نے مرجان سے کہا جی بی بی صاحب تم بیٹھ جاؤ اور اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور اسوقت آدھی رات گذر چکی ہے آپ کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جاتی ہیں مرجان تیز رفتار نے ہزار شوخی و ناز بطرز دلیرانہ اور انداز معشوقانہ دزدیدہ نگاہی سے جمعدار کی طرف دیکھ کر کہا جمعدار صاحب ماجرا یہ ہے کہ فلان سیٹھ ساہوکار جو تمنے سنا ہو میں اُسکی بیٹی ہوں اور فلاں محلے میں رہتی ہوں اور پچھواڑے ہمارے مکان کے چوک اور صرافہ بزازہ ہے تمکو بھلا کیا معلوم ہوگا مگر ہمارے یہاں یہ رسم ہے کہ بیٹی بیٹے کی شادی چھوٹی عمر میں کر دیتے ہیں چنانچہ جب میری شادی ہوئی تو مجھے خوب یاد ہے کہ آٹھ برس کی عمر میری تھی نو ان برس ماں کے پیٹ سے ملا کے میری شادی کر دی تھی خبر میں تو سوائے کھیلنے کودنے کے اور کسی بات سے واقف

نہین تھی کہ جورو خاوند کسے کہتے ہین اور دنیاداری کیسی ہوتی ہی میری جیٹھ اور بیٹ دونون برابر تھے نہانے اور دھونے تک تو مین واقف نہ تھی اور جنکے ساتھ میرا بیاہ ہوا اُسکا یہ حال تھا کہ میٹھی جوانی وہ جو آئے تو اپنا مطلب ڈھونڈھتے آئے سو یہان کیا تھا جب مجھسے اُنکا مطلب نہ نکلا تو وہ بہت سا منہ بگاڑکے ذلیل خفیف ہوکے اُسی وقت اُلٹے پانون پھرے ہوے اور مجھکو وہ غصے مین بھرے ہوے دکھن کو چلے گئے مین چوتھی کے دن اپنے مان باپون کے یہان آئی پھر اپنے کھیل کود مین مشغول ہوگئی جب سے مجھے تمیز ہوئی اور مین سنبھلی تو مین تمسے کیا کہون محلے والیان میری ہمجولیون نے اپنے اپنے خاوندون سے اختلاط پیار کی باتین کین مجھے سن سنکے صدمہ ہوا اور دل ہی دل مین گھٹ گھٹ کے رہون آخر نوبت یہان تک پہونچی کہ کوئی سادھو رمال جوتشی نجومی پنڈت کہو یہ اس شہر کے مجھسے نہین بچے جسکے پاس مین غرض لے کے نہین گئی اور جسنے پوچھا کہ وہ دکن سے کب آوینے اُسنے اپنی کتاب دیکھکر یہی مجھے جواب دیا کہ تیرا خاوند تو وہان کسی رنڈی کی پیچ مین پھنسا ہوا ہی ابھی نہین آیگا پھر مین نے درگاہون مین چلے باندھے منتین مانی کوئی پیر کوئی پیغمبر کوئی تیجانہ کوئی فقیر کوئی درگاہ باقی نہین چھوڑی جہان جہان جاکے مین نے نذر اور نیازین نہین مانی مگر دو برس پورے گذر گئے کہ وہ میرا خاوند دکھن سے کسی صورت سے نہ پھرنا تھا پرسون کل کی بات ہی کہ ایک ہمجولی میری مجھسے کہنے لگی کہ بہن ایک بات مین تمھین بتلاؤن تم کر دیکھو کہین اُسمین فرق رتی بھر نہو گا اور آج ہی تمھارا خاوند اگر لاکھ کوس پر بیٹھا ہوگا تو وہان سے ابھی اُٹھکے چلا آئیگا اور تم سے ملے گا مین نے کہا بہن مین تو تیری لونڈی ہو جاؤن جو تو اپنا ثواب وہ بات مجھے بتلاوے کہ اُسکے کرنے سے میرا خاوند پھر مجھسے آن کے ملے اُسنے کہا بہن تم آج نہا دھوکے یہ منت مانو کہ یا خداوند تعالی صدقا اپنی خدائی کا اگر تو آج میرے خاوند کو دکھن سے یہان لاکے مجھسے ملوادے تو سوا سیر کا تر حلوا بڑے تکلف سے تیار کرکے جو کوئی ایسا ہی بڑا خونی زبردست بندہ قیدی ہو گا اُسے جاکے کھلاؤنگی اور ایک سوا اکیس اشرفیان جو وہان کا مجاور ہو یا مالک ہو غرض جو کوئی ہو اُسکی تواضع کرونگی پھر دیکھو خداوند کی قدرت کا تماشا کہ اگر کل ہی شام تک پہر رات گئے تک تمھارا خاوند دکھن سے آکے تم سے نہ ملے تو جو چاہو سو مجھے کہنا مین تو اسباب کی تلاش ہی مین رہتی تھی اُس اپنے گیان ہمجولی کی زبانی یہ بات سنکے اُسیوقت نہائی دھوئی کپڑے بدلے اور کپڑے بدل کے پاک صاف ہوکے مین نے جس طرح سے اُسنے بتلایا تھا مین نے منت مانی کہ یا خداوند تعالی اگر میرے خاوند دکھن سے آج آکے مجھسے ملے تو مین جو کوئی بہت بڑا زبردست سرکش سرناہت خانہ جنگ ہو جسنے ہزارون خون کیے ہونگے پہلے تر حلوا بڑے نذر کا لگا کے اُس بندھوے کو کھلاؤنگی اور ایک سوا اکیس اشرفی جو اس بندھوے خانے کا مالک یا مجاور ہو گا اُسے نذر کرونگی پیچھے اپنے خاوند کے پاس جاؤنگی اور اُسکے ساتھ بیٹھ کے ہنسو بولونگی ای جمعدار مین تجھسے کیا کہون صدقے ہو جاؤن خداوند تعالی کی قدرت کے مین یہ منت اور دعا مانگ کے جون اُٹھی اور کپڑے پھر بدل کے چلی رسوئی مین کھانے کو کہ ایک مرتبہ دروازہ پر غل ہوا مین نے پوچھا کہ یہ باہر غل کیا ہی سبھون نے کہا کہ تمھارے خاوند دکھن سے کمائی کرکے آئے ہین کچھ ہک دھک ہو کے رہ گئی ابھی مین کسی سے کچھ بات کرنے نہین پائی کہ دیکھتی کیا ہون کہ سامنے دروازے مین سے وہ منشی چلی آتی ہین اور آتے ہی وہ مجھے لگی لپٹنے چمٹنے مین نے الگ ہو کے اُنسے کہا کہ بین برس تک تمکو میری یاد نہ آئی جو میرے خداوند تعالی نے میری دُعا قبول کی اور تمکو وہان سے مجھ تک پہونچایا تو تم منہ دیکھے دنیاداری مجھسے کرتے ہو شعر اپنی اپنی غرض کے ہین سب یار * کیا کہون جھوٹونکو خدا کی سوار *
آج تو وہ شکل تمھاری ہی جب آنکھ ہوئی دوچار تب دل مین آیا پیار * پھر میری بات سنکے کچھ اپنا عذر کرنے لگے مین نے کہا قسم ہی مجھے خداوند تعالی کی تم چاہو برا مانو چاہو بھلا تم ابھی مجھے ہاتھ نہ لگانا ہان پہلے مین نے خداوند تعالی کی جو منت مانی ہی وہ تر حلوا آپ جاکے کسی قیدی کو کھلاؤن اور وہ ایک سوا اشرفی وہان کے مالک کو دے آؤن تب پھر تمھارا

میسر خیال کرنا ہین تمھارا مال ہون کوئی آنکھ لگی نہین کوئی بازاری آشنائی کی رنڈی نہین ہون تم اتنی جلدی نکرو جہان تمنے تین برس صبر کیا ہی اور کوئی دوپہر صبر کیجیے بیٹھے رہو کھانا کھاؤ پانی پیو مین بھی وہ ترحلوا پکا کے کسی بند ہوے کو کھلاے آتی ہون غرض جون تون کر کے مین نے انکو ٹالا اور اُسی وقت مین نے یہ ترحلوا بنایا ایکسو اکیس اشرفیان صندوقچے مین سے نکال کے یہانتک آئی ہون اب نہین معلوم کہ یہان کا داروغہ مالک مختار کون ہی اور دیکھنا چاہیے کہ کوئی ایسا زبردست بڑا خونی بندھوا یہان بندیخانہ مین ہی یا نہین ہی جمعدار نے جلدی سے کہا ای صاحب یہان کا مالک مین ہون جمعداری کے پانچ روپیہ دربار مین پاتا ہون اور یہ سب جتنے بیٹھے ہین تین تین روپیے کے میرے ساتھ کے پیادے ہین مجھے یہ اختیار ہی کہ جسے چاہون یہان سے بدلی کروا دون موقوف کروا دون سب طرح کا مجھے اختیار ہی اور بندھوا تو مین تم کو ایسا بتلا دون کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہی کسی نے ایسا زبردست سرکش سرہنگ دبنگ خانہ جنگ خونی بندھوا کہین نہ دیکھا ہو مرجان نے کہا ہی پھر بتلادو اُسے حلوا کیونکر کھلاؤن وہ کہین مجھے مار نہ ڈالے جمعدار نے کہا ای جانمن ڈرو نہین اُسکی کیا قدرت وہ تو زنجیرون مین جکڑا ہوا ہل نہین سکتا یہ کہکے کنجیان بندیخانہ کی نکال کے مرجان کے حوالہ کر دین مرجان تیز رفتار نے کہا جمعدار صاحب مین تو اکیلی بندھوے کیپاس جاتے ڈرتی ہون تم بھی ساتھ چلو جمعدار نے کہا کہ بی بی تم سمجھتی نہین میرا چلنا رات کیوقت تمھارے ساتھ تنہا اندر مناسب نہین یہ سب میرے ساتھ کے پیادے حرامزادے ہین مجھپر ناحق کی تہمت کرینگے کل صبح کو مجھے کوتوال صاحب کے سامنے وبکاری کرنا پڑیگی اسلیے صلاح یہی بہتر ہی کہ اب تو تمسے ہمسے ملاقات ہوئی ہی خیر سمجھ لینگے اس کنجی سے پہلا قفل اور اُس کنجی سے دوسرا تیسرا الغرض ساتون قفل کھول کے اندر جانا وہان اور کوئی بندھوا نہین وہی اکیلا قیدی مطوق اور مسلسل بیٹھا ہوگا اور ایک طرف چراغ مین بہت بڑا پلیتہ روشن ہی تم بیخوف وخطر یہ تھال ترحلوے کا اُسکے سامنے رکھ دینا ڈرنا مت جتنا اُس سے کھایا جائیگا کھا لیگا پانی کے گھڑے باہر رکھے ہین پانی مانگے پانی پلا دینا اور پھر اُسی طرح سے سب قفل بند کرتی چلی آنا مرجان تیز رفتار نے کہا وہ ایکسو اکیس اشرفیان پھر سواے تمھارے اور مین کسے دون جمعدار نے ہنس کے کہا کہ لاؤ صاحب اپنا حق بھی کوئی چھوڑتا ہی وہ تو مین پہلے تمسے لے لونگا مرجان نے ایکسو اکیس اشرفیان زر قلب تانبے کی تو رومال سے نکال کے گن کے جمعدار کے حوالے کر دین اور چھم چھم کر کے جھٹ پٹ اُس کنجی سے پہلا دروازہ زندانخانے کا کھولا دوسرا تیسرا غرض ساتون دروازون کے اندر پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ شاہزادۂ عرش آستان بدیع الزمان گرد لشکر شکن مطوق اور مسلسل بیٹھا ہوا تصور مین ملکہ گوہر ملک کے بادیدۂ گریان بصد آہ وفغان یہ بند مخمس کے پڑھ رہا ہی مخمسہ

حسرت رہیگی دید ہی کی کوی جانان کی طرف | تابوت آخر جائیگا گور غریبان کی طرف | کہنا ہو تو ای نالہ کہہ جا کر گلستان کی طرف
جانا ہو تیرا گر صبا اُس آفت جان کی طرف | کہیو خدا کے واسطے آ میرے زندان کی طرف

صحرا نوردون کے چلن ہین اک زمانے سے جدے | ممنون یاران وطن ہوتے نہین غربت زدے | غیرون کی ایذا انھین منظور انھین اپنے لیے
لیلی عزاداری مین تھی جس وقت کہ وہ نجد سے | تابوت مجنون لے چلے گور غریبان کی طرف

ایک مرتبہ جو کہ چراغ جو روشن کیے مرجان تیز رفتار اندرون زندانخانے کے پہونچا تو شاہزادۂ عالم نے ایک عورت نہایت حسینہ وجمیلہ سا ہو کا رنجی کو بہزار کرشمہ وناز اپنی طرف آتے دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ اسوقت آدھی رات جا چکی ہی ای پروردگار عالم یہ عورت نازنین ونمکین کون ہی اور کیونکر یہانتک آنے پائی ناگاہ مرجان تیز رفتار نے برابر جا کے وہ تھال ترحلوے کا آگے رکھدیا اور کہا ای شہریار مصرعہ برسن نگر برسن نگر شاید کہ بشناسی مرا + شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای نیکبخت مین نے تو تجھے مطلق نہین پہچانا کہ تو کون ہی شعر نام اپنا بتا کہ تا یقین ہو + دل شک سے مرا جدا کہین ہو مرجان تیز رفتار نے کہا ای شہریار مین غلام جان نثار حضور مرجان عیار ہون ملکہ گوہر ملک آپ کے درد مفارقت اور صدمۂ سوز مہاجرت

سے جان بلب ہین اُنھون نے مجھے آپ کی خبر گیری واسطے بھیجا ہی اور مین ایک عیاری کر کے یہانتک پہونچا ہون اب حضور یہ لیلے ہین تر حلوے کو نوش فرمائین تا کہ کچھ آپ مین بات کرنے کی طاقت ہو چنانچہ شاہزادہ عالی وقار کو وہ موہن بھوگ کھلوا کے مرجان نے دو سوہن اپنے پاس سے نکالے اور ایک سوہن سے کیلین ہتھکڑیون اور بیڑیون اور طوق کی کاٹ دین بعد اسکے کہا اب حضور آہستہ آہستہ جو باقی دو ایک کیلین رہ گئین ہین اُن سب کو کاٹ کے بیٹھیے جس وقت مین باہر جا کے حضور کو آواز دون اُسیوقت آپ زندانخانے سے باہر نکل آئین شاہزادہ عالی مقام نے کہا کہ ای مرجان میری سپر تلوار اس زندانخانے کے برابر ایک کوٹھری ہی اُسمین رکھوا دی ہی کسی صورت سے وہ کوٹھری کھول کے سپر تلوار میری لا دے مرجان تیز رفتار نے کہا بسم اللہ غلام ابھی لایا یہ کہ کے مرجان اس کوٹھری کا قفل توڑ کے تیغہ طہورث دیوبند اور سپر شاہزادہ نامور کی نکال لایا اور جھٹ پٹ شاہزادہ بدیع الزمان کو دے کر باہر زندانخانے کے نکلا جمعدار نہایت بیتاب بیقرار انتظار مین کھڑا تھا مرجان کو دیکھتے ہی پکارا آئیے آئیے غرض مرجان تیز رفتار بہت سا انکار او رانکسار کر کے ناچار نیچی آنکھین کیے شرمیلی صورت بنائے اس کرسی پر بیٹھ گیا وہان تو تاڑی چل رہی تھی سب پیادون نے کہا کچھ تاڑی کا شغل کیجیے دو ایک پیالے نوش فرمائیے مرجان تیز رفتار نے کچھ تیوری چڑھا کے کہا کہ یہ جو تاڑی ہین تو ایک بھپکا سا ایسی آتی ہی کہ مجھے استفراغ ہونے لگتا ہی مین تو کبھی نہ پیونگی مگر ہان اگر شراب ہوتی تو کیا مضائقہ دو ایک پیالیان ضرور پیتی جمعدار نے جلدی سے کہا کہ ای یارو جلد ہی سے اُٹھو اور وہ جو کل گنگارا سے کلوار کے گھر سے آبکاری کے پیادے اور ہرکارے بابت علت شراب فروشی کے لائے ہین شیشے قرابے بوتلین گلابیان تحفہ تحفہ شراب کی سب سنہ نشین کے اوپر رکھی ہین جا کے اُٹھا لاؤ وہ پیادے خود مزا رجان و دل سے شیفتہ و فریفتہ مرجان تیز رفتار کو ساہو کار بچی سمجھے ہوے تھے ایکبارگی سب کے سب دوڑ پڑے اور کوئی تیس چالیس شیشے بوتلین قرابے گلابیان خانہ ساز پھول شراب کی اُٹھا لائے اور جمعدار صاحب کے سامنے رکھدین جمعدار صاحب نے کہا لو تم اسمین سے جو شراب تمکو پسند ہو پیو مرجان تیز رفتار نے کہا آپ کی مہربانی اور کرم میرے حال پر اچھا جمعدار صاحب تمھاری خاطر بھی مجھے منظور اور ضرور کر تاڑی سنگ آمد و سخت آمد خیر پیونگی یہ کہکے جھٹ پٹ گلابیان اور شیشے اور بوتلین اُٹھا اُٹھا کے شراب کو دیکھنا شروع کیا اور اُسی اُلٹ پلٹ کرنے مین سب مین بیہوشی ملا کے ایک گلابی اپنے ہاتھ مین اُٹھا لی اسمین جمعدار چپکے چپکے کہنے لگے کہ قربانت شوم بے محابا عرض کرتا ہون مصرعہ جان دیتا ہون تم پہ مرتا ہون + مرجان نے جواب دیا شعر جو کہتے ہین منہ سے وہ کرتے نہین ہین + جیسے تو دکھا دینگے مر جانے والے + جمعدار تو سچ کہہ تیری شادی تو ہو گئی ہوگی جمعدار نے جلدی سے کہا کہ مجھے قسم ہی خداوند تعالی کی میری شادی ابھی نہین ہوئی مرجان نے کہا جمعدار ہم تم سے سچ سچ کہدین ماجرا یہ ہی کہ جہان ہم رہتے ہین وہ برآمدہ سر چوک ہی تو آگے میرا معمول تھا جہان تین چار گھڑی دن باقی رہا مین آ کے اپنے برآمدے مین چلمنین ڈال کے بیٹھی سیر بازار کی دیکھا کرتی تھی جب مین نے دیکھا کہ میرے لیے یہان دو ایک مردوے روز مارے جاتے ہین خون ناحق میری گردن پر ہوتا ہی مین نے وہانکا بیٹھنا موقوف کر دیا اگر تمھارا جی چاہے تو کبھی دو تین گھڑی دن رہے جہان صرافہ ہی اور ایک حلوائی کی دُکان اور برابر اُسکے دو تین قندوالون کی بھی دُکانین ہین وہی اوپر ہمارا برآمدہ ہی وہان آ کے کسی دُکان مین بیٹھا کرو ہم برآمدے پر آ کے موقع اور گھات پائینگے تو تمسے باتین بھی کر جایا کرینگے ورنہ ہم تمکو دیکھ لین تم ہمکو دیکھ لیا کرنا یہ باتین کر کے ایک پیالہ اُس گلابی مین سے بھر کے اپنے منہ سے لگایا اور جھوٹ موٹ پی کے کہا کہ اُف کیا تیز شراب ہی کہ ایک گھونٹ کے پیتے ہی مجھے نشہ ہو گیا اور چاہا کہ وہ پیالہ شراب کا پھینک دے جمعدار نے کہا کہ اُلش اپنا مجھے عنایت کیجیے مرجان نے کہا حاشا مین اپنی جھوٹی شراب کسی کو نہین دیتی جمعدار منتین کر کے کہنے لگا کہ واسطے اپنے دین و آئین کے ایسا ظلم تو نہ کیجیے آخر تم یہ شراب پھینکے دیتی ہو مجھی کو حوالے کرو بارے بہزار جد و کد مرجان نے وہ پیالہ شراب کا جمعدار

کو

کود یا جمعدار بے ساختہ منہ سے لگا کے وہ پیالہ غٹ غٹ پی گیا پینے کے ساتھ آنکھیں نکل آئین اور زبان مین لکنت معلوم ہونے لگی
مرجان نے دوسرا پیالہ لبریز کر کے پھر اپنے منہ سے لگا کے کہا جمعدار لے اسے بھی پی لے جمعدار کے منہ سے بات تو نکلتی نہ تھی
اشارے سے کہنے لگا کہ بس اب نہ پیونگا مرجان نے جھنجلا کے کہا کہ استغفار تو جمعدار نہین معلوم ہوتا کیسا اشراف زادہ ہی
کہ مین اپنی جھوٹی شراب تجھے پلاتی ہون اور تو انکار کرتا ہی مگر سچ ہی کہ شعر سگ چہ داند قیمت آب حیات + خر چہ داند قدر حلوا و
نبات + یہ کہکے چاہتا تھا کہ پیالے کو ہاتھ سے پھینک دے جمعدار بدحواس ہو کے لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور یہ سوچ کے کہ معشوق
خفا ہوا جاتا ہی چاہتا تھا کہ لپٹ کے وہ پیالہ مرجان کے ہاتھ سے لے کہ ساتھ اُٹھنے کے چکر آیا اور بیچارون شانے چت گر
پڑا اور پیادے جتنے بیٹھے تھے سب ہنس ہنس کے کہنے لگے کہ ای صاحب یہ جمعدار قوم کا کنجڑا ہی اسکی بہن محل مین قہرمان
بخچی کے پڑ گئی اُسکی سفارش سے یہ جمعداری کا عہدہ اسے ملگیا ہی مرجان نے جدھر جس پیادے سے آنکھ ملا کر بات کی اسنے
جانا گویا سا ہو کا بچی مجھی کو چاہتی اور بہت پیار کرتی ہی غرض بعد جمعدار کے بیہوش ہو جانے کے مرجان تیز رفتار نے چستی و
چالاکی جھٹ پٹ اُن پیادون کو شراب پلانا شروع کی اور سب کو بیہوشی سرایت کر گئی اور سب اُٹھ اُٹھ کے اور چکر کھا کھا کے
چار طرف گرے اور مرجان نے خنجر کھینچ کھینچ کے ایک ایک کو ذبح کرنا شروع کیا جمعدار اور چالیسون پیادے مانند
بھیڑون کے ذبح کیے پڑے پھڑکتے تھے اور اُس حالت نزع مین جمعدار گو کہتے تھے مخمسہ

کوئی گھڑی مین مرے قتل کی اٹھیگی صفیر | سنینگے قاضی و مفتی سنینگے شاہ و وزیر | جنازے پر مرے آئینگے سب صغیر و کبیر
مبادا ہو کوئی قاتل ترا گریبان گیر | مرے لہو سے تو دامن کو دھو ہوا سو ہوا

کوئی کسی طرف پڑا ہوا یہ کہتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا شعر مرنا تو مسلم ہی ارمان نکلجائے + سر زانو پہ ہو تیرے اور جان نکلجائے + غرض
اسی طور پر کوئی حالت سکرات مین کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا مرجان تیز رفتار نے سب کو بآب خنجر تیز نجاست سے پاک کر کے
واصل جہنم کیا اور آواز دی ای شہریار عالی وقار مصرعہ دریکشن بہر خدا زود بیا + ساتھ ہی مرجان تیز رفتار کی آواز کے
شاہزادہ والا تبار بدیع الزمان نامدار اس نہانخانے سے باہر نکلا اور اسنے دیکھا شعر کہ ہی شکل سیل روان خون زمین پر + ہر اک
سمت بسمل ہی بسمل کے نیچے + شاہزادہ عالم نے پوچھا کہ ای مرجان یہ کیا ماجرا ہی مرجان تیز رفتار نے عرض کی کہ ای
شہریار یہ سب میرے عاشقون مین تھے سو مین نے اپنا ناز معشوقانہ دکھلایا ہی اب حضور توقف نہ کرین جلد قدم اٹھائیے
یہان سے ملکہ یاقوت ملک تک پہونچ جائین تو بہتر ہی چنانچہ شاہزادہ بدیع الزمان اور مرجان عیار دونون بخوبی
تمام باطمینان مالا کلام زیر ایوان ملکہ یاقوت ملک کے پہونچے مرجان نے سر الکمند کا ہلایا وہان ملکہ یاقوت
ملک تو بیٹھی جاگ رہی تھی اور مرجان تیز رفتار کے انتظار مین پلک سے پلک کسی خواص کی نہین جھپکی تھی جو نہین
کمند کو جنبش دیکھی سبھون نے ہاتھون ہاتھ کمند کو پکڑ کر کھینچ لیا اور شاہزادہ عالم اور مرجان دونون کمند کو پکڑ کے اندر
محل اُتر گئے ملکہ یاقوت ملک نے جھک کر شاہزادہ بدیع الزمان کو مجرا کیا آپ نے آستین مرحمت بزرگانہ ملکہ کی
پیٹھ پر رکھی اور بہت سی تسلی اور تشفی کی بعد اُسکے ملکہ یاقوت ملک نے عرض کی کہ ای شہریار اب جو مرضی مبارک
ہو مین بجان و دل حاضر ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای ملکہ ہمارا رہنا تو تمہارے مکان مین کسی صورت
سے صلاح نہین بس ہمکو منظور یہ ہی کہ اگر کوئی گھوڑا تیز رفتار تمہارے باعث سے ملجاے تو ہم سوار ہو کے جانب
ملک حرمان دیوکش کی طرف روانہ ہون ملکہ یاقوت ملک نے عرض کی کہ حضور لونڈی کو بھی ہمراہ
لیچلیے کس لیے کہ اب یہان فرقہ کفار مین صورت زیست کی غیر ممکن ہی شعر ہمچو برگی کز درختی شد جدا + گاہ
بہ پستی است گاہی بر ہوا + آپ ایک گھوڑے کیواسطے ارشاد کرتے ہین یہان مین نے قبل آپ کے فرمانے کے ایک گھوڑا آپ کی سواری کے لائق

ایک گھوڑا اپنی سواری کا اور چالیس گھوڑے اپنی چالیس ہمرازون محرمون کے جو کہ میری یک جان و دو قالب ہین بازین و لجام مرصع کار کھنچوائے تیار کھڑے کر رکھے ہین بسم اللہ اگر ارادہ حضور کا چلنے کا ہی تو پھر اب توقف اور تامل نہ فرمایئے مرجان تیز رفتار نے بھی کہا کہ شاہزادۂ عالم مصلحت وقت اور مقتضائے فراست یہی ہی کہ اب ایک دم بھر یہان نہ ٹھہرین بسم اللہ کہکر حضور سوار ہون آگے پھر جیسا ہو گا دیکھ لیا جائیگا شاہزادۂ والا تبار بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے خوب سا اپنے دل مین سوچ کے فرمایا کہ اچھا بہتر تو یہی چلو غرض وہ شاہزادۂ باتوقیر اور ملکہ یاقوت ملک مع اپنی چالیس خواصون کے نقابدار سیاہ پوش بنکے گھوڑون پر سوار ہوے اور بسم اللہ کہکے محل سے نکلے اور ایک سمت کو چلے

جبتک وہ چلے داستان ارزق شب گرد حرامی کوتوال شہر عجم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت مرجان تیز رفتار ساہوکار بچی کی صورت بنکے کوتوالی چبوترے مین آیا اور جمعدار وغیرہ پیادون کو بعیاری ذبح کرکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو نکال لیگیا اُسیوقت حسب اتفاق ارزق شب گرد حرامی گشت کرنے کو گیا تھا وہان سے جو پھر کے آیا تو کوئی چار گھڑی رات پچھلی باقی ہوگی کہ اسنے قریب چبوترہ کوالی کے پہونچکر اپنے پیادون کو چبوترے کے نیچے سے آواز دی کسی پیادے نے بسبب اسکے کہ وہ سب مثل مرغ حلق بریدہ کے بیحس و حرکت پڑے تھے جواب نہ دیا تب یہ ارزق شب گرد حرامی گھبرا کے قریب دروازۂ زندانخانہ کے پہونچا اور اسنے دیکھا کہ جمعدار کی لاش تو ایک طرف خاک و خون مین پھڑکتی ہی اور چالیس لاشین پیادون کی چار طرف تڑپ رہی ہین زمین تمام خون آغشتہ نظر آتی ہی دروازہ محبس کا مثل دیدۂ بیداران کھلا ہی ارزق شب گرد حرامی کوتوال اپنے ٹٹو پر سے دوہتڑین سر پر مارتا کودپڑا اور گھبرایا ہوا اندرون زندانخانہ جاکے دیکھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کے ہاتھون کی ہتھکڑیان گلے کا طوق بغلون کے خار دار لٹو علیحدہ پڑے ہین اور شاہزادۂ عرش آستان مثل عنقا محض بے نشان ہی ہاے کرکے اپنا کلیجا پکڑکے بیٹھ گیا اور پھر آپ کو خوب سنبھالا باہر نکل کے تمندار جمعدار حوالدار وغیرہ جتنے نظر باز اور افسران چبوترۂ کوتوالی تھے اُن سے کہا ارے جلد دوڑو بڑا زبردست بند ہوا قید سے بیڑیان وغیرہ توڑکر اور چالیس جوانون کا خون کرکے بھاگا ہی ابھی اسی شہر مین ہوگا کہین باہر نہین جائیگا جہان ملے تلاش کرکے لڑو مرو مگر کسی طرح جانے نہ دو یہ حکم اپنے ساتھ والون کو دے کے آپ بھی اپنے ٹٹو پر بیٹھ اور دو ہزار سوار اور پیادے اور بہت سے نظر باز اپنے ہمراہ لیکے پہلے تو قہرمان عجمی کے پاس گیا اور ڈیوڑھی پر جاکے کہلا بھیجا کہ شہریار عالم بدیع الزمان زندانخانے سے نکلکر چالیس پیادون کو قتل کرکے بھاگا ہی غلام اُسکی تلاش کیواسطے جاتا ہی حضور جھٹ پٹ برآمد ہوکے اور بھی سوار اور پیادے چار طرف دوڑا دین تاکہ وہ شہر سے باہر نہ جانے پائے یہ کہکے ارزق ترچی ہر سنگلہ پھونکتا دو ہزار سوار اور پیادے ساتھ لیے قریب ایوان ملکہ یاقوت ملک کے پہونچا تو وہان زیر دیوار دیکھا کہ ایک کمند لٹکی ہی یہ زیادہ تر سراسیمہ ہوکے نظر بازون سے کہنے لگا ارے ذرا دیکھو یہ کمند کیسی ملکہ یاقوت ملک کے محل پر لٹکی ہی نظر بازون نے دیکھکر کہا کہ یہ تو کسی عیار نے ڈالا ہی اگر حکم ہو ہم اسی کمند کی راہ سے ملکۂ عالم کے محل مین جاکے دریافت کرین ارزق نے کہا ہرگز تم ایسا ارادہ نہ کرو اور معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی ملکہ کے محل مین ہوگی ہی اب مین پہلے جاکے قہرمان عجمی سے اطلاع کرآؤن بعد اسکے سمجھ لونگا مگر جبتک قہرمان عجمی کے پاس سے نہ آؤن تم سب اسی محل کو محاصرہ کیے کھڑے رہنا اگر شاید کوئی نکلے تو اُسے جانے نہ دینا ارزق شب گرد حرامی پھر جھٹ کے قہرمان عجمی کی ڈیوڑھی پر آیا تو اسنے دیکھا کہ قہرمان عجمی احوال بدیع الزمان کا زندانخانے سے نکل جانے کا سنکے باہر محل سے نکلا مگر اپنے مقربین اور مصاحبین سے یہی ذکر کر رہا ہی اسمین پھر دوبارہ ارزق جو پہونچا تو قہرمان عجمی نے پوچھا کیون کہین سراغ اُسکا لگا ارزق شب گرد حرامی نے

نے عرض کی کہ ہان کچھ سراغ غلام نے لگایا ہے یہ کہکے برابر قہرمان عجمی کے جاکے اپنے آہستہ سے کہا کہ جان بخشی معاف ہو
تو غلام عرض کرے قہرمان عجمی نے کہا کہ کیا کہتا ہے ارزق نے کہا کہ ملکہ یاقوت ملک کے محل مین ایک کمند پڑی ہے اور
غلام کو کچھ سراغ بدیع الزمان کا وہان لگتا ہے اگر خواجہ سرا اُن اور نواب ناظر کو غلام کے ہمراہ کر دیجیے تو ملکہ عالم کے محل مین
پہونچکر تمامہ تلاشی لے لے قہرمان عجمی کو ہر چند کہ یہ کلمہ خلاف ادب نہایت ناگوار معلوم ہوا مگر بخیال مآل اندیشی خاموش
ہو رہا اور بعد دم بھر کے کہا کہ کیا مضائقہ لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے ملکۂ عالم کے محل مین خانہ تلاشی لینا ارزق نے کہا کہ کیا تاب
و طاقت غلام کی جو سر مو غلط اور خلاف عرض کرتا ہو غرض نواب ناظر اور خواجہ سرا سب اندرون محل کے گئے وہان
دیکھا کوئی عورت لونڈی باندی انیس جلیس ملکہ کی نظر نہین آئی دو چار بڑھیان چھوچھو دادائیان انائین جہان تہان
غافل پڑی سوتی ہین نواب ناظر نے ارزق شب گرد حرامی کو اندرون محل بلا کے سب مکان کے تہ خانے حجرے
برآمدے شہ نشین دکھلائے بڑھیون کو جگا کے پوچھا کہ ملکہ یاقوت ملک کہان تشریف رکھتی ہین اُنھون نے کہا ہمکو تو نہین
معلوم کہ وہ کہان تشریف لیگئین کل مرجان تیز رفتار کو کہ ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی کا کچھ پیغام لیکے آیا تھا اور اُسنے خلاف
آداب بلیباختہ دو باتین ملکہ یاقوت ملک سے کہین پس ملکۂ عالم نے نہایت درہم اور برہم ہو کر مرجان کو خوب مار پٹوا کے ایک
کوٹھری مین قید کیا تھا پھر ہمکو نہین معلوم کہ کیا ہوا ارزق شب گرد حرامی یہ حال دریافت کر کے سوچا کہ لاشک و لاریب یہ سارا
فساد مرجان تیز رفتار کا ہے وہی کوئی عیاری کر کے بدیع الزمان کو زندانخانے سے نکال لیگیا ہے اور بیٹھک اسی
محل مین ہوئی ہے اور یقین کامل ہوا کہ ملکہ یاقوت ملک بھی مع چالیس خواصون کے بدیع الزمان کے ساتھ نکل گئی ہے
غرض یہ سوچ کے ارزق شب گرد حرامی اُسی وقت بسرعت تمام محل سے نکل کے مع دو ہزار سوارون اور اپنے نظربازون
وغیرہ کے دوڑا اور تلاش مین شاہزادۂ عالیشان بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کی روانہ ہوا وہان شاہزادۂ بدیع الزمان
اور ملکہ یاقوت ملک مع چالیس خواصون کے جو نقابدار سیاہ پوش بنے جاتے تھے تو ملک غیر راہ گلی کوچہ تو کسی کو معلوم نہ تھی
جاتے جاتے ایک کوچۂ غیر نافذہ مین جا نکلے حسب اتفاق پشت پر سے شب گرد حرامی بھی مع دو ہزار سوار وغیرہ کے اسی
کوچے مین پہونچا ناگاہ مرجان تیز رفتار کے کان مین جو آواز گھوڑون کی ٹاپون کی پہونچی اور روشنی پنجشاخون اور مشعلون
کی دیکھی تو اسنے گھبرا کے پیچھے پلٹ کر دیکھا کہ کئی ہزار سوار برچھے ہاتھون مین لیے گھوڑے اُٹھائے ادھر ہی کو چلے آتے ہین
مرجان نے شاہزادۂ عالیشان سے آگے بڑھ کے کہا کہ شہریار عالم بڑا غضب ہو گیا کوتوال شہر دوڑ لیکے آپہونچا جلد گھوڑے
اٹھائیے شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک بھی پشت پر سوارون کو آتے دیکھکر نہایت پریشان خاطر
ہوئے اور گھوڑون کو تیز گام کر کے چلے ادھر ارزق شب گرد حرامی نے جو دیکھا کہ سامنے اس کوچے مین کچھ نقابدار سیاہ پوش
جاتے ہین اسنے اپنے جی مین یہ سوچ کے کہ کیا عجب ہے کہ بدیع الزمان اور یاقوت ملک ہون جھٹ پٹ پنجشاخے اور مشعلون
کی روشنی کو گل کروا کے گھوڑا دبائے تعاقب مین چلا اور وہان جو شاہزادۂ بدیع الزمان مع ملکہ وغیرہ کوچے کے کنارے
پہونچا تو دیکھا راستہ آگے نکلنے اور آنے جانے کا نہین ہے مکانات پختہ رعایائے شہر کے ہین اور از بسکہ ابھی کوئی دو تین گھڑی رات
باقی ہے تو سب کے دروازے بند ہین ایک سناٹا گلی مین پڑا ہے یہ حال وہانکا دیکھ کے ایک صدمۂ عظیم شاہزادۂ بدیع الزمان
کے دل پر ہوا اور جی مین کہتا تھا کہ اب عجب طرح کی سخت مشکل پڑی ہے اور کیا نازک مقام ہے زنانہ ساتھ اگر نہ ہوتا تو خیر جیسا
کچھ ہوتا مین سمجھ لیتا اب کچھ بن نہین پڑتا عزت اور جان دونون مفت جاتی ہین غرض اسی فکر مین بحضور قلب اور خلوص نیت
بشدت رنج و غم با چشم پر نم سمت قبلہ منہ کر کے دست بدعا تھا اور یہ رباعی مناجات جناب قاضی الحاجات مجیب الدعوات مین
درد و کے پڑھتا اشعار رباعی ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی + وز دامن شب صبح نمایندہ توئی + کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ

بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی + ناگاہ تیر دعا شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہدف اجابت پر پہونچا اور دیکھا اُسی کوچے کے
مکانون مین سے ایک مکان کا کسی نے دروازہ کھولا اور اسمین سے ایک جوان قوی ہیکل تنومند فقط لنگوٹ باندھے سپر
تلوار ہاتھ مین لیے گھبرایا ہوا باہر نکلا اور شاہزادۂ عالم سے پوچھنے لگا صاحبو تم مین سے بدیع الزمان اور ملکہ
یاقوت ملک اور مرجان عیار کون ہی شاہزادۂ بدیع الزمان یہ کلام اُس جوان کا سنکے نہایت متحیر ہوا اور اس
شخص سے کہا کہ وہ جو تونے سنا ہی بدیع الزمان وہ کمترین بندگان خداے عزوجل مین ہون اور ملکہ یاقوت ملک
مع اپنی چالیس خواصون کے یہ برابر میرے نقاب سیاہ مُنھ پر ڈالے کھڑی ہی اور یہ داہنی طرف میرے جولڑکا مرگ مہیاے
قضا تیر و کمان ہاتھ مین لیے کھڑا ہی یہ مرجان تیز رفتار ہی مگر اے شخص تو یہ بتلا کہ تو نے کیونکر جانا کہ بدیع الزمان و ملکہ
یاقوت ملک وغیرہ اس کوچے مین وارد ہوے ہین اور تیرے نکل آنے کا باعث کیا ہی بیان کر تا کہ ہمارے دل کو اطمینان حاصل
ہو اُس جوان نے کہا کہ الحمد للہ والمنہ شعر شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا + بر منتہاے مطلب خود کامران شدم + بس زیادہ گفتگو یہ حاجی
اسوقت جلدی مین نہین بیان کر سکتا پہلے آپ بسم اللہ کرکے میرے فقیر خانے مین تشریف لائین بعد اسکے حضور سے سب
کیفیت عرض کرونگا یہ کہکے شاہزادۂ والاتبار بدیع الزمان نامدار کو مع ملکہ یاقوت ملک اور چالیسون نقابدار دل اور
مرجان عیار کے اندر مکان کے لیگیا اور دروازہ باہر کا بند کرکے اسنے بیان کرنا شروع کیا کہ اے شہریار عالی وقار اور اے
آقاے دوجہان شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار اصل حقیقت یہ ہی کہ مجکو جوانمرد قصاب کہتے ہین اور اس شہر عجم مین شہرہ میری
جوانمردی اور شجاعت کا اسدرجہ ہی کہ جو خانہ جنگ اور بڑا سرہنگ کہین خانہ جنگی کرکے یا کہین ڈاکا مارکے یا دو چار دس پانچ
آدمیون کا خون کرکے نکلا وہ میرے مکان مین آکے بیٹھ رہتا ہی پھر یہ طاقت اور مقدور ارزق شب گرد حرامی کا نہین
جو میرے گھر سے آکے اُس شخص کو پکڑ لیجاے مجھسے اور اُس ارزق کو توال سے لاگ اور خشمک ہی مگر کبھی میرا یہ کچھ نہین
کرسکتا آج کی بات ہی کہ ابھی مین غافل پڑا سوتا تھا مین نے خواب مین دیکھا کہ دروازہ آسمان کا کھلا اسمین سے ایک تخت
مکلل بزر مغرق بجواہر اُسپر ایک بزرگوار با محاسن سفید نورانی صورت حلہ ہاے خلد برین پہنے تسبیح ہاتھ مین لیے اور چند ملائکہ
اُس تخت کو دوش بدوش لیے آسمان سے اُترے میرے مکان کی طرف چلے آتے ہین اور وہ تخت لاکے قریب میرے رکھا
مین نے گھبراکے پوچھا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین اُس جناب نے فرمایا کہ ہمارا نام ابراہیم خلیل اللہ ہی اور اے
شخص ذرا بائین طرف تو دیکھ مین نے جو اُسطرف خیال کیا تو دیکھا کہ از زمین تا آسمان شعلے آگ کے بھڑک رہے ہین
اور ہزارون معتوبان درگاہ ایزدی اور مغضوبان بارگاہ سرمدی اُس آگ مین پڑے جلتے ہین اور بعذاب الیم مبتلا ہین
اسوقت مین نہایت سراسیمہ اور مضطر ہوکے پکارا وقنا ربنا عذاب النار اے مولا بچا مجھے اس آگ سے اُس بزرگوار نے پھر
فرمایا کہ اس درجہ بیتاب نہو جانب راست کو مخاطب ہو یہ ارشاد اس بزرگوار کا سنکے مین نے جو جانب راست
کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک باغ طرب بخش اور فرحت افزا کہ چشم فلک نے بھی ایسی باغ و بہار ہمیشہ بہار کبھی روے زمین پر
نہ دیکھی ہوگی نہایت دلچسپ اور پر فضا ہی ہواے روح پرور سے وہان کی اندر کے مجھے تسکین ہوئی اور پھر مین نے
وہان دیکھا کہ مکان عالیشان اور عمارت پاکیزہ تمام جواہرات کی بنی ہین اور اُن مکانون مین ایک شخص باچہرۂ نورانی
بیٹھے تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف مین مشغول ہین اور حورون کا ہجوم اور دھوم ہی اور سامنے ایک نہر پانی کی
کہ آب مروارید بھی جسے دیکھکر خجل اور منفعل ہو جاے اور برابر اُسکے ایک درخت سر بفلک رسان کہ ہر ایک شاخ
تمام عالم پر سایہ افگن معلوم ہوتی تھی نظر پڑا مین نے حالت وجد اور سرور مین پوچھا کہ یا حضرت فرمایئے کہ وہ کیا مقام ہی جہان
کہ وہ آگ مشتعل ہی اور ہزارون آدمی اُس آگ مین جلتے ہین اور توبہ توبہ پکارتے ہین اور یہ کونسی جا ہی کہ فضاے جان بخش

نظر آتی ہی اُس مقدس نے بکمال معجز بیانی ارشاد کیا کہ ای شخص وہ جہان شعلے آگ کے سر بفلک کشیدہ اور مغضوبان بارگاہ احدیت وہان بعذاب الیم مبتلا تھے وہ جہنم ہی واسطے منافقین اور مشرکین کے اور جہان وہ باغ فرحت افزا اور مومنین اور مسلمین کو عبادت کرتے دیکھتا ہی وہ باغ بہشت اور گلزار فردوس بریں ہی اور وہ لوگ مومنین ہین جنکی خدمت مین حوریان خلد حاضر رہتی ہین لہذا مجھسے فہمایش کیجاتی ہی کہ ای شخص نار جہنم واسطے کریم اور سخی اور ہر دلیر اور شجاع کے حرام ہی تجھے لازم ہی کہ کل اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمۂ طیبہ پڑھ کے پہونچ بسر چشمۂ ہدایت مین نے عرض کیا کہ یا مولا وہ کلمہ ارشاد کیجیے چنانچہ حضرت نے کلمۂ شہادت اپنی زبان اعجاز بیان سے مجھے تلقین کیا اور مین کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوگیا اُسوقت اُس بزرگوار نے مجھسے فرمایا کہ ای جوانمرد ایک صاحبزادہ ہماری اولاد سے کہ نام اُسکا شاہزادۂ بدیع الزمان از قاف تا قاف اطراف عالم مین مشہور اور معروف ہی مع ملکہ یاقوت ملک اور چالیس خواصون کے مرجان تیز رفتار اپنے جان نثار عیار کو ہمراہ لیے اس کوچے مین وارد ہی اور تعاقب مین اسکے ایک کوتوال اس شہر کا مع جمعیت کثیر بخیال فاسد اور بہ نیت ایذا رسانی اور دستگیری اس شاہزادۂ والا توقیر کے قریب آپہونچا ہی تو جلد اپنے مکان سے نکل کے اُس شاہزادے کو مع سب اُسکے ساتھ والون کے اپنے مکان مین لاکے یہ جو تہ خانہ ہی اسمین بٹھا اور مفقود الخبر کردے اور انکی خدمتگذاری اور جان نثاری مین سر مو فرق نہ کرنا ہم اُس تہ خانے کو بمعجزہ سب کی نظرون سے پنہان اور مخفی کردینگے موجب تیری سعادت دارین اور افتخار کونین کا ہوگا الغرض یہ خواب دیکھکر میری آنکھ کھل گئی تو اُس بزرگوار کی پھر زیارت تو مجھے نصیب نہ ہوئی لیکن تمام مکان میرا معطر اور معنبر ہو رہا تھا یکایک اُس بزرگوار کے ارشاد کا جو خیال آیا تو بطور امتحان کے کہ اگر باہر شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ چالیس سیاہ پوش اور مرجان عیار ہوگا تو یہ خواب میرا برحق ہی اور یہ جو کچھ بزرگوار نے فرمایا ہی وہ سب آمنا و صدقنا بجا ہی مین گھر سے باہر نکلا تھا سو آپ کو مین نے دیکھا اب نقش کالحجر میرے دل کو ہوگیا بخلوص نیت اور حسن عقیدت مجھے تحقیق اور تصدیق ہوگیا کہ آپ کا دین برحق ہی اسمین جو کوئی شک لاے وہ کافر ہی غرض یہ باتین کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو مع ملکہ یاقوت ملک وغیرہ اور مرجان تیز رفتار کے تہ خانے مین لیگیا اور ایک پلنگ واسطے ملکہ یاقوت ملک کے بڑے تکلف سے اور ایک پلنگ واسطے شاہزادۂ عالم کے باعزاز و تکریم وہان بچھوا کے باہر نکلا اس عرصہ مین روز روشن ہوگیا ارزق شب گرد حرامی مع چند نفر نظربازون اور دو تین ہزار سوار پیادون کے دوڑا وہان اُس کوچے کے اخیر پر پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ آگے راستہ نہین ہی اور جتنے محلات اور مکانات کے دروازے ہین سب بند ہین ابھی کسی کا دروازہ تک کھلا نہین ارزق حرامی کوتوال اپنے دل مین کمال ششدر و حیران اپنے ساتھ والے سوار و پیادون اور نظربازون سے کہنے لگا کہ کیون صاحب تم سبنے بھی دیکھا تھا کہ مجھسے آگے آگے کچھ نقابدار سیاہ پوش چلے آتے تھے پھر یہان تو آگے نہ راستہ ہی کہ ادھر سے نکل گئے ہونگے نہ اسوقت تک کسی کے مکان کا دروازہ کھلا ہی نہ اس محلہ مین سواے رعایاے شہر کے امیر و وزیر یا کوئی ایسا زبردست سرہنگ و دبنگ حمایتی سفارشی رہتا ہی کہ اُسکے گھر مین بیٹھک کا یا اٹھانک کا گمان کرون اور مین سمجھون کہ ہان قطعہ مکان ہی وہ سب سیاہ پوش گھس کے کہین بیٹھ رہے ہونگے اسوقت کچھ میری عقل اور فہم مین یہ بات نہین آتی کہ وہ نقابدار سیاہ پوش سامنے آتے آتے کہان گم ہوگئے اسمین دس بارہ مخبر جاسوس نظرباز جو ارزق شب گرد حرامی کے ہمراہ تھے وہ بیساختہ بول اُٹھے کوتوال صاحب واہ واہ یہ تو آپ نے خوب فرمایا اب ہمکو سراغ بدیع الزمان اور یاقوت ملک اور مرجان تیز رفتار وغیرہ کا ملگیا وہ اسی کوچے مین لاشک و لاریب ہین کہین یہان سے نہین گئے خداوند نعمت ہم لوگ سرکاری نظرباز اسی واسطے چبوترۂ کوتوالی مین رہتے ہین کہ شہر مین کوئی برا سرہنگ و

شناخته جنگ شوره پشت سرکش بدمعاش ہیں سے نہ چھپا ہوگا اور بے سازش ہماری وہ کہین باطمینان تمام شہر مین نہ رہ سکیگا
سو لاکھ سرہنگ اور سرکش اور شورہ پشتونکا تو یہان ایک جوانمرد قصاب رہتا ہی اور بہت بڑا دروازہ اُسی کے مکان
کا ہی ہمکو تو یقین ہی کہ بدیع الزمان اور ملکۂ عالم وغیرہ اسی مکان مین آکے چھپے ہین ارزق شب گرد حرامی نام
جوانمرد قصاب کا سنکے گویا سوتے سوتے چونک اٹھا اور بیساختہ کہنے لگا کہ بشک دشبہ وہ سب اس جوانمرد قصاب
کے مکان مین آکے چھپے ہونگے پھر کہان چھپ کر بیٹھینگے تبس توقف نہ کرو تیار رہو اور جوانمرد قصاب کو بلاؤ اور
اور اُسکی خانہ تلاشی لو حسب الحکم کوتوال حرامی کے پیادون ہرکارون چپراسیون نظربازون وغیرہ نے دروازے
پر جوانمرد قصاب کے شور وغل کرکے کہا کہ جلد نکل جلد نکل جوانمرد قصاب جسطرح سے خالی ہاتھ بیٹھا تھا اُسی صورت سے
برہنہ پیچ در گوش فقط لنگوٹ باندھے آنکھین ملتا باہر نکل آیا اور ارزق شب گرد حرامی کو دیکھکر سلام کیا اور پوچھنے لگا
کہ آج فقیر خانہ پر آپ کے قدم رنجہ فرمانے کا سبب فرمایئے تشریف شریف کو ارزانی فرمایئے مجھ رعایائے مسکین سے
کیا ایسا قصور سرزد ہوا جو آپ باین جمعیت تشریف لائے ہین اتنی تکلیف کرنا کیا ضرور تھا ایک سپاہی بلا کر کو بھیجدیا
ہوتا مین بلا عذر وحیلہ وہین آکے حاضر ہوتا ارزق شب گرد حرامی نے یہ تقریر جوانمرد قصاب کی سنکے کہا کہ تیرے
گھر مین بدیع الزمان خداپرست اور ملکہ یاقوت ملک اور مرجان تیز رفتار عیار پیغمبرزادی ملکہ گوہر ملک
کا اور چالیس نقابدار سیاہ پوش ابھی آئے ہین اُن سب کو نکال دے اسی مین تیرے لیے بہتر ہی ورنہ ذرا بھی
عذر وحیلہ درپیش کیا تو تیرے حق مین برا ہوگا جوانمرد قصاب نے بکشادہ پیشانی جواب دیا کہ ای کوتوال صاحب
تمکو خداوند لقا نے اس شہر کا حاکم کیا ہی یہ تو بات اور ہی کہ کبھی کا غصہ اگلے میرے ہزارون قصورون کا عوض
ایک حیلہ اور تہمت مجھپر لیکے آپ نکالین اور میری عزت اور جان کے خواہان ہون لیکن مین بدیع الزمان کے
نام سے بھی آگاہ نہین کہ وہ خداپرست کون ہی اور اُسکی کیسی شکل وصورت ہی اور کہان رہتا ہی عہد طفولیت سے
آج تک مین نے اس طرح کا نام بھی نہین سنا ہی اور ملکہ یاقوت ملک میری مرشدزادی خداوند نعمت ہی بھلا مین
تو ادنی اُسکا ایک غلام رعیت ہون میرے گھر مین اُسکا قدم رنجہ فرمانا مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک
یون آپ کا فرمانا میرے سر آنکھون پر اور سب سچ ہی مین آپ کی بات کو جھوٹھ نہین کہ سکتا مگر میرا سارا گھر پڑا ہی
آپ کی لونڈیان گھر مین بیٹھی ہین اور پردہ ہم غربا کا کیسا بلا تامل آپ اندر چلے آئین اور خانہ تلاشی کین اگر میرے
گھر مین بدیع الزمان یا ملکہ یاقوت ملک یا مرجان عیار یا اور کوئی عورت سوا میری بی بی اور دو چار
لڑکیون کے ہو تو چور کا حال وہ میرا حال کیجیے ارزق شب گرد حرامی نے یہ سنکے خاکروب جو محلہ دار تھا اُسکی جورو
کو بلا کے کہا کہ تو اندر جا کے جہان اسکی بی بی وغیرہ پردہ نشین ہون وہان بیٹھ اور مین سارے مکان کی
تلاشی لونگا غرض وہ محلے دارنی اندر جا کے جوانمرد قصاب کی پردہ پوش عورتون کو ایک مقام پر بٹھلا کے
آپ برابر کھڑی رہی اور ارزق شب گرد حرامی نے کوٹھریان پر آمدے صحنچیان وغیرہ انتہا یہ کہ
کنوئین مین ایک غوطہ زن کو اُتار کے دیکھا اور بخوبی تمام خانہ تلاشی جوانمرد قصاب کی لیکر باہر نکلا اور نظربازون
اور پیادون سے کہا کہ اسکے گھر مین تو کہین سراغ اور پتا بدیع الزمان وغیرہ کسی کا نہین ملتا مگر احتیاطاً
چوکی پہرہ اُسکے دروازے پر رکھو تاکہ مین جا کے قہرمان عجمی سے اطلاع کردون پھر آگے جیسا
وہ حکم دینگے تعمیل کرونگا القصہ ارزق شب گرد حرامی جوانمرد قصاب کے دروازے پر چوکی پہرا کرکے
قہرمان عجمی کے پاس آیا اور ساری سرگذشت بیان کرکے کہا کہ بظاہر تو جوانمرد قصاب کے مکان مین کوئی

جا باقی نہین رہی جو مین نے نہ دیکھی ہو گی مگر نہین معلوم کیا سبب ہی کہ بدیع الزمان اور ملکۂ عالم مع چالیس خواصون کے وہان کہین نہین ہین ہان اگر حکم ہو تو جوانمرد قصاب کو پکڑ لاؤن اور خوب سے کوڑے مارون آپ ہی قبول دیگا اور بتا دیگا قہرمان عجمی نے کہا یہ عدالت سے بعید ہی تاوقتیکہ تحقیقات اور جرم مجرم پر ثابت نہو بیوجہ سزا دینی نہین چاہیے ابھی اُسکے دروازے پر سے پہرا اٹھا لے اور او بدذات اگر تین دن کے عرصہ مین تونے بدیع الزمان اور ملکہ کو تلاش کر کے گرفتار نہ کیا تو فوراً تیری گردن مارنے کا حکم دونگا ارزق نے کہا کہ کیا تاب اور کیا مجال غلام کی ضرور تین دن مین سراغ انکا لگا کے حضور مین عرض کریگا یہ کہکے رخصت ہوا اور اُسی وقت حسب الحکم قہرمان عجمی کے اپنے پیادے جوانمرد کے دروازے پر سے اُٹھا لیے اور اپنے گھر جا کے اپنی مان سے سارا حال بدیع الزمان ملکہ یاقوت ملک اور اُنکی چالیسون خواصون کے نکل جانے کا اور ہزار دلائل و براہین سے ثبوت اُن سب کے مخفی ہونے کا جوانمرد قصاب کے مکان مین اور بروقت خانہ تلاشی بظاہر کسی کا نہ معلوم ہونا از ابتدا تا انتہا بیان کیا چنانچہ اس ارزق حرامی کی مان بڑی شتاہ اور ردالہ مکارہ ہی اُسنے کہا بیٹا تو خاطر جمع رکھ ملکہ اور بدیع الزمان کا جہان جس گھر مین پتا لگیگا ابھی جا کے دریافت کیے آتی ہون یہ کہکے وہ فاحشہ بدذات کچھ آستینین کرتیان جالی کی کچھ پیچکین سوت کی تھوڑے سے ازاربند اور کچھ اسباب ہر قسم کا لیکے چادر سر پر ڈال کے صبح سے نکلی اور محلے محلے کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ شاہزادہ والاتبار بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت کی تلاش مین پھرتی پھرتی تیسرے روز کہین جوانمرد قصاب کے بھی مکان پر آکے وارد ہوئی دروازہ مکان کا بند تھا اس مکارہ نے دروازہ کھلوایا اور بے ساختہ اندر مکان کے جا کے دیکھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک اور چند خواصین ملکہ کی بیٹھی ہین مرجان تیز رفتار طنبورا ہاتھ مین لیے بیٹھا بجاتا ہی اور شراب چل رہی ہی بس یہ علامہ شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ کو بیٹھا دیکھ کے وہین سے پلٹ کر باہر نکل کے چلی حسب اتفاق شاہزادہ افاق بدیع الزمان کی نگاہ اُس فاحشہ روسیاہ پر جا پڑی شاہزادۂ عالم نے مرجان تیز رفتار سے کہا کہ اے مرجان ابھی ایک بڑھیا اندر آئی اور ہم سب کو دیکھکر پچھلے پاؤن پھر گئی سے مجھے خفقان پیدا ہوتا ہی کہ خدانخواستہ کوئی ہمارا سراغ لینے کو نہ آئی ہو مرجان تیز رفتار یہ کلام اُس عالیمقام کا سنتے ہی بسرعت تمام اُٹھکے باہر نکلا اور اسنے دور ہی سے اُسکو پکار کے کہا کہ اے بڑی بی تم کہان آئین تھین اور کیون پھرین ارزق کی مان نے جواب دیا کہ بیٹا مین پیچکین سوئیان جالی کی کرتیان آستینین وغیرہ اسباب بیچتی پھرتی ہون سو دنون کی گردش سے ایک جوڑی موتیون کی ایک مکان مین رکھ کے بھول آئی ہون وہ اس وقت مجھے یاد آگئی ہی اُسکے لیے گھبرائی ہوئی بھاگی جاتی ہون مرجان تیز رفتار نے کہا کہ بڑی بی وہ تمھاری موتیون کی جوڑی مین نے راہ مین پائی ہی لیتی جاؤ مین اُسے لیکے کیا کرونگا اس بڑھیا نے کچھ جواب نہ دیا اور جلد جلد پاؤن اٹھائے چلی مرجان سوچا کہ یہ مکارہ مقرر ہماری سکی جاسوسی اور سراغ رسانی کے لیے آئی تھی ایسا نہو کہ نکل جائے ہاتھ نہ آئے یہ سوچ کے مرجان تو اُدھر سے اُسکے تعاقب مین دوڑا اور اُس طرف سے کہین قضائے کار جوانمرد قصاب آتا تھا مرجان نے پکار کے کہا کہ اے جوانمرد اس بڑھیا کو جانے نہ دینا پکڑ لے جوانمرد قصاب نے اُسکے برابر آکے کہا کہ بڑی بی تم اتنا جلد ہی کہان جاتی ہو اُسنے پھر وہی کہا کہ مین ایک جوڑی موتیون کی کہین بھول آئی ہون سو بدحواس اُسکی تلاش مین بھاگی جاتی ہون اُسکی بات چیت سے جوانمرد قصاب نے پہچانا کہ یہ ارزق شب گرد حرامی کوتوال کی مان ہی اور پہچان کے جوانمرد قصاب نے جھٹ پٹ اُسکو پکڑ لیا اور گود مین

جلدی سے اٹھا کے اپنے گھر مین لا کے مانند بکری کے گلا اُسکا کاٹ ڈالا اور وہین صحن مین ایکطرف لاش اُس فاحشہ کی زمین مین کھود کر گاڑ دی اور پھر بدستور اپنے اور امور دنیوی مین مشغول ہوگیا ارزق شب گرد حرامی صبح سے شام تک اپنی مان کے انتظار مین رہا جب وقت شام کا ہوا تو نہایت مغموم اور مکدر سراسیمہ و بدحواس ہو کے قہرمان عجمی کی بارگاہ مین گیا اور سارا حال اپنی مان کا محلہ بمحلہ خانہ بخانہ واسطے جاسوسی اور سراغرسانی شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کے صبح سے شام تک پھرتے اور گھر مین نہ آنے کا بیان کیا اور کہا غلام کو اندیشہ اور دغدغہ ہے کہ کسی نے میری مان کو مار نہ ڈالا ہو قہرمان عجمی نے یہ گفتگو ارزق شب گرد حرامی کی سنکے حکم دیا کہ اس بدذات حیلہ ساز کاذب کے دونون کان کاٹ ڈالو کہ پھر ایسی خبرین بنا بنا کے میرے سامنے آ کے نہ سنائے جلادونے دوڑ کے ارزق کو پکڑ لیا اور چاہا کہ کشان کشان باہر لیجا کے اسکے دونون کان کاٹ ڈالے ارزق حرامی بہت سی منت اور خوشامد کر کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ غلام کو دو روز کی مہلت اور ملے اگر دو دن مین بدیع الزمان کو مین نہ پیدا کر دون تو جس طرح سے چاہیے مجھے اُس عذاب الیم سے گردن مارنے کا حکم دیجیے گا قہرمان عجمی نے کہا خیر کیا مضائقہ مین نے تجھے مہلت دو دن کی اور دی مگر بعد دو دن کے اگر تو نے بدیع الزمان کا سراغ نہ لگایا اور پھر کوئی فقرہ بنا کے میرے سامنے لایا تو اسطور سے تجھے قتل کرونگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ وزاری کرینگے ارزق شب گرد حرامی ایک اقرارنامہ اپنا مہری لکھ کے اور دو روز کا وعدہ کر کے پھر تلاش شاہزادہ عرش اقتدار کے لیے روانہ ہوا وہان حال جوانمرد قصاب کا سنیے کہ جب اُسنے ارزق شب گرد حرامی کی مان کو بمقتضاے فراست بخیال مآل اندیشی مار کے زمین مین گاڑ دیا اور پھر شاہزادہ والا مرتبت کیواسطے صحبت عیش و نشاط کی قرار دی تو وہ جو مثل کہتے ہین مصرعہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی * اس جوانمرد قصاب کے دو بیٹے صغیر سن تھے ایک تو برس نو ایک کا اور دوسرا سات برس کا اور دونون لڑکے اُسکے وضیع اور حسین بھولے بھولے مکھڑے بھرے بھرے گال چڑھی بھوین بڑی بڑی آنکھین گھونگھر والے بال سلیم اور غریب مہذب نازو نعم کے پلے باپ کے لاڈلے اور تکلف یہ کہ مان اُن لڑکون کی یعنے جوانمرد قصاب کی جورو مر گئی تھی جوانمرد نے اُن دونون فرزندون کی پرورش اور خدمت کیواسطے ایک لونڈی مول لی تھی وہ دونون لڑکے اُسکے پاس کھیلا کرتے تھے اور رہتے تھے اور وہ لونڈی اس امید مین رہتی تھی کہ جوانمرد قصاب مجھے اپنی جورو بنائے اور مین بی بی اسکی بنکے مالک اور مختار اسکے گھر کی ہون چونکہ جوانمرد قصاب کو مطلق اُس لونڈی سے التفات اور رغبت نہ تھی اور اُس لونڈی نے جو چہرۂ زیبا اور جمال رعنا اور حسن و شباب شاہزادہ بدیع الزمان کا دیکھا ہزار جان و دل سے شیفتہ و فریفتہ ہو کے اپنے دل مین سوچنے لگی کہ یہ نوجوان سیاح اور جہان گرد اپنے مان باپ عزیز و اقارب کو چھوڑ کے جو باختر مین آیا ہے تو یقین ہے یہ فقط اپنی تماش بینی اور عیاشی کیواسطے شہر بشہر پھرتا ہے پس مین بھی تو خوبصورت اور ابھی تو جوان ہون لاؤ کوئی گھات اگر ملے تو اُس سے لگاوٹ کی باتین کر کے اسکو اپنی طرف متوجہ کر لون اور گلچھرے بیٹھی بیٹھی اڑاؤن غرض وہ لونڈی یہ سوچ کے شب کو اُس تہ خانے مین شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس کھانا لیکے جو گئی تو اُسنے دیکھا کہ ملکہ یاقوت ملک مع اپنی چالیسون خواصون کے الگ ایک صحنچی مین سوتی ہے اور ایک صحنچی مین علیحدہ ملکہ سے دور شاہزادہ عالم اپنے پلنگ پر بیٹھا ہے لونڈی نے جا کے خوان کھانے کا تو رکھ دیا اور شاہزادہ والا تبار کے پلنگ کی پٹی کے برابر بیٹھ کر بطرز دلبرانہ اور انداز معشوقانہ کچھ باتین ناز آمیز کرنے لگی شاہزادہ کا

قدسی طینت والا مرتبت نے یہ باتین اُس لونڈی کی سنکے پوچھا کہ نیکبخت اسوقت تو جو ایسی گفتگو میرے سامنے کرتی ہے اس سے تیرا مطلب کیا ہے اُس فاحشہ نے مسکرا کے کہا کہ کیا کہون تم ایسے کیا انجان ہو جو پوچھتے ہو یہ صحبت تخلیہ کی اور ہائے یہ آدھی رات کا سمان اور یہ آپ کے حسن و شباب کے عالم کو دیکھکر شرم سے کہ نہین سکتی ہون جو کچھ مطلب ہے اور آپ کی طبع نازک پر اگر گران اور ناگوار نہ گذرے تو مثلاً گویا ہی ضرب المثل اپنے اور آپ کے عرض کرون دو ہا یدن کھول کے مین ہنسی انجرا دینو ڈار + اور بھلا کیسے کہون اویل میوہ دار + شاہزادۂ والا توقیر نے یہ گفتگو اور تقریر اُس جاریۂ شریر کی سنکے اپنے دل مین یہ سمجھے کہ جوانمرد قصاب نے مجھپر احسان عظیم کیا ہے المحسن ہے دوم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے جوانمرد کو بشارت ہوئی کفر و کافری کو ترک کر کے اُسنے دین اسلام قبول کیا ہے یہ اُسکی لونڈی زرخرید ہے مجھے لازم نہین کہ اپنے محسن کے ساتھ ایسا سلوک کرون اور یہ بدی پیش آؤن اس لونڈی بدذات سے نہایت جھنجلا کے کہا کہ ای بیباک بیحیا سُن پھر ایسی بات واہیات اور پوچ گفتگو نہ کر اپیل یہان سے دور ہو جا وہ لونڈی شاہ شاہزادۂ عالم کو غیظ و غضب مین دیکھکر نہایت خائف و ترسان ہوکے وہان سے پھر آئی اور اپنے جی مین کچھ سوچی کہ اس شخص نے جب یون سخت اور درشت کلمے میرے منھ پر کہے اور مجھے یون ذلیل کر کے جھڑک دیا تو تعجب نہین کہ یہ راز میرا جوانمرد قصاب سے کہدے اور جو جوانمرد قصاب یہ حال سن پائیگا تو مجھے جیتا نہ چھوڑیگا مارتے مارتے ہی مار ڈالیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ مین آپ ہی نہ پہلے اس شخص کے قتل کی تدبیر کر ڈالون اور یہ کھٹکا ہی نہ اپنے دل کا مٹا دون غرض وہ لونڈی روسیاہ علیہ اللعن والعذاب بیٹھی خود یہ فکر کر کے صبح کیوقت چادر سر سے لپیٹ گھر سے نکلی اور چار سوق بازار مین کوتوالی چبوترے کے نیچے آکے دیکھا کہ ارزق شب گرد حرامی کوتوالی چبوترے پر بیٹھا اشتہار دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ جو کوئی نوکر اور غیر نوکر ادنی و اعلی زن و مرد سراغ بدیع الزمان کا لگا کے مجھے اطلاع کرے مین اُسے قہرمان عجمی بادشاہ کے پاس لیجا کے خلع بخلعت کرواؤن اور جو کچھ کہ وہ مانگے مین اُسے دلوا دون اُس لونڈی نے جو سُنا تو چند قدم بڑھ کے ارزق شب گرد حرامی کو اسنے سلام کیا اور کہا کہ ای ارزق مین از راہ دولتخواہی او خیر اندیشی تیرے لیے عجب طرح کی خوشخبری لائی ہون لیکن مشروط بشرط کہ تو مجھے اپنے عقد مین لائے اور اپنی بی بی بنا کے مجھے اپنے گھر بٹھلائے ارزق حرامی یہ مژدۂ جانبخش اور سروش راحت فروش اُسکی زبانی سنکے کہنے لگا کہ مجھے بجان و دل قبول اور منظور ہے اور قسم ہے مجکو اُس خداوند تعالی کی کہ جبتک مین جیتا رہونگا یہ احسان تیرا کبھی نہ بھولونگا لونڈی نے کہا مین لونڈی ہون جوانمرد قصاب کی اور جس شخص کی تم تلاش مین آج کئی دن سے بیخور و خواب باصد تب و تاب ہو وہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک قہرمان عجمی کی بیٹی اور چالیس خواصین ملکہ کی اور مرجان تیز رفتار عیار یہ سب اُسی جوانمرد قصاب علاقہ بند کی حویلی مین چھپے ہوئے بیٹھے ہین اور عیش کرتے ہین اور تمھاری مان کو بھی اُسی جوانمرد قصاب نے ذبح کر کے اپنے مکان کے صحن مین گاڑ دیا ہے ارزق شب گرد حرامی کوتوال نے جو یہ حال سُنا تو وہ اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور بارہ سو پیادے اور ہزار بارہ سو سوار اور کچھ عیار جو اسی ہرکارے نظرباز تربیت سنگ لیے اپنے ہمراہ لیکے اسی جوانمرد قصاب کے مکان کی جانب چلا تو حسب اتفاق مرجان تیز رفتار عیار بہیئت عیاری ایک پیادے کی صورت بنائے اُس ارزق حرامی کوتوال کے پاس کھڑا تھا اور وہ یہ سب باتین اس لونڈی کی سُن رہا تھا اور ارزق حرامی کوتوال کو دوڑ لیکے جوانمرد قصاب کے مکان کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو مرجان تیز رفتار عیار وہان سے

قبل پہونچنے اُس کوتوال کے بیک نگاہ و بطرفۃ العین شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے پاس آیا اور ابھی کچھ کہنے سننے بھی نہین پایا تھا کہ جوانمرد قصاب بھی دُکان پر سے اٹھ کے گھر مین آیا اور جوانمرد قصاب نے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کو کچھ افسردہ خاطر دیکھکر پوچھا کہ نصیب اعدا اسوقت باعث مکدر اور افسردہ خاطر ہونے کا حضور اقدس کے کیا ہی شاہزادۂ عالم نے ساری گفتگو اُس لونڈی کی اور در جواب اُسکے اپنی طرف سے اُسکو جھڑک دینے کا بیان کیا جوانمرد قصاب نے کہا پھر حضور نے اُس حرامزادی چھوکری کو سزا اسے اعمال کیون نہ پہونچایا جہنم واصل کیا ہوتا یہ کہکے ڈھونڈھا کہ وہ چھوکری کہان ہی تو معلوم ہوا کہ وہ آج صبح سے چادر اوڑھکے جو بازار کی طرف گئی ہی تو ابتک نہین آئی اسمین مرجان تیز رفتار نے از ابتدا تا انتہا مفصلاً و مشرحاً بیان کیا جوانمرد قصاب یہ سانحۂ تازہ سنکے بہت مضطر اور سراسیمہ ہو کر اپنی آنکھون مین آنسو بھر لایا مصرع غم را کہ نشان داد و بلا را کہ خبر کرد + مرجان تیز رفتار نے کہا کہ اے جوانمرد کوئی مقام اندیشے کا نہین مگر ایک کام کر کہ ایک بھینسا جھٹ پٹ ذبح کر کے جہان ازرق کی مان مدفون ہی ازرق کی مان کو نکال کے گاڑ دے ازرق کی مان کی لاش کو مین لیجاکے کہین دریا مین بہائے آتا ہون اور یہ کہکے شاہزادۂ بدیع الزمان کی طرف دست بستہ ہو کے عرض کی کہ شہریار خاصے مین ابھی دیر ہی تھوڑے سے دانے ولایتی انار کے حاضر ہین انکو حضور نوش کرلین پھر واللہ اعلم بالصواب کیا اتفاق پڑے شاہزادۂ عالم نے کہا اچھا لاؤ مرجان تیز رفتار نے تھوڑے سے دانے ولایتی انار کے بیہوشی آغشتہ شاہزادۂ عالم کو کھلا دیے کہ ساتھ کھانے کے شاہزادۂ بدیع الزمان بیہوش ہو گیا اور اسنے جوانمرد قصاب سے کہا کہ یون تو شاہزادۂ عالم تہ خانے مین تشریف رکھتے ہین مگر اسوقت ازرق شب گرد حرامی کوتوال کے دوڑ لیکے آنے کا حال سنکے کبھی روپوش ہونے بلاشک و شبہ نوبت رزم و پیکار کی ہوتی لہذا اب تم تو شاہزادۂ عالم کو تہ خانے مین لیجاکے پلنگ پر لٹا دو وہ تہ خانہ معجزے سے کسی کو معلوم نہوگا ازرق حرامزادہ خانہ تلاشی لیکے اپنا سر پٹک کے چلا جائیگا مین ازرق کی مان کی لاش لیے جاتا ہون جوانمرد قصاب نے جھٹ پٹ ازرق کی مان کو گڑھے مین سے کھود کر نکال کے مرجان تیز رفتار کے حوالے کیا اور ایک بھینسا ذبح کر کے وہان گاڑ دیا اور شاہزادۂ عالم کو اُسی حالت بیہوشی مین لیجاکے تہ خانے مین پلنگ پر لٹا کے باہر نکل آیا اس عرصہ مین ازرق شب گرد حرامی دوڑ لیکے جوانمرد قصاب کی دکان کے قریب پہونچا اور جوانمرد قصاب کو دیکھ کے پکارا اوباش او بدذات تیری بھی یہ اصل اور حقیقت تھی کہ تو نے بدیع الزمان ایسے قیدی و دشمن خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر لقا اور مغضوب بارگاہ پیغمبر مرسل گنجاب بن گنجورہ ملک حرمان ولوکش کو اور ایسے مجرم و خونی نادیدہ خدا کے پرستار کو اپنے گھر مین چھپا رکھا ہی اور آج تک سرکار مین آکے اظہار نہین کیا بس دکان پر تو آکے ناحق بیٹھا ہی سلطنت قہرمان عجمی کی چھین لے اور بادشاہ بنکے حکمرانی کیون نہین کرتا جوانمرد قصاب نے جواب دیا کہ اے کوتوال صاحب تمکو خداوند لقا نے بزرگی دی شہنشاہ قہرمان عجمی نے تمھین عادل اور منصف جانکے کوتوال شہر کیا ہی تمکو شایان نہین کہ ایسے کلمے اور کلام دروغ بے فروغ اپنی زبان پر لاؤ ازرق شب گرد حرامی جواب باصواب جوانمرد قصاب کا سنکے اور زیادہ تر افروختہ ہوا اور بشدت غیظ سے دوڑ کر ایک گھونسا جوانمرد قصاب کے گلے پر مارا کہ تمام خون منہ مین اُس مومن پاک جوانمرد قصاب کے بھر آیا مگر چونکہ جوانمرد قصاب کی بڑی عزت اور توقیر اس شہر مین ہی اور جتنے امیر وزیر رؤسائے ملک عجم ہین

سب جواہر دقصاب کی آبرو کرتے ہین اور قاہر بن قہرمان عجمی سے اور جواہر دقصاب سے بدرجۂ نہایت تپاک اور بڑی دوستی اور ملاقات ہی قہرمان عجمی بادشاہ ہرسال مین دو تین دوشالے رومال بطور سربائی کے جواہر دقصاب کو بھیجدیتا ہی چارطرف سے جتنے دکاندار چوک کے تھے سب ہان ہان کرکے کود پڑے اور بلوہ کرکے دوڑ پڑے ارزق شب گرد حرامی سے گفتگو ثبوت جرم کی کرنے لگے اور علاوہ اسکے ارزق شب گرد حرامی بھی زیادہ حوصلہ آزار وایذا رسانی کا نہ کرسکا فقط جواہر دقصاب کو گھیرے ہوئے اپنے ہمراہ لیے قہرمان عجمی کی بارگاہ مین آیا قہرمان عجمی نے ارزق شب گرد حرامی سے پوچھا کہ ہمنے تو تمسے ممانعت کردی تھی کہ خبردار اور نہ نہار ہوجہ اب کبھی جواہر دقصاب سے تعرض نہ کرنا یہ کیا باعث کہ تو اسے گرفتار کر لایا ہی کچھ تونے اس پر جرم ثبوت کیا بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کا سراغ اسکے گھر مین تجھے ملا ہی بیان کر ارزق شب گرد حرامی نے عرض کی کہ ای شہریار بدیع الزمان اور ملکۂ عالم اور رجالیسون خواصین اور مرجان تیز رفتار عیار سب کو اسنے اپنے گھر مین چھپا کے بٹھلا رکھا ہی قہرمان عجمی نے کہا کہ تو تو خانہ تلاشی اسکی روز اول سے آیا ہی پھر کس دلیل سے تو کہتا ہی کہ بدیع الزمان اور ملکہ سب اسی کے گھر مین چھپے بیٹھے ہین ارزق شب گرد حرامی نے عرض کیا کہ اسکی لونڈی نے مجھسے آکے سارا حال کہا ہی جواہر دقصاب نے کہا کہ ای شہریار اشعار

ای عدالت گستر و عالم پناہ و داد بخش	کس زبان سے مین کرون تیری عدالت کی ثنا	شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہین
بسکہ شہرہ معدلت کا تیری پہونچا جابجا	تازیانہ ہے نسیم صبح کو موج سموم	غنچۂ تصویر کا گرہو سئے پیراہن قبا
نام لین جس شہر مین حفظ وجاہت کا تری	دست خوبان مین نہ ٹھہرے خوف سے زرد حنا	وہ لونڈی غلام کی بڑی علامہ اور

فاحشہ ہی اسکو یہ آرزو تھی کہ مجھے اپنی جورو بنائے سو غلام کو منظور نہوا اس بات سے وہ مجھسے بگڑ گئی ہی اور اسنے یہ افترا اور تہمت مجپر کرکے سرکار مین اظہار کیا کہ بدیع الزمان اسکے گھر مین ہی غلام بدیع الزمان کے نام سے بھی واقف نہین ارزق شب گرد حرامی نے کہا کہ شہریار اس جواہر دقصاب نے ان سب کو کہین پہنچا دیا ہوگا اب غلام پھر جاکے اسکی خانہ تلاشی لے اگر بدیع الزمان اسکے گھر مین نہ نکلے تو جو سزا چاہیے مجھے دیجیے گا قہرمان عجمی نے کہا کہ آخر تجھسے سوا اس لونڈی کے کہنے کے کہ وہ اس سے باغی تھی اور دشمن ہوگئی ہی پھر مصرع باطل است انچہ مدعی گوید + اس حرامزادی چھوکری کی بات کا کیا اعتبار اور کسی نے تحقیق اور تصدیق کرکے کہا کہ اسکے گھر مین بدیع الزمان ہی جو تو پھر اسکی حرمت کھونے کو خانہ تلاشی لینے کو کہتا ہی اگر معلوم ہوتا ہی کہ تجھے اس لونڈی کی خاطر سے محض اسکے ساتھ عداوت پڑگئی ہی ارزق شب گرد حرامی نے اپنا منھ دونون ہاتھون سے پیٹ کر کہا کہ شہریار مین خانہ تلاشی اسواسطے لیتا ہون کہ میری ماں نے اسکے گھر مین جاکے بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک وغیرہ کو بیٹھے دیکھا مرجان عیار طنبورا بجا رہا تھا اور میری ماں دیکھکے میرے پاس خبر پہونچانے کو آتی تھی اس طرف سے شاید یہ جاتا تھا اسنے میری ماں کو پہچان کے اپنے گھر مین ذبح کر ڈالا اور صحن مین گاڑ دیا ہی ای شہریار تو عادل اور منصف ہی بچشم عدالت دیکھ اور از راہ نصفت اور فراست کے ذرا کہ جو رخونی کوئی بھی بے سیاست اقبال جرم کا کرتا ہی اگر میری ماں کی لاش اسکے مکان کے صحن مین گڑی ہوئی نکلے تو غلام کی بات سچ ہی یا نہین ہی اور پھر تو حضور بدیع الزمان اور ملکہ کے مقدمہ مین کیا فرمائینگے قہرمان عجمی نے کہا کہ لاشک ولاریب اگر تیری ماں کی لاش اسکے گھر مین گڑی نکلے تو بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک بھی اسکے گھر مین ہین اگر گھر مین نہونگے تو اور کہین اسنے چھپا کے

بٹھلا رکھا ہوگا جوانمرد قصاب نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار یہی فیصلہ غلام کے اور اُسکے
درمیان مین ہو کہ پیشگاہ معدلت دستگاہ خاقانی سے ایک امین بھی اسکے ساتھ مقرر ہو کے غلام کی خانہ تلاشی
لے اور جہان اسکا جی چاہے زمین کو کھدوا کے دیکھے اگر اسکی مان کی لاش کہین مدفون ہو تو غلام مجرم اور گنہگار
ہو حضور یقین جانین کہ غلام کے گھر مین شاہزادۂ بدیع الزمان و ملکہ وغیرہ بھی مخفی ہونگی اور اگر اسکی مان کی لاش نکلی
تو اُسکے لیے کیا سزا تجویز کیجاے قہرمان عجمی نے کہا کہ ای ارزق تجھسے یہ قول کسنے بیان کی تھی کہ تیری مان
کو جوانمرد قصاب نے مار کے اپنے گھر مین گاڑ دیا ہی ارزق سب گرد حرامی نے کہا اسکی لونڈی لقمتم کہتی
ہی جوانمرد قصاب نے کہا واہ واہ یہ تو خوب بات ہوئی وہ چھوکری تو میری تشنۂ خون ہی اصل حقیقت اسکی یہ ہی
کہ مین نے کچھ نذر مانی تھی سو ایک بھینسا ذبح کر کے مین نے صحن مکان مین دفن کر دیا ہی اس فاحشہ نے یہ جوڑ پیچ باندھا ای شہریار
پھر بہتر اور صلاح دولت اور مقتضاے عدالت اب یہی ہی کہ کوتوال صاحب اب پھر چلکے میرے گھر کی خانہ تلاشی
لین قہرمان عجمی ناچار بخیال مآل اندیشی کہ مقدمہ نازک بیٹی کے گم ہونے کا ہی اور بدیع الزمان ایسے قیدی
مجرم دشمن خداوند لقا کا ہی سواے اسکے اگر بدیع الزمان کو میرا بیٹا قاہر گرفتار کر کے بحضور خداوند لقا
خداے ہجدہ ہزار ملک باختر کے لیجائیگا تو طرہ پیغمبری کا ملیگا شاید جوانمرد قصاب نے اپنے گھر مین بدیع الزمان
اور ملکہ کو نہ رکھا ہو اور کہین یار آشنا کے گھر مین جا کے بٹھلا دیا ہو اور اگر ارزق شب گرد حرامی کو قول
صادق القول اور سچا ہو تو پھر سواے ندامت اور کف افسوس ملنے کے اور کچھ نہ بن پڑیگا غرض یہ سوچ کے
قہرمان عجمی نے کہا اچھا کیا مضائقہ ایک امین ہمارے کسی سردار بارگاہ نشین کو ساتھ لیجا کے جوانمرد
قصاب کے گھر کے سب مکان اور حجرے تہخانے اور بالاخانے دیکھو اور جوانمرد قصاب کو حکم دیا
کہ تا تحقیقات کما ینبغی حوالات مین رہے چنانچہ حسب الحکم قہرمان عجمی کے ایک امین ہمراہ ارزق شب گرد
حرامی کے ہوا اور ارزق شب گرد حرامی اُسکو ہمراہ لیے مع پانچ سات ہزار پیادے ہرکارے اور
چپراسی اور نفر باز اور ترہی اور نرسنگھا بجانے والے اور بیلدار اور بڑی بھیڑ بھاڑ سے اُس لونڈی کو ہمراہ لیکر جوانمرد
قصاب کے مکان پر گیا اور جوانمرد قصاب کے زنانے مکان مین گھس کے بعد خانہ تلاشی کے اُس
لونڈی سے پوچھا کہ نیک بخت وہ جگہ بتلا دے جہان جوانمرد قصاب نے میری مان کو ذبح کر کے دفن کر دیا
ہی اُس لونڈی نے کہا کہ یہان مدفون ہی ارزق شب گرد حرامی نے بیلدارون سے وہان کی زمین کھدوائی تو
دیکھا کہ کوئی عورت تو نہین ہی ہان ایک بھینسا ذبح کیا ہوا وہان گڑا ہی وہ امین اور ارزق شب گرد حرامی اور
تمام پیادے اور نفر باز وغیرہ جو لوگ تھے سب کے سب کیسے ذلیل اور خفیف ہو کر محو حیرت سکتے کی صورت تھے
اور لعن طعن برملا ارزق شب گرد حرامی پر کرتے تھے مگر ارزق شب گرد حرامی کو یقین کلی تھا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان لا شک ولاریب جوانمرد قصاب کے گھر مین ہی اور اگر اسنے اپنے گھر مین نہین رکھا ہی تو کہین اور کسی
آشنا دوست یگانے خویش واقارب کے گھر مین لیجا کے چھپایا ہی چار و ناچار وہان سے پھرا وقت مراجعت اثناے
راہ مین وہ دونون بیٹے جوانمرد قصاب کے مکتب مین اپنے معلم کے پاس جو پڑھنے جاتے تھے وہان سے
رخصت لیکے روٹی کھانے کو اپنے گھر کو آتے تھے پیادون نے جو دیکھا تو پہچانا کہ جوانمرد قصاب کے
یہ دونون بیٹے ہین بحکم دفعتاً اُن دونون بیچارے معصوم بچون کو پکڑ لیا اور بہ زلفین دونون کی زور
سے پکڑ کے اور طمانچے مارتے ہوئے کشان کشان ارزق شب گرد حرامی کے پاس لائے

اور وہ دونون بچے تلملا تلملا کے روتے تھے اور اپنے ننھے ننھے دونون ہاتھ باندھ کے کہتے تھے کہ ہم تو مولوی صاحب
کے پاس پڑھنے کو گئے تھے ہمنے تمھاری کیا تقصیر کی ہی تم اب ہمین نہ مارو ہمارے بابا جان کے پاس ہمکو پہونچا دو
ہم تو کھانا کھانے کو جاتے تھے ہمنے کوئی شوخی کوئی قصور کسی کا نہین کیا اگر وہ سنگدل کفار پیادے نابکار
مطلق ترس اور رحم اُنپر نہین کرتے تھے ازرق نے اُن دونون کو دیکھکر کہا کہ انکو میرے ساتھ لیے ہوے
قہرمان عجمی کی بارگاہ مین لیچلو غرض یہ کہ ازرق حرامی اُن دونون لڑکون کو لیے ہوے قہرمان عجمی کی بارگا
مین آیا اور قہرمان عجمی سے عرض کیا کہ ای شہریار جوانمرد قصاب نے بدیع الزمان اور ملکۂ عالم کو اپنے مکان مین
نہین رکھا قہر سلطانی سے خائف و ترسان ہو کر شاید کہین اور کیجا کے بٹھلا رکھا ہی قربانت شوم یہ جوانمرد قصاب
بڑا سرہنگ اور سرکش فولاد کا کلیجا سخت جان ہی یہ بدون تعذیر کسی طرح سے اقبال نہین کریگا اگر خانہ زاد کی
عرض مقبول ہو تو حضور ملاحظہ فرمائین کہ اسیوقت حضور کے سامنے یہ ابھی اپنے منھ سے قبول دیتا ہی اور بتلائے
دیتا ہی کہ مین نے فلان جا پر بدیع الزمان اور ملکۂ عالم کو چھپا کے بٹھلا دیا ہی قہرمان عجمی نے بخیال اسکے
کہ میری بیٹی گم ہو گئی ہی اگر اسکا تدارک نہین کرتا اور یہ کوتوال شہر کا ہی اگر اسکا کہنا نہین مانتا تو بہت بڑی رسوائی
اور ذلت کا سامنا ہی بقول شخصے گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل آخر یہ خیال کرکے چار و ناچار مجبور ہو کے حکم دیا
کہ تو مختار ہی جسطرح سے چاہے تحقیق کر بس اتنا قہرمان عجمی کا کہنا تھا کہ ازرق شب گرد حرامی نے
جھٹ پٹ جوانمرد قصاب کو اُسی بارگاہ مین قہرمان عجمی کے سامنے ایک ستون سے باندھکر کھڑا کر دیا اور
اور کوڑا پکڑ کے اسدرجہ کوڑے جوانمرد قصاب کو مارے کہ تمام جسم اُس مومن کا پاش پاش ہو گیا
اور چھینٹین خون کی ہر تازیانے کے ساتھ اُڑتی تھین اور تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو ہو جاتا تھا اور غش پر غش آتا تھا
اگر کیا امکان کہ کوئی کلمہ جوانمرد قصاب نے اپنے منھ سے نکالا ہو بجز صبر اور شکر کے اور یا یہ کہین
کہین بے ساختہ کہتا تھا کہ ای شہنشاہ عادل قہرمان عجمی اور ای ازرق شب گرد حرامی اگر آپ ایک
ایک بوٹی میرے بدن کی کاٹین اور زخمون پر نمک مرچ چھڑک دین اور جس عذاب سے چاہین مجھے قتل کرین
الا مین نہین جانتا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کہان ہین القصہ جب ازرق شب گرد
حرامی کا مارتے مارتے ہاتھ شل ہو گیا اور اسنے دیکھا کہ جوانمرد قصاب کسی صورت سے اقبال نہین
کرتا تب اس ولد الزنا نطفۂ شیطان ازرق شب گرد حرامی علیہ اللعن نے اُن دونون معصوم بچون کو جوانمرد
قصاب کے سامنے لا کے کہا کہ ای جوانمرد قصاب ابھی کچھ نہین گیا ہی اب بھی تو بتلا دے ورنہ دیکھ مین
تیرے ان دونون بیٹون کو کس عذاب الیم سے شکنجہ مین رکھ کے مارے ڈالتا ہون معاذ اللہ ادھر ان دونون
معصوم بچون کو جو دیکھا تو بھولی بھولی صورتین دونون کی زلفون مین کنگھی کی ہوئی خوشبودار تیل پڑا ہوا مگر
خاک مین ملی ہوئی اور ایک ایک بال مٹی مین لتھڑا ہوا اور زلفین کھچی ہوئین طمانچون سے دونون کے نازک
نازک گال لال لال اور ہونٹھ سوکھے پھٹ پھٹ گئے ہین منھ سے لہو بہتا ہی تمام جسم نازک پر چھڑیون
اور لکڑیون کی تمام ضربتین پڑی ہوئین زخمون سے خون جاری گلابی تہ کی شبنم کے کرتے پرزے پرزے
دھجیان دھجیان اڑے ہوے سینے ننگے پاؤن کیچڑ مین بھرے تلوون مین شیشے چینی کے ٹکڑے
چبھے ہوے روتے تلملاتے توبہ کرتے جو وہان آئے تو اپنے باپ جوانمرد قصاب کو دیکھکر
اپنا باپ اور حامی سمجھکر تلملا کے رو رو کے کہنے لگے کہ ای بابا جان ہم آپ کے سر اقدس کی قسم کھا کے کہتے ہین کہ ہمنے

کوئی قصور نہین کیا بیگناہ بے قصور ہمکو پکڑ لائے ہین ہم تو مولوی صاحب کے پاس سبق پڑھنے کو گئے تھے سو مکتب سے سبق پڑھکے روٹی کھانے کو جاتے تھے نہ کسی سے ہنسے کچھ کہا نہ گالی دی نہ کسی لڑکے سے ہم لڑے ہین بابا جان یہ ہمکو مارے ڈالتے ہین خدا کیواسطے بچا لو جوانمرد قصاب نے اپنے دونون لخت جان و جگر قرۃ العین نور البصر کو جو اس طرح تڑپتے اور روتے اور بیجرم و خطا اس عذاب الیم مین مبتلا ہوئے بلا دیکھا تو عنقریب تھا کہ ستون سے اپنا سر دے مارے لیکن خوب سا ضبط کرکے کہا کہ اے فرزند و راضی برضا رہو مین تمھاری قسمت کا شریک نہین اور ادھر ارزق شب گرد حرامی اور دو چار طمانچے زور زور سے انکو مارکے پہلے بڑے بیٹے کو جوانمرد قصاب کے بال کھینچتا شکنجے کے پاس لایا اور جوانمرد قصاب کو دکھلا کے کہا کہ او قصاب بچے اب بھی بتلا دے کہ بدیع الزمان کہان ہے ورنہ دیکھ کہ تیرے بیٹے کو مین شکنجے مین کھینچتا ہون جوانمرد نے اپنا کلیجا فولاد کا بنا کے جواب دیا کہ اے ارزق شب گرد حرامی اتنے کوڑے مجھے مارے مین کچھ پتھر کا یا فولاد کا جسم نہین رکھتا تھا جو مجھے ایذا اور درد نہوا ہوگا مگر یہ مقدمہ اولاد کا بہت نازک ہوتا ہے اپنی تمام عمر مین نے پھول کی چھڑی بھی نہین ماری سو تو نے یہ حال ان دونون کا کیا ہے اور شکنجہ مین کھینچتا ہے اور میرے لخت جگر بارہ جان تلملاتے اور بلکتے روتے ہین یہ صدمہ میری روح پر ہوگا یا نہوگا اگر بدیع الزمان کو مین نے اپنے گھر مین چھپا رکھا ہوتا یا میری دانست مین اور کہین ہوتا تو کیونکر نہ بتلا دیتا میرے گھر مین بدیع الزمان نہین ہے نہ مجھے معلوم کہ بدیع الزمان کون شخص ہے یون از راہ ظلم جو تیرے جی مین آئے وہ میرے ساتھ کرلے مگر انصاف شرط ہے اگر تقصیر وار اور گنہگار اور مجرم اور عاصی اور خطا وار تیرا ہون تو مین ہون جو تعذیر تجھے دینا منظور ہو یا قتل میرا کرنا تجھے فرض ہو تو مجھے تعذیر دے مجھے قتل کر ان بیچارون بیجرم و خطا معصوم مظلوم بچون نے تیرا کیا نقصان اور تقصیر کی ہے انکے حال پر رحم کر ترس کھا اپنے خدا کو ان واسطے اپنے دین و آئین کے ان دونون کے خون ناحق سے درگذر ارزق حرامی علیہ اللعن نے کچھ مطلق داد فریاد جوانمرد قصاب کی نسنی اور بڑے بیٹے کو جوانمرد کے شکنجے کے برابر بٹھلا کے چاہا کہ شکنجے مین رکھے ایک مرتبہ چھوٹا بھائی اسکا تڑپ تڑپ کے پچھاڑین کھا کھا کے تلملا تلملا کے اپنے ننھے ننھے دونون ہاتھ باندھ کے رو روکے واسطے لقا اور کنجاب کے دلا دلا کے کہتا تھا کہ کوتوال صاحب صدقہ اپنا کرکے میرے بھائی کو نہ مارو چھوڑ دو اسکے بدلے بلا سے مجھی کو شکنجے مین لیجا کے کھینچو اور مار ڈالو کبھی جوانمرد کی طرف بسور بسور کے رو روکے پکار پکار کے کہتا تھا کہ ابا جان جلد دوڑو دیکھو میرے بڑے بھائی کو یہ سب سپاہی ملکے بیگناہ مارے ڈالتے ہین کبھی پیٹتے پیٹتے روتے روتے غش کھا کے گر پڑتا تھا اور سنبھل کے حالت بیکسی اور یاس مین کہتا تھا کہ ہائے ہائے میری امان جان آج اگر جیتی ہوتین تو ہم دونون پر یہ ظلم ہونے پاتا وہ ہمکو آکے بچا لیتین کبھی بدحواس ہوکے اس فاحشہ علیہ اللعن لونڈی کا نام لیکے پکارتا کہ ہائے انا تو بھی کہین چلی گئی ارے دوڑ میرے بھائی کو سب بے قصور مارتے ہین اور شکنجے مین کھینچنے کو لیے جاتے ہین ادھر بڑا بھائی اسکا ہر چند ہاتھ پاؤن اپنے دے دے مارتا تھا داد بیداد فریاد کرتا تھا تو بہ توبہ پکارتا تھا اور رو روکے کہتا تھا اب تقصیر ہوئی ارے مجھے نہ مارو میری زلفون کے بال نہ کھینچو ابا جان دہائی ہے یہ سب ملکے مجھے مارے ڈالتے ہین کبھی ناامید ہوکے آسمان کی طرف دیکھتا اور چیخین مار مارکے روتا یہ کہتا ہوا کہ ہائے میری امان جان بھی اسوقت نہین ہین جو مجھے بچا لیتین اب مین کس سے کہون مگر توبہ استغفار اُس ولد الزنا ارزق حرامی علیہ اللعن والعذاب نے مطلق کچھ اُسکی داد فریاد بیکسی سے ملتجی ہونے کا خیال نہ کیا اور جھٹ پٹ لاکے اُسے شکنجے مین دبا دیا

اور ذرا اُسکی گھونٹی کو رکھ کے جو پیچ دیا تو ہڈیاں پسلیاں اُس بیکس بے بس معصوم مظلوم کی ٹوٹ کے چور چور ہو گئین اور دونون
اُسکی آنکھین نکل پڑین طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر کے سیاح گلزار جنان ہو گیا لاش اُس بچے معصوم کی پھڑک پھڑک کر
رہ گئی ازرق شب گرد حرامی نے لاش اُس لڑکے کی شکنجہ مین سے نکال کے علیحدہ ڈال دی اور دوسرے بیٹے کو
جوانمرد کے زلفین پکڑ کے کھینچا اور آواز بلند سے کہنے لگا کہ اے جوانمرد اب بھی بتلا دے کہ بدیع الزمان کو تونے کہان
چھپا کے چھپایا ہے ورنہ دیکھ لے کہ مین اس تیرے دوسرے بیٹے کو بھی مارے ڈالتا ہون جوانمرد بیٹے کی صورت
محو حیرت نقش بر دیوار خود فراموش خاموش کھڑا دریا دریا اشک چشم خونفشان سے بہا کے اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے
جوانمرد کل نفس ذائقة الموت سمجھ رہ و رسم دنیا تحیر سے خدا ہے + فنا مین بقا ہے بقا مین فنا ہے + یہ جاہ و حشم عارضی ہے جہان مین
مندی آنکھ تب پھر خدا ہی خدا ہے + حق یہ ہے کہ انجام کار آخر ایک دن اللہ باقی و من کل فانی مرنا برحق ہے پھر اس چند روزہ حیات
مستعار اور زندگی ناپائدار کی توقع پر مین جو اپنے ایمان اور وضع مین فرق لاؤن تو کیا ضرور مصرع صد خندۂ مرگ
برچنین زیست + لاکھ میری جانین اور کروڑ ایسے ایسے فرزند لخت جگر و پارہ ہائے دل نام پر شاہزادۂ بدیع الزمان
عالیشان نامدار کے صدقے اور قربان ہو جائین تب بھی زبان مین میری افعی کاٹے اور منہ میرا اُڑ جائے اور کیڑے
پڑین جو میری زبان سے افشائے راز ہو جائے حاشا یہ مجھسے کبھی نہوگا کہ مین اپنی اولاد کے بچا لینے کی امید مین
اندھا ہوگا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان میرے گھر مین مخفی ہین اگر حیات اسکی ہے تو کروڑ طرح ازرق چاہیگا کبھی نہین مار سکتا اور جو
بڑے بھائی کی طرح اسکا بھی وعدہ پورا ہو چکا ہے تو میرے گوہ کھانے اور ایمان کھونے اور کمینہ پنے سے سوائے روسیاہی
کے اور کچھ فائدہ نہین کس لیے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان تو اولاد صاحبقران گل گلزار ابراہیمی بڑا صاحب اقبال ہے
شعر عرصۂ اقبال مین ممکن نہین دشمن سے رنج + مشتعل ہے آگ جبتک آب ہے اسکی غذا + لاکھ برسے اس کو جاہے بحر
مین آسمے اس رستم صولت شاہزادۂ والا مرتبت نے بجان واحد کیسے کیسے کارنمایان کیے اور کیسے کیسے کوہ بلا و آفات
اسکے سامنے آئے اور کروڑون کفار یعنے اعداے بے دین از راہ شقاوت عداوت قلبی اُس سے رکھتے ہین اور
چاہتے ہین کہ حتی المقدور اپنے اسکو زندہ و سالم نہ چھوڑین مگر تائید رب اور عنایات ایزدی سے ہمیشہ وہ ہر آفت سے محفوظ رہا
اگر مین نے اپنا دونون جہان مین کالا منہ کر کے کلمۂ افشاے راز کا اُسکے اپنی زبان سے نکالا اور افضال لایزال جناب باری
سے کہ ذات اس خالق جز و کل خدائے عز و جل کی ہر شے پر قادر اور قدیر سمیع و بصیر ہے پھر شاہزادۂ عالم شر سے ازرق
حرامی اور قہرمان کی محفوظ رہا تو پھر اُسوقت مین نہ دنیا کا رہا نہ دین کا اس سے بہتر یہی ہے کہ راضی برضا اور
آمادہ قضا ہو کے وقت آخر بھی یاد الٰہی مین مشغول رہون اور اب تو مصرع اجل زندگی زندگی ہے اجل ہے میرے واسطے
مرجانا ہی بہتر ہے کہ متحمل ایسے سانحون کا مین ہو نہین سکتا بس جوانمرد قصاب نے اس طرح سے اپنے دل کو سخت کر کے
جواب دیا کہ او علیہ اللعن ازرق حرامی اگر بدیع الزمان کے حال سے مجھے وقفیت اور آگاہی ہوتی تو مین تیرے
ہاتھ سے اس درجہ بے عزت نہوتا ایک بیٹے کو اپنے سامنے قتل ہونے دیتا فوراً بتا دیتا کہ بدیع الزمان فلان جا پر
ہے پھر اب بار بار تو مجھسے کیا پوچھتا ہے جس طرح سے او ظالم الظلم تو نے اُس معصوم بچے کو بے گناہ اور بے قصور
اُس شکنجہ مین رکھ کے مار ڈالا ہے اسکے حق مین بھی جو تجھسے ہوسکے کوتاہی نہ کر بس اس سے زیادہ تو ظلم مجھپر کیا کریگا
فردائے قیامت مین میرے فرزندون کے خون ناحق کی باز پرس اور مواخذہ داور محشر اور عادل اکبر کے
سامنے ہو رہیگا مین عاجز اور مجبور ہون اور سواے صبر و شکر کے اور کچھ نہین کہ سکتا ازرق حرامی علیہ اللعن
نے گفتگو پر جوانمرد قصاب کی نہ خیال کیا اور نہ مطلق اُس دوسرے معصوم بچے کی داد بیداد فریاد و تضرع و زاری

مثت والسحاح کو سنا بے ساختہ اُس ولدالزنا نے دوسرے بیٹے کو بھی جوانمرد کے شکنجہ مین رکھکے بدرجۂ شہادت
پہونچایا اُسوقت لاشہ بیٹے کا دیکھکر آنسو تو البتہ جوش پدری سے آنکھون سے جوانمرد قصاب کی بہتے ہوے
دامن پر چلے آتے تھے اور دل مسلتا تھا کلیجا ٹکڑے ہوا جاتا تھا مگر کیا امکان کہ زبان پر نام شاہزادۂ بدیع الزمان
کا لاے اور ہر مرتبہ یہی اپنے جی مین کہتا تھا کہ الحمد للہ زہے مفاخرت کونین میری کہ یہ میرے دونون فرزند نام
پر شاہزادۂ بدیع الزمان کے تصدق اور نثار ہو گئے القصہ طول تا چند دیجیے جب ارزق شب گرد حرامی
نے دونون فرزندون کو اُس مومن کے یعنے جوانمرد قصاب کے شکنجہ مین رکھ کے مار ڈالا اور کچھ پتا اور
سراغ شاہزادۂ بدیع الزمان کا نہ معلوم ہوا اور جوانمرد قصاب نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے گھر مین رکھنے
کا مطلق اقرار اور اقبال نہ کیا اُسوقت قاہر بن قہرمان عجمی نے نہایت درہم برہم ہو کر ارزق حرامی کو گالیان دین
اور حکم دیا کہ اس بدذات ارزق حرامی کو روسیاہ کر کے تشہیر کرونگا جوانمرد قصاب نے عرض کی کہ اے قہرمان
عجمی ارزق حرامی نے بغض للہ بے جرم و گناہ افترا اور تہمت کر کے میرے دونون بیٹون کو مار ڈالا ہے اگر شہنشاہ
عالم غلام کو بعہدۂ کوتوالی اس شہر کے نامزد کرین اور خلعت سرفرازی کا مجھے سرکار سے عطا ہو کہ تمام شہر مین میرا حکم
جاری ہو جاے تو غلام ابھی بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک کو مع اُسکی خواصون کے تلاش کر کے حاضر کردے
اور اگر بدیع الزمان زمین مین جا کے چھپ رہا ہو گا تو غلام اُسے ڈھونڈھ لائیگا قہرمان عجمی نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ
حسب الحکم قہرمان عجمی کے جوانمرد قصاب کی مشکین کھلوا دین اور داروغۂ خلعت خانہ نے خلعت لا کے حاضر کیا
قہرمان عجمی نے جوانمرد کو مخلع بخلعت کر کے حکم دیا کہ اب تو جا کے جہان سراغ بدیع الزمان کا تجھے ملے مجھسے اطلاع
کر جوانمرد قصاب قہرمان عجمی سے رخصت ہو کے اپنے گھر کو چلنے لگا اس عرصہ مین سامنے سے وہ لونڈی اطلاقی جوانمرد
کو مخلع بخلعت دیکھ کے چاہتی تھی کہ خوف جان سے بھاگے جوانمرد نے اُسے اپنے پاس علیحدہ بلا کے کہا کہ او کمبخت
تو نے یہ کیا بیوقوفی کی ایسی نمک حرامی کوئی بھی اپنے مالک سے کرتا ہے مجھے تو خود منظور تھا کہ مین تجھے اپنے عقد مین
لاؤن مگر منتظر وقت کا تھا خیر جو تقدیر مین لکھا تھا وہ ظہور مین آیا اسمین تیری کیا خطا ہے اب تو ایک کام کر کہ مین تجھے قہرمان عجمی
کے پاس پھر لیے چلتا ہون تو یہ کہدینا کہ مجھے ارزق حرامی اغوا کر کے سمجھا آیا تھا کہ میری عزت اور جان قہرمان
عجمی بادشاہ بدیع الزمان کے نہ ملنے سے نہین چھوڑتا ہے کہان سراغ بدیع الزمان کا لگاؤن تو جوانمرد کے گھر کی کدکم
چھوکری ہے تو اتنی بات بادشاہ کے سامنے جا کے اگر کہدے کہ جوانمرد کے گھر مین بدیع الزمان اور ملکۂ عالم
ہین تو ایک حیلہ معقول میرے ہاتھ آجائیگا اور مجھے دو چار روز کی مہلت ملجائیگی پھر جہان کہین سراغ اور پتا
بدیع الزمان کا مجھے ملجائیگا تو مین سمجھ لونگا اور تجکو اپنی بی بی بنا کے گھر بار کا مالک و مختار کردونگا اس فریب مین
آ کے مین نے اپنے مالک جوانمرد قصاب پر تہمت لی تھی لونڈی نے اپنے جی مین یہ سمجھ کے کہ اب جوانمرد
قصاب اس شہر کا کوتوال ہو گیا اور بادشاہ نے خلعت سرفرازی کا دیا ارزق حرامی نالائق بڑا بدنصیب
اور خداوند لقا کے قہر مین گرفتار ہے جو صریحاً ارزق کی مان کو مین نے اپنی آنکھون سے ذبح کرتے اور گاڑتے
دیکھا اور خداوند باختر نے اسکو بھینسا بنا دیا مین بھی جھوٹی ہوئی اور ارزق حرامی بھی جھوٹھا ہوا بھلا اب مین
اگر جوانمرد کا کہنا نہین مانتی تو یہ مجھے اپنی بی بی کبھی نہ بنائیگا بلکہ اس جرم کے بدلے مجھے مروا ڈالیگا یا قید خانہ
مین ڈلوا دیگا پڑی پڑی سڑونگی میرا پوچھنے والا کون ہے اس سے یہی بہتر ہے جو بادشاہ کے سامنے کہدون کہ
مین نے اپنے مالک پر تہمت لی تھی بدیع الزمان اسکے گھر مین نہین ہے غرض وہ لونڈی پھر جوانمرد قصاب کے

ہمراہ قہرمان عجمی بادشاہ شہر کی بارگاہ مین گئی اور اسنے اظہار کیا کہ ای شہریار مین نے ارزق شب گرد حرامی
کوتوال کے ورغلانے سے اپنے مالک جوانمرد قصاب پر محض جھوٹھ تہمت لی تھی بڑی مجھسے خطا ہوئی لونڈی
امیدوار ہی کہ از راہ عنایات خاقانی یہ قصور لونڈی کا معاف ہو جاے اور میرے مالک جوانمرد قصاب
سے لونڈی کے حق مین پرورش ہو کہ یہ بھی لونڈی کا قصور معاف فرماے قہرمان عجمی نے یہ حال زبانی اُس
لونڈی کی سنکے ارزق شب گرد حرامی کوتوال کو خوب سی گالیان اور ذلت دے کے جوانمرد قصاب
کے حوالے کیا اور اس لونڈی کو بھی جوانمرد کے سپرد کیا بارے جوانمرد قصاب نے اپنے گھر لاکے
لونڈی کو جان سے مار ڈالا اور اپنے دونون بیٹون کی لاش کو دفن کر کے اُس تہ خانے کو کھولا اور شاہزادہ
بدیع الزمان والا مرتبت کو فتیلۂ رفع بیہوشی دلواکے ہوش مین لایا اور عرض کی ای شہریار آج بہت آرام کیا
اب حضور تہ خانے سے برآمد ہو کے کچھ خاصہ تناول فرمائین شاہزادۂ عالم مع ملکہ یاقوت ملک اور تمام ملکہ کی
خواصون کے تہ خانہ سے باہر نکلے چھوکریون نے جوانمرد کی دسترخوان بچھا کے خاصہ چنا اور مرجان تیز رفتار
ایک سمت کھڑا رومال ہلا رہا تھا شاہزادۂ عالم اور ملکہ یاقوت ملک اور سب خواصین دسترخوان پر بیٹھ کے خاصہ
کھانے کی فکر مین تھین کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان نے جوانمرد سے پوچھا آج ہم تمہارے دونون بیٹون کو
نہین دیکھتے وہ کہان ہین بلاؤ جوانمرد صدمۂ دل کو چھپاے آنکھون مین آنسو بھرے درد دل کو خوب ساضبط
کیے بناوٹ کی ہنسی ہنس کے بکشادہ پیشانی کہنے لگا کہ یا تو مکتب سے ابھی چھٹی پا کے نہ آئے ہونگے یا کہین کھیلتے
پھرتے ہونگے شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ مین نے کل سے انکو نہین دیکھا صاحب ذرا کسی کو بھیجو انکو بلالاے یہین
ایک انکی کھلائی کھڑی تھی وہ بیساختہ ڈاڑھین مار مار کے رونے لگی شاہزادۂ بدیع الزمان نے پوچھا خیر باشد
نیکبخت تو کیون روتی ہی اُسنے کہا شاہزادۂ عالم دونون صاحبزادے تو مارے گئے ارزق حرامی نے دونون
کو پکڑ کے شکنجے مین کھینچا شاہزادۂ عالیمقام نے یہ کلام اُس کھلائی کا سنکے ہاتھ اپنا کھانے سے کھینچ لیا اور جوانمرد
قصاب کی طرف دیکھا جوانمرد سے بھی ضبط نہو سکا اور بے ساختہ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے رومال
سے آنسو پونچھے سر جھکاے بیٹھا تھا شاہزادۂ والا مرتبت نے پھر کہا کہ ای جوانمرد عند اللہ اسوقت مجھے خفقان
کی وہ شدت ہی کہ عنقریب ہی اپنا گریبان چاک کر کے چیخین مارنے لگون تم حال تو کہو آخر کیا ہی اور یہ نیکبخت نے کیا
کہا تب ناچار ہو کے جوانمرد نے ساری سرگذشت بیان کی اور عرض کی کہ ای شہریار زہے افتخار اور سعادت غلام
کی کہ دونون خانہ زاد کیا اگر لاکھ ایسے ایسے بیٹے غلام کے حضور کے نام پر قربان ہوتے تب بھی غلام کے دل
مین ذرہ برابر رنج اور غم نہوتا شاہزادۂ بدیع الزمان نے نہایت تاسف کر کے فرمایا کہ ای جوانمرد تو نے
بہت برا کیا کہ مجھے بیہوش کر کے تہ خانے مین سلا دیا اور بیجرم و خطا اُن بیچارے معصوم اپنے بچون کو تو نے
قتل کروایا خیر اب مین اُن دونون بچون کے خون کا قصاص لونگا اور قہرمان عجمی کو جا کے مارونگا جوانمرد
قصاب یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام کا سنکے بہت پریشان ہوا اور حالت بیقراری و اضطراب مین با چشم پرآب دوڑ کر
شاہزادۂ عالیجناب کے قدمون پر گر پڑا اور بزاری عجز و انکسار عرض کرنے لگا کہ ای شہریار عند اللہ ایسی جسارت
نہ کیجیے گا قول شیخ سعدی شیرازی کا نہین حضور نے سنا شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید
انداختن ٭ اول تو یہ ملک بیگانہ از مغرب تا مشرق کفرستان بستی کفار تیرہ روزگار کی ہی دویم حضرت بجان واحد
یکہ و تنہا نہ یہان آپ کا دوست نہ آشنا غریب الدیار غریب الوطن ہین سوم یہ کہ ملکہ یاقوت ملک آپ کے دامن دولت

سے لپٹی ہوئی ہین اُس صاحب عصمت پاکدامن حجلہ نشین عفت کا اسوقت بیکسی اور بیمونسی ہین سوا اسے ذات وحدہ
لاشریک کے یا آپ کے کون ہی قہرمان عجمی اور قاہر بن قہرمان اور طاہر بن قہرمان اور زہیر بن قہرمان وغیرہ
بھائی اور باپ اور سب عزیز اور یگانے اور خویش و اقارب ملکہ ادنی و اعلی شاہ و گدا تمام کفار اور ساکن اس شہر کے
تشنۂ خون اور دشمن جان و آبرو ہوگئے ہین جسوقت کہ آپ اُسکو بدست و پاکرکے آمادۂ رزم و پیکار ہوے تو جنگ دوسر
دارد و اللہ اعلم بالصواب یہ فلک غدار اور زمانہ ناہنجار کیا بازی تازہ بروے کار لاسے تو اسوقت فرماسے ملکۂ عالم
کو سواسے جان کھونے کے اور کیا بن پڑیگا اور گستاخی معاف ہو یہ حضور فرمائین کہ وہ خون ناحق کس کی گردن
پر ہوگا لہذا غلام کی راسے ناقص مین تو یہ سب سے اولے تر ہی کہ حضور مع ملکہ یاقوت ملک اور اُنکی خواصون کے
اور مرجان تیز رفتار کو ہمراہ لیے سمت چار باغ ملک حرمان تشریف لیچلین غلام بھی ہمراہ رکاب ظفر انتساب
حاضر ہی اگر اثناے راہ مین کوئی تعاقب کریگا اور منہ چڑھیگا تو سمجھ لینگے مرجان تیز رفتار نے بھی کہا ای شہریار
عالم جوانمرد قصاب جو عرض کرتا ہی غلام کے نزدیک بھی راے احسن اور مصلحت وقت ہی کہ اب جس طرح
سے ہو آپ یہان سے نکل چلین شاہزادۂ عالیشان نے فرمایا کہ ای جوانمرد اور تو کسی بات کا مجھے خطرا اور
پس و پیش نہین ہان ایک فقط ملکہ یاقوت ملک کی تنہائی اور بیکسی اور بیمونسی کا صدمہ ہی لہذا اخیر
جو تمھاری سیکی صلاح ہی سب مجھے بھی منظور ہی لاؤ گھوڑے اور تیاری کرو جوانمرد قصاب نے ایک مرکب
شاہزادۂ والا مناقب کا اور ایک ملکہ یاقوت ملک کا اور چالیس گھوڑے خواصون کے اور ایک راہوار
اپنی سواری کا جھٹ پٹ تیار کرکے عرض کی بسم اللہ کہکے حضور سوار ہون الغرض پہر رات کے عمل مین وہ شہریار
عالیمقدار یعنے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار مع ملکہ اور تمام خواصون کے جوانمرد قصاب اور مرجان
تیز رفتار کو ہمراہ لیے سوار ہوا اور بسم اللہ کہکے جوانمرد کے گھر سے باہر نکلا جاتے جاتے جبکہ قریب
دروازۂ شہر عجم کے پہونچے تو وہان ایک پہلوان مریخ کوہستانی نامے محافظ اس نکاس کے دروازے
کا تھا اُسنے دور سے پوچھا کہ کون آتا ہی اور اسوقت دو پہر رات کو بغیر حکم قہرمان عجمی کے شہر سے باہر نکلنے
کا تمھین کسنے حکم پایا ہی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ گفتگو اُسکی سنکے ابھی کسی نے جواب نہین دیا تھا کہ جوانمرد قصاب
اپنا گھوڑا چمکاکے برابر اسکے پہونچا اور کہا کہ ای مریخ کوہستانی بدان و آگاہ باش کہ مین ہون جوانمرد قصاب ہمراہ
رکاب ظفر انتساب شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجناب کے اور ملکہ یاقوت ملک بیٹی قہرمان عجمی کی مع چالیس
خواصون کے اور مرجان تیز رفتار کو کا ملکہ گوہر ملک کا اگر تجھے جرأت اور حوصلہ کچھ ہو تو روک لے اور اگر تجھے طاقت
تعرض کرنے اور روکنے کی نہین ہی تو جاکے قہرمان عجمی سے کہدینا کہ جوانمرد قصاب شاہزادۂ عالیجناب کو لیکے شہر عجم
سے نکل گیا مریخ کوہستانی نے کہا باش ای جوانمرد ارے تو نے بڑا غضب کیا کہ بدیع الزمان خدا پرست دشمن لقا
خداے ہیجدہ ہزار ملک باختر اور برباد کنندہ و خراب کن جان و مال پیغمبر مرسل کو مع ملکہ یاقوت ملک قہرمان عجمی کی بیٹی کے جسکی
آج کتنے دنون سے تلاش اور سراغ رسانی مین ابرزق شب گرد حرامی مورد صد گونہ آفات اور مغضوب بارگاہ
قہرمان عجمی ہی شہر سے نکال کے لیچلا ہی بھلا مین تجھے زندہ اور سالم اپنے حق المقدور نکل جانے دونگا یہ کہکے قبضۂ
شمشیر پہ ہاتھ رکھکے برابر آپہونچا جوانمرد قصاب نے نجستی تمام دوڑکے اُسکے سر پر اسکی تیغہ مار اُس شل خیار تر دو پرکالے ہوکے
خاک و خون مین چوٹنے لگا اور جوانمرد نے دوڑکر دروازہ شہر کا کھول دیا شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار مع
ملکہ یاقوت ملک وغیرہ اور مرجان تیز رفتار سب کے سب باطمینان تمام دروازے کو طے کرکے جانب شہر سنجان مخاطب ہوے

یہان دس بارہ آدمی جو ہمراہ مریخ کوہستانی کے پھاٹک پر متعینہ تھے اُنمین کچھ تو سوتے تھے کچھ بیٹھے حقّے پی رہے
تھے یہ غل سنکے گھبرا گھبرا کے ہر دو دوڑے تو لاشہ خونچکان مریخ کوہستانی کا خون مین غلطان خاک پر پڑا دیکھا دیکھکر خوف
جان سے تعاقب کرنے اور سد راہ ہونے کا حوصلہ تو نہ کرسکے فقط لاش مریخ کوہستانی کی ایک چارپائی پر ڈالکے
کوئی گھڑی دو گھڑی رات پچھلی باقی رہی تھی لیکر سمت بارگاہ قہرمان عجمی روانہ ہوے جب وقت صبح کا ہوا اور قہرمان
عجمی اپنی بارگاہ مین تخت پر آکر بیٹھا تمام سرداران بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور اہالیان سلطنت اور ارکان
مملکت دربار مین حاضر ہوے ناگاہ دروازۂ بارگاہ پر ایک غل ہوا اور ایک مردہے نے اندر بارگاہ کے جا کے عرض
کی کہ رات کو جوانمرد قصاب جسے کل خلعت کوتوالی کا مرحمت ہوا ہے وہ بدیع الزمان نادیدہ خدا کے پرستار
اور ملکہ یاقوت ملک اور ملکہ کی چالیس خواصون اور مرجان تیز رفتار نامے عیار کو اپنے ہمراہ لیے آدھی رات
کے عمل مین دروازۂ شہر عجم پر پہونچا اور چاہتا تھا کہ قفل دروازے کا کھول کے باہر جاے مریخ کوہستانی محافظ
نے وہان کے پوچھا اور رد کا اسپر جوانمرد قصاب نے مریخ کوہستانی کو بضرب شمشیر مار ڈالا اور سب کو ساتھ
لیے سمت سنجان روانہ ہوا ہے چند پیادے متعینہ اُس دروازے کے لاش مریخ کوہستانی کا چارپائی پر ڈال لیکے
در دولت پر لاے ہین قہرمان عجمی یہ سانحۂ ہوش ربا سنکے نہایت درہم برہم ہوا اور بحالت غیظ و غضب مین اسیوقت
اپنے دوسرے بیٹے طاہر نامے کو ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے تعاقب اور تلاش مین شاہزادۂ بدیع الزمان
کی روانہ کیا اور اسپر بھی از بسکہ اطمینان خاطر اُسکا نہوا تو آپ بھی مع اور دو اپنے بیٹون قہر اور رزم کے تین لاکھ
سوار ہمراہ لیکے سوار ہوا اور یلغار کرکے بسرعت تمام چلا وہان حال شاہزادۂ بدیع الزمان باقبال کا سنیے کہ یہ رستم
صولت دلاور مع ملکہ وغیرہ کو اپنے ساتھ لیے بعد طے مراحل و قطع منازل قریب پل دریاے عجم کے پہونچا اور وہان
اُس پل پر ایک جاے لطیف و پاکیزہ دیکھکر اُتر پڑا اور میوہ تر و خشک کی قسم سے جو کہ ہمراہ تھا اُسے نکال کے نوش فرمایا
اور منہ ہاتھ دھو کے چاہتا تھا کہ سوار ہو کر راہی منزل مقصود ہوا ناگاہ از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ
و خیرہ خیرہ سر گرد باسمان رسیدہ و پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے اُس گرد کو گردش دے
بارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دیکھا کہ طاہر بن قہرمان عجمی لاکھ سوار کا لشکر ہمراہ لیے گھوڑے سرپٹ ڈالے قریب
آپہونچا یہ دیکھکر شاہزادۂ والا گوہر نے اپنے جی مین کہا کہ پل عجم نہایت جاے تنگ اور بڑا مقام خراب ہے کس لیے کہ
تین طرف تو اُسکے دریاے ذخار اور ساحل ناپیدا کنار ہے اور ایک طرف خشکی کا راستہ ہے یہان اگر کرور سوار اور پیادے
کا لشکر لیکے چاہے کہ کوئی پل عجم پر جاے سواے خشکی کی راہ کے سو وہ خشکی کا راستہ بھی نہایت تنگ ہے تو ممکن
نہین ہے ہان دو پیادے البتہ برابر جائین تو اسپر ہو کے چلے جائین بس یہی مقام خوب ہے اسی جا پر ٹھہر جاؤن یہ پیش
خود تجویز کرکے ملکہ یاقوت ملک کو مع تمام اُسکی خواصون کے اور جوانمرد قصاب اور مرجان تیز رفتار نامے
کو فرمایا کہ تم سب بجاے کے پل پر ٹھہرو اور دعا مانگو اور مجھے اب حوالے خداے کریم کے کرو یہ کہکے یکہ و تنہا و تیغ روزگار
ضیغم بیجاے وغا پل کے نیچے سد راہ ہوکے اپنے مرکب کو روک لیا اور آمادۂ رزم و پیکار ہوکے کھڑا ہو رہا جبکہ
طاہر بن قہرمان عجمی مع اپنے لاکھ سوار کے وہان پہونچا تو اُسنے شاہزادۂ عالیمقدار کو بجان واحد تن تنہا مسلح
و مکمل کھڑا دیکھکر اور لوگون سے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہی شخص بدیع الزمان ہے ملکہ یاقوت ملک
اور جوانمرد قصاب اور مرجان تیز رفتار اور چند ملکہ کی خواصون کو جو اسکے ساتھ آئین تھین انکو اسنے
پل پر بٹھلا دیا ہے اور یہ آپ اکیلا آپ سے مستعد بجنگ و جدال آکے کھڑا ہوا ہے طاہر بن قہرمان عجمی

رستمی اور دلیری شاہزادہ والا تبار کی دیکھکر وجد مین آگیا اور بہت سی تحسین و آفرین شجاعت اور قوت کی اُسکی کرکے
اپنی فوج سے کہا کہ ہان یہ شخص جو کھڑا ہے اسکو چار طرف سے محاصرہ کرکے اسیر و دستگیر کر لو ایک متنفس کا مار لینا کچھ بڑی
بات نہین لازم یہی ہے کہ اسے زندہ گرفتار کر لو حسب الحکم طاہر بن قہرمان عجمی کے لاکھ سوار نے اپنے اپنے گھوڑے
دوڑائے اور چار طرف سے شاہزادۂ عالم کو محاصرہ کرکے چاہتے تھے کہ اس شیر بیشۂ شجاعت کو زندہ پکڑ لین مگر
توبہ استغفار شاہزادۂ عالیمقدار نے پرش افواج کفار جو دیکھی تو قبضۂ تیغہ طہمورث دیو بند پر ہاتھ ڈالے لگے
ایکبارہ فوج کفار پر جا پڑا اور آمادۂ کفار کشی اور مصروف رزم و پیکار ہوا اور لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر گرد کے
پر مردہ گرا کے کشتون کے پشتے لگا دیے تھے اور جس طرف وہ شیر بیشۂ شجاعت رخ کرتا تھا کفار مثل گلۂ بز و میش
سامنے سے ترسان ہو کر بھاگتے پھرتے تھے غرض یہ کہ شاہزادۂ رستم صولت شمشیر زنی کرتا صفون کو درہم برہم کرتا
قریب طاہر بن قہرمان عجمی کے پہونچ گیا تھا اور چاہتا تھا کہ طاہر بن قہرمان عجمی کو پکڑ لے یکایک سامنے سے
قہرمان عجمی بادشاہ عجم کا اور زہر بن قہرمان اور قہر بن قہرمان تین لاکھ سوار کا لشکر لیے نمودار ہوئے اور
احوال معرکۂ جنگ و جدال و رزم و پیکار طاہر اور شاہزادۂ عالم کا سنکے اور تمام فوج کو طاہر کی سراسیمہ اور مضطرب
دیکھکے چار طرف سے برچھے پکڑے تلوار بین کھینچے ہجوم اور دھوم کرکے اُس اسنجع روزگار بدیع الزمان نامدار
پر گرے اور شاہزادۂ والا قدر عالیمنزلت بدیع الزمان نامدار کا یہ عالم تھا کہ دو شبانہ روز اس درجہ شمشیر زنی کی کہ
کتنی ہزار کافرون کو تیغ بیدریغ کرکے واصل جہنم کیا اور سر سے پانون تک تمام جسم اطہر اُس والا گوہر کا افراط
زخمہائے کاری سے مثل تختۂ لالۂ ارغوان کے نظر آتا تھا اور ہر لب زخم سے آواز مرحبا مرحبا کی پیدا تھی دوست
دشمن اپنے بیگانے کہ دمسہ وضیع شریف رستم دلی اور کفار کشی اُس دلاور کی دیکھکر کہتے تھے شعر آفرین باد آنچنان
پدر رے + کہ ازو ماند این چنین پسرے + انتہا مدحت اور تحسین اور آفرین کی یہ کہ شعر ترک خنجر دار گردون مردم
از چرخ بر بین + رزم آدمی دید ملکفت آفرین صد آفرین + آخر تیسرا دن تھا کہ اب شمشیر زنی کرتے کرتے ہاتھ اُس
والا صفات کا شل ہو گیا تھا اور لشکر کفار مثل مور و ملخ چار طرف سے امنڈا ہی چلا آتا تھا کوئی کوچہ حفظ و امان سوائے
کوچۂ زخم کے نمایان نہ تھا اور کوئی گوشۂ عافیت بجز گوشۂ کمان نظر نہین آتا تھا اُسوقت شاہزادۂ با اقبال کو یہ خیال
ہوا کہ مرنا برحق ہے آج بجز مر جانے کے کوئی صورت یہان سے نکلنے اور بچنے کی نظر نہین آتی اب مجھے لازم ہے کہ راضی
برضائے ایزدی ہو کے جہانتک ہوسکے راہ جہاد سے قدم کو پیچھے نہ ہٹنے دون اور خلعت شہادت پہن لون مگر
افسوس صد افسوس کہ یہ صدمہ دم واپسین میرے جی مین رہا جاتا ہے وقت مرگ میرا قریب ہے اور مین اسوقت تک
زیارت اقدام عالی اپنے والد بزرگوار امیر حمزۂ صاحبقران نامدار سے محروم رہا اور سرداران لشکر اسلام
کو بھی نہ دیکھا اور اب واللہ اعلم بالصواب کہ بعد میرے مرجانے کے اُس حجابہ نشین عفت معشوق عاشق نما دلربا دغا
بیکس و بےبس یعنے ملکہ گوہر ملک کے اوپر کیا گذریگی شعر دردلم بود کہ از دوست نباشم جدا + چہ کنم چارہ
ندارم کہ جدا کرد خدا + بس پھر اُسوقت یہ خیال جو شاہزادۂ بدیع الزمان کے دل کو آگیا تو فوراً بےاختیار رو
دیا اشکون کے چشمے چشم سے اپنی موج زن کرکے حضور قلب اور خلوص نیت سے دست بدعا ہوکے جناب باری
سے مستدعی ہوا کہ قطعہ خداوندا بگردانی بلا را + نگہدار از مصیبت جان ما را + بحق آن دو گیسوے محمد
زیون گردان زبردستان ما را + ابھی یہ تمام دعا لب تک نہین آنے پائی تھی کہ دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور تیر
دعا اُس شاہزادۂ والا صفات کا مقرون بہدف اجابت ہوا یعنے دیکھا زیر پل سامنے اس دریائے عجم مین

چند کشتیان نمایان ہوئین قہرمان عجمی نے سوار کو اشارہ کیا کہ جا کے خبر تو لاؤ یہ فوج کسکی ہی اور سردار کشتی سوار کون ہی کہان سے آیا کہان کو جاتا ہی چنانچہ حسب الحکم قہرمان عجمی کے وہ سوار لب دریا گیا اور اسنے پکار کے پوچھا کہ او ناخدا یہ لشکر کسکا ہی کہان سے آتا ہی اسطرف یہ جو لوگ کشتی پر سوار تھے اُنھون نے پوچھا کہ صاحب ہمارا تو حال سنیے گا ہم کہتے ہین پہلے یہ تو فرمایئے کہ یہ معرکۂ جنگ کس سے واقع ہی اُس سوار نے کہا کہ ایک خدا پرست بدیع الزمان نامے حمزۂ صاحبقران کی اولاد مین سے دشمن خداوند لقا کا اور برہم زن خانمان پیغمبر مرسل کا ہمارے یہان قید ہو کے آیا تھا وہ قیدی ابباز ش رعایائے شہر زندانخانے سے نکل کے بھاگا تھا اُسکے ہمارے بادشاہ کے بیٹے نے یہان آکے محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی آ پہونچا ہی مگر ازبسکہ وہ قیدی خداپرست بڑا بہادر ہی یکہ و تنہا دو دن سے بے آب و دانہ اس طرح سے شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کسی کو یہ جرأت نہین پڑتی جو اُسے مارے لیکن اب نہین ایک دن مین دو دن مین مارا جائیگا یہ گفتگو اُس سوار کی سنکے اہل کشتی نے کہا کہ ہم لوگ جو کشتیون مین سوار ہین یہ سب فوج و سپاہ خداوند لقا کی ہین اور لنجاب جو پیغمبر مرسل خداوند کا ہی اُسکی مدد کو جاتے ہین چنانچہ اُس سوار نے جا کے جبکہ یہ حال قہرمان عجمی سے بیان کیا کہ یہ لشکر جو کشتیون مین سوار آتا ہی اسے خداوند لقا نے پیغمبر مرسل کی مدد کیواسطے بھیجا ہی قہرمان عجمی نے کہا کہ جلد اُن سب کو کشتیون پر سے اُتار کے لاؤ اور خبردار کسی طرح کی تکلیف کسی کو ہونے پاسے چنانچہ اُسی وقت بہت سے سردار فوج کفار کے آگے اور جھٹ پٹ جتنا لشکر اُن کشتیون پر سوار تھا سب کو اُتروا کے بڑی عزت و توقیر سے گھوڑون پر سوار کروایا اور اپنے ہمراہ لیچلے قصہ مختصر جسوقت اہل فوج اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہو کے گھوڑون کو گرم تازنے کیے برابر لشکر قہرمان عجمی کے پہونچے تو دست راست اور دست چپ سے ایک ایک نے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا کہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ نعرہ

ستم اشجع و ہزبر جم شکار
فلک جاہ و شیر دلیر نامدار
ز تیغم ہژبران جنگ آوران
شود چار سو الامان الامان

بعد اسکے اور نعرے ہونے لگے کہ منم گدرش خطائی و منم مردانگی اور دیلمی غلام جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار و منم دیوانہ بابا کوہی و زنگل و ملک خسرو غرض سب کے سب تیغ آبدار بر ہنہ کرکے میدان کارزار مین بر سر قتل عام اور آمادۂ کفار کشی ہوئے اور دیکھا کہ آن واحد مین تمام فوج و سپاہ قہرمان عجمی کی درہم برہم ہو گئی اور شاہزادہ بدیع الزمان نے جسوقت سے کہ نام شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ کا سنا اور سرداران لشکر اسلام کو دیکھا فرط سرور سے باغ باغ ہو گیا تھا ملکہ یاقوت ملک کا یہ حال تھا کہ شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ اپنے مطلوب و مرغوب کا نام سنکے اور پل پر سے ایک نگاہ دور سے دیکھکر کثرت شادی اور خرمی سے شادی مرگ ہو جاتی تو کچھ تعجب نہ تھا الغرض حالت وجد مین کہتی تھی اشعار کہان گل کہان مرتبہ خار کا + کہان مین کہان سامنا یار کا + مرے بخت برگشتہ سے ہی بعید کہ دیکھون مین آنکھون سے یہ روز عید + اور کئی مرتبہ اسی خوشی مین خود غلطان اور خود رفتہ ہو کے بیہوش ہو گئی اور پھر جب ہوش آیا تو اسی فرحت تازہ اور مسرت بے اندازہ مین دعاے فتح و نصرت اور استدعاے ازدیاد جاہ و حشمت شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ اور شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت جناب احدیت مین کرتی تھی اس عرصہ مین شاہزادۂ بدیع الزمان باشمشیر خونچکان برابر طاہر بن قہرمان عجمی کے پہونچا اور طاہر بن قہرمان نے شاہزادۂ عالم کو دیکھکر کہا کہ باش ای خداپرست مصرعہ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند + وہ دن گذر گئے کہ تو نے لشکر لنجاب پر ستائیس شبخون مارے اور صاف بچکر نکل گیا آج میرے سامنے سے زندہ و سالم

اگر نکلکر جائیگا تو مین جانونگا خبردار یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کر دیا تھا یہ کہکے حملہ کیا شاہزادۂ عالیمقدار نے تلوار کی باڑھ کو بچا بند دست اُسکا پکڑ لیا اور ذرا جو کلائی کو گھما دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے علاحدہ گر پڑی اور داہنا ہاتھ اُسکے کمربند مین ڈال کے زور کیا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر طاہر بن قہرمان کو پہلے زور مین خانۂ زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت بروے خاک گرا اور پھر جست کرکے چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور گیرش خطائی کے حوالہ کیا ایکبار اسطرف سے زہیر بن قہرمان برابر شاہزادۂ عالم کے آپہونچا کہ داہنی طرف سے شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ اپنے مرکب کو تازیانہ کرکے برابر آپہونچا اور پکارا کہ مردود کہان جاتا ہے مرد کی حریف تو سید یہ زہیر بن قہرمان نے شاہزادۂ شیرویہ کو دیکھکر ایک وار تلوار کا برسر شاہزادۂ نامدار کیا شاہزادۂ شیرویہ نامدار نے اُسکے وار کو سپر پر کانٹھ کے بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ سپر کو کاٹ کر زیر تنگ جا نکلا اور لاش زہیر کی مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گر کے خاک وخون مین پھڑکنے لگی جب قہرمان عجمی زہیر اپنے بیٹے کی لاش کو خون مین غلطان دیکھکر جوش خون پدری سے حالت غیظ وغضب مین یہ کہتا ہوا بڑھا کہ ای پسر حمزہ ابتو میرے فرزند دلبند جگر پیوند کو مار کر میرے سامنے سے جیتا کہان جاسکتا ہے یہ کہکے قریب پہونچا اور ایک تلوار خونخوار برسر شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ ماری شاہزادۂ نامور نے اُسکی ضرب کو بھی بچستی تمام رد کرکے تیغہ مارا کہ ایک زخم دامندار قہرمان عجمی کے سر پر پڑا اور چادر خون کی پھیلکر منھ پر آئی اور تمام فوج وسپاہ قہرمان عجمی کی یہ حال اپنے بادشاہ کا دیکھ بھاگ کھڑی ہوئی اور قہرمان عجمی شکست فاش کھاکے ایک سمت کو نکل گیا یہان لشکر مین شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ کے شادیانے فتح کے بجنے لگے شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ جاکے شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے گلے سے لپٹ گیا دونون باہم گلے سے ملکے شادان وفرحان اپنا اپنا حال کہنے لگے شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ نے کہا کہ ای بھائی مین تمھاری فرقت درد دوری سے از بسکہ نہایت بیتاب اور بیخور وخواب تھا جبکہ سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران نے تیاری اسطرف کی روانگی کی کی اور اسباب ہر ایک شاہ شہریار بارگاہ نشین کا کشتیون پر بار ہونے لگا مین نے قبل سوار ہونے سلطان صاحبقران کے رخصت مانگی اور باواجان سے اجازت لیکے اسطرف کو روانہ ہوا جسوقت یہان پہونچا تو مین سنا کہ شاہزادہ نامدار بدیع الزمان پر لکھو کھا کفار محاصرہ کیے ہین حسب اتفاق لب دریا جو کفار کھڑے تھے انھون نے بھی پوچھا کہ یہ کشتیان کہان سے آئی ہین اور یہ لشکر کسکا ہے مینے بخیال اسکے کہ اگر مین اپنا نام ظاہر کرونگا تو یہ لکھو کھا کفار مجھے کشتی پر سے اُترنے نہ دینگے اظہار کیا کہ یہ لشکر خداوند لقا کا ہے پیغمبر مرسل کی مدد کیواسطے جاتا ہے اس فریب مین کشتی پر سے اُترا اور مع تمام اپنی فوج وسپاہ کے عرصۂ رزمگاہ مین آکے شریک حال آپ کا ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان نے بہت سا خوش ہوکے بیان کیا کہ ای بھائی مین تمھاری مطلوبہ یعنے ملکہ یاقوت ملک کو بھی شہر عجم سے اپنے ہمراہ لایا ہون سامنے اُس پل پر سب بیٹھے ہین شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ نہایت خوشی سے بارگاہ استادہ کروائی ملکہ یاقوت ملک کو لایا اور دونون عاشق ومعشوق نے باہم ملکے اپنی اپنی داستان درد واشتیاق اور سوز وفراق کی بیان کی پھر ساغر جام صہبائے عیش ونشاط ہوئے بعد اسکے شاہزادۂ والاقدر بدیع الزمان نامور مع شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ اور ملکہ یاقوت ملک اور جوانمرد قصاب وغیرہ اپنے احباب واصحاب کے سمت چار باغ روانہ ہوا اور طاہر بن قہرمان عجمی بصدق دل کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگیا اور تمام لشکر کو اپنے مشرف باسلام کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب شاہزادۂ ایلجناب چلا بعد طی منازل وقطع مراحل چوتھی منزل مین دور سے ایک پہاڑ پر تیرگی اور سیاہی نمودار ہوئی شاہزادۂ عالیمقام نے طاہر بن قہرمان عجمی سے پوچھا کہ ای طاہر بن قہرمان عجمی ذرا بغور دیکھنا یہ سامنے سیاہی کیسی نظر آتی ہے طاہر بن قہرمان نے عرض کیا کہ ای شہریار یہان اس پہاڑ پر قدیم الایام سے ایک نہایت مستحکم قلعہ ہے سرحد ملک عجم مین تمام اسکا فلک شمر سا مشہور اور معروف ہے

ہے خزینہ اور دفینہ زر و جواہر کا جو کچھ ہے اور سب مال قہرمان عجمی کی ہے وہ اسی قلعہ مین مملوک کوتوال قلعہ دار کی تحویل مین ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اگر ہم چاہین کہ اس قلعہ کو اپنے قبضہ تصرف مین لائین تو کیونکر قلعہ تک پہونچین طاہر بن قہرمان عجمی نے عرض کی کہ خانہ زاد کی راے ناقص مین ایک تدبیر ہے لیکن خلاف آداب کیا تاب و طاقت غلام کی جو عرض کرے اگر از راہ جان بخشی گستاخی معاف ہو عرض کرے آگے جو پسند خاطر اقدس اور مقرون مصلحت ہو شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ تم بیخوف و خطر جو کہ مناسب اور صلاح ہو بیان کرو طاہر بن قہرمان نے التماس کیا کہ شاہزادہ عالم غلام کے نزدیک تو یہ صلاح دولت اور مقتضاے فراست ہے کہ حضور کے جتنے سلاح ہین ان سب کو پوشاک کے نیچے چھپالین اور ایک بوسیدہ کہنہ شکستہ کمند سے غلام حضور کے دشمنون کو اسیر کرکے قلعہ کی جانب لیے چلتا ہے مملوک کوتوال وغیرہ کسی اہل قلعہ کو اور افسران فوج کو غلام کے مشرف باسلام ہونے اور حضور کی اطاعت قبول کرنے کا حال ابھی تک مطلق نہین معلوم ہے زیر قلعہ غلام جاکے مملوک کوتوال قلعہ دار سے اپنا نام لیکے کہلا بھیجیگا کہ شہنشاہ قہرمان عجمی میرے باپ نے خدا پرست بدیع الزمان دشمن خداوند لقا اور مغضوب بارگاہ پیغمبر مرسل کو بڑی کوشش اور سعی سے اسیر اور دستگیر کرکے میرے ہمراہ بھیجا ہے اور تمکو حکم دیا ہے کہ میرے بیٹے کے سامنے اس خدا پرست کو مطوق اور مسلسل کرکے بحفاظت تمام قلعہ مین قید رکھو جب حضور اور غلام دونون باتفاق باہم اندرون قلعہ پہونچ جائینگے پھر قلعہ دار مسابق الذکر کو جہنم واصل کرکے قلعہ کا چھین لینا کچھ بڑی بات نہین شاہزادہ والاقدر نے فرمایا بارک اللہ اے طاہر بن قہرمان عجمی تیری راے احسن ہے اور ہمکو بہت پسند آئی بسم اللہ یہ فرماکے اپنے سلاح سب پوشاک کے نیچے چھپا کے کمند بوسیدہ کہنہ شکستہ سے دونون ہاتھ اپنے باندھ لیے اور آگے آگے طاہر بن قہرمان عجمی اور پیچھے پیچھے آپ کمند کا سرا طاہر کے ہاتھ مین دے کے ملکہ یاقوت ملک اور شاہزادہ شیر وغیرہ وغیرہ اپنی فوج و سپاہ کو پشت پر رکھا اور آپ دونون صاحب چند قدم آگے بڑھے دور سے مملوک قلعہ دار کے لوگ جو مسلح و مکمل برجون پر بیٹھے رہتے تھے اُنھون نے چند سوارون کو آتے دیکھکے کہا خبردار تم ابھی آگے نہ بڑھنا پہلے اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اس طرف راستہ نہین ہے وہین سے پھر جاؤ طاہر بن قہرمان عجمی نے اپنے ہمراہ کے ایک سوار سے زبانی کہا کہ یہ پیغام میرا مملوک کوتوال سے جاکے کہدے حسب الحکم طاہر بن قہرمان عجمی کے وہ سوار بڑھا اور زیر قلعہ پہونچ کے ابلاغ حکم بطور پیام کے کیا لوگون نے جاکے مملوک کوتوال قلعہ دار کو اطلاع کی مملوک کوتوال قلعہ دار طاہر بن قہرمان عجمی کا نام اور قید بدیع الزمان کی سنکے سراسیمہ اور مضطرب برج پر قلعہ کے آیا اور دور ہی سے طاہر بن قہرمان اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکے پکارا کہ اے شاہزادہ عالم طاہر بن قہرمان عجمی حال یہ ہے کہ مین جیسے تابع اور فرمانبردار شہنشاہ قہرمان عجمی کا ہون ویسا آپ کا تابعدار ہون لیکن مجھے حکم یہ ہے کہ میرے بیٹون کو بھی اگر قلعہ مین آنا ہو تو سواے چند خواص و خدمتگار وغیرہ کے اندرون قلعہ آنے نہ دینا آپ کو شاہی اندر آنے کی نہین مگر ہان تو آپ اگر بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ اور اپنے سامنے لاکے مطوق و مسلسل کرین تو تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکے اندرون قلعہ تشریف لائین اور یا پھر بدیع الزمان کو ایک کسی سپاہی کے ہمراہ کرکے میرے پاس بھیجدیجیے مین حسب الحکم بہت حفاظت سے اسے مقید کرونگا طاہر بن قہرمان عجمی نے کہا کہ کیا قباحت ہے مین فقط دس بیس آدمیون سے اس خدا پرست کو لیکے آتا ہون یہ کہکے طاہر بن قہرمان عجمی شاہزادہ رستم صولت کو اسی صورت سے اسیر کیے مع چند خواص خدمتگار کے بالاے کوہ چڑھ گیا اور تمام فوج و سپاہ کو لکھا تم زیر کوہ ٹھیرے رہو مملوک کوتوال نے کھڑکی قلعہ کی کھلوا دی طاہر بن قہرمان عجمی مع شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ بیخوف و خطر باطمینان خاطر قلعہ کے اندر جاکے داخل ہوا مملوک قلعہ دار نے طاہر بن قہرمان عجمی کو لیجاکے صدر جاہ و حشمت پر چاہا کہ بٹھلاکے قدر دے اور حسد ادون کو طلب کرکے حکم دیا

شاہزادہ بدیع الزمان کو مطوق اور مسلسل کرین طاہر بن قہرمان عجمی نے شاہزادۂ عالم سے دست ادب باندھ کے عرض کی کہ بسم اللہ حضور صدر آرائے حشمت ہون اور بندرین قبول کرین مملوک قلعہ دار نے کہا ای شاہزادے یہ تونے کیا کہا اس عرصہ مین شاہزادہ بدیع الزمان نے نظلطنہ اللہ اکبر بگارے کھینچکر اُس کمند کو توڑا تیغہ طہمورث دیوبند کو پوشاک کے نیچے سے نکالا مملوک نے یہ حال دیکھکر کہا باش ای خدا پرست یہ کیا حرکت ہی اور یہ کہکے دوڑکر تلوار ماری شاہزادۂ عالم نے بند دست پکڑ کے زمین سے اٹھالیا اور چاہا کہ جستی اُسے پیوند زمین کرے مملوک پکارا شہریاراامان شاہزادۂ عالم نے کہا بشرط ایمان اُسنے کہا جو آپ کے دین کو قبول کرے وہ کیا کرے شاہزادہ والا تبار نے کلمہ شہادت ارشاد کیا مملوک کلمہ طیبہ پڑھ کے مسلمان ہوگیا اس عرصہ مین دس پانچ اور کفار جو تلوارین کھینچ کھینچ کر آپڑے اُنکو طاہر بن قہرمان عجمی نے مار تلوارون گرادیا اور باقی جتنے تھے سبھون نے مملوک قلعہ دار کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ الامان الامان پکارنا شروع کیا اور بصدق دل کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوگئے اُسوقت مملوک قلعہ دار نے کنجیان تمام خزینے اور دفینے کی بنظر اقدس شاہزادے بدیع الزمان نامور کے گذرانین اور شاہزادۂ عالم نے فرد حساب سب خزینہ اور دفینہ کی اُس قلعہ دار سے لکھوا کے حوالے مرجان عیار کے کی اور پھر اُسکو اُس قلعہ کا مالک و مختار کرکے فرمایا کہ جسوقت ہم تمکو طلب کرین مع خزانہ ہمارے پاس چلے آنا بالفعل بدستور سابق تم ہماری طرف سے یہان منتظم اور مہتمم رہو اور یہ فرما کے مع شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اور ملکہ یاقوت ملک اور طاہر بن قہرمان عجمی اور جوانمرد قصاب وغیرہ احباب اور مرجان تیز رفتار عیار سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش روانہ ہوا القصہ یہ خبر جب گنجاب کو پہونچی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو مرجان عیار نے بسازش ملکہ یاقوت ملک زندانخانے مین جاکے عیاری کی اور چھڑا لایا اور جوانمرد قصاب کے مکان مین شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ یاقوت ملک مع چند خواصون کے چندروزہ پوشیدہ اور مخفی رہ کر ملک عجم سے آتے تھے تعاقب مین طاہر بن قہرمان عجمی اور قہرمان عجمی مع چار پانچ لاکھ سوار اپنی فوج و سپاہ کے اہل عجم پر سدراہ ہوئے اور عنقریب تھا کہ بدیع الزمان ہارا جائے اس عرصہ مین شیرویہ بن حمزہ وغیرہ کچھ خدا پرست ملک بربر سے کشتیون پر سوار آتے تھے وہ بھی سب کشتیون پر سے اُتر اُتر کے شریک بدیع الزمان کے ہوگئے اور شاہزادہ بدیع الزمان نے طاہر کو پکڑ کے مسلمان کر ڈالا قہرمان عجمی نے زخمی ہوکے شکست فاش کھائی اور بدیع الزمان اور شیرویہ بن حمزہ وغیرہ سمت چار باغ جاتے تھے اثنائے راہ مین بذریعہ طاہر بن قہرمان عجمی کے کسی فریب سے قلعۂ فلک فرسا مین پہونچے اور مملوک قلعہ دار کو مسلمان کرکے قلعہ پھر اُسی کو سپرد کیا اور اب پھر چار باغ کی طرف روانہ ہوئے ہین گنجاب کا شدت رنج و تعب و غیظ و غضب سے یہ حال ہوا کہ اپنی داڑھی کے تمام بال نوچ ڈالے اور خوب سا دونون ہاتھون سے منھ اپنا پیٹ پیٹ کر بوٹیان اپنے جسم کی چبا چبا لیتا اور قاہر بن قہرمان عجمی سے کہنے لگا کہ تیری بہن ملکہ یاقوت ملک نے بدیع الزمان کو زندانخانۂ عجم سے نکلوا کے یہانتک نوبت پہونچائی ہی کہ اب بدیع الزمان نے قلعۂ فلک فرسا مین بھی اپنا عمل کرکے پھر چار باغ ملک حرمان دیوکش کی طرف آتا ہی قاہر بن قہرمان عجمی یہ کلام عتاب آمیز گنجاب کا سنکے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھا اور اُسی وقت سر تلوار اپنی پکڑ کے گنجاب سے یہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ ای پیغمبر مرسل مین ابھی جاکے بدیع الزمان اور شیرویہ بن حمزہ اور جوانمرد قصاب اور اپنے بھائی طاہر بن قہرمان وغیرہ سرکشون کا سر کاٹ کے یا زندہ گرفتار کرکے لیے آتا ہون اپنی فوج و سپاہ کو ہمراہ لیکے تعاقب مین شاہزادہ بدیع الزمان والا مناقب کے سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش چلا بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب چار باغ ملک حرمان دیوکش کے پہونچا وہان شاہزادۂ والا مرتبت مع سب ساتھ والون کے بخوبی اور دلجمعی تمام جسوقت سے

کر بہو نچا ہی ملکہ گوہر ملک تو نذرون نیازون اور ریجگون اور کچھ محتاجین اور مساکین اور فقرا اور گدا اُن کو کھانے
کھلانے اور داد دہش مین مصروف ہی اور شاہزادۂ عالم اپنے سب رفقاے جان نثار اور دلیران عرصہ کارزار سے ملکے
تیاری جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ مین مشغول ہوا ہی اور فردا سرور سے ہر مرتبہ یہ زبان فیض ترجمان پر لاتا ہی ساقی

فردا ایام فراق طی خواہم کرد	باطالع سعد قصد می خواہم کرد	معشوق موافق است ایام بکام	اکنون نکنم نشاط کی خواہم کرد

ناگاہ مرجان پیر زرقبا نامی عیار نہایت سراسیمہ اور پریشان اب سامنے سے نمودار ہوا اور بحضور شاہزادہ عالیمقام دست
ادب باندھ کے عرض کرنے لگا کہ اے شہریار قاہر بن قہرمان عجمی کئی لاکھ سوار کا لشکر ہمراہ لیکے بہ نیت قاصد عنقریب آ پہنچا
ہی شاہزادۂ عالم نے یہ حال سنکے فرمایا شعر سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب * ہر چہ آید بر سر من یا نصیب * کہد و کہ ہماری فوج
سپاہ بھی آمادۂ رزم و پیکار ہو کے جاوے اور سر راہ قاہر بن قہرمان عجمی سے مقابلہ اور مجادلہ کرے اور اسطرف
کو آگے نہ بڑھنے دے حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے لشکر ظفر پیکر وہان سے کوچ کر کے بمقابلہ قاہر بن قہرمان روانہ
ہوا اور بعد کوچ کر جانے لشکر کے شاہزادۂ عالیمقام بھی مع شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ اور چند سردارون کے
چار باغ ملک حرمان سے نکل کے اپنے لشکر سے کوس دو کوس پیچھے پیچھے چلا اور پھر لشکر مین جا کے ملحق ہوا اسوقت کو
کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ قاہر بن قہرمان عجمی نے دو چار جام شراب کے پی کے جبکہ دماغ گرم ہوا تو اُسی عالم
نشئہ شراب مین حکم دیا کہ ہان میرے لشکر مین طبل جنگ بجواد و حسب الحکم قاہر بن قہرمان عجمی کے لشکر کفار مین طبل جنگ
بیدرنگ بجا اور یہ خبر طبل جنگ بجنے کی لشکر فیروزی اثر مین شاہزادۂ نامور کے بھی شاہزادۂ والا مرتبت نے
بھی اُسی ساعت حکم دیا کہ کہد و بفضل ایزدی اور بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے چنانچہ یہان بھی
حسب الحکم شاہزادۂ عالیمقام کے طبل جنگ پر چوب پڑی اور صداے کوس حربی و نعرہ ہاے رزمی سے گوش گردون
کر تھا غازیان دیندار اور مجاہدان شعار آمادۂ رزم و پیکار ہو کے عزیز و اقارب خویش و بیگانے یار
آشنا سے باہم ملتے تھے اور کہتے تھے یار و شب حاملہ است تا چہ زاید دیکھیے کل صبح کو کسکو تخت سلطنت
اور کسکو تختۂ تابوت نصیب ہو طلایۂ طرفین سے پھرتے تھے دونون لشکرون مین جا بجا پھر رات
آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہو رہی تھی جبکہ گریبان صبح چاک ہوا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ادھر
سے شاہزادۂ رستم صولت بدیع الزمان والا مرتبت مع شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ اور تمام سرداران لشکر فیروزی اثر اور اُدھر
سے قاہر بن قہرمان عجمی مع فوج کفار تیرہ روزگار آکر میدان مین قائم ہوئے جرار جھاڑی جھنڈی میدان کی کاٹ کر
میدان کو ہموار کر گئے بیلچہ کار بیلچہ کاری کرنے لگے سقے آب پاشی پر جھکے گرد و غبار کو بٹھلا دیے نقیب چاؤشون اور یساولون نے
نکل کے میمنہ میسرہ قلب و جناح کمینگاہ چو دھوان صفین بآئین شایستہ آراستہ اور پیراستہ کر کے کرلیتی کہ شروع کی ایک سمت دلاور
اور بہادر نشۂ شجاعت مین گویا جھوم رہا تھا اور منتظر تھا کہ دیکھیے ہراول لشکر کون ہوتا ہی کہ ناگاہ اسطرف سے قاہر
بن قہرمان عجمی اپنے مرکب کو چمکا کے میدان مین نکلا اور خاص لشکر مین قائم ہو کے لشکر اسلام کی طرف پشت کی اور
سمت قیطول لقاے مشرک خدا نہ کر کے گھوڑے پر سے کود پڑا اور زمین پر لقا کو سجدہ کر کے پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور
جانب لشکر شاہزادۂ والا گہر مخاطب ہو کے باواز بلند کہا کہ اے لشکر خدا پرستان و اے زبردستان از شما ہر کرا آرزوے
مرگ باشد بیاید بمیدان جنگ کہ ارادۂ دست و پا آوری داریم ابھی پورا کلمہ اُسکے منہ سے نہین نکلنے پایا تھا کہ شاہزادۂ
شیرویہ بن حمزہ اپنے مرکب تیزگام کو صف سے نکالکر برابر قاہر کے پہونچا اور ٹھٹکا اور ہوا دس بارہ قدم گھوڑا
قاہر بن قہرمان عجمی کا پسپا ہوا قاہر گھوڑے پر سے گرتے گرتے سنبھل کر پھر سامنے آیا شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ نے

کیا اب ضرب قاہر بن قہرمان نے جواب دیا اے پسر حمزہ میری ضرب نوئہ قہر خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر ہی پہلے تو اپنے
دل کی حسرت نکال لے اور جو مین ضرب لگاؤنگا تو تیرے جی کا ارمان جی ہی مین رہجائیگا شاہزادہ شیرویہ نامدار نے فرمایا کہ اے
قاہر ہمارے طریق مین یہ معمول نہین کہ ہم حریف پر پیشدستی کرین اگر وہ قادر ذوالجلال تیری ضرب سے ہمکو محفوظ رکھیگا تو پھر ہم اپنا
وار تجپر کرینگے شعر تو ادل برآور تمنائے خویش + کہ من خصم را میدہم جائے پیش + قاہر بن قہرمان عجمی بہت ہنسا اور کہنے لگا
تجہے معلوم ہوا اے ہوشیار ہو جا یہ کہکے نیزہ دسینہ بے کینہ شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نامور پر مارا شاہزادہ عالم نے اُسکے نیزے
کو اپنی سنان نیزہ پر کاٹ لیا غرض ارمے آستین نکل گئے اور نیزہ بازی دونون مین ہونے لگی گیارہ سو طعن کین شاہزادہ
شیرویہ نے نیزہ قاہر بن قہرمان عجمی کا ہوائی کردیا اُسوقت قاہر بن قہرمان نے فرط غضب سے مثل افعی پیچ و تاب
کھاکے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور پکارا اے خدا پرست بڑا غضب کیا کہ میرا نیزہ نکالدیا مگر کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی
نیزہ بازی خلال بازی ہمو بازی حمائل بازی شمشیر بازی راست بازی یہ کہکے مرکب کو ملا کے تلوار سر اقدس پر شاہزادہ شیرویہ
والا تبار کے ماری زبردست کے ہاتھ کی چلوار اور تلوار کا کام کاٹنا شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا تلوار سپر کو کاٹ کر کاسر
مین تا دو ابرو اتر گئی شاہزادہ عالم نے دہشتانہ مارا تلوار تو جھناکے نکل گئی مگر چادر خون کی بہکے منھ پر آگئی اور از بسکہ خون دماغ
سے بہت سا نکل گیا تو حالت غش کی طاری ہوئی اُسوقت اُس اشجع روزگار شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نامدار نے اپنے
دونون ہاتھ گھوڑے کے گلے مین حمائل کردیے اور قربوس زین پر سر جھکا کے بیہوش ہوگیا اور وہ مرکب اپنے راکب کو بایں
حالت جانگزا دیکھکر میدان سے ایک سمت کو چلا ہو شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن نے شاہزادہ شیرویہ بن
حمزہ کو حالت زخمداری مین نکل جاتے جو دیکھا جوش خون عزیزی سے بیتاب ہوکے اور اپنے مرکب کو گرم تاز کرکے
برابر قاہر بن قہرمان عجمی کے پہونچا قاہر بن قہرمان شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر وہی تیغ خونچکان کھینچے مقابل
شاہزادہ والا تبار آیا اور یہ کہنے لگا اور بدیع الزمان مثل مرے وہ جو پہلے مارے + سوچ کرتی پڑ کیا ارے جیسی تمام ایک
ضرب سر پر شاہزادہ عالیشان کے لگائی شاہزادہ عالم نے اُسکی ضرب کو روک کے بوقت برگشتن تیغ مارا قاہر نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تھا مگر تیغ نے سپر کو قلم کرکے خود اور دوالغہ کو کاٹ کر سر پر مقام کیا سر مین قدرے زخم آنے پایا تھا کہ قاہر
نے اپنے سر کو جھکا لیا اور تلوار شاہزادہ بدیع الزمان کی اُسکے سر سے ہٹ کے گھوڑے کی گردن پر پڑی اور سر گھوڑے
کا قلم ہوگیا گھوڑا ایک چیخ مار کے زمین پر گر پڑا اور پھڑکنے لگا اور قاہر بن قہرمان جست کرکے قاش زین سے گھوڑے
کے جدا ہوا لشکر قاہر بن قہرمان نے جب قاہر کو زخمی ہوکے گرتے دیکھا سب کے سب چار طرف سے زغہ کرکے چلے اور جنگ مغلوبہ
کردی اسمین قاہر بن قہرمان عجمی اور گھوڑے پر سوار ہو کے ایک مقام پر ٹھہرا تھا کہ سامنا اور مقابلہ شاہزادہ عالم کا ہوگیا
قاہر نے باگ اپنے گھوڑے کی پھیر کر چاہا تھا کہ بھاگ کھڑا ہو شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے پھر ایک تیغہ مار کے پہیلا
تلوار کا پشت پر قاہر کی پڑا اور زخم کاری کھاکے قاہر بن قہرمان بھاگ کھڑا ہوا اور تمام لشکر اُسکا شکست خوردہ گرد
نکبت کی منھ پر ڈالے چار طرف متفرق اور پریشان ہوکر بھاگا یہان لشکر فیروزی اثر مین شاہزادہ بدیع الزمان کے
شادیانے فتح کے بجنے لگے اُسوقت شاہزادہ عالیوقار بدیع الزمان نامدار نے ہرچند وعدہ گاہ مصاف مین تلاش
شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کی کی مگر کہین سراغ نہ شاہزادہ شیرویہ کا ملا نہ کہین گھوڑا اُس شہسوار عالیمقدار کا نظر آیا لاعلاج
ہو کے بعظمت وجود دت تمام و بشوکت مالاکلام رزمگاہ سے مراجعت فرمائی چار باغ ملک حیران دلکش مین آکے داخل ہوا

اب قصہ حال شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ سے بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے زخم کاری سر پر کھاکے حالت غش مین اپنے دونون ہاتھ گلے مین گھوڑے کے

کے ڈال دیے اور گھوڑا بھوکا پیاسا گھبرایا ہوا عنان گسستہ ایک سمت کو سرپٹ چلا تو جاتے جاتے ایک صحرائے وحشت زار
میں کہ متصل شہر سنجان کے تھا شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو پشت زین سے گرا دیا اور آپ چرنے میں مشغول ہوا وقت صبح
حسب اتفاق کچھ کفار انفارہ واسطے پائخانہ پھرنے کے اُس طرف صحرا میں جا نکلے اُنھوں نے جو دیکھا کہ ایک نوجوان زخمی
حالت غش میں پڑا ہے کہیں گاؤں سے ایک چارپائی لا کے اُسپر شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو ڈال کے دروازہ بارگاہ گنجاب
پر لائے اور چوبداروں مردہوں سے سارا حال کہا مردہوں نے اندر بارگاہ کے جا کے گنجاب سے عرض کی کہ
ایک جوان زخمی بیہوش اور خود فراموش کسی جنگل میں پڑا تھا کچھ لوگ پائخانہ پھرنے گئے تھے اُسکی لاش کو وہ لوگ در دولت
پر اُٹھا کے لائے ہیں گنجاب نے حکم دیا کہ اُس لاش کو اندر لا کے دیکھو اور پہچانو کہ وہ زندہ ہی یا مر گیا اور کون ہی اور کہاں
زخمی ہوا حسب الحکم گنجاب کے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو مع چارپائی اندرون بارگاہ کے لے گئے اور جتنے بارگاہ نشین
گنجاب کے تھے سب بغور دیکھتے تھے ایک مرتبہ بختیارک نے نگاہ اولین شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو پہچان کر کہا
کہ اے گنجاب یہ بھی قدرت خداوند باختر کی ہی کہ یہ بیٹا حمزہ کا چھوٹا بھائی بدیع الزمان کا شیرویہ خود بخود آ گیا ہے تیرے
یہاں قید ہوا اور ابھی زندہ ہی اور ملکہ یاقوت ملک اسی شیرویہ بن حمزہ پر شیفتہ اور فریفتہ ہی اسی ذریعہ سے اور اسی
شوق وصل میں ملکہ یاقوت ملک نے مرجان عیار کو اپنے گھر میں بٹھلا کے عیاری کروائی اور بدیع الزمان کو زندان
عجم سے رہائی دلوائی ہی پس اب بہتر یہی ہی کہ اسیوقت اسکے قتل کا حکم دے کے ایک ساعت اسکی گردن مارنے میں دیر
اور توقف مت کر تاکہ بدیع الزمان کا بازو اور کمر ٹوٹ جائے ابھی بختیارک یہی باتیں کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ شاہزادہ
شیرویہ بن حمزہ کو غش سے افاقہ ہوا اور ہوا جو دماغ میں شاہزادہ شیرویہ کے لگی تو ہوش میں آگیا اور اُٹھ بیٹھا اور
متحیر اور ششدر ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا اور دل میں سوچنے لگا کہ میں کیونکر یہاں آیا میں کچھ خواب میں ہوں یا بیداری
میں یہ کیا ماجرا ہی پھر یہ خیال آیا کہ شاید گھوڑا میرا اس طرف مجھکو لایا ہی اور میں بارگاہ گنجاب میں بیٹھا ہوں اور سامنے
میرے گنجاب تخت شہی پر بیٹھا ہی گرد و پیش اُسکے بہت سے دنگل اور کرسیاں بچھی ہیں اُنپر ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز
بن نوشیروان اور تمام بارگاہ نشین گنجاب کے بڑے بڑے سرکش گبر بیٹھے اور بختیارک وغیرہ بیٹھے میری جانب
مخاطب ہیں شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے باواز بلند کہا کہ سلام من درین محفل بر کسے کہ یاد کند خداوند را عزوجل تعالی
جزو کل کیست و دین پیغمبر او برحق یہ آواز سنکے جتنے بارگاہ نشین گنجاب تھے سبھوں نے از راہ شقاوت اور کفر
اکثر نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے کے منہ پھیر لیا اور مثل مار زخم خوردہ پیچ و تاب کھا کے کسی نے جواب نہ دیا مگر ایک
آواز غیب پشت پر سے بارگاہ نشینوں کی پیدا ہوئی کہ علیک السلام ایک مرتبہ گنجاب نے کہا کہ اے زبان دراز خدا پرست
نام نادیدہ خدا کا ہماری بارگاہ میں زبان سے نکالتا ہی تجھے اگر زیست اپنی منظور ہی تو خداوند جہاندار مالک باختر کو سجدہ کر تا میں
تجھے اپنی قید سے نجات دے کے سرافراز کروں شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ استغفراللہ وہ گبر
مغرور خرک پیکر خرس بادیہ ضلالت لقا کیا مسخرا ہی ہم لوگ لعنت کرتے ہیں اُس مسخرے لقا اور اُسکے پرستاروں پر گنجاب
یہ کلمہ سنکے نہایت درہم برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اسی وقت اس بیہودہ اجل رسیدہ خدا پرست کو قتل کرو چاروں طرف سے
کفار تلواریں پکڑ پکڑ کے اُٹھے اور چاہا کہ شاہزادہ شیرویہ کو تلواریں ماریں علقمہ وزیر نے گنجاب سے عرض کی کہ
پیغمبر مرسل اسکو ابھی قتل نہ کیجیے پہلے اسکے زخم میں ٹانکے دلوا کے مرہم پٹی کر کے اچھا کر لیجیے بعد اسکے اسے
ہدایت کیجیے کہ لقا پرستی قبول کرے اُسوقت اگر یہ قبول کرے تو فبہا ورنہ اُسے قتل کیجیے یا زندہ اسے مجبور خداوند
گرفتار کرنے کو بھجوا دیجیے گنجاب نے کہا یہ صلاح اور تیرا مشورہ مجھے نہایت پسند ہی اور حکم دیا کہ اس قیدی کو

قلعہ قراطاق مین لیجاکے اسکی مرہم پٹی کرو اور وہین قید رکھو حسب الحکم گنجاب کے شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو اُسی حالت
زخمداری مین اعرابے پر سوار کرکے اور کئی ہزار سوار ہمراہ اعرابے کے ہوکر شاہزادہ عالم کو اُس قلعہ مین لیجاکے قید کرآئے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان والاشان سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ مرجان تیز رفتار عیار بارگاہ گنجاب مین بہیئت عیاری موجود تھا یہ گفتگو گنجاب کی اور اعرابے پر بٹھلاکے لیجانا
شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کا سمت قلعہ قراطاق اپنے کانون سے سنکے اور بچشم اپنی دیکھکے بسرعت تمام چارباغ مین پہونچا
اور بعد دعا ثنا عرض کی شاہزادہ عالم کی عمر دراز ہو شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو حالت زخمداری مین شاید گھوڑا
میدان سے لیکے نکل گیا تھا اور کسی صحرا مین شاہزادہ شیرویہ نامدار پشت مرکب پر سے جدا ہوکے زمین پر بیہوش پڑا تھا
اُسکو کچھ کفار اُٹھاکے گنجاب کی بارگاہ مین لائے ہین اور گنجاب نے اُس شاہزادہ عالیجناب کو مطلق اور مسلسل
کرکے حکم دیا کہ قلعہ قراطاق مین قید کرو سو کئی ہزار سوار شاہزادہ شیرویہ عالیمقدار کو اُس قلعہ کی طرف
لے کے روانہ ہوے ہین شاہزادہ بدیع الزمان سنتے یہ حال شاہزادہ با اقبال کا جو سنا تو جوش خون
عزیزی سے بیتاب ہو گیا اور اُسی وقت مع اپنی فوج دریاموج کے چارباغ سے سوار ہوکے سمت قلعہ
قراطاق کوچ کیا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل دوسرے روز زیر قلعہ پہونچا تو اسنے دیکھا کہ قلعہ نہایت
مستحکم اور فلک فرسا ایسا بلند ہے کہ جہان شعر تھا عروج ہم انسان سقف تک اُسکی محال نہ تھی کمند بھی اُسکے کنگرے تک نارسا
اور ایک جانب اُس قلعہ کے دریائے ذخار ساحل ناپیدا کنار موجزن ہے اُسی کو کاٹ کے بطور خندق کے گرداگرد
اُس قلعہ کے روان کر دیا ہے کوئی صورت بجز اسکے کہ شعر بسا قفل کار ابا شد کلید + کشایندہ ناگہ آید پدید + بظاہر نظر
نہین آتی شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان اپنے دل مین متحیر اور ششدر مگر امید بکرم کریم کارساز کہ نام اسکا
مسبب الاسباب اور مفتح الابواب ہے رکھکر اسی فکر و تشویش مین تھا کہ اس قلعہ کو کیونکر فتح کرون اور شاہزادہ شیرویہ
بن حمزہ کو نکال لاؤن کہ ناگاہ یہ خبر شاہزادہ بدیع الزمان کے مع لشکر زیر قلعہ بہ نیت قلعہ کشائی اور رزم و پیکار آنے کی
قملاق قراطاقی اور رملاق قراطاقی کہ دونون بھائی یہان کے قلعہ دار ہین اُنکو جو پہونچی اور یہ دونون
بھائی آپ کو بڑا ہی زبردست اور شجاع اور شمشیرزن اور صف شکن جانتے ہین اور کسی کی بہادری اور تیغزنی کی اصل و
حقیقت نہین سمجھتے بے ساختہ ہنستے ہوے مع اپنے لشکر کے قلعہ سے باہر نکل آئے اور اپنے سردارون کو مع تحف
تحائف ساتھ لیکے بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت چلے جسوقت کہ یہ خبر بسمع اقدس و ہمایون شاہزادۂ
نامور کے پہونچی تو شاہزادہ عالم نے اپنے چند سردارون کو دونون بھائیون کے استقبال کیواسطے بھیجکر طلب کیا
اور رملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی دونون بھائی بحضور شاہزادہ بدیع الزمان آ کے حاضر ہوے اور
بہت سا تحفہ اور جواہر پیش بہا نذر گذرانی شاہزادہ عالم نے نذر اُن دونون کی قبول کرکے بہت سی عنایت
اور مہربانی اُنپر کی تب اُن دونون بھائیون نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ ہم دونون تمنا نزاد جان نثار امیدوار
اس امر کے ہین کہ اب شاہزادہ عالم اقدام عالی سے قلعہ کو سرفراز کرین اور اندرون قلعہ تشریف لیچلین اور غلامون
نے سنا ہے کہ اجابت دعوت کی از جملہ واجبات ہے لہذا الحضر نان و نمک جو حاضر ہے اُسے قبول کیجیے اور نوش فرمایے
شاہزادہ عالیمقدار نے دعوت اُنکی قبول کی اور ہمراہ اُن دونون بھائیون کے اندرون قلعہ رونق افروز ہوا
اور اُنھون نے بڑے اعزاز و تکریم تواضع و تعظیم سے شاہزادہ عالم کو تخت پر بٹھلاکے تیاری دعوت کی کی اور طائفے
ارباب نشاط کے بلائے اور آپ دونون چاکرانہ اور غلامانہ کمربستہ کار و خدمت مین مصروف ہوے آخر کار خاصہ

اور شراب مین بیہوشی آغشتہ کرکے دسترخوان پر چنا اور اس فریب سے اس رستم صولت شاہزادۂ والا مرتبت کو اسیر و دستگیر کرکے
برابر شاہزادۂ شیرویہ بن حمزہ کے قید کیا اور ایک عرضداشت بدین مضمون کہ غلامون نے بدیع الزمان کو اس فریب
سے قید کرکے ہم پہلوے شیرویہ بن حمزہ بٹھلا دیا ہی اگر آپ دو چار آدمی ہمراہ لیکے تشریف لائین تو باعث آمرزش ہم
غلامون کے گناہون کا بھی ہین قدوم میمنت لزوم سے آپ کے ہو جاے اور وہ دونون بندے خداپرست بھی حاضر ہین
اُنکے حق مین جیسا مزاج مبارک مین آئے خواہ قتل کیجیے خواہ زندہ سالم اپنے ہمراہ لیجاکے ابدالآباد تک قید رکھیے
اور جو آپ تشریف نہ لائینگے تو ہم دونون بھائی ان دونون قیدیون شیرویہ بن حمزہ اور بدیع الزمان کو قید سے رہا کرکے
اُنکا کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جاینگے لکھ کے ایک سوار کے ہاتھ کنجاب کے پاس بھیجدی جس وقت کہ وہ عرضداشت
کنجاب کی نظر سے گذری اور مضمون اُسکا معلوم ہوا تو اُسنے چاہا کہ مہر فر تاجدار اور فرامرز نابکار اور بختیارک
اور دو ایک اپنے سردارون کو ہمراہ لیکے سوار ہو بختیارک نے یہ حال سُنکے کہا کہ ای پیغمبر مرسل تیرا وہان جانا
کسی طرح سے مناسب نہین مجھے پڑا بت ہوتا ہی کہ وہ دونون بھائی جو وہان قلعہ دار ہین فیضان صحبت سے مسلمان
ہوے اور انھون نے چاہا ہی کہ بقریب تجھے بلا کے خدا جانے کس بلا مین تجھے مبتلا کرین سیمین علقمہ وزیر کنجاب کا جو برابر
بیٹھا تھا اسنے جو دیکھا کہ یہ بادر بخطا اپنی ولد الزنائی اور نطفہ حرامی سے کوئی چال نہین رہ جاتا اور منع کرتا ہی اور سد راہ ہوتا ہی علقمہ
نے کہا کہ یا پیغمبر مرسل آپ کو وہان جانا واجب اور انسب ہی کس لیے کہ اگر آپ وہان نہ جاینگے تو امتی آپ کے آپ سے منحرف
ہو جاینگے اور سب بندگان لقا یہی کہینگے کہ کنجاب پیغمبر مرسل تھا مگر واسطے کفالت اور اعانت امتیون کے بختیارک
کے اغوا کرنے سے نہ گیا یہ خبر ہر ایک ملک مین پہونچیگی اور بڑی بدنامی آپ کی ہوگی کنجاب نے بموجب علقمہ وزیر
کی نصیحت کے بختیارک کا کہنا نہ مانا اور چند خواص خاص اپنے ہمراہ لیکے اُسیوقت سوار ہو کے سمت قلعۂ قراطاق
روانہ ہوا جب یہ خبر آئی کنجاب وہان مملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی دونون بھائیون نے سنی فوراً
قلعۂ قراطاق سے نکلکے کوس بھر کنجاب کے استقبال کو آئے اور بڑی عظمت و جودت اور شوکت و شان سے
کنجاب کو اندرون قلعہ لیجاکے تخت پر بٹھلایا اور جشن شاہانہ قرار دے کے جس صورت سے کہ کھانے مین بیہوشی ملاکے
شاہزادۂ بدیع الزمان کو مقید کیا تھا اسی طرح سے کنجاب کو بھی بیہوشی آغشتہ کھانا کھلا کے مطوق او مسلسل کیا اور
برابر شاہزادۂ بدیع الزمان کے لاکے بٹھا دیا بعد بڑی دیر کے جبکہ کنجاب کو ہوش آیا اُسوقت اسنے دیکھا کہ مین
مطوق او مسلسل ہون اور میرے سامنے بدیع الزمان بھی مقید بیٹھا ہی تب کنجاب نے نہایت درہم اور برہم ہو کے
کہا کہ ای بدیع الزمان اب تو دیکھ کہ مین تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہون شاہزادۂ عالم نے جواب دیا کہ ای کنجاب
خانہ خراب تیری وہ مثل ہی کہ پیر خود درماندہ شفاعت کسکی کرین پہلے تو اپنی فکر کر ای نابکار اگر ابھی اِس کفر دکانی
کو ترک کرکے بات بصفا دین اسلام کو قبول کر تو خیر ورنہ تجھے بحکم خدا زندہ و سالم نہ چھوڑونگا انجام کار گفتگو نے
طرفین سے طول کھینچا یہ خبر مملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی کو پہونچی کہ بدیع الزمان اور کنجاب سے
زندانخانے مین نہایت سخت اور درشت گفتگو ہو رہی ہی دونون بھائیون نے حکم دیا کہ بدیع الزمان اور کنجاب
کو ہمارے پاس لے آؤ اور اب انہین زیادہ بحث او تکرار نہونے دو چنانچہ حسب الحکم مملاق اور قملاق کے
داروغہ زندانخانہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو مع کنجاب مملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی کی بارگاہ
مین لیگیا شاہزادۂ عالیمقام اور کنجاب کو اُن دونون بھائیون نے دیکھکر کہا کہ ای شاہزادۂ بدیع الزمان اور
کنجاب تم دونون سے ایک بات پوچھتے ہین اسکا تم جواب دو کہ ہمکو تمھارے دونون کے دین مین

عجب طرح کا طلسمان اور تحیر ہے کہ دین لقا پرستی درست ہے یا خدا بدیع الزمان کا برحق ہے لہذا ہماری تو راے ناقص مین یہ بات آئی کہ ہم معجزہ خداوندی کا تم دونون سے طلب کرتے ہین ہمارے ملک مین تمام زراعت خشک ہو گئی ہے اور خشکسالی ہو گئی ہے تین برس سے ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہین گرا اور بارش نہین ہوئی ہم اسوقت جو زمین مین بوتے ہین وہ نہین اُگتا تم دونون بجدا جدا بیٹھکر اپنے اپنے خدا سے دعا کرو کہ بارش باران ہو اور اسی وقت یہ جو تخم کے پڑے ہوئے ہوجائین اور انہین بالیان لگ کے پختہ ہو جائین بس جسکی دعا مستجاب ہو اور یہ معجزہ اُسکی دعا مین ہم دیکھین تو ہمکو یقین ہو کہ اسیکا دین برحق ہے ہم دونون بھائی بھی وہی دین اُس شخص کا قبول کرین گنجاب نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ ای بدیع الزمان دیکھ بچشم غور کہ مین پیغمبر مرسل خداوند بہجہ ہزار ملک باختر کا ہون اور جسوقت مین دست بدعا ہونگا اُسوقت بارش سے عالم آب ہو جائیگا اور یہ تخم اسی وقت تیار ہو کے بالیان اُنکی پک جائینگی شاہزادہ عالیشان نے فرمایا کہ بہتر ہے پہلے تو ہی دعا مانگ اور معجزہ خداوندی لقا کا دکھلا گنجاب نے کہا ابھی تو دیکھ میری دعا کا تماشا یہ کہکے گنجاب نے سمت قبول لقا اپنے دونون ہاتھ اُٹھا کے دعا کی اور کہا کہ یا خداوند لقا اپنے باران رحمت کو حکم کر کہ خوب برسے اور تو اپنی قدرت خداوندی سے ان جوؤن کو جلد سبز کر کے تیار کر دے اور بالیون مین اُنکی پختگی آ جاوے غرض یہ کہ صبح سے دوپہر تک گنجاب دعا مانگا کیا اور بہت سا کچھ لقا کی تعریف مین جھک مارا کیا مگر استغفار بارش کا تو کیا ذکر بدلی کا کوئی ٹکڑا بھی آسمان پر نمودار ہوا بلکہ برعکس اسکے اسقدر حدت تمازت آفتاب ہوئی کہ ذرات ریگ مثل اخگر چمکنے لگے اور کرۂ ہوا کرۂ نار ہو گیا ہوا ایسے گرم سے جنازہ صحبت کے منھ اور جسم جلے جاتے تھے اور اکثر کفار شدت تشنگی اور حرارت سے ہلاک ہو گئے اُسوقت گنجاب نے نہایت عاجز و ناچار ہو کے شاہزادہ عالیمقدار سے کہا کہ اب تو اپنے نادیدہ خداے آسمان سے دعا کر شاہزادہ بدیع الزمان والاشان نے پانی منگا کے وضو کیا اور بعد وضو قبلہ رخ بیٹھ گئے بحضور قلب اور خلوص نیت بعزت عجز و انکسار اور با چشم اشکبار جناب باری سے مستدعی اور ملتجی ہوا اور دست دعا دراز کر کے یہ رباعی فیض ترجمان پر لایا الٰہی یارب برسالت رسول الثقلین + یارب بغزا کنندۂ بدر و حنین + دو ہر دو جہان مساز محزون مرا دنیا بحسن بخش و عقبیٰ بحسین + الٰہی یہ دعا و مناجات زبان سے شاہزادۂ عالیشان کی تمام نہین ہوئی تھی کہ ایکبار ابر تیرہ و تار سمت قبلہ سے نمودار ہوا اور صداے رعد و برق گوش زد ہونے لگی اور وہ ابر آتے آتے تمام آسمان پر چھا گیا اور بجلیان کوندنے لگین گنجاب علیہ اللعن والعذاب عالم سحاب کا دیکھکر کہ عجب طرح کی کالی کالی گھٹا اُٹھی ہے عنقریب برسا چاہتی ہے بے ساختہ کہنے لگا کہ یہ میری دعا قبول ہوئی اور یہ بدلی میری دعا سے آئی ہے اتنا کلام گنجاب تیرہ انجام کی زبان سے جو نہین نکلا بس نے دیکھا وہ ابر چارطرف سے ہجوم کر آتا تھا اور بادل گرجتے اور برق کوندنے لگی تھی وہ سب علامتین غائب ہو گئین اور پھر ویسی ہی دھوپ اور تمازت آفتاب اور وہی شدت حرارت سے ہر ایک کی زبان سے العطش العطش اور الامان الامان کی آواز نکلنے لگی شعر لگے جلنے شجر چلی ایسی لون + لگے ہوش کھانے جوانون کے ہو ہوئی آہنگرون کی زمین + طپش سے ہوا ہو گئی آہنین + ملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی نے یہ بوقلمونی اور شعبدہ عجیب و غریب دیکھکر کہا ای گنجاب تیرے ذرا سے کلمہ کہنے سے ابر بھی غائب ہو گیا اور اب تو اسقدر حدت تمازت ہو گئی کہ عجب نہین زمانہ ہلاک ہو جاوے بس خبردار اب کوئی حرف زبان پر نہ لانا ورنہ ابھی تجھے ہم ایک ہی ضرب تیغ مین جان سے مار ڈالینگے دوپہر تو نے لقا سے دعا مانگی تو کیا ہوا گنجاب نے شاہزادہ عالیجناب سے کہا کہ اگر ایسی ہی دعا مستجاب ہے تو ایکی مرتبہ پھر دعا مانگ بھلا بارش ہو تو اسی طرح کا ابر تو سب دیکھین کہ آسمان پر نمایان ہے رعد گرجے اور برق کی تڑپ اور کڑک کی آواز گوش زد ہوئی بدیع الزمان نے پھر دست دعا دراز کر کے سجدہ صد وانہ افلاک کو

کا نظم مین پیوستہ کیا اور مضمون ان اشعار کے اشعار

سلطان تو کریم نام تیرا ۔ رحمٰن و رحیم نام تیرا
بندہ عاجز ہی اور مجبور ۔ تجھ مین قدرت ہی اور مقدور
قطرے کو بنا دے پل مین دریا ۔ خورشید کو چاہے کر دے ذرا
دریا مین صدف کو بخشے گوہر ۔ سنگ تیرہ کو لعل احمر
قادر ہی محیط ہی تو سب پر ۔ پھر میری دعا یہی ہی لب پر
برسے باران رحمت اسدم ۔ یہ دانہ ہون سبز و خرم
اے خالق و سرور دو عالم ۔ ستار عیوب رب اکرم
خالق ہی تو اور سمیع و ناظر ۔ سب راز نہان ہین تجھ پہ ظاہر
چاہے جسے عرش پر بٹھا دے ۔ چاہے جسے خاک مین ملا دے
چاہے تو گدا کو شاہ کر دے ۔ جس نخل کو چاہے تو ثمر دے
اے رب کریم حی و قیوم ۔ رحمت سے تیری ہی کون محروم
ویسا ہی پھر ابر گھر کے آئے ۔ پھر ویسی ہی برق کوند جائے

ابھی یہ مناجات تمام و کمال شاہزادہ نہ پڑھ چکا تھا کہ پھر ویسا ہی ابر آسمان پر نمودار ہوا اور ویسی ہی آواز رعد کی اور ویسی ہی چمک برق کی ہو کے بارش شروع ہوئی تو اسد رحمہ منھ برسا کہ وہ دانے جو کے نمو پر آئے اور بالیدگی انمین پیدا ہوئی شدہ شدہ نوبت یہانتک پہونچی کہ وہ درخت تیار ہوے اور خوشے انمین لگ کے پک گئے عملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی دونون بھائی یہ معجزہ دیکھکر طریق اسلام کے مقر ہوے اور شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار کی قید توڑنے کیواسطے آہنگرون کو طلب کر کے کہا کہ جھٹ پٹ طوق اور سلاسل اس آفتاب دوجہان شاہزادۂ عالیشان کے کاٹ دو ہم دونون بھائیون نے غلامی اور نعلین برداری اس عرش تمکین کی قبول کی شاہزادۂ عالیشان نے فرمایا کہ اگر تمکو یہی منظور ہی تو آہنگرون کا ہاتھ لگانا کیا ضرور ہی یہ کہکے اُنھون کی ہتھکڑیان پانوُن کی بیڑیان گلے کا طوق کمر کا لنگر بیلون کے مانند تار تار ایک ہی زور مین مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیے وہ دونون بھائی دوڑ کر اقدام اطہر پر اُس شاہزادۂ نامور کے گر پڑے اور پکارے اے شہریار شعر بر جرم من بخشش کہ آوردہ ام شفیع + اشک ندامت و عرق انفعال را + اب ہم دونون غلام امیدوار ہین کہ جو آپکے دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے شاہزادہ عالی نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا عملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی بخلوص نیت از سر صدق مسلمان ہو گئے اور گنجاب کو بہت سی لعن طعن اور ذلیل کر کے چاہتے تھے کہ قتل کریں شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے صاحبو یہ حرکت مروت سے بعید ہی کہ مہمان کو قتل کیجیے اور جانب گنجاب مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا کہ اے گنجاب مین ہر چند کہ خوب جانتا ہون تو تیرہ دل اور تاریک درون برگشتہ بخت کافر مطلق ہی تو کبھی میرا کہنا نہ مانیگا بقول کسی استاد کے شعر بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ + مگر بطور اتمام حجت اسوقت بھی مین تجھسے کہتا ہون کہ تو مسلمان ہو جا اور مین تجھے بجائے اپنے بزرگون کے سمجھونگا اگر تو بھی بچشم انصاف غور کرے تو بیٹے مین اور داماد مین کیا فرق ہی گنجاب نے جواب دیا کہ مین اپنے لشکر مین جا کے ایک مرتبہ معرکہ آرا ہے جنگ و جدال مقرر ہونگا اگر تو نے مجھے زیر کر لیا تو مین بلاشک و شبہ مسلمان ہو جاؤنگا اور تمام اپنے لشکر کے سردارون اور سوار اور پیادون اور مصاحبین اور ہمنشینون کو مشرف باسلام کرونگا اور یہان تجھے اختیار ہی میرے حق مین جو تیرے جی مین آے وہ کر شاہزادۂ عالیمقام نے یہ کلام گنجاب کا سنکے فرمایا کہ کیا مضائقہ یہ کہکے شاہزادۂ عالیجناب نے گنجاب کو رخصت کیا اور آپ بھی عملاق قراطاقی اور قملاق قراطاقی سے یہ کہکے کہ جسوقت مین لشکر کشی گنجاب پر کرون اسوقت تم دونون بھائی بھی آ کے شریک حال میری فوج کے ہونا اُس قلعہ سے برآمد ہو کے سوار ہوا اور بروقت رخصت تاکید کر کر عملاق اور قملاق دونون بھائیون کی بہت سی دلجوئی کر کے سمجھا دیا کہ تم بدستور سابق یہان کے مالک و مختار ہو حسب الطلب ہمارے بوقت مقابلہ گنجاب تم آ کے حاضر ہونا اور یہ کہکے شاہزادۂ عالم مع اپنے چھوٹے بھائی شاہزادۂ شیر دلیر بن حمزہ کے سمت چہار باغ روانہ ہوا اب حال گنجاب کا سنیے کہ گنجاب شاہزادۂ عالیجناب سے رخصت لیکے اپنی بارگاہ مین آیا اور اس فکر و تشویش مین

خاموش اور خود فراموش بیٹھا ہی کہ دیکھیے مآل کار کیا ہوتا ہی ناگاہ سنجانی عیار نے بارگاہ مین آ کے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل خداوند لقا جو زبان سابق مین واسطے استیصال بدیع الزمان وغیرہ نادیدہ خدا کے پرستارون کے اعانت اور استمداد خداوند لقا سے طلب کی تھی سو آج ایک بہادر پہلوان روزگار سے قمطراثہ در سوار نامے قبلول خداوندی لقا سے حسب تقدیرات خداوند لقا کے ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار ہمراہ لیکے آیا ہی اور بقیہ سمت چار باغ ملک حرمان دیوکش واسطے نصرت دہی اور معرکہ رزم و پیکار شاہزادہ بدیع الزمان نابدار کے جانے کا رکھتا ہی گنجاب نے کہا کہ ہمارے یہان سے کوئی سردار اسکے پاس جا کے پیام دے کہ پہلے ہمسے ملاقات کرلے تب چار باغ ملک حرمان دیوکش کی جانب جانے کا اور بدیع الزمان سے رزم و پیکار کرنے کا قصد کرے حسب الحکم گنجاب کے ایک سردار نے قمطراثہ در سوار کے پاس جا کے گنجاہ کی طرف سے ابلاغ پیام کیا اُسنے جواب دیا کہ میری طرف سے پیغمبر مرسل کو بعد سلام کے کہدینا کہ مجھے ابھی آپ معذور رکھین تاوقتیکہ مین اس نادیدہ خدا کے پرستار بدیع الزمان اور اسکے تمام سردارون اور فوج و سپاہ کا استیصال قرار واقعی نہ کرلونگا مین آپ کی ملاقات نہ کرونگا یہ کہکے قمطراثہ در سوار مع اپنے ایک لاکھ بیس ہزار سوار کے قریب چار باغ کے پہونچا اُن دنون مین شاہزادہ عالیمقام بدیع الزمان شیرویہ بن حمزہ کی رہائی کے لیے قلعہ قراطاق کی طرف گیا تھا یہان فضل مع چند سردارون کے ملکہ گوہر ملک کی خدمت مین تھا جبکہ قمطراثہ در سوار کے آنے کی خبر فضل نے سنی تو بیتاب ہو گیا اور رہیا سے قضا ہو کر ترک پوشش پوشش اور سب بھائیون ارباب باختر وغیرہ سردارون جان نثارون سے شاہزادہ بدیع الزمان کے دربدہ کہنے لگا کہ یارو بات رہجاتی ہی وقت نہین رہتا الدنیا باقی و من علیہا فانی اگرچہ ہمارا آقا کہ نہین یہان نہین ہی تو کیا ہوا ہم سب غلام جان نثار اُسکے پھر کس کام کے ہین اور کسدن کام آئینگے ذرا اس قمطراثہ در سوار کا حال مفصل معلوم ہو جاے کہ یہ یہان جو آیا ہی کہین سر راہ جاتا ہی یا ہمسے بارادہ فاسد و آمادۂ جنگ ہو کر آیا ہی بعد اسکے پھر جو کچھ ہمسے ہو سکیگا حتی المقدور سر فروشی اور جانفشانی مین قاصر نہونگے بلکہ ارادہ یہ ہی اور لازم اور صلاح وقت یہی ہی کہ چار باغ سے کوس دو کوس باہر نکل کے اس سے مقابلہ اور مجادلہ کرین سبھون نے یہی راے فضل بن گیا ہو رخون آشام کی پسند کی اور کہا کہ بہت بہتر مصلحت وقت یہی ہی کہ اسکو یہانتک آنے نہ دین غرض فضل وغیرہ سردار یہان تو اس فکر مین تھے کہ وہان سے قمطراثہ در سوار نے ایک نامہ بدین مضمون کہ اے فضل بدان و آگاہ باش کہ مین کوئی ایسے ویسے سردارون مین نہین خاص الخاص مقرب درگاہ خداوند لقا کا ہون اور تیرے باپ گیا ہو رخون آشام سے اور مجھسے نہایت درجہ ربط اور محبت و دوستی تھی اسلیے مین بطور نصیحت کے تجھے اطلاع کیے دیتا ہون کہ آگے جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب تجھے لازم ہی کہ بمجرد پڑھنے اس نامے کے ملکہ گوہر ملک پیغمبر زادی کو اپنے ہمراہ لیکر میرے پاس چلا آ مین تجھے اپنے ہمراہ بحضور پیغمبر مرسل لیجا کے تیری عفو جرائم کروا دونگا ورنہ اتنا سمجھ لے

اشعار یہین اتنے جو پہلا ہوا	انسان خورند و اژدہا ہون	دیکھ بھر مین یہ چار باغ اگر	کر دونگا مین کھود کر ہموار
ہون تیغ یکتا ہو روز سپید الف	ہو ترک فلک بھی مجھسے لرزان	نہ صلح مین کچھ ہی تنگ تجکو	نہ جنگ مین ہی درنگ تجکو
نامہ روی ہی ہم پیام	بس یہ باقی سلام اور اکرام		

غرض یہ مضمون لکھوا کے ایک سوار کے ہاتھ فضل بن گیا ہو رخون آشام کے پاس بھجوا دیا جسوقت کہ فضل نے وہ نامہ پڑھا تو آتش غضب کا تو ان سینہ مین مشتعل ہوئی اور دود بدماغی دہان سے اٹھا مثل زلف مہوشان پیچ و تاب کھا کے اور پریشان خاطر ہو کے نامے کو تو پھاڑ کے پھینکدیا اور اُسی وقت سپر تلوار اپنی سے لیکے مع اپنی فوج و سپاہ کے چار باغ سے باہر نکلا اور بجلد مرکب برآن واحد مین کوس بھر کے فاصلے پر لشکر قمطراثہ در سوار نے اس طرف مع اپنے لشکر و سپاہ کے آکے اُتر پڑا اس

اس عرصہ مین وہ نامہ بر قمطر اژدر سوار کا وہ نامہ پھٹا ہوا لیے قمطر کے پاس پہونچا اور سارا حال فضل کا بیان کیا قمطر اژدر سوار نے نہایت غیظ و طیش مین آ کے اسی وقت طبل جنگ بجوا دیا یہان فضل بن گیاہور نے جو سنا کہ قمطر اژدر سوار نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوا دیا فضل نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بفضل ایزدی اور تائید ربانی بجے یہان بھی صداے طبل جنگ بلند ہوئی اور رات بھر دونون لشکرون مین تیاری اور بڑی جاگ اور ہوشیاری رہی صبح کے وقت طرفین سے فوجین نکلین اور بعد صفوف آرائی قمطر اژدر سوار اپنے کرگدن پر سوار ہو کر سراپا دکھلاتا ہوا میدان مین آیا پکارا ای فضل بن گیاہور خون آشام جیسے تیرے لشکر مین مرنا ہو وہ میرے مقابلے اور مجادلے کیواسطے نکلے ابھی پورا کلمہ قمطر کی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا کہ فضل بن گیاہور خون آشام اپنے گھوڑے کو چمکا کے ہمتگاور ہوا اور بعد جنگ نیزہ ضرب تیغ سے قمطر اژدر سوار کی فضل بن گیاہور خون آشام نے زخم کاری سر پر کھایا اور لشکر نے فضل کے جو اپنے مالک کو زخمی ہوتے دیکھا ایک مرتبہ جنگ مغلوبہ کر کے چارطرف سے آمادہ کفارکشی اور شمشیرزنی ہوے اور رچھ بھائی بھی فضل کے اس قمطر اژدر سوار کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے اور فضل نے اسی حالت زخمداری مین رومال سے اپنے سر کے زخم کو باندھ کے اسدرجہ شمشیرزنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اور عنقریب تھا کہ فوج قمطر اژدر سوار کی چھپرمٹ کھا کے بھاگ کھڑی ہو جبکہ فضل بن گیاہور خون آشام کے سر کے زخم سے خون بہت نکل گیا اور ضعف کی شدت سے اب طاقت طاق ہو گئی بڑی سستی سے تلوار مارتا تھا ملکہ گوہر ملک نے جو بالاے برج باغ سے دیکھا کہ کوئی دم مین فضل غش کھا کے گرا چاہتا ہے اور فوج شکست کھا کے بھاگ کھڑی ہوگی بے اختیار سربرہنہ سمت قبلہ منھ کر کے رو رو کے دعا مانگنے لگی اور ملکہ یاقوت ملک بھی گریان اور نالان دست بدعا تھی اور دونون بادشاہزادیان حضور قلب اور خلوص نیت سے جناب باری سے ملتجی تھین اور کہتی تھین کہ اے رب کریم تو سمیع و بصیر ہر شے پر قادر اور قدیر ہے ہم لونڈیون کی عزت اور حرمت کا بچانے والا اب سواے تیری ذات کے کہ تو حافظ حقیقی ہے اور کوئی نہین **قطعہ** خداوندا بگردانی بلا را + ازین آفت رہا کن جان ما را + بحق آن دو گیسوے محمدؐ + زبون گردان زبردستان ما را + اور کبھی قلب کو اپنے سمت مولاے مشکلکشا رجوع کر کے بہزار عجز و انکسار با چشم اشکبار پکارتین بیت کبت سگر و سنسار پکارت ہے جبریل کا انچھر تھین بتاے دیو + تین سو برس نبی جی سے آگے ناگہر سے سلیمان کو چھڑاے دیو + جب بھیڑ پڑی گرطھ کھیبر پر تب انتر مار کے سین چلاے دیو + مین بنتی کرون سنگ اللہ ہیر ہی بیر کیون دیر لگاے دیو + اور کبھی حالت یاس و ہراس مین کہتی تھین رباعی یا فاطمہ بنت مصطفائی مددے + دی مظہر ذات کبریائی مددے + برقصد بلا کم است این فوج شریر + اے مالک مختار خدائی مددے + ابھی ملکہ گوہر ملک و یاقوت ملک یہی دعائین مانگ رہی تھین کہ یکبار از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ و خیرہ سرگرد باسمان رسیدہ پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو اس گرد شگافتہ ہوا اور اسمین سے آگے آگے تو شاہزادۂ رستم صولت **بدیع الزمان** والا مرتبت اور دست چپ کو شاہزادۂ شیر شیر بن **حمزہ** دونون بہادر با شمشیر عریان نعرہ کر کے قمطر اژدر سوار کی فوج پر گرے اور اس طرح سے کفار کشی اور جہاد اپنے لگے کہ آن واحد مین تمام لشکر کفار تہ و بالا ہو گیا اور شاہزادۂ **بدیع الزمان** لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر گراتا برابر قمطر اژدر سوار کے پہونچ گیا قمطر اژدر سوار نے شاہزادۂ عالیمقدار کو دیکھکے کہا کہ ای **بدیع الزمان** تو کہان تھا مین تو فقط تیری جستجو اور تلاش مین قمطوطول شداوندی لقا سے مسافت بعید طے کر کے یہان آیا تھا یہ کہکے ایک وار تلوار کا برسر اقدس شاہزادۂ نامدار کیا شاہزادے نے اسکی ضرب کو رد کر کے تیغ طہمورثی و دیوبند کو اس کافر کے سر پر مارا اور اپنے سپر فراخ دامن کو پناہ کیا تھا مگر تیغہ سپر کو کاٹ کے خود اور رودہ و بلغے کو تراش کر چار انگل سر مین اتر گیا قمطر اژدر سوار نے چستی تمام دستانہ ار اتیغہ کھینچکر پھیلا اسکے کرگدن کی گردن پر گرا

فوراً اگردن کو قلم کر گئے نکل گیا اور وہ کمند کہ تار آتش مانند بلا دس آتشبازی کے چرخ مار کے زمین پر گر پڑا کفار نے جو قمطرا اژدر سوار کو زخمی کر گردن پر سے گرتے دیکھا جھٹ پٹ چار طرف سے زد لا کیا اور اُسے اُٹھا کے لے بھاگے اور شکست فاش لشکر مین قمطرا اژدر سوار کے ہوئی جو زد پر کھڑا تھا اور جو جہان تھا وہان اڑ گیا باقی ماندہ جتنے سے تھے جسنے جدھر راستہ پایا الصلوٰت کو جان بچا کر بھاگ کھڑا ہوا الغرض اب فضل بن گیاہو رخون آشام بسبب زخم کاری کے جبکہ نہایت سست ہوگیا تھا تو اُسنے گھوڑے کی گردن مین ہاتھ ڈال دیے تھے اور خود غلطان و غش بیخبر ہو گیا تھا مرکب اُسکو لیے ایک سمت کو چلا جاتا تھا اب دیکھیے کہ فضل بن گیاہو رخون آشام کا کہان سراغ ملے یہان لشکر فیروزی اثر شاہزادہ نامور کا شادیانے فتح کے بجوا کے اور لکھو کھا روپیہ کا مال اسباب لشکر کفار کا لوٹ کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب شاہزادہ عالم کے رزمگاہ سے پھرا اور شاہزادہ عالیجاہ بدیع الزمان مع شاہزادہ شیر...
مین بحرمہ داخل چارباغ ملک جہربان دلکش ہوا

اب دو کلمے داستان فضل بن گیاہو رخون آشام سے بیان کیے جاتے ہین

کہ فضل بن گیاہو رخون آشام نے جو عرصۂ رزمگاہ مین قمطرا اژدر سوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھا کے اپنے دونون ہاتھ گھوڑے کے گلے مین ڈالدیے اور بیہوش ہوگیا تو گھوڑا فضل کو لیے سرپٹ چلا جاتا تھا دوسرے روز نماز کا وقت تھا کہ رخشان کوہ کے نیچے گھوڑے نے فضل کو اپنی پیٹھ پر سے گرا دیا اور از بسکہ دو دن کا بھوکا پیاسا تھا آپ چرا مین مشغول ہوا حسب اتفاق اس سرزمین رخشانیہ کا بادشاہ رخشان شاہ نام ایک مقربان درگاہ لقا سے لاکھ سوار کا مالک بڑا بہادر اور شمشیرزن ہے اسکی بیٹی ملکہ ہماے گوہرپوش نام ایک ماہ طلعت مہرجبین پریوش حور تمکین ہے کہ اُسنے اسی رخشان کوہ کے متصل ایک باغ نہایت پر فضا اور دلچسپ تعمیر کرایا ہے اور اکثر اوقات بطریق تفریح گلگشت باغ کو مع ساٹھ ستّر چارسو اپنی ہمدمون اور ہمرازون کے وہان دس دس بارہ بارہ روز رہا کرتی تھی چنانچہ جس روز کہ فضل کو گھوڑے نے وہان زیر کوہ لا کے گرا دیا ملکہ ہماے گوہرپوش مع اپنی صحبت والیون کے اُسی اپنے باغ مین تھی کوئی نوکر ملکہ ہماے گوہرپوش کا صبح کیوقت وہان آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ایک گھوڑا نہایت خوبصورت بازین ولجام مرصع کار چراگاہ مین پھرتا ہے اس شخص کو بخیال حرص دنیا فکر ہوئی کہ کسی گھات سے یہ گھوڑا بیسوار نہ پھرتا ہے اسے پکڑ کے زیور اسکا اتار لیجیے اور یہ سوچ کے چند قدم اس گھوڑے کے پیچھے آگے بڑھا اسکے قریب نہین پہونچا تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک سمت ایک جوان رعنا چہرۂ زیبا تمام سلاح جسم پر لگائے پوشاک فاخرہ پہنے گلگون آغشتہ خاک پر بیہوش اور خود فراموش پڑا ہے وہ شخص یہ تماشا دیکھ کر وہان سے بسرعت تمام پھرا اور ملکہ کے باغ مین جا کے دو چار اپنے ساتھ والون سے کہا کہ اس پہاڑ کے صحرا مین ایک گھوڑا بہت خوبصورت کئی ہزار روپیہ کا زیور پہنے پھرتا ہے اور ایک جوان وجیہ شکیل زخمی پڑا ہے سبھون نے کہا چلو دیکھین غرض وہ سب وہان آئے اور فضل بن گیاہو رخون آشام کو دیکھ کر آپس مین صلاح کی کہ اس زخمی کو مع اسکے گھوڑے کے ملکہ ہماے گوہرپوش کے پاس اٹھا کے لیچلین سبھون نے کہا اچھا لیچلو آخر ایک چارپائی لاکے فضل بن گیاہو رخون آشام کو اُسی غش کی حالت مین چارپائی پر ڈال کے اور اُس گھوڑے کو پکڑ کے پھر اُسی باغ مین ملکہ ہماے گوہرپوش کے سامنے لائے اور سب حال بیان کیا ملکہ ہماے گوہرپوش فضل بن گیاہو رخون آشام کو دیکھتے ہی اول مین ہزار جان و دل سے خریدار اور عاشق زار فضل بن گیاہو رخون آشام کی ہوگئی مگر بخیال مآل اندیشی اور عفت نہ خواست کہ مبادا یہ راز کسی پر افشا ہو جائے خوب سا آپ کو سنبھال کے اپنی دایہ سے کہا کہ اے دایہ

تو اس زخمی کے زخمون مین ٹانکے دلوا کے مرہم پٹی کرا اور اپنے مکان مین لیجا کے بہت اچھی طرح سے اسے رکھنا
جب یہ بخوبی تمام صحت پا جائیگا تو اُسوقت اسکا حال دریافت کرکے کہ یہ کون شخص ہے کہان کا رہنے والا ہے زخمی کیونکر ہوا
اسکو رخصت کر دینگے القصہ دایہ ملکہ ہماے گوہر پوش کی فضل بن گیا ہور خون آشام کو ایک مکان مین
لیگئی اور آپسمین یہ قسمیہ سب مین ہوگئی کہ یہ راز کہین فاش نہونے پاے تلاش کر دا کے کسی جراح سے مرہم منگایا اور
فضل بن گیا ہور خون آشام کے زخم پر اس مرہم کے پھاہے لگا ے جب دماغ کو ہوا لگی تو فضل کی آنکھ کھلی اور
اسنے دیکھا کہ مین ایک پلنگ پر پڑا ہون اور میرے گرد و پیش چند نازنینان مہر جبین ماہ تمکین کچھ بیٹھی ہین کچھ کھڑی ہین ان مین
ایک نازنین نہایت حسین گپت سندر روپ سروپ مہا سن یون لکھے جو انگ مین لیجیے + جون مول سبھون کو بن دیکھے
دکھیے چھب دیکھے ہی جیجے + پر تا کی چوٹ سہی نا جات نہ دوسرے اور کو دکھین دیجیے + اور بناوٹ نہ دینے ڈنگ بھی
ہی لکھ دیکھو ہی لیجیے + فضل بن گیا ہور خون آشام نے اس سراپا حسن و دلبری کو دیکھکے نگاہ اولین ایک
تیر عشق جگر پر کھا کے اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر مثل مرغ بسمل اپنا کلیجا دونون ہاتھون سے پکڑ لیا اور
پھڑک پھڑک کے دم بھر مین پھر بیہوش ہو گیا ملکہ ہماے گوہر پوش اپنے جی مین بمضمون اس شعر کے شعر
دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر + سوچی کہ یہ شخص بھی وابستہ الفت اور
شیفتہ محبت میرا ہو گیا ہے پھر خوب سا آپ کو ضبط کرکے اور باتون مین مصروف ہوئی اتنے مین مہر نگین پر جو فضل
کے ملکہ کی نگاہ پڑی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص گیا ہور خون آشام سپہ سالار گنجباب کا جو تھا بیٹا فضل ہے ناگاہ دم بھر کے
بعد پھر فضل کی آنکھ کھل گئی اور ملکہ کو بنظر حسرت دیکھنے لگا ملکہ نے کہا اے شخص کیا متوحش ہو کر دیکھ رہا ہے سرگذشت تیری مین
بیان کر دون ماجرا یہ ہوا تجھے تیرے گھوڑے نے حالت غش مین یہان زیر رخشان کوہ لاکے گرا دیا تھا میرے
ملازمین تجھے اٹھا کے میرے پاس لاے ہین اور یہ سرزمین رخشانیہ ہے میرا باپ رخشان شاہ یہانکا بادشاہ لاکھ
سوار کا مالک ہے آیندہ اگر تو عاقل اور فہیم ہے تو اپنے دل مین سمجھ کے چپ ہو رہنا شعر دل است این جنگ نتوان
کرد با دل + شود دایم کہ خواہد آشنا دل + جسوقت سے کہ مین نے تجھے با این حال دیکھا کچھ مقام دم مارنے کا نہین کہ جو میرے
دل کی حالت ہے مگر سر بکف ہو کے اور اپنے باپ سے مخفی تجھے مین نے یہان لاکے رکھا ہے اب نہین معلوم کہ کچھ تیرے
دل کو بھی جذب محبت ادھر کا ہے یا نہین فضل بن گیا ہور خون آشام نے متبسم ہو کے جواب دیا کہ اے ملکہ شعر چاہت
کو میری آپ نہ دم دے کے پوچھیے + اپنے ہی جی سے آپ قسم دے کے پوچھیے + الا مشروط بشرط رباعی بدنامیان
لینگے ہم تمھاری خاطر + رسوائی سہینگے ہم تمھاری خاطر + تم بھی جو کرو ہماری بات اک منظور + تو کیون نہ کرینگے ہم تمھاری
خاطر + ملکہ ہماے گوہر پوش نے کچھ در دیدہ نگاہی سے فضل کے منہ کو دیکھکر طرز دلبرانہ اور انداز معشوقانہ سے
پوچھا کہ فرمایے وہ کون سی بات ہے فضل نے کہا اے ملکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مین غلام جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان
نامدار کا ہون اگر تم کلمۂ شہادت پڑھ کے ملت بیضا دین اسلام قبول کرو تو تمام عمر شعر بر سر و چشم من نشینی + نازت بکشم
کہ نازنینی + ملکہ ہماے گوہر پوش نے کہا کہ اے فضل بن گیا ہور خون آشام شعر گر کہے تو رات دن کو تو کہون
مین رات ہے + کفر اسمین کچھ نہین یہ دل ملے کی بات ہے + اور فارسی والون نے کہا ہے شعر عشق ازین بسیار کرد ست
و کند + سبحہ را زنار کرد ست و کند + اچھا مجھے بہر حال تیری خوشی منظور ہے جو تو کہیگا مین قبول کرونگی وہ کلمہ ارشاد کر فضل
بن گیا ہور خون آشام نے کلمۂ شہادت تلقین کیا اور ملکہ ہماے گوہر پوش مع اپنی دایہ اور تمام صحبت والیون
کے کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوئی اور بعد چند روز کے فضل بن گیا ہور خون آشام کا زخم اندمال پر

آگیا اور غسل صحت ہوا اور ملکہ نے تیاری جشن کی کرکے صحبت ناچ رنگ کی قرار دی اور ہر روز صبح سے شام تک ملکہ
ہمائے گوہر پوش اور فضل بن گیا ہور خون آشام جام شراب عیش سے مدہوش ہم آغوش رہتے تھے ایک روز
کی نقل ہے کہ رخشان شاہ بادشاہ بطریق سیر و شکار سوار ہوکے اس طرف کو آنکلا اور بے ساختہ اسکو خیال ہوا کہ ایک مدت
سے میری بیٹی ملکہ ہمائے گوہر پوش یہاں سیر باغ کو آئی ہے اور مین نے نہین دیکھا ہے ذرا اسکو بھی دیکھتا چلون اندرون باغ
قدم زن ہوا خواصون لونڈیون باندیون نے رخشان شاہ کو آتے جو دیکھا تو سب کی سب سراسیمہ اور بدحواس
دوڑی ہوئین ملکہ ہمائے گوہر پوش کے پاس آئین اور عرض کی اے ملکۂ عالم آپ غافل کیا بیٹھی ہین رخشان شاہ
آپ کا باپ آپہونچا ہوشیار ہو جایئے ملکہ نے جو آمد باپ کی سنی تو شدت خوف سے مثل قالب بیجان محو حیرت سکتے
کی صورت رہ گئی ابھی کچھ کہنے نہین پائی تھی کہ سامنے سے رخشان شاہ نے دور سے فضل بن گیا ہور
خون آشام کو اور اپنی بیٹی ملکہ ہمائے گوہر پوش کو ہمدوش و ہم بغل ایک مسند پر بیٹھا دیکھکر خنجر کمر سے کھینچکر پکارا
کہ باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار تو کون شعر قضا بگرفتہ و امانت چو این سان + رسیدہ بخط د قصر شاہان + اور برابر
پہونچکر خنجر مارا فضل جہان بیٹھا تھا اُسی طریق پر وہان بیٹھا رہا جسوقت کہ چمک خنجر کی دیکھی بائین گھٹنے کو زمین پر قائم
کرکے داہنے ہاتھ سے بند دست رخشان شاہ کا پکڑ لیا اور ذرا اُسکی کلائی کو فشار دیا تو خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ
گر پڑا اور جھپٹ پٹ فضل رخشان شاہ کو پشت بزمین کرکے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور پوچھا کہ اے رخشان شاہ
حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی رخشان شاہ نے کہا مین فرمانبردار اسکا ہوں کا ہون یون تو مجھے منظور
نہین ایک شرط ہے اسکو اگر تو ادا کرے تو کیا مضائقہ جو تیرا دین ہو مین قبول کرون فضل نے کہا کہ وہ شرط اپنی
بیان کر اب تا وقتیکہ اتمام حجت نہ کر دونگا کچھ نہ کہونگا رخشان شاہ نے کہا ایک شیر خونخوار مردم آزار اٹھارہ گز کا اسی
قرب و جوار مین رہتا ہے اگر تو اُس شیر کا شکار کرکے مجھے دکھلا دے تو تا قید حیات تیری اطاعت اور فرمانبرداری
مین بسر و چشم حاضر ہون فضل بن گیا ہور خون آشام نے رخشان شاہ کو چھوڑ کر کہا کہ بسم اللہ اے
رخشان شاہ سوار ہو اور مجھے اپنے ہمراہ لیجا کے اس شیر کو دور سے دکھلا دے رخشان شاہ اسی وقت
باغ سے باہر نکلا اور فضل بن گیا ہور خون آشام کو اپنے ساتھ لیکے اُس صحرا مین گیا اور جاسوسون سے تحقیق
کروا کے کہا کہ وہ سامنے اس جھاڑی مین شیر رہتا ہے فضل نے بجستی تمام قریب اُس جھاڑی کے جا کے دیکھا کہ شیر غافل
پڑا سوتا ہے اسوقت فضل نے بآواز بلند کہا کہ اور واہ کیا پڑا سوتا ہے ہوشیار ہو جا کہ قضا بر قفا اور اجل بر جبین تیری
کھڑی ہے آواز کے ساتھ شیر کی آنکھ کھل گئی اور فضل بن گیا ہور خون آشام کو با شمشیر عریان اپنے سامنے کھڑا
دیکھکر بڑھا اور ایک ہی جست مین برابر فضل کے پہونچکر چاہتا تھا کہ تھپڑ مارے فضل نے تلوار ماری شیر تو جست
کرکے پشت پر جا رہا اور اسکی تلوار وہان ایک پتھر پڑا تھا اسپر جو پڑی تو دو ٹکڑے ہو گئی ابکی مرتبہ شیر پھر حملہ ور ہوکے
آیا فضل جست کرکے داہنی طرف جا رہا شیر نے چارون پائون اپنے زمین پر قائم کیے فضل فرصت پاکے
اس شیر کی پشت پر سوار ہو بیٹھا اور دونون ہاتھون سے شیر کے دونون کان پکڑ کے جو زور کیا تو کان شیر کے اکھڑ
آئے اور دو پرنالے خون کے بناگوش سے شیر کی جاری ہوئے رخشان شاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تو بیساختہ پکارا
اے بہادر بس مجھے ثابت ہوا کہ دین تیرا برحق ہے جو تیرے دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے فضل نے کلمہ شہادت ارشاد کیا
رخشان شاہ کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین نے ملکہ ہمائے گوہر پوش کو برضا و رغبت اپنی
تیرے عقد مین دیا فضل نے کہا کیا مضائقہ مگر تا وقتیکہ شاہزادہ عالی تبار بدیع الزمان نامدار کی شادی ملکہ گوہر ملک

سکے ساتھ ہوگی مجھے تیری بیٹی سے کچھ علاقہ نہین بروقت شادی ہونے شاہزادۂ عالم کے ملکۂ گوہر ملک کے ساتھ مین بھی تیری بیٹی کے ساتھ عقد کو نہ نگاہ کیکے شیر پر سے اُتر پڑا اور وہ شیر ترسان اور لرزان جستین کرتا سمت صحرا چلا گیا یہان

رخشان شاہ فضل بن گیا ہو رخون آشام کو ہمراہ لیے اپنی بارگاہ مین آیا

اب شمہ داستان شوکت بیان خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری سے گذارش کیا جاتا ہے

کہ شاہزادۂ قاسم جو مراد کوہ مین مع مراد شاہ نگہداشت فوج وسپاہ کی جاری کر رہا ہے اور اس فکر مین ہے کہ لشکر جمع کرکے برسر گنجاب جاؤن ایک روز کی نقل ہے کہ خاور سپاہ ملک قاسم نے فرمایا کہ مین بہت روز سے شکار کھیلنے نہین گیا ہون دو چار روز اسی گرد ونواح مین شکار کھیل کے پھر آؤنگا مراد شاہ نے عرض کی کہ بہت خوب اور اُسی وقت سامان شکارگاہ سب طلب کیا اور شاہزادۂ قاسم بہ نیت شکار سوار ہو کے چلا قضائے کار اُسی قرب مین ایک شہر ہے کہ نام اُسکا ارکانیہ ہے اور حاکم وہانکا ارکان بلند اختر نامے ایک بادشاہ بڑا صاحب جاہ ہے دو پہلوان اُسکے ایک کا نام ارقم خوک پیشانی اور دوسرے کا نام خرپاے خرس اندام بڑے سرکش اور زبردست ہین جبکہ ارکان بلند اختر نے سنا کہ مراد شاہ قاسم کا شریک ہو کے مسلمان ہوگیا نہایت پیچ وتاب کھانے لگا اپنی بارگاہ مین باواز بلند کہا کہ اے پہلوانان تم مین چاہتا ہون تم مین سے ایک پہلوان جاکے مراد شاہ کو بسیاست فہمایش کرکے پھر بدستور قدیم دین لقا پرستی پر لاے اور جو وہ قبول نہ کرے تو سر اُسکا قلم کرکے میرے پاس لاے یہ کلام ارکان بلند اختر کا سنکے ارقم خوک پیشانی نے کہا کہ مین جاکے ابھی مراد شاہ کو سمجھاے دیتا ہون اور اگر وہ سرمو میرے کہنے سے انحراف کریگا تو تمام اُسکے ملک کو برباد کرکے سر اُسکا لاکے آپ کے سامنے حاضر کرونگا ارکان بلند اختر نے اپنے بیٹے کو بھی ارقم خوک پیشانی کے ہمراہ کر دیا اور لاکھ سوار اسکے پائنام کرکے روانہ کیا اور وہ ارقم خوک پیشانی مع ارکان بلند اختر کے بیٹے اور لاکھ سوار کے کوچ درکوچ بعد طے مراحل او قطع منازل قریب مراد شاہ کے ملک کے پہونچا اور وہان پہونچ کے اسنے سنا کہ قاسم کہین شکار کھیلنے کو گیا ہے اندرون مراد کوہ فقط مراد شاہ اکیلا ہے یہ حال سنکے بہت خوش ہوا اور فرصت وقت کو غنیمت جانکے یلغار کرکے روانہ ہوا مراد شاہ نے جو یہ خبر سنی کہ ارقم خوک پیشانی اور بیٹا ارکان بلند اختر کا مع لاکھ سوار کے آتا ہے اُسی وقت تمام اپنی فوج وسپاہ کو لیکے سوار ہوا اور مراد کوہ سے نیچے اُتر کے تھوڑے سے فاصلے پر ارقم خوک پیشانی کے لشکر سے بارگاہ اپنی استادہ کروائی اور اُتر پڑا ارقم خوک پیشانی کو جو یہ خبر پہونچی کہ مراد شاہ مع اپنی فوج وسپاہ کے مراد کوہ سے اُتر کے بہ نیت مقابلہ ومجادلہ آیا ہے اور تھوڑی دور پر بارگاہ استادہ کروائی ہے نہایت درہم وبرہم ہو کر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجاؤ اور بموجب اسکے کہنے کے لشکر کفار مین طبل جنگ بیدرنگ بجا جسوقت کہ آواز طبل جنگ کی مراد شاہ کے لشکر مین پہونچی مراد شاہ نے بھی حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہان بھی صداے طبل جنگ بلند ہوئی اور رات بھر دونون لشکر دن مین بڑی ہوشیاری اور جاگ رہی جبکہ گریبان سحر چاک ہوا اس طرف سے ارقم خوک پیشانی مع اپنے لشکر کے اور اُدھر سے مراد شاہ مع اپنی فوج وسپاہ کے نکل کے میدان مین آکے قائم ہوئے اور نقیبون نے طرفین سے میمنہ اور میسرہ قلب وجناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چودھون صفین تائین ہین آراستہ وپیراستہ کرلین کڑکیت نکل کے کڑکیتی کرنے لگے ارقم خوک پیشانی اپنے لشکر سے مرکب چمکا کے سر میدان آیا اور پکارا ہے لشکر مراد شاہ از شما کرا آرزوے مرگ است کہ بباید بمیدان جنگ اتنا کلمہ پورا ارقم کی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا کہ اس طرف لشکر مراد شاہ سے سہیل ستارہ چشم گرہ پیشانی مراد شاہ سے اجازت لیکے اُسکے مقابلے مین آیا اور بعد نیزہ وری ضرب شمشیر سے ارقم خوک پیشانی کی سہیل

ستارہ چشم بدرجہ شہادت فائز ہوا بعد اسکے پھر کسی کو مراد شاہ کی فوج مین حوصلہ نکل کر اس سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کا نہوا اسوقت مراد شاہ نہایت سراسیمہ اور پریشان حال ہو کر بحضور قلب اور خلوص نیت سمت قبلہ منہ کر کے با دل بریان اشک ریزان جناب باری سے مستدعی اور ملتجی تھا کہ ای قادر ذو الجلال خلاق زمین و آسمان مین بندۂ عاصی جدید الاسلام ہون صدقہ اپنی وحدانیت کا آبرو میری رکھ لے فیضان صحبت مین شاہزادۂ والا منزلت خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے اثنا مجھے معلوم ہوا ہی نظم

چو عاجز رہاندہ وانم ترا | چہ برداری ازرہ گذر رود را
درین عاجزی چون نخوانم ترا | بنور دلشبہ صفر عزود را
تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج وتاب | چو برلشکر دشمن آری زحیل
دعائے کند من کنم مستجاب | بمرغان کشتی فیل واصحاب فیل

ابھی یہ مناجات تمام نہین ہوئی تھی کہ سامنے سے شور اٹھا من دشت دعاج اور نگ + گردی برخاست لوحیا رنگ + اور انجمن سے دیکھا کہ فضل بن گیا ہو رخون آشام اور رخشان شاہ مع لاکھ سوار کے نمودار ہوا اور بعد ادراک حال کمر کے لشکر کفار نے چند خدا پرستون کو مغلوب کر لیا ہی فضل برابر ارقم کے پہونچکر پکارا کہ باش ای کافر کہان جاتا ہی ارقم خوک پیشانی نے فضل کو دیکھکر کہا ای اجل رسیدہ تو کون ہی جو مرنے کو یہان آیا ہی یہ کہکے ایک ضرب تیغ برسر فضل ماری فضل نے اسکی ضرب کو خالی دیکر بند دست اسکا پکڑ لیا اور داہنا ہاتھ کمر زنجیر مین ارقم خوک پیشانی کی ڈالکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور ایک زور مین ارقم کو خانۂ زین سے اٹھا کے سر سے بلند کیا اور چرخ دے کے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا اور پھر فضل اپنے گھوڑے پر سے کود کر ارقم کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا ای ارقم خوک پیشانی حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اسنے بمضمون اس شعر کے شعر نصیحت کن مرا چندانکہ خواہی + کہ نتوان شستن از زنگی سیاہی + کچھ مہملات واہیات جواب دیا تھا کہ پورا کلمہ اسکی زبان نجس سے نہین نکلنے پایا تھا کہ فضل نے ایک ہاتھ سے سر اسکا پکڑ کے زور کیا اور سر اسکا دھڑ سے کھینچکر علحدہ پھینک دیا اور اسکے گھوڑے پر سوار ہو کے آمادۂ کفار کشی ہوا ناگاہ بیٹا ارقم کا شاپور بن ارقم مشہور تھا ایک مرتبہ ہائے باپ کہکے با شمشیر برہنہ بمقابلہ فضل بن گیا ہو پہونچا اور کہا ای فضل تی گذارم ترا صحیح وسلامت میرے باپ کو مار کے میرے سامنے سے جیتا بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار فضل کے سر پر ماری فضل نے اسکے وار کو خالی دے کر بوقت گردشمن دوال کمر پر اسکی تیغہ مارا کہ مثل خیار تر دو پرکالے ہو کر لاش اسکی خاک و خون مین لوٹنے لگی جبکہ فوج و سپاہ ارقم خوک پیشانی کی شاپور بن ارقم کو بھی دیکھا کہ مارا گیا سب کے سب ہزیمت کھا کے بھاگ کھڑے ہوے اور ارکان بلند اختر کا بیٹا شکست فاش کھا کے سمت ارکانیہ نکل گیا مراد شاہ نے تحقیق کیا کہ یہ فوج اسلام کہان سے میری مدد کو آئی ہی تو معلوم ہوا کہ فضل بن گیا ہو رخون آشام ملازم جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار ہی اسوقت مراد شاہ فضل سے بڑی تعظیم وتکریم سے ملازمت حاصل کر کے فضل کو اپنی بارگاہ مین لایا اور بڑے اعزاز واکرام اور تپاک سے تین روز مہمانداری مین مصروف رہا روز چہارم فضل مراد شاہ سے رخصت ہو کے سمت چار باغ بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ قاسم جو بطریق سیر وشکار مراد شاہ کی بارگاہ سے سمت صحرا روانہ ہوا تو کوسون تک تلاش مین پھرا لیکن اس جنگل مین کوئی شکار نہ ملا اتفاقاً تھوڑی دور آگے جا کر ایک ہرن نظر آیا خاور سیاہ نے چاہا کہ اس ہرن کو زندہ دستگیر کرون اور اسی خیال مین گھوڑے کو چھیڑ کر اس ہرن کے پیچھے چلا اور ہرن گھوڑے اور سوار کو اپنا حریف جانکے چوکڑیان بھرتا ایک سمت کو بھاگا اور رقت سم بھی پیچھے ہرن کے گھوڑا سرپٹ ڈالے کوئی کوس بھر جب دور نکل گیا اور ہرن زندہ ہاتھ نہ آیا اسوقت غیظ مین آکے تیر کو ترکش سے نکال کے کمان مین پیوستہ کیا اور زہ کو زہ سے ملا کر چلہ کو تا بنا گوش کھینچ کے نشانہ تاک کر تیر کو پرتاب کیا وہ تیر ہرن کے بازو مین لگا ترازو ہو گیا اور رقت سم نے جھپٹ پٹ

گھوڑے پر سے اُتر کے ہرن کو ذبح کر ڈالا اور شکار بند میں ہرن کو لٹکا کے پھر مرکب پر سوار ہوا اور سمت مراد کوہ چلا وقت شب اندھیری تاریکی تھی راہ بھول کے منزلون تک نکل گیا جب صبح نمایان ہوئی تو ایک قافلہ سوداگر کا ملا شاہزادہ قاسم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا خواجہ شمس مغربی نام ایک سوداگر ہے ساتھ اسباب کے ارکانیہ کے جاتا ہے بہ تجارت اور قافلہ سب اُسیکے ہمراہ ہے شاہزادہ خاور سپاہ قریب اُس قافلہ کے پہونچا اور دیکھا کہ خواجہ شمس مغربی سامنے ہو قاسم کو دیکھا تو پہچان گیا بہت سی خاطر داری قاسم کی کر کے بڑی تواضع اور تکریم سے بعد ادراک حال گذشتہ اپنے خیمہ میں لیگیا اور مہمانداری کی دوسرے روز قاسم بھی لباس تاجرانہ پہن کے ہمراہ اُس سوداگر کے چلا اور شہر ارکانیہ میں پہونچا خواجہ شمس مغربی نے ارکان بلند اختر بادشاہ سے ملاقات کر کے جو کچھ تحائف مال تجارت سے اپنے ہمراہ لیگیا تھا وہ سب اُسے نذر دیے بعد اُسکے بادشاہ سے رخصت ہو کے کاروانسرا میں جا کے اُترا اور خرید و فروخت مال و اسباب تجارت کی کرنے لگا یہان ارکان بلند اختر نے ایک روز رمالون کو طلب کر کے پوچھا کہ میرا بیٹا شاپور اور ارقم خوک پیشانی مع لاکھ سوار کے جو سمت مراد کوہ برسر مراد شاہ گیا ہو ذرا تم اپنے رمل میں دیکھو کہ وہ وہان سے فتحیاب ہو کر کب تک آئیگا حسب الحکم ارکان بلند اختر کے رمالون نے قرعہ پھینک کر اپنے رمل میں دیکھکر کہا ای شہریار شاہزادے نے مع ارقم خوک پیشانی پہلے تو عنقریب تھا کہ اُس لڑائی کو فتح کرلیں الا یون ثابت ہوتا ہی کہ کسی طرف سے کچھ مدد مراد شاہ کی پہونچی اور ارقم خوک پیشانی بجان سے مارا گیا اور شاپور زخمی ہوا اور تمام لشکر نے شکست فاش کھائی یقین ہی کہ صبح و شام میں شاپور حضور میں آتا ہو ارکان بلند اختر یہ حال سنکے کف افسوس ملنے لگا اور نہایت مغموم اور مکدر ہوکے ابھی کچھ نہین کہنے پایا تھا کہ ناگاہ شاہزادہ خاور سپاہ جو سامنے ارکان بلند اختر کے بارگاہ میں ایک کرسی پر بیٹھا تھا یہ سارا حال سنکے نہایت درہم برہم ہوا اور ایک مرتبہ جانب ارکان بلند اختر مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ ای نابکار تیرہ روزگار تیری کیا اصل اور حقیقت تھی اور تو اپنے دل میں کیا سمجھا کہ جس حالت میں مراد شاہ تھا اور میں وہان نہ تھا اور تو نے مراد شاہ پر لشکر کشی کی اور حملہ برزم و پیکار کا کیا ارکان بلند اختر نے یہ گفتگو شاہزادہ خاور سپاہ کی جو سنی نہایت غیظ و غضب میں آکے پوچھنے لگا کہ ای بے زبان دراز تو کون جو ایسے سخت اور درشت کلام خلاف ادب اپنی زبان پر لایا اور بعد اسکے اپنے بارگاہ نشین سرداروں کی طرف دیکھکر کہا کہ ہان لینا اسکو جانے نہ دینا اثنا اشارہ ارکان بلند اختر کا پا کے چار طرف سے کفار پر تلوار اپنی اپنی سنبھال کے برسر شاہزادہ خاور سپاہ آگرے اور قاسم نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا شعار

ملک قاسم آن شاه خاور سپاه	زدی تیغ بر ابر و نیزه بماه	ز آب دم تیغ شستم زمین	همه باختر شد بزیر نگین
اگر تیغ بر کوه خارا زدی	زدی شاخ گاو زمین بر کند		

ای کافران بیحیا و نابکاران پر دغا هر کرا ندانند و هر کہ ندانند حالا بدانند و بشناسند کہ منم نور حدیقہ و ساطت و شجاعت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور یہ نعرہ کرکے آمادہ کفار کشی اور شمشیر زنی ہوا اور بہت سے کافرون کو جہنم واصل کرکے قریب ارکان بلند اختر کے پہونچگیا ارکان بلند اختر نے جب دیکھا کہ اب میں قاسم کے ہاتھ سے کسی صورت سے نہین بچتا اُسوقت بقول سعدی شیرازی کے شعر وقت ضرورت چو نماند گریز + دست بگیرد سر شمشیر تیز + ناچار ہو کے تلوار شاہزادہ نامدار پر ماری قاسم نے چستی تمام بائین ہاتھ سے بند دست اُسکا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ کے علیحدہ زمین پر جا پڑی اور داہنے ہاتھ سے ارکان بلند اختر کا کمر بند پکڑ کے زور کیا اور تخت سے اُٹھا کے سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور پھر جست کر کے اُسکی چھاتی پر بیٹھ کر پوچھا کہ ای ارکان حالا درشناختن پروردگار عالم چہ میگوئی ارکان بلند اختر نے یہ زور اور قوت شاہزادہ خاور سپاہ رستم صولت کی دیکھکر کہا ای شہریار الحق اور برحق مجھے معلوم ہوا کہ تیرا دین برحق ہی جو تیرا دین اختیار کرے وہ کیا کہے قاسم نے کلمہ شہادت ارشاد کیا ارکان بلند اختر از سر صدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگیا

اور تمام ساکنان ارکانیہ اور فوج و سپاہ کو کلمہ تلقین کر کے مسلمان کیا اس عرصہ مین شاپور سراسیمہ اور خراب حال زخمی بھاگا ہوا یہان پہونچا اور ساری روداد از ابتداے جنگ تا انتہا بیان کی شاہزادۂ قاسم نے پوچھا کہ تجھے کچھ معلوم ہوا کہ وہ کون شخص تھا جو مراد شاہ کی مدد کیواسطے آیا تھا اور کسکے ہاتھ سے ارقم خوب پیشانی اور تو زخمی ہو کر آیا ہے شاپور نے کہا فضل بن گیاہور خون آشام بدیع الزمان کے نوکرون مین تھا قاسم فضل کا نام سنکے اپنے جی مین نہایت رنجیدہ ہوا اور شاپور بھی بسبب فہمایش و تلقین کرنے ارکان بلند اختر کے از سر صدق مسلمان ہو گیا قاسم نے یہ کلمہ کہا کہ اب مین پہلے مراد شاہ کو قتل کرونگا کسواسطے کہ اسنے مدد بدیع الزمان کے نوکر کی کیون گوارا کی لو مراد شاہ فضل کی اعانت اور مدد سے چھوٹا ہی مجھے اسکا فیصلہ از جملہ واجبات ہی یہ کہکے شاہزادۂ قاسم اسیوقت ارکان بلند اختر کی بارگاہ سے نکلا اور تنہا اپنے مرکب پر سوار ہو کر سمت مراد کوہ روانہ ہوا اثناے راہ مین فضل بن گیاہور کے لشکر کو دیکھکر نقاب اپنے منھ پر ڈال لی اور بمقابلہ فضل بن گیاہور آکے نہیب دی کہ اے بہادر ہوشیار باش قضا بر قفا اجل بر جبین تیری آپہونچی لا ضرب شمشیر کہ مین ملک الموت تیری جان کا ہون فضل ناچار اور مجبور ہو کے دست بقبضہ ہوا اور قاسم نے فضل کی تلوار کی باڑھ کو بچا کے ہاتھ فضل کا پکڑ لیا اور نوبت کشتی پر پہونچی تین شبانہ روز فضل بن گیاہور شاہزادۂ قاسم کو نقابدار سمجھے ہوے کلہ بکلہ کمر بکمر سینہ بسینہ دوش بدوش بڑی جھک دمک سے لڑا چوتھے روز پہر دن چڑھے خاور سیاہ ملک قاسم نے فضل کا لنگر توڑ کے زیر کیا اور چھاتی پر بیٹھ کے بعیاری پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے فضل نے اپنا نام بتلایا قاسم بظاہر کمال نادم اور محجوب ہو کے فضل کی چھاتی پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور بہت عذر اور معذرت کر کے فضل بن گیاہور خون آشام کو خلعت ملوکانہ پہنایا اور رخصت کیا فضل بن گیاہور خون آشام باصد رنج و آلام شاہزادۂ قاسم کے پاس سے رخصت ہو کے آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ایک پہاڑ پر گیا اور وہان ایک کمند کو بطور پھانسی کے اپنے گلے مین ڈال کے سر کمند کا پہاڑ سے باندھ دیا اور اُس پہاڑ کے نیچے ایک دریا موج زن تھا اسمین کود پڑا گلے مین تو کمند پڑی تھی وہ خوب زور سے کھنچ گئی اور کمند مین فضل معلق زمین سے اور پانی سے بہت بلند لٹک گیا اور گلا جو کمند مین کھنچا ہوا اور پھنسا ہوا تھا تو دونون آنکھین فضل کی نکل آئین اور دم گھٹ گھٹ کے فنا ہو چلا دم واپسین تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے آکے فضل کے گلے سے کمند کو کھولا اور وہان سے ایک پہاڑ پر لا کے لٹا دیا دو گھڑی کے بعد جب فضل کو ہوا لگی اور غش سے ہوش آیا آنکھ کھلی تو حضرت خضر علیہ السلام کو اپنی بالین پر کھڑا دیکھکر بصد اندوہ و غم با چشم پر نم پوچھا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین حضرت نے فرمایا کہ مجھے خضر کہتے ہین اے فضل بڑا تعجب ہی کہ قاسم سے زیر ہونے کا اس درجہ صدمہ اور رنج ہوا کہ تو آپ کو ہلاک کرتا ہی یہ قاسم نقابدار بنکے آیا تھا تو ایسا نادان ہو گیا یہ نہین جانتا کہ یہ قاسم شاہزادۂ بدیع الزمان کا بھتیجا جان و روح شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہی تو اس درجہ اپنے دل مین ندامت نہ کھینچ اور یہ غیرت تیری بیجا ہی یہ کہکے حضرت خضرؑ نے اپنے دست مبارک سے کمر فضل کی باندھ کے فرمایا کہ آج سے مین نے تجھے نظر کردہ اپنا کیا اب جا کوئی روے زمین پر تجھے زیر نہ کریگا اور کوئی پہلوان تیری پیٹھ زمین پر نہ لگا سکیگا مگر تو بھی امیر حمزۂ با توقیر اور کرب غازی اور اولاد صاحبقران سے کبھی حوصلہ مقابلہ اور مجادلے کا نہ کرنا یہ فرما کے حضرت خضر علیہ السلام فضل بن گیاہور خون آشام کی نظرون سے غائب ہو گئے اور فضل نے دیکھا کہ وہ زور اور طاقت میرے جسم مین ہی کہ رستم و سام و نریمان بھی مجھسے ہم پنجہ نہین ہو سکتے اور مجھسے برابری نہین کر سکتے اُسوقت فضل کے جی مین یہ خیال آیا کہ اب پھر چل کے قاسم کو کشتی مین زیر کرون مگر سمجھا کہ حاشا حضرت خضرؑ نے مجھے منع کر دیا ہی اور سواے اسکے قاسم صاحب غیرت ہی اگر تو قاسم کو ذلیل کریگا تو قاسم لا شک و لا ریب اپنے کو ہلاک کر ڈالیگا اُسوقت اے فضل تو شاہزادۂ بدیع الزمان کو کیا جواب دیگا بس یہ پس و پیش کر کے فضل پہاڑ

پر سے نیچے اُترا اور اسنے دیکھا کہ گھوڑا امیر اچرا گاہ مین چرتا ہی جا کے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جانب چارباغ
روانہ ہوا اب پہلے اپنے لشکر مین جا کے ملحق ہوا بعد اسکے مع تمام فوج و سپاہ کے بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان
عالیجاہ چلا غرض جسوقت فضیل کی آمد کی خبر شاہزادۂ بدیع الزمان نے سنی اُسی وقت اپنے سب سرداروں کو فضیل
بن گیا ہور خون آشام کے استقبال کیواسطے بھیجکر بڑے اعزاز و تکریم سے بارگاہ مین طلب کیا بروقت ملاقات
شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو بنفشا او زرنگ اور نور فضیل کے منہ پر دیکھا تو اپنے جی مین متحیر اور متعجب ہو کر
بہت خوش ہوا اور صحبت مین بیٹھ کے احوال پوچھنے لگا فضیل ابھی باتین کرتا ہی کہ ایک مرتبہ امیہ بن عمرو بھی پہونچا
اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شاہزادۂ عالم کی عمر دراز ہو گنجاب ایک لشکر بے پایان اور فوج و سپاہ فراوان
جمع کر کے بہ نیت فاسد آتا ہی شاہزادۂ عالیشان نے فرمایا کہ اے امیہ بن عمرو خدا اے ما بزرگ است شعر
سر نمی پیچم ز سرنوشت حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے لوح جبین پر سری
بروز دیوان قضا قلم قدرت سے اپنے رقم کر دیا ہی وہ ہوا اور وہی لابد صفۂ ظہور آئیگا اسمین فکر و تردد کرنا محض
بیفائدہ ہی ابھی یہی باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک گرد پیدا ہوئی اور اُس گرد مین سے نقابدار نمد پوش نمودار
ہوا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس آ کے متکلف اس امر کا ہوا کہ اسوقت اگر از راہ محبت میرے مکان پر چلو
تو موجب میری خوشنودی کا ہی شاہزادۂ عالم نے کہا کیا قباحت ہی چلو مین چلتا ہون یہ کہکے شاہزادۂ بدیع الزمان
نے اُسکو بٹھا کے صحبت رقص و سرود کی قرار دی اور نقابدار نے بر سبیل مذکور کہا کہ ای بدیع الزمان مین نے سنا ہی کہ گنجاب
آمادۂ جنگ اس طرف کو آتا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ تو اتنا صبر کر کہ شاہزادۂ خاور سپاہ بھی آ جائے اور وہ
بھی تیرا شریک حال ہو شاہزادۂ بدیع الزمان نے ہنسکے جواب دیا کہ مین جانتا ہون ای نقابدار نمد پوش کہ
تو ہوا خواہ قاسم کا ہی مجھے مر جانا گوارا اور بہت بہتر ہی اس بدبخت سے کہ قاسم کی اعانت اور مدد سے کوئی کام
مین کرون بس اتنا کہکے نقابدار سے رخصت ہوا اور اپنی بارگاہ مین آ کے اپنے لشکر کی تیاری مین مشغول
ہوا روز دوم گنجاب بجمعیت کثیر فوج کشی کر کے قریب آ پہونچا اور کوئی پانچ کوس کے فاصلہ پر چارباغ سے سواد
بارگاہ استادہ کروا کے اُتر پڑا اور جتنے بارگاہ نشین گنجاب کے تھے وہ سب کے سب آ کے گرد و پیش تخت گنجاب
کے اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے گنجاب نے کہا کہ مین پہلے ایک نامہ اپنے ایلچی کے ہاتھ بدیع الزمان کو بھیجتا ہون
اگر بدیع الزمان نے میری اطاعت قبول کی اور میرا کہنا مانا تو مین سب جرم و خطا اُسکے معاف کر دونگا اور جو اُسنے
میرا حکم نہ مانا تو پھر جیسا مناسب جانونگا سمجھ لونگا حسب الحکم گنجاب کے منشی نے نامہ لکھا اور گنجاب نے آہنگ
گراز دندان نامے اپنے ایک سردار کو وہ نامہ دے کے شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس بھیجا جسوقت کہ
آہنگ گراز دندان دروازۂ بارگاہ پر شاہزادۂ بدیع الزمان کی پہونچا مردہے نے اُسکی عرض کی شاہزادۂ عالم
نے فرمایا کہ بلا لو اور وہ ایلچی اندرون بارگاہ داخل ہوا اور مجرا گاہ پر سے بطرز کفار مجرا کیا کسی شخص نے جواب
اُسکے سلام کا نہ دیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُسکو اشارہ کیا کہ ایک کرسی پر بیٹھ اور اُسنے بیٹھ کر نامہ
گنجاب کا شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجناب کی نظر انور سے گذرانا جبکہ شاہزادۂ عالم نے وہ نامہ پڑھا اور حرف
بحرف مضمون اُسکا معلوم کر لیا تو وہ نامہ ہاتھ سے پھینک دیا آہنگ گراز دندان نے جو دیکھا کہ نامہ پیغمبر مرسل
کا بدیع الزمان نے پڑھ کے پھینک دیا اور کچھ جواب نہ دیا مثل مار سر دم زدہ پیچ و تاب کھا کے اپنی کرسی پر سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور خنجر کھینچکر چاہتا تھا کہ برابر ہو جبکہ شاہزادۂ عالم کو ایسے شاہزادے نامور نے جھپٹ کر تمام اُسکا ہاتھ پکڑ کر باتین

ہاتھ سے ایک طمانچہ اُسکے منھ پر مارا کہ چرخ مار کر سامنے چاروں شانے چت گر پڑا بعد اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان نے دونون کان اُسکے پکڑ کر اُکھاڑ لیے اور اُسکے ہاتھ پر رکھ کے فرمایا کہ اس شکل سے جا گنجاب کے پاس اور کہنا یہی جواب نامہ ہے آہنگ گران گوش اپنی زندگی سے بیزار ہو بار بار یہ شعر سعدی کے حسب حال اپنے پڑھتا ہوا بارگاہ گنجاب مین آیا اشعار مسکین خر آرزو ے دم کرد + نایافتہ دم دو گوش گم کرد + ہر کس کہ ز حد برون نہد گام + اینست سزاے آن بد انجام + اور سارا حال بیان کیا گنجاب یہ ماجرا سنکے اور آہنگ گران گوش کے دونون کان کٹے ہوے دیکھکے مثل شعلۂ جوالہ بھڑک اٹھا اور اُسی حالت غیظ و غضب مین حکم دیا کہ ہان طبل جنگ میرے لشکر مین بجے حسب الحکم گنجاب لشکر کفار مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی یہان مرجان تیز رفتار نے بحضور شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے بعد دعاے شہنشاہی عرض کی شہریار کی عمر دراز لشکر گنجاب مین طبل جنگ بجا شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار نے فرمایا کہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بے درنگ بجے حسب الحکم شاہزادۂ عالم پناہ کے یہان بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا اور صداے کوس حربی اور نعرۂ نالۂ رزمی سے زمین متحرک اور آسمان متزلزل نظر آنے لگا دلیران جان نثار اور شجاعان عرصۂ کارزار آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ہو کر باہم کہا کرتے تھے یارو شب حاملہ است فردا چہ زاید دیکھیے کل صبح کو کس کو تختۂ تابوت اور کسکو تخت سلطنت نصیب ہو اور ہزارون بہادر اور نامور تیاری آلات حرب و ضرب مین مصروف تھے کہ سانین گھوڑی کرکے تلوارون تیغون میغون نیمچون کو آبداری الماس کی دلواتے تھے اُنیان چڑھاتے تھے زرہون کو پونچھا لواتے خود کو صاف کرکے رکھا چار آئینون کو صیقل کیا ترکشون کو الٹ کے جو جو کہ ناقص و ناقص تیر تھے اُنکو نکال ڈالا اور جو جو کہ اچھے اچھے اور نہایت مضبوط تھے اُنکو پھر ترکشون مین سنبھال سنبھال کر رکھا طلاے طرفین سے پھر رہے تھے بڑی جاگ اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری دونون طرف رات بھر رہی آواز ہوشیار باش اور بیدار باش کی دونون لشکرون مین بلند ہی رہی دو وقت صبح دونون لشکرون مین کمر بندی ہوئی اور فوجین نکل نکل کے میدان کی طرف جانے لگین بردارون نے طرفین سے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کاٹ کے میدان کو برابر کر دیا سقے کاری کرکے نکل گئے سقے انپا شی پر جھکے ہوے گرد و غبار کو بٹھلا رہے تھے کہ ایک مرتبہ چاوش اور میدان نے دونون طرف صف آرائی کر کے اور میمنہ اور میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ کے ہراول پیچھے کا جنداول آئین میں آراستہ پیراستہ کرکے نقیب ندی کہ اے مردان کوشید تا جامۂ زنان بپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کہان ہین رستم سہراب اور بیژن اور برزو اشعار

براحوال جم جاے عبرت کو ہست	نشانے نہ از کاسۂ مغز اوست	سکندر کہ یک شہر آئینہ ساخت	نہ آئینہ ہر گہ چون نہ گہ باخت
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ	کہ بشکست چون فرق کسریٰ بسنگ	کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد	بدارہی نہ کاؤس و دارا بیاد
فریدون خداوند اکلیل و تخت	ز دنیا بناچار بربست رخت	جگر خون شد از دورد افراسیاب	کہ کشتی از و زہر کاسہ شیر آب
بخاک سیہ فرق رستم نگر	کہ دزدیدی از گرز او کوہ سر	چو بیژن بچاہ بلا شد نزار	نماند آن یلی برزوے نامدار
جہان باکسی پایدارے نکرد	فلک بین چہ جفا پیشہ یاری نکرد	اگر آنکہ نام شجاعان عصر	بماند گو تا بعہد داے حشر
شجاعت خداوند رسل را پسند	شجاعان دنیا بجنت رسند	کدام است پس آن یلی [illegible]	کہ آید بمیدان تیر دکمند
دہد جلوۂ نام جد و پدر	بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر		

یعنے کون ایسا دلیر نامور صفدر اور بہادر ہو کہ آج سر میدان نکلے نام اپنے باپ دادا کا روشن کر جاے اور اُن بہادرون کا نام مثل حرف غلط صفحۂ ہستی سے مٹا دے دوہا لوہا لہین لوہا بری بلاے + پگ آگے پٹ رہے پگ یا پیچھے پٹ جاے + سامنا اس کڑکے کی آواز کہ شعار دلیران و گردان زردے غضب

بزندان حسرت گزیدہ لب + صدا برون آمد از طبل جنگ + دژنگا دژنگ و دژنگا دژنگ + بغرید طبل وغغان کرد نا
تو گوئی بجنبید کوہی زجا + طرفین سے دلاوروں اور بہادروں اور شجاعوں کی آنکھوں میں نشہ شجاعت سے
پردے پڑ گئے تھے اور عالم جوش و خروش میں گھوڑے جھومتے تھے ایکبار گنجاب نے حکم دیا کہ ہاں ہمارے لشکر
میں ایسا کوئی بہادر دلاور ہے کہ میدان رزمگاہ میں ہم کل کے ان خدا پرستوں کا کام تمام کرے اور سر بدیع الزمان کا
کاٹ کر میرے سامنے لائے بختیارک برابر گنجاب کے خواصی میں تھا یہ کلام گنجاب کا سنکے اس نے کہا کہ اے
گنجاب تیرے لشکر میں تو ایسا میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وعدہ گاہ مصاف میں جا کے مقابلہ اس بدیع الزمان
فرزند دلبند صاحبقران ثانی سلیمان کا کر سکیگا جو میدان میں جائیگا بدیع الزمان کی ضرب تیغ [illegible] دیو بند سے زندہ
اور سالم بچکر نہیں آئیگا گنجاب نے بختیارک کی گفتگو سنکر ایک گھونسا بختیارک کے منہ پر مارا کہ کئی دانت بختیارک
کے ٹوٹ کر گر پڑے اور منہ سے لہو کی کلیاں نکلنے لگیں اسی عرصہ میں ایک طرف سے نعمان بن گیر ناگ
خرمستی سے جنبانی اپنا گھوڑا چمکا کے برابر گنجاب کے تخت کے آیا اور عرض کرنے لگا کہ مجھے اجازت میدان مرحمت
ہو گنجاب نے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ میں نے تجھے حوالے خداوند لقا کے کیا نعمان بن گیر ناگ گنجاب سے اجازت
میدان لیکر سراپا دکھلاتا ہوا میدان میں آیا اور مرکب کو روک کر پشت کی جانب لشکر اسلام اور رخ کیا سمت قیطول خداوند
لقا اور گھوڑے پر سے کود کے زمین پر سجدہ کرنے لگا اور سجدہ کرکے اس زمین کی مٹی ماتھے سے لگائی اور
پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے پکارا اے لشکر خدا پرستان و اے زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ است کہ پا بہ
میدان جنگ آرزوے دست و پا آوری دارم تا سخن در دہان بود و پورا کلمہ اسکی زبان سے نہیں نکلنے پایا تھا کہ ایک مرتبہ
لشکر اسلام میں علم برداروں نے علموں کو جلوہ دیا اور دونوں لشکروں نے دیکھا کہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک
باختر صاحبقران ابن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب کو گرم تاز کرکے
میدان میں بمقابل نعمان بن گیر ناگ کے آیا اور برابر اسکے پہونچ گئے ایک ٹکر دی کہ دس بارہ قدم گھوڑا نعمان
بن گیر ناگ کا پیچھے ہٹ گیا نعمان بن گیر ناگ نے گھوڑے کو خوب سا روک کے پھرتا تھم کیا اور کہا
بدیع الزمان یہ کیا حرکت بیہودہ تھی کہ تو نے میرے گھوڑے کو آکے ادھر مار کے گھوڑا پیچھے ہٹا گیا شاہزادہ عالیمقام
نے فرمایا کہ اول ہمارے طریق میں یہی رسم ہے کہ حریف کو ادھر مار کے تول لیتے ہیں کہ حریف ہمارا زبردست ہے یا
کمزور سو میں نے پہلے ٹکر دے کے دریافت کر لیا کہ تو نہایت کمزور ہے تنکے کی طرح سے اڑا جائیگا نعمان
بن گیر ناگ شعلہ جوالہ ہوکے بھڑک اٹھا اور کہنے لگا کہ نا ضرب شاہزادہ عالم نے کہا شعر تو اول بر آری تمنائے
خویش + کہ من خصم را سیم جائے پیش + ہمارے طریق میں چار باتیں ممنوع ہیں حریف پر پیشدستی اور بھاگتے
کا تعاقب اور کسی بزرگ کی قبر پر قدم رکھنا اور عاشق و معشوق کا افشائے راز کرنا لہذا تو پہلے اپنی ضرب
کر اگر خداب احدیت مجھے تیری ضرب سے محفوظ رکھیگا تو میں تجھے جہنم کرونگا نعمان بن گیر ناگ بہت ہنسا اور
کہنے لگا یہی وہ مثل ہے مرے وہ جو پہلے مارے + [illegible] کہ نہ پڑ گیا ہارے + افسوس تیری حسرت جی کی جی ہی میں
رہجائیگی میری ضرب سے تو بچیگا نہیں جو تجھے وار کرنے کی مہلت اور فرصت ملیگی بے خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا
یہ کہکے نیزہ بڑھا کے سینہ بے کینہ پر شاہزادہ بدیع الزمان کے مارا شاہزادہ عالم نے سنان نیزہ کو اپنے
نیزے کی سنان پر روکا دونوں نیزوں کی نوکوں میں سے چنگاریاں آگ کی اڑیں اور آواز جھنانے کی آئی اور
آپس میں نیزہ بازی شروع ہوگئی تیرہ سو طعن میں نیزہ نعمان بن گیر ناگ کا شاہزادہ بدیع الزمان نے

ہوائی کر دیا نعمان بن گیر تنگ نے جو دیکھا کہ میرا نیزہ ہوائی ہو گیا دونوں ہاتھ اپنے غصہ سے قاش زمین پر دے مارے اور پکارا ای بدیع الزمان تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا کر خیر کیا مضائقہ ہی نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جال بازی شمشیر بازی راستبازی اب میری تیغ تیز کی بھی برش کو بھی دیکھ یہ کہکے گھوڑے سے گھوڑے کو ملا چمک کر تلوار ماری شاہزادہ عالم نے اپنی تلوار کی پشت پر اُسکی تلوار کو روکا تلوار نعمان بن گیر تنگ کے مانند آبگینہ حلبی کے دو ٹکڑے ہو گئی دور زمین پر جا پڑی اور اُسی غیظ و طیش میں اُس رستم صولت شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت نے تیغہ صاعقہ ہیبت دیو بند کو نیام سے کھینچا اور اُس گبر مغرور نعمان بن گیر تنگ کے سر پر مارا نعمان بن گیر تنگ نے سپر فراخ دامن کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر تلوار اُس شجیع کارزار بدیع الزمان نامدار کی مثل برق سپر پر چمکتی نظر آئی یا نیزہ تنگ مرکب اُس کافر بے نام و ننگ نعمان بن گیر تنگ کے اُتر گئی اور لاش اس جہنمی بدمعاش کی مع مرکب چار پرکالے ہو کے خاک و خون میں لوٹنے لگی دونوں لشکروں میں دوست اور دشمنوں کے منہ سے بیساختہ صدائے مرحبا بلند ہوئی اور خواجہ گرانالدین بختیارک خواصی میں گنجاب کی بے ساختہ اچھل پڑا اور پکارا سبحان اللہ واہ واہ ہی واہ واہ ہی جزاک اللہ ماشاء اللہ چشم بد دور کیا خوب تلوار نے کاٹا ہی اور کیا صفائی اور طاقت اس بدیع الزمان رستم شوکت کے ہاتھ میں ہی گنجاب نے درہم برہم ہو کر کہا کہ ای بادر نخطا یہ وقت خوشی کا ہی اور تعریف اور توصیف کرنے کا ہی بختیارک نے کہا ای گنجاب اگر تیرے سب سردار ایک ایک بار ہی بار ہی نکل کے شاہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ اور مجادلہ کرینگے تو یہی حال سب کا ہوگا لہذا تجھے تو یہ مناسب ہی اور جو تو چاہتا ہی کہ میری فتح ہو تو حکم کر دے کہ سارا لشکر چار طرف سے یورش کرکے اُسپر جا پڑے اور جنگ مغلوبہ کرکے اُسکو شکست دے یا مار لے گنجاب نے گفتگو بختیارک کی مناسب جانکے اپنا رومال ہلا کے دو طرف چپ و راست دیکھا اور فوج کو اشارہ کیا کہ ہاں اب توقف اور تساہل نہ کرو چار طرف سے بلوہ کرکے اس خدا پرست کو مار لو اور جنگ مغلوبہ کر دو بس پھر تو یہ حال تھا کہ چار طرف سے لشکر کفار نے اپنی اپنی سپر تلوار پکڑ کے گھوڑے تیز کیے اور یا خداوند باختر یا خداوند باختر کہکے شاہزادہ بدیع الزمان والا گوہر کی فوج پر مار لو مار لو کہتے چلے شاہزادہ عالیمقام بدیع الزمان یورش فوج کفار کا دیکھ کر مثل شیر تشنہ و گرسنہ آمادہ حرب و ضرب ہوا فصل بن گیا ہو رخون آشام نے شاہزادہ عالیمقام کو یکہ و تنہا فوج کفار سے شمشیر زنی کرتے دیکھ کر اپنی فوج کو بھی حکم دیا کہ ہاں مار لو اور بھگا دو فوج گنجاب کو اور ایک کافر کو زندہ اور سالم بچکر میدان سے نہ جانے دو حسب الحکم فصل کے لشکر اسلام نے بھی اپنے اپنے گھوڑے سمت میدان گرم تاز کیے اور برچھے اور تلواریں پکڑ پکڑ کے آمادہ جدال و قتال ہوئے اور آن واحد میں ہزارہا کفار کو مارتے تلواروں کے جہنم واصل کر دیا اور لشکر کفار تہ و بالا ہو کے عنقریب تھا کہ جھرمٹ کھا کے بھاگ کھڑا ہو ناگاہ وہ جو مثل مشہور ہی مثل انہونی کی بات کو ہاکت میں سب کوئے + انہونی ہونی نہیں ہونی ہوئے سو ہونے + اُسی عرصہ رزم و پیکار میں ایک مرتبہ ایک عیار نے آ کے گنجاب سے کہا کہ ای پیغمبر مرسل مبارک باد خداوند سپیدہ ہزار لعنت لعنا خدانے باختر نے ارجل خشت انداز اور سرجل خشت انداز اور سہیل برق انداز اور مہلیل رعد آواز کو فوج کثیر اور لشکر بیشمار سے تیری مدد کو روانہ کیا ہی اور عنقریب وہ آ پہنچے ہیں بختیارک نے خوش ہو کے کہا ای گنجاب اگر میرے کہنے پر عمل کر تو صلاح دولت یہی ہی کہ ارجل اور سرجل اور سہیل اور مہلیل وغیرہ سے کہلا بھیج کہ باغ کی پشت پر سے حملہ کر کے آئیں اور بدیع الزمان کی فوج کو گھیر لیں آن واحد میں لشکر خدا پرستوں کا شکست فاش کھا کے بھاگ

کھڑا ہو گا گنجاب کو یہ رائے بختیارک کی بہت پسند آئی اور سنجابی عیارہ کی زبانی اُن سب کو کہلا بھیجا کہ میں یہاں بدیع الزمان سے مقابلہ اور مجادلہ کر رہا ہوں وہ مع تمام اپنی فوج و سپاہ کے پشت پر سے محض غافل اور بیخبر ہے تم سب چار باغ ملک حرمان کی پشت پر سے حملہ کر دو اور باغ میں گھس کے خدا پرستوں کو مار لو چنانچہ جسوقت کہ سنجابی عیارہ نے ارجل اور سرجل وغیرہ فوج کفار کو یہ حکم گنجاب کا پہونچایا حسب الحکم گنجاب کے ارجل خشت انداز و سہیل اور جہلیل کے ساتھ والے ایک لاکھ اسی ہزار خشت اندازوں اور رعد آوازوں کے پشت پر چار باغ کی آکے سو سو من گز کی جو بہل فولادی اینٹیں گوپھنوں میں رکھ رکھ کے ایک ہی مرتبہ جو دیوار چار باغ پر ماریں تو ایک طرف کی سر تا سر بیخ و بن سے دیوار چار باغ کی منہدم ہو کے گر پڑی اور تمام لشکر خشت انداز اور رعد آوازوں کا اندر چار باغ گھس کے ہزاروں درختان سایہ دار اور پر ثمر خوبصورت خوبصورت کو توڑ کے خاک میں ملا دیا اور شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کے لشکر کی پشت پر تلواریں مارتے آمادہ جدال و قتال ہوا ہیجان خونریزی بدیع الزمان اور فضل بن گیا بہادران روم آشام نے مع تمام اپنی فوج کے نمازیان دیندار اور مجاہدان اہل توحید کے لشکر کفار کو درہم برہم کر دیا اور شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان والا مرتبت نے شعر آیا جو سامنے اس دشمن دین کو مارا + پہلے حملے میں علمدار العین کو مارا + اور علم گنجاب کے لشکر کا گرا تھا کہ یکایک پشت پر سے ایک شور یوم النشور بلند ہوا اور دیکھا کہ ہزاروں شجاعان صاحب عز و تمکین اور مومنین پراگندہ نظر آتے ہیں اور ایک طرف سے امیہ بن عمرو سراسیمہ اور نہایت مضطر برابر شاہزادہ نامور کے پہونچا اُسنے سارا حال خشت اندازوں کے شدائد اور بدعت اور چار باغ کی ویرانی اور خرابی کا عرض کیا شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے یہ حال سنکے جو پشت پر نگاہ کی تو اپنے لشکر میں کسی متنفس اور فرد بشر کو نہ دیکھا لاعلاج ہو کے جنگ رستمانہ کرتا تلواریں مارتا ایک سمت کو نکل گیا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان رزمگاہ سے شکست کھا کے نکل گیا حسب اتفاق ایک سمت سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اسی فکر میں کہ چلکے لشکر گنجاب کو دیکھوں اور وہاں کچھ کار نمایاں کروں آتا تھا اور اُسطرف ایک فرقہ کفار کا زیر قبطول خداوند ہی لقا رہتا ہے اور دو سردار اُسکے ناہیار سرکش اور اشکبوس بن بہرام سرکش بڑے زبردست اور بطور ایک مشہور اور معروف ہیں فرستادہ لقا کہ سواروں کی جمعیت سے واسطے گرفتاری شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ نامدار کے روانہ ہوئے تھے جبکہ قریب ملک باختر کے پہونچے تو اُن دونوں نے ماجرا شکست اور فرار ہو جانے کا بدیع الزمان نامور کے سنکے ایک مقام پر اپنی فوج کا جما کے ہوئے اور کف افسوس مل مل کے باہم یہ کہہ رہے تھے کہ مجرا شکار ہاتھ سے جاتا رہا کہ بدیع الزمان نکل گیا ورنہ ہم آن واحد میں اُسے گرفتار کر کے بحضور خداوند لیجاتے قضائے کار ادھر سے قاسم مع اپنی فوج و سپاہ کے نمودار ہوا اُن دونوں سرکشوں نے جانا کہ یہ برسر گنجاب بہ نیت رزم و پیکار جاتا ہے بس اب بہتر اور صلاح وقت یہی ہے کہ بدیع الزمان گو تو خداوند لقا نے آپ ہی شکست دی ہے ہم اس قاسم کو اسیر و دستگیر کر کے بحضور خداوند لے چلیں اور آپسمیں یہ صلاح کر کے سد راہ ہو کے لشکر کو اپنے قائم کیا اور اشکبوس بن بہرام سرکش نے سر میدان نکلکر نہیب دی کہ اے قاسم ہوشیار باش کہاں جاتا ہے ایک سمت سے شاہزادہ خاور سیاہ نے اُسے دیکھ کے اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور بمقابلہ اشکبوس آکے کہا کہ لا ضرب مردان غازی اشکبوس نے برچھا سینہ بے کینہ پر شاہزادہ قاسم کے مارا اور دونوں دلاوروں میں نیزہ بازی شروع ہو گئی تھی تھوڑی طعن میں شاہزادہ خاور سیاہ نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا اشکبوس بن بہرام نے حالت غیظ و غضب میں تلوار برسر شاہزادہ قاسم

ماری شاہزادہ قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دے کر تیغ دوال کمر پر اُسکی ماری کہ برابر دو ٹکڑے ہو کر لاش اُسکی مرکب پر سے گر پڑی اور خاک و خون مین پھڑکنے لگی اہل لشکر نے جو اُسکو اپنے سردار کو خاک و خون مین طپان اور غلطان دیکھا تو پھر لشکر خاور سیاہ سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کی تاب نلا سکے چاہتے تھے کہ بھاگ کھڑے ہون اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ لشکر گنجاب کا بھی عنقریب یہان تک یہی حال ہونیوالا ہے یکایک یہ خبر اخشنبوس اور ماہیار سرکش کے آنے اور قاسم کے ہاتھ سے شکست کھانے کی گنجاب نے جو سنی تو اُسنے حکم دیا کہ جس صورت سے بدیع الزمان کو شکست دی ہے اُسی صورت سے فوج رعد آواز اور خشت اندازون کی عقب سے جاکے اُسکو شکست دے اور جو مارا جائے تو اُسکا سر کاٹ لائین حسب الحکم گنجاب کے ایکبار چار ہزار قرنا نے گنجا پہلی نوازش مین آئین اور ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا وہان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم جو لشکر ہمت سرکشون کے شمشیر زنی کرتا چلا آتا تھا ایک مرتبہ چند سردارون نے آکے قاسم سے عرض کی کہ شہریار آپ اسقدر جو غافل کیون ہین رعد آواز اور خشت اندازون نے پشت پر سے آکے آپکے تمام لشکر کو تباہ کر دیا قاسم نے جو پلٹ کر دیکھا تو فی الواقع کوئی سوار و پیادہ اپنے ساتھ کہین نہین نظر آیا قاسم بھی بدقلمونی فلک غدار اور
گردش لیل و نہار کو دیکھکر اپنے گھوڑے کو تازیانہ کیا اور ایک سمت کو نکل گیا

اب دو کلمے داستان دارا سے سواد ہندوستان کہ سلطنت دوران جانشین مسند سلطان صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان اور مالک اژدر صاحب نیزہ و شمشیر سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جبکہ لندھور بن سعدان اور مالک دونون سپہ سالار دست راست اور دست چپ امیر با توقیر سے رخصت ہوکے کشتیون پر سوار ہوے اور مالک اژدر قبل از لندھور سفر دریا سے باطمینان تمام کنارے پر پہونچا اور سکان کشتی کا وہان لگا کے کنارے پر دریا کے اترا اور راز عرب جو عیار مالک کا ہی اُسنے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شہر ہی اور اس شہر کے حاکم کا کیا نام ہی اکثر قریہ و دیہات کے لوگ جو وہان تھے انھون نے کہا کہ اس شہر کو ہو اوکیہ کہتے ہین اور یہانکا حاکم مملوک نیزہ دار مشہور ہی چالیس من کا نیزہ اسکی کثرت کا ہی اور فنون نیزہ بازی مین اُسکا ثانی کوئی بھا ور ملک باختر مین نہین ہی جب اُسنے سنا کہ تم لوگ کشتیون پر سے لب دریا اُترے ہو مملوک نیزہ دار بائیس ہزار سوار سے بقصد رزم و پیکار آتا ہی راز عرب نے یہ نقل جاکے روبرو مالک اژدر کے بیان کی مالک نے کہا آنے دو سمجھ لینگے آخر طول محض بیکار ہی خلاصہ یہ کہ مملوک نیزہ دار نے مع اپنے لشکر کے وہان آکے طبل جنگ بجوا دیا اور مالک نے بھی طبل جنگ بجوا کے صبح کو اُس سے مقابلہ کیا اور ساٹھ طعن پر اُسکا نیزہ ہوائی کر دیا جسوقت کہ مملوک نیزہ دار کے ہاتھ سے نیزہ مالک نے نکالدیا اُسوقت مملوک نے آپ کو گھوڑے پر سے گرا کے چاہا کہ خنجر سے اپنا گلا کاٹ ڈالے مالک نے کہا کہ ای مملوک یہ کیا حرکت نامردی کی تو کرتا ہی گلا اپنا نہ کاٹ مملوک نے جواب دیا کہ ای بہادر خداوند لقا نے مجھے اپنا نظر کردہ کیا تھا اور کہا تھا کہ کوئی بہتر روے زمین پر ایسا نہین پیدا کرونگا کہ جو تیرے نیزے کو ہوائی کریگا سو تو نے میرے نیزے کو میرے ہاتھ سے نہین نکالا بلکہ خداوند لقا کا غرور توڑ ڈالا پھر اب میری زندگی کا کیا لطف رہا مالک نے کہا کہ لقا ایک خوک پیکر خرس باد یہ ضلالت گمراہ کنندہ عالم ہی وہ مسخرا کیا کتا ہی جو کسی کو اپنا نظر کردہ کریگا تو بھی بڑا نادان اور جاہل مطلق ہی کہ ایسی باتون کا اعتبار کرتا ہی بعد اسکے چند کلمے وحدانیت مین اُس خدا عز و جل خالق جز و کل کی مملوک کے سامنے اسطرح سے بیان کیے کہ مملوک نیزہ دار کو مالک کی باتون کا اثر دل مین ہوا اور زنگ کفر آئینۂ دل سے مملوک کے دور ہو گیا اور اپنی زبان سے لقا کو کلمات سخت اور درشت کہکے کلمۂ شہادت پڑھکے مسلمان ہو گیا اس عرصہ مین خبر شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کی شکست کھاکے نکل جانے کی پہونچی مالک یہ

حال سنکے مغموم اور پریشان خاطر ہوا مملوک نے کہا کہ باشد اگر ایک مرتبہ شکست شاہزادہ خاور سپاہ کی ہوگئی تو کیا ہوا شاہزادہ
قاسم نے وہ وہ کارنمایان اور رستمانہ کیے ہین کہ طلسم کو توڑا اور مراد کوہ اورار کانیہ وغیرہ اکثر ممالک مسخر کیے ہین یہ سنکے بار
مالک بہت خوش ہوا اور ایک پیادے کو واسطے قاسم کی خبر کے روانہ کیا بعد چند روز کے وہ پیادہ خبر لیکے آیا اور
اُسنے کہا کہ مین نے اطراف وجوانب مین شہر سنجان کے تا چار باغ ملک حرمان دیوکش جاکے خوب دریافت کیا تو
ہزارون اعلیٰ ادنیٰ کی زبان سے مین نے سنا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے بہت بڑا لشکر اور بہت سے سردار اپنے
رفیق جمع کیے تھے لیکن ابکی مرتبہ گنجاب سے شکست کھاکے کسی طرف کو نکل گیا ہی مالک نے کہا شاہزادہ خاور سپاہ
ملک قاسم اُسکی تلافی مین گنجاب کو شکست فاش دیگا اور خراب وتباہ کردیگا اُس پیادے نے عرض کی کہ حضور شاہزادہ
قاسم بھی بدیع الزمان کے بعد شکست کھاکے نکل جانے کے بمقابلہ لشکر گنجاب تشریف لیگئے تھے مگر وہ بھی گنجاب
کی فوج سے شکست کھاکے کسی طرف کو چلے گئے ہین مالک کو عجب طرح کا ایک صدمہ اور رنج لاحق ہوا اور بہت سے
سوار اور تیز رفتار پیادون کو واسطے تلاش اور سراغ رسانی شاہزادہ خاور سپاہ کے چہار طرف روانہ کیا اور آپ
بمقام مجبوری مملوکیہ مین مملوک فیروزہ دار کے ہمراہ قیام پذیر ہوتا ہی آگے دیکھیے جو حال ہوگا وہ بیان کیا جائیگا

اب وہ قصے داستان لندھور بن سعدان سے بیان کیے جاتے ہین

کہ خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند امیر حمزہ عالیشان سلطان صاحبقران والا توقیر
رستم زمان لندھور بن سعدان بعد ایک مدت دراز کے سفر بسفر دریا کے کنارے پر پہونچا اور وہان پر جہازون
کے کشتیون پر سے مع نو لاکھ سوار اور پیادون کے جو ہمراہ اُسکے لشکر کے تھے اس جگہ اُتر پڑا اور وہین پر ایک
علیحدہ بارگاہ استادہ کروا کے وہان کی رعایا اور آیند وروند سے پوچھا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہی اور یہانکا
حاکم اور حکمران کون ہی لوگون نے کہا کہ اس بندر کا ترسانیہ نام ہی اور یہانکا مالک ترسیان یکدست بڑا زبردست
اور زمردپرست ایک بہادر ہی کہ سات لاکھ سوار سے حکمرانی کرتا ہی خسرو بلاد ہندوستان سنکے خاموش ہو رہا
حسب اتفاق کچھ گھسیارے ترسیان یکدست کے لشکر کے جہان لشکر لندھور کا اُترا تھا اسی جنگل مین گھاس
چھیلنے کو آئے تھے اُن گاہ تراشون نے ایسے لشکر اور فوج کا اُتار لب دریا جو دیکھا تو جسوقت وہ گھاس کے گٹھے باندھ باندھ کے اپنے لشکر مین گئے
تو طویلے مین گھوڑون کے گٹھے گھاس کے کھول سائیسون اور چاکرون سے یہ حال فوج کے آنے کا کہا
سائیسون نے جاکے داروغہ اصطبل سے ذکر کیا داروغہ نے اُسی وقت جاکے ترسیان یکدست سے عرض کی کہ
شہر پار لب دریا لشکر خداپرستون کا آکے اُترا ہی غلام نے زبانی چاکرون کی سنکے حضور مین اطلاع کردی آگے جیسا
مزاج مین آئے ویسا کیجیے ترسیان یکدست نے یہ خبر سنکے منشی کو طلب کیا اور حکم دیا ایک نامہ بمضمون لکھو کہ اس سرزمین پر
چند روز تغیر سے حکم قضا نظام خداوند ہیچیدہ ہزار ملک باختر کا صادر ہوا ہی کہ جتنے فرقہ خداپرستون پر اپنا قہر نازل کیا ہی اور جہان
اُنکے دریا سے قہر مین طوفانی کردیے ہمارے ہیچیدہ ہزار ملک مین جہان جس خداپرست کا جہاز نکلے اُسکو وہین قتل
کرنا اور اپنی طرف سے خبردار کسی کو آگے نہ جانے دینا لہذا تجھے اطلاع کردی ہی کہ اگر تو تجارت پیشہ کوئی سوداگر ہی تو جسقدر
اسباب محصولی تیرے ہمراہ ہو اسکا محصول سرکار مین داخل کرکے پروانہ مہری سرکار سے لے اور چلا جا اور جو تو کسی
ملک کا فرمانروا یا کوئی سردار فرقہ خداپرست مین سے ہی تو خبردار حد سے آیا ہی تیرے حق مین بہتر یہی ہی کہ اُسی طرف
پھر جاؤ ورنہ اشعار آمادہ رزم وجنگ وتاراج + ہون منتظر اس جواب کا آج + نامہ ہی یہی یہی ہی پیغام + بس
باقی سلام اور اکرام + غرض یہ نامہ لکھوا کے اپنے ایک سردار کے ہاتھ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان

کے پاس روانہ کیا اور جسوقت کہ وہ سردار نریمان یکدست دروازۂ بارگاہ پر لندھور کے پہونچا اور خبر اُسکے آنے کی
لندھور کو ہوئی لندھور نے اندرون بارگاہ اُسے طلب کرکے بہت باآبرو کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کہ اپنے آنے کا
سبب بیان کر اُسنے وہ نامہ نریمان یکدست کا پیش کیا اور لندھور نے اُسے پڑھ کے نامہ کی پشت پر لکھ دیا کہ جواب نامہ
جنگ اور وہ سردار نامہ لیکے پھر نریمان یکدست کے پاس آیا نریمان یکدست جواب نامہ جنگ پڑھکے اُسی
وقت اپنے سات لاکھ سوار لیکے اپنے ہاتھی پر سوار ہوا اور قریب لشکر لندھور کے پہونچکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور طبل جنگ
لشکر میں نریمان کے بجا اور یہ خبر سنکے خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
میں بھی طبل جنگ بجے حسب الحکم لندھور کے لشکر میں طبل جنگ سیدرنگ بجا اور رات بھر تیاری اور سامان جنگ
میں گذری صبح کو طرفین سے فوجیں نکلیں اور مقابلہ ہوا نریمان یکدست مغلوب ہوا اور خسرو بلاد ہندوستان
لندھور بن سعدان نے اسے پکڑ لیا اور اُس سے احوال شاہزادہ بدیع الزمان باقبال کا پوچھا نریمان نے کہا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان نے پہلے تو بڑے بڑے کارنمایان کیے اور جنگ رستمانہ کرکے تمام باختر میں تلاطم ڈال دیا لیکن کچھ سوار و
پیادہ کا لشکر بہم پہونچایا مگر ان روزون پھر لڑائی ہوئی تھی سو گنجاب سے شکست کھاکے کسی طرف کو نکل گیا ہے
لندھور حال شاہزادہ باقبال کی شکست کھانے کا سنکے نہایت غمگین اور اندوہگین ہوگیا بعد اسکے نریمان یکدست
سے کہا کہ اے نریمان تو عاقل اور بڑا بہادر ہے تجھے لازم ہے کہ لعنت کر اس کفر و کافری پر اور ملت بیضا دین اسلام قبول کر
نریمان یکدست نے جواب دیا کہ میں ابھی مسلمان ہوتا ہون اگر کوئی میری شرط ادا کرے تو کیا مضائقہ لندھور نے
پوچھا کہ تیری شرط کیا ہے نریمان نے کہا کہ اس جنگل میں ایک فیل مست بہت بڑا زبردست نہایت خوبصورت ہے میں نے
چاہا کہ اس ہاتھی کو گرفتار کرون اور کئی مرتبہ میں اُسکے پکڑنے کو گیا وہ میرے قابو میں نہ آیا بلکہ اُس ہاتھی نے اپنی
خرطوم سے پکڑ کے میرا ہاتھ بھی ناقص کر دیا چنانچہ میں نے اُس ہاتھی کی گرفتاری کیواسطے کوئی تدبیر باقی نہیں رکھی
مگر وہ ہاتھی کسی طرح سے قابو میں میرے نہیں آیا میں نے جاکے خدمت لقا خدائے باختر میں عرض کی کہ یا
خداوند میرا ہاتھ پھر بدستور درست کر دے لقا نے مجھے جواب دیا کہ میں نے تقدیر کی ہے کہ جب تو جاکے حمزہ
صاحبقران کو باندھکر میرے پاس لائیگا تو میں تیرا ہاتھ بدستور اچھا کر دونگا اُسوقت سے مجھے معلوم ہوا کہ لقا کو دعوی
الوہیت اور وحدانیت کا محض باطل ہے اگر تو جاکے اُس ہاتھی کو پکڑ لاوے اور مطیع اپنا کرے تو میں لاشک و
لاریب جانونگا کہ تیرا دین برحق ہے اور میں مسلمان ہوکے بدل و جان تیری اطاعت قبول کرونگا لندھور نے کہا کیا
مضائقہ یہ کہکے لندھور ہمراہ نریمان یکدست کے سوار ہوکے اُس صحرا میں گیا اور ہر چند اُس ہاتھی کی تلاش کی مگر نہ
ملا ناگاہ ایک جانب آواز اُس ہاتھی کی معلوم ہوئی اُس آواز پر لندھور نے اپنے فیل میمون مبارک کو آگے
بڑھایا اور جسوقت اُس ہاتھی کو دیکھا تو فیل میمون مبارک لندھور کا بھاگا ہر چند لندھور نے چاہا کہ اپنے ہاتھی
کو اُسکے سامنے لیجائے لیکن میمون مبارک ہاتھی لندھور کا کسی صورت سے اُس ہاتھی کے سامنے رخ نہیں
کرتا تھا تب لندھور لاچار ہوکے ہاتھی پر سے کود پڑا اور برابر اُس مست ہاتھی کے جاکر چاہا کہ اُسے پکڑ لے اور اُس
ہاتھی نے اپنی خرطوم کو بڑھاکے چاہا کہ لندھور کو کھینچ کے چیر ڈالے لندھور نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُسکی
سونڈ کو پکڑ لیا اور پہلے ہی زور میں جو جھٹکا تو وہ ہاتھی چھاتی کے بل زمین پر گرا اُسوقت لندھور جست کرکے اُس
ہاتھی پر سوار ہو بیٹھا اور انکس مارنا شروع کر دیا اس عرصہ میں جیپور شاہ اور رعد شاہ فنوجی گوچر ملک
دکنی وغیرہ روساے ہند رفقاے جان نثار لندھور نامدار کے پہونچ گئے اور اُس ہاتھی کو پکڑ کے جنگل سے ۲

لے آکے ثریمان یکدست پہ جرأت اور قوت اور زور و طاقت اور جوانمردی لندھور کی دیکھکر از سر صدق مسلمان ہوگیا ایک روز
کی نقل ہے کہ لندھور بقصد سیر و شکار سوار ہو کے صحرا کی طرف جاتا تھا اثنا ے راہ میں دیکھا کہ ایک باز کسی شخص کا پرواز کنان
آکے ایک پتھر پر بیٹھ گیا لندھور نے طعمہ دکھلا کے اُس باز کو پکڑ لیا اور نہایت فرحی خوشی اُس باز کو اپنے ہاتھ پر
بٹھلا کے گوشت مرغ کا اُسکو کھلا رہا تھا ناگاہ سامنے سے ایک نقابدار سبز پوش مرکب پر سوار مسلح اور مکمل گھوڑے کو
کو تیز کیے نمودار ہوا اور دور ہی سے اپنے باز کو لندھور کے ہاتھ پر بیٹھا دیکھکر گفتگو ے تند اور تلخ کرنا شروع کی
اور کہا کہ ای خیرہ سر تیرہ روزگار تیری بھی یہ مجال تھی کہ تو نے میرے باز کو پکڑ لیا لندھور نے کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا
باز صحرائی سمجھکے میں نے پکڑ لیا ای نقابدار آزردہ نہو اگر تیرا ہی باز ہے تو لے موجود ہے نقابدار نے کہا کہ میں اسکے عوض
میں تجھے سزا ے معقول دونگا تاکہ پھر تجھے عمر بھر یاد رہے شدہ شدہ نوبت یہانتک پہونچی کہ نقابدار نے اپنے گھوڑے
کو چمکا کے لندھور کا گریبان پکڑ لیا اور چاہا کہ زور کر کے ہاتھی پر سے لندھور کو اُٹھا لے لندھور نے بھی گریبان
نقابدار کا پکڑ لیا اور آن واحد میں نقابدار سبز پوش کو قاش زین سے اُٹھا کے سر پر چرخ دیا اور چاہتا تھا کہ زمین
پر مارے نقابدار نے کہا ای بہادر مصرعہ برمن نگر و رشنوی در دل مخجل + یہ کہکے نقاب جو منھ سے
اُٹھا لی تو لندھور نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین برس بارہ ایک کا سن و سال سراپا حسن و جمال شعر وہ
شاہ حسن منھ جو نکالے نقاب سے + لے باج مہ سے اور خراج آفتاب سے + لندھور اُسکو بنگاہ اولین دیکھکے ہزار
جان سے شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا اور آہستہ سے اُسکو زمین پر رکھ کے پوچھا شعر چہ کسی و چہ نام خوانندت + در کدامی مقام
دانندت + اُس نازنین نے جواب دیا کہ میرا نام ظہور بانو اور میں ثریمان یکدست کی چھوٹی بہن ہوں ای بہادر اگر تجھے استدعا
میری ملاقات کی ہے تو فلان جا پر میرا مکان مثل ماہتاب اور آفتاب کے عیان ہے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے تو پوچھتا ہوا چلا آنا بس اتنا
کہکے وہ نازنین اپنے مرکب کو چمکا کے جدھر سے نمودار ہوئی تھی چلی گئی لندھور دوسرے دن شدت اشتیاق اور کثرت
درد فراق سے بیتاب ہو کے رات کیوقت یکہ و تنہا ملکہ ظہور بانو کے مکان پر گیا اور ملکہ ظہور بانو لندھور کو بکمال عزت
و احترام دلبری و دلداری کر کے اپنے مکان پر لیگئی اور ایک مسند پر ہمدوش اور ہم آغوش ہو کے بیٹھی اور صحبت عیش قرار دی
ملکہ ظہور بانو کی دایہ نے جو یہ حال دیکھا تو مارے خوف کہ مبادا یہ راز اگر ثریمان یکدست پر افشا ہو جاے تو میری عزت
اور جان نہ بچیگی لرزان و ترسان ملکہ کی آنکھ بچا کے ثریمان یکدست کے پاس گئی اور ساری کیفیت لندھور کے آنے اور
ملکہ ظہور بانو کی صحبت کی بیان کی ثریمان یہ حال سنکے کمال خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے بھی یہی آرزو اور خوشنودی دل کی
تھی سو شکر ہے خداوند تعالی کا کہ حسرت میرے جی کی بر آئی یہ کہکے اُسی وقت سوار ہو کے اپنی چھوٹی بہن ظہور بانو کے
مکان پر آیا اور بے ساختہ اندرون مکان کے چلا گیا جسوقت سامنے لندھور کے پہونچا تو لندھور ثریمان کو دیکھکر اپنے
دل میں نہایت محجوب اور شرمندہ ہوا اور سرنگون ہو کے رہگیا تب ثریمان یکدست نے لندھور کو منفعل اور سرنگون دیکھکر کہا
کہ ای شہریار زہے افتخار اور سعادت دارین میری کہ یہ بہن میری تیری کنیزی میں سرفراز ہو اور قسم ہے مجھے اپنے
دین اور ایمان کی کہ میرا خود تو پہلے ہی سے یہی ارادہ تھا کہ اسے آپ کی پرستاری اور خدمتگزاری میں دوں مگر پاس
آداب آپ کے خائف و ترسان تھا اور یہ عرض نہیں کر سکتا تھا کہ شاید حضور قبول اور منظور نہ فرمائیں مگر الحمد للہ والمنۃ
کہ بمدعاے دلی اور استدعاے قلبی میری تھی جناب احدیت سے وہ تمنا میری بر آئی اور اتنا کہکے اسی وقت قاضی کو طلب
کیا اور بطریق اہل اسلام عقد ظہور بانو کا ساتھ خسرو مالک ہندوستان لندھور بن سعدان کے کر دیا اور وہان سے باہر
نکلکے اپنی بارگاہ میں سوار ہوا اور یہان لندھور ملکہ ظہور بانو سے ہم بستر ہوتا ہے اور اُسی شب کو نطفہ لندھور کا قرار

پاتا ہی اور نظور بانو کے بطن سے ایک بیٹا کہ نام اُسکا خسرو نامی بن لندھور رکھا جائیگا پیدا ہوگا اور وہ فرزند خسرو بلاد ہند لندھور بن سعدان کا تورج نامہ اور صندلی نامہ مین بڑے بڑے کارنمایاں کریگا خیر قصہ مختصر بعد چند روز کے ایک عیار نے آکے عرض کی کہ دربند عمود دیرسے عاد بن عمود کرار دندان اور حمید بن حامد کراز دندان مع چار لاکھ سوار کے بہ نیت جنگ سرزمین زریانیہ پر آتے ہین خسرو بلاد ہندوستان نے بھی یہ خبر سنکے تریان بگدست شہر زریان سے کوئی پانچ سات کوس پر نکلکر اور اپنے لشکر کو قائم کرکے بارگاہ استادہ کروائی اور وقت شب کے دونون لشکرون مین طبل جنگ بیدرنگ بجا وقت صبح کے دونون لشکر میدان مین نکلے عاد بن عمود کراز دندان اپنا گھوڑا چمکا کے ناف میدان مین آکے قائم ہوا اور ایک میل تین سو من کا آرابے پر سے اُٹھا کے زمین پر بائین ہاتھ سے کھڑا کیا اور داہنے ہاتھ سے ایک گرز کی تین ضربون سے اس میل کو زمین مین غرق کردیا بعد اُسکے تین زور مین اس میل کو پھر زمین سے اکھاڑ کے بہت سالاف وگزاف کیا اور کہنے لگا کہ کہان ہین رستم وسہراب اور کہان ہی حمزۂ عرب کہ میرے روبرو آکے تین ضرب عمود مین اس میل کو زمین مین غرق کردین اور پھر تیسرے زور مین اُکھاڑ لے لندھور نام سلطان عالیمقام کا سنکے نہایت درہم وبرہم ہوا اور اپنے فیل میمونہ مبارک کو کجک مار کے آگے بڑھایا اور بآواز بلند کہا ای عاد بن عمود کراز دندان چھوٹا منہہ بڑی بات کہنا تجھے نہ چاہیے امیر حمزۂ عالیشان سلطان صاحبقران کا نام انسان پہلے ہزار مرتبہ گلاب کیوڑے سے کلیان کرکے اپنے منہ کو طاہر کرلے تب زبان پر لاسے اُسکا مرتبہ تو عالی ہی مگر ایک کمترین نمکخوار اُنکا مین ہون یہ کہکے وہ میل عاد بن عمود کراز دندان کے ہاتھ سے لیکے ایک ہی ضرب گرز مین پیوند زمین کردیا اور پھر طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک ہی زور مین اُس میل کو زمین سے اُکھاڑ کر دور پھینک دیا جبکہ عاد بن عمود نے یہ زور بازو سے خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا دیکھا تو محو حیرت سکتے کی صورت گھڑی بھر کا ل رہ کے پکارا کہ لاشک ولاریب تیرا دین برحق ہی جو تیرا دین اختیار کرے وہ کیا کہے لندھور نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا عاد بن عمود کراز دندان اور حمید بن حامد کراز دندان دونون مع اپنے چار لاکھ سوار کے از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکے مشرف باسلام ہوئے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان انجم گردہ ستم شدہ سر فتنۂ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ بدیع الزمان گردشکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان میدان رزم سے شکست کھاکے نکلا تو تھوڑی دور پر جاکے امیہ بن عمرو کو واسطے خبر لانے ملکہ گوہر لک کے روانہ کیا اور اُمیہ بن عمرو چار باغ ملک حریان دیوکش مین جاکے پھر کر خبر لایا کہ شہریار عالم غمگین جلیسین کو ندیان وغیرہ متوسلین اور ملازمین ملکہ کی تو سب اسیر دام تزویر ہوگے گنجاب کے پاس گئین ملکہ گوہر لک کا کہین سراغ اور پتا نہین معلوم ہوتا کہ وہ کہان ہی بلکہ گنجاب کو بھی اس بات کا بڑا تردد لاحق ہی کہ ملکہ کہان نکل گئی اور کہان ہی اسی واسطے سیکڑون سراغرسان اور جاسوس اور ہرکارے چپراسی عیار وغیرہ دس کوسی چکوسی گئے ہین اور دشت وجبل اور شہر شہر گانؤن گانؤن قصبے پرے اور جنگلون بستیون مین تلاش کرتے پھرتے ہین شاہزادۂ عالم نے یہ حال سنکے بدرجۂ نہایت مغموم اور مکدر ہوا اور ایک سمت اپنے مرکب کو تیز گام کیے چلا جاتا تھا اور ایک دن ایک رات کسی مقام پر دم بھر لیکن قیام اور آرام نہین کیا تھا وزدودم صبح کے وقت ایک قصبے کے دروازے کے قریب پہنچکے دیکھا کہ بہت سی فوج اور رعایا وغیرہ لوگ اُفتان وخیزان بھاگے ہوے اُس قصبے کے اندر گھس کے دروازہ اُسکا بند کرلیا شاہزادۂ عالم نے مع امیہ بن عمرو کے دروازے پر ہر چند آوازین دین کہ دروازہ کھولو لیکن نہایت تنگ ہوکر جس طرح سے ہوسکا اُس دروازے کو توڑکے اندر قصبے کے گئے تو وہان کسی شخص کو نہ دیکھا کہ وہ جو سب فوج سپاہ آئی تھی کدھر

جا کے غائب ہو گئی بعد بڑی تلاش اور جستجو کے اسد بن عمرو اور شاہزادۂ نامور ایک گھر مین گئے تو وہان دیکھا کہ اُس مکان مین ایک چھوٹی سی کھڑکی ہی اور اُس دریچے کو کسی نے اندر سے بند کر لیا ہی اور ایک چٹان پتھر کی اُس کھڑکی کے پٹون پر رکھی ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے اُس پتھر کو اٹھا کے جو دروازہ کھڑکی کا کھولا تو اندر اُسکے مرجان تیز رفتار اور ملکہ گوہر ملک دونون ایک گوشے مین چھپے بیٹھے ہین شاہزادہ بدیع الزمان مرجان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ ای مرجان کہین کچھ سراغ اور پتا ملکہ گوہر ملک کا بھی تجھے معلوم ہی مرجان نے ملکہ گوہر ملک کو بہت سی گھانس جو پڑی تھی اُسکے نیچے چھپا کے بٹھلا دیا تھا اس گھانس کو ہٹا کے ملکہ گوہر ملک کو نکال لایا ملکہ گوہر ملک نے شاہزادہ بدیع الزمان کو جو دیکھا تو شکایت زمانۂ ناہنجار اور گردش فلک غدار کی کرکے رونے لگی شاہزادہ عالیمقدار نے کہا کہ ای ملکہ اسیواسطے مین تمکو منع کرتا تھا کہ تم مجھے اپنے ملک مین نہ لیچلو تمنے میرا کہنا نہ مانا پھر اب تو یہ رونا تمھارا محض بے سود ہی اتنا سمجھ لو مصرع چنان نماند چنین روز ہم نخواہد ماند + اور مجھے منظور ہی کہ مین قلعہ شکستہ حصار مین جا کے چند روز رہون اور وہان سے لشکر کشی کرکے بر سر گنجاب پھر جاؤن ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ ای شہریار مجھے ایک تدبیر یاد آئی ہی کہ کسی کو اپنی امان جان ملکہ غنچہ خاتون کے پاس بھیجون کہ جسوقت بدیع الزمان شکست کھا کے نکل گیا اور ارجل خشت انداز اور سرجل خشت انداز کی فوج و سپاہ نے باغ کو تاخت و تاراج کیا تو ایک جوان اژدہم نام ہی مجھے میدان جدال و قتال سے اپنے ہمراہ نکال کے یہانتک لایا ہی اور بدیع الزمان کا کہین بھی سراغ نہین کہ وہ کہان ہی اب مجھے اسوقت مصیبت اور حال بیکسی اور بیوطنی مین سوا آپ کے کہ آپ میری امان جان ہین اور کہین مامن اور ملجا نہین نظر آتا ہی لہذا امیدوار ہون کہ مجھے اپنے ظل عاطفت اور حمایت مین اس آفت ارضی و سماوی سے کہ زمین تشنۂ خون اور آسمان دشمن جان ہو رہا ہی بچا لیجے بس مجھے اطمینان کلی اور یقین واثق ہی کہ امان جان مجھے اپنے پاس بلا لینگی اور یہ بھی میرے دل کو یقین ہی کہ ابکی مرتبہ امان جان بھی میرے تحریک کرنے سے مسلمان ہو جائینگی اور جو ابکی مرتبہ قلعہ اور شہر سنجان کا میرے قابو مین آگیا تو پھر کہین میرے قبضۂ اختیار سے نہ جائیگا کس لیے کہ مجوس نے گنجاب سے کہا ہی کہ اگر بار دوم بدیع الزمان شہر سنجان کو مسخر کریگا تو پھر تیرے ہاتھ قلعہ اور شہر سنجان کا نہ آئیگا شاہزادہ عالم و عالمیان بدیع الزمان عالیشان کو یہ راے صائب اور تدبیر اور صلاح ملکہ کی بہت پسند آئی اور اُسی وقت ملکہ گوہر ملک کی طرف سے ایک نامہ اسی مضمون کا لکھ کے مرجان کو دیا کہ تو اس رقعہ کو جس صورت سے بنے ملکہ غنچہ خاتون کے پاس جا کے پہونچا مرجان تیز رفتار نے کہا غلام ابھی جاتا ہی اور یہ کہکر مرجان وہ رقعہ لیے بہیئت عیاری مثل برق تپیدن کرتا شہر سنجان مین پہونچا اور ایک سقنی کی صورت بنکے محل مین گیا اور وقت تخلیہ کا دیکھ کے ملکہ غنچہ خاتون کے حوالہ کیا غنچہ خاتون نے جو وہ رقعہ پڑھا تو پوچھا کہ ای نگبخت تجھے یہ رقعہ کس نے دیا ہی اور کون لایا ہی مرجان رو کے غنچہ خاتون کے پاؤن پر گر پڑا اور عرض کی یہ خانہ زاد موروثی مرجان عیار بعیاری صورت تبدیل کر کے سرکار آپ کے قدمون تک پہونچا ہی

اشعار گر گنہ کردم و گر عصیان نمودم عفو کن + در گذر از جرم من آخر غلام خانہ زاد + ور نباشم قابل عفو تو اینک طشت و تیغ + کس نمیدانم کہ خواہد خواست از دست تو داد + ملکہ غنچہ خاتون نے پہلے دو تین کوڑے مارے اور بعد اسکے گلے سے لگا کہا ای کمبخت اُس ننگ خاندان نے ناحق آپ کو رسوائے خلائق کیا شعر غرض سلیقہ ہی ہر اک امر مین + عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے + خیر جو ہوا سو ہوا اب حال کہ کہ وہ کہان ہی مرجان نے زبانی بھی وہی جو رقعہ مین لکھا تھا بیان کیا اور کہا کہ ای ملکۂ عالم از خسروان خطا و از بزرگان عطا ملکہ غنچہ خاتون نے کہا کہ اچھا اب تو بھی تو آپ کو ظاہر نہ کر مین ملکہ گوہر ملک کو بلائے

بھیجی ہوں یہ کہکے فضلان عمودی اور داراب خوک پیشانی کو مع چالیس ہزار غلامان خاص ملکہ غنچہ خاتون کے
بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت بھیج السوقت ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے ساتھ
سکھپال مین بٹھلا کے سوار ہوئی اور بتجمل وشوکت تمام شہر سنجان مین آکے سکھپال کو ڈیوڑھی پر محل کی زنانے کا مقام
کر کے اتروا دیا ملکہ گوہر ملک نے شاہزادہ عالم سے کہا کہ اب تم جاکے دیوان عام مین بیٹھو تخت پر اجلاس کرو مین امان جان
کے پاس جاکے جیسا محل اور موقع ہوگا سمجھ لونگی یہ کہکے ملکہ گوہر ملک نے بخدمت ملکہ غنچہ خاتون جاکے مجرا کیا
غنچہ خاتون نے پہلے بہت سی لعنت ملامت کر کے پوچھا کہ او شوخ دیدہ ننگ خاندان اب بتلا کہ وہ بدیع الزمان
تجھے مبتلائے صد گونہ آفات کر کے کہان چلا گیا اب بھی تیری نیکی بدی کی اُسے کچھ خبر ہے ملکہ گوہر ملک نے سرنگون ہو کر
عرض کی کہ امان جان شاہزادہ بدیع الزمان حاضر ہے مین نے اُسے دلوانخانے مین کہدیا ہے کہ تو جا کے تخت پر بیٹھ
مین امان جان سے جا کے جہانتک عذر و معذرت ہو سکیگی کر کے تیری تقصیر معاف کروا دونگی ہے علاوہ اسکے مین
شاہزادہ عالم کو ایک اور بھی آل اندیشی سے اپنے ہمراہ آپ کے پاس لائی ہون کہ اگر حضور از راہ شفقت بزرگانہ اُسکی پشت
پر ہاتھ رکھین تو وہ شخص یعنے خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان ہوا خواہ غلام جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان
نامدار کا ہی اور مین نے خوب تحقیق کیا کہ وہ ہوا خواہی شاہزادہ عالم سلطان صاحبقران سے رخصت ہو کے مع اپنی
فوج و سپاہ کے سفر دریا طے کر کے باختر مین آپہونچا ہے اگر آپ آج شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنا کر رکھینگی تو گویا آپ نے
یہ احسان لندھور پر کیا اور لندھور تمام عمر آپ کا اس بارگران سے ممنون اور رہین منت رہیگا اور جو کہیے گا
لندھور بجان و دل قبول کریگا القصہ اسطرح کی باتین کر کے ملکہ گوہر ملک نے غنچہ خاتون اپنی مان کو
راضی کیا اور غنچہ خاتون نے بامید وصال اپنے مطلوب خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کے شاہزادہ
بدیع الزمان کو اندرون محل طلب کیا اور شاہزادہ عالیمقام نے باآداب تمام غنچہ خاتون کو سلام کیا غنچہ خاتون
نے بطریق بزرگون کے سر اقدس شاہزادہ عالم کا لیکے اپنی چھاتی سے لگا لیا اور باعزاز و اکرام تمام برابر اپنے مسند پر
بٹھلا کے بہت سی دلجوئی اور خاطرداری کی باتین کرنا شروع کین اُسوقت ملکہ گوہر ملک نے ملکہ غنچہ خاتون
سے عرض کی کہ امان جان آپ چشم بد دور عاقلہ اور دانشمند ہین بچشم انصاف اور بنظر عدالت ملاحظہ فرمائین اور جو کہ حق
ہو وہ مجھے جواب دین کہ وحدانیت اور الوہیت لعنت اللہ خدائے باختر پر کیونکر مزین اور ثابت ہوئی ہے جو شکل اور
مخلوق کی وہی شکل لقا کی ہے اور کھانا پینا بول و براز عارضہ بیماری جو اور تمام آدمیون کو ہوتا ہے وہ لقا کیواسطے بھی
ہی پھر فرمایے کہ خدائے باختر خالق دو کون مکان کس طرح سے ہوا مجھے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدائے عز و جل اور خالق جز و کل
اور ہی کوئی ہے شعر مبرا ذاتش از چونی و چندی + منزہ تر ز پستی و بلندی + میری عقل ناقص مین تو یہ صلاح بہت انسب
ہے کہ حضور اس کفر و کافری کو ترک کر کے چاہ ضلالت سے نکلین اور کلمۂ طیبہ پڑھ کے بسر چشمۂ ہدایت فائز ہون دنیا
اور عقبیٰ دونون بخیر ہون اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا موجب خوشنودی اور رضامندی کا بھی
ہوگا آگے جو رائے مین آپ کی مناسب اور بہتر ہو وہ کیجیے ملکہ غنچہ خاتون از بسکہ نہایت عقیل اور فہیم اور ذہین اور
دانشمند تھی پند و نصایح بیٹی کی یعنے گفتگو ملکہ گوہر ملک کی نہایت پسند کر کے اپنے جی مین سوچی کہ فی الحقیقت استادون
نے غلط نہین کہا ہے شعر کودکے کو بعقل پیر بود + تو ز اہل خرد کبیر بود + اُسی وقت کلمۂ شہادت پڑھ کے از سر صدق
مسلمان ہو گئی لیکن یہ بھی شرط کر لی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کے ذریعہ سے ملاقات لندھور بھی ملکہ غنچہ خاتون سے
ہو اور شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ یہ میرا ذمہ ہے کہ مین تمہاری بخوبی لندھور سے ملاقات کروا کے عقد کروا دونگا

القصہ جبکہ ملکہ غنچہ خاتون نے شاہزادہ عالم سے لندھور کی ملاقات کا اقرار کر والیا اُسوقت فضلان عمودی اور داراب
خوک پیشانی اپنے غلامون کو مع اسی ہزار سوار اور غلامان نگر ار ھور وتی اپنے کے کلمہ شہادت تلقین کر کے دائرہ
اسلام مین لائی اور بعد اسکے تمام شہر سنجان کو مسلمان کیا اور جتنا خزانہ گنجاب کا سنجان مین تھا اس خزانہ
کے کوٹھے کھلوا دیے اور سواے فوج قدیم کے لاکھ سوار تو ملازم اور رکھے اور شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان
اپنے اُن سردارون کیواسطے جو کہ شکست مین گرفتار ہو گئے تھے نہایت متفکر اور پریشان تھا کہ خدانخواستہ گنجاب
اُن سب میرے سردارون کے قتل کرنے کا حکم دے آخر کار امیہ بن عمرو اور مرجان تیز رفتار کو اُن سردارون
کی خبر کیواسطے بھیجا وہان حال گنجاب کا سنیئے کہ گنجاب بیچارہ باغ مین اپنا عمل دخل بخوبی کر کے جشن عیش و نشاط
مین مشغول تھا کہ یکایک پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ بدیع الزمان نے قلعہ شہر سنجان مسخر کر کے تیری بی بی غنچہ خاتون
اور فضلان عمودی اور داراب خوک پیشانی کو مع اسی ہزار غلامون کے اور تمام سوار و پیادے عملہ توپخانہ وغیرہ فوج
اور رعایاے شہر کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کر لیا اور کوٹھے جواہر خانے اور خزانون کے سب اپنے قبضۂ تصرف مین لایا ہے
بس یہ اخبار سنکے گنجاب ہاے کر کے گھڑی بھر کامل سکتے کے عالم مین رہا اور صدمۂ عظیم اُسکے دل کو اسبات کا ہوا
کہ نجومیون اور کاہنون اور رمالون نے بالاتفاق یہ کہا تھا کہ جسوقت قلعہ دوبارا دشمن کے قبضۂ تحت تصرف مین
جائیگا اور غنچہ خاتون مسلمان ہو جائیگی اسوقت زوال دولت گنجاب کا ہو گا اور قلعہ شہر سنجان پھر گنجاب
کے ہاتھ نہ آئیگا القصہ گنجاب کو اُسی غیظ و غضب اور تشویش اور فکر مین شاہزادہ بدیع الزمان کے رفیق
اور جان نثار سردارون قیدیون کا جو خیال آگیا تو اُسنے حکم دیا کہ جتنے سردار ہمراہ بدیع الزمان کے رفیق اور
شریک ہوے تھے اور گرفتار ہو کر آئے ہین اُن سب کو میرے سامنے لاؤ مین اُنکو قتل کرنے کا حکم دونگا حسب الحکم
گنجاب کے داروغۂ زندانخانے نے سرداران شاہزادۂ عالیشان کو بارگاہ گنجاب مین لا کے حاضر کیا اُن سب
سردارون نے بارگاہ گنجاب مین اسلام بطور اسلام کیا گنجاب نے نہایت پیچ و تاب کھا کے اُن سب کو ترغیب
کیا کہ تم اگر خداوند بیدہ ہزارہ ملک باختر کو سجدہ کر کے اپنے دین آبائی اور اجدادی پر ثابت قدم رہو تو مین تمھارے سب کے
جرم و گناہ معاف کر دون سرداران بدیع الزمان نے جواب دیا کہ لعنت ہے اس لقاے مشرک خدا پر اور اُسکے
پرستارون کافرون پر یہ کلام سردارون کا سنکے گنجاب اور بھی درہم برہم ہوا اور حکم دیا کہ ہان اسی وقت سب
دشمنان خداوند بیدہ ہزارہ ملک باختر کو لیجا کے قتل کر دو اور بموجب حکم اُس کبر مغرور کے جلادون نے آ کے
چاہا کہ تمام سردارون کو واسطے قتل کے لیجائین علقمہ اصطرلابی وزیر اعظم نے گنجاب سے اُٹھکر عرض کی کیا
پیغمبر مرسل انکو یون قتل نہ کیجیے ان سب کو پہلے تمام رات سولیون پر لٹکا رہنے دیجیے صبح پھر ڈیڑھ پہر دن چڑھے
جب تمام شہر کی خلائق کا ہجوم ہو جاے اور تماشائی جمع ہو لین تب انکو سولیون پر چڑھوا دیجیے اور قتل کیجیے تاکہ پھر
کسی کو حوصلہ گمراہی کا نہو اور سب کو خوف و عبرت ہو جاے اور پھر کوئی دین خداوند لقا سے منحرف نہو بختیارک
نے یہ گفتگو علقمہ اصطرلابی کی سنکے کہا اے وزیر اعظم تمنے پیغمبر مرسل کو تو کیا خوب مشورہ دے کے خدا پرستون کو قتل
سے اسوقت بچا لیا بعد گھڑی بھر کے پھر جو کچھ ہو وہ ہو علقمہ اصطرلابی نے کہا اے بختیارک جس طرح سے تو نے خاندان
نوشیروان ملک العادل کسریٰ کو برباد کیا اب یہان نحس قدم لیکے لا کے اُسی طرح چاہتا ہے مجھے کارخانہ خداوند لقا
اور پیغمبر مرسل مین کیا مداخلت جو تو ہر مرتبہ دخل در معقولات کیے بیٹھا ہے بختیارک نے پھر از راہ ولد الزنائی کہا کہ مجھے
یقین ہے شب بھر مین یہ سب سردار قید سے چھوٹ جائینگے گنجاب نے کہا کہ تجھے کیا ہماری راے سے تیری

عقل بہت بڑی ہی ہم اُسکی تدبیر نہ کرینگے کیا ہمارے جی کی بہرے والے ہونگے جو کوئی قیدیون کو دار پر سے چہڑا
لیجائیگا یہ کہکے بموجب مشورۂ علامہ اضطرلابی تمام سردارون کو بدیع الزمان کے سولیون پر لٹکوا دیئے حکم دیا کہ مین
کل ان سب کو سولیون پر کہینچ دونگا اور آہنگ بلند آواز کو مع لاکہ سوار کے واسطے پاسبانی وحفاظت کے سولیون
پر تعین کیا اور آپ بدلجبی تمام مع اپنے سب بارگاہ نشینون اور سردارون کے جشن رقص وسرود مین مشغول ہوا ناگاہ ایک
عیار گرد مین آلودہ پسینے مین غرق عرق عرق تر بتر افتان وخیزان بارگاہ گنجاب مین آیا اور مجرا کرکے کہا کہ قارن
بلندکمان کہ مقرب خاص خداوند لقا کا ہی اور وہ جواہر اخاص الخاص خداوند لقا کے ہین کہ مثل ان لوگون کے
اور کوئی سردار ہیجدہ ہزار ملک مین خداوند کے نہین ہی انمین سے اول درجہ قارن بلندکمان کا ہی کہ بائیس ٹانک
کی کمان مین بارہ من کا تیر ستکے معرکہ آرا ہوتا تہا سو وہ خداوند لقا کے پاس سے وہ آپ کی ملاقات کو آتا ہی
گنجاب نے سنکے اپنے سردارون کو حکم دیا کہ تم سب کوس دو کوس آگے جاکے قارن کا استقبال کرو اور باعزاز
واکرام تمام میری بارگاہ مین لاؤ حسب الحکم سرداران گنجاب نے تہوڑی دور جاکے قارن بلندکمان کا
استقبال کیا اور بڑی عزت اور توقیر سے اُسے ہمراہ لیے سمت بارگاہ گنجاب آتے تہے اثناے راہ مین نگاہ قارن
بلندکمان کی اُن سردارون پر جنہین حسب الحکم گنجاب کے سولیون پر لٹکا رکہا تہا جا پڑی قارن بلندکمان
نے پوچہا کہ یہ کون لوگ ہین سرداران گنجاب نے کہا کہ یہ سب خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر سے منحرف ہوگئے اور
اور پیغمبر مرسل سے پہر کے بدیع الزمان کی رفاقت مین نادیدہ خدا کے پرستار ہوگئے اور ان سب سردارون نے
بدیع الزمان کی طرف سے ہزارون لقا پرستون اور پیغمبر مرسل کے سوار وپیادون کو تہ تیغ کیا اور ایسی ایسی شمشیر زنی
ان سبہون نے کی ہی کہ جنہون نے دس دس لاکہ سوار کی فوج مین تلاطم ڈال دیا ہی ایسے جرم سنگین پر بہی پیغمبر مرسل
نے انکو بہت سا سمجہایا اور فرمایا کہ اب بہی اگر تم لقا پرستی اختیار کرکے بدیع الزمان کی رفاقت اور اطاعت چہوڑ دو
تو قصور تمہارا معاف کردون انہون نے درجواب اسکے گنجاب کو گالیان دین اور خداوند لقا کی جناب مین بیگڑ دل
کلمات ناسزا خلاف آداب کہے اس جرم پر پیغمبر مرسل انہین کل صبح کو دار پر کہینچکر مار ڈالیگا اور ان پر پتہر باران کریگا قارن
بلندکمان نے یہ حال اُن سردارون کا سنکے اپنے دل مین کہا کہ خوشا رتبہ اور مرتبہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا کہ
جسکے ایسے ایسے سردار دلیر اور شیر اشجع میدان کارزار ہم پہونچا ہے اور زہے مردانگی اور جوانمردی ان سب
بہادرون کی کہ اس حالت مین بہی ثابت قدم ہین غرض یہ باتین دل ہی دل مین کرتا بارگاہ گنجاب مین پہونچا اور
گنجاب کے قدمون کو جاکے بوسہ دیا گنجاب نے اشارہ کیا کہ دنگل قارن بلندکمان کا بعد دنگل قاہر
بن قہرمان عجمی کے بچہا دین قارن بلندکمان نے جو دیکہا کہ میرا دنگل زیر دست قاہر بن قہرمان عجمی کے
بچہتا ہی ایکبار برہم ہوکے کہا کہ اے قاہر دنگل پرسے اُٹہ کہڑا ہو کہ یہ میرے بیٹہنے کی جگہ ہی قاہر بن قہرمان عجمی نے
تکرار کی نوبت بجھگڑے رسید کہ دونون دست بگریبان ہوے گنجاب گہبرا کے اپنے تخت پر سے کود پڑا اور بہزار سعی و
جہد دونون کو جدا کرکے کہا کہ اے قارن بلندکمان اسمین قاہر بن قہرمان عجمی کا قصور نہین اصل یہ ہی کہ مین نے
قاہر بن قہرمان عجمی کو اپنا سپہ سالار کیا ہی قارن بلندکمان نے جواب دیا کہ یہان اگر آپ نے اسے اپنا
سپہ سالار کیا ہی تو میرے رتبے اور رتبے مین فرق نہین ہوسکتا کس لیے کہ بارگاہ خداوند لقا مین میرے دنگل مین
سے اتنی دنگل کے بعد قاہر بن قہرمان عجمی کو دنگل ملا ہی اور زیر دست میرے ہمیشہ بیٹہا کیا ہی اب چاہے کہ وہ میرے
سپہ سالار بنکے آگے بڑہ کے بالادست بیٹہے یہ کبہی نہو گا بختیارک نے جو یہ فساد برپا دیکہا تو بول اُٹہا

کرایا پیغمبر مرسل پھر کیا قباحت ہے فرمادیجیے دونوں صاحب برابر ہیں گنجاب نے قارن بلند کمان اور قاہر بن قہرمان عجمی
دونوں کے دنگل برابر سمجھو اسکے دونوں کو بٹھلایا بعد اسکے دو کشتیاں خلعت کی طلب کر کے پہلے تو بہت بھاری خلعت قاہر
بن قہرمان عجمی کو پہنایا بعد ازاں خلعت ریشمی اور سرسری قارن بلند کمان کو دیا قارن بلند کمان گنجاب کی اس حرکت
سے اور زیادہ تر اپنے دل میں رنجیدہ ہو کے کہنے لگا کہ ایسے ناقدر بے تمیز گدے سے کی کوئی بہادر عبث حرمت اور رفاقت
کرے جو ایسی ذلت اور خفت کھینچے اس سے بہتر یہ ہے کہ میں یہاں سے اُٹھ کے شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کی خدمت
میں کیوں نہ چلا جاؤں جہاں میری حرمت اور آبرو اور قدر اور منزلت ہو مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری شاہزادۂ
بدیع الزمان قدردان اور جوہر شناس اشراف پرست ہے دلیل ظاہری اُسکی رتبہ شناسی اور قدردانی کی یہی ہے کہ سرداروں
کو اُسکے دیکھ لو کہ باوصف اُسکے کہ سر کیف جان سے ہاتھ دھوئے دار پر کھینچے ہوئے مثل چراغ سحری کوئی دم کے مہمان ہیں
اور اس حالت میں بھی نام پر شاہزادۂ عالیجناب کے فدا اور نثار ہو رہے ہیں غرض قارن بلند کمان اپنے جی میں
یہ باتیں کر کے جبکہ گنجاب نے دربار برخاست کیا اُسکی بارگاہ سے نکل کے اپنے خیمہ میں آیا اور اپنے ساتھ کے
سرداروں اور بہادروں سے کہا کہ اے یارو گنجاب سخت بے تمیز اور ناقدر اور پاجی پرست ہے کچھ عزت اور رتبہ مرتبہ کسی کا
نہیں جانتا ہے مگر شاہزادۂ بدیع الزمان مرد مردانہ اور شیر فرزانہ قدردان اور رتبہ شناس مردوں کا ہے اور مجھے ثابت
ہوتا ہے کہ دین بھی اُسی کا برحق ہے ورنہ تمھیں سب اپنے اپنے دل میں سمجھو کہ ایک ذات واحد بدیع الزمان کی اور اٹھارہ
لاکھ سوار و پیادے گنجاب کے اور ہزاروں بڑے بڑے سردار اور پہلوان اور شمشیر زن بہادر دلیر اور شیر خاص الخاص
مقرب درگاہ لقا کے بدیع الزمان کا کچھ نہ کر سکے تمام سرداران اور افسران فوج نے قارن بلند کمان کو جواب
دیا ہم سب مطیع اور فرمانبردار تیرے ہیں جو تجھے منظور ہو اور جو تیری خوشنودی خاطر ہو وہ ہم کو بھی منظور ہے دو چار جو کہ تاریک
دل اور تیرہ درون تھے اُنھوں نے کہا کہ یہ بات تو ہم سے کبھی نہو سکیگی کہ جو دین اور طریق لقا پرستی ہمارے باپ دادا سے
چلا آیا ہے ہم اُسکو چھوڑ کے نادیدہ خدا اے آسمان کو جسے کبھی کسی نے دیکھا ہی نہیں اپنا خداوند سمجھیں اور مسلمان ہو جائیں
قارن بلند کمان نے اُن سب کو یکقلم قتل کیا اور جنھوں نے رفاقت اور اطاعت قارن کی قبول کی اُن سب کے
بہت سی عزت اور حرمت کر کے سب سے کہا کہ جو کوئی کسی بادشاہ وزیر رئیس کی ملاقات کو جاتا ہے کچھ نہ کچھ نذر کے طریق
پر تحفہ تحائف لیجاتا ہے میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی شے نذر کے واسطے بہتر نہیں ہے کہ اُسکے ان سب سرداروں کو جو دار
پر کھینچے ہوئے ہیں چھڑا کے لیجاؤں یہ کہکے آدھی رات کے عمل میں اسباب خزانہ خیمہ ڈیرہ اپنا لدوا کے مع اپنے سرداروں
اور فوج و سپاہ کے سوار ہوا اور اُن سولیوں کے قریب پہونچا آہنگ پہلوان جو کہ محافظ ان سولیوں کا تھا اُس سے
قارن بلند کمان نے کہا کہ پیغمبر مرسل نے فرمایا ہے کہ ان سب خدا پرستوں کو میرے حوالے کر دو میں انکو لیکر حضور خداوند لقا
جاؤنگا آہنگ پہلوان نے کہا کہ میں تابعدار ہوں جو حکم پیغمبر مرسل کا ہو بہتر ابھی انکو لیجاؤ یہ کہ سنکے قارن بلند کمان نے ان سب سرداروں
کو سولیوں پر سے اُتروا کے قید سب کی دور کی اور اُسیوقت سب کو مسلح اور مکمل گھوڑوں پر سوار کروایا اور ایک شبخون گنجاب کے لشکر پر آکے
مع اُن سب سرداروں اور اپنی فوج و سپاہ کے بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت روانہ ہوا یہاں جو آدھی رات کو شبخون
غل شبخون کا گنجاب نے سنکے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے لوگوں نے کہا کہ قارن بلند کمان نے بدیع الزمان
کے جن سرداروں کو آپ نے سولیوں پر چڑھایا تھا اُن سب کو جا کے چھڑا لایا اور آپ کے لشکر میں شبخون مار کے ہزاروں
سوار و پیادوں کو قتل کر کے شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس چلا گیا گنجاب نے یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت
پیچ و تاب کھا کے اُسی وقت چوبدار کو حکم دیا کہ جلد جا کے قاہر بن قہرمان عجمی کو بلا لا چنانچہ حسب الحکم گنجاب کے

چوبدار نے جاکے قاہر بن قہرمان عجمی کو بارگاہ گنجاب مین لاکے حاضر کیا گنجاب نے بہت سا سخت دست قاہر کو کہکے کہا کہ تیری بدذاتی سے قارن بلند کمان مجھسے منحرف ہوکے سردارون کو بدیع الزمان کے چہرہ الیگیا اب جلد تو جاکے قارن بلند کمان کو آگے جانے نہ دے جس طرح ممکن ہو سمجھا بجھا کے وہ آئے میرے پاس پھیر لا غرض قاہر بن قہرمان عجمی نے قارن بلند کمان کو پھیر لانے کا اقرار کیا اور تعاقب مین اُسکے مع اپنی فوج و سپاہ کے روانہ ہوا

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر باتوقیر کشتیان اور جہاز تمام اپنے سردارون اور شاہ و شہریارون کی سواری اور بار برداری کیواسطے تقسیم ہو چکے سب سردار اور بیٹے اور پوتے سلطان صاحبقران نامدار کے اپنی اپنی کشتیون مین مال اسباب بار کرواکے مع اپنے لشکر اور عملہ شاگرد پیشہ کے سوار ہوے اسوقت صاحبقران دوران سے میر بحر نے عرض کی کہ سب شاہزادے اور شہریارادے او وابستگان دامن دولت سرکار کے کشتیون پر سوار ہوچکے فقط اب حضور کے سوار ہونے کا کشتیون کے کھولنے مین انتظار ہے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کشتیان اپنی بار برداری کیواسطے طلب کرتے ہین جتنی کشتیان انکے واسطے حکم ہو وہ انھین دلوائی جائین امیر باتوقیر نے عمرو کو بلاکر فرمایا کہ خواجہ تم کشتیان لیکر کیا کروگے عمرو نے کہا کہ مجھے جو سو کشتیان آپ دین تو میرا چلنا ہو سکتا ہے ورنہ بہت اشکال ہے امیر باتوقیر نے ناچار ہوکے سو کشتیان عمرو کو بھی مرحمت کین تب عمرو نے اپنے عیارون کو حکم دیا کہ جتنا یہ سرگین نرگاؤ اور گاؤمیش وغیرہ لشکر کے جانورون کا چارطرف پڑا ہے اس سب کو اُٹھواکے کشتیون مین بھروا دو عیارون نے بموجب اشارے عمرو کے لکھو کھا ٹوکرے سرگین اور نرگاؤن اور مویشون کا اُٹھواکے کشتیون پر بھروا دیا اس عرصہ مین سلطان صاحبقران جاکے کشتی پر سوار ہوے عمرو تالب دریا ہمراہ امیر باتوقیر کے جاکے کھڑا ہو رہا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ وہان کیون کھڑے ہو کسکا اب انتظار کرتے ہو آؤ کشتی مین سوار ہو عمرو نے کہا حمزہ عیان راچہ بیان صریحًا تو جانتا ہے کہ جس طرح سے تو نے شرطین کی ہین کہ بھاگے کا تعاقب نہ کرونگا حریف پر پیشدستی نہ کرونگا کسی بزرگ کے مزار پر دیدہ و دانستہ قدم نہ رکھونگا عاشق و معشوق کا افشاے راز نہ کرونگا اسی طرح میرے بھی دل سے عہد ہے کہ سفر دریا کبھی نہ کرونگا نقابدار کے لشکر مین نہ جاؤنگا سرزمین طلسمی مین قدم نہ رکھونگا ساحرون سے ہمیشہ ہزار کوس پر جدا رہونگا کشتی کمبخت کی اصل کیا ہے امواج دریا کی پہاڑ کو ڈھادیتی ہین خدا محفوظ رکھے تلاطم اس دریاے ذخار و ساحل ناپیدا کنار کا دیکھکے کر ملک الموت کا سامنا ہے میری روح تحلیل ہوئی جاتی ہے بس اے حمزہ مین نے تجھے بھی حوالے خداے کریم کے کیا شعر بسفر رفتنت مبارک باد + بسلامت روی و باز آئی + اور مین تو اب بھی تہیہ بدل رکھتا ہون کہ کعبۃ اللہ مین جاکے بیٹھ رہونگا اور وہان جو جو ڑیان کوڑیان نذر و نیاز کی آئینگی اسمین میری بسر اوقات ہوگی وہان کی جاروب کشی مین افتخار کونین اور سعادت دارین حاصل کرونگا اور تیرے لیے دعاے ازدیاد حشمت و جاہ مین مشغول رہونگا تجھے اگر کوئی خط لکھنا ہو یا کچھ سوغات تحفہ تحائف اپنے والد بزرگوار خواجہ عبد المطلب کے پاس بھیجنا ہو تو مجھے عنایت کر مین بخوبی پہونچادونگا سلطان عالیمقدار حمزہ صاحبقران نامدار نے یہ تقریر شاہ عیاران عیار کی سنکے فرمایا کہ اے عمرو تو چالیس روز مجھسے جدا ہوکے بیابان ہفت قتیل جبل القمر کی راہ سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر کیواسطے گیا تھا تو مین تیرے درد مفارقت سے اس درجہ بیتاب اور بیخور و خواب تھا کہ قابل بیان نہین اب واللہ اعلم بالصواب کہ کتنی مدت مین سرزمین باختر سے میرا پھرنا ہو بس اتنی مدت دراز تو تیری مفارقت کا صدمہ مجھے کسی طرح سے گوارا نہوگا غرض ہرچند امیر باتوقیر نے کہا عمرو نے ہرگز ارادہ کشتی پر سوار ہونے کا اور سفر دریا کا نہ کیا سلطان صاحبقران نے ناچار ہوکے ارشاد کیا کہ خیر

کہا

جو تیری مرضی ہو بہتر مگر خدا گواہ ہی کہ مجھے تجھسے یہ توقع نہ تھی کہ مجھسے ایسی بیوفائی کر کے جدا ہو جائیگا اور مجھے تنہا چھوڑ دیگا یہ کہکے امیر باتوقیر نے ایک کاغذ پر عرضی جناب خواجہ عبد المطلب کو تحریر کی اور عمرو کے سامنے اُسکا لفافہ کر کے کہا کہ لو خواجہ سلامت خدا حافظ تمھارا ہی یہ عرضی میرے والد بزرگوار خواجہ عبد المطلب کو دے کے زبانی عرض کرنا کہ مجھے دعا سے فراموش نہ فرمائین عمرو نے ہاتھ اپنا بڑھا کے جو نہین چاہا کہ عرضی صاحبقران کے ہاتھ سے لے سلطان عالیمقام نے ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا اور جھٹ پٹ عمرو کو بغل مین دبا کے کشتی مین بٹھا لیا اور ملاحون سے اشارہ کیا کہ ہان بادبان کھول دو اور روانہ ہو حسب الحکم سلطان عالیمقام کے ملاحون نے کشتیون کو کھولدیا اور سب کشتیان روانہ ہوئین عمرو نے واویلا کر کے کہا ای عرب یہ کیا تیرے جی مین خیال آگیا ہان ہان ارے او ملاحون کشتیون کو روکو امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای کہنہ دزد بس زیادہ کچھ دم نہ مارئین سمجھے بیچ دریا مین لیجا کے گرا دونگا غرض ہزار جبر اور بزور عمرو کو سو ہزار اشرفیوں پر راضی کر کے ہمراہ لیا اور تمام کشتیان مثل تیر از کمان جستہ دریا مین چلین اور عمرو کا یہ حال تھا کہ اس کشتی پر سے اُس کشتی مین دوڑتا پھرتا اور بیتاب تھا اُسوقت اور جتنے سردار اور شاہ و شہریار کشتیون مین سوار تھے سبھون نے اپنے اپنے پاس سے خواجہ کو دیا کسی نے دس ہزار اور کسی نے بیس ہزار کسی نے تیس ہزار کسی نے چالیس ہزار کسی نے پچاس ہزار اشرفیان عمرو کی تواضع کین بارے اُسوقت عمرو کو تسکین ہوئی اور سلطان صاحبقران کی کشتی مین پشت پر آ کے صبر شکر کر کے بیٹھ رہا قصہ مختصر بارہ شبانہ روز کشتیان بخوبی تمام چلے گئین تیرھوین دن یکایک باد مخالف سی چلنے لگی اور عجب طرح کا دریا مین ایک طوفان اُٹھا اور شام ہوتے ہوتے ایک ابر کا ٹکڑا تیرہ و تار آسمان پر نمودار ہوا اور برسنا شروع ہوا اور کشتیون مین پانی بھر چلا اور ہوا کے زور سے کشتیان آپسمین ٹکرانے لگین اور عجب طرح کا تلاطم اور شور یوم النشور کشتیون مین تھا ہر ایک کی زبان پر دعا تھی اور ہر ایک قلب کو اپنے بجناب باری رجوع کیے ملتجی اور مستدعی تھا کوئی سوردا کے کبت پڑھ کے جناب مولا مشکلکشا سے استدعا اور التجا کر رہا تھا کبت شاہ نجف سو ہے پار کرو سخدھار کے بیچ بھنسے موری نیا + گن ٹوٹ کے ہاتھ سے چھوٹ گیو نہین جھوٹ ہی نوح کے پار لگیا + ڈانڈے نہ ماجھین تیر پون تاتا کو نہین اب جان بچیا + بجز محیط سے پار لگا دو امام کے باپ رسول کے بھیا + اور کوئی رو رو کے کہتا قطعہ بگرداب بلا اُفتادہ ام یا مصطفےٰ دستے + بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستے + ز حالات شب معراج دانستم یداللّٰہی + چرا دستم نگیری ای علی بہر خدا دستے + آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ بسبب شدت ابر تیرہ و تار کے اس درجہ تاریکی ہوگئی کہ ایک دوسرے کو نہین دیکھتا تھا اور زور شور ہوا کا اور دریا مین تلاطم امواج اسقدر تھا کہ کسی کی بات برابر بیٹھے ہوے مطلق سنائی نہین دیتی تھی اور ہر بجہ اور لطمہ سر بفلک رہتا تھا کشتیان آپسمین ٹکرا کے عنقریب تھا کہ سب شکست ہو جائین اُسوقت امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اب صلاح یہی ہی کہ نظر بافضال ایزدی کر کے زنجیرہ بندی کشتیون کی کھول دیجائے آگے جو مشیت پروردگار ہو جبتک زنجیرہ بندی کھولین کھولین دو کشتیان باہم ٹکرکھا کے پرزے پرزے ہو کے غرق ہوگئین اور یہ کسی کو نہ معلوم ہوا کہ اُن کشتیون مین کون سا سردار سوار تھا بعد اسکے جو نہین کشتیون کو کھولا وہ مثل تیر کے بہکے آن واحد مین نظرون سے غائب ہوگئین جو کشتی بہ گئی پھر اُسکا پتا اور سراغ نہ معلوم ہوا کہ ہوا کے زور اور دریا کے تلاطم سے کس طرف کو نکل گئی غرض تمام کشتیان بطرفۃ العین طوفانی ہو کے اسی دریا مین نکل جاتی ہین اب دیکھیے کہ اُن کشتیون کا کہان اور کب سراغ ملے

جبتک ادہر کے داستان شوکت بیان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفقان خونریز خاوری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم ارجل اور سرجل خشت اندازون اور رعد آوازون کے معرکہ رزم و پیکار مین شکست کھا کے شمشیر زنی کرتا ایک سمت کو نکل گیا تو اپنے دل مین کہتا جاتا تھا کہ حیف صد حیف مین نے ملک باختر مین آ کے کوئی کار نمایان نہ کیا اور جو کچھ بہم پہونچایا تھا وہ سب گنجاب کے قبضۂ اختیار مین گیا یہ اپنے جی مین کہتا ہوا ابھی تھوڑی سی راہ طی کی تھی کہ ایک مقام پر ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہوا تھا قاسم کو جو اُن لوگون نے دیکھا تو ڈاکہ زن سمجھ کے وہ سب کے سب ایکبار بلوہ کر کے قاسم کی جانب دوڑ پڑے قاسم نے یہ بلوہ اُن لوگون کا اپنی طرف آتے دیکھکر کہا کہ ای یارو مین بھی تمھاری طرح سے سوداگر تھا اثناے راہ مین میرا مال و اسباب تجارت کا قطاع الطریق آ کے لوٹ لیگئے مین بجان واحد صحرا مین رہ گیا یہ حال شاہزادۂ خاور سپاہ باقبال کا سنکے خواجہ فرید سوداگر قافلہ سالار نے بہت سا افسوس کر کے قاسم کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک پہاڑ کے درے مین جا کے مع اپنے تمام قافلے کے اُتر پڑا جب خاصہ طلب کر کے دسترخوان بچھوایا اور کھانے کو سب رفیقون اور شاہزادۂ خاور سپاہ کو لیکر بیٹھا اسوقت شاہزادۂ قاسم نے بسم اللہ کہکے نوالا اٹھایا حسب اتفاق خواجہ فرید اور سب اُسکا قافلہ لقا پرست تھا قاسم کی زبان سے نام اللہ کا جو سنا تو بایین کر کے کہنے لگا ای جوان تجھے قسم ہی اپنے دین و ایمان کی تو ہم سے سچ سچ کہدے کہ تیرا کیا دین اور مذہب ہی اور تو کسکا بیٹا پوتا ہی تیرا کیا نام ہی شعر چہ کسی و چہ نام خوانندت ✢ در کدامی مقام دانندت ✢ شاہزادۂ خاور سپاہ نے بیان کیا کہ میرا نام شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مشہور اور معروف ہی اور مین پوتا زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران کا ہون طریق اور ملت میرا خداپرستی ہی خواجہ فرید نام قاسم اور سلطان صاحبقران کا سنکے از راہ مکر و فریب بڑے تملق و چاپلوسی سے پیش آیا اور شاہزادۂ قاسم کو دوسرے روز کھانے مین بیہوشی دے کے بیہوش کیا اور پہلے تو چاہا کہ قتل کرے قاسم کو مگر پھر اپنے دل مین یہ خیال کر کے کہ ای فرید تو تجارت پیشہ ہی مبادا حمزۂ صاحبقران کو خبر ہو جاے تو پھر کسی صورت سے تیری جان اور آبرو نہ بچیگی اس سے صلاح یہ ہی کہ قاسم کو ایک صندوق مین بند کر کے یہ جو زیر کوہ دریاے روان ہی اسمین ڈال دون بس یہی خود یہ تجویز کر کے صندوق مین بند کر کے شاہزادۂ قاسم کو دریا مین ڈال دیا اور وہ صندوق ایک مرتبہ دریا مین غوطہ کھا کے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب سب کشتیان لشکر اسلام کی طوفانی ہو کے تباہ ہو گئین آخر کار ساتوین دن جبکہ وہ طوفان اور زور شور دریا کے پانی کا کم ہوا اور روشنی نمایان ہوئی تو پہلے چند کشتیان جنپر قیماس خان خاوری اور الماس خان خاوری اور بہمتن خان خاوری اور دراز خان اور مالک ترک سفید جام وغیرہ سب سردار ترکستان کے مع سات لاکھ سوار دلاوران عرصۂ کارزار کے سوار تھے بہتے ہوئے قریب دربند سہمانیہ کے پہونچے سب سرداران ترکستان نے اپنی کشتیون کو صحیح و سلامت دیکھکر اب جو چار طرف خیال کیا تو سلطان صاحبقران اور تمام شاہ و شہریاران اور سرداران لشکر اسلام کی کشتیون کو نہ دیکھا اسوقت سب کے سب سلطان صاحبقران کیواسطے نہایت غمگین اور اندوہگین ہو کے اشک ریزان ہوے اور آخر ناچار ہو کے حوالہ کریم کارساز کے کر کے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے دور سے کنارا دریا کا نمایان ہوا اور سبھون نے دیکھا کہ ایک صندوق چوبی اُس دریا مین بہتا چلا آتا ہی قیماس خان خاوری نے اپنے جی مین یہ سوچ کے کہ یہ صندوق سلطان صاحبقران کے لشکر کا تباہ ہو کے بہتا جاتا ہی ملاحون سے کہا کہ اس صندوق کو جلد لاؤ اور بموجب حکم قیماس خان خاوری کے جھٹ پٹ چند ملاح کشتی پر سے کود پڑے اور شناوری کر کے اُس صندوق کو ہاتھون ہاتھ دریا سے بہا کے اپنی کشتی پر لاے اور تختہ اُسکا کھول کر جو دیکھا تو شاہزادۂ

خاور سیاہ کی بیہوشی اُتر گئی تھی خاموش بیٹھا تھا قیماس خان خاوری وغیرہ قاسم کو دیکھکر شادان و فرحان دوڑکر شاہزادۂ عالم کے قدمون سے لپٹ گئے اور پوچھا کہ آپ کو نصیب دشمنان اس صندوق مین کس نے بند کیا تھا قاسم نے ساری سرگذشت فرید سوداگر کی بیان کی بعد اسکے قیماس خان خاوری وغیرہ سے احوال سلطان باقبال اور لشکر اسلام کا پوچھا اُن سبھون نے امیر باتوقیر کا مع لشکر اسلام سوار ہونا اور اثناے راہ مین کشتیون کا تباہ اور طوفانی ہونا سارا حال مفصلاً بیان کیا قاسم حال تباہی اپنے جد بزرگوار سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام اور تمام سرداران کا مع بادشاہ لشکر اسلام کے سنکے نہایت غم والم سے دو گھڑی کامل نقش بدیوار بیٹھا رہا بعد اسکے نظر بمشیت پروردگار کرکے حکم دیا کہ کشتیون کو آگے بڑھاؤ مختصر یہ کہ کشتیان کنارے کی نزدیک پہونچ گئین تھین اور اُس دربند سہمانیہ کا حاکم سہمان باختری تین لاکھ سوار کا مالک بڑا زبردست اور بہادر ہے اُسنے جو یہ خبر سنی کہ کچھ کشتیان خدا پرستون کی طوفانی اور تباہ ہوکر کنارے دریاے دربند سہمانیہ کے وارد ہوئی ہین اُسنے اُسی وقت اپنے بیٹے کو مع چالیس ہزار سوار کے یہ حکم دے کے کہ خبردار اور زنہار خدا پرستون کو کشتیون پر سے اُترکے ہماری سرحد مین آنے نہ دینا اور کہنا کہ اگر کہین تم جاتے ہو تو اور راہ سے جاؤ ہمارے ملک مین ہوکے نہ جاؤ بڑی تقید اور تشدد سے روانہ کیا حسب اتفاق گاؤلنگی گاؤسوار جو سلطان صاحبقران نامدار کے پاس سے بھاگا تھا تو وہ اسی ملک مین آکے لب دریا اپنا خیمہ استادہ کروا کے اترا ہی اور شکر کرکے کہتا ہی کہ خداوند لقا نے مجھے اپنے فضل و کرم سے ایسے مقام پر پہونچایا کہ جہان نام خدا پرستون کا کوئی نہین جانتا چنانچہ گاؤلنگی گاؤسوار بھی سہمان باختری کے بیٹے کے ہمراہ وہان لب دریا آیا اور لشکر اسلام کے لواے خسروی اور اکثر سردارون کو پہچان کے دورہی سے تیرون کو کمانون مین پیوستہ کرکے باواز بلند کہا کہ اے خدا پرستو تم سب اپنی کشتیون کو یہان سے پھیرو اور جہان جاتے ہو اور کسی راہ سے جاؤ یہان گاؤلنگی گاؤسوار اسرافیل درگاہ لقا موجود ہی اگر ذرا آگے آنے کا ارادہ کروگے تو مارے جاؤگے قیماس خاوری وغیرہ سرداران ترکستان نے جو یہ شور و غل فوج کفار کا سنا تو جواب دیا کہ صاحبو ہم لوگ تجارت پیشہ مسافر ہین ہمارے پاس غلہ اور کھانے کی قسم سے کچھ نہین ہی کچھ اپنے ملک سے ہمکو غلہ وغیرہ اور اسباب دلادو ہم اور راہ سے چلے جائینگے کفار نے کہا کہ یہان گاؤلنگی گاؤسوار اسرافیل درگاہ قدرت خداوند لقا کا کہتا ہی کہ مجھے ان کشتیون کی فوج مین شبہ گذرتا ہی کہ شاید خدا پرست ہون اس باعث سے تمکو کھانے اور غلہ کی قسم سے کچھ دے نہین سکتے بہتر یہی ہی کہ تم سب اُسی طرف کو پھر جاؤ قیماس خان خاوری وغیرہ سب ناچار اور لاعلاج ہوکے نہایت متحیر اور پرشوش ہوے کہ اب کیا تدبیر کیجیے اتنے مین شاہزادۂ خاور سیاہ نے فرمایا کہ مین نے ایک تدبیر خوب نکالی ہی تم سب ان کافرون سے کہو کہ ایک صندوق لعل و گوہر وغیرہ جواہر کا ہم سے لو اور ایک شتر بھر کے غلہ ہمکو دلادو اُن کافرون نے یہ سنکے پیش خود یہ تجویز کی کہ ان خدا پرستون سے صندوق جواہر کا مانگ لو اور غلہ پھر بھی انکو نہ دو غرض یہ منصوبہ کرکے کفار نے کہا کہ اچھا پہلے تم وہ صندوق ہمارے پاس بھیجدو بعد اسکے ہم تمکو غلہ وغیرہ کھانے کی قسم سے جو شی کہوگے بھیجدینگے قیماس خان خاوری نے شاہزادۂ خاور سیاہ کو ایک صندوق مین بند کرکے ایک غراب پر رکھدیا اور ایک ملاح نے اُس غراب کو کنارے پر لیجاکے پہونچادیا ملک سہمان باختری کے بیٹے نے جو صندوق کا تختہ اُٹھایا ایک مرتبہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم مثل برق چمک کر صندوق سے باہر نکل آیا کتارہ بن ملک سہمان باختری نے جو قاسم کو دیکھا بیساختہ دوڑکر شاہزادۂ عالم کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے شہریار عالیمقدار مین نے رات کو جمال باکمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب مین دیکھا اور مشرف باسلام ہوا ہون اور اُن حضرت نے مجھے نشان دیا تھا کہ کل

صبح کو ہماری اولاد مین سے ایک شاہزادہ کہ نام اُسکا شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم ہوگا ایک صندوق مین بند ہوکر تیرے پاس آئیگا چنانچہ مین نے جو خواب مین دیکھا وہ سب سچ دیکھا اب از صدق و بخلوص نیت مین مسلمان ہون اگر حکم ہو تو اپنے باپ ملک سہمان باختری کو سمجھا کے آپ کی خدمت مین لا کے حاضر کرون شاہزادۂ قاسم نے کتارہ بن سہمان باختری کو اپنے گلے سے لگا لیا اور فرمایا کیا مضائقہ جاؤ اور سہمان باختری کو لے آؤ حسب الحکم شاہزادۂ قاسم کے کتارہ بن سہمان اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا اے پدر بزرگوار مین نے تو ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور مجھے یقین کامل ہو گیا کہ دین شاہزادۂ قاسم کا برحق ہے لہذا امیدوار ہون کہ آپ بھی مسلمان ہو جائیں سہمان نے یہ گفتگو اپنے بیٹے کی سُنکے حالت غیظ و غضب مین کہا کہ اسکا جواب مین تجھے جسوقت کہ قاسم کو زیر کر لونگا اُسوقت دونگا اور تجھے سزائے معقول پہونچا دونگا یہ کہکے سہمان باختری نے کتارہ اپنے بیٹے کو نظربند کیا اور آپ مع تین لاکھ سوار کے سوار ہوکے لب دریا بمقابلۂ قاسم آیا اور بعد آرائش صفوف جدال و قتال ملک سہمان باختری برچھا پکڑ کے میدان مین نکلا اور گیارھوین طعن مین شاہزادۂ خاور سپاہ نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا ملک سہمان باختری کے دل مین یہ خیال گذرا کہ قاسم بہت خوبصورت جوان شجاع اور بہادر معلوم ہوتا ہے اور تلوار کا کام کاٹنا ہے شاید میری ضرب تیغ سے یہ بہادر مارا جائے تو مجھے تا لب گور اس بہادر کے مارے جانے کا صدمہ رہیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ بزور کشتی اسے زیر کرون اور اپنا رفیق گردانون یہ سوچ کے مرکب کو بڑھا کے کمربند مین شاہزادۂ خاور سپاہ کے ہاتھ ڈال دیا شاہزادۂ قاسم نے بھی کمر زنجیر سہمان باختری کی پکڑ لی اور دونون گھوڑون پر سے کود پڑے تین شبانہ روز زورکشتی آپسمین رہا روز چہارم دوپہر کیوقت قاسم نے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور لنگر اسکا توڑ کے زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر مارا اور چست کر کے پھر اُسکی چھاتی پر بیٹھ گیا اور ملک سہمان باختری کی مشکین باندھ کے اپنے ہمراہیون کے حوالے کیا اور تمام شہر سہمانیہ مین عمل شاہزادۂ خاور سپاہ کا ہو گیا کتارہ بن سہمان باختری کو قید سے نجات دے کے مخلع بخلعت کیا اور کتارہ بن سہمان باختری نے اپنی سب فوج و سپاہ اور رعایائے شہر کو کلمہ تلقین کر کے مسلمان کر لیا اور شاہزادۂ خاور سپاہ مع سرداران ترکستان اور سات لاکھ سوار اور پیادے کے لب دریا مین بارگاہ استادہ کروا کے فروکش ہوا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ شاہزادۂ بدیع الزمان ابھی ایک دن گذرا تھا کہ قلعہ شہر سنجان مین شادان اور فرحان جشن عیش و نشاط مین مصروف بیٹھا تھا کہ ناگاہ امیہ بن عمرو اور مرجان تیز رفتار نے آکے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار مبارک ہو قارن بلندکمان نامے ایک پہلوان بڑا بہادر اور صف شکن رستم صولت اسفندیار توان مقرب خاص لقائے مشرک خدا آپ کے جتنے سردار گنجاب کے یہان قید ہو گئے تھے اُن سب کو سولیون پر سے اُتار کے اور قید سے چھڑا کے مع اپنے تمام سردار اور سات لاکھ سوار کے حضور کی ملازمت کو آتا ہے شاہزادۂ عالم نے جو یہ حال سنا تو اُسی وقت حکم دیا کہ ہمارے سب سردار استقبال قارن بلندکمان کا کرین اور اُسکو بہت اعزاز و احترام سے ہمارے پاس لائین حسب الحکم شاہزادۂ عظام شاہزادۂ بدیع الزمان عالیمقام کے تمام سردارون نے قارن بلندکمان کا استقبال کیا اور بڑی عزت و توقیر سے اُسکو ہمراہ لیکے بارگاہ مین شاہزادۂ عالیجاہ کی لائے قارن بلندکمان نے بارگاہ مین آکے جہاں گاہ پر سے جھکا اور دوڑ کر شاہزادۂ نامور کے اقدام عالی کو بوسہ دیا شاہزادۂ عالیشان نے بہت سی خاطر داری اور آبرو قارن کی کر کے تیاری جشن کی فرمائی

اور صحبت رقص و سرود آراستہ کی ناگاہ داروغۂ دیوان عام نے آکے عرض کی کہ شہریار ایک پیادہ دروازۂ بارگاہ پر کمین سے آیا ہے اسد نامے بازبانی رکھتا ہے شاہزادۂ والا قدر نے فرمایا کہ اُسے اندر لاؤ حسب الحکم داروغہ دیوانخانہ باہر سے اُس پیادے کو اپنے ہمراہ اندرون بارگاہ لیگیا اور اُسنے محیط اگاہ پرسے بطریق لقا پرستون کے لقا کا نام لیکے سلام کیا شاہزادۂ عالیمقام نے چاہا کہ اُسے کچھ سیاست کیجائے پیادے نے عرض کی کہ شہریار مین قاصد ہون اور بیرادین آبائی واجدادی یہی ہے شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ بس تو اپنا خلاصہ مطلب بیان کر اُس پیادے نے ایک نامہ سربمہر لفافہ کیا ہوا اپنی کمر سے نکال کے نظر انور سے شاہزادۂ نامور کی گذرانا اُسمین لکھا تھا کہ عرضداشت کمترین بندہ ملک صفوان مطلع نشین بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجاہا اس قرب وجوار مین ایک صحراے شمشاد مشہور ہے اور اُس جنگل مین ایک دیوانہ قیطاس نامے قیام پذیر ہے حسب الاتفاق وہان میرا بیٹا گیا تھا اُس دیوانے نے بیجرم و بیقصور میرے بیٹے کو پکڑ کے قید کر رکھا ہے اور وہ دیوانہ ایسا زبردست ہے کہ کوئی اُس سے مقابلے اور مجادلہ کی تاب نہین رکھتا مین نے ایک عرضی اس حال کی گنجاب کو لکھکر بھیجی تھی گنجاب نے تو یہ جواب لکھا تھا کہ مین اندنون اپنی بلامین مبتلا ہون کچھ تدبیر اس دیوانے کی سردست نہین ہوسکتی تب مین نے آپ کی خدمت مین التماس کی ہے مین تین چار لاکھ سوار و پیادے کا مالک ہون اگر آپ تکلیف فرما کے یہان تشریف لائین اور اس دیوانے کو بسزاے اعمال کو پہونچا کے میرے فرزند کو اُسکے پنجۂ ظلم سے چھڑا دین تو مین اسلام قبول کرکے تا بقیہ حیات اطاعت و فرمانبرداری مین آپ کی بسر کرونگا جبکہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے عرضی صفوان مطلع نشین کی پڑھی اپنے سردارون سے فرمایا کہ اے یارو مین بہ تمسیر رہائی صفوان مطلع نشین کے بیٹے کے اور چشم نمائی اور تعذیب دہی اُس دیوانہ قیطاس اژدر پوش کے جاتا ہون تم سب یہان ہوشیاری اور خبرداری ہر وقت مستعد رہنا قریب سے کفار لعین اور اعداے بدین کے کسی وقت غافل نہو جانا سبھون نے عرض کی کہ خدا حافظ ہم سب خانہ زاد سرفروشی اور جان نثاری کیواسطے حاضر ہین القصہ شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے سردارون سے رخصت ہوکے سوار ہوا اور بسم اللہ کہکے اُس پیادے کے ساتھ صفوان مطلع نشین کے پاس چلا بعد طے مراحل و قطع منازل جبکہ نزدیک مطلع مین پہونچا تو وہ پیادہ پیشتر گیا اور اُسنے صفوان مطلع نشین سے خبر شاہزادۂ نامور کے تشریف لانے کی دی صفوان مطلع نشین مع چند اپنے سردارون کے واسطے استقبال اُس شاہزادۂ باقبال کے آیا اور بمجرد معائنہ جمال شاہزادۂ عالم کے ایک محبت دلی اُسکو شاہزادۂ عالم سے پیدا ہوئی اور بڑے اعزاز و اکرام سے شاہزادۂ عالیمقام کو اپنی بارگاہ مین لا کے جلسہ رقص و سرود کا قرار دیا اور بڑی دھوم سے صحبت عیش و نشاط کی آراستہ کی جبکہ دو چار پیالے شراب کے اس شاہزادۂ عالیجناب نے نوش فرمائے اور مائدے سرور دماغ مین ہوا اُسوقت شاہزادۂ باتوقیر نے صفوان مطلع نشین سے پوچھا کہ اے بہادر مجھے اُس بلبشتہ شمشاد تک پہونچا دے تا کہ بفضل ایزدی اور تائید ربانی مین تیرے فرزند کو اُس دیوانے کے پنجۂ ظلم سے چھڑا لاؤن ملک صفوان نے یہ ارشاد شاہزادۂ عالی نژاد کا سنکے اپنے دل مین کہا کہ حیف صد حیف ایسے نوجوان غیرت مہ مہر تابان کو ایک دیوانے کے ہاتھ سے قتل کروانے کو لیجاؤن یہ مجھسے کبھی نہوگا بس اتنا کہکے ملک صفوان مطلع نشین نے شاہزادۂ عالیشان سے عرض کی کہ شہریار مین نے اپنے بیٹے سے ہاتھ اٹھایا مین آپ کو سیاے اپنے فرزند کے سمجھتا ہون ہرگز میرا جی نہین چاہتا کہ اس دیوانے کے پاس آپ کو بھیجون اور وہ دیوانہ بڑا زبردست ہے شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ اے صفوان مطلع نشین مین نے اپنے دل سے عہد کرلیا ہے تا وقتیکہ تیرے فرزند کو اُس دیوانے کے پاس سے نہ لاؤنگا دم بھر کہین آرام نہ کرونگا پھر ہرچند صفوان مطلع نشین نے شاہزادۂ عرش تمکین سے بہزار منت سماجت کہا کہ مین

مسلمان بھی ہوتا ہون اور اپنے فرزند سے بھی ہاتھ اٹھاتا ہون مگر اب حضور اُس دیوانے سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو نہ جائین شاہزادۂ عالم نے ہرگز نہ مانا اور فرمایا کہ جبتک اُس دیوانے سے تیرے بیٹے کو لا کے اتمام حجت نہ کر لونگا تجھے مسلمان ہونے کو بھی مین نہین کہونگا القصہ ملک صفوان مطلع نشین نے عاجز اور مجبور ہو کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو ہمراہ لیا اور سوار ہو کے بیشۂ شمشاد مین لیگیا اور کہا شہریارا وہ دیوانہ اسی جنگل مین رہتا ہی شاہزادۂ عالم نے ملک صفوان مطلع نشین کو بیشۂ شمشاد کے کنارے پر چھوڑا اور آپ یکہ و تنہا اپنا گھوڑا تیز گام کر کے اُس جنگل مین اُس دیوانے کے مقام پر پہونچا دیکھا کہ نہایت دلچسپ مقام ہی چارطرف سبزہ زار ہی صحرا ہین گلشن جنت کی بہار ہی طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے ہین جابجا پانی کے چشمے بھرے ہوئے ہین ایک درخت کے سایے کے نیچے ایک شخص شیر کی کھال بچھائے بیٹھا ہی یکایک اُس دیوانے قیطاس اژدر پوش نے جو شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھا عالم وحشت اور جنون مین بکمال جوش و خروش دوڑ کر شاہزادۂ نامور سے لپٹ گیا اور شاہزادۂ رستم صولت نے دیوانے سے دست و گریبان ہو کے زور و کشمکش کا کرنا شروع کیا اور تا شام مابین نماز عصر اور مغرب کے زور کر کے لنگر توڑا کر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے زمین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کے زمین پر مارا جس وقت کہ شاہزادۂ عالم نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا قیطاس اژدر پوش دیوانے نے کہا ای شہریار بس مجھے چھوڑ دے اور تو سچ کہہ کہ تیرا کیا نام ہی شعر اگر شاہی ترا آخر چہ نام است + وگر ماہی ترا منزل کدام است + شاہزادۂ عالیوقار نے کہا میرا نام بدیع الزمان ہی فرزند جگربند امیر حمزۂ صاحبقران کا ہون اُس دیوانے نے پھر کہا کہ شہریار گستاخی معاف ذرا تو اپنے تاج کو ہٹا دے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کلاہ اپنے سر سے ہٹا لی اُس دیوانے نے خال اور رنگ ہاشمی اور کلاہ ابراہیمی جو دیکھی سر اقدس پر تصدق و نثار ہونے لگا شاہزادۂ عالم نے دیوانے سے پوچھا کہ تو اپنا حال بیان کر کہ تیرا نام کیا ہی اور کہان کا باشندہ ہی دیوانے نے کہا کہ ای شہریار مین پوتا ملک حرمان دیوگش کا ہون اور میرے ساتھ اور بہت سے دیوانے آتے ہین بعضے تو میرے غلام زادے ہین اکثر عزیز اور یگانے ہین مین چاہتا تھا کہ عوض اپنے دادا کے خون کے خروج کرون ایک شب کو مین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین دیکھا اور انھون نے صدق دل سے مجھے مسلمان کر کے آپ کا نشان دیا تھا سو وہ نشان مین نے حضور کے سر اقدس مین دیکھے اب مجھے اعتقاد ہوا یہ حال اپنا کہہ کے دیوانہ نے ایک نفیر بجائی اور ساتھ ہی نفیر بجانے کے اُسکی آواز کے بہت سے دیوانے چوب و چماق ہاتھون مین لیے آ پہونچے قیطاس اژدر پوش نے اُن سب دیوانون سے کہا کہ آج تک مین تمھارا افسر اور مالک تھا آج سے شاہزادۂ بدیع الزمان میرا بھی آقا اور مالک و مختار تمھارا بھی ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے اس دیوانے سے پوچھا کہ ملک صفوان مطلع نشین کا بیٹا کہان ہی دیوانے نے صفوان مطلع نشین کے بیٹے کو بلا کے حاضر کیا بس شاہزادۂ عالیمقدار مع قیطاس اژدر پوش وغیرہ دیوانون کے صفوان مطلع نشین کے بیٹے کو لیکے کنارے جنگل کے آیا اور صفوان مطلع نشین کے بیٹے کو سپرد اُسکے کیا ملک صفوان بصدق دل مع اپنی تمام فوج و سپاہ اور رعایاے شہر کے کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور عرض کی کہ غلام مع قیطاس اژدر پوش وغیرہ اور اپنے لشکر کے حضور کے ہمراہ حاضر ہی شاہزادۂ عالم نے کہا کہ جس وقت ہم لشکر کشی گنجاب پر کرین تم بھی آ کے شریک ہونا یہ فرما کے ان سب کو رخصت کیا اور آپ بسمت سنجان روانہ ہوا بعد طی مراحل اور قطع منازل ایک دریا کے کنارے پر پہونچا وہان دیکھا کہ ہزارون آدمی زن و مرد سیاہ پوش اپنا اپنا مال اسباب گٹھریان باندھ باندھ کے

لیے بھاگے جاتے ہین شاہزادۂ عالم نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لوگ سیاہ پوش کون ہین اور اس درجہ بدحواس کیون بھاگے جاتے ہین اسنے جواب دیا کہ مالک اس ملک کا الوس الوند بن بلوچ جگر دن سردار چالیس ہزار سیاہ کا ہے اور یہین لب دریا رہتا ہے چند روز سے اس دریا سے ایک دریائی گھوڑا نکلتا ہے کہ نام اُس گھوڑے کا گلگون ختری ہے لوگ بیان کرتے ہین اور اکثر لوگون سے یہ بھی سنا ہے کہ ابلق دریائی بھی نام اُس گھوڑے کا ہے ہر روز وہ گھوڑا اُس دریا سے نکل کے سیکڑون چارپائے جانورون کو ضایع کر جاتا ہے اور ہم لوگون کو بھی آزار پہونچاتا ہے چند مرتبہ ہم لوگ گنجاب کے پاس فریادی گئے اور حال اُس گھوڑے کا بیان کر کے داد طلب ہوے گنجاب نے بھی ہمکو کچھ جواب نہ دیا لا علاج ہو کر ہم سبھون نے جلا وطن ہو کر یہان سکونت اختیار کی ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ حال اُس گھوڑے کا سنکے اپنا نام و نسب ظاہر کیا اور الوس سے کہا کہ اگر مین اس گھوڑے کو پکڑ کے رام کر لون تو اپنے دل کی بات سچ سچ کہہ کہ تو مسلمان ہو جائیگا الوس نے کہا لاشک و لاریب مین از سر صدق مسلمان ہو جاؤنگا اور جہانتک حکم کرے بائیس ہزار بہادران شمشیر زن کو اپنے ہمراہ مشرف باسلام کر کے سرفروشی اور جانثاری مین موجود رہون شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ اقرار الوس کا سنکے فرمایا کہ اچھا میرے ساتھ چل کے لب دریا دہ جا مجھے بتلا دو جہان سے وہ گھوڑا نکلتا ہے حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے الوس ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا اور جس جگہ وہ گھوڑا دریا سے نکلتا تھا وہان لا کے عرض کی کہ اے شہریار صبح کے وقت وہ گھوڑا اسی مقام سے نکلتا ہے شاہزادۂ والاقدر عالی منزلت نے وہ تمام دن اور تمام رات وہین لب دریا بسر کی جب وقت صبح کا ہوا بعد وضو کے دو رکعت نماز پڑھ کے سوار ہوا اور مع الوس اور بہت سے سوار اور پیادون کے لب دریا کھڑا انتظار اُس گھوڑے کے نکلنے کا کر رہا تھا کہ یکایک دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور وہ گھوڑا نکلا لوگ بھاگ کھڑے ہوے شاہزادۂ عالیمقام نے دیکھا کہ ایک مرکب پری پیکر گلگون عذار شعلہ طوفان ہی گرد دمش غرق + بدریا موج دبر روے ہوا برق + تمام جسم پر اُس گھوڑے کے ہزارون گل ہین اور ایک ایک گل ہزار ہزار طرح کی بہار دکھلا رہا ہے سم گردۂ سپر کلائیان ہرن کی سی گردن ہنس کی سی پٹھے ہاتھی کے سے کمر چیتے کی سی شاہزادۂ عالم اُس گھوڑے کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق اُسکا ہو گیا اور گھوڑے نے جو شاہزادۂ نامدار کو دیکھا تو نہایت خشمگین اور غضبناک ہو کر دُم کو علم اور منہ کو کھول کر قریب شاہزادۂ والامرتبت کے آکے حملہ ور ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان نے اگلے دونون سم اُسکے پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ گھوڑا منہ کے بل زمین پر گرا اور شاہزادۂ عالم نے ایال اسکی پکڑ لی اور جست کر کے اُسکی پیٹھ پر جا بیٹھا گھوڑے نے جو دیکھا کہ میری پیٹھ پر کوئی سوار ہے سمت دریا پھرا ہر چند شاہزادۂ بخت بلند نے زور کر کے چاہا کہ روکے مگر وہ گھوڑا کسی صورت سے نہین رکتا تھا آخر اس شہریار نے ناچار ہو کے دو تین طمانچے اس زور سے اُسکے کلے پر مارے کہ گھوڑا کانپنے لگا اور ٹھہر گیا اسمین چار طرف سے شور و غل ہوا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُس گھوڑے کو پکڑ لیا غرض اب شاہزادۂ باتمکین نے زین و لجام طلب کر کے اُسکو کسا اور سنبھل کے بیٹھا گھوڑے نے پھر سرکشی کر کے لجام کو توڑ ڈالا اور دریا کی جانب شاہزادۂ والامناقب کو لیچلا پھر ہر چند شاہزادۂ عالم نے روکا مگر گھوڑا نہ رکا اور دریا مین جا کے غوطہ لگایا اور شاہزادۂ نامور سب کی نظرون سے پنہان ہو گیا الوس بن الوند بن بلوچ جگر دن اور تمام خلائق اور حاضرین نے اپنے اپنے گریبان چاک کر ڈالے اور سر زنان و سینہ کوبان نوحہ و فریاد کنان عزاداری مین اُس شہریار عالیمقدار کی مشغول ہوے

جبتک شمہ داستان لشکر فیروزی اثر کے کشتیون کی طوفانی اور تباہ ہونے کی بیان کیجاتی ہے

کہ جسوقت بسبب طوفان آنے کے اور تلاطم دریا کے سب کشتیان لشکر اسلام کی متفرق ہوکے تباہ ہو گئین اور جب وہ طوفان برطرف ہوا اور روشنی نمایان ہوئی تو قبۂ دین ستون اسلام شاہزادۂ کرب غازی نے دیکھا کہ سواے میرے

ہمراہ کی کشتیون کے اور کوئی کشتی کسی سردار اور سلطان صاحبقران کی نظر نہین آئی ہی نہایت مغموم اور اندوہناک ہو کے گریبان اپنا چاک کر ڈالا اور تاج سر پر سے دے مارا سرداران کرب غازی صدمہ و الم شاہزادہ کرب غازی کا دیکھکر خاک اپنے سرون پر ڈال کے سر زنی اور سینہ کوبی کرنے لگے القصہ بعد چند روز کے ساحل نمایان ہوا اور کشتیان ہمراہی کرب غازی کنارے دربند اشراقیہ کے پہونچین شاہزادہ کرب غازی نے چہ دریا کی بند ہوا کے اپنے تمام لشکر کو اُتارا اور آپ بھی کشتی پر سے اُتر کے خیمہ استادہ کروایا اور اپنی بارگاہ مین جا کے صدر نشین ہوا وہان اُس سر زمین اشراقیہ کا جو بادشاہ تھا نام اُسکا سارنج سفید پوش ہی اسنے جو سُنا کہ ہماری سرحد مین لشکر خدا پرستون کا اُترا ہی وہ اُسی وقت مع اپنی فوج و سپاہ کے بتہیۂ جنگ سوار ہو کے بمقابلہ کرب غازی آیا اور خلاصہ یہ کہ نوبت نیزہ بازی کی پہونچی اور چند طعنون مین کرب غازی نے نیزہ سارنج سفید پوش کے ہاتھ سے نکالدیا تب سارنج سفید پوش اپنے جی مین یہ سوچ کے کہ حریف زبردست ہی مین اسکا مقابلہ اور ہمچا ولہ ہرگز نہین کر سکتا از روے فریب جھٹ پٹ گھوڑے پر سے کود پڑا اور اپنے دونون ہاتھ رومال سے باندھ کے پکارا کہ اے شہریار مین نے جانا کہ دین تیرا برحق ہی جو اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے کرب نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا سارنج سفید پوش از راہ مکر و فریب کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور اپنے گھر مین بحیلۂ دعوت کرب غازی کو طلب کر کے کھانا بیہوشی آغشتہ کھلایا اور بیہوش کر کے قید کیا یہ حال لشکر کرب غازی نے جو سنا تو چار طرف سے بلوہ کر کے قلعہ کو گھیر لیا سارنج سفید پوش نے قلعہ بند ہو کے ایک نامہ ملک سنجان کو اسی مضمون کا لکھ کے طالب مدد روانہ کیا

یہانتک دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سہمان باختری کو سر میدان مشکین باندھ کے اپنی بارگاہ مین لایا اور دوسرے روز جشن عیش کی تیاری کر کے سہمان باختری کو اپنے سامنے طلب کیا سہمان باختری نے نام لقا کا لیکے سلام کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا اے بہادر تیری عقل و فراست سے مجھے بہت تعجب معلوم ہوا کہ اُس خالق اکبر خداے عز و جل خالق جز و کل کو فراموش کر کے لقا ایسے گبر مغرور خوک پیکر خرس بادیۂ ضلالت کو کہ جس سے بیتا تک نہین ہل سکتا تو اُسکو اپنا خالق جانتا ہی مختصر یہ کہ شاہزادہ عالم نے ایسے چند فقرے وحدانیت خدا کے سہمان باختری کے آگے بیان کیے کہ تجلی اسلام کی اُسکے دل مین ہویدا ہوئی اور زنگ کفر آئینۂ ضمیر سے دور ہو گیا کہنے لگا کہ اے شہریار پھر جو کوئی اس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے شاہزادہ قاسم نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا سہمان باختری کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہو گیا اُسوقت پھر شاہزادہ قاسم نے اس سے پوچھا کہ اے سہمان باختری تمھاری سیاہ پوشی کا کیا باعث ہی اُسنے کہا کہ اے شہریار یہ قانون زمانۂ ضحاک سے تا ایندم ہمارے خاندان مین چلا آتا ہی سواے اسکے دوسری وجہ سیاہ پوشی کی یہ ہی کہ ایک بیٹا میرا اس کنارہ سے چھوٹا اور تھا نہایت شجاع اور دلیر اور عقیل اور فہیم تھا مین اُسکی صورت کا عاشق تھا ایک روز کی نقل ہی کہ ایک شخص نے چرچا طلسم ہیہات کا میری بارگاہ مین کر کے کہا کہ اُس طلسم کو سواے صاحبقران کے یا انکی اولاد کے اور کوئی فتح نہین کر سکتا بس اتنی بات سنکے میرے چھوٹے بیٹے نے کہا کہ اس طلسم کو جا کے مین بھی دیکھون کہ وہ طلسم کیسا ہی مین نے ہر چند منع کیا مگر وہ جو کہتے ہین مصرع ع گر رود سر برنگردد سر نوشت + جو شدنی ہوتی ہی وہی ہوتی ہی اُسنے میرا کہنا نہ مانا اور مجھسے چھپ کے اس طلسم مین جا کے مفقود الخبر ہو گیا ہی اسکے واسطے میری زندگی بے لطف ہی اُسی کے غم مین سیاہ پوش رہتا ہون شاہزادہ قاسم نے

کہا میرے ساتھ چل کے اُس طلسم کو دکھلا دے اب جبتک اُس طلسم کو توڑکے تیرے بیٹے کو لا کے تجھسے نہ ملا دون جو کچھ مردان عالم پر حلال ہی وہ مجھپر حرام ہی یہ کہکے سپر تلوار پکڑ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہرچند سہمان باختری نے قاسم کو بمنت سماجت سے سمجھایا اور منع کیا قاسم نے نہ مانا اور سہمان باختری کو ہمراہ لیکے سوار ہوا سہمان باختری ناچار ہو کے شاہزادہ قاسم کو طلسم سلیمات کے قریب لایا تو شاہزادہ خاور سپاہ نے دور سے دیکھا کہ ایک حصار بنا ہوا ہی اور اُس حصار پر ایک مینار ہی اور اُس مینار پر ایک شخص ایک نفیر ہاتھ مین لیے منھ سے لگائے کھڑا ہی اور ایک اور شخص ایک اُصطرلاب ہاتھ مین لیے برابر اُسکے بیٹھا ہی شاہزادہ خاور سپاہ نے سہمان باختری سے کہا کہ ایک بڑے مجرم خونی گنہگار قیدی کو جو واجب القتل ہو زندانخانہ سے میرے سامنے لاؤ حسب الحکم سہمان باختری نے ایک چور خونی کو مجلس سے طلب کر کے حاضر کیا شاہزادہ قاسم نے اُس قیدی سے فرمایا کہ تو بعلت دزدی اور خون ناحق گرفتار ہی اگر تو اس حصار کے دروازے تک جا کے دستک دے اور وہان سے پھر ہمارے پاس چلا آئے تو ہم تجھے ابھی قید سے چھوڑ دینگے وہ قیدی خوشی خوشی حسب ارشاد شاہزادہ والاتبار کے اُس حصار کی طرف دوڑکر پہونچا وہان وہ جو ایک شخص اصطرلاب لیے بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ خبردار اور زنہار ای آنے والے ادھر نہ آ اور جو ایک قدم آگے بڑھایگا تو مارا جائیگا اُس قیدی نے اسکا کہنا مطلق نہ سنا اور اور جونہین دو قدم آگے بڑھا اور دروازے کے برابر پہونچا وہ شخص جو نفیر لیے کھڑا تھا اُسنے وہ نفیر بجائی اور نفیر کی آواز کے ساتھ اُس قلعہ کا دروازہ کھل گیا اور اُس دروازے مین سے ایک دیو نکل کے اُس قیدی کو ایک نوالا بنا کے اپنے منھ مین رکھ لیا اور پھر اُسی دروازے کی راہ سے قلعے کے اندر چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا شاہزادہ قاسم نے کہا بس یہی علامت اس طلسم کی ہی یہ کہکے شاہزادۂ عالم نے اُسی وقت عین اس جا پر عبادتخانہ استادہ کروایا اور غسل کر کے عبادتخانہ مین آکے بیٹھا اور تین شبانہ روز بحضور قلب اور خلوص نیت عبادت الٰہی مین مشغول رہا روز چہارم ایک غنودگی سی جو آگئی تو عالم خواب مین دیکھا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام ایک تخت پر سوار آسمان سے سرھانے میرے تشریف لائے اور فرمایا ای فرزند اس درجہ گریہ و بکا کیون کرتا ہی قاسم نے کہا کہ یا حضرت مین یہ چاہتا ہون کہ اس طلسم کو فتح کرون حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ای قاسم جانب شمال کے تو جا وہان ایک درخت چنار کا ہی اور اُس درخت کے نیچے ایک سنگ پر قلابہ آہنی لگا ہی اُس پتھر کو ہٹا کے تو دیکھنا ایک نقب کا مہرا نظر پڑیگا تو اُس نقب مین قدم رکھکے آگے جانا وہان ایک مقام پر ایک صندوق رکھا ہی اُس صندوق کو کھول کے لوح طلسمی نکال لینا جو کچھ اُس لوح مین لکھا ہو اُس پر عمل کرنا اور جو خلاف نوشتہ لوح کے کوئی کام تو کریگا تو ہلاک ہو جائیگا اتنا کلمہ ارشاد کر کے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام غائب ہو گئے اور قاسم کی آنکھ کھل گئی تمام اپنا عبادتخانہ بعطر اور عنبر پایا بس شاہزادہ خاور سپاہ نماز صبح سے فارغ ہو کے شادان و خندان عبادتخانے سے باہر نکلا اور احوال بشارت کا سہمان باختری سے بیان کر کے رخصت ہوا اور جس طرح سے حضرت نے ارشاد کیا تھا اُسی طرح سے سمت شمال جا کے اُس چنار کے درخت کو بغل مین لیکے زور کیا اور جب وہ درخت جڑ سے اُکھڑ کے گر پڑا تو دیکھا کہ اُسکی جڑ مین ایک بڑی چٹان پتھر کی ہی اُسمین ایک قلابہ آہنی لگا ہوا ہی قاسم نے اُس قلابہ کو پکڑ کے بزور تمام اُس جگہ سے ہٹایا تو مہرہ نقب کا معلوم ہوا قاسم بسم اللہ کہکے اُس نقب مین کود پڑا اور جب نقب سے باہر نکلا تو اُس مکان مین جہان وہ صندوق رکھا تھا پہونچا اور اُس صندوق کو جو کھولا تو دیکھا کہ لوح مدور پرچۂ یاقوت احمر کی ہی اور اُسمین چار لڑیان موتیون

کی ہین اور کچھ حروف لوح پر کندہ معلوم ہوتے ہین قاسم نے لوح کو اُٹھا کے گلے مین ڈال لیا اور اُن حرفون کو پڑھنا شروع کیا تو لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر لوح طلسمی تیرے ہاتھ آئے تو سامنے ایک حجرہ ہی اُسکے دروازے مین قفل لگا ہی اس قفل کو توڑ کے دروازہ کھول جب اندر تو جائیگا تو برابر ایک ایوان عالیشان کے پہونچیگا وہان پھر جو لوح مین مرقوم ہو اُسے ملاحظہ کرنا اور اُسکے موافق عمل کرنا شاہزادۂ خاور سپاہ حسب الحکم اُس لوح طلسم کے اُس حجرے کو کھول کے برابر اُس ایوان عالیشان کے پہونچا اور پھر لوح کو گلے سے اُتار کے جو ملاحظہ کیا تو اُسمین لکھا تھا کہ اب تجھے سامنے سے دو شیر نظر آئینگے ایک شیر سیاہ ہوگا اور ایک سفید ہوگا تو بجستی تمام اُس سیاہ شیر پر سوار ہو بیٹھنا اُسوقت وہ سیاہ شیر سفید شیر کو مار ڈالیگا بعد اسکے تو اُس سیاہ شیر کا شکار کرنا جب تو سیاہ شیر کو ماریگا تو جتنے قطرے خون کے سیاہ شیر کے بدن سے زمین پر گرینگے اُتنے ہی دیو پیدا ہوکے سب تجھپر حملہ آور ہونگے تو اُسوقت جلدی سے لوح کو ان دیون کے درمیان مین ڈال دینا وہ دیو سب آپسمین لڑ کے مر جائینگے پھر آگے جو کوئی ایسی مشکل تجھے درپیش ہو لوح کو دیکھ کے کام کرنا پس شاہزادۂ قاسم بموجب حکم لوح کے جست کر کے اُس سیاہ شیر پر سوار ہوا اور سیاہ شیر نے سفید شیر کو مار ڈالا اُسوقت قاسم نے اُس سیاہ شیر کی پشت پر سے اُتر کے ایک ضرب تیغ پالارک افریسیابی سے سیاہ شیر کو قتل کیا اور سیاہ شیر کے خون سے سیکڑون ہزارون دیو پیدا ہوے اور سمت شاہزادۂ خاور سپاہ متوجہ ہوے شاہزادۂ عالم نے بجستی تمام لوح کو اُن دیون کے درمیان مین پھینک دیا سب دیو آپسمین جنگ کر کے سب کے سب مر گئے اور بعد مرنے دیون کے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من لیث جادو دختر غام جادو صنم جادو بود اہر سہ ساحران را کشتی یہ آواز آئی اور چارطرف تاریکی چھاگئی اور شور غل اور زلزلہ زمین پر ہوا بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی دور ہوئی اور غل موقوف ہوا شاہزادۂ قاسم نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ ایک میدان وسیع نظر آتا ہی شاہزادۂ عالم بسم اللہ کہکے اُس میدان کی جانب مخاطب ہوا جبکہ تھوڑی دور گیا تو وہان ایک سبزہ زار لطیف اور پاکیزہ اور چارطرف چھوٹی پانی کے بھرے ہوے اور اقسام اقسام رنگ کے گلہاے خود رو پھولے ہوے اور ہزارون طائران خوش الحان جابجا پرواز کنان یہ شعر پڑھتے ہین شعر ہوا ہے صحرا انبساط گلشن ضیافت عشرت بقا ہے + مسافر و دیکھ لو تماشا سراے فانی عجب سرا ہے + اور ایک سمت اُسی سبزہ زار مین دو بیل شعر سلیقن شیر دل و مار دم + گاؤ زمین خستہ ہو مارین جو سم + شاخ سے شاخ ملاے باہم لڑ رہے ہین قاسم نے جو اُن بیلون کو آپسمین لڑتے دیکھا تو لوح کو ملاحظہ کیا لوح پر لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر فضل لایزال ایزدی سے تو دونون سفید و سیاہ شیرون کو اور دیون کو مار کے بیابان سبزہ زار مین وارد ہوا اور وہان دو بیلون کو باہم لڑتے دیکھ تو تجھے لازم ہی کہ نظر بکرم کریم کارساز کر کے دونون بیلون کے سینگون کو پکڑ لے اور زور کر کے اُنکے سینگون کو توڑ ڈال بجاے خون آگ اُنکے سینگون مین سے پیدا ہوگی اور وہ دونون بیل خود بخود جل کے خاک ہو جائینگے شاہزادۂ قاسم نے حسب الحکم لوح کے اُن دونون بیلون کے سینگ پکڑ کے اکھاڑ لیے اور اُنکے سینگون سے خون کی جا پر آگ نکلی اور اُسی آگ مین وہ بیل جل کے خاک ہو گئے اور پھر گیرودار کی آواز بلند ہوئی اور تمام زمانہ تیرہ تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے جب وہ تاریکی رفع ہوئی تو قاسم نے دیکھا کہ وہان کہین نشان اُس سبزہ زار کا نہین ہی اور چارطرف جنگل ہی ویرانہ کوسون تک نظر آتا ہی ایک پگڈنڈی کا راستہ ایک طرف دیکھا اُسی راہ پر شاہزادۂ خاور سپاہ روانہ ہوا اور جاتے جاتے جب دوپہر کا وقت ہوا تو تمازت آفتاب سے ذرات ریگ مثل ذرات اخگر چمکنے لگے اور شدت حرارت سے تشنگی اس درجہ ہوئی کہ زبان مین کانٹے پڑ گئے

ہونٹھ خشک تھے کوسون تک کہین کوئی دریا کوئی جھیل کوئی تالاب کوئی چھڑ پانی کا نہین نظر آتا تھا شاہزادۂ قاسم اپنی زیست
سے مایوس ہوکے قدم اٹھائے جاتا تھا کہ ناگاہ دور سے ایک باغ نمودار ہوا اُفتان وخیزان دروازۂ باغ پر پہونچا او اندرون
باغ قدم زن ہوا تو دیکھا کہ باغ بہت دلچسپ اور پرفضا بنا ہوا گرد گل اور مہندی کی ٹٹیان گڑین سرو وشمشاد بآئین عروس فی دامادہر
مقام پر استادہ غنچے تبسم کر رہے ہین پھول ہنس رہے ہین نسیم طرب خیز وزان مرغان خوش الحان جہان تہان نہالا سے
بار ور اور درختان میوہ دار پر غزلخوان شاہزادۂ قاسم سیر کنان برابر حوض کے پہونچا تو وہان دیکھا کہ ایک جوان رعنا با چہرۂ
زیبا شعر برس بیس اکیس کا سن وسال ۔ نہایت حسین اور صاحب جمال ۔ حوض پر بیٹھا ہی قاسم نے اُس جوان سے پوچھا
کر اے شخص تیرا کیا نام ہی اور اس مقام پر تیرا آنا کیونکر ہوا اُسنے کہا کہ میرا نام طومان بن سہمان باختری ہی شاہزادۂ
خاور سیاہ نے فرمایا اے طومان بن سہمان باختری مین فقط تیری رہائی کیواسطے اس طلسم مین آیا تھا کس لیے کہ تیرا باپ
سہمان باختری تیرے غم مین جان بلب ہی بس طومان انہہ صدق کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہوگیا اور عرض کیا کہ اے
شہریار آپ نے فضل الٰہی سے اس طلسم کو توڑا اور عمر طلسم تمام ہوگئی اب کوئی خدشہ اور دغدغہ باقی نہین ہی ابھی وہ یہی کہ
رہا تھا کہ ایک مرتبہ تمام وہ حصار اور اسکی عمارات بیخ وبنیاد سے منہدم ہوگئی سامنے سے سہمان باختری نے جو دیکھا کہ وہ
حصار سب گر پڑا اور کچھ نشان طلسم کا باقی نظر نہین آتا اور شاہزادۂ خاور سیاہ مالک قاسم میرے بیٹے کو اپنے ہمراہ لیے
تشریف لاتا ہی مارے خوشی کے عنقریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اُسی وقت روانہ ہوا اور قریب شاہزادۂ قاسم کے
پہونچ کے قدمون پر گر پڑا اور طومان بن سہمان نے اپنے فرزند کو گلے سے لگا لیا اس عرصہ مین شاہزادۂ قاسم
کی نگاہ جو سمت اس گنبد کے پڑی تو دیکھا وہ قلعہ اور مینار اور گنبد سب منہدم ہوگئے ہین مگر ایک دیو وہان کھڑا ہی اور وہ
دیو قاسم کو دیکھکر نہایت غصہ مین آیا اور دوڑکر وار شمشاد شاہزادۂ خاور سیاہ پر ماری قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی
دے کر بوقت بازگشت بضرب تیغ بلارک افراسیابی اُس دیو کا ہاتھ قلم کیا اب وہ دیو دھوان بنکے اسی گنبد شکستہ
مین غائب ہوگیا شاہزادۂ قاسم تیغ کھینچے اندرون گنبد پہونچا وہان دیکھا کہ ایک کنوان ہی قاسم اس کنوین مین اُترا
گیا تو وہان چار مکان مال اور اسباب روپیہ اور اشرفی جواہر سے مملو تھے نہایت خوش ہوا اور وہان سے باہر آکے اپنے
ساتھ والون اور سہمان باختری سے فرمایا کہ چھکڑے طلب کرو اور یہ مال اسباب خزانہ جواہر وغیرہ جو کچھ ہی اسے بار
کروا کے لیچلو ابھی قاسم یہی کہہ رہا تھا کہ ایک نعرہ آہ کی آواز کا گوش زد ہوا قاسم نے اُس آواز کی طرف جو نگاہ پھیر
کے دیکھا تو وہی دیو ہاتھ کٹا ہوا ایک صندوقچہ بغل مین دبائے رو رہا ہی اور شاہزادۂ قاسم کو دیکھکر پکارا کہ بانش
اے آدم زاد طلسم کشائی کر کے اور یہ مال واسباب لیکے میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی اور یہ کہکے بائین ہاتھ سے گھسہ
وار شمشاد شاہزادۂ قاسم پر ماری شاہزادۂ عالم نے اُسکی ضرب کو خالی دے کے ایکی مرتبہ تیغ بلارک افراسیابی سے اس
بد ذات دیو کو دو پر کالے کیا لاشہ اسکا خاک خون مین گر کے پھڑکنے لگا قاسم نے دوڑکے وہ صندوق اسکی بغل
سے نکال کے جو کھولا تو اُسمین دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر نگین برس بارہ ایک کا سن وسال سراپا حسن وجمال
بیٹھی ہی قاسم اُسے بنگاہ اولین دیکھکر عاشق وشیدا اُسکا ہوگیا اور اُسی طرح سے اُس نازنین کو اُسی صندوق مین
بند کر کے اپنے ہمراہ والون سے بتاکید تمام کہا کہ اس صندوق سے بہت ساخبردار رہنا اور وہان سے بدلجمعی تمام
آکے بارگاہ مین سہمان باختری کی داخل ہوا اور دم بھر وہان بیٹھ کے اپنی خلوتگاہ مین جاکے اُس صندوق کو طلب
کیا اور بڑی احتیاط اور حفاظت سے رکھا کتارہ بن سہمان نے جو دیکھا کہ یہ صندوق جو شاہزادۂ قاسم طلسم
سے لایا ہی اسکو ہم سبھون سے چھپا کے اپنے خلوتخانہ مین کس احتیاط سے رکھوایا ہی اور ہمکو اسکا کچھ حال نہ بتلایا

شاید اس صندوق مین کچھ ایسا جواہر بیش بہا اور نایاب ہوگا بس یہ سوچ کے کتارہ بن سہمان کے دل مین بغض اور کینہ پیدا ہوا آگے دیکھیے کیا ہوتا ہی

جینک دو کلمے داستان نکہت بیان گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت گنجاب نے قاہر بن قہرمان عجمی کو تعاقب مین قارن بلند کمان کے بھیجا اور آپ مع تمام اپنے سرداروں کے اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا امور مالی اور ملکی مین مصروف تھا ناگاہ ایک عیار نے آکے عرض کی کہ طاؤس حرمین خداوند لقا مہتر گرد مرد اور ارم زاد بخشی بھیجے ہوے خداوند کے آتے ہین گنجاب یہ سنکے نہایت خوش ہوا اتنی دیر مین مہتر گرد مرد بھی بارگاہ گنجاب مین آکے پہونچا اور گنجاب کا پانون چوم کر کرسی پر بیٹھا گنجاب نے بہت سی خاطر اور عزت گرد مرد کی کر کے پوچھا کہ آج اے طاؤس حرمین خداوند تمھارا آنا کیونکر ہوا گرد مرد نے کہا یا پیغمبر مرسل جبرئیل درگاہ خداوند یاقوت شاہ نے اپنی نامزد یعنے ملکہ گوہر ملک کو طلب کیا ہی اور خداوند لقا نے بھی فرمایا ہی کہ میری بہو کو جلد سوار کر کے بھیجو گنجاب یہ پیغام سنکے مثل بید تھر تھر کانپنے لگا اور ایک آہ سرد دل سے کھینچکر بصد نالہ وآہ بولا کہ اے طاؤس حرمین خداوند لقا مجھپر تو عجب طرح کا حادثہ گذرا ہی کہ میری بیٹی ملکہ گوہر ملک کو بدیع الزمان بسر حمزہ بفریب نکال لیگیا وہ اب میرے پاس نہین ہی بدیع الزمان کے قبضہ اختیار مین ہی طرہ اسپر یہ ہوا کہ ان روزون میری بی بی ملکہ غنچہ خاتون بھی مسلمان ہوگئی اور شریک اپنی بیٹی ملکہ گوہر ملک اور شاہزادہ بدیع الزمان کی ہوگئی اور قلعہ شہر سنجان اپنے قابو مین کر کے مجھے محض بیدخل کر دیا ہی اب عیش کرتی ہی مگر مین نے سنا ہی کہ ان دنون بدیع الزمان قلعہ سنجان مین نہین ہی مہتر گرد مرد نے گنجاب کو اشک ریزان دیکھکر نہایت افسوس اور غم کیا اور کہا اے پیغمبر مرسل اب تو کچھ رنج وغم نہ کر مین ابھی جا کے ملکہ گوہر ملک کو لیے آتا ہون یہ کہکے گرد مرد گنجاب کی بارگاہ سے نکلکر سمت سنجان روانہ ہوا اور شب کیوقت اندرون شہر جا کے اپنے شاگرد گرگ بن گرب کے گھر مین ٹھہرا اور اس سے احوال پوچھا کہ تو اپنے دین مین ہی یا مسلمان ہوگیا گرگ بن گرگ شاگرد گرد مرد کا بڑا حرامزادہ اور بد ذات نطفہ حرام ہی اسنے کہا اے اُستاد خدا پرستون کے دین سے تو مجھے نفرت کلی ہی مگر کیا کرون مجبور و ناچار ہون بظاہر مین مسلمان ہوگیا ہون اور جو مین یہ اقرار مسلمان ہو جانے کا بفریب نہ کرتا تو مارا جاتا میرا تو حال یہ ہی اب تو بتلا کہ تیرا آنا یہان کیونکر ہوا گرد مرد نے کہا کہ مین ملکہ گوہر ملک کے لیجانے کو آیا ہون گرگ بن گرگ عیار نے کہا کہ یا اُستاد ملکہ گوہر ملک کے لیجانے کی مجھے ایک تدبیر خوب یاد آئی ہی کہ بدیع الزمان امیہ بن عمرو کو اپنے ہمراہ لیکے کہین دور نکل گیا ہی تو امیہ بن عمرو کی صورت بنکے ایک نامہ جعلی بدیع الزمان کی طرف سے گوہر ملک کے نام لکھ اور گوہر ملک کے پاس اُس نامہ کو لیجا کے حسب موقع اور گھات بن پڑے اُسے لیجا گرد مرد نے یہ عیاری اپنے شاگرد کی بہت پسند کی اور جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا تل کے امیہ بن عمرو کی صورت بنگیا اور ایک نامہ جعلی بدیع الزمان کی طرف سے لکھ کے دوسرے روز صبح کیوقت سر بازار ملکہ گوہر ملک کے محل کی جانب چلا جسنے گرد مرد کو دیکھا امیہ بن عمرو کا دھوکا ہو گیا اور احوال شاہزادہ بدیع الزمان باقبال کا پوچھتا تھا شدہ شدہ امیہ بن عمرو کے آنے کی خبر ملکہ گوہر ملک کو پہونچی ملکہ نے گرد مرد حرامزادے کو امیہ بن عمرو سمجھ کے اپنے پاس بلا لیا گرد مرد نے وہ خط جعلی نکال کے ملکہ گوہر ملک کو دیا اور ملکہ گوہر ملک کو تو اس فریب اور عیاری کی مطلق آگاہی نہ تھی اور امیہ بن عمرو سے پردہ بھی نہین کرتی تھی امیہ یعنے گرد مرد کو اُس دن اپنے پاس محل مین رکھا رات کو گرد مرد نے ملکہ گوہر ملک کو بیہوش کر کے پشتارے مین باندھا اور دوش پر رکھ کے کمند مار کے دیوار پر چڑھا اور کمند کی راہ سے

دیوار سے نیچے اُتر کے سید صف سمت سہائل روانہ ہوا قضاے کار اُس طرف سے کہین علقمہ اصنطرلابی وزیر
گنجاب کا شکار کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے اثناے راہ مین گردمرد کو پشتارہ بدوش دیکھکے پہچانا اور اپنے ساتھ کے
سوارون اور پیادون سے اشارہ کیا کہ اس حرامزادے عیار کو پکڑ لے یہ پشتارہ اسکا چھین لو دیکھو اسمین کیا ہی اور
جو زندہ ہاتھ نہ آئے تو اسے تلوارون سے مار کے گرادو اور پشتارہ چھین کے میرے پاس لاؤ چند سوار علقمہ
اصنطرلابی وزیر کے ہمراہی چاہتے تھے کہ گردمرد کے تعاقب مین گھوڑے دوڑائین ناگاہ سامنے سے
کامل خان بن گنجاب اور عاقل خان بن گنجاب دونون بیٹے گنجاب کے اپنا لشکر ہمراہ لیے آتے تھے علقمہ وزیر
نے ان دونون گنجاب کے بیٹون کو جو دیکھا تو اپنے سوارون کو ممانعت کر کے کہا کہ ذرا ٹھہرو میرے ذہن مین یہ
ثابت ہوتا ہی کہ یہ گردمرد عیار اپنے اس پشتارے مین شاید ملکہ گوہر ملک کو بیہوش کر کے لیے جاتا ہی مین اسکی
تدبیر اور ہی کرتا ہون یہ کہکے آپ کامل خان اور عاقل خان دونون گنجاب کے بیٹون کے پاس چلا گیا اور
اُنسے کہا ای کامل خان گردمرد عیار شاید کچھ عیاری کر کے پیغمبر زادی یعنے ملکہ گوہر ملک کو پشتارے مین باندھے
پیغمبر مرسل کے پاس لیے جاتا ہی اور مجھے یقین کلی ہی کہ گنجاب جسوقت ملکہ کو دیکھیگا اُسی وقت مار ڈالیگا زندہ نہ
چھوڑیگا چونکہ ملکہ گوہر ملک نامزد جبریل درگاہ خداوند لقا یاقوت شاہ کی ہی جسوقت کہ جبریل قدرت خداوند
لقا کا بیٹا سنیگا کہ گنجاب نے میری نامزد معشوق کو مار ڈالا اور کسی نے میری منگیتر گوہر ملک کو گنجاب کے ہاتھ
سے بچا نہ لیا تو اُسوقت یاقوت شاہ تم دونون بھائیون کا شکوہ خداوند باختر سے ضرور کریگا کہ اثناے راہ مین گردمرد
ملکہ کو پکڑے کامل خان اور عاقل خان دونون گنجاب کے بیٹون کے سامنے لیے جاتا تھا اور ان دونون
بھائیون نے میری منگیتر ملکہ گوہر ملک کو دیدہ و دانستہ قتل کر ڈالا اور گردمرد سے چھڑا نہ لیا اُسوقت خداوند
لقا عجب نہین کہ تم دونون بھائیون کو سنگسار کر دیگا اور بعذاب الیم مبتلا کریگا لہذا صلاح نیک یہ ہی کہ
تم دونون بھائی مہتر گردمرد سے اپنی بہن ملکہ گوہر ملک کو لیکے اپنے کسی ملازم معتبر کے ہمراہ بخدمت جبریل
قدرت یاقوت شاہ پہونچادو آگے وہ مالک ہی جو چاہے وہ ملکہ کے حق مین کرے گردمرد بھی علقمہ وزیر کو اور
عاقل خان اور کامل خان دونون گنجاب کے بیٹون کو دیکھکے برابر آگیا تھا اور یہ تقریر علقمہ وزیر کی مہتر
گردمرد نے جو سنی تو کہنے لگا کہ ای کامل خان اور عاقل خان وزیر اعظم پیغمبر مرسل بیشک یہ صلاح خوب دیتا
ہی اور اسمین سر مو جھوٹھ نہین کہتا کامل خان اور عاقل خان نے یہ راے علقمہ وزیر کی بہت پسند کر کے
ملکہ گوہر ملک کو گردمرد سے لے لیا اور اپنے خیمہ مین لاکے پشتارے مین سے کھولا اور ہوش مین لاکے
بہت سی لعنت اور ملامت کی بعد اسکے ملکہ کو سوار کروا کے اپنے ہمراہ باپ کے پاس یعنے گنجاب کے پاس
آئے اور دونون نے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار مہتر گردمرد اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ گوہر ملک کو بعیاری لایا
ہی گنجاب نے کہا کہ اسی وقت اُس ننگ خاندان کو قتل کرو کامل خان اور عاقل خان بن گنجاب دونون
مانع ہوے اور کہنے لگے کہ ای پدر گوہر ملک کو قتل کرنا صلاح دولت نہین کس واسطے کہ وہ منگیتر اور امانت جبریل
قدرت یاقوت شاہ خداوندزادے کی ہی ہماری عقل ناقص مین تو یہ صلاح بہتر ہی کہ ملکہ کو کچھ لوگ ہمراہ کر کے بخدمت
خداوند لقا بھجوا دیجیے وہ مالک ہی اُسکے حق مین جو چاہے سو کرے علقمہ وزیر نے بھی سر اُٹھا کے کہا پیغمبر زادے
دونون بہت خوب صلاح دیتے ہین ملکہ عالم کا وہین بھیجدینا مناسب ہی گردمرد نے بھی عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل
میرے نزدیک بھی ملکہ کو خداوند کے پاس بھیجدیجیے تو بہت بہتر ہی گنجاب نے اپنے بیٹون اور اپنے وزیر اعظم

اور مہتر گردمرد طاؤس حرمین لقائی جو یہ راے سنی تو کہنے لگا اچھا اس بے حیا خانمان خراب گوہر ملک
کو قارن بن قدرت کے ہمراہ خداوند لقا کے پاس روانہ کردو قارن بن قدرت میر اقوچی اور تیر و کمان بردار
مرد معتمد ہین و معتبر اور بڑا جان نثار ہے ہمین نے حکم دیا کہ قارن بن قدرت بیخوف و خطر اس بدگوہر کو قلم کوہ کی
راہ سے سبائل ہین یاقوت شاہ کے سپرد کر آے بموجب ایماے گنجاب قارن بن قدرت بارہ ہزار سوار
لیکے ملکہ گوہر ملک کو پالکی ہین سوار کروا کے سمت سبائل روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اور طے مراحل قریب قلم کوہ
کے پہونچا وہان قلم کوہ ہین پانچ بھائی حکمران ہین ایک کا نام شعلہ ایک کا نام جوالہ ایک کا نام شعشعہ ایک کا نام اشعہ ایک کا نام
شقشقہ ہے باتفاق باہم حکمرانی اور سلطنت کرتے ہین اور جو بات ایک کی زبان سے نکلتی ہے وہ چارون قبول اور منظور کرتے
ہین اور پانچون بھائیون ہین عجیب طرح کی محبت اور بڑا اتفاق تھا چنانچہ ملک شعشعہ کی ایک بیٹی تھی کہ نام اسکا سمن بانو
نہایت حسینہ اور جمیلہ اور شجاعت اور بہادری ہین شہرۂ آفاق جسوقت سوار ہوتی تھی بارہ ہزار خواصین خوشرو
پری طلعتین گھوڑون پر سوار ہمراہ رہتی تھین اور سب کی سب علم سپہ گری اور شہسواری ہین بخوبی مداخلت
اور مہارت رکھتی ہین اتفاقاً ملکہ سمن بانو بارہ ہزار سوار لونڈیون سے بطریق سیر و شکار قرب و جوار ہین قلم کوہ
کے اپنے مرکب کو چمکاے چلی جاتی تھی ناگاہ سامنے سے ایک گرد اٹھی اور جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو اسنے
دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے اور اس لشکر کے بیچ ہین دو ڈھائی سو کہار ایک پالکی کسی کی سواری کی دوش
بدوش لیے قدم اٹھاے آتے ہین ملکہ سمن بانو نے کسی سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کہان سے آتا ہے اور اس
پالکی ہین کسکو سوار کیے کہان لیے جاتے ہین لوگون نے کہا کہ گردمرد عیار خداوند لقا کا ملکہ گوہر ملک کو قلعۂ
ملک سنجان سے عیاری سے بیہوش کرکے چرا لایا تھا سو گنجاب نے گوہر ملک کو پالکی ہین سوار کروا کے قارن
بن قدرت کے ہمراہ مع بارہ ہزار سوار کے بخدمت جبرئیل قدرت یاقوت شاہ بھیجا ہے سمن بانو ایک مدت
سے تصویر شاہزادۂ کرب غازی کی دیکھکر عاشق تھی جو نہین اسنے نام ملکہ گوہر ملک کا سنا نہایت مغموم
اور مکدر ہوکے اپنے دل ہین کہنے لگی کہ ہاے ملکہ گوہر ملک کا کیا حال ہوگا جسکا ایسا شاہزادۂ بدیع الزمان سا
یار جدا ہوگیا ہوگا اور بعد اسکے جب ملکہ گوہر ملک کے گرفتار ہوجانے کا حال شاہزادۂ بدیع الزمان سنیگا اسپر کیا
گذریگی اور وہ درد فراق ہین ملکہ کے کیونکر جیتا بچیگا بس یہ اپنے دل ہین کہکے ملکہ سمن بانو نے پیش خود یہ تجویز کی کہ
اب بہتر یہی ہے کہ کسی صورت سے شاہزادۂ بدیع الزمان اور گوہر ملک سے ملاقات کروادون ابھی اسی تجویز ہین تھی کہ
اس طرف سے قارن بن قدرت نے لشکر سمن بانو کا دیکھکر پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے لوگون نے کہا کہ ملکہ سمن بانو بیٹی
ملک شعشعہ قلم کوہی کی سیر و شکار کو سوار ہوئی ہے اسکے ہمراہ کی خواصین لونڈیان باندیان اور نوکرین چاکرین ہین قارن
بن قدرت ابھی یہی باتین کر رہا تھا کہ ملکہ سمن بانو مرکب چمکاے برابر سے نکلی اور قارن بن قدرت ملکہ سمن بانو
کو دیکھکر بنگاہ اولین شیداے جمال اور فریفتۂ تمثال ملکہ سمن بانو کا ہوگیا اور ملکہ سمن بانو نے بآواز بلند کہا اے قارن
بن قدرت ہمارا بھی سلام لیتا جا قارن بن قدرت کا پھر تو یہ حال ہوا کہ خود رفتہ اور خود غلط وحشت زدہ سودائی
سا ہوکے عنقریب تھا کہ گریبان چاک کرکے گھوڑے پر سے کود پڑے مگر خوب سا آپ کو سنبھال کے جہان کھڑا تھا وہین
باگ مرکب کی روکے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا ملکہ سمن بانو نے اسکی آنکھ سے پہچان لیے کہ یہ حرامزادہ مجھپر عاشق ہوا ہے
کہا کہ اے قارن بن قدرت آج ہمارے یہان جو کچھ نان و نمک موجود ہے اُسے نوش کرنا قارن بن قدرت تو
یہی چاہتا تھا اسنے کہا کہ ملکہ عالم زہے سعادت میری بہت خوب مجھے خوشنودی خاطر آپ کی بدل و جان منظور ہے ملکہ

سمن بانو نے اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ آج ہماری بارگاہ اور خیمہ ڈیرہ وغیرہ سب اسی دامان کوہ مین استادہ کرو سب لشکر
سمن بانو کے وہین دونون لشکر اتر پڑے اور بارگاہ اور خیمے استادہ ہو گئے قارن بن قدرت خوب سا آپ کو آراستہ
کر کے اور پوشاک بہت دھوم دھامی پہن کے ملکہ سمن بانو کی بارگاہ مین بیٹھا اور گفتگوے عاشقانہ اور مشتاقانہ کرنے
لگا اور ملکہ نے گلابیان شراب کی اور پیالے طلب کیے قارن بن قدرت نے دو چار پیالے شراب کے جو پیے تو نشہ
کے عالم مین از راہ بوالہوسی اور درار نفسی ضبط تو کر نہ سکا بیساختہ یہ شعر عاشقانہ پڑھنے لگا شعر عاشق تازہ ہون اور
وصل کی شب پہلی ہے + شرم سے کہہ نہین سکتا ہون جو کچھ مطلب ہے + بس یہ شعر پڑھ کے چاہا کہ ملکہ کے گلے مین اپنے دونون
ہاتھ ڈالکے لپٹے اور بوس و کنار کرے تو اسوقت ملکہ سمن بانو نے جبتک کہ قارن بن قدرت ہوشیار ہو ہو تلوار کھینچکر
جو وار کمر پر قارن بن قدرت کے ماری تو دو پرکالے ہو کر پھڑکنے لگا اور اسی وقت ملکہ سمن بانو خیمے سے باہر نکلی
اور اپنے مرکب پر سوار ہو کے مع اپنی بارہ ہزار لونڈیون کے تلوارین مارتی قارن بن قدرت کے لشکر پر جا پڑی
اور اس درجہ شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اور دجلے خون کے چارون طرف بہا دیے لشکر قارن شکست
کھا کے سمت شہر سنجان فراری ہوا ملکہ سمن بانو نے مع اپنی بارہ ہزار لونڈیون کے ملکہ گوہر ملک کی پالکی کو اپنی
سرکار کے کہارون کے دوش پر اٹھوالیا اور تمام مال اسباب خزانہ خیمہ ڈیرہ قارن بن قدرت کا اٹھوا کے شترون
اور ارابون پر بار کروالیا اور ملکہ گوہر ملک سے ملاقات کر کے ملکہ گوہر ملک کو پوشاک مردانہ پہنا کے مسلح اور
مکمل کر کے مرکب پر سوار کروایا اور سمت شہر سنجان روانہ ہوئی پہر رات گذری تھی کہ قریب لشکر گنجاب کے پہونچ
کے ملکہ سمن بانو نے نعرہ بنام شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کیا اور ملکہ گوہر ملک نے طنطنۂ الله اکبر جگر سے
کھینچکر نعرہ کیا کہ سنجر انجم گروہ رستم شکوہ سرشتۂ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ
بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور دونون شاہزادیون نے مع بارہ ہزار اپنی لونڈیون کے لشکر گنجاب پر شبخون مارا
اور از بسکہ نام مردیہ از مرد شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کے نام سے تو تمام باختر مین زلزلہ سا پڑ رہا تھا لوگ
سنجان کے رئیس اور باشندے بڑے بڑے سردار اور بہادر راتون کو بدیع الزمان کا نام خواب مین سنکے
چونک پڑتے تھے جو نہین آواز دونون شاہزادون کے نعرے کی سنی ایک تلاطم لشکر مین گنجاب کے پڑ گیا اور ہزارون
بستر پر سے اٹھ کے تمام نقد و جنس اسباب اپنا چھوڑ دیا اور جدھر منھ پڑا بھاگ کھڑے ہوے یہان ملکہ سمن بانو اور
ملکہ گوہر ملک نے اس درجہ شمشیر زنی کی کہ لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ مردے پر مردہ گرا دیا اور کسی کو جو حملہ مقابلے
اور مجادلے کا نہ تھا کہ ناگاہ اکوان کمند انداز نے اس ہاڑ مین برابر پہونچکر ملکہ سمن بانو پر کمند ماری جو نہین اکوان
نے چاہا کہ جھٹکا مار کے سمن بانو کو کھینچ لے ملکہ گوہر ملک نے داہنی طرف سے تلوار اکوان کمند انداز پر ماری کہ برابر دو ٹکڑے
ہو کر خاک و خون مین لوٹنے اور پھڑکنے لگا سمن بانو نے یہ جلد دستی ملکہ گوہر ملک کی دیکھکر مرحبا صد مرحبا اور حسنت حسنت
کہکے کہتی تھی کہ اے ملکہ گوہر ملک تو میری جان بخش ہے اور یہ احسان تیرا تا روز قیامت مین نہین بھولونگی ورنہ یہ موذی حرامزادہ
اکوان کیا معلوم مجھسے کیا سلوک کرتا القصہ رات تھوڑی رہ گئی تھی اسوقت دونون شاہزادیان مع بارہ ہزار لونڈیون کے تلوارین
مارتی سمت قلعہ شہر سنجان نکل گئین اور افضال ایزدی سے کسی لونڈی تک کے رونگٹے کو چشم زخم نہین پہونچا تھا یہان گنجاب کے لشکر
مین جو شور یوم النشور برپا تھا گنجاب بھی سوار ہو کے اپنی بارگاہ کے دروازے پر آ کے کھڑا ہوا یکبار لوگ شکست خوردہ قارن
بن قدرت کے لشکر کے باحال پریشان گنجاب کے پاس آئے اور سارا حال سمن بانو کا اور مارا جانا قارن بن قدرت کا سمن بانو
کے ہاتھ سے بیان کیا اسی عرصہ مین ایک ہرکارے نے آ کے گنجاب سے عرض کی کہ یا پیغمبر مرسل یہ شبخون قاسم اور بدیع الزمان

نہین لیکر آسمان پر مجھے نہ وہ کہین یہان تھے یہ شمشیر زن تو ملکہ سمن بانو ملکہ شمشعہ قلعہ کوہ کی بیٹی اور ملکہ گوہر ملک نے مع بارہ ہزار لونڈیون کے آکر مارا ہی اور اکوان کمند انداز نے ملکہ سمن بانو کو کمند ڈالکے پکڑ لیا تھا بیچ مین اگر ملکہ گوہر ملک نے اکوان کمند انداز کو تلوار ماری اکوان مارا گیا سمن بانو کو چھڑا لیا گنجاب نے یہ خبر سنکے نہایت پیچ و تاب کھایا اور چاہا کہ مین اسی وقت سوار ہو کے برسر گوہر ملک جاؤن علقمہ وزیر نے بہت سا سمجھا کے منع کیا اور کہا کہ یہ تمام خوبی اور آبرو وبیغیری کی گوہر ملک کی ذات سے تجھے ہے بس لیے کروہ خاص ہو خداوند لقائی اور منکیر جبرئیل قدرت یا قوت شادی ہے تجھے تو لازم ہے کہ ملکہ گوہر ملک کو بملعت و مہربانی اپنا کرے اور نہ کہ جبر اور ظلم سے بھلا یہ طاقت کسی کی ہے کہ ناموس پر جبرئیل قدرت کے او خداوند لقا کی ہو پر زیادتی اور زبردستی کرے بیگا بارے گنجاب بھی کچھ سمجھ کے خاموش ہو رہا مگر وہان جو ملکہ گوہر ملک اور سمن بانو دو زن گھوڑے سرپٹ اڑائے چلی جاتی ہین ناگاہ اثنائے راہ مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور ملکہ گوہر ملک کو گھوڑے کے قاش زین سے اٹھا کے سمت آسمان لیگیا سمن بانو نے گوہر ملک کو لیجاتے جو دیکھا تو نہایت مغموم اور ملول ہوئی آخر مجبور ہو کے قلعہ شہر سنجان مین جا کے بآرام تمام بیٹھ رہی

اب دو کلمے داستان شاہزادہ قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ خاور سپاہ جو طلسم مبہمات کو فتح کر کے مع سمہان باختری کے سمہانیہ مین جا کے جشن عیش مین مصروف تھا ناگاہ ایک پیادے نے اندرون بارگاہ آکے ایک نامہ سمہان ختری کے ہاتھ مین دیا سمہان باختری نے اس نامے کو جو پڑھا تو دیکھا کہ ملک سارنج نے لکھا ہے کہ ای ملک سمہان باختری میرے ملک مین کرب غازی خدا پرست مع اپنے لشکر کے آکے وارد ہوا تھا تو بسکہ مین اسکے مقابلے اور مہا اوڑنے کی طاقت نہین رکھتا تھا اس باعث سے مین از سر ترس مسلمان ہو گیا اور پھر بفریب کرب غازی کو بیہوشی آمیختہ کھانا کھلا کے قید کر لیا ہے اب اسکا لشکر میرے تمام شہر اور قلعہ کو محاصرہ کیے آمادۂ رزم و پیکار ہے لہذا مین تجھسے مدد چاہتا ہون کہ تو پشت پر سے آ کے کرب غازی کی فوج و سپاہ کو مار کے بھگا دے اور کرب غازی کو میرے پاس سے لیجا ملک سمہان باختری نے نامہ پڑھ کے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کے حوالے کر دیا قاسم نے نامے کا مضمون دریافت کر کے کہا کہ آج سے میرا نام طریہ سمہانی تم سب لیا کرو اور یہ کہکے اپنے مرکب پر بیٹھ اسی دم سمت سارنج روانہ ہوا جبکہ یہ خبر ملک سارنج نے سنی کہ سمہان باختری کے پاس سے کوئی پہلوان طریہ سمہانی نام میری مدد کو آتا ہے سارنج نے استقبال قاسم کا کر کے بڑے اعزاز و اکرام سے قاسم کو اپنی بارگاہ مین لا کے تخت پر بٹھلایا شاہزادہ خاور سپاہ نے فرمایا کہ ای ملک سارنج کرب غازی کو تو نے جو بفریب بیہوش کر کے اپنے یہان قید کر رکھا ہے اسے میرے سامنے لا حسب الحکم شاہزادہ عالم کے سارنج نے کرب غازی کو زندانخانے سے طلب کر کے سامنے قاسم کے کھڑا کیا کرب غازی قاسم کو تخت پر بیٹھا دیکھکر اپنے جی مین نہایت رنجیدہ ہوا اور جی مین کہتا تھا مصرع ع صد خندہ مرگ بہ چنین زیست ٭ کہ صد افسوس احسان قاسم کا مجھپر ہوا ادھر شاہزادہ قاسم نے کرب غازی کو مقید دیکھکر لوگون سے کہا کہ اسکی قید سب توڑ دو ملک سارنج نے یہ کلمہ قاسم کا سنکے کہا کہ ای شخص تو کون ہے جو کرب غازی کو چھوڑ دینے کا حکم دیتا ہے شاہزادہ عالم نے فرمایا ای سارنج ستم شاہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفشان خونریز خاوری ملک سارنج کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہ ملک قاسم ہے پکارا کہ باش ای خدا پرست کہ گذارم ترا کہ از دست من زندہ و سلامت رہی اور تو جو اس فریب سے طریہ سمہانی بنکے آیا اور چاہتا ہے کہ مین کرب غازی کو چھڑا لیجاؤن یہ غیر ممکن ہے ۲۸

کہکے تلوار کھینچکر شاہزادہ خاور سپاہ پر حملہ ور ہوا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نے تلوار کی چوٹ دیکھی تو مثل
شیر غران جست کر کے بند دست ساریخ کا پکڑ لیا اور وہی تلوار ملک ساریخ کی چھین کے ایک ہی ضرب میں اُس کافر
کو جہنم واصل کیا شاہزادہ کرب غازی نے ساریخ کو مارے جاتے دیکھکر اپنے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پاؤں کی بیڑیاں
توڑ ڈالیں اور نعرہ کر کے اُٹھا چار طرف سے کفار متوسلین اور مصاحبین ملک ساریخ کے تلواریں کھینچ کھینچ کے شاہزادہ
خاور سپاہ اور کرب غازی کی جانب مخاطب ہوئے تھے اُدھر سے قاسم کفار کُشی کرتا ہوا بڑھا اور اس طرف
سے شاہزادہ کرب غازی نے ایک کافر کی تلوار چھین کے شمشیر زنی اور قتل عام کرنا شروع کیا طرفۃ العین میں تمام
کفار بھاگ کھڑے ہوئے اور شاہزادہ قاسم نے تمام ملک سارنجیہ کو مسخر کر کے اسلام آباد کیا اور اپنی طرف سے صوت
بن ساریخ کو سارنجیہ کا حاکم کر کے مع کرب غازی سمت سہمانیہ روانہ ہوا اب حال سہمانیہ کا سنیے کہ کتارہ
بن سہمان نے جب دیکھا کہ قاسم یہاں نہیں ہے اسکے پاس زراغچہ نامے ایک عیار ہے اسکو بلا کے کتارہ نے
کہا کہ وہ صندوق جو دربار کے چاہ طلسم سے قاسم نکال لایا ہے تو جا کے کسی عیاری سے اُس صندوق کو چُرا لا
زراغچہ نے کہا بہت خوب اور زراغچہ نے نصف شب کو شاہزادہ قاسم کے خیمے میں جا کے کلب و کلاب نامے وغیرہ
چوکیداروں کو جو کہ محافظ اس صندوق کے تھے بیہوش کیا اور وہ صندوق اٹھا کے کتارہ بن سہمان باختری
کے پاس لایا کتارہ نے جو اس صندوق کو کھولا تو اسمیں اُس پریزاد کو دیکھکر بیہوش ہو گیا اور وہ پریزاد جیسی تمام
صندوق سے نکل کے پرواز کناں چلی گئی کتارہ کو جو ہوش آیا اور دیکھا کہ وہ پریزاد بھی پرواز کر کے چلی گئی زراغچہ
سے کہنے لگا کہ بھائی اس صندوق کو جہاں سے تو لایا تھا وہیں پھر جا کے رکھ آ حسب الحکم کتارہ بن سہمان باختری
کے زراغچہ اُس صندوق کو جہاں سے لایا تھا وہیں پھر جا کے رکھکر چپ چلا حسب اتفاق کلاب اور کلب دونوں
محافظوں کی بیہوشی اُتر گئی انھوں نے زراغچہ کو اندر صندوق کے پاس سے نکلتے دیکھ جو لیا تو جا کے صندوق کے
قفل کو جو دیکھا تو ٹوٹا ہوا تھا ان دونوں نے جا کے کتارہ بن سہمان باختری کے پاس فریاد کی کہ زراغچہ آپ کا عیار
شاہزادہ عالم کے صندوق کا قفل توڑ آیا ہے کتارہ بن سہمان باختری بخیال آل اندیشی اور خوف سے قاسم کے
کلب اور کلاب وغیرہ سپاہیوں اور پاسبانوں اور محافظوں کو اس صندوق کے پکڑوا کے قتل کروا ڈالا اور
ایک مقام پر زمین میں اُنکی لاشیں گڑوا دیں جس وقت کہ شاہزادہ قاسم اور کرب غازی دونوں سارنجیہ سے
مراجعت فرما کے سہمانیہ کے قریب پہونچے ملک سہمان باختری استقبال قاسم کا کر کے بارگاہ میں لایا شاہزادہ
قاسم نے پہلے جا کے اُس صندوق کو جو دیکھا تو مہر ٹوٹی ہوئی کھلا پڑا تھا اور محافظ اور نگہبان کا اسکے کہیں نام
نشان نہیں ہے شاہزادہ قاسم نے سیارہ بن عمرو اپنے عیار سے کہا کہ بھائی اسکو دریافت کرو کہ کسنے صندوق
میرے پیچھے کھولا اور کلب اور کلاب وغیرہ محافظ کہاں چلے گئے کیا ہوئے سیارہ بن عمرو نے وہاں سب
آدمیوں کو دیکھکر زراغچہ کی طرف اشارہ کیا اور شاہزادہ قاسم سے کہا کہ اسکو خوب سے کوڑے مارئیے قاسم نے کہا
کہ اچھا زراغچہ کو پکڑ لاؤ سیارہ بن عمرو نے دوڑ کر زراغچہ کو پکڑ لیا اور کوڑا لیکر چاہا کہ مارے زراغچہ نے مارے ڈر کے
جلد ہی سے کہدیا کہ میرا کیا قصور ہے کتارہ بن سہمان باختری نے مجھسے صندوق منگا کے کھولا تھا اور اُس صندوق
کے محافظوں کو قتل کروا ڈالا قاسم نے یہ حال سنکے کتارہ بن سہمان باختری کو پکڑوا بلایا اور خوب زد و کوب کر کے
چھوڑ دیا کتارہ بن سہمان باختری نے شب کو پھر زراغچہ سے رو رو کے کہا کہ بھائی جس طرح سے بنے تو جا کے قاسم
کو چُرا لا زراغچہ گیا اور قاسم کو بعیاری گرفتار کر لایا کتارہ بن سہمان باختری نے چاہا کہ قاسم کو کچھ تکلیف دے کر یہ

خبر سہمان باختری کو پہونچی سہمان باختری نے اُسوقت آکے کتارہ کو بہت سا سخت اور سست کہکے سمجھایا اور منع کیا جب کتارہ نے نہ مانا تو سہمان نے بضرب شمشیر کتارہ کو قتل کرکے قاسم کو چھڑا لیا اور بنہایت معذرت کی غرض یہان تو شاہزادۂ خاور سپاہ اپنی بارگاہ مین مع کرب غازی اور سہمان باختری کے جشن عیش مین مصروف ہی مگر وہان جو خاور سپاہ نے شارسنجیہ مین موت بن سارنج کو اپنی طرف سے حاکم کر آیا تھا تو اُس موت بن سارنج نے پھر لقا پرستی اختیار کرکے تمام اپنے شہر کی رعایا کو پھر لقا پرست کیا اور اپنا لشکر لیکر واسطے اپنے باپ کے خون کے قصاص کے شاہزادۂ خاور سپاہ کے لشکر پر آکے گرا اور اکثر سردارون کو قاسم کے زخمی کیا شاہزادۂ خاور سپاہ نے جو یہ شور غل سنا تو تیغۂ بلارک افراسیابی پکڑ کے اپنے خیمے سے باہر نکلا اور مقابلہ موت بن سارنج کا کرکے دو شبانہ روز کے زورکشتی مین موت بن سارنج کو زیر کیا شاہزادۂ کرب غازی کی زبان سے بیساختہ اتنا کلمہ نکل گیا کہ اگر شاہزادۂ بدیع الزمان سے موت بن سارنج سے زور ہوتا تو بہت جلد زیر کرتا یہ کلمہ کرب غازی کا شاہزادۂ خاور سپاہ کو نہایت ناگوار ہوا اور اُسی دم موت بن سارنج کو بجمیعت کثیر شاہزادۂ بدیع الزمان سے زورکشتی کا کرنے کو روانہ کیا

اب دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ تین کشتیان طوفانی اور تباہی زندہ قندس سلیسیان اور ہردم ہردگی و ہر سمت بن ابراہیم بن ہردم اور سلیسیان دریائی اور دیوانہ سر برہنہ کشتی مع تین لاکھ دیوون کے سرزمین طومانیہ مین کہ پایہ تخت طومان بندرنشین کا تھا جا کے لگئین اور سب دیوانے کشتیون مین سے اتر کے کنارے دریا کے سیر کر رہے تھے حسب اتفاق ملک طومان بندرنشین کی ایک بیٹی کہ نام اُسکا نازچہر اور منگیتر عتراق بن عربدہ جنگجو سے تندخو کی ہے وہ ملکہ نازچہر لب دریا اپنے باغ مین گلگشت کر رہی تھی دیوانون نے جو باغ مین جاکے اس ملکہ نازچہر کو دیکھا تو سب کے سب اُسپر عاشق ہو گئے اور ہر ایک دیوانہ کہتا تھا کہ یہ میری معشوقہ ہے آخر نوبت یہانتک پہونچی کہ سب دیوانے باہم آمادۂ جنگ و جدال ہوے ملکہ نازچہر نے عقل سے جانا کہ یہ دیوانے میرے لیے شور غل کر رہے ہین ملکہ نے اپنے باپ طومان بندرنشین سے کہلا بھیجا طومان نے ارادہ کیا کہ مین جاکے دیوانون کا مقابلہ کرون طربد طومانی جو طومان بندرنشین کا عیار تھا اُسنے منع کیا اور کہا کہ ای شہریار ایک ایک دیوانہ سارے لشکر کو بہت ہے کوئی ان دیوانون سے مقابلہ اور مجادلہ نہین کر سکیگا اس سے صلاح دولت یہ ہے کہ ان سب کو بداروے بیہوشی بیہوش کرکے پکڑ لین ملک طومان بندرنشین نے کہا کہ تو پہلے شولوان گوش گن کو فوج و سپاہ ساتھ کرکے بھیجون اگر شولوان دیوانون کو مار کے بھگا دے تو پھر کس لیے عیاری اور مکاری سے انکو گرفتار کرون یہ کہکے شولو کو مع چار ہزار سوار اور پیادون کے روانہ کیا اور دیوانون نے جو سنا کہ ہمارے واسطے فوج آئی ہے جو بدست پکڑ پکڑ کے جو دوڑے تو آن واحد مین سب کو مع چار ہزار سوار اور پیادون کے مار کے تہ و بالا کر دیا طربد عیار نے طومان بندرنشین سے کہا کہ مین کیا جھوٹھ کہتا تھا آخر ساری فوج بھاگ آئی طومان بندرنشین نے لاعلاج اور ناچار ہوکے دیوانون کو بہت سی خاطرداری اور گرمجوشی سے بٹھلایا اور کھانے مین داروے بیہوشی ملا کے کھلا دیا جب سب بیہوش ہو گئے تب طومان بندرنشین نے سب دیوانون کو پکڑ کے مطوق اور مسلسل بقفل و زنجیر کرکے ارابون پر بٹھا کے اس امید پر کہ مین انکو خداوند لقا کے پاس لیجا کے طرۂ پیغمبری لونگا مع اپنی فوج و سپاہ کے سمت سبائل

روانہ ہوا اثنا سے راہ مین نقابدار رنگینہ پوش نے آکے طوفان سند نشین کا مقابلہ کیا اور بعد معرکہ رزم و پیکار کے طوفان کو شکست دے کے دیوانون کو قید سے چھڑا دیا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان کو وہ دریائی گھوڑا لیکے دریا مین غائب ہو گیا تو ایک سمت کو جاتے جاتے ایک جزیرے مین نکلا شاہزادہ عالیمقام نے اُسکی پشت پر سے اُتر کے اُسکو ایک کمند سے درخت مین باندھ دیا اور خوب سے کوڑے اُسے مار کے کچھ گھانس چارطرف سے لا کے اُسکے آگے ڈالدی اور آپ جزیرے کی سیر کیواسطے چلا گیا اور تمام رات اُس گھوڑے پاس نہ آیا روز دوم صبح کیوقت پھر آکے چارہ دیا اور پانی پلا کے پھر چلا گیا اسی طرح سے تیسرے دن چارہ پانی دے کے بطریق سیر تشریف لیگیا روز چہارم جسوقت شاہزادہ عالیمقام اُس گھوڑے کے پاس آیا تو گھوڑا شاہزادہ عالم کو دیکھکر زمین کو اپنے سمون سے کھودنے لگا اور تھوتھنی اپنی شاہزادہ بدیع الزمان کی چھاتی سے ملنے لگا شاہزادہ عالم نے بکمال خوش ہو کے جانا کہ اب یہ گھوڑا میرا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا اسی وقت پھر زین اسکی پشت پر رکھکے کھینچا اور سوار ہو کے دوڑانا اور کودانا شروع کیا القصہ شاہزادہ عالیمقام سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا تو وہان ایک گنبد سنگ سماق اور سنگ یشب کا بنا ہوا دیکھا حیران ہو کے اُس گنبد کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ اُس گنبد سے ایک آواز دردناک عشق آمیز گوش زد ہوئی شاہزادہ والا گوہر نے پھر جو نگاہ کی تو ملکہ گوہر ملک کو دیکھا کہ کسی نے قید کر کے وہان بٹھلایا ہے یہ حال ملکہ گوہر ملک کا دیکھکر شاہزادہ نامور کو نہایت صدمہ اور بکمال رنج و ملال عابدحال ہوا بعد ازان پوچھا کہ ای راحت روح و روان تو یہان کہان ملکہ گوہر ملک نے کہا ای عاشق زار مجھے قلعہ شہر سنجان سے گرد مرد عیار بعیاری چرا کے گنجاب کے پاس لیگیا اور گنجاب نے مجھے پہلے تو قتل کا حکم دیا مگر علقمہ وزیر نے میری بہت سی سعی کر کے قتل سے محفوظ رکھا تب گنجاب نے قارن بن قدرت کے ہمراہ یاقوت شاہ کے پاس روانہ کیا دامان قلم کوہ مین بہمن بانو ملک شعشعہ کی بیٹی نے قارن بن قدرت کو مار کے مجکو چھڑا لیا اور ہم دونون نے آکے مع بارہ ہزار لونڈیون کے گنجاب کے لشکر مین شبخون مارا اور صبح کو شہر سنجان کے قلعہ کی جانب آتے تھے اثنا سے راہ مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور مجھے گھوڑے پر سے اُٹھا کے یہان لایا جب مین نے آنکھ کھول کے دیکھا تو وہ پنجہ دیو کا تھا چنانچہ وہ دیو میرے عشق کا دم بھرتا ہے اور مجھے یہان قید مین بٹھلا کے آپ شکار کرنے کو چلا جاتا ہے اب اپنا حال بیان کرو کہ تم یہان کیونکر پہونچے شاہزادہ عالم نے سارا حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ یہ گھوڑا مجھے یہان لایا ہے مگر ای ملکہ تم مجھے یہ بتلاؤ کہ وہ دیو کہان ہے ملکہ نے کہا کہ وہ شکار کو گیا ہے اب آیا چاہتا ہے ابھی ملکہ یہی باتین کر رہی تھی کہ وہ دیو ہوا سے آسمان سے اُس گنبد کی طرف اُترتا ہوا نمودار ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو ملکہ گوہر ملک سے باتین کرتے دیکھکر پکارا کہ باش ای آدم نزاد خیرہ سر تیرہ روزگار تو یہان کیونکر آیا کہ میری معشوقہ سے باتین کرتا ہے یہ کہکے شاہزادہ عالیمقدار کی جانب مخاطب ہوا اور ہاتھ بڑھا کے چاہتا تھا کہ شاہزادہ عالم کو پکڑ لے شاہزادہ والاقدر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے زور کیا کہ وہ منھ کے بھل زمین پر بیٹھ گیا اور پھر سنبھل کے باہم زور کشتی کا کرنے لگا کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین شاہزادہ رستم صولت نے اُس دیو کو زیر کیا اور اُسکی چھاتی پر بیٹھ کے فرمایا کہ ای دیو حال درشناختن پروردگار عالم چہ میگوئی دیو از سر ترس مسلمان ہو گیا شاہزادہ عالم نے اُسے چھوڑ کے فرمایا کہ مین پیاسا ہون کہین سے تھوڑا سا پانی لا کے مجھے پلا دیو نے کہا مین ابھی لاتا ہون یہ کہکے دیو جو گیا تو چار دن تک نہ آیا شاہزادہ

بدیع الزمان شدت تشنگی سے قریب بہ ہلاکت پہونچا اُسوقت ملکہ گوہر ملک نے کہا کہ اے شہریار مین امیدوار ہون کہ تجھے ذبح کرکے تو میرا خون نوش فرما مین نے اپنا خون تجھے حلال کیا ابھی یہی باتین ملکہ گوہر ملک کر رہی تھی کہ پھر وہ دیو نمودار ہوا اور جب اس دیو نے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان شدت تشنگی سے حالت ضعف مین طاقت حس و حرکت نہین رکھتا ہے شاہزادے کو اُٹھا کے دوم قاف کے قلعے مین لیگیا اور ملکہ گوہر ملک گریان و نالان سر و سینہ زنان عاجز و ناچار ہو کر رہ گئی ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام وہان تشریف لائے اور ملکہ کو اُس گنبد سے نیچے اُتار کر کچھ کھانا کھلوایا اور پانی پلوایا اور فرمایا کہ اب تو گریہ و زاری نہ کر شاہزادہ بدیع الزمان اور تجھسے قلعہ شہر سنجان مین پھر ملاقات ہوگی دست راست کو جا ایک باغ مین ایک پریزاد شبنم پری نامے قران دیو کی قید ہوگی اور قران دیو بھی برابر اسکے بیٹھا ہوگا تو یہ اسم اعظم پڑھ کے اُس دیو کو قتل کرنا اور شبنم کو قید سے چھڑا دینا شبنم پری بعوض اس احسان عظیم کے تجھے ملک سنجان مین پہونچا دیگی یہ فرما کے حضرت خضر علیہ السلام نے زین حر سکندری کا نکال کے گلگون باختری پر کھینچ دیا اور گلگون باختری سے یہ کہکے کہ یہ عورت تیرے مالک کی ناموس ہے اسکی سواری کو لیجا چنانچہ حسب الارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے گلگون باختری ملکہ کو اپنی پشت پر سوار کرکے سمت سنجان روانہ ہوا اثنائے راہ مین وہی باغ نہایت پر فضا نمایان ہوا ملکہ گوہر ملک بطریق گلگشت سیر باغ کرتی ادھر اُسکے جلوہ فرما ہوئی قریب بارہ دری کے جسوقت پہونچی تو اسنے دیکھا کہ فی الحقیقت ایک پریزاد باحسن خداداد غمگین بیٹھی ہے اور برابر اُسکے وہ دیو قران بھی تبسم کنان بیٹھا یہ شعر پڑھتا ہے شعر کبھی یون بھی ہے گردش مدد گار + کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار + یکایک دیو کی نگاہ جو ملکہ گوہر ملک کی جانب پڑی تو چاہا کہ دوڑ کر ملکہ کو پکڑ لے ملکہ گوہر ملک نے تلوار کھینچکر وہی اسم اعظم جو حضرت خضر علیہ السلام نے سکھلا دیا تھا پڑھ کے اُس دیو کو قتل کیا اور شبنم پری کو قید سے چھڑا دیا شبنم پری بہت سی ممنون و مشکور ہوکے اور ملکہ گوہر ملک کی تحسین و آفرین کرکے پرواز کر گئی بعد دم بھر کے ایک تخت اور چار ہزار دیو اور پریزاد ہمراہ لیے پھر آئی اور ملکہ گوہر ملک کو تخت پر سوار کروا کے سمت قلعہ شہر سنجان کے چلی حسب اتفاق شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کہین شکار کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے ملکہ گوہر ملک کو تخت پر سوار اور گرد و پیش اُس تخت کے کئی ہزار دیوون اور پریزادون کو جو دیکھا تو اپنا گھوڑا دوڑا کے ملکہ گوہر ملک کو سلام کیا اور احوال پوچھا ملکہ گوہر ملک نے ساری سرگذشت اپنی قاسم کے روبرو بیان کرکے کہا کہ اب مین قلعہ سنجان مین جا کے رہونگی قاسم نے بہت سی دلجوئی اور تسکین ملکہ گوہر ملک کی کرکے شبنم پری کو مع اُسکے دیو اور پریزادون کے رخصت کیا اور ملکہ گوہر ملک کو محافے مین سوار کرکے سمت سنجان روانہ کیا مگر گلگون باختری کو دیکھکے نہایت پسند کیا

اب شمہ داستان شاہزادہ بدیع الزمان سے بیان کیا جاتا ہے

کہ جب افشاط دیو نے شاہزادہ عالم کو دوم پردہ قاف کے قلعہ مین لیجا کے قید کیا تو وہان پردہ قاف دوم کا افغان نامے ایک دیو تھا بڑا زبردست اور سرکش ہر کسی کی اطاعت نہین کرتا تھا بلکہ شہنشاہ پردہ قاف ملکہ آسمان پری کو بھی موجود نہین جانتا اس افشاط دیو نے افغان دیو سے سارا حال اپنے عشق کا ملکہ گوہر ملک پر اور شاہزادہ بدیع الزمان کے پکڑ لانے کا کہا افغان دیو نے پوچھا کہ وہی بدیع الزمان جسنے کرات دیو کو مارا تھا افشاط دیو نے کہا کہ ہان وہی بدیع الزمان ہے افغان دیو نے افشاط دیو سے پوچھا کہ تونے بدیع الزمان کو کیونکر

پکڑا اے افشاط دیو نے کہا کہ ایک طمانچہ مار کے مین نے بدیع الزمان کو پکڑ لیا افغان دیو نے کہا تو ذرا بدیع الزمان کو میرے روبرو لا چنانچہ افشاط شاہزادہ عالم کو قلعہ دوم قاف سے افغان دیو کے پاس لایا اور شاہزادہ عالم نے بآواز بلند فرمایا کہ سلام مین درین محفل بران کسیکہ باد کہ داند خدا سے عزوجل یکے است و دین پیغمبر اوبرحق افغان دیو نے سنکے کہا اے بدیع الزمان تجھے افشاط دیو نے ایک طمانچہ مار کے پکڑ لیا اور تو پھر نام نادیدہ خدا کا میرے سامنے زبان سے نکالتا ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے افغان دیو مین نے افشاط دیو کو ایک طمانچہ مین زیر کیا تھا وہ مجھسے فریب کر کے پانی کے بہانے چلا گیا چونکہ روز جب مین شدت تشنگی سے حالت غش مین پڑا تھا اسنے مجھے یہان لا کے قید کیا ہے اور وہ بد ذات مجھ سے بچ جھوٹ بکتا ہے افغان دیو یہ حال سنکے افشاط دیو سے نہایت رنجیدہ ہوا اور بہت سا اسے سخت سست کہکے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ اب تو میری اطاعت قبول کر شاہزادہ عالیمقام نے فرمایا کہ جو مجھے مردانگی زیر کرے البتہ مین اُسکی اطاعت کرونگا افغان دیو نے کہا کیا مضائقہ ہے اور یہ کہکے اشارہ کیا کہ بدیع الزمان کی قید دور کرو شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ مجھے مدد دونکی اور کسی کی سعی کی ضرورت نہین ہے اور یہ کہکے ایک زور مین ہاتھون کی ہتھکڑیان پانون کی بیڑیان مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدین افغان دیو یہ زور شاہزادہ عالم کا دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور آپسمین دونون زور کشتی کا کرنے لگے تھوڑی دیر مین شاہزادہ بدیع الزمان نے کمربند افغان دیو کا پکڑ کے زمین سے اُٹھا لیا اور چاہا کہ سر پر چرخ دے کر زمین پر مارے افغان دیو پکارا کہ اے شہریار مجھے تو نے خاک سے اُٹھا کے اپنے سر سے بلند کر دیا اب پھر مجھے خاک مین کیون ملاتا ہے مین تیرا غلام ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے افغان دیو کو زمین پر رکھ دیا اور افغان از سر صدق کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا افشاط دیو نے جو افغان دیو کو مسلمان ہو جاتے دیکھا تو بخوف جان سراسیمہ اور مضطر ہو کے بھاگا

شاہزادہ بدیع الزمان والاشان بھی تعاقب مین افشاط دیو کے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شہنشاہ پردہ قاف ملکہ آسمان پری سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ سماق بن سنجرہ دیو سے معرکۂ رزم و پیکار درپیش تھا اور ملکہ قریشیہ سلطان سماق بن سنجرہ کے ہاتھ سے زخمی ہو گئی تھی اور ملکہ آسمان پری اُسوقت دست بدعا تھی ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک دیو بدحواس بھاگا ہوا چلا آتا ہے اور پیچھے اسکے شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن با شمشیر عریان دوڑتا آتا ہے یہانتک کہ برابر اُس دیو کے پہونچ گئے وہ ال کمر پر ایک تیغہ مارا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو کر لاشہ اُسکا گرا اور خاک و خون مین پھڑکنے لگا ملکہ آسمان پری شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور شاہزادہ نامور کو تخت پر سے کود کر اپنے گلے سے لگا لیا شاہزادہ بدیع الزمان نے مجرا کیا ملکہ آسمان پری نے دعا دے کے اپنے لشکر مین بلا لائین اور احوال سماق دیو کے معرکۂ جنگ و جدال کا اور حال قریشیہ سلطان کے زخمی ہونے کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان ملکہ آسمان پری سے اجازت لیکر میدان مین بمقابلہ سماق بن سنجرہ دیو نکلا اور تھوڑی دیر مین سماق کا لنگر توڑ کے زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور تمام اُسکی چھاتی پر بیٹھ کے اُس دیو سے فرمایا کہ مسلمان ہو اُس سماق بن سنجرہ دیو علیہ اللعن نے شاہزادہ والاشان کو گالی دی اُسوقت شاہزادہ والاقدر نے سر اُسکا پکڑ کے دھڑ سے کھینچ لیا یہ حال سماق دیو کا دیکھ کے تمام فوج اُسکی بھاگ کھڑی ہوئی ملکہ آسمان پری نے شادیانے فتح کے بجوا کے میدان سے مع شاہزادہ

بدیع الزمان کے مراجعت فرمائی اُسوقت شاہزادۂ عالیشان بدیع الزمان نے نقشان دیو کی ملکہ آسمان پری سے ملازمت حاصل کرائی اور ملکہ آسمان پری نے گلستان ارم مین تین روز بڑی دھوم سے شاہزادۂ عالم کی دعوت کرکے روز چہارم بحسب استدعاے شاہزادۂ نامور ایک تخت پر شاہزادۂ والاتبار کو سوار کرا کے چار دیوون کو حکم دیا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو ملک باختر مین بحفاظت تمام پہنچاؤ حسب الحکم ملکہ آسمان پری کے چار دیو تخت شاہزادہ بدیع الزمان کا لیکے سمت باختر روانہ ہوے اثناے راہ مین قریب شکارگاہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے شاہزادۂ عالیمقام نے ایک پریزاد لال پوش کو دیکھا کہ شکار کھیل رہا ہے اسنے بھی شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر پہچانا اور اظہار ہواخواہی قاسم کا کرکے اُسنے کہا کہ اے بدیع الزمان مین تجھے اُس صحرا مین اتنے عرصہ تک حیران اور سرگردان کرونگا کہ جتنے عرصہ مین شاہزادہ بختاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز بختاور ہی کل باختر کو مسخر کرلے اتنا کہکے اُس پریزاد لال پوش نے اپنے ساتھ والے دیوون سے اشارہ کیا کہ ہان ان چارون دیوون سے تخت بدیع الزمان کا چھین لو اور بموجب حکم اُس لال پوش کے سیکڑون دیو دوڑے اُن چار دیوون نے جو بدیع الزمان کو تخت پر سوار کیے لیے جاتے تھے ان دیوون کو اپنی جانب آمادۂ جنگ آتے ہوے جو دیکھا تو جلدی سے تخت کو وہین زمین پر رکھ کے بھاگ کھڑے ہوے اُس پریزاد لال پوش نے جب دیکھا کہ دیو بدیع الزمان کا تخت چھوڑکر بھاگ گئے تھے ہار کے آپ بھی تمام اپنے ساتھ کے دیوون کو لیکے ایک سمت کو پرواز کنان نکل گیا شاہزادۂ بدیع الزمان اُس حرکت سے لال پوش کی نہایت درہم اور برہم ہوکر جبکہ کوئی تدبیر نہ سوجھی تب ناچار تخت پر سے اُتر پڑا اور دامن ہمت کو گردان کیسے پیادہ با نظر بکرم کارساز کرکے اُس صحرا مین ایک سمت کو روانہ ہوا اور سات شبانہ روز عرصۂ راہ کو طے کرکے روز ہشتم ایک دریا کے کنارے پر پہونچا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ کیونکر اس دریا سے اُس طرف پہونچون آخر کار تیغۂ آبدار کو نیام سے کھینچکر کچھ درختون کو کاٹا اور انکا ایک بیڑا باندھ کے دریا مین ڈال دیا اور اُس بیڑے پر سوار ہوکے روانہ ہوا بعد دو روز کے برابر ایک جزیرے کے پہونچا اور اُس بیڑے پر سے اُتر کے دریا سے نکلا اور کنارے کنارے دریا کی فضا اور کیفیت وہان کی دیکھتا چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا ہے شاہزادۂ عالم بیساختہ اُس گنبد کے اندر قدم زن ہوا وہان جو خیال کیا تو چارطرف بہت سی مسندلیان بچھی ہوئی ہین اور ایک مشعل ہفت سر زمین مین گڑی ہوئی ہے مگر کوئی انسان اور حیوان وہان نظر نہین آیا شاہزادۂ عالم گنبد سے باہر نکلا اور کچھ میوہ درختان صحرائی سے توڑکے تناول فرمایا اور وہان سے چند قدم آگے بڑھا تو ایک مرد پیر نہایت نورانی صورت کو دیکھکر شاہزادۂ عالیمقدار نے سلام کیا اور اُسنے جواب سلام کا شاہزادۂ عالیمقام کو دے کے احوال پوچھا کہ صاحبزادے تو کون ہے اور یہان تیرا گذر کیونکر ہوا شاہزادۂ والاقدر نے اپنا نام اور اپنا حسب و نسب بیان کیا جب اس مرد پیر نے حسب و نسب اور نام شاہزادۂ بدیع الزمان کا سنا تو سروقد اُٹھکر تعظیم دی اور کہا کہ اے شہریار مجھے ترجمان پیر کہتے ہین اور مین پوتا آصف بن برخیا کا ہون اور اس جزیرے کا نام جزیرۂ خرم مشہور ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ جزیرہ مرغان خوش الحان اور طائران شیرین بیان کو عطا فرمایا ہے دن بھر تو یہان لکھوکھا طیور رجز پرند رہتے ہین اور رات کو ہومان نامے ایک دیو مشعل دار مشعل ہفت سر سلیمانی کا آکے رہتا ہے آج شب کو مین اُسکے پاس جاکے تیرے باب مین سعی کرونگا شاید ہومان دیو تجھے باختر تک پہونچا دے چنانچہ شب کو شاہزادۂ بدیع الزمان اُسی ترجمان پیر کے ہمراہ اُس ہومان دیو کے پاس آیا اور اُس پیر نے حال شاہزادۂ بااقبال کا بیان کرکے بہت سی سفارش کی

کوچلیسا باخبر مطلب

ہومان دیو نے شاہزادۂ عالم کی بہت سی تعظیم کرکے بڑے اعزاز و تکریم سے بٹھلایا ترجمان پیر نے کہا کہ اے ہومان مین نے کبھی اپنے لیواسطے تجھے تکلیف نہین دی مگر آج ایک عرض میری یہ ہے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو اس ویران جنگل سے نکالکے آبادی مین پہونچا دے ہومان دیو نے کہا مین ایک شرط سے شاہزادۂ عالم کو جہان یہ فرمائین ابھی پہونچا دیتا ہون کہ یہ بھی میرا ایک کام کر دین شاہزادۂ والاقدر نے پوچھا کہ تیرا کیا مطلب ہے ہومان دیو نے کہا یہان چنار شاہ نامے ایک دیو میرا چچا رہتا ہے تین لاکھ تیرہ سو دیو ان قاف اُسکے مطیع اور فرمانبردار ہین اُسکی بیٹی پر مین عاشق ہون جب مین اُس سے اُسکو طلب کرتا ہون وہ مجھسے ایسے مشکل کام کو کہتا ہے کہ جو مجھسے ہو نہین سکتا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ اے ہومان تو مجھے اپنے چچا چنار شاہ کے پاس لے چل پھر جو وہ کہیگا مین اُس کام کو بحکم خدائے عزوجل کر دونگا ہومان نے خوش ہوکے کہا الحمد للہ غرض روز دوم ہومان دیو شاہزادۂ بدیع الزمان کو لیکے چنار شاہ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ جوان آدم زاد اسلیے آیا ہے کہ جو شرط اور جو کام تو کہے یہ کر دیگا چنار شاہ نے کہا اے آدمزاد تو میری شرط بجا لائیگا شاہزادۂ عالم نے کہا انشاء اللہ تعالی چنار شاہ یہ سنکے دوسرے روز صبح کیوقت شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے ساتھ ایک پہاڑ کے نیچے لایا اور کہا کہ اس پہاڑ پر چار سو جوڑی نقارون کی اور چار ہزار قرنا رکھی ہین اور چار حبشی بچے ایک ایک انار اور ایک ایک تلوار ہاتھون مین لیے کھڑے ہین اور ایک تاج مرصع ایک تخت پر رکھا ہے اور ایک گھوڑا زیرباد سلیمانی وہان چرتا پھرتا ہے جو کوئی اُس طرف کو حوصلہ جانے کا کرتا ہے وہ نقارے اور وہ قرنا خود بخود بجنے لگتے ہین اور وہ حبشی انار چھوڑنے لگتے ہین اُن انارون کی آگ سے جو کوئی وہان جاتا ہے جل کے خاک ہو جاتا ہے پس مین چاہتا ہون کہ گھوڑا زیرباد سلیمانی اور وہ تاج تو وہان سے میرے واسطے لا دے تا مین وہ تاج اور وہ گھوڑا اپنی بیٹی کے جہیز مین دون اور جو شخص اس شرط کو میری ادا کرے مین اُسکا دین قبول کرون شاہزادۂ بدیع الزمان نے چار روز کی مہلت مانگی اور اپنے مقام پر آکے عبادت الٰہی مین مشغول ہوا روز دوم صبح کیوقت خواب مین حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگشتری دے کے فرمایا کہ اے فرزند اس میری انگشتری کو تو آصف بن برخیا کے پوتے ترجمان پیر کو جاکے دے کہ وہ لوح اس طلسم کی تجھے دیگا جو اُس لوح مین لکھا ہے اُسی پر عمل کرنا شاہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے وہ انگوٹھی لیجاکر ترجمان پیر آصف بن برخیا کے پوتے کو دی اور اُسنے لوح طلسمی کو ایک صندوق مین سے نکال کے شاہزادۂ عالم کے حوالے کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو اُس لوح کو ملاحظہ کیا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے طلسم کشا اس پہاڑ پر جا اور وہان زیر کوہ ایک دریائے ناپیدا کنار تجھے نظر پڑیگا تو اُس دریا مین بیخوف و خطر یہ دعا پڑھ کے کود پڑنا آگے پھر جو کچھ کہ عجائبات دیکھنا مطابق لوح کے عمل کرنا شاہزادۂ عالیمقام حسب الحکم لوح کے اُس پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہان سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک دریا موج زن ہے شاہزادۂ عالم نے اپنے دل کو بکرم کریم کارساز مستحکم کرکے جھٹ پٹ اپنے تئین اس دریا مین گرا دیا جبکہ دریا سے باہر نکلا تو تمام اپنی پوشاک کو خشک کرکے ایک شہر کے دروازے پر آیا تو وہان قریب ہزار آدمیون کے بیٹھے تھے اور ایک کمان لٹکی تھی اُن آدمیون نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو آتے دیکھکر کہا کہ اس شہر کا یہ قانون ہے کہ جو شخص اس کمان کو کھینچتا ہے اُسکو تو اندر شہر کے جانے دیتے ہین اور جو وہ اس کمان کو نہین کھینچ سکتا اُسکو قتل کرتے ہین اگر تو اس کمان کو نہ کھینچ سکیگا تو بلاشک و شبہہ مارا جائیگا شاہزادۂ والا مرتبت نے لوح کو ملاحظہ کیا تو اُسمین معلوم ہوا کہ اے شگفتندۂ طلسم جب تو دریا سے نکل کے ایک شہر کے دروازے پر پہونچے اور وہان کمان کو لٹکتا دیکھے تو اُس کمان کو جلدی سے کھینچنا اور وہ جو تیر کہ دروازے کے برابر رکھے ہین انکو اُٹھا کے جیسی اول

سرعت تمام تیر و کمان کو لیے اندرون شہر چلے جانا پھر آگے جو کام درپیش ہو بغیر لوح کے دیکھے نہ کرنا شاہزادۂ عالم نے بموجب حکم لوح اُس کمان کو کھینچ کر جلدی سے اُن تیرون کو جو دروازے کے پہلو مین رکھے تھے لیکے مع تیر و کمان اندرون شہر داخل ہوا اور وہان سر میدان ایک درخت چنار نظر آیا اور شاخ پر اُس درخت کی ایک انار لٹکتا ہوا دیکھا شہر کے آدمیون نے شاہزادۂ عالم سے کہا کہ اِس انار کو تیر سے گرا دے شاہزادۂ بدیع الزمان نے لوح کو جو دیکھا تو یہی لکھا تھا کہ شکنندۂ طلسم اگر تو اس انار پر تیر ماریگا تو ابھی جل جائیگا اور جو تو بموجب ان لوگون کے کہنے کے تیر نہ ماریگا تو یہ سب آدمی مجتمع ہو کے تجھے مار ڈالینگے لہذا لازم ہے کہ تو اس درخت کو زور کر کے گرا دے وہان اس درخت کی جڑ مین ایک اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہے اُسکے منہ مین تو کود پڑ شاہزادۂ عالم نے حسب الحکم لوح کے اُس درخت کو ایک ہی زور مین گرا دیا اور اندر اُسکے واقعی ایک اژدہا منہ کھولے بیٹھا تھا شاہزادۂ والاقدر بموجب حکم اُس لوح کے بےخوف و خطر اُسکے منہ مین کود پڑا جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک بڑا مکان پتھر ہے اُسمین ایک دیو پڑا سوتا ہے اور اُس دیو کی چھاتی پر ایک انار رکھا ہے اور بہت سے انار اُس مکان کی دیوارون کے طاقون پر رکھے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اُسمین یہ رقم تھا کہ دیو کو جگا دے وہ دیو اپنی چھاتی پر سے وہ انار اُٹھا کے تجھے دیگا تو اُس انار کو اُس دیو کی چھاتی پر مارنا کہ آگ پیدا ہوگی اور دیو جل کر مر جائیگا بعد اُسکے آگے ایک حوض پانی نظر آئیگا تو اُس حوض مین کود پڑنا وہان قبلہ رو ایک دروازہ ہوگا تو اس دروازے کا قفل توڑ کے اندر جانا شاہزادۂ بدیع الزمان نے مطابق نوشتۂ لوح کے عمل کیا جب اندر اُس دروازے کے گیا تو وہان ایک باغ بہت دلچسپ دیکھا اور ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا اور تاج رفعت رکھا تھا اور ایک حبشی بیٹھا تھا اُس حبشی نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھ کر سلام کیا اور کہا لوح مجھے دے اور یہ گھوڑا اور تاج رفعت اور گنج اور گوہر سب یہان سے لیجا شاہزادۂ عالم نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین مرقوم تھا کہ کیا مضائقہ تو لوح کو عنقا پوش بن قمطر پوش بن فراموش زنگی کے حوالے کر دے شاہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے لوح اُسکو دے دی اور اُسکو اس طلسم کا بادشاہ کر کے وہ تاج رفعت اور وہ اسپ پریزاد سلیمانی اور تمام مال و اسباب طلسم کا اُسی عنقا پوش زنگی کو سپرد کیا اور فرمایا کہ بوقت معرکۂ جنگ اور لشکرکشی بر سر گنجاب مجھے طلب کرونگا اُسوقت یہ تمام خزانہ اور جواہرات و اسباب طلسمی اور یہ تاج رفعت سلیمانی اور یہ گھوڑا پریزاد سلیمانی اپنے ہمراہ لیکر حاضر ہونا اُس حبشی نے عرض کی کہ شہریار اس تاج کو اپنے پاس سے جدا نہ کر کہ یہ متبرک ہے اور باقی مال اسباب طلسمی غلام لیکے حاضر ہوگا شاہزادۂ عالم وہ تاج اُس سے لیکر طلسم سے باہر نکل آیا اور چپنار شاہ نے مسلمان ہو کر اپنی بیٹی کی شادی ہومان دیو سے کر دی اور یہ کہہ دیا کہ بوقت لشکرکشی بر سر گنجاب مشعل ہفت سر سلیمانی کو حضور والا میں لیکر حاضر ہو۔ بعد اُسکے ہومان دیو شاہزادۂ بدیع الزمان کو لیکے سمت باختر روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران سے گزارش کیے جاتے ہین

کہ وہ کشتیان طوفانی ہو کر تباہ ہو گئین اُنمین سے عمر معدیکرب پہلوان عادی مع بارگاہ سلیمانی اور اپنے ساتھ والون کے دربند غرابیہ مین آ کر نکلا اور پہلوان عادی نے اب جو غور کیا تو سوا اپنے ساتھ والون کے اور کسی سردار اور شاہ و شہریار کے کوئی کشتی نہین نظر آئی ناچار پہلوان عادی نے اسباب کو کشتیون پر سے اُتروا کے کنارے پر رکھا اور آپ مع اپنے ساتھ والے سب پہلوانون کے کشتیون پر سے اُتر کے اُس شہر کی سیر کے واسطے گیا وہان دیکھا کہ ایک اکھاڑا کشتی کا بنا ہے اور ہزارون تماشائیون کا مجمع ہے اور ایک جوان ارکان کشتی گیر نامی پہلوان اکھاڑے مین جانگیہ اور لنگوٹا باندھے اپنے شاگردون کو زور کشتی دلا رہا ہے اور از راہ غرور

لاف وگزاف کر کے کہہ رہا ہے کہ آج کہان ہے رستم وسہراب اور بیژن برزو اور کہان ہے حمزہ صاحبقران عرب کہ میرے
سامنے آئے اور مجھسے مقابلہ کرے پہلوان عادی نام سلطان صاحبقران کا اور یہ لاف گزاف ارکان کشتی گیر
کا سنکے نہایت خشمگین ہوا اور اُس اکھاڑے مین گھس کے کہا کہ ویلک ہذا یہ کیا تو جھک مارتا ہے اور جہان مین ہون
تو کیا دعوی پہلوانی کا کریگا یہ کہکے ارکان کشتی گیر سے زور کشتی کا کر کے آن واحد مین ارکان کشتی گیر کو پچھاڑ دیا
چار طرف سے واہ واہ واہ واہ کا شور وغل ہوا پہلوان عادی نے ارکان کو زیر کر کے کہا ویلک ہذا مین بہت
دور سے چلا آتا ہون اور بھوکھا ہون کچھ میرے کھانے کے واسطے جلد لاؤ تمام لوگ تو پہلوان عادی کے لیے کچھ
نان اور کباب وغیرہ کھانا لینے کو گئے اس عرصہ مین ور پہلوان ساتھ والے پہلوان عادی کے سیر کرتے ہوے وہان آنکلے
وہ بھی پہلوان عادی کو دیکھکر وہین بیٹھ گئے ناگاہ وہ لوگ کھانا بہت سا لیکر آئے پہلوان عادی مع اپنے سب یارون
کے کھانا کھانے مین مصروف ہوا تھا کہ ایک غل ہوا پہلوان عادی نے پوچھا کہ یہ شور وہنگامہ کیسا ہے لوگون نے کہا
کہ کچھ خدا پرست اس دربند عزابیہ کی سرزمین پر دریا کی راہ سے آکر اترے تھے اور بارگاہ بہت بڑی شاہانہ کہ نام
اُسکا شاید بارگاہ سلیمانی مشہور ہے لب دریا استاد کی تھی پہ انتا جو بادشاہ عزاب صحرانشین ہے اسنے سنکے اُن
خدا پرستون سے وہ بارگاہ اور سارا مال اسباب چھین لیا ہے عمر معدیکرب یعنے پہلوان عادی یہ حال سنکے
نہایت غیظ وطیش مین آیا اور کہنے لگا کہ تمھارے بادشاہ نے بہت سا جھک مارا وہ ابھی اپنی سزاے اعمال کو پہونچیگا
یہ کہکے وہان سے اٹھ کھڑا ہوا اور مع اپنے ساتھ والے پہلوانون کے سر راہ آکے عزاب صحرانشین سے مقابلہ
کیا عزاب صحرانشین نے نہایت پیچ وتاب کھا کے تلوار ماری پہلوان عادی نے تخت شدادی کی پشت سے
اُسکی ضرب کو روک کر تلوار اُسکی توڑ ڈالی اور ایک ضرب اسکے سر پر ماری کہ عزاب صحرانشین مع مرکب پیوند
زمین ہو گیا اور اسکی فوج وسپاہ نے پہلوان عادی کو محاصرہ کر کے چار طرف سے شمشیر ونیزہ مارنا شروع کیا
ہر چند پہلوان عادی نے بہت سے کفار کو جہنم واصل کر کے جب دیکھا کہ فوج کفار کا بڑا غلبہ ہے تو بخناب باری
ملتجی اور مستدعی ہوا ناگاہ کشتیان مرزبان خراسانی کی بھی اُسی دربند عزابیہ کے لب دریا آکر لگی تہین جیسے
کہ مرزبان خراسانی نے کشتی سے اُتر کے پہلوان عادی کو معرکہ آراے رزم وپیکار دیکھا تو وہ بھی مع اپنے
سردارون کے عزاب جہنمی کی فوج پر آگرا اور قتل عام کرنا شروع کیا وہ لشکر بے سردار اور بے مالک کا تاب
مقاومت کی نہ لاسکا الامان الامان پکارا مختصر یہ کہ سب مسلمان ہو گئے اور پہلوان عادی نے دربند عزابیہ کو
اسلام آباد کر کے مع مرزبان خراسانی چندے وہین مقام کیا اور لوگون سے حال شاہزادہ قاسم کا پوچھا
سبھون نے کہا کہ ملک قاسم سرزمین سہمانیہ مین جلوہ فرما ہین مرزبان خراسانی نے کہا کہ اب بہتر یہ ہے کہ
مین بخدمت شاہزادہ خاور سپاہ والا مرتبت جا کے حاضر ہون پہلوان عادی نے کہا کہ مین بھی ہواخواہ
شاہزادہ خاور سپاہ کا ہون مین بھی تیرے ہمراہ چلتا ہون القصہ پہلوان عادی اور مرزبان خراسانی
یہان سے روانہ ہوے وہان شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم مع اپنے سب ہمنشینون اور مصاحبون کے
بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا اور شاہزادہ کرب غازی بھی حرکات سے شاہزادہ قاسم کی نہایت رنجیدہ اور پریشاںحال
ایک طرف بیٹھا تھا کہ سامنے سے ایک ہرکارے نے آکے عرض کی کہ اے شہریار پہلوان عادی نے
دربند عزابیہ سے اتر کے عزاب صحرانشین کو مارا فوج عزاب کی چار طرف سے بلا کر کے پہلوان عادی سے
لڑ رہی تھی اس عرصہ مین مرزبان خراسانی بھی اسی دربند مین جا کے وارد ہوا اور اُسنے پہلوان عادی

کی مدد کرکے بارگاہ سلیمانی مع اسباب کے چھین لی اب بائیس ہزار آدمیون کے لشکر سکے آپ کے پاس آ تے ہین قاسم یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا اور جانب کرب غازی مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ بارگاہ سلیمانی کو کافر لیگئے تھے مگر اب افضال الٰہی سے پھر ہاتھ آئی ہے اور یہ کہکے اپنے سردارون سے کہا کہ پہلوان عادی اور مرزبان خراسانی کا جاکے استقبال کرو اور بڑے اعزاز و اکرام سے میرے پاس لاؤ حسب الحکم ملک قاسم کے تمام سردار استقبال کرکے پہلوان عادی اور مرزبان خراسانی کو بارگاہ مین شاہزادۂ خاور سیاہ کی لائے شاہزادۂ خاور سیاہ نے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کروایا کرب غازی نے کہا اے شہریار سلطان صاحبقران عنقریب تشریف فرما ہونگے مناسب یہ ہے کہ آپ اس بارگاہ کو استادہ نہ کروائین شاہزادۂ قاسم نے کہا کہ اے کرب غازی تو ہوا خواہی شاہزادۂ بدیع الزمان نہین چھوڑتا ہے اگر یہ بارگاہ بدیع الزمان کے پاس پہونچتی تو آپ اپنے ہاتھ سے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کرتا دست رہیتون نے ایسا کون کام دلیری اور مردانگی کا کیا ہے شاہزادۂ کرب غازی نے کہا کہ دست چپیون نے کیا مردانگی اور بہادری کی ہے خاور سیاہ نے تنہا عمر سعد یکرب پہلوان عادی نے غراب صحرانشین کو مارا اور مرزبان خراسانی نے اختریہ کو مسخر کیا قاسم نے کہا تم دست راستیون مین ہو ملک سارنج نے تمہین پکڑ کے کس بلا مین گرفتار کیا تھا اگر مین تمہاری مدد کو نہ پہونچتا تو خدا جانے وہ تمکو کس عذاب الیم سے قتل کرتا شاہزادۂ کرب غازی نے کہا کہ اے قاسم یہ احسان اپنا تو مجھپر رکھتا ہے یہ کہکے آبدیدہ ہوکر رہگیا اس عرصہ مین چند سوداگر کچھ تحفہ تحائف لیکے آئے شاہزادۂ قاسم نے پوچھا کہ تمہارا آنا کہان سے ہوا انھون نے بیان کیا کہ اے شہریار دارا ہے سواد ہندوستان رکن السلطنت دوران جہان نشین مسند حمزۂ صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان در بند جزیرہ سراندیپ مین آکے وارد ہوا اور نریمان یکدست کو کہ انجم روزگار اور بہادران نامور سے ملک باختر مین مالک سات لاکھ سوار دلیران عرصہ کارزار کا مشہور و معروف تھا اُسے زیر کرکے مطیع اور فرمانبردار اپنا کیا شاہزادۂ قاسم نے کہا بس شجاعت اور بہادری اُسکی ظاہر ہے بیچ ایک ہاتھ کے آدمی سے کیا ہو سکتا ہے سوداگرون نے کہا کہ اے شہریار اگرچہ وہ ایک ہاتھ کا آدمی ہے لیکن توبہ کا مقام ہے لکھو کھا بہادرون مین اُسنے سیکڑون کارنمایان کیے اور ایسا بہادر ہے کہ باختر مین کسی سے اُسکی آنکھ سوائے اُسکی مرتبہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے زیر ہونے کے کبھی کہین نیچی نہین ہوئی اور شہریار عالم خسرو بلاد ہندوستان نے سوائے نریمان یکدست کے زیر کرنے کے اور بھی تو بڑے بڑے کارنمایان اس سرزمین پر آکے کیے ہین عباد بن عمود گرانڈیل دندان دربند عمود دیر سے پانچ لاکھ سوار کا لشکر لیکے بمقابلہ لندھور آیا تھا لندھور نے آن واحد مین اُسکو پکڑ لیا اور سبھون نے کلمہ پڑھ کے لندھور کی اطاعت قبول کی اب بڑا ہی لشکر تیار کرکے ارادہ رکھتا ہے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کی مدد کیواسطے روانہ ہو جب لندھور کا حال زبانی سوداگرون کی شاہزادۂ کرب غازی نے سنا تو سر اپنا اٹھا کے کہا فی الحقیقت دست راستی ایسے ہی بہادر ہین کہ سات سات لاکھ پانچ پانچ لاکھ سوار و پیادے کے سردارون اور بہادرون کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرتے ہین شاہزادۂ قاسم یہ کلام کرب غازی کا سنکے نہایت درہم اور برہم ہوا اور کہا اے کرب جبتک تجھسے کوئی بات نہ پوچھے تو ہر بات مین کیون دخل دیتا ہے ابیات سخن تا نپرسند لب بستہ دار + گہر شکنی تیشہ آہستہ دار + نپرسیدہ ہر کو سخن یاد کرد + ہمہ گفتۂ خویش برباد کرد + کرب غازی اس گفتگو سے شاہزادۂ خاور سیاہ کی اور زیادہ تر رنجیدہ ہوا اس عرصہ مین ایک ہرکارے نے آکے عرضداشت مالک اژدر کی بنظر شاہزادۂ قاسم گذرانی اسمین

لکھا تھا کہ مین نے دربند ملوکیہ مین آکے ملوک نیزہ دار کو مسلمان کیا اور تمام ملوکیہ کو اسلام آباد کر کے جیسے وقت
سے کہ مین نے سنا ہی کہ تمنے بعد بدیع الزمان کے شکست کھائی ہی یہ جی چاہتا ہی کہ مین تلافی اُس شکست کی کرون
اور امیر حمزہ صاحبقران کے آنے تک سرزمین باختر مین کارہاے نمایان کرون شاہزادہ قاسم نے مضمون
عرضداشت کا دریافت کر کے اُس پیادے سے کہا کہ تو جا کے مالک اژدر سے کہنا کہ گنجاب سے تو فی الحقیقت
مین نے شکست کھائی ہی مگر ایسا کمزور بھی نہین ہون جو کسی سے شکست کھا جاؤنگا مگر ہان اُسنے دغا سے مجھے غلط دی ہی
خیر دیکھنا کہ ابکی مرتبہ مین اُسکے ساتھ کیا کرتا ہون اور مالک سے کہدینا کہ تو میرے پاس جلد آ غرض یہ کہکے اسس
ہرکارے کو رخصت کیا اور پھر کرب کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ کیون کرب غازی بہادران دست چپ کا حال
سُنا کرب غازی نے کہا کہ ای شہریار مین اب کچھ منھ سے اپنے نہین کہونگا کسواسطے کہ تم زود رنج بہت ہو جو بات مین
کہونگا وہ تمکو ناگوار ہوگی پھر مجھے بولنا کیا ضرور تم ذراسی بات مین آزردہ اور بدمزاج ہو جاتے ہو اور مین بھی دیوانہ
اور جاہل اور بدمزاج مشہور و معروف ہون بس اس سے بہتر یہی ہی کہ جو کچھ تم کہو وہ مین سنونگا تمکو جواب نہ دونگا
شاہزادہ قاسم یہ تقریر کرب غازی کی سنکے بہت ہنسا اور کہا کہ بہت بہتر القصہ وہ پیادہ گیا اور ابلاغ پیام شاہزادہ
قاسم کار دیرو مالک کے گیا مالک اژدر شادان اور فرحان اسی وقت سوار ہوکے مع اپنی سات لاکھ عربون
کے ملوک نیزہ دار کو ہمراہ لیے بخدمت شاہزادہ خاور سپاہ روانہ ہوا قضا سے کار سمک بن کوس اور
کوس بن سمک ہندی قریب دس ہزار زنجیر فیل خسرو بلاد ہند کے دامن کوہ مین واسطے چرائی کے لیگئے تھے
مالک اژدر جو اُسطرف سے نکلا تو مالک کے دل مین یہ خیال آیا کہ کچھ اپنی چالاکی اور سپہ گری لندھور کو
دکھلادون اور یہ خیال کر کے مع اپنے لشکر کے سمک بن کوس اور کوس بن سمک کی جانب مخاطب ہوا اور
سمک کو زخمی کر کے سب ہاتھی چھین لیے اور اپنے بیٹے ابراہیم بن مالک کے سپرد کر کے کہا کہ سب ہاتھی تو لیے
میرے پیچھے چلا آ یہ کہکے مالک اژدر بخدمت شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم روانہ ہوا وہان سمک بن
کوس نے لندھور سے جا کے سارا ماجرا بیان کیا لندھور نہایت غیظ و غضب مین آکے چاہتا تھا کہ اُٹھے
تریمان یکدست نے کہا کہ آپ کیون تکلیف کرتے ہین مین جا کے ہاتھیون کو ابھی لیے آتا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا
ہوا اور تلاش مین مالک اژدر کی جاتے جاتے جہان ابراہیم بن مالک خوشی خوشی تمام ہاتھیون کو لیے
جاتا تھا وہان پہونچا اور تریمان نے نعرہ کوہ شگاف کر کے کہا کہ باش ای خیرہ سر تیرہ روزگار اب تو کہان بھاگتا ہی
ابراہیم بن مالک نے پلٹ کر جو دیکھا کہ ایک جوان گھوڑا سرپٹ ڈالے مجھے للکارتا ہوا چلا آتا ہی ابراہیم بن
مالک وہین اپنی فوج کا پرا جماکے کھڑا ہو رہا اور فیمابین تریمان یکدست اور ابراہیم بن مالک کے
مقابلہ اور مجادلہ ہوا تریمان یکدست نے بعد جنگ نیزہ اور عمود و شمشیر زورکشتی مین ابراہیم بن مالک
کو زیر کیا اور دونون ہاتھ ابراہیم کے باندھ کے مونڈون مین اُسکے رنگ بھرے گلے مین ڈال دیے اور پابرہنہ
کر کے کہا کہ آپ تشریف لیجائیے اور اپنے باباجان مالک اژدر سے جا کے سارا حال کہدیگا بعد ازان اُن سب
ہاتھیون کو لیکے بخدمت خسرو بلاد ہندوستان آیا اور سارا حال وہان کا بیان کیا لندھور نے بہت سی
تعریف تریمان کی کر کے خلعت دیا اور باتفاق باہم بزم عیش و طرب مین بیٹھے اور باتین کرنے لگے وہان
مالک اژدر نے بخدمت شاہزادہ قاسم سب حال لندھور کے ہاتھیون کے چھین لانے کا بیان کیا اور
کہا کہ نہین معلوم کہ ابراہیم کو اتنی دیر کیون لگی مجھے نہایت اندیشہ ہی کہ مبادا اثنا سے راہ مین کسی اور شخص سے

تازہ مفسدہ نہ ہوگیا ہو ابھی مالک اژدر یہی باتین کہہ رہا تھا کہ اتنے مین ابراہیم بن مالک پہونچا اور اُسنے بعد سلام کے جو کچھ سرگذشت وہان کی تھی مفصلاً از سر تا پا شرح بیان کی اور سارا حال نزیمان کے آنے اور اپنے زیر ہونے اور ہاتھیون کے چھین لیجانے کا بیان کیا مالک اژدر یہ ماجرا سنکے نیزہ اور تمغہ پکڑ کے اُٹھ کھڑا ہوا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اور مرزبان خراسانی بھی سپرین تلوارین پکڑ پکڑ کے اُٹھے کرب غازی نے ہنسنا شروع کیا اور کہا کہ تم صاحب جو اتنا جانتے ہو کہ دست راستیون سے ہم لوگ تنہا عہدہ برا نہین ہو سکتے تو دو چار ہزار یار اور مددگار پیدا کرو تب جانا مالک اژدر نہایت اپنے جی مین منفعل اور آزردہ ہوا اور شاہزادہ خاور سپاہ اور مرزبان خراسانی وغیرہ سب کو اپنے ہمراہ آنے کے واسطے ممانعت کر کے مادیان عربی پر بیٹھ کے نزیمان یکدست سے آمادۂ رزم و پیکار روانہ ہوا مگر قاسم نے کرب غازی کی طرف سے زیادہ کینہ اپنے دل مین پیدا کیا وہان لندھور بن سعدان اور نزیمان یکدست جو صحبت عیش مین بیٹھے تھے ناگاہ ایک پیادے نے آکر عرض کی کہ یا خسرو بلاد ہند مالک اژدر رستم جنگ آتا ہے لندھور نے جو یہ سنا خود ہی جھٹ پٹ اپنے ہاتھی پر سوار ہو کے خیمہ سے باہر نکلا اُس طرف سے مالک اژدر آیا اور دونون کے معرکۂ رزم و پیکار درپیش ہوا اس عرصہ مین نقابدار سرخ پوش نمودار ہوا اور پکارا کہ منم ہوا خواہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور مالک کو قسم دے کر کہا کہ لندھور سے تو جنگ نہ کر مین اسکو سمجھا دیتا ہون یہ کہکر بمقابلہ خسرو بلاد ہند آیا اور مالک علٰحدہ کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا کہ ایک طرف سے نقابدار سبز پوش لاف و گذاف ہوا خواہی شاہزادۂ بدیع الزمان کا کرتا ہوا نمودار ہوا اور مالک کو بزور کشتی آن واحد مین زیر کر لیا ادھر نقابدار سرخ پوش نے لندھور کو زیر کیا اور دونون نقابدار لندھور اور مالک کو گرفتار کر کے لے گئے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شہنشاہ لشکر اسلام سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شہنشاہ سعد بن قباد کی کشتیان طوفانی ہو کے جو بہین تو بعد چند روز کے دربند سنجریہ مین جا کے لگین اور حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نے مع چارسو شاہان اقالیم اور فرمانروایان صاحب تاج و دیہیم اور تمام فوج و سپاہ اور عملہ شاگرد پیشہ اور بہیر و بنگاہ کے کشتیون پر سے اُتر کے لب دریا اپنی بارگاہ اور خیمے استادہ کروائے اور مع تمام امیران دولت اور ارکان سلطنت سریر سلطنت پر اجلاس فرما کے مہتر سکندست کو حکم دیا کہ دریافت کر کہ اس سرزمین کا کیا نام ہے اور یہانکا حاکم کون ہے اور دین و مذہب اُسکا کیا ہے بعد دو گھڑی کے مہتر سکندست نے آکے عرض کی کہ اس دربند کا نام سنجریہ ہے اور دو بھائی یہان کے بادشاہ ہین ایک کا نام سنجر اور دوسرے کا نام اسحاق ہے اور آج ان دونون بادشاہون کے یہان نوروز ہے ادنی و اعلیٰ شاہ و گدا جو کوئی کہ شہر سبا ئل اور باختر مین ہو وہ اگر آج کے دن اس شہر مین ہوگا تو بلاشک و شبہ اس نوروز کی دھوم مین شریک ہوگا اور رسم یہان کی یہ ہے کہ آج یہ دونون بادشاہ واسطے زیارت کرشمۂ لقا کے باغ کرشمہ مین گئے ہین اور تمام وضیع و شریف امیر و فقیر زن و مرد اس شہر کے اُسی باغ کرشمہ مین چلے جاتے ہین اور وہان ایک پریان کے کپڑے پر صورت لقا کی کھنچی ہوئی ہے اُس تصویر کی زیارت کرتے ہین اور اُسی کے آگے سب سجدہ کر کے چلے آتے ہین بادشاہ لشکر اسلام نے جو یہ خبر سنی نہایت ہنس کے مع اپنے تمام بادشاہون اور سردارون اور سوداگرون کی صورت بنکے اُس باغ کرشمہ مین تشریف فرما ہوئے اور سیر ہجوم خلائق اور گلگشت باغ کی کر رہے تھے ناگاہ مہتر گرد مرد

عیار کا شاگرد طوفان عیار کا خبر لایا کہ خداپرستون کی کشتیان طوفانی اور تباہ ہو کر چار طرف بہ گئین ہین یقین ہی کہ اس
دربند مین بھی نکلین لہذا لازم یہ ہی کہ فوج یہان سے کنارہ دریا کا روک لے تا کوئی خداپرست اس سرزمین
مین آنے نہ پاسے سنجر اور اسحاق نے یہ خبر سنکے کہا کہ آج کے دن تو ہم اسکا تدارک نہین کر سکتے کل جیسا
مناسب ہوگا حکم دینگے اس عرصہ مین ایک پیادہ اور آیا اور اُسنے کہا کہ بادشاہ لشکر حمزہ صاحبقران کا جو
شہنشاہ سعد بن قباد نامور ہی وہ مع چارسو بادشاہ اور پچاس ہزار سوار دن سے اس سرزمین پر لب دریا آکر
اُترا ہی اور تمام اپنی فوج وسپاہ کو چھوڑ کے آپ مع اپنے ساتھ کے سب بادشاہون اور سردارون کے بطریق سیر
یہان آیا ہی طوفان نے کہا سعد شہریار اکیلا ہماری فوج وسپاہ کیواسطے کافی تھا اور نہ کہ چارسو بادشاہ اُسکے
ہمراہ ہین اس سے صلاح یہ ہی کہ سعد کو کسی عیاری اور فریب سے پکڑ لین سنجر نے کہا مین اس سعد بن قباد
کو پہچانتا نہین کہ اس لاکھون آدمیون کے صلا اور بھیڑ بھاڑ مین وہ کہان ہی اور کون سا ہی طوفان نے کہا
مین پہچان لونگا یہ کہکے طوفان نے ادھر اُدھر تلاش کرکے سعد کو دیکھا اور نگاہ اولین پہچان کے سنجر سے
جاکے بتادیا کہ سعد شہریار فلان مقام پر سیر دیکھ رہا ہی سنجر نے چند کشتیان شراب کی گلابیون کی اور چند خوان
کھانے کے بطور دعوت کے شہنشاہ سعد کے پاس بھیجے اور بادشاہ لشکر اسلام نے دعوت کو قبول کرکے تناول
فرمایا وہ شراب اور وہ سب کھانا بیہوشی آغشتہ تھا بعد کھانے کے سب کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے سنجر نے
سب کو مع شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد چارسو بادشاہون کے مطوق اور مسلسل کرکے ایک عرضداشت بدین مضمون
کہ مین نے بادشاہ لشکر اسلام کو مع چارسو بادشاہ خداپرستون کے پکڑا ہی اُسکے باب مین جیسا حکم صادر ہو مطابق اُسکے
بجالاؤن لکھ کے اپنے عیار زنبور نامے کو دی اور بسمت لشکر گنجاب روانہ کیا حسب اتفاق فضل بن گیاہور
خون آشام بطریق سیر وشکار اپنے لشکر سے سوار ہو کے نکلا تھا اثنائے راہ مین زنبور عیار کو دیکھ کے
مرجان تیز رفتار کو اشارہ کیا کہ اسے میرے پاس لا مرجان تیز رفتار اسے جاکے پکڑ لایا فضل نے پوچھا
کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی زنبور نے اپنا نام چھپا کے کہا کہ مین سپاہی پیشہ ہون تا بعمر مرسل کے لشکر مین اپنی نوکری
کیواسطے جاتا ہون فضل نے جانا کہ سچ کہتا ہی اُسے چھوڑ دیا لیکن مرجان تیز رفتار عیار ہی اُسنے زنبور کو پھر پکڑ کے
پہلے تو دم دلاسے مین پوچھا جب اُسنے نہ بتلایا تب مرجان نے اُسے کوڑے مار کے اقبال کروایا اُسنے
ناچار ہو کے وہ نامہ جو سنجر نے گنجاب کو لکھا تھا اپنی کمر سے نکال کے حوالے کردیا اور بصدق دل مسلمان ہوگیا
فضل بن گیاہور خون آشام نے زنبور سے پوچھا کہ اب تو سچ بتلا کہ شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کو کیونکر چھڑا لاؤن
زنبور نے کہا اے شہریار شاپور بلند آواز جو خویش گنجاب کا ہی تم اُسکی صورت بنکے دس ہزار سوار سے
وہان چلو مین پہلے جاکے سنجر سے کہونگا وہ تمکو باعزاز تمام اپنی بارگاہ مین بلاکے قیدیون کو تمہارے سامنے لاکے
حاضر کریگا اُسوقت سب کو چھڑا دیجیے گا فضل بن گیاہور خون آشام کو یہ تدبیر پسند آئی اور زنبور کو خلعت
فاخرہ عنایت کیا اور پچیس ہزار روپیہ انعام دے کے بڑی زیب وزینت اور عزت وتوقیر سے اپنا عیار کرکے آپ بھی
مع بارہ ہزار آدمیون کے سنجر کے پاس روانہ ہوا زنبور نے آگے جاکے سنجر اور اسحاق کو خبر کی وہ دونون بھائی
استقبال کرکے فضل کو اپنے شہر مین لیگئے اور بڑی دھوم دھام سے محفل رقص وسرود کی تیاری کرکے فضل کی
دعوت کی اور شاہ سعد کو مع چارسو بادشاہون کے زندانخانے سے بلاکے فضل بن گیاہور کو دکھلایا فضل
بن گیاہور خون آشام شہنشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کو دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گیا علی ہذالقیاس

شاہ سعد بھی فضل کو دیکھکر بہت خوش ہوے اُسوقت فضل بن گیا ہور خون آشام نے سنجر اور اسحاق کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ مین غلام جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کا ہون اور مجھے فضل بن گیا ہور خون آشام کہتے ہین مین نے سنجان مین زنبور عیار کو دیکھکر نامہ جو تمنے شاہ سعد چراغ لشکر اسلام کی گرفتاری کا گنجاب کو لکھا تھا اُس سے چھین لیا اور بخیال اسکے کہ اور خلائق کی خونریزی نہو نے پائے شاپور کی صورت بنکے بغیۂ رہائی شہنشاہ لشکر اسلام آیا ہون اے حرامزادو تمھارا یہ رتبہ اور یہ منہ کہ تم شہریار لشکر اسلام کو قید کرو جب بادشاہ سعد نے جانا کہ یہ فضل بن گیا ہور خون آشام شاہزادۂ بدیع الزمان کا نوکر ہے ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی بیڑیان مثل تار عنکبوت کے توڑکر فضل بن گیا ہور خون آشام کو اپنی چھاتی سے لگالیا اور فرمایا اے فضل تلافی اور عوض اس خدمت کا بارگاہ سلیمانی مین تجھے سب سرداروں سے مقدم بٹھلا دیگا اور وہ بات تیرے ساتھ کرونگا کہ تمام بارگاہ سلیمانی مین سب صندلی نشینون مین تیرا عز و وقار زیادہ رہے سنجر اور اسحاق نے جو حال دیکھا افضال ایزدی سے زنگ کفر آئینۂ ضمیر سے ان دونون کے دور ہوگیا تھا اور از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکے مسلمان ہوگئے اور فضل شہنشاہ سعد بن قباد سے رخصت ہوکے سمت سنجان آیا

اب دو کلمے داستان اُن طوفانی اور تباہی زدہ کشتیون سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت وہ طوفان کم ہوا اور تاریکی رفع ہوئی اور روشنی نمایان ہوچلی تو عیاران لشکر اسلام نے دیکھا کہ ساحل دریا کا نظر آتا ہے اور کچھ لوگ فوج کفار سے لب دریا آکر ناقوس گھنٹے گھڑیال بجا رہے ہین بعضے نہاتے ہین ایک سمت کو کچھ دھوبی پاٹون پر کپڑے دھو رہے ہین کہین کوئی دام دار دام دریا مین پھینکے کھڑا ہے سامنے کچھ کھیت تمباکو گانجے کے معلوم ہوتے ہین غرض عیارون نے کشتیون کو وہان کنارے پر لیجا کے مقام کیا اور رچہ بند صوائی سب اُترے تو معلوم ہوا کہ اس دربند کا نام داخلیہ ہے اور یہانکا بادشاہ ایک پہلوان انتر داخل نشین نامے تین لاکھ ساٹھ ہزار سوار کا حکمران ہے ابھی عیاران لشکر اسلام کشتیون مین سے اُترکے اپنا اپنا مال و اسباب اُتروا رہے ہین کہ یہ خبر اُس انتر داخل نشین کو پہونچی کہ اس دربند مین چند کشتیان خدا پرستون کی آئی ہین اور وہ سب خدا پرست کنارے دریا کے اُترکے شہر مین داخل ہوا چاہتے ہین انتر داخل نشین نے یہ خبر سنتے ہی جھٹ پٹ مع اپنی تمام فوج و سپاہ کے سوار ہوکے طبل جنگ بجوا دیا اور یہ خبر طبل جنگ بجنے کی جو عیارون نے سنی تو انکے ساتھ طبل سکندری اور بوق جمشیدی اور سیج کیومرثی مع علم اژدہا پیکر سبھی سامان میدان رزم و پیکار صاحبقران نامدار کا تھا نظر کردۂ علی عمران منظور نظر صاحبقران صاحب بغداد گران مہتر قران نے حکم دیا کہ ہان ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ بجے اور حسب الحکم مہتر قران کے عیارون نے طبل سکندری پر چوب ماری ساتھ چوب مارنے کے طبل سکندری سے آواز پیدا ہوئی یا صاحبقران یا صاحبقران جب عیارون نے یہ صدا طبل سکندری سے نکلتے سنی سب کے سب خوش ہوے اور جانا کہ انشاءاللہ تعالی امیر با توقیر صحیح و سالم دریا سے برآمد ہونگے روز دوم صبح کو اس طرف سے انتر داخل نشین اپنا لشکر لیکر میدان مین نکلا اور صف آرا ہوا اور اُس طرف سے تمام عیاران لشکر اسلام قنطورے زر بفتی پاتابے سقرلاتی حیلہ ہاے ناحق اپنی ذات پر آراستہ کیے حلقے کمندون کے اور گوپھنین بائین ہاتھون مین اور نیمچے اصفہانی داہنے ہاتھون مین جوڑیان خنجرون کی کمرون مین بڑے بڑے تاج سرون پر رکھے ڈھنڈھیان بجاتے چوتارے چھیڑتے شلنگین بھرتے میدان مین آکے صف باندھ کے کھڑے ہوے انتر اپنا مرکب چمکا کے میدان مین نکلا ادھر سے نظر کردۂ حیدر کرار مہتر قران نامدار اُسکے مقابلے مین آکر بھاگا اور انتر نے

تعاقب اُسکا کر کے جبکہ نزدیک پہونچا اُسوقت قران نے اُسکے گھوڑے کی باگ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ انتر پشت مرکب پر سے منھ کے بھل زمین پر گرا برابر سے قران نے خنجر مارا کہ جگر کے پار نکل گیا اور لاشہ اُس حبشی کا خاک و خون مین غلطان دیکھکر تمام لشکر اُسکا بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے شہر مین گھس کے دروازہ بند کر لیا عیارون نے باہر سے نقب کھودنا شروع کی حسب اتفاق اندرون شہر سے انتر کی بیٹی نے بھی مع چند اپنی خواصون کے نقب لگائی تھی اثنائے راہ مین دونون نقبین برابر پہونچ گئین انتر کی بیٹی نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو عیارون نے کہا ہم خداپرست عیار ہین اور چاہتے ہین کہ اس ملک کو مسخر کرین اب تم بتلاؤ کہ تم کون ہو اُن سبھون نے جواب دیا کہ یہ شاہزادی انتر داخل نشین کی بیٹی ملکہ دل آرا ہے عنبر مو آج رات کو خواب مین جمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دیکھکر مشرف باسلام ہوئی ہے صبح کو اپنے تمام لشکر سے کہا کہ تم بھی اسلام قبول کرو فوج وسپاہ نے ملکہ کا حکم نہ مانا اسپر ملکہ نے ہمکو حکم دیا کہ تم نقب دے کر عیاران لشکر اسلام کو اندر شہر کے لے آؤ سو الحمد للہ کہ ہمارے تمھارے راہ مین ملاقاتین ہو گئین مختصر یہ کہ سب عیار یہ خبر سنکے نقب کی راہ سے اُسکے مکان مین پہونچے جسوقت کہ عیارون نے اُس نازنین غارتگر دل و دین انتر داخل نشین کی بیٹی ملکہ دل آرا کو دیکھا سب کے سب محو نظارۂ جمال دلفریب اُس غارتگر صبر وشکیب کے ہو کر عاشق ہو گئے نظر کردۂ علی عمران مہتر قران نے کہا کہ یہ بات مناسب نہین کہ ہم سب ایک پر عاشق ہون اُس نازنین نے کہا کہ تم سب تو مجھے پیار کرتے ہو اور چاہتے ہو مگر وہ بھی تمنے سنا ہی مصرع
تا یار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد + اور یہ کہکے گلابیان شراب کی اور کچھ نقل اور کباب وغیرہ بطور دعوت کے عیارون کے سامنے لاکے رکھدیے سب عیارون نے بیخوف وخطر کھایا اور بخوبی تمام شراب پی فقط قران حبشی نے نہ کوئی پیالہ شراب کا پیا نہ کوئی نوالہ کسی کھانے کا کھایا تب ملکہ دل آرا نے کہا کہ صاحب تم شراب کیون نہین پیتے ہو اس پر مہتر قران نے کہا کہ مین دن بھر روزہ رکھتا ہون اُس نازنین مہ جبین نے پھر بہت سا اصرار کیا اور مجبور کر کے کہا کہ کچھ تو نوش فرمایئے مگر قران نے کچھ نہ کھایا اسمین کوئی ایک ساعت بھر کے بعد عیارون نے چاہا کہ اُٹھکر چلین ساتھ اُٹھنے کے چکر مار کے سب گر پڑے اور بیہوش ہو گئے قران نے یہ حال اپنے ساتھ کے عیارون کا دیکھکر کہا کہ اے پارچہ فروش گندم نما تو نے یہ کیسا کھانا ان سب کو کھلا دیا کہ سب کے سب بیہوش ہو کے گر پڑے ہین اتنا جان لے کہ مین نظر کردۂ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ہون اور مجھے میرے مولا نے فرمادیا ہے کہ جو تو کہین خدانخواستہ پکڑا جائیگا تو اُسی دن تو جانیو کہ میری مرگ آپہونچی ورنہ کبھی کہین تو کسی کی عیاری اور مکاری سے پکڑا نہ جائیگا اب تو اپنی سب فوج کو حکم دے کہ وہ مجھسے آمادۂ رزم وپیکار ہو اگر مین اکیلا تیری ساری فوج مین سے ایک کو بھی زندہ وسالم چھوڑ دون تو تو مجھے پھر مرد نہ کہنا ملکہ دل آرا نے کہا کہ اے مہتر قران مجھے اب یقین کلی ہو گیا کہ دین تیرا برحق ہے بس یہ کہکے اور دوڑ کر قران کے پاؤن پر گر پڑی اور از سر صدق کلمۂ طیبہ پڑھ کے مشرف باسلام ہوئی بس عرصہ مین اور بھی سب عیار ہوشیار ہو گئے اُٹھے گلباد عراقی نے کہا کہ مجھے کیا ہو گیا تھا کہ مین اتنا غافل ہو کے گر پڑا شبرنگ نے کہا کہ میری عقل کچھ نہین کام کرتی کہ مین اس درجہ از خود رفتہ اور غش دغلا کیونکر ہو گیا ملکہ دل آرا نے کہا کہ مین نے تم سب کو بیہوشی دے کے پکڑ لیا تھا مہتر قران نے تمھاری سب کی جان بخشی کی ہے سب عیارون نے مہتر قران کی تعریف کی القصہ اُس نازنین نے پھر کہا کہ اب تم سب یہان سے تشریف لیجاؤ کل مین مع تمام اپنے لشکر کی آؤنگی اور مین لونڈی مہتر قران کی ہون اور یہ دربند تمام ملکیت اور حقیقت مہتر قران کی ہے عیارون نے کہا کیا مضائقہ ہے کہکے عیار تو پھر اسی نقب کی راہ سے

اپنے لشکر مین آئے اور صبح کو ملکہ دل آرا نقاب منھ پر ڈال کے باہر نکلی اور تمام اپنے سرداروں کو بلا کے کہا کہ مین مسلمان ہو گئی ہون جسکو میری اطاعت کرنا منظور ہو وہ کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کرے ورنہ جسے کچھ انکار ہو وہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام فوج و سپاہ اور رعایائے شہر نے عرض کی کہ تو ہماری بادشاہ اور مالک ہے جو تیری مرضی اور جو تیری خوشنودی خاطر ہو گی وہی ہمکو بھی بدل و جان قبول اور منظور ہے ملکہ دل آرا نے ان سب کو کلمۂ شہادت پڑھوا کے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور خطبہ اور سکہ بنام بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد کے جاری کیا اور بعد اسکے دروازہ شہر کا کھول دیا اور تمام عیاران لشکر اسلام کو اندرون شہر بلوایا اور یہ اقرار فیمابین مہتر قران اور ملکہ دل آرا کے ہو گیا کہ جسوقت شادی شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کی ملکہ گوہر ملک کے ساتھ ہو گی تو اُسی وقت عقد ہمارا بھی ہو گا غرض قران نے ملکہ دل آرا کو رخصت کیا اور زنبیل سکندری اور نفیر جمشیدی اور علم اژدہا پیکر وغیرہ جو ہمراہ تھا قران نے کہا کہ اسکو بخدمت خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان لے چلونگا عیاران دست چپ نے کہا کہ لندھور کے پاس لیجانا کیا ضرور ہے بس اس اسباب کو ہم سب بخدمت شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لیجائینگے مہتر قران نے کہا یہ بات میرے سامنے غیر ممکن ہے عیاران دست چپ بخیال اسکے کہ مہتر قران کا مقابلہ کوئی نہین کر سکتا سب کے سب بخدمت شاہزادۂ قاسم روانہ ہوئے کہ جا کے شاہزادۂ قاسم کو خبر کرین

اب شمہ حال خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان اور مالک اژدر سے گذارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت وہ نقابدار سبز پوش اور سرخ پوش لندھور اور مالک کو پکڑ کے لیگئے تو جاتے جاتے ایک کوہستان مین پہونچے وہان ایک باغ مین ایک عمارت عالیشان تھی اس مکان مین لندھور اور مالک کو چھوڑ کے دونون نقابدار چلے گئے بعد ایک ساعت کے ایک شخص نے آکے کہا کہ تم دونون اُٹھ کے ہمارے ساتھ اندر چلو لندھور اور مالک جو اُس مکان کے اندر گئے تو اُنھون نے دیکھا کہ وہان دو عورتین بہت خوبصورت بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کی پوشاکین دھوم دھامی پہنے بہزار کرشمہ و ناز ایک مسند پر بیٹھین ہین لندھور اور مالک کو بلا کے اپنے برابر بٹھلایا لندھور نے کہا میری معشوقہ خوبصورت ہے مالک نے کہا تو حسن کو کب پہچانتا ہے غرض یہ باتین کر کے دو ایک پیالے پیے عالم نشہ مین مالک نے چاہا کہ اپنی معشوقہ کے منھ سے منھ ملا کے بوسہ لے یکایک ایک بدبو اور تعفن اُسکے منھ سے دماغ مین مالک کے جو پہونچی تو مالک نہایت متنفر ہو کر کہنے لگا تو کیا گوہ کھاتی ہے اسنے کہ تجھے میری بدبو خوشبو سے کیا سروکار ہو تو اپنے مطلب سے مطلب رکھ علیٰ ہذالقیاس اسی طرح سے لندھور نے چاہا کہ مین اپنی معشوقہ کا منھ چوم لون لندھور کے بھی دماغ مین جو بدبو آئی تو لندھور نے اپنا منھ پھیر کر کہا تو کیا گوہ کھاتی ہے وہ دونون کہنے لگین کہ تم دونون ہمکو پہچانتے ہو ہم کون ہین لندھور اور مالک نے کہا کہ نہین ہم تمھین نہین پہچانتے کہ تم کون ہو ان دونون مین سے ایک نے کہا کہ میرا نام نسترن جادو ہے اور یہ چھوٹی بہن میری ہے اسکا نام آفرین جادو ہے اور مین ابھی جوان ہون میرا سن بس کل چھ سو برس کا ہے اور میری اس چھوٹی بہن کا تو ابھی کوئی پانچسو برس کا سن و سال ہو گا لندھور نے کہا تو سچ کہتی ہے ابھی تو تیرے منھ سے دودھ کی بو آتی ہو گی اور ہم دونون کی تو بڑی بڑی عمرین ہین ہمسے کچھ لطف کبھی تمکو نہ اٹھیگا یہ گفتگو لندھور کی سنکے وہ دونون جادوگرنیان نا امید ہوئین اور کچھ سحر کر کے لندھور اور مالک کو بیحس و حرکت کر دیا لندھور اور مالک مسحور ہو کے آہستہ آہستہ

باہم باتین کر رہے تھے کہ ناگاہ لکۂ ابر آسمان پر نمودار ہوا اور اُس بدلی مین سے ایک پریزاد ایک لوح ہاتھ مین لیے
برابر اُن دونون کے پہونچا اور پکارا کہ اوشقلو جادوگرنیو ہوشیار ہو جاؤ کہ مین کشندۂ جادوگران ہون ان دونا بکار
ساحرون نے کچھ اپنا سحر اُس پریزاد پر کیا مگر مطلق تاثیر نہ ہوئی آخر کار اُس پریزاد نے ان دونون جادوگرنیون
کو مار کر واصل جہنم کیا اور بعد اسکے لندھور اور مالک سے پوچھا کہ تم دونون صاحب اپنا اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو
اور تمھارا یہان آنا کیونکر ہوا لندھور اور مالک نے اپنی سرگذشت بیان کی اُس پریزاد نے کہا کہ مین ہواخواہ شاہزادۂ
بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا ہون دو بیٹے میرے ہین ایک تو سبز پوش بڑا بیٹا ہواخواہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہی
اور دوسرا سرخ پوش ہواخواہ قاسم کا ہی لیکن قاسم نامرد ہی کس لیے کہ ایک مرتبہ ایک جادوگر نے اُسے بزور سحر گرفتار
کر لیا تھا اور چاہتا تھا کہ قاسم کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب بنا کے کھاے مین نے اُسکو ساحر کی قید سے نجات دی
قاسم نے اُسکے عوض مین مجھسے رزم و پیکار کر کے مجھے زخمی کیا اب مین مالک کی مشکین باندھ کے قاسم کے پاس
بھیجے دیتا ہون مالک نے درہم برہم ہو کر کہا کہ تو اور لندھور دونون مل کے مجھے پکڑ لو پھر جو تیرے جی مین آے
وہ سلوک مجھسے کر لندھور نے تعریف اور توصیف اُس پریزاد کی بہت سی کر کے مالک کو بہت سا سمجھایا اور کہا
کہ آپسمین رنجش اور خصومت مناسب نہین ہی آخر کو طروس پریزاد نے لندھور سے کہا کہ میری طرف سے
بدیع الزمان کو دعا کہکے کہدینا کہ جب کوئی ایسی خدمت اور ایسا کام درپیش ہو تو مین حاضر ہون بعد اسکے لندھور
اور مالک کو مخلع بخلعت کر کے دونون کے لشکرون مین بھجوا دیا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ہومان دیو نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو کنارے دریا کے پہونچا دیا ملک صفوان اور رالوند
اور قیطاس اژدر پوش دوڑ کر شاہزادۂ عالم کے قدمون سے لپٹ گئے شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو کچھ
کہ واردات گذری تھی وہ سب بیان کی اُسوقت ہومان دیو نے عرض کی کہ مجھے اگر ارشاد ہو تو مین رخصت ہون
شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اے ہومان ایک میرا دریائی گھوڑا گلگون باختری اُسکا نام ہی وہ اسی پہاڑ
کے نیچے جنگل مین رہ گیا ہی تم اُسے ڈھونڈھ کے لے آؤ ہومان نے عرض کی کہ مین ابھی جا کے جہان وہ گھوڑا ہی
ڈھونڈھ کر لیے آتا ہون القصہ ہومان دیو بتلاش گلگون باختری روانہ ہوا وہان کا حال سنیے کہ شاہزادۂ
خاور سیاہ نے جسوقت کہ ملکہ گوہر ملک کو شبنم پری سے لیکے محافہ مین سوار کیا اور مع فوج سمت سنجان
روانہ کیا تھا مرکب گلگون باختری کو نہایت پسند کر کے چاہا کہ اُسے پکڑ لے ابھی اسی فکر مین تھا کہ ہوا سے آسمان
سے ہومان دیو نمودار ہوا اور جھٹ پٹ گلگون باختری کو پکڑ لیا اور روانہ ہوا قاسم نے اپنے مرکب کو جھپکا کے
نہیب دی کہ باش اے دیو اس گھوڑے کو کہان لیے جاتا ہی ہومان دیو نے جواب دیا کہ جو اس گھوڑے کا مالک
شاہزادۂ بدیع الزمان ہی اُسکے پاس لیجاؤنگا قاسم نے جھنجلا کے ایک تیر ترکش سے نکال کے کمان مین پیوستہ کیا
اور زہ سے نہ کو ملا کے نشانہ تاک کر تیر کو پرتاب کیا اور وہ تیر بازو پر ہومان دیو کے لگا ہومان دیو نے کچھ زخم
تیر کا بھی خیال نہ کیا اور مرکب گلگون باختری کو لیکے بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان پہونچا شاہزادۂ عالم نے ہومان
دیو کے بازو پر تیر لگا ہوا دیکھکر پوچھا کہ اے ہومان یہ تیر تجھے کس نے مارا ہومان نے کہا کہ شہریار مین نام اُسکا نہین
جانتا مگر ایک جوان لال پوش نے مجھسے پوچھا کہ تو یہ گھوڑا کہان لیے جاتا ہی مین نے آپکا نام لیا اُسنے مجھے
تیر مارا شاہزادۂ بدیع الزمان نے تیر کو جو دیکھا تو اُسپر نام شاہزادۂ خاور سیاہ کا کندہ تھا اُسوقت شاہزادۂ

بدیع الزمان نے ہومان دیو سے کہا کہ وہ شخص قاسم تھا اور میرا نام سنکے جلا اور تجھے تیر مارا القصہ ہومان دیو کو
رخصت کرکے شاہزادہ بدیع الزمان سمت سنجان روانہ ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب ایک کوہستان
کے پہونچا تو اسنے دیکھا کہ سامنے سے کچھ لوگ پیش خیمہ لیکے آئے اور وہان خیمہ استادہ کیا اور بارگاہ اور خیمہ وخرگاہ کا رخ
سمت سنجان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے جانا کہ مالک اس بارگاہ کا شاید بتہیۂ جنگ آیا ہی ابھی یہی اپنے دل
مین کہہ رہا تھا کہ سامنے سے ایک تتق گرد کا اٹھا اور اُس گرد مین سے آگے آگے ایک جوان شیر صولت اہرمن توان
نہایت خوش شمر د وجیہ اور شکیل مسلح اور مکمل کرگدن پر سوار ایک زنجیر فولادی کو دانتون سے چباتا ہوا اور دو ساقی
بیچ اور دو ایان اور جام شراب ہاتھون مین لیے چپ وراست سے پیالے شراب کے مملو کرکے پلاتے جاتے ہین اور
وہ جوان شراب کا پیالہ نوش کرکے بجاے گزک زنجیر فولادی کو چباتا اور فولاد خشک سرمہ سا بطور پھکنے کے اپنے
منہ سے اڑاتا ہوا گینڈے کو اپنے زانو سے مسلتا چلا آتا ہی اور تین لاکھ ساٹھ ہزار سوار دریاے آہن مین غرق سر بن
تلوارین ہتھوا لئے گرد و پیش اپنے اپنے گھوڑے چمکاتے چلے آتے ہین ناگاہ نگاہ جو اُس جوان کی سمت شاہزادہ بدیع الزمان
پڑی تو اپنے چند سوارون سے اشارہ کیا کہ یہ نوجوان جو زیر کوہستان بہ کمال عظمت وجودت اور شوکت وشان
مرکب پر سوار کھڑا ہی اسکو میرے پاس بلا لاؤ چنانچہ حسب الحکم اُسکے وہ سوار قریب شاہزادہ عالیمقدار کے آئے
اور عرض کی ای بہادر تجھے ہمارا مالک بلاتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان اپنے گھوڑے کو چھیڑ کے قریب اُس جوان
کے آیا اور اُسنے پوچھا کہ ای بہادر تو کون شخص ہی اور یہان کس تقریب سے تو آیا ہی شاہزادہ عالم نے فرمایا کہ پہلے تو
بیان کر کہ تو کون شخص ہی اُسنے کہا کہ مجھے درقاے زنجیر خاے کہتے ہین اور مین بموجب تقدیر لقا خداوند ہیجدہ
ہزار ملک باختر کے بدیع الزمان کے پکڑنے کو جاتا ہون اب تو اپنا نام بتلا کہ تو کون شخص ہی شاہزادہ رستم صولت
بدیع الزمان والا مرتبت نے فرمایا کہ ای درقا بدان وآگاہ باش کہ مین وہی بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہون
کہ تو جسکے پکڑنے کو آیا ہی اور مین نے ملکہ گوہر ملک کو اپنے قبضہ مین کرکے کل باختر کو زیر کر رکھا ہی اور قستقل
بن گیا ہور خون آشام اور ارباب باختری وغیرہ سرداران گنجاب کو مین نے زیر کرکے مسلمان کیا اور
اپنا رفیق گردانا ہی درقاے زنجیر خاے نے بظاہر تو بنگاہ غضب شاہزادہ عالم کی طرف دیکھا مگر دل مین عجب
طرح کی ایک محبت پیدا ہوئی اور کہا کہ ای بہادر بڑی جرأت اور تیرا دل گردہ اور حوصلہ تیرا ہی کہ مجھ ایسے شخص کو
دیکھکر تو نے کچھ خوف اور اندیشہ نہ کیا اور اپنا نام بیساختہ مجھے بتلا دیا مصرعہ آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو مگر
اب میری شرط یہ ہی کہ مین شہر سنجان مین آتا ہون وہان طبل جنگ بجوا کے سر میدان نکلونگا اگر تو مجھے ہر دانگی زیر
کریگا تو مین تا قید حیات تیرا مطیع اور فرمانبردار رہونگا اور تیرا دین قبول کرونگا اور جو مین تجھے زیر کرون تو لازم
ہی کہ تو میرا دین قبول کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ مجھے بجان ودل منظور ہی غرض یہ عہد وپیمان باہم کرکے
پہلے شاہزادہ بدیع الزمان جانب سنجان مخاطب ہوا اور تھوڑی دور پر جاکے دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ کا
ہی اور اسمین ایک شور وغل ہو رہا ہی شاہزادہ عالم نے اور چند قدم آگے جاکے دیکھا کہ ایک بڑا میدان
ہی اسمین تیس چالیس ہزار حبشی بچے جمع ہین اور چاہتے ہین کہ ایک حبشی کو بادشاہ کرکے تخت پر بٹھلا دین یکایک
شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر کہنے لگے کہ ای بہادر ہم چار بھائی ہین برش زنگی اور کیت زنگی ابلق زنگی اور ادہم
زنگی اور ہمارے باپ کا نام قیطاس تھا بعد وفات اُسکے اب ہم چارون بھائیون مین اس شرط پر
جنگ واقع ہی کہ جو کوئی ہدف پر تیر لگاے وہی بادشاہ ہو ای بہادر تجھے ہم گواہ کرتے ہین کہ ہم چارون بھائی

ہدف پر تیر لگاتے ہین جسکا تیر ہدف پر جا کر پورا بیٹھیگا اُسے سلطنت ہوگی یہ کہکے چارون نے تیر لگائے اور
چارون کے تیر ہدف پر نہ لگے اُسوقت شاہزادۂ عالم نے کہا کہ اب تم چارون باتفاق باہم مجھے اپنا وکیل کردو
اگر مین تیر ہدف پر مارون تو جسے میرا جی چاہے اُسکو مین بادشاہ کردون اُن چارون نے قبول کیا پس
شاہزادۂ بدیع الزمان نے تین تیر متواتر ہدف پر مارے اور سب ٹھیک ہدف پر جا کے لگے حبشیون نے کہا
اب تو ہمارا بادشاہ ہی شاہزادۂ عالیمقام نے اُن سب حبشیون کو کلمۂ شہادت تلقین کیا اور وہ سب حبشی کہنے
لگے کہ ای شہریار ہمارے باپ اور ہمارے دادا نے عہد کیا تھا کہ اس گرد و نواح مین ایک درہ ہی کہ وہان لاکھ
افعی ہین جو کوئی وہان جا کے ان افعیون کو اپنا مطیع کرے ہم اُسکا دین قبول کرین شاہزادۂ بدیع الزمان نے
فرمایا کہ صاحبو اگر انسان یا کوئی دیو یا پریزاد ہو اُسپر زور قابو چلتا ہی سانپون پر کیا اختیار ہی ہان جو کوئی بازیگر
سانپ والا ہو وہ کچھ اپنے فسون منتر جنتر سے اُن سانپون کو تابعدار کرے یہ کلام سنکے دشوار ہی انمین ایک حبشی بہت
بوڑھا سر اُسکا ہلتا تھا اسنے اٹھ کے عرض کی کہ ای شہریار اس درے مین ایک گنبد سبز مانند گنبد مینائے فلک
کے ہی اور اس گنبد کے نیچے ایک دیو زنجیر اور غل سے جکڑا ہوا بندھا بیٹھا ہی شاہزادۂ عالم نے جو یہ حال سنا
تو بسرعت تمام وہان سے اٹھکر اس گنبد کے نیچے پہونچا اور فی الواقعی وہان دیکھا کہ درہ نہایت وسیع اور پرفضا
درۂ شدادی اور حلقۂ سلیمانی اُسپر لگا ہوا اور مقفل ہی اور اس گنبد پر ایک میل ہی اُس میل پر ایک جانور قسم پرند
بہت بڑا اور خوبصورت اور ایک دیو بیٹھا ہی شاہزادۂ عالم نے اس دیو سے پوچھا کہ اگر کوئی چاہے کہ ان
افعیون کو اپنا تابعدار کرے تو کیونکر کرے اور یہ سب افعی اُسکے مطیع ہو جائین اُس دیو نے جواب دیا کہ ای جوان
شاہ ماران ایک صندوق مین بند اُسی گنبد مین ہی اگر تو جا کے اس مرغ کو نشانہ ناوک ٹھیک کرلے
تو تو بادشاہ اور حکمران سب افعیون کا ہو جاے اور وہ سب سانپ اور افعی تیرے تابع فرمان ہون اور
جو تیر سے تیرنے خطا کی اور اُس جانور پرند کے تیر نہ لگا تو شاہ ماران صندوق مین شور و فغان کریگا
اور یہ سب افعی ہجوم کر کے تجھے ہلاک کر دینگے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا مصرع الآن توکلت من اللہ
تعالیٰ * اور یہ کہکے ایک ناوک ٹھیک اُس مرغ کو مارا کہ آواز دار و گیر کی بلند ہوئی اور وہ مرغ یہ کہکے کہ کشتی
مرا نام من ہمانے جادو بود جہنم واصل ہوا دیو اٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادۂ بدیع الزمان کے قدمون پر گر پڑا
شاہزادۂ عالم نے اُس دیو کی قید کو توڑ کر چھوڑ دیا بعد اسکے شاہزادۂ بدیع الزمان اندر دلن گنبد کے تشریف
لیگیا ناگاہ اُس صندوق سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای شہریار ابھی میری مخلصی کا وقت نہین پہونچا شاہزادہ نامور نے
پوچھا کہ کیا وجہ دیو نے پکار کے کہا کہ ای شاہ ماران وہ مرغ گنبد نشین مارا گیا دیو کی آواز کے ساتھ اس صندوق سے
پھر آواز پیدا ہوئی ای نبیرۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام سلام علیک شاہزادۂ عالیمقام نے فرمایا علیک السلام
پھر اس صندوق سے آواز آئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجھے مسلمان ہونے کی وجہ سے قید کیا تھا
سو اب مین تیرے ہاتھ سے مسلمان ہوا شاہزادۂ عالم نے یہ کلام شاہ ماران کا سنکے اُسے صندوق سے
نکال کے دیکھا تو ایک سانپ مثل کافور سفید کے بہت چھوٹا اور ایک تاج سرخ بالون کا سر پر ہی اُسوقت اُس
سانپ نے سلام کیا شاہزادۂ عالم نے فرمایا ای شاہ ابیض یہان چند روز سلطنت کر جسوقت مین گنجاب پر
لشکر کشی کرونگا تو بھی اپنی فوج لیکے وہان آنا القصہ شاہزادۂ عالیمقام شاہ ماران کو رخصت کر کے تمام ان
حبشی بچون کو دائرۂ اسلام مین لایا اور ایرش زنگی کو وہانکا حاکم کر کے کمیت زنگی کو وکیل اور ایلق زنگی

کو رکن السلطنت اور ادہم زنگی کو سپہ سالار کیا اور اُن سے بھی فرمایا کہ جسوقت ہم فوج کشی برسر گنجاب کرینگے
تم چار دن بعد بھائی بھی اپنا لشکر تیار کر کے ہمارے پاس آنا یہ فرما کے آپ سنجان کی طرف روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے در قاے زنجیر خاے کے باپ بیان کیے جاتے ہین

کہ جب زہر دشاہ مردود آلہنے در قاے زنجیر خاے کو واسطے مقابلے اور مجاولے شاہزادہ بدیع الزمان کے
روانہ کیا بعد چند روز کے سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے کو بلا کے کہا کہ اے سہیلاے زنجیر خاے
در قا تیرے بیٹے کو مین نے بدیع الزمان کے گرفتار کر لانے اور گنجاب کی مدد کرنے کو سمت سنجان
روانہ کیا ہے اور مین نے شراب پی کے عالم مستی مین اس فرقہ کو بڑا زبردست پیدا کیا ہے ایسا نہو کہ تیرا بیٹا اُس
خدا پرست کے ہاتھ سے مارا جاے لہذا بہتر یہ ہے کہ تو بھی اپنے بیٹے کی مدد کیواسطے مع اپنے لشکر کے جا سہیلاے
اژدہا چشم زنجیر خاے اُسی وقت مع لاکھ جوانان زنجیر خاے کے سبائل سے کوچ کر کے چلا اور قبل
داخل ہونے در قاے زنجیر خاے کے سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے قریب شہر سنجان کے پہونچا جب
اُسنے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ در قاے زنجیر خاے ابھی یہان نہین آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی
ایک مدت سے معلوم نہین کہ کہان چلا گیا ہے یہ خبر سنکے سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے نے ایک شخص کو
فضل بن گیاہور خون آشام کے پاس بھیجا اور یہ کہدیا کہ اے فضیل تو بیخوف و خطر میرے پاس چلا آ مین
تجھے بخدمت خداوند لقا لیجا کے تیری جرم و خطا معاف کروا دونگا جب فضل نے یہ پیغام سہیلاے
اژدہا چشم کا سنا تو زہر دشاہ مردود پر لعن اور نفرین کر کے کہا کہ میری طرف سے سہیلاے اژدہا چشم سے
کہدینا کہ آقاے ولی نعمت میرا بالفعل یہان نہین ہے انشاء اللہ تعالی عنقریب وہ تشریف لایا چاہتا ہے جب
وہ تشریف لاے تو جو تیرے مزاج مین آے وہ کرنا یا وہی آ کے تجکو جواب جنگ کا دیگا غرض اس ایلچی
نے جا کے سہیلاے اژدہا چشم سے کہا کہ فضل بن گیاہور خون آشام نے یہ جواب دیا ہے سہیلاے
اژدہا چشم نے یہ جواب سنتے ہی نہایت پیچ و تاب کھا کے حکم دیا کہ طبل جنگ بجوا دو اور لشکر مین سہیلا کے طبل جنگ
بجا یہ خبر سنکے فضل نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے مختصر یہ کہ دونون لشکرون مین صداے
طبل جنگ بلند ہوئی اور صبح کو سہیلاے اژدہا چشم اپنی فوج مین سے نکلکر میدان مین آیا اور با آواز
بلند کہا اے خدا پرستان واے زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ است بیاید بمیدان جنگ کہ ارادہ دست و پا
آوری دارم ابھی پورا کلمہ اسکی زبان سے نہین نکلا تھا کہ ترک جوشن پوش اسکے مقابلے مین آیا بعد
رد و بدل بسیار کے ترک جوشن پوش زخمی ہو گیا قاتل زنگی و مقاتل زنگی وغیرہ سات بہادر
شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے سردارون مین سے نکلے اور سب زنجیر خاے کے ہاتھ سے زخمی ہوگئے
آٹھوان دن تھا کہ دونون لشکرون مین صف آرائی ہو چکی تھی اور سہیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے
سر میدان نکل کے چاہتا تھا کہ مبارز طلب ہو ناگاہ ایک سمت سے دیکھا کہ در قاے زنجیر خاے تین
لاکھ ساٹھ ہزار سوار سے پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ میرا باپ عجب طرح کی بدعت اور شدت لشکر پر شاہزادہ
بدیع الزمان نامور کے کر رہا ہے در قا اپنے باپ سے بہت دور جا کے اترا سہیلاے زنجیر خاے نے
کہلا بھیجا کہ تو مجھسے علحدہ اتنی دور جا کے کیون اترا ہے در قاے زنجیر خاے نے جواب دیا کہ مین یہ
چاہتا ہون کہ مین تنہا سر میدان نکل کے کچھ اپنی دلیری اور مردانگی ظاہر کرون قصہ مختصر روز دوم جسوقت

که دونون لشکر میدان مین نکلے اور سهیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے اپنے کرگدن کو کچک مار کے میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ورقاے زنجیر خاے اپنے باپ کو آمادۂ رزم دیکھکر گھوڑا چمکا کے قریب سهیلا کے آیا اور دست ادب باندھ کے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار شاہزادۂ بدیع الزمان مالک اس لشکر کا تو یہان نہین ہی یہ تو عین نامردی ہی کہ بغیر مالک کے لشکر بے سردار سے جنگ و جدال کوئی شخص کرے اندکے صبر کیجیے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان بھی آجاے اُسوقت پھر جو آپ کے مزاج مین آے وہ کیجیے گا سهیلا اژدہا چشم زنجیر خاے نے کہا او نامرد تو طرفداری دشمن خداوند لقا اور سرکار پیغمبر مرسل بدیع الزمان کی کرتا ہی ابھی ورقاے زنجیر خاے سے یہی تکرار سهیلا سے ہو رہی تھی کہ دیکھا از پردۂ بیابان گرد برخاست تیرہ و خیرہ سر گرد باسمان رسیدہ و پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور سبھون نے دیکھا کہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن تیغہ طہمورث دیوبند کے قبضے پر ہاتھ ڈالے مرکب گلگون باختری پر سوار بہ کمال عظمت و صولت اور شان و شوکت نمودار ہوا ورقاے زنجیر خاے آمد شاہزادۂ رستم صولت کی دیکھکر نہایت خوش ہوا اور باپ کی طرف دیکھکر کہا کہ باواجان اگر دعوی مردانگی ہی تو آپ توقف نہ کیجیے وہ دیکھیے شاہزادۂ بدیع الزمان آپہونچا سهیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے نے یہ گفتگو کنایہ ورقا اپنے بیٹے کی سنکے کہا مین پہلے اس گفتگوے نامعقول کی تجھکو تعذیر دے لون پھر بدیع الزمان سے سمجھ لونگا یہ کہکے سهیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے نے اپنے کرگدن کو برابر بلا کے ایک تیغہ ورقاے زنجیر خاے پر مارا کہ اگر فیل مست پر اسکی ضرب پڑ جاتی تو دو پرکالے ہوتا مگر ورقاے زنجیر خاے نے ضرب کو خالی دے کر بوقت برگشتن تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کر جگر تک سهیلاے اژدہا چشم زنجیر خاے کے اُتر گئی اور لاش اُسکی کرگدن پر سے زمین پر گر کے خاک و خون مین پھڑکنے لگی ورقاے زنجیر خاے نے جب دیکھا کہ باپ میرا تمام ہو چکا تب تمام مال و اسباب اور نقد و جنس اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ جو کچھ مالیت سهیلاے اژدہا چشم کی تھی مع تمام اسکے لشکر اور عملے والون نوکرون اور سردارون کو اپنے ہمراہ لیکے جانب شاہزادۂ بدیع الزمان والا شان مخاطب ہوا اور باواز بلند کہا کہ ای شاہزادۂ بدیع الزمان مین نے اپنے باپ کو خلاف وضع مردانگی آپ کی غیبت مین معرکہ آرا ہوتے دیکھکر ممانعت کی کہ لشکر بے سردار کا جو ہو اُس سے مقابلہ اور مجادلہ کرنا نہ چاہیے میرے باپ نے میرا کہنا نہ مانا مین نے اُسے مار ڈالا اب جو میرے اور آپ کے عہد جنگ کا ہو گیا ہی اب مین مستعد ہون کہ سر میدان آیئے اور وعدہ وفا کیجیے شاہزادۂ عالیمقدار بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ مگر ای ورقاے زنجیر خاے آج کے روز توقف کر کس لیے کہ تجھے صدمہ کوفت اور غم باپ کا بسبب جوش خون عزیزی بہت ہو گا لہذا کل ہمارے تیرے میدانداری ضرور ہو گی غرض روز دوم وقت صبح طرفین سے صف آرائی ہوئی اُس طرف سے ورقاے زنجیر خاے اور ادھر سے شاہزادۂ بدیع الزمان نے میدان مین نکلکر فرمایا کہ ای ورقا ہم تجھسے نیزہ و شمشیر و عمود نہین کرتے لیکن اب ہمارے تیرے زور کشتی کا ہو ورقاے زنجیر خاے نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے دونون بہادر میدان مین کود پڑے اور فیمابین زور کشتی کا ہونے لگا اسی عرصہ مین تہمتن خان خاوری مع لشکر لایعدون کے نمودار ہوا

شاہزادۂ بدیع الزمان نے جانا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم آیا اللہ جنگ مردانہ کرکے روز سوم گھڑی بھر دن چڑھے درقاسے زنجیر خاسے کا لنگر توڑ کر مارا کہ جیا رون شانے چت زمین پر را ہا اور مردانہ وار درقا کو پکڑ کے میدان سے مراجعت فرمائی اُسوقت معلوم ہوا کہ یہ قاسم نہین ہے تہمتن خان خاوری فرستادۂ قاسم آیا ہے بارے درقاسے زنجیر خاسے کو حوالۂ قصل بن گیا ہوکر خون آشام کیا اور تہمتن خان خاوری کو بلا کے باعزاز و اکرام تمام بٹھلایا اور پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا تہمتن خان نے عرض کی کہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری نے ان روزون طلسم ہیہات کو فتح کرکے جو سنا کہ آپ نے گنجاب سے شکست کھائی ہے تو نہایت غم کھاتے تھے اور یہ سمجھ کے کہ بسبب شکست کے کچھ اثاثہ اور مال اسباب اور خزانہ شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس باقی نہ رہا ہوگا لہذا خزانہ بمقدار خراج یکسالہ ملک باختر کے بطریق نذر آپ کے پاس بھیجا ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ سنکے اُس خزانہ کو دیکھا اور بپاس خاطر شاہزادۂ خاور سپاہ خزانہ کو لیکے تہمتن خان کے روبرو سازندون اور ہیرنکارون کو انعام مین دے دیا اسوقت تہمتن خان خاوری نے عرض کی کہ ای شہریار شاہزادۂ خاور سپاہ نے اس جوان کو کہ یموت بن سارنج اسکا نام ہے چار روز مین زیر کرکے تابع فرمان اپنا کیا ہے سو اسکو اسلیے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ بھی اس سے امتحان زور کشتی کا کرین شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے یہ کہکے سات روز یموت بن سارنج کو تحفہ تحفہ اور اقسام اقسام کے کھانے کھلائے بعد اسکے شاہزادۂ بدیع الزمان نے اس سے زور کشتی کا کیا اور شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کے زیر کرنے سے بہت جلد یموت بن سارنج کو زیر کیا اور تہمتن خان اور تمام سرداران خاور سپاہ کو مع یموت بن سارنج مخلع بخلعت کرکے بخدمت شاہزادۂ قاسم روانہ کیا بعد جانے تہمتن خان خاوری کے شاہزادۂ بدیع الزمان نے درقاسے زنجیر خاسے کو مع خراج دو سالہ کل باختر کے روانہ کیا

اب دو کلمے داستان تباہی نہ دہ طوفانی کشتیون سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کی کشتیان جو طوفانی ہوگئین تو بعد چندروز کے در بند آرمینہ مین جا کے نکلین جب شاہزادۂ فرخ شہسوار نے دیکھا کہ سوا سے میری کشتیون کے اور نہ امیر حمزۂ صاحبقران کی کشتیان نہ بادشاہ لشکر اسلام کی اور نہ کسی سردار کی کشتیان کہین فرسنگون تک نظر آتی ہین اسکو یقین ہوگیا کہ باقی سب سردارون کی کشتیان دریا مین غرق ہوگئین صدمات غم والم مین سلطان باکرم اور سب سردارون کے خوب سا شیون و شین اور ماتم کرکے آخر کار محض عاجز و ناچار ہوکے وہین لب دریا اُتر پڑا اور خیمہ و خرگاہ سب استاد کروائی وہانکا بادشاہ سام نریم نشین ہے جبکہ یہ خبر شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کی مع فوج و سپاہ لب دریا اترنے اور فروکش ہونے کی اسنے سنی لاکھ سوار کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے بتہیۂ جنگ برسر شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر روانہ ہوا یہان شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر نے بعد فروکش ہونے کے نسیم بن عمرو کو بلا کے فرمایا کہ تو ذرا کہین جا کے کچھ خبر شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کی اگر دریافت ہو کہ وہ کہان رونق افروز ہے تو جلد خوب دو چار جا پر تحقیق کرکے مجھسے آکے کہہ حسب الحکم فرخ شہسوار قلندر کے نسیم بن عمرو جستجو کرتا جاتا تھا اثنائے راہ مین اسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان مسلح اور مکمل قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے برچھے ترچھے کیے گھوڑون کو اُٹھائے چلا آتا ہے نسیم بن عمرو نے اکثر لوگون سے پوچھا کہ یہ فوج کسکی ہے اور کہان جاتی ہے لوگون نے کہا کہ سام نریم نشین ہمارے بادشاہ کی یہ فوج و سپاہ ہے اور کوئی فرخ شہسوار قلندر بیٹا حمزہ کا ہمارے ملک مین لب دریا آگیا

وارد ہوا ہی اُسکے قتل اور تاخت و تاراجی کیواسطے جاتے ہین نسیم بن عمرو نے یہ حال سنکے بخدمت شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر آکے بیان کیا اور کہا کہ حضور پہلے علاج غنیم کے لشکر کا کیجیے بعد اسکے شاہزادۂ قاسم کی خبر کو مجھے بھیجیے گا قصہ مختصر یہ کہ فرخ شہسوار قلندر سے اور سام بزم نشین سے مقابلہ ہوا اور شاہزادۂ فرخ نے سام کو چار پہر کے زور مین زیر کرکے فرمایا کہ اسلام قبول کر سام نے از راہ فریب مسلمان ہو کے کہا کہ مین آپ کیواسطے اور آپ کی فوج و سپاہ کے لیے غلہ اور رسد اور کچھ کھانا پانی بھجواؤن اور یہ کہکے اپنے شہر مین گیا اور دروازہ شہر کا بند کرکے قلعہ بند ہو کے بیٹھ رہا جب یہ خبر شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو پہونچی شاہزادۂ عالم مع لشکر سوار ہو کے قلعہ کے دروازہ پر پہونچا اور چار طرف سے محاصرہ کرکے آمادۂ رزم و جنگ ہوا سام بزم نشین نے جب دیکھا کہ اب مین کسی طرح سے نہ بچونگا تب اُسکا فرید نامے ایک عیار تھا اُسنے کہا کہ ای سام بزم نشین تو اب کچھ وسواس اور اندیشہ اپنے جی مین نہ لا آج شب کو مین فرخ شہسوار قلندر کو جاکے پکڑ لاؤنگا اور یہ کہکے رات کو فرید عیار لشکر مین شاہزادۂ فرخ شہسوار کے آیا اور شاہزادۂ عالم کو بیہوش کرکے سام بزم نشین کے پاس لایا سام نے شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو مطوق و مسلسل کرکے زندانخانے مین قید کیا صبح کو جب فرخ شہسوار قلندر کے لشکر کو معلوم ہوا کہ ہمارے مالک کو کوئی عیاری کرکے پکڑ لیگیا ہی تمام لشکر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو کر قلعہ پر بلوہ کر کے چلا سام نے جب قسم کھاکے وعدہ کیا کہ کل صبح کو شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو مین بعظمت وجودت تمھارے پاس پہونچا دونگا بارے لشکر نے شاہزادۂ عالیجاہ کے بموجب اسکے قول اور قسم کے توقف کیا شب کو سام بزم نشین نے لشکر فرخ شہسوار قلندر پر شبخون مارکے تین ہزار دلیران عرصۂ کارزار کو بدرجۂ شہادت پہونچایا باقی سب مجبور و ناچار ہو کر بھاگ کھڑے ہوے تمام مال اسباب نقد و جنس خیمہ خرگاہ بہیر و بنگاہ لشکر کا شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کے کفار لوٹ لیگئے اور دوسرے روز سام بزم نشین شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو مطوق و مسلسل ایک ارابے پر بٹھلاکے مع لاکھ سوار کفار سمت سبائل لقا کے پاس لیچلا جاتے جاتے جبکہ ملک عجم مین پہونچا تو قہرمان عجمی نے چاہا کہ شاہزادۂ فرخ شہسوار کو قتل کرے سام نے کہا کہ اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی مین اسے خداوند لقا کے پاس لیے جاتا ہون وہ جو چاہیگا اسکے حق مین تقدیر کریگا یہ کہکر سمت سبائل کوچ کرکے روانہ ہوا یہان لشکر فرخ شہسوار قلندر کا جو ہزیمت کھاکے چلا تو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے بعد تلاش اور جستجوے بسیار شاہزادۂ قاسم کے پاس پہونچا اور تمام افسرون اور سردارون نے احوال معرکۂ جدال و قتال شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر اور سام بزم نشین کا بیان کیا قاسم یہ خبر وحشت اثر سنکے مثل شعلۂ جوالہ بھڑک اُٹھا اور یہ کہکے وہ سام کیا نطفۂ حرام ہی جو میرے ہوا خواہ شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو گرفتار کرکے لیجا سکیگا اگر قیطول خداوندی لقا پر پہونچ چکا ہوگا تو وہان بھی جاکے ایک ہی تیغۂ بلارک افراسیابی مین اُس کافر کو واصل جہنم کرونگا اور شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو قید اُس پہ سے لے آؤنگا اُسی وقت بسرعت تمام اپنے گھوڑے پر بیٹھ کے تیغۂ بلارک کو چار انگل میان سے کھینچے سرپٹ گھوڑا اڑائے چلا جبکہ قریب شکارگاہ عجم کے پہونچا حسب اتفاق وہان قہر بن قہرمان اور زہر بن قہرمان دونون بیٹے قہرمان عجمی کے شکار کھیلنے کو نکلے تھے آئے آگے جو کچھ رسالہ دار افسران فوج کفار تھے اُنھون نے قاسم کو دیکھکر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی اور تیرا کیا دین اور مذہب ہی قاسم نے کہا تمکو میرے دین و مذہب سے کیا سروکار ہی اُن لوگون نے جاکے قہر اور زہر سے کہا قہر اور زہر نے آکے شاہزادۂ قاسم سے کہا کہ ای شخص اچھا ہمکو تیرے دین اور آئین سے کچھ مطلب نہین تو خدا پرستون اور حمزۂ صاحبقران کو برا کہہ

شاہزادۂ خاور سپاہ نے چند کلمات سخت و درشت اُن دونون سے کر کے لقا اور لقا پرست کو گالیان
دین قہر اور زہر دونون بیٹون نے قہرمان عجمی کے گفتگو شاہزادۂ قاسم کی سنکے طرفین سے تلوارین کھنچین پہلے
قہر نے جھپٹ کے تلوار برسر خاور سپاہ نامدار ماری شاہزادۂ قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دے کر ایک ہی
ضرب مین اُسے دو پرکالے کیا پھر زہر نے اپنے بھائی کو جہنم واصل دیکھکر تلوار ماری شاہزادۂ خاور سپاہ نے
اُسکو بھی زخمی کیا اور فوج و سپاہ اُسکی بھاگ کھڑی ہوئی پھر قاسم نے اُسکا تعاقب نہ کیا اور بسرعت تمام تر
سمت جالندریہ بتلاش شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر زمین روانہ ہوا جبکہ قریب دربند جالندریہ کے
پہونچا تو ازبسکہ کسل راہ سے نہایت بیچین ہوگیا تھا ایک تالاب کے کنارے گھوڑے پر سے اُتر کے بیٹھ گیا
اور چاہتا تھا کہ دم بھر آرام کرے ناگاہ اُس طرف سے ایک پیادہ اور چند سوار آتے تھے سوار تو آگے نکل
گئے وہ پیادہ اُس تالاب پر آ کے پانی پینے لگا قاسم نے اُسے پکڑ کے احوال شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر
کا پوچھا اُسنے کہا کہ آج دو دن ہوئے کہ فرخ شہسوار حمزہ کے بیٹے کو سام بزم نشین نے یہان لا کے زندانخانے
مین قید کروایا ہی قاسم نے جو یہ خبر سنی چاہا کہ پیادے کو چھوڑ دے سیارہ بن عمرو نے منع کیا کہ ای شہریار اگر اسکو چھوڑ دیجیےگا
تو ابھی فساد برپا ہوگا شاہزادۂ عالم نے اُسکو ہدایت کی کہ مسلمان ہوجا اُسنے گالی دی سیارہ بن عمرو نے دوڑ کر اُسے
خنجر مارا اور جہنم واصل کیا شاہزادۂ خاور سپاہ نے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ اس دربند جالندریہ کے
اندر جا کے شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو چھڑالائین سیارہ بن عمرو نے کہا کہ ایک سفید کاغذ کے بند کو بطور
خط کے ملفوف کر کے مین لیکے چلتا ہون آپ بھی میرے ساتھ چلیے جب کوئی تعرض کریگا اور پوچھیگا کہ یہ کون شخص ہی
مین کہدونگا کہ حارث قورچی گنجاب کا ہی ایک کار ضروری کے لیے سمت شہر سبائل جاتا ہی اس حیلہ سے اندر
دربند جالندریہ کے پہونچ جائینگے غرض جب اسی فریب سے دربند جالندریہ مین پہونچے تو شہر والون
نے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے ہو سیارہ بن عمرو نے کہا کہ حمزہ صاحبقران دریا سے اس دربند مین اُتر آیا اسواسطے
گنجاب نے ہمکو بھیجا ہی کہ خداوند لقا کو جا کے خبر کرین لوگون نے یہ حال جا کے کوتوال سے کہا کوتوال نے شاہزادۂ
خاور سپاہ اور سیارہ بن عمرو کو بلا کے خاصہ کھلوایا اور اجازت دی کہ جانے دو اور کوئی انسے تعرض نہ کرو
غرض شاہزادۂ قاسم اور سیارہ کوتوال کے پاس سے آگے روانہ ہوے اور دربند گرشاسپ کے قریب
پہونچے اس عرصہ مین سام بزم نشین شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو مقید کیے گرشاسپیہ مین پہونچا اور
گرشاسپ نے سام بزم نشین کا استقبال کر کے پوچھا کہ وہ خیرہ سر خدا پرست کون سا ہی سام نے شاہزادۂ فرخ
شہسوار قلندر کو دکھلا دیا گرشاسپ نے شاہزادۂ فرخ شہسوار سے کہا کہ ای خدا پرست تو خداوند لقا کی
پرستش اختیار کر شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر نے لقا کو لعن کر کے اُسکے پرستار کو گالیان دین گرشاسپ
نے یہ سنکے سام بزم نشین سے کہا کہ اس خدا پرست کو قتل کرو سام نے کہا ابھی مناسب نہین ہی خداوند باختر کے
پاس اسے لیے چلتا ہون وہ جو چاہیگا اسکے حق مین تقدیر دیگا ابھی یہی بحث و تکرار گرشاسپ اور سام بزم نشین
سے ہو رہی تھی کہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی اور سب نے دیکھا کہ ایک سوار لعلپوش نے مثل شعلہ جوالہ برابر پہونچکر
نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا گرشاسپ نے نام خداے عزوجل کا زبان سے شاہزادۂ قاسم کی سنکے مانند مار سر دم زدہ
کے پیچ و تاب کھایا اور تلوار کھینچکر یہ کہتا ہوا برسر شاہزادۂ خاور سپاہ چلا کہ باش ای خیرہ سر اسوقت تو کہان سے
پیدا ہوا کہ نام نادیدہ خداے آسمان کا میرے سامنے لیتا ہی یہ کہکے تلوار ماری شاہزادۂ قاسم نے بفنون سپہگری

اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین کر اُسی کی تلوار سے اُسے جہنم واصل کیا ساری فوج اور سپاہ اُس جہنمی کی بلوہ کر کے شاہزادۂ
قاسم کی طرف چلی شاہزادۂ خاور سپاہ نے جو دیکھا کہ فوج کفار با شمشیر عریان بلوہ کیے آتی ہے اس شجاع روزگار
شاہزادۂ نامدار نے بھی بےخوف و خطر شمشیر زنی کرنا شروع کی شاہزادۂ فرخ شہسوار نے جو یہ حال دیکھا نعرۂ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر تمام غل و زنجیر وغیرہ قید اپنی مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور ایک کافر کو مار کے سپر تلوار اُسکی لیکے
اُسکے گھوڑے پر سوار ہوا اور تلوارین مارتا ہوا برابر شاہزادۂ خاور سپاہ کے پہونچکر دونون بہادر جہاد اور
کفار کشی مین مشغول ہوے لیکن یہ دو شخص اور لشکر کفار مثل مور و ملخ چار طرف بلوہ کیے چلے آتے تھے ناگاہ ایک
نقابدار باریش سفید مع اپنے سات بیٹون اور چار لاکھ سوار کے نمودار ہوا اور لشکر کفار پر شمشیر زنی کرتا برابر
قاسم کے پہونچا لشکر کفار شکست فاش کھا کے بھاگ کھڑا ہوا اُسوقت نقابدار نے اپنی بارگاہ استاد
کروا کے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم اور فرخ شہسوار قلندر کو اپنی بارگاہ مین لا کے صدر جاہ پر بعز و
تمکین بٹھلایا اور دسترخوان بچھوا کے خاصہ تناول کیا جب بخوبی تمام خاصہ کھا کے شاہزادۂ والاقدر ملک قاسم
اور شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر فارغ ہوے اُسوقت نقابدار نے کہا ای خاور سپاہ مین بھی تیرا ہوا خواہ
ہون اور میرا سر اور میری جان تیرے نام پر نثار ہے لیکن اب ذرا بہت سا آپ کو سنبھالے رہ کس لیے کہ شاہزادۂ
بدیع الزمان نے بڑے بڑے کارنمایان کر کے اپنا نام پیدا کیا ہے تجھے بھی لازم ہے کہ تو بھی کوئی کارنمایان ایسا کر
کہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے تیرا نام زیادہ تر ہو شاہزادۂ خاور سپاہ نے کہا کہ اگر ای نقابدار تو دعوی میری
ہوا خواہی کا کرتا ہے تو پردہ نقاب کا مجھسے کیا ضرور یہ کہکے نقاب جو اُس نقابدار کے چہرے سے اُٹھائی تو دیکھا ایک
مرد پیر علم آموز رستم باریش سفید بکمال فر و شوکت ہے اُسوقت اسنے قاسم سے کہا کہ ای قاسم مین نے آج تک کبھی اپنا
منہ کسی کو نہین دکھلایا تھا تجھے ایسا ہی دوست جانتا ہون جو آج مین نے نقاب اپنے منہ سے اُٹھائی ہے اب تو
مردانہ وار آمادۂ حرب و پیکار رہ القصہ شاہزادۂ خاور سپاہ نقابدار کو رخصت کر کے مع فرخ شہسوار قلندر
کے ایک سمت کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ پھر ملک عجم مین پہونچا قضاے کار قہرمان عجمی بطریق سیر و شکار مع اپنے
تمام سردارون کے سوار ہو کے نکلا تھا اثناے راہ مین شاہزادۂ قاسم کا سامنا ہو گیا اور ہمراہ والے سوار اور
پیادون نے قہرمان عجمی سے کہا کہ کشندہ تیرے فرزند دلبند قہر کا یہی شخص ہے قہرمان عجمی نے جو یہ سُنا حالت
غیظ و غضب مین جوش خون عزیزی اور محبت پدری سے یاد مین اپنے فرزند کی اسکی آنکھون کے سامنے ایک
تاریکی سی چھا گئی اور یہ کہکے کہ باش ای خداپرست قصاص خون فرزند مین اب تجھے کہان زندہ اور سالم جانے
دیتا ہون یہ کہکے تلوار بر سر شاہزادۂ خاور سپاہ نامدار ماری شاہزادۂ قاسم نے اسکی ضرب کو روک کر بوقت
برگشتن تیغہ مارا کہ سر کو کاٹ کے تا دو ابرو اُتر گیا اور قہرمان عجمی نے اپنے لشکر اور سردارون سے کہا کہ ہان اُس
خداپرست کو نہ جانے دینا ساتھ اشارے کے تمام فوج و سپاہ اور سردار اُس قہرمان نابکار کے چار طرف سے
شاہزادۂ خاور سپاہ کو محاصرہ کر کے آمادۂ رزم و پیکار ہوے ناگاہ نقابدار سبز پوش پچاس ہزار سوار سے
پہونچا اور آن واحد مین فوج کفار مین قتل عام کر کے تمام لشکر کو قہرمان عجمی کے ہزیمت دی اور شاہزادۂ خاور سپاہ
کو ہمراہ لیکے اپنی بارگاہ مین آیا اور کہا شاہزادۂ بدیع الزمان نے ملک باختر مین آکے بڑے بڑے کارنمایان
کیے اور تو نے آج تک کوئی ایسا کام دلیری اور مردانگی کا نہین کیا جو تیرا بھی نام ہوتا شاہزادۂ خاور سپاہ
یہ گفتگو نقابدار سبز پوش کی سنکے نہایت درہم اور برہم ہوا تب نقابدار سبز پوش نے کہا کہ ای قاسم تو بھی

پہچانتا ہی کہ مین کون ہون اور یہ کہکے نقاب منہہ سے اُٹھا دی تو قاسم نے اپنے پدر بزرگوار علم شاہ رومی کو دیکھکر
پہچانا اور دست ادب باندھ کے عرض کی کہ اے قبلہ و کعبہ یہ آپ نے وضع نمد پوشی کی کسواسطے اختیار کی ہی کل کو
بدیع الزمان مجھپر طعن کریگا شاہزادۂ علم شاہ رومی نے کہا اے فرزند تیری جدائی مین مین نمد پوش ہوا ہون اب
تجھے لازم ہی کہ مردانگی کرکے اپنے باپ کی صندلی کو اُس سے لے لے قاسم یہ کلام اپنے باپ شاہزادۂ علم شاہ
رومی عالیمقام کا سنکے روتا ہوا باہر نکلا اور فرخ شہسوار قلندر سے یہ سارا حال کہا اور باپ کو رخصت کرکے
آپ مع فرخ شہسوار قلندر گھوڑے پر سوار ہوکے سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لیا اور سمت دربند آرمینیہ کے
بپھر روانہ ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب آرمینیہ کے پہونچ کے اُس ملک کو مسخر کرکے منوچہر نامے چچازاد
بھائی کو سام نرم نشین کے وہان کا بادشاہ کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا اور اپنے سرداروں سے ملاقات کرکے
کہا کہ مین چاہتا ہون کہ لشکر کشی بر سر گنجاب کرون یہ کہکے نگاہداشت تو ملازم فوج کی شروع کردی اور لشکر کی
تیاری اور کارسازی مین مشغول ہوا ایک مرتبہ شاہزادۂ کرب غازی نے دیکھکر کہا اے شاہزادۂ خاور سیاہ
اب تو تو نے لشکر اپنا تیار کر لیا اور بہ نیّہ لشکر کشی کا بر سر گنجاب ہی لہذا مین استدعا کرتا ہون کہ اب مجھے رخصت دے
شاہزادۂ خاور سیاہ نے منظور نہ کیا شاہزادۂ کرب غازی نے چاہا کہ اُٹھ کھڑا ہو مالک اژدر نے منع کیا
اور کہا چند روز اور صبر کرو کسی تقریب سے بخوشی شاہزادۂ خاور سیاہ سے تمہین رخصت دلوا دونگا ابھی مالک
یہی کہ رہا تھا کہ ایک شخص نے آکے عرض کی کہ اے شہریار عیاران لشکر اسلام دربند رواحلیہ سے اُتر کے آے
اور قران حبشی نے انتر رواحلی کو مارا اور اُسکی بیٹی کو اپنے عقد مین لایا اور طبل سکندری اور علم اژدہا پیکر اور
بوق جمشیدی وغیرہ بانے صاحبقرانی جو عیارون کے ہمراہ ہین وہ قران چاہتا ہی کہ لیکر حضور کیواسطے لیجاے اور وہ
بدیع الزمان کے پاس بھیجین کرب غازی نے کہا کہ پھر قباحت کیا ہی بارگاہ سلیمانی یہان شاہزادۂ خاور سیاہ
کے پاس ہی وہ اسباب دست راستیون کے حصہ مین جاے اور وہین رہے شاہزادۂ قاسم یہ بات سنکے نہایت
ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ اے کرب غازی تو ہوا خواہی دست راستیون کی ابھی نہین چھوڑتا ہی مین دیکھ ابھی جاکے
سب اسباب عیارون سے لیے آتا ہون یہ کہکے سوار ہوا اور بر سر عیاران اسلام روانہ ہوا شاہزادۂ کرب غازی
اس گفتگو اور اس حرکت سے شاہزادۂ قاسم کی نہایت کشیدہ خاطر ہوکے اپنے خیمے مین آیا اور رونے لگا سردارون
نے پوچھا کہ خیر باشد باعث تکدر خاطر اقدس کا کیا ہی کرب نے سارا حال بیان کیا سردارون نے کہا تو اپنی بارگاہ
سلیمانی کا مالک ہی اب تو یہان کوئی نہین ہی پس صلاح بہتر یہی ہی کہ تو بارگاہ سلیمانی کو یہان سے جہان مزاج مین
آے اُٹھوا کے لیجا کرب غازی کو یہ بات بہت پسند آئی اور اسی وقت بارگاہ سلیمانی کو چھکڑون پر لدوا کے سمت
عمود دیر روانہ ہوا وہان شاہزادۂ خاور سیاہ عرصۂ راہ کو طے کرکے بر سر قران حبشی پہونچا اور پوچھا کہ یہ اسباب تو کہان لیے جاتا ہی قران
نے قاسم کو جواب نہ دیا قاسم نے کہا کہ قسم ہی اُسی قادر ذوالجلال والاکرام کی کہ اگر کوئی تم مین سے جہان بیٹھا ہی ذرا جنبش کریگا تو ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا مہتر قران یہ سوچ کے کہ قاسم اول تو نبیرۂ سلطان عالیمقام اور بھتیجا شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہی دوم جاہل مطلق
شوریدہ طبع آشفتہ مزاج ہی اس سے مقابلہ کرنا کسی صورت سے نہ چاہیے لاعلاج ہوا اور سب اسباب چھوڑکے الگ جا کھڑا ہوا
قاسم اُس تمام اسباب کو چھکڑون پر بار کر کے اپنے لشکر کی سمت روانہ ہوا اثناے راہ مین کچھ لوگ نالہ و فریاد کرتے نمودار ہوے
شاہزادۂ عالم نے پوچھا تو اُن سبھون نے ظاہر کیا کہ کرب غازی بارگاہ سلیمانی کو لیکے کسی طرف چلا گیا قاسم
نے یہ حال سنکے کہا کہ وہ دیوانہ آخر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اتنا کہکے علم اژدہا پیکر اور طبل سکندری اور بوق جمشیدی

وغیرہ اسباب قیماس خان خاوری کے سپرد کیا اور گھوڑے کو تازیانہ کرکے کرب غازی کی تلاش مین روانہ ہوا یہان شاہزادۂ کرب غازی نے ابو الفتح اصفہانی کو خبر کیواسطے بھیجا تھا ابو الفتح نے قاسم کی گفتگو سنکے جاکے کرب غازی سے کہا کہ اس طرح سے قاسم غیظ و طیش مین سوار ہوا آتا ہے شاہزادۂ کرب غازی کو جوش خون پیدا ہوا اور بارگاہ سلیمانی کو فتاح بلنگینہ پوش کے حوالے کرکے سکھلا دیا کہ اگر قاسم آجاے تو قاسم سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کا ارادہ نہ کرنا بارگاہ کو چھوڑ کے نکل جانا اور جو قاسم نہ آسے تو بارگاہ کو لیجاکے عمود یہ مین پہونچا دینا اور یہ کہکے آپ مع تیس ہزار سوار کے سوار ہوکے قیماس خاوری کے برابر پہنچا اور کہا کہ یہ اسباب مجھے حوالے کردے قیماس خان خاوری نے کہا کہ تجھے مین کیون دون کرب نے زخمی کرکے اور کل اثاثہ لیکے ایک سمت کو نکلا چلا گیا ادھر قاسم ہر ایک مقام پر کرب غازی کی تلاش کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک شخص نے بیان کیا کہ ای شہریار کرب غازی نے آکے قیماس خان خاوری کو زخمی کرکے علم اژدہا پیکر اور طبل سکندری وغیرہ یہ سب اسباب چھین لیا اور نہین معلوم کس طرف کو چلا گیا قاسم اور زیادہ افروختہ ہوکر بتلاش کرب غازی سرپٹ گھوڑا اڑائے روانہ ہوا

اب شمہ داستان انھین طوفانی کشتیون کی بیان کی جاتی ہے

کشتیان اسفندیار گیلانی اور جمہور جہان سوز شہنشاہ ترزن اور شہنشاہ عراقی مع لشکر گیلان اور طرطوس اور عراق کے دربند خورانیہ مین جاکر نکلین خوران شاہ جو اس دربند کا بادشاہ تھا اس سے مہمانداری ہوئی اور وہ مع اپنے بیٹے کامدان کے مسلمان ہوگیا حسب اتفاق ایک روز شاہزادۂ اسفندیار گیلانی اور جمہور اور شہنشاہ عراقی وغیرہ سب شکار کو نکلے تھے اثناے راہ مین ایک ہرن کو شکار کرکے چاہتے تھے کہ وہان سے پھرین ناگاہ مالک اس شکارگاہ کا ہمایون شاہ ہے اسنے شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کے حسن و جمال کو دیکھکر ایک آدمی کو بھیجا اور اسکی زبانی نام اور حسب و نسب شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کا دریافت کرکے رونے لگا شاہزادۂ اسفندیار گیلانی نے سبب اسکے رونے کا پوچھا اسنے بیان کیا کہ ای شہریار اس قرب و جوار مین ایک دربند ہے اس دربند مین ایک نقابدار بلنگینہ پوش برلاز بردست اور شجاع و دلیر قیام پذیر ہے ایکبار و میری بیٹی گلگشت باغ کو کہ اسی درے کے قریب ہے گئی تھی وہ نقابدار میری بیٹی کو دیکھکے اپنے ہمراہ لیکے اس درہ مین چلا گیا ملک زلفہ مین ہمایون میرا ایک اکیلا بیٹا نہایت شجاع اور دلیر کہ سوا اسکے اور اس بیٹی کے اور اولاد بیٹا بیٹی نہین ہے اسنے یہ حال اپنی بہن کے پکڑ لیجانے کا سنکے نقابدار سے جاکے مقابلہ کیا نقابدار اسے بھی زیر کرکے پکڑ لیگیا چھ مہینے ہوچکے ہین کہ وہ بیٹی اور بیٹا میرا دونون اس نقابدار بلنگینہ پوش کے پاس قید ہین اس باعث سے مین رویا کرتا ہون یہ کہکے ایک پارہ پرنیان پر تصویر اپنی بیٹی کی شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کو دکھلایا شاہزادۂ اسفندیار گیلانی اس تصویر کو دیکھکر بصد دل و جان شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا اور اسی وقت اپنے مرکب پر سوار ہوکے اس درے کے قریب پہونچا چاہتا تھا کہ اندرون درہ قدم رکھے ناگاہ اندر سے آواز سم مرکب کی گوش زد ہوئی اور دیکھا کہ نقابدار بلنگینہ پوش بکمال شوکت و شان مرکب کو گرم تازکیے ہاتھ مین برچھا پکڑے نمودار ہوا اور بآواز بلند کہا کہ ہاش ای بہادر کہان آتا ہے اور اسفندیار گیلانی کو بعد جنگ نیزہ اور شمشیر و عمود اس نقابدار نے کمربند تھامکر زمین سے اٹھا لیا اور پکڑ کے درے مین لیے چلا گیا روز دوم یہ حال سنکے جمہور وغیرہ سردار گیلان اور لالان اس درے پر گئے اور اسی نقابدار بلنگینہ پوش نے درے مین سے نکل کے تا شام سب کو پکڑ لیا اور اسی طرح دن

درہ ایک باغ ہی اُسمین لیجا کے قید کیا اور دوسرے دن شاہزادۂ اسفندیار گیلانی اور جمہور وغیرہ کو بلا کے کہا کہ تم سب صاحب مجھسے لڑنے کو آئے تھے مجھے آزمالیا تو اب مین تم سب کو کہتا ہون کہ تشریف لیجاؤ مگر اب تمھین لازم ہی کہ اپنا لشکر یہان سے لیکر ایک سمت کو چلے جاؤ خبردار یہان نہ ٹھہرنا یہ کہکے سب کو رخصت کیا اور آپ پھر اُسی درے مین چلا گیا اسفندیار گیلانی نے اپنے دل مین سوچ کے کہ تو حمزہ کا بیٹا ہوکے اور ایسی ذلت اُٹھائے مصرعہ صد خندہ کہ مرگ بر چنین زیست ہ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے اُس درے مین گیا اور اُس نقابدار نے پھر آگے شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کو پکڑ کے کہا کہ تجھے مین نے چھوڑ دیا تھا پھر تو یہان آیا اب مین تجھے نہ چھوڑونگا یہ کہکے شاہزادہ اسفندیار گیلانی کو لیجا کے قید کیا یہ خبر شاہزادۂ جمہور وغیرہ سردارون نے سنکے کہا یہ نقابدار الگنت روزگار اور بلا ہے بیدرمان ہی گیلاک بچے نے کہا کہ مین جا کے ابھی شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کو لیے آتا ہون یہ کہکے اندرون درہ پہونچا اور وہان دیکھا کہ ایک مکان مین فرش بہت پاکیزہ اور نفیس بچھا ہی اور وہ بیٹی ہمایون شاہ کی اور شاہزادۂ اسفندیار گیلانی قید مین بیٹھے ہین اور ایک طرف نقابدار پلنگینہ پوش غافل پڑا سوتا ہی گیلاک بچے نے اُس نازنین سے اشارہ کیا کہ مین آؤن اور اس نقابدار کو پکڑلون اُس نازنین نے اشارہ کیا بہتر گیلاک بچے نے خنجر کو دیوار مین گاڑ دیا اور سر کمند کا خنجر سے باندھ کے نیچے اُترا اور کچھ عیاری مین دارو بیہوشی رکھکر نقابدار کی ناک کے پاس لایا حسب اتفاق نقابدار کی آنکھ کھل گئی اور اُسنے یہ دیکھکر کہ ایک شخص میرے سرھانے کھڑا ہی چاہا کہ پلنگ پر سے اُٹھے گیلاک بچہ جست کر کے زیر کمند جا کھڑا ہوا نقابدار نے کہا کہ کیون بھاگا گیا آگے آ گیلاک بچے نے کہا مین نہین آتا تو مجھے پکڑلیگا نقابدار نے کہا مین تجھے اب نہین پکڑ سکتا گیلاک بچے نے کہا کیونکر تو مجھے پکڑلیگا یہ کہکے ہاتھ کمند پر ڈال کے آدھی دور سے زیادہ چڑھ گیا تھا ناگاہ نقابدار نے تیر کمان مین پیوستہ کر کے مارا کہ کمند دو ٹکڑے ہو گئی اور گیلاک بچہ معلق زمین پر گرا نقابدار نے دوڑ کر گیلاک بچے کو پکڑ لیا گیلاک بچہ رونے لگا نقابدار نے کہا مین تجھے ایک شرط پر چھوڑے دیتا ہون کہ تو جا کے حمزۂ صاحبقران کو میرے مقابلے کو لاے گیلاک بچے نے از روے قسم کہا کہ حاشا مین یون ہرگز نہ آؤنگا اور حمزۂ صاحبقران کو ضرور تیرے مقابلے اور تقدیر دہی کیواسطے لے آؤنگا بارے نقابدار پلنگینہ پوش کے مکان سے گیلاک بچہ نکل کے پھر اپنے لشکر مین آیا اور سارا احال سردارون سے بیان کیا اب تمام سردار اور فوج وسپاہ اسفندیار کے ہمراہ کی اُسی درے کے سامنے قیام پذیر ہی

اب ذرہ کلکے داستان کرب غازی سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادۂ کرب غازی قیماس خان خاوری کو زخمی کر کے طبل سکندری اور تفیر جمشیدی اور علم اژدہا پیکر وغیرہ اسباب لیکے روانہ ہوا اور یہ خبر سنکے شاہزادۂ خاور سپاہ تعاقب مین کرب غازی کی تلاش کرتا چلا جاتا تھا پہلے کرب غازی خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کے پاس وہ سب اسباب لیے پہونچا اور سب حال اپنا اور قاسم کا از ابتدا تا انتہا مفصلاً اور مشروحاً لندھور کے روبرو بیان کیا لندھور نے کہا کہ ای کرب غازی تو نے بڑی غلطی کی کسواسطے کہ قاسم آتش مزاج ہی سوا اسکے نبیرہ حمزۂ صاحبقران کا ہی یقین ہی آتا ہوگا اور مین اُسکے مقدمے مین کچھ نہین کہہ سکونگا ابھی کرب غازی کچھ جواب نہین دینے پایا تھا کہ دروازۂ بارگاہ لندھور پر غل ہوا اور دیکھا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ تیغ بلارک افراسیابی کھینچے اندرون بارگاہ داخل ہوا اور بہت بگڑے تیور سے چارطرف دیکھنے لگا دارا سوار ہند لندھور نے اُٹھکر قاسم

کو سلام کیا قاسم نے کہا کہ ای لندھور یہ سارا مفسدہ برپا کیا ہوا تیرا ہی اب بتلا کہ وہ دیوانہ کہاں ہی میں نے جسے درخت
سے رہائی دے کے قتل سے بچایا اور اُسنے عوض اُسکا مجھسے یہ کیا لندھور نے کہا ای شہریار تو بفراغت تمام
یہاں تشریف فرما ہو جہاں کرب ہو گا آجائیگا قاسم نے کہا ای لندھور میں کہتا ہوں کہ کرب کو بتلا دے کہ وہ کہاں
ہی اور تو میرے سامنے معقولیت کی اور شروع گفتگو کرتا ہی اب جلد کرب کو بتلا دے ورنہ پھر میں بہت بری طرح سے
تجھسے پیش آؤنگا کرب غازی نے یہ گفتگو قاسم کی سنکے ضبط نہ کرسکا اور ظاہر ہو کر کہا کہ ای قاسم مصرعہ برمن
نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا میں کرب غازی نظر کردۂ شہریار عرب تیرے سامنے موجود ہوں دیکھوں
تو میرا کیا کر لیتا ہی شاہزادۂ خاور سپاہ نے کرب غازی کو دیکھکر کہا باش ای دیوانے برگشتہ بخت جیسا تو
داغ مجھے دے کے بھاگا ہی دیکھ میں اُسکے عوض میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں بس یہ کہکے تیغہ پیلارگ
افراسیابی دوڑکر شاہزادۂ کرب پر مارا شاہزادۂ کرب غازی نے خالی دیا اور تیغہ قاسم کا جا کے صندلی
پر پڑا صندلی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑی کرب غازی نے جو یہ رنگ دیکھا جوش جنون ہوا اور تلوار
کرب نوش عاد کو دوال کمر پر قاسم کے مارا قاسم نے بھی چوٹ کو خالی دے کر آپ کو بچایا اور تلوار کرب غازی
کی بارگاہ کے ستون پر پڑی لندھور کی بارگاہ کا ستون قلم ہو گیا فرہاد خان نگیضری نے دوڑ کر ستون کو بارگاہ
کے تھام لیا اور بہت سا عجز و انکسار کر کے کہا کہ ای شاہزادۂ خاور سپاہ اند کے صبر کریں میں یہ سب اسباب
لیکر تجھے حوالے کرتا ہوں قاسم نے اور زیادہ تر تندی اور سخت گوئی کرنا شروع کی اور فرہاد کا کہنا نہ مانا
لندھور قاسم کو روکے ہوئے تھا کہ اس عرصہ میں مالک اژدر بھی پہنچا اور اسنے جو یہ حال دیکھا تو مالک
بھی کچھ شدت کرنے لگا لندھور نے کہا ای عرب ناداں یہ وقت تیری تندی کرنے کا نہیں ہی اسوقت تو مقتضائے
فراست یہ ہی کہ اس آتش کو بجھا دے اور رفع شر کرنا لازم ہی پھر تندی کر لینا مالک نے جانا کہ لندھور سچ کہتا
ہی بارے مالک نے قاسم کو آکے بہت سا سمجھایا اور منع کیا اور بہت سی منت اور خوشامد کر کے صندلی پر بٹھلایا
اُسوقت لندھور نے کہا کہ ای شاہزادۂ خاور سپاہ میں تیرا تو کمترین بندہ ہوں از راہ عبودیت و غلامی عرض
کرتا ہوں کہ اپنے نوکروں سے اس طرح پیش آنا ریاست اور خداوندی سے بعید ہی قاسم نے کہا کہ میں نے کرب
کو قتل سے بچا لیا اور وہ مجھسے یہ سلوک کرتا ہی شاہزادۂ کرب غازی نے جواب دیا کہ ای سبک سر میں نے
تجھے کب طلب کیا تھا اور کب کہا تھا کہ تو آکے مجھے رہائی دلوا دے جو تو جہاں بیٹھتا ہی یہی تکیہ کلام تیرا ہو گیا ہی اور
اور تو اپنی نمود سب کے سامنے کرتا ہی اس تیرے احسان سے تو اس قید میں اگر میں مارا جاتا تو بہتر تھا اور تو کون ہی جو
بارگاہ سلیمانی کو اپنے قبضۂ تصرف میں لاتا حق تعالی ہمارے سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالیمقام کو تا دیر گاہ میرے
سر پر سلامت با کرامت رکھے انھوں نے یہ بارگاہ میرے سپرد کی ہی میں داروغہ اپنی بارگاہ کا ہوں میں کسی کو نہیں دیتا
قاسم نے کہا میں لے لونگا کرب غازی نے کہا اگر تو لے لے تو میں جانوں دیکھوں تو کیونکر مجھسے لے لیتا ہی قاسم
نے پھر غیظ و طیش میں آکے تیغہ پیلارگ افراسیابی پر ہاتھ رکھا کرب غازی نے بھی قبضۂ شمشیر کو پکڑ کے کہا
بسم اللہ مالک اور لندھور دونوں درمیان میں آگئے اور رفع شر اس شرط پر کرادی کہ دونوں صاحب زور
کشتی کا کریں اگر قاسم غالب ہو تو کرب غازی بے تامل بارگاہ کو حوالے قاسم کے کر دے اور جو کرب غازی
قاسم کو مغلوب کرے تو پھر قاسم تمام طبل سکندری اور نفیر جمشیدی اور علم اژدہا پیکر وغیرہ اسباب کا زبان پر نہ لاوے
القصہ یہ شرط آپسمیں ہو کر دونوں صاحب زور کشتی میں مصروف ہوئے اس عرصہ میں ایک دیو نوجوان نقابدار

سمندپوش کو اپنی گردن پر بٹھلائے وہاں آسکے اُتر پڑا نقابدار سمندپوش نے اُس دیو کو پکڑکے دے مارا اور سر اُسکا دھڑ سے
کھینچکر جہنم واصل کیا تمام سرداروں اور بہادروں نے زور و طاقت سمندپوش کی دیکھکر بہت سا تعجب کیا اسمین نقابدار
سمندپوش نے پوچھا کہ یہ کشتی کیوں ہو رہی ہے مالک اژدر نے سب احوال بیان کیا اور شاہزادۂ قاسم نے اپنے
باپ کو بغور دیکھکر کرب غازی کے دوش پر ہاتھ مارکے ایک ٹکڑا زرہ کا اُسکے کھینچ لیا اور لندھور کے آگے
پھینک دیا کرب غازی کی بھی رگ خون جوش اور حرکت میں آئی اسنے بھی ٹکڑا قاسم کی زرہ کا توڑکر لندھور کے آگے
ڈالدیا قاسم نے زیادہ تر خشمگین ہوکر خنجر پر ہاتھ رکھا کرب غازی نے بھی خنجر اپنا کھینچا نقابدار سمندپوش نے
قاسم کو باواز بلند کہا کہ تو آقازادہ کرب کا ہے تو اپنے نوکر سے مقابلہ کرکے اپنی سبکی کیوں کرتا ہے کرب غازی نے
کہا کہ جب آقا اپنے نوکر کی رعایت اور مروت نہ کرے اور درپئے قتل و ہلاکت نوکر کی ہو تو نوکر کو بھی لازم ہے کہ حفظ
مراتب اپنا رکھے نقابدار سمندپوش نے کہا کہ دونوں نے بُرا کیا لیکن یہ بیان کرو کہ تمھارے مناقشہ اور مجادلے کا
کیا سبب ہے کرب غازی نے کہا حمزۂ صاحبقران ابھی زندہ اور سلامت ہیں اور شاہزادۂ خاور سیاہ مجھے
دعوی بارگاہ سلیمانی کا کرتے ہیں اور میں داروغہ اس بارگاہ کا ہوں حق حق کہتا ہوں سر مو اسمین کوئی صاحب
جھوٹھ نہ سمجھیں تا وقتیکہ جان میرے جسم میں اور سر میرے دھڑ پر ہے اس بارگاہ کو میں کسی کو نہ دونگا نقابدار
سمندپوش نے کہا حق بجانب ہے تو بارگاہ کو اپنے قبضۂ اختیار میں رکھ باقی اسباب حوالے قاسم کے کر اور بہت
سا کرب کو سمجھا کے بارگاہ سلیمانی کرب کے پاس رہنے دی اور طبل سکندری اور علم اژدہا پیکر وغیرہ اسباب
قاسم کو دلوا کے قاسم اور کرب سے صلح کروادی لندھور بارگاہ کو لیکے مع کرب غازی جشن عیش میں مصروف
ہوا اس عرصہ میں بہمن خان خاوری نے آکے قاسم کو مجرا کیا قاسم نے احوال شاہزادۂ بدیع الزمان کا پوچھا
اسنے کہا کہ پانچ لاکھ سوار سے زیادہ جمعیت شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس ہے شاہزادۂ قاسم یہ سنکے بہت
ناخوش ہوا بعد اسکے یکوت بن سارنج کا حال پوچھا بہمن خان خاوری نے کہا وہ جو خزانہ آپ نے بھیجا تھا وہ
سارا خزانہ شاہزادہ بدیع الزمان نے سازندوں اور رمیز شکاروں کو انعام میں دیدیا یہ سنکے قاسم نہایت آزردہ
ہوا پھر بہمن خان نے کہا کہ یکوت بن سارنج کو بدیع الزمان نے آپ کے زیر کرنے سے پھر بھی بتشہیر زیر کیا اور
پھر آپ کے پاس بھیجا ہے اور ایک جوان درقائے زنجیر خائے کو بھی قارن بلند کمان کے ہمراہ شاہزادۂ
بدیع الزمان نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تو اس سے بزور کشتی امتحان زور کرنا قاسم نے کہا یہ خوب
ہوا میں درقائے زنجیر خائے سے ضرور زور کشتی کا کرونگا القصہ نقابدار سمندپوش سرداران دست چپ
کو بکمال اخلاق و محبت اپنے ہمراہ لیکے سمت سمہانیہ روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان انھیں طوفانی تباہی زدہ کشتیوں سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ بعد رفع ہونے طوفان کے سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران مع شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ و
نامدار کشتیوں پر سوار ایک کنارے پر پہونچے امیر با توقیر نے پوچھا کہ ہماری کشتیاں طوفان سے تباہ ہوکر
اب کہاں آکر نکلیں ملاحوں نے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران یہ سامنے دربند عنقیہ ہے اور یہاں سے ملک
سنجان بہت قریب ہے امیر با توقیر یہ حال سنکے بہت خوش ہوئے اور جب بند ہوا کے مال و اسباب اتروایا
اور آپ بھی مع شاہ عیاران عیار کشتی پر سے اُترکے بارگاہ میں رونق افروز ہوئے بعد اسکے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلمہٗ
ذرا تم تکلیف کرکے ملک سنجان میں جاؤ اور شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کی خبر مجھے لا دو عمرو نے پہلے تو بہت

عذر و معذرت کی آخر ناچار ہو کے سمت ستجان روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک پیادے کو دیکھا کہ بہت جلد جلد قدم اُٹھاے چلا جاتا ہی کہ عمرو نے اُس سے پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے کہا مین متصدی خاص ملک عنیق دربندی کا ہون بائیس ہزار توڑے میرے ایک جا پر تھے وہان سے سو توڑے مین نے تحصیل کیے ہین اب اپنے آقاے ولی نعمت عنیق دربندی کے پاس جاتا ہون عمرو نے کہا کہ وہ روپیہ مجھے حوالے کر دے اور میرے ہمراہ چل کہ میرا آقا مجھسے کچھ یہان کی خبر پوچھیگا اُسنے کہا نہ مین اپنا روپیہ تجھے دونگا نہ تیرے ہمراہ تیرے مالک کے پاس جاؤنگا عمرو نے خنجر پر ہاتھ رکھکر کے کہا تو مجھے نہین پہچانتا میرا نام عمرو بن امیہ ضمری ہی یہ کہکے اُس پیادے کو پکڑ لیا اور بخدمت امیر باتوقیر لایا اُسنے صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ اگر تجھے میرے فرزند شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر معلوم ہو تو کہدے اُسنے کہا ای شہریار شاہزادہ بدیع الزمان نے تمام ملک باختر کو بزور شمشیر مسخر کیا اگرچہ ایکمرتبہ گنجاب سے شکست کھائی تھی مگر پھر آکے قلعہ ستجان کو چھین لیا اور فضل بن گیامور خون آشام وغیرہ شجاعون کو زیر کر کے اپنا رفیق گردانا ہی اور ایک لشکر عظیم الشان جمع کر کے شان و شوکت بہم پہونچائی ہی باقی شاہزادہ قاسم جس دن سے شکست کھا کے نکلا ہی مجھے کچھ تحقیق اُسکا حال نہین معلوم ہی امیر باتوقیر یہ حال سُنکے نہایت خوش ہوے اور زر و جواہر وغیرہ اُسے مرحمت فرما کے رخصت کیا عمرو نے جب دیکھا کہ وہ پیادہ بارگاہ سے باہر نکل گیا تو اُسکے تعاقب مین جا کے پھر اُسے پکڑ لیا اور جو کچھ زر و جواہر اُسنے پایا تھا وہ سب اُس سے چھین لیا اور جلدی سے پھر بخدمت امیر باتوقیر آکے بیٹھ رہا اور کچھ گانے کے شغل مین مصروف ہو گیا اس عرصہ اُس پیادے نے پھر اندرون بارگاہ آکے سارا حال عمرو کے ظلم اور زبردستی کا بیان کیا امیر نے دوبارہ المضاعف اُس پیادے کو زر و جواہر مرحمت فرما کے رخصت کیا اور عمرو سے فرمایا کہ اب اس سے روپیہ وغیرہ جو اسکے پاس ہو نہ لینا بارے وہ پیادہ بخدمت عنیق دربندی گیا اور اُسنے عرض کی کہ امیر حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان دریاے نگل کے دربند عنقیہ مین تشریف فرما ہوے ہین ملک عنیق دربندی نے یہ حال سُنکے اپنے بھائی عنق سے کہا کہ مین تاب مقابلے اور مجادلے کی حمزہ صاحبقران سے نہین رکھتا صلاح یہی ہی کہ مین اپنے لشکر کو لیکے بخدمت حمزہ صاحبقران جا کے بظاہر مسلمان ہون اور بفریب گرفتار کر لون غرض بیش خود یہ مشورہ تجویز کر کے دونون بھائی مع تمام فوج و سپاہ کے بخدمت امیر باتوقیر آئے اور عرض کی یا امیر ہمنے ارادہ کیا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان سے لڑنے کو جائین مگر اُسی شب کو خواب مین زیارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہمکو نصیب ہوئی اور اُن حضرت نے ہم دونون کو مسلمان کیا امیر نے اُن دونون کی بہت سی خاطر داری کی وہ امیر باتوقیر کو اندرون شہر لاے اور اُس دربند عنقیہ مین دو قلعے تھے ایک کا نام بہار دوسرے کا نام خزان تھا سلطان صاحبقران نے اُن دونون قلعون کو خالی کروا کے اُنمین خواتین معظمہ اور حرمیان حرم محترم کو اُترواکے مقبل وفادار کو مع سات ہزار کمانداروں کے قلعہ دار وہان کا قرار دے کے یہ حکم دیا کہ تا وقتیکہ مجھے نہ دیکھنا قلعے کا دروازہ ہرگز نہ کھولنا بعد اسکے امیر باتوقیر مع عنق و عنیق سمت باختر روانہ ہوے عنق اور عنیق دونون بادشاہ دربند عنقیہ کے ازراہ بدذاتی سلطان صاحبقران کو راہ سے بہکا کے سمت طلسم خاکستر ضحاک کے لاے امیر باتوقیر نے جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک دریاے خاکستر بطور دریاے آب بظاہر روان معلوم ہوتا ہی امیر باکرم نے دریاے آب کے شبہہ سے کنارے پر اُسکے پہونچ گے پلٹ کر جو دیکھا کہ عنق اور عنیق دونون الگ مجھسے دور کھڑے ہو رہے ہین فرمایا کہ تم دونون کیون ٹھہر گئے اور اس دریا مین

اپنے گھوڑے ڈال کے کیون نہین اس پار چلے آتے ہو عنق اور علیق نے جواب دیا کہ شہریارہم دونون بپاس ولحاظ
ادب کہ مبادا ہم گھوڑے دریا مین ڈالینگے اور ہم مرکب سے چھینٹین پانی کی حضور پر آئینگی اب پہلے آپ اپنا
گھوڑا آگے بڑھائین اور تشریف لیچلین توہم دونون غلام بھی عقب مین حاضر ہین سلطان والاشان اُن مکارون کے
فریب سے غافل تھے بیخوف وخطر اُس دریاے خاکستر مین اشقر دیوزاد کو ڈالا اور ایکمرتبہ دیکھا کہ وہ گرد بطور طوفان
کے چارطرف سے اُٹھی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ ماندی ماندی بقیامت ماندی اسیر بانو قیر نے جو پلٹ کر کسی کو
نہ دیکھا اور اشقر دیوزاد کا دمبدم قدم اُس خاکستر مین گھسا جاتا ہی یہ حال دیکھکر سلطان والاقدر نہایت متحیر ہوے
اور کہین راستہ نکلنے کا نہ تھا اُسوقت کمال مغموم اور مکدر ہو کے سمجھے کہ عنق اور علیق نے مجھسے فریب کیا عمرو جو
ہمراہ رکاب ظفر انتساب سلطان عالیجناب تھا رونے لگا صاحبقران نے پوچھا کہ ای عمرو تو کیون روتا ہی عمرو نے
کہا کہ ای حمزہ مین زیادہ تر اس باعث سے روتا ہون کہ ایکمرتبہ میرا مال واسباب تو گنجاب کے بیٹے لیگئے اب جو مین نے
بڑے ریاض اور محنت مشقت سے کچھ پیدا کیا تھا وہ نہین معلوم اب کون لیجاے اور کسکے ہاتھ آے مین یہان تیرے
ساتھ اس بلا مین گرفتار ہوا ابھی یہی گفتگو تھی کہ ایکبار ایک صداے سبوح وقدوس کی آئی امیر بانوقیر اور عمرو نے جو
اُس طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ حضرت خضرؑ تشریف لاے اور فرمایا کہ ای امیر حمزہؑ صاحبقران بیٹے کیون آپ کو اس
بلا مین ڈالا عمرو نے کہا ای بزرگوار خیر وہ جو کچھ ہوا سو ہوا اب مین بہت محتاج ہون کچھ زر نقد کا مجھے پتا بتا دیجیے حضرت
خضرؑ نے کہا کہ یہان روپیہ اور گنج زر کیا کام کریگا عمرو نے کہا ای بزرگوار کوئی طلسم بے زر کے نہین ہی امیر بانوقیر
نے کہا یا حضرت پھر اس طلسم سے ہمکو نکالیے حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ مین تمکو یہان سے نکال نہین سکتا کیا سبب کہ یہ طلسم سواے
بدیع الملک تیرے پوتے کے اور کوئی فتح نہین کرسکیگا جب بدیع الملک تیرا پوتا پیدا ہوگا تو یہ طلسم ٹوٹیگا
صاحبقران نے فرمایا کہ یا حضرت جبتک کہ میرا پوتا پیدا نہ ہوگا مین اسی طلسم مین پڑا رہونگا جب وہ آکے طلسم کشائی
کریگا تب مین یہان سے رہائی پاؤنگا حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ نہین افضال ایزدی سے تیرا بیٹا شاہزادہ بدیع الزمان
چند روز مین طلسم جالینوس کو توڑیگا اُسوقت تم بھی اس طلسم سے نجات پاؤگے بس اتنا کہکے امیر بانوقیر کو رخصت
کیا اور غائب ہوگئے امیر باکرم وہان سے بدشواری تمام ایک باغ مین جاکے پہونچے وہان آرام فرمایا

اب دوکلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک سہمانیہ مین ورقاے زنجیر خاے کے انتظار مین تھا ناگاہ خبر پہونچی کہ قارن
بلند کمان مع ورقاے زنجیر خاے آپہونچا حسب الحکم شاہزادہ قاسم کے لوگ استقبال کرکے دونون
کو شاہزادہ خاور سیاہ کی بارگاہ مین لاے دونون نے بارگاہ مین آکے قاسم کو سلام کیا کرسیان دونون کو بیٹھنے کو
دین اور جام شراب قارن بلند کمان کو عنایت کیا قارن بلند کمان نے آداب بجالاکے اُس پیالے کو پی لیا بعد
اسکے خاور سیاہ نے پوچھا کہ اب بدیع الزمان کا کیا حال ہی قارن بلند کمان نے کہا کہ آپ کی از دیاد عمر وجاہ
مین مشغول رہتے ہین آپ نے جو یموت بن سارنج کو بھیجا تھا ملعون نے بھی ورقاے زنجیر خاے کو چار پہر دن
زور کرکے زیر کیا تھا اسکو آپ کے پاس بھیجا ہی کہ آپ بھی ورقا کو بزور کشتی زیر کرکے بھیجدین شاہزادہ خاور سیاہ
نے ورقاے زنجیر خاے سے پوچھا کہ تو مسلمان ہی ورقا نے جواب دیا کہ الحمد للہ شاہزادہ بدیع الزمان
نے مجھے بزور کشتی زیر کرکے مسلمان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے پوچھا کہ پھر تجھے باندھ کے کیون میرے پاس بھیجا ہی
ورقاے زنجیر خاے نے جواب دیا کہ تمنے یموت بن سارنج کو باندھ کے اُنکے پاس بھیجا تھا شاہزادہ عالم نے

۳۰

مجھے باندھ کے تمھارے پاس بھیجدیا شاہزادۂ خاور سپاہ نے چاہا کہ چند روز ورقاے زنجیر خاے کو مہلت دیں
تا بفراغت تمام آرام کرے اور خوب کھاپی کے جب خوب سی اسمین طاقت اور قوت ہو تب مین اس سے امتحان زور
کرون ورقاے زنجیر خاے نے کہا کہ قسم ہے مجھے اپنے دین و آئین کی کہ مین بڑے عیش و آرام سے یہان آیا ہون کچھ مہلت
کی حاجت نہین ہے شاہزادۂ خاور سپاہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ورقاے زنجیر خاے کے ہاتھ کھول دو قارن بلند گمان
نے حسب الارشاد شاہزادۂ خاور سپاہ کے ورقا کو کھول دیا بعد اسکے شاہزادۂ خاور سپاہ نے ورقاے زنجیر خاے
سے زور کشتی کا کیا اور ورقاے زنجیر خاے بھی مردانہ وار کسی مقام پر قاسم سے کم نہین رہا حسب الاتفاق ورقا
کا ہاتھ منھ پر شاہزادۂ قاسم کے آپڑا تو خراش ناخن ورقا سے تمام منھ شاہزادۂ خاور سپاہ کا پر خون ہو گیا قاسم نے
اپنے چہرے سے خون جاری دیکھکر نہایت غیظ و غضب مین بقوت تمام ایک گھونسا ورقاے زنجیر خاے کی گردن
پر بار اقتضاے کارروہ ضرب دست ورقاے زنجیر خاے کی رگ پر پڑی اور ورقا چیخ مار کے گر پڑا قاسم نے
ورقا کو باندھ لیا خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے کہا شہریار اسطرح سے گرفتار کرنا اور زیر کرنا
درست نہین مرزبان خراسانی کہ سردار دست چپ ہے اُسنے کہا کہ اے خسرو بلاد ہندوستان یون بھی پکڑ لینا حریف
کا درست ہے اسمین شاہزادۂ خاور سپاہ نے ورقاے زنجیر خاے سے کہا کہ میری نوکری قبول کرو ورقا نے سوچ کر
جواب دیا کہ مین ملازم شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہون تا قید حیات اُسکی اطاعت و فرمانبرداری سے نہ نکلونگا پھر ہر چند
قاسم نے مبالغہ کیا ورقا نے قبول نہ کیا شاہزادۂ قاسم درہم اور برہم ہو کر حکم دیا کہ ورقا کی گردن مار دو ورقاے
زنجیر خاے نے کہا کہ شہریار اصل یہ ہے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان آقا میرا ہے لاکھ جانین میری ایک بال پر اُسکے فدا اور نثار
ہین اور تو بھی بھتیجا شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہے جو غلام اور نوکر شاہزادۂ بدیع الزمان کا ہوگا وہ تیرا بھی غلام اور نوکر ہو چکا
سچ تو یہ ہے لیکن اے شہریار قول مردان جان دارد جو مین نے شاہزادۂ بدیع الزمان سے قول کیا ہے اسمین مجھسے فرق
کبھی نہو گا بارے قاسم کو یہ تقریر ورقاے زنجیر خاے کی بہت پسند آئی اور نہایت خوش ہو کر ورقاے زنجیر خاے
کو مخلع بخلعت کیا اور پھر فرمایا کہ بدیع الزمان کا حال راست راست بیان کرو ورقا نے عرض کی کہ قارن بلند گمان
کو حال شاہزادہ بدیع الزمان کا خوب معلوم ہے مین تو جدید الاسلام اور نو ملازم اُسکا ہون شاہزادۂ قاسم جانب قارن
بلند گمان کے مخاطب ہوا قارن بلند گمان نے بیان کرنا شروع کیا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے فلان طلسم کو توڑا
اور فلان ملک مسخر کیا اور فلان فلان پہلوانون اور بہادرون کو زیر کیا اور فلان فلان خزانہ و مال بہم پہونچایا اور یہ
دو برس کا خراج ملک باختر کا تمھارے واسطے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ خزانہ اور مال اپنے نوکرون کو بخشدینا شاہزادۂ
خاور سپاہ نے یہ حال سنکے اُس خزانے کو اپنے سامنے طلب کیا اور اپنے نوکرون کو بخشدیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان
کے سب نوکرون کو دھوم دھامی خلعت دے کر رخصت کیا بعد اسکے اپنے نوکرون کو جنھون نے بدیع الزمان کے پاس
جا کے خلعت پہنے تھے اُن سب کو قید کیا نقابدار سمند پوش نے بہت سی سعی کی اور یہ کہکے کہ ان بیچارون کا کیا جرم و قصور
ثابت ہوا بارے اُن سب کو قید سے نجات دلوائی القصہ یہان شاہزادۂ خاور سپاہ اسی گفتگو مین تھا کہ ناگاہ سامنے سے
کیلک بچہ عیار شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کا آیا اور اُسنے سلام کرکے ساری سرگذشت اور حکایت دربند خورانیہ
کی اور زبردستی نقابدار پلنگینہ پوش کی اور گرفتاری شاہزادۂ اسفندیار گیلانی اور جمہور جہان سوز وغیرہ سرداران
دست راست کی بیان کی شاہزادۂ خاور سپاہ مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھا اور اُسی وقت ملباخته تیغ ہلارک افراسیابی
بر ہاتھ رکھکے اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ ابھی مین جا کے ہواخواہان شاہزادۂ بدیع الزمان کو چھڑا لے لاتا ہون اور

اُسس نقابدار مفلوک کا علاج معقول اور تعزیر قرار واقعی دے کے سزاے اعمال کو پہونچاتا ہون بیٹھا اپنے مرکب پر روانہ ہوا اسا
قاسم کے داراے سواد ہندوستان لندھور بن سعدان اور نقابدار سمندپوش اور قبہ دین ستون اسلام شاہزادہ
کرب غازی وغیرہ سب سردار اپنے مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کے درے کے قریب پہونچے شاہزادہ خاور سپاہ نے اور سبھون کو روکا
کے آپ بیباختہ اُس درے کے اندر قدم زن ہوا ناگاہ صداے سم مرکب بلند ہوئی اور دیکھا وہی نقابدار پلنگینہ پوش
مثل شیر صحرائی درے مین سے نکل کے قریب خاور سپاہ ملک قاسم کے پہونچا اور چار پہر کے زور مین شاہزادہ قاسم کے لنگر
کو توڑ لیا اور پکڑ کے باندھا بعد اسکے یہ کہکے کہ خیر اب تیرا قتل کرنا مجھکو منظور نہین چھوڑ دیا شاہزادہ خاور سپاہ وہان سے
اپنے لشکر مین آکے سوچا کہ اب لطف زندگی کیا ہی مصرعہ اجل زندگی زندگی ہی اجل + تمام اسباب کو لٹا کے فقیر آزاد
بنکے ایک مقام پر بیٹھ رہا سیارہ بن عمرو بھی قاسم کے ساتھ فقیر ہو کے بیٹھا ہی اس عرصہ مین نقابدار سمندپوش نے
طبل جنگ بجوایا قاسم نے سیارہ بن عمرو سے کہا کہ جا کے دیکھ تو کہ یہ دوسرا کون حریف ہو کر آیا ہی جس نے طبل جنگ بجوایا

اب دو کلمے داستان فرامرز عاد مغربی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت کشتیان لشکر اسلام کی سب تباہ ہو گئین اور ہر ایک جزیرے اور دربند مین نکلین تو کشتی فرامرز عاد مغربی
اور چند کشتیان بعد طوفان کے جب اند کے روشنی نمایان ہوئی تو دربند قہاریہ مین جا کے نکلین اور اُس کشتی مین
شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے سواے ایک سائبان کے اور کچھ خیمہ ڈیرہ اسباب نہ تھا شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے
کشتی پر سے اُتر کے وہین لب دریا درختون کے نیچے اُس سائبان کو استادہ کروالیا اور وہین آپ بیٹھا اور فوج و سپاہ وغیرہ ملازمین ہمراہی شاہزادہ
فرامرز کے سب کشتی پر سے اُتر کے اُسی سائبان کے نیچے بیٹھے شدہ شدہ یہ خبر قہار شاہ کو کہ مالک اُس دربند کا تھا
پہونچی کہ کسی خداپرست کی کشتی ہماری سرحد مین آکے اُتری ہی قہار شاہ یہ خبر سنکے اُسی وقت مع بائیس ہزار سوار و پیادے
کے لشکر سے سوار ہو کے بمقابلہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی آیا اور تھوڑے سے فاصلے پر اپنا خیمہ استادہ کروا کے داخل خیمہ ہوا
اور طبل جنگ بجوا دیا اور دوسرے روز صبح کو سر میدان کھڑا ہو کر مبارز طلب ہوا فرامرز عاد مغربی بیخوف و خطر اپنے مرکب پر
سوار ہو کر برابر قہار شاہ کے پہونچا اور کہا اے قہار شاہ یہ تو اپنے جی مین نہ خیال کرنا کہ تو بہت بڑا لشکر ساتھ لیکر آیا ہی اور میرے
پاس فوج کم ہی خداے ما بزرگ ہست اے قہار شاہ بحول و قوت پروردگار عالم مین تیرے اس تمام لشکر کو تہ و بالا کر دونگا اور تجھے
زندہ و سالم اس میدان سے جانے نہ دونگا اس سے بہتر تیرے حق مین یہی ہی کہ تو کلمہ شہادت پڑھ کے ملت بیضا دین اسلام
قبول کر قہار شاہ پر ایسا رعب اور دبدبہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کا پڑا کہ نہایت خائف و ترسان ہو کر کہنے لگا کہ مین
مسلمان ہوتا ہون شاہزادہ فرامرز عاد مغربی نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا قہار شاہ از راہ مکر و فریب طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کے
مسلمان ہو گیا اور اپنے لشکر مین آکے کہا کہ مین از ترس جان مسلمان ہو گیا ہون اور اپنے عقیل اعظم سپہ سالار سے مشورہ کر کے
فوج و سپاہ کو بھی سکھلا دیا کہ تم سب بھی بظاہر مسلمان ہو جاؤ بعد اسکے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کو بحیلہ دعوت اپنے مکان مین لا کے
مع تمام سردارون کے کھانا بیہوشی آمیختہ کھلوا کے گرفتار کر لیا اور سب کو مطوق و مسلسل کر کے ہوشیار کیا اور جب سب ہوشیار ہوے تو
قہار شاہ نے جلادون کو بلوا کے حکم دیا کہ ان سب خداپرستون کو ابھی لیجا کے قتل کرو فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ اے قہار شاہ تو نے مجھے
بنامردی فریب کر کے پکڑا ہی کیا مضائقہ مگر حق تعالی میرے آقاے ولینعمت سلطان صاحبقران کو ہزار سال سلامت رکھے کہ وہ صحیح و سالم
سفر دریا سے نکلکے عنقریب باسر باختر مین داخل ہوتے ہین ایک لقاپرست کو زندہ و سالم نہ چھوڑینگے قہار شاہ سوچا کہ وقعی سچ کہتا ہی یہ سوچ کے
اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اب ارادہ مین فرامرز عاد مغربی کو مطوق و مسلسل اسی طرح سے بحضور گنجاب تمہارے ہمراہ روانہ کرتا ہون اپنے
[illegible] آئے وہ ان خداپرستون کے حق مین کرے مین تو اس مواخذے سے بری ہو جاؤنگا یہ کہکے

فرامرز عاد مغربی کو اعرابے بربھلا کے مع چند اپنے سوارون کے گنجاب کے پاس روانہ کیا

اب شمہ داستان شاہزادۂ عمرو بن رستم سے گذارش کیا جاتا ہی

کہ جسوقت سب کشتیان لشکر اسلام کی طوفانی ہوئین توکشتی شاہزادۂ عمرو بن رستم کی ایک مقام پر ٹکرکھا کے پارہ پارہ ہوگئی شاہزادۂ عمرو بن رستم ایک تختے پر بیٹھا ہوا تھا تلاطم امواج دریا سے وہ تختہ اُلٹ گیا اور شاہزادۂ دریا مین گرا توشناوری کرکے چاہتا تھا کہ کسی طرف کنارے پر جا پہونچے مگر وہ جو کہتے ہین کہ شعر در آبے کہ پیدا نباشد کنارہ ۔ غرد رشناور نہ آید بکارہ شاہزادۂ عمرو بن رستم نے ہر چند کہ ہاتھ پانون مارے مگر جب شناوری کرتے کرتے شل ہوگیا تو عنقریب تھا کہ دریا مین غرق ہوکر ہلاک ہوجاے ناگاہ چند کشتیان دور سے نمایا ہوئین اور ایک کشتی پر دیکھا کہ ایک نقابدار پلنگینہ پوش سوار ہی اُسنے عمرو بن رستم کو دیکھکر کہا کہ جلد اس نوجوان کو دریا مین سے نکالو چار طرف سے ملاح کود پڑے اور شاہزادۂ عمرو بن رستم کو دریا سے نکال کے نقابدار پلنگینہ پوش کے پاس لاے شاہزادۂ عمرو بن رستم نے نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا کہ تو مسلمان ہی عمرو بن رستم نے کہا کہ الحمدللہ اور میرا بھائی سیر اشاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان نبیرۂ زرقاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کا ہی نقابدار نے کہا حمزۂ صاحبقران ایسا بہادر اس ملک باختر مین کسلیئے آیا ہی اور بدیع الزمان اور قاسم باختر مین کیون آئے ہین سرزمین کل باختر تو میری مالیت اور ملکیت ہی مین اپنے ہاتھ سے جسے چاہونگا گردن کا اُٹھا کے دونگا کھائین اور خوش رہین اور حمزۂ صاحبقران اگر نوکری میری قبول کریگا تو نوکر رکھ لونگا اور رفقاے مشرک خدا ز مردشاہ تو میرا ایک صید لاغر ہی یہ کہہ کے نقل اور کباب اور شراب طلب کرکے مع عمرو بن رستم کے شراب پینے لگا جب نقابدار دو چار جام شراب پی کر سیرور ہوا تو پھر کہنے لگا کہ حمزہ نے بہت بڑی غلطی کی جو ملک باختر مین آیا اور بدیع الزمان اور قاسم تو ہیچ کارہ ہین وہ عبث تضئیع اوقات کرنے کو یہان آئے اُنکی اصل اور حقیقت کیا ہی شاہزادۂ عمرو بن رستم یہ گفتگو نقابدار کی سنکے نہایت درہم اور برہم ہوا اور نقابدار سے کہنے لگا ای نقابدار مغلوک تجھے لازم نہین کہ چھوٹا منھ بڑی بات زبان سے نکالے اور ایسے جوانان دلیر اور بہادر کا کہ اُنکی تلوار کی یورش کے خوف سے دشمنون کے آنکھون مین خواب نہین آتا اور تو یون بے تکان آن شجاعان دہر کا نام بے ادبانہ اس حقارت سے لیتا ہی یہ کہہ کے نقابدار پر تلوار پکڑ کے حملہ ور ہوا نقابدار نے لبسہولت تمام بند دست عمرو بن رستم کا پکڑ لیا اور ایک طمانچہ مار کے دے مارا اور قید کرکے کہا کہ اب جبتک میرا اور حمزہ دونون کا فیصلہ نہ ہوجایگا تجھے قید سے کبھی نہ چھوڑونگا یہ کہہ کے وہان سے آگے کو روانہ ہوا اسے تو ادھر جانے دیجیے

اب شمہ داستان شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکر شکن سنیے بیان کیا جاتا ہی

کہ جس وقت شاہزادۂ بدیع الزمان قارن بلند کمان کو مع ورقاے زنجیر خاے اور خراج دوسالہ باختر کا شاہزادۂ خاور سیاہ کے پاس بھیجکر آپ مع فضل بن گیا ہور خون آشام قلعہ مین جشن عیش دیکھنے لگا ناگاہ سامنے سے نسیم بن عمرو نے بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت آکے سلام کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے نسیم بن عمرو کو دیکھکر خوشی خوشی حال شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کا پوچھا نسیم بن عمرو نے تمام حال گرفتاری شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کا بدست نقابدار پلنگینہ پوش بیان کرکے کہا کہ شاہزادۂ قاسم اور خسرو بلاد ہند لندھور بن سعدان اور کرب غازی وغیرہ سردار واسطے رہائی شاہزادۂ اسفندیار گیلانی کے گئے تھے اُن سبکو بھی نقابدار پلنگینہ پوش نے پکڑ کے قید کیا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ حال سنکے بہ کمال غیظ و جلال فرمایا کہ مجھے بھی فرض اور واجب ہی کہ جا کے اُس نقابدار کو دیکھون کہ کیسا زبردست اور بہادر ہی یہ کہہ کے شاہزادۂ بدیع الزمان نے آدھا لشکر اور چند سردارون کو

سبخان مین چھوڑا اور باقی سب سرداروں اور نصف لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے سمت دربند عانیہ روانہ ہوا جب اُس درے کے متصل پہونچا تو وہاں لشکر لندھور اور قاسم اور اسفندیار گیلانی کا پڑا ہوا تھا شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے لشکر کو وہین اُترنے کا حکم دے کر بتقریب شکار کھیلنے کے ایک طرف نکل گیا ناگاہ ایک ہرن بہت خوبصورت سنگوٹیان دونون سونے روپے سے منڈھی ہوئین جل زربفت پشت پر پڑی ہوئی خلخال مرصع پائون مین چوکڑیان بھرتا سامنے سے نمایان ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُس ہرن کے پیچھے اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور وہ ہرن جستین کرتا اُس جنگل سے نکلا کر سامنے ایک باغ تھا اُس مین چلا گیا شاہزادۂ بدیع الزمان بھی گھوڑے پر سے اُتر کے اندرون باغ داخل ہوا اور وہان جاکے دیکھا کہ باغ نہایت پُرفزا اور بہت معقول ہی اور سامنے ایک بارہ دری سنگ مرمر کی نہایت پر تکلف بنی ہی اور اندر سے اُس بارہ دری کے ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین سراپا حسن وجمال بہ کمال غنج ودلال دریاے جواہر مین غوطہ مارے روبرو شاہزادۂ بدیع الزمان کے آئی اور سلام کر کے کھڑی ہو رہی شاہزادۂ عالم نے پوچھا کہ تم کون صاحب ہو اُسنے کہا کہ اے جوان میرا نام شرارہ جادو ہی اُس نقابدار پلنگینہ پوش کو مین نے صاحبقران زمانہ بنا دیا ہی اور مین نے ایک طلسم اُسپر باندھ دیا ہی اُس باعث سے کوئی نقابدار پلنگینہ پوش پر غالب نہین ہو سکتا اور میرے سحر اور اُس طلسم کے باعث سے وہ سب پر غالب رہتا ہی اب مین نے جو تجھے دیکھا ہی تو مین تجھپر عاشق ہو گئی ہون آسیری حسرت دلی بر لا اور مجھے اپنی بغل مین لیکے سُلا تاکہ مین تجھے نقابدار پلنگینہ پوش پر فتحیاب کرا دون شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ سنکے اپنے جی مین کہا کہ یہ ساحرہ ہی اسکو بعیّاری جہنم واصل کیا چاہیئے غرض شاہزادۂ عالم نے اُس ساحرہ سے پوچھا کہ تو پہلے مجھے اُس نقابدار کے مارنے کی تدبیر بتا دے بعد اسکے مین تجھے اپنی گود مین لیکر تیرا مطلب بر لاؤنگا شرارہ جادو نے ایک کمند شاہزادۂ بدیع الزمان کو دے کر کہا کہ پہلے تو اس کمند کو مار کے نقابدار کو پکڑ لینا بعد اسکے یہ ڈبا پُر از عنبر لے اس ڈبے کو اُس نقابدار کے سامنے ہوا کے رُخ پر کھول دینا پھر نقابدار سے کچھ نہو سکیگا تو اُسے پکڑ کر مار ڈالنا یہ کہکے پھر شرارہ نے کہا کہ لے اب میرے دلکی مراد نکال دے شاہزادۂ بدیع الزمان نے شراب مین بیہوشی ملا کے دو جام اُس ساحرہ کو پلا دیے جب وہ بیہوش ہو چلی تب شاہزادۂ عالم نے اُسکا گلا گھونٹ کے مار ڈالا بس ایک شور وغل اُٹھا کہ کشتی مرا نام من شرارہ جادو بود شاہزادۂ بدیع الزمان اُس ساحرہ کو جہنم واصل کر کے اپنے مرکب پر سوار ہو کر بتلاش نقابدار پلنگینہ پوش روانہ ہوا حسب اتفاق نقابدار اُسی باغ کے ایک بنگلے مین بیٹھا تھا اور سم مرکب کی آواز سنکے بنگلے مین سے باہر نکل کے مقابل ہی شاہزادۂ بدیع الزمان آیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہ ڈبا عنبر کا نقابدار کے سامنے ہوا کے رُخ پر کھول دیا اور حلقہ اُس کمند کا نقابدار کی گردن مین پھینک کر پکڑ لیا اور اپنے لشکر کی جانب مخاطب ہوا اثناے راہ مین نقابدار پلنگینہ پوش نے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی اور مجھے کہان لیے جاتا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ مین وہ ہون کہ تمام فوج وسپاہ اور دولت گنجاب کی خاک مین ملا کے تمام ملک باختر کو مین نے مسخر کیا ہی اور اپنے قبضہ وتصرف مین لایا ہون نقابدار نے کہا کہ پھر مجھے لیجا کے کیا کریگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ مین تجھے اپنے لشکر مین لیجا کے اگر تو مسلمان ہو جائیگا تو تو میرا دینی بھائی ہی اور نہین تو تجھے مین قتل کرونگا نقابدار نے کہا کہ مجھے تو اس جا پر مسلمان کر کے رخصت کر دے تاکہ مین جا کے تیرے اور سب سرداروں کو قید سے رہائی اور نجات دے کر تیرے پاس لاؤن شاہزادۂ بدیع الزمان نے قبول کیا اور نقابدار از روے ترس کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے نقابدار پلنگینہ پوش کو رخصت کر دیا نقابدار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے پاس سے جو چلا تو اثناے راہ مین شاہزادۂ قاسم سے دوچار ہوا قاسم نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی نقابدار

نے کہا میرا نام نقابدار پلنگینہ پوش ہی بدیع الزمان نے مجھے مردانہ وار پکڑا تھا مین از سر ترس مسلمان ہو گیا اب مین جاکے حمزہ
کے بیٹے اور سردار جو میرے یہان قید مین ان سبکو لیکے کسی طرف چلا جاؤنگا قاسم نے کہا تو وہی شخص ہی جسنے مجھے زیر کیا تھا نقابدار نے کہا
کہ ہان مین وہی ہون اب تو مجھسے اسکا بدلہ کرنے کا حوصلہ رکھتا ہی قاسم نے کہا البتہ یہ کہکے نقابدار پلنگینہ پوش سے مقابلہ کیا
اور بعد جنگ نیزہ و شمشیر بزور کشتی شام کے وقت بڑی سعی و جہد سے اُس نقابدار کو زیر کیا ایکی مرتبہ نقابدار از سر صدق
مسلمان ہو گیا اور اطاعت شاہزادہ قاسم کی اختیار کی قاسم نے کہا اُس شخص نے جس نے تجھے پکڑا تھا بچشم سیاہی
اب تبلا کہ وہ کدھر گیا نقابدار نے کہا اسطرف کو گیا ہی قاسم نے کہا تو میرے لشکر مین جاکے میرے سرداروں سے کہدینا کہ
شاہزادہ خاور سیاہ تبلاش بدیع الزمان گیا ہی اور مجھے بھیجا ہی نقابدار نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھاری لڑائی
کا تماشا دیکھون قاسم نے یہ کلمہ نقابدار کا سنکے بنگاہ قہر اُسکی طرف دیکھا وہ نقابدار خائف و ترسان ہوکے سمت لشکر
خاور سپاہ روانہ ہوا اُدھر کا حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان جو نقابدار پلنگینہ پوش کو رخصت کرکے ایک سمت کو
روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک شہر مین پہونچا دیکھا کہ دو لشکر آپس مین برسر جنگ ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا کہ
یہ کون سا شہر ہی اور یہان یہ میدان جنگ کس واسطے قرار دیا ہی ایک شخص نے جواب دیا کہ یہ شہر آرمینہ ہی اور یہان کا بادشاہ
ارم شاہ ہی مریخ تیغ زن سپہ سالار جو ارم شاہ بادشاہ کا تھا وہ باغی ہوکے بادشاہ سے معرکہ آرا ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے یہ حال سنکے اپنے مرکب کو گرم تاز کیا اور بمقابلہ مریخ تیغ زن جاکے کہا کہ اے بہادر یہ بادشاہ ارم شاہ
تیرا ولی نعمت ہی اور تو نے تمام عمر اُسکا نمک کھایا ہی اپنے آقا ے ولی نعمت سے مقابلہ اور مجادلہ کرنا خوب نہین آمین تجھے
اپنے ہمراہ لیجاکے تیرے بادشاہ سے تیرے جرم و گناہ معاف کرا دون اور پھر تجھے سپہ سالاری کی خدمت دلا دونگا مریخ تیغ زن
نے نہایت پیچ و تاب کھاکے کہا کہ تو کون ہی کہ مجھے نصیحت کرنے کو آیا ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ میرا نام بدیع الزمان
ہی مریخ تیغ زن نے کہا کہ مین مدت سے تیری تلاش مین تھا یہ کہکے تلوار برسر شاہزادہ بدیع الزمان ماری بدیع الزمان نے اُسکے ہاتھ
سے تلوار چھین کے وہی تلوار اُس گبر مغرور مریخ تیغ زن پر ماری کہ دو پرکالے ہوکر لاش اُسکی خاک و خون مین پھڑکنے لگی
فوج و سپاہ نے مریخ تیغ زن کی چاہا کہ بلوہ کرکے برسر شاہزادہ بدیع الزمان مقابلہ اور مجادلہ کرے سرداروں نے ممانعت کی ارم شاہ
نے جب مریخ تیغ زن کی لاش کو خاک و خون مین پھڑکتے دیکھا بے ساختہ اپنے مرکب کو مہمیز کرکے شاہزادہ بدیع الزمان کے قدمون سے
آکے لپٹ گیا اور بہت سی تعریف و توصیف کرکے کہنے لگا کہ اے شہریار شعر چنر تو دیگر را نبا شد دسترس ٭ انچہ تو کردی نمی آید زکس
اور یہ کہکے مع اپنے تمام سرداران فوج اور عزیز یگانون کے از سر صدق کلمہ شہادت پڑھکے مسلمان ہو گیا اور ہمراہ رکاب ظفر انتساب
اُس شاہزادہ عالیجناب کے آکے شہر آرمینہ مین داخل ہوا چنانچہ ارم شاہ کی ایک بیٹی تھی نہایت حسینہ اور جمیلہ ارم شاہ نے بخدمت
شاہزادہ والا مرتبت عرض کی کہ غلام امیدوار ہی کہ غلام زادی حضور کی کنیزی مین رہے شاہزادہ بدیع الزمان نے اقبال اس امر کا
نہ کیا تب اُسنے کہا کہ اُسے حضور کسی اپنے رفیق کے حوالے کردین شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اسکا کچھ مضائقہ نہین ارم شاہ نے ایک
تصویر اپنی بیٹی کی سب سرداران بدیع الزمان کو دکھلائی فضل بن گیا ہور خون آشام اور ورقا ے زنجیر خا ے اور قارن بلند
کمان اور مطربد خان اور ترک جوشن پوش اور ردحان ملک بن صفوان یہ سب کے سب اُس تصویر کو دیکھکر عاشق
ہو گئے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ صاحبو یہ تو مناسب نہین کہ تم چھ صاحب ایک معشوق پر عاشق ہو مین
کسکی خاطر کرون اور کسے اسکو دون مگر ایک صلاح میرے نزدیک یہ خوب ہی کہ تم سب صاحب اپنی اپنی تصویرین بھجوا کے
اُس معشوق کے پاس بھیجو جسکی تصویر وہ پسند اور قبول کرے اُسکے ساتھ عقد ہو جاے چنانچہ سب صاحبون کی تصویرین
ارم شاہ کی بیٹی نے دیکھکے فضل بن گیا ہور خون آشام کی تصویر کو پسند کیا وہ پانچون صاحب اس بات سے

اپنے اپنے دلون مین بہت رنجیدہ ہوکے حالت تعشق مین فقیر ہوگئے جب یہ خبر شاہزادۂ بدیع الزمان کو پہونچی شاہزادۂ عالم نے ارباب باختری کو بھیجکے بہت سا سمجھایا مگر اُنھون نے مطلق ارباب باختری کا کہنا نہ مانا تب شاہزادۂ بدیع الزمان آپ تشریف لے گیا اور اُنکو بہت سا سمجھا کے اور حتی المقدور دلجوئی اور خاطرداری اُن سبھون کی کر کے منع کیا مگر جب بہت سا کہا تو اُنھون نے مہلت چاہی اور کہا کہ ہم سب صبح کو بارگاہ والا مین آ کے حاضر ہونگے شاہزادۂ بدیع الزمان ناچار ہوکے اپنی بارگاہ مین پھر آیا وہ پانچون شخص شبکو لشکر سے بھی نکل کے کسی طرف کو چلے گئے اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان چلا آتا ہی جب اُنھون نے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ قیطبوس مع اپنے بیٹے انقاس خون آشام کے سرزمین ساعرہ سے گنجاب کی مدد کے واسطے جاتا ہی ناگاہ انقاس خون آشام وغیرہ کفار نے جو اِن پانچون کو بصورت قلندری دیکھا تو لوگون سے دریافت کر کے کہ یہ ورقائے زنجیر خائے اور قارن بلندکمان وغیرہ خداوند لقا سے منحرف ہوکر بدیع الزمان کے ہمراہ مسلمان ہوگئے اور اُسکے رفیق تھے یہ وہی لوگ فقیر ہوگئے ہین انقاس جھٹ پٹ پانچون کو کمند مین گرفتار کر کے سبھون کو گنجاب کے پاس لایا گنجاب نے اُن پانچون بہادرون سے کہا کہ تم پرستش لقا کی اختیار کرو تو مین تم سب کا آگے سے زیادہ مرتبہ کر دونگا اُن پانچون نے لقا پر لعنت کی گنجاب نے حکم دیا کہ ان پانچون مغضوبان بارگاہ لقا کو ابھی لیجاکے سولی دو تا کہ مین دیکھون کہ اُنکا نادیدہ خدا کیونکر اُنکو سولی سے بچائے لیتا ہی حسب الحکم گنجاب کے کفار نے ورقائے زنجیر خائے اور قارن بلندکمان وغیرہ بہادرون کو لیجاکے سولی سے باندھ دیا قضائے کار مرجان عیار یہان موجود تھا اُسنے یہ حکم گنجاب کا سنکے سارا حال پانچون کی گرفتاری کا شاہزادہ بدیع الزمان سے آکے بیان کیا شاہزادۂ عالم اُسی وقت بہ نیت رہائی ورقائے زنجیر خائے اور قارن بلندکمان وغیرہ پانچون رفیقون کے سوار ہوکے روانہ ہوا یہان خاور سیاہ ملک قاسم کو بھی خبر پہونچی کہ پانچ رفیقون کو شاہزادۂ بدیع الزمان کے گنجاب نے دار پر بندھوا دیا ہی قاسم نے یہ حال سنکے اپنے سردارون سے کہا کہ تا وقتیکہ مین نہ آؤن تم خبردار یہان سے کہین جانے کا ارادہ نہ کرنا اور کوئی میرے تعاقب مین بھی نہ آنا یہ کہکے قاسم بھی واسطے رہائی ترک جوشن پوش اور ورقائے زنجیر خائے

اور قارن بلندکمان وغیرہ کے روانہ ہوا

اب شمہ داستان بہرام گردن خاقان چین سے گذارش کیا جاتا ہی

کہ جب کشتیان لشکر اسلام کی طوفانی ہوکر تباہ ہوئین کشتی بہرام گردن خاقان چین کی ایک مقام پر ٹکر کھا کے پارہ پارہ تختہ تختہ جدا ہوگئی اور جو ادنی اعلی اُس کشتی مین بیٹھے تھے سب کے سب دریا مین غرق ہوگئے فقط شاہزادۂ بہرام ایک پارہ تختہ پر بیٹھا بہتا بہتا بعد چند روز کے کنارے پر ایک جزیرے کے نکلا اور اُس تختے پر سے اُتر کے سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا ناگاہ ایک جا پر ایک غول گنوارون کا دیکھا کہ سوکھی سوکھی لکڑیان درختون سے توڑ توڑ کے گٹھے باندھ رہے ہین بہرام نے اُنسے پوچھا کہ یہ کون سرزمین ہی اور اِس جزیرے کا کیا نام ہی اُن سبھون نے کہا کہ اِس جزیرے کا نام فارمانیہ ہی اور یہان کا حاکم فیروز شاہ ہی بہرام یہ حال سنکے پھر سیر مین مشغول ہوا ناگاہ ایک آواز رونے کی بہرام کے گوش گذار ہوئی اور اُسی آواز پر تھوڑی دور جاکے بہرام نے دیکھا کہ ایک دیو بیٹھا رو رہا ہی بہرام چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کے کچھ پوچھے کہ وہ دیو بہرام کو دیکھکر یہ کہتا ہوا کہ ای آدم زاد وہ جو کہتے ہین کہ مصرع رزق را روزی رسان پر میدہد ابلیس پر تلبیس علیہ اللعن والعذاب نے اسوقت تجھے میری چاشت کے واسطے بھیجدیا یہ کہکر شاہزادۂ بہرام پر حملہ آور ہوا شاہزادہ بہرام نے اُس سے لپٹ کے تھوڑی دیر مین اُٹھا کے دے مارا اور چاہا کہ قتل کرے وہ دیو دانت نکالکے کہنے لگا کہ مجھے نہ مارین نے جیسا کیا ویسا پایا بہرام نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو کیا مضائقہ دیو نے کہا ای شہریار میرا حال پہلے سن لے

کہ مین ایک دن سمت کوہستان پردۂ قاف چلا جاتا تھا وہان مین نے ایک پریزاد کو دیکھا کہ زنجیر سے بندھی ہوئی تھی مگر سر سے پانوئن تک ہر ایک عضو جسم اُس پری کا ہر عیب سے بری تھا شعر کرون مین وصف صنم طاقت بیان نہین ؛ زبان کے جسم نہین جسم کے زبان نہین ؛ اُسکو زنجیر سے باندھا تھا مین نے جا کے اُسے چھڑا دیا اور چاہا کہ یہان سے نکل جاؤن کہ اتنی دیر مین ایک سیاہ دیو پیدا ہوا اور مجھے اُسنے کشتی لڑکے چاہا کہ مار ڈالے مین نے بہت سی منت سماجت کر کے جب تھکا تب رونے لگا اُسنے مجھے چھوڑ کے کہا کہ اگر پھر تو یہان آئیگا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا مین اُس دن سے آج تک اِس جزیرے مین آکے رات دن رویا کرتا ہون بہرام گردبن خاقان چین نے کہا مجھے اُس دیو کے پاس لیچل کہ مین اُس سیاہ دیو کو پکڑ کے تجھے حوالے کردون وہ دیو بہت خوش ہوا اور بہرام گردبن خاقان چین کو اُٹھا کے دربند فارمانیہ مین لایا فیروزشاہ بادشاہ نے جو یہ خبر سُنی کہ تومان دیو ایک آدمی کو لیکر اس خیال سے کہ وہ آدمی طوفان دیو کو مار ڈالے آیا ہی فیروزشاہ مشتاق شاہزادہ بہرام گردبن خاقان چین کا ہوکر وہان سے دیکھنے کو آیا اور فر و شوکت و جاہ اور چہرہ اور حسن و شباب بہرام گردبن خاقان چین کا دیکھکر پوچھا کہ ای بہادر تو کون شخص ہی اور یہ دیو تجھے کہان سے اٹھا لایا ہی بہرام نے کہا مین قورچی باشی امیر کشورگیر جہان ستان حمزۂ صاحبقران کا ہون اور یہان اس واسطے آیا ہون کہ پہاڑ پر جا کے اُس پریزاد کو تومان دیو کے واسطے لے آؤن فیروزشاہ نے کہا ای بہادر ہرگز ہرگز تو اُس پہاڑ پہ نہ جانا وہ دیو آدم خوار ہی مبادا تجھے وہ ہلاک کر ڈالے بہرام نے جواب دیا کہ ای شہریار مین اُس قوم مین نہین ہون کہ دیو اور پری سے ڈر جاؤن یہ کہہ کے شاہزادہ بہرام گردبن خاقان چین تومان دیو اور فیروزشاہ کو اپنے ہمراہ لیے اُس پہاڑ کے نیچے پہونچا حسب اتفاق وہ پریزاد سوتی تھی آدمیون کے پانون کی آہٹ سے چونکی اور سر اُٹھا کے چار طرف دیکھنے لگی اُدھر بہرام گردبن خاقان چین نے جو اُس پریزاد کو دیکھا تو ایک آہ سرد کھینچ کے رہ گیا بعد اسکے تومان دیو سے کہا کہ تو جا کے اس پریزاد کو اُٹھا کے میرے پاس لے آ تومان نے کہا کہ مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ طوفان دیو مجھے آکے مار ڈالے وہان کے لوگون نے کہا وہ دیو اسوقت یہان نہین رہتا ہی آخر روز وقتِ شام آتا ہی تومان دیو بے خوف ہو کے اُس پریزاد کو جا کے قید سے چھڑا لایا اور پہاڑ پر سے اُتار کے بہرام گردبن خاقان چین کے پاس لایا اس مین وقت شام کا ہو گیا کہ وہ دیو طوفان شکار سے پھر کے آیا اور پری زاد کو قید سے چھوٹا زیر کوہ دیکھ کے نعرہ زن ہوا اور یہ کہہ کے کہ ای تومان تو پھر آیا اور دوڑ کے تومان سے لپٹ گیا اور دم بھر مین تومان کو مار کے گرا دیا شاہزادہ بہرام گردبن خاقان چین نے طومان کو مارا جاتے دیکھ کر عالم غیظ و غضب مین کہا باش ای دیو کی گذارم ترا زندہ و سالم یہ کہہ کے ایک ہی ضرب تیغ مین اُس دیو کو جہنم واصل کیا فیروزشاہ نے یہ جرأت اور قوت بہرام گردبن خاقان چین کی دیکھ کر بہت سی تحسین و آفرین کر کے کہا کہ ای بہادر مرحبا صد مرحبا اگر تو لقا پرست ہوتا تو مین تیری ملازمت اور اطاعت اختیار کرتا بہرام گردبن خاقان چین نے کہا ای فیروزشاہ مین بھی پہلے لات پرست تھا فیضان صحبت اور کفش برادری مین سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران کی مین چاہ کفر و ضلالت سے نکلا اور بسر چشمۂ ہدایت پہونچا اور مین نے اُس خالق اکبر کو پہچانا غرض اس طرح سے چند کلمات وحدانیت مین خداے عزوجل کی بیان کیے کہ فیروزشاہ کو بہت پسند آئے اور از سر صدق مسلمان ہو گیا اور تمام اپنی فوج و سپاہ اور رعایاے شہر کو مسلمان کیا مگر بہرام گردبن خاقان چین ہزار جان سے شیفتۂ جمال اور فریفتۂ تمثال اُس پری زاد کا کہ نام اُسکا دل آرام پری تھا ہو گئے اُسکو اُس کوہ سے شہر مین لایا اور اُس سے کہا کہ ای جان جہان و ای روح روان میری مین تیرے عشق مین مبتلا ہون اُس پریزاد نے کہا کہ ای شہریار مین بھی بقول شخصیکہ شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ؛ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ؛ تیری

لونڈی بنکے رہونگی مگر ہمارے بزرگون کا قول ہی مصرع کہین آدمی زاد کل بے وفا × بس اتنا ہی مجھے ڈر ہی کہ تو بھی مجھسے کبھی
بیوفائی نہ کرے بہرام نے کہا مین اُن لوگون مین نہین ہون مین عاشق باوفا ہون آخر میرا حال تجھ پر ظاہر ہی ہو جائیگا اُس پریزاد
نے کہا کہ اچھا مین دیکھون کہ تو اپنے وعدے پر ثابت قدم رہتا ہی یا نہین القصہ وہ پریزاد بہرام گردین خاقان چین کی خدمت
مین رہی ایک روز کی نقل ہی کہ دل آرام پری کو اپنے مان باپ کی جو یاد آئی تو اُسنے بہرام سے کہا کہ ای شہریار مین بیٹی ملک
کافور کی ہون اور میرا باپ تیسرے قلعۂ قاف مین حکمرانی کرتا ہی اگر تجھے میری خاطر منظور ہی تو میرے ہمراہ پردۂ قاف سوم
مین تشریف لیچلکے چندروزہ بسر کر پھر جب تو کہیگا تیرے ہمراہ چلی آؤنگی بہرام گردین خاقان چین نے یہ بات سُنکے کہا کہ ای
سرمایۂ زندگانی من مین قورچی باشی امیر حمزۂ صاحبقران کا ہون اور ہوا خواہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا اندنون شاہزادۂ
بدیع الزمان اور سلطان صاحبقران آمادۂ لشکرکشی بر سر گنجاب ہین مین تیرے ہمراہ کیونکر جاؤن اگر چند روز توقف
کر تو بہتر ہی دل آرام پری یہ جواب بہرام کا سنکر نہایت رنجیدہ ہوئی اور کہنے لگی کہ مین تو جانتی تھی کہ آدمی زاد بیوفا ہوتے
ہین یہ کہکے پروازکنان لب بام پر جاکے بیٹھی پھر بہرام نے نہایت بیتاب ہوکے بہزار عجز و انکسار کہا کہ ای یار دلنواز مین
تجھپر عاشق ہون وہ بات نہ کرنا کہ تیرے درد فراق مین ہلاک ہو جاؤن اُسنے کہا اگر تو صادق القول ہی تو میرے ساتھ
پردۂ قاف کو چل پھر دل آرام پری نے کہا مین تجھے اُٹھاکے قاف تک نہین لیجاسکتی مگر مین جاکے آج کے تیسرے روز تخت
تیری سواری کے واسطے بھیجونگی تو اُسپر سوار ہوکے چلا آنا بہرام نے کہا شعر بیوفائی کیا کہون ساتھ اپنے تجھ محبوب کی ہی تیری
نسبت میری جان بلبل سے گل نے خوب کی × مین تیرے فراق مین مرجاؤنگا دل آرام پری نے کہا میرا بھی صدمۂ فراق سے
یہی حال ہی مگر جانے مین لاعلاج ہون یہ کہکے دل آرام پری پروازکنان سمت قاف روانہ ہوئی بہرام گردین خاقان
چین روتا اور تڑپتا رہ گیا روز چہارم چار دیو ایک تخت لے کے آئے اور بہرام کو تخت پر سوار کر کے سمت قاف سوم
جاتے ہین وہان دل آرام پری مثل طاؤس طناز آپ کو بناے سنوارے انتظار مین بہرام گردین خاقان چین کے بیٹھی
تھی ناگاہ وہ چارون دیو بہرام کو تخت پر سوار کیے ہوے کے پہونچے دل آرام نے استقبال کر کے بہرام کو اپنے باغ مین اُتارا اور
بڑی تواضع تکریم و رپیار محبت سے ایک مسند پر بٹھا کے صحبت قرار دی اور عیش و نشاط مین رہنے لگی بعد چند روز کے کسی
غماز نے ملک کافور سے جاکے کہا کہ آگے تو طوفان دیو اور ملکہ دل آرام پری سے دوستی تھی اب پردۂ دنیا سے اُس
آدم زاد کو جسنے طوفان دیو کو مارا ہمراہ اپنے لائی ہی ملک کافور یہ حال سُنکے نہایت درہم برہم ہوا اور اپنے وزیر کو واسطے قتل
کرنے بہرام کے بھیجا وزیر نے آگے پوچھا کہ یہ آدمی زاد کون ہی تو معلوم ہوا کہ بہرام نام ہی اور قورچی باشی امیر حمزۂ صاحبقران
کا ہی وزیر نے جاکے ملک کافور سے کہا کہ ای شہریار یہ آدم زاد حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کا نوکر ہی اور
حمزہ شوہر شہنشاہ پردۂ قاف ملکۂ آسمان پری کا ہی اور مین نوکر ملکۂ آسمان پری کا ہون مین اُسکو کیونکر مار سکتا ہون
ملک کافور نے کہا کیا مضائقہ اُس آدم زاد کو لیجاکے قید کرو اگر حمزہ کو خبر ہوگی اور وہ مجھسے طلب کریگا مین بھیجدونگا
ورنہ قتل کر ڈالونگا القصہ ملک کافور نے دل آرام پری اپنی بیٹی کو مع شاہزادہ بہرام گرد بیہوش کر کے ایک مقام پر قید کیا
وہان فولاد دیو طوفان دیو کے باپ نے جو سُنا کہ کسی آدم زاد نے میرے بیٹے طوفان کو مار ڈالا سو اُس آدم زاد کو
دل آرام پری ملک کافور کی بیٹی پردۂ قاف مین لائی ہی اور اس جرم پر ملک کافور نے اُس آدم زاد کو اپنے یہان
قید کیا ہی فولاد دیو فوج کشی کر کے برسر ملک کافور آیا اور معرکہ آرائے جنگ و جدال ہو کر چند سردار دن کو ملک کافور
کے مار ڈالا اور طبل بازگشت بجوا کے جس وقت کہ دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آگئے اُسوقت ملک کافور نے کہا کہ شہنشاہ
پردۂ قاف ملکۂ آسمان پری حمزۂ صاحبقران کے ناموس اور ملکہ قمرچہر بھی بی بی حمزہ کی ہی اور بدیع الجمال بی بی

شاہزادۂ بدیع الزمان کی ہی اگر میری بیٹی کا بھی بہرام گردین خاقان چین کے ساتھ وصل و پیوند ہوا تو مقام عیب کا نہین یہ کہکے بہرام گردین خاقان چین کو حمام مین بھیجکر خلعت دامادی پہنایا اور بارگاہ مین بڑے اعزاز واحترام سے بلا کے ملک کافور نے کہا کہ مین نے اپنی بیٹی تیری خدمت مین دی مگر اس شرط سے کہ تو اس فولاد دیو کو مار ڈالے بہرام نے قبول کیا روز دوم وقت صبح جبکہ طرفین سے فوجین دیوون کی نکلین اور صف آرائیان ہو چکین تب فولاد دیو دار شمشاد پٹکے میدان مین آیا اُدھر سے بہرام گردین خاقان چین اسکے مقابلے مین نکلا فولاد نے دار شمشاد بہرام پر ماری شانہ بہرام کا ٹوٹ گیا ملک کافور اور سب سردار اور تمام لشکر اُسکا بہت رنجیدہ ہوکر بہرام سے کہنے لگے کہ ہم تو تیرے بھروسے پر تھے اب کہہ کہ کیا کرین بہرام نے کہا کہ اگر میرے کہنے پر عمل کرو تو مین ایک تدبیر تمھین بتادون ملک کافور نے کہا جو کچھ تو کہیے ہمکو قبول ہی بہرام نے کہا کہ اچھا ٹھہرجا اور ایک عرضی بدین مضمون کہ شہریار تجھے دل آرام پری بیٹی ملک کافور حاکم قلعہ سوم قاف کی یہان لائی تھی چنانچہ یہان ملک کافور پر فولاد زرہ نامے ایک دیو فوج کشی کرکے آیا اور میرا اُسکا مقابلہ ہوا اُسنے دار شمشاد مجھے ماری میرا شانہ ناقص ہوگیا ہی اگر اسوقت مین تو کچھ میری تائید کرے اور تشریف لائے تو فہو المراد ورنہ حسرت دید اقدام عالی کی دل مین باقی رہ جائیگی لکھکر چار دیوون کو ایک تخت دے کر بذریعہ اُن اپنی عرضداشت کے بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان سمت سنجان روانہ کیا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان نے حال گرفتاری قارن بلند کمان اور رورقا ے زنجیر خا ے اور ترک جوشن پوش وغیرہ اپنے سردارون کا سُنا کہ گنجاب نے اُن سبھون کو بحالت قلندری سولیون پر لٹکا دیا ہی اور شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم اُن سب کی رہائی کے واسطے چلا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان بھی اپنے مرکب پر سوار ہوکے سمت اردوے گنجاب روانہ ہوا اور جبکہ قریب بارگاہ گنجاب کے پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم بھی وہان کھڑا ہی قاسم نے بدیع الزمان کو دیکھا دونون مین چشمک ہوئی اور دیکھا کہ بارگاہ گنجاب کے دروازے پر بہت سے کفار ٹیڑھے ٹیڑھے تاج سرون پر رکھے اور بند قبا کھولے ہوے بیٹھے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم وہان سے پلٹ کر اُن سولیون کے قریب آے وہان آکے سمجھے کہ کوئی تدبیر کوئی گھات بن نہ پڑیگی جو ہم اُن سردارون کو چھڑالین ناچار ہوکے وہان سے پھرے اس مین وقت شب کا ہوا تو ایک طرف سے امیہ بن عمرو ایک طرف سے سیارہ بن عمرو دونون عیار اس فکر مین چلے کہ کسی گھات سے سردارون کو چھڑادین جب اُن سولیون کے قریب پہونچے تو ایک عجب طرح کا وہان شور و غل سنا ان دونون عیارون نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کیسا غل ہی لوگون نے کہا کہ آج شبکو کوئی شخص سولیون کے نیچے نقب دے کے قیدی سردارون کو سولیون پر سے اُتار لیگیا اور ایک کاغذ لکھکے ڈال گیا ہی کہ اے گنجاب تیری کیا اصل و حقیقت تھی جو تو ملازمان شاہزادۂ بدیع الزمان کی ننگ حرمت کا ارادہ کرتا اُن سبھون کو سولیون پر کھینچتا سیارہ بن عمرو نے یہ حال جاکے ملک قاسم سے کہا قاسم اپنے دل مین یہ سوچ کر کہ یہ کام بدیع الزمان کا ہی بتفریح طبع سیر کرتا ہوا ایک سمت جا نکلا وہان ایک جوان کو دیکھا کہ تنہا کھڑا رو رہا ہی قاسم نے اُس سے رونے کا باعث پوچھا اُسنے کہا اس قرب مین ایک پہاڑ ہی کہ اُسکو صنوبر کوہ کہتے ہین اور زیر کوہ شہر ارمینہ ہی وہان کا بادشاہ ارم شاہ ہی مین اُسکی بیٹی دل آرام شیرین عذار پر عاشق ہون اور ارم شاہ بدیع الزمان سے زیر ہوکے مسلمان ہوگیا اور بدیع الزمان نے اُس دل آرام شیرین عذار یعنی ارم شاہ کی بیٹی کو آپ تو قبول نہ کیا مگر تصویر اُسکی اپنے سردارون کو دکھلائی چھ سردار اُسپر عاشق ہوے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ ایک عورت پر چھ شخص عاشق ہون یہ نہین مناسب ہی اسلیے چھوٗن سردارون کی تصویرین کھنچوا کے ملکہ دل آرام شیرین عذار کو دکھلائین دل آرام نے فضل کی تصویر کو پسند کیا بدیع الزمان نے دل آرام کو فضل کے حوالے کیا اس بات پر وہ پانچ سردار

فقیر ہوگئے ہین بھلا اس مقدمے مین ای شہریار تو کیا کر سکیگا قاسم نے کہا اگر تو مسلمان ہو جاے تو مین تیرا مطلب کرا دون خاقان
نے کلمۂ طیبہ پڑھ کے اسلام قبول کیا اور شاہزادۂ قاسم کو اپنے خیمہ مین لا کے جشن کی تیاری کی اور لوگون سے کہا کہ صنوبر شاہ
میرا باپ مجھے یاد کرے تو کوئی بہانہ کر کے ٹال دینا قضاے کردگار صنوبر شاہ نے خاقان کو یاد کیا لوگون نے خاقان کے
کوئی حیلہ کر کے ٹال دیا تب صنوبر شاہ آپ آیا اور اندرون خیمۂ خاقان کے آواز ساز اور سارنگی اور طبلے کی سنکے خاقان
کو اندر سے بلایا اور بذریعۂ خاقان صنوبر شاہ بھی بدست قاسم مسلمان ہو گیا روز دوم صبح کو ملک قاسم و
صنوبر شاہ اور خاقان بطریق سیر و شکار سوار ہو کے نکلے تھے کہ ایک دامان کوہ مین بدیع الزمان کو دیکھکر قاسم
نے صنوبر شاہ اور خاقان سے کہا کہ یہ جوان جو درۂ کوہ مین کھڑا ہے یہی بدیع الزمان ہے کہ تمام ملک باختر مین اسکے
نام سے زمین کانپ اٹھتی ہے اسوقت میرا جی چاہتا ہے کہ اس جوان سے خوش طبعی کرون دیکھون کہ دل اور جگر اور جرأت
اور قوت اسکی کتنی ہے یہ کہہ کے اپنے اپنے گھوڑون کو چمکا کے سمت شاہزادۂ بدیع الزمان روانہ ہوے شاہزادۂ بدیع الزمان
نے دور سے جو سوارون کو مسلح اور مکمل اپنی جانب مخاطب دیکھا قبضۂ طہمورث دیوبند پر ہاتھ رکھکے مرکب پر سوار ہوا
اور گھوڑے کو چھیڑ کے سامنے آیا تو شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کو پہچان کے کھڑا ہو گیا ملک قاسم نے کہا تو مجھے پہچانکے
جو وہان سے جلد آیا تو اتنا تیرا دل گردہ بھی ہے غرض آپس مین باتین ہونے لگین اور قاسم شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے
ہمراہ صنوبر شاہ کے خیمے مین لایا اور یہ سب صحبت عیش مین بیٹھے صنوبر شاہ کا ایک وزیر کذاب اختر شمار بنہایت
سیاہ دل اور تیرہ روزگار ہے وہ خیمہ مین آیا اور شاہزادۂ خاور سیاہ اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر لوگون سے دریافت
کیا کہ یہ دونون تازہ وارد کون ہین اور زبانی خواص خدمتگارون کی حال شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملک قاسم
کا تحقیق کر کے گنجاب کے پاس چلا گیا اور کہا ای پیغمبر مرسل خاقان صید افگن بٹیا ارم شاہ کا قاسم کے ساتھ مسلمان
ہو گیا اور اپنے باپ صنوبر شاہ کو آکے مسلمان کیا اور اب بدیع الزمان اور قاسم کو لا کے اپنے خیمہ مین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے
اگر آج سرکار سے فوج جا کے ان دونون نادیدہ خدا کے پرستارون کو مع خاقان صید افگن وغیرہ کے گرفتار کر لاے
تو کچھ ایسی مشکل نہین ورنہ پھر کوئی تدبیر نہین بن پڑیگی گنجاب نے جو یہ خبر سُنی تو نہایت پیچ و تاب کھا کے اُسی وقت مع تمام
اپنے سردارون اور فوج وسپاہ کے سوار ہوا کچھ لوگ صنوبر شاہ کے گنجاب کے لشکر مین تھے انھون نے جو یہ حال سُنا
تو وہ سب کے سب صنوبر شاہ کے پاس آے اور عرض کی کہ گنجاب اپنا لشکر لیکے آپ سے برسر جنگ آتا ہے ابھی وہ
لوگ یہی باتین کر رہے تھے کہ گنجاب مع اپنی فوج وسپاہ کے وہان پہونچا اور ضحاک عاد گراز دندان سمت شاہزادۂ
بدیع الزمان نامدار اور اکوان فیل زور جانب شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم مخاطب ہوے اور ضحاک عاد
گراز دندان نے تلوار سر پر شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے ماری شاہزادۂ بدیع الزمان نے بند دست ضحاک کا
پکڑ کے تلوار اسکے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے ضحاک گراز دندان کو قاش زین سے اٹھا کے بسوے
ہوا پھینکا اور گرتے گرتے بیچ مین تلوار ماری کہ مثل خیار تر دو پر کالے ہو کے لاش اسکی زمین پر گری اور پھڑکنے لگی
شاہزادۂ خاور سیاہ نے اکوان فیل زور کی تلوار کو خالی دے کر بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے کر کے
خاک و خون مین لٹا دیا بعد اسکے اُس طرف سے تمام لشکر گنجاب کا اور ادھر سے دلیران ہمراہی شاہزادگان نامدار
اور فوج وسپاہ صنوبر شاہ اور خاقان صید افگن کی باہم آمادہ رزم و جنگ ہو گئے اور طرفین سے لاش پر لاش
دھڑ پر دھڑ مردے پر مردہ گرنے لگا گنجاب نے یہ رنگ میدان جنگ کا دیکھکر القاس خون آشام سے کہا کہ تو
جا کے بدیع الزمان کا مقابلہ کر اور بدر بن زلازل یکچشمی سے اشارہ کیا کہ تو قاسم سے جا کے مقابلہ اور مجادلہ

گرکے اگر زندہ ہاتھ آے تو زندہ پکڑ لاؤ ورنہ سر قاسم کا کاٹ کر لا چنانچہ شاہزادۂ خاور سپاہ نے زخم کاری کھاکے بہ زمین زلازل جنبی کو زخمی کیا اور شاہزادۂ بدیع الزمان نے زخمی ہوکر القاس خون آشام کو مجروح کرکے تا شام معرکہ آرائے میدان جنگ رہا جب ظلمت شب نمایان ہوئی اُسوقت دونون بہادر یعنی شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم جنگ ستمانہ کرتے اور شمشیر زنی کرتے ایک سمت کو چلے آخر کار بسبب بہت سے خون نکل جانے کے ضعف کی شدت ہوئی تو دونون بہادرون نے گھوڑون کی گردنون مین ہاتھ ڈال دیے اور سر جھکا کے بیہوش ہوگئے اور گھوڑے اُن دونون راکبون کو اپنے حالت غش مین دیکھ کے ایک سمت کو چلے جاتے ہین دوسرے روز گنجاب نے تلاش کی تو معلوم ہوا کہ بدیع الزمان اور قاسم دونون کسی طرف کو نکل گئے اُسوقت گنجاب نے حکم دیا کہ ہمارے لوگ جاکے چارون طرف تلاش کرین حسب الحکم گنجاب کے سیکڑون کفار تبلاش شاہزادگان عالی مقدار روانہ ہوے اور دس کوس بیچ کوس گانون گانون قصبات دیہات مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین اب حال اُن دونون مرکبون کا سنیے کہ گھوڑے جو دونون شاہزادون کو لے کے نکلے تو سرپٹ جاتے جاتے ایک دامان کوہ مین پہونچے اور وہان سبزہ و دوب کا دیکھکر از بسکہ دونون گھوڑون کو دو دن سے دانہ گھاس کچھ نہین ملا تھا وہ گھاس کھانے مین مصروف ہوے ناگاہ دونون شاہزادے قاش زین سے زمین پر گرے اور بعد تھوڑی دیر کے پہلے شاہزادۂ بدیع الزمان نے ہوش مین آکے جو آنکھ کھولی تو دیکھا کہ مین ایک پہاڑ کے درے مین زمین پر گرا پڑا ہون سجدۂ شکر جناب باری ادا کرکے اپنے جی مین کہا کہ زہے قدرت اُس قادر مطلق کی کہ مجھے کفار اور ملازمان گنجاب کے ہاتھ سے محفوظ رکھکر یہان پہونچایا اور یہ چاہتا تھا کہ اپنے زخمون کو باندھے ناگاہ نگاہ جانب قاسم جا پڑی دیکھا کہ قاسم بھی برابر میرے زمین پر پڑا ہوا خون زخمون سے جاری ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے جوش خون عزیزی اور فرط محبت سے پہلے قاسم کے زخمون کو باندھا پھر چاہا کہ مین اپنے بھی زخمون کو باندھون غش طاری ہوا بیہوش ہوکر پھر گر پڑا اس عرصہ مین قاسم کی آنکھ کھلی اور ہوش مین آیا تو اُٹھنے دیکھا کہ کسی نے میرے زخمون کو باندھا ہے متحیر ہوکے برابر اپنے جو دیکھا تو شاہزادۂ بدیع الزمان بھی زخمی پڑا ہے قاسم نے جانا کہ بدیع الزمان نے میرے زخمون کو باندھا ہے قاسم نے بھی اُٹھ کے شاہزادۂ بدیع الزمان کے زخمون کو باندھا اور بیہوش ہوکے گر پڑا بعد تھوڑی دیر کے پھر دونون کو ہوش آیا اُسوقت آپس مین کہنے لگے کہ اب یہان ٹھہرنا مصلحت نہین ایسے کسی مقام پر چلکے ٹھہرین جہان گنجاب کے لوگون کے شر و فساد سے محفوظ رہین ابھی یہی مشورہ کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک پیادہ بلند و بالا بکمال شان و شوکت لباس حریر کا پہنے قریب دونون شاہزادون کے پہونچا شاہزادون نے باہم کہا کہ شاید یہ پیادہ گنجاب کا واسطے جاسوسی کے آیا ہے اس فکر مین ہوے کہ اُسکو مارین قاسم نے ایک تیر ترکش سے نکال کے کمان مین پیوستہ کیا اور نشانہ تاک کے اُس پیادے کی طرف پرتاب کیا وہ پیادہ جست کرکے آسمان کی طرف تھوڑی دور پر جاکے کہنے لگا کہ صاحبو ذرا مجھے مہلت دو کہ مین دریافت کرلون کہ تم کون ہو اگر مسلمان ہو تو میری ہزار جان گرامی تم دونون پر نثار ہے اور جو قوم کفار سے ہو تو مجھے کچھ تمسے اندیشہ نہین شاہزادۂ بدیع الزمان نے جانا کہ یہ پیادہ مسلمان ہے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو سنا ہو شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن وہ شخص مین ہون اور یہ جو برابر میرے تیر و کمان پکڑے بیٹھا ہے یہ شخص آفتاب اوج شجاعت شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری ہے اب بیان کر کہ تو کون شخص ہے اُس پیادے نے دوڑ کے شاہزادۂ بدیع الزمان کے قدمون کو چوم لیا اور بہت سی تعریف اور توصیف کرکے اور دعائین دے کے کہنے لگا کہ اے شہریار میرا نام آشوب دزد ہے اور بہرام بھی کہتے ہین یہان ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا فولاد حصار مشہور ہے شعر استواری مین یقین زنہار اُسکی جاے خوف و فکر مصائب سے بچا ہے کیسے گراُسکی بنا مین حاکم اُس قلعہ کا ہون اور بارہ ہزار شجاعان عرصۂ کارزار سے ہمیشہ چوری پر میری اوقات گذرتی ہے

اکثر مرتبہ لقاخداے باختر اور گنجاب نے فوج مجھپر بھیجی اور چاہا کہ مجھے گرفتار کرے لیکن ہر مرتبہ لشکر گنجاب اور فوج لقانے مجھسے شکست فاش کھائی اور کبھی مین نے ایک پیسا ایک کوڑی باج و خراج کا کسی کو نہین دیا اور نہ کسی سے کبھی ڈرتا ہون ہان غائبانہ مجھے ایک عشق شاہزادۂ بدیع الزمان کے نام سے ہی اور ہزار جان و دل سے دعوے غلامی اور عبودیت کا شاہزادۂ بدیع الزمان کی مجھے رہا ہی اکثر مین نے چاہا کہ شاہزادۂ عالم کی خدمت مین جاکے حاضر ہون مگر کہین ذریعہ اور وسیلہ کوئی میرے ہاتھ نہ آیا اس باعث سے زیارت اقدام عالی سے اسکی قاصر و محروم رہا ابھی چندروز کی نقل ہی کہ مین نے سُنا گنجاب نے چھ سرداروں کو شاہزادۂ بدیع الزمان کے بلباس قلندری گرفتار کرکے سولیون پر باندھ کے لٹکار کھا ہی مین نے شبخون جاکے ان چھون سردارون کو سولیون پر سے اُتار لایا شاہزادۂ خاور سپاہ نے کہا کہ دیکھا اس حرام زادے خیرہ سر کو کیا بکتا ہی جہان دیکھو وہان ایک نہ ایک طرار عیار مکار اس کشتی گیر کا نوکر موجود ہی رہتا ہی اس مین اُس آشوب دزد نے بحضرت شاہزادۂ بدیع الزمان بہ کمال عجز و انکسار عرض کی کہ ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ آپ کے سب سردار بھی میرے قلعہ مین ہین آپ بھی از راہ بندہ نوازی قدم رنجہ فرماکے تاوقتیکہ زخم جسم اطہر کے اندمال پاکے اچھے نہو جائین وہین تشریف رکھین اور بعد اسکے جہان مزاج مبارک مین آے تشریف لیجائین شاہزادۂ بدیع الزمان کو اسکی گفتگو بہت پسند آئی اور ملک قاسم سے کہا کہ ای قاسم چل چندروز قلعہ مین اسکے جاکے رہین جب زخمون کو اندمال ہوجاے اور صحت کلی ہو تو پھر یہان سے چلینگے قاسم نے نہایت رنجیدہ اور بدمزہ ہوکے کہا کہ مین کسی کے مکان مین نہین جاتا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای قاسم تو نہایت بدمزاج ہی یہ دستور شاہ و شہر یار زادون کا نہین ہی سواے اسکے تو مجھے اپنے رفیق خاقان صید افگن کے گھر مین لے گیا مین بخوف و خطر تیرے ساتھ چلا گیا پس اگر تو بھی میرے ہمراہ آشوب کے مکان مین چلکے چندروز استراحت کرے تو کیا قہر ہو جائیگا بارے قاسم نے لاعلاج ہوکے قبول کیا اور آشوب دزد دونون شاہزادون کو اپنے قلعہ مین لایا اور بڑے اعزاز و تکریم سے مسند پر بٹھلاکے قارن بلند کمان اور ورقاے زنجیر خاے اور طربدخان وغیرہ سردارون کو شاہزادۂ بدیع الزمان کے لاکے حاضر کیا تمام سردار شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھ کے قدمون سے لپٹ گئے شاہزادۂ بدیع الزمان نے بہت سی دلجوئی اور خاطرداری اُن سبکی کرکے فرمایا ای یار و شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم نے ایک جوان بہم پہونچایا ہی اُسنے یہ اظہار کرکے کہ مین ارم شاہ کی بیٹی دل آرام شیرین عذار پر عاشق ہون اسلام قبول کیا ہی اور قاسم نے اُس جوان سے اقرار کیا ہی کہ مین تجھے ارم شاہ کی بیٹی دل آرام شیرین عذار کو دلادونگا پس اگر مین اس بات پر راضی ہون اور قاسم کا پاس خاطر نہ کرون تو قاسم میرا کیا کرسکتا ہی لیکن جو اُسنے ایک بات مردانہ وار اپنے منھ سے نکالی اور وعدہ کیا ہی تو مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ مین اپنے لخت جگر پارۂ دل قاسم کو اُس جوان کے سامنے شرمندہ کروا دون لہذا مین تمسے کہتا ہون کہ جس طرحسے تم سب دل آرام شیرین عذار کے درد فراق مین مبتلا ہو بپاس خاطر میرے لازم ہی کہ فضل بن گیا ہو رخون آشام بھی صدمہ دوری اور مجبوری کا اُس نازنین دل آرام شیرین عذار کی اپنے دل پر اُٹھاے تا مین اُس ارم شاہ کی بیٹی کو حوالے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کے کردون اور قاسم دل آرام کو خاقان صید افگن کو عنایت کرے یہ گفتگو شاہزادۂ بدیع الزمان کی سُنکے قاسم نے اُٹھکر آداب بجالاکے کہا کہ ای بدیع الزمان تو نے یہ بار منت تا روز قیامت میرے سر پر رکھا اور مجھے تمام عمر کو ممنون اور مشکور اپنا کر لیا القصہ چندروز شاہزادۂ خاور سپاہ اور بدیع الزمان دونون اُس آشوب دزد کے مکان پر رہے جب کہ زخم اُن دونون صاحبون کے اچھے ہو چکے تب شاہزادۂ خاور سپاہ سمت سمانیہ اور شاہزادۂ بدیع الزمان مع اپنے چھون سردارون کے سمت سنجان روانہ ہوے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم

نے اپنے لشکر مین آ کے جو کچھ کہ شاہزادۂ بدیع الزمان سے گفتگو ہوئی تھی خاقان صید افگن سے بیان کی اور کہا کہ بدیع الزمان
نے دل آرام شیرین عذار کو میری خاطر سے تجھے دیا ہی یہ عجب طرح کا احسان بدیع الزمان کا مجھ پر ہوا ہی اُدھر شاہزادۂ
بدیع الزمان جو سمت سبخان روانہ ہوا تو اثنائے راہ مین ایک لشکر کو دیکھا کہ کسی قیدی کو اعرابے پر بٹھائے بڑے اہتمام
اور ہوشیاری سے لیے جاتے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو غور کر کے دیکھا تو شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی کو بہ غل و
زنجیر قید دیکھکر نعرہ کر کے اُس لشکر پر جا پڑا قہرمان عجمی نے سر راہ بدیع الزمان کے آگے نیزہ مارا شاہزادۂ عالم نے نیزہ
اُسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور کمربند مین ہاتھ ڈال کے اُسکو خانۂ زین سے اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا اور قہرمان کے
دونون ہاتھ باندھ لیے شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور
ہاتھون کی ہتھکڑیان پانون کی بیڑیان مانند تار عنکبوت کے توڑ کے ایک کافر کے ہاتھ سے تلوار چھین کے شمشیرزنی کرنے لگا
لشکر کفار نے الامان الامان کہنا شروع کیا اور قہرمان عجمی مع اپنی تمام فوج و سپاہ کے مسلمان ہو گیا شاہزادۂ بدیع الزمان
نے شادان و خندان فرامرز عاد مغربی سے کہا کہ اب تم لندھور کے پاس جا کے رہو فرامرز عاد مغربی نے کہا کہ ای
شہریار اب تجھے چھوڑ کے مین کہان جاؤن شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای فرامرز مین یہ ڈرتا ہون کہ کوئی ہم چشم
یہ نہ کہے کہ بدیع الزمان نے غیرون کی اعانت اور استمداد سے باختر مین آ کے کام کیے ہین اور باختر کو سخر کیا ہی فرامرز
نے جانا کہ بدیع الزمان سچ کہتا ہی پھر کچھ زیادہ حجت و تکرار نہ کی مگر بوقت رخصت اتنا پوچھا کہ شہریار اس لشکر کے حق
مین کیا ارشاد فرماتے ہین جسے آپ نے مسلمان کیا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ یہ حق تیرا ہی کہ تو نے پہلے قہرمان
کو مسلمان کیا تھا القصہ فرامرز عاد مغربی رخصت ہو کے مع فوج و سپاہ سمت دربند عمودیہ بخدمت خسرو باد و ہندوستان
لندھور بن سعدان روانہ ہوا اثنائے راہ مین شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم سے ملاقات ہوئی قاسم نے
پوچھا کہ ای فرامرز عاد مغربی تو کہان تھا فرامرز نے کہا کہ مجھے قہرمان از راہ فریب گرفتار کر کے طرف سبخان کے لیے جاتا
تھا شاہزادۂ بدیع الزمان نے قہرمان کو پکڑ کے مسلمان کیا اور مجھے قید سے نجات دی پھر مین نے ہر چند چاہا اور عجز
و انکسار کیا کہ مین تیرے ہمراہ رہون شاہزادۂ بدیع الزمان نے مجھے جواب دیا کہ لوگ کہینگے کہ بدیع الزمان نے غیرون
کی اعانت سے باختر کو سخر کیا یہ کہہ کے مجھے رخصت کیا ہی قاسم اپنے دل مین شاہزادۂ بدیع الزمان کی جرأت اور قوت
پر آفرین صد آفرین کرتا اپنے لشکر مین آیا اور سب سردارون سے کہا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرامرز عاد مغربی کو اپنے
پاس نہ رکھا اور کہا کہ جو مین تجھے اپنے ہمراہ رکھونگا تو لوگ کہینگے کہ بدیع الزمان نے یارون کی استمداد اور شراکت سے
کار نمایان کیے ہین غرض کسی طرح سے فرامرز عاد مغربی کا رہنا اپنے ساتھ مناسب نہ جانا اب لازم ہی کہ تم بھی سب مجھسے
علٰحدہ جا کے رہو میرے پاس نہ رہو پھر ہر چند سبھون نے منت سماجت کی قاسم نے کسی کا کہنا نہ مانا اور قیماس حان
خاوری کو ہمراہ کر کے سب سردارون کو مالک اژدر کے پاس روانہ کر دیا اور بعد اسکے شاہزادۂ خاور سپاہ ایک روز
شکار کھیلنے کو نکلا تھا ناگاہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور قاسم کو لے کے سوے آسمان اڑا اور لیجا کے ایک دامن کوہستان
مین اُتار دیا جب قاسم کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک دیو مجھے یہان اٹھا لایا ہی قاسم نے پوچھا کہ تو مجھے یہان کیون لایا ہی
اُس دیو نے جواب دیا کہ ای شہریار سیر الماس دیو نام ہی اور بہت سے جن اور دیو اور غول صحرائی اور پری نژاد
اس درے مین رہتے ہین حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہان کا ایک قانون رکھا ہی کہ اس پہاڑ مین ترازو زنجیر سے
بندھی ہوئی لٹکتی ہی اور ایک پلے مین ترازو کے ایک بہت بھاری پتھر رکھا ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہی قانون
رکھا ہی کہ جو کوئی اس پتھر سے زیادہ بھاری پتھر رکھکے ترازو کو اٹھالے اسے بادشاہ کرنا چاہیے سو پہلے مین نے

اُس ترازو کو اُٹھالیا تھا مین بادشاہ تھا اب ایک شہاب دیو ہی اُسنے آگے سمجھے سوائے وزن کا پتھر اُس مین رکھ کے اٹھا لیا اُسنے بادشاہ کردیا سواب مجھے آرزو ہی کہ مین بادشاہ یہان کا ہون قاسم نے کہا کہ شہاب دیو کو بلا الاحسب الطلب شاہزادۂ خاور سپاہ کے شہاب دیو آکے حاضر ہوا اور ہمراہ شہاب دیو کے سب دیو اور پری اور جن اور غول آئے قاسم نے دس من شہاب دیو کے اُٹھانے سے زیادہ اُس ترازو مین رکھکے اُٹھالیا سب اجنہ اور پری زاد اور دیوون اور غولون نے الماس دیو کو وہان کا بادشاہ کردیا شہاب دیو کو معزول کرکے تخت پر سے اُٹھادیا شہاب دیو جاکے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اُٹھالایا اور سارا حال اپنی سلطنت کا بعد اُٹھانے اُس ترازو کے اور پھر الماس کو بادشاہ کردینا باعانت اور المضاعف وزن کی ترازو اُٹھالینے کا اور اپنے معزول ہونے کا بیان کرکے کہا کہ مین نے تیرا دامن پکڑا ہی اب تو مجھے یہان کا بادشاہ کردے شاہزادۂ بدیع الزمان نے تیس من سوائے خاور سپاہ کے اُٹھالینے سے اُس ترازو کے پلّے مین رکھکے سب دیوون اور جنون اور پری زادون کے روبرو دو گز زمین سے بلند اُٹھالیا اور شہاب دیو کو پھر وہان کا بادشاہ کردیا اور الماس پھر معزول ہوکر تخت پر سے اُٹھ گیا قاسم نے کہا کہ مین پھر اس ترازو کو زیادہ بوجھ رکھ کے اٹھاؤنگا اور یہ کہہ کے دو من بوجھ بڑھا کے قاسم نے اُس ترازو کے اُٹھانے کا ارادہ کیا کہ ایک طرف کا پلہ ترازو کا ٹوٹ گیا قاسم نہایت درہم برہم ہوکر کہنے لگا کہ اس ترازو کو پھر بناؤ مین اُٹھاؤنگا دیوون اور جنون اور پری زادون اور غولون نے کہا کہ یہ قانون حضرت سلیمان ؑ نے نہین رکھا کہ ترازوے سلیمانی کو دوبارہ بناکے کوئی اُٹھائے بس یہ کہہ کے سبھون نے دوڑ کر شہاب کے قدم چومے اور کہا بس یہی نسلاً بعد نسلٍ اور بطناً بعد بطنٍ ہمارا بادشاہ ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے جب دیکھا کہ قاسم بہت رنجیدہ اور اُداس ہوا تب شہاب دیو کو تو بادشاہ کیا مگر الماس دیو کو وکیل سلطنت اور پیشدست شہاب دیو کا کرکے فرمایا کہ جسوقت ہم گنجاب پر لشکر کشی کرینگے تم بھی اپنے دیو پری جن غولون کے لشکر کو لیکے سبخان مین حاضر ہونا اور یہ کہہ کے شاہزادۂ بدیع الزمان سمت سبخان اور شاہزادۂ قاسم سمت سیلانیہ روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان گنجاب بن گنجور بن ملک حرمالن دیو کش سے بیان کیے جاتے ہین

کہ گنجاب مع لشکر ملک عنبر چار باغ کے میدان مین جو فروکش تھا اُسنے حکم دیا کہ تیاری فوج جابجا کرو مین برسر بدیع الزمان لشکر کشی کرونگا علقمہ وزیر نے عرض کی کہ ای پیغمبر مرسل تجھے لازم نہین کہ تو آپ فوج کشی کرکے بدیع الزمان سے مقابلہ کرے ہان سرداروں کو مع لشکر روانہ کر تیرے جانے مین بڑی ہتک ہوگی جو سنیگا کہ ہیجدہ ہزار ملک باختر کا پیغمبر ایک ادنی بدیع الزمان سے جنگ کرنے گیا تجھے لوگ حقیر جانینگے علقمہ نے جو یہ کہا تو بختیارک نے کہا کہ ای گنجاب مجھے ثابت ہوتا ہی کہ تیرا وزیر مسلمان ہی کہ ہمیشہ یہ در پردہ سعی بدیع الزمان کی کرکے اُسے بچا دیتا ہی بختیارک کی مفسدے در اغواسے گنجاب نے علقمہ کو گالی دی اور کہا کہ واقعی تیری تقریر سے ایک جنبہ بدیع الزمان کا پایا جاتا ہی علقمہ وزیر اپنے دل مین سوچا کہ گنجاب نہایت تیرہ دل اور سیاہ درون ہی شعر بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ * یہ کافر الکفر ہی کسی طرح نہ مانیگا اور شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکر شکن بڑا صاحب اقبال مقبول خدائے ذوالجلال نہایت صاحب اقتدار اور مالک لشکر بیشمار کا ہوگیا ہی سوائے اسکے امیر حمزۂ صاحبقران بھی مع تمام سرداران لشکر اسلام اس ملک باختر مین تشریف فرما ہوچکے اب یہ گنجاب میرا کچھ نہین کرسکیگا بہتر یہی ہی کہ مین بھی بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان والا قدر عالی منزلت حاضر ہون اور کار سرفروشی اور جان نثاری مین سعادت دارین اور افتخار کونین اپنا سمجھون غرض یہ سوچ کے علقمہ وزیر نے گنجاب سے کہا یا پیغمبر مرسل تو برسر جنگ ہی اور یہ بات تو مشہور ہی کہ جنگ دو سروار دلہذا اصلاح دولت یہ ہی کہ خزانہ اور جواہر خانہ وغیرہ کا حکم دے تو مین اُسے لیجاکے

قلعۂ فولاد مین رکھون تاکہ اگر شکست بھی دشمنون کی ہوجاے تب بھی ایک طاقت خزانہ سیم وزر اور جواہر کی تو رہے گنجاب کو یہ صلاح علقمہ وزیر کی بہت پسند آئی اور تمام خزینہ اور گنجینہ اپنا علقمہ وزیر کو سپرد کر کے سمت قلعۂ فولاد رخصت کیا اور علقمہ وزیر گنجاب کا خزانہ چھکڑون اور شترون پر لدوا کے سمت لشکر بدیع الزمان روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت سلطان صاحبقران مع شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار حسب الارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے اُس باغ طلسم مین آکے مقیم ہوے اور انتظار مین تھے کہ دیکھیے شاہزادہ بدیع الزمان طلسم کشائی طلسم جالینوس کی کب کرے تاکہ ہماری بھی رہائی یہانسے ہو ایک روز کی نقل ہے کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ کوئی شخص یہ کہتا ہے اے نظربندیان طلسم خبردار ہوجاؤ کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے طلسم جالینوس کو توڑا جسکو اسوقت یہان سے نکل جانا ہو نکل جاؤ دم بھر مین ایک ہرن پیدا ہوگا پیچھے پیچھے اُسکے تم بھی نکل جانا امیر باتوقیر بہت خوش ہوے اور دیکھا کہ ایک ہرن مانند شیر ژیان کہ تمام اُسکے جسم پر خال سبز و سفید ہین ایک جانب سے نمودار ہوا امیر باتوقیر اور عمرو اُس ہرن کے تعاقب مین چلے جاتے جاتے جس وقت کہ اُس خاکستر سے باہر نکلے صاحبقران دوران نے دیکھا کہ وہ ہرن غائب ہوگیا تب سلطان صاحبقران نے جانا کہ ہم اب طلسم سے باہر نکل آے بس سلطان صاحبقران اور شاہ عیاران عیار دونون وہانسے آگے روانہ ہوے اثناے راہ مین امیر باتوقیر نے عمرو سے فرمایا کہ تو جا کے سرخیل وفاداران مقبل وفادار کو مع حرمیان حرم محترم کے یہان لے آ اور احوال کافرون کا بھی دریافت کرتا آنا کہ اب وہ سب کس فکر و تدبیر مین ہین حسب الحکم سلطان باکرم کے عمرو وہانسے روانہ ہوتا ہے یہان حال سنیے کہ عنق اور عنیق دربندی سلطان صاحبقران کو مع شاہ عیاران عیار طلسم خاکستر مین ڈال گئے آپ کنارے کنارے طلسم کے بچتے ہوے قلعہ بہار مین آے مقبل وفادار سے کہلا بھیجا کہ امیر حمزہ باتوقیر تو سمت باختر روانہ ہوے اور ہمکو بھیجا ہے کہ ہم اور تو دونون ملکے نگہبانی ناموس صاحبقران کی کرین مقبل نے یہ پیام عنق اور عنیق دربندی کا سنکے جواب دیا کہ میرے اور صاحبقران دوران کے ایک نشان کا قرار ہوچکا ہے اگر وہ نشان تم دونو مین جانون کہ تم دونون سچ کہتے ہو جب عنق اور عنیق نے جانا کہ مقبل نے ایک حجت نکالی زیر قلعہ خیمہ استادہ کروا کے مع اپنی فوج و سپاہ کے اُتر پڑے اور فوج و سپاہ کو بھی وہین اُترنے کو حکم دیا اور زردم آشوب اختر شمار نے زیر قلعہ بہار آکے باواز بلند کہا اے مقبل ہوشیار ہوجا کہ ہمنے امیر حمزہ صاحبقران کو لیجا کے طلسم خاکستر سلیمانی مین پھنسا دیا اب اگر امیر کی عمر نوح ہوگی تب بھی تاقید حیات اُس طلسم سے امیر کی نجات اور مخلصی ہونا غیر ممکن ہے اب تیری سرکشی کچھ پیش نہ جائیگی تیرے حق مین بہتر یہی ہے کہ تو اطاعت ہماری قبول کرلے قلعہ سے باہر نکل آ جب سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے یہ گفتگو عنق اور عنیق اور آشوب اختر شمار کی سنی تو تیر کو ترکش سے نکالکے گوشۂ کمان مین پیوست کیا اور زہ سے زہ کو ملا دیا اور نشانہ سینۂ اختر شمار کا تاک کے تیر کو پرتاب کیا تو وہ تیر مثل تیر قضا کے سینہ سے آشوب اختر شمار کے باہر نکل گیا اور وہ دم بھر مین پھڑک کر واصل جہنم ہوا اور عنق اور عنیق نے آشوب اختر شمار کا مارا جانا دیکھ کے حملہ کیا اور قلعہ پر جا کے لڑائی کرنا شروع کی اور چاہا کہ اُسکو زیر کر کے قلعہ اس سے چھین لین مختصر یہ کہ تین مہینے کامل ہر روز حملہ فوج کفار کا قلعہ بہار پر ہوتا رہا اور ہنگامۂ رزم و پیکار گرم رہا مگر غلامان نمک پروردہ سوروتی صاحبقران دوران کے ہردم سرفروشی اور جان نثاری کرتے تھے اور مقبل نے شبانہ روز بوچھار تیرون کی لشکر کفار پر کر رکھی تھی کہ ہزارون کفار واصل جہنم ہوچکے تھے قضاے کار بعد تین مہینے کے آج پھر بیرق اور اور حملہ فوج کفار کا قلعہ بہار پر تھا کہ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار جو حسب الحکم امیر حمزہ صاحبقران

اسکے واسطے بلانے مقبل اور طلب ناموس کے روانہ ہوا وہ یہان آکے پہونچا اور یہ رنگ میدان جنگ کا اور یورش فوج کفار کی قلعہ کہسار پر دیکھ کے وہین سے پلٹا اور بخدمت امیر باتوقیر آکے سارا حال کہا سلطان صاحبقران یہ حال سنکے نہایت درہم برہم ہوے اور اشقر دیوزاد پر بیٹھکے بسرعت تمام روبروے قلعہ کے پہونچے اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جانب لشکر عنق وعنیق مخاطب ہوے عنق اور عنیق وربندی نے جو دیکھا کہ امیر حمزۂ صاحبقران آپہونچے دونون اپنے اپنے ہاتھون رومالون سے باندھکر اور تلوارون کو دانتون سے پکڑکے بحضور سلطان صاحبقران آے اور اپنے اپنے سر اقدام عالی امیر عالی مقام پر رکھکے عذر خواہی کرنے لگے اور کہنے لگے و الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین قطعہ ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو من بدکنم و تو بد مکافات دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو سلطان والاقدر عالی منزلت نے جرم عفو جرائم انکا کیا اور وہ دونون پھر از سر ترس اور مکاری کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوگئے عمرو نے ہرچند امیر باتوقیر سے کہا کہ یہ دونون مشرف باسلام ہرگز نہین ہوے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اپنا سر کھائینگے میرا کیا کرسکتے ہین القصہ بعد ایک مہینے کے عنق اور عنیق وربندی نے پھر کھانے مین بیہوشی دی اور سلطان صاحبقران اور عمرو اور مقبل کو بیہوشی کرکے مطوق اور مسلسل کیا اور بعد اسکے فتیلۂ دفع بیہوشی دلوایا جب امیر کو ہوش آیا تو بہت سا عتاب کرکے ایک اعرابیے پر بٹھلادیا اور مع لشکر امیر کو لیکر سمت سبائل روانہ ہوے ابھی پہلی ہی منزل تھی کہ سامنے سے ایک گرد نمایان ہوئی اور جس وقت وہ گرد بیٹھی تو دیکھا چار لاکھ سوار کا لشکر چلا آتا ہے غرض بعد اوراک حال معلوم ہوا کہ طورسرکن نامے پہلوان حسب الحکم لقاے مشرک خدا واسطے گرفتاری بدیع الزمان کے سمت سبخان جاتا ہے عنق اور عنیق وربندی از روے استغنا دور دور الگ تھلگ قیدامیر حمزۂ صاحبقران نامور کی لیے ایک سمت کو روانہ ہوے طورسرکن نے جو یہ خبر سنی کہ عنق اور عنیق وربندی امیر حمزۂ صاحبقران نامدار کو مطوق اور مسلسل کیے بخدمت خداوند لیے جاتے ہین طورسرکن نے ایک سوار کو بھیجکے عنق اور عنیق وربندی کو اپنی بارگاہ مین بلایا اور پوچھا کہ تمنے امیر حمزۂ صاحبقران دوران کو کیونکر پکڑا ہے عنق وربندی نے کہا کہ ایک نیزے مین حمزۂ کو مین نے گھوڑے پر سے گراکے مشکین باندھ لین یہ حال سنکے طورسرکن نے کہا کہ حمزۂ صاحبقران کو میرے سامنے لاؤ عنق وربندی حمزۂ صاحبقران عالی مقام کو روبروے طورسرکن کے لے گیا امیر باتوقیر نے جسوقت اندرون بارگاہ طورسرکن کے قدم رکھا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا طورسرکن نے بڑی عزت اور توقیر سے سلطان والاقدر عالی منزلت کو صندلی پر بٹھلایا اور ایک محبت سلطان والامرتبت امیر حمزۂ صاحبقران دوران کی دل مین پیدا ہوئی اُس وقت اُسنے امیر باتوقیر سے پوچھا کہ ای حمزۂ صاحبقران شہرہ تیری شجاعت اور بہادری کا اطراف و اکناف عالم مین قاف سے تا قاف بہو نچا مردمیدان مصاف زلزلۂ قاف تو مشہور اور معروف ہوا پھر یہ بات کچھ میرے ذہن مین نہین آتی کہ عنق وربندی نے تجھے ایک نیزے مین گھوڑے پر سے گراکے باندھ لیا سلطان والاشان نے فرمایا کہ وہ کون سا سحر اکتا ہے کہ مجھے ایک نیزے مین اُسنے رکیب پر سے گراکے باندھ لیا ہے یہ محض جھوٹھ اور سراسر غلط ہے اور یہ کہکے ازابتدا تا انتہا ساری حقیقت بیان کی طورسرکن نے کہا کہ ای حمزہ صاحبقران بھلا برگذشتہ صلوات اگر اب مین تجھے قید سے نجات دے کے پکڑون تو اسوقت تو خداوند لقا کو سجدہ کریگا امیر باتوقیر نے کہا مجھے قبول ہے طورسرکن نے کہا کہ اچھا تمہارے دل کو طلب کرکے حمزہ کی قید کہلوا دو عنق وربندی نے کہا کہ ای طورسرکن یہ حمزہ عرب ہے اگر تو اسکی قید کھلوا دیگا تو پھر اسکو کوئی نہین پکڑ سکتا طورسرکن نے عنق وربندی کو گالی دے کر کہا بس اب تو کسی مقدمہ مین دخل

نہ دینا اس عرصہ مین لہار واسطے قید کاٹنے کے آئے امیر حمزہ صاحبقران نے آہنگرون کو آمادہ قید کاٹنے کا دیکھ کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور ہاتھون کی ہتھکڑیان پانون کی بیڑیان گلے کا طوق بغلون کی خاردار لسوٹا مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا اور طور سرکش سے دست و گریبان ہو کر دوپہر کے بعد کمر بند طور کا پکڑکے زمین سے اٹھالیا اور چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارے طور نے عرض کی کہ ای سلطان صاحبقران بس شرط مروت یہ ہی کہ مجھے سر سے بلند کرکے پائمال نہ کیجیے امیر باتوقیر نے باہستگی طور کو زمین پر رکھ دیا طور سرکش نے از سر صدق دل کلمۂ شہادت پڑھ کے اسلام قبول کیا عنق اور عنیق بھی از سر صدق مسلمان ہو گئے حسب اتفاق طور سرکش کی ایک بیٹی جمیلہ عفت نشین نہایت حسین تھی اُسکو نذر اسیری کرکے عرض کی کہ امیدوار ہون یہ آپ کی کنیزی مین سرفراز ہو امیر باتوقیر نے اُس سے عقد کیا اور بطن سے اُسکے دو لڑکے پیدا ہوے ہین کہ ایرج نامہ مین اکثر کارہاے نمایان کرینگے اب حال سنیئے کہ جسوقت سلطان صاحبقران نے طور سرکش کو مسلمان کرکے عمرو کو واسطے خبر گیری شاہزادہ بدیع الزمان کے روانہ کیا اور آپ صحبت عیش مین بیٹھے تھے کہ ناگاہ نظر کردۂ علی عمران منظور نظر صاحبقران صاحب بغدۂ گران مہتر قران آیا اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ یا سلطان والا شان شاہزادہ بدیع الزمان نے شہر سبخان کو سخر کرکے جو امیر و غریب وہان کا مسلمان ہو گیا اُسے تو سرفراز کیا جسنے کفر و کافری کو ترک کرکے ملت بیضا او ردین اسلام قبول نہین کیا اُسکو قتل کیا امیر باتوقیر یہ خبر سنکے بہت خوش ہوے بعد اسکے سلطان صاحبقران نے احوال قاسم کا پوچھا مہتر قران نے جو کچھ کہ قاسم نے وہان کیا تھا وہ بیان کیا امیر قاسم کا حال سنکے قاسم سے نہایت ناراض ہوے روز دوم سلطان باکرم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا مین چاہتا ہون کہ وہ جاکے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لاکے مجھے دے مہتر قران نے عرض کی غلام ابھی خبر شاہزادۂ عالی مقدار بدیع الزمان نامدار کی لیکے حضور مین حاضر ہوتا ہی اور سلطان عالی منزلت سے رخصت ہو کے سمت سبخان جاتا ہی

	اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان سے گذارش کیے جاتے ہین	

کہ شاہزادہ بدیع الزمان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا یکایک خبر پہونچی کہ گنجاب کا پیش خیمہ سمت سبخان روانہ ہوا شاہزادۂ عالیمقام نے فرمایا کہ شعر سرے سیچم زشمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ٭ پیش خیمہ کیا وہ گنجاب اور تمام لشکر آئیگا تو کیا اندیشہ ہی خداے ما بزرگ است ابھی یہی کہہ رہا تھا کہ ناگاہ ایک تخت شاہی دیو دوش پہ لیے ہوے آسمان سے زمین پر بارگاہ مین شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ کی آئے اور حال گردین خاقان چین بہنگام مقاتلہ و مجادلہ ضرب دار سمشاد فولاد دیو کی ہاتھ ٹوٹنا بہرام کا جو کچھ کہ گذرا تھا سب بیان کیا اور عرضی بھی بہرام کی نظر انور شاہزادۂ نامور سے گذرانی شاہزادہ بدیع الزمان نے مضمون عرضی کا مطابق اِن چارون دیو دلن کے بیان کے پایا اور بعد اسکے اپنے سردارون کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ یارو گنجاب ایسے دشمن صعب اور زبردست نے تو لشکر کشی مجبر کرکے پیش خیمہ اپنا اس طرف کو روانہ کیا ہی اب مین متحیر ہون کہ کیونکر پردۂ قاف مین جاکے بہرام گردین خاقان چین کا شریک حال ہون اور جو نہین جاتا ہون تو خلاف میری وضع کے اور بعید از مروت ہی پھر دیوون سے پوچھا کہ پردۂ قاف کے جانے آنے مین کتنے دنون کا عرصہ ہوگا چارون دیوون نے کہا کہ آٹھ روز آنے مین اور جانے مین گذرینگے اور دو ایک دن مین وہان تصفیہ لڑائی کا ہوگا سب دس بارہ روز کا عرصہ گذر جائیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ پھر دس بارہ روز تو کچھ مشکل نہین اگر گنجاب بہت جلد آئیگا تب بھی دس بارہ دن مین نہین آسکیگا یہ کہکے اُس تخت پر سوار ہوا اور وہ چارون دیو تخت کو لے کے قلعہ قاف سوم مین لائے کافور پری زاد خسر بہرام گردین خاقان چین استقبال کرکے

اپنی بارگاہ مین لایا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر بہرام گرد بن خاقان چین رونے لگا شاہزادہ بدیع الزمان نے سبب رونے کا پوچھا بہرام نے کہا مجھسے اور مرزبان خراسانی سے پشمکی واقع ہی اب میرا ہاتھ ناقص ہوگیا اور ایک ہاتھ سے مین مرزبان خراسانی کے روبرو کیا کرسکونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ حال سنکے بہت سا افسوس کیا اور بہرام کی نہایت دلجوئی اور تسلی کرکے کہا کہ ای بہرام نظر بکرم کریم کارساز کرو اُس مین سب طرحکی قدرت ہی شعر مردہ را ذی روح ساز د زندہ را بیجان کند ٭ ہر گدا را اگر خواہد در دمے سلطان کند ٭ یہان تو شاہزادہ بدیع الزمان سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہان فولاد دیو کو خبر ہوگئی کہ کافور شاہ پریزاد نے بردۂ دنیا سے ایک آدم زاد کو سپہ مقابلے اور مجادلے کے واسطے بلایا ہی فولاد دیو نے اُسی وقت طبل جنگ بجوادیا اور روز دوم میدان مین نکل کے مبارز طلب ہوا شاہزادہ بدیع الزمان والاشان تیغ طہمورث دیوبند پکڑ کے اُسکے مقابلے مین گیا فولاد دیو نے شاہزادۂ عالم کو دیکھکر پوچھا کہ ای خیرہ سر تو کون ہی جو مجھسے برسر جنگ آیا ہی اور جو قضا گریبان گیر ہوکر تجھے یہان لائی ہی تو خبر لے ہوشیار ہوجا اور ایک ضرب میرے ہاتھ کی لے یہ کہکے وہی دار شمشاد بر سر شاہزادۂ بدیع الزمان ماری شاہزادۂ عالم نے سپر کو پناہ کیا اور بافضال ایزدی شاہزادۂ بدیع الزمان اُسکی ضرب کو روک کے اُس دیو کے لپٹ گیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا تھوڑی دیر مین شاہزادۂ عالم نے لنگر فولاد کا توڑ کے اُٹھا لیا اور زمین پر مار کے چاہا کہ سر اُس دیو کا کاٹ ڈالے فولاد دیو نے بعجز اور انکسار رو رو کے کہا کہ ای شہریار مجھے قتل نکر مین اسلام قبول کرتا ہون شاہزادۂ بدیع الزمان نے فولاد دیو کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا اور سپہ سالار ملک کافور شاہ کا کیا اور دلآرام نسترن تن عذار ملک کافور شاہ کی بیٹی کو بہرام گرد بن خاقان چین کے ساتھ منعقد کر دیا چنانچہ بطن سے دلآرام کے ایک لڑکی پیدا ہوتی ہی کہ توریج نامہ مین اُس لڑکی سے بہت سے کار نمایان ظہور مین آئینگے بعد ازان شاہزادۂ بدیع الزمان نے بہرام سے کہا کہ اب تم بھی عیش کرو بر وقت لشکر کشی بر سر گنجاب آنا یہ کہکے بہرام گرد بن خاقان چین اور ملک کافور شاہ پریزاد سے رخصت ہوکے اُسی تخت پر سوار ہوا اور وہی

چارون دیو بدیع الزمان کو تخت پر بٹھا کے شہر سنجان کی طرف روانہ ہوتے ہین

اب دو کلمے داستان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے چاہا کہ تیاری لشکر کی کرکے برسر گنجاب روانہ ہو اُس عرصہ مین بارہ شتر سوارون کی آئی بطریق کفار قاسم کو سلام کیا شاہزادۂ خاور سیاہ نے پوچھا کہ تم کہان سے آتے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم گلستان کوہ سے ایک عرضداشت لیکے آئے ہین اور یہ کہکے وہ عرضی ملک قاسم کو حوالے کی اُس مین پہلے تعریف لقائے مشرک خدا کی بعد ازان تعریف گنجاب کی بعد اسکے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل کی لکھکے مرقوم تھا کہ مین منصور شاہ گلستان کوہ کا بادشاہ ہون بخدمت شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم یہ التماس رکھتا ہون کہ گنجاب نے مجھے اپنی مدد کے واسطے طلب کیا ہی اور مجھے ایک مشکل درپیش ہی بارہا مین نے بحضور خداوند لقا اور بخدمت گنجاب عرضیان بھیجین مگر کسی نے کچھ جواب مجھے نہ دیا اور کسی سے وہ مشکل میری حل نہو سکی شہرا اور تعریف تیری جوانمردی کی سنکے مین نے یہ عرضداشت تجھے لکھی ہی اگر تو میری مشکل کو حل کردے مین تیری کفش برداری اور غلامی بدل و جان اختیار کرکے مسلمان ہوتا ہون اور تیرے ہمراہ رکاب گنجاب سے مع چار لاکھ سوار کی فوج و سپاہ کے لڑنے کو حاضر ہون اور جو تو میری مشکل حل نہین کرسکیگا اور تو نہ آئیگا تو مین گنجاب کی مدد کے واسطے جاتا ہون جو نہین شاہزادۂ خاور سیاہ نے عرضداشت پڑھکے ارادہ چلنے کا کیا

سرداروں نے عرض کی کہ شہریار لشکر بھی ہمراہ لیجائیے قاسم نے کہا کہ بدیع الزمان جہاں پر سر رزم و جنگ تنہا بجان واحد جاتا ہی اور کارنمایاں کرکے مراجعت کرتا ہی کچھ لشکر کی لیجانے کی احتیاج نہیں ہی یہ کہکے بیس پچیس آدمی ہمراہ لیکے سمت گلستان کوہ روانہ ہوا جبکہ خبر آمد شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کی منصور شاہ نے سنی واسطے استقبال کے سوار ہوا اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کو بڑے اعزاز و اکرام سے لاکے تخت پر بٹھلایا شاہزادہ خاور سیاہ نے پوچھا کہ تجھے کیا مشکل درپیش ہی بیان کر منصور شاہ نے کہا کہ اس شہر کے پاس پہاڑ مین ایک درہ ہی کہ جاڑے اور گرمی اور برسات مین یکسان سبز و خرم رہتا ہی اور اس درہ کو درۂ گلستان باختر کہتے ہین اور اس درہ مین ایک طاق ہی مگر ہمیشہ بند رہتا ہی اور برابر اس طاق کے سوراخ مین اور اس درہ پر ایک تصویر ہفت جوشن کی بنائی ہی تجو میون اور کاہنون نے حکم لگایا ہی کہ جو شخص اسپر تیر لگائے اگر نشانے پر لگیگا تو مراد اُسکی حاصل ہی اور جو تیر اسکا لوٹ جائے تو ایک آواز پیدا ہوتی ہی اور اس سوراخ مین سے ایک ہاتھ نکلتا ہی اور اُس شخص کو پکڑکے ایک باغ مین لیجاکے ڈال دیتا ہی اور پھر اُس شخص کا کہین پتا اور نشان کسی کو نہین ملتا یہی مشکل مجھے درپیش ہی مین چاہتا ہون کہ یہ راز مجھے منکشف ہو جائے شاہزادہ خاور سیاہ نے کہا بسم اللہ ابھی یہ کہکے اُسیوقت سوار ہوا اور اُس درے پر آکے دیکھا ایک سنگ سفید پڑا ہی اور جو کچھ کہ منصور شاہ نے بیان کیا تھا وہی سب کیفیت وہان دیکھی شاہزادہ خاور سیاہ نے ہزار مرتبہ نام جناب حق سبحانہ تعالیٰ کا لیکر تیر اُس تصویر پر مارا اور تیر اُسکی چھاتی پر لگکے لوٹ گیا اُسوقت وانہین ایک آواز وہان سے پیدا ہوئی اور ایک ہاتھ اُس سوراخ مین سے نکلکے قاسم کو اُٹھا لیچلا مہلت دم بھر کی نہ ملی اور وہ دروازہ بند ہوگیا قاسم کو اندر لیجاکے ڈال دیا منصور شاہ نے جو یہ حال دیکھا شاہزادہ خاور سیاہ کے ہمراہ کے لوگون سے کہا کہ لو اب تم سب یہانسے جہان جی چاہے جاکے عزاداری ملک قاسم کی کرو کہ اب یہانسے زندہ و سالم قاسم کا نکلنا محال اور بہت دشوار ہی ستارہ بن اخی سلیمان مع چند سردارون کے گریبان چاک کرکے خاک سر پر ڈالتا وہان سے بمشورہ سب سردارون کے بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا ہی

اب شمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان سے بیان کیا جاتا ہی

جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان پردۂ قاف مین بہرام گرد بن خاقان چین سے رخصت ہوکے قلعہ سنجان مین داخل ہوا اور چارون دیوون کو مع تخت رخصت کرکے آپ بارگاہ مین جلوہ فرما ہوا اُسوقت حکم دیا کہ نامے ہر ایک دلاور دار سردار کو لکھکر روانہ کرو کہ سب اپنی اپنی فوج و سپاہ لے کے میدان رزمگاہ مین آکے حاضر ہون اور چوبدار اور ہرکارے حسب الحکم شاہزادۂ عالم کی فرمان لے کے چار طرف روانہ ہوئے بعد ازان شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان واسطے تجویز میدان جنگ کے سوار ہوکے نکلا تھا کہ ناگاہ ایک طرف سے ایک غول آدمیون کا سر برہنہ و خاک بیزان اور نالہ و فریاد کنان گریبان چاک نمایان ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر خوب سی سرزنی اور سینہ کوبی کرکے داد بیداد کرنے لگے شاہزادۂ عالم نے پوچھا کہ صاحبو کیا سبب تمھارے شیون و شین اور چاک گریبانی اور خاک افشانی کا ہی اُن سبھون نے سارا حال شاہزادہ خاور سیاہ کے طلسم مین جاکے مفقود الخبر ہو جانے کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان یہ خبر سنکے نہایت مغموم اور رنجیدہ اور اندوہگین ہوکے اپنے دل مین سوچا کہ اب مجھے اُس طلسم مین جانا واجب ہی شاید کوئی کام مجھسے بن پڑے فضل بن گیا ہور خون آشام نے توجہ خاطر شاہزادہ والاشان کی سمت طلسم جانے کی دیکھکر منع کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے نہ مانا اور فضل بن گیا ہور خون آشام کو ہمراہ لیکے اُس درۂ طلسم کی جانب چلا اور وہان جاکے اسی طریق سے تیر اُس تصویر پر مارا اور شاہزادہ بدیع الزمان کا

بھی تیر نشانے پر پہونچکر ٹوٹ گیا اور اُسی طرح سے اُس تصویر سے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور ایک ہاتھ اُس سوراخ مین سے نکلکے شاہزادۂ عالم کو اُٹھالے گیا اور اُسی باغ مین لیجاکے چھوڑ دیا یہان منصور شاہ نے فضل بن گیا ہو رخون آشام سے کہا کہ اب تو بھی جاکے عزادار بدیع الزمان نامدار کا تا قید حیات رہ فضل بن گیا ہو رخون آشام نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور سر زنان و سینہ کوبان گریان و نالان فقیر ہو کے اُسی درے مین بیٹھ گیا وہان جسوقت آنکھ شاہزادۂ بدیع الزمان کی کھلی تو دیکھا کہ برابر قاسم کے مین بھی بیٹھا ہون شاہزادہ خاور سیاہ نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر کہا جہان مین ہون وہان تو کیون آیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا قاسم تو بھی عجب طرحکا جاہل مطلق ہی مین اپنے اختیار سے آیا ہون جو تجھے یہان لاکے مبتلا گیا وہی مجھے بھی یہان لایا قاسم نے کہا اب تو مقدمہ مین قسلعہ سبحان کے کیا کہتا ہی گنجاب تو میرا ایک صید لاغر ہی اور ملک باختر میرا حق ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ گنجاب میرا اشکار ہی کل باختر کو مین نے مسخر کیا ہی رفتہ رفتہ یہان تک گفتگو بڑھی کہ نوبت کشتی اور گھوسم گھاسا کی پہونچی زنجیرون کے شور و غل سے پاسبانون نے جو آپس مین دونون کو لڑتے دیکھا اُنھون نے جاکے اپنے بادشاہ سے اطلاع کی بادشاہ نے دونون شاہزادون کو اپنے روبرو طلب کرکے پوچھا کہ پہلے زیادتی اور پیشدستی کسنے کی ہی شاہزادہ خاور سیاہ نے اشارہ سمت شاہزادۂ بدیع الزمان کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ پہلے تونے زیادتی کی اب منکر ہوا جاتا ہی مگر معلوم ہوا کہ قتل ہونے سے ڈرتا ہی خیر اگر یہی تیرا خیال ہی تو اول پیشدستی مین نے کی ہی شاہزادۂ خاور سیاہ نے کہا واقعی سچ تو یہ ہی کہ پیشدستی اور زیادتی پہلے مین نے ہی کی ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکا پہلے ہاتھ کاٹو بعد اسکے قتل کرنا جب شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ رنگ دیکھا تو اُن سبھون کو قسم دے کے کہا کہ پہلے مجھے قتل کرو کہ مین شاہزادۂ خاور سیاہ کے دشمنون کو قتل ہوتے نہ دیکھون قاسم نے کہا کہ ای بادشاہ تو پہلے مجھی کو قتل کر کہ مین شاہزادۂ بدیع الزمان کے دشمنون کی مرگ نہین دیکھ سکونگا ایسی بحث و تکرار مین دیکھا کہ کبشاہ بیٹا ہاروت جادو کا کہ مالک قاسم کے ہاتھ سے بھاگ کے اس طلسم مین آکے مخفی ہوا ہی اور ہاروت جادو قاسم کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور اس طلسم مین چچا کبشاہ کا بادشاہ ہی کبشاہ نے جو قاسم کو دیکھا تو پہچان کی اپنے چچا سے کہا کہ ای عم بزرگوار اس جوان لعل پوش قاسم نے میرے باپ ہاروت جادو کو مار ڈالا اور مین نے اس جوان سے وہ نیکی کی تھی کہ تین مرتبہ زیر تیغ جلاد اسے بیٹھا ہوا دیکھ کے اُٹھا لایا اور اُسنے اُسکے عوض مین میرے ناموس کے خراب کرنے کا قصد کیا اور مجھے بڑے بڑے آزار دیے ہین میرے بھائی اور ہاروت جادو میرے باپ کو مار ڈالا ہی لہذا امیدوار ہون کہ اس جوان لعل پوش کو مجھے حوالے کر دے کہ اُسکو لیجاکے مین بعذاب الیم قتل کرون بادشاہ طلسم یعنی کبشاہ کے چچا نے کہا ای کبشاہ تو ان دونون کو جہان جی چاہے لیجاکے قتل کر خواہ آزاد کر کبشاہ نے شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کو اپنے چچا سے لے کے اپنے ساتھ کے ساحرون سے حکم دیا کہ ان دونون کو درمیان دریاے محیط کے قلۂ کوہ پر چھوڑ آؤ چنانچہ حسب الحکم کبشاہ کے چند ساحر شاہزادۂ بدیع الزمان اور قاسم کو لیجاکے دریاے محیط مین قلۂ کوہ پر بٹھلا کے چلے آے شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ پہاڑ کان شقاقل کا ہی دونون شاہزادے جڑ شقاقل کی کھود کھود کے کھاتے تھے اور ایک مہینا پھر اُس پہاڑ پر رہے آخر الامر جب کہ بہت تنگ ہوے تو یہ تدبیر ٹھرائی کہ ایک درخت کو اُکھاڑ کے دریا مین ڈال دیجیے اور اُسپر سوار ہو کے کسی طرف نکل چلیے اور یہی تدبیر کرکے دونون نے دو درخت اُکھاڑ کے دریا مین ڈال دیے اور اُنپر دونون صاحب سوار ہو کے چلے قضاے کار باد مخالف چلی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان ایک طرف اور شاہزادۂ قاسم ایک طرف بہ کے نکل گئے پہلے قاسم نے دور سے ایک جزیرہ

دیکھا جب وہان پہونچا تو ایک دیو کو دیکھا کہ شل لعل کے گلنار رنگ تھا اور نام اُس دیو کا گلگون دیو تھا قاسم کو وہ دیو
دیکھکر دوڑا اور قاسم سے لپٹ کر زورکشتی کا کرنے لگا قاسم نے اُسے تھوڑی دیر مین اُٹھا کے دے مارا دیو نے کہا ای آدم زاد
واسطے اپنے دین کے مجھے چھوڑ دے قاسم نے کہا تو مجھے ملک باختر مین پہونچا دے دیو نے کہا کہ اسرھم نام ایک جادوگر
مجھے لا کے یہان بٹھا گیا ہی اُسکے خوف سے مین کہین یہان سے جا نہین سکتا اگر تو اُس ساحر کو مار ڈال تو مین تجھے باختر
مین لیجا کے پہونچا دون قاسم نے کہا کہ مجھے ایسی گھات پر تو بٹھلا دے کہ وہ آئے مین اُسے پکڑ لون اور مار ڈالون گلگون
دیو نے قاسم کو ایک کمینگاہ مین لیجا کے بٹھا دیا جسوقت وہ ساحر آیا ملک قاسم نے کمینگاہ پر سے ایک تیر اُس جادوگر
کو مار کر جہنم واصل کیا گلگون دیو نے جب دیکھا کہ وہ ساحر مارا گیا بخوف و خطر شاہزادۂ خاور سیاہ کو اپنے دوش پر سوار
کر کے سمت باختر روانہ ہوا اثنا ے راہ مین نقابدار سبز پوش ہوا خواہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے قاسم کو دیو پر سوار جاتے
دیکھکر کہا کہ تیرے ہمراہی نقابدار سرخ پوش نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو شکارگاہ سلیمان مین بہت سا سرگردان اور
خراب کیا تھا مین تجھے تا وقتیکہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو نہ ڈھونڈھ لاؤنگا قید کرونگا اور شاہزادۂ بدیع الزمان
کو ملک باختر مین لیجا کے پہونچا دونگا یہ کہہ کے اپنے ہمراہ کے دیوون کو اشارہ کیا اور قہراً اور جبراً ملک قاسم کو پکڑ کے
قید کر لیا بعد ازان نقابدار سبز پوش نے قاسم کو دیوون کے حوالات مین کر کے کہا جہان مین نے کہہ رکھا ہی وہان
تم سب قاسم کو لیجا کے قید رکھو یہ کہہ کے نقابدار سبز پوش شاہزادۂ بدیع الزمان کی تلاش مین چلا یہان نقابدار
سبز پوش کے دیو جو قاسم کو لے کے چلے اثنا ے راہ مین نقابدار سرخ پوش ہوا خواہ ملک قاسم نے دیکھا اُسنے قاسم
کو پہچان کے دیوون سے چھین لیا اور قاسم کو اپنے ہمراہ لے کے بر سر نقابدار سبز پوش روانہ ہوا راہ مین نقابدار
سبز پوش سے ملاقات ہو گئی نقابدار سرخ پوش نے پشت پر سے آکے نقابدار سبز پوش کو زخمی کیا اور برابر سے
شاہزادۂ خاور سیاہ پہونچا نقابدار سبز پوش نے جو دیکھا کہ اب مین مارا جاؤنگا بھاگ کر طلسم مارخیز مین جا کے
چھپا نقابدار سرخ پوش نے ارادہ کیا کہ مین بھی طلسم مین جاؤن قاسم نے منع کیا اور نہ جانے دیا تب نقابدار سرخ پوش
نے قاسم کو ملک باختر مین پہونچا دیا آپ سمت دریا چلا بس شاہزادۂ بدیع الزمان جو اُس پیڑھی پر سوار دو شبانہ روز سے
دریا مین چلا جاتا تھا یکایک غلبہ خواب کا ہوا اور کئی مرتبہ آپ کو خوب سا سنبھالا آخر کار دریا مین گر پڑا اور غوطہ
کھا کے جو نکلا تو چار و ناچار شناوری کرتا ایک طرف کو چلا اتفاقاً ایک جادوگرنی کہ سوا ے آسمان سے آتی تھی لگنے
شاہزادۂ عالم کو ڈوبتے دیکھکر دریا مین سے باہر نکالا اور کہا کہ یہ صحرا ے مارخیز ہی اگر تو ارادہ اس طرف جانے کا کریگا
تو سانپ تجھے کاٹ کھائنگے تو ہلاک ہو جائیگا اور یہ راہ طلسم مارخیز کی ہی اور میرا نام شمس عذار جادو ہی یہ کہہ کے
وہ ساحرہ چلی گئی شاہزادۂ بدیع الزمان نے چاہا کہ سمت صحرا ے مارخیز جاے کہ ایک حبشی اُس صحرا مین نظر پڑا اُسنے منع کیا اور کہا کہ تو
ادھر نہ جا اُس طرف جا ابھی کچھ شاہزادۂ بدیع الزمان اُس حبشی کو جواب نہین دینے پایا تھا کہ سامنے سے نقابدار سبز پوش ہوا خواہ
شاہزادۂ بدیع الزمان کا نمودار ہوا اور شاہزادے نے جو اُسے زخمی دیکھا تو پوچھا کہ تو یہان کہان اور تجھے کسنے زخمی کیا
نقابدار سبز پوش نے سارا حال قاسم کا اور اپنے زخمی ہونے کا بیان کیا بعد اُسکے نقابدار شاہزادۂ بدیع الزمان کو
بادشاہ یعنے کیشاہ کے پاس لایا کیشاہ نے پوچھا کہ تو قاسم کو اپنا دوست جانتا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا قاسم سے زیادہ دشمن
بدتر ہی باوصف اسکے کہ مین نے دو مرتبہ اُسے قتل ہونے سے نجات دی ہی کیشاہ نے کہا جو تو اُسکا دشمن ہی تو مین تجھے اس طلسم سے نکالے دیتا
ہون شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا مین جب تک طلسم کشائی نہ کرونگا یہان سے ہرگز نہین جاؤنگا کیشاہ یہ بات
سنکے بہت رنجیدہ ہوا اور ناراض ہو کر کچھ کلمات سخت کہنے لگا شاہزادۂ بدیع الزمان کو کیشاہ کی گفتگو سے

شدت غم و غصہ سے اُس شب کو نیند نہ پڑی اور تمام رات رویا کیا صبح کے وقت سوگیا خواب مین حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان چل تجھے اس طلسم سے باہر نکالدون شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای بزرگوار اگر الطاف فرمایا ہی تو مجھے راستہ بتلا دیجیے کہ مین اِس طلسم کو توڑکے یہان سے جاؤن حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک سفید مہرہ اور ایک سیب اپنے پاس سے شاہزادۂ بدیع الزمان کو دے کے کہا کہ ای شاہزادۂ بدیع الزمان تجھے لازم ہی کہ اس صحراے مارچیر سے نکل جا اور اِس جنگل کی گھاس مار رستہ ہی کہ دمین تو زمین مین غرق ہوگین اور کفچہ سانپون کے باہر نکلے تجھے منع کرینگے اور کہینگے کہ اس راستے سے نہ جا اُسوقت تو اس سیب کو اُن سانپون کو دکھاتا جانا کہ وہ سیب کو دیکھکر بیہوش ہوجاینگے اور پھر جنبش نہ کرسکینگے لیکن تو جسوقت زمین پر قدم رکھے تو خوب سمجھ بوجھ کے پانون رکھنا اور جب اُس صحراے سے باہر نکل جا وہان ہوشیار اور ایک طاق ہی اور اُس طاق مین ایک بقچہ قالین رکھا ہی اور پیچھے طاق کے ایک دیو بیٹھا ہی کہ اُسکا نام شیر و یہ ہی تو اُس دیو کو یہ سفید مہرہ دکھلانا وہ دست بقچہ اور غالیچہ اُس سے مانگ لینا اور اُس قالین پر بیٹھکر کہنا کہ بحق حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام مجھے وہان پہونچا دے جہان جانیکا میرا مدعا ہی وہ غالیچہ تجھے وہان پہونچا دیگا اور تیرا مطلب حاصل ہوجایگا غرض یہ فرماکے حضرت سلیمان علیہ السلام نظرون سے غائب ہوگئے اور شاہزادۂ بدیع الزمان خواب سے بیدار ہوا اور اُس صحراے مارچیر مین آیا اور بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے اُس جنگل سے نکل کے اُس طاق کے نیچے پہونچا اور شیر و یہ دیو کو سفید مہرہ دکھلا کے وہ بقچہ اور غالیچہ اُس دیو سے لیا اور غالیچہ پر بیٹھ کے اُس طلسم سے روانہ ہوا

جبتک وہ وہان پہونچے داستان بارگاہ لقاے مشرک خدا سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت خبر ورود اقبال اور نزول اجلال امیر حمزۂ صاحبقران با توقیر کی یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ کو پہونچی کہ حمزۂ صاحبقران مع فوج دریا موج اور لشکر فیروزی اثر بعظمت تمام و بشوکت مالاکلام دریا سے نکلکے ملک باختر مین داخل ہوے اور اُسکے سردارون نے کل باختر کو اپنے قبضے مین کرلیا نہایت درہم اور برہم ہوکر لقاے مشرک خدا ازمرد شاہ باختری مردود آدمی کے پاس گیا اور عرض کی کہ اب مجھے زیادہ طاقت صبر اور ضبط کی باقی نہین ہی کہ گوہر ملک کو چھوڑ دون خصوصاً ان دنون مین کہ لشکر خداپرستون کا کل باختر پر محاصرہ کیے ہی اور روز بروز خداپرست زور پکڑتے جاتے ہین مجھے یہی ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو گوہر ملک میرے ہاتھ سے جاتی رہے لقاے مشرک خدا نے کہا کچھ اپنے دل مین تو وسوسہ اور اندیشہ نہ کر یہ کہہ کے لقا نے سہیل اور عنقا کو طلب کرکے کہا کہ تم اپنا اپنا لشکر لے کے سمت باختر جاؤ اور بدیع الزمان اور قاسم وغیرہ بن خداپرست کو تم دیکھو اور پاؤ اُسے گرفتار کرکے میرے پاس لاکے حاضر کرو حسب الحکم لقا کے سہیل اور عنقا مع اپنی فوج اور سپاہ کے سمت باختر روانہ ہوے اور جسوقت یہان پہونچے فرامرز عاد لندھور کے پاس جاتا تھا اثناے راہ مین اُن دونون کافرون سے مقابلہ ہوگیا اور بوقت مجادلہ سہیل فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہوکر کوہ سلیمانیہ کی جانب نکل گیا اور وہان بدلجمعی اپنے زخمون کے اچھے ہونے کی فکر مین بیٹھا تھا حسب اتفاق سہیل کا ایک عیار قہر شد پد نامے بڑا حرامزادہ ہی اُسنے آکے سہیل سے پوچھا کہ تو زخمی کہان ہوگیا اور اسقدر جو غمگین اور ملول کیدن ہی سہیل نے کہا خداوند لقا نے مجھے ایک کام کو بھیجا تھا سو مجھسے وہ کام سرانجام نہ ہوسکا اگر اب تو جاکے وہ کام کر آے تو فہو المراد قہر عیار نے کہا کہ وہ کیا کام ہی سہیل نے کہا کہ تو جاکے فرامرز عاد مغربی کو پکڑ لا عیار نے اقرار کیا کہ مین ابھی جاکے فرامرز کو پکڑ کے لاتا ہون یہ کہکے سہیل سے رخصت ہوا اور لندھور کے لشکر مین جاکے شب کو اندرون بارگاہ گیا لیکن فرامرز عاد مغربی کو تو نہ پایا جمہور جہانسوز شہنشاہ تبرزن کو بیہوش کرکے پکڑ لے گیا سہیل نے جمہور کو دیکھ کے سطوق اور مسلسل کیا اور ہوشیار کرکے جب نام جمہور کا معلوم

ہوا تب خوش ہو کے ایک اعرابے پر بیٹھ کے سمت سبائیل لے کر چلا جبکہ در بند سپہر خار اکن اور منشیۂ فیض رسان مین پہونچا
تو ایک ہرکارے کو واسطے اطلاع کے بخدمت یاقوت شاہ روانہ کیا یاقوت شاہ نے لوگون کو بطریق استقبال کے بھیجکر
اپنے پاس بلایا اور یاقوت شاہ نے جمہور کو جوان دلاور دیکھکر پوچھا کہ اے جوان تجھے سہیل نے کیونکر پکڑا ہے جمہور نے
سنکے جواب دیا کہ سہیل کیا سحرا ہے کہ مجھے پکڑ لاتا اُس نامرد نے قہر لیپے عیار کو بھیجکر مجھے عالم بیہوشی مین چُرا منگایا ہے اور
تیرے پاس لایا ہے اگر میرے قول کا تجھے اعتبار نہین ہے تو میرے ہاتھ کھلوا کے جتنے تیرے بارگاہ نشین ہین سب ملکے مجھے
پکڑ لین تو یہ جانتا کہ ہان سہیل نے بھی مجھے پکڑ لیا ہو گا یاقوت شاہ نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جو کوئی تجھسے پوچھے
تو یہ کہنا کہ سہیل نے مجھے مردانہ وار پکڑ کے یہان بھیجا ہے اتنے کہنے مین خداوند لقا تجھے سرفراز کر کے بہت بڑا مرتبہ دیگا اور
جو یہ نہ کہیگا تو خداوند لقا تجھے بعذاب الیم مبتلا کریگا بس اب تو لقاے خداوند ہجدہ ہزار ملک باختر کو سجدہ کر کہ تیرا مطلب
دلی حاصل ہو جمہور جہانسوز شہنشاہ تبرزن نے یہ گفتگو یاقوت شاہ کی سنکے کہا لاکھ بار لعنت اُس خوک پیکر
خرس بادیۂ ضلالت لقاے مشرک خدا پر اور تجھ پر اور لقا کے پرستارون پر مین کرتا ہون یاقوت شاہ نے سنکے کہا
معلوم ہوا تو سیاہ دل ہے اور مجھے خوب معلوم ہوا ہے کہ یہ فرقہ خداپرست ایسا نہین ہے جو خداوند کی پرستش اور ستایش
کریگا یہ کہہ کے سکو نیچے چھوڑ کے یاقوت شاہ آپ بالاے قیطول گیا اور قدم قدمگاہ پر رکھا ناگاہ ایک آواز پیدا
ہوئی کہ اے بندۂ قدرت چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ نے کہا یا خدا تو نے تقدیر کی تھی کہ سہیل اور عنقا جا کے حمزہ
کے پہلوانون اور سردارون کو پکڑ لائین سو اُن دونون نے جا کے ایک جوان سردار لشکر حمزہ کو پکڑ لا کے حاضر کیا ہے
لقاے مشرک خدا نے کہا اُس خداپرست نے مجھے سجدہ کیا یا نہین یاقوت شاہ نے عرض کی کہ وہ خداپرست نہایت
سیاہ دل ہے عجب طرح کی باتین نالائق کہتا ہے لقا نے کہا اب جا کے تو اُسکو میرے روبرو لا اور کہہ مین اُسے پیغمبر مرسل
کرونگا یاقوت شاہ قیطول پر سے اُتر کے جمہور کو اپنے ہمراہ قیطول پر لیچلا جسوقت کہ یاقوت شاہ قدمگاہ پر پہونچا
ایک آواز پیدا ہوئی کہ اے بندۂ قدرت چہ تقدیر کردم یاقوت شاہ نے جمہور سے کہا کہ یہان آواز خداوند کی سنکے سجدہ
کر جمہور نے کہا وہ کیا کہتا ہے جسے مین سجدہ کرون اس مین دوبارہ آواز پیدا ہوئی کہ اے یاقوت شاہ اُس بندے
نے مجھے سجدہ کیا یاقوت شاہ نے عرض کی کہ یا خداوند یہ جوان بہت تاریک دل ہے ہرگز سجدہ نہین کرتا ہے لقا نے
کہا کہ پردہ حجاب کا اُٹھا دو غرض جب پردہ اُٹھ گیا شاہزادہ جمہور نے ایک گنبد مینائی ایسا وسیع دیکھا کہ جس مین اٹھارہ
ہزار سوار و سردار زبردست بیٹھے ہین بہت پر تکلف بنا ہوا اور تیاری معقول ہے اور ایک گبر بوڑھا قوی ہیکل
تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہے اُس گبر نے جمہور سے کہا کہ سجدہ کر جمہور نے کہا اے خوک پیکر تجھے تو پتا بھی نہین ہلسکتا
لقاے مشرک خدا نے کہا مین تجھے خاک سیاہ کرونگا جمہور نے کہا جب تو مجھے خاک سیاہ کردیگا تو اُس وقت حمزۂ
صاحبقران اور تمام اُسکے پہلوانون اور سردارون کے دل مین ایک خوف تیرا پڑ جائیگا اور سمجھینگے کہ ہان تو ایسا
زبردست ہے پھر لقا نے چند بار جمہور سے کہا کہ سجدہ کر ابھی تک تجھ پر رحم کرتا ہون پھر مین تجھے خاک سیاہ کردونگا
جمہور نے کہا تو مجھے ڈراتا ہے مین نہین ڈرتا لقا نے کہا کہ اسے لیجا کے دوزخ مین ڈال دو لوگون نے چاہا کہ جمہور کو
پکڑ کے لیجائین گہرلے اختر شناس نے کہا کہ اے خداوند یہ تیرا بندہ بہادر ہے مگر احمق ہے کہ تیری قدر اور رتبہ نہین
جانتا ہے تو نے اسے پیدا کیا ہے اپنے پیدا کیے کی شرم تجھے لازم ہے بہتر یہ ہے کہ اسے چند روز قید رکھ تا کہ پھر تجھے معقول
ہو کے سجدہ کرے لقا کو یہ بات گہرلے اختر شناس کی نہایت پسند آئی اور فرمایا کہ جمہور کو ضحاک شاہ کے پاس
ضحاکیہ مین لیجا کے کہو کہ خداوند لقا نے اس خداپرست کو بھیجا ہے اسے قید کرو لوگون نے جمہور کو پھر اعرابے پر

بٹھلاکے ضحاک شاہ کے پاس بھیجدیا ضحاک شاہ نے کہا خداوند نے اِس بلا کو میرے پاس کیون بھیجا خیر اِسے شہر مین
نہ لاؤ غار بنفشہ کوہ مین لیجا کر قید کرو حسب الحکم ضحاک شاہ کے شاہزادہ جمہور کو غار بنفشہ کوہ مین لیجا کے قید کیا حسب اتفاق
ضحاک شاہ کی ایک بیٹی کہ نام اُسکا مشتری شمس عذار تھا وہ ہمیشہ سیر و شکار کو سوار ہوکے نکلا کرتی تھی وہ ایک روز
بعزم شکار سوار ہوکے اُسطرف جا نکلی احوال شاہزادہ جمہور کے قید ہوکر آنے کا سنکے اُسے اشتیاق جمہور کے دیکھنے
کا ہوا وہ نقاب منھ پر ڈال کے اُس غار بنفشہ کوہ پر آئی اور شاہزادہ جمہور کو دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوگئی اور اپنے
محل مین جاکے تمام خواصون اور اپنی انیسون سے راز دل کو چھپایا اور اِسی کوفت اور غم مین روز بروز ضعیف اور
لاغر ہوتی جاتی تھی دایہ نے پوچھا کہ اے ملکۂ عالم کیون پریشان خاطر رہتی ہو شمس عذار نے ناچار اپنا حال دایہ سے کہہ کے
مالا مال مروارید دایہ کو عنایت کیا دایہ نے از راہ دشواری فریدک عیار کو بُلاکے کہا اے فریدک یہ جوان خدا پرست
جو غار بنفشہ کوہ مین آکے قید ہوا ہی اسکو تو کسی صورت سے لا سکتا ہی فریدک عیار نے کہا کچھ کھانا بیہوشی آمیز منگوا کے
مین وہان کے نگہبانون کو کھلا دونگا اور جمہور کو چھڑا لاؤنگا غرض یہ کہہ کے کھانے مین بیہوشی ملاکے دروازہ غار
بنفشہ کوہ پر گیا اور پاسبانون کو وہ کھانا کھلا کے جب سب بیہوش ہوگئے قتل کیا اور جمہور کو غار بنفشہ کوہ سے
نکال لاکے اُس دایہ کے پاس لایا دایہ نے جمہور کو اندر محل کے ملکہ مشتری شمس عذار کے پاس پہونچا دیا ملکہ مشتری
شمس عذار شاہزادہ جمہور کو دیکھکر ہزار جان و دل تصدق اور نثار ہونے لگی اور صحبت عیش قرار دے کر جلسہ رقص و
سرود کا دیکھا کرتی تھی بعد چندروز کے ضحاک شاہ کو خبر پہونچی کہ کوئی شخص آکے اُس قیدی خدا پرست جمہور کو غار بنفشہ
کوہ سے نکال کے لے گیا ضحاک شاہ اِس فکر مین تھا کہ ایسا کون تھا جو خداوند لقا کے قیدی کو ایسے خراب مکان
غار بنفشہ کوہ سے پاسبانون کو قتل کرکے چھڑا لے گیا حسب الاتفاق ایک روز اپنی بیٹی ملکہ مشتری شمس عذار کے دیکھنے
کو گیا ملکہ مشتری شمس عذار نے جو سُنا کہ میرا باپ ضحاک شاہ آتا ہی یہ نہایت بدحواس ہوکے جمہور سے کہنے لگی کہ اے روح
روان اے جان میری ایک ساعت بھر تو ذرا حجرے مین جاکے پوشیدہ ہوکے بیٹھ رہ جمہور نے نہ مانا اور کہا دروازہ
کھول دو ملکہ مشتری شمس عذار مارے خوف کے مثل قالب بیجان کے کھڑی تھی کہ سامنے سے ضحاک شاہ نے آکے جمہور
کو دیکھا اور پکارا باش اے خیرہ سر تو یہان کیونکر آیا شاہزادہ جمہور نے کہا اے نالائق تجھے کیا مناسب تھا کہ تو بیٹی داماد
کے گھر مین بیساختہ چلا آئے یہ کلام جمہور کا سنکے ضحاک شاہ نہایت درہم و برہم ہوا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ جمہور کو مارے
جمہور نے خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین کر ایک طمانچہ مین ضحاک شاہ کو دے مارا اُسوقت ضحاک شاہ نے جانا کہ مین اس شخص
سے عہدہ برآ نہین ہوسکونگا اور یہ سمجھ کے کہنے لگا کہ اے شہریار مین تیرا دین اسلام اور تیری اطاعت قبول کرتا مگر مشروط
بشرط کہ اس قرب مین ایک جھیل ہی جو کوئی اُس جھیل مین جاتا ہی ایک گھوڑا اُس پار سے پیدا ہوتا ہی اور جو ہزار آدمی
اُس جھیل سے پار اُترین تو ہزار گھوڑے پیدا ہوتے ہین اگر تو جاکے اُس گھوڑے کو پکڑ لائے مین مسلمان ہوکے تیری
اطاعت قبول کرتا ہون جمہور نے بخیال اِسکے کہ اُس گھوڑے کی کیا طاقت ہی جو مجھسے نہ پکڑا جائیگا اُسی وقت ضحاک شاہ
کو اپنے ہمراہ لے کے اُس جنگل کو طے کرکے جھیل کے پار اُتر گیا ناگاہ وہانسے ایک گھوڑا بہت خوبصورت با زین لجام مرصع کار
نمودار ہوا اور جمہور بخوف و خطر اُس گھوڑے کی ایال پر ہاتھ ڈالکے سوار ہوا اور چاہا کہ وہان سے مراجعت کرکے
اُس پار جھیل کے آئے وہ گھوڑا عنان گسستہ سرپٹ لے کے جمہور کو ایک سمت چلا گیا ضحاک شاہ خوش ہوکے وہان سے
پھرا اور چاہا کہ محل مین جاکے بیٹی کو قتل کرے یہان ملکہ مشتری شمس عذار کو خبر پہونچی کہ میرے باپ ضحاک شاہ
نے شاہزادہ جمہور کو طلسم ہزار اسپ مین پہونچاکے قید کرلیا اور اب آمادہ میری قتل پر آتا ہی دایہ کو اپنے ہمراہ

لیکے اُس جھیل کے پار اُترگئی اور وہان دو گھوڑے پیدا ہوے اور وہ گھوڑے ملکہ مشتری شمس عذار اور رداپہ کو اپنی پُشت پر سوار کرکے ایک سمت کو روانہ ہوے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان گردلشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان اُس غالیچہ پر بیٹھ کے روانہ ہوا تو وہ غالیچہ شاہزادۂ عالم کو کبشاہ کی بارگاہ مین لایا تمام شہر کے آدمی شاہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکر متحیر ہوے اتفاقاً کبشاہ اُس عرصہ مین مرض تپ محرقہ مین نہایت بیمار تھا اور اشتہا بالکل جاتی رہی تھی اور کبشاہ نے عہد کیا تھا کہ جو طبیب اس مرض سے مجھے صحت دیگا مین اپنی بیٹی کی شادی اُسکے ساتھ کرونگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے مرض تپ کا کبشاہ کے سنکے وہ سیب جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے خواب مین شاہزادۂ عالم کو عنایت فرمایا تھا کبشاہ کو کھلا دیا کبشاہ کو اُسی شب کو صحت حاصل ہوگئی اور کھانا بڑی اشتہا سے کھایا اور قوت تازہ تمام عروق مین ایسی پائی کہ صبحکو کبشاہ نے بہت سا شکریہ ادا کرکے عرض کی کہ امیدوار ہون میری بیٹی حضور کی کنیزی مین رہے شاہزادۂ عالم نے انکار کیا کبشاہ نے اپنی بیٹی ملکہ حسن دل افروز سے کہا کہ تو کسی صورت سے اپنے حسن کو دکھلا کے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنی جانب مخاطب کرے تاکہ مین تیری شادی اُس جوان کے ساتھ کردون ملکہ حسن دل افروز نے جسوقت شاہزادۂ بدیع الزمان آرام کرنے کو تشریف لیچلا دروازہ مکان کا کھول کے چہرہ اپنا باہر نکالا اور ایک ترنج شاہزادۂ بدیع الزمان کے سینے پر کھینچکر مارا شاہزادۂ عالم نے جو پلٹ کر ملکہ حسن دل افروز کو دیکھا تو حسن و شباب خداداد عالم فریب ملکہ حسن دل افروز کا دیکھکر غش کر گیا اور علی ہذا القیاس ملکہ بھی بنگاہ اولین شہزادے کا جمال دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت جہان کھڑی تھی کھڑی رہگئی مختصر یہ کہ دونون عاشق و معشوق کی عجب حالت بہم پہونچی تھی شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے انکار سے نہایت پشیمان تھا آخرالامر ملکہ حسن دل افروز نے اندرون محل جاکے یہ نقل اپنے باپ کبشاہ کے روبرو بیان کی صبح کو کبشاہ نے پھر بعجز و انکسار بخدمت شاہزادۂ عالیمقدار عرض کی کہ غلام کی اتنی استدعا ہے کہ ملکہ حسن دل افروز کنیزی کے لیے حضور کی خدمت مین رہے اور یہ نذر میری قبول ہو شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ خیر جو خوشی آپ کی بس اتنا اشارہ شاہزادۂ والا مرتبت کا پاتے ہی کبشاہ نے عقد اپنی بیٹی کا شاہزادۂ عالم کے ساتھ پڑھوا دیا اور شاہزادۂ والاقدر شب کو ملکہ حسن دل افروز سے ہمصحبت ہوتا ہے اور اُسکی بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوتی ہے کہ صندلی نام ہے اور تورج نامہ مین بہت سے کارنمایان اُس سے ظہور مین آئینگے بعد اسکے شاہزادۂ عالم نے کبشاہ سے کہا کہ لوح طلسم مارخیز کی تیرے پاس ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجھے یہ کہکے تیرے پاس بھیجا ہے کہ وہ لوح تجھسے لے کے طلسم مارخیز پر قابض اور متصرف ہون کبشاہ یہ بات سنکے اپنے جی مین ڈرا شاہزادۂ والاقدر نے پوچھا تیرے خائف ہونے کی کیا وجہ کبشاہ نے کہا تمام خویش و اقارب اور عزیز اور یگانے میرے یہان رہتے ہین آپ از روے انصاف فرمائین کہ میرا دل کیونکر گوارا کریگا کہ یہ سب میری ذات سے مارے جائین اور تعمیل آپ کے حکم کی بھی واجبات سے جانتا ہون یہ لوح تو حاضر ہے مگر اتنا امیدوار ہون کہ اگر اجازت ہو تو مین ذرا جاکے سبکو سمجھا دون شاید یہ لوگ میری نصیحت اور میرے کہنے سے مشرف باسلام ہوجائین اور مال و اسباب طلسم کو حوالے کردین ورنہ اگر سرکشی کرینگے تو ای شہریار پھر مجھے کچھ اُنسے سروکار نہین تجھے اختیار ہے غرض حسب اجازت شاہزادہ بدیع الزمان والامرتبت کبشاہ نے بخدمت جبروت شاہ آکے سارا حال بیان کیا اور کہا اگر صلاح دولت ہو تو ملت بیضا دین اسلام قبول کر جبروت شاہ نے اپنے دل مین سوچ کے اور خوب سا سمجھ کے قبول کیا اور بخدمت شاہزادۂ والامرتبت آکے قدمون پر گر پڑا اور از سر صدق مسلمان ہوکر جو کچھ کہ شاہزادۂ عالم نے فرمایا وہ سب بجان و دل منظور اور قبول کیا سحر و ساحری سے توبہ کی اور عرض کی کہ میرے دشمن

بہت سے ہین جسوقت و سب سنینگے کہ جبروت شاہ نے سحر سے توبہ کی وہ سب ملکے مجھے قید کر لینگے شاہزادۂ بدیع الزمان
نے کہا کیا مضائقہ بعد اسکے کبشاہ نے شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہا کہ شہریارا جسدن تو طلسم مار خیز مین جا کے گرفتار ہو گیا
تھا اُسی دن سے تیری محبت میرے دل مین پیدا ہوئی تھی بلکہ مین نے تجھسے کہا تھا کہ مین طلسم سے تجھے نکالدون تو نے
جواب دیا کہ تا وقتیکہ مین طلسم کشائی نہ کرونگا کہین نہ جاؤنگا ای شہریار ہزار جان گرامی میری تجھپر نثار جو تو نے زبان اقدس
سے فرمایا اُس بات کو بانجام پہونچایا شاہزادۂ عالم نے فرمایا کہ میرے خالق نے تائید کی غرض یہ کہ تمام شہر کی خلائق
از سر صدق کلمۂ شہادت پڑھکے مسلمان ہو گئی بارگاہ سلیمان علیہ السلام مکلل بجواہر اُس طلسم مین تھی وہ کبشاہ
نے پیشکش کی اور کہا کہ اگر مجھے حکم ہو تو مین ہمدرد شاہ لقا خدا سے باختر اور گنجاب کو مع تمام کفار اور اعداے
نابکار کے مار کر بھگا دون شاہزادۂ بدیع الزمان نے فرمایا کہ یہ ہمکو منظور نہین ہان ہماری اطاعت یہی ہے کہ تم حسب الحکم
ہمارے بوقت لشکر کشی بر سر گنجاب اپنی تمام فوج و سپاہ اور شوکت و شان سے اسباب طلسمی لیکے حاضر ہونا بعد
اسکے اپنے ہوا خواہ نقابدار سبز پوش کو کہ ہوا خواہ قاسم نقابدار سرخ پوش کے ہاتھ سے زخمی ہو کے طلسم مین تھا
خلاصی دیکر غالیچہ کو شیر دیو دیوزاد کو عنایت کیا اور فرمایا کہ تو چار سو غالیچہ نشین کو ہمراہ لیکے آنا اور یہ فرما کے آپ
اسی درۂ ہفت جوش سے برآمد ہوا اور قفل بن گیا ہور خون آشام کو ترک لباس قلندری کروا کے پوشاک
فاخرہ پہنائی اور اپنے ہمراہ لیے شہر گلستان کوہ مین آیا منصور شاہ چار لاکھ آدمیون سے از سر صدق مسلمان
ہو گیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے منصور شاہ کو بھی حکم دیا کہ ای منصور شاہ عنقریب مین یہان سے جا کے لشکر کشی
بر سر گنجاب کرونگا تو بھی جلد مع تمام اپنے لشکر کے وہان آکے حاضر ہونا یہ کہہ کے شاہزادۂ عالیمقدار مع قفل بن
گیا ہور خون آشام اپنے لشکر مین آکے داخل ہوا اور تمام اپنے سرداروں سے ملاقات کر کے جشن عیش مین
جلوہ فرما ہوا ہر ایک سردار اپنی اپنی مردانگی اور جوانمردی کا ذکر کر رہا تھا اس عرصہ مین مرجان تیز رفتار نے
آکے بعد دعا و ثنا کے کہا کہ ای شہریار علقمہ وزیر اعظم گنجاب کا تمام خزانہ اور جواہرات گنجاب کا کہ بارہ ہزار
صندوق ہین اپنے ہمراہ لیکے حضور مین حاضر ہوتا ہی شاہزادۂ عالیمقام نے باعزاز و اکرام تمام بارگاہ تک آپ
جا کے استقبال کیا اور علقمہ کو اندرون بارگاہ لاکے وزیر اعظم اپنا کیا اور پایۂ وزارت پر اُسے جگہ دی شدہ شدہ
جبکہ یہ خبر گنجاب کو پہونچی کہ علقمہ خزانہ اور جواہر لیکے بدیع الزمان کے پاس چلا گیا اور بدیع الزمان
نے اُسے عہدۂ وزارت کا عطا فرمایا گنجاب نے کمال مغموم اور اندوہگین ہو کے گردمرد سے کہا کہ تو جا کے علقمہ
کو پکڑ لا حسب الحکم گنجاب کے گردمرد شبکو بارگاہ مین شاہزادۂ عالیجاہ کی جا کے علقمہ کو بعیاری پکڑ لا یا صبحکو
شاہزادۂ بدیع الزمان یہ خبر علقمہ کے پکڑ لیجانے کی سنکے نہایت مشوش اور مکدر ہوا ناگاہ مہتر قران سامنے
سے نمودار ہوا اور شاہزادۂ عالم کو پریشان خاطر دیکھکر پوچھا کہ شہریارا اسوقت باعث تکدر خاطر اقدس کیا ہی
شاہزادۂ بدیع الزمان نے علقمہ کے لیجانے کا حال بیان کیا مہتر قران نے عرض کی کہ حضور رنجیدہ اور پریشان
نہون مین بارگاہ گنجاب مین جا کے اسی وقت علقمہ کو لیے آتا ہون یہ کہہ کے مہتر قران دروازۂ بارگاہ گنجاب
پر پہونچا اور وہ وقت تھا کہ گنجاب علقمہ پر بہت سا عتاب اور خطاب کر رہا تھا اور علقمہ بھی مردانہ دار جواب
دیتا جاتا تھا گنجاب نے بختیارک کو دیکھا تو بختیارک اُسوقت وہان نہ تھا گنجاب نے کہا ایک چوبدار جا کے
بختیارک کو بلا لائے جسوقت بختیارک کو چوبدار بلانے گیا اور بختیارک چوبدار کے ساتھ دروازۂ بارگاہ
گنجاب پر پہونچا مہتر قران نے قریب جا کے بختیارک کو اپنی صورت دکھلائی بختیارک قران کو پہچان کے

مارے ڈر کے کانپنے لگا اور اندر بارگاہ کے آیا گنجاب نے پوچھا کہ ای بختیارک مین علقمہ کو کس عذاب سے قتل کرون بختیارک نے جواب دیا ابھی علقمہ کو مارنا نہ چاہیے کیسلیے کہ وہ دیکھو مہتر قران عیار شاگرد رشید اُس وزد باریک گردن تک تک پا کا سامنے کھڑا ہی گنجاب نے جو قران کو دیکھا مارے ڈر کے بیہوش ہو کر گر پڑا بعد دم بھر کے جو ہوش آیا اور مہتر قران کے خون سے علقمہ کو قتل کرنے کا تو حکم نہ دیا الا اپنے خزانچی کو بلا کے کہا کہ ایک صندوق جلد لا او رخزانچی نے ایک بہت بڑا صندوق خزانہ سے لاکے رکھ دیا گنجاب نے علقمہ کو اُس صندوق مین بند کرکے کہا کہ جہان اور صندوق روپیہ اشرفیون کے خزانے مین رکھے ہین وہان اس صندوق کو بحفاظت تمام رکھ دینا خزانچی نے حسب الحکم گنجاب کے وہ صندوق بھی خزانے کے صندوقون مین ملاکے رکھ دیا جب رات ہوئی مہتر قران دروازۂ بارگاہ پر گیا دیکھا کہ سب چوکیدار اور محافظ اور پاسبان بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے جہان تہان کھڑے اور بیٹھے ہین مہتر قران نے وہان سے پھر کے بختیارک کے خیمے مین آکر دم بھر صبر کیا جب دیکھا کہ بختیارک سو گیا اور چوکیدار پاسبان بھی سو گئے تب مہتر قران نے اندر خیمہ کے جاکے بختیارک کو جگایا اور جبراً او رقہراً بختیارک کو اپنے ساتھ لے کے گنجاب کی بارگاہ مین آیا اور دیکھا کہ سب پاسبان اور محافظ یہان بھی غافل پڑے سوتے ہین قران نے خنجر کھینچکر سب چوکیدارون کو ذبح کر ڈالا اس مین گنجاب کی آنکھ کھل گئی اور مہتر قران کو خنجر بکف دیکھکر عنقریب تھا کہ روح اُسکی قالب سے نکل جاے مگر بختیارک کو دیکھ کے اندک تسکین ہوئی مہتر قران نے خنجر گنجاب کی چھاتی پر رکھ دیا اور بارگاہ سے باہر آکے خزانے کے دروازے پر لایا اور کہا وہ صندوق جس مین علقمہ وزیر کو تو نے قید کیا ہی جلد منگا گنجاب نے عاجز اور مجبور ہو کے خزانچی کو بلا کے وہ صندوق منگایا مہتر قران نے صندوق کھولکر علقمہ وزیر کو نکالا بعد اسکے گنجاب سے کہا اب میرے ساتھ اپنے اصطبل مین چل گنجاب بخوف جان مہتر قران کے ساتھ اپنے خاصے کے گھوڑون کے طویلے مین گیا اور مہتر قران نے قہار داروغہ اصطبل سے کہا جو گھوڑا اصطبل مین سب سے اچھا ہو جلد اُسے لاکے حاضر کر گنجاب نے اور بختیارک نے بھی لرزان او ترسان ہو کر کہا کہ ہان دیر نہ کر تجھہ تیز گام گھوڑا بازین و لجام مرصع کار جلد تیار کر کے لا قہار داروغہ نے طویلے سے ایک گھوڑا پری طلعت صبا رفتار گنجاب کے خاصون مین سے ڈھونڈھ کر زین کسوا کے سامنے لاکے حاضر کیا مہتر قران علقمہ کو اُس گھوڑے پر سوار کردا اور آپ پیادہ پا ہو کے سمت بارگاہ شاہزادۂ بدیع الزمان روانہ ہوا اور شاہزادۂ عالم نے علقمہ وزیر کو جو آتے دیکھا تو بہت خوش ہوا اور مہتر قران پیشانی پر شاہزادے کی بوسہ دے کے بخدمت صاحبقران دوران روانہ ہوا یہان بارگاہ مین شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان گرد لشکر شکن کی علقمہ وزیر اعظم کے آنے کی بڑی دھوم اور شادی اور مبارکبادی کا غل ہو رہا تھا ناگاہ دروازۂ بارگاہ پر ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا کہ جن آتا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو جانب دروازۂ بارگاہ مخاطب ہو کر دیکھا تو ملاحظ فرمایا کہ معراج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اندرون بارگاہ قدم زن ہی شاہزادۂ عالم دیکھکر اپنے دلکل پر سے اُٹھا دوڑ کے عمرو کی تعظیم کر کے اور ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بڑے اعزاز و تکریم سے بٹھلایا عمرو نے چار طرف دیکھ کر پوچھا کہ ای شاہزادۂ بدیع الزمان تو نے باختر مین آکے کیا کام کیا اور گنجاب کے ناموس پر دست اندازی کی اگر حمزہ یہ بات سنیگا تو تیرا کیا حال کریگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ عمو جان مین نے آپ کے واسطے دو صندوق جواہر بیش بہا کے اُٹھا رکھے ہین عمرو نے دونون صندوقون کے جواہر کا نام سنکے شاہزادۂ عالم کو گلے لگایا اور کہا ای فرزند تو بڑا سعادتمند اور بخت بلند ہی حمزہ شبانہ روز تیرے درد مفارقت مین بیتاب اور بخیر و خواب رہتا ہی آج مجھے

فقط تیرے بلانے کو بھیجا ہی اور کہہ دیا ہی کہ جو تیرے پاس لشکر ہو مین اپنا لشکر بھیجدون شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای عم بزرگوار عبد اللہ میری طرف سے عرض کرنا کہ اگر آپ کوئی متنفس فوج و سپاہ سے میرے بھیجینگے تو مین قصد اپنی ہلاکت کا کرونگا کسواسطے کہ میرے پاس لشکر بیشمار ہی عنقریب میری فوج آتی ہی حضور ملاحظ فرمائینگے یہ کہکے عمرو کو اندرون محل ملکہ گوہر ملک کے پاس لے گیا عمرو نے ملکہ گوہر ملک سے بھی بہت زر و جواہر لے کے شاہزادۂ عالم سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون حمزہ انتظار مین ہوگا یہ کہکے عمرو رخصت ہوکے بخدمت سلطان صاحبقران روانہ ہوا

اب شمہ داستان شوکت بیان سلطان والا قدر عالی منزلت حمزۂ صاحبقران امیر کشور گیر جہانستان سے گذارش کی جاتی ہی

کہ جسوقت سلطان صاحبقران نے عمرو کو شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس بھیجا اور عمرو نے وہان سے آکے سارا حال بیان کیا اور کہا کہ ای حمزہ اب بوڑھا ہوگیا اب تجھسے کوئی کام نہین ہوسکتا کسواسطے کہ تمام سرداران دست چپ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کی خدمت مین مجتمع ہین اور سرداران دست راست لندھور کے پاس جاکے جمع ہوے ہین اور شہنشاہ سعد بن قباد اور جتنے شاہ اور شہریار تیری بارگاہ مین ذنگل نشین تھے انھون نے سب در بند سخر کیے اور تیرے پاس نہین آتے ہین اور ملک قاسم سات لاکھ سوار و پیادہ کا لشکر رکھتا ہی اور سردارون کی کچھ حد شمار نہین ہی کسقدر ہین امیر باتوقیر نے پوچھا کہ میرا فرزند دلبند شاہزادۂ بدیع الزمان کا کیا حال ہی عمرو نے ایک آہ سرد دل سے کھینچی سلطان صاحبقران آنسو آنکھون مین بھر کے پھر پوچھنے لگے کہ ای عمرو تجھے میرے سر کی قسم سچ کہہ تا کہ مجھے معلوم ہو اگر اُسکے پاس فوج کم ہو تو مین اپنا لشکر اُسکے واسطے بھیجدون عمرو نے کہا حمزہ سچ تو یہ ہی کہ بدیع الزمان کے ہمراہ لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت ہی مین نے شاہزادۂ بدیع الزمان سے بہت مصر ہوکے کہا کہ امیر باتوقیر نے فرمایا ہی کہ اگر تیرے پاس فوج و سپاہ کم ہو تو مین اپنا لشکر بھیجدون بدیع الزمان نے مجھے جواب دیا کہ میرے پاس بہت سا لشکر ہی اگر کوئی شخص میری مدد کو آئیگا تو مین اپنے آپ کو ہلاک کرونگا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ عمرو تو جا اور ملک قاسم اور لندھور اور مالک کو میرے پاس بلا لا اور تبا کہیو کہنا کہ تمھین امیر نے یاد کیا ہی عمرو نے کہا مین جاتا ہون مگر مجھے یقین ہی کہ اُن مین سے کوئی نہ آئیگا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ تو جا اگر وہ نہ آئینگے تو مین سمجھ لونگا چنانچہ پہلے عمرو مالک کے پاس گیا اور کہا کہ حمزۂ صاحبقران نے تجھے بلایا ہی کہ وہ لشکر کشی بر سر گنجاب کرینگے مالک نے کہا ای خواجہ سلامت کچھ صاحبقران کی تکلیف کرنے کی ضرورت نہین ہی اگر شاہزادۂ بدیع الزمان کے واسطے صاحبقران دوران کو فوج کی ضرورت لاحق ہی تو مین حاسدان و دشمنان شاہزادۂ بدیع الزمان کو بسزاے اعمال پہونچادون حضور خاطر جمع رکھین عمرو یہ جواب سنکے مالک کے پاس سے رخصت ہوا اور شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کے پاس جاکے کہا کہ حمزہ نے تجھے یاد کیا ہی قاسم نے کہا ابھی مین نہین جاسکتا کسواسطے کہ لوگ کہینگے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے بہت سے کارنمایان کیے ہین قاسم اس لائق نہ تھا جو امیر کے پاس جاکے ملتجی ہوا اور رسواے اسکے دادا جان سلطان صاحبقران قدم رنجہ نہ فرماوین جہان رونق افزا ہین وہین تشریف رکھین مین گنجاب سے سمجھ لونگا اور اگر شاہزادۂ بدیع الزمان کے واسطے دادا جان کو ملال خاطر ہی ابھی جاکے اُسکے دشمنون کا علاج کرتا ہون عمرو نے کہا کہ حمزہ نے فقط تجھے دیکھنے کو طلب کیا ہی قاسم نے کہا میرا جانا نہین ہوسکتا ناچار ہوکے عمرو لندھور کے پاس گیا اور کہا کہ امیر باتوقیر نے طلب کیا ہی لندھور نے کہا کہ خواجہ سلامت ملک قاسم کے ہواخواہ بہت سے جمع ہوگئے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کا کوئی ہواخواہ یہان نہین ہی مین چاہتا ہون کہ مین بخدمت شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت جاکے شریک حال

اُسکا ہون اور دس ہزار اشرفی مین تیری نذر کرتا ہون تو ایسی کوئی تدبیر کر تاکہ امیر با توقیر مجھسے راضی رہین اور ناراض نہ ہون عمرو وہان سے پھر کے شاہ سعد بن قباد کے پاس آیا اور کہا کہ حمزۂ صاحبقران نے آپ کو بلایا ہی شہنشاہ لشکر اسلام نے کہا خواجہ مین یہ چاہتا ہون کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس جاؤن اگرچہ مین بادشاہ ہون اور مجھے مناسب نہین کہ مین اُسکی ہواخواہی کرون لیکن مجھے شاہزادۂ بدیع الزمان کی قدیم سے ایک محبت دلی ہی عمرو نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین مگر شاہزادۂ بدیع الزمان اس بات سے راضی نہ ہوگا سلطان سعد نے فرمایا کہ تو یہ جانتا ہی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان میرے شریک ہونے سے رنجیدہ ہوگا تو چل مین بخدمت سلطان صاحبقران ضرور ہی جاتا یہ کہکے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد سوار ہوے عمرو نے پہلے آگے بخدمت سلطان صاحبقران خبر پہونچائی کہ شہنشاہ سعد تشریف لاتے ہین اور باقی کوئی نہین آیا سبھون نے انکار کیا ہی سلطان والاقدرت عالی منزلت حمزۂ صاحبقران نے بادشاہ لشکر اسلام کا استقبال کرکے اپنی چھاتی سے لگا کے بہت سی نوازش کرکے تخت پر بٹھا لیا اور پوچھا کہ یہ سب کس راہ سے آئینگے عمرو نے کہا کہ درۂ کوہ صفا کے سامنے سے راستہ ہی سو یہ سب کوہ صفا کے برابر سے آئینگے اور سوائے اُس ایک راہ کے اور کوئی راستہ سبنجان کی طرف آنے جانے کا نہین ہی یہ حال سُنکے امیر با توقیر خاموش ہو رہے بعد دو تین دن کے تمام لشکر مین غل ہوا کہ آج رات سے حمزۂ صاحبقران اور عمرو اور مقبل خوابگاہ مین سے نہین معلوم ہوتے ہین اور معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار آکے تینون صاحبون کو چرا لے گیا جب بادشاہ اسلام نے یہ خبر وحشت اثر سنی تو اشک ریزان نہایت اندوہگین اور غمگین تھے اور تمام لشکر مین ایک شور یوم النشور اور قیامت تازہ برپا ہو رہی تھی

اب دو کلمے داستان شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم سے بیان کیے جاتے ہین

کہ ملک قاسم نے یموت بن سارنج کو داروغہ اپنی بارگاہ کا قرار دے کے بارگاہ چہل ستون سلیمان علیہ السلام کی بطور پیش خیمہ اُسکے ہمراہ سمت سبنجان روانہ کی اور جسوقت کہ یموت بن سارنج بارگاہ کو لیے دامان کوہ صفا مین پہونچا ایک نقابدار درۂ کوہ صفا مین سے نمودار ہوا اور با آواز بلند کہا کہ باش ارے تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے کہا کہ مجھے یموت بن سارنج کہتے ہین اور مین ملازم شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا ہون حسب الحکم اپنے آقاے ولی نعمت کے پیش خیمہ لے کے سمت سبنجان برسر گنجاب جاتا ہون نقابدار نے کہا بس یہان سے پھر جا اور یہ اپنا بکھیڑا اور کسی راہ سے لیجا یہ راستہ مجھسے تعلق رکھتا ہی مین کسی کو اس طرف سے نہین جانے دیتا ہون یموت بن سارنج نے کہا مین اسی راہ سے پیش خیمہ سرکار کا لیجاؤنگا اور سواے اس راہ کے اور کوئی راستہ بھی نہین ہی نقابدار نے نہایت خشمگین ہوکے کہا کہ تو کیونکر بدون میرے حکم کے اس راہ سے جانے پائیگا خلاصہ یہ کہ نوبت برزم و جنگ پہونچی نقابدار نے بعد از جنگ نیزہ و شمشیر کمربند یموت کا پکڑ کے قاش زین سے اُٹھا لیا اور یموت بن سارنج کو مع تمام اسباب کے پکڑ کے درۂ کوہ مین لیے چلا گیا لشکر قاسم اشک ریزان اور داد و بیداد کنان وہان سے پھر کے قاسم کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا قاسم نہایت غیظ و طیش مین آکے اسی وقت سوار ہوا اور سرپٹ گھوڑا اڑاے قریب اُس درۂ کوہ کے پہونچا تھا کہ سامنے سے وہی نقابدار نمودار ہوا اور نہیب دی کہ باش اس طرف سے آنے کا ارادہ نہ کر شاہزادۂ خاور سپاہ نیزہ پکڑ کے بمقابلۂ نقابدار آیا اور پکارا ای نقابدار مفلوک تیری کیا اصل و حقیقت تھی جو تو میرے پیش خیمے اور میرے نوکر یموت بن سارنج کو پکڑ کے لے گیا ہی کی گذارم ترا کہ از دست من زندہ و سالم روی نقابدار نے بسہولت تمام فرمایا شعر زبان درکش و تیغ کش از غلاف ۔ کہ وقت سخن نیست جاے مصاف ۔ شاہزادۂ خاور سپاہ

نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان تیز سر گانٹھ کے گیارھوین طعن مین نیزہ قاسم کا ہوائی کر دیا قاسم نے تیغہ پلار کر فراسیابی
دو ڈر کر بر سر نقابدار ماری نقابدار نے ید دست قاسم کا پکڑ کے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور باہم زور کشتی کا ہونا لگا
دو پہر کے زور مین نقابدار نے ملک قاسم کو اٹھا کر زیر کیا اور باندھ کے اسی درہ کوہ مین لے گیا روز دوم مالک اژدر
صاحب نیزۂ دوسر اسی درۂ کوہ مین آیا اور بتلاش نقابدار تھا کہ وہی نقابدار پھر پیدا ہوا اور مالک اژدر سے
مقابلہ کر کے ساتھ طعن مین نیزہ مالک کے ہاتھ سے ہوائی کر دیا نوبت کشتی کی پہونچی کوئی پہر بھر کے زور مین نقابدار
نے مالک اژدر کو زیر کیا اور پکڑ کے درے مین جا کے غائب ہو گیا قصہ مختصر یہ کہ جتنے سرداران دست چپ تھے سب کے
سب ایک زور مین نقابدار کے ہاتھ گرفتار ہو گئے جبکہ یہ خبر خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے سنی حالت
غیظ مین یہ کہکے کہ ایک ضرب مین گرز کی مین اس نقابدار کو بخوبی تمام راہ راست پر لگا دونگا مع سرداران دست راست
کے اسی درے کوہ کے قریب آیا کہ ناگاہ سامنے سے وہی نقابدار نمایان ہوا اور وہی گفتگو لندھور سے کر کے آمادۂ
رزم ہوا اور دو پہر کے زور مین نقابدار نے لندھور کو بھی زیر کیا اور درۂ کوہ مین لے کے چلا گیا جبکہ حال گرفتاری
لندھور کرب غازی نے سنا تو کرب غازی نے کہا کہ اب مین جا کے نقابدار کو وہ لطف دکھلاتا ہون کہ فردائے
قیامت تک اس معرکہ رزم و جنگ کا چرچا یادگار رہے ابھی کرب غازی یہی گفتگو کر رہا تھا کہ ناگاہ شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ نامدار نے آکے کرب غازی سے پوچھا کہ تو اسقدر مضطرب الحال اور پریشان خاطر کیون ہی کرب غازی
نے کہا قبلہ و کعبہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے یہان ایک نقابدار مفلوک درۂ کوہ صفا مین پیدا ہوا ہی کہ اُسنے تمام سرداران
دست چپ کو مع شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم زیر کر کے دامان کوہ مین لیجا کے قید کیا ہی کل داراے بلاد ہندوستان
رستم دوران جانشین مسند حمزۂ صاحبقران لندھور بن سعدان کو پکڑ لیگیا میرا مضطر نہ ہونا عجب ہی اب میرا ارادہ ہی کہ
کل صبح کو اُس نقابدار سے مقابلہ اور مجادلہ کرون اور بتعذیر قرار واقعی اُسے دون عمرو نے کہا خاموش اے کرب تو
ہر مرتبہ مفلوک مفلوک کسی کو کہتا ہی کچھ تجھے معلوم بھی ہی کہ یہ نقابدار کون ہی کرب غازی نے کہا مین نہین جانتا
عمرو نے کہا یہ نقابدار شہریار ملک ایران و توران شکنندۂ کمان رستم دستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سلطان والاشان
امیر حمزۂ صاحبقران ہی کرب غازی نے جو یہ حال سنا تو کہا کہ اے قبلہ و کعبہ حق تعالی آپ کو صد وسی سال سلامت
رکھے بڑی خیر گذری کہ آپ نے مجھے اطلاع کر دی القصہ عمرو کرب غازی کو اپنے ہمراہ لیے درۂ کوہ صفا مین بخدمت
سلطان صاحبقران چلا اثناے راہ مین کرب غازی نے پوچھا کہ سلطان صاحبقران کی آزردگی کا کیا سبب ہی
عمرو نے کہا کہ تمام سردار حمزۂ نامدار کے حکم سے سرتابی کرنے لگے اور امیر نے جو طلب کیا تو اُس مین وہ تامل کرتے
تھے یہ باتین کرتے عمرو طور فرامرز عاد مغربی اور کرب غازی بخدمت سلطان صاحبقران مشرف ہوے اُسی وقت
صاحبقران دوران بشکل نقابدار مع عمرو زندانخانے مین آے اور تمام سرداران مقید سے پوچھنے لگے کہ
کیون صاحبو تمکو نقابدار نے بمردی گرفتار کیا ہی اور اب چاہتا ہی کہ تمہارے ہر ایک کے واسطے درماہہ مقرر کر دے
چنانچہ خاور سیاہ ملک قاسم کے واسطے پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا اور لندھور کے لیے تیس ہزار
روپیہ سالانہ اور مالک کے واسطے چالیس ہزار کا سالانہ کس لیے کہ وہ عرب ہی مالک نے کہا کہ مین عرب ہون اسی
سبب سے تو مین واجب القتل ہون عمرو نے کہا یہ مشاہرہ فقط اوقات گذاری کے لیے معین کرتا ہی مالک اژدر
اپنے دل مین متحیر ہو کے کہتا تھا کہ عمرو یہ باتین خوش طبعی کی مجھے کہتا ہی یہ معاملہ کیا ہی ناگاہ امیر باتوقیر نے نقاب
چہرۂ اقدس سے اٹھائی سب سرداروں نے صاحبقران دوران کو دیکھکر پہچانا اور سب آگے قدمون سے

لپٹ گئے سلطان عالیمقام نے جو خیال کیا تو قاسم کو اشک ریزان دیکھکر سبب پوچھا قاسم نے عرض کی کیونکر نہ روؤن کہ مین نے بڑے ریاض و مشقت سے لشکر جمع کیا تھا اور چاہتا تھا کہ لشکر کشی برسر گنجاب کرون آپ نے سر راہ آکے مجھے پکڑ لیا امیر نے فرمایا کہ مین نے تجھے معاف کیا جا اور لشکر کشی کر القصہ سرداران دست راست آکے لشکر صاحبقران مین ملحق ہو گئے
اور شاہزادہ خاور سیاہ بہ اجازت پاکر اپنے خیمے مین تشریف فرما ہوا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان جانا شاہزادہ جمہور کا طلسم ہزار اسپ مین اور ملکہ کوکبہ روشن تن کا ہمرہ شمیم عیارہ طرار جمہور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ جمہور جہان فسون تبر زن بہادر ہمراہ شمیم عیار کے جو کہ کوکبہ ملکہ کا تھا پار آئے اور دونون سیر گلزار کی کر رہے تھے کہ یکایک دو گھوڑے پیدا ہوئے جمہور اور شمیم بے اختیار ہو کر گھوڑون پر سوار ہوئے گھوڑون پر سوار ہوتے ہی ایسا تیز بھاگے کہ انکو ہوش نہ تھا کہ ہم کہان جاتے ہین کہ یکایک گھوڑے ایک مقام پر ٹھہر گئے دونون کو ہوش آیا دیکھا کہ درہ پہاڑ کا بہت کیفیت پر ہی شمیم تو اتر پڑا اور گھوڑا چلا گیا مگر جمہور سوار رہا اور اُس درہ کوہ مین در آیا ایک آواز آئی کہ یہان کہان آتا ہی یہ مقام طلسم ہی جمہور نے چارون طرف دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا جمہور آگے بڑھا آواز قہقہہ کی آئی غرضکہ تین بار یہی آواز آئی جمہور نے کہا مین جانکر یہان آیا ہون پھر وہ آواز نہ آئی جمہور چلا جاتا تھا کہ ایک تالاب نظر پڑا جمہور گھوڑے سے اترا اور باگ شمیم کے ہاتھ مین دی اور آپ پانی پینے لگا گھوڑا شمیم سے باگ چھڑا کر بھاگا جمہور نے کہا کہ گھوڑا مین تمسے لونگا شمیم پکڑنے کو دوڑا جمہور دیکھ رہا تھا کہ یکایک شمیم اور گھوڑا دونون غائب ہو گئے جمہور بھی ڈھونڈھنے کو چلا کہ ایک شہر دکھائی دیا جمہور اندر آیا ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جمہور نے کہا کہ یا حضرت یہان گھوڑا اور عیار آیا ہی اُسنے کہا مجھے نہین معلوم اور پوچھا کہ دین تمہارا کیا ہی جمہور سمجھا کہ طلسم مین سب بت پرست رہتے ہین اپنے تئین بھی لات پرست بتایا اُسنے کہا کہ تو اپنے تئین بھولا ہوا ہی اور تو بد تر از سگ ہی جمہور کو برا معلوم ہوا ایک طمانچہ مارا کہ منھ اُسکا پشت کی جانب پھر گیا شہر مین غل ہوا کہ ایک ظالم آیا ہی لوگ جمہور کے گرد آگئے جمہور نے کئی آدمیون کو مارا آخر کو پکڑ لیا گیا لوگ بادشاہ پاس لائے بادشاہ نے جمہور کو بہت پسند کیا اور احوال پوچھا جمہور نے تمام حال بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ تجھے جان سے کیا مارون رحم آتا ہی اب تو ایک کام کر کہ یہ زرہ اور ہتھیار اپنے بیچ کر خون بہا دے جمہور نے کہا کہ واہ کیا خوب انصاف کیا ہی اگر چھوٹا ہوتا تو حقیقت معلوم ہوتی بادشاہ نے جواب دیا کہ تمسے کچھ نہ ہوسکیگا یہ کہکر جمہور کو چھڑا دیا اور ایک زنگی سے کہا اسے پکڑ لے وہ زنگی جمہور پر آیا جمہور نے تلوار ماری زنگی نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار چھین لی اور دم بھر مین زیر کر لیا بادشاہ نے کہا کہ بس گھمنڈ آپ کا نکل گیا اب جو مین نے کہا تھا وہی کیجیے جمہور نے مجبور ہو کر زرہ اور ہتھیار وغیرہ بیچکر خون بہا وارثان مقتول کو دیا بادشاہ نے کہا کہ ای عزیز اس شہر کا نام شرقیہ آباد ہی جو یہان آتا ہی نکل نہین سکتا اور جو کچھ کہ تمہارے پاس ہو اُسی مین کوئی صورت بسر اوقات ہونے کی پیدا کر جمہور یہ سنکر باہر نکلا اور ایک شخص سے ملاقات ہوئی کہ اُسکا نام ارقم نوجوان ہی اور یہ بھی قیدی طلسم ہی غرضکہ ارقم جمہور کو اپنے گھر لے گیا اور بہت خاطر کی اور کہا کہ آؤ ہم تم لکڑی کا بیوپار کرین غرضکہ ارقم اور جمہور دونون باہم رہنے لگے اس شہر مین مہینا بھر کے بعد میلہ ہوتا ہی شاہ ابر کا غرضکہ ارقم نوجوان جمہور دونون میلے مین آئے اور بہت کیفیت دیکھی اور ابر لال بھی آسمان پر دیکھا اور ایک بادشاہ کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور پریونکا ناچ ہوتا ہی بادشاہ نے جمہور کو بلایا اور اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کا کیا دین ہی جمہور نے کہا کہ لات پرست ہون

بادشاہ یہ سنکر برہم ہوا اور جمہور کو غنودگی سی آگئی پھر جو ہوش آیا تو اُس صحبت کو نہ پایا غرضکہ ارقم اور جمہور دونون
اپنے مکان مین آئے اور وہی لکڑیان بیچ کر اوقات بسر کرنے لگے کہ اِس مین پھر وہی دن میلے کا آیا جمہور اُس صحبت مین
جانے لگا لوگون نے نہ جانے دیا جمہور کو غیرت آئی اور دلسے کہا کہ اِس شہر مین رہنا خوب نہین اُس روز سے جمہور دن
دن بھر رہ ہر دی کرتا تھا رات کو اپنے تئین اُسی شہر مین پاتا تھا ایک روز جاتے جاتے دریا دکھائی دیا جمہور اُس مین
کود پڑا اور پیرنے لگا یہانتک کہ پیرتے پیرتے تھک گیا اور غوطے کھانے لگا قریب تھا کہ ڈوب جاے دیکھا کہ ایک
درخت بہتا چلا آتا ہی جب وہ درخت قریب آیا جمہور اُس پر چڑھا اور پار اُترا لیکن اُس پار عجیب عجیب طرح کے پہاڑ
دیکھے اور سبزہ دیکھا کہ اسکا دل لوٹ گیا جمہور سیر کرتا چلا جاتا تھا کہ آواز نماز کی آئی جمہور آگے بڑھا ایک مرد پیر کو
عبادت خدا مین مصروف دیکھا جمہور ہاتھ باندھے کھڑا رہا جبکہ وہ مرد مُسن نماز پڑھ چکا جمہور سے پوچھا کہ آپ کون
ہین اور کیا نام ہی اُسنے کہا کہ مجھے جمہور کہتے ہین اور تمام حقیقت اپنی بیان کی اور سارا حال شرقیہ آباد کا کہا اور
لوگون سے وہان سے ایذا پہونچنا بیان کیا اور پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہی اُسنے کہا کہ مجھے درویش ذاکر کہتے ہین اور یہ طلسم
حکیم اشراق روشن‌ضمیر کا ہی اور اسی طرح چار ملک ہین شرقی و غربی و جنوبی و شمالی اور شرقیہ مین تو مسلمان رہتے ہین
تعجب ہی کہ تمکو ایذا پہونچی جمہور نے کہا کہ اُنکو کافر سمجھ کر مین نے اپنے تئین بھی کافر بنایا تھا درویش نے کہا کہ اب اپنا
دین ظاہر کرنا تمھاری بہت عزت ہوگی جمہور نے یہ سنکر سکوت کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک آہ کھینچی اور یہ شعر زبان
پر لایا شعر فرقت یار نے دل تنگ کیا ہی ایسا × جو تمنا ہی وہ رہتے ہوے گھبراتی ہی × یا حضرت میرا معشوق چھوٹا ہوا ہی
درویش بولا کہ خدا کو یاد کر ملجائیگا اور اے عزیز جس طرح سے کہ آثار قیامت کے لکھے ہین اسی طرح سے آثار طلسم کے ٹوٹنے کے بھی
لکھے ہین کہ جب عاشق و معشوق دونون طلسم مین آجائینگے تو ٹوٹیگا کیا تعجب ہی کہ فتاح طلسم تمھین ہوا اور ایک دلیل اور
ہی کہ ایک حاطہ ہی اُس مین ایک پتلی برنجی ہی اُسکے ہاتھ مین تیر کمان ہی جبکہ منھ اُسکا مغرب کی طرف اور پشت اُسکی مشرق
کی طرف ہوگی اُس روز طلسم کشا پیدا ہوگا غرضکہ درویش جمہور کو اُسی جگہ لایا جمہور نے دیکھا کہ پہاڑ ہی بہت کیفیت
پر اُس پر حاطہ ہی اُس مین پتلی برنجی ہی جمہور اندر آیا ایک عورت خوبصورت دیکھی کہ نہایت حسین ہی تیر کمان ہاتھ مین
لیے ہوے ہی کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ اس مقام سے چلا جا ورنہ خراب ہوگا جمہور بھاگا درویش نے کہا تمھاری
قسمت مین طلسم کشائی نہین ہی شاید کوئی اور پیدا ہو وہ طلسم توڑے لیکن اب تم شرقیہ آباد مین جاؤ جمہور نے کہا
کہ دریا بیچ مین ہی درویش نے کہا کہ ایک درخت کنارے پر دریا کے لگا ہی اُسکے نیچے جا کر کہنا کہ مین شرقیہ آباد مین جاؤنگا
اُس مین سے ایک پتا گر پڑیگا اُسی کے ساتھ چلے جانا جمہور اُسی طرح سے پار اُترا اور شرقیہ آباد مین پہونچا وہان
ارقم سے ملاقات ہوئی اُسے بھی مسلمان کیا اور بادشاہ پاس آیا ملک اشرق سرخ پوش کو خبر ہوئی کہ وہی شخص
آیا ہی اور کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون ملک اشرق خود آکے جمہور کو لے گیا اور بہت عزت کی اور مکان رہنے کو دیا
غرضکہ دن میلے کا آیا اور تمام خلقت گئی اور اشرق بھی گیا جمہور اور ارقم بھی باہم چلے جسوقت کہ میلے مین پہونچے
دیکھا کہ ایک تالاب ہی کنارے اُسکے ایک چبوترا ہی اور کوسون تک پھول ہی پھول نظر آتے ہین عجیب عجیب طرح کے زمین نے اُگ
کھلائے ہین جمہور سیر دیکھ رہا تھا کہ دو گھڑی دن رہے جانوران سرخ رنگ مثل بابل کے اُس تالاب پر آکے
جیسے کوئی شاہانہ حکومت کرتا ہی اس طرح بولکر ڈوب گئے بعد اسکے قنایتن چبوترے کے گرد کھڑی کی گئین اور
ایک عیار منظور نامے آیا اور چوبدار اور عصابردار نجیب اور سوار کھڑے ہوگئے اور آواز گانے بجانے کی آنے لگی
جمہور نے کہا اے ارقم مین تو جاتا ہون ارقم نے کہا مجھے نہ بھولیے گا جمہور نے کہا کہ اگر میرا اختیار ہوگا تو تجکو بھی

ملا

ضرور ضرور بلاؤنگا یہ کہکر جمہور چلا جسوقت اندر جانے لگا لوگون نے روکا جمہور کو پکارا کہ ایہا الناس مین مسلمان ہون
عیار منظور آیا اور جمہور کو لے گیا جمہور نے اندر آکر دیکھا تو تین صفین آراستہ ہین لعل و یاقوت کی کرسیون پر پریزادین
بیٹھی ہین اور خواصین ہاتھ باندہے کھڑی ہین اور بیچ مین ناچ ہو رہا ہی عیار نے جمہور کو بھی کرسی زرنگار پر بیٹھایا اور
ہاتھ باندھ کر طرف آسمان کے عرض کی کہ خداوندا جمہور شاہزادہ عالی طوس آیا ہی اسکے حق مین کیا حکم ہوتا ہی ایک آواز آئی
کہ اُسکو کسی طرح کی ناراضی نہو اور یہ واجب التعظیم ہی جمہور نے جو دیکھا تو آسمان پر شفقی رنگ کا ابر چھایا ہوا ہی اُسکے پیچھے
چمک آفتاب کی سی معلوم ہوتی ہی جیسے فانوس مین شمع روشن ہو اور آواز عورت کی آتی ہی جمہور ناچ دیکھنے لگا اُسکو
خیال ارقم کا آیا پیک منظور سے کہا کہ ہمارے ساتھ ایک شخص ہی کہ نام اُسکا ارقم ہی اگر وہ ہو تو اُسے بھی بلا لاؤ
پیک منظور نے کہا مین تو یہ جانتا ہون کہ یہ تماشا دار وان طلسم کے لیے ہی کہ دیکھین اور روح پر حکیم اشراق نستفخم
کی درود بھیجین لیکن بموجب آپ کے ارشاد کے عرض کرتا ہون پیک منظور نے ہاتھ باندھکر منہ طرف آسمان کے
بلند کیا اور کہا کہ یہ شخص جو وارد طلسم ہی کہتا ہی کہ میرے ساتھ ارقم نوجوان آیا ہی اُسے بھی بلا لو آواز آئی کہ اسکی جو خوشی
ہو سو کر منظور کیا اور ارقم کو بلا لایا ارقم اس صحبت جشن و عیش کو دیکھکر بہت خوش ہوا بعد اسکے پیک منظور نے
جمہور سے کہا کہ آپ کا جسکو جی چاہے اُسے لے لیجیے جمہور کا جی تو گوگیہ روشن تن مین لگا ہوا تھا ایک پریزاد کو کہ آنکھین
اور ہنسی اُسکی گوگیہ روشن تن سے ملتی تھی اُسے پاس بٹھا لیا پیک منظور نے ارقم سے کہا کہ ان خواصون مین سے آپ
بھی لے لیجیے ارقم نے بھی ایک کو پسند کر کے لے لیا رات بھر لطف جشن و عیش مین رہے صبح کو غنودگی سی آگئی پھر جو ہوش
آیا تو اُس صحبت کو نہ پایا جمہور اُس پریزاد کو سوار کر کے اور ارقم اُس خواص کو ہمراہ لیے ملک اشرق کے شہر قیہ آباد
مین آئے اور رہنے لگے مگر ارقم تو اُس عورت سے بہت خوش رہتا تھا اور جمہور پریزاد سے بات بھی نہ کرتا تھا غرضکہ
میلے کا دن جب آیا ایک آواز آئی کہ جمہور اپنی عورت کو نہ لاے اور ارقم کو اختیار ہی غرضکہ میلے مین گئے اور رات
بھر سیر دیکھی اور پھر صبحکو چلے آئے جمہور نے کہا اے ملک اشرق وہ جانور کیا ہین کہ تالاب مین ڈوب جاتے ہین اور
پھر پیدا ہو جاتے ہین بادشاہ غضبناک ہوا اور کہا مجھے نہین معلوم جمہور نے کہا کہ گھوڑا اور عیار میرا کہین ملیگا بادشاہ
نے کہا جشن بزرگ مین مرآت الاقلاع پر ملیگا جمہور نے کہا کہ جشن بزرگ کیسا ہوتا ہی ملک اشرق نے کہا برسوین دن
وہ جو چارون شہرون کا بادشاہ ہی وہ مرآت الاقلاع پر جشن کرتا ہی اور چارون شہرون کی خلقت جمع ہوتی ہی چاہیے
تو گھوڑا اور عیار بھی وہان ملے غرضکہ بعد چند روز کے وہ دن میلے کا آیا اور ملک اشرق نے بارہ ہزار
سوار ساتھ لیے اور جمہور اور ارقم کو بھی ہمراہ لیکر کوچ کیا بعد کئی روز کے درۂ یاقوت پر پہونچے جمہور نے
دیکھا کہ درہ عجب کیفیت پر ہی جانور سرخ اُڑتے پھرتے ہین گلہاے سرخ کھلے ہوے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ آگ
لگی ہوئی ہی ملک اشرق نے تین ہزار ٹوکرے فلیتون کے تیار کرائے جمہور نے پوچھا کہ فلیتے اتنے کیا ہونگے
بادشاہ نے کہا کہ وہ درۂ تاریک تین روز تک ملیگا کہ بغیر روشنی کے راستہ چلنا دشوار ہی غرضکہ درے مین
در آئے جمہور نے دیکھا کہ راستہ بہت کشادہ ہی گرد و پہاڑ لگے ہین اس سے تاریکی ہی اور اُسی تاریکی مین روشنی سے یہ معلوم
ہوتا ہی کہ ہزارہا گل پھولے ہوے ہین غرضکہ تیسرے روز درے سے باہر نکلے جمہور نے دیکھا صبح کا وقت ہی اور
ہوا سرد چل رہی ہی اور قلعہ شیشہ کا ہی اور ایک برج سرخ اور دوسرا سبز اور تیسرا زرد چوتھا سیاہ اور اندر
قلعہ کے ایک عمارت پر مہتابی ہی اور اُسپر مکان بنا ہوا ہی اور پردے پڑے ہین جمہور نے کہا اے ملک اشرق
مین ذرا سیر اوس طرف کی کر کے آتا ہون ملک اشرق نے کہا کہ ہمارے یہان چارون شہرون مین یہ عجب طرح کی

پابندی ہی کہ ایک بستی کا آدمی دوسری بستی مین نہین جاتا مگر آپ وارد طلسم ہین جہان چاہیے جائیے مگر مین نے کچھ برائی نہین کی ہی مجھے نہ بھولیے گا اور شام کو یہین چلے آیے گا جمہور نے کہا کہ مجھے رات اور دن یہان کا نہین معلوم ہوتا ہمیشہ صبح رہتی ہی ملک اشرق نے کہا کہ یہ گھڑی تمھین دیتا ہون دیکھ لینا اور دوسری پہچان یہ ہی کہ نیند آنے لگتی ہی غرضکہ جمہور نے ارقم کو ساتھ لیا اور دوسری طرف چلا دیکھا کہ تمام خلقت زرد پوش ہی اور دیوار قلعہ کی آئینہ کی اور بیچ مین وہی عمارت ہی اور خیمہ بھی زرد ہی اور ایک طرف کو دیکھا کہ ہزار بارہ سو گھوڑے بندھے ہوے ہین اور اپنے گھوڑے کو دیکھا کہ نمگیرے کے نیچے بہت تکلف سے بندھا ہوا ہی جمہور نے داروغہ اسطبل سے کہا کہ یہ گھوڑا میرا ہی اُسنے بادشاہ شمالیہ ملک احسن زرد پوش سے بیان کیا ملک المیسر نے جمہور کو اپنے پاس بلایا اور بہت خاطر سے پیش آیا اور کہا کہ آپ میرے پاس رہیے گھوڑا لیجیے جمہور نے کہا کہ ملک اشرق کا ساتھ نہ چھوڑونگا ملک المیسر نے کہا کہ اپنی چیز سب کو عزیز ہوتی ہی یہ گھوڑا ہمارے یہان آیا ہی ہمنے اُسکو تحفہ سمجھکر رکھا ہی اور جو چیز جسکے گھر آئی وہ اُسکی ہو گئی اب یہان رہیے تو گھوڑا لیجیے اور ملک اشرق پاس جائیے گا تو نہ دونگا جمہور بہت خفا ہوا ملک المیسر نے کہا کہ اب خفا نہو جیے اور طعام و شراب و کباب منگوا کر حاضر کیا جمہور اور ارقم نے کھایا بعد فراغ طعام ارقم نے گھڑی کو دیکھا اور کہا کہ اب رات ہونے مین گھڑی بھر کی دیر ہی چلیے ملک المیسر نے دو گھوڑے منگوا دیے جمہور اور ارقم سوار ہو کر چلے جب برج شرقی پاس پہونچے سائیسون نے کہا کہ اب گھوڑے آگے نہ جائینگے جمہور جھنجھلاتا ہوا اُترا اور اپنے لشکر مین آیا اور ملک اشرق سے تمام احوال بیان کیا اُسنے کہا کہ جشن مین آپ کا گھوڑا دلا دونگا غرضکہ رات زیادہ آئی جمہور نے کھانا کھا کر آرام کیا اور صبحکو تیسری طرف گیا وہان دیکھا کہ تمام لوگ سبز پوش ہین اور خیمہ بھی سبز ہی اور دیوار قلعہ کی وہی شیشہ کی اور بیچ مین وہی عمارت اور دروازہ آمد و رفت کا زمردین ہی جمہور دیکھتا چلا جاتا تھا کہ ایک سواری بڑی دھوم سے پیدا ہوئی جمہور نے دیکھا کہ شمیم گھوڑے پر سوار چلا آتا ہی شمیم جمہور کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اُتر پڑا اور جمہور کو اپنے بادشاہ امین سبز پوش پاس لایا اور نہایت خاطر کی اور تمام حال پوچھا جمہور نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور کہا کہ تم پر کیا گذری شمیم نے کہا کہ جب مین آپ سے جدا ہو کر گھوڑے کے پیچھے چلا جاتا تھا گھوڑا تو غائب ہو گیا مین ایک شہر مین پہونچا اور ایک عیار سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا کہ تمھارا دین کیا ہی مین نے کہا کہ لات پرست ہون عیار بہت خفا ہوا اور بادشاہ پاس لے گیا ملک نے پوچھا کہ تمھارا کیا دین ہی مین نے کہا کہ لات پرست بادشاہ نے نکلوا دیا غرض جہان جاتا تھا کوئی مجھے رہنے نہ دیتا تھا وہی شاطر پھر ملا اور کہا کہ خیر اسطبل مین سو رہا کر مین تین دن وہان رہا مچھرون نے ایسا کاٹا کہ تمام بدن سوج گیا وہی عیار ایک دن پھر ملا مین نے کہا کہ میان خدا کے واسطے کوئی اور جگہ رہنے کو بتا دو کہ مین اس عذاب سے چھوٹون اُس عیار نے کہا کہ تو خدا کو کیا جانے مین نے کہا کہ مین تو ہمیشہ سے خدا پرست ہون تمکو کافر سمجھکر کافر بنگیا تھا وہ عیار پھر بادشاہ پاس لے گیا ملک امین نے بہت خاطر کی اور مکان رہنے کو دیا اور وہان بھی میلہ ہوتا تھا ویسا ہی جیسا کہ آپ کہتے ہین مگر یہان ابر سبز تھا اور جانور اور درخت اور پھول سبز تھے ایک شاطر سبز پوش آیا اور مجھے اندر صحبت کے لے گیا اور اُس ابر سے احوال بیان کیا آواز آئی کہ یہ جو پریان ناچتی ہین اُن مین سے ایک کو لے لے حضرت جسکو میرا جی چاہتا تھا وہی ملی اب وہ میرے پاس ہی اُسکے عشق مین گرفتار ہون اب آپ بھی یہین رہیے جمہور نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل شمیم نے کہا کہ معشوق مجھسے چھوٹ جائیگی اس اثنا مین ارقم نے گھڑی دیکھکر کہا کہ اب شام قریب ہی چلیے شمیم نے گھوڑے منگوائے اور کہا کہ انپر سوار ہو کر جائیے جمہور نے کہا کہ مجکو ملک المیسر نے بھی گھوڑے

سنگوادیے تھے جب اُن پر سوار ہو کر قریب برج شرقی کے پہونچا تو سائیسون نے گھوڑے بانگ لیے تھا اب مین
نہ لونگا شمیم نے کہا کہ آپ سائیسون کو ساتھ نہ لیجیے غرضکہ جمہور اور ارقم دونون گھوڑون پر سوار ہو کر
چلے جبکہ برج شرقی پاس پہونچے گھوڑے تڑپنے لگے جمہور اور ارقم کو ڈپٹے گھوڑے چلے گئے جمہور
اپنے لشکر مین آیا اور ملک اشرق سے تمام کیفیت بیان کی ملک اشرق نے کہا کہ آپ کا عیار مین بادشاہ
سے کہکر دلوا دونگا اور بادشاہ بھی آپ کی خاطر کریگا اس گفتگو مین آواز نقارے کی گوش زد ہوئی جمہور
نے کہا کہ ای ملک اشرق یہ نقارہ کیسا بج رہا ہی اشرق نے کہا کہ کل جشن بزرگ ہی غرضکہ رات گذری
اور صبح نمودار ہوئی جمہور نے دیکھا کہ دروازہ شرقی پر سائبان سرخ رنگ لگا ہوا ہی ملک اشرق
اور جمہور اور ارقم نیچے اُس سائبان کے بیٹھے جمہور نے دیکھا کہ اندر قلعے کے آدھ آدھ کوس چارون طرف
دیوار قلعہ کی چھوڑ کر دریا بہتا ہی اور بیچ مین دریا کے باغ سبز اور عمارت وسیع اور اس پر مہتابی معلوم
ہوتی ہی اور دریا مین کشتیون پر ناچ ہو رہا ہی اور ایک کشتی پر پیک منظور بیٹھا ہوا ہی یکایک پیک منظور
پکارا کہ ای ملک اشرق جو لوگ واردان طلسم سے ہین انکو لاؤ اور تماشا دکھلاؤ ملک اشرق جمہور اور
ارقم کو لیکر اندر آیا جمہور نے دیکھا کہ ستون اور محرابین سب شیشہ کی ہین اور شرقی غربی جنوبی شمالی
چہار طرف کی سیر دکھائی دیتی ہی اور اُس باغ مین درخت مولسری کے لا انتہا ہین اور ہر درخت
کے نیچے ناچ ہو رہا ہی اور ایک درخت نہایت بلند ہی اور اُسکی چار شاخین چارون طرف پھیلی ہوئی
ہین اور تمام باغ پر اُسکا سایہ ہی اور زمین پر طرح طرح کے پھول بچھے ہوے ہین گویا فرش کمخواب کا
بچھا ہوا ہی اور جانور ہر ہر رنگ کے اُڑتے پھرتے ہین جب وہ جانور دریا مین گر پڑتے ہین تو اُسی وقت
بجرے اور کشتیان پیدا ہو جاتے ہین اور ناچ ہونے لگتا ہی اور آسمان پر ابر بزرگ ہی اُس کے
چارون کونون پر چار ابر چار رنگ کے مثل قندیل کے لٹکتے ہین اور اُن چارون ابرون کے نیچے چار
پریزادین منھ پر نقاب ڈالے تخت پر سوار ہاتھ باندھے ہوے ابر بزرگ کی طرف دیکھ رہی ہین اور
اُس ابر مین جیسے کہ آفتاب بدلی مین آجاتا ہی اس طرح کی روشنی معلوم ہو رہی ہی اور چار شاطر
کشتیون پر سوار ہاتھ باندھے اُن پریزادون کی طرف دیکھ رہے ہین جمہور دیکھتا تھا کہ مہتاب
کائنات حکیم روشنضمیر سے نکلا اور تمام مکان نورانی ہو گیا اس مکان مین بھی آیا اور جمہور سے
ملاقات کی جبکہ وہ رات تمام ہوئی اور خورشید شہر نمودار ہوا تو روشنی تو بہت تھی لیکن گرمی کا نام بھی
نہ تھا جمہور اور ارقم اور شمیم سیر کرتے پھرتے تھے جب تھک جاتے تھے کسی درخت کے نیچے بیٹھ رہتے
تھے پریزادین کشتیون پر سے اُترتی تھین اور فرش بچھا کر جمہور کو بٹھاتی تھین اور ناچتی تھین اسی طرح
جمہور سیر کرتا پھرتا تھا کہ یکایک ایک بجلی چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین پھر جو شاہزادہ طاؤس تبرزن
جمہور جہانسوز نے دیکھا تو آفتاب مہتابی کے کلس پر چمکتا ہی اور چارون طرف پریزادین مورچھل
ہاتھ مین لیے ہوے مکلل بزرغرق بجواہر نہایت پرتکلف اور بھاری پوشاکین پہنے ہوے چارون
دروازون پر مہتابی کے جھل رہی ہین اور اندر سے مہتابی کے بجلی سی چمک رہی ہی اور عیار پکارنے لگے
کہ بادشاہ تخت عدالت پر بیٹھا ہی جیسے جو کہتا ہو کہے ادھر سے ملک احسن کج کلاہ گھوڑا لیے ہوے
آیا جمہور نے کہا ای ملک اشرق یہ گھوڑا ایسی ہی ملک اشرق نے پیک منظور کو بلا کر تمام احوال جمہور کا

بیان کیا پیک منظور نے اپنے مطیعون سے کہا اُسنے بادشاہ سے عرض کی کہ وہ شخص جو وارد طلسم ہوا ہی اُسکا گھوڑا
ملک البسیر پاس ہی حکم ہوا کہ ہم کسی پر ظلم نہین کرتے ہین اصطبل بادشاہی مین اُس سے بہتر گھوڑے ہین وہ لیکر کیا
کریگا اور اُسکا مطلب تو بہت بڑا ہی وہ یہان سے نکلیگا ملک البسیر نے عرض کی کہ یہ گھوڑا میرے شہر مین آیا ہی
اگر حکم ہو تو مین سوار ہون ارشاد ہوا کہ یہ مال پرایا ہی رہنے دو مگر سوار ہونا ملک زمین سبز پوش نے عرض
کی کہ شمیم عیار میرے شہر مین آیا ہی اور اُسکو ایک پری زاد عنایت ہوئی ہی وہ اُسکے ساتھ بہت خوش ہی حکم ہوا کہ ہمین
ہم یہی چاہتے ہین کہ جو یہان آئے خوش رہے لیکن جمہور کو کیا سوجھی کہ نہین معلوم بادشاہ کی صورت کیسی ہی
اور عورت ہی یا مرد دفعتاً یہ خیال آتی ہی پیک منظور پکارا کہ ای ملک اشرق تم یہان سے چلے جاؤ کہ بادشاہ
اپنی صورت دکھانا چاہتا ہی اور وارد ان طلسم کو چھوڑتے جاؤ ملک اشرق تو بہ تعجیل وہان سے اُٹھکر دروازہ
مین بیٹھا جمہور کیا دیکھتا ہی کہ پردہ اُٹھا اور ایک چمک پیدا ہوئی کہ آنکھین جھپک گئین پھر جو ہوش آیا تو جمہور
نے اپنے تئین خیمہ مین پایا اور ملک اشرق کو پاس بیٹھے دیکھا جمہور نے پوچھا کہ ای ملک اشرق اب یہ سیر کب
دکھائی دیگی ملک اشرق نے کہا کہ زندگی ہی تو پھر برسوین روز دیکھینگے غرضکہ وہان سے کوچ کیا اور درہ
ظلمات طلسم کو طی کرکے شرقیہ آباد مین پہونچے ملک اشرق نے جمہور کو بادشاہ کیا اور اپنے برابر بٹھایا اور
جمہور کا سکہ رایج ہوا ایک دن جمہور نے کہا کہ ای ملک اشرق وہ دن کونسا ہوگا کہ معشوق میرا بھی یہان
آئیگا ملک اشرق نے کہا کہ بادشاہ بھی فرما چکا ہی کہ معشوق تمھارا آئیگا مگر یہ دعا کرو کہ اسی شہر مین آئے جمہور نے
پوچھا کیا اور کہین جائیگا تو نہ ملیگا اشرق نے جواب دیا کہ بیشک نہ ملیگا جمہور تو یہان یاد معشوق مین بیٹھے

اب دو کلمے داستان کوکبہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہان کوکبہ روشن تن خوف سے ضحاک شاہ کے اپنی چالیس خواصون کو مع جمیلہ بھاگ کر جنگل مین چھپی اور
عیار جمہور کا نسیم بن عمرو تلاش مین شاہزادہ جمہور کی نکلا ہوا تھا پہلے تو سبائل مین گیا وہان سنا کہ جمہور
کو لقا نے ضحاک شاہ پاس بھیجا ہی نسیم ضحاکیہ مین آیا وہان سُنا کہ جمہور کو ضحاک شاہ نے طلسم مین پھنسا دیا ہی نسیم طلسم
کی طرف جاتا تھا کہ راہ کچھ بھولا جنگل مین کچھ عورتون کو دیکھا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو ملکہ نے کہا کہ تم کون ہو نسیم نے کہا
کہ جمہور کا عیار ہون اور طلسم مین جمہور پاس جاتا ہون ملکہ نے یہ سنکر تمام حقیقت اپنی نسیم سے بیان کی اور کہا
کہ مجھے بھی لے چل غرضکہ ملکہ نے جمیلہ کو ساتھ لیا اور تمام خواصون کو طرف لشکر امیر کے روانہ کیا اور ہمراہ نسیم کے طلسم کو چلی
جسوقت دریا سے اُتر کر تختہ گلزار دیکھا جمہور یاد آگیا اور آنکھون مین آنسو بھر آئے کہ یکایک تین گھوڑے پیدا ہوے اور
اپنی پشت پر ملکہ اور جمیلہ اور نسیم کو لیکر راہی ہوئے جسوقت کہ مقبرے پر مشرقہ خاتون کے آئے اپنے اپنے سوارون کو اُتار کر گھوڑے
چلے گئے ملکہ نے دیکھا کہ مقبرہ نہایت خوشنما بنا ہوا ہی اور تختہ پھولونکا کھلا ہوا ہی اور جانوران خوش آواز چہک رہے ہین کہ کنکی زرقلین
سنبل تیر کلیون کے پار ہوتی ہین ملکہ کا دل یاد جمہور مین خون ہوگیا اور اشک جاری ہوئے اور وہ تختہ گلزار نگاہون مین خار
معلوم ہونے لگا ضابطہ جنی مقبرے سے باہر آئی اور پوچھا کہ کیون روتی ہو ملکہ نے حال اپنا ساتھ ایک حجاب کے بیان کیا
ضابطہ جنی نے تسلی دی اور اپنے ساتھ لیے ہوے پاس درویش مذکر کے آئی اور احوال ملکہ کا بیان کیا درویش مذکر نے ملکہ کو
اپنی بیٹی کیا اور زہرہ لقا کہ جو شہر مین سلطان تھی اُسکے سپرد کیا اور نسیم کو ملک اغب بادشاہ غربیہ کو دیا ملک اغب نے نسیم کو بہت
عزت وحرمت کے ساتھ رکھا زہرہ لقا ملکہ کو کوکبہ روشن تن کہ لیگئی اور بہت خاطر کی اور کہا جس بزرگ مین تمکو معشوق سے ملا دونگی غرضکہ بعد
چند روز کے جس بزرگ کا زہرہ لقا ملکہ کو لیکر مرات القلاع مین آئی ملکہ نے دیکھا کہ تمام قلعہ شیشے کا ہی اور ایک باغ بنا ہوا ہی اور ایک تالاب ہی اُس مین

ستمنان

کشتیان بہتی پھرتی ہین اُسی تالاب پر چار طرف چارون شہرون کی سلطان خورشید لقا زہرہ لقا ماہ لقا سہیلہ بانو اگر بیٹھین خورشید لقا نے کہا کہ بہن زہرہ لقا یہ تمھارے ساتھ کون ہین زہرہ لقا نے تمام حقیقت کوکبہ روشن تن کی بیان کی اور کہا کہ مین نے سنا ہی کہ عاشق انکا تمھارے شہر مین آیا ہی آؤ ہم تم شادی بیاہ رچائین خورشید لقا نے کہا کہ برج شرقی مین پہلے شادی کرو زہرہ لقا نے کہا یہ مجھے نہو گا کہ تم اُسے خانہ زاد کرکے بیاہو جس طرح سے رسم دنیا ہی اُس طرح کرو کہ تم دولھا بناکر برج غربی مین لاؤ اور دولھن کو بیاہ کر لیجاؤ خورشید لقا نے کہا کہ مجھے رسم دنیا سے کیا کام ہی میرے برج مین شادی ہو زہرہ لقا نے کہا کہ یہ تو تم بھی خوب جانتی ہو اور مین بھی خوب جانتی ہون کہ جس کے برج مین شادی ہوگی اُسکا رتبہ طلسم مین زیادہ ہوگا اب اسکو بادشاہ پر رکھو جیسا حکم ہو ویسا کرو یہ باتین ہو رہی تھین کہ آفتاب کائنات حکیم روشنضمیر سے نکلا اور مہتابی کے کلس پر قائم ہوا اور امیر بزرگ مہتابی سے اُٹھ گیا اور لوگ پکارے کہ بادشاہ جلوہ افروز ہوے ہین جو جسے کہنا ہو عرض کرے زہرہ لقا نے کہا کہ اے کوکبہ روشن تن تم جبتک یہان سیر کرو مین تمھارا حال بادشاہ سے عرض کرتی ہون غرضکہ خورشید لقا اور زہرہ لقا اور ماہ لقا اور سہیلہ بانو چارون دروازون پر سور چھل ہلانے لگین اور کوکبہ روشن تن پھرتے پھرتے ایک درخت کے نیچے ٹھہری ایک پریزاد نے آکر کرسی بچھادی کوکبہ روشن تن اُسپر بیٹھکر چار طرف اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے کسی کا انتظار ہوتا ہی اور جمیلہ رومال ہلا رہی تھی نسیم تلاش جمہور مین جا رہا تھا کہ شمیم کو دیکھا آواز دی کہ اے شمیم تمھاری ملکہ بھی آئی ہین شمیم خوش ہوا اور جمہور سے خبر کرنے کو دوڑا جمہور سیر کرتے کرتے ایک درخت کے نیچے ٹھہر اٹھا اور حور لقا نام ایک پریزاد نے فرش بچھا دیا تھا اور شراب پلا رہی تھی کہ شمیم اور نسیم پہونچے جمہور نسیم کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور حال پوچھا جمہور نے اپنی سرگذشت اور ملکہ کا آنا بیان کیا جمہور نے کہا کہ ملکہ کہان ہی نسیم نے کہا کہ اندر مرأت القلاع کے زہرہ لقا کے پاس ہین جمہور دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ اندر باغ کے ایک درخت کے نیچے کرسی پر ملکہ بیٹھی ہوئی ہی اور جمیلہ رومال ہلا رہی ہی جمہور نے ارادہ جانے کا کیا حور لقا نے کہا کہ کیا احمق ہوگئے ہو بغیر حکم بادشاہ کے نہ جاسکوگے قضاے کار ملکہ کی نگاہ بھی جمہور پر پڑی تو کیا دیکھا کہ دونون عیار پاس کھڑے ہوے ہین اور آپ بیٹھا ہوا ہی پریزاد حور نژاد شراب پلاتی جاتی ہی اور اختلاط کر رہی ہی ملکہ کو رشک ہوا جمہور بیتاب ہوکر پکارنے لگا پریزاد بیساختہ ہنس پڑی اور کہنے لگی کہ آپ کی آواز بھی وہان تک نہین پہونچ سکتی آپ نزدیک سمجھے ہین پھر تو جمہور اور ملکہ مین اشارے بازیان ہونے لگین اور کنایون مین مطلب کا اظہار ہونے لگا جمہور نے اشارے مین کہا کہ مین ملک الشرق سے کہتا ہون ملکہ نے جواب دیا کہ مین بھی زہرہ لقا سے کہتی ہون غرضکہ دونون اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے جمہور ملک الشرق کے پاس آیا اور تمام کیفیت بیان کی ملک الشرق نے بیٹیک منظور ہے کہا اور اُسنے خورشید لقا سے کہا اُسنے بادشاہ سے عرض کی کہ وہ شخص وارد طلسم جو شہر عجیبہ آباد مین ہی اُسکا معشوق عجیبہ آباد مین آیا ہی مین نے چاہا تھا کہ برج شرقی مین شادی ہو لیکن زہرہ لقا نہین مانتی ہی اور مین وزیرزادی ہون اگر میری خاطر نہو گی تو مین اپنی جان دے دونگی زہرہ لقا نے کہا کہ تم وزیرزادی ہو تو مین بھی امیرالامرا کی بیٹی ہون اور اس مقدمے مین بادشاہ کسی کی خاطر نہ کرینگے یہ بحث درپیش تھی کہ بادشاہ بزرگ نے دونون کو طلب فرمایا خورشید لقا و زہرہ لقا دونون گئین اور یہان رضیہ سلطان نے کہا کہ جمہور کو لیجا دونون کو اب مین دیکھونگی ماہ لقا نے کہا کہ مین جمہور کو لاتی ہون سہیلہ نے کہا کہ مین ملکہ کو کیسے کو لاتی ہون یہان جمہور بیٹھا تھا کہ ماہ لقا کشتی پر سوار آئی اور کہا کہ میان جمہور چلو تمکو بادشاہ نے طلب کیا ہی ملک الشرق تو ہاتھ باندھ کر کھڑا

ہوا جمہور کشتی پر سوار ہوا کشتی بیچ دریا مین پہونچکر چرخ کھاکر ڈوب گئی بعد تھوڑی دیر کے جمہور نے اپنے تئین باغ
مین پایا اب ماہ لقا اور سہیلہ سے تکرار ہونے لگی اُسنے کہا کہ تم ملکہ کو لاؤ تو جمہور کو لیکر چلین وہ کہنے لگی کہ تم جمہور
کو لاؤ تو ملکہ کو لیے چلین بیچ باغ مین ٹھہری اُدھر ماہ لقا جمہور کو لیے جاتی ہی اُدھر سہیلہ کوکبۂ روشن تن کو اسی طرح
دونون کو زیر قصر بلند بادشاہ لاکر کھڑا کیا جمہور کوکبۂ روشن تن کے گرد پھرنے لگا اور بادشاہ کو دعائین دینے لگا
اس عرصہ مین درویش ذاکر اور درویش مذکر بھی آئے بادشاہ نے کرسیان بیٹھنے کو دین اور سلام کیا اور تعظیم
بجالایا اور کہا کہ ان دونون کا فیصلہ آپ کیجیے درویش مذکر نے کہا کہ زہرہ لقا تو سچ کہتی ہی کہ جمہور آئے اور بیاہ
کر لیجائے درویش ذاکر نے کہا کہ یہ تو حق ہی مگر زہرہ لقا کو لازم ہی کہ بڑی بہن کی خاطر کرے اور ملکہ کو لیجا کر
برج شرقی مین شادی کرے اور بڑا خوف یہ ہی کہ اگر یہ نہوگا تو خورشید لقا اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگی درویش مذکر
نے کہا کہ جو بات حق ہوگی وہی کہی جائیگی اِسے کوئی کیا کرے کہ وہ زبردستی بھی اپنے تئین ہلاک کریگی اسپر بہت تکرار
بڑھی یہانتک کہ نوبت کشتم کشتا کی پہونچی بادشاہ نے کہا کہ واہ آپنے بھی خوب فیصلہ کیا معاف رکھیے اور تشریف
لیجائیے دونون اُٹھ کھڑے ہوے اور یہ کہتے چلے کہ یہ بھی ایک علامت بربادی طلسم کی ہی کہ ہم دونون قطب طلسم مین سے
ایک عدالت سے منحرف ہوجاے قریب ہی کہ طلسم برباد ہو لیکن بادشاہ کو نہایت تشویش تھی کہ ای رضیہ سلطان تو بادشاہ
ہی اور مجھسے کچھ انصاف نہو سکا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ اُسی وقت خیال مین آیا کہ روز اول جب تو تخت پر بیٹھی تھی
اور مقبرے مین حکیم اشراق کے گئی تھی اور تجھکو بشارت ہوئی تھی کہ اب مقبرہ ہمارا نہ ظاہر ہوگا مگر جبکہ مشکل تجھپر پڑیگی
اُسوقت ظاہر ہوگا تو ہمسے آکر بیان کرنا یہ سوچکر رضیہ سلطان نے حکم کیا کہ ان دونون عاشق معشوق کو شیش محل مین
داخل کردو اور تم سب یہین رہو مین آتی ہون لیکن جسوقت درویش ذاکر و مذکر جانے لگے تھے اُسوقت ایک ایک
پیالہ پانی کا بھر کر خورشید لقا و زہرہ لقا کو دیتے گئے تھے اور کہہ گئے تھے کہ جمہور و کوکبۂ روشن تن کو پلا دینا یہ
تمھاری اطاعت سے باہر نہونگے انھون نے اپنی اپنی جگہ وہی کیا جمہور اور کوکبۂ روشن تن یون تو آپس مین اختلاط
کرتے تھے لیکن جب گفتگو آتی تھی ملکہ کہتی تھی کہ برج غربی مین آؤ تو بیاہ کر لیجاؤ اور جمہور کہتا تھا کہ برج شرقی مین آؤ تو
شادی ہو مگر جب رضیہ سلطان حکیم اشراق کے مقبرے پر پہونچی اور رضابطہ جنی نے دروازہ کھولا رضیہ سلطان
اندر آئی اور قبر پر فاتحہ پڑھ رہی تھی کہ غنودگی آگئی خواب مین حکیم اشراق کو صحبت آرا دیکھا جھکگے مجرا عرض کیا
حکیم اشراق نے کہا کہ ای فرزند تو فکر نہ کر اور اِس مقدمہ کو چارون سرحدارون پر چھوڑ دے اور تو ترک سلطنت
کرکے پردۂ قاف مین جاکر بیٹھ رہ جبکہ طلسم کشا آئیگا جب تو بھی مرآت القلاع پر آنا اور جشن کرنا اور طلسم کشا تیرا
شوہر ہوگا تو بادشاہ آخر طلسم ہی یہ پھول جو چمن مین لگے ہوے ہین انکا گلدستہ بنا کر لیتی جا جس روز یہ پھول مرجھا
جائینگے اُسدن طلسم کشا آئیگا رضیہ سلطان کو ہوش آیا مکان کو معطر پایا اور گلدستہ بنا کر ہاتھ مین لیا اور ابر
پر سوار ہوئی اور مرآت القلاع پر آئی خورشید لقا و زہرہ لقا وغیرہ سے کہا کہ مین اس مقدمہ مین دخل نہ دونگی تم جانو
اور تمھارا کام جانے مین تو پردۂ قاف مین جاتی ہون جبتک طلسم کشا نہ آئیگا اسوقت تک نہ آؤنگی یہ سنکر ایک
تہلکہ مچ گیا لوگ پکارے کہ جیسے بادشاہ کو دیکھا ہو دیکھ لے کہ اب بادشاہ بغیر طلسم کشا کے آئے نہ تشریف لائینگے
تمام خلائق دیکھنے لگی جبکی نگاہ تھا اور رہتی اور رحلتی اور چمپا کلی پر پڑی وہ بیہوش ہو گیا جمہور کی جو آنکھ کھلی
تو اپنے تئین ملک اشرق کے خیمہ مین پایا اور ملکہ کو نہ دیکھا تڑپنے لگا ملک اشرق جمہور کو لیے ہوے شرقیہ آباد
مین آیا لیکن جمہور کا یہ حال تھا کہ اکدم قرار و آرام نہ تھا اور کہتا تھا کہ ای ملک اشرق جس طرح بن پڑے میری

معشوق کو ملادو ورنہ میری زندگی محال ہی اور بار بار کلمات حسرت آمیز زبان پر لاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روی گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد ٭

ملک اشرق جمہور کا یہ حال دیکھ کر درویش ذاکر کے پاس لایا اور حال بیقراری جمہور کا ظاہر کیا درویش ذاکر نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اور نامہ لکھیے کہ ناموس میرا تمنے چھین رکھا ہی جس طرح دوگے لونگا اور تم جانتے ہو کہ شرق کا غرب پر غلبہ رہا ہی جمہور نے کہا کہ غربیہ آباد مین نامہ کون لیجائیگا درویش ذاکر نے کہا کہ شمیم لیجائیگا غرضکہ نامہ لکھکر شمیم کو دیا اور درویش ذاکر نے کہا کہ اے شمیم رات کو جانا اور یہ خط جو آسمان پر معلوم ہوتا ہی اسکے نیچے سیدھا چلا جانا اور اگر ذرا ادھر ادھر بھٹک جاؤگے تو بہت خراب ہوگے اور جس مقام پر صبح ہوجاے وہان سے آگے نہ جانا اور پھر جب شام ہوجاے تو رات بھر اسیطرح چلنا غربیہ آباد مین پہونچ جاؤگے شمیم نامہ لیکر اسی طرح چلا یہان کوکبۂ روشن تن کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین برج نیلم مین پایا اور ایک عورت کو پاس بیٹھے دیکھا کہا تو کون ہی اسنے کہا مین غربیہ خاتون ملکۂ غرب سیاہ پوش کی زوجہ ہون اور آپ یہان کی بادشاہت کیجیے ملکہ نے کہا مجھے بادشاہی سے کچھ کام نہین ہی میرا عاشق مجھے بلوائے غربیہ خاتون نے بہت تسلی دی اور تخت پر بٹھا دیا اس اثنا مین خبر پہونچی کہ شمیم نامہ ملک اشرق کا لایا ہی ملک اغرب نامہ لیے ہوے درویش مذکر پاس آیا انھون نے مضمون نامہ پڑھکر جواب دیا کہ ہمکو عذر نہین تم دغا بنا کر لاؤ بیاہ لیجاؤ اور تمنے یہ جو لکھا ہی کہ شرق کا غرب پر غلبہ رہا کیا ہی تو یہ اس طرح ہی جیسے قوم تاریکی کا انسان پر جواب نامے کا لیکر شمیم روانہ ہوا اور بعد طی مراحل و قطع منازل شرقیہ آباد مین آیا اور نامہ درویش ذاکر کو دیا درویش ذاکر نے مضمون نامہ پڑھکر کہا کہ اے جمہور تم اپنا ناموس لڑکر چھین لاؤ غرضکہ تیاری لشکرکشی کی ہونے لگی مگر جب ایسا اتفاق ہوتا ہی تو دو سرحددار ایک طرف ہوجاتے ہین اور دو ایک طرف ملک اشرق اور امین ایک طرف ہوے اور ملک اغرب اور البیر ایک طرف ہوے اور دونون طرف سے سامان جنگ ہوا اور لشکرون نے کوچ کیا اور میدان مین اترے اور طبل جنگ بجا رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو دونون لشکرون نے صف بندی کی ملک اشرق جمہور کو تخت پر بٹھا کر میدان مین نکلا اور ملک اغرب کوکبۂ روشن تن کو منھ پر نقاب ڈالکر تخت پر بٹھا کر میدان مین آیا جبکہ صف آرائی ہوچکی اور نقیب پکار کر چلے گیے بلوط شرقی میدان مین آیا اور نعرہ کیا اس طرف سے بلوط غربی نکلا بعد نیزہ بازی و شمشیرزنی کے نوبت کشتی کی پہونچی کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ اے ظاہران طلسم والو اب تمہارا یہ شیوہ ہوگیا کہ آپس مین خونریزی کرنے لگے بہتر اسی مین ہی کہ پلٹ جاؤ اور جو یہان رات کو رہجائیگا وہ مارا جائیگا اور دو پنجے پیدا ہوے اور دونون کی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لے گئے ملک اشرق نے کہا باطن طلسم والون کا حکم نہین ہی کہ کوئی لڑے اور چارون سرحددار کوچ کرکے اپنے اپنے ملک کی طرف چلے گئے جمہور پھر اسی طرح تڑپنے لگا اور آہین جگرخراش کھینچنے لگا ملک اشرق پھر درویش ذاکر کے پاس لایا درویش ذاکر تپلی برنجی کو دیکھ رہا تھا کہ منھ مغرب کی طرف ہونے مین تھوڑا فرق باقی ہی کہ ملک اشرق جمہور کو لیے ہوے پہونچا درویش ذاکر نے کہا کہ کوئی کپڑا ملکہ کے بدن کا منگواؤ مین ایسا اسم پڑھدونگا کہ وہ تمہارے پاس چلی آئیگی جمہور نے شمیم کو بھیجا ادھر ملکہ کا بھی یہی رنگ تھا کہ لوگ درویش مذکر کے پاس لے گئے تھے درویش مذکر نے بھی کہا کہ کپڑا جمہور کا پہنا ہوا منگاؤ تو مین ایسا اسم پڑھدون کہ وہ خود چلا آے ملکہ نے نسیم کو بھیجا غرضکہ شمیم ملکہ کا کپڑا اور نسیم جمہور کا کپڑا بحکمت عیاری لاے درویش ذاکر اور مذکر نے کپڑون پر اسم پڑھکر دم کیے اور کہا کہ اسکو اپنے جامے مین شامل کرکے پہنو ملکہ نے کرتی جو بنا کر پہنی تو عشق جمہور کا اور زیادہ

ہوا ایہانتک کہ آب و دانہ ترک ہونے لگا نسیم نے کہا کہ دو ایک روز کا مغالطہ دے کر نکل چلیے ملکہ غربیہ آباد والون سے
چھپکر طرف شرقیہ آباد کے چلی اِدہر جمہور نے جو جامہ پہنا اُسکو بھی عشق دونا ہوا اور دیوانگی بڑھنے لگی ایک روز
مالک اشرق سے چھپکر راہ غربیہ آباد کی لی اثنائے راہ مین ملکہ سے ملاقات ہوئی اور یہ صلاح ہوئی کہ آپ اور طرف
بھاگ چلیے غرضکہ دونون گھوڑون پر بیٹھکر راہی صحرا ہوئے وہان مالک اشرق نے جمہور کو اور مالک اغرب نے
ملکہ کو ڈھونڈھا مگر کہین پتا نہ لگا یہان جمہور اور ملکہ دونون بھاگتے بھاگتے ایک بیابان پر فضا مین پہونچے ایک
درخت طلائی دیکھا اُسکے نیچے آکر بیٹھ گئے لیکن آسمان کو جو دیکھا تو ابر چھایا ہوا ہی جمہور نے شمیم سے کہا کہ اگر کہین سے
شراب ملے تو لا شمیم نے جو خیال کیا تو بمقابل اِسی درخت کے ایک اور درخت نقرئی معلوم ہوا اور اُسکے نیچے ایک پیر مرد
کو دیکھا کہ گانا سن رہا ہی اور شراب پی رہا ہی جمہور نے کہا کہ ای شمیم اسی سے لا شمیم مرد پیر پاس گیا اور شراب طلب کی
پیر مرد بہت خفا ہوا جب شمیم چلنے لگا تو کہا کہ تو چاہے پی لے شمیم ایک جام پیتے ہی ساقی پر عاشق ہو گیا اور وہین
کھڑا ہو رہا جمہور نے بعد تھوڑی دیر کے نسیم کو بھیجا وہ بھی اُسی طرح جام پی کر وہین کھڑا ہو رہا جمہور آپ آیا مرد پیر نے
بہت خاطر کی اور بٹھایا ساقی نے شراب دی جمہور نے شراب پی اور ساقی سے کہا کہ اب کسی کو شراب نہ دینا ساقی
نے دو تین جام جمہور کو دیے اور ایک مرد پیر کو دیا جمہور نے ایک طمانچہ مرد پیر کے مارا اور شراب چھین کر لے گیا
مرد پیر اُٹھا اور اُس ابر مین ایک زنجیر لٹکتی تھی اُسے پکڑ کر چڑھ گیا اور چارون گویے اور ساقی اور نسیم اور شمیم
بھی زنجیر کو پکڑ کر چڑھ گئے مرد پیر نے جمہور سے کہا کہ یہان آ تو معلوم ہو جمہور بھی زنجیر پکڑ کر چڑھتا تھا کہ لٹکا مگر رہ گیا
اور ابر اُڑائے لیے چلا گیا ملکہ نے جو یہ حال دیکھا اپنی تنہائی پر روتی ہوئی پیچھے اُسی ابر کے چلی جاتی تھی کہ ایک صحرائے
مہیب ملا کہ جہان پانی نہ تھا اور گرمی بہت تھی بمشکل اُسے طے کیا اور کنارے دریا کے پہونچی وہان بیٹھکر رونے لگی
کہ ایک کشتی پیدا ہوئی اُس مین ایک پیر زن اور کچھ عورتین بیٹھی تھین اُنھون نے ملکہ پر رحم کھا کر بٹھا لیا جب وہ
کشتی بیچ مین آئی چرخ مار کر بیٹھ گئی ملکہ کو جو ہوش آیا اپنے تئین ایک مکان مین پایا اور پاس اُسی پیر زن کو دیکھا
اُسنے ملکہ سے حال پوچھا ملکہ نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی پیر زن نے کہا کہ مین تجھے حاکم پاس لیچلونگی وہان
جمہور کو ایک غنودگی سے آگئی تھی اب جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک شہر مین پایا اور سامنے کوتوالی چبوترے پر
اُسی پیر مرد کو بیٹھے دیکھا پیر مرد نے کہا کہ تجھے اپنے سلوک یاد ہین اب مین کیا کہون کہ تو مسلمانون کی عملداری مین آیا
ہی اگر کافرون کی سرحد مین ہوتا تو وہ تجھے مار ڈالتے اور پوچھا کہ تجھے کچھ کام بھی آتا ہی جمہور نے کہا کہ مین تاج
بنانا جانتا ہون نسیم سے کہا کہ تو کیا جانتا ہی اُسنے کہا کہ مین زرگری جانتا ہون شمیم سے پوچھا اُسنے کہا کہ مین ملمع سازی
جانتا ہون جمہور سے پیر مرد نے کہا کہ تم طلسم کشا کے لیے تاج بنایا کرو اسی اثنا مین پیر زن ملکہ کو لیے ہوئے آئی پیر مرد
نے کہا کہ اُنھین بھی لیجاؤ یہ بھی نبت گو کھر دو بنایا کرینگی لوگ سبھون کو ایک زندانخانے مین لائے جمہور نے دیکھا
کہ مکان بہت وسیع ہی اور بیچ مین ایک تالاب ہی اُسکے ایک طرف مرد کام کرتے ہین اور دوسری طرف عورتین
دن بھر کام کیا کرتی ہین رات کو ایک ایک خوان کھانے کا آتا ہی سب کھانا کھا کر علحدہ مکانون مین سو رہتے ہین
اور ملکہ سے اور جمہور سے اشارون مین باتین ہوا کرتی ہین یہ تو یہان اس طرح سے رہی لیکن چالیس غواصین
ملکہ کوکبہ روشن تن کی جو لشکر امیر کی طرف چلی تھین بعد چند روز کے پہونچین امیر کو خبر ہوئی کہ چالیس نقابدار آئے
ہین اور کہتے ہین کہ ہم حال اپنا امیر کشور گیر سے عرض کرینگے امیر نے کہا کہ خلوت مین لاؤ عمرو نے کہا کیون حمزہ یہ
رانون کو کہان جایا کرتا ہی یہ کیسا پیغام لائے ہین امیر نے کہا تو بھی چلکر سن غرضکہ امیر اور عمرو خلوتخانے مین

آئے دیکھا کہ نقابین مُنھ پر سے اُتری ہوئی ہین اور سب جواہین ہین اور نقشے بھی درست ہین امیر نے احوال پوچھا ہمون
نے حقیقت جمہور اور کوکبۂ روشن تن کا بیان کی امیر نے اُنکو تو خوابگین مین سپرد کیا اور آپ روتے ہوئے باہر نکلے
بادشاہ نے حال پوچھا امیر نے کہا کہ جمہور طلسم مین گرفتار ہو گیا ہی مین اُسکے چھڑانے کو جاؤنگا بادشاہ نے بزرگ امید
وغیرہ کو بلوا کر احکام نکلوائے اُنھون نے حکم نکالا اور بہت روئے اور کہا کہ امیر جائین اور رو دیتے اور رو وسردار
اور عمرو یہ سب ساتھ جائین تو طلسم ٹوٹیگا بادشاہ نے پوچھا کہ آپ روے کیون اُنھون نے کہا کہ امیر اس سفر سے
پھر کر آئینگے تو کئی شخصون سے ملاقات ہوگی سب سردار روے اور کہا کہ ہمین بھی ساتھ لیے چلیے امیر نے کہا کہ تم یہین
رہو مین جاتا ہون اور عمرو بن حمزہ اور چوگان اور بہرام اور فرامرز اور عمرو کو ساتھ لیکر کوچ کیا اور قاسم
اور بدیع الزمان دو منزل تک ساتھ آئے کہ ہمین بھی لیتے چلیے امیر نے رخصت کر دیا اور سمجھایا کہ آپس مین فساد
نہ کرنا لیکن امیر جسوقت چلنے لگے تھے اپنا جانشین عجیل ماہرو کو کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہی ایسے مثل
میرے سمجھنا اور جو یہ کہے اُسپر عمل کرنا سبھون نے قبول کیا غرضکہ امیر کوچ بکوچ ضحاکیہ مین پہونچے یہان ضحاک شاہ
کو خبر ہوئی کہ امیر آئے ہین دانشمند وزیر سے کہا کہ اب مین کیا کرون اُسنے کہا کہ وہ آپ طلسم مین پھنسنے جاتے ہین
آپ کاوش نہ کیجیے ضحاک شاہ امیر کی پیشوائی کو آیا اور اپنے ہمراہ لایا دو روز تک امیر یہان رہے دانشمند
نے کچھ حال طلسم کا بیان کیا غرضکہ تیسرے دن امیر کوچ کرکے دریا پر آئے اور اُس دریا کو دیکھا کہ جس مین پیدل
چلا جاتا تھا اور سوار نہین جانے پاتا تھا امیر نے ایک سوار کو بھیجکر تماشا دیکھا اور تعجب کیا بعد اُسکے امیر نے خود
ارادہ کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون آپ نہ جائیے امیر نے کہا کہ مین جمہور کو چھڑانے جاتا ہون
غرضکہ امیر پانچ آدمیون سے دریا اُتر کر بخشتہ گلزار مین آئے امیر نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو پار کا آدمی کوئی نہ دکھائی
دیا اور اُدھر کے لوگ امیر کو دیکھتے تھے اور دریا بہت قاہرہ معلوم ہوتا تھا امیر تماشا دیکھ رہے تھے کہ پانچ گھوڑے
پیدا ہوے پانچون آدمی گھوڑون پر سوار ہوے گھوڑے لیکر راہی ہوئے اثنائے راہ مین ایک آندھی آئی اور
تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ بجائے در و دیوار کے دونون طرف درخت ہین اور اُن مین
ستارے چمکتے ہین اور سر پر ہما کو دیکھا کہ مانند نقیب کے بولتا چلا آتا ہی کہ اے ساکنان طلسم خبردار ہو جاؤ
کہ طلسم کشا آپہونچا اور جو کوئی اُسکی اطاعت کریگا وہ آفت سے محفوظ رہیگا اور جو اس سے پھر جائیگا وہ تباہ
و برباد ہوگا غرضکہ گھوڑے امیر کو لیے ہوے ایک مکان مین آئے امیر نے ملاحظہ کیا کہ اصطبل دور تک بنا ہوا ہی
اور اپنے گھوڑے کی جگہ پر دیکھا کہ ایک شمگیرہ کھنچا ہوا ہی امیر اور سب سردار اُتر پڑے گھوڑے اپنی اپنی جگہ چلے گئے
اور ہما پکارا کہ اے ضابطہ جنی طلسم کشا آیا ہی امیر نے دیکھا کہ ایک عمارت مین سے ضابطہ جنی اور پانچ چار
آدمی نکلے امیر کو اندر مکان کے لے گئے اور دعوت کی اور کشتیان جواہر کی آگے رکھین امیر نے تو نہ لین مگر عمرو
نے اُنکو داخل زنبیل کیا ضابطہ جنی نے کہا یہ بھی دلیل طلسم کشائی کی ہی کہ ایک شخص لالچی بھی ساتھ ہوا اور ہما
سر پر ہوا اور یہ گھوڑا جو آپ کو لایا ہی اُسکو بھی حکما نے لکھا ہی کہ یہ طلسم کشا کو لائیگا بیشک آپ ہی طلسم کشا ہین
امیر نے پوچھا کہ تمکو یہان کیا خدمت ہی ضابطہ نے کہا کہ مین کلید بردار حکیم اشراق روشن ضمیر کے مقبرے کا
ہون امیر باتین کرتے تھے کہ آواز نقارے کی آئی امیر نے کہا اے ضابطہ یہ نقارہ کیسا بجا ضابطہ نے کہا آپ خوب
دنون مین آئے ہین کہ کل عرس حکیم اشراق کا ہی امیر رات بھر رہے اور صبح کو چلے دور سے چمک معلوم ہوئی
پوچھا کہ یہ چمک کیسی ہی ضابطہ نے کہا کہ یہ اقبال آپکا ہی کہ یہان سے کئی منزل پر یہ مکان ہی آپ کو نزدیک

معلوم ہوتا ہی عمرو نے پیچھے پھر کے دیکھا تو جس مکان سے نکلے تھے وہ نہین معلوم ہوتا ضابطہ سے پوچھا اُسنے کہا کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی غرض کہ امیر اُس مکان پاس پہونچے ہما پکارا کہ طلسم کشا آتا ہی ایک شخص گندم رنگ نورانی شکل باہر آیا امیر نے کہا ای ضابطہ یہ کون ہی ضابطہ نے کہا حکیم اشراق کے پوتے حکیم قسطاس روشنضمیر ہین جو اُنکے نائب ہین امیر اُسکے ساتھ اندر آئے دیکھا کہ ایک باغ بہت پر تکلف ہی اور اُسکے چار دروازے ہین چار رنگ کے اور مکان بہت بنے ہوے ہین اور بیچ مین ایک قصر پر تکلف ہی اور اُسکے آگے ایک چبوترہ بلور کا ہی اسپر ایک منبر اکیس زینے کا رکھا ہی اور گرد کرسیان رکھی ہین امیر نے ضابطہ سے پوچھا یہ منبر کیسا ہی ضابطہ نے کہا حکیم قسطاس اُسپر وعظ بیان کرتے ہین اور جو اس سال کا احوال ہوتا ہی ظاہر کرتے ہین اور لوگ طلسم ظاہر و باطن کے ساحر اور غیر ساحر سب سنتے ہین اور کسی کو کسی سے دشمنی یہان نہین ہوتی ہی غرضکہ امیر ایک برج مین بیٹھے تماشا دیکھتے تھے کہ چار طرف سے چار بادشاہ پیدا ہوے ملک اشرق بارہ ہزار سوار سرخ پوش سے آیا ملک امین بارہ ہزار سوار سبز پوش سے آیا ملک اعزب بارہ ہزار سوار سیاہ پوش سے آیا ملک السیمر بارہ ہزار سوار زرد پوش سے آیا اور سُنا کہ طلسم کشا آیا ہی چارون نے سلام کیا ہما پکارا کہ چارون بادشاہ نگاہ روبرو طلسم کشا سلامت غرضکہ چارون بادشاہون نے امیر سے احوال جمہور اور ملکہ اور دونون عیارون کا بیان کیا اور ارقم نے اپنا حال کہا امیر نے ارقم کو اپنے پاس رکھا ملک اعزب نے کہا کہ خواص ملکہ کی جمیلہ اب تک میرے پاس ہی فرمایا رہنے دو چارون بادشاہ اپنے اپنے مقام پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے اِس مین برج شرقی کی طرف سے ابر سرخ آیا اور ہوائے سرد چلنے لگی ابر چبوترے سے مل گیا امیر نے دیکھا کہ برچھا مین سی ہی ابر تو جا کر برج پر قائم ہو رہا خورشید لقا چار سو پرینادون سے آئی اور پوچھا کہ یہ کون ہی ضابطہ نے کہا کہ یہ طلسم کشا ہی خورشید لقا بڑی آتش مزاج ہی مگر امیر کا یہ رعب چھایا کہ جھک کر سلام بجالائی ہما پکارا خورشید لقا نگاہ روبرو طلسم کشا سلامت مگر خورشید لقا نے عمرو بن حمزہ کو جو دیکھا عاشق ہوئی اور آکر اُنھین کے پاس بیٹھ گئی اور باتین کرنا چاہا لیکن عمرو بن حمزہ باپ کے لحاظ سے بات نہ کر سکے خورشید لقا نے امیر سے کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مین اُنھین سیر کرا لاؤن امیر نے کہا کیا مضائقہ ہی خورشید لقا عمرو بن حمزہ کو علحدہ جگہ پر لائی اور شغل شراب شروع ہوا اسی اثنا مین ایک اور ابر سبز پیدا ہوا اُس مین سے ماہ لقا نکلی اُسنے بھی سُنا کہ طلسم کشا آیا ہی ماہ لقا آئی اور سلام بجالائی ہما پکارا کہ نگاہ روبرو طلسم کشا سلامت ماہ لقا چوگان بن حمزہ پر عاشق ہوئی اور چوگان ماہ لقا پر عاشق ہوا غرضکہ ماہ لقا آکر پاس بیٹھی اور پوچھا کہ میان تم طلسم کشا کے کون ہو چوگان نے کہا مین بیٹا ہون اور ابھی میرے بھائی کو خورشید لقا لے گئی ہی آخر یہ دونون بھی اُسی طرح چلے گئے اور مصروف شراب خواری ہوے کہ ایک اور ابر زرد پیدا ہوا اُس مین سے سہیلہ لقا آئی اور سنا کہ طلسم کشا آیا ہی یہ بھی آئی اور سلام کیا ہما نے آواز دی نگاہ روبرو طلسم کشا سلامت سہیلہ فرامرز پر عاشق ہوئی اور پوچھا کہ میان تم طلسم کشا کے کون ہو فرامرز خفا ہوا اور کہا کہ تجھے کیا مین کوئی ہون غرض یہ جو بات کہتی تھی وہ ترش ہو کر جواب دیتا تھا سہیلہ گلابی شراب کی جھککر اُٹھانے لگی کہ ہاتھ سہیلہ کا سینہ مین فرامرز کے لگا فرامرز نے ایک دھکا دیا کہ سہیلہ دور جا پڑی اور کہا کہ بزرگون کے سامنے اس طرح کی بے ادبی کرتی ہی سہیلہ نے کہا کہ مین تو شراب اُٹھاتی تھی یہ کہکر رونے لگی امیر کو سہیلہ پر رحم آیا اور عمرو کی طرف دیکھکر کہا کہ محبت کیا بُری چیز ہوتی ہی کہ سہیلہ تو پیار کرتی ہی اور فرامرز کو کچھ خیال نہین فرامرز بیتاب کو چلا سہیلہ اُٹھکر ساتھ ہوئی اور فرامرز سے لپٹنے لگی فرامرز نے ایک طمانچہ مارا کہ سہیلہ گر پڑی اور ہونٹھ پھٹ گیا غرضکہ فرامرز وہان آکر بیٹھا جہان کہ خورشید لقا

اور ماہ لقا اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بیٹھے تھے کہ سہیلہ جھانکنے لگی خورشید لقا کو رحم آیا اور کہا کہ یہان تم کیون اسیر
اتنا خفا ہوتے ہو فرامرز چپ ہو رہا خورشید لقا نے سہیلہ کو بلا کر پاس بٹھایا اور دور شراب کا چلنے لگا فرامرز کو بھی
جب نشہ ہوا سہیلہ سے ہنسنے لگا اور باتین کرنے لگا پھر تو یہ بھی اختلاط مین مشغول ہوا کہ جو تھا ابر سیاہ اترا اُس مین سے
زہرہ لقا آئی اور سنا کہ طلسم کشا آیا ہی زہرہ لقا آئی اور امیر کو سلام کیا اور بیٹھ گئی امیر سے تمام سرگذشت مالکہ کی
بیان کی اور کہا کہ جو کچھ کیا درویش ذاکر نے کیا اُسکے صدمے سے وہ اندھے ہوگئے ہین امیر نے بہت افسوس کیا مگر
بہرام زہرہ لقا پر عاشق ہوا اور پوچھا کہ مالکہ پاس آپ کہتین زہرہ نے رکھائی سے جواب دیا کہ مین تجھسے بات نہین
کرتی بہرام مایوس ہوا بعد تھوڑی دیر کے گلابی شراب کی بہرام نے زہرہ کو دی زہرہ لقا خفا ہوکر چلی گئی اور بہرام
بھی پیچھے پیچھے چلا زہرہ لقا خورشید لقا پاس آکر بیٹھی بہرام چھپکر لگا دیکھنے زہرہ لقا نے کہا دیکھو صاحب یہ بلا یہان
بھی آئی اور ترنج بہرام پر مارا کہ کوٹرا اڑ گیا بہرام نے وہ ترنج چھاتی سے لگا لیا خورشید لقا نے کہا کہ اے زہرہ لقا وہ
تجھے پیار کرتا ہی تجھے اُسپر رحم نہین آتا زہرہ لقا نے کہا کہ بوا مجھے یہ باتین نہین اچھی لگتین اور اپنی کرسی اُٹھاکر اور طرف
جا بیٹھی بہرام وہان بھی جاکر لگا دیکھنے آخر کو زہرہ لقا کوٹھے پر چلی گئی بہرام وہان بھی آیا اور پیرون پر گر پڑا اور کہا
کہ مجھے تو ذبح کر ڈال زہرہ لقا نے کہا کہ میری بلا ذبح کرے مین کیون ذبح کرون بہرام نے خنجر نکال کے حلق پر رکھ لیا
اُسوقت زہرہ لقا کو کچھ نہ بن پڑی اور ہاتھ بہرام کا پکڑ لیا اور سمجھی کہ یہ سچا عاشق ہی پھر یہ دونون بھی جہان اور
سب بیٹھے تھے وہین آکے بیٹھے اور مشغول اختلاط ہوے کہ اس مین نقارے بجے اور معلوم ہوئی کہ حکیم قسطاس
روشنضمیر آتے ہین اُسوقت امیر پاس دونون بیٹے اور دونون سردار آبیٹھے اور عمرو رومال ہلانے لگا امیر نے
دیکھا کہ ایک شخص باریش سفید تخت پر سوار اور کچھ لوگ مقدس وضع ساتھ اور ایک کتاب آگے رکھی ہوئی
اس طرح سے آتے ہین ہما پکارا کہ اے نائب حکیم اشراق طلسم کشا آیا ہی تمھین لازم ہی کہ مہمانداری کرو حکیم قسطاس
امیر پاس آئے اور سلام علیک ہوئی اور کہا کہ لاش حکیم اشراق کی سنتے ہین کہ آج تک دفن نہین ہوئی اور یہ
آپ کا انتظار تھا کہ طلسم کشا آئیگا تو دفن کریگا اور نائب آپ ہین امیر نے پوچھا کہ تمنے لاش حکیم کی دیکھی ہی اُسنے کہا کہ مجھے
نہین معلوم اور ضابطہ سے کہا وہ تخت جو طلسم کشا کے واسطے رکھا ہی لاؤ آجتک کوئی اُسپر نہین بیٹھا اور جو کوئی بیٹھا
ہی وہ گر پڑا ہی اور جو اُٹھانے گیا اُسے دکھائی نہین دیا غرضکہ ضابطہ گیا اور تخت کو لایا دیکھا کہ تخت الماس کا
جڑاؤ نہایت پر تکلف ہی اور چارون کونون کی طرف چار کرسیان بچھین ہین جنمین ایک کرسی یاقوت نگار ہی امیر
تخت پر جلوہ فرما ہوے اور عمرو بن حمزہ اور چوگان اور فرامرز اور بہرام آکر بیٹھے عمرو یاقوت نگار کرسی پر
کھڑا ہوکر امیر پر رومال جھلنے لگا اور تخت کو جنبش بھی نہ ہوئی اور لوگ پکارے کہ بیشک یہ طلسم کشا ہی اسی اثنا مین
ایک ابر آسمان پر چھا گیا اور بجلی چمکی جس مین سے پرکالے آتش کے اڑنے لگے اور عمرو ڈرا حکیم قسطاس نے کہا
کہ باطن طلسم کے لوگ ہین آپ خوف نہ کیجیے اور دو دلقا پدار دو طرف سے آئے اور دو کرسیان منبر کے دہنے بائین
بچھین اُن پر بیٹھے حکیم قسطاس نے زہرہ لقا وغیرہ سے کہا کہ تم بادشاہ کو لاؤ یہ چارون مرآت القلاع کی طرف
روانہ ہوئین یہان رضیہ سلطان پردہ چہارم مین ملک الکلیل سرپرش جنی کہ اسکا باپ ہی وہان بیٹھی تھی کہ
گلدستہ پھولون کا مرجھا گیا یہ بہ تعجیل سوار ہوکر مرآت القلاع کی جانب روانہ ہوئی کہ خورشید لقا وغیرہ
پہونچین اور خبر دی کہ طلسم کشا آیا ہی اور سب جمع ہین آپ چلیے تو حکیم قسطاس وعظ کہین رضیہ سلطان نے
کہا کہ طلسم کشا کون ہی اور سب تو چپ ہو رہین مگر خورشید لقا نے کہا کہ آدمی ہی یہ سنتے ہی رضیہ سلطان

خفا ہوئی اور ہزاروں گالیاں حکیم اشراق کو دین اور کہا کہ مین نہ آؤنگی یہ چار دن پھر آئین اور حکیم اشراق سے کہا کہ وہ
نہیں آتی ہیں بعد اُسکے درویش ذاکر اور مذکر گئے مگر رضیہ سلطان نہ آئی حکیم قسطاس نے نقابدار شجر فی پوش سے کہا
کہ آپ جائینگے تو وہ آئینگی نقابدار شجرفی پوش جب جانے لگا اُسوقت درویش ذاکر اور مذکر نے ایک اسم ایسا
پڑھ دیا تھا کہ رضیہ سلطان انکی صورت دیکھتے ہی چلی آئی رضیہ سلطان نے سُنا کہ باطن طلسم کے نقابدار آتے ہین بہت
خفا ہوئی کہ یہان آکر کیا کرینگے جبکہ وہ سامنے گئے تو بہت خاطر کی اور کرسی پر بٹھایا نقابدار شجرفی پوش نے کہا کہ آپ
بادشاہ طلسم ہین اور یہ جواہر ہین اور مرأت القلاع کی کیفیت ہے اور آفتاب اور مہتاب جو نکلتا ہے یہ باطن طلسم والون کا
سحر ہے اور پھر اگر آپ جائینگی کہ ابر پر سوار ہو کر کہین سیر کرنے کو جائین تو ہرگز نہ جاسکینگی اور آپ کے عمل مین فرق پڑ چکا
ہے اور ساحر آپ کے آدمیون کو ذلیل کرتے ہین آپ کو لازم ہے کہ رعیت پروری کیجیے اور آج احکام آخری ہے اسے بھی
سُن لیجیے رضیہ سلطان نے کہا اس شرط سے چلتی ہون کہ وہ آدم زاد صحبت مین سے نکال دیا جاے نقابدار نے کہا
یہ کسکی مجال ہے کہ طلسم کشا کو نکال دے مگر ہان ہم پہرا دین آپ کو گھیرے رہینگے کہ طلسم کشا آپ کو دیکھنے نہ پائیگا رضیہ
سلطان چلنے پر راضی ہوئی اور اپنے ابر پر سوار ہو کر عرش گاہ مین آئی اور ابر زمین سے ملگیا رضیہ سلطان اتری
حکیم جی اور دونون نقابدار اور امیر تو تعظیم کو نہ اُٹھے باقی سب تعظیم بجالائے رضیہ سلطان آکر اپنے مقام مین داخل
ہوئی اور سب پریزادین گھیر کر کھڑی ہوئین امیر جبسے کہ طلسم مین آئے ہین نگاہ مین طلسم والون کی اسنے بڑھکر
کوئی خوبصورت نہین معلوم ہوتا جبکہ رضیہ سلطان کی نگاہ امیر پر پڑی اور امیر نے اُسکو دیکھا عاشق ہوئے اور
وہ اُنپر عاشق ہوئی اور دونون کو قریب تھا کہ غش آجاے مگر سنبھلے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خدا خیر کرے عمرو نے کہا
حمزہ وہ آدمی سے نفرت رکھتی ہے اُسپر عاشق نہونا وہ تیرے ہاتھ نہ لگیگی رضیہ سلطان بیچ کے در مین اپنے تخت
پر بیٹھی ماہ لقا وغیرہ مورچھل جھلنے لگین اور پریزادین گرد آکر کھڑی ہوگئین کہ صورت امیر کی نہ دکھائی دے
رضیہ سلطان نے گھبرا کر کہا کہ صاحبو مجھے گرمی لگتی ہے سرک جاؤ پریزادین ہٹ گئین رضیہ سلطان نے امیر کو
دیکھا امیر نے اُسکو دیکھا دونون مسکرا دیے اور اشارے مین باتین ہونے لگین اتنے مین غل ہوا منظلم اور تیرہ بخت
اژدر آتش فشان پر سوار ہیبت سے جادوگر ساتھ لیے ہوئے آکر کرسیون پر بیٹھے عمرو تو دیکھتے ہی ڈر گیا اب حکیم قسطاس
منبر پر آئے درویش ذاکر اور مذکر داہنے بائین کھڑے ہوئے حکیم قسطاس نے احکام پڑھنا شروع کیا کہ ایہا الناس
یہ شخص بیشک طلسم کشا ہے اور جو اُسکی اطاعت کریگا وہ بچیگا اور جو نافرمانی کریگا وہ مارا جائیگا اور دین اسلام
طلسم مین جاری ہوگا منظلم اور تیرہ بخت نے کہا کہ آپ نے ہمارے قتل کرنے کو اس شخص کو بلایا ہے خیر ہم سمجھ لینگے
اور مسلمانون کو طلسم مین رہنا معلوم ہوگا اور ہمارا ایمان آنا بھی ناحق تھا یہ کہتے ہوئے اور ہیبت اپنی دکھاتے ہوئے
چلے گئے کہ جس سے تمام مسلمان تھرتھرائے اور کانپنے لگے پھر حکیم قسطاس نے کہا کہ اگلی سال طلسم برباد ہوگا یہ کہکر منبر سے
نیچے آئے اور درویش ذاکر اور مذکر سے کہا کہ آپ رضیہ سلطان سے کہیے کہ کتاب مین یہ احکام نکلا ہے کہ آج
بادشاہ اپنا نکاح طلسم کشا کے ساتھ پڑھوائین کہ اسی کی خوشی پر وہ طلسم کشائی کریگا عمل آپ کا تمام طلسم مین ہوگا
اور آپ کا مہر بھی طلسم کشائی ہے درویش ذاکر اور مذکر نے اُسی طرح بادشاہ سے بیان کیا پہلے تو بہت خفا
ہوئی پھر بعد سکوت کے کہا کہ جو مرضی آپ سب صاحبون کی مجھے منظور ہے رضیہ سلطان کی خالہ زاد بہن ہے اُسنے
کہا کہ ہم رسمین اپنے ملک کی کرینگے درویش ذاکر اور مذکر نے امیر سے بیان کیا امیر راضی ہوئے مگر عمرو نے
کہا کہ ہم بھی رسم اپنے ملک کی کرینگے غرضکہ سلطان جھنجھلائی کہ یہ موا کون دخل دینے والا ہے رضیہ سلطان ۴۰

نے کہا یوا وہ اپنی رسم کرین تم اپنی رسم کرو اس سے کیا مطلب غرضکہ امیر کو اور رضیہ کو یکجا کیا ذکیہ نے امیر کو دُلھن بنایا
اور رضیہ کو دولھا بنایا اور سب رسمین پردہ قاف کی کین بعد اسکے عمرو نے امیر کو دولھا بنایا اور رضیہ کو دُلھن
بنایا اور درویش ذاکر اور مذکر نے نکاح پڑھا عمرو نے دونون کو آرسی مصحف دکھایا اور صحبت عیش ہوئی لیکن
عمرو نے جبسے ذکیہ کو دیکھا تھا خود رفتہ ہو رہا تھا مگر ذکیہ کا خیال عمرو کی طرف نہ تھا رات بھر عجب صحبت رہی کہ عمرو بن حمزہ
اور خورشید لقا ایک طرف اور چوکان بن حمزہ اور ماہ لقا ایک طرف اور فرامرز اور سہیلہ ایک طرف اور بہرام
اور زہرہ لقا ایک طرف اپنے اپنے معشوق کو لیے ہوے بیٹھے تھے اور صحبت گانے بجانے کی رہی صبح کو ایک دوسرے
سے رخصت ہوا امیر نے رضیہ سلطان سے پوچھا کہ پھر بھی ملاقات ہوگی اُسنے کہا کہ مرأت القلاع پر جشن بزرگ مین
آؤ گے تو ملاقات ہوگی غرضکہ اُدھر رضیہ سلطان اور خورشید لقا وغیرہ روتی ہوئی رخصت ہوئین ادھر امیر
اور عمرو بن حمزہ کے چہرے پر ایک مایوسی ظاہر ہوئی اور پھر تمام خلقت چلی گئی فقط حکیم قسطاس پاس امیر کے رہگئی
غرضکہ عرس گاہ سے باہر نکلے کہ ایک آواز مہیب آئی کہ بھلا حکیم صاحب آپ نے ہمارے قتل کے لیے اس شخص کو بلایا
تو ہی مگر خیر ہم بھی سمجھ لینگے حکیم قسطاس کانپ گئے اور امیر سے کہا کہ مین نے آپ کا دامن دولت پکڑا ہی آپ امیر کا پتہ
چلیے امیر اُنکے ساتھ چلے راستے مین ایک جنگل ملا اور آندھی آئی کہ تمام زمانہ تاریک ہو گیا بعد اسکے روشنی ہوئی امیر
نے دیکھا کہ نہ وہ جنگل ہی نہ مکان عرس گاہ ہی ایک اور مقبرہ دکھائی دیا امیر نے حکیم قسطاس سے پوچھا اُسنے کہا
کہ یہ آپ کے قدم کی برکت ہی کہ آج مقبرہ حکیم اشراق کا دکھائی دیا اتنے مین ضابطہ آیا اور امیر کو اُتار لے گیا امیر
نے قبر پر حکیم اشراق کی فاتحہ پڑھا اور بیٹھے تھے کہ غنودگی آئی خواب مین حکیم اشراق کو صحبت آراد دیکھا امیر نے
سلام کیا حکیم اشراق نے کہا کہ تو بیشک طلسم کشا ہی اور لیشت میری ابھی تک زمین سے نہین لگی ہی کہ تو آئیگا تو
دفن کریگا اب ایک کام کرنا کہ مقبرے کے پیچھے سمت غربی کو ایک درخت بہت بلند ہی اُس پر چڑھکر دیکھنا ایک دروازہ
زمین مین معلوم ہوگا درخت سے اُتر کر اُسی جگہ کھدوانا دروازہ بند ہوگا تہ خانے کے اندر جانا ہمارا صندوق
صندل کا لٹکتا ہی اور لوح طلسمی بھی لٹکتی ہی جب تم سات مرتبہ درود پڑھو گے تو لوح نیچے آجائیگی تمھین لازم ہی
کہ جسوقت لوح نیچے آجاے فوراً ہاتھ مین اُٹھا لینا ورنہ نہین تو ساحر فکر مین لگے ہوے ہین لوح لیجائینگے پھر لوح تمھارے
ہاتھ نہ آئیگی غرضکہ آنکھ امیر کی کھلی مکان کو مسطر پایا امیر باہر نکلے اور سبھون سے احوال بیان کیا لوگون نے حکیم
قسطاس سے پوچھا کہ آپ دروازہ تہ خانہ کا جانتے ہین اُنھون نے کہا کہ مین نے کبھی سُنا بھی نہین غرضکہ امیر
اُسی مقام پر آئے دیکھا کہ درخت بہت بلند ہی اور میوہ اُس مین مثل کدو کے لگا ہوا ہی اور کھانے مین میٹھا
ہی امیر اُسپر چڑھے دیکھا کہ وہ جو مقبرے کے گرد چبوترا ہی اُسکے ایک کونے مین دروازہ ہی امیر نیچے اُترے
اور اُسی مقام پر کھدوایا دروازہ پیدا ہوا لیکن قفل بند تھا امیر نے ضابطہ سے کہا کہ اسکی کنجی بھی تمھارے
پاس ہی اُسنے کہا کہ نہین ہی یکایک وہ دروازہ آپ سے آپ کھل گیا قاعدہ ہی کہ مکان بند جب کھلتا ہی تو ہوا
گرم نکلتی ہی لیکن امیر نے جو خیال کیا نہایت سرد ہوا آئی غرضکہ امیر اور سب کو باہر چھوڑ کر اور اپنے سردارون
کو ساتھ لیکر اندر چلے پہلے بہت تاریکی ملی عمرو نے فتیلۂ عیاری روشن کر لیا بعد اسکے دروازہ ملا اسکے اندر
آئے دیکھا کہ درخت میوہ دار اور گھاس زنگار رنگ لگے ہوے ہین اور خوشبو عود اور عنبر کی آتی ہی امیر حیران
تھے کہ زمین کے نیچے یہ تیاری کرنے والا کون ہی حکیم اشراق کو دیکھا کہ پلنگ پر لیٹے ہین اور ایک کاغذ لکھا ہوا
ہاتھ مین ہی امیر نے اُس کاغذ کو پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ یارو مین الیاس بردست شخص تھا کہ بھوت اور بیتاؤ

جن اور پری اور دیو یہ سب میرے تابع تھے تخت ہوا پر سوار سلیمان وقت بنا پھرتا تھا اور اپنا بڑا طلسم میں زینبار
مگر قضا نے مجھے بھی نہ چھوڑا امیر اور سردار امیر کے بہت روئے کہ دنیا کچھ نہیں ہے امیر نے دیکھا کہ صندوق اور لوح لٹکتے ہین
امیر نے ہاتھ دوڑایا کہ لوح کو لے لین لوح اور اونچی ہو گئی اُسوقت امیر کو یاد آیا کہ حکیم نے کہہ دیا تھا کہ درود پڑھنا امیر نے
سات مرتبہ درود پڑھا صندوق اور لوح دونون نیچے ہوئے ادھر سے تو امیر نے لوح پر ہاتھ ڈالا اور اُدھر سے
ایک سیاہ ہاتھ اور لوح پر پڑا امیر نے جھٹکا دے کر لوح چھین لی اور ایک آواز آئی کہ اس حکیم کا منہ سیاہ کہ جیسے یہ مرا
تھا ہمنے کارخانے اُسکے جاری رکھے تھے اور روز خدمت کیا کرتے تھے منظلم اور تیرہ بخت کی طرف سے معین تھے
کہ لوح کوئی نہ لیجاے اسوقت مین ذرا غافل ہو گیا تھا کہ لوح تیرے ہاتھ لگ گئی مگر اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جا سکتا
ہے امیر نے دیکھا کہ ایک دیو ہزار گز کا کہ رنگ اُسکا سیاہ ہے سامنے سے آیا اور وار شمشاد امیر پر ماری امیر نے خالی دی
جب وہ جھونک مین گیا امیر نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے ایک شور پیدا ہوا کہ کشتی ہے نام من اشقار جادو بود
امیر نے لاش اُسکی باہر پھنکوا دی اور حکیم اشراق کی لاش کو صندوق مین رکھکر چارون سردار کاندھون پر اُٹھا کر
باہر نکلے ضابطہ نے چہار جانب خبر پہونچائی تمام خلقت شرقی غربی جنوبی شمالی مقبرے پر حکیم اشراق کے آئی
وہان رضیہ مرأت المقلاع پر بیٹھی تھی اور افسوس کر رہے تھے کہ اب امیر سے کاہے کو ملاقات ہوگی کہ وہین ضابطہ
جنی پہونچا اور خبر امیر کے لاش نکالنے حکیم اشراق کی بیان کی رضیہ نے پوچھا کہ لاش کیونکر لی منظلم نے تمام
حقیقت بیان کی غرضکہ رضیہ سلطان ابر پر سوار ہو کر مقبرے پر آئی لیکن وہان سوائے غم کے محبت کسی کو کسی سے
نہ تھی غرضکہ امیر نے حکیم اشراق کو بلا کراہ کفن پہنا کر مقبرے مین دفن کیا اور کئی لوگ جو حکیم اشراق کے ساتھ کے
تھے اُنھین بھی اُسی تہ خانے مین دفن کیا اور باہر نکلے آنکھون مین اپنی معشوقین بھلی معلوم ہونے لگین امیر حاضری
رضیہ کے واسطے لیکر آئے یہان رضیہ کے ساتھ والون نے سیاہ لباس پہنا اور غم مین حکیم اشراق کے بیٹھی امیر
نے آکر سمجھایا کہ اب صبر کرو اور کھانا کھاؤ غرضکہ رضیہ نے امیر کے کہنے سے کھانا کھایا سوم تک تو وہی غم رہا رضیہ
نے سوم کے دن کھانا بہت سا پکوا کر بٹوایا بعد اُسکے امیر نے پوشاک بنوا کر ہر ایک کے واسطے بھیجی اور رضیہ
کا تبدیل لباس کیا اور شب کو صحبت گانے بجانے کی ہوئی اور ہر ایک اپنے اپنے معشوق سے ہنس رہا تھا امیر نے
رضیہ سے باتین کرتے تھے لیکن عمرو واسطے ذکیہ کے بیچین تھا اور وہ صحبت سے باہر بیٹھی تھی عمرو کو اُسوقت
یہ تدبیر سوجھی کہ کچھ گاسیے شاید گانا سنکر وہ بھی آئے عمرو نے کہا صاحبو تم مین کوئی اچھا بھی گاتا
ہے خورشید لقا نے کہا کہ ذکیہ سلطان خوب گاتین ہین مگر وہ کسی کے اختیار مین نہین ہین امیر نے کہا ای خواجہ آج
گاؤ بس عمرو نے ہفت پیوندی زکی جوڑی لٹکا کر بجانا اور گانا شروع کیا اور سب کو محظوظ کیا اور ذکیہ بھی
چھپی ہوئی سُن رہی تھی اور تعریف کرتی تھی غرضکہ دو پہر رات گئے تک یہ صحبت رہی بعد اُسکے سب اپنے اپنے
مقام پر سونے کو گئے اور جب سب غافل ہو گئے عمرو بن حمزہ اُٹھکر خورشید لقا پاس گیا اور مشغول اختلاط ہوا
اور چوگان بن حمزہ ماہ لقا پاس گیا اور سہیلہ قمر زر کو لیگئی اور بہرام ڈرتا ہوا زہرہ لقا پاس گیا جب
یہ چارون جا چکے اور امیر رضیہ پاس آئے دیکھا کہ جاگتی ہے انکے خیال مین آیا کہ یہ جب سو رہے تو چلیے اور رضیہ
یہان کہہ رہی تھی کہ وہ کاہیکو آئیگا آؤ جا کر دیکھون تو کہ امیر سوتے ہین یا جاگتے ہین کہ امیر دکھائی دیے تو جیسے
اُٹھکر چلی تھی ویسے ہی لپٹ گئی امیر بھی برابر آکر لیٹ گئے اُسوقت رضیہ خفا ہونے لگی کہ تم یہان کیون آئے امیر نے
کہا آج کی رات ہم تم یکجا ہین کل خدا جانے کس مصیبت مین ہم گرفتار ہونگے پھر آپس مین شراب خواری ہونے لگی

اور عمرو اپنے مقام سے جو اُٹھا تو جہان ذکیہ سوتی تھی وہان جاکر اُسکے پاس لیٹ گیا اور ذکیہ جو چونکی تو دو طمانچے عمرو کے مارے اور چیختی ہوئی
رضیہ پاس آئی یہان امیر اور چارون سردار افسوس کرتے ہوئے اگر بیٹھے ہین اور کہا کہ عمرو نے ذکیہ کو ستا کر ہمارے مزے مین
بھی خلل کیا اور عمرو آکر سو رہا ہی کہ رضیہ اور ذکیہ عمرو کو گالیان دیتی ہوئی آئین اور امیر سے کہا کہ تمہارا عیار ستاتا ہی امیر نے کہا
وہ تو سوتا ہی اور اتنے مین عمرو بولا کہ مین نے کیا ستایا ہی یہ گفتگو ہوتی تھی کہ ایک آواز مہیب آئی کہ ظاہر ان طلسم و ابواب عرس
حکیم اشراق کا ہو چکا یہان سے جاؤ اور جو کوئی یہان رہیگا مارا جائیگا دیہ ادھر تو رضیہ اور خورشید لقا روتی ہوئی چلی گئین
اور ادھر امیر اور سردار امیر کے روتے رہ گئے جبکہ یہ سب جا چکے امیر نے لوح دیکھی اُس مین لکھا تھا کہ اگر مشرق کی طرف جاؤ گے
تو مقام مقصود پر پہونچو گے اور جو عجائبات دیکھو گے لوح کو چھاتی پر ملنا حال معلوم ہو جائیگا اور جو اسم لوح پر لکھا ہی اُسے
پڑھتے رہنا کوئی آفت تمپر نہ آئیگی امیر نے عمرو اور چارون سردارون کو حکیم اشراق کے مقبرے پر چھوڑا اور آپ جانب مشرق
کے چلے ایک دو کوس آئے ہونگے کہ ایک گنبد دکھائی دیا اور ایک شخص اُسپر بیٹھا ہی اور صورت اُسکی یہ ہی کہ دھڑ آدمی کا
اور منھ طاؤس کا ہی اور دمبدم انڈا دیتا ہی اور وہ انڈا زمین پر گرکر ٹوٹتا ہی اور ویسا ہی آدمی پیدا ہوتا ہی
امیر یہ دیکھتے تھے کہ ایک گھڑی بھر مین تمام میدان اُن لوگون سے بھر گیا اور وہ سب غل مچا کر دوڑے کہ طلسم کشا
ہی نہ جانے پائے امیر نے لوح چھاتی سے لگائی اور اسم پڑھ کر پھونکا اسم دم کرتے ہی سب لوگ غائب ہو گئے اور ایک جادوگر
کو کھڑے دیکھا امیر نے ایک تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اور تاریکی ہو گئی اور بعد اُسکے آواز پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من طاؤس جادو دربان طلسم مشرقی بود جب روشنی ہوئی امیر نے اپنے تئین ایک جنگل ہولناک
مین پایا اور بمشکل اُسکو طی کیا ایک اور گنبد دکھائی دیا اور سات آدمی لڑتے ہوئے امیر پاس آئے اور کہا
آپ ہمارا جھگڑا چکا دین امیر نے لوح کو چھاتی سے ملا یا اور اسم پڑھ کر تلوار سے ساتون کو مارا غرض اُس گنبد مین
سے ایک مرد مقدس نکلے اور کہا کہ اے طلسم کشا تو نے میرے سات بیٹون کو مارا ہی اب کہان جائیگا اور پکارا ارے کوئی ہی
امیر دیکھتے تھے کہ سات آدمیون کے چودہ ہو کر دوڑے امیر نے اسم پڑھکر گنبد پر پھونکا اُس مین سے شعلہ آگ کا
نکلا کہ سب کو جلا دیا اور تاریکی ہو گئی جب روشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہی اور نہ وہ لوگ ہین اور ایک
باغ ہی کہ چہار دیواری اُسکی یاقوت کی ہی امیر اندر آئے دیکھا کہ درخت پھولون کے لگے ہین کہ شاخین اُنکی اور پتے
اُنکے سرخ اور پھول سبز ہین اور ایک بارہ دری ہی اُس مین سات عورتین بیٹھی ہین اور ایک عورت تخت پر
قید بیٹھی ہی مگر رنگ اُسکا سیاہ ہی اور وہ ساتون شراب پیتی ہین اور کباب کھاتی ہین اور ہڈیان تان تان کر
اُسی تخت نشین کو مارتی ہین اتنے مین امیر کو دیکھا اور کہا کہ تو جسکی آرزو تھی وہی شخص آتا ہی اور یہ دیکھکر ہر ایک
دوڑی کہ طلسم کشا تو مجھے قبول کر امیر نے کہا کہ حوض مین تم نہا کر اور بناؤ کر کے آؤ جسے میرا جی چاہیگا پسند کر لونگا
غرضکہ وہ ساتون حوض مین غوطہ لگا کر جو نکلین سوریان بن گئین امیر نے ساتون کو مارا اور غل و شور پیدا ہوا اور
باغ کی دیوار سے دھوان نکلا کہ تاریکی ہو گئی جب روشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ باغ اور زیادہ رونق پر ہی اور اُس
تخت نشین کو دیکھا کہ سیاہ رنگت تو جاتی رہی اب اور صورت نازنین نکلی امیر یہ دیکھکر عاشق ہوئے اور پوچھا
تو کون ہی اُسنے کہا کہ باطن طلسم مین بھی چار سمت ہین چنانچہ زہرہ لقا کی طرف سے جانب مشرقی کی مین مختار ہون
اور سوزش افگن مظلم اور تیرہ بخت کی طرف سے یہان رہتا تھا اور ہماری اطاعت کرتا تھا جیسے درویش
اندھے ہوئے اُسدن سے ان لوگون نے زیادتی کرنا شروع کی ہی اور میرے تئین گلزار نگت پری کہتے ہین اور
آپ میری طرف نہ مخاطب ہوجیئے اگر رضیہ سلطان یہ خبر سن پائینگی مجھے بری طرح سے پیش آئینگی امیر نے کہا

اُنکی کیا مجال ہی بس امیر اُس سے کامیاب ہوے اُسنے کہا آپ جلدی سے نہاییے ایسا نہو کوئی آفت آے امیر حوض مین
نہا کر نکلے ایک آندھی آئی اور سیلان شور افگن آیا اور کہا کہ ای طلسم کشا تو نے میرے سات بیٹون کو اور بھا بخون کو
مارا ہی دیکھ اب تو کہان جائیگا اور ہاتھ کو ہلایا کہ ہزارون برقین چمک کر امیر کی طرف چلین امیر نے اسم پڑھکر پھونکا کہ برقین
پھٹکر اُسی پر گری مگر اُسکے بدن پر جو برق گری امیر نے دیکھا کہ سر اُسکا آسمان سے جا لگا امیر حیران تھے کہ کیونکر اُس تک
پہونچونگا کہ دیکھا ایک حوض مین سے سانپ کا سر بہت بڑا اور ہولناک پیدا ہوا اور امیر کے پاس آیا اور کہا کہ مجھپر سوار
ہو جیے کہ مین آپ کو اُسکے سر تک پہونچا دون اور جب اُسکے سر پر تلوار پڑیگی تو یہ مریگا امیر نے کہا تو کون ہی اُسنے کہا
مجھے ظفر جان جنی کہتے ہین غرض امیر سوار ہوے اور سیلان شور افگن کے پاس پہونچے اور اُسنے کہا کہ ای ظفر جان
جنی تو نے بڑے وقت مین طلسم کشا کا ساتھ دیا ہی بچ گیا تو خیر سمجھ لونگا اُسنے کہا تو بچیگا کاہیکو یہ سنکر امیر نے
تلوار ماری کہ از سر تا جگر اُتری اور سیلان پکارا کہ میرا تو کام تمام ہوا اور لاش اُسکی گر پڑی اور تاریکی ہوئی
اور غل و شور پیدا ہوا کہ کشتی مرا نام من سیلان شور افگن جادو بود جب روشنی ہوئی امیر نے دیکھا کہ وہی باغ اور
گلرنگ پری اور ظفر پری کھڑی ہین اور ظفر جان امیر کو سقوط کوہ پر لایا اور وہان سے سیلان شور افگن
کا بہت اسباب ہاتھ لگا ایک اور مہرہ ہشت پہل زمرد کا ظفر جان نے امیر کو دیا اور کہا اس مین یہ تکلف ہی کہ جو کوئی
اُسکو گلے مین ڈالے تو وہ سبکو دیکھے اُسکو کوئی نہ دیکھے امیر نے اُسے لیا اور دیکھا کہ مقبرہ حکیم اشراق سامنے ہی
عمرو اور چوگان وغیرہ خبر سنکے پاس امیر کے آئے اور سنا امیر نے کہ شرقیہ آباد یہان سے بہت نزدیک ہی اور خورشید لقا
یہان کی مالک ہی اور وہان سیلہ ہی عمرو بن حمزہ خفا ہوکے مہرہ امیر سے لیکر شرقیہ آباد کو گیا لیکن یہان درویش ذاکر
اندھے اور کر و گنگ بیٹھے تھے کہ فوراً آنکھین کھل گیئین اور کر و گنگ کو جو دیکھا تو غائب ہو گیا معلوم ہوا کہ شور افگن
مارا گیا اور نامہ لکھا کہ ای خورشید لقا تمھارے دشمن کو امیر نے مارا اب وہ تمھاری طرف آتا ہی ضیافت کی تیاری کر
لیکن خورشید لقا میلے مین بیٹھی ہوئی سیر میلے کی کر رہی تھی کہ اتنے مین پیک منظور نامہ لیکر آیا اور خورشید لقا
کو دیا اُسنے نامہ کھول کر پڑھا اور بہت خوش ہوئی بعد اسکے عمرو بن حمزہ مہرہ خفا گلے مین ڈال کر آیا اور خورشید لقا
کو گلے سے لگایا اور بوسے لیے وہ جھنجھلائی بعد اُسکے اپنے تئین ظاہر کیا خورشید لقا عمرو بن حمزہ دیکھکر بہت
خوش ہوئی اور ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھالیا اتنے مین خبر آئی کہ امیر آتے ہین اور ملک اشراق استقبال کرکے لایا
اور امیر نے تمام کیفیت میلے کی دیکھی اور خورشید لقا نے ضیافت امیر کی کی اور امیر درویش ذاکر پاس آئے
اور پوچھا کہ وہ تپلی برنجی کہان ہی انھون نے کہا کہ جیسے آپ طلسم مین آئے اور ستھ اُسکا طرف مشرق کے ہوا
اُس روز سے وہ تپلی نہین معلوم ہوتی ہی امیر نے کہا کہ جہان وہ تپلی ہی وہان مجھے لیچلو درویش ذاکر امیر کو
وہین لاے امیر نے دیکھا کہ چہار طرف دیوار فولاد کی ہی اور بیچ مین ایک میل ہی امیر نے اُس میل کو اُکھیڑ کر پھینک
دیا وہان ایک تالاب دکھائی دیا بعد اُسکے امیر رخصت ہوے اور درویش نے کہا کہ یہ مکان مظلم اور تیرہ بخت
کی مان ظلمانہ جادو کا ہی اور وہ بڑی مکارہ ہی آپ اُسکے مکر مین نہ آیئیگا امیر نے کہا کہ میرا خدا حافظ اور نگہبان
ہی یہ کہکر اُس تالاب مین کود پڑے جب سیر زمین کو لگے دیکھا کہ ایک جنگل ہولناک ہی امیر نے بہت مشکل سے اُسکو
طے کیا اور جب دریا کے کنارے پر پہونچے وہان پیشاب کیا اور پانی استنجے کے واسطے لینے لگے وہ پانی ایسا
گرم تھا کہ ہاتھ مین پھپھولے پڑ گئے امیر حیران تھے اور کہتے تھے کہ پانی کہان ملیگا کہ ایک کشتی دکھائی اُسپر پریزادین
بیٹھی ہوئی ہین مگر ایک پریزاد بہت خوبصورت ہی امیر نے اُس سے پانی مانگا اُسنے کہا آیئے لیجیے امیر کشتی پر آئے

دیکھا کہ تصویرین بہت سی نبی رکھین ہین مگر ایک تصویر بہت خوبصورت ہی امیر اُسے دیکھکر اُسپر عاشق ہوے اور پوچھا کہ
تصویر کسکی ہی اور تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا کہ یہ تصویر میری بی بی کی ہی اور مجھے محفوظ پری کہتے ہین امیر نے کہا
کہ اپنی بی بی پاس مجھے لیچلو محفوظ پری امیر کو ایک باغ مین لائی دیکھا کہ دیوارین باغ کی سبز ہین اور پھول لگے
ہین اور بیچ مین بارہ دری سونے کی ہی امیر اُس مین آکر بیٹھے اور محفوظ پری سے کہا کہ اپنی بی بی کو لاؤ اُسنے کہا
آپ نہائیے مین اُنھین لاتی ہون امیر نے کہا مین نہاؤنگا یہ سنکر محفوظ پری گئی غرض بعد دو گھڑی کے امیر نے
دیکھا کہ چار سو پریزاد دو دون کے غول مین ایک پریزاد بہت خوبصورت چلی آتی ہی امیر اُسپر عاشق ہوے اور
پوچھا کہ یہ لوح یاقوت کیسی ہی اُسنے کہا کہ آپ اپنی لوح اُتار کر تکیہ پر رکھیے اور مین بھی رکھون میری لوح آپ کی لوح
کو نے لائیگی امیر نے لوح اُتار کر رکھی اور اُسکی لوح امیر کی لوح کو جھپٹ کر لیگئی اور ظلمانہ دونون لوحین گلے مین ڈالکر کود کر
الگ ہوئی اور کہا کہ پاس نہ آنا ای خیرہ سر تو نے بہت جادوگرون کو مارا ہی اب کہان جائیگا امیر چاہتے تھے کہ تلوار کھینچین
اور ظلمانہ نے کہا گیر امیر کے دونون پیر زمین نے پکڑ لیے اور ظلمانہ جاکر خورشید لقا اور درویش ذاکر اور گلرنگ پری
اور عمر و بن حمزہ وغیرہ کو پکڑ کر امیر کے سامنے لائی اور کہا کہ سب کو قتل کرونگی اور محفوظ پری سے کہا کہ طلسم کشا
کے کباب کر دو وہ امیر کو ایک حجرے مین لائی اور کہا ای طلسم کشا تجھے کیونکر بچاؤن امیر نے کہا کہ یہ مہرہ گلے مین ڈال لے
تو تو سب کو دیکھیگی اور تجھکو کوئی نہ دیکھیگا محفوظ پری مہرہ گلے مین ڈالکر ظلمانہ کے پاس آئی اور کہا کہ حضرت ابلیس
کا تمپر کرم ہی اور ظلمانہ نے دیکھا کہ ایک آواز آتی ہی مگر کوئی دکھائی نہین دیتا اور محفوظ پری نے معلوم کیا
کہ مجھکو کوئی نہین دیکھتا اُسوقت چھاتی پر ظلمانہ کی چڑھ کر ایسا گلا دبایا کہ دم اُسکا نکل گیا اور تاریکی ہوگئی اور
غل شور پیدا ہوا کہ کشتی مرا نام من ظلمانہ جادو بود جب روشنی ہوئی اور سب قید سے چھٹے اور محفوظ پری نے
لوح امیر کو لا کر دی اور ایک مکان سامنے دکھائی دیا اور اُس مین سے ابلوق اور اطلاق جنی جمہور اور کوکبہ
روشن تن کو لیتے ہوے آئے اور جمہور نے ملازمت امیر کی حاصل کی اور امیر نے کوکبہ کو جہان اور ناموس
تھے مانند گلرنگ پری اور محفوظ پری کے وہان اُنکو بھی داخل کیا بعد اُسکے امیر نے ابلوق اور اطلاق سے
پوچھا کہ تمکو یہان کیا خدمت ہی اُنھون نے بیان کیا کہ ہم خزینہ دار ہین چلیے اور خزانہ دیکھیے امیر اُنکے ساتھ ہوے
اور یہ دونون امیر کو لیے ہوے ایک کنوئین پر آئے اُس مین زینے بنے تھے امیر اُسکے اندر آئے دیکھا کہ اشرفی جواہر
اور جوڑے اور اسباب لاانتہا دھرے ہین امیر نے ابلوق اور اطلاق سے کہا کہ اسباب یہین ہی رہنے دو جب
ہم طلسم کشائی کر لینگے تب لینگے امیر اُس مکان سے باہر نکلے اور سُنا کہ غریبہ آباد یہان سے نزدیک ہی امیر اُسی طرف
کو چلے آتے ہین کہ ایک آندھی آئی کہ تمام میدان تاریک ہو گیا بعد دو گھڑی کے وہ آندھی برطرف ہوگئی اور امیر
نے دیکھا کہ ایک گنبد سامنے سے معلوم ہوتا ہی درویش ذاکر اور مذکر سے پوچھا کہ یہ گنبد کیسا ہی اُنھون نے کہا
کہ یہ مقبرہ حکیم اشراق کی بی بی مشرقہ خاتون کا ہی امیر اُسکے اندر آئے اور قبر پر فاتحہ پڑھکر بیٹھے تھے کہ غنودگی
سی آگئی اور خواب مین ایک باغ دیکھا کہ پھول کھلے ہوے ہین اور چار درخت صندل کے ہین انمین مچان بندھا
ہوا ہی اور اُسکے گرد گھنٹے سونے کے لگے ہین اور آواز گانے کی چلی آتی ہی جب بغور دیکھا تو دو پریزاد دین
اُسپر دکھائی دین امیر نے پوچھا ان پریزادون سے کہ مین اوپر کیونکر آؤن اُنھون نے کہا کہ جوف درخت مین
زینہ ہی اُسپر سے امیر اوپر آئے دیکھا کہ ایک عورت سن رسیدہ اور نور چہرے پر برستا ہوا مسند پر بیٹھی ہی اور
اُسکے پاس مشرقہ خاتون بھی ہی اور اُسنے امیر سے کہا کہ آپ کے آنے کی تو آرزو تھی بیٹھیے امیر مودب ہوکر بیٹھ گئے

اگر اسکی پشت پر دیکھا کہ ایک عورت کمسن بہت خوبصورت رومال لیے کھڑی ہوئی ہی امیر اُس پر عاشق ہوے اور اُسنے جو امیر کو دیکھا مخفا ہو کے چلی گئی امیر نے پوچھا کہ یہ کون ہی اُنھون نے کہا کہ ضابطہ جنی جو میرے مقبرے کا مجاور ہی اُسکی یہ پوتی ہی خورشید جمال امیر نے کہا کہ حکیم اشراق نے بھی میری خاطر کی اور آپ بھی میرا کہنا کیجیے مشرقہ نے کہا کہ جو کہوگے سو مین کرونگی مگر خورشید جمال کے مقدمہ مین نہ کہنا امیر نے کہا کہ مین اور کچھ نہین کہتا ایک امر فقط مجھے کہنا تھا کہ آپ نے میری عزت نہ کی مشرقہ نے کہا کہ اول تو خورشید جمال آتش مزاج ہی کہ اسکو کئی دفعہ رضیہ سلطان نے بلا بھیجا تھا اور وہ وہان نہ گئی کہ مجھے سلام کرنا پڑیگا اور اُسکی کئی شرطین ہین امیر نے کہا مجھے سب قبول ہی اُسی وقت درویش ذاکر اور مذکر آئے اور مشرقہ کو سلام کیا اور بیٹھے مشرقہ نے کہا کہ آپ لکھیے کہ امیر نے رضیہ سلطان کو اور خورشید جمال کو مرتبہ مین برابر سمجھا ہی اور کسی امر مین خورشید جمال رضیہ سے کم نہ رہے غرضکہ وہ کاغذ تیار ہوا اور اُسپر امیر نے مہر کی بعد اسکے مشرقہ نے خورشید جمال کو بلایا اور وہ ایک نئے انداز سے آکر بیٹھ گئی اور مشرقہ نے سمجھایا کہ یہ طلسم کشا ہی اسے قبول کر خورشید جمال نے کہا کہ کئی دفعہ آپ نے میری شادی کرنا چاہا لیکن مین نے قبول نہ کیا اب آپ یہ فرماتی ہین مشرقہ نے کہا کہ مین نے سب شرطین کر لین ہین اور یہ کاغذ لکھوا لیا ہی خورشید جمال نے جب وہ کاغذ پڑھا آنکھین نیچی کین اور مشرقہ نے امیر کی انگوٹھی اسکو پہنائی اور اسکی انگوٹھی امیر کو پہنائی اور درویش ذاکر اور مذکر نے نکاح پڑھا اب جو امیر نے دیکھا کہ صحبت مین کوئی نہین فقط خورشید جمال ہی اور مین ہون امیر نے چاہا کہ لپٹ کر بوسہ لین کہ وہین آنکھ کھل گئی اور امیر افسوس کرتے ہوے باہر آئے اور درویش ذاکر سے پوچھا کہ یہان کوئی ضابطہ جنی بھی ہین اور کوئی اُنکی اولاد مین بھی ہی درویش ذاکر و مذکر نے کہا کہ وہ یہان کے مجاور ہین اور اُنکی ایک پوتی ہی یہ باتین ہوتی تھین کہ ضابطہ جنی آیا امیر سے کہا کہ تمھاری دعوت ہی امیر نے کہا کہ خواب مین تمھاری پوتی کا نکاح مشرقہ نے میرے ساتھ کر دیا ہی اور یہ انگوٹھی چڑھاوے کی مجھے پہنائی ہی اور وہ میری ناموس ہی اگر وہ مجھے ملیگی تو کھانا کھاؤنگا ضابطہ جنی نے کہا کہ مین دریافت کرلون اور ضابطہ جنی نے لوگون سے دریافت کیا کہ خورشید جمال پردۂ قاف سے آئی ہی اُنھون نے کہا کہ ابھی آکر باغ مین بیٹھی ہین ضابطہ جنی نے تمام حقیقت خورشید جمال سے بیان کی کہ اس طرح طلسم کشا کہتا ہی اُسنے کہا سچ کہتا ہی پھر تو ضابطہ امیر کو خورشید جمال پاس لاے اور امیر نے جو باغ خواب مین دیکھا تھا وہی یہان پایا غرض امیر خورشید جمال سے کامیاب ہوے بعد اسکے امیر تین روز تک یہان رہے اور ضابطہ جنی نے دعوت کی چوتھے روز امیر کوچ کرکے آگے روانہ ہوے امیر چلے آتے تھے کہ رات کو خواب مین حکیم اشراق آئے اور کہا کہ ای امیر اب تم ہمارے عبادتخانے مین جاؤ اور یہ اسم پندرہ روز تک پڑھو خدا چاہیگا تو تم طلسم کشائی کروگے وہان شیطان کا غلبہ ہی کہ نیک کام نہین کرنے دیتا اور عیش سوجھتا ہی اسی واسطے اُسے عشرتگاہ بھی کہتے ہین لیکن تم عیش کی طرف نہ راغب ہونا اور اس اسم کو پڑھنا امیر بیدار ہوے اور خواب سبھون سے بیان کیا اور عبادتگاہ کی طرف روانہ ہوے دوسرے روز انکو دو چاند دکھائی دیے امیر نے درویش ذاکر اور مذکر سے پوچھا اُنھون نے کہا کہ استاد نے اپنی عبادتگاہ کے کلس پر اسطرح کا چاند بنا کر لگایا ہی کہ رات کو چاند معلوم ہوتا ہی اور دنکو سورج امیر نے کہا یہ برابر چمک کاہے کی ہی اُنھون نے کہا کہ وہ کوہ نقرہ ہی اُسپر اکثر حکیم اشراق عبادت کیا کرتے تھے غرض امیر عبادتگاہ مین آئے دیکھا کہ گنبد اور دیوارین اور مکانات چاندی کے ہین اور کوسون تک سبزہ ہی اور درخت پھولون کے بالشت بھر سے زیادہ اونچے نہین ہین اور اُن مین پھول عجیب عجیب لگے ہین کہ امیر نے کبھی نہ دیکھے تھے اور ناموس امیر کے اور بیٹے اور سردار مکانون مین

انگ رہے امیر کو سواے عیش کے اور کچھ نہ بھاتا ہر چند عمرو کہتا تھا کہ حمزہ اسم پڑھو اور امیر کہتے تھے کہ آج نہین کل پڑھونگا یہ تو اس لیت و لعل مین رہے لیکن رضیہ سلطان جبسے رخصت ہو کر امیر سے بردۂ قاف مین آئی ہے ایکدم قرار نہین اور تصویر امیر کی آنکھون کے سامنے پھرا کرتی ہے اور ذکیہ سمجھایا کرتی ہے ایک روز بہت بیچین تھی کہ حکیم اشراق خواب مین آئے اور کہا کہ یہ اسم پڑھکر سو یا کرو احوال امیر کا ظاہر ہو جائیگا اُس روز رضیہ اسم پڑھکر سوئی امیر کو سیلان شور افگن کے مکان مین گلرنگ پری سے کامیاب ہوتے دیکھا امیر پر بہت خفا ہوئی اور بیٹی کہ تو ہرجائی ہے ذکیہ نے چونکا کے کہا یہ کیا براتی ہو رضیہ نے احوال خواب کا بیان کیا ذکیہ نے کہا بوا خواب کی بات کا کیا یقین ہے دوسرے روز رضیہ پھر اسم پڑھکر سوئی امیر کو ظلمانہ کے مکان مین محفوظہ پری کے ساتھ گرفتار دیکھا اور خفا ہوئی اور تیسرے روز پھر اسم پڑھکر سوئی امیر کو مشرقہ کے مکان مین خورشید جمال کے مقدمے مین وہ خط کتابت کرتے دیکھا چیختی ہوئی اُٹھی اور ذکیہ سے کہا کہ سنا تمنے یہ ضابطہ جنی جو مجاور ہے ہوتی اُسکی میری برابری کرتی ہے لیکن وہ کیا کرے جو چاہا سو طلسم کشا نے کیا مگر دیکھو تو مین بھی طلسم کشا کو کیا ستاتی ہون اور کافور دایہ کو اور ذکیہ کو کہا کہ تم حمزہ پاس جاؤ اور کہو کہ رضیہ کے دل مین درد ہے تو لوگون نے علاج بتایا ہے کہ لوح گلے مین ڈالو تو درد جاے آپ مجھکو لوح دیجیے مین گھڑی بھر مین لا دونگی غرضکہ ذکیہ اور کافور کوہ نقرہ پر آئین اور دو پریزادون کو امیر پاس بھیجا کہ اُس صحبت مین اور کوئی نہو تو ہم آئین پریزادون نے امیر سے کہا امیر کو رضیہ کی ملاقات کا بڑا اشتیاق تھا یہ خبر سنکر اپنے پاس کسی کو نہ رکھا ایک عمرو نہین جاتا تھا اُسکو بھی بمشکل نکالا اور ذکیہ امیر پاس آئی اور رضیہ نے جو کہا تھا وہ بیان کیا امیر نے کہا کہ لوح دیتا ہون تو شیطان میرے درپے ہین اور نہین دیتا ہون تو بھی گوارا نہین کرتا قضاے کار عمرو کہین سنتا تھا اور چھپا ہوا بیٹھا تھا اُسنے کہا حمزہ خبردار لوح نہ دینا ذکیہ یہ سنکر خفا ہو کے اُٹھی امیر نے لوح اُتار کر دی کہ یہ لیے جاؤ اور ذکیہ لوح لیکر رضیہ پاس آئی اور اُسنے لوح گلے مین ڈالی اور کافور سے کہا کہ تم حمزہ سے جا کر کہو کہ اگر آپ سواے میرے اور کسی کو نہ دیکھے تو لوح مین دونگی اور نہین تو لوح نہ دونگی کافور نے امیر سے آکر کہا امیر نے خفا ہو کر جواب دیا کہ اگر لوح سے طلسم کشائی تھی تو مین لوح سے درگذرا اور یہ مجھسے نہوگا کہ سواے رضیہ کے اور کسی کو نہ دیکھون کافور نے رضیہ سے آکر کہا رضیہ نے کہا کہ مین بھی لوح نہ دونگی ہرچند ذکیہ نے اور لوگون نے سمجھایا کہ لوح بھجوا دیجیے اُسنے نہ مانا اور یہان عمرو نے امیر سے کہا کہ کہو حمزہ ہمنے نہ کہا تھا کہ لوح نہ دینا امیر نے کہا کہ اب تو جو ہوتا تھا سو ہوا اور درویش ذاکر اور ہنرگر سے کہا کہ تم مرأت القلاع مین جاؤ وہان جشن بزرگ کو رضیہ آئیگی تو تم اُسے سمجھا کر لوح لے آنا اب اُسکو تو ادہر چھوڑو

اب دو کلمے داستان مظلم تیرہ بخت کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ ظلمانہ کے مارے جانے سے غمناک بیٹھی تھی کہ وہین خبر آئی کہ لوح طلسم کشا سے شاہ بانو رضیہ سلطان نے منگوائی ہے اور وہ اپنے پاس رکھے ہے اور یہ دونون جبسے حکیم اشراق کے عرس گاہ سے آے ہین اور مظلم شاہ بانو پر عاشق ہوا ہے اور تیرہ بخت امیر پر کہ اس مین یہ جو سنا کہ لوح طلسم کشا پاس نہین ہے مظلم نے کہا کہ مین طلسم کشا کو جا کر مارتا ہون تیرہ بخت نے کہا کہ مین طلسم کشا پر عاشق ہون تو کیونکر اُسے مارِیگا اِس سے بہتر یہ ہے تو میرے واسطے طلسم کشا کو لا اور مین تیرے واسطے رضیہ کو لاؤن مگر ایک جادوگرنی ہے کہ نام اُسکا قرقشہ ہے اور وہ مظلم پر عاشق تھی اُسنے تیرہ بخت سے کہا کہ اگر مظلم میرا مطلب پورا کر دے تو مین لوح رضیہ سے لا دون تیرہ بخت نے مظلم سے کہا مظلم نے کہا کہ مجھے قبول ہے اور قرقشہ لوح لینے کو گئی مگر ایک شخص

ہی کہ نام اُسکا اخرس خرس پیشانی ہی اور وہ تیرہ بخت پر عاشق ہی اُسنے مظلم سے کہا کہ اگر تیرہ بخت میرا مطلب کر دے تو مین طلسم کشا کو پکڑ لاتا ہون مظلم نے تیرہ بخت سے کہا اُسنے بھی قبول کیا اور اخرس تین ہزار جادوگر لیکر امیر کو پکڑنے چلا لیکن قرقشہ پردہ قاف مین رضیہ کے مکان مین آئی اور ایک خواص ہی رضیہ کی کہ نام اُسکا شکیلہ ہی اور وہ رفع حاجت کو نکلی ہی کہ قرقشہ اُسکو پکڑ لے گئی اور آپ اُسکی صورت بنکر داخل صحبت ہوئی اور رضیہ مع خورشید لقا مرأت القلعہ مین آ کر بیٹھی تھی کہ درویش ذاکر اور مذکر آئے اور رضیہ کو سمجھایا کہ لوح طلسم کشا کو بھیجدو رضیہ نے کہا کہ دیکھو صاحبو یہ ہمیشہ سے میرے غمخوار کہلاتے ہین اور کبھی میری طرفداری نہ کی دونون درویش خفا ہو کر اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ بادشاہت آپ کی ہمارے باعث سے تھی اور اب ہماری قضا آئی ہی کہ جسوقت حکیم اشراق نے ہمکو قطب طلسم کا کیا تھا اُسوقت کہدیا تھا کہ جس روز بادشاہ کلمہ ترس کہیگا اُس روز تم مرو گے یہ کہہ امیر پاس آئے اور کہا کہ رضیہ لوح نہین دیتی اور امیر کو وصیت کی کہ ہم مر جائین تو ہمکو یہین گاڑنا یہ کہکر درویش ذاکر کو ہچکی آئی اور دم نکل گیا بعد اُسکے درویش مذکر بھی اسی طرح مر گئے امیر نے بہت افسوس کیا اور عرش گاہ مین دونون کو دفن کیا امیر بیٹھے تھے کہ نقارے کی آواز آئی اور گلرنگ پری نے کہا کہ کل مرأت القلعہ مین جشن ہی امیر نے جمہور کی زبانی تعریف مرأت القلعہ کی سنی تھی اور اشتیاق رضیہ کے دیکھنے کا ہوا تھا عمرو سے کہا اے خواجہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ تماشا مرأت القلعہ کا دیکھ آئین اور ہمکو کوئی نہ پہچانے عمرو نے امیر کو اور پانچون سردارون کو فقیر بنایا اور آپ اُنکا پیر بنکر درہ ظلمات کو طے کر کے مرأت القلعہ مین آئے لیکن ایک دیو ہی کہ نام اُسکا ململاج گرگدن پیشانی ہی وہ تیرہ بخت کے پاس آیا اور کہا کہ میرے باپ کو طلسم کشا نے مارا ہی اگر تم کہو تو مین اُسے جا کر مارون تیرہ بخت نے اُسنے نکلوا دیا اور ململاج مظلم پاس آیا مظلم نے کہا کہ تو شوق سے طلسم کشا کو جا کر مار اور مین تیرا شریک ہون اور ململاج روانہ ہوا یہان امیر مرأت القلعہ کی سیر کرتے پھرتے تھے اور رضیہ اُسی مہتابی الماس نگار پر بیٹھی تھی اور خورشید لقا وغیرہ چارون دروازون پر سورج پھل ہار رہی تھی کہ امیر کو رضیہ نے فقیر بنے ہوے دیکھا اور لوگون سے کہا کہ پوچھو تو یہ فقیر میرے مکان مین کیون آئے ہین لوگ امیر سے یہ پوچھ رہے تھے کہ آندھی آئی کہ تمام مرأت القلعہ ہل گیا امیر دیکھنے لگے کہ ایک دیو بارہ سو گز کا اُس آندھی مین سے آیا اور ململاج پکارا کہ اے طلسم کشا تو نے میرے باپ کیلاج گرگدن پیشانی کو مارا ہی اب کہان جائیگا یہ کہکر وار شمشاد امیر پر ماری امیر خالی دے کر الگ ہو گئے لیکن رضیہ وغیرہ کو یقین ہوا کہ امیر کا کام تمام ہوا رضیہ اور سب پریزادین رونے لگین لیکن امیر نے جو غل رونے کا سنا خاک سے نکلکر ایک نعرہ کیا کہ تمام مرأت القلعہ کانپ گیا اور تلوار ململاج پر ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے رضیہ نے اُن پریزادون سے کہا کہ طلسم کشا کو باغ مین لے آؤ اور مین لوح اُسکی دیدون امیر یہان کھڑے ہوے تھے کہ گیتی آرا اور گلشن افروز کشتی پر سوار آئین اور امیر سے کہا کہ آپ کو ملکہ نے بلایا ہی غرض یہ سنکر امیر اور سردار امیر کے کشتیون پر سوار ہوے ایک عمرو نہ سوار ہوتا تھا اُسکو بہرام نے زبردستی پکڑ کے سوار کیا اور کشتیان چل نکلین جب بیچ دریا مین پہونچین چرخ کھا کر بیٹھ گئین عمرو پکارا کہ حمزہ مین اس واسطے سوار نہ ہوتا تھا غرض امیر نے اپنے تئین ایک باغ مین پایا اور گیتی آرا نے امیر کو لا کر محل مین بٹھایا اور رضیہ حمام کرنے کو کپڑے اُتارنے لگی تو لوح گلے مین نہ پائی اور قرقشہ اُسوقت لوح لیگئی تھی کہ جسوقت امیر سے اور ململاج سے سامنا پڑ رہا تھا اور رضیہ بھی چھپکر دیکھنے لگی تھی غرض رضیہ نے تمام مرأت القلعہ مین ڈھونڈھا اور وہ لوح کہین نہ پائی آخر کو معلوم ہوا کہ شکیلہ لوح لیگئی ہی اور رضیہ نے کہا اب مین امیر کو منہ نہ دکھاؤنگی اور اپنے ابر پر سوار

پھر

ہوکر پردۂ قاف کو روانہ ہوئی اور یہ خبر امیر کو ہوئی ایک سناٹا گذر گیا اور مرات القلعہ مین کسی کو نہ پایا تخت پر
سوار ہوکر امیر باہر آئے تھے کہ ایک آواز آئی کہ ای طلسم کشا تو نے بہت جادوگرون کو مارا تھا اب تمام کیفیت معلوم
ہو گی لیکن امیر کوچ کرکے ریاضت گاہ مین آئے اور قرقشہ نے لوح لاکر تیرہ بخت کو دی اور تیرہ بخت نے منظلم سے
کہلا بھیجا کہ لوح میرے ہاتھ لگی اور مین رضیہ کو تیرے واسطے لینے جاتی ہون جبتک تو میرے واسطے طلسم کشا کو لا کر
یہان منظلم لملاج کے مارے جانے کا افسوس کر رہا تھا کہ پیغام تیرہ بخت کا پہونچا اور منظلم ساتھ لاکھ جادوگرون
سے امیر کے پکڑنے کو چلا اور تیرہ بخت جادوگرون کو ساتھ لے کر پردۂ قاف مین آئی اور دامان کوہستان مین خیمہ
کیا اور قرقشہ نے کہا کہ مین رضیہ کو لاتی ہون بعد اسکے قرقشہ نے کیا کام کیا کہ گلنار پری کہ ذکیہ کی طرف سے جزیرۂ
گلنار مین نائب ہی ایک عرضی اسکی طرف سے لکھکر اور ایک سر شکیلہ کے سر کی صورت بناکر اور رومال مین باندھکر اور
پری بنکر رضیہ کے پاس آئی اور وہ عرضی رضیہ کو دی رضیہ نے عرضی کو پڑھا اس مین لکھا تھا کہ شکیلہ ادھر سے
لوح لیے جاتی تھی مین نے اسکو مار کر سر آپ کے پاس بھیجا ہی اور لوح میرے پاس ہی اور مین نے یہان سے چودہ کوس
پر خیمہ کیا ہی آپ آیئے تو مین لوح دون رضیہ بانو صدمے مین بیٹھی تھی عرضی پڑھکر خوش ہوئی اور اسی وقت سوار
ہوکر گلنار پری کی طرف چلی اور قرقشہ لیے ہوے تیرہ بخت کے خیمہ مین آئی اور رضیہ نے تیرہ بخت کو بیٹھے ہوے
دیکھا چاہتی تھی کہ بھاگ جاے تیرہ بخت نے رضیہ کو مع چار سو پریزادون اور خورشید لقا اور ذکیہ کے
سحر کرکے پکڑ لیا اور کہا کہ تمنے تو ہمارے قتل کرنے کو ایک دھگڑا بلایا تھا لیکن مین نے ابھی تمھارے ساتھ کوئی برائی
نہین کی ہی کہ میرا بھائی تمکو چاہتا ہی مین تمھین اسکے واسطے لیے جاتی ہون یہان ظاہر طلسم کی بادشاہ تھین وہان
پردۂ تاریکی کی بادشاہت کروگی رضیہ نے کچھ جواب نہ دیا اور تیرہ بخت سب کو پکڑ کر روانہ ہوئی یہان امیر
ریاضت گاہ مین بیٹھے تھے کہ اخرس تین لاکھ جادوگرون سے آیا اور امیر کے برابر آکر اسکا لشکر اترا اور ایک سردار
ہی کہ نام اسکا اسلم ہی اور وہ سحر نہین جانتا اسنے کہا آپ میرے نام کا طبل بجوائیے کل مین حمزہ سے لڑونگا غرض
لشکر مین اخرس کے طبل جنگ بجا اور ادھر امیر باتوقیر کے لشکر مین طبل بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اور
ادھر سے اسلم نکلا اور ادھر سے عمرو بن حمزہ نکلا اسلم نے پہلے تو سمجھایا جب عمرو بن حمزہ نے نہ مانا بعد اسکے نیزہ بازی
ہونے لگی اسلم نے ایک نیزہ عمرو بن حمزہ کے مارا انھون نے روکر کے ایک تلوار جو ماری اسلم کے دو ٹکڑے
ہوے غرض شام تک عمرو بن حمزہ نے سترہ جوانون کو مارا اور دونون لشکر پھر گئے اور پھر طبل جنگ بجا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے ادھر سے اخرس نکلا ادھر سے عمرو بن حمزہ نکلا اخرس نے نیزہ مارا عمرو بن حمزہ
نے چھین لیا اخرس نے دیکھا کہ یہ زبردست ہی اسی وقت سحر کرکے عمرو بن حمزہ کو گھوڑے پر سے اٹھا لیا اور چاہا
کہ زمین پر پھینک دے کہ اتنے مین امیر آ پہونچے اور ہاتھ اخرس کا مروڑ کر عمرو بن حمزہ کو چھین لیا اخرس نے سحر
کیا کہ امیر بھی سست ہوے کہ عمرو پکارا ای حمزہ اسم اعظم پڑھو امیر نے اسم اعظم پڑھکر اخرس کو پکڑا غرض تیسرے
پہر تک تیس جادوگرون کو امیر نے قتل کیا کہ اس مین گرد پیدا ہوئی اور منظلم سات لاکھ جادوگرون سے آیا اور
سنا کہ اخرس کو حمزہ پکڑ لے گیا منظلم نے کہا کچھ پروا نہین ہی ایک نامہ حمزہ کو لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای حمزہ
رضیہ سے تو ہاتھ اٹھا کہ مین اسپر عاشق ہون اور میری اطاعت کر جہان تو کہیگا وہان مین تجھے پہونچا دونگا
اور نامہ مھگونہ جادو کو دیا کہ تو لیجا یہان امیر نے اخرس سے کہا کہ مسلمان ہو غرض اخرس بہ اکراہ مسلمان ہوا کہ
اس مین خبر آئی کہ منظلم نے نامہ بھیجا ہی امیر نے طلب کیا اور مھگونہ آیا اور نامہ امیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا

اور جھگونہ تلوار کھینچکر دوڑا اخرس نے روک کر جو تلوار ماری جھگونہ کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک آندھی آئی اَتش جھگونہ کی
اُڑ الیگئی اور آواز آئی کہ ای اخرس تونے مارا زمم بادشاہ کو مارا بہت بُرا کیا جب منظلم کو خبر پہونچی کہ جھگونہ مارا گیا اُسنے
خفا ہو کر طبل جنگ بجوایا اور صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین اُدھر سے ازلال جادو
نکلا اور اِدھر سے اخرس نکلا ازلال نے سحر کیا کہ لشکر امیر کا ور شرقی غربی جنوبی شمالی کے لوگ زمین مین غرق ہونے
لگے اور اخرس نے جو سحر کیا تو دو مچھلیان کاغذ کی بنا کر چھوڑین کہ غرق ہونا لوگون کا موقوف ہوا غرض اخرس نے
ازلال کو مار ڈالا بعد اسکے اشرار آیا اور شام تک چودہ جادوگر اخرس نے مارے دونون لشکر اپنے اپنے خیمہ مین
گئے غرض اخرس نے پوشیدہ منظلم سے کہلا بھیجا کہ آج رات کو کسی ساحر کو بھیج کہ حمزہ کا سر کاٹ لاوے غرض ایک منظلم
کا نوکر تھا شرقان جادو اُسکو بھیجا اور شرقان پچھلے پہر تلوار کھینچکر امیر پر آیا اخرس نے دیکھا کہ عجب تیری جوگی ہوتی
ہی تو عمرو جھانکا کرتا ہی آج بھی عمرو ہو گا اور تو بدنام ہو گا اور کچھ کام نہ بنیگا یہ سمجھکر اخرس نے شرقان کو مار لیا
اُسوقت عمرو سمجھا کہ اخرس حمزہ کا بڑا دوست ہی اور امیر بھی اخرس سے خوش ہوے اور اخرس نے منظلم
سے کہلا بھیجا کہ مین نے کچھ سمجھکر شرقان کو مار ڈالا ہی اور مین فکر مین ہون کہ ہرزہیکل حمزہ کی ملجاوے تو لیکر آؤن منظلم
سنکر خوش ہوا کہ اس مین رضیہ کو قید کیے ہوے تیرہ بخت تین لاکھ جادوگر دن سے آئی منظلم نے تیرہ بخت سے
کہا کہ رضیہ کو مجھے دو تیرہ بخت نے کہا کہ جبتک تم حمزہ کو میرے واسطے نہ لاؤگے مین رضیہ کو نہ دونگی اور مقابل
ریاضت گاہ کے سیاہ قصر ہی تو وہان کی مالک گلگونہ جادو ہی تیرہ بخت نے رضیہ کو سیاہ قصر مین بھجوا دیا اور
ذکیہ اور خورشید لقا وغیرہ کو بیچ چار سو پریزادون کے پردہ تاریکی مین اپنے باپ پاس کہ نام اُسکا شہریار جادو
ہی بھجوا دیا اور اِدھر نسیم اور شمیم یہ خبر لیکر امیر پاس آئے امیر نے جو سُنا کہ رضیہ قید ہوئی امیر کو بہت رنج ہوا اس
مین باپ رضیہ کا سلطان سرخوش حبشی احوال رضیہ کے قید ہونے کا سُنکے لاکھ دیو و پری سے فریادی امیر
پاس آیا امیر نے سلطان سرخوش کی بہت خاطر کی لیکن اخرس خرس پیشانی نے امیر سے کہا کہ ایک مکان ہی
وہان چلکر آپ دعا مانگیے تو جلد قبول ہو امیر نے عمرو اور جمہور کو ساتھ لیا اور اخرس کو لیے ہوے سیاہ قصر کی
سمت ایک ٹیلے پر آیا اور کہا کہ یہان دعا مانگیے امیر نے نماز پڑھکر دعا مانگی اور وہان سے چلے کہ سامنے سیاہ قصر
پر رضیہ دکھائی دی اخرس نے کہا کہ دعا آپ کی قبول ہوئی وہ رضیہ بیٹھی ہوئی ہی امیر نے کہا کہ اسکا دروازہ
کدھر ہی اخرس نے کہا کہ اس مین دروازہ نہین ہی آپ ہرزہیکل اُتار ڈالیے تو مین لیچلون امیر نے ہرزہیکل جمہور
کو دی اور اخرس نے بزور سحر امیر کو سیاہ قصر پر پہونچایا بعد جانے امیر کے جمہور نے اخرس سے کہا کہ
مجھے بھی لیچل اور جمہور نے ہرزہیکل عمرو کو دی اخرس نے جمہور کو بھی پہونچا دیا امیر یہان رضیہ سے باتین
کرنے لگے اور یہان اخرس نے عمرو سے کہا کہ تو ہرزہیکل مجھے دے عمرو نے کہا کہ مین نہ دونگا اخرس نے کہا کہ
ای ساربان نا دے حمزہ کو تو مین قید کر آیا تو کہان جائیگا اور اخرس عمرو پر دوڑا عمرو نے کمند مار کر اُسکو
پکڑا اور چاہا کہ ذبح کرے کہ وہ جو ہما امیر کے ساتھ رہتا تھا وہ تیرہ بخت کی دایہ ہی اُسنے جو دیکھا عمرو اخرس
کو مارے ڈالتا ہی بصورت اصلی بنکر عمرو کو پکڑا اور عمرو پکارا کہ حمزہ اخرس نے دغا کی اور امیر پابوس
ہوے اخرس خرس پیشانی ان سب کو قید کر کے تیرہ بخت پاس لایا تیرہ بخت اخرس سے
خوش ہوئی اور امیر سے کہا کہ مجھے قبول کر امیر نے کہا کہ یہ تجھے کبھی توقع نہ رکھنا اور منظلم نے رضیہ
سے سوال کیا رضیہ نے جواب دیا کہ اگر تو مجھے مار ڈالیگا تو بھی مین تجھے قبول نہ کرونگی تیرہ بخت اور منظلم ۸۰

نے اسیر اور رضیہ کو پنجرون مین ڈالکر پیل مین لٹکا دیا اور عمرو کو چاہا کہ قتل کرین اسی وقت ایک جانور خط گلے مین پڑا ہوا تیرہ بخت پاس آیا تیرہ بخت نے خط پڑھا اُس مین شہریار جادو نے لکھا تھا کہ عمرو ہاتھ لگے تو ہمارے پاس بھیجدینا تیرہ بخت نے سب جادوگرون سے کہا کہ کوئی تم مین ایسا ہی کہ عمرو کو پردۂ تاریکی مین لیجائے بھون نے کہا کہ ہمسے نہو گا اُسوقت تیرہ بخت نے ایک گنبد شیشہ کا سحر سے تیار کروا کر اور عمرو کو اُس مین بٹھا کر پردۂ تاریکی کی طرف روانہ کیا شہریار بیٹھا تھا کہ وہ گنبد آیا اور ایک آواز آئی کہ تیرہ بخت نے عمرو کو بھیجا ہی اور شہریار جادو نے زور سحر تیرہ بخت کا کرکے عمرو کو نکالا اور ساحرون سے کہا کہ کوئی رات بھر عمرو کو رکھے صبح کو لے آئے ساحرون نے کہا کہ ہمسے نہو گا اُسوقت شہریار نے اپنی دایہ زرارہ کو بلایا اور کہا کہ تم عمرو کو لیجا کر رکھو غرض زرارہ عمرو کو لیکر اپنے مکان مین آئی اور پنجرے مین بند کیا اور گانے لگی اور عمرو بھی گانے لگا کہین شہریار کی بیٹی کہ نام اُسکا زہرہ ہی اپنے باغ کو جاتی تھی کہ گانے کی آواز سنکر زرارہ کے مکان مین آگئی اور کہا کہ عمرو کو مجھے دیدے مین صبح کو دے جاؤنگی زرارہ نے کہا مین نہ دونگی زہرہ روتی ہوئی شہریار پاس آئی اور احوال بیان کیا اور شہریار زرارہ کے مکان مین آیا اور پنجرا عمرو کا زہرہ کو سمجھا کر دیا اور زہرہ عمرو کو اپنے باغ مین لائی اور عمرو زہرہ پر عاشق ہوا اور دلنوازی کی اور زہرہ نے خوش ہوکر عمرو کو چھوڑ دیا عمرو بیٹھا تھا کہ فضیل اور فضیل دونون سردار شہریار کے عمرو کے لینے کو آئے زہرہ نے کہا کہ کل مین عمرو کو لیکر باواجان پاس آؤنگی غرض وہ دونون چلے گئے اور رات کو عمرو نے زہرہ کو نظر زنبیل کیا اور آپ زہرہ کی صورت بنکر سو رہا اور صبح کو غل مچا کہ عمرو چلا گیا مین اپنی جان دونگی یہ خبر سنکے سلطانہ زہرہ کی ماں اور شہریار دونون آئے اور زہرہ کو دلاسا دیا اور رات کو عمرو نے شہریار کو بھی نظر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر صبحکو سلطانہ کو مار کر باہر آیا اور زرارہ کو بلا کر سولی چڑھائی بعد اُسکے فضیل اور فضیل سے کہا کہ اگر تم عمرو کو لے آتے تو زرارہ کیون جاتی یہ کہکر دونون کو قتل کیا بعد اُسکے تمام شہر کے جادوگرون کو بلا کر کہا کہ زہرہ غائب ہو جاوے اور تم تلاش نہ کرو یہ کہکر سبکو قتل کیا اور شہریار کو خیمے مین لا کر قتل کیا فوراً تاریکی ہو گئی اور غل شور ہوا کہ کشتی مرا نام من شہریار جادو بود غرض عمرو جب سبکو مار چکا بعد اُسکے ذکیہ خورشید لقا زہرہ لقا ماہ لقا سہیلیا اور سب پری زادون کو بلایا اور ذکیہ کو چھڑا کیا اور وہ گالیان دیا کی بعد اُسکے زہرہ کو زنبیل سے نکالا اور تمام حقیقت بیان کی اور زہرہ مسلمان ہوئی اور بادشاہت پردۂ تاریکی کی زہرہ کو دی اور ذکیہ اور خورشید لقا وغیرہ سے کہا کہ تم ریاضت گاہ مین چلو اور مین حمزہ اور رضیہ کے چھڑانے کو جاتا ہون اور لشکر ساتھ لیکر اور شہریار کی صورت بنکر عمرو تیرہ بخت اور منظلم پاس چلا یہان تیرہ بخت اور منظلم نے اسیر اور رضیہ کو بہت سمجھایا اُنھون نے نہ مانا اُسوقت تیرہ بخت رضیہ کی شکل بنی اور منظلم اسیر کی صورت بنا اور دونون نے سحر کا لاکیا اور سلطان سرخپوش سے کہلا بھیجا کہ اطاعت ہماری قبول کرو نہین قتل کیے جاؤگے جب اُنھون نے نہ مانا تیرہ بخت نے طبل جنگ بجوایا اور صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے اُدھر سے اوتاد نکلا اِدھر سے بہرام نکلا اوتاد نے سحر کیا کہ بہرام اُلٹا ہو گیا اور عمرو بن حمزہ نے نیزہ مارا کہ اوتاد مر پڑا اور اخرس نکلا اُسنے ملک اشرق و ملک اغرب و ملک الیسر و ملک الیمین اور عمرو بن حمزہ چوگان بن حمزہ اور بہرام و فرامرزان سب کو پکڑ کر پنجرون مین بند کرکے لٹکا دیا اور شام کو دونون لشکر خیمون مین آئے اور تیرہ بخت کو خبر ہوئی کہ شہریار جادو آتا ہی غرض جسوقت شہریار آیا تو تیرہ بخت اور منظلم استقبال کرکے لائے اور عمرو نے رات کو سبکو بیہوش کرکے تمام محل کو لوٹ لیا اور چاہا

کر یوح تیرہ بخت سے لے اُسی وقت ہما جادو پہونچی اور عمرو کو پکڑا اور اُسکو ہوش مین لائی اور تیرہ بخت سے کہا کہ شہریار جادو عمرو ہی تھا تیرہ بخت نے کہا تو نے میرے باپ کو کیا کیا عمرو نے کہا کہ مین سبکو مار کر اور پردۂ تاریکی مین اپنا عمل کرکے آیا ہون اور تیرہ بخت نے طبل جنگ بجوایا اور صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے اور ہما عمرو کو علم مین باندھکر ایک طرف کھڑی ہی اور اخرس سلطان سرخپوش کو پکار رہا ہی کہ یا تو دین ابلیس کا قبول کر یا مجھسے آکر لڑ اور تمام مسلمان ہراسان تھے اور دعا مانگ رہے تھے کہ اسوقت ظفران زاہد اسمان پر سے آئے اور چار نقابدار شنجرفی پوش صندلی پوش بنفشہ پوش سبز پوش یہ چارون بیٹے ظفران زاہد کے ہین اور ظفران زاہد نے سلطان سرخپوش کو تسلی دی اور شنجرفی پوش سے کہا کہ تم اخرس پر جاؤ اور صندلی پوش سے کہا کہ تم عمرو کو چھڑا لاؤ اور آپ تعویذ لکھ لکھکر ہوا کی طرف اڑانا شروع کیے اور اخرس نے سحر کیا کہ ایک زنجیر شنجرفی پوش تک آکر پھر گئی اور ادھر سے جو زنجیر پھری تو اخرس کی مشکین بندھ گئین اور ہما نے صندلی پوش پر سحر کیا تھا کہ پانچ تلوارین چمک کر شنجرفی پوش پر آئین یعنی ادھر سے پلٹ کر جو گرین تو قشقہ کے پانچ ٹکڑے ہوے اور مظلم نے صندلی پوش پر سحر کیا تھا کہ دو سانپ آگ کے صندلی پوش پر آے اور ادھر سے جو پلٹے مظلم کی مشکین بندھ گئین اور تیرہ بخت نے جو یہ نقشہ دیکھا طبل آسائش بجوا کر پھر گئی اور ظفران زاہد نے مظلم و اخرس و ہما کو پنجرون مین ڈالکر لٹکا دیا اور آپ اسم پڑھنے کو بیٹھے اور تیرہ بخت نے جا کر دم لیا اور ایک اونٹ موم کا بنا کر اُسکے گلے مین زنگ ڈالا اور صبحکو میدان مین آئی اور ادھر سے لشکر اسلام آیا پہلے تو جادوگرون نے سحر کیا تھا کہ کبھی تیر برسنے لگے تھے اور کبھی آگ اور کبھی زمین بیٹھ گئی اور لوگ غرق ہونے لگے تھے اور ظفران زاہد نقش لکھکر آسمان کی طرف اڑاتے تھے جب تیرہ بخت نے دیکھا کہ کسی کا سحر اثر نہین کرتا اُسوقت آپ میدان مین آئی اور ظفران زاہد کو سمجھایا جب اُنھون نے نہ مانا اُسوقت وہی اونٹ موم کا نکالا اور وہ ہوا لگ کر بڑھ گیا اور اُسکے زنگ کی آواز سے ظفران زاہد مع چارون بیٹون کے گونگے اور بہرے ہوگئے اور تیرہ بخت نے مظلم و ہما کو چھڑا لیا اور ظفران زاہد کو جہان اسیر تھے وہین لٹکا دیا اور سلطان سرخپوش سے کہنے لگی کہ کل سبکو قتل کرونگی اور سلطان سرخپوش سجر کر ناموس صاحبقرانی مین آئے اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرین اُسوقت عمرو آیا اور معشوقہ پری گلرنگ پری خورشید جمال اور سلطان سرخپوش ان سب کو تسلی دی اور کہا کہ آج مین امیر کو چھڑا لاؤنگا اور یہان تیرہ بخت نے سحر سے ایک مکان شیشہ کا بنایا ہی اور چھت اڑا ہی کہ عمرو کلمہ اوڑھ کر آیا اور کہا کہ ای تیرہ بخت خداوند ابلیس تمسے خوش ہوے ہین اور آنکا نائب تمھارے پاس آیا چاہتا ہی اور پانچ جاہے آتشبازی کے آسمان پر مارے اور حیبت کرکے اور صورت بدلکے کہ پوشاک تکلف کی اور داڑھی سفید کی گھٹنون تک تیرہ بخت کے سامنے آئے اور تخت پر بیٹھے سبھون نے سجدہ کیا پہلے آپ نے کہا کہ مرد سے مرد فعل کرے اور عورت سے عورت بعد اُسکے شراب مین بیہوشی دے کر سبکو بیہوش کیا اور تمام محل کو لوٹا اور یوح تیرہ بخت سے لیکر اُسکو دھو کر پانی اُسکا امیر اور سردارون پر چھڑکا امیر قید سے رہا ہوے اور یوح امیر کے گلے مین ڈالی اور عمرو نے ایک رقعہ لکھکر تیرہ بخت کے گلے مین ڈالا اور سبکا کالا مُنھ کیا اور امیر کے ساتھ داخل لشکر ہوا یہان تیرہ بخت جب صبح کو ہوش مین آئی اپنے تئین بحال خراب دیکھا کہ منھ تو کالا ہی اور ننگی پڑی ہی اور ایک رقعہ گلے مین پڑا ہوا ہی اُسکا مضمون یہ تھا کہ ای تیرہ بخت ہم تجکو چاہتے قتل کر ڈالتے لیکن نہ کیا اب بھی حرکت شیطانی سے بعض رہ ورنہ مین تجھے مار ڈالونگا غرض تیرہ نے سبکو ہوشیار کیا اور عیاری عمرو کا حال بیان کیا مظلم سے کہا مین جاتا ہون واسطے ہیکل کے کہ مین نے ارقم کے پاس رکھوادی

ہی مین تلاش کرکے آتا ہون اور تو فکر صاحبقران کے قید کرنے کی کر الغرض یہ دونون اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئے منظلم ادھر چلا اور تیرہ جادو اپنے ہوم خانہ مین آئی اب حال امیر کشور گیر فتاح طلسم کا سنیے کہ صاحبقران اور عمرو داخل لشکر ہوئے تمام لشکریون کو بہت خوشی ہوئی لیکن عمرو فکر ارقم مین چلے کہ ملاقات ارقم سے کرکے ہیکل لیلیون اور عمرو نے چلتے وقت امیر سے کہا کہ اگر رضیہ سلطان آپکو بلاوے تو ہرگز ہرگز نہ جاییے گا جبتک مین نہ آؤن کیونکہ آپ کا اسم اعظم بند ہی اور مین قیدیون کی فکر کو جاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوئے اب اسکو تو یہان چھوڑیے

جبتک وہ گئے داستان رضیہ سلطان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت رضیہ سلطان نے سنا کہ حمزہ صاحبقران لشکر مین آئے ہین بیتاب ہو کر ایک رقعہ لکھا اور اسکا مضمون یہ تھا سیدس

ہوئی یہ محو تر احسن دیکھکر ای یار
کہ تن بدن کی نہ مطلق ہے مجھکو ہوش
درون سینہ مین زخم بے نشان زدہ
قسم خدا کی نہین دلکو ایک آن قرار
بجز ستم کہ عجب تیر بے کمان زدہ
مین تجھسے کرتی ہون ناچار ہو کے یہ اظہار

ای صاحبقران حال گرفتاری کا سنکے اس تن ناتوان مین جان نہ تھی لیکن اب جان تازہ خداوند کریم نے بخشی اور اب ایک درد ایسا اٹھا ہی کہ شاید گھڑی دو گھڑی جیون بس یہ تمنا ہی کہ تمھین لحد مین اتار وادر تلقین ٹپڑھو مصرع کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے بس یہ لکھکر لکھا کہ درد مہلت نہین دیتا کہ اور لکھون لیکن تھوڑے لکھے کو بہت تصور فرمایے گا سچ ہی شعر نقوش کلک قدرت کو ہی اندیشے سے حیرانی ٭ پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پشیانی ٭ سو ہمارا حال ایسا ہوا بقول شاعر شعر لگایا منھ سے منھ بوسہ دیا اسنے نہ ہوتھوڑ لکا ٭ سکندر رہگیا پیاسا پہونچکر آب حیوان پر ٭ بس نامہ تیار کرکے ایک خوش لباس کے ہاتھ مین دیا اور کہا یہ نامہ امیر کو کسی ترکیب سے پہونچا دے غرض وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی اور خدمت مین امیر کی پہونچکر علحدہ اشارے سے بلا کر نامہ امیر کے ہاتھ مین دیا اور آپ چل کھڑی ہوئی امیر نے نامے کو ملاحظہ کیا ایسا مضمون لکھا پایا کہ دل امیر کا بیچین ہوگیا اور سب سے آکر کہا کہ مین ابھی آتا ہون ذرا اس باغ کی سیر کراؤن کہ مجھے وحشت کمال ہی سب نے عرض کیا کہ عمرو کے کہنے کا حضور خیال رکھین اور باغ سے آگے نہ بڑھیے گا امیر نے کہا کہ مین خوب جانتا ہون بس یہ کہکر اس باغ مین آئے جو لشت باغ پر تھا اور دروازہ دوسرا کھولکر مکان رضیہ سلطان کا راستہ لیا اور یہ تضمین کوئی حرم کو کوئی بتکدے کو جائے ہی ٭ کوئی تلاش معیشت مین جان کھپائے ہی ٭ مین تجھسے پوچھون ہون ای دل کدھر کو جائے ہی ٭ تو بھر کے آنکھ مین آنسو یہ کہہ سنائے ہی ٭ علی الصباح جو مردم بکار و بار روند ٭ بلاکشان محبت بہ کوے یار روند ٭ یہ پھر پڑھتے ہوئے صاحبقران جاتے تھے کہ ادھر تیرہ جادو نے جو طالع امیر کا دیکھا تو ساعت انکی گرفتاری کی پائی گئی اپنے ساتھ فریب جادو کو لیکر چلی تیرہ جادو چیل کی شکل بنکے آئی اور زاغ کی صورت بنکے فریب جادو حسب اتفاق امیر چلے جاتے تھے کہ فریب جادو کی نگاہ پڑی کہا کہ ای ملکہ مین فتاح طلسم کو فریب دیتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور عمرو کی شکل ہو کے حمزہ صاحبقران کے سامنے آئی امیر نے جو دیکھا تو رنگ انکا اڑ گیا فرمایا کہ خواجہ خطا تو ہوئی مجھسے کہ تمنے منع کیا تھا اور مین چلا آیا لیکن ملکہ نہایت بیمار ہوگئی ہی عمرو نے کہا مین وہین سے آتا ہون اور یہ پھول ملکہ نے دیا ہی کہ اسکی خوشبو سونگھکر بتلاؤ کہ یہ کونسا پھول ہی امیر نے عمرو کے ہاتھ سے لے لیا اور سونگھا تو بیہوش ہوگئے اور تیرہ جادو نے کہ وہ چیل بنی تھی زمین پر گرکے ہیئت انسانی پیدا کی اور فریب جادو کی تعریف کی اسنے امیر کو لپیٹ کر اور پشتارہ باندھکر تیرہ جادو کو دیا اور آپ امیر بنکر صحبت رضیہ سلطان مین پہونچی کہ رضیہ سلطان نے خوش ہو کے تخت پر بٹھا لیا اور حال تیرہ جادو کا پوچھنے لگی کہ اتنے مین تیرہ جادو مع پشتارہ صاحبقران کے پہونچی اور جاکے ملکہ رضیہ سلطان

پر سحر کیا اور پکڑ لیا اور سب خواصین شہود دیکھکر رہ گئین جو لڑا اُسے جلا دیا اور مار ڈالا غرض خوش ہو کے کہا کر اے
زبب جادو تم تو انکو گرفتار کر کے لے چلو اور مین ہیکل کی فکر مین جاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اب حال یہان کا
سنیے کہ ارقم ہیکل لیے رضیہ کے پاس آتا تھا کہ اخرس نے آواز دی کہ ای برادر مجھے سمجھا ہی کہ تو ہیکل اس سے لے آئین
اسی لیے آیا ہون ارقم نے کہا کہ تو جھوٹا اور مکار ہی مین تجھکو کبھی نہ دونگا غرض یہ سمجھا کہ ارقم نہ دیگا اور اسپر سحر بھی
برکت ہیکل سے تاثیر نہ کریگا پس اُسوقت اخرس لڑنے کو تیار ہوا اور آگر ارقم سے لپٹ گیا اور اُن دونون مین کشتی
ہونے لگی برکت سے اُس ہیکل کی ارقم اُسپر غالب آیا پس اسوقت ارقم اُسکو پچھاڑ کر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہ یکبار
اخرس نے کیا کیا کہ نیچے سے اپنا ہاتھ ڈالکے انثیین پکڑ لیے اور ذرا جو ملتا ہی ارقم ایکبار چنگھاڑ مار کر گرا پس ساتھ
ارقم کے گرنے کے اخرس نے کہا ای ارقم ارے مین طلسم کشا کو قید کر کے آیا ہون اور تجھکو بھی مارے ڈالتا ہون
ارے مین امیر کے پاس شاہ جادو وان کے پاس سے صرف ہیکل کے لیے زبب کرنے آیا تھا سو اب ہیکل بھی میرے
ہاتھ آئی اور طلسم کشا کو بھی مین نے پکڑا یہ کہکر اخرس چاہتا تھا کہ ارقم کو ذبح کرے کہ ایکبار ارقم نے بھی وہی داؤن
کیا اسکی اس حرکت سے اذیت جو ہوئی تو اخرس ہائے ہائے کر کے نیچے گر پڑا اور ارقم بھی پھر اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھا اور
کہا او بدمعاش ارے حرامزادے تو نے امیر کے ساتھ دغا کی ہین تجھے کب جیتا چھوڑتا ہون یہ کہکر ارقم نے
نسبت کے خنجر ہاتھ اُٹھایا کہ اخرس کو ذبح کرے اور مارے اور وہ ہما جو لیب سحر کے امیر کے سر پر سایہ فگن
رہتا تھا یہ دایہ ہی تیرہ بخت کی کہ ایکبار اس نے ایک رسن کی پھانسی ارقم کے گلے مین ڈالکے ایک جھٹکا
مارا کہ دفعۃً ارقم اخرس کی چھاتی سے نیچے گرا اور اخرس اُسپر چڑھ بیٹھا تھا ایکبار ہما نے کہا کہ اس طلسم کشا
کی مین اُسدن سے فکر مین لگی تھی کہ جسدن سے یہ طلسم مین داخل ہوا تھا مگر میرا قابو نہ چلتا تھا آج میرے قابو مین
آیا ہی اب مین اُسوقت کب چھوڑتا ہون اور اخرس نے ارقم کو باندھا اور باندھ کے اخرس اور ہمائے جادو
دونون آئے اور امیر کو دیکھا کہ ملکہ رضیہ کے پاس بیٹھے ہین ایکبار اخرس نے امیر سے کہا ای امیر ملکہ سے الگ ہو
بیٹھو اور مین تو اس ہیکل کے واسطے آیا تھا سو اب وہ ہیکل بھی میرے پاس آئی ہی اور میرے ہاتھ لگی ہی ارے
مین کب تجھے چھوڑتا ہون پس اخرس نے یہ کہکر بعلم سحر گرفتار کیا اور اخرس اور ہمائے جادو یہ دونون
رضیہ اور امیر اور ارقم کو مظلم اور تیرہ بخت کے پاس لیکر چلے

دوسرے داستان حال مظلم اور تیرہ بخت کے سنیے

کہ یہ دونون آپس مین یہ باتین کر رہے ہین مظلم کہتا ہی تیرہ بخت سے کہ ای ہمشیرہ مین مرتا ہون تم رضیہ کو
میرے حوالے کر دو مین اس سے وصل حاصل کرون اور اخرس گیا ہی طلسم کشا کو لینے کو وہ بھی حمزہ کو لیکر آتا ہی یہ
سنکر تیرہ بخت نے کہا واہ واہ یہ تم کیا کہتے ہو یہ ہرگز نہین ہونے کا تم اپنے معشوق کے ساتھ چین کرو اور مین
طلسم کشا کے واسطے تڑپا کرون پس دونون سے آپس مین یہ باتین ہوتی ہین کہ ایکبار ایک عیار گرد مین آلودہ
اور پسینے مین غرق آیا اور اُسنے تیرہ بخت اور مظلم کو مجرا کیا اور عرض کی کہ اخرس اور ہمائے جادو یہ دونون
ملکہ رضیہ سلطان اور طلسم کشا کو لیے آتے ہین پس یہ سنتے ہی دونون ناچنے لگے اور اخرس نے کہا ای تیرہ بخت
جو مجھسے وعدہ کیا تھا وہ وعدہ بھی پورا ہوا اب تم میرے ساتھ ہمصحبت ہو یہ سنکر تیرہ بخت نے کہا تو بھی کیا احمق
ہوا ہی پس تیرہ بخت تو یہ کہتی رہی مگر اخرس نے کچھ خیال نہ کیا غرض جب یہ خوب سا مساس کر چکا اسوقت اخرس
نے چھوڑ دیا کہ ایکبار قرقشہ بولی کہ بلا لون میرا بھی وعدہ پورا ہوا یہ سنکر تیرہ بخت نے کہا تو بھی جا کے لپٹ جا مظلم

۸

سے قفسہ دور کر مظلم سے لپٹ گئی اور بہتیرا مظلم نے اُسے جھڑکا اور گھر کا یہ کب اتنی تھی بس خوب اُسنے بھی اپنا کام کیا اور مزا لوٹ کے
قفسہ ملعونہ نے چھوڑ دیا اور اب یہ دونون ایک تخت پر بیٹھے اور سب کے لنگ باندھے اور تباہی کے بندھے ہوئے ہین اور اوپر
کے بدن سے تمام ننگی ہین اور سوتی جلا کے بھبھوت ملا ہی اور مالے سوتیون کے پہنے ہوئے ہین اور تمام جادوگر غرق دریاے
جواہر ہین اور کئی ہزار جادوگرنیان گرد کرسیون اور چوکیون پر بیٹھی ہوئی ہین کہ ایکبار سواری امیر کی آئی اور رضیہ سلطان
ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہین مگر منھ اپنا بالون سے چھپائے ہوئی ہین اور امیر کی حالت غیر ہی اور اپنے دل مین کہتے ہین کہ
جس بات کا ڈر تھا وہی بات آگے آئی اور مین تو مرنے پر مستعد ہون اور اگر ملکہ رضیہ سلطان کی کوئی بیغیرتی کی
بات ہوگی تو مین اپنے تئین مار کر مر جاؤنگا اور ان ساحرون کو انکے خیمہ مین گھسکر مارونگا غرض ہمارے مقدر نے یہ
دن دکھایا کہ سب کچھ اپنی آنکھون سے دیکھنا پڑا پس امیر اور رضیہ دونون آئے اور تخت پر بیٹھے ہین کہ ایکبار
مظلم نے تیرہ بخت سے کہا کہ تم باتین امیر سے کرو اور تیرہ بخت نے کہا مظلم سے کہ تم باتین ملکہ رضیہ سے کرو
تیرہ بخت نے امیر کو دیکھکر کہا ای طلسم کشا تم واقعی قتل ہونے کے لائق ہو کہ تمنے میری مان ظلمانہ کو مارا ہی اور
بہت سے جادوگرون کو مارا اور ان سبکا خون تمہاری گردن پر ہی اور یہ بھی ہمارا سلوک ہی کہ ہم تمکو چھوڑے دیتے
ہین یہ کہتی تھی اور امیر سے آنکھ ملاتی جاتی تھی لیکن اب تمکو لازم ہی کہ جو مین کہون وہ تم مانو اور جو نہ مانوگے تو مین
بری طرح سے پیش آؤنگی یہ سنکر امیر نے کہا کہ او قطامہ لکاتہ ارے مین تیرے کہنے کو کبھی نہ مانونگا اور تیری آرزو نہ پوری
ہوگی اور ادھر مظلم نے ملکہ رضیہ سے کہا کہ ای ملکۂ آفاق آرزو میری یہ ہی کہ مجھکو غلامی مین قبول کیجیے یہ کہکر ملکہ کی طرف
دیکھا اور اُسنے کہا کہ ارے او حرامزادے نالائق خدا مجھے اُسدن کو نہ رکھے کہ مین کیسکی صورت سواے طلسم کشا کے دیکھون
اور کسی سے بات بھی نہ کرون اور مجھکو اُسی کے ساتھ مرنا اور جینا ہی جب ملکہ نے مظلم سے یہ کہا اور امیر نے تیرہ بخت کو برا کہا پس
یہ دونون خفا ہوے اور برہم ہوئے اور ان دونون نے کہا کہ یہ یون نہ مانینگے جبتک سب رفیق اور دوست اور لوگ انکے
مارے نہ جائینگے پس یہ کہکر ان دونون نے آگ منگوائی اور دو دانے اُس کے کچھ پڑھکر اُس آگ پر ڈالے جب چٹ چٹاہٹ
ہونے لگی تو ایکبار اندھیرا ہوا اور دھوان اُس خیمہ مین ایسا ہوا کہ تمام خیمہ مین اندھیرا ہو گیا اور بعد دو گھڑی کے روشنی
ہوئی اور دیکھا امیر نے کہ ایک چار دیواری شیشہ کی ہی لیکن اُس مین ایک بھی جوڑ نہین ہی اور وہ جو خیمہ تھا وہ ایک عمارت
عالیشان تیار ہوئی ہی اور تمام اُس مین زمین سنگ کی ہی اور ان سنگون مین آویزے الماس کے دیے ہین اور وہ آویزے
جگ جگ کرتے ہین اور اُس مین تیاری مجلس آرائی کی ہوئی ہی اور ناچ رنگ گانا بجانا ہو رہا ہی اور امیر اور ملکہ رضیہ آگے
بیٹھے ہوے ہین کہ پھر ایکبار تیرہ بخت نے امیر سے کہا کہ ای طلسم کشا اب بھی میرا کہنا مانو ورنہ مین ابھی تمکو لیکے ظلمات مین پہونچتی ہون
وہان چلکر ہم تم دونون بعیش وعشرت بسر کرینگے یہ سنکے امیر نے اُسکو سخت وسست کہا تیرہ بخت خفا ہوئی اور کہا حمزہ کو پنجرے
مین بند کرو اور مظلم نے کہا رضیہ کو بھی پنجرے مین بند کرو بلکہ اسکو مار ڈالو یہ سنکر تیرہ بخت نے کہا ابھی ان دونون کو مارنا اچھا نہین
ہی اور جب انکی ساری فوج اور لشکر کو پکڑ لینگے اُسوقت انکو بھی مار ڈالینگے پس مظلم نے کہا اچھا غرض ساتھ ہی حکم کے دو پنجرے
تیار ہوئے امیر اور ملکہ کو پنجرے مین بند کیا اور حکم کیا کہ دو میل بنے اور سامنے لشکر کے اُن دونون میلون کو گڑوا دیا اور
دونون پنجرون کو میلون مین لٹکا دیا اور سامنے لشکر امیر کا دکھائی دیتا ہی اور امیر حسرت سے دیکھتے ہین اور کچھ قابو
امیر کا نہین چلتا ہی اور یہان اس تیرہ بخت اور مظلم نے کہا مین تو اپنی صورت بدلکر امیر کی صورت بنتا
ہون اور ای بہن تم صورت رضیہ سلطان کی بنواؤ اور ہم تم سامنے طلسم کشا کے بعیش وعشرت
مشغول ہون اور ہم دونون مزا لکالین پس امیر اور رضیہ یہ دونون اسی حسرت مین مر جاینگے اور انکو

تمام عمر یہ بات بھی نصیب نہوگی پس منظلم نے اپنی صورت سحر سے طلسم کشا کی تیار کی اور تیرہ بخت نے اپنی صورت
ملکہ رضیہ کی بنائی پس امیر کی صورت مین اور منظلم کی صورت مین کچھ فرق نہ تھا اور جو پوشاک امیر کی تھی وہی
پوشاک منظلم نے اپنی اور سر کو کسی بات مین فرق نہین ہوا اور اس تیرہ بخت قطامہ نے اپنی صورت ملکہ رضیہ
کی بنائی وہ بھی پوشاک پہنکر بیٹھی اور تیرہ بخت نے پلنگ اپنا صحن مین بچھوایا اور مسند اُسکے آگے بچھی ہوئی
تھی غرض یہ دونون شراب پیتے ہین اور آپس مین خوش فعلیان اور بوس و کنار مین مشغول ہوئے اور اُس نشہ کی
حالت مین اُن دونون نے اپنا منھ بھی کالا کیا اور تیرہ بخت نے امیر سے کہا کہ کیون حمزہ ہمنے تو اپنا مزا یون ہین
کر لیا اور تم کہو کہ تمھین تمام عمر یہ بات بھی نصیب ہوئی اور ملکہ رضیہ نے یہ دیکھکر اپنا منھ پھیر لیا اور سر بھی
نہ اُٹھایا امیر نے لاحول پڑھنا شروع کیا اور گالیان دینا شروع کین اور امیر اپنے جی مین کہتے تھے کہ یہ سچ مچ شیطان
اور ابلیس ہین اِن مین کچھ حیا اور شرم نہین ہی اُسوقت تیرہ بخت نے منظلم سے کہا کہ بس یہ یونہین راضی ہونگے پھر دونون
چپکے ہو رہے دوسرے دن شام کو طبل جنگ بجوایا اور ہر کارے اور جاسوس آئے اور سلطان
سرخپوش کو خبر دی کہ لشکر منظلم مین طبل جنگ بجا بس اُسنے بھی کہا ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے غرض لشکر
اسلام مین بھی طبل جنگ بجا اور دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ کی رہی اور صبح کو دونون
دریاے لشکر میدان مین آئے اور سلطان سرخ پوش تخت پر سوار چہار سمت کے لوگ پرا باندھے کھڑے ہین
اسوقت منظلم بولا کر انکو سحر کرکے مار نا ضرور ہی کوئی جاے اور انکو پکڑ لاے ایک جادوگر ادھر سے نکلا اور
پکارا کہ بمیدان بیاید ہر کہ آرزوے مرگ داشتہ باشد کہ یکبار سلطان شرقیہ آباد کہ نام اسکا اشرق سرخ پوش
تھا وہ مرکب اپنا کڑکا کر صف مین سے نکلا اور ہم تکا و رہوا اور جنگ کی اور ملک اشرق نے کتنے آدمی جان سے مار ڈالے
جبکہ دیکھا اخرس نے اور منظلم سے کہ یہ بھی یونہین ہاتھ آئینگے انکو بھی سحر کرکے پکڑ و بس اخرس آپ میدان
مین نکلا اور اُسنے سحر سے ملک اشرق کو پکڑ لیا اور جتنے لشکر اسلام کے تھے مع سردار سبکو سحر سے گرفتار کیا بس
جسوقت اُسنے امیر کے رفیقون کو اور شرقیہ آباد اور جنوبیہ آباد اور غربیہ آباد اور شمالیہ آباد والے
سب کو پکڑ لیا اُسوقت شام بھی قریب ہوگئی تھی کہ ایکبار اسنے طبل بازگشت بجوایا اور کہا سلطان سرخ پوش
اب بھی میرا کہنا مان اور آکر حاضر ہو نہین تو کل تو بھی ذلیل اور رسوا ہوگا بس یہ سنکر سرخ پوش نے کہا او گدھے
کیا بکتا ہی بس یہ کہکے طرف خیمہ گاہ کی مراجعت کی اور یہ اپنے خیمہ مین آکے اور اب ان لوگون کے گرفتار ہونے
سے ان سب پر اس زیادہ ہوا ہی اور سلطان جنیان کو یاد کرکے زیادہ بیقراری کرتے ہین اور اخرس
جتنے سردار پکڑ کر لیگیا ہی اُن سبکو بھی پنجرون مین قید کرکے لٹکا دیا اور باقی جتنے لوگ تھے اُن سبکو زیر سیل بٹھلایا
ہی اور امیر سے کہا کیون حمزہ دیکھ تیرے ساتھی بیٹھے ہین اور رفیق گرفتار ہو چکے ہین اور کل سلطان سرخ پوش
کو بھی پکڑ لائینگے اور سبکو ہم قتل کرینگے ورنہ اب بھی کہنا ہمارا مان ارے کیون اپنے ساتھ سبکو خراب کرتا ہی
یہ سنکر امیر نے کہا او حرامزادے ہمین مرگ بہتر ہی اس زیست سے اور یہ نہین ہوسکیگا مجھسے کہ تم مادر بخطاؤن کی
مین تابعداری کرون یہ ممکن نہین ہی اور اگر ہمارے خدا نے ہماری تقدیر مین یونہین مرگ ہماری لکھی ہی
تو مقرر ہوگی اور اگر ہمارا مقدر اچھا ہی تو مین تمکو دیکھو تو کس طرحسے مارتا ہون اور مین تمسے کسی طرح سے
کمزور نہین ہون انشاءاللہ تعالی ہمین تمکو مارینگے اور منظلم اور تیرہ بخت سے کہا کہ جو تم چاہتے ہو وہ کبھی
قیامت تک نہوگا یہ سنکر تیرہ بخت نے کہا بھلا دیکھ تو مین تجھے کس طرحسے مارتی ہون یہ کہکر اُسنے سلطان سرخپوش سے کہلا بھیجا

کہ ای سلطان سرخ پوش اب بھی جو اپنا بھلا چاہتے ہو تو چلے آؤ نہین تو بہت بری طرح سے پیش آؤنگی اور ایک نامہ لکھکر ایلچی کے ہاتھ بھیجا پس ایلچی نامہ لیکر روانہ ہوا اور سلطان سرخ پوش کے پاس آیا اور نامہ دیا اور سلطان سرخ پوش نے وہ نامہ پڑھا اور اُس ایلچی سے کہا کہ جا کر منظلم اور تیرہ بخت سے کہنا کہ او بد معاش خدا نہ کرے کہ پانؤن ہمارا راہ ہدایت سے لغزیدہ ہوا اس راہ صراط المستقیم پر ہم بخوبی عمل کرتے ہین اور کبھی اس رہ سے پانؤن کو ہمارے بازگشت نہو اور کہدینا اُس حرامزادے اور اُس حرامزادی سے کہ اگر خدا نے چاہا تو ہم بھی اُسی طرح سے بادشاہت کرینگے اور باخوشی رہینگے پس یہ ایلچی جواب لیکر پھر گیا لشکر مین طبل جنگ بجے اور لشکر مین طبل جنگ بیدرنگ کی آواز بلند ہوئی اور ہرکارون نے سلطان سرخ پوش کو خبر دی اور سلطان سرخ پوش نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین حکم کردو کہ طبل جنگ بجے پس دونون لشکرون مین تمام شب تیاری جنگ کی شروع ہوئی مگر سلطان سرخ پوش کو حد سے زیادہ بیقراری ہوئی اور تشویش ہوئی اُسوقت عمرو نے کہا ای سلطان اتنی بیقراری تمکو نہین چاہیے اور حمزہ پر ایسی واردات ہوئی تھی مگر اللہ نے اُنکو محفوظ رکھا اور اُس بلا سے بھی کوئی صورت مخلصی کی ہوگی یہ سنکر عمرو سے سلطان سرخ پوش نے کہا ای شاہ عیاران عیار ای عمرو بن امیہ نامدار مین نے سنا ہی کہ نام تیرا اسم برندہ ء جادوگران و تراشندہ ریش کافران ہی تو ہی کچھ مدد کریگا تو امیر اور ملکہ رضیہ اور سب سردارون کی مخلصی ہوگی یہ سنکر عمرو نے کہا ارے میان جی مین نے تمام عمر ایک جون بھی نہین ماری ہی اور تم مجکو جادوگرون مین بدنام کرتے ہو مگر ہان خدا پر نگاہ رکھو دیکھو تو وہ کیا کرتا ہی پس سلطان سرخ پوش اس سوچ مین چپ ہوکر بیٹھے تھے کہ دیکھیے خدا کیا کرتا ہی تمام شب سلطان سرخ پوش کو عبادت مین گذری اور خدا سے دعا مانگا کیا ہی کہ رب العالمین تو ہی عزت اور حرمت رکھنے والا ہی اور غارتگران ابلیس پرستون کو جتنے مسلمان تھے سبکو تڑپتے اور دعا مانگتے گذری اور جب گریبان سحر نے چاک کیا جتنے مسلمان تھے سبھون نے اپنے سرون پر کفن باندھے اور کفنیان پہنکر آمادۂ مرگ ہوے اور سینے مرنے پر کمر باندھی ہی کہ آج مر جائینگے مگر بے عزت نہین ہوینگے ان جادوگرون کے ہاتھون سے اور ایسی زیست سے مرگ بہتر ہی اور ایک طرف حرم محترم جو سلطان سرخپوش جی کے ہین تو اُنھون نے اپنے منھ پر نقاب ڈال لی ہی اور ترکشون مین تیر بھرے ہین اور کمان کاندھے پر اپنے رکھے ہین اور نیمچہ سلیمانی کو حمائل کیے ہوے ہین اور مرنے پر مستعد ہین اور کئی لاکھ پیادے ہین اور جن یہ بھی اُنکے ساتھ ہین مگر سب نیمچہ سلیمانی حمائل کیے ہوے ہین اور اسطورے مرنے پر نکلے ہین کہ جیسے بھرے گھر سے جنازہ نکلتا ہی اور آگے پرا باندھ کر کھڑے ہوے ہین اور سلطان سرخ پوش بھی تخت پر بیٹھا ہی اور یہ عالم ہی کہ سارے مسلمان کفن پہنے ہوے ہین اور جب سلطان سرخ پوش نے دیکھا اور بھی اسکی حالت غیر ہوئی اور بیقراری اُسکو زیادہ ہوئی اور سب کو لیکر میدان جنگ مین کھڑا ہوا اور اُدھر ایکبار آمد جادوگرون کی ہوئی پس پرے کے پرے چلے آتے ہین لیکن عجیب عجیب طرح کی صورتین ہین اُنکی اور عجیب عجیب طرحکی سواریان ہین کوئی تو اژدرہ آتش فشان پر سوار ہی اور کوئی ہرن پر سوار کوئی طاؤس پر کوئی شیر پر سوار ہی مگر آتش اُنکے منھ سے ہر بار ساتھ دم کے نکلتی ہی اور ایسی ہیبتناک شکل سے آتے تھے اور ایک تخت کے اوپر منظلم اور تیرہ بخت سوار ہی لیکن تاج شاہی بر سر و جامۂ قبہ بادشاہی در بر اور ہیکل اُس بد معاش کے گلے مین ہی اور اِدھر دوسرے تخت پر یہ تیرہ بخت ہی یہ بھی ایک اکیس کنگرے کا تاج سر پر اپنے کج رکھے ہوے ہی اور ایک جوڑا بہت تکلف کا پہنے ہوے ہی اور غرق دریاے جواہر ہی پس یہ دونون تخت پر آ کر کھڑے ہوے اور ڈھیرو

بجنے لگے اور ناقوس نوازی ہونے لگی یہ تمام ساحرون مین عجیب طرحکی ایک خوشی تھی کہ بیان سے باہر ہی اور اخرس اور بہمات جادو یہ دونون تیرہ بخت کے پاس کھڑے ہین اور اخرس تیرہ بخت سے خوش فعلیان کر رہا ہی تیرہ بخت بھی ایک ناز اور نخرے سے اس سے بات کرتی ہی اور ایک طرف کو قرقشہ ملعونہ مظلم سے چہل کر رہی ہی اور ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی لیکن عجیب طرحکا ایک ہنگامہ لشکر جادوگران مین ہو رہا ہی آج لوح طلسمی تیرہ بخت کے گلے مین ہی اور ایکبار اخرس نے مظلم اور تیرہ بخت سے کہا مین جاتا ہون اور سلطان سرخپوش کو پکڑے لاتا ہون ان دونون نے کہا جاؤ تو وہ بدمعاش ہرن پر سوار ہی پس ایکبار اڑا کر ہرن کو میدان مین آیا اور آکر کھڑا ہوا اور یہ پکارا کہ او سلطان سرخ پوش بھیج کسکو بھیجتا ہی یا تو آکر مجھسے مقابلہ کر پس جسوقت اخرس نے یہ کہا اسوقت سلطان سرخ پوش نے سبکی طرف دیکھا پس معلوم ہوا اسکو کہ کسیکا ارادہ نہین ہی اور کوئی گھوڑے کے تنگ کو درست کر رہا ہی اور کوئی سپر کے پھولون سے کھیل رہا ہی غرض سلطان سرخ پوش نے کہا کہ کوئی نکلے اُسکے سامنے میدانداری کو تو ان لوگون نے یہ جواب دیا کہ ای سلطان سرخ پوش وہ جو لوگ ہمسے بڑے بڑے زبردست تھے اُنکو تو یہ پکڑ لے گیا ہم بیچارے کیا کرین یہ سنکر سرخپوش ناچار ہوا اور خدا سے دست بدعا ہوا اور یہ عرض کرنے لگا کہ ای رب العزت و ای رب العالمین یا ارحم الراحمین تو ہی ہمارا اسوقت حامی اور مددگار ہی یہ دعا مانگ کر اسنے گھوڑا مانگا اور قریب سو برس کے اسکا سن ہی غرض اپنے تخت پر سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اُسی طرح سے سر برہنہ گھوڑا اڑکا کر میدان مین آکر برابر اخرس کے کھڑا ہوا اور یہ اخرس بدخصلت بدطینت خرس بادیۂ ضلالت سامنے سلطان سرخ پوش جنبی کے آیا اور قہقہہ مار کے ہنسا اُسنے کہا کہ آج تو میدان مین میرے مقابلے کے لیے آیا ہی معلوم ہوا کہ اب کوئی سردار دن مین نہین باقی رہا جو تو خود میدانداری کو آیا ہی او سلطان سرخپوش کیون کمبختی تیری آئی ہی ارے خیال کر کے دیکھ کہ شاہ جادوان تجھے بلاتا ہی اب بھی چلا آ اور دین ابلیس پرستی کو اختیار کر دیکھ عزرائیل و ابلیس اور رأس الشیاطین نے کیا اپنا فضل کیا ہی اور کیا اس دین کو مسخر کیا ہی پس تجکو بھی لائق ہی کہ تو بھی شکر کر کہ بادشاہت تیری قائم رہتی ہی اور تو اپنی بیٹی کو سمجھا کہ وہ شاہ جادوان کو قبول کرے یہ سنکر سلطان سرخپوش نے کہا او بدمعاش کیا گوہ کھاتا ہی ارے وہ رب العالمین کہ جسنے حرف کن سے یہ زمین و آسمان بنایا ہی اُسکے ہم بندے ہین اور اُسنے ہمین پیدا کیا ہی وہی ہماری عزت و حرمت کا رکھنے والا ہی یہ سنکر اخرس نے کہا تو یون نہین مانیگا اب تیرے ہاتھ باندھ کے لے جاؤنگا یہ کہکر اخرس نے کہا خبردار ہو یہ کہکر اُسنے جھولی مین سے ماش نکالکر پڑھکر سلطان پر مارے ہنوز ہاتھ بھی اُسکا جھولی سے باہر نہین نکلا تھا کہ ایکبار سلطان سرخپوش نے درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کر کے بخضوع و خشوع اسطرح بلبلا کے دعا مانگی کہ تیر دعا نشانۂ اجابت پر پہونچا ناگاہ ایک طرف سے ابر تیرہ و تار پیدا ہوا و سبکی نگاہ ابر تیرہ پر پڑی اور اُس ابر مین سے گڑگڑاہٹ شروع ہوئی مظلم اور تیرہ بخت نے دیکھا اور اخرس کی بھی نگاہ جا پڑی اور یہ سب جادوگران ہین اور سلطان کھڑا ہوا ہی کہ اتنے مین وہ ابر آکر سارے لشکر پر چھایا اور شق ہوا دیکھا ایک نقابدار سفید پوش پیدا ہوا ہی اور چار نقابدار اُسکے ساتھ مین ایک نقابدار شنجرفی پوش ہی اور ایک نقابدار صندلی پوش اور ایک نقابدار بنفشہ پوش اور ایک زرد پوش ہی یہ چارون گھوڑون پر سوار ہین اور ساتھ چلے آتے ہین وہ نقابدار آگے صف مین کھڑا ہوا جتنے مسلمان تھے سب اُس نقابدار

کے پاس آئے اور کہا کہ ای عابد وزاہد ہمپر ان جادوگرون کا غلبہ ہی اور ہمارے تاجدار اور افسر اور رضیہ سلطان اور
خورشید لقا کو پنجرون مین قید کیا ہی اور سب سردارون کو پکڑ لیگئے ہین لیکن آج سلطان گیا ہی اور اُسیکے اوپر بھی سحر ہوا
ہی یقین ہی کہ وہ بھی پکڑا جائیگا جسوقت اُسکو پکڑ لینگے تو اُسوقت ہم سب مسلمانون کو قتل کرینگے یہ سنکے اُس مقدس نے
نقابدار شنجرفی پوش سے کہا کہ تم جاؤ مقابلے کو میدان مین اور ان ساحرون کا سامنا کرو اور سلطان سرخ پوش
سے کہنا کہ تم پھر جاؤ میدان سے پس یہ سنکے نقابدار شنجرفی پوش مرکب کو اپنے کڑکڑا کر میدان مین آیا اور سلطان سے
کہا کہ تم پھر جاؤ غرض سلطان سرخ پوش باحال تباہ گریبان دریدہ بال پریشان سر برہنہ باچشم گریان پھر کے اُس
مقدس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا ای برادر ہم بیکسون کی کفالت اور مددگاری کو آپ کہان سے تشریف لائے ہین اور
اسم آپ کا کیا ہی یہ سنکر اُس مقدس نے تبسم فرمایا اور کہا نام میرا ظفران زاہد ہی اور ای سلطان سرخ پوش
تم خاطر جمع رکھو اور نگاہ پروردگار پر رکھو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی سلطان سرخ پوش جبھی سے یہ کہکر قلمدان
منگوایا لوگون نے بجلدی تمام لا کر حاضر کیا اور ظفران زاہد کے روبرو رکھدیا اور اُنھون نے قلمدان کھولا
اُس مین سے کاغذ نکالکر ایک نقش بھرا وہ نقش لکھکر اُنھون نے اُڑایا کہ ایکبار وہ نقش اُڑکر اُس نقابدار شنجرفی پوش
کے منھ کے سامنے آیا اُسنے جو یہ دیکھا فوراً اپنے مرکب کو کڑکڑا کر ایک ہی لگا در اُس اخرس غرس پیشانی کو دی
کر ایکبار اخرس نے اُس نقابدار سے کہا کہ ای نقابدار تجھکو اس قصہ وفساد اور اس لڑائی سے کیا کام ہی کہ انکی طرفداری
کرتا ہی تجھے اپنی جان کا خوف نہین ہی یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ او بےحمیت اونابینا تو احمق ہی ہم لوگ مسلمان ہین کیونکر
ہم مسلمانون کے شریک نہون کسواسطے کہ ہمارا اور انکا مذہب ایک ہی اور ہم سب بھی ملت بیضا رکھتے ہین اس سخن
یہ سنکر اخرس خرس بادیہ ضلالت ہنسا اور کہا کہ تم طرفدار انکے ہو کر آئے ہو اور ہمسے عہدہ برائی کر سکوگے یہ سنکر
اُس نقابدار نے کہا کہ فضل خدای عزوجل سے مین تجھسے لڑونگا پس اخرس نے خفا ہو کر ہاتھ اپنی جھولی مین ڈالا
اور اُسنے جھولی مین سے ہاتھ ڈالکے ماش اور رائی اور سرسون اور دھونی مرچون کی آگ دھتورے کے پھل نکالے
اور اُنپر اسم سحر پڑھا اور پڑھکے ماش کے دانے اُس نقابدار کے اوپر مارنا شروع کیے پس شعلہ آگ کا بن بنکے
آتا ہی اور پھر جاتا ہی اور غائب ہو جاتا ہی یہ دیکھکر اخرس حیران ہوا اور گھبرایا اور چاہا اُسنے کہ نقابدار
کے سامنے سے بھاگے مگر یہ بہادر کب جانے دیتا ہی کہ ایکبار نقابدار نے مرکب کو کڑاکڑا کر لپٹ گیا اخرس نے بہیترا
سحر کیا کچھ نقابدار پر اثر نہوا کہ ایکبار نقابدار نے جھککر ہاتھ اپنا اُسکے کمربند مین ڈالدیا اور نعرہ اللہ اکبر
کھینچکر لنگر اخرس کا توڑ لیا اور لنگر توڑ کر اُسکو چرخ دیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا اور
نقابدار نے اُسکی مشکین باندھین اور لشکر مین اپنے بھجوا دیا پس جسوقت اس حرامزادے کو باندھ کے بھیجدیا
اور ساحرون کے ہوش جاتے رہے اور کوئی اُس نقابدار سے مقابلہ کرنے کو نہ نکلا کسواسطے کہ اخرس کے سب
شاگرد تھے پس اسواسطے کوئی سامنے نقابدار کے نہ آیا مگر بڑی دیر مین ہماے جادو گھبرا کر نکلی اور سامنے
نقابدار کے آئی اور ادھر وہ مقدس نقش لکھ لکھکر ہوا ے آسمان کرتا ہی اور وہ نقش صورتین جنات کی بنا
بنا کر آئے کہ یکایک وہ ہماے جادو زمین پر آئی اور ایک اژدر آتش فشان کی صورت بنکر نقابدار پر دوڑی
اور آگ اُسکی طرف جا کر بجھگئی جس طرح سے کوئی پانی سے بجھاتا ہی اور وہی صورت اُسکی ہو گئی غرض نقابدار
نے اُسکو بھی گرفتار کرکے اپنے لشکر مین بھجوادیا اور نقابدار نے نہیب کیا اور پکارا کہ ای ساحران
مکاروای جادوگران غدار نکلو میدان مین اور آکر سامنا میرا کرو اور تمنے مسلمانون پر بہت زور کیا تھا

اب اپنی سزا کو پہونچے غرض کوئی نہ نکلا یہ دیکھکر نقابدار گھوڑا اکڑا کر ساحرون کی فوج مین گھس گیا بس جسوقت نقابدار
تلوار مارتا ہی بیس بیس کے سر اڑ جاتے ہین وہ جادوگر جسوقت جھولی مین اپنا ہاتھ ڈالکے ارادہ کرتے ہین کہ ہم سحر کرین
پس کوئی جھولی مین اُنکے ہاتھ پکڑ لیتا ہی اور وہ ہاتھ اُنکا وہین رہ جاتا ہی اور کوئی کسی کی زبان پکڑتا ہی اور بند
کردیتا اور کوئی گلا گھونٹتا ہی کہ آنکھین نکلی آتی ہین اور نقابدار قتل کرتا جاتا ہی کوئی اُسکا سامنا نہین کرتا ہی نقابدار
جو ایک تلوار مارتا ہی پچاس ساحرون کے سر اُڑ جاتے ہین غرض تلوارین مارتا ہوا نقابدار تخت مظلم کے پاس
پہونچا اور دیکھا مظلم نے کہ نقابدار میرے تخت کے برابر آیا ہی یہ دیکھکر مظلم نے ارادہ سحر کا کیا مگر سحر اُسکو یاد نہین
آتا ہی مظلم بدحواس ہوا اور سوچا کہ شاید اس ہیکل سے تیرا سحر فراموش ہوا ہی یہ خیال کرکے ہیکل اپنے گلے سے اُتار کر
تیرہ بخت کے پاس پھینکدی اور چاہا کہ تخت پر سے کود پڑے کہ ایکبار نقابدار نے گھوڑا اُڑا کر اُچھلکے ہاتھ اپنا کمربند
مین ڈالدیا اور نعرہ اللہ اکبر کا کرکے لنگر مظلم کا توڑ لیا اور چرخ دے کے اُسکو زمین پر مارا اور کود کے اُسکی بھی مشکین
باندھین اور کمند سے اُسکو باندھا اور پھر سوار ہوکر گھوڑے پر شمشیر زنی کرنے لگا کہ اتنے عرصہ مین
شام ہوگئی تھی اور نقابدار نے کہا ان ساحرون سے کہ آج مین تمکو چھوڑے جاتا ہون اور کل انشاء اللہ تعالے
آکر تم سبکو پکڑکر باندھ لیجاؤنگا یہ کہکر مظلم کو باندھے ہوے اپنے ساتھ لیکر نقابدار شنجرفی پوش ظفران زاہد کے
پاس آیا پس ظفران زاہد اور سلطان سرخپوش شادیانے بجواتے ہوے اپنے خیام والا احتشام مین داخل
ہوے اور سلطان سرخپوش جنی ظفران زاہد کا بہت ممنون احسان ہوا چنگیردان اور پاندان اور کشتیان
انواع انواع طرحکی اُس مقدس کے آگے رکھین اور سلطان سرخپوش نے کہا اُن تینون حرامزادون کو میرے
سامنے لاؤ غرض لوگ ان تینون کو لاے سلطان سرخپوش نے کہا ان تینون کی گردن مارو کہ سارا فساد انھین تینون
کا ہی جسوقت اخرس نے یہ دیکھا کہا کہ ای سلطان سرخپوش یہ مقدور تمھارا نہین ہی کہ تم ہماری گردن مارو
ورنہ ابھی سلطان جہان امیر گیتی ستان اور ملکہ رضیہ اور سب اُنکے رفیقون کو تیرہ بخت مار ڈالیگی یہ سنکر ظفران زاہد
نے کہا ابھی صلاح اُنکے مارنے کی نہین ہی بروقت خلاصی امیر سمجھا جائیگا یہ سنکر سلطان سرخپوش نے ان تینون
کے واسطے بھی پنجرے بنوائے اور تینون برغون کو پنجرے مین بند کیا اور تین میل بنوا کر انھون نے بھی گڑوا ئے
اور ان تینون پنجرون کو اُن میلون مین لٹکایا اور سامنے اُنکا لشکر ہی اور ظفران زاہد اور یہ چارون نقابدار
اور سلطان سرخپوش بیٹھے باتین کرتے ہین اور اس طرف تیرہ بخت جو اپنے لشکر مین پھر گئی بہت خفا اور
رنجیدہ اپنے خیمہ مین آئی ہی اور اُس نے سب ساحرون سے کہا ہی کہ دیکھو تو کل مین ظفران زاہد کا کیا
حال کرتی ہون اور اُسکے نقش اور فلیتے کیسے نکالتی ہون یہ کہکر اُسنے کہا کہ میرے ہوم کی تیاری کرو پس اسی وقت
صندل سے چوکا لیوایا اور منقل آتشین کو اُس مین رکھا اور شراب کی کشتیان یہ سب اپنے پاس رکھوائین اور
جتنی چیزین ہین کہ جن چیزون کے زور پر سحر چلتا ہی وہ سب پاس اُسنے رکھوائین اور ایک ارنا سامنے اپنے
بندھوایا اور حکم دیا ڈہرو بجنے لگے اور ناقوس پھنکنے لگے اور تیرہ بخت شراب پینے لگی اور شراب آگ مین
ڈالتی جاتی ہی بعد ایک گھڑی کے اُسنے کہا ارنے کو چھوڑدو اور اُسکے گلے مین ہار پھولونکا ڈالدو اور ارنے کے
ہاتھ پاؤن پر مہندی لگائی اور ارنے کو چھوڑدیا اور ایکبار وہ ارنا دونون کنوتیان بدلکر اور اُسے دیکھکر
گرد پھرنے لگا اور یہ جب خوب سا گرد پھر چکا اُسوقت تیرہ بخت نے دو ماش اُسپر پڑھکر مارے گردن اُس
ارنے کی کٹکے گر پڑی اور وہ لکاتہ اُسکا خون چلو مین لے کر اُس خون سے نہائی اور تمام جسم اُسکا اور منھ

اور بال یہ سب لال ہوگئے اور اُسنے منقل آتشین اپنے پاس رکھوائی جب بدن اُسکا سب خشک ہوگیا اسوقت اُسنے سر کو
اُٹھا کر اپنے پاس رکھا اور سحر کرنے لگی اور تیوریان بدلنے لگی اور پلکین جھپکنے لگی اور ہونٹھ ہلائے تیرہ بخت نے موم
بھی بہت سا اپنے پاس رکھا ہی اور بتیان کافوری روشن ہین کہ ایکبار اُسنے اسکے منھ مین ایک گولی موم کی دی اور
سبکو کہا کہ تم سب مجھسے دور ہو بیٹھو کوئی میرے پاس نہ آئے بس یہ سنکر سب اُٹھے غرض جسوقت یہ نہا دھو چکی تو اُس
ارنے کے سر کو سامنے لیکر بیٹھی اور ایک آرے سے اُسکی گردن رتیی اسکے گرد ناقوسین لیے ہوئے سب پھونک رہے
ہین اور باہر بنگالی اپنے کام پر مستعد ہین اور اُنکا یہ عالم ہی کہ کہین ہدہد کی گردن مروڑ کے کھا جاتے ہین اور کہین
فاختہ کی ٹانگ توڑ کے چبا جاتے ہین اور کہین چڑیا کی آنکھین کھا جاتے ہین اور منھ اُنکے خون سے سرخ ہین اور ایک
ہیبتناک شکلین اُن حرامزادون کی بنی ہوئی ہین اور اُس لکاتہ نے تھوڑا سا پوری اور حلوا آپ کھایا اور خوب
اُس ارنے کے سر کو کھلایا اور بولی کہ کیا کوئی جمشید اور سامری کا نام لیوا اور پانی دیو انہین رہا ہی جو یہ نقش
اور تعویذ ہمارے اوپر کرتے ہین اور ہمارا اُنپر بس نہین ہی ہم سب بےبس ہوگئے ہین اور ابھی تو ہم پوتی پروتی
بیٹھی ہین یہ کہکر مشغول سحر ہوئی اور شراب پینے لگی اور ارنے کی سر کو دیکھا کہ اس سر نے آنکھین کھولین اور
دیکھا اُسوقت اُسنے موم اُٹھا کے اپنے ہاتھ سے ایک اونٹ بنایا اور ایک بال بھیڑ کا لیکے اُسکو کتر کے تمام سر
کے اوپر بجائے پشم کے لگا دیا اور سر پر اسکے ایک کلغی لگائی گردن مین اسکے ہار ڈالا اور ایک کنٹھا موتیون کا
پہنایا جب اس طرح سے یہ لکاتہ اونٹ کو تیار کرچکی تھی اُسوقت وہ قطامہ آب خالص سے نہا دھو کے اونٹ کو ایک
خوان مین رکھ کے کسنے سے کسدیا اور مہر اُسپر کی اور سرہانے اپنے رکھا اور وہ جو منقل آگ کی رکھی ہین اُنکو آسانی
بجھا دیا جیسے کوئی پانی سے بجھا دیتا ہی اور ڈہرو اور ناقوس موقوف کیے جب ڈہرو ناقوس بجنا موقوف ہوے
تو وہان سے اُٹھی طبل جنگ بجنے کا حکم کرکے آکر اپنے پلنگ پر سو رہی تمام رات یہان تیاری رہی کہ صبح سارا لشکر
مسلمانون کا غارت ہوگا اور مسلمانون مین بھی طبل بجا گیا اور سبکو ایک خوشی تھی کہ کل تیرہ بخت کو بھی پکڑ لائینگے
اور کام ان سب کا تمام کرینگے وہان اس بات کی تمام رات خوشی رہی اور وہ مقدس ظفران زاہد اور اُنکے بیٹے تمام
رات کچھ دعائین پڑھا کیے اور نقش اور تعویذ لکھا کیے اور اپنے کام مین مشغول ہین کہ ایکبار ستارہ صبح کا آسمان پر
چمکا اور وقت صبح کا ہوا آمد آمد کفار کی شروع ہوئی اور نسیم عیار اور پیک ناظر اور پیک منظور یہ چارون
عیار خبرین لیکر آئے اور اُنھون نے عرض کیا کہ فوج ساحرون کی میدان مین آتی جاتی ہی پس یہ سنکر سلطان سرخیوش
اور ظفران زاہد نے اپنے چلنے کی تیاری کی اور پوشاک سب نے پہنی اور سلطان سرخیوش نے تاج سر پر رکھا اور
تخت اپنا منگوا کر اُسپر سوار ہوا اور چار ہزار پریزادین مہر صورت پری وش نے گرد اُس تخت کے تاج کج اُنکے
سرون پر رکھے ہوے اور تیغے کمرون مین حمائل کیے اور فوج اسیر کے لوگ بھی سب کمرین باندھے ہمراہ ہین اور شرقیہ آباد
اور غربیہ آباد اور جنوبیہ آباد اور شمالیہ آباد یہ چارون سمت کے لوگ سب سلطان سرخیوش کے ساتھ
ہین اور ادھر ظفران زاہد اور چارون بیٹے اُنکے یہ بھی چلنے کو تیار ہوے ہین اور اُس مقدس نے بھی
اپنا تخت منگوا کے اُسپر سوار ہوا اور قلمدان اپنا رکھوا لیا اور چارون بیٹے اُنکے گھوڑون پر سوار یہ بھی ہمراہ
ہین اور حکیم قسطاس وغیرہ اور درویش ذاکر اور مذکر یہ بھی ساتھ ہین سلطان سرخیوش اور یہ مقدس
اپنے اپنے تخت پر سوار چلے آتے ہین اور پیچھے سب فوج پرے باندھے آتی ہی اور سلطان سرخیوش بھی آکر پرے
مین کھڑا ہوا اور یہ مقدس ظفران زاہد بھی اپنا تخت لیکر الگ کھڑے ہوے اور تعویذ نقش لکھنے لگے

ایکبارگی سے ساحروں کی فوج بھی آکر کھڑی ہوئی اور دیکھا کہ تیرہ بخت بڑی دھوم دھام سے چلی آتی ہی اور تاج کج اُسکے
سر پر رکھا ہوا ہی اور جوڑا ایک تکلف کا پہنے ہوئے ہی اور دریاے جواہر مین غرق ہی اور ساتھ اُسکے قرقشہ ملعونہ
بھی ہی مگر جسوقت آکر اپنی صف مین کھڑی ہوئی اسوقت اُس قرقشہ ملعونہ نے کچھ بڑھ کے زمین پر مارا پس ساتھ
مارنے کے یہ معلوم ہوا کہ تمام زمین کانپنے لگی اُس مقدس نے جو یہ دیکھا کہ اُس حرامزادی نے سحر کیا ہی پس
اُسوقت اُسکن نے اُس نقابدار شنجرفی پوش کو اپنے پاس بلایا اور ایک نقش دیا اور کہا اسکو دھوکر تم چارون
کونون پر اپنے لشکر کے چھڑک آؤ پس نقابدار نے اُسکو دھوکر چھڑک دیا پس ساتھ ہی چھڑکنے کے کہین زمین کو ذرا
بھی جنبش نہ رہی جیسے کسی نے پہاڑ اُٹھا کر رکھدیا اور تیرہ بخت نے یہ جو دیکھا تو قرقشہ سے کہا دور ہو بس سحر کی
قرقشہ یہ سنکے چپکی ہو رہی کہ اتنے مین اُس تیرہ بخت نے تھوڑے بیج دونے مروے کے لیکے اُنپر کچھ پڑھا اور
زمین پر دے مارے پس ساتھ دے مارنے کے اُسی وقت ہزار ہا مچھلیان بنکے تیار ہوئین اور غوطے مارنے لگین
اور ایکبار غوطے مار کر ایک پچاس قدم پر جا نکلین اور وہان اُچھلنے لگین اور جسوقت یہ اُچھلتی تھین اُسوقت کسی
کی نگاہ اُنپر نہین ٹھہرتی تھی اور جا کر لشکر مین مسلمانون کے برابر پہونچین اور ایکبار اُچھلنے لگین لیکن پس جسکے گھوڑے
کے پیٹ کے نیچے سے اُچھلین سوار کا پانون توڑ کے نکلین اور سوار کو گرا دیا جب سوار کے چھاتی مین لگین پار نکل گئین
لشکر مین قیامت برپا ہوئی اُس مقدس نے جو دیکھا ایک نقش لکھکر اُن مچھلیون کی طرف پھونک کے اُڑایا وہ نقش اُسی وقت
دام کی صورت بنکے ساری مچھلیون پر گرا اور سبکو پکڑ لیا اور یہ دیکھکر تیرہ بخت نے کہا یہ یون نہین مانینگے جبتک یہ اپنی سزا کو
نہ پہونچینگے اور کہا تخت میرا رکھدو پس لوگون نے اسکا تخت زمین پر رکھدیا اور یہ نیچے اُتری اور اسنے کہا او درویشو بہت مدت
تک ہمنے تمہارا کہنا مانا اور اب ہم تمہارا کہنا نہین کرنے کے اور اب حکم اور احکام سب ہمارا طلسم مین ہی اور کیون کمبختی تمہاری
آئی ہی چلے جاؤ جہان سے آئے ہو نہین تو سبکو ذلیل و رسوا کرونگی یہ سنکر اُس نقابدار شنجرفی پوش نے کہا او لکاتہ
کیا گوہ کھاتی ہی اور کیون جھک مارتی ہی اور کہا چل دور ہو یہ سنکر اُس لکاتہ نے کہا بھلا اب کوئی دم مین تمکو معلوم
ہوتا ہی پس یہ کہکر اُس میدان مین بیٹھ گئی اور اُس لکاتہ نے کہا وہ خوان تو لاؤ غرض لوگ سر جانے سے اُسکے وہ
خوان اُٹھا لائے اور اُسکے آگے رکھا اور اُسنے اُس خوان کو کھولا اور اُس مین سے وہ اونٹ نکلا اُسنے وہ ماش
پڑھکے اُس شتر پر مارے ایکبار وہ اونٹ بڑھنے لگا اور بڑھتے بڑھتے برابر فیل کے ہوا کہ ایکبار اُس لکاتہ
نے وہ ماش اور پڑھ کے اُس اونٹ پر مارے اور دوسری مرتبہ ساتھ ماش جو مارے تو اونٹ نے جنبش
کی ڈہر دہ بجنے لگا اور نا قوس پھنکنے لگے اور جھانجھ بجنے لگے اور ماش پڑھ کے جو مارے اونٹ اُچھلکر میدان مین
آیا اور اُس شتر نے شتر غمزہ کیا وہ گھنٹا جو اُسکے گلے مین تھا وہ بجنے لگا اور گھنٹے کی آواز اُس ظفران زماں کے کان
مین آئی پس ساتھ ہی آواز سننے کے اُس مقدس کو غش آیا اور جتنے مقدس اور تھے اُنکو بھی غش طاری ہوا
کہ ایکبار یہ سب مقدس تخت پر سے نیچے گر پڑے اُسوقت تیرہ بخت نے آکر ان سب درویشون کو باندھ لیا
اور حکم کیا اُسنے ہان شادیانے بجین اور جا کر وہ اُسنے تینون پنجرے اپنے اُتارے اور کہا او سلطان سرخپوش
آج تجھے چھوڑے جاتی ہون کل آکر تجھکو بھی باندھ لیجاؤنگی یہ کہکر نوبتین خوشی کی بجواتی ہوئی اپنے خیمہ مین
داخل ہوئی اور ادھر سلطان سرخپوش روتا پیٹتا اپنے خیمہ مین آیا لیکن آج ان درویشون کے پاس
نہونے سے اُسکی اور بھی غیر حالت ہی کسواسطے کہ اُنسے اُسکو بڑی تقویت تھی پس اس حالت بیقراری اور
گریہ و زاری مین اُکشاہ عیاران ہیار نے کہا کہ ای سلطان سرخپوش تو اپنے دل مین ہراسان نہو اور خدا پر

پر اپنا دھیان رکھ دیکھ تو خدا کیا کرتا ہی اور مین وہ ہون کہ جسنے اُم الجبال کو غارت کیا اور مین نے اندر کوٹ اور چاہ ماران کو غارت کیا اور مین وہ ہون کہ ترکستان کے پانچ لاکھ ساحرون کو مارا اور سراسمہ اور زردنامہ جادو اور افراسیاب اور الماس جادو کو مارا اور مین وہ ہون کہ مین نے شہر صندل کو ویران کیا تو خاطر جمع رکھ پس جس وقت عمرو نے یہ کہا عمرو کے کہنے سے سلطان کو ایک نوع کی تقویت ہوئی اس وقت سلطان نے عمرو سے کہا خدا تمکو سلامت رکھے اور اب تو تمھین ہمارے حامی و مددگار ہو اب سوائے تمھارے کوئی نہین ہی ہمارا بجز خدا کے یہ سنکر عمرو نے کہا تم ہرگز ہراسان اور بیقرار نہو یہ کہکر عمرو نے کہا اب ایک کام کرو جو مین کہون ای سلطان تم کسی کو تیرہ بخت اور منظلم کے پاس بھیجو کہ تم ہمکو ایک سات دن کی مہلت دو کسواسطے کہ اس عرصہ مین جو جو ہم لوگون مین ہوتا ہی وہ کرلین ہم اب نہاتے ہین اور دھوئین نماز پڑھین اور کچھ اپنے خدا کو یاد کرلین تو پھر مارے جائینگے اور اسکے سوا ہم اپنی بیٹی ملکہ رضیہ کو بھی اور طلسم کشا کو بھی سمجھاوینگے کہ لوگ اپنے گھر مین لونڈیان اور غلام بہتر سے رکھتے ہین آپ اسکو قبول کیجیے اگر وہ مانینگے تو تو خیر ورنہ ہم سبکو اڑا دینا اور ای منظلم و ای تیرہ بخت وہ کیونکر نہ مانینگے ہمارا کہنا ضرور مانینگے پس یہ سب احوال کہنے سے عمرو نے لکھکر پیک ناظر اور پیک منظور کے ہاتھ بھیجا

اب دو کلمے داستان حال طلسم کشا کا منظلم سے تیرہ بخت کا بیان کرنا اور قید ہونا ظفران کا اور کیفیت ملکہ رضیہ کی بیان کیے جاتے ہین

کہ تیرہ بخت منظلم سے کہہ رہی تھی کہ بھیا مین کیا کرون کہ طلسم کشا کسی طرح سے نہین مانتا ہی یہ سنکر منظلم نے کہا پھر مین کیا کرون ملکہ رضیہ بھی نہین مانتی ہی یہ دونون بیٹھے آپس مین باتین کرتے ہین اور کبھی کہتے ہین کل ہم انکو دیکھو تو کسطرح سے مارتے ہین کہ یہ بھی تو یاد کرین ہمارا کہنا نہ مانین اور ادھر ظفران زاہد اور راہب سے باتین ہو رہی ہین پنجرون مین انکو بھی قید کیا ہی جن پنجرون مین منظلم اور اخرس اور ہمارے جادو یہ سب قید تھے انکو تو نکال لیا اور ان مقدسون کو قید کیا ہی غرض امیر نے ظفران زاہد سے سلام علیک کی کہ السلام علیک ای زاہد و ای راستی کیش و ای عابد نیک اندیش ای ملک سیر تمنے جہاد پر کمر باندھی ہی کہ ان سبکو ماریے اور مسلمانون کو چھڑایے مقدر مین تمھارے یہ لکھا تھا پکڑے جانا اور اگر اس راہ مین مارے گئے تو اچھا ہی اور جو انکو مارتے تو بھی اچھا تھا یہ سنکر ظفران زاہد نے کہا ای طلسم کشاے جہان اگر مین یہ جانتا کہ یہ اب ایسا جادو کرینگے تو مین کاہیکو غافل رہتا اور سر دست ہو نہ سکا اور جو پہلے سے مجھے معلوم ہوتا تو مین بھی ایسی تدبیر کرتا کہ یہ بھی حرامزادے تو جانتے کہ ہان کسی سے سامنا پڑا تھا یہ سنکر امیر نے کہا کہ ای ملکہ مطلب ہمین معلوم ہوا یہ سب کو صفے مین مارے جائینگے کہ نام و نشان انکا باقی نہین رہیگا پس ظفران زاہد نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہین اب تو کوئی صورت ہماری رہائی کی نہین ہی امیر نے کہا مین خلاف نہین کہتا ہون یہ سنکر رضیہ نے کہا کہ آپ میری تشفی کرتے ہین اور یہ سناتے ہین کہ یہ عورت ہراسان نہو امیر نے کہا واللہ مین شرعی قسم کھاتا ہون عنقریب ہی کہ یہ سب ساحر مارے جائینگے یہ سنکر ظفران زاہد نے کہا کہ آپ کو یہ نہین چاہیے کہ آپ قسم کھائین امیر نے کہا کہ آپ نے مجھے کاذب اور دروغگو کاہے سے جانا ظفران زاہد نے کہا مین نے اس سے جانا کہ اب کوئی ایسا نہین ہی کہ جو ہمکو چھڑائے کسواسطے کہ اس طلسم مین کہین سے مدد بھی نہین ہی اور نہ کوئی مدد کریگا امیر نے کہا ای ظفران زاہد تمام عمر جادوگرون کو مین نے مارا اور میرے لشکر مین وہ شخص ہی کہ جسنے اُم الجبال مین ساتھ لاکھ جادوگرون کو مارا اور شاہ شمس کو اور

شہپال جادو کو مارا اور اندرکوٹ اور چاہ ماران مین پانچ لاکھ جادوگرون کا کام تمام کیا اور سرامہ اور دنامہ جادو کو مارا اور ترکستان مین تین لاکھ جادوگرون کو قتل کیا اور کشمیر اور کاسغر مین الماس جادو اور الیاس جادو کو قتل کیا اور غار افراسیاب و شہر صندل کو لوٹا اور پھونکا اور سب جلا دیا وہ میرا عاشق و شیدا ہی میری جان ہی اور میرا قوت بازو ہی پس جسوقت اُسکو یقین ہوگا کہ کوئی باقی نہین رہا ہی اُسوقت وہ سرفروشی کرنے اور جان دینے کو تیار ہوگا اور از عہد طفولیت الی الآن وہ ہمیشہ میرے واسطے سرفروشی کرتا رہا ہی یہ سنکر ظفران زاہد نے کہا کہ مین نے اُن بزرگوار کی زیارت نہین کی امیر نے کہا کہ آج کل مین وہ آتا ہی اور اُسے کل کہان ہی یہان تو ابھی اور ظفران زاہد سے یہ باتین ہوتی تھین وہان وہ نامہ منظلم نے کھولکر پڑھا اور پڑھکر حال دریافت کیا لقا نے تیرہ بخت بولی ارے اب مین انکو مہلت ایک گھڑی بھر کی نہین دینے کی اور کل ان سبکو مارونگی اور قتل کرونگی اور راخرس بھی بولا اور قرقشہ ملعونہ نے بھی کہا کہ ہم دیکھ آئے ہین کہ ایک آدمی وہان بلا کا ہی کہ اُس نے لاکھون جادوگرون کو مار ڈالا ہی نہین صاحب آپ انکو ایک گھڑی بھر کی مہلت دینا نہین اچھا اخرس نے کہا مین اُنکے لشکر مین اُس آدمی کو دیکھ آیا ہون اور نام اُسکا عمرو عیار ہی وہ بڑا ہی مکار ہی یہ سنکر منظلم نے کہا ہمشیرہ تمنے دیکھا وہ جو مجھے لکھا ہی کہ ہم ملکہ رضیہ اور طلسم کشا کو سمجھا کر راضی کرینگے پس یہ سنتے ہی تیرہ بخت کے منھ مین پانی بھر آیا اور راخرس سے کہنے لگی جمشید و سامری کے سوا جتنے حرامزادے ہین وہ سب آج میرا سامنا کرلین اور جمشید و سامری بھی میرا سامنا کرین تو میرا اور انکا سحر برابر ہوگا اور کسی کا تو کیا مقدور ہی جو میرا مقابلہ کرے اور میرے سامنے آئے اور جادو کہدو کہ ہمنے سلطان سرخپوش کو سات روز کی مہلت دی پیک ناظر و پیک منظور نے آکر سلطان سرخپوش سے کہا کہ تیرہ بخت اور منظلم نے تمکو مہلت دی یہ سنکر سلطان سرخپوش نہایت خوش ہوئے اور اسنے عمرو سے کہا کہ آپ کے فرمانے سے مین نے آدمی بھیجے تھے سو مہلت سات دن کی دلی ہی یہ سنکر عمرو نے کہا انشاءاللہ تعالے دیکھو تو مین کیا کرتا ہون اے سلطان تین باتون سے مجھے ڈر لگتا ہی ایک تو مین کشتی پر دریا مین سوار نہین ہوتا ہون ذراسی بات مین کشتی غرپ شرپ ہوکر ڈوب جاتی ہی پھر وہان رستمی پیش نہین آتی ہی اور نہ کچھ عیاری کام آتی ہی اور نہ کچھ مکاری چلتی ہی اور ایک مین ساحرون کے لشکر مین نہین جاتا ہون کسواسطے کہ ایک دو دانے پڑھکر مارے تو آدمی اینٹھ کے رہ گیا اور ایک نقابدار کے لشکر مین نہین جاتا ہون جہان اُسنے برقع بیحیائی کا ڈال لیا اور لگا تلوارین مارنے اور جو جی مین اُسکے آیا کہنے لگا پس جن چیزون سے مین ڈرتا ہون وہی بات میرے سامنے آئی لیکن کیا کرون اس لیے ارادہ کرتا ہون کہ میرا سرتاج اور افسر اس طرح سے قید ہی اور مین یون چین سے بیٹھا ہون اور وہ میرا آقا ہی مین اُسکا غلام ہون اگر اسوقت مین اسکی خدمت بجا نہ لایا تو تمام خلق عالم مجھے کیا کہیگی یہ کہکے کہا ای عمرو اب تو اُسکے فکر مین چل اور رہائی کی تدبیر کر یہ کہکر سلطان سرخپوش سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور عمرو نے اپنی صورت ایک سنڈ اسی کے بنائی ایک لنگ ریشمی کا تہبند باندھے مندرے کانون مین ڈالے پس ویسے ہی کان پھٹے پھٹے اور منھ پر بھبھوت ملے ہوئے کھونٹر ماتھے پر لگایا ایک ٹیکا سیندور کا دیا ہوا اور ہاتھ مین اپنے ایک بیراگا لیکے طرف لشکر ساحران کے روانہ ہوئے اور جاکر داخل لشکر ہوئے اور لشکر کی سیر کرنے لگے اور تمام لشکر کو دیکھتے پھرتے ہین اور ساٹھ لاکھ جادوگرون کا لشکر ہی بڑی دھوم دھام اور ٹھماٹھمی ہو رہی ہی پس اب پھرتے پھرتے آئے آکر اُس بارگاہ کے سامنے پہونچے جہان منظلم اور تیرہ بخت نے جشن نوروزی کیا تھا اور تیاری کی تھی دیکھا کہ

دروازے پر بڑے بڑے ساحر غدار بیٹھے ہین اور بڑے تکلف کے لباس پہنے ہوے ہین اور اُسی شیشہ کے مکان کے اندر اس محفل کو آراستہ کیا ہی تمام فرش کیا ہوا ہی اور سائبان زربفتی کھینچے ہوے ہین اور اُس مین تخت مظلم اور تیرہ بخت کا بچھا ہوا ہی مظلم کا تخت ایک ڈال الماس کا ہی اور تیرہ بخت کا تخت زمرد کا ہی اور جوڑا تیرہ بخت کے گلے مین نافرمانی ہی اور پھول اُسپر دادی کے بنے ہوے ہین اور بڑے تکلف کا جوڑا مظلم کے گلے مین ہی اور تاج انکے سرون پر رکھے ہوے ہین اور یہ دونون تخت پر بیٹھے ہوے ہین اور تمام ساحر گرد اطراف انکے کرسیان بچھاے ہوے بیٹھے ہین اور بال اُنکے سر کے بندھے ہوے ہین اور دھوتیان بندھی ہوئی ہین اور جھولیان انکے آگے آرزبنولے اور رائی سرسون کی رکھی ہوئی ہین ناچ ہو رہا ہی اور دور شراب کا چل رہا ہی اور عجب طرحکی محفل ہی ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی صدا بلند ہی اور خواجہ صاحب نے دیکھا کہ سب دروازون پر بڑا ہی ترقا ہی اور کہیا دخل کہ کوئی جانے پائے کہ ایکبار شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نابدار بہ تماشا دیکھ کے دریاے فکر مین غوطہ زن ہوے بہتیرا ڈھونڈھا کہین گوہر مقصود انکے ہاتھ نہ آیا ناچار ہوکے زانوے فکر سے سر اُٹھایا بعد ایک گھڑی کے پھر دریاے تشویش مین شناوری کرنے لگے اور بحر خیال مین ڈوبنے لگے بہت پیرے لیکن کنار مطلب کو نہ پہونچے اور کچھ تدبیر انکی نہ چلی آخر کو سوچتے سوچتے جو خیال کیا بس ساتھ ہی خیال کے انکو اسوقت مکاری اور فیلسوفی سوجھی کہ ایکبار اپنی صورت تبدیل کی اور آپ نے ایک بڑا قد اپنا بنایا اور منھ پر ایک بڑا ڈاڑھا مقیش کا لگایا اور سارے ریشمی بال اپنے سر پر جماے اور ایک تاج سر پر رکھا کہ گرد اُسکے جھالر مقیش کی لگی ہوئی بڑی بڑی جھلجھلیان لٹکتی ہوئی ہین اور آویزے موتیون کے دیے ہین اور دیوجامہ اپنے گلے مین پہنے ہوے یہ دیوجامہ حضرت آدم صفی اللہ کا ہی لحمہ یہ دیوجامہ معجزے سے بولتا ہی اور دیوجامہ پر بھی بہت سا جواہر ٹنکا ہوا ہی اور ایک کمنی اور پنجہ اُس مین لگا ہوا ہی بس جسوقت اپنی یہ صورت بنا چکے تو گلیم عیاری اوڑھ کے اندر بارگاہ کے چلے گئے اور کسی نے انکو نہ دیکھا کسواسطے کہ گلیم کا یہ خواص ہی جو کوئی اُسے اوڑھتا ہی اسکو کوئی نہین دیکھتا اور اوڑھنے والا سبکو دیکھتا ہی لیکن امیر سے آپ نے یہ قسم کھائی ہی کہ حمزہ مین اسکو اوڑھکر جہان میرا جی چاہیگا جاؤنگا مگر اسے اوڑھکر کسی کو مارنے کا نہین اور نہ کسی کو ایذا دینے کا عمرو اور امیر سے تو یہ قول واقرار ہوگیا ہی بس آپ اندر گئے اور سبکے بیچ مین جاکر کھڑے ہوے ان دونون کے تخت کے سامنے امیر کا پنجرا رکھا ہی اور ان مقدسون کے بھی سب پنجرے اُن دونون نے اُتروا کر اپنے سامنے رکھے ہین اسواسطے کہ امیر بھی دیکھین اور عبرت کرین اور اپنا وقت یاد کرین ایکبار آپ پکارے کہ اے بندگان من مین تمسے بہت خوش ہوا اور راضی ہوا مجکو تمنے بہت راضی کیا اور ابلیس اور راس الشیاطین کو راضی کیا کہ تمنے دین قدیم کو جاری کیا اور اسکو رواج دیا اور اب میرا جی یہ چاہتا ہی کہ تمام عالم مین ایک دین جاری کرون بس جسوقت انکی آواز سنی تو تیرہ بخت اور مظلم اور جو گرد و پیش انکے بیٹھے تھے سب اُٹھ کھڑے ہوے اور جھک جھک کے سلامین کرنے لگے اور سجدے کرنے لگے امیر نے بھی یہ آواز سنی اور ان ساحرون کو امیر نے سجدہ سلام کرتے دیکھا دریافت کیا امیر نے کہ آپ تشریف لائے اور امیر نے ظفران زاہد سے کہا کہ دیکھو وہ آپ تشریف فرما ہوے جنکا ذکر مین نے تمسے کیا تھا یہ سنکر ظفران زاہد نے کہا ہمین تو کچھ نہین معلوم ہوتا ہی امیر نے کہا کہ آپ دیکھیے تو آپ کو بھی معلوم ہوتا ہی اور سب ساحران غدار کفار نابکار پکارے یا عزازیل یا شیطان جب یہ پکار چکے تو چپ ہوے پھر آواز آئی کہ ہمکو تمنے بہت راضی کیا ہی اور ہمارا جی چاہتا ہی اس تمہاری صحبت مین ہم آئین اور تمہاری اس صحبت کو ہم دیکھین کہ ہم کبھی کہین کسی کے گھر نہین آتے اے تیرہ بخت اور اے مظلم یہ نصیب تمھارے

جو ہم تمہارے یہان آئے ہین پس یہ آواز سب نے سُنی ایکبار پھر سب سجدے مین گئے اور عرض کرنے لگے آپ تشریف لایے زہے نصیب ہمارے پس یہ سنکر آپ گلیم اوڑھے ہوے ایک ساٹھ ستر گز اُٹھ گئے اور جب اوپر سے اترنے لگے اسنے مین گلیم اپنے سر پر سے اُتاری کہ ایکبار سب نے دیکھا انکو کہ آسمان سے اُترے اور آکر کھڑے ہوے سب نے عرض کیا کہ آپ آئین اور اپنے قدم مبارک سے اس کلبہ احزان کو منور اور روشن فرمائین پس پھر یہ ایک ساٹھ ستر گز اُٹھ گئے اور پھر اُترے اور گلیم عیاری کو بالکل سمیٹ کے زنبیل مین آپنے رکھ لیا اور پھر سب نے انکو آسمان پر سے آتے دیکھا تیرہ بخت اور منظلم تخت پر سے اُٹھے اور تخت اُنھون نے چھوڑ دیا اور سب نے جھک جھک کے سلام کیا اور سجدہ کیا اور اُن دونون نے آپ کو تخت بٹھلایا دونون مورچھل ہماکے ہاتھون مین اپنے لیکر دونون طرف سے مگس رانی کرنے لگے اور آپنے سب کی طرف بنگاہ غور دیکھا اور کہا ای تیرہ بخت اور ای منظلم خدای نادیدہ نے جن چیزون کو منع کیا ہی انکو ہمنے جاری کیا ہی کہ شراب پیو اور جو جی چاہے وہ فعل کرو اور اپنی خوشی کے کام کیا کرو ہان میری خوشی اسوقت یہ ہی کہ ای تیرہ بخت جس سے تیرا جی چاہے فعل بد مین مشغول ہو مین بہت خوش ہونگا یہ سنکے تیرہ بخت فعل بد مین مشغول ہوئی بعد اُسکے منظلم سے کہا کہ ای منظلم جس طرح سے تیرہ بخت نے مجھے خوش کیا تو بھی مجھے خوش کردے کہ اخرس سے تو بھی فعل بد کر پس منظلم نے اخرس سے فعل بد کیا غرض مردنے مرد سے اور عورت نے عورت سے آپ بہت خوش ہوے اور آپ نے فرمایا ہم تمسے بہت راضی ہوے پھر تیرہ بخت سے فرمایا کہ تم ایک کام کرو کہ جتنا جواہر تمسے ہو سکے سب منگواؤ اور منظلم سے کہا تو بھی منگوا جتنا تیرے گھر مین ہی پس ان دونون نے تمام پونجی اپنے گھر کی منگوائی اور سب آپکے سامنے رکھ دی پھر آپ نے سب سے کہا کہ ہم تم سبکو ایک علم بتائینگے کہ وہ تمہارے بڑے کام آئیگا بعد اُسکے منظلم سے کہا کہ تو میرے آگے آ بیٹھ وہ حرامزادہ آگے آیا کہ ایکبار اپنی ایک ٹانگ اُٹھنے اُٹھاکر منظلم کے پیٹ پر ماری اور کہا جا تیری ہزار برس کی عمر زیادہ کی یہ سنکر منظلم بہت خوش ہوا اور کہا اُسنے کہ ایک اور ماریے آپ نے فرمایا بس اب نہین پھر آپنے تیرہ بخت کو بلایا اور اُسپر بھی ایک گھونسا مارا کہ وہ ہاے ہاے کرکے گر پڑی آپ نے فرمایا کہ چپ اری چپ تیری عمر دوسو برس کی تھی اب نوسو برس کی کردی یہ سنکر تیرہ بخت نے کہا کہ ای خداوند ایک اور گھونسا ماریے آپ نے کہا بس اب نہین پھر تو کہین اخرس اور کہین قشقہ اور کہین ہمارے جادو کے لائین اور گھونسے مارنا شروع کیے غرض یہ کہ قرار واقعی خوب آپ نے سبکو مارا اور پیٹ کر آپ بیٹھے اور تماشا دیکھ رہے ہین اور ناچ ہو رہا ہی کہ ایکبار آپنے تیرہ بخت سے کہا کہ ای تیرہ بخت ایک جام شراب لاؤ وہ جام شراب لائی اور آپ نے کہا مین تجھے ایسی چیز دیتا ہون کہ جس سے تیری دس ہزار برس کی عمر اور زیادہ ہو جاے پس یہ کہکر ایک چٹکی بھر کے بیہوشی اُس مین ڈال دی اور کہا لے پی لے انکو پس اسی طرح سے منظلم کو بھی دی اور کہا تیری بھی دس ہزار برس کی عمر زیادہ کی پس منظلم نے بھی اُسے پی لیا اسی طرح سے جتنے لوگ قریب کے تھے جب وہ سب پی چکے اُسوقت آپ نے کہا کہ مٹکے اور قرابے اُٹھا لاؤ پس لوگ جا کر مٹکے اور قرابے اُٹھا لائے پس آپنے مٹھیان بھر بھر کے بیہوشی سب مین ڈالدی اور آپ نے کہا ان سبکو پلاؤ پس سبکو پلایا اور کہا تم سب پیو پس سب نے شراب کو بخوبی پیا جب آپ اسکام سے فراغت پا چکے اسوقت تیرہ بخت سے کہا کہ یہ لوح اور ہیکل تم اچھی طرح سے رکھنا تیرہ بخت اور منظلم نے کہا انکو آپ ہی اپنے پاس رکھیے آپ نے کہا ہم کیا کرینگے تمھین رکھو مگر اس طرح سے رکھنا کہ یہ مسلمان نہ پائین لیکن اتنے مین ان سب پر بیہوشی نے غلبہ کیا اور سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوے اور ناچنے لگے پاؤن تو ٹکتے مین نہ تھے ایکبار سر نیچے اور ٹانگے اوپر جسوقت

مظلم اور تیرہ بخت دونون بیہوش ہو کر زمین پر گرے اور ساحر دیکھکر دوڑے جو اُنکے اُٹھانے کو دوڑا وہ بیہوش ہو کر گرا الغرض ایکدم نہ گذرنے پایا کہ سبکے سب بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے جب دیکھا عمرو نے کہ سب بیہوش ہو چکے اُسوقت عمرو نے تیرہ بخت کے گلے سے وہ لوح نکال لی اور مظلم کے گلے سے ہیکل اُتار لی اور وہ لوح عمرو نے امیر کے گلے مین ڈالدی پس ساتھ ہی اُنکے گلے مین ڈالنے کے جتنا سحر تھا سب برطرف ہوا اور امیر نے وہ ہیکل ملکہ رضیہ سلطان کے گلے مین ڈالدی پس ملکہ رضیہ کا سحر بھی ساتھ ہیکل ڈالنے کے دور ہو گیا اسوقت عمرو نے کہا اے حمزہ تم سبکو یہ لوح اور ہیکل دھو کر پلاؤ جبتک مین دو چار کوڑی کا روزگار کرلون اور عمرو امیر کے پاس سے اُن ساحرون کے پاس آئے اور آکر سبکے کپڑے اُتار کر سب کو ننگ دھڑنگ کر دیا اور تمام فرش فروش اور وہ دونون تخت مع شمعدانون اور فانوسون اور جام اور گلابیون کے اُٹھا کر زنبیل کرلیا اور تیرہ بخت کا سر مونڈھ کے مرد کی صورت بنائی اور مظلم کو عورت کی صورت بنایا اور ان دونون کو یکجا لٹایا اور پھر تو کسی مرد کا مرد سے جوڑا لگایا اور عورت کا عورت سے جوڑا لگایا اور سبکے منھ کالے کیے سب کے ہاتھون مین جوتیان پہنا دین غرض جب آپ مجلس کو اس طرح سے سنوار چکے پھر آپ امیر کے پاس آئے اور کہا اے حمزہ کہو تو سبکو مار ڈالون یہ سنکر امیر نے کہا واللہ مین خفا ہونگا جو ایک کو بھی ضرر پہونچا یہ سنکر عمرو نے حمزہ سے کہا کہ یہی وقت ہی امیر نے کہا ہرگز نہین ہمارا یہ دستور نہین ہی کسی کو سوتے مین مار ڈالنا نہ چاہیے اے خواجہ انکو یونہین چھوڑ دو جسکا جو جی چاہے سو کرے پس عمرو نے کہا حمزہ اب یہان سے چلو کیونکہ گرد تمام ساحرون کا لشکر پڑا ہوا ہی پس ظفران زاہد نے کہا مین تمکو پہنچا دونگا اور انھون نے ایک تعویذ لکھکے اُڑا دیا کہ ایکبار طبقہ زمین کا اُکھڑا اور اُڑا پس وہان سے امیر اور بیٹے امیر کے اور رفیق و خواجہ سلامت اور باقی سب مقدس اُسپر بیٹھ کے چلے سلطان سرخپوش اپنے لشکر مین آئے

اب دو کلمے داستان اخرس اور تیرہ بخت کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت یہان صبح ہوئی اور تیرہ بخت کی آنکھ کھلی اور اُسنے دیکھا کہ ایک عورت لیٹی ہی اور ہاتھ اُسکا مقام نامناسب پر ہی یہ دیکھکر ایک سکتے کی حالت مین حیران ہوئی پس اُسنے ہاتھ اپنا اُس مقام سے نکالا اور سر اُٹھا کر دیکھا کہ جتنے آدمی ہین سب برہنہ ہین پس اُسکے ذہن مین گذرا کہ خوشی عزازیل کی یونہین ہوگی کہ سب ننگے بیٹھین پس عزازیل نے کیا اچھی بات کی کہ ننگے رہنا ہمارا عار و ننگ نہین ہی اور دوسرے خرچ بھی ہمارا کم ہوگیا کپڑے مین خرچ زیادہ ہوتا ہی یہ یہان یہ تماشا دیکھتی تھی لیکن یہ تو مرد بنی ہوئی تھی اور قضاے کار مظلم کی آنکھ کھلی اور یہ عورت بنا ہوا ایک مرد کے پاس لیٹا ہی اور اُسکے ہاتھ مین عمرو نے کاغذ دیا ہی وہ مرد بلاتے تھا اُسنے دیکھا کہ تیرے ہاتھ مین کسی نے کیا دیا ہی اُسنے جو نگاہ کرکے دیکھا اور پہچانا ایک طمانچہ اُس مرد کے مارا کہ اُس مرد کی آنکھ کھل گئی اُسنے دیکھا کہ ایک عورت میرے برابر لیٹی ہوئی ہی اُسنے مجھے طمانچہ مارا یہ اپنے دل مین سمجھا کہ اس عورت نے مجھے نامرد سمجھکر طمانچہ مارا ہی پس جسوقت یہ خیال ایا ایکبار دوڑ کر لپٹ گیا اور بوس و کنار کرنے لگا مظلم اس سے کہتا ہی او حرامزادے یہ تو کیا کرتا ہی اور یہ کہکے اُٹھ کے بھاگا وہ کہتا ہی جان جان بھاگتی کیون ہو اور ادھر تیرہ بخت نے بھی ایک طمانچہ اُس عورت کو مارا اُسکی جو آنکھ کھلی دیکھا اُس عورت نے اور کہا او حرامزادے تو نے مجھے کیون مارا مین نے تیرا کیا قصور کیا تھا جو تو نے مجھکو مارا یہ سنکر تیرہ بخت حیران تھی کہ یہ عورت مجھے کیا کہتی ہی کیا تو مرد ہی اور ساحرون نے ناکون پر چراغ بتیان عمرو چڑھا گیا تھا وہ کہین جلتے جلتے کسی کی ناک تک جا پہونچی اور کہین اُسکے جو ہاتھ کھلے اُسنے خیال کیا ناک پر گیا ہی پس اُسنے جو ہاتھ سے دیکھا

وہ جوتی جو عمرو اُسکے ہاتھ مین پہنا گئے تھے وہ اُسکے سر پر لگی اُسنے یہ جانا کہ یہ جو مرد تیرے پاس بیٹھا ہی یہ جوتی مار کے لیٹ گیا ہی یہ سمجھکر ایک جوتی اُسنے اُسکو ماری اُسنے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو اُس کل مونہے نے تیرے جوتی ماری اُسنے اُس سے کہا او حرامزادے کل موہے تو نے مجھے کیون مارا غرض جو اُٹھتا ہی وہ لڑتا ہوا اُٹھتا ہی اور قضائے کار اخرس کی کہین آنکھ جو کھلی اور قرقشہ ملعونہ اور ہمارے جادو نے بھی آنکھ کھولی دیکھتے کیا ہین کہ تمام مجلس کا عجب رنگ ہی اور چہار طرف ایک ہنگامہ ہو رہا ہی اور تیرہ بخت اور منظلم کو دیکھا کہ یہ لڑ رہے ہین اپنے دل مین کہا کہ یہ کیا ماجرا ہی یہ حالت کسنے کی ہی اور کون کر گیا ہی غرض یہ کہہ رہا تھا کہ جو دھیان اسکا منظلم کے گلے پر پڑا تو لوح اور ہیکل نہ پائی جسوقت اخرس نے دیکھا بدحواس ہوکر منظلم اور تیرہ بخت کے پاس آیا تیرہ بخت نے کہا ای منظلم وہ لوح اور ہیکل تو نے کیا کی اسنے کہا رکھی ہوگی جسوقت تیرہ بخت اور منظلم نے دیکھا کہ لوح اور ہیکل نہین ہی بس یہ دیکھنے کے ساتھ ہی دونون اپنا سر پیٹنے لگے اور کہین اُس رونے اور پیٹنے مین وہ گھنگھرو اور ایک رقعہ جو آپ منظلم کی مونچھ مین باندھ گئے تھے جب وہ بجا تو منظلم نے اُسے پکڑ کر گھسیٹ لیا اور دیکھا اُسنے کہ کچھ گول گول اُس مین بندھا ہوا معلوم ہوتا ہی غرض جانا اُسنے کہ دو دو بال رہگئے ہین اُنھین حیران ہو کے دیکھنے لگا اس مین قرقشہ ملعونہ نے منظلم سے کہا ارے اس مین تو نوشتہ ہی اسکو تیرہ بخت تو دیکھے کہ اس مین کیا لکھا ہی اور اس حرامزادی نے اُس رقعہ کو پڑھا اُس مین لکھا تھا انیکار کسے نکردہ است این کار عمرو بن امیہ ضمری است اور ای حرامزادو دن تم دو میرے آقا کو کہ اُسنے میرے ہاتھ سے تم سب کو بچا لیا نہین تو مین تم سبکو جانسے مار ڈالتا اور دیکھا وہ پنجرے تو ہین مگر قیدی نہین ہین بس دیکھتی ہی خاک اڑانے اور سر پیٹنے لگی اور کہا کہ یہ سوائے عمرو کے کسی دوسرے کا کام نہین ہی اخرس نے کہا ای منظلم اور تیرہ بخت رونے پیٹنے سے کچھ نہوگا اب کچھ انکی تدبیر کرو اور پہلے عمرو کو پکڑو پھر ان سبکی تدبیر کرو غرض یہ سب ساحر تدبیر مین عمرو کی لگے کوئی مکھی بنکے اُڑ گیا اور کوئی چڑیا بنکے اُڑ گیا اور کوئی چیل بنکے اُڑ گیا پس اسطرح سے سب تجسس مین گئے

اب دو کلمے داستان حال ظفران زاہد و خواجہ عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت سے عمرو واسطے تلاش امیر حمزہ صاحبقران کے نکلا ہی پس اُسی وقت سے سلطان سرخپوش نے مرنے کی تیاری کی نہایت پاک و پاکیزہ کفن اپنے واسطے منگوایا اور اُسکو سر پر باندھ کے مرنے پر مستعد ہوا اس صورت سے یہ تخت پر بیٹھا ہی سوا مرنے کے اُسکو کچھ نہین سوجھتا اور یہ جانتا ہی کہ سات روز کا وعدہ کیا ہی لیکن اُسکو یہ دغدغہ ہی کہ کہین یہ سب بدعہدی کر کے نہ چڑھ آئین اور اُس تخت کو بجائے تختۂ تابوت سمجھے ہوئے ہی کہ اتنے مین دو طبقے کا طبقہ زمین کا مع اُس تختے کے جس پر امیر حمزہ اور یہ سب مقدس بیٹھے تھے آسمان سے سلطان سرخپوش کے خیمہ کی طرف اُترا رضیہ الگ ایک طرف کو ہی اور امیر و عمرو اور یہ مقدس سب ایک طرف کو بیٹھے ہین سلطان سرخپوش نے دیکھا کہ امیر بہت خوش ہین غرض امیر باتوقیر تخت سے اُتر کے سلطان سرخپوش کے پاس آئے اور ملاقات کی امیر نے دیکھا سلطان سرخپوش مرنے پر تیار بیٹھا ہی اُسنے امیر سے پوچھا ای شہریار کسکے سبب سے تمنا میری پوری ہوئی امیر نے کہا وہ جو میرا یار وفادار مونس و غمگسار عمرو بن امیہ ضمری تھا وہ مجھے مدد پروردگار سے لایا ہی اور رضیہ سلطان تو اپنے باپ کے خیمہ مین گئی اور امیر سب زاہد جتنے تھے یہ سب سلطان سرخپوش کے خیمہ مین بیٹھے ہین اپنا سب حال امیر بیان کر رہے ہین اور عمرو کی عیاری بیان کر رہے ہین کہ اتنے مین ایک ابر سیرہ آسمان پر نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک شخص ملک سیرت تخت پر بیٹھا ہی اور ساتھی اُسکے اجنہ ہین اور کوکبۂ روشن تن اپنے خیمے مین ہی اور اس شخص نے آکر امیر سے کہا سلام علیک یا طلسم کشا امیر

کہا علیکم السلام پھر مرجان جنی اور ظفران جنی سلام کرکے امیر کو کھڑے ہوے اور جمہور جہانسوز شہنشاہ تبرزن بہادر
دوڑ کر امیر کے پانون پر گر پڑا امیر نے گلے لگایا اور آبدیدہ ہوے جمہور پکارا ایہا الناس سب غور کرین کہ مجھ ایک ادنا
غلام کے واسطے حضور صاحبقران خود تشریف فرما ہوے ۔ مالک ہین میرے اور مین غلام ہون انکا امیر نے فرمایا ای
جمہور تمنے میرے ساتھ سیکڑون بار سر فروشی مین قصور نہین کیا اگر ایکبار تمھارے واسطے مین بھی آیا تو کیا ہوا اب
یہ کہو کہ تمھاری بسر اوقات کس طرح سے ہوتی ہی جمہور نے تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ اندنون یہ شغل
تھا کہ مین تو حضور کے واسطے یہان آیا تھا اور کوکبیہ ملکہ رضیہ کے واسطے جوڑا تیار کرتی ہین یہ سب تیاری حضور کے
واسطے ہورہی ہی اور ای شہریار اسی طرح سے قریب چار سو آدمیون کے جو کہ اوردہ ہم ہین وہ سب اسی تیاری مین
مصروف ہین اور بہت لوگ اور جگہہ بھی ہونگے اور بعضی جگہہ آرائش کی تیاری ہورہی ہی حضور کی شادی کے واسطے
بائیس برس سے یہ سرانجام ہورہا ہی یہ سنکر سلطان سرخپوش جنی بہت خوش ہوا اور کہا اسے کہ یہ اسباب مین کہان
سے پیدا کرتا جو مین شادی ملکہ رضیہ کی کرتا جمہور نے امیر سے کہا کہ ای شہریار ہمکو ایک مکان ملا تھا کہ وہ قابل
حضور کے رہنے کے تھا اور ایک باغ دلکشا تھا اس مین ایک بہت بڑا تالاب تھا اور اسکے پار کے مکان مین تو
ملکہ کوکبیہ رہتی تھی مین اس کنارے کے مکان مین رہتا تھا اور ملاقات میرے اور کوکبیہ کے دور سے ہوتی
تھی پھر بعد چند روز کے ہم اور کوکبیہ ایکجا رہنے لگے اور ای شہریار سات روز تک تو ہم اس مکان مین رہتے تھے ایک
ایک روز تمام شہر کی سیر کرتے تھے بعد چند روز کے ایسا ہوا کہ یہ پابندی کچھ بھی نہ رہی بس ہم شب و روز باہر آتے
جاتے تھے کچھ قید نہ تھی لیکن ای شہریار اس طوفان جنی کے سبب لوگون کو آرام اور چین تھا بس جسوقت جمہور
امیر سے یہ سب احوال کہہ چکا اسوقت طوفان جنی نے امیر سے کہا کہ ای شہریار آپ کی امانت ہمارے پاس تھی سو ہم
لیکر آئے ہین امیر نے کہا وہ امانت کہان ہی طوفان جنی نے دیوون سے کہا آگے آؤ اور وہ حضور کے سامنے لاؤ
کہ ایکبار یہ سب دیو بارگاہ طلسمی جواہر کے سامنے لائے اور امیر نے اس بارگاہ کو دیکھا اور طوفان جنی نے
احوال اس بارگاہ کا بیان کیا کہ ای شہریار یہ بارگاہ چار کوس کے گرد مین کھڑی ہوتی ہی اور چار سو بنگلے اسکے
اندر ہین ہر بنگلے مین جواہر لگے ہین اور چار دروازے اسکے ہین اور ہر ایک دروازے پر دو پہرے دو پہرے
درجہ بنے ہوے ہین اور ہمراہ اس بارگاہ کے ایک خیمہ ہی کہ بارہ کوس کے گرد مین کھڑا ہوتا ہی نعمت خانہ آبدار خانہ
جامہ خانہ فراش خانہ باورچی خانہ بھنڈاری خانہ پائخانہ طہارت خانہ اور اصطبل وغیرہ جتنے مکان ضرورت
کے ہین سب اس مین موجود ہین اور ماسوا اسکے اور مکان بھی بہت ہین یہ سب اس بارگاہ کے متعلق ہین مگر
سب الگ الگ ہین اور تین خزانے مین حضور کو دینے آیا ہون یہ سنکر امیر نہایت خوش ہوے اور امیر نے وہ
سب خزانے لیے اور بارگاہ اور اسباب سب رکھوالیا پھر ظفران جنی نے امیر سے کہا ای شہریار باقی امانت آپ کی
باطن طلسم والون کے پاس ہی انشاء اللہ تعالی جسروز آپ طلسم کشائی کر چکینگے اس روز وہ سب مال و اسباب
خود بخود آپ کے پاس جا آئیگا امیر سے اور طوفان جنی سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین ظفران زاہد
نے امیر سے کہا کہ ای شہریار وہ مقدس کون سے ہین جنہون نے یہ کام کیا ہی کہ آپ کو اس بلا سے رہائی دی
اور آپ کو چھڑایا ہی یہ سنکر امیر نے کہا وہ یہین ہونگے مقدس نے امیر سے کہا کہ انکو بلا لیے امیر نے کہا ای
خواجہ سلامت ظفران زاہد تمھارے دیکھنے کا اشتیاق رکھتے ہین اور عمرو کلیم عیاری اور سے کھڑے ہوے
ہین عمرو نے سنا کہ امیر کہتے ہین کہ ظفران زاہد تمھاری ملاقات کا ارادہ رکھتے ہین کہ ایکبار ایک طرف سے

آواز آئی کہ ای ظفران زاہد مین بیچارہ ایک سو ضعیف کمترین بندگان خدا سے ہون مجھے تم کیا دیکھو گے پس ظفران زاہد نے سُنا اور دیکھا کہ یہ تو کہین پاس سے آواز آتی ہے ظفران زاہد نے امیر سے کہا کہ آپ بلا لیجے امیر نے کہا ای خواجہ ایک دم کے واسطے اپنے تئین دکھلا کے چلے جاؤ عمرو نے کہا ای حمزہ وہ سب میری تدبیرین بھرتے ہین اور ابھی اگر وہ دیکھین تو مجھے زندہ نہ چھوڑین ہر چند امیر نے کہا عمرو نے نہ مانا آخر کو امیر نے ایک پانچ ہزار توڑے زر سرخ کے منگوائے اور منہ ان توڑون کے دستے کھول دیے اور کہا یہ دیتا ہون جو تم اپنی صورت دکھاؤ عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا بقول شیخ سعدی شعر دو وزن و طمع دیدۂ ہوشمند * در آرد طمع مرغ و ماہی بچنگ * اور کہا حمزہ ہمنے تیرے صدقے مین بہت کچھ کھایا یہ کمایا وہ مر گیا تو ہمکو نہ دینا ہم اپنی صورت نہ دکھاتے اور ہاتھ بڑھا کے پانچون تھیلیان اُٹھا لین بعد اسکے جست کر کے گلیم عیاری اُتار کے نمودار ہوئے اور پکارے سلام علیکم ای سلطان سرخپوش و ظفران زاہد جسوقت عمرو کو ظفران نے نیچے اُترتے دیکھا تعظیم کر کے جواب سلام کا دیا بلکہ اور انکی عجیب الخلقت صورت دیکھ کے متحیر ہو کر رہگیا اور کہا ای این خانہ خانہ تماشا است عمرو اپنے مقام پر بیٹھے اور باتین کرنے لگے اور کہین قضائے کار اخرس خرس پیشانی مکھی بنا ہوا بارگاہ کے استادے پر بیٹھا تھا جسوقت اُسنے عمرو کو دیکھا ایکبار وہان سے اُڑ کر عمرو کی گردن پر آبیٹھا اور پھر عقاب کی صورت بنگیا عمرو ہاتھ سے اُسنے دیکھنے لگا کہ لوگ پکارے ارے یہ عقاب کیسا ہے جو عمرو کی گردن پر بیٹھا ہے اور کہا کہ یہ عقاب جانے نہ پاوے اور وہ عقاب ایکبار عمرو کے دونون شانون پر اپنے پنجے گاڑ کے دفعتہ عمرو کو لے اُڑا اور بارگاہ مین غل ہوا کہ عقاب عمرو کو اُٹھائے لیے جاتا ہے امیر یہ سنکر سپر اور تلوار پکڑ کے دوڑے اور امیر پکارتے جاتے تھے کہ لینا اسے جانے نہ پاوے امیر تو یہ کہتے رہے اور وہ آسمان پر عمرو کو لیے جاتا تھا اور امیر نیچے چلے جاتے تھے جب یہ نگاہ سے امیر کی پوشیدہ ہو گیا اُسوقت امیر ایک آہ کا نعرہ کر کے گر پڑے اور بیہوش ہو گئے اور دانت امیر کے بیٹھ گئے اور اوپر عمرو پکار پکار کے کہتا جاتا تھا کہ ای حمزہ یہ غلام تیرا تجھسے جدا ہوا اور اب ملاقات ہماری تمھاری قیامت پر رہی اور ای حمزہ اس غلام کی یہ آرزو ہے کہ فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا پس یہ کہتا ہوا عمرو تو اُدھر چلا گیا اور ادھر لوگ جو پیچھے امیر کے آئے اُنھون نے جو امیر کو بیہوش پڑے ہوئے دیکھا پس وہ سب لوگ امیر کو اُٹھا کر خیمہ مین لائے اور امیر جسوقت ہوش مین آئے اُسوقت یہ بیان کر کے روتے تھے اور عمرو کو پکارتے تھے کہ خواجہ تم نہ آتے تھے مین نے تمھین زبردستی بلایا اور مین نے اپنے ہاتھ سے دیدہ و دانستہ تمکو کھویا اور جو مین جانتا کہ کوئی حریف تمھارا یہان پیدا ہوا ہے تو مین کاہیکو تمکو ظاہر کرتا پس یہ امیر یہ کہتے جاتے ہین اور پچھاڑین کھاتے ہین اور لوگ سمجھاتے ہین کہ امیر خدا سے سب نزدیک ہے چاہے تو ابھی ملوا دے اور ملاقات کروا دے آپکو اتنی بیقراری لازم نہین ہے

اب دو کلمے داستان عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہان اپنے خیمہ مین تیرہ بخت اور رعنظلم دونون ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہین اور آپس مین ذکرات کا کر رہے ہین کہ مردہ مونڈی کاٹا صورت بنا کے آیا تھا اگر مین جانتی کہ عمرو وہی ہے تو ٹکڑے ٹکڑے کرتی یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین اخرس حرامزادہ صورت عقاب کی بنا ہوا عمرو کو پانون مین دبائے ہوئے سامنے سے نمایان ہوا اور آکر بارگاہ مین تیرہ بخت اور رعنظلم کی اُترا اور تیرہ بخت اور رعنظلم نے دیکھا کہ اخرس عمرو کو پکڑے لیے آتا ہے پس دونون دیکھتے ہی عمرو کے ناچنے لگے تیرہ بخت نے عمرو سے کہا کیون ای بد ذات بے حیا کہ تیرا کیا حال کرون یہ سنکر عمرو نے کہا واقعی مین تقصیر وار ہون تمھارا جو جی چاہے میرے حق مین سو کرو

لیکن اب مین نے جانا کہ دین لات اور منات کا برحق ہی اور سب دین جھوٹے ہین اور حضرت عزازیل شیطان برحق ہین
اور آج مین نے بھی دین لات و منات کا قبول کیا پس جسوقت تیرہ بخت نے عمرو سے یہ کلام سنا کہا ارے جعلساز
تو اب مجھے پھر فریب دیتا ہی ارے موے مین تجھے مار ڈالونگی اور لوگون سے کہا ابھی اس نگوڑے کو مار ڈالو یہ موا بڑا
مکار ہی اور بڑا فیلسوف ہی اور ہرگز اسکے باتون پہ نہ آجانا یہ سنکر منظلم نے بھی کہا ابھی مار ڈالو اور عمرو منتین کر رہا ہی
اور کہتا ہی ای تیرہ بخت و ای منظلم دیکھو تو ہم تمھارے ساتھ کیا جانفشانیان کرتے ہین یہ سنکر تیرہ بخت نے اخرس
سے کہا کہ اگر آدمی حلقہ بگوش ہو تو درگذر کرنا چاہیے یہ سنکر اخرس نے کہا ارے دیوانی ہوئی ہی کیون تیری شامت
آئی ہی اسکے فریب مین نہ آنا پس اسوقت عمرو نے یہ سنکر اخرس سے بیباک ہوکر کہنا شروع کیا کہ او نالایق حرامزادو تم نہین
جانتے کہ مین سر برندۂ جادوگران در پیش ترا شندۂ کافران ہون انشاء اللہ تعالے تم سب کو مار کر یہان سے جاؤنگا
اور تم سبکو قتل کرونگا اور تم نہین جانتے کہ ہمین مرنے کی خو نہین ہی اور ہمارا دکھین مارہ تو دیکھو تو مین کس طرح سے تمھین
مار کے جاتا ہون یہ سنکر اخرس نے کہا ایک کام کرو اب اسکو مروا ڈالو حمزہ اور رضیہ اُنپر سحر اثر نہین کرنیکا اور ایک
شخص پر اور سحر نہین اثر کریگا جسکے پاس ہیکل ہوگی باقی سبکو تو سحر سے گرفتار کر لے آؤ اور حمزہ اور رضیہ سے طبل
جنگ بجوا کے تلوارون سے لڑینگے وہ سات لاکھ جادوگرون سے کہان تک لڑینگے اور کہانتک مارینگے اخر انکو گھیر کر
پکڑ لینگے یہ سنکر تیرہ بخت نے کہا اچھا آج اسکو قید کرو اور اخرس نے کہا کل اسکو ایک بیل پر باندھ کر اپنے ساتھ میدان
جنگ مین لیے چلو اور اسکو کوڑے اور جوتیان پڑین پس جسوقت حمزہ دیکھیگا اسکو کب گوارا ہوگا کہ عمرو کو اس طرح
سے دیکھے پس وہ عمرو کے چھڑانے کو آئیگا ہم سب اُسکو گھیر کر پکڑ لینگے پس یہ بات ٹھہر گئی اور تیرہ بخت اور منظلم نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ نبجے اور عمرو کو اخرس کے حوالے کیا اور کہا تو رات کو عمرو کو اپنے پاس رکھ
پس اخرس عمرو کو اپنے گھر لایا اور یہان منظلم اور تیرہ بخت سے کہا کہ جتنے ساحر ہین سب حضرت عزازیل کی قسم
کھائین کہ کل ہم ان مسلمانون سے بغیر انکا کام تمام کیے نہین پھرینگے یہ سنکر منظلم اور تیرہ بخت نے کہا اچھا خوب
بات ہی اور تیرہ بخت نے کہا لاؤ حضرت عزازیل کو ایکبار سب لوگ عزازیل کے لانے کو دوڑے بڑی دھوم دھام سے
ایک تخت جواہر نگار پر تصویر طلائی شیطان کی بنی ہوئی لائے اور بیچ محل مین لا کر رکھ دیا اور کہا جتنے لوگ سات
لاکھ جادوگر اور دو لاکھ ساحر ہین سب آکے قسم کھائین کہ کل ہم جنگ مین منھ نہ موڑینگے اگر یہ حرکت ہمسے سرزد ہو
تو حضرت شیطان ہمکو بہت سی سزا دین پس جسوقت اخرس نے یہ بات ٹھہرائی اُسوقت تمام ساحر اور غیر ساحر
سب نے اٹھ اٹھ کے اُس تصویر کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا یا حضرت شیطان جو ہم تمھاری جھوٹھ قسم کھائین تو
ہم سب نا امید ہون جب یہ سب تصویر شیطان پہ ہاتھ رکھکے قسمین کھا چکے اُسوقت اخرس نے نصیحت شروع کی
کہ ایہا الناس تم سب دیکھ لو اور اپنے جی مین تصور کر لو کہ سوت کی رسی مین فیل مست کو باندھ رکھتے ہین وہ ہرگز اُس
رسی کو توڑ نہین سکتا کیونکہ ہزار ہا تار اُس مین ملے ہوے ہوتے ہین اور ایک تار کو جو چاہے وہ توڑ ڈالے خواجہ
سلامت یہ باتین بیل پر سے سن رہے تھے اور جی مین کہتے تھے کہ یہ تدبیر اپنے تیرے واسطے خوب نکالی کہ ایکبار
آپ پکارے کہ ایہا الناس مین تمھارا دوست ہون جو کچھ کہتا ہون تم سب تصور کرو کہ جو شمع بناتے ہین اور
کتنا موٹا فلیتہ رکھتے ہین لیکن جسوقت اُس مین آگ لگا دیتے ہین ایک تار اُس مین کا نہین بچتا ہی اور سب تار
جل جاتے ہین یہ سنکر اخرس نے کہا ارے مارو اسے اور نالایق سے کہو کہ تو کیون بولتا ہی اور یہ چاہتا ہی کہ
اُنمین ایک بات نہ ہو پس عمرو چپکا ہو رہا کہ ایکبار تیرہ بخت نے منظلم سے کہا کہ آج ہی کی رات ہی جو کچھ کیا چاہیے

وہ کرے اور کل ہمین معلوم کسکی قسمت مین جینا ہی اور کسکی قسمت مین مرنا ہی پس ایک طرف کو مظلوم اور تیرہ بخت مصروف ہوے اور ایک طرف باقی جتنے مرد و زن تھے سب آپس مین مشغول ہوے انھین تو یہان رہنے دو

اب دو کلمے داستان حال طلسم کشا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت عمرو کو وہ عقاب لے کر اُڑ گیا اسوقت سے امیر کی عجب حالت تھی کہ یکسان ابتک آنکھون سے آنسو بہے چلے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ای عمرو ہمارے تمھارے یہ وعدہ تو نہ تھا کہ تم پہلے سے روانہ راہ عدم ہو گے کہ یکبار نسیم اور شمیم دونون عیار گرد مین آلودہ اور پسینے مین غرق آکے سلطان سرخپوش کے پاس پہونچے اور بعد دعا کے عرض کیا کہ اُن ساحرون نے طبل جنگ بجوایا ہی اور عمرو کو ایک میل سے باندھا ہی اور یہ بات ٹھہرائی ہی کہ صبح کو امیر کے سامنے عمرو کو اسی صورت سے لیجائینگے امیر کو تاب نہ رہیگی وہ آئینگے ہم گرفتار کر لینگے امیر نے سنکر کہا خدا سے ما بزرگ است اور انھون نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور تیاری مرنے کی کی اور فرمایا صاحبو ہزار جان میری عمرو پر سے قربان ہی اور مجھسے یہ کب ہو سکتا ہی کہ میرے سامنے عمرو کو کوڑے پڑین اور مین دیکھون جسوقت عمرو کو میرے سامنے کسی نے مارا واللہ مین گھس جاؤنگا اگر کرور آدمی ہونگے تو کیا ہوگا بعد اسکے امیر نے فرمایا کہ ای صاحبو آج رات کو سب عبادت خدا مین مشغول رہو کل خدا جانے کون زندہ رہیگا اور کون مارا جائیگا یہ سنکر سب نے مرنے کی تیاری کی اور سب نے جانا کہ کل سفر آخرت ہی غرض سب نے گلے مین کفن پہنے اور امیر نے تمام رات عبادت مین کاٹی اور اُس طرف ظفران زاہد بھی چار دن بیٹے لیکر عبادت مین مشغول ہوے اور تمام ساحر اپنے اپنے کام مین مشغول رہے جسوقت سحر نے اپنا گریبان چاک کیا اور خورشید خاوری فلک نیلگون پر سوار ہو کر نکلا اور امیر بعد نماز صبح کے وظیفہ سے فراغت کر کے تمام تبرکات اپنے تن پر آراستہ کر کے برآمد ہوے گویا خورشید پردۂ سحاب مین سے نکل آیا اور ملکہ رضیہ نے جو سنا کہ امیر نے مرنے پر کمر باندھی ہی اور فوج ساحران سے مقابلے کو جاتے ہین ملکہ بیتاب ہو گئی اور اُسنے ملکہ کوکبہ کو بلایا اور کہا کہ تم میری طرف سے امیر سے جا کے کہو یہ ہیکل حاضر ہی آپ بھیجیے اور ای شہریار خدا تمکو سلامت رکھے یہ ہیکل لیکے مین کیا کرونگی آپ کسی کو یہ ہیکل دیجیے وہ جنگ مین آپ کے ہمراہ رہے اور آپ تنہا قصد جانے کا نہ کیجیے گا ایک سے دو بہتر ہین یاور کوکبہ روشن تن نے پیام ملکہ کا امیر سے آکر کہا امیر نے سنکر کوکبہ کی زبانی کہلا بھیجا ہمین فقط حفظ خدا کی ہیکل چاہیے ہی اور اس ہیکل کو تم اپنے پاس رہنے دو ملکہ نے جواب کہلا بھیجا کہ ای امیر میرے کس کام کی ہی تم کسی اپنے دوست صادق کے گلے مین ڈالدو کہ وہ تمھارے پاس حاضر رہے پس امیر یہ سنکر کچھ سوچے کہ بات ملکہ کی بہت معقول ہی بعد اسکے بہ سمت دست راست دیکھکر آواز دی کہ ای زیب و زینت بارگاہ سلیمانی عمرو بن حمزۂ یونانی یہ ہیکل تم پہنے رہو حمزۂ یونانی نے آداب بجا لا کے وہ ہیکل زیب گلو کر لی کہ دوسرا آدمی ملکہ نے امیر کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جسوقت آپ سوار ہون تو میرے پاس بھی آئیے گا امیر نے کہا مین آؤنگا مگر حالت تمھاری اور غیر ہو گی پھر ملکہ نے کہلا بھیجا کہ ای امیر مجھے آخری دیدار سے محروم نہ رکھنا میرے دل مین روز قیامت تک اسکی بڑی حسرت رہیگی امیر یہ سنکے رضیہ سلطان کے خیمہ مین گئے دیکھا امیر نے کہ رضیہ کی عجیب حالت ہی سر کے بال کھلے ہوے اور آنکھین روتے روتے سوج گئین ہین اور رات کے سجدون کے نشان پیشانی سے ظاہر ہین ملکہ نے جو امیر کو دیکھا اسوقت بالکل حیا اور شرم نہ رہی بے اختیار اُٹھ کے امیر کے گرد پھرنے لگی اسوقت امیر نے ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ ای ملکۂ آفاق وای زیب و زینت طلسم حکیم اشراق اسقدر قلق کیون ہی خدا پر نظر رکھو پس امیر رضیہ کو سمجھا کے روانہ ہوے ملکہ رونے لگی لوگ سمجھانے لگے

کر بی بی بدشگونی نہ نکالو کہ امیر جو باہر آئے تو دیکھا کہ سلطان اشرق تخت پر سوار ہی اور سواری روانہ ہو چلی ہی کہ امیر اُس گھوڑے طلسمی پر سوار ہو کے ہمراہ روانہ ہوے اور ایک طرف حمزۂ یونانی اور چوگان بن حمزہ اور وست چپ فرامرز عاد مغربی اور بہرام گرد بن خاقان چین اور جمہور اور رار قم ہین اور پیچھے سب فوج مسلمانون اور پریزادون اور جنون کی ہی اور ایک طرف حکیم قسطاس اور درویش ذاکر اور مذکر ہین اور ایک طرف کو ظفران زاہد اور اُنکے چارون بیٹے ہین پس اس طرح سب میدان مین آگئے اور صف آرائی ہونے لگی بعد اسکے ظفران مع اپنے بیٹون کے تخت پر سے اُتر کے ایک سوزنی الگ بچھوا کے قلمدان اور چاقو اور قلم اور آفتابہ پانی کا لے کے مستعد بیٹھے اور اس طرف آمد آمد لشکر ساحران کی ہوئی ہر ایک ساحر اپنے اپنے آلات سحر آراستہ کیے ہوے اور شیر و خرس پر سوار نمودار ہوے قمقمے وغیرہ کھینچے ہوے ہین اور پر کالے آتش کے اڑاتے ہوے آکے داخل ہوے جب سب ساحر جمع ہو چکے اُسوقت تخت تیرہ بخت اور مظلم کا آیا یہ دونون ایک ہی تخت پر بیٹھے ہوے ہین اور آگے اُنکے تخت کے اخرس ہاتھ مین سیل عمرو کی قید کا لیے ہوے اور ساتھ اُسکے ہمائے جادو ایک طاؤس پر سوار ہی اور ہاتھ مین اُس ملعونہ کے ایک کوڑا ہی یہ بھی طاؤس کو اپنے اڑاے ہوے آکے داخل ہوئی اور اخرس چالیس گز کے اژدر پر سوار بسرعت تمام یہ بھی آیا ہی جب سب جمع ہو چکے اُسوقت قرقشہ ملعونہ نے ایکبار کچھ پڑھ کر کاغذ کے ٹکڑے اُڑاے وہ سب ٹکڑے مثل تبر اور کلہاڑون کے بنگئے جتنے درخت تھے سبھون کو اُنھون نے ایک دم مین قلم کیا بعد اسکے اخرس نے کیا کام کیا کہ ایک روئی کا پہل بنا کے اور منہ سے پھونککر آسمان کی طرف اُڑایا اُس پہل نے سارے آسمان کو گھیر لیا اور اُس مین سے تیغ برسنے لگا جب خوب جھڑا ہو چکا اُسوقت باران تو موقوف ہو گیا اور اب صورت ایک ایک کی دیکھنے لگا کہ اس مین کوئی چار گھڑی دن آیا ہوگا کہ امیر نے عمرو کو دیکھا کہ بحال خراب سیل پر گرفتار ہی ساتھ ہی دیکھنے کے امیر کو ایک جوش رقت شروع ہوا الغرض طرفین سے میمنہ و میسرہ اور قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہو چکے اُسوقت مہلیل جادو کہ رشتہ دار مظلم کی ہی اُسکے ہاتھ مین ایک بتاشا ہی اُسکی گولی بنا کر سحر دم کر کے زمین پر ماری کہ ایکبار وہ گولی زمین مین غائب ہو گئی اور دو رہا کر ایک آگ پیدا ہوئی اور وہ آگ امیر کے لشکر کی طرف بڑھنے لگی اور لشکر مین ایک شور پیدا ہوا یہ خبر ظفران زاہد کو پہونچی ساتھ ہی سننے کے وہ آفتابہ جو قریب تھا اُٹھا کے پانی اُسکا اُسی آگ کی طرف بہا دیا کہ فوراً وہ بہادل آب بنکے رہ گیا اور آگ اُس پانی مین چھن چھن کر کے بجھ گئی دفعتہً مہلیل کو پسینا آنا شروع ہوا تمام ساحرون مین کھلبلی پڑ گئی طرفۃ العین مین مہلیل مع اپنے ساحرون کے پانی ہو کے بہ گئی یہ حال جو اُسکی بہن نے دیکھا آزردہ ہو کر ہاتھ مین اُسکے ایک تسمہ تھا اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہوا کی طرف اُڑا دیا کہ فوراً وہ سانپ بن بنکے سیاہ ابر مین مثل باران کے برسنے لگے تمام لشکر خدا پرستان مین ایک دھوم پڑ گئی جسکو سانپ نے کاٹا وہ سوجھ پھول کے بہ گیا یہ خبر ظفران زاہد کو ہوئی اور اُسنے کاغذ کے پرچون پر کچھ لکھ کے بسمت ہوا اُڑا دیے اُسی وقت تمام سانپ سمٹ کے لشکر ساحران پر جا پڑے اور ہزارون ساحر ضائع ہونے لگے وہی عالم ان ساحرون کا بھی ہوا یہ خبر تیرہ بخت کو ہوئی کمال برہم ہوئی اور دو پتون پر کچھ پڑھ کر زمین پر پھینکا ایکبار وہ دونون پتے زمین پر گرتے ہی طاؤس بنکے اُڑے اور جتنے سانپ تھے اُنکو نگل گئے بعد اسکے قرقشہ ملعونہ نے کچھ پڑھ کر زمین پر مارا کہ ساری ہی زمین مین زلزلہ

پڑگیا قریب تھا کہ تختہ اُلٹ جاے یہ خبر ظفران زاہد کو پہونچی دو نقش بجلدی تمام لکھکے شنجرفی پوش کو دیے کہ ایک اِس
کونے پر اور ایک اُس کونے پر دفن کردو شنجرفی پوش بجلدی تمام حکم ظفران زاہد کا بجالایا کہ زلزلہ موقوف
ہوگیا یہ تیرہ بخت نے دیکھا آواز دی کہ ارے کیون سحر برپا کرتے جاتے ہو جانتے ہو کہ اُس طرف ظفران زاہد
ہی وہ سحر کسی کا برپا نہ ہونے دیگا کل جو بات تجویز کی تھی وہ آج عمل مین لاؤ سب کے سب پکار اُٹھے بہت بہتر
اور سیل لکڑی کا جس مین عمرو بندھا ہوا تھا سامنے امیر کے لائے اور عمرو پکارا کہ اے حمزہ زنہار تم میری رہائی کا
قصد نہ کرنا بابا سے اگر مین مرجاؤنگا تو کچھ مضائقہ نہین ایک ادنا غلام نہوا نہوا مگر تم میرے واسطے آفت مین
گرفتار نہونا اور ادھر ہماے جادو نے کوڑا عمرو کو مارا امیر نے جو دیکھا تاب نہ رہی پکارے خواجہ جیتے بھلا
بیے تمھارے کب چین ہوگا اور رہرکب کو تازیانہ کیا کہ مثل برق کے چمک کے روانہ ہوا کسی نے دیکھا اور کسی نے
نہ دیکھا ساتھ ہی عمرو بن حمزہ نے گھوڑا اُٹھایا اور دونون مثل شیر ببر کے لشکر روباہ پر جا پڑے بعد اُنکے
چوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام گرد خاقان چین اور جمہور اور ارقم نوجوان ان سب نے
ارادہ کیا اور کہا یارو امیر اکیلے ہین اور ایک عمرو بن حمزہ ہے اور ادھر کو لشکر کفار مین نو لاکھ آدمی ہین بلا
سے ہم مارے جائینگے لیکن ساتھ نہ چھوڑینگے یہ کہکے سب روانہ ہوے کہ تیرہ بخت کی نظر پڑی فوراً اُسنے اپنے
دوبٹہ مین سے کپڑا پھاڑ کر لشکر اسلام کی طرف زمین پر پھینکا دفعتہً ایک دیوار آہنی بنکر پیدا ہوگئی جب یہ قصد
کرتے ہین ٹکرین کھاتے ہین گھنڈر سے نیچے گر پڑتے ہین اور دور سے وہ دیوار نظر نہین آتی ہی قریب سے
جانا غیر ممکن ہی مگر امیر اور عمرو بن حمزہ بخوبی جنگ کر رہے ہین یہانتک کہ سب گروہ ساحرون کا پسپا ہوا اور
خواجہ نے دیکھا کہ امیر آپہونچے کہ دفعتہً دوڑ کر امیر نے اخرس کو عقرب سلیمانی مارکہ کام اُسکا تمام ہوا اور عمرو
کو چھڑا لیا اور عمرو نے چھوٹتے ہی گلیم عیاری اوڑھ لی دیکھا امیر نے منظلم اور تیرہ بخت یہ دونون ایک
تخت پر بیٹھے ہوے ہین یہ دیکھتے ہی امیر ادھر روانہ ہوے عمرو بن حمزہ طرف ہماے جادو کے روانہ ہوا
ہماے جادو نے آواز دی کہ اے طفل تو میری طرف آیا ہی یہان مار پڑیگی یہ سخن ابھی دردہان تھا کہ عمرو
بن حمزہ نے ایسی ایک تلوار ماری کہ کام اُس نابنجار کا تمام کیا قرقشہ ملعونہ نے جو دیکھا تو ہیکل عمرو بن
حمزہ کے گلے سے اُتار لی خواجہ نے جو دیکھا تاب نہ آئی گلیم اُتار کے جھپٹ کر ایک خنجر مارا کہ گردن قلم ہوگئی عمرو
نے ہیکل لے کے عمرو بن حمزہ کے گلے مین ڈالدی اور جلد گلیم اُوڑھ لی تیرہ بخت نے جو دیکھا سحر کرنے لگی ظفران زاہد
کو خبر پہونچی ظفران نے سات ٹکڑے کاغذ کے کرکے اور اسم پڑھکر ہوا پر اُڑا دئے کہ وہ سب برق بنکے لشکر کفار پر
گرنے لگے صدہا ساحر جل گئے مین گرمی جنگ مین سامنا امیر اور منظلم کا ہوا منظلم کے سامنے تھوڑے سے کانٹے رکھے ہوے
تھے اُسنے کچھ پڑھکے وہ کانٹے زمین پر پھینکے ساتھ ہی پھینکنے کے تیرون کا مینھ برابر پڑنے لگا مگر کچھ امیر پر اثر نہوا بلکہ وہ تیر
منظلم پر پڑنے لگے اور امیر نے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا ایسا مارا کہ دو ٹکڑے ہوگئے تیرہ بخت نے جو دیکھا نعرہ آہ کا مارا اور
ایکبار اُسنے وہ شتر سحر کا نکالا اور وہ شتر عزہ کرنے لگا اور زنگ جو گلے مین تھا آواز اُسکی پھیلی اور ان سب
سعدسون کے کان تک گئی یہ سب گونگے اور بہرے ہوگئے اور ادھر وہ برق موقوف ہوگئی اور
اُسوقت تیرہ بخت کو امیر نے جا کر گھیرا اور پکارے او لکانہ مین کب جانے دیتا ہون اور کب تجھے جیتا چھوڑتا
ہون اور یہ تخت پر بیٹھی ہوئی تھی کہ ایکبار برابر سے عمرو بن حمزہ تلوارین مارتا ہوا آتا تھا اُسنے
تیرہ بخت کو دیکھا پس جھپٹ کر عمرو بن حمزہ نے ایک تلوار اُسے ماری ایکبار تیرہ بخت کو دو ٹکڑے زمین پر دو

بصورت عقاب بنکے چاہا کہ اڑ جاے کہین خواجہ سلامت بھی برابر اُسکے گلیم عیاری اوڑھے ہوے آتے تھے اُنھون
نے دیکھا کہ یہ عقاب بنکے بھاگا چاہتی ہی ایکبارہ جال الیاسی کو اُٹھا کے اُس لکاتہ پر مارا اور جال مین کھینچکر اُسکو زنبیل
مین ڈالا اور کہا دادا صاحب اِسے اچھی طرحسے رکھنا اور پھر جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور امیر سے کہا کہ مین نے تیرہ بخت
کو گرفتار کیا ہی امیر کو تشفی ہوئی ساحرون کو قتل کرنے لگے بعد پھر عمرو کے تمام ساحر فرار ہو گئے اونھون نے کہا
امان امیر نے کہا امان بایمان غرض سب کلمہ پڑھکے مسلمان ہوے امیر نے کہا ای ظفران زاہد یہ سب ایمان
لاتے ہین کیا مرضی ہی ظفران زاہد نے وہ نقش الٹ دیا اور قتل موقوف ہو گیا تمام ساحر فرمانبردار ہوے
خواجہ نے تمام مال وہان کا خوب لوٹا ہر چہار طرف شادیانے فتح کے بجنے لگے اور حکم جشن کا ہوا بعد اُسکے امیر
نے کہا خواجہ ذرا تیرہ بخت کو تو نکالو عمرو نے کہا حمزہ مین زنہار نہ نکالونگا امیر نے کہا خواجہ مع جال نکالو
عرض کیا اسکا مضائقہ نہین عمرو پکارا دادا صاحب یہ نکلے ساتھ ہی نکلنے کے عمرو نے دیکھا کہ یہ وہ تو کچھ سحر
کیا چاہتی ہی فوراً سنسی سے گلہ دبا کر زبان کھینچ کے سوجا ارا امیر نے فرمایا خواجہ جلد سر اسکا قلم کرڈالو عمرو نے
پھر حکم کے سر اُسکا قلم کیا اور تمام ساحرون کے سر نیزے پر چڑھا دیے بعد اُسکے امیر نے عمرو بن حمزہ سے
کہا تم ظلمات کو جاؤ اور خورشید لقا اور زہرہ لقا اور حور لقا اور ماہ لقا کو لے آؤ عمرو بن حمزہ یونانی
پردۂ تاریکی کو روانہ ہوے اور امیر یہان جشن مین بیٹھے جسوقت عمرو بن حمزہ پردۂ تاریکی سے سبکو اپنے
ہمراہ لیکر امیر کی خدمت مین آیا اور امیر بعد چندروز کے کوچ کرکے گنبد ریاضت گاہ مین آئے عمرو نے عرض
کیا ای حمزہ تو گنبد ریاضت گاہ مین جا کر چلہ کشی کر امیر نے ملکہ رضیہ سلطان کو ایک مکان محکم مین چھوڑ کے
اور آپ درخت کے پھل توڑ کے روانہ ہوے اور ان پھلون مین یہ وصف ہی کہ انکے کھانے سے بول اور
غائط نہین ہوتا گنبد ریاضت گاہ مین پھر جھکر بیٹھے بعد سات روز کے آٹھوین دن امیر کو نیند آئی ہی عالم غفلت
مین دیکھا کہ سامنے سے دو آدمی چلے آتے ہین ایک کو تو امیر نے پہچانا کہ حکیم اشراق ہی اور دوسرے کا حال نہ معلوم ہوا جب
وہ قریب آئے پکارے سلام علیک یا امیر امیر نے جواب سلام کا دیا علیکم السلام یا شاہزادۂ آفاق حکیم اشراق آئے بیٹھے
یہ دونون مقدس آکے بیٹھ گئے امیر نے کہا آپ کا آنا کیونکر ہوا حکیم اشراق روشنضمیر نے کہا ای شہریار تمھارے پاس ہم اسواسطے
آئے ہین کہ اب یہ لوح اور یہ ہیکل بیکار ہی اور اس مقدس کو تمھارے پاس لایا ہون کہ اب جو کچھ یہ کہین اُسپر عمل کرو امیر نے کہا کہ
یہ مقدس کون ہین اُسوقت حکیم اشراق نے کہا کہ یہ لوگ قوم جن سے ہین اور اُنکے جسم لطیف ہین اور یہ مانند ہوا کے خاص رہتے
ہین یہ سنکے امیر نے کہا آؤ صاحب بیٹھو اُسوقت حکیم اشراق بھی بیٹھ گئے اور کہا ظفران زاہد ہین روئین تن ہین
اور نام اُنکا ظفر جان جنی ہی اُسوقت ظفر جان زاہد نے کہا کہ ای شہریار مین تمکو ایک تعویذ دیتا ہون تم اسکو دیکھ
لینا جو اس مین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا یہ سنکے امیر نے کہا بہت خوب ظفر جان جنی نے ایک مکتوب لکھکے دیا امیر نے
اُسے لے لیا اور بہت پسند کیا پھر ظفران زاہد نے کہا ای شہریار تم اس اسم کو الگ چھپا کے پڑھنا اگر کوئی
تمکو فریب دے تو تم جاننا کہ یہ شیطان کا کام ہی ایسا نہو کوئی اور پیچ پڑ جاے اگر کسی طرف سے کوئی صدا
آئے تو تم پھر جاننا کہ یہ کام شیطانی ہی اور جب تم اس اسم سے فراغت کر چکوگے اُسوقت ایک گھوڑا آئیگا تم
اُس گھوڑے سے کہنا ای صبا رفتار تم مجکو اُس پردۂ تاریکی مین مرآت القلاع کو لیچلو کسواسطے کہ طلسم مرآت القلاع
اور طلسم آفتاب اور مہتاب کا فتح کرنا جملہ واجبات سے ہی وہ گھوڑا تمکو سوار کرکے لے جائیگا بعد اسکے امیر
کی آنکھ کھل گئی اُس گنبد ریاضت گاہ سے باہر آئے عمرو نے کہا ای شہریار بہت جلد تمھارا مطلب حاصل ہوا

اور یہ درویش ذاکر نے کہا کہ ای شہریار اب میرا وقت بھی اخری ہی تمام عمر مین ایک تقصیر مجھسے سرزد ہوئی ہی اُسی اعمال
شنیعہ مین گرفتار ہون اور ایک میری عرض ہی کہ مجھے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا یہ کہکے ملک عدم کو راہی ہو گیا بس امیر
کو بڑا تاسف ہوا اور سب مقدسون سمیت اپنے ہاتھ سے اُنکی تجہیز اور تکفین کی اور اُس مکتوب کو کھولا اُس مین
لکھا تھا کہ اب رضیہ سلطان کو یہان رکھنا مناسب نہین ہی چاہیے وہ پردۂ قاف مین رہے چاہیے پردۂ تاریک
مین اُسوقت امیر نے رضیہ سلطان سے کہا کہ تم پردۂ قاف مین جاؤ یہان رہنا مناسب نہین ہی مین طلسم کشائی کو جاؤنگا
رضیہ جسکی ہو رہی ساتھ والیون نے کہا کہ ای طلسم کشا رضیہ نے بغیر تی قبول کی تو اسواسطے نہین قبول کی کہ آپ
تنہا چھوڑ جایے امیر نے کہا کہ مین بعد طلسم کشائی کے بلوا لونگا رضیہ نے کہا کہ مین مرأت القلاع مین ہون امیر نے کہا
اب تمھارا وہان گذارا نہین ہی وہان عمل اورون کا ہی اگر تمکو میرا اعتبار نہین ہی تو پہلے کسی پریزاد کو بھیجکے دیکھو
رضیہ نے ایک پریزاد کو ابر پر سوار کرکے روانہ کیا اُس پریزاد نے جاکے جو دیکھا تو کہین نشان قلعہ کا نہین
ہی اور آواز مہیب پیدا ہوئی کہ خبردار کہدینا اُس مقدس سے کہ اگر کوئی پریزاد تیرا یہان آیا تو ہم زندہ
نہ چھوڑینگے وہ پریزاد وہان سے بھاگی اور آکے رضیہ سے تمام احوال بیان کیا امیر نے کہا ای ملکہ کیسا
مین جھوٹھ کہتا تھا بعد اُسکے امیر نے ملکہ کو روانہ کیا خورشید لقا اور حور لقا اور ماہ لقا اور زہرہ لقا
اور سلطان سرخپوش کو مع سب مقدسون کے امیر نے نہین رکھا اُسوقت عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ
اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام و جمہوران سب نے عرض کیا کہ ای شہریار عالی تبار آج تک ہم آپ کے قدمون
سے الگ نہین ہوے امید وار ہین کہ ہمین ہمراہ لیجلیے خصوص عمرو نے غمزہ کیا امیر نے کہا کہ بے حکم مین کوئی کام
نہ کرونگا اور سبکو چھوڑ کر آپ تنہا روانہ ہوے اور اُسی قلعہ کوہ پر جاکر اسم پڑھنا شروع کیا دیکھا تمام پہاڑ سبز
ہی اور ایک تالاب اُس پر تھا اور اُسکے چوکھٹے کے اندر معلوم ہوتا تھا کہ آئینہ جڑا ہی اور امیر اُس مین وضو کرکے
اسم پڑھنے لگے ایک چار گھڑی گذری تھی کہ ایک حباب پانی پر معلوم ہوا اور وہ بڑھنے لگا بڑھتے بڑھتے مانند
گنبد کے ہو گیا امیر نے دیکھا کہ اُس حباب مین ایک مقدس بیٹھا ہی اور اُسکے پہلوون مین دو عورتین بیٹھی ہوئی
ہین اور ایک طرف ایک حسین صاحب جمال بیٹھی ہوئی ہی شراب اور کباب اُسکے سامنے رکھا ہوا ہی
کہ ایکبار اُس ضعیف نے امیر سے کہا کہ ای جوان تو بھی پی امیر نے اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا اُس بڈھے نے اُن
عورتون سے کہا کہ تم اس جوان سے کہو وہ عورتین امیر کے سامنے آئین اور امیر کے بشرے کو دیکھکے عجب عجب
حرکتین کرنے لگین کبھی تو اوپر کے بدن سے برہنہ ہو جاتی ہین اور کبھی پیٹ اپنا دکھاتی ہین امیر دل مین کہتے
ہین کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور دوسرے کوٹھے پر جا بیٹھتے ہین وہان بھی یہی صورت دیکھنے مین آئی پس
امیر چہار طرف پھرنے لگے وہ لوگ بھی ہمراہ ہوے کہ اُس بڈھے نے ایک لڑکی کو سامنے بھیجا اُس نے بھی نئی نئی
حرکتین کین کہ جسکا بیان نہین امیر لاحول پڑھتے رہے کہ دفعتہً اُس بڈھے نے تالاب مین ہاتھ ڈالکے ایک جوان
کو نکالا اور چاہا کہ ذبح کرے امیر جو دیکھتے ہین تو بدیع الزمان ہی اور بدیع الزمان نے کہا کہ ای امیر مین آپ
کی قدمبوسی کو آیا تھا یہ مجھے قتل کرتا ہی امیر بیتاب ہو گئے اور چاہا کہ چھڑائین پھر یہ خیال آیا کہ یہ کارخانہ
شیطانی ہی مخاطب نہوے اُسوقت بڈھے نے اپنا منھ پیٹا اور کہا کہ تو نے تو ہمارے قتل پر کمر باندھی ہی
ہم پھر سمجھینگے یہ کہکے وہ مع حباب کے غائب ہو گیا امیر نے وہ اسم موافق تعداد معینہ کے پڑھا کہ ستارہ
صبح کا چمکا پس امیر نماز صبح سے فراغت کرکے اب سیر اُس پہاڑ کی کرنے لگے کہ اتنے مین خورشید خاوری

پیرہن نیلا گردن پر نمایان ہوا اور روشنی ہوئی کہ دفعتہً اس بیابان مین ایک گرد سرخ رنگ اُٹھی کہ جیسے کوئی گلال اُڑاتا
ہی کہ ایکبار اُس گرد مین سے ایک گھوڑا برابر فیل کے گردون کے پیدا ہوا بیش و بیس اُس گھوڑے کا بہت خوش اسلوب
کہ جو کوئی دیکھے یہ جی چاہے کہ جان بیچ کے اسے مول لے لیجیے کچھ دل مین پس و پیش نہ کیجیے اور وہ گھوڑا امیر کے سامنے
آکر کھڑا ہوا امیر نے کہا اے اسپ صبا رفتار تجھے میرے واسطے کیا قلق ہی تو مجھکو پردۂ تاریکی کی راہ سے مرات القلاع
کی طرف کیچل پہونچا سکے وہ گھوڑا امیر کے پاس آکھڑا ہوا اور امیر ایکبار رکاب مین پانون دے کر اُس گھوڑے پر
سوار ہوے اور وہ اسپ صبا رفتار اُس پردۂ تاریکی کی راہ سے مرات القلاع کو لیچلا اور دور جاکر ایک ٹیکرے
پر چڑھ گیا اور اُس ٹیکرے پر جاکر کھڑا ہوا امیر اُس پر سے نیچے اُترے اور وہ گھوڑا امیر کے اُترتے ہی ایک طرف
کو چلا گیا اب جو امیر نے اُتر کے دیکھا تو وہ ٹیکرا سنگ سبز کا ہی مانند زمرد کے چمکتا ہی اور اُس مین ایک حوض نہایت
پانی سے مملو ہی اور جو درخت لگے ہین وہ بالکل سنہرے اور روپہلے ہین اور اُسپر ایک نہایت دلچسپ پہاڑ
ہی اور اُس پہاڑ کے گرد ایک دریاے عظیم ہی اُسکے سامنے مرات القلاع معلوم ہوتا ہی اور تمام ابر سے چھپا ہوا
ہی امیر نے وضو کیا اور اسم کو پڑھنے لگے ایک چار گھڑی نہ گذری تھی کہ ابر سامنے سے نمودار ہوا اور اُس مین
سے ایک تخت اُترا امیر نے دیکھا کہ ایک پری دُر دُر گوش تخت پر سے اُتری اور آکر امیر سے کہا کہ ملکہ شعشعہ نے
میرے پاس کہلا بھیجا کہ طلسم کشا اس قلعہ مین آیا ہی اور لو یہ شراب ملکہ نے تمھارے واسطے بھیجی ہی امیر نے کہا ہمارا
مرتبہ یہ نہین ہی کہ ہم تمھارے ہاتھ سے لیکر پئین مگر امیر نے نام ملکہ کا جو سُنا تو بہت خوشی حاصل ہوئی تھی مگر ظفران
جنی کے کہدینے سے چپ ہو رہے تھے اُسنے کہا کیون صاحب ہمارا مرتبہ ایسا ہی کہ آپ کو شراب پی لینے مین تامل ہوا
امیر نے کہا تم جاکے ملکہ بازغہ مہر افزا کو بھیج دو جو نہین امیر نے ملکہ بازغہ کا نام لیا اُسنے اپنا منہ پیٹ لیا اور
کہا اے طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ بے وضو نام لیا جو کوئی نام ملکہ کا لیتا ہی پہلے گلاب سے لاکھ کلیان کر لیتا ہی
بعد اُسکے پکاری اسے کوئی ہی کہ اسکو سزا دے کہ ایکبار ایک دیو دار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوے بغیظ و غضب
سامنے سے آیا اُس پریزاد نے کہا مار اسے اسنے بڑا قصور کیا ہی ایکبار اُس دیو نے دار شمشاد اُٹھا کے ایک ہی
وار امیر پہ کیا امیر نے وہ دار شمشاد آتے دیکھکے رد کی اور رد کرکے کود کے اُس دیو کی داہنی طرف کو جا رہے
اور اُس دیو نے دار شمشاد جو امیر کو ماری تھی وار اُسکا خالی زمین پر گیا اور ایکبار امیر نے پھر برابر آکے
عقرب سلیمانی کھینچ کر ایک ہاتھ اس دیو کی کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہو گیا اور تڑپ کے اُس پانی مین جا رہا
وہ پریزاد یہ دیکھتے ہی اپنے تخت پر بیٹھ کے چلی گئی بعد ایک دو گھڑی کے ایک پریزاد پھر اُسی طرح سے آئی
جس طرح سے یہ آئی تھی مگر یہ اُس سے بھی زیادہ حسین ہی اور رتبے مین بھی اُس سے زیادہ ہے یہ امیر کے پاس
آئی اور اُس نے بھی امیر سے کہا کہ صاحب تمھارے واسطے ملکہ آفاق نے شراب کباب بھیجے ہین اور کہا ہی کہ تم
ہمارے مہمان ہو یہ شراب پیو اب امیر اُس دیو کے مارنے اور اُس پریزاد کے جانے سے اور زیادہ حیران
ہوئے امیر نے اس پریزاد سے بھی کہا کہ تم اس قابل نہین ہو کہ جو مین تمھارے ہاتھ سے شراب اور کباب کھاؤن
پیون اُس پریزاد نے یہ سنکر کہا کہ ہم مین ایسے کیا کیڑے پڑے ہین امیر نے کہا البتہ پڑے ہین یہ سنکر وہ کہنے لگی
ارے مردوئے تو دل لگی کیا کرتا ہی شراب پی لے یہ سنکر امیر نے کہا مین نہین پینے کا اور تم جاکر بازغہ مہر افزا
کو بھیجدو اور ملکہ شعشعہ جہان افروز مال میرا ہی پس یہ سنکر اُس پریزاد نے اپنا منہ پیٹا اور کہا ارے بغیر
وضو کے اُسکا کوئی نام نہین لیتا ہی اور جب کیوڑے اور گلاب سے کلیان کرتا ہی تو اُسوقت اُسکا نام لیتا ہی

ارے غضب کیا تو نے اسکا نام بے وضو لے لیا پس یہ کہکر اُس پریزاد نے کہا ارے کوئی ہی کہ اسکو سزا دے معقول دے کہ ایک دیو پیدا ہوا اُسنے دار شمشاد امیر پر ماری اور امیر نے اسکو بھی رد کیا اور اُٹھکر ایک تلوار اسکی کمر پر ماری کہ کر دو ٹکڑے ہوئی اور یہ دیو بھی گرا اور وہ پریزاد اُسی طرحسے تخت پر بیٹھ کے چلی گئی پس کہان تک بیان کیجیے کہ اسی طور سے پانچ پریزادین پیدا ہوئین اور امیر نے اسی طرح پانچ دیو مارے کہ حواس خمسہ اُن پریزادون کے اُڑ گئے اور جسوقت چھٹی یہ پریزاد آئی اُسنے بھی اسی طرح کی باتین امیر سے کین اور اُسنے بھی اسی طرح سے ایک دیو کو سامنے امیر کے کیا اور امیر نے اسکو بھی مار ڈالا اور یہ پریزاد شش و پنج کرتی ہوئی گئی القصہ جب امیر چھ دیو دن کو مار چکے اور اب کھڑے ہوے ہین کہ ایکبار ایک طرف آسمان پر سے آواز نوبت اور نقارے کی پیدا ہوئی اور گانے بجانے کی صدا آنے لگی اور ایک ابر سیاہ سامنے سے نمایان ہوا دیکھا امیر نے کہ قریب ہزار بارہ سو بان اور نشان پھریرے آگے کھلے ہوے قریب بارہ یا چودہ ہزار پریزادون کے اپنے اپنے تختون پر سوار ہیں اور بیچ مین سب تختون کے ایک تخت ہی کہ اُسپر ملکہ بازغہ مہر افزا سوار ہی اور یہ بڑی عزت سے اُترا اور ایک وزیر زادی شگفتہ ماہ افسروز کی ہی اور یہ امیر کے پاس آئی اور امیر نے جو اُسکو دیکھا بس دیکھتے ہی امیر غش کر گئے اور کہا سبحان اللہ کیا صورت اور حسن و جمال اسکا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ صانع قدرت نے صفحۂ قدرت پر اپنے ید قدرت سے اسکی صورت بنائی ہی اور مہر و ماہ کو حل کر کے اسکا خمیر تیار کیا ہی نور کے سانچے مین اسکو بنایا ہی اُسنے امیر سے کہا کیون صاحب مجھے کیون یاد کیا ہی کہ بازغہ کو بھیجدو لو صاحب مین حاضر ہون یہ سنکر امیر نے کہا اؤ صاحب بس بازغہ نے کہا آگے کیا کرونگی وہ جو ملکہ نے تمھارے واسطے بھیجا ہی وہ لے لو مگر اس طریقہ کے ساتھ کلام کیے کہ امیر خوش ہو گئے اور بازغہ نے وہ شراب اور کباب سب امیر کے روبرو رکھے امیر نے بازغہ سے کہا مین تیرے ہاتھ سے نہین لونگا تیرا یہ مرتبہ نہین کہ مین تیرے ہاتھ سے لون یہ سنکر بازغہ نے کہا لو اور سنو تم مجھے اپنے دل مین سمجھے کیا ہو اور تم یہ جانتے ہو کہ مین طلسم کشا ہون اور اے صاحب اگر تم طلسم کشا ہو تو اپنے واسطے ہو اور یہ جو مرتبہ تمھارے واسطے ہی تو کیا ہی یہ سنکر امیر نے کہا بازغہ مین تیرے ہاتھ سے شراب نہین لینے کا بازغہ نے کہا ہان صاحب کچھ مجھ مین کیڑے پڑے ہین یا اور کچھ برائی ہی غرض جو جو یہ کہتی تھی امیر اسکو جھڑک جھڑک کر جواب دیتے تھے کہ ایکبار بازغہ نے کہا کہ اس مردوے کی باتین دیکھو کہ آدم زاد ہو کے ہمسے اتنی دون کی لینا اور اپنے نزدیک ہماری کوئی حقیقت نہین جانتا ہی اور امیر سے کہا کہ چلو میان اپنے عقل کے ناخن لو اتنا ابھی آدمی بے شعور نہو یہ کہکر کہا لو اب تو شراب پی لو اور ایک جام شراب کا بھر کے ہاتھ بڑھا کے امیر کے ہاتھ مین دینے لگی بس جسوقت امیر نے اُسکے پنجہ اور کلائی کو مثل پنجۂ خورشید درخشان اور ساعد ہلال کے دیکھا امیر کی آنکھون کے آگے ایک برق سی چمک گئی اور حالت بیقراری طاری ہوئی امیر نے کہا سبحان اللہ کیا حسن و جمال ہی مگر امیر نے انکار کیا اور دل مین سمجھے کہ خدا جانے اسکا انجام کیا ہو بس یہ سمجھ کر اُس سے جام لیکے نہ پیا اور بازغہ سے کہا کہ میرا مرتبہ یہ نہین ہی کہ مین تیرے ہاتھ سے پیون غرض بازغہ نے یہ سنکر وہ جام آخر بے مزا ہو کر رکھ لیا امیر نے دیکھا کہ یہ بد مزا ہوئی اور نہایت ہی اسسے یہ میرا کہنا ناگوار ہوا اسوقت امیر نے بازغہ مہر افزا سے کہا شعر پیش کسیے رو کہ طلبگار تست ٭ ناز بران کن کہ خریدار تست ٭ یہ سننا تھا کہ بازغہ نے کہا سبحان اللہ تم بھی اس قابل ہوے کہ جو تمپر کوئی ناز کریگا ارے صاحب اپنا منھ بنوا دو یہ سنکر امیر نے کہا تم لاکھ کہو گی مگر مین تمھارے ہاتھ سے یہ شراب نہین پینے کا بس بازغہ نے کہا اے صاحب تمکو دیتا کون ہی اور جب دیکھا امیر نے کہ بہت چین بہ جبین ہوئی اسوقت امیر نے کہا لاؤ صاحب لاؤ

تمہاری خاطر ہی پی لونگا بازغہ نے کہا نہیں صاحب نہیں مین نہین پیونگی امیر نے کہا تمہین ہمارے سر کی قسم لاؤ دو مین
پی لونگا اُسوقت ملکہ بازغہ مہر افزا نے ایک جام شراب بھر کے امیر کو دیا پس امیر نے وہ جام لے لیا اور پی کر بازغہ
سے کہا تم بھی پیو ایک جام اُسنے بھی پیا غرض جب دو دو جام پی چکے تو دماغ امیر کا گرم ہوا اُسوقت یہ دل مین کہا کہ ای
امیر جو ہونی ہو سو ہو کس واسطے کہ ایسے ایک مکان مین ایسی نازنین خوبصورت پاس ہو اور تو ملتفت نہو پھر کہنے
لگے کہ شاید یہ امتحان کرتی ہو اور یہ خیال کر کے اُس مکتوب کو کھولا اور دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ ای امیر اگر تو نے ہاتھ لگانے کا
ارادہ کیا تو یہ کب ہاتھ آتی ہی خبردار خبردار ہرگز ہرگز یہ ارادہ نہ کرنا پس امیر یہ دیکھکر چپ ہو رہے بازغہ نے
دیکھا کہ امیر چپکے بیٹھے ہین یہ دیکھکر بازغہ آکر امیر کے پاس بیٹھ گئی اور اختلاط کرنے لگی امیر نے یہ دیکھکر کہا بس الگ
ہو بیٹھو مجھے یہ چوچلے تمہارے اچھے نہین معلوم ہوتے ہین اور یہ کہتے ہی بازغہ نے امیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھدیا
اور کبھی ران پر ہاتھ رکھتی ہی غرض ان حرکتون سے امیر کی یہ حالت ہی کہ نعوذ باللہ اور جسوقت آدھی رات کے قریب
آئی اُسوقت ماہ نصف آسمان پر جلوہ گر ہوا چودھوین رات کا چاند اور سامنے وہ دریا اور گرد سبزہ اور ہوا
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اُسوقت بازغہ مہر افزا نے کہا ارے کوئی یہان آئے کہ ایکبار ایک پریزاد تخت پر سوار آئی
اور آگے کشتیان چنگیردان اور پاندان سامنے بازغہ کے رکھدیا اور آپ چلی گئی اور اس کیفیت اور ناز و ادا
سے بازغہ نے آنکھ اوپر کر کے کہا کہ امیر کو وہ گردش آنکھ کی نہایت بھلی معلوم ہوئی بیساختہ یہ شعر پڑھا شعر چشم
مست خود مگردان سوے گردون وامکن ٭ چشم بد دور ای پری بر عالم بالا کن ٭ اور بازغہ نے وہ گہنا پہننا شروع
کیا اور دوپٹہ سر سے اُتار کے رکھوا دیا اب جو نگاہ امیر کی اُسکے سینہ پر پڑی پس امیر کو یہ معلوم ہوا کہ تخت طلائی
پر بیٹھے دو سرکش حسن سرکشی کر رہے ہین یا دو شاہ ملک حسن پادشاہی کر رہے ہین غرض اِسکا سراپا دیکھ کے
امیر کا اور ہی عالم ہوا اور بازغہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی امیر نے کہا بس اپنے قرینہ سے تم بیٹھی رہو اور مجھے
یہ خوش فعلیان آپ کی بھلی نہین معلوم ہوتی ہین غرض امیر نے کہا کہ بازغہ تیرے جی مین کچھ اور ہی اور
ظاہر مین مجھکو کچھ اور معلوم ہوتا ہی اگر تو ایک طور پر ہوتی تو البتہ مین انکار نہ کرتا یعنی جو ظاہر مین ہی وہی باطن
مین بھی ہوتی اور بازغہ اپنے دل مین کہتی ہی کہ یہ بڑا سیانا ہی آخر کو اسی طرح سے تمام رات گذر گئی اور جسوقت
صبح کا تارا آسمان پر بلند ہوا اُسوقت بازغہ نے وہ سب ہار پھول نوچکر پھینک دیے اور کہا ای آدم زاد تو نے
مجھے رسوا کیا اور کچھ تجھسے مجھے حاصل نہوا ساری پریزادین میرے ساتھ کی کہینگی کہ تو مردوے کے ساتھ
ساری رات رہی اور کیا کیا اور مجھے یہان اتبک کچھ حاصل نہوا مجھے معلوم ہوا کہ تم اندرائن کے پھل ہو صرف
دیکھنے کی ہو کھانے کی نہین ہو امیر نے کہا میرا مال ہی ملکہ شعشعہ جہان افروز تم الیسون کو کب پوچھتا ہون پس جونہین
امیر نے ملکہ شعشعہ جہان افروز کا نام لیا ساتھ ہی نام لینے کے بازغہ بولی کہ ارے چپ تیری یہ مجال ہی کہ تو ملکہ
کا نام بے وضو کے لیتا ہی اور پکارتی ہی کہ ارے کوئی ہی جو اُسکو سزا دے اتنا کہنا تھا کہ ایکبار سات دیو پیدا
ہوے کسی کے ہاتھ مین دار شمشاد کسی کے ہاتھ مین تبر سول اور کلہاڑا پس اُنھون نے آکر امیر پر وار کیا امیر
خالی دے کے لپٹ پڑے امیر نے جسکے عقرب سلیمانی مارا دو ٹکڑے کیا ایک طرفۃ العین مین ساتون دیوون
کو مارا بازغہ نے دیکھا کہ ساتون دیو مارے گئے اُسوقت یہ دوڑ کر امیر کے قدمون پر گر پڑی اور کہا کہ یا امیر مین نے
جانا کہ تم طلسم کشا برحق ہو اور ہمارے یہان یہ لکھا تھا کہ جو طلسم کشا ہوگا وہ ان دیوون کو ماریگا اور
ہنسکر کہنے لگی کہ جہان آپ فرمایے وہان چلون یہ سنکر امیر نے اُس مکتوب کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ اب بازغہ

سچ کہتی ہی اُسوقت امیر نے کہا اے بازغہ پہلے تو مجھے مرآۃ القلعہ مین لیچلو پھر وہان سے شہر نیلی حصار کو چلونگا یہ سنکر بازغہ نے کہا بہت اچھا پس بازغہ نے ایک آواز دی ساتھ ہی آواز دینے کے ایک تخت پیدا ہوا اور اُس تخت پر بازغہ نے امیر کو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھی دونون اُس تخت پر سوار ہوے لیکن اب جو یہ بیٹھی ہی تو امیر سے الگ بیٹھی ہی اور بیچ مین ایک تکیہ رکھا ہی پھر بازغہ نے تخت کو حکم دیا وہ تخت وہان سے اُڑ کر چلا اور جتنی اُسکے ساتھ پریزادین تھین سب اُس پانی کے اندر غوطہ مار کے غائب ہوگئین اور یہ تخت جب اُس ابر کے برابر پہونچا اُسوقت وہ ابر شق ہوا اور وہ تخت مرآۃ القلعہ کے اندر داخل ہوگیا اور تخت دروازہ پر رکھا گیا پس ملکہ بازغہ نے کہا یا امیر اب تم جا کر سیر کرو کسواسطے کہ تمنے اُسدن اچھی طرح سے نہین دیکھا تھا اور مین یہین ہون جب تم آؤگے تو مجھے یہین پاؤگے یہ سنکر امیر اُٹھے اور وہان سے سیر کو گئے آگے جو جا کر دیکھا تو بطور طائفون کے ساٹھ ہزار پریزادین ہین کہ ہر ایک دُر در گوش مرصع پوش ہی اور ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی ہین اور ناچتی ہین اور گاتی ہین اور سات پریزادین عزتدار ہین اور ہر مقام پر فرش ملوکانہ بچھا ہوا ہی اپنی اپنی مسندون پر بیٹھی ہوئی ہین اور یہ طائفے اُنکے ساتھ ہین پس امیر اُنکے پاس جا کر بیٹھ گئے اور اُنسے اختلاط کی باتین کرنے لگے اُن ساتون نے امیر سے کہا کہ تم ہمسے کاہیکو بولوگے اور کاہیکو ہم پر نظر لطف کروگے اُسوقت امیر نے کہا انشاء اللہ تعالی بوقت طلسم کشائی ہم سب سے سمجھ لینگے یہ کہکے وہان سے اُٹھے اور سیر کرکے بازغہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے بازغہ اب تو مجھکو قصر رفعت پر لیچل بازغہ نے کہا آپ جائے کوئی آپ کا مزاحم نہوگا پس امیر قصر رفعت پر گئے اور جو مکان ملکہ رضیہ سلطان کا ہی اور جہان ملکہ رضیہ سلطان تخت پر جلوہ گر ہوتی ہی امیر نے اُس تخت کو دیکھا آبدیدہ ہوے اور ملکہ رضیہ سلطان کو بہت یاد کیا تمام اُس آئینہ خانہ مین اُس ماہ تابان کو دیکھا لیکن کہین اُسے نہ پایا اسی طرح سے با چشم پُر آب پھر کر بازغہ کے پاس آئے اور کہا بازغہ تو مجھے شہر نیلی حصار مین لیچل بازغہ نے کہا بہت اچھا چلیے ابھی چلیے گا امیر نے کہا ہان ابھی چلونگا غرض یہ سارا احوال امیر کو اُس مکتوب سے معلوم ہوجاتا تھا اور امیر جو بات کرتے تھے بحکم مکتوب کرتے تھے پس بازغہ نے امیر کو ایک کشتی پر بٹھایا اور آپ بھی اُس کشتی پر بیٹھی اور وہ کشتی دریا مین روانہ ہوئی جب بیچ دریا مین پہونچی چکر کھانے لگی اور چکر کھا کر دریا مین ڈوب گئی امیر کی آنکھین بند ہوگئین بعد ایک لمحہ کے آنکھین کھولین امیر نے دیکھا تو ایک شہر عالیشان ہی مگر بازغہ نہین ہی اُسوقت امیر کو حیرت ہوئی اور افسوس کرنے لگے امیر نے لوگون کو دیکھا کہ شہر مین آتے جاتے ہین اور ہاتھی اور گھوڑے اور چھکڑے سب آتے جاتے ہین لیکن یہ سارا شہر لاجوردی کا ہی اور تمام دیوارین اور قلعہ سب لاجوردی ہی امیر شہر کے اندر جلوہ فرما ہوے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی اور دکاندار اپنے اپنے موقع سے بیٹھے ہوے ہین مگر کوئی کسی کے ساتھ بات نہین کرتا ہی اور ہر ہر ایک اپنے کاروبار مین مشغول ہی امیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ کیا ماجرا ہی آخر بازغہ نے مجھسے وہی بات کی اب کس سے پوچھون اور کون بتلائیگا پھر امیر نے وہ مکتوب دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ یا امیر جس طور سے تمھارا قابو چلے اپنے تئین بازغہ تک پہونچاؤ پس امیر نے اُس مکتوب کو پڑھکر رکھدیا اور آپ سیر کرنے لگے اور ہر طرف اُس شہر مین پھرنے لگے پھرتے پھرتے برابر ایک سوداگر کے آئے دیکھا کہ وہ سوداگر دروازے پر اپنے کرسی پر بیٹھا ہی اور ایک کرسی الگ بچھی ہی اور تین چار غلام حبشی سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہین امیر نے اُس سوداگر کو دیکھکر اپنے دل مین کہا یہ جوانمرد آدمی معلوم ہوتا ہی اب اس سے پوچھیے یہ خیال کرکے اُس خالی کرسی پر جاکے بیٹھے مگر کوئی امیر سے بولتا نہین لیکن اُس سوداگر نے تیز نگاہ سے امیر کو دیکھا اُسکے نوکرون نے بھی تیز نگاہ سے دیکھا اور بڑی دیر کے بعد امیر نے اُس سوداگر سے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی اُسنے بہت دیر کے

بعد کہا کہ نام میرا عبداللہ ہی امیر نے پوچھا کہ آپ کے پدر بزرگوار کا کیا نام ہی اُس سوداگر نے منہ پھیر کر کہا او مرد آدمی مغز تو نہ کھا
ایک تو بغیر کہے آ کر کُرسی پر بیٹھا اور دوسرے تو اور دنکا مغز کھاتا ہی اور غلام بھی اُسکے کہنے لگے عزیز کیا موقع ہی جو تو ایک تو
بے کہے چلا آیا اور دوسرے مغز پریشان کرتا ہی جسوقت غلامون نے امیر سے یہ گفتگو کی امیر کو طیش آیا اور نہایت ناگوار ہوا
اُسوقت امیر نے اُس غلام کو طمانچہ مارا اگر پورا طمانچہ پڑتا تو کلہ اُڑ جاتا مگر دو اُنگلیان اُس غلام کے کلے پر پڑین کہ چار
دانت حلق مین جا رہے اور گال پھٹ گیا اور خون جاری ہوا سوداگر پکارا ای پھلے آدمی تو نے بیگناہ بے جرم و خطا اسکو
کیون مارا اسنے تیرا کیا قصور کیا تھا معلوم ہوا کہ تو مسلمان نہین ہی جو مسلمان ہوتا تو خدا سے ڈرتا مگر ابھی سوداگر کی یہ
گفتگو سُن رہے ہین کہ ایکبارگی ایک اور سوداگر مقدس صورت آیا اور امیر سے اُسنے کہا کہ ای مرد آدمی مجھ سے پوچھو جو
کچھ پوچھنا ہو اور میرے گھر مین چلو سب تمسے کہدونگا وہ سوداگر امیر کو لیکر اپنے گھر آیا اور امیر کو بٹھلایا دیکھا امیر
نے کہ مکان تو چھوٹا سا ہی مگر سجا خوب ہی اُس سوداگر نے کہا اب پوچھو کیا پوچھتے ہو امیر نے کہا مین یہ پوچھتا ہون کہ ملکہ
باختر مجھے اپنے ساتھ لائی تھی اب مجھے معلوم نہین کہ وہ مجھے چھوڑ کر کہان چلی گئی جسوقت امیر نے یہ کہا سوداگر ایک
قہقہہ مار کر ہنسا امیر اسپے دل مین خفا ہوے اور کہنے لگے کہ یہ سوداگر تو کچھ اُس سوداگر سے زیادہ نالائق معلوم
ہوتا ہی یہ جب ہنس چکا اُسوقت امیر سے کہا کہ ای صاحب آدمی کو لائق ہی کہ اگر جھوٹھ بولے تو ایسا بولے کہ عقل مین آئے
کہان باختر کہان تم یہ سنکر امیر وہان سے خفا ہو کر اُٹھے اور اب قریب دو پہر دن کے باقی ہی اُسوقت امیر کو بہت
بھوکھ لگی امیر نے دکان پر شیرینی فروش کی آ کے چار اشرفیان حلوائی کو دیں اور کہا کچھ مٹھائی ہمین دے
اور امیر نے جانا تھا کہ حلوائی اشرفیان دیکھکر خوش ہوگا حلوائی نے کہا یہ میرے کام کی نہین ہی ای عزیز سکہ رائج الوقت
چاہیے یہ سنکر امیر نے روپیے نکالے حلوائی نے وہ بھی نہ لیا امیر نے جواہر نکالکر دیا اُسنے وہ بھی نہ لیا اور کہا سکہ
رائج الوقت لاؤ اُسوقت امیر خفا ہو کے وہان سے آگے چلے ایک نان پز ابھی دکان پر بیٹھا ہی اور اُسکی دکان
پر شیرمال اور کباب پلاؤ باقرخانی گاؤزبان گاؤدیدہ زردہ مزعفر متنجن بریانی وغیرہ غرض کہان تک
بیان کرون یہ سب کھانے تیار ہین امیر نے نان پز سے کہا کہ پانچ اشرفیان ہمسے لے اور کھانا دے اُسنے بھی اشرفیون
کو دیکھکر کہا یہ رائج الوقت نہین ہین سکہ رائج الوقت لاؤ تو البتہ کھانے کو ملیگا اور نہین تو بھوکھ کے مارے تم مر جاؤگے
پس امیر کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا اور اُسے ایک دھول ماری کہ وہ بھی چکر کھا کر گر پڑا شہر مین ایک غل مچا کہ ایک
ظالم ایسا پیدا ہوا ہی کہ سبکو مارے ڈالتا ہی اور وہی سوداگر اول جو ہنسا تھا آیا اور اُسنے امیر سے کہا کہ ای عزیز
تجھے کچھ کام بنانا آتا ہی یا نوکری کرنا آتی ہی مجھسے تو کہدے اگر کچھ بھی کام تجھے آتا ہو تو یہان روٹی میسر ہوگی ورنہ
ایک ٹکڑا بھی نہ ملیگا یہ سنکر امیر نے کہا نہ مجھے کوئی کام آتا ہی نہ مین نے کسی کی نوکری کی ہی مگر ہان اگر کوئی روزگار ہو تو
مین کرونگا یہ سنکر سوداگر نے کہا اسکا مضائقہ نہین ہی ای عزیز اس شہر کے باہر ایک درخت ہی وہ تو مجھے اُکھاڑ دے
تو مین تجھے تر تراتا پلاؤ کھلاؤن یہ سنکر امیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص کتنا نالائق ہی اور ای امیر قدرت خدا کی
آج روٹی کے واسطے درخت اُکھاڑنا قبول کیا ہی یا تم ہمیشہ طلسمون مین جایا کرتے ہو وہان ہر ایک طلسم مین تمھاری
قدر ہوا کی اور یہ ایسا طلسم ہی کہ یہان کوئی نہین پوچھتا ہی یہ سب مجبوری کروائی ہی بموجب اس بیت کے بیت آنکہ
شیران را کند روبہ مزاج × احتیاج است احتیاج است احتیاج × بس امیر نے اُس درخت کے بڑے بڑے ڈالے
ایک جھٹکے مین توڑ ڈالے اور وہ جب ڈُنڈ رہگیا اور ڈُنڈ اُسکا ایسا تھا کہ ایک بیس آدمی کی کولی مین آئے امیر نے
ایک ڈنڈ مارا وہ درخت ایک طرف سے ہل گیا دوسرا ڈنڈ مارا اُس طرف سے بھی وہ درخت ہلگیا اسی طرح سے

امیر نے چارون طرف سے ہلا کے جڑ سے اُکھیڑ کے پھینک دیا اور تمام خلقت خدا تماشا دیکھ رہی تھی کہ ایکبار غل
ہوا وہ درخت اُس آدمی نے اُکھاڑا اور خبر اُس شہر مین ہوئی کہ یہان بیپک منظور وزیر دانا ملکہ بازغہ کا ہی اور
بیپک منظور نے سُنا کہ کوئی شخص یہان وارد ہوا ہی اُسنے درخت کو اُکھاڑا پس بیپک منظور سوار ہو کر یہان آیا امیر
نے بیپک منظور کو دیکھا تو وہی بیپک منظور ہی اور بیپک منظور بھی دیکھتے کے ساتھ ہی کود کر امیر کے قدمون پر
گرا امیر نے بیپک منظور کو گلے سے لگایا اور کہا کہ تم یہان کہان یہ سنکر بیپک منظور نے کہا ای طلسم کشا اب مین وزیر
ملکہ بازغہ کا ہون اور اُنکے کہنے سے مین وہان جاتا تھا اور اب آپ چلیے غرض امیر کو سوار کر کے بیپک منظور لیچلا
اور تمام سوار اور چوبدار اور پیادے امیر کے ہمراہ ہین اور بڑے اہتمام سے سواری امیر کی چلی اور شہر مین
داخل ہوے دیکھا امیر نے کہ وہ حلوائی دُکان پر بیٹھا ہی اور اُس حلوائی نے امیر کو دیکھا ایک تھالی مین مٹھائی
بہت تحفہ لگا کے آگے آگے کھڑا ہوا امیر نے دیکھکے فرمایا اِس حلوائی سے مٹھائی لے لو لوگون نے اُس سے مٹھائی
لے لی اور امیر نے بیپک منظور سے ہزار طومان دلوائے آگے بڑھے دیکھا کہ وہ نان پز بھی بہت تحفہ کھانا لیے کھڑا ہی
امیر نے کہا اِس سے بھی لیلو اور بیپک منظور سے کہا کہ ہزار طومان دیدو اور آگے بڑھے دیکھا کہ وہی سوداگر جسکے غلام
کو طمانچہ مارا تھا ہاتھ پر ایک کشتی جواہر کی لیے ہوے کھڑا ہی لوگ اُسے ہٹانے لگے امیر نے منع کیا کہا اسکو بھی کچھ نہ کہو
اور آکر پاس اُس سوداگر کے کھڑے ہوے اُس سوداگر نے امیر کو دیکھا سر اپنا نیچا کر لیا امیر نے دیکھکر کہا اِس سے
بھی کشتی لیلو بیپک منظور نے کشتی لے لی اور امیر نے پچاس ہزار دینار دلوائے وہان سے سواری آگے چلی کہ ایکبار
سامنے سے نوبت اور نشان لہراتے ہوے معلوم ہوے اور شہر وسیع سامنے سے معلوم ہوا اور دیکھا امیر نے
شہر سارا نقرۂ خالص کا ہی اور اُسپر نظر نہین ٹھہرتی سیماب کی حالت ہی جسوقت سواری امیر کی جلوخانہ مین جا کر
پہونچی دیکھا یہان کوئی مرد کی صورت نہین معلوم ہوتی ہی سب عورتین ہین مگر آگے سبکے قلماقنین حبشنین اور
ترکنین ہین پیش سواری کے آگے چوب اور چماق ہاتھون مین لیے ہین اور بڑے اہتمام کرتی ہوئی چلی
آتی ہین اور ایک تخت جواہر نگار آگے چلا آتا ہی اور ایک شخص منہ پر نقاب ڈالے ہوے ہمراہ ہی لیکن اُس
نقاب کے اندر سے چہرہ اُسکا مثل آفتاب کے معلوم ہوتا ہی پس امیر نے اُس نقابدار کو دیکھا پوچھا بیپک منظور
سے کہ یہ نقابدار کون ہی بیپک منظور نے عرض کیا یہ ملکہ مہرافزا ہی اور وہ تخت برابر امیر کے آیا اور ملکہ بازغہ
نے کہا کہ لو صاحب اِس تخت پر سوار ہو امیر نے کہا مجھے کچھ تخت کی پروا نہین ہی بازغہ نے کہا بس کچھ پوچھو نہین
اور تخت پر سوار ہو پس امیر کہنے سے ملکہ کے تخت پر سوار ہوے اور بازغہ نے پایہ تخت کا پکڑ لیا اور امیر کے تخت
کے ہمراہ چلی اور اسی طرح سے سب لیکے امیر کو قلعہ مین گئے اور سواری امیر کی اُتری اور امیر دیوان عام مین بیٹھے
اور بیپک منظور بھی بیٹھا اور تمام پریزادین گانے اور بجانے کا ساز و سامان لیکر حاضر ہوئین اور ساقیان
مہر صورت پری پیکر ماہ طلعت آکر حاضر ہوئین اور ناچ ہونے لگا اور ساقی جام و صراحی لیکر مستعد ہوے
اور بازغہ نے صراحی اپنے ہاتھ مین لے لی اور نقاب کو اپنے منہ پر سے اُلٹ دیا اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ابر
مین سے آفتاب نکل آیا غرض اُسنے اپنے ہاتھ سے شراب پلانا شروع کی پہلا جام بھر کے امیر کو دیا امیر نے جام
نہ پیا اُس وقت بازغہ نے کہا ہمارے سر کی قسم پیو یہ سنکر امیر نے کہا کہ جبتک تم مجھے یہ بات نہ بتلاؤ گی اُسوقت تک مین
نہین پیونگا بازغہ نے کہا کیا پوچھتے ہو امیر نے کہا میرے ساتھ تو نے یہ کیا حرکت کی کہ اپنے مکان مین مجھے لا کے
چھوڑ دیا اور آپ غائب ہو گئی پس بازغہ نے کہا تو اس بات کو نہین سمجھا مین تو خوب جانتی تھی کہ تو طلسم کشا ہی

لیکن اور لوگ یہان کے نہین جانتے تھے اسواسطے مین نے تجھے تنہا چھوڑ دیا کہ تو تنہا اِس شہر مین آئے اور وہ درخت
اُکھاڑے اور ساری خلق عالم دیکھے کہ اس شخص نے وہ درخت اُکھاڑا ہی کہ جو دیوون سے نہ اُکھڑا تھا اور ہمارے
یہان لکھا تھا کہ جو اس درخت کو اُکھاڑیگا وہی طلسم کشا ہوگا اور اب سبکو معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہی جب بازغہ
یہ کہہ چکی اُسوقت امیر نے جام اُسکے ہاتھ سے لیکر پی لیا اور امیر نے کہا تو بھی پی لبس بازغہ نے بھی جام بھر کے پیا اُسوقت
دو دو یا تین تین جام پیے اور دونون کا دماغ گرم ہوا ایکبارہ بازغہ امیر کے پاس آ بیٹھی اُس نشہ کی حالت مین
امیر سے خوش طبعی کرنے لگی اُسوقت امیر نے کہا زیادہ چوچلے مجھے تیرے خوش نہین آتے یہ حرکت نہ کر اور نہ پیک منظور
ہی اور نہ کوئی پریزاد پس بازغہ یہ دیکھکر لپٹ گئی اور اپنا منہ امیر کے سینہ سے رگڑنے لگی پس امیر کو معلوم ہوا کہ
جیسے برچھی کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہی امیر نے کہا ای بازغہ خدا کیواسطے ذرا مجھسے دور ہو بیٹھو اور کہین امیر کی
ران پر ہاتھ رکھ دیتی ہی اور امیر اسکی حرکتون سے بیقرار ہوے جاتے ہین مگر بموجب حکم مکتوب کے امیر کہتے
ہین ای بازغہ میرے پاس سے ہٹ بیٹھو اور یہ چمٹی جاتی ہی پس اسی طرحسے تمام رات گذری اور صبح کا وقت
ہوا بازغہ امیر کے پاس سے ہٹ بیٹھی اور کہا اُسنے ای طلسم کشا اگر تو ذرا ہاتھ لگانے کا قصد کرتا تو پھر مین ہرگز تیرے
ہاتھ نہ آتی اور مین جانتی تھی کہ تو طلسم کشا نہین ہی اور اب تو جا واسطے طلسم کشائی کے مگر بازغہ کا اُسوقت عجب عالم
ہی امیر اُسکا یہ عالم دیکھکر اور بھی بیقرار ہوے اور اُس بیقراری مین آپ کو مکتوب یاد آیا اور مکتوب کو کھولا دیکھا یہ
لکھا تھا کہ ای شکنندہ طلسم پہلے تو مرحلہ ماہ کوہ طے کرے تو پھر کہین اور جانے کا ارادہ کیجیو اور اب تو پہلے بیابان
سحر القمر کو جائیو امیر نے پیک منظور سے کہا کہ مین بیابان سحر القمر کو جاؤنگا پیک منظور نے کہا ای شہریار تم کیا جانو
بیابان سحر القمر کو امیر نے کہا مین سب جانتا ہون پیک منظور نے کہا اچھا سوار ہو جیے امیر نے سواری منگائی
اُسوقت بازغہ سے امیر نے کہا لو خدا حافظ انشاء اللہ وہ طلسم توڑ کر آئینگے اُسوقت بازغہ نے کہا بس مین نے جانا کہ
تم دیکھنے کے ہو اور کچھ بھی نہین یہ سنکر امیر نے کہا تم یونہین سمجھو غرض امیر سوار ہوے اور ہمراہ پیک منظور
کو لیا اور تمام لشکر نوبت اور نشان اور شادیانے بجاتے ہوے روانہ ہوے سحر القمر کو پس جسوقت دیکھا بازغہ
نے کہ امیر جاتے ہین اُسوقت بازغہ نے ایک مہرہ خفا امیر کو دیا اور کہا کہ یا امیر اِس مہرہ خفا مین ایک وصف ہی اگر اُس مہرہ کو
اپنے رخ پر پھیروگے تو تمکو کوئی نہ دیکھیگا اور تم سبکو دیکھوگے اور اگر اس مہرے کو دوسرے رخ پر پھیروگے تو تمکو سب دیکھینگے
اور تم سبکو دیکھوگے پس امیر نے مہرہ کو لیا اور کہا یہ مہرہ تو بڑے کام کا ہی اور وہ مہرہ لیکر روانہ ہوے جب اُس شہر سے
سواری نکلکے باہر آئی ہی امیر نے سب لشکر اور نوبت اور نشان پھیر دیا اور پیک منظور کو ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوے اور
جب امیر بیابان کو طے کر گئے دیکھا اُسوقت ایک درہ کوہ معلوم ہوا امیر اُس درے کے پاس آئے جب درہ بھی طے کیا ایک
دوسرا بیابان دیکھا کہ بیابان رشک گلستان ہی پھول کھلے ہوے ہین اور نہرین جاری ہین فوارے چھوٹتے ہین اور
پتھر کی روشین بنی ہوئی ہین اور نہرین صاف اور لبالب ہین اور بیچ مین نہرون کے روشین ہین امیر ایک روش
پر چلے جاتے تھے اور پیک منظور سے کہتے تھے کہ یہ باغ خدا نے اپنے دست قدرت سے تعمیر کیا ہی اور
جب بیچ مین اُس بیابان کے پہونچے دیکھا کہ تمام پانی بھرا ہوا ہی امیر اُس پانی کے کنارے کھڑے ہوے
اور پیک منظور نے کہا یا امیر یہ وہ چاہ سحر القمر ہی یہ سنکر امیر نے مکتوب کو دیکھا پس سارا احوال دریافت ہوا
اور امیر سورۂ جن کو پڑھنے لگے جب سورہ کو ختم کیا ایکبار ایک خر چنگ پیدا ہوا جتنے جانور وہان تھے
سب بھاگ گئے اور وہ خر چنگ امیر کے سامنے آیا اور کھڑا ہوا پس ساتھ ہی کھڑے ہونے کے ایک سانپ

منھ سے اُسکے نکلا اور امیر کو دیکھا امیر نے تیر کمان نکالکے ایک تیر مارا وہ تیر سانپ کے کپھ پر جاکر بیٹھا اور پار نکلگیا ساتھ
ہی تیر پڑنے کے ایک غل گیر ودار کا ہوا اور تاریکی ہوگئی جب تاریکی بر طرف ہوئی امیر نے دیکھا خرچنگ کھڑا ہی کہا کہ
تو اُسکی قید مین تھا مین نے تیرے حریف کو مارا تجھے لائق ہی کہ تو میرا مطلب پورا کر پس اُسوقت خرچنگ بزبان انسانی گویا ہوا
کہ ای شہریار واقعی مین اُسکی قید مین تھا تو نے رہا کیا اب جو فرمایئے مین بجالاؤن امیر نے کہا کہ تو مجھے سحر القم کو پہنچا لیس
وہ خرچنگ امیر پاس آکر کھڑا ہوا اور کہا آپ میری پیٹھ پر سوار ہوجیے امیر سوار ہوے اور خرچنگ امیر کو لیچلا
اور جاکر اُس کنوین کے پاس کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار اب آگے میرا مقدور نہین ہی امیر اُس کنوین کے پاس کود کے
جاکر کھڑے ہوے دیکھا امیر نے منھ اُس کنوین کا بلور کا ہی اس سبب سے وہ کنوان چمکتا معلوم ہوتا تھا اور یہان امیر نے
اُس مکتوب کو نکالا دیکھا اُسکو تو دریافت ہوا امیر نے اُس چاہ کو جھانک کے دیکھا تو اژدہا منھ پھیلائے ہوے وہشتناک
بیٹھا ہی کہ رستم کا بھی زہرہ آب ہوجاے امیر کو ایک ہیبت آگئی پس ایکبار وہ اژدہا اوپر آیا اور قلابہ اُستین منھ سے چھوڑا
اور آواز پیدا ہوئی کہ ای طلسم کشا کیون کام ہاتھ سے کھوتے ہو کس لیے دیر کرتے ہو جس وقت یہ آواز
امیر نے سُنی پھر کے دیکھا تو ظفران جنی کھڑا ہوا ہی اور کہتا ہی ای طلسم کشا دیر نہ کر وچلو اپنا کام کر و اُسوقت امیر
نے آنکھین بند کرلین اور جھم سے اُس اژدہے کے منھ مین کود ے جب پاؤن زمین پر امیر کا پڑا اُسوقت آنکھین
امیر نے کھولین دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی اور بیچ مین اُسکے ایک غار ہی اور اُس مین ایک چرخی لگی ہوئی ہی
اور ایک مہتاب ہی کہ نظر اُسپر نہین ٹھہرتی اور ایک طرف سیاہ دیو کھڑے ہوے ہین اور ایک طرف سفید دیو کھڑے
ہوے ہین لیکن سیاہ دیو تو روتے ہین اور سفید دیو ہنستے ہین اُسوقت مہرۂ خفا کو نکالا اور منھ پر پھیر لیا کہ امیر
سبکی نظرون سے پوشیدہ ہوگئے امیر نے اپنے کانون سے سنا کہ سیاہ دیو کھڑے کہتے ہین ارے میان اب دیر
کیا ہی مار لو اُسکو پس جو دیو کھڑے ہوے تھے ایکبار حربے لیکے سفید دیوؤن کے مارنے کو تیار ہوے امیر نے
مکتوب کو دیکھا دریافت ہوا کہ فلان اسم جو لکھا ہی اُسے پڑھو امیر بموجب حکم مکتوب کے وہ اسم پڑھتے ہوے دیو کے پاس آئے اور دیو نے
وہ اسم پڑھتے ہوے اور قدم گنتے ہوے چلے اور جاکر درخت کے پاس پہونچے اور یہ درخت وہ ہی جو درخت
مکتوب نے بتایا ہی اور یہ درخت خرمے کا ہی پس جسوقت امیر برابر درخت خرمے کا پہونچے دیکھا کہ ایک جانور زرد
نہایت خوش رنگ اُس درخت پر بیٹھا ہی پس امیر نے جو دیکھا تیر نکالا اور اُس جانور کو تاک کے مارا اور وہ تیر آکر
طائر جادو کے پیٹ مین لگا اور پار نکل گیا طائر جادو لوٹ پوٹ ہوگیا اور تاریکی ہوگئی اور غل ہوا
بعد دو گھڑی کے تاریکی اور غل اور شور موقوف ہوا اُسوقت امیر نے بقوت تمام جڑ سے اُس درخت خرما کو
اُکھاڑ لیا اور زمین پر مارا اور وہ جتنی شاخین چھوٹی بڑی تھین جھڑ کے گر پڑین ٹُنڈ رہگیا امیر درخت کو اُدھر لیکے
چلے اور اُس غار کے پاس لیکے آئے اور اُسمین ڈال دیا اور چرخی مین جو مہتاب تھا ایکبار اُس چرخ مین سے
نکلکر وہ مہتاب آسمان پر گیا اور سیاہ دیو اور بھی زیادہ رونے لگے اور امیر نے اُسوقت اُس مہرۂ خفا کو منھ پر
پھیر الیس پھیرتے ہی سب دیوون نے امیر کو دیکھا اور سب پکارے کہ طلسم کشا آیا ہی اور امیر نے سفید دیوؤن
کو تسلی دی یہ دیو تو خوش ہوے اور دیو سیاہ مارے ہیبت کے سب کانپنے تھے اتنے مین اُس غار سے
ایک ساحر بڑے قد و قامت کا نکلا اور سر پر اُسکے دو سینگ ہین اُسنے سیاہ دیوون کو کہا کہ اب ہم ہر اسان
نہو مین طلسم کشا کے مارنے کو آیا ہون یہ سنکر سیاہ دیو خوش ہوے اور سب حربے لیکے سفید دیوون
پر آگرے اور ہتھیار چلنے لگا اور ابر جو امیر نے دیکھا تو ایک بارش خون کی ہورہی ہی دیکھے

امیر نے چاہا کہ دیو سیاہ کو عقرب سلیمانی گھسیٹ کر ماریں پھر اُسوقت کچھ دل مین سوچ کر امیر نے اُس مکتوب کو دیکھا اُس مین لکھا
تھا کہ اسے تلوار سے نہ مارنا بلکہ اسکے دونون سینگون کے بیچ مین وہی ٹُنڈ درخت کا مارنا بس امیر نے لپٹ کر وہی ٹُنڈ درخت کا اُٹھا کر
اُس ساحر پر مارا اور نام اُس ساحر کا سمکال آہن شاخ تھا بس جونہین وہ ٹُنڈ اُسکے مارا وہ اُسکے دونون سینگون مین
اٹک گیا اور اُسکے سینگون مین آگ لگی بس وہ درخت خرما جل اُٹھا اور سمکال آہن شاخ جادو پکارا ارے مجھے بچاؤ
اور وہ دیو سیاہ دوڑے اور سمکال آہن شاخ جادو چکر کھا رہا ہے اور جو کوئی اُس آگ کے بجھانے کو آتا ہے وہ
آگ چھوتے ہی اُسکے بدن مین لگجاتی ہے بس اسی طرح سے سب جل جل کے رہ گئے لیکن سمکال جادو کا سر نہین جلا ہے
اور تمام بدن جلکر خاک ہو گیا ہے بس ایک شور غل برپا ہوا اور تاریکی ہو گئی اور آواز آتی ہے لینا پکڑنا جانے
نہ پاے چار گھڑی تک شور غل رہا بعد چار گھڑی کے روشنی ہوئی اور اُن سب دیوون نے چاہا کہ امیر کو مار لین
اور حربے لیکر دوڑے اور ایک طرف سے وہ ماہی جنی سرخ اپنی تمام فوج سے دیوون پر آپڑا ایک
طرف سے فوج دیوان آپڑی اور اُن دیوون کو مار لیا امیر نے دیکھا کہ پرے کے پرے دیوون کے کھڑے ہین
اور پریزادون کے غول کے غول چلے آتے ہین اور پیک منظور ایک پری پیکر گھوڑے پر سوار چلا آتا ہے اور
تخت پر ملکہ بازغہ منہ پر نقاب ڈالے ہوے چلی آتی ہے اور آگے اُسکے شہنا نوازی ہوتی چلی آتی ہے اب جو امیر
نے ملکہ بازغہ مہر افزا کو دیکھا اور یہی دبدبہ ہے اور بڑے ایک کروفر سے ہے کہ جسکا بیان نہین غرض ملکہ بازغہ
امیر کے پاس آئی اور امیر سے کہا آئیے تخت پر سوار ہو جیے امیر تخت پر ملکہ بازغہ کے پاس جا کر بیٹھے اور بازغہ
نے کہا اے طلسم کشا مبارک ہو اور پیک منظور نے آگے نذر دی اور کہا اے شہریار تمکو فتح طلسم مہتاب مبارک
ہو امیر یہ سنکر بہت خوش ہوے اور پیک منظور سے کہا کہ اے منظور مین یہ پوچھتا ہون کہ مہتاب آسمان پر
کہان گیا پیک منظور نے عرض کیا کہ اے شہریار جسطرح سے قیامت کے نشان اور آثار ہین اُسی طرح سے یہان
کا سب حال ہے مہتاب اور آفتاب یہ دونون اب غائب ہو گئے یہ قیامت طلسم ہے اب ملکہ بازغہ بھی ایک بڑی
تمکنت سے آکر امیر کے پاس سے الگ بیٹھی ہوئی ہے اسواسطے کہ وہان یہ لکھا ہوا تھا کہ بعد فتح طلسم کے
تمام نیلی حصار اور یہ ملکہ بازغہ مہر افزا کا مالک طلسم کشا ہے بس اب بازغہ امیر کو مالک اپنا اور مالک تمام شہر نیلی حصار
کا سمجھکر چپکی بیٹھی ہے تھوڑی دیر کے پیک منظور نے سواری امیر اور ملکہ کی لاکر حاضر کی اب امیر اور ملکہ بازغہ
مہر افزا سوار ہوے اور سواری امیر کی بڑی شان و شوکت سے پیک منظور لیکر چلا آگے آگے سواری
کے نوبت بجتی ہوئی اور نشان کھلے ہوے امیر و ملکہ بازغہ مہر افزا شہر نیلی حصار کی طرف روانہ ہوے
جسوقت بعزت تمام شہر نیلی حصار مین داخل ہوے دیکھا امیر نے کہ ایک ایک پریزاد خوش و خرم اور
ہر ایک نشۂ محبت مین سرمست ہے بس امیر ایوان پادشاہی مین داخل ہوے اور آکر تخت سلطنت پر متمکن
ہوے اور اب پھر وہی سامان موجود ہوا تمام ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز مع مہ جبیان
جواہر نگار پیالے مرصع کار حاضر ہو کر جام گردش مین لائے اور امیر نے بازغہ سے کہا اے بازغہ آج یہ کیا ہے کہ تم دور
دور مجھسے چھٹکی بیٹھی ہو پہلے تو تمکو ایسا اقرار تھا اب ایسا انکار ہے بازغہ نے کہا اب کیا ہے تم ہمارے
ہو اور ہم تمہارے ہین امیر نے کہا کیا سبب مین نیلی حصار کو فتح کرکے آیا ہون اسی سبب سے تم ناراض ہو
مین تمہارا اور نیلی حصار کا مالک ہون اور امیر نے اُسکے ہاتھ پکڑکے اپنے پاس بٹھانے کا قصد کیا ہے بازغہ نے
نام نیلی حصار کا سنکے کہا واقعی آپ سچ کہتے ہین آپ مالک اور حاکم ہین اور ہم سب کنیزین آپکی ہین لیکن یہ

یہ نہین ہونے کا کہ آپ مجھپر دست انداز ہون یہ نحیریت ہی خبردار مجکو ہاتھ نہ لگایے گا غرض اسی گفتگو مین شام ہو گئی
اور جتنے لوگ حاضر تھے یہ سب رخصت ہو گئے اور اب امیر اور بازغہ دونون تنہا رہ گئے تب امیر نے چاہا
کہ بازغہ سے لپٹ کر مدعاے دلی حاصل کرین مگر بازغہ نے نہ مانا غرض اسیطرح حیث و بحث اور بیقراری مین صبح ہو گئی
اب امیر نماز پڑھکے سو رہے رات کے جاگے ہوئے تھے سارا دن سوے قریب شام اُٹھے جب پہر رات آگئی اُسوقت
امیر نے بازغہ سے وہی اختلاط شروع کیے بازغہ نے امیر کو روکا اور اب امیر کی عجب حالت ہی کہ نعوذ باللہ بس اسی طرح
وہ بھی رات گذری جب تیسرا دن ہوا اُسوقت بازغہ نے پیک منظور سے کہا کہ طلسم کشا ہر شب مجھے ستاتا ہی
یہ مجھکو منظور نہین ہی یہ ہر روز کا ستانا مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا اب رات کو مین نہین آنے کی یہ سنکر پیک منظور
نے کہا جو مرضی آپ کی اور جو حکم پس بازغہ اپنے محل خاص مین جاکر سو رہی اور آرام کیا جسوقت رات ہوئی اُسوقت
سب موجود ہوے لیکن بازغہ نہین آئی امیر نے پیک منظور سے پوچھا کہ آج بازغہ کہان ہی پیک منظور نے
عرض کیا کہ ای شہریار مجھے نہین معلوم کہ کہان ہی حضور کو اُسکا حال معلوم ہوگا بس امیر یہ سنکر چپ ہو رہے جب
سب چلے گئے اُسوقت امیر اُٹھے اور جی مین اپنے کہا کہ یا امیر جہان ملکہ بازغہ مہر افزا ہی وہان چلیے یہ اپنے دل
مین کہکے کمند ہاتھ مین اُٹھائی اور بالاے بام کمند کو پھینککر چڑھے اور جب اوپر آئے تو یہ کوٹھا دیکھا اور وہ کوٹھا
دیکھ کہین بازغہ کو نہ پایا امیر دیکھتے چلے جاتے تھے کہ یکبارہ سامنے امیر کو ایک مکان معلوم ہوا کہ اُس تمام مکان
مین روشنی ہی اور وہ مکان خوب سجا ہوا ہی اور ایک سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی اور آگے اُسکے ایک نمگیرہ
کھڑا ہی اور استادے اُس مین الماس کے بنے ہوے ہین اور جھالر اُس مین مقیش کی ٹنگی ہوئی ہی اور مروارید
آویزان ہی لیکن نمگیرہ تمامی کا ہی اور فرش تمامی کا تمامی نمگیرہ مین بچھا ہوا ہی اور پلنگ بھی بہت تکلف کا کہ
جوڑی باؤلن کی ا! اس کی ایسی خوبصورت اور سبک ترشی ہوئی ہی کہ اُسکو دیکھکر الماس بھی زہر کھاے
اور اُسپر ایک ماہ تابان یا مہر درخشان حالت خواب مین جلوہ افروز ہی لیکن وہ مست ناز اس انداز سے
محو خواب ہی کہ دل امیر کا بے چین ہو گیا صبر و ضبط جاتا رہا اور امیر نے جاکر اُسکے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھا اُسنے
دوسری کروٹ لی امیر بیتاب ہوکے اُسکے پاس لپٹ گئے اور اُسے اپنی طرف کو کھینچا بازغہ نے آنکھین کھولین
دیکھا کہ ایک شیر میرے برابر مجھسے لپٹا ہوا ہی یہ اُٹھ بیٹھی امیر بھی اُٹھ بیٹھے اور بازغہ مہر افزا امیر سے کہتی
ہی کہ ای طلسم کشا واسطے اپنے دین و مذہب کے تو مجھے اب چھوڑ دے اور ای طلسم کشا ہمارے یہان یہ رسم
ہی جب بادشاہزادی سے پہلے شادی کا طور ہو لیتا ہی اُسوقت پھر کسی اور سے طور شادی کا ہوتا ہی امیر
نے کہا کچھ ہی ہو مین آج نہین چھوڑونگا یہ سنکر بازغہ نے کہا دیکھ خبردار اگر تو نے میرے ساتھ ایک ذرا
کچھ اور ارادہ کیا تو تو بھی جل جاویگا اور مین بھی جل جاؤنگی ہر چند بازغہ امیر کو سمجھاتی ہی مگر امیر بازغہ کو نہین
چھوڑتے اور بازغہ بیٹھی ہوئی ہی ایکبارہ ذرا جو بازغہ نے امیر کو غافل پایا فوراً مانند برق کے چمک کے نکل گئی
اور یہ جادہ جا امیر اُسکے پیچھے دوڑے اور بازغہ پکاری ارے نمگرامو کہان ہو جلدی آؤ اُس آواز کے
ساتھ ہی ایک طرف سے پریزادین صف بہ صف تخت لیکر آئین اور بازغہ جھپٹ کے اُس تخت پر سوار ہوئی
اور پریزادین اُس تخت کو لے اُڑین امیر پکارے او بازغہ خدا کے واسطے کہان جاتی ہی امیر تو یہ کہتے رہے
مگر یہ سنتی ہی اُڑی چلی گئی پھر تو اب اور ہی عالم امیر کا ہوا اور اب ہر ایک در و دیوار سے پریزادین
اس طرح اُڑی جاتی ہین جس طرح گنج مین سے ہوائی آتشبازی کی نکلکے آسمان کو جاتی ہی ایکمرتبہ امیرین

مین سب پریزادین چلی گیئن اور اب سب مکان خالی ہوگیا اب کہین کسی مکان مین ہواے عمرانات نہین ہی امیر کو ایک
حالت وحشت کی زیادہ ہوئی اور امیر اب دیوانہ وار مجنون مثال اِس قصر سے نیچے آئے دیکھا یہان اب کوئی نہین
ہی زبان سے جب بازار مین آئے دیکھا کہ سب دکانین خالی پڑی ہین اور سر بازار مین بھی کوئی نہین ہی پس اسی طرح
سے دیکھتے ہوئے امیر شہر کے باہر آئے کہ شاید کوئی شہر کے باہر ہو باہر شہر کے بھی کچھ نہ دیکھا اور اب جو پیچھے پھر کے دیکھتے
ہین تو وہ شہر بلکہ حصار بھی نہین ہی امیر حیران و ششدر رہو گئے اسوقت آپ کو وہ مکتوب یاد آیا امیر نے وہ مکتوب نکال
اور کھولکر اُسکو دیکھا تو اُس مین لکھا تھا ای طلسم کشا جس طرح ہوسکے تو اپنے تئین اُس حصار مین ملکہ شعشعہ جہان افروز کے پاس پہنچا
امیر نے کہا عجب طرح کا کاغذ ظفران جنی نے دیا ہی کہ اُس مین کچھ پتا بھی نہین لکھا ہوا ہی کہ کس طرف جاؤن پھر دل مین کہا
اب جدھر خدا پہونچادے توکل پر چلو یہ سوچ کے وہان سے آگے چلے راستہ مین بھی کوئی نظر نہ آیا امیر اُسوقت ایک سکتے
کی حالت مین ہو کر اور آگے بڑھے جاتے جاتے ایک مقام پر ایک گنبد طلائی جڑاؤ سامنے سے نمایان ہوا کہ ایسا گنبد کبھی
گنبد گردون دون نے بھی آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا اور اُس مقام پر لوگ بہت نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے میلا ہی امیر
وہان قریب سے جاکر دیکھا کہ گنبد طلائی جڑاؤ ہی اور اُسکے چار دیواری شبکہ دار ہی اور دروازے پر ایک پتلی کھڑی ہوئی
ہی اور اُس جگہ تمام شاہ اور شہریار تاجہاے شاہی بر سر و چار قبہ بادشاہی در بر مالے مروارید کے گلے مین پہنے
ہوئے موجود ہین امیر ہر طرف کی سیر کرتے ہوئے اُس دروازے پر آئے دیکھا کہ ایک پیر مرد عمامہ سر پر بطور عرب
کے باندھے ہوئے اور ایک عبا گلے مین پہنے بیٹھا ہی اور ایک عصاے مرصع اسکے آگے دھرا ہوا ہی اتنے مین دیکھا امیر
نے کہ ایک شخص اُس مرد ضعیف کے پانون پہ گرا اُس پیر مرد نے کہا کیا کہتا ہی اُسنے کہا اگر مجھکو حکم ہو تو مین اُس گنبد
کے اندر جاؤن اُس بڈھے نے کہا اگر تو جاسکے تو جا یہ شخص خوشی خوشی وہان سے اُٹھا اور گنبد کے دروازے کے اندر
قدم رکھا کہ ایکبار اُس شخص کو اُس پتلی نے اِس زور سے ایک طمانچہ مارا کہ یہ غش کھاکر گرا اور اُسکے خویش و اقربا سب
دوڑے اور اُن سب نے اُسکو اُٹھایا اور یہ بیہوش پڑا ہی امیر بھی اُس دروازے کے پاس آئے اور دیکھا امیر نے
کہ ایک تصویر کسی عورت کی ہی جب غور سے دیکھا تو یہ تصویر ملکہ سمن تسیم ناز کی ہی یہ دیکھکر امیر کو ایک نہایت تعجب
ہوا اور امیر نے لوگون سے پوچھا کہ اسکے اندر کیا ہی یہ سنکے سب نے کہا اُس طرف کو جاؤ اور دیکھو سب معلوم ہوجائیگا
بس امیر اس گنبد کے پیچھے آئے دیکھا امیر نے کہ اُسکے دیوار کے شبکے ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے ہیرے چمکتے ہین امیر نے
اُن شبکون مین سے دیکھا کہ سامنے ایک تخت یاقوت نگار بچھا ہوا ہی اور اُسپر ایک پریزاد بیٹھی ہوئی ہی اور جوڑا اُسکے بدن
مین سرخ ہی گویا خونخوار بیٹھی ہوئی ہی اور ایک تاج یاقوت کا اُسکے سر پر اکیس کنگرون کا رکھا ہوا ہی اور اُسکے حسن
کا یہ عالم ہی کہ جیسے آفتاب کی صورت ہوتی ہی کیا مقدور کسی کا جو آنکھ بھر کے اُسکو دیکھ سکے امیر نے جو اسے دیکھا ساتھ
ہی دیکھنے کے امیر کی عجب حالت ہوگئی بے اختیار جی مین آیا کہ تصویر کو اندر سے چلکے دیکھو یہ سوچ کر دروازے کی
طرف آئے دیکھا کہ ایک کرسی پر وہ مرد پیر بیٹھا ہوا ہی اور دوسری کرسی خالی رکھی ہی پس امیر اس مرد پیر سے
سلام علیک کرکے اُس خالی کرسی پر بیٹھ گئے مرد پیر نے جواب سلام کا دیا اب امیر نے اُس ضعیف سے کہا تم مجھے پہچانتے ہو
پیر نے کہا مین کیا جانون کہ تم کون ہو امیر نے کہا مین طلسم کشا ہون اُسنے کہا ہوگے امیر نے کہا مین نے ظاہر طلسم
مین تمام سیر کی ہی پیر نے کہا کی ہوگی پھر امیر نے کہا کہ مین نے ظلمانہ اور مظلم و تیرہ بخت کو مارا ہی پیر بولا مارا ہوگا
یہ مجھے تو کیا کہتا ہی ارے جو مطلب تیرا ہو وہ کہہ امیر نے کہا میرا جی چاہتا ہی کہ اس گنبد کے اندر جاؤن پیر نے کہا
جاؤ مین منع کرتا ہون اگر جاسکو جاؤ ابھی دیکھا ہی کہ جو جاتا ہی اُسکا کیا حال ہوتا ہی امیر نے کہا مین نے دیکھا ہی

لگر مین جب ڈ نگا پیر نے کہا اس گنبد کے دروازے پر ایک تصویر ہی جب کوئی جاتا ہی تو وہ طمانچہ مارتی ہی اُسے غش آجاتا ہی
امیر نے کہا پھر وہ ہوش مین بھی آتا ہی یا نہین کہا ہان تین دن کے بعد وہ ہوش مین آتا ہی جو کوئی اس تصویر کو مار ڈالے
وہ بے خطر چلا جاے امیر نے کہا مین مار ڈ نگا پیر نے کہا اگر اتنا زور رکھتے ہو تو کیا مضائقہ ہی جاؤ امیر آگے گئے اُس دروازے
کے او پر آئے اور اُس تصویر کو دیکھا کہ مثل سرو ناز کے کھڑی ہی اُسے دیکھکے امیر پھرے اور پیر مرد سے کہا کہ یہ تصویر
خیالی ہی یا مثالی ہی اُسنے کہا مثالی ہی اور اسکی صورت کی اصل بھی ہی امیر نے دل مین کہا کہ اب اسے مار بھی ڈالیے جو ہو
سو ہو یہ ارادہ کر کے تصویر کی طرف گئے کہ تصویر نے امیر کو بحسرت دیکھا امیر کو رحم آگیا دوبارہ پھر آئے اور پیر مرد
سے کہا کہ اگر اُسکو نہ مارے اور اندر چلا جاے تو کچھ مضائقہ تو نہین ہی پیر مرد نے کہا ای عزیز جو اسے قتل نہ کریگا اندر
نہ جا سکیگا اور ایک بات اور ہی کہ جسوقت یہ تصویر یہان قتل کیجایگی اُسوقت اُسکی طرف ثانی بھی وہان مر جایگی
امیر ناچار ہوے پھر ارادہ کیا اور چلے کہ ابکی مار ہی ڈالونگا جب قریب اُس تصویر کے آے اور چاہا کہ عقرب سلیمانی
مارین کہ اُس تصویر نے پھر بہ نگاہ حسرت دیکھا اور بولی کہ ای طلسم کشا مین نے تیرا کیا گناہ کیا ہی جو تو میرے قتل پر
مستعد ہی ای عزیز مین نے تیرے ساتھ کچھ بُرائی نہین کی امیر سمجھے کہ یہ سچ کہتی ہی اور اُسوقت امیر آبدیدہ ہوے
اور پھر پھرے اور دل مین کہا کہ ای امیر ایسے معشوق کو چھوڑ کر جاتے ہو کہ ایسی رضیہ سلطان ہی اور نہ ایسی ملکہ
باز غہ مہر افزا ہی پس جسوقت یہ خیال امیر کو آیا باگ اسپ صبر کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور دیوانہ وار وحشی مثال
پھر پھرے اور پھر دل مین آیا کہ حمزہ ابکی بار قتل کر کے پھرنا کہ مرد پیر نے کہا کہ ای شخص یہ تو دھیان کر کہ جسکی تصویر
ایسی ہی وہ خود کیسی ہوگی یہ امر عشق سے بعید ہی اور اب تو نام عشق و عاشق کا نہ لینا امیر کو یہ کہنا اسکا ناگوار ہوا
دوڑ کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس تصویر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور آواز فریاد و فغان کی بلند ہوئی
کہ ہاے سرو ناز ہاے سرو ناز عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد و مغربی اور بہرام گرد خاقان
چین سب یہان گریہ و زاری کرتے ہین اور اب یہان سرو ناز کے اُٹھانے کی تجویز ہو رہی ہی کہ ایکبار اُس گنبد
ریاضت گاہ مین سے ایک آواز آئی کہ خبردار اسکو آج نہ اُٹھانا اور یہ آواز سب نے سنی اور کہا کہ آج اسے
رہنے دو تمام شب سب کے سب اُس سوتے کو لیے ہوے بیٹھے رہے اور رات سبکو حکیم اشراق نے خواب مین دکھایا
کہ یہ کشتہ طلسم ہی جبتک امیر حمزہ اندر نہ آئین اسے دفن نہ کرنا اور اسی گنبد ریاضت گاہ مین لٹا دینا صبح سبکے خواب
متفق ہوے اور کہا کہ حسب الحکم عمل مین لاؤ بعد اُسکے بیاکپ سرو ناز کو اُٹھا کر گنبد مین لیگئے اور پلنگ کے نیچے
اُتار کے لٹایا اور سب قفل دیکے چلے آئے اور یہان امیر اُس گنبد طلسم مین گئے دیکھا کہ چار پریزادین ہین دو
ایک طرف اور دو ایک طرف جام اور صراحیان ان چارون کے ہاتھ مین ہین اور تصویر ملکہ شعشعہ جہان افروز
کی تخت پر بنی ہوئی رکھی ہی اور وہ پریزادین جام اُس تصویر کو دیتی ہین اور تصویر جام لیکر انڈیل دیتی ہی
امیر اُس تصویر کے قریب گئے اور تصویر نے بہ نظر حیرت امیر کو دیکھا اور ساقی سے کہا کہ جام مہمان کو دو اُس
ساقی پریزاد نے جام شراب بھر کر ہاتھ مین اُس تصویر کے دیا تصویر نے امیر کو دیا امیر نے وہ جام اُسکے ہاتھ
سے لیکے انڈیل دیا دوبارہ پھر اُسنے دیا امیر نے پی لیا ساتھ ہی پینے کے سرور اور نشہ ہوا اُسوقت امیر کو
نہایت تعجب ہوا کہ تصویر مین یہ حرکات کہ ایکبار اُن خواصون نے امیر سے کہا کہ ای شہریار اب تم کچھ کہا فی
[illegible] کے سامنے کہو دیکھو کہ یہ کیا باتین کرتی ہی کہ تم متعجب کر دوگے امیر نے تمام سر گذشت اپنی از ابتدا تا انتہا کہہ سنائی
[illegible] کا کچھ ذکر نہ کیا کسواسطے کہ اُسپر امیر خود مائل تھے یہ گمان ہوا شاید اسے سنکے رشک ہو اُسوقت

تصویر ایک قہقہہ مار کر ہنسی اور ساتھ ہی اسکے ہنسنے کے امیر کو غفلت آگئی اور غنودگی طاری ہوئی دیر کے بعد امیر کو ہوش آیا
اور آنکھین کھولین دیکھا نہ وہ تصویر ہی نہ وہ گنبد ہی بلکہ دیکھا امیر نے کہ مین ایک صحرائے لق و دق مین بیٹھا ہوا ہون
اسوقت ایسی بیقراری امیر کو ہوئی کہ حیطۂ بیان سے باہر ہی اسی بیقراری مین امیر کو وہ مکتوب یاد آیا اور اُس
کاغذ کو نکالکر دیکھا اُس مین لکھا ہی کہ ای شہریار جسطرح جیسے ہوسکے اپنے تئین ملکۂ شعشعہ جہان افروز تک پہونچا اُسکو
دیکھکر امیر چلے اور صحرانوردی اور دشت پیمائی کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ ایکبارہ ایک باغ نمایان ہوا تمام
چاردیواری اُسکی مع دروازے کے نقرئی ہی اور اُس دروازے کے قریب ایک عورت بیٹھی ہوئی ہی امیر اُس
دروازے پر جاکر کھڑے ہوے اور معلوم کیا کہ یہان بھی وہی تصویر بنی ہوئی ہی امیر نے آگے بڑھکر اُس عورت سے
کہا کہ اگر تم کہو تو ہم اندر اسکے جائین اس عورت نے کہا کہ تم جاسکو تو جاؤ امیر نے کہا مین جاؤنگا وہ عورت امیر کو
لیکر چلی جونہین امیر اُس باغ کے دروازے پر آئے دیکھا کہ کرسی پر تصویر خورشید لقا کی رکھی ہوئی ہی جسوقت امیر
نے دیکھا ایک رحم دل مین آیا اُس عورت نے امیر سے کہا ای شخص اسکو تلوار مار امیر نے کہا یہ تو خورشید لقا ہی مین
اسکو نہین مارنے کا اُس عورت نے کہا جسوقت تم سبکی محبت اپنے دل سے نکال ڈالوگے اُسوقت تمھین وصل ملکۂ شعشعہ
جہان افروز کا نصیب ہوگا اور اس طلسم کا یہی دستور اور معمول ہی کہ اگلی محبت تو کم ہوجاتی ہی اور حال کی
محبت زیادہ ہوتی ہی پس جسوقت امیر نے یہ سنا دل مین کہا مارا سے اور برابر جاکے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا
دیا کہ سر اسکا تن سے جدا ہوگیا اور ستیون اور رفیقون کے غل اور شور کی آواز امیر کے کان مین آئی مخصوص
عمرو بن حمزہ کی کہ عنقریب تھا کہ وہ اپنے تئین ہلاک کر ڈالین کہ ایکبار اُس گنبد ریاضت گاہ مین سے آواز آئی
کہ یہ گنبد طلسم ہی اسکو بھی گنبد ریاضت گاہ مین لٹاؤ حسب الحکم عمل مین لائے زیادہ طول مناسب نہین ہی یہان
امیر کو اسی طرح سے کتنے ہی مکان ملے اور اسی طرح امیر نے ہر ایک مقام پر ہر ایک پریزاد کی تصویر دیکھی ایک
مقام پر خورشید لقا کی تصویر کو ہاتھ مارا دوسرے جگہ زہرہ لقا کی تصویر کو مارا کہین حور لقا کو مارا کسی جا پر
ماہ لقا کو مارا جب سبکو مار چکے اور یہان گنبد ریاضت گاہ مین ہر ایک کے واسطے خواب مین بشارت ہوئی اور سب گنبد ریاضت گاہ
سے باہر نکلے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اور اب امیر حسب ان سبکو بحکم مکتوب مار کر گنبد ریاضت گاہ سے باہر نکلکے روانہ ہوے جاتے جاتے
ایک باغ کے برابر پہونچے اُس باغ مین جاکر دیکھا کہ ملکہ شعشعہ بیٹھی ہی اور ایک جوڑا زمردنگار پہنے ہوے ہی اور سر پر اُسکے تاج کج
کیا ہوا رکھا ہی اور پاس اُسکے خواصین بیٹھی ہوئی ہین اور ملکہ شعشعہ نے امیر کو دیکھکر ایک خواص سے کہا اُسنے ایک
جام شراب بھر کے امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے وہ جام لیکے پی لیا اور ساتھ ہی پینے کے ایک نشا امیر کی آنکھون مین
آیا اور امیر نشہ کی حالت مین بوس و کنار کرنے لگے ہر چند خواصین کہتی ہین کہ ای شہریار یہ تصویر ہی اصلی صورت
تو نہین ہی جو تم اس سے بوس و کنار کرتے ہو بعد اُسکے امیر اُسی طرح سے اپنی سرگذشتہ کی کہانی کہنے لگے
اور جب ملکہ رضیہ سلطان کا ذکر آیا پس امیر نے بیچ مین سے اُڑا دیا پس اُسوقت اُس تصویر نے بنظر غیرت
امیر کو دیکھا اور ایک قہقہہ مار کے وہ تصویر ہنسی پس جسوقت وہ تصویر ہنسی اسی طرح سے امیر کو ایک غفلت
سی آگئی اب امیر خواب کیا دیکھتے ہین کہ ایک بیابان ہی اور اس بیابان مین ایک قصر عالیشان ہی اور اُس
قصر کے اندر ملکہ شعشعہ جہان افروز بیٹھی ہوئی ہی اور ناچ رنگ ہو رہا اور خواصین سب گرد و پیش کھڑی
ہوئی ہین یہ خواب دیکھتے ہی جو ایک بار امیر کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ لوگ ہین اور نہ
اب بوے انکی نہین آتی ہی فوراً امیر کو ایک وحشت جنون کی سی ہوئی پس امیر دیوانہ وار مجنون تمثال

اشک ریزان چاک گریبان وہان سے روانہ ہوے اور جاتے جاتے امیر دیکھتے کیا ہین کہ وہی بیابان ہی جو خواب مین دیکھا تھا اور وہی قصر عالیشان سامنے ہی امیر اب اپنے جی مین کہتے ہین کہ ای امیر چالیے دیکھو تو اسکو غرض امیر دروازۂ قصر پر آئے اور دیکھا کہ ایک پیرزن دروازے پر بیٹھی ہوئی ہی اور ایک جریب اُسکے آگے رکھی ہوئی ہی امیر اُسکے پاس گئے اور اُس پیرزن سے کہا کہ ای پیرزن تو مجھے جانتی ہی مین کون ہون اُس پیرزن نے کہا مین جانتی ہون کہ تو آدم زاد ہی اسوقت امیر نے کہا مین طلسم کشا ہون یہ سنکر اُسنے کہا جو تم طلسم کشا ہو تو مجکو کیا تم اپنا مطلب کہو کہ تم کیا کہتے ہو امیر نے کہا مین اس مکان مین جاؤنگا اور ملکہ شعشعہ کو دیکھونگا اسنے سنکر کہا ہر ایک بوالہوس کا ارادہ اسکے دیکھنے کا ہوتا ہی اور جو ہی وہ یہی کہتا ہی کیا کوئی اسکو دیکھنے پاتا ہی اور اب تم آئے ہو اور کہتے ہو کہ مین طلسم کشا ہون ایک تو خاک چھانتے ہوے تو آپ آتے ہین کہ اسواری بھی آپ کو میسر نہین ہی اور سنو میان آدمی کو لائق ہی کہ وہ بات کہے کہ جو انسان کے خیال مین آئے اور وہ بات نہ کہے کہ جو وہم و خیال مین نہ آئے اور سنو میان اسکے دروازے پر ایک تصویر تیلی کی ہی اگر تمھارے پاس تیغۂ عقرب سلیمانی ہی تو تم جاؤ اُس تصویر کو مار کے اندر چلے جاؤگے اور نہین تو کوئی طور اندر جانے کا نہین ہی یہ سنکر امیر نے کہا ہان میرے پاس عقرب سلیمانی بھی ہی اُس پیرزن نے کہا تو تم میرے ساتھ چلو اور اپنے ساتھ امیر کو لیکے اُس مکان کے اندر گئی امیر نے دیکھا کہ ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہی ہر طرف طرح طرح کے درخت لگے ہوے ہین عجب عجب رنگ کے پھول کھلے ہوے ہین روشین آراستہ ہین چمن پیراستہ ہین ہر ایک طرف نہرین جاری ہین جانوران خوش الحان زمزمہ پیرائی کر رہے ہین اگر اُس باغ کی تعریف و توصیف لکھی جاے تو فقط وہان کی کیفیت کے بیان مین دفتر کے دفتر لکھے جائین اور ایک چمن کی حالات بھی تمامی پر نہ آئین خلاصہ یہ کہ ہر چمن سے اُسکے گلشن شداد شرماتا تھا پردۂ دنیا پر باغ بہشت نظر آتا تھا اندر سے اس باغ کے گانے بجانے کی آواز امیر کے کان مین آئی امیر اُسکے دروازے پر آ بیٹھے اور اُس پیرزن نے امیر سے کہا کہ چلو صاحب اب امیر روانہ ہوے جونہین امیر نے دروازے کے اندر قدم رکھا دیکھا امیر نے کہ ملکہ رضیہ سلطان کرسی پر بیٹھی ہی دیکھتے ہی امیر کے تمام بدن مین لرزہ پڑ گیا تھرتھرانے لگے اور ملکہ شعشعہ کی ایک خواص ہی کہ نام اُسکا طلعت افزا ہی وہ سامنے سے آئی اور اُس خواص نے امیر کو دیکھکر کہا مار اسے دیکھتا کیا ہی امیر نے یہ سنکر اُس سے کہا ارے یہ ملکہ رضیہ سلطان ہی مین کیونکر اسے مارون اور مجھسے ہرگز یہ نہین ہونے کا اُس خواص نے کہا کہ جو تجھسے یہ نہوگا تو وہان ملکہ شعشعہ تک کیونکر پہونچ سکیگا اور یہان کا یہ خواص ہی کہ پہلے کی محبت بھول جاتی ہی اور یاد ام الحیات اسکی یاد نہین آتی ہی اسی واسطے یہ تصویرین بنائی ہین یہان امیر سے اور اُس خواص سے یہ باتین ہو رہی ہین اور امیر کا یہ عالم ہی کہ یہان سے باہر ہی اور یہان ظفران زاہد وغیرہ نے جو سنا کہ امیر اب نہایت بیداد کرتے پھرتے ہین اور اب باری رضیہ سلطان کی ہی پس سب مقدس یہ خیال اپنے دل مین کر کے اُٹھے اور چلے اور مہر نوش ممتاز کے پاس آئے اِس مہر نوش ممتاز سے اور قوم جنات سے بہت اخلاص اور پیار اور دوستی ہی کس واسطے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر نے ایسے ہی چار شخصون کو علم اپنا بتایا ہی اور بجاے ستون طلسم کے انکو مقرر کیا تھا اسواسطے انکو سب مانتے ہین اور ایک جن ہی کہ نام اُسکا جم زرین تاج ہی جسوقت اُسکے گھر مین اُسکی بیٹی پیدا ہوئی تھی تو اُسوقت اُسکے گھر مین مہر نوش ممتاز موجود تھا اُسنے اس لڑکی کو اُس جن سے اپنی فرزندی مین لے لیا تھا اور مہر نوش ممتاز نے نام اُسکا شعشعہ جہان افروز رکھا تھا اور اُسکو پرورش کیا تھا تو اب ملکہ شعشعہ جہان افروز بیٹی جم زرین تاج کی نہین کہلاتی ہی بلکہ مہر نوش ممتاز کی کہلاتی ہی اور جب اسے مہر نوش نے پالا

اور یہین تمیز کو پہونچی اُسوقت مہر نوش ممتاز نے اُسکو باطن طلسم کا بادشاہ کیا اور اُس سے کہا کہ بیٹا تم طلسم کشا کی قسمت کی ہو اور مہر نوش ممتاز نے ایک آئینہ اُسکو بنا دیا تھا کہ اُس آئینہ مین شکل طلسم کشا کی تمکو معلوم ہوا کرتی جسوقت تمہارا جی چاہے اُسوقت تم اس آئینہ مین طلسم کشا کو دیکھ لیا کرنا چنانچہ کاہے گاہے یہ اُس آئینہ مین دیکھا کرتی تھی غرض جب سے طلسم کشا آیا ہی اور ملکہ شعشعہ جہان افروز نے عشق اسیر اور ملکہ رضیہ سلطان کا اُس آئینہ مین دیکھا ہی جب سے اسے ایک رشک پیدا ہوا ہی اور یہ چاہتی ہی کہ طلسم کشا سوا میرے کسی کو نہ چاہے پس اُسنے مہر نوش ممتاز سے کہا کہ طلسم کشا کو رضیہ سلطان کا عشق بہت معلوم ہوتا ہی اور مین چاہتی ہون کہ طلسم کشا سوا میرے کسی کو نہ چاہے پس مہر نوش ممتاز نے ایک طلسم بنا کر تیار کیا ہی اُسکی خاطر سے جابجا تصویرین بنا دی ہین کہ جسوقت امیر ان تصویرون کو مار ڈالیگا اُسوقت سبکی محبت امیر کے دل سے جاتی رہیگی علٰے ہذا القیاس اسی واسطے ملکہ رضیہ سلطان کی تصویر بھی بنائی ہی مگر ملکہ رضیہ سلطان کی تصویر نہایت تکلف کی بنائی ہی کہ پوشاک بھی بہت اعلٰے پہنائی ہی کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی ہی خواصین دست بستہ روبرو اُسکے کھڑی ہوئی ہین

اب دو کلمے داستان دریافت کرنا ظفران زادہ اور ظفران جنی کا مہر نوش ممتاز سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب یہ مہر نوش و ممتاز کے پاس آئے ان سب نے برہم ہوکے کہا کہ اے صاحب اپنے اپنے عزیز کی خاطر اور رفاقت داری سبکو واجب ہی مگر تمنے یہ کیا کیا کہ جابجا تصویرین بنائی ہین جو امیر سے علاقہ رکھتی ہین اُنکی بھی بنائین اور جو نہین علاقہ رکھتی ہین اُنکی بھی اور بھلا خورشید زہرہ لقا مہر لقا ان سب نے تمھارا کیا کیا جو تمنے اُنکی تصویرین بنائین اور ملکہ رضیہ سلطان شعلہ رو کی بھی تصویر بنائی ہی جو بادشاہ ظاہر طلسم ہی اور اُسکے علاوہ وہ اولاد مین حکیم اشراق روشن ضمیر کی ہی اُسکا آپ نے یہ مرتبہ کیا ہی آپ کو ملکہ شعشعہ کی خاطر منظور رہی اور اولاد حکیم صاحب کی خاطر نہوئی اور ایسی حرکت کوئی کرتا ہی جو آپ نے یہ حرکت کی پس یہ سب مہر نوش ممتاز نے سنا اور بہت شرمندہ ہوا اور مہر نوش ممتاز نے ان سبکے آگے ہاتھ باندھے اور کہا واقعی مجھسے یہ قصور ہوا ہی مگر مجھسے یہ بات سہو سے ہوگئی نہ یہ کہ عمداً اب آپ سب صاحب میرے قصور کو معاف کیجیے یہان تو ان سب مقدسون مین یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہان جو خواص ملکہ شعشعہ جہان افروز کی ہی کہ نام اُسکا طلعت افزا ہی یہ امیر سے کہتی ہی کہ اے صاحب ہمارے ہی نقش تعویذ ونسے ملکہ رضیہ سلطان بنی ہی جلد ہی ایک تلوار مار دو کہ پانون اُسکے کٹ جائین جسوقت اُسنے امیر سے یہ کہا کہ ایکبار ایک طمانچہ غیب سے اُسکے ایسا لگا کہ جیسے قضا کا طمانچہ لگتا ہی اور ایک آواز مہیب آئی کہ وہ تمام مکان کانپ اٹھا اور ایک اور آواز اس طرح آئی کہ جیسے حکیم اشراق کی آواز ہی وہ کہتے ہین کہ اے طلسم کشا تمکو یہ نہین چاہیے کہ تم رضیہ کو اسطرح فراموش کرو اور امیر کھڑے سنتے تھے اور وہان مہر نوش ممتاز نے جاکر ملکہ شعشعہ جہان افروز سے کہا کہ تصویر ملکہ رضیہ سلطان کی رکھنا مناسب نہین ہی کسواسطے کہ وہ اولاد مین حکیم اشراق کی ہی اسکا ادب ایجاب ہی اُسکو بندگی ضرور کرنا چاہیے پس جسوقت ملکہ شعشعہ نے یہ سنا اسوقت اُسنے کہا کہ بہتر بازغہ نے میرا کہنا کیا اُسکی بھی تصویر نہ رکھی جاے غرض ملکہ رضیہ سلطان اور بازغہ اور خورشید لقا اور زہرہ لقا اور حور لقا اور ماہ لقا کی تصویرین موقوف کی گئین ایک مرتبہ ایسی تاریکی ہوگئی کہ پناہ خدا کی ہاتھ کو ہاتھ نہین معلوم ہوتا تھا جسوقت وہ اندھیرا موقوف ہوا تو امیر نے دیکھا کہ اب نہ رضیہ سلطان ہی نہ وہ طلعت افزا خواص ہی نہ وہ گانے بجانے کی صدا ہی تمام مکان خالی پڑا ہی اور کوئی نہین ہی امیر نے اُنھین درختون مین سے میوہ توڑکر کھایا اور پانی پیا اور شب کو وہین آرام کیا جسوقت ستارہ صبح کا چمکا اُسوقت امیر اُٹھے اور نماز صبح ادا

اور اوس مزا لطف سے فراغت پائی اور آپ اُٹھکر اُس قصر عالیشان کے نیچے اُترے اور باغ مین آئے اور آپ نے اُس
کاغذ کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ ای طلسم کشا اُس باغ کے سامنے کوہ سواد کی راہ لگی ہوئی ہی پس اُس کوہ کی طرف واسطے
طلسم کشائی کے جا پس امیر اُسوقت بحکم کاغذ کے اس کوہ سواد کی طرف چلے ابھی چند قدم گیے تھے کہ امیر کو دور سے
ایک بیابان خوش گوار پر فزا دکھائی دیا اور اس مین ایک کوہ ہی اور یہ کوہ سر بفلک کشیدہ ہی اور پھولون سے تمام
دامن کوہ بھرا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ایک پہاڑ پھولون کا ہی اور گرد و اطراف مین اُس پہاڑ کے سترہتر نہرین
پانی کی جاری ہین جنکے دیکھنے سے دلکو ایک تازگی اور سرور ہوتا ہی اور تمام بیابان پھولون سے بھرا ہوا ہی امیر اسکی
سیر دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایکبار جو امیر نے دیکھا تو ایک طرفکو قطار ہرنون کی چلی آتی ہی اور ایک ہرن سیاہ
سبکے آگے ہی اور ایک طرفکو غول کے غول چکارون کے معلوم ہوتے ہین اور ایک طرف ان نہرون مین قاز اور
قرقرے کلنگ و سارس پیر رہے ہین اب امیر نے بحکم مکتوب کے ہیکان مین سے کمان اور ترکش مین سے تیر لے کر
ایک تیر تاک کر اُس ہرن کے مارا قدرت خدا وہ تیر آکر اُس ہرن کے پشت پر لگا اور پشت سے جگر تک توڑ کے
نکلگیا پس تیر کے پڑنے کے ساتھہی وہ بھاگا امیر نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا چند قدم وہ ہرن گیا ہوگا کہ گر پڑا فوراً
امیر نے گھوڑے پر سے کود کر اُس ہرن کو ذبح کیا اور اُسکو اُٹھا کر ایک درخت کے نیچے لائے اور چاہا کہ اسکے کباب
کھوئین اس اثنا مین نگاہ امیر کی سامنے جو گئی تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک شاطر بچہ نہایت مقبول صورت قنطورہ زربفتی
پاتابہ سقرلاتی تن پر آراستہ اور پیراستہ کیے گھوڑا اڑاتا ہوا چلا آتا ہی اور پیچھے اُسکے اور لوگ کوتل گھوڑے
اڑاے ہوے آتے ہین غرض اُس شاطر نے آکے امیر کو مجرا کیا امیر نے اُسکو پہچانا کہ یہ پیک منظور ہی امیر نے کہا
ای پیک منظور وزیر دانا تم کیونکر آئے ہو ای پیک منظور دیکھو یہ کیا حرکت بازغہ نے میرے ساتھ کی پیک منظور
نے کہا ای شہریار یہ آپ جانین یا وہ جانے اسے غلام کیا جانے پھر پیک منظور نے کہا اب آپ چلیے امیر نے کہا ای
پیک منظور کہان چلون پیک منظور نے کہا ای شہریار ملکہ بازغہ کے پاس چلیے امیر نے کہا ملکہ بازغہ مہر افزا کہان ہی
پیک منظور نے کہا دیکھیے وہ سامنے خیمہ معلوم ہوتا ہی امیر نے جو دیکھا تو واقعی تمام خیمے بادلے کے سامنے کھڑے ہین امیر کو
نہایت اشتیاق ہوا اس اثنا مین دوسرے پیک منظور نے عرض کیا کہ ملکہ شعشعہ نے کچھ کہلا بھیجا ہی اُسکا بھی اشتیاق
امیر کو ہوا غرض دوسرا پیک منظور اور امیر گھوڑے پر سوار ہوکے روانہ ہوے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ
سامنے سے نوبت اور نشان نمایان ہوے اور ہمراہ انکے قریب بارہ یا چودہ سو پریزاد ونالے غرق دریاے جواہر
نمودار ہوے اور ایک پری پیکر گھوڑے پر ملکہ بازغہ مہر افزا منھ پر نقاب ڈالے ہوے چلی آتی ہی اُسکے
قد و قامت سے امیر نے پہچانا کہ یہ بازغہ ہی اور وہ قریب آکے بولی کہ ملکہ شعشعہ جہان افروز نے آپ کے پاس کچھ کہلا
بھیجا ہی بس امیر یہ سنکر چپکے ہو رہے اور بازغہ امیر کو لیکر چلی اور اس خیمہ تک پہونچایا اور دروازے سے آپ
الگ ہو گئی اب جو امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا تو بازغہ نہین معلوم ہوتی ہی اُسوقت امیر نے پیک منظور دانا سے کہا
کہ بازغہ کہان گئی پیک منظور نے عرض کیا آتی ہی آپ چلیے امیر اُس خیمہ کے اندر گئے دیکھا کہ خیمہ یاقوت نگار ہی
اور مسند بصد خوبی بچھی ہوئی ہی امیر اُس پر جا کر بیٹھے اور پیک منظور سے پوچھا کہ ملکہ شعشعہ نے کیا کہلا بھیجا ہی غرض
کیا مجھے نہین معلوم آپ وہان چلین جہان بازغہ ہی امیر نے کہا چلو غرض پردہ اُس خیمہ کا اُٹھا کر امیر کو دوسرے
خیمہ مین لے گئے دیکھا امیر نے کہ مسند کے پاس بازغہ بیٹھی ہی نقاب منھ پر نہین ہی امیر اُس مسند پر آکر بیٹھ گئے اور
شکوہ کرنے لگے بازغہ نے کہا اس کہنے سے فائدہ کیا ہی جب ہم پانون پڑتے تھے اور ناک رگڑتے تھے تمنے

قبول نہ کیا اب ہمکو انکار ہی یہ سب بے فائدہ ہی امیر خاموش ہوے بعد اسکے پوچھا ملکہ شعشعہ نے کیا کہلا بھیجا ہی اُسنے
کہا مجھے بخوبی معلوم نہین اگر معلوم ہوتا تو بھی نہ کہتی امیر نے کہا سچ کہتی ہی یہ سنکر بازغہ امیر کے پاس سے اُٹھی اور
ایک کشتی اُٹھا لائی اُس مین نامہ بمہر خاص ملکہ شعشعہ کا لکھا ہوا ایک تھیلی مین رکھا تھا لاکے وہ کشتی رکھدی نامہ
دیکھتے ہی امیر کو عشق ملکہ شعشعہ جہان افروز زیادہ ہوا اور اُس نامہ کو مثل نامۂ اعمال کے کھولکر پڑھنا شروع
کیا اُس مین لکھا تھا کہ ای سلطان ثانی سلیمان اول تو تم طلسم کشا ہو اور ہمنے تو یہ بھی سنا ہی کہ صاحبقران ہو
اور آجتک تمپر کسی نے غلبہ نہین کیا ہی لیکن دو باتین مجھے آزمائی ہین اول طلسم کشائی باطن کی وہ تو کچھ ظہور
مین آئی دوسری یہ بات اور ہی کہ ایک نقابدار یاقوت پوش اس کوہ سواد کے دامن مین رہتا ہی وہ بھی
کہتا ہی کہ مین صاحبقران ہون پس اگر تم صاحبقران ہو تو تم اسکو پشت بزمین پہونچاؤ تو البتہ ہمین یقین آئے
کہ تم صاحبقران زمان ہوا اور ہم اُس نقابدار کے ہاتھ سے بہت ہی تنگ ہین جسدن تم اسکو زیر کروگے
اُسدن ہمارے اور تمہارے ملاقات ہوگی اور جو کچھ تمہاری خدمت ہمسے ہوسکیگی وہ ہم بجا لائینگے پس جسوقت
امیر یہ نامہ پڑھ چکے اُسوقت امیر نے بازغہ سے پوچھا کہ وہ نقابدار دامن کوہ مین کس مقام پر رہتا ہی بازغہ نے
کہا اسی بیابان مین ایک درۂ کوہ ہی وہان رہتا ہی اور ای شہریار کیا مقدور کسی کا کہ کوئی اُس بیشہ مین شکار کھیلے یا کوئی
شکار کرے اور ہر روز وہ اس بیابان کی خبر لیتا ہی اور جو کوئی اس کوہ و بیابان مین آتا ہی تو وہ نقابدار بھی اُس سے
لڑنے کو آتا ہی اور مع لشکر آکے خیمے ڈیرے کرتا ہی شبکو طبل جنگ بجواتا ہی اور صبحکو میدان مین نکلکر لڑتا ہی اور
اور آزمائش کرتا ہی پس جسوقت بازغہ امیر سے یہ باتین کر چکی اُسوقت اُسنے ناچ کو حکم کیا اور ناچ شروع ہوا اور
ساقی ماہ طلعت اور مہر صورت جام و صراحی ہاتھ مین لیکر آیا اور جام بھر کر امیر کو دیا امیر نے دو تین جام
شراب کے پیے اور بازغہ سے کہا کہ تو تم بھی پیو بازغہ نے کہا امیر موقع یہان شراب پینے کا نہین ہی غرض اسی طرح
شب ہوئی اور جسوقت سب لوگ اُٹھ گئے اُسوقت امیر نے بازغہ سے کہا کہ ای بازغہ تم اکیلی سوؤگی اور ہم اکیلے
سوئین یہ سنکر بازغہ نے امیر سے کہا کہ ابھی تک وہ تمہاری باتین نہین جاتین امیر سے اور بازغہ سے یہ باتین
ہو رہی تھین کہ ایکبار دیکھا کہ ہزارہا بتخانے روشن سامنے سے چلے آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے بیابان
مین آگ لگی ہوئی ہی اور پیچھے اُنکے فانوسین انواع اقسام اور طرح طرح کی روشنین ہین اور اُن فانوس کے
پیچھے بیرقین اور نشان پھریرے اُنکے کھلے ہوے اور نوبت اور نقارے بجتے ہوے چلے آتے ہین اور اُنکے
پیچھے ایک نقابدار یاقوت پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار تاج شاہی بر سر و چار قبۂ شہنشاہی در بر و مالا
مروارید در گلو آیا اور امیر نے سامنے سے دیکھا نہایت وہ فوج اور نقابدار پسند آیا اور اُس نقابدار نے جاکر
برابر [illegible] کوہ کے اپنے خیمہ اور خرگاہ کو ایستادہ کیا اور خیمہ مین داخل ہوا اور یہان امیر نے بازغہ سے کہا کہ
ہمکو یہ منظور ہی کہ ہمارے اور نقابدار کے جلد فیصلہ ہو جاے پس لشکر مین حکم کرو کہ طبل جنگ بجے باوجودیکہ
یہ آئین امیر کا نہ تھا کہ پہلے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوائین مگر بسبب اشتیاق ملکہ شعشعہ جہان افروز کے یہ نوبت
پہونچی کہ امیر نے طبل جنگ بجوایا کہ جس مین نقابدار سے جلد فیصلہ ہو جاے اور ملکہ شعشعہ سے جلد ملاقات
ہو جب طبل جنگ کی آواز امیر کے لشکر مین بلند ہوئی اور ہرکارے خبر لیکے دوڑ گئے اور آکے بعد دعا اور
ثنا کے نقابدار سے اُنھون نے عرض کیا کہ لشکر صاحبقران مین طبل جنگ بجا ہی اور نقابدار نے کہا کہ ہمارے
لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اور امیر نے جاکر آرام کیا اور بازغہ بھی اپنے خیمہ مین آرام کرتی ہی دونون لشکر

مین تمام رات تمہاری جنگ مین گذری جسوقت ستارہ صبح کا چمکا اور آفتاب عالمتاب تاج زرین کو سر پر رکھکے اور تیرہٗ
خطوط شعاعی ہاتھ مین لیکر فلک نیلگون پر سوار ہو کر جلوہ فرما ہوا اور امیر نماز صبح اور اوراد و وظائف سے فراغت
کرکے اور زرہ اور جوشن سب پیغمبرون کے بدن پر آراستہ کرکے مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کر پیک منظور کو ہمراہ
لیکے چلے اور بازغہ نے تمام فوج پریزادون اور جنون کی امیر کے ساتھ کی امیر نے جو دیکھا تو بازغہ سے کہا کہ
کچھ اس فوج کی احتیاج نہین ہی یہ سنکر بازغہ نے کہا کہ آپ کے یہ سب مطیع اور فرمانبردار ہین امیر یہ سنکے چپکے ہو رہے
اور مع لشکر اور نوبت و نشان کے لشکر نقابدار کے سامنے جا کے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور اُس طرف سے
نقابدار بھی مع اپنے لشکر اور سوارون کے واسطے جدال و قتال کے چلا اور تمام سوار زرین پوش ہمراہ لیے
بان اور نشان لہراتے ہوئے پرچم نشانون کے چمکتے ہوئے اور بیرقین بادکے کی کھلی ہوئی اور نوبت اور
نقارہ بجتا ہوا سامنے امیر کے پرا باندھ کے کھڑا ہوا امیر نے بغور اُس نقابدار کو دیکھا کہ ایک آنکھ اُسکی نقاب کے اندر سے
نکلتی ہی کہ نگاہ بہین کام کرتی ہی اور دست و پا اُس نقابدار کے نازک نازک ہین امیر کو دیکھ کے نہایت حیرت ہوئی
اور اپنے دل مین کہا کہ خدا جانے یہ کون ہی کہ ایکبار امیر مرکب کو کڑکا کر میدان مین آئے اور نہیب دیا کہ ای نقابدار
بمیدان آ اگر از روے مرگ باشد پس جسوقت نقابدار نے امیر کو میدان مین دیکھا نقابدار بھی مرکب کو چمکا کے
صف مین سے نکلا اور امیر کے برابر آیا باہم لگاوٹ ہوئی کوئی تین قدم نقابدار کا مرکب ٹھوکر کھا کر اُڑ گیا اور
دو قدم مرکب امیر کا پسپا ہوا اور امیر نے نقابدار کو جو دیکھا وجد کیا اور پوچھا کہ ای نقابدار نام تمہارا کیا ہی
نقابدار نے یہ جو سنا تو کہا یہ باتین تو مجھے صلح کی معلوم ہوتی ہین تم لڑنے کو آئے ہو یا صلح کرنے کو یہ کہکر نیزہ ہاتھ
مین پکڑا اور ساتھ امیر کے آگے کہا نیزہ بازی عمود بازی اور خبردار خبردار لیکے اور تاک کے نیزہ سینہ
بے کینہ امیر پر مارا امیر نے نیزے کی سنان اپنے نیزے کی سنان پر روکی چنگاریان آگ کی جھڑپین نیزہ بازی
ہونے لگی سوا سو طعن نیزے کی آپس مین رد و بدل ہوئی ایکبار امیر نے ایکجا پر نیزہ نقابدار کا مرکب کو
چمکا کر صاف نکالکر آسمان پر ہوائی گیا جیسے ہوائی آتشبازی کی گنج مین سے نکل جاتی ہی فوراً خط شعاعی
کے مانند اوپر چڑھا نقابدار اسے سہم ہوا مرکب اپنا امیر کے گھوڑے سے ملاکر اپنا ہاتھ امیر کے گریبان مین ڈالدیا امیر
نے بھی اُسکی گردن پر ہاتھ رکھدیا دونون مین کشمکش کے زور ہونے لگے کہ دونون گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اُسوقت
دونون طرف کے عیار پکارے کہ ای بہادرو بے زبانون نے کیا کیا ہی اگر زور آزمائی منظور ہی تو نیچے اُتر کر
زور کرو یہ سنکر امیر اور نقابدار مرکب پر سے کود کے زور ہونے لگے تین پہر تک آپس مین زور ہوا کیے
بعد تین پہر کے امیر نقابدار کو بقوت تمام لے دوڑے اور ایک جھٹکا مارا اور ساتھ ہی جھٹکے کے نقابدار
نے لنگر مارا کہ پشت پا تک زمین مین غرق ہو گیا امیر نے بہت چاہا کہ لنگر نقابدار کا توڑین مگر نہ اُٹھا آخر امیر نے
نقابدار کو چھوڑا اور نقابدار امیر کو لیکر چلا اُسنے بھی امیر کو چار قدم ہٹا کے جھٹکا مارا امیر نے بھی لنگر مارا
نقابدار بھی لنگر امیر کا نہ توڑ سکا اس عرصہ مین شام ہو گئی خورشید خاوری رعب و ہیبت سے ان دلاورون
کی گوشۂ مغرب مین جا کر روپوش ہوا اور مہتاب سجادہ نشین تسبیح انجم ہاتھ مین لیے ہوئے توسن فلک
پر سوار ہو کر نکلا اُسوقت نقابدار امیر سے الگ ہو گیا اور امیر سے کہا رات واسطے آرام کے ہی کل صبح کو
پھر سمجھونگا یہ سنکر امیر نے کہا ہمارے یہان یہ دستور اور معمول ہی کہ تا وقتیکہ جنگ کا فیصلہ نہو جب تک
حریف سے ہاتھ نہین اُٹھاتے ہین اور حریف کو نہین چھوڑتے ہین یہ سنکر نقابدار نے کہا مشقت بیجا ہم نہین ٢٠

نقابدار امیر سے یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوکر فوراً اپنے لشکر کو روانہ ہوا امیر ششدر اور حیران کھڑے ہوئے تھے کہ اسوقت منظور دانا نے کہا ای شہریار آپ چلیے پس امیر ایسے آزردہ اور خفا تھے کہ منظور دانا کو کچھ جواب نہ دیا اور بہر بار امیر کے جی مین یہ آتا ہی کہ اپنے تئین مار ڈالیے اور کبھی دل مین کہتے تھے کہ ای امیر تم تو چھ چھ دن اور سات سات دن لڑے ہو کیا مضائقہ ہی آج زیر نہین ہوا کل اسے زیر کرکے مارینگے غرض یہ باتین اپنے دل مین کرکے امیر بھی مع فوج اور لشکر اپنی بارگاہ مین آئے اور داخل خیام والا احتشام ہوئے ناچ ہونے لگا اور شراب چلنے لگی کہ ایکبار بازغہ نے نقابدار کا ذکر کیا امیر نے بازغہ سے کہا کہ نقابدار اگر آج بچ گیا تو کیا ہوا انشاء اللہ تعالی کل میرے ہاتھ سے کہان نکلے جائیگا یہ سنکر بازغہ نے کہا ای شہریار وہ نقابدار بھی ایک ہی آفت روزگار ہی امیر اور بازغہ سے یہ باتین ہو رہی تھین اور قریب پہر یا ڈیڑھ پہر رات کے گئی ہوگی اسوقت امیر نے پلنگ پر جا کر آرام کیا اور بازغہ اپنے خیمہ مین گئی دونون لشکرون مین رات بھر طبل بجتا رہا طرفین مین تیاری جنگ ہوتی رہی جسوقت صبح کا ستارہ نمودار ہوا اسوقت امیر اٹھے اور نماز صبح ادا کی اور موافق معمول کے منظور دانا بھی حاضر ہوا امیر مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر روانہ ہوئے اور تمام فوج امیر کے ساتھ ہوئی طرفین کے لشکر کے نشان کھلے اور آواز نعرہ ہای رزمی اور کوس حربی دونون لشکرون مین بلند ہوئی امیر کا لشکر مقام معین پر آکے کھڑا ہوا اور امیر بھی چند قدم سالاری کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے تھے کہ ایکبار سواری نقابدار عظیم الشان کی آئی اور نقابدار بھی آکر کھڑا ہوا فوراً امیر مرکب اپنا صف مین سے نکالکر میدان جنگ مین آئے نصف میدان تو امیر نے اپنی پشت پر چھوڑا اور نصف میدان حریف کے لیے چھوڑا وسط میدان مین آکر کھڑے ہوئے اور پکارے کہ ای نقابدار بیا بمیدان ناگاہ یہ سنکر نقابدار اپنا مرکب اڑکا کر آیا اور برابر امیر کے آکر کہا کہ رات کو آپ کو نیند بھی آئی یا نہین یہ سنکر امیر نے اپنے دل مین کہا کہ نقابدار نے یہ کیا کہا ای امیر کیا آج بہت سویرے آئے ہو جواب دیا کہ آج اسواسطے مین سویرے آیا ہون کہ ہمارے اور تمھارے آج سویرے کشتی ہو کہ جس مین جلد فراغت ہو جاوے یہ سنکر نقابدار نے کہا ہمارے تمھارے نیزہ بازی شمشیر بازی عمود بازی تو ہوچکی لیکن ہان فقط زور کی آزمایش ہو امیر نے کہا کیا مضائقہ ہی جو تمھاری مرضی ہو یہ کہکے امیر گھوڑے پر سے کودے اور ساتھ ہی امیر کے نقابدار اس چمک دمک سے اپنے گھوڑے پر سے کودا کہ جیسے برق لامع کوند جاتی ہی امیر کی نگاہ جو نقابدار کے سراپا پر پڑی دیکھا پنجہ دست مثل پنجہ خورشید کے درخشان ہین کلائیون سے نزاکت عیان ہی سینہ بیکینہ کو اسکے جو غور سے دیکھا تو کچھ بلند پایا معلوم ہوتا ہی کہ دو سرکش ایک جگہ پر کھڑے ہوئے ہین اسوقت امیر کو خیال ہوا کہ یہ نقابدار عورت ہی ایکبار امیر باتوقیر نے نقابدار کے سینے پر ہاتھ رکھا اور چاہا کہ اسے لے دوڑین نقابدار نے بچستی تمام ہاتھ امیر عالیمقام کا اپنے سینے پر سے ہٹا دیا پھر امیر نے نقابدار کو اپنے سینے سے لگایا مین سے ایک ایسی خوشبو امیر کو معلوم ہوئی کہ دماغ امیر کا معطر ہوگیا پس اسوقت امیر کا عجیب عالم ہوگیا اور نقابدار نے برہم ہوکے امیر سے کہا ای مرد آدمی یہ بھی کوئی لڑائی کا طور ہی دوسری بار پھر دیدہ و دانستہ امیر نے نقابدار کی چھاتی پر ہاتھ رکھدیا اور اسکو گلے سے لپٹا لیا جو نہین امیر نے سینہ بسینہ ہوکے نقابدار کو اپنی طرف کھینچا اور چھاتی نقابدار کی امیر کے سینے سے لگی معلوم ہوا کہ دو تیر کلیجے کے پار نکل گئے امیر کا عجیب حال ہوا فوراً نقابدار کود کے علحدہ جا کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ تم اپنی بدذاتی سے نہین باز آتے ہو کشتی لڑتے ہو یا مردمی اپنی کھوتے ہو نقابدار امیر سے علحدہ کھڑا یہ کہہ رہا تھا کہ ایکبار امیر نقابدار سے دوڑ کر پھر لپٹ گئے اور نقابدار بھی امیر سے

پسٹ پڑا اب امیر اور نقابدار مین باہم برابر کے زور کشتی کے ہو رہے ہین کہ ایکبار امیر نے لڑتے مین کہا کہ ای نقابدار کیا خوب تیری زرہ ہی اسکے بنانے والے نے کیا صنعت کی ہی کہ یاقوت کو تراش کے اُسکے حلقے لگائے ہین یہ سنکر نقابدار سخن تراش ہوا کہ ای عزیز آج تجھکو کیا ہو گیا ہی کہ کہین تو زرہ کا ذکر کرتا ہی کہین کچھ بد ذاتی کرتا ہی امیر نے کہا کہ ای نقابدار آواز تو تیری عورت کی سی معلوم ہوتی ہی اور زور تجھہ مین یہ خدا نے دیا ہی کہ عقل میری حیران ہی یہ سنکر نقابدار نے جواب دیا کہ اگر تم مجھے یہ جانتے ہو کہ یہ عورت ہی تو زہے صاحبقرانی کہ تم میرا کچھ نہین کر سکتے ہو اور اس زندگی سے تو تم چلو بھر پانی مین ڈوب مرو پس جسوقت نقابدار نے امیر سے یہ کلام طنز آمیز کہے اُسوقت امیر کو طیش آیا اور چہرہ سرخ ہو گیا اور دونون آنکھین امیر کی مانند کاسۂ خون کے لال ہو گئین دل مین کہا کہ مین دیکھون تو یہ نقابدار کون ہی اور دیدہ و دانستہ امیر نے نقابدار کے منھ پر ہاتھ مارا فوراً تسبند نقاب کے ٹوٹ گئے اب جو امیر نے دیکھا تو وہ نقابدار ملکہ شعشعہ جہان افروز ہی پس یہ دیکھتے کے ساتھ ہی امیر کو تاب نہ باقی رہی حالت غشی کی طاری ہوئی غنودگی سی آئی اور اب یہ نہین معلوم کہ کتنی دیر کے بعد امیر نے آنکھین کھولین پس جسوقت امیر کی آنکھین کھلین تو دیکھا نہ وہ نقابدار ہی اور نہ وہ لشکر ہی اور نہ وہ امیر کا خیمہ ہی نہ وہ لشکر امیر کا ہی نہ منظور دانا ہی پس اُسوقت امیر کو بہت ندامت اور شرمندگی ہوئی اور اپنے دل مین کہا کہ افسوس ای امیر ایک عورت کا تم کچھ نہ کر سکے پس اب ایسی زیست سے تو مرگ بہتر ہی پس یہ خیال امیر اپنے دل مین کر کے اور کھینچکر خنجر چاہین کہ مارین کہ ایکبار ایک طرف سے آواز آئی کہ خبردار کیا کرتا ہی ای طلسم کشا تجھے آئینے دے پس ساتھ اس آواز کے امیر نے پھر کر دیکھا تو سامنے ظفران جنی کھڑا ہی اور اسنے کہا ای شہریار اس نقابدار کے گلے مین جو زرہ ہی وہ سحر کی ہی یہ سنکر امیر نے کہا کہ ای ظفران جنی کیا ملکہ شعشعہ جہان افروز ساحرہ ہی ظفر جان جنی نے کہا استغفر اللہ ملکہ شعشعہ تو ساحرہ کاہیکو ہی یہ سب باتین مہر نوش کی ہین اور یہ زرہ اسکو مہر نوش ممتاز نے اسواسطے بنا کر دی ہی کہ اس زرہ مین یہ تکلف ہی کہ جو کوئی اسکو پہن لے اور رستم و اسفندیار بھی اگر اُس سے آکے مقابلہ کرین تو وہ انکو اُٹھا کے زمین پر پھینکدے وہ کسی سے زیر نہو اور وہ عورت ہی اسکا بھی یہ مقدور ہی کہ وہ تمسے ہمسری کرے اور لڑے یہ فقط اس زرہ کی کارستانی ہی یہ سنکر امیر کا غصہ کم ہوا اور ظفران جنی نے کہا کہ اب ارادہ طلسم کشائی کا کیجیے یہ سنکر امیر نے کہا اس کاغذ مین تو کچھ طریقہ طلسم کشائی کا بھی لکھا نہین ہی ظفران جنی نے کہا کہ خیر آپ میرے ہمراہ مہر نوش ممتاز کے پاس چلیے جو کچھ وہ کہے سو کیجیے یہ سنکر امیر نے کہا بہت خوب پھر ظفر جان جنی نے کہا کہ میرے پانون پر پانون رکھیے اور یہ آنکھین اپنی بند کر لیجیے جسوقت مین کہونگا اسوقت آنکھین کھولیے گا امیر نے آنکھین اپنی بند کر لین اور اپنا پانون ظفر جان کے پانون پر رکھدیا اور ظفر جان جنی نے کچھ اسم پڑھنا شروع کیا اور جب پڑھ چکے اُسوقت امیر سے کہا کہ آنکھین کھولدو امیر نے جو آنکھین کھولین تو ایک عالیشان قلعہ سامنے دکھائی دیا کہ مانند ماہ تابان یا مہر درخشان کے روشن ہی تمام میدان منور اور نورانی ہی اور برج اُسکے مانند برج قمر کے روشن ہین امیر کو دیکھکر تعجب ہوا دل مین کہنے لگے کہ اس طلسم مین عجائب عجائب طلسم ہین اب اُس وقت دو تین گھڑی رات گئی ہوگی جس وقت امیر دروازۂ قلعہ پر پہونچے ظفر جان جنی نے دروازے پر جا کر کچھ اسم پڑھ کے اُس دروازے پر دم کیا اسم دم کرتے ہی وہ دروازہ تڑاق سے کھل گیا دیکھا امیر نے کہ ایک مقدس کرسی پر بیٹھے ہوے ہین عربی عمامہ انکے سر پر ہی اور گلے مین اُنکے ایک عبا پڑی ہوئی ہی اور ایک عصا آگے دھرا ہوا ہی اور ایکبار امیر نے جو دیکھا اُس مقدس کو پکارے سلام علیک اس مقدس نے امیر کو دیکھا اور کہا علیک السلام ای حمزہ نامدار و صاحبقران عالیمقدار و ای امیر

شہسوار خوش آمدی اور یہ کہکر وہ مقدس کرسی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لیکر اندر گیا دیکھا
امیر نے کہ وہ مکان مثل ماہ تابان یا مہر درخشان کے منور و نورانی ہی اُس مقدس نے امیر کو اندر لیجاکر تخت پر بٹھایا اور ظفر جان
جنی اور طرف چلے امیر نے دیکھکے کہا کہان جاتے ہو ظفر جان جنی نے جواب دیا مین آتا ہون حضور بیٹھے رہین امیر خاموش
ہوے اور بعد ایک لمحہ کے دیکھا امیر نے کہ ایک دو شخص اور چلے آتے ہین اُس مین سے ایک تو ظفر جان جنی کو پہچانا
اور دوسرے شخص کو جو دیکھا امیر نے تو وہ عابد وضع ہی امیر اُٹھ کھڑے ہوے اور اُس تخت سے نیچے اُترے اور ظفر جان
جنی کچھ تعریفین امیر کی کرنے لگے پس ظفر جان سے امیر کی تعریفین سنکر مہر نوش ممتاز نے کہا کہ ای ظفر جان جنی جو مرتبہ
امیر کا ہی مین خوب جانتا ہون آپ چپکے رہین اب امیر کو یہ دریافت ہوا کہ یہ مقدس مہر نوش ممتاز ہی اُسوقت امیر نے
مہر نوش سے کہا کہ آپ بڑے متقی اور پرہیزگار اور عبادت شعار ہین آپ کا کیا کہنا ہی مہر نوش ممتاز نے امیر سے
عرض کیا کہ آپ ہمارے مالک و تاجدار اور افسر ہین اور ہم آپ کی رعیت ہین امیر نے جواب دیا کہ یہ سب آپ کی
سرفرازی ہی جو آپ اسطور سے فرماتے ہین پس مہر نوش نے امیر کو تخت پر بٹھایا اور سب مقدس امیر کے پاس بیٹھے
ہوے تھے کہ ایکبار امیر نے ملکہ مشعشعہ جہان افروز کا ذکر چھیڑا مہر نوش نے امیر کو جواب دیا کہ ای شہریار وہ بھی ایک
کنیز ہی اور مین بھی آپکا تابعدار ہون یہ کہکر مہر نوش اُٹھے اور جاکر ایک کشتی لائے اُس کشتی پر ایک تورے پوش
پڑا ہی اُسے لاکر امیر کے آگے رکھا اور امیر نے اُس تورے پوش کو اُٹھایا دیکھا کہ اُس مین ایک جام مانند خورشید تابان
اور مہر درخشان کے رکھا ہوا ہی کہ اُسپر نگاہ نہین ٹھہرتی ہی امیر نے اُس جام کو نہایت پسند کیا اور مہر نوش سے
پوچھا کہ یہ جام کیسا ہی مہر نوش نے کہا کہ ای شہریار اِس جام کو جام خورشید کہتے ہین اور اِس مین یہ تکلف ہی کہ
جسوقت اُسکو زمین پر رکھا اور اُس مین دیکھا کہ ایک اسم لکھا ہی جہان اُس اسم کو پڑھا جس شہر کے دیکھنے کو جی
چاہا اُس شہر کا حال اِس جام سے معلوم ہو جائیگا مثلاً آپ اسوقت یہان بیٹھے ہوے ہین اور آپ کا جی چاہے
کہ مین بالا باختر کا احوال دیکھون یا جس شہر کو جی چاہے سبکا احوال اِس مین دیکھتے ہی آپ کو معلوم ہو جائیگا امیر
نے یہ کیفیت اُس جام جہان نما کی سنکے مہر نوش سے کہا کہ یہ جام تو خوب ہی یہ سنکر مہر نوش نے کہا اب آپ دیر نہ کیجیے
کسواسطے کہ اب مرحلۂ آفتاب باقی رہا ہی اور ای شہریار اب اُسکو بھی فتح کرلو تو پھر چین سے بیٹھو بعد اس گفتگو کے رات
بھر تو امیر نے وہین آرام کیا اور جسوقت ستارۂ صبح کا نمودار ہوا امیر اُٹھے اور نماز سے فراغت کرکے وظیفہ پڑھ رہے
ہین اور مہر نوش ممتاز اور ظفر جان اور سب مقدس بیٹھے ہوے ہین اور آپس مین باتین کر رہے ہین کہ ایکبار
مہر نوش نے امیر سے کہا کہ اب آپ روانہ ہوجیے اور ظفر جان کو بھی اپنے ہمراہ لیجیے اور ظفر جان سے کہا کہ تم
امیر کے ساتھ جاؤ یہ سنکر ظفر جان نے کہا کہ حضور کے ہوتے میرا مقدور نہین کہ مین جاؤن مہر نوش نے جواب دیا
کہ مین اور آپ ایک ہین جیسے مین ویسے ہی آپ کوئی آپ مین فرق نہین ہی ظفر جان جنی نے کہا معاذ اللہ آپ کا مرتبہ
اور ہی اور میرا رتبہ اور ہی بھلا مجکو یہ لیاقت کہان جو آپ کو حاصل ہی اُسوقت مہر نوش ممتاز نے کہا یہ
سب آپ کی توجہ ہی جو آپ فرماتے ہین پس آخر کو مہر نوش اور ظفر جان جنی دونون امیر کے ہمراہ ہوے
اور امیر مرحلۂ آفتاب کے فتح کرنے کو چلے پس اُس وقت مہر نوش ممتاز نے لوح طلسم آفتاب امیر کو دی اور
کہا امیر سے کہ حضور اِس لوح پر عمل کرین جو اِس لوح مین لکھیگا ویسا ہی کیجیے گا اور جو اِس لوح کے حکم کے بموجب نہ
کیجیے گا تو خطا پائیے گا پھر مہر نوش نے امیر سے کہا کہ اب آپ یہان سے چاہ شعلہ کی راہ کو جائیے امیر نے کہا مین
کیا جانون چاہ شعلہ کی راہ کو کہ کہان ہی یہ سنکر مہر نوش ممتاز نے کہا کہ ای شہریار مین بھی اور ظفر جان

بھی آپ کے ہمراہ رکاب ہین لیس امیر نے جواب دیا کہ آپ صاحبون کو تکلیف دینا مجھے منظور نہین ہی کہ آپ صاحب میری وجہ
سے اتنی دور دراز کی زحمت گوارا کرین مہر نوش نے جواب دیا ای شہریار جو کچھ حضور کی ہمسے خدمت ہو سکے وہ
ہماری عین سعادت ہی الغرض مہر نوش اور ظفر جان جنی یہ دونون امیر کو لیکر چاہ شعلہ کی طرف کو روانہ ہوئے
چند قدم گئے ہونگے کہ دیکھا ایک صحراے وسیع الفزا معلوم ہوا امیر نے اُس صحرا کو دیکھکر مہر نوش سے کہا کہ دیکھو
یہ صحرا کیا وسیع ہی اور مجھکو بہت پسند ہی اور اُس صحرا مین ایک مقام پر دیکھا کہ ایک کنوان ہی اور اُس کنوئین
مین سے شعلے آگ کے نکلتے ہین امیر اور مہر نوش و ظفر جان یہ تینون برابر اُس کنوئین کے آئے مہر نوش نے امیر سے
کہا کہ آپ اس کنوئین مین کود پڑے اور یہی راہ طلسم آفتاب کی ہی پس جسوقت امیر نے سُنا اُسوقت امیر اپنی آنکھین بند
کرکے اُس کنوئین مین کود پڑے جب پانون امیر کا زمین پر آشنا ہوا آنکھین کھولین دیکھا کہ بہت بڑا میدان ہی اور
اُس مین ایک حوض ہی چار سو قدم سے چار سو قدم تک لیکن بجاے پانی کے اُس مین آگ بھری ہی یہ دیکھکر امیر
کو ایک تعجب ہوا اور اب جو غور کرکے دیکھا تو اُس مین بالشتیے چھوٹے چھوٹے عمود اُنکے ہاتھون مین ہین اور حوض
مین پڑے پھرتے ہین اُن بالشتیون کی نگاہ جو امیر پر پڑی اُس حوض مین سے وہ سب نکل کے باہر آئے اور آکر
وہ سو سو گز کے ہوگئے امیر اُنکو دیکھکر وہان سے پھرے جب اُنھون نے دیکھا یہ جاتے ہین فوراً وہ سب آگے امیر سے
جھپٹ گئے جب امیر نے یہ دیکھا تو وہ مہرہ جو بازغہ نے دیا تھا اُنکو یاد آیا فوراً اُسے نکالکر امیر نے اپنے منھ پر پھیر لیا پس
ساتھ ہی اُسکے امیر سبکی نظرون سے پوشیدہ ہوگئے اور وہ امیر کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اور سب آپس مین کہتے
تھے کہ ابھی وہ آدمی کھڑا تھا کیا ہوا یہان امیر نے لوح طلسم کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ ای طلسم کشا جسوقت تمپر
یہ بالشتیے دوڑین تم فوراً اپنے تئین پوشیدہ کرنا اور پھر اپنے تئین اُسی حوض پر پہونچانا اُسوقت اُس حوض مین
ایک درخت پیدا ہوگا اور اُس درخت پر ایک جانور بیٹھا ہوگا اور وہ قد و قامت مین برابر شتر خورے کے
ہوگا اور اُسکو نہایت بیقراری ہوگی اور اُسکے پرون سے چنگاریان آگ کی جھڑتی ہونگی اور وہ چنگاریان جسوقت
حوض مین گرینگی ویسی ہی صورت بنکے تیرے ڈھونڈھنے کو دوڑینگی اُسوقت تو تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارنا کہ
دونون بازو اُس جانور کے چھد جائینگے اور وہ جانور پھر اُس حوض مین گر پڑیگا اُسوقت جتنی یہ آگ ہی یہ سب
نکلکے بالشتیون کی طرف دوڑیگی اور جاکر اُنکو گھیر لیگی اور سبکو جلادیگی پھر تم اُسوقت اپنے تئین اُس حوض
مین گرا دینا بموجب حکم لوح کے امیر اُس حوض پر آئے دیکھا ایک درخت پیدا ہوا ہی اور اُسپر وہ جانور
پرافشانی کرتا ہی اور جو چنگاری آگ کی اُسکے پرون مین سے نکلتی ہی وہ چنگاری اُس حوض مین گرتی ہی پس
ویسی ہی صورت بنکر امیر کی طرف دوڑتی ہی پس بموجب حکم لوح کے امیر نے ایک تیر کمان مین پیوستہ کرکے اُس جانور
کے مارا اور وہ تیر اُس جانور کے بازو پر لگا کہ دونون بازو اُس جانور کے چھد گئے اور وہ جانور چرخ کھا کر اُسی
حوض مین گرا پس ساتھ گرنے کے وہ جتنے شعلے آگ کے تھے وہ سب حوض مین سے نکلنے لگے پھر سب شعلے جمع ہوکر
بالشتیون کی طرف دوڑے اور جاکر اُنکو گھیر لیا اور وہ سب جلنے لگے اور آگ نے سبکو جلادیا اور خاک کر دیا اُسوقت
امیر اُس حوض مین کود پڑے اور جسوقت پانون زمین پر آشنا ہوے امیر نے آنکھین کھولین تو اپنے تئین ایک
صحرا مین دیکھا اور اُس صحرا مین عجب بھینی بھینی خوشبو آرہی ہی ہر طرف گیندا پھولا ہوا ہی اور بیچ مین اُسکے چار دیواری
طلائی معلوم ہوتی ہی اور اُسپر مصیقلہ کیا ہوا ہی اور وہ چار دیواری جگ جگ کر رہی ہی امیر دروازے پر اُسکے آئے اور
دیکھا کہ عجب کیفیت اُس دروازے کی ہی دروازہ طلاے احمر کا ہی اور گل گلبن اُسمین یاقوت کی جڑی ہوئی ہین امیر اندر گئے

دیکھا کہ ایک شیر ہی اور اُس شیر کے اوپر ایک زنگی سوار ہی یہ دیکھکر امیر نے لوح کو دیکھا اس مین لکھا تھا کہ جسوقت یہ زنگی تمہین دیکھیگا یہ حربہ جو اُسکے ہاتھ مین ہی وہ تمپر ماریگا اُسکے حربے کو رد کرنا اور اُس زنگی کی گردن پر ایک سفید خط ہی پس ایک تلوار اُس خط پر مارنا اُسوقت اُس زنگی کا سر کٹکے گر پڑیگا تو وہ شیر اُس سر کو منھ مین لے کر بھاگیگا خبردار پیچھا اُسکا نہ کرنا پس جس طرح لوح مین لکھا تھا اُسی طرح سے امیر نے اُس زنگی کو مارا اور وہ شیر سر اُس زنگی کا لے کر بھاگا امیر اور اندر بڑھ گئے دیکھا کہ عجب کیفیت اُس باغ کی ہی کہ ایک طرف کو مہندی اور گل کی ٹٹیان ہین ایک سمت کو دار بست انگور کی ہی ایک طرف کو کیلیون کی باڑھ لگی ہوئی ہی غرض اُسکے اندر تمام درخت انواع انواع طرحکے ہین اور سارے چمن پانی سے بھرے ہوے ہین اور ایک حوض ہی اُس مین پانی پاک اور پاکیزہ بھرا ہوا ہی اور ایک عمارت عالیشان یاقوت کی بنی ہوئی ہی اور آگے اُسکے ایک سائبان سرخ مخمل کا کھنچا ہوا ہی اور استادے اُسکے یاقوت کے ہین اُسکے اندر ملکہ بازغہ مہرافزا بیٹھی ہوئی ہی جونہین بازغہ نے امیر کو دیکھا دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور امیر سے کہا کہ ای طلسم کشا ہم عجب مصیبت مین گرفتار ہین کہ یہ ساحر ہمکو پکڑ لائے ہین اور ہمکو یہان لا کر رکھا ہی اور ملکہ شعشعہ کو ایک سوار اپنے اوپر لیے ہوے کسی صحرا مین پھرتا ہی اور ای شہریار اب تک تو مین نے اپنے تئین بچایا اور یہی میرے اُسکے اقرار تھا کہ اگر آج بھی میرا کوئی مددگار نہ آئیگا تو میرا جو جی چاہے وہ کرنا اور امیر کو لوح کا یہ حکم ہی کہ جبتک فلان اسم تمام نہ کر لینا جبتک کچھ اور ارادہ نہ کرنا پس امیر نے لوح کو دیکھ کے یہ احوال دریافت کیا اور اُس حوض پر بیٹھے وہ اسم پڑھنا شروع کیا پس امیر اُس اسم کو پڑھتے تھے کہ ایکبار ایک ہوا سے تند و تیز چلنے لگی اور اُس ہوا مین سے ایک ساحر پیدا ہوا نہایت قبول صورت وجیہ اور دونون بازو بند پٹریان بندھی ہوئی ہین اور ماتھے پر سیندور کا ٹیکہ دیا ہوا ہی اور یہ ساحر آکر ملکہ بازغہ کے پاس بیٹھا اور کہنے لگا کہ ہمارا اور تمہارا آج وعدہ ہو چکا یہ سنکر بازغہ نے کہا میرا حامی اور مددگار آ ہو پہنچا یہ سنکر اُس ساحر نے کہا کہ اگر رستم ہو یا اسفندیار ہو تو وہ بھی میرا کچھ نہین کر سکتا ہی اور اُسنے امیر کو نہایت حقیر سمجھکر بازغہ سے کہا ای بازغہ تو اسی سے مجھے ڈراتی ہی یہ سنکر بازغہ نے کہا یہ طلسم کشا ہی جسوقت اُس نے سنا کہ یہ طلسم کشا ہی ایکبار یہ ساحر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا واہ واہ یہ طلسم کشا ہی اور اُسنے یہ کہکر بازغہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور بوس و کنار کرنے لگا اور بازغہ نے بھی دوپٹہ سر سے اپنے اُتار کر رکھدیا اور یہ بھی اُس سے بوس و کنار کرنے لگی جب امیر نے یہ دیکھا اُسوقت امیر کو ایک غیظ آیا اور دل مین اپنے کہا لعنت خدا کی عورت کی اوقات پر دیکھو تو کیا جلد راضی ہو گئی ہی اور طرہ برین یہ کہ یہ بھی کہتی جاتی ہی کہ ای طلسم کشا جلد آؤ کہ یہ مجھسے حرکت نامعقول کرتا ہی اور لعنت ہی حکیم اشراق اور مہر نوش عمتاز پر کہ جنھون نے یہ قید رکھی ہی کہ جبتک یہ اسم نہ تمام ہو لے ہرگز ہرگز تم کچھ ارادہ نہ کرنا اور امیر اُس تعداد اسم کے باعث سے مجبور تھے کہ ایکبار اُس ساحر نے بازغہ کو چھاتی سے لگا لیا اور بفعل بد مین مشغول ہوا یہ دیکھکر امیر کو بازغہ سے نفرت ہو گئی اور دل مین کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کم ظرف اسی کے لائق ہی غرض امیر نے وہ اسم پڑھتے پڑھتے تمام کیا بعد اسکے لوح طلسم کو دیکھا اس مین لکھا تھا کہ امیر جسوقت تم اسم کو پڑھ چکوگے تو اُسوقت ایک ایسا تیر مارنا کہ ایک ہی تیر مین یہ دونون نشانہ ہو جائین اور پھر تم اسی حوض مین کود پڑنا امیر نے بموجب حکم لوح کے تیر کمان مین پیوستہ کرکے ایک ہی تیر مارا وہ دونون چمٹے ہوے تو تھے ہی وہ تیر بازغہ کی پشت پر بیٹھا اور اُس ساحر کے سینہ کو توڑ کے نکل گیا اور ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ جیسے بادل گرجتا ہی یا بجلی کڑکتی ہی اور جتنے درخت باغ مین تھے ان سب درختون کے

پتون مین سے اور شاخون مین سے آگ جھڑنے لگی اور امیر اُس سردار جادو وان کو مارکر اُس حوض مین کود سے جب امیر کے
پانون زمین پر آشنا ہوے اُسوقت امیر نے دیکھا کہ ایک صحرا ہی مین اُس مین کھڑا ہون اور اُس صحرا مین ایک ٹیکرا ہی اور
وہ ٹیکرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مخمل سبز سے کسی نے منڈھوایا ہی اور اُسپر ملکہ شعشعہ جہان افروز بیٹھی ہوئی ہی اور ایک
شیر بہی اُسکے پاس بیٹھا ہوا ہی ملکہ شعشعہ جہان افروز کے پاس سوتا ہی کہ ایکبار ملکہ شعشعہ کی جو نگاہ امیر پر پڑی اور امیر
نے ملکہ شعشعہ کو دیکھا چار دن نگاہین ایک ہوئین تو ملکہ شعشعہ جہان افروز نے امیر کو اشارے سے منع کیا
اور کہا ای شہریار ہرگز آنے کا ارادہ نہ کرنا اُٹھے پھر جاؤ کسواسطے کہ اگر یہ جائیگا تو آپ کو مار ڈالیگا مگر امیر نے ملکہ
کے کہنے پر عمل نہ کیا اور ملکہ شعشعہ کے پاس چلے جب دیکھا ملکہ نے کہ امیر نہین مانتے ہین اور چلے آتے ہین ملکہ نے اپنا
ہاتھ اُسکے اوپر رکھا اور ہاتھ رکھنے کے ساتھہی وہ شیر چونکا اور ڈکار کر اپنی دُم زمین پر ماری اور امیر کی طرف
چلا امیر نے وہ مہرہ مُہر جو اُنکے پاس موجود تھا اپنے منہ پر پھیرا اور اس شیر کی نگاہون سے غایب ہو گیے بعد
اُسکے امیر نے لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا ای طلسم کشا خبردار جسوقت یہ شیر تمھارے پاس آئے تو تم ایک حصار کھینچنا
اور اُسکے اندر بیٹھنا اور اپنے تئین ملکہ شعشعہ جہان افروز تک پہونچانا اور جسوقت ملکہ کے پاس جاؤگے تو ایک
ایسی تلوار مارنا کہ اسکا سر کٹ جاے وہ شیر ملکہ کا سر منہ مین لیکے بھاگیگا اُسوقت ایک جست کرکے اُس شیر کی پیٹھ پر
سوار ہو بیٹھنا پس وہ تمکو تمھارے مکان کو پہونچا دیگا امیر نے اُسی طرح سے بموجب حکم لوح کے اپنے تئین شعشعہ کے پاس
پہونچایا اور ایک تلوار ماری کہ سر اسکا تن سے قلم ہو گیا اور نام اُسکا مبشران جادو تھا اور اس شیر کا نام
نشتیون جادو ہی پس شیر نے منہ مین سر ملکہ کا اُٹھایا اور چاہا کہ سر اُٹھا کر بھاگے کہ ایکبار امیر جست کرکے اُس کی پشت
پر سوار ہو بیٹھے پس اُس نے جو دیکھا کہ کوئی سوار ہی یہ دیکھکر وہ بسرعت تمام بھاگا اور ایسا تیز چلا جاتا تھا کہ امیر
کو اسکے اوپر بیٹھنا مشکل ہو گیا مگر امیر ایسے شہسوار تھے کہ جو اُسکے اوپر سوار اور قایم رہے اور دوسرے کا کیا
مقدور ہی جو وہ قایم رہتا پس جسوقت وہ شیر امیر کو لے کر ایک میدان وسیع الفضا مین پہونچا امیر نے دیکھا کہ ایک
میدان بہت دلچسپ ہی اور فرحافزا مقام ہی ہر ایک طرف سبزہ زار ہو رہا ہی غرض جاتے جاتے ایک حوض کے
برابر پہونچا اور امیر بموجب حکم لوح کے اُس شیر کی پیٹھ پر سے کودے اور مہرہ خفا کو پھیرا اور پوشیدہ ہو گئے اور
اُسی طرح سے اُس شیر کو چھوڑا اور امیر کھڑے سامنے دیکھتے ہین کہ حوض کی لب گردان سب یاقوت نگار ہی
اور وہ حوض ہزار قدم سے ہزار قدم تک ہی اور ایک طرف کو حوض کے فرش مخمل پر دو کرسیان بچھی ہوئی
ہین اور اُسپر دو ساحر قوم جنات سے بیٹھے ہوے ہین نہایت بدہیئت اور کریہ منظر اور اُس فرش کے اوپر
دو بیچارے مسلمان بیٹھے ہوے ہین اور گلے مین اُنکے طوق ہی اور اُس حوض کے درمیان مین ایک کرسی
بچھی ہوئی ہی اُسکے اوپر ایک دیونی نہایت قوی ہیکل بیٹھی ہوئی ہی ناچ رنگ ہو رہا ہی اور عجب طرح کے باجون
کی صدا امیر کے کانون مین آتی ہی کہ کبھی یہ آوازین امیر کے گوش زدنہ ہوئین تھین اور اُس دیونی کا نام ابھا
دیونی ہی اور وہ دونون ساحر جو کرسیون پر بیٹھے ہوے ہین ایک کا نام قرقشہ ہی اور دوسرے کا نام
خرفشہ ہی اور یہ دونون مقید جو بیٹھے ہین اُن مین ایک کا نام تو کلفام ہی اور دوسرے کا نام گلبر وہی
اور یہ دونون مسلمان ہین امیر یہ دیکھ رہے تھے کہ ایکبار سب ساحر یہ کہتے ہوے اُٹھ کے دوڑے کہ نشتیون
آیا اور آکر پوچھا کہ نشتیون طلسم کشا کو لایا اُسنے کہا لایا ان ساحرون نے کہا کہان ہی اُسنے کہا میری پیٹھ پر
بیٹھا ہوا ہی کہ ایکبار سب ڈھونڈھنے لگے کہین امیر کو نہ پایا آخر کو سب نے نشتیون سے کہا کہ شاید تو کہین گرا آیا

یہ سنکر نشتیون نے کہا کہ مین کہین گرا تو یہین آیا ہون لے کر آیا ہون وہ میری پیٹھ پر ہی غرض آپس مین سب نے صلاح
کی کہ نشتیون کو مار کے ٹکرے ٹکڑے کر ڈالیے اور جب یہ مارا جائیگا اسوقت اگر طلسم کشا بھی اسکی پیٹھ پر ہوگا
تو وہ بھی مارا جائیگا پس سب دیو اور ساحر اور جن اپنے اپنے حربے ہاتھون مین لے کے مارنے کو مستعد ہوے کوئی
تو زاغنول ہاتھ مین لے کر آیا اور کوئی اپنے ہاتھ مین کلھاڑا اور کوئی ترسول اور کوئی دار شمشاد غرض سب نے
آکر نشتیون کو مارنا شروع کیا نشتیون نے کہا کہ مین نے کیا تمھاری تقصیر کی ہی جو تم مجھے مارے ڈالتے ہو اور اسکا
کہنا کسی نے نہ سنا اور اسکو مار کے ڈال دیا اور خوشی کرتے ہوے جا کے اپنی اپنی جگہہ پر اُبیٹھے اور سب پکارتے ہین اور
کہتے ہین کہ وہ طلسم کشا کو مارا وہ طلسم کشا کو مارا امیر یہ سب باتین کھڑے سنتے ہین پھر امیر نے اُس لوح کو دیکھا اُس
مین لکھا تھا کہ اس حوض کے نیچے ایک کوہ ہی اور اُس کوہ کے اوپر ایک درخت عقیق کا ہی اُس کوہ پر جاؤ اور
اُس درخت عقیق کے نیچے جا کر یہ جو اسم لکھا ہوا ہی اسکو پڑھنا پس جسوقت اس اسم کو پڑھیگے اُسوقت مہر نوش
ممتاز تمھارے پاس آئیگا اور جو کچھ حال ہوگا وہ مہر نوش سے معلوم ہو جائیگا پس بموجب حکم لوح کے امیر اُس
پہاڑ پر گئے اور دیکھا تو واقعی اُس کوہ پر درخت عقیق کا ہی امیر نے اُسکے نیچے جا کر اسم پڑھنا شروع کیا اور
جسوقت وہ اسم تمام ہو چکا دیکھا امیر نے کہ مہر نوش سامنے سے آتے ہین اور آکر امیر سے کہا کہ مجھے آپ نے کیون
یاد کیا ہی یہ سنکر امیر نے کہا یا حضرت مجھے آپ نے یہان کا تو کچھ احوال بتایا ہی نہ تھا اور اب آپ فرمائین مین یہان
کیا کرون یہ سنکر مہر نوش نے کہا کہ اب آپ ایک کام کرین کہ اس پہاڑ کے نیچے اُتر آئین اور وہان ایک دریا
معلوم ہوگا اُس دریا کے کنارے جا کر بیٹھکر وضو کیجیے گا اور وہین بیٹھ کر یہ اسم پڑھیے گا پس جسوقت یہ اسم
پڑھ چکیے گا تو وہ دریا شق ہو جائیگا اور دونون طرف کو اُس دریا مین دو دیوارین اُٹھ جائینگی اور بیچ مین
اُس کے ایک راہ پیدا ہو گی پس اُسی راہ کے اندر تم چلے جانا اور جب تم نصف دریا مین جا کر پہونچوگے
اُسوقت تمکو ایک آواز تڑاقے کی آئیگی اور اُس دریا کے پاس ایک گنبد ہی اُسکا دروازہ کھل جائیگا اور تم
دیکھنا کہ اُسکے اندر ایک دیونی بیٹھی ہوئی ہی اور اُسکے ساتھ دو بچے ہین وہ دو دو اُس دیونی کا پالے رہے
ہین اور وہ دیونی جس وقت تمکو دیکھیگی اُس وقت وہ ایک بچے کو لینے بھیجیگی اور کہیگی کہ جا مار طلسم کشا
کو جس وقت وہ آکر تمپر حربہ اپنا کریگا اُس وقت تم اُسکا حربہ خالی دے کر اُسکو ایک ہی ہاتھ مین تلوار
کے مار ڈالنا اُس وقت وہ دوسرے بچے کو بھیجیگی پس اُسکو بھی اسی طرح سے مارنا اور جس وقت
وہ آپ آے اور آکر وہ تمپر سحر کریگی جب کوئی سحر اُسکا تمپر نہ چلیگا تو وہ بھاگیگی اُس وقت
ایک سیاہ اژدہا منھ کھولے ہوے سامنے سے پیدا ہوگا یہ اُسکے منھ کے اندر گھس جائیگی پس تم بھی
اژدہے کے منھ مین کود پڑنا اور پکڑ کر اسکو کھینچ لانا اور اسکو مار ڈالنا اور اگر کوئی صورت بگڑ کے دیکھے
تو تم ہرگز خیال نہ کرنا اور اسکو مار ہی ڈالنا اور اسکو مار کر اُس گنبد کے اندر جانا اُس گنبد مین ایک
صندوق لٹکتا ہی اور اس صندوق کے اندر ایک حربہ رکھا ہی پس اُس حربہ کو توڑ کے لیے آنا اور
وہ جو دیونی حوض مین کرسی پر بیٹھی ہی اُسکا نام وا جہا ہی اور یہ مالک باطن طلسم آفتاب کی ہی اسکو
اس حربے سے مارنا اور جب وہ مر جائیگی اسوقت اسکی کرسی اُٹھا کر الگ رکھ دینا اور اس کرسی
کے نیچے ایک کنواں ہی تم اس کنوئین کے اندر جانا اور وہی راہ طلسم آفتاب کی ہی غرض جب سب
حال امیر سے مہر نوش ممتاز کہہ چکے تو کہا امیر سے بسم اللہ آپ تشریف لے جائیے مین یہین بیٹھا ہون اور

تم یہین میرے پاس آنا غرض امیر یہ سنکر رخصت ہوے اور اُسی طرح سے چلے پس امیر نے اُسی طرح سے وہ دریا دیکھا اور اُس کے کنارے بیٹھکر وہی اسم پڑھا اور جس طور سے مہر نوش نے کہا تھا اُسی طور سے وہ دریا شق ہوا اور دو دیوارین بیچ مین دریا کے پیدا ہوئین امیر وہان گئے اور وہ دونون دیو بیچارے امیر کے ہاتھ سے مارے گئے پھر اُس دیونی نے امیر پر سحر کیا جب سحر نے کچھ اثر نہ کیا تو یہ بھاگی اور ایک اژدہا پیدا ہوا اُسکے مُنھ مین کود پڑی امیر بھی اُسکے منھ مین پہونچے اور پہونچکر اژدہے کے منھ سے اُسکو باہر نکال لائے اُس وقت وہ دیونی اپنی صورت سحر سے ایسی بنائی ہوئے ہی کہ امیر دیکھتے ہی مائل اور فریفتہ ہو گئے مگر وہین امیر کے جی مین آیا کہ مجھسے مہر نوش ممتاز نے کہا تھا کہ خبردار جو وہ صورت بنے اُسکا خیال نہ کرنا یہ جسوقت امیر کو یاد آیا اسوقت امیر نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا مین کب تجھے چھوڑتا ہون اور جب اُس نے جانا کہ یہ مار ہی ڈالیگا اُس وقت بدن مین تمام کرم بہنے لگے پس امیر کا جی چاہتا تھا کہ اُسکو چھوڑ دیجیے پھر امیر کے دل مین آیا کہ اُسکو مار ہی ڈال اور امیر نے کمیٹ کے عقرب سلیمانی کا ایک ہی ہاتھ سپر جو مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے اور اُس اژدہے کو امیر نے جو دیکھا تو وہ ایک درخت بنکے تیار ہوا ہی اور اندر سے وہ درخت خالی ہی پس امیر اُسکو مار کے گنبد کے اندر گئے اور وہان جا کر امیر نے اُس صندوق کو اُتارا اور اُسکے اندر سے وہ حربہ نکالا اور اُسے لے کر چلے اور مہر نوش ممتاز کے پاس آئے اور حربہ مہر نوش کو دکھایا مہر نوش نے اُس حربہ کو دیکھکر کہا یہ جو قطاسہ ہی اُسی کے واسطے یہ ہتھیار اُس نے بنایا تھا اور اُن دونون مین آپس مین لڑائی ہوئی اور یہ حرام زادی اُسپر غالب آئی اُسنے اُسکو مار ڈالا اور اُسنے جو ہتھیار اُسکے لیے بنایا تھا وہ یہی ہی اور اُسکی قضا اسی سے ہی اور امیر سے کہا اب تم جاؤ اور ایک نقش لکھدیا اور کہا یہ نقش دونون مسلمانون کو دینا اور جب وہ اپنے بدن سے لگا لینگے اُسوقت سب سحر اُنکا دور ہو جائیگا اور تم مہرۂ خفا کو دوسرے رُخ سے پھیرنا اور جب وہ تمکو دیکھینگے اسوقت ایک مچھلی اُس حوض مین سے پیدا ہوگی اُسکے اوپر تم سوار ہو جانا اور وہ مچھلی اُسکے گرد پھریگی اور جب وہ خوب پھر چکیگی اُس وقت تم اُسکو مار ڈالنا پس یہ سنکر امیر مہر نوش ممتاز کے پاس سے رخصت ہوکر چلے اور جا کر اس حوض کے کنارے پر کھڑے ہوے اُسوقت یہ ساحرہ مسلمانون پر ظلم و تعدی کر رہے تھے اور شام کا وقت ہوا اب امیر نے مہرۂ خفا کو پھیرا اور ساتھ پھیرنے کے امیر سبکو دکھلائی دیے اور اُن مسلمانون نے دیکھا کہ طلسم کشا آیا ہی اور امیر نے وہ نقش اُنکو دیا اور اُنسے کہا کہ اس نقش کو اپنے بدن سے ملو غرض وہ نقش لے کر اُن دونون نے اپنے بدن سے ملا پس ساتھ ملنے کے سب سحر اُنکا دور ہوا اور امیر نے تمام رات بیٹھکر وہ اسم دل مین پڑھا اور صبح کے وقت وہ مچھلی پیدا ہوئی اور آکر کنارے پر پہونچی کہ ایکبار امیر ایک جست کرکے اُس مچھلی کے اوپر پہونچے اور جا کر بیٹھے کہ ایکبار وہ مچھلی امیر کو لے کر اُسی دایہ کی طرف چلی اور دایہ ساحرہ نے جو دیکھا یہ چلانے لگی اور پکارتی تھی کہ ارے دوڑو طلسم کشا آپہونچا اور وہ جو ساحر باہر بیٹھے ہوے تھے اُن سب نے کہا کہ پہلے تو یہ جو دونون مسلمان قید مین ہین انکو مار لو اور یہ انکو نہ معلوم تھا

کہ وہ دونون قید سحر سے چھوٹ گئے ہین اور جسوقت یہ سب ساحران دونون کے روبرو آئے یہ دونون امیر تلوارین ہاتھون مین پکڑ کر اُنسے لڑنے لگے اُن مین تو جنگ ہونے لگی اور اُدھر کو دائیا امیر پر سحر کرنے لگی امیر پر اُسکا سحر نہ چلا اور کچھ اُسکے سحر نے امیر پر اثر نہ کیا جب دیکھا دائیا نے کہ امیر پر سحر اثر نہین کرتا ہی اُسوقت دائیا نے کیا کام کیا کہ بدحواس ہوکے اسم سحر پڑھ کے اپنے اوپر دم کیا اور دونون شانون پر اُسکے پر پیدا ہوے اور ایکبار وہ اوپر کو اُڑ کر بھاگی جیسے ہی یہ اوپر کو چلی ہی کہ دفعۃً ایک تھپیڑ اُسکے ایسے لگی کہ یہ نیچے زمین پر گر پڑی پس امیر نے دوڑ کر وہی حربہ ایسا مارا کہ تڑپکر اُسی حوض مین گر پڑی اور وہ پانی حوض کا غرغر کرکے سب اُس حوض مین غائب ہو گیا امیر نے وہ کرسی اُٹھائی اور دیکھا تو واقعی اُسکے نیچے ایک ویسا ہی کنوان سا ہی جیسا مہر نوش ممتاز نے امیر سے بیان کیا تھا اُسوقت امیر آنکھین بند کرکے اُس کنوئین مین کود پڑے اور جب پانون زمین پر پہونچے اُسوقت آنکھین کھولکے امیر نے دیکھا تو ایک میدان نہایت سبزہ زار اور خوشگوار دلچسپ ہی اور ہر طرف اُسکے سبزہ پر بہار ہی آفتاب اور مہتاب دونون سامنے دکھائی دیتے ہین امیر نے اُس لوح طلسم کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ ای طلسم کشا یہ جو کنوان معلوم ہوتا ہی اُس کنوئین مین ساٹھ گز کا ایک میل ہی اور اُس میل کے اوپر آفتاب اور مہتاب ہین اِسلئے تمکو چاہیے کہ جس حربہ سے تمنے دائیا کو مارا ہی وہی حربہ ان دونون کے بیچ مین میل پر مارنا اور جب میل جھک جائیگا اُسوقت تم آفتاب اور مہتاب دونون کو پکڑ لینا اور خبردار جانے نہ پائین اور جسوقت تم اُنکو پکڑ لوگے اُسوقت اُس کنوئین کے اندر سے ایک دیو نکلیگا اور وہ دیو تمپر حربہ کریگا تم اُس حربہ کو خالی دینا اور دیکھنا کہ اُسکے ماتھے پر ایسا نشان ہی بس تمکو چاہیے کہ اُٹھکر اُسی نشان پر ایک ہی تلوار ایسی مارنا کہ اُسکا سر تن سے اُڑ جاوے پس امیر نے اسی طرح سے بموجب حکم لوح کے وہ حربہ اُس میل کے بیچ مین مارا کہ وہ میل جھک گیا اور یہ جو آفتاب اور مہتاب تھے ان دونون نے چاہا کہ اِس مین سے نکل جائین چلے ہی تھے امیر نے دیکھا دل مین کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ یہ تو چلے ایکبار امیر نے آسمان کی طرف جست کی اور جاتے ہی دونون آفتاب اور مہتاب کو امیر نے پکڑا اور گھسیٹ کر اُن دونون کو زمین پر لے آئے اور اب امیر کے اور دونون آفتاب اور مہتاب کے زور ہونے لگے جسوقت یہ دونون زور کرتے ہین امیر کے پانون زمین سے اُکھڑ جاتے ہین امیر فوراً لنگر مار لیتے ہین اور پھر دونون کو گھسیٹ لاتے ہین اور قائم ہوکے کھڑے ہوتے ہین اور اُس لوح اور کاغذ مین بھی یہی لکھا ہوا تھا کہ اگر تم صاحبقران ہوگے تو تمسے یہ آفتاب اور مہتاب نہ جانے پائینگے کہ ایکبار وہ دیو اندر سے نکلا اور پکارا کہ ای آدم زاد ادھر آ بہت مدت ہوئی تھی کہ مین نے گوشت آدمی کا نہین کھایا تھا سو اب تیرا گوشت مین کھاؤنگا یہ سنکر امیر نے کہا تو اپنی خیر لے مین تجکو مارنے کو آیا ہون جسوقت دیو نے یہ سنا قہقہہ مار کر ہنسا اور گرز شمشاد کو ہاتھ مین لے کر اُسنے آنکھین بند کرکے ایک وار امیر پر کیا امیر نے جسوقت دیکھا کہ وار شمشاد کو تجپر مارا ہی ایک ذرا امیر ادبدلا وہ وار اُسکا خالی گیا اور گرز شمشاد نکلی گرکے زمین مین غرق ہوگئی اور یہ پکارا کہ ای آدم زاد تیرا شور یہ بھی مجھے نصیب نہوا دیو تو کہتا تھا کہ ایکبار امیر نے عقرب سلیمانی کو کھینچکے اور وہی نشان دیکھکے ایک ہی ہاتھ اُسی نشان پر مارا کہ سر اُسکا تن سے اُڑ گیا اور جسوقت وہ دیو مارا گیا اُسوقت مہر نوش ممتاز آئے اور امیر سے کہا کہ ای شہریار تمکو طلسم کشائی مبارک ہو اب ایک مرآۃ القلعہ باقی ہی اور آپ کا جی چاہے پہلے شادی کر لیجیے اور جی چاہے مرآۃ القلعہ کو بھی فتح کر لیجیے پھر شادی کیجیے یہ سنکر امیر نے کہا پہلے شادی کرنا مجھکو منظور ہی امیر یہ باتین کر رہے تھے کہ سواری

ملکہ بازغہ کی مع فوج اور نوبت اور نشان کے نمودار ہوئی اور ملکہ بازغہ شادیانے بجاتی ہوئی حاضر ہوئی اور اب جو امیر نے خیال کرکے دیکھا تو مرأۃ القلعہ بھی سامنے ہی

اب دو کلمے داستان جانا امیر گنبد ریاضت گاہ مین بیان کیے جاتے ہین

کہ جب امیر نے دیکھا گنبد ریاضت گاہ بھی سامنے ہی اور مرأت القلعہ بھی پیش نظر ہی مہر نوش ممتاز سے پوچھا کہ اے مہر نوش مرآۃ القلعہ کو تو کئی مہینے کی راہ تھا یہ اب ساتھ معلوم ہوتا ہی یہ سنکر مہر نوش نے امیر سے کہا کہ اے شہریار وہ وہ چیزین طلسم کے درمیان مین حائل تھین وہ تو اب سب موقوف ہو گئین اسوجہ سے مرآۃ القلعہ سامنے معلوم ہوتا ہی امیر کو نہایت تعجب ہوا اگلیبار بازغہ نے امیر سے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ گنبد ریاضت گاہ مین چلیے امیر نے بازغہ سے کہا اچھا چلو پس بازغہ امیر کو لیکر آئے اور گنبد ریاضت گاہ مین آئے اور امیر نے اپنے بیٹون اور رفیقون کو دیکھا کہ سبکے گلون مین کفنیان پڑی ہوئی ہین اور سب نے حالت اپنی تباہ کی ہی سبکے بالون پہ خاک پڑی ہوئی ہی اور حالت مین سبکے عنبر ہین اور عمرو نے جو امیر کو دیکھا فوراً پاس آکے رونے لگا امیر نے عمرو سے پوچھا اے عمرو یہ سب نے کیا حالت اپنی بنائی ہی یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اے حمزہ کیا بیان کرون مین جوان سب پر آفت ٹوٹ پڑی امیر نے کہا کہ خواجہ جلد کہو کہ انکو دیکھکے حالت میری تباہ ہوتی ہی اسوقت عمرو نے ناچار ہو کر امیر سے کہا کہ اے حمزہ ایک روز ملکہ خورشید لقا اور ایک روز زہرہ لقا مر گئی اور اسی طرح سے ایک دن حور لقا اور ایک دن سرو تاقہ بھی مر گیئن یہ چارون گنبد ریاضت گاہ مین دفن ہین ہمنے انکو دفن بھی نہین کیا اسواسطے کہ حکم حکیم اشراق کا ہوا کہ ان میتون کو گنبد ریاضت گاہ مین یونہین رکھدو اور انکو گاڑو نہین جسوقت امیر نے یہ سنا سنا سنتے ہی سننے کے امیر سن ہو گئے اور ہاتھ اپنا گریبان مین ڈالکے ایک جھٹکا مارا کہ گریبان کو تا بہ ناف چیر ڈالا اور رونے پیٹنے لگے اور حالت اپنی تباہ کرنے لگے مہر نوش ممتاز آئے اور دیکھا انھون نے کہ حالت امیر کی غیر ہی امیر سے کہا کہ اے شہریار آپ کچھ رنج و الم نہ فرمایے یہ سب زندہ اور صحیح و سلامت ہین کسواسطے کہ یہ سب کشتہ طلسم ہین اب آپ یہ کام کرین کہ وہ جو آفتاب اور مہتاب دونون آپ لائے ہین انکو پانی مین دھوکے اس پانی کو ان سبکے اوپر چھڑکیے فوراً یہ سب زندہ ہو جائینگے پس یہ سنکر امیر خوش ہوے اور جلدی سے آفتاب اور مہتاب کو دھوکے پانی لیکر گنبد ریاضت گاہ مین گئے اور گنبد کے اندر جاکے اس پانی کو سب پر چھڑکا یہ سب جی اٹھین پس امیر ان سبکو ساتھ لیکر باہر آئے اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام گرد خاقان چین ان سب نے سبکو زندہ دیکھا سبکو عجب طرح کی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہی اور یہ سب ہنسی خوشی آکر بیٹھے کہ اگلیبار سلطان سرخیوش جنی اور حکیم قسطاس وغیرہ نے آکر امیر سے ملاقات کی اور مہر نوش ممتاز اور ظفر جان جنی یہ سب بھی بیٹھے ہوے ہین کہ مہر نوش ممتاز نے کہا کہ پہلے شادی ملکہ شعشعہ جہان افروز کی ہوئے تو پھر ملکہ رضیہ سلطان خورشید شعلہ رو کی شادی ہو جسوقت یہ بات ظفر جان جنی نے سنی نہایت برہم ہوا اور کہا اُسنے کہ یہ بیخبر ہی یہ ہرگز نہو گا اور پہلے شادی ملکہ رضیہ سلطان کی ہو گی بعد اُسکے اور کسی کی شادی ہو گی کسواسطے کہ اول تو وہ اولاد مین حکیم اشراق روشن ضمیر کی ہی اور دوسرے وہ بادشاہ ظاہر طلسم کی ہی پس اُسکی تو پہلے شادی ہو اور دوسری شادی پہلے ہو یہ تمھاری دانائی سے بعید ہی یہ سنکر مہر نوش ممتاز کچھ سوچ کر چپکے ہو رہے اور کہا جو مرضی تم سب صاحبون کی پس پہلے شادی ملکہ رضیہ سلطان کی ٹھہری بعد اُسکے ملکہ شعشعہ جہان افروز کی ٹھہری پس سرخیوش جنی نے ملکہ خورشید لقا اور

زہرہ لقا اور حور لقا اور ماہ لقا ان چارون سے کہا کہ تم چارون پردۂ قاف مین جاکر ملکہ رضیہ سلطان کو لیکر جلدی آؤ جسوقت یہ چارون ملکہ رضیہ سلطان کو لینے پردۂ قاف مین گئین اور ملکہ رضیہ پاس پہونچین اور سارا احوال امیر کا مفصلاً ان چارون نے بیان کیا کہ بعد طلسم کشائی اب امیر گنبد ریاضت گاہ مین ٹھہرے ہین اور تمھین تمھارے باپ نے بلایا ہی ہم تمکو لینے کو آئے ہین ملکہ رضیہ تخت منگاکر سوار ہوئی اور ان چارون کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھاکر روانہ ہوئی اور آکر اُس گنبد ریاضت گاہ مین پہونچی جسوقت امیر کو یہ خبر ہوئی کہ ملکہ رضیہ آئی امیر کو بھی نہایت خوشی ہوئی اور ملکہ رضیہ سلطان سرخپوش کے خیمہ مین گئی اور وہان جاکر اپنے باپ کو مجرا کیا باپ نے اُسکو دیکھکر گلے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور آپس مین باتین کرنے لگے اتنے مین سلطان سرخپوش جنی نے مہرنوش ممتاز سے کہا کہ تم سبکو رقعہ لکھو کہ شادی مین سب آکر حاضر ہون مہرنوش ممتاز نے رقعے لکھکر چارسمت بھیجے کہ شادی ملکہ رضیہ سلطان کی مقرر ہوئی ہی فلان روز جلد آکر حاضر ہو پس بموجب لکھنے کے ہر چارسمت کے لوگ حاضر ہوے مہرنوش ممتاز نے شہر صندل کو ملکہ صندل پری پاس بھی رقعہ لکھو بھیجا اور اس مین صندل پری کو لکھا تھا کہ آپ بھی اور خورشید جہان بھی تشریف لائین کسواسطے کہ آپکے رونق افزا ہونے سے ایک رونق ہوجائیگی اور ملکہ رضیہ سلطان کا باپ یعنی سلطان سرخپوش صندل پری کا زیرنگین ہی اور یہ صندل پری کو خراج دیتا ہی اور ملکہ صندل پری مہتمم قاف کی ہی اور بادشاہزادی ہی اور یہ ملکہ آسمان پری کو خراج دیتی ہی اور ملکہ رضیہ آسمان پری کی بڑی مطیع اور فرمانبردار ہی اور ملکہ رضیہ سلطان سے اور ملکہ خورشید جہان سے بڑی محبت اور اتحاد ہی باوجودیکہ رضیہ خورشید جہان کی محکوم ہی اور ملکہ خورشید جہان حاکم ہی مگر بسبب محبت و اتحاد کے رتبہ برابری کا ہی اور اسی طرح سے ملکہ خورشید جہان اور ملکہ قلیشیہ سلطان سے بڑی محبت ہی باوجودیکہ ملکہ خورشید جہان بھی ملکہ قلیشیہ سلطان کو اپنا حاکم اور مالک جانتی ہی قضارا کہین یہ خورشید جہان ہمراہ ملکہ قلیشیہ سلطان کے سیر و شکار کو گئی تھی جسوقت یہ رقعے شادی کے ملکہ رضیہ اور ملکہ صندل پری کے پاس پہونچے صندل پری نے رقعہ پڑھا اور رقعہ کو پڑھکے اُسنے ایک خط اپنی بیٹی ملکہ خورشید جہان کو لکھا کہ اے خورشید جہان تم جلد آؤ کہ تمھاری دوست جو ہی ملکہ رضیہ سلطان اُسکی شادی مین تمھین چلنا ہوگا اور اُسکے باپ نے بہت منت اور سماجت سے رقعہ لکھا ہی تم جلد آؤ تو چلین پس یہ خط لکھکے صندل پری نے ایک دیو کو دیا اور کہا جہان ملکہ خورشید جہان ہو وہان جاکے تو یہ خط اسکو دینا پس دیو خط لیکر روانہ ہوا جسوقت یہ دیو خط صندل پری کا لے کر ملکہ خورشید جہان کے پاس آیا اور وہ خط اُسکو دیا اور خورشید جہان نے خط اپنی مان صندل پری کا پڑھکے قلیشیہ سلطان سے کہا کہ اے ملکہ ہمارے اور تمھارے ہمیشہ وعدہ ہوا کرتا ہی کہ مرآۃ القلعہ ایسا خوب مکان ہی کہ ایسا کہین کوئی مکان روے زمین پر نہین ہی اور آپ فرمایا کرتی ہین کہ کبھی ہم چلینگے تو ہماری ایک دوست جگری ہی رضیہ سلطان اُسکا نام ہی اُسکی شادی اُسی مرآۃ القلعہ مین ٹھہری ہی مین امیدوار ہون کہ آپ بھی تشریف لیچلین اور چلکر اُس مکان کی سیر کرین اور وہ مکان لائق سیر اور دید کے ہی یہ سنکر ملکہ قلیشیہ سلطان نے خورشید جہان سے کہا کہ میرے چلنے سے سب کام تمھارا خراب ہوجائیگا اور تمھین شادی کی کوئی کیفیت نہ حاصل ہوگی کسواسطے کہ تم تو میرے پاس رہوگی تمسے کوئی کام نہو سکیگا یہ سنکر خورشید جہان نے ملکہ قلیشیہ سلطان سے کہا کہ آپ مرآۃ القلعہ مین تشریف فرما ہین اور مین جاکر

گنبد ریاضت گاہ مین شادی کردنگی یہ سنکر قرلیشیہ سلطان نے کہا کہ ہان اسکا کچھ مضائقہ نہین ہی پس یہ کہکر ملکہ قرلیشیہ سلطان کو اپنے ہمراہ لیکے شہر صندل مین اپنی مان کے پاس آئی ملکہ صندل پری تو شہر صندل ہی مین رہی لیکن ملکہ خورشید جہان کے ساتھ اُسکے بھائی سلطان سلیمان کو کردیا پس ملکہ قرلیشیہ سلطان اور ملکہ خورشید جہان اور سلطان سلیمان یہ تینون بڑی عزت و شان سے سوار ہوکر تختون پر روانہ ہوے اور ہمراہ اُنکے لشکر دیو و پری اور پریزادون کا ہی چلتے چلتے اُس گنبد ریاضت گاہ مین آکر اُترے ملکہ قرلیشیہ سلطان نے بارگاہ سلیمانی کھڑی کروائی اور ایک طرف کو خورشید جہان نے خیمہ بپا کیا اور جسوقت بارگاہ سلیمانی ایستادہ ہوئی اور تخت بارگاہ سلیمانی کے مانند آفتاب اور مہتاب کے چمکنے لگے اور بارگاہ سلیمانی کئی فرسخ سے معلوم ہوتی ہی قضارا کار کہین امیر گنبد ریاضت گاہ مین اپنے خیمہ مین آکر بیٹھے کہ ایکبار نسیم عیار جمہور جہانسوز گرد مین آلودہ اور پسینے مین غرق آیا اور آکر امیر کو اُسنے مجرا کیا اور بعد دعا اور ثنا بادشاہی کے دونون ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ ای شہریار والا تبار مبارک ہو کہ بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما ہوئے ہین اور سامنے یہ بارگاہ سلیمانی ایستادہ ہی کہ جسکے کلس سونے کے چمکتے ہین امیر نے پوچھا ای نسیم تو نے کس سے سنا اُسنے عرض کیا کہ خانہ زاد خود بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر آیا ہی مگر بادشاہ اسلام کو نہین دیکھا مگر خوب بارگاہ کو سجا ہی اور خوب آراستہ کیا ہی اور بارگاہ سلیمانی سواے بادشاہ اسلام کے کسی کے پاس نہین ہی اس سے غلام نے عرض کیا کہ بادشاہ اسلام تشریف لائے ہین یہ سنکر امیر خوش ہوے اور دل مین اپنے کہا کہ شاید لور اور لقا نے اسلام اختیار کیا ہی اور یہ سب ادھر آئے ہین یہ خیال کرکے عمرو سے کہا کہ بھائی خواجہ جلد خبر تو لاؤ کہ اس بارگاہ سلیمانی مین کون ہی پس عمرو مانند باد صرصر کے روانہ ہوا اور آکر دیکھا عمرو نے کہ کہین آدمی کی بو تک نہین ہی سواے دیو اور پری اور جن کے پس عمرو دیکھکر پھر آیا اور امیر سے آکر کہا کہ ای حمزہ بارگاہ سلیمانی تو ہی مگر اُس بارگاہ مین سواے دیو اور پری کے کسی انسان کا نام نہین ہی پس جسوقت امیر نے یہ سنا امیر کا ماتھا ٹھنکا اور کہا خدا خیر کرے کہ کہین آسمان پری نہ آئی ہو اور سواے اُسکے اور بارگاہ سلیمانی کسی کے پاس نہین ہی دو خیمے ہین ایک تو پیش خیمہ اور ایک پس خیمہ تو اُس مین کی آدھی بارگاہ تو میرے پاس ہی اور آدھی بارگاہ ملکہ آسمان پری کے پاس ہی اور اُسوقت امیر کو وہ وقت اور وہ دن یاد آیا کہ امیر پردۂ قاف مین تھے اور ذکر ملکہ مہر نگار کا آسمان پری سے سنا تھا اور اٹھارہ برس پردۂ قاف مین سے امیر کو آنے نہ دیا تھا اور خوب خاک چھنوائی تھی اور جب ذکر ملکہ گردیہ بانو کا سنا تھا کہ گردیہ بانو بھی آئی ہین اور یہ بدیع الزمان راہ مین پیدا ہوا تھا اور گردیہ بانو کو اُسوقت دیو نے ایک کوہ پر اُتارا تھا غرض امیر نے بدحواس ہوکر عمرو سے کہا کہ ای خواجہ جلد تحقیق کرکے خبر تو لاؤ یہ سنکر عمرو نے کہا کہ ای حمزہ پھر ایسا کام کاہیکو کرتا ہی جو تو اتنا ڈرتا ہی اور اب بھی کچھ نہین گیا شادی موقوف کردے یہ سنکر امیر نے عمرو سے کہا بس جھک نہ مارو چلو جاؤ عمرو روانہ ہوا اور جاکر تحقیق خبر لایا اور امیر سے کہا ای حمزہ تیری بیٹی ملکہ قرلیشیہ سلطان ہی پس عمرو نے یہ جو کہا سب نے اس بات کو سنا اور سبکو معلوم ہوا کہ امیر آسمان پری کے شوہر ہین سب نے امیر سے کہا کہ ای شہریار آسمان پری آپ کی زوجہ ہی اور ملکہ قرلیشیہ سلطان آپ کی دختر ہین یہ سنکر امیر نے سب سے کہا کہ ہان ہی تو سہی پس جسوقت سب نے سنا نہایت خوشی ہوئی تھی اور دل مین اپنے کہا کہ یہ تحفہ ایسا ہی کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہم السلام کی پوتی جسکے ساتھ منسوب ہوا و امیر نے

وہ بارگاہ طلسمی جو امیر کے ساتھ آئی تھی اُسکو استادہ کروا کر اُس مین جشن کیا اور اُس جشن مین بیٹھے ہین اور یہان ملکہ قریشیہ
اور خورشید جہان جو بارگاہ سلیمانی مین بیٹھی ہین تو کہین ملکہ رضیہ کی شادی کا ذکر آیا کہ ایکبارہ ملکہ قریشیہ سلطان
نے خورشید جہان سے پوچھا کہ رضیہ کی شادی کسکے ساتھ ہے کوئی پریزادہ ہے جسکے ساتھ رضیہ کی شادی
ہے یہ سنکر خورشید جہان نے ملکہ قریشیہ سے کہا پریزادون سے نہین قوم انسان سے ہے جس سے شادی ہوتی
ہے یہ سنکر قریشیہ نے کہا اُسکا کیا نام ہے خورشید جہان نے کہا کوئی حمزہ صاحبقران نام ہے اُسکے ساتھ شادی ہوتی
ہے ملکہ قریشیہ نے کہا کوئی اُنکے ساتھ بھی ہے اُسوقت خورشید جہان نے کہا کہ ایک بیٹے کا نام عمرو بن حمزہ اور دوسرے
کا نام چوگان بن حمزہ اور ایک رفیق کا نام فرامرز عاد مغربی ہے اور دوسرے رفیق کا نام بہرام بن گردہ
خاقان چین ہے یہ سنکر ملکہ قریشیہ نے کہا کہ خورشید جہان وہ تو میرا باپ ہے یہ سنکر خورشید جہان تو سکتہ کی صورت
ہوگئی اور ملکہ قریشیہ سے کہا کہ یہ سچ کہتی ہو ملکہ قریشیہ نے کہا مین سچ کہتی ہون اُسوقت خورشید جہان نے اتنا تو
کہا کہ جسکی ایسی صاحب شوکت اور لیاقت ہوا اور اُسکا باپ شادی کرے یہ سنکے ملکہ قریشیہ نے جواب دیا کہ مرد جتنی
چاہین شادیان کرین خدا اُنکو مبارک کرے جسکے ساتھ وہ شادی کرینگے وہ ہماری مان ہے یہ سنکر خورشید جہان
نے کہا کہ بی بی شاباش تمھین سے یہ ہو سکیگا ہم سے تو کبھی نہ ہو سکے یہ سنکر ملکہ قریشیہ نے کہا کہ ای خورشید جہان تمنے
مجھے لا کر اس فضیحت مین ڈالا اگر مان میری سنیگی کہ یہ باپ کے بیاہ مین بیٹھی تھی تو وہ مجھسے خفا ہو جائینگی اور جو یہان سے
چلی جاتی ہون تو باپ سنکر خفا ہونگے اور کہینگے کہ بیٹی میری شادی نہ دیکھ سکی اور اب مجھکو دونون طرحسے مشکل ہے
اور اب کچھ بن نہین آتا ہے مگر جی مین آتا ہے کہ مین اپنے باپ کی شادی آپ کردون اور اگر مان جان خفا ہونگی تو خفگی مٹ بھی جائیگی
اور جو بابا جان خفا ہونگے تو اُنکی خفگی نہین مٹ سکتی یہ کہکر سب سے کہا خبردار کوئی امان جان سے نہ کہنا اور
جو کہیگا مین اُس سے بُری طرحسے پیش آؤنگی اور یہ کہکر خیمے اور بارگاہ سلیمانی کے اُکھڑنے کا حکم کیا اور چلنے کی تیاری
کی پس ملکہ قریشیہ اور خورشید جہان دونون روانہ ہوئین ادھر امیر کو خبر پہونچی کہ ملکہ قریشیہ آتی ہے امیر نے سبکو
حکم کیا کہ تم سب باہر جاؤ جتنے لوگ تھے سب باہر گئے اور دونون بیٹے امیر کے اور دونون سردار اور ایک
خواجہ باقی رہے پس امیر کے خیمہ مین امیر سمیت چھ آدمی باقی ہین کہ سواری ملکہ قریشیہ کی آئی اور ملکہ قریشیہ سواری
سے اُترکر ڈری ڈری بارگاہ مین آئی اور اندر آکر امیر کو مجرا کیا امیر نے اپنی گردن نیچی کرلی کہ ایکبارہ ملکہ قریشیہ
امیر کے گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ ای بابا جان آپ کیون اُداس ہین اور آپ کسواسطے سوچ مین ہین خوب
ہوا یونہین ہوتی آئی ہے اور یہان آپ کا کوئی نہین تھا اور اب مین آپ کی شادی کرونگی یہ سنکر امیر نے
کچھ جواب نہ دیا مگر ملکہ قریشیہ نے سلاسل پری اور ضلاضل پری سے کہا کہ تم دونون پردۂ قاف کو جاؤ
اور جاکر وہ گلدستے لاؤ جو گلدستے کہ حضرت سلیمان علی نبینا علیہم السلام کے ہمراہ کوچ مین چلتے تھے اور جہان
خیمہ ہوتا تھا تو وہ گلدستے اُنکے سامنے لگائے جاتے تھے اور وہ تمام میدان گلدستہ معلوم ہوتا تھا اور تمام
گلدستون سے میدان باغ و بہار ہو جاتا تھا اور حضرت اُسکی کیفیت دیکھتے تھے اور جو شمعدان اور لالٹین
نئی نئی وضع کی ہین وہ بھی لیتی آنا مگر اتنا کرنا کہ خبردار امان جان کو خبر نہو پس یہان سے یہ سب گئین اور
جاکر چپکے سے سب اسباب نکالا اور لیکر یہان آئین اور ملکہ قریشیہ نے امیر کی طرف سے شادی کی تیاری
کی اور ملکہ رضیہ کی طرف ملکہ خورشید جہان نے شادی کی تیاری کی اور ملکہ قریشیہ نے بعد مانجھے کی رسم کے ایک دن دیکھ کے
ساچق امیر کی لیکر با نوبت و نشان سوار ہوئی اور تمام آرایش اور وہ گلدستے نیلی حصار سے

ہر طرف حصار آرا اور مرأۃ القاہرہ تک ہین اور کہین اُنکے لیجانے کا ٹھکانا نہین آرائش باقی جہان ستان رکھی ہی اور ایک
تخت جواہر نگار اُسپر امیر سوار ہین اور دونون بیٹے راست و چپ ہین اور دونون رفیق دست چپ کو ہین اور آگے
آگے خواجہ عمرو بڑی دھوم دھام سے اہتمام کرتے جاتے ہین اور ملکہ قریشیہ ایک طرف اپنے تخت کو اڑاے ہوے
چلی جاتی تھی غرض جاکر دلھن کے گھر پر ساچق پہونچی امیر وہان خیمہ مین اُترے اور مسند پر بیٹھے اور دست راست کو
دونون بیٹے ہین اور دست چپ کو دونون رفیق بیٹھے ہین اور ایک طرف کو خواجہ عمرو اور ایکطرف ملکہ قریشیہ اور ہلال اصل پری
اور صلاصل پری اور زمرد پری اور باقی سب پریزادین بیٹھی ہوئی ہین اور مغنیے آکر ناچنے اور گانے لگے
اور ساقی جام و صراحی لیکر حاضر ہوے اور میکشی ہونے لگی کہ اتنے مین ملکہ خورشید جہان نے جام ہاتھ مین اٹھالیا اور ملکہ
خورشید لقا نے سیلابچی اور آفتابہ لیا اور ملکہ زہرہ لقا نے چنگیر اُٹھالیا اور حور لقا نے پاندان اُٹھالیا اور ماہ لقا نے
عطردان اُٹھالیا یہان تک کسی پریزاد نے ہار اٹھالیے اور کسی نے بیڑے غرض جتنی پریزادین تھین کسی نے کچھ
اور کسی نے کچھ اٹھالیا اور خورشید جہان گئی شربت پلانے کو اور وہ صراحیان سالو اور دارائی سے منڈھی ہوئین
اور اُنپر کام کناری اور تمامی کا کیا ہوا اور اُسپر جواہر بیش قیمت لگا ہوا اور جام و صراحی ہاتھ مین لے کر امیر
کے سامنے آئی بس جسوقت امیر کی نگاہ خورشید جہان پر پڑی بیساختہ امیر پھڑک گئے اور حالت امیر کی غیر ہوگئی اور
خورشید جہان نے امیر کو شربت پلایا کہ اس مزے سے منھ امیر کا پونچھا کہ امیر سُن ہوگئے اور خورشید جہان
نے سلابچی آفتابہ آگے امیر کے لاکے رکھا اور منھ ہاتھ دھلایا اور امیر کے داہنے بازو کے برابر عمرو بن حمزہ
بیٹھا تھا عمرو کی نگاہ خورشید جہان پر پڑی اور خورشید جہان کی نگاہ عمرو بن حمزہ پر پڑی بس ساتھ ہی نگاہ
پڑنے کے تیر نگاہ خورشید جہان کے کلیجے کے پار ہوگیا اور تیغ ابرو نے دو ٹکڑے اُسکے کر ڈالے کہ ایکبار اُسنے دانائی
سے اپنے تئین سنبھالا اور اپنے تئین قائم کیا اور دل مین اُسنے کہا کہ دیکھو کیا خوب اسوقت قائم رکھا مجھکو اور
قضائے کار جو عمرو بن حمزہ کی نگاہ امیر پڑی بس ایسی حالت عمرو بن حمزہ کی ہوگئی کہ قابل بیان کے نہین اور
ایک آہ کی ساتھ ہی آہ کے غش آیا اور بیہوش جاتا رہا بس جسوقت یہ طرفین کی حالت ہوئی اور کہین خورشید لقا
برابر کھڑی تھی اُسنے جو دیکھا خورشید جہان اور عمرو بن حمزہ کو ایک تو یہ اُڑتی چڑیا پہچانتی ہین پس یہ صاف پہچان
گئی اور اُسنے دل مین اپنے کہا کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا اور خورشید جہان نے اپنے تئین روکا عمرو بن حمزہ
کو شربت پلایا بس جسوقت خورشید جہان نے عمرو کا منھ دیکھا اور منھ پونچھا اُسوقت اور ہی مزا نکلا اور خورشید لقا
اپنے جی مین جانتی تھی پھر خورشید جہان نے چوگان بن حمزہ کو شربت پلایا آخر کو تاب نہ رہی خورشید جہان
نے پھر اُسی جام شربت لیکر زہرہ لقا کے ہاتھ مین دیا اور چلی گئی کہ اتنے مین خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ قریشیہ سے
کہ یہ کون ہی ایسی بے سلیقہ اور بے لیاقت ہی کہ اسکو شربت پلانے مین کچھ وقوف نہین ایکبار ملکہ قریشیہ نے
خورشید جہان کو بلایا اور کہا بیٹا پہلے تمھین شربت خواجہ عمرو کو پلانا تھا خورشید جہان نے کہا کہ مجھے اسوقت گرمی
معلوم ہوتی ہی اور حالت میری غیر ہوتی ہی اور اسوقت مین آپ مین نہین ہون یہ سنکر قریشیہ نے کہا کہ
پہلے تمھین انھین کو شربت پلانا واجب تھا بس یہ سنا خورشید جہان نے جام صراحی ہاتھ مین لے کر خواجہ
سلامت کو شربت پلایا اور جام شربت عمرو کو دیا عمرو نے کہا نہین مین نہین پینے کا خورشید جہان نے کہا کہ خواجہ سلامت
شربت نہین پیتے ہین کہ ایکبار امیر نے سنکر کہا کہ بھائی خواجہ عمرو تمنے اپنی ایسی صورت کیون بنائی ہی
جو تمھین کوئی خیال مین نہین لاتا یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اے حمزہ یہ وقت ہنسی کا نہین ہی آخر کو سب نے مِنت سماجت

خواجہ سلامت کو شربت پلایا پھر خورشید جہان نے براتیون کو شربت پلایا اور رچوگان اور عمرو نے پہلے ملکہ قرلیشیہ
کو شربت پلایا بعد فراغت شربت پینے کے کشتی ہار اور پان کی آئی پس یہ بھی بٹ چکی اور وقت رخصت کا آیا اسوقت بھی
عمرو بن حمزہ اور خورشید جہان مین نظارون کی باتین اشارون مین ہو گئین اور امیر کو وہ خلعت پہنایا
کہ کبھی چشم فلک نے بھی ایسا خلعت نہ دیکھا تھا عمرو بن حمزہ اور رچوگان بن حمزہ کو سوافق لیاقت کے
انکو بھی ملے اور انسے اترتے ہوئے خلعت فرامرز عاد اور بہرام کو ملا اور ایک بھاری خلعت ملکہ قرلیشیہ سلطان کو
ملا اور جب سبکو خلعت سے چکے اور اندر ملکہ قرلیشیہ کو وہ جوڑے طلسم مین تیار ہوئے تھے اور سلطان ازرق
کو اور رسالاسل پری کو اور زمرد پری کو اور باقی پریزادین جتنی تھین سبکو وہی جوڑے ملے بعد اسکے
رخصت ہوئے اور سواری امیر کی بڑے عظم وشان سے نوبت اور نشان اور شادیانے بجتے ہوئے
آکر خیام والا احتشام مین داخل ہوئی اور جب دوسرے دن ادھر سے مھندی کی تیاری ہوئی اور خورشید جہان
ایک تخت تکلف پر سوار ہوئی اور ایک تخت پر صندل پری اور چار دن سلطان اپنے اپنے
تختون پر سوار ہوئے اور آگے سبکے تخت آرائش کے اور پیچھے فانوسین اور لالٹینین انواع انواع
طرح کی اور پیچھے انکے روشن چوکی اور پرستان کے باجے کہ جس مین نئی نئی آوازین نکلتی ہین اور بعد اسکے
اس مھندی کے ساتھ کشتیان پوشاکون کی اور برابر اسکے ہزارون پریزادین چلی آتی ہین بہت تکلف کے
سبکے گلون مین جوڑے پڑے ہوئے ہین اور وہ سماٹھر کی روشنی دونون طرف کو اسپر جو ہوئی تھی
تو عجیب کیفیت چراغون کی ہے کہین تو روشنی سماٹھر دن کی سی ہو رہی ہے اور کہین چراغان ہے اور کہین
ابر کی کنول روشن ہین اور پیچھے سواری کے ملکہ خورشید جہان ایک تخت زرنگار پر سوار ہین پس اس طرح سے
سواری دولھا کی مکان پر پہونچی اور ملکہ قرلیشیہ کے ہاتھ مین پھولون کی چھڑیان جس مین تمام جواہر نصب کیا ہوا
تھا اور وہ چھڑی ہاتھ مین لیکر ملکہ آفاق آکر لب فرش کھڑی ہوئی اور سواری خورشید جہان کی اتری
کہ اتنے مین ایکبار دوڑ کر قرلیشیہ نے ایک چھڑی ماری اور خورشید جہان نے بھی دوڑ کر ایک چھڑی ماری
پھر تو آپس مین ہر ایک سے خوب باتین ہونے لگین اور بعد اسکے یہ سب جاکر مسند پر بیٹھین اور سب پریزادین
برابر قرینے سے بیٹھین پس اسوقت ناچ کا حکم کیا اور ناچ شروع ہوا اور امیر بھی بیٹھے ہوئے ہین اور عمرو بن
حمزہ اور رچوگان بن حمزہ اور فرامرز عاد اور بہرام اور خواجہ عمرو یہ سب کار وبار کرتے پھرتے تھے
اور عمرو بن حمزہ مھندی اور طبق مین سے لیکر خورشید جہان مھندی کو اور لعل شب چراغ امیر کے ہاتھ
مین رکھکر مھندی امیر کے ہاتھ مین لگائی اور خلعت بڑے تکلف کا امیر کو پہنایا اور کئی لاکھ تومان امیر پر سے
بکھا در کیے پس اسوقت خورشید لقا شربت پلانے کو اٹھی خورشید لقا نے خورشید جہان کو شربت پلایا اور
قرلیشیہ نے ہنسی سے نیگ مھندی کا امیر سے طلب کیا جسوقت سب شربت پی چکے اور اب ناچ ہو رہا ہے
اور ایک طرف کو عمرو بن حمزہ پھرتے تھے اور جھک جھک کے خورشید جہان کو جھانک رہے تھے اور یہ
کبھی تو ادھر سے اور کبھی ادھر سے آکر جھانکتے ہین اور کہین نگاہ خورشید جہان کی عمرو پر پڑی پس یہ بھی
بیقرار ہوئی کہ ایکبار خورشید جہان نے کہا کہ کوئی آئے اور آفتابہ رکھے اب یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی
اور عمرو کے آگے جانکے کھڑی ہوئی جہان وہ خیمہ آگے پیچھے کھڑے ہوئے تھے انھی دونون کے
پیچھے یہ کھڑی ہوئی ہے پس خورشید جہان بھی وہان گئی اور عمرو نے جو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا اور خورشید جہان

کہنے لگی کہ ارے تو مجھے رسوا کرتا ہی یہ بات تیرے جی مین اچھی نہین ہی اور اُسنے ایک خواص کو راہ پر کھڑا کیا اور اُس سے کہا کہ تو دیکھتی رہ کوئی اور آنے پاوے پس یہ خواص اُدھر راہ مین کھڑی ہوئی کہ کوئی آئے تو اشارہ سے کہدینا اور یہان عمرو بن حمزہ لگا بوس و کنار کرنے کو اور یہ جون جون چمٹتی ہی کہین سے انگیا مسکتی ہی اور بال بھی سر کے ڈھیلے ہو گئے اور دونون عاشق و معشوق آپس مین باتین کر رہے تھے کہ خورشید جہان نے عمرو سے کہا کہ اب تو مجھے جانے دے اور اب کل ہمارے تمہارے حسب دلخواہ باتین ہونگی کس واسطے کل یوم سعد ہی خاطر خواہ تیرے جیسی کہ تجھے منظور ہی کل باتین ہونگی یہ سنکر عمرو نے کہا وہان تو سیکڑون خیمے کھڑے ہونگے پس خورشید جہان نے کہا وہ جو دو سمت کو والان خیمہ کھڑا ہی اُس مین ہونگی جس مین گلشن ضیا ہی پس وہین تم اُس خیمہ مین آنا عمرو نے یہ سنکر کہا کہ ای خورشید اچھا مین آؤنگا مگر تم وہان ضرور رہنا خورشید جہان نے کہا مین تو ہونگی مگر تم وہان ضرور آنا پس جسوقت آپس مین یہ وعدے ٹھہر گئے اور خورشید جہان نے کہا کہ خورشید لقا میرے پیچھے پڑی ہوئی ہی ایسا نہ ہو کہ کہین وہ مجھے وہان نہ دیکھے پس اب تم مجھے جانے دو اور خورشید جہان نے کہا کہ ای عمرو سن تو ایسی میری کیا بات تیرے پسند آئی ہی کہ تو اسپر مرتا ہی یا مجھے تیری یہ بات اچھی لگتی ہی یہ سنکر عمرو نے کہا شعر کرون جو وصف ترا طاقت بیان نہین ۔ زبان کے جسم نہین جسم کے زبان نہین ۔ خورشید جہان تو عمرو سے باتین کر رہی تھی کہ کہین قضاے کار وہان خورشید لقا نے دیکھا کہ خورشید جہان یہان نہین ہی کہ ایکبار یہ بھی آ گئی اور ہر طرف دیکھتی پھرتی تھی لشکر مین یہ دونون آپس مین خوش فعلیان کرتے تھے اور اُس خواص نے جو خورشید لقا کو دیکھا کہ ایکبار اس خواص نے اشارہ کیا کہ خورشید لقا آتی ہی پس یہ سنکر عمرو تو جلدی سے اس طرف کو چلا گیا اور خورشید جہان اسی طرف سے نکل گئی اور جسوقت یہ خورشید لقا نے دیکھا آتش غضب اُسکو بھڑکی اور کہنے لگی کہ واہ واہ یہ تو وہان کیا کرتی تھی اُسوقت خورشید جہان نے خورشید لقا کے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اور اُسنے کہا کہ ای عورت جب تو دیکھتی ہی آوازے توازے مجھ پر کرتی ہی خورشید لقا نے کہا واہ واہ چوری اور سرزوری اور کہا لو صاحبو خواہ مخواہ یہ آ کے مجھسے اُلجھتی ہی یہ سنکر سب لوگ جمع ہوے اور خورشید جہان نے کہا کہ اسنے کیا سمجھا ہی اور اب مین اسکو بہت ذلیل اور رسوا کرونگی کہ اسنے مجھے اپنے دل مین کیا سمجھتی ہی جو ہر گھڑی مجھسے اُلجھتی ہی یہ دونون دونون مین باتین ہو رہین تھین اور لوگ ان دونون کو سمجھاتے تھے اور کہتے تھے کیا مقدور ہی جو خورشید لقا تمسے بول سکے اور تم اپنی طرف کو دیکھو ملکہ قلیشیہ نے بہت سمجھایا کہ یہ سنا بھینا خورشید تمہارے ساتھ ہی اور خورشید لقا کا مرتبہ اسکے ساتھ ہی کہ ایکبار ایک طرف سے خورشید جہان کے ملہ صندل پری آئی اور اُسنے خورشید جہان کو سمجھایا اور کہا بیٹی کیا مقدور کسی کا جو کوئی آنکھ بھر کے دیکھے پس یہ سمجھا کر سب نے اُسکو مسند پر بٹھایا اور ملکہ قلیشیہ سلطان نے اس طور کی باتین کرنی شروع کین خورشید جہان کو بھی ہنسی آئی اور ادھر خورشید لقا نے پاکمنٹ مچایا کہ تم سنو کہ عورت اپنے دل مین کیا سمجھی ہی اور صریح تو جانتی ہی کہ میرا نکاح اُسکے ساتھ عرس گاہ مین ہوا ہی پس یہ جانتی ہی اور جان بوجھ کے عورت کو پڑی ہی اور یہ جانتی کہ مین بھی بہو ملکہ آسمان پری کی ہون اور امیر حمزہ صاحبقران کی مین بہو ہون اور اصل پوچھو تو سب طور سے ہماری رعیت ہی یہ اور اسکی رعیت ہو گی رضیہ سلطان کی ہو گی مجھ مین اسکی رعیت نہین ہون پس عجب طرح کا آپس مین جھگڑا ہو رہا ہی کچھ اُدھر خورشید جہان کو سمجھاتے ہین اور کچھ لوگ خورشید لقا کو سمجھاتے ہین کہ ایکبار حکم سواریون کا اُٹھا اور سواریان طلب کین اور چلنے کی تیاری ہوئی اور خورشید جہان سے

عمرو بن حمزہ کی طرف دیکھا اور اشارہ ون مین باتین ہوگئین کہ تم وہین آنا کہ اس مین سواریان آئین اور اب سب سوار
ہوکر چلے اُسی شان شوکت سے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے لیکن جسوقت رات گذری اور صبح کا وقت ہوا اُس وقت
خورشید جہان نے کہا اپنی مان سے کہ اے امان جان مین دو تین روز کی جاگی ہوئی ہون اگر آپ فرمائین تو وہ
جو دریا کے کنارے خیمہ کھڑا ہی اُس مین جاکر مین آج رہونگی کسواسطے شادی کا دن تو کل ہوگا کل مین چلی آؤنگی یہ سنکر
خورشید جہان کی مان نے کہا کہ اے خورشید اچھا وہین آرام کرو پس خورشید جہان اپنی مان سے پوچھکر وہ چند
خواصین جو اُسکی محرم راز اور دمساز تہین سبکو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوئی اور اگر اُنھین خیمون مین اتری تیاری
جشن کا حکم دیا بس تیاری جشن ہونے لگی بلکہ اپنے ہاتھ سے بھی اکثر کام کر رہی ہی کہ کسی طرح دن کٹے کبھی گھبرا کر خیمہ سے
باہر نکلکر دیکھتی ہی کہ ابھی دھوپ باقی ہی یہ شعر زبان پر لاتی ہی شعر شام کیا روز جدائی کی نہین ہوتی ہی دھوپ
جب دیکھیے موجود ہی دیوار و در پر ۂ غرضکہ بمشکل دن گذرا اور قریب وقت شام کا آیا اب ملکہ انتظار مین بیٹھی ہی
کہ یکایک ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا اور ہوا تند چلی آن واحد مین وہ ابر پھیل کر محیط ہوگیا اور مینہ برسنا شروع
ہوا اور بجلی چمکنے لگی جب کوندا لیکتا ہی ملکہ ڈر کر آنکھین بند کر لیتی ہی اور بال کھولے ہوئے دعائین مانگ رہی ہی
کہ خداوندا اب اگر وہ شخص نہ آئے تو بہتر ہی کیونکہ اس آفت مین نہین معلوم کیا مصیبت راستے مین پڑے ملکہ کی تو
اس طرف یہ حالت ہی اور اُدھر عمرو بن حمزہ پر یکایک جنون نے غلبہ کیا کہ تو نے وعدہ کیا تھا ایسے دوست سے
کہ یقین ہی راہ دیکھتا ہوگا یہ تو مینہ برسا ہی کریگا اگر آگ بھی برسے تو چلنا واجب ہی کہ خورشید جہان کہتی ہوگی
کہ عمرو بن حمزہ عجیب وعدہ خلاف ہی کہ نہ آیا اے عمرو بن حمزہ جو کچھ ہو چلنا واجب ہی عمرو بن حمزہ نے پوشاک
پہنی اور تاج اپنے سر پر رکھا اور نیزہ ہاتھ مین لیا کہ ایکبارہ فرخ بن عمرو نے دیکھا عرض کیا کہ اے شہریار یہ بھی
کوئی وقت کہین جانے کا ہی دیکھو تو ایک ایک نالہ برابر دریا کے بہ رہا ہی اور کہین راہ سوجھتی نہین ہی اور نہ
کوئی خیمہ معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہین دریا مین جا رہین یہ سنکر عمرو بن حمزہ نے کہا اے فرخ بن عمرو مین تو جاؤنگا
جو کچھ ہو یہ کہکر گھوڑا طلب کیا فرخ بھی ساتھ شہزادے کے ہو لیا عمرو بن حمزہ نے گھوڑا پانی مین ڈالا اب نہ تو
راہ معلوم ہوتی ہی نہ راستہ جانا بوجھا ہی نہین معلوم کدھر نکل گئے لیکن راستہ جو بھول گئے تو نیلی حصار کے قریب پہونچے ایکبارہ بجلی
چمکی اور روشنی ہوئی فرخ بن عمرو نے دیکھا کہ یہ نیلی حصار ہی عرض کیا کہ اے شہریار یہ تو دریا کا کنارہ نہین ہی ہم اب بہتا کر نکل آئے
ناچار شاہزادہ عالی تبار وہان سے پھرے اور لب دریا آئے کہ ایکبارہ سامنے سے ایک خیمہ دکھائی دیا اُس خیمہ کے پاس آکر کھڑے
ہوئے اتفاقاً وہی خیمہ خورشید جہان کا تھا لیکن اندر خیمہ کے وہ گھبرا رہی ہی اور اپنی انیسون سے کہتی ہی کہ اے گلرخ جا کے
دیکھ تو شاید وہ شاہزادہ آیا ہو یہ سنکر گلرخ نے کہا بی بی حمزہ کے بیٹے ناز پروردہ ہین بھلا اس آفت مین وہ کیونکر آئینگے
اُنھین ایسی کیا غرض ہی کہ وہ آئینگے تمھین سودا ہی یہ سنکر خورشید جہان نے کہا تجھے میرے سر کی قسم تو باہر نکلکر دیکھ
تو گلرخ نے کہا صدقے گئی کام آپکا اور کہنا مین نہ کرونگی پس یہ کہکر باہر نکلی اور جا کر چہار طرف نگاہ دوڑائی
کہ ایکبارہ بجلی چمکی اور جمال شہزادے کا اُس روشنی مین معلوم ہوا دیکھا کہ نیچے ایک درخت کے مانند آفتاب
کے گھوڑے پر جلوہ گر ہی اور ایک آدمی اور ساتھ ہی یہ دیکھکر گلرخ نے کہا میان تم کون ہو جو یہان کھڑے
ہو فرخ نے کہا کہ بی بی تم کہو کون ہو پھر ہم بتاینگے گلرخ نے کہا جو نچلے مجھسے نہ کرو تم وہی ہو جنسے
ملکہ سے اقرار ہوا تھا عمرو بن حمزہ یہ سنتے ہی خوش ہوگیا فرخ نے کہا ہان مین وہی ہون گلرخ نے کہا
وہان کھڑے کیا کرتے یہان خورشید جہان نے سنا کہ عمرو بن حمزہ آیا ہی بس مارے خوشی کے باہر نکل آئی ادھر

سے عمرو بن حمزہ کو گلرخ اپنے ہمراہ لے کر آئی خورشید نے دیکھا اپنے عاشق کو اور کہا مجھے یقین نہ تھا کہ آپ آئیگا
عمرو بن حمزہ نے کہا کہ اے خورشید جہان واللہ اگر تیر دن کا مینہ برستا تو مین آتا یہ تو پانی تھا ہم لوگ جو وعدہ کرتے
ہین اُسے پورا کرتے ہین خلاف وعدہ ہم کبھی نہین کرتے یہ سنکر اُسنے کہا اچھا صاحب کپڑے تو اُتارو بھیگے ہوے
ہین پس عمرو بن حمزہ نے پوشاک اُتار ڈالی اور دوپٹہ خورشید نے اپنا دیا عمرو نے اوڑھ لیا اُسوقت خورشید نے کہا
کہ پائجامہ تمھارا بھیگا ہوگیا ہی تم اُسکو بھی اُتار ڈالو اور میرا پائجامہ پہن لو اُسوقت عمرو بن حمزہ نے کہا جو پائجامہ تم
پہنے ہوئے ہو وہ تو مین پہنون یہ سنکر خورشید خاموش ہو رہی اُسوقت گلرخ نے اپنا دوپٹہ دیا عمرو بن حمزہ نے
وہ باندھ لیا اور مسند پر جا بیٹھا خورشید بھی بیٹھی اور کشتیان بادام شیرین کی اور نمکین کی سامنے رکھدین جام شراب
بھی رکھدیا دونون پینے لگے کہ اتنے مین بارش موقوف ہوگئی اور مہتاب نکل آیا ان دونون کے دل مین آیا کہ باہر
نکلکر چاندنی کی سیر کیجیے اُسوقت گلرخ نے جلدی جلدی باہر تخت نکلوائے فرش کرادیا یہ دونون باہر بیٹھے لگے
سیر کرنے باہم دونون نگران تھے کہ سفیدہ صبح کا چمکا گجر بجنے لگا کہ ایکبار خورشید کا رنگ زرد ہوگیا اور یہ شعر پڑھا
شعر نہ آیا اور کچھ اس چرخ کو آیا تو یہ آیا * گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا * اور خصوصاً عمرو بن حمزہ
کا جو کچھ حال ہوا کہ رنگ تو اُنکا زرد ہوگیا اور ہوائیان مُنھ پر چھٹنے لگین ایکبار خورشید جہان سے گلرخ نے
کہا کہ بلاؤن آدہ ابر یا لا بہت ہو گیا ہی انسے کہو کہ یہ سدھارین پس ناچار ہوکے خورشید جہان نے کہا لو صاحب
سدھارو مگر صاحب تم آلی سو نہ رہنا اور دیر نہ لگانا آگے تمھین اختیار ہی یہ سنکر عمرو بن حمزہ نے کہا کسی طور سے تم اپنی
مان سے کہو کہ وہ شادی کا پیام ہماری تمھاری امیر سے دین خورشید جہان نے کہا لو اور سُنو مین عورت ہوکر
تو کہون اور یہ مرد ہوکر نہ کہین اور پھر کہا اے صاحب تم اپنی بہن ملکہ قریشیہ سلطان سے کہو وہ تمھاری شادی کا
پیام دین اور نہین تو ایک کام اور کرو تم خواجہ سلامت کو کچھ دینا وہ تمھارا سب مطلب کر دینگے یہ سنکر عمرو بن حمزہ
نے کہا یہ بات بہتر ہی جو تمنے کہا پس جسوقت یہ بات ٹھہر چکی عمرو بن حمزہ تو سوار ہوکر اپنے خیمہ کو گیا لیکن یہان خورشید لقا
سنے اپنی ایک خواص کو بھیجا اور اُس سے کہا دیکھ تو عمرو بن حمزہ اگر گیا ہی تو کہان گیا ہی اور کیا کرتا ہی یہ خواص
آئی مگر عمرو بن حمزہ کو خیمہ مین نہ پایا پس اُس خواص نے آکر خورشید لقا سے کہا کہ عمرو بن حمزہ اپنے خیمہ مین نہین ہی
پس جسوقت خورشید لقا نے یہ سُنا ساتھ ہی سننے کے یہ تاڑ گئی اور دل مین کہا یہ ضرور خورشید جہان کے پاس
گیا ہوگا پس ملکہ خورشید لقا بھی کسی بہانے سے اُسکی مان کے پاس آئی اور ملکہ صندل پری سے خورشید لقا نے
کہا ذرا خورشید جہان کے خیمہ مین تشریف لیچلین صندل پری یہ سنکر اُٹھی اور آئی اُسوقت کہ عمرو بن حمزہ جا چکے
تھے اور صراحیان کج پڑی ہوئی تھین جام لوٹے پڑے ہوے تھے اور جو ہار توڑ توڑ کر پھینک دیئے تھے وہ
بھی پڑے تھے خورشید لقا نے دیکھا پہچان گئی دل مین کہنے لگی کہ عمرو بن حمزہ ضرور آیا تھا صراحیون کی طرف دیکھکر
اشارے سے کہا کہ دیکھو صندل پری نے سر جھکا لیا لیکن خورشید جہان نے جو دیکھا کہ خورشید لقا آئی ہی کہا کہ اے
خورشید لقا کہو کس واسطے آئی ہو خورشید لقا نے کہا آپ جو کل سے نہین آئین سب کام ابتر ہی اب چلیے سب
کام درست کیجیے یہ سنکر خورشید جہان آئی لیکن خورشید لقا اُٹھکر وہان سے مرآۃ القلعہ کو گئی اور جا کر شریک
شادی دونون ہوئین اور تیاری مین مصروف ہوئین اور ادھر جب دن گذرا اور وقت شام کا آیا
امیر کے چلنے کی تیاری ہوئی پس امیر کو نہلایا اور نہلا دھلا کر خلعت شادی کا پہنایا سہرا امیر کے سر پر باندھا
تخت پر سوار کیا ہمراہ امیر کے شرقیہ آباد والے اور غربیہ آباد والے اور شمالیہ آباد والے اور جنوبیہ آباد

والے

داہنے ہوئے اور دونون بیٹے امیر کے دست راست کو اور دونون رفیق دست چپ کو چلے جاتے تھے اور تمام قلعہ روشن حصار اور نیلی حصار کے اور گنبد ریاضت گاہ سے تا بہ مراۃ القلعہ سب روشنی ہی گویا ایک آگ لگی ہوئی ہی اور آسمان پر دیوان قاف ہاتھون مین پنجشاخے اور ہفت شاخے لیے ہوئے سب چلے جاتے ہین اور تختہ آتش کے جس طور سے زمین پر ہین اس طور سے آسمان پر ہین پس اس دھوم سے جب برات مراۃ القلعہ کے دروازے پر پہونچی اور خواجہ عمرو نے صورت اپنی تبدیل کر کے آگے دروازہ بند کیا اور خاطر خواہ نیگ لیا اور لے کر آپ غائب ہو گئے اور پھر ظاہر ہو کر آپ امیر کے شریک ہوئے اور سواری امیر کی آتری اور جا کر مراۃ القلعہ مین ملکہ خلوت مین بیٹھے اور عمرو کو امیر نے منع کیا اور کہا کہ تم اس صحبت مین نہ آنا کسواسطے کہ وہان زکیہ بھی ہی ایسا نہ ہو وہ صحبت درہم برہم کرے پس فقط ایک عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ اور دونون رفیق امیر کے یہ پانچون آدمی اور باقی اُنکے سوا اور کوئی نہین پس تمام رات ناچ رنگ رہا جسوقت ستارہ صبح کا چمکا امیر کو بلا کر جس مکان مین رضیہ سلطان تھی دونون بیٹے امیر کے ساتھ تھے امیر آ کر مسند عالیشان پر بیٹھے ہین اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ سے اور خورشید جہان سے نظارہ بازی ہو رہی ہی یہان تو یہ ہو رہا ہی

اب دو گلے داستان بیان کیے جاتے ہین

دیو دن اور جنون کے یہ ملکہ قریشیہ کے ساتھ کے دیو اور جن تھے انھون نے جو دیکھا کہ یہان شادی امیر کی ملکہ رضیہ سلطان کے ساتھ ہوئی ہی اور آخر یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہو گی تو ہم پر خفا ہو نگی اور خدا جانے وہ حق مین ہمارے کیا کرے اور یہ کہے کہ تم تو یہان سے اسباب لے کر گئے تھے تمنے شادی امیر کی ہوتے دیکھی اور تمنے مجھسے نہ کہا اُسوقت ہم کیا جواب دینگے اِس سے بہتر یہ ہی کہ تم اب چلکے یہ احوال کہدو آخر وہ تو خفا ہو گی پس یہ دیو مشورہ کر کے سب پردہ قاف کو روانہ ہوئے اور سارا احوال امیر کی شادی کا ملکہ آسمان پری سے کہا کہ ای ملکہ آفاق زلزلہ قاف نے اپنی شادی کی ہی رضیہ سلطان کے ساتھ پس ساتھ سننے کے آتش رشک بھڑکی یہ آگ کا پرکالہ بنگئی اور کہا کہ یہ خوب باتین میرے ساتھ شروع کین آدمی زادون پر نگاہ کرتے کرتے اب لگے پریزادون آنکھ ڈالنے وہی مثل ہی پیر کی جوتی سر پر چڑھنے لگی اور جو لوگ ہمسے اور ہماری رعیت تھے وہ اب ہمسے ہمسری کرنے لگے اور اب وہ برابری کا دعوی کرینگے سنجھے اس سے تو کچھ کام نہین ہی مگر مین رضیہ سے سمجھونگی کس واسطے کہ وہ جانتی تھی اور اُسنے جان بوجھ کے یہ حرکت کی یہ کہکر کہا جلد لاؤ میری سواری پس اُسی وقت تخت آ کر حاضر ہوا پس یہ اُسپر سوار ہوئی اور گنتی کے نو لاکھ جن اور پریزاد ہمراہ ہوئے اور پنجہ سلیمانی نیام سے کھینچ لیا غیظ و غضب مین چلی اور یہان قریشیہ کو یہ خبر ہوئی پس صندل پری اور خورشید جہان یہ تو کہین چھپ رہین اور سلطان سرخ پوش اور سبز پوش جنی اور شمیمہ اور زکیہ اور رضیہ سلطان یہ بھی کسی طرف کو چھپ رہین اور اب امیر کے ہوش و حواس گم ہو گئے عمرو نے زکیہ کی طرف دیکھکے کہا کہ اب معلوم ہو گا تمکو جیسے تمنے کھنائے کیے ہین اور جو کیا ہی تمنے یہ سنکر زکیہ نے کہا تو سنو اس ہوئے سوکھے سنبھے کی باتین اسکی کیا بہی ہی کہ میرا نام لیتا ہی ارے مین نے کیا کیا ہی جو تو میرا نام لیتا ہی اور مجھے ڈراتا ہی یہ سنکر عمرو نے کہا خیر اب تمکو معلوم ہو گا پس یہ باتین ہوتی تھین کہ اتنے مین سارا آسمان سیاہ ہو گیا اور نو لاکھ دیو دن نے ایکبار سارے مراۃ القلعہ کو گھیر لیا اور تخت ملکہ آسمان پری کا مراۃ القلعہ مین اُترا اور ملکہ آسمان پری آئی اُس جگہ جہان امیر سہرا باندھے ہوئے بیٹھے تھے پس ایکبار ملکہ آسمان پری سامنے آ کر کھڑی ہوئی اور کہا کہ رضیہ کہان ہی لاؤ تو اُسے کہ اُسکو سزا دون

اور زلزلۂ قاف سے تو مجھے کچھ کام نہین ہی لیکن رضیہ سے سمجھونگی پس اُسوقت اسیر کو بھی ایک غیظ اور طیش آیا اور
کہا کیا مقدور تمہارا جو تم آنکھ اُٹھا کے اُسکی طرف دیکھو یا کچھ کہو یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے کہا کیا خوب چوری اور سرزوری
اور کہان مجھے قسم ہی حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا ؑ کی اگر اسوقت تم بولے کچھ تو مین اپنے تیئن ہلاک کرونگی اور اب
زلیشیہ نے جو یہ عالم دیکھا اپنی مان سے کہا کہ امان جان اسوقت تمھین آنا کیا مناسب تھا جو تم آئین آسمان پری نے
کہا لڑکی تو نہ بول اس درمیان مین اور کہا ارے یہ سب کیا کہینگے کہ ایکبار رضیہ سلطان نے سرنگون کر لیا اور اب پردے
سے نکلکر قدمون پر گر پڑی اور کہا تقصیر وار ہون اور مین حاضر ہون مجھے نہین معلوم تھا کہ آپ کے اور اُنکے یہ طرح کا
قدمہ تھا اور ہمارے یہان تو حکیم اشراق روشنضمیر نے بائیس برس آگے سے کہا تھا اور لکھا تھا کہ جو طلسم کشائی
کریگا رضیہ اُسکی قسمت کی ہی سو اب اسیر نے طلسم کشائی کی ہی اس واسطے لوگون نے میری شادی اُنکے ساتھ کر دی
اور قسم ہی مجھے حضرت سلیمان بن داؤدؑ کی کہ جو مجکو یہ معلوم ہوتا کہ اُنکی شادی آپ کے ساتھ ہوئی ہی تو مین
دیدہ و دانستہ یہ کام کیون کرتی پس جسوقت یہ ملکہ آسمان پری نے سنا اُسوقت اُسکو بھی رضیہ سلطان پر ترس اور رحم
آیا اور رضیہ کو ساتھ اپنے لیکر مسند پر بیٹھی پس جسوقت ملکہ آسمان پری اور رضیہ مسند ناز پر مثل طاؤس طناز
کے بیٹھین پھر تو ادھر سے صندل پری نکل آئی اور ایک طرف سے خورشید جہان آئی اور ادھر زکیہ سلطان
آئی بس آکر بیٹھ گئی کہ اتنے مین سلطان سرخ پوش اور سبز پوش جنی اور ملکہ شعشعہ یہ بھی دونون آئین اور
آکر اُنھون نے بھی مجرا کیا اور بیٹھ گئین اور ایک طرف عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ نے آکر سلام کیا ملکہ آسمان پری
پری نے دونون کو چھاتی سے لگایا اور یہ بھی دونون بیٹھ گئے اور اب ملکہ آسمان پری ملکہ رضیہ کو پہلو مین لیے
بیٹھی تھی اور دُلھن سوار ہوا چاہتی ہی پس اپنے ہاتھ سے کہین تو افشان مقیش کی ملکہ رضیہ کی پیشانی پر جمائی
ہی اور کہین گہنا ملکہ آسمان پری نے اپنے ہاتھ سے اُسکو پہنایا ہی اب ملکہ آسمان پری سب کچھ کام اپنے ہاتھ سے
کر رہی ہی کہ اتنے مین سلطان ارزق پری اور زلازل پری اور سلاسل پری اور اسید پری یہ سب
ساز لے کر سامنے آکے بیٹھین اور لگین گانے اور ملکہ آسمان پری اور اسیر اور رضیہ اور عمرو بن حمزہ اور
چوگان بن حمزہ سب بیٹھے ہین اور ایک طرف کو زکیہ اور ساری پریزادین بیٹھی ہین سب سنتی ہین اور
اُنکے سوا اور سب پریزادین بھی گاتی بجاتی ہین کہ اتنے مین ملکہ آسمان پری نے زکیہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ
بی بی ہم تمھارے بہت مشتاق ہین اور ہمنے سنا ہی کہ تمھاری خوب آواز ہی یہ سنکر زکیہ نے اُٹھکر مجرا کیا اور
عرض کیا کہ مجھے کیا شعور ہی اور یہ آپ کا اشفاق ہی جو مجھے آپ سرفراز کرتی ہین یہ کہکر بیٹھی اور ساز اپنے منگوائے
اور وہ سب ساز بہت تکلف کے ہین کہ جن مین تمام جواہر جڑا ہوا ہی وہ لاکر سامنے رکھے گئے اور زکیہ نے اُنکے
سُر ملائے اور سُر ملا کر پریزادون سے کہا کہ تم بجاؤ اور مین گاؤن بس پریزادین لگین بجانے اور زکیہ گانے لگی
اب پریزادین تو ساز بجا رہی ہین اور زکیہ گا رہی ہی ملکہ آسمان پری کا اور صندل پری کا یہ عالم ہی
کہ دونون کو ایک حالت وجد کی ہی اور یہ ہر تان پر اپنے اپنے سر دھنتی ہین اور سارے پریزاد اور جن
جو ہین اُنکی حالت ایک غش کی ہی اور سب سر دھنتے ہین اور ملکہ آسمان پری ہر گھڑی کہتی ہی کہ ای زکیہ تجھے
شہر صندل بخشا اور کبھی کہتی ہین تجھے فلان شہر دیا اور کبھی کہتی ہی ہمنے تجھے وہ دیا اور یہ دیا کہ ایکبار
ایک پریزادی کہ سن اُسکا چودہ پندرہ برس کا ہی نہایت حسین صاحب جمال تاج کج رکھا ہوا سامنے ملکہ
آسمان پری کے آئی اور سلام کیا یہ دیکھکر ملکہ آسمان پری نے اُس سے پوچھا تم کہان سے آئی ہو اُسنے

عرض کیا کہ مین پردۂ قاف سے آئی ہون اور میرا حسن پری نام ہی اور شہر نگارستان کی رہنے والی ہون اور آپکی حلقہ بگوش ہون اُسوقت سب نے کہا ای حسن پری بیٹھو حسن پری نے کہا صاحبو مین تو ایک صاحب کے گانے کی مشتاق ہو کے آئی ہون سو مین اُسکو سنونگی یہ سنکر سب نے کہا کسکا گانا سنوگی اُسنے کہا شاہ عیاران عیار بیک طرار خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا پس جسوقت زکیہ نے سُنا تیوری چڑھا کے اُسکی طرف دیکھا اور کہا صاحب اُنکا بھی گانا سُن لینا بیٹھو تو اُسنے کہا گانے مین بھی ہون لیکن اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتی ہون سبکو اشتیاق ہی تو خواجہ عمرو کا ہی یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے کہا سنو تو کیا مزے سے یہ چھوکری گاتی ہی پس یہ ملکہ کو سلام کرکے بیٹھ گئی اور زکیہ لگی گانے اور حسن پری لگی سننے پس اُسوقت زکیہ نے اس مزے سے گایا کہ ایکبار لگے سب سُر ہلانے اور لگے سر دھننے اور حسن پری ایک بہانے سے سن رہی ہی اور کچھ زکیہ کا گانا اسکے خیال مین نہین آتا ہی اور یہ کچھ زکیہ کو خیال مین نہین لاتی ہی اور زکیہ اپنے دل مین ہی رکھتی ہی آخر زکیہ کو تاب نہ آئی اور اُسنے کہا کہ ای حسن پری کچھ تم بھی گاؤ یہ سنکر اُسنے کہا کہ یہان نہ میرے ساز ہین اور نہ میرے لوگ کیونکر گاؤن یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے کہا یہ سب تمھارے لوگ ہین بجانے کو حاضر ہین پس یہ سنکر حسن پری زکیہ کے پاس آ بیٹھی اور اُسنے ساز اُٹھا لیے اور لگی یہ سُر ملانے پس جسوقت اُسنے سُر ملائے ساتھ سُر ملانے کے سبکے حواس درست نہ رہے اور سبکے ہوش جاتے رہے اور وہ ساز سُر ملا کر حسن پری نے لوگون کو دیے کہ تم اُنکو بجاؤ اور پریزادین وہ ساز لیکر لگین بجانے اور یہ لگی گانے پس یہ ایسی گائی کہ ایکبار سبکے آنکھون سے اشک جاری ہوے اور ہر ایک تان سے سبکے جان نکال لیتی ہی اور جھوٹا جو کچھ حال زکیہ کا ہی کہ یہ ہر تان مین ہر گھڑی کلیجا کو پکڑ لیتی ہی اور اب حسن پری کا یہ عالم ہی کہ کبھی تو زکیہ کی ران پر ہاتھ رکھدیتی ہی اور کبھی اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھدیتی ہی اور زکیہ اپنا فخر جانتی ہی اسکا ہاتھ رکھنا اب در و دیوار وجد مین ہین اور یہ گا رہین ہین حسن پری اس ناز و انداز سے کہ جسکا بیان نہین یہ شعر گاتی ہی

شعر باغ طلسم چہرۂ رنگین ہی یار کا ٭ رہتا ہی چار فصل مین موسم بہار کا ٭

پس جسوقت یہ گا چکی اُسوقت ملکہ آسمان پری نے اس سے کہا کہ تم ہماری آج مہمان ہو پس زکیہ نے کہا کہ آج شبکو میرے غریبخانہ مین تشریف رکھو اور ہاتھ پکڑ کر زکیہ حسن پری کا اُٹھی اور اُسکو اپنے مکان مین لے آئی پس جسوقت زکیہ ہاتھ مین ہاتھ حسن پری کا پکڑے ہوے قصر مین رقیہ پری کے آئی وہان ایک مسند نہایت تکلف کی بچھی ہوئی تھی اُس مین جھالر موتیون کی ہی اور ایک شمگیرہ تنا ہوا ہی اور پیچھے اُس شمگیرے کے ایک پلنگ بچھا ہوا ہی کہ اُسکے پایے بھی الماس کے ہین غرضکہ بہت خوب وہ سجا ہوا ہی اُس مسند پر زکیہ بیٹھی اور حسن پری کو بھی پاس بٹھا لیا اور آپس مین یہ دونون رنگین شراب پینے پس اور رہی کچھ صحبت کا رنگ ہو گیا وہ آسمان پر چاند نکلا ہوا اور وہ مرآۃ القلعہ کا لطف وہ تمام شیشہ کا مکان بہت بڑا اور وہ ہر طرف سے گانے کی آواز بلند غرض عجب طرح کی کیفیت ہی اور زکیہ ہر گھڑی کہتی ہی کہ ای حسن پری اب سو رہو اور اب اسے یہان نیند کب آتی ہی اور یہ اسکو ایک نیا اختلاط سوجھا حسن پری لگی پوچھنے کہ ای زکیہ تجھے ہماری سر کی قسم ہی سچ کہنا ایکبات مین تجھسے پوچھتی ہون یہ سنکر زکیہ نے کہا کہو کیا کہتی ہو اور کیا پوچھتی ہو یہ سنکر حسن پری نے کہا بھلا سچ کہنا کبھی تم بھی کسی پر عاشق ہوئی ہو یہ سنکر زکیہ نے کہا میری بلا جانے مین کیا جانو لوگ سب محبوبون کا ذکر کرتے ہین اور شیرین اور فرہاد کا قصہ بیان کرتے ہین لیکن ہمنے آنکھون سے نہین دیکھا ہان مگر ایک رضیہ سلطان کو دیکھا کہ اس عورت کو باتون کا انکار تھا آدمی زادے اور بایکبار اس سے فریفتہ ہوئی کہ جسکا بیان نہین ہی مگر پھر حسن پری نے کہا سچ کہو تمھارے

دل کو کس سے لاگ ہی تمھین میرے سر کی قسم یہ سنکر زکیہ نے کہا ای حسن پری تمھاری جان کی قسم ہی سچ پوچھو تو بس
حمزہ کا ایک دودھ شریک بھائی ہی کہ نہایت شریر اور بدذات اور فیلسوف ہی کیا بیان کرون جیسا وہ ہی بس جی مین
مین اچھے کپڑے پہنتی ہون جی چاہتا ہی کہ اُسے اپنے گود کھاؤن ای حسن پری ایک صحبت مین وہ ہو اور ہم ہون اور
اُسکے سامنے ناز و انداز سے باتین کرین یہ بھی دل مین آتا ہی کہ یہ سب حرکتین وہ دیکھے بس اتنا تو جی چاہتا ہی اور کچھ
نہین اور جو اسکے سوا اور کچھ جی مین ہووے تو اُسکا ستیاناس ہو جاے یہ سنکر حسن پری نے کہا سنو تو زکیہ تم اپنی
شادی کیون نہین کرتی ہو یہ سنکر زکیہ نے کہا کہ ای حسن پری بیٹھے بٹھلاے بھلا اپنے تئین رنج مین ڈالنا کیا فایدہ
ہی اور بیگانا تابعدار ہونا کیا غرض ہی بس یہ باتین کرتی کہتی ہی حسن پری ای زکیہ تم گاؤ اور ہم بجاوین اور
حسن پری نے دائرہ ہاتھ مین اُٹھالیا اور لگی بجانے اُسوقت زکیہ نے کہا میری لیاقت نہین جو مین تمھارے سامنے
گاؤن حسن پری آپ گانے لگی اور زکیہ سننے لگی زکیہ کا یہ عالم ہی کہ حسن پری کے یہ گرد پھرتی ہی اور حسن پری بھی
اُسکی بلائین لیتی ہی اور ہر گھڑی گلے سے لگالیتی ہی پس جب گا چکی اُسوقت زکیہ نے کہا کہ ایک گھڑی آرام کرو کسواسطے
کہ پھر تین چار گھڑی رات رہے تمھین چلنا ہوگا ملکہ آسمان پری کے پاس یہ کہکر اُسنے پلنگ اپنے پلنگ کے برابر بچھوایا
اور کہا چلو لیٹو غرض زکیہ اپنے پلنگ پر جالیٹی دوسرے پلنگ پر حسن پری جالیٹی زکیہ نے دوپٹہ اپنا اُتار کے پاس
رکھ لیا اور حسن پری سے کہا کہ تم بھی دوپٹہ اپنا اُتار ڈالو بس اُسنے بھی دوپٹہ اُتار ڈالا اب زکیہ کا اور ہی عالم ہی
کہ سامنے وہ دونون پلنگ کے چھاتیان اُٹھی ہوئی گویا دو خیمے حسن پری کے کھڑے ہوے تھے اور پیٹ صاف مانند
آئینہ کے اور وہ کمر پتلی سی اور یہ سب جو حسن پری نے دیکھا نہایت اُسکو بیکلی ہوئی اُسوقت اُسنے اپنا حال ظاہر کرنا
چاہا اور دل مین اپنے کہا جو کچھ ہو سو ہو اب اِس سے اپنا حال کہو پس ایکبار دونون ہاتھ اپنے باندھے اور قدمون
پر گر پڑی اور کہا کہ ای زکیہ مین تیرا غلام ہون جو چاہو میرے حق مین کر پہلے تو زکیہ جھجکی ہکا بکا ہوئی اور کہنے لگی
ای حسن پری خیر تو ہی یہ سنکر اسنے کہا کیسی حسن پری مین تیرا غلام ہون شاہ عیاران عیار پیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ
نامدار پس جسوقت یہ زکیہ نے سُنا ایکبار منھ پر اپنے ایک دوہتڑ مارا اور اُسنے کہا ہاے غضب یہ کیا ہوا ارے
اگر یہ مین جانتی تو کاہیکو مین اپنے ساتھ تجھے لاتی اور یہ کہتے ہین زکیہ مین تیرا غلام ہون جو تیرا جی چاہے سو کر میرے حق مین زکیہ
نے کہا کہ ابھی اسکا عوض یہ ہی کہ تجھکو خوب سی جوتیان لگواؤن لیکن دل مین کہہ رہی ہی کہ غضب ہوا مین نے دل کا
حال اس سے کہدیا یہ سنکر عمرو نے کہا کیا مقدور کسی کا جو ایک بات مجھے کہے مگر ہان جو تیرا جی چاہے سو تو کہہ یہ مجھے
سب گوارا ہی پس یہ سنکے پکاری ارے کوئی ہی پکڑو اس نابکار کو اُسوقت آپ بھاگے اُسکے سامنے سے اور اب
زکیہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی اور دل مین کہتی ہی ای زکیہ تو کس کس طرح سے اُسسے ہر گھڑی لپٹ لپٹ گئی ہی اور وہ تجھے
لپٹ لپٹ گیا ہی اور اُسنے تجھے برہنہ ننگا دیکھا اور تیرے جی کی باتین اُسنے پوچھ لین اور تو نے آپ کہین یہ تو
اس سوچ اور فکر مین سر پکڑے بیٹھی تھی ایکبار سپیدہ صبح کا نمودار ہوا اور ستارہ سحری چمکا اور جانوران
خوش الحان لگے چہچہے کرنے اور وہان آسمان پری قریشیہ سلطان اور خورشید اور صندل پری اور رضیہ
سلطان اور ارزق پری اور زلازل پری امرز پری اور شمسہ پری اور سلطان سرخپوش جنی اور
سبز پوش جنی اور امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ آکر محفل مین بیٹھے ہین کہ ملکہ
آسمان پری نے کہا ارے کوئی ہی جاؤ اور جاکر زکیہ کو ملے آؤ اور اُس سے کہنا کہ حسن پری کو اپنے ساتھ لیتی
آئے اور ایکبار لوگ دوڑے اور گئے زکیہ کے پاس اور اُن لوگون نے زکیہ سے کہا کہ تمھین ملکہ آسمان پری نے

بُلایا ہی اور کہا ہی کہ حسن پری کو بھی اپنے ساتھ لیتی آنا جسوقت زکیہ نے یہ سُنا پہلے تو یہ خفا ہوئی بعد اُسکے اُسنے کہا مین نہین آتی اور حسن پری کو مین کیا جانون وہ کہان گئی اور بجا سے میری جوتی لیپن یہ لوگون نے جاکر آسمان پری سے کہا صاحب وہ تو نہین آتی ہی اسوقت یہ سنکر خورشید جہان سے آسمان پری نے کہا لڑکی تو جاکر زکیہ کو لے آ اور کہنا حسن پری کیون نہین آتی ہو اُسے بھی لیتی آنا خورشید جہان گئی زکیہ نے سُنا کہ خورشید جہان آتی ہین پس ساتھ سُننے کے وہان سے اُٹھی اور بڑھکر مجرا کیا اور تعظیم بجالائی خورشید جہان نے کہا ای زکیہ تمھین ملکہ آسمان پری بلاتی ہین اور فرمایا ہی کہ حسن پری کو اپنے ساتھ لیتی آنا یہ سنکر زکیہ نے کہا مین کیا جانون حسن پری کو کہان گئی غرض خورشید جہان بمشکل زکیہ کو ہمراہ لیچلی پس اب یہ تو ادھر سے دونون چلین اور یہان خواجہ سلامت چپکے سے اُس محفل مین آئے اور سر پر امیر کے کھڑے ہوے ہین امیر نے دیکھا عمرو کو کہ سر پر کھڑا ہی پوچھا کہ خواجہ تم دو دن سے کہان تھے ارے یہان تمھاری مشتاق ایک پریزاد پردۂ قاف سے ہوکے آئی ہی اور نام اُس پریزاد کا حسن پری ہی یہ سنکر عمرو نے کہا کہ حمزہ پھر وہ کہان ہی امیر نے کہا زکیہ اپنے ساتھ لے گئی ہی اور دیکھو اب وہ آتی ہی پس یہان امیر سے یہ باتین ہوتی ہین کہ ایکبارہ خورشید جہان زکیہ کو لے کر آئی ملکہ آسمان پری نے جو دیکھا کہ حسن پری نہین ہی کہا ای زکیہ حسن پری کو نہ لائی یہ سنکر زکیہ نے کہا کہ مین کیا جانون شبکو وہ کہان چلی گئی یہ سنکر عمرو بولا صاحب وہ ہماری مشتاق تھی اب اُسے پیدا کرو یہ سُنکر زکیہ نے کہا سونڈی کاٹے ستیاناس گئے تو نہ بول اور اُسنے یہ کہکر آپ دو ہتڑ اپنے منھ پر مارے اور کہا ہاے یہ کیا غضب ہی جبتک مین اس سے بھاگتی ہون اُتنا یہ میرے پیچھے پڑتا ہی ہاے مین غارت گئی یہان کیون آئی تھی یہ کہکر لگی منھ ڈھانپ کے رونے امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر کہا خواجہ یہ کچھ تمھاری بدذاتی معلوم ہوتی ہی یہ سنکر عمرو نے کہا حمزہ مین کیا جانون یہ سنکر امیر نے زکیہ سے کہا کہ تم بتاؤ یہ کیا معاملہ ہی زکیہ نے امیر سے کہا کیا خاک بتاؤن یا امیر اگر مین یہ جانتی حسن پری کی صورت بنکر یہ بدذات آیا ہی تو مین ہرگز اُسکو اپنے ساتھ نہ لیجاتی یہ سنکر عمرو نے کہا کہ زکیہ مین تیرے ساتھ آپ سے تو نہین گیا تو مجھے جان بوجھ کے آپ لیگئی تھی اور اب یہ باتین بناتی ہی ادھر تو یہ باتین ہوتی تھین اور ساری محفل مع آسمان پری سب سنتی ہین اور زکیہ خفا ہو رہی ہی اور سب اُسکو سمجھاتے ہین آخر کو جون تون کرکے زکیہ کو سمجھایا جب دو دن گذر گئے اور تیسرا دن چوتھی کا آیا اب رضیہ سلطان سے اور امیر سے چوتھی ہو رہی ہی اُدھر تو ملکہ آسمان پری اور قلیشیہ اور اِس طرف کو خورشید جہان اور صندل پری ہاتھون مین اُنکے پھولون کی چھڑیان اور بادلے کی چھڑیان اور یہ آپس مین چل رہی ہین ادھر عمرو بن حمزہ یہ بھی تاک تاک کر خورشید جہان کو مارتا ہی اور یہ بھی اپنے تئین بچاتی جاتی ہی اور یہ بھی شاہزادۂ عالی قدر کو آنکھ بچا کر مارتی ہین غرض جب چوتھی ہو چکی تو دیکھا کہ بادلے کی چھڑیان غائب ہین امیر عمرو کی طرف دیکھکر ہنسے اب سب سوار ہوکر اپنے گھر گئے اور زکیہ نے بھی اُسی دریا کے کنارے ایک مکان مین جاکر سونے کی تیاری کی مگر خواجہ سلامت نے کیا کام کیا کہ کہا یا دادا آدم درویش ازکل عالم پیش بو و رنگ روغن نکال کے شکل کو تبدیل کیا اور معجزہ طلب کیا کہ دادا میری صورت ایک پریزاد کی بنے پس وہی صورت ہو گئی اب عمرو کچھ شراب اور کچھ گزک اور کچھ کھانا یہ سب لیکر ملکہ زکیہ کے پاس گیے اور زکیہ سے کہا کہ یہ تمکو ملکہ آسمان پری نے بھیجا ہی بس زکیہ اُٹھی اور تعظیم کی اور کہا مجھے ملکہ آفاق نے سرفراز کیا میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا بس یہ دے کر خواجہ سلامت چلے آئے زکیہ نے وہ کھانا عمرو کو یاد کرکے کھایا اور شراب پی بیہوشی نے اثر کیا اور یہ بیہوش ہو گئی خواجہ سلامت جو صورت پریزاد کی بنے ہوئے تھے یہ پوشیدہ ہوکے دیکھتے تھے جب

سب بیہوش ہوگئے اُسوقت آپ بھی جاکر زرکیہ کے ساتھ سو رہے اور خوب لپٹ پسٹ کر پیار کیا قضا کار آنکھ انکی
بھی لگ گئی اور صبح ہوگئی ایک پریزاد اُدھر آنکلی اور اُسنے دیکھا کہ عمرو زرکیہ کے ساتھ سوتا ہی اُسنے جا کر
آسمان پری سے کہا کہ زرکیہ اس طرحسے ساتھ خواجہ سلامت کے سوتی ہی یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے کہا تو سچ کہتی ہی
اور ملکہ خورشید جہان اور صندل پری نے اور قرلیشیہ نے بھی سُنا یہ سب اُٹھکر گیئن جاکر جو دیکھا تو واقعی
دونون لپٹے ہوے پڑے ہین ملکہ آسمان پری نے کہا کہ یہ عورت ظاہر مین انکار کرتی ہی اور باطن مین یون محبت
کرتی ہی اور خواجہ سلامت کا یہ عالم ہی کہ نیند مین اور زیادہ لپٹے جاتے ہین اور اب بخوبی صبح ہوگئی اور لگی ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا چلنے کہ دماغ مین زرکیہ کے ٹھنڈی ہوا لگی اور بیہوشی دور ہوئی اور کان مین آوازان بھون کی
گئی زرکیہ کی آنکھ کھلگئی اب جو دیکھا تو عمرو پاس لیٹا ہی بلکہ لپٹا ہوا ہی بس چاہتی ہی کہ ایک طمانچہ مارے کہ حضرت عمرو
لوٹ پیٹ کر خالی دیگئے اور بھاگے اور بھاگ کر دور جاکر کھڑے ہوے اور اب پکارے کہ زرکیہ یہ تیری جنگ
زرگری اچھی نہین معلوم ہوتی ہی یہ کیا کہ تو سبکے روبرو غصہ کرتی ہی اور پیچھے یون بلاتی ہی اسے کیا کہتے ہین یہ سنکر زرکیہ
کہنے لگی جھوٹے کے منھ مین سارے جہان کا گوہ اور جھوٹے کا منھ کالا ہوا اور اب کھڑے کہ رہے ہین کہ بیشس باد
زرکیہ یہ سنکر خفا ہوتی ہی اور اپنی بوٹیان کاٹ کھاتی ہی ایکبار گھسیٹ کے نیمچہ عمرو پر دوڑی عمرو نے جو یہ
دیکھا تو بھاگا جب عمرو کو نہ پایا تو کھسانی ہوکر خنجر اپنے گلے پر رکھے جاہتی ہی کہ پھرا دے کہ ایکبار آسمان پری
نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا تو ہاے کرکے دوڑا اور آپ بھی گھسیٹ کے خنجر اپنے کو ہلاک کرنے
لگا پس امیر نے دیکھا کہ عمرو اپنے تیئن ہلاک کیے ڈالتا ہی بس امیر دوڑے اور عمرو کا ہاتھ پکڑا اور کہا بھائی
خواجہ اگر تم اپنے کو ہلاک کروگے تو مین بھی نہین بچنے کا اور واللہ مین اپنے تیئن مار ڈالونگا اور ملکہ آسمان پری نے
دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان اپنے تیئن مارے ڈالتا ہی پس آسمان پری زرکیہ کی منت کرنے لگی اور
ایک طرف سے رضیہ سلطان اور قرلیشیہ سلطان یہ بھی ہاتھ جوڑنے لگین زرکیہ سے. ملکہ آسمان پری نے
کہا کہ اے زرکیہ حمزہ سبکے سر کا تاج ہی اُسنے اپنی جان دی تو غضب ہوجائیگا رضیہ نے بھی کہا کہ اے بہن زرکیہ تمھین منظور ہی
کہ مین دو دن کی بیاہی رانڈ ہوجاؤن اور اے زرکیہ لوگ تانا دینگے کہ رضیہ کیا سبز قدم تھی کہ دوسرے دن
رانڈ ہوگئی اور وارث اور افسر اور تاجدار کو اپنے کھو کے بیٹھی ہی اب واسطے خدا کے اس بات کو مان لے
اور اُدھر عمرو بن حمزہ اور چوگان بن حمزہ یہ دونون آکے زرکیہ کے ہاتھ باندھتے ہین غرض سب منت سماجت
کر رہے ہین پس یہ زرکیہ نے جو دیکھا مجبور ہوئی آخر کو زرکیہ ناچار ہوگئی اور کہا اچھا جو تم جیتے اور مین ہاری جو
تم کہو وہ مجھے قبول ہی جسوقت زرکیہ راضی ہوئی اُسوقت سبکو ایک ایسی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہی اور
سب عمرو کو مبارکباد دینے لگے اور اُسی وقت سے شادی کی تیاری ہوئی پس وہی سارا اسباب جو ملکہ رضیہ
کی شادی مین لگا تھا وہی اسباب اور وہی آرائش اور وہی جوگھوڑے اور پہاڑ وہی روشنی سب موجود ہی
باقی آرائش اور اسباب جو درکار تھا ملکہ آسمان پری نے پردۂ قاف سے منگوایا اور عمرو کی طرف تو ملکہ
آسمان پری ہوئی اور ملکہ قرلیشیہ سلطان ہوئی اور زرکیہ کی طرف ملکہ رضیہ سلطان اور خورشید جہان اور
صندل پری یہ سب ہوئین پس ملکہ آسمان پری نے کہا عمرو ہرگز ایک کوڑی نہین صرف کرنے کا یہ بڑا اشوم
ہی ملکہ آسمان پری نے عمرو کی شادی آپ کی اور کسی بات مین امیر سے کم نہین ہوئی جو کچھ امیر کی شادی مین
تھا وہی زرکیہ اور عمرو کی شادی مین ہوا اور کوئی ایسا جلوس نہ چھوٹا کہ جو امیر کی شادی مین ہو

جب شادی ہوچکی اور دن چوتھی کا آیا اب خواجہ سلامت چوتھی کھیل رہے ہین اب عمرو بن حمزہ نے دل مین کہا سوا خواجہ عمرو کے میرا کام کسی سے نہ ہوگا پس عمرو بن حمزہ عمرو کے پاس آیا کہ اپنا حال کہے کہ یہان ملکہ رضیہ سلطان کے ساتھ امیر کامیاب ہوے پس امیر سے رضیہ کے لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اُسکا سکندر فرخ لقا ہوگا اور خواجہ عمرو ماہ جمر زکیہ سے کامیاب ہوے اُنکے نطفہ سے حمل قرار پایا نام اُسکا طوفان عمرو رکھا جائیگا یہ سکندر فرخ لقا کے ہمراہ ہوتا ہی پس دوسرے روز عمرو بن حمزہ عمرو کے پانون پر گر پڑا اور کہا کہ ای عم بزرگوار گو یہ بات آپ سے کہنے کی نہین ہی لیکن بے کہے وہ بات بنتی نہین وہ یہ ہی کہ آپ جانتے ہین کہ میرا جی خورشید جہان پر آیا ہی اور خورشید لقا ناحق جھگڑا کرتی ہی آپ خورشید لقا کو سمجھا دین تو بڑا کام کرین یہ سنکر عمرو نے کہا خورشید لقا ایک شعلہ خو آتش مزاج ہی اُسکے کون سر چڑھے مجھسے یہ کام کبھی نہین ہونے کا پس یہ سنکر عمرو بن حمزہ نے کہا کہ ای عمو جان وہ خزانہ جو مین طلسم ناسخ مین سے لایا ہون اُس مین سے دو گنج آپ کو دونگا اگر میرا یہ کام ہو جائیگا یہ سنکر خواجہ سلامت نے کہا خیر جاتا ہون جو وہ مانے یہ کہکر عمرو روانہ ہوے اور خورشید لقا کے پاس آئے اور کہا کہ بی بی مین تمھارے پاس اسلیے آیا ہون تم جانتی ہون کہ لشکر مین اُن کے جو لڑکے سب ہین یہانتک کہ جوان بیٹا سلطان سعد موجود ہی اور یہ کچھ اچھوتے تمھارے پاس بھی نہین آئے تھے اب تمھین یہ نہین لازم ہی کہ تم خورشید جہان کے عقدہ مین دخل دو اور دیکھو کہ ملکہ آسمان پری نے کیا ضبط کیا ہی کہ اسکے سامنے رضیہ کی شادی ہوئی بلکہ ملکہ آسمان پری نے اپنے انتظام سے کی پس اب تمھین بھی یہی چاہیے کہ اِس عقدہ مین نہ بولو اور اسکی شادی ہونے دو یہ سنکر خورشید لقا نے کہا جو آپ نے فرمایا وہ مجھے سب قبول ہی یہ سنکر عمرو نے کہا پہلی شادی تمھاری ہم کرینگے خورشید لقا نے یہ سنکر عمرو سے کہا کہ پہلے شادی خورشید جہان کی ہو کیونکہ وہ بادشاہزادی ہی اور عزیز ہی پس جب خورشید لقا راضی ہوگئی خواجہ سلامت اُٹھے یہان سے صندل پری کے پاس گئے اور جا کر صندل پری سے کہا کہ تم جانتی ہو اپنی بیٹی کا احوال اب لازم یہ ہی کہ خورشید جہان کی شادی عمرو بن حمزہ کے ساتھ کر دیں یہ سنکر صندل پری نے کہا کہ خواجہ تم جانتے ہو کہ خورشید لقا کا عقدہ درمیان مین ہی اور وہ ایک عورت ہی اس سے ہمین ڈر معلوم ہوتا ہی یہ سنکر عمرو نے کہا کیا عقدہ خورشید لقا کا جو تمسے بول سکے پس اس طرح عمرو نے صندل پری کو بھی راضی کیا اور وہان سے آکے امیر کو بھی راضی کیا اور شادی کی تیاری ہونے لگی پس اُسی دھوم سے اور اُسی جلوس سے اور اُسی تیاری سے اور اُسی آرائش سے خورشید جہان کی اور خورشید لقا کی شادی عمرو بن حمزہ سے ہوئی اور زہرہ لقا کی شادی چوگان بن حمزہ سے اور حور لقا کی شادی ہوئی اور فرامرز عاد مغربی کے ساتھ اور ماہ لقا کی شادی بہرام بن گرد خاقان چین کے ساتھ اور جمہور کی شادی ملکہ کوکبۂ روشن تن کے ساتھ ہوئی پس جب یہ شادیان ہوچکین تو مہر نوش ممتاز نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ یا حضرت اب بندہ شادی کریگا ملکہ شعشعہ جہان افروز کے ساتھ اور شادی کی تیاری شروع ہوئی پس جتنا اسباب طلسم باطن کا تھا وہ سب آکے موجود ہوا پس بڑی دھوم سے اور بڑی شان و شوکت سے مہر نوش ممتاز نے شادی کی اور وہ اسباب جو باطن طلسم کا تھا وہ سب امیر کو جہیز مین دیا اور بعد دو دن کے بازغہ مہر افزا کی شادی امیر کے ساتھ اُسی دھوم سے اور اُسی شان و شوکت سے ہوئی پس جسوقت یہ بھی شادیان ہوچکین بعد چوتھی کے سبکے سب پریزاد رخصت ہونے لگے اور رخصت ہو ہو کے چلے پس جو جاتا ہی اُسے راہ نہین ملتی ہی گرد ایک دیوار حائل ہو جاتی ہی اور ایک آواز مہیب اُس مین سے پیدا ہوئی پس جو جانے والا

سنتا ہی ایسے غش آجاتا ہی اور اگر دوسری بار وہ پھر جاتا ہی اور وہ آواز سنتا ہی تو دو تین گھڑی غش مین پڑا رہتا ہی اور اگر تیسری بار وہ جاتا ہی اور وہ آواز سنتا ہی تو تاحیات طلسم وہ یہین پڑا رہتا ہی پس جب سب پریزاد جا جا کر پھر آئے اور امیر سے یہ تمام احوال آکر کہا اُسوقت امیر نے مہر نوش سے کہا کہ میرا صاحب یہ کیا سبب ہی جو کوئی یہان سے جانے نہین پاتا ہی مہر نوش نے امیر سے کہا کہ یا امیر ابھی طلسم مرآۃ القلعہ باقی ہی پس جسوقت یہ فتح ہوگا اُسوقت اٹھیگی یہ سنکر ملکۂ آسمان پری نے کہا ابھی راس الشیاطین الیاس ساحر باقی ہی اور کسی کو اُس سے نسبت نہین ہی نہ مظلم کو اور نہ تیرہ بخت کو اور نہ ظلمانہ کو نہ اخرس کو نہ فرشانہ کو نہ قشقہ کو نہ ہمارے جادو کو اور مہر نوش نے کہا کہ یا امیر اس مرآۃ القلعہ کی دو حدین ٹوٹی ہین پس اس سبب سے شہر نیلی حصار اور روشن حصار مین بند دست آپ کا ہوا ہی آپ نے اُس کاغذ کے باعث سے وہ دو مرحلے تو توڑے تھے اب پھر وہی لوح کام آئیگی پس اب آپ اُسی کو نکال کے ملاحظہ کیجے پس یہ سب احوال امیر نے مہر نوش سے سنکر وضو کیا اور ساتھ بار صلواۃ پڑھ کے سینہ پر دم کی اپنا ہاتھ لوح پر پھیرا سماجی مین آیا کہ یہ جو دریا ہی اسی مین سے اُسکی راہ ہی تو شوق سے اپنی آنکھین بند کرکے اس مین کود پڑا اور جسوقت پائون زمین سے آشنا ہو اُسوقت بموجب حکم لوح کے عمل کرنا پس امیر اُسی وقت آنکھین بند کرکے دریا مین کود اور امیر کے پائون زمین پر لگے آنکھین کھولکر جو امیر نے دیکھا تو ایک صحرا ہی تمام اُس مین لالہ کھلا ہوا ہی ہر طرف ایک آگ سی لگی ہی اور ایک تالاب بیچ مین ہی ایک جادوگر اُسکے کنارے بیٹھا ہی اور ایک بنگلہ نہایت تکلف کا اُس تالاب کے پاس کنارے پر ہی اور ایک پلنگ اُس مین لگا ہوا ہی اور ایک مسند اسکے آگے بچھی ہوئی ہی اُس ساحر کے ہاتھ مین ایک قرنا ہی بس وہ اُسکو جسوقت دم کرتا ہی تو اُس تالاب مین ایک شیشہ پڑا ہوا ہی وہ شیشہ جوش مارتا ہی اور اُس شیشہ کا ایک چھوٹا سا مرآۃ القلعہ تیار ہوتا ہی اور وہ ساحر اُس مرآۃ القلعہ کو دیکھتا ہی اور پھر بعد ایک گھڑی کے وہ دم کھینچتا ہی کہ وہ سب قلعہ اُسی حوض مین غائب ہو جاتا ہی جب امیر نے یہ تماشا دیکھا تو امیر کے جی مین آیا کہ اگر یہ امرآۃ القلعہ ہو تو کیا خوب مکان ہی اور اگر یہ ساحر مسلمان ہو تو اسکو نہ مارئیے پس امیر یہ بات ٹھہرا کر سامنے اُس ساحر کے آئے اور اُس ساحر نے امیر کو دیکھا پکارا کہ اَی طلسم کشا تو یہان بھی آیا اب کہان جائیگا بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون اور کہان جانے دیتا ہون پس یہ کہکر قرنا منہ سے لگا کر پھونکی جتنا وہ تختہ لالہ کا تھا وہ سب مثل چراغان کے روشن ہو گیا وہ سب آگ آسمان پر چڑھ گئی اور وہان سے گری اور امیر کو گھیر لیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ سب آگ بجھ گئی اب امیر نے اُس ساحر سے کہا دیکھ اب بھی خدا کو پہچان ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا اور سحر تیرا مجھپر کچھ اثر نہ کریگا پس اُسنے دوسری بار قرنا اُس تالاب کی طرف منہ کرکے پھونکی ایکبار وہ سب شیشہ نکل کے امیر کی طرف دوڑ آئے اور گرد امیر کے ایک گنبد بنکے تیار ہوا امیر نے پھر اسم اعظم پڑھکے دم کیا کہ ایک آواز پیدا ہوئی اور وہ گنبد پھٹا وہ سب شیشہ اُسی ساحر کی طرف دوڑا اُسوقت امیر نے کچھ پڑھکے دم کیا کہ وہ شیشہ تھم گیا پھر امیر نے اُس ساحر سے کہا کہ یہ مین نے دوسرا احسان کیا تجھپر پس جسوقت یہ باتین اُس ساحر نے دیکھین دوڑ کر امیر کے قدمون پر گرا اور کہا اَی شہریار جانا مین نے کہ دین آپکا برحق ہی اور بصدق دل مسلمان ہوا اب امیر نے کہا کہ اَی دوست جدید معلوم ہوا کہ یہ مرآۃ القلعہ مین یون بنا ہی تمھارے سحر سے قائم ہی یہ سنکر آئینہ جاماساز نے کہا کہ اَی شہریار مین اکیلا نہین ہون اسکے نگہبان چار شخص ہین اور ان چارون کے قابو مین ہی ایک تو مین کہ میرا

آئینہ جلا ساز جادو ہی اور دوسرے کا نام نہال عشرت جادو ہی اُسکے تابع سب درخت مرآۃ القلعہ کے ہین اور
تیسرے کا نام ابر لیسمان جادو ہی جسکے تابع ہین ابر ہین اور چوتھے کا نام نیرنگ جادو ہی جسکے تابعدار سب جانور ہین
یہ کہکر جلاے آئینہ ساز نے قرنا منہ سے لگائی اور پھر دم دیا پھر اُسی طرح وہ شیشہ جوش مارنے لگا اور پھر اُسی طور سے
وہ قلعہ بنکے تیار ہوا اُسوقت جلاے آئینہ ساز نے امیر سے عرض کی کہ یا امیر اسی طور سے یہ قلعہ رہی یا رنگت تبدیل ہوجا
یہ سنکر امیر نے کہا بیچ کا مکان تو یونہین رہے جس طرح سے یہ ہی مگر اور بر قصر فلک رفعت یہ مکان رنگارنگ ہوجائین یہ سنکر
اُسنے سحر کیا کہ کوئی بنگلہ تو زمرد کا اور کوئی بنگلہ یاقوت کا کوئی مکان پکھراج کا کوئی مکان نیلم کا بنگیا جب سب مکان
بنکے تیار ہوچکے جلاے آئینہ ساز نے قرنا کو گاڑ دیا اور امیر سے عرض کی کہ لیجیے اب اسکو مین بند کیے دیتا ہون
کہ جبتک یہ قلعہ رہیگا اُسوقت تک مرآۃ القلعہ رہیگا یہ سنکر امیر نے کہا بہتر ہی اب جلاے آئینہ ساز نے اُس حوض کو
بند کر دیا اور امیر سے کہا کہ ای شہریار اب ابر لیسمان جادو کے پاس چلیے یہان اُنکی سنیے جسوقت یہ عالم قلعہ کا مہر نوش
ممتاز نے دیکھا کہا کہ سفر وہ شہریار عالی مقدار کامیاب ہوا اور اُسکے یمن قدم کی بدولت یہ نقشا مرآۃ القلعہ کا
ہی اور وہان جلاے آئینہ ساز جادو امیر کو لیکر پاس ابر لیسمان جادو کے چلا ہی کہ جو ابرون کا مالک ہی چارون
ابر کوچک اور بزرگ یہ سب اُسکے سحر سے ہین یکایک دور سے ایک قلعہ کوہ پر نظر آیا جسوقت نزدیک اُس
کوہ کے آئے اور امیر نے اُس بیابان کو دیکھا بہت خوش ہوے لیکن جلاے آئینہ ساز جادو اُس قلعہ کوہ پر چڑھا
امیر نے دیکھا کہ اس سمت کو ایک ابر ہی رنگت اُسکی اودی ہی اور ہوا سرد چل رہی ہی کہ اُس ہوا کی
خنکی سے آنکھ بند ہوئی جاتی ہی کہین بارش ہو رہی ہی اور اُس قلعہ کوہ پر ایک بنگلہ ہی جسکا کلس مانند مہر کے چمکتا
ہی اور آگے اُسکے ایک سنگیرہ استادہ ہی ستون اُسکے الماس کے ہین نیچے اُس سنگیرہ کے ایک مسند بہت تکلف سے لگی
ہوئی ہی جھالر اُسکی مقیش کی ہی جا بجا جواہر بیش بہا جڑے ہوے ہین اور اُس پر ابر لیسمان جادو بیٹھا ہوا کچھ
اپنے کام مین مشغول ہی لیکن دیکھا اُسنے جلاے آئینہ ساز جادو کو کہ ایک شخص کو اپنے ساتھ لیے ہوے چلا آتا ہی
کہا کہ ای برادر یہ کون ہی اُسنے کہا تو اُنکو نہین جانتا ہی جو یہ کہتا ہی اُسنے جواب دیا کہ مین کیا جانون کہ یہ کون ہی
اُسوقت جلاے آئینہ ساز جادو نے کہا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی اسی نے سارے طلسم حکیم اشراق کو درہم برہم
کر دیا اور اب یہان واسطے بربادی طلسم مرآۃ القلعہ کے آیا ہی مین نے امیر پر بہت کچھ سحر کیا مگر میرے سحر نے
کچھ اسپر تاثیر نہ کی اُسوقت مجھے یقین ہوا کہ امیر پر کوئی غالب نہین آسکتا بس مین نے دین اسلام اختیار کیا ہی
جسوقت ابر لیسمان جادو نے یہ سنا کہا کہ تجھے کچھ خوف شہنشاہ جادو کا نہین ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ وہ
شخص ہی کہ اُسنے نظلم کو اور ظلمانہ کو اور تیرہ بخت اور شیران جادو کو مارا اور دو لوح مرحلے آفتاب و مہتاب
کے توڑ چکا ہی اور امیر نے کہا کہ او ابر لیسمان اگر تجھے کچھ گھمنڈ اپنے سحر کا ہی تو بھی اپنا حوصلہ نکال لے جب مین
تجھ پر احسان کرونگا اور تجھکو چھوڑ دونگا اُسوقت اسلام اختیار کرنا یہ سنکر ابر لیسمان جادو نے جانا کہ
واقعی یہ حمزہ صاحبقران ہین اور یہ وہ شجاع و بہادر ہی کہ اس سے کوئی عہدہ برا نہوگا غرض یہ اپنے دل
مین خیال کر کے دوڑ کر امیر کے قدمون پر گر پڑا اور بصدق دل مسلمان ہوا اور عرض کی کہ ای شہریار اُسوقت
مسلمان ہونے کا کیا فائدہ ہی مگر غلام نے تو حلقہ غلامی اسنے کان مین ڈالا پس جسوقت ابر لیسمان جادو
مسلمان ہوچکا امیر کو نہایت خوشی ہوئی اور کہا کہ اب تم مجھے نہال عشرت جادو کے پاس پہونچا دو ان دونون
نے عرض کیا ہم حاضر ہین اور یہ دونون امیر کو لیکر چلے پس تھوڑی دور آئے تھے کہ ایکبار دیکھتے کیا ہین کہ

جہانتک نظر کام کرتی ہی وہانتک ایک چمن پھولا ہوا نظر آتا ہی اور اُس چمن مین انواع اقسام کے درخت سونے اور چاندی
کے ہین یہ دیکھکر امیر بہت خوش ہوے اور وہ اشجار بہت پسند آئے پوچھا کہ نہال عشرت خیز جادو کہان رہتا ہی اُنہون
نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شہریار اُسکا کہین ٹھکانا نہین ہی اور اُسکا یہ نشا ہو رہا ہی کہ مثل مجنونون کے ہو رہا
ابھی یہی باتین ہو رہی ہین کہ ایکبار دیکھا امیر نے کہ سامنے چار ستون کھڑے ہین اور اسپر ایک ٹھاٹھر بندھا ہوا ہی
اور بطور رنگھباٹون کے کہ جس طرح سے کوئی گشت کی چوکی دیتا ہی اور وہ تمام ستون اور ٹھاٹھر تمامی سے منڈھے
ہوے ہین اور ایک شکرہ کھنچا ہوا ہی اُسکے نیچے ایک شخص بیخبر بیٹھا ہی اور اُسے کچھ خبر نہین ہی کہ کون آتا ہی اور
کون جاتا ہی یہ دیکھکر امیر سے کہا کہ ای شہریار یہ نہال عشرت خیز جادو یہی ہی یہ سنکر امیر نے قدم بڑھایا اور اُسکے
پاس جاکر آپ پکارے کہ ای نہال عشرت خیز جادو کیا کرتا ہی امیر یہ کہہ رہے ہین مگر اُسکو کچھ خبر نہین ہی کہ کون پکارتا ہی
کہ ایکبارگی جالاے آئینہ ساز جادو نے اور اُدھر امیر لیسمان نے پکارا کہ ارے طلسم کشا تشریف فرما ہوے
ہین جسوقت اُسنے یہ سُنا سارا نشہ اُتر گیا آنکھین کھولکر کہا کہ عجب کیا ہی جو آیا ہوا ایک مدت مدید سے مین بھی طلسم کے
امور سے واقف ہون اور مین نے ان سب درختون کو اس طور سے سحر بند کر رکھا ہی کہ کبھی کوئی نہین رکھ سکتا اور
یہ کہکر چپ ہو رہا امیر نے کہا کہ ارے تو اپنا حال تو کہہ نہال عشرت خیز جادو نے کہا مین کیا اپنا حال کہون کسی سے
شعر کسی سے کیا بیان کیجیے اس اپنے حال ابتر کو ۔ دل اُسکے ہاتھ بیٹھے جاتا نہ بچایا تا ہو ۔ اور کہا کہ ای طلسم کشا مجھ مین طاقت نہین
ہی کہ کہون شعر کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا ۔ اور چپ بھی رہا نہین جاتا ۔ امیر نے فرمایا کہ ای نہال عشرت جادو
بے سبب کعبہ جو کام تیرا ہوگا آنکھون سے کرونگا تو بیان کر جسوقت اُسنے یہ عنایت دیکھی کہا کہ ای طلسم کشا کیا کہون
ایک روز نیرنگ جادو بیٹھی گا رہی تھی مین کمبخت آواز سنکر دوڑکر لپٹ گیا بس اُسی روز سے دل میرا
اُسپر فریفتہ ہی اور اگر اُسکے آگے بھی میرا نام کوئی لیتا ہی تو وہ خوش ہوتی ہی یہ سنکر امیر نے اُسکو دلاسا دیا کہا کہ تم ہمارے
ساتھ چلو تمہین ہم لیے چلینگے جسوقت نہال عشرت جادو نے امیر سے سُنا نہایت خندان ہوا اور کہا کہ بس یہی
جی چاہتا ہی کہ اُسے دیکھا کرون اور جو کچھ حسرتین غلام کے جی مین ہین اُنھین کیا بیان کرے اور امیر کے ساتھ
ہولیا امیر چلے اُسوقت جالاے آئینہ ساز جادو نے اور امیر لیسمان جادو نے امیر سے کہا کہ ای شہریار ہمارا
مقدور نہین ہی جو ہم وہان جائین کس واسطے وہ ایک حرامزادی ہی جسکا نام نیرنگ جادو ہی یہ سنکر امیر نے کہا
ہم تو کہتے ہین کہ ہم شاہ جادو وان سے لڑینگے تمھارے عوض تم ہمین دور سے اُسے دکھادو اور بتلادو اور کچھ تمھارا
کام نہین ہی یہ سنکر دونون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہمین کسی سے کام نہین ہی اور اسواسطے ہمنے آپ کی غلامی
اختیار کی ہی اور امیر کو لیکر دونون چلے غرض راہ کو طی کرکے اُس بیابان مین پہونچے جہان نیرنگ جادو کا مکان
ہی اور اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہی کہ ایکبار دور سے ایک باغ دلکشا دکھلائی دیا اُس باغ کی دیوارین
یاقوت نگار ہین اور تین طرف کو اُس باغ کے دریا ہی اور اُس مین سے مینڈھا اچھلتا ہی ایک طرف کو راہ ہی
دور تک سبزہ کا تختہ چلا گیا ہی امیر کو وہ باغ نہایت پسند آیا اور اندر گئے دیکھا کہ عجب رنگ ہی کسی گل نے
کسی کے واسطے گریبان چاک کیا ہی کسی نے خموشی اختیار کی ہی نرگس ایک طرف کو دیدہ حیرت سے دیکھ رہی
ہی سرو کو سکتا ہی بلبلین نوحہ خوان ہین اور کہین راستہ نہین ہی لیکن عجیب عجیب طرح کے درخت ہین کہ
دنیا مین ایسے درخت نہین ہین نہ ایسے جانور ہین سکانون کو دیکھتے چلے جاتے ہین کوئی آدمی نہین ہی بارہ دری
سامنے دریا کے کنارے ہی کہ اُس مین پردے پڑے ہین اور ایک پردہ آدھا بندھا ہوا ہی چلمنین چھوٹی ہوئی

ہین امیر اُسکی طرف کو چلے اب یہ تینون امیر کے ساتھ ہین نہال عشرت خیز جادو کی عجب حالت ہی کہ ڈرتا ہوا جاتا ہی پس جسوقت امیر اُس مکان کے برابر پہونچے اور دیکھا کہ ایک چبوترہ ہی بلور کا نہایت خوشنما ہی امیر نے ان تینون کو چبوترے کے نیچے چھوڑا اور آپ اوپر گئے پس جسوقت کھٹکا ہوا اندر سے آواز ایک ترنمی کی آئی کہ پردہ اُٹھا دے کہ ایکبار ایک خواص آئی اور اُسنے پردہ باندھ دیا امیر اندر گئے کہ ایکبار نیرنگ جادو کی نگاہ امیر پر پڑی کہا کہ ای طلسم کشا کدھر آئے بیٹھے امیر نے کہا تمھارے پاس آئے ہین ایکبار اُن تینون دمیون پر نگاہ نیرنگ جادو کی پڑی کہا کہ اِسے تم کیون آئے ہو اور یہ کمبخت حرامزادہ کیون آیا ہی امیر نے کہا مین انھین لایا ہون یہ سنکر نیرنگ جادو نے خفا ہو کر کہا کہ ایک تو آپ آئے ہین اور دوسرے آپ اس حرامزادے کو لائے ہین اور کہا ارے کوئی ہی اُسکو باہر نکالدو یہ سنکر امیر نے کہا اسکے عوض مجھکو نکال دے اب نیرنگ جادو نے سر جھکا کر کہا کہ مجھے آپ کی خاطر منظور ہی اسلیے کہ آپ ہمارے مہمان ہین ورنہ تو معلوم کر دیتی اور ان تینون سے کہا ارے تمھین بھی کچھ خوف شاہ جادوان کا نہ آیا جو تم طلسم کشا کے شریک ہوے امیر سے کہا کہ ہم آپ کے تابعدار ہین لیکن قابو مین اور شخص کے ہین جس وقت وہ ایسے عہدہ پر نہ ہوگا اُس وقت الطاعت تمھاری اختیار کرینگے اور اب آپ ہمارے مہمان ہین آج کی دعوت قبول ہو نان خشک یہین تناول فرمایے امیر نے منظور کیا جس وقت نیرنگ جادو نے اپنی خواصون کو بلوایا جب وہ آئین تو امیر نے دیکھا کہ جوانی کا عالم ہی چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کا سن وسال اور نہایت حسین صاحب جمالی ور در گوش مرصع پوش سلام کرکے کھڑی ہو رہین ایک پری جام اور صراحی لیکر اُٹھی اور ساقی گری کرنے لگی جسوقت جام امیر کے آگے آیا امیر نے جام اُسکے ہاتھ سے لیکر عشرت خیز جادو کو دیا اُسنے آداب بجا لاکے اپنے ہاتھ مین وہ جام لے لیا دوسرا جام امیر نے پیا جسوقت دور جام کا ختم ہو چکا امیر نے نیرنگ جادو کو سمجھانا شروع کیا کہ ای نیرنگ جادو نہال عشرت خیز جادو بڑا احمق ہی اور اگر احمق نہ ہوتا تو چاہنے والے سے سرتابی نہ کرتا یہ سنکر اُسنے کہا کہ ای طلسم کشا اُس نے مجھے خوب ستایا ہی اور بہت رسوا کیا یہانتک کہ جہان مین گھر سے باہر نکلی اور شاہ جادو پاس گئی لوگ کہتے ہین کہ نہال عشرت خیز جادو سے تجسے علاقہ ہی امیر نے کہا کہ ای نیرنگ جادو وہ کیا بدنام کریگا وہ تو خود آپ مین نہین ہی اور اُسکا تو یہ عالم ہی کہ حواس مین نہین ہی یہ تیرا خیال کدھر ہی اور وہ کہتا ہی کہ بلکہ نیرنگ جادو میرے واسطے جو فرماوین راضی ہون نیرنگ جادو نے کہا یہ تو مجھے قبول نہین ہی یہ سنکر امیر برہم ہوے اور کہا کہ او نیرنگ جادو جو تجھسے ہوسکے وہ تو کر بعد اسکے مین بھی سمجھونگا اور تجھکو نہال عشرت خیز جادو کی خاطر ہی جو مین تجھے نہین کچھ کہتا ہون نہین ابھی مین تجھکو مار ڈالتا یہ سنکر نیرنگ جادو نے کہا آپ نہال عشرت جادو کے سبب سے مجھے نہ چھوڑیے اور جو کچھ آپ سے ہو سکے وہ کیجیے یہ کہکر اُسنے بیٹھے بیٹھے سحر کرنا شروع کیا اُسوقت جالے آئینہ ساز جادو نے کہا کہ ای شہریار جلد باہر نکلیے امیر یہ سنتے ہی باہر طلسمین کے جا کھڑے ہوے کہ ایکبار وہ مکان مانند چرخ کے لگا گھومنے ایسا کہ روح کو دیکھین نظر نہ قائم رہ سکی اب امیر نے ان تینون کی طرف دیکھا تینون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہمسے کچھ نہین ہو سکتا ہمارا مقدور نہین ہی جو اسکا کچھ کر سکین ایکبار نیرنگ جادو نے اپنا ہاتھ شور و کا جسکی حرکت سے مکان گھوم رہا تھا اب تمام مکان ٹھہرا ہی لیکن زمین متزلزل ہی کہ پانون اُکھڑے جاتے ہین کہ ایکبار امیر کو اسم اعظم یاد آیا جلدی سے پڑھ کر دم کیا کہ وہ زلزلہ برطرف ہوا اور سحر باطل ہو گیا نیرنگ جادو کو غش آگیا یہ جو حال نیرنگ جادو کا نہال عشرت جادو نے دیکھا تو گریبانی کے چھینٹے اسکے منہ پر

کہ پانی سے تمام دوپٹہ بھیگ کر بدن سے لپٹ گیا یکایک اُسکو ہوش آگیا اپنی عجب حالت دیکھی اور نہال عشرت
خیز جادو کو خدمت کرتی پایا سمٹ کر اُٹھی اور نہال عشرت جادو کے ایک طمانچہ مارا اُسنے کہا کہ مین نے کیا قصور
کیا ہی جو مجھ پر غصہ اُتارتی ہو ارے بیدرد کہین تو رحم کھایا کر نیرنگ نے سحر کیا کہ زمین شق ہو گئی اور سب
سما گئے امیر بھی چھاتی تک دھنس گئے اُسوقت امیر نے کہا کہ تو اپنی بدذاتی سے نہین چوکتی اسم اعظم پڑھکر دم کیا
کہ زمین نے چھوڑ دیا اور یہ تینون بھی اوپر آئے اور امیر نے جاسے آئینہ ساز جادو اور ابر لیسمان جادو سے
کہا کہ پکڑ لاؤ اسے غرض حکم سے امیر کے دونون چلے اُسنے دیکھا کہ تینون مجھے پکڑنے آتے ہین پکاری کہ تم جانتی نکلے
آئے ہو اب مین تمسے بھی سمجھ لونگی یہ کہکر اسطرح سے اوڑی کہ جیسے شبنم اُڑ جاتی ہی اور نظر نہین آتی امیر نے ان تینون جادو
گرون کو کہا کہ جانے نہ پائے ولیکن کسی نے اسکا پیچھا نہ کیا قضائے کار اُس طرف سے مہر نوش ممتاز چلے آتے تھے کہ ایکبار
اُنکی نگاہ اُس جادوگرنی پر پڑی دیکھا کہ یہ بدحواس جاتی ہی دل مین اپنے کہا شاید ایسا نہو کہ یہ امیر کے ہاتھ سے
بھاگی ہوئی ہو پس یہ خیال کرکے ایک اسم پڑھکر پھونکا کہ دیوار آہنی اسکے سامنے حائل ہو گئی اب یہ جدھر جاتی ہی
راہ نہین ملتی ہی پس ناچار ہو کر امیر پاس چلی آئی اور کہا کہ ای طلسم کشا مین نے جانا کہ دین تیرا برحق ہی اور اب مین
بھی کنیز ہون جو چاہیے میرے حق مین کیجیے لیکن اس سے مین راضی نہین ہون امیر سے یہ کہہ رہی ہی کہ ایکبار نگاہ
امیر کی آسمان پر پڑی دیکھا کہ ایک تخت چلا آتا ہی اور ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور اُدھر مہر نوش ممتاز
کی نگاہ امیر پر پڑی اُدھر امیر نے پہچانا اُٹھ کھڑے ہوے تعظیم بجا لائے اور کہا کہ آپ کہان تشریف لائے مہر نوش ممتاز
نے کہا یہان جو آپ کو آئے ہوے دیر ہوئی ہی مراۃ القلعہ مین ایک کہرام ہی ملکہ شعشعہ کی عجیب حالت ہی
مین اُسکی خاطر سے آپ کے پاس خبر کو آیا ہون مین نے راہ مین دیکھا کہ یہ نیرنگ جادو بھاگی جاتی تھی مین نے ایک
اسم پڑھکر پھونکا اور اُس اسم کی برکت سے اُسنے راہ جانے کی نہ پائی یہ سنکر امیر نے کہا کہ یہ کیجیے اسکو آپ پکڑ کر
لائے ہین اور نیرنگ جادو سے کہا کہ ای نیرنگ جادو بہتر یہ ہی کہ تو نہال عشرت کو قبول کر اور مہر نوش
نے بھی سمجھایا نیرنگ جادو نے نہ مانا اور کہا تم مقدسون نے یہ خوب اختیار کیا ہی کہ ہر ایک کی خاطر سے رنڈیان
ملاتے ہو یہ سنکر امیر کا رنگ متغیر ہو گیا مگر مہر نوش نے نیرنگ جادو سے کہا کہ عورت کی شادی مرد سے
ہوتی ہی اور مرد کی عورت کے ساتھ ہنسی کام نیک پر کرنا ہی ہم کچھ بیجا نہین کرتے ہین یہ سنکر
نیرنگ جادو نے امیر سے اور مہر نوش سے کہا کہ اگر یہ امر نیک ہی تو مین کنیز ہون اب تم جسے چاہو حوالے کر دو یہ
سنکر امیر نے کہا ہماری خوشی یہی ہی کہ تم اپنی شادی نہال عشرت خیز جادو سے کرو اُسنے کہا مجھے قبول ہی امیر نے
کہا ان طائرون کو اُسی طرح رکھنا کہ جس طرح سے یہ ہمیشہ سے ہین یہ سنکر اُسنے وہ جو درخت بنائے تھے اور اُنپر
جانور موم کے بٹھلائے تھے سب کشتیان اُٹھا لائی اور امیر سے کہا کہ ای شہریار مین ان سبکو زمین پر لگاتی ہون
اور یہ سب تا قیامت یونہین کام دینگے امیر نے کہا مین یہی چاہتا ہون پس اُسنے کچھ اسم سحر پڑھکے زمین پر دم
کیا کہ ایکبار زمین شق ہو گئی اُسنے ان جانورون کو جو درختون پر موم کے بنا کر بٹھلائے تھے زمین مین گاڑ دیا
اور امیر سے کہا کہ ای شہریار اب یہ مراۃ القلعہ بدستور یونہین رہیگا اب امیر نے فرمایا اب کسطرح مراۃ القلعہ
مین پہونچین نیرنگ جادو نے کہا کہ آپ سب صاحب ایک جا کھڑے ہون امیر اور سب ایک مقام پر کھڑے
ہوے اُسنے کچھ سحر پڑھکر زمین پر ہاتھ مارا کہ زمین کا طبقہ سارا اُکھڑا پس امیر اور ہمراہیان اُسی طبقہ پر
زمین کے اُڑکر مراۃ القلعہ مین پہونچے دم بھر نہ گذرا تھا کہ وہ روز روشن سیاہ ہو گیا اور آواز مہیب

آنے نگین اسیر نے یہ حال دیکھکر پوچھا جلاے آئینہ ساز جادو وغیرہ سے کہ جا کر خبر لاؤ تو کہ یہ کون آتا ہی کہ ایکبار یہ چارون
دوڑے اور جا کر دیکھا کہ چار طرف ایک دیوار کھڑی ہی اور اُس دیوار مین کھڑکیان لگی ہوئی ہین اُس مین ایک ایک
پریزاد بیٹھی ہی اور ہر ایک کے ماتھے پر ٹیکا سیندور کا دیا ہوا ہی جٹین سر برہنہ ہی ہوئی ہین ایکبارہ یہ چارون برابر
کھڑکیون کے گئی اور پوچھا کہ تم کیون آئی ہو اور تم کون ہو مگر یہ سب ان چار دکے جان پہچان نکلے پس یہ سنکر ان سب نے
کہا کہ ہمین شاہ جادوان نے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ تم جا کر مراۃ القلعہ کو گھیر و کہ یہ طلسم کشا جانے نہ پاوے تو ہم اس
ارادے سے آئے ہین اور پیچھے ہمارے شاہ جادوان بھی آتا ہی پس یہ چارون خبر لے کر اسیر کے پاس آئے اور یہ
خبر دی کہ اے طلسم کشا یہ سب شاہ جادوان کی فوج سے آئے ہین اور بعد کو شاہ جادوان بھی آتا ہی جسوقت امیر نے
یہ سنا فکر مین گئے غرضکہ تمام رات گذری اور دن ہوا اسیر نے دیکھا کہ ایک دیوار شیشہ کی گرد مراۃ القلعہ کی
ہی اور کچھ معلوم نہین ہوتا ہی اُسوقت اسیر بارادہ جنگ باہر نکلے پس عمرو بن حمزہ کے گلے مین فقط ہیکل ہی اور اسیر
کے گلے مین لوح طلسم ہی اور سارا لشکر اسیر کا اسیر کے ساتھ ہی اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان اور رضیہ
سلطان اور شعشعہ جہان افروز اور ملکہ بازغہ مہر افزا اور صندل پری اور خورشید جہان اور خورشید لقا
اور حور لقا زہرہ لقا سلطان ارزق اور ضیاء مشعل پری سلطان سرخ پوش سبز پوش جنی اور شمسیہ پری
اور ثانی سلیمان بھائی حور جہان کا اور حکیم قسطاس روشن ضمیر اور مہر نوش ممتاز اور زعفران زادہ اور چارون
بیٹے اسکے اور درویش مذکر اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ سب ساتھ ہین اسیر نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی
کہ ایکبار آواز گوش حربی کی بلند ہوئی لیکن کوئی معلوم نہین ہوتا تھا کہ ایکبار اسیر میدان مین نکلے اور آواز دی
کہ اے شاہ جادو نکل میدان مین یا بھیج کسی کو اُسوقت آواز دی کہ ہم کسواسطے لڑین اور ہمین کیا غرض ہی
کیونکہ ہمنے وہ تدبیر کی ہی کہ تمام عمر نہ رہائی ہوگی اور قید مین مر جاؤ گے یہ سنکر اسیر اسم اعظم باندھکے بیٹھ گئے
اور اسم اعظم پڑھنے لگے اور اُن دیوارون پر دم کرنے لگے پس جسوقت سواق تعداد پڑھ چکے سب دیوارین
غرق دریا ہو گئین کہ نام و نشان تک باقی نہ رہا اب جو اسیر نے دیکھا تو سامنے خیمے کھڑے ہوے ہین اور لشکر
مین ساحرون کے ہلچل مچی ہوئی ہی اور ہر ایک ساحر اپنے اپنے مرکب سحر پر سوار ادھر چلا آتا ہی لیکن آج
وہ گھوڑے طلسمی جو اسیر کے واسطے آیا کرتے تھے نہین آئے اور دیکھا اسیر نے کہ ایک جادوگر ہی اشقی اسپ طلسمی پر سوار
مع فوج اور پیچھے اسکے شاہ جادوان تخت پر سوار اور چار اژدہے تخت اُٹھائے ہوے آتا ہی غرض میدان
مین پہونچکر صف باندھکر کھڑا ہوا اور اس ساحر کا نام آشوب جادو ہی پس یہی میدان مین آیا اور شاہ جادو
سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو مین ایکبار جا کے ان سب کا کام تمام کرون شاہ جادو نے جام شراب عنایت کیا
اسنے جام شراب لیا اور مرکب اپنا اڑا کر سامنے اسیر کے آیا اور کہا کہ اے طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ شاہ جادوان
کا سامنا کیا اب کہا یہان سے تو جیتا جائیگا لا جو ہر بہادری کا رکھتا ہو اسیر نے کہا پہلے تو اپنی بہادری دکھا
جب مجھکو تیرے ہاتھ سے خدا بچائیگا تو مین بھی اپنا وار کرونگا یہ سنکر آشوب ہنسا اور کہنے لگا کہ تم کب وار
کروگے اور تمکو خدا کیون بچائیگا لے ہوشیار ہو کہ اب مین سحر کرتا ہون یہ کہکر آشوب جادو نے سحر کرنا شروع
کیا کہ ایکبار ساری زمین ہلنے لگی زلزلہ پڑ گیا اور تمام لشکر اسیر کا جھومنے لگا اور ایک ایک اژدہا بطور
سواری کے ہر ایک کو اپنے اوپر سوار کر کے لے اُڑا اور آسمان کو روانہ ہوا پس ہزار دیوون
اور پریزادون کو اُڑا لے گئے ایک تو وہ دیو کہ جنکی قد ہزار ہزار گز کے اور دوسرے وہ اژدہے

ہزار ہزار گز کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا سامنے سے پہاڑ اُڑے جاتے ہین کہ یکبارہ ایک شور غل ہوا اور ملکہ آسمان پری
کے تخت کے پیچھے بھی چار اژدر آتش فشان آگئے اُسوقت مہر نوش ممتاز نے جو دیکھا ایک نقش ملکہ آسمان کی طرف
اُٹھایا بمجرد اُس نقش اُڑانے کے ضبط نہ کرسکا وہ سب اژدر ملکہ کے تخت کے قریب تھے دفعتہً معدوم کے ہو گئے اور وہ
سب دیو اور پریزاد اور جن امیر کے لشکر کے خود بخود چھوٹ گئے دوسری بار مہر نوش ممتاز نے تھوڑے سے
بال اپنے توڑ کر کچھ پڑھ کے اشعث کی طرف پھینکے کہ وہ رسن جانب اشعث گئی اور شکین باندھ کر سامنے
مہر نوش ممتاز کے حاضر کیا جب یہ معرکہ شاہ جادوان نے دیکھا کہ اشعث کو مہر نوش نے گرفتار کرکے پکڑوا
منگوا لیا بس شاہ جادوان برہم ہوا اور کہا کہ ای مہر نوش معلوم ہوا کہ تو بھی انکا شریک ہی اور تو نے یہ سب
فساد کیا ہی اب پہلے تیرا علاج کرونگا بعد اُسکے طلسم کشا سے سمجھونگا یہ کہکر ایک سحر کی بھلی اُس مین ناگوری بیل
جتے ہوے اور اُس پر چند دانہ ماش کے کچھ اسم سحر کا پڑھ کے مارے کہ وہ بھلی امیر کی طرف چلی شاہ جادوان پکارا کہ ای
حمزہ خبردار ہو یا تو یہ بھلی سامری کے وقت مین نکلی تھی یا آج نکلی ہی اور امیر کے لشکر مین آکر مہر نوش ممتاز کو
اور ظفران زاہد کو اور انکے چارون بیٹون کو اور درویش مذکور کو اپنے اوپر لادکے بھلی اور اُسنے جسکو اپنی
پیٹھ پر لاد لیا پھر وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرسکا پہلے یہ بھلی شاہ جادوان کے پاس آئی اور اُن سبکو اپنے اوپر سے
اُتار کر شاہ جادوان کے سامنے حاضر کیا شاہ جادوان نے اُنکو دیکھکر کہا کہ اس طرح سے تم سبکو مارونگا
کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا تمھارے حال پر گریہ و بکا کرین اور مجھے درد نہو یہ کلام نافرجام سنکر امیر کو تاب
نہ رہی کیونکہ یہ تو بڑے بہادر ہین یہ کب ایسی بات سُن سکتے ہین چہرہ تمام سرخ ہو گیا تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا غصہ سے
کہا کہ ای شاہ جادوان تو مجھکو کیا دھمکاتا ہی مین وہ طلسم کشا ہون کہ تمام ساحرون کو قتل کر چکا ہون اور بہتون
کو گرفتار کرکے مہر نوش کے حوالے کیا کہ اُسنے اُنکو مقید بقید شدید کیا تو مجھکو کیا ماریگا یہ کہکر دوڑے اور امیر کے
ہمراہ عمرو بن حمزہ جلاد دونون مثل شیر غضبناک لشکر مین اُن ساحرون کے در آئے یہ تمام ساحر سحر کرنے لگے اور
جو ساحر کہ امیر پر سحر کرتا ہی وہ سحر پلٹ کر اُن سبکو مارتا ہی اور اگر کوئی ناریل سحر کرکے امیر پر مارتا ہی تو وہ پھر کر
بلور گولے کے اُسکو مارتا ہی اور ایک آواز اُس مین سے پیدا ہوتی ہی اور پچاس پچاس آدمی اُڑ جاتی ہین
امیر کے گلے مین ہیکل طلسمی ہی کہ اُسکا عکس عمرو بن حمزہ پر پڑتا ہی اس باعث سے سحر اثر نہین کرتا ہی اس عرصہ مین
صدہا ساحر غارت اور برباد ہو گئے جب دیکھا شاہ جادوان نے کہ جادو اُس پر اثر نہین کرتا
ہی اُسوقت پکارا کہ ای ساحران اب کوئی اُنپر سحر نہ کرو کیونکہ اُنپر کوئی سحر نہین اثر کریگا اس سے بہتر یہ ہی کہ تم سب
ملکر ان دونون کو پکڑ لو یہ دو آدمی ہین تم اسقدر ہو تمھارا کچھ نہین کرسکتے یہ سنکر سب ساحر چہار طرف سے امیر
پر اور عمرو بن حمزہ پر ٹوٹ پڑے یہ دونون شمشیر زنی کرنے لگے اب کوئی ان دونون کے برابر نہین آتا ہی اور
جو آتا ہی وہ تہ تیغ ہوتا ہی مگر یہ سب ساحر پرا باندھے ہوے چلے آتے ہین اور دور سے امیر پر وار کرتے
ہین امیر نے جو دیکھا کہ یہ ساحر اب قریب نہین آتے ہین اور دور سے لڑتے ہین اُن ساحرون پر جھپٹے اور ساتھ
ہی امیر کے عمرو بن حمزہ بھی دوڑے اور قریب اُن ساحرون کے شمشیر زنی کرنے لگے یہ دیکھکر اُن ساحرون نے
کہا کہ امیر بیشک تم بہادر ہو اور عمرو بن حمزہ بہادر ہی اُسوقت امیر نے کہا کہ تم اس بات کو اُٹھا رکھو کہ اسکے
کہنے سے مین نہ ٹھہرونگا اور تم سبکو تہ تیغ نہ کرونگا یہ سنکے چہار طرف سے پھر امیر پر سحر کرنے لگے امیر نے جو دیکھا
کہ سحر ہر طرف سے ہو رہا ہی امیر نے اسم اعظم پڑھ کر دم کیا وہ اُنھین پر پلٹ پڑے جب شاہ جادوان نے

نے یہ دیکھا کہا کہ اے ساحرو ہم نے تمکو منع کیا تھا کہ سحر نہ کرو مگر تمنے نہ مانا اب بیوقوفون امیر پر سحر اثر نہین کریگا تم سب اسپر ٹوٹ پڑو یہ سنکر پھر امیر پر ٹوٹ پڑے امیر نے اُسی طرح سے پھر قتل کرنا شروع کیا غرض اب کہانتک بیان کرون کہ اسی طرح تین شبانہ روز دونون کو لڑتے گذر گیا اور لاکھون جادوگر مار ڈالے اب یہ عالم ہے کہ ان دونون کے ہاتھون مین قبضے جم گئے ہین اور کشتونکے پشتے بندھ گئے ہین اُسوقت عمرو بن حمزہ نے امیر سے کہا کہ اے پدر بزرگوار آپ کہانتک ان ساحرونسے لڑیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چلکر شاہ جادوان کو ماریے سب کام درست ہو جائیگا اور یہ لڑائی فتح ہو جائیگی بس یہ رائے پسند خاطر ہوئی اور دونون تلوارین مارتے ہوے چلے ہین کہ عمرو گلیم اُتار کے سامنے امیر کے آیا اور کہا یا امیر مین آ پہونچا یہ کہکر پھر گلیم اوڑھ لی اور شاہ جادوان کی طرف چلا کسی نے آنکھ دیکھا کسی نے دیکھا بھی نہین اور جاتے ہی ساتون حلقے کمند کے شاہ جادوان کی گردن مین مارے اور گھسیٹے اُسوقت امیر اور عمرو بن حمزہ نے اپنے کو عمرو تک پہونچایا اور کہا خواجہ تم خاطر جمع رکھو ہم بھی آئے اور عمرو نے کہا کہ اگر کسی جادوگر نے مجھپر سحر کیا یا حربہ کیا مین شاہ جادوان کو مار ڈالونگا یہ سنکر سب ساحر بھاگے کسی کی یہ طاقت نہ تھی جو عمرو اور امیر اور عمرو بن حمزہ کا سامنا کرے اور شاہ جادوان کا نام ہے شمشاد جادو اُسنے عمرو کو سلام کیا اور اشارے سے کہا مین مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر عمرو نے کہا حمزہ کہین ایسا نہو کہ یہ بدذاتی کرے اور بظاہر مسلمان ہو جائے امیر نے کہا خواجہ یہ کیا بدذاتی کریگا عمرو نے شمشاد جادو کے ہونٹھون سے سوزن کھینچ لی سوزن کے نکلتے ہی شمشاد جادو دوڑ کر امیر کے قدمون پر گر پڑا اور مطیع اسلام ہوا اور امیر کے ہمراہ داخل مراۃ القلعہ ہوا جسوقت کہ امورات طلسمی سے فراغت کر کے سلطان شاہان اور سرکوب گردن کشان شیر علبستان امیر حمزہ صاحبقران زمان مراۃ القلعہ مین داخل ہوے اور ہر طرف کو صداے مبارکباد بلند ہوئی دو روز تو اس خوشی مین گذرے تیسرے دن ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشہ سلطان امیر سے رخصت ہو کر بپردۂ قاف کو روانہ ہوئین بعد اسکے صندل پری خورشید جہان اور بھائی خورشید جہان کا البعد اسکے حکیم قسطاس اور سلطان زرخپوش اور سبز پوش جنی اور شمسہ ملکہ رضیہ کی مان یہ بھی امیر سے رخصت ہو کر گئین پھر جب یہ سب جا چکے اُسوقت مہرنوش گمتار سے امیر نے فرمایا کہ آپ مراۃ القلعہ مین تشریف رکھین کسواسطے کہ یہ جاے عبادت ہے اور رضیہ سلطان اور ملکہ شگفتہ جہان افروز کو اور بانو غنچہ مہر افزا کو اور زلیخا کو اور حور لقا اور زہرہ لقا اور ماہ لقا کو مہرنوش کے پاس چھوڑا اور ظفر جان جنی کو روشن حصار دیا اور کہا کہ آپ وہان رہین جب امیر ان امورات سے فراغت پا چکے اُسوقت امیر نے سب سے رخصت چاہی اور کہا کہ عرصہ بعید ہوا ہے کہ مجھے لشکر کی کچھ خبر نہین جب امیر نے یہ اپنی زبان سے فرمایا اُسوقت عجیب حالت پریزادون کی ہوئی کہ قابل بیان کے نہین اور اگر بیان کی جاوے دفتر دیگر تیار ہو جائے غرضکہ امیر سبکو اسی حالت مین چھوڑ کر طے منازل اور قطع مراحل کرتے ہوے آئے اور یہ خبر ظفر شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران تمام طلسم حکیم اشراق کے درہم و برہم کر کے آیا ہے اور لشکر اسکا زیر کوہ فروکش ہے اور شام کا وقت ہے کہ امیر کچھ باتین بدیع الزمان کی اور قاسم کی کرتے کرتے سو گئے امیر نے ایک خواب دیکھا اور عمرو سے بیان کیا عمرو سنکر بدحواس ہوا مگر کہا کچھ مقام تردد نہین ہے یہ سنکر امیر نے خواجہ سے کہا کہ مین بعد ایک دو روز کے یہانسے روانہ ہونگا تم جلدی مجھے لشکر کی خبر لا دو کہ کیا حالت ہو رہی ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری منظور کر کے رخصتی پاتا سب سقرلاتی کو پہن عیاری حیلہ ہاے ناحق اپنے بدن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا

اب وہ کلمے داستان لقاے بے بقا بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت لقا کو عرضی گنجاب کی پہونچی تھی کہ لشکر امیر کا کوہ صفا مین آگیا ہی اسوقت اُسنے ارزق شیر چشم زہر آلود جین
دیدہ چشم اور ملکہ سہبات جادو کو روانہ کیا اور کہا کہ جاکے سرداروں کو زندہ پکڑ لاؤ اگر نہ آئین تو انکا سر کاٹ کر ہمارے
سامنے لاؤ غرض یہ ایک ساحرہ اور دونون سردار مع نو لاکھ فوج کے روانہ ہوے بعد قطع منازل وطی مراحل
قریب کوہ صفا کے پہونچے یہ ساحرہ الگ دامن کوہ مین اُتری اور مشغول اپنے سحر مین ہوئی اور دونون سردار
سامنے لشکر اسلام کے فوج کو لیکر اُترے یہ خبر ہرکارون نے سعد بن قباد عالی وقار کو پہونچائی شعر بادشاہا بارگاہت
از فلک پر نور باد * داد عدلت در سرای آخرت معمور باد * ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر * تیغ تو بر فرق دشمن
ناصر و منصور باد * لقا کی جانب سے دو سردار نہایت سرکش اور تیز دست نو لاکھ فوج سے آئے ہین اور یقین ہی
کہ نامہ خدمت حضور مین بھیجین بادشاہ نے اس خبر کو سنکر فرمایا شعر سر ما و شمشیر حبیب * ہر چہ آید بر سر من یا نصیب
اور خیال مین حمزۂ صاحبقران کے نہایت مضطر تھے اور فرمایا کہ اسوقت تک کوئی خبر امیر کشور گیر کی نہ معلوم ہوئی
دیکھیے ملاقات ہوتی بھی ہی یا نہین سردارون نے عرض کیا کہ انشا اللہ تعالے بہت قریب ہی کہ ملاقات ہووے اور
امیر طلسم کو فتح کرکے آتے ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہان شعر بچا جو ہجر سے وہ وصل یار دیکھیگا * جو اس خزان سے
بچیگا بہار دیکھیگا * غرض کہ یہان لشکر کفار سے ایک نامہ دار موسوم بہ تحویل زحل پیشانی نامہ لیکر روانہ ہوا جب
قریب لشکر ہند کے آیا تو ظلم اور بدعت کرنے لگا یہ خبر لندھور کو پہونچی اُنھون نے بادشاہ سے آکر عرض کیا بادشاہ
نے لندھور کو دلاسا دیا اور کہا دنگل پر بیٹھیے اور یہان سے سندویل اصفہانی کو روانہ کیا کہ سمجھا کے لیے آؤ غرض
سندویل چالیس ہزار فوج سے قریب تحویل زحل پیشانی کے پہونچا اور کہا کہ ای برادر یہ ان دکان داروں نے
تمھارا کیا کیا ہی جو تم اس طور سے پیش آتے ہو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی اسوقت یہ سندویل کے ساتھ اکڑتا ہوا
لاف و گزاف کرتا ہوا قریب بارگاہ پر پہونچا سندویل گھوڑے پر سے اُترا اور تحویل سے کہا کہ تم بھی گھوڑے سے اُترو غرضکہ
بمشکل تحویل گھوڑے سے اُترا صیارہ خستگار بنکر اُسکے دُبلغہ سے نامہ نکال لیگیا اور یہ عین بد حواس سامنے
بادشاہ کے آکر کہنے لگا منم نامہ دارم منم نامہ دار بادشاہ نے ایک دنگل اُسکے واسطے بچھوا رکھا تھا فرمایا کہ پہلوان جہان بیٹھو اُسنے
دیکھکر کہا کہ یہ نامہ خداوندگی کی جانب سے ہی اسکا استقبال تم سب مع بادشاہ دس قدم کرو ادھر صیارہ نے
پہلے ہی نامہ بادشاہ کو دیدیا تھا بادشاہ نے یہ سنکر کہا کہ نامہ نکالو کہ اُسکا استقبال کرین اب اُسنے چاہا کہ نامہ نکالون
سر پیر جو ہاتھ لیگیا تو نامہ نہ پایا نہایت پریشان ہوا بادشاہ نے تحویل سے کہا کہ نامہ نہ دیا اُسنے کہا خداوند
زمرد شاہ باختری نے منگوا لیا ہوگا لندھور نے ہنسکر پوچھا کہ کچھ تمھارا سر بھاری ہوا تھا کہا خداوند خود لینے کو نہین آئے
کسی ہوا کو حکم ہوا کہ وہ میرے سر سے لیگئی اس کلام پر لندھور اور ملک زیادہ ہنسے تحویل نے کہا کہ تم لوگ
نہایت بے اعتقاد ہو کہ خداوند گویا ہی اپنے بندون سے باتین کرتا ہی لیکن تم لوگ اُسکو سجدہ نہین کرتے ہو اور
خداوند آسمانی کو سجدہ کرتے ہو ہم تمھاری عقل پر بڑا تعجب کرتے ہین اسوقت لندھور نے کہا کہ ایک کام کرو تم اپنے
خداوند لقا کا نام لیکر کہ گویا ہی نامہ مانگو اگر وہ دیدے تو ہم اسی کو سجدہ کرین اور خداوند آسمانی سے
ہم مانگ اگر وہ دیدے تو تو خداوند آسمانی کو سجدہ کر اُسنے کہا بہت اچھا اور آنکھون کو بند کرکے دنگل سے اُتر کر کہنے لگا کہ ای
غریبون کے زردارون کے خداوند جبرئیل قدرت یعنے یاقوت شاہ کے باپ واسطے نور حکیدہ یعنے ملکہ گیتی افروز کا
نامہ میرے ہاتھ مین دیدیجیے یہ خداپرست آپ کا مذہب اختیار کرتے ہین آنکھین تو اُسکی بند تھین جھتر برق فرنگی
نے خود بھی اُسکی سر سے اُتار لیا لندھور نے آواز دی کہ فرشتے خود بھی لیے جاتے ہین اُس نے گھبرا کر آنکھین

کھولین اور کہنے لگا کہ واہ خداوند نامہ بھی لے لیا اور خود بھی سلیا کہ ننگے رہو گیواہ ری آپ کی عدالت کہ اتنے لوگون مین ذلیل
کردیا لندھور اور مالک اور بادشاہ اسکے اس کہنے پر بہت ہنسے اور یہ کہا کہ اب دعا تو ہماری خدا سے مانگ
دیکھ تجھے نامہ از خود ملتا ہی یا نہین اب اُسنے براے آزمائش پھر آنکھین بند کین اور کہا کہ ای آسمانی خدا اگر تو زبردست
ہی تو میرا خود اور نامہ عنایت کر اسکی تو آنکھین بند تھین وہ نامہ اور خود برق نے اسکے آگے رکھدیا اور آپ
چھپ رہا اسنے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو خود اور نامہ اپنے ہاتھ پہ پایا خود کو سر پر رکھا اور نامہ پڑھنے لگا مضمون
نامہ یہ تھا کہ ای خدا پرستان واے زبردستان خداوند کے غضب سے ڈرو اور ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے
قصور معاف کرائین اور نہین تو وہ سر جنگ معقول تمھین بحکم خداوند ہم دینگے کہ اگر زندہ رہو گے تو بہت
یاد کروگے اور آپ ہی اسکو پڑھا اور کہا کہ مین اُن سب سے اس معجزہ کا حال بیان کرونگا بادشاہ نے اُسے
خلعت دیا یہ اپنی فوج چالیس ہزار لے کر لشکر روانہ ہوا اور پہونچکر بارگاہ مین سارا حال بیان کیا اور کہا
کہ لقا نہایت کمزور ہی خداوند آسمانی نے نامہ اور خود چھینکر مجھے دیا مین ایسے خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون
بہمن اژدہا چشم نے ایک تلوار اسکے اوپر ماری اُسنے تلوار خالی دے کر اپنے لوگون سے کہا کہ تم دیکھتے ہو مار
لو اسکو اور لگی تلوار چلنے کہ اسی پہر بھر کے جنگ مین پانچسو آدمی مارے گئے اور ہزار کفار مارے گئے غرض
بہمن اژدہا چشم کے ہاتھ سے تحویل مارا گیا یہ خبر لشکر اسلام کو پہونچی بادشاہ ان بیوقوفون کے بیوقوفی پر بہت
ہنسے اور دوسری روایت یہ ہی کہ حیات جادو اُس جنگ سے تحویل کو اُٹھا لیگئی اور سارا حال نامہ کا
اور خود کا بیان کیا کہ عیار نے اس طرح سے لے لیا تھا اب یہان تحویل لشکر مین آیا اور عذر کیا اور طبل جنگ
بجوایا یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی حکم ہوا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے بحکم بادشاہ اسلام یہان بھی
طبل جنگ نوازش مین آیا شعر بجا اس طرف فوج مین طبل جنگ * اُڑا سیر گردون کے چہرے کا رنگ *
آواز طبل سے گوش گردون دون کر ہوتے تھے اور یہان سردار سامان جنگ مین مصروف تھے دوست
دوست سے کہتا تھا کہ دیکھیے صبح کس سے جدائی ہوتی ہی اور کون جامہ شہادت زیباے تن کرتا ہی اور کون
تخت پر ہوتا ہی اور کون تابوت مین ہوتا ہی غرض یہان تو تیاری جنگ مین دونون لشکر مصروف ہین کہ
زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی اب وہ وقت ہوا کہ اشعار

چھپا نور مین جادۂ کہکشان
لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذانسے ہوئے بہرہ مند
مسیحا نفس تھی نسیم روان
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
اُٹھے لوگ لے لیکے انکا ایمان
نکلے ہوئے نظر وسے تارے نہان
رخ شمع مائل بزردی ہوا
کہ ہر شاخ درخت بر طائران

خوش بیان نغمہ سنج بین زبان سے صفت پروردگار یون کر رہے ہین شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورق دفتریست معرفت کردگار * دیگر ہر گیاہے کہ بر زمین روید * وحدہ لاشریک لہ گوید * غرض کہ
خدا پرست نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے لندھور مالک اژدر علمشاہ
دردولت بادشاہ کی طرف روانہ ہوئے دیکھا کہ پردہ چرخی کے اوپر کھینچا بادشاہ اسلام تخت سلیمانی
پر بشکل نورانی جلوہ گر تھے کہ چار قبہ شہنشاہی در بر و تاج شاہی بر اس کر دفر سے تخت باہر آیا علمشاہ لندھور
وغیرہ نے مجرا کیا بادشاہ نے سبکا سلام رشارے سے لیا میدان مین پہونچے میمنہ میسرہ قلب جناح کی صفین
آراستہ ہوئین اُسوقت فوج حریف بھی سامنے کھڑی تھی بیلدار برق رفتار پستی اور بلندی کے درستی کرنے
لگے سقون نے مانند ابر کرم کے گرد و غبار کو بٹھایا نقیب نقابت کرنے لگے شعر رومی مصری کھادری کمانی

سب جوان × آج رنگ سیج ڈٹ کر خوب یہ گھسان × جو تلوارن کے مکھ پر جو ہے تجھے تو سعید کہلائے × جو جگ مین جیتا سب پچھے
لگا جی کہلائے شعر بیاہ لبجاؤ عروس موت کو × دو طلاق زندگی کی سوت کو × ای بہادر و وای جوانون خیال کرو کہ
کیسے کیسے جوان اور بادشاہ زیر خاک ہوئے شعر

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے	آج تن گور مین ہین اُنکے پڑے	نہ تو رستم نہ سام باقی ہی	اک فقط نامہی نام باقی ہی
گردش چرخ سے ہلاک ہوے	استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوے	عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے	نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے

غرض نقیب ایسے شعر عبرت انگیز پڑھکر ہٹے کہ جسکے سبب
آمادہ مرگ ہوے لشکر کفار سے تحویا زحل پیشانی نکلا اور اجازت لے کر میدان مین گیا اور اُسنے آواز دی
کہ ہی تم مین کوئی ایسا جو مجھسے مقابلہ کرے اُسوقت پہلوان عادی نکلے اور لگا ور ہا یہی کہ مرکب زحل کا پانچ قدم
ہٹگیا عادی کا مرکب اُنکے لنگر مین پست تھا وہ کیا ہٹتا زحل نے شرمندہ ہوکر نیزہ مارا عادی نے سنان کوسنان پر لگا کر
نیزہ اسکے ہاتھ سے چالیس مین نکال دیا کہ زحل نیزہ بھر خجالت سے گر گیا اور دوڑ کر تلوار ماری عادی
نے تلوار روک کر ایک ہاتھ لعنت شدادی کا مارا کہ تا جگر گاہ لخت لخت اُتر گئی جھٹکا مارا دو ٹکڑے ہوئے ادھر لشکر
اسلام سے آواز مرحبا کی بلند ہوئی تھی عادی نے بادشاہ کو سلام کیا اور کہا کہ ایک اونٹ واسطے تمہاری
کے بڑھا دیجیے جتنے کفار مارون اُتنے اونٹ پاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اتنے مین بہمن اژدہا چشم للکارتا ہوا نکلا اور
عادی پر نیزہ مارا عادی نے ساٹھ ملعونون مین اُسکا بھی نیزہ نکال دیا اور نیزہ اسکا زمین پر گرا گرتے ہی اژدر ہوگیا
اور اب جو سانس کھینچی تو عادی اُسکے منھ مین جا رہے اور وہ اژدر آسمان کی طرف اُڑا چلا گیا ادھر اہل لشکر
نہایت حیرت مین تھے کہ بہمن نے آواز دی کہ ای خدا پرستو یہ مقام عجیب نہین ہی یہ سب کارخانہ خداوند کے
ہین اور دوسرا نیزہ لے کر پھر مبارز طلب ہوا اب کی مندویل اصفہانی نکلا اور نیزہ بہمن کے ہاتھ سے نکال
دیا اسی طرح سے اژدر بنکر اُسکو بھی نگلگیا غرض آج کے مقابلے مین مندویل اصفہانی اور مہلیل جنگ عراقی
اسد اسدان اسد شیر گیر اسد پنجہ گیر غرض ساٹھ سردار لشکر اسلام کے لقمہ اژدر ہوے اور اسی طرح سے
تین دن کی میدان داری مین ساڑھے تین سو سردار نذر اژدر کیا گیا چوتھا دن تھا کہ بہمن اژدہا چشم
نے میدان مین آکر للکارا کہ رستم زمان علم شاہ نوجوان نے اپنے مرکب کو پھیرا اور سم تکا ور ہوا کہ مرکب
بہمن کا سات قدم ہٹ گیا کہ اُسنے جھپٹ کر نیزہ مارا علم شاہ نے نیزے کو خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا
جو مارا دو ٹکڑے ہوے بس تمام فوج کفار علم شاہ پر ٹوٹ پڑی ادھر سے بھی نعرہ مالک ہوا کہ سم مالک اژدر
غلام نبی جا کر حیدر چالیس ہزار نیزہ بازو نیاسے جا پڑا اسا تھ ہی دوسرا نعرہ ہوا کہ جز بڑھائے دریا اگر فتم
تا بہ ہمنہ ستان ہا اگر نامم شہیدا لی سم لندھور بن سعدان کا سیرا نعرہ ہوا شعر کرب شہسوار مرد نامدار
نظر کردہ شیر پروردگار × غرض اسی طرح سے سرداران لشکر کے نعرے برابر ہونے لگے اور تلوار چلنے
لگی شعر چقاچاق خنجر بگردون رسید × دگر بارہ شد خون ایمہون رسید گر چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ ×
گئے مومن اور گبر باہم لپٹ × پیادون کے اک سمت چلے ہوئے سوارون سے گلے ملے ہوئے × لگے پیچھے
سب مردمامی اور ڈھول × دیئے سر کے بال اپنے علمون نے کھول × عجب طرح کا اُسوقت عالم تھا کہ جیسا زنار رن
کی چلی آتی تھی اور گھٹا کالی کالی سپرون کی چھائی ہوئی تھی غرض دو پہر تک تلوار چلی دریاے خون موجزن
ہوا ہر ایک مثل حباب کے تیرتے پھرتے تھے ایک کو ایک کی خبر نہ تھی کہ ناگاہ ایک آندھی سیاہ
اٹھی اور اُسنے اُنکے لشکر کو گھیر لیا اُسوقت علم شاہ وغیرہ کا دم ایسا گھبرایا کہ یہ تو آندھی سے مع مرکب

وہ لالک لندھور نکل گئے اور باقی سب خداپرست مع بادشاہ اسلام اسیر ہوگئے اور ہمہ تن سب تیمم ہوگئے آندھی بعد چار گھڑی کے دفع ہوئی نعرہ ہوا کہ تم حیات جادو واژدر شیر چشم نے کہا کہ ملکہ خوب وقت پر آپ تشریف لائین ہین تو ہمارا کام ان خداپرستونکے ہاتھ سے تمام ہوا تھا

اب دوسری داستان مہرسپہر عیاری کے بیان ہوتے ہین

کہ اُسنے آکر بربادی لشکر اسیر کی دیکھی اور سارا حال دریافت کرکے ایک نامہ لکھکر سرہنگ تلی کو دیا کہ تو پاس امیر کے ضحاکیہ کو جا یہ تو نامہ لے کر چلا اور عمرو واسطے اس ساحرہ کے قتل کرنے کے عیارون کو جمع کرنے لگا مہتر برق فرنگی اور چالاک اور ابوالفتح اصفہانی ان سب عیارون کو باہم کرکے کہا کہ اس ساحرہ کو مارو اور آپ ایک دامن کوہ مین جا کر بیٹھا لیکن یہان گستہم فیل گردن دولاکھ سوار سعد کو گنجاب کی جاتا تھا کہ اُسنے یہ ماجرا دیکھا تو آکر اژدر شیر چشم سے ملاقات کی اور آپ بھی حفاظت مین اِن قیدیون کی مصروف ہوا حیات جادو نے بادشاہ اسلام اور شیرویہ بن حمزہ اور فرخ شہسوار قلندر اور سلطان سعد وغیرہ ایسے ایسے اسیر کے بیٹے اور پوتون کو اپنی قید مین قفس آہنی مین رکھا اور باقی قیدی مع بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی اِن دونون کے سپرد کیے اور یہ کہا کہ جسوقت خداوند کا نامہ آئے تو جو کچھ اُس مین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا مین خداوند کے پاس جاتی ہون اور آپ اپنے ہمراہ ہزار آدمی لے کر چلی غرض چار پانچ کوس مع قیدیون کے آگے گئی دیکھا اُسنے کہ ایک کسان نوجوان سامنے آیا اور جھککر سلام کیا پوچھا اُسنے کہ تو کون ہے عرض کیا کہ مین بیابان مرصع کا رہنے والا ہون اور ہماری زمین پر چھوٹی جوار کی بالی مین موتی پیدا ہوتے ہین اور یہ کہکر ایک بالی نکالی اور کہا کہ ملکہ یہ آپ کی نظر ہے اور خداوند سے عرض کیجیگا کہ آپ کے اِس مین موتی چھوٹتے ہوے حیات جادو نے بالی اُسکے ہاتھ سے لے لی اور نہایت صفت لقا کی کی کسان نے کہا کہ اسکو سونگھیے تو اسکی خوشبو مثل عنبر کے ہے بس جیسے برابر دماغ کے لائی جس طرح سے آتشبازی چھوٹتی ہے اور اُسکے پھول گرتے ہین اسی طرح سے وہ موتی چھٹک گئے چھینک مار کر حیات زمین پر گری اُسوقت کسان نے آواز دی منم مہرسپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیباک طرار خنجر گذار ریش تراشندۂ کافران سر برندۂ جادوگران یہ نعرہ کرکے چاہتا تھا کہ تلوار کمر پر مارے کہ تڑاق سے زمین شق ہوئی اور ایک عورت نے نکلکر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا لاکھ جھٹکے عمرو نے مارے لیکن ہاتھ نہ چھوٹا اُس عورت نے ایک پچکاری کمر سے نکالی اور حیات جادو کے منھ پر ماری کہ حیات جادو کو ہوش آگیا حیات جادو نے یہ انتظام پہلے سے عمرو کے خوف سے کیا تھا اپنے ہیر کو قائم رکھا تھا کہ جب مین بیہوش ہون تو تو مجھے ہوشیار کر دینا اور اُسکا ہاتھ پکڑ لینا ویسا ہی اُسنے کیا حیات جادو نے عمرو پر سحر کرکے کہا کہ اے دزد بارگاہ غضب کیا تھا تو نے کہ میرا کام ہی تمام کیا تھا عمرو نے عرض کیا آپ قدردان ہین کہ مین نے اتنی بڑی عیاری آپ کے سامنے کی آپ کو لازم ہے کہ کچھ انعام مجھے عنایت فرمائین اور رہا کرین اُسنے منگوا کر قفس اُنکو بھی بند کیا اور بادشاہ کے قفس کے پاس رکھوا دیا اور کہا یہ انعام آپ کے قابل ہے اور اپنے ملازمون سے کہا کہ ذرا اِس سے خبردار رہنا اب مجھے کسی کا خوف نہین رہا اور یہ کہکر شب وہین بسر کی صبح کو کوچ کیا ایک صحرائے سبزہ زار خوشگوار مین پہونچے دیکھا کہ ایک عورت بارہ تیرہ برس کا سن نہایت حسین ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی مالا جپتی ہے اور لقا کا نام لیتی ہے حیات جادو اُس عورت کے قریب گئی اور پوچھا کہ صاحبزادی تم کون ہو اس جمال بے مثال کو اسنے کیون اس صحرا مین مبتلا ہوا اور کیون یہان

پھر ہی ہوا آنکھون مین آنسو بھر کر اُس نازنین نے کہا کہ میرا حال قابل بیان کرنے کے اور سننے کے نہین ہی حیات جادو نے
قسمیے دین اور کہا کہ ضرور یہی بتلا اُسنے دیکھا کر کہا کہ خداوند کے عشق نے مجکو برباد کیا ہی مین خداوند کو خواب مین دیکھکر عاشق
ہوئی اور مین بادشاہزادی ہون اپنے شہر کو چھوڑ کر اس صحرا مین آئی ہون اور خداوند نے خواب مین کہا تھا کہ تو فلان
فلان صحرا مین جائیگی تو کسی سلسلہ سے ہمارے پاس آئیگی لیکن اسوقت تک کوئی سلسلہ میرے پہونچنے کا خداوند تک
نہین نکلا اب تو حیات جادو نے کہا کہ خداوند کہان کہان پہونچتے ہین اپنے بندون کو سرفراز کرتے ہین اور کہا کہ
اے ملکہ مین خداوند کے پاس ان قیدیون کو لیکر چلتی ہون آؤ میرے ساتھ چلو یہ کہکر اپنے لشکر مین لائی اور وہین
اُسنے مقام کیا اس نازنین نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہین اُسنے کہا امیر کے بیٹے اور پوتے اور عمرو عیار یہ شخص ہی
غرض یہ عورت انکی قید سے بہت خوش ہوئی اور کہا خداوند کے دشمنون کو آپ نے پکڑا خداوند آپ سے بہت
خوش ہونگے اب میرا بھی ذریعہ اچھا نکل آیا اُسوقت حیات جادو نے پوچھا کہ تمھین چھ مہینے کا عرصہ یہان رہتے ہوا
کھانا اور پانی تمکو کیونکر پہونچتا تھا اس نازنین نے کہا کہ ایک آدمی آتا ہی ایک جام آب سرد کا اور ایک روٹی دیتا
ہی اور کہتا ہی کہ آنکھون کو بند کر لے اور اس سے جو نوالہ کھاتی ہون وہ حاصل ہو جس شی کو میرا جی چاہتا تھا بس وہی ذائقہ
حاصل ہوتا تھا حیات جادو کو بھی اشتیاق ہوا اور اُسنے کہا کہ آج وہین چلو اپنے کھانے کے وقت کہ وہ طعام ضرور
خوان بہشت سے آتا ہی اس عورت نے دل مین کہا کہ اے پروردگار اتنی بڑی بات مین نے کہی ہی یہ کیونکر سچ ہوگی
غرض مجبور ہو کر حیات جادو کو اپنے ساتھ لے کر اُس درخت کے نیچے آئی اور پکارنے لگی کہ یا خداوند ہمارے
کھانے کو آج کیون عرصہ ہو گیا آج اپنی قدرت کا حال حیات جادو پر بھی ظاہر کر دے خدا کی قدرت وہان
اور بھی عیار پوشیدہ تھے وہ کچھ سمجھے ابھی ایک ساعت نہین گذرنے پائی تھی دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ مین ایک جام
اور ایک روٹی لیے ہوے آیا اور اُس نازنین کے آگے لایا حیات جادو نہایت حیران تھی اور کہتی تھی کہ واہ
خداوند واہ کیا کیا ہر جگہ پر کھیل تیری قدرت کے نظر آتے ہین اور اُس شخص سے پوچھا کہ تم خداوند کے پاس رہتے
ہو اُسنے کہا بہشت مین یہان کیونکر آئے کہا خداوند کا حکم ہوا کہ ایک نازنین فلان صحرا مین ہمارے نام پر بیٹھی ہی
اُسے رزق پہونچاؤ تو مین فرشتہ رزق رسان ہون حیات جادو نے کہا کہ کوئی نشانی بہشت کی بھی تمھارے
پاس ہی اُسنے کہا ہان اور ایک گل عجیب و خوشرنگ اپنی کمر سے نکالکر دیا اور کہا کہ اُسکو سونگھو اور اُس گل سے
پوچھو یہ سارا حال بہشت کا بحکم خداوند بیان کریگا اُسنے اُس گل کو لیا اور سونگھا عجیب خوشبو تھی کہ سونگھتے ہی
بیہوش ہو گئی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم سریع السیر چون ابر بہاری * جہان سر تنگ در خنجر گذاری *
بمیدان اژدر آتش فشانم * منم مہتر قران شیر زیانم * اور یہ کہکر تیغ کمر سے نکالا اسوقت یہ نازنین یعنی
مہتر برق فرنگی نے کہا مین تمھاری گفتگو سے پہچان گیا تھا برق نے کہا تلوار نہ مارنے کا کہ اُستاد اسی مین گرفتار
ہو چکے ہین قران نے بارود کی پوٹلیا اُسکے اوپر پھینکا اور پتھر چقماق آتشبازی مار کر بارود مین آگ لگی حیات جادو
بالکل جلکر خاک سیاہ ہو گئی آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ حیات جادو بود وہ مارا زم جو قفس کے محافظ تھے
اس آواز سے گھبرائے لیکن مرنے سے اُسکے تاریکی جو چھائی ہوئی تھی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور وہ قران اور برق
اُن ہزار جادوگرون پر بیغم اور تلوار کھینچکر آپڑے یہان بادشاہ اور سردارون نے دیکھا ہاتھ پاؤن مین
طاقت معلوم ہوتی ہی بس قفس کی تیلیان توڑ کر ہنم ہنم کے نعرہ کر کے لگے لڑنے عمرو بھی چھوٹے اور وہ لوگ
جو کوہ صفا کے اوپر قید تھے حیات جادو کے مرتے ہی اُن سب نے قیدین توڑین یہان بھی تلوار چلنے لگی

اب دو کلمے داستان امیر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بعد آنے عمرو کے امیر بھی اُس بیابانی خواب مین چل کھڑے ہوے تھے کہ سرہنگ نے نامہ عمرو کا دیا اور کچھ زبانی حال کہا امیر بھی گھوڑے کو اُٹھا کر مع اپنے سردارون کے روانہ ہوے اب حال یہان کا عرض کیا جاتا ہی کہ عمرو اور بادشاہ اُن ہزار آدمی کو مار کر لشکر کی جانب چلے تھے اور ادھر کوہ صفا پر تلوار چل رہی تھی کہ جالوت آہن قبا تین لاکھ سوار کی فوج سے گنجاب کی مدد کو چلا تھا انکو دیکھکر کفار شریک ہوا اور پھر گرداڑی پانچ لاکھ فوج سے مسلسل آہن قبا آکر لشکر اسلام پر گرا پھر تتق گرد کا اٹھا کہ طوفان اژدر سوار تین لاکھ سوار سے شریک ہوا اب خدا پرستون کا یہ حال ہوا کہ ایک تو بھوکھے پیاسے دوسرے یہ کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر کے کام نہین دیتا ہی قریب تھا کہ قدم اُٹھ جائین اُسوقت سردار مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین مصروف تھے کہ اشعار اے آنکہ بملک خویش پاینده توئی * وز دامن شب صبح نماینده توئی * کارے من بیچاره قوی بسته شده * بکشاے خدایا که گشاینده توئی * ای پروردگار اسوقت مصیبت مین رحم فرما کہ دیکھا پردہ بیابان سے ایک گرد اٹھی جب دامن گرد کا شگاف ہوا تو صدا نعرہ کی پیدا ہوئی شعر امیر عرب ضیغم روزگار * شہنشہ صف شکن حمزۂ نامدار * زتیغم بمیدان جنگ اوران بهرسو شود الامان الامان * دوسرا نعرہ ادہر ہوا کہ شیر کشور کشا زنندهٔ تاج جہان بانی ہرمز ے دیوکش نامم عمرو بن حمزۂ یونانی غرض اسی طرح سے مع جمہور جہان سوز تبرزن بہادر اور فرامرز عاد معربی اور بہرام گرد بن خاقان چین کے نعرے ہوے اور آکر لشکر کفار پر گرے اُنمین بادشاہ اسلام اور شہزاده بن حمزہ وغیره کا بھی نعره ہوا اور سب آ کر پہونچے اب تلوار گھمسان کی چلنے لگی اُسوقت مسلسل آہن قبا نے دیکھا کہ حمزہ آگئے ہین لڑائی کا سر ہونا تو مشکل ہی اب تو یہ کام کر کہ بارگاہ سلیمانی کو لے کر پاس گنجاب کے پہونچ یہ سوچکر بارگاہ پر آکے گرا اور محافظون کو مار کر بارگاہ قبضہ مین لی اور ایک سمت گھوڑا اڑا کر چل کھڑا ہوا اُدھر امیر لڑائی مین مشغول تھے یہ لشکر سے دو کوس آگے نکل گیا تھا کہ اُسوقت خدا کی قدرت کاملہ سے جو آندھی کی بدحواسی مین جنگ سے نکل گیا تھا اب جو اُدھر سے دیکھا کہ ایک گبر ناہنجار تین لاکھ فوج سے بارگاہ کو لیے جاتا ہی گو کہ علم شاہ اکیلے تھے لیکن تلوار کھینچکر نعرہ کیا کہ منم رستم پیل تن پیل کن کشنده قوی پیل ہندی بہندی کشنده کپتان فرنگی شعر علم شاہ رومی شبه فیل زورم که بر تخت مرزوق افگنده شد پدر * یہ لشکر پر گرے اودھر مسلسل آہن قبا نے بھی آواز دی کہ یہ تنہا ہی اسے مار لو اُسوقت علم شاہ مثل شیر گرسنہ کے حملہ آور ہوا اور کفار کو واصل جہنم کرنے لگا لیکن اکیلے لڑتے لڑتے عرصہ چار گھڑی کا ہوا تھا کہ دیکھا لندھور بن سعدان گرد صحرا سے نمایان ہوا اور یہ بھی شریک جنگ ہوا تھا کہ نعرہ مالک اژدر کا ہوا اب تو مسلسل آہن قبا نہایت مضطر ہوا کہ ایک ہی کیا کم تھا نہ یہ کہ دو شیر اور آگئے یہ اپنے قلب کو رجوع کر کے کہنے لگا کہ ای خداوند کیا تیری یہی مصلحت ہی کہ حمزہ یہ عروج پاے اور ہم جہان سبب مین گھرین ہماری مدد کو کوئی نہ آئے حسب اتفاق الغان جالندری سحر اسنے پلنگ کوہ سے آتا تھا کہ راہ مین ہرکارون نے ایسی خبر پہونچائی کہ لشکر امیر سے تلوار خوب چل رہی ہی اور مسلسل آہن قبا ترسان ہی کہ طوفان جالندری نے اپنے گھوڑے کو اڑایا اور آکر مسلسل آہن قبا مین ملحق ہوا اور کہا کہ اب بارگاہ لے کر پاس گنجاب کے چلیے تین سردار سد راہ ہوے ہین بس اُسی وقت اُسنے کہا کہ خالو صاحب آپ تو نہین دیکھیے اور مین بارگاہ سلیمانی لے کر پاس گنجاب بن لیحور کے پہونچتا ہون یہ تو خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ ای فرزند بہت مناسب ہی بس یہ بارگاہ لے کر چلا تھا کہ لندھور نے اپنے کو قریب طوفان جالندری کے پہونچکر آواز دی کہ باش ای گبر ناہنجار

کہان چلا اُسنے تلوار ماری لندھور نے خالی دے کر جو تیغہ دو دستہ ہندی کا ہاتھ مارا دو پرکالے کیے ادھر مالک نے مسلسل آہن قبا کے پاس پہونچکر تلوار اُسکی روکیکے نیزہ مارا کہ پشت کو توڑ کر نکل گیا اُسوقت لشکر نے اُسکی بیدل ہوکے امان مانگی اُنھون نے امان دی ہزارون کفار تو بھاگ گئے اور بہت سے خدا پرست ہوے آپ بارگاہ لیکر لشکر کی طرف چلے یہان جو آکر دیکھا تو صاحبقران لڑ رہے ہین حسب اتفاق ارزق شیر چشم زہر آلود سے سامنا امیر کا ہوا امیر نے وار روک کر ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا لیکن تیغہ سپر کو شل قرص پنیر کے کاٹکر خود پر گرا اب جو جھٹکا مارا تو مع مرکب دو ٹکڑے ہوے اسی طرح سے ایک ایک سردار نے ایک ایک سردار کو مار لیا اودھر نقارے فتح کے بجے کفار بھاگے کچھ مسلمان ہوے بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی امیر کشور گیر اور سردار داخل بارگاہ ہوے بعد اسکے لاشین خدا پرستون کی اُٹھوائین تین لاکھ خدا پرست بدرجہ شہادت پہونچے اور چھ لاکھ کفار مارے گئے امیر نے برابر کوہ صفا کے گنج شہیدان بنایا اور سبکو دفن کیا اور بجاے شمع و گل کے اشک حسرت چڑھاے اور نہایت اُنکے واسطے افسوس کیا کہ کیسے جوانان قدیم مین سے یہ لوگ تھے بعد اسکے امیر دلگل ناد عنبر پر متمکن ہوے لیکن علم شاہ کی ایک روایت یہ بھی ہی کہ جب سردارون کو امیر زیر کرتے ہین تو علم شاہ بھی زیر ہوتے ہین اور ایک یہ ہی کہ سنجان مین ملاقات ہوتی ہی یہان دونون روایتین مندرج کی گئین ہین غرض یہان حمزہ صاحبقران نے بعد درستی لشکر کے حال طلسم کا بیان کیا بادشاہ کو نہایت خوشی حاصل ہوئی اور سب سردارون کو جمع کرکے فرمایا کہ کچھ حال شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا نہین معلوم ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ سنا ہمانیہ مین لشکر درست کرکے قاسم شہر سنجان کو جاتے ہین اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی اپنے لشکر کی آراستگی مین مصروف ہین اور لشکر کو آراستہ کر رہے ہین لیکن لشکر قلیل اُنکے ساتھ ہی اب مناسب یہ ہی کہ آپ بھی جلد یہان سے کوچ کرکے سنجان کو چلیے تاکہ اُس شہریار کو تقویت حاصل ہو امیر نے یہ سنکر خواجہ سلامت کو بلا کر کہا کہ ای خواجہ اسباب طلسمی جو ہی سب پیش کش بادشاہ کرو اور عادی کو بلا کے حکم دیا کہ اٹھالاو بارگاہ سلیمانی کا بار کراؤ کہ ہمارا ارادہ مصمم جانے کا ہی مگر دیر نہ کرنا کیونکہ مین نے سُنا ہی کہ بدیع الزمان اپنے لشکر کی آراستگی مین مصروف ہی اور لشکر اُسکا قلیل ہی غرض خواجہ نے عرض کی بہت خوب اور اُسی وقت اشیاء طلسمی خدمت بادشاہ مین گذرانین اور عادی اٹھالا بارگاہ سلیمانی کا بار کراکے مع فوج روانہ ہوے

اب یہانسے حال لشکر کا بروقت پہونچنے کے بیان ہوگا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جبکہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو رخصت کیا اور محفل عیش کی آراستہ کرکے مع اپنے تمام سردارون اور رفیقون کے مصروف عیش ہوا ناگاہ رجان تیز رفتار نے مجرا کیا اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش نے لشکر کشی کرکے دامان کوہ سنجان کے میدان مین کہ یہان سے بارہ کوس کا فاصلہ ہی اپنی بارگاہ استادہ کرائی ہی اور بارہ تیرہ کوس کے فاصلے مین خیمے ڈیرے سراپردے بچھونے بلند زبان مارکیان جو پرگے راوٹیان نمگیرے پال شامیانے چھولداریان وغیرہ استادہ ہین میدان سے سنجان کی تا دامان کوہ سنجان یہ بارہ تیرہ کوس تک لشکر گنجاب کا اور افواج کفار کے پیلے ہی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن یہ خبر نکبت اثر لشکر گنجاب کی سنکے مع اپنے زرہ پوشون کے کہ کل لاکھ سوار

سنکہو زیادہ نہ تھے سوار ہوکے عازم میدان ہوا اور لشکر گنجاب کے سامنے اپنے لشکر کا پرا جماکے افسران فوج و سرداران لشکر سے کچھ باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک گرد نمایان ہوئی مگر تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ و پاے گرد بزمین درزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو وہین گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ بدر بن زلازل یکچشمی پیش خیمہ گنجاب کا لیے پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان کو با افواج قلیل پاکے بنظر حقارت دیکھکر اپنے دل مین کہنے لگا کہ مین یہان ناحق توقف کر رہا ہون جبتک گنجاب آئے یورش کرکے بدیع الزمان کے لشکر کو تہ و بالا کردون پھر سوچا کہ مناسب اور مصلاح وقت نہین ہی کیسلیے گنجاب اب چاہتا ہی کہ مین بدیع الزمان کو بسزاے اعمال پہونچاؤن پس اسکے صبر کرون دیکھون کیا ہوتا ہی یہ سوچکے اُسی مقام پر اپنے لشکر کی صفین جماکے کھڑا ہو رہا بعد اُسکے پھر ایک گرد اُٹھی جب وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ الیاس خون آشام مع لشکر بد انجام پہونچا اُسنے بھی شاہزادہ رستم منزلت کو با فواج قلیل دیکھکر کہا کہ گنجاب سخت احمق ہی پیغمبر مرسل خداوند لقا کا ہوکے انہین پانچ سات مملوکون کے مقابلے اور مجادلے کو آپ میدان مین نکلا ہی ابھی یہی کہہ رہا تھا شعر کہ از دامن دشت عاج اور رنگ ۔ گردے برخاست توتیا رنگ ۔ اور صداے طبل سکندری اور نفیر جمشیدی اور بوق افراسیابی او سنج کیومرثی سے گوش گردون کر ہوا جاتا تھا اور زمین مین زلزلہ سا آیا اور سرداران لشکر کے خود اور زرہ و بلغے اور نیزون سے بجلیان سی کوندتی نظر آتی تھین کہ بدر بن زلازل یکچشمی اور الیاس خون آشام نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ لشکر بدیع الزمان کی اعانت کے واسطے آتا ہی یہان شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان نے جو وہ سامان اور رنگ ڈھنگ آمد فوج کا دیکھا فرمایا کہ اس لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج آمد میرے والد بزرگوار سلطان شاہان حلقہ فگن گوش گردن کشان خسرو مرزبان زرین خنگ شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی سلطان عم بزرگوار پیغمبر آخر الزمان حمزۂ صاحبقران امیر کشورگیر جہانستان کی معلوم ہوتی ہی القصہ وہان سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران الخ پھر بغور تمام ملاحظہ فرمایا کہ دو لشکر برابر مقابلہ بہم گرانترے ہوے ہین بعد اُسکے صاحبقران دوران ایک بلند ٹیکرے پر مع تمام اپنے سردارون کے تشریف لے گئے اور عمرو سے پوچھنے لگے کہ خواجہ میرے فرزند دلبند لخت جگر شاہزادہ بدیع الزمان کا لشکر کونسا ہی اور وہ اب کہان ہی عمرو نے اشارے سے بتلایا کہ وہ لشکر شاہزادۂ نامور کا ہی صاحبقران نے پھر پوچھا کہ خواجہ یہ تو بتلاؤ کہ وہ آپ اس لشکر مین کہان ہی عمرو نے کہا حمزہ دیکھو اشعار دران فوج آن سواری کو بلند ہست و رخش گلگون وگنجش ارجمند ہست ۔ بدیع ان آفتاب خسروانست ۔ کہ شیر چرخ از تیغش بجانست ۔ سلطان عالی مقام نے فرمایا کہ میرے فرزند کا یہ لشکر تو بہت مختصر ہی اور گنجاب کی فوج کی کچھ انتہا نہین معلوم ہوتی طور سرکن نے آگے بڑھکے عرض کی کہ شہریار عالم یہ تو پیش خیمہ گنجاب کا دو سردار اُسکے لے کے آئے ہین یہ لشکر اُسکا نہین ہی ابھی پورا کلمہ طور سرکن کی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا کہ عیوق نیزہ دار تین لاکھ سوار سے نمودار ہوا اور لشکر گنجاب مین آکے شامل ہوا بعد اُسکے مین اور بیسار خون آشام تین لاکھ سوار سے آکر قائم ہوا کہ پھر گرد نمایان ہوے اور اُس مین سے سفقور چار لاکھ سوار سے آکے فوج کفار مین ملحق ہوا بعد اُسکے قاہر بن قہرمان عجمی چار لاکھ سوار سے پہونچا اور شریک لشکر گنجاب ہوکے صف آرا ہوا غرض اسی طرح سے خیل خیل ذیل ذیل دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ افواج کفار نابکار آتی جاتی تھی اور قایم ہوتی جاتی تھی بعد اُن سبھون کے گنجاب چودہ لاکھ سوار کفار ہمراہ لے کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام نے یہ کثرت لشکر گنجاب کی دیکھکر عمرو کو پھر شاہزادۂ بدیع الزمان کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ کہدینا ای فرزند نادانی نہ کر اگر تیرے پاس لشکر نہین ہی تو مین آکے تیرے

شریک ہوتا ہون عمرو نے حسب الحکم سلطان والا قدر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے پاس جاکے ابلاغ حکم کیا شاہزادہ عالم
نے کہا کہ میری طرف سے بعد آداب فدویانہ عرض کرنا کہ غلام کے پاس انفضال الٰہی و اقبال صاحبقرانی سے لشکر بہت
بڑا اور فوج لا انتہا ہی فدوی کو احتیاج مدد کی نہین ہی حضور میرے لشکر کا تماشا دیکھین اور ملاحظہ فرمائین کہ فدوی نے
اس مدت دراز مین اقدام عالی سے جدا ہو کر کیسے کیسے کار نمایان کیے ہین اور کیسے کیسے شجاعان روزگار اور دلیران عرصۂ
کارزار بہم پہونچاے ہین عمرو نے یہ حال سنکے بحضور سلطان صاحبقران کے آکے عرض کیا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ
تو پھر جاکے ایک آدمی کو جو ہر سردار کو شاہزادہ بدیع الزمان عالی وقار کے جانتا اور پہچانتا ہو لشکر سے اسکے بلا لا حسب الحکم
سلطان باکرام عمرو پھر بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان آئے اور کہا کہ کسی شخص معقول کو امیر کے پاس بھیجدو کہ وہ تمھارے
لشکر کے ہر ایک سردار اور افسران فوج کو بتلاتا جاے شاہزادہ عالیشان نے مرجان تیز رفتار کو ہمراہ کرکے بخدمت
سلطان نامدار بھیجدیا مرجان تیز رفتار نے بحضور سلطان صاحبقران کے باداب تمام مجرا کیا صاحبقران نے دیکھا کہ
ایک لڑکا سولہ سترہ برس کا سن بہت چست و چالاک شاطرون کی وضع ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ خواجہ یہ کون ہی عمرو نے
کہا کہ حمزہ یہ مرجان تیز رفتار ملکہ گوہر ملک تیری بہو کا ہی صاحبقران نے جانب مرجان مخاطب ہوکے پوچھا کہ ای
مرجان شاہزادہ بدیع الزمان کا لشکر کسقدر ہوگا مرجان نے عرض کی ای شہریار عالم شاہزادہ بدیع الزمان کا
لشکر اتنا ہی کہ ہفت اقلیم مین نہوگا صاحبقران نہایت خوش ہوے اور سمت میدان دیکھنے لگے کہ ایک مرتبہ سامنے
سے گرد اڑی اور اُس مین سے ایک نقابدار نمد پوش سات تمنون کو ہمراہ لیے مسلح اور مکمل دریاے فولاد و
آہن مین غوطہ مارے آکر ایک سمت قائم ہوئی یہ نقابدار شاہزادہ ملک قاسم کا خیر خواہ ہی امیر باتوقیر نے مرجان
سے پوچھا کہ یہ نقابدار نمد پوش کون ہی مرجان نے عرض کی کہ خانہ زاد اتنا جانتا ہی کہ یہ نقابدار ہوا خواہ شاہزادۂ
خاور سیاہ ملک قاسم کا ہی اور غلام نام اسکا نہین جانتا اب کوئی دو تین گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ پھر ایک گرد نمایان
ہوئی اور جب وہ گرد دفع ہوئی تو دیکھا کہ ایک نقابدار سرخ پوش سات لاکھ سوار سے اور آگے اُسکے سات
علمہاے زرنگار انپر تعریف جناب باری اور نعت حضرت رسول مقبول کی لکھی ہوئی ہی جوانان پر زنا و فیلان فلک
شکوہ پر علمہاے زرنگار ہاتھون مین لیے پھریرے کھولے ہوے نقابدار علم شیر پیکر کے نیچے مرکب کو جمکاے کمال
شوکت و شان نمودار ہوا اور برابر خیر خواہان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے آکے برا فوج کا باندھ کے
قائم ہوا امیر باتوقیر نقابدارون کو دیکھکر تا دیر محویت کی حالت مین رہے اور تمام اعضاے جسم مین جوش محبت
پیدا ہوا مرجان سے پوچھا کہ تو اس نقابدار سرخپوش کو بھی جانتا ہی مرجان نے عرض کی کہ یہ بھی ہوا خواہ شاہزادۂ
خاور سیاہ ہی نام اسکا بھی مین نہین جانتا القصہ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ جو دیکھا تو سبحان کی طرف سے
ایک گرد نمایان ہوئی اور اُس گرد مین سے ایک جوان گھوڑے پر سوار چالیس ہزار جوانان شیر شکار کے گرد لیے رعنائی
چہرے سے ظاہر نمودار ہوا امیر باتوقیر نے اُس جوان دلیر کو دیکھکر مرجان تیز رفتار سے پوچھا کہ اُسکا کیا نام ہی
مرجان نے عرض کی یا سلطان صاحبقران اس ملک باختر مین پہلے اسلام اسی بہادر نے قبول کیا تھا اسکا نام
شرنگ جوشن پوش جان نثار شاہزادہ بدیع الزمان کا ہی کہ وہ آکے ایک جانب اپنی فوج کا پرا باندھ کے ٹھہرا اسکے عقب
مین اسکے پھر گرد اٹھی اور دو جوان حبشی بچے بیچ چالیس ہزار سوار کے مسلح اور مکمل خونخوار صورت مین مردانہ
جنگ جو مین گھوڑون پر سوار برابر شرنگ جوشن پوش کے آکر صف آرا ہوے سلطان صاحبقران نے مرجان تیز رفتار
سے پوچھا کہ یہ دونون کون ہین مرجان نے عرض کی یہ دونون خانہ زاد گنجاب کے ہین ایک کا نام قاتل زنگی

دوسرے کا نام مقاتل زنگی ہی بعد دم بھر کے پھر تتق گرد بلند ہوا جب وہ گرد شگافتہ ہوا تو چالیس علم اور نشان
چالیس ہزار سوار اور زیر سایہ علم ایک جوان شیر اندام نہایت وجیہ و شکیل گھوڑے پر سوار سپر تلوار تھامے اپنے برسے
کروفر سے چلا آتا ہی سلطان صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کون بہادر ہی مرجان تیز رفتار نے عرض کیا کہ یہ شخص نظر کردہ حضرت خضر
علیہ السلام فضل بن گیاہور خون آشام بڑا بہادر ہزبر مردانہ ہی غرض فضل بھی اسی طور پر آکے صف باندھ کے قائم
ہوا شاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نے جو فضل کو دیکھا تو سلطان عالیمقام سے فضل بن گیاہور خون آشام کی بہت
سی تعریف کرکے اپنا حال سب بیان کیا بعد اسکے قیس بن گیاہور اور لیس بن گیاہور اور نوح بن گیاہور وغیرہ
نو بیٹے گیاہور کے بھائی فضل کے چالیس ہزار سوار سے آکے قائم ہوے بعد اسکے طرید اور شرید دو بیٹے علقمہ زہیر
کے بیس ہزار سواران مرصع پوش سے شریک لشکر شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہوے بعد ازان پھر ایک گرد نمایان
ہوئی اور فضل بن آشوب بھی مع چالیس ہزار سوار کے آکر وہین قائم ہوا مرجان نے فضل بن گیاہور خون آشام
کے بھائیون کا اور فضل بن آشوب کا حال بخدمت سلطان والا مرتبت بیان کیا القصہ جو کوئی آتا تھا مرجان
تیز رفتار اسکا نام اور حسب و نسب اور حال مشرف باسلام ہونیکا مفصلاً اور مشروحاً صاحبقران دوران سے عرض
کردیتا تھا بعد اسکے سعد جرگہ نشین و سعید جرگہ نشین بائیس ہزار سوار سے آکے قائم ہوے بعد ازان چالیس ہزار
سوار فوج و سپاہ سے ایک نوجوان نہایت خوش رو مردانہ وضع نور اسلام اسکے ماتھے سے ہویدا ایک مرکب پری پیکر
گلگون عذار صبا رفتار پر سوار نمودار ہوا سلطان حلم اقتدار نے مرجان سے پوچھا یہ کون شخص ہی مرجان نے عرض
کی کہ طرید خان بن گنجاب چھوٹا بیٹا گنجاب کا ہی بعد اسکے حارب خونریز اور ضارب خونریز خزانہ اور جواہرات اور
مال و اسباب گنجاب کا شترون پر چھکڑون پر لار اونون پر بار کیے چالیس ہزار سوار ہمراہ لیکے پہونچے بعد اسکے
اہرمن ساریخ اور ساریخ بن اہرمن تین لاکھ سوار کی جمعیت سے اور تیس ہزار شتر محمولہ اسباب لیے سر میدان
آکے قائم ہوے بعد ازان پھر ایک گرد نمایان ہوئی اور اُس گرد مین سے ایک جوان بلند بالا خوش وضع چھ
لاکھ سوار کا لشکر پشت پر گھوڑے کو جولان کیے نمودار ہوا سلطان عالیمقام نے مرجان سے پوچھا کہ یہ کون بہادر
ہی اُسنے گذارش کی کہ یہ طاہر بن قہرمان عجمی ہی جسوقت شاہزادہ بدیع الزمان کو قاہر بن قہرمان عجمی نامردی
سے پکڑ کے سمت ملک عجم لے گیا تھا اور ملکہ یاقوت ملک کے ذریعہ سے غلام شاہزادہ عالیمقام کو زندانخانہ عجم سے
نکال لایا اسکو وہان شاہزادہ عالم نے مسلمان کیا تھا بعد ازان مملوک عجم بارہ ہزار سوار سے بیس ہزار شتر پر
اسباب لیے آیا اسکے بعد ملک صفوان مطلع نشین اور ملک نوذر زردیائی کمخت پر سوار چار لاکھ سوار سے میدان
مین آکے قائم ہوا بعد ازان چالیس ہزار دیولنے قبائین شیر اور ببر اور چیتے کی کھالون کی پہنے ہوے آگے آگے
اُنکے ایک نوجوان بلند و بالا وجیہ خوش ترکیب قبا اژدر کی کھال کی پہنے جو بدست بارہ سو من کی کاندھے پر
خود اور دو بلغہ سر پر زرہ فولادی اُس قبا پر پہنے تیغہ ہفتصد منی کمر مین لگائے زیر سایہ علم نمودار ہوا
امیر نے مرجان سے پوچھا کہ یہ شخص دیوانہ وضع کیون ہی اور اسکا کیا نام ہی مرجان نے عرض کی کہ ای شہریار یہ
بیٹا ملک حرمان دیوکش کا قیطاس اژدر پوش چچا گنجاب کا ہی بعد ازان ساٹھ ہزار سوار جرار سے ایلب
باختری مرکب پر سوار آکے میدان مین اپنی فوج کا پرا باندھ کے قائم ہوا بعد اسکے بلوچ مع چالیس ہزار سوار آیا امیر نے
پوچھا مرجان نے کہا کہ اس جوان کا نام بلوچ ہی اور اُس کے گھوڑے کا نام گلگون دریائی ہی بعد تھوڑی دیر کے
اور ایک گرد نمایان ہوئی جسوقت وہ گرد بیٹھی تو دیکھا ایک جوان سکندر صولت شیر خصلت کمال شوکت و شان

سے مسلح اور مکمل دریاے آہن مین غوطہ مارے نمودار ہوا پشت پر اُسکی ایک لاکہ ساٹھ ہزار سوار کا غول برچھے ترچھے کیے تلوارون کے قبضون پہ ہاتھ رکھے گھوڑے اُٹھاے بڑے کروفر سے چلے آتے ہین صاحبقران نے پوچھا یہ کون بہادر ہی مرجان نے عرض کی اسکا نام قارن بلند کمان مقرب خاص بارگاہ لقا کا ہی گنجاب کی بارگاہ مین قاہر بن قہرمان عجمی سے اور اس جوان سے کچھ تکرار ہو گئی تھی گنجاب نے آپس مین ان دونون کے کشتی کروا کے قاہر بن قہرمان عجمی کو بہت بھاری خلعت دیا تھا اور اسکو سراسری خلعت دیا تھا اس بات پر یہ گنجاب سے کشیدہ خاطر اور ناراض ہو کے چند سردار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے جو گنجاب کے لشکر مین قید تھے انکو مردانہ وار چھڑا کر خدمت مین شاہزادہ والا مرتبت کی آ کے از سر صدق و خلوص نیت کلمۂ شہادت پڑھ کے مسلمان ہو گیا بعد اُسکے اور گرد بلند ہوئی اور اُس گرد سے آواز نقارون اور نفیرون اور قرناؤن کی بلند ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا تین سو علم جوانان خوش رو ہاتھون مین لیے ہاتھیون پر بیٹھے ہین اور تین لاکھ سواران نیزہ دار کا لشکر گرد و پیش اور آگے ایک تخت پر ایک بادشاہ تاج شاہی بر سر و چار قبۂ شہنشاہی در بر بہ کمال شوکت و شان تین بیٹے اُسکے ہمراہ تخت کے نظر آیا سلطان باکرام نے مرجان سے پوچھا کہ یہ کون ہی اُسنے عرض کیا اسکا نام حرزم بردم ہی اور اُسکے بیٹون مین ایک کا نام حمنور دُر دُر گوش دوسرے کا نام عقاب دُر دُر گوش تیسرے کا نام جمہور دُر دُر گوش مشہور ہی پھر امیر باتوقیر نے پوچھا کہ ای مرجان ابھی شاہزادہ بدیع الزمان کا اور بھی کچھ لشکر باقی ہی مرجان نے عرض کیا کہ ای شہریار ابھی بہت لشکر ہی اور جب لشکر کے آنے مین اندر کے توقف ہو جاتا تھا تو سلطان باکرام پھر پوچھتے تھے کہ ای مرجان کیا لشکر بدیع الزمان کا آچکا اب تو کوئی باقی نہین ہی اُسوقت مرجان عرض کرتا تھا کہ ای شہریار بہت لشکر آنے کو ہی ابھی تو چند سردار آئے ہین سلطان صاحبقران متحیر ہو کے کہتے تھے بنازم بر صولت اور شجاعت شاہزادہ بدیع الزمان کہ کیسے کیسے دلیر اور بہادر جوان اور کیسا لشکر بہم پہونچایا ہی اس عرصہ مین پھر تتق گرد کا اُٹھا اور سات سو فیلان کوہ شکوہ کہ ہودے اُنکے رنگے ہوے چورسے مکلل بجواہر دانتون پہ چڑھے ہوے جگہ گاہن پڑی ہوئین چاند سورج الماس کے مستکون پر لگے ہوے دو دو جوان بادلہ پوش نشان بردار علمہاے زرنگار ہاتھون مین لیے اُنپر بیٹھے فیلبان وردیان زرکلفت کی پہنے ہوے گجک مارتے ہاتھیون کو رانون سے مستے ہوے چلے آتے ہین اور پیچھے اُنکے بارہ ہزار اراب زر و جواہر مال و اسباب سے مملو اُنکے بعد سات لاکہ سوار نیزہ دار کا لشکر اور بیچ مین ایک بادشاہ مرکب بادرفتار پر سوار نمودار ہوا امیر نے پوچھا کہ مرجان دیکھو تو یہ کون شخص ہی اُسنے عرض کیا کہ اسکا نام ملک عمالک بنفشہ پوش ہی ابھی مرجان یہی عرض کرتا تھا کہ املاق و تملاق قراطاقی بائیس ہزار سوار دون سے پہونچے اور بارہ ہزار چھکڑے مال اسباب کے اُنکے ہمراہ تھے بعد اُنکے اب جو دیکھا تو گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردبا سماں رسیدہ و پاے گرد بزمین نہ رسیدہ غلطان و پیچان مثل زلف عروسان یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور ایک سو علم پھریرے اُنکے کھلے ہوے صداے کوس حربی و نعرۂ چلاچل اُٹھی سے زمین متحرک آسمان متزلزل نظر آتا تھا بعد ازان ایک نوجوان فیل تن شیر سیرت رستم توان سہراب دل شعر باشندۂ بیشہاے شیران ہمہ پنجۂ بازوے دلیران بہ کمال شوکت و شان ایک زنجیر فولادی گلے مین پڑی ہوئی ایک غول سازندون کا آگے آگے سرود چھیڑتے اور سازون کو بجاتے ساقیان مہر طلعت ماہ صورت جام اور صراحی زمرد جو ہاتھون مین لیے [illegible] پیالہ شراب احمر سے مثل خون کبوتر کے لبریز بھر بھر کے دیتے جاتے ہین اور وہ نوجوان جام نوش کر کے بجاے گزک کے دانہ ہاے زنجیر فولادی جو کہ اُسکے گلے مین پڑی ہی دانتون

سے چبا کے سر ہلا کر کے منہ سے زمین پر تھوکتا جاتا ہی سپر تلوار آگے رکھی ہی مرکب دیو طلعت پر سوار اور گرد پیش اسکے لاکھ سوار
شجاعان عرصہ کارزار سلح اور مکمل زرہین فولادی گلے مین دستانے پر جوہر ہاتھون مین خود فولادی سر و پشت پر سپرین
تلوارین پکڑے کس رعب و داب سے آتا ہی کہ زہرہ شیرون کا آب ہوجاے سلطان عالیمقام نے اُسے دیکھ کر نہایت
پسند کیا اور مرجان سے پوچھا کہ اے مرجان اس بہادر کا کیا نام ہی مرجان تیزرفتار نے گذارش کی کہ یا سلطان صاحبقران
اسے ورقاے زنجیرخاے کہتے ہین ابھی لشکر ورقاے زنجیرخاے کا تمام نہین ہوچکا تھا کہ پھر گرد اتنی بلند ہوا جب
دامن گرد شگافتہ ہوا ارہم شاہ مع تین لاکھ فوج کے محافہ اپنی بیٹی ملکہ گلعذار مہین تن کو ہمراہ لیے اور پشت پر اسکی الماس شاہ
ساٹھ لاکھ دیو و پریزاد و اجنہ کے غول نمودار ہوا پھر ستق گرد کا اُٹھا اس مین سے جروب شاہ کبشاہ مع ساٹھ ہزار
ساحران عذار شیر و پلنگ پر سوار اور پیچھے پیچھے اُسکے گبرشاہ تین لاکھ اجنہ کی فوج سے آکے میدان مین قائم ہوا پھر
گرد نمایان ہوئی اور شیرویہ دیو مع چار لاکھ غالیچہ نشین پہونچا امیر باتوقیر آمد فوج کی اور نئے نئے رنگ کے سردار
اور بہادرون کو دیکھ کے متعجب اور متحیر محو حیرت خاموش بیٹھے دیکھ رہے تھے اور مرجان عیار ہر ایک کا نام اور حال بیان
کرتا جاتا تھا ناگاہ پھر گرد اُٹھی اور مالک منصور شاہ چار لاکھ سوار اور چالیس ہزار شتر مال و اسباب کے خاص گنجاب
کا لیے میدان مین آکے ٹھہرا بعد اُسکے اب جو دیکھا تو بروے ہواے آسمان ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہوا اور شور و غل گوش زد
ہوا اور آفتاب چھپ گیا سلطان عالیمقام نہایت ششدر ہوکے اُس طرف بغور دیکھنے لگے ملاحظہ فرمایا کہ بہرام گردن خاقان
چین لاکھ پریزاد اور مالک کافور اور فولاد زرہ پوش سپہ سالار اسی ہزار دیو نرہ شاہین قاف آکے میدان مصاف
مین قائم ہوے دم بھر کے بعد پھر گرد بلند ہوئی اور اس مین سے علقمہ اُصطرلابی وزیر اعظم گنجاب کا بارہ ہزار سوار اور چالیس
ہزار شتر محمول اسباب اور مال گنجاب اور خزانہ سیم و زر اور جواہر گنجاب کا ہمراہ لیے میدان کارزار مین نمودار ہوا برابر اُسکے
جبار دیوادہ وقیانوس بن قیطانوس زنگی بادشاہ طلسم رفعت سلیمانی کا چالیس ہزار حبشی بچے خونخوار صورتین اور
چار سوار اسپے پراز مال مع مرکب و شہر سلیمانی با زین و لجام مرصع کار اور تاج رفعت سلیمانی ہمراہ لیے پہونچا اور صف
آرا ہوا بعد اُسکے پھر آسمان پر ایک تاریکی سی چھا گئی اور دیکھا کہ دیو مہمان مع مشعل ہفت قاب ہفت سر سلیمانی اور بارہ
ہزار دیوزاد و ہواسے آسمان سے اُتر کے بر سرے زمین میدان مین قائم ہوا صاحبقران فرط مسرت سے پیرہن مین پھولے نہین
سماتے تھے اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو دعا دیدیکے سجدات شکر بجناب باری ادا کرتے تھے ابھی حمزۂ عالیمقام اسی خوشی مین
تھے کہ ایک جانب سے آواز چقاچاق کی پیدا ہوئی اور دیکھا کہ دریاے باختر سے فوج فوج اور غول کے غول اور غٹ کے
غٹ سانپون اور اژدہون اور افعیون کے اور آگے آگے ایک چھوٹا سا سانپ ابیض بال نہایت خوبصورت پرنقش و
نگار تاج سر پر رکھے ایک سانپ پر سوار آکے اُسی میدان کے کنارے پر صف باندھ کے کھڑا ہوا سلطان والاشان امیر حمزۂ
صاحبقران نے مرجان تیزرفتار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور یہ اژدہے اور سانپ کیونکر یہان آکے جمع ہوے ہین مرجان
تیزرفتار نے عرض کی ان سانپون کے بادشاہ کو شاہزادۂ بدیع الزمان نے قید ظلم سے نجات دلوادی تھی اُسی وقت سے
یہ بسبب رفاقت اور اطاعت مین شاہزادۂ والا مرتبت کی حاضر ہین القصہ بہ طول ناچند اسی طریق سے سات روز لشکر
فراوان اور فوج بے پایان جان نثاران اور ہوا خواہان بدیع الزمان کی برابر آیا کی سلطان صاحبقران امیر
حمزۂ کشورگیر جہان ستان کا یہ حال تھا کہ وابستگان دامن دولت اور ملازمان شاہزادۂ والا مرتبت کو ایسی ایسی
فوج و سپاہ اور جوانان دلیر شیر سے آتے دیکھ کر وجد کر رہے تھے اور ہر بار شاہزادۂ عالیمقدار کی تعریف جرأت اور
شجاعت اور جوانمردی کی کرکے دعائین دیتے تھے القصہ جبکہ لشکر ظفر پیکر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کا تمام و کمال

اسکے میدان مین قائم ہوا جسوقت گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش نے از مغرب تا مشرق از جنوب تا شمال سرداروں کے خیمے ڈیرے بارگاہین چوبر کے بارکیان پیچوبے اسپاک راوٹیان قلندریان نمگیرے وغیرہ استادہ دیکھے گنجاب کے تمام جسم مین رعشہ پڑگیا اور خوف سے شل بید کانپ رہا تھا رنگت چہرے کی زرد ہاتھ پانون سرد ہوگئے تھے بات منھ سے نہین نکلتی تھی خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین نے یہ حال بیغیبر مرسل گنجاب کا دیکھکر کہا ای گنجاب کیون اسقدر پریشان خاطر ہی سبب تکدر خاطر کا اپنے بیان کر گنجاب نے کہا ای بختیارک بھلا تو ہی کہہ کہ اس بدیع الزمان کے لشکر سے کسکی تاب و طاقت ہی جو حوصلہ جنگ کا تو در کنار اسکے لشکر کی جانب رخ کرسکے بختیارک نے بہت سی تسکین اور تسلی گنجاب کو دیکے کہا کہ یا پیغمبر مرسل تو خاطر جمع رکھ کسلیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند حمزہ صاحبقران کا ہی شجاع ابن الشجاع مرد مردانہ اور اشجع زمانہ بہت با وضع ہی وہ کبھی دیو اور جن اور پریزاد اور غولون اور ساحرون سے تیری فوج وسپاہ سے مقابلہ ومجادلہ کرنے کا حکم نہ دیگا دیو جن پری غول ساحر یہ سب کوئی بجھسے کبھی نہ لڑینگے اندر کے صبر کر تو دیکھ کہ تھوڑی دیر مین یہ سب دیو پری جن وغیرہ کو رخصت کردیگا فقط سوار و پیادہ قوم النسان جو اسکے ہمراہ لشکر اور فوج حاضر ہین انھین سے اور تیرے فوج سے معرکہ رزم و جنگ در پیش ہوگا غرض بختیارک نے خوب سا سمجھا کے جب تسکین اور تشفی کی اسوقت گنجاب کو اندکے اطمینان حاصل ہوا لیکن کسی طرح سے دلکو چین اور اطمینان کلی حاصل نہ تھا حیران و ششدر بیٹھا تھا اب حال شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا سنیے کہ ملک قاسم نے جو اجتماع اور ہجوم دیوان نرہ شاہین قاف اور قوم اجنہ اور پریزاد اور غولان صحرا اور ساحران غدار کا اور آمد لشکر بے پایان اور فوج بیکران شاہزادہ بدیع الزمان کی دیکھکے اپنے دل مین از روے عدالت اور بنظر انصاف کہتا تھا کہ الحق اور برحق بدیع الزمان نے بڑی جمعیت اور خوب لشکر اور کیا اچھے اچھے شجاعان عرصہ کارزار و دلیران شیر شکار بہم پہونچا رکھے ہین مرحبا باشا ماللہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی لیکن حیران ہون یہ دیو اور پری اور جن اور غول و ساحرون کا مجمع کیون کیا اور انکو کسلیے طلب کیا ہی اگر یہی ہی تو مین بھی جاکے اپنا لشکر لیے آتا ہون لقا بدار سر خپوش نے یہ گفتگو قاسم کی سنکے کہا کہ ای قاسم اندکے توقف کر دیکھ ابھی کیا ہوتا ہی

اب دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان شاہان حلقہ فگن گوش گردن کشان ضرزوم رباے زمین خنگ سپہر جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام نریمان زلزلہ قاف ثانی سلیمان والاشان امیر حمزہ صاحبقران گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ عالیمقام نے تماشا آمد لشکر شاہزادہ بدیع الزمان گردنکشن کا دیکھکے نہایت شادان اور خندان اپنی بارگاہ عرش اشتباہ سلیمانی کو استادہ کراکے مع پانچ ہزار پانچسو پچپن سرداران نامی اور پہلوانان گرامی جوانان صف شکن و شیر افگن بہادران تہمتن شجاعت شعار شہامت کردار ذرنگار تخت پر جلوہ فرما ہوے اور سرداران دست راست بجانب میمنہ اور سرداران دست چپ بسمت چپ اپنے اپنے دنگلون پہ بقاعدہ مستمرہ متمکن ہوے حکم ہوا کہ جشن نشاط اور محفل انبساط کی تیاری ہوئی حسب الحکم عظام امیر عالیمقام ہزار بارہ سو طائفے ارباب نشاط کے حاضر تھے تھاپ طبلونپر پڑی آواز ہوشربا ہوش ربا نوشانوش کی بلند ہوئی لہرا سارنگی کا بانسری کی گمک آسمان کو جانے لگی قانون مین رباب چنگ مرچنگ دف دائرہ جھانجھ کنجری جلترنگ سرود ستار الگوجا سرنی سرمندل راگ جناج ہونگے الگوجا وغیرہ انواع انواع کے باجے بجنے لگے مغنیان سحر ساز پری پیکران کرشمہ ساز حالت رقص مین پاے کوبی نہین کرتے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بحصول بد دماغی تعلقات دنیوی پر ٹھوکر مارتے ہین اور واسطے ازدیاد عمر و جاہ سلطان صاحبقران عرش بارگاہ کے اپنے اپنے ہاتھ دعا کے لیے سوے آسمان بلند کرتے ہین

ڈنگوے بولیاں عشاق پرشور انگیز تھے اور جھنگیا بجانا رندیون کا یہ ثابت ہوتا تھا کہ طائران دل مشتاقان کو آشیانۂ زلف پیچان سے
اڑا دیتی ہین اشعار مطرب از لحن ہاے داؤدی * دل ہمی برد و جان ہمی بخشید * گشت رقص آنچنان کہ در پردہ
پردۂ صبر عاشقان بدرید * حضار محفل مثل عاشقان بسمل اور مشتاقان بیدل دست بدل طفلہ بردار تھے شعر مغان کن
لولیان شوخ و شیرین کار شہر آشوب * چنان برند صبر از دل کہ ترکان خوان یغمارا * ساقیان مہر طلعت جام و صراحی زر دین
ہاتھون مین لیے دورہ جام شراب یاقوت رنگ کا چل رہا تھا ارباب محفل مین دھوم ہی قطعہ ساقی بنور بادہ برافروز جام ما
مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما * ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ام * اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما * ناگاہ
سلطان والاجاہ نے جانب شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مخاطب ہو کے فرمایا کہ خواجہ سلامت تم ذرا میرے قرۃ العین نور بصر پارۂ جان
لخت جگر فرزند دلبند شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس جاکے کہو کہ ای راحت روح روان شعر یہی کو اگر جلوہ فرما نہ دیکھا * برابر ہی دنیا کو
نہ دیکھا نہ دیکھا * اور اپنے ساتھ اُسے لے آؤ اور اتنا کہہ دینا کہ ای فرزند میری آنکھین تشنۂ دیدار ہین ذرا دم بھر کے لیے آکے مجھے اپنی صورت
دکھا جاؤ حسب الحکم امیر با توقیر کے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اُسی وقت بارگاہ سے اُٹھ کے متوجہ طرف بارگاہ شاہزادۂ
بدیع الزمان عالیجاہ کے ہوا وہان شاہزادۂ بدیع الزمان نے بعد ملاحظہ تمام اپنے لشکر دیو اور پریزاد اور جنات اور غولون اور ساحرون
اور سانپون کے فرمایا کہ تم اب سب اپنے اپنے ملک کو جاکے آرام کرو اور سب کو رخصت کیا اور آپ مع فضل بن گیا ہور خون آشام
اور ارباب باختری اور قارن بلند کمان اور ورقا زنجیر خاے اور ترک جوشن پوش اور تمر یلدا خان بن گنجاب اور رستم خان
بن گنجاب اور طاہر بن قہرمان عجمی اور سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین اور حارب خونریز اور ضارب خونریز اور ملک عجم اور ملک
صفوان سطح نشین اور ملک گودرز دریائی اور قیطاس اژدر پوش اور ملک مالک بنفشہ پوش اور اطلاق قراطاقی اور تملاق
قراطاقی اور ملک منصور شاہ اور علقمۂ اضطرلابی اور قیس بن گیا ہور اور لیس بن گیا ہور اور نوح بن گیا ہور وغیرہ نوشیر گیا ہور
کے اور قائل زنگی مقاتل زنگی وغیرہ اپنے سرداران اور جان نثارون کے اپنی بارگاہ مین بیٹھ کے محفل رقص سرود مین مصروف ہوئے
تھے کہ عمرو بن امیہ نامدار اندرون بارگاہ آ کے روبرو شاہزادۂ عالیجاہ کے آیا اور دعا و ثناے شاہی بجا لایا شاہزادۂ
بدیع الزمان نے جو عمرو کو دیکھا تو اپنے ولگل پر سے سرو قد اُٹھ کے تعظیم دی اور باعزاز و تکریم تمام اپنے پاس بٹھلا کے پوچھا کہ عمو جان آپ اسوقت
کیون تشریف لائے عمرو نے کہا مین حسب الحکم حمزہ تیرے بلانے کو آیا ہون لیکن ای بدیع الزمان تو سچ کہہ کہ اسقدر مال اور خزینہ قسم قسم اور
گنجینہ لعل و گوہر وغیرہ جو تو نے پیدا کیا ہی اس مین سے مجھے کسقدر عنایت فرمائیگا شاہزادۂ عالم نے کہا کہ ای عم بزرگوار جتنا کہ مال و اسباب
نقد و جنس میرے پاس ہی اُس مین وہ بھی آپکا ہی اور وہ سب کا وہ بھی مین مالک ہون اور باقی جو کچھ ہی وہ واسطے جناب والا اسد بزرگوار امیر
حمزۂ صاحبقران نامدار کی نذر کا ہی عمرو نے کہا ای بدیع الزمان تو خوب جانتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران کو کچھ مال و دولت اور کچھ زر و جواہر
کی جانب پروا نہین ہی وہ خود گنج قارون سے سوا زر و جواہر اور مال و اسباب اپنے قبضۂ اختیار مین رکھتا ہی تو ایک کام کر کہ ہم اور تو باتفاق
باہم برابر برابر حصہ تقسیم کر لین شاہزادۂ بدیع الزمان نامور نے یہ تقریر شاہ عیاران عیار کی جو سنی تو بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ خواجہ سلامت
بہت طمع خوب نہین عمرو سنکے خاموش ہو رہا بعد اسکے کہا کہ حمزہ نے تجھے طلب کیا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان عالی مقام نے کہا کہ ای عمو کی
صاحب مین بھی نہایت اشتیاق رکھتا زیارت اور قدم بوسی اقدام عالی سلطان عالیمقام کی دل مین رکھتا ہون مگر مجبور مطلق ہون کیا کرون
انشاء اللہ تعالی اگر فضل الہی شامل حال ہوا اور حیات مستعار باقی ہی تو بعد فراغ ہر کہ جدال و قتال و رفع تنقیہ کے بحضور مین حاضر ہونگا
عمرو نے کہا کہ ای بدیع الزمان عمر دل حکمی حمزہ کی کرتا ہی یہ بات مقتضاے فراست نہین ہی شاہزادۂ بدیع الزمان معقول ہو کے ہمراہ
شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار بخدمت سلطان عالیمقام روانہ ہوا عمرو نے آگے جاکے بخدمت فیضدرجت سپہ توقیر
حمزۂ صاحبقران دوران عرض کی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان آتا ہی صاحبقران دوران نے سرداران دولت کو واسطے

استقبال کے روانہ کیا اور سب سردار استقبال کر کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب ہوئے اور شاہزادہ عالم
داخل بارگاہ سلیمانی ہوکے قدموں سے اپنے والد بزرگوار امیر حمزۂ نامدار کے لپٹ گیا سلطان صاحبقران نے اپنے فرزند ارجمند شاہزادہ
نجیب بلند کو گلے سے لگایا بہت سا پیار کیا اور پاس اپنے بٹھا کے احوال پوچھا بعد دو گھڑی کے شاہزادہ بدیع الزمان نے عرض کی کہ یہ خاکسار
امیدوار ہے کہ حضور مع اپنے تمام سرداروں و بارگاہ نشینوں کے سیر سرگرم رزم و پیکار کا تماشا دیکھیں الا یہ قدغن بلیغ ہر ایک کو رہے کہ کوئی
صاحب سپری لڑائی میں شریک ہونے کا ارادہ نہ کریں یہ کہکے امیدوار اجازت رخصت کا ہوا اور عرض کی کہ اب فدوی جا کے
تیاری آراستگی لشکر کی کریگا شوکت امیر با توقیر نے پھر شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب کو اپنی چھاتی سے لگا کے فرمایا کہ بابا جاؤ
بخدائے لایزال سپرد کیا جناب احدیت تمہارا معین اور مددگار ہے پس شاہزادہ بدیع الزمان سلطان صاحبقران سے
رخصت ہو کے اپنے لشکر میں تشریف لائے اور اپنی بارگاہ میں بیٹھ کے سرداروں اور پہلوانوں گردوں اور گردنکشوں سے
فرمایا کہ یارو اب سب تیاری جنگ کی کرو کل صبح کو روز میدان سرگرمی جنگ و جدال ہے پس حسب الحکم شاہزادہ عالم کے تمام
سرداران و افسران فوج سامان تیاری جنگ میں مصروف ہوئے جس وقت کہ گنجاب بن گنجور بن مالک حران دیو کش نے لشکر گیتی شاہزادہ
بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی اس شوکت و شان سے دیکھی اپنے سب سرداروں اور پہلوانوں اور جوانمردوں اور افسران فوج
کی طرف دیکھ کر کہا کہ یارو کہو کہ میں اب اس لشکر سے کیا مقابلہ اور مجادلہ کر سکونگا تمام سرداروں اور پہلوانوں نے
کہا کہ یا پیغمبر مرسل خداوند لقا تو فقط تیر نگاہ درچشم اعلم کے سامنے میں اپنے سر پیغمبری پر اعتماد اس کر کے تماشا دیکھنا کہ ہم سب
لشکر بدیع الزمان کے کیا کرتے ہیں اور کس خوبصورتی اور سہولت اور آسانی سے [illegible] ایسے لشکر مور و ملخ انبوہ
کے سامنے سے ایک کو ذرہ و سالم نہیں بچا کر جانے دیتے ہیں گنجاب نے یہ گفتگو اور لاف و گزاف جوانان دلاور اور سرداران
لشکر کا سنکے حکم دیا [illegible] تامل کرنا کیا ضرور کہ وہ لشکر میں طبل جنگ بیدرنگ بجے حسب الحکم گنجاب کے لشکر کفار میں طبل جنگ
بجا اور صدائے طبل جنگ بجانے کی ایک ایسی عمر دگر گرد آلودہ اور پسینے میں غرق بارگاہ میں حضور شاہزادہ بدیع الزمان عرش بارگاہ
جاکے دست بستہ پکار [illegible] رفیقت قل ہو اللہ احد و نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد لم یلد بازو لم یولد
دستگیر لم یکن یاری دہ ولم یکن له کفوا احد شاہزادہ عالم کی عمر دراز ہو گنجاب نے طبل جنگ بجا اور کل صبح کو وہ کافر
سرگرم آرائے میدان رزم و کین ہوگا شاہزادہ عالیمقام نے بعد استماع اس کلام کے فرمایا جو کچھ منشی تقدیر و کاتب ازل نے لوح
جبین پر تحریر کیا ہے روز دیوان قضا کا کلک قدرت نے اپنے رقم کر دیا ہے اس میں سر مو فرق نہیں ہوتا ہے وہ نقش کالحجر ہے پس فکر و تردد
اس میں کرنا محض حماقت اور عین نادانی ہے کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجے حسب الحکم غلام شاہزادہ بدیع الزمان
عالیمقام کے لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ پر چوب پڑی اسطرف عیار نے نقابدار سرخوش کے بھی آگے نقابدار سرخوش سے عرض کی
کہ لشکر گنجاب علیہ اللعن والعذاب میں اور لشکر شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب میں طبل جنگ بجا ہے نقابدار سرخوش نے بھی حکم دیا
کہ ہمارے بھی لشکر میں طبل جنگ بجے چنانچہ لشکر میں نقابدار سرخوش کی بھی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی اور صدائے کوس حربی
نعرہ ہائے زرہی سے زمین سنتر لرزاں اور آسمان متحرک [illegible] آواز طبل جنگ کی سنکے آمادۂ
مرگ اور جویائے قضا ہوئے [illegible] دلاوران نامدار و شجاعان [illegible] اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھنے بھالنے لگے [illegible] تیغوں کو صیقل
کرانے لگے کمان چڑھایا اور نیزیاں چٹایا چار آئینوں اور خودوں کو پوچھا ملوایا ترکشوں کو اپنے آگے رکھ کے الٹ دیا اور جو جو کہ تیر ٹوٹے تھے
انکو نکال کے پھینکدیا اچھے اچھے تحفہ تحفہ تیروں کو دیکھ دیکھ کر پھر ترکشوں میں بھرا غرض اتنا زاری سلاح کی اسقدر ہوگئی تھی کہ ایک تیغ آبدار اور
خنجر پچھو سردار کے دستیاب ہونے کے واسطے سو سو جوان نقد جان و دل دینے کو موجود تھے پھر ان کو بہادران جنگ دیدہ
تیغیان اپنی آنکھوں کی سمجھتے تھے ظفر تکیہ بنا کے بیٹھے تھے کمانوں کو باعث آبرو کا سمجھ کے سر پر چڑھاتے تھے اور کمندوں کو قریب

پیشانیان

رشتۂ جان جانتے تھے خنجر بے قبضہ زر غیر مہیا تھا نیزہ بالا زر کو کہن ملتا نہ تھا ایک ایک زرہ پر سو سو جوان چشم بر دوختہ
چار آئینون کے واسطے آشنا آشناؤن سے چار چشم ہو کے بات نہین کرتے تھے اور کہتے تھے یارو جو شئے چاہو حاضر
ہی اُسکے دینے مین ہمکو کبھی انکار اور کچھ تکرار تمسے نہین آلات قسم ہتھیار سے آج کوئی ہمسے طلب کرو اشعار ؎ بسکہ گشتہ گرم تر بازار تیغ
خلق میکرد نقد جان ایثار تیغ ؎ قیمت خود بسکہ مردم می فزود ؎ کیسۂ زر قیمت یک خود بود ؎ ہزارون لاکھون بہادران اور
دلیران صاحب عز و تمکین نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی سنی ہی غسل کر کر کے پوشاکین نفیس اور پاکیزہ پہن پہن کے عطر
ملکے سیکڑون اپنے خیمے ڈیرون مین کنج عزلت مین سیکڑون خانقاہون اور مسجدون مین ہزارون لب دریا ہزارون جانب
میدان سر برہنہ جانب قبلہ منہ کیے دعائین مانگتے تھے اور بحضور قلب اور خلوص نیت سبحۂ اشک تار نظر مین پیوستہ
کیے جناب باری سے مستدعی اور ملتجی تھے کہ اے رب جلیل دل ایک قطرہ خون ہی اسکا کچھ بھروسا اور اعتبار
نہین ہی کل صبح کو میدان مصاف مین امتحان قوم اشراف اور فرقۂ اجلاف کا بزبان خنجر اور دم شمشیر اور گواہی کلاہ
عمود بر روے کار آئے اور جوہر عالی نسبی اور والا دودمانی کا ہر ایک دلیر عرصۂ کارزار کے بعرصۂ ظہور آئیگا اپنی
وحدانیت کا صدقہ ہمکو اپنے آقاے ولی نعمت کے روبرو سرخرو کرنا آرزوے دلی یہی ہی کہ سہرے خون کے اور
بدھیان زخمون کی تن پر ڈالے آئینۂ شمشیر مین چہرۂ عروس فتح و ظفر کا جلوہ کر کے دولہا شہ میدان رزم و پیکار
مین نمودار ہون اور ایک قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو نہ ہٹے غرض یہ کہ تمام رات دونون لشکرون مین بڑی جاگ
اور چہل پہل رہی طلائے سوارون کے پھرتے تھے آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند تھی آخر الامر اب کوئی
تین چار گھڑی پچھلی رات باقی رہگئی کہ یہان سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے جا کے پاے سعادت صاحبقرانی
کو بوسہ دیا سلطان والا شان خواب راحت سے بیدار ہوئے اور پوچھا کہ مقبل رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے
عرض کیا کہ اے شہریار نماز کا وقت ہی سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ پانی وضو کے لیے طلب کرو فراش آفتابہ
اور سلفچی لیے حاضر تھا امیر با توقیر نے اُٹھ کے وضو کیا اور بعد وضو دو رکعت نماز پڑھ کے پوشاک پہنی اور صندوق سلاح
کا طلب کیا تمام سلاح ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کیے اشعار ؎ ز خود سے سر افراخت آن سرفراز ؎ کہ تا آفتابش بجودت طراز
ز زرکش قباے زراندود بود ؎ ز صنعت گرہہاے داؤد بود ؎ مسلح اور مکمل ہو کے باہر برآمد ہوئے قندز دیوانہ اشقر دیوزاد
کو لیے حاضر تھا امیر نے اشقر کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ایال پر ہاتھ ڈالکے رکاب مین قدم رکھا اشعار ؎ بزیر زین جلوہ کرد و جست
چو سد سکندر بر زین نشست ؎ تو گوئی کہ سہراب یل زندہ شد ؎ فلک زیر شمشیر او زندہ شد ؎ چار سو ساڑھے چار سو رفقا
اور ندما مثل شاہ سلیمان فارسی اور ابو المعجن کرد اور مقبل وفادار وغیرہ ہمراہ رکاب ظفر انتساب سلطان عالیجناب
کے ہوئے سواری مثل باد بہاری آہستہ آہستہ روانہ ہوئی جبکہ قریب نقارخانۂ بلورین کے پہونچے تو دیکھا سامنے عیش
محل کی ڈیوڑھی پر پردہ چرخیون پر کھینچ چکا ہی گلال باری اب تک قائم ہی ایکطرف سترہ سو کنول بلورین الماس نگار
اور سورج مکھیان اور ہزار بارہ سو جھاڑ بوقلمون اور دو ڈھائی ہزار پنجشاخے گنگا جمنی روپہلی سنہری شمعدان کف
دست اُنکے نار نما ؎ ہر سر انگشت پر ید بیضا ؎ شمعین مومی اور کافوری کنولون اور سورج مکھیون وغیرہ پر چڑھین
روشن ہین از بسکہ صبح کی روشنی نمایان ہوتی جاتی ہی لو روشنی پر زردی سی چھا گئی ہی اور فلیتے بے نور نظر آتے تھے ایکطرف ٹکور نوبت
کی لگ رہی تھی نقارے سونے روپے کے و قرنا اور شہنا چوبین طلائی اور نقرئی نقارچی سب بادلہ پوش دوالین
طلائی نوبت خانہ بہت تکلف کا بجتا ہوا گیرہ تامی کا آگے اُسکے کلابتونی ڈوریون سے کھینچا ہوا شہنا نواز شہناؤن مین
رات بھیروین بہاس الحیا کو پھونکتے ہوئے سناٹے سُرون کے بھلے معلوم ہوتے تھے شہرہ شہنا نوازون کی بیاری دھنین

جنھین کان رکھ رکھکر ملائک سنین ایک سمت دو ڈھائی ہزار سقے بادلے کی پگڑیان تمامی کے لنگوٹ کھینچے کر بخوبی کلاکرین ہی
سوہی بھینی باندھے جوتے پشوری سلمے ستارے کے پانون مین چڑھائے مشکیزے بودار چمڑے کے کاندھے پر رکھے گلاب
کیوڑا عرق بہار بید مشک اُنمین بھرے فوارے ہزارے مرصع دہانون پر چڑھائے عطر بیزی اور گوہر افشانی کر رہے ہین ایک
جانب سات سو آٹھ سو منقل بردار عود سوز اگر سوز عنبر سوز ہاتھون مین لیے لوٹے تخلخلے کے روشن کیے عود برقی
چھڑکتے ہوئے بخورات طرح طرح کا جلتا ہوا نسیم عنبر شمیم وزان ہے دماغ جان معطر ہوئے جاتے ہین سترہ اٹھارہ سو
حاجب دربان کشیکچی قورباشی لب بادل مرد ستے چوبدار تیس تیس ہتی کی چھجے دار پگڑیان سرون پر باندھے مرزائیان
بیلکاری کی اُنپر قبائین برق چاک محمودی کی اور قلمکار بیلون کی سنجاب ٹنکی ہوئی گلے مین پہنے مشروع کے پاجامے پاؤن
مین بابیل چشم کے پٹکے کمرون سے باندھے ابلق کمیت سرنگ سمند سیاہ گھوڑے رانون کے تلے دبائے چمکارتے گدگداتے منتظر
سواری کھڑے ہین ایک سمت ہزار بارہ سو فیلان کوہ شکوہ بھسونڈے رنگے ہوئے گجگاہین بڑی بڑی حلقہائے زرنگار
پشت پر اشعار جھمک کے خورشید سلے ہودج زرین بہ جبین ✦ فیل جب شہ کی سواری کے کھڑے ہون در پردہ جل
زربفت کو ہی چاند کی راتون سے گلہ ✦ شب دیجور پہ کیون نور کی ڈالی چادر ✦ جوڑے مکلل بجواہر دانتون پر چڑھے ہوئے
وہ وجوان بادلہ پوش علمہائے زرنگار ہاتھون مین اُسکی پشت پر بیٹھے فیلبان انکس پکڑے خاموش انتظار سواری مین ہین
چودہ سو پندرہ سو سانڈنیان بطور صحرائیون کے آراستہ سقرلاتی مخملی جھولین اُنپر پڑی ہوئین دوڑیان کلابتونی جھالرین منقش
کی کرنین مزین باسلکہا سے مروارید آویزان زنگ گنگا جمنی گردنون مین سانڈنی سوار وردیان دھوم دھامی پہنے مہارین
پکڑے سانڈنیون کو روکے کھڑے ہین ایکطرف بارہ ہزار خاص بردار بنڈیان اُنکے گلے مین پگڑیان اور تیکے سرخ سرخ
سرون پر اور کمرون مین ہرکارے پر تلے لگائے مسلح اور مکمل نقرئی طلائی تمامی کے غلافون کی خاصیان مگر دہان شیر دہان
جواہر نگار رومی ولایتی فرانسیسی نادر چقماقین دونالیان یکنالیان رفل خاردار رفل وغیرہ کاندھون پر رکھے پرا باندھے
لب بسکوت حاضر اور مستعد ہین غرض سامان اور جلوس سواری کا دیکھتے ہوئے سلطان صاحبقران قریب عتبۂ
ملک تکریم ملائک مقیم کے پہونچکے اشقر دلاویز پر سے اُتر پڑے اور زین پوش بچھا کے انتظار مین برآمد ہونے حضرت
ظل اللہ شہنشاہ سعد بن قباد کے وہین بیٹھ گئے اور جو جو شاہ و شہریار اور سردار مجرائی آتے جاتے تھے سب امیر حمزہ
صاحب توقیر کو مجرا کر کے حسب دراست زین پوش بچھا بچھا کے بیٹھتے جاتے تھے ناگاہ اندر سے آواز شہناؤن کی
گوش زد ہوئی اور آمد سریر سلطان حضرت ظل اللہ کی دیکھکر یل عادیان پور شدادیان کپتان کرب بن کود کرب عمرو
معد یکرب پہلوان عادی نے پردۂ زنبوری کو ہاتھ سے تھام لیا اور تخت حضرت ظل اللہ عرش بارگاہ سلیمان
سریر گردون سریر وارث اورنگ جہانبانی مالک سریر سلطانی شہریار عالی مقدار سعد بن قباد کا چار سو ساڑھے چار سو
کہاریان نوجوانین پری طلعتین ماہ وشین دوش بدوش لیے نمودار ہوئین اور گرد و پیش کنول برداریان سورج مکھی
والیان لالٹین والیان دستی والیان روشنی مومی کافوری شمعون کی لیے ہوئے اور روشنچوکی والیان روشنچوکی بجاتی
شادیانے سرون کے نکالتے ہوئے پہلوان عادی پکارا نصر من اللہ فتح قریب۔ کہارون نے بڑھ کے تخت آسمان سلیمان
مرتبت کا کہاریون سے لیکر اپنے دوش پر رکھا حضرت کے چہرۂ اقدس پر جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ شاید ابھی نماز صبح سے
الفراغ حاصل کر کے سوار ہوئے ہین سجدہ گاہ کی مٹی جبین اقدس پر لگی ہوئی وظیفہ مین مشغول ہین صاحبقران
دوران اُٹھ کے مجرے کو جھکے مردہے نے نہیب دی بادشاہ سلامت شہنشاہ عالم پناہ سلامت زلزلہ قاف ثانی
سلیمان حمزہ صاحبقران امیر کشور گیر جہانستان کا مجرا نگاہ روبرو حضرت ظل اللہ نے ہاتھ اپنی چھاتی پر رکھ کے اشارہ

سوار ہونے کا کیا امیر با توقیر محراکر کے اشقر دلاویز اوپر سوار ہوئے بعد ازان جنیبئے شاہ و شہریار دست راست اور دست چپ تھے ایک ایک کا مجرا لیتے ہوئے شہنشاہ گیتی پناہ خواقین سجدہ گاہ ظل اللہ بادشاہ سعد بن قباد جانب میدان رزمگاہ مخاطب ہوئے آگے آگے کرکیت کڑکا بولتے ہوئے میدان مین آئے اشعار

یہ کہتے تھے آلیسمین ہر دم پکار
اور پاسے آنفادت سے اور دور سے

یلانو جوانو بڑھے جاؤ
بڑھے جاسکے آگے سے چلتا قدم

دو جانب سے باگین تھے آ ہو
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

نقیب اور جلودار اور چوبدار
اُسی اپنے معمول و دستور سے
بعد اسکے ہزارون سقے آبپاشی

کرتے تھے برابر تخت بادشاہی اور گھوڑون کے پیٹ کے تلے دبے ہوئے کچھ جانب راست کچھ جانب چپ کچھ آگے پیچھے گرد کو بٹھاتے چلے جاتے تھے سلطان باکرم امیر حمزہ ناموز زیر سایۂ علم اژدہا پیکر چالیس قدم لبعوری آدھ صاحبقران آگے تخت سے بادشاہ کے بڑھے ہوئے یہ شعر پڑھتے ہوئے شعر من آن ستارۂ صبحم کہ از کمال ادب ہمیشہ پیش رو آفتاب میباشم باقی تمام سرداران والا گوہر اور افسران لشکر اور فوج و سپاہ چپ و راست اور پشت پر آئین شائستہ قدم باقدم ہمراہ رکاب ظفر انتساب شہنشاہ عالیجناب کے وعدہ گاہ مصاف مین آکر پہونچے اور تخت حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی بادشاہ لشکر اسلام کا قلب لشکر مین قائم ہوا اس عرصہ مین وقت صبح کا ہوا اور شاہ زرین کلاہ خاور آفتاب تخت نیلگون سپہر پر سوار و تاج زرین سر پر رکھے دریچۂ مشرق سے واسطے تماشائے رزم و پیکار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے نمودار ہوا اور دیکھا کہ ایک سمت سے انجم گروہ رستم شکوہ سپہر فتنہ ملک... باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مع فضل بن گیاہور خون آشام اور ترک جوشن پوش اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی اور عادل خان بن گنجاب اور نوفل خان بن گنجاب اور طریخان بن گنجاب اور رستم خان ابن گنجاب اور سعد جرگہ نشین اور سعید جرگہ نشین اور ارباب باختری اور قارن بلند کمان اور ورقائے زنجیر خوار اور فضل بن آشوب اور ملک صفوان مطلع نشین اور حارب خونریز اور ضارب خونریز اور منصور شاہ وغیرہ شجاعان روزگار اور دلیران عرصۂ کارزار اپنے سردارون اور رفقائے جان نثار اور لشکر غازیان دیندار مجاہدان تہور شعار مرکب گلگون باختری پر سوار تیغۂ طہمورث دلاویز کے قبضہ پر ہاتھ رکھے ہوئے اور ایکطرف سے نور حدیقۂ وساطت و شہامت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری شعر آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + نقابدار سرخ پوش بنا ہوا اور نقابدار نمدپوش مع تمام فوج و سپاہ کے وعدہ گاہ مصاف مین آکر قائم ہوئے اشعار

ز چار آئینہ مدعا خواستند
ہوا شد خوش آئینہ بال تدرو
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
رہ رفتن خویش گم کردہ مہر
درنگا درنگ و درنگا درنگ

بمیدان رسیدند مردان کار
زرا ماہ ایوان فضائے جہان
برآمد شدہ لشکر بیقیاس
زمین آمد از نعل تازی بتنگ
ز سم ستوران زمین دشت

فراہم شدند آن یلان بردبار
نمایان چو طاؤس باغ جنان
زمین در تزلزل فلک ہراسر
نہان شد بگرد آسمان دو رنگ
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

جو سد سکندر صف آراستند
علمہائے سر برکشیدہ چو سرو
حضیض زمین چون فلک اوج بود
ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر
صدا ہا برون آمد از طبل جنگ

سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام وہان آکے ایک بہت بلند ٹیکرا انتخاب کر مع شہنشاہ سعد بن قباد اور تمام شاہ و شہریار اور سرداران لشکر اسلام اُس ٹیکرے پر جا کے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کروایا حضرت ظل اللہ نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سلطان صاحبقران دنگل اور عنبر پر جلوہ فرما ہوئے اور باقی دست راستی و دست چپی اپنے اپنے دنگل اور کرسیون پر متمکن ہوئے اور تمام لشکر اسلام ایک سمت از مشرق تا مغرب

صف باندھ کے قائم ہوا ناگاہ اُس طرف سے گنجاب علیہ اللعن والعذاب تخت پر سوار اور خواصی مین خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بےدین اور دست راست ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار پسران نوشیروان ملک العادل کسری اور دست چپ القاس خون آشام اور بدر بن زلازل ایک چشمی وغیرہ کفار اور پشت پر لشکر کفاران اور نابکاران دغا شعر حرامی لعینان مردار خوار + زہر در پستان ہمہ نابکار + جل خیل ذیل ذیل پیچھے کے پیچھے قشون قشون دستے دستے گروہ گروہ انبوہ انبوہ غول کے غول غٹ کے غٹ پرے کے پرے فوج فوج موج موج شعر بمیدان رسیدند از ہر طرف چو افواج دجال ستنبہ صف + طرفین سے تبرداروں نے نکل کے جھاڑی جھنڈی کاٹ کے میدان کو ہموار کر دیا بیلچہ دار بیلچہ کاری کر کے نکل گئے سقے وغیرہ آبپاشی کر رہے تھے گرد و غبار کو بٹھلا رہے تھے مگر کثرت گرد و غبار سے کرہ ہوا کرہ خاک آسمان گنبد لاگنبد لا اندام زمین رعشہ دار نظر آتا تھا دہل دمامے چوبون سے سر پیٹ رہے تھے اور جھانجین کف افسوس ملتی تھین علمہائے زرنگار و زنگاری گیسو اپنے کھولے ہوئے زرہین ہمہ تن چشم ہو کے میدان کو جھانک رہی تھین چار آئینون کو عالم حیرت کھا رہے بعد دو گھڑی کے بسبب کثرت آبپاشی جبکہ گرد و غبار فرو ہوا اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا تو اسوقت نقیبون اور چاؤشون نے میدان مین نکل کے میمنہ میسرہ قلب اور جناح ساقہ و کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چودہ صفین بآئین بہین آراستہ اور پیراستہ کر کے ایک ایک دلاور بہادر سے آنکھ ملا کے باواز بلند کہا کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ ست جنگ یاد کردہ + کوشش نام و ننگ یاد کردہ + کہان ہے وہ رستم وہ سہراب کہان بیژن اور برزو

اشعار باحوال جم جائے عبرت نکوست — نشانے نہ از کاسۂ مغز اوست
سکندر کہ یک عمر آئینہ ساخت — ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت

نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ — کہ بشکست چون فرق کسری النگ
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد — نداری ز کاؤس و دارا بیاد

فریدون خداوند اکلیل و تخت — ز دنیا بناچار بربست رخت
جگر خون شد از دہر افراسیاب — کہ گشتی از و زہرۂ شیر آب

بخاک سیہ فرق رستم نگر — کہ در دیدے از گرز او کوہ سر
چو بیژن بچاہ بلا شد قرار — نماند آن یل بزرگ نامدار

جہان باکسے پائداری نکرد — بکس این جفا پیشہ یاری نکرد
مگر آنکہ نام شجاعان عصر — بماند نکو تا بروز جزاے حشر

شجاعت خدا و رسول را پسند — شجاعان دنیا بجنت رسند
کدام ست پس آن یل ارجمند — کہ آید بمیدان تیغ و کمند

دہد جلوۂ نام جد و پدر — بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

یعنی کون ایسا بہادر ہے کہ آج ان بہادرون کا نام مثل حرف غلط مٹا کے اپنے باپ دادے کا نام اس صفحۂ ہستی پر روشن کر جائے سپہ گری کا فن ہزارون کو دکھلا جائے ۔ پاگ آگے ہٹ رہے اور ہگ پاچھے ہٹ جائے ۔ پس ساتھ اس کہ کے شجاعان عرصہ کارزار اور دلیران نامدار کی آنکھون مین نشۂ شجاعت کے پردے سے پڑ گئے اور برچھے ترچھے کیے اور قبضون تلوارون کے ہاتھ رکھے منتظر تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر کون ہوتا ہے یہان تو یہ حال تھا اب شمہ حال گنجاب خانہ خراب سیاہ دل کا گذارش کیا جاتا ہے کہ گنجاب نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین سات صفین آراستہ ہون چنانچہ اوّل مین ارجل خشت انداز اور سرجل خشت انداز مع ایک لاکھ اسی ہزار خشت انداز اور رعد اندازون کے آکر قائم ہوئے اور صف دوم مین اکوان گراز دندان اور کیوان گراز دندان مع اسی ہزار کفار آمادۂ مرگ مہیائے قضائے تھے تیسری صف مین عزاب زنگی اور محراب زنگی لاکھ حبشی اور زنگیان مردم خوار سے صف آرا ہوئے چوتھی صف مین فیل کرگ پیشانی اور کرگین فیلتن ایک لاکھ تیس ہزار سوار سے برسر رزم ہوئے اور صف پنجم مین گلال خرس پیشانی اور مہلال خرس پیشانی ایک لاکھ چالیس ہزار سوار سے عرصۂ جنگاہ مین بہ کین صف ششم مین ارقم فیل زرد اور عقرب زرد ہفتم

دو لاکھ سوار نیزہ دار سے آمادہ پیکار او صف ہفتم مین قمہور کرگدن سوار ایک لاکھ سوار کماندارون سے تہیہ کارزار کھڑا تھا ایک مرتبہ ارجل خشت انداز نے ایک کرگدن اہرمن طلعت پر

اشعار

زہر صرِ تیز در ہنگام رفتن	بسان ابر و انش بود یک شاخ	یکی زر کرگدن چون کوہ آہن
ہماندم کوہ را صد پارہ کردے	بجنگ فیل بودے سخت گستاخ	اشارت گر بسنگ خارا کردے

جو کہ زیر ران رکھتا تھا اُس سے تجلک مار کے صف لشکر کفار سے باہر نکلا اور سامنے تخت گنجاب کے آکے اجازت طلب ہوا گنجاب نے کہا جلتجھے حوالہ خداوند لقاے خداے باختر کیا بس یہ سنکے وہ گبر مغرور مقہور خدا اور مردود خلایق **ارجل خشت انداز گنجاب** علیہ اللعن والعذاب سے رخصت ہوا اور اپنے کرگدن کو تیز گام کر کے ناف میدان مصاف مین آکے قائم ہوا اور پکارا ای لشکر **بدیع الزمان** وای فرقہ خداپرستان از شما ہر کسے کہ آرزوے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان جنگ کہ ارادۂ دست و پا آوری دارم تا سخن در دہانش بود اور پورا کلمہ اُسکی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا کہ نقابدار سرخ پوش نے چاہا کہ مین اپنا مرکب جولان کر کے اُسکے مقابلہ کو نکلون ناگاہ ادھر سے شاہزادہ عالیمقدار **بدیع الزمان** نامدار نے اپنے مرکب کو صف لشکر سے باہر نکالا اور چپ و راست علمون کو جلوہ دیا شاہزادۂ رستم صولت سہراب توان **بدیع الزمان** گرد لشکر شکن سمت ثانی سلیمان والا شان **حمزۂ صاحبقران** رخ کر کے مرکب پر سے کود پڑا اور امیر عالیمقام کو مجرا کر کے پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور مرکب کو چمکا تا قریب **ارجل خشت انداز** کے پہونچکر ہمہتنا ور ہوا تو دیکھا کہ گینڈا **ارجل خشت انداز** کا دس بارہ قدم پیچھے ہٹ گیا **ارجل** کرگدن پر سے گرتے گرتے بچا اور پھر خوب سنبھلکر تازیانہ کرگدن کو مارا اور نہایت غیظ و طیش مین بھرا ہوا سامنے شاہزادۂ **بدیع الزمان** کے آکے کہنے لگا کہ ای جوان یہ کونسی رستم وری ہے کہ تو نے آتے ہی نگاور مار کے میرے کرگدن کو پست پا کر دیا شاہزادۂ عالم نے جواب دیا کہ ہمارے طریق اسلام مین یہی رسم ہے کہ پہلے ہمتنگاور ہو کے امتحان زور بازوے حریف کا کرتے ہین مگر تیری قوت اور مردانگی ہمپر ظاہر ہو گئی کہ نہایت کم طاقت ہے ایک نگاور مین گینڈے پر سے گرتے گرتے بچا **ارجل خشت انداز** یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام کا سنکے بہت درہم برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای خیرہ سر خداپرست تو مجھے کمزور جانتا ہے تو **شعر** بیا تا چہ داری ز مردی نشان * کمان کیانی و گرز گران * شاہزادہ والامرتبت نے فرمایا ای **ارجل خشت انداز** ہمارے طریق مین چار باتین ممنوع ہین اوّل حریف پر پیشدستی نہین کرتے دوم بھاگتے کا تعاقب نہین مناسب جانتے تیسرے کسی بزرگوار کے مزار پر دیدہ و دانستہ قدم نہین رکھتے چوتھے کسی عاشق کا راز نہین فاش کرتے لہذا **شعر** تو اول بر آور تمناے خویش * کہ من خصم را میدہم جاے پیش * یعنی تو پہلے اپنی ضرب کر کے اپنے دل کا ارمان اور جی کی حسرت نکال لے اگر جناب احدیت تیری ضرب سے مجھے محفوظ اور سالم رکھیگا تو بعد اسکے مین اپنا حربہ تجھپر کرونگا **ارجل خشت انداز** نے کہا **دوہا** مری وہ جو پہلے مارے * سوچ کر بیٹھے کو کیا ہارے * جب تو میری حرب سے جانبر ہوگا تب پھر تیرے وار کو دیکھ لونگا یہ کہکے پکارا خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا اور فلاخن کے کلے مین ایک خشت فولادی اور اُسکے چارون کونون مین چار خنجر فولادی بران اور بہت آبدار نصب کیے ہوئے رکھ کے اپنے سر پر چرخ دیا اور سمت شاہزادۂ عالیمقام بقوت تمام مارا چنانچہ وہ اینٹ مثل رعد شور کرتی چلی شاہزادۂ عالیجناب نے اُسکو جو آتے دیکھا اپنا ایک پاؤن رکاب سے نکالکر قاش زین سے چپکی تمام کفل مرکب پر آرہا اور زین کو خالی کر دیا اینٹ برابر پال کب کے آکر لگی اور کلہ مرکب کا توڑ کے زمین مین غرق ہو گئی وہ گھوڑا شاہزادہ **بدیع الزمان** کا تصدق ہو گیا اور شہزادۂ عالم جست کر کے زمین پر آیا اور امیہ بن عمرو سے فرمایا کہ گلگون باختری کو لا حسب الحکم شاہزادۂ عالم کے امیہ بن عمرو نے اُسیدم مرکب **گلگون باختری** کو لاکے حاضر کیا شاہزادہ **بدیع الزمان** نے پہلے تو زور کر کے اُس

اسپ کو زمین سے کھینچ لیا اور بعد اُسکے گلگون باختری پر سوار ہو کے اُسی اینٹ کو لیے مرکب کو تیز گام کیے جانب ارجل خشت انداز مخاطب ہوا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ

بدیع الزمانم که در روز کین
توانم زدن آسمان بر زمین

مہ برج خوبی شہ انجمن
ز تیغم لبسے ملک اسلام شد

بدیع الزمان گرد لشکر شکن
که سر فتنهٔ باختر نام شد

نہیب دی کہ باش ای نطفہ حرام بدذات خبردار کہ مین تیرے تقدیری حربے سے تجھے جہنم واصل کرتا ہون ارجل خشت انداز یہ کلام شہزادۂ عالیمقام کا سنکے قہقہہ مار کے خوب ہنسا اور کہنے لگا کہ ای بدیع الزمان مجھے خداوند لقا نے پروانہ مسلمی کا دیکر تقدیر کی ہی کہ تو سب پر غالب رہیگا کبھی کسی سے تو مغلوب نہو گا شاہزادۂ عالیمقام نے فرمایا کہ کیا مضائقہ تو اپنے اس گبر غرہ خوک پیکر خرس بادیۂ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم لقا کی تقدیرات اور مزخرفات کہنے کا ابھی تماشا دیکھ اور یہ کہکے اُسی اینٹ کو سر پر چرخ دیکر ارجل کا نشانہ تاک کر مارا ارجل نے چاہا تھا کہ اینٹ کو خالی دے مگر اینٹ آ کے اُس حرامزادے کی چھاتی پر لگی اور وہ جہنمی چرخ مار کے گینڈے پر سے چاروں شانے چت زمین پر گرا اور دم بھر میں پھڑک پھڑک کے سیدھا جہنم کو گیا گنجاب نے جو یہ حال دیکھا کہ ارجل خشت انداز مارا گیا پکارا کہ واویلا وا حسرتا و دریغا اس خیرہ سر تیرہ روزگار خدا پرست نے غضب کیا کہ سر بخش خداوند لقا کا توڑا کسلیے کہ تقدیر خداوند لقا نے کی تھی کہ کوئی ارجل خشت انداز کو کبھی نہ مار سکیگا اور اسنے بخلاف تقدیرات خداوند لقا کے ارجل کو اُڑا الامان جانے دینا اسکو اور چار طرف سے محاصرہ کرکے مار لو زندہ و سالم نچھوڑو یہ شور گنجاب کا سُن کے سرجل خشت انداز چھوٹا بھائی ارجل جہنمی کا ہاے بھائی ہاے بھائی کہتا اپنا گھوڑا دوڑا کے سمت شاہزادہ بدیع الزمان چلا نقابدار سرخپوش نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان نے مردانہ وار ارجل خشت انداز نابکار کو جہنم واصل کیا اور اب سرجل خشت انداز چھوٹا بھائی اُسکا بتہیۂ رزم بر سر شاہزادہ بدیع الزمان جاتا ہی ایکبار اپنے راہوار کو گرم تاز کرکے سد راہ سرجل خشت انداز کا ہوا اور باواز بلند کہا کہ باش ای نامرد تیرہ روزگار کہان جاتا ہی کسواسطے کہ تو صید لاغر میرا ہی سرجل خشت انداز نے نقابدار سرخپوش کو سد راہ اپنا دیکھ کے حالت غیظ و غضب مین اسیطرح کی ایک اور اینٹ فلاخن مین رکھی اور چاہا کہ چرخ دیکر سر پر حربہ اپنا کرے ایک مرتبہ نقابدار سرخپوش نے مثل برق چمک کر دوال کمر پر اُسکے اسطرح سے تیغہ بلارک افراسیابی کا حربہ کیا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر لاش اُس جہنمی بدمعاش کی قاش قاش زمین سے زمین پر گری اور خاک و خون مین پھڑکنے لگی شاہزادۂ بدیع الزمان رستم صولت نے جو دیکھا کہ نقابدار سرخپوش نے سرجل خشت انداز کو واصل جہنم کیا شاہزادۂ عالم اپنا گھوڑا چمکا کے قلب لشکر گنجاب پر جا پڑا اور اسطرف سے بھی تمام کفار برچھے اور تلوارین پکڑ کے آمادۂ رزم و پیکار ہوئے یہ یورش اور بلوہ فوج کفار کا دیکھکر اسطرف سے فضل بن گیاہور خون آشام اور قارن بلند کمان اور ورقاے زنجیر خاے اور رستم خان بن گنجاب اور ترک جوشن پوش اور ارباب باختری اور دیوانہ قیطاس اژدر پوش اور طاہر بن قہرمان عجمی اور قاتل زنگی اور متقاتل زنگی اور مقبل بن آشوب اور منصور شاد وغیرہ سرداران جان نثار شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے اپنے آقاے ولی نعمت شاہزادہ بدیع الزمان رستم صولت کو یکہ و تنہا لشکر کفار مین حصاری اور شمشیر زنی کرتے دیکھکر اپنے اپنے گھوڑے دبا کے پشت پر شاہزادۂ عالم کی پہونچے اور آمادۂ کفار کشی اور جہاد ہوئے اشعار

یکے نیزه زد بر عماری نشین
یکے بسمل از خنجر آبدار

یکے تیغ بر هودج آهنین
یکے گشته از تیر سینه فگار

کشیده همی تیغ کین از غلاف
یکے را بباز و یکے را بسر
یکے بود در خواب مرگش رسید

پئے قتل کفار و اهل خلاف
یکے را به پشت و یکے بر کمر
اجل را یکے در دم تیغ دید

یکے را بہ پیکان جگر کاستہ   یکے مرگ را از خدا خواستہ
یکے بود چون مرغ بسمل بخاک   شد از زخم خنجر یکے سینہ چاک
یکے بود بر نوک نیزہ طپان   بخاک اوفتادہ یکے نیمجان
یکے بود گریان بحال پدر   یکے بر برادر یکے بر پسر
شکستند صدہا بہ گوپال سر   برون مغز صدہا شدہ از تبر
کمانہا ز غیرت بہ بستہ میان   کہ آرند تیرے در آغوش جان
بہ فوج عدو بود اجل خندہ زن   ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
یلا اسپ ہر سو ہزاران ہزار   ہمی گشت در دشت کین بیقرار
بسے دیدہ مجروح و خونبار بود   صدائے پر از نالۂ زار بود
یکے را روان خون ز زخم سنان   بمیدان یکے تشنہ لب دادہ جان
یکے بود بے پا و بے سر یکے   یکے کشتہ تیغ و خنجر یکے
یکے چشم پر نم چو تیخانہ داشت   یکے بر لب از سوز دل نالہ داشت
بہ شمشیر و خنجر بہ تیر و سنان   بہم یکدگر می ربودند جان
صدائے تڑاق و پڑاق و تڑاق   ز میدان رسیدہ بہ نیلی رواق
چنان گرم کردند بازار جنگ   کہ می سوخت پرہائے تیر خدنگ
ز بس کشتہ افتادہ پہلوے ہم   شدہ خویش و بیگانہ پہلو بہم
سر مردہ در زیر نعل ستور   شدہ سرمۂ دیدۂ مور و گور

اور حال شاہزادۂ باقبال پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا یہ تھا کہ مثل شیر صحرائی صید افگنی کرتا ہوا جسکے دوڑ کر سر پر تیغۂ طہمورث دیوبند کو مارا زیر تنگ اُس کمر کی کہنہ لنگ کے نکلگیا اور لاش اُس جہنمی بدمعاش کی مع مرکب چار پرکالے ہوکر خاک و خون میں لوٹنے لگی جسکے دوال کمر پر ہاتھ مار بیٹھا شل خیار تر قلم کرکے گرا دیا جسکے جنیو کا ہاتھ مارا ایک شانہ ایک ہاتھ اور سر دھڑ پر سے غائب ہو گیا اور افواج کفار مانند گلۂ بزو میش سامنے سے پریشان اور بھاگتی پھرتی تھی خلاصہ یہ کہ وہ اشجع دہر ضیغم ہیجاے وغا شمشیر زنی کرتا برابر صف اول کے پہونچا وہان سردار اُس صف کا ایک گبر غیور کہ نام اُسکا عنطر فیل دندان اور چھوٹا بھائی اُسکا قنطر فیل دندان تھا وہ خوک صحرائی عنطر فیل دندان بمقابلہ شاہزادہ بدیع الزمان رستم صولت آگے پکارا کہ باش ای بدیع الزمان کہان جاتا ہے کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی اور یہ نہیب دے کے برابر سے ایک ضربت تیغ برسر اقدس اُس شاہزادۂ نامور کے کی شاہزادۂ اشجع دہر نے سپر کو اُس وقت پشت پر ڈالدیا اور یہ مشورہ کرکے کہ شعر سپر بر روز گرفتن ننگ مے آید سپاہی را + نگیرد مرد میدان روز جنگ این و سپاہی را + اور تیغۂ طہمورث دیوبند کی پشت سے اوسکی تلوار کو دو ٹکڑے کرکے ایک وار تیغۂ آبدار کا اُس عنطر فیل دندان تیرہ روزگار پر کیا اُس علیہ اللعن نے سپر کو پناہ کیا تھا مگر وہ برق شمشیر جو کڑک کر اور چمک کر گری تو لگا ابر سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کرکے خود اور دو بلغہ اور کھوپری کو کاٹ کے کلے اور جبڑے کو لیتی ہوئی صراحی گردن مین مثل قطرۂ سیماب نہ ٹھہری صندوقچۂ شکم کے دو ٹکڑے کرکے اسفل کیطرف سے نکلی اور قاش زین اور نمد زین کو کاٹ کے زیر تنگ اُس کمر کی کہنہ لنگ کے نکلگئی زمین کو بوسہ دیا لاش اُسکی مع مرکب چار ٹکڑے ہوکے پھڑکنے لگی اور شاہزادۂ سہراب توان اُس عنطر فیل دندان کو جہنم واصل کرکے جانب صف دوم مخاطب ہوا اور باشمشیر خونچکان قریب صف دوم کے پہونچا اُسطرف سے نقابدار سرخ پوش تلواریں مارتا اور لاش پر لاش گراتا اسی پہلی صف پر پہونچا قنطر فیل دندان چھوٹے بھائی نے عنطر کے قاسم کے روبرو آکے تلوار برسر خاور سپاہ نامدار کے ماری قاسم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر بوقت برگشتن تیغۂ پلارک چمک کر مارا تا جگرگاہ اُتر گیا اور وہ کافر چرخ مار کر گھوڑے پر سے زمین پر گر کے جہنم واصل ہوا سمت صف دوم تعاقب مین بدیع الزمان کے روانہ ہوا اتنے عرصہ مین شاہزادۂ بدیع الزمان باشمشیر خونچکان کفار کشی کرتا ہوا صف دوم مین جا کے عنٹ پٹ ہو گیا یکایک اکوان گراز دندان مالک اُس صف کا نہیب دے کے برابر شاہزادۂ بدیع الزمان کے آیا اور تلوار کھینچکر برسر شاہزادہ نامور حملہ ور ہوا شاہزادۂ عالم نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر بوقت برگشتن طمانچے کا ہاتھ

کلّہ پر مارا گویا طمانچہ اجل اُس کا ذیبے حیا کے لگا اور وہ جہنم واصل ہوا اور فوج کفاران صف دوم کو پریشان اور پراگندہ
کرکے جانب صف سوم مخاطب ہوا اُدھر نقابدار سرخ پوش صف دوم مین پہونچا کیوان گراز دندان بمقابلہ نقابدار
سرخ پوش آیا اور تلوار کھینچکر بقوت تمام برسر نقابدار ماری نقابدار سرخ پوش نے اپنی تلوار کی پشت سے اسکی تلوار کو مانند آئینہ حلبی
کے دو ٹکڑے کیا اور قاش زین پر قائم ہوکے تیغہ مارا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوکے علیحدہ جا پڑا اور لاشہ ایکطرف گرکے پھڑکنے
لگا بعد ازان نقابدار سرخ پوش بھی متوجہ صف سوم ہوا اتنی دیر مین شاہزادۂ رستم صولت بدیع الزمان والا مرتبت
صف سوم پر پہونچا اور غراب زنگی مالک صف سوم نے جو شاہزادۂ عالم کو آمادۂ رزم و پیکار آتے دیکھا برابر شہزادہ ہوکے
پہونچکر پکارا ای خداپرست ہاش یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کردیا تھا یہ کہکر ایک تلوار دودستی برسر شاہزادۂ والا قدر ماری شاہزادۂ عالی
مقدار نے بند دست اُسکا پکڑکے ذرا جو اُسکی کلائی کو فشار دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے دور جا پڑی اور پھر طنطنۂ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا حسب اتفاق شاہ عیاران عمرو بن اُمیہ نامدار اُسی مقام پر بہیئت
عیاری تبدیل لباس کیے کھڑے ہوئے یہ تماشاے جنگ دیکھ رہے تھے بے ساختہ صاحبقران کی طرف متوجہ
ہوکے پکارے کہ ای حمزہ ذرا بچشم انصاف وبنظر عدالت دیکھ کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُس زنگی مردم خوار
اہرمن توان کو کس جوانمردی سے بسہولیت و آسانی خانۂ زین سے اُٹھا لیا اور بروے ہوا پھینک کر یقین ہی کہ
چورنگ ہوائی کاٹا چاہتا ہی صاحبقران نے جو خیال کیا تو واقعی شاہزادۂ عالیجناب نے غراب زنگی کو پہلے تو
کمربند پکڑکے آسمان کی طرف پھینکا اور گرتے گرتے دوال کمر مین تیغہ مارا کہ دو پرکالے ہوکر گرا اور لاشہ اُسکا خون مین
لوٹنے لگا شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکرشکن غراب زنگی جہنمی علیہ اللعن والعذاب کو قتل کرکے صف چہارم
کی طرف روانہ ہوا اُسطرف سے نقابدار سرخ پوش صف دوم کو تہ وبالا کرکے شمشیرزنی کرتا صف سوم مین پہونچا محراب
زنگی چھوٹے بھائی غراب زنگی جہنمی کا اپنے مرکب کو تازیانہ کرکے بمقابلۂ نقابدار سرخ پوش آیا اور ایک وار تلوار
کا برسر نقابدار کیا نقابدار سرخ پوش نے بچستی تمام چپ اُسکی تلوار کی ملاحظہ کرکے بیچ مین تیغہ مارا کہ ایک شانہ مع
گردن اُسکا قلم ہوکر لاشۂ بے سر اُسکا گھوڑے پر سے تڑپتا ہوا نیچے گرا اور سم مرکب کے نیچے پائمال ہوکے فی النار
والسقر ہوا اور نقابدار سرخ پوش محراب زنگی کو قتل کرکے متوجہ سمت صف چہارم ہوا وہان شاہزادۂ عالیشان
بدیع الزمان سیکڑون کفار اور اعداے بے دین کو تہ تیغ بیدریغ کرتا ہوا صف چہارم کے قریب پہونچا اور فیل
گرگ پیشانی سردار صف چہارم کا آمد شاہزادۂ رستم دل اسفندیار توان بدیع الزمان گردلشکرشکن کہ تیغۂ
طہمورث و پوبند کھینچے لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ سر پر سر مردے پر مردہ گراتا مثل شیر صحرائی صید افگنی کرتا شعر
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ÷ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ÷ دیکھکر ایک گرز ہفتاد منی لیے سامنے آیا اور پکارا
ای خداپرست ہیبت گران ہر کرا بار سر بر تن ست ÷ حکیم علاجش بدست من ست ÷ اور وہی گرز بزور قوت تمام
یا خداوند سپید ہزار و ملک لقاے خداے باختر کہکے برسر اقدس شاہزادۂ عالیمقام مارا شہزادہ سہراب توان
بدیع الزمان نے بفن سپہ گری بچستی و چالاکی اپنا ہاتھ بڑھا کے قبضۂ گرز کو پکڑ لیا اور اپنے قبضۂ اختیار مین کر کے
اُسی گرز کی ایک ضرب اُسپر کی کہ مع مرکب بخشش زین پیوند زمین ہوکر استخوان جسم تک اوسکے سرمہ سا ہوگئے اور جہنم واصل
ہوا القصہ شاہزادۂ والاشان فیل گرگ پیشانی کو پیوند خاک کرکے جانب صف پنجم مخاطب ہوا اُسطرف سے وہ
نہنگ بحر شجاعت نقابدار سرخ پوش دریاے لشکر کفار مین شناوری کرتا تلوارین مارتا صف چہارم پر پہونچا گرگین فیلتن
سردار صف چہارم برچھا پکڑکے بمقابلۂ نقابدار سرخ پوش آیا اور نیزہ سینہ بے کینہ نقابدار پر مارا نقابدار سرخ پوش نے نیزہ اُسکا

گلوگاہ سے پکڑ کے چھین لیا اور وہی نیزہ اُسکی چھاتی پر مارا کہ پشت کے پار نکل گیا اور بعد ازان اُسے جہنم واصل کر کے جنگ رستمانہ کرتا پانچوین صف کی سمت متوجہ ہوا ایہان شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکرشکن جو کفار کشی کرتا اور شعلۂ برق شمشیر جانستان سے خرمن ہستی اعداے بے دین کی جلاتا اور جہنم واصل کرتا پانچوین صف مین پہونچا تو کلال خرس پیشانی سردار وہان کا شاہزادۂ عالم کی شمشیر زنی اور خونریزی دیکھ کے یہ کہتا ہوا کہ ای زبردست خداپرست غضب کیا تو نے کہ چار صفون مین چار سردار اور پہلوانون کو مار کے یہان تک آپہونچا مگر اب تو چاہے کہ یہان میرے سامنے سے اپنا بانکپن کر کے زندہ و سالم بچکر جاوے تو یہ غیر ممکن پس یہ کہکے بڑی کبر و نخوت سے ضرب تیغ بر سر اقدس شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار کے کی شاہزادۂ عالی قدر نے بائین ہاتھ سے بچستی تمام باڑھ تلوار کی بچا کر بند دست اُسکا پکڑ لیا اور داہنا ہاتھ کمر زنجیر مین اُسکی ڈال کے ایک ہی زور مین خانۂ زین سے اُسکو اُٹھا کر اور سر پر چرخ دیکے مارا کہ نقش بر زمین پیوند زمین ہو کر ایک ایک استخوان جسم کی ریزہ ریزہ ہوگئی فوج صف پنجم نے اپنے سردار کلال خرس پیشانی کو باین ذلت و خواری جہنم واصل ہوتے دیکھ کر تلوارین اور برچھے پکڑ پکڑ کے چار طرف سے محاصرہ کر لیا اور آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو کر ایک ہی مرتبہ اُس اشجع روزگار شاہزادۂ نامدار پر اپنے اپنے وار کرنے لگے شاہزادۂ رستم صولت تیغۂ طہمورث دیوبند کو پکڑ کے عنان اپنے مرکب گلگون باختری کی منعطف کر کے جدھر حملہ ور ہوتا تھا لشکر کفار مثل بنات النعش پروین پراگندہ و پریشان ہوجاتا تھا اور وہ اشجع دہر ضیغم ہیجاے کارزار صف شکنی اور کفار کشی کرتا صف ششم کی طرف متوجہ ہوا ادھر نقابدار سرخ پوش صف پنجم پر پہونچا مہلال خرس پیشانی بھائی کلال کا بمقابلۂ نقابدار سرخ پوش آیا اور بہت سا لاف و گزاف کر کے چاہتا تھا کہ ضرب تیغ بر سر نقابدار کرے نقابدار سرخ پوش نے اُسکے ہاتھ کی ضرب کو اپنے جسم تک آنے نہ دیا اور اس چالاکی سے تیغۂ بلارک افراسیابی اُس گبر مغرور کے سر پر مارا کہ ایک ہی ضرب مین تا جگرگاہ کاٹ کے کام اُس کافر تیرہ انجام کا تمام کر دیا اور وہی تیغۂ خون چکان ہاتھ مین لیے لشکر کفار مین تلاطم ڈالکے صف ششم کی جانب روانہ ہوا اس عرصہ مین انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر صاحبقران ابن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکرشکن صف ششم کے قریب پہونچا اور ارقم فیل زور نامے جو سردار صف ششم کا تھا اُسنے شاہزادۂ عالم کو باشمشیر عریان قتل عام کرتے آتے دیکھکر دور ہی سے نہیب دی کہ باش ای خداپرست کہان آتا ہے اور تلوار کھینچکر مانند خوک صحرائی کے نہایت غیظ و غضب مین برابر شاہزادۂ والا گوہر کے پہونچا اور بزور قوت تمام ایک ضرب تیغ کی بر سر شاہزادۂ عالی مقام مار بیٹھا شاہزادۂ باقبال نے اُسکی ضرب کو خالی دے کے بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ سر اُس گبر روسیاہ کے جھپکا اور زیر بغل نکلگیا اعداے بے دین اور اشقیاے لعین افسران فوج اور سوار و پیادے اُس جہنمی کے ہمراہ والے سپرین تلوارین پکڑ پکڑ کے بر سر شاہزادۂ نامور آجھکے تھے لیکن وہ تہمتن توان سہراب دل شہزادۂ بدیع الزمان گردلشکرشکن کس جرات و مردانگی سے ہزارون سوار و پیادون کو تہ تیغ بیدریغ کرتا لاش پر لاش گراتا کشتون کے پشتے لگاتا بسہولت اور آسانی تمام اُس فوج کفار کے بلواے عام کو طے کر کے سمت صف ہفتم روانہ ہوا ایکایک نقابدار سرخ پوش صف ششم مین پہونچا تھا کہ چھوٹا بھائی ارقم فیل زور کا عفریا اژدر جسم سامنے آکے سد راہ ہوا اور یہ کہنے لگا کہ ای خداپرست انتہا سے مرتبہ تمہاری سرکشی اور بانکپنے کا ہو چکا اب وہ جو کہتے ہین کہ ہر کمالے را زوالے قضا بر قضا اور اجل بر سر ہین تمہاری دونون کی گھڑی پکار رہی ہی نمونۂ قہر خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر لقا کا مین ہون اشعار

مین اشجع دہر ہون بلا ہون	النسان خورندہ اژدہا ہون	گر دیکھ لے میری تیغ عریان	ہنگام وغا ہو دیو لرزان

یہ لاف و گزاف کر کے باشمشیر عریان نقابدار پر حملہ ور ہوا نقابدار سرخ پوش نے اُسکی تلوار کو سپر پر کاٹنے کے بوقت

برگشتہ ہو کہ کہنے لگا کہ اے گبر مغرور شعر تو ضرب نہ دی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + تیغ کمر پر مارا کہ تسمہ لگا نہ رہا اور
مثل خیار تر دو پرکالے ہو کر لاش اُسکی خاک و خون مین لوٹنے لگی اور نقابدار مردانہ وار لشکر کفار سے رزم و پیکار کرتا ہوا جانب
صف ہفتم مخاطب ہوا اس عرصہ مین وہ رستم صولت سہراب توان صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ
بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہزارون کفار کو علف تیغ آبدار کرتا قریب صف ہفتم آکے نعرہ زن ہوا نعرہ مہ برج خوبی شہ انجمن
تہمتن توان گرد لشکر شکن + بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم زدن آسمان بر زمین + ز تیغم لبسے ملک اسلام شد
کہ سر فتنہ باختر نام شد + صدائے نعرہ کوہ شگاف اُس فرزند زلزلہ قاف کی مثل سنان نیزہ جانستان یا ناوک بخیلا
کے ہزارون اعدائے بے دین کے سینون کے پار نکل گئی اور فوج کفار مین ہلچل پڑگئی تھی ناگاہ ایک پہلوان دلیر
طلعت اہرمن توان قمہور گرگدن سوار نامے مسلح اور مکمل سردار صف ہفتم باشمشیر علم اور نیزہ بر دوش بکمال جوش
و خروش گھوڑے کو دباکے یہ نہیب دیتا ہوا کہ باش باش اے بدیع الزمان کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی
بمقابلہ شاہزادہ عالی مقدار آیا شاہزادہ عالم نے گفتگوئے نامعقول اور تقریر مجہول لاف گزاف کی اُس گبر مغرور کی سُن کے
فرمایا سبحان اللہ اشعار زہے گردش چرخ نیرنگ ساز + کہ کنجشک دارد سر صید باز + دریغا ز نیرنگی دہر پیر
کند روبہے مثل نخچیر شیر + اور بعد اسکے اُسکی جانب مخاطب ہو کے ارشاد کیا کہ اے زبان دراز اس بیہودہ گوئی سے
کیا حاصل یہان زبان نیزہ اور دم شمشیر سے گفتگو کرنا لازم ہے شعر زبان درکش و تیغ کش از غلاف + کہ جائے سخن نیست وقت مصاف
یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنکر قمہور گرگدن سوار نے برابر سے تلوار ماری اُس اشجع روزگار شاہزادہ نامدار نے بفن
سپہ گری بند دست اُسکا پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ مُنہ کے بل قاش زین پر گر پڑا اُسوقت حالت غیظ و طیش مین شاہزادہ
نامور نے ایک طمانچہ اُسکے مُنہ پر مارا کہ دھڑ پر سے سر اُڑ کے علیحدہ جا پڑا اور لاشہ بے سر اُسکا چرخ مار کے نیچے گر کے
خاک و خون مین پھڑکنے لگا شاہزادہ عالی مقام نے قمہور گرگدن سوار کو جہنم واصل کر کے اور بافضال ایزدی و
تائید سرمدی ساتون صفون سے مظفر و منصور ہو کے اب رخ طرف گنجاب کے کیا اور اُسطرف گنجاب نے دیکھا
کہ قمہور وغیرہ سردار ساتون صفون کے مارے گئے اور بدیع الزمان اب میری طرف آتا ہے باواز بلند کہا کہ اے یارو
اب انتظار کسکا کرتے ہو اور دیکھتے کیا ہو بدیع الزمان میری طرف آتا ہے اُسے چار طرف سے محاصرہ کر کے مار لو مجھ تک
آنے نہ دو یہ کلام گنجاب تیرہ انجام کا سنکے بدرین زلازل یک چشمی جو برابر تخت گنجاب کے اپنے مرکب پر سوار آمادہ
رزم و پیکار کھڑا تھا یہ کہکے کہ یا پیغمبر مرسل بحکم خداوند لقا اور تیرے اقبال سے مین جا کے اسکا کام تمام کرتا ہون بس اتنا
کہکے اور گھوڑا چمکا کے شاہزادہ بدیع الزمان عالی شان کی طرف چلا وہان اُس ٹیکرے پر سے سلطان عالی مقام
امیر حمزہ صاحبقران مع تمام سرداران بارگاہ نشین تماشہ شجاعت اور شمشیر زنی شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن کا ملاحظہ فرما رہے تھے اور مہر اوج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار برابر
کھڑا سر اقدس پر سلطان با اقبال کے مگس رانی کر رہا تھا یکایک عمرو نے بحضور سلطان صاحبقران عرض کی کہ حمزہ
علم زنگاری فوج کفار کا میمنہ سے جدا ہو کر جانب شاہزادہ بدیع الزمان والا مناقب ہوا سے لہراتا ہوا رخ کیے
ہوئے معلوم ہوتا ہے شاید اور کوئی بڑا سردار لشکر گنجاب کا بمقابلہ شاہزادہ عالی جناب بدیع الزمان آتا ہے امیر
با توقیر نے بھی اُس جانب کو بخوبی مخاطب ہو کے دیکھا کہ ہجوم کفار بر سر شاہزادہ عالی مقدار ہے اور ایک گبر مغرور دریائے
آہن مین غوطہ مارے باشمشیر عریان سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے آمادہ رزم و جنگ آپہونچا سلطان صاحبقران
امیر کشور گیر جہان ستان نے سمت قبلہ منہ کر کے با چشم اشکبار جناب باری سے دعا کی کہ اے قادر ذوالجلال صدقہ اپنی وحدانیت

کے

کا میرے لخت جگر پارۂ جان بدیع الزمان کو اس بلوائے کفار سے محفوظ رکھنا ابھی امیر با توقیر دست بدعا تھے کہ بدر
بن زلازل یک چشمی نے یہ کہکے کہ ای خیرہ سر تیرہ روزگار بہت عیش و نشاط کر چکا اور بڑی نمود اور دھوم تیری ہو چکی بس
تا چند شجاعت اور جرأت اپنی دکھلائیگا خبردار ہو جا اور مرکب کو برابر ملا کے خانۂ زین پر قائم ہو کے برسر شاہزادۂ والا تبار
تلوار ماری شاہزادۂ عالم نے اپنے تیغۂ طہمورث دیوبند کی پشت پر اُسکی ضرب کو جو روکا تو اُسکی تلوار مانند آئینۂ چینی
کے ٹوٹ کے دو ٹکڑے ہو گئی بدر بن زلازل یک چشمی نے چاہا کہ دوسری تلوار جو زیر چار جامہ تھی اُسے پکڑ کے پھر مقابلہ
کرے جب تک وہ تلوار مڑھ سے کھینچکر ضرب کرے کرے شاہزادۂ بدیع الزمان نے بچستی تمام تیغۂ طہمورث
دیوبند کا ایک ہاتھ اُسکے سر پر مارا بدر بن زلازل نے سپر کو پناہ کیا حسب اتفاق پہیلا تلوار کا سپر پر پڑا سپر کو کاٹ کے
خود دو بلند اور کھوپری کو کاٹ سکے تا دو ابرو اُتر گیا بدر نے اپنا سر چُرایا تیغۂ طہمورث دیوبند گردن پر گینڈے
کی پڑا اور گردن گینڈے کی قلم کر کے نکل گیا بدر بن زلازل یک چشمی مع اپنے اُس کرگدن کے مانند طاؤس
آتشبازی کے چرخ مار کے میدان میں زمین پر گرا الکھو کھا کفار پیادہ اور سوار فوج گنجاب کے ہان ہان لینا لینا نہ جانے
دینا کہکے چار طرف سے دوڑ پڑے اور اپنا قتل ہونا اور مرنا گوارا کر کے جسطرح سے ہو سکا قریب تیس چالیس کافرون کے
مارے گئے بدر بن زلازل یک چشمی کو اُسی حالت زخمداری اور غش میں خاک و خون میں آغشتہ اُٹھا کے دوش
بدوش لے بھاگے باقیماندہ تمام لشکر گنجاب شاہزادۂ بدیع الزمان عالی جناب پر سپرین اپنی اپنی مُنھ پر رکھے
مثل ابر غرندہ جھکے ہوئے بارش نیزہ اور تیر اور تبر اور شمشیر اور خنجر کی کر رہے تھے انتہا سے درجہ یہ کہ اب اس درجہ
ہجوم اور دھوم کر کے فوج کفار نے محاصرہ کیا کہ شاہزادۂ عالم نظرون سے پنہان ہو گیا سلطان والاشان امیر حمزۂ
گیتی ستان صاحبقران دوران نے جو یہ غلوے افواج کین اور بلوۂ اعداے بے دین کا چار سو دیکھکر اپنے فرزند
لخت جگر پیوند کو نظرون سے مخفی و پنہان دیکھا حالت اضطراب میں نہایت بیتاب اور با چشم پُرآب ہو کے عمرو کی جانب
مخاطب ہو کے فرمایا کہ خواجہ وہ قرۃ العین نور بصر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور اسوقت نظرون سے میری پنہان ہی
ذرا غور سے دیکھ تو کہ فوج کفار میں وہ کسطرف نظر آتا ہی عمرو بھی سراسیمہ ہو کے چار طرف دیکھنے لگا کہ فرسنگون تک ابر
سپر چھایا ہوا اور برق شمشیر چمکتی نظر آتی ہی بارش تیر کی جھڑی لگی ہوئی ہی تاریکی تیرہ درونان فوج کفار سے زمانے میں اندھیرا
ہو ناگاہ وہ آفتاب سپہر صاحبقرانی یعنی شاہزادۂ رستم صولت بدیع الزمان عرش مرتبت بدر بن زلازل یک چشمی
کو زخمی کر کے جو اُس ظلمت ہجوم اور دھوم لشکر کفار سے طالع ہوا تو اپنے سر پر چار سو لشکر کفار کا بلوہ اور پیش نظر اپنے
گنجاب علیہ اللعن والعذاب کو تخت پر اجلاس کیے ملاحظہ فرما کے ایک مرتبہ شمشیرزنی کرتا لاش پر لاش و دھڑ
پر دھڑ سر پر سر مردے پر مردہ گراتا کشتون کے پشتے لگاتا بکمال غیظ و جلال اشعار چو تیرے زکف جستہ سوے نشان
برنگ ہما بر سر این جوان ٭ چو باز گرسنہ بصید کلنگ ٭ چو شیر ژیان سوے آہوے لنگ ٭ اپنے مرکب گلگون باختری
کو تازیانہ مار کے برسر گنجاب چلا گنجاب نے جو دیکھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان عالی شان عنقریب آپہونچا
حالت اضطراب میں ادھر اُدھر دیکھکر چاہتا تھا کہ بھاگ کھڑا ہو القاش خون آشام جو برابر تخت کے کھڑا تھا
اُسنے گنجاب کو نہایت بیتاب دیکھکر کہا کہ یا پیغمبر مرسل مصرع صد خندہ مرگ بہ چنین زیست ٭ لعنت ہی میری
ایسی بیحیائی کی زیست پر اور خاک میرے سر پر کہ میرے سامنے تیرے دل کو صدمہ اور قلق کسی بات کا ہو اب
تجھے تنہا چھوڑ کے میں یہان سے زندہ کہان جاؤنگا یہ کہکے اپنے مرکب کو جولان کیا اور برابر شاہزادۂ نامور کے پہونچکے
تلوار بر سر اقدس شاہزادہ عالی مقدار ماری شاہزادۂ والاگہر نے اپنے تیغۂ طہمورث دیوبند کی پشت پر اُسکی ضرب

کو روک کر تلوار کو اُسکی توڑ ڈالا اور برابر سے درجواب اُسکے تیغہ مارا کہ ایک زخم کاری سر پر کھا کے القاش پشت مرکب سے
زمین پر کود پڑا اور اگر ذرا توقف کرے تو اُسی وقت جہنم واصل ہوتا اور ہزاروں کفار نے چارطرف سے القاش خون آشام
کے گھوڑے کے گرد و پیش ہجوم کر کے اپنا قتل ہونا اور مارا جانا گوارا کیا مگر القاش خون آشام کو اُسی صورت مین
زخمی اُٹھا کے لے بھاگے اور اُس شور و غل اور جلدی مین قریب ساٹھ ستر کافر کے شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کے
ہاتھ سے مارے گئے اور جس وقت القاش خون آشام کو کفار سامنے سے شاہزادۂ عالی مقدار کے بلوہ کر کے
لے بھاگے تو وہ اشجع دہر ضیغم ہیجا بے کارزار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار مثل شیر غران با شمشیر خون چکان کفار کشی
کرتا قریب تخت گنجاب کے پہونچا گنجاب علیہ اللعن والعذاب نے جو شاہزادہ کو بر سر قتل آتے دیکھا حالت اضطراب
مین نہایت بیتاب اور مجبور ہو کے بقول سعدی شیرازی کے شعر وقت ضرورت چو نماند گریز + دست بگیرد سر شمشیر تیز
تلوار تخت پر سے اُٹھا کے غلاف سے کھینچی اور بر سر اقدس شاہزادۂ نامور لگائی شاہزادۂ عالم نے بچستی تمام ہاتھ
بڑھا کے بند دست گنجاب کا پکڑ لیا اور قبضہ اُسکی تلوار کا اپنے قبضہ مین کر کے ذرا جو کلائی کو فشار دیا تو تلوار اُسکے
ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی اور پھر داہنے ہاتھ سے کمر بند اُسکا پکڑ کر تخت پر سے اُٹھا لیا اور طنطنۂ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر سر سے بلند کر کے چاہا کہ نقش زمین اور پیوند زمین کرے دوست دشمن اپنے بیگانے وضیع و شریف
سبھی دیکھتے تھے کہ گنجاب کو شاہزادۂ بدیع الزمان عالی جناب سر سے اونچا کیے عنقریب ہے کہ زمین پر مارے
ایکطرف تو نقابدار سرخ پوش کہ در حقیقت نور حدیقۂ بسالت اور شہامت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادۂ خاور سیاہ
ملک قاسم بعل خفتان خونریز خاوری بھی چھٹی صف مین ہزارہا کفار تیرہ روزگار کو تہ تیغ بے دریغ کرتا ساتوین صف
کے قریب آپہونچا تھا قبطوس گرگدن سوار چھوٹا بھائی قمطور گرگدن سوار جہنمی کا برابر شاہزادۂ خاور سیاہ کے آکے پکارا
کہ باش ای نقابدار کہان جاتا ہے اور یہ نہیب دے کے بقوت تمام تیغ بیام سے کھینچ کے بر سر شاہزادۂ خاور سیاہ نامور مارا
ملک قاسم نے بسہولت تمام بارِ ضرب کو بچا کے قبضہ تلوار کا پکڑ لیا اور داہنے ہاتھ سے خانۂ زین سے لنگر اُسکا توڑ کے
سر سے بلند کیا اور چاہتا تھا کہ چرخ دیگر زمین پر مارے ناگاہ ایک اور گبر غیور فغفور نامے کہ نسبتی بھائی قمطوس
کا تھا ہاے قمطوس کہتا تیغہ کھینچکر شاہزادۂ خاور سیاہ پر حملہ ور ہوا شاہزادۂ خاور سیاہ نے قمطوس گرگدن سوار
کو چرخ دیکر اُس فغفور مقہور خدا پر مارا تو اُس گبر غیور کے ساتھ وہ مقہور بھی الٹا ہوا گھوڑے پر سے زمین پر گرا اور
سے شاہزادۂ خاور سیاہ نے تیغہ مارا کہ دونوں کی لاشین چار پر کالے ہو کر خاک و خون مین بھر گئے اور لوٹنے لگین
اور ملک قاسم اُن دونون کافرون کو بدرجۂ اسفل السافلین پہونچا کے جانب گنجاب علیہ اللعن والعذاب متوجہ
ہوا سلطان باتوقیر امیر کشور گیر نے یہ جنگ رستمانہ نقابدار سرخ پوش کی دیکھکر فرمایا بنازم بزور بازوے نقابدار ماشاء اللہ
کس جرأت اور شجاعت سے اسنے دونون کفار سرداران گنجاب کو مارا ہے اور کس شوکت و شان سے دلیرانہ
میرے فرزند جگر پیوند شاہزادہ بدیع الزمان کے تعاقب مین شمشیر زنی اور کفار کشی کرتا چلا جاتا ہے ابھی سلطان
والا صفات یہی کلمات زبان فیض ترجمان سے فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ جانب میدان وغا سے آواز طنطنۂ
اللہ اکبر کی گوش زد ہوئی اور دیکھا کہ اُس لشکر کفر و ظلام مین چار طرف سے کفار تیرہ روزگار اُنگلیان اُٹھائے بحالت
یاس و ہراس باہم پکار رہے ہین کہ یارو دیکھو وہ آفتاب سپہر صاحبقرانی بدیع الزمان اس ابر تیرہ و تار فوج
گنجاب سے نمودار ہوا سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام نے جو اُسطرف کو ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ شاہزادۂ عالیجناب
گنجاب کو بجائے سپر بائین ہاتھ مین لٹکا کے کفار اور فوج اعدائے تیرہ روزگار مین شعلہ

لے قتل کفار اعدائے دین

بمیدان جنگگاه افواج کین
خدیو فلک رخش رستم شکوه
بهر سمت کو می شدی حمله ور
گریزنده از بیم جان میشدند
یکے چاره جو از دم تیغ تیز

مه برج خوبی شه انجمن
بدیع الزمان صفدر ارجمند
نمایان شدے حشر در کارزار
تزلزل فتادست در رزمگاه
یکے رار وان خون ز زخم سنان

تہمتن توان گرد لشکر شکن
بکف تیغ طہمورث دیوبند
ز تن شد جدا سر ہزاران ہزار
پراگندہ میگشت فوج و سپاہ
بمیدان یکے تشنہ لب داد جان

شه مہر اجلال انجم گروہ
بجوش غضب صورت شیر نر
بسے گبر چون گلہ گوسفند
یکے داشت در سر ہواے گریز

جوہر تلوار کا مانند زلف پیچان کے شانے سے قوی پشتون کے ملا ہوا اور حلقہ کمند کا مانند گریبان کے گلو گیر سرکشون کا شاہزادہ زبردست قوی بازو کہ کسیکو اُسکے تیغ جانستان پر جا انگلی رکھنے کی نہ تھی خدا کی پشت پناہ سے دس دس بیس بیس کفار لعین اور اعداے بے دین کو کہ بغلی گھونسے کی طرح سے چارطرف نظر آتے تھے مانند ناخنون کے سر کاٹ کاٹ کے خاک مین ملاتا جاتا تھا

اشعار دران رزمگہ آن شہ ارجمند ۔ ز شمشیر و خنجر ز گرز و کمند ۔ درید و برید و شکست و بہ بست ۔ یلان را سر و سینہ و پا و دست

ہزارون زبانین شدت عطش سے مانند پیکان کے خشک اور سیکڑون کے منہ مانند سوفار کے کھلے رہگئے تھے جانین درد زخم تیغ سے ہونٹون پر اور دماغ ضرب گرز سے خون ہو کر ناک کی راہ سے بہے ہوئے ادھر شاہزادۂ حق نیوش عبودیت کوش بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور ایک طرف نور حدیقہ وساطت و شہامت صاحب عزم مبارز رزم خاور سیاہ ملک قاسم نقاب دار سرخ پوش بنا ہوا اسطے از دیاد آبرو کے جوش و خروش مین اور چاہتے تھے کہ اپنے خون سے سرخروئی جاوید حاصل کرین سینے پر کینۂ اعدائے بے دین کے مانند بھالون زخم گولی بندوق سے چاک اور سوزن طلب اور سیکڑون منہ کے اور پیٹ کفار کے کشتون کے مانند غبارون کے ہوائے نکبت سے بھرے خاک پر پڑے ہونے کی بحالت عجیب تھے ناگاہ گنجاب علیہ اللعن و العذاب یہ حال تباہ و خراب اپنا دیکھکر اپنے دل مین سوچا کہ اگر بدیع الزمان نے مجھے زمین پر مارا تو مین نقش زین و پیوند زمین ہو کر خاک مین مل جاؤنگا اور زندہ و سالم نہ بچونگا اور جو بدیع الزمان یونہین مجھے سپر بنائے آمادہ حرب و ضرب رہا تو مین اپنی فوج و سپاہ کی تیغ و سنان اور تیر و تبر کا نشانہ اور جو رنگ ہونگا اور کسی صورت سے زندہ نہین رہونگا حالت یاس و ناامیدی مین نہایت بیتاب ہو کے اس زور سے تڑپا کہ کمربند اُسکا ٹوٹ گیا اور گنجاب ہاتھ سے شاہزادہ عالی جناب کے چھٹکر زمین پر گرا ساتھ اُسکے گرنے کے ہزارون سوار اور سیکڑون سردار اور لکھوکھا کفار اور نمکخوار جان نثار اُسکے چار طرف سے سربکف ہو کے دوڑ پڑے اور بلوائے عام کر کے گنجاب کے آگے سینہ سپر ہو گئے اسمین سیکڑون تہ تیغ بیدریغ شاہزادہ عالم کے ہو کے مارے گئے مگر باقی جو تھے وہ جسطرح سے ہو سکا گنجاب علیہ اللعن و العذاب کو وعدہ گاہ مصاف سے بسرعت تمام تر صاف اُٹھا کے لے بھاگے اور قریب کوس بھر کے فاصلے کے جا کے ہاتھون سے زمین پر رکھدیا گنجاب نہایت سراسیم اور پر اضطراب بات منہ سے نکلتی نہ تھی مردنی منہ پر چھائی ہوئی خون تمام جسم کا خشک رنگت زرد مثل بید لرزان تھا سردارون نے افسرون نے کہا کہ یا پیغمبر مرسل آپ نہ گھبرائیے خداوند لقا کے کرم سے یہان سے کوس بھر کے فاصلے پر وہ خدا پرست ہے اور لکھوکھا خانہ زادان جان نثار اور نمکخوار سرکار کے سرفروشی اور جان نثاری کر کے اُسے محاصرہ کیے اور سدراہ ہین گنجاب علیہ اللعن و العذاب کے تمام جسم مین رعشہ اور پیٹ مین دہل پڑی ہوئی تھی اسنے اپنے جی مین خیال کیا کہ ابتو مین اس بلا سے ناگہان بقضائے مجسم بدیع الزمان کے ہاتھ سے بچ گیا ہون مبادا پھر وہ عزرائیل میری جان کا یہان بھی آپہونچے تو کسی صورت سے جانبر نہونگا یہ سوچ کے ہر چند سب سردارون اور افسرون نے سمجھایا کسی کا کہنا نہ مانا جھٹ پٹ مرکب پر سوار ہو کے سمت قلعۂ نجم فراری ہوا لشکر شکست اثر

گنجاب کا جھرمٹ کھا کے جسطرف جسکا رخ ہوا بھاگ کھڑا ہوا میدان رزمگاہ مین کوسون تک بشعر یک جب جا لجد سیلاب خون پانیو
کشتہ بر کشتہ پشتہ بود و گرد خاک نبود ✽ چار طرف دجلے خون کے بھرے ہوئے لاش پر لاش بردے پردہ و بر بردہ سر پر سر
کشتون کے پشتے لگے ہوئے لکھو کھا چیلین اور گدہ بطمع گوشت آسمان پر چھائے ہوئے سپرین تلوارین تیر ترکش
خنجر و گرز وغیرہ ہتھیارون کے انبار پڑے ہوئے فوج وسپاہ اور عملہ بہیر و بنگاہ گنجاب کا ہزیمت خوردہ افتان و خیزان
تن بدن کا ہوش کسیکو باقی نہین جان توڑے بگڑی ہوتے چھوڑے بدہ گوش و یک بینی بھاگے جاتے تھے آدمی پر
آدمی گرتا بدحواس حالت یاس و ہراس مین جسکا جدھر منھ پڑا چلا جاتا ہی نقابدار سرخ پوش یعنے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک
قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بھی مع تمام اپنے لشکر کے گنجاب کے تعاقب مین بلوہ کیئے نکل گیا یہان میدان
مصاف مین مطلع صاف دیکھکر زمین رزمگاہ سے آواز مبارکباد کی بمضمون ان دو شعرون کے گوش زد ہوتی تھی اشعار

بلیتی ست تا رسم فتح و شکست	چنین فتح کس را نداد ست دست	نہ چشم زرہ این چنین فتح دید	نہ گوش سپہر در مصافے شنید

شاہزادۂ رستم صولت بدیع الزمان والا مرتبت نے ایک بہت بلند ٹیلے پر جاکے اپنے لشکر کے بہادران جان نثار
اور دلیران عرصۂ کارزار کو باواز بلند فرمایا کہ شادیانۂ فتح بجوا کے خیمہ و خرگاہ بہیر و بنگاہ اور تمام مال و اسباب گنجاب کا اور
اسکی فوج وسپاہ کو تاخت و تاراج کرو چنانچہ حسب الاحکام عظام شاہزادۂ عالی مقام کے جوانان لشکر اسلام لوٹ پر
جا گرے اور کرورہا روپیہ کا مال و اسباب اور ہتھیار فوج کفار قبضۂ تصرف مین شجاعان دیندار اور مجاہدان تہور شعار
کے آیا بعد اسکے شاہزادۂ عالم واسطے نذر شہنشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کے روانہ ہوا اور بخدمت سلطان والا قدر
عالی منزلت آکے اقدام عالی سے امیر با توقیر کے لپٹ گیا شعر چون دید پدر رخ نکویش ✽ آسود بجان ز جستجویش
اور سلطان والاشان نے اپنے قرۃ العین نور بصر لخت جان پارۂ جگر شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کو اپنی چھاتی
سے لگا لیا اور اشک ساری آنکھون مین بھر کے بہت سا پیار کیا اور اپنے برابر بٹھلا لیا شاہزادۂ عالم نے نذر امیر با توقیر
کو اور حضرت ظل اللہ بادشاہ سعد بن قباد کو دیکر شاہ عیاران عیار عمرو بن امیۂ نامدار کو کچھ پیشکش اور نذرانہ دینے کا ارادہ
کیا اور استدعا کی کہ عمو جان آپ بسبیل مذکور سعی کرکے گوہر ملک کی ملازمت کی تقریب باوا جان سے کیجیے عمرو نے
امیر با توقیر سے کہا کہ حمزہ ملکہ گوہر ملک تیری بہو امیدوار قدمبوسی کی ہی صاحبقران دوران نے فرمایا کہ چشم ما روشن
اسیوقت عمرو کو ہمراہ لیکے حرم سرا مین شاہزادۂ عالم کے تشریف لیگئے اور ملکہ گوہر ملک نے باداب تمام امیر عالی مقام
کو مجرا کرکے دو دانے لعل شبچراغ کے سلطان والا قدر عالی منزلت کو نذر دیئے عمرو نے وہ دونون لعل شبچراغ ملکہ کے ہاتھ
سے اٹھا کے نذر زنبیل کیے صاحبقران دوران نے ملکہ کا سر اپنی چھاتی سے لگا کے بزرگانہ آستین مرحمت کی چھاتی
پر رکھی اور ایک بازو بند مرصع جو ملکۂ آسمان پری نے ملکہ مہر نگار کی عروسی مین دیا تھا بہو کو مرحمت فرمایا اس عرصہ مین
ملکہ غنچہ خاتون سلطان صاحبقران کو دیکھکر مارے شرم و حجاب کے عرق عرق اور تربتر ہوگئی صاحبقران دوران
بعد ادراک حال ملکہ غنچہ خاتون کی بہت سی طمانیت اور دلجوئی کرکے محل سے برآمد ہوئے دربارگاہ سلیمانی مین آکے اپنے
دلگشا زاد عنبر پر متمکن ہوئے اور جتنے شاہ و شہریار زادے اور سرداران لشکر اسلام تھے سب کے سب نذرین تہنیت
کی دیدے کے دست براسی دست راست اور دست چپی دست چپ اپنے اپنے دلکشون پر شادان اور خندان بیٹھے
آپسمین ذکر مذکور شجاعت اور دلیری شاہزادۂ بدیع الزمان والا مرتبت کا کر رہے تھے الا سلطان والاشان امیر
کشور گیر جہان ستان واسطے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کے بہانیت مشوش اور متردد ہو رہے ہین

اب دو کلمے داستان گنجاب علیہ اللعن و العذاب سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت گنجاب عرصہ گاہ مصاف سے شکست کھا کے بحال تباہ و حالت پریشان بحالت یاس و ہراس نہایت پریشان اور
بدحواس سمت قلعہ ملک مجم فراری ہوا ناگاہ سر راہ اسنے دیکھا کہ دور سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی اور جسوقت دامن
گرد شگافتہ ہوا تو اُسمین سے ایک جوان قوی ہیکل تنومند بازو دریاسے آہن مین غرق مسلح و مکمل مرکب پر سوار مع
چار لاکھ سواران نیزہ دار کے فوج و سپاہ سے سبائل کیطرف سے جانب سنجان جاتا ہی گنجاب نے کچھ عیارون کو
خبر کے واسطے بھیجا بعد دم بھر کے اُن عیارون نے خوب تحقیق کرکے آکے عرض کی کہ غراک بن عربدہ جوے
تندخوے جنگجو خداوند سجدہ ہزار ملک لقا کے پاس سے حسب الحکم خداوند واسطے گرفتاری بدیع الزمان
اور حمزۂ صاحبقران وغیرہ سرداران نادیدہ خدا کے پرستارون کے آتا ہی ابھی وہ عیار یہی حال بیان کررہے تھے کہ وہان
غراک بن عربدہ جوے تندخوے جنگ جو نے بھی گنجاب کی فوج شکست خوردہ کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کون آتا ہی
لوگون نے کہا کہ لشکر گنجاب پیغمبر مرسل کا بدیع الزمان سے ہزیمت کھا کے سمت سبائل بحضور خداوند جاتا ہی غراک بن
عربدہ جوے تندخوے جنگجو یہ سنکے گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور پیادہ پا گنجاب کے پاس آکر رکاب کو بوسہ دیا اور
اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ اسی جا پر ہماری بارگاہ استادہ کرو بموجب اُسکے حکم کے فراشون نے اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کردی
اور چار طرف خیمے ڈیرے لشکر کے پڑ گئے غراک بن عربدہ جوے تندخوے جنگجو نے جو گنجاب کو اپنی بارگاہ
مین لا کے بڑی عزت و توقیر سے تخت پر بٹھلایا اور پائین تخت آپ بھی ایک کرسی پر بیٹھ کے کہنے لگا کہ یا پیغمبر مرسل خداوند
لقا نے تقرر کی ہی کہ مین جا کے حمزہ کو اور بدیع الزمان کو مع اُسکے سب سردارون کے پکڑ لاؤن بختیارک نے
یہ تقریر غراک بن عربدہ جو کی سنکے کہا کہ خبردار اور زنہار ای غراک تو ایسا ارادہ کبھی نکرنا اور کبھی خواب مین بدیع الزمان
سے اور حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا نام لینا تو بڑی بات ہی ہرگز ہرگز اُسطرف رخ کرکے نہ سونا کسواسطے کہ اسمین
تیری جان کا نقصان ہی اور سوائے اسکے کچھ فائدہ نہوگا تو نے اُسطرف جانے کا اور بدیع الزمان سے مقابلہ اور
مجادلہ کرنے کا حوصلہ کیا اور کتے کی موت مارا جائیگا غراک بن عربدہ جوے تندخوے جنگجو نے جو یہ گفتگو بختیارک
کی سُنکے منھ بختیارک کا دیکھا کہ ایک شخص مسخرون کی صورت زرد رو زرد مو کوتہ گردن تنگ پیشانی بدذاتی اور مادر
بخطائی کی نشانی بشرے پر عیان اور نمایان ہی غراک نے پوچھا کہ یا پیغمبر مرسل یہ کون شخص ہی بختیارک نے جواب دیا کہ
اس گنہگار کو ملک بختیارک بن بختک بن سگ سفید کہتے ہین اور مین وزیر اعظم دستور معظم ہرمز بن نوشیروان
کا ہون اور مین فقط اسی لیے تجھے حمزہ اور بدیع الزمان سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو منع کرتا ہون اور کہتا
ہون کہ مجھے تیری جوانی پر بہت سا تاسف اور ترس آتا ہی بدیع الزمان اور حمزہ کو تو اپنی جان کا ملک الموت
اور عزرائیل سمجھ رکھ اِدھر تو نے اُنسے سامنا کیا اور مارا گیا غراک بن عربدہ جوے تندخو یہ تقریر بختیارک
کی سنکے اور بھی زیادہ تر افروختہ ہوا اور حالت غیظ و طیش مین ہزارون گالیان فحش دیکے چاہا کہ خوب سا بختیارک
کو زدوکوب کرے گنجاب نے بہت سا سمجھا کے منع کیا اور کہا ای غراک بن عربدہ جوے تندخو یہ مسخرہ
مضحک وزیر ہرمز تاجدار کا ہی بپاس خاطر ہرمز اس سے کچھ نہ کہ بارے غراک بن عربدہ جو نے یہ کہکے
کہ بھلا او مادر بخطا دیکھ تو مین ابھی جاکے بدیع الزمان کو مع حمزہ بعذاب الیم مبتلا کرکے پھر کر آتا ہون اُسوقت
تجھسے کیا سلوک کرتا ہون بختیارک نے کہا کہ مین راضی میرا خدا راضی اگر تو وہان سے جیتے زندہ و سالم پھر آئے
تو مجھے بلا تامل قتل کرنا مین نے برضا و رغبت لو بطیب خاطر اپنا خون تجھے معاف کیا اور بخشا القصہ طول تا چند مختصر
یہ کہ غراک بن عربدہ جوے تندخوے جنگجو گنجاب کو باطمینان تمام مع سب سرداران لشکر کفر و ظلام

اپنی بارگاہ مین بٹھلاکے اپنی فوج ہمراہ لے کے سمت شہر سنجان بہ نیۂ مقابلہ و مجادلۂ شاہزادہ بدیع الزمان روانہ ہوا بختیارک نے بوقت رخصت غراک بن عربدہ جو سے کہا کر افسوس صد افسوس دیکھیے کارخانۂ قضا و قدر اسیکو کہتے ہین کہ حضرت عزرائیل کسطرح سے گریبان غراک کا پکڑے کشان کشان لیے جاتے ہین غراک نے یہ بات سنکر نہایت غضبناک ہوگئے بختیارک کو دیکھا اایا پاس ہرمز تاجدار اور گنجاب نابکار تیرہ روزگار کے طرح دیکے بارگاہ سے باہر نکل گیا اور اپنے مرکب پر بیٹھکر مع تمام اپنے لشکر کے یلغار کرکے برابر قلعہ شہر سنجان کے پہونچا اور تھوڑے سے فاصلے پر لشکر فیروزی اثر سے سلطان صاحبقران نامور کے خیمہ استاد کروا کے اُتر پڑا اور بارگاہ گردون اشتباہ سلیمانی اور خیام سرداران عالی شان کے دیکھ کے ہوش و حواس اُسکے بجا نہ رہے مگر اُس توہمات باطلہ اور تخیلات مہملہ کی توقع پر کہ خداوند لقا نے تقدیر کی ہی کہ ای غراک تو سب مسلمانون نادیدہ خدا کے پرستارون پر فتحیاب ہوگا اُس مسخرے واہی کو یقین کلی ہی کہ مین کل عالم پر فتحیاب ہونگا اور غالب رہونگا اور حمزہ اور بدیع الزمان کو پکڑ لونگا اپنے دلکو تسلی اور تسکین دیکے لشکر بے پایان اور فوج بے کران سے شاہزادہ بدیع الزمان کی خیال نہ کیا مع اپنے تمام سردارون کے بارگاہ مین بیٹھکر اشارہ ساقی کو کیا اور جام شراب کا گردش مین آیا جب دو دو تین تین پیالے شراب ناب کے پی چکے اور دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ایکبار نشہ کی ترنگ مین حکم دیا کہ ہان میرے لشکر مین بجے طبل جنگ اور ساتھ اتنا کہنے کے اُسکے لشکر مین طبل جنگ بجا اور یہ خبر لیکے ہلکارہ ہاے لشکر اسلام سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوے اور بارگاہ سلیمانی مین بحضور شہنشاہ والاجاہ گیتی پناہ خواقین سجدہ گاہ ظل اللہ سلیمان سریر گردون مسیر وارث اورنگ جہانبانی مالک سریر سلطانی شہریار عالی نژاد سعد بن قباد آکے زمین ادب کو بوسہ دیا اور بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی کے عرض کی اشعار ای تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو ✤ وی خلعت شاہنشہی زیباست بربالاے تو ✤ بدر الدجاے مکرمت مہر سماے البت شد فخر تخت سلطنت کامد بزیر پاے تو ✤ سرور عالم کی عمر دراز ہو لشکر غراک بن عربدہ جو سے تند خوے جنگجو مین طبل جنگ بجا اور وہ کافر صبح کو معرکہ آراے میدان کارزار ہوگا سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالی مقام نے بمجرد استماع اس کلام کے فرمایا شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ✤ جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے بر روز دیوان قضا کلک قدرت سے اپنے ترقیم کردیا ہی وہ بعرصۂ ظہور آئیگا اسمین فکر و تردد کرنا محض بیجا اور بیکار ہی کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی غازیان دیندار اور مجاہدان بہادر شعار آمادۂ رزم اور مہیاے قضا ہوکر عزیز اقربا یگانے بیگانے خویش و عزیز سے باہم ملنے لگے اور کہتے تھے کہ صبح کو دیکھیے کسکو تختۂ تابوت اور کسکو تخت سلطنت نصیب ہو اشعار بر در اندیشۂ گردن کشان یک بیک ✤ کہ فردا بکام کہ گردد فلک ✤ زمانہ کرا ساز گاری کند ✤ ستارہ بجان کہ بازی کند ✤ کرا تاج اقبال بر سر نہد ✤ کرا تحت تابوت بر در نہد ✤ کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید ✤ ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید ✤ شجاعان عرصۂ کارزار اور دلیران نامدار اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھنے بھالنے لگے بہادران مومنین اور جوانان صاحب عز و تمکین کے جسوقت سے کہ صداے طبل جنگ گوش زد ہوئی غسل کرکرکے لباس پاکیزہ پہن پہن کے سیکڑون مسجدون خانقاہون مین ہزارون اپنے خیمے ڈیرون مین ہزارون لب دریا ہزارون میدان وغا کی طرف جاکے سجادے زمین پر بچھا بچھا کے سمت قبلہ منھ کرکے رو رو کے بحضور قلب اور خلوص نیت مستدعی

اور ملتجی تھے کہ ای رب جلیل صبح کو وعدہ گاہ مصاف مین امتحان فرقۂ اجلاف اور قوم اشراف کا بگواہی کلۂ عمود اور زبان نیزہ بر روے کار آئیگا صدقہ اپنی وحدانیت کا پاے ثبات مین ہمارے لغزش نہ آنے پائے اور کوئی قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو نہ ہٹ جائے سہرے خون کے بدھیان زخمون کی گلے مین خلعت شہادت پہنے اور اپنے آقاے ولی النعمت کے سامنے سرخرو ے جاوید ہون رات بھر دونون لشکرون مین بڑی جاگ اور چہل پہل رہی طلایہ طرفین سے پھیرے رہے تھے آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند تھی جبکہ گریبان سحر چاک ہوا اور کوئی دو تین گھڑی رات پچھلی باقی رہگئی اُسوقت سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے پاے سعادت صاحبقرانی کو بوسہ دیا امیر باتوقیر نے خواب راحت سے بیدار ہوکے پوچھا کہ رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے عرض کی کہ نماز کا وقت ہے سلطان باکرم نے پانی وضو کے واسطے طلب کیا فراش آفتابہ سیلابچی لیے حاضر تھا صاحبقران دوران نے اُٹھ کے وضو کیا اور بعد وضو دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہوکے وظیفہ پڑھا بعد اسکے پوشاک پہن کے صندوقچہ سلاح کا کھولا سلاح ذات اقدس پر آراستہ و پیراستہ کرکے بارگاہ عرش اشتباہ سے برآمد ہوئے قندز دیوانہ اشقر دیوزاد کو لیے حاضر تھا امیر نے ایال پر ہاتھ ڈالکے رکاب مین قدم رکھ کے قاش زین پر جلوہ فرما ہوئے شاہ سلیمان قارسی مظفر فاریابی ابو المنجن گرد وغیرہ سو سوا سو رفقا اور ندما مجرا کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوئے سواری مانند باد بہاری روانہ ہوئی قریب ڈیوڑھی جلوخانے کے سلطان باکرم گھوڑے پر سے اُتر پڑے اور زین پوش بچھا کے بیٹھے بعد ازان اور سب شاہ و شہریار زادے آتے جاتے تھے اور امیر باتوقیر کو مجرا کرکے وہین زین پوش بچھا بچھا کے بیٹھتے جاتے تھے کہ ناگاہ آمد سواری شہنشاہ سعد بن قباد معلوم ہوئی فراشون نے دوڑکر ڈوریان پردۂ جلوخانہ کی چرخی پر کھینچین اور ایک مرتبہ اندر سے دھنین شہنا نوازون کی گوش زد ہوئین اور کچھ کنول بردارنیان سورج مکھی والیان لالٹین والیان فرنتی والیان فانوس بردارنیان تخشاخہ والیان گرد و پیش اور تخت پر شہنشاہ لشکر اسلام اجلاس فرمائے کہاریان پری طلعتین تخت اُس سلیمان مرتبت کا دوش پر لیے نمودار ہوئین کہارون نے بڑھ کے تخت کو لے کے دوش بدوش روانہ ہوئے امیر کشورگیر حمزۂ باتوقیر واسطے مجرے کے جھکے مرد ہا پکارا مہابلی بادشاہ سلامت شہنشاہ عالم پناہ سلامت سلطان صاحبقران امیر کشورگیر جہانستان کا مجرا نگاہ روبرو بادشاہ نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اور اشارہ سواری کا کیا سلطان صاحبقران اشقر پر سوار ہوکے چالیس قدم پیش روی اور صاحبقرانی زیر سایۂ علم اژدہا پیکر آگے تخت سے بڑھتے ہوئے اور ہر ایک مجرئی کا مجرا لیتے ہوئے سواری حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام سمت میدان رزم روانہ ہوئی اور آگے بڑھ کے تبر دارون نے جھاڑی جھنڈی چھیل کی کاٹ کے میدان کو ہموار کر دیا بیلچہ کار بیلچہ کاری کرکے نکلگئے سقے آبپاشی پر جھکے گرد کو بٹھلا رہے تھے اس عرصہ مین تخت بادشاہ لشکر اسلام کا ناف لشکر مین جاکے قایم ہوا اور امیر باتوقیر سات قدم آگے تخت سے بڑھے ہوئے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر دست راست دستی دست راست چپی دست چپ صف آرا ہوئے اُسطرف سے غزاک بن عربدہ جوے تند خو بھی مع لشکر نکبت اثر آکے میدان مین قائم ہوا اُسوقت نقیب اور کرکیتون نے میمنہ میسرہ قلب و جناح آگے کا ہراول پیچھے کا جنڈاول ہو دو صفین بائین بہین آراستہ و پیراستہ کرکے کرکیتون نے باواز بلند کڑکا کہنا شروع کیا کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ✤ کوشش نام و ننگ باید کرد ✤ کہان ہین رستم و سہراب اور کہان بیژن و برزو اور کون ایسا بہادر اور دلیر ہے کہ آج فلک کے اس میدان کارزار مین اُن بہادرون کا نام مثل حرف غلط مٹا کے اپنے باپ دادے کا نام روشن کرجائے دو ہارن دیکھے جو مڑ چلے اور کھیت دیکھ کترا اسے ✤ ایسے پوت کپوت کا کاگا ماس نہ کھائے،

ساتھ کڑکنے کی آواز کے گوش زد ہونے کے جوانان شمشیرزن اور بہادران صف شکن کی آنکھون مین نشۂ شجاعت کے ڈورے پڑ گئے تھے سمت رزمگاہ دیکھ دیکھ کے سیفون تلوارون پر ہاتھ رکھے برچھے ترچھے کیے گھوڑون پر سوار کھڑے جھوم رہے تھے ناگاہ غزاک بن عربدہ جوے تندخو اپنی فوج کی صف مین سے گھوڑا چمکا کے نکلا اور ناوسط میدان مین آ کے پشت کی لشکر اسلام کی طرف اور رخ کیا سمت قیطول لقا گھوڑے پر سے کود پڑا اور زمین پر لقا کو سجدہ کر کے اٹھا اور پھر اپنے مرکب پر سوار ہو کے بمقابلہ لشکر فیروزی اثر آ کے پکارا ای خداپرستان وای زبردستان از شما ہر کرا آرزوی مرگ باشد بیاید بمیدان جنگ ارادۂ دست و پا آوری دارم ابھی پورا کلمہ اسکی زبان سے نہین نکلنے پایا تھا کہ دیکھا لشکر اسلام مین علمدارون نے علم کو جلوہ دیا اور دست راست سے انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران سیفوان تہمتن شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اپنے مرکب گلگون باختری کو صف مین نکالا اور بحضور شہنشاہ لشکر اسلام آ کے اجازت طلب ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے جام کلہ عفریت اپنے دست خاص سے بھر کر مرحمت فرمایا اور شاہزادۂ رستم صولت نے آداب بجالا کے اس جام شراب کو پی لیا اور ایکدم مین اسے نوش فرما کر جانب میدان رزم مخاطب ہو کر مرکب گلگون باختری کو تیز گام کیے برابر غزاک بن عربدہ جوے تندخو کے پہونچا اور اس زور سے ہنگاور ہوا کہ گھوڑا غزاک کا بارہ قدم پسپا ہو گیا اور غزاک گھوڑے پر سے گرتے گرتے خوب سنبھلا گھوڑے کو تازیانہ مار کر پھر برابر شاہزادۂ عالم کے آیا اور کہنے لگا ای جوان کیا نام ہی تیرا اور تو کون شخص ہی شاہزادۂ عالی مقام نے جواب دیا کہ ای غزاک وہ جو تو نے سنا ہو کمترین بندگان خدائے عزوجل قطم پیل نامور شاد انجم گروہ + فلک رخش مہجاہ رستم شکوہ بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم زدن آسمان بر زمین + داماد گنجاب وہ مین ہون غزاک بن عربدہ جوے تندخو نے یہ گفتگو شاہزادۂ عالی جناب کی سنکے نہایت پیچ و تاب کھایا اور حالت غیظ و غضب مین نیزہ پکڑ کے سینہ پر کینہ پر شاہزادۂ بدیع الزمان کے مارا اس شجیع روزگار شاہزادۂ نامدار نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روک لیا اور باہم نیزہ بازی شروع ہوگئی اشعار

بجنبش درآمد از ایشان زمین
سپہان را چنین کی بود کارزار
دو نخل اجل ہر دو ابرگ و بار
چنان نیزہ با نیزہ آمیختند
نہ این را ظفر بد نہ آن را خطر
سنان چون زبان ذی نیزہ دار
سنان یک بدیگر در آویختند
نہ اورا خطر بد نہ این را ظفر
کمینداں کشیدہ سنان ہر کمین
کہ باہم نہ بیختند زانگونہ مسار

تیرھوین طعن مین شاہزادۂ والاشان نے نیزہ اسکا ایک مقام پر کاٹکر اس خوبصورتی سے لگا دیا کہ نیزہ غزاک کا جسطرح ہوائی آتشبازی کی گنج سے نکلجاتی ہی سمت آسمان نکلگیا اور سنان اسکے نیزے کی آسمان پر جا کے مانند ستارے کے چمکی اور پھر وہ نیزہ مثل تیر شہاب تھوڑا سا اور بلند ہو کے زمین پر گرا پھر تو غزاک سرنگون ہو گیا غزاک عربدہ جوے تندخو نے جبکہ دیکھا کہ میرا نیزہ شہزادۂ بدیع الزمان نے ہوائی کر دیا بیساختہ یہ کہکے کہ ای خداپرست نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی حمال بازی شمشیر بازی راستبازی بس خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا تلوار کو کھینچکر برسر شاہزادۂ نامور آیا اور ایک ضرب تیغ برسر شاہزادۂ عالی مقام بقوت تمام کی شاہزادۂ عالم نے اپنی سپر کو پشت پر ڈالدیا اور بفن سپہگری بچستی تمام بار ڈھا کو بچا کر بندِ دست اسکا پکڑ کے زراہ فشار دیا تو تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹکر علیحدہ جا پڑی اسوقت شاہزادۂ رستم صولت نے جو اپنا ہاتھ اسکے کمربند مین ڈالکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور زور اولین مین غزاک بن عربدہ جو کو خانۂ زین سے اٹھا کے سر سے بلند کیا اور چرخ دے کے زمین پر مارا چار طرف سے عیاران لشکر اسلام نے دوڑ کے غزاک بن عربدہ جوے کی مشکین باندھ لین لشکر کفار نابکار نے جو یہ حال غزاک کا دیکھا ہائے وائے کرتے چار طرف سے تلوارین برچھے پکڑ پکڑ کے برسر شاہزادۂ نامور آ پڑے اسطرف بھی قفقل بن گیا اور خون آشام

اور قارن بلند کمان اور رقاے زنجیر خا اور ترک جوشن پوش اور قاتل زنگی اور مقاتل زنگی اور اریا بیہ باختری اور فضل بن آشوب اور طاہر بن قہرمان عجمی وغیرہ سرداران شاہزادہ والا مرتبت کی فوج دریادہ کے غازیان دیندار اور شجاعان عرصہ کارزار بمقابلہ لشکر کفار جاکے آمادہ رزم وپیکار ہوئے اور آن واحد مین اسد رجہ شمشیر زنی اور کفار کشی کی کہ لکھو کھالاش پر لاش اور دھڑ پر دھڑ اور مردے پر مردہ گرا دیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے تھے چار ناچار کفار شکست فاش کھاکے بھاگ کھڑے ہوئے اور گنجاب کی فوج شکست خوردہ مین جاکے ملحق ہوئے یہان لشکر نصرت اثر مین شادیانے فتح کے بجنے لگے بہادران صف شکن اور دلیران شمشیر زن وعدہ گاہ مصاف سے بفتح ونصرت تمام ہمراہ شاہزادۂ بدیع الزمان عالی مقام مراجعت کرکے گردو پیش تخت شہنشاہ لشکر اسلام کے قیام پذیر ہوئے مگر وہان کا حال سنیے جس وقت کہ گنجاب نے سنا کہ عزاک گرفتار ہوگیا اور اسکی تمام فوج ہزیمت کھاکے یہان آئی ہی بختیارک پکار اصلواۃ بر محمد شعر ہر کس کہ زحد برون نہد گام ٭ اینست سزاے آن سرانجام ٭ ای گنجاب تونے دیکھا کہ مین سچ کہتا تھا یا جھوٹھ اب بہتر یہی کہ یہان سے جلد قلعۂ عجم مین پہونچکر ٹھہرنا مبادا اثناے راہ مین خدا پرست آپڑین تو پھر سواے مرجانے اور مارے جانے کے اور کوئی بات بن نپڑیگی گنجاب عاجز ہوکے سمت ملک عجم روانہ ہوا اور جبکہ بعد طی مراحل وقطع منازل بحال شکستہ وتباہی زدہ قریب ملک عجم کے پہونچا تو یہ خبر گنجاب کی شکست فاش کھانے اور ہزیمت کھاکے آنے کی قہرمان عجمی نے جو سنی تو قہرمان عجمی نے مع اپنے تمام سردارون کے استقبال گنجاب کا کیا اور بڑی عزت وتکریم سے گنجاب کو اپنے شہر مین لاکے تخت پر بٹھلایا اور تیاری دعوت کی بڑی دھوم سے کرکے باہم مشورہ کیا اور قہرمان عجمی نے کہا کہ یا پیغمبر مرسل جسنے جو کام کیا ہی ان خدا پرستون سے بدون مکر وفریب کے کسیکا کام نہین بن پڑا ہی لہذا میری راے مین تو یہ صلاح بہتر ہی کہ از راہ فریب نذوری امیر حمزۂ صاحبقران کے پاس چلکے مسلمان ہوجایئے اور پھر حمزہ کو مع انکے سردارون اور بادشاہ اسلام کے بہانۂ دعوت شہر مین لاکے سامان رقص وسرود کا کیجیے اور کھانے مین بیہوشی ملاکے سبکو کھلائیے جبکہ یہ سب بیہوش اور بے خبر ہوجائین تب ان سبکو مطوق اور مسلسل کرکے سولیون پر چڑھا دیجیے اور تیرباران کرکے ان سبکو قتل کیجیے بختیارک نے جو یہ مشورہ سنا تو بہت پسند کرکے خوشی خوشی کہنے لگا کہ اس سے زیادہ اور کوئی تدبیر نہین ہی غرض قہرمان عجمی اور گنجاب علیہ اللعن والعذاب اور بختیارک تو اس فکر وتدبیر مین ہین وہان حال سلطان باقبال امیر کشورگیر امیر حمزۂ باتوقیر کا سنیے کہ سلطان والا قدر عالی منزلت نے یہ کلمہ زبان فیض ترجمان سے فرماکے کہ مجھے منظور اب یہ ہی کہ شادی شاہزادۂ بدیع الزمان اور ملکہ گوہر ملک کی بہین ملک عجم مین کرون مصروف جشن عیش ونشاط ہوئے روز دوم وقت صبح جبکہ بارگاہ سلیمانی مین شہنشاہ گیتی پناہ سعد بن قباد نے سریر سلطنت پر آکے اجلاس فرمایا اور سلطان صاحبقران والاشان دلگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے اور جتنے دست راستی اور دست چپی بادشاہ شہریار زادے اور سرداران لشکر اسلام تھے سب کے سب بقاعدۂ مستمرہ مجراگاہ سے مجرا کرکے اپنے اپنے ذنگون پر باداب تمام متمکن ہوئے مہر اوج عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری بھی کرسی پر آکے بیٹھے ایک مرتبہ سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ ہان عزاک بن عربدہ جو سے تندخو کو لاؤ حسب الحکم عظام امیر عالی مقام کے داروغۂ زندانخانہ نے عزاک بن عربدہ جوے تندخوے جنگجو کو زندانخانے سے طلب کرکے بحضور سلطان والا قدر عالی منزلت حاضر کیا امیر باتوقیر نے بکمال عنایت اسکی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ ای عزاک لقا پرستی کو ترک کر اور نکل اس چاہ کفر وضلالت سے کلمہ پڑھ کے پہونچ بسر چشمۂ ہدایت ملت بیضا دین اسلام قبول کرکہ دنیا وعقبی دونون بخیر ہوجائین عزاک بن عربدہ جو کو یہ ارشاد ہدایت بنیاد سلطان صاحبقران

کالبسب تیرہ دلی و تاریک درونی کے نہایت ناگوار خاطر ہوا اور حالت غیظ و طیش مین ہاتھون کی ہتھکڑیان پانؤن کی بیڑیان
زور کرکے توڑ ڈالین اور سمت سلطان صاحبقران حملہ ور ہوا یہ حرکت اُسکی شرارت کی دیکھکر شاہزادۂ رستم صولت
بدیع الزمان والا مرتبت نے اپنے دنگل پر سے اُٹھکے برابر سے اُسکو پکڑ لیا اور اُسی جوش و خروش مین ڈالکر
کمربند مین ہاتھ عزاک بن عربدہ جو کو ایک ہی زور مین زمین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور جست کرکے
اُسکی چھاتی پر جا بیٹھا اور پھر بسہولت فرمایا کہ اے عزاک بہتر تیرے حق مین یہی ہے کہ تو کفر و کافری کو چھوڑ کے مسلمان
ہو جا اور لعنت کر اُس ہوک پیکر خرس بادیۂ ضلالت لقاے مشرک خدا زمرد شاہ مردود آلہ باختری کے نام پر گروہ
جسکو کہتے ہین شعر بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ✦ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ✦ اُس علیہ اللعن والعذاب
عزاک سیاہ دل نے یہ تقریر شاہزادۂ با توقیر کی سنکے از راہ شیطنت بیباختہ چہرۂ اقدس پر شاہزادۂ عالم کے
لعاب اپنے مُنھ کا ڈالدیا تب اُس آسمان مرتبت شاہزادۂ بدیع الزمان والاشان نے برہم ہوکر ایک ہاتھ اپنا
عزاک کے سر پر اور دوسرا ہاتھ ٹھوڑھی کے نیچے رکھ کے ذرا جو مروڑا تو جسطرح سے قصاب گاؤ کا سر دھڑ پر سے جدا
کر دیتا ہے اُسطرح سے شاہزادۂ عالم نے عزاک جہنمی کا سر دھڑ پر سے کھینچکر علٰحدہ پھینکدیا اور لوگون کو حکم دیا کہ
اسکی لاش لیجا کر لشکر کے کنارے ڈالدو چنانچہ حسب الحکم شاہزادۂ والاشیم کے سر اور دھڑ اُس ناپاک جہنمی عزاک کا
لوگون نے لیجا کے کنارے لشکر کے ڈالدیا اور یہان سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران نے اپنے فرزند
جگرپیوند شاہزادۂ عالیشان بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی بہت سی تعریف شجاعت اور تہمتنی کی فرما کے تیاری
جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ کی فرمائی ہزار بارہ سو طائفہ ارباب نشاط کے آکے حاضر ہوئے تھاپ طبلون پر
پڑنے لگی آواز ہوشا ہوش نوشا نوش کی بلند ہوئی لہرا سارنگی کا بائین کی کمک آسمان کو جانے لگی قانون بین رباب
چنگ مرچنگ دف دائرہ سرود ستار جلترنگ الگوجا سُرلی سُرمنڈل جھانجھ کھنگڑی راگ وغیرہ اور باجے بجنے لگے ساقیان
مہرطلعت ماہ صورت جام و صراحی زمردین ہاتھون مین لیے دورۂ جام شراب یاقوت رنگ کا بندھا ہوا تھا ارباب محفل
مین دھوم تھی اشعار گلشن مین قدم رکھتی ہے صبا گل بزم آرائی کرتے ہین ✦ چپ خاک ترے مُنھ مین بلبل یہ شیون
کا ہنگام نہین ✦ ہون بندۂ پیر مغان ساقی کچھ جاے تکلف تجھسے نہین ✦ لا دردہی گر مے صاف نہین دے چلو
ہی مین گر جام نہین ✦ مغنیان شوخ و طناز اور لولیان سراپا کرشمہ و ناز حالت رقص مین پاے کوبی نہین کرتے تھے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحصول مدد غیبی پشت پا بہ تعلقات دنیوی مار کے واسطے ازدیاد عمر و جاہ شہنشاہ عرش بارگاہ کے ہاتھ دعا
کے لیے سوے آسمان بلند کیے ہین زنگولے رگہائے عشاق پر شور انگیز تھے اور چٹکیان بجانا رنڈیون کا یہ ثابت ہوتا تھا
کہ طائران کلفت کو آئینون سے دلون کے اُڑائے دیتی ہین حضار محفل مانند عاشقان بیدل اور مشتاقان بسمل کے
دست بدل غلغلہ پرداز تھے یہ جان ابھی لولیان شوخ و شنگ شہر آشوب عربدہ جو غمزہ زن ہو بصد انداز دلربائی
ناچنے مین مشغول تھین کہ شاہزادۂ بدیع الزمان عالیجاہ نے بحضور سلطان والاشان دست ادب باندھکر عرض کی کہ
ہر چند ترک ادب ہے مگر مجبور ہون کہ ملکہ غنچہ خاتون کو نہایت استدعا ہے اور مجھ سے نہایت درجہ مجبور اور عاجز ہو کے کہتی
ہین کہ تم میری طرف سے عرض کرو کہ حضور مین قدوم میمنت لزوم سے شہر سنجان کو بھی منور فرمائین ملکہ غنچہ خاتون
نے اس خوشی مین بڑی دھوم دھام سے تیاری شہر سنجان کی کرکے ہزارون طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے
ہین اور ہمہ تن چشم براہ انتظار بیٹھی ہین سلطان والاشان امیر کشورگیر جہانستان حمزۂ صاحبقران نے
بپاس خاطر اپنے فرزند جگرپیوند شاہزادۂ بدیع الزمان کے مع شہنشاہ سعد بن قباد اور تمام شاہزادون

اور سرداران لشکر اسلام کے اُسیوقت سوار ہوئے سمت شہر سنجان روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل جبکہ داخل شہر سنجان ہوئے تو دیکھا شہر بہت آباد ہی اور بہایت پر فضا بستی لا انتہا خلق انبوہ انبوہ سکّان شہر گروہ گروہ چوپڑ کا بازار چاندنی چوک اردو بازار جوہری بازار کشمیری بازار مچھلی بازار صرافہ بزازہ سب کھلا ہوا دُکانون پر تمام نقش و نگار چھت پردے تمامی زربفت کے بندھے ہوئے سائبان زربفت و زرتاری کھنچے ہوئے دُکاندار مرفہ الحال دُکانین مالا مال ہر کوچہ و برزن مین ٹکور نوبت کی لگ رہی ہی چار طرف جتنی چھتین ہین اور برج بنگلے برآمدے کمرے نظر آتے ہین اُنپر ہزارہا بھانڈ نقال بہروپیے ڈھاڑی ڈوم کلاونت قوال ہتک کشمیری بچے زنانے ہیجڑے چونے والیان سازسازنگیان پکھاوجین طبلے مرذنگ جوڑیان کرتال کی لیے بیار کباد گا رہے تھے تھاپ طبلون پر پڑ رہی تھی چھم چھم کی آواز بلند گانے بجانے کی دھوم سر بازار لکھو کھا تماشائیون کا ہجوم ہی اور جتنے درخت ہین سب تاش بادلے سے منڈھے ہوئے قمقمے گیند لٹکتے ہین جھولے ہنڈولے برج بارہ دریان قلعے آتشبازی کے چار سمت گڑے ہوئے سرو چراغان کا سمان ایک جانب ہی سر راہ کمخواب زربفت مشجر اساوری اطلس وغیرہ کا فرش ہی تمام شہر مین آئینہ بندی ہی جسوقت سواری سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام آگے بڑھتی ہی تو لکھو کھا فقیر محتاجین مساکین ٹگڑگدے دریوزہ گر شہدے اکثر غربا فرش لوٹتے جاتے ہین جو جو کہ مکانات کی چھتین بے پردہ ہین اُنپر ہزارون بڑی بوڑھیان کہ سفید سفید بال اُنکے چاندی کے سے پتر چمکتے ہوئے سفید سفید پائجامے پہنے اور سفید سفید چادرین سرون پر کورے کورے مدار سیے جوگانی حقے آگے رکھے پی رہی ہین شطرنجیون چاندنیون کے پردے کر لیے ہین اور جو جو کہ برآمدے کمرے بنگلے پختہ و خام ہین اُنمین پردے سقرلاتی اور مخملی اور ٹیاٹی گھاروے کے اور چلمنین گنگا جمنی پڑی ہین ہزارہا نازنینان مہ جبین اور مہر تمکین بیٹھی جھانک رہی ہین آنکھین بطور نرگستان کے نظر آتی ہین جسطرف سے کہ سواری سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کی جاتی ہی چار طرف سے گلہاے نقرئی اور طلائی لوگ نثار کرکے پھینکتے ہین لکھو کھا آدمی کرورہا خلق کا مجمع کثیر اور انبوہ غفیر ہی غرض سلطان باکرم سیر و فضا شہر سنجان کی دیکھتے ہوئے داخل دیوان عام ہوئے اور شہنشاہ والاجاہ گیتی پناہ خواقین سجدہ گاہ ظل اللہ سلیمان سریر گردون مسیر وارث اورنگ جہانبانی مالک سریر سلطانی شہریار عالی نژاد سعد بن قباد نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور تمام سردار دست چپی اور دست راستی اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہوئے امیر باتوقیر سلطان والاشان حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو ہمراہ لیکے ملکہ غنچہ خاتون کے محل مین تشریف لیگئے اور ملکہ غنچہ خاتون نے بڑے اعزاز واحترام سے سلطان عالی مقام کو بارہ دری مین لیجاکے صدر جاہ و حشمت پر بٹھلایا چونکہ ملکہ غنچہ خاتون نے بار ہا زبانی شاہزادہ بدیع الزمان کی اور اکثر وقایع معتبر سے حال عمرو کی طماعی کا سنا ہی تو اوّلاً اوّل ایک صندوقچہ جواہر بیش بہا کا عمرو کی تواضع کیا عمرو نے اُس صندوقچے کے جواہرات کو کہ کئی سلطنتون کا خراج تھا دیکھکر سلطان والا قدر عالی منزلت سے کہا کہ ای حمزہ مین نے تو اس اتنے سن مین کوئی بی بی بادشاہزادی اور امیر وزیرزادی ثانی ملکہ غنچہ خاتون کی عالی ہمت اور سخی اور کریم اور سیر چشم اور گنج بخش اور فیاض حاتم دل نہین دیکھی ہی حمزہ اسوقت کی بات میری بگوش دل سُن رکھنا کہ دارائے سواد ہندوستان لندھور بن سعدان تمام عمر ملکہ غنچہ خاتون کی جوتیان اُٹھائیگا اور تلوے آنکھون مین لگاتے رہیگا القصہ بعد عمرو سے سازکر لینے کے ملکہ غنچہ خاتون نے چالیس ہزار کشتیان جواہرات کی اور بیس ہزار کشتیان خلعتہائے زردوزی اور پوشاک شاہانہ کی اور دس ہزار گھوڑے کچھی یمنی تازی ترکی عربی عراقی وغیرہ تحفہ تحفہ گلگون عذار صبا رفتار بازین و لجام مرصع کار اور دو ہزار مادہ شتر مروی بغدادی سرخ جل زرنگار مرصع کار پشت پر اور زنگ گنگا جمنی گردنون مین خلخال مرصع پانون مین اور دو ہزار غلام خوش رو نوجوان ترکی حبشی رومی چینی وغیرہ نذر

اور پیشکش سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران کے کیے بعد ازان دو ہزار طائفے میراثنیون ڈومنیون کلاونت قوال بچیون سرودنیون مطرب بچیون نقارچیون اور بہروپنیون وغیرہ کے اور سولہ سو سیتے سوا اپنی خواصون گائنون کو طلب کر کے اشارہ کیا اور حسب الحکم ملکہ غنچہ خاتون کے تھاپ پڑی طبلون پر زور تا سارنگی کا کھنچا بائین کی گمک آسمان پر جانے لگی قانون رباب چنگ ارجنگ ستار سرود دف دائرہ جھانجھ سُر بین سرمنڈل الگوجا جلترنگ وغیرہ باجے بجنے لگے گائنین بہروپ اور سوانگ بھر بھر کے زنگولے پاؤن مین باندھے ہنگامہ پرداز جشن نشاط اور محفل انبساط ہوئین حضار محفل محو حیرت سکتے کی صورت اُسوقت کا سمان دیکھکر فور سرور سے تصویر مین اُس صحبت عشرت زا اور طرب خیز کے کبھی تو آنکھین بند کر لیتے تھے اور کبھی اُسی عین غفلت مین چونک چونک پڑتے تھے تو چارون طرف دیکھتے تھے اشعار سحر بہار کی خوشبو مین آگئی یہ لپیٹ ٭ کہ صاف چاند سے مکھڑون کے کھل پڑے گھونگھٹ ٭ ہوا دماغ مین باد بہار کے یہ بھری ٭ کہ گھوڑیان عربی جائین جسطرح سرپٹ ٭ صبا کے جھونکے سے کچھ ڈالیان جو لہرائین ٭ تو خوب پھولون کی چھڑیان وہان چلین سٹ سٹ ٭ یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل گئی ٭ اکھاڑے پریون کے آکر اُترپڑے جھٹ پٹ ٭ چمن میں ایسی کچھ اک چاندنی سی لہرائی ٭ کہ ویسی تارون بھری رات بھی نہ لے کروٹ ٭ مزے مین آکے جوانان باغ جھکتے تھے ٭ صراحی مے عشرت چڑھا گئے غٹ غٹ ٭ نصیب سوتے ہوئے جنکے تھے وہ چونک اُٹھے ٭ گئی لحد میں ہر اک عاشقون کی نیند اُچٹ ٭ نظر پڑا وہان بلور کا احاطہ ایک ٭ مکان سب ہین مرصع عجیب اک جمگھٹ ٭ ستون ہیرے کے ہر سمت مشک بیز شمیم ٭ انوکھی ڈول کے دیکھے چھپر کھٹ اور سر کھٹ ٭ ہزارون رنگ کے فوارے گوہر افشان تھے ٭ ہر ایک جا پہ پری مہوشون کے غٹ کے غٹ ٭ چھتون مین موتیون کی جھالرین تمامی سے فرش ٭ سب ایکڈال زمرد کے وان کواڑون کے پٹ ٭ کسی مین پارۂ الماس کے لگے کنڈے ٭ جڑی ہوئی کہین یاقوت سرخ کی چوکھٹ ٭ لگے ہوئے کہ شبچراغ اکثر جا ٭ تجلی جنکے سے اک نور کی تھی پھیلاوٹ ٭ کہین تو شیشون کے فانوس کی چمن بندی ٭ اور اُنکے بیچ وہ چھٹنا پٹاخون کا چٹ پٹ ٭ کہین شہنائی کی آوازہ اور کہین کا مود ٭ کہین دھناسری اور بھیرون کہین تھانٹ ٭ کہین بھباس کہین پوربی کہین گوری ٭ کہین ترانہ کہین دھرپد اور کہین ترروٹ ٭ کہین بلار کہین دلیس مالکوس کہین ٭ کہین بہاگ کہین کانھڑا کہین تھاٹھ ٭ بنے ہوئے کہین رادھا جی اور کنھیا جی ٭ پیتمبر اوڑھے ہوئے سر پہ رکھے مور مکٹ ٭ وہی تھی کنج گلی اور وہی تھا بندرابن ٭ سہانی دھن وہی مرلی کی اور وہ بنسی بٹ ٭ وہ گوالیون کی رہس ٹھیک ٹھاک سب باتین ٭ وہی وہ نند جسودا کی کش سے کھٹ پٹ ٭ نہاتے دھوتے وہی اور وہی کدم کی چھاؤن ٭ وہ گوکل اور وہ متھرا نگر وہ جمنا تٹ ٭ وہی کھلاڑپن آپس مین گوپیون کا وہان ٭ کہ گیند ایک کا لے بھاگے ایک چھین جھپٹ ٭ کہین جو دیکھا تو تھا مارواڑ کا عالم ٭ وہی کنارو ہی بکریان وہی کھٹ کھٹ ٭ انار ویسی وہی ستار وہ کاشی جی ٭ وہ مارواڑیون کے ہر طرف کو غٹ کے غٹ ٭ وہ آدھی رات گئے سُر اُنکے دلیس گانے مین ٭ بہاری سانورو متوالو لے کیوانوٹ ٭ کہین تھا بھرتھری کا سانگ اور کہین نقال ٭ کہین تھے بھانمتی بازیگر کہین تھے نٹ ٭ لگاوٹین کہین کرتی تھین بیٹھی ڈومنیان ٭ کہین طوائفون کے طائفون کے تھے جمگھٹ ٭ کہین سدھائی ہوئی گائنون کی طراری ٭ کہین وہ لاکھون محل والیون کی گرماہٹ ٭ نظر پڑین کہین چالاکین شوخ پردہ نشین ٭ ادھیڑ بوڑھیان کمسن مگر سبھی پاکھٹ ٭ وہ چھیڑ چھاڑ بہم اسطرح کی گرما گرم ٭ کہ جنکی شوخیون سے لکوہو سرور نپٹ ٭ کبھی جو اُنگلیون کی فندق اُنکی دیکھے تو ٭ بہار بیر بہوٹی کی طرح جائے سمٹ ٭ مٹا دین ٹھوکرون سے سر زمین ایران کی ٭ ادا و ناز سے وہ روم و شام ڈالین اُلٹ ٭ ہزار کوس دلدر وہین کھسک جائے ٭ کبھی جو اُنکے دبے پاؤن کی سنے آہٹ

یہی تو تین آمٹین ہین جہان مین مشہور ✤ کہ ایک راج ہٹ اور بال ہٹ گی تریا ہٹ ✤ قصہ مختصر طول تا چندے دون ملکہ غنچہ خاتون اُس روز بڑی دھوم دھام سے دعوت اور مہمانداری مین سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام کی ہمہ تن مصروف رہی اور ایسی تیاری اور فرمانبرداری کی کہ سلطان باکرم اور عمرو اور تمام سرداران بارگاہ نشین نے ایسی صحبت اور دعوت کبھی یہان نہین دیکھی تھی آخرکار سلطان صاحبقران نامدار نے بھی بہت سے تحفہ تحائف اور سوغات جو کہ لائق بادشاہون کے تھے ملکہ غنچہ خاتون کو مرحمت فرمائے اور روز یازدہم ملکہ غنچہ خاتون سے رخصت ہوکے محل سے برآمد ہوئے بعد تشریف لیجانے امیر باتوقیر کے ملکہ غنچہ خاتون نے کئی ہزار خلعت فاخرہ اور تحفہ تحفہ گھوڑے باساز و یراق مکلل بزر مغرق بجواہر تمام بارگاہ نشینون اور سرداران لشکر اسلام کیواسطے نواب ناظران اور خواجہ سراؤن کے ہاتھ بھیجے اور حسب الایما اور حسب الاسترضاے صاحبقران دوران سبھون نے شادان و خندان ہوکر لے لیے اور ہر اک تعریف اور توصیف دریادلی اور عالی ہمتی اور سیرچشمی ملکہ غنچہ خاتون کی آپسمین کرتے تھے غرضکہ سلطان والاشان مع شاہ عیاران عیار داخل بارگاہ سلیمانی ہوکر مصروف جشن عیش و طرب ہوئے روز دوم شاہزادہ بدیع الزمان نے عرض کی کہ یا سلطان صاحبقران ایک روز قدم رنجہ فرماکے سیر اور گلگشت چارباغ ملک حرمان دیوکش کی بھی کیجیے سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران حسب استدعا اور التجا اپنے فرزند دلبند پارہ جان لخت جگر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے مع اپنے تمام سرداران بارگاہ نشین شاہزادہ عالم کو ہمراہ لیکے سوار ہوئے اور عرصہ راہ کو طی کرکے جبکہ دروازہ باغ کے قریب پہونچے **اشعار** دفعتاً وہ سامنے سے چارباغ آیا نظر ✤ وصف شادابی مین جسکے ہی مری قاصر زبان ✤ لغزش مستانہ دکھلانے لگا پاے خیال ✤ بسکہ اُسکی چاردیواری تھی صاف آئینہ سان ✤ پشتہ دیوار پر اُسکے وہ سبزہ دوب کا ✤ خار سرسبزی سے جسکی سبز خط گلرخان ✤ ہر دریچے پر گمان تھا صاف چشم حور کا ✤ قدرت حق کا نمایان تھا ہر اک جانب سمان ✤ صورت تصویر سبکو ٹکٹکی سی لگ گئی ✤ فرط حیرت نے بھلادی دل سے فکر دو جہان ✤ جون قدم آگے رکھا جاکر لیے گلگشت باغ ✤ صنعتین دیکھین یہ اُس گلچین قدرت کی عیان ✤ لڑکھڑاتی پھرتی ہے باد بہاری ہر قدم ✤ نکہت گل نے ہر اک جانب ہین کھولے عطردان ✤ وجد کی حالت مین صف باندھے کھڑے ہین جھومتے ✤ ہر طرف کیلے بشکل حلہ پوشان جنان ✤ دار بستون سے عیان ہے چرخ اخضر کی بہار ✤ تاک کے خوشے پہ ہے عقد ثریا کا گمان ✤ طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی ✤ ہے زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان ✤ سجدۂ خالق مین ہے ہر شاخ نخل میوہ دار ✤ حمد مین وحدت کے ہر اک غنچہ کھولے ہے زبان ✤ نشۂ عشرت مین ہے سنبل کھلے بالون پڑی ✤ کرتی ہے تعریف سوسن باغ کی باصد زبان ✤ آبشارون سے خجل ہین چشمہاے سلسبیل ✤ حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان ✤ ہے تماشاگہ پئے روح الامین ہر کنج باغ ✤ جوش گل سے ہر چمن ہے رشک گلزار جنان ✤ نغمہ پیرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج ✤ دیتے ہین گلبانگ عشرت طائران خوش بیان ✤ چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن ✤ زمزمہ پرداز کوکو سرو پر ہین قمریان ✤ قہقہہ زن کبک ہین شمشاد کے سائے تلے ✤ کرتے پھرتے ہین تدروان چمن اٹکھیلیان ✤ ہے نکلتا موج آب جو مین لہرا ساز کا ✤ لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان ✤ چار طرف کڑھل اور مہندی کی ٹٹیان گڑی ہوئی ہین روشون پر بیلچہ کاری کی ہوئی داربیل بنی ہوئی اور سرو و شمشاد مانند عروس و داماد ہر مقام پر استادہ ہین نرگس کو انتظار مقدم شریف سلطان صاحبقران نامدار ہے سنبل سر کے بال کھولے زمین باغ پر سجدات شکر کررہی ہے سوسن بہزار زبان حمد و ثنا مین مشغول ہزار کھلا ہوا غنچہ متبسم پھول قہقہے مار رہے ہین **شعر** بہار دیکھی ہے کم ایسی چشم نرگس نے ✤ صبا یہ کہتی ہے کھا کر شگوفے کی سوگند ✤ غرض یہ کہ وہ جو کہانی والے بیان کرتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان گلہاے بوقلمون میوہ گوناگون

عجب طرح کا مکان چہار باغ نظر آتا ہی بارہ دریان صحنچیان بنگلے برج برآمدے تمام پرتکلف سجے ہوئے چارطرف ہنگامۂ شادی اور شور مبارکبادی بلند ہی اسوجہ سے کہ بدیع الزمان کی شادی دختر گنجاب یعنی ملکۂ گوہر ملک سے ہوتی ہی اور نورالدہر اُس سے پیدا ہوتا ہی اور مادر گوہر ملک یعنی ملکہ غنچہ خاتون کی شادی لندھور بن سعدان سے ہوگی اور لندھاوا اُس سے پیدا ہوگا اور ستر قران کی شادی دختر ارشاد لقب زن یعنی ملکہ فتانہ سے ہوگی اور جہالسوز اُس سے پیدا ہوگا اور بعض داستان گو بیان کرتے ہین کہ دختر گردمرد سے جہالسوز پیدا ہوتا ہی القصہ طول دیجیے تا چند تین شبانہ روز سلطان باکرم نے سیر چہار باغ ملک حرمان ڈیوکش کی کرکے سرخیل وفاداران مقبل وفادار سے فرمایا کہ تم یہان رہو اور شہر عجم نہایت امین اور مبارک ہی مین یہ چاہتا ہون کہ مع اپنے تمام سردارون کے وہان جاکے شاہزادہ بدیع الزمان کی شادی کا جلسہ کرون اتنا فرماکے پھر جانب پیل عادیان پور شدادیان کپتان کرب بن کوہ کرب آفتاب ہفت گروہ عرب عجم بسعد یکرب یعنی پہلوان عادی کیطرف متوجہ ہوکے ارشاد کیا تم ہمارا پیش خیمہ مع بارگاہ سلیمانی سمت ملک عجم لیکے روانہ ہو حسب الحکم عظام سلطان عالیمقام کے پہلوان عادی پیش خیمہ اور بارگاہ سلیمانی شترون پر چھکڑون پر بار کرواکے طرف ملک عجم کے روانہ ہوا اور روز دوم صبح کو سلطان والاشان حمزۂ صاحبقران مع سپاہ لشکر اسلام اور تمام شاہ و شہریار زادۂ عالی مقام کے سوار ہوئے اور بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب ملک عجم پہونچے یہ خبر سلطان امیر عالی مقام کی تشریف آوری کی سُنکے گنجاب نہایت پریشان اور ششدر ہوا قہرمان عجمی نے کہا کہ یا پیغمبر مرسل میرے نزدیک تو اب یہی صلاح خوب ہی کہ حمزہ کے پاس بیخوف و خطر چلکے مسلمان ہوجائیے اور بظاہر دو لفظ انکے طریق کے جیسے وہ کلمے کہتے ہین طوطے کی طرح پڑھکے بعد ازان بفریب دعوت حمزہ کو مع سرداران اپنی بارگاہ مین لائیے اور کھانے مین بیہوشی ملاکے کھلوائیے اور حالت بیہوشی مین سبکو پکڑکے جہانتک چاہیے قید کیجیے چاہیے مطوق اور مسلسل کرکے بحضور خداوند لقا بھیجیے بختیارک بول اٹھا کہ واہ واہ اے قہرمان عجمی لیار اے سلیم تیری ہی بس ایسی تدبیر سے بہتر اور کوئی تدبیر ان خداپرستون کے شر سے امین ہونے اور نجات پانے کی نہین ہی القصہ گنجاب علیہ اللعن والعذاب اور قہرمان عجمی اور خواجہ کرازالدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین وغیرہ کفار پیش خود یہ مشورہ اور صلاح کرکے ازراہ مزوری اور مکاری اپنی بارگاہ سے واسطے استقبال کرنے کے بیرون شہر پہونچے اور ترکش اور کمانین گلون مین اور تلوارین دانتون مین دباکے سبھون نے ہاتھ اپنے اپنے رومال سے باندھکے اور گھوڑون پر سے اُتر اُترکے پیادہ پا چلے جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچے اُسوقت عیاران لشکر اسلام نے یہ حال جاکے بارگاہ سلیمانی مین بحضور سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران بیان کیا کہ گنجاب مع قہرمان عجمی وغیرہ اپنے تمام سردارون کے باین ہیئت دست بستہ قریب عتبۂ فلک تکریم ملائک مقیم کے آپہونچا ہی امیر باتوقیر نے یہ ماجرا سنا تو یہ فرمایا کہ گنجاب بہت جلیل المرتبہ بادشاہ ذیشان ہی سوائے کفر اور کافری کے اور کسی بات کا رتبے اور مرتبے مین فرق نہین ہی پس لازم ہی کہ جتنے سردار بارگاہ نشین ہین سب جاکے گنجاب کا استقبال کرکے بہ تعظیم و توقیر یہان لائین حسب الاحکام عظام امیر عالی مقام خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند حمزۂ صاحبقران لندھور بن سعدان اور مالک اشتر و صاحب نیزۂ دہ سر اور بہرام گرد بن خاقان چین اور قوامرز عاد مغربی اور جمہور جہالسوز طوس بہادر شہنشاہ تیرزن وغیرہ سرداران راستی اور جیبی استقبال کے واسطے اُٹھے اور باعزاز و تکریم تمام گنجاب کو دروازہ بارگاہ سلیمانی تک لائے سلطان والاشان عالی مرتبت امیر حمزۂ صاحبقران آپ بنفس نفیس دروازہ بارگاہ تک گنجاب کے لینے کو تشریف لیگئے اور اپنے

دست مبارک سے ہاتھ کنجاب کا اور قہرمان عجمی کا کھولا اور ترکش گلون مین سے اور تلوار دانتون سے دونون کے جدا کرکے اندرون بارگاہ لیجا کے برابر تخت شہنشاہ لشکر اسلام کے اور تخت بچھوا کے کنجاب کو اوسپر بٹھلایا کنجاب نے اور قہرمان عجمی نے بہت سا عذر اور انکسار کرکے کہا کہ ای حمزۂ صاحبقران واقعی تو صاحبقران زمان جرم بخش عذر نیوش ہی اب ہم دونون امیدوار ہین کہ ہمکو وہ کلمہ ارشاد کیجیے جسکو پڑھ کے ہم ملت بیضا دین اسلام قبول کرین سلطان والاقدر عالی مرتبت نے یہ گفتگو اور تقریر کنجاب علیہ اللعن والعذاب اور قہرمان عجمی پر تزویر کی جو سنی تو نہایت خوش ہوکر کلمۂ شہادت ارشاد کیا وہ دونون بہ مکاری اور کذب یعنی قہرمان عجمی اور کنجاب کلمہ پڑھ کے بظاہر مسلمان ہوگئے عمرو نے باشارۂ چشم و ابرو سلطان صاحبقران سے کہا کہ یا حمزہ مجھے ان دونون کے ایمان لانے اور مسلمان ہونے کا یقین نہین ہوا اور شک گذرتا ہی کسلیے کہ شعر آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ + امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای عمرو جو کوئی اپنی حب سے مسلمان ہوتا ہی تو ہمیشہ اوسکو یون نہین کہا کرتا ہی عمرو نے پھر کہا کہ حمزہ مجھے کسی سے بغرض اور عداوت نہین فقط بخیال اسکے کہ کنجاب اور قہرمان عجمی کے بشرے پر نور اسلام نہین ہی مین کہتا ہون آگے تجھے اختیار ہی مجھے اسمین کیا دخل ہی صاحبقران دوران نے کہا کہ سبحان اللہ تو ایسا ہی صاحب کشف ہی کہ ہر ایک کا بشرہ پہچان لیتا ہی غرض یہ گفتگو تھی کہ شام کو جب دربار برخاست ہوا تو کنجاب اور قہرمان عجمی بھی رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین گئے اور بمشورۂ بختیارک تمام رات اسی فکر و تدبیر مین رہے کہ کسی صورت سے سلطان صاحبقران اور عمرو کو زک فاش دے کر فوج اسلام کو ہزیمت دین اور آپ پھر بدستور عیش اور حکمرانی کرین شعر صبح دیگر کاین سرای انقلاب + گشت روشن از فروغ آفتاب + شہنشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سلطان عالی مقام اپنے دنگل ناد عنبر پر اور سب شاہ و شہریار باادب مجرا کرکے دست چپی دست چپ اور دست راستی دست راست اپنے اپنے دنگلون پر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے کہ اس عرصہ مین کنجاب اور قہرمان عجمی بھی دربار مین آئے اور حضرت کو مجرا کرکے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے بعد دم بھر کے کنجاب بکمال ادب دست بستہ آنکھون مین آنسو بھر کے بجناب سلطان باتوقیر عرض کرنے لگا کہ یا حمزۂ صاحبقران مین نے سنا ہی کہ طریق اسلام مین اجابت دعوت از جملہ واجبات اور ثواب دلداری مومن طواف بیت اللہ سے سوا ہوتا ہی لہذا مین امیدوار ہون کہ ازراہ عطیات خاقانی اور مراحم خسروانی اگر اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کو حضیض خاک سے اوٹھا کے اوج افلاک پر پہونچایا ہی اور آپ دائرہ اسلام مین لائے ہین تو ایک روز بجاے خوان نعمت گزین بنان جوین قناعت فرماکے میرے کلبۂ احزان مین بتقریب دعوت تشریف لیچلیے اور جو کچھ کہ نان و نمک موجود ہو اوسکو نوش فرمائیے شعر ہماے اوج سعادت بدام ما افتد + اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد + سلطان رفیع الشان امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای کنجاب ہمارے طریق مین واقعی دعوت کا رد کرنا بہت ممنوع ہی اگر بمقدمہ دعوت کوئی کافر ہمسے آکے استدعا کرے تو اوسکے یہان بھی ہم جائین اور دعوت کھائین انکار نہ کرین کجا تمنے تو کلمۂ طیبہ اپنی زبان پر جاری کیا اور مشرف بدین اسلام ہوئے تو تمتو ہمارے بھائی ہو چکے ہمین دعوت کھانے مین کیا عذر باقی رہا بسم اللہ ابھی چلو ہم چلنے کو مستعد ہین کنجاب نے ازراہ مکروزور بکمال بشاشت و سرور عجب طرح کی لسانی اور چرب زبانی سے کہا کہ زہے طالع اور خوشا افتخار میرا یہ کہکے روز دوم صبح کے وقت سلطان والاقدر عالی منزلت نے بارگاہ سلیمانی اور تمام اثاثۂ صاحبقرانی اور حفاظت اور خدمت مخدرات عالیہ اور خواتین معظمہ اور خادمان محل کی شاہ سلیمان فارسی کے تفویض کرکے مع حضرت ظل اللہ شہنشاہ لشکر اسلام اور شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور سردارون کے سوار ہوکے ملک عجم مین تشریف لیگئے اور وہان ایک باغ مین قہرمان عجمی نے پہلے سے دعوت

کی تیاری کر رکھی تھی فرو کش ہوئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت باغ بہت دلچسپ اور پُر فضا ہی اور تیاری بزم شاہانہ اور محفل خسروانہ
کی بہت دھوم دھام سے کر کے بارہ دریان اور کمرے شیشگے جو جو کہ اُس باغ مین ہین بہت پُر تکلف سجے ہوئے فرش پاکیزہ گسترده
ہی شیشہ آلات وغیرہ بکثرت قرینہ قرینہ سے لگا ہی حضرت ظل اللہ سریر جہانبانی پر اور امیر باتوقیر ذنگل پر اور باقی دست راستی دست
چپی سب سردار ایک ایک ذنگل پر جہان جہان بیٹھے طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوئے ناچنے گانے بجانے لگے اسمین وقت شام
کا ہو گیا شعر ہوا نیلم آسمان سنگ سرخ ✦ شفق سے ہوا شام کا رنگ سرخ ✦ آفتاب چھپا اور چاند نکلا قہرمان عجمی
نے حکم روشنی کا دیا ہزارون جھاڑ اور سروچراغان اور مردنگیان اور کنول فانوسین چار طرف روشن ہو گئین اشعار
ہوئی گانے والون کی اِک دھوم دھام ✦ تماشائیون کا ہوا ازدحام ✦ ہوئے اہل رقص و طرب آکے جمع ✦ ہوئے لگے کرنے پروانے
پابوس شمع ✦ ساقیان ماہ طلعت جام و صراحی بکف آئے دورہ شراب کا چارون طرف شروع ہو گیا قہرمان
عجمی اور گنجاب کارو خدمت مین دعوت کے آپ دامن گردانے مستغرق اور کثرت دوا دوش سے سر سے پانون تک
عرق عرق تربتر ہو رہے تھے اور ہر چند صاحبقران نے ممانعت کی اور فرمایا کہ تم دونون صاحب ہمارے پاس
آکے بیٹھو ناچ دیکھو تمھارے نوکر چاکر تو حاضر ہین مگر اُن دونون نے عذر وانکسار کر کے قبول نہ کیا تین شبانہ روز اسی
تکلف سے دعوت کی کہ صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور عمرو کے دل مین جو شکوک تھے وہ سب نکل گئے
عمرو کو بھی یقین کلی ہو گیا کہ گنجاب اور قہرمان عجمی کفر اور کافری ترک کر کے بصدق دل مسلمان ہو گئے ہین
قصہ مختصر روز چہارم اب جو شی کہ قسم ماکولات اور مشروبات شراب یا پان و کباب یا شیرینی وغیرہ تھی اُس سب مین
بیہوشی ملا کے محفل مین لائے اور جسنے ایک نان و کباب یا دو پیالے شراب کے پیے اور کھائے بیساختہ سبکو چھینکین
آئین اور چاہتے تھے کہ گھبرا گھبرا کر اُٹھین تڑاق پڑاق چاروناچار نے چت سب زمین پر گرے اور بیہوش ہو گئے گنجاب
اور قہرمان عجمی دونون علیہ اللعن والعذاب نے اپنے ملازمون سے کہا کہ جھٹ پٹ ان سبکی مشکین باندھ کر
آہنگرون کو طلب کرو چارون طرف سے کفار نے بچستی اور سرعت امیر باتوقیر اور عمرو کو مع سب سردارون کے
اُسی حالت بیہوشی مین باندھکر وہین بٹھا دیا اور جتنے لُہار تھے اُنہین کچھ ملازمین قہرمان عجمی کے تھے اور
کچھ بطور بیگاریون کے شہر سے پکڑ لائے تھے اُنسے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق بغل مین خاردار
لٹو گھرون مین سیخچے ڈلوا دیے گنجاب نے پھر حکم دیا کہ اب ان سبکو ہوشیار کر دو چنانچہ بموجب حکم گنجاب کے نوکرون نے
فتیلہ رفع بیہوشی سُنگھا کے سبکو ہوشیار کر دیا امیر باتوقیر اور شہنشاہ لشکر اسلام اور عمرو اور تمام سردارون نے جو آنکھین کھولین تو
دیکھا کہ گنجاب تو سامنے تخت پر اور قہرمان عجمی اپنے ذنگل پر بیٹھا ہی ہم سب قید شدید مین مبتلا فرش پر بیٹھے ہین ایک
مرتبہ عمرو نے سلطان صاحبقران کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون حمزہ تو نے گنجاب کی مومنیت اور دینداری کو دیکھا
اور میری نفسانیت اور حق و باطل عرض کرنے کا تجھے یقین آیا یا ابھی نہین امیر حمزہ صاحبقران تو ابھی کچھ عمرو کو
جواب نہین دینے پائے تھے کہ ناگاہ گنجاب رخ جانب سلطان والا جناب کر کے بولا کہ کیون ای حمزہ صاحبقران
تو نے دیکھا کہ یہ تجھپر قہر خداوند لقا کیونکر نازل ہوا مگر خیر ابھی تک کچھ نہین گیا اب بھی تو نادیدہ خدائے آسمانی کی عبادت سے
ہاتھ اُٹھا کے خداوند لقا کو کہ سجدہ ہزار ملک باختر کا مالک ہی سجدہ کر امیر والا توقیر نے کلام زبان ناپاک سے اُس
شریر تیرہ انجام کی سُنکے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی اور گنجاب سے بہت سے کلمے سخت اور درشت کہکے
فرمایا کہ ای ملعون کس زیادہ گوہ نہ کھا سجدہ اُسی خالق اکبر خدائے عزوجل خالق جزو کل کو واجب ہی کہ جسنے ایک کلمہ کن سے طبقہ
خاک عالم کو آب پر جلوہ گر کیا اور آسمان کو باین بلندی بےستون طناب کہکشان اور خط استوا سے منور اور مزین فرمایا اشعار

شہ لاشبیہ و لاشریک لہ	ازل الصمد و حد و وحید و	سمیع و بصیر و علیم و خبیر	محیط علی کل شئ قدیر
کریم و وحید و غفور الرحیم	حمید و مجید و عزیز الحکیم	طراز ندہ نقش چشم و دہن	علی بند ترکیب بے پیرہن
صفا بخش افلاک و شمس و قمر	ضیا بخش نور جبین سحر	خداوند علام دانا غیب	مبرا ز نقص و منزہ ز عیب

اور لقا ایک گبر مغرور خود بین بیوقوف اور بدبخت ہے جو اسکو تمہا را رب ہے وہ رب نہیں قرار دیا نخوت جہالت اور عین کفر ہی گنجاب نے جو یہ کلام امیر باتوقیر کا سنا تو مثل شعلہ جوالہ بھڑک اٹھا اور بہت غصہ ہو کر غول بیابانی سا پیچ و تاب کھا کر بولا کہ ہان حمزہ کو مع عمرو اور تمام سردارون کے بیرون شہر لیجاؤ وہان اسکے لشکر کے سامنے سبکو سولیون پر چڑھا دو یہ کہکے گنجاب مع قہرمان عجمی اور خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر ساتھ ہوئے مع چند اپنے احباب اور سردارون کے بیرون شہر عجم کی طرف گئے لاکھ کفار تیرہ روزگار پیادہ و سوار ہمراہ ہوئے اور گنجاب اور قہرمان عجمی نابکار کے سلطان والاشان امیر حمزہ عالی مقام کو مع بادشاہ اسلام اور شاہ عیار عیار عمرو بن امیہ نامدار اور تمام سردارون اور شاہ اور شہریارزادون کو اسی صورت سے معلوق اور مسلسل اپنے ساتھ لیگئے ننگی تلوارین کھینچے ہوئے ساتھ ساتھ بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے لیگئے اور ایک میدان وسیع دیکھکر سولیان گڑوا دین گنجاب نے جلادون کو اشارہ کیا کہ ہان ان سب مسلمانون کو دار پر کھینچو اور اب توقف نہ کرو حسب الحکم گنجاب علیہ اللعنۃ والعذاب کے جلادون نے سبکو ان کے گھوڑون پر سے اتار کے سولیون کے نیچے لیگئے اور باواز بلند کہا کہ خلق خداوند لقا اور ملک و حاکم قہرمان عجمی و گنجاب کا ہم لوگ قدیم الایام سے پیشہ جلادی کا کرتے ہین اور حاکم کے حکم سے اپنے جورو بچون کے پالنا اور اپنے اس دوزخ پیٹ کے بھرنے کے لیے جو کوئی اسیر پنجہ قضا اور گرفتار دام اجل ہماری زیر تیغ آ بیٹھا ہو ہم اور ہر جرم ہماری نظرون میں سب یکسان ہین بیخوف و خطر اسکو قتل کرتے ہین اشعار طائران کو حرص دانے نے پھنسایا دام مین ہے حق اگر سمجھے تو ہے شکوہ عبث صیاد کا + جسکی آپہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا + حکم حاکم سے پھر اسمین ہے جرم کیا جلاد کا + ای مسلمانو قیدیو اور ای مغضوبان بارگاہ خداوندی نادیدہ خدا کے پرستارو جو تمہارا جی چاہے کھاؤ پی لو جسکو چاہو دیکھ لو جو تمہین حاجت بول و براز کی ہو اس سے فارغ ہو لو جو کہنا ہو کہہ لو سن لو بعد دم بھر کے یہ دنیا کی فضا اور ٹھنڈی ہوا اور یہ ٹھنڈا پانی پھر تمہین دیکھنا نصیب نہوگا تم سب سولیون پر چڑھ کے ہلاک اور پیوند خاک ہو جاؤ گے بعد دو چار پہر کے شہر سر سبائل کیطرف جائینگے نیزون پر چڑھے + خاک و خون مین تم سبھون کے لاشے یہان ہونگے پڑے + یہ پکار کر جلاد تو منتظر تیسرے حکم کے سولیون کے نیچے جا بجا خاموش کھڑے تھے اور سلطان صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام اور سب سردارون کو یقین کلی ہو گیا تھا کہ آج کسی صورت گنجاب کے ہاتھ سے مفر نہین اور جانبر نہین ہوتے اور عمرو کا یہ حال تھا کہ کبھی تو آنکھین بند کرکے کہتا کہ توبہ مین کیا خواب پریشان دیکھتا ہون اور کبھی جو آنکھ کھولکر جلاد کو باشمشیر عریان سر پر کھڑا دیکھتا تو اپنے جی مین کہتا تھا کہ میر الٰہی تو صادق الوعد و صادق الاقرار ہے اسنے میرا نام تو امر کیا یعنی نہ مرون پھر یہ شخص بصورت فرشتہ عذاب میرے سر پر کیون کھڑا ہے کہان سے آیا کیا ماجرا ہے اور پھر آنکھین اپنی بند کرکے محو حیرت سکتے کی صورت رہجاتا تھا ناگاہ یہ خبر وحشت اثر لشکر اسلام مین پہونچی اور تمام افسران لشکر اور دلیران نامور اور لکھوکھہا پیادے اور سوار اور تین لاکھ چور اسی ہزار عیاران خنجر گذار اپنے اپنے آلات حرب و ضرب لیکر آمادہ مرگ و مہیا ہے قضا چار طرف سے دوڑ پڑے جسوقت کہ تھوڑے فاصلے پر پہونچے تو اسطرف کفار بیحیا پکارے کہ خبردار ای فوج اسلام آگے قدم نہ بڑھانا اور اچھا تم ہمارا کہنا نہ مانو آؤ مگر جبتک تم ہم تک پہونچوگے تبتک ہم حمزہ کا اور تمہارے بادشاہ اور تمام سردارون کا سولیون پر چڑھاکے کام تمام کر دینگے یہ گفتگو اعداے دین کی سنکے تمام بہادر اور مومنین سب کے سب عاجز و مجبور بجان خستہ و دل

رنجور بخیال اسی مآل اندیشی کے کہ فی الواقعی جب تک ہم پہونچین پہونچین یہ کفار سلطان عالی مقدار امیر حمزہ کو اور شاہ
عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار اور سب سرداروں کو سولیون پر چڑھا دینگے اور اُنکے دشمنون کو ہلاک کر ڈالینگے مضطر
بیدست و پا ہوکر کف افسوس ملتا اور شدت غم و غصہ سے اپنے اپنے ہونٹھ دانتون سے چباتے اور بوٹیان
بدن کی کاٹتے تھے اور سارے خادمان محل اور خواتین معظمہ سانحہ ہوش ربا اور وقایع حیرت زا سنکے باسر عریان اور موے
پریشان سر زنان اور سینہ کوبان شیون و شین کنان نالہ و فریاد بفلک رسان چار طرف پچھاڑین کھاتی پھرتی تھین تمام محل
مین کہرام پڑا تھا خیمہ سے باہر سراچون کے نکلی پڑتی تھین اور وہان میدان مین اب وہ وقت ہے کہ تیر اجل بھی گنجا
کا جلادون کو پہونچ چکا ہے اور جلاد ہر یک شاہزادے اور سردار کو نیچے ایک ایک دار کے کھڑا کرکے چاہتے ہین کہ اوپر
سولیون کے چڑھائین مگر وہ جو سنا ہے دو ہا جا گو را کھے سائیان مار سکے نہین کوئے ✤ بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ
بیری ہوئے ✤ اور فارسی مین وہ شعر مشہور ہے **شعر** اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ✤ نبرد رگے تا نخواہد خداے ✤ ناگاہ ہر ایک
کی نگاہ جو سامنے جا پڑی تو دیکھا کہ **شعر** از دامن دشت علاج اور نگ ✤ گردے برخاست تو تیار نگ ✤ یعنی گرد سیت
تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ و پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان چون زلف سر عروسان ہوا نے مارا
گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا تو ایک نقابدار سرخ پوش بکمال جوش و خروش مع لشکر بیکران اور
فوج سرخ پوشان سامنے سے نمودار ہوا اور طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر فوج گنجاب اور سوار و پیادگان
ملازمان قہرمان عجمی پر مثل شیر ژیان و پیل دمان آپڑا اور آمادۂ کفار کشی ہوا ایک طرف تو نعرۂ نقابدار سنکے جتنے کفا
نابکار اور جلاد برابر سولیون کے گرد و پیش سردارون کے کھڑے تھے اُن سبکے ہاتھون مین بیم جان سے رعشے
پڑ گئے تلوارین نیزے گر گر پڑے اور جسطرف اُنکا منھ پڑا بھاگ کھڑے ہوئے اور ایکطرف امیر حمزہ
صاحبقران عالی مقام اور شہنشاہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام اور سب سرداران ذوی الاحترام نے
جو نقابدار سرخ پوش کو اپنی ہوا خواہی مین فوج کفار پر گرتے اور لڑتے دیکھا تو ہر ایک نے حمیت اور غیرت سے
اپنی اپنی قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور وہی سولیان پکڑ پکڑ کے مستعد بجنگ ہوئے الا عمرو جو بسبب ضعف
اور ناطاقتی کے اپنی بیڑیان ہتھکڑیان نہ توڑ سکا تھا تو وہین بیٹھے بیٹھے شور و غل کرکے کہتا تھا کہ حمزہ یہ کیا ستم ہے کہ
کوئی میری خبر نہین لیتا مجھے کوئی کافر آکے ایذا پہونچائیگا اور یہ مال مفت یعنی لاکھو ہزار روپیہ کی ہتھکڑیان بیڑیان
طوق وغیرہ میرے ہاتھ سے جاتے رہینگے سلطان صاحبقران نے داد بیداد عمرو کی جو سنی تو جستی تمام پلٹ کر قید
عمرو کی توڑ دی اور پھر اُسی شکل سے آمادۂ کفار کشی ہوئے اُسوقت آمد نقابدار سرخ پوش کی دیکھکے اور نعرۂ
اللہ اکبر صاحبقران دوران کا سنکے وہ جو لکھوکھا دلیر لشکر اسلام بعید و رنج و آلام بیدست و پا کھڑے تھے وہ
سبکے سب یلغار کرکے بر سر فوج قہرمان عجمی چلے تھے گنجاب نے جو یہ شمشیر زنی نقابدار سرخ پوش کی اور اپنی
اپنی قید توڑ کر معرکہ آراے میدان جنگ ہونا ہر ایک سردار کا دیکھا تاب لڑنے اور بھڑنے کی نہ لا سکا لاعلاج
ہوکر بھاگ کھڑا ہوا اور شکست کھا کے مع بختیارک اور ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار وغیرہ مع اپنے
تمام سردارون کے سمت سبائل لقاے مشرک خدا کے پاس جاتا ہے اُسکو تو جانے دیجیے حبتک حال نقابدار سرخپوش کا
سنیے کہ نقابدار سرخ پوش فوج کفار پر تلوارین مارتا لاش پر لاش گراتا قریب امیر والا توقیر امیر حمزہ صاحبقران
کشور گیر کے پہونچکر اپنے مرکب پر سے کود پڑا اور پیادہ پا دست بستہ ہوکر امیر سے عرض کرنے لگا کہ حضور اس گھوڑے
پر سوار ہون ابھی سلطان صاحبقران کچھ کہنے نہین پائے تھے کہ ناگاہ بند نقاب کا اس سرخ پوش کے چہرے ۲

سے لٹک پڑا اور سلطان والا شان کی نگاہ جو اُسپر جا پڑی تو پہچانا کہ یہ نقابدار والا تبار شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاوری ہی امیر باتوقیر نے دوڑکر قاسم کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیکر کہا کہ حقا ای قاسم تو مرد مردانہ اور شیر
فرزانہ ہی تمام سرداروں کو معلوم ہوا کہ ملک قاسم نقابدار سرخ پوش بنکر آیا تھا خصوصًا مالک اشتر نے جو دیکھا تو فرط شادی
سے مثل گل پیرہن مین پھولا نہ سماتا تھا اور کہتا تھا کہ ای شاہزادۂ خاور سپاہ ہم سبکی جان بخشی تونے کی اور ہم سب تیرے آزاد کیئے
ہین بارے صاحبقران دوران شادیانے فتح کے بجوا کے بارگاہ سلیمانی مین رونق افزا ہوئے حضرت ظل اللہ سعد
بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نے سریر سلطنت پر اجلاس فرمایا امیر باتوقیر دنگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے اور باقی سب سردار
شاہ و شہریار چپ و راست باقاعدۂ مستمرہ اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار کرسی مرصع پر پایۂ
تخت کے بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ قاسم نے عمرو سے جھک کر کہا کہ دادا جان شاید ابھی وہ وقت نہین آیا کہ سلطان
صاحبقران حقدار کا حق دلوا دین عمرو نے آہستہ سے جواب دیا کہ ای قاسم مین یہ بات حمزہ سے ہرگز نہین کہہ سکتا
مجھے معذور رکھو اتنے مین صاحبقران دوران نے سب سرداروں کی جانب مخاطب ہو کے فرمایا کہ صاحبو مین
چالیس دن تک اپنے فرزند جگر پیوند پارۂ دل راحت روح و روان شاہزادۂ بدیع الزمان گردن شکار شکن کو تخت
سلیمانی پر بٹھلا کے بادشاہ کرتا ہون اور جتنے شاہ و شہریار زادے و سرداران دست راستی و دست چپی ہین اُنکو لازم ہی
کہ وہ سب اُسکی خدمت مین حاضر رہین اور میرا ارادہ یہ ہی کہ اس دھوم سے جشن شادی اور جلسۂ عروسی و دامادی کا اپنے
فرزند کی کرون کہ کسی نے شاہان دیرین مین سے زمانۂ پیشین مین کبھی ایسی شادی اپنے فرزند کی نہ کی ہو یہ فرما کے عمرو کی جانب مخاطب
ہو کے فرمایا کہ خواجہ سلامت تم تیاری بزم شاہانہ اور محفل خسروانہ کی کرو اور اہتمام و انتظام مین مستعد و آمادہ رہو اور جو کچھ
کہ سامان چاہیے وہ سب مہیا کر لو یہ کلام اور احکام امیر عالیمقام کے سنکے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم اپنے جی مین
نہایت رنجیدہ اور مکدر ہوا بعد دم بھر ٹھہر کے اپنے ہمراہ کے سرداروں سے یہ کہکے کہ تم یہین شریک محفل رہو مین بہتیہ
شکار سوار ہو کر جاتا ہون بعد چالیس روز کے آؤنگا غرض یہ کہکے ملک قاسم امیر با اکرام سے چشم پوشی کر کے جانب
شکارگاہ سوار ہو گیا

اب دو کلمہ داستان گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت گنجاب دربند طاؤسیہ کو کہ وہ مشہور پیرخار کن سے ہی طی کر کے بیشۂ فیض سان مین پہونچا اور گنجاب
کے ہزیمت کھا کے آنیکی خبر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت لقا کے کہ گوہر ملک اُسکے ساتھ نامزد اور منسوب ہو چکی
تھی یاقوت شاہ نے نہایت حیران و ششدر رہو کے مہتر گردمرد کو بلایا اور اُس سے یہ کہکے کہ تو ذرا جا کے
بیشۂ فیض سان مین ملکہ گوہر ملک کی خبر تو لا مین نے سنا ہی کہ گنجاب پیغمبر مرسل خداوند کا وہان آیا ہی
حسب الحکم یاقوت شاہ کے مہتر گردمرد وہان گیا اور جو سرگذشت گنجاب کی تھی وہ وہان خوب تحقیق
کر کے یاقوت شاہ کے پاس آکے بیان کی یاقوت شاہ نے اُسوقت حکم دیا کہ ہان ہمارے یہان سے بہت
سے سردار پیغمبر مرسل کے استقبال کے واسطے جائین اور بڑے اعزاز و تکریم سے اُسکو لے آئین چنانچہ سردار متوسلین
و ملازمین یاقوت شاہ کے بیشۂ فیض سان تک واسطے استقبال کے گئے اور بڑی عزت اور توقیر سے
گنجاب کو لا کے شہر سبائل مین داخل کیا اور ایک باغ مین اُتروایا روز دوم یاقوت شاہ نے مع اپنے
سب سرداروں اور مقربین اور مصاحبین کے اُس باغ مین جا کے گنجاب سے ملاقات کی اور بعد مزاج پرسی
احوال پوچھا کہ کیا سانحہ تمکو درپیش ہوا اور کیونکر اس حال سے تم یہانتک آئے ہو گنجاب نے سارا حال از ابتدا

تا انتہا شاہزادہ بدیع الزمان کے آنے اور معرکہ جنگ وجدال از روز شبخون تا حال اور بعد اسکے شکست فاش کھانے کی
اپنے فرار ہونے اور ملک عجم مین آکے بعیاری سلطان صاحبقران وغیرہ کو قید کر لینے کا اور سولیون کے تلے کھڑے
کرنے کا اور شاہزادہ خاور سیاہ کا نقابدار سرخ پوش بنکے آنے اور جنگ کرنے اور پھر سب قیدیون کا اپنی اپنی قید توڑ توڑ کر
سولیون سے اُتر کر شکست دینے کا اور جو کچھ سانحہ اور حادثہ راہ کا گذرا تھا من وعن سب یاقوت شاہ کے سامنے
بیان کیا یاقوت شاہ سنکے نہایت متاسف ہوا اور گنجاب کی بہت سی دلجوئی اور تقویت کر کے صبح کو گنجاب کو مع
ہرمز بن نوشیروان اور فرامرز بن نوشیروان اور ملک بختیارک شوم کا فر بیدین اپنے ہمراہ لیے قبطیون پر لیجا کے
جسوقت کہ قدمگاہ پر یاقوت شاہ نے قدم رکھا تھا ایک آواز وہان سے آئی کہ ای بندۂ قدرت من چہ تقدیر کردم یاقوت شاہ
نے کہا کہ یا خداوند جبرئیل قدرت تیرا حاضر ہی یاقوت شاہ کے اتنا کہنے کے ساتھ ایک آواز قہقہہ مار کے ہنسنے کی اندر سے
آئی اور پھر یہ آواز آئی کہ ای یاقوت شاہ مین نے تجھے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہی بیخوف وخطر عرض کر کہ مین نے کیا تقدیر
کی یاقوت شاہ نے کہا کہ خداوند تو نے عجب تقدیر کی ہی کہ حمزۂ صاحبقران دریاے زخار سے عبور کر کے مع تمام
اپنی فوج وسپاہ کے سنجان مین پہونچا اور اُسکے بیٹے بدیع الزمان نے گنجاب تیرے پیغمبر مرسل سے انواع
انواع طرح کی عداوتین کین اور مقابلہ کر کے بعد کتنی لڑائیون کے ہزار ہا بڑے بڑے جلیل القدر تیرے بندون کو قتل کر کے
گنجاب کو شکست دی اور گنجاب عاجز وناچار ہو کر تباہ اور برباد واویلا کرتا بھاگ کر تیرے ظل عاطفت مین آیا ہی
لقا نے یہ حال سنکے نہایت درہم اور برہم ہو کر کہا اچھا اُسکو میرے سامنے لاؤ جسوقت کہ حسب الطلب گنجاب روبرو لقا
کے گیا تو لقا نے گنجاب پر بہت سا عتاب اور خطاب کر کے کہا کہ اس بندۂ مغضوب کو لیجا کے دوزخ ہاویہ مین ڈالدو وہ جو
فرشتگان عذاب وہان حاضر تھے وہ سب دوڑ کر گنجاب کو لپٹ اور کشان کشان دوزخ کی طرف لیچلے یاقوت شاہ
نے پوچھا کہ یا خداوند کیا جرم گنجاب کا ثابت ہوا کہ اس بیچارے خانمان برباد شکستہ دل خستہ جان ضعیف اور ناتوان کو
مالکان عذاب سمت دوزخ لیے جاتے ہین گنجاب نے اپنے حتی المقدور لڑنے مرنے مین کسیطرح کی کوتاہی نہین
کی مگر تیری مشیت سے مجبور وناچار ہو کر شکست فاش کھا گیا اور جب مال واسباب گھر بار ملک کچھ اُسکے قبضۂ اختیار مین نہ رہا تب
تباہ وبرباد ہو کر فراری ہوا حمزہ نے ہر چند اُسے پیام دیا اور کیا کیا اغوا کیا اور کہا کہ تو لقا کی پرستش چھوڑ کر مسلمان ہو جا تو
مین کل باختر کی سلطنت تجھے دون مگر گنجاب نے تیری بندگی اور پرستش نہ چھوڑی سو اسکا کیا خوب صلہ اُسکو ملا کہ
مغضوب اور مقہور بارگاہ خداوندی ہو کر اب دوزخ ہاویہ مین ڈالا جاتا ہی ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار یہ دونون بیٹے
نوشیروان ملک العادل کسریٰ کے بھی جو حاضر تھے اُنھون نے بھی تائید کلام یاقوت شاہ کی کر کے بمقدمۂ مسعی
گنجاب بہت سا کچھ کہکر لقا سے کہا کہ فی الواقعی یا خداوند تیرے پیغمبر مرسل کا کچھ قصور نہین محض بیقصور اور واجب الرحم
ہی بارے یاقوت شاہ کے ساعی ہونے اور اُس کہنے سے اور ہرمز بن نوشیروان وفرامرز بن نوشیروان
کی گواہی سے گنجاب کی بیجرمی کا حال سنکے لقا نے کہا کہ مین نے گنجاب کا قصور معاف کیا اسے دوزخ مین نہ لیجاؤ
یہ ہمارا بندۂ خاص الخاص مہمان ہی یہ بھی ہمارے پاس حاضر رہے ابھی لقا یہی کہہ رہا تھا کہ ناگاہ بختیارک نے جو برابر
کھڑا تھا بیساختہ داد فریاد کرنا شروع کی لقا نے یہ شور وغل سنکے بختیارک کو جو دیکھا کہ ایک شیطان مشرب بوم طلعت
کوتہ گردن تنگ پیشانی کہربا کی سی آنکھین زرد زرد حرامزدگی کی نشانیان مُنھ پر پیدا اور ہویدا ہین پوچھا کہ یہ کون ہی یاقوت شاہ
نے عرض کیا کہ وزیر اعظم اُس بادشاہ کا ہی کہ جسکی بارگاہ مین چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی نشین اٹھارہ سو
دعویدار سلطنت چوبیس سو پہلوان پایۂ تخت سوا لاکھ ایک کرور سوار کا حکم فرما اور فرمانروا شہنشاہ محتشم ومحترم فرزود مان

سلطان

ساسانیان بادشاہ اقالیم ایران و توران نوشیروان بن قباد بن کیقباد بن منوچہر بن فریدون بن جمشید جم
سو آج یہ اس حال تباہ سے بصد فریاد و آہ یہان کھڑا ہی لقا نے پوچھا کہ اسپر کسی نے ایسا کیا ظلم کیا ہی جو اس درجہ یہ داد و فغان
کرتا ہی بختیارک بول اٹھا کہ یہ وہی شخص ہی جو خداوند کی ڈاڑھی اپنا پیشاب چھڑک چھڑک کر مونڈ لیگیا تھا لقا نے
کہا یہ تو نے کیا کہا وہ کون کسکا ذکر ہی بختیارک نے پھر کہا کہ وہی دزد باریک گردن ساربان زادہ عیار حمزہ کا لقا
کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ مین نے ہی تو اسے پیدا کیا ہی مین اسے خوب جانتا ہون بختیارک پکارا کہ خداوند نے سچ کہا اسی
سبب سے وہ داڑھی خداوند کی پیشاب کر کے مونڈ لیگیا واہ واہ خداوند خوب اسے پا رہا ہی لقا نے یہ گفتگو بیڈھب
بختیارک کی جو مکرر سنی تو جھنجھلا کے کہنے لگا کہ معلوم ہوا تو شیطان مجسم ہی مین نے جتنے کارخانے آفرینش کے
ہین سبکو بخوبی انتظام دیا تھا فقط ایک شیطان نہ تھا سو آج سے مین نے تجھے شیطان بنایا اور خداے نادیدۂ آسمانی کا جو
جو شیطان ہی اسکے گلے مین طوق لعنت پڑا ہی سو مین بھی تیرے گلے مین ایک طوق لعنتی کا ڈلوائے دیتا ہون بعد اسکے
جانب یاقوت شاہ مخاطب ہو کے حکم دیا کہ ای یاقوت شاہ ایک طوق طلائی چالیس من کا بنوا کے اسکے گلے
مین ڈلوا دے بختیارک نے یہ جو سنا تو نہایت بیقرار ہو کر رونے لگا اور ہاے واے کر کے بولا کہ یا خداوند مین تو اتنے
بوجھ سے مر جاؤنگا کسی صورت سے جیتا نہ بچونگا سواے اسکے وہ دزد باریک گردن جو تیری ریش بخس پر شاشہ کر گیا اور
بہ طمع لعل و یاقوت مونڈ لیگیا اسکو تو نے اسقدر طامع اور حریص پیدا کیا ہی کہ ایک کوڑی اگر کہین پڑی دیکھے تو اٹھا
کے اپنی زنبیل مین رکھ لے **قطعہ** دزد یست کہ زہر از دہن مار بدزد ٭ خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزد ٭ پاپوش
بدر از پے پیک دوندہ ٭ نعل از قدم اشتر و رہوار بدزد ٭ وہ چالیس من طلاے احمر کا طوق اگر میرے گلے مین
سن پائیگا تو اسیوقت وہ مثل پیک اجل جہان ہوگا آکے مجھے زندہ نہ چھوڑیگا بیخوف و خطر مجکو بصورت بز و میش
ذبح کر کے اتار لیجائیگا غرض جب بختیارک نے بہت سی واویلا کی تب لقا نے چار من کا طوق طلائی بنوا کے
بختیارک کی گردن مین ڈلوا دیا بعد اسکے دوسرے دن ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار دونون بیٹے نوشیروان
کے جو سامنے لقا کے آئے تو بخیال اپنی سلطنت کی بربادی اور تاج و تخت کے چھوٹ جانے اور انواع انواع مصائب
اور تباہی کے کچھ مکدر اور مغموم سے تھے لقا نے اُن دونون کو پریشان حال دیکھکر کہا کہ ای ہرمز مین نے تقدیر کی کہ حمزہ کو
مع تمام اسکے سردارون اور فوج و سپاہ کے غارت کر دونگا اور اپنی قدرت خداوندی سے پھر تجھے بادشاہ سرزمین
ایران اور توران کا کر کے صاحب تاج و دیہیم فرمانروائے فوج و اقالیم کرونگا لیکن تم مجھے سجدہ کر کے خداوند اپنا جانو اور
پرستش کرو ہرمز تاجدار اور فرامرز نابکار اور بختیارک نے لاعلاج ہو کر لقا کو سجدہ کیا تب لقا نے گنجاب
کی طرف خطاب کیا کہ ای گنجاب تو میرا بدستور سابق پیغمبر مرسل ہی تو خاطر جمع رکھ کسیطرح سے گھبرا نہین پھر مین تیرا
وہی رتبہ کر دونگا مین نے تو القاش خون آشام کو اسیواسطے روانہ کیا کہ استیصال لشکر حمزہ کرائے پھر نہین
معلوم کہ اُسے کیا ہو گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند عجب تیری خداوندی ہی کہ تجھے اپنی تقدیر کا آپ کچھ حال نہین
معلوم ہوتا یہ کیا واہیات اور مزخرفات تیری خدائی ہی لقا نے نہایت درہم برہم ہو کر کہا کہ ای مردک بدذات یہ تو کیسی
گستاخانہ اور بیباکانہ گفتگو کرتا ہی بختیارک نے کہا شیطان کی گفتگو یہی ہوتی ہی تو جو القاش خون آشام
کا حال پوچھتا ہی مجھسے سن کہ القاش اول مرتبہ جو گیا تھا تو بدیع الزمان پسر حمزہ سے جنگ و جدال مین
مین بدیع الزمان کو اُسنے زخمی کیا دوسری مرتبہ میدان رزم مین القاش بدیع الزمان کی ضرب
تیغ سے زخم کھا کے جانب سرزمین مسافرہ آباد واسطے اپنے زخم اچھا کرنے کے نکل گیا تھا اور صحت پا کے خدمت مین

خداوند کی حاضر ہوگا لقا نے کہا ای شیطان درگاہ اگر حمزہ اسوقت میرے سامنے آتا تو کیا جانون مین کیا بلا اُسکے سر پر نازل
کرتا مگر اب مجھے اپنی خدائی کی قسم کہ قیطولون سے نیچے اُتر کر مع تمام اپنے لشکر کے جہان وہ عرب ہوگا وہان جا کے اُس سرزمین
کو ایک نگاہ قہر سے نیست اور نابود کر دونگا اور حمزہ کا مع تمام مسلمانون اور اُسکے ساتھ کے سردارون کے کام تمام کر دونگا
بختیارک نے کہا کہ یا خداوندا اسقدر تکلیف اور تصدیع وہ تجھے کبھی نہین دیگا کہ تو آپ جائے حمزہ خود مع اپنے بیٹے
پوتون اور تمام شاہزادون کے عنقریب اس ملک مین تیرا تلاشی آتا ہی ای خداوند مین کبھی اسمین سہو غلط اور
جھوٹھ نہین کہتا چندے اور صبر کر دیکھ بچشم اپنے کہ حمزہ آتا ہی یا نہین آتا لقا نے جسوقت کہ زبانی بختیارک کے
یہ حال سلطان با اقبال کا شہر سبائل کی طرف آنے کا سنا اُسیوقت دبیر چرخ کو اپنے طلب کر کے حکم دیا کہ پیغمبران مرسل
اور نامرسل پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ اور سب شاہان ذیجاہ فرمانروایان اور سرداران کل باختر کو نامے اور
پروانے لکھکر طلب کرو اور ہر ایک ایلچی اور وکیل اور متوسل جو جو جہان جہان جس جس ملک کے یہان قیطولون پر لقا
کے پاس حاضر رہتے تھے اُنسے بھی اشارہ کیا کہ تم بھی سب جا کے اپنے اپنے مالکون سے اطلاع کرو کہ وہ زیر قیطول خداوندی
جھٹ پٹ آ کے حاضر ہون پھر بعد دم بھر کے کہا کہ بادشاہان ہفت دربند کو مثل اکوان شاہ اور کیوان شاہ
جالندھری اور گرشاسپ شاہ بادشاہ دربند گرشاسپیہ اور عنقا شاہ دربند قران کوہ اور نوح درشت
ہیکل بادشاہ دربند ہیکلیہ اور ہومان دربندی بادشاہ دربند آہن کوہ اور ملک زردمان حاکم زردمانیہ
و پیر خار اگن حاکم دربند خار آگین کہ جو متصل پل طاؤسیہ ہی غرض ان سبکو بھی تاکید تاکید نامے بدین مضمون
لکھو کہ اگر حمزہ اور فوج اسلام اسطرف آنے کا ارادہ کرے خبردار خبردار بڑی ہوشیاری سے اپنے دربندون کو خوب
مستحکم کر رکھنا اور کسی صورت سے حمزہ کو ادھر آنے نہ دینا آگے جیسا میری مشیت مین ہوگا تم سبکو معلوم ہو جائیگا
غرض اُس منشی نے حسب الحکم لقا کے نامے لکھ لکھ اطراف و بلاد مین روانہ کیے اور ایلچی اور وکیل اور قورچی بھی ہر ایک
ملک کے اپنے اپنے حاکمون کے پاس خبر کرنے کو لقا سے رخصت ہو ہو کر روانہ ہوئے

اب شمہ داستان عشرت بیان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان والاشان امیر صاحبقران و شادی بدیع الزمان سے گذارش کیا جاتا ہی

کہ جس وقت امیر جم قدر دارالشان سلطان صاحبقران نے شاہزادہ بدیع الزمان کو بادشاد کیا اور بہ نور حدیقۂ
وساطت و شہامت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری رنجیدہ خاطر اور
نہایت شکستہ دل ہو کر بحیلۂ سیر و شکار بارگاہ سلیمانی سے نکل گیا تھا اور یہان بارگاہ گردون اشتباہ سلیمانی مین
حسب الاحکام عظام سلطان عالی مقام کے چالیس دن کے جشن نشاط اور محفل انبساط کی تیاری ہو رہی تھی تمام
ملک عجم مین دھوم شادی کی اور غلغلہ مبارکبادی کا بلند ہر کوچہ و بازار مین ڈھول دمامے بج رہے ہین چار طرف چاندنی
چوک اردو بازار اسلحہ بازار کشمیری بازار جوہری بازار صرافے بزازے کی دُکانون مین رنگا میزی ہو رہی ہی چھت پردے
ہر ایک دُکان مین بہت پُر تکلف لگے ہوئے فرش پاکیزہ بچھے ہین دُکاندار پوشاکین نفیس پہنے لڑکون بالون کو اپنے
تماشا دکھلانے کو لا کے بٹھیے ہین جتنے درخت ہین سب تاش بادلے تمامی مشجر اساوری اطلس سے منڈھے ہوئے
قمقمے شیشون مین لٹکتے ہین کوسون تک ٹھاٹھ بندی بانسون کی ہی سرو چراغان کی تیاری بہت معقول ہزارون مزدور
بیلدار تبر دار نشیب و فراز کو ہموار کر کے راستے پاک و صاف کر رکھے ہین ہزار ہا سقے آبپاشی پر جھکے ہوئے ہزار ہا بجتا
نقرئی و طلائی اور دستیان مشعلچی اور شماعی لیے ہوئے منتظر شام کے ہین فرسنگون تک قلعہ برج بارہ دریان جھو

ہمہ

ہنڈولے چرخیان آتشبازی کی گڑی ہوئین ہزارون ہاتھی ارنے مینڈھے ہرن طاؤس ہتھ پھول پھلجھڑیان مہتاب
جاہی جوہیان انار وغیرہ آتشبازی کچھ توتوکرون مین جہان تہان رکھی ہی کچھ جا بجا گڑی ہی آتشباز جہان تہان دامن گردانے
سرگرم کار ہین ہر ایک رسالے مین ہر ایک پلٹن مین طائفون کا ہجوم بہانڈ بھگتیے نقالون وغیرہ ناچنے گانے والون کی
دھوم ہر ایک سپہ سالار رسالہ دار وغیرہ افسرون کے خیمے ڈیرے بچھے ہوے گڑے کنڈے بنگلے بارکیون کے دروازے پر
روشنچوکی بج رہی ہی چارطرف نقارخانے بہت پرتکلف بنے ہوے آہنر نکو رنوبت کی لگ رہی ہی تماشائیون کا ازدحام جمع خاص وعام
نظر آتا ہی بارگاہ سلیمانی مین سریر سلطنت پر شاہزادہ والاقدر عالی منزلت فرزند جگرپیوند لخت دل راحت روح روان شاہزادہ
بدیع الزمان عالیشان اجلاس فرمائے ہوئے سلطان جم قدر والاشان ذنگل نادعنبر پر جلوہ فرما شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ نامدار بکمال بشاشت باتین کر رہے ہین پانچہزار پانسوپچپن شہریارزادے اور سرداران دست راسی اور
دست چپی اپنے ذنگلون کرسیون پر شادمان بیٹھے اور چہچہے کرتے قہقہے مارتے تھے کئی ہزار طائفے پنجہزاری اور ہفت ہزاری
اور بارہ ہزاری ارباب نشاط کے اور ہزارون دیہات کے دھوم دھامی جوڑے اور پیشوازین زرق وبرق کی پہنے حاضر تھے
سازندے سرود سارنگی پکھاوجی طبلیے تال کی جوڑی والے کوئی سارنگی طار ہا ہی کوئی طبلون پکھاوجون مردنگون ڈھولکون
کے تسمے کھینچتا تھاپ دے دیکر انکی صداؤن کی آس لے رہا ہی اکثر طنبورے ستارون کی سندرین کھینچ کھینچ کر مدھم پنچم کھرج
نکھاد کے تارون کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہے ہین کوئی قانون مین رباب چنگ چنگ کو چھیڑکر انکے سرون کو دیکھ بھال رہا ہی
کشتیان شراب ناب کی رکھی ہوئی ہین انمین گلابیان شراب عقیق احمر خون کبوتر کے رنگ کی بھری ہوئی مقیش اور تمامی کی
ٹوپیان گلابیون پر چڑھی ہوئین عجب ایک تکلف سے چنی ہوئین تورے پوش کشتیون پر پڑے ہوئے ہزار ہا چنگیرین
پھولون کی ڈالیان میوون کی عطردان پاندان چنگرین چوگھڑے قرینے قرینے سے رکھے ہوے بارگاہ مین کئی ہزار جھار شیشے کے الماس
تراش ہزارون کنول مردنگیان فانوس انمین شمعین موی اور کافوری چڑھی ہوئین آئینے حلبی قدآدم مہتابیان چارطرف
لگی ہوئی انجام کار چارطرف اہتمام مین سرگرم کار تھے ساقیان ماہ طلعت مہرصورت جام وصراحی بکف صف بصف کچھ
بیٹھے ہین کچھ کھڑے ہین ناگاہ نگاہ سلطان صاحبقران عرش جاہ کی قاسم کے ذنگل کیطرف جو جا پڑی تو دیکھا کہ ذنگل
خالی پڑا ہی شاہزادہ خاور سپاہ نہین ہی امیر باتوقیر نے پوچھا کہ قاسم کہان ہی سرداران دست چپ ہوا خواہان شاہزادہ
قاسم نے عرض کی کہ شاہزادہ عالم ابھی بتہیہ شکار چالیس دن کا اقرار کر کے سوار ہو گئے ہین صاحبقران دوران نے
فرمایا کہ بدون قاسم کے لطف محفل کا نہین کوئی بہادر ایسا ہو کہ وہ جاکے قاسم کو لائے اور جو قاسم کو وہ نہ لا سکے تو پھر
وہ اس بارگاہ مین نہ آئے اور عمر بھر ہمکو اپنا منہ نہ دکھائے یہ کلام سلطان عالی مقام کا سنکے جتنے سردار اور شاہ وشہریار
حاضرین محفل بہشت مشاکل کے تھے بخیال اس مآل اندیشی کے کہ قاسم نہایت تندخو آتش مزاج ہی اگر ہمارے جانے
اور کہنے سے نہ آئے تو ہم اسکا کیا کر سکینگے سرنگون ہو کر لب بہ سکوت بیٹھے رہگئے کچھ کسینے جواب نہ دیا امیر باتوقیر نے جام [illegible]
شربت سے مملو اور لبریز کر کے اور ایک خلعت سلیمانی کشتی مین منگاکے حضرت علیہ السلام کے تخت کے ایک کونے پر رکھدیا
اور باآواز بلند فرمایا کہ ہان کوئی مرد مردانہ اور شیر فرزانہ دلاور ایسا ہی کہ یہ جام شربت کا پیئے اور خلعت سلیمانی سے محلی
ہو کر قاسم کو جاکر لائے پھر کسینے جواب نہ دیا سب خاموش تھے اسوقت امیر صاحبقران دوران نے
پیش خود یہ تجویز کر کے کہ ابکی تیسری مرتبہ پھر مین سب صاحبون سے باآواز بلند کہکے مافی الضمیر سبکا دریافت کرون
اگر کسینے حوصلہ کیا تو خیر ورنہ مین آپ سوار ہو کر بتلاش شاہزادہ خاور سپاہ جاؤنگا اور جہان وہ ملیگا لاؤنگا سب
سرداران اور بارگاہ نشینون کی جانب مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے بہادرو کیا تم مین ایسا بہادر اور دلاور کوئی نہین جو مردانہ وار

اپنی جا پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور شرط خدمت بجالا ئے ساتھ فرمانے سلطان صاحبقران کے شاہزادہ فرامرز عاد مغربی پسر خواندۂ امیر والا توقیر کا اپنے ذنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطان عالیجناب کو آداب بجالا کے وہ جام کلۂ عفریت شربت کا نوش کر لیا بعد ازان خلعت سلیمانی کشتی مین سے اُٹھا کے پہن لیا اور یہ عرض کر کے کہ افضال الٰہی اور اقبال شاہنشاہی سے فدوی جا کے شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کو لیے آتا ہی امیر نے فرمایا کہ ای فرامرز جاتے تو ہو لیکن بدون قاسم کے لائے اب پھر آکے مجھے اپنا مُنھ نہ کھلائیو فرامرز عاد مغربی نے عرض کی کہ اسمین جو مشیت پروردگار عالم ہو غرض یہ کہکے شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلا اور بیٹھ اپنے مرکب پر اس فکر اور تردد مین کہ کس تدبیر سے ملک قاسم کو مین جا کے لاؤن غرض سوچتے سوچتے شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی بھی بطریق صید افگنی چلا اور ساتھ اپنے ایک سامان شکار کا لے لیا قراول سبز و سرخ صندلی آبنوسے کپڑے پہنے توڑے دار بندوقین ہاتھون مین تھیلے کھاروؤن کے گلے مین ڈالے باز دار بہری بچہ کوہی کویل مرغ و بلبل لگھڑ جھگڑ جھموی ترمتی دروی وغیرہ جانوران سیاہ چشم صید افگن اور شاہین چنگ باز شکرا ترمتی باز شہباز عقاب تیز پرواز اور جرہ وغیرہ جانوران قسم کلان کو چمڑے کے داستانے ہاتھون مین پہنے ہاتھون پر بٹھلائے اکثر اپنے سدھائے ہوئے بیلون کو ساتھ لیے چیتے بان گھوڑون پر سوار ہر ایک چیتے بان کی پشت پر ایک ایک جبۂ کلاہ سرون پر اندھیری آنکھون پر چڑھی ہوئی ڈوڑی چیتے کی چیتے بان کی کمر سے بندھی ہوئی ایک ایک ڈوریے شکاری کتے ٹریا گلڈاک پنھیر سیٹر تازی ولایتی رام پوری پٹے زر بفتی گردنون مین پڑے ہوئے پتلی پتلی ریشمی اُنکی ڈوری اپنے ہاتھون مین لیے ہمراہ تھے القصہ طول تا چند مختصر یہ کہ شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی سمت شکارگاہ روانہ ہوا حسب اتفاق شاہزادۂ فرامرز کے پاس ایک باز ایسا تھا کہ عدیل و نظیر اُسکا روے زمین پر کسینے نہین دیکھا اور کسی کارخانۂ سلطانی مین نہ کسی سردار اور شاہ اور شہریارزادون کو ویسا باز کبھی بہم پہونچا تھا چنانچہ اکثر امیر حمزۂ صاحبقران نے اور بادشاہ اسلام نے اُس باز کی تعریف کی مگر فرامرز عاد مغربی سُنکے خاموش ہو رہا اور یہ کبھی نہ کہا کہ یہ باز نذر ہی حاضر ہی اسی سبب سے صاحبقران عالی مقام نے اور شہنشاہ لشکر اسلام نے طلب بھی اُس باز کی فرامرز سے نہین کی غرض یہ کہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی شکار کھیلتا ہوا وہان تک جا پہونچا جس صحرا مین شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم شکار کھیل رہا تھا اور ایکبار شاہزادۂ قاسم سے جو دوچار ہوا تو فرامرز عاد مغربی نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کے نہایت باادب جھک کر قاسم کو مجرا کیا اور دعا و ثنا مین رطب اللسان ہوا قاسم نے فرامرز کو دیکھکر پوچھا کہ ای فرامرز عاد تو تو ہوا خواہ بدیع الزمان ہی اور تکلف یہ کہ اندنون دادا جان نے بدیع الزمان کو بادشاہ کیا پھر تو کیونکر بدیع الزمان کی شادی اور جشن مبارکبادی سلطنت سے یہان آیا فرامرز عاد مغربی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ ای شہریار مین اندنون کچھ شکستہ خاطر اور افسردہ دل تھا شاہزادۂ بدیع الزمان کو مبارکبادی دیکر واسطے تفریح طبع کے شکار کھیلنے کو چلا آیا اور میری نگاہ مین ای شہریار شاہزادۂ خاور سیاہ جو رتبہ اور مرتبہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا وہی رتبہ آپ کا مین دونون صاحبون کو اپنا آقا اور خداوند نعمت جانتا ہون وہ کون اور آپ کون دونون صاحب برابر ہین جیسا اُنکا مطیع و فرمانبردار ویسا آپکا تابعدار ملک قاسم کو یہ گفتگو فرامرز عاد مغربی کی بہت پسند آئی اور عجز و انکسار اُسکا دیکھکر نہایت خوش ہو کر باتفاق باہم متوجہ شکار ہوئے چنانچہ قاسم کے پاس بھی ایک باز تھا اور قاسم اُس باز کو جان سے سوا عزیز رکھتا اور تیار کرتا تھا قضائے کار سامنے ایک تیہو پرواز کنان جاتا تھا قاسم نے اپنے باز کو اس تیہو پر چھوڑا اور وہ تیہو قاسم کے باز سے صاف بچکر نکلگیا ایکطرف سے شاہزادہ فرامرز نے بھی اپنے باز کو جو

اُس تیہو پر چھوڑا تو اس باز نے بکمال تیز پروازی جھٹ پٹ جا کے اُس تیہو کو پنجے مین پکڑ لیا قاسم نے حالت غیظ و
غضب مین اپنے باز کے بال و پر نوچ کر زمین پر پٹک کر مار ڈالا شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی نے قاسم کو رنجیدہ اور
خشمگین دیکھکر عرض کیا کہ ای شہریار باعث تکدر خاطر اقدس کیا ہی ملک قاسم نے کہا کہ ای فرامرز مین اس اپنے باز
کو بہت پیار کرتا تھا اس کمبخت نے تیہو کو نہ پکڑا مین نے جھنجھلا کر اسے مار ڈالا اس باعث سے میرے دل کو ایک ملال
اور صدمہ ہی شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی نے اُسیوقت اپنے دلمین خیال کیا کہ بس اس سے بہتر موقع اور گھات کا
وقت پھر نہین ملیگا اگر قاسم کو بلانا اور شکار گاہ سے پھیر کر اپنے ہمراہ لیچلنا منظور ہی تو اب مجھے لازم ہی کہ باز اپنا قاسم کے
تواضع کرون یہ پیش خود تجویز کرکے فرامرز عاد مغربی نے عرض کی کہ ای شہریار اگر آپ نے اُس باز کو ہلاک کیا صدقے
پاپوش سے میرا یہ باز حاضر ہی اسکو رکھیے اسکے شکار کا تماشا ملاحظہ فرمائیے یہ کسکا ہی یہ بھی حضور ہی کا ہی قاسم یہ گفتگو
فرامرز کی سنکے اور باز کو دیکھکے نہایت خوش ہوا اور باز کو فرامرز سے لیکر فرامرز کا ہاتھ پکڑے اپنے خیمے مین لایا
اور دونون صاحب گھوڑون سے اُتر اُتر کے بیٹھے اور جبکہ دو چار پیالے شراب کے پیے دونون صاحبون کے دماغ
کو ایک سرور حاصل ہوا تو ایک مرتبہ شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی نے جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے شاہزادۂ
خاور سپاد کو دیا اور قاسم نے وہ پیالہ فرامرز کے ہاتھ سے لیا اور نوش کرکے پوچھا کہ ای شاہزادۂ فرامرز عاد مغربی
سچ کہہ کہ تیرا خلاصہ مطلب اور مدعاے دلی کیا ہی شاہزادۂ فرامرز نے اپنے دونون ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ ای شہریار
جناب احدیت تجھے ہزار سال بجاہ و حشمت رکھے اصل حقیقت یہ ہی کہ اگر اسوقت میری عزت اور آبرو تو رکھ لے تو
تمام عمر کا مین تیرا ممنون اور مشکور ہوتا ہون امیر عالی مقام نے ایک جام کلاں عظمت شربت سے مملو کرکے اور ایک
خلعت سلیمانی کشتی مین لگا کے بارگاہ سلیمانی مین رکھ دیا اور تین مرتبہ آواز بلند کہا کہ کوئی ایسا بہادر ہو جو اس جام
کو پی کے اور خلعت کو پہن کے جائے اور شاہزادۂ خاور سپاد کو اپنے ہمراہ لائے اور جو نہ لائے تو تمام عمر اپنا منھ
پھر مجھے نہ دکھلائے پانچہزار یا پنسو پچپن سردارو نمین سے کسیکا حوصلہ حضور کے لانے کا نہ پڑا اور نہ اقرار کیا مگر مین نے
وہ جام شراب کا اُٹھا کر پی لیا اور خلعت پہنکر حضور کے لانے کا سلطان صاحبقران سے اقرار کیا ہی لہذا اب
امیدوار ہون کہ از راہ عطیات خاقانی اور مراحم خسروانی آپ اسوقت میرے ہمراہ بارگاہ سلیمانی مین بحضور
امیر حمزۂ صاحبقران تشریف لیچلین قاسم نے جو یہ تقریر فرامرز عاد کی سنی تو کچھ اپنے دل مین محجوب ہوکر
پھر رد جواب فرامرز کا نہ کرسکا اور اُسیوقت سوار ہوکے مع اپنے تمام نوکرون چاکرون کے ہمراہ فرامرز عاد
مغربی جانب لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا اور عرصۂ راہ کو طی کرکے جسوقت کہ بارگاہ سلیمانی مین قدم زن ہوا تو ایک
فرد گنج وافر کی کہ طلسم افراسیابی سے لایا تھا وہ برابر تخت کے جا کے بدیع الزمان کو بطریق پیشکش کے دی
شاہزادۂ بدیع الزمان وہ فرد قاسم سے لیکر خزانہ جو طلسم رفعت سلیمانی سے اپنے ہمراہ لایا تھا اُٹھا کے
فرد شاہزادۂ خاور سپاد ملک قاسم کے تواضع کی اور کہا کہ قاسم اگر صندلی آصف پر بیٹھ قاسم نے کہا کہ میری
مجال نہین کہ صندلی آصف پر بیٹھون یہ کہکے دنگل رستم اپنے باپ کا اُٹھا کے جہان صندلی آصف
بچھی تھی وہان بچھا کر بیٹھ گیا شاہزادۂ بدیع الزمان قاسم کی یہ حرکت دیکھکر نہایت آزردہ ہوا اور خوب سا
آپ کو ضبط کرکے اور اپنے دل کو سنبھال کے خاموش ہو رہا لیکن اپنے عیار اُمیہ بن عمرو کی جانب مخاطب
ہو کر اشارہ کیا کہ تو کرسی دمدمہ پر جا کے اپنے باپ کا جانشین ہو حسب الایما اُمیہ بن عمرو اپنے باپ کی کرسی
دمدمہ پر جا بیٹھا قاسم نے اپنے دل مین یہ کہا کہ بدیع الزمان کا مطلب یہ ہی کہ لوگ کہین اُمیہ بقید حیات

عمرو جانشین اُسکا ہوا یہ کہکے ضبط کیے بیٹھا رہا جب وقت شام کا ہوا قاسم بارگاہ سے اُٹھ کے اپنے خیمے مین آیا اور سیّارہ
بن عمرو اپنے عیار کو بُلا کے بتاکید تمام کہا کہ اگر تو نے آج جاکے کوئی عیاری امیّہ بن عمرو کے ساتھ نہ کی تو پھر خبردار اور زینہار
میرے پاس نہ آنا سیّارہ بن عمرو نے کہا بہت خوب باقبال عالی ہین وہ عیاری دھوم دھامی کرکے آتا ہون کہ امیّہ بن
عمرو بھی ہوون گشتہ افسوس ملاکرے سیّارہ بن عمرو اپنی ہیئت تبدیل کرکے ایک مشعلچی کی صورت بنا امیّہ بن عمرو
کے خیمے مین گیا اور فتیلے اور شمعون کے دیکھنے اور گلگیر کرنے مین تھوڑی تھوڑی بیہوشی ہر ایک کی لو پر رکھکے علیحدہ کہین
ٹھہر گیا جسوقت بو بیہوشی کی امیّہ کے دماغ مین پہونچی بیہوش ہو کر سو گیا سیّارہ بن عمرو نے تمام اسباب اُسکے
خیمے کا اُٹھا لیا اور اُسکی جا پر بوسیدہ اور دریدہ کپڑے اور گرے جھڑے محض بے آب خنجر زنگ آغشتہ رکھکے اسباب جو
تھا وہ گٹھری باندھ کے لے آیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کے وقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو امیّہ بن عمرو کے دماغ
کو لگی تو اُسکو ہوش آیا اور آنکھین کھولکے چار طرف غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی رات کو آکے مجھے بیہوش کرکے سب
اسباب چُرا لیگیا بیساختہ گھبرا کر جو اُٹھا تو ایک جا پر نشان قدم سیّارہ بن عمرو اپنے بھائی کا دیکھکر پہچانا اُسیوقت
بخدمت شاہزادہ بدیع الزمان آکے اُسنے ساری سرگذشت شب کی بیان کی شاہزادہ بدیع الزمان نے
فرمایا کہ اگر تو اِسکا عوض جاکے سیّارہ سے نہ لیگا تو مین تجھے پھر اپنے پاس نہ رکھونگا اور تمام عمر تیرا منھ نہ دیکھونگا
امیّہ بن عمرو شاہزادہ بدیع الزمان نامور کو درہم اور برہم اپنے اوپر یہ خطاب اور عتاب اُسکا دیکھکر اُٹھ کھڑا
ہوا اور شب کے وقت تلاش سیّارہ جاتا تھا کہ اثنائے راہ مین دور سے دیکھا زانچہ عیار طرفدار سیّارہ کا نظر
آیا امیّہ بن عمرو نے سر راہ چار حلقے کمند کے بچھا اُنپر خاک ڈال دی تا معلوم نہون اور سر الکمند کا پکڑ کے ایکجا پر چھپکے
بیٹھ رہا زانچہ جستجو کرتا جو اُس مقام پر جہان حلقے کمند کے بچھے تھے قدم زن ہوا امیّہ بن عمرو نے زور سے
جھٹکا مارا کہ سب حلقے کمند کے زانچہ کی گردن اور پاؤن مین پڑ گئے اور زانچہ چارون شانے چت گر پڑا
امیّہ نے بچستی تمام وہان برابر زانچہ کے پہونچ کے زانچہ عیار کو تو اُسی ہیئت سے مبتلائے حلقہاے کمند
وہین پڑا رہنے دیا اور اپنی صورت زانچہ کی بنا کے سیّارہ بن عمرو کے خیمے مین گیا اور منتظر وقت کا تھا
جب سیّارہ بن عمرو سو گیا تو امیّہ نے تمام اسباب سیّارہ کا اُٹھا کے ایک گٹھری مین باندھکر کہین علیحدہ جا
کے رکھدیا اور پھر اُسی جا پر آکے سیّارہ کے شاگردون مین باہم بیٹھکر باتین کرنے لگا اس عرصہ مین سیّارہ نے
آنکھ کھولکر دیکھا کہ زانچہ سامنے میرے بیٹھا ہی پکار کے کہا کہ بھائی زانچہ تھوڑی سی شراب لاکے مجھے پلا وہ زانچہ
کہ دراصل امیّہ بن عمرو نامدار تھا اُسنے کہا بہت خوب مین لایا اور یہ کہکے ایک صراحی مین شراب کی بیہوشی ملاکے
سیّارہ اور اُسکے سب شاگردون کو جو جو کہ اُسوقت وہان موجود تھے پلا کے جبکہ خوب بیہوش کرچکا تب امیّہ
بن عمرو نے سبکو برہنہ اور عور انتہا یہ کہ پاجامے تک سبکے اُتار لیے تھے پڑا رہنے دیا اور آپ بدلجمعی تمام سارا
اسباب سیّارہ کا لیکر خیمے سے نکلگیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آکے سارا حال اپنی عیاری کرنے
کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نہایت خوش ہوا اپنا دست شفقت اُسکی پشت پر رکھکے کہا مرحبا صد مرحبا
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ؎ غرض یہ کہکے سات شبانہ روز ہنگامہ شادی اور غلغلہ مبارکبادی
چار طرف بلند رہا اور تمام ملک عجم کے ہر کوی و برزن مین جلسہ گانے بجانے کا تھا اور عجب طرح کا لطف اور حال
میخوارون اور مستون کی صحبت مین نظر آتا تھا کہ ایک ایک پیر مغان بجائے خود دعوی سلطنت اور فرمانروائی کا
اور ایک ایک چمار اپنے اپنے زعم مین بادشاہ بنا ہوا حکمران تھا ہر ایک میخانے کے روبرو دیکھا کہ مجمع کثیر اور انبوہ غفیر ہی

شہر مین لوگ کہتے جاتے ہین **اشعار** بنادیست در کوچہ میفروش ÷ کہ امروز در ہر کہ پابند ہوش ÷ گریبانش گیرند دامان کشند ÷ کشاکش بدیوان مستان برند ÷ یارو آج کا سا دن خوشی کا پھر کہان میسر ہوگا قاضی کیسا اور محتسب کہان رہتا ہی واللہ اعلم بالصواب کل کیا ہو حور قصور اور بہشت و دوزخ کے جھگڑے مین نہ پڑو چلو دو پیالے شراب کے پیو عیش کرو اور بارگاہ گردون اشتباہ **سلیمانی** مین وہ مجمع ہزار ہا طوائفون کا تھا وہ جس دم سے کہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے آکے اندرون بارگاہ قدم رکھا تھا تھاپ طبلون پر پڑتی تھی پائون کی لٹک آسمان کو جاتی تھی زوٹا سارنگی کا پرکھنچ رہا تھا ہر ایک طرف قانون بین رباب چنگ مرچنگ دف دائرہ جھانجھ کنگری جلترنگ سونی سرمنڈل راگ جھاگ شہر سنگار یونگی الگوجا وغیرہ بج رہے تھے مغنیان شوخ وطناز اور لولیان کرشمہ سنج سحر انداز حالت رقص وسماع مین پاے کو بی نہین کرتے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بوفور عطیات صاحبقرانی ازبسکہ کرورہا روپیہ اور اشرفیان انعام اکرام مین پائی ہین تو مال و دولت سے مستغنی ہو کر تعلقات دنیوی پر لیشت و پا مار رہے ہین اور واسطے بقاے سلطنت اور حکمرانی وکشورستانی بادشاہ لشکر اسلام اور **صاحبقران** عالی مقام کے ہاتھ دعا کے سوے آسمان بلند کرتے ہین زنگو رے رگہاے عشاق پر شور انگیز تھے اور چٹکیان بجانا رندیون کا یہ معلوم ہوتا تھا کہ طائران کلفت کو آشیانون سے دلہاے حاضرین صحبت کے اڑا رہی ہین بارگاہ نشین اور حاضرین اُس محفل بہشت مشاکل کے مانند عاشقان بیدل اور مشتاقان بسمل غلغلہ پرداز تھے **شعر** فغان کاین لولیان شوخ شیرین کار شہر آشوب ÷ چنان برند صبر از دل کہ ترکان خوان یغمارا ÷ ہر ایک ساقی مہر سیما کا ستارۂ بخت چمکا ہوا مہوشون کا دماغ آسمان پر چڑھا ہوا ہر ایک شاہ و شہریار محفل رقص و سرود مین مصروف اور مدہوش تھا اور تمام سرداران و دلاوران نامدار نشۂ صہباے طرب سے مدہوش اور خود فراموش جھوم رہے تھے کوئی کہتا تھا **اشعار** مین کب سے تھا تیرا اشتیاقی ساقی ÷ مدت مین ہوا ہی تو ملاقی ساقی جاے نہ یہ دور جلد بھر دے پیالہ ÷ شیشہ مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی ÷ اور کوئی کہتا تھا **شعر** ہون بندۂ پیر مغان ساقی کچھ جاے تکلف تجھسے نہین ÷ لا درد ہی دے گر صاف نہین دے چلو ہی مین گر جام نہین ÷ **القصہ** روز ہشتم کہ یہ دھوم دھام شادی اور ہر ایک شاہ و شہریار زادون کی عروسی اور دامادی کی ہو چکی تو حضرت ظل اللہ **سعد بن قباد** بادشاہ لشکر اسلام نے تو بارگاہ **سلیمانی** مین آکر تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور **امیر** باعث شب بیداریون اور کثرت خمار کے کہ سات دن رات برابر جاگے تھے اُس روز حرم محترم سے برآمد نہین ہوئے تھے باقی سب سردار دست راستی اور دست چپی اپنے ڈنگلون کرسیون پر بقاعدۂ مستمرہ آکر بیٹھے کہ ایک مرتبہ شاہزادۂ خاور سیاہ ملک **قاسم** نے اپنے باپ **علمشاہ رومی** کے ڈنگل کو اُٹھا کے دست چپ رکھا اور اسپر متمکن ہوا شاہزادۂ **بدیع الزمان** یہ حرکت **قاسم** کی دیکھکر نہایت درہم اور برہم ہوا اور یہ کہنے لگا کہ اے **قاسم** تو اپنے دل مین خجل اور جی مین منفعل نہین ہوتا اور کچھ تجھے کسی نیک و بد بات کا خیال نہین آتا یہ ڈنگل میرا ہی اسپر تو کیون بیٹھا **قاسم** نے جواب دیا کہ یہ ڈنگل میرے باپ کا ہی اسکا مالک اور ورثہ دار مین ہون تجھے اس ڈنگل سے کیا تعلق اور کیا واسطہ ہی شاہزادۂ **بدیع الزمان** نے درجواب اسکے مکرر سہ کرر کہا کہ اول تو تجھے قوت منفعلہ نہین بیحیائی تو نے اختیار کرلی ہی جو ہمیشہ تو اسی پر بحث اور تکرار کیا کرتا ہی دوم یہ کہ اس ڈنگل کو تیرے باپ نے کچھ روپیہ خرچ کے خرید نہین کیا اگر مالک اسکا ہی اور دعوی کرے تو شاہ **سعد بن قباد** کو زیب ہی کہ **قباد** شہریار نے اس ڈنگل کو نکالا تھا اور **امیر** باتوقیر **حمزۂ** کشور گیر نے یہ ڈنگل بڑے بھائی صاحب شاہزادۂ **عمرو بن حمزۂ یونانی** کو عطا فرمایا اور شاہزادۂ **عمرو بن حمزۂ یونانی** نے تیرے باپ یعنے شاہزادۂ **علمشاہ رومی** کو عنایت کیا جب شاہزادۂ **علمشاہ**

رومی طلسم مین تشریف لیگئے اور زرنگار جادو نے شاہزادہ **علمشاہ** کو بزور سحر دیوانہ بنادیا اور **توسن جادو**
حرامزادہ بر سر حریمان حرم شاہزادہ **علمشاہ رومی** آگیا تھا مین نے وہان جاکے **توسن جادو** کو شکست دی
علاوہ اسکے جنگل مین شاہزادہ **علمشاہ** کو قتل ہونے سے بچایا انھون نے عوض اُن حقوق کے کہ مین نے
اُنکے ساتھ کیے تھے یہ دنگل مجھے بخش دیا اور ہبہ کیا مین صورت حال اسکا مُہر **علمشاہ** رکھتا ہون **قاسم** نے
کہا مین یہ کچھ نہین سمجھتا اور نہ مُہر کو جانتا ہون کیسی مُہر شاہزادہ **بدیع الزمان** نے کہا اگر تو کسی بات کو نہین مانتا تو اپنا
سر کھا پھر تیرے ہزیان بکنے سے ہوتا کیا ہی غرض گفتگو کو طول پہونچا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ **قاسم** کے ہاتھ مین ایک
انار ولایتی تھا حالت غیظ و غضب مین اُس انار کو بزور کھینچ کر شاہزادہ **بدیع الزمان** پر مارا کہ وہ انار بھون پر شاہزادہ
بدیع الزمان کی لگکر ٹوٹ گیا اور دانے اُسکے مانند دانہ مروارید شاہزادہ **بدیع الزمان** کے سر پر نثار
ہوکے چار سمت گرے اُسوقت شاہزادہ **بدیع الزمان** نے بھی نہایت درہم برہم ہوکر ایک گھونسا **قاسم**
کو مارا اور دونون باہم آمادہ جنگ ہوئے خسرو بلاد ہندوستان رستم زمان **لندھور بن سعدان** نے کہا کہ ملک **قاسم**
کو یہ بات شایان نہین کہ اپنے عم بزرگوار شاہزادہ **بدیع الزمان** نامدار سے برابری کرین **مالک اژدر** بگڑ کر
بولا کہ تجھے دخل در معقولات کرنا کیا ضرور تو کون ہی جو شاہزادون کے مقدمہ مین بولتا ہی یہ کہکے **مالک** نے ایک
گھونسا **لندھور** کے مارا **لندھور** اور **مالک** آپسمین لپٹ پڑے اور باہم لڑنے لگے القصہ یہ طول دیکھیے تا چند
اسیصورت سے جتنے سردار دست راستی اور دست چپی تھے سبکے سب اُٹھ اُٹھکر دست راستی ہوا خواہی **بدیع الزمان**
مین اور دست چپی طرفداری **قاسم** سے باہم جنگ و جدال کرنے لگے کسیکا شانہ اُتر گیا کسیکا ہاتھ اُکھڑ گیا کسیکا گھٹنا
کسیکے ہونٹھ پھوٹ گئے کسیکے کلّے پر چوٹ لگی کسیکا سر پھٹ گیا کسیکی ناک سے خون جاری تھا عجب طرح کا ہنگامہ بپا اور
شور و غل اُٹھا تھا کہ کوئی کسیکی نہ سنتا تھا نہ کوئی کسیکا کہنا مانتا تھا حضرت ظل اللہ **سعد بن قباد** ہرچند ہان ہان
کرکے ممانعت فرماتے تھے مگر تو یہ کوئی بادشاہ کی بات کا بھی خیال نہین کرتا تھا جسطرح سے لڑ رہے تھے اُسیطرح
سے چارطرف سینہ بسینہ اور کلہ بکلہ آکر باہم لپٹے ہوئے زور کشمکش کا کر رہے تھے کہ یکایک یہ غل اندرون خاندان
محل تک پہونچا تو سلطان **صاحبقران** سُنکے بہت متعجب ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی محل سے باہر نکل آئے سب
سردارون نے جو **امیر** باتوقیر کو برآمد ہوتے دیکھا تو سراسیمہ اور مضطر ہوکر ایکبار سب متفرق ہوگئے اور جہان تہان
دنگلون اور کرسیون پر جاکے خاموش بیٹھ رہے **صاحبقران** دوران نے جو محل سے نکلکر بغور دیکھا تو **لندھور**
کے سر پر تاج **مالک اژدر** کا اور **مالک** کے سر پر **لندھور** کا تاج رکھا ہی تو عجب لطف و کیفیت ہی کہ **لندھور**
کا سر بہت بڑا اور **مالک** کا تاج چھوٹا آدھے سر پر **لندھور** کے رکھا باقی تمام آدھا سر کھلا ہی اور **مالک** کے
سر چھوٹا **لندھور** کے سر کا تاج بہت بڑا سو **مالک** نے جو گھبراہٹ اور جلدی مین اُٹھا کے اپنے سر پر رکھ لیا ہی
تو دونون بھوین تک **مالک** کی تاج کے اندر چھپ گئی ہین اسیطرح جیسے اکثر دست راستی دست چپیون کے دنگل کرسیون
پر بہت سے دست چپی دست راستیون کے دنگلون کرسیون پر بیٹھے جسم سے جابجا خون بہتا ہی اور تمام فرش بارگاہ
کا سمٹا ہوا چارطرف چیمین پڑی ہوئی ہین **امیر** باتوقیر نے نہایت خشمگین ہوکر شاہ **سعد بن قباد** سے پوچھا کہ یہ کیا
ماجرا تھا شاہ **سعد** نے از ابتدا تا انتہا مفصلاً اور مشرحاً بیان کیا سلطان **صاحبقران** نے فرمایا کہ مین کیا
کرون مین نے تو بارہا ہرچند چاہا کہ حقدار کا حق دلادون اور جو مستحق ہو وہ لے مگر ہر مرتبہ جو شرط مشروط قرار پائی ہم
دونون برابر رہتے ہین شاہزادہ **بدیع الزمان** نے سُنکے عرض کیا کہ اے سلطان عالی مقام گذشتہ مین کلام نہین

اب فی الحال مین ایک اقرار و شرط اور کرتا ہون کہ ہم دونون مین سے زمرد شاہ لقا خدائے باختر کو جا کے جہنم واصل کرے وہی شخص ذنگل رستم کا مالک ہو یہ کہکے ذنگل رستم کو اٹھا کے بارگاہ سلیمانی کے آگے لٹکا دیا ابھی امیر والا توقیر نے کچھ نہین ارشاد کیا تھا کہ بیرون بارگاہ جو عیار دست راستی دست چپی ہوا خواہان شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ خاور سیاہ تھے اُنھون نے جو بحث اور تکرار اور فساد فیمابین شاہزادگان دارین بدیع الزمان اور قاسم کے سنا تو آمیہ بن عمرو نے کہا کہ شاہزادہ خاور سیاہ تو فقط جہالت کو کام فرماتے ہین ذنگل رستم پر تو ہر نوع ملکیت او حقیقت شاہزادہ بدیع الزمان کی ہی سیارہ بن عمرو نے تیوری چڑھا کے کہا کہ یہ محض غلط ہی ذنگل شاہزادہ عالم ملک قاسم کا ہی دیکھ لینا کہ کل شاہزادہ خاور سیاہ اس ذنگل پر جلوہ گر ہوگا آمیہ بن عمرو نے کہا کہ یہ بات تو خلاف عقل اور بعید از قیاس ہی کہ ملک قاسم اُسپر قابض ہوسکے القصہ یہانتک طرفین سے تکرار ہوئی اور گفتگو بڑھی کہ نوبت گالی کی پہونچی اور دونون خنجر کھینچ کھینچکر دوڑے اور باہم لڑنے لگے دست راستی اور دست چپی جو اور سب عیار تھے اُنھون نے آمیہ بن عمرو اور سیارہ کو جو بحث و تکرار کرکے آپسمین آمادۂ جنگ دیکھا دست راستیون نے تو یہ کہا کہ ای سیارہ آمیہ بن عمرو تیرا بڑا بھائی ہی تجھے اُسکی بزرگی کا رتبہ اور اپنی خوردی کا آداب کرنا چاہیے نہ کہ بالعکس اُسکے تو بد و گفتگوے سخت اور درشت کرکے لڑنے کو کھڑا ہو گیا دست چپیون نے اُٹھ اُٹھکر خنجر پکڑ لیے اور بولے کہ تم سب کیا جھک مارتے ہو ایسے بزرگ ذلت اُٹھاتے ہین کیا معنی آمیہ بن عمرو کو اتنا خیال نہ آیا کہ فرض کردیم سیارہ چھوٹا ہی اور جوان بیٹے بد کا پاس کرنا چاہیے نہ کہ برابر کا بھائی پس آمیہ کیون اُسکے منھ چڑھتا ہی جو جیسی کہیگا جو جیسا کریگا ویسا جواب سُنے گا ویسا عوض پاوے گا آمیہ نے بہ آواز بلند کہا کہ ای سیارہ جہان مین ہون تیری کیا اصل اور حقیقت کہ منھ سے نام عیاری کا نکال سکے سیارہ نے بھی یہی جواب دیا اور فیمابین دست راستیون اور دست چپیون سب عیارون مین نوبت خنجر زنی اور عیاری کی پہونچی ہلڑ جو زیادہ ہوا تو صاحبقران نے سنکر تحقیقات کی کہ یہ بیرون بارگاہ ہنگامہ کیسا ہی لوگون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد اول کچھ بحث و تکرار بمقدمہ ملکیت ذنگل آمیہ اور سیارہ سے ہوئی تھی اُسپر جبکہ گفتگو کو طول کھینچا اور دونون نے خنجرون پر ہاتھ ڈالا تو جتنے عیار دست راستی دست چپی تھے اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہم آمادۂ رزم و پیکار ہین امیر حمزۂ صاحبقران یہ کیفیت سنکے نہایت درہم اور برہم ہوئے اور حالت غیظ مین حکم دیا کہ ہان مہتر قران اور سماک بلطائی تم دونون جا کے آمیہ اور سیارہ کو پکڑ لاؤ حسب الحکم سلطان باکرم کے مہتر قران اور سماک نے آمیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کو لا کے حضور صاحبقران حاضر کیا ابھی امیر والا توقیر نے کچھ دونون کے حق مین ارشاد نہین فرمایا تھا کہ بیساختہ عمرو نے سلطان صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر یہ سارا فساد اور فتنہ برپا کیا ہوا سیارہ کا ہی جلاد کو حکم دیجیے کہ اُسے لیجا کے گردن مارے اور یہ کہکے قاسم کی طرف دیکھنے لگا قاسم نے اپنی اُنگلی اُٹھا کے اشارے سے کہا کہ اگر آپ سیارہ کو اس مواخذہ سے بری کر دیجیے تو ہزار اشرفیان مین آپکی نذر کرونگا عمرو کو ہزار اشرفیون کا لالچ جو ہوا تو جلاد کی جانب مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ای جلاد تو سیارہ کو نہ لیجا مجھے خوب تحقیق اور تصدیق ہوچکا کہ سیارہ کا جرم اسمین کچھ نہ تھا یہ سب تقصیر آمیہ کی ہی تو آمیہ کو لیجا کے قتل کر یہ کہکے سمت شاہزادہ بدیع الزمان متوجہ ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنے دل مین یہ سمجھا کہ قاسم نے کچھ رشوت عمرو کو دیکر سیارہ کو بچا لیا ہی عمرو کو اشارہ کیا کہ اگر اب آمیہ بن عمرو کو اسوقت آبروبخشی کرین اور اس آفت سے بچا لین تو مین دو ہزار اشرفیان آپکی تواضع کرتا ہون عمرو نے اپنے جی مین نہایت خوش ہو کے سلطان صاحبقران سے کہا کہ ای حمزہ مین تیری خدمت مین ایک بات گستاخانہ عرض کرتا ہون لیکن بنظر عدالت اور بچشم انصاف تو اُسکا جواب دے تو کیا خوب ورنہ تو عالم

ہی جو چاہے سو کرے لیکن حق تو یہ ہی کہ میرے بیٹون کا کچھ قصور نہین یہ دونون محض بیگناہ ہین اگر مجرم اور تقصیر وار
ہین تو بدیع الزمان اور قاسم تیرے بیٹے اور پوتے ہین انھین دونون کو کیون نہین تعذیر دیتا اور قتل کا حکم
فرماتا کہ ہمیشہ کو یہ مفسدہ اور شور و غوغا برطرف اور دور ہو جائے سلطان صاحبقران یہ گفتگو عمرو کی سنکے
بیساختہ ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ اے عمرو مجھے دریافت ہوا کہ تو نے دونون طرف سے خوب رشوت لے لی ہی مجھے تو
اس مقدمہ مین کوئی بات کہتے بن نہین پڑتی تو ہی اب کوئی تدبیر ایسی نکال جس سے یہ فساد رفع ہو عمرو نے کہا کہ
حمزہ میری راے مین تو یہ بات بہت خوب ہی کہ اُمیہ اور سیارہ دونون دوڑین اور دیکھیے کہ زیادہ کون دوڑتا ہی
جو بہت دوڑے اُسی کے آقا کا وہ دنگل قرار پائے امیر با توقیر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ شاہزادہ بدیع الزمان اور
قاسم نے بھی یہ بات پسند کی اور دونون راضی ہو کر کہنے لگے کہ ہمکو قبول ہی صاحبقران نے عمرو سے پوچھا کہ
پھر کون سی راہ دوڑنے کی نکالین عمرو نے کہا کہ یا امیر دو تیر کسی سردار کو دیکر یہ کہدے کہ تو ان دونون تیرون کو شہر
سے باہر ستر فرسنگ پر جو تل نجم مشہور ہی لیجائے اور انمین ایک سو چالیس فرسنگ کا فاصلہ پڑ جائیگا وہ سردار دونون
تیر لیکر وہان تل نجم پر کھڑا رہے اُمیہ اور سیارہ دونون یہان سے دوڑتے جائین اور وہ سردار اپنے دونون ہاتھون
مین تیر لیکے برابر ایک تیر اُمیہ کو ایک تیر سیارہ کو حوالہ کردے یہ دونون تیز روی کرکے جو پہلے وہ تیر لا کے تجھے دے
اُسیکا آقا مالک دنگل رستم کا ہو دوسرے کے مالک کا دعوی پھر باطل ہو جائے سلطان والاشان نے کہا کہ بھلا
اگر مین کسی دست راستی سردار طرفدار بدیع الزمان کو تیر دیکر بھیجون اور وہ بخیال جنبہ بدیع الزمان امیہ کو
پہلے تیر دیکر روانہ کردے اور سیارہ کو بعد دے اور کسی سردار دست چپی کو اس کام پر متعین کرون تو وہ بپاس خاطر
قاسم سیارہ کو تیر حوالہ کرے اُمیہ کے دینے مین توقف کرے عمرو نے کہا حمزہ یہ تو بہت سہل بات ہی الجوبخان
ششگزی نہ دست راستیون سے واسطہ نہ دست چپیون سے علاقہ رکھتا ہی اور پھر سب سے تعلق اور سروکار
سب مین بلا جھگڑا رہتا ہی آپ اسے اس خدمت پر متعین کیجیے امیر با توقیر نے فرمایا خوب تو نے کہا کیا قباحت ہی اور یہ فرما
کے الجوب خان ششگزی کو اپنے پاس بلایا اور دو تیر ترکش سے نکالکر اُسے دیے اور بتاکید تمام یہ کہدیا
کہ اے الجوب خان خبردار جسطرح ایکساتھ ایک تیر اُمیہ کو ایک تیر سیارہ کو وہان سے دیکر برابر روانہ
کرنا حسب الحکم الجوب خان ششگزی اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے مع اپنے لشکر کے سمت تل نجم روانہ
ہوا اور وہان جاکے اپنا خیمہ ڈیرہ استادہ کروا کے ٹھیرا اور ایک کرسی میدان مین ایک بڑے اونچے ٹیکرے پر کہ وہان
سے پانچ پانچ کوس تک کا آدمی نظر آتا تھا بچھوا کے دونون تیر ہاتھ مین لیے انتظار مین اُمیہ اور سیارہ کے بیٹھا
تھا اور اثناے راہ مین اُس تل نجم سے تا بارگاہ سلیمانی کوس کوس بھر کے فاصلے پر حوض شراب کے اور شربت
کے بھروا دیے تھے اور اکثر میوہ تر و خشک رکھوا دیا تھا روز دوم یہان بارگاہ مین تمام سردار دست راستی اور دست
چپی اپنی اپنی جا پر بیٹھے تھے کہ ناگاہ امیر عالیجاہ نے امیہ بن حمزہ اور سیارہ بن عمرو کو بلا کے فرمایا کہ تم دونون
میرے ہاتھ پر ہاتھ اپنے اپنے مار کر تل نجم تک جاؤ اور وہان الجوب خان ششگزی سے دو تیر ایک
تو اُمیہ اور ایک سیارہ دونون لیکے جو پہلے لا کے تیر مجھے دے اُسکا ولی نعمت دنگل رستم پر قابض و متصرف
ہوگا اور پھر کبھی آگے کو کوئی اس مقدمہ مین کسیطرح کا عذر و مباحثہ نہین کرسکیگا امیہ اور سیارہ دونون
شادان و فرحان امیر با توقیر کے دست مبارک پر اپنے اپنے ہاتھ مار کر سمت تل نجم مثل برق و باد جستین کرتے
ہوے امیر با توقیر اور تمام سردار دیکھتے تھے کہ دونون برابر ہر چند تیز گامی سے جاتے ہین لیکن ایک قدم دوسرے کے

آگے

قدم سے کسی صورت سے بڑھ کے نہین پڑتا برابر قدم بقدم اڑے ہوئے چلے جاتے ہین ایک مرتبہ قاسم نے
تہمتن خان خاوری سے پایا کہا کہ تو بارگاہ کے سراچون کی پشت پر سے کسی تدبیر سے سوار ہو کے جا تا کہ
امیر پیچھے سے نہ دیکھین اور جہان امیہ کو سیارہ سے آگے نکلجاتے دیکھنا تو بخوف و خطر امیہ کو روک لینا جب
سیارہ بچاس قدم امیہ سے آگے نکلجائے تب امیہ کو چھوڑنا بحسب تاکید شاہزادہ خاور سپاہ اسیوقت
تہمتن خان خاوری صاحبقران سے آنکھ بچا کر باہر نکلا اور اپنے گھوڑے پر بیٹھ کے پیچھے پیچھے امیہ اور سیارہ
کے روانہ ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے جو تہمتن خان کو جاتے دیکھا تو اپنے دلمین سمجھا کہ قاسم نے اسکو بیشک
امیہ کے روکنے کے واسطے بھیجا ہے اسیوقت ورقائے زنجیر خائے کو اشارہ کیا کہ اگر تہمتن خان خاوری
اثنائے راہ مین کہین امیہ بن عمرو کو روکے تو تو بھی بیباکانہ سیارہ بن عمرو کو روک لینا ہرگز ہرگز ایک قدم بڑھکے
کے امیہ بن عمرو سے آگے جانے نہ دینا قاسم نے ورقائے زنجیر خائے کو جاتے دیکھکر قیماس خان خاوری
کو تہمتن خان خاوری کی اعانت کے واسطے بھیجا شاہزادہ بدیع الزمان نے قیماس خان کو پایا کہ
قاسم تعاقب مین ورقائے زنجیر خائے کے آگئے اور بارگاہ سے نکلتے جو دیکھا تو فضل بن گیاہور
خون آشام کو ورقائے زنجیر خائے کے شریک حال ہونے کے لیے قیماس خان کے پیچھے روانہ کیا
قاسم نے جو فضل بن گیاہور خون آشام کو جاتے دیکھا تو بیتاب ہو کر ضبط نہ کر سکا سلطان صاحبقران
کو غافل دیکھکر انگلی اپنی ناک پر اس زور سے ماری کہ نکسیر پھوٹ گئی اور ناک سے خون جاری ہوا اس بہانے سے اٹھکر
بیرون بارگاہ گیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بگٹٹ گھوڑے کو تیز گام کیے بتلاش فضل بن گیاہور خون آشام
آمادہ پرخاش چلا یہ عیاری قاسم کی شاہزادہ بدیع الزمان نے دیکھی یہ سوچکر کسی حیلہ سے یہ بھی بارگاہ سے
اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکلکے بیٹھ اپنے گھوڑے پر تعاقب مین ملک قاسم کے سمت تل عجم عنان گستہ روانہ ہوا اس
عرصہ مین سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کی نگاہ جو شاہزادہ بدیع الزمان اور خاور سپاہ
کے دنگلون پر جا پڑی تو دیکھا دونون کے دنگل خالی پڑے ہین دونون نہین نظر آتی امیر با توقیر اپنے دل مین سمجھکر
کہ یہ دونون اپنی اپنی سخن پروری اور اپنے اپنے عیارون کی تائید کے واسطے گئے ہین امیر نے طور سرکش کو اپنے
قریب طلب کرکے اپنا نیزہ دیا اور شاہزادہ قبہ دین ستون اسلام کرب غازی کو ہمراہ کر کے فرمایا کہ تم دونون
صاحب جا کے جہان قاسم اور بدیع الزمان سے ملاقات ہو جلد پھیر لاؤ قصہ مختصر اب یہ تو دونون ادھر جاتے
ہین انکو تو جانے دیجیے جب تک شمہ از حال امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو گذارش کیا جاتا ہے
کہ یہ دونون بکمال تیزروی پہلو بہ پہلو قدم بہ قدم برابر تل عجم پر پہونچے اور دونون الچوب خان ششگرزی کے
ہاتھ سے تیر برابر لیکر اسی صورت سے جستین کرتے بھاگے چلے آتے تھے کہ یکایک ادھر سے تہمتن خان خاوری
دونون کے برابر پہونچا اور اسنے دیکھا کہ فی الواقعی امیہ اور سیارہ دونون برابر ہین کوئی ایک قدم آگے پیچھے نہین
تہمتن خان نے امیہ بن عمرو کو سد راہ ہو کر روک لیا اور جب دیکھا کہ سیارہ جو قریب آدھے فرسنگ کے
نکلگیا تب تہمتن خان نے امیہ بن عمرو کو چھوڑا اور امیہ وہان سے اسطرف چلا تہمتن خان کے پیچھے جو
ورقائے زنجیر خائے روانہ ہوا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ سیارہ بن عمرو آتا ہے اور امیہ بن عمرو کا کوسون
تک کہین پتا نہین ورقائے زنجیر خائے نے اپنے مرکب کو روک کر سیارہ بن عمرو کے سد راہ ہوا اور یہان
تک روکے رہا کہ امیہ بن عمرو سامنے سے نمودار ہوا اور وہان پہونچکر کوئی ایک فرسنگ زمین آگے نکل آیا تب سیارہ

کو چھوڑ دیا ناگاہ اُدھر سے قیماس خان خاوری جو تعاقب مین ورقا ے زنجیر خا ے کے چلا تھا وہ جو پہونچا تو
اُسنے پھر اُمیہ بن عمرو کو یکہ و تنہا آتے دیکھکر روک لیا اور سیارہ جب پہونچا اور تھوڑی دور آگے نکل آیا تب اُمیہ کو چھوڑا
ابھی اُمیہ بن عمرو ہرچند کہ تیز گامی کرتا آتا تھا لیکن برابر سیارہ بن عمرو کے نہین پہونچ سکا تھا سیارہ بن عمرو کوئی
آدھ کوس آگے بڑھا جانب لشکر چلا آتا تھا کہ اسطرف سے فضل بن گیا ہورنے جو قیماس خان کے پیچھے
چلا تھا اُسنے سیارہ کو تنہا آتے دیکھا اسنے جانا کہ کسی نے اُمیہ بن عمرو کو لا تنک اور لاریب کچھ فریب دیکر روک لیا ہی آگے
بڑھکر سیارہ بن عمرو کا محاصرہ کیا اور اپنے مرکب کو اس تیزی اور چالاکی سے کاوون پر ڈالدیا کہ کسی طرح سے
سیارہ بن عمرو کو نکل جانے کی راہ نہین ملتی تھی جب فضل نے دیکھا کہ اُمیہ اُفتان و خیزان عرق عرق زبترہ دوڑتا
آپہونچا اُسوقت فضل نے بپاس خاطر قاسم جب اُمیہ اور سیارہ برابر ہو چلے تب سیارہ کو بھی چھوڑ دیا تھا
اور سیارہ اور اُمیہ دونون شاد و خرم برابر قدم بقدم دوڑے چلے آتے تھے ناگاہ اسطرف سے شاہزادہ خاور سیاہ
جو پہونچا تو اُسنے سیارہ کو اور اُمیہ کو برابر آتے دیکھکر اُمیہ سے کہا باش اُمیہ ازراہ آداب شاہزادہ قاسم کو دیکھکر
کھڑا ہو رہا قاسم نے اُدھر تو اُمیہ کو روکا اُدھر سیارہ کا کمربند پکڑ کے اپنے گھوڑے کی پشت پر بٹھلایا اور چاہا کہ گھوڑے
کو سبکتازہ کرکے روانہ ہو اُمیہ بن عمرو قاسم کے گھوڑے کے پیٹ کے نیچے ہو کر جست کرتا پچاس قدم آگے جا پہونچا قاسم
ہرچند اپنے مرکب کو تازیانہ مار کے چاہتا تھا کہ اُمیہ سے آگے نکلجائے لیکن کسیطرح گھوڑا قاسم کا اُمیہ کی چال
سے آگے نہ جا سکا آخر ناچار ہو کر قاسم نے سیارہ کو اپنے گھوڑے پر سے اُتار دیا اور روانہ ہوا جب سیارہ تھوڑی دور
نکلگیا تب قاسم نے بغور اپنے گھوڑے کے سمون کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُمیہ جسوقت کہ گھوڑے کے پیٹ
کے نیچے ہو کر نکلا تو ایک سوزن سم مرکب مین مار گیا ہی اس باعث سے گھوڑا تیز روی مین سستی کرتا ہی قاسم نے نہایت
آزردہ ہو کر اُس سوزن کو سم مرکب سے نکالا اور آپ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اسطرف شاہزادہ بدیع الزمان جو
تعاقب مین خاور سیاہ کے سوار ہو کر چلا تھا کہ سامنے سے اُمیہ بن عمرو کو آتے دیکھکر بچستی تمام اُمیہ کو اپنے گھوڑے
کی ٹیھر پر بٹھلا لیا اور چلا ناگاہ قاسم نمودار ہوا اور اُمیہ کو پشت پر شاہزادہ بدیع الزمان کے گلگون باختری
کی سوار دیکھکر کہا سبحان اللہ یہ کیا حرکت تھی کہ ای کشتی گیر تو اپنے عیار کو گھوڑے پر سوار کرکے لیچلا ہی شاہزادہ
بدیع الزمان نے جواب دیا کہ یہ رسم تو پہلے تیری طرف سے نکلی تھی ابھی قاسم کچھ نہین کہنے پایا تھا کہ سامنے
سے طور سرکش نیزہ سلطان صاحبقران کا ہاتھ مین لیے اور کرب غازی دونون قریب آپہونچے
اور ابلاغ حکم صاحبقران دوران کا کیا اُسوقت حسب الحکم قدر تو دم سلطان باکرم بلا عذر و حیلہ ہمراہ
طور سرکش اور کرب غازی کے سمت بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے اور طور سرکش دونون شاہزادون کو لیے
بحضور امیر با توقیر آیا اور دونون صاحب یعنی شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم سرنگون خاموش آکے
اپنی اپنی صندلیون پر بیٹھ گئے کہ ساتھ ہی شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کے داخل ہونے کے اُمیہ اور
سیارہ بھی بارگاہ سلیمانی کے سراچون مین کہ چار چار کوس تک استادہ تھے آپہونچے تھے اور سلطان صاحبقران
اور بادشاہ اسلام اور تمام سردارون کی وہین سے نگاہ اُمیہ اور سیارہ پر جا پڑی کہ دونون عیار پہلو بہ پہلو قدم
بقدم مثل برق جستین کرتے جہان کسیکو غلبہ تشنگی کا ہوتا ہی تو وہ حوض جو اثنا ے راہ مین ہین اُنہین دونون برابر
شربت یا شراب یا پانی پیتے ہین اور برابر دونون دوڑے چلے آتے ہین آخر یہ کہ وقت شام کا ہو چکا تھا کہ اُمیہ
اور سیارہ دونون قریب دروازہ بارگاہ کے پہونچے حسب الاتفاق دروازہ بارگاہ پر از بسکہ آبپاشی ہو چکی تھی اُمیہ

نے چاہا کہ جلدی سے مین آگے پہونچکر تیر امیر والا توقیر کو دون نخچیر قدم رکھتا تھا کہ پانون جو اسکا پھسلا تو چارون شانے چت زمین پر گر پڑا اتنی دیر مین سیارہ اُمیہ سے آگے نکل آیا جب اُمیہ بن عمرو نے دیکھا کہ سیارہ مجھسے آگے جاتا ہی بچستی تمام تیر کو اپنے تاج مین لپیٹ کر سلطان صاحبقران کے پاس پھینکدیا اور عرض کی کہ یا سلطان عالی مقام غلام کا پانون پھسل گیا مگر یہ تیر حاضر ہی ادھر سیارہ بن عمرو نے بھی قریب امیر با توقیر کے جا کے وہ تیر حوالہ کیا صاحبقران نے دیکھا کہ اُمیہ بن عمرو کا تیر تو میری گود مین پڑا ہی اور سیارہ بن عمرو نے تیر میرے ہاتھ مین دیا مگر دونون تیر برابر مجھے سطے سر مو فرق نہین ہوا قاسم نے کہا کہ سیارہ نے تیر امیر والا توقیر کو پہلے لا کے دیا سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک اُمیہ اگر گر نہ پڑتا تو وہی پہلے اپنا تیر لا کے میرے ہاتھ مین دیتا بسبب گر پڑنے کے اُسنے تیر وہان سے اپنا میرے پاس پھینکدیا اب بہ نظر عدالت اور نصفت مین تو دونون کو بھی جانتا ہون کہ برابر ہین یہ کہکے پھر صاحبقران دوران تا دیر اپنی زبان مبارک سے اُمیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کی بہت سی تعریف کیا کیے اس عرصہ مین بادشاہ لشکر اسلام نے سلطان عالی مقام سے فرمایا کہ یا امیر مین بھی کچھ التماس کیا چاہتا ہون امیر والا توقیر نے کہا جو ارشاد ہو سعد بن قباد نے کہا کہ ای حمزۂ صاحبقران جسوقت کہ مین کشتی پر سوار ہو کے دریاے باختر سے عبور کر کے اُسطرف نکلا تو در بند سہمانیہ مین جا کے وارد ہوا تھا سہمان شاہ جو وہان کا فرمانروا تھا اُسنے بکر ملت بیضا دین اسلام قبول کر کے کلمہ پڑھا اور بتقریب دعوت مجھے اپنے مکان مین لیجا کے شراب بیہوشی آغشتہ پلائی اور جس حالت مین کہ مین بیہوش ہو گیا تو وہ مکار طوق اور مسلسل کر کے گنجاب کے پاس سمت سنجان لیے جاتا تھا اثناے راہ مین فضیل بن گیامور خون آشام نے میری اعانت اور امداد کر کے سہمان شاہ کی قید سے مجھے نجات دلوائی تھی اُسوقت اس جان نثاری کے صلہ مین فضیل بن گیامور خون آشام سے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالی مین تجکو برابر حمزۂ صاحبقران کے بیٹون کے کرسی بیٹھنے کو دلوا دونگا سلطان ذیحشم امیر با توقیر نے فرمایا کہ آپ مالک و مختار ہین یہ ذکر تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان شکار کی اجازت لیکر روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان سیاحت و تعشق بیان روانگی قاسم و بدیع الزمان جانب صحرا واسطے سیر و شکار کے اور پہونچنا قاسم کا شمالیہ باختر مین اور عاشق ہونا ملکہ ماہ تاجدار دختر سیف الملک پر مع اشعار

پلا ساقیا بادۂ مشکناب	جسے دیکھکر ہو خجل آفتاب	دیے جا مجھے جام پر جام کہنا	بڑھے تیری بڑھتی چلے تیرا کام
وہ مے جسکا نشہ کبھی ہو نہ کم	برستے چلے سکر اور بھی مدام	پلا بادۂ لن ترانی سے مجھے	بہت دلسے مرغوب ہے جو مجھے
چھکا دے مجھے ساقیا بیخطر	کرون باغ وحدت کا مین سیر	لگی ہے مجھے عشق صادق کی لو	مرے دل مین ہے نور وحدت کی ضو

محرران اخبار صداقت آثار و کاتبان مضامین دلدوز و جگر افگار راویان روایات عشق انگیز و ناقلان احادیث جودت خیز اس داستان فرحت بیان کو صفحۂ قرطاس پر قلم مرصع رقم سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ جب لشکر فیروزی اثر امیر کشور گیر ملک عراق عجم مین خیمہ زن ہوا اور ہر ایک نوجوان بعد درستی اسباب عیش و اطمینان شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آکر مصروف سخن ہوا سیر و سیاحت کا تذکرہ ہونے لگا اثناے سخن مین صحراے عجم کی بہار اور کثرت شکار کا بھی ذکر آگیا بدیع الزمان کا دم تو گھبرا ہی رہا تھا اُسیوقت تیاری اسباب شکار کا حکم دیا آن واحد مین کل سامان شکار مہیا ہو گیا اور بدیع الزمان سوار ہو کر صحراے عجم مین شکار کے لیے تشریف لیگئے اتفاقاً یہ خبر

ملک قاسم کو بھی پہونچی وہ بھی اپنے ناموون کو ہمراہ لیکر مع چالیس ہزار سرخ پوشون کے جانب صحرا روانہ ہوئے اور ایک تھوڑے ہی عرصہ مین اُس صحرائے بے پایان مین داخل ہوکر مصروف شکار ہوئے ناگاہ ایک درۂ کوہ سے ایک آہو پیدا ہوا ملک قاسم نے تیر بے تدبیر چلۂ کمان مین جوڑ کر اُس آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالدیا اُس آہو نے جو صیاد کو آتے دیکھا چوکڑیان بھرتا ہوا ایک جانب کو چلا گیا ملک قاسم نے بھی یکہ و تنہا اُس آہو کے تعاقب مین بادیہ پیمائی شروع کی تھوڑی دیر گذری تھی کہ ملک قاسم نظر لشکر سے غائب ہوگئے قیماس خان نے جو یہ ماجرا دیکھا متوحش ہوکر تلاش قاسم مین گینڈا ڈالدیا تہمتن خان وغیرہ بھی قیماس خان کے ہمراہ ہوئے تمامی دن چارون طرف تلاشی رہے جب شام ہوئی اور کہین پتہ نہ لگا تو یہ سب کے سب بمجبور و ناچار ہوکر لشکر امیر مین واپس ہوئے اور اُدھر کا حال سنیئے کہ ملک قاسم نے اسقدر تیز روی کی کہ اُس آہو کے برابر پہونچ گئے آہو نے ملک قاسم کو دیکھکر اور تیز بھاگنا شروع کیا یہانتک کہ جاتے جاتے وہ آہو ایک لشکر مین چلا گیا قاسم بھی بیخوف و خطر گھوڑا اُٹھائے ہوئے اُس لشکر مین چلے گئے اب جدھر جدھر وہ آہو جاتا ہے اُدھر اُدھر قاسم بھی جاتے ہین لیکن کسیطرح وہ آہو زد پر نہین آتا کہ قاسم شکار کرین تا اینکہ وہ آہو لشکر کو طی کر کے بارگاہ مین چلا گیا قاسم بھی مع مرکب بارگاہ کے دروازے پر پہونچ ہی تو گئے اور اُسی حالت مین قصد اندر جانے کا کیا دربانون نے ہر چند منع کیا کہ ہائین ہائین یہ کیا بے ادبی ہے کہ مع مرکب بارگاہ کے اندر جانے کا قصد کرتا ہے نہین جانتا کہ یہ بارگاہ و لشکر عظیم کوہ بازو پہلوان سیف الملک صف شکن شمالی کا ہے وہ اپنے بیٹے فولاد کوہ بازو کی شادی کرنے کو یہان آیا ہوا ہے لیکن قاسم کب سنتے ہین بے تردد مع مرکب داخل بارگاہ ہوئے اور اُس آہو کا حال سنیئے کہ وہ بارگاہ مین جاتے ہی عظیم کوہ بازو کے ذنگل کے نیچے پوشیدہ ہوا ابھی عظیم اپنے رفقا سے بیٹھا ہوا یہ باتین کر رہا تھا کہ آخر اس جانور صحرائی کو میری بارگاہ مین اگر زیر ذنگل پوشیدہ ہونے کی وجہ کیا ہے بھلا یہ جانور صحرائی آدمی کی شکل دیکھنے سے تو مفرور ہوتے ہین نہ کہ آدمیون کے پاس آکر پوشیدہ ہونا کیسا معلوم ہوا کہ کسی صیاد نے اسکا تعاقب کیا ہے اور یہ آہو میری بارگاہ کو جاے امن سمجھکر بھاگ آیا ہے کہ یکایک ملک قاسم اسپ دورکابہ پر سوار سامنے سے نمودار ہوئے اور بے لحاظ و پاس اپنے صید کو چارون طرف دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے نظر قاسم زیر ذنگل عظیم جو پڑی تو اپنے صید کو بیٹھے پایا گھسیٹ کر تیغہ یلمارک آمادہ قتل آہو ہوا عظیم کوہ بازو یہ قصد قاسم کا دیکھکر بہت جلد اپنے ذنگل سے اُٹھا اور قاسم کے رعب و جلال کو دیکھکر یون کہنے لگا کہ اے جوان مناسب یہ ہے کہ پہلے میری بات کا جواب دیدے بعد اُسکے اس آہو کو قتل کرنا یہ سنکر قاسم نے کہا کہ کہو کیا کہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار ذوالفقار واقعا آپ کی صفدری اور دلاوری مین کسیطرح کا شک نہین ہے سوائے آپ کے اور کسیکا کام نہین ہے کہ یکہ و تنہا اتنے بڑے لشکر کو طی کر کے بیخوف و خطر مع مرکب بارگاہ مین چلا آئے ماشاء اللہ ماشاء اللہ لیکن اے شہریار آپ ہمسے بھی واقف ہین کہ ہم کون ہین ہم سب کے سب سیفیمزور کے ملازم ہین اور یہ سرحد شمالیہ باختر ہے ہم لوگون سے خلاف عدل و انصاف کوئی بات ظہور پذیر نہین ہوتی اے شہریار خیال کرنے کی بات ہے کہ یہ آہوے بے زبان بخوف جان یہان آکر پوشیدہ ہوا ہے اور آپ اُسکے قتل پر آمادہ ہین بہتر یہ ہے کہ آپ میری خاطر سے اس جانور بیزبان کو آزاد کر دیجیے یہ سنکر قاسم نے کہا یہ میرا صید ہے اور میرا دل اسکے کباب کھانے کو چاہتا ہے ہرگز نہ مانونگا یہ سنکے عظیم نے کہا کہ بہت اچھا آپ تشریف رکھیے مین بعوض اس آہو کے ہر قسم کا طعام لذیذ حضور کے واسطے مہیا کرتا ہون یہ سنکے قاسم قتل آہو سے دست بردار ہوا اور ذنگل پر آکے بیٹھ گیا عظیم کوہ بازو یہ کہکر کھانا لینے چلا گیا اور یہان آپس مین کھچڑیان پکنے لگین کہ بھئی کیا خوش رو جوان ہے کوئی بولا کہ یارو یہ جوان لعل پوش جو تمنے سنا ہو وہ یہی جوان ہے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ عظیم کوہ بازو کشتیون مین میوہ ہاے لذیذہ اور اطعمہ لطیفہ نہایت تکلف سے لیے ہوئے آیا اور سامنے

ملک قاسم کے لاکر رکھدین یہ تو شدت سے بھوکے تھے ہی خوب سیر ہوکر نوش جان کیا ابھی عظیم اور ملک قاسم مین اچھی طرح کوئی بات چیت بھی نہونے پائی تھی کہ یکایک دروازۂ بارگاہ پر ایک غلغلہ پیدا ہوا کہ ہٹ ہٹ بچاؤ راہ دو ادب سے استادہ ہو جاؤ عظیم نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کیسا غلغلہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ دختر پیغمبر نامرسل ملکہ ماہ تاجدار آتی ہی یہ سنکر عظیم کوہ بازو گھبراکر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ ملکہ ماہ تاجدار آفت روزگار بلا کی شوخ دیدہ ہی اور ملک قاسم بھی نہایت ہی حسین و خوشرو ہی ایسا نہین کہ آتش تعشق کو اشتعال ہو اور یہ اُسے دیکھکر مفتون ہو جاے اور وہ اسے دیکھکر پھسل پڑے مفت مین بدنامی حاصل ہو بہتر یہ ہی کہ ملک قاسم کو یہان سے ہٹا دیجیے یہ سوچکر ملک قاسم سے کہنے لگا کہ ای شہریار آپکو ایک ذرا تکلیف ہوگی ہمارے بادشاہ کی بیٹی آتی ہی آپ دم بھر کے واسطے یہان سے ہٹ جائیے تو بہتر ہی ملک قاسم نے کہا پھر آتی ہی تو آنے دو ہمسے کیا کام ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک سواری ملکہ کی نمودار ہوئی ادھر تو ملک قاسم نے آنکھ اُٹھاکر ملکہ کو دیکھا اُدھر ملکہ کی نگاہ قاسم پر پڑی یہ اُسکے جمال کے شیدا ہوئے اور وہ اِنکے حسن پر فریفتہ ہوئی تیر تعشق دل کے پار ہوئے دل دونون کے بیقرار ہوئے مگر ملکہ ملک قاسم کا استفسار حال کرنا بے موقع سمجھی اور ملک قاسم اُسکا حال پوچھنا مناسب نہ سمجھے ملکہ بارہ دری مین چلی گئی اور ملک قاسم بارگاہ سے اُٹھکر باہر آئے عظیم کوہ بازو نے ملک قاسم کے لیے بھی ایک خیمہ علیحدہ استادہ کرادیا ملک قاسم اُس خیمہ مین فروکش ہوئے لیکن ملکہ ماہ تاجدار پر عشق قاسم نے اسقدر اثر کیا کہ خواب و خور حرام ہوگیا بارہ دری مین جاکر ایک علیحدہ کمرے مین مُنھ لپیٹکر پڑ رہی اور تصویر ملک قاسم کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی اور اُدھر ملک قاسم بھی ملکہ کے تصور مین بیقراری کرنے لگا جب دوپہر رات ملکہ کو اُسی حالت مین گذر گئی تو پریچہرہ وزیرزادی نے اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ جب سے ملکہ آئی ہی مُنھ لپیٹے بیمارون کی طرح پڑی ہی اسکی جہت کیا ہی دریافت کرنا چاہیے یہ سوچکر پریچہرہ ملکہ کے پاس آئی اور دوپٹا مُنھ سے ہٹا کر کہنے لگی کہ ملکہ ذرا آنکھ تو کھولو آخر تمھارا حال کیا ہی جب سے یہان آئی ہو اسی حالت سے پڑی ہوئی ہو یہ سنکر ملکہ نے آنکھ کھولی آنکھ کھولتے ہی آنسو ٹپک پڑے پریچہرہ نے عرض کیا کہ کیون ملکہ خیر باشد تمھارا کیا حال ہی ای ملکہ آخر بیان تو کرو دوپہر رات مین بیمارون کی شکل سے بھی بدتر حالت ہوگئی رنگ زرد مُنھ فق آنکھون مین لال لال ڈورے ای ملکہ تم تو شادی مین آئی ہو بارگاہ مین چلو ناچ دیکھو ذرا دل بہلے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ نہین مجھے یہین رہنے دو میرے طبیعت بہت سست ہی پریچہرہ نے کہا بی چاہیے تم برا مانو چاہیے بھلا مانو مجھے تو کچھ آثار ہی اور معلوم ہوتے ہین بھلا یہ نقشہ کبھی کاہیکو تھا آخر لونڈی تو آپ کی ہمدم و ہمراز ہی مجھسے اظہار حال مین کیا باک ہی یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ای پریچہرہ ہر چند کہ یہ راز لائق ابراز نہین ہی مگر تمھارے اصرار سے مجبور ہون اگر تم افشاے راز نہ کرو اور قسم کھاکر مجھسے عہد کرو کہ افشاے راز نہوگا تو مین بیان کرون پریچہرہ نے کہا کہ ای ملکہ آپ ہی کے نمک کی قسم جو مین کسی سے بھی اس امر کا تذکرہ کرون بلکہ اگر کوئی امر لائق تدبیر ہوگا تو اُسکی فکر و چارہ جوئی کرونگی آپ فرمائین تو سہی یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ای پریچہرہ کیا کہون بیت مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؞ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ؞ ای پریچہرہ حقیقت حال اس پر اختلال کی یہ ہی کہ مین نے جب سے اُس جوان لال پوش کو جو عظیم کے دنگل کے برابر بیٹھا تھا دیکھا ہی اُسوقت سے دل بیقرار کو کسیطرح قرار نہین آتا ہر دم قلق و اضطرار بڑھتا ہی جاتا ہی لاکھ لاکھ دل کو سمجھاتی ہون اور بہلاتی ہون مگر کسیطرح تسکین نہین ہوتی کسیطرح تصویر اُس جوان لال پوش کی آنکھون کے سامنے سے نہین ہٹتی یہ سنکر پریچہرہ نے کہا کہ خیر اتنی رات تو جون تون کرکے کاٹ دیجیے صبح ہو تو سمجھا جاے ملکہ نے کہا کہ ای پریچہرہ صبح تک تو اپنا کام ہی تمام ہی تم صبح کو لیے ہوئے بیٹھی رہو ارے کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ رات بخیر و خوبی کٹے ورنہ ہمین تو اب اپنی زندگی سے یاس ہی ہی یہ سنکر پریچہرہ نے کہا کہ آپ کیون گھبراتی ہین مین ابھی ابھی جاتی ہون اور

کسی قصہ گو کو تلاش کرکے لاتی ہون کہ وہ اگر کوئی اچھا سا قصہ بیان کرے آپکا دل بہلے اور خیال بٹے رات اچھی طرح کٹے یہ کہکر پری چہرہ بارہ دری سے باہر آئی اور اُدھر قاسم کا یہ حال ہی کہ فراق ملکہ مین مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی کسی کل چین نہین پڑتا ملکہ کا تصور بندھا ہوا ہی اور اپنے دل سے کہ رہا ہی کہ ارے دل تو کس بلا مین پھنس گیا اور کہان جاکر مفتون ہوا الغرض پری چہرہ نے دروازۂ بارگاہ پر آکر آواز دی کہ ارے کوئی قصہ گو حاضر ہی ہماری ملکہ طلب کرتی ہین یہ سنکر قاسم کی جان مین جان آگئی اور اپنے خیمہ سے نکلکر پری چہرہ کے ساتھ ہوا پری چہرہ نے بارہ دری مین لیجاکر ملکہ کے کمرے مین چلمنین ڈالکر کرسی بچھاکر بٹھایا اور کہا کہ کوئی قصہ تازہ ہماری ملکہ کو سنائیے ملک قاسم تو اس تاک مین تھے ہی جھٹ اپنا اور ملکہ کا قصہ عشق و دلدہی بیان کرنا شروع کیا یہ قصہ سنکر ملکہ کے کان کھڑے ہوئے اور چلمن سے جھانک کر جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ وہی جوان لال پوش بیٹھا ہوا ہی بس دیکھتے ہی تاب ضبط باقی نہ رہی جھٹ سے چلمن اُلٹ ہی تو دی اور کہنے لگی کہ ای شہریار با وقار یہ کنیز تو آپ کے تصور مین کب سے بیتاب و بیقرار تھی آئیے آئیے تشریف لائیے یہ سنکر قاسم کرسی سے اُٹھکر ملکہ کے برابر مسند پر جا بیٹھے ملکہ نے کہا کہ ای شہریار با وقار اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے اس کنیز کو مطلع کیجیے ملک قاسم نے کہا کہ ای ملکہ کبھی تمنے جوان سبز پوش اور لال پوش کا بھی تذکرہ سنا ہی جنھون نے سنجان کو مسخر کیا تھا ملکہ نے کہا کہ جی ہان اکثر سنا ہی ملک قاسم نے کہا کہ خیر اب سنیے احوال سبز پوش تو میرے عم نامدار شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن داماد گنجاب ہین اور منم جوان لال پوش نبیرۂ حضرت حمزۂ صاحبقران فرزند علمشاہ نوجوان ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ یہ سنکر ملکہ نہایت ہی خوش ہوئی قاسم نے کہا کہ اب اپنے نام و نسب سے بھی آگاہ کیجیے ملکہ نے کہا کہ ای شہریار میرا نام ملکہ ماہ تاجدار ہی سیف الملک صف شکن شمالی کی دختر ہون اور میکائیل قدرت یعنی لقا کے چھوٹے بیٹے کی منگیتر ہون قاسم نے کہا کہ ای ملکہ اب وہ خیال دل مین نہ لانا کیسا لقا اور کیسا میکائیل قدرت کو ہر ملک یاقوت شاہ کی منگیتر کو میرے عم نامدار بدیع الزمان نے چھین لیا اور جوانان سنجان کو زیر و زبر کرکے گنجاب کو بھگا دیا ہین انشاءاللہ تمھین اپنے عقد مین لاؤنگا میکائیل قدرت کیا کیدی ہی الغرض بعد اظہار حسب و نسب ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کے ملک قاسم کے سامنے رکھا قاسم نے جام پر ہاتھ رکھدیا اور کہا کہ ای ملکہ لقا پر لعنت کرو اور دائرۂ اسلام مین داخل ہو تو کیا مضائقہ ہی ملکہ نے مع پری چہرہ کے کلمہ پڑھکر شرف اسلام کو حاصل کیا اور مے گلگون ہونے لگا جب رات قریب پہر بھر کے باقی رہی تو تخلیہ ہو گیا دونون نے بستر استراحت پر آرام کیا شعر یار کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا ٭ رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا ٭ الغرض جب صبح ہوئی تو عظیم کوہ بازو اپنی بارگاہ مین آیا سبکے سب اپنے اپنے دنگلون پر آکے بیٹھے اب جو عظیم نے بغور دیکھا تو دیکھا کہ سب تو ہین مگر اُس جوان لال پوش کا کہین پتہ نہین ہی یہ دیکھکر کہنے لگا کہ صاحبو یہ معرکہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ جب سے وہ جوان لال پوش میرے پاس سے گیا ہی پھر نہ آیا ذرا کوئی دریافت کرے کہ اسکی وجہ کیا ہی یہ سنکر کچھ لوگ گئے اور بعد تھوڑی دیر کے آکر بیان کیا کہ وہ جوان تو ملکہ صاحب کے پاس مسند پر بغل گرم کیے ہوئے بیٹھے ہین بس یہ سننا تھا کہ عظیم آگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ افسوس اُس شوخ دیدہ نے کیا قیامت کی ہی اب یہ منھ دکھانے کے قابل نہ رہا سخت بدنام کیا مگر خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر خاموش ہو رہا دن تو اسی فکر و تردد مین بسر ہو گیا جب شب ہوئی تو قریب بارہ بجے کے اپنے فرزند فولاد کوہ بازو کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ ایک چھپر کھٹ پر قاسم کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے آرام کر رہی تھی اور جتنی خواصین ہین وہ سب اپنی اپنی جگہ پر سو رہی ہین یہ دیکھکر فولاد نے کہا کہ دونون کا قتل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی عظیم نے کہا کہ ای فرزند دونون کا قتل کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ ملکہ لقا کے بیٹے کی منگیتر ہی بہتر یہ ہی کہ اس شوخ دیدہ کو علحدہ کرکے اس جوان کو مار ڈالو یہ سنکر فولاد نے تو ملکہ کی چوٹی پکڑ کے گھسیٹی اور عظیم نے قتل قاسم

کے لیے تلوار گھسیٹی جب معشوق پہلوے قاسم سے جدا ہوا فوراً قاسم کی بھی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ ایک گبر سر پر تلوار گھسیٹے کھڑا ہوا ہی قاسم نے اُٹھنے کا ارادہ کیا عظیم نے ایک ہاتھ مارا قاسم نے یا رب جلیل کہکر ہٹنے کا قصد کیا مگر وہ تلوار پشت پر پڑہی گئی اور پشت سے تا کمر اُترآئی قاسم عظیم پر چپٹا ہی تھا کہ فولاد نے ایک ہاتھ سر پر مارا کہ تا دوابرو اُترآیا قاسم نے دونون کلائیان مارین تلوار تو سر سے نکلگئی مگر کلائیان مجروح ہوگئین الغرض جب قاسم عظیم پر جھپٹتا ہی تو فولاد ہاتھ مارتا ہی اور جب فولاد پر جھپٹتا ہی تو عظیم دوڑ پڑتا ہی خلاصہ یہ کہ ایک تھوڑی سی دیر مین قاسم مثل شیر مجروح کے بیہوش ہوکر گر پڑا ہر چند ملکہ داد و فریاد کیا کی مگر ایک ساعت تک ہی اور فولاد قاسم کا سر کاٹنے چلا جب تو ملکہ نے قاسم کے گلے پر تلوار رکھدیا اور کہنے لگی کہ پہلے مجھے قتل کرلو پھر اسے مارنا جب عظیم نے یہ حالت دیکھی تو ایک چاندنی اُٹھا کر قاسم کا پشتارہ باندھکر پشت باغ پر پھینک دیا اور علی الصباح ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے سیف الملک کے پاس روانہ ہوا اب حال اُس کشتۂ تیر عشق ظالم یعنے ملک قاسم کا سنیے کہ ان بیچارے کا پشتارہ ایک کھیت کی مینڈ پر جاکے گرا رات بھر یہ بیچارہ اُسیطرح گٹھری مین بندھا ہوا پڑا رہا جب صبح ہوئی اور کسان کھیت پر آیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک گٹھری بندھی ہوئی کھیت کی مینڈ پر پڑی ہی وہ کسان اُس گٹھری کو زر کی گٹھری سمجھکر اپنے گھر اُٹھا لایا اب جو کھولکر دیکھتا ہی تو کیا دیکھا کہ ایک جوان ماہ پیکر بلند بالا نہایت حسین و خوبصورت مثل شیر مجروح زخمون سے چور چور خون مین ڈوبا ہوا پڑا ہی اور ایک خفیف سی آمد و شد سانس کی پائی جاتی ہی سمجھا کہ شاید قزاقون نے اسکا مال و اسباب چھینکر اسے مار کر ڈالدیا ہی مگر اسکی نوجوانی اور خوبصورتی دیکھکر اُسے بہت ہی رحم آیا اور رحم کیا دونون جورو خاوند گویا ہزار جان سے عاشق ہوگئے وہ کسان اُسیوقت گاؤن مین دوڑتا ہوا گیا اور جاکر جراح کو بلالایا جراح نے آتے ہی زخمون مین ٹانکے لگائے مرہم کی پٹی چڑھائی اور غذاے لطیف تیار کراکے رکھی اور چلتے وقت اپنی بی بی سے کہتا گیا کہ خبردار اس سے غافل نہ ہونا اور جسوقت اسے ہوش آئے تو بہت احتیاط اور تکلف سے اسے کھانا کھلانا اب انکو تو اسی حال حالالت مین چھوڑیے اور کچھ حال عظیم کوہ بازو اور ملکہ ماہ تاجدار کا سنیے کہ جب عظیم کوہ بازو ملکہ ماہ تاجدار کو لیکر خدمت سیف الملک مین پہونچا تو پہلے ملکہ کو محل مین بھجوایا بعد اُسکے حاضر دربار ہوکر سارا حال ملکہ اور ملک قاسم کا بیان کیا پس سیف الملک یہ حال سنتے ہی بیخود ہوگیا اور تلوار گھسیٹ کے واسطے قتل ملکہ کے چلا ملکہ کا حال سنیے کہ یہ جو محل مین دیوانہ وار وحشی کردار رنگ زرد چہرہ پر گرد اُداس و پروسواس اپنی مان کے پاس گئی اور مان نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگی کہ ارے بیٹا یہ کیا حال ہی جلد بیان کر ابھی ملکہ پورا حال بیان نہ کرنے پائی تھی کہ ایک خواص نے آکر بیان کیا کہ سیف الملک ملکہ ماہ تاجدار کے قتل کرنے کو آتا ہی بس یہ خبر سنتے ہی مان ملکہ کی بے اختیار آگے بڑھکر سر راہ کھڑی ہوگئی جب سیف الملک قریب آیا تو یہ اُسکے پاؤن پر گر پڑی اور کہنے لگی ارے صاحب پہلے مجھے قتل کرلو پھر اُسے قتل کرنا کیونکہ یہی آس ہی اور یہی میری مراد ہی سیف الملک نے کہا کہ تم اس امر مین دخل نہ دو یہ شوخ دیدہ ننگ خاندان ہرگز قابل عفو نہین ہی اس کمبخت نے تو ہمین کسی سے آنکھ چار کرنے کے قابل نہ رکھا یہ سنکر ملکہ کی مان نے کہا کہ خیر یون تو آپ میرے اور اُسکے دونون ہی کے مالک و حاکم ہین جو مزاج مین آئے وہ کیجیے مگر یہ امر کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ یہ خداوند لقا کی بہو ہو چکی کیونکہ میکائیل قدرت کے ساتھ منگنی ہوئی تو پھر بہو ہونے مین کیا کلام رہا بہتر یہ ہی کہ اُسکی امانت اُسکی پاس بھیجدیجیے پھر اُسے اختیار ہی وہ جو چاہے کرے اسلیے کہ اگر آپ اس دختر کو قتل کر ڈالین اور مبادا وہ طلب کرین تو پھر کیا جواب دیجیے گا جب یہ کلام نصیحت انجام سیف الملک نے سنا تو کچھ سوچکر ملکہ کے قتل سے باز رہا اور کہنے لگا کہ اچھا اب مین خداوند کو عرضی کرتا ہون جیسا حکم ہوگا ویسا عمل کرونگا یہ کہکر محل سے پھر کر دربار مین آیا اور اُسیوقت زمرد شاہ باختری کو عرضی لکھکر روانہ کی اب اس قصہ کو تو یونہین چھوڑیے

اور اب کچھ حال شہزادۂ ملک قاسم اور آمد شمالیہ باختر کا سنیے کہ جب تیسرے روز ملک قاسم کو ہوش آیا تو اُس کسان کی عورت نے فوراً غذائے لطیف حسب خواہش قاسم لاکر حاضر کی ملک قاسم نے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا ادا کیا تا اینکہ چند ہی روز مین ملک قاسم کو اسقدر قوت آگئی کہ اچھی طرح چلنے پھرنے لگا اور کل زخم بھی اچھے ہوگئے بعد ایک ہفتہ کے غسل صحت کیا اور اُس کسان سے پوچھا کہ کیون بھائی یہان سے شمالیہ باختر کتنی دور ہی اُسنے کہا کہ اے شہریار یہ سرحد شمالیہ باختر ہی کی ہی اور شہر شمالیہ یہان سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہی یہ خبر سنکر قاسم نہایت شاد ہوئے اور اُس کسان سے کہا کہ بھائی تمنے ہمارے ساتھ وہ احسان کیا کہ شعر اگر ہر موے من گردد زبانی ✤ نیاید از من از شکر تو بیانے ✤ اب اسقدر تمھاری عنایت کے اور امیدوار ہین کہ ہمین ایک مرکب اور ایک سپر تلوار بھی تلاش کردو اس کسان نے اُسیوقت سپر تلوار اور مرکب نہایت عمدہ لاکر حاضر کیا اور اپنے ہاتھ سے گھوڑے پر ساز لگایا قاسم اُسیوقت سوار ہوکر جانب شہر شمالیہ روانہ ہوئے اور بہت جلد قطع منازل اور طے مراحل کرکے داخل شہر شمالیہ ہوئے دیکھا کہ نولاکھ سوار کی چھاؤنی پڑی ہی کثور الکھنک رہا ہی ہر کوچہ و بازار بہت آباد و شاد ہی قاسم نے بیچ لشکر مین آکر باگ گھوڑے کی روک لی اور پوچھنا شروع کیا کہ ایہا الناس اس شہر مین عظیم کوہ بازو کا مکان کہان ہی اور ملکہ ماہ تاجدار کس مقام پر ہی یہ سنکر پانو لوگ دور تھے یا کچھ لوگ انکے گرد آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ عظیم تو ایک پہلوان ہی جہان ہی وہان ہی ہر چند کہ وہ بھی ایک نام برآوردہ شخص ہی مگر خیر لیکن اے جوان تو پیغمبر نامرسل کی دختر نیک اختر کا نام اس حیثیت سے نہ لے یہ کیا بے ادبانہ کلام ہی یہ سنکر قاسم نے کہا کہ تم لوگ بکتے کیا ہو وہ پہلوان ہی کیا گیدی ذرا اُس گبر کو بلاؤ تو سہی دیکھون تو کیسا پہلوان ہی اب اتنی گفتگو مین تو قاسم کو چار پانچ سو آدمی نے گھیر لیا اور ہر ایک اپنی اپنی بار بات چیت کرنے لگا کہ اس اثنا مین مسلسل آہن قباد و سرا پہلوان عزیز الملک کا دربار سے چلا آتا تھا اُسنے جو یہ جماؤ دیکھا تو وہ آکھڑا ہوا اور لوگون سے پوچھنے لگا کہ بھائیو یہ کیا ماجرا ہی کچھ لوگون نے کہا کہ ہی کیا معلوم نہین یہ جوان کہان سے آیا ہی اور اسکی غرض کیا ہی کیا کہین عجب طرح کا مُنہ زور اور تیز کلام شخص ہی پہلوان دوران عظیم کوہ بازو اور دختر پیغمبر نامرسل کی شان مین کلمات گستاخانہ کہہ رہا ہی یہ سنکر مسلسل مجمع کو ہٹا کر قاسم کے پاس آیا لیکن جلال و رعب قاسم کو دیکھکر گویا ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور لپک کر باگ گھوڑے کی پکڑ لی اور کہنے لگا کہ اے شہریار ان کلمات گستاخی آمیز سے کیا نفع ہی آپ میرے مکان پر تشریف لے چلیے مین عظیم کا پتا لگا دونگا یہ کہکر قاسم کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے مکان پر آیا اور تمام اسباب عیش اور سامان نشاط لاکر مہیا کیا بارہ دری مین لیجا کر مسند زرتار پر بٹھایا اور استفسار حال کیا قاسم نے تمام کیفیت من وعن از ابتدا تا انتہا بیان کی یہ حالات سنکے مسلسل پیشاب کے بہانے اُٹھکر اپنے ملازمون کو مطلع کرکے جانب بارگاہ روانہ ہوا اور وہان دربار مین ہر روز عظیم لاف زنی کیا کرتا تھا کہ مین نے یون بہادری کی اور اتنے بڑے پہلوان کو یون چورنگ کر ڈالا چنانچہ آج بھی جب مسلسل یہ پہنچا ہی تو اُسوقت بھی یہی تذکرہ ہو رہا تھا جب عظیم سب کچھ لاف و گزاف ہانک چکا تو مسلسل نے جھلا کر کہا کہ بس بس میان عظیم خاموش رہو اب اور تو کیا کہون مگر اتنا ضرور کہونگا کہ جھوٹھے کی ایسی تیسی یہ کلمہ سنکر عظیم بھی آگ ہوگیا اور نہایت درجہ غیظ و غضب مین آکر کہنے لگا کہ کیون بھائی مسلسل یہ تمنے کیا کہا یہ سنکر مسلسل کہنے لگا کہ کہا کیا یہی کہا کہ تو جھوٹھا ہی ارے تو بکتا کیا ہی وہ نوجوان تو میرے ہی مکان پر موجود ہی ابھی ابھی اُسے بٹھلا کر آیا ہون ایک ذرا اُسکے مُنہ پر چلکے کہو تو پھر تمھاری سچائی اور دروغ گوئی معلوم ہو اتنی گفتگو مین مسلسل کو جو کچھ عرصہ ہوا تو قاسم کا دم گھبرانے لگا ملازمون سے پوچھا کہ مسلسل کہان گیا ہی آخر اسقدر دیر کی وجہ کیا ہی کیا خوب شعر طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت ✤ ملازمان مسلسل نے کہا کہ آپ تشریف رکھیے وہ آتے ہی ہونگے

تھوڑی ہی دور تک گئے ہین ملک قاسم نے کہاکہ ہم اب ایک لمحہ نہ ٹھہرینگے کیا کوئی ہمین قیدی بنایا ہی یہ کہکر بارگاہ سے باہر نکل آیا تھوڑی دور کے بعد جاکر کیا دیکھتے ہین کہ ایک بارگاہ سلطانی برپا ہی اور تمام تزک و احتشام سلطانی مہیا ہی دروازۂ بارگاہ پر ایک نمگیرہ زرتار استادہ ہی اور نیچے اُس نمگیرے کے شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی الخضین کا مرکب بندھا ہوا ہی دریافت جو کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ جب عظیم کوہ بازو نے انکا پشتارہ باندھکر پھینکدیا ہی اور ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے لیچلا ہی تو انکے کل اسلحہ اور گھوڑا عظیم کوہ بازو لے آیا تھا بس یہ سنتے ہی قاسم نے وہین سے بیٹا شبرنگ بیٹا شبرنگ کہکر پکارنا شروع کیا مرکب نے جو اپنے سوار کی آواز سُنی دونون کنوتیان بدلکے ہنہنانے لگا پس قاسم بعجلت تمام آگے بڑھے اور اگاڑی پچھاڑی کھولکر جھٹ پٹ سوار ہوکر مع مرکب داخل بارگاہ ہونے کا قصد کیا ہر چند دربانون نے روکا مگر یہ کب سنتے ہین مع مرکب داخل بارگاہ ہوئے مسلسل کی نگاہ جو قاسم پر پڑی عظیم سے کہنے لگا کہ لو میان عظیم وہ نوجوان آپہونچا یہ سنتے ہی عظیم تو قنات چاک کرکے بھاگ گیا اور قاسم ادھر اُدھر دیکھکر کہنے لگا کہ وہ مردک عظیم کسطرف ہی اسوقت ہوتا تو قدر عافیت کھلتی اثناے گفتگو مین اب جو سیچون بیچ بارگاہ مین دیکھا تو دیکھا اپنے ہتھیار رکھے ہوئے ہین لپک کر کل اسلحہ اُٹھاکر زیب بدن کئے و تیغۂ پلارک پر ہاتھ ڈالکے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور آواز دی کہ ای شہریار آگاہ ہو مین نبیرۂ حضرت امیر حمزۂ صاحبقران شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لال پوش مین ہی وہ شخص ہون کہ جسنے سنجان کو تبہ و برباد کرکے گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش کو بھگایا ای شاہ جلد مجھے آگاہ کر کہ وہ مردک عظیم کوہ بازو کہان ہی اور میری محبوبۂ دلفریب ملکہ ماہ تاجدار کس مقام پر ہی اور یہ کہکر ایک دنگل پر جو سامنے قاسم کے خالی رکھا تھا بے تکلف بیٹھ گیا یہ دیکھکر عزیز الملک اور سیف الملک نے کہا کہ ای جوان یہ کیا غضب کیا تونے کہ ایک تو ہماری دختر نیک اختر کا نام سر دربار اس بے ادبی سے لیا اور دوسرے تو اُس شخص کے دنگل پر بیٹھ گیا کہ آج جسکا ملک شمالیہ باختر مین جواب دینے والا نہین ہی قاسم نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہی اور کیا نام و نسب رکھتا ہی عزیز الملک نے کہا کہ وہ ہمارا فرزند تاج الملک ہی قاسم نے کہا کہ خیر کوئی ہوگا اور ہی تو کیا گیدی ہی اب اس اثنا مین تاج الملک بھی دربار مین آگیا دیکھا کہ ایک جوان لال پوش بے تکلف میرے دنگل پر بیٹھا ہی سامنے آکر کہنے لگا کہ ای جوان اُٹھ میرے دنگل سے تو کون ہی کہ اس بے تکلفی سے میرے دنگل پر بیٹھا ہوا ہی یہ سنکر قاسم نے کہا کہ جا دور ہو سامنے سے تو کیا بکتا ہی ارے قلتبان از جا نمی جنبد مرد میدان کہین جگہ لیکر چھوڑ بھی دیتے ہین اگر تجکو دعوی بہادری کا ہی تو مجھے یہان سے اُٹھادے مین تو عظیم مردک کی تلاش مین بیٹھا ہوا ہون وہ آجائے تو بتادون غرض بعد گفتگوے بسیار جب قاسم نہ اُٹھے تو تاج الملک نے دوسرا دنگل منگوایا اور اُس دنگل پر بیٹھ کے کہنے لگا کہ ہان ای جوان بیشک مجھے بہادری کا دعوی ہی قاسم نے کہا کہ بہتر ہی جسطرح جی چاہے مجھ سے زور آزمائی کرلے یہ سنکر تاج الملک نے کہا کہ خیر آئیے پہلے ایک زور پنجہ کا تو ہو جائے یہ سنکر قاسم نے ہاتھ بڑھا دیا اور کہا کہ بسم اللہ غرض دونون مین پنجہ کشی ہونے لگی آن واحد مین قاسم نے ایک اُنگلی تاج الملک کی توڑ ڈالی جب انگلی ٹوٹی تو تاج الملک کچھ کھسیانا سا ہوکر کہنے لگا کہ ای جوان اگرچہ میری اُنگلی ٹوٹ گئی مگر یہ کوئی بڑی بات نہین ہی اب مین تجھسے کشتی لڑونگا قاسم نے کہا یہ بھی سہی مین کسی بات مین بند نہین ہون تاج الملک نے کہا کہ بہتر پھر کل کا دن معین ہو تو بہتر ہی قاسم نے کہا بہت اچھا کل ہی سہی مگر پہلے اُس مردک عظیم کوہ بازو اور میری محبوبہ ملکہ ماہ تاجدار کا پتا بتادے کہ وہ کہان ہی پھر جب کل ہوگی تو دیکھا جائیگا یہ کلمہ سنکر تاج الملک آگ ہوگیا کہ بس خاموش کیا بکتا ہی اگر اب ایسا کلام گستاخانہ منھ سے نکالا تو زبان گُدی سے کھینچ لیجائیگی اور اگر تو تنہا نہوتا تو ابھی تیری گردن زدنی کا حکم نافذ کیا جاتا قاسم نے کہا کہ تو بکتا کیا ہی ارے تو کشتی لڑ

نوسہی دیکھو تومین تنہا کیا مزہ چکھاتا ہون القصہ بعد گفتگوے بسیار دوسرا دن کشتی کا مقرر ہوا اور تمام شہر مین منادی کرائی گئی کہ
کل ایک جوان لال پوش قاسم نام اور تاج الملک سے کشتی معین ہوئی ہی جب یہ خبر محل مین شدہ شدہ پہونچی اور ملکہ ماہ
تاجدار کو اطلاع ہوئی تو اپنی مان سے کہنے لگی کہ کیون امان جان خداے آسمان کیسا برحق خدا ہی ان کافرون نے
تو اپنے زعم مین قاسم کا کام تمام کرکے پشتارہ باندھکر پھینکدیا تھا مگر صدقے اُس خدا کے کہ جسنے اُسے حیات تازہ
مرحمت فرمائی یہ سنکر مادر ملکہ کا اعتقاد نسبت دین اسلام مضبوط ہوا اور از سر صدق اُسیوقت کلمۂ توحید پڑھکر دائرۂ اسلام
مین داخل ہوئی جب دوسرا دن ہوا تو مادر ملکہ نے تاج الملک سے کہا کہ ای فرزند ہم بھی کشتی کا تماشا دیکھنا چاہتے ہین
تاج الملک نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی اور ایک برج ملکہ اور مادر ملکہ کی نشست کے لیے علحدہ خالی کرا دیا اور
سیف الملک اور عزیز الملک اور تاج الملک اپنے اپنے پہلوانون کو لیکر اکھاڑے پر آئے اور تاج الملک
اور خاور سیاہ دونون لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین اُترے اور کشتی ہونا شروع ہوئی تین دن تک متواتر کلّہ بہ کلّہ کشتی
ہوا کی تیسرے دن قاسم نے اکھاڑے کی مٹی پر لاکر اس زور سے ایک اڑنگا مارا کہ تاج الملک کا کولا ٹوٹ
گیا جب تو تاج الملک مجبور ہوا مگر فرط شجاعت سے اُسیطرح مصروف کشتی رہا یکایک خاور سیاہ کی
نگاہ جو تاج الملک کے چہرے پر پڑی تو دیکھا کہ بسبب فرط الم کے رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا ہی یہ دیکھکر قاسم نے
دونون شانے تاج الملک کے پکڑ لیے اور کہا کہ ای تاج الملک رنگ تیرا کیون متغیر ہوگیا ہی تاج الملک
نے کہا کہ ای شہر یار آپ کو اس سے کیا بحث ہی آپ اپنے کام مین مشغول ہو جیے قاسم نے کہا کہ نہین ای تاج الملک
قسم بخدا مین تجھسے ہرگز نہ لڑونگا بخدا مین نے آجتک کسی لنگڑے لولے کو نہین باندھا جب تو اچھا ہو جائیگا جب
مین لڑونگا یہ سنکر تاج الملک ہزار جان سے مفتون ہوگیا اور اپنے دل سے کہنے لگا کہ واقعی یہ شخص تو ہمسے
بھی زیادہ صاحب مروت و انصاف معلوم ہوتا ہی الغرض قاسم نے تاج الملک کو چھوڑ دیا اور سیف الملک
اور عزیز الملک قاسم کو بعزت تمام بارگاہ مین لائے اور تمام اسباب عیش مہیا کر دیا ناچ ہونے لگا جام مے گلگون
کا دور شروع ہوا اور وہان ملکہ ماہ تاجدار یہ معرکہ دیکھکر انتہا سے زیادہ خرم و شاد ہوئی اور اپنی مان سے
کہنے لگی کہ کیون امان جان تمنے دیکھا کہ اس شہر یار عالی وقار نے کسوقت مین تاج الملک کو چھوڑ
دیا کسقدر صاحب عدل و کرم ہی القصہ قاسم ونگل شوکت پر بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک مار سیاہ بارگاہ
مین پیدا ہوا اور کفچہ بلند کرکے ادھر اُدھر دیکھنے لگا تمام بارگاہ سانپ کو دیکھکر حیران و پریشان ہوگئی اور بعض بعض تو
اپنی جان بچا بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر ملک قاسم تیغ پلارک کھینچکے اُسکے قتل کے لیے آمادہ ہوئے اُسنے جو قاسم
کو آتے دیکھا تو اور زیادہ سر بلند کرکے مُنھ سے آگ کے شعلے چھوڑنے لگا قاسم نے تیغ مارا سانپ نے کفچہ زمین پر مارا
وار قاسم کا خالی گیا قاسم دوسرا ہاتھ مارا ہی چاہتے تھے کہ وہ سانپ بعجلت تمام بیرون مین قاسم کے آکر لپٹ گیا اور
ایک سناٹا بھر کے مع قاسم ہوائے آسمان ہوگیا سبکے سب ملک قاسم کے لیے متاسف اور متالم ہوئے اور آپس مین
کہنے لگے کہ معلوم نہین یہ سانپ کہان سے پیدا ہوا اور کدھر سے آیا تھا ظاہرا کارسازی سحر معلوم ہوتی ہی کیونکہ اس
سج دھج کا سانپ آجتک ہماری نظر سے نہین گذرا اب ان سبکو تو یونہین متاسف اور متالم چھوڑیے اور دو کلمہ
داستان حال قاسم کے سنیے کہ اُس سانپ نے ملک قاسم کو ایک ٹاپو مین لیجاکر اُتار دیا اب جو انکی آنکھ کھلتی
ہی تو اپنے تئین یکہ و تنہا ایک ٹاپو مین پایا اپنے حال زار پر بیساختہ گریہ کیا ابھی تھوڑی ہی دیر گذرنے پائی تھی کہ یکایک
ایک کشتی سامنے سے نمودار ہوئی اب جو قاسم نے اُس کشتی کی طرف دیکھا تو کیا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ پیکر زہرہ جبین

کنیزان ماہ طلعت ساتھ لیے ہوئے کشتی پر سوار چلی آتی ہی قاسم کے برابر آکر کشتی کو روک لیا اور کشتی سے اُتر کر ہاتھ ملکہ قاسم کا پکڑ لیا قاسم نے اُس ماہ جبین کو دیکھکر سجدۂ شکر ادا کیا اور نام اُس گل اندام کا استفسار کیا اُسنے کہا کہ ای شہریار نام میرا ابریق جادو ہی اگر تجھکو اس بلا سے نجات منظور ہی تو مجھکو قبول کر ورنہ تمام عمر اس بلا سے نجات ناممکن ہی یہ سنکر قاسم نے ایک اُلٹا ہاتھ اُسکے مُنھ پر مارا کہ دو دانت اُسکے ٹوٹ کر حلق مین جاتے رہے بس غیظ مین آکر قاسم کے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر جانب آسمان اُڑا لیگئی اور پانچ سو کوس کی بلندی پر لیجاکے کہنے لگی کہ ای قاسم بہتر یہ ہی کہ اب بھی مجھکو قبول کرو ورنہ ابھی مین تجھکو یہان سے اُٹھا کر پھینکونگی کہ ہڈیون کا بھی پتا نہ لگیگا قاسم نے کہا کہ او لکاتہ جو تیرے مزاج مین آئے وہ کر مگر مین ہرگز قبول نہ کرونگا یہ سنتے ہی قاسم کو اُٹھا کر سر سے اونچا کر کے اُس لکاتہ نے پھینکدیا قاسم الحفیظ والامان کہتے ہوئے ایک پہاڑ پر جاکے گرے مگر کسیطرح کی چوٹ چپیٹ نہین آئی ایک تھوڑی دیر کے بعد پھر ابریق جادو کا سامنا ہوا اور پاس آکر کہنے لگی کہ ای نبیرۂ حمزہ اب بھی مجھکو قبول کر مین تجھے سارے جہان کا والی کردونگی قاسم نے کہا کہ او لکاتہ تو بکتی کیا ہی ہم ساحرہ کو حرام سمجھتے ہین یہ سنکر وہ ساحرہ یہ سمجھی کہ اب تحکم سے کام نہ نکلیگا بلکہ رفق و مدارا کی ضرورت ہی یہ خیال کر کے کہنے لگی کہ اچھا ای شہریار خفا نہو چلو مین تمکو گنبد عجائب کی سیر دکھلا دون یہ کہکر کمر بند مین ہاتھ ڈالکر قاسم کو اُڑا لیگئی اور ایک مقام عجیب و غریب مین لیجاکر اُتارا آپ تخت جواہر نگار پر بیٹھی اور قاسم کو مسند زرنگار پر لیجاکے بٹھایا باہر اُس گنبد کے خلائق کثیر جمع ہوئی ابریق جادو نے اندرون گنبد سے آواز دی کہ ای بندگان مین سجدہ کیجیو یہ سنکر قاسم اپنے دل مین کہنے لگا کہ واہ واہ یہ لکاتہ خداوندی کا دعوی کرتی ہی ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ کچھ لوگ ایک شخص کو گرفتار کیے ہوئے سامنے لائے اور بیان کیا کہ اس شخص سے خون کیا ہی یہ سنتے ہی اُسنے جانب آسمان اشارہ کیا ایک برق چمکی اور اُس شخص پر گر کے اُسکے دو پرکالے کر دیے اسکے بعد قاسم نے دیکھا کہ کچھ لوگ قیماس خان کو لیے ہوئے چلے آتے ہین قاسم نے جو اپنے ماموں کو دیکھا کہنے لگے خدا خیر کرے القصہ قیماس خان نے داخل گنبد ہو کر بطریق اہل اسلام سلام کیا قاسم نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ ماموں آپ کہان قیماس خان نے کہا کہ مین تمھاری تلاش مین سرگردان و پریشان پڑا پھرتا تھا جب سے تم غائب ہوئے لشکر امیر مین نہین گیا ایک صحرای لق و دق مین پہونچکر اس آفت مین مبتلا ہو گیا ایک پنجہ آسمان سے گر کے مجھے یہان اُٹھا لایا یہ بات چیت قیماس خان اور قاسم کی سنکر وہ لکاتہ کہنے لگی کہ ای قاسم خاموش تو میری خداوندی مین فرق لاتا ہی قاسم اپنے دل مین یہ سوچے کہ ایسا نہو کہ یہ لکاتہ مثل شخص سابق میرے ماموں کے ساتھ بھی یہی کرے یہ سوچ کر کہنے لگے کہ خبردار انھین کوئی تکلیف نہونے پائے یہ میرے ماموں جان ہین اگر انکو تکلیف و صدمہ ہوا تو مین اپنی جان دیدونگا مگر وہ لکاتہ کب سنتی ہی قیماس خان کو قید کر کے ملک افریقیہ مین برق بریق کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ ای برق بریق مین اس خدا پرست کو بمصلحت وقت تمھارے پاس بھیجتی ہون رسم قدیمانہ کے لحاظ سے نہایت حفاظت اور قید شدید مین رکھنا خبردار غفلت نکرنا اور ابریق نے ملک قاسم سے کہا کہ اب بھی مجھکو قبول کرو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی قاسم نے کہا کہ ایک شرط سے مین قبول کرتا ہون ابریق نے کہا بیان کرو قاسم نے کہا کہ مین ملکہ ماہ تاجدار دختر سیف الملک پر عاشق ہون اگر تو اُسے لادے تو مین تجھے قبول کرون اور اگر ملکہ ماہ تاجدار نہ آئی تو یہ امر ہرگز ہرگز وقوع پذیر نہین یہ سنکر ابریق نے کہا کہ مین ابھی لائی قاسم کو گنبد مین چھوڑکر ایک باز بلند پرواز کی شکل نبکے شمالیہ باختر کیطرف روانہ ہوئی قاسم کو اب یقین ہو گیا کہ ابریق جادو ملکہ ماہ تاجدار کو ضرور بالضرور لے آئیگی اُدھر اب مقصد

دل ضرور حاصل ہوگا اب یہان سے ابریق جادو کو تو تلاش ملکہ ماہ تاجدار مین صحرانورد چھوڑیے اور دو کلمہ
داستان قیماس خان اور سیارہ بن عمرو کا تلاش قاسم مین جانا اور پنجہ گرنا اور قیماس خان کا
لیجانا ملاحظہ ہو کہ جب قاسم صحرائے عجم سے تعاقب شکار مین غائب ہوگئے اور اُنکے ہمراہی سب روتے پیٹتے خدمت
امیر مین پہونچے اور سب حال امیر کشورگیر سے بیان کیا اُسیوقت امیر نے منجمون کو بُلاکر استفسار کیا کہ جلد حال قاسم
کا بیان کرو کہ اُنپر کیا گذری اور وہ کسطرف ہین اُسیوقت منجمون نے بقاعدۂ نجوم خدمت امیر مین عرض کیا کہ حضور
متفکر و متردد نہون شاہزادہ خاور سپاہ ایک آہو کی تلاش مین جانب صحرا نکلگئے ہین اور بعد چند روز کے ایک صحرا
ہی مین اُنکا پتا لگیگا اور حضور کی قدمبوسی سے مشرف ہونگے کچھ مردان تجربہ کار اور آزمودۂ روزگار تلاش کے
لیے روانہ فرمایے یہ سنکر امیر قلعہ گیر نے اُسیوقت سیارہ بن عمرو اور قیماس خان کو تلاش ملک قاسم کے
لیے بت ساز و جواہر دیکر روانہ کیا اور یہ دونون کمر ہمت کو مستحکم باندھکر تلاش قاسم کے لیے روانہ ہوئے بہت جلد
جلد طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوئے ایک دن کی راہ پہر بھر مین طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک
صحرائے لق و دق مین ان دونون کا گذر ہوا اور پیاس نے ان دونون پر غلبہ کیا جستجوے آب مین ایک جانب
کو مُنھ اُٹھائے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک سامنے سے ایک گرد نمودار ہوئی قیماس خان متحیر ہوکر
اُس گرد کی طرف دیکھنے لگا کہ یکایک دامن گرد کا پھٹا اور ایک پنجہ آسمان سے زمین پر گرا اور قیماس
خان کو اُڑا لیگیا اور بعد چند روز کے گنبد عجائب مین لیجاکر روبروے ابریق جادو کے اُسوقت حاضر کیا کہ جب
ملک قاسم بیٹھے ہوئے تھے جیسا کہ قبل مین گذارش ہوا اب بیچارہ سیارہ تن تنہا باقی رہگیا مگر پیاس کا وہ عالم
ہے کہ زبان کھنچی جاتی ہے درگاہ باری تعالی مین دعا کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ سامنے سے ایک چشمۂ آب نمودار ہوا شکر خدا
ادا کیا اور اُس چشمہ پر جاکے ہاتھ مُنھ دھوکر پانی پیا اور کنارے پر اُس چشمہ کے بیٹھ گیا کہ ذرا حواس درست ہو
تو مین آگے بڑھون تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک گرد سامنے سے نمودار ہوئی جب دامن گرد کا شق ہوا تو
کیا دیکھا کہ گردمرد اور بختیارک پاے شاطری مارتے ہوئے جلد جلد راہ طے کرتے ہوئے چلے آتے ہین دل مین
کہا کہ ای سیارہ لو اس مردک کو یہ خیال کرکے اپنی جگہ سے اُٹھا اور صورت اپنی تبدیل کرکے گردمرد کے پیچھے ہوا
تھوڑی دور پر جاکے یہ سوچا کہ نہین ای سیارہ گرفتار کرنا اسکا مناسب نہین ہے اسکے پیچھے پیچھے چلے چلو دیکھو
کہ یہ دونون کہان جاتے ہین اور خدا کیا دکھاتا ہے یہ سوچ کر گردمرد کے پیچھے پیچھے چلا یہ بعد چند روز کے بارگاہ
سیف الملک مین داخل ہوئے سیارہ بھی اُنکے ساتھ ساتھ ہے الغرض داخل بارگاہ ہوکر پگڑی سے
نامہ زمرد شاہ باختری کا نکالکر عزیز الملک کے حوالہ کیا عزیز الملک نے لفافہ چاک کرکے جو پڑھا
لکھا تھا کہ اس نامہ کے دیکھتے ہی ہمراہی طاؤس الحرمین ہماری بہو کو جلد روانہ کرو خبردار تعویق
نہ کرنا عزیز الملک نے سیف الملک سے کہا کہ ای برادر خداوند نے اپنی بہو کو طلب کیا ہے اب بھیج ہی
دینا مناسب ہے یہ سنکر سیف الملک اندر گیا اور ملکہ کو آراستہ و پیراستہ کرکے ایک تخت پر سوار کرکے روانہ کیا
اور بیرون شہر تک تمام اراکین دولت اور اعوان سلطنت پہونچانے گئے اب اتفاقات روزگار ملاحظہ ہو کہ
ادھر سے تو ملکہ ماہ تاجدار جاتی ہے اور اُدھر سے ابریق جادو تلاش کرتی ہوئی آتی ہے اُسنے جو یہ سامان
دیکھا کہ ملکہ ماہ تاجدار چلی جاتی ہے فورًا اُسنے چار پتلے سحر کے نکالکے اسم سحر دم کرکے زمین پر مارے بس اُن
پتلون کے گرتے ہی یکایک ایک تتق گرد کا نمودار ہوا اور ایک آواز ترٹراقہ کی پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ زیر

تخت جار حورین پیدا ہوئین اور اُس تخت کو بالاے ہوا اُڑا لیگئین عزیز الملک اور سیف الملک یہ ماجرا دیکھکر کہنے لگے کہ دیکھو خداوند نے حوریان قدرت کو بھیجکر اپنی بہو کو طلب کر لیا غالبًا یہان سے پہونچنے مین دیر ہوئی یہ سنکر بختیارک ہنسا اور کہنے لگا کہ ای عزیز الملک تم ہو کدھر وہ خداوند آپ کا کیا گیدی ہی اور آپ کیا مسخرے ہین ملکہ کو قاسم نے بلوایا ہی اور یہ وہین جاتی ہی لیکن عزیز الملک کو کب یقین آتا ہی کہنے لگا کہ تو بھی عجب مسخرہ شخص ہی تو ہمیشہ امورات خداوندی مین تمسخر کیا کرتا ہی بختیارک نے ہنسکر کہا کہ خیر سمجھا جائیگا جب اس امر کا ظہور ہوگا تو تم خود ہی دیکھ لوگے عزیز الملک نے ہنسکر کہا کہ جلیبیر رہنے دیجیے آپکو اس سے کیا غرض ہی اب چلیے چند روز ہمارے مہمان ہو جیے پھر چلے جائیے گا غرض عزیز الملک اور سیف الملک اور گردھروا اور بختیارک سبکے سب تو بارگاہ مین آئے مگر سیارہ تلاش ملک قاسم مین صحرا کیطرف چلا اور صحرا نوردی شروع کی اور یہان سامان عیش مہیا ہوا جام مے گلگون گردش مین آیا ادھر اُدھر کے تذکرے ہونے لگے اثناے تقریر مین بر سبیل تذکرہ یہ بھی ذکر آیا کہ اگر حاکم ملک افریقیہ برق بریق بھی ہمارے شریک ہو جائے اور زمرہ پرستی اختیار کرے تو ہماری قوت دونی ہو جائیگی اور پھر کسیطرح کا رخنہ نہ پیدا ہوگا کیونکہ وہ بڑا زبردست شخص ہی اُسکے شریک ہو جانے سے پھر کوئی خوف و خطر باقی رہیگا سیف الملک کو یہ امر بہت پسند آیا اور اُسنے اُسیوقت اعظم صف شکن اور آفرید کوہ پیشانی کو بلا کر اپنی جانب سے نامہ لکھکر مع دس ہزار سوار کے شہر افریقیہ کیطرف روانہ کیا اور وہان ابریق جادو جو ملکہ کو لیکر چلی تو راستہ مین مسعود کوہ ملا ابریق جادو نے ملکہ ماہ تاجدار کو لا کر اُس کوہ پر اُتارا اب جو غور سے ملکہ کو دیکھا تو اُسکے حسن و جمال پر ہزار جان سے مفتون ہوگئی قریب اُس کوہ کے ایک باغ تھا جسکو حضرت سلیمان پیغمبر نے بنایا تھا کہنے لگی کہ ای ملکہ تم یہین ٹھہرو مین تمھارے لیے میوہ لے آؤن ای ملکہ پہلے تو مین ملک قاسم پر عاشق تھی اور اُسکی خاطر سے تمکو اُٹھا لائی تھی مگر اب مین نے اُس سے ہاتھ اُٹھایا اور تمکو اپنی بیٹی کیا وہ تمھین مبارک ہو اور تم اُسے مبارک ہو اب مین تمھاری مان اور تم میری بیٹی یہ کہکر کوہ کے نیچے اُتری اور اُس باغ کے اندر گئی میوہ توڑنا شروع کیا اُس باغ مین ایک مدت سے دیو سنجر قیام پذیر تھا اُسنے جو ابریق کو میوہ توڑتے دیکھا وہین سے ہاتھ بڑھا کر ٹینٹوا لیا اور توڑ مروڑ کر ایک ہی لقمہ کر گیا اُسکے لقمہ کرتے ہی ایک سناٹا سا پیدا ہوا اور ایک آواز آئی کہ مارا جوان کشتی نام من ابریق جادو بود اب جو دیو سنجر اس پہاڑ پر آتا ہی تو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین حور لقا پری پیکر ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی ہی دیو نے جو ملکہ کو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور ملکہ کے آس پاس پھرنے لگا اور ناچنے لگا دیو کو دیکھکر ملکہ سہم گئی اور مارے ڈر کے رنگ چہرے کا زرد ہو گیا دیو نے اُٹھا کر ملکہ کو اپنے زانو پر بٹھا لیا اور وہان گنبد عجائب مین جو جو طلسمات ہوتی وہ سب یکایک برطرف ہو گئی قاسم سمجھ گئے کہ ابریق جادو ماری گئی اب جو اپنی جگہ سے اُٹھے ہین تو کیا دیکھا کہ بہت سی کنیزین بعذاب الیم مقید تھین وہ سب بھی قید سے رہا ہوئین قاسم نے اوّل سبکو مسلمان کر کے آزاد کر دیا اور جو کچھ مال و اسباب تھا اُسمین سے کچھ آپ لیا اور کچھ اُن کنیزون کو دیکر رخصت کیا ایک کنیز نے اُنمین سے آکر عرض کیا کہ ای شہریار ایک اسپ پری بیکر بھی ابریق جادو کا موجود ہی قاسم نے اُس گھوڑے کو طلب کیا اور سوار ہو کے یکہ و تنہا تلاش ملکہ مین روانہ ہوا تھوڑی ہی راہ طی کرنے پائے تھے کہ سامنے سے سیارہ بن عمرو نمودار ہوا ملک قاسم نے جو سیارہ کو دیکھا نہایت ہی بشاش ہوئے اور آگے بڑھکر نہایت خندہ پیشانی سے دونون بغلگیر ہوئے اور اُسیجگہ بیٹھ گئے سیارہ نے کل حال ملکہ کا روبرو قاسم کے بیان کیا اور بوتل شراب کی نکالکر دو چار جام ملک قاسم کو پلائے اور خود بھی پیے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو قاسم مرکب پر سوار ہو کے سیارہ کو ہمراہ لیکر ایک جانب کو روانہ ہوئے بعد چند روز کے

قریب ایک شہر کے پہونچے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہی لوگون نے بیان کیا کہ اس شہر کو افریقیہ کہتے ہین بادشاہ یہان کا برق بریق ہی یہ سنکر قاسم نے سیارہ سے کہا کہ اس شہر مین چلنا چاہیے یہین ہمارے ماموں قیماس خان مقید ہین سیارہ نے پوچھا کہ یہان وہ کیونکر مقید ہین وہ تو میرے ساتھ آپکی تلاش مین نکلے تھے راہ مین ایک پنجہ گرا اور اُنکو اُٹھا لیگیا تھا ملک قاسم نے کل کیفیت اپنی اور قیماس خان کی بیان کی اور باتین کرتے ہوئے داخل شہر ہوئے اور بسبب ناواقفیت کے ایک صراف کی دُکان پر جا بیٹھے ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک شور ہو گیا کہ اعظم صف شکن اور آفرید کوہ پیشانی مع دس ہزار سوارون کے سیف الملک شمالی کا نامہ لیکر آئے ہین اور افریق شمشیر پرست فریدون شمشیر پرست کی جانب سے پشت شہر پر آکر اترا ہی جب یہ خبر برق بریق کو ہوئی تو اُسنے حکم دیا کہ خبردار نامہ داران سیف الملک کو آنے دو اُنھین کوئی نہ روکے کہ اتنے عرصہ مین آفرید کوہ پیشانی دوسو پہلوانون سے نامہ لیے ہوئے داخل شہر ہوا اور پتا بارگاہ سلطانی کا پوچھتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اور نامہ سیف الملک کا برق بریق کو دیا برق بریق جو لفافہ چاک کر کے دیکھتا ہی تو اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای برق بریق تجکو لازم ہی کہ اس نامہ کے دیکھتے ہی خداوند زمرد شاہ باختری کو سجدہ کر اور لقا پرستی اختیار کر ورنہ یہ یاد رکھنا کہ مین تیرے ملک کو تباہ و برباد کر دونگا اور تجکو بھی پیوند خاک کر دونگا برق بریق اس عبارت کو دیکھکر آگ ہو گیا اور قصد کیا کہ نامہ کو چاک کر ڈالے یہ قصد دیکھکر آفرید کوہ پیشانی نے نامہ ہاتھ سے چھین لیا برق بریق اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اسیوقت آفرید کوہ پیشانی کو اُسکے پہلوانون سمیت گرفتار کر لو اُسیوقت برق بریق کے پہلوانون نے ان سبکو طوق و زنجیر مین گرفتار کر لیا برق بریق اُسیوقت اِن سبکو ارابون پر ڈلواکے افریق شمشیر پرست کے پاس لیچلا اتفاقاً برق بریق کا اُسی راستہ سے گذر ہوا کہ جس راہ مین ملک قاسم اور سیارہ دُکان صراف پر بیٹھے تھے ملک قاسم نے جو آفرید کوہ پیشانی کو مع دوسو پہلوانون کے اس حالت مین پایا تو سیارہ سے کہا کہ ای سیارہ یہ تو سیف الملک صف شکن شمالی کا پہلوان آفرید کوہ پیشانی ہی مین اسے اِس قید سے ضرور چھڑاؤنگا سیارہ ہر چند مانع ہوا مگر قاسم کب سنتے ہین گھسیٹ کے تیغہ پلارک اُن کفار پر جا ہی پڑے سیکڑون کو درہم و برہم کر کے آفرید کوہ پیشانی کے پاس پہونچے آفرید کوہ پیشانی قاسم کو آتے دیکھکر ارابہ پر کھڑا ہو گیا قاسم کی جرأت اور اپنی اعانت پیدا ہونے کی خوشی مین آکر جو زور کرتا ہی تو تمام قید کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی یہ حال دیکھکر اُن دوسو پہلوانون نے بھی اپنی قید کو توڑ ڈالا اور سبکے سب آکر ملک قاسم کے شریک ہوئے اور خوب تلوار چلنے لگی ملک قاسم تلوارین مارتے ہوئے اِس صف سے اُس صف پر جاتے ہین اور اس صف سے اُسپر آتے ہین اسقدر لڑائی ہوئی اور جوش شجاعت مین اسقدر زور زور قاسم نے نعرے مارے کہ یہ آواز محبس تک پہونچی اور قیماس خان کے گوش زد ہوئی اُنھون نے بھی بیقرار و بیتاب ہو کر قید کو توڑ ڈالا اور زندان خانہ سے نکلکر قاسم کے شریک ہوئے قاسم قیماس خان کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور ماموں بھانجے دونون شریک ہو کر لڑنے لگے تا اینکہ شام ہو گئی آفرید کوہ پیشانی نے قاسم اور قیماس خان کو بیچ مین کر لیا اور دوسو پہلوانون سے تلوارین مارتا ہوا ایک جانب کو نکلگیا برق بریق اپنے قلعہ مین چلا آیا راہ مین آفرید کوہ پیشانی قاسم کے قدمون پر گر پڑا اور اُن دوسو پہلوانون سمیت کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور قاسم کو ہمراہ لیکر اعظم صف شکن کے پاس آیا اور تمام ماجرا اُس سے بیان کیا اعظم صف شکن

نے قاسم سے کہا کہ اے شہریار اگر آپ مجکو زیر کرین تو مین بجا آپکا دین قبول کرون قاسم نے کہا کہ بہتر کل ہی ہمارے آپکے
آزمائش ہو جائے یہ سنکر اعظم صف شکن نے الحاح اکمد دیا اور قاسم و اعظم صف شکن دونون
لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین کود کے کشتی ہونا شروع ہوئی دو روز تک خوب زور آزمائی ہوئی تیسرے دن قاسم
نے اعظم صف شکن کو زیر کیا اور چارون شانے چت کرکے اعظم کے سینہ پر سوار ہوا اور کہا کہ اے اعظم اکنون
در معرفت باری تعالی و تقبیل دین اسلام چہ میگوئی اعظم نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم قاسم نے سینہ پر سے اُٹھکے
تلقین دین اسلام کی اعظم قدمون پر گر پڑا اور بعد عذر و معذرت کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوا قاسم کو اعظم کے
مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہوئی وہ شب تو عیش و عشرت مین بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو قاسم مع تمام فوج کے شہر
افریقیہ مین داخل ہوا جب یہ خبر برق بریق کو پہونچی تو اُسنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور گولندازون کو حکم دیا کہ جو جانب
قلعہ آئے اُسے بے تامل گولہ مارو جب ملک قاسم نزدیک قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہی گولنداز ہزارن
ہتابین لیے فیر کرنے پر موجود ہین یہ دیکھکر قاسم مع اعظم صف شکن اور آفرید کوہ پیشانی کے گرز لیکر جانب
قلعہ چلے گولندازون نے گولے برسانا شروع کیے مگر یہ تینون علی علی کرتے ہوئے قریب خندق پہونچ گئے قاسم
شناوری کرکے دروازہ قلعہ پر آیا اور ایک ہی گرز مین دروازہ قلعہ کا توڑکر داخل قلعہ ہوا اب آفرید کوہ پیشانی و
اعظم صف شکن بھی مع فوج داخل قلعہ ہوئے کافرون کو قتل کرنا شروع کیا یہ ماجرا دیکھکر گویا برق بریق
کا دم نکل گیا اور دوڑکر قاسم کے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے شہریار الامان الامان قاسم نے کہا کہ بشرط ایمان
برق بریق نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم قاسم نے کلمہ تعلیم کیا برق بریق کلمہ پڑھکر بخوف جان اسلام لایا
اور ملک قاسم کو دنگل شوکت پر بٹھایا اور بڑی تعظیم و تکریم کی دو روز و شب تو قاسم نے وہین بسر کیا صبح کو ملک قاسم
سبکو اپنے ہمراہ لیکر افریق شمشیر پرست کے مقابلہ کو چلا جب برابر لشکر کے پہونچے اور افریق شمشیر پرست کو
اطلاع ہوئی اُسنے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا اور دوسرا دن لڑائی کا قرار پایا علی الصباح دونون لشکر میدان مین
آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین افریق شمشیر پرست اپنے گینڈے کو اُڑا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا
قاسم نے بھی اپنے مرکب کو آگے بڑھایا بعد تگا و رزمی کے افریق نے برچھا مارا قاسم نے نیزہ اُسکا چھین کر پھینک
دیا افریق نے جھلاکر ارادہ پشت نہنگ کا وار کیا قاسم نے وہ بھی چھین کر پھینک دیا اور خبردار خبردار کہکر تیغ بیلارک
کا جو ایک ہاتھ مارا تو افریق کے برابر دو حصے ہو گئے تمام فوج ملک قاسم پر ٹوٹ پڑی قاسم بھی فوج مین ڈوب
گیا اور ادھر سے اعظم صف شکن اور آفرید کوہ پیشانی وغیرہ سب کے سب مع فوج قاسم کے شریک ہوئے اور
سبکو مار کے بھگا دیا خیمہ و مال و اسباب افریق کا سب لوٹ لیا ہمراہیان افریق لاش افریق کی لیکر بھاگ
کھڑے ہوئے قاسم نے وہین بارگاہ برپا کی اور دو تین روز قیام کیا بعد اُسکے قیماس خان سے کہا کہ ماموں جان
آپ مع فوج قلعۂ افریقیہ مین چلکر قیام پذیر ہو جیے مین شکار کو جاتا ہون قیماس خان فوج لیکر قلعہ مین پہونچے اور
قاسم مرکب پر سوار ہوکے تن تنہا شکار کے واسطے روانہ ہوا آب سنیے کہ ادھر سے ہمراہیان افریق تو لاش افریق
کی لیکر فریدون شمشیر پرست کے پاس جاتے ہین اور فریدون اپنے قیامگاہ سے شکار کو نکلا تھا شوق شکار
مین جاتے جاتے گذرا اُسکا شہر مین جوالہ زنون کے ہوا اور یہ سب فریدون کے خراج گذار تھے جب فریدون کے
آنے کی خبر زر تاج زرین جوالہ کو ہوئی کہ جو وہان کا بادشاہ تھا تو وہ مع فوج استقبال کرکے اپنی بارگاہ مین لایا
تخت جواہر نگار پر بٹھا کے کل اسباب عیش مہیا کیا القصہ فریدون شمشیر پرست بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا کہ

اُسکے لوگ لاش افریق شمشیر پرست کی لیکر حاضر ہوئے زرتاج زرین جوالہ نے پوچھا کہ اسکو کسنے مارا اور اسپر کیا گذری ان سب نے کل کیفیت ملک قاسم کی لڑائی اور اُسکے مارے جانے کی بیان کرکے بیان کیا کہ قاسم اب شہر شمالیہ باختر کو تاراج کر رہا ہے اور وہ ہزارون پہلوانون پر فتحیاب ہوا اور فتح حاصل کر رہا ہے یہ سنکر زرتاج کو غصہ آگیا گجناک جوالہ زن کو مع چالیس ہزار جوالہ زنون کے قاسم کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا بعد قطع منازل اور طے مراحل گجناک جوالہ زن شہر افریقیہ مین داخل ہوا جب برق بریق کو یہ خبر پہونچی اُسوقت قیماس خان اور اعظم صف شکن نے کہا کہ ای برق بریق تم ہرگز ہرگز خائف نہو اور مع لشکر کے ہماری ہمراہی مین اُسکے مقابلہ کو چلو قیماس خان کی ہدایت کے بموجب برق بریق سب فوج کو ہمراہ لیکر مقابلہ کو باہر آیا اور مقابل بارگاہ گجناک اپنی بارگاہ برپا کی اور کل فوج اُس بارگاہ مین جمع ہوئی دور دجام مئے گلگون چلنے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو طبل رزمی بجنے کا حکم دیا اُسیوقت برق بریق کی فوج مین طبل جنگ پر چوب پڑی جب یہ خبر گجناک کو ہوئی تو اُسنے نقارۂ رزمی پر چوب دلوائی الغرض رات بھر دونون طرف تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر صف آرائے میدان جدال ہوئے گجناک نے بعد رجز خوانی کے گینڈا اپنا بڑھایا اور مبارز طلبی کی اسطرف سے اعظم صف شکن مقابلہ گجناک کو باہر آیا گجناک نے مثل شعلۂ جوالہ کے چار پانچ ہاتھ تلوار کے اعظم صف شکن کے حوالہ کیے کہ اعظم صف شکن زمین پر گر پڑا فوراً گجناک نے اعظم کو گرفتار کر کے اپنے لشکر مین بھیجدیا اور طبل بازگشت بجوا کے اپنے لشکر مین واپس ہوا جب شب ہوئی تو گجناک قید اعظم کی لیکر پاس زرتاج زرین جوالہ کے روانہ ہوا اور یہان جو قاسم شکار کر کے واپس آیا تو اُسنے کل احوال جنگ اور گرفتاری اعظم صف شکن کا مفصلاً سُنا اور سنتے ہی غیظ مین آکر اُلٹے پاؤن شہر جوالہ زنان کیطرف یکہ و تنہا روانہ ہوا اور وہان گجناک نے اعظم کو روبرو زرتاج کے حاضر کیا زرتاج نے اعظم صف شکن کو دیکھکر کہا کہ ای اعظم اگر تو دین شمشیر پرستی اختیار کرے تو مین تجکو ابھی چھوڑ دون اعظم نے کہا کہ تو مجھے گرفتار سمجھکر دباتا ہے ہم سپاہی جان سے جانا قبول کرتے ہین مگر استقلال کو نہین چھوڑتے ہم بے تقیہ خدا پرست ہین اور شمشیر پرستی اور لقا پرستی دونون پر لعنت کرتے ہین یہ سنکر زرتاج کو غیظ آگیا اور اعظم کو زیر دار بٹھلا کر حکم قتل دیا اور اعظم سے کہا کہ اب بھی شمشیر پرستی اختیار کر کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے اعظم نے کہا اگر تو مجکو قتل بھی کر ڈالے تب بھی مین خدا پرستی کو ترک نہین کر سکتا ابھی اعظم صف شکن زیر دار بٹھایا ہی ہوا تھا کہ یکایک ملک قاسم مع مرکب دڑانہ بارگاہ کے اندر داخل ہوا اعظم مین تو قاسم کو دیکھتے ہی جان آگئی اور تمام روداد گذشتہ اپنی بیان کی قاسم نے کہا کہ ای اعظم تو بیخوف اُٹھ کھڑا ہو اعظم نے کہا کہ ای شہریار مین تو زیر دار بیٹھا ہون کیونکر اُٹھون یہ سنکے قاسم اعظم کی قید کاٹنے کو آگے بڑھا یہ دیکھکر زرتاج کو غصہ آگیا اور حکم دیا کہ جلد اس جوان کو مار لو یہ سنتے ہی گجناک اُٹھ کھڑا ہوا اور قاسم اور گجناک مین مقابلہ ہوا گجناک قاسم کو للکار کر کہنے لگا کہ او سرخ پوش کہان جاتا ہے مین ابھی ابھی تجھے بھی قید کرتا ہون یہ سنکر ملک قاسم نے کہا کہ او مردک تو کیا مجھے قید کریگا مین ہی تجھے ایک دم مین باندھے لیتا ہون یہ سنکر گجناک کو غصہ آگیا اور کہنے لگا کہ او سرخ پوش کہان جاتا ہے یہ سنکر ملک قاسم بھی آگے بڑھے اور وار چلنا شروع ہوئے ملک قاسم نے کل وار اُسکے خالی دیے اور ایک ہی ہاتھ مین کام اُسکا تمام کیا یہ دیکھکر جتنے پہلوان حاضر دربار تھے وہ سب قاسم پر ٹوٹ پڑے قاسم نے بھی تیغہ پلارک گھسیٹ کے جن جنکو قتل کرنا شروع کیا مگر فریدون شمشیر پرست اپنے مقام پر بیٹھا رہا اعظم صف شکن نے جو یہ ماجرا دیکھا ایک انگڑائی جوش شجاعت مین لیکر تمام قید کو توڑ ڈالا اور ہمراہ قاسم کے لڑنے لگا جب تو زرتاج بھی تلوار گھسیٹ کے

قاسم کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اوجوان لال پوش تو نے میرے بہت سے پہلوانون کو قتل کیا مین بھی اب تجکو قتل کرونگا
یہ سنکر ملک قاسم کو غصہ آگیا اور زرتاج زرین جوالہ اور قاسم سے تلوار چلنے لگی زرتاج زرین جوالہ نے جو ایک
ہاتھ تلوار کا قاسم کے سر پر مارا تو تا دو ابرو اُتر آیا قاسم نے وہ ستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی
قاسم نے چاہا کہ مین بھی حملہ آور ہون مگر اتنے مین پہلوان اُسکے آپڑے اور چار طرف سے گھیر کر قاسم کو تلوارین مارنے لگے
قاسم مثل شیر مجروح زخمون کی کثرت سے چور چور ہو کر جھومنے لگے اور زرتاج نے حکم دیا کہ سر اس جوان کا کاٹ لو یہ دیکھ کر
فریدون بیتاب ہو کر تلوار پھینک کے اُٹھ کھڑا ہوا اور سبکو ہٹا کر ملک قاسم اور اعظم کا ہاتھ پکڑ کے اپنی بارگاہ مین
لایا اور جراحون کو بلوا کر اعظم اور قاسم کے ٹانکے لگوائے بقدرت خدا دو ہی روز مین صحت ہو گئی فریدون نے اسباب
عیش مہیا کیا دور شراب چلنے لگا قاسم نے اعظم سے گجھاک کے مقابلے کو استفسار کیا اعظم نے کل قصہ از ابتدا تا انتہا
بیان کیا قاسم کو سنکر غیظ آگیا اور اُسیوقت حکم دیا کہ اسے یہان سے نکالدو اس نامرد کا میرے پاس کچھ کام نہین ہی
ہرچند فریدون نے اصرار کیا کہ شہریار ایسے بہادر کو آپ نکالتے ہین کیا غضب کرتے ہین مگر قاسم نے بالکل اعتنا نہ کی
اور اُسیوقت اعظم کو نکلوا دیا وہ تورد تا ہوا صحرا کیطرف نکلگیا اور ملک قاسم نے بارگاہ فریدون مین قیام کیا اب اُنکو
تو یہین چھوڑیے اور قلعۂ افریقیہ کا حال ملاحظہ فرمایئے کہ برق بریق نے جو پالا خالی پایا وقت فرصت غنیمت جانکر
شب کو جب سبکے سب بیخبر سو گئے تو یہ تلوار لیکر اُٹھا اور ایک سرے سے سوائے قیماس خان اور آفرید
کوہ پیشانی کے کل ہمراہیان قاسم کے سر کاٹ کر کنگرون مین لٹکوا دیے اور قیماس خان اور آفرید کوہ پیشانی کو
قید کر کے سیف الملک کے پاس شمالیہ باختر لیچلا یہ خبر ہلکارون نے فریدون شمشیر پرست کو پہونچائی
تو وہ فوراً زرتاج زرین جوالہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ ای زرتاج مین تو بضرورت جاتا ہون اور قاسم کو یہین چھوڑے جاتا ہون خبردار
اسے کوئی تکلیف نہونے پائے اور اگر وہ تمسے اگر پوچھے کہ فریدون کہان گیا ہی تو کہدینا کہ وہ اپنے ملک کے بندوبست کو گیا ہی اور یہ
کہکر یکہ و تنہا مرکب پر سوار ہو کے شہر شمالیہ باختر کو روانہ ہوا اب اسکو تو راہ شمالیہ باختر مین رہرو چھوڑیے

سے دو کلمے داستان روانگی بدیع الزمان کے تلاش ملک قاسم مین ملاحظہ فرمایئے

کہ جب بدیع الزمان نامور شکار سے واپس آئے اور حال قاسم کا سنا نہایت متالم ہوئے اور بعد
روانگی قیماس خان اور سیارہ بن عمرو جب عرصۂ بعید اور مدت مدید منقضی ہو گئی اور کوئی خبر ملک قاسم کی امیر کشورگیر کو نہ ملی نہ سیارہ پھرا اور نہ
قیماس خان نے مراجعت کی تو امیر کشورگیر نہایت متحیر ہوئے اور سخت تردد لاحق حال ہوا ادھر بدیع الزمان کا بھی بہت ہی دم گھبرایا
امیر کشورگیر سے اجازت حاصل کر کے شکار کھیلتے ہوئے ملک قاسم کی تلاش مین روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرائے لق و دق مین گذر ہوا کہ
جہان ایک قافلہ تجار کا خیمہ زن تھا بدیع الزمان اہل قافلہ سے مستفسر ہوئے کہ سردار اس قافلے کا کون ہی معلوم ہوا کہ میر قافلہ خواجہ سعید
تاجر ہی بدیع الزمان یہ سنکر خواجہ سعید کے پاس آئے کہ وہ صورت دیکھتے ہی بدیع الزمان نامور کو
پہچان گیا اور کہنے لگا کہ ای شہریار آپ اس صحرا مین کہان بدیع الزمان نے کہا کہ خواجہ کیا کہون خلاصہ یہ
کہ ملک قاسم کو ڈھونڈھنے نکلا ہون اب تم بتاؤ کہانکا قصد رکھتے ہو خواجہ سعید نے کہا مین تو شہر شمالیہ
کا قصد رکھتا ہون بدیع الزمان نے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلین خواجہ سعید نے کہا کہ بسم اللہ چشم ما روشن
دل ما شاد تشریف لیچلیے غرض اُس شب کو تو سب اس صحرا مین خیمہ زن رہے صبح کو خواجہ سعید نے چلنے کا قصد
کیا بدیع الزمان بھی خال ابراہیمی اور گیسوان خلیلی کو چھپا کر تاجرون کی شکل بنکے خواجہ سعید کے ہمراہ ہوئے
بعد چند روز کے باغ عشرت مین داخل ہوئے اور وہان کے باشندون سے حال ملک قاسم کا استفسار

گیا اُن لوگون نے کل واردات من وعن بدیع الزمان سے بیان کی بدیع الزمان حال قاسم کے جونگ
ہونے کا سنکر نہایت متاسف ہوئے اور ایک کوہ عظیم دل پر بدیع الزمان کے گر پڑا اور وہین سے مراجعت کا قصد کیا مگر خواجہ
سعید نے بہت اصرار کیا کہ نہین شہر شمالیہ تک تو میرے ساتھ چلے چلیے کچھ خاطر جمعی ہو لے اور یہ صدمہ عظیم دل سے
ہٹ لے تو پھر تشریف لیجائیے گا غرض بدیع الزمان خواجہ سعید کے ہمراہ ہوئے اور بعد طی مراحل و قطع منازل بارگاہ
عزیز الملک مین داخل ہوئے اتفاقاً اُسوقت بختیارک بھی مع ہرمز و فرامرز کے بارگاہ مین موجود تھا خواجہ
سعید مجرا کر کے صف تجار مین بیٹھگیا اور بدیع الزمان بھی خواجہ سعید کے پاس جاگزین ہوئے بختیارک نے
بہ نگاہ اول ہی بدیع الزمان کو پہچان کر ہرمز و فرامرز کے کان مین کہا کہ دیکھو وہ بدیع الزمان تاجر بنا بیٹھا ہی
ہرمز کہنے لگا کہ او مسخرے کیا بکتا ہی بدیع الزمان کہا اُسے یہان آنے کی کیا غرض اور اگر آتا بھی تو اپنے کو مخفی کرنے
کی کیا ضرورت تھی بختیارک نے کہا خیر دیکھتے رہو کوئی دم مین حال کھلا جاتا ہی بھئی مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بدیع الزمان
تخت عزیز الملک کو تختۂ تابوت کرنے آیا ہی ابھی بختیارک یہ کہی رہا تھا کہ خواجہ سعید نے کچھ جواہر عزیز الملک
کو دکھایا عزیز الملک نے وہ جواہر لیکر خواجہ سعید سے پوچھا کہ یہ نیا تاجر تمھارے ساتھ کون ہی خواجہ سعید نے کہا
کہ یہ میرا بھائی ہی اصفہان سے آیا ہی عزیز الملک نے بدیع الزمان سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی بدیع الزمان نے کہا
کہ میرا نام بدیع الزمان تاجر ہی عزیز الملک نے کہا کہ کچھ جواہر تم بھی اپنا ہمین دکھاؤ بدیع الزمان نے دو تین گوہر
بے بہا عزیز الملک کے پیشکش کیے وہ موتی عزیز الملک کے بہت پسند آئے ابھی اور کچھ گفتگو نہ ہونے پائی
تھی کہ ہلکارون نے آکر اطلاع دی کہ برق بریق آفرید کوہ پیشانی اور قیماس خان کی قید لیکر حاضر
بارگاہ ہوا ہی اور کل ماجرا اعظم صف شکن اور آفرید کوہ پیشانی اور قیماس خان کا بیان کیا عزیز الملک
نے اُسیوقت حکم دیا کہ ان دونون کی گردن ماری جائی کہ یہ لوگ ہرگز لائق عفو نہین ہین الغرض برق بریق کو
کرسی عنایت ہوئی اور قیماس خان اور آفرید کوہ پیشانی اُسیطرح سامنے مقید و مسلسل کھڑے ہوئے ہین
کہ یکایک نظر قیماس خان کی بدیع الزمان پر پڑی اور بدیع الزمان نے قیماس کو دیکھا انھون نے
اُنکو پہچانا اور اُنھون نے انھین پہچانا اب بدیع الزمان اپنے دل مین سوچنے لگے کہ بھئی اچھے وقت پر پہونچے
اور خوب موقع ہاتھ لگا قیماس خان جسوقت زیر تیغ بیٹھے اُسیوقت اُٹھکر اُسے رہا کرو اگر آج قیماس خان
کو رہا کرا دیا تو بہت بڑا احسان قاسم پر ہوگا اور قیماس خان بھی تمھے سرنگون ہوگا اور علاوہ اس احسان کے
ایک برادر مومن کی اعانت اور اُسے ایسے سخت مہلکہ سے بچانا کسقدر ثواب عظیم ہی امید قوی ہی حق تعالی سے یہی ہی
کہ وہ ان کافرون پر فتح دیگا اور قیماس خان چھوٹ جائیگا ثواب کا ثواب اور احسان کا احسان ہوگا اور اگر مارے
بھی گئے تو اجر شہادت کہان گیا ہی وہ حاصل ہوگا اور اُدھر قیماس خان یہ خیال کر رہے ہین کہ اگر مین زیر تیغ
بٹھایا گیا اور میرے قتل کا سامان ہوا تو یہ ممکن نہین کہ بدیع الزمان میری مدد کے لیے نہ اُٹھے اور میری رہائی
کے لیے کوشش نہ کرے اور تلوار نہ گھسیٹے بھئی اگر مین اسکے ہاتھ سے رہا ہونگا تو علاوہ میرے سرنگون ہونے کے
قاسم پر بڑا احسان ہوگا اور وہ سرنگون ہوگا تمام عمر شرمساری رہیگی ایسے احسان لینے سے تو جان دیدینا بہتر معلوم
ہوتا ہی جان رہے یا نہ رہے مگر بدیع الزمان کا احسان اپنے اوپر نہو ابھی یہ دونون اپنے اپنے مقام پر یہ سوچ
کر ہی رہے تھے کہ یکایک جلاد تیغ بکف سامنے آیا اور اُسنے اذن قتل لیکر میدان خونی تیار کیا اور ریگ کا چبوترہ
باندھکر اور نطع ڈالکے قیماس خان کو اُسپر بٹھایا اور کوٹے کی لکیر گردن پر لگا کے چاہتا تھا کہ گردن پر قیماس خان

کی گردن پر مارے یہ دیکھتے ہی یکایک شاہزادۂ بدیع الزمان اپنی کرسی سے تیغ بکف اُٹھے اور نعرہ کیا کہ خبردار
او نامرد قیماس خان پر تلوار نہ پڑے ورنہ مین تجکو اور تیرے بادشاہ کو زندہ نہ چھوڑونگا کیا مجال ہی تیری اور
تیرے بادشاہ کی کہ قیماس خان کے ہاتھ لگا سکے آگاہ ہو کہ مین ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نامور خلف الرشید
امیر کشورگیر جناب حمزۂ صاحبقران ہون یہ کہکر چاہتے تھے کہ قید کو قیماس خان کی کاٹ دین کہ
قیماس خان کو غیظ آگیا اور زور شجاعت مین آکر اس زور سے ایک انگڑائی لی کہ تمام قید قیماس خان
کی ٹوٹ کر دور جا پڑی اور جلاد کے ہاتھ سے تیغہ چھینکر چاہتے تھے کہ جلاد کو مارین کہ یکایک دربارگاہ سے
ایک گرد اُٹھی اور فریدون شمشیر پرست مع مرکب داخل بارگاہ ہوا اور پکار کر کہنے لگا کہ ای قیماس خان تم ہرگز
ہرگز خائف و متالم نہ ہونا مین بھی تمھاری کمک کو آپہونچا یہ دیکھکر بختیارک ہنسا اور ہرمز و فرامرز سے کہنے لگا کہ لیجیے جو
ہم کہتے تھے اُنکا سامنا ہو گیا آپ تو فرماتے تھے کہ بدیع الزمان یہان کجا اور اُسے یہان آنے کی کیا غرض ابتو
آپکو اُسکے آنے کا سبب معلوم ہو گیا ارے جناب اب دیکھیے گا کہ بدیع الزمان نے کس کسکا کام تمام کیا ارے صاحب
سیف الملک کا تخت تختۂ تابوت ہی نہ ہو جائے تو میرا نام بختیارک نہ رکھیے گا الغرض یہ ماجرا دیکھکر آفرید
کوہ پیشانی نے بھی اپنی قید کو توڑ ڈالا اور نعرہ کیا کہ ای نامردو اب کہان جاؤ گے یہ سنکر سیف الملک نے حکم دیا کہ
کُل پہلوان یکبارگی ان سب پر ٹوٹ پڑین اور چارون طرف سے گھیر کر انھین پکڑ لین اور ہر چہار جانب پہرے بیٹھ جائین
کہ انمین سے کوئی بھاگ کر نہ جانے پائے یہ سنکر اُسیوقت سب پہلوان ٹوٹ پڑے اور پہرے بیٹھ گئے لڑائی ہونے
لگی اب ادھر فریدون مقاتلہ کر رہا ہے اُدھر قیماس خان اور بدیع الزمان اور آفرید کوہ پیشانی جنگ کر رہے
ہین جب کئی پہلوان بڑے بڑے زبردست لشکر سیف الملک کے مارے گئے تو فریدون کا حوصلہ اور زیادہ
ہوا اور مثل شیر غران برق بریق پر حملہ آور ہوا یہ دیکھکر برق بریق بھی اپنی جگہ سے اُٹھکھڑا ہوا اور ایک تلوار فریدون
پر ماری فریدون نے اُس ضرب کو خالی دیکر ایک ہاتھ تیغ بیدریغ کا برق بریق پر ایسا مارا کہ برابر اُسکے دو حصے
ہوگئے یہ دیکھکر تاج الملک کو غیظ آگیا اور تلوار گھسیٹ کے فریدون پر چلا اور ایک تلوار جو سر پر فریدون کے ماری
تو تا دو ابرو اُتر آئی فریدون نے خون پاک کرکے جواب مین تلوار لگائی تو تاج الملک کے بھی کوئی دو انگل کا زخم آیا یہ
ماجرا دیکھکر قیماس خان بھی اُسطرف متوجہ ہوگئے اور تاج الملک کے ایک تلوار لگائی اُسنے خالی دیکر جو ایک
تلوار قیماس خان کے ماری تو تا دو ابرو اُتر آئی یہ کیفیت دیکھکر آفرید کوہ پیشانی بھی اسطرف آپڑا اور پہلوانون سے
لڑنے لگا اب اس عرصے مین بدیع الزمان بھی اسطرف آگئے اور آتے ہی ایک تلوار تاج الملک کے ایسی ماری
کہ تا دو ابرو اُتر آئی یہ دیکھکر سیف الملک کو بھی تاب باقی نہ رہی اور اپنے دنگل سے اُٹھکر ایک تلوار بدیع الزمان
کے لگائی بدیع الزمان نے خالی دیکر ایک ہاتھ تیغۂ طہمورث کا ایسا مارا کہ اسکے بھی تا دو ابرو اُتر آیا یہ دیکھکر عزیز الملک
نے اپنے فرزند بدیع الملک سے کہا کہ ای فرزند اُٹھ اور جلد اس پسر حمزہ کو مار لے یہ سنکر بدیع الملک اُٹھا اور تلوار
کھینچکے بدیع الزمان پر آیا اور باش باش کہکے ایک ہاتھ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے خالی دیکر بند دست پکڑکے
اس زور سے جھٹکا دیا کہ بدیع الملک مُنہ کے بل آرہا اُسکے گرتے ہی بدیع الزمان نے کمربند مین اُسکے ہاتھ ڈالکے زمین
سے اُٹھا کر چکر دیکر زمین پر دے مارا اور دونون پانون پکڑکے جو زور سے جھٹکا دیتے ہین تو برابر دو حصے ہو گئے بیٹے کی لاش
جو عزیز الملک نے دیکھی دنیا نظر مین تیرہ و تاریک ہو گئی اور فوراً تخت پر سے کود پڑا اور بدیع الزمان کے ایک قمہ لگتے
ہی اس زور سے ماری کہ اگر ہٹ نہ جائین تو سر پاش پاش ہو جائے مگر خیر سر تو بچگیا شانے پر پڑی کہ زرہ کو توڑکر ہڈی

پر ٹھہری خون پونچھکر بدیع الزمان چاہتے ہی تھے کہ اُسپر بھی وار کرین کہ یکایک پہلوان اُسکے بیچ مین آگئے اور لڑائی ہونے لگی یہ جرأت و صفدری بدیع الزمان کی دیکھہ دیکھکر فریدون کہہ رہا تھا کہ خدا اس جوان کو نظر بد سے بچائے کیا بہادر شخص ہی القصہ سبکے سب لڑتے لڑتے باہر آگئے عزیز الملک نے حکم دیا کہ تمام ناکو پر شہر کے فوجی پہرے بیٹھ جائین جو جسطرف جائے بے تامل اُسکا سر کاٹ لو القصہ قیماس خان مارتے پیٹتے اُسی حالت زخمداری مین ایکطرف نکلگئے فریدون شمشیر پرست ایکطرف مارتا ہوا نکلگیا آفرید ایکطرف کو چلا گیا مگر بدیع الزمان جس راہ سے چلے اُسطرف مسلسل آہن قبا پہرے پر کھڑا ہوا تھا بدیع الزمان کو آتے دیکھکر اُسنے خوف سے راہ دیدی بدیع الزمان گھوڑا دبائے ہوئے نکلگئے اور آفرید کو وہ پیشانی جو گھوڑا دبا کر چلا تو اُس سے عظیم کوہ بازو سے سامنا ہوا آفرید نے چاہا کہ گھوڑا دبا کر نکلجائے مگر ممکن نہوا عظیم نے اپنے ساتھیون کو حکم دیا کہ اس نمک حرام کو گرفتار کرلو یہ سنکر فوج آفرید پر دوڑ پڑی آفرید نے جو گھوڑا دبایا تو راہ مین ایک خندق تھی راکب و مرکب دونون اُس خندق مین جا پڑے کچھ لوگ آفرید پر ٹوٹ پڑے اور اُسے گرفتار کر لیا رات بھر مقید رکھا صبح کو بطوق و مسلسل کرکے دربار عزیز الملک مین حاضر کیا عزیز الملک نے آفرید سے کہا کہ ای آفرید اگر تو خداوند لقا کو سجدہ کرے اور ملک قاسم کی الفت کو اپنے دل سے بھلادے تو مین تجھے ابھی رہا کردون اور تیرے قصور کو عفو کردون یہ سنکر آفرید لقا کو سخت و سست کہنے لگا اور کہنے لگا کہ وہ خداوند تمھارا کیا مسخرہ ہی جسے مین سجدہ کرون اگر مین قتل بھی کیا جاؤن تب بھی خدا پرستی کو نہین چھوڑ سکتا یہ سنکر عزیز الملک نے حکم دیا کہ خیر ابھی اسے قید رکھو سمجھا جائیگا اب اسکو تو یہین مقید چھوڑیے

دو کلمے داستان فریدون شمشیر پرست کے پہونچنا اُسکا شہر محرابیہ مین اور بعد قتل دیو سنجر کے محراب شاہ کو شمشیر پرست کرنا ملاحظہ فرمائیے

عندلیبان گلشن معانی اور زمزمہ سنجان گلستان خوش بیانی اس داستان صحت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ فریدون شمشیر پرست جو بارگاہ سیف الملک سے لڑتا بھڑتا ہوا نکلا اور طی مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا چلا جب قریب دو منزل کے پہونچگیا تو ایک جگہ زیر سایۂ درخت بیٹھکر زخم دوزی کی پٹی مرہم کی چڑھائی اور پھر مرکب پر سوار ہوکے ایک جانب کو روانہ ہوا بعد دو روز کے ایک شہر کے ناکے پر پہونچا سیر کرتا ہوا داخل شہر ہوا جاتے جاتے ایک مقام پر کیا دیکھتا ہی کہ پانچ چار آدمی ایک کمرے مین باہم بیٹھے ہوئے ہین فریدون نے گھوڑا روک کر اُن لوگون سے کہا کہ اگر آپ حضرات کی اجازت ہو تو مین بھی حاضر ہون اب جو اُن لوگون نے فریدون کو دیکھا سطوت و جلالت فریدون کی دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی شخص جلیل القدر معلوم ہوتا ہی یہ سوچ کر کہنے لگے کہ بسم اللہ تشریف لائیے فریدون گھوڑے سے اتر کر حسب دستور خود ملا اُن لوگون نے فریدون کی تعظیم کی جب شام ہوئی تو اُن لوگون نے فریدون سے کہا کہ ای بھائی مسافر اب شام ہوئی جسطرف تمکو جانا ہو چلے جاؤ یہان شب باش ہونے کا حکم نہین ہی یہ سنکر فریدون نے کہا کہ جہان آپ حضرات نے میری اتنی خاطر کی ہی وہان اتنی مہربانی اور فرمائیے کہ آج شب کی شب مجھے سو رہنے دیجیے علی الصباح مین اُٹھکر چلا جاؤنگا اُن سبنے کہا کہ ہر چند ہمارے شاہ کا حکم نہین ہی مگر خیر تمھاری خاطر ہی بہتر آج شب کی شب سو رہو صبح کو اُٹھتے ہی چلے جانا کسیکو خبر نہو ورنہ ہمارے واسطے خرابی متصور ہی فریدون نے کہا کہ اس سے آپ خاطر جمع رکھیے عوض احسان کا احسان ہی احسان کا بدلہ بدی نہین ہی اگر مین بعوض احسان آپ کے کوئی احسان آپ کے ساتھہ نہ کرسکا تو کیا یہ کسی شریف آدمی کا کام ہی کہ عوض احسان کے زک پہونچائے غرض رات تو فریدون نے وہین بسر کی علی الصباح اُٹھکر اپنے مرکب پر سوار ہوکے چند قدم آگے بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک برات پیدا ہوئی فریدون

گھوڑا روک کر سر راہ کھڑا ہو گیا اور سیر برات کی دیکھنے لگا اور لوگون سے پوچھا کہ کیون بھائیو یہ کسکی برات ہی لوگون نے بیان کیا کہ ہمارا بادشاہ محراب شاہ اپنے بیٹے کی برات لیے جاتا ہی فریدون یہ سنکر خاموش ہو گیا اور سیر برات کی دیکھنے لگا جب ہاتھی بادشاہ کا برابر آیا تو ایک شخص نے آگے بڑھکر ایک رقعہ بادشاہ کو دیا شاہ اُس رقعہ کے دیکھتے ہی ہائے کر کے زمین پر گر پڑا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا فریدون یہ ماجرا دیکھکر بہت متعجب ہوا اور آگے بڑھکر براتیون سے پوچھا کہ ایہا الناس یہ کیا ماجرا ہی کہ تم سب اس خوشی مین دفعتہ ایسے بیتاب ہو گئے اُن سبنے کہا کہ ای جوان ہم عجیب سانحۂ و طرفہ ماجرائے ہست ہم تجھسے کیا بیان کرین فریدون نے کہا کہ تم بیان تو کرو ہر چند کہ مین مرد مسافر ہون مگر انسان ہی انسان کے کام آتا ہی اگر کوئی امر ایسا ہو گا کہ جو میری تدبیر سے بنجانے والا ہو گا تو مین ضرور کوشش کرونگا اُن سبنے کہا کہ ای جوان جب ہمارا شاہ عاجز ہو گیا تو تم ایک تن تنہا کیا کر سکتے ہو فریدون نے کہا کہ بھلا خیر کچھ کہو تو سہی اُن لوگون نے کہا کہ ای جوان اس شہر مین ہر سال ایک بلائے عظیم آیا کرتی تھی اور ہزارہا مردمان شہر کو کھا جاتی تھی ہر سال شہر آباد ہوتا تھا اور ہر سال صحرا سے بدتر ہو جاتا تھا آخر کار ہمارے بادشاہ نے مجبور ہو کر اُس سے عہد و پیمان کر لیا کہ تو ہر سال ہمین تباہ نہ کیا کر ہم تجھے ایک آدم زاد روز بھیجا کرینگے پس ای جوان اب ہر روز کا یہ معمول ہی کہ جسکا نام وہ کمبخت لکھکر بھیجتا ہی بادشاہ اُسے بھجوا دیتا ہی خواہ امیر ہو خواہ غریب آج جو حسب معمول اُسکا رقعہ آیا ہی تو اُسمین اُسی شاہزادے کا نام لکھا ہی جسکی یہ برات جا رہی ہی اور بادشاہ کا یہی ایک لڑکا ہی اسلیے ہم سب مع بادشاہ مصروف گریہ و بکا ہین یہ سنکر فریدون بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ ای بادشاہ اگر ہم اس بلا سے تمکو نجات دلوا دین اور اُس دیو کو مار ڈالین تو تم ہمارا دین و آئین قبول کر لوگے یہ سنکر بادشاہ ہنسا اور کہا کہ ای جوان تو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی جب ہم والی ملک اور صاحب لشکر ہو کر کچھ نہ بنا سکے تو تو تنہا کیا کر سکتا ہی فریدون نے کہا کہ آپکو اس سے کیا بحث ہی آپ مجکو جانے تو دین اگر مین فتحیاب ہوا تو آپکا کام بالتمام بنگیا اور اگر مین بھی اُسکا لقمہ ہو گیا تو آپکا کوئی حرج نہین آج آپکا شاہزادہ ہی بچ جائیگا آپ فقط یہ اقرار کر لیجیے کہ اگر مین مظفر و منصور پھرا تو آپ میرا دین قبول کرینگے یا نہین بادشاہ کچھ سوچ کر کہنے لگا کہ بہتر آپ جائیے اگر آپ مظفر و منصور پھرینگے تو مین آپکا دین و مذہب قبول کرنے مین کچھ عذر نہ کرونگا آپکا ایمان قبول کر نا کیسا تمام زندگی آپکی اطاعت سے سر نہ اُٹھاؤنگا یہ کہکر بادشاہ نے فریدون کو اُس فرستادہ دیو کے ہمراہ کر دیا جب فریدون قریب باغ دیو کے پہونچا تو اُس فرستادہ نے اُنکو دروازے پر ٹھہرایا اور خود جا کر اطلاع دی کہ وہ آدمزاد دروازہ باغ پر حاضر ہی یہ سنتا تھا کہ اُس دیو کی باچھین کھل گئین اور قلقاریان مارتا ہوا دروازۂ باغ پر آیا پہلا تو فریدون کچھ ڈرا پھر دلکو مضبوط کر کے یا خداوند شمشیر کہکے گھوڑے سے اُتر کے دیو کے سامنے آیا دیو نے فریدون سے کہا کہ او آدمزاد مین آنکھین بند کر کے بیٹھتا ہون تو آکر میرے مُنھ مین کود پڑ مین بے دانت ڈاڑھ لگائے ہوئے تجکو نگل جاؤنگا فریدون نے کہا خیر بہتر بیٹھیے تو یہ سنکر دیو مثل غار کے مُنھ کھولکے بیٹھ گیا اور آنکھین بند کر لین اب جو فریدون ادھر اُدھر دیکھتا ہی تو دیکھا کہ ایک پتھر کئی سو من کا سامنے پڑا ہوا ہی وہی پتھر اُٹھا کے اُس دیو کے مُنھ مین ڈالدیا کوئی دو تین دانت دیو کے ٹوٹکر اُس پتھر کے ساتھ حلق مین جا رہے دیو نے تھو تھو کر کے کہا کہ ای آدمزاد تو کسقدر لقمۂ سخت تھا یہ کہکر آنکھ جو کھولی تو فریدون کو سامنے پایا جب تو دیو کو غصہ آگیا اور دار شمشاد اُٹھا کر فریدون کو مارنا چاہا فریدون تیغ کھینچے کھڑا تھا اور دل مین سوچتا تھا کہ کسطرف جاؤن جب دیو اُسکے قریب آیا تو فریدون نے دیکھا کہ بغل اُسکی مثل رومی دروازے کے کشادہ ہی فریدون جھپٹکر بغل کیطرف سے دیو کی پشت پر چلا گیا دار شمشاد پشت پر پڑی تیغ گرد کا بلند ہوا دیو نے کہا کہ او آدمزاد گوشت بھی تیرا کرکرا ہو گیا ہو گا یہ سنکر فریدون نے نعرہ کیا کہ کیا ہی یہ سنکر دیو نے جیسے ہی اُلٹ کر دیکھا ویسے ہی فریدون نے یا خداوند شمشیر کہکر جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا

تو وہ اُسکی کمر پر پڑا مثل خیار تر کے اُسکے دو حصے ہو گئے اور اس زور سے لاش زمین پر گرے کہ گویا ایک پہاڑ پھٹ پڑا فریدون نے جلدی سے دیو کا سر کاٹ لیا اور فتراک مین باندھکر خدمت شاہ مین روانہ ہوا اور جاتے ہی سر دیو ناپاک کا فتراک سے کھولکر بادشاہ کے سامنے ڈالدیا سبکے سب دیکھکر دنگ ہو گئے اور بادشاہ مع کل اہل شہر اور تمام فوج کے شمشیر پرست ہوا اور بڑے تزک اور احتشام سے فریدون شمشیر پرست کو بارگاہ مین لاکر بٹھایا صحبت عیش مہیا ہوئی دور دورے گلگون چلنے لگا ناچ شروع ہوا تمام حضار بارگاہ اور کل افسران سپاہ اور رئیسان شہر نے اگر نذرین گذرانین ہر ایک طرف نوبتین خوشی کی بجنے لگین دن عید اور رات شب برات ہو گئی فریدون شمشیر پرست شہر مُحرابیہ مین مقیم ہوا اب انکو یہین چھوڑیے

دو کلمے داستان شہر مضرابیہ کے ملاحظہ فرمایئے

کہ یہ ایک شہر تھا بہت سواد نہایت آباد انتہا کا شاد بادشاہ وہاں کا مضراب شاہ عدل پناہ تھا خزانہ لا انتہا اور فوج بیشمار کا مالک تھا صاحب حوصلہ و عالی ہمت تھا اور ایک دختر اُسکی نہایت حسین و جمیل و بیعدیل تھی اتفاقاً وہ دختر نیک اختر ایک روز بام خانہ پر کھڑی تھی اور منقار تبرزن مضراب شاہ کا پہلوان حمام سے آتا تھا اتفاقات روزگار و قضاے کار نظر اُس پہلوان کی اُس دختر پر پڑ گئی ہزار جان سے مفتون ہو گیا گویا رگ دل ٹوٹ گئی اور عنان صبر ہاتھ سے چھوٹ گئی بیتاب و بیقرار دیوانہ وار آنکھین بند کیے ہوئے بیخوف و خطر محل شاہی کے اندر چلا آیا اور اُس ملکۂ دلفریب کو گود مین اُٹھا کر جانب صحرا لے بھاگا جب یہ خبر مضراب شاہ کو پہونچی کہ منقار تبرزن میری دختر نیک اختر کو محل شاہی کے اندر سے لے بھاگا تو بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ تو ابھی جا کر منقار تبرزن کو مع اُسکے عیال و اطفال کے میرے روبرو گرفتار کر لا کوتوال بحکم شاہی مکان پر منقار تبرزن کے دوڑ لیکر آیا اور چارون طرف سے مکان کو گھیر لیا یہ ماجرا دیکھکر منقار تبرزن کے اہل و عیال بچون کو لیکر مع دو چار کنیزون کے پشت مکان کی کھڑکی کھولکر صحرا کی طرف نکل گئین کوتوال جو مکان کے اندر آتا ہے تو وہان بھیرو تا بھی رہا ہے کسی متنفس کا پتا نہین کوتوال یہ دیکھکر بہت متعجب ہوا مگر کل اسباب و جائداد لیکر سامنے بادشاہ کے آیا اور عرض کیا کہ حضور منقار کا پتا ملنا کیسا اُسکی عورتون اور بچون کا بھی سراغ نہ لگا مگر اسباب و جائداد اُسکی ضبطی کر لایا ہون ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ہلکارون نے آکر اطلاع دی کہ منقار تبرزن مع ملکہ کے فلان صحرا مین موجود ہے یہ سنکر بادشاہ کچھ فوج لیکر اُس صحرا مین آیا اور منقار کو مع ملکہ گرفتار کر لیا ملکہ کو تو محافے مین سوار کر کے روانہ کر دیا اور منقار کو مطوق اور مسلسل کر کے لیچلا اسکو تو یہین چھوڑیے

دو کلمے داستان قیماس خان کے پہونچنا اُسکا صحراے مضرابیہ مین اور عاشق ہونا خواہر منقار تبرزن پر ملاحظہ فرمایئے

کہ قیماس خان جو اُس جنگ سے نکلکر چلے تو انکے مرکب نے صحراے مضرابیہ مین لاکر کنارے ایک جھیل کے پہونچایا قیماس خان مرکب سے اتر کر اور زخم دوزی کر کے منھ ہاتھ دھو رہے تھے کہ اتفاقاً ایک کنیز اُس جھیل پر پانی لینے آئی دیکھا اُسنے کہ ایک جوان خوشجمال جھیل کے کنارے مجروح و مقروح پڑا ہوا ہے اُسنے جا کر منقار کی بہن سے بیان کیا کہ اے بی بی ایک جوان جھیل کے کنارے زخمی پڑا ہوا ہے یہ سنکر وہ نازنین مہجبین جھیل کے کنارے آئی اور قیماس خان کو دیکھکر مفتون ہو گئی اور ایک کنیز سے بولی کہ ذرا اس جوان کو ہوشیار تو کرو اُس کنیز نے حسب ارشاد قیماس خان کو ہوشیار کیا اب جو یہ ہوشیار ہوئے تو دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین سرھانے کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی یہ بھی ہزار جان سے عاشق ہو گئے اُس نازنین مہجبین نے شراب و کباب حاضر کیا اور عرض کیا کہ اے جوان یہ شراب و کباب حاضر ہے نوش فرمایئے قیماس خان نے کہا کہ یہ فقیر مذہب اسلام رکھتا ہے یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ پھر اپنے مذہب کے اصول مجھے بھی تعلیم فرمایئے مین بھی شرف اسلام سے مشرف ہونگی قیماس خان نے یہ سنکر کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور اُس نازنین مہجبین نے کلمہ طیبہ پڑھکر اسلام اختیار کیا پھر تو دور شراب و کباب چلنے لگا

اب ادھر تو قیماس خان کی یہ خواہش ہی کہ کون سی تدبیر ایسی ہو کہ اس سے ہمکنار ہو جیے اور دل ناشاد کو شاد کیجیے اور اُدھر اُس مہ جبین کا یہ خیال ہی کہ کیونکہ اس جوان کو اپنی طرف متوجہ کیجیے کہ مطلب حاصل ہو اور اپنی خواہش ظاہر نہو اب اپنی اپنی جگہ یہ دونون فکرین کر رہے ہین کہ کیا کیجیے اور کیا نہ کیجیے سوچتے سوچتے اُس نازنین کو یہ تدبیر سوجھی کہ اس جوان سے کچھ تذکرۂ عشق اور قصہائے الفت بیان کرنا شروع کیجیے کہ بسبب حداثت سن اور جودت طبیعت کے طبیعت اسکی ان قصون سے متاثر ہو اور یہ خود ہی ابتدا کرے ابھی یہ نازنین کوئی بات نہ کرنے پائی تھی کہ قیماس خان یہ سوچے کہ اب اس سے کچھ بات شروع کیجیے اثنائے سخن مین کوئی بات نکل ہی آئیگی یہ سوچ کر قیماس خان نے کہا کہ ای حسینۂ دلفریب کچھ بات کرو کہ فی الجملہ غم غلط ہو یہ نازنین تو اسکی طالب تھی ہی اسنے کہا کہ ای جوان کیا باتین کرون میرا دل خود ہی متفکر ہو رہا ہی تم ہی کچھ باتین شروع کرو قیماس خان نے کہا کہ اچھا باتین تو ہو رہینگی پہلے تم اپنے آنے کا سبب تو اس دشت مین بیان کرو یہ سنکر اُسنے کہا کہ ای جوان ہم بسبب خوف شاد کے یہان آکر مخفی ہوئے ہین قیماس خان نے کہا کہ یہان کا بادشاہ کون ہی اور یہ صحرا کسکی سرحد مین ہی اُس نازنین نے کہا کہ یہ سب سرحد مضرابیہ کی ہی اور بادشاہ یہانکا مضراب شاہ ہی اصل واقعہ یہ ہی کہ میرا بھائی منقار تبرزن اُسکا سپہ سالار تھا ایک روز وہ حمام سے آتا تھا اور بیٹی بادشاہ کی بالاخانے پر کھڑی تھی منقار ملکہ کو دیکھکر عاشق ہو گیا اور بیخوف و خطر محل کے اندر گھسکر ملکہ کو نکال لایا اور کسی صحرا کیطرف چلا گیا بادشاہ نے یہ سنکر دوڑ بھیجی ہم لوگ بپاس عفت یہان بھاگ آئے اور کل گھر ہمارا ضبطی ہو گیا اور منقار بھی مع ملکہ گرفتار ہو گیا اگر آپ ہم سبکی عزت بچائیے گا تو بڑا احسان ہو گا اور ہمارا قبیلہ مسلمان ہو گا یہ سنکر قیماس نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو وہ بادشاہ تو کیا مسخرہ ہی جو تمھارے بھائی کو نہ چھوڑیگا مین اُس مردود کو مار کے تمھارے بھائی کو چھڑا دونگا اور اُسکی معشوقہ بھی اُسے دلوا دونگا آگاہ ہو کہ مین ہی قیماس خان خاوری شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کا ماموں ہون قاسم وہ ہی کہ جسنے سنجان کو تباہ و برباد کر کے اب شمالیہ باختر مین آگ لگا رکھی ہی کیا اب بھی دنیا مین کوئی شخص ایسا ہی جو تمھارے بھائی کی جانب بنگاہ بد دیکھے قیماس کی زندگی مین تو ناممکن ہی اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار مین سنتی ہون کہ اس جانب سے منقار کی قید جائیگی قیماس خان نے کہا کہ انشاءاللہ اسیجگہ سب کام ہو جائیگا تم ہر طرح اطمینان رکھو اب یہ قصہ تو یہین چھوڑیئے اور اب

دو کلمے داستان ملک قاسم کے زرتاج سے پوچھکر شہر شمالیہ کی جانب روانہ ہونا اور مضراب شاہ کو جنگ قیماس خان مین مسلمان کرنا ملاحظہ فرمائیے

کہ جب فریدون شمشیر پرست کو قاسم کے پاس سے گئے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا اور کوئی حال مفصل نہ معلوم ہوا تو قاسم کا دم بہت گھبرایا مرکب پر سوار ہو کے بارگاہ زرتاج مین آیا زرتاج نے بڑی تعظیم و تواضع کی اور اپنے برابر دنگل شوکت پر جگہ دی قاسم دنگل پر بیٹھے اور زرتاج سے پوچھا کہ فریدون کہان گیا ہی اُسنے کہا کہ ای شہریار فریدون اپنے ملک کے بندوبست کو گیا ہی آپ تشریف فرما ہون وہ بھی دو تین روز مین آجائیگا یہ سنکر قاسم نے زرتاج سے کہا کہ نہین سچ سچ بتاؤ کہ وہ کہان گیا ہی پہلے تو یہی کہے گیا کہ شہریار وہ اپنے ملک کے بندوبست کو گیا ہی جب قاسم بہت مُصر ہوئے تو اُسنے کہا کہ ای شہریار آپ کے ماموں قیماس خان شہر شمالیہ مین مقید ہین اُنکی رہائی کے لیے گیا ہی یہ سنکر ملک قاسم نے اپنا مرکب طلب کیا اور یکہ و تنہا شہر شمالیہ کی راہ لی آدھر وہانکا حال سنیے کہ قیماس خان اُس صحرا مین بیٹھے ہوئے ہین کہ ناگاہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ای شہریار مضراب شاہ قید منقار کی لیے جاتا ہی یہ سنتے ہی قیماس خان اسلحہ اپنے جسم پر آراستہ کر کے مرکب پر سوار ہو کے سر راہ آکھڑا ہو رہا جب بادشاہ مع فوج قیماس خان کے برابر آیا تو قیماس خان کو دیکھکر حکم دیا کہ اس جوان کو مار لو

یہ سنتے ہی فوج مضراب شاہ قیماس پر جھپٹی قیماس خان بھی تلوار کھینچکے فوج مین در آیا اور کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیئے یہ دیکھکر بادشاہ نے حکم دیا کہ اب کل فوج یکبارگی ٹوٹ پڑے یہ سنتے ہی فوج چار جانب سے ٹوٹ پڑی اور قیماس خان زخمی ہونے لگے یہ ریلا دیکھکر قیماس نے سر سوے آسمان بلند کرکے دعا کی کہ خداوندا بحق محمدؐ و آلہ الامجاد ان کافرون کی شر سے مجکو بچا اور انپر مجھے فتحیاب کر ابھی مناجات قیماس خان کی تمام نہ ہوئی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد آشکار ہوئی اور ملک قاسم یکہ و تنہا مرکب پر سوار نمودار ہوئے ملک قاسم قیماس کو اس حالت مین دیکھکر تلوار کھینچکے فوج پر گرے اور ہزارون کو درہم و برہم کر دیا قیماس خان شکر خداوند زمین و آسمان بجالائے اور قوت دونی ہو گئی منقار تبرزن اراب پر سے جنگ قاسم کی دیکھ رہا تھا اور اپنے جی مین کہ رہا تھا کہ یہ جوان لال پوش قیامت کا زور آور و بہادر ہی اگر اسکا ساتھ ہوتا تو نہایت مناسب تھا بس یہ خیال کرتے ہی زور شجاعت مین آکر ایک انگڑائی اس زور سے لی کہ تمام قید ٹوٹکر دور جا پڑی اور اراب پر سے کود کر ایک آدھ کو گرا کے اسکی تلوار چھینکر جنگ کرنے لگا اور ملک قاسم جنگ کرتے ہوئے مضراب شاہ کے برابر پہونچے مضراب شاہ نے خبردار خبردار کہکر ایک تلوار قاسم کے ماری قاسم نے ضرب اسکی خالی دیکر قبضے مین ہاتھ ڈالکے تلوار اسکی چھینکر پھینکدی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اسے اٹھا لیا اور چاہتے تھے کہ چرخ دیکر زمین پر دیمارین کہ اسنے عرض کیا کہ ای شہریار الامان الامان قاسم نے کہا کہ بشرط ایمان یہ سنکر مضراب شاہ نے فوج کو منع کیا کہ جنگ موقوف کرو جب جنگ موقوف ہوئی تو قاسم نے مضراب شاہ کو چھوڑ دیا اور کلمۂ طیبہ تعلیم کیا مضراب شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا ملک قاسم اور قیماس خان بغلگیر ہوئے منقار بھی آکر قدمون پر گر پڑا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا جب سبطرح امن و امان ہوئی تو مضراب شاہ مع قاسم و قیماس خان اور منقار تبرزن شہر مین آیا بارگاہ برپا کروائی ملک قاسم کو دنگل شوکت پر بٹھایا تمام افسران فوج اور ارکان شہر سے نذرین دلوائین صحبت عیش مہیا ہوئی دور شیشۂ گلگون چلنے لگا قاسم نے کل حال برق بریق کی دغا اور اس صحرا مین آنے کا استفسار کیا قیماس خان نے من و عن کل حال بیان کیا جب سب حال ملک قاسم سن چکے تو مضراب شاہ سے کہا کہ ای مضراب شاہ اب تجکو لازم ہی کہ تو اپنی دختر منقار تبرزن کے ساتھ منسوب کر دے اور منقار سے کہا کہ تو اپنی بہن قیماس خان کو دیدے دونون نے اس امر کو منظور کیا قیماس کو منقار تبرزن کی بہن منسوب ہوئی اور منقار تبرزن کو مضراب کی دختر ملی سبکے سب شاد و خرم ہوئے بعد اسکے مضراب شاہ نے کئی روز تک دعوت و ضیافت کی بعد اسکے ملک قاسم کل فوج و سپاہ اپنے ہمراہ لیکر مع مضراب شاہ و قیماس خان اور منقار تبرزن کے شمالیہ باختر کو روانہ ہوئے جب قریب شہر شمالیہ کے پہونچے اور یہ خبر عزیز الملک کو معلوم ہوئی کہ ملک قاسم نے مضرابیہ کو مسخر کیا اور اب مع مضراب شاہ فوج و سپاہ لیکر آپ سے جنگ کرنے آتے ہین تو یہ سنتے ہی عزیز الملک نے اپنے فرزند تاج الملک سے کہا کہ ای فرزند تو جا کر اس نبیرۂ حمزہ کو مار لے تاج الملک بحکم عزیز الملک ایک لاکھ سوار لیکر ملک قاسم سے لڑنے چلا ملک قاسم کوئی دو ہی منزل شہر مضرابیہ سے آگے بڑھا تھا کہ تاج الملک آ پہونچا جب ملک قاسم کو خبر ہوئی کہ تاج الملک آتا ہی تو قاسم نے کہا کہ آنے دو وہ مردود کیا چیز ہی ابھی کل تک ذکر ہی کہ مین اسکو کشتی مین [illegible] القصہ تاج الملک نے بمقابلۂ قاسم آکر بارگاہ برپا کروائی جب بارگاہ برپا ہولی تو تاج الملک آکر مسند پر بیٹھا اور شراب کا چلنے لگا دو چار جام پی کر نشے مین آکر حکم دیا کہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑے بحکم تاج الملک اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جب ملک قاسم کو یہ خبر پہونچی کہ تاج الملک نے طبل جنگ بجوا دیا تو ملک قاسم نے بھی حکم دیا کہ تائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے بموجب حکم

یہان بھی اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی الغرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی طبل جنگ بجائے گیے علی الصباح دونون
لشکر آراستہ ہوئے اور میدان جدال درست ہوا صفوف قتال بندھ گئین نقیب نہیب دیگر جا بجا چلے تو ایک پہلوان سیلتن
لشکر تاج الملک سے باہر آیا اور آکر مبارز طلب ہوا ادھر سے قیماس خان خاوری ملک قاسم سے اجازت لیکر
وارد میدان ہوئے بعد گفتگوے بسیار اُس پہلوان نے ایک تلوار ماری قیماس خان نے تلوار اُسکی رد کرکے جو ایک ہاتھ
مارا تو مثل خیار تر اُس خیرہ سر کے دو حصے ہوگئے بعد اُسکے پھر تو برابر لشکر تاج الملک سے پہلوان آیا کیے اور واصل جہنم
ہوتے گئے تا اینکہ تمام دن لڑائی ہوا کی اور شام تک قیماس خان نے دس بارہ پہلوانان نامی کو واصل جہنم کیا جب
بالکل شام ہوگئی تو طبل بازگشت بجوا کر دونون لشکر اپنی اپنی قیامگاہ کو واپس آئے رات کو پھر طبل جنگ بجا صبح کو پھر
میدان قتال آراستہ ہوا اور پھر تا شام بہت سے پہلوان لشکر تاج الملک کے راہی جہنم ہوئے تا اینکہ تین میدانون
مین قیماس خان نے ساٹھ پہلوان لشکر تاج الملک کے تہ تیغ کیے ابتو تاج الملک کو بھی غصہ آگیا اور کہنے لگا
کہ عجب بات ہے جو پہلوان میرا جاتا ہے یہ مردک اُسے مار لیتا ہے اب کل مین اس سے جاکر مقابلہ کرونگا دیکھون تو کیسا پہلوان
ہے غرض جب شام ہوئی اور دونون لشکر اپنی قیامگاہ کو واپس آئے تو تاج الملک نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر ملک
قاسم کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر ہر دو جانب تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
اُدھر سے تاج الملک اور ادھر سے قیماس خان مرکبون کو اُڑا کر میدان مین آئے بعد تگاورزنی کے تاج الملک
نے کہا کہ اے جوان تو نے میرے بہت سے پہلوان کشتہ کیے اب آج مین تجھسے مقابلہ کرونگا دیکھون تو تو کیسا پہلوان ہے
یہ کہکر تاج الملک نے کہا کہ لا اپنی ضرب قیماس خان نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین ہے تو ضرب لگا اگر ہمارا خدا تیری
ضرب سے ہمین بچائیگا تو پھر ہم بھی حملہ آور ہونگے تاج الملک تو غصے مین بھرا ہی ہوا تھا کھینچکے تیغہ ایک ہاتھ
قیماس کے مارا قیماس خان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار تاج الملک کی سپر کو کاٹکر تا دو ابرو اُتر آئی قیماس خان
کو زخمی دیکھکر منقار تبر زن کو تاب نہ رہی قاسم سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور ایک تبر تاج الملک کے
مارا تاج الملک نے وہی تبر چھینکر جو منقار کے مارا تو منقار چکر کھا کے زمین پر گر پڑا یہ ماجرا دیکھکر ملک قاسم کو
غصہ آگیا اور آنکھون مین خون اُتر آیا مگر چونکہ شام ہوچکی تھی سب سے کہنے لگے کہ خیر آج تو شام ہوگئی کل انشاء اللہ
اس سے عوض لونگا یہ کہکر قاسم اپنی بارگاہ مین آیا تاج الملک اپنی بارگاہ مین آیا دورۂ مے گلگون چلنے لگا جب
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم نقارۂ رزمی بجنے کا دیا اُسیوقت نقارۂ جنگی پر چوب پڑی ادھر ملک قاسم کو یہ خبر
معلوم ہوئی اُسنے بھی نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا غرض دونون لشکرون مین شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے تاج الملک نے نصف میدان مین آکر نہیب دی قاسم تو منقار کے مرنے سے جلا
ہی ہوا تھا تاج الملک کی آواز سنتے ہی گھوڑا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا اور آتے ہی جو ایک اوجھڑ ماری تو تاج الملک
گرد برد ہوگیا قاسم نے کہا کہ اگر دعوی بہادری ہے تو لا ضرب شجاعت تاج الملک نے یہ سنتے ہی برچھے کو اُٹھایا
قاسم نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا بڑے زور شور سے برچھیتی ہونیلگی غرض ستر طعنون مین ملک قاسم نے نیزہ
تاج الملک کا ہوائی کیا تاج الملک کو غصہ آگیا اور آرامے پر سے گرز لیکر دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے
المدد یا زمرد شاہ باختری کہکر قاسم کی جانب سر کیا قاسم نے گرز کو گرز زیر رو کا اور تتق گرد کا بلند ہوا قاسم مع
مرکب اندر گرد کے درآیا تاج الملک پکارا کہ زدم و پست کردم حریف را اب اگر چھلنی لیکر خاک تک چھان ڈالو گے
تو پوست و استخوان کا بھی پتا نہ لگیگا ستارہ تو انکے ساتھ تھا ہی بس وہ بعجلت تمام اس تتق گرد مین در آیا اور

چھاگل سے پانی نکالکر قاسم کے مُنھ پر چھینٹا دیا اور کہا کہ ای شہریار حریف زیادتی کرتا ہی اگر طاقت حرب و ضرب نہو تو میدان سے چلے جائیے پھر سمجھ لیجیے گا یہ سنکر آنکھ قاسم کی کھلگئی بیتابارہ سے کہا کہ ہٹ کیا بکتا ہی بچایا تو خداوند عالم نے یہ کہکر مرکب کو ایڑ لگائی شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی مثل برق چمک کر باہر آیا قاسم نے للکار کر کہا کہ او کافر کرازدی ہو کرا بست گردی مین تو حریف تیرا زندہ و سالم ہون یہ کہکر ملک قاسم نے بھی تاج الملک کے ایک گرز مارا تاج الملک نے گرز کو گرز پر روکا مگر کمر تاج الملک کے مرکب کی ٹوٹ گئی اور تاج الملک تتق گرد مین در آیا پانی کا چھینٹا دیا جب اُسکی آنکھ کھلی تو عیار سے پوچھا کیون حریف کیا کہتا ہی عیار نے کہا کہ حریف خاموش کھڑا ہی تاج الملک نے کہا کہ بچایا تو خداوند لقانے مگر بل بے تیرا زور ابکی جو قاسم مجھپر گرز رکھدے تو اُٹھ نہین سکتا یہ کہکر مرکب کو اُڑایا مگر مرکب کی کمر جو ٹوٹ چکی تھی تو وہ اپنے مقام سے نہ ہٹ سکا آخر کار تنگ آکر اُسکو توہین چھوڑا اور تلوار کھینچکر تتق گرد سے باہر آیا اور کہنے لگا کہ خیر آپ نے میرے مرکب کی کمر تو توڑی ہی مین بھی آپکے مرکب کی کمر نہ توڑون تو کچھ کام ہی نہ کیا قاسم ہان ہان ضرور کہکے کود پڑا اور کودا تو اسطرح کہ آگے آپ اور پیچھے گھوڑا تاج الملک نے یہ دیکھکر ملک قاسم کو ایک تلوار ماری قاسم نے سپر اپنی لگا کے ضرب اُسکی خالی دی اور قبضے مین ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا تاج الملک نے تلوار جلدی سے دوسرے ہاتھ مین لیکر پھینکدی اور دوڑ کے لپٹ گیا کشتی ہونیلگی غرض تین شبانہ روز ہونون مین خوب زور آزمائی ہوئی تیسرے روز قاسم نے کمر بند مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے ایک چکر جو دیا تو تاج الملک کو یقین مرگ ہوگیا پکارا کہ الامان الامان قاسم نے کہا کہ لک ذلک بشرط الایمان تاج الملک نے کہا کہ ای شہریار مین ایمان لاتا ہون یہ سنکر قاسم نے تاج الملک کو زمین پر رکھدیا تاج الملک اُٹھکر قدمون پر گرپڑا قاسم نے کلمہ تعلیم کیا تاج الملک کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنی فوج کو بھی مسلمان کیا قاسم مع تاج الملک اور کل فوج کے اپنی بارگاہ مین آیا تاج الملک کو ملک قاسم نے دست راست مین دنگل شوکت پر جگہ دی صحبت عیش مہیا ہوئی جام مئے گلگون گردش مین آیا ناچ رنگ شروع ہوا سبلکے سب شاد و بشاش ہوئے غرض رات عیش و عشرت مین بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو ملک قاسم مع تاج الملک اور کُل فوج کے شہر شمالیہ کی جانب روانہ ہوئے اب ان سبکو تو بمکر آئے منازل شمالیہ با خیر چھوڑیے اور

دو کلمے داستان اعظم صف شکن کے ملاحظہ فرمایئے

کہ جب اعظم صف شکن کو ملک قاسم نے بارگاہ سے نکلوا دیا اور یہ جانب صحرا روانہ ہوا تو جاتے جاتے ایک صحرا مین جاکر اعظم کے دل مین یہ آیا کہ ای اعظم ایسی زندگی سے تو موت بہتر معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ اب یہ مُنھ کسیکے دکھلانے کے لائق نہین ہی موت کی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک درخت سیب مین کمند کی پھانسی لگائی اور اُس درخت پر چڑھکے گلا اپنا حلقۂ کمند مین ڈالکے لٹک گیا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا جب سارے جسم کا دم نکلگیا اور صرف سینے مین سانس باقی رہگئی تو اُسوقت یکایک حضرت خضر علیہ السلام اُس صحرا مین ظاہر ہوئے اور بعجلت تمام حلقۂ کمند کو کاٹ دیا اعظم بیہوش ہوکے گر پڑا حضرت خضرؑ نے اعظم کے سینے پر ہاتھ رکھدیا تمام جسم مین جان آگئی اور آنکھ کھلگئی دیکھا کہ ایک مرد بزرگوار سرہانے کھڑے ہوئے ہین اعظم اُٹھکے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ یا حضرت جب آپ نے مجکو اس کمند ہلاکت سے نجات دی تو اب آپ ہی یہ بھی فرما دیجیے کہ اب مین کسطرف جاؤن میرے آقا نے تو مجھکو بارگاہ سے نکالدیا اور وہ مجھسے سخت بیزار ہی یہ سنکر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جا جہان سے آیا ہی چلا جا اب تیرا آقا تیری بڑی خاطر اور تکریم کریگا یہ سنکر اعظم

۲۰

نے کہا یا حضرت یہ علامات تو نظر کردہ ہونے کی معلوم ہوتی ہین یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ہان مین نے تجھکو نظر کردہ کیا اب
تجھکو کوئی پشت بزمین نہ کر سکیگا مگر حمزہ اور اولاد حمزہ خبردار حمزہ اور اولاد حمزہ سے سرتابی نہ کرنا کہ انکا حق تعالی ہر حال
اور ہر حال مین شریک و رفیق ہی اور جو کوئی تجھسے پوچھے کہ کسنے تجھے نظر کردہ کیا تو کہدینا کہ مجکو حضرت خضر نے نظر کردہ کیا ہے
یہ کہکر حضرت خضر غائب ہوگئے اور برقع نور اعظم کی آنکھون سے ناپدید ہوگیا اب جو اعظم نے اپنے زور کو خیال کیا تو
پہلے سے دوچند اور چارچند پایا امتحانا کئی درختون کو کولی مین لیکر زور جو کیا تو جڑ سے اُکھیڑکر پھینکدیے جب تو اعظم مثل پیل
مست مرکب پر سوار ہوکے ایک طرف کو روانہ ہوئے اب جو قلعہ راستے مین ملتا ہی یہ اُسے فتح کرکے اہل قلعہ کو مسلمان کرکے
کچھ فوج ہمراہ لے لیتے ہین تا اینکہ دس پانچ قلعے مسخر کرکے شہر فریدون شمشیر پرست مین پہونچے اور بارادۂ جنگ
بارگاہ برپا کروائی جب یہ خبر مشتہر ہوئی تو سب افسران فوج اعظم کے پاس آئے اور کہا کہ ای شہریار بادشاہ ہمارا یہان
موجود نہین ہے یہ سنکر اعظم نے وہان سے کوچ کرکے شہر مہرانیہ کا محاصرہ کیا جب مہران شاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ فوج
و سپاہ ساتھ لیکر بارادۂ جنگ باہر آیا رات بھر دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی بجا کیے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین ادھر سے اعظم صف شکن نکلا اور اُدھر سے مہران شاہ آیا لڑائی شروع ہوئی
اعظم لڑتا بھڑتا مہران شاہ کے قریب پہونچا مہران شاہ نے تلوار ماری اعظم نے سپر تابد لیکے ضرب اُسکی خالی دی
اور لپک کر زین سے اُٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر دے مارے مہران شاہ نے کہا کہ مین ایمان لاتا ہون اعظم نے زمین
پر رکھدیا مہران شاہ کلمہ پڑھکر بخوف جان مسلمان ہوا اور اعظم کو اپنی بارگاہ مین لاکر دنگل شوکت پر بٹھایا اب سنیے
کہ یہ تو یہان قیام پذیر ہین اور وہان فریدون شمشیر پرست شہر مہرانیہ مین پھر کر جو بضرورتاً سے چند در چند اپنے ملک
مین آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ اعظم صف شکن بارادۂ جنگ و پیکار یہان آیا تھا مجھے چونکہ نہ پایا اس لحاظ سے چلا گیا
اور شہر مہرانیہ کو جاکر مسخر کیا ہی یہ سنتے ہی فریدون اُلٹے پاؤن پھرا اور فوج و لشکر ہمراہ لیکر شہر مہرانیہ کو روانہ ہوا بعد طی
مراحل و قطع منازل جب مہرانیہ مین داخل ہوا تو اُسے معلوم ہوا کہ اعظم صف شکن نے مہران شاہ کو زیر کرلیا
اور وہ شرف اسلام سے بھی مشرف ہوا یہ سنکر فریدون مع فوج قلعے کے سامنے فروکش ہوا جب یہ خبر اعظم صف شکن
کو معلوم ہوئی تو یہ بھی مع فوج و سپاہ قلعے سے باہر آیا اور بمقابل فریدون کے بارگاہ برپا کروائی فریدون نے یہ خبر سنکر
نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا فوراً طبل جنگ پر چوب پڑنے لگی جب یہ حال اعظم کو معلوم ہوا تو اُسنے بھی اپنے لشکر مین
طبل جنگ بجوادیا غرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون فوجین میدان مین آئین بعد
آراستگی صفوف جدال و قتال فریدون اپنا مرکب بڑھاکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے
اعظم صف شکن برآمد ہوا پہلے تگاورزنی ہوئی چار چار قدم مرکب پیچھے ہٹے غرض بعد گفتگوے بسیار اور
رد و بدل اسلحہ فریدون شمشیر پرست نے نیزہ مارا اعظم نے نیزے کو نیزے پر رد کیا سنان پر سنان اور بنان پڑنے
لگی جب سنانین ناکارہ ہوگئین تو پہلے فریدون نے نیزے کو پھینکدیا اور ارابے پر سے گرز لیکر اعظم کے سر پر
دودستی وار کیا اعظم نے گرز کو گرز پر رد کیا آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی تتق گرد کا بلند ہوا اعظم تتق گرد مین غائب ہوگیا
فریدون نے پکار کر کہا کہ زدم و پست کردم حریف را یہ آواز سنتے ہی اعظم گھوڑے کو چمکا کر سامنے آیا اور پکارا کہ
او مردود کیا بکتا ہی کرا زدی و کرا پست کردی مین حریف تیرا تو زندہ و سالم موجود ہون یہ کہکر اعظم نے ایک گرز فریدون
کے مرکب پر مارا کہ مرکب اُسکا مرگیا فریدون مرکب پر سے کود کر تلوار کھینچ کے جھپٹا اور پکارا کہ تو نے میرے مرکب کو ہلاک کیا ہی مین
بھی تیرے مرکب کو پیدل کرونگا یہ سنتے ہی اعظم گھوڑے سے کود پڑا فریدون نے اعظم کے تلوار ماری اعظم نے

پیتر ابد سے لگے ضرب اُسکی خالی دی اور قبضے پر ہاتھ ڈالکے ایک جھٹکا دیا فریدون نے تلوار تو دوسرے ہاتھ مین
لیکر پھینکدی اور گریبان مین ہاتھ ڈالکر لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی دو روز تک خوب کشتی ہوا کی تیسرے روز
اعظم صف شکن فریدون کو لیکر جو چلا تو پاؤن فریدون کا موشخانے مین اٹک گیا اعظم صف شکن
نے جھٹکا دیا فریدون کا پاؤن موشخانے سے نکل تو آیا مگر چہرہ اُسکا متغیر ہوگیا اعظم کی نگاہ جو فریدون پر
پڑی کہنے لگا کہ کیون فریدون کیا حال ہی فریدون نے کہا کہ جی کچھ نہین آپ اپنا کام کیے جائیے اعظم نے کہا کہ نہین
معلوم ہوتا ہی کہ تیرا پاؤن موشخانے مین اٹک کر ٹوٹ گیا ہی اب مین تجھ سے ہرگز ہرگز نہ لڑونگا ہر چند فریدون
نے کہا کہ نہین مین صحیح و سالم ہون مگر اعظم نے ہرگز نہ مانا اور زمین پر رکھکے کہنے لگا کہ قسم بخدا مین آج تک کسی
لنگڑے لولے سے نہین لڑا جب تم اچھے ہو لوگے تب لڑلینا الغرض اعظم اپنی بارگاہ مین چلا آیا اور فریدون
پالکی مین سوار ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا اور اُسیوقت شکست بندون کو بلاکر دکھلایا اُنھون نے کہا کہ ای شہریار
کولا آپ کا اُکھڑ گیا ہی فریدون نے کہا کہ خیر جلد بٹھلاد و غرض کولا فریدون کا بٹھایا گیا دوا دارو ہونے لگی اور اعظم جو اپنی
بارگاہ مین آیا تو آتے ہی دور مئے گلگون چلنے لگا ناچ ہونے لگا صحبت عیش مہیا ہوئی جب نصف شب قریب ہوئی تو اعظم
کھانا کھاکر سو رہا سبکے سب اپنی اپنی قیامگاہ کو واپس آئے جب پالا اچھی طرح خالی ہولیا تو مہران شاہ کو وقت فرصت
غنیمت معلوم ہوا کیونکہ اس کمبخت نے تو ظاہر انخوف جان ایمان قبول کیا تھا اس موقع کو غنیمت جانکر بارگاہ اعظم کی
پشت پر آکے پردہ خیمے کا کاٹ کر خیمے کے اندر آیا اور اعظم کو سوتا پاکر بیہوشی دے کے راتون رات اُٹھائے ہوئے
مقید و مسلسل کرکے شہر شمالیہ باختر کی جانب روانہ ہوا جب صبح ہوئی تو بارگاہ اعظم مین ایک ہلڑ پڑگیا کہ کوئی شخص
راتارات اعظم کو اُٹھا لیگیا جب لوگون نے مہران شاہ پاس جانے کا قصد کیا تو ملازمان مہران شاہ نے کہا کہ
مہران شاہ شب ہی کو جانب شہر شمالیہ باختر روانہ ہوگیا وہ یہان کجالس سب لوگ پہچان گئے کہ شب کو مہران شاہ
ہی اعظم کو بیہوش کرکے لیگیا ہی بارگاہ اعظم مین سبکے سب متالم و متاسف ہوئے کہ افسوس ہم سب کیسے غافل ہوگئے
تھے الغرض جب یہ خبر فریدون شمشیر پرست کو ہوئی تو یہ نہایت ہی غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ قسم ہی خداوند شمشیر
کی کہ مین اس کمبخت کو جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر مع فوج و سپاہ تعاقب مین مہران شاہ کے جانب شمالیہ باختر
روانہ ہوا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ سامنے سے ایک گرد نمودار ہوئی اور شاہزادہ خاور سپاہ تاج الملک وغیرہ
کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوئے فریدون نے آگے بڑھکر استقبال کیا دونون آپس مین بغلگیر ہوئے قاسم نے
فریدون سے کہا کہ فریدون کہان جاتے ہو فریدون نے کہا کہ ای شہریار عالیوقار مہران شاہ اعظم صف شکن
کو دغا سے جانب شمالیہ باختر پکڑ لیگیا ہی اُسکے تعاقب مین جاتا ہون یہ سنکر قاسم نے کہا کہ اچھا تھوڑی دیر توقف کرو
ہم بھی اُسیطرف چلتے ہین فریدون نے کہا کہ بہتر ہی آپ کو اختیار ہی مین آپ کا تابع ہون الغرض قاسم نے وہین
بارگاہ برپا کرائی صحبت عیش و عشرت مہیا ہوئی ملک قاسم اَکر دنگل شوکت پر بیٹھے دست راست مین قیماس خان
اور دست چپ مین فریدون شمشیر پرست متمکن ہوئے رات بھر ہنگامۂ عیش برپا رہا صبح کو ملک قاسم مع
فریدون شمشیر پرست اور تاج الملک اور قیماس خان کے راہی شہر شمالیہ باختر ہوئے جب شہر
شمالیہ باختر کے قریب پہونچ گئے اور یہ خبر عزیز الملک کو ہوئی کہ ملک قاسم مع تاج الملک و فریدون شمشیر پرست
اور قیماس خان کے اسطرف آتا ہی اور تاج الملک ملک قاسم کا مطیع و منقاد ہوگیا اور اس سے زیر ہوکر دائرہ
اسلام مین داخل ہوگیا بس یہ خبر سنتے ہی عزیز الملک بہت پریشان خاطر ہوا اور سیف الملک صف شکن شمالی

سے گویا ہوا کہ ای بھائی تاج الملک قاسم کا مطیع و منقاد ہوگیا اور اُس سے زیر ہو کر دائرۂ اسلام مین داخل ہوگیا اور اب قاسم کے ہمراہ بارادۂ جنگ اسطرف آتا ہی تو ای بھائی تم جا کر ملک قاسم کو قتل کرو اور تاج الملک کو سمجھا کر میرے پاس لے آؤ سیف الملک حاکم عزیز الملک سے دو لاکھ سوار ہمراہ لیکر شمالیہ باختر سے کوچ کر کے روانہ ہوا بعد طی مراحل اور قطع منازل جب قریب لشکر ملک قاسم کے پہونچا اور ملک قاسم کو ہلکارون نے آکر اطلاع دی کہ سیف الملک دو لاکھ سوار ہمراہ لیے ہوئے آپ سے مقابلے کے لیے آیا ہی قاسم نے کہا کیا خوف ہی خدا سے بزرگ ست جنگ کی تیاری کرو اور مقابلہ و مجادلہ پر مستعد ہو جاؤ حکم کے ساتھ ہی تیاری جنگ شروع ہوئی اور ادھر سیف الملک بھی آ پہونچا اور لشکر قاسم کے برابر بارگاہ برپا کرائی و نگل شوکت پر آکے بیٹھا و دور شراب چلنے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو سیف الملک نے نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا بموجب حکم اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی اور تیاری جنگ کی ہونے لگی ہرکارون نے خبر ملک قاسم کو پہونچائی کہ سیف الملک نے طبل جنگ بجوایا ہی یہ سنکر ملک قاسم نے بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون لشکرون مین رات بھر جنگ کی تیاری رہی کہ صبح کو لڑائی ہوگی الغرض جب نصف شب سے رات متجاوز ہوگئی تو فریدون شمشیر پرست خدمت ملک قاسم مین عرض رسا ہوا کہ ای شہریار عالی وقار مجکو ایک عرصۂ بعید اور مدت مدید سے سیف الملک کے مقابلے کا اشتیاق ہی امیدوار ہون کہ حضور مجھے سیف الملک سے لڑنے کی اجازت دین ملک قاسم نے کہا کہ خیر صبح تو ہونے دو دیکھا جائیگا یہ سنکر تاج الملک بول اُٹھا کہ ای شہریار عالی وقار سیف الملک بھی کسی سے پایگی کا نہین رکھتا وہ بھی بہادران روزگار مین فرد ہی ہی قاسم نے کہا کہ ہان بھائی سچ ہی صبح ہونے دو دیکھا جائیگا الغرض وہ رات تو اسی قیل و قال مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین تو سیف الملک صف شکن نے مرکب اپنا آگے بڑھایا اور نصف میدان مین آکر نبرد دی ادھر سے فریدون شمشیر پرست ملک قاسم سے اجازت لیکر میدان مین آیا دونون مین تکاورزنی ہوئی کوئی چار چار قدم دونون کے مرکب پیچھے ہٹے الغرض بعد گفتگو کے بسیار سیف الملک نے برچھا اُٹھایا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی سنان سے سنان اور بنان سے بنان لڑنے لگی سیکڑون طعن کی ردّ و بدل ہوئی دونون نیزے مثل زلف محبوب کے آپس مین جھپٹ گئے تا اینکہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہوگئین دونون نے برچھے ہاتھون سے پھینک کر تلوارین میان سے کھینچین اب وار پر وار اور ضرب پر ضرب تلوار کی چلنی لگی سیکڑون ہی وار کی ردّ و بدل ہوگئی پس ایک مرتبہ فریدون شمشیر پرست نے موقع پاکر ایک تلوار اُسکے گھوڑے کی گردن پر ماری مرکب سیف الملک پیچھے ہٹ گیا تلوار زمین پر پڑی اور فریدون شمشیر پرست جھک گیا بس اسکا جھکنا کہ سیف الملک نے لپک کر ایک ہاتھ مرکب فریدون کی کمر پر مارا کہ گھوڑا فریدون کا مارا گیا اور زمین پر گرا گھوڑے کے گرتے ہی فریدون مرکب سے کود پڑا اور دوڑ کر سیف الملک سے لپٹ گیا بس سیف الملک بھی گھوڑے سے کود کر دوڑ کر فریدون کے لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی ایک شب و روز خوب زور آزمائی ہوا کی دوسرے روز سیف الملک فریدون کو جوت کر لیچلا پیچ مین تھا موشخانہ پاؤن فریدون کا اُس موش خانے مین جا رہا سیف الملک نے جھٹکا دیا پاؤن فریدون کا نکل تو آیا مگر کولا اُسکا اُکھڑ گیا لیکن فریدون کے جرأت کو دیکھیے کہ یہ اُسیطرح اُڑتا رہا کہ یکایک نظر سیف الملک کی فریدون کے چہرے پر پڑ گئی دیکھا کہ چہرہ فریدون کا سخت متغیر ہی پوچھا کہ کیون فریدون کیا حال ہی فریدون نے کہا کہ کچھ نہین بہتر ہی تم اپنے کام مین مصروف ہو مین اچھا ہون سیف الملک نے کہا کہ یہ کوئی بات ہی نہین کہ تجھسا بہادر یون متغیر الوان ہو جائے معلوم ہوا کہ پاؤن تیرا موش خانے مین اٹک کر ضرب کھا گیا ہی جا اب مین

تجھسے نہین لڑونگا قسم ہی خداوند لقا کی کہ آج تک مین کسی لنگڑے لولے سے نہین لڑا جب تو اچھا ہو جائیگا تو سمجھا
جائیگا تیرا جی چاہیگا تو لڑ لینا یہ کہکر فریدون کو زمین پر رکھدیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کے اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا اور فریدون
کو لوگ پالکی مین ڈالکر ملک قاسم کی بارگاہ مین لے آئے شکست بند طلب ہوئے کو لا فریدون کا اسیوقت بٹھایا گیا ملک قاسم
کو اس امر سے نہایت صدمہ ہوا کہنے لگا کہ خیر کل دیکھا جائیگا یہ کہکر دنگل شوکت پر آکے متمکن ہوا دور ذ مئے گلگون چلنے لگا اور
اُدھر بارگاہ سیف الملک مین بھی سامان عیش مہیا ہوا جام مئے گلگون گردش مین آیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا
تو سیف الملک نے نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا بموجب حکم اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی ہونے لگی ہلکارو نے
نے یہ خبر لشکر قاسم مین پہونچائی اُسطرف بھی طبل جنگ بجنے لگا غرض رات بھر دو جانب نقارۂ شرطی بجا کیے اور آلات حرب
وضرب درست ہوا کیے صدا ہوشیار باش بیدار باش کی طبند رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال اُدھر سے سیف الملک نے مرکب بڑھایا اور ادھر سے ملک قاسم نے شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی
کو مہمیز کیا بڑے شد و مد سے لگا ورزنی ہوئی کوئی چار قدم مرکب سیف الملک کا پیچھے ہٹ گیا اور شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی
اُسیطرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا یہ دیکھکر سیف الملک بہت متحیر ہوا اور جھلاکر شاہزادۂ خاور سیاہ سے کہنے لگا کہ اب ضرب اپنی
قاسم نے کہا کہ ای سیف الملک یہ ہمارا دستور نہین ہم اہل اسلام حریف پر پیشدستی کو جائز نہین سمجھتے اگر تجھے جنگ منظور ہی تو پہلے
تو اپنا وار کر جو خداوند برحق تیرے وار سے ہمین بچائیگا تو پھر ہم بھی وار کرینگے یہ سنکر سیف الملک نے کہا کہ بہت اچھا ہمین پہل
کرتے ہین رو کیے تو سہی دیکھین آپ کیسے بہادر ہین یہ کہکر سیف الملک نے برچھا اُٹھا کر بڑے ہی زور مین قاسم کے حوالے
کیا ملک قاسم نے یا علیؑ ولی کہکر سنان کو سنان پر روکا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون نیزے مثل زلف محبوب کے
گتھ گئے سنان پر سنان پڑنے لگی خلاصہ اینکہ بعد ساٹھ ستر طعنون کے ملک قاسم نے نیزہ سیف الملک کا ہوائی کیا
جب تو سیف الملک جھلا گیا اور شمشیر آبدار نیام سے لیکر قاسم کی طرف جھپٹا اور جاتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا یا خداوند
لقا کہکر قاسم کے مارا قاسم نے یا علیؑ ولی کہکر بیترا بدلکے ضرب اُسکی خالی دی اور پلارک افراسیابی میان سے لیکر سیف الملک
کے ماری سیف الملک نے بھی اُس وار کو خالی دیا باہم رد و بدل ہونے لگی جب سیف الملک نے دیکھا کہ اب تلوار
سے بھی کام چلتا نہین معلوم ہوتا تو تلوار کو پھینک کر گرز گاؤسر گوار ابے سے اُٹھا لیا اور پوری قوت سے یا خداوند لقا کہکر
دو دستہ وار ملک قاسم پر کیا شاہزادۂ خاور سیاہ نے گرز کو گرز پر روکا آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی تتق گرد کا بلند ہوا ملک قاسم
مع مرکب تتق گرد مین غائب ہو گیا یہ دیکھتے ہی سیف الملک نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم حریف را اب اگر چھلنی لیکر
خاک بھی چھانی جائے تو پتا نہ لگے یہ آواز جو ملک قاسم کے گوشزد ہوئی مرکب کو مہمیز کر کے دامن گرد سے باہر آیا اور آواز
دی کہ او کاذب تو بکتا کیا ہی کرا زدی و کرا پست کردی ہین حریف تیرا تو زندہ و سالم موجود ہون یہ کہکر ایک وار دو دستی گرز گاؤسر کا
سیف الملک پر کیا سیف الملک نے گرز کو گرز پر روکا آواز سے تڑاقے کی گردون گردان ہلگیا اور سیف الملک تتق
گرد مین غائب ہو گیا لیکن ملک قاسم خاموش کھڑے رہے عیار سیف الملک کا پانی کی چھاگل لیکر تتق گرد مین در آیا اور
چھاگل سے پانی نکالکر سیف الملک پر چھینٹے دینا شروع کیے جب تیسرے چھینٹے مین سیف الملک کو ہوش
آیا تو کہنے لگا کہ بچایا تو خداوند لقا نے مگر بل بے تیرا زور اگر ابھی قاسم ایک گرز اور مارے تو میرا پتا بھی نہ لگے یہ کہکر مرکب
کو جھٹکا دیا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا اب جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کمر اُسکی ٹوٹ گئی ہی آخر کار تنگ آکر مرکب سے کود پڑا
اور تلوار کے قبضے مین ہاتھ ڈالکے باہر نکالا دیکھا کہ قاسم مرکب پر سوار کھڑا ہی بس تلوار کھینچ کے یہ کہتا ہوا جھپٹا کہ خیر تمنے
میرے مرکب کی کمر تو توڑ دی ہی اگر مین بھی تمھارے مرکب کو پا نہ کرون تو نام اپنا بدل ڈالون یہ سنکر قاسم ہان ہان کہتا ہوا

اسماع

اسطرح مرکب سے کودا کہ آگے آپ پیچھے مرکب سیف الملک نے لپک کر جھلا کے ایک تلوار قاسم کے ماری قاسم نے
پیترا بدلکے ضرب اُسکی خالی دی اور قبضہ پکڑ کے جھٹکا جو دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی بس جھلا کر ملک قاسم سے
لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تین روز تک خوب زور آزمائی رہی چوتھی روز قاسم نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سیف الملک کو
اُٹھالیا اور سر سے اونچا کر کے خوب سا چکر دیکر زمین پر دے پٹکا سیف الملک چارون شانے چت زمین پر آیا ملک قاسم
سیف الملک کے گرتے ہی جھٹ اُسکے سینے پر جا بیٹھا اور حلقہاے کمند نکالکر سیف الملک کی مشکین باندھ
لین اور نقارہاے شادی بجواتا ہوا باچشم خندان اپنی بارگاہ کو واپس آیا سامان عیش و عشرت مہیا ہوا تمام افسران فوج اور
سران سپاہ نے تہنیت فتح کی نذرین گذرانین سبکے سب آآکر اپنے دنگلون پر مقیم ہوئے ملک قاسم بھی دنگل شوکت
پر متمکن ہوئے دست راست مین قیماس خان دست چپ مین تاج الملک بیٹھے ناچ رنگ شروع ہوا جام مئے گلگون
گردش مین آیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور دل مطمئن ہوا تو سیارہ سیف الملک کو لیے ہوئے سامنے حاضر
ہوا ملک قاسم نے سیف الملک سے پوچھا کہ کیون سیف الملک مین نے تجھے کیونکر زیر کیا سیف الملک
نے کہا کہ جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین یہ سنکر ملک قاسم نے فرمایا کہ پھر اب تمکو ہمارا مذہب قبول کرنے مین کیا عذر
و تامل ہی سیف الملک نے کہا اب جبکہ ہم آپ سے زیر ہوگئے اور کوئی بس ہمارا نہ چل سکا تو پھر آپ کے تعمیل ارشاد
مین کیا تامل ہی بیشک آپ کا دین سچا ہی اور آپ حق پر ہین آپ اپنے اصول مذہب تعلیم کیجیے مین سچے دل سے اسلام
لاتا ہون یہ سنکر ملک قاسم نے اصول دین تعلیم کیے اور کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا سیف الملک کلمۂ طیبہ پڑھکر از سر صدق
مسلمان ہوا اور بعد اُسکے اپنی فوج کو طلب کر کے مخاطب ہوا کہ ای بھائیو مین نے مذہب ملک قاسم کا قبول کیا اور دائرۂ
اسلام مین داخل ہوا لہذا تم سبکو بھی میری متابعت کرنا چاہیے سبھون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہمین تعمیل ارشاد مین کیا
عذر ہی مثل مشہور ہی کہ الناس علی دین ملوکہم یہ سنکر سیف الملک نے سبھون کو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا سبکے سب کلمۂ طیبہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئے بعد اسکے قاسم نے سیف الملک کو دنگل شوکت پر اپنے برابر جگہ دی ہر طرح
سے اطمینان دلایا جام مئے گلگون حاضر کیا تمام افسران فوج اور سران لشکر کو سیف الملک سے بغلگیر کرایا
ناچ رنگ شروع ہوا جب دل مطمئن ہو لیا اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو قاسم کو ملکۂ ماہ تاجدار کا خیال
آیا بے اختیار آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر سیف الملک سے پوچھا کہ کیون بھائی تمہین ملکہ ماہ تاجدار کا بھی
کچھ حال معلوم ہی سیف الملک نے کہا کہ جی کیون نہین قاسم نے کہا کہ پھر بھائی بیان کرو ذکر محبوب ہی سنکر
دل کو ٹھنڈا کر لین یہ سنکر سیف الملک نے کل حال ملکہ ماہ تاجدار کا از ابتدا تا انتہا بیان کیا بس یہ حال
پُر اختلال سنکر ملک قاسم کے دل پر گویا ایک پہاڑ گر پڑا بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل آئے اور رو رو کر جناب
باری مین عرض کیا کہ ای جامع المتفرقین و ای مسکن المتفکرین تو ہی امیدوار کی امید ہی تجھسے ہر طرح کی توقع ہی خداوندا سوا
تیرے کس سے عرض کرون تو ہی ملکہ ماہ تاجدار کو پھر دکھائیگا ابھی ملک قاسم دعا مین مصروف ہی تھے کہ یکایک
جوڑی ہلکارے کی حاضر ہوئی اور مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے بعد دعا و ثنا عرض رسا ہوئے کہ خداوند نعمت مہران شاہ
اعظم صف شکن کو قید کر کے عزیز الملک کے پاس پہونچگیا ہی اطلاعاً گذارش ہوا بس یہ سنکر ملک قاسم یا رب
جلیل کہکر تیغۂ پلارک ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور سبھون سے حکم دیا کہ ہم یہان سے آگے بڑھتے ہین تم سبکے سب اپنی
درستی کر کے اسباب و سامان لیکر بہت جلد چلے آنا یہ کہکر خود یکہ و تنہا جانب شمالیہ باختر روانہ ہوئے اور یہان بھی سبکے
سب سامان و اسباب کی درستی مین مصروف ہوئے دوسرے ہی روز کل اسباب و سامان درست کر کے رہ نورد شمالیہ باختر

ہوئے اب انھین تو راہ نورد شمالیہ باختر چھوڑ دیجیے اور

دو کلمے داستان شاہزادۂ بدیع الزمان نامور کے ملاحظہ کیجیے

کہ شاہزادۂ بدیع الزمان نامور جو بارگاہ عزیز الملک سے زخمی ہوکر نکلے تو جاتے جاتے ایک صحراے پُر فضا مین انکا
گذر ہوا ایک مقام پر ایک چشمۂ آب باصفا اور گیاہ سبز پُر فضا موجود پاکر انکے مرکب نے کچھ توقف کیا پانی پی کر گھانس چرنے
لگا بدیع الزمان تو کئی روز کی گرسنگی سے جان بلب اور بیہوش تھے ہی گھوڑے کے جھٹکتے ہی یہ بیچارے زمین پر
گر پڑے اتفاقاً اُس صحرا مین سہراب تیغ زن وہان کا بادشاہ شکار کھیلنے آیا ہوا تھا اور مصروف شکار تھا کہ کچھ خادمون
نے جاکر عرض کیا کہ خداوند نعمت ایک جوان حسین نہایت خوشرو بظاہر قطاع الطریق کے ہاتھ سے زخمی مثل شیر
مجروح کے بیہوش پڑا ہے خداوند نعمت وہ جوان قابل دید ہے اگر اچھا ہو جائے اور ملازمت حضور اختیار کرے تو لشکر شاہی
مین یہ جوان ایک ہی نکلیگا یہ سنکر سہراب مرکب اُٹھا کر قریب بدیع الزمان کے آیا اور شکل و شمائل دیکھکر ہزار جان سے
مفتون ہو گیا اور انگشت بدندان ہوکر کہنے لگا کہ افسوس ایسے جوان خوشرو کو کسنے زخمی کیا اور ایسے پہلوان کو کیونکر زخمی
کیا یہ کہکر اُسیوقت بدیع الزمان کو اُٹھوا کر اپنے خیمے مین لایا اور جراحان چابکدست کو بلوا کر بدیع الزمان کی
زخم دوزی کرائی مرہم کی پٹیان چڑھوائین ادویۂ عطریہ دماغ پر لگائین اور سنگھائین تا اینکہ بدیع الزمان کو ہوش آیا جب
بدیع الزمان نے آنکھ کھولی تو سہراب نے پوچھا کہ حضور کا اسم اقدس بدیع الزمان نے کہا کہ سوداگر سہراب
نے پوچھا یہان آنے کا سبب بدیع الزمان نے کہا حیلۂ تجارت سہراب نے کہا کہ پھر یہ جراحات کہان لگے مال و اسباب
کہان لٹا بدیع الزمان نے کہا کہ راہ شمالیہ باختر مین کُل مال و اسباب میرا قزاقون نے لوٹ کر چار طرف سے مجھکو گھیر کر
زخمی کر ڈالا وہ سیکڑون مین تن تنہا کچھ نہ کر سکا یہ سنکر سہراب نے کہا کہ نہین آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی سچ سچ بیان
کیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ اگر سچ ہی سچ پوچھتے ہو تو سچ تو یون ہے کہ مین امیر حمزۂ صاحبقران مدظلہ الرحمن کا بیٹا
بدیع الزمان ہون سہراب نے کہا کہ پھر ہم سب تو لقا پرست ہین آپ بھی لقا پرستی اختیار کیجیے بدیع الزمان نے
کہا کہ اگر تم مجھے زیر کرو تو کیا مضائقہ ہے سہراب نے کہا کہ بہتر آپ اچھے ہو لیجیے تو ہمارے آپکے زور آزمائی ہو جانی
بدیع الزمان نے کہا کہ انشاءاللہ لیکن اگر مین نے تمھین زیر کر لیا تو سہراب نے کہا کہ پھر ہم آپ کا مذہب قبول کرینگے
بدیع الزمان نے کہا کہ بس پھر کیا ہے ہمکو اچھا ہونے دو غرض علاج معالجہ بدیع الزمان کا ہونے لگا بقدرت
خدا کوئی آٹھ ہی روز مین بدیع الزمان کو صحت ہو گئی نوین روز بدیع الزمان نے غسل صحت کیا دسوین روز سہراب اور
بدیع الزمان مین مقابلہ ہوا تین روز کی کشتی کے بعد سہراب کو بدیع الزمان نے چارون شانے چت گرا کے اُسکے سینے
پر مقام کیا اور کہا کہ اب اسلام لانے مین کچھ عذر ہے سہراب نے کہا اب کیا عذر ہے جو کہا ہے وہ کرینگے تا زندہ ایم بندہ ایم یہ سنکر
بدیع الزمان سینے پر سے اُتر آئے اور سہراب کو کلمہ تلقین کیا سہراب مع اپنی فوج و سپاہ و اہل شہر کے کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوا صداے تکبیر کوچہ و بازار سے بلند ہوئی مسجدون کی بنا ڈالی بتکدے کھود ڈالے گئے بارگاہ برپا ہوئی

جشن عیش و عشرت کی تیاری ہوئی اب بدیع الزمان کو تو سہرابیہ مین مقیم چھوڑ دیجیے اور

دو کلمے داستان ملکہ ماہ تاجدار کے ملاحظہ فرمایئے

کہ جب دیو سنجر شہر محرابیہ مین ہاتھ سے اعظم صف شکن کے مارا گیا اور یہ خبر ملکہ ماہ تاجدار کو معلوم ہوئی تو یہ بیچاری
نہایت حیران و پریشان ہوئی اور سخت متفکر ہوئی کہ اب کیا کرون کیونکہ اتنے دن تو اس انتظار مین کٹ گئے کہ شاید وہ
کمبخت دیو سنجر ہی آجائیگا تو یہ تنہائی اور بیکسی تو جاتی رہیگی اسلیے کہ دیو سنجر اسے باغ سلیمانی مین چھوڑ کر شہر محرابیہ کو

چلا گیا تھا اور کہہ گیا تھا کہ خبردار ملکہ یہان سے کہین نہ جانا ورنہ جب مین پھر کر آؤنگا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا اب جب اُسکے آنے سے بھی یاس ہوئی تو یہ بیچاری ڈاڑھین مار مار کے رونے لگی اور کہتی تھی کہ ہائے اب مین کدھر جاؤن یہ کمبخت دیو بھی مار ڈالا گیا کاش یہی کمبخت جیتا پھرتا مین اُس سے روٹھتی بگڑتی منت و عاجزی کہتی سنتی کہ تو مجھے قاسم کے پاس پہونچادے وہ اگر نہ بھی پہونچاتا تو اتنا تو میری خاطر سے ضرور کرتا کہ کسی نہ کسیطرح مجھے ایک نظر دکھلا تو دیتا ہائے اب وہ بھی سہارا اٹھ گیا بارخدایا اب یہ مصیبت اپنی مین کس سے کہون اور کون اپنا معین پیدا کرون بیت دن کٹا فریاد مین رات آہ وزاری مین کٹی ✤ عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی ✤ خداوندا اس زندگی سے تو اب موت بہتر معلوم ہوتی ہے یا الٰہ العالمین اب ملک الموت کو جلد حکم کر کہ وہ آکر اس کنیز بے تمیز کی قبض روح کر لین کہ مین اس دنیا کے بکھیڑے سے اور اس آٹھون پہر کی سوزش قلب سے نجات پاؤن ایسے دکھ درد مین جینا بیفائدہ اور لاحاصل ہے یہ فقرات یاس کہتی تھی اور اُسی کوہ سلیمانی پر کھڑی ہوئی رو رہی تھی کہ یکایک ایک سوداگر جلیل القدر اپنا جہاز لیے ہوئے اُسی دریا سے جا رہا تھا کہ جو اُس پہاڑ کے نیچے بہ رہا تھا ملکہ کی بیقراری اور نالہ وزاری سنکر اُس سوداگر نے لنگر جہاز کا ڈالدیا اور اپنے جہاز پر سے اُترکے اُس پہاڑ پر آیا ملکہ کے حسن وجمال کو دیکھکر ہزار جان سے مفتون ہوگیا اور ملکہ کے حال کا مستفسر ہوا ملکہ نے کُل کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کرکے اُس سوداگر سے کہا کہ ای سوداگر اگر تو میرے محبوب اور میرے وارث ملک قاسم تک مجھے پہونچادیگا تو مین تیری بڑی ممنون ہونگی اور قاسم تیرے ساتھ بہت کچھ سلوک نیک کریگا اور زر وجواہر سے تجھے مالامال کردیگا یہ سنکر سوداگر نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے آپ چلکر میرے جہاز پر بیٹھ لیجیے انشاءاللہ مین آپ کو ملک قاسم تک پہونچادونگا یہ کہکر ملکہ کو اُس پہاڑ سے اُتارکر اپنے جہاز پر لایا اور نہایت تزک واحتشام اور عزت واحترام سے بٹھاکر لیچلا تھوڑی ہی راہ طے کرنے پایا تھا کہ ایک پنجۂ آسمان سے گرا اور ملکہ کو اُٹھا لیگیا اس سانحے سے وہ تاجر نہایت متالم ہوا اور دست تاسف ملتا ہوا وہان سے روانہ ہوا جب بعد چند روز کے پھرتا پھرتا داخل شہر سہرابیہ ہوا اور حسب دستور بارگاہ شاہی مین پہونچا تو حسب اتفاق اُسوقت بدیع الزمان بھی بیٹھے ہوئے تھے یہ تاجر صف تجار مین بیٹھ گیا اور بعد ادائے رسم خدمت اسباب تجارت پیشکش کیا مگر حال اس سوداگر کا یہ ہے کہ اسباب تجارت دکھاتا جاتا ہے اور خیال ملکہ مین آہ سرد بھرتا جاتا ہے جب بدیع الزمان نے یہ رنگ دیکھا کہ یہ تاجر جب سے آیا ہے برابر آہ سرد کھینچ رہا ہے تو بدیع الزمان نے پوچھا کہ ارے بھائی مال و اسباب پھر دکھانا پہلے یہ تو بتلا کہ تو آہ سرد بار بار کیون بھر رہا ہے یہ سنکر سوداگر گویا ہوا کہ بیت مرادردلیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ✤ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ✤ ای شہریار عالی وقار یہ حال پرملال اظہار کی قابلیت نہین رکھتا بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا کچھ تو بیان کر تب تو سوداگر بولا کہ ای شہریار گستاخی معاف آپ تو مجھے اس جگہ کے باشندے نہین معلوم ہوتے یہ بتلائیے کہ آپ ملک قاسم تو نہین ہین بدیع الزمان نے کہا کہ ملک قاسم سے کیا کام ہے یہ سنکر سوداگر نے کُل قصہ ملکہ کا بیان کیا بس یہ سنتے ہی بدیع الزمان کے چہرے پر خوشی کے مارے سرخی آگئی اور کہنے لگے کہ ای تاجر خوش آمدی وصفا آوردی ہم تو مدت سے اسی فکر مین تھے مین بدیع الزمان ہون اور قاسم میرا بھتیجا ہے یہ کہکر خدا حافظ و ناصر کہکے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مرکب پر سوار ہوکے طرف باغ سلیمانی کے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچکر کیا دیکھتے ہین کہ ایک ہرن بہت تیز رفتاری سے چوکڑیان بھرتا چلا جاتا ہے بدیع الزمان نے ایک تیر اُسکی پیشانی پر ایسا تاک کے مارا کہ وہ ہرن گر پڑا اب جو قریب جاکر دیکھتے ہین تو دیکھا کہ ایک اور تیر اُسکی پشت پر لگا ہوا ہے بدیع الزمان سمجھے کہ کسی اور نے بھی اُسکے تیر مارا ہے غرض شاہزادے نے اُس ہرن کو ذبح کیا دیکھا کہ ایک گرد سامنے سے نمودار ہوئی جب دامن گرد شق ہوا تو دفعۃً ایک سوار

بلگٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا نمودار ہوا اور پیچھے پیچھے اُسکے اور چند سوار بھی آشکار ہوئے اُس سوار نے جو بدیع الزمان کو دیکھا
کہنے لگا کہ ای شخص تو نے میرے صید کو کیوں صید کیا شاہزادے نے فرمایا معاف فرمائیے مین لاعلم تھا اور یہ صید بھی
حاضر ہی یہ حال دیکھکر اُس سوار نے کہا کہ تم مجھے جانتے ہو کہ مین کون شخص ہون آگاہ ہو کہ میرا نام مفتوح دیوکش ہی
اگر اس صید کو اپنے کاندھے پر اٹھا کے میری قیامگاہ تک لیچلوگے تو خیر ورنہ ایک ایسا ہاتھ رسید کرونگا کہ یہین گرد برد
ہو جاؤگے یہ سنکر شاہزادے کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اگر دعوی بہادری ہی تو مقابلہ کر یہ بھبکیان کیسی یہ سنکر اُسنے شاہزادے
کے تلوار ماری شاہزادے نے دستک نے مارے تلوار دور جا گری اور بدیع الزمان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین
سے اٹھا کر چاہتے تھے کہ زمین پر دے پٹکین کہ اُسنے نہایت لجاجت سے کہا کہ ای شہریار الامان بدیع الزمان نے فرمایا کہ بشرط
ایمان اُسنے کہا کہ جو آپ کا ایمان قبول ہے وہ کیا کہ بدیع الزمان نے اسے زمین پر رکھکے کلمہ تعلیم کیا مفتوح اُسیوقت
مع چالیس ہزار فوج کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ ای شہریار میرے ملک کے قریب تہمتن الجکلاہ ایک بادشاہ
جابر کا بھی ملک ہی وہ مجھسے بھی ہر سال خراج لیتا ہی اور دیگر بندگان خدا پر ظلم کیا کرتا ہی چوالہ جادو نام ایک ساحرہ اُسپر
عاشق ہی اور ہر چند طالب وصل ہوتی ہی مگر وہ قبول نہین کرتا ایک روز باغ سلیمانی سے وہ ساحرہ ایک حسین و نازنین
ملکہ ماہ تاجدار نامے ایک عورت کو اُٹھا لائی وہ مردود اُس عورت کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اُس ساحرہ
سے بے اعتنائی کرکے اُس ملکہ سے طالب وصل ہوا یہ دیکھکر چوالہ تو خفا ہو کر چلی گئی اور یہ مردود اُسے اپنی خلوتگاہ مین لایا
بس وہ نیک بخت ہیرے کی انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر چبا گئی اور اس ذلت و ننگ کے بدلے اپنی جان دیدی
یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور مع مفتوح اُسیطرف کو روانہ ہوئے بعد طے مراحل راہ
اُسوقت پہونچے کہ لاش اُٹھنے کی تدبیر ہو رہی تھی اور لکڑیون کا انبار لاش جلانے کے لیے مجتمع ہو رہا تھا شاہزادے
نے پہونچتے ہی ممانعت کی کہ خبردار لاش کو ملکہ کی کوئی جلانے نہ پائے تہمتن نے کہا کہ آپ کون ہین اور آپ کو اس سے
کیا غرض ہی شاہزادے نے کہا کہ تجھے معلوم بھی ہی کہ ملکہ کون تھی ارے یہ ملکہ ہمارے بھتیجے ملک قاسم کی محبوبہ تھی
جو تیرے دست ظلم سے ہلاک ہو گئی یہ سنکر تہمتن کو غیظ آگیا اور حکم دیا کہ ابھی اس جوان کو مار لو یہ سنتے ہی تمام فوج
یکبارگی بدیع الزمان پر ٹوٹ پڑی اور چار طرف سے تلوارین کھنچ گئین بدیع الزمان بھی شمشیر آبدار گھسیٹ کے
فوج مین در آئے اور ہزارون کے وارے نیارے کر دیے جب تہمتن نے یہ دیکھا کہ اب فوج کے پانوٴن اُٹھے
جاتے ہین تو یہ خود بنفس نفیس آگے بڑھکے مقابل بدیع الزمان ہوا اور ایک ضرب شمشیر آبدار کی بدیع الزمان
کے لگائی بدیع الزمان نے ضرب اُسکی خالی دیکے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے قاش زین سے
اُٹھا لیا اور بالاے سر چرخ دیکر زمین پر پھینکا چاہتے تھے کہ اُسنے شور الامان الامان بلند کیا بدیع الزمان نے
کہا کہ بشرط ایمان تہمتن نے کہا کہ مین نے دین آپ کا قبول کیا بدیع الزمان نے اُسے زمین پر رکھدیا اور کلمۂ
طیبہ تعلیم کیا تہمتن مع کُل فوج کے مسلمان ہوا اور لاش ملکہ کی بطریق اہل اسلام بڑے تزک و احتشام سے
اٹھوائی جب لاش ملکہ کی اُٹھا کر لیچلے تو بدیع الزمان کی یہ حالت تھی کہ برابر روتے جاتے تھے اور تہمتن کی تو یہ
کیفیت تھی کہ غش پر غش آتے تھے کہ اس اثنا مین ایک خواص بدیع الزمان کے سامنے آئی اور بعد تسلیم عرض رسا
ہوئی کہ ای شہریار عالی وقار ملکہ نے قبل انتقال کے یہ رقعہ مجکو لکھکر دیدیا تھا اور کہدیا تھا کہ اگر اتفاقاً ملک قاسم
کبھی اس شہر مین ہمارے تلاش نکل آئین تو اگر تیری رسائی وہان تک ہو جائے تو اس رقعے کو ملک قاسم کے
پاس لیجانا اور کہنا کہ ای قاسم ملکہ نے تو تمھارے فراق مین اپنی جان دیدی اور تم اب پہونچے کہ جب وہ دفن

بھی ہو چکی خیر مثل اب پچتائے کیا ہوت ہے جب چڑیان چگ گئین کھیت + مگر یہ رقعہ تمھین لکھکر دیتی گئین ہین تو اے شہریار معلوم نہین کہ قاسم یہان آئین یا نہ آئین اور آئین بھی تو معلوم نہین کہ کب آئین مین آپ کو امین و معتمد جانکر عرض رسا ہون کہ جب آپ سے قاسم سے ملاقات ہو جائے تو یہ رقعہ اُنھین دیدیجیے گا بدیع الزمان نے اُس رقعے کو لے لیا اور جب وہ چلی گئی تو اُسے کھولکر پڑھا مگر کیا حالت تھی اُس رقعے کی کہ جا بجا آنسو ٹپکے ہوے حرف مٹے ہوے ہین اور جو حرف صاف ہین اُنکی بھی یہ کیفیت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کسی نے کانپتے ہاتھون سے لکھا ہے یہ حال زار اُس رقعے کا دیکھکر پہلے تو بدیع الزمان خوب سا روے بعد اُسکے جب مضمون پر نگاہ کی تو لکھا تھا کہ اے یار جانی و دوست جاودانی افسوس کہ ہم تمھاری آتش فراق سے جلتے جلتے جان بحق تسلیم ہو گئے اور ہاے افسوس تمھارے دیدار سے آنکھین خنک نہ ہوئین ہاے اے قاسم آرزو تو یہ تھی کہ تم ہمین اُتارو لحد مین تمھین پڑھو تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے + مگر کیا کرین کہ مقدر مین ہمارے یونہین لکھا تھا کہ ہم کفن بھی تمھارے ہاتھ سے نہ پائین خیر جو ہم تو دنیا سے چلے تمسے کہے جاتے ہین + فاتحہ سے نہ فراموش ہمین کر جانا + والسلام خیر ختام بس یہ مضمون دیکھتے ہی بدیع الزمان اور بھی پھوٹ پھوٹ ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے الغرض بعد دفن و کفن کے قبر تیار کر کے بدیع الزمان نے جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ قبر پر جا بجا دراڑین پڑ گئی ہین اور بعض بعض مقام سے قبر شق بھی ہو گئی ہے اُسوقت بدیع الزمان نے خود اپنے ہاتھ سے یہ شعر لوح قبر پر تحریر فرمایا شعر شق جا بجا سے آہ جو سب یہ مزار ہے + دفن اسمین ہاے ہاے دل بیقرار ہے + القصہ بعد سوم و فاتحہ خوانی بدیع الزمان نے مع منقوح دیوکش صحرا بیہ کا راستہ لیا اور چند روز وہان رہکر شہر شمالیہ باختر کی طرف راہی ہوا

چند کلمے داستان ملک قاسم کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب قاسم قریب شہر شمالیہ کے پہونچے اور یہ خبر عزیز الملک کو پہونچی کہ سیف الملک بھی قاسم سے زیر ہو کر مسلمان ہو گیا اور اُسکا تابع ہو گیا اب قاسم مع سیف الملک اور تاج الملک وغیرہ کے اسطرف آتا ہے یہ خبر سنکر عزیز الملک سات لاکھ سپاہ اپنے ہمراہ لیکر قاسم کے مقابلے کو نکلا اور مقابل قاسم آکر بارگاہ برپا کروا کے طبل جنگ بجوایا ملک قاسم نے بھی یہ خبر سنکر طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری جنگ رہی دونون جانب صداے بیدار باش اور ہوشیار باش بلند رہی اتفاقاً اُسی شب کو شاہزادہ بدیع الزمان بھی قریب پہونچ گئے اور عزیز الملک اور قاسم کے مقابلے کی خبر سنکر وہین سے صورت اپنی تبدیل کر کے اور نقابدار گلگون پوش بنکر جلد جلد راہ طے کرتے ہوے چلے قریب صبح بدیع الزمان بھی پہونچ گئے اور یہان کا حال سنیے کہ بعد ادا ے فریضہ سحری ملک قاسم میدان مین آئے اور اُدھر سے عزیز الملک نے فوج لیکر میدان مین مرکب کو جولان کیا ابھی جنگ آغاز نہ ہونے پائی تھی کہ یکایک از دامن بیابان گردے برخاست جب دامن گرد کا شق ہوا تو دیکھا کہ یکایک تیس ہزار علم نصرت شیم نمودار ہوے اور فوج کثیر آشکار ہوئی اور پیچھے پیچھے اُس فوج کے نقابدار گلگون پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار پیچھے پیچھے اُسکے پانچ لاکھ سوار جرار چلے آتے ہین اور آتے آتے اُس فوج نے ایک جانب اُس صحرا مین قیام کیا کہ اس عرصے مین عزیز الملک نے میدان مین آکر چند ہاتھ نیزے کے ہلائے اور بعد اُسکے مبارز طلبی کی اُسوقت تاج الملک نے عزیز الملک سے مقابلے کا قصد کیا عزیز الملک نے تاج الملک کا یہ ارادہ دیکھکر آواز دی کہ اے فرزند تم مجھسے کیا مقابلہ کرو گے البتہ جو تمھارا مغوی ہے جسنے تمکو تمھارے دین قدیم سے پھیر کر مسلمان کیا اگر وہ نکلے تو کیا مضائقہ ہے یہ سنکر ملک قاسم کو غصہ آگیا اور مرکب کو جولان دے کے مقابلہ کیا پہلے بڑے جوش و خروش سے لگاوٹ کی

ہوئی تین قدم ملک قاسم کا مرکب پیچھے ہٹا اور چھ قدم عزیز الملک کا مرکب پیچھے ہٹا یہ دیکھکر عزیز الملک نے کہا
کہ ای قاسم اگر میرا مرکب چھ قدم ہٹگیا تو اسپر ناز نہ کر ہٹگیا تو ہٹ جانے دے اگر دعوی شجاعت ہی تو لا ضرب شجاعت
کی قاسم نے کہا کہ ای عزیز الملک پسند سنی ہمارا دستور نہین ہی ورنہ ہیچ کھڑ دنیا بھر سے اکھیڑ کر پھینک دیتے مگر کیا کرین کہ
حکم صاحبقران نہین ہی اور یہ تمھاری نیزہ بازی تو ہماری دیکھی بھالی ہی یہ سنکر عزیز الملک نے نیزہ اٹھایا اور قاسم
کے سینے پر مارا قاسم نے بھی اسکا جواب دیا لگی نیزہ بازی ہونے شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر + تو گوئی کہ ہستند دو نرّہ
شیر + غرض بعد نیزہ و سو طعن کے جب کوئی عاجز نہ ہوا تو نقابدار نے سنکر اپنے ایک سردار سے کہا کہ واہ واہ قاسم کے
نیزہ بازی کی تو بڑی دھوم تھی مگر آج دیکھ لیا بس یہ سنکر قاسم کو غیظ آگیا اور ایک ہی طعن جو ماری تو نیزہ اسکا مثل آہ عاشقان
آسمان پر جا پہونچا صداے آفرین وتحسین لشکر سے بلند ہوئی نقابدار کو قاسم نے آواز دی کہ ای نقابدار ہماری نیزہ بازی
تمنے دیکھی کہ کیونکر نیزہ عزیز الملک کا ہوائی کر دیا یہ سنکر عزیز الملک نے آواز دی کہ اگرچہ نیزہ میرے ہاتھ سے
نکلگیا مگر مین کسیطرح تجھسے دینے والا نہین ہون بھلا اب تو میری ضرب کو روک دیکھون تو تو کیسا بہادر ہی یہ کہکر بڑے
جوش و خروش سے قاسم پر دو دستی گرز کا وار کیا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی قاسم مع مرکب
تتق گرد مین غائب ہوگیا یہ دیکھکر عزیز الملک نے آواز دی کہ زدم و پست کردم حریف را یہ سنکر سیارہ تتق گرد مین در آیا اور
چھاگل سے پانی نکالکر قاسم کے منھ پر چھینٹے دیے جب قاسم کی آنکھ کھلی تو سیارہ نے کہا کہ ای شہریار حریف زیادتی
کرتا ہی یہ سنکر قاسم نے گھوڑے کو ایڑ دی مرکب طبقہ زمین کا لیکر باہر آیا قاسم نے آواز دی کہ کرا زدی و کرا پست کردی
مین تو زندہ و سالم موجود ہون بھلا میری ضرب کو تو روک یہ کہکر قاسم نے بھی گرز مارا اور عزیز الملک تتق گرد مین چھپ
گیا قاسم گرز مار کے خاموش کھڑے رہے عیّار عزیز الملک تتق گرد مین در آیا اور عزیز الملک کو کئی آوازین دین جب
عزیز الملک نے آنکھ کھولی تو عیار نے پوچھا کیا حال ہی عزیز الملک نے کہا یہ معلوم ہوتا ہی کہ ساتون آسمان مجھ پر
ٹوٹ پڑے یہ کہکر عزیز الملک نے مرکب کو ایڑ دی لیکن وہ مرکب مطلق نہ ہلا مرکب لنگڑا ہوگیا عیار نے کہا کہ اب وقت تاخیر
کا نہین مرکب رانون تک زمین مین گڑگیا کام اسکا تمام ہو چکا نکلنا اسکا دشوار ہی یہ سنکر عزیز الملک مرکب سے کود کر
تیغ بکف سامنے آیا اور بولا کہ تمنے میرے مرکب کا خون کیا مین بھی تمھارے گھوڑے کو پیدل کرونگا یہ کہکر جھپٹا ہی تھا کہ
قاسم مرکب سے کود پڑے اور ہان ہان کرتے ہوئے دوڑے اتفاقاً زمین وہان کی پولی تھی پانون قاسم کا گڑھے
مین جا رہا تلوار عزیز الملک کی قاسم کے سر پر پڑی کہ تا دوابرو اتر آئی قاسم نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی مگر
بہت گہرا زخم آیا عزیز الملک چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے دفعتہ قیماس خان بیچ مین آگئے اور عزیز الملک کی
تلوار روک کر خود تلوار لگائی بس یہ دیکھتے ہی لشکر مخالف بھی آپڑا اور لشکر قاسم کے بھی لوگ آپڑے تلوار چلنے لگی قاسم
بھی مثل شیر مجروح کے حملہ آور تھے اور نقابدار یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ یکایک فرتیہ کوک عقرب چشم پانچ لاکھ
سوار جرار سے آپہونچا اور لشکر قاسم پر حملہ آور ہوا یہ دیکھکر نقابدار کو تاب نہ رہی اور مع کل فوج کے لشکر فرتیہ کوک
پر جا پڑا اور آن واحد مین ہزارون کے وارے نیارے کر دیے کہ قدم فوج کے اٹھنے لگے یہ ماجرا دیکھکر عزیز الملک نے
بعجلت تمام طبل امان بجوا دیا سب لشکر الگ الگ ہوگئے شاہزادہ قاسم اپنی بارگاہ مین آئے نقابدار اپنے خیمے مین
جاگزین ہوا اور عزیز الملک مع فرتیہ کوک کے اپنے خیمے مین مقیم ہوا اور ہر ایک نے اپنے اپنے لشکر کے کشتون کو
بطریق خود دفن و کفن کیا غرض عزیز الملک نے فرتیہ کوک سے پوچھا کہ تم اسطرف کیونکر چلے آئے اور تمھین
اس مقابلے کی اطلاع کیونکر ہوئی فرتیہ کوک نے کہا کہ لشکر امیر کا برابر قیطول خداوند کے آگیا ہی لڑائیان ہو رہی ہین

هنگامۂ عظیم برپا ہی لہذا میرے نام خط خداوند کا بمضمون طلب صادر ہوا خط کے پہونچتے ہی مین نے کوچ کردیا راہ مین مجھے اس
جنگ کی خبر پہونچی مین یہ سوچا کہ جاتا ہون ہین لاؤ اسطرف بھی ہوتا جاؤن یہ سنکر عزیز الملک نے فرتیہ کوک کی بڑی
تعظیم وتواضع کی دعوت وضیافت مین مصروف ہوا اور دوسرے دن فرتیہ کوک کو رخصت کیا غرض فرتیہ کوک تو مجبورًا
رخصت ہوا اور یہان عزیز الملک نے پھر طبل جنگ کا حکم دیا ادھر لشکر عزیز الملک مین طبل جنگ بجا اور اُدھر لشکر
قاسم اور لشکر نقابدار مین آواز نقارۂ رزمی کی بلند ہوئی وہ دن اور رات تو تیاری جنگ مین بسر ہوئی صداے ہوشیار باش
اور بیدار باش ہر سہ جانب بلند رہی خدا خدا کرکے جب رات تمام ہوئی اور صحبت سیارات آسمان پر درہم وبرہم ہوئی چراغ
قمر طلعت مہر سے آنکھ چھپکا کر دامن فلک مین پوشیدہ ہوا سفیدۂ سحری آغاز ہوا ہر ایک خدا پرست مستعد نماز ہوا نسیم
عنبر شمیم باغ جنت النعیم سے آنے لگی دعاے عباد بالاے فلک جانے لگی مرغان چمن خندہ زن ہوئے اور سب نمازی بعد
نماز مصافحہ ومعانقہ کرکے باہم خندہ زن ہوئے اور ایک ایک سے کہنے لگا کہ دیکھین آج جام شہادت پی کر عروس اجل
سے کون ہمکنار ہوتا ہی اور کون مظفر ومنصور میدان سے مراجعت کرتا ہی ابھی یہ باتین ہوہی رہی تھین کہ یکایک لشکر
عزیز الملک سے آواز طبل جنگی کی بلند ہوئی سبھون نے تیاری کردی ایک طرف سے ملک قاسم اپنے زخم پر پٹی
زرتار کی باندھے ہوئے ہمراہ فریدون شمشیر پرست میدان مین آئے اور ایک جانب سے نقابدار گلگون پوش
مع کل فوج کے صف آرا ہوئے کہ اتنے مین عزیز الملک میدان مین آیا اور لشکر نقابدار کی طرف مُنھ کرکے نعرہ زن
ہوا کہ او نقابدار اگر دعوی شجاعت ہی تو آگے بڑھ ہمین گو وہین میدان بس یہ سنکر نقابدار نے مرکب کو مہمیز کیا دونون
جوان باہم تگا ور زن ہوئے تین قدم نقابدار کا مرکب ہٹا اور سات قدم عزیز الملک کا مرکب پیچھے ہٹا بس عزیز الملک
غیظ مین آکر گھوڑے کو ایڑ دیکر آگے بڑھا اور گرز اُٹھاکر نقابدار پر حملہ آور ہوا نقابدار نے بھی مرکب کو آگے بڑھایا جیسے ہی گرز
اُسکا قریب سر آیا نقابدار نے ہاتھ بلند کرکے کلہ گرز کو پکڑ لیا اور وہی گرز چھین کر عزیز الملک پر حملہ کیا عزیز الملک نے
سر پیچھے ہٹا لیا گرز گھوڑے کے سر پر پڑا کہ سر گھوڑے کا پاش پاش ہو گیا عزیز الملک مرکب پر سے کودنے لگا پانون
جو رکاب مین اُلجھا ہی تو تلے سوار اوپر گھوڑا نقابدار نے لپک کر ایک تلوار اور گھوڑے کے پیٹ پر رسید کہ پیٹ پھٹکر
سب انتڑیان عزیز الملک کے بدن پر جا رہین لوگ عزیز الملک کے دوڑ پڑے اور اُسے اُٹھا لیگئے یہ دیکھکر
قاسم گویا ہوا کہ اس نقابدار کے ہاتھ سے عزیز الملک خوب ہی بچا ورنہ اسنے تو مار ہی لیا تھا فریدون شمشیر پرست
نے کہا کہ اگر مجھے حکم ہو تو مین جاکر اس نقابدار کو باندھ لاؤن یہ کہکر فریدون نے گھوڑا اُٹھایا اور نقابدار کے سامنے آکر
آواز دی کہ او نقابدار بدکردار ادھر آ تو میرا استکار ہی یہ سنکر نقابدار نے بھی مرکب کو مہمیز کیا اور دونون تگا ور زن ہوئے کوئی
چار قدم مرکب فریدون کا اور کوئی تین قدم مرکب نقابدار کا پیچھے ہٹا الغرض بعد تگا ور زنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی
بعد دو سو طعن کے نقابدار نے نیزہ فریدون کا ہوائی کیا فریدون نے قبضۂ شمشیر جو پکڑ یا خداوند شمشیر کہکے ایک وار
نقابدار کے لگایا جب تلوار سر نقابدار کے قریب آئی نقابدار نے ایک دستانہ اس زور سے مارا کہ تلوار ہاتھ سے
چھوٹ کر دور جا پڑی فریدون نے لپک کر گریبان مین ہاتھ ڈالا نقابدار بھی دست بگریبان ہوا زور ہونے لگے القصہ
زور آزمائی ہوتے ہوتے دونون برابر سے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی تین روز تک خوب ہی کشتی رہی چوتھے روز
فریدون خبردار خبردار کہکے نقابدار کی بغلون مین ہاتھ ڈالکر مثل سیل بلا کے لیچلا تین قدم پر جاکے نقابدار کا گھٹنا
زمین سے لگ گیا بس تڑپ کر نقابدار نے اپنے ہاتھ تو نکال لیے اور فریدون کی بغلون مین ہاتھ دے کر کھینچا
چھہ قدم پر جاکے فریدون کا گھٹنا زمین سے آشنا ہوا فورًا نقابدار نے بغلون کو چھوڑ کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو جھٹکا دیا

تو فریدون کو پسینا آگیا غرض سر سے اونچا کر کے چرخ دے کر چاہتا تھا کہ دے مارے کہ فریدون نے صدائے الامان الامان بلند کی نقابدار نے کہا کہ امان بشرط ایمان فریدون نے کہا کہ تا زنده ایم بنده ایم یہ سنکر نقابدار نے فریدون کو زمین پر رکھکے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا فریدون نے کلمہ پڑھکر اپنی فوج کو آواز دی کہ ای یاران من مین نے تو غلامی نقابدار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے یہ آواز سنکر ایک لاکھ سوار نے برابر گھوڑے اٹھا دیئے اور خدمت نقابدار مین پہونچ گئے یہ دیکھکر ملک قاسم نے آواز دی کہ ای نقابدار گلگون پوش فریدون پر قبضہ کر کے نازان نہ ہو ابھی میرے تیرے مقابلہ باقی ہی کل مقابلہ ہوگا یہ کہکر طبل جنگ بجوادیا اُسطرف نقابدار نے بھی اپنے لشکر مین نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا جب عزیز الملک کو یہ خبر ہوئی تو اُسنے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ پر چوب پڑنے کا حکم دیا وہ رات وہ دن تیاری جنگ مین بسر ہوا صبح کو تینون لشکر میدان مین آئے اب عزیز الملک نے اپنی جگہ پر یہ خیال کیا کہ ای عزیز الملک میرے نزدیک نقابدار اور قاسم دونون مساوی ہین اسلیے کہ یہ بھی خدا پرست اور وہ بھی خدا پرست اب مقابلہ کس سے کرنا چاہیے سوچتے سوچتے ذہن مین یہ آیا کہ نقابدار ایک آفت تازہ ہی پہلے اسیکا استیصال کرنا مناسب ہی بعد اُسکے ملک قاسم سے تو مقابلہ ہوہی رہیگا یہ سوچ کر نقابدار کو آواز دی کہ او نقابدار بدکردار آ ہمین گو وہمین میدان پہلے ہمارے تیرے مقابلہ ہو تو بہتر ہی دیکھین تو تو کیسا بہادر ہی یہ سنتے ہی نقابدار نے آواز دی کہ بہتر ہی آ پہلے آپ ہی کا شکار کرین یہ کہکر مرکب بڑھا کر مقابل عزیز الملک آکر نعرہ زن ہوا ابھی آغاز جنگ نہ ہونے پایا تھا کہ دفعتہً از پردۂ بیابان گرد ے برخاست سبکے سب متحیر ہو کر اُس گرد کی جانب دیکھنے لگے کہ یکایک دامن گرد کا شق ہوا اور نقابدار پلنگینہ پوش مع دس ہزار سوار کے نمودار ہوا اور وہین سے نقابدار کو آواز دی کہ خبردار ہش باش یہ شکار میرا ہی مین عزیز الملک کو زیر کرونگا یہ سنکر نقابدار نے متعجب ہو کر توقف کیا اور عزیز الملک نے آواز دی کہ آ تو ہی آ یہ کہکر نقابدار پلنگینہ پوش کے مقابل آکر نعرہ زن ہوا کوئی تین قدم مرکب اسکا پسپا ہوا بس جھلا کر عزیز الملک نے نقابدار پلنگینہ پوش کو تیغہ مارا نقابدار نے وار اسکا خالی دیکر بند دست پکڑ کے تلوار عزیز الملک کی چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے قاش زین سے اُٹھا لیا اور اپنے لشکر مین لیجا کر مقید کیا اور پھر میدان مین آکر نعرہ کیا کہ اور کوئی میرا مقابلہ کرسکتا ہی یہ سنکر ادھر سے ملک قاسم نے آواز دی کہ ہان ہم تیرا مقابلہ کرینگے اور اُدھر سے نقابدار گلگون پوش نے آواز دے کہ ہان ہم آتے ہین غرض دونون پہلوانون نے اپنے اپنے مرکب مہمیز کیے اور نقابدار پلنگینہ پوش کے برابر آئے قاسم نے کہا کہ او نقابدار پہلے ہمنے آواز دی تھی تو کیون نکل آیا نقابدار گلگون پوش نے کہا کہ کیون بیکار روا ہیات بڑبڑ کر رہا ہی اگر اپنی جان کی خیریت چاہتا ہی تو جا پھر جا ہمین اس سے مقابلہ کرینگے اب ان دونون مین تو باہم ردوبدل ہو رہی ہی اور نقابدار پلنگینہ پوش کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی آخر کار ردوبدل ہوتے ہوتے نوبت باینجا رسید کہ انکا ہاتھ اُنکے گریبان مین اور اُنکا ہاتھ اُنکے گریبان مین لگی جھٹکے بازیان ہونے یہ دیکھکر نقابدار پلنگینہ پوش نے آگے بڑھکر کہا کہ اچھا لڑو نہین آؤ تم دونون مجھسے مقابلہ کرو یہ سنکر قاسم کو غصہ آگیا اور ایک قبضہ تلوار کا نقابدار پلنگینہ پوش کے مار کر کہا کہ جا دور ہو کیا بکتا ہی بس قاسم کی اس حرکت سے نقابدار پلنگینہ پوش کو غصہ آگیا اور بایان ہاتھ بڑھا کر کمر بند قاسم مین ڈالدیا اور داہنا ہاتھ کمر بند نقابدار گلگون پوش مین اور دونون کو قاش زین سے اُٹھا کر اپنے لشکر کیطرف لیچلا اور لشکریان قاسم اور نقابدار گلگون پوش کو آواز دی کہ جاؤ امیر حمزۂ صاحبقران کو خبر کرو کہ اگر آپ کو صاحبقرانی کا دعوی ہی اور شجاعت کا گھمنڈ ہی تو شوق سے میرے مقابلے کو تشریف لائیے ان بالکون کو بیکار چھوڑ رکھا ہی اور خواہ مخواہ ان بچون کا لہو پانی ایک کرواتے ہین یہ کہکر غائب ہو گیا اب انکو تو اس حال مین چھوڑیے اور

دو کلمے داستان جانا قیماس خان خاوری کا مع سیارہ بن عمرو و جملہ لشکر کے خدمت امیر حمزہ صاحبقران عالیشان مین ملاحظہ فرمائیے

کہ جب نقابدار پلنگینہ پوش قاسم کو اٹھا لیگیا تو قیماس خان وغیرہ پر قیام اس مقام کا بہت شاق گذرا اور سبکے سب باحال تباہ خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوئے جب طی منازل اور قطع مراحل کے بعد خدمت امیر مین پہونچکر شرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے تو سارا حال گذشتہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضور اب کوئی تدبیر معقول غور فرمائیے امیر نے اسیوقت جام کلہ عفریت بارگاہ مین رکھوا دیا اور آواز دی کہ کون ایسا بہادر ہے جو جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو اُس قید ستم سے چھڑا لائے بس ابھی یہ کلام امیر عالی مقام ناتمام ہی تھا کہ مالک اژدر غلام نبی چاکر حیدر اپنے دنگل سے اٹھے اور آگے بڑھکر اُس جام کو نوش جان کیا اور کہا کہ اب تو ہی دل مین یہ بات ٹھانی + اللہ باقی من کل فانی اور امیر کو مجرا کرکے ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب مالک اژدر روانہ ہو چلے تو عمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ہر چند مالک اژدر نہایت مردمردانہ اور شیر فرزانہ ہی مگر حضور کا عزیمت فرمانا بھی مناسب معلوم ہوتا ہی یہ سنکر امیر نے اُسیوقت پہلوان عادی کو طلب کیا اور پیش خیمہ لادنے کا حکم صادر فرمایا اُسیوقت پہلوان عادی نے پیش خیمۂ سلطانی شتر پرندہ پر بار کراکے شمالیہ باختر کی راہ لی بعد اُسکے امیر با توقیر نے بھی مع فوج جانب شمالیہ باختر عنان عزیمت کو منعطف فرمایا اب انکو تو راہ مین چھوڑئیے

دو کلمے داستان حال قاسم اور بدیع الزمان مین ملاحظہ فرمائیے

کہ جب نقابدار پلنگینہ پوش انکو اٹھا لیگیا اور بعد تھوڑی دیر کے انکی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک باغ روح افزا مین یہ دونون بیٹھے ہوئے ہین سمجھے کہ کارخانہ طلسمی معلوم ہوتا ہی غرض قاسم نے آگے بڑھکر نقابدار کے چہرے کی نقاب اُلٹ دی اب جو غور سے دیکھتے ہین تو حضرت بدیع الزمان عالیشان تشریف رکھتے ہین متعجب ہوکر کہنے لگے کہ واہ عمو جان واہ ماشاء اللہ کس ترکیب سے آپ نے میرا مقابلہ کیا ہی گو یا ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلا آپ نے فریدون شمشیر پرست کو اس حیلہ گری سے زیر کیا ورنہ وہ بھی ایک میرا سردار ہوتا بدیع الزمان نے کہا وہ تو جو کچھ ہوا وہ ہوا نتیجہ یہ ہی کہ تمھاری ہماری دونون کی کرکری ہو گئی ایک نقابدار نے دونون کو باندھ لیا لیکن اس اثنا مین قاسم جو اپنی قوت کو خیال کرتے ہین تو مثل پیشتر ہی کے پاتے ہین سمجھے کہ اثر سحر مجھپر سے زائل ہو گیا اور بدیع الزمان کی آہستہ کلامی سے سمجھے کہ یہ ابھی تک مبتلاے سحر ہین یہ خیال کرکے کہنے لگے کہ اچھا عمو جان جو ذلت ہونا تھی وہ تو ہوئی مگر اب خیریت اسیمین ہی کہ اب دنگل رستم آپ مجھے لکھدین ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا بدیع الزمان یہ سنکر ہنسے اور کچھ تامل کیا بس قاسم نے لپک کر شانے بدیع الزمان کے پکڑ لیے اور قصد کیا کہ اٹھا کر پھینکدین لیکن اتفاق سے سحر انکا بھی دفع ہو چکا تھا یہ بھی لپٹ گئے کشتی ہونے لگی کہ اتنے مین نقابدار بھی آپڑا اور کہا کہ تم دونون حد سے زیادہ سرکشی کرتے ہو اب مین تمھین قید کردونگا یہ کہکر مثل سابق دونون کو اٹھاکر قریب دریا آیا اور کچھ پڑھکر پانی پر پھونکا یکایک ایک نہنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور نقابدار کے قریب آیا نقابدار نے ان دونون کو اسکے حوالے کردیا اور وہ نہنگ انھین نگلکر پھر دریا مین چلا گیا جب نہنگ دریا مین چلا گیا تو نقابدار بھی وہان سے چلا آیا اب اس قصے کو تو یہین تک چھوڑئیے اور

دو کلمے داستان عمرو کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب لشکر فیروزی اثر امیر با توقیر قریب صحراے شمالیہ کے پہونچا تو خواجہ عمرو براے تلاش فرودگاہ کچھ آگے بڑھ گئے جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پر کیا دیکھتے ہین کہ ایک جم غفیر اور مجمع کثیر عورات جوان و پیر ایک جگہ ہی اور ایک

نازنین سہ جبین وہر تمکین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غرق بیچ مین ان عورتون کے جلوہ افروز ہی مگر زار و قطار
مثل ابر بہار اشک فشان ہی اور ایک خواص اُسکی نہایت کبیر السن اُسکے برابر بیٹھی ہوئی ہی اور بانواع طرق سمجھا رہی ہی
اور وہ سب عورتین بھی اُسکی ہمزبان ہین مگر اُس نازنین کو کسیطرح تسکین نہین ہوتی کہ اسی اثنا مین یکایک زن کبیر السن
کوزہ پشت نمودار ہوئی اور قریب آکر کہنے لگی کہ کیون صاحبو تم کون لوگ ہو اور یہ نازنین کون ہی اور کیون رو رہی ہی وہ
خواص جو ملکہ کے برابر بیٹھی ہوئی تھی کہنے لگی کہ میرا نام متینہ ہی اور اس نازنین کو ماہ سیمتن کہتے ہین نانی کو اسکی
عجائب شاہ نے قید کر لیا ہی اور اسکو آج عروسی کے لیے طلب کیا ہی اس سبب سے یہ رو رہی ہی یہ سنکر وہ زن کوزہ پشت
آگے بڑھی اور بلائین لیکر کہنے لگی کہ بلا لون آپ اسقدر بد حواس کیون ہین مصرع مشکلے نیست کہ آسان نشود
یہ کہکر وہ بڑھیا پیچھے ہٹی اُسکا ہٹنا کہ ملکہ بیہوش ہو کر گر پڑی عمرو یہ دیکھکر سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہی حباب بیہوشی اسکے
ہاتھ مین تھا غرض وہ بڑھیا تو غائب ہو گئی اور عمرو ایک کوٹ مارکے اُس عورت کی قطع بنکے آگے بڑھے
اور سر اُس نازنین کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا دارو ئے رفع بیہوشی اُسے سنگھا کر ہوشیار کیا مگر حال اسکا یہ ہی کہ جون جون دن اخیر
ہوتا ہی وہ نازنین سہمی جاتی ہی اور چہرے پر زردی چھائی جاتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی روح نکالے لیتا ہی اور بار بار یہ شعر زبان
پر آتا ہی شعر ہجوم بیخودی ہی کیون لیے جاتے ہو دان مجکو ٭ خدا جانے وہ کیا پوچھے زبان سے میری کیا نکلے ٭ غرض
وہ حالت خفقان کی ہی کہ کسیکو زندگی کی امید نہین ہی یہ حال دیکھکر عمرو یعنی زن مصنوعی نے کہا کہ مجھے ایک اسم رفع خفقان اور
دہشت کا یاد ہی اگر تم سب کہو تو مین الگ لیجا کر اُسکے کان مین پڑھ دون یہ سب عوارض ابھی تو رفع ہو جائینگے مین یہین
پڑھ دیتی مگر حکم سے اُستاد کے مجبور ہون سبکے سامنے نہین پڑھ سکتی یہ سنکر سب نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ سنکر یہ اُس نازنین
کو ایک گوشے مین لیگئے اور بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا اور آپ اُس نازنین کی صورت بنکر اُس مجمع مین واپس آئے
کہ اتفاقاً اُسیوقت ایک محافہ چار عقاب لیے ہوئے پیدا ہوئے اور ملکہ نقلی سے کہا کہ چلو سوار ہو ملکہ نقلی اپنی جلیسون
سے خدا حافظ کہکے اُس محافے مین جا بیٹھی اسکے بیٹھتے ہی وہ محافہ اُڑا اور آن واحد مین راہ طی کرکے ایک مکان
پُر تکلف مین لا کر اُتارا کہ دیوارین جسکی سنہری تھین اور ہر درخت کے پتے بھی سنہری تھے اور تمام عمارت گنگا جمنی نہایت
آب و تاب کی تھی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی غرض اس ملکہ نقلی کے پہونچتے ہی پیشخدمتین اور کہاریان ہر قسم
کی خادمہ عورتین آموجود ہوئین اور ملکہ کو ایک بارہ دری مین لیجا کر اُتارا تمام عیش و نشاط کا اسباب مہیا کیا ایک عورت
سرو ناز نام جو عجائب شاہ کی بڑی مقرب تھی وہ اسکے آرام و آسائش کے اہتمام کے لیے آموجود ہوئی اور کہا حضور کا
جو حکم ہو ہم بجا لائین ملکہ نے کہا پہلے یہ تو بتاؤ کہ یہ سنہری جھاڑ کنول جو اس بارہ دری مین لگے ہین یہ اصلی ہین یا نقلی سرو ناز
نے کہا کہ بی بی آپ کی بھی کیا باتین بھلا راجہ کے گھر موتیون کا کال یہان نقلی چیز کا کیا کام ہی ملکہ نے کہا ذرا ایک جھاڑ اُترواؤ تو سہی
سرو ناز تو بہت اچھا کہکے جھاڑ اُتارنے کو گئی اور ان حضرت نے ایک میر فرش طلائی جھٹ داخل زنبیل کیا اب جو سرو ناز
نے مڑکر دیکھا تو ایک میر فرش ندارد تھا وہین سے پکار کر کہا کہ ارے دیکھنا ایک میر فرش نہین دکھائی دیتا مجھی کو نہین معلوم
ہوتا یا ہی نہین یہ کہکر وہ پھر جھاڑ اُتارنے مین مصروف ہوئی انھون نے دوسرا میر فرش بھی نذر زنبیل کیا اب جو سرو ناز
دوسری مرتبہ پھر کے دیکھتی ہی تو دوسرا میر فرش بھی ندارد ہی بس جھاڑ اُتارنا تو وہ بھول گئی دونون ہاتھون سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی
کہ ہین آنکھون ہی آنکھون مین دو میر فرش غائب ہو گئے کہ یکایک ایک تخت جواہر نگار نمودار ہوا اور آواز ہشیار باش
کی بلند ہوئی جیسے ہی نگاہ لوگون کی اُس تخت پر پڑی سب کے سب یا خداوند عجائب شاہ کہکے سجدے کو جھک
گئے مگر اُس نازنین نے سجدہ نہ کیا عجائب شاہ تخت سے اُتر کر داخل بارہ دری ہوا اور اُس نازنین سے کہا کہ

تمنے مجھے کیون نہ سجدہ کیا یہ تو تھر تھرانے لگے سرو ناز نے کہا کہ ابھی قواعد خداوندی سے واقفیت نہیں ہی مرد کی صحبت
مین کبھی کاہیکو بیٹھی ہونگی اب سب کچھ ہو جائیگا عجائب شاہ یہ سنکر ہنسنے لگا اور ایک جام شراب اپنے ہاتھ سے
بھر کر اُس نازنین کو دیا اور کہا کہ یہ جام پیام وصل ہی اُس نازنین نے آنکھین نیچی کر کے کہا کہ یہ کام تو ہمارا تھا مناسب یہ تھا
کہ مین آپ کو جام بھر کے دیتی عجائب شاہ نے کہا خیر اب تو میری خاطر سے پی لو اُس نازنین نے ایک دو گھونٹ پی کر
جام رکھدیا اور کہا کہ مین ایسی شراب نہین پیتی دیکھئے مین اپنے پینے کی شراب نکالتی ہون اپنے ساتھ تھوڑی سی لیتی
آئی تھی یہ کہکر ایک قلم شراب یاقوت رنگ کی نکالکر ایک غنچہ سے جام مین اُنڈیل کر خود نوش جان کی عجائب شاہ
نے کہا کہ کچھ تو ہمین بھی اُس نازنین نے مسکرا کر ایک جام بھر کے کچھ کھائی سے اُس شراب مین ڈال کے اور چند قطرے
زمین پر ٹپکا کے عجائب شاہ کو دیا عجائب شاہ نے اُس جام کو لیکر منہ سے لگا لیا جیسے ہی وہ جام لبون سے
متصل ہوا ویسے ہی وہ شراب برنگ آفتاب جانب آسمان اُڑ گئی اُس شراب کے اُڑتے ہی اسے تو زمین نے پکڑ لیا
اور دفعتاً ایک کوندھا سا چمک کر برجوت جادو نمودار ہوئی عجائب شاہ نے برجوت سے کہا کہ ذرا دیکھ تو یہ کون
بیٹھا ہی ارے عمرو ہماری صحبت مین آجائے اور تو اطلاع نہ کرے ہم تو تیری وجہ سے غافل رہین اور تیری یہ حرکتین
یہ سنکر برجوت تو مثل بید کانپنے لگی اور میان عمرو بولے کہ ای خداوند عجائب شاہ جیسا آپکو سنا تھا ویسا ہی پایا اور
مین تو آپ کو قدردان سمجھکر اپنا کمال دکھانے آیا تھا مگر معلوم ہوا کہ آپ کے آگے کسی کامل کا کمال پیش نہین جا سکتا
ای عجائب شاہ تا زندہ ایم بندہ ایم اصل یہ ہی کہ امیر حمزہ کا ملازم تھا وہ مجھے تین روپیہ ماہواری اور گھوڑے
پیچھے مٹھی بھر جو دیا کرتا ہی اُسمین میری بسر ناممکن ہی نوکری اُسکی چھوڑ کے بیکار بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی قدردانی کا
شہرہ گوشزد ہوا اپنی جان پر کھیل کے اس حیلے سے حاضر خدمت ہوا اب مصرع سرِ تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے
عجائب شاہ اس تقریر کو سنکر حیران ہوا اور برجوت جادو سے کہا کہ ای برجوت اب تو ہم جاتے ہین تو اسے
اپنے پاس قید رکھ صبح کو ہم اسکا دیوان کرینگے یہ کہکر عجائب شاہ تو اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا اور برجوت
نے اپنے مکان پر لا کر عمرو کو ایک آہنی قفس مین قید کیا شب بھر عمرو قید رہے جب صبح ہوئی اور عجائب شاہ آکر
تخت پر بیٹھا تو کل جادوگر مثل نہنگ جادو اور پالہنگ جادو اور سرمست جادو سبکے سب حاضر ہوے اور اپنے
اپنے قیدیون کو لا کر حاضر کیا نہنگ جادو نے بدیع الزمان اور قاسم کو پیش کیا اور برجوت جادو نے عمرو کو حاضر کیا
عجائب شاہ نے قاسم سے کہا کہ ای قاسم اگر تو مجھے سجدہ کرے تو مین تجھے مرتبۂ صاحبقرانی سے زیادہ تر مرتبہ عطا
کرون قاسم نے کہا کہ مین تجھپر بھی اور تیرے پرستارون پر بھی لعنت کرتا ہون تو بکتا کیا ہی اور ایسا ہی کچھ بدیع الزمان
نے بھی کہا یہ سنکر قاسم سے کہا کہ ای قاسم تیری محبوبہ ملکہ ماہ تاجدار سیدت الممالک صف شکن شمالی کی
بیٹی جسے بدیع الزمان نے صحرا بیہ مین دفن کیا تھا مین نے اُسے بزور خداوندی طلب کر لیا اور شبیہ اُسکی دفن
ہوگئی اور پکارا کہ ای برجوت جادو لے تو آ اُس ملکہ ماہ تاجدار کو اسیوقت برجوت جادو نے حاضر کیا ملکہ ماہ تاجدار
کو دیکھتے ہی قاسم کے تو جان مین جان آگئی اور عجائب شاہ نے قاسم سے کہا کہ جب دیو سنجر اعظم صف شکن
کے ہاتھ سے مارا گیا اور شعلہ اُسے اُٹھا لیگئی تو یہ انتہا سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہوئی تا اینکہ یہ قریب الموت ہو گئی
تو مین نے اُسے تو اپنے پاس بلا لیا اور اُسکی شبیہ کو وہان بھیجدیا تھا جو وہان جا کر مر گئی اور بدیع الزمان نے
اُسے دفن کیا یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ مجھے سجدہ کر ملکہ نے کہا کہ اگر قاسم سجدہ کرے تو مین بھی سجدہ کرون یہ سنکر
عجائب شاہ نے پھر قاسم سے کہا کہ ای قاسم مجھے سجدہ کر قاسم نے پھر وہی جواب دیا عجائب شاہ نے کہا

کہ اری برجوت پھر انھین لیجا کر قید کر برجوت تو ان دونون کو اُدھر لیگئی اور یہان عجائب شاہ عمرو کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ او عمرو تو مجھے فقرہ دیتا ہی اور بیوقوف بناتا ہی عمرو نے کہا کہ خداوند کیا مجال مین اور آپ کو فقرہ دون عجائب شاہ نے کہا کہ خیر ہرچہ بادا باد اُس نازنین کو تو مجھے دیدے عمرو نے کہا کہ مین تو گرفتار سحر ہون مجھے دام سحر سے رہا کیجیے تو مین اُسے دیدون بعد اُسکے اگر آپ مجھسے ناخوش ہونگے تو مین کسی سمت کو چلا جاؤنگا یہ سنکر عجائب شاہ نے پالہنگ جادو سے کہا کہ اسے یہان سے لیجا اور اُس نازنین کو اس سے لیکر اسے کسی جنگل کی طرف بھیجدے یہ سنکر پالہنگ جادو عمرو کو اپنے مکان پر لایا اور عمرو سے دام سحر کو دفع کرکے اُس نازنین کو طلب کیا عمرو نے ایک گوشے مین جاکر ایک زن نازنین کو زنبیل سے نکالکر پالہنگ جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ لیجیے یہی ملکہ ماہ سیمتن ہی پالہنگ نے پوچھا کہ کیون خواجہ یہ کہان تھی عمرو نے کہا کہ میری زنبیل مین ای پالہنگ جادو میری زنبیل مین چار دریا ہین چار بادشاہ ہین اور انواع و اقسام کی عجائب و غرائب سیاحت ہی پالہنگ نے کہا کہ بھلا ہم بھی دیکھ سکتے ہین عمرو نے کہا کہ جی ہان اپنا زنبیل مین سر ڈالکر ملاحظہ فرمائیے یہ سنکر پالہنگ نے زنبیل مین سر ڈالا عمرو نے دونون ٹانگین پالہنگ کی پکڑ کر زنبیل مین داخل کیا اور آپ اُسکی قطع پر متشکل ہوکے اور اُس عورت کو ماہ سیمتن بناکر ایک گوشے مین بٹھلا دیا اور خود خدمت عجائب شاہ مین آیا عجائب شاہ اُسوقت رقعہ جمشیدی مین حال حیات و ممات دیکھ رہا تھا اُسمین لکھا تھا کہ عجائب شاہ عمرو کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور عمرو زندہ رہیگا یہ حال دیکھکر عجائب شاہ خوف سے کانپ رہا تھا کہ یہ پالہنگ نقلی سامنے حاضر ہوا عجائب شاہ نے کہا کہو پالہنگ کیا حال ہی پالہنگ نے کہا کہ حضور عمرو کو تو پنجے کے ہاتھ مین نے جانب صحرا پھنکوا دیا اور ملکہ کو ایک علٰحدہ مکان مین فروکش کردیا ہی بس یہ سنکر دربار اُسیوقت برخاست کرکے پالہنگ کے ساتھ ہوا جب قریب اُس مکان کے پہونچے تو پالہنگ نے کہا کہ حضور آپ کے چہرے پر کچھ گرد پڑی ہی یہ کہکر اپنے رومال سے گرد چہرے کی پاک کی اُس رومال مین دارو بیہوشی لگی ہوئی تھی فورًا عجائب شاہ کو چھینک آئی اور تڑ سے زمین پر گر پڑا عجائب شاہ کے گرتے ہی فورًا ایک شیر پیدا ہوا اور آتے ہی ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا عمرو نے کہا کہ بھائی تو میرا ہاتھ چھوڑ دے اب مجھسے ایسی خطا نہوگی جب شیر نے ہاتھ اُسکا نہ چھوڑا اور ملازمان حاکم نے یہ معرکہ دیکھا تو عجائب شاہ کو آکر ہوشیار کیا جب عجائب شاہ ہوشیار ہوا تو اُسنے دیکھا کہ شیر پالہنگ کے ہاتھ کو پکڑے کھڑا ہی عجائب شاہ متحیر ہوکر کہنے لگا کہ یہ شیر تو مین نے عمرو کے واسطے مقرر کیا تھا ارے پالہنگ اس شیر نے تیرا ہاتھ کیون پکڑ لیا عرض کیا کہ شیر کو کچھ دھوکا ہوا ہوگا اسلیے میرا تو ہاتھ پکڑ لیا اور آپ گر پڑے مجھے تو عقلاً یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ صرع ہی اور شیر کے برقع مین آئی ہی یہ سنکر عجائب شاہ نے اُس شیر کی طرف دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہی شیر نے کہا عمرو عجائب شاہ نے کہا کہ ارے عمرو یہ کیا غضب کیا پالہنگ کو تو نے کیا کیا عمرو نے عرض کیا کہ وہ سیر زنبیل مین مصروف ہی یہ سنکر عجائب شاہ نے عمرو کو تو متشکل اہو بنا کر جانب صحرا بھیجدیا اور خود جانب گنبد جمشیدی روانہ ہوا اب عجائب شاہ کو تو گنبد عجائب جمشیدی مین چھوڑیے

دو کلمے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب امیر باتوقیر شہر شمالیہ باختر مین پہونچے اور حال ملک قاسم کا معلوم ہوا تو اب امیر کو شمالیہ باختر مین ٹھہرنا شاق ہوا اُسیوقت ملک عجائب شاہ کا راستہ لیا بعد طی مراحل اور قطع منازل قریب ملک عجائب شاہ کے پہونچے تو سنا کہ عجائب شاہ گنبد عجائب جمشیدی مین متمکن ہی اور کل سردار اُسکے اُسکے پاس موجود ہین یہ سنکر امیر نے ایک نامہ لکھکر بدست مالک اژدر روانہ کیا اور خود شکار کے لیے جانب صحرا روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک

دامن کوہ کے برابر پہونچ کے کیا دیکھتے ہین کہ ایک آہو سامنے سے پیدا ہوا اور امیر کی جانب آنے لگا یا تو امیر نے
تیر چلّہ کمان مین جوڑا اٹھایا اب جو اُسکو آتے دیکھا تو ٹھہر گئے وہ آہو امیر کے قریب آکر سیدھا کھڑا ہو گیا اور سر ہلا کر رونے
لگا امیر اُس آہو کے قریب گئے اور اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا یہ شفقت امیر کی دیکھکر اُس آہو نے اپنے اگلے پنجون سے زمین
پر تحریر کیا کہ اے امیر با توقیر مین عمرو ہون جلد اسم رفع سحر پڑھ کے مجھپر دم کرو کہ مین جامۂ انسانیت مین آؤن اُسیوقت
اسم رفع سحر امیر نے پڑھکر دم کیا اور ایک خاک کی چٹکی اُٹھا کر عمرو پر ڈالی اُسیوقت عمرو بصورت اصلی آ گئے
اور کل حال فتیہ قاسم اور بدیع الزمان اور اپنی عیاری کا بیان کیا اور عرض کیا کہ ہم تو اب یہان ہرگز نہ رہینگے جاتے
ہین آپ کو اپنے فعل کا اختیار ہے لاکھ لاکھ عمرو کو امیر روکا کیے مگر عمرو نے نہ مانا اور چلا گیا اور امیر سے کہتا گیا کہ از براے
خدا میرا حال کسی سے نہ بیان کیجیے گا عمرو تو اپنی طرف راہی ہوا اور امیر اپنے لشکر مین داخل ہوئے لیکن جب
مالک اژدر قریب گنبد جمشیدی کے پہونچے تو دیکھا کہ بعینہ ایک جوان ایسی ہی شکل و صورت اور ایسی ہی قد و قامت
اور ایسی ہی گھوڑے پر سوار کھڑا ہے مالک اُسے دیکھکر بہت متعجب ہوئے کہ یہ شخص بعینہ میری ہی ہمشکل کون ہے اور
کہان سے آیا ہے غرض جب مالک اُسکے قریب پہونچے تو اُس شخص نے مالک سے نامہ امیر کا طلب کیا مالک
نے انکار کیا اُسنے کہا کہ اے مالک سنو مین ہون تمھارا ہمشکل اور خداوند کا تابعدار ہر وقت اُسے سجدہ کیا کرتا ہون اور
تو ہے خدا پرست سجدہ کرنے مین تجھے تامل ضروری ہوگا اور یہ تامل باعث خشونت خداوند ہوگا اور تو مستحق عقوبت
ہوگا مالک نے کہا کہ چاہے کچھ ہو مین نامہ نہین دونگا تا اینکہ گفتگو زیادہ بڑھی اور نوبت بہ جنگ پہونچی اور نیزہ بازی
ہونے لگی جب نیزے دونون کے بیکار ہو گئے تو نقلی مالک نے اصلی مالک کے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اور کھینچتا
ہوا سامنے عجائب شاہ کے لے آیا عجائب شاہ نے برحوت جادو کے حوالے کر کے کہا کہ اسے لیجا کر قید کرو جب
یہ خبر امیر کو پہونچی تو فی الجملہ امیر کو سکوت ہوا اور یہان عجائب شاہ نے طبل جنگ بجوایا جب امیر کو یہ خبر ہوئی تو امیر
نے بھی نقارۂ رزمی بجوادیا شب بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے
اُدھر سے عجائب شاہ مع اپنے سردارون کے میدان مین آیا اور اسطرف سے امیر کشورگیر لڑائی شروع ہوئی
طہماس زورآور سردار عجائب شاہ کے ہاتھ سے بہت سے پہلوان لشکر امیر کے زخمی ہوئے جب آٹھ پہلوان
زخمی ہو چکے تو دیکھا کہ یکایک لشکر امیر سے کرب غازی کا نعرہ بلند ہوا اور دفعتہً کرب غازی آتے ہی طہماس
سے تگاورزن ہوا بعد تگاورزنی کے دونون نے نیزے اُٹھائے لگی نیزہ بازی ہونے سترھوین طعن مین کرب
نے نیزہ طہماس کا نکالدیا طہماس نے تلوار ماری کرب نے ضرب اُسکی روک کے جو ایک ہاتھ مارا تو برابر سے
دو پرکالے ہو گئے غرض اسیطرح پانچ سردار لشکر عجائب شاہ کے کرب کے ہاتھ سے مارے گئے کہ اس اثنا
مین شام ہو گئی عجائب شاہ طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو واپس ہوا اور دو چار دور شراب پی کر طبل جنگ بجوا کر
عجائب خانۂ سامری مین آکر داخل ہوا اور کل سرداران امیر کے ہمشکل و ہمصورت اشخاص بنا کر دوسرے
روز صف جنگ مین برآمد ہوا اور بڑے دھوم دھام سے آکر نعرہ زن ہوا کہ اے حمزہ اور لشکریان حمزہ دیکھو
تو سہی ہمارے ساتھ بھی تم ہی ایسے سردار ہین یا نہین اب جو امیر دیکھتے ہین تو جو سردار انکے یہان ہین ویسے ہی
سردار اُسکے یہان بھی موجود ہین نتیجہ یہ کہ جو سردار لشکر امیر سے نکلا اُسی قطع کا ایک سردار لشکر عجائب شاہ سے بھی
نکلا اور سردار امیر حمزہ کو باندھ لیا غرض شام تک کل سردار امیر لشکر عجائب شاہ مین مقید ہو گئے جب خواجہ زادون
نے یہ معرکہ دیکھا تو امیر سے عرض کیا کہ خداوند آپ ایک ہفتے کی مہلت عجائب شاہ سے طلب کیجیے یہ سنکر

امیر نے عجائب شاہ سے ایک ہفتے کی مہلت طلب کی عجائب شاہ نے مہلت دیدی اور طبل شادمانی بجواتا
ہوا اپنے مقام پر واپس ہوا اب ان سبکو تو اسی حال مین چھوڑ دیجیے اور

دو کلمے داستان عمرو کے ملاحظہ فرمائیے

که یه جو امیر کے پاس سے چلے تو جاتے جاتے ایک صحراے لق و دق بے آب و گیاہ مین پہونچا ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر اپنے ہاتھ کی لکیرین دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے کچھ خیال جو آیا تو ملکہ ماہ سیمتن کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار
کیا یہ بیچاری ہوشیار ہوکر حیران ہوئی اور پوچھا کہ آپ کون ہین عمرو نے سارا حال گذشتہ اُسکے سامنے بیان کیا یہ سنکر اُس
نازنین نے کہا کہ آہا آپ کا نام عمرو عیار تو نہین ہی عمرو نے کہا کہ ہان مین ہی عمرو ہون یہ سنکر ماہ سیمتن نے کہا کہ ای خواجہ
میری نانی سلطانہ جادو ہی اُسنے میرے بازو پر ایک پرچہ باندھ دیا تھا اور کہا تھا کہ ای ماہ سیمتن اب زمانہ میری قید
کا قریب ہی بعد میرے قید ہو جانے کے اگر تجھسے اور عمرو سے ملاقات ہو تو یہ پرچہ عمرو کو دیدینا عمرو نے کہا کہ اچھا وہ
پرچہ لاؤ تو سہی ملکہ ماہ سیمتن نے وہ پرچہ اپنے بازو سے کھولکر عمرو کے حوالے کیا عمرو جو کھولکر پڑھتے ہین تو اُسمین لکھا
تھا کہ ای خواجہ جب تم میدان لالہ زار کے قریب پہونچنا تو وہان کے بتخانے مین ضرور جانا وہین تم عجائب شاہ کو پاؤگے
اور گرفتار کروگے اور یاد رہے کہ بادشاہ وہان کا لالہ زار شاہ ہی آٹھوین روز خداوندی کرتا ہی اور اُسی سرزمین پر ایک
دریا ہی جب تم اُس دریا کے قریب پہونچنا تو کنارے پر اُسکے ایک درخت خوشرنگ پاؤگے اور اُسکی ایک شاخ پر ایک
خوشرنگ طوطی کو دیکھوگے اگر یہ پرچہ اُسے دکھادوگے تو وہ سارا حال ہمارا بیان کردیگی کیونکہ اسیواسطے پہلے سے اُسے
مقرر کردیا ہی اُس پرچے کو دیکھکر عمرو نے ماہ سیمتن کو تو زنبیل مین ڈال لیا اور خود بیابان لالہ زار کا راستہ لیا جب بعد
طی مراحل اور قطع منازل قریب اُس دریا کے پہونچے جہان کا پتا اُس پرچے مین لکھا تھا تو دیکھا کہ واقعی وہی درخت
اور وہی طوطی اُسپر بیٹھا ہی عمرو نے وہ پرچہ اُس طوطی کو دکھادیا طوطی اُس پرچے کے دیکھتے ہی زمین پر گری اور ہیئت انسانی
پیدا کرکے عمرو سے ملاقات کی اور کہا کہ ای خواجہ آپ بیابان لالہ زار کے قریب آچکے ہین اور ملکہ سلطانہ جادو
حباب جادو کی قید مین ہین اور حباب جادو جوگی بنا ہوا درہ کوہ کے اندر بیٹھا ہی اور ایک قفس مین سلطانہ جادو
مقید ہین اگر آپ اُسے مارین تو سلطانہ جادو رہا ہو جائین یہ سنکر عمرو ایک جوگی کی قطع بنکر اُس جوگی کے
پاس آئے اور صاحب سلامت کی اُس جوگی نے کہا کہ ارے بھائی یہان سے چلا جا یہ مقام ٹھہرنے کا نہین
ہی اس مصنوعی جوگی نے کہا کہ بابا آگ چاہیے ہی اگر اجازت ہو تو ذرا سی آگ لیکر چلم بھر کے ایک دم لگاؤن پھر
چلا جاؤنگا مین خود نہ ٹھہرونگا اُس جوگی نے کہا کہ اچھا آگ لیکر جلد یہان سے چلا جا اُس مصنوعی جوگی نے
جھک کر اُس ٹھیک مین سے آگ نکال اور تھوڑی بیہوشی آنکھ بچاکر اُس ٹھیک مین ڈالدی یہ تو آگ لیکر ایک
کھوہ مین پہاڑ کی چھپ رہا اور وہان جو ہوا چلی اور دھونی ہوئی اور وہ دھوان اُس جوگی کے دماغ مین پہونچا
فوراً اُسے ایک چھینک آئی اور وہ جوگی بیہوش ہوکر گرا اُسکے گرتے ہی عمرو جلدی سے لپک آئے اور ایک
ہی ایکسہی ہاتھ مین تلوار کے کام اُسکا تمام کیا اُسکے گرتے ہی ایک دھوان سا بلند ہوا اور آواز آئی کہ افسوس
مارا ناحق کشتی نام من حباب جادو بود جب دھوان برطرف ہوا تو وہ قفس خود بخود زمین پر گر پڑا اور سلطانہ جادو
رہا ہوکر اپنی ہیئت اصلی پر آئی اور عمرو کی بہت کچھ مدح و ثنا کی اور کہا کہ ای خواجہ اب آپ کو مناسب ہی کہ آپ
گنبد جمشیدی کی راہ لین مین بھی آتی ہون یہ سنکر عمرو ایک مرد دہقانی مجذوب کی قطع بنکر طرف گنبد جمشیدی
کے روانہ ہوے جب بعد طی مراحل اور قطع منازل گنبد جمشیدی کے دروازے پر پہونچے تو دربانون نے ممانعت

ہی اور کہا کہ یہان سے چلا جا سواے میلے کے دن کے اور روز یہان کوئی جانے نہین پاتا عمرو نے کہا کہ ارے یارو
مجھے جانے دو مین تو ایک بیچارہ غریب آدمی ہون اس شدت مرض سے رنجور و مجبور ہون مجھے خواب مین بشارت
ہوئی ہی کہ مجھے خداوند جمشید نے طلب کیا ہی وہین تجکو شفا ہوگی تو بھائی بڑی مصیبت و تکلیف اُٹھا کے مین یہانتک
آیا ہون صدقہ خداوند جمشید کا مجھے جانے دو القصہ جب عمرو نے بہت کچھ آہ وزاری کی تو دربانون نے جانے کی
اجازت دی عمرو جب گنبد کے اندر آیا تو پہلے کئی مرتبہ ایک بڑے بت کے گرد طواف کیا اور بعد طواف ایک گوشے
مین جا بیٹھا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک اٹھارہ برس کے سن کا جوان بنکر ٹہلنے لگا اب جو دربانون نے
اندر آکے دیکھا تو یہ ماجرا ملاحظہ کیا متعجب ہوکر پوچھا کہ ارے تو کون ہی اسنے کہا کہ مین وہی مریض ہون خداوند
جمشید کے الطاف سے ایسا صحیح و سالم ہوگیا یہ بات سنکر پھر تو سبکے سب انکے گرد آکر جمع ہوگئے اور انکے کپڑے
تبرک سمجھ کے نوچ لیگئے اور تمام ساکنان بتکدہ اور پرستاران جمشید نے انکو بتخانے کا مالک کیا ان حضرت نے
جہانتک ممکن ہوا خوب سا مال و اسباب اور زر و جواہر بتخانے کا نذر زنبیل کیا اب انکو تو اس خرد برد مین چھوڑیے

دوسرے کلمے داستان عجائب شاہ کے ملاحظہ فرمائیے

امیر با توقیر کو جب عجائب شاہ نے ایک ہفتے کی مہلت دیدی تو امیر با توقیر تو اپنے ساز و سامان مین مصروف
ہوئے اور عجائب شاہ گھبرا کر گنبد جمشیدی کی جانب روانہ ہوا جب داخل گنبد ہوا تو میان عمرو کو دیکھکر حال
انکا دریافت کیا لوگون نے تمام حال انکا بیان کیا عجائب شاہ متحیر ہو کر عمرو کے پاس گیا اور پوچھا کہ تمنے کس بت
سے شفا پائی عمرو نے اشارے سے بتایا کہ دیکھو اس بڑے بت سے جو سب کے بیچ مین رکھا ہی کہیے تو مین آپ
کے واسطے بھی اجازت لاؤن یہ کہکر عمرو بتخانے مین داخل ہوا اور گلیم عیاری اوڑھکر ایک گوشے مین چھپ کے
آواز بدل کے پکارا کہ ای عجائب شاہ تو متعجب نہ ہو ہمارے ایسے بہت سے کھیل ہوا کرتے ہین تو بھی چلا آ
تجھپر برکت و شفا کا ہاتھ پھیردین پس عجائب شاہ یہ آواز سنکر یا خداوند یا خداوند کہتا ہوا داخل بتخانہ ہوا
یہان تو عمرو نے جاتے ہی حلقہاے کمند تیار کیے تھے عجائب شاہ جیسے ہی داخل ہوا ویسے ہی اسنے
حلقہاے کمند مین پھانس کے بیہوشی سنگھا کر داخل زنبیل کیا اور خود عجائب شاہ کی شکل پر متشکل ہو کے بتخانے
سے باہر آیا اور آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ وہ شخص عمرو عیار تھا مین نے اُسکو قتل کیا تم سب بھی اُسکے
قتل سے خوش ہو اور نقارے خوشی کے بجاؤ کہ اُسکے مرجانے کی آواز اُنکی تم سبکے کانون تک نہ پہونچے
تو بہتر ہی وہ سب تو نقارہ بجانے مین مصروف ہوئے اور انھون نے عجائب شاہ کے قتل کا ارادہ کیا
معًا انکے ارادے کے زمین شق ہوئی اور ایک شیر آہنی پیدا ہوا اور ہاتھ انکا پکڑ لیا اور گویا ہوا کہ او دزد گردن
باریک عجائب شاہ ایسا غافل نہین ہی عمرو نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ ہاتھ پنجہ شیر سے چھوٹے مگر
ممکن نہوا درگاہ خالق بے نیاز مین دست دعا بلند کیا اور عرض کیا کہ خداوندا اس بلا کو جلد دفع کر اس دعا
کے ساتھ ایک برق آسمان سے گری اور اُس شیر کے دو ٹکڑے کر دیے جب چمک اُس برق کی رفع ہوئی
تو عمرو نے دیکھا کہ سلطانہ جادو آ موجود ہوئی اور عمرو سے کہا کہ ای خواجہ بڑا غضب کیا تمنے کوئی ایسی بھی
غفلت کرتا ہی پس عمرو کو یاد آگیا فورًا اُنکا زبان مین سوزن کر دیا اور خود عجائب شاہ بنا اور سلطانہ جادو
کو اپنی شکل پر متشکل کیا اور اب یہ عجائب شاہ نقلی اور عمرو نقلی یا سلطانہ جادو تمام مال و اسباب بتخانے
کا لیکر وہان سے چلتے ہوئے اب جو مستفسر حال ہوتا ہی یہ کہدیتے ہین کہ مین اس نظر کردہ جمشید کو لیکر منکران خداوندی کی

ہدایت کو جاتا ہون تا اینکہ بعد قطع منازل اور طی مراحل داخل بارگاہ عجائب شاہ اصلی ہوئے اب یہ تو عجائب شاہ
بنے ہی ہوئے ہین آتے ہی برحوت جادو کو طلب کیا اور حکم دیا کہ کل سرداران امیر کو رہا کر دو اور کل قیدیون کو
بھی چھوڑ دو برحوت جادو نے اسیوقت کل سرداران امیر کو مع کل قیدیون کے رہا کر دیا الغرض عجائب شاہ
نقلی نے اُن سب سے کہا کہ جا کر امیر کو خبر کرو کہ ہم تمھاری ملاقات کو آتے ہین کل سرداران امیر یہان سے خوشی خوشی
خدمت امیر مین روانہ ہوئے اور جا کر امیر با توقیر سے بیان کیا کہ اے امیر عجائب شاہ آپ کی ملاقات کو آتا ہے
امیر یہ سنکر بہت حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ بھلا عجائب شاہ یہان کیون آتا ہے اور یہان آکر کیا کریگا
القصہ سرداران امیر تو خدمت امیر مین روانہ ہوئے اور یہان برحوت جادو نے بزور سحر ایک تخت
سواری عجائب شاہ کا مہیا کیا اور یہ سوار ہو کر بارگاہ امیر کی جانب روانہ ہوئے یہان امیر ابھی اسی فکر ہی مین
تھے کہ دفعۃً سامنے سے ایک تخت نمایان ہوا اور اُس تخت پر عجائب شاہ تاج شاہی بر سر اور چارقب شاہی
در بر بڑے کر و فر سے باین ہیئت نمایان ہوا کہ ایک پہلو مین برحوت جادو اور ایک پہلو مین وہی نظر کردہ جمشید
سر پر ابر سایہ فگن برق اس ابر مین سے چمکتی ہوئی بارش لعل و گوہر ہوتی ہوئی القصہ جب امیر نے یہ خبر سنی کہ
عجائب شاہ برابر بارگاہ کے آپہونچا تو امیر بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلے اور عجائب شاہ سے فرمایا
کہ او گبر ناہنجار تو مجھے ان برقون اور اس ساز اور سامان سے ڈرانے آیا ہے تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہے
عجائب شاہ نے کہا کہ امیر تم بڑے ہی نامنصف شخص ہو مین نے تو تم پر اتنا بڑا احسان کیا کہ تمھارے
کل سردارون کو پکڑ کے چھوڑ دیا اور اب بھی تمکو ہماری جانب اعتقاد نہین ہوتا ہے تو سہی جو تمکو اس عذاب سے
نہ مارون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ کنان ہون امیر یہ سنکر نہایت برہم ہوئے اور
فرمایا کہ بس خیریت اسی مین ہے کہ جادو دور ہو یہان سے یہ سنکر عجائب شاہ نے کہا کہ تخت ہمارا زمین پر رکھ دو
بس جیسے ہی تخت زمین پر آیا ویسے ہی عجائب شاہ نے برحوت جادو سے کہا کہ ابھی حمزہ کو نگل
لے بس یہ کہنا تھا کہ برحوت جادو زمین مین لوٹ مار کر ایک اژدر کی قطع پر متشکل ہو کے امیر پر جھپٹا امیر
نے ایک مشت خاک اسم اعظم پڑھکر اُس اژدر پر ماری ہامن خاک کے پڑتے ہی اُس اژدر نے ہیئت اصلی
پیدا کی امیر نے ایک ہاتھ مار کے اُسکے دو ٹکڑے کر دیے اور برکت سے اسم اعظم کی رعد گرجا اور بجلی
کڑکی اور تمام جہان تیرہ و تاریک ہو گیا بعد رفع ہونے اُس تاریکی کے آواز آئی کہ مارا جوان کشتی اے جوان نام
من برحوت جادو لو داب جو امیر نے غور سے دیکھا تو عجائب شاہ کو اسیطرح تخت پر متمکن پایا چاہتے تھے
کہ اُس پر حملہ آور ہون کہ عجائب شاہ نے آواز دی کہ اے حمزہ جو تمھارے مذہب مین آ بے وہ کیا کہے یہ سنکر امیر
نے ہاتھ روک لیا اور خوش ہو کر کلمۂ طیبہ تعلیم کیا عجائب شاہ نے کلمہ پڑھکر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ ہمنے
تو اطاعت حمزہ کی قبول کی جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ آئے اور سحر سے توبہ کرکے دائرۂ اسلام مین داخل ہو
یہ سنکر سبکے سب حاضر ہوئے اور سحر سے توبہ کرکے ہمراہ عجائب شاہ کے داخل بارگاہ صاحبقرانی ہوئے
اور کلمہ پڑھ پڑھکر دائرۂ اسلام مین داخل ہوئے اور بہ برکت دعا سے صاحبقران ساری سحر و ساحری کو
فراموش کر گئے اور کل اسمار سحر لوح دل سے سہو و محو ہو گئے جب مطمئن ہو کر بیٹھ لیے تو عجائب شاہ نے
امیر سے کہا کہ اے امیر میرے پانچ کرور روپیے اس جنگ مین صرف ہوئے ہین وہ دیدو تو خیر ورنہ مین پھر اپنے مذہب
اصلی پر آجاؤنگا یہ سنکر امیر با توقیر کچھ سمجھے اور کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ واہ خواجہ واہ کیا عیاری کی ہے کیا کہنا یہ کہکر اسے

سے

گلے سے لگالیا اور کہا کہ بس اب بس عجائب شاہ کو تو نکالیے اُسیوقت عمرو نے اپنی زنبیل سے عجائب شاہ کو نکالکر باندھ دیا امیر نے عمرو سے کہا کہ اِسے ہوشیار تو کرو جب یہ ہوشیار ہوا تو امیر نے پوچھا کہ اسلام قبول کریگا یا نہین چونکہ نکلا زبان مین چھپا ہوا تھا مُنھ سے تو نہ بولا مگر گردن ہلاکر گویا انکار کیا کہ اسلام قبول کرونگا بس امیر نے اُسیوقت عجائب شاہ کو تیر باران کروا دیا کہ کام اُسکا تمام ہوگیا اور اُسکے مرتے ہی ایک دھوان سا بلند ہوا جب دھوان رفع ہوا تو آواز آئی کہ مارا جوان کشتی ایران نام مین عجائب شاہ بود اب جو دیکھتے ہین نہ وہ ساز ہی نہ سامان نہ شاہ ہی نہ شاہی بجز ذات خدا کی ذات نظر آتی ہی غرض امیر نے شکر خدا ادا کیا اور سلطانہ جادو کو وہان کا بادشاہ کیا بعد اُسکے عزیز الملک کو بلاکر کلمہ تعلیم کرکے مسلمان کیا اور ملکہ تاجدار کو قاسم کے ساتھ منسوب کیا اور سیف الملک وغیرہ کو شہر شمالیہ مین بھیجکر خود مع شاہزادہ بدیع الزمان شہر عجم کا راستہ لیا بعد چندے کے امیر با توقیر صحراے عجم مین ہونچکر بارگاہ برپا کرواتے ہین اور چندے وہان قیام کرتے ہین اب انکو تو صحراے عجم مین چھوڑیے اور

دو کلمے داستان خوبان مردار خوار کے ملاحظہ فرمائیے

کہ جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ امیر صحراے عجم مین مقیم ہوئے ہین تو یہ اس خبر کو سنکر بقصد مقابلہ امیر اپنے عیار شبرنگ مردار خوار اور اُسکے شاگردون کو لیکر صحراے عجم کو روانہ ہوا جب قریب صحراے عجم کے پہونچا تو عیار شبرنگ مردار خوار صورت اپنی تبدیل کرکے جاسوسی لشکر امیر کے لیے چلا جب داخل لشکر امیر ہوا تو تزک و احتشام لشکر دیکھکر دنگ ہوگیا جب شب ہوئی تو جھاڑ ساز کی قطع بنکر داخل خیمۂ صاحبقران ہوا اور روشنی کرنے لگا جو ہین روشنی ہو چکی اور دھوان اُسکا سبھون کے دماغ مین پہونچا تو ایک ہی دفعہ سبکے سب بیہوش ہوگئے کسی مین ہوش نہ رہا بس شبرنگ مردار خوار نے کرب غازی کو باندھکر پشتارہ باندھ لیا اور بارگاہ سے نکلکر خوبان مردار خوار کے پاس روانہ ہوا اور یہان اس عرصے مین حسن اتفاق سے خواجہ عمرو بھی آگئے یہ جو آکر دیکھتے ہین تو روشنی تو ہو رہی ہی مگر سبکے سب بیہوش و مدہوش پڑے ہین اور اب اثر بیہوشی اثر کرنے لگی بس جلدی سے عمرو نے الگ ہٹ کے اُس روشنی کو گل کردیا اور سبھون کو ہوشیار کیا اُسوقت اندلس بن عمرو نے کہا کہ میرے نزدیک وہ جھاڑ سا جو آج روشنی کرنے آیا تھا وہ جھاڑ سا نہ تھا کوئی عیار تھا اب جو عمرو نے غور سے دیکھا تو بیتر اشبرنگ کا پہچانا اور اُسے ڈھونڈھتے ہوئے روانہ ہوئے اور شبرنگ نے خوبان کے پاس پہونچ کے عرض کیا کہ لیجیے خداوند آج کیا ہی لقمۂ چرب مین آپ کے واسطے لایا ہون اگر آپ یہان قیام کیجیے گا تو ایسا ہی آدمزاد مین روز لادیا کرونگا یہ سنکر خوبان بہت خوش ہوا اور کہا کہ آج رات کو اسے اپنے ہی پاس رہنے دو صبح کو لانا اب

دو کلمے داستان عمرو کے ملاحظہ کیجیے

کہ یہ جو تلاش شبرنگ مین چلے تو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے قریب ایک لشکر کے پہونچے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ لشکر خوبان مردار خوار کا ہی امیر سے مقابلہ کرنے کو آیا ہی یہ سنکر عمرو خاموش ہو رہا اور صبح کو ایک رکابدار کی صورت بنکر داخل دربار خوبان ہوا ابھی یہ کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ شبرنگ کرب کو لیکر حاضر ہوا خوبان اُسوقت شراب خواری مین مصروف ہوا اور اس رکابدار سے پوچھا کہ تو کون ہی اسنے کہا کہ مین رکابدار ہون کباب خوب بناتا ہون یہ سنکر خوبان نے شبرنگ سے کہا کہ ارے شبرنگ اُس

آدمزاد کو اس رکابدار کے حوالے کر کہ یہ اُسکے کباب لگا دے شبرنگ نے کرب کو اس رکابدار کے حوالے کیا اور سیخین اور کوئلے وغیرہ بھی سب موجود کر دیے رکابدار نے پوچھا کہ اسے ہوشیار کرکے حلال کرون یا یونہین کاٹ کے کباب لگا دون خوبان نے کہا کہ ارے جگانے سے اسکا خون خشک ہو جائیگا اور خون خشک ہو جانے سے گوشت کم ہو جائیگا یونہین کاٹ کے کباب لگا دے یہ سنکر رکابدار نے کوئلے سلگائے اور تھوڑی بیہوشی اُس آگ پر ڈالدی دھوان جو بلند ہوا اور سبکے دماغ مین پہونچا تو یکایک سب بیہوش ہو گئے میان رکابدار نے عیار اور سردار دونون کو اُٹھا داخل زنبیل کیا اور کرب کو ہوشیار کرکے کل کیفیت بیان کی کرب نے ہوشیار ہو کر اُس فوج کو درہم برہم کیا اور عمرو و کرب اُن دونون کو لیکر داخل لشکر امیر ہوئے اور عمرو نے امیر کے اُن قیدیون کو ڈالدیا امیر نے ہوشیار کرنے کا حکم دیا عمرو نے ہوشیار کیا امیر نے پوچھا کہ مذہب قبول کرتے ہو یا نہین کیا کلام ہے اُنھون نے انکار کیا اور قید توڑ کر امیر پر حملہ آور ہوئے امیر نے اُٹھکر ایک ایک طمانچہ رسید کیا وہ دونون زمین پر گر پڑے فوراً دونون کی گردنین مارنے کا حکم دیا جب وہ دونون قتل ہو چکے تو امیر نے عمرو کو ایک خلعت عنایت کیا اور حکم جشن صادر فرمایا اُسیوقت تمام اسباب جشن مہیا ہوا اسکے سب اپنے اپنے دنگلون پر آکے بیٹھے ناچ رنگ شروع ہوا اُسوقت بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای امیر مین نے فضیل بن کیاہور خون آشام سے وعدہ کیا تھا کہ مین ایک جلسہ کرکے تجکو اولاد حمزہ کے برابر جگہ دونگا تو اسکے قبل تو وہ جلسہ بسبب غائب ہو جانے ربیع الزمان اور قاسم کے ملتوی رہا تھا میرے نزدیک آج سے بہتر کوئی موقع نہین ہے امیر نے فرمایا جو آپ کی مرضی مجھے کیا عذر ہے یہ سنکر بادشاہ نے چار طرف ملاحظہ کیا دنگل عمرو بن رستم کا خالی پایا فضیل بن کیاہور خون آشام کو اُس دنگل پر بٹھلادیا قاسم کو یہ امر بہت ناگوار ہوا کیونکہ عمرو بن رستم قاسم کا چھوٹا بھائی تھا غرض اُسوقت تو قاسم چپ رہے شام کو بعد برخاستگی دربار اپنے مقام پر آئے اور سیارہ بن عمرو کے ہاتھ بدیع الزمان سے کہلا بھیجا کہ اگر دعوی شجاعت ہے تو مین دربند جالندریہ پر جاتا ہون وہان اگر سمجھو تو اللہ اکبر تمھارا ہوا خواہ ہے بھائی کے دنگل پر بیٹھے یہ کہکر سیارہ کو ادھر بھیجا اور خود دربند جالندریہ کی راہ لی فقط

خاتمة الطبع از جانب کارپردازان مطبع

کہان ہین وہ شائقین والا تمکین جنکے گوش حق نیوش ہمیشہ ہوشربا داستانون اور دلچسپ قصون کے سننے کے مشتاق رہتے ہین اور کدھر ہین وہ ناظرین جنکی آنکھین دلربا عمدہ عمدہ دفترون کی سیر مین مصروف رہتی ہین بسم اللہ جلد اس مژدۂ تازہ کے سُننے کو تشریف لائین کہ مدت مدید اور عرصۂ بعید سے جس معشوق شہرۂ آفاق کا ازحد اشتیاق تھا اور جسکا ہجر دل کو نہایت شاق تھا فی الحال اُس شاہد مراد نے حجاب سے اپنا چہرۂ بے نقاب نکالا ہے یعنے داستان امیر حمزۂ صاحبقران کا دفتر دوم موسوم بہ کوچک باختر جسکو گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت شیخ تصدق حسین صاحب بداستان گو نے حسب منشاء مطبع اودھ اخبار نہایت سلیس اُردو زبان مین ترجمہ کیا ہے جسکے ملاحظہ سے ناظرین باتمکین یقیناً نہایت محظوظ و مسرور ہونگے وہ بماہ جون ۱۸۹۳ع مطبع جناب منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای - واقع لکھنؤ مین بحسن سعی کارپردازان مطبع حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر پیشکش شائقین ہمت گزین ہوا

